جنّاتِ عدن

اردو ترجمہ

لطائفُ المنن

تصنیف لطیف

قطب ربانی، ہیکل صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہٗ نورانی

مترجم

رئیس المتکلمین عالم باعمل، پیر طریقت

حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید

مُحمّد محفوظ الحق شاہ

چشتی صابری قادری صاحب

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

جنّاتِ عدن

اردو ترجمہ

لطائفُ المنن

تصنیف لطیف

قطبِ ربّانی ہیکلِ صمدانی عارف باللہ تعالیٰ

سیّدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ نورانی

مترجم

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت
حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صابری قادری صاحب

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ———— جنات عدن اردو ترجمہ لطائف المنن

مصنف ———— سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم ———— صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صدری قادری

زیراہتمام ———— صاحبزادہ سید محمد محمود الحق شاہ قادری

طابع: ———— سید محمد شجاعت رسول قادری

تعداد صفحات ———— 992

تاریخ اشاعت ———— محرم الحرام ۱۴۳۲ھ دسمبر 2010ء

ٹائٹل ———— باقر گرافکس

ناشر ———— نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

کمپیوٹر کوڈ ———— 1N-143

قیمت ———— -/900 روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور ☎ 042-37313885, 37070063

E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

بسم الله الرحمن الرحیم

اللّٰهم

صلِّ علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ و علیٰ آلہٖ
وصحبہٖ وبارك وسلّم

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبك خیر الخلق کلّهم

محمدٌ سیّد الکونین والثقلین
والفریقین من عربٍ ومن عجم

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

ترتیب

باعث تالیف ۴۰
اس تالیف سے حضرت مولف کا قصد ۴۲
شیخ ابراہیم المتبولی-سید علی الخواص اور شیخ افضل الدین کے اخلاق سے پختہ کرنے کی وجہ ۴۳
کتاب لطائف المنن والاخلاق کے مشمولات ۴۴
مقدمہ ۴۵
باب اول کی تفصیلات ۴۵
دوسرا باب ۴۷
تیسرے باب کے مندرجات ۴۹
چوتھا باب ۵۱
پانچواں باب ۵۲
چھٹا باب ۵۳
ساتواں باب ۵۵
آٹھواں باب ۵۷
نواں باب ۵۹
دسواں باب ۶۱
گیارھواں باب ۶۲
بارہواں باب ۶۴
تیرہواں باب ۶۶
چودھواں باب ۶۸
پندرھواں باب ۷۱
سولہواں باب ۷۲
خاتمہ ۷۳
مقدمہ اور اس میں بیان کردہ مسائل کا تعارف ۷۷
آغاز مقدمہ ۷۷
شکر باللسان-شکر بالقلب اور شکر بالجوارح کا مفہوم ۷۷
کتاب میں مذکور اخلاق کے متعلق خصوصی وضاحت ۷۸
ادراک کلام میں غلطی کے مرتکبین ۷۹
قول فقیر کے انکار سے پر حذر رہو ۷۹
الملک للہ کا شہود اور اس کا تقاضا ۸۰
الملک للہ کے شہود کا نازک پہلو ۸۰
لاموجود الا اللہ کا مفہوم ۸۱
ہر عارف کی نہایت اس کی ابتداء کی صورت کی طرف لوٹتی ہے . ۸۱
عارف کی مذکور الصدر کیفیت کی وضاحت ۸۲
مرید کی ابتداء اور انتہاء کے واجبات ۸۲
اس کتاب میں مذکور اخلاق تک رسائی ۸۴
تصوف کی ضرورت ۸۴
تخلق باخلاق القوم کے بغیر حفظ نقول طریقت بے فائدہ ہیں ۸۵
آئمہ مجتہدین نے طریق تصوف میں کتابیں کیوں نہیں لکھیں.. ۸۵
صوفیہ کی وجہ تسمیہ ۸۶
لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا ۸۷
امام شعرانی کی سند کا قرب اور مذکورہ اخلاق کے متعلق خصوصی تصریح ۸۸
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب حالات ۸۸
آپ کی کرامات ۸۸
ماء مستعمل کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تین اقوال ۸۹

علماء عاملین کا کتاب میں اپنے مناقب ذکر کرنے اور ان کا کھلے عام اعلان کرنے کے دلائل کا بیان ۹۲
انا سید ولد آدم یوم القیامۃ فرمانے کی حکمت ۹۳
تحدیث نعمت کی حقیقت اور تاکید ۹۳
مسئلہ تحدیث نعمت اکابر اسلام کی نظر میں ۹۳
تحدیث نعمت شیخ ابوالعباس المرسی - شیخ ابوالحسن شاذلی - سیدی ابوالمواہب کے اقوال کی روشنی میں ۹۶
تحدیث نعمت اور امام جلال السیوطی ۹۶
شیخ ابوالحسن شاذلی کا اپنے شاگردوں کے نام پیغام ۹۶
شیخ علی الخواص کا تحدیث نعمت کا حکم - اس کی وضاحت اور جبریہ کا رد ۹۷
اظہار عمل میں بندے کی تین حالتیں ۹۷
اظہار و اخفاء اعمال کے متعلق لوگوں کی اقسام ۹۹
اپنے متعلق امام شعرانی کا وضاحتی بیان ۹۹
پہلا باب ۱۰۲
شرافت نسب کی برکت ۱۰۲
احسان خداوندی ۱۰۳
انعام خداوندی ۱۰۳
انعام خداوندی - حفظ متون کتب ۱۰۴
احسان خداوندی - مشائخ کے حضور گزشتہ حفظ کردہ متون کی شرح ۱۰۴
شیخ امین الدین پر قرأت ۱۰۵
شیخ علامہ شمس الدین الدداخلی پر قرأت کی تفصیلات ۱۰۵
شیخ امام علامہ شہاب الدین المسیری اور شیخ امام محقق الشیخ نور الدین محلی پر قرأت کی تفصیلات ۱۰۶
مختلف مشائخ پر قرأت کتب کی تفصیلات ۱۰۶
شیخ الاسلام زکریا پر قرأت ۱۰۷
شیخ امام محقق علامہ زمان شیخ شہاب الدین الرملی رحمۃ اللہ علیہ پر قرأت ۱۰۸
انعام خداوندی - دینی معاملات میں کثرت احتیاط ۱۰۸
احتیاط کی ایک صورت ۱۰۹
احسان خداوندی - اپنے مذہب کے لئے عدم تعصب ۱۰۹
ارشادات علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۹
فقہاء اور صوفیہ ایک دوسرے کو تسلیم کرتے ہیں ۱۱۰
قول صوفیہ کی وضاحت ۱۱۰
انعام خداوندی - اقوال صوفیہ کی تاویل ۱۱۱
ابو یزید بسطامی کے قول ما اعظم شانی کی حقیقت ۱۱۱
وصیت شیخ الاسلام زکریا ۱۱۱
احسان خداوندی - مراد امام مجتہد کے متعلق جزم ۱۱۲
فہم کلام میں شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۱۱۲
کثرت مذاہب و مجتہدین موجب رحمت ۱۱۲
انعام خداوندی - دعوائے علم و تکبر سے حفاظت ۱۱۳
احسان خداوندی - اذن شیخ الاسلام زکریا ۱۱۴
احسان خداوندی، دلائل کے تعارض کے بجائے مطابقت کی کوشش ۱۱۴
شارع علیہ السلام کے کلام میں تعارض نہیں ۱۱۴
انعام خداوندی - مسائل میں جھگڑنے سے حفاظت ۱۱۵
ظلمت قلب اور اس کی جلا کی ضرورت ۱۱۵
شیخ افضل الدین کی وضاحت ۱۱۶
انعام خداوندی - کتب شریعت و آلات شریعت کا وسیع مطالعہ .. ۱۱۶
شروح حدیث ۱۱۷
کتب تفسیر قرآن کریم ۱۱۷
کتب حدیث و دلائل مذاہب ۱۱۸
کتب لغت ۱۱۹
کتب الاصول والکلام ۱۱۹
کتب فتاویٰ ۱۱۹
کتب القواعد ۱۱۹
کتب سیرت ۱۱۹
کتب تصوف ۱۱۹
احسان خداوندی - مذاہب ثلاثہ کے آئمہ کی کتب کا مطالعہ ۱۲۰
کتب حنفیہ ۱۲۰
کتب مالکیہ ۱۲۰

کتب حنابلہ ۱۲۱
انعام خداوندی-فہم قرآن کریم ۱۲۱
انعام خداوندی- جمیع مذاہب مجتہدین کی توجیہ وتقریر ۱۲۱
احسان خداوندی-شریعت میں کتب کثیرہ کی تالیف ۱۲۲
انعام خداوندی-علماء مذاہب اربعہ کی میری تالیفات کے لئے اجازت ۱۲۳
شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۳
شیخ الاسلام نور الدین الطرابلسی الحنفی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۳
شیخ شہاب الدین ابن الشلبی الحنفی کی تحریر کا اقتباس ۱۲۳
شیخ ناصر الدین الطبلاوی الشافعی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۳
شیخ ناصر الدین اللقانی کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
شیخ عبدالقادر المکی الشاذلی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
شیخ شہاب الدین عمیرہ الشافعی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
کتاب المنہج المبین پر شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
شیخ ناصر الدین الطبلاوی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۴
شیخ شہاب الدین البہوتی الحنبلی کی تحریر کا اقتباس ۱۲۵
شیخ شمس الدین البرھموشی الحنفی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۵
شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۵
اور کتاب العہود پر شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رحمہ اللہ کی تحریر کا اقتباس ۱۲۵
شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۶
شیخ شہاب الدین الشلبی الحنفی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۶
شیخ شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۶
شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی کی کتاب الجواہر المقتون پر تقریظ کا اقتباس ۱۲۷
شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کا اقتباس ۱۲۷
شیخ شہاب الدین الشلبی الحنفی کا اقتباس ۱۲۷
شیخ ناصر الدین الطبلاوی کا اقتباس ۱۲۷
شیخ نجم الدین الغیطی رحمہ اللہ کا اقتباس ۱۲۷
شیخ عبدالقادر الشاذلی المالکی کا اقتباس ۱۲۷
شیخ شمس الدین البرھموشی الحنفی کا اقتباس ۱۲۸
کتاب الجوہر والدرر پر شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کی تقریظ کا اقتباس ۱۲۸
شیخ شہاب الدین بن الشلبی الحنفی کا اقتباس ۱۲۸
شیخ ناصر الدین اللقانی کا اقتباس ۱۲۸
شیخ عبدالقادر الشاذلی المالکی کا اقتباس ۱۲۹
انعام خداوندی- میرے تمام شیوخ کا مجھ سے راضی جانا ۱۲۹
مسئلہ کی وضاحت ۱۳۰
احسان خداوندی- اتباع سنت کے لئے شرح صدر ۱۳۰
علماء کے عمامہ کا بڑا ہونا ۱۳۰
عمل میں احتیاط ۱۳۱
انعام خداوندی- مجاہدۂ نفس اور ضرورت شیخ ۱۳۱
شیخ کے بغیر مجاہدۂ نفس کی صورت ۱۳۲
شیخ کے بغیر امام شعرانی کے مجاہدات ۱۳۲
حالت ذکر وتلاوت میں سر کو حرکت دینے کی وجہ ۱۳۳
دیگر مجاہدات ۱۳۳
مجاہدۂ ذکر وتلاوت ونماز ۱۳۳
بعض اکابر اسلام کے مبنی بر شدت مجاہدات اور ان کی طرف سے جواب ۱۳۴
مجاہدات میں شدت کا جواب ۱۳۴
احسان خداوندی- اہل طریقت کی ملاقات کا الہام ۱۳۵
ضرورت شیخ ۱۳۵
اعمال وسیلہ نہیں ہیں ۱۳۶
حضرت جنید اور ابن سریج کا باہمی اختلاف واعتراف ۱۳۶
شیخ عز الدین شیخ ابوالحسن الشاذلی کی بارگاہ میں ۱۳۶
شیخ ابو علی الثقفی رحمہ اللہ کی نظر میں ضرورت شیخ ۱۳۷
امام ابن اسعد الیافعی صوفیاء کی طرف منتقل ہونے کا واقعہ ۱۳۷

شیخ علی الخواص کے ہاتھ پر شعرانی کے مجاہدہ کی صورت ۱۳۸
انعام خداوندی- معانی کتاب وسنت پر اطلاع کے دروازے سے داخلہ ۱۳۹
انعام خداوندی- حقیقت علوم کا ظہور اور ان سے مراد ۱۳۹
حضور غوث پاک اور امام غزالی کے طریق قوم کے متعلق تاثرات ۱۴۰
انعام خداوندی- فہم فی القرآن الکریم ۱۴۰
فقد اوتی خیرا کثیرا کی حکمت اور وضاحت ۱۴۰
فہم فی القرآن کے ادب کا تقاضا ۱۴۱
انعام خداوندی- عطیہ فرقان بین رجال اللہ ۱۴۲
احسان خداوندی- مجاہدہ کے بعد بہت بڑی نعمت ۱۴۲
احسان خداوندی- مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی کراہت یا محبت کا علم ۱۴۳
احسان خداوندی- علم حاصل کرنے کا مقصد ۱۴۳
طالبان علم کو انتباہ اور تحصیل علم کا مقصد ۱۴۳
دوسرا باب چند دوسرے اخلاق کے بیان میں ۱۴۵
انعام خداوندی- کیمیا گری سے نفرت ۱۴۵
کیمیا کے متعلق شیخ علی الخواص کا قول ۱۴۷
کیمیا گروں پر شیطان کے داخلے کا دروازہ ۱۴۸
قوم صوفیاء کی کیمیا گری حرف کن کے ساتھ ۱۴۸
شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ اور کیمیا ۱۴۹
شیخ احمد الزاہد کی وجہ تسمیہ ۱۴۹
شیخ ابوالفضل کا شعرانی کے لئے کیمیا کا عمل ۱۵۰
فتح المطالب ۱۵۰
فن کیمیا کے متعلق شیخ افضل الدین کی وضاحت ۱۵۱
طلب دنیا سے نفرت کے متعلق شیخ افضل الدین کا مکتوب گرامی ۱۵۱
صاحب علم حکمت جابر بن حیان کا علم کیمیا کا استخراج ۱۵۲
رب العالمین کے اذن سے شیخ افضل الدین کا ببانگ دہل اعلان ۱۵۳
علم حکمت کی تین اقسام ۱۵۳
علم کیمیا کا طریق ۱۵۴
حجر مکرم ۱۵۵
مذکور الصدر کی وضاحت ۱۵۵
علم مفردات ۱۵۵
صاحب علم مفردات کے لئے تین امور کی ضرورت ۱۵۶
قسم اول- علم کیمیا ۱۵۶
حجر مکرم کی تدبیر ۱۵۹
تدبیر مفردات کی صفت ۱۵۹
احسان خداوندی- مٹی اور سونا برابر ۱۶۰
زہد میں امام شعرانی کا مقام ۱۶۰
احسان خداوندی- صوفی یا صالح ہونے کے نام پر حاصل شدہ چیز سے پرہیز ۱۶۱
انعام خداوندی- تمام مسلمانوں پر اور ان کے حکام پر کثرت شفقت ۱۶۲
امام شعرانی کا ایک خواب اور خلق خدا پر رحم ۱۶۲
احسان خداوندی- اپنے اصول وفروع کی تعریف سے پرہیز ۱۶۳
احسان خداوندی- حظ نفس کی حقوق باری تعالیٰ سے تمیز ۱۶۴
احسان خداوندی- زیارت احباب میں احتیاط ۱۶۵
انعام خداوندی- علم کیمیا کے اشارے سے اجتناب ۱۶۵
احسان خداوندی- جامع کلمات کے الہامات ۱۶۶
انعام خداوندی- مشائخ کی زیارت اور سفر آخرت کی تیاری. ۱۶۷
انعام خداوندی- ماضی ومستقبل کی بجائے حال پر نظر ۱۶۸
احسان خداوندی- سنت کے مطابق نصیحت ۱۶۹
امام شعرانی کی اپنے شاگردوں کے لئے بعض وصیتیں ۱۶۹
انعام خداوندی- فرار الی اللہ تعالیٰ ۱۷۰
طریق مخلوق سے حاجت روائی کا طریقہ ۱۷۰
انعام خداوندی- خواب اور بیداری میں امام شعرانی کی تربیت الٰہیہ ۱۷۱
احسان خداوندی- دنیا اور ابناء دنیا سے نفرت ۱۷۱
احسان خداوندی- غیر معیاری لوگوں کے ہجوم سے میری حمایت ۱۷۲
احسان خداوندی- معاصر علماء اور صوفیاء کے بارے میں کثرت

عقیدت	۱۷۳
دلیل اور کرامت طلب کرنے والوں کی حیثیت	۱۷۳
معاصر مشائخ کے معتقد علماء کرام کے اسماء اور ان کی عادات	۱۷۴
انعام خداوندی- اپنی خانقاہ پر دوسرے کی خانقاہ کی ترجیح	۱۷۶
انعام خداوندی- خلق کے ہاتھوں کی طرف جھانکنے سے بے نیازی	۱۷۶
ولی کی علامات کے متعلق حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان	۱۷۶
انعام خداوندی- ہمیشہ کا زہد و ریاضت	۱۷۷
احسان خداوندی- زمانہ مستقبل کے امور ظاہر کرنا	۱۷۸
احسان خداوندی- مقامات صالحین پر ذہنی قلق نہ ہونا	۱۷۸
حضور غوث پاک کا اقتباس	۱۷۹
انعام خداوندی- خوف خدا کا تکرار اور رجاء	۱۸۰
احسان خداوندی- کثرت الاستغفار	۱۸۰
احسان خداوندی- فواحش اور احتلام سے حفاظت	۱۸۱
انعام خداوندی- نعمت کی بجائے منعم میں مشغولیت	۱۸۲
احسان خداوندی- اپنے اختیار سے اجتناب	۱۸۲
انعام خداوندی- اعضاء کا شہوت سے محفوظ ہونا	۱۸۳
انعام خداوندی- رزق معین کی انتظار نہ کرنا	۱۸۳
انعام خداوندی- معرفت راسخہ	۱۸۴
اہل اللہ اور ان کے غیر کی معرفت خداوندی میں فرق	۱۸۵
مذکور الصدر مقام تک رسائی کی علامت	۱۸۶
احسان خداوندی- باطنی رنج والم خلق سے چھپانا	۱۸۷
احسان خداوندی- تفویض اور طلب توفیق کے ساتھ وعدہ کرنا	۱۸۸
احسان خداوندی- مشتبہ چیز کھانے سے حمایت	۱۸۸
احسان خداوندی- جسم کا مسلسل بیماریوں میں مبتلا ہونا	۱۸۹
سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا کلام	۱۸۹
انعام خداوندی- دنیوی خواہشات میں سے گھٹیا چیز پر راضی ہونا	۱۹۰
احسان خداوندی- دین کے بارے میں قول بالرای سے پرہیز	۱۹۰
سیدی علی الخواص کے مذکورہ بالا قول کی وضاحت	۱۹۱
احسان خداوندی- دنیا سمٹنے پر کثرت شکر	۱۹۱
سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کی وصیت	۱۹۲
انعام خداوندی- محبت خلق سے پاک ہونا	۱۹۳
اللہ تعالیٰ کی محبت کے مدعی کی علامات	۱۹۳
احسان خداوندی- مریدین کو کثرت ذکر کی تاکید	۱۹۳
انعام خداوندی- فقر کے وقت خوش ہونا	۱۹۴
احسان خداوندی- تدبیر نہ کرنا	۱۹۵
انعام خداوندی- طبعی حکم کی وجہ سے کسی مسلمان سے بغض نہ رکھنا	۱۹۵
احسان خداوندی- مخالف سے دلتنگ نہ ہونا	۱۹۶
کلام جنید رضی اللہ عنہ	۱۹۶
انعام خداوندی- بچپن سے ہی علماء عاملین کی ہم نشینی	۱۹۷
احسان خداوندی- دوسروں کی جفا پر صبر	۱۹۷
لوگوں کی چار قسمیں	۱۹۸
انعام خداوندی- امور تقدیر سے کبیدہ خاطر نہ ہونا	۱۹۸
احسان خداوندی- اہتمام سے بے نیاز کر دینا	۱۹۹
انعام خداوندی- کسی سے حسد کرنے والے پر نرمی کرنا	۲۰۰
احسان خداوندی- بعض اہل قبور کی حالت پر اطلاع	۲۰۰
انعام خداوندی- اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا	۲۰۱
کلام حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۲۰۱
احسان خداوندی- نفس کے افعال- اقوال اور احوال کے استحسان میں احتیاط	۲۰۲
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان ذی شان	۲۰۲
انعام خداوندی- مانگنے کی حاجت سے حفاظت	۲۰۳
احسان خداوندی- دوام نعمت کی طرف عدم اطمینان	۲۰۳
ارشادات حضور سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ	۲۰۴
احسان خداوندی- امور دنیا کی الجھن میں ذکر و نماز کی طرف پناہ لینا	۲۰۵
سائلین کی اقسام	۲۰۵
احسان خداوندی- اہم امور شرعیہ کی تقدیم	۲۰۶
فرمان غوثیہ	۲۰۶

انعام خداوندی- حلال سے سیر ہو کر کھانے کو ناپسند کرنا ۲۰۶
احسان خداوندی- دربار الٰہی سے دوری برداشت نہ کرنا ۲۰۷
فرمان غوثیہ ۲۰۷
انعام خداوندی- حاجت سے زائد دنیا پھینک دینا ۲۰۷
احسان خداوندی- نزول بلا پر نفس کی تفتیش میں جلدی کرنا ۲۰۸
تیسرا باب- بعض اخلاق کے بیان میں ۲۰۹
انعام خداوندی- اپنے نفس کو رضا بالقضاء کی طرف لوٹانا ۲۰۹
حکایت ۲۱۰
فرمان غوثیہ ۲۱۱
احسان خداوندی- دنیوی مناصب طلب نہ کرنا ۲۱۱
فرمان غوثیہ ۲۱۲
انعام خداوندی- نفس کا ترک حظوظ دنیوی واخروی کا دعویٰ تسلیم نہ کرنا ۲۱۲
فرمان غوثیہ ۲۱۳
احسان خداوندی- حظوظ نفس کی ترک کے ہر مدعی، فقیر کا دعویٰ تسلیم کرنا ۲۱۳
انعام خداوندی- حوادث قدرت پر شکر ۲۱۴
احسان خداوندی- اپنے رب کریم کے متعلق حسن ظن ۲۱۵
فرمان غوثیہ ۲۱۵
احسان خداوندی- دعا قبول نہ ہونے پر ناخوش ہونے والے کے علاج کی معرفت ۲۱۶
انعام خداوندی- نفس کا نزاع اور اعانت الٰہیہ ۲۱۷
ایک سوال اور اس کا جواب ۲۱۷
احسان خداوندی- امور دنیا وآخرت کا تفویض کے بغیر سوال نہ کرنا ۲۱۸
صاحب مقام تفویض کی علامت ۲۱۸
انعام خداوندی- گمراہ کن فتنوں سے حفاظت پر شکر جلدی کرنا. ۲۱۹
احسان خداوندی- اعمال پر ہمیشگی ۲۱۹
صوفیا کی اصطلاح میں بدایت، نہایت اور توسط سے کیا مراد ہے؟ ۲۲۰
اکابر کے اعمال کی حقیقت ۲۲۰
انعام خداوندی- نفس کی صفات ناقصہ کا شہود ۲۲۰
احسان خداوندی- خوراک و پوشاک کی خواہش نہ ہونا ۲۲۱
معمول غوثیہ ۲۲۱
احسان خداوندی- جھوٹے مدعی پر باطنی طور شدت غضب ۲۲۲
انعام خداوندی- ہر حاجت اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے طلب کرنا. ۲۲۳
فرمان غوثیہ ۲۲۳
انعام خداوندی- نفس کے کبائر میں گرنے کو بعید نہ سمجھنا ۲۲۳
وصیت غوثیہ ۲۲۳
مذکور الصدر انعام کے حوالے سے اقوال اکابر ۲۲۴
وقوع فی المعصیۃ سے روکنے والے چار اسباب ۲۲۵
حدیث نعم العبد صهيب لو لم يخف الله لم يعصه کے متعلق نفیس کلام ۲۲۵
احسان خداوندی- شدائد میں اللہ تعالیٰ وحدہ پر اعتماد ۲۲۶
انعام خداوندی- ظاہری اور باطنی طور پر حکام زمانہ کی تعظیم ۲۲۷
شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کی وصیت ۲۲۷
ایک اعتراض اور اس کا جواب ۲۲۸
ارکان حکومت کے ادب کی توجیہہ ۲۲۸
محب اور معتقد میں فرق ۲۲۹
انعام خداوندی- امور اہل اسلام کے متولیوں سے محبت ۲۳۱
احسان خداوندی- علماء وفقراء کی تعظیم ۲۳۱
اس خلق والے کی علامت ۲۳۲
احسان خداوندی- حکام کے مال سے بے رغبتی ۲۳۳
انعام خداوندی- حکام سے خائف نہ ہونا ۲۳۴
دنیا کی محبت سے برات موجب رفعت ہے ۲۳۵
شیخ محی الدین نووی اور شیخ تقی الدین حصنی کی نائب شام پر جرأت ۲۳۶
احسان خداوندی- علماء کے فعل کی اچھی توجیہہ ۲۳۶
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مقام تسلیم کے خلاف نہیں..... ۲۳۶
انعام خداوندی- مخلوق سے بے خوفی ۲۳۷

علق سے بے خوفی کا ایک واقعہ ۲۳۸
مگرمچھ اور جنات سے بے خوفی کے واقعات ۲۳۸
احسان خداوندی-خواب میں مستقبل کے واقعات کی تنبیہ .. ۲۳۹
امام شعرانی کی اپنے خواب میں واقع ہونے والے امور کی علامات ۲۳۹
قیام لیل کی تاخیر و ترک کی علامات ۲۴۰
انعام خداوندی-محبت خداوندی میں ذکر بالجہر سے محبت ۲۴۴
انعام خداوندی-اکابر کی ہم نشینی میں قلت کو پسند کرنا ۲۴۴
احسان خداوندی-سادات کی کثرت تعظیم ۲۴۵
سادات کے آداب کا بیان ۲۴۵
احسان خداوندی-پس پردہ سے سید کی آواز پہچان لینا ۲۴۶
معرفت کے اس قدم پر چند اولیاء کا ذکر ۲۴۶
اس معرفت کے فوائد ۲۴۷
انعام خداوندی-خاص صدقات کھانے سے کراہت ۲۴۷
احسان خداوندی-قلب کے ساتھ رب سے یا رسول پاک ﷺ سے یا مجتہدین سے اجازت طلب کرنا ۲۴۸
انعام خداوندی-بارگاہ الوہیت میں حضور ﷺ کا وسیلہ ۲۴۸
ملفوظ غوثیہ ۲۴۹
احسان خداوندی-پاؤں پھیلانے میں ادب ملحوظ رکھنا اور اس کی وجہ ۲۴۹
احسان خداوندی-حدث اکبر یا اصغر پر سونے کو ناپسند کرنا ۲۵۰
انعام خداوندی-رات کی آخری تہائی میں نیند کو شدید ناپسند کرنا. ۲۵۱
بیان اخلاق کا چوتھا باب ۲۵۳
انعام خداوندی-تکلیف دہ حالت میں ثناء خداوندی کی کثرت . ۲۵۳
انعام خداوندی-بیماری میں علاج سے پرہیز کرنا ۲۵۳
انعام خداوندی-کپڑے یا بدن کی آلودگی کے وقت حق تعالیٰ کی مناجات کو ناپسند کرنا ۲۵۴
انعام خداوندی-طبعی لذتوں کے وقت حضور مع اللہ تعالیٰ..... ۲۵۴
احسان خداوندی-یتیم کے احترام اور نگہبانی میں فراوانی ۲۵۵
مذکورہ بالا احترام کی وضاحت ۲۵۵
انعام خداوندی-میرے متعلق امراء وغیرہم کی کثرت عقیدت سے نفرت ۲۵۵
احسان خداوندی-صدر نشینی کی دعوت قبول نہ کرنا ۲۵۶
احسان خداوندی-اپنے مشائخ کا ادب ۲۵۶
انعام خداوندی-کسی امیر کبیر کے آنے پر نظام طریقت کا اظہار نہ کرنا ۲۵۷
احسان خداوندی-تنگی ترشی میں ہر کسی کے ساتھ شریک ہونا .. ۲۵۷
اس مقام والے کی علامت ۲۵۸
مقام مشارکت کی دلیل ۲۵۸
انعام خداوندی-اصحاب النوبۃ سے موافقت ۲۵۹
روئے زمین پر گردش کے اوقات ۲۵۹
سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ عنہ کا کلام ۲۶۰
امام شعرانی کی مصر اور روئے زمین پر ہر رات گردش کی صورت. ۲۶۰
احسان خداوندی-اصحاب نوبۃ سے سفر و حضر میں اذن طلب کرنا ۲۶۱
تصرف سے وابستہ اکابر کا تذکرہ ۲۶۱
انعام خداوندی-اصحاب النوبۃ کے تصرف سے میری حفاظت ۲۶۳
اصحاب النوبۃ سے متعلق شعرانی کے چند واقعات ۲۶۳
احسان خداوندی-ایام تحمل میں گناہوں سے بچنے میں امداد .. ۲۶۶
تحمل بلاء اور احتماء کی شرائط ۲۶۶
انعام خداوندی-قضائے حاجات میں دستور صحیح کا الہام ۲۷۰
احسان خداوندی-دین میں وقوع نقص کے بغیر حکام کے ہاں حاجت روائی ۲۷۳
انعام خداوندی-آئمہ مجتہدین اور مشائخ صوفیہ کے کلام کی کثرت سے توجیہ ۲۷۴
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بے ادب کا انجام ۲۷۶
حاسد محرفین سے درگذر ۲۷۶
مفتی کے لئے تقاضائے احتیاط ۲۷۷
اکابر مشائخ کی طرف سے امام شعرانی کی تائید ۲۷۷
اقوال آئمہ کے درمیان مطابقت کی قبولیت ۲۷۸

نماز اور وضو میں آئمہ کے چند مختلف فیہ مسائل میں مطابقت .. ۲۷۸
مستعمل پانی میں امام اعظم کے تین اقوال کی حکمت ۲۷۹
ماء مستعمل سے جواز طہارت کی وجہ ۲۷۹
سبزوں اور درختوں کے رس سے وضو منع ہونے کی وجہ ۲۸۰
وضو کے دیگر مسائل اختلافیہ کی وجوہ ۲۸۰
وضو اور تیمم کے دیگر اختلافی مسائل کی وجوہ ۲۸۱
نماز میں اقوال آئمہ رضی اللہ عنہم کی توجیہات ۲۸۲
ہر رکعت کی قرأت میں استعاذہ کی وجہ ۲۸۲
ہر رکعت میں قرأۃ فاتحہ میں بسم اللہ کے وجوب کی وجہ ۲۸۲
نماز میں ہاتھ باندھنے کے اختلافی اقوال کی وجوہ ۲۸۳
رکوع وسجود سے کمال اعتدال کی حکمت از سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۵
رکوع کی بجائے دو سجدوں کی حکمت ۲۸۵
جلسہ استراحت کی وجہ مشروعیت ۲۸۵
تکرار رکوع سجود سے طول قیام کی فضیلت کی وجہ ۲۸۶
آخری تشہد میں درود شریف کے استحباب و وجوب کا مسئلہ ... ۲۸۶
نماز سے خروج کی نیت کے وجوب کی وجہ ۲۸۷
نماز سے فارغ ہو کر دائیں یا بائیں طرف رُخ پھیرنے کی وجہ ۲۸۷
اکابر صوفیاء رضی اللہ عنہم کی طرف سے جواب ۲۸۸
طریق قوم کی خاصیت ۲۸۸
انکار کا سبب اور اس سے بچنے کے لئے توجیہات ۲۸۸
حضرت بایزید کی طرف سے جوابات ۲۹۰
حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے قول کی توجیح ۲۹۱
روح نکلنے کے آسان اور مشکل ہونے کی وجہ ۲۹۱
حضرت شبلی رضی اللہ عنہ کے اقوال کی توجیہات ۲۹۱
امام غزالی کے قول کی توجیہہ ۲۹۲
شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے قول کی تاویل ۲۹۲
وحی الہام اور وحی انبیاء میں فرق ۲۹۳
صوفیاء کے چند اقوال کی توجیہات ۲۹۳
امام غزالی کی طرف منسوب قول کی نسبت کی تردید ۲۹۵
انعام خداوندی- اچھا سلوک منقطع نہ کرنا ۲۹۶
احسان خداوندی- اعمال پر ثواب طلب نہ کرنا ۲۹۷
مسئلہ مذکور الصدر کے بارے میں سیدی علی الخواص کا کلام ... ۲۹۷
انعام خداوندی- سہو ونسیان سے بدمزہ نہ ہونا ۲۹۸
احسان خداوندی- خلق کے ہاں کوئی مرتبہ طلب نہ کرنا ۲۹۹
غیر متعارف کے ہاں سفارش کرنے کا امام شعرانی کا طریقہ .. ۲۹۹
احسان خداوندی- بیت المال سے وظیفہ قبول نہ کرنا ۳۰۰
انعام خداوندی- ظالموں اور دیگر اہل کاروں کے ہدیے نہ کھانا. ۳۰۲
امراء معتقدین کے طعام سے پرہیز ۳۰۲
انعام خداوندی- معاملہ میں انصاف ۳۰۳
احسان خداوندی- سختیوں اور خوف وہراس موجب رحمت خداوندی ۳۰۴
انعام خداوندی- سفارش کی نسبت سے کسی کا کھانا کھانے سے حفاظت ۳۰۴
حاجت روائی کی دعا پر ہدیہ نہ لینے کا واقعہ اور اس کی توجیہات ۳۰۵
انعام خداوندی- ہدیہ دینے سے قبل اس کی خبر دینے والے سے ہدیہ قبول نہ کرنا ۳۰۶
احسان خداوندی- اپنی ملکیت میں بخل نہ کرنا ۳۰۶
امام شعرانی کے زہد کے چند واقعات ۳۰۶
احسان خداوندی- اپنے نفس کی ملامت کرنا ۳۰۷
احسان خداوندی- زوجہ کے لئے عذر قائم کرنا ۳۰۸
احسان خداوندی- اللہ تبارک وتعالیٰ یا اس کے بندوں سے غلبہ حیاء ۳۰۸
احسان خداوندی- ضیافت وقف سے کراہت ۳۰۹
احسان خداوندی- وقف کی مصلحت ۳۱۰
پانچواں باب- دیگر اخلاق کے بیان میں انعام خداوندی ۳۱۲
صدقہ یا ہدیہ لوٹانے کی علت ۳۱۲
انعام خداوندی- دل میں دنیا کی محبت میں پختہ کرنے والے ہر چیز سے نفرت ۳۱۳
صاحب مقام کی علامت اور مذموم محبت دنیا کی وضاحت ۳۱۳
حضرت ایوب علیہ السلام کے حال کی توجیہہ ۳۱۳

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حال کی توجیہہ ۳۱۴
اکابر کے حالات کو اچھی صورت پر محمول کرنا چاہئے ۳۱۴
شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۳۱۴
امام شعرانی کا فرمان ۳۱۴
کاملین کی شرط ۳۱۵
انعام خداوندی- اپنے اور دوسروں کے مذموم فعل کی نسبت میں فرق ۳۱۵
عنوان بالا کی وجہ ۳۱۵
صحبت عارفین کی برکت ۳۱۶
احسان خداوندی- کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی میں جلدی نہ کرنا اور قول عمر رضی اللہ عنہ کی توجیہہ ۳۱۶
بدگمانی سے بچنے کے متعلق شیخ افضل الدین کی توجیہات ۳۱۷
انعام خداوندی- عہود شرعیہ پورا نہ کرنے والے سے اپنے وعدہ کی وفا کا مطالبہ نہ کرنا ۳۱۸
شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا قول ۳۱۸
مردوں اور عورتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حقیقت ۳۱۸
عہد لینے کے متعلق ایک وضاحت ۳۱۸
اخذ عہد میں اکابر کے مختلف دستور ۳۱۹
احسان خداوندی- امور میں توجہ الی اللہ تعالیٰ کی کثرت ۳۲۰
پیشہ اختیار کرنے پر اسلاف کی ترغیب ۳۲۰
انعام خداوندی- اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کے موجبات سے محبت ۳۲۱
یالطیف یالطیف یالطیف سے نداء کی حکمت ۳۲۲
انعام خداوندی- قیام سحری بحوالہ احسان الٰہی ۳۲۲
قساوت قلب اور خطاب بے لذت کی توجیہہ ۳۲۳
انعام خداوندی- قیام لیل میں جہری قرأت سے پرہیز ۳۲۳
انعام خداوندی- آنکھ سوتی ہے نہ کہ قلب ۳۲۴
انعام خداوندی- عبادت میں کمال اخلاص کا عدم شہود ۳۲۴
احسان خداوندی کسی پریشان حال کو دیکھ کر رقت طاری ہونا ۳۲۴
مصیبت زدہ سے اظہار ہمدردی میں اہل اللہ کا نازک مقام ۳۲۵
خصوصی انعام خداوندی- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انتہائی قرب ۳۲۵
احسان خداوندی- مشکلات میں اللہ تعالیٰ، پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد ۳۲۶
امام شعرانی کا خصوصی ورد ۳۲۷
احسان خداوندی- عبادات مقاصد ہیں نہ کہ وسائل ۳۲۷
احسان خداوندی- اہل علم کے ساتھ تواضع سے پیش آنا ۳۲۷
ایک غیر ذمہ دار فقیہ کا واقعہ ۳۲۸
ایک اور فقیہ کا واقعہ ۳۲۸
احسان خداوندی- اپنے شیخ کی صاحبزادی سے نکاح نہ کرنا ۳۲۸
احسان خداوندی- ہم نشین کی پردہ پوشی ۳۲۹
ہم نشینی سے متعلق اہل اللہ کے مختلف دستور اور وجوہ ۳۲۹
احسان خداوندی- مشائخ کی برکات کا شہود ۳۳۰
احسان خداوندی- کھلانے پلانے اور مظلوم کی امداد سے محبت اور اس کی وجہ ۳۳۱
محروم اخلاص شیخ کا واقعہ ۳۳۱
انعام خداوندی- مختلف مقامات کی سیر و سیاحت ۳۳۱
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیاحت اور عطاء حرف کن ۳۳۱
شیخ علی البدوی کی سیاحت ۳۳۲
احسان خداوندی- فقیہ منکر کے لئے عذر قائم کرنا ۳۳۲
شیخ علی البدوی الشاذلی کے داماد کا واقعہ ۳۳۲
انعام خداوندی- مجذوبوں اور ارباب احوال کا ادب کرنا ۳۳۳
احسان خداوندی- رزق میں برکت ۳۳۳
کھانے میں برکت کے واقعات ۳۳۴
احسان خداوندی- برص- کوڑھ والوں اور آفت زدوں سے نفرت نہ کرنا ۳۳۵
کتے پر سیدی احمد ابن الرفاعی رضی اللہ عنہ کی شفقت ۳۳۵
احسان خداوندی- جنات کا مطیع اور معتقد ہونا ۳۳۵
امام شعرانی کی کتاب کشف الحجاب والران کی وجہ تصنیف ۳۳۶
جنات سے خدمت لینے کے واقعات ۳۳۶

انعام خداوندی-تعزیت اور قبرستان کے اجتماع کا طعام ناپسند کرنا ۳۳۷
احسان خداوندی-منسوب الی البدعۃ پر انکار میں جلدی نہ کرنا ۳۳۷
انعام خداوندی-سائل کو محروم نہ کرنا ۳۳۸
انعام خداوندی-گھٹیا صفات کے داخلے سے قلب کی خبر گیری کرنا ۳۳۹
قلوب علماء عاملین-قلوب اولیاء-قلوب عاملین-قلوب منافقین پر وارد ہونے والی صفات ۳۳۹
انعام خداوندی-من حیث الکسب نیند پر ندامت ۳۳۹
نیند روکنے کا مجرب نسخہ ۳۴۰
احسان خداوندی-مزاروں کی زیارت کے وقت اس کے حاضر یا غائب ہونے کو معلوم کر لینا ۳۴۰
چھٹا باب-دیگر اخلاق کے بیان میں ۳۴۱
انعام خداوندی-وقف میں اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کے اختصاص کو ناپسند کرنا ۳۴۱
احسان خداوندی-سخاوت میں مشہور زمانہ کے طعام سے پرہیز ۳۴۲
صاحب طعام کے بارے میں صوفیاء کا حزم واحتیاط ۳۴۲
دعوت کھانے میں وصیت احتیاط ۳۴۴
احسان خداوندی-یتیموں کا مال اور شرعاً ہر ممنوع کے استعمال سے پرہیز ۳۴۴
انعام خداوندی-شرعی قربات پر مقررہ وظائف لینے سے نگہداشت ۳۴۴
احسان خداوندی-مستحقین کے حصے سے زیادہ حصہ نہ لینا ۳۴۵
احسان خداوندی-جس پر حق نکلتا ہے اس سے مطالبہ نہ کرنا ۳۴۶
احسان خداوندی-اپنے پاس اشیاء کا خود کو زیادہ مستحق نہ سمجھنا ۳۴۷
مقام زہد میں پختگی کی کسوٹی ۳۴۷
انعام خداوندی-اپنی ضائع شدہ چیز کی طرف توجہ نہ کرنا ... ۳۴۷
انعام خداوندی-دنیوی سرداری میں مزاحمت نہ کرنا ۳۴۸
احسان خداوندی مقامات طریق میں ترقی کے وقت ابلیس سے پر حذر رہنا ۳۴۹
اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ استعاذہ کی حکمت ۳۴۹
استحضار شہود میں مخلوق کے مختلف درجات ۳۵۰
لی وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی کا مفہوم ۳۵۰
احسان خداوندی-کسی امیر کبیر کے سامنے بھائیوں کی بڑائی بیان کرنا ۳۵۲
امیر و کبیر کی عقیدت بدل جانے پر خوش ہونے کا سبب ۳۵۳
احسان خداوندی-اپنے معتقد کی بجائے معترض کی زیارت کو مقدم رکھنا ۳۵۳
حسد اور بغیر حسد ناپسند کرنے کا میزان ۳۵۴
احسان خداوندی-دشمن کی زیارت کو اس کے دینی نفع کے قصد سے مقدم رکھنا ۳۵۴
مسلمانوں کو ناحق ناپسند کرنے کا نقصان ۳۵۴
اس مقام کے ساتھ تخلق کے لئے حکمت عملی ۳۵۵
شیخ کی صورت میں بیٹھنے کے لئے سید عالم ﷺ کے اذن صریح کی ضرورت ۳۵۵
بطور مثال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا واقعہ ۳۵۶
امام شعرانی کا واقعہ ۳۵۶
انعام خداوندی-مسلمان سے ناحق بغض رکھنے والے کے متعلق حسن اصلاح ۳۵۶
حسن اصلاح کا ایک واقعہ ۳۵۷
احسان خداوندی-امور سیادت میں اپنے آپ کو مقدم نہ کرنا ۳۵۷
انعام خداوندی-ملکیت حق تعالیٰ کے ساتھ اپنی ملکیت کا تصور نہ کرنا ۳۵۸
مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت ۳۵۸
غصب حرام ہونے کے متعلق سوال اور جواب ۳۵۸
مع اللہ تعالیٰ عبد کی ملکیت کے متعلق ایک وضاحت ۳۵۹
لا فاعل الا اللہ کے مدعی کے سچا ہونے کی کسوٹی ۳۵۹
امور دنیا کی عارفین کی طرف نسبت کا حکم ۳۶۰
امام شعرانی کی ذوقی توحید فعلی کے دو واقعات ۳۶۰
احسان خداوندی-فاسق مسلمانون بازو جھکانا ۳۶۱
فاسقوں کے لئے تواضع کے بارے میں ضروری وضاحت ... ۳۶۱

داعی الی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے طریق اصلاح کی معرفت لازم ہے ۳۶۲
حکمت اور موعظہ حسنہ سے مراد ۳۶۲
اصلاح امت کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی منجانب اللہ راہنمائی ۳۶۳
اہل اسلام کے لئے تواضع میں فقیر کے لئے شرط ۳۶۳
انعام خداوندی-سب بھائیوں کے لئے نصیحت کی کثرت .. ۳۶۴
عالم موجودات میں مطیع ونافرمان کے وجود کی حکمت ۳۶۴
احسان خداوندی-ضرورت شرعیہ کے بغیر حکام کے پاس آمد و رفت سے اجتناب ۳۶۵
انعام خداوندی- امراء کو ادب سکھانا ۳۶۵
احسان خداوندی- دنیا نہ ملنے پر بدمزہ نہ ہونا ۳۶۶
جامع ازہر کے ناقص الذہن خطیب کا واقعہ ۳۶۶
نیکی رہ جانے پر غمگین ہونے میں نکتہ دقیق ۳۶۷
آغاز امر میں اور حالت کمال میں شیخ شبلی کی دعا ۳۶۷
احسان خداوندی- دنیا سے خالی ہاتھ ہونے پر کشادگی صدر . ۳۶۷
سامان دنیا رکھنے کی حکمت اور سفیان ثوری کے اقوال ۳۶۷
مسئلہ بالا میں ابو سلیمان الدارانی کے اقوال ۳۶۸
جمع دنیا کے متعلق سیدی علی الخواص ؒ کی وضاحت ۳۶۸
انعام خداوندی- حکام کا مال حاصل کرنے والے پر انکار میں جلدی نہ کرنا ۳۶۹
حکام کے مال کے بارے میں حضرت علی الخواص ؒ کا دستور ۳۷۰
احسان خداوندی- تقدیر معصیت پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا . ۳۷۰
مذکورہ بالا قول کی وضاحت ۳۷۰
سوال اور اس کا جواب ۳۷۰
مقدورات حق تبارک وتعالیٰ انتہائی با کمال ہیں ۳۷۱
معصیت کے متعلق ایک اقتباس ۳۷۱
شیخ عبدالقادر الدشطوطی کی وضاحت مذکورہ بالا مسئلہ کے متعلق . ۳۷۲
احسان خداوندی- اللہ تعالیٰ کے بغیر اپنی طاعات پر اعتماد نہ کرنا . ۳۷۲
شیخ اسماعیل المقری ؓ کا منظوم اظہار حقیقت ۳۷۳
انعام خداوندی-لوگوں کے ناموس کے خلاف باتیں کرنے والے کے متعلق حسن سیاست ۳۷۳
شیخ افضل الدین ؒ کا حسن سیاست ۳۷۴
مذکورہ بالا حکمت عملی کے متعلق امام شعرانی کی نصیحت ۳۷۵
امام شافعی ؒ کا ارشاد ۳۷۵
انعام خداوندی- اپنے آپ کو عالم شمار نہ کرنا ۳۷۵
اس مقام کے جھوٹے مدعی کا واقعہ ۳۷۶
اسلاف کی وسعت علم-قوت حافظہ اور ان کے اسماء گرامی ... ۳۷۶
انعام خداوندی- محافل میں میری مدح کرنے والے سے طبعی نفرت ۳۷۷
جھوٹی مدح سے خوش ہونے والے کی مثال ۳۷۷
اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کی حکمت ۳۷۸
احسان خداوندی- مجھے ناپسند کرنے والے کی مدح سن کر خوش ہونا ۳۷۹
بدمزگی کا ایک واقعہ ۳۸۰
دشمن کی مدح سن کر اچھی حکمت عملی کا ایک واقعہ ۳۸۰
شیخ افضل الدین ؓ کا ارشاد ۳۸۰
مراعات خلق میں شعرانی کا مقام اور ایک واقعہ ۳۸۱
انعام خداوندی- وظائف پر کوشش کرنے والے پر جلد انکار نہ کرنا ۳۸۱
احسان خداوندی- حاکم کے ساتھ اچھی حکمت عملی ۳۸۳
ظالم حاکم کی اصلاح کی حکمت عملی ۳۸۴
انعام خداوندی- وابستگان دربار الٰہی میں سے کسی سے بغض و عداوت نہ رکھنا ۳۸۴
سیدی علی الخواص ؓ کا معمول اور ملفوظ ۳۸۴
موذن سے کدورت کا نتیجہ ۳۸۵
احسان خداوندی- قضاۃ زمانہ کا ادب ۳۸۶
احسان خداوندی- میرے شیخ یا امام اعظم سے دوستی کرنے والے سے دوستی اور ان سے عداوت کرنے والے سے عداوت ۳۸۶
امام اعظم ابوحنیفہ ؓ اور سعید بن جبیر ؓ کا تخلق ۳۸۷
احسان خداوندی- مالکی طالب علم کے ساتھ زیادہ ادب سے

پیش آنا ۳۸۷
امام نووی رضی اللہ عنہ کا امام مالک کے مقلد کا ادب کرنا ۳۸۷
احسان خداوندی-کسب میں بے جاجرأت کرنے والوں کے طعام سے پرہیز اور ان کی علامت ۳۸۸
احسان خداوندی- مجھے نیکوکار سمجھنے والے کے طعام سے پرہیز ۳۸۸
احسان خداوندی- دین کے عوض کھانے والے کے طعام سے پرہیز ۳۸۹
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا مقام احتیاط ۳۸۹
دین کے عوض کھانے والے کی پہچان ۳۹۰
احسان خداوندی-مختلف دعوتوں کے کھانوں سے احتیاط...... ۳۹۱
عورت کی کمائی سے کھانا مرد کی برتری کے خلاف ہے ۳۹۱
کائنات کی ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے ۳۹۱
احسان خداوندی- یومیہ روزی کے عوض دستکار کے طعام سے پرہیز ۳۹۲
احسان خداوندی- ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے والے کے طعام سے پرہیز ۳۹۲
احسان خداوندی- ایک مخصوص ہدیہ استعمال کرنے سے پرہیز ۳۹۳
احسان خداوندی- اکیلا کھانے کو ناپسند کرنا ۳۹۳
مل کر کھانے کے فوائد- اور وضاحت ۳۹۳
انعام خداوندی- خدام کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا .. ۳۹۴
انعام خداوندی- سائل کو رد نہ کرنا ۳۹۴
سائل کو کچھ نہ دینے میں غرض صحیح ۳۹۵
ایثار کی حکمت ۳۹۵
حدیث ابدا بنفسک اور آیت ویوثرون علیٰ انفسھم میں تعارض نہیں ۳۹۷
احسان خداوندی- اکثر مخلوق کا مجھ میں نیکی اور دعا کی قبولیت کا عقیدہ ۳۹۷
لوگوں کی دو قسمیں ۳۹۷
امام شعرانی سے مسلمانوں کی عقیدت کے حوالے سے چند واقعات ۳۹۸
یہود ونصاریٰ کی عقیدت ۳۹۹
ایک نصرانی کا بہت عجیب واقعہ ۴۰۰
جنات کی عقیدت ۴۰۰
احسان خداوندی- تمام ممکنہ مقامات حتیٰ کہ قطبیت کے مدعی کو تسلیم کرنا ۴۰۰
مدعی قطبیت کی تصدیق کا ایک واقعہ ۴۰۰
احسان خداوندی- مجھ سے حجاب کا اٹھ جانا...... ۴۰۱
احسان خداوندی- حق تبارک وتعالیٰ کے متعلق جہت کا قائل نہ ہونا ۴۰۲
حالت سجدہ میں انتہائی قرب کی وجہ ۴۰۲
امام شعرانی اور شعور تنزیہہ ذات ۴۰۲
شہود شعرانی کی توجیہہ علی المرصفی کی زبانی ۴۰۳
امام شعرانی کے شہود کی توجیہہ شیخ نور الدین علی الشونی کی زبانی ۴۰۳
سیدی علی الخواص کی توجیہہ ۴۰۳
احسان خداوندی- مرض کی وجہ سے نفس کا نیکی اپنانے سے عاجزی کا دعویٰ قبول نہ کرنا ۴۰۴
نفس کی بارگاہ خداوندی میں سرکشی ۴۰۵
شیخ الاسلام زکریا اور امام شعرانی کا مجاہدہ...... ۴۰۵
احسان خداوندی- جس کی سفارش کروں اس کے طعام اور ہدیہ سے میری حفاظت ۴۰۵
احسان خداوندی- حکام اور اہل کاروں کا ہدیہ قبول کرنے سے کراہت ۴۰۶
احسان خداوندی- حکام کا راز افشاء نہ کرنا ۴۰۷
احسان خداوندی- میرے پاس اکابر کے آنے پر فخر نہ کرنا... ۴۰۷
احسان خداوندی- کسی حاکم اور دنیا دار کی صحبت پر مزاحمت نہ کرنا ۴۰۸
شیخ افضل الدین کی توجیہہ ۴۰۸
احسان خداوندی- حاکم کی مشروط صحبت ۴۰۸
امام شعرانی کی اپنے برادران طریقت کے لئے وصیت ۴۰۹
امام شعرانی کے ساتھ پیش آنے والا عجیب وغریب واقعہ ۴۱۰
احسان خداوندی- سفارشات کی قبولیت کی کثرت ۴۱۰

احسان خداوندی- حکام کے لئے اچھی حکمت عملی اپنانا........ ۴۱۱
سیدی عبداللہ الغمری وسیدی عبدالمجید الطرینی رضی اللہ عنہما کے مابین صلح کا واقعہ ۴۱۱
شیخ امین الدین اور شیخ شمس الدین الدداخلی رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح ۴۱۱
احسان خداوندی- حکام اور مشائخ عرب کی قربانیوں کے کھانے سے حفاظت ۴۱۲
امام شعرانی کا ایک واقعہ ۴۱۲
قربانی کی اس مشروعیت کا تقاضا........ ۴۱۳
ایک سوال اور اس کا جواب ۴۱۳
احسان خداوندی- حج کے اخراجات میں ظالموں اور حاکموں کی معاونت سے میری حفاظت ۴۱۳
احسان خداوندی- حجوں کے دوران مکہ مکرمہ کی مجاورت سے حفاظت ۴۱۴
مجاورت مکہ معظمہ کے آداب- پہلا ادب ۴۱۴
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ میں سکونت نہ کرنے کا سبب ۴۱۵
مجاورت مکہ معظمہ کا دوسرا ادب........ ۴۱۵
تیسرا ادب........ ۴۱۶
چوتھا ادب........ ۴۱۶
پانچواں ادب........ ۴۱۶
چھٹا ادب ۴۱۶
ساتواں ادب ۴۱۶
آٹھواں ادب ۴۱۷
نواں ادب ۴۱۷
دسواں ادب ۴۱۷
گیارھواں ادب ۴۱۷
بارھواں ادب ۴۱۷
تیرھواں ادب........ ۴۱۸
چودھواں باب........ ۴۱۸
پندرھواں ادب........ ۴۱۸
سولھواں ادب ۴۱۹
احسان خداوندی- صدقہ وخیرات کھانے سے میری حفاظت.. ۴۱۹
احسان خداوندی- دنیا کے سمٹنے پر کثرت شکر........ ۴۱۹
دنیا کے متعلق صالحین کا تجربہ ۴۲۰
احسان خداوندی- احسان کر کے خود کو فضیلت نہ دینا ۴۲۱
احسان خداوندی- ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر دینے میں شرح صدر ۴۲۲
زکوٰۃ فرض علانیہ دینے کی حکمت ۴۲۲
سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ۴۲۳
ساتواں باب بعض اخلاق کے بیان میں ۴۲۴
انعام خداوندی- ہدیہ کا بدلہ طلب کرنے کی طرف نہ للچانا ۴۲۴
احسان خداوندی- تقویٰ سے بدلنے والے پر رحمت وشفقت کی کثرت ۴۲۴
مطرود کی معالجت کب تک........ ۴۲۵
احسان خداوندی- میری ناشکری کرنے والوں سے احسان منقطع نہ کرنا........ ۴۲۵
احسان خداوندی- جانوروں کو کھلا کر خوش ہونا........ ۴۲۶
بلی کے مرغی اچک لینے کی حکمت اور بہائم کی وجہ تسمیہ ۴۲۶
چیونٹیوں کی خبر گیری........ ۴۲۷
امام غزالی کی مغفرت کا سبب ۴۲۷
امام شعرانی کی اہلیہ کی شفاء........ ۴۲۷
سید علی الخواص رضی اللہ عنہ کی چیونٹیوں کے متعلق وصیت- اور چند ایک واقعات........ ۴۲۷
احسان خداوندی- کھانے پینے کے وقت حضور قلبی........ ۴۲۸
نعمتوں کی وسعت کے متعلق حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ کی وضاحت ۴۲۸
شیخ افضل الدین رضی اللہ عنہ کی وضاحت ۴۲۹
احسان خداوندی- مجھے ملاقات کا شرف نہ دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا........ ۴۲۹
انداز زیارت میں چند عالی ظرف مشائخ کے نام ۴۳۰
احسان خداوندی- رفع دنیا کے لئے بارگاہ الٰہی میں صحیح توجہ.. ۴۳۱

انعام خداوندی-خواب اور بیداری میں حرام اور مشتبہ کھانے پر تنبیہ اور اس کی تین علامات ۴۳۲
مشتبہ چیز کی علامت ۴۳۲
اختلاف طبقات کی بنا پر حرام اور شبہہ کے اثر کی مختلف صورتیں ۴۳۲
مشکوک کھانا حاضر ہونے کے وقت الہامی دعا ۴۳۳
انعام خداوندی-مہمان کو مشتبہ کھانا نہ کھلانا ۴۳۳
اس کی وضاحت ۴۳۳
شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ۴۳۳
مہمان نوازی میں سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ۴۳۳
انعام خداوندی-مہمان کے لئے تکلف نہ کرنا ۴۳۴
تکلف کے سلسلے میں فقراء میں امتیاز کا واقعہ ۴۳۴
انعام خداوندی- جان پہچان والوں کو کسی دعوت کی اطلاع نہ دینا ۴۳۵
عورت کی کمائی کھانے کے متعلق سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کا مسلک احتیاط اور نکتہ ۴۳۵
امام شعرانی کا معمول ۴۳۶
احسان خداوندی- کافر کے اشارے پر علاج سے حفاظت اور اس میں نکتہ ۴۳۶
احسان خداوندی- مصائب اور آزمائشوں کی حقیقت کا شہود . ۴۳۷
انعام خداوندی- بیمار کی عیادت کے وقت کثرت شفقت ورحمت ۴۳۷
تحمل مرض کی حقیقت ۴۳۷
عیادت کے وقت شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کا معمول ... ۴۳۸
احسان خداوندی- مصیبت یا تکلیف میں نماز کی ادائیگی کا اہتمام ۴۳۸
سیدی الشیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۹
احسان خداوندی- مرض اور تحمل مرض میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات ۴۴۱
انعام خداوندی- علماء وصلحاء کے متعلق اچھی توجیہہ ۴۴۱
احسان خداوندی- اللہ تعالیٰ کے فضل پر کمال اعتماد کا تحقق ۴۴۱
نفلی طاعات کے متعلق سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کی وضاحت .. ۴۴۲
اس سلسلے میں دیگر اکابر کے ارشادات ۴۴۲
احسان خداوندی- واعظ اور خطیب کے کلام سے استفادہ ۴۴۴
احسان خداوندی- معاصر شیخ یا واعظ سے خوشی محسوس کرنا ۴۴۴
سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کے ارشادات ۴۴۵
شیخ سلیمان الخضیری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی ۴۴۵
امام محی الدین النووی کی نصیحت ۴۴۵
نفس کے لئے عاقل کی فہمائش ۴۴۶
احسان خداوندی- تدریس علم اور وعظ میں اصحاب وقت کا ادب ۴۴۶
انعام خداوندی- تمام فضائل وکرامات میں ذات حق ہی کا کرم ہے ۴۴۶
امام شعرانی کی بعض کرامات اور ان کی توجیہہ ۴۴۷
امام شعرانی کی کرامت کا دوسرا رخ ۴۴۷
انعام خداوندی- علماء وصالحین کی آسودگی پر انکار میں جلدی نہ کرنا ۴۴۸
چند فقراء درصورت اغنیاء کے اسماء گرامی اور ان کی عظمت کی دلیل ۴۴۸
شیخ بایزید رضی اللہ عنہ کی وضاحت ۴۴۸
انعام خداوندی- رات یا دن کے وقت مسجد میں بے وضو بیٹھنے سے کراہت ۴۴۹
مسجد کے متعلق صوفیہ کا نازک احساس ۴۴۹
مسجد میں بیٹھنے کی نزاکت اور اس کی مثال ۴۴۹
احسان خداوندی- مسجد میں ہوا خارج ہونے سے کراہت ... ۴۵۰
مذکورہ عادت کے لئے میزان ۴۵۰
مجبور کے لئے گنجائش ۴۵۰
ترک ادب میں اکابر کے مقام کی نزاکت ۴۵۱
انعام خداوندی- پس پشت اور روبرو اپنے بھائیوں کی کثرت تعظیم ۴۵۱
مشائخ کے لئے تلقین احتیاط ۴۵۲
شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ۴۵۲

داعی الی طریق اہل اللہ تعالیٰ کے لئے امر ضروری ۴۵۲
سیدی احمد بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں فقیر کا مبلغ کمال ۴۵۳
انعام خداوندی- تمام احباب کی زیارت سے محبت ۴۵۴
زیارت وعیادت کا مقصد ۴۵۴
مشائخ عصر میں سے ایک شخص کا واقعہ ۴۵۵
زیارت کے متعلق دانا کی عادت ۴۵۵
ایک سوال اور اس کا جواب ۴۵۵
انعام خداوندی- شرعاً غیر مندوب محافل میں حاضری سے کراہت ۴۵۶
تعظیم وتحقیر کرنیوالے کی محفل میں حاضری کی کراہت میں نکتہ ۴۵۷
مشروع محافل کی حاضری کی حکمت ۴۵۷
حاصل کلام اور شعرانی کا ایک واقعہ ۴۵۷
احسان خداوندی- وتر ادا کئے بغیر سونے سے میری حفاظت .. ۴۵۸
انعام خداوندی- کسی مسلمان کے حق میں میری بددعا قبول نہ کرنا ۴۵۹
انعام خداوندی- ناحق جھگڑنے والے سے نہ جھگڑنا ۴۵۹
شیخ افضل الدین کی حکمت عملی ۴۶۰
سیدی شیخ عبدالحلیم بن مصلح المنزلاوی رحمۃ اللہ علیہ کا خلق ۴۶۰
انعام خداوندی- اپنے شاگردوں سے کثرت مشاورت ۴۶۰
مامورات شرعیہ میں مشاورت کیوں مشروع نہیں ۴۶۱
علم وذکر میں شیخ کے حکم کی اہمیت ۴۶۲
احسان خداوندی-نفس کی خاطر کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع تعلق نہ کرنا ۴۶۲
اللہ تعالیٰ کے لئے اور نفس کی خاطر قطع تعلقی کا میزان ۴۶۲
مذکور الصدر مسئلہ کے متعلق شیخ عبدالعزیز الدرینی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۴۶۳
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ۴۶۳
انعام خداوندی- اجتماع بالزوجہ کی حالت میں حق تعالیٰ کی حضوری ۴۶۴
عارف اور حالت جماع ۴۶۴
انعام خداوندی- اولاد پر کثرت شفقت کا انوکھا انداز ۴۶۵
شیخ احمد بن عاشر المغربی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ۴۶۵
احسان خداوندی- اہل خانہ پر بخل نہ کرنا ۴۶۶
مرد کی اپنی بیوی کے ساتھ مروت ۴۶۶
احسان خداوندی- عالم یا فقیر کے لئے کثرت تواضع وتعظیم . ۴۶۷
مسئلہ مذکورہ کی وضاحت ۴۶۷
شیخ افضل الدین کا معمول ۴۶۷
امام شعرانی کا ایک واقعہ ۴۶۸
انعام خداوندی- بھائی کی زیارت کے وقت زیادہ دیر نہ بیٹھنا ۴۶۸
احسان خداوندی- اہل اسلام کی کثرت سے پردہ پوشی کرنا ... ۴۶۹
سیدی احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ۴۶۹
مسلمان کی ستر پوشی کا طریقہ ۴۷۰
شیخ خانقاہ کے لئے امر مناسب ۴۷۰
انعام خداوندی- دشمن کی ستر پوشی کی محبت میں شرح صدر اور نفس کی موافقت ۴۷۱
ستر پوشی کے متعلق امام شعرانی کے معمولات ۴۷۱
معصیت اور مقام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ۴۷۱
شیخ محی الدین ابن عربی کا ارشاد ۴۷۱
احسان خداوندی- خلاف نقل غلط مسئلہ کے منسوب الیہ پر رد میں جلدی نہ کرنا ۴۷۲
احسان خداوندی- شاگرد کے بچے کی ولادت کی خوشی میں اس کے ساتھ شریک ہونا ۴۷۴
احسان خداوندی- شاگرد کو احسان نہ جتلانا ۴۷۵
بندے کے لئے عملی مناسبت ۴۷۵
احسان خداوندی- اس دور کے قاضیوں کے حال کی پہچان... ۴۷۶
انعام خداوندی- مرید کے نقص کو اس کے شیخ کے نقص کی دلیل قرار نہ دینا ۴۷۶
انعام خداوندی- سوال نہ کرنا- حلال لوٹانا نہ اس کا ذخیرہ کرنا ۴۷۶
احسان خداوندی- ایک کی موجودگی میں دوسری سوکن کی تعریف نہ کرنا ۴۷۶

آٹھواں باب: دیگر اخلاق کے بیان میں ۴۷۸
انعام خداوندی - منسوب الی الشرف اور نسل انصار سے بغض نہ رکھنا ۴۷۸
احسان خداوندی - اپنے مشائخ کی حرمت کی حفاظت ۴۷۸
خلیفہ ہونے کی شرط ۴۷۹
انعام خداوندی - مشائخ عصر سے صفات مشیخت میں مزاحمت نہ کرنا ۴۷۹
قلیل المعرفت شیخ کو تعلیم دینے کا خفیہ انداز ۴۸۰
انعام خداوندی - عمر رسیدہ یا کسی شریف کے ہوتے ہوئے ذکر بالجہر کی مجلس کا افتتاح نہ کرنا ۴۸۰
امام شعرانی کا ایک واقعہ ۴۸۰
انعام خداوندی - اپنے شیخ کا عہد توڑنے والے سے عہد نہ لینا ۴۸۱
شیخ ابو السعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ کا اخذ عہد کا طریقہ ۴۸۱
شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تلقین ۴۸۲
انعام خداوندی - کسی کو اپنی صحبت پر پابند کرنے کے درپے نہ ہونا ۴۸۲
ہم عصر لوگوں کی بعض بے اعتدالیوں کا ذکر ۴۸۲
احسان خداوندی - خلاف رضائے شیخ کام میں گرنے سے میری حفاظت ۴۸۳
شیخ کی ناراضگی کی بنا پر حالت منعکس ہونے کی تائید ۴۸۳
شیخ کی اہمیت وضرورت اور سیدی علی المرصفی کا ارشاد ۴۸۴
شیخ کی مخالفت کا ادنیٰ نقصان ۴۸۴
بعض کتب الٰہیہ میں ارشاد خداوندی ۴۸۴
انعام خداوندی - میرے معاصرین میں سے کسی کی زیارت کرنے سے مرید پر قلب کا متغیر نہ ہونا ۴۸۵
شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ۴۸۵
سیدی علی بن وفا رضی اللہ عنہ کا ارشاد ۴۸۵
شیخ ابراہیم المتبولی کا فرمان ۴۸۶
حضرت الٰہیہ - اس کے طریق اور ماہ وسال کی مثال ۴۸۶
دیگر اکابر کے اقوال ۴۸۶
انعام خداوندی - انعقاد مجلس ذکر میں حظ نفس سے بے غرضی ۔ ۴۸۷
احسان خداوندی - مجلس ذکر میں امتیاز سے بیٹھنے سے کراہت ۴۸۸
انعام خداوندی - محبت کی پختگی کے بغیر مرید کے طعام سے پرہیز ۴۸۸
سیدی محمد الشناوی کا مرید کے مال کے متعلق فتویٰ ۴۸۹
احسان خداوندی - دوسرے مشائخ سے وابستہ ہونے والے حکام اور اہل کاروں سے مکدر نہ ہونا ۴۸۹
انعام خداوندی - مریدین کو اپنے متعلق غور کرنے کی تلقین ... ۴۹۰
مذکورہ تلقین کی دلیل ۴۹۰
مذکور الصدر قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں ۴۹۰
احسان خداوندی - اذیت دینے والوں کی اذیت کو صبر وتحمل سے برداشت کرنے کا حکم ۴۹۱
فقراء کے لئے انتقام کی صورت ۴۹۱
انعام خداوندی - معاصرین کی غیر موجودگی میں ان کا ادب وتعظیم ۴۹۲
انعام خداوندی - کسی شیخ کے مرید کے آنے پر ترش روئی ۴۹۲
انعام خداوندی - حق تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ یا علماء کی اجازت کے بغیر جماعت کو ذکر سے خاموش نہ کرنا ۴۹۳
اس مشہد کے حامل اہل اللہ ۴۹۳
انعام خداوندی - اکابر کی موجودگی میں تلقین ذکر کی اجازت ۔ ۴۹۳
انعام خداوندی - علم وطریقت کے اپنے مشائخ کی اولاد واصحاب سے کثرت محبت وتعظیم ۴۹۴
شیخ محمد الشناوی کی اپنے شیخ کی اولاد یا اس کے شاگردوں سے محبت ۴۹۵
امام شعرانی کا اپنا واقعہ ۴۹۵
انعام خداوندی - اپنے معلم کی افضیلت کا شہود ۴۹۶
کامل مشائخ کا امور عادیہ میں معیت الٰہیہ کا مرتبہ اور اس کی وضاحت ۴۹۶
انعام خداوندی - حکام اور اہل کاروں کو ہدایت دینا ۴۹۶
احسان خداوندی - اپنے شاگردوں کی بے اعتدالیوں سے غافل نہ ہونا ۴۹۷
تہمت کی راہ سے بچنے کے طریقے ۴۹۸

انعام خداوندی - اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کے احترام کی کثرت ۴۹۸
احسان خداوندی - محفل کے صدر مقام کی بجائے کنارے پر بیٹھنے سے محبت ۴۹۹
اہل اللہ کی شان ۴۹۹
احسان خداوندی - نصیحت حاصل کرنے کا ذوق ۵۰۰
نماز میں حضور مع اللہ تعالیٰ کا تقاضا ۵۰۱
حالت تلاوت میں لوگوں کے مختلف درجات ۵۰۱
انعام خداوندی - ستم رسیدہ یا غمگین سے حجاب میں نہ رہنا ۵۰۱
ستم رسیدہ اور مصیبت گزیدہ سے مشائخ کے حجاب میں رہنے کی توجیہہ ۵۰۲
اکابر کے فعل کی مبنی بر ادب توجیہہ ۵۰۲
فقیر کے پاس آنے والے کی اجازت کے لئے عجیب شرط ۵۰۳
انعام خداوندی - رات کے وقت اصحاب حضرت الٰہیہ کا ادب ۵۰۳
اہل حضرت الٰہیہ کے وقوف سے پہلے قیام لیل کا واقعہ ۵۰۳
حضرت الٰہیہ کے ادب کا قانون ۵۰۴
وقوف بین یدی اللہ تعالیٰ میں شعرانی کا انفرادی ذوق ۵۰۵
احسان خداوندی - مجالست حق کی وجہ سے طاعات سے محبت ۵۰۵
حزب البحر کی اہمیت ۵۰۶
نماز میں قرآن پاک کے ساتھ مناجات کی حکمت ۵۰۶
العلم حجاب کا معنی ۵۰۶
احسان خداوندی - عالم وصالح کی خدمت میں حاضری کا ادب ۵۰۶
اہل اللہ پر انکار کی نحوست کے بارے میں اقوال اکابر ۵۰۷
شیخ الاسلام زکریا انصاری کا واقعہ ۵۰۷
امام شعرانی کا واقعہ ۵۰۸
انعام خداوندی - صالحین کی تصدیق ۵۰۸
مقام اولیاء - خلق کے مشکل کشا - اور قرأت کے متعلق چند خارق عادت واقعات ۵۰۸
احسان خداوندی - میری دست بوسی کرنے والے سے طبعی نفرت ۵۰۹
اخلاق کے بیان کا نواں باب ۵۱۲
انعام خداوندی - نفع بخش پیشوں والوں کا احترام ۵۱۲
انعام خداوندی - مدت مرض کی تخفیف اور کمی ۵۱۳
سمنون کا عافیت طلب کرنا ۵۱۳
مرض کے آغاز میں بردباری میں نکتہ حسنہ ۵۱۳
عارف باللہ تعالیٰ الحکیم الترمذی کے نزدیک خلق کی حقیقت ۵۱۳
عارف کے لئے آخر الامر تلخی ہے ۵۱۴
احسان خداوندی - ہدیہ دینے والے کو بدلہ دینے میں سستی نہ کرنا ۵۱۴
ہدیہ لوٹانے کی توجیہہ ۵۱۵
ہدیہ لوٹانے کی مذکورہ بالا صورت کی مزید وضاحت ۵۱۵
انعام خداوندی - بھائیوں کا احسان برداشت کرنے سے بھاگنا ۵۱۵
احسان خداوندی - پڑوسی سے تکلیف کے تحمل سے محبت ۵۱۶
انعام خداوندی - علم وقرآن کے حاملین سے محبت واحترام کی کثرت ۵۱۶
احسان خداوندی - طالب علم کی پردہ داری ۵۱۶
رسالہ قشیریہ اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ ۵۱۷
انعام خداوندی - فرائض - نوافل اور نماز جنازہ کی امامت کے لئے آگے بڑھنے سے کراہت ۵۱۸
حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر کا مفہوم ۵۱۸
ایک سوال اور اس کا جواب ۵۱۸
شیخ افضل الدین پر جنازہ پڑھاتے غشی طاری ہونے کی وجہ ۵۱۹
امام جلال الدین السیوطی کے شیخ کا معمول ۵۲۰
تقدیم وتقدم میں احتیاط ۵۲۰
سلف صالح میں شرائط کیوں نہ تھیں؟ ۵۲۰
انعام خداوندی - خیر پر شکر اور معصیت پر استغفار میں جلدی کرنا ۵۲۱
مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت ۵۲۱
افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات ۵۲۲
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۵۲۲
احسان خداوندی - زیارت کے لئے آنے والے سے حسن تعامل ۵۲۲
انعام خداوندی - یومیہ صلوۃ استخارہ ۵۲۳
صلوۃ استخارہ کی صورت ۵۲۳

الفاظ استخارہ کے معانی ۵۲۴
انعام خداوندی-خواب میں اموات کے ساتھ کثرت ملاقات ۵۲۵
خواب میں رویئت اموات کے مختلف واقعات ۵۲۶
امام شعرانی کے اپنے متعلق خواب ۵۲۷
دوسرا خواب ۵۲۷
خواب میں پیش آنے والے واقعات کی حقیقت ۵۲۸
انعام خداوندی-فوت شدہ اولیاء کی خواب میں زیارت اور ان کا کشادہ روئی سے پیش آنا ۵۲۸
خواب میں اولیاء کی زیارت کے واقعات ۵۲۹
امام شافعی رضی اللہ عنہ کی زیارت ۵۲۹
سیدہ نفیسہ کی زیارت ۵۳۰
سیدی احمد الرفاعی کی زیارت اور زائر کی مہمان نوازی ۵۳۰
سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کی زیارت اور جواب میں آپ کا خواب میں تشریف لانا ۵۳۱
سیدی احمد البدوی کا شعرانی کو اپنی زیارت کو بلانا اور کھلانا ... ۵۳۱
شعرانی کے لئے خواب میں مختلف بزرگوں کی زیارت کے واقعات ۵۳۱
احسان خداوندی- میرے نفس کا ثواب سے خالی مقامات پر نہ للچانا ۵۳۲
اولیاء اللہ کے مستقبل کے متعلق علم کی حقیقت ۵۳۳
احسان خداوندی- حکام وغیرہم کو خواب میں میری عقیدت کے اشارات ۵۳۴
انعام خداوندی- ماثور کے مطابق ورد کی توفیق ۵۳۷
امام شعرانی کے ورد کی ترتیب ۵۳۷
تلقین سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ قلت وقت ۵۳۸
انعام خداوندی- اعمال کی بری اور اچھی صورت میں بدلنے پر ایمان ۵۳۸
احسان خداوندی- صرف مجالست حق کے لئے اعمال صالحہ سے محبت ۵۴۰
انعام خداوندی- اللہ تعالیٰ کا ذکر یا درود شریف پڑھنے والے کا احترام ۵۴۰
احسان خداوندی- کسی شریف کے لئے بددعا نہ کرنا ۵۴۰
احسان خداوندی- امراء واغنیاء کی جفا پر خوش ہونا ۵۴۱
لوگوں کے انقطاع سے بدمزہ نہیں ہونا چاہئے ۵۴۲
احسان خداوندی- میرے اکثر معتقدین کاشت کار اور ان کی اولادیں ہیں ۵۴۲
احسان خداوندی- امور دنیا کا اہتمام نیت صالحہ کے ساتھ .. ۵۴۳
انعام خداوندی- کسی خوشامدی کا قریب نہ ہونا ۵۴۴
خوشامدیوں کے مفاسد ۵۴۴
انعام خداوندی- گانے بجانے کے آلات سننے سے شروع سے ہی نفرت ۵۴۵
احسان خداوندی- طریق فقراء کی طرف منسوب گروہوں کے متعلق اچھا گمان ۵۴۶
انعام خداوندی- شاگردوں پر اپنے ہاں جمعہ پڑھنے یا مجلس ذکر میں حاضری کی پابندی نہ لگانا ۵۴۷
آمد ورفت کے بارے میں شیخ علی الخواص کی نصیحت ۵۴۷
انعام خداوندی- اپنے مصاحب اور ہم نوالہ کے مقام کی نگہداشت
چوروں کے دل میں نمک کھانے کا احترام ۵۴۸
انعام خداوندی- خلق کے نقائص نقل کرنیوالے سے طبعی نفرت . ۵۴۸
چغل خور کی تصدیق میں کئی خرابیاں ۵۴۹
احسان خداوندی- عالم یا صالح کے مقام کا تحفظ ۵۵۰
شیخ کے متعلق جہالت کا ارتکاب ۵۵۰
امام شعرانی کا ایک واقعہ ۵۵۰
احسان خداوندی- مصاحب کی ناراضگی پر صبر ۵۵۱
انعام خداوندی- ظالموں کی کم عیادت کرنا ۵۵۱
انعام خداوندی- دوسرے مشائخ کے بعض مریدوں کا علاج . ۵۵۲
کسی شیخ کے بارے میں گفتگو میں احتیاط ۵۵۳
انعام خداوندی- خدام وغیرہ کی کجی پر صبر اور ان کے نافرمان ہونے کی حقیقت وحکمت ۵۵۳
مذکورہ بالا صورت حال کی مزید وضاحت ۵۵۴

انعام خداوندی- زوجہ کی بیماری پر صبر کرنا ۵۵۴
سیدی شیخ احمد بن الرفاعی اور کتے کی خدمت ۵۵۵
انعام خداوندی- اجنبی عورت کے ساتھ خلوت سے نفرت ...۵۵۶
خلوت بالاجنبیہ کی نزاکت ۵۵۶
احسان خداوندی- اپنی بیوی یا بیٹے کی نماز جنازہ سے رہ جانے والوں پر ناراض نہ ہونا ۵۵۷
انعام خداوندی- خلق کے ثقیل بوجھ کے تحمل میں اللہ تعالیٰ کا حسن تدبیر ۵۵۷
تحمل بلاء کا حوض پر اثر ۵۵۸
ایام تحمل میں ایام شعرانی پر امراض کی مجموعی صورت ۵۵۸
تحمل معمول اکابر ہے ۵۵۸
احسان خداوندی- جس سے مصیبت کا تحمل کیا اس کا ہدیہ قبول کرنا ۵۵۹
عدم قبول ہدیہ کا ایک واقعہ ۵۶۰
انعام خداوندی- تنہائی کی کثرت اشتیاق ۵۶۰
مذکورہ بالا مسئلہ میں سیدی علی الخواص کی نصیحت ۵۶۱
احسان خداوندی- صبح وشام ظاہری باطنی کی تفتیش ۵۶۱
ایک شخص کے نام موثر نصیحت ۵۶۱
مزید وضاحت ۵۶۲
دیگر اخلاق کے بیان میں دسواں باب ۵۶۴
احسان خداوندی- اکابر علماء کی تعظیم کا ایک منفرد انداز ۵۶۴
احسان خداوندی- کسی فرقہ اسلامیہ کے رد کے لئے اپنے شاگردوں کو صدر نشینی کی اجازت نہ دینا ۵۶۴
خلاف شریعت احوال سے شیخ محی الدین العربی کی برأت ۵۶۵
چند قابل پرہیز اقوال کا ذکر ۵۶۵
اطلاق کے متعلق اقوال اکابر ۵۶۵
تغزلات کے متعلق سیدی علی الخواص کی وضاحت ۵۶۷
متنبی کے چند اشعار جنہیں سننا حرام ہے ۵۶۷
بعض قابل اجتناب اقوال ۵۶۷
بعض کتابوں کے بعض مقامات پر عمل سے پرحذر رہنے کی تلقین ۵۶۹
احسان خداوندی- قدرت کے باوجود غصہ پر عمل نہ کرنا ۵۷۱
انعام خداوندی- اپنے مشائخ اور اصحاب کے ادب کی نگہبانی ۵۷۱
احسان خداوندی- کسی تعمیر کا اہتمام نہ کرنا ۵۷۲
انعام خداوندی- دنیوی لباس کا اہتمام نہ کرنا ۵۷۲
احسان خداوندی- باغ کی سیر و سیاحت کی دعوت قبول کرنے سے پرہیز ۵۷۳
احسان خداوندی- تنہا چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیا ۵۷۴
ایک گزشتہ انعام کے متعلق وضاحت ۵۷۵
انعام خداوندی- شاگردوں کی میرے پاس کثرت سے آمد و رفت کو پسند نہ کرنا ۵۷۵
شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ۵۷۶
ایک سوال اور اس کا جواب ۵۷۶
احسان خداوندی- غیر شرعی انداز کی شادیوں میں شمولیت سے اہل خانہ کی حفاظت ۵۷۷
شادی کے ولیمہ میں وجوب حاضری کی شرائط ۵۷۷
احسان خداوندی- شرفاء اور اہل بیت سے محبت ۵۷۷
اہل بیت اور شیخ محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ۵۷۸
اکابر اسلام کے نزدیک حضور ﷺ کے اہل قرابت کا مقام ..۵۷۹
شرفاء کے حقوق اور آداب ۵۸۰
سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ اور سید کا ادب ۵۸۰
امام مالک رضی اللہ عنہ اور سادات کا احترام ۵۸۰
احسان خداوندی- اہل بیت کے مزارات کی گاہے گاہے زیارت . ۵۸۲
مصر میں مدفون اہل بیت کے اسماء گرامی ۵۸۲
انعام خداوندی- بادشاہ کی بیماری کی وجہ سے بیمار پڑ جانا.... ۵۸۳
انعام خداوندی- فقراء سے ہمدردی رکھنے والے حاکم کے متعلق متفکر ہونا ۵۸۳
انعام خداوندی- حق اللہ پورا کرنے کا شہود نہ ہو ۵۸۴
اس دنیا میں مخلوق کی مثال ۵۸۴
احسان خداوندی- طبیعت اور حب ریاست کے محکوم سے جھگڑا نہ کرنا ۵۸۵

اس سلسلے میں امام شعرانی کی آپ بیتی ۵۸۵
احسان خداوندی- شاگردوں کو حرفت وصناعت میں مشغولیت کی ترغیب ۵۸۶
سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ۵۸۶
بے پیشہ فقیر الو کی طرح ہے ۵۸۶
ایک سوال اور اس کا جواب ۵۸۷
انعام خداوندی- اپنے اسلام یا ایمان یا احسان میں کمال کا عدم شہود ۵۸۷
دین شرعی تین امور میں ۵۸۷
احسان خداوندی- کسی غیر حاصل مقام تک رسائی کا دعویٰ نہ کرنا ۵۸۸
ایک فقیر کا واقعہ ۵۸۸
انعام خداوندی- اولاد اور مریدین کی تربیت سپرد خدا ۵۸۹
ناروا پابندی کا نتیجہ ۵۸۹
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فرمان ۵۸۹
[illegible] کی تربیت کے متعلق سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۵۸۹
احسان خداوندی- شاگرد میں کمال اور اپنے میں نقص کا شہود ۵۹۱
خلوت کی طلب کب اور کس لئے؟ ۵۹۱
مذکورہ بالا ارشاد کی وضاحت ۵۹۱
احسان خداوندی- اللہ تعالیٰ کی بجائے احوال کی طرف مائل نہ ہونا ۵۹۱
احوال- کرامات- علوم اور معارف کے متعلق وضاحت ۵۹۲
انعام خداوندی- اس امر کا شہود کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میرے نفس سے زیادہ مہربان ہے ۵۹۲
احسان خداوندی- دین کے عوض کھانے پہننے سے پرہیز ۵۹۳
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ۵۹۳
احسان خداوندی- معاشرت میں اعتدال ۵۹۳
احسان خداوندی- اپنا راز چھپانے پر پابندی کرنا ۵۹۴
انعام خداوندی- اپنے شاگردوں کے امتحان کی کثرت سے پرہیز ۵۹۵
احسان خداوندی- مجھے کھانا یا ہدیہ بھیجنے سے مریدین کو نفرت ولانا- اور اس کے مفاسد ۵۹۵
انعام خداوندی- میرے ساتھ ادب میں خلل پر درگزر کرنا ... ۵۹۶
احسان خداوندی- اپنے متعلق اچھے خواب سے دھوکہ نہ کھانا ۵۹۷
مسئلہ بالا میں شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۵۹۷
انعام خداوندی- عام پیشہ وروں کی خوبیوں اور فضیلت کا شہود ۵۹۷
صاحب پیشہ مومن کے لئے سات اعزاز ۵۹۸
احسان خداوندی- باطن میں مریدین کے لئے عذر قائم کرنا.. ۵۹۸
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ اور افراد زمانہ کی معذوری ۵۹۹
انعام خداوندی- نااہل کو حکمت عطا نہ کرنا ۵۹۹
مرید کے بنجر زمین ہونے کی علامت ۶۰۰
مرید کی زمین اچھی ہونے کی علامت ۶۰۰
الصادقین مع اللہ تعالیٰ کی علامت اور اس کی وضاحت ۶۰۰
احسان خداوندی- عورتوں کے مشورے سے اجتناب ۶۰۰
انعام خداوندی- بچپن سے ہی علم الحروف- علم رمل- ہندسہ- سیمیاء سیکھنے سے نفرت ۶۰۱
احسان خداوندی- مریدین کی تکلفاً کثرت نصیحت سے پہلوتہی ۶۰۲
احسان خداوندی- حق تعالیٰ کی عطا فرمودہ امانتیں مستحقین کو لوٹانا ۶۰۳
انعام خداوندی- جواب سوال میں احتیاط ۶۰۴
احسان خداوندی- ہر مدعیٔ علم کو تسلیم کرنا اور اس کی خدمت کرنا ۶۰۵
مجدد کی علامات ۶۰۵
انعام خداوندی- دینی و دنیوی امور میں بھائیوں کی نفع رسانی پر حرص ۶۰۶
فجر و عصر کی باجماعت نماز کی تاکید کے لئے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کا معمول ۶۰۶
احسان خداوندی- اولیاء اور علماء عاملین کی صحبت میں کوتاہی سے پرہیز ۶۰۷
احسان خداوندی- سلب میں تمکین ۶۰۸
احسان خداوندی- تاجروں- اہل کاروں کی نصیحت کی کثرت ۶۰۸
انعام خداوندی- مصروف ذکر و علم فقراء کے لئے حصول کمال خیر کی حرص ۶۰۹

گیارہواں باب-دیگر اخلاق کے بیان میں ۶۱۰
احسان خداوندی-صفات مکروہہ اختیار کرنے سے نفرت اور صفات پسندیدہ سے محبت ۶۱۰
انعام خداوندی-معزول کی راست راہنمائی ۶۱۱
احسان خداوندی-ارباب احوال کی طب کا عرفان ۶۱۱
انعام خداوندی-بیماری آنے سے خوشی محسوس کرنا ۶۱۲
احسان خداوندی-مجلس مذاکرہ ومناظرہ میں جواب دینے میں جلدی نہ کرنا ۶۱۳
انعام خداوندی-اذیت دینے والے کے خلاف کسی سے مدد طلب نہ کرنا ۶۱۳
احسان خداوندی-مرض کے وقت طب کی طرف مائل ہونا ۶۱۴
علاج کے متعلق شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۶۱۴
ہر وقت کے مناسب بعض امور ۶۱۴
طب کے تمام اصول کا مرجع غذا کم کرنا ۶۱۵
انعام خداوندی-دستاویز میں لکھنے سے احتیاط ۶۱۶
ضروری تنبیہ ۶۱۷
انعام خداوندی-علم فراست سے عظیم حصہ ۶۱۷
فراست کے متعلق امام شعرانی کی تصریحات ۶۱۷
فراست کا ماخذ اور اس کی علامات ۶۱۸
فراست حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۶۱۸
فراست حکمیہ ۶۱۹
اختلال مزاج کا اثر نیز فراست حکمیہ کی دیگر وضاحتیں ۶۲۰
احسان خداوندی-لوگوں کے طبقات کے اختلاف کے مطابق آفات کی معرفت اور ان کا بیان ۶۲۲
انعام خداوندی-اکابر کے گھر والوں میں ہمیشہ ادب کی پاسداری ۶۲۲
احسان خداوندی-تواضع امیر کے متعلق شہود ۶۲۳
انعام خداوندی-سب مسلمانوں کے ساتھ ادب کی حفاظت . ۶۲۳
شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت امام شعرانی کے نام ۶۲۳
حضرت مولائے کائنات علی شیر خدا کی اپنے صاحبزادے امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت ۶۲۴
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۶۲۴
عارفین کا مقام شیخ علی الخواص قدس سرہ کے بیان میں ۶۲۵
انعام خداوندی-صفات کی متشابہہ اخبار میں غور وفکر نہ کرنا ۶۲۵
وقوف علی الحیرت کا سبب ۶۲۶
احسان خداوندی-طریق ایمان میں شبہہ رکھنے والے ہر عالم کے درس میں حاضر ہونا ۶۲۶
انعام خداوندی-رات اور دن میں زیادہ سونے سے حفاظت ۶۲۷
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۶۲۷
نیند کی کثرت خصوصاً نماز فجر وعصر کے بعد سونے کے نقصانات ۶۲۸
کثرت نوم کے نقصان کے متعلق شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ۶۲۸
انعام خداوندی-میرے عیوب ونقائص دکھانے والے سے محبت ۶۲۸
نصیحت کرنا معمول اسلاف ہے ۶۲۹
وعظ وتسلیک کی نزاکت ۶۳۰
لوگوں کی عقیدت سے دھوکہ نہ لگے ۶۳۰
دوران خطبہ حضرت عمر کی گرفت ۶۳۱
قبول نصیحت قرآن وسنت کے حوالے سے ۶۳۱
نصیحت اور طلب مشورہ کی اہمیت ۶۳۲
انعام خداوندی-محفل میں لغویات اور قصے کہانیوں سے کراہت . ۶۳۳
انعام خداوندی-دوران تعلیم جدال اور بلند آوازی سے پرہیز کی تلقین ۶۳۳
اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول پاک ﷺ کے کلام کا ادب ۶۳۳
بحث وجدال کے وقوع کی بنیاد ۶۳۴
الرحمٰن علی العرش استوی کی توجیہہ ۶۳۴
طالب علم کے متعلق شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۶۳۵
شیخ افضل الدین کے نزدیک فقہاء کے لئے نامناسب عمل ۶۳۵
آئمہ مجتہدین کے ساتھ ادب کا تقاضا ۶۳۶
علماء اور شاگردوں کے لئے سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ عنہ کی نصیحت ۶۳۷
علماء کو عطائے علم کا مقصد ۶۳۸
عوام پر علماء کے حقوق ۶۳۸

انعام خداوندی- اسرار عارفین اور ارشادات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مطابقت ۶۳۹
اہل خلوت کے متعلق سیدی علی الخواص کی گفتگو ۶۴۱
خلوت کی مذمت کے متعلق خصوصی وضاحت ۶۴۲
انعام خداوندی- طہارت ایمان پر عمل- توبہ اور اصلاح لقمہ . ۶۴۲
توبہ سے مراد- اور اس کے اوقات ۶۴۲
اصلاح لقمہ ۶۴۲
مدار امر تقویٰ ہے ۶۴۲
احسان خداوندی- طاعات پر عمل کا مقصد عظیم ۶۴۳
ایک خلوت گزین کو نصیحت ۶۴۳
صدیقیت کا مفہوم ۶۴۴
طریق شہادت ۶۴۵
مقام صدیقیت کے اکمل ہونے کی وجہ ۶۴۵
انعام خداوندی- معصیت یا طاعت کے فوت ہونے پر ندامت کی حیثیت ۶۴۵
مسئلہ کی وضاحت ۶۴۵
سیدی ابراہیم المتبولی کی مرید کو نصیحت ۶۴۶
احسان خداوندی- طالب مشورہ کی خیر خواہی ۶۴۶
اخوان طریق کے لئے شیخ افضل الدین کی وصیت ۶۴۷
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ۶۴۷
انعام خداوندی- حکام میں سے کسی کو اپنی مجلس کی طرف نہ کھینچنا ۶۴۸
انعام خداوندی- درس میں ملائکہ اور جنات کی کثرت سے حاضری ۶۴۸
شیخ افضل الدین کی وصیت ۶۴۹
شیخ عثمان کے جنات شاگردوں کے تعاون کا واقعہ ۶۴۹
جہاں نارنگی ہو جنات داخل نہیں ہوتے ۶۵۰
انعام خداوندی- پر تکلف کھانوں اور برتنوں سے کراہت ۶۵۰
بعض اکابر کے خوش خوراک اور خوش پوشاک ہونے کی توجیہہ ۶۵۰
اہل اللہ پر انکار کا منفی اثر ۶۵۱
احسان خداوندی- خواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقربین کی زیارت کا شرف ۶۵۱
حضرت سلمان فارسی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات. ۶۵۲
انعام خداوندی- ایذاء پہنچانے والے کا شکوہ نہ کرنا ۶۵۲
تغییر منکر کی توجیہہ ۶۵۳
احسان خداوندی- بچپنے سے ہی ایمان بالغیب ۶۵۳
بطن مادر میں والدین کی مشکل کشائی ۶۵۳
طی زماں کا واقعہ بحوالہ یکے از خدام اہل اللہ ۶۵۴
ایک حکایت ۶۵۴
احسان خداوندی- وارث شریعت محمدی ہونا ۶۵۵
انعام خداوندی- دنیا میں زہد کی صحیح توجیہہ ۶۵۵
مذکورہ مسئلہ زہد کی وضاحت ۶۵۶
احسان خداوندی- باطن میں مقام تجرید کا حصول ۶۵۶
عارفین کا ارشاد ۶۵۷
انعام خداوندی- لوگوں کے اموال ناحق کھانے سے حفاظت ۶۵۷
شیخ ابو عبداللہ القرشی کے مرید کا واقعہ ۶۵۸
احسان خداوندی- مقام محبت کا دعویٰ نہ کرنا ۶۵۸
احسان خداوندی- بغیر ضرورت کے ہاتھ موضع ستر سے دور رکھنا ۶۵۹
شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید کا واقعہ اور آپ کی دور بیں نگاہ . ۶۵۹
انعام خداوندی- مرید بنانے میں جلدی نہ کرنا ۶۶۰
مرید صادق کی صفات ۶۶۰
شیخ صادق کی شرائط ۶۶۰
شیخ ابوعلوان کے دلی کھٹکے پر حضرت جنید کا مطلع ہونا ۶۶۱
احسان خداوندی- کسر نفسی ۶۶۱
بارھواں باب: اخلاق محمدیہ کے بیان میں ۶۶۲
انعام خداوندی- حق جل وعلاء کی سمت کا ایثار ۶۶۲
احسان خداوندی- حیات ظاہری میں موجود شیخ سے تربیت حاصل کرنے کی تلقین ۶۶۲
برزخ میں ہوتے ہوئے تربیت کرنے مشائخ ۶۶۳
انعام خداوندی- اہل کشف پر انکار میں جلدی نہ کرنا ۶۶۴

ایک حکایت ۶۶۴
ایسی صورت میں انکار میں جلدی نہ کرنے کی وجہ ۶۶۴
ولایت کے جھوٹے مدعی کا خاتمہ خراب ۶۶۴
احسان خداوندی- حاکم وغیرہ کو مرید بنانے میں جلدی نہ کرنا ۶۶۵
انعام خداوندی- زیادتی کرنے والے سے متاثر نہ ہونا ۶۶۶
حضرت حسن بصری کا واقعہ ۶۶۶
سیدی حسین الجاکی کا واقعہ ۶۶۶
انعام خداوندی-نظر کے ساتھ خواص مریدین کی تربیت ۶۶۷
کچھوے کا اپنی اولاد کی تربیت کا طریقہ ۶۶۷
تربیت مرید کے مختلف طریقے ۶۶۷
ان مریدین کے اسماء جن کی نگاہ سے تربیت کی گئی ۶۶۸
احسان خداوندی- مریدین کی عاقبت پر اطلاع ۶۶۸
شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کو انبیاء و مرسلین کی تعداد- ان کی امتوں اور اہل جنت کی تعداد پر اطلاع ۶۶۹
مختلف اولیاء کے مریدین کی تعداد ۶۶۹
مرد کامل سیدی احمد بن الرفاعی کی رسائی اور وسعت علم اور کائنات میں تصرف ۶۶۹
شیخ عبدالسلام القلیبی کا محیر العقول مقام ۶۷۰
انعام خداوندی- صادق مریدوں پر طریق قریب کرنا ۶۷۰
علم اور ذوق کا فرق اور وضاحت ۶۷۱
احسان خداوندی- ارادہ خیر کے بعد رجوع نہ کرنا ۶۷۱
ایک حکایت ۶۷۱
انعام خداوندی- لباس فقراء کا احترام ۶۷۲
بے ادبی کرنے والے کا حال سلب ۶۷۲
ولی مجالست حق تعالیٰ یا مجالست رسول کریم ﷺ سے خالی نہیں ہوتا ۶۷۲
احسان خداوندی- خوارق عادت کے وقوع کو ناپسند کرنا ۶۷۵
انعام خداوندی- صحابہ کرام کی اولاد کا ادب ۶۷۶
ترتیب خلفاء راشدین کے بارے میں مفتی حرمین محب طبری کے شریف ابونمی کو جرأت مندانہ جوابات ۶۷۶
تقدیم شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۶۷۷
منسوب الی الرفض عالم کا انجام ۶۷۷
روافض کا شیخین کو مزار شریف سے منتقل کرنے کا واقعہ ۶۷۷
شیخین رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرنے والے کا برا انجام ۶۷۸
صحابہ کرام کے متعلق محبت عادیہ کافی نہیں ۶۷۸
انعام خداوندی- عارفین کی تفسیر بطریق کشف کو تسلیم کرنا ۶۷۹
بعض اہل کشف کی لغزش ۶۷۹
احسان خداوندی- ایمانی محبت نہ کہ طبعی ۶۷۹
ایک واقعہ ۶۸۰
احسان خداوندی- ہم نشینوں کو فائدہ پہنچانے پر پوری توجہ کرنا ۶۸۰
انعام خداوندی- ارباب احوال کا ہر مطالبہ پورا کرنا ۶۸۱
صاحب حال کے طلب اجرت کا واقعہ ۶۸۱
انعام خداوندی- دروازے پر آنے والے سے مبتلائے تشویش نہ ہونا ۶۸۲
مذکورہ بالا حوالے سے دو واقعات ۶۸۳
انعام خداوندی- حلاج وغیرہ کی تکفیر پر کان نہ دھرنا ۶۸۳
منصور حلاج کے متعلق وضاحت ۶۸۳
خضر علیہ السلام کی حیات- حصول مرتبہ ابدال کے لئے ورد ۶۸۴
انعام خداوندی- اکابر کے ساتھ اجتماع وصحبت کا شرف ۶۸۴
اہل اللہ کی بصیرت اور وسعت تصرف ۶۸۵
احسان خداوندی- دفعیہ جنات کے لئے وظیفہ اور ایک عجیب واقعہ ۶۸۶
صاحب واقعہ مذکورہ بالا شیخ ابو الحجاج کے عجیب مجاہدات ۶۸۷
احسان خداوندی- ملک الموت اور جبریل سے ملاقات کرنے والوں کی صحبت ۶۸۷
لقائے جبریل علیہ السلام کا مسئلہ ۶۸۷
شیخ بہاؤالدین الاخمیمی اور لقائے عزرائیل ۶۸۸
ملک الموت سے کہنا کہ لوٹ جا اس کی کیا حقیقت ہے ۶۸۸
احسان خداوندی- امی سے فیض حاصل کرنا ۶۸۹
شیخ نجم الدین کبری پر انکار کی نحوست ۶۸۹

انعام خداوندی- لباس فقراء میں ملبوس فقیر کی تعظیم ۶۹۰
بے جا جرأت کرنے والے کے خلاف جنید بغدادی کی بددعا . ۶۹۰
نسبت فقراء کا حیرت انگیز ادب ۶۹۰
احسان خداوندی- مبنی بر مشیت ولی قلبی تصرف ۶۹۱
سیدی ابراہیم الاعزب کی قوت تصرف ۶۹۱
انعام خداوندی- سنت زندہ کرنے والا اور بدعت دور کرنے والا بنایا ۶۹۱
داعی الی اللہ حضرات کے مابین رونما ہونے والی فترات کی وضاحت ۶۹۲
داعی الی اللہ اولیاء وجہ بقاء کائنات ہیں اور فترات اولیاء وفترات رسل کی مشابہت ۶۹۲
مذکورہ بالا ملحدین کے متعلق شیخ علی الخواص کا فیصلہ ۶۹۳
شیخ اکبر کی طرف سے حلول واتحاد کے قائلین کا رد ۶۹۳
انعام خداوندی- قوم کے بعض اخلاق کا احیاء ۶۹۴
احسان خداوندی- معاصر علماء اولیاء کی باہمی تفضیل پر جزم نہ کرنا ۶۹۵
احسان خداوندی- اخفاء اسرار ۶۹۵
علم الاسرار میں اور اس کے متعلق اہل اللہ کے اقوال ۶۹۵
حضرت امام علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے اقوال کی وضاحت ۶۹۶
علم الاسرار کے متعلق ابو عبداللہ القرشی کا قول اور اس کی توجیہہ . ۶۹۶
انعام خداوندی- سچے اور جھوٹے اہل دعویٰ کی پہچان ۶۹۷
مہدی ہونے کے مدعیوں کے واقعات ۶۹۷
احسان خداوندی- معذوروں پر شفقت اور ان کی خدمت ... ۶۹۸
شیخ احمد الرفاعی اور معذوروں کی خدمت ۶۹۸
یتیم پر انتہائی شفقت کا انداز ۶۹۹
انعام خداوندی- فقراء یا علماء کا ادب ۶۹۹
شیخ احمد بن الرفاعی کا قطبیت میں مقام اور عالی حوصلگی ۶۹۹
شیخ سالم سلماباذی کی تلخ کلامی اور شیخ احمد بن الرفاعی کا حوصلہ . ۷۰۰
بستی کی تلخ کلامی اور شیخ احمد کا حوصلہ ۷۰۰
شیخ عبداللہ الہندی کی تلخ کلامی اور سیدی احمد کا حوصلہ ۷۰۱
احسان خداوندی- بادشاہوں اور حاکموں کے قرب سے کراہت ۷۰۱
ابو جعفر منصور ابن ابی ذئب کی صحبت میں ۷۰۱
سلطان یعقوب اور شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ ۷۰۱
انعام خداوندی- مریدین کی کثرت طلب نہ کرنا ۷۰۲
ما اوذی نبی کما اوذیت کا مفہوم شیخ علی الخواص کی نظر میں ۷۰۳
انعام خداوندی- میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی سعادت مندی .. ۷۰۳
اصلاح اولاد کے متعلق تمنائے فقراء ۷۰۴
اولاد فقراء کے اکثر ناقص رہنے کی وجہ ۷۰۴
انعام خداوندی- اپنے مشائخ کے ہمسر مشائخ سے عقیدت رکھنا ۷۰۵
مقام رسالت اور مقام ولایت کی تعظیم وتسلیم میں یکجہتی ۷۰۵
مریدین کے لئے خصوصی نصیحت ۷۰۵
احسان خداوندی- گزشتہ امتوں میں پائی جانے والی قباحتوں سے حفاظت ۷۰۶
قوم لوط علیہ السلام کا عذاب ۷۰۶
احسان خداوندی- کامل الایمان فقراء کی صحبت ۷۰۷
احسان خداوندی- اسرار حق پر مطلع اخروی بادشاہوں کی صحبت ۷۰۸
اولیاء کے لئے علوم غیبیہ اور تصرف ۷۰۸
شیخ علی الخواص کا تصرف ۷۰۹
احسان خداوندی- شیخ کی مقرر کردہ حد پر توقف کرنا ۷۰۹
شیخ کی مقرر کردہ حد کے احترام کی مثال اور بادشاہوں کی ہم نشینی کے نقصانات ۷۱۰
احسان خداوندی- اپنے گھر سے باہر کم نکلنا ۷۱۱
کثرت سے میل جول سے پرہیز ۷۱۱
شیخ افضل الدین کے نزدیک لوگوں کی اقسام ۷۱۱
میل جول کے آداب ۷۱۲
احسان خداوندی- زیادتی کرنے والے کے حق میں معافی کی دعا کرنا ۷۱۲
سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ عنہ کا اذیت پر صبر ۷۱۳
اس خلق کے ساتھ شیخ محی الدین ابن العربی کا خلق ۷۱۳

محب طبری کی والدہ کی شیخ محی الدین میں سوء عقیدت کے بعد حسن عقیدت کی وجہ ۲۱۳

مشائخ کی طرف منسوب خلاف شرع کلام کے بارے میں احتیاط ۲۱۴

انعام خداوندی - ایمان نسبی میں ایک اعلیٰ مقام تک رسائی ... ۲۱۴

ما دامت السموات و الارض الا ماشاء ربک میں استثنیٰ کی حکمت ۲۱۵

انعام خداوندی - شیخ سیدی علی الخواص کی دکان کی تعظیم ۲۱۵

برکت ولی کب تک رہتی ہے ۲۱۵

مصر میں عام لوگوں کے لئے مقامات روحانیت ۲۱۶

مصر میں خواص کے لئے مقامات نورانیت ۲۱۶

احسان خداوندی - میرے ہاتھوں واقع ہونے والے اچھے برے عمل کی معرفت ۲۱۶

غرض فاسد کے ساتھ عبادت کی حقیقت اور ایسے عابدوں کے طبقات ۲۱۶

اخلاق محمدیہ میں سے تیرہواں باب ۲۱۸

انعام خداوندی - زمانے کے حکام کی اصل ان کی حکومت وافتقار کی حالت میں شہود ۲۱۸

زہد کی حقیقت ۲۱۸

تبارک کا معنی ۲۱۹

اشیاء میں قدرت الہیہ کے خرق عادت کی حیرت انگیز مثالیں ۲۱۹

علم کیمیا کے مدعی کے ایک دعویٰ سے اختلاف ۲۲۰

انعام خداوندی - فقراء صادقین کی ایذاء سے ڈرنا ۲۲۰

خلق کی طرف تعارف سے اولیاء کی بے نیازی ۲۲۱

مستجاب الدعوات فقیر کا حوصلہ ۲۲۱

ولی کی پہچان کا ذریعہ ۲۲۲

ایک حیرت انگیز واقعہ ۲۲۲

سمندل پرندے کی خصوصیت ۲۲۳

انعام خداوندی - اسرار حروف پر اطلاع ۲۲۳

احسان خداوندی - لباس اور اپنی مملوکہ چیزوں کی کثرت سے سخاوت ۲۲۴

غیلان کی سخاوت کا حیران کن واقعہ ۲۲۴

انعام خداوندی - اجنبیات اور بے ریش چھوکروں کو دیکھنے سے حفاظت ۲۲۴

تحریم نظر کی علت صحیحہ ۲۲۴

قلوب کے لئے واجبی امر ۲۲۵

خلوت کے مفاسد سے بچنے کے لئے صوفیاء کا مسلک احتیاط ۲۲۵

نظر وقرب اجنبی سے احتیاط ۲۲۶

احسان خداوندی - قرب زوجہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے انتہائی خجالت ۲۲۶

انعام خداوندی - فسق وفجور میں مشہور درباری حاشیہ برداروں کو کثرت نصیحت ۲۲۷

احسان خداوندی - فوت شدہ شاگردوں کے احوال کو چھپانا .. ۲۲۷

احسان خداوندی - دعا میں صدر نشینی نہ کرنا - صدر نشینی کے لئے تین خصال ۲۲۸

انعام خداوندی - اولیاء کے اطلاع علی الغیب کے دعوؤں کی کثرت سے تصدیق ۲۲۸

علوم خمسہ کے متعلق اولیاء اللہ کے مطلع ہونے کے واقعات اور اس کی توجیہہ ۲۲۸

شیخ احمد السبتی المغربی کا بارش کی دعا پر زمین کی مقررہ پیداوار وصول کرنا ۲۲۹

موت کے متعلق عارف کا تصرف اور علم قیامت ۲۲۹

سیدی احمد بن الرفاعی کی حکایت ۲۲۹

غیوب خمسہ کے علم کے متعلق بعض کا قول فیصل ۲۳۰

احسان خداوندی - وجد کا انکار کرنے میں جلدی نہ کرنا ۲۳۰

سماع کے متعلق علی الخواص کا کلام ۲۳۰

سماع کی تین قسمیں ۲۳۱

اجتماع مشائخ اور محفل سماع ۲۳۱

احسان خداوندی - اپنے بھائیوں کے باہمی فساد اور ظلم پر راضی نہ ہونا ۲۳۲

ابن طاؤس کا مسلک احتیاط ۷۳۴
حکیم ایخفش کی حکایت ۷۳۴
انعام خداوندی- قاضی- حاکم اور گواہ ہونے سے حفاظت .. ۷۳۵
احسان خداوندی- اپنے مریدوں کو جھوٹ پر شدید ڈانٹ ڈپٹ کرنا ۷۳۶
انعام خداوندی- چغل خور کی کوئی بات قبول نہ کرنا ۷۳۷
انعام خداوندی- غیبت کے کھٹکنے سے علی الفور توبہ کرنا ۷۳۸
بحوالہ احادیث غیبت کے کئی صورتیں ۷۳۸
غیبت کے بارے میں سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ۷۳۸
احسان خداوندی- طبعی قفص کا ٹوٹنا ۷۳۹
انعام خداوندی- غمزدوں کو تخفیف غموم کی تلقین ۷۳۹
اذان- علاج غم واندوہ ۷۴۰
انعام خداوندی- مریدین کو دوسروں کے عیب تلاش کرنے پر شدید زجر وتوبیخ ۷۴۰
احسان خداوندی- مجھ سے صدقہ زکوٰۃ قبول کرنے والے کو افضل سمجھنا ۷۴۱
صدقہ قبول کرنے والے کی شان ۷۴۱
احسان خداوندی- روحانی امراض کا شکوہ کرنے والے پر شفقت کرنا ۷۴۲
اہل معصیت کی بات پر حوصلہ عدیم النظیر واقعہ ۷۴۲
بنی اسرائیل کے عابد یوحنا کی عفت کا واقعہ ۷۴۳
احسان خداوندی- عورتوں کو دیکھنے سے نگاہ جھکائے رکھنا ... ۷۴۴
مذکورہ بالا حوالے سے اکابر کے واقعات وفرمودات ۷۴۴
احسان خداوندی- اپنے اعضاء پر غیرت ۷۴۴
زبان کے استعمال کی نزاکت ۷۴۵
احسان خداوندی- غرض شرعی کے بغیر کسی حاکم کے پاس جانے پر شدت ندامت ۷۴۵
حکام کے ہاں جانے اور ان کا کھانا کھانے سے متعلق نصیحت ۷۴۶
ہشام بن عبدالملک اور طاؤس یمانی کی ملاقات اور آپ کا کلمہ حق ۷۴۶
ظالموں سے کراہت کا واقعہ ۷۴۷
انعام خداوندی- رحمت اور انکار کا انوکھا انداز ۷۴۷
قیامت کی بعض علامات ۷۴۸
احسان خداوندی- نصیحت کرنے والے کی کثرت تعظیم ۷۴۸
احسان خداوندی- میرے والدین کا میرے بالغ ہونے سے پہلے واصل بحق ہو جانا ۷۴۹
انبیاء علیہم السلام کا اپنے والدین سے معاملہ ۷۴۹
آداب والدین بحوالہ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ۷۵۰
انعام خداوندی- جنت کے درجات عالیہ طلب نہ کرنا ۷۵۱
فرشتوں کے مقابلہ میں ایک ولی کا حوصلہ ۷۵۱
طالب قرب الٰہی کی اصلاح ۷۵۲
انعام خداوندی- روٹی کا ادب اور اکرام ۷۵۲
آداب طعام ۷۵۳
احسان خداوندی- معاصرین میں سے کسی شیخ کے وابستگان عہد کی ملاقات سے کراہت ۷۵۳
انعام خداوندی- مجھ پر آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کا کرم ۷۵۴
انعام خداوندی- اہل خانہ کے ساتھ اخوت اسلامی کی محبت . ۷۵۵
عورتوں کے فتنہ ہونے کی وجہ ۷۵۵
انعام خداوندی- سوچ سمجھ کر ہم نشینی کرنا ۷۵۵
انعام خداوندی- عارفین اور باعمل علماء کے تمام احوال پر دلیل طلب نہ کرنا ۷۵۶
تسبیح پر ذکر کے متعلق امام شعرانی کا فیصلہ ۷۵۷
انعام خداوندی- اپنے مشائخ کی خواب میں زیارت ۷۵۷
انعام خداوندی- قبولیت دعا کا حسن ظن ۷۵۸
دعا کے متعلق اقوال صوفیاء ۷۵۸
ابلیس کی دعا کی قبولیت کی حکمت ۷۵۸
دعا کے ارکان- پر- اسباب اور اوقات ۷۵۸
قبولیت دعا کے لئے دستور العمل ۷۵۹
انعام خداوندی- ہم عصر علماء پر میزان عقل قائم نہ کرنا ۷۶۰
عظمت علماء صوفیاء کی نظر میں ۷۶۰

احسان خداوندی- کسی مسلمان کو دھوکا دینے اور اس کی عہد شکنی سے حفاظت ۷۶۰

انعام خداوندی- چوری اور خیانت سے حفاظت ۷۶۱

خیانت اور سرقہ کی قباحت ۷۶۱

انعام خداوندی- حرام کھانے سے حفاظت ۷۶۲

اکل حرام کے نقصانات ۷۶۳

احسان خداوندی- حاکم کے سامنے گزشتہ حاکم کے ذکر میں حکمت عملی ۷۶۳

عمارۃ بنت الاسد کا حضرت امیر معاویہ کے دربار میں برملا اظہار حق ۷۶۳

احسان خداوندی- زیر بار احسان حاکم کے ساتھ ادب سے پیش آنا ۷۶۴

امیر معاویہ کے دربار میں ایک فریادی عورت کا خطبہ ۷۶۵

عبدالملک بن مروان کے دربار میں فریادی کی جرأت مندانہ گفتگو ۷۶۵

انعام خداوندی- مجھ پر تحمل اذی کا اضافہ کرنے والے کی زیادہ تعظیم کرنا ۷۶۶

احسان خداوندی- قیام لیل میں فضیلت والی سورتوں اور عظیم آیات کی قرأت کا الہام ۷۶۷

وقت تہجد کی قلت کے وقت تلاوت کے لئے آیات کا انتخاب ۷۶۷

انعام خداوندی- اپنے اعمال پر اعتماد نہ کرنا ۷۶۷

انعام خداوندی- مریدین کو حسب طاقت اعمال کی ذمہ داری سونپنا ۷۶۸

مخلوق کی چار اقسام ۷۶۸

بنی آدم کی اخلاق کے اعتبار سے چار اقسام ۷۶۹

احسان خداوندی- سجود و قیام میں قرب حق کا برابر شہود ۷۶۹

اللہ تعالیٰ جہات سے منزہ ہے اس کی دلیل ۷۷۰

مچھلی اور حضرت یونس علیہ السلام ۷۷۰

بندے سے قرب حق تعالیٰ کا مفہوم ۷۷۰

احسان خداوندی- کثرت ذکر الٰہی () پناہی کے لئے

شرح صدر ۷۷۱

افضل الاعمال ذکر الٰہی- درود شریف اور حب شیخین رضی اللہ عنہما ۷۷۱

حضور ﷺ سے شیخین کے واسطے سے حاجت روائی کی درخواست کرنا ۷۷۱

احسان خداوندی- خواب کا بعض وقائع میں حدیث پاک کی خبروں کے مطابق واقع ہونا ۷۷۲

امام شعرانی کا ایک اور خواب ۷۷۲

احسان خداوندی- نااہلوں پر اسرار توحید اور دقائق شریعت ظاہر نہ کرنا ۷۷۳

نااہل کے پاس طریقت کی گفتگو سے پرہیز ۷۷۳

انعام خداوندی- اپنی ذات اور روح کا شہود ۷۷۴

احسان خداوندی- سلطان اور اس کے نائبین کے ادب کی حفاظت ۷۷۴

سلطان ملک ناصر حسن بن ملادون کے دور کا فتنہ عظمیہ ۷۷۵

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذمیوں پر معاہدہ ۷۷۶

نصاریٰ کا مکتوب بنام سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۷۷۸

احسان خداوندی- فقراء کے احوال میں ان سے نرمی کا سلوک کرنا ۷۷۸

انعام خداوندی- فقہاء کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا ۷۸۰

استثناء کا ایک واقعہ اور مزارات اولیاء کے حق میں سیوطی کا فتویٰ ۷۸۱

وقف کتب خانہ کے متعلق مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت ۷۸۱

احسان خداوندی- ثقیلوں کی ہم نشینی پر صبر اور ان کی پردہ پوشی ۷۸۱

ثقیلوں کے بارے میں آثار ۷۸۲

چودھواں باب- چند دیگر اخلاق کے بارے میں ۷۸۴

انعام خداوندی- جانوروں پر کثرت شفقت ۷۸۴

جانوروں کو زدوکوب کرنا بحوالہ احادیث پاک ۷۸۴

انعام خداوندی- ٹھوکر کھانے پر سواری کو نہ کوسنا ۷۸۶

سواری پر شفقت ۷۸۶

احسان خداوندی- باوضو رہنا ۷۸۶

جن امور کے لئے وضو مستحب ہے ۷۸۷

انعام خداوندی-حشیش استعمال کرنے والے کی اصلاح سے غافل نہ ہونا ۷۸۷
حشیش کے دنیوی اخروی نقصانات ۷۸۷
حشیش کے ترک کے لئے علاج ۷۸۸
حشیش کے متعلق اقوال آئمہ اور اس کے دیگر نقصانات ۷۸۸
انعام خداوندی-حضور نبی کریم ﷺ کی افضلیت مطلقہ کا شہود ۷۸۹
لاتفضلوني علی یونس بن متی کا صحیح مفہوم ۷۸۹
کما صلیت علی ابراهیم کی تشبیہ کی وضاحت ۷۹۰
احسان خداوندی-مصروف عبادت کا احترام ۷۹۱
احسان خداوندی-حاکم یا قاضی کے معمولات پر انکار میں جلدی نہ کرنا ۷۹۱
انعام خداوندی-وضو-نیت-قرأت میں وسوسہ لاحق نہ ہونا. ۷۹۲
وسوسے والوں کی بے اعتدالیاں ۷۹۳
وسوسہ کی اصل-اور اس کی خرابیاں ۷۹۴
قرأت میں وسوسہ ۷۹۴
وسوسہ سے اجتناب کی شرعی تاکید ۷۹۵
اکابر اسلام کے مسلک احتیاط کی مثالیں ۷۹۵
ارباب وسوسہ کے متعلق شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کے فرمودات ۷۹۶
احسان خداوندی-اظہار عجز و تواضع ۷۹۷
انعام خداوندی-ہم عصر فقراء کی تعظیم ۷۹۷
فقیر کے چھپنے کے طریقے ۷۹۷
احسان خداوندی-معاصرین پر اپنی فضیلت سے حفاظت ... ۷۹۸
انعام خداوندی-خطا کار کو حقیر نہ سمجھنا ۷۹۸
احسان خداوندی-نشہ کئے ہوئے سب وضرب سے پرہیز ... ۷۹۹
انعام خداوندی-مہمان کی خبر گیری کا اہتمام ۸۰۰
امام شافعی بطور مہمان درخانہ امام مالک اور مہمان نوازی ۸۰۱
انعام خداوندی-معاصر علماء پر سامان دنیا کو کثیر نہ سمجھنا ۸۰۲
امام محمد بن الحسن اور وسعت دنیا ۸۰۲
امام مالک اور وسعت دنیا ۸۰۲
امام مالک اور مدینہ عالیہ کا ادب ۸۰۳
اکابر اسلام کی وسعت دنیا ۸۰۳
انعام خداوندی-علماء-صلحاء اور اہل اسلام کی عملی خوبیاں دیکھنا ۸۰۴
پختہ کار عالم و عامل کے متعلق بدگمانی سے پرہیز ۸۰۵
انعام خداوندی-ہر روز و شب میں نفس کی تفتیش ۸۰۶
احسان خداوندی-کرائے کے جانور پر سوار ہونے میں احتیاط ۸۰۷
انعام خداوندی-عمر اور رزق کی زیادتی اور موت علی الایمان کے لئے مفید امور پر عمل ۸۰۷
موت علی الایمان کے لئے عمل ۸۰۸
نماز برائے حفظ الایمان ۸۰۸
انعام خداوندی-شرکاء دعوت کے ہر عمل کی حفاظت کے لئے توجہ الی اللہ ۸۰۸
دعوتوں میں ایک اور کوتاہی ۸۱۱
انعام خداوندی-طاعت کے متعلق گمان ۸۱۱
انعام خداوندی-میری صحبت سے بے رغبتی کرنے والے کو درست قرار دینا ۸۱۲
فقراء کے لئے اہم حکمت عملی ۸۱۲
انعام خداوندی-تعظیم حسب مرتبہ ۸۱۳
احسان خداوندی-غیر معروف فقیر کی زیادہ تعظیم کرنا ۸۱۳
احسان خداوندی-تعمیل حکم نہ کرنے والے سے بدمزہ نہ ہونا.. ۸۱۴
انعام خداوندی-معاصی اور مخالفات کے وقوع کی حکمت میں غور کرنے میں جلدی کرنا ۸۱۵
انعام خداوندی-میری دعوت میں غیر حاضری سے مکدر نہ ہونا ۸۱۶
احسان خداوندی-مریدین کے مقابلے میں اپنے متعلق شہود.. ۸۱۶
احسان خداوندی-اپنے آپ کو ہمیشہ عاصیوں میں سے سمجھنا. ۸۱۷
انعام خداوندی-طریق صوفیا سے میری نفی کرنے والے سے بدمزہ نہ ہونا ۸۱۷
حکایات قوم کا فائدہ کیا ہے؟ ۸۱۸
انعام خداوندی-مدعی کشف فقیر کو تسلیم کرنا ۸۱۹
احسان خداوندی-آنے جانے والوں کی خاطر خدوخال نہ بدلنا ۸۱۹

انعام خداوندی-مخصوص لباس سے محبت نہ کرنا ۸۲۰
احسان خداوندی-دوسرے شیخ کی محبت دلانا ۸۲۱
احسان خداوندی-دوران ورد کسی امیر کے آنے سے بدمزگی .. ۸۲۱
انعام خداوندی-اذکار اور مجالس خیر میں خوف ریا ۸۲۲
اوراد و وظائف اور اعمال خیر میں خلوص کی نزاکت ۸۲۲
انعام خداوندی-دعوت میں اکیلے جانا ۸۲۳
پارسائی کی تعلیم میں اکابر کی احتیاط ۸۲۴
انعام خداوندی-اپنی اصلاح کی فکر ۸۲۴
انعام خداوندی-اپنی سواری کے آگے کسی کو چلنے نہ دینا ۸۲۵
احسان خداوندی-ابلیس کے مکر کو رد نہ کرسکنے کا شہود ۸۲۷
انعام خداوندی-اپنے متعلق مسلک احتیاط و تواضع ۸۲۹
ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے برابر اولیاء ہوتے ہیں ۸۲۹
احسان خداوندی-طائفہ صوفیہ کی طرف ہر منسوب سے محبت کرنا ۸۳۰
احسان خداوندی-خریداری میں احتیاط ۸۳۰
بازاری اور شکاری کتے کا مناظرہ ۸۳۱
احسان خداوندی-اغنیاء کو اپنی طرف مائل کرنے کے اسباب اختیار نہ کرنا ۸۳۱
متکلف فقیر کی محبت کی اصل ۸۳۱
شیخ افضل الدین کی نصیحت ۸۳۲
احسان خداوندی-طاعت الٰہیہ زیادہ کرنے والے کو اپنے آپ پر ترجیح دینا ۸۳۲
احسان خداوندی-مجھ پر معاصرین کی ترجیح سے شرح صدر کا حصول ۸۳۳
انعام خداوندی-نماز استسقاء میں نکلنے سے تامل و توقف ... ۸۳۴
اس قسم کا ایک واقعہ ۸۳۴
احسان خداوندی-کسی معاصر کی بیہودگی کی وجہ سے دعوت ولیمہ کی قبولیت ترک نہ کرنا ۸۳۴
انعام خداوندی-اپنے اقوال و افعال کی اچھی توجیہ کرنے کا اشارہ نہ کرنا ۸۳۵
مسئلہ نصیحت فی الدین ۸۳۶
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام تواضع ۸۳۶
احسان خداوندی-اپنے ناقص ہونے کا شہود ۸۳۷
انعام خداوندی-معتقدین کی کثرت سے دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا ۸۳۷
اخلاق کے بیان کا پندرھواں باب ۸۳۹
انعام خداوندی-اللہ تعالیٰ کا میرے طعام میں لذت اتارنا ۸۳۹
انعام خداوندی-خانقاہ میں قرآن پاک اور حدیث شریف کی مسلسل تلاوت کی ساعت ۸۳۹
انعام خداوندی-خانقاہ میں ذکر الٰہی اور دیگر برکات کا قدرتی اہتمام ۸۳۹
انعام خداوندی-خانقاہ میں بافراغت رزق پایا جانا ۸۴۰
معمول کے مطابق درود شریف رہ جانے سے تشویش ۸۴۰
احسان خداوندی-اپنی بیویوں کی اصلاح ۸۴۱
اصلاح کی مختلف صورتیں ۸۴۱
امام شعرانی کی بیویوں کی اصلاح کی مزید ایک صورت ۸۴۲
انعام خداوندی-فقراء خانقاہ کی خدمت کی اہلیت ۸۴۲
احسان خداوندی-آخرت کے طالب، صادق فقراء کی میرے پاس اقامت سے محبت ۸۴۳
احسان خداوندی-سب اوقاف فقراء پر تقسیم کرنا ۸۴۳
انعام خداوندی-کھانا پکانے کے لوازمات مہیا کرنا ۸۴۴
احسان خداوندی-خانقاہ کی تمام ضروریات میسر ہونا ۸۴۴
انعام خداوندی-خانقاہ میں مختلف قسم کی روزی کی تفصیل ۸۴۵
احسان خداوندی-خانقاہ کی دیگر نعمتیں ۸۴۵
انعام خداوندی-وقف و ہدیہ کے رزق پر اعتماد نہ کرنا ۸۴۶
احسان خداوندی-طعام کے بارے میں حمایت الٰہی ۸۴۶
انعام خداوندی-حکام کے اموال واپس کرنے میں مجاوروں کی موافقت ۸۴۷
احسان خداوندی-اللہ تعالیٰ کی حمایت کا ایک انداز ۸۴۷
انعام خداوندی-اجرت پر قراءۃ قرآن کریم نہ کرنا ۸۴۸
احسان خداوندی-خانقاہ کے فقراء کو جمع کرنے میں قصد صحیح .. ۸۴۹

راہبوں کی رہبانیت کی شرط ۸۴۹
انعام خداوندی- خانقاہ کا کھانا استعمال کرنے میں مجاہدوں کی احتیاط ۸۵۰
احسان خداوندی- حب دنیا میں مستغرق فقیر کا حسن تدبیر کے ساتھ علاج ۸۵۰
انعام خداوندی- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کثرت سے ہم نشینی ۸۵۰
بیان اخلاق کا سولہواں باب ۸۵۲
احسان خداوندی- شب و روز سماعت قرآن کریم اور ذکر کی کثرت ۸۵۲
تین فرشتوں کا امام شعرانی کے پاس آنا ۸۵۲
فقیر کی قوت عزم کے مطابق خیر باقی رہتی ہے ۸۵۲
انعام خداوندی- مجاوروں کا مجھ سے ادب سے پیش آنا ۸۵۳
مرید کے لئے قابل توجہ امر ۸۵۳
احسان خداوندی- سارا سال خانقاہ میں اشتغال بالعلم ۸۵۳
انعام خداوندی- تمام جہات موقوفہ کی ظالموں سے حفاظت. ۸۵۴
انعام خداوندی- کسی حاکم کے سامنے کھڑا نہ ہونا ۸۵۴
سیدی احمد بن الرفاعی کا شہود ۸۵۵
احسان خداوندی- اسم اعظم کا علم ۸۵۵
اسم اعظم کے متعلق اقوال ۸۵۶
ادائے قرض کی دعا ۸۵۶
احسان خداوندی- کثرت افاضہ خیر لباس کی صورت میں ۸۵۶
مشائخ بلاد جنہیں مختلف لباس پہنائے ۸۵۹
انعام خداوندی- آغاز صحبت میں ہی مریدین کا امتحان نہ لینا ۸۶۰
ابو العباس الحریشی کا واقعہ ۸۶۰
احسان خداوندی- دشمن ے سامنے کے وقت نفس کے مکروں سے پرحذر رہنا ۸۶۱
امام شعرانی کا اپنا واقعہ ۸۶۱
انعام خداوندی- لوگوں کی تعظیم ان کے دینی مراتب کے مطابق کرنا ۸۶۱
انعام خداوندی- الہام صحیح ۸۶۲
الہام کے متعلق اقوال ۸۶۳
وحی مبشرات کی اقسام ۸۶۴
انعام خداوندی- آیات و اخبار صفات میں علم کے بغیر مشغول نہ ہونا ۸۶۵
کلام میں احتیاط ۸۶۵
احسان خداوندی- مقاربت زوجہ کے وقت استیذان حق ۸۶۶
معافی مانگنے کے لئے رسول پاک ﷺ سے توسل ۸۶۶
انعام خداوندی- نفس کے جھوٹے ہونے کا شہود ۸۶۶
احسان خداوندی- آفات سے میرا تحفظ ۸۶۸
انعام خداوندی- دعوؤں کے ساتھ خودنمائی کے ترک سے خوف ۸۶۹
مشیخت کے ساتھ خودنمائی کے اسباب ۸۶۹
انعام خداوندی- مریدین کو خود بینی کے بغیر مسلسل نصیحت کرنا. ۸۷۰
انعام خداوندی- مریدین سے کثرت خیانت کا شہود ۸۷۱
شیخ افضل الدین کے ارشادات ۸۷۲
احسان خداوندی- خود کو نصیحت سے بے نیاز نہ سمجھنا ۸۷۳
امام شعرانی کی نصیحت ۸۷۳
انعام خداوندی- قیام لیل کے وقت استیذان ربی ۸۷۴
احسان خداوندی- مریدین کی تربیت کا حکیمانہ انداز ۸۷۴
انعام خداوندی- حاسد کے مقابلہ میں اپنے نفس کی مدد سے حفاظت ۸۷۵
اہل طریق کا اجماعی فیصلہ ۸۷۵
احسان خداوندی- قادر مطلق پر نظر ۸۷۶
فقیر صادق کا واقعہ ۸۷۶
سیدی احمد الزاہد کا واقعہ ۸۷۷
احسان خداوندی- نصیحت کے وقت کی پہچان اور آداب ۸۷۷
انعام خداوندی- میرے واسطے کے بغیر خلق کے رجوع الی اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش ہونا ۸۷۸
احسان خداوندی- ناصح کی نصیحت کے وقت اپنی پہچان ۸۷۸
معرفت احوال و اخلاق کے لئے میزان ۸۷۹

احسان خداوندی - امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور مقام تسلیم ۸۷۹

انعام خداوندی - اپنے تمام اعمال واحوال میں علل کا شہود .. ۸۸۰

انعام خداوندی - اپنی سعادت اور شقاوت کا علم ۸۸۰

مذکورہ بالا حدیث پاک کا مفہوم ۸۸۱

انعام خداوندی - عطاء الہی کو منع پر ترجیح نہ دینا ۸۸۱

نفی ارادہ کا ارادہ خلاف ادب ہے ۸۸۲

احسان خداوندی - اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت کی امید ۸۸۳

زہد کی حقیقت ۸۸۳

زہد میں اکابر کا مقام ۸۸۳

ازهد في الدنيا يحبك الله کا معنی ۸۸۴

انعام خداوندی زهد في الدنيا کے بعد ازرہ ادب مع اللہ تعالیٰ
اسے روکنا ۸۸۴

منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الأخرة کا
مفہوم اور صحابہ کرام کی مدحت ۸۸۴

ایک منسوخ التلاوت آیت کا معنی ۸۸۴

وجہ حکمت ۸۸۵

سونے چاندی کی عزت کی وجہ ۸۸۵

انعام خداوندی - افعال عباد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں ۸۸۵

مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت ۸۸۶

مذہب اشاعرہ ۸۸۷

مذہب معتزلہ ۸۸۷

طبیعیوں اور دہریوں کا مذہب ۸۸۷

بعض اولیاء کے لئے کن کے ساتھ تصرف کا اختیار ۸۸۸

کسب کے متعلق زرکشی کا کلام ۸۸۹

خاتمہ ۸۹۰

انعام خداوندی - اپنے متعلق میرا جنبی بر عجز شہود ۸۹۰

تواضع اور اس کی اہمیت ۸۹۰

تواضع کے متعلق حضرت جنید رضی اللہ عنہ اور حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ
کا ارشاد ۸۹۰

حضرت حسن بصری اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے اقوال ۸۹۱

مواضع کے لئے دو آنکھیں ضروری ہیں ۸۹۱

احسان خداوندی - مجاہدے کے بعد مصائب وتکالیف کی کثرت
برداشت ۸۹۱

انعام خداوندی - اذیت دینے والے دلتنگ نہ ہونا ۸۹۲

ابلیس کا ایک عابد سے مناظرہ ۸۹۳

احسان خداوندی - تحمل اذیت پر دوام کے بعد شکر ۸۹۳

امام شعرانی کا ایک واقعہ ۸۹۴

قطب کی علامت ۸۹۴

فقیر کا مرتبہ کمال ۸۹۵

تمکن فی المقام سے پہلے اور بعد کی صورت حال ۸۹۵

امام شعرانی کی کثرت تحمل کی وجہ ۸۹۶

انعام خداوندی - تہمت لگانے والوں کو جواب دینے کی اجازت
نہ دینا ۸۹۶

حاسدوں کی تہمت کی کیفیت ۸۹۶

تکذیب وایذاء میں نکتہ اور اس کی وضاحت ۸۹۷

چند صحابہ کرام - تابعین اور بادشاہوں کا ذکر جو ظلماً قتل کئے گئے ۸۹۷

فقراء اور مسئلہ ابتلاء ۹۰۲

عالم کامل کی چار آزمائشیں - اور شیخ شاذلی کی آزمائش ۹۰۳

انعام خداوندی - حسد وتنقیص کے وقت شکر پر متنبہ ہونا ۹۰۴

امام شعرانی کی صالح کے متعلق نصیحت ۹۰۵

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا تحمل ۹۰۵

احسان خداوندی - میری کتابوں میں حاسدوں اور دشمنوں
کی ملاوٹ پر صبر ۹۰۶

مذکورہ بالا عنوان کے حوالے سے پہلی آزمائش ۹۰۶

امام شعرانی کے خلاف سازش کا تسلسل ۹۰۷

انعام خداوندی - مخالف کی اذیت وتنقیص کے مقابلہ میں
مشغول نہ ہونا ۹۰۸

داؤد علیہ السلام کی وحی اور آیت قرآنی میں مطابقت ۹۰۹

انعام خداوندی - میری بددعا کے بغیر اذیت دینے والے بدلہ . ۹۰۹

انتصار حق تعالیٰ کی شرط ۹۱۰

سیدی ابوالحسن الشاذلی کا مرید زیر تربیت کے متعلق ارشاد...... ۹۱۰
ایک اعتبار سے اولیاء کی اقسام ۹۱۱
انعام خداوندی-نفسانیوں سے کثرت محبت وشفقت ۹۱۱
احسان خداوندی- ایذاء دینے والے سے کثرت محبت وشفقت ۹۱۲
مومن کامل کی شرط ۹۱۳
احسان خداوندی- ایذاء دینے والے کے دین کے خوف سے اس پر کثرت شفقت ۹۱۳
عرصہ محشر میں عارفین کا اس خلق پر عمل ۹۱۴
انعام خداوندی- باطن کے ساتھ موذی کو ایذاء دینے پر توجہ نہ کرنا ۹۱۴
نہایت قبیح چیز ۹۱۵
ذوالنون کو پاک طینت خاتون کی نصیحت ۹۱۵
اذیت وتنقیص کی توجیہہ ۹۱۶
انعام خداوندی- اذیت دینے والے کے لئے اقامت عذر میں جلدی کرنا ۹۱۷
مسئلہ مذکورہ بالا میں شیخ افضل الدین کی وضاحت ۹۱۷
انعام خداوندی- مجھ پر انکار کرنے والے طلبہ علم سے کثرت محبت وتعظیم ۹۱۸
انکار سے بدمزہ ہونے کے بارے میں وضاحت ۹۱۹
اکابر اسلام اور اظہار حقیقت ۹۱۹
اکابر کے قول کی وضاحت ۹۲۰
انعام خداوندی- تنقیص ومدح دونوں صورتوں میں شکر خداوندی ... ۹۲۰
انعام خداوندی- ابناء دنیا کو مجھ سے متنفر کرنے والے سے کثرت محبت ۹۲۱
بعض حقوق ہم نشینی کا بیان ۹۲۱
انعام خداوندی- بھائیوں کے غموں کا تحمل اور ان کے ہدایا سے فرار ۹۲۲
امام شعرانی کا خواب اور اس کی تعبیر ۹۲۲
تحمل ہموم میں شیخ علی الخواص کا معمول ۹۲۳
احسان خداوندی- مصلحت شرعیہ کے بغیر تنقیص کرنے والے کو اپنی طرف سے جواب نہ دینا ۹۲۳
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کا مفہوم ۹۲۴
انعام خداوندی- دشمن کی تنقیص پر شکر ۹۲۵
مومن کامل کی شرط ۹۲۶
جزو بشریت کا تخلیق میں اثر ۹۲۶
مجاہدات کے بعد ناز ونعمت نیز کثرت استغفار کی وجہ ۹۲۷
انعام خداوندی- مجھ پر زیادتی کرنے والوں سے درگزر ۹۲۷
امام شعرانی کی اپنی عفو ودرگزر کے متعلق مزید وضاحت ۹۲۸
غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کرنے میں ورع دقیق ۹۲۸
اکتساب فضائل اور حسد وایذاء کا حصول ۹۲۹
ایک خواب اور اس کی تعبیر ۹۳۰
کاملین کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا دائمی شہود .. ۹۳۰
انعام خداوندی- غیبت کرنے والے سے درگزر کرنے میں وسعت ۹۳۱
امام شعرانی کا واقعہ ۹۳۱
احسان خداوندی- میری غیبت کرنے والے کی تصدیق کرنے والے سے درگزر کرنا ۹۳۲
احسان خداوندی- اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے اپنی طرف سے جواب نہ دینا ۹۳۲
اپنی طرف سے جواب نہ دینے کے فوائد ۹۳۳
جامع ازہر کے ایک واعظ اور اس کے معاصر کے مابین جھگڑے کا واقعہ ۹۳۳
امام شعرانی کا تجربہ ۹۳۴
حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم جواب کی حکمت ۹۳۴
حضور علیہ السلام کے دفاع کی قرآنی مثالیں ۹۳۵
انعام خداوندی- لوگوں کی ایذاء میں اپنی مصلحت کا شہود...... ۹۳۷
احسان خداوندی- غیر شائستہ خبریں نقل کرنے والے سے شدید کراہت ۹۳۷
مذکورہ بالا صورت حال کی وضاحت ۹۳۷
شیخ ابوالفتح الترى کا معمول ۹۳۸

انعام خداوندی- علماء اور صلحاء کے ساتھ پر خلوص عقیدت ۹۳۹
مقام مذکور سے وابستگی کا ایک واقعہ ۹۳۹
امام شعرانی کی نصیحت ۹۴۰
صوفیاء پر تہمت کا ایک واقعہ ۹۴۰
انعام خداوندی- مجھ پر کسی کو فوقیت دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا ۹۴۰
ایک مسئلہ کی وضاحت ۹۴۱
سیدی مدین کے خواہر زادے کا واقعہ ۹۴۱
احسان خداوندی- علماء- صالحین اور حکام کے احترام کی کثرت ۹۴۲
دعوت مولد میں حاضری کے لئے شرائط ۹۴۳
انعام خداوندی- اپنے دشمن پر رحم کرنا اور اس پر تکلیف سے متاثر ہونا ۹۴۴
حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا شہود ۹۴۴
انعام خداوندی- اپنے خلاف حجت قائم کرنے میں جلدی کرنا ۹۴۵
نزول مصیبت کے وقت ادب کا تقاضا ۹۴۵
اہل اللہ کی سزا میں شدت ۹۴۶
امام شعرانی کی اہل اللہ کے بارے میں وصیت ۹۴۷
انعام خداوندی- اپنے کسی ہمسر سے اظہار حسد نہ کرنا ۹۴۷
حاسد کی علامت ۹۴۸
احسان خداوندی- صرف نام کے ساتھ آواز دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا ۹۴۹
لقب عطا کرنے کی تاریخ ۹۴۹
انعام خداوندی- مخنثوں کے ساتھ میل جول سے نفرت نہ کرنا ۹۵۰
سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا بدگمانی کے متعلق وضاحتی بیان ۹۵۱
انعام خداوندی- میرا انکار کرنے والے عالم سے محبت ۹۵۱
انعام خداوندی- غیر مخلص شاگرد کے ساتھ انوکھا سلوک ۹۵۱
احسان خداوندی- ہر عالم کے علم پر عمل کا عزم ۹۵۱
ایک عجیب نکتہ ۹۵۲
انعام خداوندی- دشمن کی اس کے دشمن کے بارے میں بات پر کان نہ دھرنا ۹۵۲
امام شعرانی کا ایک واقعہ ۹۵۳
احسان خداوندی- مخفی طور پر عداوت رکھنے والے سے میل جول رکھنا ۹۵۴
انعام خداوندی- میرے دشمن سے میل جول رکھنے پر اپنے مرید سے بدمزہ نہ ہونا ۹۵۴
مجھے کسی مسلمان سے عداوت نہیں ۹۵۵
احسان خداوندی- حاسدین کی کثرت پر کثرت شکر واستغفار ۹۵۶
انعام خداوندی- دوست کی بجائے دشمن کے غم کے تحمل کا اہتمام زیادہ کرنا ۹۵۶
دوست کی غیبت کی بہ نسبت دشمن کی غیبت سے زیادہ بچنے کی وجہ ۹۵۷
احسان خداوندی- اپنے دشمنوں کے مکر کو انہیں پر لوٹانا ۹۵۷
انعام خداوندی- محبین اور معتقدین کی کثرت ۹۵۸
محب اور معتقد میں فرق ۹۵۸
احسان خداوندی- امراء- فقراء اور علماء کا میرے متعلق اچھے خواب دیکھنا ۹۵۹
شیخ محمد التلاوی المالکی کا خواب ۹۵۹
شیخ ومرادش کے مرید شیخ علی الخلوتی کا خواب ۹۵۹
مختلف خوابوں کا تذکرہ ۹۵۹
احسان خداوندی- تعاون کرنے والوں کے ساتھ انصاف ... ۹۶۲
احسان خداوندی- مخطوبہ کی طرف دیکھنے میں سنت پر عمل ۹۶۲
انعام خداوندی- قرآن کریم کی ایک آیت یا ایک سورۃ پڑھانے والے کا ادب ۹۶۳
انعام خداوندی- نوافل کا عدم شہود ۹۶۳
انعام خداوندی- اپنے دشمنوں کے لئے نیکوں کی تقسیم ۹۶۳
دشمن کی فضیلت کی وجوہ ۹۶۵
لوگوں کیلئے دشمن یا حاسد کے لازماً پائے جانے کی وضاحت ... ۹۶۶
کاملین سے بغض نزغات شیطانیہ میں ۹۶۷

باعمل علماء اور اکابر صوفیہ کے خلاف گفتگو کرنے والوں کے مسلط ہونے کی حکمت ۹۶۷
انعام خداوندی- اہل معصیت سے شدت بغض ۹۶۸
کفار کی طرف میلان سے نہی ۹۶۹
احسان خداوندی- علماء وصلحاء کی اس جماعت سے محبت جن سے ملاقات نہیں ہوئی ۹۶۹
احسان خداوندی- مجھے ناپسند کرنے والوں کا ہمیشہ پایا جانا ۹۶۹
انعام خداوندی- مجھے ناپسند کرنے والے کے متعلق اچھی توجیہہ ۹۷۰
انعام خداوندی- خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ڈال دینا .. ۹۷۰
انعام خداوندی- سفر حجاز سے آنے والے کے متعلق کسی ہدیہ کا کھٹکا تک نہ ہونا ۹۷۱
ایک سوال اور اس کا جواب ۹۷۱
انعام خداوندی- دنیوی عیش وعشرت سے بے رغبتی ۹۷۱
انعام خداوندی- کتاب الطبقات میں حاسدوں اور دشمنوں کے مناقب کا ذکر ۹۷۲
انعام خداوندی- شروع سے ہی ذکر الٰہی پر مواظبت ۹۷۲
اوقات ذکر کی اہمیت اور فضیلت ۹۷۴
جلالت کے ساتھ ذکر کرنے کا طریقہ بحوالہ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز ۹۷۴
ذکر کے لئے بیٹھنے کی مخصوص ہیئت ۹۷۵
ذاکر باللہ تعالیٰ نہ کہ بنفسہ کی علامت ۹۷۶
احسان خداوندی- تفویض امور ۹۷۶
انعام خداوندی- اپنی کسی کتاب کی تحریر میں اپنے باطن کو سوائے نیت صالحہ کے مشقت میں نہ ڈالنا ۹۷۷
احسان خداوندی- اس کتاب میں مذکور تمام اخلاق کا مجھ میں جمع کرنا ۹۷۷
انعام خداوندی- ثواب آخرت پر اطلاع ۹۷۸
خواب میں عطایائے اخروی جن کے اظہار کی اجازت دی گئی ۹۷۸
انعام خداوندی- اپنے بدن- لباس اور مکان سے معاصی کی بدبو محسوس کرنا ۹۷۹
انعام خداوندی- مجھ پر حلم کی کثرت ۹۸۰
وہ نعمت جس پر کتاب لطائف المنن والاخلاق کا اختتام ہو رہا ہے ۹۸۰
اس نعمت پر ختم کتاب کی وجہ مناسبت ۹۸۰
قصہ یوسف علیہ السلام کے متعلق غور وفکر ۹۸۱
اکابر کی حضرت الٰہیہ میں تواضع ۹۸۲
مبتلائے عذاب ہونے والوں کے واقعات ۹۸۲
اس دور میں عذاب الٰہی کو جاہل ہی بعید از امکان سمجھتا ہے . ۹۸۴
مذکورہ کوائف کی تائید احادیث شریفہ کی روشنی میں ۹۸۴
مسئلہ مذکور الصدر کی وضاحت ۹۸۴
بحوالہ تواضع عبد کے شہود کی وضاحت ۹۸۵
قدم خوف پر فائز اکابر کا ذکر ۹۸۵
امام عبدالعزیز الدیرینی کا شہود ۹۸۶
حضور سیدی غوث اعظم سید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی تواضع .. ۹۸۷
امام شافعی کے ارشاد کی توجیہہ ۹۸۷
اس کتاب سے متعلق امام شعرانی کی درد بھری وصیت ۹۸۸
المدد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۸۹
خاتمہ ۹۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

جنّاتِ عدن

اُردو ترجمہ

لطائف المنن

از عارف صمدانی

امام عبدالوہاب الشعرانی الشافعی

قدس سرہ الربّانی

فقیرالی اللہ تعالیٰ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی' اللہ تعالیٰ اسے۔اس کے مشائخ۔اس کے والدین اوران سب موحدین کوعفو سے نوازے جنہیں اس کی مشیت شامل ہوعرض گزار ہے کہ میں اللہ رب العالمین کی حمدوثنا کرتا ہوں اور درود وسلام پڑھتا ہوں اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء ومرسلین پر۔ ان کے تمام آل واصحاب پر۔

امابعد! یہ ان نعمتوں اوراخلاق کا مجموعہ ہے جو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے طریق قوم کی محبت میں میرے داخلے کے اوائل میں مجھے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے۔

باعثِ تالیف

اور اس کتاب میں انہیں جمع کرنے اور لکھنے کا باعث چند امور ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے اخوان طریقت ان میں میری اقتداء کریں اور ان اخلاق کو اپنائیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ جبکہ میں سالہا سال انہیں اپنائے رہا لیکن میرے بھائیوں کو ان کا شعور نہ تھا۔ اور میں انہیں ان اخلاق کو اپنانے کا حکم دیتا رہا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ ایک دن مجھے ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ اخلاق جن کا آپ ہمیں حکم دیتے ہیں ہم نے اپنے معاصرین میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے انہیں اپنایا ہوتا کہ ہم اس کی اقتداء کریں۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور ان لوگوں کی حجت ختم کرنے کے لئے میں نے ان اخلاق کو خود اپنانے کا ان پر اظہار کر دیا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ ان اخلاق کو دیکھیں جن کا میں اس کتاب میں تمہارے لئے ذکر کروں گا۔ تو جس خلق کے متعلق آپ دیکھیں کہ میں اسے اپنائے ہوئے ہوں تو اس پر میری اتباع کرنا۔ اور یوں تمہارے لئے اسے ترک کرنے میں حجت باقی نہیں رہے گی۔ اگر یوں نہ ہوتا تو انہیں چھپانا زیادہ بہتر تھا جیسا کہ مقدمہ میں ان شاء اللہ العزیز اس کا بیان آئے گا۔

اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کے طور پر ہے کہ اس نے مجھے ان اخلاق سے مشرف فرمایا جبکہ پہلے میں ان سے بے بہرہ تھا جس طرح کہ جسے اللہ تعالیٰ نے غرق ہونے سے بچالیا اس پر لازم ہے کہ جسے غرق ہوتا دیکھے اسے بچائے۔

دوسرا امر یہ کہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ میری موت کے بعد جب تک کتاب باقی رہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر باقی رہے۔ کیونکہ شکر لسانی تو بندے کی موت کے بعد ختم ہو جاتا ہے جبکہ کتاب کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کبھی اس کے بعد باقی رہتا ہے۔ تو گویا مقام شکر میں یہ مؤلف کے نائب کی طرح ہے۔ پس گویا وہ شکر گزار مرا ہی نہیں۔

تیسرا باعث میرے معاصرین کو علم وعمل میں میرے درجہ سے باخبر کرنا ہے۔ تاکہ یہ حضرات کتب شریعت کی حفاظت اور اس سے جو میرا مقسوم ہے اسے اپنانے میں میری اقتداء کریں۔ پس بیشک طریق قوم کتاب وسنت سے سونے اور جواہرات کی طرح سجایا گیا ہے۔ پس اس کا سالک ہر حرکت وسکون میں کسی شرعی میزان کا محتاج ہے۔

چوتھا باعث میرے بھائیوں میں سے اسے میرے مناقب کی چھان پھٹک اور جستجو سے بے نیاز کرنا ہے جو انہیں ذکر کرنا چاہے کیونکہ بسا اوقات کمی بیشی ہو جاتی ہے جیسا کہ علماء وصالحین کے مناقب جمع کرنے والے اس کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ پھر قابل اعتماد حضرات کے ذریعے سے جو کچھ وہ ذکر کرتا ہے اس میں درست ہونے کی صورت میں وہ بات اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی جسے انسان اپنے متعلق خود ذکر کرے جبکہ وہ اس میں سچا ہو۔ بس بے شک جس بات کی ایک انسان اپنے غیر سے کسی واسطے سے حکایت کرتا ہے وہ صرف گمان ہے نہ کہ

یقین۔اورحدیث پاک میں ہے کہ یوں کہے کہ میرا ایسا گمان ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی پاکیزگی کوئی بیان نہیں کرسکتا یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو کہ متقی ہے۔

اور شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو پاک صاف کہنے سے اونچا مرتبہ کوئی نہیں جبکہ وہ اس میں سچا ہو مگر اس کا مرتبہ جس کا حق تعالیٰ عموماً یا خصوصاً تزکیہ فرمائے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" (آل عمران آیت ۱۱۰) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر فرمائی گئی) اور جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ: وکان تقیًا وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارًا عصیًا و سلامٌ علیہ یوم ولد ویوم یموت و یوم یبعث حیا (مریم آیت ۱۳ تا ۱۵) وہ بڑے پرہیزگار اور وہ اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور جابر و سرکش نہ تھے۔اور سلام ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز انتقال کریں گے اور جس روز انہیں زندہ اٹھایا جائے گا) علاوہ ازیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول وجعلنی مبارکًا اینما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکاۃ ما دمت حیاء برا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم۔آیت ۳۱ تا ۳۳) اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں۔اور مجھے میری والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور اس نے مجھے جابر بدبخت نہیں بنایا۔اور مجھ پر سلام ہو جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے زندہ اٹھایا جائے گا۔)

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت یحییٰ پر سلام اور آپ کا تزکیہ فرمانا مرتبہ کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ کے اپنے آپ پر سلام اور اپنے تزکیہ سے بہرحال اعلیٰ ہے۔باوجودیکہ آپ اس سے معصوم ہیں کہ اپنے بارے میں خلاف واقعہ خبر دیں۔اور یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے آپ پر سلام فرمانا مرتبہ میں حوارین کے آپ پر سلام کہنے سے اعلیٰ ہے۔انتہی۔

پانچواں باعث یہ ہے کہ میں نے اس تالیف میں سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء کی ہے۔مجھ سے پہلے ایک گروہ نے ایسا کام کیا ہے انہوں نے اپنے طبقات میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بیان کرنے اور اپنے حالات کی پہچان کرانے کے لئے اپنے مناقب ذکر فرمائے ہیں تاکہ لوگ ان سے علم وطریقت حاصل کریں۔ان میں سے شیخ۔امام۔فقیہ۔محدث عبدالغافر فارسی ہیں جو کہ حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں اور ان میں سے شیخ، امام، علامہ العماد الکاتب الاصفہانی، شیخ، امام، مقری، فقیہ یاقوت الحموی۔شیخ، امام، عالم۔علامہ لسان الدین بن الخطیب۔شیخ، عارف باللہ تعالیٰ ابوعبداللہ القرشی۔آپ کے شیخ عارف باللہ تعالیٰ ابوالربیع المالقی۔شیخ عارف باللہ تعالیٰ صفی الدین بن ابوالمنصور۔شیخ۔امام۔مجتہد۔زاہد ابوشامہ۔شیخ۔امام۔محدث حافظ تقی الدین الفارسی۔شیخ۔امام ورع زاہد ابوحیان۔شیخ امام محدث حافظ ابن حجر اور آپ کے شاگرد مصر میں خاتمۃ الحفاظ شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔پس بیشک آپ نے اپنے مناقب طبقات فقہاء میں۔طبقات محدثین میں۔طبقات مفسرین میں۔طبقات نحوین میں۔طبقات صوفیہ میں اور طبقات مقرئین میں ذکر کئے ہیں۔اور آپ نے اپنی کتاب التحدث بالنعمۃ میں فرمایا ہے کہ میں نے اپنے مناقب سلف صالح کی اقتداء کرتے ہوئے اور علم میں اپنا حال بیان کرنے کے لئے اور تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کئے ہیں تاکہ لوگ اسے مجھ سے حاصل کریں۔اپنے معاصرین پر فخر کرنے کے لئے اور دنیا۔اس کے مناصب اور مراتب حاصل کرنے کے لئے ہرگز نہیں۔اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس کا قصد کروں۔اور دنیا کی قدر ہے

کیا کہ اس کے حصول کی طلب ایسے ذریعہ سے کی جائے جس میں دین کی بربادی۔ لعنت اور دربار الٰہیہ سے دھتکار ہو۔ حالانکہ میرا بڑھاپا ظاہر ہو چکا ہے اور میری عمر اور زندگی کا بہترین حصہ گزر چکا اور وقتِ رحلت قریب آگا۔ انتہی۔

اس تالیف سے حضرت مؤلف کا قصد

اور اسی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ میں نے اس کتاب میں تیرے لئے جو اخلاق ذکر کیے ہیں اس سے معاصرین پر فخر کرنا میرا قصد ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس کے دربار میں ایسی کتاب کا ہدیہ پیش کروں جو کہ ایسے مواد پر مشتمل ہو جس کی وجہ سے لعنت اور پھٹکار کا مستحق ہو جاؤں۔ یہ ہے میرا حاضر قصد۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے اس نیت صالحہ کے لئے موت تک باقی رہنے کی امید کرتا ہوں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو چھوٹتے ہی ان حضرات پر انکار کرنے لگے جن کی میں نے اقتداء کی ہے۔ یا مجھ پر کہ میں نے اس کتاب میں پنے وہ مناقب اور اخلاق ذکر کیے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے عطا فرمائے۔ اور تو کہنے لگے کہ یہ ادب نہیں کہ کوئی شخص کتاب میں اپنے مناقب بیان کرے۔ کیونکہ یہ جہالت ہے اور ان علماء اور عارفین کے بارے میں بدگمانی ہے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ بلکہ تجھ پر واجب ہے کہ ان حضرات کے حالات کی اچھی توجیہ کرے۔ مثلاً اس طرح کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کے لئے جو اپنے بعض مناقب اور احوال ذکر فرمائے صرف اس لئے کہ وہ ان میں ان حضرات کی اقتداء کریں۔ مقام علماء کے یہی لائق ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل مقدمہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اور اے بھائی! تجھے معلوم ہو کہ اس کتاب میں مجھے اپنے مناقب واخلاق ذکر کرنے کی جس چیز نے جرأت عطا کی باوجودیکہ مجھے محو واثبات کا علم ہے اللہ عزوجل کے متعلق میرا حسن ظن ہے۔ اور وہ کریموں کی عادت کے مطابق اس نعمت کو سلب نہیں فرمائے گا جو اس نے مجھے ہبہ فرمائی۔ جبکہ وہ تو اکرم الاکرمین ہے۔

نیز معارف سلب نہیں کیے جاتے۔ صرف احوال سلب کیے جاتے ہیں کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے حال میں جلد تبدیل ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ کپڑے کی طرح ہیں جو کہ اتارا اور پہنا جاتا ہے۔ بخلاف معارف کے کیونکہ وہ ذات کی طرح ہیں۔ ان میں محو واثبات داخل نہیں ہوتا۔ اور اس کتاب میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ معارف کی قسم سے ہے نہ کہ احوال۔ اور اگر اولیاء اللہ کو اس کے فضل وکرم کا علم نہ ہوتا کہ وہ ان معارف واخلاق کو سلب نہیں فرمائے گا جو انہیں بطور ہبہ عطا فرمائے ہیں تو انہیں کتابوں میں نہ رکھتے اور مجالس میں انہیں نشر نہ کرتے کیونکہ جب تو ان کے افعال واقوال ان کے دعویٰ کی تکذیب کرتے۔

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ بیان نعمت کے متعلق یہ شرط نہیں کہ ساری عمر بندۂ خدا پر نعمت کا تکرار ہو بلکہ اسے یہی کافی ہے کہ وہ اس سے بہرہ ور ہوتا ہے یا اسے اپناتا ہے اگرچہ عمر میں ایک لحظہ بھر ہی سہی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (ابراہیم آیت ۳۴) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے) تو جو شخص کسی خلق کے ساتھ متخلق ہوا گرچہ لحظہ بھر ہی سہی تو وہ ہر حال پر اس خلق کا اہل ہو گیا۔ تو جب اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ یہ عطا فرمایا تو اس نے سچا کہا۔ اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جہاں تک ہو سکے اپنے کمالات کا ذکر کر۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے تیرا شکر زیادہ ہوگا۔ اور اپنے نقائص کے ذکر کی کثرت سے پرہیز کر کیونکہ اس کی وجہ سے تیرا شکر قلیل ہوگا تو تو نے اپنے عیبوں کی طرف نظر کرنے کی جہت سے جو

نفع حاصل کیا اسے تو نے اپنے خداداد محاسن سے آنکھیں بند کرنے کی جہت سے خسارے سے دوچار کر دیا۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ میں تمہارا محاسن کا مشاہدہ کرنا ہی اصل ہے۔ رہے نقائص تو ان کے بارے میں بندے سے بقدر حاجت نظر کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ خود بینی میں مبتلا نہ ہو۔ اور کچھ نہیں۔

نیز فرمایا۔ اکابر یعنی بادشاہوں اور علماء کی ہم نشینی سے اس خطرے کی بنا پر پرہیز کرو کہ کہیں تم ان لوگوں کی نعمتیں دیکھ کر ان انعامات کو حقیر سمجھنے لگو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔ اور اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کرتا ہے کہ اغنیاء کی ہم نشینی سے پرہیز کرو۔ نیز شیخ علی الخواص فرماتے ہیں کہ کاملین کے کمال سے اللہ تعالیٰ سے دائماً شدت خوف ہے۔ اور دن رات اس کے دربار سے دھتکارے جانے سے بے خوف نہ ہونا ہے۔ حتیٰ کہ سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خواب میں زیارت کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے چالیس عہد و میثاق عطا فرمائے ہیں کہ میرے متعلق خفیہ تدبیر نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود میں اپنے متعلق اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوں کہ مجھے اس کی وسعت اطلاق کا علم ہے اور یہ کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں) کہ بیشک مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہوں کی مغفرت فرمادی ہے۔ لیکن میں خسف و مسخ وغیرہ سے بے خوف نہیں ہوں جیسے کہ اس کی تفصیل کتاب کے آخر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ ابراہیم المتبولی۔ سیدعلی الخواص اور شیخ افضل الدین کے اخلاق سے پختہ کرنے کی وجہ

اور میں نے اس کتاب کے فن و اخلاق کو ہمارے سردار اور مقتداء الی اللہ شیخ ابراہیم المتبولی۔ ان کے شاگرد عارف باللہ تعالیٰ سید علی الخواص اور میرے بھائی الشیخ الصالح افضل الدین الاحمد کے جملہ اخلاق کے ساتھ پختہ کیا ہے۔ اور دوسروں کی بجائے صرف ان تین شیوخ کے اخلاق کے ساتھ کتاب کو پختہ کرنے کی تخصیص صرف اس لئے کی ہے کہ ان کے مریدین نے تواتر کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ ہمارے مشائخ نے اپنا طریق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں مشافہۃً ان شروط کے ساتھ حاصل کیا ہے جو کہ قوم صوفیہ میں معروف ہیں۔ پس سیدی ابراہیم المتبولی کے طریق سے میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو حضرات اور آپ کے علاوہ دوسروں کے طریق سے صرف ایک شخص ہے جیسے کہ اس کا بیان مقدمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان تینوں حضرات کے تمام اخلاق محمدی ہیں۔ پس اس کتاب میں جو کچھ میں ان سے ذکر کروں بغیر سوچے سمجھے اس پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرنا۔ ورنہ تو طریق سنت سے بھٹک جائے گا۔ پس بیشک میں نے معاصر مشائخ میں سے کسی کو ان کے اخلاق سے متخلق نہیں دیکھا۔ سوائے قلیل تعداد کے۔ اور فضیل بن عیاض کے کلام میں ہے کہ طریق ہدایت لازم کر اور تجھے قلت سالکین نقصان نہیں دے گی۔ اور طریق بدعت سے بچ اور تجھے ہلاک ہونے والوں کی کثرت نقصان نہیں دے گی۔

اور اے بھائی میں نے تیرے لئے اخلاق اور نعمتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پس میں نے ہر خلق اور نعمت کو ایک بحث میں رکھا ہے تا کہ اس میں نظر کرنے والے کو جس بحث کے مطالعہ کا ارادہ کرے آسانی سے اطلاع حاصل ہو جائے جیسا کہ اس کا بیان فہرست میں آرہا ہے۔ اور میں نے سہواً نہیں بلکہ عمداً بعض نعمتوں کو ان پر عمل کی تاکید اور ان کے اعتراف کی نیت سے تکرار سے بیان کیا ہے۔ لیکن

دوسری عبارت کے ساتھ۔ اور تراجم کے صیغوں سے میں نے یہ اختیار کیے ہیں۔ ومما انعم اللّٰہ بہ علی یعنی مجھ پر اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمایا اس میں سے یہ ہے۔ او مما من اللّٰہ بہ علی کذا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا۔ اور یہ اس سمت اشارہ ہے کہ اپنے مفاخر۔ اخلاق اور مناقب ذکر کرنے سے میرا مقصد اپنے بھائیوں پر فخر کرنا نہیں۔ اس سے میرا ارادہ اصل میں صرف اللہ تعالیٰ کے شکر کی کثرت کا اعلان ہے۔

پھر اگر اس سے میری مدحت سرائی لازم آئے تو وہ مقصود بالاصل نہیں۔ وہ تو لازم ہے اور علماء اصول کے نزدیک لازم مذہب راجح قول کے مطابق مذہب نہیں ہے۔ اور اس کی تائید ہمارے علماء کا یہ قول کرتا ہے کہ آیت قرآن کریم: اگر جنبی صرف ذکر کی نیت سے پڑھے قرآن کی آیت کی نیت سے نہیں تو جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن صرف نیت کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس مما انعم اللّٰہ تعالیٰ بہ علی کذا کہنے سے میری مراد یہ بتانا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے میری طاقت یا میری قوت سے نہیں۔ اور نہ ہی اس میں سے کسی چیز کا مستحق ہونے کی بناء پر۔ اور تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ اور اس کے مندرجات سے تخلق کی ترغیب دلاتا ہوں۔ اور انہیں اس سے پرحذر رہنے کی تاکید کرتا ہوں کہ اس کا مطالعہ کر کے اسے میزان بنالیں جس پر لوگوں کو تولیں اور اپنے آپ کو بھول جائیں جیسے کہ اس دور کے اکثر مریدوں کی حالت ہے۔ پس تو ان میں سے کسی کو کہتے ہوئے سنتا ہے کہ فی زمانہ کوئی ایسا باقی نہیں رہا جس پر مرید کا نام صادق آتا ہو۔ اور وہ اس سے اپنا غیر مراد لیتا ہے اس دلیل سے کہ اس کے دل میں اس شخص کے متعلق کدورت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ پیری کے طریق سے اس کی نفی کرے چہ جائیکہ مریدی کے طریق سے۔

مرید کے اپنے شیخ سے نفع پانے کی علامت

اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ مرید کے اپنے شیخ سے نفع پانے کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے سوا سب لوگوں میں خیر کا عقیدہ رکھنے لگے۔ پس قریب نہیں کہ کسی میں کوئی نقص دیکھے اور جب کسی کو سنے کہ اس کی تنقیص کرتا تو اس کا ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوتا بلکہ سمجھتا ہے کہ اس کی تنقیص کرنے والا اپنے قول میں سچا ہے۔ پس ہر اس شخص پر جو کہ قوم صوفیا وغیرہم کے ایسے کلام کا مطالعہ کرے جو اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے واجب ہے کہ اپنے آپ میں نظر کرے۔ اگر اپنے کو اس امر کے ساتھ متخلق دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اور اگر اس سے بے بہرہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اس کے ساتھ متخلق ہونے تک رسائی کا راستہ حاصل کرنا شروع کرے۔ مزید برآں میں نے اخلاق مریدین میں سے جس سے تخلق حاصل کیا ہے یہاں بہت قلیل سا حصہ بیان کیا ہے تاکہ اخوان طریقت مانوس ہوں۔ کیونکہ اگر داعی الی الخیر مدعوین سے پہلے اس کے ساتھ متخلق نہ ہو تو انہیں اس سے بہت کم نفع حاصل ہوتا ہے۔ گویا وہ کہتا ہے کہ جس چیز کے ساتھ تم نے مجھے متخلق دیکھا اس میں میری پیروی کرو۔ اور جس سے میں متخلق نہیں ہوا تو اس میں میں اور تم برابر ہو تو کس قدر عزت مآب وہ کتاب ہے جس میں غالب طور پر وہی امور ہیں جن کے ساتھ تخلق اس دور میں اس کا ارادہ کرنے والے پر آسان ہے۔

کتاب لطائف المنن والاخلاق کے مشمولات

اور میں نے بحمدہ تعالیٰ اس کا نام لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللّٰہ علی الاطلاق رکھا

ہے۔اور اسے ایک مقدمہ۔سولہ ابواب۔اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔اور میں نے اس کے ہر باب کے ضمن میں القاء کے مطابق اخلاق حسنہ اور نعم جمیلہ کا قابل قدر حصہ بیان کیا ہے۔پس میں مما من اللله بہ علی کذا یامما انعم اللہ بہ علی کہتا جاتا ہوں یہاں تک کہ القاء سے فراغت ہو۔اور میں نے تقدیم کے طور پر ابواب اور خاتمہ کی فہرست لکھ دی ہے تا کہ جو اخلاق میں سے کسی خلق یا نعمتوں میں سے کسی نعمت پر مطلع ہونا چاہے اسے انکشاف میں آسانی ہو۔پس چاہیے کہ پہلے وہ باب کی فہرست دیکھے تا کہ وہ اس نعمت یا اس خلق کے گمان کی طرف دیکھے کہ وہ اوائل باب میں ہے یا اس کے وسط میں یا اس کے آخر میں اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو اب میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے کہتا ہوں۔

مقدمہ

یہ دہلیز کی طرح ہے جس سے عارفین کے متعلق صحت اعتقاد اور ان پر قلت اعتراض کی طرف داخلہ ہوتا ہے۔اور اس میں سیدی علی الخواص کے مقام کا بیان ہے جن سے ہم نے ان اخلاق کی وراثت پائی۔پس آپ عوام الناس میں غیر معروف اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔تو جس نے اس مقدمہ کا گہری نظر سے مطالعہ نہ کیا اس سے بعید ہے کہ وہ اس کتاب میں مذکور اخلاق میں سے کسی شے کے ساتھ نفع حاصل کر سکے۔

باب اوّل کی تفصیلات

اور اس میں مذکور نعمتوں میں میری نسبی شرافت کی نعمت ہے کیونکہ میں امام محمد بن حنیفہ کی اولاد سے ہوں۔پھر میرا قرآن پاک حفظ کرنا جبکہ میں تمیز کی عمر میں تھا۔آٹھ سال کی عمر سے میرا پانچوں نمازیں پابندی وقت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنا۔مجھے یاد نہیں کہ اب تک میں نے جان بوجھ کر کوئی نماز بے وقت ادا کی ہو۔پھر آفات سے میری حفاظت حالانکہ میں والدین کی طرف سے یتیم ہوں۔اور میرے لئے مگرمچھ کا مسخر کیا جانا جبکہ میں نیل میں غرق ہو گیا تو وہ میرے پاؤں کی نیچے ٹھہر گیا حتیٰ کہ میں نے راحت پائی۔اور تیرنے لگا۔پھر میرا علم پڑھنے کے لئے ریف کی سرزمین سے مصر کی طرف ہجرت کرنا۔پھر میرا کتب علم کے متون کو حفظ کرنا جنہیں میرے ہم عصروں میں سے کسی نے حفظ نہیں کیا۔اور ان کے ناموں کے ذکر کے ساتھ ان کی تعداد کا بیان۔پھر میرا شیوخ کے سامنے اپنی یادداشتوں کی شرح کرنا جیسے شیخ زکریا۔شیخ برہان الدین ابن ابی شریف۔شیخ عبدالحق السنباطی۔شیخ امین الدین۔شیخ شہاب الدین الرملی اور ان جیسے دیگر حضرات۔اور اسی طرح تفسیر قرآن کریم اور علم الحدیث کی ان کے حضور میری قرأت کا بیان۔اور ان کتب کا بیان جن کا ان حضرات کی خدمت میں قرأت کے دوران میں مطالعہ کرتا تھا۔جن کا مطالعہ میرے معاصرین میں سے کسی کو میسر نہ ہوا۔پھر اپنے دین میں میرا احوط سے احوط کو اختیار کرنا اور طریق شرعی کے بغیر رخصتوں کو اختیار نہ کرنا۔پھر دلیل کے بغیر اپنے مذہب کے لئے تعصب نہ کرنا میرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ مسلمانوں کے تمام آئمہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں لیکن جس نے اپنے قول کے لئے حدیث کا فیصلہ قبول کیا

وہ میرے نزدیک ارجح ہے۔ پھر میرا قوم صوفیاء اوران کے کلام کے لئے کثرت سے تاویل کرنا اوراسے منع کرنا جوان کے طریق پر دلیل شرعی کے بغیر طعن کرے۔ پھر میرا اس مفہوم پر یقین نہ کرنا جو میں نے اخذ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے یا آئمہ اوران کے مقلدین میں سے کسی کی مراد ہے۔ کیونکہ صاحب کلام کی مراد پر اس کے واقف کئے بغیر گفتگو نہیں ہوسکتی مگر کشف صحیح یا ایسے الہام کے ساتھ جو کہ مبنی بر خطا نہ ہو وغیرہما۔ اور مجھے یہ مرتبہ عنایت الٰہیہ کے بغیر کہاں؟

پھر عوام اور ہم عصر لوگوں پر تکبر کے طور پر دعوائے علم سے میری حفاظت۔ پھر سیّدنا ومولانا شیخ الاسلام شیخ زکریا کی علم فقہ۔ تفسیر اور تصوف کی تدریس کی اجازت۔ پھر دلائل اور اقوال آئمہ میں تعارض کے قول میں جلدی نہ کرنا۔ بلکہ توقف کرتا ہوں اور دونوں کا محمل صحیح تلاش کرتا ہوں۔ اور یہ شارع کے حضور ادب کی بنا پر ہے کیونکہ اس کا منصب اور آئمہ کا منصب اس سے بلند ہے کہ تعارض ہو۔ پھر فہم مسئلہ میں اختلاف کرنے والے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جدال اور بلندی آوازی سے میری حفاظت۔ چہ جائیکہ شیوخ ہوں۔ پھر کتب شریعت اوران کے آلات از قبیل تفسیر۔ حدیث۔ اصول اور تصوف کا کثرت سے مطالعہ۔ پھر ان کتابوں کی تعداد کا بیان جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ پھر میرا آئمہ ثلاثہ کی کتابوں کا اپنے مذہب سے زیادہ مطالعہ کرنا۔ تاکہ میں اپنے تمام اعمال میں آئمہ کی مخالفت سے پرہیز کروں۔ اور حسب طاقت میرا عمل ان کے موافق ہو۔ پھر جب مجھے علم میں تبحر حاصل ہوا اس وقت سے مذاہب مجتہدین کے لئے میری توجیہہ و تقریر کی کثرت۔ حتیٰ کہ گویا میں اس مذہب کے عظیم ماہر ومقلدین میں سے ایک ہوں۔ اور یہ دلائل آئمہ پر اور نص یا قیاس یا اجماع پر جس سے انہوں نے سند لی ہے میری اطلاع کی بنا پر ہے۔

پھر قرآن وحدیث اور کلام آئمہ میں مجھے فہم کا عطا کیا جانا۔ پھر شریعت میں کتب کثیرہ تالیف کرنا۔ اوران میں سے غالب وہ ہیں کہ مجھ سے پہلے نہیں لکھی گئیں۔ میں نے شریعت سے ان کا استنباط کیا ہے۔ جیسے کتاب العہود۔ کتاب المنن۔ کتاب مشارق الانوار القدسیہ وغیرہ ذالک۔ پھر علماء مذاہب اربعہ کی میری تالیفات کے لئے اجازت۔ ان کی اوران کے مؤلف کی مدح۔ بخلاف اس کے جس کی حاسدین نے مصر وحجاز میں میری طرف سے اشاعت کی ہے۔ پھر فقہ وتصوف وغیرہما میں میرے تمام مشائخ کا دنیا سے مجھ سے راضی جانا۔ پھر بچپنے سے ہی کتاب وسنت پر عمل کے لئے میرے سینے کا فراخ ہونا اور بدعت پر عمل سے میرے دل کا منقبض ہونا۔ بخلاف اس کے جو کہ حاسدوں نے میرے متعلق مشہور کیا۔ پھر جب مجھے علم میں تبحر حاصل ہوا تو شیخ کے بغیر مجاہدہ نفس کے لئے الہام پھر کسی شیخ کے ذریعے تاکہ ان رکاوٹوں کے ازالہ میں میری مدد فرمائیں جو کہ حاصل شدہ علم پر عمل سے مجھے روکتی ہیں۔

اور میرا ورع میں مبالغہ حتیٰ کہ میں حکام میں سے کسی کی عمارت کے سائے میں نہ گزرتا۔ پھر اس امر کا ظہور کہ میں بغیر شیخ کے جن اعمال پر تھا گویا وہ اس تنبیہ کے مقابلہ میں جو شیخ نے فرمائی ریاکاری، دکھاوا اور نفاق تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے اصطلاح عارفین پر فہم قرآن عطا فرمانا پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے مقامات اور علوم کے مابین امتیاز عطا فرمانا اور سب مردوں کو یہ امتیاز نہیں بخشا گیا۔ پھر اعمال پر طلب اجر سے سکون قلب کہ مجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھے اعمال والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ پھر میرا جاننا کہ حق تعالیٰ مجھے ناپسند فرماتا ہے یا مجھ سے محبت فرماتا ہے اور یہ اپنے اعمال کو کتاب وسنت کے ترازو پر تولنے کی وجہ سے ہے۔ پھر تعلیم علم سے میرا مقصد پہلے اپنی ذات ہے پھر ثانوی طور پر مخلوق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا باب

اس میں مذکور نعمتوں میں سے ایک نعمت بچپنے سے ہی میرے نفس کی اس شخص سے نفرت ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور فتوحات مطالب رکھتا ہے۔ اور اس میں شیخ افضل الدین کے رسالہ کی تلخیص ہے جو کہ حجر مکرم اور اس علم والوں کے مراتب کے بیان میں ہے۔ پھر میرا مقام زُہد میں اس حد تک پہنچنا کہ میرے نزدیک سونا اور مٹی بغیر ترجیح کے ایک ہی حد پر برابر ہیں۔ پھر جب یہ مقام مستحکم ہوگیا تو میں نے سونے کو مٹی پر اس میں منجانب اللہ ودیعت کی گئی حکمت پر عمل کرتے ہوئے ترجیح دی پھر میں نے ذکر کیا کہ میں مقام زُہد میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں کہ اگر آسمان سونا برسائے اور لوگ اسے لوٹنے لگیں تو میں اس میں سے کچھ حاصل کرنے کی طرف کوئی کشش نہیں پاتا لیکن کسی امر شروع کے لئے۔ اور اگر میرا سونے اور چاندی کے ٹیلوں پر گزر ہو جبکہ ابناء دنیا کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ ہو اور نہ ہی دار آخرت میں اس پر کوئی حساب ہو تو میں اس سے ایک دینار بھی نہ لوں مگر ضرورت شرعی کے لئے۔ اور اگر رات کے وقت سونے سے لدا ہوا خچر میرے گھر میں داخل ہو تو یوم قیامت میں طول حساب کے ڈر سے میں اسے گھر سے باہر نکال دوں۔ پھر اگر میرے پاس اتنا سونا ہو جو کہ اللہ تعالیٰ چاہے پس اسے کوئی شخص چرالے یا میرے دیکھتے ہوئے سامنے سے اٹھالے تو ذلت دنیا کی وجہ سے میں خود یا اپنے وکیل کے ذریعے اس کا پیچھا نہ کروں۔

پھر ایسی چیز کھانے سے میرا کراہت کرنا ہے جو لوگ مجھے اس لئے دیں کہ میں صوفیہ میں سے ہوں کیونکہ یہ دین کے ذریعے کھانا ہے۔ پھر تمام مسلمانوں پر اور ان کے امور کے متولیوں پر میری شفقت کی کثرت ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات اپنے ساتھی یا اپنے متولی امر کی بیماری کی وجہ سے میں بیمار ہو جاتا ہوں اور اس کی شفاء کی وجہ سے ہی شفایاب ہو جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں تمام حکام۔ لوگوں کے گھروں۔ دکانوں۔ کھیتوں اور ان کے پلوں کی ہر روز و شب حفاظت کرتا ہوں۔ جبکہ وہ خود اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور ان نعمتوں میں سے میرا خواب ہے کہ میں نے عرش کے چشمے سے پانی پیا۔ پھر میرا اپنے اصول وفروع کی اس شخص کے پاس تعریف نہ کرنا۔ ہے جو انہیں پہنچانتا نہیں مگر غرض شرعی کے لئے۔ پھر میرا اپنے حظ نفس کا حظ باری جل وعلا سے امتیاز کرنا ہے۔ پس میں اس امر سے محبت نہیں کرتا کہ وہ مجھے اس حیثیت سے معاف فرمائے کہ اس میں میرے لئے راحت ہے۔ میں عفو سے صرف اس حیثیت سے محبت کرتا ہوں کہ وہ عفو کو پسند کرتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کو عفو سے محبت نہ ہوتی تو میں عفو سے محبت نہ کرتا۔ اور اگر کسی جز و میں ہو جو عفو سے محبت کرے تو وہ جز و ضعیف ہے قریب نہیں کہ مجھے محسوس ہو۔

پھر میرا اس شخص کی زیارت میں پہل نہ کرنا ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہو کہ وہ اس پر مجھے بدلہ دے گا۔ اس خوف سے کہ وہ میری زیارت کی تکلیف کرے گا۔ جیسے ہدیہ میں پہل کرنا، جس طرح کہ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ ہے ولا تمنن تستکثر (مدثر آیت ۶) زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کیجیے) پھر لوگوں پر لاگو نہ کرنا کہ مجھ سے محبت کریں یا مجھ سے قوم صوفیہ کا علم حاصل کریں ان کو یہ وہم دلا کر مجھے علم کیمیا سے تعارف ہے اور یہ کہ جو بھی میری صحبت اختیار کرے گا اسے میں یہ علم سکھاؤں گا۔ جس طرح کہ اس انجمن میں بعض معاصرین پڑے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے تسبیح واستغفار کے جامع کلمات کا الہام کیا جانا یہاں تک کہ حدیث میں وارد

کی دہشت کی وجہ سے وارد سے غیر متوجہ ہونا۔ پھر جب میں ۹۶۱ھ میں داخل ہوا تو دنیا سے سفر کر جانے والے علماء ومشائخ کی مجھے پے در پے زیارت ہونا۔ اوران کا مجھے اس دنیا سے زادراہ طلب کرنے اور رحلت کرنے کا حکم دینا۔ پھر میرا ماضی و مستقبل کی بجائے موجودہ وقت پر نظر رکھنا۔ پھر اپنے شاگردوں پر تخفیف کے لئے صرف شریعت کی تصریح کے مطابق خیر خواہی کرنا۔ مگر اگر علماء کسی امر کے لئے اس پر اجماع کریں۔

پھر خلق خدا سے پہلے تمام شدائد میں میرا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑنا۔ پھر حق تعالیٰ کا میری تربیت کرنا اس طرح کہ میں عبرت اس کے غیر میں دیکھتا ہوں۔ پھر میرے نفس کا دنیا اور اس سے محبت کرنے والے سے نفرت کرنا۔ پھر ان پیروکاروں سے میری حمایت جو کہ میری خاطر باطل طریقے سے تعصب کرتے ہیں۔ پھر اپنے معاصرین کے بارے میں کسی دلیل کے مطالبہ کے بغیر کثرت عقیدت۔ پھر مخلوق کے ہاتھوں کی طرف جھانکنے کو میرا عیب سمجھنا۔ پھر میرا اب تک سادگی سے گزر بسر کرنا۔ پھر مستقبل میں واقع ہونے والے اکثر حوادث کو میرا چھپانا جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع بخشی۔ پھر مقامات صالحین پر جلن محسوس نہ کرنا۔ پھر میرے نزدیک خوف ورجا کا بیک وقت پایا جانا۔ پھر جب یہی خواہش پوری کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا بے حیائیوں سے میری شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔ پھر میرا نعمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مشغول نہ ہونا۔ پھر طاقت بشری کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور میرے اختیار کی فنا۔ پھر جب سے چالیس سال کی عمر تک پہنچا ہوں میرے اعضاء کا معصیت کی خواہش نہ کرنا۔ پھر رزق معین کے لئے وقوع انتظار سے میری حمایت۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری اس قدر معرفت کہ نقول مجھے متزلزل نہیں کرتیں۔ پھر مخلوق سے اپنی مصیبتیں چھپانا۔ پھر میرا کسی کے ساتھ ایسا وعدہ نہ کرنا جسے پورا نہ کرسکوں۔ پھر مشتبہ چیزیں کھانے سے میری حمایت۔ پھر میرے جسم پر پے در پے درد وآلام کا ورود۔ پھر دنیا سے حقیر چیز پر میرا راضی ہونا۔ پھر دین کے بارے میں اپنی رائے کے ساتھ قول نہ کرنا۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت شکر جب مجھ سے دنیا سمیٹ لے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا میرے قلب کی حمایت کرنا کہ اس میں کسی مخلوق کی محبت قیام کرے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ۔ پھر میرا اپنے شاگردوں کو ذکر اللہ کی کثرت پر ابھارنا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہ کسی اور وجہ سے۔ پھر میرا فقر سے خوش ہونا جب آئے۔ پھر جب مجھ پر مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میرا تدبیر نہ کرنا۔ پھر طبعی حکم کی بنا پر میرا کسی کے ساتھ بغض یا محبت نہ کرنا۔ پھر جب شاگرد ساتھ چھوڑ جائے اور میرے ساتھ عداوت کرے تو اس سے میرا مکدر نہ ہونا۔ پھر علماء وصالحین کے ساتھ کثرت سے نشست وبرخاست کے ساتھ میری محبت اس اعتراف کے ساتھ کہ ان کے حقوق کے شایان احترام سے عاجز ہوں۔

پھر میرا ان لوگوں کی جفا پر صبر کرنا جنہیں میں نے خیر کی دعوت دی اور انہوں نے انکار کیا۔ پھر میرا اپنے رب کی تقدیر سے بدمزہ نہ ہونا جبکہ مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے میرے بچپنے سے اب تک دنیا کو میرا بڑا قصد نہ بنایا۔ پھر میرا اس سے لطف ونرمی کرنا جس کے ہاں اس کے مسلمان بھائی کے متعلق حسد دیکھوں اور اس پر میرا صبر کرنا یہاں تک وہ اپنے حسد سے باز آجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے قبروں میں بعض انعام پانے والوں اور عذاب پانے والوں پر اطلاع بخشنا۔ پھر مجھ پر رحمت فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا مجھے اس سے محجوب کردینا۔ پھر شب وروز کی کسی بھی ساعت میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے میرا بے خوف نہ ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ مکاشفات اور کرامات سے میرا دھوکہ نہ کھانا۔ پھر اپنے احوال واقوال میں سے کسی شے کو اچھا جاننے میں محو نہ ہونا۔ پھر

لوگوں سے سوال کرنے کی ضرورت سے میری حمایت اور قناعت کے ساتھ ان سے بے نیازی۔ پس میں نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی کے لئے درخواست لکھنے کی حاجت دے تاکہ وہ مجھے کچھ دنیا عطا کرے۔ پھر میرے نفس کا مجھ پر دوام نعمت کی طرف سے مطمئن نہ ہونا کہ میں اس کا مستحق نہیں۔ اور میرے جیسے کے لئے کثرت تغیر وتبدل اس کے سوا ادب کی بنا پر اس کے لئے سزا ہے۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف متوجہ ہونا جبکہ اور دنیا میں سے کسی چیز کی مجھے ضرورت پڑ جائے۔

پھر بچپنے سے ہی میرا شرعی احکام میں سے الاہم فالاہم کو مقدم کرنا۔ پھر میرا حلال کے ساتھ سیر ہونے کو پسند نہ کرنا چہ جائیکہ حرام اور مشتبہات کھاؤں۔ پھر رات یا دن کی ایک ساعت بھر اللہ تعالیٰ کے دربار سے دوری برداشت نہ کرنا جب میں غافل یا دربار الٰہیہ سے خارج ہو جاؤں۔ پھر اپنے امر کی ابتداء میں اپنی حاجت سے زاید دنیا کو میرا پھینک دینا حتیٰ کہ حالت ثابتہ کو پھر اپنی عمر کے آخر میں میرا اسے حاصل کرنا اور جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف فقر وفاقہ سے متحقق ہو کر اور اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں کے لئے سوال کرنے سے اپنے آپ کو روکنے کی خاطر۔ پھر اپنے نفس کی تفتیش میں میرا جلدی کرنا جبکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی حاجت کے لئے دعا کروں اور قبولیت نہ ہو کیونکہ قبولیت کبھی کسی معصیت کی وجہ سے موقوف ہو جاتی ہے جس کا مجھ سے ارتکاب ہوا۔ واللہ اعلم۔

تیسرے باب کے مندرجات

اور اس میں درج نعمتوں میں سے رضا بالتقدیر کی طرف میرے نفس کے فوراً لوٹنے کی نعمت ہے جبکہ کوئی ایسا لمحہ آجائے کہ دل میں اس سے انقباض پیدا ہو جائے۔ پھر جب سے ہوش سنبھالا میرا دنیوی مناصب میں سے کوئی چیز طلب نہ کرنا۔ پھر نفس کے اپنے حظوظ ترک کرنے کے دعویٰ کو میرا تسلیم نہ کرنا کیونکہ اس کے کئی مفاسد ہیں۔ پھر میرا اسے تسلیم کر لینا جو دعویٰ کرے کہ وہ حظوظ نفس سے نکل گیا ہے اور اس کا ارادہ اپنے رب کے ارادے کے موافق ہو گیا ہے۔ پھر مجھ میں قدرت کے ایسے تصرفات پر میرا متنبہ کیا جانا ہے جنہیں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے باوجود اپنے لئے پسند نہیں کرتا اور گمراہی اور حظوظ نفس میں گہرا اترنے سے میرا غافل نہ ہونا۔ پھر اپنے رب کے ساتھ میرا حسن ظن جب کہ مجھ پر اپنے بندوں کے دل سخت کر دے۔ اور میری تعریف سے ان کی زبان روک دے اور میری مذمت میں ان کی زبان کھول دے۔ پھر میرا اس شخص کا علاج پہنچانا جسے میں نے دیکھا کہ جب اپنے رب سے کوئی مانگتا ہے اور وہ اسے عطا نہیں فرماتا تو برا محسوس کرتا ہے۔ پھر آخری عمر میں میرے ساتھ میرے نفس کے نزاع کا پایا جانا اور اس کا مباح خواہشات کی طرف مائل ہونا تاکہ مجھے اس کے مجاہدے کا اجر ملے پس میں دنیا سے مجاہدہ کرتے ہوئے جاؤں۔

پھر میرا اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا مگر اس میں معاملہ اس کی سپرد کرتے ہوئے کیونکہ وہ مجھ سے میری مصلحتوں کو زیادہ جانتا ہے۔ پھر میرا اپنے رب کے شکر میں جلدی کرنا جب اس نے گمراہ کن فتنوں سے میری حفاظت فرمائی نہ کہ عجب اور خود بینی اس کے مقابلے میں جو ان فتنوں میں گر گیا۔ پھر میرا ان اعمال پر ہمیشگی کرنا جو کہ ابتداء امر سے اب تک کرتا رہا ہوں۔ پھر میرا یہ شہود کہ میرے نفس کی صفات ناقصہ میرے اعمال پر میری موت تک باقی ہیں۔ پس میرے لئے غیر حلال امور میں گر پڑنے سے کوئی بے خوفی نہیں۔

پھر میرے نفس کا کھانے اور پہننے کی چیزوں کی طرف نہ للچانا جب کہ میں کھانے اور لباس کے لئے بازار میں داخل ہوتا ہوں پھر باطنی طور پر ہر اس شخص پر میرا غضبناک ہونا جسے میں دیکھتا ہوں کہ مراتب قوم صوفیہ کے ساتھ متصف ہونے کے متعلق جھوٹے دعوے کرتا

ہے۔ پھر میرا اسے میرے اور اس کے مابین معاملہ میں جھوٹا ہونا جتلا دینا تاکہ دعوے سے توبہ کرے۔ پھر میرا ہر پیش آمدہ حاجت باب الٰہیہ سے طلب کرنا نہ کہ اس کی مخلوق سے مگر اس کی مخلوق کو اس کے ابواب میں سے صرف ایک باب قرار دے کر جیسے نالی جس کے ذریعے ہمارے لئے پانی جاری ہوتا ہے۔ پھر میرا اپنے نفس سے بعید نہ جاننا کہ وہ اکبر الکبائر میں گر پڑے اگرچہ وہ مشائخ زمانہ میں شمار کیا جانے لگے۔ پھر شدائد میں میرا اللہ تعالیٰ کے غیر پر اعتماد نہ کرنا۔ پھر حکام زمانہ کا ظاہر و باطن کے ساتھ کثرت سے ادب کرنا صرف اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم پر والی گردانا اور ہمیں ان کے تابع فرمان کیا۔ پھر اکابر کی میرے پاس آمد و رفت کو میرا ناپسند کرنا جیسے عالم۔ صالح۔ اور حاکم۔ اور یہ ان کی جلالت اور تعظیم کی وجہ سے ہے۔ پھر میرا ہر چیز کو لوٹا دینا جو کہ حکام کے اموال سے میرے پاس آئے۔ اور اگر اسے قبول کرلوں تو اسے حاضرین محفل کے سامنے ڈال دیتا ہوں اور خود اس میں سے کچھ نہیں لیتا۔ پھر حکام میں سے کسی سے میرا خوف نہ کرنا کیونکہ اکثر وہ مسلط نہیں ہوتے مگر دنیا سے محبت کرنے والوں پر۔ پھر میں ان علماء کو جو کہ حکام کے پاس جاتے ہیں اور انہیں نصیحت نہیں کرتے عاجز ہونے پر محمول کرتا ہوں نہ کہ ان کی دنیا کی خاطر سستی کرنے پر۔

پھر میرا سانپ یا بچھو یا مگرمچھ یا چور یا جن وغیرہ مخلوق سے خوف نہ کرنا مگر اپنے بدن کے دفاع کے متعلق حضرت شارع علیہ السلام کے حکم پر عمل کرتے ہوئے۔ پھر مجھے خواب میں ان امور پر متنبہ کیا جانا جو کہ مستقبل میں مجھ سے واقع ہوں گے یا ماضی میں ہوئے اور مجھے ان کے مذموم ہونے کا شعور نہ ہوا۔ پھر خلوص کے ساتھ ذکر بالجہر کے ساتھ میرا محبت کرنا حتیٰ کہ تمنا کرتا ہوں کہ میرا ذکر مشرق و مغرب والے سنیں۔ اس صورت حال کے خلاف جس پر کہ میں اپنے امر کے آغاز میں تھا۔ پھر میرا علماء۔ صلحاء۔ قضاۃ عساکر وغیرہم اکابر کی ہم نشینی کو کم پسند کرنا اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں ان کے لازمی احترام میں مجھ سے خلل نہ واقع ہو جائے۔

پھر میرا سادات کی خوب تعظیم کرنا اگرچہ صرف ماں کی طرف سے ہو اگرچہ لوگ ان کی نسبت کی صحت میں طعن کریں۔ پھر میرا سیّد کی آواز پہچان لینا اور اس کے غیر سے اس کی تمیز کر لینا جب وہ مثلاً دیوار کے پیچھے سے میرے ساتھ بات کرے۔ اگرچہ اس سے پہلے اس سے میری ملاقات نہ ہوئی ہو۔ پھر میرا خاص صدقات کھانے کو پسند نہ کرنا نہ کہ عام صدقات جیسے مسلمان فقراء پر اوقاف۔ پھر میرا اپنے رب یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا علماء کے آئمہ میں کسی ایک سے اپنے دل کے ساتھ اجازت طلب کرنا جب کہ میں قرآن کریم یا حدیث یا علوم شرعیہ کی قرأت کر رہا ہوتا ہوں اور مجھ سے کوئی شخص ضرورت کی بات کرے تو یہ کہتا ہوں: دستور یا رب! میں فلاں شخص سے اس کی ضرورت کی بات کرلوں؟ پھر اس پر متوجہ ہوتا ہوں۔ یا دستور یا رسول اللہ! یا دستور یا محمد یا ابن ادریس وغیرہ۔ اس کلام کے مطابق جس کی اس سے تقریر کرتا ہوں۔ پھر رات دن کی کسی ساعت میں میرا اپنا پاؤں پھیلانا ناپسند کرنا مگر یہ کہہ کر دستور یا اللہ یا دستور یا رسول اللہ یا دستور یا اولیاء اللہ۔ پھر میں اس کے بعد پاؤں پھیلا لیتا ہوں۔

پھر میرا جنابت یا بے وضگی کی حالت پر سونے کو شدید ناپسند کرنا یا کسی گناہ پر اصرار کی صورت میں نیند کرنا خاص کر جیسے کینہ۔ حسد۔ تکبر۔ دنیا کی محبت وغیرہ۔ پھر میرا رات کے آخری تہائی حصے میں سونے سے شدید نفرت کرنا جس طرح ظاہری معصیتوں کے ارتکاب سے میرا شدید نفرت کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چوتھا باب

اس میں مذکور نعمتوں میں سے ایک نعمت میرا اللہ تعالیٰ کی کثرت سے حمد وثنا کرنا جب مجھ پر ایسی صورت حال طاری ہو جو کہ عادۃً مجھے ناپسند ہے۔ پھر میرا دوا استعمال نہ کرنا مگر جبکہ بیماری مجھے اللہ تعالیٰ سے بے توجہ کرے۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ سے خطاب کو شدید ناپسند کرنا جبکہ میرے بدن میں کوئی نجاست ہو۔ پھر کھانے اور خواہشات کے وقت میرا مع اللہ حاضر رہنا۔ پھر میرا کسی بھی یتیم اور غیر حاضر پڑوسی کی بیوی کے حالات کی کثرت سے نگہداشت کرنا بمقابلہ میری اس شخص کی نگہداشت کے جس کا باپ ہے یا جس کا شوہر حاضر ہے۔ پھر میرے متعلق لوگوں کی عقیدت سے میرا نفرت کرنا۔ پھر دعا استسقاء وغیرہ میں میرا صدرنشیں ہونے کو قبول نہ کرنا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لاحق ہونے والی تمام مصیبتوں اور مشقتوں میں شریک ہونے کے متعلق میرا احساس۔ حتیٰ کہ کبھی میں حاکم کے دربار میں سزا پانے والوں کے ساتھ شریک ہوتا ہوں تو کبھی عورت کے دردزہ کی حالت میں شریک ہوتا ہوں اور مجھے ولادت کا احساس ہوتا ہے۔ پھر اصحاب نوبہ کے ساتھ روئے زمین میں ان کے ادراک کی حفاظت میں میرا موافقت کرنا۔

پھر میرا اصحاب نوبہ سے اجازت طلب کرنا جب بھی اپنے گھر سے کسی ضرورت کے لئے۔ یا کسی سفر کے لئے نکلوں یا اس سے واپس لوٹوں۔ یا کسی سفارش حق کے لئے حاکم کے گھر میں داخل ہوں یا قلعہ پر جاؤں۔ پھر ارباب احوال کی مجھ میں تصریف سے میری وہاں حفاظت ہوتی ہے کہ مجھے شعور نہیں ہوتا باوجودیکہ میں حکام کے ہاں کثرت سے سفارش کرتا ہوں اور ان سے کثرت سے معارضہ کرتا ہوں۔ پھر دوسروں کے دکھ درد برداشت کرنے کے ایام میں معصیتوں اور خواہشات میں گرنے سے میری حمایت اور حکام کے ہاں حاجات پوری کرنے کی شرائط کا ذکر آرہا ہے۔ پھر مجھے اس کا الہام کہ میں حوائج ان کے دروازوں سے طلب کروں نہ کہ ان کے غیر سے۔ پھر حکام سے حوائج پوری کرنا باوجودیکہ اس کی وجہ سے میرے دین میں نقص وارد نہ ہو واسطوں کی زبانوں یا دیگر اسباب کی وجہ سے میرا تزکیہ نفس ہے۔

پھر میرا اکابر مجتہدین اور صوفیہ کے کلام کی کثرت سے توجیہ کرنا۔ اور اس کتاب میں اس قسم کے اقوال سے زیادہ طویل کوئی قول نہیں۔ اور اس میں مجھ پر حاسدوں کے بہتان کا ذکر ہے کہ میں نے اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا بیان ہے جو کہ مجھے سوال لکھنے سے رک گیا اور اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ پھر میرا اس شخص سے نیکی اور احسان منقطع نہ کرنا جس نے میری تربیت کی بے قدری کی اور میری صحبت سے علیحدہ ہو گیا بلکہ میں اس پر ہمیشہ احسان کرتا رہتا ہوں۔ پھر میرا اپنے اعمال میں سے کسی چیز پر ثواب طلب نہ کرنا مگر فضل اور احسان کے طور پر نہ کہ استحقاق کی بنا پر۔ پھر اس وقت میرا بدمزہ نہ ہونا جب اللہ تعالیٰ مجھ پر نماز میں سہو یا نسیان مقدر فرمائے۔ بلکہ میں اس وجہ سے فرحت محسوس کرتا ہوں کہ اعادہ اندارک کی بنا پر مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور ٹھہرے کی ایک اور وقت کی ضرورت ہوگی۔ پھر مخلوق کے نزدیک میرے نفس کا کوئی مقام طلب نہ کرنا نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور۔ پھر میرا مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی وظیفہ قبول کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرنا اگرچہ وہ اس سلسلے میں مجھ سے پوچھیں۔

پھر ظالموں اور ان کے مددگاروں کے ہدایا سے کھانے سے میری حمایت۔ پھر میرا ہر اس شخص سے انصاف کرنا جو مجھ سے خرید

فروخت کا معاملہ کرے۔ اور جب کوئی شخص مجھ سے ٹائر یا سواری کرائے پر حاصل کرے اور اسے استعمال کر کے نفع نہ لے تو میں اس سے اجرت نہیں لیتا۔ اور اگر وہ خود اس سلسلے میں مجھ سے سوال کرے تو میں اس پر لوٹا دیتا ہوں۔ پھر میرا یہ شہود کہ اس دنیا میں جس قدر میں سختیاں برداشت کرتا ہوں وہ صرف یوم قیامت کی ہولناکیاں برداشت کرنے کی مشق کی طرح ہیں پس یہ مجھ پر رحمت ہے۔ پھر اس کا طعام کھانے سے میری حمایت جس کے پاس میں نے سفارش یا اس کے لئے سفارش کی یا ان دونوں میں سے کسی کا ہدیہ قبول کرنے سے۔ پھر میرا ایسے شخص کا ہدیہ قبول نہ کرنا جس نے ہدیہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے مجھے جتلا دیا۔ پھر میرا کسی ایسی دنیوی چیز میں جو کہ میرے قبضہ میں آئی بخل نہ کرنا اس پر جو کہ اس کا مستحق ہو۔ برابر ہے کہ نقدی ہو یا کچھ اور۔ پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ سے اور مخلوق سے حیاء کا غلبہ حتیٰ کہ میں شدت حیاء کی وجہ سے اور فضول نگاہی سے بچنے کے لئے جبہ سر پر رکھ لیتا ہوں۔

پھر اپنی زیر نگرانی یا دوسرے کی زیر نگرانی اوقاف کی ضیافت کھانے کو میرا ناپسند کرنا اور اگر کھالوں تو اس کا میرے پیٹ میں نہ ٹھہرنا گرچہ بھول کر ہی ہو۔ پھر میرا وقف کے لئے زیادہ حصہ مقرر کرنا جب میں اس کی زمین کاشت کروں۔ پس میں وقف کی جہت میں خراج یا بیج کے مقابلے میں زیادہ دیتا ہوں کیونکہ وہ اس طرح ہے جیسے یتیم کے ولی کے قبضے میں یتیم کا مال۔ واللہ اعلم۔

پانچواں باب

اس میں مذکور نعمتوں سے یہ نعمت کہ کوئی خیرات یا ہدیہ کھانے سے میری کراہت کہ میرے علم میں ہے کہ خیرات کرنے والے یا ہدیہ پیش کرنے والے کے شہر میں اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند موجود ہے بلکہ بغرض محال اگر میں اسے قبول کرلوں تو لوٹا دیتا ہوں کہ میرے علم میں یہ کام اس کے ترازو میں میرے اس سے کھانے سے زیادہ وزنی ہے۔ پھر میرا اس چیز کو ناپسند کرنا جو کہ دنیا کی محبوب چیزوں میں سے میرے باطن میں ٹھہر جائے برابر ہے کہ بیٹا ہو یا بیوی یا نقدی یا کپڑے وغیرہ ذالک۔ پھر افعال مذمومہ کو ابلیس کی طرف منسوب کرنے سے پہلے اکثر انہیں اپنے نفس امارہ کی طرف منسوب کرنا اس کے برعکس جس پر کہ اکثر لوگ ہیں۔ پھر میرا مسلمانوں میں سے کسی کے متعلق بدگمانی کرنے میں جلدی نہ کرنا۔ پھر مخلوق میں سے کسی سے میرا وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ نہ کرنا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کا پاس نہیں کرتا۔

پھر میرے اہل و عیال کا رزق آسان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری توجہ کی کثرت بغیر اس کے کہ اس کے راستے میں مجھے خلق میں سے کسی کا احسان برداشت کرنا پڑے۔ پھر ہر اس چیز کی تقدیر سے میری محبت جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میرا سر نیچا کردے یا مجھے اس سے حیا آئے اور یہ من حیث التقدیر ہے نہ کہ من حیث الکسب۔ اور میرا ہر اس چیز سے بھاگنا جو کہ لوگوں کے سامنے میرا سر اونچا کرے اور اس سے مجھے تکبر اور خود بینی حاصل ہو۔ پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تسلیم کرنا کہ اس نے مجھے سحری کے وقت اپنے دربار میں کھڑا کیا حالانکہ اس کی مناجات میں مجھے لذت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر صلوۃ اللیل میں قراۃ بالجہر نہ کرنا اور جہر کروں تو مجھ سے خشوع کا چلے جانا۔ پھر اتوار کی شب میرے قلب کا نہ سونا۔ پس اس میں میری آنکھ سوتی ہے اور میرا قلب نہیں سوتا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کے طور پر ہے۔ پھر میں نے جو بھی عبادت کی اس میں کمال اخلاص نہ ہونے کا میرا شہود۔

پھر جسے بھوکا۔ پیاسا یا برہنہ دیکھوں تو اس پر رحمت وشفقت میں میرا جلدی نہ کرنا بلکہ انتظار کرتا ہوں۔ پس بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہ سلوک کسی حکمت کی بنا پر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس پر مجھ سے یقیناً زیادہ مہربان ہے۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا انتہائی قرب اور میرے اور آپ کے درمیان مسافت کا لپیٹا جانا۔ حتیٰ کہ میں بعض اوقات مصر میں ہوتے ہوئے مزار پر انوار پر اپنا ہاتھ رکھ دیتا ہوں۔ پھر تمام مصائب وآلام میں میرا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرنا۔ پھر میرا اپنی تمام عبادت کو مقاصد قرار دینا نہ کہ وسائل۔ پھر میرا اس کی ستر پوشی کرنا جو کہ فقہاء میں سے میرے ہاں آئے اور قوم صوفیہ کے کلام کی توجیہہ اس کے صحیح رخ کے خلاف کرے۔ پھر میرا اپنے شیخ کی صاحبزادی سے احتراماً شادی نہ کرنا۔ پھر میرا اس کی پردہ پوشی کرنا جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع بخشی کہ اس نے کسی معصیت کا ارتکاب کیا ہے اور توبہ نہیں کی۔ پھر میرا یہ شہود کہ خیر میں سے میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق میرے شیوخ کی مجھ پر نگاہ کرم کی برکت کی وجہ سے ہے۔ پھر میرے پاس ہر آنے والے کو کھانا کھلانے سے میری محبت۔

پھر پہاڑوں اور صحراؤں میں میری سیر وسیاحت حتیٰ کہ میں ان جگہوں تک پہنچا کہ کوئی قلیل ہی وہاں سے گزرا۔ پھر فقیہ کے لئے میرا عذر قائم کرنا جب وہ بعض اہل طریقت پر انکار میں جاری کرے۔ پھر مجذوبوں اور ارباب احوال کے ساتھ اکثر میرا ادب کے ساتھ پیش آنا۔ پھر میرے رزق میں برکت کا پایا جانا حتیٰ کہ بسا اوقات میں مہمان کے سامنے اتنا کھانا پیش کرتا ہوں جسے ایک آدمی کھالے پس وہ بیس افراد کو کافی ہوتا ہے۔ پھر جنات کا میری اطاعت کرنا اور میرے بارے میں ان کا صلاحیت اور علم کا عقیدہ رکھنا۔ پھر تعزیت۔ جمعات اور ماہانہ کھانے کو میرا ناپسند کرنا۔ پھر اس شخص پر انکار کرنے میں جلدی نہ کرنا جس نے فقراء کا سا لباس پہن رکھا ہو۔ حتیٰ کہ مطاوع۔ مگر یہ ان سے کوئی امر خلاف شریعت دیکھوں۔ پھر میرا سائل کو محروم نہ کرنا گرچہ کمانے کی قوت رکھتا ہو۔ بسا اوقات اس کے لئے کوئی عذر ہوتا ہے۔ پھر اخلاق حمیدہ کے خلاف صفات داخل ہونے سے صبح وشام اپنے قلب کا جائزہ لیتا ہوں۔ پھر میرا بعض حیثیتوں سے ہر نیند پر جو میں دن یا رات میں سویا نادم ہونا۔ پھر جب میں کسی ولی کے مزار کی زیارت کروں تو میرا پہچان لینا کہ وہ حاضر ہے یا غائب۔ وغیرہ ذالک۔

چھٹا باب

اور اس میں مذکور نعمتوں میں سے یہ نعمت کہ فقراء کے مقابلے کسی شے کے ساتھ مخصوص ہونے کو میرا ناپسند کرنا گرچہ وہ صرف مجھی پر وقف ہو۔ پھر میرا ہر اس شخص کا کھانا کھانے سے پرہیز کرنا جو کہ اس دور میں سخاوت کے نام سے مشہور ہو۔ پھر شرعی طور پر اچھے اعمال اپنانے پر مقرر اجرت لینے سے میری حمایت مگر ضرورت شرعیہ کے لئے۔ پھر میرا وہ چیز قبول نہ کرنا جو وقف مرتب کا نگران مجھے دوسرے مستحقین کے مقابلے میں زیادہ عطا کرے۔ گرچہ وہ مجھ پر تاکیداً لازم کرے۔ پھر میرا اس سے مطالبہ نہ کرنا جس پر دنیوی حق ہو جب تک کہ مجھے روٹی اور بوسیدہ ٹکڑا ملتا ہے۔ پھر میرا یہ عقیدہ نہ رکھنا کہ میرے ہاتھوں میں جو کچھ دنیا سے ہے دوسرے ضرورت مندوں کی بہ نسبت میں اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ پھر میرے نفس کا دنیا کی اس چیز کی طرف دھیان نہ کرنا جب وہ مجھ سے ضائع ہو جائے تھوڑی ہو یا زیادہ۔ مگر

یہ کہ میرے غیر کے لئے ہو۔ پھر میرا اس مرتبے اور شہرت میں مزاحمت نہ کرنا جس میں دنیوی سرداری ہو یا دنیا کی طرف لوٹنا ہو۔ پھر جب بھی طریق قوم میں ترقی پاتا ہوں تو ابلیس سے میرا ابہت پر حذر رہنا۔ پھر میرا اپنے بھائیوں کی ہر اس امیر کے پاس جس کی صحبت میں بیٹھتا ہوں کثیر تعظیم کرنا یہاں تک کہ بسا اوقات وہ میری صحبت ترک کر کے ان کی صحبت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر میری شرح صدر اس شخص کی زیارت کو مقدم رکھنے میں ہے جو مجھے ناپسند کرتا ہے اس کی زیارت پر جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر میرا قصد زیارت کرنے میں اصل میں اس کا نفع ہے۔ اور یہاں سیّدی علی الرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ پھر اس شخص کے بارے میں میری اچھی حکمت عملی ہے جسے دیکھتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائی کی تنقیص کرتا ہے حتیٰ کہ تنقیص سے توبہ کر لے۔ پھر اپنے اختیار اور خوش دلی سے امور دنیا میں اپنے بھائیوں پر مجھے اپنے آپ کو مقدم نہ کرنا ہے۔

پھر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جو چیز عطا فرمائی اس کے متعلق مجھے ملک حقیقی کا شہود نہ ہونا۔ کیونکہ میں دونوں جہانوں میں اس کا بندہ ہوں۔ پھر فاسق مسلمانوں کے لئے میرا اپنے بازو جھکانا ہے تاکہ وہ میری نصیحت سنیں۔ پھر میرا اپنے بھائیوں کی خیرخواہی کثرت سے کرنا۔ پھر میرا ضرورت شرعیہ کے بغیر حکام کے گھروں میں آمد و رفت نہ کرنا۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی میری زیارت میں پہل کرے تو اس پر میں اسے بدلہ چکانے کے لئے بار بار اس کے پاس جاتا ہوں کہ اس کا حق پورا کروں۔ اور ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔ پھر میرا اس دنیوی چیز پر بدمزہ نہ ہونا جو مجھے نہیں ملی یا اس سے جس نے اس چیز کو مجھ سے روک لیا۔ پھر میرے لئے شرح صدر جبکہ میں صبح کروں یا شام اور دنیا میں سے میرے پاس کچھ نہ ہو۔ پھر میرا ایسے شخص پر انکار کرنے میں جلدی نہ کرنا جسے دیکھتا ہوں کہ حکام کا مال لیتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ضرورت شرعیہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی طرح شکر کرنا جبکہ وہ مجھ پر میرا رزق تنگ کر دے۔ جس طرح کہ وسعت رزق عطا فرمانے پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ سرکشی کے خطرے کی حیثیت سے ہے۔ پھر میرا اس پر راضی ہونا جب وہ مجھ پر معاصی میں سے کچھ مقدر فرمائے اس حیثیت سے کہ مجھے علم ہے کہ وہ حکیم و علیم ہے۔ پس میں کسب کی حیثیت سے اس سے استغفار کرتا ہوں اور تقدیر کی حیثیت سے اس سے راضی ہوتا ہوں۔ پھر میرا اپنی نیکیوں میں سے کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر اعتماد نہ کرنا ہے۔ پھر لوگوں کی عزتوں کے قطع کرنے والے افراد کے لئے میری اچھی حکمت عملی۔

پھر میرا اپنے بارے میں اعتقاد نہ رکھنا کہ میں زمانے کے باعمل علماء میں سے ہوں۔ پھر میرا اس شخص سے نفرت کرنا جو کہ مجالس میں نظم یا نثر کے ذریعے میری مدح سرائی کرتا ہے۔ پھر مدح میں اس کی موافقت کرنا جو کہ میرے دشمن کی مدح و ستائش کرتا ہے۔ پھر میرا اس پر انکار کرنے میں جلدی نہ کرنا جسے میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے وظائف پر کوشش کرتا ہے۔ پھر میرا اس امیر کے لئے اچھی حکمت عملی اختیار کرنا جس کی میرے بھائیوں میں سے کسی نے خدمت کے لئے صحبت اختیار کی ہے۔ اور یہاں حمزہ الکاشف اور شیخ ابوالمجد الرفادی کا ذکر ہے۔ پھر میرا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جماعتوں میں حاضر ہونے والوں میں سے کسی سے عداوت نہ کرنا جیسے مؤذنین اور ان جیسے دیگر حضرات۔ پھر میرا زمانے کے قاضیوں کے ساتھ انتہائی ادب کرنا اور طریق شرعی کے بغیر ان کے احکام کے باطل ہونے کا قول نہ کرنا۔ پھر میرا اس سے دوستی کرنا جو میرے شیخ یا میرے امام سے دوستی رکھتا ہے۔ پھر میرا امام مالک اور آپ کے شاگردوں کا انتہائی ادب کرنا کیونکہ امام صاحب میرے شیخ کے امام ہیں۔ پھر ان لوگوں کے طعام سے کھانے کے متعلق میری حمایت جو کہ اپنے کسب میں بے باک ہوں جیسے

ظالم وغیرہ۔ پھر میرا اس شخص کا طعام نہ کھانا جو کہ مجھ میں صلاحیت کا عقیدہ رکھتا ہے اس خوف سے کہ کہیں دین کے بدلے کھانا قرار پائے۔ پھر ان لوگوں کا طعام نہ کھانا جن کا کوئی پیشہ نہیں اور وہ اپنے دین کے عوض کھاتے ہیں۔ پھر نذر۔ شادی اور تعزیت کا کھانا کھانے سے میری حمایت اور اس صنعت وحرفت والے کا کھانا کھانے سے جو کہ روزینے کے عوض کام کرتا ہے۔ پھر اس کا کھانا کھانے سے میری حمایت جس کے متعلق مجھے معلوم ہو کہ اس پر قرض ہے اور وہ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے چہ جائیکہ اس سے عاجز ہو۔ پھر اس شخص کا ہدیہ کھانے سے میری حمایت جس کے متعلق قرائن کے ذریعے مجھے علم ہو کہ اس ہدیہ کی اس کے ہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔ پھر میرا اکیلے کھانے سے نفرت کرنا۔ پھر میرا صاحب حاجت سوالی کو رد نہ کرنا۔

پھر جنات۔ اکثر اہل اسلام۔ نصاریٰ وغیرہم کا مجھ میں صلاحیت کا اعتقاد۔ پھر میرا اکثر اس کی تصدیق وتسلیم کرنا جو ممکن فی العادت مقام کا دعویٰ کرے حتیٰ کہ قطبیت کبریٰ۔ پھر مجھ سے حجاب منکشف ہونا حتیٰ کہ میں نے جمادات کی تسبیح سنی۔ پھر میرا حق جل وعلا کی جانب جہت کا قائل نہ ہونا۔ پھر میرا نفس کے دعوے کو تسلیم نہ کرنا جو اس نے بیماری میں نماز کی طرف قیام کرنے سے عاجز ہونے کے بارے میں کیا مگر اس کے امتحان کے بعد۔ پھر میری اس شخص کا کھانا کھانے سے حمایت جس کے متعلق میں نے کسی قسم کی سفارش کی ہو۔ پھر میرا حکام اور اہل کاروں کے ہدایا میں سے کوئی چیز قبول کرنے کو ناپسند کرنا۔ پھر حکام میں سے کسی کی صحبت پر میرا مزاحمت نہ کرنا اور میرا امیر کی صحبت اختیار نہ کرنا جبکہ شرعی طور پر اس کی صحبت کو ترک صحبت پر ترجیح نہ ہو۔ پھر امراء۔ مشائخ عرب اور اہل کاروں کے ہاں میری سفارشات کی قبولیت کی کثرت۔ پھر اس فرمانروا کے لئے میری اچھی حکمت عملی جس کے پاس میں سفارش کروں۔ اور یہاں محمد العبادی کا ذکر ہے۔ پس میں اسے کہتا ہوں کہ اگر فلاں میں تادیب اپنی حد کو پہنچ گئی ہے تو اس کے بارے میں ہماری سفارش قبول کرو ورنہ اسے سزا دینے کے بارے میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر حکام کی قربانیوں سے کھانے سے میری حمایت جو کہ وہ خانقاہ کی طرف بھیجتے ہیں۔ پھر میرے تین حجوں میں ظالموں کے ساتھ موافقت سے میری حمایت۔ پھر مکہ معظمہ میں مجاورت میں پڑنے سے میری حمایت کہ آداب مجاورت قائم رکھنے سے عاجز ہوں۔ اور یہاں اس کی شرائط کا ذکر ہے۔ پھر لوگوں کے صدقات میں کھانے سے میری حمایت۔ پھر اللہ تعالیٰ کے لئے میرے شکر کی کثرت جب وہ مجھ سے دنیا سمیٹ لے۔ پھر اس پر میری فضیلت کا مجھے شہود نہ ہونا جس پر اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں احسان فرمایا۔ پھر صدقہ چھپا کر دینے کے بارے میں میرا شرح صدر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ساتواں باب

یہاں مذکور نعمتوں میں سے یہ نعمت کہ اپنے ہدیئے پر میرا نفس نہیں جھانکتا کہ مجھے اس کا بدلہ ملے۔ پھر فقراء میں اس شخص پر میری رحمت وشفقت کی کثرت جو کہ تغیر وتبدل کا شکار ہو جائے۔ یا دنیا کی محبت کی طرف لوٹ جائے۔ پھر میرا اس سے اپنا احسان منقطع نہ کرنا جس نے اپنے رزق میں میری وساطت کی بے قدری کی۔ پھر میرے نفس کا مرغی کے متعلق بلی پر بخل نہ کرنا۔ اور میرا کسی کو بلی کے پیچھے جانے نہ دینا جب وہ دسترخوان سے مرغی اچک لے اس خوف سے کہ کہیں اسے قلق ہو۔ پھر کھانے پینے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں میری وہی حضوری جو کہ نماز میں مجھے حاصل ہوتی ہے۔ پھر میرا اس شخص سے بدمزہ نہ ہونا جس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور اس

نے میرے لئے دروازہ نہ کھولا۔ اور یہاں خطیب شربینی اور ان کے ادب کا ذکر ہے۔ پھر مجھ سے دفع دنیا کے بارے میں میری توجہ الی اللہ تعالیٰ کا درست ہونا۔ پھر مجھے ان حرام اور مشتبہ چیزوں پر تنبیہ کیا جانا جو کہ میں نے کھائیں ایسی علامات کے ذریعے جنہیں میں پہچانتا ہوں۔ پھر مہمان کے لئے میرا ایسی چیز پیش کرنا جس میں شبہہ ہو۔ اور اس کے لئے تکلف نہ کرنا۔ پھر میرا دعوت ولیمہ وغیرہ کو اپنے شاگردوں سے چھپانا اس کھٹکے کی وجہ سے ان میں کوئی میرے لئے تکلف کرے اور تعاون کرے۔

پھر اس امر سے میری حمایت کہ یہودی کے اشارے کے ساتھ دوا استعمال کروں۔ پھر میرا شہود کہ وہ مصیبت جو مجھ پر واقع ہوتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت کی بنا پر ہے۔ پھر میرا بعض مریضوں سے اس کا مرض اٹھالینا۔ پھر جب بیمار ہو جاؤں تو نماز سے میرا غافل نہ ہونا۔ پھر جب بھی بیمار پڑوں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میری طرف کوئی قاصد بھیجنا جو کہ مجھے اس بیماری سے خلاصی کی بشارت دیتا ہے۔ پھر میرا اپنے رب سے راضی ہونا جب میری قسمت میں کچھ طاعات کر دے۔ پھر جو کلام کسی واعظ یا خطیب سے سنوں اسے اپنے بارے میں قرار دیتا ہوں نہ کہ کسی دوسرے کے لئے۔ پھر ہر اس شیخ سے میرا خوشی محسوس کرنا جو کہ میرے محلے میں سکونت پذیر ہو۔ اور میری جماعت کے لوگ اس کی طرف پھر جائیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی میرے اردگرد باقی نہ رہے۔ پھر علماء وصلحاء اصحاب وقت کے ساتھ ادب پیش رکھنا۔ پس میں مثلاً کسی محفل وعظ میں نہیں بیٹھتا یہاں تک کہ میں کہتا ہوں: دستور یا اصحاب الوقت۔ تاکہ مجھ پر کلام کا سمجھنا مشکل نہ ہو۔

پھر میرا شہود کہ جتنی کرامات میرے ہاتھوں واقع ہوتی ہیں ان میں میرا اپنا کوئی عمل نہیں۔ یہ سب کی سب حقیقتاً اللہ تعالیٰ وحدہ کا فعل ہے۔ پھر علماء وصلحاء میں سے جسے دنیاداروں کا سا لباس پہنے دیکھوں اس پر انکار میں میرا جلدی نہ کرنا۔ اور یہاں سیّد محمد البکری کا ذکر ہے۔ پھر میرا مسجد میں بے وضو بیٹھنے کو ناپسند کرنا۔ پھر مسجد میں ہوا خارج کرنے کو ناپسند کرنا۔ پھر میرا اپنے بھائیوں کا پس پشت اور ان کے سامنے انتہائی احترام کرنا۔ اور میں محضر عام میں ان میں سے کسی کو نصیحت نہیں کرتا مگر اگر اس نے اس پر میری بیعت کی ہو۔ پھر میرا اپنے تمام معاصرین کی زیارت سے محبت کرنا سوائے حاسدوں کے۔ اور یہاں میرا خطیب شربینی اور سیدی محمد البکری کا احترام کرنا مذکور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس امر کے لئے کثرت سے میرا متوجہ ہونا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی میری طرف نہ چلے اور یہ ان دونوں کی تعظیم کی بناء پر ہے۔

پھر میرا ایسی کثیر محافل میں حاضر ہونے کو ناپسند کرنا جن کی حاضری ہمارے لئے مشروع نہیں۔ پھر بغیر وتر کے سونے سے میری حمایت۔ پھر کسی مسلمان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا میری بددعا قبول نہ فرمانا۔ اور ازیں پیشتر میرا اس سے سوال کرنا کہ غصے کی حالت میں ان کے بارے میں میری دعا قبول نہ فرمائے۔ پھر میرا اس شخص کے ساتھ نہ جھگڑنا جو کہ ناحق مجھ سے جھگڑتا ہے حتیٰ کہ اس کے نفس کی آگ بجھ جائے اور شیطان اس کی پشت سے اتر جائے۔ پھر اپنے شاگردوں کے ساتھ کثرت سے میرا ایسے امور میں مشورہ کرنا جن میں شارع نے خصوصیت کے ساتھ مجھے امر نہیں فرمایا۔ پھر کسی مسلمان سے میرا اپنے نفس کی خاطر تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرنا۔ پھر اصل حضوری میں میرا حالت جماع میں مع اللہ تعالیٰ حاضر ہونا۔ گرچہ دوسری حیثیات سے دونوں حضوریاں دونوں کے متعلق امر جامع کی وجہ سے جدا جدا ہیں۔ پھر غفلت کے ہوتے ہوئے میرا جماع نہ کرنا یا جبکہ میں کسی کے ساتھ جھگڑے کی کیفیت میں ہوں یا دنیا سے محبت کرنے والا۔

پس بسا اوقات بچہ اپنے والد کی حالت جماع کی صورت پر پیدا ہوتا ہے۔اور یہاں شیخ احمد بن عاشر کا ذکر ہے۔پھر اپنے اہل خانہ پر جماع کی وجہ سے حمام میں داخلے کی اجرت پر میرا بخل نہ کرنا گرچہ ایسا ہر روز ہو۔پھر میرا عالم دین یا مرد صالح کی زیارت کے وقت اس کے شاگردوں کی موجودگی میں اس قصد سے قدم بوسی کرنا تا کہ اس کے مریدوں کی اس کے بارے میں عقیدت میں اضافہ ہو۔پھر ان کے ساتھ میرے اس طرز عمل کو مجھ پر ان کے بعض حقوق میں سے سمجھنا۔پھر اپنے بھائیوں میں سے کسی کے پاس دیر تک بیٹھنے سے میرا تحفظ اس خطرے کے پیش نظر کہ میں یا وہ کسی کی غیبت میں پڑ جائیں۔پس بہت کم مجلس ایسی ہوتی ہے کہ طویل ہو اور اس سے بچی ہو۔پھر میرا ان مسلمانوں کی ستر پوشی کثرت سے کرنا جو کہ علی الاعلان گناہ نہیں کرتے خاص کر اپنے دشمن کی۔پھر میرا ایسے کے رد میں جلدی نہ کرنا جس کے متعلق افواہ پھیلائی گئی ہو کہ اس نے خلاف شریعت یا جمہور علماء کے خلاف قول کیا ہے۔اور یہاں شیخ عبد المجید النامولی ساکن محلہ کبری کے واقعہ کا ذکر ہے ہمارے اس قول کے متعلق اللھم صل وسلم علی افضل مخلوقاتك کہ اس نے ایسے قول سے منع کیا ہے۔اور اس کا بیان کہ یہ اس پر جھوٹ ہے اور بہتان ہے۔پھر میرا اپنے پڑوسی کی خوشی میں شریک ہونا جب مثلاً اس کے ہاں بچہ پیدا ہو۔پھر اپنے ساتھ کھانے پینے والے کو میرا احسان نہ جتلانا جب میرے اور اس کے درمیان کوئی واقعہ رونما ہو جائے۔اور میں اسے نہیں کہتا کہ عیش کا وہ وقت یاد کر جو ہمارے اور تیرے درمیان تھا۔پھر میرا زمانے کے قاضیوں کی ایسے شخص سے تشویش کی حالت کو پہنچانا جو کہ لوگوں کے درمیان صلح کرادے اور ان کے فیصلے بے کار کردے۔اور یہ لوگ ایسی صورت حال میں معذور ہیں۔پھر میرا دو سوکنوں کو جمع نہ کرنا گرچہ ان دونوں میں سے پہلی کی اجازت سے ہو کیونکہ یہ امر دیر تک قائم نہیں رہتا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

آٹھواں باب

اس میں مذکور نعمتوں میں ایک نعمت اشراف یا انصار میں سے کسی کے ساتھ میرا بغض نہ کرنا۔گرچہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں۔پھر میرا اپنے موجودہ اور گزشتہ مشائخ کی حرمت کی نگہبانی کرنا۔پس میں اپنے آپ کو ان کی خدمت کا اہل نہیں سمجھتا گرچہ مشائخ عصر کے مرتبے کو پہنچ جاؤں۔پھر میرا اپنے ہم عصر مشائخ میں سے کسی سے شیخ ہونے میں مزاحمت نہ کرنا جیسے عہد لینا۔ذکر کی تلقین کرنا۔اور میرا سمجھنا کہ وہ مجھ سے افضل ہے۔پھر میرا مجلس ذکر کا افتتاح نہ کرنا جبکہ وہاں عمر میں مجھ سے بڑا موجود ہو۔یا اشراف میں سے کوئی ہو گرچہ چھوٹا ہو۔پھر میرا اس مرید سے عہد نہ لینا جس نے اپنے شیخ کا عہد توڑ دیا ہو۔اور میرا اس کے لئے خوشی کا اظہار نہ کرنا اس کے شیخ کی حق رسی کی خاطر جس کا اس نے عہد توڑا۔پھر میری صحبت میں بیٹھنے والے پر میرا پابندی نہ لگانا کہ وہ میرے غیر کے پاس نہ جائے۔یا صرف میرے پاس ہی جمعہ ادا کرے یا وہ کسی کو میری صحبت کے لئے کھینچے مگر غرض شرعی کے لئے۔

پھر ایسی چیز میں واقع ہونے سے میری حمایت جو کہ میرے شیخ کے قلب کو مجھ پر عمر میں ایک دن بھی متغیر کردے۔پھر میرے دل کا اپنے مرید پر متغیر نہ ہونا جب وہ میرے سوا مشائخ عصر میں سے کسی کی زیارت کرے۔اور میں اس کے لئے طریق شرعی کے بغیر تغیر ظاہر نہیں کرتا۔پھر میرا کسی شیخ سے بدمزہ نہ ہونا جس کے لئے میری مجلس کے سامنے مجلس منعقد کی گئی ہو۔گرچہ میری خانقاہ میں۔بلکہ میں اپنی جماعت کے ساتھ اس کے پاس جاتا ہوں اور ہر خیر کے لئے ظاہری اور باطنی طور پر اس کی طاعت میں ہوتا ہوں۔اور میں اپنے

شاگردوں کو اس کا حکم دیتا ہوں۔ پھر علم یا ذکر کی مجلس میں اپنے بھائیوں سے امتیاز کو میرا ناپسند کرنا۔ اور میں مثلاً سجادہ پر نہیں بیٹھتا مگر عذر شرعی کی وجہ سے۔ پھر میرا اپنے مرید کے کھانے کو ناپسند کرنا مگر جب وہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اس کے پاس جو کچھ ہے میری ملکیت کی طرح ہے اس کی نہیں۔ پھر میری صحبت میں بیٹھنے والے فرمانرواؤں یا مشائخ عرب میں سے اس سے میرا بدمزہ نہ ہونا جب وہ میرے معاصرین میں سے کسی کی زیارت کرے بلکہ میں اپنے تمام ہم زمانہ اہل خیر کے بارے میں اس کا عقیدہ اچھا کرتا ہوں تا کہ ان کی صحبت اختیار کرے اور مجھے چھوڑ دے۔

پھر میرا اپنے شاگردوں کو کثرت سے ہدایت کرنا کہ وہ اپنے آپ میں غور و فکر کریں جبکہ ان کے خادم یا اہل خانہ ان کی مخالفت کریں۔ پس بسا اوقات ان کے خدام اور اہل خانہ کی مخالفت کا سبب انسان کا اپنے رب عزوجل کے حکم کی خلاف ورزی کے بدلے کے طور پر ہوتا ہے۔ پھر میرا اپنے مریدوں کو کثرت سے ہدایت کرنا کہ وہ لوگوں کی طرف سے کثرت سے تکلیف برداشت کریں اور اپنی طرف سے کسی قسم کا جواب نہ دیں مگر غرض شرعی کے لئے۔ پھر میرے ہم زمانہ لوگوں کے ادب کا غائبانہ طور پر خیال رکھنا۔ اور کتاب الطبقات میں ان کے مناقب اور مفاخر ذکر کرنا۔ اور قلیل ہیں وہ لوگ جو اپنے معاصرین کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کریں۔ پھر محفل کے اختتام پر میرا ذکر کرنے والوں کو چپ کرنے کا حکم نہ دینا مگر اپنے قلب کے ساتھ یہ کہنے کے بعد دستور یا اللہ۔ انہیں خاموش کر دوں۔ پس بیشک وہ تھک گئے ہیں یا ان کے پیچھے اور ضروریات ہیں۔ پھر میرے شیخ، شیخ محمد الشناوی کا مجھے اجازت دینا کہ میں مریدین سے عہد لوں اور ان کی تربیت کروں۔ پھر میرا اپنے مشائخ کی اولاد بچوں بچیوں سے انتہائی محبت اور تعظیم سے پیش آنا ان کے والد کی حیات میں اور وصال کے بعد۔ اور اسی طرح ان کے تمام شاگردوں کی محبت ہے۔ پھر اپنے معلم کی مجھ پر فضیلت کے متعلق میرا شہود گرچہ اپنے گمان میں میں اس کے مقام سے گزر چکا۔

پھر جب فرمانروا اور اہل کار بھائیوں میں سے کوئی معزول ہو جائے تو اسے میرا نصیحت کرنا کہ استغفار کی کثرت کرے۔ زندگی بھر جو گناہ کئے ان کا جائزہ لے اور ان سب سے توبہ کرے۔ پس جلد حصول مقصد میں اس کا بڑا دخل ہے۔ پھر میرا اپنے شاگردوں کی نصیحت سے غافل نہ ہونا ہے جب ان میں سے کوئی خود ہی تہمت کی راہوں پر چل نکلے۔ پھر اولیاء کے وصال کے بعد میرا کثرت کے ساتھ ان کا احترام کرنا۔ پس میں ان میں سے کسی کی زوجہ سے نکاح نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ایسا کام جو کہ ان کے واجبی حقوق میں خلل ڈالے۔ پھر میرے نفس کا حلقے کے کنارے پر بیٹھنے کو پسند کرنا۔ پھر میرے فہم کا جب قرآن پاک یا حدیث پاک سنوں تو نصیحت حاصل کرنے کی طرف مسائل کے استنباط کی طرف چلنے سے پہلے چلنا۔ پھر مصیبت زدگان اور پریشان حالوں سے میرا احجاب نہ کرنا۔ پھر شب و روز میں دربار الٰہیہ والوں سے میرا مودب رہنا۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کے لئے میں ان سے سبقت نہیں کرتا۔ مگر کسی عذر کی بنا پر۔ جیسے یہ کہ میرے علم میں ہو کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی زیادہ خوشنودی کا سبب ہے۔ پھر تمام طاعات سے میری محبت کیونکہ حق تعالیٰ کی ہم نشینی انہیں میں حاصل ہوتی ہے۔ اور میرا معاصی سے بغض اس حیثیت سے کہ حق تعالیٰ سے میرا محجوب ہونا انہیں میں ہے۔ پس میں ثواب اور نہ ہی عذاب کی علت کی بنا پر محبت یا بغض نہیں کرتا۔

پھر میرے نفس کا سمجھنا کہ میری ریش ہر عالم یا صالح جس کی میں نے زیارت کی ہے کے جوتے کے نیچے ہے۔ چہ جائیکہ میرا اپنے آپ

کو اس کی مثل سمجھنا۔ اور یہاں علماء کی ایک جماعت کا ذکر ہے جو کہ دلیل کے بغیر میرے معتقد ہیں جیسے طبلاوی اور رملی۔ پھر میرا صالحین کی ہر شے میں تصدیق کرنا جس کی وہ اپنے واقعات میں خبر دیتے ہیں جسے عقل عادۃً محال سمجھے۔ پھر میرا طبعی طور پر ان سے نفرت کرنا جو کہ محافل میں میری دست بوسی کرتے ہیں یا جب وہاں سے باہر نکلوں تو میرے ساتھ دروازے تک چلیں مگر کسی غرض شرعی کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نواں باب

اور اس میں مذکور نعمتوں میں سے نفع بخش پیشوں والوں کا کثرت سے احترام کرنے کی نعمت ہے۔ پھر میرا ان میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھنا مگر طریق شرعی کی وجہ سے۔ پس میں ان کی صفات اور افعال کو حقیر سمجھتا ہوں نہ کہ ان کی ذات کو۔ پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غالب طور پر بیماری کی مدت کو خفیف کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے میرا زاری کرنا نہ کہ ہمت کا اظہار کرنا۔ سیدی عمر فرماتے ہیں: احباب کے پاس عاجزی کے سوا کسی شے کا اظہار قبیح ہے۔ پھر بھائیوں کے احسانات اٹھانے سے میرا بھاگنا اگرچہ ان سے مجھ پر کوئی احسان واقع نہ ہوا ہو۔ پھر میرا اپنے پڑوسی کی تکلیف کو اس سے برداشت کرنے سے محبت کرنا حتیٰ کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ ہر مصیبت جو اس پر نازل ہوئی مجھ پر ہوتی۔ یہ اس کی حق رسی کی خاطر ہے۔ پھر میرا اہل علم و قرآن سے کثرت محبت کرنا اور ان کا احترام کرنا۔ ان کے حاملین شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے۔ کسی اور علت کی وجہ سے نہیں۔

پھر میرا طالب علم کی پردہ پوشی کرنا۔ پس میں اسے کبھی نہیں کہتا کہ قوم کے کلام کی تقریر کر مگر جبکہ مجھے علم ہو کہ وہ قوم کی اصطلاح کے مطابق کلام کی تقریر کرتا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں محفل میں موجود فقراء کے سامنے رسوا ہو۔ پھر امامت کے لئے فرائض وغیرہ میں میرا آگے ہونے کو ناپسند کرنا۔ مقتدیوں کی نماز کا نقص برداشت کرنے کے خوف سے۔ پھر میرا شکر کے لئے جلدی کرنا جب اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی کار خیر مقدر فرمائے یا استغفار کی طرف جلدی کرنا اگر مجھ پر کوئی شر مقدر ہو۔ پھر میرا اپنے شاگردوں کا غم و اندوہ برداشت کرنا جب ان میں سے کوئی میری زیارت کو نکلے اور مجھے گھر میں نہ پائے۔ اور اسی لئے میں اپنے گھر سے کبھی نہ نکلتا مگر جب کہ میں پوری توجہ سے عرض کرتا۔ یا اللہ! اگر کوئی میری زیارت کے لئے چل نکلا ہو تو اس کی خاطر مجھے روک لے اور اگر نہ نکلا ہو تو اسے چل نکلنے سے روک لے حتیٰ کہ میں اپنے گھر لوٹ آؤں۔ پھر میرا قوم کی اصطلاح کے مطابق ہر روز نماز استخارہ ادا کرنا۔ پھر میں عرض کرتا ہوں: یا اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں جس میں حرکت کروں یا ساکن رہوں یا اس میں میرا غیر حرکت کرے یا ساکن ہو۔ اپنے نفس کے حق میں یا میرے نفس کے حق میں یا مسلمانوں میں سے کسی کے حق میں۔ میرے لئے میرے دین اور میری معیشت کے بارے میں بہتر ہو الخ۔ پھر فوت شدگان سے میرا کثرت سے ملنا جبکہ وہ اپنی قبروں میں ہیں۔ پھر میرا خواب میں ان اولیاء کی زیارت کرنا جو وصال فرما گئے اور ان کا خندہ پیشانی سے مجھے ملنا جیسے امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے خواب میں ان حوادث کے اوقات پر مطلع فرمانا جو کہ زمانہ مستقبل میں واقع ہونے والے ہیں پھر حکام وغیرہ کی ایک جماعت کا ایسے خواب دیکھنا جس سے میرے متعلق ان کی عقیدت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر میرا اپنے قلب کی آنکھ سے اپنے اعمال کی شکلوں میں متصور دیکھنا جو کہ عرش یا کرسی یا آسمان کے اس مکان کی طرف اوپر اٹھ رہے ہیں جس سے ظاہر ہوئے نہ کہ سر کی آنکھ سے۔

پھر میرے اوراد کی ترتیب۔ پس میں افضل سے آغاز کرتا ہوں پھر اس کے بعد جو افضل ہو۔ اسی طرح۔ اور جامع کلمات سے آغاز کرتا ہوں دیگر کلمات سے پہلے۔ پھر میرا ہر اس شخص کا احترام کرنا جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعیت قلب حاصل ہو۔ پس میں اس سے اتنی تکلیف کا تحمل کرتا ہوں کہ اس کے غیر سے اس قدر تحمل نہیں کرتا۔ پھر میرا اس شریف یعنی سیّد کے لئے بددعا نہ کرنا جس سے مجھے کوئی تکلیف پہنچی ہو۔ پھر اس وقت فرحت و سرور کا حصول جب میرے وہ شاگرد مجھ پر جفا کریں جن کی وجہ سے مجھے کوئی منفعت نہیں۔ بلکہ جس دن وہ مجھے نہ ملیں میں اسے عید کا دن شمار کرتا ہوں۔ پھر کثیر کاشتکاروں کا میرا معتقد ہونا حتیٰ کہ ان کی اولادیں میری قسم اٹھاتی ہیں۔ پھر میرا امور دنیا میں سے کسی شے کا اہتمام نہ کرنا پس میں کبھی اجتماع نہیں کرتا کہ باورچی حاضر کروں۔ پھر میرے اردگرد سر منڈوں میں سے کسی کا نہ پایا جانا جیسا کہ غالب طور پر علماء و فقراء کے ہاں ہوتا ہے۔ پھر میرا گانے بجانے کے آلات سننے کو ناپسند کرنا۔ پھر اہل خرقہ کے بارے میں میرا اچھا گمان جیسے احمدیہ، برہامیہ اور مطاوعۃ۔ پس میں ان پر انکار نہیں کرتا مگر جو صریح شرع کے یا اجماع کے خلاف ہو۔ اور مختلف فیہ امور میں ان پر انکار نہیں کرتا مگر تنزیہہ کے طور پر۔ پھر میرا اپنے مرید پر قدغن نہ لگانا کہ وہ جمعہ صرف میرے پاس ہی ادا کرے۔ اور یہ مسئلہ اوائل باب میں بھی گزر چکا ہے۔

پھر میرا اپنے شاگرد کے مقام کی حفاظت کرنا یا اس کے مقام کی جس کے ہاں میں نے عمر میں کبھی روٹی یا نمک کھایا۔ پھر میرا طبعی طور پر نفرت کرنا چہ جائیکہ شرعی طور پر ہو ہر اس شخص سے جو کہ غرض صحیح کے بغیر میرے حوالے سے یا میرے غیر کے حوالے سے لوگوں کے نقائص میری طرف منتقل کرے۔ اور اس میں شیخ زین العابدین البلقینی کا ذکر ہے۔ پھر میرا عالم یا صالح کے مرتبہ کی حفاظت کرنا جب اس سے کوئی ناحق جھگڑے۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ اس صالح کو کیا ہے کہ فلاں کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اس فاسق کو کیا ہے کہ سیّدی شیخ کو تکلیف دے رہا ہے۔ پھر میرا اپنے احمق شاگرد کے غضب پر صبر کرنا جب میں اسے کسی نیکی کا حکم دوں اور وہ مجھ سے مکدر ہو جائے۔ پھر میرا ظالموں کی مزاج پرسی کم کرنا جب وہ بیمار پڑ جائیں مگر مصلحت شرعیہ کی وجہ سے۔ پھر مرید کو حکمت عملی سے سمجھانا جب وہ اپنے شیخ سے بدعقیدہ ہو جائے جبکہ اس نے مرید کی بیماری میں اس کی عیادت نہ کی۔

پھر اپنی بیوی اور اپنے خادم کی کج روی پر میرا صبر کرنا کہ میرا عقیدہ ہے کہ یہ کجی اصل میں میری طرف سے ہے۔ پھر میرا اپنی بیوی کی خدمت کرنا جب وہ بیمار پڑ جائے۔ پھر میرا اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی سے نفرت کرنا۔ پھر میرا کسی پر اظہار ناراضگی نہ کرنا جو کہ میرے کسی فوت ہونے والے کی نماز جنازہ سے پیچھے رہ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا میرے لئے حسن تدبیر ان گراں بار حالات میں جن میں مجھے داخل ہونا پڑا۔ پھر میرا اس سے ہدیہ قبول نہ کرنا جس سے میں نے کوئی بوجھ اٹھایا۔ پھر میرا تنہائی کی طرف زیادہ مائل ہونا اور لوگوں کی میرے پاس کثرت سے آمدورفت کو ناپسند کرنا مگر کسی مصلحت صحیحہ کے لئے۔ پھر صبح و شام میرا اپنے اعضاء کی تفتیش کرنا تا کہ ان کی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور ان کی معصیت سے استغفار کروں۔ پھر میرا اپنے کسی عمل پر اعتماد نہ کرنا سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے۔ اور اس انعام خداوندی کا ذکر پہلے کئی بار ہو چکا۔ پھر کسی کتاب کی چھان پھٹک میں جسے میں نے تصنیف کیا میرے ستر کا تھکاوٹ محسوس نہ کرنا اس میں خود بینی کے حصول کے خطرے سے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا اس کتاب میں مذکور تمام اخلاق کا میرے لئے جمع فرمانا۔ پھر ایک واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا مجھے اپنے اس تمام فضل و کرم پر اطلاع بخشنا جو کہ قیامت کے دن مجھ پر فرمائے گا مگر جسے شرع نے مستثنیٰ فرمایا۔

دسواں باب

اس میں مذکور نعمتوں میں سے میری اس سے حمایت کہ میں صلحاء اور علماء میں سے کسی کو شادی یا ختنہ کی دعوت پر احتراماً نہیں بلاتا اور یہاں سید محمد البکری کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے۔ پھر میرا اپنے شاگردوں میں سے کسی کو اختیار نہ دینا کہ فرق اسلامیہ میں سے کسی کی تردید کے لئے صدر نشیں ہو مگر جبکہ وہ صریح سنت محمدیہ کی یا اس کے علماء کے قواعد وضوابط کی مخالفت کریں۔ پھر میرا اس پر باوجود قدرت کے غضب جاری نہ کرنا جس پر غضبناک ہو جاؤں۔ پھر میرا اپنے شیوخ اور شاگردوں کے ساتھ ادب کی نگہداشت کرنا۔ پس میں ان میں سے کسی کی مدح نہیں کرتا مگر اس کے سامنے جوان کا عقیدت مند ہو اس خوف کی بنا پر کہ کوئی انہیں برا بھلا کہے۔ جس طرح کہ روافض کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں واقع ہوتا ہے۔ پھر میری تعمیر مکان۔ سواری۔ باغ یا درخت لگانے میں بے اعتنائی۔ پھر میرا دنیا کے لباسوں میں سے کسی کا اہتمام نہ کرنا اور ان کی خریداری کی سر پھٹول میں نہ پڑنا۔ پھر میرا اس کی دعوت قبول کرنے سے جلدی کرنے سے خود کو بچانا جو مجھے اور میری جماعت کو اپنے باغ کی سیر وسیاحت کی دعوت دے اس خطرے کے پیش نظر کہ پھل کے پورا پکنے سے پہلے اسے توڑلے یا باغ کے مالک کو تکلیف ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے شدت ہیبت کی وجہ سے میرا حیاء کرنا جب میں کسی راستے میں تنہا چلوں۔ پھر بھائیوں کی میرے پاس آمد ورفت کی کثرت کو میرا پسند نہ کرنا اس خطرے کے پیش نظر کہ انہیں جزا دینے سے عاجز رہوں۔ اور یہ انعام اس عبارت کی بجائے دوسری عبارت میں کئی بار پہلے گزر چکا۔ پھر میرا اپنی بیویوں کی ایسی شادیوں میں حاضر ہونے سے نگہداشت کرنا جہاں شرعی ضوابط کا احترام نہیں کیا جاتا۔

پھر اشراف سے میری محبت گرچہ صرف ماں کی طرف سے ہوں۔ گرچہ استقامت کے قدم سے ہٹ کر ہوں۔ اور اس منت خداوندی کا ذکر پہلے کئی بار ہو چکا۔ پھر کبھی کبھی میرا ان اہل بیت کی زیارت کرنا جو کہ مصر اور اس کی بستیوں میں مدفون ہیں گرچہ ان کے بعض اعضاء ہی ہوں اور یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی کے قصد سے ہے۔ پھر اس اہل کار کی شان کے بارے میں میرا کثرت سے اہتمام کرنا جو کہ میرے معاصرین میں سے کسی کے پاس آتا ہے جب اسے کوئی پریشانی لاحق ہو اپنے ساتھی کا حق پورا کرنے کے لئے۔ خصوصاً جبکہ میرے محسنین میں سے ہو۔ پھر مجھے اس کا شہود نہ ہونا کہ میں نے اللہ عزوجل کا حق یا اس کے بندوں میں سے کسی بندے کا حق کسی حال میں پورا کر دیا۔ پھر میرا اس کے ساتھ نہ جھگڑنا جس پر حکم طبعی اور ریاست کی محبت غالب ہو۔ پھر تمام بھائیوں کو حرفتوں صنعتوں کے عمل پر ابھارنا۔ اور اسے میرے ورد یا وعظ کی محفل میں حاضری سے مقدم رکھنا مگر غرض شرعی کے لئے۔ پھر مجھے اس کا شہود نہ ہونا کہ میں اس شخص کے مرتبے کو پہنچ گیا ہوں جو کہ میرے اسلام۔ ایمان اور احسان میں کامل ہونے میں مجھ سے فائق ہے۔ پھر اس مقام کے دعویٰ سے میری حمایت جہاں تک میں نہیں پہنچا کہ کہیں اس سے محرومی ہو۔

پھر میرا اپنی اولاد اور شاگردوں کی تربیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا لیکن ان کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے افعال واقوال میں مناقشہ اور انہیں کتاب وسنت کے معیار پر وزن کرنے کے ساتھ۔ پھر اپنے شاگرد میں کمال کا شہود اور اپنے آپ میں نقص کا شہود۔ اسی لئے میں بھائیوں سے علیحدگی پسند نہیں کرتا تھا مگر حکم شرع کے ساتھ نہ کہ طبعی تقاضے کی بناء پر۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے کسی بھائی کی

طرف مائل نہ ہونا۔ اور یہ احسان پہلے کئی مرتبہ گزر چکا۔ پھر میرا شہود کہ اللہ تعالیٰ میرے نفس پر مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ کسی غور وفکر کے بغیر بالکل واضح انداز میں۔ پھر میری یہ عادت کہ کھانا پہنتا نہیں مگر اگر اسے اپنے مال سے پاؤں نہ کہ دین سے مگر کسی ضرورت کی وجہ سے۔ پھر میرا لوگوں کے ساتھ گھل مل کر نہ رہنا۔ اور ان سے کھنچا ہوا بھی نہ ہونا۔ پھر اپنا راز چھپانے اور بہت عزیز دوست پر بھی ظاہر نہ کرنے پر میرا کثرت سے صبر کرنا۔ مگر غرض صحیح کی خاطر۔ پھر میرا اپنے شاگردوں کا کثرت سے امتحان نہ لینا اس خوف کے پیش نظر کہ ان کے عیوب مجھ پر ظاہر ہو جائیں گرچہ بذریعہ کشف ہی سہی۔

پھر میرا اپنے بھائیوں کو اس سے نفرت نہ دلانا کہ اپنے گھروں سے میرے لئے کھانا یا ہدیہ بھیجیں۔ میری کسی طلب کے بغیر۔ پھر میرے ادب میں خلل واقع پڑنے پر اپنے بھائیوں سے میرا کثرت سے درگزر کرنا۔ اور اپنے غیر کے حق میں انہیں معاف نہ کرنا۔ پھر میرا اس اچھے خواب کی وجہ سے دھوکا نہ کھانا جو میں نے دیکھا۔ یا میرے متعلق دیکھا گیا۔ پھر عام ارباب حرفت کی خوبیوں کے متعلق میرا شہود اور انہیں خود پر میرا افضیلت دینا پھر باطنی طور پر اپنے بھائیوں پر عذر قائم کرنا جب وہ اپنے ردی اخلاق ایک دوسرے پر نکالیں۔ پھر میرا غیر مستحقوں کو حکمت اور نا اہلوں کو ادب نہ دینا۔ پھر کسی شے کے کرنے یا چھوڑنے کے بارے میں میرا عورتوں اور علم سے خالی غلاموں سے مشورہ نہ کرنا۔ عورتوں کی عقل ناقص اور غلام کے جاہل ہونے کی وجہ سے۔ بخلاف عارفین کے۔ پھر حرفتوں۔ رمل۔ ہندسہ اور کیمیا گری اور اس کے علاوہ علوم فلاسفہ حاصل کرنے کو میرا ناپسند کرنا۔ پھر تجسس کے طریقے سے بھائیوں کو کثرت سے نصیحت کرنے سے میرا گریز کرنا۔ کسی مکر کے خوف سے۔ پھر میرا ان امانتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے میرے حوالے کیں اسی کی طرف لوٹانا جیسے مال یا علم یا قال یا حال۔

پھر میرا اسے جواب نہ دینا جس نے مجھے علم کے متعلق مسئلہ پوچھا حالانکہ اس کا قلب اس پر عمل کرنے کے عزم سے غافل ہے۔ یہ علم کے احترام اور سائل کی مصلحت کی خاطر ہے۔ پھر میرا یقین اور طریق شرعی کے ساتھ ہر شخص کی خدمت کرنا جو کہ علم اور طریق قوم کی معرفت کے دعوے کے ساتھ ظاہر ہوا۔ پھر اس چیز کے وقوع کے لئے میری شدت حرص جو کہ بھائیوں کو ان کے دین و دنیا میں نفع دے۔ پھر میرا شدت سے عارفین اور باعمل علماء کی صحبت سے پرہیز کرنا باوجودیکہ ان کے قرب سے محبت کرتا ہوں۔ اور یہ انعام بھی سابقہ ابواب میں گزر چکا۔ پھر تاجر اور اہل کار بھائیوں وغیرہم سے میری کثرت سے خیر خواہی اور اس زمانے میں انہیں کھانے اور پہننے میں اسراف سے میرا روکنا کہ پونجیاں بے قیمت اور رزق قلیل۔ پھر طلباء علم اور ذکر کرنے والوں کے لئے حصول خیر کے بارے میں میری حرص انہیں آداب علم و ذکر کی تعلیم دے کر۔

گیارھواں باب

یہاں مذکور نعمتوں میں سے میرے نفس کی ان صفات سے نفرت کی نعمت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اور میرا ان صفات سے محبت کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ پھر میرا اسے جو مثلاً اپنی ولایت سے معزول کر دیا گیا اپنے نفس پر دلیل قائم کرنے کے طریقے کی تعلیم دینا نہ کہ اللہ تعالیٰ پر اور نہ ہی اس کی مخلوق پر۔ پھر میرا ارباب احوال کی طب پہنچانا جب وہ حال سے بیمار ہو جائیں ان کے طبقات کے احوال کے اختلاف کے مطابق۔ پھر میرا مرض سے خوشی محسوس کرنا جب آئے اور طریق شرعی سے اس کی تمنا کرنا جب اس

میں تاخیر ہو جائے اپنی خطاؤں کا کفارہ طلب کرتے ہوئے۔ پھر علم کی مجلس مذاکرہ اور مناظرہ میں جواب دینے میں میرا جلدی نہ کرنا۔ پھر میرا کسی ایسے کو طلب نہ کرنا جو کہ میری موافقت کرے جب ارباب بد احوال میں سے کوئی مجھ سے معارضہ کرے۔ پھر میرا دوا کی طرف مائل ہونا جب مجھے مرض لاحق ہو پس میں ہر اس چیز کے ساتھ علاج کرنے میں جلدی کرتا ہوں جو میرے لئے مسلمان طبیب بیان کرے۔ اور توکل کے گمان پر میں علاج ترک نہیں کرتا کیونکہ علاج کرنا اس کے منافی نہیں ہے۔

پھر میرا ان محضر ناموں میں نہ لکھنے کے متعلق احتیاط اختیار کرنا جن پر ارباب مناصب میں سے کسی کو متعین کرنے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور ان میں نہیں لکھتا اور نہ ہی ان اہل کاروں کی صفائی دیتا ہوں مگر اگر میرے گمان میں اس منصب کے لئے اس کی صلاحیت غالب ہو اور ایسے ہی شخص پر اس منصب کا تعین غالب ہو۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ اس منصب کی وجہ سے اس کے ظلم میں شریک نہ ہو جاؤں۔ پھر حق تعالیٰ کا مجھے علم فراست سے حظ وافر عطا فرمانا جو کہ نور ایمان سے پیدا ہوتا ہے نہ فلسفی ارباب طبائع کے طریقے پر۔ پھر میرا ان آفات کو پہچاننا جو کہ انسان کو اس کے اعمال۔ عقائد۔ اور اس کے احوال میں درپیش ہوتی ہیں۔ پھر اکابر میں سے جو گھروں والے ہیں ان کے ادب کی طرف میرا نظر رکھنا۔ کیونکہ ان کے متعلق ایسے آداب ہیں جو کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے اور میں ان کی کسی برائی کی طرف نہیں دیکھتا۔ پھر میرا تمام مسلمانوں کے ساتھ ان کے طبقات کے اختلاف کے مطابق ادب کی نگہداشت کرنا۔ پھر کتاب عزیز کی آیات متشابہات میں میرے فکر کا سیر نہ کرنا۔ پھر دن رات میں عادت سے زیادہ نیند کی کثرت سے میری حمایت۔ پھر میری اس شخص سے محبت جو مجھے میرے عیوب ونقائص دکھائے اور محبت میں اسے اس دوست سے مقدم رکھنا جو کہ مجھ سے مداہنت اختیار کرتا ہے۔

پھر میرا اپنے شاگردوں سے یہ ناپسند کرنا کہ وہ میرے پاس کثرت سے بے مقصد باتیں کریں اور حکام وغیرہ کے قصیدے کھینچیں اپنے دین پر اور ان پر خوف کرتے ہوئے۔ پھر میرا طالب علم کو کثرت سے ہدایت کرنا کہ وہ تفسیر قرآن کریم یا شرح حدیث کے وقت زیادہ نہ جھگڑیں اور آواز بلند نہ کریں۔ اور بسا اوقات میں ان میں سے کسی پر غیرت کرتا ہوں کہ وہ حضورت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بغیر طہارت کے لئے۔ پھر میرا عارفوں کے اسرار طریق اور اقوال آئمہ مجتہدین ومقلدین کے درمیان مطابقت کرنا جو کہ ان کے نزدیک حکام شرعیہ کی جائے اعتماد ہیں۔ پھر توبہ اور لقمہ کی اصلاح کے ساتھ اپنے ایمان کی طہارت کے لئے عمل۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی وراثت کے طور پر میرا مقام صدیقیت وشہادت حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا۔

پھر کسی معصیت یا شرعی طریقے کے مطابق کسی طاعت کے فوت ہونے پر ندامت سے میری حفاظت۔ پھر میرا اس کی خیر خواہی کرنا جو مشائخ زمانہ میں سے کسی سے اخذ عہد کی بابت مجھ سے مشورہ طلب کرے جو کہ اپنے شیخ کے اذن کے بغیر خود بخود سجادہ نشینی کریں کہ اس سے اخذ عہد نہ کریں۔ پھر چینی یا فرنگی وغیرہ برتنوں میں پر تکلف کھانوں کو، استعمال کرنے کو میرا ناپسند کرنا۔ پھر دو مرتبہ خواب میں رویئت باری تعالیٰ سے میرا مشرف کیا جانا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کئی مرتبہ شرف ملاقات اور کئی دفعہ حضرت خضر اور قطب سے ملاقات۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف یا اپنی طرف میرا اس کے متعلق شکوہ نہ کرنا جو مجھے ایذاء دیتا ہے۔ کیونکہ ہم سب کا والی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بندوں سے جو کچھ رونما ہوتا ہے اسے دیکھتا ہے سنتا ہے۔ پھر بچپنے سے میرا ایمان بالغیب۔ برابر ہے کہ میری آنکھ سے غائب ہو یا میری عقل سے پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے محمدی المقام بنانا کہ تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات کا جامع ہے۔

پھر دنیا سے میری بے رغبتی اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسند ہے۔ کسی اور علت کی بنا پر نہیں اور لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے میری بے رغبتی تا کہ وہ مجھ سے محبت کریں پس اللہ تعالیٰ کے حضور میری شفاعت کریں۔ کسی اور مقصد کے لئے نہیں۔ پھر باطنی طور پر مقام تجرید کا حصول حتیٰ کہ اگر میں ستر پوشی سے زائد کپڑے سے فارغ ہوں تو اپنے باطن جیسا ہی ہوں گا۔ اور اس کی وجہ سے مجھ پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔ پھر لوگوں کے اذن کے بغیر ان کے اموال کے کھانے سے اب تک میری حفاظت جب سے مجھے شہود ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کائنات میں سے یہ کسی چیز کے مالک نہیں۔

پھر میرا مقام محبت کا دعویٰ نہ کرنا جو کہ قوم کے مابین مشہور ہے۔ پھر میرا اس سے خوف کہ عبادت وغیرہ میں رات دن میں کسی وقت میرا ہاتھ میری شرم گاہ پر واقع ہو۔ پھر میرا اس مرید پر عہد لینے میں جلدی نہ کرنا جس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میرے زیر تربیت واشارہ ہو۔ یہاں تک کہ اس کا سچا ہونا معلوم کرلوں۔ پھر جب میں فقراء کی معیت میں کسی مجلس خیر میں بیٹھوں تو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہگار جاننا۔ اسی لئے جب وہ میری دست بوسی کرتے ہیں تو ان سے متاثر ہوتا ہوں۔ لیکن انہیں معذور جانتا ہوں کہ وہ میرے مشہد سے غائب ہیں۔ واللہ اعلم۔

بارھواں باب

یہاں مذکور نعمتوں میں سے جناب حق تعالیٰ کا اپنے آپ پر میرا ایثار ہے پس میں کسی مرید کے قلب میں اپنی محبت پختہ نہیں ہونے دیتا۔ پھر میرا فقراء احمدیہ۔ رفاعیہ اور برہامیہ وغیرہم کو کثرت سے ہدایت کرنا کہ اس شیخ سے استفادہ کریں جو کہ حیات ظاہری میں ہو اور واصل بحق ہو چکنے والوں پر اکتفاء نہ کریں۔ پھر میرا اہل کشف میں سے کسی کا انکار نہ کرنا جب میں اسے دیکھوں کہ مثلاً کسی انسان کو بغیر کسی ظاہر گناہ کے سزا دے رہا ہے۔ پھر میرا کسی حاکم یا شیخ عرب کی بات نہ ماننا جو مجھ سے طلب کرے کہ میری شاگردی کرے کہ وہ مرید کے لئے نفع بخش دواء کے استعمال سے عادۃً عاجز ہے۔ پھر میرا ایسا حال سلب کرلینا جو کہ اس میں اثر کرتا ہے جس نے مجھ پر خیانت کی یا مجھے ستایا۔ پھر میرا اپنے خاص شاگردوں کی تربیت نظر سے کرنا بغیر کسی قول کے۔ نہ اشارہ۔ نہ امر۔ نہ نہی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے ان شاگردوں کی تعداد پر اطلاع بخشنا جنہوں نے میری صحبت سے نفع پایا اور وہ میرے ساتھ اور میں ان کے ساتھ اٹھوں گا۔ پھر میرے شاگردوں میں سے اشتغال بالتوحید میں بچوں پر راستہ قریب کرنا۔ پھر میرا اس شے میں نہ لوٹنا جس سے میں کسی کے لئے سرّی طور پر باہر نکل چکا۔ گرچہ میرا عمامہ یا گوڈڑی کا ایک ٹکڑا۔ پھر میرے نفس کا اس کا پیچھا نہ کرنا۔ پھر میرا کثرت سے اس کا ادب کرنا جس نے قوم کا سا لباس پہن رکھا ہو خصوصاً بے تکلفی اور مزاح کے وقت۔ پس اس کے ساتھ ادب سے ہی نشست و برخاست کرتا ہوں پھر اس جہان میں مجھ سے کسی خارق عادت امر واقع کو میرا ناپسند کرنا۔ پھر میرا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی اولاد کو اسی آنکھ سے دیکھنا جس آنکھ سے ان کے والد کو دیکھتا اگر میں اسے پالیتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر بعض صالحین کا اہل بیت کے بارہ اماموں کی زیارت سے مشرف ہونا۔ جن کے چہرے چاند کی طرح۔ نفیس لباس پہنے ہوئے۔ اس نے عرض کی: کیسے تشریف لانا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم عبدالوہاب کو سلام کرنے آئے ہیں۔ کیونکہ مصر میں ہمارے ساتھ اس کے

جیسی محبت کرنے والا کوئی نہیں۔ پھر میرا عارفین کی ہر اس مسئلہ میں تقلید کرنا جو قرآن کریم سے ان کے فہم میں آیا جسے مفسرین نے ذکر نہیں کیا۔ پھر مقام ایمان میں میرا اس حد تک پہنچنا کہ میں دکھ محسوس کرتا جس طرح کہ میرے مسلمان بھائی دکھ محسوس کرتا ہے۔ اور میں اس کی تکلیف اسی طرح محسوس کرتا ہوں جس طرح کہ وہ خود محسوس کرتا ہے۔ پھر میرا ہر اس فقیہ کو کئی ایسے فوائد دینا جو کہ اس کے پاس نہیں جب ہی میرے پاس ادب کے ساتھ بیٹھا۔ پھر میرا ارباب احوال کو وہ سب کچھ عطا کرنا جو مجھ سے مانگیں گرچہ میرا عمامہ ہو۔ اور جو چیز میرے بس میں ہے میں ان کے لئے اس میں بخل نہیں کرتا۔ پھر میرا فقیر سے تشویش محسوس نہ کرنا جب بھی وہ میرے پاس آئے اور کھانے کی شرط رکھے خصوصاً عشاء کے بعد۔ پھر بچپنے سے لے کر اب تک میرا اس کی بات پر کان نہ دھرنا جو حلاج کے کفر کا قول کرے۔

پھر میرا اکابر اولیاء اللہ جن سے کرامات وخوارق کا ظہور ہوتا ہے کے پاس آنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا پھر جن پر قرآن کریم کی قرأت کرنا پس وہ اسی وقت جل جاتا ہے یا شب و روز میں مجھے دیکھنے سے مجوب ہو جاتا ہے۔ پھر میرا اولیاء اللہ کی اس جماعت کی صحبت اختیار کرنا جو کہ ان دنوں ملک الموت اور جبریل سے ملاقات کرتے ہیں۔ پھر میرا ایک امی سے اخذ طریق کرنا جو پڑھے نہ لکھے اور وہ سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ امیین کے علوم وہبی علوم ہوتے ہیں۔ پھر میرا محض دیکھ کر اس فقیر کی تعظیم کرنا جس پر فقراء کا لباس ہو۔ پھر اپنے شاگردوں میں سے جسے چاہوں میرا اپنے قلب سے ندا دینا کہ حاضر ہو پس وہ حاضر ہو جاتا ہے بغیر لفظ کے۔ یا لوٹ جاتا ہے بغیر لفظ کے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا مجھے ان میں سے کرنا جو کہ سنت زندہ کرتے ہیں اور بدعت مٹاتے ہیں اس فترت کے بعد جو میرے مشائخ کے بعد تھی۔ اور یہاں خطیب شربنی۔ شیخ نجم الدین غیطی۔ سیّدی محمد البکری اور سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہے۔ پھر معاصر علماء اور اولیاء میں سے کسی کی دوسرے پر فضیلت کا یقین نہ کرنا۔ پھر سلف صالح کی اقتداء کرتے ہوئے ان اسرار کو چھپانا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے عطاء فرمائے گئے۔ اور یہاں سیّدی محمد البکری کا ذکر ہے۔ پھر میرا سچے اور جھوٹے دعوے داروں کو پہچاننا۔

پھر یتیموں اور اندھوں پر میرا اکثرت سے شفقت کرنا۔ پھر میرا علماء وصالحین یا فقراء کے پاس سے سواری پر بیٹھے ہوئے نہ گزرنا۔ پھر میرے نفس کا بادشاہوں اور حاکموں کے قرب سے نفرت کرنا مگر اللہ تعالیٰ مجھے کشف تام عطا فرمائے جس کی وجہ سے اس کے برے انجام سے بچ جاؤں۔ پھر میرا اکثرت مریدین طلب نہ کرنا مگر اگر میرا نفس اس بلاء کے تحمل کا خوگر ہو جائے جو کہ تمام ہم زمانہ لوگوں کی تکلیف سے زاید ہو۔

پھر میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی کامیابی اور اس کے فہم۔ عقل کا حسن۔ اور اس کا مجھے کئی فوائد عطا کرنا حالانکہ اس کی عمر سات برس سے کم ہے۔ اور اس میں سیّدی محمد البکری۔ سیّد علی بن المنیر۔ سیّدی زین الدین بن سیّدی علی المرصفی اور فقراء زمانہ کی اولاد کی ایک جماعت کا ذکر ہے۔ پھر میرے مشائخ کے ہم زمانہ مشائخ عصر میں سے کسی کے ساتھ میرا عداوت نہ کرنا۔ پھر بچپنے سے اب تک قوم لوط وغیرہم کے کسی عمل میں پڑنے سے میری حمایت۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کو ہلاک فرمایا۔ پھر مجھے مقام ایمان میں کامل فقراء کی ایک ایسی جماعت کی صحبت کا شرف کہ مجھے ان کے متعلق کسی تہمت کا کھٹکا نہ ہو جبکہ وہ میری غیر حاضری کے وقت میرے اہل وعیال میں لیٹے رہیں۔ باوجود یکہ میرے لئے ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ یہ صرف علی سبیل الغرض ہے۔ پھر میرا ملوک آخرت کی صحبت اختیار کرنا جو کہ مستقبل میں واقع ہونے والے اسرار اور واقعات پر مطلع ہیں۔ پھر میرا اس حد پر رک جانا جو میرے شیخ نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے

مقرر فرمائی۔حتیٰ کہ اگر آپ مجھے اس کی صحبت سے روک دیں جو بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھا ہے پھر آپ خود ان کی صحبت اختیار کریں تو میں آپ کی صحبت سے رک جاؤں مگر نئے اذن کے ساتھ۔

پھر میرا اکثر ایام میں اپنے گھر سے خانقاہ وغیرہ کی طرف نہ نکلنا۔مگر اگر مجھے اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کے ارادے کی بناء پر باہر نکلنے کے تین آداب پر قادر ہونے کا علم ہو۔اور وہ مخلوق کی خیر خواہی۔مجھ پر ان کی جنایت کی وجہ سے انہیں مواخذہ نہ کرنا اور ترک معروف اور فعل منکر پر خاموش نہ رہنا ہے۔پھر میری عادت کہ نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں۔نہ جماع کرتا ہوں اور نہ ہنستا ہوں جب مجھ پر کسی نے جنایت کا ارتکاب کیا ہو حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف اسے معاف فرمانے کی دعا کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں۔اور میرے قلب میں القاء ہوتا ہے کہ اسے معاف فرمادیا گیا۔پھر بحمد للہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ قیامت پر ایمان کے ایسے مقام تک میری رسائی کہ اگر پردہ اٹھادیا جائے تو اس کی بناپر میرا یقین زیادہ نہیں ہوگا۔پھر میرا اپنے شیخ سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دکان کا احترام کرنا جب بھی ان کی وفات کے بعد گزروں۔اور اسے دیکھ کر مجھے یہاں تک لرزہ اور ہیبت طاری ہوجاتی ہے گویا شیخ اپنی حیات ظاہری میں اس میں بیٹھے ہیں۔پھر اس عمل کے متعلق میری معرفت جو میرے ہاتھوں واقع ہوا اچھا ہے یا برا؟ تاکہ اس کی اچھائی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور اس کی قباحت سے استغفار کروں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

تیرہواں باب

یہاں مذکور نعمتوں میں سے حکام زمانہ کی ولات وضخامت کی حالت کی اصل کے متعلق میرے شہود کی نعمت ہے۔پس مجھے دونوں میں سے ایک حال دوسرے سے محجوب نہیں کرتا۔پس میں امیر کا امیر ہونے کی حالت میں اس کے مٹی ہونے کا مشاہدہ کرتا ہوں۔وغیر ذالک۔پھر میرا کسی ایسی چیز کے ارتکاب سے خوف کرنا جو کہ فقراء میں سے کسی کے قلب کو متغیر کردے جو کہ زمانے میں ظاہر ہوئے اور ہماری وجہ سے متعارف ہوئے اور ہم ان کی وجہ سے متعارف ہوئے۔پھر سورتوں کے اوائل کے حروف اور جو ہجاء میں جدا جدا ہیں کے اسرار پر میری اطلاع علم حرف والوں کے طریق سے ہٹ کر۔پھر میرا اپنے کپڑوں اور اپنے پاس موجود طعام کی کسی توقف اور للچاؤ کے بغیر ہر محتاج پر سخاوت کرنا۔برابر ہے کہ شناساؤں میں سے ہو یا اجنبی۔پھر میرا ان جوانوں کی خیر خواہی سے غافل نہ ہونا جو کہ میرے پاس خانقاہ میں قیام پذیر ہیں پس میں ان کی نگہداشت سے کبھی غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ جنون کے ایک شعبہ سے وابستہ ہیں۔پھر میرا اللہ عزو جل سے حیاء کرنا کہ اپنی بیوی سے مقاربت کروں یا اس سے اکثر دل لگی کروں کہ میرے قلب پر غیرت الٰہیہ کا سلطان غالب ہے۔پھر ان غلاموں میں سے اس کے بارے میں اچھی حکمت عملی اور خیر خواہی جو کہ بے حیائی میں مشہور ہو باوجودیکہ اس کے متعلق بدگمانی نہیں کرتا۔پھر اپنے فوت شدہ شاگردوں پر ان کے بعد از موت عذاب کو دیکھ کر میرا چھپانا۔اور ان کے دوستوں میں سے کسی کو نہیں بتاتا چہ جائیکہ ان کے غیر کو خبردار کروں۔

پھر لوگوں کی ضروریات کے زوال کے لئے میرا دعا کے درپے نہ ہونا مگر اگر مجھ میں تین خصلتیں جمع ہوجائیں۔اللہ تعالیٰ کے حضور جمعیت قلب۔عدم التفات الی غیر اللہ۔اور اس کی طرف احتیاج کا پایا جانا۔پھر میرا اولیاء اللہ کی ان دعووں میں کثرت سے تصدیق کرنا جو

کہ عادۃً ان کے مراتب میں سے ہیں۔ پھر میرا اس پر انکار میں جلدی نہ کرنا جو کہ کھڑا ہو اور وجد کا اظہار کرے گرچہ وہ ظالموں میں سے ہو کیونکہ ایک لمحہ میں صلاحیت واقع ہو جاتی ہے۔

پھر میرا میرے بھائیوں سے ایک دوسرے کے خلاف شر و فساد کے وقوع سے راضی نہ ہونا۔ پھر قاضی۔ حاکم یا گاہ بنائے جانے سے میری حمایت کہ حکام اور گواہوں پر اکثر فیصلے مخفی ہوتے ہیں۔ پھر میرا اپنے شاگردوں کو جھوٹ بولنے سے سختی کے ساتھ ڈانٹنا اور اس کی وجہ سے میرا ان سے ناراض ہونا۔ پھر میرا چغل خور سے مطلقا کوئی چیز قبول نہ کرنا۔ گرچہ وہ مشائخ زمانہ سے شمار ہوتا ہو۔ پھر علی الفور توبہ کی طرف جلدی کرنا جب میرے قلب پر کسی کی غیبت جاری ہو۔ گرچہ میں نے لفظوں میں اسے ادا نہ کیا ہو۔ پھر میرا اپنی طبیعت کا قفس توڑنا حتیٰ کہ میں حیاء طبعی سے خارج ہو چکا۔ پھر میرا اپنے غم واندوہ والے بھائیوں کو ہدایت کرنا کہ ان میں سے کوئی اپنے کسی محب سے کہے کہ اس کے کان میں اذان دے۔ پس بیشک اس کا غم فکر اسی وقت دور ہو جائے گا۔ پھر جسے اپنے شاگردوں میں سے دیکھوں کہ لوگوں کے عیب تلاش کرتا ہے اسے کثرت سے میرا ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔ پھر بغیر سوچے سمجھے میرا اس کی فضیلت کا شہود جس نے میرا صدقہ قبول کیا یا اس کی فضیلت جس کی میں نے کوئی حاجت پوری کی۔

پھر اس شخص کے لئے کثرت سے میری نرمی اور مہربانی جو میرے پاس گناہوں سے اپنی محبت کا شکوہ کرے۔ پھر میرا اجنبی عورتوں کو اور جوان کے قریب ہے دیکھنے سے اپنی آنکھیں جھکا لینا۔ پھر میرے کانوں پر میری غیرت کہ جھوٹ یا باطل سنیں۔ میری آنکھوں پر کہ حرام دیکھیں۔ میری زبان پر کہ کلام باطل کرے۔ اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا ہوں۔ مصحف میں نظر کرتا ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں۔ پھر حکام میں سے کسی سے ملنے پر میرا شدید نادم ہونا اور ان میں سے ظالم کو میرا ناپسند کرنا گرچہ وہ مجھ سے محبت کرے۔ پھر باطنی طور پر اس کے لئے عذر قائم کرنا جس پر اللہ تعالیٰ نے قیامت کی مذموم علامات مقدر فرمائیں۔ اور شرعاً واجب کا اہتمام کرتے ہوئے میرا ظاہراً اس پر انکار کرنا۔ پھر اس سے میرا کثرت سے محبت کرنا جو میری خیر خواہی کرتا ہے۔ اور اس کی محبت زیادہ ہونا اس پر جو کہ میری طرف سے جواب دیتا ہے۔ پھر میرے والدین کا میرے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جانا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرا جنت کے درجات عالیہ کا سوال نہ کرنا مگر اپنے نفس کو مصیبت پر کثرت صبر کا خوگر بنانے کے بعد کیونکہ مصیبت اس کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کا عکس۔ پھر میرا روٹی کو اس کے اکرام و تعظیم کا حق دینا۔ اسے چوم کر آنکھوں پر رکھنا۔ پھر میرا اس سے نہ ملنا جو کہ مجھ سے پہلے یا بعد کسی شیخ کے عہد میں داخل ہوا ہو مگر اگر اس کے میرے پاس بیٹھنے کے وقت آفات سے اس کی سلامتی کا مجھے علم ہو۔

پھر بعض صالحین کا خواب میں اہل بیت کے بارہ آئمہ کرام کی زیارت کرنا کہ مصر میں میری زیارت کے لئے تشریف لائے اور ان کا میرے متعلق اہل بیت سے محبت کی گواہی دینا۔ پھر میری اپنے اہل خانہ سے محبت، اخوت اسلامی کی وجہ سے نہ کہ محبت طبعی کی بنا پر۔ پس میرے نزدیک دین کی وجہ سے اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور قلت دین کی بنا پر گھٹ جاتی ہے۔ پھر کسی انسان کی صحبت اختیار کرنے کے لئے میرا جلدی نہ کرنا مگر کئی دنوں اس کی ہم نشینی اور اوراد و امر الٰہیہ کے لئے اس کی تعظیم معلوم کرنے کے بعد۔ پھر عارفین اور علماء عاملین سے ان کے تمام احوال میں میرا کوئی دلیل طلب نہ کرنا کیونکہ ان جیسے لوگ بدعت کا ارتکاب نہیں کرتے۔ پھر اپنے مشائخ کے وصال کے بعد خواب میں میرا ان کی زیارت کرنا۔ ان کی تعظیم کرنا اور خدمت کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے متعلق میرا اچھا گمان کہ وہ میری دعا قبول فرماتا

ہے گرچہ میں روئے زمین والوں سے زیادہ خطا کار ہوں۔اور یہاں دعا کے بعض آداب کا ذکر ہے۔پھر میرا اپنے معاصر علماء پر اپنی عقل کی ترازو قائم نہ کرنا۔اور ان میں سے کسی کو نہ کوسنا۔الا طریق شرعی کے ساتھ۔پھر کسی مسلمان کے ساتھ مکر اور بدعہدی سے میری حمایت۔پھر جب سے ہوش سنبھالا چوری اور خیانت سے میری حفاظت۔پھر بعض حرام کھانے سے میری حمایت۔پھر جس حاکم کے ہاں جاؤں اس کے پاس اس سے پہلے حاکم کی کوئی خبر بیان نہ کرنا مگر کسی مصلحت کے لئے۔پھر میرا اس حاکم کا ادب کرنا جس پر اس منصب پر متعین ہونے سے پہلے میرا احسان تھا۔اور میرا اس سے مطالبہ نہ کرنا کہ وہ میرے تابع فرمان رہے جس طرح کہ اپنے اس منصب سے پہلے میرے ساتھ تھا۔پھر میرا اس کی تعظیم وتکریم کثرت سے کرنا جو کہ لوگوں کی اس کے بارے میں جرح وقدح کی وجہ سے مجھ سے زیادہ تکلیف برداشت کرے۔

پھر فضیلت والی سورتوں اور آیات عظیمہ کی تلاوت کے لئے میرا الہام جن کے متعلق وارد ہے کہ وہ ہزار آیات یا چوتھائی قرآن تا نصف قرآن یا تہائی قرآن کے برابر ہیں جبکہ قیام لیل وغیرہ میں میرے پاس وقت تنگ ہو۔پھر میرا اپنی طاعات کی حالت میں عذاب میں گرنے سے اپنی حمایت کا عقیدہ نہ رکھنا۔اس حال کے برعکس جو کہ گزشتہ زمانہ میں تھا۔پھر میرا اپنے شاگردوں کو ایسے اعمال کی تکلیف نہ دینا جن کی ان میں طاقت نہیں۔پھر میرا حالت سجود اور حالت قیام میں قرب حق تعالیٰ کا یکساں شہود۔پھر جب سے میں نے ہوش سنبھالا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت کے لئے میرا شرح صدر۔پھر خواب میں جو کچھ دیکھوں اس کا اس کے عین مطابق ہونا جو کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے وارد ہوا۔پھر مخلوق میں سے کسی پر میرا اسرار توحید اور دقائق شریعت افشاء نہ کرنا مگر طویل امتحان کے بعد۔پھر میرا شہود کہ میری ذات اور میری روح میرے ساتھ اس یتیم کی طرح ہے جو کہ اپنے ولی کی کفالت میں ہو۔پھر میرا بادشاہ اور اس کے نائبین کے ادب کی حفاظت کرنا۔پس میں ان پر اس کام کے کرنے کی وجہ سے جو کہ ان کے لئے عادۃً ملازمت میں شامل ہے اعتراض نہیں ہے جیسے ان کا فرنگیوں کو گھوڑوں پر سوار کرنا۔اور کوئی گرجا گرانے میں ان کا ہمارے ساتھ معارضہ کرنا۔وغیر ذالک۔پھر میرا اپنے فقہاء بھائیوں کے ساتھ لطف سے پیش آنا۔پس میں انہیں صرف وہی کام کرنے کا حکم دیتا ہوں جو کہ پرہیزگاری میں ان کے مقام کے شایاں ہو مگر اگر وہ مجھ سے طلب کریں۔اور اس میں ان کتابوں کو عاریۃً دینے کا جواز ہے جن کے متعلق باہر نہ نکالنا شرط قرار دیا گیا ہو تا کہ طالب مثلاً کسی دوسری مسجد میں ان کا مطالعہ کرے۔پھر میرا اخلاف مزاج لوگوں کی ہم نشینی پر صبر کرنا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

چودھواں باب

یہاں مذکور نعمتوں میں سے اس سواری پر میری کثرت شفقت کی نعمت ہے جس پر میں سواری کروں۔اور سوار ہوتے وقت کوڑا اٹھانے کو میرا ناپسند کرنا۔پھر میرا جانور کو گالی گلوچ یا لعنت نہ کرنا جب وہ لڑکھڑائے اور مجھے زمین پر گرا دے۔کیچڑ میں یا گندگی میں۔وغیرہ ذالک۔پھر میرا ہر اس کام کے لئے باوضو رہنا جس کے لئے وضو مستحب ہے۔پھر میرا اس شاگرد کو مبغوض قرار دینے سے غافل نہ ہونا جو کہ حشیش نگلتا ہے اور اسے اس سے سختی سے نہ ڈانٹنا۔پھر میرا نور ایمان اور سر ایقان کے ساتھ شہود کہ ہمارے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً افضل الخلق ہیں۔آسمانوں اور زمینوں والوں میں سے کوئی بھی مقامات میں سے کسی مقام میں آپ کا ہمسر نہیں۔پھر اللہ

تعالیٰ کے حضور ادب کی وجہ سے اپنے بچپنے سے اب تک کسی کے ساتھ بے تکلفی نہ کرنا۔ پھر میرا حکام میں سے حاکم یا قاضی پر خوبصورت غلاموں کی مہنگے داموں خریداری پر انکار نہ کرنا۔ پھر وضو اور نماز اور ان میں قرأت میں وسوسہ نہ ہونا، باوجودیکہ میں پرہیز گاری کی اس حد تک پہنچ چکا ہوں جہاں تک وسوسہ میں گرفتار لوگ نہیں پہنچے۔ پھر اپنے معاصرین پر میرا خوش دلی سے قرأت کرنا اور یہ ظاہر کرنا کہ میں ان کے طلبہ میں سے ہوں۔ پھر میرا اپنے معاصرین کی کثرت سے تعظیم کرنا جب بھی ان پر امر مخفی ہو جائے اور معتقدین ان سے نفرت کر کے منتشر ہو جائیں۔

پھر اس سے میری حمایت کہ میرے لئے اپنے شاگردوں کے درمیان معاصرین کی تنقیص کے متعلق کوئی خفیہ دستاویز ہو پھر جب ان سے سامنا ہو تو ان کی برائی کروں جیسا کہ ایک گروہ کا وطیرہ ہے۔ پھر میرا اسے حقیر نہ سمجھنا جسے کسی معصیت پر دیکھوں مگر اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس کے برے انجام پر اطلاع بخشے جس پر کہ اس کو اٹھایا جائے گا۔ پھر میرا نشہ والے کو سب وشتم اور اس کی پٹائی نہ کرنا جب وہ مسجد میں گھس آئے اور اس کی وجہ سے آلودگی کا خطرہ ہو۔ پھر میرا مہمان کے صبح وشام کے کھانے کا خوب اہتمام کرنا باوجودیکہ میں دن کے اکثر وقت میں تالیف۔ تلاوت قرآن کریم۔ تدریس علم اور حکام کے ہاں فقراء کی حاجت روائی وغیرہ میں مصروف رہتا ہوں۔ اور یہاں سیّدی محمد الشکری اور سیّدی محمد الرملی کا ذکر ہے۔ پھر میرا علماء وصالحین کے ایمان اور سب مسلمانوں کے اعمال کی خوبیاں دیکھنا اور ان کے باطنی مقاصد کے درپے نہ ہونا۔ کیونکہ یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے نہ بندے کے۔ پھر میرا اپنے نفس کی تفتیش کرنا اور جب بھی نماز کے لئے قیام کروں تو ہر بری صفت سے توبہ کرنا جیسے حسد۔ مکر۔ نفاق۔ ریاء وغیرہ۔ پھر جب بھی کرائے یا عاریت کی گدھی پر سواری کروں تو کچھ نہ کھانا کیونکہ کھانے کی وجہ سے میرا بوجھ اس وقت کی نسبت سے زیادہ ہو جاتا ہے جب میں نے اجرت یا عاریت کا معاملہ کیا۔

پھر میرا ان امور میں عمل کرنا جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عمر یا رزق میں اضافے یا ایمان پر موت کو معلق فرمایا ہے اور میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا جو سابقاً علم میں ہو۔ پھر میرا ہر اس قاری مداح اور سامع کے عمل کے راس المال کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے توجہ کرنا جو کسی تقریب کے حوالے سے میرے ہاں رات بسر کرتا ہے۔ کہ نقص پذیر یا ضائع نہ ہو اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں ان میں سے کوئی غیبت یا ریا میں گر جائے پس اس کے اعمال سب ضائع ہو جائیں یا نقصان پذیر ہوں اور وہ میری محفل سے خائب وخاسر لوٹے۔ پھر میرا کسی بھی طاعت کے متعلق نجات کا گمان نہ کرنا اس کے بعد کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون (الزمر آیت ۴۷) اور ان پر اللہ کی طرف سے ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے) پھر مرا ہر اس شخص کو اس فیصلے میں درست سمجھنا جو میری صحبت سے بے رغبتی کرتے ہوئے مجھ سے جدا ہو جائے۔ اور میرا یہ کہنا کہ مثلاً فلاں نے مجھے چھوڑنے کے بارے میں صحیح فیصلہ کیا ہے۔ پھر میرا لوگوں کا اعزاز واکرام ذلت نفس کے اس مرتبے کے مطابق کرنا جس پر کہ وہ ہیں۔ پھر میرا اس شخص سے کشیدہ خاطر نہ ہونا جسے میں نے کوئی حکم دیا مگر اس نے تعمیل نہ کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل ہے ما علی الرسول الا البلاغ (المائدہ آیت ۹۹) ہمارے رسول پر پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں) پھر میرا معرض وجود میں آنے والی معصیتوں اور خلاف ورزیوں میں سے ہر چیز کی حکمت پر غور کرنے میں جلدی کرنا نہ کہ اعتراض۔ پس اس کے بعد ہی اعتراض کرتا ہوں۔ پھر میرا اس سے کشیدہ خاطر نہ ہونا جو کہ میری محفل میں حاضر نہ ہوا یا اس کے انعقاد میں میری مالی یا بدنی معاونت نہ کی۔ پھر میرا شہود کہ میں ان

مریدوں سے مقام میں فروتر ہو جن کی تربیت کرتا ہوں کیونکہ وہ حال میں میرے مشائخ ہیں اور میں قال میں ان کا شیخ ہوں۔ پھر میرا شہود کہ میں دائمی عاصیوں میں سے ہوں یا خلاف ورزی کا ارتکاب کر کے یا عبادت میں کوتاہی کر کے۔ پھر میرا اس سے بدمزہ نہ ہونا جس نے طریق صوفیہ سے میری نفی کر دی اور کہا کہ فلاں اہل طریق میں سے ہے نہ ہی اسے اس سے کسی شے کا ذوق ہے۔ پھر میرا فقراء میں سے ہر مدعی کشف کو تسلیم کرنا لیکن وہ اس سے تکلفاً منزہ ہے۔

پھر میرا اپنے ہنسی اور مزاح کے حال سے اس کے آنے کی وجہ سے نہ بدلنا جس سے عادۃً حیا کیا جاتا ہے۔ نفاق سے خوف کرتے ہوئے۔ پھر میرا حظ نفس کے لئے مخصوص لباس پہننے سے محبت نہ کرنا۔ پھر جو شخص میرے معاصرین میں سے کسی سے عہد لینے کا ارادہ کرے میرا اسے اس سے عہد لینے کی محبت دلانا۔ پھر حکام اور اکابر میں سے کوئی اس دوران داخل ہو کہ میں وظیفہ پڑھ رہا ہوں یا صبح شام کی محفل میں ہوں تو میرا بدمزہ ہونا۔ پھر اذکار اور مجالس خیر پر ہیشگی سے میرا خوف کرنا کہ کہیں یہ ریاکاری ہو۔ اور اس کا دوام استدراج۔ پھر ولیمہ کی دعوتوں میں میرا اپنے احباب کو اپنے ساتھ نہ لے جانا مگر جبکہ اس میں اخلاص غالب ہو۔ پھر ہر وہ کلام جس کے ساتھ لوگوں کو وعظ کروں پہلے میں اسے اپنی ذات کے بارے میں لیتا ہوں۔ پھر لوگوں کے حق میں۔ پھر میرا اس سے استغفار کرنا۔ پھر میرا اپنے بھائیوں میں سے کسی کو اپنی سواری کے آگے نہ چلنے دینا۔ پھر میرا اپنے نفس میں شہود کہ میں ابلیس کا مکر رد کرنے سے عاجز ہوں چہ جائیکہ اپنے مرید سے اس کا مکر رد کروں۔ پھر میرا کسی بھائی کو یہ نہ کہنے دینا کہ میں اولیاء اور صالحین میں سے ہوں کیونکہ یہ دھوکہ اور جہالت ہے۔ پھر میرا ہر اس شخص سے محبت کرنا جو کہ اس طائفہ کی طرف منسوب ہو۔ پھر میرا گیہوں۔ ایندھن وغیرہ کا نرخ ایسے شخص کے سامنے نہ پوچھنا جو اس کے حق میں مجھ سے معاونت کرے گا اس خوف کے پیش نظر کہ اس کی قیمت میں میرے ساتھ تکلفاً شامل ہو۔ پھر میرا ایسے اسباب نہ اپنانا جو کہ اغنیاء کو میری طرف مائل کریں مگر غرض صحیح کے لئے۔

پھر میری ہر اس شخص سے محبت جو کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مجھ سے زاید ہو۔ اور اسے اپنے سے مقدم سمجھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے جو کہ اکثر اس کی اطاعت کرے۔ پھر لوگوں کے میرے معاصرین میں سے کسی ایسے کو مجھ پر مقدم کرنے میری شرح صدر جن معاصرین نے میری معیت میں ایک ہی شیخ سے عہد لیا۔ پھر میرا استفتاء کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلنے کی طرف مائل نہ ہونا مگر اس شرط پر کہ لوگوں میں نظر نہ آؤں جبکہ علی الخصوص مجھے نائب السلطنت لوگوں کے ساتھ نکلنے کا حکم دے۔ نہ کہ معاصرین میں سے کسی کو۔ پھر میرا اس دعوت کو قبول کرنے سے نہ رکنا جس کے بارے میں مجھے علم ہو کہ میرے معاصرین میں سے کوئی وہاں ہے۔ پھر جب داخل ہوتا ہوں تو بھری محفل میں اس کے گھٹنے یا پاؤں کو بوسہ دیتا ہوں اور ساری مجلس اسی کے حوالے کر دیتا ہوں۔ پھر میرا اپنے مریدین کو اشارہ تک نہ کرنا کہ مجھ سے صادر ہونے والے افعال واقوال میں سے ہر چیز کو اچھی توجیہ پر محمول کرے۔ اور یہ میرے معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے بلکہ انہیں ترغیب دیتا ہوں کہ اپنی پوری توانائی سے میری خیر خواہی کریں۔ پھر میرا اپنے نفس کے ناقص ہونے کا شہود جب کہ قرآن کریم یا حدیث پاک یا سلف صالح کا کلام سنوں اور مجھ پر گریہ طاری نہ ہو۔ نہ کہ میرا یہ کہنا کہ گریہ تو صرف ناقص لوگوں پر طاری ہوتا ہے نہ کہ کاملین پر۔ پھر میرا اپنے پیروکار معتقدین کی کثرت سے دھوکہ نہ کھانا۔ بلکہ جب وہ زیادہ ہو جائیں تو میں اسے ایک آزمائش قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ کبھی استدراج بھی ہوتا ہے اور اس سے خوف کرتا ہوں کہ ان میں مشغولیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاؤں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پندرھواں باب

اس میں مذکور نعمتوں میں سے خانقاہ میں شب و روز تسلسل سے جاری تلاوت قرآن پاک کی میری ساعت کی نعمت ہے۔ پس ایک قاری ختم نہیں کرتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح کتب حدیث یا تصوف یا فقہ میں سے کسی کتاب کی قرأت سے ایک قاری فارغ نہیں ہوتا کہ دوسرا کسی دوسری کتاب کی قرأت شروع کر دیتا ہے اور آج کل مصر کی کسی خانقاہ میں یہ تسلسل نہیں پایا جاتا۔ مگر نادر۔ پھر اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت کہ اس نے ہماری خانقاہ میں ایک شخص بھیجا ہے جس کا نام شیخ منصور ہے۔ وہ رات کے دوسرے نصف کے آغاز میں منارہ پر چڑھ جاتا ہے۔ پس بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے جو خانقاہ سے بہت فاصلے تک سنا جاتا ہے یہاں تک کہ اہل خانقاہ اور اہل محلہ کو جگاتا ہے۔ پس وہ مینار پر چڑھنے سے لے کر دوپہر تک مسلسل ذکر و قرأت میں مصروف رہتا ہے۔ پھر فقراء خانقاہ میں ایک اور شخص ہے جس کا نام محمد تر ساوی ہے۔ رات کے وقت ایسی تلاوت کرتا ہے کہ سخت قلوب بھی نرم ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے حیوان بھی وجد کرتے ہیں۔ مجال ہے کہ میرے پڑوس میں ایک رات بھی غافل ہو جائے۔ اور قریب نہیں کہ فقراء مصر میں سے کسی کے ہاں ایسی نعمت پائی جائے۔ پھر اس کے بعد فجر تک ایک اور جماعت باری باری تلاوت کرتی ہے۔ پھر خانقاہ میں میرے ہاں رزق کا کثرت سے پایا جانا حتیٰ کہ وہ اہل خانقاہ سے بڑھ جاتا ہے اور میں اس سے شاگردوں کے گھروں میں چاول۔ شہد۔ مرغیاں اور بطخیں وغیرہ بطور ہدیہ بھیجتا ہوں۔

پھر میرا اپنی چاروں بیویوں کی ان کے دین کے معاملہ میں اصلاح کرنا جن سے میں نے باری باری نکاح کیا۔ پھر میرا ان فقراء کی خدمت کا اہل ہونا جو کہ میرے پاس علم۔ قرآن کریم۔ ادب اور اوراد میں مصروفیت کے لئے تیس سال سے قیام پذیر ہیں۔ ان کی روزی کے حصول میں بغیر کسی قلق اور تھکاوٹ کے۔ پھر آخرت کے طالب فقراء کا جو کہ مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہیں میرے پاس قیام کرنے کو پسند کرنا۔ اگر ان میں سے کسی کے لئے زر کثیر صرف کریں تا کہ وہ مجھے چھوڑ دے تو وہ ایسا نہیں کرتا۔ پھر میرا ان چیزوں کو فقراء پر کثرت سے تقسیم کرنا جو کہ خانقاہ میں میرے نام پر یا ان کے نام پر آتی ہیں۔ پس میں ہر سال بیس ہزار سے زائد دستاریں تقسیم کرتا ہوں۔ اور میں ان کے ساتھ کسی چیز میں شریک نہیں ہوتا سوائے لقمہ کے۔ اور میرے پاس تقریباً تیس نابینے ہیں۔ اور میں نے مجاوروں میں سے تقریباً چالیس کی شادیاں کی ہیں۔ وغیرہ۔ پھر دیگ دان میسر آنا جس میں فقراء کے لئے گھر میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ اور ایندھن کی سہولت۔ پس سینکڑوں من ایندھن لے کر کشتیاں خانقاہ میں لنگر انداز ہوتی ہیں پس مجاورین کی عورتیں پاکیزہ گھاس کے ساتھ سارا سال روٹیاں پکاتی ہیں نہ کہ گوبر کے اوپلوں سے۔

پھر ضرورت کی تمام چیزوں کا خانقاہ میں مہیا ہونا جیسے کھانا۔ لباس وغیرہ بغیر سوال کے اور ان تک رسائی میں کسی ذلت کا سامنا کئے بغیر۔ پھر اللہ تعالیٰ کا میرے پاس ہر سال دس قنطار شہد بھیجنا اور پندراں قنطار گنے کا رس اور گیہوں کی تین سو بوریاں وغیرہ جس کا ذکر اس کتاب میں آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ہر سال میرے پاس تقریباً دو ہزار تربوز بھیجنا۔ پس ہم فقراء اور مہمانوں کو سارا سال کھلاتے ہیں حتیٰ کہ اکثر نیا تربوز آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی وقف یا ہدیہ یا مخلوق پر بھروسہ نہ کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا

سپاہیوں کے خراج یا اس گھر سے کھانے سے میری حمایت کرنا جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہو کہ اس کی خریداری میں ایسا حیلہ اختیار کیا گیا ہے جسے شرع قبول نہیں کرتی۔ پھر میرے مجاور بھائیوں کا ان چیزوں کو لوٹا دینے میں خوشدلی سے موافقت کرنا جو ہمارے پاس خانقاہ میں حکام اور ظالموں کے ہدیوں کی صورت میں آتی ہیں۔ پھر میرے شاگردوں کی ابن عمرو بن بغداد کی روٹی کھانے سے حمایت جو کہ اس نے مصر میں مقرر کر رکھی ہے۔ پھر میرے بھائیوں کی قبروں پر اور لوگوں کے گھروں میں پیسوں کے عوض تلاوت نہ کرنے پر موافقت کرنا۔ اور تعزیت، جمعات اور اختتام ماہ کا مروجہ کھانا نہ کھانا اور ان شادیوں کا کھانا جہاں لوگوں میں کوئی پرہیزگاری نہیں۔ پھر میرا فقراء کو خانقاہ میں انہیں نفع پہنچانے کے لئے جمع کرنا نہ کہ اپنے نفع کے لئے مگر بالتبع اور ان کا میرے اشارے کو قبول کرنا جب کہ میں انہیں کہوں کہ اس ہدیہ سے مت کھاؤ یا ان پیسوں میں سے کچھ نہ لو وغیرہ۔

پھر ۹۱۸ھ سے لے کر اب تک یعنی ۹۶۰ھ تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے میرا مجلس ذکر اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی محفل میں کثرت سے مل بیٹھنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سولہواں باب

اور یہاں مذکور نعمتوں میں سے میری کثرت سے شب و روز قرآن کریم اور ذکر کی ساعت ہے جبکہ میں گھر میں بیٹھا ہوتا ہوں۔ اور جو کہ بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔ پھر مجاور بن کا میرے ساتھ ادب سے پیش آنا جب میں ان میں سے کسی کو کسی لغزش کی وجہ سے جھڑکوں۔ اور اس کا اپنی صفائی میں جواب نہ دینا مگر اذن کے ساتھ۔ پھر خانقاہ میں سارا سال شیخ خانقاہ کے سامنے علم و قرآن کریم میں مشغول رہنا۔ پھر ہماری خانقاہ کے تمام وقف کی مصر اور ریف کے ظالم حکام سے حمایت۔ پس ان میں سے کوئی بھی ہمارے لئے طریقت میں وقف نہیں کرتا حالانکہ بادشاہ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی مقرر شے نہیں۔ پھر میرا کسی حاکم کے لئے میرے گھر۔ میرے وظیفہ یا مری خانقاہ کے بارے میں اس سے جھگڑنے کے لئے کھڑا نہ ہونا بلکہ میں صرف اس کے دعوے پر ہی وہ اس کے سپرد کر دیتا ہوں۔ اور میں خود اور نہ ہی میرا وکیل اس کے لئے نہیں ٹھہرتا کیونکہ امور دنیا حقیر ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق میری معرفت اور اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کے طور پر میرا اس کے ذریعے تصرف نہ کرنا۔ پھر مجھ پر لباس میں کثرت خیر کا فیض پہنچانا۔ حتیٰ کہ میں اتنی کثیر مخلوق کو لباس پہنایا ہے جن کا شمار اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر ایک جماعت کا بیان جنہیں میں نے علی التعیین لباس پہنایا۔ پھر مریدین اور معتقدین پر ان کی ابتداء ملاقات میں ہی میرا نرمی کرنا۔ پس میں سچا ہونے میں بعض کی طرح ان کا کبھی امتحان نہیں کرتا۔ پھر میرا نفس کے مکروں سے پر حذر رہنا جبکہ کوئی دشمن مجالس میں کھڑا ہو کر میری توہین کرنے لگے اور میں اس کی تعریف کرنے لگتا ہوں۔

پھر میرا لوگوں کی تعظیم دین میں ان کے حسب مرتبہ کرنا۔ پس میں اللہ تعالیٰ اور اس کی شرع کے عارف کو اس پر مقدم رکھتا ہوں جو کہ ایسا نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا اکثر مجھے الہام صحیح والوں میں سے کرنا۔ پھر آیات صفات میں علم کے بغیر غور و فکر کرنے سے میری حفاظت۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ سے اپنے قلب کے ساتھ اذن طلب کرنا جبکہ میں عبادت مستحبہ میں ہوں اور اپنے نفس یا اپنی بیوی کی عفت کے لئے جماع کا ارادہ کروں پھر میرا اپنے نفس کے بارے میں شہود کہ وہ مرید ہونے کے دعوے میں جھوٹا ہے چہ جائیکہ شیخ بنے۔

پھر ان آفات سے میری حفاظت جو کہ کسی کو امر بالخیر کرتے وقت مجھے درپیش آتی ہیں۔ پھر میرا دعووں کے ساتھ خودنمائی ترک کرنے سے دعویٰ کرنے کے خوف کے مقابلہ میں زیادہ ڈرنا۔ پھر اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کر دفر سے کرنا اپنے آپ کو ان سے برتر سمجھے بغیر۔ پھر میرا اپنے بھائیوں کے لئے کثرت سے نامناسب کلام کرنے کے خوف کا شہود جب وہ زیادہ ہو جائیں کیونکہ اگر میں ان کی خیر خواہی کرتا تو ان کی تعداد غالباً زیادہ نہ ہوتی۔ پھر میرا اس حالت میں ہونا کہ کوئی نصیحت کنندہ مجھے کبھی نصیحت نہیں کرتا حالانکہ میں اپنے کو اس کی نصیحت سے بے نیاز سمجھوں۔ پھر میرا اپنے رب سے اذن طلب کرنا جب میں رات میں قیام کروں حالانکہ اپنے پاس اس کے حضور کھڑے ہونے کی تڑپ نہیں پاتا۔ پھر میرا شہود کہ بھائیوں کے لئے میری نصیحت کا ضرر ان کے لئے میرے نفع سے زیادہ ہے کیونکہ میں نصیحت کر کے ان پر قیامت کے دن حجت قائم کرنے والا ہوتا ہوں۔

پھر اپنے نفس کی مدد کرنے سے میری حمایت جبکہ کوئی حاسد مجھ پر غیرت کرے۔ پھر میرا کسی پر کسی چیز کا انکار نہ کرنے والا ہونا مگر اس کے شہود کے بعد جس کے ہاتھ میں اس کی پیشانی ہے۔ پھر میرا یوں ہونا کہ کسی کو کسی شے سے نصیحت نہیں کرتا مگر اس کے اس شے میں گرنے کے بعد۔ پھر کسی کی طرف نقص منسوب نہ کرنا جس سے اس نے توبہ کر لی ہو۔ پھر میرا عاصیوں کے میرے واسطہ کے بغیر رجوع الی اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش ہونا بہ نسبت میری اس خوشی کے جب وہ میری نصیحت کے واسطے کے ذریعے رجوع کریں۔ پھر جب مجھے کوئی ناصح نصیحت کرے تو میرا اپنے آپ کو پہچان لینا کہ میں اہل خیر سے ہوں یا اہل شر سے۔ پھر میرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا حالانکہ میں قدرت کے فعل کو تسلیم کرتا ہوں۔ پھر میرا اپنے اعمال میں علتوں کا شہود۔ پھر اعمال میں میرے باطن کا میرے ظاہر کے موافق ہونا۔ پھر میرا منع کو عطا پر ترجیح دینا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میرا اختیار فانی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میری امید کہ وہ مجھے اس لئے پسند کرتا ہے کہ میں دنیا سے بے رغبت ہوں۔ پھر اس میں بے رغبتی کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ادب کے طور پر میرا دنیا کو روک لینا۔ پھر میرا ایمان کہ بندوں کے اعمال ان کی طرف منسوب ہونے کی حالت میں تخلیق کے طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا اس مقام پر اطلاع بخشا جو کہ آیات و اخبار صفات کا اختلاف اٹھا دیتا ہے۔ پھر ایسے میزان پر کہ آئمہ کے تمام اقوال شریعت کے لئے لوٹتے ہیں۔ پس ان کے اقوال میں سے ایک قول بھی شریعت سے خارج نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ان تمام اخلاق کو اس کتاب میں جمع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خاتمہ

اور یہاں مذکور نعمتوں میں سے کشف اور ذوق کے ذریعے سے میرے شہود کی نعمت کہ میں تمام ہم نشیں مسلمانوں سے کم تر ہوں۔ پھر دنیا میں میرے بعض گناہوں کی وجہ سے میرا مصیبتوں اور پریشانیوں کو کثرت سے برداشت کرنا جو کہ میرے لئے دنیا میں واقع ہو رہی ہیں۔ یہاں تک کہ گویا مصیبتوں کا قطب ہوں۔ پھر اس شخص سے میرا کم دل تنگ ہونا جو مجھے ایذا دیتا ہے اور میرا خوش ہونا جب وہ مجھے زیادہ ایذا پہنچاتا ہے۔ پھر میرا شکر کے لئے جلدی کرنا جب بھی کوئی انسان مجھے ستائے کیونکہ وہ مجھے اپنی نیکیوں کا ہدیہ بھیج رہا ہے۔ پھر میرا اپنے شاگردوں میں سے کسی کو اپنی طرف سے جواب نہ دینے دینا جب کوئی مجھے جھوٹ اور بہتان کی تہمت لگائے اور یہاں صحابہ کرام کے دور سے لے کر ہمارے اس زمانے تک بادشاہوں کی تکالیف کا ذکر ہے اور اولیاء و علماء کے مصائب کا ذکر ہے۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کرنے کی تنبیہ جب بھی کوئی حاسد مجھ سے حسد کرے اور مجالس میں میری تنقیص کرے۔ پھر میرا اپنے حاسدوں اور دشمنوں پر صبر کرنا جب انہوں نے میری کتابوں میں اپنی طرف سے خلاف شریعت مواد شامل کر دیا۔ پھر میری طرف سے اس کی اشاعت کی۔ اور بعض واقعات کا ذکر جن میں میں نے صبر کیا اور ان لوگوں کا ان کی تنقیص کے مطابق مقابلہ نہ کیا۔

پھر جب بھی مجھے ستایا گیا اللہ تعالیٰ کا میرے دشمنوں سے غیرت کے طور پر میری طلب کے بغیر بدلہ لینا۔ پھر میری ہر اس شخص کے دین پر کثرت سے محبت وشفقت کرنا جسے میں لوگوں میں موجب فتنہ دیکھتا ہوں اور میرا اس کا حق واجبی ادا کرنا جب وہ میرے پاس آئے پھر میرا ہر اس شخص پر کثرت سے شفقت اور مہربانی کرنا جس نے مجھے ستانے میں مبالغہ کیا۔ اور اس کی محبت کو اس شخص کی محبت پر ترجیح دینا جس نے مجھ پر احسان کیا اور میرے متعلق عقیدت رکھی۔ پھر میری اس شخص کے دین پر شفقت اور خوف کی کثرت جس نے مجھے ستایا کہ مجھے ستانے کی وجہ سے ناقص ہو جائے یہاں تک کہ یہ احساس مجھے اس کی طرف سے کسی چیز کے ساتھ تکلف پہنچنے کی رعایت سے مشغول کر دیتا ہے۔ پس میں اس کے دین میں نقص وارد ہونے سے اس کے خود متاثر ہونے سے زیادہ متاثر ہوتا ہوں۔ پھر میرا اپنے سر کو کسی حیلہ کی تدبیر کی مشقت میں نہ ڈالنا جو کہ مجھے قول یا فعل کے ساتھ ایذا دینے والے کو ایذا پہنچائے۔ پھر میرا ہر اس شخص کے لئے عذر قائم کرنے میں جلدی کرنا جس نے مجھے ایذا دی کیونکہ اس نے مجھے ایذا نہیں دی مگر میرے اس کی خواہش کی مخالفت کرنے کے بعد یا میرے کسی ایسے گناہ میں گرنے کے بعد جو کہ اس کے نزدیک اس کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر ایسے عالم کے لئے میرا کثرت سے تعظیم واکرام کرنا جس نے مجھ پر انکار کیا اور اس نے انکار میں مبالغہ کیا کیونکہ اس نے اپنی عقل کے معیار کے مطابق شریعت کے ظاہر کے لئے غیرت کی۔ پھر میرا اس وقت شکر میں اکثر جلدی کرنا جب کوئی تنقیص کرنے والا امراء وحکام میں سے کسی کے پاس میری تنقیص کرتا ہے جس طرح کہ میں اللہ تعالیٰ کا اس وقت شکر ادا کرتا ہوں جب لوگ اکابر کے پاس میری مدح وتعظیم کریں۔

پھر میرا اس سے کثرت سے محبت کرنا جو تاجروں۔ اہل کاروں اور امراء وغیرہم دنیاداروں کو مجھ سے متنفر کرے اور ان کے پاس مجھ پر جرح کرے۔ یہ اس لئے کہ میں ان کے پاس موجود دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اور اگر میں اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو ہر اس شخص سے کراہت کرتا جو نہیں مجھ سے متنفر کرتا۔ پھر میرا بھائیوں کے ہموم وافکار کا کثرت سے تحمل کرنا۔ اور میرا ان کے ہدیوں سے گریز کرنا اپنے آپ کی ہلاکت کا خوف کرتے ہوئے۔ کیونکہ جب میں قریب ہوتا ہوں کہ ہدیے کے بغیر ان کے ہموم کی کثرت تحمل سے مر جاؤں تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا جب ان کا ہدیہ قبول کرلوں۔ پھر میرا اپنی طرف سے جواب دینے کو ناپسند کرنا جب کوئی میری تنقیص کرے مگر مصلحت شرعیہ کے لئے جو کہ خاموش رہنے پر ترجیح دے۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا جب دشمنوں میں سے کوئی مجھ میں کسی ایسی چیز کے حوالے سے نقص نکالے جو مجھ سے واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس سے میرے پر حذر رہنے کی وجہ سے اس نے مجھے ہر حال میں نفع پہنچایا۔ پھر اس امت محمدیہ میں سے ان سب لوگوں سے میرا عفو ودرگزر کرنا جنہوں نے مجھ پر مال یا عزت یا بدن میں جنایت کی اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر اس حیثیت سے کہ وہ آپ کی امت ہیں۔ کسی اور علت کی بناء پر نہیں اور میں نے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ پس میں اس سے رجوع نہیں کرتا گرچہ قیامت کے دن تمام اعمال صالحہ سے خالی ہاتھ آؤں۔

پھر میرا ہر اس شخص سے درگزر کرنا جس نے میری موت کے بعد یا میری زندگی میں میری غیبت کی اور اس کی غیبت مجھ تک نہیں پہنچی۔ کہ اگر مجھے اس کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ پھر میرا ہر اس شخص کو معاف کرنا جس نے میری غیبت سنی اور ہنسی مذاق کرنے والے اور اپنے دین میں بے جا جرأت کرنے والے غیبت کنندہ کی تصدیق کی۔ پھر میرا اپنی طرف سے جواب نہ دینا اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے نہ کہ کسی اور علت کے لئے۔ پھر میرا شہود کہ لوگ مجھے جو بھی تکلیف دیتے ہیں یہ میری مصلحتوں سے ہے کیونکہ بسا اوقات مجھے اپنے احوال کی بنا پر عجب ہوتا ہے تو میں اس ایذاء رسانی کی وجہ سے اس پر متنبہ ہو جاتا ہوں۔ اور اس میں آخرت کی ہولناکیوں کے تحمل کا تسلسل بھی ہے۔ پھر میرا اسے سخت ناپسند کرنا جو مجھ تک لوگوں کی ناقص خبریں نقل کرتا ہے۔ جنہیں ان کے سامنے کہتے ہوئے شرم کرتا ہے کیونکہ یہ سب غیبت ہے۔ پھر میرا پسند کرنا کہ تمام علماء اور صلحاء پر اپنی جان فدا کر دوں۔ اور میں تمنا کرتا ہوں کہ لوگ وہ تمام نقائص مجھ میں نکالیں جو ان میں بیان کرتے ہیں اور ان میں سے کسی طرف کوئی نقص منسوب نہ کریں۔ پھر میرا اس شخص سے بدمزہ نہ ہونا جو میرے معاصرین میں سے کسی کو مجھ پر فوقیت دے۔ پھر میرا علماء، صالحین اور امراء کی جلالت کا کثرت سے احترام کرنا۔ پس میں ان میں سے کسی کو دعوت میں نہیں بلاتا جس کا میں نے اہتمام کیا۔

پھر میرا اپنے دشمن پر رحم کرنا اور متاثر ہونا جب اس پر کوئی مصیبت ٹوٹے۔ پھر میرا اپنے خلاف حجت قائم کرنے میں جلدی کرنا نہ کہ اللہ تعالیٰ پر جب کوئی ظالم مجھ پر ظلم کرے۔ پھر کسی معاصر سے حسد کرنے سے میری حمایت جب دنیا اور اہل دنیا اس کی طرف متوجہ ہوں نہ کہ مجھ پر۔ پھر میرا اس سے بدمزہ نہ ہونا جس نے لقب یا کنیت یا سیادت یا شیخیت وغیرہ سے خالی میرا نام لے کر مجھے آواز دی ہو۔ میرے نفس کا مجنوں کے رہن سہن سے اس وجہ سے نفرت نہ کرنا کہ یہ لوگ مصائب و امراض والے ہیں۔ پس میں ان کے قریب ہوتا ہوں تاکہ ان کی امراض کا علاج کروں۔ اور مجھے ان امراض سے عافیت میں رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر میرا اللہ تعالیٰ کے حضور اس بارے میں انتہائی توجہ کرنا کہ میرے مرید کے قلب سے ہر وہ علم مٹا دے جس کے حصول میں اس نے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نیت نہ کی۔

پھر میرا ہر اس عالم کے علم کے مطابق عمل کرنے کا پختہ عزم جسے میں نے دیکھا کہ وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا پس یوں میں اس کے علم پر عمل کا ثواب حاصل کرنے پر اس کی موافقت کروں۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اسے محض اس لئے ثواب عطا فرماتا ہے کہ وہ اس کے علم پر میرے عمل کرنے کا سبب ہوا۔ پھر میرا کسی دشمن کی اس بات پر کان نہ رکھنا جو کہ اس کے دشمن کے حق میں نہیں چاہئے۔ پھر میرا اپنے باطنی دشمن سے میل جول کرنا جبکہ وہ ظاہر میں میری محبت کا دعویٰ کرے اور میرا اسے نہ جتلانا کہ وہ مجھے ناپسند کرتا ہے اس خوف سے کہ شرم سار ہو۔ پھر میرا اپنے شاگرد سے بدمزہ نہ ہونا جب وہ میرے دشمن کے ساتھ نشست و برخاست کرے۔ اور پھر اس کے متعلق اچھی توجیہات بیان کرے۔ پھر میرا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور کثرت سے استغفار کرنا جب میرے حاسد اور دشمن زیادہ ہو جائیں۔ پھر میرا اپنے دشمن کے غم و اندوہ کو اٹھانے کا اہتمام اپنے دوست کے غم و فکر کو اٹھانے سے زیادہ کرنا۔ پھر اپنے دشمن کی غیبت میں واقع ہونے سے پھر اپنے دوست کی عادۂ غیبت میں گرنے کے مقابلے میں زیادہ کثرت سے تحفظ۔ پھر میرے دشمنوں کی سازشوں کا انہیں پر لوٹانا جبکہ میں نے اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ نہیں کی۔ پھر ایسی کثیر جماعتوں کا پایا جانا جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ میرے متعلق عقیدت رکھنے والوں کا شمار تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور محب اور معتقد کے درمیان فرق کا بیان۔

پھر علماء۔ امراء وغیرہم کی ایک جماعت کا میرے بارے میں اچھے خواب دیکھنا جن کی وجہ سے میرے بارے میں ان کا اعتقاد زیادہ ہوتا ہے باوجودیکہ اپنے عقیدے کے مطابق میں اس حد کے لائق نہیں جسے میں پسند کرتا ہوں۔ پھر میرا ہر اس شخص کے ساتھ انصاف جس نے میری خاطر وظیفہ یا امور دنیا میں سے کوئی چیز حاصل کرنے پر مشقت اٹھائی۔ پس میں سے اس چیز میں اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہوں جو وہ میرے پاس لایا۔ پھر میرا مخطوبہ کو ایک نظر دیکھنے میں سنت پر عمل کرنا۔ اور میں اسے حیاء نفسانی کے طور پر ترک نہیں کرتا۔ اور میرا چہرے اور دونوں ہتھیلیوں سے زیادہ کی طرف نظر کرنے سے پرہیز کرنا۔ پھر ہر اس شخص کا ادب کرنا جس نے مجھے کوئی سورت یا قرآن کریم سے کوئی آیت پڑھائی۔ اور میں اپنے آپ کو اس پر فائق نہیں سمجھتا اگرچہ شیخ الاسلام ہو جاؤں۔ پھر میرا اپنے بارے میں یہ شہود نہ ہونا کہ میں نے کوئی نفلی کام کیا ہے۔ کیونکہ نوافل صرف اسی کے لئے ہوتے ہیں جس کے فرائض کامل ہوں۔ اور ہمارے جیسوں کے لئے تو فرائض کو پورا کرے والے ہیں۔ پھر میرے نفس کا قیامت کے دن میری نیکیوں سے اور دنیا میں میرے اموال سے میرے دشمنوں کو حصہ تقسیم کر کے سخاوت کرنا۔ پھر اہل معاصی کو میرا سخت ناپسند کرنا گرچہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میرے ساتھ اچھا سلوک کریں اور میرے معتقد ہوں۔ پھر علماء اور صالحین کی ایک جماعت سے میرا محبت کرنا بغیر ملاقات کئے۔ پھر ایسے لوگوں کا پایا جانا جو کہ ہمیشہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تا کہ اس پر صبر کی وجہ سے میرا اجر دائم رہے۔

پھر جو مجھ سے نفرت کرتا ہے میرا اسے حق پر محمول کرنا۔ پھر میرا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور ڈال دینا جب وہ مستقبل میں میرے کسی معصیت میں گرنے کی مجھے اطلاع بخشے۔ اور اس سے سوال کرتا ہوں کہ اسے پھیر دے اگر تقدیر میں یہ برحق ہے۔ میرے شہود سے اس کا زوال اگر یہ محو و اثبات کی الواح میں ہو۔ پھر میرے نفس کا اپنے شاگرد کے ہدیے پر نہ للچانا جب وہ حجاز وغیرہ سے آئے۔ اور میرے نفس کا اسے ذکر تک نہ کرنا۔ پھر کھانوں۔ کپڑوں۔ عورتوں۔ نرم بستروں اور عادت سے زیادہ مہکنے والی خوشبویات سے میری بے رغبتی۔ اور میرا خشک ٹکڑے پر بغیر سالن کے قناعت کرنا۔ پھر میرا تمام حاسدوں اور دشمنوں کے مناقب طبقات العلماء الصالحین کی کتاب میں ذکر کرنا باوجودیکہ وہ مجھے ستانے میں شدید مبالغہ کرتے ہیں۔ پھر طریق قوم کی محبت میں داخلے کے اوائل سے اہم جلالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر میرا ہمیشگی کرنا ۲۴ ہزار مرتبہ ہر دن رات میں ان سانسوں کے شمار کے مطابق جو کہ تین سو ساٹھ درجات میں واقع ہیں۔

پھر میرا اپنے تمام ظاہری اور باطنی امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا۔ اور اپنے کسی عمل پر بھروسہ نہ کرنا۔ پھر میرا اپنے نفس کو کسی کتاب کی تحریر کی مشقت میں نہ ڈالنا مگر جسے میں نے تالیف کیا اچھی نیت کے ساتھ۔ نہ اس لئے کہ لوگ اس پر میری مدح سرائی کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا اس کتاب میں مذکوران تمام اخلاق کو اس کی تالیف سے پہلے تحققا اور تخلقا جمع کرنا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو میرا فعل میرے قول کو جھٹلانے والا ہوتا۔ پھر عالم غیب خیال کے ایک واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا مجھے اس فضل پر مطلع فرمانا جو کہ مجھ پر دار آخرت میں فرمایا۔ اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کی موجودگی میں ہوا۔ پھر میرا اپنے اور اپنے غیر سے معاصی کی بو سونگھنا جب ہم کسی معصیت میں گر جائیں اور اسی طرح بھول کر نماز چھوڑ دینا۔ پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حلم کی کثرت اور عذاب دینے میں جلدی نہ کرنا باوجودیکہ میرے گناہ اگر روئے زمین کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیئے جانے کے مستحق ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے ابواب کی فہرست پوری ہوئی۔ اب ہم مقدمہ کتاب کا آغاز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے توفیق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقدمہ اوراس میں بیان کردہ مسائل کا تعارف

ان امور کے ذکر میں جوکہ دہلیز کی طرح ہیں جس سے اس شخص پر اعتراض نہ کرنے تک رسائی ہوگی جو کسی کتاب میں اپنے مناقب ذکر کرے۔اور یہ اس طریق کے بیان پر مشتمل ہے جوکہ اس کتاب کے اخلاق سے متخلق ہونے تک پہنچانے والا ہے اوران دلائل کے بیان پر مشتمل ہے جوکہ بندے کواس پر برانگیختہ کرنے کا تقاضا کرتے ہیں کہ حسب طاقت وہ انعامات بیان کرے جوکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دین ودنیا میں اسے عطا فرمائے اوراگراس نے اسے ذکر نہ کیا تو اپنے رب کا نافرمان ہوگا۔اوراس بیان پر کہ میں نے اس پوری کتاب کے اخلاق میں وہی ذکر کیے ہیں جن کے ساتھ متحقق ہوں۔اس خطرے کے پیش نظر کہ کوئی معترض کہہ دے کہ فلاں ان اخلاق سے متخلق ہونے کا دعویٰ کیسے کرتا ہے۔حالانکہ اس کے افعال اس کی تکذیب کرتے ہیں۔اوران اخلاق کی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہمارے باپ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے ہماری سند سے قریب کا بیان۔علاوہ ازیں وہ امور جن کا بیان آرہا ہے۔جب تجھے یہ معلوم ہوگیا تو میں کہتا ہوں۔اورتوفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

آغاز مقدمہ

اے بھائی! تجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت پر شکر دیا ہے جوکہ اس نے ہمیں تمام وکمال عطا فرمائی۔اوراسے ہم پر اپنے فرائض میں سے قرار دیا اوراس کی تمام نعمتوں کے شمار کی طرف ہمارے لئے کوئی راہ نہیں۔نہ اپنی زبان۔نہ اپنے دل اور نہ اپنے ارکان کے ساتھ۔باوجودیکہ رب کریم نے ہم سے زبان۔قلب اوراعضاء کے ساتھ شکر ادا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

شکر باللسان۔شکر بالقلب اورشکر بالجوارح کا مفہوم

پس زبان کا شکر نہیں ہوسکتا مگراس کی نعمتوں کے متعلق ہمارے اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ اس کے ہاں سے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ مخلوق کی طرف ان کی نسبت ترک کی جائے مگران کے واسطہ ہونے کی حیثیت سے جیسے نالی جس سے ہمارے لئے پانی جاری ہوتا ہے۔پس درحقیقت شکراس کے لئے ہے جس نے نالی میں پانی جاری کیا نہ کہ نالی کے لئے۔اورحدیث پاک میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔اورجس کے ہاتھوں ہمیں خیر پہنچی اس کی مثال غلام کی طرح ہے جوکہ ہدیے کا طبق اٹھائے ہوئے ہو۔پس حمد کا حقدار وہ ہے جس نے ہدیہ عطا کیا نہ کہ جس نے اٹھایا۔

رہا شکر بالقلب تو یہ حاصل نہیں ہوتا مگر بندے کے اس یقینی اعتقاد کی بدولت کہ اس کے ہاتھ میں جتنی نعمتیں۔منفعتیں۔لذتیں۔اور حرکات وسکنات ہیں سب اس کے رب کے فضل سے ہیں نہ کہ اس کے غیر سے۔اور یہ اس لئے تاکہ بندے کا شکر لسانی اس کے مطابق ہو جو اس کے قلب میں ہے اوراسی کی تعبیر کرنے والا ہو جوکہ اس میں ہے۔کیونکہ بندے کے لئے اس کے رب کے سوا کوئی منعم نہیں۔

اوررہا شکر الاعضاء تو یہ نہیں ہوسکتا مگراس وقت کہ بندہ اپنی تمام ظاہری وباطنی حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں کرے۔

یہاں تک کہ بائیں ہاتھ والا کاتب لکھنے کو کچھ نہ پائے۔اور نہ ہی فرشتے اس کے صحیفے میں کوئی ایسی چیز پائیں جسکی وجہ سے وہ قیامت میں رسوا ہو۔اور ایسا شکر کرنے والے قلیل ہیں۔اور عام لوگوں کے ہاں زیادہ سے زیادہ شکر باللسان ہے نہ کہ عمل۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اعملوا آل داؤد شکرا (سبا آیت ۱۳) اے داؤد کے خاندان والو! شکر ادا کرو) جبکہ ہم حضرت داؤد علیہ السلام کی امت سے شکر بالعمل کے زیادہ حقدار ہیں۔

کتاب میں مذکور اخلاق کے متعلق خصوصی وضاحت

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ میں اس کتاب میں تیرے لئے جو اخلاق اور اللہ تعالیٰ کے احسانات ذکر کروں یہ سب کے سب سلوک طریق میں میرے آغاز کے ایام کا میرا حال ہے۔کیونکہ یہ تمام اخلاق طریق قوم میں مریدین کے داخلے کے اوائل کے اخلاق ہیں۔پس انہیں کامل عارفین کے اخلاق گمان نہ کرنا جس طرح کہ اسے وہم ہوا جو کہ طریق قوم میں داخل نہیں ہوا۔کیونکہ ہمارے جیسوں کے لئے اس وقت کاملین کے اخلاق میں کوئی ذوق ہی نہیں کہ ان کے بارے میں کلام کریں۔کیونکہ ان کے ہاں یہ اخلاق بطریق ہبہ آتے ہیں یا طویل مجاہدۂ عظیمہ کے بعد۔اور جس طرح اولیاء کے لئے مقامات رسل میں ذوق نہیں۔اسی طرح مریدین کے لئے کاملین کے مقام میں ذوق نہیں۔اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مقام نبوت کی ابتداء مقام ولایات کی انتہاء کے بعد شروع ہوتی ہے۔پس ولایت، اجزا نبوت میں سے کسی چیز کے ساتھ مشترک نہیں ہوتی۔انتہی۔پس سمجھ لے۔

علماء عصر میں سے بعض کو اس کتاب کے مسودہ کے بعض اخلاق پر اطلاع ہوئی۔اس نے چندروز مطالعہ کیا۔پھر میرے پاس لایا کہ یہ اخلاق تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہوتے ہیں۔پس میں نے اسے اس سلسلے میں معذور جانا۔اور مجھے معلوم ہوا کہ طریق قوم کے ابتدائی مراحل میں داخل نہیں ہوا۔کیونکہ اگر داخل ہوا ہوتا تو پہچان جاتا کہ یہ تو مریدین کے اخلاق میں سے ہیں۔اور اس کی زبان حال کہہ رہی تھی کہ وہ چیز جس کا مجھے ذوق نہیں میرے اس علم کے باوجود جس تک میری رسائی ہے تو اس کا ذوق ان لوگوں میں سے جاہل کیونکر حاصل کرسکتا ہے۔پس اس کا ذوق صحیح ہے اور اس کا حکم غیر صحیح ہے۔اور اس کا سبب اس زمانے میں اخلاق قوم کے ساتھ عمل کا مٹ جانا ہے۔یہاں تک کہ قریب نہیں کہ کوئی شخص شیخ بننے والوں میں سے کسی کو پائے جو کہ اخلاق قوم میں سے کسی چیز کے ساتھ متخلق ہو۔پس مریدین کے ساتھ خاص ان اخلاق کو میرا ذکر کرنا اس دور کے ہر مدعی کی تکذیب کی مثل ہے۔پس اسے کہا جائے کہ اگر تو اخلاق مریدین کے ساتھ متخلق ہونے سے عاجز ہو چکا ہے تو کامل عارفین کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونے کا تو کیسے دعویٰ کرتا ہے۔پس اس کتاب میں جو کچھ بھی ہم نے ذکر کیا ہے اصحاب دعاوی و رعونات کے لئے مہلک تلوار کی طرح ہے۔اور اگر یہ ان کے ہاتھ لگ جاتی تو اسے جلا دیتے کیونکہ یہ ان کے لئے اور لوگوں کے لئے ان کی جہالت اسی طریق کے ساتھ ظاہر کر رہی ہے جس کے متعلق انہیں گمان ہے کہ وہ اس کے اہل ہیں اور وہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ اس میں بیٹھتے ہیں۔پس میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ ان سے بچائے۔تاکہ اس سے نفع پانے کا میرا مقصد پورا ہو جائے۔پس اے بھائی! جب تو اس کتاب میں کاملین کے اخلاق سے کچھ دیکھے تو یہ مقصود نہیں ہے قلم کی سبقت یا مضمون کا تنوع یا بروئے طلب شہادت یا مریدین کو مانوس

کرنے کے لئے ہے۔اور سالکین سے ایسی فروگذاشتیں ہوتی رہی ہیں۔ چہ جائیکہ ان کے غیر سے۔پس وہ ایسے ہی ہر مقام کے متعلق بات کر دیتے ہیں جس کی طرف انہوں نے ترقی نہیں کی کہ یہ کاملین کے ساتھ خاص ہے۔پس جب وہ اس کا ذوق حاصل کرتے ہیں اور اس سے اوپر دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتے ہیں تو پہچان لیتے ہیں کہ پہلا مقام مریدین سے ہے۔پس ارادت ہمیشہ سالک کے ساتھ رہتی ہے چہ جائیکہ اس کا غیر ہر اس مقام میں جسے اس نے چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جاتا ہے۔کیونکہ انتہاء منقولہ ہے نہ کہ معقولہ۔اور عارفین کی ہمتیں پہلے قدم پر ختم ہو جاتی ہیں حالانکہ وہ مع الحق تعالیٰ ہوتے ہیں۔پس ان کی عمریں ان کے لئے اس معرفت الٰہیہ تک وفا نہیں کرتیں جس کے ساتھ ان کی عمریں وابستہ ہوتی ہیں۔اور ہماری گفتگو کی تائید اس سے ہوتی ہے جو کہ شیخ الطائفہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانہ بعض کے اس قول کے بارے میں توقف میں رہا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر اس پر تلوار کا وار کیا جائے تو اسے محسوس نہیں ہوتا۔حتیٰ کہ میں نے امر ایسا ہی پایا جیسا اس نے کہا۔انتہی۔

ادراک کلام میں غلطی کے مرتکبین

پھر اس میں اکثر غلطی کا ارتکاب وہ متصوف کرتے ہیں جو کہ دقیق مسائل کی کتابیں تالیف کرتے ہیں جنہیں مقامات طریق کا ذوق نہیں۔پس ایک ولی سے جو کچھ انہیں پہنچے وہ نقل کر دیتے ہیں اور اس ولی کی گفتگو میں فرق نہیں کرتے جو اس نے اپنے ابتدائی دور میں کی ہے یا وسط میں یا انتہاء میں۔اور طریق میں جس کا انہیں ذوق نہیں اسے کاملین کے مقام کا نام دے دیتے ہیں۔پس جب کامل ان مؤلفین کی کتب کا مطالعہ کرے تو ان کی ناواقفیت پہچان لیتا ہے اور اگر ان مؤلفین نے مقامات طریق کا ذوق پایا ہوتا تو ولی کے مناقب میں سے صرف اسی کا ذکر کرتے جو اس نے اپنے انتہائی دور میں کیا یا کہا۔کیونکہ یہی وہ امر ہے جو اس کی منقبت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔جس طرح کہ میں نے طبقات علماء وصوفیہ میں کہا ہے۔پس میں نے ان میں سے کسی سے وہی کچھ ذکر کیا ہے جو اس نے اپنے حال کی انتہاء میں کہا یا کیا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اپنے رب سے علم میں اضافے کا سوال کریں تو کسی دوسرے کا کیا مقام۔یہ اس کے باوجود کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق خود فرمایا کہ آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا گیا۔اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو اولین و آخرین کے علم سے زیادہ عطا فرمایا۔پس معلوم ہوا کہ کسی کے لئے مقام نہایت درست نہیں مگر جبکہ وہ ایسی حالت تک پہنچ جائے جس کے بعد کسی کے لئے کوئی مقام نہ ہو۔اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

قول فقیر کے انکار سے پرحذر رہو

جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو اس سے بچ کہ تو کسی فقیر پر اعتراض کرے جو کہتا ہے کہ میں اب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔اس کے جہنم کے خوف سے نہ اس کے ثواب کی امید کی بنا پر۔کیونکہ یہ تو طریقت کے مبتدیوں کے مقامات سے ہے نہ کہ کاملین کے مقامات سے۔

اور یہ اس وجہ سے کہ جب مرید ذکر پر ہمیشگی کرے اور شب و روز اس کی کثرت کرے تو لازماً اس کا حجاب باریک ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کا حجاب باریک ہوا تو اس نے فعل اللہ تعالیٰ کے لئے دیکھا نہ کہ بندے کے لئے۔ اور وہ حق تعالیٰ کی نداء اپنے قلب سے کچھ ایسی سنتا ہے۔ اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے میری عبادت جنت کے لئے یا جہنم (سے بچنے) کی خاطر کی۔ اگر میں نے جنت اور نہ ہی جہنم پیدا نہ کی ہوتی کیا میں اس کا اہل نہ تھا کہ میری عبادت کی جاتی۔ پس بندہ شرم سار ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت جہنم کے خوف یا ثواب کی امید کی بنا پر کرے۔ کیونکہ کوئی بھی کسی دوسرے فعل پر اجر نہیں مانگتا۔ صرف اپنے فعل پر اجر طلب کرتا ہے۔ تو مریدین میں سے جس کا حجاب باریک ہوا وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کے افعال کے وجود میں اس کا اپنا کوئی دخل نہیں۔ مگر شریعت مطہرہ کے ادب کی وجہ سے صرف نسبت تکلیف کے انداز ے پر۔ اور وہ کشف و یقین کے ساتھ دیکھتا ہے کہ وہ آلہ کی طرح ہے جسے محرک فارغ پر حرکت دے رہا ہے اور جس طرح وہ ذات عبد کا خالق ہے اسی طرح وہ اس کے فعل کا خالق ہے اور اس کی نظیر یہ بھی کہ جب تو کسی کو یہ کہتا ہوا سنے لا ملك الا لله۔ اور اس کے ساتھ کوئی کسی شے کا مالک نہیں۔ تو یہ ایسا مقام ہے جس کا ذوق طریقت میں اپنے داخلے کے آغاز میں ہی مرید حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا قائل نہایت کا مدعی نہیں۔ اس کا کبھی وہم ہو سکتا ہے کیونکہ مرید کے طریقت میں پہلا قدم رکھتے ہی اس کا شہود ہے الملك لله۔ کیونکہ وہ ہر شے کا خالق ہے۔

الملک للہ کا شہود اور اس کا تقاضا

اور نووی کی منہاج کی عبارت میں ہے "زیادہ ظاہر یہ ہے کہ بندہ اپنے سیّد کی تملیک سے مالک نہیں ہوتا"۔ پس سمجھ لے۔ اور جب کسی بندے کو الملک للہ وحدہ کا شہود صحیح ہو جائے تو دنیا میں اس کا مقام زُہد اور مخلوق میں سے کسی پر اس کا بخل نہ کرنا درست ہو جاتا ہے مگر غرض شرعی کے لئے اور اس مقام کے لئے بندے کے ذوق کی علامت یہ بھی ہے کہ اگر اسکے پاس سونے کا کافی ذخیرہ ہو۔ اسے کوئی چرا لے تو اس کی وجہ سے اس کا ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے سینے میں کشادگی محسوس کرتا ہے جس نے اس سے یہ لے لیا۔ قیامت کے دن اس کے حساب کے ڈر کی وجہ سے۔ اور اس مقام والے کے ہاں اللہ تعالیٰ کا عطاء کرنا اور اسے روکنا دونوں برابر ہیں۔ عطاء و منع کی حیثیت سے۔ اس حیثیت سے نہیں جو کہ بندے پر رضا و شکر کے حوالے سے ہے۔ کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھ دارین میں اپنے لئے کسی ملک کا عقیدہ نہیں رکھتا اور اگر وہ اسے کچھ عطا فرمائے تو نہیں سمجھتا کہ یہ اس کا مالک ہے مگر شکر کے لئے عطا کی اس کی طرف نسبت کی وجہ سے اور کچھ نہیں۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف بری ہو جاتا ہے جو کہ اس کی اور اس کی ذات کا مالک حقیقی ہے۔

الملک للہ کے شہود کا نازک پہلو

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو کوئی چیز عطا فرمائے اور اسے اپنی ملک سے نسبت تحقیق بالعطاء کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ کی ملک کی طرف اس چیز کے خروج کا شہود نہیں ہوا تو اس نے ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اور ملک میں اس کے ساتھ شریک ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللّٰه لا يغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء (النساء آیت ۴۸) بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا

ہے) پس یہ شرک عموم اور شرک خصوص کو شامل ہے۔ اور ہر کوئی اپنے مقام کی ترجمانی کرتا ہے۔ انتہی اور اسی وجہ سے سچے فقراء کے نزدیک سونا اور مٹی برابر ہیں۔ سونے کو اس پر ترجیح دیئے بغیر قلب کے اس کی طرف مائل نہ ہونے میں۔ کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی ملک نہیں ہے۔ پس وہ دارین میں اپنے آقا کے مال سے کھاتے اور پہنتے ہیں۔ اور اسی کی ملک میں رہتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لا موجود الا اللہ کا مفہوم

اور اس کی نظیر بھی یہ ہے کہ جب تو کسی کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہے لا موجود الا اللہ۔ تو اس سے پرہیز کر کہ تو اس کے متعلق گمان کرے کہ وہ کمال کا مدعی ہے کیونکہ یہ تو مرید کے مقامات سے ہے۔ کیونکہ طریقت میں اپنے عشق اور غیر اللہ تعالیٰ کی محبت سے اس کے قلب کی رحلت کی شدت سے اللہ تعالیٰ کے سوائے اس کے جس کی محبت کا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ مرید کا قلب کائنات کے شہود سے محجوب ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ گرفتار مصیبت کے لئے واقع ہوتا ہے کہ جب اس کا بیٹا فوت ہو جائے یا مال ضائع ہو جائے تو شدت مصیبت کی وجہ سے کبھی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی باہر آتا ہے اور اپنے دوست کو جو کہ صبح سے اس کے دروازے پر بیٹھا ہے نہیں دیکھتا اور کہنے لگتا ہے کہ فلاں کو آج ہم نے نہیں دیکھا۔ تو لوگ اسے کہتے ہیں کہ وہ تو صبح سے تیرے دروازے پر ہے۔ پس وہ کہتا ہے صدمے کی شدت کی وجہ سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔ تو یہ اس کی مثل ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا شہود نہیں اس لئے کہ اس کی محبت اس کے قلب میں پیوست ہوگئی ہے۔ پس اس کی مراد لا موجود الا اللہ سے یہ نہیں کہ سارے عالم کے وجود کی نفی کرے جس طرح کہ اس کا گمان ہے جسے اہل طریقت کے احوال کا علم نہیں بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے اس تمام اجزاء قلب کو پکڑ لیا ہے حتیٰ کہ اسے مشاہدہ کرنے والے کی ذات کے سوا خلوق کے شہود سے محجوب کر دیا کیونکہ وہ اگر اپنے نفس کے شہود سے محجوب ہو جاتا تو وہاں کون ہوتا جو حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا۔ پس غور کر۔

قصہ مختصر جب وہ عورتیں جن کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے اپنے آپ سے بے خبر ہوگئیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے ہاتھ کاٹ لئے اور انہیں اس کے درد کا شعور تک نہ ہوا تو اس کا کیا حال جسے دربار احسان میں جمال رب العالمین کے معنی کے سر کا شہود ہو۔ پس اے بھائی اس مقام میں غور و فکر کر۔ اور طریقت کا سلوک اختیار کرتا کہ تجھے ذوقاً مقامات کی پہچان ہو۔ اور تو اس کا امتیاز کر سکے جو مریدین کے لئے ہے اور جو عارفین کے لئے ہے۔ اور تو پہچان لے کہ اس زمانے میں تو مقام ارادہ نادر ہے۔ مقامات عارفین کا کیا حال۔

اور قشیری نے شبلی سے روایت کی کہ وہ اپنے شیخ الحصری کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتے۔ ایک دن حصری نے آپ سے فرمایا: اے ابوبکر! اگر جمعہ سے جمعہ تک تیرے دل میں غیر اللہ تعالیٰ کا کھٹکا ہوا تو ہمارے پاس دوبارہ نہ آنا۔ کیونکہ تجھ سے کچھ نہیں ہوگا۔ پس آپ نے جمعہ سے جمعہ تک شبلی کے دل میں غیر اللہ تعالیٰ کے کھٹکنے کو احوال مریدین سے قرار دیا اور اگر اکثر مشائخ عصر کو ایسا عارضہ ہوتا تو کہتے کہ یہ تو خواص اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔

ہر عارف کی نہایت اس کی ابتداء کی صورت کی طرف لوٹتی ہے

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ ہر عارف کی انتہاء اس کی ابتداء کی صورت کی طرف لوٹتی ہے۔ لیکن اس وجہ کے سوا جس کا مبتدی

مشاہدہ کرتا ہے۔اور اس کی مثال یہ ہے کہ مرید پر اس کی ابتداء کی حالت میں قوم کے نزدیک واجب ہے کہ دنیا کی ہر چیز ترک کر دے جو اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول کر دے۔پس جب وہ اس بارگاہ تک پہنچ جائے جس بارگاہ تک قوم کی اصطلاح کے مطابق اس کا سلوک پہنچتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت ثابتہ حاصل ہو جائے جسے دلائل متزلزل نہ کر سکیں پس وہاں کوئی چیز نہیں جو اسے دارین میں اللہ تعالیٰ سے مشغول کر سکے۔کیونکہ اس وقت وہ حق تعالیٰ کو ہر چیز کے ساتھ پاتا ہے جسے اس کے سلوک کی حالت میں ترک کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ وہ ضعیف الحال تھا۔پس ایسا شخص دنیا کو اس کی تمام تر وسعتوں کے ساتھ قبضے میں لے لیتا ہے اور اس میں حکیم وعلیم کا سا تصرف کرتا ہے (اقوال و باللہ التوفیق)۔یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے بادشاہ مصر سے فرمایا: اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیه۔یعنی مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بیشک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں) اور وہ لوگوں سے فرماں روائی میں مزاحمت کرتا ہے۔جدید احوال میں ان سے معاملہ کرتا ہے۔لوگوں کا ہر چیز میں مواخذہ کرتا ہے جس کے ارتکاب سے انہوں نے اسے ایذا پہنچائی۔اور کسی سے درگزر نہیں کرتا مگر جب اس کے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے فیصلہ میں یہ مصالحت ترجیح پائے۔اس کی صورت ابناء دنیا کی سی ہو جاتی ہے جو کہ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کا قصد مختلف ہوتا ہے باوجودیکہ اس کا کمال اسی میں ہے۔اور جب وہ اس کے خلاف کرے تو اس کا مقام ناقص ہو جاتا ہے۔

عارف کی مذکور الصدر کیفیت کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ متحقق ہوتا ہے تو اس کا مشہد قائم بالذوات سرّ ہوتا ہے نہ کہ ذوات۔وہ اس سرّ کے علاوہ دیکھنے والا نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو جاتا ہے۔پس دنیا پر قبضہ کرنے کے ساتھ وہ اپنے نفس کو لوگوں سے سوال کرنے اور ان کا احسان اٹھانے سے روکنے کا قصد کرتا ہے۔اور اس سے انفاق فی سبیل اللہ کا قصد کرتا ہے۔اور محنت اور غنا والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے خطاب کی لذت حاصل کرنے میں کامیابی کا قصد کرتا ہے۔اقرضوا اللّٰہ قرضًا حسنًا (المزمل آیت ۲۰) اور اللہ کو قرض حسنہ دو) کیونکہ اس نے یہ خطاب صرف اسی سے فرمایا ہے جس کے پاس مال ہو۔اور فقیر اس لذت خطاب سے محروم ہے۔اور فرماں روائی پر اپنی مزاحمت سے اس کا قصد اس کے ساتھ اس حیثیت سے تخلق ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے ہے نہ کہ اپنے بھائیوں پر اپنے نفس کی برتری۔بلکہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرے۔پھر حق والے کو اس کا حق دے۔اور اگر اس کے پاس سرداری کا عہدہ نہ ہوتا تو کوئی اس کی بات نہ سنتا۔اور بعض سے بعض کے حقوق چھڑا نہ سکتا۔اور مال اور ساز و سامان میں لوگوں سے بخل سے انہیں خاطر و مدارات کے احسان سے خلاصی دینے کا قصد کرتا ہے۔وغیرہ ذلک۔پس عارف کی صورت اس کی ابتداء کی صورت کی طرف لوٹ آئی۔جبکہ قصد مختلف ہیں۔

مرید کی ابتداء اور انتہاء کے واجبات

اور اس کی یہ یہی نظیر ہے کہ مرید پر اس کے سلوک کی ابتداء میں دنیا کی تمام خواہشات کا ترک واجب ہے۔پس وہ کوزوں میں ٹھنڈا پانی نہیں پیتا۔نرم بستر پر نہیں سوتا۔اپنا پہلو زمین پر نہیں لگاتا۔پھر جب اس کا سلوک انتہاء کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت حاصل کر لیتا ہے جو کہ قوم کے مابین ثابت ہے تو اسے اپنے نفس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہوتا ہے۔کیونکہ اسے نفس اور اس کے حق کے

متعلق سوال ہوگا۔ پس وہ خواہش کی چیزیں کھاتا ہے۔ نرم بستر پر آرام کرتا ہے۔ کوزوں میں ٹھنڈا پانی پیتا ہے۔ اور اس کے خلاف امور ترک کر دیتا ہے تاکہ اپنی رعیت اور سواری پر ظلم کرنے والا قرار نہ پائے۔ پس کس قدر طول ان طویل ٹھنڈی یا گرم راتوں کا جنہوں نے اسے بیدار رکھا۔ اور کس قدر طول ان اوقات کا کہ اسے بھوکا پیاسا رکھا اور اسے کھردرے چیتھڑے پہنائے۔ تو جب اسے بارگاہ ... تک پہنچا دیا جو کہ اس کا مقصد ہے تو یہ مزدور کی طرح ہو گیا جس نے طے شدہ کام پر مزدوری کی۔ اب واجب ہے کہ اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے جلدی دی جائے۔ اور وسعت ہونے کے باوجود تاخیر نہ کی جائے۔ جبکہ پہلے اسے اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ظلم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا **ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ** (فاطر آیت ۳۲) پھر ہم نے وارث بنا دیا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں)

بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے کے لئے اصطفاء اس لئے صحیح ہے کیونکہ اپنے نفس پر ظلم کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفس کے مجاہدے میں تھا۔ پس اس سے مراد وہ شخص نہیں جو کہ اپنے نفس پر معصیتوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ جیسا کہ بعض نے سمجھا۔ انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ مبتدی اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں اپنے نفس پر ظلم نہ کرتا جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے بلکہ اسے لذیذ چیزیں کھلاتا۔ ٹھنڈا پلاتا اور اسے نرم بستر پر سلاتا تو اپنے مقام پر ہی رہتا اور سب ترقی حاصل نہ کرتا۔ جس طرح کہ صوفیا فرماتے ہیں کہ طریقت کے خصائص میں سے ہے کہ انسان جب اس پر کلی طور پر متوجہ ہو تو اسے اس کا بعض ملتا ہے اور اگر اس پر کلی طور پر متوجہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ملتا۔ جیسا کہ یہ عوام کی شان ہے جو کہ اس مقام سے ترقی طلب نہیں کرتے جس میں وہ ہیں۔

اور اس کی نظیر ایثار بالنفس یہی ہے کیونکہ یہ مبتدی سے یقیناً مطلوب ہے تاکہ نفس کی بخیلی۔ اور اپنے آپ پر بخل سے نکل جائے جس کا عین اس پر مفتوح ہوا ہے۔ چہ جائیکہ یہ اپنے غیر کو کچھ دے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حوصلہ دلانے کو صحابی کی مدح فرمائی جب اس نے دوسرے کو اپنے پر ترجیح دی۔ پھر سالک جب سلوک میں انتہاء کو پہنچ جائے تو اسے اپنے نفس پر احسان کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کا سب سے قریبی پڑوسی ہے۔ اور قریبی زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے ساتھ نیکی کی جائے جیسے کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ اور اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد محمول ہے اپنے آپ سے ابتداء کر پھر اپنے اہل وعیال کے ساتھ۔ پس اگر مبتدی کو اپنے آپ سے ابتداء کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ طریقت میں ذرہ برابر ترقی نہ کر سکتا۔ اور اگر کامل اپنے نفس پر اپنے غیر کو مقدم کرتا تو اس سے برا سلوک کرتا اور حکم عدل سے باہر ہو جاتا۔ پس اپنے نفس کو اپنے غیر پر مقدم کرنے میں انسان کی نہایت کی صورت مبتدی کی صورت حال کی طرف لوٹ آئی کہ وہ اپنے نفس کو مقدم کرتا ہے۔ اور قصد مختلف ہیں۔ اور ابواب کتاب میں اس کی وضاحت آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسے جان لے اور غور کر۔ کسی کتاب میں تو اس کی تصریح نہیں پائے گا۔ اب چاہئے کہ ہم اس کتاب کے اخلاق کے ساتھ تخلق کے باب میں داخل ہوں بطریق مجاہدہ۔ جس طرح کہ سلف صالح چلے ہیں۔ چنانچہ سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے ہمارے طریق میں داخلے کی طمع کی اور اس نے دارین کی نعمتوں سے بے رغبتی اختیار نہیں کی اس نے آرزوئے محال کی ہے۔ انتہی۔

اس کتاب میں مذکور اخلاق تک رسائی

قصہ مختصر وہ تمام اخلاق جن کا ذکر ہم اس کتاب میں کر رہے ہیں ان تک رسائی دو میں سے ایک طریقے کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔ یا جذب الٰہی کے ساتھ یا کسی شیخ صادق کے ہاتھ پر سلوک کے ساتھ۔ اور جو ان دو طریقوں میں سے ایک سے داخل نہ ہوا تو محال ہے کہ ان اخلاق میں سے کسی چیز تک اس کی رسائی ہو۔ کئی لوگوں نے ان کے ساتھ تخلق تک رسائی کی طلب محنت کے طریقے کے بغیر کی تو ان کا انجام محرومی تھا کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ یہ قال کا طریق ہے حال کے بغیر جیسے کہ دوسرے طریقے ہیں۔ اور ان سے یہ بات اوجھل رہی کہ طریق تصوف طریق علم وعمل ہے۔ جس طرح کہ اس کتاب کے اخلاق سے معلوم ہوتا ہے۔ اور شیخ مفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کے ارادت میں اپنے پہلے قدم میں سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسے تین خصلتیں عطا ہوں۔ اس کے عزم کی تقویت کہ ہوا میں چلے۔ اور پانی پر چلے۔ اور غیب سے خرچ کرے۔ تو جسے یہ تینوں حاصل نہ ہوئیں وہ ان میں سے ہے جنہیں ارادت کی مہک تک نہیں آئی۔ انتہی۔

تصوف کی ضرورت

مختصر یہ کہ جو ہماری گفتگو کا علم سمیٹنا چاہے اسے چاہیے کہ اس کتاب کے اخلاق کا مطالعہ کرے۔ اور اپنے نفس سے ان کے ساتھ تخلق کا مطالبہ کرے۔ وہیں اسے علم تصوف اور اس کے طریق کی حقیقت کا تعارف ہوگا۔ کیونکہ بعض نے اپنے طریق کی بنیاد ظاہر فقہ پر رکھی ہے اور طریق تصوف کی سرے سے نفی کی ہے۔ اور اپنے فہم کے مطابق کہا ہے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا راستہ اس کے سوا نہیں ہے جس پر کہ ہم ظاہر فقہ پر ہیں۔ اور بعض نے گمان کیا کہ علم تصوف صرف نقول کو یاد کرنا ہے عمل کے بغیر۔ پس اس نے رسالہ قشیری۔ عوارف المعارف پکڑیں اور اپنے فہم کے مطابق جو کہ قوم کے مسلک کے خلاف ہے لوگوں کو اس سے درس دینے بیٹھ گیا۔ اور اپنے متعلق گمان کیا کہ وہ جس کا درس دیتا ہے اس پر عمل کے بغیر صوفی بن گیا۔ اور یہ واضح خطا ہے۔ اور اس سے یہ مخفی رہا ولایت کا دائرہ اس کے غیر کے دائرے کی انتہاء کے بعد حاصل کیا جاتا ہے جیسے کہ پہلے گزرا۔ پس جس طرح دائرہ نبوت کی ابتداء ولایت کی انتہاء کے بعد حاصل ہوتا ہے اسی طرح علم تصوف اہل فہم وفکر کی انتہاء کے بعد شروع ہوتا ہے۔ پس صوفی کا نام نہیں دیا جاتا مگر اسے جس نے اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کیا جیسا کہ آئمہ مجتہدین اور ان کے صالح مقلدین کا مذہب ہے۔ اگر طریق قوم تک صرف فہم کے ساتھ شیخ کے بغیر رسائی ہوسکتی جو کہ طالب کو اس میں چلائے تو شیخ الاسلام امام غزالی اور شیخ عزیز الدین بن سلام جیسے حضرات اپنا ادب کسی شیخ سے حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔ باوجودیکہ یہ دونوں حضرات طریق قوم میں داخل ہونے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ جو کہے کہ وہاں ہمارے پاس موجود علم کے بغیر کوئی علم ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔ پس جب طریق قوم میں داخل ہوئے تو کہتے کہ ہم نے اپنی عمریں بے مقصد اد. حجاب میں ضائع کر دیں۔ اور انہوں نے طریق قوم کا اثبات کہا اور اس کی تعریف کی۔ اور امام غزالی نے شیخ ابومحمد الباز غانی کے طریق پر سلوک کیا جبکہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے شیخ ابوالحسن الشاذلی کے ہاتھ پر سلوک کیا اور آپ اب یہ فرمانے لگے کہ قوم صوفیاء قواعد شریعت پر مسند نشین ہیں جبکہ دوسرے محض رسوم کو لئے بیٹھے ہیں۔ اس کی تیرے لئے دلیل وہ کرامات اور خوارق ہیں

جو کہ ان کے ہاتھوں واقع ہوتی ہیں۔اور یہ کسی فقیہ کے ہاتھ سے صوفیاء کے طریق پر سلوک کئے بغیر واقع نہیں ہوتیں اور شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام نے یہ اس وقت فرمایا جب آپ نے کراس ورق میں باب قلعہ کا سلسلہ منقطع کر دیا۔جس طرح اس کی تفصیل باب ثانی میں آرہی ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

تخلق باخلاق القوم کے بغیر حفظ نقول طریقت بے فائدہ ہیں

پس معلوم ہوا کہ اس شخص کی مثال جو کہ اہل طریق کی نقول کی یاد کسی ذوق وتخلق کے بغیر کرتا ہے اس شخص کی طرح ہے جس نے علم طب کی کوئی کتاب بیماری اور دوا کی معرفت کے بغیر زبانی یاد کر لی۔تو جس نے اسے سنا کہ پڑھتا اور کہتا ہے کہ فلاں بیماری کی دوا فلاں چیز ہے۔وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ تو کوئی بہت بڑا طبیب ہے۔پس جب وہ اسے کہے کہ مجھے اس بیماری کا نام بتاؤ جو مجھ میں ہے۔اور مجھے دوا کا نام بتاؤ اور وہ کہے کہ میں یہ نہیں جانتا تو کہتا ہے کہ یہ علم طب سے ناواقف ہے۔اور علماء سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کچھ علم رکھتے تھے اس پر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرتے تھے۔پس ان کے دل منور ہوتے اور اخلاص کو عیب دار کرنے والی علتوں سے پاک ہوتے۔پس جب وہ چلے گئے اور ان کے بعد ایسے لوگ جانشین ہوئے جو کہ اپنے علم وعمل میں اخلاص کی پرواہ ہی نہیں کرتے تو ان کے دل تاریک ہو گئے اور قوم کے احوال سے حجاب میں آ گئے پس ان کا انکار کر بیٹھے۔اور ان میں سے کوئی جب اخلاق قوم کی بات سنتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ صوفی کا ذوق ہے۔مسئلہ شرعی نہیں۔پس وہ سننے والوں کو اس وہم میں ڈالتا ہے کہ تصوف اصل شریعت سے خارج امر ہے۔حالانکہ یہ شریعت کا مغز ہے جس طرح کہ اسے معلوم ہوتا ہے جو ایسی کتاب کا مطالعہ کرے۔اس لئے کہ قریب نہیں کہ وہ ایک خلق بھی کبھی شریعت کے خلاف پائے کیونکہ اہل طریقت اپنے نفسوں سے کثرت سے جھگڑتے ہیں اور عزیمتوں پر عمل کرتے ہیں۔پس بیشک طریق قوم کی حقیقت علم وعمل ہے۔اس کا تانا بانا شریعت وحقیقت ہے۔ان میں سے صرف ایک نہیں۔پس فقیہ کے لئے چاہئے کہ جب وہ کہے کہ یہ صوفی کا ذوق ہے تو اس کے بعد یہ کہے کہ ہم جیسوں میں سے کوئی اس کے عمل پر ہمیشگی نہیں کر سکتا ہے۔تا کہ ان سامعین کے نفوس سے جنہیں حقیقت کی سمجھ نہیں شک وشبہ زائل ہو جائے اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو اکثر یہ کہتے سنا: اس راہ پر بغیر راہنما کے نہ چل جسے تو پہچانتا نہیں ورنہ اس کے گہرے کھڈوں میں گر پڑے گا۔انتہی۔

اور ہر زمانے میں طریق قوم نادر رہا کہ شیخ کی تربیت اور اس کے تمام اعمال پر گرفت کے نیچے صبر کرنے والے کا صبر قلیل ہے اور اسی لئے شیخ۔ورع۔زہد۔خشیت۔خوف خدا وغیرہ اخلاق محمدیہ کو اہل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیکھتا ہے۔پس ان میں سے کسی خلق کے ساتھ تخلق تک خود بخود رسائی نہیں ہو سکتی۔کیونکہ طریق قوم سارے کا سارا نفس کا مجاہدہ ہے۔اور ایسا کہاں جو دربارِ حق کی مراد کو نفس کی مراد پر ترجیح دیتے ہوئے تخلق اور نفس کی مخالفت کی پابندی پر قادر ہو۔یہ مقام روح کو خرچ کئے بغیر نہیں پایا جاتا۔پس معلوم ہوا کہ آئمہ مجتہدین اور علماء عاملین ہی حقیقتاً صوفیہ ہیں۔

آئمہ مجتہدین نے طریق تصوف میں کتابیں کیوں نہیں لکھیں

اگر کوئی کہے کہ طریق تصوف اگر امر مشروع ہے تو آئمہ مجتہدین نے اس میں کتابیں لکھی ہوتیں۔جبکہ ہم اس بارے میں ان کی ایک

کتاب بھی نہیں دیکھتے؟ تو ہم اسے کہتے ہیں کہ مجتہدین نے اس کے متعلق کوئی کتاب ان کے زمانہ کے لوگوں میں امراض کی کمی اور ریاء و نفاق سے ان کی کثرت سے سلامتی کی بناپر نہیں لکھی۔ پھران کے معاصرین کی اس سے سلامتی نہ ہونے کی تقدیر پر بعض قلیل لوگ ہی اس میں ملوث تھے۔ قریب نہیں کہ ان کا کوئی عیب ظاہر ہو۔ اس وقت مجتہدین کی ہمت کا زیادہ حصہ ان دلائل کو جمع کرنے میں صرف ہوتا جو کہ شہروں اور سرحدوں میں آئمہ تابعین اور ان کے تابعین کے ساتھ پھیلے ہوئے تھے جو کہ ہر علم کا مادہ ہیں۔ جن کے ذریعے تمام احکام کے موازین وابستہ ہیں۔ پس یہ کام بعض لوگوں کے ساتھ ان کے اعمال قلبیہ جن کے ذریعے شعارِ دین ظاہر نہیں ہوتے کے بارے میں مناقشہ میں مصروف ہونے سے زیادہ اہم تھا۔ اور کبھی اس میں حکم اصل کی بناء پر واقع نہیں ہوتے تھے۔ اور کوئی عقل مند کبھی نہیں کہے گا کہ امام ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی اللہ عنہم جیسا کوئی اپنے نفس سے ریاء یا عجب یا تکبر یا حسد یا نفاق کا علم رکھتا ہے پھر اپنے نفس سے جہاد نہیں کرتا اور مناقشہ نہیں کرتا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ انہیں ان آفات و امراض پر اپنی سلامتی کا علم تھا ہر علم سے پہلے ان کے علاج میں مصروف ہوتے۔ اسے سمجھ لے۔

صوفیہ کی وجہ تسمیہ

اور امام قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کو صوفیہ کہنے کی اصل اس وقت ہوئی جب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں خواہشات اور بدعات ظاہر ہوئیں۔ پس لوگوں نے ہر اس شخص کو صوفی کا نام دیا جس نے کتاب و سنت کو لازم کیا۔ اس کے غیر کو نہیں۔ قشیری فرماتے ہیں کہ امام ابوالقاسم جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں روایت پہنچی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہمارا یہ طریق کتاب و سنت سے مضبوط کیا گیا ہے۔ تو جس نے قرآن کریم نہیں پڑھا اور حدیث پاک نہیں لکھی اس میں اس کی اقتداء نہیں کی جاتی۔

شیخ محی الدین نے فتوحات کے ۷۳ ویں باب میں فرمایا ہے: جان لو کہ ہمیں کوئی ایسی مکمل دلیل نہیں ملی جو کہ طریق صوفیہ کا رد کرے اور نہ ہی کوئی عیب جوئی کرنے والا جو کہ شرعاً نقلاً اس کا عیب بیان کرے۔ اس میں صرف وہی طعن کرتا ہے جو خود جہالت کے ساتھ مطعون ہے۔ انتہی۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیوخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کو مریدین کی تربیت کے لئے صدر نشین ہونا جائز نہیں مگر شریعت اور اس کے آلات میں تبحر کے بعد جس طرح کہ سلسلہ شاذلیہ کے اکابر نے اس کی راہنمائی فرمائی ہے۔ پس شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدی ابوالعباس المرسی۔ سیّدی یاقوت العرشی اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کسی کو طریقت میں داخل نہیں کرتے تھے مگر علوم شریعت میں اس کے اس قدر تبحر کے بعد کہ مجالس مناظرہ میں علماء کو واضح دلائل کے ساتھ لاجواب کردے۔ اگر وہ اس طرح کا تبحر نہ رکھتا تو اس سے کبھی عہد نہیں لیتے تھے۔ اور اس امر کے اہل لوگ اس دور میں کبریت احمر سے بھی کمیاب ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے طریقت کا سلوک ان قواعد پر نہ کیا وہ اس کتاب کے اخلاق میں سے کسی چیز کے ساتھ تخلق نہیں کرسکتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ جس نے اصول ضائع کئے وصول سے محروم ہوا۔

اور سیّد علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے طریق عارفین میں سیر کی ابتداء صحیح نہیں حتیٰ کہ دارین کی نعمتوں سے بے رغبت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کامل وارثین کے سوا اس کا کوئی محبوب نہ ہو۔ نیز آپ

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا طریق سیدی ابراہیم المتبولی کی وساطت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔اور کبھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ طریق اپنے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے حاصل کیا اور اس میں کوئی منافات نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ محاسن اخلاق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں گرچہ اخلاق ابراہیم دراصل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہیں۔ کیونکہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوے کی صورت یہ ہے کہ ان کی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیداری میں مشافہۃً حاضر ہوتی ہے۔ان کی ارواح کی حیثیت سے نہ کہ ان کے اجسام کی حیثیت سے۔ پس ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حاضری کی طرح نہیں۔اسے سمجھ لے۔

لاورب العرش جس کوملا ان سے ملا

اور سیدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی فقیر کا مقام کامل نہیں ہوتا مگر جب وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہونے لگے اور اپنے تمام امور میں آپ کی طرف رجوع کرے جس طرح کہ شاگرد اپنے شیخ سے رجوع کرتا ہے۔اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب سیّدی محمد الغمری نے مصر میں جب اپنی جامع مسجد تعمیر کی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی واسطے کے ذریعہ اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: اسے کہو کہ تعمیر کر اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔انتہی ۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کامل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے یا آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے ہوئے واسطہ کے ساتھ اجازت طلب کی۔یہی آپ کے مقام کے شایان ہے کیونکہ آپ کمال میں مشہور تھے۔

اور سیّدی یاقوت العرشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب وعلم حاصل کرتا ہے۔تو اس سے اس کے وقوع کی کیفیت پوچھو۔ اگر وہ کہے کہ میں نے نور دیکھا جس نے مشرق ومغرب کو بھر دیا اور میں نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہ اس نور سے میرے ظاہر وباطن میں کسی جہت کی تخصیص کے بغیر مجھے کہہ رہا تھا اے ٖٖٖفلاں جس کا میرا نبی اور میرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھے حکم دے رہا ہے تو اس کی تصدیق کرو۔ورنہ وہ مفتری کذاب ہے۔انتہی ۔پس معلوم ہوا کہ بلاواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے کا مقام بہت عظیم ہے۔ ہر کوئی اسے نہیں پاسکتا۔

اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ فیض حاصل کرنے کے درمیان دو لاکھ سنتالیس ہزار نو سو ننانوے مقامات ہیں۔جن کی اصل ایک لاکھ مقامات اور خاص ایک ہزار مقامات میں تو جس نے یہ تمام مقامات طے نہ کئے اس کے لئے فیض اخذ کرنے کا طریقہ مذکور صحیح نہیں۔

اور سیدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہم پانچ ہیں ہمارا کوئی شیخ نہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ الجعیدی یعنی خود۔شیخ ابومدین۔شیخ عبدالرحیم القناوی التضاوی۔شیخ ابوالسعو دابن ابی العشائر اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہم اجمعین (اقول وباللہ التوفیق) شیخ ابراہیم المتبولی قدس سرہ کے مذکور ارشاد سے مراد یہ ہے کہ انہیں ان شرائط کے مطابق جو کہ بلاواسطہ فیض پانے کے لئے اکابر کے اقوال میں یہاں بیان کی گئی ہیں یہ مقام حاصل ہے۔اس کا معنی یہ نہیں یہ نفوس قدسیہ کسی شیخ کے دست مبارک پر بیعت

نہیں۔ چنانچہ حضرت ابومدین مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حج کے موقع پر میدان عرفات میں حضور والی بغداد سیّدنا الشیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا (بہجۃ الاسرار شریف ص ۱۰۷) شیخ ابوالسعود رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں صاحب فتوحات لکھتے ہیں اخص اصحاب عبدالقادر الجیلی۔ آپ شیخ عبدالقادر الجیلی کے خصوصی اصحاب سے تھے۔ (فتوحات ج ۳ ص ۵۶۰) شیخ ابوالحسن الشاذلی کے متعلق خود امام شعرانی اپنی کتاب طبقات کبری حصہ دوم ص ۴ پر لکھتے ہیں وصحب الشیخ نجم الدین الاصفہانی و ابن شیش وغیرہما۔ آپ نے شیخ نجم الدین اصفہانی۔ ابن مشیش وغیرہما کی صحبت کا شرف پایا۔

(محمد محفوظ الحق غفرلہٗ)

امام شعرانی کی سند کا قربٰ اور مذکورہ اخلاق کے متعلق خصوصی تصریح

اے بھائی! جان لے کہ ان دنوں مصر میں ظاہر فقراء میں سے میرے علم کے مطابق کوئی نہیں جس کی سند طریقت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے میری سند سے زیادہ قریب ہو۔ کیونکہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طریقت میں صرف دو حضرات ہیں۔ سیّدی علی الخواص وسیّدی ابراہیم المتبولی۔ پس کاملین کے تمام اخلاق جو اس کتاب میں مذکور ہیں ان دونوں سے حاصل کئے گئے ہیں جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً اور اشارۃً لئے گئے ہیں جیسا کہ مجھے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی۔ اور مجھے شیخ افضل الدین الاحمدی نے خبر دی ہے کہ سیّدی علی کی وفات نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ رسول اللہ سے بلاواسطہ فیض حاصل کرنے لگے۔ پس میرے درمیان اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اس وجہ سے صرف ایک شخصیت ہے۔ اور یہ امر میری پسند بالمصافحہ کے مشابہہ ہے۔ میں نے شیخ ابراہیم القیر وانی سے مصافحہ کیا اور آپ نے الشرف السادی سے مکہ معظمہ میں مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے ان بعض جنات سے مصافحہ کیا جن سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ فرمایا۔ پس میرے درمیان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین اشخاص ہیں۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے منتخب حالات

اور اے بھائی! میں نے چاہا کہ تیرے لئے سیّدی علی الخواص کے کچھ احوال بیان کروں کہ تجھے انس حاصل ہو اور آپ کے بعض مقامات کا تعارف۔ تاکہ تو عزم کے ساتھ آپ کی اتباع کا راستہ چلے۔ کیونکہ آپ ایسی شخصیت ہیں کہ آپ پر مخفی رہنا غالب تھا۔ پس قریب نہیں کہ کوئی آپ کو ولایت کے ساتھ پہنچانے سوائے علماء عاملین کے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک بلاشبہ مرد کامل تھے۔ اور کامل جب عرفان میں مقام کمال کو پہنچتا ہے تو کائنات میں اجنبی ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آپ کا طریقہ درجات کی بلندی کی وجہ سے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سند کی حیثیت سے قرب کی وجہ سے اجنبی تھا جیسا کہ گزر چکا۔

جب تجھے یہ معلوم ہوگیا تو میں توفیق الٰہی سے کہتا ہوں کہ آپ شیخ۔ امام کامل وراسخ۔ امی۔ محمدی۔ صاحب کشوفات ظاہرہ واحوال سینہ جو کہ علماء کے نزدیک پسندیدہ ہیں سیّدی علی الخواص البرسی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

آپ کی کرامات

آپ کی کرامات میں سے ہے کہ اولیاء کے درمیان آپ کو نسابہ کہا جاتا تھا کیونکہ آپ بنی آدم اور تمام حیوانات کے نسب ان کے پہلے

آباء تک پہچانتے تھے جن سے پہلے کوئی باپ نہیں۔

ایک کرامت یہ تھی کہ جب آپ وضو کی جگہ کی طرف نظر کرتے جس سے لوگ وضو کرتے تو وہ تمام گناہ پہچان لیتے جو بخشے گئے اور پانی کے غسالے میں گرے۔ اور علی التعیین ان گناہگاروں کو پہچان لیتے جن کے گناہ بخشے گئے۔ اور ہر گناہ کے غسالے کو دوسرے سے پہچان لیتے جیسے کبائر۔ صغائر اور خلاف اولیٰ۔ اور ایک دفعہ آپ نے سویقۃ اللبن کے مدرسہ المز ھریہ کے وضو خانے میں مجھے ان پر اطلاع بخشی۔ پس میں نے انہیں ریشے ریشے دیکھا جو کہ ایک دوسرے کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور میں نے کبائر کے غسالہ میں لواطت۔ لوگوں کی عزت ریزی۔ لوگوں کو حقیر جاننے۔ ان کا مذاق اڑانے اور قتل ناحق کے غسالہ سے زیادہ قبیح۔ بدبودار اور سخت ریشوں والا نہیں دیکھا۔ اور منکروں میں سے کسی نے سیّدی علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس غسل خانے میں نہانے والے کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر نہ دے کیونکہ اس نے اس میں گندگی پھیلا دی۔ اور بدبودار کر دیا۔ اور وہ شخص ظالموں کے معاونین میں سے تھا جو وہاں نہایا تھا اور منکر اسے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے شیخ کی بات سنی تو اس شخص کے پاس گیا اور کہنے لگا تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں مجھے بتا کہ اس وقت تیرے غسل کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے میرے غلام کے متعلق بے حیائی واقع ہوئی۔ پھر منکر لوٹا اور اس نے شیخ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے اس قول کا سبب بیان کریں جو کہ ابھی غسل خانے کے متعلق فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے راز افشاء کرنے کی اجازت نہیں۔ اس منکر نے شیخ کی قدم بوسی کی اور اس دن سے عقیدت مند ہو گیا۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ فقراء عصر میں سے سوا سیّدی علی کے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی کو اس پر اطلاع ہو۔ اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تھا۔

ماء مستعمل کے متعلق امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین اقوال

آپ کے ماء مستعمل کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ نجاست مغلظہ کی طرح ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ متوسط نجاست کی طرح ہے۔ جبکہ تیسرا قول یہ ہے کہ فی نفسہ طاہر ہے لیکن غیر کو پاک کرنے والا نہیں۔ پہلی روایت کی وجہ احتیاط کا اختیار کرنا ہے اور وہ غسالہ کو اس پر محمول کرنا ہے کہ یہ کبائر کا غسالہ ہے۔ اور دوسری روایت کی وجہ احتیاط متوسط اختیار کرنا ہے اور یہ غسالہ کو صغائر کے غسالہ پر محمول کرنا ہے۔ اور تیسری روایت کی وجہ وضو کرنے والوں کے متعلق حسن ظن اختیار کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اصل کبائر۔ صغائر اور مکروہات کا ارتکاب نہ کرنا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے سوائے خلاف اولیٰ کے کسی چیز کا ارتکاب نہیں کیا۔ جس طرح کہ ہم نے کتاب الیواقیت والجواہر میں اس پر شرح وسط سے کلام کیا ہے۔

ایک کرامت یہ کہ آپ جب سیاہی کی دوات میں دیکھتے تو وہ حروف دیکھ لیتے جو اس سے سیاہی ختم ہونے تک لکھے جائیں گے۔ میرے بھائی افضل الدین نے بیان کیا کہ آپ نے ایک دفعہ فقیہ کی دوات میں مجھے یہ دکھایا۔ اور فرمایا اس سے سب سے پہلے جو کچھ لکھا جائے گا وہ فلاں سطر ہے۔ میں نے یہ بات صاحب دوات سے مخفی رکھی۔ لیکن اس سے کہا کہ مجھے وہ کلام دکھائیں جو آپ اس دوات سے سب سے پہلے لکھیں گے کیونکہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ تو اس نے حرف بحرف وہی سطر لکھی جو شیخ نے فرمائی تھی۔ ایک حرف بھی خطا نہیں کیا۔ پس مجھے شیخ کا اپنے کشف میں سچا ہونا ثابت ہو گیا۔

ایک کرامت یہ کہ آپ جب کسی انسان کی ناک دیکھتے تو اس کی تمام لغزشیں گزشتہ۔ آئندہ بلکہ اس کی موت تک علی التعیین اپنی

فراست کی وجہ سے دیکھ لیتے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت کتاب کے اوائل میں نعمت فراست میں آئے گی۔ بسا اوقات کسی انسان کا چہرہ دیکھتے ہی آپ یہ کہتے اللھم اکفنا السوء بما شئت وکیف شئت. یا اللہ! برائی سے ہماری کفایت فرما جس کے ساتھ چاہے جیسے چاہے۔ کیونکہ آپ ان گناہوں کو دیکھ لیتے جو اس انسان کے مقدر میں ہوتے۔

ایک دفعہ ایک فقیہ نے آپ کو دیکھا کہ آپ کتوں کے برتن بھر رہے تھے اور نجاستوں کو ہاتھ لگا رہے تھے۔ تو اس نے کہا: اے شیخ علی! آپ کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ شیخ نے اس کے کان میں کہا: اور اسی طرح میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تجھے نہیں چاہئے کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے بدکاری کرے جبکہ وہ کھیتی میں کام کرنے گیا ہوا ہو۔ پس فقیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ میں نے اسے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ شیخ نے مجھے اس کام کی خبر دی ہے جو مجھ سے پچاس سال ہوئے دمیاط کے مضافات میں سرزد ہوا تھا۔ اور مجھے معلوم نہ تھا کہ مخلوق میں سے کسی کو اس پر اطلاع ہوگی۔ اس دن سے وہ شیخ کا معتقد ہو گا۔ سلسلہ ارادت میں داخل ہوا اور اسے خیر کبیر حاصل ہوئی۔

ایک کرامت یہ ہے کہ آپ شب و روز آسمان کی طرف چڑھنے والے اعمال کی سیڑھیاں علی التعیین دیکھتے تھے۔ اور ایک دفعہ میں نے امیر محی الدین بن ابی اصبع کے لئے دعا کی جبکہ قلعہ میں اس کی تقرری طویل ہو گئی۔ پس اس رات شیخ نے امیر کے بارے میں میری دعا کی سیڑھی دیکھ لی۔ فجر کے وقت مجھے کہلا بھیجا کہ آج رات فلاں کے حق میں تیری دعا سے مجھے تعجب ہوا۔ اس کی تقرری کی مدت سے پانچ ماہ سات دن باقی رہ گئے ہیں پس ایسا ہی ہوا جس طرح شیخ نے کہا۔

آپ لوگوں کی رذیل حرکات پر مطلع ہوتے تھے جن کا وہ گھروں میں ارتکاب کرتے تھے۔ کسی سے کہتے: اے فلاں! اس کام سے توبہ کر اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کے حلم سے تجھے دھوکا نہ لگے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ بسا اوقات اس نے تجھ سے نعمت پھیر دی پس تجھے دردناک عذاب کا سامنا ہوا۔ پس وہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر لیتا۔

آپ کو روئے زمین کے حاکموں کی مدت حکومت کا علم ہوتا تھا۔ کسی کو کب منصب ملے گا۔ کب معزول ہوگا۔ آپ مخلوق کی عمروں کی مدت جانتے تھے۔ پس فرماتے کہ فلاں شخص فلاں دن فوت ہوگا تو کبھی اس کے خلاف نہ ہوتا۔ اور ایک دفعہ آپ نے قاضی شرف الدین صغیر کی جماعت میں سے ایک شخص کو جس کے ہاتھ میں شیخ عبداللہ البتونی کے لئے کفن پکڑا ہوا تھا۔ اور وہ نزع کے عالم میں تھے۔ شیخ نے اس سے کہا کہ کفن واپس لے جاؤ۔ ابھی اس کی عمر سے سات ماہ باقی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ شیخ کی نگاہ لوح محفوظ پر پڑتی تھی۔ یعنی محو سے۔ بخلاف آپ کے غیر کے کہ اس کی نگاہ بسا اوقات محو داثبات کی ۳۶۰ انواح پر پڑتی۔ تو کوئی مرتبہ وہ کسی شے کے متعلق خبر دیتا۔ پھر اس کے بعد اسے مٹا دیا جاتا۔ پھر سامع اس کے بعد محو کے متعلق سوال نہ کرتا تو کوئی دفعہ اس کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جاتا۔ اور گمان کرتا کہ اس نے غیر حقیقت کی خبر دی ہے۔ حالانکہ وہ اپنی خبر میں سچا ہوتا ہے۔

اور اگر انہوں نے بعد ازاں اسے اس امر کے متعلق پوچھا ہوتا تو وہ انہیں محو کے متعلق خبر دیتا۔ لیکن انہوں نے اس سے پوچھا ہی نہیں۔ پس وہ دونوں حالتوں میں سچا ہے۔ لیکن جس کی نگاہ لوح محفوظ پر پڑے اس کی خبر کے خلاف کبھی نہیں ہوتا۔

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا اور آپ کی طرف سے مستقبل میں رونما ہونے والے امور کے متعلق وقت کی تعیین کے ساتھ بیان کرتے جیسے۔ وباء۔ قحط۔ بادشاہ کی موت وغیرہ۔ اور کبھی اس کے خلاف نہ ہوا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو وقت معین میں نزول بلاء کی خبر دیتے تو آپ اس کے لئے کثرت استغفار۔ زاری اور عاجزی کے ساتھ تیاری کرتے۔ کھاتے نہ سوتے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے۔ اور اولیاء مصر جب نزول بلاء میں شک کرتے تو آپ کے پاس اپنے شاگردوں کو بھیجتے کہ اپنی دکان میں بیٹھنے کی آپ کی ہیئت کیسی ہے۔ اگر دیکھتے کہ آپ کی پشت بازار کی طرف اور چہرہ اپنی دکان کی داخلی جانب ہے یا آپ کو اپنے گھر میں پاتے تو معلوم کر لیتے کہ بلا نازل ہونے والی ہے۔ (اقول و باللہ التوفیق مذکور الصدر تمام واقعات شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقربین بارگاہ کو مستقبل کے حالات اور واقعات پر اطلاع بخشی جاتی ہے۔ ساری دنیا ان کے پیش نظر ہوتی ہے۔ انقلابات زمانہ سے وقت کی تعیین کے ساتھ باخبر ہوتے ہیں اور باخبر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی کب مرے گا یہ بھی اللہ والے اعلام خداوندی کی بناء پر جانتے ہیں۔ بلکہ محو و اثبات پر ان کی نظر ہوتی ہے کیونکہ ان کی نگاہ لوح محفوظ پر پڑتی ہے۔ چنانچہ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی کنز الایمان کے حاشیہ نور العرفان میں زیر آیت ولا رطب ولا یابس الانی کتاب مبین (سورۃ الانعام آیت ۵۹) کے تحت لکھتے ہیں لوح محفوظ کو کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے۔ جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو کتاب مبین نہ ہوگی۔ مولانا روم فرماتے ہیں: ''لوح محفوظ است پیش اولیا۔ از چہ محفوظ اند محفوظ از خطا'' بلکہ اسی آیت کے پہلے حصے ولا حبۃ فی ظلمات فی الارض کے تحت فرماتے ہیں: اور یہ لکھنا اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کو بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے ہے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے۔ اسی طرح ولا اصغر من ذالك ولا اکبر الانی کتاب مبین (یونس آیت ۶۱) کے حاشیہ پر وضاحت فرمائی ہے۔ صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ حضور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنا چاہتے تھے۔ سوچا کہ خطاب کیا لکھوں۔ دل میں خیال آیا کہ وہی خطاب لکھا جائے جو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ دریں حال سر مبارک خود بالا کرد جانب آسمان دید۔ نظر در لوح محفوظ کرد۔ دید کہ نوشتہ اند شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا۔ بعد ہمیں خطاب مکرم درآں کاغذ کتاب فرمود۔ یعنی فوراً آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور لوح محفوظ میں نظر کی تو شیخ الاسلام لکھا دیکھا تو یہی خطاب لکھ دیا۔ پھر فرماتے ہیں: اولیاء میں سے کسی نے فرمایا ہے قلوب العارفین لہا عیون۔ تری ما لا یراہ الناظرینا۔ باجنحۃ تطیر بغیر ریش۔ الی ملکوت رب العالمین۔ یعنی عارفوں کے قلوب کی ایسی آنکھیں ہیں جو کہ وہ کچھ دیکھتی ہیں جسے دیکھنے والے نہیں دیکھ سکتے۔ پروں کے بغیر ملکوت رب العالمین کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ یہ غلامان شہہ ہر دوسرا۔ امام الانبیاء۔ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اور ان کی بصیرت ہے۔ تو جان لو کہ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

ایک کرامت یہ ہے جس کی مجھے میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدی علی الخواص کو صرف سورت فاتحہ سے قرآن کریم کے تمام احکام کے استنباط کی قدرت عطا فرمائی۔ اور اسی طرح مجتہدین کے تمام دلائل کا اسی سے استنباط۔ بلکہ آپ کو قدرت بخشی کہ حروف ہجا میں سے جس حرف سے چاہیں تمام احکام شرعیہ کی تخریج کر لیں۔ انتہی۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ ہمیں خبر نہیں پہنچی کہ آپ سے پہلے اولیاء میں سے کسی کو ملا ہو۔

آپ روئے زمین کے اولیاء کو پہچانتے تھے۔ اور ہر سمت کے اصحاب نوبہ کو پہچانتے تھے۔ ان میں سے جسے متعین کیا گیا اور جسے

معزول کیا گیا۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ بحر ہند کی گہرائی شیخ محیسن مجذوب کے پاس ہے اور بحر روم کی گہرائی شیخ محمد الشربینی کے ساتھ۔ اور یہ حضرات مذکورہ حدود کی حفاظت کرتے ہیں جبکہ خود مصر میں ہیں۔ انتہی۔ اور ہم نے آپ کے مناقب طبقات میں ذکر کئے ہیں۔

علماء عاملین کا کتاب میں اپنے مناقب ذکر کرنے اور ان کا کھلے عام اعلان کرنے کے دلائل کا بیان

اور علماء عاملین کا کتاب میں اپنے مناقب ذکر کرنے اور ان کے محضر عام میں اعلان کے دلائل کے بیان میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں کہتا ہوں ان دلائل میں سے فرشتوں علیہم السلام کا یہ کہنا ہے ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك (البقرہ آیت ۳۰) ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں) اور ان کا یہ قول وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون (آیت ۱۶۵-۱۶۶) اور ہم پرے باندھے کھڑے ہیں اور بیشک ہم اس کی تسبیح بیان کرنے والے ہیں) اور سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا عزیز کے لئے یہ قول۔ اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليم (یوسف آیت ۵۵) فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردے بیشک میں حفاظت کرنے والا صاحب علم ہوں) اور سیّدنا حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول الحمد لله الذى فضلنا على كثير من عباده المومنين (النمل آیت ۱۵) اور انہوں نے کہا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر برگزیدہ کیا) نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول: علمنا منطق الطير واوتينا من كل شيء ان هذا لهو الفضل المبين (النمل آیت ۱۶) ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر قسم کی چیزیں عطا کی گئی ہیں۔ بیشک یہی ہے وہ نمایاں بزرگی) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول انی عبدالله آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اينما كنت الخ (مریم آیت ۳۰ تا ۳۳) میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں الخ)

اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد۔ انا اول شافع و اول مشفع وانا اول من تنشق عنه الارض وانا سيّد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر الخ. سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے پہلے میں ہوں جس سے زمین کھلے گی۔ اور میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں الخ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیادت کی یوم قیامت کے ساتھ تخصیص صرف اس لئے فرمائی کیونکہ اسی روز اولین وآخرین سب جمع ہوں گے۔ اسی دن بنی آدم سے کوئی بھی غائب نہیں ہوگا۔ اور آپ ان سب کے سردار ہوں گے۔ اور ولا فخر اس لئے فرمایا کہ میری سیادت اور فخر علو مرتبت کی بنا پر نہیں بلکہ میرے لئے باعث فخر صرف میری عبودیت ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق: استاذ محترم حضرت مولانا مفتی ابوالتمیز مولانا محمد عبدالعزیز صاحب نقشبندی شیر محمدی نور اللہ مرقدہ نے اس کی ایک ذوق افروز توجیہہ یہ بیان فرمائی کہ میں کیوں فخر کروں کہ تمہارا سردار ہوں بلکہ تم فخر کرو کہ رب العزت نے تمہیں میری سیادت کے زیر سایہ فرمایا۔ کیا ایمان افروز توجیہہ ہے۔ چشمہ زمزم کا کیا فخر کہ پیاسے اس تک پہنچ گئے بلکہ پیاسوں کے لئے وجہ افتخار کہ انہیں پیاس کے علاج کے لئے چشمہ زمزم مل گیا۔ شکر خدا محمدی ہم کو بنایا امتی۔ کس کو ملا یہ مرتبہ صل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

پس سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ارشادات تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: واما بنعمة ربك فحدث.

انا سیّد ولد آدم یوم القیامۃ فرمانے کی حکمت

اور بعض عارفین نے فرمایا ہے: ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ عارفین میں سے کسی نے ریاء کاری اور دکھاوے کی نیت سے اپنی پاکیزگی بیان کی ہو سوائے غرض شرعی کے۔ جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر۔ پس آپ نے اپنی امت کو جتلا دیا کہ آپ اولاد آدم کے سردار ہیں۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔ تا کہ اس سخت دن کی تکان اور مشقت سے اور ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف شفاعت کی امید سے آمد و رفت سے بچالیں۔ اور آپ نے انہیں رہنمائی فرمائی کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ اور آپ کی انتظار کریں یہاں تک کہ آپ کی باری آجائے۔ اور آپ فرمائیں انا لها۔ انا لها۔ یعنی اس کام کے لئے صرف میں ہی ہوں۔ پس ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف وہی لوگ جائیں گے جنہیں یہ حدیث پاک نہیں پہنچی۔ یا پہنچی تو بھول گیا۔ اور آپ سے پہلے ہر نبی کا کہنا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مرتبت کا بیان ہے۔ پس آپ علی الاطلاق افضل الرسل ہیں۔ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات۔ انتہی۔

اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کسی مرید نے اپنے شیخ کو تزکیہ نفس بیان کرنے کی ضرورت نہیں دی مگر صرف اسی نے جو کہ اپنے شیخ کے مقام سے ناآشنا ہے۔ اگر اس کے مقام سے شناسا ہوتا تو اسے تزکیہ نفس میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو شیخ کا مثلاً یہ کہنا کہ مجھ سے یہ تحقیق کلام حاصل کر لے تجھے یہ میرے سوا کسی سے نہیں ملے گی۔ مقصد یہ ہے کہ مرید اسے اعتقاد اور پوری توجہ سے حاصل کرے اور سستی کا شکار نہ ہو۔ قصہ مختصر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر کام میں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں آپ کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔ اور آپ کی اقتداء سے یہ بھی ہے کہ ہم ہر اس نعمت کو بیان کریں جو اس نے ہمیں عطا فرمائی اور اسے چھپائیں نہیں۔ اور اپنے سرائر میں ہی بیان نہ کریں بلکہ محضر عام میں اعلانیہ بیان کریں۔

تحدیث نعمت کی حقیقت اور تاکید

اور طبرانی۔ بیہقی وغیرہما نے مرفوعاً روایت فرمائی التحدث بالنعمة شکر۔ یعنی خداداد نعمت کو بیان کرنا شکر ہے۔ اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں وترکہ کفر۔ اور شکر کا ترک کفر ہے۔ اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور دوسروں نے ابونضرۃ الغفاری سے تخریج کی ہے کہ اہل اسلام نعمت کا شکر اس کا اظہار اور اسے بیان کرنا سمجھتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابي لشديد (ابراہیم آیت ۷) اگر تم احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کردوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی یقیناً میرا عذاب سخت ہے) پس اس نے کفران نعمت پر انہیں عذاب شدید کی خبر دی ہے۔ اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے جسے شکر عطا کیا گیا اسے اضافے سے محروم نہیں کیا جاتا۔

تحدیث نعمت اکابر اسلام کی نظر میں

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ان الانسان لربه لكنود (العادیات آیت ۶) بے شک انسان اپنے رب

کا بڑا ناشکرا ہے) سے مراد ہے کہ مصائب میں مبتلا ہونے کے بعد ناشکرا ہے اور نعمتیں بیان کرنا بھول جاتا ہے۔ اور ابونعیم نے حلیہ میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ آپ سے پوچھا گیا کہ بلعام بن باعوراء سے ان آیات اور کرامات کے بعد سلب کرنے کا سبب کیا تھا تو آپ نے فرمایا: بعض انبیاء نے اپنے رب سے اس کا سبب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ اس نے میری عطا پر کبھی ایک دن بھی شکریہ ادا نہ کیا۔ اور اگر اس پر میرا ایک مرتبہ بھی شکر ادا کرتا تو میں اس سے نعمت سلب نہ کرتا۔ لیکن اس کے ساتھ میری قضا جاری ہوئی اور اس میں میرا ارادہ اور مشیت پوری ہوئی۔

اور دیلمی اور ابونعیم نے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور کہا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا کر دیا کہ مجھ سے فائق کوئی نہیں۔ پھر اتر آئے۔ اس کے بعد جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایسا صرف اظہار شکر کے لئے کیا ہے۔ انتہی۔

اور شیخ ابوالحسن الشاذلی فرماتے ہیں کہ آدمی کا شکر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ دنیا کے بادشاہوں کی نعمت اپنی نعمت سے فروتر جانے اس حیثیت سے کہ وہ اس کے لئے مسخر ہیں۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مقام عبد سے جو بھی فائق ہے وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ جیسے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور بادشاہ۔ اگر انبیاء نہ ہوتے تو یہ ہدایت نہ پاتا۔ اور اگر بادشاہ نہ ہوتے تو اپنی جان مال اور عزت پر کوئی بے خوف نہ ہوتا۔ گویا وہ اس کے لئے منجانب اللہ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پس سمجھ لے۔ اور اسی لئے وارد ہوا۔ سید القوم خادمہم۔

اور سفیان ثوری فرماتے ہیں: جس نے نعمت بیان کی اس نے اسے زوال کے لئے پیش کر دیا۔ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے: کوئی حرج نہیں کہ مریض اپنے بعض دوستوں سے اپنی تکلیف کا شکوہ کرے جس طرح کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنے قابل اعتماد بھائیوں سے وہ نیکی بیان کرے جو اس نے کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ آیت ۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کیجئے)

اور تابعی جلیل حضرت عبداللہ بن غالب فرماتے ہیں: اپنے اعمال صالحہ کا اعلان کرو۔ اور ان کا اس کے سامنے ذکر کرو جو نہیں نہیں جانتا۔ اس سے تمہارا رب کریم راضی ہوتا ہے۔ اور آپ لوگوں سے اکثر فرماتے کہ آج رات میں نے اتنی رکعت ادا کیں۔ اتنے ہزار تسبیح پڑھیں۔ اتنے درہم خیرات کئے۔ پس ایک شخص نے آپ سے کہا: اے کاش آپ اسے لوگوں سے چھپاتے تو آپ کے لئے افضل تھا۔ حضرت عبداللہ نے اس سے کہا: تجھے کیا ہے کہ فقیہ نہیں بنتا۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتا واما بنعمة ربك فحدث۔ اگر تو مجھے میرے اعمال کے اظہار کا حکم دیتا تو تیرے لئے اور میرے لئے افضل تھا۔ کیونکہ بندے پر اس کے دین میں اللہ تعالیٰ کی نعمت بہت بڑی نعمتوں سے ہے اور اسے بیان کرنا دنیوی نعمتوں کے بیان سے زیادہ بہتر ہے جیسے کہ کہے: آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ہزار دینا عطا فرمائے ہیں۔ انتہی۔

اور سری سقطی فرماتے ہیں: بندے کا کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور مجھے رزق دیا۔ مجھے صورت بخشی۔ مجھے علم اور قرآن کریم پڑھایا اور مجھے بابرکت کہا اور یہ کہنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا ولی ہوں۔ میں علماء عاملین میں سے ہوں وغیرہ ذلک۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور (البقرہ آیت

۲۵۷) اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے) اور عالم کبھی عمل سے خالی نہیں ہوتا جو اس کے علم میں ہو گرچہ ایک مسئلہ کے بارے میں ہو۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اسے علماء عاملین میں سے کیا۔ اور جو اپنے آپ سے ولایت اور علم کی مطلقاً نفی کرتا ہے تو اس کا شکر قلیل ہے۔ انتہی۔

اور امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اس نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے پروردگار کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ پس آپ کے شاگرد اپنے درمیان بات کرتے تھے کہ آپ اس سے اپنی ذات مراد لیتے تھے۔ کیونکہ کوئی بھی کسی کے متعلق ایسا عرفان نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بدولت۔ اور ایک شخص نے ابوالعباس السیاری کے قدم کی چٹکی لی جو کہ رسالہ قشیریہ کے رجال میں سے ہیں تو ابوالعباس نے اس سے کہا کہ کیا تو ایسے قدم کی چٹکی لیتا ہے جو کبھی معصیت کی طرف نہیں چلا۔

اور شیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا یہ قدم اللہ عزوجل کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آپ کے ہم عصر اولیاء ہیں (اقول وباللہ التوفیق۔ فرمان غوثیہ کے متعلق وقت کی تخصیص کا قول بھی علماء اسلام کا ایک مسلک ہے۔ لیکن بہت سے حضرات اکابر علماء و مشائخ اس فرمان کے عموم اور شمول میں متقدمین اور متاخرین اولیاء کرام کو داخل سمجھتے ہیں۔ اور ان کے اپنے دلائل ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں: وثبت انہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ صدق فی قولہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ وما مور بہ وھو عام فی کل فرد من الاولیاء لا ولالۃ فیہ عمی تخصیص اھل الزمان والضا تفضلہ علی اھل زمانہ متفق علیہ لکن احدھما اثبت زیادۃ و مثبت الزیدۃ من الاشھاد راجح لسلامتہ عن التعارض کما تقرر من قواعد اصول الفقہ۔ یعنی یہ بات ثابت ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرمان میں صادق اور اس کا حکم دیا گیا ہے اور آپ کا یہ فرمان اولیاء کرام کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس میں اہل زمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ ویسے بھی اہل زمان پر آپ کی فضیلت متفق علیہ ہے۔ اور دوسری روایات جن میں عموم ہے مثبت زیادت ہیں اور مثبت زیادت گواہوں کو ترجیح ہوتی ہے۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کے مقام میں کوئی کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے آپ کے متعلق سمجھے کہ وہ اس لائق نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا اسے رحمت سے مشرف فرمانا تو احسان اور فضل کے باب سے ہے۔ اور شیخ عبداللہ قرشی کا ارشاد ہے کہ میں نے چھ سو مشائخ کی صحبت پائی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ وزن کیا تو میں نے اپنے کو راجح پایا۔ اور ابو العباس المرسی نے فرمایا ہے: ابدال ق سے ق تک نہیں چلے مگر اس لئے کہ انہیں میرے جیسا کوئی ملے جو ان کی تربیت کرے اور انہیں مقامات رجال تک ترقی دے اور فرماتے ہیں: اللہ کی قسم اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک گھڑی بھر کے لئے حجاب میں ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کروں گا۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ مسئلہ حاضر و ناظر کے منکرین کے لئے لمحہ فکریہ۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے بے شمار خوش نصیب ہیں جن پر آپ کی یہ نوازشات ہیں۔ لیکن ہر آنکھ کا یہ مقام نہیں۔ ہمیں یہی سعادت ہے کہ ان اکابر کے ارشادات پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں امام شعرانی قدس کی کتاب طبقات کبریٰ کا اردو ترجمہ مسمی۔ ''برکات روحانی'' جو کہ توفیق الٰہی اس فقیر حقیر نے کیا ہے کی ابتداء میں تعارف امام شعرانی بنام ''تذکرہ نورانی''

دیکھ لیا جائے جہاں آئمہ مجتہدین کے صاحب حضوری ہونے کا ذکر ہے۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

تحدیث نعمت شیخ ابوالعباس المرسی۔شیخ ابوالحسن شاذلی۔سیّدی ابوالمواہب کے اقوال کی روشنی میں

نیز آپ اکثر فرمایا کرتے: اللہ کی قسم اگر عراق۔مغرب۔شام اور مصر والوں کو ان علوم و اسرار کا علم ہوتا جوان چند بالوں کے نیچے ہیں اور اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کرتے تو یہاں آتے گرچہ چہروں کے بل آنا پڑتا۔اور شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں: ہمارے معاصرین کے پاس بحمد اللہ ہمارے سوا ایسا علم باقی نہیں رہا جس کا ہم استفادہ کریں۔ہم اپنے علاوہ دوسروں کے کلام میں صرف اس لئے نظر ڈالتے ہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو پہچانیں جو کہ ان کی بجائے اللہ تعالیٰ نے ہم پر ان کے مقام سے فزوں تر فرمایا ہے۔پس اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور مجھے شیخ علی الشاذلی نے جو کہ شیخ ابوالمواہب کے بیٹے ہیں جو کہ آپ کی اہلیہ کے پہلے شوہر ہیں۔بتایا کہ میں نے سیّدی ابوالواہب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں مرید تھا تو مشائخ شاذلیہ سے خودستائی سن کر طبیعت مکدر ہو جاتی۔اور میں کہتا کہ کسی فقیر کے لئے لوگوں کے سامنے اپنی تعریف کیونکر درست ہے حتیٰ کہ میں ان کے اس مقام تک پہنچ گیا جہاں انہوں نے اپنی تعریف کی۔پس مجھے پتہ چلا کہ یہ تو بندوں پر واجبات میں سے اہم ہے۔اور یہ کہ انسان کے لئے کافی نہیں کہ اپنے رب کا شکر الفاظ کے بغیر صرف اپنے دل میں کرے۔بلکہ اس پر لازم ہے کہ لوگوں میں اس کی اشاعت کرے حتیٰ کہ خاص و عام کو معلوم ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پسند کرتا ہے کہ اس کا شکر کریں اور اس نے بندوں کے مابین ان پر جو فضل و احسان فرمایا ہے اس کا ذکر کریں۔اور جود و کرم اور فضل کے ساتھ اس کی صفت بیان کریں۔انتہی۔

تحدیث نعمت اور امام جلال السیوطی

اور میں نے شیخ جلال الدین کی کتاب التحدیث بالنعمۃ میں آپ کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا: میں اس دور میں قلم اور ذہن کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عالم ہوں۔پھر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی معترض ہم پر اعتراض کرے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دور یا ہمارے شہر یا ہماری ریاست کے عالم کے ساتھ عقل کی تخصیص کے حوالے سے ہے۔اور کچھ نہیں۔اور اسی پر علماء نے بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول محمول کیا ہے۔وانی فضلتکم علی العالمین (البقرہ آیت ۴۷) اور میں نے تمہیں سارے جہان والوں پر فضیلت دی) اور کہا کہ اس میں انبیاء اور ملائکہ داخل نہیں ہیں۔شیخ جلال الدین فرماتے ہیں کہ اگر اس قاعدہ کا اعتبار نہ ہو جس سے گریز نہیں ہو سکتا تو قاضی القضاۃ یا اقضی القضاۃ کا لقب دینا حرام، ناجائز ہوتا کیونکہ یہ ہر نبی کو شامل ہے بلکہ رب العالمین کو بھی۔انتہی۔

شیخ ابوالحسن شاذلی کا اپنے شاگردوں کے نام پیغام

اور شیخ ابوالحسن شاذلی اکثر اپنے شاگردوں سے فرماتے: اپنی عبودیت کے اظہار کے لئے اپنی نیکیوں کا اعلان کرو جس طرح دوسرے لوگ گناہ کھلے عام کرتے ہیں۔اور لوگوں کو ان علوم و مصارف کے بارے میں جتلاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔انتہی۔

پس یہ سلف صالح کے کلام کی بعض نقول ہیں جو بتلاتی ہیں کہ علماء و صالحین نے اپنی مدحت سرائی فخر اور ریا کے طور پر نہیں کی۔وہ اس

سے پاک ہیں۔ انہوں نے تو اس مسئلہ میں اپنے امر کی بنیاد قواعد صحیحہ اور اعراض شرعیہ پر رکھی ہے۔ پس اگر کوئی عارف اپنی تعریف کرے تو اس پر انکار اور اسے اغراض نفسانیہ پر محمول کرنے میں جلدی مت کر۔ اس کے بعد کہ تجھے ان دلائل اور نقول پر اطلاع ہو چکی جو ہم نے ذکر کی ہیں۔ اور انہیں اچھی توجیہات پر محمول کر دراں حال کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی کہ جو بات سن کر اچھی بات کی پیروی کریں ان الفاظ میں تعریف فرمائی ہے اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولو الالباب (الزمر آیت ۱۸) یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانشور ہیں)۔

شیخ علی الخواص کا تحدیث نعمت کا حکم۔ اس کی وضاحت اور جبریہ کا رد

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: تم پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل فرمایا ہے اس کے اعلان کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیا فرماتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی۔ مجھ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے وہ سلب کر لے۔ تاکہ اسے اپنے بندوں کے مابین شرم سار نہ کرے۔ نیز سنا کہ آپ فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ کی نعمت کو فتنہ اور اغراض نفسانیہ کے بغیر بیان کرنا ہر دور کے اکابر اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔ بخلاف غیر عارفین کے پس بسا اوقات ان میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کے بیان میں جو اس پر انعام زبانی فرمائی داخل ہو جاتی ہے۔ انتہی۔

اظہار عمل میں بندے کی تین حالتیں

امام شعرانی کہتے ہیں: اس کی وضاحت یہ ہے کہ اپنے اعمال کے اظہار میں بندے کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ اپنے اعمال ریاکاری کے طور پر ظاہر کرتا ہے جس طرح کہ بعض عوام کی شان ہے جن کا کوئی شیخ نہیں جو ان کی تربیت کرے اور انہیں اللہ رب العالمین کے لئے توحید افعال کی طرف ترقی دے۔ یا انہیں توفیق شامل حال نہیں ہوئی۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے توحید افعال تک جس کی رسائی ہو گئی اس سے ریاکاری۔ خود بینی اور اپنے اعمال کے ساتھ تکبر یکسر ختم ہو جاتا ہے جس طرح کہ اس کتاب میں کئی مقامات میں اس کا اشارہ آئے گا۔ کیونکہ وہ فعل کو اس وقت اللہ وحدہ کے لئے دیکھتا ہے۔ اسے فعل میں کوئی شرکت نہیں سوائے نسبت تکلیف کی مقدار کے۔ اور یہ معلوم ہے کہ کوئی بھی دکھاوا نہیں کرتا مگر اسی کا جسے اپنا فعل ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ رہا وہ فعل جسے اپنے غیر سے سمجھتا ہے تو اس کے متعلق ریاکاری کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ لوگ اسے جھٹلاتے ہیں۔ جس طرح کہ عارفین باللہ کے متعلق ہے کہ یہ اسے جھٹلاتے ہیں جب وہ فعل کو حقیقت میں اپنے لئے دیکھتا ہے اور یہ بعینہ جبریہ کا مذہب ہے۔ کیونکہ جبریہ وہ قوم ہیں جو کہ عقل کے ساتھ اللہ وحدہ کے لئے توحید افعال تک پہنچے۔ اور کاملین کے مقام تک کہ وہ افعال کی نسبت خلق کی طرف کرتے ہیں ان کی رسائی نہ ہوئی۔ پس انہوں نے شرائع کو نادرست قرار دیا کہ ان میں افعال کی بندوں کی طرف اضافت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یعملون یفعلون یکسبون۔ اسی لئے اہل سنت نے ان کی مذمت کی ہے کہ اس سے تو بات یہاں پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس پر مواخذہ فرماتا ہے جو کہ بیک وقت بندے کا کسب ہے نہ فعل۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ پر حجت قائم کرنے کی بو بھی مخفی نہیں رہتی۔

گر چہ حق تعالیٰ کے مرتبہ سے ہے کہ جو چاہے کرے اور اسے اس کے مواخذہ کا حق ہے جس نے گناہ نہیں کیا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسباب اور مسببات مرتب فرمائے۔ اور اس مذہب میں گر چہ خطا داخل ہو جاتی ہے پھر بھی ہر حال میں معتزلہ کے مذہب سے

اچھا ہے کہ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے ایسے اقوال سے ہوتی ہے اللہ خالق کل شیء (الرعد آیت ۱۶ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے) اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول واللہ خلقکم وما تعملون (الصافات آیت ۹۶) اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو) اور ہم تک ایسی کوئی شرع نہیں پہنچی کہ بندہ کبھی اپنے اعمال کا بالاستقلال اللہ کے اذن کے بغیر خالق ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ پس معلوم ہوا کہ بندے کے ایمان کے کمال سے یہ ہے کہ عمل کا شہود اللہ تعالیٰ کے لئے ایجاد کے طور پر اور بندے کے لئے نسبت کے حوالے سے کرے۔ جیسا کہ انشاء اللہ العزیز تیسری حالت کے بیان میں آرہا ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ اپنے نفس سے تخلیق کے طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص عمل کا شہود محسوس کرے۔ غیر اللہ کے لئے اس میں کوئی شرکت نہیں بغیر اس کے کہ مقام میں متمکن ہو۔ پس یہ اپنے نفس پر لوگوں کے لئے اپنے اعمال کے اظہار سے خائف ہوتا ہے جس طرح کہ وہ اس کا خوف رکھتا ہے کہ اعمال ضائع ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے ان پر اپنے اعتماد کی مہک آتی ہے۔ جس طرح کہ سلفاً خلفاً بندوں کی حالت ہے۔ پس یہ ان کے اظہار پر قدرت نہیں رکھتا۔

تیسری حالت یہ کہ اپنے متعلق ریاء سے یقینی طور پر خلاصی محسوس کرے جب حقائق توحید سے متمکن ہو۔ پس یہ اپنے کسی عمل کے اظہار سے خوف نہیں کرتا کیونکہ وہ اسے اللہ تعالیٰ وحدہ کے لئے مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح کہ اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کا مشاہدہ کرتا ہے پس جس طرح اپنی ذات کے اللہ تعالیٰ وحدہ کے لئے مخلوق ہونے سے کسی شے پر قادر نہیں اسی طرح اپنے نفس کے اعمال کو اپنے لئے بیان کرنے پر قادر نہیں بلکہ انہیں اللہ رب العالمین کے لئے جانتا ہے سوائے نسبت تکلیف کے۔ پس جب ناجائز کی نفی ہوگئی اور بندے نے اپنا عمل اللہ رب العالمین کے لئے خالص کرلیا جس کا کوئی شریک نہیں تو اس وقت اسے ہر اس عمل کے اظہار کا حکم دیا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں جاری فرمایا۔ اور جو خلعت اخلاق اسے پہنائی کہ اس کی طرف سے نعمت کا اعتراف ہو۔ یہ شکر کی حقیقت ہے جس تک صدیقین پہنچتے ہیں۔ بیشک تمام اعمال جن کے متعلق بندہ سمجھتا ہے کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے یہ بھی اس پر اس کی نعمتوں میں سے ہے۔ پس اس مقام کا آدمی اپنے آپ کو آلہ فارغہ سمجھتا ہے جیسے محرک فارغ پر تحریک دیتا ہے اور اپنے آپ کو ایسا بندہ جانتا جو کہ اپنے مولیٰ کے فضل میں غرق ہے۔ اس کی نعمت اس کا تانا بانا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس مقام والے پر اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کا اظہار اور بیان واجب ہے جو اس پر انعام ہوئیں۔ اور یہ اس کے حق میں انہیں چھپانے سے افضل ہے کیونکہ اسے اپنے نفس پر آفات اظہار کا خوف نہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ جو شخص اس تیسری حالت تک ذوقاً اور تحقیقاً نہیں پہنچا تو اس کے حق میں اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا چھپانا واجب ہے یا بہتر ہے کہ اس پر آفات کے داخلے کا خطرہ ہے۔ رہا نسبت عمل کا من حیث التکلیف اپنے لئے شہود تو اس وقت اس مقام میں اس کے لئے معیوب نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا امر ہے کہ اس سے مفر نہیں۔ اور اہل توحید کا اس پر اجماع ہے کہ نسبت فعل کے اپنی طرف شہود سے بندے کی توحید میں کوئی عیب نہیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے قول وایاك نستعین کا اشارہ ہے۔ پس سمجھ لے اور ہم نے جو تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے کہا کہ اعمال کا چھپانا مطلقاً بہتر ہے اس نے خطا کی۔ یا اس کا اظہار مطلقاً افضل ہے اس نے خطا کی۔ اور جس نے مسئلہ میں تفصیل بیان کی وہ درست ہے۔

اظہار واخفاء اعمال کے متعلق لوگوں کی اقسام

اور میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کے اظہار واخفاء میں لوگ کئی اقسام پر ہیں۔ان میں سے کسی کا ظاہر اس کے باطن سے افضل ہے۔کسی کا باطن وظاہر برابر۔کسی کا باطن خیر میں اس کے ظاہر سے راجح تو کوئی اس سب سے غائب۔پس پہلی تین اقسام والوں میں سے کسی کو اس کے شہود ترجیح کی وجہ سے ریاء وسمعہ دستک دے سکتا ہے۔بخلاف اس کے جو ان سب سے غائب ہوگیا یعنی ان تین اقسام میں سے کسی شے سے مقید ہونے سے اس کے حکم طبعی بلکہ اختیار شرعی کی وجہ سے۔پس وہ اختیار حق تعالیٰ میں فانی الاختیار ہوتا ہے۔تو جس کے اظہار کو شرع ترجیح دے یہ بھی اس کے اظہار کو ترجیح دیتا ہے۔گر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔اور اس چوتھی حالت پر یہ حدیث محمول ہے کہ اخلاص میرے اسرار میں سے ایک سر ہے۔اپنے بندوں میں سے جس کے قلب میں چاہوں ودیعت رکھتا ہوں اس پر کوئی مقرب مطلع نہیں ہوتا۔نہ ہی گمراہ شیطان۔اور مشائخ نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ جو اپنے نفس میں اخلاص کا شہود رکھتا ہے اس کا اخلاص بھی اخلاص کا محتاج ہے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے سب لوگوں سے اس کا میزان زیادہ راجح ہوگا جو اپنے اعمال میں باربردار جانور کی طرح ہوگا جو کہ اپنے اٹھائے ہوئے بوجھ کی نفاست کو جانتا ہے نہ خست کو۔نہ یہ جانتا ہے کہ یہ کس کا ہے۔نہ ہی اجر مانگتا ہے اور اس کے باوجود اس باربرداری پر صابر۔سر جھکائے ہوئے۔نہیں جانتا کہ کدھر جارہا ہے۔انتہی۔

اور ابن عطاء اللہ کے کلام میں ہے: اپنے آپ کو گمنامی کی زمین میں دفن کردے کیونکہ جو دانہ دفن کے بغیر اگتا ہے اس کا پھل مکمل نہیں ہوتا یعنی اس لئے کہ وہ مضبوطی نہیں رکھتا کہ کبھی تیز ہوائیں چلیں تو اس کی جڑیں زمین سے اکھاڑ پھینکتی ہیں پس وہ مرجاتا ہے۔بخلاف اس کے جو دفن کیا گیا کہ اس کا سبزہ زمین پھاڑتا ہے اور باہر نکلتا ہے پھر ہوائیں اسے نہیں اکھاڑتیں۔تو ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جسے اپنے اعمال کے اظہار سے کسی ناجائز امر کا خوف ہو تو اسے چھپانا بہتر ہے جس طرح کہ گزر چکا اور اظہار سے جس کا مقصد بھائیوں کی اقتداء یا اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا اظہار یا اس کے علاوہ کوئی اچھی نیت ہو تو ان کے اظہار میں کوئی حرج نہیں۔

اور میں نے سید علی الخواص کو فرماتے ہوئے سنا: جب آدمی کشف اور یقین سے معلوم کرلے کہ وہ عبد، مستحق سزا ہے اور اس کے پاس جو کمالات اس کے مولیٰ کے فضل سے ہیں اس کے پاس مستعار ہیں۔ان میں سے اس کی ملک کچھ نہیں تو اسے جائز ہے کہ محضر عام میں نعمتوں کا اعلان اور بیان کرے کیونکہ وہ ان کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی پر فخر نہیں کرتا۔انتہی۔

اپنے متعلق امام شعرانی کا وضاحتی بیان

اور بحمد اللہ اب یہ میرے شہود کا مقام ہے جیسا کہ اس کی وضاحت خاتمہ کے آخر میں آئے گی انشاء اللہ العزیز۔پس بیشک میں اللہ کی قسم۔پھر اللہ کی قسم بعض اوقات میں اپنے متعلق سمجھتا ہوں کہ سالوں سے میں زمین میں غرق کئے جانے کا مستحق ہو چکا ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا حلم مجھ پر نہ ہوتا۔پھر بخدا میں روئے زمین پر کسی کو اپنے سے زیادہ گناہوں میں پیوست اور اپنے سے زیادہ قلیل الحیاء نہیں سمجھتا۔اور اگر میرے معتقدین میں سے کوئی میرے سامنے اس کے خلاف دلائل قائم کرے تو میں اس کی طرف کان نہ

دھروں اور کئی دفعہ میں مشاہدہ کرتا ہوں کہ مصر اور اس کے گردونواح میں جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ صرف اکیلے میرے گناہوں کی بنا پر ہیں۔ جبکہ میرے غیر کے گناہ سب کے سب بخشے ہوئے ہیں۔ اس کے بغیر میں کچھ نہیں سمجھتا۔ پس میرا جسم اس کی طرح پگھلنے لگتا ہے جس نے بڑی مقدار میں زہر پی لی ہو۔ اور اس امر کا ذوق صرف اسی مقام والوں کو ہوتا ہے جس طرح کہ تیسرے باب میں اس کی تفصیل آرہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اور اللہ کی قسم۔ پھر اللہ کی قسم میں تمنا کرتا ہوں کہ ذوات وجود کی گنتی کے مطابق میری ذوات اور اعضاء ہوں۔ اور ہر ذات اور عضو اپنی اخوات جیسے فعل کریں۔ اور آسمان اور زمین والوں کی افتتاح وجود سے اس کی انتہاء تک عبادت سے کئی گنا زیادہ عبادت کریں پھر اس کے باوجود میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم سے ذرہ بھر کا مستحق نہیں سمجھتا جو اس نے ان ذوات پر دنیا وآخرت میں فرمایا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کروں جس قدر انس وجن نے قیامت تک کی تو نہیں سمجھتا کہ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ وہ مجھے زمین پر عاصی کے پیچھے کھڑا ہونے دے گرچہ اس سے غافل ہو۔ میں اس امر پر اس کے شکر کا ذرہ کیسے ادا کرسکتا ہوں کہ وہ میری ذات اور اس کے اعمال کا خالق ہے۔ پس بندے کے لئے کوئی شکر باقی نہ رہا مگر صرف اس کی نعمتوں کے اعتراف کے ساتھ۔ اور کچھ نہیں اسے سمجھ لے

اور اللہ کی قسم۔ پھر اللہ کی قسم میں نے اس کتاب میں اپنے اخلاق اور مناقب کے ذکر سے بھائیوں پر فخر کا قصد نہیں کیا۔ قصد صرف یہ ہے کہ وہ انہیں حاصل کرنے اور ان سے تخلق کے لئے میری اقتداء کریں اس کے بعد کہ میں نے ان میں سے بعض کو کئی بار سنا کہ ان اخلاق کے اپنانے کو اجنبی قرار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس زمانے کے فقراء میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو اس لائق ہو کہ اخلاق قوم میں سے کسی شے میں اس کی اقتداء کی جائے کیونکہ ان کے ساتھ متخلق نہیں۔ اور ایک دفعہ میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا کہ میں نے اپنے بھائیوں میں سے ایک کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو دنیا میں زُہد اختیار کرے تو مجھے کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا مل جائے جو اس میں زُہد کرتا ہے تو اس کی پیروی کروں۔ پس جب میں نے بھائیوں سے ایسی باتیں سنیں کہ ان کا گمان ہے کہ اخلاق قوم بالکل مفقود ہوچکے تو میں نے ان کے لئے مریدین کے کچھ اخلاق ظاہر کئے جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر قوم کی صحبت کے اوائل میں احسان فرمایا اس امید پر کہ اس پر کوئی میری اتباع کرے نیز کاہلوں کی محبت ختم ہو جائے۔ کیونکہ داعی الی الخیر اگر اس کے مطابق عمل نہ کرتا ہو تو اس کی دعوت ناقص ہوتی ہے گرچہ یہ اس میں شرط نہیں۔ کیونکہ مدعو کی زبان حال داعی سے کہتی ہے کہ تو اپنے کو نصیحت کر۔ اور بسا اوقات وہ زبان قال سے اس کی صراحت کردیتا ہے۔ پس اسی لئے میں نے اس کتاب میں ایسے امور کو صراحتاً بیان کردیا ہے کہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ان کا ظاہر نہ کرنا تھا اگر مجھے ان کے اظہار کا حکم نہ ہوتا اور اگر مدعوین کی طرف سے ہم پر حجت قائم کرنا نہ ہوتا۔ پس جب انہوں نے ہمیں دیکھا کہ ہم اس کے ساتھ متخلق ہیں جس کی طرف ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو لازماً ہمارے کلام پر یقین کرلیتے ہیں گرچہ اس پر عمل نہ کریں۔

اور اسی طرح میں نے کثیر اخلاق کے بارے میں کہا کہ میں نے ایسا کرتے کسی کو نہیں دیکھا اس سے میرا قصد بھائیوں پر فخر کرنا ہرگز نہیں۔ مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ یہ نادر ہے تاکہ احباب اس کے اہتمام میں پوری توجہ کریں کہ اسے حاصل کریں اور اس سے متخلق ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی قصد نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ کوئی کتاب تالیف کروں اور اسے بارگاہ رب العزت میں ہدیہ کروں جبکہ وہ

ابلیس والے گناہ پر مشتمل ہو جس کی بنا پر اسے بارگاہ سے نکال دیا گیا اور اسے طرد ولعنت کا طوق ڈالا گیا باوجودیکہ میں نے بحمد اللہ اپنی بصیرت کے ساتھ دار آخرت کی طرف روزن دیوار سے جھانکا ہے۔ یوم حساب کا شہود حاصل کیا ہے۔ اور اس دار دنیا سے میزان شریعت کے ساتھ میں نے پہچان لیا ہے کہ کون سائل قبولیت کے شایان ہے اور کون سا رد کیا جائے گا۔ اور یہ میرے نزدیک یوں ہے کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پس اپنے آپ کو میرے بارے میں اس گمان سے بچا کہ میں نے یہ کتاب شہود آخرت اور اس کے احوال سے غافل ہو کر لکھی ہے۔ بیشک میں نے اسے حضوری سے لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی روح نکلنے تک حضوری اور شہود کے دوام کی امید کرتا ہوں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں۔

والحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

پہلا باب

ایسے امور کے بارے میں ہے جنہیں آئمہ طریقت کے نزدیک طریق قوم کی طلب سے پہلے اپنانا واجب ہے اور یہ اس لئے کہ طالب کے ہاں ان کے غیر کی طرف توجہ نہ رہے۔ اور ان سب کو علوم شرعیہ میں تبحر جامع ہے۔ پھر شیخ صادق کے ہاتھ پر مجاہدہ کرنا۔ اور جو کچھ اس سے زاید ہے وہ ان کے تابع ہیں اور کمالات ہیں۔ جس طرح کہ تو دیکھے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

شرافت نسب کی برکت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر جو احسان فرمایا اس میں سے میرے نسب کی شرافت ہے۔ گرچہ یہ غالب طور پر تقوے کے بغیر نفع نہیں دیتا۔ کبھی محض فضل وکرم کے طور پر بھی ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے و کان ابو هما صالحا (الکہف آیت ۸۲) اور ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا) تو اگر ان کا والد صالح نہ ہوتا تو وہ اس نعمت میں داخل نہ ہوتے۔ اور صفت صلاح کی تصریح کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوتا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ملوک درنی کی اولاد سے کیا۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ میرا نسب یہ ہے عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی ابن محمد بن زوفا ابن شیخ موسیٰ جن کی کنیت بہنسا کے علاقوں میں ابوعمران ہے۔ آپ میرے چھٹے دادا ہیں۔ ابن سلطان احمد ابن سلطان سعید ابن سلطان قاشین ابن سلطان محیا ابن سلطان زوفا بن سلطان ریان ابن سلطان محمد بن موسیٰ ابن سیّد محمد بن الحسنیفہ ابن الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لیکن میں نے اپنی قدیمی نسبت میں سیّد محمد سے پہلے دو نام مٹے ہوئے دیکھے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ کون ہیں۔ اور میرے ساتویں دادا جو کہ سلطان احمد ہیں شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تلمسان کے سلطان تھے۔ اور جب میرے جد امجد موسیٰ، حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ ابومدین المغربی نے پوچھا کہ تمہارا نسب کس سے ہے۔ تو انہوں نے عرض کی میرے والد سلطان احمد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری مراد جہت شرف سے تمہارا نسب ہے۔ تو عرض کی میرا نسب سیّد محمد بن حنیفہ سے ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ملک۔ شرف اور فقر جمع نہیں ہوتے۔ تو عرض کی: یا سیّدی! میں نے فقر کے سوا سب کچھ اتار دیا۔ پس شیخ نے آپ کی تربیت فرمائی۔ جب طریقت میں کامل ہو گئے تو صعید مصر کی طرف سفر کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ ایک طرف سکونت اختیار کرنا۔ وہی تیری قبر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(ضروری۔ پوری کتاب میں مؤلف محترم قدس سرہ نے اپنے احوال مما من اللہ تعالی به علی اور مما انعم اللہ تبارك و

تعالیٰ بہ علی کے جملوں سے شروع فرمائے ہیں ہر جگہ پورا ترجمہ موجب طوالت ہے اس لئے پہلے جملہ کے لئے احسان خداوندی اور دوسرے کے لئے انعام خداوندی کا عنوان لکھا جائے گا۔ قارئین کرام اسے ذہن میں رکھیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی: بلادریف میں میں نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اسی وقت سے اوقات کی پابندی سے میں پانچوں نمازیں ادا کررہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ اب تک میں نے کوئی نماز بے وقت ادا کی ہو۔ مگر ایک دفعہ راہ حجاز میں نماز ظہر بھول گیا حتیٰ کہ تاخیر کی نیت کے بغیر نماز عصر کا وقت داخل ہوگیا۔ اور کئی دفعہ سارے کا سارا قرآن کریم ایک رکعت میں پڑھ لیتا تھا حالانکہ میں ابھی نابالغ تھا۔ فالحمدللہ رب العالمین۔

احسان خداوندی

میں نابالغ تھا کہ میں نے دریائے نیل میں تیرنا شروع کردیا۔ دریا پورا بہہ رہا تھا۔ تھک گیا۔ ڈوب گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک مگرمچھ بھیج دیا۔ وہ میرے پاؤں کے نیچے آٹھہرا حتیٰ کہ مجھے راحت ملی میں سمجھا کہ کوئی چٹان ہے۔ یہاں تک کہ وہ پانی کی سطح پر آکر تیرنے لگا۔ پھر میرے اردگرد تیرتے ہوئے مجھے سہارا دیتا رہا حتیٰ کہ میں ساحل تک پہنچ گیا۔ پھر وہ غوطہ لگایا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے حالانکہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ اور مجھے اس کے حضور حسن معاملہ کا شعور نہ تھا۔ پس اس نے اپنے لطف وکرم سے مجھے ہلاکت سے بچانے کے لئے ہلاک کرنے والے کے ذریعے میری حمایت فرمائی۔ اور اس وحشی جانور کو میرے پاؤں کے نیچے رام کردیا حتیٰ کہ مجھے اس پریشانی سے نجات ملی۔ اسی طرح ایک فاسق وفاجر نے میرے ساتھ فحش کلامی کی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے سات دن کے بعد جذام میں مبتلا کردیا یہاں تک کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور وہ اسی ذلت میں مرگیا۔ اسی طرح ایک شخص مجھ سے بدسلوکی سے پیش آیا۔ اس نے روم کی طرف سفر کیا جہاں اسے فرنگیوں نے قید کرلیا۔ وہاں عیسائی ہوگیا۔ اور میرے ساتھ پیش آنے والے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں باوجودیکہ میں والدین کی طرف سے یتیم تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی میرا مددگار تھا۔ اور اللہ کافی ہے دوستی اور امداد کے لئے۔

انعام خداوندی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بلادریف سے میرا مصر کی طرف ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کا مجھے جفاء وجہالت کی سرزمین سے لطف علم کے شہر کی طرف منتقل کرنا ہے اور اس کی طرف سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے۔ وقد احسن بی اذا اخرجنی من السجن وجاء بکم من البدو (یوسف آیت ۱۰۰) اور اس نے مجھ پر بڑا کرم فرمایا جب اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں صحرا سے لے آیا۔ پس آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ کے بھائیوں کا صحرا سے آنا آپ پر اللہ تعالیٰ کے احسان سے ہے۔ اور بالتبع ان پر بھی۔ گویا آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء اس سلوک کے ساتھ کی جو اس نے آپ کے بھائیوں اور آپ کے ساتھ فرمایا۔ اور حدیث پاک میں مرفوعاً ہے جو صحرا میں سکونت پذیر ہوا اس نے جفا کی اور جو شکار کے پیچھے چلا وہ غافل ہوا۔ اور جو سلطان کے دروازے پر آیا وہ فتنے میں مبتلا ہوا۔

اور میرا مصر کی طرف آنا ۹۱۱ھ کے آغاز میں تھا جبکہ اس وقت میری عمر بارہ برس کی تھی۔ میں سیدی ابوالعباس الغمری کی جامع میں اقامت پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ الجامع اور ان کی اولاد کو مجھ پر بغایت مہربان کردیا۔ چنانچہ میں ان کے درمیان ایسے تھا جیسے کہ انہیں

میں سے ہوں۔ میں وہی کھاتا جو وہ کھاتے۔ اور وہی پہنتا جو وہ خود پہنتے۔ انہیں میری طرف سے اللہ تعالیٰ ہی جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ ان کے ہاں رہتے ہوئے میں نے کتب شرعیہ کے متون اور ان کی اصطلاحات یاد کیں۔ انہیں شیوخ پر پیش کر کے عقدہ کشائی کا شرف حاصل کیا۔ میرے ظاہر کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھا۔ عقیدت کی بناء پر لوگ مجھے بہت کچھ سونا چاندی اور کپڑے پیش کرتے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی آلودگیوں سے بھی محفوظ ہونے کی بنا پر میں کبھی تو سب کچھ لوٹا دیتا اور کبھی صحن جامع میں ڈال دیتا تا کہ مجاورین اٹھالیں اور لوگوں سے سوال کرنے سے بچتے ہوئے اور ان کی نگاہوں میں رسوا ہونے کے خوف سے کئی کئی دن بھوکا رہتا حالانکہ میں نابالغ تھا۔ جس طرح اس کی تفصیل نفس کے متعلق بلا شیخ میرے مجاہدے کی نعمت کے بیان میں آ رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

انعام خداوندی - حفظ متون کتب

کتابوں کے متون کو حفظ کرنا ہے۔ پس پہلے میں نے بلا دریف. میں ابوشجاع پھر آجرومیہ کو حفظ کیا اور اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد اپنے بھائی شیخ عبدالقادر پر پیش کر کے عقدہ کشائی کرائی۔ پھر جب میں مصر آیا تو میں نے نووی کی کتاب المنہاج۔ پھر الفیہ ابن مالک پھر ابن ہشام کی توضیح پھر جمع الجوامع۔ پھر عراقی کا الفیہ۔ پھر تلخیص المفتاح۔ پھر شاطبیہ۔ پھر قواعد ابن ہشام اور دیگر مختصرات حفظ کیں۔ اور میں نے یہ کتابیں حفظ کیں حتیٰ کہ یادداشت کی خوبی کی بنا پر قرآن کریم کی طرح کے ان کتب کے متشابہات پہچاننے لگا۔ پھر میں نے کتاب الروض مختصر الروضہ کے حفظ کی طرف ہمت بلند کی کیونکہ یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی بہت جامع کتاب ہے۔ پس میں نے اواخر کتاب کے باب القضاء علی الغائب تک حفظ کر لی۔ کہ مجھے ارباب احوال میں سے ایک صاحب باب زویلہ سے باہر باب الخرق کے پاس ملے اور مجھے کشف سے کہنے لگے باب القضاء علی الغائب پر رک جاؤ اور غائب پر کوئی فیصلہ مت کرو۔ پس ازاں بعد میں اس کا ایک صفحہ بھی حفظ نہ کر سکا۔ لیکن میں نے کتاب کا تقریباً سو دفعہ مطالعہ کیا اور اس کا درس دیا۔ اور میں نے متن کا جو کچھ محفوظ کیا تھا اسے شرح میں پڑھتا تھا اور جس کے فہم میں توقف ہوتا اس میں غور کرتا حتیٰ کہ شیخ زکریا کی شرح میرے لئے نصب العین قرار پائی۔ جس طرح کہ بعد والی نعمت میں اس کا بیان آئے گا۔ پھر مجھے شیخ احمد البہلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور مجھے کشف سے کہنے لگے: اشتغال باللہ پر توجہ کر اور تجھے یہی علم کافی ہے جو تو نے پڑھ لیا ہے پس میں نے اس سلسلے میں اپنے مشائخ سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: طریق قوم میں داخل نہ ہونا مگر مشائخ پر اپنی تمام محفوظات کی شرح کے بعد۔ جب انہیں سمجھ لے اور ان میں تبحر حاصل کر لے تو پھر طریق قوم کو اختیار کر لینا۔ اور میرے تمام مشائخ علم و عمل کے جامع تھے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مشائخ کے حضور گزشتہ حفظ کردہ متون کی شرح

ان مشائخ کے سامنے جن پر میں نے اپنی محفوظات پیش کیں۔ اور یہ تقریباً پچاس مشائخ ہیں۔ ہم نے ان کے مناقب اپنی کتاب الطبقات میں ذکر کیے ہیں (اقول و باللہ التوفیق۔ فقیر نے توفیق الٰہی سے طبقات کا ترجمہ اردو زبان میں ''برکات روحانی'' کے نام سے کیا ہے جو کہ چھپ چکا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

شیخ امین الدین پر قرأت

پس میں نے جامع الغمری کے امام احمد محدث شیخ امین الدین پر جلال محلی کی شرح المنہاج پڑھی۔ اور اس شرح کے نکات کی وجہ سے اپنے مشائخ کو پہچان لیتا کیونکہ آپ نے اسے شیخ کے سربرآوردہ طلبہ پر پڑھا تھا جیسے فخر مقدسی۔ شمس جوجری اور شیخ ابن قاسم اور میں اپنے اس درس پر القوت للاذرعی۔ قطعہ اور تکملہ ملاسنوی والزرکشی۔ اور قطعہ للسبکی۔ عمدہ لابن الملقن۔ شرح ابن قاضی شہبہ اور شرح الروض للشیخ زکریا کا مطالعہ کرتا۔ اور ان کتب کے زوائد شیخ جلال الدین کے سامنے لکھ لیتا اور اس میں اوراق چپکا لیتا حتیٰ کہ بسا اوقات کتاب سے حواشی زیادہ ہو جاتے۔ پھر میں سب کے سب آپ کے سامنے پڑھتا اور یہ سب کچھ اس لئے کہ تنگدستی کی وجہ سے یہ کتابیں خرید نہیں سکتا تھا اور میں نے آپ پر شیخ جلال الدین کی شرح جمع الجوامع اور پورا حاشیہ شیخ کمال الدین بن ابی الشریف بھی پڑھا۔ اور آپ نے اسے اس کے مؤلف کے سامنے پڑھا۔ نیز میں نے آپ پر شرح الفیہ العراقی للجلال السحاوی پڑھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ شرح حافظ ابن حجر کی ہے۔ جس کا مسودہ ان کے ترکہ سے سخاوی کے ہاتھ لگ گیا۔ یا کسی دوسرے کو ملا تو آپ نے اسے ضبط کیا۔ اس کی تبیض کی اور اسے لوگوں کے لئے ظاہر کیا۔ نیز میں نے ابن عقیل کی شرح الفیہ ابن مالک بھی آپ کی خدمت میں پڑھی۔ اور میں اس کے علاوہ اس کی شرح للائمی والبصیر۔ شیخ خالد کی شرح التوضیح۔ شرح المکودی۔ شرح ابن المصنف۔ شرح ابن القاسم۔ عینی کی شرح الشواہد کا مطالعہ کرتا۔ اور میں ان شروح کے زوائد ابن عقیل کے سامنے لکھتا۔ پھر سب کی قرأت کرتا اور میں نے آپ پر حدیث کی صحاح ستہ۔ غیلانیات۔ سند عبد ابن حمید اور بے شمار کتابوں کی قرأت کی اور آپ نے مجھے اپنی تمام مرویات کی اجازت عطا فرمائی۔ اور آپ کی سند عالی تھی جو کہ آپ نے حافظ ابن حجر سے حاصل کی تھی۔

شیخ علامہ شمس الدین الدداخلی پر قرأت کی تفصیلات

اور میں نے شیخ علامہ شمس الدین الدداخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس شرح کی قرأت کی جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ اور شیخ امین الدین کے بعد میں نے آپ پر کتب مذکورہ کا مطالعہ کیا۔ اور آپ فقیہ، صوفی، اصولی، نحوی، ابحاث کے محقق تھے۔ اور میں نے آپ پر ابن ابی شریف کی شرح بھی پڑھی۔ اور میں آپ پر شیخ زکریا کی شرح البہجۃ الکبیر۔ جوجری کی شرح الارشاد۔ اوزاعی کی القوت۔ اور آپ کی توسط اور فتح کا مطالعہ بھی کرتا۔ اور میں نے آپ پر اثناء باب الجہاد تک شرح الروض بھی پڑھی۔ پھر میں بیمار ہو گیا اور آپ پر اس کی تکمیل نہ کر سکا۔ لیکن آپ کے غیر پر اس کی تکمیل کی۔ اور میں اس شرح پر کتاب الخادم۔ کتاب القوت اور اس تمام مواد کا مطالعہ کرتا جس سے اس کے شارح نے مدد حاصل کی اور میں سابق ولاحق کلام کے ذکر کے ساتھ اس کی نقول کی جستجو کرتا اور اس کا شرح کے ساتھ الحاق کر دیتا۔ حتیٰ کہ اس شرح کے حواشی شرح سے زیادہ ہو گئے۔ اور آپ ان کتابوں کے مطالعہ۔ ان کے زوائد کی کتابت میں میری تیزی سے تعجب کرتے۔ اور فرماتے کہ اگر تو ان کے زوائد کی چھانٹی نہ کرتا تو میں کہتا کہ تو نے الحاق نہیں کیا۔ اس کے بعض پر مطلع ہوتا ہے۔

میں نے آپ پر ابن المصنف کی شرح الفیہ۔ شیخ خالد کی شرح التوضیح۔ کتاب مطول حواشی سمیت۔ مصنف اور سخاوی کی الفیہ عراقی کی شرح۔ ابن ابی شریف کی کتاب شرح جمع الجوامع حاشیہ سمیت وغیرہ کی بھی قرأت کی۔ اور میں نے جامع ازہر کے مفتی اور خطیب شیخ شمس الدین السمانودی پر محلی کی شرح منہاج پڑھی۔ ابھی نصف ہوا تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

شیخ امام علامہ شہاب الدین المسیری اور شیخ امام محقق الشیخ نورالدین محلی پر قرأت کی تفصیلات

اور میں نے شیخ امام علامہ شہاب الدین المسیری پر شرح جمع الجوامع کا ایک حصہ پڑھا اور جلال محلی کی شرح المنہاج نصف کے قریب۔ پھر ان کا انتقال ہوگیا۔ اور شیخ امام محقق شیخ نورالدین محلی پر شرح جمع الجوامع حاشیے سمیت پڑھی۔ اور اکثر آپ پر میں شرح اور حاشیہ یاد سے پڑھتا اور آپ دونوں اصل لے کر بیٹھ جاتے۔ پس آپ میرے حفظ کی خوبی اور شرح پر میرے حاشیہ ثبت کرنے پر تعجب فرماتے باوجودیکہ میں بچپنے کی عمر میں تھا۔ اور میں نے آپ پر تفتازانی کی شرح عقائد اور اس پر ابن ابی شریف کا حاشیہ شرح القاصد اور ابوطاہر القزوینی کی کتاب سراج العقول پڑھی اور یہ نفیس کتاب ہے علم کلام کے چالیس مشکل مسائل پر مشتمل ہے۔ ہر مسئلہ کے لئے ایک باب باندھا ہے جس میں متقدمین اور متاخرین کی نقول جمع فرمائی ہیں۔ اور میں نے علماء کلام میں سے کسی کو آپ سے زیادہ دسترس والا نہیں دیکھا۔

مختلف مشائخ پر قرأت کتب کی تفصیلات

اور میں نے شیخ نورالدین الجارجی پر جو کہ جامع الغمری میں مدرس ہیں الفیہ عراقی پر مؤلف کی شرح۔ ابن القاصح اور سخاوی جو کہ شاطبی کے داماد ہیں کی شرح شاطبیہ پڑھی اور شیخ امام علامہ الشیخ نورالدین السنہوری نابینا پر جو کہ جامع ازہر کے امام ہیں کئی کتابوں کی قرأت کی جن میں سے شرح الشذوذ۔ آجرومیہ کی اس کی نظم۔ اور اس کی نظم کی شرح۔ مکودی کی شرح الفیہ وغیرہ ذالک پڑھیں۔

اور میں نے شیخ امام محقق۔ علوم میں صاحب فنون ملا علی العجمی پر باب قرافہ میں فقہ و نحو میں کئی کتابیں پڑھیں اور شیخ جمال الدین الصانی پر منہاج کا کچھ حصہ اور الفیہ کا کچھ حصہ تقریباً ایک ماہ پڑھا۔ پھر آپ فوت ہوگئے۔ اور اسی طرح شیخ عیسیٰ الاخنائی۔ شیخ شمس الدین الدیروطی اور دمیاط میں صاحب البروج واعظ شیخ شمس الدین الدمیاطی میں سے ہر ایک پر قرأت کی اور نحو میں شرح الفیہ کا کچھ حصہ پڑھا۔ پھر وہ فوت ہوگئے۔

اور میں نے شیخ حاکم صالح محدث مقری شیخ شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری پر آپ کی شرح بخاری کا اکثر حصہ اور مذاہب لدنیہ کا کچھ حصہ پڑھا۔ اور شیخ محلی رحمہ اللہ تعالیٰ پر جلال محلی کی شرح المنہاج کا کچھ حصہ شیخ ابوالحسن البکری کی آپ پر قرأت کی صحبت میں پڑھا۔ پھر آپ کا وصال ہوگیا۔ اور میں نے شیخ صلاح الدین القلیوبی پر شرح جمع الجوامع کا کچھ حصہ پڑھا۔ پھر آپ فوت ہوگئے۔ اور آپ پر اس کی تکمیل نہ کرسکا۔ اور میں نے شیخ عالم علامہ نورالدین بن ناصر پر منہاج کا تقریباً تین چوتھائی حصہ پڑھا۔ اور آپ نقول مذہب کے بہت بڑے حافظ تھے۔ گویا مذہب آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور شیخ نورالدین الاشمونی پر منہاج کا ایک حصہ۔ الفیہ ابن مالک کا ایک حصہ اور جمع الجوامع کے لئے آپ کی نظم کی قرأت کی۔ پھر آپ فوت ہوگئے۔

اور شیخ سعدالدین الذھبی پر الفیہ عراقی کی مؤلف کی شرح۔ محلی کی شرح المنہاج کا ایک حصہ پڑھا۔ اس کے ساتھ کتاب القوت۔ کتاب الخادم اور اس کی مراجعت فی المشکلات کا مطالعہ۔

اور میں نے شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین الشیشینی الحنبلی پر تفسیر بغوی کا ایک حصہ اواخر بقرہ تک پڑھا پھر آپ ۹۰۸ھ میں فوت ہوگئے۔

اور میں نے شیخ الاسلام شیخ برھان الدین القلقشندی پر منہاج کا ایک حصہ۔الفیہ ابن مالک کا ایک حصہ پڑھا اور مسند عبد بن حمید
غیلانیات کی قرأت کی۔پھر آپ کا وصال ہو گیا۔اور حدیث میں آپ کی سند عالی تھی۔

شیخ الاسلام زکریا پر قرأت

اور میں نے شیخ مشائخ الاسلام شیخ زکریا پر رسالہ قشیریہ کی آپ کی پوری شرح پڑھی۔اور مزنی کی مختصر کے لئے آپ کی شرح جو کہ
مکمل ہے۔شرح آداب البحث۔شرح التحریر۔اثناء باب الجزیہ تک شرح الروض۔جمع الجوامع کے لئے آپ کی مختصر کی شرح شرح جلال
پر آپ کے حاشیہ کے سمیت قرأت کی۔اور آپ پر پوری تفسیر بیضاوی کی قرأت کی۔اور آپ پر میری قرأت سے آپ کا حاشیہ رونما
ہوا جو کہ اس پر رکھا گیا۔اور اس کا اکثر حصہ میرے ہاتھ کا اور آپ کے بیٹے شیخ جمال الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔اور یہ آپ کی بینائی
چلے جانے کے بعد کا واقعہ ہے۔اور میں نے آپ کے لئے کشاف پر طیبی کے حاشیہ کا مطالعہ کیا۔اور حاشیہ شیخ سعد الدین اور بعض دیگر
حواشی کا جیسے حاشیہ شیخ جلال الدین السیوطی اور بابونی وغیرہ ذالک۔

اور جب آپ نے بخاری کی شرح کی تو میں آپ کے لئے دوران تالیف فتح الباری۔شرح عینی۔شرح برماوی۔شرح کرمانی اور
شرح قسطلانی کا مطالعہ کرتا حتیٰ کہ آپ کے لئے مطالعہ کرتے کرتے اور تکرار کلام کی وجہ سے ان شروح کا اکثر مواد میرے پیش نظر ہو گیا۔
حتیٰ کہ آپ اس سے وہ معنی اخذ کر لیتے جسے اپنی شرح میں رکھتے۔اور جب میں نے شرح الروض کی قرأت کی تو آپ پر شرح المہذب۔
خادم۔قوت۔شروح منہاج۔مطلب۔ابن الرفعہ کی کفایہ کا مطالعہ کرتا۔اور میں نے اس تمام مواد کی جستجو کی جس سے آپ نے اپنی شرح
میں مدد لی۔اور میں نے آپ کو ایسے بارہ مقامات پر تنبیہہ کیا جن کے متعلق آپ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ روضہ پر زوائد الروضہ ہیں
حالانکہ یہ روضہ میں دوسرے ابواب میں مذکور ہیں۔پس آپ نے ان کا زائد منع کر دیا۔اور متنبہہ فرما دیا کہ یہ دوسرے ابواب میں مذکور
ہیں۔پھر میں نے دیکھا کہ زرکشی نے ان مقامات پر اپنی کتاب خبایا الزوایا میں تنبیہہ کیا ہے۔پس آپ اس سے خوش ہوئے۔آپ علم۔
عمل اور ہیبت میں میرے مشائخ سے اعظم ہیں۔اور میں بیس سال تک آپ سے پیوستہ رہا۔گویا کہ اپنی پاکیزگی کے اعتبار سے ایک جمعہ

اور بعض اوقات آپ مجھے فرماتے کہ تو ہمیں دریائے نیل کی طرف کیوں نہیں لے چلتا کہ ہوا خوری کریں۔میں عرض کرتا: یا سیدی!
آپ کا میرے ہم نشین رہنا میرے لئے ہوا خوری سے کہیں بہتر ہے۔تو میرے لئے دعائے خیر فرماتے۔اور ایک دفعہ آپ نے مجھے
حکایت سنائی کہ یحییٰ بن یحییٰ الاندلسی نے کئی سال امام مالک کی مجلس کی۔ایک دن ہاتھی گزرا۔طلبہ اس پر سیر و تفریح کے لئے نکلے۔پس امام
مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ تو ہاتھی نہیں دیکھے گا کیونکہ یہ تمہارے علاقوں میں نہیں ہوتا تو اس نے عرض کی: میں نے اپنے علاقے
سے سفر اس لئے نہیں کیا کہ ہاتھی پر سیر و تفریح کروں۔میں نے آپ کی طرف سفر صرف اس لئے کیا ہے کہ آپ کے افعال و اقوال دیکھوں
اور آپ کی سیرت سے رہنمائی حاصل کروں۔پس امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوئے۔اور اس کو عاقل اہل اندلس کا نام
دیا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضا۔

شیخ امام محقق علامہ زمان شیخ شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ تعالیٰ پر قرأت

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت واسعہ فرمائے اور آپ پر اپنی نعمتوں کے چھلکتے بادلوں سے باران رحمت فرمائے۔ میں نے آپ پر کتاب الروضہ کے آغاز سے اثناء کتاب الجراح تک قرأت کی۔ مجھے کچھ تکلیف ہوگئی۔ اس لئے تکمیل نہ ہو پائی۔ اور میں ہر درس پر جس کی آپ پر قرأت کی کتاب القوت۔ کتاب الخادم۔ شیخ زکریا اور ابن سولۃ کی شرح کتاب الروضہ۔ المطلب المہمات۔ ابن الرفعہ کی الکفایہ۔ شرح المہذب۔ الرافعی الکبیر۔ القطعہ۔ التملہ۔ منہاج پر ابن قاضی شہبہ کی شرح۔ جوجری کی الارشاد کی میری اور ابن ابی شریف کی شرح۔ اور شیخ زکریا کی شرح البہجہ کا مطالعہ کرتا۔ اور ان کتابوں کے زوائد، حواشی پر لکھتا۔ بسا اوقات ان میں اوراق چپکا دیتا یہاں تک کہ اصل الفاظ سے حواشی زاید ہو جاتے۔ پھر میں ان سب کی آپ پر قرأت کرتا۔ اور آپ مجھے مفتی بہ کی غیر مفتی بہ پر تنبیہہ فرماتے۔ پس میں اسے حاشیہ پر مقید کر دیتا۔ اور پھر آپ ایک دن رات میں ان کتب کے میرے مطالعہ کی تیزی پر تعجب فرماتے اور فرماتے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تو ان کے زوائد حواشی پر لکھتا ہے۔ اور متداخل کلام ترک کر دیتا ہے تو میں کہتا کہ تو نے ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا چہ جائیکہ متداخل کے حذف کے بعد اس میں سے جو تو لکھتا ہے اس کی چھان پھٹک ہو۔

اور بحمد للہ میرا ذہن خوب تیز تھا۔ جو سنتا بھولتا نہیں تھا۔ اور میں اسی طرح تھا حتیٰ کہ جب میری عمر تقریباً پچیس سال کو پہنچی اور یہ دسویں صدی کا تیئسواں سال ہے جب کہ میں مصر میں داخل ہوا جب بنو عثمان کی حکومت آئی مجھے مسلسل پریشانیوں نے دبوچ لیا۔ آپ نے مجھے کئی مرتبہ فرمایا کہ تیری ابتداء تیرے غیر کی انتہاء ہے۔ بیشک میں نے کسی کو نہیں دیکھا جسے اس دور میں ان تمام کتابوں کا مطالعہ میسر ہوا ہو۔ اور میں ایک رات میں رافعی کی پوری الجزء الکبیر یا کتاب الخادم کا مطالعہ کر لیتا۔ پس یہ ہیں وہ کتابیں جو مجھے یاد ہیں کہ میں نے شیوخ پر قرأت کے دوران ان کا مطالعہ کیا۔ اور عنقریب انشاء اللہ العزیز ان کتابوں کے نام آرہے ہیں جن کا میں نے اپنے لئے مطالعہ کیا۔ ساتھ ساتھ ان کی مشکلات میں شیوخ کی طرف رجوع کرتا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دینی معاملات میں کثرت احتیاط

میں اپنے دین کے بارے نہایت احتیاط اختیار کرتا ہوں۔ اور اس کے ترک میں رخصت پر عمل نہیں کرتا مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ پس جس طرح وہ شخص جو زیادہ احتیاط اختیار کرتا ہے اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے اسی طرح رخصت پر اس کی شرط کے ساتھ عمل کرنے والا بھی اس امر میں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور میں بحمد للہ تعالیٰ شیوخ کے پاس مشغولیت کے وقت ممکن حد تک خلاف سے نکلنے کے لئے اپنے نفس پر عمل میں سختی کرتا۔ اور یہ سب کچھ اس طلب میں کہ میری عبادت تمام مذاہب پر یا ان میں اکثر پر صحیح ہو۔ اور میں نے اختلاف کی رعایت کے لئے نماز عصر سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں دیکھا۔ کیونکہ اگر میں اسے امام شافعی کے مذہب پر اس کے اول وقت میں پڑھتا ہوں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راجح مذہب کی مخالفت کرتا ہوں۔ کیونکہ جب میں نے اسے امام شافعی کے مذہب پر ادا کیا تو اس کا وقت ابھی داخل نہیں ہوا۔ اور اگر میں اسے مذہب شافعی پر اول وقت میں پڑھتا ہوں۔ اور اسے امام ابوحنیفہ کے راجح مذہب کے مطابق وقت داخل ہونے پر لوٹاتا ہوں تو اصطخری کہتے ہیں کہ عصر کا اعادہ نہیں کیا جاتا۔ اور اگر مذہب امام ابوحنیفہ کے راجح فتویٰ کے مطابق نماز عصر کی ادائیگی اقتصار پر کرتا ہوں تو طحاوی کہتے ہیں کہ اس وقت نماز عصر کا وقت نکل چکا۔ تو جب مجھ پر اختلاف

علماء سے نکلنا مشکل ہو گیا تو میں نے امامت جبریل کی حدیث میں دونوں وقتوں میں جو صحیح ہے اسے اختیار کیا۔

احتیاط کی ایک صورت

اور اے بھائی! جان لے کہ احتیاط کی ایک صورت مکروہ سے اس طرح بچنا ہے گویا وہ حرام ہے۔ اور سنتوں کا اس قدر اہتمام ہے گویا وہ واجب ہیں۔ اور شرمگاہ کے مس سے وضو کرے اگر حنفی ہے۔ اور فصد سے اگر شافعی ہے۔ اور کتے اور خنزیر کی نجاست کو سات مرتبہ دھوئے۔ ان میں ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ ہو اگر مالکی ہے۔ اور اسی طرح صحابہ اور مابعد والوں کے ہمارے دور تک کے اختلافی مسائل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امر الٰہی کی تعظیم کرنے کے لئے مکروہ سے اس طرح تو یہ چاہئے کہ گویا حرام ہے۔ اور ترک سنت سے اس طرح کہ گویا یہ واجب ہے۔ اور بزار نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرائض فرض فرمائے۔ اور میں نے فرائض فرض کئے الخ۔ اور سنت پر پوری توجہ کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (النجم آیت ۳،۴) وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ نہیں مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنا کہ فرما رہے تھے: جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں زیادہ ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی تعظیم کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور جس قدر بارگاہ الٰہیہ سے دور ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے امر کو اپنانے اور نہی سے پرہیز کرنے میں کاہلی کرتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے انا اعرفكم و اخوفكم عنه۔ میں سب سے زیادہ معرفت والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھتا ہوں۔ اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ مرفوعاً روایت فرمائی: جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا مرتبہ معلوم کرے اسے چاہیے کہ دیکھے کہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا مرتبہ کیسا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے ہاں وہی مرتبہ دیتا ہے جو اس نے اپنے ہاں اسے دیا ہے۔ انتہی۔ فالحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی۔ اپنے مذہب کے لئے عدم تعصب

علم اور اجتہاد کے بغیر۔ پس مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی مذہب مخالف سے کسی چیز کو کہا ہو کہ یہ ضعیف ہے بلکہ میرا تانا بانا مخالف کو تسلیم کرنا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ آئے سر آنکھوں پر اور جو آپ کے اصحاب سے آئے چن لیتے ہیں۔ انتہی۔ اور اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ہمیں آئمہ مجتہدین سے جو کچھ پہنچے اس میں سے جو چاہیں چن لیتے ہیں۔ پھر جب اسے چن لیں تو اس کے کلام پر ہم عمل لازم کر لیتے ہیں۔ اور ہم اسے چھوڑتے نہیں مگر موت کے ساتھ کہ کہیں دین کے ساتھ کھیلنے کے جرم میں نہ گر پڑیں۔ اور اپنے امام کے مخالف کو صرف اس لئے تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مجتہد ہے جبکہ شارع نے مجتہد پر مقرر کر دیا ہے کہ اس نے سنت سے جو کچھ سمجھا ہے اس پر وجوباً عمل کرے۔ پس اسی طرح جس نے کسی مجتہد کی اتباع کو اپنے پر لازم کر لیا اسے اس کے قول پر عمل لازم ہے۔

ارشادات علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے فہم کے ساتھ کسی عالم پر انکار کیا تو گویا وہ دعویٰ کرتا

ہے کہ وہ اس عالم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔اور اگر وہ اپنے بارے میں عقیدہ رکھتا کہ وہ اس سے علم میں کم درجے میں ہے تو اس کے لئے اس کا قول تسلیم کرتا اور اس پر انکار میں گرنے سے بچ جاتا۔انتہی۔

اور فرماتے: علم میں جھگڑنے سے بچ کیونکہ یہ گناہ کی طرف کھینچ لیتا ہے اور جھگڑنے کی تعریف وہ کلام غیر پر اس میں خلل کے اظہار کے لئے اعتراض کرنا ہے۔اکثر لوگ اس کا شعور نہیں رکھتے۔اور اس کا سبب اپنے معاصرین پر برتری کے اضافے اور اظہار فضیلت کی طلب ہے۔انتہی۔اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے انکار بالفہم کی قید لگانے سے یہ صورت خارج ہوگئی جب اس عالم پر انکار کسی شرعی دلیل واضح کی بنا پر ہو۔کیونکہ اس پر انکار کرنے میں کسی کو اعتراض نہیں اس لئے وہ نص کے خلاف ہے۔بخلاف فہم کے خلاف ہونے کے۔کیونکہ یہ آسان امر ہے کہ فہم کم وبیش اور غیر معصوم ہوتے ہیں۔

نیز میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیہ پر کوئی اعتراض نہیں جب وہ متصوفہ پر ایسے امر کا انکار کرے جو کہ ظاہر شرع کے خلاف ہو۔جس طرح کہ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں رونما ہوا۔کیونکہ ظاہر شرع وہ تلوار ہے جو اپنی دھار سے ہر چیز کو کاٹ دیتی ہے۔پس جب ہم کسی کو دیکھیں کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک حالت ہے جس نے عقل، تکلیف کے پائے جانے کے باوجود تکالیف شرعیہ گرادی ہیں تو اسے تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کہتا ہے۔انتہی۔

فقہاء اور صوفیہ ایک دوسرے کو تسلیم کرتے ہیں

اے بھائی! جان لے کہ فقہاء اور صوفیہ کے مابین جو انکار واقع ہوتا ہے وہ اکثر دونوں طرف سے ناقص اور اس جیسے کے درمیان ہوتا ہے۔ورنہ کامل فقہاء عارفین کو اور عارفین علماء کو تسلیم کرتے ہیں۔کیونکہ شریعت دو مرتبوں پر آئی ہے۔تخفیف اور تشدید۔اور اعمال کو اپنانے کی حالت میں دونوں مرتبوں کے لئے رجال ہیں۔توان میں سے جو قوی ہے اسے تشدید اور عزائم اختیار کرنے کے ساتھ خطاب کیا گیا اور ان میں سے جو کمزور ہے اسے تخفیف اور رخصتوں پر عمل سے خطاب کیا گیا۔پس جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر تھے اسی طرح خضر علیہ السلام بھی۔اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر الامر حضرت خضر کے لئے تسلیم کرلیا جب معلوم کرلیا کہ شریعت کے دو مرتبے ہیں۔ایک مرتبہ عوام الناس کے ساتھ جبکہ دوسرا مرتبہ خواص الناس کے ساتھ خاص ہے۔پس نبی کلام الٰہی سے جو کچھ سمجھتا ہے صحابی نہیں سمجھ سکتا۔اور جو اس سے صحابی سمجھتا ہے غیر صحابی نہیں سمجھ سکتا۔اور اسی طرح۔اور اس سب پر اسم شریعت کا اطلاق ہوتا ہے۔

قول صوفیہ کی وضاحت

اور قوم صوفیہ نے جو فرمایا: جو حقیقت ظاہر شریعت کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔یہ ظاہر شرع کی مدد کے طور پر ہے ورنہ حقیقت اپنی اصل سے ہوتی ہی شریعت کے موافق ہے۔پس اگر حقیقت ظاہری اور باطنی طور پر شریعت کے مطابق ہو تو حقیقت اور شریعت دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں جس طرح کہ حاکم جب نفس الامر میں سچوں کی گواہی پر فیصلہ کرے۔اور اگر حقیقت صرف ظاہر میں شریعت کے مطابق ہو جس طرح کہ جب حاکم ظاہر میں دو عادلوں کی گواہی پر فیصلہ کرے حالانکہ وہ دونوں جھوٹے ہیں تو ایسی صورت میں شریعت اور

...ت غیر متلازم ہیں۔ پس قوم کی مراد یہ ہے کہ یہ دونوں اس وقت باہم ایک دوسرے کو لازم ہیں جب ظاہر اور باطن میں باہم موافق ...ں نہ صرف ظاہر میں۔ پس سمجھ لے۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا: فقیہ کو چاہئے کہ علم باطن کی رعایت کرے اور فقیر کو چاہئے کہ علم ظاہر کی رعایت کرے۔ اور ایک آنکھ سے دیکھنے والا فقیہ اور فقیر کانا ہے۔ اور کامل وہ ہے جو دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھے۔ انتہی۔ اور میں دونوں آنکھوں سے دیکھنے والے جن حضرات سے ملا ہوں وہ شیخ برہان الدین بن ابی شریف۔ شیخ الاسلام زکریا۔ شیخ عبدالحق السنباطی اور شیخ شمس الدین السمانوی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اقوال صوفیہ کی تاویل

فقہ میں میری مشغولیت کی حالت میں قوم صوفیا کے کلام کی کثرت سے تاویل کرتا ہوں اور جو اپنے فہم کے مطابق ان کے طریق میں طعن کرتا ہے اسے ڈانٹتا ہوں۔ پس مجھ سے کبھی بھی طائفہ اور ان کے طریق کے متعلق تنقیص واقع نہیں ہوئی جس طرح کہ اس میں کثیر فقہاء پڑتے ہیں۔ اور مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے کہ اس نے مجھے قوم پر انکار سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ میں ان کے طریق میں داخل ہوا اور اشتغال بالفقہ میں میرے ساتھی انکار نہ کرنے پر میری ملامت کرتے۔ اور کہتے: کیا اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے کے لئے کوئی طریق کامل ہے سوائے اس کے جس پر ہم ہیں۔ میں خاموش رہتا اور کہتا: اللہ اعلم۔ اور اہل طریق کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نے اہل طریق کے کسی مقام کا انکار نہیں کیا مگر سزا کے طور پر وہ اس مقام سے محروم رہتا ہے۔ گرچہ وہ ان کے طریق میں داخل ہو جائے۔ اور میں اپنے رفقاء سے کہتا: جب تم لوگ حق تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی اس کی وسعتوں اور تمام بندوں کے لئے عموم خطاب کے باوجود تاویل کرتے ہو تو کلام فقراء اس کی تنگی اور عموم خطاب نہ ہونے کی وجہ سے تاویل کا زیادہ مستحق ہے۔

ابو یزید بسطامی کے قول ما اعظم شانی کی حقیقت

اور ہمیں ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بات پہنچی کہ آپ نے فرمایا: ایک دن میں نے سبحان اللہ کہا تو حق تعالیٰ نے میرے سر میں فرمایا: کیا مجھ میں کوئی عیب ہے جس سے تو میری تنزیہ کرتا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ یارب۔ تو حکم ہوا کہ پھر اپنے نفس کو ارتکاب رذائل سے منزہ کر۔ آپ فرماتے ہیں: میں اپنے نفس پر ریاضت کے ساتھ متوجہ ہوا یہاں تک کہ میں رذائل سے منزہ ہو گیا۔ اور فضائل و کمالات سے متخلق ہوا۔ پس میں تحدیث نعمت کے طور پر ما اعظم ثانی کہنے لگا۔ انتہی۔

اور کئی دفعہ ان کے بعض کی زبان پر ان کی فنا اور غیبت کی حالت میں حق تعالیٰ وہ کلام فرماتا ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لائق نہیں۔ پس لوگ ان پر اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں چاہئے مگر جب انہوں نے صحو کی حالت میں کہا ہو۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ ان اللہ قال علی لسان عبدہ سمع اللہ لمن حمدہ۔ پس سمجھ لے۔

وصیت شیخ الاسلام زکریا

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصیت ہے طائفہ صوفیہ پر ہر اس چیز میں انکار مت کر جس سے وہ متحقق ہوتے

ہیں۔ان کے لئے سر تسلیم خم کر۔سلامت رہے گا۔کیونکہ کبھی وہ اپنے نفوس سے غیبت کی حالت میں ایسا کلام کرتے ہیں جو کہ لائق نہیں مگر حق تعالیٰ کے ساتھ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پس سننے والا گمان کرتا ہے کہ وہ شطحیات کہتے ہیں۔اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بے ادبی سے پاک ہیں۔

احسان خداوندی۔مراد امام مجتہد کے متعلق جزم

فقہ میں اپنی مشغولیت کی حالت میں اپنے امام یا اس کے مقلدین کے کلام سے جو کچھ میرے فہم میں آئے میں نے کبھی یقین نہیں باندھا کہ اس کی یا ان کی مراد یہی ہے۔کیونکہ قائل کی مراد پر کلام کرنے کا ادراک کشف کے بغیر نہیں ہو سکتا۔اور مقلد کلام مجتہد سے جو کچھ سمجھے وہ یقینی طور پر مراد مجتہد نہیں ہے۔کیونکہ اگر اس کی مراد نص کے طور پر ہوتی تو اس میں افہام مختلف نہ ہوتے۔جس طرح کہ صریح کتاب وسنت کے بارے میں حکم ہے۔اور جو اس خلق سے متحقق ہوا اس کا اپنے بھائیوں سے ناحق نزاع اور جھگڑا کم ہو جاتا ہے۔بخلاف اس کے جو اس کی ضد پر ہو اس کا تو لازمہ ہی نزاع اور خصومت ہوتا ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو آدمی کبھی بھی ذوق میں نہ مقام میں متحد نہیں ہوتے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں وسعت ہے اور ان فروعات میں بھی جو مجتہدین کے اور ان کے مقلدین کے استنباط سے حاصل ہوتی ہیں۔پھر فرمایا: جسے یہ معلوم ہو گیا وہ کبھی بھی اسے جو کچھ وہ اس سے سمجھا ہے قطعی قرار نہیں دیتا۔صرف یہ کہتا ہے کہ اس کلام سے جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے۔اگر صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو مجھ سے ہے۔جس طرح کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔اور کبھی وہ جو دوسرے کو فہم میں خطا کار کہتا ہے درست نہیں ہوتا کیونکہ یہ اس کی نظر میں خطا ہے نہ کہ یہ کلام کرنے والے کی نظر میں۔انتہی۔

فہم کلام میں شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کلام متکلم کا فہم یوں نہیں کہ انسان وہ تمام وجوہ بطریق حصر سمجھ لے جو کلام کے ضمن میں ہیں۔فہم تو صرف یہ ہے کہ اس کی مقصود تمام وجوہ میں سے جن پر وہ لفظ حاوی ہے متکلم کا مقصد سمجھ لے اہل زبان کے اتفاق کے مطابق۔یا ان میں سے بعض وجوہ سمجھ لے۔انتہی۔پس اے بھائی! فہم کلام اور فہم عن المتکلم من حیث المراد کے درمیان فرق پہچان لے۔تو ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جس نے کلام سمجھ لیا اس نے مراد متکلم کو بھی سمجھ لیا۔خصوصاً حق تعالیٰ کی مراد اپنے کلام سے۔

اور میرے بھائی افضل الدین فرماتے ہیں: جب ہم میں سے ایک اپنے ہم جنس بشر کا کلام سمجھنے سے عاجز ہوتا ہے تو کلام رب العالمین کے فہم سے کیونکر عاجز نہ ہوگا۔پس معانی قرآن کریم پر کلام صرف کامل اولیاء جو کہ آئمہ مجتہدین ہیں اور کامل عارفین کو ہی کرنا چاہیے۔علاوہ ازیں حق تعالیٰ نے آئمہ کو فہم وتاویل میں خطا معاف فرما دی ہے بلکہ ان کے لئے اس میں اجر رکھا ہے کہ انہوں نے مقدور بھر کوشش کی اور شارع کی زبان کی حد سے باہر نہیں نکلے۔انتہی۔

کثرت مذاہب ومجتہدین موجب رحمت

اور شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ پر مذاہب اور مجتہدین کی کثرت کی وجہ سے رحمت فرمائی

ہے۔ پس ان میں سے کوئی جب ایک مذہب میں تنگی پاتا ہے تو دوسرے مذہب کی تقلید کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ رحمت امت پر تمام لوگوں کے امر سے ایک معین مذہب کے التزام پر روک دی گئی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اور نہ ہی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معین فرمایا اور نہ ہی اس پر ظاہر کتاب وسنت نے جو کہ صحیح ہو یا ضعیف دلالت کی۔ شیخ فرماتے ہیں: امت پر یہ بہت مشقت طلب تکلیف ہے۔ پس جسے شرع نے وسعت بخشی انہوں نے اسے تنگ کر دیا۔ اللھم مگر یہ کہ ایک عام آدمی پر اگر وہ ایک مذہب معین کا التزام نہیں کرتا خلط ملط میں گرنے کا خطرہ ہو کہ کتاب وسنت سے استخراج احکام سے اس کا فہم کمزور ہے تو اسے مذہب معین کی پابندی لازم ہے۔ انتہی۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - دعوائے علم وتکبر سے حفاظت

مشائخ کی خدمت میں علم میں مشغولیت کے دوران دعوائے علم اور عوام پر اس سے تکبر کرنے سے میری حفاظت ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اپنے آپ کو عام مسلمانوں میں سے کسی پر فوقیت دی ہو۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ میرے پاس جتنی نقول ہیں درحقیقت وہ میرا علم نہیں ہے۔ یہ تو اس کا علم ہے جس نے اس کا استنباط واستخراج کیا۔ میرے پاس تو صرف حکایت رہ گئی۔ جیسے میرا یہ کہنا: فلاں نے یوں ترجیح دی ہے۔ فلاں نے یوں کہا ہے۔ فلاں نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ اور حقیقت میں یہ میرا علم نہیں ہے۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی کا علم درحقیقت وہ ہے جس کی طرف کسی نے سبقت نہ کی ہو رہا وہ جس کا علم نقل سے حاصل کیا گیا ہے وہ اس کا علم نہیں۔ وہ تو صاحب علم کا صاحب ہے۔ فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ علم کا معنی حرف کے ساتھ قائم ہے۔ اور حرف کتابت کا مصاحب ہے۔ انتہی۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: جس علم والا شبہہ قبول کرے وہ علم نہیں ہے۔ علم تو وہ ہے جو بندے کے پاس الہام اور ذوق سے آئے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل هٰذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني (یوسف آیت ۱۰۸) آپ فرما دیجئے: یہ میرا راستہ ہے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ واضح دلیل پر ہوں میں اور جو میری پیروی کرتے ہیں)

نیز فرماتے ہوئے سنا: بندے کے ساتھ برزخ کی طرف وہی علم منتقل ہوتا ہے جو کمزور رائے سے پاک ہو۔ جس رائے کی گواہی کتاب دے نہ سنت۔ رہے وہ تمام علوم جن میں رائے اور ریاء کو دخل ہو تو ایسے علوم والے کو عالم نہیں کہا جاتا اور نہ ہی علمائے عاملین کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: اخلاص فی العلم کی علامت یہ ہے کہ اس پر روح نکلتے وقت بھی اشتغال بالعلم ثقیل نہ ہو۔ اور جب اس سے مسئلہ پوچھا جائے اور وہ نزع کی حالت میں ہو تو کہے کہ مجھ سے دور ہو جا تو یہ اس کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ پس صاحب اخلاص کے نزدیک کوئی فرق نہیں کہ اسے کوئی کہے: استغفر اللہ یا سبحان اللہ کہہ یا اسے کوئی کہے کہ مجھے وضو کے فرائض سکھا۔ دونوں برابر ہیں۔ اور یہ ایسا خلق ہے کہ طلباء علم میں اُس کے ساتھ متخلق بہت کم ہیں۔ بلکہ ان کے اکثر تو یہی سمجھتے ہیں کہ میرے سوا سب لوگ ہلاک ہونے والے ہیں۔ اگر انہیں معروف کا حکم دے تو نفس کے ساتھ حکم دیتا ہے۔ پس بسا اوقات اس کا نفس نفسوں کا مقابلہ کرتا ہے تو انکار واقع ہوتا ہے۔ پس اس کا کوئی ثمرہ حاصل نہیں ہوتا۔ انتہی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اذن شیخ الاسلام زکریا

شیخ الاسلام الشیخ زکریا کا مجھے فقہ کی قرأت وتدریس کا اذن عطا فرمانا۔اسی طرح تفسیر زمخشری اور بیضاوی کا۔پھر جب میں درس دیتا تو میں اپنے کو طالب علم کے ساتھ یوں شمار کرتا گویا جاہل ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ کسی دن میں نے اپنے آپ کو اس کا شیخ سمجھا ہو۔میں اسے صرف ایک مذاکرہ سمجھتا ہوں۔کبھی وہ مجھے فائدہ دیتا ہے اور کبھی میں اسے فائدہ دیتا ہوں اور اس قدم پر ایک جماعت تھی جن میں سے سیّدی عبداللہ المنوفی ہیں جو کہ شیخ خلیل صاحب مختصر کے شیخ ہیں۔شیخ عبدالحق السنباطی اور شیخ عبدالرحیم الابناسی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔یہ حضرت اپنے علم پڑھانے کو صرف ایک مذاکرہ سمجھتے تھے۔پس اللہ تعالیٰ کے لئے سب حمد ہے جس نے مجھے ان کا اسوہ عطا فرمایا۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی، دلائل کے تعارض کے بجائے مطابقت کی کوشش

مشغولیت علم کے دوران میں دلائل یا کلام مجتہدین کے تعارض کا قول کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ ہر کلام کو کسی حال پر محمول کرنے میں جلدی کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں شریعت کی کسی چیز کو پھینک دوں پس مجھ سے اس پر عمل فوت ہو جائے۔اسی بناء پر بعض عارفین صرف تاریخ کے ساتھ نسخ کا مذہب نہیں رکھتے۔اس احتمال سے کہ دو فعلوں میں سے ایک فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لئے یا افضلیت کے لئے کیا ہو۔ اللھم۔مگر یہ کہ علماء قول بالنسخ پر اجماع فرمائیں تو یہ ظاہر ہے۔فرماتے ہیں: بیان افضلیت وجواز کے احتمال میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے سر کا مسح کرنا اور دوسرے وقت میں بعض سر کا مسح کرنا۔پس اگر نسخ بالتاریخ سے دلیل لیں تو دونوں میں سے ایک مسح منسوخ ہوگا کیونکہ ضروری ہے کہ متاخران دونوں سے ایک ہوگا۔انتہی۔

شارع علیہ السلام کے کلام میں تعارض نہیں

اور میں نے شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: کلام شارع میں کوئی تعارض نہیں ہے۔کیونکہ آپ کا کلام اس سے اونچا ہے۔بے شک آپ کے جوابات سائلوں اور ان کے مقام کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے تھے ورنہ کہاں آپ کا وہ جواب جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائیں اور کہاں وہ جواب جو عام اعرابیوں کو عطا فرمائیں۔نیز آپ مامور تھے کہ لوگوں سے ان کی عقول واستعداد کے مطابق خطاب فرمائیں۔جس طرح کہ اس کا گواہ آپ کا اس لونڈی کو ارشاد ہے جسے اس کے مالک نے کفارہ کے طور پر آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں نے اس کے اسلام میں شک کیا۔این اللہ۔یعنی اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں یا اس طرف اشارہ کیا کہ وہ آسمان میں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنہ ہے رب کعبہ کی قسم۔اور آپ نے اسے اس کے قول "فی السماء" پر رہنے دیا۔گرچہ اس کا ظاہر حال یہ تھا کہ اس نے حق تعالیٰ کے لئے مکانیت کا قول کیا جو کہ اس سے منزہ ہے۔اور قرآن عظیم میں ہے۔وھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض۔الآیت۔اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں) پس لونڈی نے قرآن کریم کے بعض اشارے کی موافقت کی گرچہ اس میں برحق معنی اس طرف اشارہ ہے کہ وہ متحیز نہیں ہے۔یعنی جس طرح وہ آسمان میں ہے اسی طرح زمین میں ہے۔کوئی فرق نہیں۔اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب سجدہ میں ہو۔یعنی جس طرح عبد اسے اوپر کی جہت میں طلب کرتا ہے اسی طرح چاہئے کہ اسے نچلی سمت میں طلب کرے۔پس نچلی

جہت حق تعالیٰ کے لئے مرتبے کی حیثیت سے اوپر کی طرح ہے نہ کہ مکان کی حیثیت سے کیونکہ جس جہت سے حق طلب کیا گیا وہ عروج ہے۔ گرچہ سفلیات میں ہو۔ پس سمجھ لے۔

پس معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی سے ایسی جہت کا سوال نہیں کیا جو کہ حق تعالیٰ کے حق میں محال ہے مگر یہ جانتے ہوئے کہ ایسی چیزوں سے تنزیہہ محض سے اس کی عقل قاصر ہے۔ تو یہ آپ کی حکمت سے ہے کہ اس کی عقل کے لئے نزول فرمائیں۔ اور اگر آپ نے اس سے اس کے تصور کے بغیر خطاب فرمایا ہوتا تو مطلوبہ فائدہ اٹھ جاتا۔ اور قبولیت حاصل نہ ہوتی۔ لیکن جب آپ نے اسے اس کے اس قول پر برقرار رکھا کہ وہ آسمان میں ہے اور آپ کی حکمت اور قوت علم ظاہر ہوئی تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس لونڈی کی قوت میں نہیں کہ اپنے خالق کو سمجھ سکے مگر اسی قدر جس کا اس کے نفس میں تصور ہے۔ تو یہ آپ کی حکمت ہے کہ اسے سابقہ عبارت کے ساتھ سوال کیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ وہ مومنہ ہے۔ یعنی آسمان میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرنے والی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ عالمہ ہے۔ کیونکہ علم تو معلوم کی معرفت ہے اس حالت پر جس پر وہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بالا ہے کہ جہت سفل کی بجائے جہت فوق میں متحیز ہو۔

اور میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا جو کہ زین بناتا تھا۔ سجدہ میں پڑا کہہ رہا تھا: اے میرے رب اگر مجھے علم ہوتا کہ تیرا گدھا کہاں ہے جس پر تو سواری کرتا ہے تو اس کے لئے زین بناتا اور اسے جواہر سے مرصع کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے حرکت دی اور فرمایا: تجھ پر افسوس۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے گدھا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اسے کچھ نہ کہیں اس نے اپنی استطاعت کے مطابق میری بزرگی بیان کی ہے۔ انتہی۔

تو جس نے افہام خلق کا وہ فرق سمجھ لیا جو ہم نے بیان کیا تو وہ ہر انسان کے لئے اس کا فہم تسلیم کرے گا۔ خصوصاً اگر وہ شخص معترض کے امام کے غیر کا مقلد ہوگا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مسائل میں جھگڑنے سے حفاظت

جب میں مشغول علم تھا تو جھگڑنے اور اپنے ساتھیوں پر بلند آوازی سے میری حفاظت تھی چہ جائیکہ اپنے شیخ پر۔ بلکہ میں جو کچھ بھی سنتا ادب و تعظیم کے ساتھ تاویل کے بغیر قبول کرتا مگر ان مقامات پر جہاں تاویل متعین ہے۔ پس اللہ تعالیٰ معانی میں سے جن پر مجھے مطلع فرماتا ہے میں اسے حصر کے بغیر کہہ دیتا ہوں۔ اور جس کی علت پر اللہ تعالیٰ مجھے اطلاع نہ بخشے میں اس کا علم اللہ تعالیٰ کی سپرد کر دیتا ہوں۔ اور میں اس میں غور و فکر نہیں کرتا رہتا۔ کہ مقام اسے قبول نہیں کرتا۔

ظلمت قلب اور اس کی جلا کی ضرورت

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس نے اس شے کے فہم میں توقف کیا جو اس کی لغت اور اس کی زبان میں آئی تو یہ اس کے قلب پر ظلمت کی علامت ہے۔ تو اس پر اپنے قلب کو شہوات اور مخالفات سے صاف کرنے کی کوشش واجب ہے۔ پھر اس کے بعد وہ کسی شے کے فہم میں توقف کرنے کا نہیں مگر اگر وہ اس کے مقام سے بالاتر ہو۔ اور جو شے اس کے مقام سے بالاتر

ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر عمل کرنے سے مکلف نہیں فرمایا۔ اسے صرف اس کے فہم کے اندازے پر مکلف فرماتا ہے۔ یا علماء میں سے اس کے فہم کے مطابق جس کا وہ مقلد ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یا آئمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کے کلام کے فہم کا ارادہ کرتا ہے اسے چاہئے کہ رکاوٹ اور غبار سے اپنے آئینہ قلب کی جلاء کے لئے شیخ و مرشد کے ہاتھ پر مصروف عمل ہو۔ اور اس سب کو لقمہ کی پاکیزگی۔ اخلاص تسلیم۔ عام مسلمانوں کے لئے بازو جھکانا۔ بحث۔ جدال اور دعوت ترک کرنا۔ ہر اس کلام پر جس کا فہم اس پر مشکل ہو اپنی عقل وفہم کی ترازو قائم نہ کرنا جامع ہے۔ پس بیشک جو طریق پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو منور فرما دیتا ہے۔ اور اس کے لئے اسرار ودقائق شریعت کھول دیتا ہے۔ کیونکہ قلب جب صاف ہو جائے تو صیقل کئے ہوئے مدور شیشے کی طرح ہو جاتا ہے تو جب وجود علوی اور سفلی کے بالمقابل کیا جائے تو سب کے سب اس میں منقش ہو جاتے ہیں۔ پس ازاں بعد وہ کچھ نہیں بھولتا۔

شیخ افضل الدین کی وضاحت

اور میرے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ اس نے انہیں علل احکام کے فہم کا مکلّف نہیں کیا اور نہ ہی ان کی مشکلات اور متشابہات کا۔ بلکہ اپنے اس قول کے ساتھ ان کی مذمت فرمائی ہے۔ واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللّٰہ بھٰذا مثلاً (البقرہ آیت ۲۶) اور جنہوں نے کفر کیا سو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذکر سے کیا قصد کیا) اور اس ارشاد کے ساتھ واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (آل عمران آیت ۷) پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ ان آیات کی پیروی کرتے ہیں جو قرآن سے متشابہ ہیں۔ فتنہ انگیزی اور غلط معنی تلاش کرنے کو)

نیز فرماتے ہیں: ہر وہ عمل جس کے متعلق شارع نے اپنی طرف سے کسی علت کا اظہار نہیں فرمایا تو اس پر عمل عبادت محض ہے۔ کیونکہ عمل کی جب علت بیان کی جائے تو بسا اوقات بندے کے لئے اس پر عمل کا باعث اس علت کی حکمت ہوتی ہے نہ کہ تعمیل ارشاد خداوندی اور یہ مقام عبودیت کو مجروح کر دیتا ہے۔ کیونکہ بندے کی شان تو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل اور اس کی نہی سے پرہیز ہے۔ واجب حق عبودیت کے قیام اور امتثال امر خداوندی کی خاطر۔ کسی اور علت کے نہیں۔ پھر مخفی نہ رہے کہ ساری شریعت یہ ہے کہ یہ کام کرو اور اس سے بچو۔ اور اس کے فہم میں کسی کو توقف نہیں ہوتا۔ انتہی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- کتب شریعت وآلات شریعت کا وسیع مطالعہ

میں نے شریعت اور اس کے آلات کی کتابوں کا خود کثرت سے مطالعہ کیا ہے۔ پھر جو مسائل مجھ پر دشوار ہوئے علماء کی طرف مراجعت کی۔ صرف اپنے فہم کو مستقل نہیں کیا کہ خطا کا احتمال ہے۔

پس بحمد اللہ تعالیٰ میں نے شیخ زکریا کی شرح الروض کا تقریباً تیس مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور اس کی شرح از ابن سولہ دو مرتبہ۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الام کا تین مرتبہ مطالعہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کی غالب نصوص مجھے مستحضر تھیں۔ اور مختصر المزنی کا ایک بار۔ مسند امام شافعی اور اس کی شرح للمجاولی کا تین مرتبہ۔ ابن حزم کی کتاب المحلی کا تین مرتبہ۔ اور اس کی مختصر از شیخ محی الدین بن العربی کا ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ اور اس کی تیس ضخیم جلدیں ہیں۔ اور ماوردی کی کتاب الحاوی کا جو کہ تیس ضخیم جلدوں میں ہے اور آپ کی احکام سلطانیہ کا ایک دفعہ

مطالعہ کیا۔

اور فروع ابن الحداد کا دو دفعہ ابن الصباغ کی کتاب الشامل کا ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ اور شیخ محمد الجوینی کی کتاب المحیط اور اسی طرح آپ کی کتاب الفروق کا مطالعہ کیا اور آپ نے کتاب المحیط میں کسی مذہب معین کی پابندی نہیں کی۔ اور امام غزالی کی کتاب الوسیط والبسیط والوجیز کا ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ الرافعی الکبیر کا تین دفعہ۔ الروضہ کا سات مرتبہ۔ شیخ المہذب کا پچاس مرتبہ مطالعہ کیا۔ اس پر سبکی کے تکملہ کا ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور یہ صرف ایک ہی جلد ہے۔ نووی کی شرح مسلم کا پندرہ مرتبہ۔ ابن الرفعۃ کی کتاب المطلب کا ایک مرتبہ۔ اور اس کے ساتھ اس کی مشکلات، میں شیخ کمال الدین الطویل کی طرف مراجعت۔ اور اسنوی کی المہمات اور ابن العماء کی تعقبات کا دو مرتبہ۔ اذرعی کی کتاب القوت کا ایک دفعہ۔ الخادم کا دو دفعہ اور نصف۔ ابن الملقن کی دو کتابوں العمدہ اور العجالہ کا ایک دفعہ۔ ابن قاضی شہبہ کی شرح المنہاج کا ایک دفعہ۔ ابن ابی شریف کی شرح الارشاد کا ایک دفعہ۔ جوجری کی اس کی شرح کا ایک مرتبہ مطالعہ کیا۔ التنبیہ کی شروح از ابن یونس۔ الزنکونی۔ ابن الملقن اور جلال السیوطی کا ایک دفعہ۔ جلال محلی کی شرح المنہاج مع التصحیح از ابن قاضی عجلون کا تقریباً تیس مرتبہ۔ شیخ ولی الدین العراقی کی شرح البہجۃ کا کئی مرتبہ۔ اور اس کی شرح از شیخ زکریا کا ایک مرتبہ۔ شیخ عزالدین کی القواعد الکبری والصغری کا کوئی پانچ مرتبہ۔ قواعد علائی کا ایک دفعہ۔ قواعد زرکشی کا تین مرتبہ مطالعہ کیا۔ پھر میں نے اس کا اختصار کیا۔

اور میں نے ابن السبکی کی الاشباہ والنظائر کا ایک مرتبہ۔ اسنوی کی کتاب الالغاز وغیرہ کا ایک مرتبہ اور ان کے علاوہ فقہ اور توابع فقہ کی کتب مشہورہ کا مطالعہ کیا۔

شروح حدیث

نیز میں نے احادیث کی شروح کثیرہ کا مطالعہ کیا۔ چنانچہ فتح الباری علی البخاری کا ایک مرتبہ۔ شرح کرمانی کا دو مرتبہ۔ شرح برماوی کا پانچ مرتبہ۔ عینی کا دو مرتبہ۔ شرح القسطلانی کا ایک مرتبہ اور نصف۔ قاضی عیاض کی شرح مسلم کا ایک دفعہ۔ اور اس کی شرح از شیخ زکریا کا کوئی پانچ مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور اس کا غالب مسودہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔ اور ابن المقری المالکی کی شرح الترمذی کا مطالعہ کیا۔ اور مصر میں اس کے نسخے قلیل ہیں۔ جبکہ اسکندریہ میں صرف ایک ہی نسخہ ہے۔

کتب تفسیر قرآن کریم

اور میں نے قرآن کریم کی اکثر مشہور تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ چنانچہ تفسیر بغوی کا ایک مرتبہ۔ تفسیر خازن کا تین مرتبہ۔ تفسیر ابن عادل کا سات مرتبہ۔ تفسیر الکواشی کا دس مرتبہ۔ تفسیر ابن زھرہ کا ایک مرتبہ۔ تفسیر القرطبی کا دو مرتبہ۔ تفسیر ابن ابی کثیر کا ایک مرتبہ۔ تفسیر بیضاوی کا پانچ مرتبہ۔ اور تفسیر ابن النقیب کا ایک مرتبہ مطالعہ کیا۔ اس کی سو ضخیم جلدیں ہیں۔ اور اس سے زیادہ وسیع تفسیر میرے مطالعہ سے نہیں گزری۔ اور میں نے امام واحدی کی تفسیر البسیط والوجیز کا مطالعہ کیا۔ شیخ عبدالعزیز الدیرینی کی تفسیر کبیر وصغیر کا تین مرتبہ۔ تفسیر الجلالین کا کوئی تیس مرتبہ۔ اور جلال السیوطی کی بڑی تفسیر الدر المنثور کا تین مرتبہ۔ اور امام سعید بن عبداللہ الازوی کی تفسیر کا مطالعہ کیا جو کہ آپ وکیع سے روایت فرماتے ہیں اور یہ نفیس تفسیر ہے۔ اور اسے شیخ جلال الدین السیوطی نے بیس سال تک تلاش کیا مگر ایک نسخہ بھی نہ مل سکا۔ پھر میں نے اس کی احادیث وآثار کی ایک جلد میں تجرید کی۔

اور میں نے تفسیر زمخشری کا اس کے حواشی کے ساتھ مطالعہ کیا۔ اور اس کا سب سے عظیم حاشیہ طیبی کا ہے اور آپ بیک وقت محدث، صوفی، نحوی، فقیہ اور اصولی تھے۔ اور بہت کم ہے کہ کسی عالم میں یہ صفات جمع ہوں۔ اور اسی طرح میں نے اس پر ابن المنیر کی کتاب الانتصاف کا مطالعہ کیا اور آپ نے اس کے اعتزال کے مقامات بیان کیے ہیں۔ اسی طرح میں نے عراقی کی کتاب الانصاف کا مطالعہ کیا جسے آپ نے کشاف اور انتصاف کے درمیان منصف قرار دیا ہے۔ اور اسے ابن ہشام نے ایک تالیف میں مختصر کیا ہے۔ اور میں نے اسی طرح اس کا مطالعہ کیا۔ اور اسی طرح میں نے ابن حیان کی البحر کا مطالعہ کیا جس میں آپ نے زمخشری سے اعراب میں مناقشہ کیا۔ اسی طرح میں نے اس پر اس کے شاگرد احمد بن یوسف الحلبی جو کہ سمین کے نام سے مشہور ہے کے اعراب کا مطالعہ کیا۔ یونہی میں نے اس پر اعراب السفاقسی کا مطالعہ کیا۔ اسی طرح اس پر شیخ قطب الدین الشیر ازی کے حاشیہ کا مطالعہ کیا اور کچھ حصہ شیخ فخر الدین جار بردی کے حاشیہ سے۔ اور ایک حصہ شیخ اکمل الدین البابونی کے حاشیہ سے۔ اور یہ سورۃ البقرہ کے دوران تک دو جلدیں ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اسے مکمل کیا یا نہیں۔ اور اسی طرح شیخ سعد الدین نے اپنا حاشیہ پورا نہیں فرمایا۔ اور اسی طرح میرے گمان کے مطابق سیّد جرجانی نے۔ اور اسی طرح میں نے اس پر ابوزرعہ عراقی کے حاشیہ کا مطالعہ کیا۔ اور یہ دو جلدیں ہیں جن میں آپ نے ابن المنیر۔ العلم العراقی اور ابوحیان کے کلام کی اور سمین اور سفاقطی کے جوابات کی تلخیص کی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی احادیث کی تخریج کی۔ اور میں نے شیخ زکریا کے حاشیہ کے ساتھ تفسیر بیضاوی کا پانچ مرتبہ مطالعہ کیا۔ پس یہ وہ لٹریچر ہے جس کا میں نے کشاف پر مطالعہ کیا۔ اور ان تمام تفاسیر اور حواشی کا مطالعہ کم ہی لوگوں کو میسر آیا ہے۔ اور شیخ شمس الدین المظفری کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مسخر فرمادیا۔ آپ خزائن مصر سے میری ہر مطلوبہ کتاب لے آتے۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتب حدیث و دلائل مذاہب

اور میں نے حدیث شریف اور دلائل مذاہب کی لاتعداد کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں صحاح ستہ۔ صحیح ابن خزیمہ۔ صحیح ابن حبان۔ مسند امام احمد۔ موطا امام مالک۔ طبرانی کی معاجیم ثلاثہ۔ ابن الاثیر کی کتاب جامع الاصول ہے۔

اور میں نے شیخ جلال الدین السیوطی کی الجامع الکبیری۔ اسی طرح الجامع الصغیر اور اس کی زیادات کا مطالعہ کیا۔ اور یہ دس ہزار احادیث ہیں۔ قریب نہیں کہ شریعت کی کوئی چیز ان کتابوں کی احادیث سے باہر ہو مگر بہت نادر۔ پس دلائل میں سنن بیہقی کے بعد یہ سب سے جامع کتاب ہے جو تصنیف کی گئی۔ اسی طرح میں نے سنن کبریٰ بیہقی کا مطالعہ کیا۔ پھر میں نے احکام کی بجائے سند اور مکررات کے حذف سے اس کا اختصار کیا۔ اسی طرح میں نے ابن تیمیہ کی کتاب المنتقی من الاحکام کا مطالعہ کیا اور یہ شیخ مجد الدین ہیں۔ تقی الدین صاحب المحنہ نہیں۔ اور یہ میری کتاب کشف الغمہ عن جمیع الامہ کا اصل مسودہ ہے۔ اور میں نے ابن القیم کی کتاب الہدی النبوی کا مطالعہ کیا۔ پھر اسے مختصر کیا۔

اور میں نے دلائل النبوۃ بیہقی۔ کتاب المعجزات اور امام سیوطی کی الخصائص کا مطالعہ کیا۔ پھر اسے مختصر کیا۔ علاوہ ازیں لاتعداد اجزاء اور مسانید۔

کتب لغت

اور میں نے جوہری کی کتاب اللغۃ صحاح۔القاموس۔ابن الاثیر کی النہایہ اور نووی کی تہذیب الاسماء واللغات کا مطالعہ کیا اور اس کا پندرہ مرتبہ مطالعہ کیا۔

کتب الاصول والکلام

اور میں نے اصول وکلام کی کثیر کتابوں کا مطالعہ کیا۔ان میں سے شرح العضد۔شرح منہاج البیضاوی۔غزالی کی کتاب المستصفی۔ امام الحرمین کی کتاب الامالی۔شرح المقاصد۔کتاب شرح الطوالع والمطالع۔قزوینی کی کتاب سراج العقول۔شرح عقائد تفتازانی اور اس کا حاشیہ لابن ابی شریف ہیں۔وغیرہ ذلک۔

کتب فتاویٰ

اور میں نے متقدمین اور متاخیرن علماء کرام کے فتاویٰ جو کہ واقعات کے متعلق لکھے گئے مطالعہ کیا جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔جیسے فتاویٰ ابن ابی زید المروزی۔فتاویٰ القفال۔فتاویٰ القاضی حسین۔فتاویٰ الماوردی۔فتاویٰ الغزالی۔فتاویٰ ابن الصباغ۔فتاویٰ ابن الصلاح۔ فتاویٰ ابن عبدالسلام۔فتاویٰ النووی۔فتاویٰ السبکی۔فتاویٰ البلیقنی۔فتاویٰ الشیخ زکریا۔فتاویٰ الشیخ شہاب الدین الرملی وغیر ذالک۔

کتب القواعد

اور کتب قواعد سے میں نے قواعد شیخ عزالدین الکبری والصغری۔قواعد العلائی۔قواعد ابن السبکی۔قواعد زرکشی کا مطالعہ کیا اور یہ سب سے جامع اور عبارت کے اعتبار سے سب سے واضح کتاب ہے۔اور میں نے اسے مختصر کیا۔احکام صحیحہ میں سے کچھ حذف کئے بغیر جیسے کہ گزر چکا۔پھر میں نے ان تمام قواعد کو ایک کتاب میں جمع کیا اور ان میں سے متداخل کو حذف کردیا۔پس یہ ایک نفیس کتاب ہوگئی۔ اور اسی طرح میں نے کتب فتاویٰ میں کیا۔اور فتاویٰ کا ایک نسخہ بلا تکرور کو لے جایا گیا۔

کتب سیرت

اور سیرت کی کتابوں سے میں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔سیرت ابن ہشام۔سیرت ابن اسحاق۔سیرت کلبی۔سیرۃ ابی الحسن البکری۔اور اس کے کئی مقامات پر نظر کی۔سیرت طبری۔سیرت کلائی۔سیرت ابن سید الناس۔سیرت شیخ محمد الشامی جسے آپ نے ایک ہزار کتاب سے جمع فرمایا۔اور میرے گمان کے مطابق سیرت میں یہ سب سے جامع کتاب ہے۔

کتب تصوف

اور میں نے تصوف اور اس کی باریکیوں کی اس قدر کتابوں کا مطالعہ کیا کہ شمار نہیں ہوسکتا۔جن کا مطالعہ کیا بعض یہ ہیں۔کتاب القوت لابی طالب المکی۔کتاب الرعایۃ للحارث المحاسبی۔ابونعیم کی کتاب الحلیہ۔کتاب رسالۃ القشیری۔سہروردی کی عوارف المعارف۔غزالی کی الاحیاء۔یافعی کی تمام کتابیں۔شیخ محی الدین کی کتاب الفتوحات۔پھر میں نے اسے مختصر کیا اور اس میں جن مقامات میں ملاوٹ کی گئی تھی حذف کردیئے۔اور شیخ احمد الزاہد کے رسالۃ النور کا مطالعہ کیا۔یہ دو جلدوں میں ہے۔اور آپ کے شاگرد سیدی محمد

الغمری کی کتاب منح المنۃ کا مطالعہ کیا۔ یہ چھ جلدوں میں ہے۔ ہروی کی کتاب منازل السائرین۔ قاشانی کی شرح الفصوص۔ اور قصری کی کتاب شعب الایمان وغیرہ ذلک۔ یہ ہیں وہ کتابیں جن کا میں نے مطالعہ کیا کہ جواب مجھے یاد ہیں۔ اور مجھے گمان نہیں کہ میرے اس دور میں کسی کو ان سب کتابوں کا علم ہو۔ اور بعض نے ایک سوال لکھا جو کہ کتاب العہود میں موجود بعض کلمات کے متعلق ہے۔ اور اسے شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین الحنبلی الفتوحی کے پاس بھیجا۔ آپ نے اس پر کچھ لکھنے سے انکار کیا۔ اور فرمایا: میں اس سوال پر کچھ کیسے لکھوں جو ایسے شخص کے متعلق ہے جس نے ایسی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جن کے نام سے مجھے تعارف نہیں۔ چہ جائیکہ ان میں مداخلت کروں۔ باوجودیکہ اگر وہ ان کی تالیف کا دعویٰ کرے تو مصر میں اس سے کوئی جھگڑا کرنے والا نہیں پائے گا۔ انتہی۔ مزید یہ کہ اس نے جس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا ہے وہ بحمد اللہ تعالیٰ میری کسی کتاب میں ہے ہی نہیں۔ مجھ پر محض بہتان ہے۔ اور ناروا جرأت کرنے والوں میں سے بعض نے اس پر کچھ لکھا ہے جو سب کا سب غلط ہے۔ اس نے جو ز[یاد]تی کی ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اہل انصاف سے [ر]اضی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- مذاہب ثلاثہ کے آئمہ کی کتب کا مطالعہ

میں اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ تینوں مذاہب کے آئمہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ جب میں نے مذہب الامام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تبحر حاصل کیا تو مجھے ایسے مسائل کی حاجت پیش آئی جن پر آئمہ کا اجماع ہے یا ایسے مسائل جن پر ان میں سے تین کا اتفاق ہے اور یہ اس لئے تاکہ میں ان کے ممنوعات پر عمل سے پرہیز کروں۔ اور انہوں نے ہمیں جو امر کیا ہے اس کی تعمیل کروں۔ گرچہ میرا مذہب نہ ہو۔ پس میں اس پر پوری توجہ سے عمل کروں جس پر ان کا اجماع ہو یا جس پر ان میں سے تین کا اتفاق ہو۔ بہ نسبت اس کے جس میں ایک یا دو منفرد ہوں۔ کیونکہ جس پر انہوں نے اجماع فرمایا وہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی نصوص کے ساتھ ملحق ہے۔

کتب حنفیہ

پس میں نے کتب حنفیہ میں سے جن کا مطالعہ کیا یہ ہیں۔ شرح الکنز۔ شرح مجمع البحرین۔ حدادی۔ فتاویٰ قاضیخاں۔ شرح القدوری۔ بزازیہ۔ خلاصہ۔ شرح الہدایۃ۔ اور اس کی احادیث کی تخریج از حافظ زیلعی۔ اور یہ حنفیہ کے تمام دلائل کی کفیل ہے۔ اور ان کتب کی مشکلات میں شیخ نور الدین الطرابلسی۔ شیخ شہاب الدین ابن الشلبی اور شیخ شمس الدین الغزی الکبیر وغیرہم کی طرف رجوع کرتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

کتب مالکیہ

اور میں نے مالکیہ کی کتب میں سے المدونہ الکبریٰ کا مطالعہ کیا۔ پھر اس کا اختصار کیا۔ اور اس کی دس جلدیں ہیں۔ اور میں نے کتاب الموطا۔ شروح ابن ابی زید۔ مختصر شیخ خلیل کی شرح۔ کتب ابن عرفہ۔ ابن خرجون کا مطالعہ کیا۔ اور مدونۃ کا مطالعہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر تھا۔ اور میں ان کتابوں کی مشکلات میں شیخ شمس الدین اللقانی۔ شیخ شرف الدین الحطاب۔ صالح بھائی شیخ عبدالرحمٰن الاجہوری وغیرہم رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کرتا۔

کتب حنابلہ

اور میں نے کتب حنابلہ میں سے الخرقی اور کئی مختصرات کا مطالعہ کیا۔ کہا گیا ہے کہ امام احمد نے اپنا مذہب مدون نہیں فرمایا۔ آج آپ کا مذہب صرف آپ کے سربرآوردہ شاگردوں کا جمع کیا ہوا ہے۔ کہ آپ کا مذہب حدیث تھا۔ اور فرماتے تھے: میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتا ہوں کہ آپ کے کلام کے معنی میں گفتگو کروں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ آپ کی مراد نہ ہو۔ نیز آپ نے فرمایا: کیا کسی کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کا یارا ہے؟ اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے احکام نماز میں کوئی تیس کے قریب مسائل وضع کئے ہیں۔

انعام خداوندی - فہم قرآن کریم

اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کے بارے میں فہم عطا فرمایا ہے۔ اور یہ مقام عظیم۔ فقراء میں سے کم ہے جسے یہ نعمت ملی ہو۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے قرآن کریم سے مختلف علوم کا استخراج عطا فرمایا گیا ہے جیسے فقہ۔ اصول۔ نحو۔ معانی۔ بیان جدل۔ عروض وغیرہ ذالک۔ اگر میرے پاس میل کچیل سے پاک قلب والا حسد سے خالی انصاف پسند بیٹھے تو میں اس کے لئے ہر علم کا مادہ بیان کروں اور اس کے لئے یہ وضاحت کے ساتھ بیان کروں حتیٰ کہ اس کے متعلق اس کے ہاں کوئی شک نہ رہے۔ لیکن ہم نے جو ذکر کیا ہے ایسے صحیح وسالم کا پایا جانا قلیل ہے۔ انتہی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - جمیع مذاہب مجتہدین کی توجیہہ وتقریر

تمام مذاہب مجتہدین کے علوم میں تبحر کے بعد کثرت سے ان کی توجیہہ وتقریر کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ گویا ان کی تقریر کرتے وقت میں ان میں سے ایک ہوں۔ اور بسا اوقات میرے پاس آنے والا جبکہ میں اس امام کے مذہب میں تقریر کر رہا ہوتا ہے گمان کرتا ہے کہ میں حنفی یا حنبلی یا مالکی ہوں حالانکہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے اقوال آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مصادر کا احاطہ ہے اور ان کے دلائل پر اطلاع ہے۔ بسا اوقات کوئی ناروا جرأت کرنے والا میرے متعلق مذمت اور تنقیص کے طور پر یہ بھی کہتا ہے کہ فلاں کسی مذہب کی پابندی نہیں کرتا حالانکہ میں مذاہب آئمہ کی تقریر صرف اپنی وسعت اطلاع کی بناء پر کرتا ہوں نہ کہ دین میں بے جا جرأت اور رخصتوں کی تلاش کے لئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب میں نے دلائل مذاہب کی کتابیں تصنیف کیں تو میں نے دیکھا کہ تمام مجتہدین کسی مسئلہ میں سنت سے باہر قدم نہیں رکھتے۔ وہ صرف مشدد ومخفف کے مابین ہیں۔ پس ان میں سے کسی نے صریح حدیث یا قرآن کریم سے دلیل لی تو کسی نے دونوں کے مفہوم سے استفادہ کیا۔ کسی نے اس سے دلیل حاصل کی جن سے اس مفہوم کا استنباط کیا گیا۔ تو کسی نے اصل صحیح کے مطابق قیاس صحیح سے استفادہ کیا۔ پس ان کے مذاہب کا تانا بانا شریعت مطہرہ سے ہی بنا ہوا ہے۔

اور میں نے اقوال آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مابین مطابقت کے لئے ایک میزان وضع کیا ہے۔ تمام مذاہب مجتہدین اور ان کے مقلدین کے اقوال شریعت مطہرہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اپنے زمانے میں اس ذوق کا میں نے کوئی نہیں پایا۔ اور یہ میزان شیخ شہاب الدین الشلبی مجھ سے عاریۃً لی۔ چند دن ان کے پاس رہی۔ پھر میرے پاس لے کر آئے اور فرمانے لگے: یہ صرف تیری خصوصیت ہے۔

بیشک میں تو اپنے مذہب کے کلام سے باہر نہیں نکل سکا۔ میں نے آپ سے پوچھا: تو کیا یہ باطل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کے کام کا دبدبہ کسی باطل پرست کا دبدبہ نہیں۔ انتہی۔ اور میں نے اسے سیّدنا و مولانا ابوالعباس خضر علیہ السلام کو پیش کیا تو آپ نے اس کی اجازت عطا فرمائی۔ اور مجھے فرمایا: یہ ایک ایسا امر ہے جس کا احاطہ صرف وہی کرسکتا ہے جس نے شریعت کو کمال کی نظر سے دیکھا ہو۔ اور وہ اس سرچشمہ پر مطلع ہوا جہاں سے ہر مذہب نکلتا ہے۔ اور اولیاء اللہ تبارک وتعالیٰ میں سے کم ہیں جنہیں اس کا احاطہ ہو۔ انتہی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔شریعت میں کتب کثیرہ کی تالیف

میں نے شریعت میں کتب کثیرہ تالیف کی ہیں۔ غالب وہ ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں لکھیں۔ جیسے کتاب البحر المورد فی المواثیق والعہود۔ کتاب کشف الغمہ عن جمیع الامۃ جس میں میں نے مذاہب اربعہ کے دلائل جمع کیے ہیں۔ لیکن ان کی تخریج کرنے والے حفاظ کی طرف منسوب نہیں کیے۔ اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے کہ ہر مذہب والوں کو علم ہے کہ ان کی دلیل کی کس نے تخریج کی ہے۔

ازاں بعد میں نے کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ المجتہدین تصنیف کی جس میں ہر حدیث کو اس کے راوی کی طرف منسوب کیا۔ پس یہ کتاب کشف الغمہ کی احادیث کی تخریج کی طرح ہے۔ اور کتاب البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر والنذیر۔ کتاب مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ۔ اس میں میں نے ترغیب وترہیب کی احادیث جمع کی ہیں۔ اور اس کی دو قسمیں کی ہیں۔ مامورات اور منہیات۔ پس مامور میں مندوب اور منہی میں مکروہ داخل ہیں۔ اور یہ کتاب نفیس ہے۔ اور میں نے کتاب لواقح الانوار القدسیہ فی مختصر الفتوحات المکیہ۔ کتاب قواعد الصوفیہ۔ کتاب مختصر قواعد الزرکشی۔ اور کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول تصنیف کی۔ میں نے اس میں جمع الجوامع کی شرح جلال محلی اور حاشیہ ابن ابی شریف کو جمع کیا ہے۔ اور کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر۔ کتاب الجوہر المصون فی علوم کتاب اللہ المکنون اور یہ قرآن کریم کی سورتوں پر پھیلے ہوئے تقریباً تین ہزار علوم پر مشتمل ہے۔ کتاب طبقات الصوفیہ۔ اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر ۹۶۰ھ کے اختتام تک ہے۔ میں نے اس میں ہر اس شخصیت کے مناقب ذکر کیے ہیں جس کا حقیقت یا شریعت میں کلام مجھے یاد تھا۔ (فقیر حقیر نے بحمد اللہ تعالیٰ اس کا برکات روحانی کے نام سے اردو ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح الیواقیت والجواہر کا اردو ترجمہ کرنے کا شرف بھی حاصل کیا ہے اور دونوں ترجمے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں نے اس میں ان بقید حیات علماء وفقراء کا ذکر کیا ہے جن کی صحبت کا مجھے شرف حاصل ہوا ہے۔ اور میری تصنیفات سے کتاب مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتہاد۔ کتاب لوائح الخذلان علی من لم یعمل بالقرآن۔ کتاب حد الحسام علی من اوجب العمل بالالہام۔ کتاب التتبع والفحص علی حکم الالہام اذا خالف النص۔ کتاب البروق الخواطف لبصر من عمل بالہواتف۔ کتاب رسالۃ الانوار فی آداب العبودیۃ۔ کتاب کشف الحجاب والران عن وجہ مسئلۃ الجان۔ اور توحید کے بارے میں کچھ اوپر ستر سوالات ہیں جو مجھ سے جنات کے علماء نے پوچھے۔ کتاب فرائد القلائد فی علم العقائد۔ کتاب الجواہر والدرر۔ میں نے اس میں وہ علوم واسرار جمع کیے ہیں جو کہ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنے۔ کتاب الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف الاکبر۔ کتاب الاقتباس فی علم القیاس۔ اور کتاب تنبیہ المغترین فی

القرن العاشر علی ماخالفوا فیہ سلفہم الطاہر وغیرذالک۔ جنہیں بلاد تکرور دمغرب کی طرف لے گئے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-علماء مذاہب اربعہ کی میری تالیفات کے لئے اجازت

مذاہب اربعہ کے علماء میری تالیفات کی اجازت اوران کی مدح سرائی فرماتے ہیں۔ان حاسدین کے علی الرغم جنہوں نے مصر وحجاز وغیرہ میں مشہور کیا کہ وہ میری تالیفات پر تقریظ سے رک گئے یاان پر لکھے ہوئے سے رجوع کرلیا۔اوراس کا سبب یہ ہے انہوں نے مجھ سے بعض کتابیں عاریۃً لیں کہ ان پر تقریظ لکھیں۔پس ان میں گمراہ کن عقائد اور خلاف اجماع مسائل اپنی طرف سے شامل کردیئے اور انہیں میری طرف منسوب کردیا۔اور سال بھر یہ مسائل مصر میں گشت کرتے رہے اور مجھے شعور تک نہ تھا۔اس کی وجہ سے شہر بھر میں شور مچ گیا۔اوران احسانات میں علماء کرام کے ہاں ان گمراہ کن مسائل سے میری برات آرہی ہے۔جب میں نے ان کی خدمت میں وہ نسخے بھیجے جن پران لوگوں کی تحریرات تھیں۔پس اللہ تعالیٰ ان حاسدین کوان کی جنایات معاف فرمائے۔آمین۔

شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کشف الغمہ پر حمد اور شہادتین کے بعد لکھا: میں اس نادر تالیف اور عجیب مجموعے پر واقف ہوا۔پس میں نے دیکھا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس کی فضیلت کا انکار نہیں ہوسکتا۔اوراس امر میں دو آدمیوں کو بھی اختلاف نہیں کہ اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔

شیخ الاسلام نورالدین الطرابلسی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

یہ عبد ضعیف اس مجموعہ لطیف اور یکتا مبارک کتاب سے واقف ہوا۔اور میں نے اس پر غور کیا تو اسے عارفین کے منتخب حقائق اور واصلین کے چنے ہوئے خزائن پر حاوی دیکھا۔اوراس کے مؤلف کو لطائف تحقیق۔اور سادات طریقت کے معارف کے تاج سے مزین کیا گیا ہے۔اوراس نے ان کے لئے طریقت کو واضح کیا۔واللہ اس کے مؤلف نے گرانمایہ اور نادر کام کیا ہے۔ایک عجیب تالیف کی ہے۔

شیخ شہاب الدین ابن الشلبی الحنفی کی تحریر کا اقتباس

میں اس تالیف سعید اور درشاہوار سے واقف ہوا۔پس اس کی خوبی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔کیا جلیل القدر تالیف ہے کہ سنت کے ساتھ اس کے اسرار معمور ہیں اور فضیلت کے بادلوں سے اس کی بارشیں برس رہی ہیں۔اور شریعت کے آسمان میں اس کے سورج اور چاند چمک رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔اور مجھے اوراسے دونوں فریقوں میں سے اچھے میں کرے۔

شیخ ناصرالدین الطبلاوی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

میں نے اس کتاب نفیس کو کھنگالا تو اسے مقاصد دینیہ اور اصول علمیہ پر حاوی پایا۔عقائد صحیحہ میں سے نفیس۔آداب قوم میں سے خوبصورت۔ان کے علوم میں سے شریف۔سنت سے ظریف۔اور اشارات ربانیہ سے لطیف۔اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو افضل جزا سے

نوازے۔اور اہل درایت وصفا پر اس کے علوم پھیلائے۔اور کوئی تعجب نہیں کہ اس کے سمندر سے یہ جواہر صادر ہوں اور اس کی سیاسی سے یہ چمکتے ستارے۔بیشک وہ علامہ زماں اور صاحب المناقب والمفاخر ہے۔الخ۔

شیخ ناصرالدین اللقانی کی تحریر کا اقتباس

میں اس گرانقدر مؤلف۔ادونوکھی تالیف سے واقف ہوا جو کہ عجیب انداز اور منفرد طرز پر مشتمل ہے۔اس کے طریقے پر کسی نے کام نہیں کیا اور نہ ہی ایسی تصنیف سامنے آئی۔یہ اسرار بانیہ کے لطائف اور حکم الٰہیہ کے عجائبات پر مشتمل ہے جنہیں کریم جواد نے اپنے ہاں سے پہنچایا اور وہاب نے اپنے بندے کو فیض یاب فرمایا۔اللہ تعالیٰ اسے ہدایت یافتگان کا پیشوا سالکین کا مقتدا بنائے۔اور ایسا سمندر جس کے علوم سے رشد وہدایت کے پیاسے چلو بھریں۔اور چودھویں کا چاند جس کے نور سے طالبان یقین روشنی حاصل کریں۔الخ۔

شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر کا اقتباس

میں اس منفرد تالیف پر مطلع ہوا جو کہ جدید وقدیم کے مابین جامع۔علوم متفرقہ کی اقسام کو شامل اور ایسے مسائل پر مشتمل جو کہ اس کے علاوہ اس تحقیق کے ساتھ نہیں ملتے۔پس اس کی بدولت مجھے بغایت شرح صدر حاصل ہوئی کیونکہ اس میں معانی لطیفہ اور اقوال صحیحہ ودیعت کئے گئے ہیں۔اور میں نے بار بار اس میں نظر کی۔پس اس کے ہر ذرّے کے نیچے موتی ہے۔ایسی نادر المثال تالیف کہ میرے گمان میں پہلے نہ بعد میں معرض وجود میں نہیں آئی۔الخ

شیخ عبدالقادر المکی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

میں اس کتاب کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ پر مطلع ہوا۔پس میں نے اسے کتاب کریم۔صراط مستقیم اور چمکتا نور عظیم پایا۔اور میں نے اس میں غرائب وعجائب مسائل دیکھے جو کئی جلدوں میں نہیں سما سکتے۔جبکہ اس حجم لطیف اور تھوڑے اوراق میں اختصار کے ساتھ موجود ہیں۔کیا کتاب ہے کہ اس میں عظیم احسانات ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے الجھے ہوئے مسائل سلجھا دیئے۔ اور اس کی بدولت امت کو ہدایت فرمائی۔الخ۔

شیخ شہاب الدین عمیرہ الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

میں اس عظیم الشان۔معانی وبیان میں منفرد تالیف پر مطلع ہوا۔اس کو ان حقائق پر مشتمل پایا جو کہ متقدمین کی تحقیقات کا نچوڑ ہیں۔اور ایسے دقائق جو کہ افکار مناظرین کا نتیجہ ہیں۔الخ۔

کتاب المنہج المبین پر شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

ان حروف کا کاتب اس تالیف بزرگ۔مجموعہ لطیف پر مطلع ہوا جو کہ تمام دلائل مجتہدین پر حاوی۔سرکشوں اور دور افتادوں کی بیخ کنی کرنے والا ہے۔پس اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو جزائے خیر دے۔ان کی کفایت فرمائے۔

شیخ ناصرالدین الطبلاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر کا اقتباس

میں اس کتاب عجیب اور اسلوب غریب المنہج المبین پر اطلاع سے مشرف ہوا۔یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کا نام مسمیٰ کے عین مطابق

ہے۔سنت سے مقاصد عارفین کے ثمرات پر حاوی ہے۔اس سے قواعد وفوائد کو سمیٹے ہوئے ہے۔حیرت والوں کی راہنمائی کرتی ہے۔ منقطعین کو واصل کرتی ہے۔فنون شریعت پختگی اور جامعیت کے ساتھ بیان کرتی ہے۔کوئی چھوٹا بڑا مسئلہ نہیں چھوڑا جسے جمع نہ کیا ہو۔اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کی بات کو جہان میں ہمیشہ رکھے۔اوراس کے فضائل کائنات میں عام کرے۔آمین۔

شیخ شہاب الدین البہوتی الحنبلی کی تحریر کا اقتباس

مجھے اس کتاب عظیم اور تالیف جسیم پر اطلاع ہوئی۔جو کہ اصول کتب حدیث سے منتخب کی گئی ہے جن پر دین کے احکام کے بارے اعتماد کیا جاتا ہے۔اوراس امت کو اس مجموعہ کی انتہائی ضرورت تھی۔اور تجھے خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مؤلف کے لئے حال اور قال دونوں جمع کردیئے ہیں۔الخ۔

شیخ شمس الدین البرھموشی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقتباس

میں اس مبارک تالیف اور کتاب شریف پر مطلع ہوا جو کہ سنت نبویہ اور پسندیدہ عقائد کی جامع ہے جس سے ایمان والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔اور کند ذہن ملحدین کے گمان ختم ہوجاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔الخ۔

شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقتباس

میں اس عظیم الشان تالیف پر مطلع ہوا جو کہ یکتا فوائد کے موتیوں سے بھری کشتی ہے۔یا ہر چمکتے ستارے سے مرضع فلک ہے۔جو کہ نکات وفوائد کی روشنی پھیلاتا ہے۔ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس کے مؤلف المحقق الفہامہ۔شیخ الحقیقت۔استاذ الطریقت۔الجامع بین المنقول والمعقول۔جن کے فتووں پر رجوع واعتماد ہے۔سیدنا وقدوتنا الی اللہ تعالیٰ الشیخ ابو محمد عبدالوہاب الشعرانی الشافعی۔مرشد۔مسلک اور مربی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم پر اور اہل اسلام پر ان کی برکات لوٹائے۔اور ہمارا حشر آپ کے زمرہ میں فرمائے۔الخ۔

(اور شعرانی فرماتے ہیں کہ) جب میری آپ سے ملاقات ہوئی تو مجھے فرمانے لگے کہ میں نے اس لئے تیرا نام صراحت کے ساتھ لکھا اور تیری تعریف کی کہ ان لوگوں کا جھوٹ واضح ہوجائے جنہوں نے میرے متعلق مشہور کیا کہ میں تمہارا معتقد نہیں ہوں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

اور کتاب العہود پر شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا اقتباس

میں اس گہرے سمندر پر جس کی موجیں متلاطم ہیں مطلع ہوا۔میں نے اس میں تیراکی کی اور اس کے نفیس موتیوں سے حد درجہ محظوظ ہوا۔میں نے اس میں غوطہ لگایا تو اس کے ان فوائد کے جواہر حاصل کرنے میں کامیاب ہوا جن کی مجھے ضرورت ہے۔اور میں اس کے گھاٹ پر وارد ہوا جیسے پیاسا دور دراز کی مسافت طے کرکے پہنچتا ہے۔اور میں نے اس پر بار بار غور کیا۔اس کے ہر ذرہ کے نیچے موتی ہے جو کہ قریب وبعید تمام فوائد پر مشتمل ہے۔کوئی چھوٹا بڑا نہیں چھوڑا جسے جمع نہ کیا ہو۔پس یہ اپنے فن میں لاجواب تالیف ہے۔اس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آسکتا۔اس کے معانی میں صرف جاہل طعن کرے گا یا معاند یا اپنی فاسد غرض کے لئے راہ حق سے بھٹکا ہوا۔ الخ۔

شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقتباس

اس تالیف پر مجھے اطلاع ہوئی جو کہ حقائق۔ رقائق۔ نکت لطیفہ اور رقائق حقیقہ پر مشتمل ہے۔ اس لائق ہے کہ اسے سونے کے پانی کے ساتھ لکھا جائے بلکہ آنکھوں کی سیاہی کے ساتھ۔ اور اسے نفائس ارواح کے ساتھ خریدا جائے نہ کہ نقدی کے ساتھ کیونکہ اس میں حکمتیں۔ آداب سلوک۔ اوہام شکوک دور کرنے والا خلاصہ اخلاص ہے۔ اور اس مصنف کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی لسان حال اور قال اس کی فضیلت اور رفعت شان کے ساتھ ناطق ہے۔ اس حیثیت سے کہ ان عہود میں غور کرنے والا قریب ہے کہ اپنے نفس کی معہود خواہشات کو تار تار کردے۔ اور یہ نہیں ہیں مگر عطایائے ربانیہ اور مواہب قدسیہ جن کے ساتھ کریم وہاب نے اپنے اس عبد کو خاص فرمایا جو ہر چیز میں راجع الی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے زمرے میں میرا حشر فرمائے۔ اور مجھے اس کی برکت سے نفع بخشے۔ اور ہمیں اس کی مدد سے فیض یاب فرمائے۔ اور ہمارے قلوب کو اس کی گہری محبت کے ساتھ معمور فرمائے۔ الخ۔ اور اس تحریر کے آخر میں فرماتے ہیں جبکہ بعض حاسدوں نے مشہور کر دیا کہ شیخ ناصر الدین اللقانی نے کتاب العہود پر اپنی تقریظ سے رجوع کر لیا ہے۔

اور میری طرف اس کتاب پر اور شیخ عبدالوہاب الشعرانی کی دیگر تالیفات پر تقریظ سے جو رجوع منسوب کیا گیا باطل ہے۔ باطل ہے۔ باطل ہے۔ واللہ میں نے اس سے رجوع نہیں کیا۔ اس کا عزم بھی نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کے کلام میں کسی باطل شے (کے) ہونے کا عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں آپ کے صدق مقال کا عقیدہ رکھتا ہوں۔ اسی پر باقی ہوں۔ اور میں آپ کے کلام کی سچائی اور ولایت پر اعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہوں۔ اور آپ کی فضیلت سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ میرے متعلق کسی امر کی تصدیق نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ میری طرف ایسی باتیں ان لوگوں کی زبان پر منسوب کی جائیں جنہیں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ انتہی۔ ضمائر کی جہت سے بعض جگہ مفہوم لیا گیا ہے۔

شیخ شہاب الدین الشلبی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقتباس

میں اس تالیف سے واقف ہوا جو کہ تحفۃ المرید اور روضۃ الاحباب ہے تو دیکھا کہ ایک سمندر کی لہریں موج زن ہیں کیونکہ یہ اہل طریقت کے لئے شیریں گھاٹ ہے۔ پس میں آپ کے فضل صافی کے پانی پر وارد ہوا اور آپ کے پرصفا محاسن کی رداء سے وابستہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو ایک امام کے طور پر باقی رکھے جس کے پیچھے مریدین صف بستہ رہیں کہ اپنے فضائل واحسان کے نوافل کے ساتھ ان کی امامت کرے۔ اور زمانے کی گردن آپ کے وجود کے زیور سے آراستہ رہے۔ اور لوگ اس کی حمد وشکر میں رطب اللساں رہیں۔ الخ۔

شیخ شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقتباس

میں اس عجیب تالیف اور یکتا نادر کتاب سے واقف ہوا جو کہ خوشنما الفاظ اور متناسب معانی پر مشتمل ہے۔ واللہ مؤلف نے طریق قوم کے سالک کی خیر خواہی نفس کشی کی طرف اس کی راہنمائی اور انتہاء تک ترقی کے لئے ہدایت میں انتہاء کر دی ہے۔ الخ۔

اور جب حاسدوں نے مشہور کر دیا کہ شیخ نے کتاب العہود پر اپنی تقریظ سے رجوع کر لیا ہے تو آپ نے اپنے خط کے نیچے لکھا: اور

میرے متعلق اس تالیف پر تقریظ سے رجوع منسوب کیا گیا درست نہیں ہے۔اور اسے احمد بن حمزہ الرملی نے لکھا۔

شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی کی کتاب الجواہر المصون پر تقریظ کا اقتباس

میں اس عجیب تالیف اور نادر نگارشات پر واقف ہوا۔اس نہج پر آج تک نہیں لکھا گیا۔اور میں نے اس کے الفاظ میں غور و فکر کے ساتھ اپنی بصر و بصیرت کو مرتکز کیا۔اور اس کے درجات و مراتب کے کمال میں داخل ہوا تو اسے معارف ربانیہ اور عوارف لدنیہ کے ساتھ معمور خزانہ پایا۔اور ایسا سمندر کہ گویائی بیان نہیں کر سکتی اور غور و فکر کی زبان اس کی کنہہ اور کشف کے ادراک سے گونگی ہے۔اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ فیض لینے والا بندہ راجع و تائب اور فیض عطا فرمانے والا جواد کریم وہاب ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی مدد سے ہماری امداد فرمائے اور ہمیں اس کے گروہ اور جماعت میں شامل فرمائے۔آمین۔

شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کا اقتباس

میں اس عظیم الشان تالیف پر مطلع ہوا جو کہ خوبصورت فوائد پر مشتمل ہے۔ایسا باغیچہ جو کہ علوم قرآن کی شاخوں سے پر رونق ہے۔جس میں مقصورات فی الخیام معانی جلوہ گر ہیں۔جنہیں اس سے پہلے کسی انسان نے اور نہ ہی کسی جن نے چھوا تک نہیں۔پس پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف پر علم و عرفان کے راستے آسان فرمائے۔حتیٰ کہ آپ نے ایسے مسائل ذکر کیے جو کسی دل میں نہیں آئے۔الخ۔

شیخ شہاب الدین الشلبی الحنفی کا اقتباس

میں تالیف سعید۔مخفی اور محفوظ جوہر پر واقف ہوا جو کہ کتاب اللہ العزیز سے مستنبط ہے۔یہ ایسی تالیف ہے کہ اس جیسا کام کسی نے نہیں کیا۔اور نہ ہی علوم قرآن میں کسی نے ایسا مجموعہ لکھا۔الخ۔

شیخ ناصر الدین الطبلاوی کا اقتباس

میں اس کتاب عجیب۔اسلوب غریب۔برستے بادل اور قابل قدر نیکی پر مطلع ہوا۔اسے فہوم کے ہاتھوں میں علوم کی کثرت کا ترازو پایا۔اور طویل کلام کیا۔

شیخ نجم الدین الغیطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اقتباس

میں ان علوم و معارف میں نظر سے مشرف ہوا۔اور ان اسرار و لطائف کے سمندر کے ساحل پر کھڑا ہوا۔اور مجھے تحقیق ہوئی کہ اسے جدو جہد اور کسب سے پایا نہیں جا سکتا۔یہ صرف ملک وہاب کا اپنے عبد مخصوص پر فیض ہے جو کہ اس کے ماسوائے فارغ ہو کر ان دہلیزوں پر فروکش ہوا اور اس نے اپنی لوح وجود نقش مٹا دیئے۔اور اپنے خصوصی نوازشات والے کے دربار سے اس پر جو القاء کیا جاتا ہے اس کے لئے فارغ ہوا۔پس اسے علوم و انوار سے معمور فرمایا گیا۔اور وہ معارف و اسرار کا سمندر ہو گیا۔حتیٰ کہ اس سے کتاب اللہ کے مخفی علوم میں جوہر مصون ظاہر ہوا۔وہ ہمیشہ ذات واحد کی پناہ میں رہے ہر معاند و حاسد کے شر سے۔الخ۔

شیخ عبد القادر الشاذلی المالکی کا اقتباس

میں اس عظیم الشان کتاب پر واقف ہوا جو کہ واضح برہان والی ہے۔کتاب اللہ کے علوم مخفی پر مشتمل ہے۔اسے بحر عمیق پایا جو کہ ناپیدا

کنار و قرار ہے۔ بصائر و ابصار اس کی انتہاء کے ادراک سے عاجز۔ ایک حیران کن خزانہ جو کہ علوم لدنیہ۔ معارف ربانیہ اور اسرار سے معمور ہے۔ اس میں میری عقل ششدر اور حیران رہ گئی۔ اور میں نے اسے دیکھا کہ عجیب کلام ہے جو کہ انسانوں کے افہام سے بالاتر ہے۔ پس میں سمجھ گیا کہ کریم و غفار کے فیض سے ہے۔ الخ۔

شیخ شمس الدین البرھمتوشی الحنفی کا اقتباس

میں اس کتاب شریف کے کئی مقامات پر مطلع ہوا۔ پس یہ خلاصۃ الالباب اور اہل خطاب کا منتہیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ سیدنا و مولانا اپنے زمانے کے خاتمہ اہل الشریعت والحقیقت شیخ عبدالوہاب کی تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت سلامت اور بلند رکھے اور اپنی عنایت کی آنکھ سے آپ کی حفاظت فرمائے اور سرپرستی فرمائے۔ اور آپ کی درازی عمر کے ساتھ مخلوق کو فائدہ بخشے اور حسد کرنے والے منحوس دشمنوں کو سرنگوں رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اقدام محمدیہ کا وارث اور اپنے سلوک کے ذریعے سنت نبویہ کی طرف راہنما بنایا ہے۔ الخ۔

کتاب الجوہر والدرر پر شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کی تقریظ کا اقتباس

میں اس کتاب الجوہر والدرر پر واقف ہوا جو کہ احوال عظیمہ کو ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ اس لئے کہ لوگ ان سے باخبر ہونے سے غافل تھے۔ میں نے اس کے الفاظ پر غور و فکر کیا کہ بیمار کو شفا بخشنے والے اور بھولے بھٹکوں کو صراط مستقیم کی طرف راہنما ہیں۔ اور جب میں نے گہرائی میں اتر کر اس پر غور کیا تو ان جواہر کو ایسے نفیس موتی پایا جن پر انسان حاوی نہیں ہوتے۔ اور یہ موتی گویا اپنی عظمت و صفات کی شدت کی وجہ سے شعلے پھینک رہے ہیں۔ پس یہ عدیم النظیر تالیف ہے۔ ایسی تالیف کوئی بڑا چھوٹا اس سے پہلے نہیں لکھ سکا۔ الخ۔

شیخ شہاب الدین بن الشلبی الحنفی کا اقتباس

میں اس کتاب پر مطلع ہوا جس کے انوار چمک رہے ہیں۔ اور اس کے پاکیزہ الفاظ کے عروس نشو و نما پا رہے ہیں کیونکہ عرفان کے مناقب سے ان کی شاخیں پھوٹی ہیں۔ میں نے اس کا تجسس کیا تو اس کی کستوری مہک اٹھی۔ میں نے اسے پڑھا اور اس کے الفاظ ادا کئے تو گویا اس کی لڑی ٹوٹ گئی اور اس کے سمندر سے جس کی سطریں اس کا فلک ہیں مجھ پر جواہر کی نچھاور ہونے لگی۔ کبھی میں اس سے موتی لیتا ہوں تو کبھی کلی چنتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی خوبی ہے۔ ایسی کتاب کہ جب بھی میں نے اس کا مطالعہ کیا فائدہ پایا۔ اور جب بھی میں نے اس کے معانی کے سرچشموں کو کھنگالا اضافہ حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اس کی خوبی ہے ایسے سانس کہ جانوں کو مسرور کرتے ہیں۔ ایک باجمال کیا خوش کن صحائف ہیں۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اس کا مؤلف تاج ہے۔ اور اس کا مقام سر ہیں۔ الخ۔

شیخ ناصر الدین اللقانی کا اقتباس

میں اس بزرگ کتاب پر مطلع ہوا جو کہ اپنی عبارت کی لطافت اور اپنے معنی کی دقت میں تمام کتابوں سے بالاتر ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ایک منفرد جوہر ہے جو کہ اس کی غایت اور نقطہ انتہاء ہے۔ اور اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ یہ حضرت وہاب جل شانہ کی عطاؤں سے ہے۔ اس کے عوارف و معارف کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں سے کرے جنہوں نے اس کا ذوق پایا۔ اس کے زیور سے آراستہ

ہوئے۔اس کے شفا بخش گھاٹ سے استفادہ کیا اور اس کی ہدایت سے فیض یاب ہوئے۔اور ہمیں اس کے مؤلف کے ساتھ اٹھائے۔اور اس کے طریقہ پر چلائے کہ جو اس کا پیرو ہوا گمراہ نہ ہوا۔الخ۔

شیخ عبدالقادر الشاذلی المالکی کا اقتباس

میں الجواہر والدرر نامی اس کتاب پر مطلع ہوا۔میں نے اسے بحرِ ذخار پایا۔اس کے ادراک میں آنکھ محوِ حیرت ہے۔اس کی معرفت سے عقول وفکر عاجز۔کیونکہ یہ ان نفیس جواہر سے بھرپور ہے جو آج انسان کے ہاں نہیں پائے جاتے۔الخ

پس یہ چند منتخب تقاریظ ہیں جو کہ علماء مصر نے میری تالیفات پر اس کی تکذیب کے لیے لکھیں جو کہ حاسدوں نے اس کے خلاف مشہور کیا۔جیسا کہ مبحث کی ابتداء میں گذرا۔پس اللہ تعالیٰ ان علماء پر رحم فرمائے انہیں مجھ سے کس قدر محبت تھی ہر اس شخص کے بارے میں انہیں کس قدر عقیدت تھی جس میں وہ اہل ولایت وصلاح کی صفات میں سے کوئی چیز دیکھتے تھے اور اس کے لئے تواضع کا اظہار کرتے۔اور میں کبھی بھی شیخ ناصر الدین اللقانی کے گھر یا جامع الازہر میں ان کے پاس حاضر نہ ہوا مگر آپ اپنے فراش سے نیچے اتر آتے۔اور مجھے اس پر بٹھاتے۔اگر میں انکار کرتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے اور خود میرے سامنے چٹائی پر رونق افروز ہوتے۔اور ہم زمانہ لوگوں میں سے میرے ساتھ ایسا سلوک کسی نے نہیں کیا۔اور آپ کے بعد ایک جماعت نے تکبر میں غلو کیا جو کہ اس لائق نہیں ہیں کہ آج آپ کے طلبہ میں سے ہوں۔بلکہ میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا کہ جامع میں مصلے پر بیٹھا ہے اور شیخ ابوالنجاء النحاس سے تجوید القرآن کا استفادہ کر رہا ہے جبکہ شیخ اس کے سامنے چٹائی پر فروکش ہیں۔اور بسا اوقات میں اب بعض طلبہ علم کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔پس اس کے زانو کو بوسہ دیتا ہوں۔وہ اپنا ہاتھ بھی میری طرف نہیں بڑھاتا۔پس اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر لطف فرمائے۔اور ہماری عاقبت بخیر ہو۔انتہی۔

انعام خداوندی۔میرے تمام شیوخ کا مجھ سے راضی جانا

فقہ اور تصوف میں میرے تمام مشائخ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ وہ مجھ سے راضی تھے۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔کیونکہ مشائخ کا اپنے طالب اور مرید پر راضی ہونا اس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کا عنوان ہے۔کیونکہ یہ حضرات سلوک میں اس کا واسطہ ہیں اور اس دور میں کم ہی کوئی مرید یا طالب بچا ہوگا کہ اس کے شیخ کا دل اس پر متغیر نہ ہوا ہو۔گرچہ بعض اوقات میں ہی سہی۔اور طلبہ علم میں سے بعض نے اپنے شیخ سے کسی مسئلہ میں بے ادبی کے ساتھ بحث کی تو آپ نے اس سے فرمایا: بیٹے! کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ کہا جائے: اللہ تعالیٰ فلاں کو اس کے علم کے ساتھ نفع نہ دے۔پس وہ طالب علم آگے بڑھنے سے رک گیا۔اور اس کے علم سے کسی نے نفع حاصل نہ کیا باوجودیکہ وہ فقہ۔تفسیر۔حدیث۔علم کلام اور نحو کے آئمہ میں سے امام تھا۔اور میں نے جامع ازہر کے مدرسین کو دیکھا کہ اس کے درس میں بیٹھتے ہیں۔اس کے فوائد سنتے ہیں اور ان سے تعجب میں رہ جاتے ہیں۔پھر اس کے ہاں سے اٹھتے ہیں اور ان میں سے کسی کو ان فوائد میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔اور اگر مجھے اس کے غیبت ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس کا اور اس کے شیخ کا نام ذکر کرتا۔اور انہیں ظاہر کر دیتا۔

پس اے بھائی! تیرے مشائخ میں سے کسی کے خاطر کے تجھ پر متغیر ہونے کی کوتاہی کرنے سے پرہیز کر یا یہ کہ تو اسے خوش کرنے میں جلدی نہ کرے۔یا تو اس سے منتقل ہو کر اس کے علی الرغم کسی دوسرے سے پڑھنا شروع کر دے۔کیونکہ حکم داعی اول کے لئے ہے اور

اسی کے لئے زیادہ حق ہے۔

مسئلہ کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ شیخ کی نصیحت سے ناراض ہو کر کوئی طالب اس سے جدا نہیں ہوتا اور دوسرے سے سبق نہیں پڑھتا مگر اپنے حظ نفس کے لئے۔ اور اخلاص کے بغیر علم کا طالب فلاح نہیں پاتا۔ اور اگر وہ علم میں مخلص ہوتا تو اپنے شیخ کی زجر و توبیخ اور اس کی تحصیل علم کے طریقے میں اسے جدا کرنے کو برداشت کرتا۔ اور مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ مرید جب علم میں اپنے شیخ کے مقام کو پہنچ جائے تو ادب یہ ہے کہ اس کے زیر تربیت رہے۔ اور اس کے ادب اور صدق کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس کے شیخ کی زبان پر وہ علم و تحقیق جاری فرمائے گا جس کا وہ اہل ہے۔ جس طرح کہ بے ادبی کی وجہ سے اس کے شیخ کی زبان پر اس کے برعکس جاری فرماتا ہے۔ کیونکہ طالب جب اپنے شیخ کے حضور قلیل الادب ہوگا تو وہ اس کے فوائد سے محرومی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے شیخ کی زبان کو تحقیق کے بیان سے روک دیتا ہے۔ اور اس کے نفع سے محروم کر دیتا ہے۔ پس علم شیخ کے قلب میں بند ہو جاتا ہے اور وہ اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر بیان کرے تو مشکل کلام کے ساتھ بیان کرتا ہے جس سے مقصد واضح نہیں ہوتا۔ جس طرح اپنے طلبہ علم کے بارے میں ہمارا تجربہ ہے۔

اور ادب کی برکت سے مجھ سے محبت میں جو مبالغہ کرتے اور مجھے علوم کے فوائد و نکات عطا فرماتے وہ شیخ الاسلام زکریا ہیں اور آپ مجھے فرمایا کرتے: واللہ میں تمنا رکھتا ہوں کہ اے کاش میرے پاس جو علوم ہیں وہ ایک ہی مجلس میں تمہیں پلا دوں۔ اور سی طرح شیخ نور الدین محلی۔ جامع الغمری کے امام شیخ امین الدین۔ شیخ عبدالحق السنباطی۔ شیخ برہان الدین بن ابی شریف۔ شیخ شمس الدین السمانوی۔ شیخ شہاب الدین المسیری۔ اور شیخ شہاب الدین الرملی۔ پس یہ سب حضرات مجھ سے محبت فرماتا کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اتباع سنت کے لئے شرح صدر

سنت محمدیہ کی اتباع کے لئے قولاً۔ فعلاً اور اعتقاداً میرے لئے شرح صدر۔ اور اس کی ضد سے میرے قلب کا انقباض میرے بچپنے سے ہی مجھے حاصل ہے۔ حتیٰ کہ بحمد للہ تعالیٰ بعض اوقات میں اس عمل سے رک جاتا ہوں جسے بعض علماء نے مستحسن جانا یہاں تک کہ میرے لئے اس کے کتاب و سنت یا قیاس یا اس عرف کے موافق ہونے کی وجہ ظاہر ہو جائے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان لفظوں کے ساتھ اشارہ فرمایا وأمر بالعرف (الاعراف آیت ۱۹۹) اور نیک کاموں کا حکم دیجئے)۔

علماء کے عمامہ کا بڑا ہونا

اور شیخ جلال الدین السیوطی نے علماء کے عمامہ کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کی لمبائی سے زیادہ ہونے کے جواز کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اسی قول وأمر بالعرف سے کیا ہے۔ اور فرمایا: عمامہ کا بڑا ہونا علماء کے عرف سے ہو گیا ہے تاکہ انہیں عام لوگوں سے امتیاز حاصل ہو۔ پس لوگ ان سے شریعت کے مسائل کا استفادہ کر سکیں۔ اور آپ نے ذکر کیا کہ اس قصد سے عمامہ کا بڑا ہونا انہیں

سنت سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ امت کو اتباع عرف کے حکم کی وجہ سے یہ شریعت میں سے ہو گیا ہے۔ انتہی۔

عمل میں احتیاط

اور یہ ایسا امر ہے کہ سوائے قلیل لوگوں کے میں نے اس پر عمل کرتے کسی کو نہ پایا۔ جبکہ اکثر کسی توقف اور غور کے بغیر فعل پر اقدام نمائی کرتے ہیں کہ کیا یہ شریعت کے موافق ہے یا نہیں؟ بحمد للہ تعالیٰ بخلاف میرے کہ اگر میں اس فعل کو شریعت کے موافق نہ پاؤں اور میرے لئے اس کی شریعت اور نہ ہی عرف سے موافقت ظاہر نہ ہو تو اس پر عمل سے توقف کرتا ہوں۔ اور بسا اوقات میں اس کے متعلق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ میرے قلب میں فعل یا ترک کے لئے انشراح کا ارتقاء فرمایا ہے۔ پس میں اس کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ واللہ ان حاسدوں نے جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے جنہوں نے میرے متعلق مشہور کر دیا کہ میں اپنے افعال۔ اقوال اور عقائد میں ظاہر کتاب وسنت سے انحراف کرتا ہوں۔ باوجودیکہ ان حاسدوں میں سے کبھی بھی کوئی میرے پاس نہیں آیا اور نہ ہی اس کے ہاں یہ بات عادل گواہ کے ساتھ ثابت ہوئی۔ صرف بعض حاسدوں کے لئے شیطان نے یہ امر اچھا کر دکھایا جبکہ وہ میرے افعال ظاہرہ میں کوئی طعن کی جگہ پانے سے عاجز آیا۔ پس اس نے مجھ پر بعض کلمات کا بہتان باندھا اور انہیں جامع ازہر وغیرہ میں گھما دیا۔ اور انہیں اس کی خبر دی پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔ بیشک جو ہمارے مذکورہ بیانات کے مطابق جو پابند شریعت ہو تو وہ اپنے زمانے میں اہل سنت وجماعت کے مقتداؤں میں سے ہے۔ اسے بدعت کا مرتکب کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ یہ محض حسد کی شدت کی بناء پر ہے۔

پس اپنے معاصرین میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جس نے کتب سنت کا میری طرح احاطہ کیا ہو۔ اور میں جامع ازہر میں موجود بے جا جرأت کرنے والوں کے ایک گروہ کو پہچانتا ہوں کہ جب وہ مجھے دیکھیں تو غضب ناک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ گویا وہ سنت پر ہیں اور میں بدعت پر ہوں۔ اور بسا اوقات معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ پس بیشک جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے اخلاق جمع فرمائے ہوں جو کہ اس کتاب میں مذکور ہیں وہ یقیناً اہل سنت اور اہل یقین میں سے ہے۔ بلکہ عقل فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اتباع سنت میں اپنے وقت کا منفرد انسان ہے۔ لیکن ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ پاک ہے کہ جب آپ کے لئے چاند دولخت ہوا تو لوگوں نے کہا: یہ جادو ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجاہدۂ نفس اور ضرورت شیخ

مجھے اس وقت کسی شیخ کے بغیر مجاہدۂ نفس کا الہام ہوا کہ جب میں نے علوم شریعت میں تبحر حاصل کیا اور مجھے علم پر عمل دشوار ہوا اور سلف صالحین اپنے قلوب کی صفائی کی وجہ سے اپنے علم پر عمل کے راستے میں رکاوٹیں نہ ہونے کی بناء پر کسی شیخ کے محتاج نہیں ہوتے تھے۔ جبکہ آج لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے لئے بے شمار رکاوٹیں ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا بعض زہد۔ ورع۔ خشیت وغیرہ اخلاق محمد یہ دیکھتا ہے اور ان سے تخلق تک رسائی حاصل نہیں کرتا۔ اسی لئے بعض علماء شریعت نے طالب پر واجب کیا ہے کہ کسی شیخ سے وابستہ ہو جو اسے ان رکاوٹوں کے ازالہ کے طریق کی طرف راہنمائی فرمائے۔ یہ مسئلہ اس باب سے ہے کہ جس کے بغیر واجب پورا نہیں ہوتا وہ واجب ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: جسے اپنے شہر میں کوئی شیخ نہ ملے اس پر اس کی طلب میں سفر واجب ہے۔ اور جسے سفر کی طاقت نہ ہو اس پر شیخ

کے بغیر مجاہدۂ نفس واجب ہے۔قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ فان لم یصبھا وابل فطل (البقرہ آیت ۲۶۵) اور اگر اس پر بارش نہ برسے تو شبنم ہی کافی ہے) اور تمام مشائخ طریقت کا لوگوں کو سلوک کرانے سے مقصد یہ ہے کہ مرید کو اخلاص کے ساتھ مقام عمل تک پہنچائیں جس پر کہ سلف صالح یا ان میں سے بعض تھے۔اور کچھ نہیں۔بعدازاں اگر ان میں سے کوئی علم میں مشغول ہوا یا اس نے نماز ادا کی یا روزہ رکھا یا حج کیا۔یا پارسائی اختیار کی یا زاہد ہوا تو ان رعونتوں سے محفوظ رہے گا جو کہ مقام اخلاص کو مجروح کرتی ہیں۔یا سب اعمال ضائع کر دیتی ہیں۔اور ہم نے مقدمہ میں پہلے بیان کر دیا ہے کہ حقیقت صوفی یہ ہے کہ وہ اپنے علم پر اللہ تعالیٰ کے امر کے مطابق عامل ہوتا ہے۔اور کچھ نہیں۔

شیخ کے بغیر مجاہدۂ نفس کی صورت

اور شیخ کے بغیر اپنے نفس کے مجاہدہ کی صورت یہ تھی کہ میں کتب قوم کا مطالعہ کرتا جیسے رسالہ قشیریہ۔عوارف المعارف۔القوت لابی طالب المکی۔غزالی کی الاحیاء وغیرہ۔اور فہم کے طریقے سے مجھے جو معیوب نظر آتا اس پر عمل کرتا۔پھر مدت کے بعد میرے لئے اس کے خلاف ظاہر ہوتا تو پچھلا امر چھوڑ دیتا اور دوسرے پر عمل کرتا۔اور اسی طرح کام چلتا۔پس میں اس شخص کی طرح تھا جو کہ وسیع راستے میں داخل ہوتا ہے۔نہیں جانتا کہ آگے کھلتا ہے یا نہیں۔اگر اسے کھلا دیکھتا ہے تو اس سے نکل گیا ورنہ لوٹ آیا۔اور اگر وہ کسی ایسے کے پاس حاضر ہوتا جو اسے داخل ہونے سے پہلے اس وسیع راستے کا تعارف کراتا تو اسے اس کا امر بیان کر دیتا اور اسے اس سختی سے راحت دیتا۔پس یہ اس کی مثال ہے جس کا کوئی شیخ نہیں ہے۔پس بیشک شیخ کا یہ فائدہ ہے کہ مرید کے لئے راستہ مختصر کر دے۔اور کچھ نہیں اور جس نے شیخ کے بغیر سلوک اختیار کیا وہ سرگرداں پھرا اور اپنی عمر گنوائی اور مقصد تک رسائی بھی حاصل نہ ہوئی۔کیونکہ شیخ کی مثال تاریک راتوں میں مکہ معظمہ کی طرف حاجیوں کے راہنما کی ہے۔

شیخ کے بغیر امام شعرانی کے مجاہدات

اور شیخ کے اشارے کے بغیر اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کی ایک یہ صورت ہے کہ میں نے خلوت خانہ کی چھت کے ساتھ ایک رسی باندھ رکھی تھی میری گردن پر ذرا کھلی تھی جب میں بیٹھتا۔اور زمین تک نہیں پہنچتی تھی جب میں لیٹتا۔پس میں اسے عشاء سے فجر تک اپنی گردن میں ڈال لیتا۔پس کئی سال اسی طرح رہا۔اور بحمد اللہ تعالیٰ مجھے دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا جو مجھے مجاہدہ اور مقصود تک رسائی سے روکتا۔سوائے میرے اعمال میں علتوں کی کثرت کے۔گرچہ عبد سے علتیں منقطع نہیں ہوتیں۔کیونکہ یہ اس کے ساتھ ہر مقام سلوک میں دقیق ہوتی ہیں۔پس ہر مقام کے لئے اس کے حسب حال علتیں ہیں۔پس سمجھ لے۔

اور دنیا سے قلیل پر قناعت میرا تانا بانا تھا۔پس اس نے بحمد اللہ تعالیٰ مجھے دنیا داروں میں سے کسی کے لئے ذلت میں گرنے سے بے نیاز کر دیا۔اور جب سے بالغ ہوا میرے لئے ایسا واقعہ نہ گزرا کہ میں نے کوئی پیشہ یا وظیفہ اپنایا ہو جس کا کوئی دینوی مقرر اجر ہو۔حق تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے اب تک وہاں سے رزق عطا فرمایا کہ مجھے گمان تک نہیں ہوتا۔اور مجھے ہزار دینار کی پیش کش کی گئی اور اس سے بھی زیادہ مگر میں نے اس لوٹا دیا اور قبول نہ کیا۔اور اہل کار اور تاجر میرے پاس سونا اور چاندی لاتے۔میں اسے جامع الغمری کے صحن میں بکھیر دیتا تو مجاور اٹھا لیتے۔اور میں نے ہر لذیذ طعام ترک کر دیا۔اور دو سال تک موٹے کھردرے پیوند لگے کپڑے پہنے۔اور جب مجھے حلال مہیا نہ

ہوا تو تقریباً دو ماہ تک میں نے مٹی کھائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے مقام کے مطابق حلال کے ساتھ میری مدد فرمائی۔ اور میں امین۔ اہل کار اور ایسے تاجر کا طعام نہ کھاتا جو کہ ظالموں کو مال فروخت کرتا اور نہ ہی کسی فقیہ کا جو کہ اپنی ڈیوٹی درست نہیں دیتا اور اس کی مقرر اجرت کھاتا ہے۔ اور ان کے علاوہ ان تمام لوگوں کا جو کہ اپنی کمائی میں غیر ذمہ دار ہیں۔ اور مجھ پر ساری سرزمین تنگ ہوگئی۔ میں سب لوگوں سے دور ہوگیا اور وہ مجھ سے دور ہٹ گئے۔ پس میں عرصہ دراز تک ویران مساجد اور برباد برجوں میں اقامت پذیر ہوتا۔ اور میں اس برج میں ایک سال تک قیام پذیر رہا جو کہ فصیل کے اوپر ہے۔ اور میں نے ان ایام سے زیادہ پر صفا وقت نہیں دیکھا۔ میں مسلسل تین دن یا اس سے زیادہ کا روزہ رکھتا پھر چھوٹی سی روٹی سے افطار کرتا۔ اور میری بشریت کمزور اور روحانیت قوی ہوگئی۔ حتیٰ کہ میں قصد کر کے ہوا میں اس پائپ کی طرف بلند ہوتا جو کہ جامع الغمری کے صحن میں نصب ہے۔ پس رات میں اس پر بیٹھا رہتا جبکہ لوگ سوئے ہوتے۔ پھر جب سیڑھی سے جامع کی طرف اترتا تو کافی مشقت سے اترتا کیونکہ میری روحانیت غلبہ کرتی اور اپنے عالم کی طرف اوپر اٹھنے کو طلب کرتی۔ پس بیشک انسان و زمین میں صرف خواہشات کی کثرت ہی ثقیل کرتی ہے۔

حالت ذکر و تلاوت میں سر کو حرکت دینے کی وجہ

اور حالت ذکر و تلاوت قرآن میں انسان کے اپنے سر کو حرکت دینے کی یہی وجہ ہے کہ جب اپنے رب کا کلام یا اس کا نام سنے تو روح اس کے دربار سے قریب ہونے کی مشتاق ہوتی ہے۔ پس قریب ہے کہ اپنے عالم سماوی میں پیوست ہو جائے۔ اور اسی معنی میں شعر کہا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے: اور جب میری آنکھ کے لئے دور کی کائنات ظاہر ہوئی تو وطنوں کی طرف اونٹوں کی طرح مشتاق ہوئی۔

دیگر مجاہدات

اور جب لوگوں سے تنہائی کی طلب نے مجھ پر غلبہ کیا تو میرے تمام شاگردوں کے قلوب مجھ سے اجنبی ہوگئے اور مجھ سے دور ہوگئے۔ گویا کہ کلام لغو کے ساتھ ان سے گفتگو میں بے تکلفی سے میرے وقت کی تنگی اور ان کے ساتھ ہم نشینی نہ کرنے کی وجہ سے مجھے پہچانتے ہی نہیں۔ اور میں اکثر مویشیوں کے بیٹھنے کی جگہوں کی طرف نکل جاتا جہاں لوگ مختلف سبزیاں دھوتے۔ وہاں سے میں اس دن کے لئے بقدر کفایت وہ چیزیں چن لیتا جسے وہ بے فائدہ سمجھ کر چھوڑ جاتے۔ اور اوپر سے وہ پانی لیتا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا۔ اور میں خانقاہوں میں عبادت گزار فقیروں میں سے کسی ایسے کا کھانا کبھی نہ کھاتا جس کی کوئی مصروفیت نہ ہوتی محض اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں وہ ایسا ہو جو اپنے دین کے عوض کھاتا ہو جبکہ اسے شعور نہیں۔ اسی طرح میں قاضی کا کھانا نہ کھاتا اگرچہ دیندار ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ضرورت کے وقت لوگوں کے ہدیے قبول کرنے میں گر جائے۔ پھر میں نے ہر اس شخص کا کھانا ترک کردیا جو کہ ترازو اور پیمائش ہاتھ میں لیتا ہے۔ پھر میں نے سب لوگوں کے طعام سے گریز کیا۔ پس میں نہیں کھاتا مگر درجہ اضطرار کے اوائل کے وقت اور یہ اس وقت ہے جب میری انتڑیاں کوئی چیز نہ پائیں جس میں مشغول ہوں۔ پس ایک دوسرے کو کاٹنا شروع کردیں۔

مجاہدۂ ذکر و تلاوت و نماز

اور جب میں بعد از عشاء مجلس ذکر شروع کرتا تو طلوع فجر کے وقت ہی ختم کرتا۔ پھر نماز صبح ادا کرتا۔ اور چاشت کے وقت تک

مصروف ذکر رہتا۔ پھر نماز چاشت ادا کرتا اور ذکر کرتا یہاں تک کہ وقت ظہر داخل ہو جاتا۔ پس ظہر ادا کرتا۔ پھر عصر تک ذکر کرتا۔ اور نماز عصر سے نماز مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک۔ اور اسی طرح۔ قریباً ایک سال تک اسی دستور پر قائم رہا۔ اور اکثر میں مغرب اور عشاء کے درمیان چوتھائی قرآن کریم نماز میں پڑھتا۔ پھر باقی تہجد میں پڑھتا۔ پس فجر سے پہلے اسے ختم کر لیتا۔ اور کئی دفعہ ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ لیتا۔ اور میری نیند غلبے کے طور پر تھی۔ میرا سر اچکنے کے بعد اچک لیتی۔ اونگھ کے بعد اونگھ ہوتی اور اکثر نیند مجھ پر غلبہ کرتی تو میں اپنی رانوں پر کوڑا مارتا۔ اور بسا اوقات موسم سرما میں اپنے کپڑوں سمیت ٹھنڈے پانی میں اتر جاتا تاکہ مجھے نیند تنگ نہ کرے۔ اور یہ مجاہدات اس ضابطے کے مطابق ہیں کہ جب دو خرابیاں ہمارے ہاں درپیش ہوں تو ان میں سے اس کا ارتکاب کرو جس کی خرابی نسبتاً خفیف ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ محب کا تاریکیوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنے جسم کی پٹائی کے درد کے ساتھ کھڑا ہونا اس کے نزدیک اپنے رب کریم کے متجلی ہونے کے وقت اپنی جسمانی صحت کے وجود اس سے سو رہنے سے زیادہ اچھا ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے ''دو خصلتوں میں اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں صحت اور فراغت۔ اور ہر مقام کے لئے رجال ہیں۔ اور جو قیمتی شے کا طالب ہو وہ کسی قیمتی کو خطرے میں ڈالتا ہے''۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ کا محب ایک وادی میں ہے جبکہ اس پر انکار کرنے والا دوسری وادی میں ہے۔

بعض اکابر اسلام کے مبنی بر شدت مجاہدات اور ان کی طرف سے جواب

اور جس نے قوم کے مجاہدات میں ان کے احوال کا مطالعہ کیا اس پر وہ مشقتیں آسان ہو جاتی ہیں جو کہ اپنے نفس کے بارے میں اٹھاتا ہے۔ پس شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو بانس کی چھڑی کے ساتھ اپنی پٹائی کرتے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ ایک رات میں پورا گٹھا ختم کر دیتے اور نمک کا سرمہ لگاتے تاکہ نیند نہ آئے۔ اور دیوار کی کنارہ پر چڑھ کر کھڑے رہتے یہاں تک کہ نیند دور ہو جاتی۔ اور ہمیں یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ سیّدی عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مجاہدہ کے دور میں پورا سال بھر اس پر قائم رہے کہ کھاتے نہ پیتے اور نہ سوتے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اپنے نفس کو قیام لیل کی طرف بلایا تو اس نے انکار کر دیا۔ پس میں نے اسے سال بھر پانی پینے سے روک دیا۔ انتھی۔

مجاہدات میں شدت کا جواب

یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجاہدات میں ان کی طرف سے سب سے بڑا جواب یہ دیا جائے گا کہ انہوں نے دو خرابیوں میں سے خفیف کا ارتکاب کیا۔ اس شخص کی طرح جس کے لقمہ اٹک گیا اور اسے پانی کا گھونٹ نہ ملا تو اس نے شراب کے گھونٹ کے ذریعے سے حلقوم سے نیچے اتارا۔ انتھی۔

اور خود میں تقریباً ایک سال تک اس حالت میں رہا کہ میرا عمامہ انتہائی غیر معیاری ہوتا حتیٰ کہ میں نے حلال پایا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حمایت کی بدولت پارسائی کی باریکی میں مبالغہ کیا نہ کہ اپنے حول وقوت کی وجہ سے۔ حتیٰ کہ میں کبوتر نہیں کھاتا تھا کہ یہ لوگوں کی کھیتی سے دانہ وغیرہ کھا لیتا ہے جو کہ اکثر انہیں ناگوار ہوتا ہے اور نہ ہی میں حکام اور ان کے گماشتوں کی عمارت کے سایہ میں چلتا ہوں۔

اور جب سلطان غوری نے مصر میں لکڑی کا چھپر بنایا جو کہ اس کے مدرسہ اور اس کے زرد قبہ کے درمیان ہے تو میں نے اس کے نیچے سے گزرنا چھوڑ دیا۔پس میں سوق الوارقین سے داخل ہو کر سوق الشرب سے نکل جاتا۔اور بحمد اللہ تعالیٰ میں اس وقت تک پارسائی پر ہوں کیونکہ معرفت پارسائی کے نور کو بجھاتی نہیں۔پھر جب پارسائی اختیار کرنے والا اپنے نفس میں اپنے امر کی تحقیق کرتا ہے تو وہ ان تمام چیزوں کو جن سے اس نے پرہیز کی ہے پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقسوم نہیں فرمائیں۔نہ کہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقسوم فرمائیں پس اس نے اپنے نفس کو ان سے لوٹا لیا۔کیونکہ یہ صحیح نہیں۔پس سمجھ لے۔پس اس کا گمان کرنا کہ اس نے قسمت کے باوجود اپنے نفس کو اس سے دور رکھا محض اس کا وہم ہے۔اور اگر حق تعالیٰ نے مکلف کو حکم دیا ہوتا کہ اقدار نازلہ کو پوری کوشش سے روکے تو یہ اقدار کو تکلیف شرعی کے طور پر رد کرنا نہیں۔یہ تو صرف اس لئے ہے کہ اسے اس مدافعت پر ثواب اور اجر عطا فرمائے برابر ہے کہ اس مقدر میں واقع ہوا یا نہیں ہوا۔اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اہمیت دے تو قسمت کے بغیر معاصی اور گھٹیا حرکات میں گرنے سے اس کی حمایت فرماتا ہے اور اس کے لئے فرث حرام اور دم شبہات کے مابین حلال ظاہر فرما دیتا ہے جس طرح کہ اس کے لئے دودھ تھنوں سے نکالتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔اہل طریقت کی ملاقات کا الہام

ازاں بعد اہل طریقت کی ملاقات کی طلب اور ان کی فرماں برداری کا الہام ہے۔پس بحمد اللہ تعالیٰ اہل طریقت میں سے بے شمار حضرات کی خدمت میں حاضر رہا۔پس ان میں سے کسی کے پاس میری کوئی امانت نہیں تھی سوائے ان تین حضرات کے۔اور وہ یہ ہیں سیّدی علی المرصفی۔سیّدی محمد الشناوی اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔پس پہلے دو صاحبان میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر میں نے قدرے سلوک اختیار کیا۔اور بحمد اللہ تعالیٰ میرا فطام سیّدی علی الخواص کے ہاتھ پر ہے۔یعنی وہ فطام (دودھ چھڑانا) جو قوم کے درمیان معروف ہے ورنہ حق یہ ہے کہ کوئی فطام نہیں یہاں تک کہ آدمی مر جائے۔اسی لئے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ تکبر مت کر عظیم بن جائے گا۔انتہی۔

ضرورت شیخ

اور مجھے تحقیق نہ ہوئی کہ انسان کے لئے شیخ کے بغیر چارہ نہیں مگر اس وقت جب میں ان مشائخ کی خدمت میں بیٹھا۔اس سے پہلے میں بھی وہی کچھ کہتا جو اور لوگ کہتے تھے کہ کیا وہاں اس شریعت پر عمل کے بغیر بھی کوئی راستہ ہے جو کہ دربار الہیہ تک پہنچائے جو کہ ہمارے پاس ہے۔یعنی قوم صوفیاء کے غیر کی اصطلاح کے مطابق۔حتیٰ کہ میں نے امر اس کے خلاف پایا۔اور اہل طریقت کے شرف کے لئے سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے یہ کہنا کافی ہے: هل اتبعك على ان تعلمن مما علمت رشدا (الکہف آیت ۶۶) کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے) اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوحمزہ بغدادی کی اپنے اوپر فضیلت کا اعتراف اور امام احمد بن سریج رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابوالقاسم جنید کے لئے اعتراف۔امام غزالی کا اپنے لئے کوئی شیخ طلب کرنا جو آپ کو طریقت کی راہنمائی کرے حالانکہ آپ حجۃ الاسلام تھے۔اسی طرح شیخ عز الدین بن عبد السلام کا اپنے لئے شیخ تلاش کرنا باوجودیکہ آپ کو سلطان العلماء کا لقب دیا گیا ہے۔پس امام غزالی کے شیخ،شیخ محمد البازغانی

اور شیخ عز الدین کے شیخ، شیخ ابوالحسن الشاذلی تھے اور امام غزالی جب اپنے شیخ مذکور کی خدمت میں پہنچے تو فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر بیکاری میں ضائع کر دی یعنی اس ذوق کی نسبت سے جو آپ کو اہل طریقت کے احوال سے حاصل ہوا۔ اور شیخ عز الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کامل اسلام نہیں پہچانا مگر شیخ ابوالحسن الشاذلی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد۔ پس جب ان دونوں شیوخ کو علم شریعت میں وسعت کے باوجود شیخ کی ضرورت ہے تو ان کے علاوہ ہم جیسوں کو تو بطریق اولیٰ ہوگی۔

اعمال وسیلہ نہیں ہیں

اور اہل طریقت کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے میں اپنے تمام اعمال کو تحصیل اغراض کے وسائل قرار دیتا تھا۔ پس اگر اغراض حاصل ہو گئیں تو اس پر ثابت قدم رہتا ورنہ اس سے پھر جاتا۔ جب اہل طریقت کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھے فرمایا: اپنے تمام اعمال کو مقاصد بنالو تا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤ۔ اور انہیں وسائل نہ بناؤ پس مر جاؤ گے اور اپنے مقصود تک رسائی حاصل نہیں کر سکو گے۔ پس ان حضرات نے راستہ مجھ پر قریب کر دیا۔ تو اگر ان کی خدمت میں حاضری سے صرف یہی فائدہ ہوتا تو اس میں کفایت تھی۔

حضرت جنید اور ابن سریج کا باہمی اختلاف واعتراف

اور حضرت جنید کے لئے ابن سریج کے ساتھ واقعہ گزرا کہ حضرت جنید کے حلقے کی آوازیں ابن سریج کے اہل حلقہ پر اونچی ہوئیں اور ابن سریج حضرت جنید پر انکار کیا کرتے۔ پس ایک دن ابن سریج ایک اجنبی کی صورت میں حلقہ جنید میں حاضر ہوئے۔ پھر اپنے شاگردوں کی طرف لوٹ گئے اور فرمانے لگے مجھے اس کے کلام سے کچھ سمجھ نہیں آیا مگر یہ ہے کہ اس کے کلام کی ہیبت کسی باطل پرست کی ہیبت نہیں۔ پھر ابن سریج نے حضرت جنید سے کہا کہ ہمارا راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف تمہارے راستے کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔ حضرت جنید نے فرمایا: ضروری ہے کہ کوئی دلیل پیش کرو۔ اس نے کہا: آپ دلیل پیش کریں۔ حضرت جنید نے فرمایا: اے فلاں! یہ پتھر اٹھاؤ اور فقراء کے حلقے میں پھینک دو۔ اس نے جیسے ہی پھینکا سب کے سب چیخ اٹھے۔ اللہ اللہ۔ پھر اس سے فرمایا کہ اسے ان فقہاء کے درمیان پھینک دو۔ پس اس نے پھینک دیا۔ سب پکار اٹھے تجھ پر حرام ہے تو نے ہمیں مضطرب کر دیا۔ اور ابن سریج دیکھ رہے ہیں۔ پس آپ نے اٹھ کر حضرت جنید کے سر کا بوسہ لیا۔ اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا۔ پس حضرت جنید نے آپ سے فرمایا: فضیلت تو تمہارے لئے ہے کیونکہ ہمارے طریق کی بنیاد علم ہے جو تمہارے پاس ہے۔ ابن سریج کہنے لگے: کیوں نہیں۔ فضیلت تو آپ کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حسن معاملہ کی وجہ سے ہم سے فزوں تر ہیں۔ انتہی۔

شیخ عز الدین شیخ ابوالحسن الشاذلی کی بارگاہ میں

اور شیخ ابوالحسن شاذلی کی خدمت میں حاضری کے بعد شیخ عز الدین فرمایا کرتے: کہ طائفہ صوفیہ قواعد شریعت پر براجمان ہوئے جبکہ دوسرے صرف رسوم پر ہی بیٹھے ہیں۔ اس کی سب سے عظیم دلیل وہ کرامات۔ خوارق اور مکاشفات ہیں جو ان سے صادر ہوتے ہیں۔ اور کسی فقیہ سے ان میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا مگر اگر ان کے راستے پر چلے۔ انتہی۔ کیونکہ کرامات فرع ہیں معجزات کی اور یہ اس امر کی

علامت ہے کہ صاحب کرامات حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح پیروکار اور متبع ہے۔

شیخ ابوعلی الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں ضرورت شیخ

اور قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوعلی ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں نقل فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں: اگر ایک شخص تمام علوم جمع کر لے لوگوں کے سب گروہوں کی صحبت اختیار کرے وہ مبلغ رجال تک نہیں پہنچ سکتا مگر کسی شیخ یا امام یا ادب سکھانے والے ناصح کے زیر تربیت ریاضت کے ساتھ۔ اور جس نے اپنا ادب کسی استاذ سے حاصل نہیں کیا جو اسے اس کے اعمال اور نفس کی بیہودگیوں کے عیوب دکھائے معاملات درست کرنے میں اس کی اقتداء حلال نہیں۔

امام ابن اسعد الیافعی کا صوفیاء کی طرف منتقل ہونے کا واقعہ

اور ابن اسعد الیافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ پندرہ سال تک میرے نفس نے مجھ سے جھگڑا کیا کہ اشتغال بالعلم پر قائم رہوں یا اس سے صوفیہ کی صحبت اور ان کے آثار کی پیروی کی طرف منتقل ہو جاؤں۔ ایک دفعہ میں زبید کی ایک شاہراہ پر چلا جا رہا تھا کہ ارباب احوال میں سے ایک صاحب مجھے ملے اور مجھے اپنے کشف کی بنا پر فرمانے لگے: علم ظاہر سے جو کچھ تو نے حاصل کر لیا تجھے کافی ہے۔ آج سے طریق قوم پر عمل کا آغاز کر دے۔ کیونکہ تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ میں نے کہا: اس کے بہتر ہونے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: آ میں تجھے اس کی وجہ دکھادوں۔ پس فقراء کی ایک خانقاہ میں داخل ہوئے اور میں ساتھ ہوں۔ وہاں بیٹھ گئے اور ایک فقیر سے کہا: فلاں عالم کو میرے پاس بلاؤ۔ پس وہ اسے بلا کر لے آیا۔ جب عالم وہاں آ رہا تھا تو آپ نے حاضرین سے فرمایا: جب یہ پہنچ جائے تو اس کے سلام کا ذرا اتنی تاخیر سے جواب دینا کہ زیادہ فاصلہ بھی نہ ہو۔ نہ اس کے لئے کوئی حرکت کرے اور نہ ہی کوئی اس کی خاطر مجلس میں گنجائش پیدا کرے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا عالم صاحب بدمزہ ہو گئے اور کہنے لگے: سلام کا جواب نہ دینا تم پر حرام ہے۔ فقراء نے کہا: اس میں ان کے لئے عذر ہے۔ کہنے لگے: تم جھوٹ کہتے ہو۔ تمہیں کوئی عذر نہیں ہے۔ فقراء نے کہا: کیوں نہیں۔ ہمیں عذر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے دوری اختیار کی جائے کیونکہ تو نے خود بینی اور تکبر کا ارتکاب کیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے تم پر خود بینی اور تکبر نہیں کیا مگر حق کی بنا پر۔ پس اس سے شیخ نے فرمایا: فقراء کے دلوں میں آپ کے متعلق ایک چیز کھٹکتی ہے۔ عالم نے کہا: اور تمہارے بارے میں میرے دل میں بھی کئی چیزیں ہیں۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کی ساری انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا اور فقراء کو بلانے والے کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔

شیخ نے امام یافعی سے کہا: آپ نے ان کے علم کا ثمر دیکھ لیا کہ کیا کرتے ہیں۔ پھر ایک فقیر سے فرمایا: فلاں فقیر کو ہمارے پاس بلاؤ۔ وہ بلا لایا۔ جب وہ آ رہا تھا تو شیخ نے حاضرین سے فرمایا: اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو تم نے جواب سلام میں ذرا سی تاخیر کر کے اور محفل میں گنجائش نہ کر کے اس عالم کے ساتھ کیا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ فقیر جلدی سے فقراء کی جوتیوں کی طرف گیا چلا اور انہیں اپنی گردن کا ہار اور سر کا تاج بنایا۔ اور جوتیوں کے پاس عاجزی اور انکساری کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور اس عالم نے فقراء پر اعتراض کی جو گفتگو کی تھی اس کے دل میں کھٹکی تک نہیں۔ اور نہ ہی یہ بات دل میں گزری کہ وہ کوئی عالم ہے۔ ایک فقیر نے اس سے کہا: تمہارے متعلق فقراء

کے دلوں میں کھٹک سی ہے۔ پس وہ کہنے لگا: ان کے بارے میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور ان سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر مہربانی کی نظر رکھیں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرا حال درست فرمادے۔ اور رونے لگا۔ جبکہ وہ ان کی جوتیاں اٹھائے کھڑا تھا۔ پس شیخ نے یافعی سے فرمایا: قوم کے طریق کی اتباع کا نتیجہ دیکھیے یافعی فرماتے ہیں کہ اس دن سے طریق قوم کی اتباع پر اس مجلس میں میرا عزم پختہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ ہوا جو کچھ ہوا۔ انتہی۔

شیخ علی الخواص کے ہاتھ پر شعرانی کے مجاہدہ کی صورت

امام شعرانی فرماتے ہیں: سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر میرے مجاہدہ کی صورت یہ تھی کہ آپ نے میری پہلی حاضری پر مجھے حکم دیا کہ اپنی سب کتابیں بیچ کر ان کی قیمت محتاجوں پر صدقہ کردو۔ میں نے تعمیل کی۔ نفیس کتابیں تھیں جیسے شرح الروض۔ المطلب۔ خادم۔ اذرعی کا القوت وغیرھا جو کہ بیش بہا تھیں۔ میں نے بیچ دیں اور ان کی قیمت صدقہ کردی۔ پس میرے نزدیک ان کی طرف توجہ ہوگئی کیونکہ میں نے ان کے بارے بڑی مشقت اٹھائی تھی۔ ان پر حواشی اور وضاحتیں تھیں۔ حتیٰ کہ گویا میرا علم ہی سلب کرلیا گیا۔ پس آپ نے مجھے فرمایا: ان کی طرف سے توجہ منقطع کرنے کے لئے ذکر الٰہی کی کثرت کا دستور العمل بناؤ۔ بیشک صوفیہ نے کہا ہے کہ اوپر اوپر توجہ کرنے والے کی رسائی نہیں ہوتی۔ پس میں نے ان کی طرف توجہ سے منقطع کرنے پر ایک مدت تک عمل کیا۔ یہاں تک کہ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے اس سے خلاصی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے مجھے ایک مدت تک لوگوں سے خلوت گزینی کا حکم دیا حتیٰ کہ میرا وقت صاف ہوگیا۔ پس میں لوگوں سے فرار اختیار کرنے لگا۔ اور میں اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتا۔ آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھنے کو قطع کرنے کی مشق کرو۔ پس میں ایک مدت تک اس مجاہدے میں مصروف عمل رہا۔ یہاں تک کہ میں سمجھنے لگا کہ ان میں سے فرو مایہ مجھ سے بہتر ہے۔

پھر آپ نے مجھے لوگوں میں گھل مل کر رہنے اور ان کی طرف سے اذیت پر صبر کرنے اور ان کا مقابلہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ پس میں اس پر عامل رہا حتیٰ کہ میں نے اسے طے کرلیا۔ تو اس وقت میں نے دیکھا کہ مقام کے اعتبار سے میں ان سے افضل ہوگیا ہوں۔ فرمایا: اسے منقطع کرنے پر عمل کرو۔ پس میں نے اسے قطع کرنے پر ایک مدت تک عمل کیا حتیٰ کہ اسے بھی طے کرلیا۔ پھر آپ نے مجھے سرا اور علانیۃ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے کا حکم دیا۔ اور اللہ عزوجل کے سوا جو کچھ بھی کھٹکتا میں اسے اپنے دل سے فوراً پھیر دیتا پس میں چند ماہ تک اس حالت پر رہا۔ پھر آپ نے مجھے خواہش کی چیزیں کھانے کو مطلقاً ترک کرنے کا حکم دیا۔ میں نے ترک کردیں۔ حتیٰ کہ میں اب قریب ہوں کہ ہمت کے ساتھ ہوا میں بلند ہو جاؤں۔ اور علوم نقلیہ، علوم وہبیہ سے مزاحمت کرنے لگے۔

پھر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بارے میں توجہ کرنے کا حکم دیا کہ مجھے ان کے دلائل شرعیہ پر اطلاع بخشے۔ پس جب میں ان پر مطلع ہوگیا اور میری لوح قلب علوم نقلیہ سے صاف ہوگئی کیونکہ یہ دلائل میں داخل ہوگئے تو علوم وہبیہ پے در پے شروع ہوگئے۔ اور اس حالت کی ابتداء دریائے نیل کے ساحل پر بربری لوگوں کے گھروں اور قلعہ کی آبی گزرگاہوں کے قریب ہوئی۔ میں وہاں کھڑا ہوں کہ علوم لدنیہ کے دروازے میرے دل کے لئے کھل گئے۔ ہر دروازہ آسمان وزمین کے مابین فاصلے سے زیادہ وسیع ہے۔ پس میں قرآن و حدیث کے معانی پر گفتگو کرنے لگا۔ میں ان دونوں سے احکام۔ قواعد نحو اور اصول کا استنباط کرنے لگا۔ حتیٰ کہ مجھے مؤلفین کی کتابوں میں

نظر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ میں نے کوئی ایک سو کے قریب اجزاء لکھے۔ اور بعض کو سیّدی علی الخواص پر پیش کیا۔ آپ نے مجھے اسے دھو دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: یہ علم فکر وکسب سے مخلوط ہے۔ جبکہ علوم وہبیہ اس جیسے علم سے منزہ ہیں۔ میں نے انہیں دھو ڈالا۔ اور آپ نے مجھے قلب کو غور وفکر کی آلائشوں سے صاف کرنے پر عمل کا حکم دیا۔ اور فرمانے لگے: تیرے اور خالص علم لدنی کے درمیان ایک ہزار مقامات ہیں۔ پس میں ہر چیز آپ کے سامنے پیش کرتا جو مجھ پر مفتوح ہوتی۔ اور فرماتے اس سے رخ پھیر لے۔ یا اس سے اوپر کا مقام طلب کر۔ یہاں تک کہ ہوا جو ہوا۔ پس مجاہدہ مذکورہ کے بعد میری فتوحات کی یہ صورت تھی۔ فالحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ معانی کتاب وسنت پر اطلاع کے دوازے سے داخلہ

میں کتاب وسنت کے معانی پر اطلاع کے لئے ان کے دروازے سے داخل ہوا۔ اور یہ کثرت سے نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ہے۔ بیشک جوان پر ہمیشگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔ اور جب اس سے محبت فرمائے تو اسے اپنی بارگاہ کا قرب عطا فرماتا ہے۔ اور جب اسے قرب بارگاہ عطا فرمائے تو اسے اپنی شریعت کے اسرار پر مطلع فرماتا ہے۔ ایک عارف نے فرمایا: سالک پر کبھی بھی فتوحات نہیں ہوتیں مگر نوافل کی کثرت کرنے سے۔ پس بیشک وہ فرائض میں عبد مقید ہے۔ اگر مثلاً پانچوں نمازیں نہیں پڑھتا تو اس کا رب اسے سزا دے گا۔ بخلاف نوافل کے کیونکہ وہ ان میں عبد مختار ہے۔ اور ان کے ذریعے اس کے عذاب سے ڈر کر قرب حاصل نہیں کرتا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے ہے۔ نیز فرمایا: اور نوافل میں زیادہ برکت والا کلام کثرت نکاح کرنا ہے کہ اس میں ملنا اور نتیجہ حاصل کرنا ہے۔ پس اس میں آدمی معقول اور محسوس کے مابین اجتماع کرتا ہے۔ پس اس سے اسم الظاہر اور الباطن کے دربا سے صادر ہونے والے علوم میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اسی لئے بندے کا اپنے تمام مقاصد حاصل کرنے کے لئے نوافل نکاح میں مشغول ہونا اکمل و اقرب ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے وہ افاضہ علوم کی وجہ سے استواء حق تبارک وتعالیٰ کے لئے عرش اور نزول کے لئے آسمان اور اس کے اوامر ونواہی کے ظہور کے لئے کرسی ہو جاتا ہے۔ پس اس کے لئے علوم کرسی سے وہ علم ظاہر ہوتا ہے جسے نہیں دیکھتا تھا۔ حالانکہ وہ اس میں تھا۔ اور یہ طریق سالکین پر سب راستوں سے زیادہ جلیل وقریب ہے۔ فالحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حقیقت علوم کا ظہور اور ان سے مراد

مجاہدہ کے بعد ظاہر ہوا کہ میں نے جتنے علوم حاصل کئے تھے ان سب میں کچھ بھی اخلاص نہ تھا۔ یہ تو حظوظ نفسانیہ کے ساتھ مخلوط تھے۔ اور یہ اس لئے کہ علم خالص کی علامت یہ ہے کہ بندے کا قلب مشغولیت علم کے وقت اپنے رب کے حضور مجتمع رہے۔ اور میں نے اسے اپنے لئے حاصل نہ دیکھا۔ میرا قلب تو ہر وادی میں متفرق رہتا۔ اور مجھ سے یہ علم غائب رہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا اور ہمارے قلوب پر جو علوم نازل فرمائے اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں ان کی وجہ سے اپنی بارگاہ میں جمع فرمائے۔ اور جس نے اپنے آپ کو علوم جمع کرنے کی مشقت میں ڈالا بغیر اس کے کہ ان کی دلالت علی اللہ تبارک وتعالیٰ پر نظر کرے کہ ان سے یہ مقصود اعظم ہے تو وہ ان میں موجود مقامات دلالت علی الحق جل وعلا سے حجاب میں رہا۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ مجھے تمام علوم کی دلالت علی الحق کے چہرے سے پردہ کھولنے کا

علم عطا کیا گیا۔حتیٰ کہ میں علم حساب ۔ہندسہ اور منطق میں اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے لگا چہ جائیکہ دوسرے علوم حقیقیہ شرعیہ ہوں۔اور جس کی بصر و بصیرت سے اللہ تعالیٰ پردہ کھول دے وہ مخلوق کے ہاں موجود تمام علوم کو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔اور اس کے دربار میں حاضری کا راستہ ہیں۔لیکن اکثر لوگوں کی بصیرت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ نہیں کھولا پس انہوں نے علوم میں اس جہت سے نظر نہ کی جو کہ دال علی الحق جل وعلا ہے۔پس وہ کمال حاصل نہ کر سکے۔اسی لئے عارفین رضی اللہ عنہم نے ان کی مذمت کی ہے۔اور فرمایا: ان لوگوں کے علوم حجاب ہیں کیونکہ وہ ان کی بناء پر اپنے رب سے حجاب میں رہے۔اور اگر یہ لوگ دال علی الحق کی جہت سے ان میں نظر کرتے تو انہیں ان کے رب سے محجوب نہ کرتے اور یہ لوگ عارفین کے درجات پالیتے۔

حضور غوث پاک اور امام غزالی کے طریق قوم کے متعلق تاثرات

اور ہمیں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بات پہنچی کہ جب آپ طریق قوم میں داخل ہوئے تو فرمایا کرتے: ہم نے فقہاء کے تمام علوم ایک حجاب پائے۔اے کاش ہم نے ان میں اپنی عمر ضائع نہ کی ہوتی۔ایک عارف نے آپ سے کہا: آپ انہیں حجاب کس لئے قرار دیتے ہیں۔اگر آپ ان میں اور موجودات کی ہر شے میں نظر کرتے تو اسے اللہ تبارک وتعالیٰ پر دلیل پاتے اور اسے رافع حجاب پاتے۔پس آپ نے اس پر عمل کیا۔پس دلالت علی الحق جل وعلا کی وجوہ کو پہچانا تو اس قول سے رجوع کرلیا۔اور کہنے لگے: علم نور ہے جو کہ بندے سے حجاب کھول دیتا ہے۔حجاب تو اس پر ہوتا ہے جو تعلم وتعلیم میں اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص نہیں ہوتا۔انتہی۔

اسی طرح شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں یہ بات پہنچی کہ سیاحت کے بعد جب آپ طریق قوم میں داخل ہوئے تو آپ نے سب علم ظاہر کی تدریس ترک کردی اور آپ کے اور علم ظاہر والوں کے درمیان دوری ہوگئی۔جب درجہ کمال کو پہنچے اور تمام علوم کے اس جہت کا شہود حاصل ہوا جو کہ دال علی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے تو علم فقہ۔اصول اور نحو وغیرہ میں وصال تک تدریس فرماتے رہے۔

اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ شیخ غانم المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام مریدین کو علم نحو کے طریق سے سلوک کراتے تھے حتیٰ کہ انہیں حضرت الہیہ تک واصل کردیتے۔الخ۔بس اے بھائی! ہم نے جو کچھ کہا ہے اسے حاصل کرنے کے لئے علم کر۔

انعام خداوندی۔فہم فی القرآن الکریم

مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے فہم فی القرآن عطا فرمایا جو کہ علم حکمت ہے کہ جسے یہ علم دیا گیا اسے خیر کثیر عطا فرمائی گئی۔اور یہ عارفین کی اصطلاح پر اس فہم پر اضافہ ہے جو مجھے اصطلاح فقہاء پر عطا فرمایا گیا۔جیسا کہ ابھی گزرا۔

فقد اوتی خیرا کثیرا کی حکمت اور وضاحت

سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فقد اوتی خیرا کثیرًا (البقرہ آیت ۲۶۹) جسے حکمت عطا کی گئی یقیناً اسے بہت بھلائی دے دی گئی) یہ ان وجوہ کی کثرت کی بنا پر ہے جو کہ کلمات میں مخفی ہیں اور اس کی وضاحت یہ ہے فہم فی الکلام کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مادہ سے کسب کی ہوئی۔(۲) مادہ کے بغیر ہبہ کی گئی۔جو مادہ کے بغیر ہبہ کی گئی اس میں فہم نہیں کہا جاتا بلکہ اس میں علم کہا

جاتا ہے۔ رہی وہ قسم جو کہ مادہ سے کسب کی گئی ہے تو یہ وہی ہے جس میں فہم بولا جاتا ہے اور علم میں تعلق خاص ہے۔ تو جب سننے والا لفظ بولنے والے سے کسی لفظ کا علم حاصل کرے یا لکھا دیکھے پس اس سے سمجھ لے تو اس میں تفصیل ہے۔ پس کبھی تو وہ اس کلمے سے مراد متکلم جان لیتا ہے باوجودیکہ وہ اصطلاح میں کثیر معنوں کو ضمن میں لئے ہوئے ہے جو کہ متکلم کی مراد کے خلاف ہیں تو اسے فہم کہتے ہیں۔ اور کبھی اس کلمے سے مراد متکلم تفصیل کے مطابق نہیں جانتا۔ لیکن اس کے نزدیک اس میں کئی وجوہ کا احتمال ہے جن پر کلام دلالت کرتا ہے۔ وہ ان وجوہ سے مراد متکلم نہیں جانتا۔ نہ یہ جانتا ہے کہ اس نے تمام وجوہ مراد لی ہیں یا بعض۔ پس ایسے کے بارے میں نہیں کہا جائے گا کہ اسے فہم فی القرآن عطا کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق صرف یہ کہا جائے گا کہ اسے اس کلمے یا کلمات کے مدلولات کا علم دیا گیا ہے۔

اور عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام وسعتیں رکھتا ہے۔ مفسرین نے اس کی جو تفسیر کی ہے سب کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سب سے خطاب فرمایا جسے ان کی استعداد قبول کرتی ہے تو کوئی مقبول وجہ نہیں ہے جسے اس کے ایمان والے بندوں نے سمجھا ہے مگر وہ اس کلمے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے اس کے فہم کی طرف نظر کرتے ہوئے جس نے اللہ تعالیٰ کے کلام اس کی مقصود وجوہ کو سمجھا ہے۔ یا اس شخص کا مقصود ہے جس نے ان میں سے سمجھا جو سمجھا اس حیثیت سے کہ وہ اپنے فہم میں اس سے باہر نہیں جو کلام عرب نے اسے ادا کیا۔ اگر اس سے نکل گیا جو اسے کلام عرب نے ادا کیا تو علم نہیں اور فہم بھی نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے خصائص سے ہے۔ رہا مخلوق کا کلام تو کبھی وجوہ میں سے بعض صاحب کلام کا مقصود نہیں ہوتا۔ پس اسے جان لے۔ اور اپنے قلب کے آئینہ کی جلاء کے لئے عمل کرتا کہ تو اپنے رب عزوجل کا کلام سمجھ سکے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

فہم فی القرآن کے ادب کا تقاضا

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: اپنے رب جل وعلا کے کلام میں فہم میں بندے کا ادب یہ ہے کہ اسی نہج پر چلے جس پر اسے شرع چلائے۔ اور رک جائے جہاں اسے روکے۔ پس جہاں فرمائے عقل کر یعنی سمجھ وہاں خوب سمجھ لے اور ایمان لائے جہاں فرمائے ایمان لا۔ اور نظر کرے جہاں فرمائے نظر کر یعنی غور کر۔ اور تسلیم کرے جہاں اسے فرمایا تسلیم کر۔ اور یہ اس لئے کہ قرآن کریم میں آیات مختلف نوعیت کی وارد ہوئی ہیں۔ پس کوئی آیات اس قوم کے لئے جو عقل کرتے ہیں۔ کوئی آیات ان کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ کوئی آیات ان کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ بعض آیات ان کے لئے جو سنتے ہیں۔ بعض آیات علم والوں کے لئے تو بعض ایمان والوں کے لئے۔ بعض آیات یقین والوں کے لئے۔ بعض آیات دانشمندوں اور عقلمندوں کے لئے اور بعض آنکھوں والوں کے لئے ہیں۔ تو اے بھائی! تو بھی تفصیل کر جس طرح حق تبارک وتعالیٰ نے تیرے تفصیل فرمائی۔ اور جو کچھ تیرے لئے کیا اس کے علاوہ کی طرف آگے نہ بڑھ۔ اور ہر آیت اور عبرت کو اس کے مقام پر رکھ۔ اور اس میں نظر کر جو ان سے مخاطب ہے اور اپنے آپ کو یوں قرار دے کہ گویا ان سے مخاطب تو ہے کیونکہ جو کچھ تیرے مسلمان بھائیوں میں متفرق ہے وہ تجھ میں جمع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقل۔ ایمان۔ تفکر۔ تقویٰ۔ سمع۔ قلب جو کہ لب ہے اور ابصار وغیرہ ذالک کے ساتھ تیری صفت بیان فرمائی ہے۔

پس اے بھائی! ہر اس صفت میں غور کر جس کے ساتھ اس نے تیری تعریف کی ہے اور اسے عالم میں ظاہر کر۔ تو ان میں سے ہو جائے گا جس کے لئے قرآن جمع کیا گیا اور اسے فرمان عطا فرمایا گیا۔ یہاں تک آپ کا زیادہ کلام بالمعنی ہے۔ اور اسی قسم کا کلام شیخ محی

الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی ۔ عطیہ فرقان بین رجال اللہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے مردان خدا کے درمیان امتیاز عطا فرمایا: بیشک سب رجال کو یہ امتیاز عطا نہیں فرمایا گیا اور وہ تین اقسام پر ہیں ۔ ان کی چوتھی قسم نہیں ۔ انہیں شیخ محی الدین نے فتوحات میں ذکر کیا ہے۔

پہلی قسم عباد ہیں: عین کے ضمہ کے ساتھ اور یہ وہ قوم ہیں جن پر زہد ۔ انقطاع من الخلق اور قابل تعریف افعال ظاہری غالب ہیں۔ اوران کی شان یہ ہے کہ وہ اس حالت سے فائق کوئی چیز نہیں سمجھتے جس میں وہ ہیں حتیٰ کہ اس کی طرف منتقل ہونے کی طلب کریں ۔ پس انہیں احوال کی اور نہ ہی مقامات کی کوئی معرفت نہیں اور ان کے ہاں علوم الٰہیہ وہبیہ کی کوئی مہک نہیں ۔ اور نہ ہی انہیں کوئی مکاشفہ ہے ۔ اور وہ اپنے اعمال کے ظاہر ہونے سے خوف کرتے ہیں کہ کہیں ضائع ہو جائیں کیونکہ انہیں ان پر اعتماد ہے نہ کہ مطلق اللہ تعالیٰ کے فضل پر۔

دوسری قسم صوفیہ ہیں: اور یہ ان عباد سے برتر لوگ ہیں ۔ کیونکہ یہ اپنے تمام اعمال اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سمجھتے ہیں باوجود یہ وہ جدوجہد ۔ پارسائی ۔ زُہد اور توکل وغیرہ ذالک کو اپنائے ہوئے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جس مرتبہ میں وہ ہیں ان مقامات کے سامنے جو کہ ان سے برتر ہیں لاشی کی طرح ہیں ۔ اور ان میں اوپر کے طبقہ والوں کے مقابلے میں رعونت نفس ہے ۔ پس ان میں ان کے حسن اخلاق اور جوانمردی کے باوجود دعویٰ کی مہک ہے۔

تیسری قسم ملامتیہ ہیں: اور یہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پر ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ سوائے موکدہ سنتوں کے پانچ نمازوں پر اضافہ نہیں کرتے ۔ اور تمام عبادات میں سے صرف وہی اپناتے ہیں جن کے بغیر چارہ نہیں ۔ اور کسی عبادت میں اکثر لوگوں سے ممتاز نہیں ہوتے ۔ بازاروں میں چلتے ہیں ۔ لوگوں کے ساتھ عام سطح کی بات کرتے ہیں ۔ اپنے قلوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت میں منفرد ہیں ۔ اپنی عبودیت سے متزلزل نہیں ہوتے ۔ اور نہ ہی سرداری کا ذوق رکھتے ہیں ۔ کہ ان کے قلوب پر عظمت الٰہیہ غالب ہوتی ہے اور یہ حضرات از روئے مرتبہ تمام گروہوں سے اعلیٰ ہیں ۔ جس طرح کہ حضرت ابوبکر تمام صحابہ کرام پر فضیلت رکھتے ہیں ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ پس اس میں تامل کر ۔ اور تینوں مقامات طلب کر ۔ اور تیسرے مقام سے فروتر کسی چیز پر قناعت نہ کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی ۔ مجاہدہ کے بعد بہت بڑی نعمت

مجاہدہ کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اچھے عمل والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا ۔ اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے ۔ کیونکہ اس کی بدولت قلب اپنے اعمال پر اجر طلب کرنے سے سکون پاتا ہے اور اپنے قلب پر مقامات عارفین میں فتوحات طلب کرنے سے ۔ کیونکہ مجاہدات وریاضات کے بعد فتح ایک لازمی امر ہے ۔ اس کے بغیر چارہ نہیں ۔ اسے اعمال طلب کرتے ہیں اور اسے نفس پالیتے ہیں ۔ لیکن یہ فتح کب ہوتی ہے؟ دنیا میں یا آخرت میں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ۔ پس اے بھائی! اگر تو کوئی سچا عاقل دیکھے یا اسے اپنے نفس سے پہچانے اور تو اپنے باطن میں اپنے لئے فتوحات نہیں دیکھتا جس طرح کہ تو اس کے لئے دیکھتا ہے جو عمل

میں تیرے قدم پر ہے تو اس سے بچ کہ تو اپنے رب پر تہمت رکھے۔ بیشک وہ تیرے لئے ذخیرہ فرمانے والا ہے۔ اور اس بارے میں اپنے نفس سے تہمت پھینک دے۔ اور اس سے فرار اختیار کر کہ تو اہل تہمت سے ہو۔ اپنے اعمال میں اخلاص لازم کر۔ اپنے رب کے لئے عبودیت اور خدمت کے طور پر نہ کہ طلب اجرت کے لئے۔ بیشک تو اس کا بندہ ہے۔ مزدور نہیں۔ پس اگر دنیا کے آغاز سے لے کر اس کی انتہا تک تو دہکتے انگاروں پر سجدہ کرے تو اس امر میں اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس نے تجھے بندہ بنایا۔ نہ کہ تجھے مزدور کیا۔ کیونکہ بندے کی شان ہے کہ عمل کی حالت میں اور ترک خدمت کی صورت میں اپنے آقا کا گھر نہ چھوڑے۔ اور اس کے پاس اس کے آقا کی طرف سے اس کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اور یوں مزدور کی شان نہیں۔ بیشک جب وہ کام سے فارغ ہوتا ہے تو کام والے کو چھوڑ دیتا ہے۔ مالک کے گھر سے دور ہو جاتا ہے اور اس کے پاس اس کے حریم میں داخل ہونے کا اذن نہیں۔ انتہی۔ اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی کراہت یا محبت کا علم

مجاہدہ کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ناپسند فرماتا ہے یا مجھ سے محبت فرماتا ہے اور یہ اپنے اعمال کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی طرف جس پر لپٹا ہوا ہوں۔ اگر میں اپنے نفس میں نظر کروں اور اسے حسب طاعت کتاب وسنت کا تبع اور سلف صالح کے اطوار پر گامزن دیکھتا ہوں تو حکم لگاتا ہوں کہ حق تبارک وتعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے اور اس سے راضی ہے۔ اور اگر اسے کتاب و سنت کا مخالف۔ پارسائی۔ زہد۔ خشوع اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف میں قلیل پاؤں۔ دنیا اس کے وظائف ومناصب کو یاد کرنے والا۔ آخرت۔ اس کے درجات ومراتب کو بھول جانے والا دیکھوں تو فیصلہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند فرماتا ہے۔ پس اے بھائی! اگر تو تمام ساعات میں نہیں تو صبح وشام اس میزان پر عمل کر۔ تا کہ جو کچھ تیرے لئے ہے اور جو تجھ پر ہے تجھے اس کا علم ہو جائے۔ اور اپنے سوا کسی کی انتظار نہ کر جو تجھے اسی پر تنبیہ کرے۔ کیونکہ اس دور میں ایسا شخص مفقود ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے بل الانسان علی نفسه بصيرة (القیامۃ آیت ۱۴) بلکہ انسان اپنے نفس کے احوال پر نظر رکھتا ہے)۔ پس معلوم ہوا کہ ہر اس شخص پر جس کا کوئی شیخ یا رفیق صادق نہیں ہے تاکیدی ذمہ داری ہے کہ اپنے احوال کا کتاب وسنت اور کلام آئمہ پر وزن کرے۔ تا کہ اپنے نفع اور خسارے میں غور کر سکے۔ واللہ یهدی من يشاء الى صراط مستقيم (البقرہ آیت ۲۱۳) اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف) والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ علم حاصل کرنے کا مقصد

علم حاصل کرنے سے میرا مقصد ہے اپنے آپ کو نفع پہنچانا ہے۔ دوسرے نمبر پر مسلمانوں کو۔ اور میں اپنے غیر کو اس سے نفع پہنچانے کا قصد نہیں کرتا مگر اپنے تتبع میں۔ اور جب میں دیکھتا ہوں کہ میرا نفس اس علم پر عمل سے عاجز ہے جو میں نے حاصل کیا تو اسے علم حاصل کرنے سے روک دیتا ہوں یہاں تک کہ اس علم پر پورا عمل کرے جو میں نے پڑھا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے پس اگر مجھ سے مباشرت عمل رہ جائے تو نیت عمل کا اجر فوت نہ ہو۔ اور یہی مسلک سلف صالح کا ہے جیسے داؤد طائی۔ ابو حنیفہ۔ سفیان الثوری۔ شعبہ اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم۔

طالبانِ علم کو انتباہ اور تحصیل علم کا مقصد

اور شعبی علماءِ زمانہ کے لئے فرماتے ہیں: تم لوگ علماء نہیں ہو۔ صرف مسائل کے ساتھ لذت حاصل کرنے والے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے نفسوں کو اپنے علم پر عمل کی تکلیف دی ہوتی تو تمہیں تلخیاں برداشت کرنا پڑتیں اور تمہارے نفوس علم حاصل کرنے سے رک جاتے۔ اور سفیان ثوری فرمایا کرتے: قوم نے طلب علم میں غلطی کی ہے پس انہوں نے اس پر عمل کے لئے طلب نہیں کیا۔ ان کا علم پہاڑوں کی طرح اور ان کے اعمال فضا میں اڑنے والے ذرات کی طرح ہیں۔ اور بشر حافی فرماتے ہیں: واللہ! ہمیں گمان نہ تھا کہ ہم ایسے زمانے تک زندہ رہیں گے کہ لوگوں کا علم ان کا جال بن گیا ہے جس کے ساتھ وہ دنیا شکار کرتے ہیں۔ اور جب بشر رحمہ اللہ تعالیٰ املاء حدیث سے منقطع ہو گئے تو آپ کے آپ کے دوست آئے اور آپ سے کہنے لگے: آپ اپنے پروردگار کو کیا جواب دیں گے جب قیامت کے دن اس نے آپ سے پوچھا کہ تو نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا بیان کیوں ترک کر دیا؟ تو بشر نے کہا: میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب! تو نے مجھے اخلاص کا حکم دیا تھا جبکہ میں نے اپنے نفس کے ہاں اخلاص نہ پایا اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عالم کے اپنے علم میں اخلاص کی علامت یہ ہے کہ جب بھی اس کے علم میں اضافہ ہو دنیا میں اس کی بے رغبتی بڑھ جائے اور اس کے گھر کا ساز و سامان گھٹ جائے۔ انتہی۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: علماء عاملین کے آخری عالم امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض الوصال میں مبتلا ہوئے تو شام سے اپنے شہر نویٰ کو لوٹے۔ تو لوگوں نے آپ کا کوئی سامان نہ پایا جسے آپ کی ماں کی طرف اٹھالائیں سوائے عصا اور لوٹے کے۔ اور آپ اپنی کتابیں اور مؤلفات سب کی سب شام میں فقراء و مساکین کے لئے چھوڑ آئے تھے۔

اور اسی طرح ہمیں شیخ عز الدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق روایت پہنچی ہے کہ جب آپ سے سلطان صلاح الدین ناراض ہو گئے تو اپنے گھر کا سارا اثاثہ اپنی دراز گوش پر رکھا اور اس پر اپنی اہلیہ کو سوار کر لیا۔

اور ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا گزر ایک پتھر پر ہوا جس پر لکھا تھا مجھے الٹ کر دیکھو تمہیں عبرت حاصل ہو گی۔ اور یہ میری سیاحت کے دور کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اسے الٹا تو اس کے باطن پہ لکھا ہوا پایا کہ تو نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا پس اس کا علم کیونکر طلب کرتا ہے جو تو جانتا ہی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے جیسوں نے علم طلب نہیں کیا مگر اپنے آپ پر حجت قائم کرنے کے لئے۔ اور کسی مقصد کے لئے نہیں۔ اور جس نے اس کے سوا دعویٰ کیا اس کے افعال اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسراباب:

چند دوسرے اخلاق کے بیان میں

پس میں توفیق الٰہی سے کہتا ہوں۔

انعام خداوندی۔ کیمیاگری سے نفرت

بچپنے سے ہی میں اس کی بات پر کان نہ دھرتا جو گمان کرتا ہے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے یا فتح مطالب پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بیشک اس میں فقراء اور طلبہ علم نے بے تحاشہ مال برباد کیا۔ پھر یہ بربادی ان کے دین پر لوٹائی گئی پس ان کے قلوب برباد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ۔ تابعین اور تمام مقربین کی محبت سے اجڑ گئے پس بیشک کسی کے لئے محبت درست نہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہو کر۔ اور انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے پیروکاروں میں سے کوئی بھی کبھی بھی دنیا سے محبت نہیں کرتا۔ جس نے ان کی محبت کا دعویٰ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے کیا وہ کذاب ہے۔ اور میرے کئی ایک شاگرد تقویٰ اور خیر پر تھے۔ پس انہوں نے میرے طریق کار کے خلاف کیا اور بے دینوں کے ساتھ نشست و برخاست شروع کر دی۔ پس اپنے اموال اور دین برباد کر دیئے۔ اور دواؤں۔ دھونیوں میں اور گڑھے۔ قبریں اور کنویں کھودنے والوں کی اجرت میں مال ضائع کر دیئے۔ اور ایسے ہو گئے کہ دنیا رہی نہ آخرت یہاں تک کہ مر گئے۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غضب محکم کی وجہ سے تین آدمیوں کی اصلاح احوال کی امید نہیں کی جا سکتی۔ جو سود پسند کرے۔ جو کیمیاگری کرے اور جو فتح مطالب کا ارادہ کرے۔

اور مجھے سیّدی ابوالبقاء ابن البازری نے خبر دی کہ ایک شخص کو اس پر مقرر کیا گیا۔ پس اس عمل میں تقریباً تیس ہزار دینار ضائع کئے۔ کبھی کبھی سو دینار حاصل کرتا اور پکاتا۔ پس فاسدسی جھاگ ظاہر ہو جاتی۔ تو کہا کہ دوسری دفعہ درست ہو جائے گی انشاء اللہ۔ تو آگ پر پکانے سے اسی قسم کی جھاگ سی اٹھتی رہی یہاں تک کہ جو کچھ پاس تھا سب فنا ہو گیا۔ پس میں نے اس سے کہا: تیری عقل کہاں تھی۔ تو کہنے لگا کیا دنیا سے محبت کرنے والے میں عقل ہے؟

اور مجھے سیّدی محمد ابن الشیخ ابسعرۃ الماوردی نے جو کہ سیّدی شیخ ابوالسعود الجارحی کے مریدین میں سے ہیں خبر دی کہ ایک نصاب نے ان سے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ کے صحن میں ایک عظیم مطلب ہے۔ اور میرا مقصد یہ ہے کہ اسے آپ کے لئے کھول دوں۔ لیکن اس کے لئے تقریباً ستائیس ہزار نصف (سکہ) چاہئیں جس سے ہم بخورات (دھونیاں) خریدیں۔ اور ان سے خدام کو زینت بخشیں۔ اور یہ نصاب علم کیمیا (چاندی بنانے کا علم) جانتا تھا۔ پس اس نے اسے پکڑا اور صحن میں داخل کر دیا۔ اور اس کے لئے گھاس کھول دی جو اس

کے نزدیک معروف تھی۔ پس اس کے خیال فاسد میں بیت الخلاء کی جانب ایک دروازہ کھل گیا۔ پس وہ اور یہ دونوں اتر گئے۔ تو انہوں نے سونے اور چاندی کے ڈھیر ٹیلوں کی طرح پائے۔ دیکھا کہ خزانے کا بادشاہ ایک تخت پر سویا پڑا ہے جس کے پائے سونے کے ہیں اور ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے۔ اور اس پر موتیوں کی جالی ہے۔ پس اس سے کہنے لگا: تیرے ہاں کوئی شک باقی ہے؟ کہا: نہیں۔ تو اس نے کہا کہ مجھے مال دے تا کہ تیرے لئے دھونی لاؤں جو رکاوٹیں دور کر دے۔ تا کہ تو اس سے دھونی لے جب بھی تجھے اس سے کئی چیز پہنچے۔ ورنہ جو چیز نی بھی تو اس سے نکالے گا وہ تجھ سے خدام لے لیں گے۔ پس اس کے پاس نقدی سے جو کچھ تھا اسے دے دیا۔ اپنی ماں کے سونے کے کنگن اور اس کی زوجہ کا زیور لے لیا۔ حتیٰ کہ اسے ارض سوداء میں تنہا چھوڑ دیا۔ پھر اسے کہا: میں جا رہا ہوں تیرے لئے دھونیوں کی کوشش کروں۔ پس وہ اور یہ باہر آ گئے۔ باب المطلب بند کر دیا۔ ازاں بعد آج تک اس کا نشان نہیں ملا۔

اور پہلے پہل اس نے مجھ پر یہ مقرر کیا کہ مجھے کہنے لگا: اس کام میں اتنی دولت کی ضرورت ہے جس سے ہم ملک احمر سے جو کہ جنات کے بادشاہوں سے ہے دھونی خریدیں گے۔ اور قاضی عمروش اس جن کا ضامن ہے جو کہ اسے سو دینار دے گا۔ اور وہ اس وقت اسکندریہ کے شہر میں ہے پس اس نے سو دینار لے لئے۔ اور مصر کے علاقے میں سکونت پذیر ہوا۔ اور ایک خوبصورت عورت سے شادی کر لی۔ اور اس پر سال بھر خرچ کرتا رہا حتیٰ کہ وہ مبلغات ختم ہو گئے۔ پھر اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور درہم کی مقدار دھونی لے آیا۔ اور کہنے لگا: ملک احمر کو جنات کے علاقے میں یہی تھوڑی سی چیز ملی ہے۔ کچھ دولت اور چاہئے تا کہ اس کے ساتھ مطلب کھولے اور اس کی رکاوٹیں دور کرے۔ اس نے ایک سو دینار اور دے دیئے۔ پھر سیّدی محمد پر اس نصاب کا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ حکام کے دفتروں میں اس کے خلاف شکایات کیں۔ نصاب کہتا مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان شریعت مقرر کی ہے۔ اور انکار کرتا رہا کہ اس نے مال اور زیورات نہیں لئے جو کہ اس نے لئے تھے۔ پس آج تک اسے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

اور اس نصاب کا عساکر کے ایک قاضی کے ساتھ مصر میں بھی ایک واقعہ گزرا۔ اس سے کہنے لگا: تیرے پاس صحن میں بہت عظیم خزانہ ہے لیکن سونے کے پانسو دینار چاہئیں۔ اور یہ رقم مجھے نہ دینا حتیٰ کہ تو اپنی آنکھ سے سونا دیکھ لے۔ پس اس نے علم کیمیاء والوں کے ہاں معروف دھونی سلگائی اور اسے سونے اور چاندی کے ڈھیر دکھائے۔ صاحب کنز بادشاہ اپنے تخت پر لیٹا ہوا ہے۔ اس سے کہا: تو نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا؟ کہا: ہاں۔ پس کہنے لگا: مجھے پانسو دینار دو۔ اس نے دے دیئے۔ اس نے کہا کہ میں تیرے لئے دھونی لے آؤں۔ اور آج تک نہیں لوٹا۔ اور قاضی یہ بات کہنے سے شرماتا تھا۔ پھر اپنے آپ سے کہتا تو اس شے کی تکذیب کیسے کر سکتا ہے جسے تو نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اور ان اموال پر حسرت کرتا رہا حتیٰ کہ مصر سے روم کے علاقے کی طرف کوچ کر گیا۔

اور مجھے قاضی نور الدین الاشمونی نے خبر دی کہ ایک شخص نے اس پر داؤں چلایا۔ پس اس نے برتن میں تقریباً دس بنادق ڈالے اور انہیں گندم کے برادے سے اس طرح ڈھانپ دیا کہ اس کا قاضی کو کوئی علم نہیں۔ پھر اسے عطار کی طرف بھیجا کہ اس کے اور اس کے درمیان رمز و اشارہ تھا۔ پس اس سے ایک درہم کی گھاس خریدی۔ پس اس نے اسے پکڑ کر اس برادے پر ڈال دیا اور اسے آگ دے دی۔ دسوں دینار ڈھل گئے اور ایک جان ہو گئے۔ پس اسے قاضی کے سامنے نکالا۔ اور کہا یہ ڈھلا ہوا ٹکڑا ہے اس سب کی اصل ایک درہم ہے۔ لیکن اگر تو چاہے تو میرے لئے سونے کا ایک خزانہ پکا دوں۔ پس مجھے سو بند تے (سکہ) دو۔ اس نے دے دیئے۔ اس نے تقریباً دو

ورہم چاندی پگھلائی۔اور کہنے لگا یہ خراب ہوگئی ہے۔پھراس نے اس کے لئے بیس بندتے برتن میں رکھے اور حسب سابق ان پر برادہ ڈال دیا۔اوراس پر کوئی سفوف ساڈال کر آگ دے دی۔پس اسے ایک ڈھلے ہوئے ٹکڑے کی صورت میں باہر نکالا۔اور کہنے لگا: اسے اس یہودی کے پاس لے جاؤ جو کہ زرگروں کے گیٹ پر بیٹھا ہے اوراس کے ہاتھ اسے فروخت کردو۔کیونکہ اس کے سوا خالص سونا کوئی نہیں پہچانتا۔پس یہودی نے جب اسے دیکھا تو کہنے لگا: یہ عظیم سونا تجھے کہاں سے ملا۔اس نے اسے ہر مثقال میں ساٹھ نصف (خاص مقدار کا سکہ) دیئے۔اور کہا: اسی قسم کا سونا میرے پاس دوبارہ لانا۔میں ہر مثقال کے بدلے ستر نصف ادا کروں گا۔قاضی نے کہا کہ پھر مجھے لوگوں نے بتایا کہ وہ تو نصاب یعنی دھوکہ باز ہے۔اور یہ یہودی جو کہ زرگروں کے گیٹ پر بیٹھا ہے حقیقت میں یہ یہودی نہیں ہے۔یہ تو ناقص مسلمان ہے۔وہ اسے یہودی کا عمامہ پہنا دیتا ہے۔اور اسے یومیہ اجرت دیتا ہے۔پھر قاضی نے اپنے پیسے طلب کئے جو کہ نصاب کو دیئے تھے۔مگر لا حاصل۔

پھر اسے کہا جائے جو گمان کرتا ہے کہ وہ علم کیمیاء کی معرفت رکھتا ہے کہ اے بھائی! تو دنیا و آخرت میں اس کے شر سے خلاصی نہیں پائے گا جس کے ساتھ تو اپنے کیمیا کے دراہم کا معاملہ کرتا ہے مگر اگر تو اسے کہتا ہے کہ یہ دراہم میرے ہاتھ کی صنعت ہیں۔اور ہوسکتا ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے خطرے کی وجہ سے انہیں تجھ سے کبھی قبول نہ کرے۔رہا تو۔تو بیشک تو نے اپنے آپ کو بادشاہ کی طرف سے پھانسی یا جلاوطنی کے لئے پیش کردیا۔بیشک اگر تو نے اسے بنالیا اور صحیح بن گیا تو وہ تجھے قتل کردے گا۔اور اگر خراب ہوگیا تو تجھے قتل کردے گا۔

کیمیا کے متعلق شیخ علی الخواص کا قول

اور شیخ علی الخواص اکثر فرمایا کرتے تھے: کیمیا کے صحیح ہونے اور معاملہ میں اس کے رواج پانے کی تقدیر پر ضروری ہے کہ اس سے کھوٹ نکلے گرچہ کچھ دیر کے بعد۔اوراس کا گناہ اس پر ہوگا جس نے اس کا عمل کیا۔اسی طرح ان سزاؤں کا گناہ جو کہ اس کے سامنے واقع ہوتی ہیں جس کے ہاتھوں کھوٹ ظاہر ہوا۔اور یہ اس امتیاز کی وجہ سے ہے جو کہ کانوں میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے میں اور بندے کے حیلوں بہانوں پر مبنی عمل میں ہے۔انتہی۔

اور میرے بھائی شیخ ابوالفضل کا واقعہ ہے کہ آپ کا ایک شاگرد نصابوں کے طریقے پر علم کیمیا میں مشغول ہوا۔آپ نے اسے ڈانٹا اور علیحدہ کردیا۔اور فرمایا: فقراء کا کیمیا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں حرف کن عطا فرمائے۔پھر سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک پتھر سے جو کہ وہاں پڑا تھا فرمایا سونا ہوجا۔تو وہ چمکتا سونا ہوگیا حتیٰ کہ اسے آپ کے شاگرد نے دیکھا۔اور درست قرار دیا۔پھر اسے فرمایا: پتھر ہوجا۔تو وہ پھر سے پتھر ہوگیا۔یہ صاحب واقعہ کے الفاظ ہیں۔اور شیطان نے کثیر لوگوں سے مذاق کیا جو کہ تصوف اور سلوک کے اہل ہیں۔پس ان کے پاس اوران کے شاگردوں کے پاس جو مال تھا سب برباد کر بیٹھے۔اور سب کے سب دنیا کے فقیر ہوگئے جو اپنے دین۔صلاحیت اوراپنی مجالس ذکر کے عوض کھاتے اور لباس حاصل کرتے۔پس وہ شخص جو طبل اور مزمار کے ذریعے کھاتا ہے اس کا حال ان سے اچھا ہے۔کیونکہ بعض نے طبل و مزمار کے ساتھ کھانے کو کہیں تو حلال قرار دیا ہے۔

کیمیا گروں پر شیطان کے داخلے کا دروازہ

اور شاید جس دروازے سے ابلیس ان پر داخل ہوا۔ اس نے ان سے کہا کہ تم نیکی اور زُہد فی الدنیا میں مشہور ہو۔ اور ہر کوئی تم میں نیکی کا ہی گمان رکھتا ہے۔ گر چہ تم کھوٹا ہی بناؤ۔ اور فقیر کامل نہیں ہوتا مگر جبکہ لوگوں کے اموال سے پارسائی اختیار کرے۔ پھر اس نے نصابین کو وسوسہ ڈالا اور کہا: تم لوگوں سے کہو: ہم تمہیں ایسی کاریگری سکھاتے ہیں جس کی بدولت تم اپنے اور اپنی جماعت کے اخراجات پر وسعت سے خرچ کر سکو گے۔ جب انہیں اس کا دھوکہ دیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی۔ جیسا کہ روم اور عجم کے فقراء سے یہاں مصر میں سلطان غوری کے دربار میں ایسا رونما ہوا۔ چنانچہ اس نے ان کے ہاتھ کاٹ کر مصر سے جلاوطن کر دیا۔

اور میری عمر کی قسم جب مرید کے لئے اپنے امر کے آغاز میں اصطلاح قوم کے مطابق واجب ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تھا۔ من كل الوجوه زُهد في الدنيا۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے فارغ ہو جانا۔ تو پھر اس کے لئے جو کہ گمان کرتا ہے کہ وہ اور مشیخت کے مقام میں ہے کب شایاں ہو گا کہ مال حلال سے گزر کر حرام کے ذریعے دنیا طلب کرے۔ پھر کیمیا گری کے عمل پر کوئی قدرت نہیں رکھتا مگر غاروں۔ پہاڑوں اور کھنڈرات میں۔ اور یہ اس امر پر قوی دلیل ہے کہ یہ لوگ پہچانتے ہیں کہ یہ کھوٹا ہے۔ اگر جانتے کہ یہ صحیح ہے تو لوگوں کے سامنے اس کا عمل کرتے۔ جس طرح کہ زرگر اپنی صنعت میں حقیقی سونے میں کرتے ہیں۔ اور جس طرح کہ اصحاب کرامات اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں صلاح کا دعویٰ کہاں درست ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نسبت مخلوق سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ اور اسے یوں قرار دیتے ہیں گویا وہ ان کے نزدیک اس کے بعض بندوں سے ہلکا ہے۔

قوم صوفیاء کی کیمیا گری حرف کن کے ساتھ

پس معلوم ہوا کہ قوم کی کیمیا گری حرف ''کن'' سے تھی۔ پس ان میں سے کسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں دنیا میں اس کا کچھ عطا فرمایا جو اسے جنت میں عطا فرمائے گا۔ کیونکہ جنتی کسی شے کے لئے کہے گا ''کن'' پس وہ ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیاء کے لئے دنیا میں یہ عطا فرمانا اس نعمت پر ان کے ایمان کو تقویت بخشنے کے لئے ہے جو انہیں جنت میں عطا فرمائے گا۔ اور ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا لیکن اس نے اس جہان میں اس کے ساتھ تصرف نہ کیا اور اسے دار آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیا جیسے شیخ ابوالسعود بن الشبلی اور ان جیسے دیگر حضرات۔ پس اے بھائی! یہ گمان مت کر کہ اسلاف کی کیمیا گری عطار سے ضرورت کی چیزوں کی خریداری کے ساتھ تھی۔ وہ تو یوں تھی کہ ان کے ابدان کثرت اعمال کی وجہ سے جوہر بن جاتے تھے حتیٰ کہ یہ اثر ان کے فضلات تک سرایت کر جاتا تھا۔ ان میں سے کوئی جب لوہے یا قلعی پر پیشاب کر دیتا تو خالص سونا بن جاتا۔ اور اس کا عین بدل جاتا۔ جیسا کہ سیّدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مریدوں کے لئے اور سیّدی یوسف عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کے ایسا واقعہ گزرا۔ اور یہ خبر پھیل گئی یہاں تک کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ سیّدی شیخ ابوالحسن الشاذلی کے ایک ایک مرید نے قلعی کے پانچ خزانوں پر پیشاب کر دیا تو سب سونا بن گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر سلطان محمد بن قلادون تک پہنچ گئی۔ وہ شیخ کی زیارت کے لئے آیا۔ اس نے گمان کیا کہ یہ نصابین کے طریقے کی کیمیا گری ہے۔ پس شیخ نے اس سے فرمایا: جو بھی کیمیا گری جانتا ہے۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی قدرت اور اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ ہی ہر وہ بندۂ خدا جس کا بدن اور فضلات جوہر ہو گئے اسے اس کی قدرت ہوتی ہے۔ پس شیخ کی طرف سے سلطان ان پانچ خزانوں کا

ہدیہ لے کر واپس ہوا۔

پس اے بھائی! اخلاص کے ساتھ پسندیدہ اعمال کی بدولت اپنے بدن کو جوہر بنانے کا عمل کر یہاں تک کہ ہر روز تیرا صحیفہ اعمال عود و عنبر سے معطر اور پر ہو جائے۔ اور تیرا کوئی عمل کبھی بھی ایسا نہ ہو کہ اسے بائیں سمت کا فرشتہ لکھے۔ اس وقت تیرے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارادے سے کیمیا گری درست ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے دنیا و آخرت کی خیر کی تمنائیں عطا فرمائے گا۔ اور ہوسکتا ہے کہ جب تک ایسا کرے تو اللہ جل وعلا کے سوا دارین سے بے رغبت ہو جائے۔ چہ جائیکہ ایسی خسیس شے سے جس میں اللہ تعالیٰ نے تجھے زُہد کا حکم دیا ہے۔

شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کیمیا

اور ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص سیّدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ کہنے لگا: میں نے آپ کے متعلق لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ کیمیا گری جانتے ہیں۔ اور آپ گندم چنتے ہیں اور کھا لیتے ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے ایک پتھر لیا اور اسے فضا میں اچھالا۔ جب نیچے آیا تو وہ یاقوت تھا جس سے مکان چمک اٹھا۔ اور ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کیمیا گری سکھا دوں تا کہ آپ اس سے اپنے بھائیوں پر خرچ کریں۔ پس شیخ ابوالعباس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: ہم ایسے حضرات کی صحبت میں رہے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک کیکر کے درخت سے کہہ دیتا کہ سونا برسا تو برساتا پس لوگ اسے چن لیتے۔ تو جس کی ایسوں تک رسائی ہو وہ تیرے کیمیا اور اس کے دھوئیں کا محتاج نہیں۔

شیخ احمد الزاہد کی وجہ تسمیہ

اور مجھے شیخ امین الدین امام جامع الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سیّدی احمد الزاہد کے لئے زاہد کی وجہ تسمیہ گرچہ تمام اولیاء کے لئے زُہد لازم ہے۔ یہ ہے کہ اولیاء میں سے بعض نے صحیح کیمیا سکھایا۔ اور کہا: جس جگہ سے چاہو اپنے ناخن کے ساتھ مٹی لے لو۔ اور اسے جس پتھر پر چاہو ڈال دو اور کہو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وہ سونا بن جائے گا۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو وہ صحیح سونا بن گیا۔ آپ نے سونے کے پتھر کے متعلق حکم دیا پس اسے بیت الخلاء میں پھینک دیا گیا۔ اور پھینکنے والے کو حکم دیا کہ کسی کو یہ نہ بتانا حتیٰ کہ شیخ فوت ہو جائیں۔ فرماتے ہیں کہ صبح سب لوگ آپ کو زاہد کے لقب کے ساتھ پکار رہے تھے۔ حالانکہ اس رات سے پہلے یہ لقب نہیں تھا۔ انتہی۔

اور مجھے سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک مغربی سیّدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے سیّدی محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ مجھے آپ سے دس انصاف مطلوب ہیں۔ جن سے آپ کے لئے عطار سے ضرورت کی چیزیں خریدوں اور آپ کے لئے سونے کی ایک مقدار پکاؤں جسے آپ ان فقراء پر خرچ کریں۔ شیخ نے اس سے کہا: اپنا نسخہ پورا کرا اور اسے خرید لے۔ اور اپنی طرف سے قیمت ادا کر دو۔ پس اس نے ایسا ہی کیا۔ اور خلوت میں داخل ہو گیا۔ ایک گھڑی بھر نہیں ٹھہرا کہ اس مغربی کا چہرہ جھلس گیا اور اس کی داڑھی ختم ہو گئی۔ پس شیخ نے اس سے فرمایا: ہم ایسا عمل نہیں کرتے جو کہ داڑھی اور چہروں کو جلانے تک پہنچا دے۔

سیّدی علی المرصفی فرماتے ہیں: یہ سیّدی محمد کا حال تھا جو آپ نے اس پر ڈالا۔ حتیٰ کہ فقراء ایسے کام کی طرف مائل ہونے سے نفرت کریں۔ اور شاید مغربی صحیح کیمیا جانتا تھا۔

شیخ ابوالفضل کا شعرانی کے لئے کیمیا کا عمل

اور مجھے شیخ ابوالفضل کے ساتھ واقعہ پیش آیا اور آپ صحیح کیمیا گری کے عمل میں مشہور تھے۔ میرا آپ کی صحبت کا ابتدائی دور تھا کہ ایک دن آپ میرے پاس آئے۔ اور مجھے کہنے لگے: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں صحیح کیمیا سکھا دوں۔ اور میں تیرے سامنے اس کا عمل پانچ درجوں میں کروں گا۔ میں نے کہا: مجھے اس کی طرف رغبت نہیں ہے۔ کہنے لگے: یہ تیرے لئے اپنے دین کے عوض کھانے سے بہتر ہے۔ بیشک فقیر کے لئے جب دنیوی کسب نہ ہو تو وہ اپنے دین کے عوض کھاتا ہے۔ اور خصوصاً یہ فقراء جو کہ تیرے پاس ہیں سب کے سب ضرورت مند ہیں۔ میں نے کہا: میں ایسا کوئی عمل نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: جب تیرے اہل وعیال دنیوی ضروریات کھانے پینے کے محتاج ہوں گے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے کہا: طباخ کی دکان کے نیچے آگ جلاؤں گا۔ اور جس سے حاصل ہوا اسے اپنے اور ان کے مابین تقسیم کرلوں گا۔ آپ مجھ پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد میرے پاس آئے اور فرمایا: واللہ! میں تمہیں اس سے کچھ سکھانا نہیں چاہتا تھا۔ گرچہ گردنیں اڑ جائیں۔ میں نے تو تمہاری صحبت سے پہلے تمہارا امتحان لیا تھا۔ بیشک میں نے عہد کر رکھا ہے کہ میں کسی ایسے کی صحبت اختیار نہیں کروں گا جو دنیا سے محبت کرتا ہو۔ اور اس دن سے تم سے میری سیر چشمی ہوگئی ہے۔ میں نے کہا: الحمد للہ رب العالمین۔

فرمایا: اور میں نے سیّدی محمد الجعفی کا امتحان لیا جب کہ میں نے حج کیا۔ اور میں نے اس سے کہا: میں علم کیمیا جانتا ہوں۔ پس اس نے میری خوب خدمت کی۔ جب میں نے حج سے لوٹنے کا عزم کیا تو میرے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگا: مجھے وہ علم سکھا دیں جس کا آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ میں نے کہا: دوری ہو میں تجھے ایسی چیز کیوں کر سکھاؤں جو تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کردے۔ وہ مجھے قسمیں دیتا رہا لیکن میں نے اس کی بات نہیں مانی۔ پھر میں نے اسے کہا: اے شیخ محمد! شام۔ مصر۔ حجاز اور روم میں زُہد کے ساتھ آپ کی شہرت کدھر گئی۔ جبکہ آپ تو دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ پس اس نے استغفار کیا اور میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور مجھ سے کشیدہ رو ہوگیا۔ انتہی۔ فالحمدللہ رب العالمین۔

فتح المطالب

رہا فتح مطالب تو اس کا حکم بھوت وغیرہ کا حکم ہے۔ اس کی باتیں کی جاتی ہیں۔ اس کا فاعل نظر نہیں آتا۔ پھر اس سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے مشغول نہیں ہوتا مگر وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اور اسے اپنے دروازے سے دھتکار دیا ہو اس کے باوجود اصحاب کنوز نے ان تمام خدام سے عہد لے رکھا ہے جو کہ اس کے موکل ہیں کہ اس کے لئے مطلب ہرگز نہیں کرتے جو دین اسلام سے وابستہ ہو مگر اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہو جائے۔ تو اگر یہ صحیح ہے کہ کسی کے لئے وہ مطلب کھلا تو یہ نہیں ہوتا مگر اس کے کافر ہونے کے بعد۔ پس جو فتح مطلب چاہے تو چاہئے کہ اپنا دین اختیار کرے یا دنیا۔ اور کوئی خادم فتح مطلب کا ارادہ کرنے والے سے مذاق کرتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے کہ ہم اس کے فتح کے لئے تیری بات نہیں مانیں گے مگر اگر تو ہمارے پاس ایسی چیونٹی لائے جو چار ماہ کی حاملہ ہو۔ جس طرح کہ بادشاہ داؤد کے ساتھ واقعہ گزرا جب اس نے جامع سمانو دالبحری میں فتح مطلب کیا۔ اور ان میں سے بعض فتح مطلب کرنے والے کی دبر کو تیل لگاتا ہے تو وہ طبل عظیم کی طرح ہوا خارج کرنے لگتا ہے۔ پھر جب حاضرین میں سے کوئی ہنس پڑے تو مٹی اس کے محل کی طرف لوٹتی ہے

جس طرح کہ سلطان غوری کے لئے مطریہ کے قریبی شہر عین الشمس میں یہ واقعہ گزرا۔ بیشک مطالبیہ نے جب گڑھا کھودا۔ اور ہوا خارج کی اور ہنسنے لگے تو مٹی جو کھودی تھی لوٹ آئی۔ اور انہوں نے سلطان سے کہا: ہمارے ساتھ حاضر ہوں حتیٰ کہ لوگ آپ سے حیا کریں پس ہوا خارج نہ کریں۔ پس بادشاہ حاضر ہوا تو دوسرے نے ہوا خارج کی۔

اور مجھے امیر یوسف بن ابی اصبع نے بتایا کہ جب انہوں نے ریت میں کھدائی کی تو ان کے لئے باب زویلہ جیسا عظیم دروازہ ظاہر ہوا۔ جب لوگوں نے ہوا خارج کی ریت اپنے مقام کی طرف لوٹ آئی۔ انتہی۔

اور بعض کا واقعہ ہے کہ وہ وزیر علی بادشاہ کے پاس آیا اور اسے بتایا سمانود کے نواح میں ایک مطلب عظیم ہے۔ اور وہ فتح ہوتا ہے جبکہ اس پر بندر اور سیاہ رنگ کا غلام ذبح کریں۔ پس اس پر سلطان کا لشکر جمع ہو گیا تو نصاب بھاگ کر شیخ کے ستر کے نیچے داخل ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ فتح کے بغیر لوٹ گئے۔

اور میں نے اس احسان کے بیان میں بات ذرا تفصیل سے صرف بھائیوں کی خیر خواہی میں مبالغہ کے لئے کہی ہے۔ کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء اور طلبہ علم کی ایک جماعت نے علم کیمیا اور فتح المطالب کی طلب میں اپنی کتابیں اور سامان بیچ ڈالا۔ اور ان کا انجام محرومی تھا۔

فن کیمیا کے متعلق شیخ افضل الدین کی وضاحت

اور مجھے میرے بھائی شیخ افضل الدین نے بتایا: فن کیمیا والوں سے جابر (عرب کا ایک کیمیا دان۔ جابر بن حیان) کے دور سے ہی عہد لیا گیا ہے کہ وہ کبھی پوری تدبیر ذکر نہ کریں۔ اس سے وہ کئی ارکان اور شروط حذف کر دیتے ہیں اور اس کا علم کسی فن جاننے والے کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور وہ جو رموز اور اشارے اور اجزاء کے نام ذکر کرتے ہیں اس سے مراد ذہنوں میں آنے والی چیزوں کی بجائے کچھ اور ہوتا ہے۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے کسی کتاب میں دیکھا کہ بارانی گندم کا تیل لیا جائے۔ رائے احمر کا قاف۔ انڈے کے چھلکے اور نطرون (ایک یونانی جڑی بوٹی) پس اس نے گندم کا تیل کشید کیا اور اسے پینٹ کے تیل میں ملایا اور اس پر باقی نسخہ ڈال دیا جس سے سوت کو سفید کیا جاتا ہے اور اسے ایک مٹکے میں ڈال دیا۔ اس پر پانی کا ایک مشکیزہ رکھ دیا اور اسے لکڑی سے حرکت دیتا رہا۔ میں نے شیخ افضل الدین کو بتایا تو وہ اس قدر ہنسے قریب تھا کہ آپ کی دستار گر جاتی۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جابر کے علم کے طریقے سے علم کیمیا صحیح نہیں مگر اس شخص سے جس کے نزدیک سونا اور مٹی ایک ہی سطح پر برابر ہوں۔ کیونکہ یہ علم حکمت سے ہے اور حکمت اس قلب میں داخل نہیں ہوتی جو دنیا سے محبت کرے۔ انتہی۔

اور ایک دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا: موجودات کی کسی چیز کو جب تو کسی دوسری چیز کی طرف مقدار و وزن مقرر پر منسوب کرتے جسے اہل کشف جانتے ہیں وہ قیمتی پتھر بن جاتا ہے۔ اس میں راز صرف یہ ہے کہ یہ ایک جزو کی دوسرے جزو کی طرف منسوب کرنے کی مقدار کو پہچاننا ہے۔ اور یہ اعیان کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات یہ اتفاقی طور پر بعض فقراء سے صحیح ہو جاتا ہے۔ پس وہ دوبارہ عمل کرتا ہے اور وہ مقدار تحریر کرنا بھول جاتا ہے جو اس نے پہلی دفعہ دوسرے جزو پر رکھی تھی۔ پس مرتے دم تک وہ بے کار عمل میں

مصروف رہتا ہے۔انتہی۔

علاوہ ازیں اس فن والے ہر دور میں لوگوں کو اس فن کی تعلیم دینے میں بخل کرتے رہے۔یا تو اس لئے کہ ان کے ہاں نادر ہے۔یا اس پر قتل کا خوف کرتے ہیں جسے اس کی تعلیم دے دیں۔کیونکہ اگر اس سے درست ہو گیا اور سلطان کو سکھا دیا تو وہ اسے قتل کر دے گا۔اور اگر درست نہ ہوا تو پھر بھی قتل کر دے گا۔جس طرح کہ گزر چکا۔

اور مجھے میرے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا: کہ شیخ بدر الدین التنوزی کیمیا کا فن جانتے تھے۔پس امراء آپ کی حد درجہ خدمت کرتے تھے اور آپ نے یہ کسی کو نہ سکھایا۔اور فرمایا: یہ ایسا امر ہے جو کہ ثقیل دماغ چاہتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا: دنیا کی طلب اس فقیر کے لئے درست نہیں جو کہ مشائخ سے مستفید ہو۔اس میں تو وہ گرتا ہے جس کی طریقت کی نسبت درست نہ ہو۔اس میں اس کا باپ نہ ہو۔پس اس سے بچ کہ تو اس فن والوں میں سے کسی کو دیکھے جو کہ گزشتہ مشائخ میں سے کسی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔پس تو گمان کرے کہ اس کا شیخ اسی حالت پر تھا۔انتہی۔

اور جب میں نے اس احسان خداوندی پر کلام ختم کیا تو میرے پاس ایک شخص میرے بھائی افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر مشتمل ایک رسالہ لایا جس میں اس امر سے نفرت دلائی گئی ہے۔پس میں نے اسے یہاں ثبت کرنا پسند کیا کیونکہ یہ ایک عارف باللہ تعالیٰ کا اور کائنات کی طبائع سے واقف کا کلام ہے۔اور یہ سب کا سب نصیحت ہے۔

طلب دنیا سے نفرت کے متعلق شیخ افضل الدین کا مکتوب گرامی

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں: شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور میں آپ کے خط سے نقل کر رہا ہوں: میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو زہد فی الدنیا اور ایسے فاسق مدعیان تصوف کی بات پر کان نہ دھرنے کی وصیت کرتا ہوں جو گمان کرتا ہے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے۔بیشک وہ جھوٹا ہے۔اور یہ اس لئے کہ جمیع علوم جو کہ بندے کو سرچشمہ جود و احسان سے حاصل ہوتے ہیں عقل ان کا شمار کر سکتی ہے نہ نقل۔اور کسی کے لئے کشف کے بغیر ان پر اطلاع ممکن ہے جبکہ دنیا سے محبت کرنے والا مقام کشف سے لاکھوں حجابات کے ساتھ محجوب ہے۔

پھر جو اس علم کو پہچانتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا عمل درست ہو تو اس کے خصائص میں سے یہ ہے کہ بعد ازیں وہ اپنے جسم سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔بلکہ اسے ایسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں کہ وہ دنیا کی کسی چیز سے لذت حاصل نہیں کرتا۔کیونکہ وہ دنیا کے ایندھن پر بادشاہوں سے مزاحمت کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے بے رغبتی کے حکم دیا ہے۔پس معلوم ہوا کہ جسے کشف حاصل نہیں اور اس نے کتابوں میں جو لکھا ہوا دیکھا اسی پر قناعت کی تو وہ فریب خوردہ ہے ہلاک ہونے والا ہے۔کیونکہ اس علم والوں نے اسے ایسی رمزوں کے ساتھ بیان کیا ہے جنہیں صرف وہی جانتے ہیں۔اور پھر وہ جسے اللہ تعالیٰ نے کشف کے طریق سے اس علم کی حقیقت اور اس کے مقصد پر اطلاع بخشی۔اور اس نے اس کے اجمال و تفصیل کو معلوم کر لیا۔

صاحب علم حکمت جابر بن حیان کا علم کیمیا کا استخراج

اور صاحب علم حکمت جابر بن حیان الکوفی الازدی نے علم کیمیا و حجریات اور خواص کا استخراج اللہ تعالیٰ کے قول کھیعص سے کیا

ہے۔اور اس سے اس کے علوم کا خلاصہ۔ رئیس اور قطب کا استخراج کیا ہے۔جس پر علم حکمت کا مدار ہے۔اور یہ علم المیزان ہے جو کہ علم الوقت ہے۔اور اس کے متعلق اپنی کتاب "السبعة" میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔اور آپ نے اس کتاب میں اصل میزان کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی باقی کتابوں میں اس پر عمل کی شرائط بیان کی ہیں۔ یہ اس علم پر غیرت کے طور پر ہے کہ کہیں اس پر کوئی نااہل مطلع ہو۔تو جس نے تدبیر میں غلطی کی صرف شرائط وموازین سے جاہل ہونے اور اس گمان کی وجہ سے غلطی کی کہ ان مسمیات سے مراد ان کے ظواہر ہیں جو کہ لوگوں کے مابین معروف ہیں۔

رب العالمین کے اذن سے شیخ افضل الدین کا بانگ دہل اعلان

تو جب تمہیں اس کا علم ہوگیا تو اے بھائیو! میں رب العالمین کی طرف سے اس کے بے بضاعت اور مفلس بندوں کی طرف اذن کریم کے مطابق بانگ دہل اعلان کرتا ہوں "اگر ہم تمہیں اس علم پر قدرت بخشتے تو تمہیں اس پر عمل کی اجازت نہ دیتے۔ کیونکہ اس پر عمل ۹۴۰ھ میں اٹھالیا گیا جس طرح کہ اس کا علم ۹۳۳ھ میں اٹھالیا گیا۔اور اس عمل میں مشغول ہونا جائز نہیں جس کا علم قلوب سے اٹھالیا گیا۔ اس کے باوجود کہ اس کا فاعل اپنی جان۔ مال اور آبرو پر مامون نہیں۔اور بادشاہ تم سے اس کے زیادہ مستحق تھے۔کیونکہ انہیں اپنی جانوں پر کوئی خطرہ نہیں۔ان کی عقل کی فراوانی۔حسن ادب۔کمال اخلاق۔اور اس چیز کی سخاوت جسے وہ اس کے حصول میں صرف کرتے ہیں۔ باوجود یکہ وہ اس میں مشغول رہے۔لیکن کچھ حاصل ہوا۔اور کسی نے تو اس علم کی معرفت سے مایوس ہوکر نصاب کو قتل کردیا کیونکہ اس کا مال ضائع کردیا۔

شیخ افضل الدین فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کی کہ مجھے اس علم کے معتاد طریق سے جداگانہ اطلاع فرمائے پس میں نے ہاتف غیبی کو کہتے ہوئے سنا کہ انا انزلناه فی لیلة القدر پڑھ۔ میں نے اسے پڑھا۔تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ علم تو قلوب سے اٹھ گیا ہے۔ مجھے اس سے مسرت ہوئی۔ پس اے بھائیو! اس میں مشغول ہونے سے بچو۔ پھر بچو۔اور جن صنائع اور حرفتوں پر تمہاری گزربسر ہے انہیں پر صبر کرو۔اور تمہارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

علم حکمت کی تین اقسام

پھر جان لو کہ علم حکمت تین اقسام پر منقسم ہے۔اور درحقیقت یہ اقسام کے مراتب ہیں۔ پہلی قسم۔علم کیمیا۔اور یہ جمادات کے مراتب اور ان کے احکام کے اختلاف کا علم ہے۔ دوسری قسم۔قیمتی پتھر کا علم ہے۔اور یہ اعیان عالم کی صورت پر ہے اس کے ظہور کی حالت سے اس کے استواء کی حالت تک۔عالم میں پیدا ہونے والی صورتوں کی کثرت پر نظر کئے بغیر جو کہ مستحیلة الحکم ہیں۔اور ما فی الدنیا والاخرة پر نظر کئے بغیر۔اور اس علم والا قیمتی پتھر کے عین کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے جو کہ براہین قاطعہ سے اخذ کیا گیا ہو۔اور کشف ثابت کے ساتھ ہے جس میں محو داخل ہو نہ تبدیلی۔پس جو بھی اس کا دعویٰ کرے اس کا امتحان اس کھٹکے کے ساتھ کر جو کہ تیرے قلب میں رونما ہوتا ہے۔پس اگر وہ اس کے اختلاف اور تنوع کے باوجود اسے معلوم کرلے تو وہ سچا ہے ورنہ وہ جھوٹا ہے۔تیسری قسم۔ اسما کا علم جو کہ مفردات میں طبیعت کلیہ اور اس کی صور عنصریہ مزاجیہ کے واسطہ کے بغیر رکھے گئے ہیں۔کیونکہ یہ سارے عالم سے بالا ہے۔کیونکہ یہ خزانہ الملک اور اس کے اسرار کا مقام ہے۔اور اس علم پر باہر سے کوئی دلیل نہیں ہے۔اس تک صرف عنایت ربانیہ کی بدولت

ہی رسائی ہوسکتی ہے۔پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہرشے کی خاصیت اوراس کے حکم پراس کی تسبیح کی زبان کے ذریعے اطلاع بخشتا ہے۔پس وہ کہتی ہے: پاک ہے وہ جس نے مجھے فلاں فلاں نفع پہنچانے کی صلاحیت عطافرمائی۔ جمادات۔سبزے اورانسان سب برابر ہیں۔کیونکہ عالم عنصری مزاجی ہیں ان تین کے سوا کچھ نہیں۔

علم کیمیا کا طریق

رہا علم کیمیا تو اس کا طریق تدبیر حکمی کے بغیر معرفۃ میزان ہے۔اس علم والا ذوات اوران کی تفاصیل کی حکم واثر کی حیثیت سے معرفت کا محتاج ہوتا ہے۔ایسا علم جو کہ اس جوہر کے ساتھ حکما۔اثرا۔فعلا اور انفعالا قائم وصف کے عین کے مطابق ہو۔پھر درجات و دقائق کے علم کو جوہر میں موجود اعراض ملکوتیہ کے ساتھ پہچاننا۔جو کہ انحراف قطر۔یا نقص شرط یا علت فی المادۃ کی وجہ سے ہے۔علاوہ ازیں اعراض اوران کے حکم کی استحالہ یا عدم استحالہ سے تمیز۔بعدازاں وہ اس مقدار کے علم کو پہچاننے کا بھی محتاج ہوتا ہے جو کہ ان اعراض کی ایسی تفصیل کرے جو مثال کے ساتھ واضح تقسیم قبول نہ کرے۔اور یہ سب کچھ اس پر آسان ہے جسے حق تعالیٰ اس کی اجازت عطافرمائے۔ بلکہ یہ اس سے کہیں زیادہ آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ۔اس کی کتابوں۔اس کے رسولوں اوراس کے ملائکہ کی جہت سے ہم عمل اور ایمان کے مکلف ہیں۔اور پہلے جو کچھ گزرا اس سب کے علم کا جامع ضابطہ ان کے بعض کے ثقیل وخفیف ہونے۔صاف اور مکدر ہونے۔اس کے ادنیٰ کے اس کے اعلیٰ سے وصف میں مشابہہ ہونے۔اور آگ پران کے امتحان کے وقت نرم اور سخت ہونے میں غور کرنا ہے۔وغیرذالک جو کہ عارفین کو معلوم ہے۔

پھر اس قسم کے مجموعے کا علم جمادات کی تمام انواع کے مرتبہ کی معرفت میں منحصر ہے۔پھر یہ دوقسموں پر منقسم ہے۔ایک قسم جس کی ارواح اور انفاس ایسے اجساد سے ملی ہوئی ہیں جو کہ ثابتۃ الحکم والاثر ہیں۔ان کی ذوات استحالہ یعنی تحلیل قبول نہیں کرتیں۔اور یہ معاون سبعہ ہیں۔یا استحالہ قبول کرتی ہیں۔ثابتۃ الحکم والاثر ہیں۔اور یہ یاقوت اور بلخش وغیرہ ہیں۔اور ایک قسم وہ ہے جس کی ارواح وانفاس ثابت الحکم جسموں کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہیں۔بلکہ وہ جلد حکماً یا عیناً تحلیل ہوجاتی ہیں۔برابر ہے کہ کسی واسطے سے تحلیل ہو اس کے بغیر ہو۔جس کے نمکیات شعلے۔بجلیاں وغیرہ ذالک۔

پھر مخفی نہ رہے کہ جمادات سب کے سب اپنی ساری قسموں کے ساتھ ایک رتبہ کے تحت ہیں۔جس طرح کہ اسے وہ شخص پہچانتا ہے جس کے قلب میں نور ہے۔اوران میں اعلیٰ واکمل معاون سبعہ ہیں۔اور یہی مطلوب ہیں۔کیونکہ ان کے بعض کے اوصاف کا بعض کی طرف زمین کی وجہ سے تغیر ان میں سے رتبہ اوراثر میں کامل ہے۔اور یہ کبھی ہے وہی نہیں۔اس لئے کہ ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کی جنس میں اس سے اعلیٰ نہیں ہے۔پس کبریت۔گندھک اور نمکیات وغیرہ سے جو کہ اس رتبہ کے تحت ہیں نتیجہ اور تحلیل کا طالب اس کی طرح ہے جو کہ ناممکن الوجود چیز کا طالب ہو۔اس کی مثال اس کی ہے جس نے اونٹ خچر پر یا پرندہ اونٹ پر سوار کیا اور مخالفت ومشابہت سے خالی صحیح نتیجہ طلب کیا۔اور جو بھی اس صورت میں صحت نتیجہ کا دعویٰ کرے اوراس پر پختہ دلیل قائم کرے ہم اس سے نار تخلیص کے ساتھ امتحان کا مطالبہ کریں گے۔رویئت حقی یا تعلیقی۔پس بیشک وہ رسوا ہوگا۔کیونکہ وہی ثابت ہوگا جو کہ میزان حق پر حضرت ادریس علیہ السلام کے ہاتھوں واقع ہوا۔کوئی اپنے رتبہ سے اوپر نہیں جان سکتا۔پس میزان حق اس کی تکذیب کرتا ہے۔

پس اے بھائیو! اس سے اپنی طمعیں منقطع کرلو کہ اس زمانے میں تم سے یہ کام صحیح ہو پائے گا۔ کیونکہ میزان حق کے علم پر عمل چھٹی صدی کے آغاز سے ہی اٹھالیا گیا ہے۔ جس طرح کہ طریقت جسے ہمارے زمانے والوں میں میزان کہتے ہیں چوتھی صدی کے اوائل میں اٹھالی گئی۔ جس طرح کہ اس پر عمل ساتویں صدی کے اوائل میں اٹھالیا گیا۔ اور کشف ثابت والوں کے بغیر اس کا علم کسی کے پاس باقی نہ رہا۔ کیونکہ کوئی عارف نہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین ظاہر فرمائے مگر اس کے بعد کہ اسے طبعی ظلمتوں کے طبقات میں غوطہ دے تا کہ وہ اپنے نفس میں تغیر و استحالہ کا مشاہدہ اسے کائنات میں مشاہدہ کرنے سے پہلے کرے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو کسی چیز کا اس کے احسن اوصاف کے ساتھ کبھی بھی ترجمہ نہ کرسکے۔

حجر مکرم

رہا حجر مکرم کا علم تو یہ وہ ہے جو کسی وجہ کے ساتھ استحالہ قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر استحالہ قبول کرلے تو نظام عالم خراب ہوجائے۔ اور اس میں کلمہ استحالہ محکم ہوجائے۔ پس جماد نباتات میں۔ نباتات حیوان میں اور حیوان انسان میں بدل جائے اور اگر ثابت نہ ہو تو تقریباً عالم کا دوتہائی حصہ بقاء کے ساتھ موصوف نہ ہو۔ گرچہ جو ثابت ہوا اس کا عین وہ اس کا عین ہو جو کہ تحلیل ہوا اور اس کا عکس۔ اہل کشف کے نزدیک جو کہ ظہور استواء کے پیچھے سے آئینہ کبریٰ میں نظر کرنے والے ہیں۔ اور جسے اس کا شہود ہوا اسے صورت عدم کا شہود حاصل ہوا۔ اور وہ معلوم کرلیتا ہے کہ جو کچھ بھی تغیر و تبدیل سے سلامت رہا وہ حجر مکرم ہے اور جسے اس کا کشف حاصل نہ ہوا وہ حجر مکرم کو نہیں پہچانتا۔ گرچہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کی مدت تک اللہ عزوجل کی عبادت کرے۔

مذکور الصدر کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اے بھائی! تجھے معلوم ہو کہ انسان کے بعد ان تمام اشیاء میں سے جن پر فلک سفلی نے گردش کی جو آگ۔ پانی۔ ہوا اور مٹی کی تاثیر سے سلامت رہا وہ حجر مکرم ہے۔ کیونکہ اگر وہ طبیعت میں ابدالاباد تک ہمیشہ قائم رہا وہ اس سے متغیر نہیں ہوتا جس پر اسے پہلی بار پیدا کیا گیا نہ صورتاً اور نہ صفتاً اور نہ ذاتاً۔ پس وہ ان کلیات کی طرح ہے جو کہ بقاء کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اس بیان کے بعد کوئی بیان نہیں۔

علم مفردات

اور رہا علم مفردات جو کہ خاصیت کے ساتھ مؤثرہ ہیں نہ طبع کے ساتھ وہ اس طبیعت کی تاثیر سے اعلیٰ اور مضبوط ہیں جو کہ حکم۔ اور محکوم بہ یا محکوم علیہ میں مختلف ہیں۔ اور یہ جمادات۔ نباتات اور حیوانات میں عام ہے۔ پس یہ سوائے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے اور مقام میں آپ کے وارث کے کسی کے لئے نہیں۔ اور اولیاء میں یہ حضرات قلیل ہیں۔ قریب نہیں کہ انہیں عین ظاہر ہو۔ اور انہیں اسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے مگر افراد سے۔ اور اس قسم کو رفع اور تغیر داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنی ایک حالت پر نہایت منفرد ہے۔ اور اسے کسب کے ساتھ حاصل نہیں کیا جاتا یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے اسباب و روابط سے بری۔ علم حکمت سے خارج۔ کیونکہ اس کا موضوع اسباب قائم کرنا۔ وسائط کو ان کے مقامات میں جو ان کے لائق ہیں ثابت کرنا ہے۔ بخلاف خواص مفردات کے علم کے

کیونکہ وہ خارق عادت فی نفسہٖ غیر معقول امر ہے۔ پھر مخفی نہ رہے کہ اس قسم کا علم حکمت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہم نے اسے یہاں صرف ایک حکمت کی بناء پر ذکر کیا ہے جس پر اللہ جل وعلا نے ہمیں مطلع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ ایسا کوئی بندہ نہیں جسے عنایت ربانیہ نے ڈھانپ لیا ہو مگر وہ ہر چیز کے عین کو پھیرنے لگتا ہے جس کی طرف اپنے قلب کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ جیسے اکسیر خالص یا معدن ناقص کی صورت کا مدبر۔ بلکہ اس کا کلام۔ اس کے سارے احوال حتیٰ کہ اس کا بول و براز بھی اکسیر ہو جاتا ہے۔

صاحب علم مفردات کے لئے تین امور کی ضرورت

پھر مخفی نہ رہے کہ اس علم والا تین امور کا محتاج ہے۔ اول یہ کہ اسے معرفت حکمت و اثر اس وجہ پر عطا ہو کہ اس پر اثر قائم نہ ہو مگر عدد میں حکمت کی بناء پر۔ دوسرا یہ کہ اسے اس وقت کی معرفت میں حکمت عطا ہو جس میں وجود تاثیر کامل ہو۔ تیسرا یہ کہ اس وقت کو پہچانے جس میں حکمت قائم ہوئی ہے۔ اور اسی طرح وہ مکان جو کہ قوت مؤثرہ کے مناسب ہو یا اس کا مددگار ہو۔ اور ان تین امور سے اکثر عارفین ناواقف ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ ان کا غیر۔ کیونکہ وہاں کوئی عارف نہیں جس کی ہمت اس علم کی طرف ہمیشہ مصروف ہو۔ حتیٰ کہ اس کی شروط صحت کو پہچانے۔ اور یہ معلوم ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ کے صدقات عطا نہیں کئے جاتے مگر اس محل کے لئے جو ان کے قابل ہو۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ کسی عارف کو کوئی چیز محل کے قبول کئے بغیر عطا کی گئی تو اس کے پاس ثابت نہیں رہی۔

نیز فرمایا: بعض عارفین کے لئے ایسا واقع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس علم کی صحت پر اطلاع بخشتا ہے۔ پھر وہ اس سے غافل ہوتا ہے پس اس کا عمل فاسد ہو جاتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر فساد کہاں سے داخل ہوا باوجودیکہ یہ اس پر اس کے علم تجربہ سے ہونے سے ذہول کی وجہ سے داخل ہوا جو کہ انسان کی قدرت میں سے نہیں۔ کیونکہ تراکیب۔ موازین اور عقاقیر کے اختلاف کی وجہ سے عناصر مختلفہ سے پیدا ہونے والی اشیاء کا علم ان کی قدرت میں نہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ہرمس اول نے گیارہ مرتبہ خطا کی باوجودیکہ آپ نے اس کا علم طریق وحی وکشف سے حاصل کیا۔ پس کسی دوسرے کا کیا حال۔

شیخ افضل الدین فرماتے ہیں: میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگی جبکہ میری عمر سات سال سے کم تھی کہ مجھے ان گزشتہ تین اقسام کی معرفت ایسی وجہ پر مطلع فرمائے کہ میرے بعد وہاں کوئی نہ پہنچے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اطلاع فرمائی۔ اور میں اس پر عمل کی استعداد میں چار سال تک رہا۔ پھر میں نے اللہ جل وعلا سے دعا کی کہ یہ مجھ سے سلب کر لے۔ پس اس نے اسے سلب کر لیا۔ پس ہر حال میں اسی کے لئے حمد ہے۔ اور فرماتے ہیں: ان تینوں اقسام کی تدابیر کا بیان اہل فن کی کتابوں میں مذکور ہے۔ لیکن اے بھائی! ہم تیرے لئے ان میں سے کچھ ذکر کرتے ہیں۔

قسم اول۔ علم کیمیا

رہی قسم اول جو کہ علم کیمیا ہے تو وہ یہ ہے کہ تو جانے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ارواح میں اشیاء کی ابتداء اس صورت پر ممثل فرمائی جس پر وہ اس عالم سفلی میں ظاہر ہوئیں۔ پس ان کے لئے وہی حکم تھا جو کہ ارواح کے لئے ہے۔ پھر بیشک حق جل وعلا نے انہیں اس جہان سے اتارا۔ دراں حال کہ انہیں جدائی پسند نہ تھی۔ پس ان کی ارواح ان سے چلی گئیں اور فلک قمر کے نیچے گھومنے والے عناصر میں سے

ایک کے باطن میں چھپ گئیں کیونکہ ان کے سلطان میں قوت نہ تھی۔ پس اس میں محبوس ہوگئیں دراں حالیکہ پسند نہیں کرتی تھیں۔ اور انہیں معلوم نہ ہوا کہ عناصر، عالم اعلیٰ واسفل کے درمیان واسطہ نہیں بنے مگر اس لئے تاکہ وہ خواص عطا کریں جو ان میں ودیعت رکھے گئے ہیں۔ اور انہیں ان کے اعیان مستحقہ کے سپرد کریں۔ تاکہ اعیان پر آثار ظاہر ہوں۔ اور تمام عالم کو احتیاج کلی کا حکم عام ہو۔ پس ارواح اپنے اجسام کی طرف عاجزی اور قہر کے احتیاج کے ساتھ محتاج ہوئیں۔ اور ان میں مجبور اور کائنات کی تاریکی کے ظلم سے خائف کے داخلے کے طور پر داخل ہوئیں۔ پس اس نے ان میں وہاں پستی۔ عدم شرف وثنا اور اس سے عدم نفع واجب کیا۔ حتیٰ کہ مٹی کے مرتبہ میں بلکہ اس سے فروتر ہوگئیں۔ اور ان کا نفع ان کے اجسام پر بند ہوگیا جن کا نفع حسب طاقت اس علم میں ثابت ہے۔ اور ان میں سے جمادات کا گروہ ثابت رہا پس اس نے اس جہان سے انکار نہ کیا بلکہ اس میں کامل طور پر قیام پذیر رہا اسی پابندی کے مطابق جو اس پر لگائی گئی۔ اور اپنے عالم اول کی طرف عاجزی اور انکساری کی نظر سے دیکھنے لگا۔ پس اس نے اس کے لئے دنیا میں عزت وشرف واجب کیا۔ جس نے تمام عالم کو اس کا بندہ بنا دیا۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور یہ جمادات نافع۔ طبعاً محبوب۔ بادشاہوں کے ہاں ذخیرہ کئے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے عارفین کے ہاں معظم ہوگئے۔

پھر حق جل وعلا نے اس طائفہ سے جو کہ ثابت رہا ایک اور گروہ کو چن لیا جو کہ اس کے لئے ثابت رہا جس کے لئے وہ گروہ ثابت رہا۔ لیکن اپنے موجد کی طرف توجہ کئے بغیر۔ پس یہ طائفہ اسی پر متوجہ ہوا جس کا اسے امر ہوا گویا یہ پیدا ہی اس کے لئے ہوا پس اس نے جہان میں ایسا قیام کیا جس کا نفع سارے عالم کو عام ہوا۔ اور وہ اس کی طرف پورے طور پر محتاج ہوا تکبر اور اپنی موجودہ حالت سے اعلیٰ حالت کی تمنا کے بغیر۔ آگ پر صبر کے باوجود۔ اور ان اعلیٰ اور پست آلات پر جس کا اس سے ارادہ کیا جائے۔ اور یہ عالم میں موجود سب کے لئے گردن افگندہ ہوا۔ چھوٹا اور بڑا۔ عالم اور جاہل۔ مومن اور کافر سب کے لئے۔ اور چونکہ حق تبارک وتعالیٰ اپنے علم سابق میں اس کی طرف سے اس کی سچائی کو جانتا تھا اس لئے اپنی مخلوق کو اس کی طرف محتاج کرکے اس کا بندہ بنا دیا۔ اور یہ ہے سیادت کی حقیقت۔ کیونکہ خلق میں سچے منتظم کی شرط ہے کہ انہیں کھلانے۔ ان کی حفاظت واکرام کرنے۔ ان کی درخواست قبول کرنے پر قائم رہے۔ اور اس کے پاس جو کوئی کچھ لائے یہ اسے اس سے زیادہ بدلہ دے۔ ان میں سے جو بھی اس کا حق ادا نہ کرسکے اس سے مطالبہ نہ کرے بلکہ ہر اس امر میں درگزر کرے جس سے وہ عاجز ہونے کا دعویٰ کرے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے ساتھ جو اخلاق ہیں۔ بیشک وہ انہیں دیتا ہے اس کی طاعت کریں یا نافرمانی۔ اور وارد ہوا ہے کہ اللہ جل وعلا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام والے خضر سے لڑکے کو قتل کرنے کے بارے میں عتاب فرمایا اور فرمایا: اگر لڑکا میری طرف پلک جھپکنے کی قدر اپنے قلب کے ساتھ میری طرف مائل ہوتا تو میں مواخذہ فرماتا۔ انتہی۔

پس اے بھائیو! اس قسم میں ہم نے تمہارے لئے جمادات کے جو احوال ذکر کئے ہیں انہیں سننے کے بعد اپنے آپ کو اس سے بچاؤ کہ تم طلب کرو کہ کسی پتھر کو اس کے اس مرتبے سے اعلیٰ کی طرف منتقل کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ اور تمہیں اس سے صرف سختی اور درماندگی ہی پہنچے گی۔ اور بسا اوقات اس کی وجہ سے حکام تمہیں قتل کر دیں گے۔ اور جان لو کہ اس قسم کی تمام تدابیر طرق تدبیر کے اصول کی معرفت کی طرف لوٹتی ہیں۔ اور یہ مراتب سبعہ کے احکام اور ان کی طبائع جو کہ جمادیہ معدنیہ ہیں کا علم ہے۔

اوراس کی معرفت کا علم جس کا رتبہ ذہبیہ یا فضیہ کی طرف آسانی سے کسی دوسرے امر کے واسطے کے بغیر یا ادنیٰ سی تدبیر سے منقلب ہونا ممکن ہے۔اوراس کی معرفت کا علم جس کا اس کی طرف منقلب ہونا ممکن نہیں مگر کسی شے کے واسطے سے یا کثرت علاج سے۔بیشک اللہ تعالیٰ نے سونے کو پیدا کرنے اور تمام اوصاف میں کامل بنایا ہے۔پس یہ کسی تدبیر میں کبھی بھی داخل نہیں ہوتا مگر اجہل الجاہلین کے نزدیک کیونکہ اس میں رنگنے والی قوت نہیں ہے جو کہ اس کی ذات پر زائد ہو۔پس اس سے کسی چیز کو رنگنا یا اس پر مدد طلب کی جائے۔کیونکہ اگر اس میں قوت زائدہ ہوتی تو اس کے اجزاء اس صورت پر قائم نہ رہتے اور رہا پارہ تو یہ صورت اکسیریہ کی حفاظت اور اسے اس معدن میں اتارنے میں واسطہ ہے جس کی جنس سے یہ ہے۔لیکن اس شرط کے ساتھ قوت حدیدیہ کی طرف ثابت رہے۔کیونکہ اکسیر اپنی لطافت کی وجہ سے خشک معاون کی کثافتوں کو جدا جدا کر دیتا ہے۔چہ جائیکہ ان کا غیر ہو جن میں کثافت معدوم ہے یہاں تک کہ وہ پانیوں کی حد اور ان کے حکم میں ہو گیا۔

رہا تانبا تو اس میں خالص قوت نہیں ہے جو کسی فعل کو یا اس کا اثر قبول کرنے کو واجب کرے کیونکہ یہ خنثی کی طرح ہے نہ مردوں میں شمار ہو نہ عورتوں میں۔کیونکہ یہ سونے۔چاندی اور قلعی کے مشابہ ہے۔پس کسی تدبیر میں نہ القاء میں کبھی بھی اس کے قریب نہ جاؤ۔بیشک اس کے عین کو چاندی میں صرف حجر مکرم یا خاصیت کے ساتھ کوئی بوٹی سی بدل سکتی ہے۔اس کے علاوہ نہیں ہوتا۔

رہی قلعی پس یہ ذکر ثابت ہے اسے اکسیر ثابت یعنی پتھر یا اس کا غیر سونے کی طرف نہیں بدلتا مگر صرف صورت کے طور پر۔لیکن پارے کے ثابت رہنے اور اکسیر میں اس کے وابستہ رہنے اور اس کے ساتھ اس کے تحلیل ہونے کے واسطے سے۔یہ سب کچھ قلعی کے سونے کا ہم جنس ہونے اور اس کے قریب ہونے کی وجہ سے ہے۔رہی قلعی تو یہ سب سے زیادہ چاندی کے قریب ہے کیونکہ اخلاط کی کثافتوں میں سے کوئی بھی مانع اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں۔پس جو نصیحت قبول نہ کرنے اور اس امر کے ساتھ عمل ترک نہ کرنے میں مبتلا ہوا وہ اس کے غیر کے قریب نہ جائے۔اور جان لو کہ اس کا عیب اس کی نرمی۔بو۔اور چر چرانا ہے۔اور اس کی وجہ حرارت کا نہ پکنا۔خشکی کا تحلیل ہونا اور اس کا اس کی تکوین کے محل میں اس سے مخلوط ہونا ہے۔تو شک مفردات میں سے جو تلہوں اور گرم پانیوں کے سیلان سے گرم خشک ہے تو اس کی دوا ہے اگر اس دور میں عمل درست ہو۔اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیاء کے لئے خرق عادت کے طور پر اسے درست فرما دیتا ہے۔

اور رہی چاندی تو یہ اپنی ذات اور مرتبہ میں کاملۃ النشاۃ ہے۔اور یہ سونے کی نسبت سے قلعی سے زیادہ قریب۔سنگینی اور زردی میں ناقص۔اور چاندی کا علاج قلعی سے اس کے زیادہ قریب ہے۔لیکن دوسری معدنی چیز کے واسطے کے بغیر۔اس طرح نہیں جیسے بعض جاہل اسے رنگنے کے قصد سے اس پر تانبہ داخل کرتے ہیں۔پھر اسے اس سے سلب کرتے ہیں۔کیونکہ یہ کثرت عیوب کی وجہ سے عمل کو فاسد کر دیتا ہے۔اور سونا سنگینی۔پیمائش اور سیاہی میں زیادہ ہو جاتا ہے۔تو جو سونے کی سلاخ کو اس سے بچانا چاہے تو اسے چاہئے کہ اگر سات مرتبہ یا اس سے زائد بار پگھلا نہیں سکتا تو اسے گرم تیل کے ساتھ کئی بار بجھائے۔

اور میں نے تمہیں یہ بات صرف اس لئے بتائی ہے کہ مجھے تم پر بہت شفقت ہے اور اس سونے کے تلف ہونے کا خطرہ ہے جسے تم نے اپنے دین وایمان کے بدلے خریدنے کا تکلف کیا ہے۔پھر اس قسم کی تدبیر میں کوئی تقطیر ہے نہ سرنگونی۔نہ پکانا نہ کوئی تحلیل۔اور جس نے

اس میں سے کوئی عمل کیا تو وہ کونکہ ہے یعنی بے فائدہ۔ کیونکہ اس کی تدبیر تین عقاقیر سے زائد نہیں ہوتی۔ اور یہ نفس۔ روح اور جسم ہے اس کے اس میزان کے ساتھ جو کہ حق جل وعلا کی طرف سے موضوع ہے۔

حجر مکرم کی تدبیر

رہی حجر مکرم کی تدبیر کی صفت تو وہ یہ ہے کہ اے بھائی! تو جان لے کہ تدبیر سے مراد فرقت یا اجتماع یا سلب ہے۔ اور نقص اس میں ہے اس کے غیر میں نہیں۔ کیونکہ اپنے اجزاء کا محافظ قائم نہیں کیا جاتا مگر اسے جو کہ خود پر طبائع بسیطہ کے حکم سے خارج ہو۔ جیسے کہ گزر چکا۔ تو جس نے برتن پہچان لیا تو اس نے اس میں آنے والی چیز کو بھی پہچان لیا۔ اور یہ کامل مخلوقات کی ایجاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دستور ہے۔ کیا تو نطفہ کو نہیں دیکھتا۔ اس کا حکم وطبع۔ اصل وفرع کے طور پر اپنے مناسب محلات میں نکلنا اور بدلنا کیونکر ہے۔ پس بیشک اس علم کی تدبیر صورت انسانیہ کی تدبیر میں منحصر ہے۔ پہلے روئیدگی کے طور پر اس کی تخلیق۔ پھر خون کی صورت میں اس کا کھانا۔ پھر اسے درست کر کے نطفہ جاریہ بنانا۔ پھر اس کا اپنے پہلے محل سے زیادہ کشادہ محل میں منتقل ہونا۔ پس خون کی پھٹک ہوا۔ پھر غذا کے واسطے سے گوشت کا ... ا ہوا۔ پھر کھانے پینے کی اشیاء کو پکانے کے لئے محل کی حرارت کے جوش کے واسطے سے ہڈیاں۔ پھر حیض کے خون کے بند ہونے اور معدہ میں اس کے پکنے کی وجہ سے ہڈیوں پر گوشت کا لباس ہوا پھر والدین کے احوال کے واسطے سے روح مجسد ہوا۔ پھر قوت نافخہ کے ذریعے اس کا اس جہان وسیع کی طرف دھکیلنا رونما ہوتا ہے۔ پھر حرارت اور محل کے فارغ ہونے کی وجہ سے معدہ سے خون دونوں پستانوں کی طرف پھیر دیا گیا اور خالص دودھ بن گیا۔ پھر اس پر یہ تدریجی عمل مسلسل رہتا ہے حتیٰ کہ جنت یا دوزخ میں سے جو بھی حکم وطبع میں اس کے مناسب ہو اس میں جا ٹھہرتا ہے۔ اور اس وقت ہر فریق اپنے اس محل سے جدا ہونے سے امن میں ہو جاتا ہے جس سے پیدا کیا گیا۔

تدبیر مفردات کی صفت

اور رہی تدبیر مفردات کی صفت تو وہ یہ ہے کہ اے بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی طرف راستہ ان افراد کے علم کی طرح ... راستے کی طرح ہے جو کہ خاصیت کے ساتھ جہان میں مؤثر ہوتے ہیں۔ اور یہ وہبی علوم سے ہے نہ کہ کسبی علوم سے۔ اور اس میں تمام ان چیزوں میں سے نہیں جنہیں ظاہر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اجازت عطا فرمائی۔ پس چاہئے کہ وہ لوگ جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اس سے ڈریں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا دردناک عذاب میں مبتلا ہوں۔ اور ایک قوم نے خلاف ورزی کی پس ... سے ... خداوندی کے بغیر طلب کیا تو دنیا وآخرت میں خسارے میں رہے۔ اور ان سے ان کے شاگرد منتشر ہو گئے جو کہ ان میں طبیعت یا استناد رکھتے تھے۔ اور ان کے متعلق بیان کرنے لگے کہ یہ تو زغلیہ ہیں۔ یعنی یہ تو غیر معیاری لوگ ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے اس سے عافیت مانگتے ہیں۔ یہاں پر شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ رسالہ ختم ہوا۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فتح المطالب کی طلب سے پرحذر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جو ان کی فتح کرے وہ خواص حروف کی کتاب پڑھے جو کہ لوح محفوظ میں لکھی ہے ان ملائکہ پر جو کہ ظہور حروف اور ان کی حفاظت کے موکل ہیں۔ پھر خواص ازمنہ کی کتاب پڑھے۔ سر شمس وقمر کے چھپانے والے پر۔ پھر عقاقیر کے خواص کی کتاب پڑھے جن کی مہکیں ان جنات کی ... کے مناسب ہیں جو کہ ان گروہوں کے شیخ المشائخ ابلیس لعین پر حفظ مطالب کے ساتھ موکل ہیں۔ اور ان طرق کے بغیر فتح مطالب

مت طلب کرو۔انتہی۔پس اسے سمجھ لے۔ہدایت پائے گا۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مٹی اور سونا برابر

میں ابھی بالغ نہ تھا جب سے میرے نزدیک مٹی اور سونا برابر۔مٹی سے بھی زیادہ سونے کی طرف سے بے توجہی تھی۔اور اس مقام پر تقریباً سال بھر قائم رہا۔پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے مٹی پر سونے کی ترجیح کی حکمت پر مطلع فرمایا۔پس ابناء دنیا کی طرح حکم طبع کے ساتھ نہیں بلکہ مجھے اس کا مرتبہ معلوم ہونے کی بناء پر میں نے اسے ترجیح دی۔اور یہ حال پہلے کی نسبت اکمل ہے۔پس اب میری حالت دنیا کے محبت کی طرح ہے جبکہ قصد مختلف ہے۔کیونکہ میں بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کے طور پر اپنے پاس سونا صرف اس لئے رکھتا ہوں کہ اس نے خرید وفروخت اس کے ساتھ مقرر فرمائی ہے نہ کہ اس کے غیر کے ساتھ۔پس شرعاً جہاں دنیا میں زُہد کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد قلب کے اس کی طرف مائل ہونے میں زُہد ہے نہ کہ مائل ہوئے بغیر اسے روکنے میں۔پس اسے سمجھ لے۔

زہد میں امام شعرانی کا مقام

اور میں بحمد تعالیٰ زُہد میں یہاں تک پہنچ چکا ہوں کہ اگر آسمان سے سونا برسے اور لوگ اپنی جھولیاں بھرنے لگیں تو میں اس کی طرف حساب کے لئے بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہونے کے خوف سے حرکت نہ کروں۔رہا حضرت ایوب علیہ السلام سے منقول واقعہ کہ جب آسمان سے سونا برسا تو آپ نے کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا تو آپ ایسے امر میں حساب سے معصوم ہیں۔جس طرح کہ اس کی طرف حضرت سلیمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا اشارہ ہے۔ھذا عطاء نا فامنن اوامسك بغیر حساب (ص آیت ۳۹) یہ ہماری عطا ہے چاہے احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی) تو جسے اللہ تعالیٰ نے حساب سے پناہ دی ہو تو اسے جائز ہے کہ اس بارے میں اقتداء کرے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے واقع ہوا۔

اور اسی طرح بحمد اللہ تعالیٰ زُہد میں اس حد تک پہنچ چکا ہوں کہ اگر سونے اور چاندی کے ڈھیروں پر میرا گزر ہو تو میں ایک دینار یا نصف دینار لینے کے لئے اپنا سر نیچا نہ کروں۔مگر اس روز پیش آنے والی حاجت کے لئے یا اپنے ذمہ واجب الادا قرض کے لئے۔پھر جب میں کوئی چیز لیتا ہوں تو ایک دن کی خوراک سے زیادہ کبھی نہیں لیتا۔

اور اسی طرح بحمد اللہ عزوجل زُہد میں یہاں تک پہنچ چکا ہوں کہ اگر رات میں میرے پاس سونے سے لدی خچر وغیرہ آجائے تو میں اسے بوجھ سمیت باہر نکال دوں اور دروازہ بند کرلوں حساب کے خوف سے۔نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے جب جبریل علیہ السلام نے سونے اور زمرد کے پہاڑ آپ پر پیش کئے تو آپ نے لوٹا دیئے۔

اور اسی طرح بحمد اللہ عزوجل میں زُہد کی اس حد تک پہنچ چکا ہوں کہ اگر بادشاہ فقراء میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہزار دینار لکھ دے۔اور ان پر میرا نام درج کردے۔پس اس میں کوئی آدمی مجھ سے معارضہ کرے اور میرا نام مٹا دے اور کہے کہ یہ شخص مثلاً اپنے فسق کی وجہ سے اس کا مستحق نہیں تو اس کے ردعمل میں میرا ایک بال بھی اس پر متغیر نہیں ہوگا۔بلکہ مجھے اس دنیا سے محروم کرنے میں جس کی مجھے حاجت نہیں اس کی کوشش سے مجھے قلبی راحت ہوگی۔

اسی طرح بحمد اللہ تعالیٰ میں زُہد کی اس حد تک ہوں کہ فرض کرو میں نے دنیا سے کئی من سونا جمع کرلیا پس کسی نے چوری کرلیا یا میرے

پاس سے اٹھالیا تو اس پر میرا ایک بال بھی مکدر نہیں ہوگا۔ پھر جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اسے میں کوئی عظیم مقام نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ مقام تو طریق میں داخلے کے آغاز میں ایک مرید کے اخلاق سے ہے۔ پس اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے دنیا والوں میں سے کسی کو اسے کسی فقیر سے بعید نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور جو اس حال میں ہو وہ عمل کیمیا اور حفر مطالب کی مشقت سے بے نیاز ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔صوفی یا صالح ہونے کے نام پر حاصل شدہ چیز سے پرہیز

میں اس چیز سے کھانے کو پسند نہیں کرتا جو مجھے اس نام پر دی گئی کہ صوفی ہوں یا صالحین میں سے ہوں۔ اسی طرح میں خانقاہوں کی وہ روٹی بھی نہیں کھاتا جو کہ صوفیہ کے لئے مشروط ہو۔ کیونکہ عرف میں اسم صوفی کا اطلاق صرف اسی پر ہوتا ہے جو کہ ان صوفیہ کے قدم پر ہو جو کہ زہد۔ ورع اور تمام اعضاء کے حرام سے حفاظت کے حوالے سے رسالہ قشیری وغیرہ میں مذکور ہیں۔ یہاں تک پابند ہو کہ عقل مند علماء اس کے حق میں اس کی گواہی دیں۔ رہا وہ شخص جس کا باطن ایسا آلودہ ہو کہ اگر لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو اسے برا جانیں اور حقیر سمجھیں تو اس کے لئے ادبا درست نہیں کہ اس سے کھائے جو صوفیہ پر وقف ہو۔ اور یہ وہ دروازہ ہے جس سے شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ داخل ہوئے جب آپ پر خانقاہ بیبرسیہ اور سعید السعداء کے صوفیہ نے مطالبہ کیا لیکن آپ پر کچھ اعتراض تھا کہ آپ نے ارباب حاجت کو اس سے روکنا چاہا۔ ادب یہ تھا کہ ان پر پیش کر دیتے۔ جو چاہتا اس میں آپ کی پیروی کرتا اور جو چاہتا اس سے لے لیتا اور بقدر حاجت کھا لیتا۔

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ صرف سعید السعداء کی خانقاہ کی روٹی کھاتے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشارے سے تعمیر کی گئی اور اسے بعض نیک بادشاہوں نے وقف کیا تھا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اگر تو تصوف میں شیخ زکریا کے مقام میں ہے تو کھالے۔ ورنہ پارسائی اسے ترک کر دینا ہے۔ پس بیشک شیخ زکریا اور شیخ جلال الدین اور ان جیسے حضرات بلاشک وشبہ صوفیہ میں سے تھے۔ کیونکہ صوفی ہر وہ عالم ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی تقریر آغاز کتاب میں گزر چکی۔ اور شیخ خلیل المالکی کے شیخ، شیخ عبداللہ المنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ خانقاہ کی سکونت سے صرف اس لئے رکے اور آپ نے فرمایا: یہ صوفیہ پر وقف کی گئی ہے اور میں صوفی نہیں ہوں۔ کہ آپ نے تواضع فرمائی۔ ورنہ مخلوق کا آپ کی بزرگی اور علم پر اجماع ہے اور یہ کہ آپ مصر کے اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ پس اسے جان لے۔

اور جب ہماری خانقاہ کی جہات تفتیش کے دوران جہت سلطان کے لئے نکلیں تو دفتری جماعت نے مجھے کہا کہ بادشاہ نے تمہارے لئے اس کی سخاوت کی ہے جو کہ نائب سلطان ہے۔ اور اب تم حلال کھانے لگے ہو۔ اور اس کی بنا پر مجاورین خوش ہو گئے۔ جبکہ مجھے اس سے خوشی نہ ہوئی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بادشاہ نے میرے متعلق اگر سنا نہ ہوتا کہ میں صالح ہوں مجھے ایک گز بھر زمین نہ دیتا اس کے بعد کہ یہ بات سلطان کے لئے ظاہر ہوئی اس طرز عمل کے قرینے کے ساتھ جسے یہ لوگ اس کے متعلق اختیار کرتے ہیں جو کہ صلاح کے ساتھ مشہور نہ ہو۔ پس اے بھائی! میری حالت نہ پوچھ جس میں اب کھانے کے بارے میں پرہیز کی وجہ سے مبتلا ہوں۔ جس طرح کہ میرے عیال نے اس سے کھایا اس حیثیت سے کہ اس نے دین کے عوض کھایا جو کہ از روئے گناہ امور دنیا کے ساتھ کھانے سے زیادہ عظیم ہے۔ پس ہم زیادہ خفیف سے زیادہ مشکل کی طرف منتقل ہوئے۔ پس بیشک ہر مسلمان کے لئے بیت المال میں استحقاق کی مشابہت ہے۔ پس

وہ اس سے کھا سکتا ہے۔اور دین کے ساتھ کھانا ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے متعلق کسی کے لئے اجازت نہیں۔پس میں اللہ جل وعلا سے اپنی حمایت کی اور اپنے عیال میں سے اس پر لطف کی دعا کرتا ہوں جس نے اس سے کھایا۔فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-تمام مسلمانوں پر اوران کے حکام پر کثرت شفقت

میر اتمام مسلمانوں پر اوران کے فرماں رواؤں پر کثرت سے شفقت کرنا ہے یہاں تک کہ میں حاکم کی بیماری کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہوں اوراس کی شفاء میں شفایاب ہو جاتا ہوں۔اور مسلمانوں پر اوران کے حکام پر میری یہ شفقت ہے کہ ہرروز وشب میں انہیں ان اخبار وآیات کے ذریعے حفاظت کرتا ہوں جن کی وجہ سے آفات معلقہ دور ہوتی ہیں۔یہاں تک کہ نیل کے پھیلنے کے ایام میں ان کے پلوں کی حفاظت کرتا ہوں اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ قبل از وقت منقطع ہو جاتا ہے یا نافرمان لوگ اسے اسی طرح قطع کر دیتے ہیں۔پس لوگ اپنی اراضی کی سیرابی یا بعض کی سیرابی حاصل نہیں کر سکتے۔اسی طرح کیڑوں مکوڑوں چوٹوں اور بارش کے نزول سے جو کہ دانہ سخت ہونے کے بعد کھیتی کو جلا دیتی ہے طلوع ثریا تک ان کی کھیتیوں کی حفاظت کرتا ہوں۔کیونکہ مرفوعاً وارد ہے کہ جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو کھیتیاں آفات سے بچ جاتی ہیں۔

اسی طرح پھلوں اور سبزیوں کی کونپلوں کی سخت ٹھنڈ اور شدید گرمی سے نگہبانی کرتا ہوں کیونکہ وہ کونپلیں جھاڑ دیتی ہیں۔اور یوں لوگوں کو خسارہ ہوتا ہے جو کہ جلدی میں مال کا وزن کرتے ہیں۔اور یونہی میں ان پست ذہن لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے سے نگہبانی کرتا ہوں محمل نکلنے کے یا حجاج کے نکلنے یا داخلے کے دن۔یا ایام وفاء میں دریائے نیل کا زور ٹوٹنے کے دن یا شہر میں نئے نائب کے داخلے کے دن یا عمل مولد یا عرس وغیرہ کے وقت پس میں ان سب کی نگہبانی کرتا ہوں اوران کے گھروں اور دکانوں کی حفاظت کرتا ہوں کہ کہیں ان کی غیر حاضری میں چور ان کا مال ومتاع لوٹ لیں۔

امام شعرانی کا ایک خواب اور خلق خدا پر رحم

اور میں نے جوانی میں خواب دیکھا کہ میں شیشے کی وسیع زمین میں ہوں جس پر بادل تک ایک اونچی فصیل ہے۔اوراس کا کوئی دروازہ نہیں اور میں شیخ نورالدین الشونی کے پیچھے ہوں جو کہ مصر اوراس کے دیہات میں بلکہ تمام عالم اسلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی مجالس کے شیخ ہیں اس تقاضے کے مطابق کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جس نے ایسی صورت میں مجالس دورود شریف وضع کیں۔ہم چل رہے ہیں کہ آسمان کی طرف سے سونے کی زنجیر میں پانی کا مشکیزہ نازل ہوا۔اوراس حد پر آ کر رک گیا کہ کھڑے آدمی کا منہ پہنچ سکے۔پس شیخ نورالدین نے اس سے پیا۔پھر باقی ماندہ مجھے عطا فرمایا۔پھر میں پیدل چلتا ہوا آپ سے آگے نکل گیا اور آپ کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔پس میرے لئے تختی کے مشابہ ایک چیز نازل ہوئی اور یہ چاندی کی زنجیر میں ہے یہاں تک اسی طرح منہ پہنچنے کی حد پر رک گئی۔میں نے اس میں تین چشمے دیکھے جن سے شکر سے زیادہ شیریں ٹھنڈا پانی بہہ رہا ہے۔اور میں نے اوپر کے چشمے پر لکھا دیکھا کہ اس چشمے کا مرکز حضرت الٰہیہ سے ہے۔اوراس سے نچلے یعنی درمیانی چشمے پر لکھا ہے کہ اس کا مرکز عرش سے ہے۔اور سب سے نچلے چشمے پر لکھا ہے کہ اس کا مرکز کرسی سے ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں عرش والے چشمے سے پی رہا ہوں۔میں نے یہ خواب شیخ شہاب الدین الہوامزی الواعظ سے کہا جو کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہیں۔تو

آپ نے کہا: میں ایک دینار کے بغیر تیرے لئے اس کی تعبیر نہیں کہوں گا۔ پس شیخ نور الدین الشونی نے انہیں ایک دینار دے دیا۔ پس آپ نے میرے متعلق فرمایا: یہ سارے جہان پر رحمت کا خلق اپنائے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے عرش پر استواء کا ذکر نہیں فرمایا مگر اپنے اسم "الرحمن" کے ساتھ۔ انتہی۔ پس اس دن سے میں تمام مخلوق پر رحم کرتا ہوں۔ پس ہر مخلوق کے لئے میرے ہاں اس کے حسب حال رحمت ہے۔ مومن ہو یا کافر۔ اور یہ خلق فقراء کے اعظم اخلاق میں سے ہے۔ اور میں نے مصر اور اس کے مضافات میں اپنے بھائیوں میں سے کوئی بھی اسے اپنانے والا نہیں دیکھا مگر قلیل۔ اور ان کے اکثر کو تو صرف اپنے نفس کی یا اس کی فکر پڑی ہے جو اس کی پناہ میں ہے۔

اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ مسلمانوں کے غم واندوہ برداشت کرنے کا مقام ہر فقیر کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو صرف بعض افراد کو حاصل ہے جیسے سیّدی ابراہیم المتبولی اور سیدی علی الخواص۔ اور یہ بھی گزر چکا کہ مسلمانوں کے غم واندوہ اٹھانے والے کی علامت یہ ہے کہ وہ ان کی پریشانی کے ایام میں افطار کرتا ہے نہ ہنستا ہے۔ حمام میں داخل ہوتا ہے نہ اپنے کپڑوں کو خوشبو لگاتا ہے۔ اور نہ ہی کچھ اور۔ بلکہ اس کی حالت اس عظیم مصیبت والے کی حالت کی طرح ہوتی ہے جس دن کہ اس کا نہایت عزیز بیٹا یا بھائی مر جائے یا اس کا گھر اجڑ جائے۔ یا اسے منصب سے معزول کر دیا جائے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ میں اپنے شاگردوں۔ سلطان یا اس کے نائب کی بیماری کی وجہ سے اکثر بیمار ہو جاتا ہوں۔ اور جب ۹۶۰ھ میں سلطان سلیمان بیمار ہوا تو اس کی بیماری کے ایام میں میں بھی اسی جیسی بیماری میں مبتلا ہوا۔ اور اسی طرح بادشاہ علی وزیر کے بیمار ہونے پر۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے اصول وفروع کی تعریف سے پرہیز

میرا اپنے اصول وفروع کی اس کے سامنے تعریف نہ کرنا جو انہیں نہیں پہچانتا مگر کسی صحیح شرعی غرض کے لئے۔ پس صوفیہ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے آباؤ اجداد پر اعتماد کرتا ہے وہ فضائل کھو بیٹھتا ہے۔ اور میں نے فقراء میں سے اسے دیکھا ہے جسے لوگوں نے اس کے جد کے ساتھ عار دلائی اور کہا کہ فلاں کے لئے مشیخت میں کوئی قدم نہیں اور نہ ہی اس کے آباء میں سے کوئی شیخ تھا۔ اس نے تو مشیخت ہاتھ سے پکڑی ہے۔ اس سے اسے تشویش لاحق ہوئی۔ اور اس نے اپنے باپ کے لئے ایک تابوت اور پردہ بنایا تاکہ اس کے لئے مشیخت میں اصل ہو جائے۔

اور ایک دفعہ میں شیخ بننے والوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کے افعال اولیاء اور ان کی اولاد کے افعال سے بعید دیکھے جن کے متعلق وہ گمان کرتا تھا کہ اس نے ان سے فیض حاصل کیا ہے یا یہ کہ وہ ان میں سے ہے۔ جب اسے میری طرف سے اس کا شعور ہوا تو اس نے خطرہ محسوس کیا کہ میں اسے حقیر جانوں تو کہنے لگا: میں نے عبادت میں اس زمانے میں اپنے والد کے قدم پر کسی کو نہیں دیکھا نہ ہی خانقاہوں کے مشائخ کو۔ کیونکہ آپ دن میں روزے اور رات میں قیام سے ملال محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ وہ مشیخت میں اصلی ہے۔ پھر کہنے لگا: واللہ میں اپنے والد صاحب کی طرح ایک دن بھی کام کرنے سے عاجز ہوں۔ میں قدرت نہیں رکھتا۔ باوجودیکہ اس کا والد ایک مستور الحال آدمی ہے۔ اسے اپنے مذکور بیٹے کی طرح صلاح میں شہرت حاصل نہیں۔ پس اس بیٹے کے معتقدین نے کہنا شروع کر دیا کہ جب سیّدی شیخ نے اپنے والد کے عمل سے عاجز ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کے والد کا کام تو عظیم ہے تو چاہئے کہ جو اپنے باپ یا دادا کی مدح سرائی کرتا ہے وہ اپنے نفس کا تجسس کرے۔ پس بسا اوقات یہ حظوظ نفس میں سے کسی حظ

کے لئے ہوتا ہے۔

اور میں نے شیخ بننے والوں میں سے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنے لئے مدفن اور بہت بڑا قبہ بنا رکھا تھا جس پر زر کثیر صرف کیا۔ اور ایک اور شخص دیکھا جس نے اپنے لئے اپنی زندگی میں مدفن اور خلوت خانہ بنا رکھا تھا۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے لئے خلوت خانہ اور تابوت بنایا تو اس کے اہل محلہ نے اس پر انکار کیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کا ستر چرالیا اور اس کا تابوت توڑ دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ شیخ نہیں تھا تو مشائخ کی حکایت کیونکر کرتا ہے۔

اور میں نے تقریباً دو سو مشائخ کو پایا۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسا اہتمام نہ کیا۔ یہ تو معتقدین ہیں جو کہ اس کی وفات کے بعد تعظیماً اس کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اور سیّدی شیخ نورالدین الشونی جن کا گزشتہ نعمت میں تذکرہ ہوا جو کہ ہماری خانقاہ کے دروازے کے ساتھ مدفون ہیں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کئی قبروں کی زیارت کی جاتی ہے حالانکہ صاحب قبر آگ میں ہوتا ہے۔ ہم اللہ عزوجل سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ پس اے بھائی! پرہیز کر پھر پرہیز کر اپنے آباؤ اجداد یا اپنے اعمال پر فخر کرنے سے۔ کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ تیرا لوٹنا کدھر ہے۔ انتہی۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ شیخ نورالدین الشونی کے مذکورالصدر قول سے مراد ان لوگوں کی قبریں ہیں جنہوں نے پیری مریدی کو محض دنیا کمانے کے لئے اور حظوظ نفس کے حصول کے لئے ذریعہ بنایا۔ جسے قرآن کریم نے ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا سے تعبیر فرمایا ہے۔ مقربین مخلصین اور اولیاء کاملین واصلین کے مزارات ہرگز مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تو شعائر اللہ میں سے ہیں۔ ان کی تعظیم وتکریم تو مطلوب شرعی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے چنانچہ خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ اپنی تفسیر فتح العزیز میں زیر آیت ایاك نعبد اقسام عبادت کے تحت فرماتے ہیں۔ آنچہ تعلق بچشم دارد دیدن مشاہد خیر مثل کعبہ شریف وقرآن مجید و دیدن بزرگان مثل انبیاء اولیاء و زیارت قبور شہداء وصالحاں۔ جو عبادت آنکھ سے متعلق ہے مقامات متبرکہ کی زیارت کرنا جیسے کعبہ شریف۔ قرآن مجید۔ اور بزرگوں کی زیارت کرنا جیسے انبیاء، اولیاء۔ اور شہداء و اولیاء کے مزارات کی زیارت کرنا۔ انتہی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہٗ ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ حظ نفس کی حقوق باری تعالیٰ سے تمیز

میں باری تعالیٰ کے حقوق سے اپنے نفس کے حظ کی تمیز کرتا ہوں۔ پس میں اپنے نفس کو کھلاتا۔ پلاتا ہوں۔ اس حوالے سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے نہ اس لئے کہ غفلت کے ساتھ اس سے لذت اور تقویٰ پاتا ہوں۔ اسی طرح میں اس سے محبت نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے مثلاً اس لئے کہ اس میں میرے نفس کی راحت ہے۔ میں تو اس حیثیت سے عفو پسند کرتا ہوں کہ حق جل وعلا نے اپنی ذات کے متعلق خبر دی ہے کہ اسے یہ پسند ہے۔ پس اگر عفو سے اللہ تعالیٰ کو محبت نہ ہوتی تو میں اسے پسند نہ کرتا۔ اگر دقیق جزو میں راحت بدن کی حیثیت سے عفو پسند کرے تو وہ بہت ضعیف ہے۔ اور اس مشہد کا میرے ہم زمانہ لوگوں میں سے میں نے کسی میں ذوق نہیں دیکھا مگر قلیل۔ اور اس کی مثل پہلے گزر چکی ہے کہ موسم سرما میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ ہمیشہ وضو کرتا ہوں تاکہ ٹھنڈک سے حاصل شدہ تکلیف برداشت کروں۔ حتیٰ کہ جب موسم گرما میں نفس مبالغے سے وضو کرنے کی طلب کرے اور ٹھنڈے پانی سے لذت پائے تو میں اسے کہتا ہوں کہ تیرا اب پانی سے لذت حاصل کرنا تیرے حظ نفس کی موافقت کی وجہ سے ہے۔ حضرت شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباغ وضو کے امر کی

تعمیل کے طور پر نہیں۔ یہاں میرے نفس کی حجت مضمحل ہو جاتی ہے جبکہ وہ جھوٹا ہو۔ تو اگر موسم سرما میں اس کا پانی سے رنج محسوس کرنا نہ ہوتا تو میں موسم گرما میں حظ شرع کا حظ نفس سے امتیاز نہ پہچان سکتا۔

پس اے بھائی! اس خلق پر اور اس کے نظائر پر عمل کر۔ کیونکہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ صرف حق جل وعلا کے امر کے امتثال کا قصد نہ ہو وہ مضمحل ہے پس تمام افعال واقوال کو اسی خلق پر قیاس کر۔ اور کسی چیز سے محبت کر اور نہ اس سے بغض رکھ مگر حق جل وعلا کی متابعت کے طور پر۔ اور اس میں دخول جنت کی محبت کی آمیزش جو اس پر ابھارے بری نہیں۔ گرچہ محض امتثال امر کے طور پر اکمل ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-زیارت احباب میں احتیاط

میں اس کی زیارت میں پہل نہیں کرتا جس کے بارے میں مجھے علم ہو کہ وہ مجھے بدلہ دے گا اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ ہدیہ کے ساتھ پہل کرنے کی مثل زیارت کی تکلیف کرے گا جس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ اس پر بدلہ دے گا۔ کیونکہ ہدیہ اور زیارت میں پہل بالاصالت شروع نہیں مگر متنفر دلوں کو الفت دلانے کے لئے۔ جبکہ بحمد اللہ تعالیٰ میں تمام مسلمانوں سے محبت کرتا ہوں اور سورج کی طرح واضح طریق شرعی کے بغیر میں کسی کو ناپسند نہیں کرتا۔ پھر میں اپنے مسلمان بھائی سے صرف اس کی بری صفت کو ناپسند کرتا ہوں نہ کہ اس کی ذات کو۔ اور جب وہ اس برے کام سے توبہ کر لے تو میں ذات اور صفت دونوں حوالوں سے اس سے محبت کرتا ہوں۔

اور شدت اشتیاق کے باوجود اپنے احباب میں سے جس کی زیارت اکثر اس لئے ترک کرتا ہوں کہ وہ میرے بدلے کے طور پر زیارت کی تکلیف کرے گا صالح بھائی عالم پارسا شیخ شمس الدین الخطیب الشربینی مفتی جامع از ہر المنہاج اور التنبیہ کے شارح۔ شیخ صالح الشیخ سراج الدین الحانوتی الحنفی اور شیخ علامہ الشیخ نور الدین الطند تائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں نفع بخشے۔ پس اسے جان لے۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو چاہے کہ علماء اور صالحین میں سے کوئی تیرے پاس آمد و رفت رکھے۔ کیونکہ تیرے پاس آنے میں تو ان کا حق پورا ادا نہیں کر سکے گا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ عزوجل تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-علم کیمیا کے اشارے سے اجتناب

میں اپنے منصب کے لئے لوگوں کو اس امر کا وہم نہیں دلاتا کہ علم کیمیا جانتا ہوں اس قصد سے کہ لوگوں کے قلوب مجھ سے الفت کریں حتیٰ کہ انہیں طریق قوم کے سلوک کی راہنمائی کروں۔ جس طرح کہ اس دور میں فقراء عجم کا ایک گروہ ظاہر ہوا ہے جس کا یہی دستور ہے حالانکہ انہیں اپنے مشائخ سے اجازت نہیں چہ جائیکہ انہیں حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اذن حاصل ہو۔ پس بیشک یہ طریق سے خارج ہونا اور پیروکاروں کی گمراہی ہے۔ اور صوفیہ نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ انجام کی خرابی آغاز کی خرابی کی وجہ سے ہے۔ اور بسا اوقات شیخ کو لے ڈوبتا ہے پس کلی طور پر بربادی ہو جاتی ہے اور وہ زغلی ہو جاتا ہے یعنی اشیاء کو جلا کر کوئلہ بنانے والا محض بے کار۔ اور اس بات نے بے شمار مخلوق کو برباد کر دیا۔ اور ان کے مریدین حکومتی اہلکاروں کی اولاد۔ تاجروں اور علماء کو اپنے مشائخ کی طرف کھینچنے والے ہو گئے۔ انہیں کہتے ہیں کہ ہمارا شیخ عین اشیاء کو بدل دیتا ہے۔ تانبے کو سونا بنا دیتا ہے۔ پس وہ علم و تجارت کی مصروفیات ترک کر دیتے ہیں جس پر ان کے معاش کا دارومدار ہے اور ان میں سے کوئی اس کے لئے شملہ۔ سفید جبہ بناتا ہے۔ اور اس نصاب سے وہ کچھ

طلب کرتا ہے جو کہ اس کے لئے صحیح نہیں۔اس شخص کی طرح جو کہ اونٹ کو خچر پر سوار کر کے نسل طلب کرتا ہے۔جو کہ کچھ جنتی ہی نہیں۔تو اے بھائی! ایسے فعل سے بچ۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للّٰه رب العالمين۔

احسان خداوندی-جامع کلمات کے الہامات

مجھے تسبیح۔استغفار اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے جامع کلمات کا الہام فرماتا ہے تا کہ میں ان کے ساتھ مشغول رہوں۔جب شارع سے اس بارے میں وارد کلمات میرے علم سے بعید ہوں۔علی الخصوص جب بھی میری عمر تنگ ہو یا شب و روز کے اوراد کی قرأت کا وقت تنگ ہو۔تو جب میں ۹۵۹ھ میں داخل ہوا تو مجھے الہام ہوا کہ رات کے ورد کی ابتداء میں ہزار بار یہ کہوں۔بسم الله الرحمٰن الرحيم علي ايماني واسلامي و احساني۔میں نے اپنے جی میں فرشتہ الہام سے کہا کہ تو نے میرے لئے ایمان کو اسلام سے مقدم کیوں کیا جبکہ علماء کے نزدیک اسلام کا مرتبہ ایمان سے پہلے ہوتا ہے؟ تو اس نے مجھے کہا کہ اسلام کے اعمال کا حکم چلا گیا اور تو مدت العمر انہیں میں ہے۔اور اعمال قلبیہ ہی باقی رہ گئے ہیں کیونکہ طلوع روح کے وقت ان کا حکم ہے۔پس میں نے اس سے پوچھا: تو کیا میں اہل احسان میں سے ہوں؟ اس نے کہا: ہاں۔اور ہر مسلمان کے لئے مقام احسان سے ایک حصہ ہے جس طرح کہ تمام مقامات اولیاء میں ہے۔پس کسی مسلمان کا مقامات میں سے کسی مقام سے کلی طور پر مجرد ہونا ممکن نہیں۔لوگ جب اوپر والے کے مقام سے فروتر مرتبے کے قرین ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ فلاں کے ہاں خوف خدا نہیں یا فلاں دنیا میں زاہد نہیں یا وہ اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع نہیں رکھتا وغیرہ ذالک۔حالانکہ اس کے لئے ہر مقام سے ایک حصہ ہے لیکن عطاء خداوندی کے مطابق۔انتہی۔

پس میں نے اس سے کہا کہ کیا ان تین مقامات سے جن کی طرف ہم نے ہزار بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ورد سے ترقی کی ہے دین کی کوئی چیز خارج ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔اللہ تعالیٰ کے حضور موجبات قرب میں سے ہر چیز اسلام۔ایمان اور احسان کی طرف لوٹتی ہے۔وہاں صرف یہی ہیں اور ان کے توابع۔تو جو شخص ان تینوں میں سے ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر آیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے عذاب کی شدت سے نجات پا گیا اور رہا مقام ایقان تو یہ مقام عمل نہیں۔

اور مذکورہ سن میں مجھے الہام ہوا کہ ہزار بار یہ پڑھوں اللهم انی اسئلك ان تصلي وتسلم علي سيدنا محمد وعلي سائر الانبياء والمرسلين وعلي الهم وصحبهم اجمعين وان تشغلني بك في الدارين علي وجه الكشف والشهود دون الحجاب۔

اور اسی سن میں میرے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ میرے علم سے رکوع میں وارد تمام اذکار دور ہو گئے۔ان میں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ قول ذہن میں رہ گیا۔اما الركوع فعظموا فيه الرب۔یعنی رکوع میں رب کریم کی تعظیم کرو۔اور مجھے پہچان نہ ہو سکی کہ کس صیغے کے ساتھ اس کی تعظیم کروں۔پس مجھے کہا گیا کہ یہ کہہ: سبحان من كان جميع ما عرفه الخلق كلهم من عظمته كذرة من البحر المحيط بالنسبة لما جهلوه او كذرة في فضاء ليس له سماء والارض۔یعنی وہ پاک ہے کہ اس کی ساری مخلوق نے اس کی عظمت سے جو کچھ پہچانا وہ اس کے سامنے جس سے وہ ناواقف ہیں بحر محیط کے ذرے کی طرح ہے یا ایسی فضاء میں ذرے کی طرح جس کے لئے آسمان ہے نہ زمین۔

اور جب استغفار میں وارد صیغے میرے علم سے بعید ہو گئے تو مجھے یہ الہام فرمایا گیا: اللھم ان ذنوبی قدر حجت علی ذنوب الاولین والاخرین ولکنھا فی جنب عفوك کلا شیء. الٰہی میرے گناہ اگلوں پچھلوں کے گناہوں سے زیادہ ہیں لیکن تیری شان عفو کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے استغفار کا صیغہ جب میرے علم سے بعید ہوا تو یہ الہام ہوا اللھم انی اسئلك بك ان تصلی و تسلم علی سیّدنا محمد و علی سائر الانبیاء والمرسلین وان تغفرلنا ما مضی وان تحفظنا فیما بقی. اللھم ان الاولین والاخرین حطوا رحالھم علی ساحل بحر جودك وکرمك ینتظرون فضلك و احسانك فاجزل لنا ولھم المغفرة فان عظم المغفرة تابع لعظمة الذنب. اللھم ان الاولین والاخرین من المسلمین قدغرقوا فی بحر جودك و کرمك من حین اخرجتھم من العدم فلا تخرجھم من ابدالا بدین و دھر الداھرین. الٰہی! میں تجھ سے تیرے ذریعے سے سوال کرتا ہوں کہ تو درود شریف اور سلام بھیج ہمارے آقا حضرت محمد پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر اور ہمارے لئے بخش دے جو ہو چکا اور ہماری حفاظت فرما اس میں جو باقی ہے۔ الٰہی! اگلوں پچھلوں نے اپنے کجاوے تیرے جود و کرم کے سمندر کے ساحل پر اتار دیئے۔ تیرے فضل واحسان کے منتظر ہیں۔ پس ہمیں اور انہیں مغفرت عظیم عطا فرما۔ بیشک مغفرت کی عظمت گناہ کی عظمت کے تابع ہے۔ الٰہی! اگلے پچھلے مسلمان جب سے تو نے انہیں عدم سے نکالا۔ تیرے جود و کرم کے سمندر میں مستغرق ہیں پس انہیں ابدالاباد تک اس سے باہر نہ نکالنا۔

اور میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میرے علم سے اذکار طواف بعید ہو گئے تو مجھے کہا گیا کہ یہ کہہ: اللھم انی اسئلك بك ان تصلی و تسلم علی سیّدنا محمد و علی سائر الانبیاء والمرسلین وان تجعل جمیع حرکاتی و سکناتی فی حق نفسی و فی حق غیری سعیدة و کذالك فافعل بجمیع اخوانی. الٰہی! میں تجھ سے تیرے ذریعے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد پر صلوۃ وسلام فرمائے اور تمام انبیاء و مرسلین پر۔ اور یہ کہ میری تمام حرکات و سکنات میرے اپنے حق میں اور میرے غیر کے حق میں باسعادت فرما۔ اور یہی سلوک فرما میرے تمام بھائیوں کے ساتھ۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: کہ فرشتہ الہام سے مراد غائب فرشتہ ہے جسے بندہ جانتا ہے اور اس کا جسم نہیں دیکھتا۔ بخلاف فرشتہ وحی کے کہ نبی علیہ السلام اسے دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی تقریر کئی بار گزر چکی۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مشائخ کی زیارت اور سفر آخرت کی تیاری

جب میں ۹۶۱ھ میں داخل ہوا تو ان علماء مشائخ کی یکے بعد دیگرے زیارتیں ہونے لگی جن کا میں نے زمانہ پایا اور انہوں نے مجھے دار آخرت کی طرف سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ مجھے کھانے پینے میں لذت رہی۔ نہ ہی میں اپنا عمامہ دھوتا ہوں حتیٰ کہ وہ مجھے شدید میل کچیل کی بنا پر اسے دھونے کا حکم دیں۔ چنانچہ مجھے سیّدی شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: سفر کی تیاری کرو۔ اور کثیر زادراہ جمع کرو۔ کیونکہ عنقریب تو رحلت کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے سامنے اپنے اعمال کی

کثرت طلب نہ کر۔ میں نے آپ سے کہا: تو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھوں؟ فرمایا: سب خیر ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا مقام دیا ہے جس سے میں نے خلائق کے اعمال کی باہمی فضیلت پہچان لی ہے۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے برزخ کا دربان بنایا ہے۔ پس کوئی بھی کسی عمل کے ساتھ برزخ کی طرف داخل نہیں ہوتا مگر میں اسے پہچانتا ہوں۔ اور مجھ پر وارد ہونے والے اعمال میں ہمارے اصحاب کے عمل سے زیادہ روشن اور پر ضیاء کوئی عمل نہیں۔ انتہی۔

اور میں نے صالح بھائی الشیخ عبدالقادر کو دیکھا اور آپ نے مجھے فرمایا: سفر کے لئے تیاری کر۔ پس ہم سب کے سب تریسٹھ سال کے آغاز میں فوت ہو جائیں گے۔ اور میں نے شیخ صالح سیّدی ابوالحسن الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ اور آپ نے مجھے فرمایا: میرے ساتھ کھڑا ہو کہ سفر کریں۔ پس میں نے سفر کے لئے آپ کے حکم پر تیاری کی۔ پھر دوسری مرتبہ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تیاری کرو۔ ہم تمہیں نہیں لیں گے مگر آئندہ سفر میں۔ اور میں نے اپنے والد سیّدی خضر کو دیکھا جنہوں نے میری یتیمی میں میری کفالت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: سفر کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اور اپنے لئے دو سینہ بند خرید لو۔ ہر سینہ بند تین گز کا ہو۔ اور آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم کے وہ واقعات بیان فرمائے جو آپ پر ہوئے۔ اور آپ موسم سرما کی طویل راتوں میں قیام فرماتے۔ اور میں نے ان حضرات میں جسے بھی دیکھا اس کے قول سے مجھ پر رعب طاری ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا سب لوگوں پر شدید ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو اللہ تعالیٰ سے نادم ہوگا کہ اس نے پوری توانائی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں صرف نہ کی اور اگر گنہگار ہوگا تو بھی نادم اور خجل ہوگا اور اس مجرم کی طرح ہو جائے گا جس نے بادشاہ کے محل سرا میں اس کے سامنے نافرمانی کی۔ اور اسے کئی سال بعد اس کے پاس لایا گیا تا کہ اس کی قباحتوں پر اسے سزا دے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ماضی و مستقبل کی بجائے حال پر نظر

میں ماضی و مستقبل کی بجائے وقت کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ کیونکہ ماضی خیر یا شر کے ساتھ گزر چکا اور اس کے صحیفے پر مہر لگ چکی۔ جبکہ مستقبل کا بندے کو پتہ نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ صرف موجودہ حالت ہی رہ گئی۔ اور اس میں بندہ تین امور سے ایک کے ساتھ مخاطب ہونے سے خالی نہیں۔ یا امر ہے جس کی تعمیل کرے یا نہی ہے جس سے پرہیز کرے یا تقدیر ہے جس پر راضی رہے۔ اور قوم نے کہا ہے کہ صوفی ابن الوقت ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے صوفیاء کی صحبت میں طویل مدت تک رہ کر دو چیزوں کا استفادہ کیا ہے۔ ان کا یہ قول: وقت ایک تلوار ہے اگر تو اسے نہ کاٹے تو وہ تجھے کاٹ دے گی۔ اور ان کا یہ قول: اگر تو نے اپنے نفس کو مشغول نہ رکھا تو تجھے شر میں مشغول کر دے گا۔ انتہی۔ کیونکہ یہ نفس کو جب سے مکلف ہوا ہے لحہ بھر کے لئے بے کار نہیں چھوڑتا۔ اور ہدایت یافتہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت پر رکھے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فالھمھا فجورھا و تقواھا** (الشمس آیت ۸) پھر اس کے دل میں اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی ڈال دی) یعنی نافرمانی کا الہام فرمایا کہ اس سے بچے اور پارسائی کا الہام فرمایا تا کہ اس پر عمل کرے۔

پھر مخفی نہ رہے کہ بندے کا اپنی گزشتہ لغزشوں میں غور کرنا تا کہ ان سے استغفار کرے۔ اس میں مریدین کے لئے کوئی حرج نہیں۔ بخلاف عارفین کے۔ کیونکہ جو ماضی میں مشغول ہوا اس نے حال کی ذمہ داری ضائع کر دی۔ کیونکہ بندے پر ہر سانس میں عبودیت ہے

جسے یہ ادا کرتا ہے۔ کیونکہ اس مقام والا نہیں دیکھتا کہ جب اس سے اس کی عبادت سے کچھ فوت ہو جائے پوری ہو سکے۔ اور یہ مالکیہ میں سے بعض کا قول ہے۔ کیونکہ وقت جب خالی گزر جائے تو اس کے خالی صحیفے پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پس وہ کس چیز کے لئے ایک محل کو خالی کرے گا تا کہ اس سے دوسرا محل پر کرے۔ اور سب پر مناقشہ ہے اور اس کا محاسبہ۔ پس اس کی عمر کے ہر درجہ کے دقیقہ کے لئے دائرہ ہے۔ اور اس کے ہر ثانیے کے لئے دائرہ ہے۔ ہر درجے کے دائرہ ہے۔ ہر دو درجوں کے لئے دائرہ ہے۔ ہر ساعت کے لئے دائرہ ہے۔ ہر روز کے لئے دائرہ ہے۔ ہر جمعہ کے لئے دائرہ ہے۔ ہر ماہ کے لئے دائرہ ہے اور انسان کی ساری عمر کے لئے دائرہ ہے۔ پس ایک دائرے کا عمل کا دوسرے دائرے میں داخل ہونا درست نہیں۔ جس طرح اہل کشف اسے جانتے ہیں۔ واللہ ہم امر عظیم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے اپنی عبودیت کے آداب پورے کئے ہوں۔ اور اگر ایک شخص اپنی باقی ماندہ عمر سب کی سب اس کے استغفار میں مقرر کر دے جو باقی ہے تو بسا اوقات وہ گزشتہ گناہوں کا خلل پورا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ مستقبل کے گناہوں کا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سنت کے مطابق نصیحت

میں اپنے اصحاب میں سے کسی کو نصیحت نہیں کرتا مگر اس کے ساتھ جو سنت میں وارد ہوا۔ اور میں انہیں کبھی بھی کسی بدعت پر برقرار رہنے نہیں دیتا جس کی سنت کے ساتھ موافقت کو وہ نہ پہچانتے ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اس کے خلاف جسے حاسدوں نے میرے متعلق مشہور کر رکھا ہے۔ اور یہ لوگ ہمارے اصحاب کے درمیان حسد کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ طلبہ علم میں سے ایک شخص چھپ کر ہمارے پاس چند دن بیٹھتا رہا۔ پس اس نے ہمارے اصحاب کے ہاں بدعات منکرہ میں سے کچھ نہ پایا بلکہ انہیں تو صرف کتاب وسنت پر قائم دیکھا۔ پھر وہ ان حاسدین کے مکان میں گیا تو دیکھا کہ صبح نہ شام ان کے کوئی اوراد و وظائف نہیں۔ نہ ہی ان کے ہاں کوئی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ بلکہ وہ نماز صبح کی ادائیگی کے بغیر دو پہر تک سوتے ہیں۔ اکثر اوقات یاد الٰہی سے غافل ہیں۔ اپنے خورد ونوش۔ خواہشات نفس۔ لباس اور نرم بستروں پر سونے میں مشغول ہیں۔ پس اس نے انہیں کہا: واللہ تم نے فلاں اور اس کے اصحاب کی طرف جو کوتاہیاں منسوب کی ہیں اس میں جھوٹے ہو۔ بیشک وہ لوگ تو سنت پر ہیں جبکہ تم بدعت پر ہو پس تم لوگوں کی عیب بینی میں مصروف ہو اور اپنے عیوب کو پس پشت ڈالے ہوئے ہو۔ اور لوگوں پر پتھر پھینکتے ہو۔ انتہی۔

امام شعرانی کی اپنے شاگردوں کے لئے بعض وصیتیں

اور میں نے اپنے شاگردوں کے لئے چند وصیتیں لکھی تھیں۔ قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز ظاہر کتاب وسنت سے خارج ہو میں نے انہیں کہا: اتباع کرو۔ بدعت اختیار نہ کرو۔ طاعت کرو۔ باہر نہ نکلو۔ اپنے رب کو اس سے منزہ سمجھو کہ تمہیں رزق دینا بھول جاتے۔ تہمت نہ رکھو۔ اس کی تصدیق کرو۔ شک مت کرو۔ اس دنیا کی سختیوں پر صبر کرو اور گھبراؤ نہیں۔ اس پر ثابت قدم رہو۔ ملال محسوس نہ کرو۔ طلب کرو اور اس کی تفتیش کرو۔ اور اکتاؤ نہیں۔ تکالیف کے وقت اللہ تعالیٰ کی کارکشائی کا انتظار کرو۔ اور نا امید نہ ہو۔ قلب کی صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو۔ دنیا میں زہد اختیار کرو اور رغبت مت کرو۔ مجالس خیر میں جمع ہو جاؤ اور جدائی اختیار نہ کرو۔ شب بیداری کرو اور سوئے نہ رہو۔ اپنے صحائف کو گناہوں سے پاک کرو اور میلا کچیلا اور آلودہ نہ

کرو۔اپنے رب کی طاعت کے ساتھ زینت حاصل کرو۔اس کے دروازے کولازم کرو۔اپنے رب کے دربار کی طرف متوجہ رہو۔اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ ہر گناہ کے بعد توبہ کولازم کرو۔اور دل میں وعدہ فروانہ رکھو۔اپنے رب کی طرف معذرت کرواور غفلت اختیار مت کرو۔اوران سب کی جامع یہ بات ہے کہ خلوص نیت کے ساتھ اپنے علم پرعمل کرو۔اور اپنے نفوس سے راضی نہ ہونا۔انتہی۔اگر یہ کسی بدعتی کا کلام ہے تو پھر روئے زمین پر اہل سنت میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-فرارالی اللہ تعالیٰ

میں تمام سختیوں میں تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہوں کہ میں کشف وشہود کے طور پر جانتا ہوں کہ ہر شے کی بادشاہی اسی کے ہاتھ میں ہے۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے کیونکہ اکثر لوگ اپنے مراتب کے اختلاف کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے مگر مخلوق پر رکنے کے بعد۔پس جب وہاں رکتے ہیں اوران کے ہاتھ میں نازل شدہ مصیبت کو دفع کرنے کی قدرت نہیں پاتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔جس طرح کہ جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو پہلے اس کا اپنے نفسوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔تو جب نادم ہوں اور شرم ساری سے مضمحل ہوں تو انہیں یاد آتا ہے کہ یہ تو ان کی تخلیق سے پہلے ان پر مقدر تھا۔پس ان سے وہ مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔اور یہ حالت عوام الناس کی ہے جو کہ طریق قوم میں داخل نہیں ہوئے۔اور جو کچھ ہم نے پہلے کہا ہے وہ ان کے ساتھ خاص ہے جو کہ اس میں داخل ہو چکے ہیں۔

اور مزید پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ وہ اسے ہر مقام میں روکتا ہے تاکہ اس کے ساتھ متحقق ہو۔پھر اسے اس سے اعلیٰ کی طرف منتقل فرماتا ہے۔اور سیّدی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی محفل میں حاضر ہونے والے عام لوگوں کے لئے کرسی پر رونق افروز ہو کر فرماتے: جب تم میں سے کسی پر سختی نازل ہو تو چاہئے کہ اس کے دفعیہ کے لئے پہلے خود متحرک ہو۔اگر دفع نہ ہو تو خلق میں سے اپنے غیر سے مدد طلب کرے جیسے ارباب مناصب اور دنیا والے۔پس اگر سختی' جسمانی مرض ہے تو اپنے آپ کو مسلمان طبیبوں پر پیش کرے۔اگر مخلوق میں سے کسی کے پاس اس سے خلاصی نہ پائے تو اپنے رب عزوجل کی طرف عاجزی۔دعا اور زاری کے ساتھ رجوع کرے۔نیز فرمایا: جب تک تم میں سے کوئی اپنے نفس سے مدد پائے تو خلق کی طرف کوئی حاجت نہیں۔پھر اگر اس نے اپنے رب جل وعلا کی طرف رجوع کیا اور امداد کی کوئی علامت نہ پائی تو اپنے آپ کو محتاجی۔عاجزی۔زاری اور انکساری کے ساتھ اس کے حضور ڈال دے۔ انتہی۔

پس دیکھ آپ نے عوام الناس کو طریق بعید کے ساتھ خطاب فرمایا۔کیونکہ اگر آپ انہیں ابتداء میں ہی ارشاد الی اللہ کی بات کہتے تو وہ خالق کی بجائے خلق پر اعتماد کے غلبے کی وجہ سے ایسا نہ کرسکتے۔

طریق مخلوق سے حاجت روائی کا طریقہ

اوران احسانات کے بیان میں آگے آرہا ہے کہ طریق خلق سے حاجت روائی پر زیادہ معاون یہ ہے کہ لوگوں اور امراء وغیرہ میں سے حاجت اس کے سامنے پیش کرے جس کی نظر دنیا اور اس کی شہوات پر گری ہو۔پس جب ان میں سے کسی سے حاجت کا سوال کیا گیا

تو اس کا ہر رونگٹا اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آخرت کے احوال سے محجوب ہے۔ بخلاف حاجت اس پر پیش کرنے کے جس نے اپنی نگاہ دار آخرت پر جمار کھی ہے حتیٰ کہ اس نے اس اجر اور ثواب عظیم کو دیکھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے دار آخرت میں اس کے لئے تیار کر رکھا ہے جس نے مصائب پر صبر کیا۔ پس اس کا تو ہر رونگٹا اس مصیبت کا اس شخص پر دوام طلب کرنے لگتا ہے تا کہ اسے دار آخرت میں وہ اجر اور ثواب عظیم حاصل ہو۔ اور یہ اکثر لوگوں کو مطلوب نہیں۔ ان کا مقصد تو دنیا میں ان کی حاجات پورا کرنا ہے۔ گر چہ اس سے ان کے درجات آخرت ناقص رہ جائیں۔ پس اسے سمجھ لے۔

نیز فرماتے ہیں: کبھی بعض اولیاء سے ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے کہ وہ کسی ظالم کی شکایت اس پر شفقت کرتے ہوئے حکام سے کر دیتے ہیں اس ڈر سے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا شکوہ کیا تو وہ اسے ہلاک فرما دے گا۔ اور بعض لوگ اعتراضا کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اگر یہ شخص اولیاء اللہ تعالیٰ سے ہوتا تو حکام کے پاس دعویٰ دائر نہ کرتا۔ دراصل منکر، استاذ کی مراد سے غافل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خواب اور بیداری میں امام شعرانی کی تربیت الٰہیہ

اللہ تعالیٰ خواب اور بیداری میں میری تربیت فرماتا ہے کہ میں دنیا میں عبرت کی نگاہ رکھتا ہوں۔ پس میری نظر جس چیز پر بھی پڑتی ہے میں اس سے صبر۔ بے قراری۔ زہد و رغبت۔ شہود و غفلت کی عبرت حاصل کرتا ہوں۔ ایک شب میں نے قیام کیا تو اپنے قلب میں سختی محسوس کی جس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ پس مجھے خواب میں فرمایا گیا: اگر تو اپنے قلب کی حیات چاہتا ہے ایسی حیات جس کے بعد موت نہیں تو خلق کی طرف مائل ہونے سے باہر ہو جا۔ اپنی خواہش اور ارادے کی طرف سے مر جا۔ پس وہاں تجھے اللہ تعالیٰ ایسی حیات بخشے گا جس کے بعد موت نہیں۔ ایسا غنی کرے گا کہ اس کے بعد فقیری نہیں۔ تجھے ایسی عطاء سے نوازے گا جس کے بعد منع نہیں۔ تجھے ایسی راحت دے گا جس کے بعد تھکان نہیں۔ تجھے ایسا علم دے گا جس کے بعد جہالت نہیں۔ ایسی طہارت دے گا جس کے بعد آلودگی نہیں۔ اپنے بندوں کے قلوب میں تیرا وقار بلند فرمائے گا پس اس کے بعد تو حقیر نہیں سمجھا جائے گا۔ تیرے لئے مشقت کے تمام ایام گزر چکے اور احسانات کے ایام آگئے۔ اور اس وقت ہر مکان سے حاسدین تجھ پر متحرک ہو جائیں گے۔ پس صبر لازم کر۔ انتہی۔

پس بحمد اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں اپنے آپ کو دست قدرت میں یوں سمجھتا ہوں جیسے دودھ پلانے والی کے ہاتھ میں شیر خوار۔ یا غسل دینے والے کے ہاتھ میں میت۔ یا گھوڑ سوار کے ہاتھ میں چھڑی۔ اور میری نگاہ عبرت کی اصل میرے والد کے ہاتھوں تھی جنہوں نے یتیمی میں میری کفالت فرمائی۔ آپ مجھے فرمایا کرتے: اللہ تعالیٰ نے اس وجود کی طرف جس چیز کو بھی ظاہر فرمایا اس میں عظیم حکمت ہے۔ ایک دن آپ نے مجھے حکم دیا کہ آگ پر نیزے سیدھے کرنے والے کے پاس کھڑے رہو۔ میں کھڑا رہا۔ فرمایا: تو نے کیا دیکھا؟ میں نے عرض کی: کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا: بیٹے! کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ آگ پر صرف ٹیڑھے کو پیش کرتا ہے۔ رہا سیدھا تو اسے اس کے سامنے نہیں کرتا۔ پس میں نے اس سے عبرت حاصل کی۔ اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دنیا اور ابناء دنیا سے نفرت

میرا نفس دنیا اور دنیا داروں سے نفرت کرتا ہے۔ پس میں کبھی تمنا نہیں کرتا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے میرے پاس بھی ہو۔ اور نہ یہ

کہ اس کی مثل کبھی میرے پاس ہو۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں نہ کہ اس کے باطن میں موجود مہلک زہروں۔ بیہودگیوں۔ مکر و فریب اور دھوکہ بازوں کو۔ اسی لئے اس پر ایک دوسرے سے مزاحمت کرتے ہیں۔ اور حسد و بغض۔ اسے نہ پا کر تنگ ہوتے ہیں اور مل جانے پر خوش ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک شخص اس دن کو جس میں نیند سے بیدار ہو اور اپنے سرہانے تھیلی پائے جس میں سونے کے دس ہزار دینار ہوں۔ یوم عید قرار دیتا ہے۔ جبکہ میں بحمد اللہ تعالیٰ اس کے برعکس ہوں۔ پس جب دنیا میں سے کچھ میرے پاس آئے تو دل تنگ ہوتا ہوں۔ خوش نہیں ہوتا مگر جب وہ نکل جائے۔ اور سلف صالح سب کے سب اسی قدم پر تھے۔ چنانچہ فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: میں دنیا سے اس قدر پلید سمجھتے ہوئے نفرت کرنے لگا ہوں جس طرح تم میں سے کوئی گزرتے ہوئے مردار کو پلید سمجھتا اور نفرت کرتا ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں اس کے کپڑے کو لگ جائے۔ انتھی۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ میں نے اس مقام کا ذوق پایا ہے۔ اسی لئے میں کسی کو نہیں جانتا کہ مجھ سے نفرت کرتا ہو مگر حسد کرتے ہوئے۔ کیونکہ مجھے کبھی ایسا موقعہ نہیں ملا کہ میں نے تدریس علم پر اور نہ ہی کسی ذمہ داری پر کسی سے مزاحمت کی ہو اور نہ ہی اس کی زندگی میں اس کی (مطلقہ) عورت سے شادی کی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اللہ تعالیٰ تیرا متولی ہدایت ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ غیر معیاری لوگوں کے ہجوم سے میری حمایت

کمینہ خصلت پیروکاروں کی کثرت سے میری حمایت کی جاتی ہے جو کہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور کئی مرتبہ وہ میرے معاصرین پر باطل طریقے سے تعصب کرتے ہیں اور مجھے ان سے افضل گردانتے ہیں۔ اور مجھ سے کسی دانائی کی بات سے نفع نہیں لیتے جسے مجھ سے سنتے یا دیکھتے ہیں۔ اور جب میں کسی حاجت کے لئے سفر کرتا ہوں تو اپنے ارد گرد ان کے اجتماع سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ اور اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان پر اس بنا پر حجت قائم کرنا ہے کہ جو کچھ مجھ سے سنتے یا دیکھتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ ایک یہ کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے نزدیک میرے معاصرین پر میری بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر لوگوں کے نزدیک شیخ عظیم صرف وہی ہے جس کے پیروکار زیادہ ہوں۔ جبکہ بسا اوقات اس فقیر کی انگلی جس کے ارد گرد کوئی ایک بھی نہیں اس کثیر پیروکاروں والے شخص سے افضل ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ پیروکاروں کی کثرت سے قانون کے مطابق شہر سے نکالے جانے کے درپے ہونا ہے۔ کیونکہ سلطان اعظم کی طاعت سے خروج کرنے والوں کی ابتداء اسی طرح ہوئی ہے۔ پس لوگ وعظ اور سلوک طے کرانے کی جہت میں شیخ کی پیروی کرتے ہیں۔ پس جب وہ اس کے خوب مطیع ہو گئے اور اس پر اپنی روحیں فدا کرنے لگے تو ابلیس ان کے پاس آ پہنچا اور انہیں شہر میں بادشاہ کے احکام کا مقابلہ کرنے پر اکسایا۔ اور انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات سلطان کی جماعت میں سے کسی کو قتل کر دیا گیا۔ پس بادشاہ نے شیخ کو ان کی جماعت سمیت اپنے ملک سے نکال دینے یا اسے شہر کی جماعت سمیت قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ جس طرح کہ شیخ علی الکازوانی کے ساتھ حلب میں واقعہ گزرا۔ اسی لئے میں تمام معاصر مشائخ کے لئے پیروکاروں کی قلت پسند کرتا ہوں۔ اور ان کی کثرت پسند نہیں کرتا۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ ان کے متعلق حکام کی دستبرد سے بچانے والا حال نہ ہونے کی وجہ سے انہیں نقصان پہنچے۔

اور صوفیہ نے فرمایا ہے کہ جس کا ایسا حال نہ ہو جو اس کی حمایت کرے تو اسے حکام کے پاس سفارشوں کے ساتھ آشکارا ہونا یا ان کے احکام میں ان کا مقابلہ کرنا نہیں چاہئے۔ علاوہ ازیں شیخ صادق اگر سارے شہر میں اپنے پیروکاروں کی تفتیش کرے تو ان میں سے تین صادق الیقین نہیں ملیں گے۔ دلیل یہ ہے کہ مثلاً وہ ایک ہزار افراد کو تلقین کرتا ہے تو ان میں سے ایک بھی طریق میں اس کے لئے صحیح نہیں ہوگا۔

احسان خداوندی - معاصر علماء اور صوفیاء کے بارے میں کثرت عقیدت

میں اپنے زمانے کے علماء وصوفیاء کے بارے میں انتہائی عقیدت رکھتا ہوں۔ اور ان سے کبھی کوئی کرامت طلب نہیں کرتا کیونکہ کرامت طلب نہیں کرتا مگر ان میں شک کرنے والا۔ جبکہ بحمد اللہ تعالیٰ میرے نزدیک ان کے علم وصلاحیت میں کوئی شک نہیں اور یہ معلوم ہے کہ کرامت کا مطالبہ نہیں کیا جاتا مگر اس سے جو ہمیں کہے کہ میں صالح ہوں پس میرے معتقد ہو جاؤ۔ اور میں نے ان میں سے کسی کو کبھی کسی سے یہ کہتے نہیں سنا کہ میرا معتقد ہو جا اور نہ یہ کہ میں صالح ہوں۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی نے لوگوں کو اپنا معتقد ہونے کی دعوت دی تو بسا اوقات اسے ذلیل کرنے والے کے لئے جائز ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی سے کہے کہ میرے لئے کوئی کرامت ظاہر کر تا کہ تمہارا معتقد ہو جاؤں کیونکہ میں بشر ہوں اور تم میری مثل بشر ہو۔ اور یہاں اظہار کرامات کے بغیر کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔

دلیل اور کرامت طلب کرنے والوں کی حیثیت

اے بھائی ذرا اس شخص کی بات میں غور کر جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا لن نومن لك حتّٰی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لك جنة من نخیل و عنب فتفجر الانهار خلالها تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللّٰه والملائکة قبیلا او یکون لك بیت من زخرف او ترقٰی فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتّٰی تنزل علینا کتابا نقرؤه (بنی اسرائیل آیت ۹۰ تا ۹۳) کفار نے کہا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمارے لئے زمین سے چشمہ رواں نہ کر دیں۔ یا آپ کے لئے باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں نہریں جو اس باغ میں بہہ رہی ہوں۔ یا آپ گرا دیں آسمان کو جیسے آپ کا خیال ہے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں یا ہو جائے آپ کے لئے ایک گھر سونے کا۔ یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ بلکہ ہم تو اس پر بھی ایمان نہ لائیں گے کہ آپ آسمان پر چڑھیں یہاں تک کہ آپ ہم پر ایک کتاب اتار لائیں جسے ہم پڑھیں) تو پائے گا کہ یہ قول واقع نہیں ہوا مگر اس سے جس کے نزدیک آپ کے دین میں شک ہے۔ اور غور کر کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے اس قول کے ساتھ کس طرح رد فرمایا: قل هل کنت الابشرا رسولا (بنی اسرائیل آیت ۹۳) میں نہیں ہوں مگر بشر رسول)۔ اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں میں سے کسی نے آپ پر سرکشی کرتے ہوئے آپ سے کبھی معجزہ طلب کیا ہو۔ اور یہ خلق ہمارے بھائیوں سلف وخلف کے فقہاء میں کمیاب ہے۔ پس ان میں سے کوئی نہ کوئی کہتا ہے کہ میں فلاں کا معتقد نہیں ہوں مگر اگر وہ بطور کشف میرے دل کی بات ظاہر کر کے کرامت دکھائے یا پانی پر چلے یا اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے وغیرہ ذالک۔ اور ان کرامات کا مطالبہ صرف وہی کرتا ہے جسے اپنے دین کے بارے میں شک ہو جو کہ طریق کے ابتدائی مسافروں

میں سے ہے۔ پس اس کرامت کی بدولت اس کا یقین قوی ہو جائے۔ رہا ہو شخص جو اپنی شرع کی صحت کا علم رکھتا ہے وہ ایسی چیزوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس کی کرامت تو صرف شریعت پر استقامت ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔ پس یہ اعظم الکرامات ہے۔ جس طرح کہ یہ حضرت جنید اور دیگر حضرات کا قول ہے۔ پس فقہاء میں سے جو بھی اس قوم میں سے کسی کی صحبت اختیار کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس سے نشست و برخاست کرے اور دیکھے۔ اگر دیکھے کہ اس کے افعال و اقوال شریعت کے مطابق اور اس کا عقیدہ صحیح ہے تو اس کی صحبت اختیار کرے ورنہ اسے نصیحت کرنے کے بعد اسے ترک کر دے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ابلیس نے صالحین میں سے کسی کو ان پر انکار کی مثل نہیں روکا۔ پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ اپنی شکل صالح کے آئینے میں دیکھتا ہے پس وہ گمان کرتا ہے کہ یہ صفات ناقصہ صالح کی صفات ہیں۔ حالانکہ یہ اس کی اپنی صفات ہیں۔

معاصر مشائخ کے معتقد علماء کرام کے اسماء اور ان کی عادات

اور ہم نے علماء میں سے جنہیں پایا جو کہ مطالبہ کرامت کے بغیر مشائخ عصر کے معتقد تھے یہ ہیں الشیخ نور الدین طرابلسی الحنفی۔ شیخ ناصر الدین اللقانی المالکی۔ شیخ شہاب الدین الرملی الشافعی۔ شیخ شہاب الدین بن الشلبی الحنفی۔ شیخ کمال الدین الطویل۔ شیخ زکریا۔ شیخ نور الدین ناصر۔ شیخ عبدالحق السنباطی۔ زاویۃ الحطاب کے سیّد شریف اور شیخ شہاب الدین القسطلانی۔

پس میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ جب اس فقیر کے پاس آتا ہے جو کہ اس کے طلبہ علم میں سے ہونے کے لائق نہیں اس کے سامنے طفل مکتب کی طرف بیٹھتا اور التماس دعا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن شیخ ناصر الدین اللقانی نے مجھے فرمایا: واللہ ہم آپ جیسوں کی صحبت صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں تاکہ میدان قیامت میں ہماری دستگیری کریں۔ اور میں جب بھی آپ کے پاس حاضر ہوتا تو اپنی مسند سے نیچے اتر آتے اور مجھے اس پر بیٹھنے کی دعوت دیتے اور میرے سامنے بیٹھ جاتے۔

پس معلوم ہوا کہ جس نے اپنے معاصر فقراء پر ترازو کھڑا کیا ان کی مدد سے محروم ہو گیا۔ اور کئی دفعہ ان سے بغض کرتا ہے تو اس کے بعد کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اور جس طرح فقراء صلاحیت اور عمل بالعلم پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عالم کے معتقد ہوتے ہیں اسی طرح اسے بھی چاہئے کہ ان سے ایسا ہی سلوک کرے۔ اور ہمارے اس زمانہ میں صوفیہ اور علماء عاملین کی ایک جماعت ہے بسا اوقات ان پر انکار کرنے والا ان کا شاگرد ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔ جیسے سیّدی محمد ابن الشیخ ابوالحسن البکری۔ شیخ سلیمان الخضیری۔ شیخ ناصر الدین الطبلاوی اور سیّدی علی المرصفی کے پوتے سیّدی الشیخ زین۔ اور میں نے بعض منکرین کے سامنے ان کے نام پیش کئے تو اس نے کہا: میں ان میں سے کسی کا معتقد نہیں مگر جبکہ اس کی کوئی کرامت دیکھ لوں۔ میں نے اسے کہا کہ علم و عمل سے عظیم کون سی کرامت ہے۔ لیکن وہ میری بات کی طرف نہ لوٹا لہٰذا میں نے اسے ترک کر دیا۔ اور میری عمر کی قسم جو سیّدی محمد البکری جیسی شخصیت کو دیکھتا ہے اور صغر سنی کے باوجود آپ کا علوم و اسرار پر مبنی کلام سنتا ہے جس سے عقلیں روشن ہو جاتی ہیں اور پھر آپ کا معتقد نہ ہو تو وہ اپنے تمام معاصرین کی مدد سے محروم ہے۔ کیونکہ یہ سیّدی محمد قوت بیان اور علو مرتبہ میں اس طرح ہیں جیسے اپنے زمانہ میں سیّدی عبدالقادر الجیلی قدس سرہ ہیں۔ پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے معاصر علماء اور اولیاء کے ساتھ زیادہ ادب کے الہام کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ ہمیں ان کے طریق سے جدا نہ کرے۔ آمین۔ والحمد

لله رب العالمین۔اوراس مقام کی تفصیل اس کتاب کے کئی مقامات پر آ رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید۔حضرت مؤلف امام شعرانی قدس سرہ نے سیّدی محمد البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضور والی بغداد سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علو مرتبت میں جو مماثلت بیان کی ہے یہ آپ کا مشرب ہے جسے آپ نے پیش کیا ہے۔اسی لئے اپنے عام دستور کے مطابق کسی شخصیت کا حوالہ نہیں دیا۔وللناس فیما یعشقون مذاهب.

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف زبدۃ الاسرار میں حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے بیان میں فرماتے ہیں: ولقد وقع من بعض المكاشفين سر الولايه والواقفين على البداية والنهايه كالخضر عليه السلام و امثاله ماهو نص فى تفضله و تفوقه على المشائخ المتقدمين والمتاخرين و تقدمه من الاولين والاخرين یعنی اسرار ولایت کے بعض مکاشفین اور ہدایت ونہایت پر واقف بعض اہل کمال جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور آپ کی طرح دوسرے بزرگوں کے اقوال حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کی متقدمین ومتاخرین اور اولین وآخرین اولیائے کرام پر افضلیت کے ثبوت میں نص ہیں۔آگے چل کر حضرت شیخ ابومحمد القاسم بن عبدالبصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے حضرت خضر علیہ السلام کی روایت ذکر فرمائی ما اتخذ الله وليا كان اويكون الا وهو متادب فى سره مع الشيخ عبدالقادر الى يوم القيامة اللہ تعالیٰ کے تمام اولیاء جو گزر گئے یا جو بعد میں آئیں گے قیامت تک آنے والے سب اولیائے کرام حضرت شیخ عبدالقادر کا ادب ملحوظ رکھیں گے۔(زبدۃ الاسرار ص ۳۱،۲۹)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ انہی مستند روایات کی روشنی میں فرماتے ہیں: وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بہ شہادۃ اولیاء اور شہادہ سیّدنا خضر علیہ السلام مرویات اکابر آئمہ کرام سے ثابت ہے یہی ہے کہ بہ استثناء ان کے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ والذين اتبعوهم باحسان ہیں۔اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہٰذا اولیاء،صوفیاء ومشائخ،ان الفاظ سے انؑ کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں۔وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں۔حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیاء موتی فرماتے تھے۔خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی وابو یزید البسطامی وسیّد الطائفہ جنید وابو بکر شبلی وابو سعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند،حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی۔حضرت سیّدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء ومشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارہم وافاض علینا برکاتہم وانوارہم حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثناء ان سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں۔اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ امام مہدی ہوں گے کسی سلسلے کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں۔غوث،قطب،امامین،اوتاد اربعہ،بدلائے سبعین،ابدال ستین،نقباء،نجباء،ہر دور کے عظماء،کبراسب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں۔یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں۔ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص۱۲۴ مطبوعہ کراچی۔ الاثم محمد محفوظ الحق غفرلہٗ)

انعام خداوندی - اپنی خانقاہ پر دوسرے کی خانقاہ کی ترجیح

جب کوئی بھی فقراء پر کسی چیز کے وقف کے بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ فلاں کی خانقاہ اس کی زیادہ مستحق ہے اور اس بارے میں اس کے لئے دلیل قائم کرتا ہوں۔ جس طرح کہ مجھے ابن عمر اور ابن بغداد کے ساتھ واقعہ گزرا جب دونوں نے کھانے کے انتظام کا ارادہ کیا تو میں نے ان سے کہا کہ جامع الغمری اور سیّدی علی الرصفی کی خانقاہ کا استحقاق زیادہ ہے۔ اور جس طرح کہ میری خانقاہ پر وقف کرنے والے قاضی عبدالقادر القادری کے ساتھ یہی واقعہ ہوا کہ میں نے اس سے کہا کہ جامع المغاربۃ اور جامع المیدان کا حق زیادہ ہے۔ اور مصر میں میرے اس خلق کو اپنانے والا کوئی نظر نہیں آیا۔ اور یہ اس لئے کہ ہر انسان کو امت کی خیر خواہی کا حکم ہے تو اسے صحیح نہیں کہ کسی خیرات کے لئے اپنے آپ کو پہلے رکھے۔ مگر یہ کہ اس کا سب سے زیادہ محتاج ہو۔ اور جب اس نے سب سے زیادہ محتاج ہونے کے بغیر اپنے آپ کو مقدم کیا تو اس نے خیانت کی اور شریعت سے خارج ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - خلق کے ہاتھوں کی طرف جھانکنے سے بے نیازی

مخلوق کے ہاں موجود مناصب۔ سامان خورد و نوش۔ لباس۔ نقدی وغیرہ پر للچانے جھانکنے سے بے نیاز ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کئی دفعہ بعض لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ ان کا حال اس کے خلاف ہوتا ہے۔ پس اس مقام کے مدعی کو چاہئے کہ اپنے نفس کا امتحان کرے۔ پس اگر اپنے نفس کو دیکھے کہ ان کے ہاں آمد و رفت پسند کرتا ہے اور ان سے منقطع ہونا پسند نہیں کرتا جبکہ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کے متعلق طمع کرتا ہے کہ اس سے کچھ اسے دے دیں تو یہ فناء عن الخلق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

ولی کی علامات کے متعلق حضور سیّدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

اور سیّدی شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی کی علامات میں سے تین چیزیں ہیں۔ فناء عن الخلق۔ فناء عن الہوی۔ فناء الارادہ مع اللہ تعالیٰ۔ پھر فرماتے ہیں کہ علامت ہوٰی کسب پر اعتماد اور تعلق بالاسباب ہے۔ اور فناء عن الارادۃ کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مراد کا ارادہ نہ کرے۔ پس اس کی مراد وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اور میزان شریعت اس کے ہاتھ میں ہو۔ اسے اپنے ہاتھ سے پھینکے نہیں ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ انتہی۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں ان کے پاس ہوں جن کے قلوب میری خاطر منکسر ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کے بشری ارادے ٹوٹ چکے ہوں۔ ان کی طبعی خواہشات زائل ہو چکی ہوں۔ اور ان کے لئے ربانی ارادوں اور مستعار اضافی خواہشات کی ابتداء ہو چکی ہو۔ جس طرح کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حبب الی من دنیا کم ثلاث الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوة۔ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزوں کی محبت دلائی گئی ہے۔ خوشبو۔ نساء اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

پس آپ نے خبر دی ہے کہ اسے آپ کی طرف نسبت دی گئی اس کے بعد کہ آپ اس سے خارج ہو چکے۔

پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ تیرے پاس نہیں ہوتا مگر اس کے بعد کہ تیری خواہش اور ارادہ ٹوٹ جائے۔ پس وہاں وہ تیرے لئے ایک ارادہ اور ہوی مقرر فرماتا ہے جس میں تیرے نفس کے لئے کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یومن

احدکم حتّٰی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو جائے۔ انتہی۔ پس المنکسرۃ قلوبھم من اجلی کا معنٰی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ منکسر قلب والے ہو گئے۔ خوش دلی کے ساتھ میرے ارادے کے قہر کے نیچے۔ ان کے قلب کی کسر کبھی پوری نہیں ہوئی یہاں تک کہ مجھ سے ملیں۔ پس اے بھائی! دارین کی نعمتوں سے قناعت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغولیت لازم کر۔ پس بیشک یہی مطلوبہ نعمت ہے ان اکابر کے لئے جو کہ باقی ہیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تمدن عینیك الی ما متعنابه ازواجا منهم زهرة الحیوٰة الدنیا لنفتنهم فیه و رزق ربك خیر و ابقٰی (طٰہٰ آیت ۱۳۱) اور آپ ان چیزوں کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھائیں جن سے ہم نے کافروں کے چند گروہوں کو فائدہ دیا ہے جو کہ محض دنیوی زندگی کی زیب و زینت ہے تاکہ ہم اس میں انہیں آزمائیں۔ اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے) پس اسے سمجھ لے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ہمیشہ کا زُہد و ریاضت

اول عمر سے لے کر اب تک جو کہ میری عمر کا آخری حصہ ہے میں زُہد و ریاضت میں رہا۔ اور کم ہی کوئی ایسا فقیر ہوگا جس کے لئے یہ صحیح ہو۔ کیونکہ فقیر کے لئے اپنے نفس کے مجاہدے کے بعد اکثر بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ جب بزرگی ملی تو خلق اس کے سامنے جھکنے لگتی ہے اور اس کے پاس دنیا آ جاتی ہے۔ اس وقت ابلیس اسے کہتا ہے: تو نے کتنا طویل عرصہ مشقت۔ بیداری۔ اور بھوک پیاس میں بسر کیا۔ پس نفس کھانے پینے کی کثرت کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ جس طرح کہ مثال میں کہا جاتا ہے: زخمی بدوگری پڑی کھجور کے پیچھے۔ اور عرفان کے بعد کھانے پینے۔ ملبوسات اور ازدواجی زندگی میں فراخی کو عارف کا فسق شمار کیا جاتا ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ نور معرفت پارسائی کے نور کو بجھاتا نہیں۔ اور بعض آثار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اس کی دنیا وسیع نہیں فرماتا مگر اس سے اس کا مقام آخرت ناقص ہو جاتا ہے گرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہو۔ اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو اس پر اس کی دنیا وسیع کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اسے اپنے سے مصروف کر دیتا ہے۔

اور سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ پس یہ حضرات کھاتے۔ پہنتے اور دنیا کو استعمال کرتے تھے اور اس کی بدولت ان کا راس المال گھٹتا نہیں جس طرح کہ کتاب کے اواخر میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔ اس کے باوجود سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب بھی فقیر مقام عرفان میں رفعت حاصل کرے اس پر واجب ہے کہ اپنے طعام لباس اور اعمال کی زیادہ تفتیش کرے کیونکہ جس کا مرتبہ عظیم ہوتا ہے اس کا صغیرہ، کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین سے فرماتے: جب تم میں سے کوئی کھائے یا پیئے یا پہنے تو تفتیش کرے اور غافل نہ ہو۔ پھر حذر رہے اور مائل نہ ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ حضور والی بغداد سیّدی الشیخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو ذات حق نے بے شمار خصائص سے نوازا امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلوات اللہ و تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی خصوصی وراثت کی بدولت آپ نے خداداد نوازشات

کا شرف پایا۔ چنانچہ آپ سے پوچھا گیا: انا نصوم مثل ما تصوم و نصلی مثل ما تصلی و نجتهد مثل ما تجتهد وما نری من احوالك شیا فقال زاحمتمونا فی الاعمال ولم تزاحمونا فی المواهب واللّٰه ما اکلت حتّٰی قیل بحقی علیك کل ولا شربت حتّٰی قیل بحقی علیك اشرب وما فعلت شیئا حتّٰی امرت بفعله (تفریح الخاطر ص ۴۸) ہم آپ کی طرح روزے رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدہ کرتے ہیں لیکن آپ کے احوال میں سے کچھ بھی ہم نہیں دیکھتے؟۔ آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے اعمال میں ہم سے مزاحمت کی ہے لیکن نوازشات الٰہیہ میں مزاحمت نہیں کی۔ واللہ میں نہیں کھاتا حتیٰ کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تجھ پر میرے حق کی قسم کھانا کھا۔ نہ ہی پیتا ہوں حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تجھ پر میرے حق کی قسم، پی۔ اور میں نے کبھی کوئی کام نہیں کیا حتیٰ کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا۔ انتہی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ، ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ زمانہ مستقبل کے امور ظاہر کرنا

میں مستقبل کے واقعات مثلاً حکام کی تقرری یا انہیں معزول کرنا یا مہنگائی یا قحط کو اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کی بناء پر ظاہر نہیں کرتا جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع بخشی۔ پس قریب نہیں کہ کوئی شخص مجھ سے اس وقت کی تعیین حاصل کر سکے جس میں وہ امر واقع ہونے والا ہے۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے کسی راز پر مطلع فرمائے تو کسی کو اس کی خبر نہ دے۔ کیونکہ اللہ عزوجل کی ہر روز تغییر وتبدیل میں نئی شان ہے۔ اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ پس بسا اوقات تجھے اس سے زائل کر دیتا ہے جس کی تو نے خبر دی اور تجھے اس سے متغیر کر دیتا ہے جس کے ثابت اور باقی رہنے کا تو نے خیال باندھا تھا۔ پس اس کے سامنے شرمسار ہوگا جسے تو نے اس کی خبر دی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جس پر تجھے مطلع فرمایا ہے اسے اپنے قلب میں محفوظ کرلے اور اسے اپنے غیر تک نہ پہنچا۔ پس اگر ثبات وبقاء ہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے انعام ہے پس اس پر تو شکر کرے گا۔ اور اس کے علاوہ ہوگا تو اس میں اضافہ علم۔ معرفت۔ نور۔ بیداری اور تادیب ہے۔ والحمد للّٰه رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مقامات صالحین پر ذہنی قلق نہ ہونا

میں مقامات صالحین پر قلق محسوس نہیں کرتا اور انہیں ریاضت اور اسماء الٰہیہ وغیرہ کے استعمال کے ساتھ حاصل کرنے کے لئے کسی فعل کا تکلف نہیں کرتا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ کیونکہ میرا اپنے غیر کے ساتھ ایسا کرنا مذموم خلق میں سے ہے تو حق جل وعلا کے حضور کیونکر درست ہوگا۔ خاکروب کا کیا مقام کہ سلطان تک پہنچے اور کہے کہ مجھے اپنے ہاں امیر مقرر کر دیں حالانکہ شاہی آداب سے ناواقف اور کپڑے میلے کچیلے ہیں۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ نہایت قبیح گناہ ہے کہ سحری کے وقت خوشامد اور دھوکہ بازی سے اس نیت سے قیام کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مرتبے سے اونچا مقام دے گا جس پر وہ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واعبدوا اللّٰه ولا تشرکوا به شیئا (النساء آیت ۳۶) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ) پس اللہ تعالیٰ نے شیئا کو نکرہ فرمایا پس یہ تمام مخلوقات سے ہر چیز کو شامل ہے حتیٰ کہ ارادہ۔ ہوی اور شہوت کو۔ پس یہ بھی یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہیں۔

بس ارادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی چیز کی خواہش کرے گا مگر مشرک ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فمن کان یرجو لقاء به فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا (الکہف آیت ۱۱۰) تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہے تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے)

اور سید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں شرک سے مراد صرف بتوں کی پوجا نہیں۔ اس سے مراد عام ہے جیسے خواہشات کی پیروی کرنا اور یہ کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ کسی چیز کو اس کے سوا اختیار کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ سوائے دنیا و مافیہا اور آخرت اور مافیہا کے۔ پس بیشک جو کچھ اللہ عزوجل کے سوا ہے وہ اس کا غیر ہے۔ تو جب بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیر کی طرف چاہے مقام ہو یا مال مائل ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہرایا۔

اور میں نے شیخ الاسلام زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عبادت میں اور رویت باری تعالیٰ کے شوق میں زیادہ تھے کہ موجب قرب الٰہی ہے اس کے باوجود آپ نے رب ادنی انظر الیك نہیں کہا بلکہ ذات حق جل شانہ کے حیا سے ادب ملحوظ رکھا۔ حتیٰ کہ آپ کو رویت کے لئے دعوت دی گئی۔ اور آپ کی خدمت میں فرشتہ براق دے کر بھیجا گیا۔ یہاں اگرچہ رسالت میں ایسا مقام ہے جو کہ طلب رویت کا تقاضا کرتا ہے لیکن وہاں ایک مقام رفیع اور ارفع ہے۔ اور وہ یہ کہ کبھی بادشاہ اپنے بندے پر کوئی چیز بطور خفیہ تدبیر پیش کرتا ہے تاکہ اس پر وہ کچھ مرتب کرے جو کہ سابقاً اس کے علم میں ہے۔

حضور غوث پاک کا اقتباس

اور سیدی الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی حالت میں کھڑا کرے تو اس سے اوپر کی یا ادنیٰ طرف منتقل ہونا طلب نہ کر بلکہ انتظار کر حتیٰ کہ حق تعالیٰ تیرے ارادے کے بغیر خود تجھے منتقل فرمائے۔ پس جب تجھے دروازے پر کھڑا کرے تو گھر میں داخل ہونا طلب نہ کر۔ اور صبر کر حتیٰ کہ تو اس میں داخل ہونے کے اذن کے تکرار کے بعد داخل ہو۔ اور اس سے بچ کہ داخل ہونے کا صرف ایک مرتبہ اذن ملنے پر قناعت کر۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بادشاہ کی طرف سے خفیہ تدبیر کے طور پر ہو۔ تو جب تیرا داخلہ بادشاہ کی طرف سے جبر محض اور فضل کے طور پر ہوگا تو اس وقت داخل ہونے پر بادشاہ تجھے سزا نہیں دے گا۔ سزا تو تیرے اختیار کی نحوست۔ تیری حرص۔ تیری قلت صبر۔ تیری بے ادبی اور اس حالت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے تجھے قائم کیا تھا تیرے راضی نہ ہونے کی وجہ سے تیری طرف راہ پاتی ہے۔ پھر جب بادشاہ تجھے اذن کے ساتھ گھر میں داخل کرے تو سر جھکائے نگاہ نیچی کئے ادب سے منتظر رہ کہ تجھے کس خدمت کا حکم ملتا ہے۔ پس اس کی طرف اوپر کے درجے کی طرف ترقی طلب کئے بغیر جلدی کر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم (طٰہٰ آیت ۱۳۱) آپ اس کی طرف نگاہیں نہ اٹھائیں جس سے ہم نے کفار کے چند گروہوں کو بہرہ مند کیا) پس آپ کو اپنی موجودہ کیفیت کے بغیر کسی اور طرف توجہ کرنے سے نہی فرمائی۔

پھر وہ بندہ جو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کا طالب ہے خالی نہیں کہ یا تو وہ امر اس کے لئے مقسوم ہوگا۔ یا اس کے غیر کے لئے مقسوم ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے اسے کسی کے لئے مقسوم نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بطور فتنہ ایجاد فرمایا۔ رہا مقسوم تو وہ لامحالہ اس وقت بندے تک پہنچنے والا ہے جو رب کریم نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پس اسے نہیں چاہئے کہ اس کی طلب میں حرص اور بے

ادبی کا اظہار کرے۔ رہا وہ جو اس کے غیر کے لئے مقسوم ہے تو اپنے آپ کو اس کے بارے میں مشقت میں کیوں ڈالتا ہے جسے پا ہی نہیں سکتا اور وہ اس تک نہیں پہنچے گا۔ اور اگر کسی کے لئے بھی مقسوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صرف فتنہ قرار دیا ہے۔ تو عقل مند کیونکر پسند کرتا ہے کہ اپنے لئے فتنہ کھینچ لائے اور اسے کیسے اچھا سمجھتا ہے۔ اس وقت اچھائی اور سلامتی حال کی حفاظت میں ہے۔ پھر جب تو گھر سے بالا خانے کی طرف ترقی کرے پھر وہاں سے چھت کی طرف تو اسی ادب اور سرافگندی میں رہ جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے بلکہ تجھے اس میں کئی گنا اضافہ کرنا چاہئے کیونکہ تو شاہی دربار کے زیادہ قریب ہو گیا ہے۔ پس اس سے زیادہ قریب مقام کی طرف منتقل ہونے کی طلب سے پرہیز کر۔ مگر اس وقت جب کہ تجھے بادشاہ علم عطا فرمائے کہ وہ درجہ یا مقام جس کی طرف تو منتقل ہونے کی طلب کرتا ہے علامات و آیات کے ساتھ حق تعالیٰ نے تجھے ہبہ فرمادیا ہے۔ سیّدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام پورا ہوا۔ اور یہ نہایت نفیس کلام ہے۔ اس پر غور کر۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خوف خدا کا تکرار اور رجاء

میں اللہ عز وجل سے یکے بعد دیگرے خوف کرتا ہوں یہاں تک کہ قریب ہے کہ ہلاک ہو جاؤں۔ اور اس سے پرامید رہتا ہوں یہاں تک کہ قریب ہے کہ خوف نہ کروں۔ اور اہل طریق اسے تجلی جلال و جمال کا نام دیتے ہیں یعنی وہ جلال جس میں جمال شامل ہو ورنہ جس میں جمال شامل نہ ہو دنیا میں اس کی کسی میں طاقت ہی نہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس پر جلال متجلی ہوتا تو شدت خوف کی وجہ سے آپ کے صدر مبارک سے ایسے آواز آتی جیسے دیگ جوش مارتی ہے۔ اور اسی کی مثال سیّدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی منقول ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ چنانچہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سینہ پاک سے آگ پر جوش مارنے والی ہنڈیا کی آواز کی مثل آواز ایک میل کے فاصلے سے سنائی دیتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہارے علم میں ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ اور خوابگاہوں میں اپنی بیویوں سے لذت نہ پاتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس کے لئے کچھ تجلی جمال کا ورود ہوتا تو نور و سرور اور لطف و انس سے معمور ہوتا۔ اور آپ کی امت میں سے آپ کے ہر وارث کو ان دونوں تجلیات میں سے حصہ ہے۔ پس تجلی جلال سے خوف۔ اضطراب۔ اور شدید لرزہ طاری ہوتا ہے جبکہ تجلی جمال سے انس اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو جنت کی اس تجلی جمال سے کچھ حصہ ان پر رحمت فرماتے ہوئے عطا فرمایا ہے تاکہ ان کے ہاں جو شوق اور محبت کی شدت ہے اس کی وجہ سے ان کے پتے پھٹ نہ جائیں پس ہلاک ہو جائیں۔ عبودیت کے آداب کے قیام سے کمزور پڑ جائیں۔ پس سب خوبیاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم پر اس مسئلہ میں ان اکابر کی پیروی کا انعام فرمایا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کثرت الاستغفار

جب میں اپنے نفس کی مباح خواہش میں موافقت کر بیٹھوں تو اس خوف سے کہ یہ کہیں مجھے مکروہ کی طرف گھسیٹ لے استغفار کی کثرت کرتا ہوں۔ نیز اس لئے بھی کہ میں جانتا ہوں کہ نفس اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ تو جس نے اس کی اطاعت کی ساری کائنات اس کی نافرمانی کرتی ہے۔ اور جس نے اس کی مخالفت کی اور اپنے رب کی اطاعت کی تو ساری کائنات اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اس لئے کہ

ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی رضا کی بنا پر راضی ہوتی ہے اور اس کے غضب کی وجہ سے ناراض ہوتی ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! میرے لئے اپنے نفس کے خلاف جھگڑنے والا بن۔ جب تو نے ایسا کیا تو میرے ساتھ تیری دوستی برحق ہوگی۔ انتہی۔

اور ایک شخص نے حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے نفس سے عداوت کر دو پس اس کی بدولت اللہ تعالیٰ سے تمہاری دوستی اور عبودیت درست ہوگی۔ اور تیرے مقسوم تیرے پاس بابرکت اور خوشگوار ہو کر آئیں گے جبکہ تو معزز و محترم ہوگا۔ اشیاء تیری خدمت گزار ہوں گی اور تیری تعظیم کریں گی۔ کیونکہ وہ سب کی سب اپنے رب کے تابع اور اس کے حضور موافقت کرنے والی ہیں۔

اور بایزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں اپنے رب کو دیکھا تو عرض کی: اے میرے رب! تیری طرف راستہ کس طرح ہے؟ فرمایا: اپنے نفس کو ترک کردے اور آجا۔ بایزید فرماتے ہیں کہ میں اپنے نفس کے خول سے یوں باہر آ گیا جیسے سانپ اپنی جلد سے باہر نکل آتا ہے۔ انتہی۔ اور نفس کی ترک سے مراد اس کے مذموم وسوسوں پر عمل ترک کرنا ہے۔ پس اگر تو نے انہیں شریعت پر پیش کیا اور تیرے ان کی موافقت ظاہر ہوئی نہ مخالفت تو عمل موقوف کردے اور اس کی طرف جلدی نہ کر کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ ان کا انجام اور نتیجہ کیا ہے۔ اور اہل حق کے لئے ہر وسوسے میں علامات ہیں جنہیں وہ اپنے قلوب کے ساتھ پہچانتے ہیں گرچہ ان کے غیر پر میزان مخفی ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ فواحش اور احتلام سے حفاظت

اللہ تعالیٰ نے میری شرمگاہ کی جب سے بالغ ہوا ہوں بے حیائی اور احتلام سے حفاظت فرمائی ہے یہاں تک کہ میری عمر تیس سال کو پہنچ گئی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ میرے پاس وقت نہیں تھا جس میں اپنے عیال کے لئے کمائی کروں کیونکہ علم میں مشغول رہا۔ اور قلیل ہیں وہ لوگ جن کی اتنی مدت تک بے حیائی سے حفاظت واقع ہوئی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے جس نے اس سے میری حمایت فرمائی حتیٰ کہ میں نے شادی کی۔ پس اے بھائی! اللہ تعالیٰ کی قوت پر اعتماد کے ذریعے شادی کے بغیر رہنے پر صبر کر نہ کہ اپنے نفس پر اعتماد کر کے۔ کیونکہ صابر کے لئے دو چیزوں میں سے ایک کے بغیر چارہ نہیں۔ یا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلب عطا فرمائے۔ یا پھر اس سے اس کی شہوت کا غلبہ پھیر دے۔ پھر اے بھائی! اگر تو دیکھے کہ شہوت کا غلبہ ہے تو شادی کر لے گرچہ قرض کے ساتھ ہو اپنے نفس کو بے حیائیوں میں گرنے سے بچانے کی خاطر۔ اور اگر تو روزہ رکھ سکے تو یہ تیرے لئے قرض لے کر شادی کرنے سے زیادہ مددگار اور افضل ہے۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ غیر شادی شدہ کو بھوکا رہنے کا حکم دیتے اور کبھی اسے رسی عطا فرماتے تاکہ اپنی کمر کو باندھ لے۔ جب تک کمر بستہ رہتا نکاح کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اگر کوئی شخص آپ سے کہتا کہ میں چاہتا ہوں ساری زندگی میرے عضو میں انتشار نہ ہو تو آپ اس کی پشت پر ہاتھ پھیر دیتے۔ پس اس کے عضو میں کبھی انتشار نہ ہوتا۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کرتے۔ البتہ شیخ اس وقت تک ایسا نہیں کرتے تھے جب تک کہ کشفاً معلوم نہ ہو جاتا کہ اس کی پشت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ ایک دفعہ

ایک شخص نے آپ سے عرض کی: میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے اسے فرمایا: کیا اس سے پہلے تو نے شادی کی ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔اور میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔پس فرمایا: سنت حاصل ہوچکی۔اب شادی نہ کر۔ایک فقیہ نے آپ سے کہا: آپ اسے سنت سے روکتے ہیں؟ تو شیخ نے فرمایا: تجھے اس کا صرف سنت ہونا ہی یاد رہا۔کیا تو اس کے حرام کھانے اور شبہات میں پڑنے کی طرف نظر نہیں کرتا۔پھر فرمایا: جس نے اس زمانے میں کسی ایسے شخص کو شادی کرنے کا مشورہ دیا جس کے لئے کسب معاش نہیں تو گویا وہ اسے لوگوں کی پگڑیاں اچکنے اور آزمائش اور حیلے اور کینے سکھاتا ہے۔اور اگر وہ عبادت گزار ہے تو اپنے دین کے عوض کمائے گا۔پس اے بھائی! حلال کسب حاصل کر اور شادی کر۔ورنہ شادی کے بغیر زندگی بسر کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-نعمت کی بجائے منعم میں شمولیت

میں منعم کی بجائے نعمت میں مشغول نہیں ہوتا۔اور یہ مجھ پر اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے۔قلیل ہیں وہ لوگ جنہیں نعمت، منعم سے مشغول نہ کرے۔اور اس پر میرا مددگار میرا یہ شہود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رزق اور لباس عطا فرمایا ہے یہ میری ملک نہیں۔میں تو صرف ایک خادم ہوں اپنے مالک کے مال سے کھاتا ہوں اور اس کے گھر میں سکونت پذیر ہوں۔اور مجھے یاد نہیں کہ کبھی میں نے گھر بنایا ہو اور وہ مجھے اچھا لگا ہو۔اور نہ ہی میں نے کبھی جبہ پہنا جس کا حاشیہ اور رنگ مجھے بھلا لگتا ہو اس حیثیت سے کہ یہ مجھے میرے رب سے مشغول کردے۔

اور سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: اس سے بچ کر تو اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمودہ مال کی وجہ سے اس کی طاعت سے مشغول ہوجائے۔پس اس کی وجہ سے دنیا و آخرت اس سے تو محجوب ہوجائے۔اور بسا اوقات تجھ سے مال سلب کر لیتا ہے اور تجھے محتاج کردیتا ہے۔اور یہ تبدیلی تجھے سزا کے طور پر ہوتی ہے۔اور جان لے کہ جب تو اللہ تعالیٰ کی طاعت کی بنا پر اس مال سے مشغول ہوجائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لئے ہبہ ہے۔اور یہ مذموم مال سے نہیں۔پس مال تیرا خادم ہوگا اور تو مولا جل وعلا کا خادم۔پس تو دنیا میں دلیل کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں معزز و محترم ہوگا۔انتہی۔

پس اس سے پرہیز کر کہ تو اللہ تعالیٰ سے دنیا مانگے مگر اللہ تعالیٰ کی سپرداری کے ساتھ تاکہ تو آفات سے امن میں رہے البتہ جب اللہ تعالیٰ تجھے مانگے بغیر کچھ عطا فرمائے تو یہ بابرکت ہے۔اور اس کا انجام قابل تحسین ہے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے متعلق تجھ پر حساب نہیں ہوگا جس طرح بعض نے فرمایا ہے۔کیونکہ یہ نفس کے للچائے بغیر آیا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے اختیار سے اجتناب

بچپنے سے میں نعمت حاصل کرنے یا مصیبت روکنے کو اختیار نہیں کرتا۔اور یہ اس لئے کہ مجھے نور ایمان اور سر ایقان کی بناء پر علم ہے کہ اگر نعمت میری قسمت میں ہے تو یہ مجھ تک پہنچے گی۔اور اگر اسے لوٹاؤں تو نہیں لوٹے گی۔اسی طرح مصیبت مجھ پر لامحالہ اترے گی اگر حق تعالیٰ نے اس کا مجھ پر فیصلہ فرمادیا ہے تو لوٹانے سے نہیں لوٹے گی۔اور باقی نہیں رہا مگر صبر اور بندے پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے لئے بردباری۔گرچہ شرعاً مدافعت کی اجازت ہے۔پھر اس کے بعد اگر نعمت حاصل ہو تو بندے پر شکر واجب ہے اور اگر مصیبت آئے تو اس پر صبر واجب ہے اور اس سے پرہیز کر کہ تو دعا کے ساتھ تقدیر کے رفع کا مطالبہ کرے مگر اس کے ساتھ جو حدیث پاک میں وارد ہوا۔اور

[م]عصیت کی آگ صبر کے پانی اور اس کی مدد کے ساتھ بجھا۔ پس معصیت کی آگ جہنم کی آگ سے بڑی نہیں۔ جبکہ حدیث پاک میں وارد [ہ]ے کہ جہنم کہے گی: اے مومن! گزر جا تیرے نور نے میرے شعلے بجھا دیئے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مومن کا نور جس کی وجہ سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بجھے گی اس کا وہ نور ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ تھا۔ پس چاہئے کہ جب تک دنیا میں رہے اسکے ساتھ معصیت کی آگ بجھائے۔

پھر مخفی نہ رہے کہ مصیبت دنیا میں بندے پر اس لئے نہیں آتی کہ اسے ہلاک کردے۔ وہ تو اس لئے آتی ہے کہ اسے آزمائے اور اس کے نفس کے ہاں اس کے ایمان کی صحت ثابت کرے۔ اور اس کے یقین کے قاعدے کی تائید کرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اعضاء کا شہوت سے محفوظ ہونا

جب سے چالیس سال کی عمر کو پہنچا ہوں میرے اعضاء معصیت کی شہوت یا میرے نفس میں اس کے کھٹکے سے بھی محفوظ ہیں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پس میرے تمام جوڑ اس وقت ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جب میرے پاس کوئی خوبصورت اور معطر عورت بیٹھے۔ اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی فقیر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے مقام میں کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ غیبت اور فحش کلامی کے وقت اس کے کان یوں ہوں جیسے کہ یہ پیدائشی طور پر بہرا ہے اور جسے دیکھنا اس کے لئے حلال نہیں اسے دیکھنے کے وقت گویا اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے یا دکھتی ہیں۔ یا مادرزاد اندھا ہے۔ اور بوسہ لینے کے وقت اس کے ہونٹ گویا چھالوں کے ساتھ زخمی ہیں۔ اور قبیح کلام کے وقت اس کی زبان یوں ہو جیسے گونگی ہے۔ اور مشتبہ کھانے پینے کے وقت اس کے دانت گویا مخدوش حالت میں زخمی ہیں۔ اور ناحق گرفت کے وقت اس کے دونوں ہاتھ گویا شل ہو چکے ہیں۔ اور ناجائز کام کے لئے چلنے کے وقت گویا اس کے دونوں پاؤں میں لرزہ۔ رعشہ اور گہرے زخم ہیں۔ اور بدکاری کے وقت اس کا عضو گویا بے حس ہے یا ایسے چھالے پڑے ہیں کہ کوئی مس نہیں کر سکتا۔ اور پیٹ بھر کر حلال کھانے کے ارادے کے وقت گویا اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے یعنی اس قدر کہ کھانے کی حاجت ہی نہیں۔ اور ناروا غور وفکر کے وقت اس کی عقل گویا مجنون اور پاگل ہے۔ حاصل مقصد یہ ہے کہ ناجائز کام کے وقت وہ اپنے سارے جسم کو مردہ دیکھے۔ انتہی۔ اور مذکور سب کچھ حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا معنی ہے کہ چاہئے کہ تیرا بدن اللہ تعالیٰ کی طاعت کے وقت زندہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے وقت مردہ ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ رزق معین کی انتظار نہ کرنا

میرے دن یا جمعہ یا مہینہ یا سال کے رزق معین کی انتظار سے میری حمایت کی جاتی ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے رزق کے حصول کے لئے میرے للچائے بغیر عطا فرماتا ہے۔ الہم۔ مگر اگر مجھے الہام صحیح کے ذریعے معلوم ہو کہ وہ میرا رزق ہے اس میں کسی اور کا حصہ نہیں تو اس وقت مجھے جائز ہے کہ اسے بالواسطہ یا بلاواسطہ طلب کروں جبکہ مجھے اس کی حاجت ہوتا کہ صرف مجھ پر میرے رب کے فضل کے شہود کی جلدی کروں نہ کہ کسی اور علت کے لئے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور یہاں تک عبد کی رسائی مخلوق۔ اسباب۔ حرفتوں اور صنعتوں پر اعتماد کی آلودگی سے پاک ہونے پر ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ بندہ جب تک مخلوق پر بھروسہ کرتا رہے [ع]ادت کے طور پر وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف سے فضل یا نعمت عطا فرمائے مگر استدراج کے ساتھ۔ پناہ بخدا اجل

شانہ عم نوالہ کیونکہ خلق حجاب ہے۔اور جب تک بندہ خلق کے پاس کھڑا ان کی عطاء اور فضل کی امید رکھنے والا۔ان سے مانگنے والا۔ان کے دروازوں پر آمد ورفت رکھنے والا۔توکل علی اللہ سے روگردانی کرنے والا رہےتو وہ اپنے رزق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی خلق کو شریک ٹھہرانے والا ہے۔حتیٰ کہ نگہبان اور منتظم سے جب اپنے قلب کے ساتھ اپنا وظیفہ طلب کرے اور مطالبہ کی حالت میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضل کا شہود نہ ہوتو رزق حاصل کرنے کے طریق میں یہ شرک باللہ تعالیٰ ہے۔اور ایسا شخص مستحق ہے کہ اسے ایسے رزق کے استعمال سے محرومی کی سزا دی جائے جس کا گمان بھی نہ ہو یا اس کے حلال عمل سے حاصل ہو جیسے مال حلال کے ساتھ یا پیشے کے عمل سے جو کہ کھوٹ سے مبرا ہو۔پھر جب بندہ کسب پر اعتماد سے توبہ کرلے اور اس شرک سے بچ نکلے تو اس سے زیادہ مخفی شرک اسے درپیش ہوتا ہے اور یہ کسب حلال کی طرف اس کے قلب کا مطمئن ہونا ہے اور اس حقیقت کو بھول جانا کہ یہ رب کے فضل سے ہے۔اور وہاں کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل کے شہود سے حجاب کے ساتھ سزا دیتا ہے۔اگر اس سے توبہ کرلے اور درمیان سے یہ شرک زائل کردے اور قوت یا کسب کے واسطہ کے شہود کے بغیر فضل ونعمت اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ کی طرف سے دیکھے اس طرح کہ رزق حاصل کرنے اور اس تک پہنچنے میں طریق کسب کا کوئی اثر نہیں۔پس اس وقت اللہ تعالیٰ اسے عطیات اور نوازشات سے بہرہ ور فرمائے گا۔اور یہ ہے مومن کامل کا وہ رزق جو اس کے پاس وہاں سے آتا ہے کہ اسے گمان تک نہیں ہوتا۔جبکہ وہ اسباب میں سے کسی سبب پر اعتماد کرتا ہے پس وہ وہاں سے شرک باللہ تعالیٰ کا مرتکب ہوتا ہے کہ اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

پھر یہ امر صرف بندگان خاص کے لئے ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر غیرت فرماتا ہے کہ وہ اس کے سوا کسی پر اعتماد کریں یا اس کی طرف متوجہ ہوں مگر اس کی اجازت سے۔پس ان کا رزق دنیا میں بالکل اسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح کہ جنت میں ان کا حال ہوگا جس میں خلق خدا میں سے کسی کا احسان نہیں ہوگا۔پس میں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں کہ ہمیں موت تک اسی مقام شہود پر ثابت قدم رکھے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-معرفت راسخہ

مجھے اللہ تعالیٰ کی ایسی مضبوط معرفت حاصل ہے کہ دلائل سے متزلزل نہیں کر سکتے۔اور اسے وصول الی حضرت اللہ عزوجل کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم بندے کا اس بارگاہ تک واصل ہونا ہے جہاں وہ مشاہدہ کرتا ہے۔کوئی فاعل نہیں مگر اللہ عزوجل اور کوئی رازق نہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ۔اور کوئی حیات عطا کرنے والا نہیں اور کوئی موت دینے والا نہیں مگر اللہ جل وعلاء۔اور اسی طرح اور وہ خلق اور خواہش کے شہود سے فنا ہو جاتا ہے۔اور موجودات میں صرف اسی کے افعال ،خلق کا مشاہدہ کرتا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔پس اللہ عزوجل تک رسائی اس کی مخلوق تک رسائی کی مثل نہیں۔جس طرح کبھی ضعیف، ستر ہزار پردوں میں محجوب عقل والے وہم کرتے ہیں۔اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس نے اللہ عزوجل کی معرفت کا دعوی کیا اور اسے دلائل متزلزل کردیں تو اس نے معرفت کی مہک تک نہیں سونگھی۔کیونکہ جس وقت وہ ایک اعتقاد ترک کرتا ہے اور دوسرا اعتقاد اختیار کرتا ہے اس مجتہد کی طرح ہے جسے کسی دوسرے امر میں دلیل ظاہر ہو جائے تو وہ اسے ترک کر دیتا ہے۔اور اگر اسے کہا جائے کہ پہلے عقیدے پر قائم رہ تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

...اہل اللہ اور ان کے غیر کی معرفت خداوندی میں فرق

اور اہل اللہ عزوجل کی معرفت اور ان کے غیر کی معرفت میں یہ فرق ہے کہ اہل اللہ عزوجل کی حاصل کردہ تمام معرفتوں پر اللہ تعالیٰ ...راضی ہے کیونکہ یہ اسی کی عطا فرمودہ ہیں بخلاف غور وفکر سے حاصل کردہ معرفتوں کے۔ کیونکہ افکار کبھی بھی کائنات سے ترقی نہیں کر سکتے۔ ...پس سمجھ لے۔ علاوہ ازیں ہر مخصوص کے لئے ایک جدا تعریف ہے جس میں اس کا غیر شریک نہیں ہوتا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ...اپنے رسل۔ انبیاء اور اولیاء کے ساتھ ایک سرّ ہے من حیث ہو۔ اس پر صاحب سرّ کے علاوہ کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ کبھی مرید ...کے لئے ایسا سرّ ہوتا ہے جس پر اس کا شیخ مطلع نہیں ہوتا جبکہ شیخ کے لئے ایک سرّ ہے جس پر اس کے علاوہ کسی کو اطلاع نہیں۔

اور ایک دفعہ میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ جب مرید مقام عرفان تک پہنچ جائے تو کیا اپنے شیخ سے بے ...نیاز ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب مرید اپنے شیخ کے مقام تک پہنچ جائے تو اپنے شیخ سے جدا اور منقطع ہو جاتا ہے۔ پس حق جل وعلا ...اس کا والی ہوتا ہے اور اسے ساری خلق سے جدا کر دیتا ہے سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ آپ کے واسطہ کو درمیان سے ...ہٹا دینا کبھی بھی ممکن نہیں۔ اور حق جل وعلا کے اسے جدا کرنے کے بعد اس مرید کے لئے شیخ ایک دایہ کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی تائید ...اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ لا رضاع بعد الحولین یعنی دو سال کے بعد دودھ پلانا (درست) نہیں۔ میں نے آپ سے کہا: پھر ...شیخ کی حاجت اس وقت تک رہتی ہے جب تک مرید کے پاس خواہش اور اللہ تعالیٰ کے سوا ارادہ رہتا ہے۔ فرمایا: ہاں تا کہ ان دونوں کو ...اسے توڑ دے۔ پس جب اس سے انہیں توڑ دے اور یہ زائل ہو جائیں تو اب کوئی کدورت ہے نہ نقصان۔ انتہی۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکورالصدر کلام سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ سے کوئی بھی کبھی بے نیاز ...نہیں ہو سکتا ہے کہ سب سے اونچا مقام، مقام عرفان خداوندی ہے۔ اور اس تک سرائی آپ کے وسیلہ جلیلہ کے بغیر ممکن نہیں۔ بلکہ لا متناہی ...ذات حق کی معرفت کے درجات بھی لامتناہی ہیں اور ہر درجہ تک رسائی کا وسیلہ آپ ہیں۔ ذوق معرفت رکھنے والوں کے لئے حضرت امام ...عارف شہیر القطب سیّدی السیّد الشریف ابوالعباس التجانی الفاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب الطریقۃ العلیہ التجانیہ کا ایک اقتباس نقل ...کرتا ہوں۔ ولا شك انه صلى الله عليه وسلم تام في نفسه لا يطرء عليه النقص بوجه من الوجوه كامل صلى ...الله عليه وسلم يفيض الكمالات على جميع الوجود من العلوم والمعارف والاسرار والانوار والاعمال ...والاحوال والفيوضات والتجليات والمواهب والنح و جميع وجوه العطايا فكل ما يفيضه الحق سبحانه و تعالى ...على الوجود مطلقاً و مقيدا. كثيرا او قليلا مما اشتهر او شذ انما يفيضه بواسطة رسول الله صلى الله عليه ...وسلم. فمن ظن انه يصل من عند الله تعالى شيء للوجود بغير واسطة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد ...جهل امر الله وان لم يتب خسر الدنيا والاخرة بهذا الاعتقاد نسأل الله السلامة والعافية من بلائه بجاه ...سيد الانبياء (منقول از جواہر المعانی حصہ سوم ص ۵۶) یعنی اس میں کوئی شک نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں تام ہیں کسی وجہ سے بھی ...نقص طاری نہیں ہوتا۔ آپ کامل ہیں۔ علوم ومعارف۔ اسرار وانوار۔ اعمال واحوال۔ فیوضات وتجلیات۔ عطیات ونوازشات ...کمالات کا فیض تمام موجودات کو عطا فرماتے ہیں۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ موجودات کو مطلق ومقید۔ کثیر یا قلیل۔ مشہور یا شاذ جو فیض

بھی عطا فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہی فرماتا ہے۔ پس جس کا گمان ہو کہ موجودات کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی چیز اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر ملتی ہے وہ امر الٰہی سے جاہل ہے۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو اس اعتقاد کی وجہ سے دنیا و آخرت میں خائب و خاسر ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے رسل اور انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے وسیلے اس کی آزمائش سے سلامتی اور عافیت مانگتے ہیں۔

نیز روایت ہے کہ ابوجعفر المنصور العباسی نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: یا ابا عبداللہ! استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادعو۔ ام استقبل القبلة وادعو؟ فقال له مالك: ولم تصرف وجهك عنه صلی اللہ علیه وسلم وهو وسيلتك و وسيلة ابيك آدم عليه السلام الى الله عزوجل يوم القيامة۔ اے ابوعبداللہ! کیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کروں اور دعا مانگوں یا قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟ آپ نے جواباً فرمایا: تو اپنا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتا ہے حالانکہ آپ تیرا اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ ہیں۔

رہا مقام عرفان پر پہنچنے کے بعد شیخ سے علیحدہ اور جدا ہونا تو اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے شیخ طریقت کی بدولت اور اس کی راست راہنمائی کی بدولت وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ جل شانہ کا فضل و کرم اسے خود نوازتا ہے۔ سیڑھی کی افادیت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ مقام بلند تک اسی کی وجہ سے پہنچا۔ بنابریں اپنے شیخ کریم کے زیر بار احسان رہے گا کہ یہ مقام رفیع اسی کی برکت سے حاصل ہوا۔ فافہم وتدبر۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

مذکور الصدر مقام تک رسائی کی علامت

اور ہم نے جس مقام کی تقریر کی اور بیان کیا اس تک رسائی کی صحت کی علامت یہ ہے کہ بندہ ساری مخلوق سے خوف نہیں کرتا ظالم بادشاہ سے نہ سانپ اور درندے سے وغیر ذالک۔ اور وہ اپنے رب کے سوا ضرر نفع اور عطاء ومنع نہیں دیکھتا بلکہ ہمیشہ کے لئے اپنے رب کے ماسوا سے بےخوف۔ اپنے رب کے فعل کو دیکھنے والا۔ اس کے حکم کا منتظر۔ اس کی طاعت میں مشغول اور دنیا و آخرت میں اس کی تمام مخلوق سے علیحدہ ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان پر اعتماد نہیں کرتا۔ ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا قلب متعلق نہیں ہوتا۔ پس ساری مخلوق اس کے نزدیک اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ نے مشکیں کس کر پھانسی پر لٹکایا ہو۔ پھر اپنی کرسی مملکت وغیرہ پر بیٹھ کر اپنے تمام غلاموں کو حکم دے اس شخص کو تیر اور نیزے ماریں۔ تو کیا کسی عاقل کے لائق ہے کہ سلطان کو چھوڑ دے اور اس پھانسی پہ لٹکنے والے سے کچھ مانگے اور اس سے کوئی امید وابستہ کرے؟ ہرگز نہیں واللہ۔ پس اسی طرح صادقین کسی سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ کے سوا۔ چنانچہ مدعی عرفان کو چاہئے کہ اپنے نفس کی تفتیش کرے۔ پس کئی مرتبہ وہ اپنے امور میں سے کسی چیز میں مخلوق پر توجہ کرتا ہے۔ اور ایک شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: سب کے سب وصال لیلیٰ کے مدعی ہیں حالانکہ لیلیٰ ان کے لئے اس کا اقرار نہیں کرتی۔ پس ہم بصیرت کے بعد اندھے پن۔ وصل کے بعد منقطع ہونے۔ قرب کے بعد رو کے جانے۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور ایمان کے بعد کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بیشک وہی نعمت عطا فرمانے والا احسان فرمانے والا ہے۔ والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی۔باطنی رنج والم خلق سے چھپانا

میرے باطن میں جو رنج والم پہنچتے ہیں مخلوق سے چھپائے رکھتا ہوں۔ دوست دشمن کسی کے سامنے ذکر نہیں کرتا۔ بعض اوقات میرے باطن میں آگ لگ جاتی ہے حتیٰ کہ ناک اور منہ سے دھواں نکلنے لگتا ہے جیسے ایندھن کا دھواں ہوتا ہے۔ پس میں کسی کو اس کے سبب پر مطلع نہیں کرتا۔ کئی دفعہ میرے پاس طبیب لایا جاتا ہے لیکن وہ میری مرض کی تشخیص نہیں کر سکتا۔ اور اس قدم پر سیّدی شیخ نور الدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ مرض الوصال میں سنتالیس دن چت لیٹے رہے حتیٰ کہ پشت کا گوشت جھڑ گیا اور چیونٹیاں گروہ در گروہ آپ کے گوشت میں داخل ہونے لگیں۔ اور میں نے کبھی آپ کو آہ کہتے نہ سنا۔ اور آپ کو کسی نے جب بھی پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے تو فرماتے میں ٹھیک ہوں۔ بخیر ہوں۔ انتہی۔

اور رجال کے درجات سختیوں میں ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اے بھائی! جان لے کہ تیرا یہ کہنا کہ میں ٹھیک ہوں یعنی مرض کی شدت کے باوجود میرا عقیدہ ٹھیک ہے جبکہ تو جھوٹا ہے تیرے پروردگار کا شکوہ کرنے سے بہتر ہے جبکہ تو سچا ہے۔ پس تیرے پاس تیرے رب کی کتنی نعمتیں ہیں جنہیں تو نہیں پہچانتا۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ ان فی المعاریض مندوحۃ عن الکذب۔ یعنی تعریض میں جھوٹ سے گنجائش ہے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: مخلوق میں سے کسی کی طرف سکون اور انس اختیار نہ کر۔ اور جس حالت پر تو ہے اسے اس پر اطلاع نہ دے۔ مگر اسے جس کے متعلق تجھے شرعاً اجازت دی گئی ہے۔ اور چاہئے کہ تیرا انس اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اور تیرا سکون اس کی طرف اور اس سے تیرا شکوہ اسی کی طرف ہو کیونکہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں ذاتی طور پر ضرر و نفع۔ کھینچنا اور روکنا۔ عزت و ذلت۔ نیچا کرنا اور اونچا کرنا اور اس کے علاوہ دیگر امور جو کائنات میں واقع ہوتے ہیں نہیں ہیں۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے رب کا شکوہ کرے حالانکہ تو عافیت کے ساتھ ہے یا تجھے اس رنج کو برداشت کرنے کی قدرت اس قوت کی بنا پر ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ پس تو کہے کہ میرے پاس قوت ہے نہ قدرت۔ یا تو اس کی خلق کے پاس اس کا شکوہ کرے جبکہ تیرے پاس وہ نعمت ہے جو اس نے تجھ پر انعام فرمائی۔ اور تو اس شکوہ سے نعمت میں اضافہ کا قصد کرے۔ اور تو اس کی نعمت اور عافیت سے جو تیرے پاس ہے حقیر جانتے ہوئے اندھا بنا بیٹھا ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ بسا اوقات تجھ پر غضبناک ہو جاتا ہے۔ اور تیرا شکوہ ثابت کر دیتا ہے اور تجھ سے نعمت و عافیت زائل کر دیتا ہے۔ اور تجھ پر مصیبت کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے اور اسے تجھ پر سخت کر دیتا ہے۔ بلکہ تجھے سخت ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ اور تجھے اپنی نگاہ عنایت سے گرا دیتا ہے۔ پس اگر تو اس مقام کا اہل ہونا چاہتا ہے تو پوری کوشش کر کے خلق کے سامنے شکوے سے ڈر اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تیرا گوشت قینچی سے کاٹ دیا جائے۔ والسلام۔

پس اکثر و بیشتر ابن آدم پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اس کے شکوے کی جہت سے ہوتی ہے۔ اور بندہ اس کا شکوہ کیسے کر سکتا ہے جو کہ اس پر اس کے والدین سے زیادہ مہربان ہے۔ لہٰذا تو اس پر راضی ہو جا جو اس نے تیرے لئے مقدر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کر وعسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم (البقرہ آیت ۲۱۶) ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے) پس رب العزت نے بندے سے حقائق امور اور ان کے انجام کا علم لپیٹ لیا اور اسے اس سے محجوب رکھا۔ پس اس کے پاس یہ ایمان باقی رہا کہ وہ اس پر اس کی ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ پس اسے نہیں چاہئے کہ بے ادبی کرے پس خود ہی ناپسند کرے اور خود ہی پسند کرے۔

بلکہ اس پر واجب ہے کہ جو کچھ اس پر نازل ہو اس میں شرع کی اتباع کرے اگر وہ حالت تقویٰ میں ہے جو کہ پہلا مرتبہ ہے۔ جس طرح کہ اس پر واجب ہے کہ امر الٰہی کی اتباع کرے اگر وہ مقام ولایت میں ہے اور یہ دوسرا قدم ہے۔ جس طرح کہ اس پر واجب ہے کہ ظاہر و باطن میں راضی بالفعل ہو اگر وہ مقام عرفان میں ہے۔ پس اے بھائی! تقدیر کے راستے سے ایک طرف ہو جا اور اس کا راستہ خالی کر دے۔ پس بیشک اللہ عزوجل تجھے اور تیری مصلحتوں کو زیادہ جانتا ہے۔ اور تجھ پر جو مصیبت اترے اس پر اللہ رب العالمین کی حمد وثنا کر۔

اور اے بھائی! جان لے کہ بساط حضوری پر وہ شخص قدم نہیں رکھ سکتا جو گناہوں۔ برائیوں۔ معصیتوں اور خطاؤں سے آلودہ ہو۔ جس طرح کہ دنیوی بادشاہوں کے ہاں وہ شخص نہیں آسکتا جس کے کپڑے نجاستوں۔ بدبو۔ اور میل کچیل سے ملوث ہوں۔ تو کبھی تیرا رب تجھ پر مصیبتیں اور بیماریاں نازل کر کے تجھے نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہے حتیٰ کہ تو اس کے دربار میں داخل ہونے کے قابل ہو سکے۔ اس لئے کہ تو یقیناً گناہوں کے ساتھ آلودہ ہے اور تجھے اس حالت میں کہ تو نجاست میں لتھڑا ہوا ہے منزل حضوری میں داخلہ ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا دربار ہے جہاں صرف وہی داخل ہو سکتا ہے جو کہ پاک صاف۔ تمام خلاف ورزیوں سے حتیٰ کہ دعووں اور ہوس کی میل کچیل سے پاک ہو چکا ہو۔ پس تو اس سے بچ کہ مصیبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے بدمزہ ہو جائے کیونکہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی ہیں اور بے چین نہ ہو۔ جس طرح کہ تو بدمزہ دوا پینے کا حوصلہ کر لیتا ہے کیونکہ تجھے بدبودار، نجس طبیعت سے اپنے باطن کے تنقیہ کا علم ہے جس کے بخارات تیرے سر کی طرف اٹھتے ہیں اور اس سے دردسر لاحق ہوتا ہے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی ۔ تفویض اور طلب توفیق کے ساتھ وعدہ کرنا

میں کسی سے کوئی وعدہ نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض اور اس سے ایفاء وعدہ پر مدد طلب کرتے ہوئے۔ اور سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت میں ہے کہ جب تیرا ایمان اور یقین ضعیف ہو اور تو کوئی وعدہ کر بیٹھے تو اسے پورا کر۔ اور اس کے خلاف نہ کرتا کہ تیرا ایمان چلا نہ جائے اور یقین کمزور نہ ہو جائے۔ بخلاف اس کے جب تیرا یقین قوی اور پختہ ہو اور تجھے اپنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا اس بنا پر علم ہو کہ تجھ پر ہر امر مقدر میں تو اس سے راضی ہے۔ پس اس وقت تجھے وعدہ کرنا درست ہے کہ تو وعدہ خلافی سے امن میں ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اسی طرح معاملہ فرماتا ہے جس طرح کہ بندے کا معاملہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہو۔ پس اے بھائی! تو ابراہیمی المقام ہو جا۔ پھر وعدہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ وعدہ وفائی پر تیری مدد فرمائے گا۔ اور تجھے جھوٹا نہیں ہونے دے گا کیونکہ اس وقت تو اس کا محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کے مجھ پر احسان کے ذکر میں آرہا ہے کہ میں اس سے نہیں کھاتا جس چیز کے حاضر ہونے سے پہلے میں نے وعدہ کیا ہو۔ کیونکہ کبھی وہ چیز طبعی چوری کی وجہ سے اس کے موجود ہونے کی طرف نفس کے للچائے بغیر نہیں آتی۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی ۔ مشتبہ چیز کھانے سے حمایت

غالب طور پر میری اس چیز کے کھانے سے حمایت ہوتی ہے جس میں شبہ ہو۔ پس میرا نفس اس سے اٹھ جاتا ہے پس میں اسے نگل

نہیں سکتا۔ اور کبھی بعض اوقات اسے تناول کر لیتا ہوں پس اپنے نفس سے مزاح کرتا ہوں پس قے کر دیتا ہوں۔ اور کبھی بھول کر کھا پی لیتا ہوں پھر پتہ چلتا ہے تو اس سے پہلے رگوں میں سرایت کرے قے کر دیتا ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے یہاں تک کہ تجھے شک نہ رہے۔ پس آپ نے ہمیں اس چیز کے تناول کرنے کا اذن نہیں دیا جس میں شک ہو۔ برابر ہے کہ وہ شک چیز والی اس کے ساتھ جمع ہو جائے جس میں شک نہیں یا ہمارے سامنے صرف وہی آئے۔ لیکن اجتماع کی صورت میں ہم پر واجب ہے کہ عزیمت پر عمل کریں۔ اور یہ اس چیز سے کھانا ہے جس میں شک نہیں۔ اور جس میں شک ہو اسے ترک کرنا۔ اور جب صرف شک والی چیز اکیلی ہو تو ادب یہی ہے کہ اس سے توقف کریں۔ مگر بوقت ضرورت۔ پس ہم اس سے صرف بقدر حاجت کھائیں گے۔ اور اگر تیرے پاس یقین اور صبر ہے تو مت کھا۔ اور یوں عرض کر: اے میرے رب! مجھے بھوک لگی ہے جبکہ تو نے مجھے ایسی چیز کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پس مجھے کوئی حلال چیز عطا فرما جس پر قناعت کروں۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ایسی شے مقدر فرما دے گا جسے تو کھا سکے یا حلال ملنے تک بھوک برداشت کر سکے۔

اور ایک دفعہ میرے ساتھ ایسا واقعہ گزرا کہ مجھے کوئی حلال چیز نہ ملی کہ کھالوں۔ پس میں نے عرض کی: الٰہی! میرے لئے اس مٹی میں ذائقہ پیدا کر دے۔ پھر میں نے کھالی۔ تو میں نے اس میں گوشت کی چکنائی کی طرح چکنائی پائی۔ اور تین دن تک مجھے کافی ہوئی۔ اور یہ اس قاعدے کے مطابق ہے کہ جب دو خرابیاں آمنے سامنے ہوں تو ہلکی کا ارتکاب کرلو۔ اور یہ اس لئے کہ مٹی بدن میں مضر ہے نہ کہ روح میں۔ جبکہ حرام دونوں میں سے ہر ایک میں مضر ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔جسم کا مسلسل بیماریوں میں مبتلا ہونا

جب سے لوگوں نے مجھے پہچانا اور میرے معتقد ہوئے میرا جسم مسلسل بیماریوں میں مبتلا ہے۔ ایک تکلیف ختم نہیں ہوتی مگر اس کے پیچھے دوسری تکلیف آجاتی ہے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ اگر تکلیف کسی گزشتہ گناہ کی سزا ہے تو بہتر ہے۔ اگر اس کا کفارہ ہے تو بہتر ہے اور اگر درجات کی بلندی ہے تو بہتر ہے۔ اور تکلیف ان تین احوال سے خالی نہیں ہوتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہو یہاں تک کہ میں صبر میں اور اس کی محبت میں اپنے دعویٰ میں اپنا مقام پہچان سکوں۔ پس شکر کروں یا استغفار کروں۔

سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام

اور سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: حق تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء میں تکالیف اور مشقتیں صرف اس لئے ہمیشہ رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے قلوب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں ہمیشہ رہیں۔ اور اس سے غفلت سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس وہ کبھی بھی فراخی پسند نہیں کرتے کیونکہ اس میں ان کی اپنے محبوب سے دوری ہے۔ بخلاف تنگی کے کہ وہ اسے پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کے قلوب کے لئے صفائی اور ان کے نفوس کے لئے قید ہے جو انہیں اپنے قلوب کے غیر کی طرف مائل ہونے سے روکتی ہے۔ تو جب ان پر مصیبت دائمی ہوتی ہے تو خواہشات مضمحل ہو جاتی ہیں اور قلوب منکسر

ہو جاتے ہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کو رگ شہ سے بھی اپنے زیادہ قریب پاتے ہیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب الٰہیہ میں فرمایا: میں ان کے پاس ہوں جن کے قلوب میری خاطر منکسر ہیں۔ یعنی ان کے کشف وشہود کے طور پر۔ ورنہ وہ ہر عبد کے پاس ہے اور اس کا دل منکسر ہو یا نہ ہو۔ پس سمجھ لے۔

اور اے بھائی جان لے کہ مصیبت جب بھی بندے پر شدید ہوگی قلب اور یقین قوی ہوگا اور نفس وخواہش میں ضعف آئے گا اور بندہ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ کے قریب ہوگا۔ پس اے بھائی! مصیبت نازل ہونے پر خوشی محسوس کر لیکن اس پر اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے ہوئے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں تجھ سے کوئی ناخوشگواری واقع ہو تو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تو ہلاک ہو جائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- دنیوی خواہشات میں سے گھٹیا چیز پر راضی ہونا

جن دنیوی خواہشات سے نفس محبت کرتا ہے ان میں سے ہر گھٹیا چیز سے راضی ہوتا ہوں۔ اسی لئے میری طرف سے اہل دنیا کے ساتھ کسی چیز میں باہمی نزاع کبھی واقع نہیں ہوا۔ اور میرا بدن اور میرا قلب امور دنیا میں سے کسی چیز کو حاصل کرنے کی مشقت سے راحت میں ہے۔ اگر مجھے جو کی روٹی کا ٹکڑا عطا کرے تو اسی پر قناعت کرتا ہوں اور اس کا شکر گزار ہوتا ہوں۔ اور اگر مجھے کھدر مل جائے وہی پہن لیتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ ہے میری بنیاد جس پر میرا امر قائم ہے۔ پس جب بھی میرے پاس کوئی امر زائد آئے تو اس پر یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ میں اس کا مستحق نہیں ہوں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے شکر کرتا ہوں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ میرے پاس میری حاجت سے زائد کپڑے اور سامان خورد ونوش رہتا ہے۔ پس میں اس میں سے کھاتا ہوں اور پہنتا ہوں۔ اور جو زائد شے مجھ سے بچ رہے دوسرے کو دے دیتا ہوں۔ اور اس خلق میں عظیم راحت ہے۔ اور جسے یہ خلق حاصل نہیں وہ اپنے رزق کے حصول میں ہمیشہ قلبی اور بدنی قلق میں رہتا ہے۔ جب بھی وہ رزق میں کسی درجہ کے لئے ترقی کرتا ہے تو اس کے لئے دوسرا درجہ ظاہر ہو جاتا ہے پس وہ اس کے حصول میں مشقت اٹھاتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے اور اس سے آخرت کا عمل فوت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کا ہر اس شخص میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جس کی داڑھی سفید ہو گئی۔ ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا اور وہ ابھی تک تجارت میں مصروف ہے۔ شام۔ حلب الروم۔ بلاد تکرور اور غرب کی طرف مصروف سفر ہے۔ سیر نہیں ہوتا اور نہ ہی قناعت نصیب ہوتی ہے۔ اور جمع کردہ مال میں سے کسی چیز کے ساتھ اپنی ذات سے اچھا سلوک نہیں کرتا چہ جائیکہ اس کے ساتھ صدقہ وخیرات کرے یا اپنے غیر کے لئے کوئی کار خیر کرے۔ پس اسے سمجھ لے۔

احسان خداوندی- دین کے بارے میں قول بالرای سے پرہیز

اللہ عزوجل کے دین کے متعلق میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتا۔ تو جس مسئلہ میں شارع کی طرف سے کوئی تصریح نہیں ملتی تو اس پر عمل سے توقف کرتا ہوں جس طرح کہ باب ثانی کے اوائل میں گزر چکا۔ اور اس پر اقدام نہائی نہیں کرتا مگر اس وقت کہ اس کے متعلق کوئی نص یا اجماع یا قیاس جلی مل جائے۔ اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اس سے بچ کہ تو اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں اپنی خواہش کے ساتھ بات کرے کیونکہ وہ تجھے ہلاک کر دے گا۔ تیرا دل تاریک۔ تیرا ایمان اور معرفت سلب کر لے گا۔ اور تجھ پر تیرا شیطان۔ تیرا نفس اور تیری خواہش تجھے ستانے کے لئے مسلط کر دے گا۔ حتیٰ کہ تیری شہوات۔ تیرے اہل وعیال۔

گھر کے پڑوسی۔ تیرے دوست احباب اور اپنی عام مخلوق، حتیٰ کہ تیرے گھر کے بچھو۔ سانپ۔ جنات اور باقی حشرات الارض بھی مسلط کر دے گا۔ پس دنیا میں تیری زندگی تلخ اور آخرت میں تیرا عذاب طویل کر دے گا۔ انتہی۔

سیّدی علی الخواص کے مذکورہ بالا قول کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ اس سب کی تبلیغ فرمائیں جو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل فرمایا گیا۔ چنانچہ آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس میں ہماری سعادت ہے مگر اسے ہمارے لئے بیان فرما دیا۔ اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ ہم پر رحمت اور فراخی ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف حدیث پاک نے اشارہ کیا کہ آپ نے تم پر رحمت فرماتے ہوئے بعض چیزوں سے سکوت فرمایا پس ان کے متعلق سوال نہ کرو۔ اور اسی سے بعض عارفین کا قیاس سے روکنا ہے۔ فرمایا: یہ اس لئے کہ یہ علت کا تتبع کرنا ہے۔ اور اسے کیا معلوم کہ شاید شارع نے اس علت کے تتبع کا ارادہ نہ کیا ہو۔ اگر اس کا ارادہ فرمایا ہوتا تو ہمارے لئے اسے بیان فرماتے۔ گرچہ حدیث پاک میں ہی ہوتا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دنیا سمٹنے پر کثرت شکر

میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے شکر کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دنیا پھیر دے اور میرے ساتھیوں کو عطا فرما دے۔ اور ان کے لئے امراء۔ اغنیاء اور اکابر کے ہاں جاہ و مرتبہ مقرر فرمائے۔ اور میرا چرچا لوگوں میں نہ رہے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بھوکا اور بے لباس کر دے۔ اور مجھ سے دنیا منتشر ہو جائے۔ اور میرے لئے اس کی شیرازہ بندی نہ ہو۔ پھر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے ساتھیوں کو اس دنیا کے فتنے سے بچائے جو انہیں عطا فرمائی ہے اور مجھ سے روک لی ہے یہاں تک کہ میں کسی مسلمان کے لئے بری تمنا میں نہ گر جاؤں۔ گرچہ لازم کے ساتھ ہو۔ پس سمجھ لے۔ یہ کیا عظیم لذت ہے۔ اگر وہ شخص اسے چکھے جو رات دن لذت ظاہرہ میں پیچ وتاب کھاتا ہے تو اپنی سب مصروفیت ترک کر دے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غالب طور پر اہل شدت و مصیبت کے ساتھ مہربانی فرماتا ہے نہ کہ اہل نعمت و عافیت کے ساتھ۔ اور جسے حق تعالیٰ کی مجالست کا شرف حاصل ہو اس سے دنیا و آخرت سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی۔

اور سیّدی ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر بادشاہوں کو وہ کیفیت معلوم ہوتی جس میں ہم ہیں تو اس پر ہمارے ساتھ تلواروں سے لڑائی کرتے۔ اور اسی طرح امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ بھی فرماتے تھے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے دار الاقامت نہیں۔ پس کسی عاقل کے لئے درست نہیں کہ اس سے وابستہ ہو مگر ایک مسافر کے زادِ راہ کے مطابق۔ مختصر یہ کہ جس مومن سے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا پھیر دے تو یہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا عنوان ہے۔ اور اس کے ایمان کی زمین کے زرخیز اور خوب سیراب ہونے کی علامت ہے۔ اسی لئے اس کے پتوں اور ماحول میں شبنم اور تری زیادہ ہے۔ پس ایمان کامل والا اللہ تعالیٰ کے جنتی وعدے کے مطابق تعمیر نہیں کرتا مگر جنت میں اور شجر کاری نہیں کرتا مگر جنت میں۔ پس اس کا شجرۂ ایمان ہمیشہ برگ و بار اور نشوونما کے ساتھ رہتا ہے۔ اور یہ وہ اضافہ ہے جس سے وہ دنیا کی تکلیف۔ بھوک پیاس اور برہنگی کی وجہ سے ناز و نعمت

پاتا ہے۔ برعکس اس کے جس پر کہ اہل دنیا ہیں۔ پس وہ ہمیشہ اعمال صالحہ کے اضافے میں رہتا ہے حتیٰ کہ اہل دنیا اس کی شدت خلوص۔ اس کے مشاہد اور اس کے بلند درجات کی وجہ سے اس کے عمل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی ہے جسے آخرت میں وہ کچھ عطا ہوگا جو کسی آنکھ نے دیکھا۔ نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکا۔ انتہی۔ پسندیدہ اعمال کی طرح جو اس نے دار دنیا میں اپنائے جن کے مشاہدہ وملاحظ اور درجات کی بلندی کی وجہ سے مخلوق بے خبر رہی۔

اور جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا عطا فرمائی اور اس پر اس کے طعام۔ لباس۔ نکاح اور سواریوں میں وسعت فرمائی اور اسے ان کی بنا پر اپنے سے مشغول کردیا تو یہ اس امر کا عنوان ہے کہ اس کی ایمان بالاخرت کی زمین کا محل وقوع اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایمان والوں کے لئے جو کچھ تیار کیا ہے شور اور بنجر ہے یا چٹان ہے۔ قریب نہیں اس میں پانی ٹھہرے نہ ہی اس میں کوئی درخت اگے۔ اسی لئے زمین کے خشک ہونے کی وجہ سے اسے کافی سیرابی کی ضرورت ہے۔ اور اس کے باوجود برگ وبار سے خالی مگر اقلے از قلیل۔ اگر کثرت سے پانی نہ ڈالا جائے تو بالکل مرجائے۔ اس کے درخت خشک۔ پھل ختم۔ اور اس کی دنیا اور معاشی خرابی کی نذر ہوجائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس کی آبادی کا ارادہ فرماتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا کے ساتھ غنی ہونے کا درخت بنیاد کا کمزور اور جلد ہلاک ہونے والا ہے۔ جبکہ فقیر کا درخت جس کا ہاتھ دنیا سے خالی ہے قوی بنیاد والا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بقاء کے ساتھ باقی رہنے والا ہے۔ پس غنا کے درخت کے لئے کثرت کے ساتھ اس پر پانی ڈالنے کے ساتھ حق تعالیٰ کا اس کا علاج کرنا اس پر رحمت ہے۔ ورنہ اگر وہ خشک ہوجاتا اور اس کی شاخیں خشک ہوجاتیں اور اس کا پھل منقطع ہوجاتا تو صبر کی قلت اور کم پر راضی نہ ہونے کی وجہ وہ کافر یا منکر ہوجاتا۔ پس منافقین۔ مرتدین اور کفار کے ساتھ ملحق ہوجاتا۔ اور اس کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ میرے بندوں میں سے وہ ہے کہ اس کے لئے صرف فقر ہی درست ہے۔ اور اگر میں اسے غنی کردیتا تو اس کا حال خراب ہوجاتا۔ اور میرے بندوں میں سے وہ بھی ہے جس کے صرف غنی ہونا ہی درست ہے اور اگر میں اسے فقیر بناتا تو اس کی حالت خراب ہوجاتی۔ پس حمد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ایسی صورت حال سے بچالیا اور ہمیں اپنے سے راضی کردیا۔ اگرچہ ہم سے دارین کی نعمتیں پھیردے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

اس سے پرہیز کر کہ تیری آنکھ للچائے پس تو اس کی تمنا کرے جو تیرے لئے نہیں کہ وہ تیرے لئے ہو۔ کیونکہ خالی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے لئے مقسوم فرمایا ہو یا مقسوم نہیں فرمایا۔ پس اگر تیرے لئے مقسوم فرمایا ہے تو وہ لامحالہ تیری طرف پھیرنے والا ہے یا تجھے اس کی طرف چلائے یا چلے بغیر وہ خود تیری طرف آجائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے لئے مقسوم نہیں فرمایا تو ممکن نہیں کہ کسی بھی حیلے کے ساتھ تو اس تک پہنچے۔ پس اس سے منقطع ہوکر اپنے مولا کی طاعت میں مصروف ہوجا جس کے تو اپنے حاضر وقت میں درپے ہے۔ پس بیشک میں نے تجھے نصیحت کردی ہے اور اپنی طاقت اور کوشش اس کی طاعت میں صرف کرنا تیری ذمہ داری ہے۔ معذرت کرتے ہوئے۔ فقیر بن کر۔ عاجزی کرتے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے۔ دنیا یا آخرت کے عوض کی طرف نظر مت کر۔ کہ تو عبد ہے اور عبد اپنے مالک کی خدمت پر کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ یہ خدمت تو مالک کے حقوق سے ہے۔ انتہی۔

فالحمد للہ رب العالمین

انعام خداوندی-محبت خلق سے پاک ہونا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے قلب کی حمایت فرمائی کہ اس میں خلق میں سے کسی کی محبت جاگزیں ہو مگر اس کے اذن سے۔اور اللہ عز و جل نے مجھے ہر اس قلب کی حفاظت کی ضمانت دی ہے جس میں اس کا غیر نہ ہو۔پس اس بندے کو توحید۔عظمت اور جبروت کی تلوار عطا فرماتا ہے۔اور اسے اس کے قلب کا دربان مقرر فرماتا ہے۔پس اس کے قلب کے دروازے یعنی اس کے سینے کے صحن کے جو بھی قریب آتا ہے اس کا سر قلم کر دیتی ہے۔پس بندہ اپنے قلب کی حفاظت میں مضبوط ہو جاتا ہے تو اس کے قلب کے ارد گرد غیرت کے پردے عظمت کی خندقیں اور جبروت کا غلبہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور حق جل وعلا اس بندے کے قلب کے آگے اپنے لشکر سے محافظ کھڑے کر دیتا ہے تا کہ شیطان یا نفس یا ہویٰ اس کے قلب تک نہ پہنچ سکے۔اور اسے نفس و ہویٰ سے پیدا ہونے والے تمام جھوٹے دعوؤں سے محفوظ کر دیتا ہے۔پس اس پر خلق کے متوجہ ہونے اور دنیوی نعمتوں کے ہجوم سے اس کا راس المال گھٹتا نہیں۔اور اگر وہ کسی عورت سے شادی کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر اس کی معاونت کرتی ہے۔اور اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو نیک ہوتا ہے اسے کبھی بھی اس کی روزی کے طریق ذلت لاحق نہیں ہوتی۔بلکہ اللہ تعالیٰ اسے وسیع حلال رزق وہاں سے عطا فرماتا ہے کہ اسے گمان تک نہیں ہوتا۔اور اسے اللہ تعالیٰ تناول کرنے۔حاصل کرنے اور جمع کرنے کا حکم دیتا ہے۔اور اسے حاصل کرنے اور اس سے اپنی ذات پر اور دوسروں پر خرچ کرنے پر اجر وثواب دیتا ہے۔جس طرح کہ اسے پانچوں نمازیں ادا کرنے اور رمضان پاک کے روزے رکھنے پر اجر وثواب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے مدعی کی علامات

اے بھائی! پھر جان لے کہ جو شخص اللہ عز وجل کی محبت کا دعویٰ کرے اس کی چند علامات ہیں اگر اس میں پائی جائیں تو ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔اور وہ یہ ہیں کہ ہم اسے روشن صاف شریعت پر دیکھیں۔اس میں اسے کوئی تلبیس اور شبہ نہ ہو۔اور اللہ تعالیٰ نے دار آخرت میں جو رحمت کا وعدہ یا سزا کا اعلان فرمایا ہے اس میں شک نہیں کرتا۔بلکہ وہ بلاء پر صابر اور قضاء پر راضی۔حال کا محافظ۔ذکر کا حامل۔ساکن۔مہر بلب۔سر جھکائے ہوئے۔اللہ تعالیٰ سے مشغول کرنے والی ہر چیز سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہوتا ہے حتیٰ کہ فوت ہو جاتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مریدین کو کثرت ذکر کی تاکید

میں اپنے تمام مریدین کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کی ترغیب دیتا ہوں۔کیونکہ اس کی وجہ سے ماسویٰ سے قلب کی صفائی ہوتی ہے جیسے وہ خواہشات جو کہ بندے کو اپنے رب عز وجل سے محجوب کر دیتی ہیں۔اس لئے کہ قلب جب شہوات سے خالی ہو جائے تو وہ رب کی محبت کا گھر ہوتا ہے۔اور جب اس میں شہوات سکونت اختیار کر لیں تو وہ نفس ہویٰ اور شیطان کا گھر ہوتا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ غیور ہے۔یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندۂ مومن کے قلب میں اس کا غیر نظر آئے۔پس جب قلب سے شہوات خارج ہو جائیں اور اس میں صرف رب کی توحید باقی رہ جائے تو وہ معارف۔موارد غیبیہ۔اسرار وعلوم کا مقام بن جاتا ہے۔اس کی وضاحت یہ ہے کہ قلب میں دو کی گنجائش نہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ (الاحزاب آیت ۴) اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لئے اس کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے) یعنی پس وہ آن واحد میں دو مقصود مصروفیات میں مشغول

ہو جائے۔ کیونکہ ہر قلب تصرف نہیں کرتا مگر ایک مقصود کے لئے۔اور اگر ایک شخص کے لئے دو کاموں میں مشغول ہونے کی صورت درپیش ہو تو تحقیقی نظر کرنے والے کے لئے ان دونوں میں سے صرف ایک مقصود ہوگا۔جس طرح کہ اگر اتفاق ہو کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور کپڑا سیتا ہے تو کیا اس پر محمول کیا جائے گا کہ اس کے نزدیک اہم صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور کپڑے سینا اس کے تابع ہے۔یا رسی پر چلتا ہے اور اس کے میزان کی اپنے ہاتھ کے ساتھ رعایت کرتا ہے۔پس چلنا درحقیقت مقصود ہے جبکہ میزان کی رعایات تو چلنے کی اصلاح کا وسیلہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذالك يفعلون (النمل آیت ۳۴) اس میں شک نہیں کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔اور ان کا یہی دستور ہے)

اور تمام مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام عبادات کا تجربہ کیا ہے تو انہوں نے ماسویٰ اللہ سے قلب کو جلدی پاک کرنے میں توحید سے زیادہ موثر کوئی کام نہیں پایا۔تو اے بھائیو! اپنے رب کے ذکر کی کثرت کو اپنے اوپر لازم کرو تاکہ تم اس کے ہمنشینوں میں سے ہو جاؤ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کسی کو اپنے دربار کے لئے نہیں چنتا جبکہ اس میں شہوات میں سے کوئی شہوت یا علتوں میں سے کوئی علت یا مخالفات کا بقایا ہو۔اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی دفعہ فرماتے ہوئے سنا: طمع مت کر کہ تیرے لئے دروازہ کھلے حالانکہ تجھ میں خلاف ورزیوں یا دنیا کی محبت کا بقیہ ہے۔جس طرح کہ تو چاندی پگھلانے کی کٹھالی سے نکل نہیں سکتا جب تک تجھے رعونت ہے۔پس صبر کر حتیٰ کہ تو میل کچیل سے پاک ہو جائے اور تجھے بادشاہ کے حضور پیش کریں اور تو دیکھے کہ کیا تجھے قبول کرنا اور چن لیتا ہے یا تجھے رد کرتا اور دور کرتا ہے۔انتہی۔پس اسے سمجھ لے اور ہدایت حاصل کر۔والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی-فقر کے وقت خوش ہونا

میں فقر کے آنے سے خوش ہوتا ہوں اور اس کے جانے سے خوف کھاتا ہوں لیکن دو مختلف وجوہ کی بناء پر۔اور یہ اس لئے کہ فقر انبیاء اور صالحین کی علامت ہے۔پس مومن اس کی وجہ سے اس لئے فرحت محسوس کرتا ہے کہ اسے ان کی طریق پر چلایا گیا۔اور امتحان کی حیثیت سے غمگین اور خائف ہوتا ہے جس میں بندہ واقع ہوتا ہے۔کیونکہ اس پر اگر عنایت ربانیہ نہ ہو تو وہاں سے ہلاکت میں گرتا ہے کہ اسے شعور نہیں ہوتا۔اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فقر سے کبھی نہیں گھبراتا۔اور یہ اس لئے کہ آپ جانتے ہیں کہ اس کی آفتوں سے محفوظ ہیں۔البتہ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔اور فرماتے کہ اگر میں اپنے پاس چالیس ہزار دینار جمع کر لوں حتیٰ کہ انہیں چھوڑ کر دنیا سے چلا جاؤں یہ مجھے ایک دن کے فقر سے اور لوگوں سے مانگنے اور ان کے دروازوں پر کھڑے ہونے کے حادثے سے زیادہ پسند ہے۔اور آپ نے فرمایا: اکابر مصیبتوں اور مشقتوں سے صرف ان عوارض کی وجہ سے خوف کرتے ہیں جو اہل مصیبت کو لاحق ہوتے ہیں۔پھر فرماتے ہیں: اگر میں مرض یا فقر میں سے کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاؤں تو مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے کیا رونما ہو۔ہو سکتا ہے کہ لاشعوری طور پر مجھ سے کفران نعمت واقع ہو جائے۔انتہی۔اور یہ اپنے نفس کو تہمت لگانے کے باب سے ہے اور اس کے لئے احتیاط ہے ورنہ اگر سفیان ثوری جیسا آزمائش کا متحمل نہیں تو اور کون متحمل ہوگا۔اور حضرت سفیان کی اس حدیث پاک سے تائید ہوتی ہے کاد الفقر ان يكون كفرا۔قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے۔کیونکہ اللہ عزوجل جب کسی بندے کو

مصیبت میں مبتلا فرمائے اور اس پر صبر کا احسان نہ فرمائے اور وہ مانگنا اور عاجزی کرنا شروع کر دے تو اس کی مصیبت دور نہیں کرتا بلکہ قلت صبر کے ساتھ ساتھ اس پر مرض اور فقر ہمیشہ قائم رکھتا ہے۔ بسا اوقات وہ غضب میں گر جاتا ہے اور اس سے اس کے ایمان کی امداد منقطع ہو جاتی ہے اور اپنے رب کے مقدر کیے ہوئے پر اعتراض کر کے کفر کرتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا۔ اس کی آیات کا انکار کرنے والا۔ اس کی تقدیر کو ناپسند کرنے والا ہو جاتا ہے۔ پس وہ قیامت کے دن سب سے شدید عذاب پانے والا ہوگا۔ جس طرح کہ حدیث پاک کا اشارہ ہے۔ اور سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جس پر فقر دنیا اور عذاب آخرت جمع ہو جائیں۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر عمل کر تو ہدایت پا جائے گا۔ پس حمد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہم پر دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھنے کا احسان فرمایا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تدبیر نہ کرنا

جب مجھ پر کوئی مصیبت آپڑے تو میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تدبیر نہیں کرتا۔ اور مخلوق میں سے کسی سے نہیں کہتا کہ کیا کروں؟ اور میرا حیلہ کیا ہوگا؟ بلکہ اس مصیبت کے تحت صبر کرتا ہوں حتیٰ کہ پھر جائے۔ کہ وہ چلنے والے بادل کی طرح ہے یا مجھ سے آگے نکل جائے گا یا میں اس سے آگے نکل جاؤں گا۔ اور کئی دفعہ مباح کے ساتھ اس کی تدبیر میں نفس کے حجاب کے وقت اسے گھٹن سے چھوڑانے کے لئے اس کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ کئی دفعہ جب دیکھتا کہ مقام اظہار عجز اور دفع بلاء کے قابل ہے تو مضبوطی اور صبر کا ہتھیار ڈال کر لیٹ جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللّٰہ (آل عمران آیت ۲۰۰) اے ایمان والو! صبر کرو۔ اور ثابت قدم رہو اور کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو) یعنی صبر ترک کرنے میں پس صبر نہ کرو۔ پس سمجھ لے۔ اور اس مقام پر تفصیلی گفتگو اس کتاب میں کئی مقامات پر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بعض آسمانی کتابوں میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو ہماری محبت طلب کرتا ہے اسے ہماری (طرف سے نازل ہونے والی) بلا پر صبر کرنا چاہئے کیونکہ ہم کسی بندے سے محبت نہیں کرتے مگر اس کے بعد کہ اسے آزمائیں اور وہ صبر کرے۔ انتہی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ طبعی حکم کی وجہ سے کسی مسلمان سے بغض نہ رکھنا

اپنے بچپنے سے ہی میں حکم طبع کے ساتھ کسی مسلمان سے بغض نہیں رکھتا اور نہ ہی حکم طبع سے اس سے محبت کرتا ہوں بلکہ اس کے حال و اعمال شریعت پر پیش کرتا ہوں۔ اگر انہیں کتاب وسنت کے موافق پاؤں تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور اگر انہیں ان دونوں کے خلاف پاؤں تو اللہ تعالیٰ کے لئے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جو کہ موافقت میں عمل کرتا ہے اور اسے ناپسند کرتا ہے جو خلاف عمل کرے۔

اور سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تو اپنے قلب میں کسی کا بغض پائے تو اس کے اعمال کتاب و سنت پر پیش کر۔ اگر ان دونوں میں ناپسند ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی موافقت کی وجہ سے خوش ہو جا۔ اور اگر اس کے اعمال ان دونوں میں پسندیدہ ہوں جبکہ تو اس سے بغض رکھتا ہے تو جان لے کہ تو اس کے بغض کی وجہ سے ظالم اور اللہ و رسول کا نافرمان ہے۔ پس اس سے بغض رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر۔ اور اس سے دعا کر کہ تجھے اپنے تمام احباب کی محبت عطا

فرمائے تاکہ تو اللہ عزوجل کی محبت میں اس کے موافق ہو۔اور اسی طرح جس سے تجھے محبت ہے اس کے اعمال کتاب وسنت پر پیش کر۔ اگر دونوں میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت کر اور اگر ناپسندیدہ ہوں تو اسے ناپسندیدہ قرار دے تاکہ تو اپنی خواہش کی بنا پر اس سے محبت اور اپنی خواہش کی وجہ سے اسے ناپسند نہ کرے۔اور تجھے اپنی خواہش کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔انتہی۔

اور اس خلق پر اپنے ساتھیوں میں سے کم کسی کو عمل کرتے دیکھا ہے۔اور اس پر تخلق کی قدرت صرف اسی کو حاصل ہوتی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر ترجیح دی اور اس کی خواہش شرعی حکم کے تابع ہو۔علاوہ ازیں اہل خیر سے تیرے بغض کا گناہ بہت شدید ہے بہ نسبت نافرمان ایمان والوں میں سے کسی کے ساتھ تیری محبت سے۔اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ ان میں سے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا یا توبہ کی برکت نے اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے۔فالحمد للہ رب العالمین۔اسے سمجھ لے اور اس سے تخلق کا عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مخالف سے ولتنگ نہ ہونا

جب مجھ سے میرا شاگرد جدا ہو جائے یا مجھ سے عداوت کرنے لگے تو میں اس سے ولتنگ نہیں ہوتا بلکہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل واحسان قرار دیتا ہے۔کیونکہ اس وقت میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو کہ مجھے چن لے تو مجھ سے ایک دوست بھی علیحدگی اختیار نہ کرتا۔میرا بیٹا فوت نہ ہوتا اور میرے اور کسی مسلمان کے مابین عداوت نہ ڈالی جاتی۔کیونکہ وہ اپنے بندے کے لئے غیور اور اپنے بندے پر غیور ہے۔پس بیشک اللہ جل وعلا نے اپنے بندے کو پیدا نہیں فرمایا مگر اپنے لئے۔اور اس سے محجوب بندہ چاہتا ہے کہ اس کے غیر کے لئے ہو۔اور قرآن پاک میں ہے فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم (التوبۃ آیت ۱۲۹) پھر اگر وہ منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں: مجھے اللہ کافی ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے)

کلام جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی عبد سے محبت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا مال چھوڑتا ہے نہ اولاد۔اور یہ اس لئے کہ اگر اس کے لئے مال یا اولاد ہو تو وہ ان سے محبت کرتا ہے۔پس اپنے رب سے اس کی محبت تقسیم ہوگئی اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر کے درمیان مشترک ہوگئی۔اور اللہ عزوجل شرک نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جو چاہے بخش دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہر شے کے لئے قاہر غالب ہے۔پس کئی مرتبہ اپنا شریک ہلاک کر دیتا ہے اور اسے مٹا دیتا ہے تاکہ اس کے بندے کا قلب صرف اس کی محبت کے لئے خالص ہو جائے۔پھر جب قلب شرکاء وانداد یعنی اہل۔مال۔اولاد۔لذات۔شہوات۔ولایات اور ریاسات سے پاک ہو جاتا ہے۔اور قلب میں کوئی ارادہ اور آرزو باقی نہیں رہتی تو اس وقت قلب کو اسباب یعنی مال۔اولاد۔اہل اور ساتھیوں کا لحاظ نقصان نہیں دیتا۔کیونکہ قلب اس وقت ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہو جاتا ہے جو کہ اس میں ٹھہرنے والی چیز کو روکتا نہیں کیونکہ وہ اللہ جل وعلا کے فعل کے ساتھ ٹوٹ چکا ہے۔پس جب بھی اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا فعل اسے توڑ دیتا ہے۔اور اسے قلب تک پہنچتا نہیں چھوڑتا۔بلکہ وہ خارج ہو جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس چیز سے غیرت نہیں فرماتا جو کہ قلب سے خارج ہو بلکہ اسے بندے کو اپنے

بندوں کے درمیان کرامت کے طریقے سے عطا فرماتا ہے۔ پس وہ اس سے وارد ہونے والوں۔ سکونت اختیار کرنے والوں کو کھلاتا ہے۔ اور اس پر آخرت میں کوئی حساب نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی صورت میں فرمایا ہے۔ ھذا عطاء نا فامنن او امسک بغیر حساب (ص آیت ۳۹) یہ ہماری عطا ہے۔ احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ۔ تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی)

پس اسے سمجھ لے اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ بچپن سے ہی علماء عاملین کی ہم نشینی

میں بچپن سے ہی باعمل علماء کے ساتھ بیٹھتا۔ یہ خوف بھی ہوتا کہ کہیں ان کا حق ادب ادا نہ کر سکوں۔ اور ہر اس شخص سے دوری اختیار کی جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ اور میں اس عالم عامل کے سامنے اپنے نفس کی مثال نہیں دیتا مگر اس طرح کہ گویا یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہے اس حیثیت سے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زمانے میں ظاہراً موجود ہوتے تو آپ وہی ہدایت عطا فرماتے جو کہ اس عالم نے مجھے کی جو کہ آپ کا وارث ہے۔ اور صوفیہ نے فرمایا ہے: عالم عامل کے درجہ سے اوپر صرف درجہ نبوت ہے۔ پس اے بھائی! جسے تو علم کے مطابق عمل کرتا ہوا دیکھے اس کی ہم نشینی اختیار کر۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو اس کی مخالفت۔ یا اس سے نفرت یا اس سے علیحدگی یا عداوت اختیار کرے۔ پس بیشک سلامتی اس کے مبنی بر نصیحت قول میں ہے اور اس کی مخالفت میں گمراہی اور ہلاکت ہے۔

اور اے بھائی! جان لے کہ نفس کی شان ہے آزادی اور سہولت۔ اور یہ اپنے آپ پر پابندی پسند نہیں کرتا گرچہ شارع کی طرف سے ہو۔ اور لوگوں میں سے کم ہے جس کا نفس شارع کی طرف سے پابندی اور اپنی خواہش پر اس کی ترجیح پسند کرے۔ اور اے بھائی! تو اس ملال پر غور کر جو تیرے لئے اس وقت رونما ہوتا ہے جب تو نماز کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور قیام کی کثرت کرے یا اس مزاحمت پر جو دنیا۔ اس کی سرداری اور اس کے مرتبے پر تیری طرف سے ہوتی ہے یا رات کے آخری تہائی حصے میں نرم بستر پر اپنی نیند پر تو تو اپنے نفس کو اس کے متضاد پائے گا جو ہم نے ذکر کیا۔ پس اس نے اپنی خواہش کو اس پر ترجیح دی جسے اس کا رب اس سے پسند کرتا ہے۔ پس عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کی تفتیش کرے اور اس سے جہاد کرے یہاں تک کہ اس کی خواہش وہی کچھ ہو جائے جسے اس کے رب تعالیٰ نے ترجیح دی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دوسروں کی جفا پر صبر

میں ان لوگوں کی جفا پر صبر کرتا ہوں جنہیں میں نے خیر کی طرف بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور تعمیل نہ کی۔ اور اس کے باوجود میں ان کے ساتھ ان کے سامنے شیریں گفتاری کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔ اور ان کے پس پشت اس کے لئے جو انہیں پہنچا دے۔ کیونکہ بے بصیرت، حصول علم میں کوتاہی کرنے والے کی زبان ہے نہ قلب۔ بلکہ وہ غالب طور پر کمینے لوگوں میں سے ہوتا ہے جن کا کوئی میزان نہیں ہوتا۔ پس جو شخص ایسے آدمی سے بغیر علاج کے قول وفعل کی استقامت طلب کرے تو اس کی بات نہیں مانی جاتی مگر اگر عنایت ربانیہ اس بے بصیرت پر مہربانی فرمائے تو وہ اس خصوصیت والوں میں سے ہوگا۔ اور وہ اس وقت کوتاہ ہمت عوام میں سے نہیں بلکہ وہ آگے بیان کی گئی اقسام میں سے تیسری قسم ہوگا۔

لوگوں کی چار قسمیں

بعض عارفین نے لوگوں کو چار قسموں پر منقسم کیا ہے۔ ایک تو یہی بے بصیرت کوتاہ ہمت اور یہ اپنے قلب وزبان کے درست نہ ہونے کی وجہ سے علاج اور تدریجی اصلاح کے بغیر سیدھا نہیں ہوتا۔ دوسرا وہ شخص جس کی زبان ہے اور اس کا قلب نہیں ہے۔ اس آدمی کی طرح جو حکمت کی باتیں کرتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور خود اس سے بھاگتا ہے۔ اپنے غیر کے عیب کو قبیح سمجھتا ہے جبکہ خود وہ کام کرتا ہے جس کا عیب اس سے کہیں بڑا ہے۔ لوگوں کے لئے ریاضت وعبادت ظاہر کرتا ہے اور جب تنہائی میں ہوتو اپنے رب کا عظیم گناہوں کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ بھیڑیوں میں سے ایک بھیڑیا ہے لیکن اس پر لباس ہے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرحذر رہنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اپنی امت پر مجھے زیادہ خطرہ ہراس منافق سے ہے جو زبان کا عالم اور قلب کا جاہل ہو۔ تو اے بھائی! ایسے شخص سے دور رہ اور تیزی سے گزر جا تا کہ وہ تجھے اپنی زبان کی شیرینی سے اچک نہ لے اور اپنے گناہوں کی آگ سے جلا نہ دے اور اپنے باطن اور قلب کی بدبو سے تجھے ہلاک نہ کر دے۔ اللھم۔ مگر یہ کہ تو اس میں گرنے سے امن میں جس میں وہ گرتا ہے اور تو اس کے قریب ہونے سے اس کی نصیحت کا ارادہ کرے۔ تو ایسے کے قریب ہونے سے تجھے ضرر نہیں ہوگا بلکہ تجھے نفع دے گا۔ اور یہ امر جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اکثر ان کے لئے واقع ہوتا ہے جو کہ اس دور میں وعظ کے لئے ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ اس کی مجلس میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ جب بھی انہیں کسی امر کا وعظ کرتا ہے تو وہ اسے کہتے ہیں یہ اپنے نفس کو کہہ۔

تیسرا وہ شخص جس کا قلب ہے زبان کے بغیر۔ اور یہ مومن کامل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اکثر مخلوق سے چھپایا ہے اور اس پر اپنی حفاظت کی چادر ڈال رکھی ہے اور اس کے اس کے عیوب دکھائے ہیں۔ اور اسے لوگوں سے میل جول کی خرابیوں اور کلام وگفتگو کی نحوست سے شناسائی بخشی ہے۔ پس یہ شخص اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے چھپا رکھا ہے۔ اور آفتوں سے اس کی حفاظت فرمائی ہے اور اسے وافر عقل عطا فرمائی ہے۔ پس اے بھائی! اس کی مصاحبت۔ میل جول اور خدمت کو لازم کرتا کہ تو اس کی اچھی صفات سے آہستہ آہستہ فیضیاب ہو اور اس کی مثل ہو جائے۔ اور مصر میں آج اس قدم پر اپنے بھائیوں میں سے بہت کم دیکھتا ہوں جیسے شیخ کمال الدین بن الموقع۔ شیخ شمس الدین البرہمتوشی الحنفی۔ شیخ سلیمان الحانوتی۔ اور حسینیہ سے باہر جامع الملک میں شیخ ابراہیم۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں ان جیسوں کی کثرت کرے۔

چوتھا وہ شخص جس کے لئے قلب اور لسان دونوں ہوں۔ اور یہ عالم عامل ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں امت کی رشد وہدایت کے لئے صدر نشین ہو۔ جس طرح کہ ہم نے اس سے پہلی نعمت میں اشارہ کیا ہے۔ اور ایسے کا قرب۔ میل جول۔ خدمت۔ اس فیض حاصل کرنا اور اس کے اخلاق کو اپنانا واجب ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ امور تقدیر سے کبیدہ خاطر نہ ہونا

میں اپنے رب عزوجل کے امور تقدیر سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتا جب کہ مجھ پر میری ناپسند صورت حال نازل ہو۔ اور اس وقت اعتراض کرتا ہوں نہ اسے تہمت لگاتا ہوں جب میرے رزق تک رسائی میں یا میری تکلیف دور کرنے میں تاخیر ہو جائے۔ اور یہ اس لئے

کہ مجھے یقینی علم ہے کہ ہر میعاد لکھی ہوئی ہے اور ہر تکلیف کی ایک حد اور انتہاء ہے۔ کوئی چیز اس سے مقدم ہوتی ہے نہ مؤخر۔ اور تکلیف کے اوقات عافیت میں نہیں بدلتے اور دکھ کے اوقات نعمت میں نہیں بدلتے۔ اور فقر کے اوقات غنا میں نہیں بدلتے۔ اور اگر مقام رضا تک رسائی سے عاجز ہو جاؤں تو صبر کرتا ہوں۔ اور کشائش کی انتظار کرتا ہوں یہاں تک میعاد پوری ہو جائے۔ پس وہ حالت اپنی ضد سے نکل آتی ہے جس طرح کہ رات گزر جائے تو دن چڑھ جاتا ہے۔ تو جو عشاء کی تاریکی دن میں طلب کرے یا دن کی روشنی رات میں تو وہ جاہل ہے اور اسے اس کا مطلوب عطا نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ اس نے شے کی طلب بے وقت کی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کی اپنے اس ارشاد میں مدحت فرمائی ہے ان اللّٰه مع الصابرین (البقرہ آیت ۱۵۳) بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) یعنی ان کی مدد اور انہیں ثابت قدم رکھنے کے ساتھ یہ اس کا بدلہ ہے جو انہوں نے اپنی جانوں اور خواہشات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان تنصروا اللّٰه ینصر کم ویثبت اقدامکم (سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آیت ۷) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا) تو جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح مدد کی اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوگا۔ پس اے بھائی! ہمیشہ کے لئے اپنے نفس سے جھگڑنے والا ہو جا اللہ تعالیٰ ہمیشہ تیری مدد فرمائے گا۔ اور اگر تو بعض اوقات میں اس سے جھگڑا کرنے والا ہوگا تو اللہ تعالیٰ بعض اوقات میں تیری مدد فرمائے گا۔ پس اپنے نفس کی تفتیش کر۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اسی کے مطابق معاملہ فرماتا ہے جس طرح وہ ظاہر ہوا۔ پوری پوری جزا۔ پس اس عادت پر عمل کر ہدایت یافتہ ہوگا۔ والحمد للّٰه رب العالمین۔

احسان خداوندی - اہتمام دنیا سے بے نیاز کر دینا

میرے بچپن سے اب تک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میری بڑی سوچ قرار نہیں دیا۔ پس میں کبھی صبح اور شام نہیں کرتا جبکہ میں امر دنیا میں سے کسی چیز کی فکر میں ہوں۔ بلکہ آخرت کو میں نے اپنا راس المال بنا رکھا ہے۔ اور میں نے کھانے پینے کی ضروریات کی طرف توجہ کو نفع کی طرح قرار دیا ہے۔ چنانچہ صبح کے آغاز پر میں اپنا وقت امر آخرت کے امر میں صرف کرتا ہوں جیسے علم یا ذکر یا ان کے علاوہ دیگر امور آخرت پھر اس کے بعد اگر میرا کچھ وقت بچ جائے تو اسے اپنے معاش کی طلب میں صرف کرتا ہوں جس کا مجھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ خلق ابناء دنیا میں کمیاب ہے۔ بلکہ ان کی حالت اس کے برعکس ہے۔ پس انہوں نے اپنی دنیا کو اپنا راس المال بنا رکھا ہے اور آخرت کو نفع۔ چنانچہ اگر دنیا کی طلب سے کوئی وقت بچ جائے تو اسے اپنی آخرت کے لئے مقرر کر لیتے ہیں۔ ورنہ عمل آخرت ان سے کلی طور پر فوت ہو جاتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ آخرت کی نیت پر دنیا دیتا ہے اور دنیا کی نیت پر آخرت نہیں دیتا۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ آخرت کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرمائے تو خاموش موجودات سب کی سب اس سے محبت کرتی ہے۔ اور قوت گویائی والی مخلوق کا غالب حصہ۔ کیونکہ مخلوق ساری کی ساری حضرت خالق جل شانہ کے تابع ہے مگر جس پر شقاوت ثابت ہو چکی جیسے وہ لوگ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیاء کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور خاموش موجودات میں سے دنیا ہے تو یہ اس میں بے رغبتی کرنے والے آخرت میں رغبت کرنے والے کے پیچھے دوڑتی ہے۔ اور اگر وہ اسے ترک کر دے تو اس کے پیچھے خادم بن کر دوڑتی ہے۔ جبکہ دنیا میں رغبت کرنے والے کا حکم اس کے برعکس ہے۔ اور یہ آخرت کا اس سے بھاگنا ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا سے محبت کرنے والے پر ناراض ہوتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو دنیا اس کی نافرمان اور اس پر تنگ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے اس

کے مقسوم کے حصول میں اسے مشقت میں ڈالتی ہے۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے۔ اس کے نافرمان کو رسوا کرتی ہے۔ اور اس کی طاعت کرنے والے کا احترام کرتی ہے۔ تو جسے اللہ تعالیٰ رسوا فرمائے اسے عزت بخشنے والا کوئی نہیں۔ پس اس پر عمل کر۔ والحمد للہ

رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کسی سے حسد کرنے والے پر نرمی کرنا

جسے دیکھوں کہ اپنے مسلمان بھائی سے حسد کرتا ہے تو اس سے نرم گفتاری سے پیش آتا ہوں اور اس کے لئے مثالیں بیان کرتا ہوں شاید کہ وہ اپنی کم عقلی سے توبہ کرلے۔ اور یہ بیماری آج عام لوگوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ تو دیکھتا ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی سے اس کے کھانے پینے یا لباس یا نکاح یا مسکن کی وجہ سے یا تمام چیزوں کی وجہ سے حسد کرتا ہے۔ اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ اس سے اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر غضب کا اضافہ ہوتا ہے۔ پھر چاہیئے کہ حاسد اس وجہ کے بارے میں غور کرے جس پر حسد کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خالی نہیں کہ حسد محسود کی قسمت پر واقع ہے یا حاسد کی قسمت پر۔ تو اگر محسود کی قسمت پر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس آیت میں مقسوم فرمائی نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الدنيا (الزخرف آیت ۳۲) ہم نے ان کے درمیان دنیا میں ان کی معیشت خود تقسیم فرمائی) تو اس نے اس حسد کی وجہ سے اس پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ وہ ایسا شخص ہے جو کہ اپنے ولا عزوجل کی نعمت سے بہرہ ور ہو رہا ہے جو کہ اس نے اپنے فضل سے اسے عطا فرمائی۔ اور اس کے کسی ذاتی عمل کے بغیر مقدر فرمائی۔ اور اس میں کسی کا حصہ مقرر نہیں فرمایا۔ تو حسد کی کیا وجہ ہے؟

اور اے بھائی! اگر اس سے تیرا حسد اس بنا پر ہے اسے تیرا مقسوم عطا کر دیا گیا تو سرے سے درست ہی نہیں۔ کیونکہ تیرا مقسوم تیرے غیر کو نہیں ملتا۔ اور تیری طرف سے اس کی طرف کبھی منتقل نہیں ہوسکتا۔ تو اے بھائی! تو نے اس حسد کی وجہ سے انتہائی جہالت کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اپنے بھائی پر شدید ظلم کیا ہے۔ اور اس خلق کی تفصیل اس کتاب کے کئی مقامات پر آئے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ والحمد للہ رب

العالمین۔

احسان خداوندی۔ بعض اہل قبور کی حالت پر اطلاع

قبروں میں بعض انعام پانے والوں اور عذاب پانے والوں پر اطلاع کے بعد مجھ پر رحمت کے طور پر اسے مجھ سے حجاب میں کر دیا گیا۔ کیونکہ ایسے حال والا دن رات میں کئی موتیں مرتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف حدیث پاک میں اشارہ فرمایا گیا: اگر یہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا ترک کر دیتے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذاب قبر سنا دے اور یہ امر بندے کو حاصل نہیں ہوتا مگر اس کی روحانیت کے اس کی جسمانیت پر غلبے کے بعد یہاں تک کہ وہ روحانیوں کی طرح ہو جاتا ہے ورنہ اس پر اسرار ظاہر کرنے کا خطرہ ہوتا۔

او حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: طمع نہ کر کہ تو روحانیوں میں داخل ہو جائے۔ اور وہ اسرار سنے جو کہ وہ سنتے ہیں مگر اس وقت کہ تو اپنے تمام اعضاء سے عداوت کرے اور اپنے وجود سے جدا ہو جائے حتیٰ کہ تو اس حالت کی مثل ہو جائے جس پر کہ تو اپنے وجود میں روح پھونکے جانے سے پہلے تھا۔ کیونکہ نفخ روح کے بعد جو کچھ حاصل ہوا وہ تیرے لئے تیرے رب سے حجاب ہے۔ پس اگر اس پر مطلع ہونا چاہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو مجرد ہو جا حتیٰ کہ تو ایک روح منفرد ہو جا سر اسرار اور غیب الغیب۔ والحمد

...رب العالمین۔

...نعام خداوندی۔ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا

میں رات دن کی ایک ساعت بھر بھی اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی پابندی کے تحت داخل ...یں ہے اوراس کی بارگاہ کا نام بارگاہ اطلاق ہے اس میں جو چاہے کرے۔ جس طرح کہ اس کی ایک بارگاہ ہے جس کا نام بارگاہ تقیید ...ہے۔ اس میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

...کلام حضور سیّدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندۂ مومن کو قرب عطا فرماتا ہے اور اسے چن لیتا ہے اوراس کے قلب کی آنکھ کے سامنے رحمت۔ احسان اور انعام کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قلب کے ساتھ وہ کچھ دیکھتا ہے جو ...کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں کھٹکا یعنی ملکوت سماوات وارض میں غیوب کا مطالعہ۔ مدارج قرب۔ کلام لطیف۔ وعدہ جمیل۔ راہنمائی۔ قبولیت دعا۔ تصدیق وعدہ اوراس کی وفا اور حکمت کے کلمات کا فیض جو دور سے اس کے قلب پر ڈالا جاتا ہے۔ پس وہ اس کی زبان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اوراس کے ساتھ ساتھ اس کے جسم اور اعضاء پر کھانے پینے۔ لباس۔ نکاح حلال و مباح کی صورت میں بافراغت ظاہری نعمتیں دی جاتی ہیں۔ اور حدود کی حفاظت اور عبادات ظاہرہ کی کثرت۔ اور یہ سب کچھ اس بندے پر ایک مدت تک رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب اس کی طرف مطمئن ہو جاتا ہے۔ اوراس کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے اوراس کے ہمیشہ رہنے کا گمان کرتا ہے تو اچانک اس پر نفس۔ مال۔ اہل۔ اولاد اور قلب میں مصائب اور مشقتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اوراس سے پہلے ...جس ناز ونعمت میں تھا سب کچھ منقطع ہو جاتا ہے۔ پس حیران۔ حسرت زدہ۔ شکستہ خاطر اور منقطع رہ جاتا ہے۔ اگر اپنے ظاہر کو دیکھے تو وہ کچھ دیکھتا ہے جو اسے غمگین کرتا ہے اور اگر اپنے قلب و باطن پر نظر کرے تو اسے اندوہ ناک ماحول نظر آتا ہے۔ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے تکلیف دور کرنے کی دعا کرتا ہے تو قبولیت کی امید نہیں رکھتا۔ اور اگر وعدۂ جمیل طلب کرے تو اسے جلدی نہیں پاتا۔ اور اگر کسی چیز کا وعدہ ہو جائے تو اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ اگر خواب دیکھے تو اس کی تعبیر وتصدیق میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اگر رجوع الی الخلق کا قصد کرے تو اس کی طرف راستہ نہیں پاتا۔ اگر رخصت عمل کرتا ہے تو اسے سزائیں دبوچ لیتی ہیں۔ اس کے جسم پر خلائق کے ہاتھ اوراس کی عزت پر ان کی زبانیں مسلط ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اس حالت سے فسخ طلب کرے جس میں داخل ہوا اور پہلی حالت کی طرف لوٹنا چاہتا ہے جس پر کہ عطائے قرب سے پہلے تھا تو ناکام رہتا ہے اور اگر اس مصیبت پر مقام رضا اوراس میں تنعم طلب کرتا ہے تو نہیں دیا جاتا۔

اوراس وقت نفس پگھلنے اور خواہش زوال پذیر ہونے۔ آرزوئیں اور ارادے کوچ کرنے اور تمام موجودات لاشی ء ہونے لگتے ہیں اوراس پر ایک مدت تک یہ کیفیت رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے تمام اوصاف بشریہ فنا ہو جاتے ہیں۔ پس جب وہ روح مجرد ہو جاتا ہے ...حق تبارک وتعالیٰ اس پر توجہ فرماتا ہے تو وہ اپنے باطن میں یہ ندا سنتا ہے ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب (ترجمہ آیت اپنا پاؤں مارو۔ یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے) جس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے فرمایا گیا۔ اوراس ...اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب پر رحمت وراحت اور لطف واحسان کی بارش فرماتا ہے اوراس کی ساری تکالیف دور کر دیتا ہے۔ بندوں

کی زبانیں اس کی مدح وستائش میں دل کھول دیتا ہے۔اس کے لئے گردنیں جھکا دیتا ہے۔ملوک وارباب اس کے لئے مسخر فرمادیتا ہے اور اسے ظاہری اور باطنی نعمتوں کی فراوانی عطا فرمادیتا ہے۔

پس اے بھائی! جب تجھ پر مصیبت آئے تو پر حذر رہ اور اللہ تعالیٰ کے حضور فتنے سے سلامتی کی دعا کر۔کیونکہ اسکے لئے ضروری ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا اور اپنا بنانا چاہے تو اسے اس سے پہلے آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے تاکہ اسے ھوی. میل الی الخلق۔ان کی طرف سکون حاصل کرنے۔ان کی اس پر توجہ سے خوش ہونے کی آلودگی سے اسے صاف کردے پس بندہ نعمت کی حالت میں اور تکلیف کی حالت میں آزمائش میں ہی رہتا ہے۔اسے سمجھ لے۔اس خلق کو اپنانے کا عمل کر اور اس کی وضاحت کئی مقامات پر آرہی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-نفس کے افعال۔اقوال اور احوال کے استحسان میں احتیاط

میں اپنے نفس کے افعال۔اقوال اور اس کے تمام احوال کو اچھا سمجھنے میں ہمیشگی نہیں کرتا کیونکہ مجھے علم ہے کہ یہ اپنے رب عزوجل کے حقوق پورا کرنے سے اور اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے سے عاجز ہے۔اور اگر فرض کیا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد میرے شامل حال رہی تو اس مقام سے اوپر بے شمار مقامات ہیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ذی شان

اور سیدی شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نفس کی دو حالتیں ہیں جن کا تیسرا نہیں۔عافیت کی حالت اور مصیبت کی حالت۔پس اگر مصیبت میں ہو تو غالب طور پر اس کے لوازمات میں سے گھبراہٹ۔شکوی۔ناراضگی۔اعتراض اور حق تعالیٰ کے لئے صبر ورضا اور موافقت کے بغیر تہمت ہے بلکہ محض بے ادبی اور خلق واسباب کے ساتھ شرک کے طور پر ہے۔اور اگر نعمت اور عافیت میں ہو تو غالب طور پر اس کے لوازمات سے سرکشی۔تکبر۔خواہشات اور لذات کی پیروی ہے۔جب بھی ایک خواہش پالے تو دوسری کے پیچھے ہو لیتا ہے۔اور اس نعمت کو جو اس کے پاس ہے حقیر سمجھتا ہے۔یعنی کھانا۔پینا۔لباس۔گھر۔نکاح اور سواری وغیرہ۔اور ان نعمتوں میں سے ہر ایک نعمت میں عیوب ونقائص ظاہر کرتا ہے۔اور اس سے اعلیٰ طلب کرتا ہے جو اس کا مقسوم ہی نہیں۔اور کہتا ہے: ایسی نعمت مجھے کافی نہیں اور مجھے پارسا نہیں بناتی۔اور وہ کچھ طلب کرتا ہے جو اس کا مقسوم نہیں۔جب بھی اس کا مطلوب عطا کیا جائے تو صاحب نفس کو طویل مشقت میں ڈال دیتا ہے جس کی دنیا میں حد ہی نہیں۔اور نہ انتہاء اور صوفیاء نے فرمایا ہے: نفس پر سب سے شدید عذاب اس کا وہ چیز طلب کرنا ہے جو اس کا مقسوم نہیں۔

اور اے بھائی! جان لے کہ نفس کا حال یہ ہے کہ جب مصیبت میں ہو تو اسے دور کرنے کے سوا کوئی تمنا نہیں کرتا اور ہر نعمت۔شہوت اور لذت بھول جاتا ہے۔اور جب اسے عافیت وشفا مل جاتی ہے تو اپنی بیہودگی۔خرکشی۔تکبر۔اپنے رب عزوجل کی طاعت سے روگردانی اور اپنی معصیتوں میں انہماک کی طرف لوٹ آتا ہے۔اور ان تمام تکالیف کو بھول جاتا ہے جن میں مبتلا تھا۔پس بسا اوقات اسے سزا دی جاتی ہے اور جس مصیبت اور تکلیف میں مبتلا تھا اس سے زیادہ بری مصیبت کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔اور یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تاکہ اس کے ذریعے اسے مستقبل میں معصیت سے روک دیا جائے کیونکہ یہ عافیت ونعمت کے لائق

ہیں۔ پس مصیبت اور تکلیف ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر اس نے توبہ کی ہوتی۔ اور نادم ہوا ہوتا اور اپنے نقائص اور ذلیل حرکات کی طرف نہ لوٹتا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسے سزاؤں سے بچالیتا۔ لیکن اس نے جہالت کی اور ہر اس چیز کو نہ جانا جس میں اس کی بہتری تھی۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مصلحتوں کا علم اپنے بندوں سے سمیٹ لیا ہے اور خود اس کے ساتھ منفرد ہے۔ اور اس کے بدلے انہیں میزان شریعت عطا فرمائی۔ پس جو کام محمود ہوگا وہ مصالح میں سے ہے اور جو مذموم ہوگا۔ وہ مفاسد میں سے ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - مانگنے کی حاجت سے حفاظت

ساری زندگی میں اس وقت تک لوگوں سے مانگنے کی حاجت سے میری حفاظت کی گئی۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی مجھے وظیفہ طلب کرنے کے لئے ماجرا لکھنے کا محتاج نہیں کیا۔ بلکہ بے مانگے مجھے رزق عطا فرماتا رہا جس سے میری ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔

اور اہل حق رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم نے فرمایا ہے: کسی نے لوگوں سے سوال نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ سے اپنی جہالت۔ اپنے ایمان و یقین کی کمزوری اور صبر کی قلت کی بناء پر۔ اور کوئی پارسا، پارسا نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنے وافر علم۔ اپنے ایمان و یقین کی قوت۔ اپنے رب عزوجل کی معرفت میں اضافہ اور اس سے کثرت حیا کی وجہ سے۔ انتہی۔

پھر اگر بندے کو سوال کے بغیر چارہ نہیں تو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرے جس طرح کہ اس کی طرف اس حدیث پاک کا اشارہ ہے "جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے کر اور جب مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر تو اگر قبولیت ہوگئی تو یہی مطلوب ہے اور اگر قبولیت میں تاخیر ہوئی یعنی حاجت پوری کرنے سے تو چاہئے کہ کبیدہ خاطر نہ ہو بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس سے خوشی محسوس کرے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے بندے کی دعا صرف اس لئے قبول نہیں فرمائی تا کہ اس پر رجاء غلبہ نہ کرے پس وہ ہلاک ہوجائے اور اوامر پر عمل ترک کردے اور منہیات میں گر جائے۔ پس اس کی دعا کو قبول نہ کرنا اس پر رحمت کی بنا پر ہے۔ کیونکہ مومن کا خوف اور اس کی رجاء پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں۔ ان دونوں کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں عارف اپنے رب سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرتا مگر اس وقت کہ اسے علم ہو کہ اسے اس کا امر دیا گیا ہے۔ پس سوال کرنا اسے اللہ تعالیٰ کا قرب اور ادب ہی زیادہ کرتا ہے جس طرح کہ وہ علم۔ نماز اور روزہ وغیرہ ذالک کے اضافہ کا سوال کرتا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - دوام نعمت کی طرف عدم اطمینان

پھر نفس مجھ پر دوام نعمت کی طرف مطمئن نہیں ہوتا کہ میں اس کا مستحق نہیں اور اپنے غیر میں دن رات تغیر وتبدل کا مشاہدہ کرتا ہوں چنانچہ کوئی صاحب نعمت کبھی بھی اپنی زندگی میں جلد یا بدیر بدمزگی حاصل ہونے سے خالی نہیں جیسے بیماریاں۔ دکھ درد اور نفس مال اولاد اور ساتھیوں میں مصائب وآلام۔ اور یہ امور بحمد اللہ عزوجل کم ہی مجھ سے جدا ہوتے ہیں پھر جب بندے کو زندگی کی بدمزگی لاحق ہو تو اس کی موجودہ حالت اسے سابقہ نعمتوں کی یاد سے محجوب کردیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے کہا: اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل (فاطر آیت ۳۷) اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال ہم نیک کام کریں۔ ایسے نہیں جیسے ہم پہلے

کیا کرتے تھے) یہ ارشاد فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنه و انھم لکاذبون (الانعام آیت ۲۸) اور اگر انہیں واپس بھیجا جائے تو پھر بھی وہی کریں گے جس سے روکے گئے تھے۔ اور بیشک وہ جھوٹے ہیں) کیونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا مگر اس حالت کی زبان کے ساتھ جس میں وہ ہیں۔ پس انہوں نے گمان کیا کہ یہ ان کے ساتھ دائمی رہے گی جب وہ اس سے نکلیں گے۔ اور اگر ان میں سے کسی کو علم ہوتا کہ جب وہ دنیا کی طرف واپس بھیجا گیا تو دونوں قبضوں کے حکم کے مطابق ہی لوٹایا جائے گا تو یہ نہ کہتا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عقل مند نے کبھی بھی دنیا میں کسی نعمت سے لذت نہیں پائی۔ کیونکہ وہ حقوق جو اس پر اس نعمت میں ہیں اسے اس سے لذت پانے سے محجوب کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کے ضرورت مندوں پر خود اپنی ذات پر۔ اہل و عیال پر۔ پڑوسیوں اور عام مسلمانوں پر خرچ کرنے کا مکلف ہے اور اسے دنیا میں سے کسی چیز کو اپنے ہاں روک رکھنے کا حق نہیں۔ اور اسے علم ہے کہ جیل میں کوئی مقروض ہے یا شہر میں کوئی بیمار ہے جس کے پاس اپنی بیماری پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہیں یا ایسا برہنہ ہے جس کے پاس لوگوں سے اپنا ستر چھپانے کے لئے کچھ نہیں۔ وغیر ذالک۔ لیکن جب بندہ صدقات و خیرات کر کے اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی عمر کے اواخر میں اپنے فضل و کرم سے اچھی زندگی سے نوازتا ہے اور اسے راحت۔ وقار اور لوگوں میں عزت عطا فرماتا ہے۔

اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جو دنیا کی تکلیف پر صبر کرے اسے اس کی عمر کے اواخر میں اس کی نعمتیں حلال ہیں۔ مزدور کو اس کی اجرت اس کی پیشانی کے عرق آلود ہونے۔ جسمانی تھکاوٹ۔ روحانی مشقت۔ تنگی سینہ۔ اضمحلال قوت۔ ذلت نفس اور خواہش کے مختل ہونے کے بعد ہی دی جاتی ہے۔ جس طرح مخلوق کی خدمت کا دستور ہے۔ چنانچہ قریب نہیں کہ اس کی گزر بسر اچھی ہو مگر مخلوق کی خدمت میں ان تمام تلخیوں کے گھونٹ پینے کے بعد۔ تو جب انہیں حلق سے اتارتا ہے تو اس کے بعد اسے اچھا کھانا۔ سالن۔ پھل۔ لباس۔ راحت۔ مسرت اور تکلیف سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

ارشادات حضور سیّدی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے کو تکلیف سے لذت حاصل کرنے کا مقام عطا نہیں فرماتا مگر اس کے بعد کہ وہ اس کی خوشنودی میں پوری توانائی صرف کرے۔ کیونکہ مصیبت میں مبتلا ہونا تین احوال پر ہے۔ کبھی کسی جرم کی سزا اور مقابلے کے طور پر ہوتا ہے جس کا ارتکاب کیا ہے یا نافرمانی کرنے کی بناء پر ہوتا ہے جو اس نے اپنائی۔ کبھی کفارے کے طور پر تو کبھی درجات کی بلندی۔ اور مراتب عالیہ پر پہنچانے کے لئے۔ اور ان تینوں احوال میں سے ہر ایک کی ایک علامت ہے۔ سزا اور مقابلہ کے طور پر مبتلا ہونے کی علامت وجود بلاء کے وقت بے صبری۔ انتہائی گھبراہٹ اور خلق کی طرف شکوہ ہے۔ اور غلطیوں سے کفارہ اور پاک کرنے کی صورت کی علامت شکوئی اور گھبراہٹ کے اظہار نیز دوستوں اور پڑوسیوں کے سامنے بے قراری کے بغیر صبر جمیل کا پایا جانا اور جسم پر طاعات کا گراں نہ ہونا ہے۔ اور درجات کی بلندی کے لئے مبتلا ہونے کی علامت رضا۔ موافقت۔ طمانیت نفس اور قلب و بدن پر اعمال صالحہ کا ہونا ہے۔ انتہی۔

پس اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-امور دنیا کی الجھن میں ذکر و نماز کی طرف پناہ لینا

جب مجھے امور دنیا میں سے کسی کی ضرورت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف پناہ لیتا ہوں۔ اور ذکر و نماز کی بجائے سوال میں مصروف نہیں ہوتا۔ اور یہ حدیث پاک عمل کرنے کے لئے کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جسے میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مصروف کردے میں اسے سائلین سے افضل عطا کرتا ہوں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت دے۔ انتہی۔

سائلین کی اقسام

اور سائلین کئی قسموں پر ہیں۔ اور ہر قسم کے لئے ایک مشہد ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو چننے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مختلف احوال میں سلوک عطا فرماتا ہے اور مختلف انواع کی تکالیف اور مشقتوں کے ساتھ اسے آزماتا ہے۔ مثلاً اسے غنی ہونے کے بعد فقر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور اس کے رزق کی تمام جہتیں بند کر کے اسے رزق کے متعلق خلق سے سوال کرنے کی طرف مجبور کر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان سے سوال کرنے سے اسے بچا کر ان سے قرض لینے کی طرف مجبور کرتا ہے۔ پھر اسے قرض سے بچا کر کسب کی ذلت کی طرف مجبور کرتا ہے اور اس پر آسانی فرماتا ہے پس وہ اپنی کمائی سے کھاتا ہے جیسے کہ یہ سنت ہے۔ پھر اس پر کسب مشکل کر دیتا ہے اور امر باطن کے ساتھ خلق سے سوال کرنے کا الہام فرماتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اسے ترک کر کے وہ اپنے رب کی نافرمانی کرے گا۔ اس کا ذوق صرف وہی لیتا ہے تاکہ اس سے اس کا نفس اور ہوئی منکسر ہو اور یہ نفس کی ریاضت کا حال ہے۔ پھر اسے اس سے بچالیتا ہے۔ اور اسے حتمی امر کے طور پر ان سے قرض لینے کا حکم فرماتا ہے جسے ترک کرنا اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ پھر اسے اس سے منتقل کر دیتا ہے اور اسے خلق اور ان کے معاملہ سے منقطع کر دیتا ہے۔ اور اس کا رزق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور سوال میں مقرر کر دیتا ہے۔ پس وہ تمام ضروریات اپنے رب سے مانگتا ہے۔ پس اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے۔ اور اگر چپ رہے اور سوال سے روگردانی کرے تو نہیں دیتا۔ پھر اسے زبان سے مانگنے کی بجائے سوال بالقلب کی طرف منتقل کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تمام حاجات کا سوال اپنے قلب کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اپنی زبان کے ساتھ سوال کرے تو اسے کچھ نہیں دیتا یا اس طرح خلق سے سوال کرے تو وہ اسے کچھ نہیں دیتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان تمام احوال کے بعد اسے ظاہری اور باطنی طور پر سوال کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کی تمام ضرورتیں اور مصلحتیں کھانا پینا وغیرہ اس کے دل میں کھٹکے بغیر خود ہی عطا فرماتا ہے۔ اور اس وقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ولایت کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ان ولیی اللّٰہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین (الاعراف آیت ۱۹۶) بیشک میرا مددگار اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیک بندوں کی حمایت فرماتا ہے)۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیۃ افضل یا اعطی السائلین۔ یعنی جسے میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مصروف کردے میں اسے سائلین سے افضل عطا فرماتا ہوں۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اہم امور شرعیہ کی تقدیم

میں بچپن سے لے کر اب تک احکام شرعیہ میں اسے اہم امور پہلے ادا کرتا ہوں۔اسی لئے میں نے عمل کے بغیر علم پر کبھی اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی فریضہ کامل کرنے سے پہلے نفل پر عمل کرنے پر۔وہ کمال نسبی جس تک ہمارے جیسوں کی رسائی ہے۔اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص فرائض ترک کر کے نوافل میں مشغول ہوا وہ احمق ہے۔اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے بادشاہ نے اپنے دربار میں بلایا تو وہ کہے کہ صبر کر حتیٰ کہ میں تیرے غلام کی خدمت سے فارغ ہو جاؤں یا اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ جب نفاس کا وقت قریب ہو تو حمل گرا دے۔وہ حمل والی ہے نہ اولاد والی۔یا اس کی مثال ہے جو ایسی سخاوت کرتا ہے جو اس پر واجب نہیں اور قرضے کی ادائیگی یا زکوٰۃ کی ادائیگی کو پیچھے کر دیتا ہے۔

فرمان غوثیہ

اور سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ بعض ایسے فرائض ہیں جنہیں علم و کسب میں مشغول ہونے سے پہلے ادا کرنا واجب ہے جیسے ترک حرام اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک خفی نہ ہونا۔پس اس کی مخلوق کو نفع حاصل کرنے یا ضرر دور کرنے میں شریک نہ کرے مگر اسی قدر جو ان کی ذمہ داری ہے۔اور ان کے ساتھ وابستہ نہ رہے۔

اور اسی سے ہے اللہ تعالیٰ کی اقدار پر اعتراض کو۔معصیت کی طرف مخلوق کی دعوت کی قبولیت۔اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر سے اور اس کی طاعت سے روگردانی کو ترک کرنا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے کہ کسی مخلوق کی حضرت خالق جل شانہ کی نافرمانی میں طاعت نہیں۔پس سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت عطا فرمائی۔والحمد للّٰہ علی کل حال۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

انعام خداوندی-حلال سے سیر ہو کر کھانے کو ناپسند کرنا

میں حلال سے پیٹ بھر کر کھانا پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ حرام اور مشتبہ کھانا۔اور مجھ پر یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔کیونکہ حرام کھانا اور ضرورت سے زیادہ حلال کھانا دونوں نیند لاتے ہیں جبکہ نیند موت کا بھائی ہے۔کیونکہ اس کی وجہ سے تمام مصلحتوں سے غفلت ہو جاتی ہے۔اور صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری کی ساری خیر بیداری میں ہے۔جبکہ ساری کی ساری برائی نیند اور غفلت میں ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو حلال سے خوب سیر ہوتا ہے پانی زیادہ پیتا ہے۔پس سوتا زیادہ ہے پس کثرت سے نادم ہوتا ہے کیونکہ اس سے خیر کثیر فوت ہوگئی۔اور صوفیاء کے بعض نے کہا ہے کہ حرام سے تھوڑا کھانا تاریکی لانے میں حلال سے زیادہ کھانے کی طرح ہے۔کیونکہ حرام محل ایمان کو ڈھانپ لیتا ہے اور اسے تاریک کر دیتا ہے جس طرح کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے اور ڈھانپ لیتی ہے۔پس جب محل ایمان تاریک ہو جاتا ہے تو نماز ہے نہ کوئی عبادت اور نہ ہی اخلاص۔اور جس نے حلال کثرت سے کھایا وہ امر ایسا نہیں پاتا جو کہ فرحت و عبادت میں ہوتا ہے۔اگر اس سے قلیل کھاتا اور اس پر پانی نہ پیتا۔پس جب تو حلال نور میں نور ہے اور حرام تاریکی میں تاریکی۔انتہی۔پس اسے سمجھ لے۔اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - دربار الٰہی سے دوری برداشت نہ کرنا

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ سے دوری برداشت نہیں کرتا۔ اور جب بھی مجھ سے غفلت سرزد ہو تو اس کی طرف پرواز کرتا ہوں اور اس سے باہر نکل آتا ہوں۔ اور سرعت پرواز کے لئے ان دو پروں سے زیادہ مددگار کوئی چیز نہیں۔ ان میں سے ایک ہے لذتوں۔ حرام و مباح خواہشوں اور سب راحتوں کو ترک کرنا۔ دوسرا دکھ تکلیف برداشت کرنا۔ عزیمتوں اور شدتوں کو اختیار کرنا اور خلق ہوئی۔ ارادہ اور دنیوی اخروی تمناؤں سے باہر آتا ہے۔ پس بیشک یہ امور مقربین بارگاہ کو وہاں سے نکال باہر کرتے ہیں تو جو انہیں بارگاہ سے باہر اپناتا ہے اسے داخل ہونے سے روک دیتے ہیں۔

اور سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تو جب بھی غافل ہو بارگاہ کی طرف پرواز کرنے والا ہو جا اور اس سے بیٹھ رہنا پسند نہ کر۔ پھر جب اللہ تعالیٰ تجھ پر داخلے کا احسان فرمائے تو باادب رہ اور جس وفور نعمت۔ دائمی عزت۔ کفایت کبریٰ اور دنیوی و اخروی ناز ونعمت میں ہے اس سے دھوکا نہ کھا۔ چنانچہ جو بھی اس سے دھوکا کھاتا ہے وہ لازماً خدمت میں کوتاہی کرتا ہے اور ظلم و جہالت کی اصلی بیہودگی میں ہمیشہ کے لئے گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے پلک جھپکنے سے پہلے بارگاہ عالیہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ پس اے بھائی! دخول بارگاہ سے پہلے خلق کی طرف مائل ہونا۔ ہوئی۔ ارادہ۔ تدبیر اور کسی مسلمان پر اپنی برتری دیکھنا جو تو نے ترک کیا تھا اس کی طرف توجہ کرنے سے اپنے قلب کی حفاظت کر۔ اور ماسویٰ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے اندھا ہو جا۔ اور اس سے کوئی نفع وضرر یا عطاء منع مت سمجھ۔

فرمان غوثیہ

اور سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تجھے تکلیف اور مصیبت لاحق ہو تو اس وقت تمام مخلوق اور سارے اسباب کو اللہ عزوجل کے کوڑے کی طرح گردان۔ جس کے ساتھ وہ تجھے مارتا ہے۔ اور نعمت وعطا کے وقت انہیں خدائی خفیہ تدبیر قرار دے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تیرے لئے مسخر فرمایا ہے تاکہ اس کی بدولت تجھے لقمہ شیریں عطا فرمائے۔ وللّٰہ المثل الاعلیٰ (النحل آیت ۶۰) اور اللہ اعلیٰ صفات کا مالک ہے) انتہی۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - حاجت سے زائد دنیا پھینک دینا

آغاز امر میں اپنی ضرورت سے زائد دنیا پھینک دیتا ہوں۔ اور اسے روکنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور چند سال تک میں اسی کیفیت پر رہا حتیٰ کہ میں اس کے اپنے قلب سے نکل جانے کی حالت میں متحقق ہوا۔ اور اب مجھ پر اس کے داخل ہونے کی وجہ سے رنجیدہ خاطر رہنے لگا ہوں۔ فقیری اور تنگدستی کی وجہ سے خوش ہوتا ہوں۔ پھر اب میں ایک دن رات کے لئے فقر وحاجت کے اظہار کے طور پر اسے بقدر کفایت اپنے لئے اور جس کی کفایت مجھ پر لازم ہے اس کے لئے جمع کر لیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے اور اس نے جو کچھ پیدا کیا صرف اور صرف اپنی مخلوق کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ اس سے نفع حاصل کریں۔ پس ادب بھی یہ ہے کہ دنیا حاصل کر کے اسے شرعی حکم کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اور اسی لئے شیخ ابوالحسن الشاذلی وغیرہ نے فرمایا ہے: دنیا میں بے

رغبت کرنے والے کو اس کے سبب سے دو مرتبہ اجر دیا جاتا ہے۔ پہلی دفعہ تو اسے جمہور لوگوں کی متابعت میں اس کی محبت پر اپنی آنکھیں کھولنے کے بعد اسے پھینک دینے کی وجہ سے۔ دوسری دفعہ اسے پھینکنے کے بعد حاصل کرنے اور اس کے قلب سے دنیا کی محبت خارج ہونے کی بناء پر۔ پس اس نے اسے اذن کے ساتھ پھینکا اور اذن کے ساتھ اسے حاصل کیا۔ کیونکہ اشارۂ حقیقت کی زبان مومن سے کہتی ہے: اے مومن! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: یہ میری دنیا ہے۔ اس میں سے اپنے اور اپنے اہل عیال پر۔ اور اپنے بھائیوں اور آنے جانے والوں پر خرچ کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے فرمایا جاتا ہے: تیرے ہاتھ میں جو کچھ ہے اسے پھینک دے۔ پس وہ اسے پھینک دیتا ہے تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح اسے دیکھتا ہے کہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ پکڑ لے اور مت ڈر۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین افضل الصلوٰۃ وازکی السلام کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ پس وہ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کرنے والا ہے۔ اس کے پاس کوئی اختیار نہیں۔

اور ہمارے بھائیوں میں سے قلیل ہے جو اس خلق کے ساتھ درست جہت کے ساتھ متخلق ہوا ہو۔ پس وہ تو عام لوگوں کی طرح دنیا کو اپنے قلب اور اپنے ہاتھ کے ساتھ روکے ہوئے ہے۔ پس اے بھائی! اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نزول بلا پر نفس کی تفتیش میں جلدی کرنا

جب میرے صحن میں مصیبت اترے یا اپنے حق میں یا دوسرے کے حق میں میری دعا کی قبولیت میں توقف ہو تو اپنے بارے میں جلد تفتیش کرتا ہوں۔ اس گناہ کے بارے میں جس کا میں نے ارتکاب کیا یا ظاہری یا باطنی اوامر کے بارے میں جسے میں نے ترک کیا یا میں نے تقدیر کے بارے میں نزاع کیا وغیرہ۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو مقابلے کے طور پر ہی مبتلا فرماتا ہے۔ پھر مثلاً اگر مصیبت دور نہ ہو تو زاری اور معذرت واعتراف کی کثرت کی طرف جلدی کرتا ہوں۔ اور یوں عرض کرتا ہوں: یا اللہ! میں تیرے دربار میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ روئے زمین پر میں ایمان والوں میں سے کسی کو اپنے سے زیادہ نافرمان اور خلاف ورزی کرنے والا نہیں جانتا۔ اور نہ ہی مجھ سے زیادہ کوئی بدحال اور حیا میں کم ہے۔

اور بعض نے فرمایا ہے: کبھی اللہ عزوجل اپنے بندے کو مبتلا فرماتا ہے تاکہ اسے تکلیف کے ساتھ دعا کی طرف لوٹائے۔ پس اسے قبول فرمائے۔ چنانچہ جب وہ دعا کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قبول کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ اور یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ جود وکرم کا حق عطا فرمائے۔ کیونکہ یہ دونوں بندے کی دعا کے وقت اللہ عزوجل سے قبولیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور کبھی لبیک عبدی کے فرمان کے ساتھ قبولیت حاصل ہوتی ہے لیکن قضاء وقدر کی تاخیر کی بنا پر بیماری دور کرنے یا تکلیف زائل میں تاخیر ہوتی ہے نہ کہ عدم قبولیت اور محرومی کی بنا پر۔ اسے جان لے اور اس سے تخلق پر عمل کر کہ نفیس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تیسرا باب:

بعض اخلاق کے بیان میں

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

انعام خداوندی - اپنے نفس کو رضا بالقضاء کی طرف لوٹانا

جب میرا نفس اپنے کسی امر کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر سے قبض محسوس کرے تو اسے حصول رضائے خداوندی کی خاطر فوراً اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر راضی رہنے کی طرف لوٹاتا ہوں اس بنا پر کہ میں اپنے رب سے راضی ہوا۔ پس بیشک بندہ خود پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کو نہیں پہچان سکتا مگر جبکہ اس کی طرف سے اپنے رب تعالیٰ پر راضی ہونا پایا جائے۔ جس طرح کہ جنید ی وغیرہ نے کہا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی قضا سے راضی ہوا اور اس نے اپنا فعل اس کے فعل میں اور اپنا اختیار اس کے اختیار میں فنا کر دیا اسے راحت کبریٰ اور یہیں دنیا میں جنت حاصل ہوگئی۔ اس لئے کہ اہل جنت، جنت میں اسی طرح ہوں گے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا باب اکبر ہے جو کہ رضا عن العبد کا سبب ہے اور جب تک بندہ اپنے نفس کو دیکھتا ہے کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف طلب کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہے۔

اور صوفیاء نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ جس پر دنیا میں راضی ہو اور اس سے محبت فرمائے اسے آخرت اور دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللّٰہ واحباءہ قل فلم یعذبکم ذنوبکم (المائدہ آیت ۱۸) اور یہود ونصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ آپ فرمایئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں پر عذاب کیوں دیتا ہے) یعنی اگر ایسے ہی ہو جیسے تم گمان کرتے ہو تو تمہیں عذاب نہ دیتا۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا۔ پس سمجھ لے۔ اور اس خلق کی مریدین میں سے کم لوگ رعایت کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کوئی طاعات وعبادات میں علتوں کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ اس کی بدولت اللہ عزوجل کی رضا کے قصد سے غافل صرف اس لئے کہ اسے ان کے کمال کی نسبت ملے تاکہ ان کا اجر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جائے۔ اور یہ جہالت ہے۔ اس پر واجب تو انہیں علتوں سے پاک کرنے کا عمل ہے۔ صرف اللہ عزوجل کی محبت اور اس کی رضا کی طلب میں۔ اور اہل اللہ عزوجل نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ جس نے دعویٰ کیا کہ وہ اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے جبکہ اپنے رب کے ساتھ اس کے غیر کو اختیار کیا یا اپنے رب کی عبادت پر عوض طلب کیا تو وہ افتراء کرنے والا کذاب۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے غیر مخلص ہے۔ کیونکہ مخلص تو وہ ہے جو اللہ عزوجل کی عبادت صرف اس لئے کرتا ہے کہ ربوبیت کا حق عطا کرے۔ پس بیشک وہ اس کا عبد ہے اور مالک کا اپنے بندے پر طاعت اور اس کی خدمت کا حق ہے۔ پس بندہ اس کے بدلے عوض کیونکر طلب کرتا ہے۔ بلکہ اس پر واجب تو اللہ تعالیٰ کا

شکر ہے جس نے اسے اپنے دربار میں کھڑے ہونے کے لائق گردانا۔ اور اسے یوں راندۂ درگاہ نہیں کیا جسے بدکردار بندوں کو کیا۔
واللہ میں صرف اللہ تعالیٰ کا ہی فضل وکرم سمجھتا ہوں جس نے مجھے اس لائق کیا کہ اس کا نام مبارک میری زبان پر جاری ہو۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ میں نے اس کا بدلہ چکا دیا گرچہ پوری دنیا کے لوگوں کی عبادت کے برابر اس کی عبادت کروں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے سامنے خندقیں قائم فرما رکھی ہیں۔ جو انہیں عبور نہیں کرتا وہ اس کی بارگاہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مریدین پر ان میں سے سب سے بڑی خندق ان کا حظوظ میں مشغول ہونا ہے جو کہ مقسوم ہوئے یا نہ ہوئے۔ اگر وہ اس کے لئے مقسوم نہیں ہیں تو ان کی طلب میں مشغول ہونا حماقت۔ بیہودگی۔ جہالت اور عذاب ہے۔ اور اگر مقسوم ہو چکے تو ان میں مشغول ہونا۔ لالچ۔ حرص اور عبودیت محبت اور حقیقت کے باب میں شرک ہے۔ کیونکہ غیر اللہ عزوجل میں مشغول ہونا شرک ہے۔ اور یہ طریق ولایت کے منافی ہے جس کا وہ گمان کرتا ہے پھر عقل مند اشتغال بالغیر کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کیونکر طلب کرتا ہے جبکہ وہ کثیر مخلوق کو دیکھتا ہے کہ جب بھی ان کے ہاں حظوظ کی کثرت ہو اور پے در پے اور مسلسل ہوں تو ان کا اپنے رب پر غضبناک ہونا۔ ان کی بے چینی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری زیادہ ہوجاتی ہے۔ ان غم وفکر اور ان امور کی طرف ان کی حاجت میں اضافہ ہوجاتا ہے جو ان کے لئے مقسوم نہیں۔ اور وہ ان نعمتوں کو حقیر وصغیر سمجھتے ہیں جو کہ ان کے پاس ہیں۔ پس عقل مند کو چاہئے کہ اپنے نفس سے کہے کہ تیری غایت [redacted] کہ تو جہالت اور اللہ تعالیٰ سے غفلت میں ان لوگوں کی مثل ہوجائے جب کہ تو اس کے غیر میں مشغول ہو۔ کیونکہ امور کا بعض دوسرے بعض کی طرف کھینچتا ہے۔

اور اے بھائی! زاہدوں کے متعلق غور وفکر کر۔ جب انہوں نے دنیا کو دیکھا کہ اس کی کوئی حد نہیں تو ان میں سے ایک وہیں رک جاتا ہے۔ پھر وہ اس کے بعد اپنے رب عزوجل کے ساتھ مشغول ہوجاتا ہے کس طرح انہوں نے اس سے صرف بقدر کفایت حاصل کیا اور اپنے رب عزوجل میں مشغول ہوگئے۔ اور اسی کی بناء پر وہ لوگوں میں زیادہ عقل مند قرار پائے۔ جس طرح کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے: اگر کوئی شخص سب سے زیادہ عقل مند کے لئے کسی چیز کی وصیت کرے تو میں اسے دنیا میں بے رغبتی کرنے والوں کی طرف صرف کردوں۔ انتہی۔ اور جو غور وفکر کرتا ہے وہ قناعت پسند فقیر کو دنیا میں بادشاہوں سے زیادہ ناز ونعمت میں پاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے رب عزوجل سے راضی ہوگیا اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے بعد جو کچھ دنیا میں ہے وہ اس جیسوں کے لئے کثیر ہے۔ جبکہ بادشاہ نہیں سمجھتے کہ ان کے ہاتھ میں جو دنیا ہے وہ کثیر ہے۔ بلکہ ان میں سے ایک طلب کرتا ہے کہ اس کے قبضے میں اس کی اپنی مملکت کے ساتھ ساتھ دوسرے کی مملکت بھی ہو۔ پس وہ ہمیشہ مشقت غم واندوہ اور جنگ وجدال میں رہتا ہے۔

حکایت

اور ایک دفعہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کستوری سے مہک رہا تھا اور قیمتی لباس پہنے ہوئے۔ ایک آدمی اسے پنکھے سے ہوا دے رہا تھا اور وہ شخص کہہ رہا تھا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اس زندگی سے راحت بخشے۔ میں نے غلام سے پوچھا کہ تیرے سردار کو کیا ہے کہ بدمزگی میں مبتلا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ اس نے گھر والوں سے کہا کہ ایک خاص قسم کا کھانا پکاؤ۔ انہوں نے شوربا پکالیا۔ پس میں نے اس کے کان میں کہا: ان لوگوں کو یاد کر اور ان میں غور کر جو جیلوں میں گرمی اور بھوک کی حالت میں بند پڑے ہیں۔ تو کہنے لگا: استغفر اللہ العظیم۔ انتہی۔

اوراس کی اصل یہ ہے کہ بندے کو جب بھی نعمتیں ڈھانپ لیتی ہیں وہ ان کی مقدار سے ناواقف ہو جاتا ہے۔اور اکثر انہیں اسی وقت پہچانتا ہے جب اس سے پھر جائیں۔اور ابناء دنیا میں آج یہ بیماری کثرت سے ہو چکی ہے۔پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے مقسوم کو حقیر۔قلیل اور تسبیح سمجھتا ہے جبکہ اس کے علاوہ جو کچھ دوسرے تاجروں کے پاس ہے وہ اسے عظیم جانتا ہے اوراس کی آنکھ میں کثیر وحسین نظر آتا ہے۔اور طلب کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے علاوہ اس کی مثل اور بھی ہو۔باوجودیکہ یہ اس کے لئے مقسوم نہیں۔پس ان کی عمریں ڈھل گئیں۔قویٰ مضمحل ہو گئے۔بڑھاپا آ گیا اور غم واندوہ کی کثرت کی بناء پر ان میں سے کسی کی داڑھی سفید ہو گئی۔پس ان کے اجسام رنج والم میں گرفتار ان کی پیشانیاں غرق آلود اور ان گناہوں کی وجہ سے جن میں وہ دنیا حاصل کرنے کی وجہ سے گرتے ہیں ان کے اعمال نامے سیاہ ہو گئے۔اس کے باوجود انہیں کچھ نہ ملا۔پس دنیا سے مفلس ہو کر نکل گئے۔نہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کی عطا کا شکر ادا کیا اور نہ ہی وہ کچھ پایا جو طلب کیا جو کہ ان کے غیروں کے پاس تھا۔پس انہوں نے اپنی دنیا اور آخرت ضائع کر دی۔

فرمان غوثیہ

اور سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بدترین کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو آخرت کی بجائے دنیا میں مشغول ہوا پھر جو طلب کیا وہ نہ پایا۔یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بدترین۔عقل وبصیرت کے حوالے سے انتہائی جاہل، احمق اور کمینہ۔انتہی۔اوراس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے **قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا** (الکہف آیت ۱۰۳،۱۰۴) آپ فرمائیں کہ ہم تمہیں ان لوگوں پر مطلع کریں جو کہ اعمال کے لحاظ سے انتہائی خسارے میں ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی میں کھو کر رہ گئی اور وہ خیال کرتے رہے کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں) اور میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس کے پاس تقریباً تیس ہزار دینار ہیں وہ مولیاں بیچنے والے کے ساتھ ایک مولی کی وجہ سے جھگڑ رہا تھا۔اور میں نے اس شخص کو دیکھا جو کہ سونے کے ایک لاکھ دینار کا مالک ہے قاضی کے پاس چھ انصاف پر قسم مغلظ کھا رہا تھا حالانکہ اس کا یومیہ خرچ دس انصاف ہے (نصف ایک تھوڑی سی مقدار کا پیمانہ ہے) اور اب وہ بڑھاپے کی عمر میں ہے اوراس کی کوئی اولاد نہیں۔چنانچہ ان لوگوں نے جو کچھ جمع کیا ہے اگر باقی عمر بیٹھ کر کھاتے رہیں تو انہیں کافی ہو اور ان سے بچ رہے۔اور اگر یہ لوگ قضاء پر راضی ہوتے۔اور عطاء خداوندی پر قناعت کرتے اور اپنے پروردگار کی طاعت میں مشغول رہتے تو ان لوگوں میں سے ہوتے جنہیں اسباب کے اہتمام نے ان کے رب سے مشغول نہ کیا۔اور ان کے ترک اسباب کی تقدیر پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے لئے کسی مشقت اور رنج کے بغیر ان کے لئے اتنی دنیا بھیج دیتا جو ان کے لئے کافی ہوتی۔پھر جب مرتے تو اپنے مولیٰ جل وعلا کے جوار رحمت کی طرف منتقل کئے جاتے۔پس اس کے ہاں اپنی آرزوؤں سے سوا پاتے۔جس طرح کہ سلف صالح نے یہ دستور اختیار کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں۔احباب اور اصحاب کو ان میں سے کر دے۔آمین۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-دنیوی مناصب طلب نہ کرنا

جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے مناصب دنیا سے کچھ طلب نہیں کیا۔بحمد اللہ تعالیٰ میں کسی شیخ کے ہاتھ پر سلوک کے بغیر محض الہام

خداوندی کی بدولت دنیا اور اس کی خواہشات سے بے رغبت رہا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے دارین میں کوئی تعلق نہیں جو مجھے اپنے رب عزوجل کی مشغولیت سے مجھے روکے۔ اسی لئے مجھ سے کوئی شخص ایسی چیز طلب نہیں کرتا جو کہ میرے پاس ہے مگر اسے دے دیتا ہوں مگر یہ کہ شرع شریف مجھے اس سے منع کرے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اور عارفین نے فرمایا ہے: جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا میں بے رغبتی لازم کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرتا ہے وہ آخرت کی نعمتوں میں بے رغبتی لازم کرے۔ پس دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اپنے رب عزوجل کی خاطر ترک کر دے اور خالص مخلص ہو کر اللہ وحدہ کے ساتھ مشغول ہو۔ اور اس کی عبادت اور خدمت پر دارین میں کوئی عوض طلب نہ کرے۔ اور ان احسانات کے بیان میں آگے آ رہا ہے کہ یہ نعمت بندے کو عطا نہیں کی جاتی مگر طریق قوم میں اس کے داخلے کے بعد۔ چنانچہ اس میں داخل ہونے والے کے علاوہ کسی کو اس مقام کے ذوق میں کوئی قدم نہیں۔ وہ تو دنیا یا آخرت میں اس کی عبادت پر معاوضہ طلب کرتا ہے۔ اور اسی لئے قوم صوفیاء کے نزدیک ایسے شخص کو عبد الدنیا یا عبد الاخرۃ کا نام دیا جاتا ہے نہ کہ عبد اللہ جل وعلاء۔ اور سیّدی علی بن وفا رحمہ اللہ تعالیٰ ایک شعر میں فرماتے ہیں: اللہ کا محبّ اس کی مخالفت نہیں چاہتا اگرچہ اس پر اسے خلافت دے دی جائے۔ پس معلوم ہوا کہ جب تک اس کے قلب میں دنیا کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت یا اس کی لذتوں میں سے کوئی لذت ہے تو وہ آخرت سے محجوب ہے جس طرح کہ جب تک اس کے قلب میں شہوات آخرت میں سے کوئی شہوت موجود ہے تو وہ اپنے رب عزوجل سے محجوب ہے۔

فرمان غوثیہ

اور سیّدی عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم پر عمل کرنے کی نیت کے بغیر اس کی طلب کو شہوات دنیا میں سے شمار کیا ہے۔ اس طرح کہ اسے حکومت یا ریاست کے لئے طلب کرے۔ نیز نفس سے عمل کا مطالبہ کئے بغیر روایات مختلفہ کے ساتھ قرأت قرآن کریم اور نحو، لغت اور بلاغت وفصاحت کی قرأت بھی اس کی شہوات میں شمار کی ہے۔ پس ان امور کا حامل حقیقت میں زاہد نہیں۔ کیونکہ ان خصال میں سے ہر خصلت میں نفس کے لئے لذت۔ ہویٰ کی موافقت اور طبعی راحت ہے اور یہ سب کچھ دنیا سے ہے انسان کو اس میں باقی رہنے کی محبت دلاتا ہے۔ اور اسے اس کے پاس سکون اور اس کی طرف اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

پس چاہئے کہ عالم اپنے نفس کی یاد دنیا میں زُہد کا مدعی اپنے نفس کی تفتیش کرے۔ اور اپنے نفس کا مجاہدہ اور ریاضت شروع کرے حتیٰ کہ اس کے قلب سے ہر شہوت دنیویہ یا اخرویہ نکل جائے۔ پس وہ جنت سے صرف حق تعالیٰ کے مشاہدہ اور ہم نشینی کی بنا پر محبت کرے نہ کہ کھانے۔ پینے اور نکاح کی چیزوں کے لئے۔ کیونکہ اصل میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کے لئے ہی تخلیق فرمایا ہے اور حاصل شدہ شے میں مشغول ہونا وقت ضائع کرنا ہے۔ پس اے بھائی! ہر مرتبہ کو حاصل کرنے پر اس کے مابعد کی طلب سے پہلے عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ نفس کا ترک حظوظ دنیوی واخروی کا دعویٰ تسلیم نہ کرنا

میں نفس کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں کرتا کہ اس نے دنیا اور آخرت میں حظوظ نفسانیہ ترک کر دیئے ہیں کیونکہ اس کے لئے طلب حظوظ میں بڑے فساد ہیں۔ وہ لوگ قلیل ہیں جو ان پر متنبہ ہوں۔ اسی لئے دعوے کرنے والوں پر راستہ طویل ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی دربار

الٰہیہ میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اس نے اپنے نفس اور دربارالٰہیہ میں داخلے سے روکنے والی صفات سے اس کی توبہ کی تفتیش نہیں کی۔

فرمان غوثیہ

حضرت سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ولایت کی دہلیز سے کوئی داخل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنے قلب سے منادی کو سنتا ہے جو ندا دیتا ہے: خبردار جو دربار حق جل وعلا میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہئے کہ تمام حظوظ ترک کر دے اور اپنے نعلین اتار پھینکے اور یہ اس کی دنیا اور آخرت ہے۔ اور ساری کائنات سے علیحدہ اور تمام آرزوؤں سے فارغ ہو جائے۔ پس اسے کسی چیز کی طرف میلان ہو نہ محبت مگر اللہ عزوجل کے امر کے ساتھ۔ پھر اس کے بعد داخل ہو۔ اور جو مذکورہ وضاحت کے مطابق علیحدہ نہیں ہوا اسے کبھی درست نہیں کہ بساط دربار پر قدم رکھے۔ پھر جب داخل ہو گیا تو اس کے لئے ایک اور ادب ہے۔ اور وہ یہ کہ سرافگندہ رہے۔ دائیں دیکھے نہ بائیں۔ یعنی دائیں آخرت کی طرف اور بائیں دنیا کی طرف مت دیکھے۔ اس وقت وہ تیار ہو گیا کہ اسے خلعت سے نوازا جائے۔

نیز آپ نے فرمایا: حظوظ تین مرتبہ ترک کئے جائیں۔ پھر بندے کو انہیں حاصل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اگر انہیں حاصل نہ کرے تو اپنے رب جل شانہ کے حکم کا نافرمان ہوگا۔ پہلی مرتبہ حرام اور شبہات ترک کرے۔ دوسری مرتبہ حلال کو ترک کرے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں اسے اللہ عزوجل سے مشغول کر دے۔ تیسری مرتبہ یہ کہ اپنے قلب سے یہ ندا سنے کہ دارین میں ہر شہوت ترک کر دے۔ پھر اسے نعمتیں حاصل کرنے اور انہیں استعمال کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور اس شہود کے پیش نظر اسے انہیں رد کرنے سے روکا جاتا ہے کہ اس بارگاہ میں بادشاہ کی نعمتوں کو رد کرنا بے ادبی۔ بادشاہ پر جرأت اور دربار کو ہلکا سمجھنا ہے۔ اور اس وقت وہ نعمتیں استعمال کرتا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور نعمت سمجھتا ہے۔ اس کے بعد کہ یہ انہیں اپنے نفس کی خواہش کی بنا پر استعمال کرتا تھا جبکہ یہ غافل تھا۔ کیونکہ بندہ جب بھی کسی منزل میں پڑاؤ ڈالتا ہے اس کی نعمتیں متعدد ہوتی ہیں۔

نیز حضرت نے ارشاد فرمایا: اور صالح کا نام نہیں دیا جاتا مگر اسی کو جو اس مقام تک رسائی حاصل کرے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو نہ کہ اپنے نفس اور سویٰ کے ساتھ۔ کیونکہ صالح وہی ہے جس کے امور کا اللہ تعالیٰ وارث ہو۔ اور اس کے نزدیک فی نفسہٖ مصلحتوں کے حصول اور مفاسد کے دفعیہ کی طلب باقی نہ رہی ہو۔ بلکہ وہ دایہ کے پاس شیر خوار بچے کی طرح یا غسل دینے والے کے پاس میت کی طرح ہے۔ پس قدرت اس کی تربیت کی متولی ہوتی ہے۔ اس کی مصلحتیں عطاء فرماتی ہے۔ اس سے مضرتیں دور کرتی ہے اس کے بغیر کہ اس کا کوئی اختیار یا تدبیر ہو۔ پس یہ ہیں حقیقی تارک حظوظ، صالح کی صفات۔ پس اس سے تخلق پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حظوظ نفس کی ترک کے ہر مدعی، فقیر کا دعویٰ تسلیم کرنا

میں ہر اس فقیر کا دعویٰ تسلیم کرتا ہوں جو دعویٰ کرے کہ وہ نفس کی خواہشات سے خلاصی پا چکا ہے۔ اس طرح کہ وہ کشف وشہود کے حوالے سے اللہ عزوجل کے ارادہ کے ساتھ ارادہ کرنے والا ہو گیا ہے۔ اور اسی کی تدبیر کے ساتھ تدبیر۔ اسی کے اختیار کے ساتھ اختیار۔ اسی کی مشیت کے ساتھ مشیت اور اسی کی رضا کے ساتھ راضی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ہم اس کا یہ دعویٰ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نفس و ہوائی۔ آرزوؤں اور ارادوں سے دنیوی اور اخروی طور پر نکل چکا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چن لیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس نے اس

ممکن کا دعویٰ کیا ہے جو کہ باطن کی طرف لوٹنے والا ہے۔ اس پر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مطلع ہے پھر صاحب دعویٰ۔ پس ہم اس کا دعویٰ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر اگر وہ سچا ہے تو ہم نے اس کی تصدیق کی اور ہمیں ثواب حاصل ہوا۔ اور اگر جھوٹا ہے تو اس کا گناہ اسی پر لوٹتا ہے۔ اور سزا کے طور پر وہ وہاں تک رسائی سے محروم ہو جاتا ہے۔

اور سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: آدمی کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں محو ہو جائے۔ اور بعض نے کہا: آپ کی مراد یہ ہے کہ بندے کی خواہشات اور ارادے جب زائل ہو جاتے ہیں اور وہ تمام حظوظ سے نکل جاتا ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیر کے لئے کوئی وجود سمجھتا ہے نہ فعل۔ بلکہ وہ فی نفسہ اللہ عزوجل کا فعل اور اس کی مراد ہے۔ اور اسی لئے اس مقام کے حامل کی طرف وعدہ میں سچا ہونا یا وعدہ خلاف ہونا منسوب نہیں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وعدہ کرنا یا خلاف ورزی کرنا صرف اسی کی طرف سے ہوتی ہے جس کے لئے ہوئی یا ارادہ ہو۔ پس اس شخص کا اللہ عزوجل کی معیت میں حکم جب وہ کسی سے وعدہ کرے اس شخص کا حکم ہے جس نے اپنے جی میں کسی چیز کے کرنے کا عزم کیا اور اس کی نیت کی پھر اسے اس کے غیر کی طرف پھیر دیا۔ اور یہاں کئی امور ہیں جن کا عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ذوق رکھتے ہیں۔ کسی کتاب میں نہیں لکھے جاتے کیونکہ اکثر لوگوں میں ان کی برداشت کی طاقت نہیں۔ انتہی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حوادث قدرت پر شکر

میرے متعلق قدرت کے تکلیف دہ حوادث کی وجہ سے حق تعالیٰ کے مجھے یاد فرمانے کے وجود پر متنبہ ہوتا ہوں پس میں قضاء وقدر کے مجھ میں کثیر حوادث پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ میں جانتا ہوں کہ حق تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کو اہمیت دے تو اس کی طرف اس کے نفس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کے ذریعے اپنا تعارف کراتا ہے۔ تاکہ وہ ہر وارد ہونے والی کیفیت کو شکر یا استغفار سے اس کا حق ادا کرے۔ اور تاکہ اسے ان حظوظ سے لوٹائے جن میں اس کا نفس تیرا کی کرتا ہے۔ البتہ جب اسے اہمیت نہ دے تو اسے اس طرح کر دیتا ہے کہ اس پر قضاء وقدر کی گردشیں جاری رہتی ہیں اور وہ مویشیوں کی طرح غافل ہوتا ہے۔

اور اے بھائی! غور کر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی اور ارادہ سے علیحدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ سے فرمایا: الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر (البقرہ آیت ۱۰۶) کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے) مذکورہ آیت کے اس جزو کے بعد ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں یا اس جیسی) یعنی کیا آپ جانتے نہیں (یعنی ضرور جانتے ہیں) کہ آپ بحر قدرت میں ہیں۔ اس کی موجیں کبھی یوں اور کبھی یوں پھیرتی ہیں۔ پس وہ آپ کی طرف ایک وحی فرماتا ہے پھر اسے منسوخ فرما دیتا ہے۔ اور آپ کی طرف دوسرے امر کی وحی فرماتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کو ایک حالت پر نہیں چھوڑا تا کہ حق تبارک وتعالیٰ آپ پر ہر لحہ متوجہ ہو اور ایک لحظہ کے لئے علیحدہ نہ فرمائے۔ اور یہاں سے تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ خواص ایسی حالت تک پہنچ جاتے ہیں جس میں وہ امر اور نہی کے تحت نہیں ہوتے اس سے مراد کوئی ایسی حالت ہے جس میں ان سے مکلف ہونا زائل ہو جائے اور یہ اس لئے کہ جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس کسی وقت عمل ترک نہیں فرمایا تو دوسروں کا کیا مقام۔ پس ضروری

ہے کہ عبد مکلف اوامر ونواہی کے نیچے رہے اگر چہ انتہاء کو پہنچ جائے۔ پس اسے سمجھ تا کہ تجھے ٹھوکر نہ لگے۔ اور یہاں سے تجھے اس شخص کے قول کا ضعیف ہونا بھی معلوم ہو گیا جس نے کہا: انبیاء اور اولیاء کے مابین فرق انبیاء کا اپنے احوال کا مالک ہونا جبکہ اولیاء کا اپنے احوال کے مالک نہ ہونا ہے۔ کیونکہ اگر یہ صحیح ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر زمین پر نہ آ رہتے۔ پس اسے سمجھ لے ہدایت پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے رب کریم کے متعلق حسن ظن

میں اپنے رب کریم کے بارے میں اچھا گمان رکھتا جب مجھ پر اس کے بندوں کے قلوب سخت ہو جائیں یا ان کی زبانیں میری مذمت میں کھول دے یا ان کی زبانیں میری تعریف سے۔ اور ان کے پاؤں میری مدد میں اٹھنے سے روک دے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے تو اس کے بندے مجھ پر جفا نہ کرتے۔ کیونکہ بسا اوقات مجھ سے محبت کرنے والے۔ میری مدح کرنے والے اور نعمت کے ساتھ میرے ساتھ صلہ رحمی کرنے والے کی طرف میرے دل میں جبری طور پر جھکاؤ پیدا ہو جاتا ہے پس اس کی بنا پر اللہ عزوجل سے میری محبت ناقص ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بندوں اور ان مراعات میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر یہ بھول جاتا ہوں اس کے بندے کے ہاتھوں جو کچھ مجھ تک پہنچا ہے وہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی ہی نعمت ہے نہ کہ اس کے بندے کی نعمت۔ اور وہ غیور ہے کسی بندے کو محبت میں یکتا نہیں گردانتا مگر اگر بندہ صرف اسی کو محبت میں اسی طرح یکتا قرار دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ لا یغفر ان یشرك به (النساء آیت ۴۸) بیشک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے)

پس غیر کے ہاتھوں کو میری صلہ رحمی سے روکنے یا ان کے میری تعریف نہ کرے یا مثلاً میری بیماری کے دوران مجھ تک چل کر نہ آنے میں میری آنکھ کو اس کے غیر کے نفع یا ضرر دیکھنے سے روکنے کی کوشش ہے۔ میرا قلب حق تعالیٰ پر ہی مجتمع اور صرف اسی سے محبت کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں کی جبلت میں اس کی محبت رکھی گئی جو ان کے ساتھ احسان کرتا ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے "اور اس کا بغض جو ان سے برا سلوک کرتا ہے۔ پھر مخفی نہ رہے کہ حق جل وعلا اس بندے کو کبھی اپنا نہیں بناتا جو نفع یا ضرر اس کے غیر سے سمجھے۔ تو اے بھائی! اپنے رب کے ساتھ اچھا گمان کر اور اسی کی طرف نظر کر جو تیری طرف نگاہ کرم فرماتا ہے۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو جا جو کہ تیری طرف متوجہ ہے۔ اور اس سے محبت کر جو تجھ سے محبت فرماتا ہے۔ اور اپنا ہاتھ اسے دے جو دلدل میں تیرے گرنے سے تجھے بچا لیتا ہے اور تجھے جہالت کی تاریکیوں سے نکال باہر کرتا ہے۔ ہلاکت کے گرداب سے تجھے نجات دیتا ہے۔ تجھے نجاستوں سے پاک فرماتا ہے۔ تجھے کدورتوں سے صاف کرتا ہے۔ تجھے صراط مستقیم سے گمراہ کرنے والے ساتھیوں سے دور رکھتا ہے جو کہ تیرا شیطان۔ تیری حرص اور حق تبارک وتعالیٰ کے طریق کے ڈاکو تیرے جاہل دوست ہیں۔ جو کہ تیرے اور تجھے نفع دینے والی چیز کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔

فرمان غوثیہ

اور سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں کو اوباش قسم کے لوگوں سے پرحذر رہنے کی تلقین فرماتے اور فرماتے:

کب تک عادت؟ کب تک خلاف ورزی؟ کب تک ہویٰ۔ کب تک بیہودگی؟ کب تک دنیا؟ کب تک آخرت؟ کب تک غیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت؟ واللہ ہلاک ہوا اور اوندھا گرا وہ شخص جو کہ کائنات بنانے والے سے کائنات کے ساتھ مشغول ہوا۔ پس اے بھائی! تو ایک شے کے بعد دوسری شے سے قطع تعلق میں درجہ وار آگے بڑھ اور ہر اس چیز پر اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کر جو تجھے دنیا سے روکے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیرے ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسانِ خداوندی - دعا قبول نہ ہونے پر ناخوش ہونے والے کے علاج کی معرفت

میں اس شخص کا علاج جانتا ہوں جسے دیکھوں کہ وہ اس وقت ناخوش ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اور حق تعالیٰ اسے عطا نہ فرمائے۔ برابر ہے کہ اپنے بارے میں ہو یا اپنے غیر کے بارے میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی محب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے ادبی کبھی برداشت نہیں کر سکتا بلکہ اسے اللہ جل وعلا کے ساتھ کفر سمجھتا ہے۔ پس اے بھائی! جب تو کسی کو کہتے ہوئے سنے کہ میں اللہ تعالیٰ سے فلاں چیز کا سوال کرتے کرتے تھک گیا ہوں مجھے عطا نہیں فرمائی تو اس سے کہہ: تو آزاد ہے یا غلام؟ اگر کہے: میں آزاد ہوں۔ اس کا بندہ نہیں ہوں۔ تو اسے کہہ: اے اللہ کے دشمن تو کافر ہو گیا۔ اور اگر وہ کہے: میں بندہ ہوں۔ تو اس سے کہہ: تو پھر بندے کو اپنے مالک کے ساتھ کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ تو اپنے مالک کو عبودیت کے طور فقر وحاجت کے اظہار کے لئے پکارتا ہے۔ اور اس کا مالک جو چاہے کرے۔ پھر بھی اگر اعتراض سے باز نہ آئے تو اسے کہہ: کیا تیرا رب اپنی حکمت اور اپنے بندوں کے حالات کے علم کے کمال میں متہم ہے یا غیر متہم ہے۔ اگر تو اسے اس بارے میں تہمت لگاتا ہے تو تو کافر ہے اور اگر تہمت نہیں لگاتا تو اس امر پر اس کا شکر لازم کر کہ اس نے تجھ سے حظوظ نفس روک لئے۔

اور تجھ سے اگر اپنے رب کی تقدیروں پر اتہام اور بدگمانی سے چارہ نہیں تو اپنے نفس امارہ بالسوء جو کہ اپنے رب کا نافرمان ہے تہمت رکھ۔ بیشک یہ تیرے زیادہ شایاں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دشمن۔ تیرا دشمن۔ شیطان کا دوست اور اس کا مخلص ساتھی ہے اور تیرے پاس اس کا خلیفہ اور جاسوس ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ کی معیت میں اس کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کی نیابت میں اس سے جھگڑنے والا اور اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کے لشکر کا سپاہی بن جا۔ پس اگر وہ اس کی ضد میں ہوگا تو اللہ عزوجل کا دشمن ہے۔ پس اس سے خوب پرحذر رہ اور تجھے باخبر جیسی خبر کوئی نہیں دے سکتا۔

پھر مخفی نہ رہے کہ ہر داعی الی اللہ تبارک وتعالیٰ پر واجب ہے کہ لوگوں کو بندوں کے آداب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے آداب سکھائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا اس کے من جملہ آداب سے ہے کیونکہ اس میں فاقہ وحاجت کا اظہار ہے جبکہ سوال کرنا اس سے لاپرواہ ہونے کا اظہار ہے۔ اور یہ ہرگز درست نہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: واسئلوا اللّٰہ من فضلہ (النساء آیت ۳۲) اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو) پس ہمیں سوال کرنے کا حکم فرمایا۔ اب اگر جو کچھ مانگا ہے مقسوم ہے تو لازم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے سائل کی طرف پھیر دے۔ تو اس کی وجہ سے اس کا ایمان۔ یقین اور تمام احوال میں اس کا رجوع الی اللہ پختہ ہوگا۔ اور اگر مقسوم نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے باطن میں اس سے بے نیازی اور فقر کے ساتھ راضی رہنا عطا فرمائے گا اگر غنی ہونا مانگا ہو۔ یا اسے بیماری پر راضی کر دے گا اگر ترک مرض کی دعا مانگی ہو۔ یا اس سے قرض خواہ کا قلب پھیر دے گا اگر ایسی چیز مانگی ہو جس کے ساتھ قرض ادا کرے۔ یا قرض خواہ کو اس پر صبر عطا

فرمادے گا۔ یا اس کے مطالبہ سے اسے بٹھادے گا یا اسے دل میں ڈال دے گا کہ قرض معاف کردے یا بعض حصہ معاف کردے۔
پھر اگر حق تبارک وتعالیٰ اسے مانگی ہوئی دنیا کی کوئی چیز عطا نہ فرمائے تو اسے آخرت میں اس سے کہیں زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔
پس سائل کے لئے دنیا یا آخرت کے فائدے کا حصول لازم ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری رہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ نفس کا نزاع اور اعانت الٰہیہ

بڑھاپے کو پہنچنے اور نفس کے خواہشات کی طرف مائل ہونے کے بعد وہ مجھ سے جھگڑتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کے مجاہدے پر میری مدد فرماتا ہے۔ اور یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ میرے لئے ثواب دائمی اور جنت میں تازہ بتازہ نعمتیں لکھے۔ اور اکثر لوگ جب بڑھاپے کو پہنچتے ہیں ان کے نفس کی آگ بجھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قتال کے لئے کافی ہے۔ پس ان سے ثواب مجاہدہ فوت ہو جاتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر. ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔ یعنی نفس کے مجاہدے کی طرف۔ کیونکہ اس کا جہاد ہمیشہ جاری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی پر نازل ہوتا ہے واعبد ربك حتّٰى ياتيك اليقين (الحجر آیت ۹۹) اور اپنے رب کی عبادت کرو حتیٰ کہ تمہارے پاس پیغام رحلت آجائے) پس بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے وصال شریف تک عبادت کا حکم دیا ہے۔ پس سمجھ لے۔

اور عبادت اس لئے مجاہدہ ہے کہ یہ سب کی سب مخالفت نفس پر مبنی ہے۔ کیونکہ نفس اصل سے ہی تمام عبادات سے انکاری ہے اگر اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا لطف وکرم نہ ہو۔ اور جو بھی اپنے نفس سے جہاد کرے اور اس پر غلبہ حاصل کرلے اور مخالفت کی تلوار کے ساتھ اسے قتل کردے اللہ عزوجل اسے زندہ فرمادیتا ہے تاکہ اس کے لئے دائمی اور ہمیشہ کا ثواب لکھ دے جس طرح کہ گزر چکا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کا حکم کیونکر دیا حالانکہ آپ معصوم عن الھویٰ ہیں جس طرح کہ باری جل وعز نے اپنے اس ارشاد میں خبر دی ہے وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (النجم آیت ۳، ۴) اور وہ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو وہ وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب سے صرف اس لئے نوازا تاکہ اس کی بدولت آپ کی شریعت مقرر ہو۔ پس آپ کی امت کے درمیان عام ہو یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس وہویٰ پر قوت بخشی ہے۔ پس وہ آپ کو نقصان نہیں دیتے اور آپ کو مجاہدے اور محاربے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بخلاف آپ کی امت کے۔ چنانچہ جب مومن اپنے مجاہدۂ نفس پر قائم رہے حتیٰ کہ اسے موت آجائے اور اپنے رب عزوجل کے حضور حاضر ہو جائے اور اس سے نفس وہویٰ کے خون سے آلودہ تلوار کے ساتھ جا ملے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے وہ جنت عطا فرماتا ہے جس کی اس نے اپنے ارشاد میں بشارت دی ہے واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الله الجنة هي الماوى (النازعات آیت ۴۰ اور جو ڈرا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور نفس کو روکے رہا بری خواہش سے یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا) پھر جب اللہ تعالیٰ نے

اسے جنت میں داخل فرمایا اور وہاں قیام پذیر ہوا۔ اور اسے وہاں سے منتقل ہونے کا کھٹکا نہ رہا۔ اور نعمتوں میں محو ہوا تو دار دنیا کی طرف لوٹنے کی طلب کرے گا۔ تاکہ اپنے نفس کے ساتھ دوبارہ جہاد کرے پس اللہ تعالیٰ ہر ساعت میں اسے طعام و شراب اور لباس کی تازہ بتازہ اور نہ ختم ہونے والی نعمتیں عطا فرمائے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ دار دنیا میں ہر ساعت میں نفس کے ساتھ مجاہدے کی تجدید کرتا تھا۔ کافر یا منافق یا نافرمان کی حالت کے علی الرغم جبکہ وہ توبہ کے بغیر مرا۔ کیونکہ ان لوگوں نے جب ہر ساعت میں اپنے نفوس کا مجاہدہ ترک کردیا اور اس کی حرص۔ خواہش اور اس کے کفر میں اس کی موافقت کی حتیٰ کہ انہیں غیر اسلام پر موت آگئی۔ اللہ عزوجل انہیں جہنم میں داخل فرمائے گا۔ پس جب وہ اس میں داخل ہوجائیں گے۔ اور یہ ان کا ٹھکانہ اور جائے بازگشت ہوگیا۔ ان کے چمڑے اور گوشت سب جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دیگر چمڑے اور گوشت عطا کرے گا تاکہ متواتر اور بڑھتا چڑھتا عذاب چکھیں۔ پس معلوم ہوا کہ مومن کے لئے ساعات مجاہدہ ہی اس کی نعمتوں کا سبب ہیں جبکہ کافر یا عاصی کے لئے ترک مجاہدہ کی ساعات ہی اسے عذاب میں گرفتار کرنے کا سبب ہیں۔ پس ہر قسم پر اس کے حسب حال نعمتوں اور عذاب کا اضافہ ہوگا۔ اور یہی معنی ہے اس حدیث پاک کا الدنیا مزرعة الاخرت یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور ہر ایک کو وہ میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق کا عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ امور دنیا و آخرت کا تفویض کے بغیر سوال نہ کرنا

میں اللہ تعالیٰ سے امور دنیا و آخرت میں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا مگر اس کی سپرداری اور اس بارے اس کی طرف علم لوٹانے کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم پر عمل کرتے ہوئے۔ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیرلکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شرلکم. واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (البقرہ آیت ۲۱۶) اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

پس میں اپنی دعا میں کہتا ہوں: یا اللہ مجھے یہ کچھ عطا فرما اگر اس میں میرے لئے بھلائی ہے۔ اور مجھ سے فلاں فلاں چیز پھیر دے اگر اس میں میرے لئے برائی ہے۔ پھر اس تفویض یعنی سپرداری کے بعد عطا یا منع جو کچھ واقع ہو اس کی عاقبت بہتر ہوتی ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی معیت میں بندے کا ارادہ و اختیار باقی ہے۔ یہ میزان اس پر واجب ہے۔ اور جب اس کا ارادہ اور اختیار فنا ہوجائے اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے فارغ ہوجائے تو اس کا اختیار اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار کے ساتھ اور اس کا ارادہ اللہ جل وعلا کے ارادے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے بارے میں اپنے سوال میں اللہ عزوجل کے امر کی تعمیل کرنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے جو کچھ واقع ہوتا ہے اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے کیونکہ اس کی مراد اپنے رب تعالیٰ کی مراد کے موافق ہوتی ہے۔ برابر ہے کہ سوال امر دنیا کے بارے میں ہو یا آخرت کے متعلق ہو۔

صاحب مقام تفویض کی علامت

اور اس مقام والے کی علامت یہ ہے کہ اگر اسے عطا ہو تو شکر کرتا ہے۔ اور اگر عطا سے محروم رہے تو شکر کرتا ہے۔ باطن میں اپنے رب جل وعلا پر متغیر نہیں ہوتا۔ پس اسے جان لے۔ اور اس سے متحقق ہوئے بغیر اس کا دعویٰ کرنے سے پرہیز کر۔ اور اللہ عزوجل سے

صرف انہیں امور کا سوال لازم کر جن کے بغیر تیرے لئے کوئی چارہ نہیں۔ اوران کا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ ان میں مکر واستدراج کا کبھی عمل دخل نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ تو گزشتہ گناہوں کی بخشش کا سوال کرے۔ اور مستقبل میں حفاظت۔ حسن معاملہ کی توفیق پھر خاتمہ بالخیر کا سوال کرے اور وہ یہ ہے کہ تو اس حال میں مرے کہ تو اللہ عزوجل کے متعلق اچھا گمان کرے۔ پس بیشک اولین وآخرین کا یہی پڑاؤ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کے سوال کی کثرت کو لازم کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - گمراہ کن فتنوں سے حفاظت پر شکر جلدی کرنا

میں اپنے رب کا شکر کرنے میں جلدی کرتا ہوں جب وہ گمراہ کن فتنوں سے میری حفاظت فرمائے۔ اس کی وجہ سے میں ان پر تکبر نہیں کرتا جو کہ فتنوں میں گر گئے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ خود بینی غضب کا اور اعمال کے برباد کرنے کا موجب ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ خصوصاً اگر مقتدا قسم کے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ مصر میں اب علم وعمل میں صراط مستقیم پر فلاں جیسا کوئی نہیں۔ اور اسے اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں مخلوق کے دلوں پر بڑا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بالکل ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر بعض فقراء نے اپنے بہت سے اعمال صالحہ اس خوف سے چھپائے ہیں کہ کہیں نفس ان اعمال کی وجہ سے لوگوں کی مدح طرف نفس مائل ہو جائے گا پس انہیں وہاں سے ہلاکت آپہنچے کہ انہیں شعور تک نہ ہو۔

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ خود بینی نہیں ہوتی مگر بندے کے اپنے نفس کے متعلق اس شہود کی وجہ سے کہ جس کام کی وجہ سے وہ خود بینی کرتا ہے یہ اس نے سرانجام دیا ہے یا یہ کہ اس میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ہے۔ اور اس کی طرف قرآن عظیم اشارہ فرماتا ہے جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الشرك لظلم عظيم (لقمان آیت ۱۳) یقیناً شرک ظلم عظیم ہے) پس اولیاء کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اس کا ظلم ہونا منکشف فرما دیا ہے یعنی نفس کے لئے۔ پس انہوں نے اسے اس جہان سے ترک کر دیا ہے۔ اور ان کے غیر کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا انکشاف نہیں فرمایا۔ پس ان کے لئے تو صرف قیامت کے دن اظہار ہوگا۔ پس اسے جان لے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اعمال پر ہمیشگی

میں ان اعمال پر ہمیشگی کرتا ہوں جنہیں میں اپنے حال کی ابتداء میں اپناتا تھا۔ اور ان سختیوں پر صبر کرتا ہوں جو مجھے میری ادھیڑ عمر میں پہنچی ہیں۔ اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ تسبیح تھامے رہتے ہیں حالانکہ آپ ایسے مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں جو مخلوق میں سے آپ کو آپ کے رب کی یاد دلائے۔ تو آپ نے فرمایا: جس چیز کے ذریعے میں اپنے پروردگار کی بارگاہ تک پہنچا ہوں اسے ختم نہیں کروں گا۔ انتہی۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کی گرہوں پر تسبیح کرتے۔ اور فرماتے کہ قیامت کے دن انہیں قوت گویائی بخشی جائے گی۔ یا بلکہ میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اعمال صالحہ کی کثرت پسند کرتا ہوں اگرچہ نفس اس سے کم پر راضی ہو۔ کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله (التوبۃ آیت ۱۰۵) پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول) پس اس نے ہم سے کثرت اعمال طلب فرمائے ہیں۔ پس عاقل جانتا ہے کہ اس کا نفس گرچہ کم پر راضی ہے حق تبارک وتعالیٰ اس

سے اس پر راضی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (البقرہ آیت ۲۱۶- اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے) اور جس کا یہ ذوق ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اس کے نفس سے زیادہ شفیق ہے۔ اور منازل جنت پکے اور اونچے نہیں ہوتے مگر دنیا میں اعمال کی بدولت۔ کیونکہ یہ آخرت کی کھیتی ہے۔

صوفیا کی اصطلاح میں ہدایت، نہایت اور توسط سے کیا مراد ہے؟

پھر اے بھائی! جان لے کہ قوم صوفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب بھی اپنی زبان سے ہدایت کا لفظ بولیں ان کی مراد معہود سے مشروع کی طرف ان کا نکلنا ہے۔ جس طرح کہ توسط سے ان کی مراد ان کا ظاہر شرع سے امر تقدیر پر اطلاع کی طرف خروج ہے۔ جس طرح کہ نہایت سے ان کی مراد حدود کی حفاظت کی شرط کے ساتھ رجوع الی المعہود ہے۔ پس کامل فی الاعمال کی صورت مبتدی کی صورت ہے۔ جبکہ قصد مختلف ہے۔ کیونکہ مبتدی فعل میں اپنے نفس کی اپنے رب تعالیٰ کے لئے مشارکت کا شہود کرتا ہے جبکہ منتہی صرف اپنے رب وحدہٗ کے لئے فعل دیکھتا ہے۔ اور اس کا رب ہی اس میں فاعل ہے۔ اور کم ہے جو کوئی شرع کی فصیل شہود حقیقت کی طرف کھولے مگر اسے لادینیت حاصل ہوتی ہے پس وہ محرمات کو مباح گردانتا ہے اور ماموارت کی توہین کرتا ہے۔ پس اس سے ہماری نگہبانی پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حمد وثناء ہے۔

اکابر کے اعمال کی حقیقت

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ اکابر یعنی انبیاء واولیاء کے اعمال اوامر کی ادائیگی اور منہیات سے پرہیز کے بعد مصیبت کی حالت میں صرف صبر۔ رضا اور موافقت ہیں۔ پس ان کے اکثر اعمال قلبی ہوتے ہے۔ پس اس میں ان کے شاگردوں میں سے قلیل ہی ان کی پیروی کی طاقت رکھتے ہیں کیونکہ ان کے امر کے آغاز میں ان کے اعمال کے برعکس یہ اونچا مقام رکھتے ہیں۔ کیونکہ اکثر اعمال جسمانیہ ہوتے ہیں تا کہ ان میں ان کی قوم کے جمہور ان کی اقتداء کریں۔ اور اکابر میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے علو مقام کے طور پر اعمال قلبیہ پر مستزاد اپنا امر اعمال جسمانیہ پر ختم فرمایا جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس انہوں نے قیام فرمایا حتیٰ کہ ان کے قدم متورم ہو گئے۔ تا کہ ان کے بعد اکابر ان کی اقتداء کریں۔ اور یہ خیر خواہی میں مبالغہ کی بناء پر ہے۔ پس نہ کہا جائے: اکابر کو ان کے کمال کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ابتلا میں کیونکر ڈالا۔ جبکہ ان کے لئے ابتلاء تو مقام ارادہ میں ہوتی ہے۔ اور جو مراد ہوا سے تو امتحان کی اصلاً ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں: ہر محبوب، محب ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اس کے محب ہونے کی حیثیت سے آزماتا ہے جبکہ اس کے محبوب ہونے کی حیثیت سے اسے نوازتا ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے لوگوں میں سب سے شدید ابتلاء انبیاء کے لئے ہے پھر بہتر کے لئے۔ پس اس کے بعد بہتر کے لئے۔ انتہی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- نفس کی صفات ناقصہ کا شہود

مجھے یہ شہود حاصل ہے کہ میرے نفس کی صفات ناقصہ میرے مرنے تک میرے ساتھ باقی ہیں۔ اور یہ کہ بے حیائیوں کے ارتکاب سے حفاظت کی طلب کو ساتھ رکھنا اور ان سے غیرت کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری تک مجھ پر واجب ہے۔ اور اس کی تائید حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ علی بقیۃ الانبیاء والمرسلین افضل الصلوٰۃ وازکی السلام وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے: کذ الک

لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين (یوسف آیت ۲۴) یونہی ہوا تا کہ ہم یوسف سے برائی دور رکھیں اور بے حیائی کو۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہیں) اور اگر غیر معصوم سے حکم طبع زائل ہو جائے تو وہ معصوم کی طرح ملائکہ کے ساتھ ملحق ہو جائے۔ اور نظام درہم برہم ہو جائے اور حکمت باطل ہو جائے۔ پس ولی کے کمال سے ہے اسے اس میں حکم طبع باقی رکھنا تا کہ جن حظوظ کی اجازت ہے ان میں سے مقسوم پوری طرح حاصل کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف تمہاری دنیا سے تین چیزوں کی محبت دی گئی۔ خوشبو۔ (منکوحہ) خواتین۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ پس بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و مافیہا سے جدا ہو چکے تو آپ کی طرف اس کی وہ اقسام لوٹائی گئیں جو کہ آپ کی ابتدائی حالت میں سیر الی اللہ تعالیٰ کے وقت آپ سے روکی گئیں۔ پس آپ نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی موافقت میں اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پورے طور پر حاصل کیا۔ پس اس کی وجہ سے آپ کا مقام کامل ہوا۔ ناقص نہیں ہوا۔ اور اسی طرح فنا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے حکم کے ساتھ ولی کی طرف اللہ تعالیٰ اس کے مقسوم اور حظوظ شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ لوٹاتا ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ خوراک و پوشاک کی خواہش نہ ہونا

میں جب بازار میں داخل ہوتا ہوں تو خوراک اور پوشاک میں سے کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا۔ چنانچہ بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اگر انہیں دیکھوں تو صرف چشم سر سے دیکھتا ہوں نہ کہ چشم دل سے۔ اور انہیں اچانک نظر پڑنے سے دیکھتا ہوں نہ کہ خواہش کی نظر سے۔ اور نظر صورت سے دیکھتا ہوں نہ کہ نظر معنی سے۔ جس طرح کہ انہیں نظر ظاہر سے دیکھتا ہوں نہ کہ نظر باطن سے۔ اور یہ خلق آج کے دن مریدین میں نادر ہے۔ پس کئی دفعہ ان میں سے کسی پر اس کا نفس غلبہ حاصل کرتا ہے تو وہ اس کی خواہش کی چیز خرید لیتا ہے۔ اور بسا اوقات پاس کچھ نہیں ہوتا تو اسے ضمانت کے ساتھ خریدتا ہے گرچہ رہن ہو یا ضامن۔ اور کہتا ہے کہ فلاں چیز سے میرا گزر ہوا۔ وہ مجھے اچھی لگی۔ میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ اور مجھے خطرہ ہوا کہ اسے میرے سوا کوئی اور لے جائے۔ میں گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اور لوٹ رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ شہوات اور حرص کا غلبہ ہے۔

اس مقام مذکور سے اوپر ایک مقام ہے جو کہ کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ ہمارا بازار والوں پر رحمت کے ساتھ متعلق ہونا ہے جب کہ ہم بازار میں داخل ہوں۔ یا اس سے ہمارا گزر ہو۔ اور ان پر رحمت کے ساتھ ہمارے قلوب کے معمور ہو جانے کی وجہ سے ہمارا شہوات میں سے کسی بھی شہوت کی طرف مائل ہونے سے غائب ہونا ہے۔ بلکہ اس مقام والا بازار میں داخل ہونے کے وقت سے لے کر اس سے نکلنے تک ان پر شفقت اور رحمت کے غلبے کی وجہ سے اپنے قلب کے ساتھ محسوس کرتا رہتا ہے کہ وہ جل رہا ہے۔ پس ان کے حق میں دعا اور ان کے لئے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے حضور سفارش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ نکل جائے۔

معمول غوثیہ

پھر وہ اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے انہیں اپنی نعمت سے ڈھانپ رکھا ہے باوجودیکہ وہ اس پر شکر کرنے سے غافل ہیں اور ان کی ناشکری کی وجہ سے ان سے نعمت سلب نہیں فرماتا۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ حضور شیخ سید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی عادت کریمہ تھی۔ جب آپ بازار میں داخل ہوتے تو اہل بازار کے لئے زاری اور دعا کرتے رہتے۔ اور آپ کی چشمان مقدسہ آنسوؤں سے جھلکتی رہتیں۔ یہاں تک کہ وہاں سے نکل جاتے۔ پس ہر اس فقیر پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو جس کی اس مقام تک رسائی ہے۔ اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - جھوٹے مدعی پر باطنی طور شدت غضب

میں باطنی طور پر ہر اس شخص پر شدید ناراض ہوتا ہوں جو کہ میرے پاس جھوٹے دعوے کرتا ہے۔ اور ظاہر میں اس کے لئے کشادہ روئی کرتا ہوں۔ پھر میں اسے صرف اپنے اور اس کے مابین اس کا جھوٹ جتلا دیتا ہوں اگر دیکھوں کہ اس کا نفس ایسی بات برداشت کرسکتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ترقی کا دعویٰ کرے یا وہ اسے پسند کرتا ہے جو اسے مقامات صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف ترقی دے۔ اور اس خلق میں اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت اور اس بندے کے لئے نصیحت کو جمع کرنا ہے۔ اور قلیل ہیں وہ لوگ جو ان دونوں چیزوں کے جامع ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص میرے بھائی شیخ افضل الدین کی موجودگی میں میرے پاس آیا۔ اون کا عمامہ پہنے ہوئے اور اس کا شملہ لٹکائے ہوئے۔ آپ نے اس کے باطن پر نظر کی۔ اسے جھوٹ اور بیہودگی۔ افعال و اقوال میں اللہ تعالیٰ کے لئے شرک اور اہل اسلام کے متعلق دل میں برائی سے آلودہ پایا۔ پھر وہ اپنے نفس کی مدحت سرائی کرنے لگا اور اس کی پاکیزگی بیان کرنے لگا۔ اسی دوران میں شیخ افضل الدین نے ڈانٹا اور فرمایا: تو جھوٹا ہے۔ اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ اور اسے فرمایا: تو ان علتوں اور ظاہری باطنی معصیتوں کے ہوتے سلامتی کا کیسے دعویٰ کرتا ہے؟ پس اے بھائی! نہ پوچھ کہ اس اون پہننے والے نے اس کے بعد شیخ افضل الدین کے ساتھ مجالس میں کیا سلوک کیا۔ شدید بغض رکھنے لگا۔ اپنے تمام دعوؤں سے فارغ ہو گیا۔ اور اس کے افعال ظاہری ان اخلاق باطنی کی تکذیب کرنے لگے جن کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور یہ اس لئے وہ ایسے شخص کی پیروی کرنے لگا جو گمان کرتا تھا کہ وہ کیمیا گری سے واقف ہے۔ اور اس وقت وہ تمام کسب اور عبادت ترک کر چکا ہے۔ پس میں نے اس دن سے عبرت پکڑی۔ اور یہ معمول بنایا کہ اپنے ہم نشیں کے باطنی گناہوں پر اگر اللہ عزوجل مجھے اطلاع بخشے تو اسے ان کی بنا پر رسوا نہیں کرتا۔ صرف بعض واقعات کے اشاروں میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ یا ایسے شخص کے کان میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ پھر اگر کوئی اس کی طرف یہ نقائص منسوب کرتا ہے تو میں اس کی طرف سے جواب دینے لگتا ہوں۔ اور کہتا ہوں: میں تو اس کے متعلق خیر ہی جانتا ہوں۔ اور یہ بات جو اس کی طرف سے کہی گئی ہے صرف بعض حاسدین نے اڑائی ہے۔ اور یہ علماء اور صالحین کے مقام میں عیب نہیں۔ تو جسے اللہ تعالیٰ کسی آلودہ گناہ کے باطن پر مطلع فرمائے وہ اس سے پرہیز کرے کہ اس سے تو چھپائے اور اس کے غیر کے لئے اس کی حکایت کرے۔ کیونکہ اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ بسا اوقات بعض محجوبین اس کی حمایت پر اتر آتے ہیں اور اس شیخ کو لوگوں کی غیبت کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور کہنے لگتے ہیں کہ فلاں کو ایمان والوں کی ہتک حرمت نہیں کرنا چاہئے۔ اس گمان کے پیش نظر کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے جھوٹ پر مطلع کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یہ اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ہو۔ حالانکہ لوگوں کی حرمتوں کو کاٹ رہا ہے۔ وغیرہ ذالک۔ اور اگر اس شیخ کے لئے اس کشف کے اظہار کے بغیر چارہ نہیں تو چاہئے کہ اچھی نیت کے ساتھ اس کے لئے ہو جو اس کے کشف کی صحت کی تصدیق کرتا ہو۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - ہر حاجت پر اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے طلب کرنا

مجھے جو ضرورت درپیش ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دروازہ سے طلب کرتا ہوں نہ کہ اس کے بندوں میں سے کسی کے دروازے سے۔ اور اس کے غیر کے دروازے کی طرف نظر صرف اس حیثیت سے ہے کہ مخلوق آبی گزرگاہ کی طرح ہے جس سے ہمارے لئے پانی جاری ہوتا ہے اور بس۔ پس احسان پانی کے مالک کا ہے جس نے گزرگاہ جاری کی۔ پس ہم وسائط کا شکریہ ان کے ساتھ رکے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ادا کرتے ہیں۔

فرمان غوثیہ

اور حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: اے بھائی! اپنے رب سے حاجت طلب کرنے کی حالت میں تمام جہات سے نابینا بن جا۔ اور علم کے بغیر ان میں سے کسی کی جہت معین مقرر نہ کر۔ پس تیرا رب غیور ہے۔ پس تیرے لئے اپنے فضل کا دروازہ نہیں کھولتا دراں حال کہ تو اس کے بندوں میں سے کسی کی جہت کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے ہو۔ پس اے بھائی! تمام جہات اپنی توحید کے ساتھ بند کر دے اور انہیں اپنے یقین کے ذریعے مٹا دے۔ پھر اپنی فنا اور اپنے محو کے ساتھ۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے قلب میں ایسی آنکھ کھول دے گا جس سے تو جہت الجہات کو دیکھ سکے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جہت ہے۔ پس تو اسے اپنے قلب اور ایمان کے نور کی بدولت اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ پھر وہ نور تیرے باطن سے تیرے ظاہر کی طرف ہی نور شمع کی طرح ظاہر ہوگا جو کہ تاریک کمرے میں ہے پس کمرے کا ظاہر اس کے باطن کے نور سے چمک اٹھتا ہے۔ اور نفس و جوارح اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کی عطا کی طرف سکون پاتے ہیں نہ کہ اس کی خلق کی عطاء اور ان کے وعدے کی طرف۔ تو جس کی رسائی وہاں تک نہیں جو ہم نے ذکر کیا تو اس پر اسباب پر اعتماد اور ان کے ساتھ رکنا لازم ہے۔ اور اہل حقیقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک یہ شرک ہے۔ انتہی۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق کو عمل میں لا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - نفس کے کبائر میں گرنے کو بعید نہ سمجھنا

میں اپنے نفس پر اس کے کبائر میں گرنے کو بعید نہیں سمجھتا۔ چہ جائیکہ صغائر ہوں۔ اگرچہ آج کے مبارک دور میں اس کی اقتداء ہونے لگے۔

وصیت غوثیہ

کیونکہ سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت میں ہے: اپنے آپ کو اس سے بچا کہ تو اکبر الکبائر میں اپنے گرنے کو بعید سمجھے اگرچہ تجھ پر رات دن اللہ تعالیٰ کی نگہبانی متواتر ہو۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور صحیح مذہب کے مطابق ان کے کامل وارثوں کے غیر پر عصمت کا دروازہ بند ہے۔ پس جب تک ہم اس دار دنیا میں ہیں ہمارے لئے بے خوفی نہیں۔ جبکہ ابلیس نے کثیر مخلوق کو گمراہ کیا جب انہوں نے اپنے نفسوں کے متعلق خیر کا گمان کیا اور اکبر الفواحش میں گر پڑے۔ اور ان کے بعض کو کیمیا گری کے لئے عمل نے اس میں گرا دیا۔

مذکورالصدرانعام کے حوالے سے اقوال اکابر

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ابلیس کے لئے کوئی حیلہ جس کے ذریعے فقراء کو معصیتوں میں ڈالے اس سے بڑا نہیں کہ وہ اپنے متعلق خیر و صلاح کا گمان کریں پس وہ انہیں وہاں سے پچھاڑتا ہے کہ انہیں شعور تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس سے پُرامن رہتے ہیں، پر حذر نہیں۔ آپ کا کلام ختم ہوا۔ اور قرآن عظیم میں ہے فلا یامن مکر اللّٰہ الا القوم الخاسرون (الاعراف آیت ۹۹) پس اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے سوائے خسارے والوں کے)

اور سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: جو ہر سانس میں اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا اور اسے برائی کی تہمت نہیں لگاتا وہ مردوں کے دفتر میں نہیں لکھا جاتا۔ انتہی۔ اور سلف صالح رضی اللہ عنہم سب کے سب خوف میں آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ اور رسالہ قشیری کے رجال میں سے بعض نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ جب میں اس جہان سے دین اسلام کی سلامتی سے نکل جاؤں اور فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ دف بجانا یعنی جو حلال ہے۔ چنانچہ جب وفات ہوئی تو اسی طرح کیا گیا۔ اور ایسے عمل پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ اسلام پر مرنے کی خوشی عاقل کے نزدیک اپنے بیٹے کی شادی یا اس کے ختنے سے زیادہ ہے۔ اور ہم نے بعض علماء اور صلحاء کو دیکھا کہ دف بجانے والے کو دعوتوں میں پیسے دے رہے تھے۔ اور آئمہ کا اختلاف رحمت ہے۔ مختصر یہ کہ ہر چیز جس کے ساتھ مجرم حاکم کے گھر میں داخل ہوں اس کا وقوع سیّدی شیخ سے جائز ہے۔ پس پر حذر رہنا چاہئے۔

(اقول و باللہ التوفیق۔ ہر جائز ضروری نہیں کہ قابل عمل ہو۔ خصوصاً آج کے اس دور میں کہ لوگوں نے جہالت اور ناروا جرت کی وجہ سے لہو ولعب کو بطور نیکی اپنا رکھا ہے۔ دیکھیئے گرچہ نکاح کے متعلق تصریح ہے کہ مسجد میں ہو لیکن آج کے اس دور میں شادی بیاہ میں جس طرح حدود شرعیہ کو پامال کیا جاتا ہے۔ منظر کشی کے لئے انتہائی شرمناک انداز اختیار کیا جاتا ہے اور اجنبی مردوں اور عورتوں کا بے تکلف اختلاط و اجتماع ہوتا ہے۔ اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح جنازہ کے ساتھ اس قسم کے انداز کو اس دور میں اگر اپنایا جائے تو موت اور جنازے کا ماحول میلے ٹھیلے کا رخ اختیار کرلے گا۔ پناہ بخدا۔ ایمان پر استقامت اور سلامتی کے وہ جذبات کہاں جو ماضی مرحوم میں اکابر کے قلوب میں تھے۔ اس لئے اب قطعاً درست نہیں۔ دع ما یریبک الی مالا یریبک۔ نیز ارشاد فرمایا اتقوا مواضع التھم۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کسی فقیر کے لئے صحیح نہیں کہ ظاہری اور باطنی معصیتوں میں گرنے سے اس کی حفاظت ہو مگر جبکہ دربار احسان اس کی جائے قرار ہو دن رات وہیں رہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ۔ ورنہ وہ جس وقت بھی وہاں سے نکالا گیا نے کے درپے ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ کسی کی حفاظت نہیں ہوتی مگر جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کرے۔ گویا اسے دیکھ رہا ہے۔ یا عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہے۔ اور وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور جب بھی اس سے یہ مشہد غائب ہوگا وہ بارگاہ سے خارج ہو جائے گا۔ اور ہر برائی کے درپے ہوگا۔ اور ابلیس اس پر اپنا لاؤ لشکر کھینچ لائے گا۔ انتہی۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

بندے کے لئے چارہ نہیں کہ اپنے اوپر پردہ لٹکائے حتیٰ کہ معصیت میں واقع ہو۔ ورنہ کشف وشہود پر کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

بندے کا اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنا کبھی درست نہیں۔ اور یہ موحد عاصیوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے علی الاعلان معصیت کا ارتکاب اس عقیدے سے کہ اس فعل میں اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے جناب الٰہی کی بے ادبی ہے۔ پس اس پر سزا شدید ہوگی۔ اور اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی قضاء وقدر جاری کرنے کا ارادہ فرمائے تو عقل والوں کی عقلیں سلب کر لیتا ہے حتیٰ کہ جب ان میں قضاء وقدر نافذ ہو چکے تو ان کی عقلیں لوٹا دیتا ہے تاکہ عبرت حاصل کریں۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ابلیس نے کہا: یارب! آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے تو مجھے کیونکر مواخذہ فرماتا ہے حالانکہ تو نے مجھ سے اس کے وقوع کا ارادہ ہی نہیں فرمایا۔ پس اللہ عزوجل نے اسے فرمایا: تجھے کب علم ہوا کہ میں نے تجھ سے اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کیا؟ کیا تیری طرف سے انکار واقع ہونے کے بعد یا اس سے قبل؟ کہنے لگا: بلکہ اس کے بعد۔ تو رب العزت نے فرمایا: اسی وجہ سے میں نے تجھ سے مواخذہ فرمایا: انتہی۔

پس جب ابلیس کو جو کہ وسوسے کے ساتھ لوگوں کو گراتا ہے قدرت الٰہیہ کے جال نے شکار کر لیا تو دوسروں کا کیا حال۔ پس غور کر۔

وقوع فی المعصیۃ سے روکنے والے چار اسباب

اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ بندے کے لئے معصیت میں گرنے سے روکنے والے اسباب چار ہیں۔ پانچواں نہیں۔ کیونکہ مومن میں ان میں سے ایک کے پائے جانے سے اس معصیت کے بندے پر مقدر نہ ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے۔

پہلا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت۔ دوسرا۔ اللہ تعالیٰ سے کشف وشہود پر دائمی حیا کرنا اس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ تیسرا۔ نافرمانی کے وقت اس کا اللہ تعالیٰ کے مواخذے سے دائمی خوف اور اس پر اس کا صحیح طور پر ایمان رکھنا۔ چوتھا۔ جب اس گناہ کو ترک کرے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کے ثواب کی امید۔ تو جب تک وہ اس کا شہود رکھتا ہے کبھی بھی معصیت میں نہیں گرتا۔

حدیث نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ کے متعلق نفیس کلام

اور اسی کی طرف اس حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ صہیب کیا ہی اچھا بندہ ہے۔ اگر اسے خوف خدا نہ ہوتا پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتا۔ یعنی یہ اس لئے کہ بالغرض اگر اس سے خوف خدا کی نفی ہوتی تو اس کے پاس اسے معاصی سے روکنے والے تین اسباب یا ان میں سے ایک ہوتا۔ اور اسی طرح خوف کے بغیر باقی تین اسباب میں گفتگو ہے۔ جس طرح کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: نعم العبد صهیب لو لم یستح من اللہ لم یعصہ او لم یرج ثواب اللہ لم یعصہ۔ یعنی صہیب اچھا عبد ہے اگر بالفرض اسے اللہ تعالیٰ سے حیا نہ ہوتا یا اگر اسے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی امید نہ ہوتی تو اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یعنی اس لئے کہ انسان اپنے محبوب کی مخالفت نہیں کرتا۔ نہ اس کی جس کی مخالفت سے حیا کرتا ہے۔ نہ اس کی جس کے احسان کی امید کرتا ہے اور نہ اس کی جس کے غلبے سے ڈرتا ہے۔ اور یہ نفیس کلام ہے۔ مجھے گمان نہیں کہ کبھی تیرے کانوں سے یہ بات ٹکرائی ہو۔

اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ بندہ کبھی بھی معصیت میں نہیں گرتا مگر اس کی تاویل یا اس کے اچھا لگنے کے بعد

اور اگر یہ متحقق ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے مواخذہ فرمائے گا تو کبھی نافرمانی نہ کرتا۔ جس طرح کہ اگر حاکم کسی کے لئے آگ جلائے اور اسے کہے کہ اس عورت سے بدکاری کر یا میں تجھے اس آگ سے جلادوں گا تو کبھی بھی اس سے بدکاری نہیں کرتا۔ پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق کو معمول بنا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ شدائد میں اللہ تعالیٰ وحدہ پر اعتماد

میں شدائد میں صرف اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہمیشہ اعتماد کرتا ہوں۔ اس میں اپنے شاگردوں۔ اہل محبت اور اہل عقیدت کی شرکت کے بغیر اور یہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ کیونکہ حاسدین کے درمیان میرا حکم پہلوان کا سا ہے جو کہ اونچے رسے پر کھڑاؤں کے ساتھ چلتا ہے اور مصر کے تمام حاسد۔ دشمن اور بغض رکھنے والے نیچے کھڑے میرے پھسلنے کے منتظر ہیں حتیٰ کہ میں زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑوں۔ پس ہر روز کا سورج غروب یا طلوع نہیں ہوتا جبکہ میں ایسی چیز میں نہیں گرا جس کی بنا وہ مجھ پر خوشی منائیں۔ اور میری آنکھ میں قطرہ ہے اور حاسدوں کے نزدیک شماتت بڑی چیز معلوم ہوتی ہے جبکہ نعمت کے اعتبار سے چھوٹی ہے۔ پس اگر بندے پر نعمت عظیم ہو تو اس میں شماتت عظیم ہوتی ہے اور اگر مثلاً دوسری نعمت کی نسبت گنتی میں کم ہو تو شماتت چھوٹی ہو جاتی ہے۔ پس اس مقام والا بارگاہ رب العزت میں ہمیشہ معتکف رہنے کا محتاج ہوتا ہے۔ اور وہ جب بھی کسی خواہش کے حصول کے لئے گرچہ مباح ہو وہاں سے نکلا تو میں نے خود کو رسے کے اوپر سے پھسلنے کے لئے پیش کر دیا۔

اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب عارف اپنے رب جل وعلا سے غافل ہو کر خواہش حاصل کرے تو اس کا حکم چاند کا سا ہے جب اسے گرہن لگ جائے۔ پھر دار دنیا میں بندے کو جو عظیم نعمت دی جاتی ہے وہ حکام کے نزدیک اس کا محترم ہونا اور اس میں صلاحیت کا اعتقاد رکھنے والوں کا کثیر ہونا ہے۔ تو جس نے ان دونوں صفات کو جمع کر لیا اس کے شہر میں موجود تمام حاسد اس کے پھسلنے کی انتظار میں رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ صرف دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ انصاف کرتے اور امور آخرت کی طرف نظر کرتے تو میرے ساتھ اللہ عزوجل کی ہمنشینی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی پر حسد کرتے۔ گرچہ دن میں لحظہ بھر ہی سہی۔ بیشک یہ صفت حسد کے زیادہ لائق ہے۔ کیونکہ دارین میں اس سے بڑی عظیم نعمت اور کوئی نہیں۔

اور جب میں ایک ضرورت میں وزیر علی پاشاہ کے پاس قلعہ میں پہنچا اور اس نے میرا احترام کیا تو ہر سمت سے حاسدین متحرک ہو گئے اور مجھ پر ایسے امور کا بہتان باندھنے لگے جو کبھی مجھے درپیش ہوئے ہی نہیں۔ مجھے ان پر انتہائی تعجب ہوا کیونکہ ان میں کوئی تو مدعی ہے کہ وہ مصر میں سب سے بڑا عالم ہے تو کوئی ولایت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو سلطان کے غلاموں میں سے ایک اہلکار کے احترام کرنے پر مجھ سے حسد کیونکر کرتے ہیں۔ جبکہ صبح وشام بارگاہ الہیہ میں مجلس ذکر میں میرے بیٹھنے پر حسد نہیں کرتے۔ لیکن اس کی بدولت میں نے علم و صلاحیت کے ان کے دعوے میں ان کا سچا نہ ہونا پہچان لیا ہے۔ پھر ان میں سے کسی کو جب کوئی مصیبت پڑے تو میرے پاس آتا ہے پس مجھ پر اپنا وہ بوجھ ڈالتا ہے کہ اس میں مجھے اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ موت اس سے کم ہے۔ لیکن میں اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اعتقاد کے مطابق بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور اس کے نہ ہونے سے وزنی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ اہل علم میں سے ایک صاحب میرے پاس رات کے وقت آئے اور مجھ پر اپنا بوجھ رکھ دیا۔ اور کہنے لگا: بعض حاسدوں نے

ایک شخص کو جو قرض کی بنا پر جیل میں بند تھا۔ رشوت دی ہے کہا گیا ہے کہ اس میں اس عالم کا شبہہ ہے۔ اور اسے لوگوں نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں پاشاہ کو واقعہ لکھ بھیج اور اسے خبر دے کہ تو نے اس کے پاس ایک دیوار گرائی تو تجھے سونے کے دو برتن ملے اور چاندی کی دو سلاخیں۔ ہر سلاخ کا طول ایک گز ہے۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ اس مقروض کے ساتھ اس لکھے ہوئے کے متعلق نرمی سے سمجھوتہ کرے۔ اس نے توقف کیا۔ تو مقروض غضبناک ہو گیا۔ چنانچہ یہ واقعہ لکھ کر اس نے پاشاہ تک پہنچا دیا۔ اور اس نے متعلقہ افسر کو اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ پس جب وہ رات کے وقت میرے پاس آیا تو مجھے اس کے معاملے میں اس قدر تکلیف ہوئی کہ میری طاقت سے باہر تھی کیونکہ وہ خود کو مجھ سے رائے میں زیادہ کامل سمجھتا تھا۔ میں نے اسے حکم دیا کہ اس سے پہلے کہ افسر اسے طلب کرے خود قلعہ میں حاضر ہو جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گیا۔ اور تمام حاضرین نے اس کی گرفتاری کے حکم کا یقین کر لیا۔ پس میں اپنے گھر میں اللہ عزوجل سے دعا کرنے لگا کہ پاشاہ کا دل پھیر دے۔ اور یہ کہ اسے مسئلہ کی حقیقت پر اطلاع بخشے۔ پس اس نے دونوں مخالفوں کے ساتھ کچھ وقت تنہائی میں بات کی۔ پھر کہنے لگا کہ میرے لئے ظاہر ہو گیا ہے تم دونوں کا دعویٰ باطل ہے۔ پھر عالم سے کہا کہ جو کچھ درخواست میں لکھا ہے اس کے متعلق اپنے مدعی سے سمجھوتہ کر لے۔ اور دوسرے سے کہا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ پس اگر اس عالم نے درخواست میں درج معاملہ پر سمجھوتہ کرنے کے اشارہ پر باطن میں توقف کئے بغیر کان دھرا ہوا تو کسی خوف وخطر کے بغیر اس کی حاجت روائی ہو جاتی پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان حاسدین پر صبر عطا فرمائے۔ اور اپنی ذات پر ہمیشہ اعتماد کرنے پر ہماری مدد فرمائے۔ تا کہ ہمیں ان کی شماتت سے بچائے۔ پس بیشک انبیاء علیہم السلام نے دشمنوں کی شماتت سے گریز فرمایا ہے جس طرح کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہے۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ظاہری اور باطنی طور پر حکام زمانہ کی تعظیم

میں ظاہر اور باطن میں قاضی۔ حاکم۔ محتسب۔ کاشف اور شیخ عرب وغیرہ حکام زمانہ کی تعظیم کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں لوگوں کے درمیان ہم پر رفعت عطا فرمائی ہے۔ اور ان کی راستی یا کجی کے مطابق شرعاً یا عرفاً ان کا ادب مطلوب ہے اور حکام زمانہ کے ساتھ باطنی طور پر یا علل سے خالی ہو کر کم لوگ یہ سلوک کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان میں سے بعض ایسے شخص کے لئے قیام کرتا ہے جو کہ اس کے نزدیک فاسق ہے۔ اور جب اسے پتہ چلے کہ کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ضرورتیں ناجائز کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ اور میرے جیسے کا ان کی تعظیم کرنا ایسا نہیں۔ کیونکہ میں تو ان کی تعظیم صرف ہم پر ان کا حق پورا کرنے کے لئے کرتا ہوں۔ اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنا: ہمیں چاہئے کہ ہم حکام کی تعظیم وتکریم، اللہ عزوجل کے حضور ادب کے طور پر بجالائیں جس نے انہیں ہم پر والی اور حاکم بنایا۔ انتہی۔

شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

اور فتوحات مکیہ کے اواخر میں باب وصایا میں شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فقیر کو چاہئے کہ حکام میں سے جو اس کے پاس آئے اس کی تعظیم کرے۔ کیونکہ ان میں سے کوئی اس فقیر کی زیارت کے لئے نہیں آیا حتی کہ اس نے اپنے نفس کی عظمت اتار پھینکی اور اپنے آپ کو اس فقیر سے فروتر سمجھا۔ اگر اس نے اپنی عظمت پر نظر ڈالی ہوتی اور اس پر کہ یہ فقیر اس کی رعایا

میں سے ہے تو اس کی خانقاہ میں نہ آتا اور اسے حاضری کے لئے پیغام بھیجتا۔ اور جس نے ہم تک پہنچنے سے پہلے اپنی عظمت اتار پھینکی تو وہ ہمیں نہیں ملا مگر اس حال میں کہ وہ فقیر حقیر ہے۔ پس فقراء پر اس کا احترام واجب ہے۔ انتہی۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اور اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ اسے ہماری نیت اور ہماری اصطلاح کی معرفت نہیں۔ اور کہے: بیشک یہ امیر مثلاً ظالم ہے اس کا احترام نہیں چاہئے۔ ہم کہتے ہیں: اور ہم اسی طرح اپنی جانوں پر گناہوں کے ساتھ ظلم کرنے والے ہیں۔ اور اپنے غیر پر اگرچہ کسی وقت اس بدگمانی کی وجہ سے۔ پس ظالم نے ظالم کے لئے قیام واکرام کیا۔ پس اس شیخ کے لئے اس پر کوئی فضیلت نہیں۔ خصوصاً جب اس امیر کا اس پر کوئی احسان ہو۔ ہدیہ کے ساتھ۔ یا اس کے وظائف اور روزینے جاری کرنے پر موافقت کی بنا پر جب کہ حکام نے اس بارے میں توقف کیا۔ وغیرہ ذالک۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا صوف کا عمامہ اور شملہ ہے اس نے اپنا کارمختار بھیجا تا کہ امیر سے اس کے لئے کسی چیز کا سوال کرے۔ تو اس نے اس کے لئے شہد۔ دالیں۔ اور چاول بھیجے حتیٰ کہ یہ سامان اس کی دعوت کے لئے کافی ہوا۔ جب وہ امیر حاضر ہوا تو بزرگ بن بیٹھا اور اس کے لئے قیام نہ کیا۔ مجھے ایسے انداز سے تعجب ہوا۔ کیونکہ یہ بزرگانہ وجاہت تو صرف اس کی طرف سے ہوتی ہے جو ظالموں سے کوئی چیز قبول نہیں کرتا۔ اور کسی چیز میں ان کا محتاج نہیں ہوتا۔ جیسے کہ سچے مشائخ جو کہ جا چکے۔ رہے شعبدہ باز تو یہ ان کے لائق نہیں۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی شرعی طریقہ کے ساتھ حکام کی تعظیم کرنا۔ اور فرماتے: حضرت شارع نے امیر لوگوں کے لئے تواضع سے صرف اس وقت روکا ہے جب ہم ان کی دنیا میں طمع کریں یا ہمیں معلوم ہو کہ ان کے لئے ہماری تعظیم کی وجہ سے ان کی سرکشی اور اللہ تعالیٰ سے غفلت میں اضافہ ہوگا۔ البتہ جب ہم ان کے ہاتھوں میں موجود دنیا سے بے نیاز رہیں اور وہ اسباب اپنائیں جو ان کے قلوب کو ہماری طرف مائل کریں حتیٰ کہ وہ ہم سے محبت کریں اور مثلاً کسی مظلوم کے بارے میں ہماری سفارش قبول کریں تو اس میں ہم پر کوئی حرج نہیں۔ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ انتہی۔

اور جب اکابر سلطنت میں سے کوئی آپ کی زیارت کے لئے آتا تو آپ اسے اپنے گھر کے باہر کے دروازے تک رخصت کرنے کے لئے آتے۔ اور فرماتے کہ آج آپ کو دیکھ کر ہمیں خوشی حاصل ہوئی۔ اور جب وہ آپ کے لئے ہدیہ بھیجتا تو لوٹا دیتے اور اسے کہہ بھیجتے کہ کسی ضرورت مند کی طرف بھیج دیں۔ مجھے ضرورت نہیں۔ پھر جب حکومتی اہل کار کی تعظیم کرتے تو کہتے کہ حکام کے ساتھ ہمارا یہ طرز عمل اس جہان میں ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دار آخرت کے اکابر کا ادب اس وقت سکھائے گا جب ہم اس کی طرف منتقل ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح کہ اس کی وضاحت پہلے کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

ارکان حکومت کے ادب کی توجیہہ

اور سلطان غوری کے دور میں ابن موسیٰ المحتسب کا گزر شیخ پر ہوا جب کہ آپ اپنی دکان میں تھے۔ آپ نیچے اترے اور اس کے گھٹنوں کو بوسہ دیا جبکہ وہ سواری پر تھا۔ اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ فقہاء میں سے ایک صاحب نے شیخ پر اعتراض کیا۔ تو شیخ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تو اس کا گھٹنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ادب کے طور پر چوما ہے جس نے اسے حاکم بنایا۔ لوگوں کو اس کا حکم قبول کرنے

ڈالا گیا۔ چنانچہ جب بازار سے سامان غائب ہو جاتا ہے تو یہ اپنا منادی بھیجتا ہے جو ان لوگوں کے لئے منادی کرتا ہے جو حاجت مندوں سے کھانے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ سامان باہر لے آتے ہیں حتیٰ کہ بازاروں میں ریل پیل ہو جاتی ہے۔ اے فقیہ! کیا تو ایسا کر سکتا ہے؟ پس وہ فقیہ خاموش ہو گیا۔

پھر مجھے حکایت بیان کی گئی کہ فقراء کے بعض نے سیّدی عبداللہ بن ابی حمزہ الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ سبز خلعت زیب تن کئے ہوئے ہیں اور انبیاء و اولیاء نظریں جھکائے آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ اس نے اسے اجنبی قرار دیا۔ اور بعض اولیاء کے پاس خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ اسے اجنبی نہ سمجھو۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا یہ ادب خلعت پہننے والے کے ساتھ نہیں بلکہ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہے جس نے اسے یہ لباس پہنایا۔ پس اس کا تعجب زائل ہوا۔ پھر آپ نے اسے فرمایا: کیا تو نے اکابر سلطنت کو دیکھا نہیں کہ سلطان کے غلام کے سامنے سوار کھڑے ہوتے ہیں جیسے بادشاہ نے خلعت پہنائی ہو۔ بادشاہ کا ادب ہے۔ غلام کا نہیں۔ انتہی۔

پھر اکابر دولت کے ہاں ان سے سلامتی کے ساتھ آمد و رفت رکھنا ہر فقیر کے لئے نہیں۔ یہ تو کامل عارفین کے لئے ہے۔ اور ایک دفعہ مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ میں امیر کی زیارت کے لئے جاؤں جس کے متعلق مجھے خبر پہنچی کہ وہ میری زیارت کا عزم کر رہا ہے تاکہ اس سے مشقت اٹھاؤں تو مجھے میرے بھائی عبد صالح الامیر شجاع کجیۃ الغرب نے منع فرما دیا۔ اور فرمایا: یہ لوگ تجھے اس پر محمول نہیں کریں گے کہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ادب کے طور پر کہ جس نے انہیں حاکم بنایا ہے ان کی زیارت کر رہا ہے۔ اور انہیں اس کا ذوق حاصل نہیں۔ وہ تو تجھے اس پر محمول کریں گے کہ جس طرح دنیا کے طالب زیارت کے لئے جاتے ہیں یہ وہی نمونہ ہے۔ پس تو ان کی زیارت کر کے خود کو ذلیل کرے گا۔ اور اپنی طرف سے انہیں زیر بار گناہ کرے گا۔ پس اس دن سے میں حکام وقت میں کسی کے پاس نہیں گیا۔ ان کے دین پر خوف کرتے ہوئے صرف لوگوں کی ضروریات کے بارے میں انہیں لکھ بھیجتا ہوں۔ اور بس۔

قصہ مختصر جو چاہے کہ حکام اس کی تکریم و تعظیم کریں اور اس کے معتقد ہوں تو ان کا کھانا کھائے نہ ان سے خیرات قبول کرے نہ ہی یہ مگر یہ کہ اس کی محبت میں سچے ہوں۔ بایں طور کہ جب یہ ان کا کھانا کھائے یا ان کا ہدیہ قبول کرے تو اس کی فضیلت کی گواہی دیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کا درجہ ان معتقدین سے اونچا ہے جن کا کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ ان کے طعام سے کھانا دین کے عوض کھانا ہے۔

محب اور معتقد میں فرق

اور محب اور معتقد میں فرق یہ ہے کہ محب تجھے کھلاتا ہے والد کی طرح۔ برابر ہے کہ تو صالح ہو یا غیر صالح۔ رہا معتقد تو وہ تجھے نہیں کھلاتا مگر تجھ میں صلاح کے اعتقاد کی بناء پر۔ تو جب تو نے اس کا طعام کھایا گویا تو نے اپنے دین کے ذریعے کھایا۔ اور ضروری ہے کہ تو اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے جو تو کھایا ہے اور تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ طریق استقامت پر چلے۔ اور میں تجھے تعظیم اور اعتقاد کامل حصول کی ضمانت دیتا ہوں۔ البتہ وہ شخص جو اس کے خلاف کرے جو ہم نے ذکر کیا تو اگر اسے ان کے ہاں مرتبہ اور عقیدت حاصل ہو تو یہ دھوکہ بازی اور مکر و فریب کے طریق سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اس سے پوچھے گا۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو چاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب میں اس کی عظمت ڈال

ے تو اسے چاہئے کہ اپنے باطن کو پستیوں سے صاف کرے۔ اور اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جلالت کا اعتراف کرے۔ حتیٰ کہ ت کرے نہ سکون اختیار کرے مگر وہ جانتا ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ رہا وہ شخص جو لوگوں کے لئے اپنے دل میں پوشیدہ نفاق اور مکر کے خلاف ظاہر کرے تو لوگ اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ پس اس کے سامنے مکر وفریب کے ساتھ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور جب وہ ان سے غائب ہو تو اس کے متعلق وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو اس کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے پس پشت اس کی ہتک حرمت کرتے ہیں۔

سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فقیر ظالموں کے ہدیے۔ اور ان کا احسان کیونکر قبول کرتا ہے۔ پھر ان کے قلوب میں اپنے لئے مقام طلب کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ قلب موضوع ہے کیونکہ وہ تو ظالموں کے کنبے میں شمار ہونے لگا ہے۔ اور کنبہ صاحب کنبہ سے کیونکہ طلب کرسکتا ہے کہ وہ اس کے لئے عاجزی کرے اور اس کے ہاتھ پاؤں چومے جو ان کی کفالت کرتا ہے۔

پھر حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک امیر سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زبردست معتقد تھا۔ ایک دفعہ اس امیر نے آپ کی خدمت میں کچھ چاندی بھیجی۔ قاصد چاندی لے کر آیا۔ شیخ کرسی پر بیٹھے تھے۔ آپ دونوں ہاتھوں سے اسے لوگوں کی طرف پھینکنے لگے یہاں تک کہ چاندی ختم ہوگئی۔ قاصد نے اپنے سردار کو اس کی خبر دی۔ وہ سوار ہو کر شیخ کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ تو میں نے آپ کے لئے بھیجی تھی تاکہ آپ اس سے وسعت حاصل کریں۔ شیخ نے امیر سے کہا کہ اپنا لباس ہلکا کرو اور اس کنوئیں سے پانی کا ڈول نکالو تاکہ میں وضو کروں۔ اس نے تعمیل کی۔ ڈول بہت وزنی ہوگیا۔ بڑی مشکل سے نکالا۔ اس نے دیکھا تو سرخ سونے سے پر ہے۔ شیخ نے کہا: اسے کنوئیں میں پلٹ دے۔ اور دوسرا ڈول بھرو۔ دوسرا ڈول اسی طرح سونے سے بھرا ہوا نکلا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کنوئیں سے کہہ: محمد تجھ سے وضو کے لئے پانی طلب کرتا ہے۔ چنانچہ اب ڈول میں پانی آیا۔ پس امیر نے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور معافی مانگی۔ پھر سیّدی ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر سیّدی محمد اپنے لئے چاندی لے لیتے یا اس پر اس کی سخاوت کا شکریہ ادا کرتے تو اس کے بعد اس کے قلب میں آپ کا وقار قائم نہ رہتا۔

اسی وجہ سے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ اگر امراء کے ہدیے قبول کرنے والا اپنے مقام کا قبول ہدیہ سے پہلے وزن کرے اور اس کے بعد وزن کرے تو پہلے کے مقابلے میں بعد کا وزن اس کا پاسنگ بھی نہ ہو۔ اور جسے میری اس بات میں شک ہو وہ اسے لوٹادے جو اس کے پاس سونا لے کر آئے باوجودیکہ اسے ضرورت ہو وہ بجا طور پر محسوس کرے گا کہ سونے والے کی نظر میں یقیناً اس کا مرتبہ عظیم ہوگیا ہے۔ اس کے برعکس جب اسے قبول کرلے۔ اور مجھے بغداد والوں سے خبر ملی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ فقہاء اور فقراء کی کثرت سوالات سے تھک گئے ہیں۔ اور ان میں سے بعض نے ہر سال سیّدی احمد البدوی کے مولد کی طرف نازل ہونے کو ہم سے سوال کرنے اور ہمارے صدقات قبول کرنے میں دلیل بنالیا ہے۔ حالانکہ کئی مرتبہ وہ سیّدی احمد کے قبہ میں داخل ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ میدان سے اپنا خیمہ لگالیتا ہے۔ اور اپنے لئے۔ اپنی جماعت اور مویشیوں کے کھانے کی چیزیں حاصل کرنے لگتا ہے۔ پھر جب تقریب ختم ہوجاتی ہے تو مرحوم کے محلے کی آنکلتا ہے اور ہم سے اس کے حال اور قال کی بابت سوال کرتا ہے۔ اور گمان کرتا ہے کہ وہ صرف شائق ہو کر ہماری زیارت کو آیا ہے۔

حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ ہم علماء نہیں ہیں حتیٰ کہ ہم سے علم کا استفادہ کرے۔ نہ ہی صالحین سے ہیں کہ ہم اس کے لئے دعا کریں۔ نہ ہی ہمارے ہاں کوئی حلال شے موجود ہے کہ اس سے اپنا مطلوب حاصل کرے۔ پس کوئی صورت باقی نہیں سوائے اس کے کہ وہ شعبدہ باز فاسق ہے۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تجھ سے ایسا کام صادر ہو اور میں نے وزیر علی پاشاہ کے گروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان مشائخ کے سوالات کی کثرت سے ہم تھک گئے ہیں۔ ہم انہیں دالیں۔ شہد اور مبلغات دیتے رہتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ ہم ظالم ہیں۔ پھر ہم سے کس لئے یہ چیزیں لیتے ہیں۔ اور اگر ان جیسوں نے طریقت کی مہک لی ہوتی تو مخلوق کے ہاتھوں کی طرف نہ للچاتے۔ پس ان کی آنکھوں میں قابل تعظیم ہوتے۔ اور بعض فقراء نے پاشاہ کے گھر کے خازن سے زیارت طلب کی تو اس نے کہا اگر میرے استاذ نے اس کی زیارت کی تو بالتبع میں بھی اس کی زیارت کروں گا۔ اور اگر وہ میرے استاذ کی زیارت کو آیا تو میں اس کی زیارت نہیں کروں گا کیونکہ وہ میرے استاذ کے مریدوں میں سے ہے۔ چنانچہ میں اور وہ درجہ میں برابر ہیں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنی صلاحیت۔ جبہ پہننے اور شملہ لٹکانے کو دنیا شکار کرنے کا جال بنائے پس تو خسارے والوں کے ساتھ خائب و خاسر ہو۔ پارسائی لازم کر تو کامیابی حاصل کرنے والوں کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ امور اہل اسلام کے متولیوں سے محبت

میں مسلمانوں کے امور کے متولیوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور رنج و آلام میں ان کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ خصوصاً سلطان اعظم کے لئے۔ اور میں دو مرتبہ اس کے بیمار ہونے کی وجہ سے بیمار ہوا۔ اور کئی دفعہ میرے پاؤں کے جوڑوں پر ضرب لگی۔ آخری مرتبہ ماہ رمضان المبارک ۹۶۱ھ میں جب اس نے رافضیوں سے جنگ لڑنے کے لئے سفر کیا۔ اور میں آغاز رمضان سے اس کے اواخر تک بیمار پڑا رہا۔ جب سلطان شفایاب ہوا مجھے بھی شفا مل گئی۔ بادشاہ میری خواب میں آیا اور اس نے میرے گھر کے پڑوس میں خلیج کے پاس بولاق کی سمت پر خیمہ لگایا۔ خیمہ سبز رنگ کے یاقوت کا تھا۔ اور اس نے میرے گھر کا طاقچہ کھولا اور تین مرتبہ کہا: اللہ تعالیٰ تیری سخاوت قبول فرمائے۔ اور ارباب احوال میں سے ایک شخص شیخ نور الدین الشربینی کو ملا اور ان سے کہنے لگا: اگر عبدالوہاب نے سلطان سے اس کے سفر میں اس کے پاؤں کا درد اٹھا نہ لیا ہوتا تو اسے خیر نہ پہنچتی۔ انتہی۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ علماء و فقراء کی تعظیم

میں علماء۔ فقراء اور امراء کی میرے پاس آمد و رفت کو پسند نہیں کرتا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے ان کی تعظیم کی خاطر میرے پاس ان کی آمد و رفت سے تشویش ہوتی ہے۔ خصوصاً جب ان میں کوئی پیدل چل کر آئے۔ جس طرح کہ الشیخ العالم الصالح الشیخ شمس الدین الخطیب الشربینی اور شیخ سراج الدین الحانوتی الحنفی کا معمول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں وسعت فرمائے اور مجھے اور مسلمانوں کو ان کی برکات سے نفع بخشے۔ چنانچہ میں ان دونوں کی وجہ سے حیاء سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں کیونکہ میں انہیں اسی قسم کا بدلہ دینے سے عاجز ہوں۔ اور جانتا

اور رسوا ہوا۔

اور میرے ساتھ ایسا واقعہ گزرا کہ امیر احمد دفتر دار مجھے ملنے آیا اور اس نے ایک ہزار نصف (سکہ) پیش کیا۔ میں نے لوٹا دیا۔ پھر وہی مال اپنے غلام کے ہاتھ میرے پاس بھیج دیا۔ اور اسے کہا کہ یہ اسی وقت دینا جب تیرے اور اس کے سوا وہاں کوئی نہ ہو۔ یہ گمان کرتے ہوئے کہ میں نے شاید اسے لوگوں سے شرم کرتے ہوئے لوٹایا تھا۔ پس جب وہ اسے لے کر میرے پاس آیا تو میں نے اسے کہا: اے بھائی! جو چیز میں نے تیرے استاذ سے قبول نہیں کی کیا اس کے غلام سے قبول کرلوں گا؟ اور اسے دوبارہ لوٹا دیا۔ اب اسے تحقیق ہوئی کہ میں نے اسے پارسائی کے طور پر لوٹایا تھا۔ چنانچہ وہ میرا انتہائی معتقد ہوگیا۔ اور اس کے بعد میں نے اس سے لوگوں کی بے شمار ضروریات پوری کرائیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ ذوق مجھے بچپن سے عطا فرمایا ہے۔ میں ریاء جانتا ہوں نہ نفاق۔ اور اے بھائی! میں نے تیرے لئے یہ واقعات اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ تو ان میں میری اقتداء کرے۔ اور خلوص دل سے دنیا کو لوٹا دے۔ کسی علت کے لئے نہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - حکام سے خائف نہ ہونا

میں حکام میں سے کسی سے اس گفتگو کی وجہ سے خائف نہیں ہوتا جو کسی حاسد نے ان کے متعلق میری طرف سے انہیں نقل کی ہو مگر یہ کہ ان سے خائف ہونا اللہ عز وجل سے خوف کی طرف لوٹتا ہو۔ جیسے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے خوف کروں کہ وہ انہیں مجھ پر میرے گناہوں کی وجہ سے مسلط کردے۔ کیونکہ یہ مومن کے مقام میں عیب پیدا نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے علاوہ دوسرے حضرات کے لئے خلق سے خوف واقع ہوا۔ اور اسے اس امر پر محمول کرنا واجب ہے جو ہم نے بیان کیا۔ کیونکہ اکابر دراصل امور کا مشاہدہ صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہی کرتے ہیں گرچہ اس کا خلق سے ہی مشاہدہ کریں۔ تو یہ صرف بالتبع ہوتا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ ہر مومن میں ایک جزو ہے جو کہ خلق سے خوف کرتا ہے۔ ہر مومن پر واجب ہے کہ اپنے آپ سے نقصان کو روکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (البقرہ آیت ۱۹۵) اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو)

اور میں حکام سے صرف اس لئے نہیں ڈرتا تھا کہ میرے علم میں ہے کہ وہ صرف اسی پر مسلط کئے جاتے ہیں جو کہ دلی طور پر دنیا سے محبت کرتا ہے۔ اور میں اپنے نفس کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ دنیا سے محبت نہیں کرتا۔ اور اس میں بحمد اللہ تعالیٰ صرف اللہ عز وجل کی محبت۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اولیاء وصلحاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ہے۔ جبکہ گھر میں رہنے والا اسے ہر ظالم سے بچاتا ہے۔ اور بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق میرا عقیدہ ہے کہ اللہ عز وجل کے اذن سے آپ مجھے دنیا وآخرت میں ہر تکلیف سے بچائیں گے (اقول وباللہ التوفیق۔ امام شعرانی قدس سرہ العزیز نے اپنا عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔ اور یہ ایک واقعاتی حقیقت ہے۔ صرف اپنے زمانہ ظاہری میں ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی آپ کی حمایت وعنایت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی زیر آیت قل الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفی دیگر اقوال کے ساتھ ساتھ یہ قول بھی نقل فرماتے ہیں۔ وخطاب للوط علیہ السلام بتقدیر القول یعنی وقلنا لہ قل الحمد للہ۔ یعنی ہم نے لوط علیہ السلام سے فرمایا: الحمد للہ کہو۔ امرہ بان بحمد اللہ تعالی علی ھلاک

کفار قومه ویسلم علی من اصطفاه یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں کہ اس نے آپ کی قوم کے کفار کو ہلاک فرمایا۔اور اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام کہیں۔اور علی عبادہ الذین اصطفٰی کے متعلق فرماتے ہیں: او علی محمد وامته فان ما وصل بالانبیاء والامم من الکرامات و دفع البلیات کان ببرکة نورہ صلی اللہ علیه وسلم۔ یعنی حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر سلام پڑھیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کو جو عزتیں ملیں اور ان کے جو مصائب و آلام دور ہوئے سب کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کی برکت سے تھا۔ نیز فقید الاسلام الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی قدس سرہ العزیز اپنی عظیم وجلیل تالیف شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۷۹ میں فرماتے ہیں۔ جمهور الامة یعتقدون فیه صلی اللہ علیه وآله وسلم انه یعلم الغیب ویعطی و یمنع ویقضی حوائج السائلین و یفرج کربات المکروبین۔ فهذا من اصح الاعتقادات وانکارہ من اقبح المنکرات۔ امت محمدیہ کے جمہور کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ ہے کہ آپ غیب جانتے ہیں۔ آپ کو عطاء و منع حاصل ہے۔ سوالیوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ مصیبت زدگان کی مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح عقیدہ ہے اور اس کا انکار بدترین برائیوں میں سے ہے۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

دنیا کی محبت سے برأت موجب رفعت ہے

پس معلوم ہوا کہ جو دنیا سے محبت نہیں کرتا اس پر کوئی ظالم مسلط نہیں کیا جاتا۔ برابر ہے کہ یہ بالکل خالی ہاتھ ہو یا اس کے پاس مال ہو لیکن اس کے ہاتھ میں نہ کہ اس کے قلب میں۔ پس ظالم اگر ایسے شخص کو اذیت دینا چاہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر اسے قدرت نہیں دیتا۔ اور اے بھائی! غور کر کہ مجذوبوں کے متعلق جب حکام کے لئے ثابت ہو گیا کہ یہ تارک دنیا ہیں تو کس طرح ان کی قدم بوسی کرتے ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان سے رنجیدہ خاطر ہو جائیں۔ اور مجھے ہمارے ساتھی امیر خضر نے جو کہ شرقیہ اور قلیوبیہ کے اہلکار ہیں بتایا ہے کہ ایک دفعہ مجھے شیخ علی البرلسی مجذوب قلیوب کے راستے میں ملے اور میرے ساتھ لشکر تھا۔ آپ نے میرے طوق پر ہاتھ ڈالا اور مجھے گھوڑے سے نیچے اتار لیا اور مجھے طمانچے مارنے لگے۔ میری دستار کو کھینچ کر میری گردن میں تار تار کر دیا۔ حالانکہ سلطان کا لشکر موجود ہے۔ اور میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا اور میں آپ سے خوفزدہ ہوں۔ پھر اس نے مجھ سے التجاء کی کہ میں آپ کو اس پر راضی کر دوں۔ اس نے اپنے متعلق یہ حکایت میرے سامنے خود بیان کی۔ پس اگر دنیا سے محبت کرنے والا کوئی چاہتا ہے کہ اس اہل کار کے ساتھ ایسا سلوک کرے ہرگز نہ کر سکتا۔ اور فرض کر لیا جائے کہ اس نے ایسا کیا تو اس کی پٹائی کرتے اور اسے پابند سلاسل کرتے یا اسے بالکل ہی قتل کر دیتے۔ پس معلوم ہوا کہ جو بھی دنیا میں زُہد سے متحقق ہو اللہ تعالیٰ حاکموں پر اسے حاکیت عطا فرما دیتا ہے اور حکام اس پر حکم نہیں چلا سکتے۔ گرچہ اس کا عمامہ قاضی کا عمامہ اور اس کا لباس حاکم کا لباس ہو اسے سمجھ لے تو ہدایت پالے گا۔ اور اسی جہت سے باعمل علماء کے لئے حکام کی برائیاں زائل کرنا صادر ہوا۔ جیسے شیخ محی الدین النووی اور شیخ تقی الدین الحصنی وغیرہما کہ یہ حضرات دنیا میں باکمال زاہد تھے۔ اور اگر دنیا اور اس کے مناصب سے محبت کرنے والے ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی کسی حاکم کے ساتھ جھگڑنے پر قادر نہ ہوتا اور نہ قدرت الہیہ ایسے امور پر ان سے موافقت کرتی۔

شیخ محی الدین نووی اور شیخ تقی الدین حصنی کی نائب شام پر جرأت

اور سخاوی نے نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں حکایت بیان کی ہے کہ جب شام کے نائب سلطنت نے عالم کی وہ کتابیں جو جامع اموی کے خزانے میں موجود تھیں عجم کے علاقوں میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو نووی نے اس پر اعتراض کیا اور اسے سخت سست سنائیں۔ نائب السلطنت نے آپ پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ اس کے فرش میں چیتوں اور درندوں کی کھالیں تھیں۔ نووی نے ان کی طرف اشارہ فرمایا تو اللہ عزوجل کی قدرت سے درندے اور چیتے کھڑے ہو گئے اور انہیں نے نائب شام پر اپنے پنجے تان لئے۔ چنانچہ وہ اور اس کی جماعت وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر اس نے شیخ سے صلح کی اور قدم چومے۔

اور اسی طرح ہمیں یہ خبر پہنچی کہ شیخ تقی الدین الحصنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ عمارت گرادی جسے نائب شام نے تعمیر کیا تھا اور اس کی دیوار مسلمانوں کے راستے میں باہر نکالدی۔ پس نائب شام نے آپ کی طرف ایک شخص بھیجا جو آپ کو قتل کردے۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے شیخ کے کندھے کے پاس ہاتھی کے برابر ایک درندہ دیکھا۔ پس وہ ڈر گیا اور نائب شام کی طرف واپس لوٹ گیا اور آپ کے متعلق کچھ نہ کرسکا۔ چنانچہ اسی طرح باعمل علماء کرام تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ حکام سے اپنی حفاظت کی قدرت نہ بخشے تو اسے درست نہیں کہ ان کی برائیاں دور کرنے کے درپے ہو اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ اسے قتل کردیں یا جلاوطن کردیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ علماء کے فعل کی اچھی توجیہہ

ان علماء کے لئے جو حکام کے ہاں جاتے ہیں اور انہیں نصیحت نہیں کرتے نہ ہی انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں میں یہ توجیہہ کرتا ہوں کہ انہوں نے اسے صرف اس لئے ترک کیا ہے کہ وہ عاجز ہیں یا انہوں نے ان کے ہاں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اور سیّدی ابراہیم التوبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو دسویں صدی کا دوسرا نصف پائے تو حکام کی برائیوں کے ازالے کے لئے سختی نہ کرے کیونکہ اس زمانے میں یکے بعد دیگرے قیامت کی علامات ظاہر ہوں گی جن کی حضرت شارع علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ اور جس نے ان کے وقوع کو اصلاً روکنے میں شدت اختیار کی تو گویا وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعدے کے خلاف کوشش کر رہا ہے۔ اور اس میں جو قیامت ہے مخفی نہیں۔ اور اسی پر طبرانی کی حدیث مرفوع محمول کی جائے گی کہ جب تم بخل کی طاعت۔ خواہش کی پیروی دنیا کی ترجیح اور ہر رائے والے کے اپنی رائے پر خوشی دیکھو تو خاص اپنے آپ کو سنبھالو اور امر عامہ سے بے تعلق ہو جاؤ۔ انتہی۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں) لیکن میں کہتا ہوں کہ قواعد شریعت مطلقاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کی گواہی دیتے ہیں اگرچہ وہ امر علامات قیامت سے ہی ہو۔ مگر یہ کہ انسان اس سے اپنی جان کے لئے شدید نقصان کا خوف کرے جسے وہ عادتاً برداشت نہیں کرتا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مقام تسلیم کے خلاف نہیں

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر کسی ولی کے لئے کشف ہو کہ مثلاً فلاں آدمی فلاں عورت کے ساتھ

ضرور بدکاری کرے گا یا شراب پئے گا اس پر نہی عن المنکر واجب ہے کیونکہ نور کشف نور شرع کو بجھاتا نہیں۔ اس کی غایت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کو اپنے بندے پر اپنی تقدیر پر اطلاع بخشی۔ اور وہ تمام امور جن سے روکنا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر واجب فرمایا اہل سنت کا اجماع ہے کہ وہ سب کے سب اس کی تقدیر سے ہیں۔ پس اس پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر سے ہے یا بطریق کشف اس کا مشاہدہ امر بالمعروف کو گراتا نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ازالہ منکرات کا بطور بندگی پابند فرمایا ہے گرچہ ہم نے کشفاً مشاہدہ کیا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کی تخلیق ہے۔

اور شیخ ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: اے وہ شخص جو عادت طبعی سے باہر نہیں نکلا شرع کی فصیل میں شگاف ڈالنے سے پرہیز کر۔ کیونکہ جس نے تجھے اس کا مشاہدہ کرایا کہ عالم موجودات کی ہر شے اس کی مخلوق ہے اسی نے تجھے برائی کے ازالہ کا حکم دیا ہے۔ انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنے کے منافی نہیں۔ پس بندہ اپنے رب تعالیٰ کے لئے تسلیم کرتا ہے بندوں پر اس کی تقدیر کی حیثیت سے۔ جبکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ قائم ہے جس کی اسے ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اور یہ کہ بندے کے لئے درست نہیں کہ سابقہ حدیث کے ظاہر پر رک جائے۔ اور کہے کہ وہ علامات پائی گئی ہیں جن کی حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور کسی پر اپنے غیر کے لئے امر بالمعروف کا وجوب باقی نہیں رہا۔ اسے تو ایک بندہ اس وقت ترک کرے گا جب اسے اپنی جان پر شدید نقصان کا خطرہ ہو کہ قتل کیا جائے یا اپنے شہر سے جلاوطن کر دیا جائے یا اس کے وظائف روک لئے جائیں جن پر اس کی گزر بسر ہے۔ اور شاید کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہی ہو کہ فرمایا کہ خاص اپنے آپ کو سنبھالو۔ یعنی اس لئے کہ اس وقت تم پر اس نقصان کا خوف ہوگا جسے تم برداشت نہیں کر سکتے اور تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے جو اس میں تمہارا مددگار ہو۔ یہ بعید نہیں۔ پس حدیث پاک میں اصل امر بالمعروف کا گرانا مفہوم نہیں۔ اس میں تو صرف عدم تشدید کا امر ہے کیونکہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اختیار سے ترک نہیں کیا جاتا۔ مگر جب کہ منسوخ ہو جائے۔ اور آپ کے امر کو آپ کے بعد قیامت تک قائم رہنے تک کوئی منسوخ کرنے والا نہیں۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے ساتھ ہی فیصلہ فرمائیں گے جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔

پس اس پر غور کر اور خوف تحقیق کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مخلوق سے بے خوفی

مجھے مطلقاً کسی مخلوق سے خوف نہیں جیسے سانپ یا بچھو یا مگرمچھ یا چور یا جن یا علاوہ ازیں دیگر مخلوق۔ ان مذکورہ مخلوقات سے صرف شریعت پر عمل کرتے ہوئے بچتا ہوں اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالوں جس طرح کہ اس کی تقریر عنقریب گزری ہے نہ کہ اس مخلوق سے ڈرتے ہوئے۔ اس سے غافل ہو کر کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ امر اس وقت سے عطا فرمایا ہے جبکہ میں نابالغ تھا۔ پس میں کسی درندے سے مرعوب ہوتا ہوں نہ رات میں کسی سفر سے۔ اگرچہ مجھے اس جز کی وجہ سے خوف واقع جو کہ ہر انسان کی تخلیق میں رکھا گیا ہے۔ پس یہ جز و کمزور قریب نہیں کہ اس کی کوئی صورت ظاہر ہو کیونکہ یقین اور توکل علی اللہ عزوجل کا لشکر اسی جز و پر غالب ہے۔ پس سمجھ لے۔

خلق سے بے خوفی کا ایک واقعہ

اور میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا کہ میں آبادی سے الگ تھلگ مدفون ایک شیخ کے قبہ میں رات کو سو گیا۔ قبہ میں بے شمار پتھر تھے جن میں بڑے بڑے اژدہا تھے۔ وہاں کوئی شخص رات میں نہ دن میں شیخ کی زیارت کی جرأت نہیں کرتا تھا مگر قبہ کے باہر سے ہی۔ چنانچہ میں موسم سرما کی ایک تاریک رات میں وہاں داخل ہوا اور سو گیا اور اژدہا صبح تک میرے اردگرد گھومتے رہے لیکن میرا ایک رونگٹا بھی متاثر نہ ہوا۔ جب دن طلوع ہوا تو میں نے مٹی میں ان کے رینگنے کی جگہ آدمی کے بازو کے برابر نشانات دیکھے۔ اہل شہر نے اس پر بہت تعجب کیا اور کہنے لگے تو اس رات کیسے بچ گیا؟ میں نے کہا میرا عقیدہ ہے کہ اژدہا مجھے ڈنگ نہیں مارتا مگر جب کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے۔ پس اسے لسان قدرت کہا جاتا ہے کہ فلاں کی طرف جا اور اسے فلاں جگہ میں اس کے جسم میں ڈنگ مارتا کہ بیمار ہو جائے۔ یا اندھا ہو جائے یا مر جائے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارادہ کے بغیر ممکن نہیں کہ کوئی اژدہا کسی کو ڈسے۔ اور جو پہلے لکھے ہوئے پر نظر رکھے وہ بعد میں لاحق ہونے والوں کا خوف نہیں رکھتا۔

اور مجھ سے پہلے شجاع کرمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام حاصل ہے۔ آپ درختوں کے ذخیرے کی طرف نکل جاتے اور درندوں کے درمیان صبح تک سوئے رہتے تاکہ اپنے نفس کا یقین میں امتحان کریں۔ پس درندے آپ کو سونگھتے۔ اردگرد پھرتے رہتے لیکن آپ کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ جس رات میں درندوں کے درمیان سوتا اسے میں اس رات کی مثل قرار دیتا ہوں جس میں میری شادی ہوئی اور میں نے دلہن کے ساتھ شب باشی کی۔

مگرمچھ اور جنات سے بے خوفی کے واقعات

اور ۹۱۹ھ میں میرے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ میں نے صعید کی طرف سفر کیا۔ ہماری کشتی کے پیچھے تقریباً سات مگرمچھ لگ گئے۔ ہر مگرمچھ بیل کے برابر تھا۔ سب لوگ کشتی کے کنارے پر بیٹھنے سے گھبرانے لگے کہ کہیں مگرمچھ انہیں اچک لیں۔ میں نے کمر میں چادر کس لی اور دریا میں مگرمچھوں کے درمیان اتر گیا۔ وہ سب مجھ سے بھاگ گئے۔ میں نے انہیں دریا میں دھکیل دیا۔ پھر میں کشتی کی طرف لوٹ آیا۔ لوگ اس سے بہت متعجب ہوئے۔

اور جن کے ساتھ مجھے واقعہ پیش آیا کہ ایک جن رات کے وقت میرے پاس اس گھر میں آتا تھا جو کہ ام خوند کے مدرسہ میں تھا۔ چراغ گل کر دیتا۔ اور گھر میں نیزہ زنی کرتا۔ اہل وعیال اس سے گھبرا جاتے۔ ایک رات میں اس کے لئے چھپ کر بیٹھ گیا اور میں نے اس کے پاؤں پر قبضہ جما لیا۔ پس چیخنے لگا اور اس کا پاؤں میرے ہاتھ میں باریک ہونے لگا اور ٹھنڈا ہو گیا حتیٰ کہ ایک ٹھنڈے بال کی طرح ہو گیا۔ پھر میرے ہاتھ سے نکل گا۔ پھر اس دن سے ظاہر نہیں ہوا۔

اور ایک دفعہ میں اپنے شاگردوں میں سے ایک شخص کے پاس غیر آباد صحن میں سو گیا۔ جہاں نرے جنات ہی تھے۔ اس نے عشاء کے بعد میرے لئے چراغ جلایا۔ مجھ پر دروازہ بند کر دیا اور مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ ایک جن آیا اور اس نے چراغ گل کر دیا اور اس کے ساتھ جنات کی کثیر جماعت تھی۔ وہ صبح تک میرے اردگرد نیزہ زنی کرتے رہے۔ اور میں نے انہیں کہا: اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اگر میں نے تم میں سے کسی کو پکڑ لیا تو اسے مجھ سے کوئی چھڑا نہیں سکے گا۔ اور نہ ہی بادشاہ احمر۔ اور میں سو گیا۔ اور کسی بے چینی کے بغیر مجھے نیند آ گئی۔

ایک دفعہ میں جامع الغمری کے وضوخانہ کے حوض سے رات کو وضو کرنے کے لئے داخل ہوا۔ تاریک رات تھی۔ حوض میں بھیلیے کی طرح کی ایک چیز گری اور اس نے غوطہ لگایا۔ پس پانی اوپر آ گیا حتیٰ کہ بہنے لگا۔ اور حنفیہ کی طرف گرنے لگا۔ میں نے کپڑے اتارے اور حوض میں اس پر اتر گیا۔ وہ میرے نیچے سے کھسک گیا۔ اور مجھے نہ ملا۔ اور میں موذی چیزوں سے اس لئے نہیں ڈرتا تھا کہ میں یقین میں مقام تدریج پر تھا۔

اور اسی طرح میں چور سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ مجھ سے لباس وغیرہ امور دنیا ہی طلب کرتا ہے۔ جب کہ میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیکھتے ہی ان چیزوں کی خوش دلی سے اسے سخاوت کر دیتا ہوں۔ پھر دنیا و آخرت میں اسے بری الذمہ کر دیتا ہوں تا کہ میری طرف سے اسے کوئی گناہ لاحق نہ ہو۔ تو وہ مجھے کس لئے زدوکوب کرے گا یا تکلیف دے گا۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے زدوکوب نہیں کرے گا مگر جب کہ میں اسے کہوں کہ مثلاً میں تجھے اپنے کپڑے نہیں دوں گا۔ مختصر یہ کہ مجھے حق ہے کہ اس سے لڑائی کروں۔ اور مجھے یہ حق ہے کہ طریق شرعی کے ساتھ سپرد کر دوں۔ اور مجھ پر اس کے ساتھ لڑائی کرنا واجب نہیں مگر جبکہ میرے پاس غیر کا مال بطور ودیعت ہو یا میری زوجہ ہو یا کسی اور کی اور وہ بدکاری سے لڑائی کے بغیر باز نہیں رہے گا۔ رہا مال جبکہ میرا ہو تو وہ میرے نزدیک اس سے حقیر ہے کہ اس کی خاطر کسی مسلمان سے لڑائی کروں۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-خواب میں مستقبل کے واقعات کی تنبیہ

خواب میں مجھے ان امور پر متنبہ کر دیا جاتا ہے جو کہ مستقبل میں مجھ سے صادر ہوں گے خیر ہو یا شر۔ تا کہ میں اس شر سے پرحذر رہوں جبکہ امر مبرم نہ ہو جسے قضا وقدر ثابت کر چکے۔ اور یہ مومن کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دل میں القاء شمار کیا جاتا ہے۔ اور اسے پہچانتا نہیں جبکہ اولیاء کاملین اس پر متوجہ ہوتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز صبح سے فارغ ہو لیتے تو اپنے صحابہ کرام سے فرماتے: تم میں سے کس نے خواب دیکھا؟ یعنی میں اس کی تعبیر کہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ اپنی امت میں وحی کا اثر دیکھیں۔ گرچہ مقام مختلف اور درجات کم وبیش ہوں۔

امام شعرانی کی اپنے خواب میں واقع ہونے والے امور کی علامات

اور میرے لئے علامات ہیں جن کے ذریعے مجھ سے واقع ہونے والی چیزوں کی جنس کو پہچان لیتا ہوں۔ عین کو نہیں۔ اور ان کی وجہ سے علماء کی صغیرہ۔ کبیرہ اور مکروہ کے متعلق تقریر کی نسبت سے گناہ کے بڑے اور چھوٹے ہونے کو پہچان لیتا ہوں۔ پس جب دیکھوں کہ میں زیتون کے درخت کے گرد گھوم رہا ہوں تو پہچان جاتا ہوں کہ میں کسی حقیر حرکت کے گرد جسے عمل میں لانے کا ارادہ ہے گھومنے والا ہوں۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے۔ اور جب دیکھوں کہ میں درخت سے کھا رہا ہوں تو پہچان لیتا ہوں کہ اس خصلت کا ارتکاب ضرور ہوگا۔ اگر دیکھوں کہ کوئی زیتون کا پھل چن کر مجھے کھلا رہا ہے تو پہچان جاتا ہوں کہ وہ اس خصلت میں مجھ سے موافقت کرے گا۔ جیسا کہ حضرت حواء کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ واقعہ گزرا۔ اور اگر دیکھوں کہ میں اموات کا ہم نشیں ہوں تو پہچان جاتا ہوں کہ میرا قلب نیکیوں کے ارتکاب سے مرگیا ہے۔ اور اگر دیکھوں کہ میں نابینے کے پاس بیٹھا ہوں تو پہچان لیتا ہوں میں حق کے راستے سے ہٹ گیا ہوں پس لوٹ آتا ہوں۔ اور اگر میں اپنے وظیفہ سے سو رہوں اور میرے نزدیک اس کے ہلکا ہونے کی

وجہ سے متاثر نہ ہوں تو اگلی رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری سواری ضائع ہوگئی جب کہ میں سنگلاخ اور خارزار زمین میں سفر کر رہا ہوں۔ اور اگر قیام لیل سے سو رہوں تو دیکھتا ہوں کہ مکہ معظمہ کے لئے سفر کر رہا ہوں اور حجاج سے ایک مرحلہ یا کم وبیش کے فاصلے پر اس وقت کے مطابق جتنا پیچھے رہ گیا منقطع ہوگیا ہوں۔ اور اگر تجلی الٰہی کے وقت سے سو رہوں تو خود کو اموات کے ساتھ لیٹنے والا دیکھتا ہوں۔ اور اگر مویشیوں کی کسی عادت کا ارتکاب کر بیٹھوں تو اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ مویشیوں کے ساتھ ان کے باڑے میں گھل مل گیا ہوں۔ اور کئی دفعہ دیکھتا ہوں کہ اس حیوان کے ساتھ معانقہ کر رہا ہوں جس کی عادت میں نے اپنائی آدمی ہو یا چہار پایہ اور اگر وتر پڑھے بغیر سو رہوں تو اس رات میں دیکھتا ہوں کہ جنت کے باب الوتر پر کھڑا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ اس سے داخل ہو جاؤں لیکن فرشتہ مجھے داخل ہونے سے روک دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تو وتر کے بغیر سو رہا ہے جبکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ دروازہ صرف اسی کے لئے کھولوں جو وتر ادا کر کے سویا ہو اور میں دروازے کی اوپر کی چوکھٹ پر لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ اس کی صورت باب الوتر کی ہے۔ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ کی صفائی کی قلت دیکھوں تو خواب میں دیکھتا ہوں میں بدبودار پانی سے طہارت کر رہا ہوں اور وہ قلیل ہے طہارت کے لئے کافی نہیں۔ اور اگر اپنے عمل کی کثرت کی طرف دیکھوں تو اگلی شب خواب دیکھتا ہوں کہ پاگلوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں۔ اور منافقین کی خصلت کا ارتکاب کر بیٹھوں تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ لکڑیوں کا بہت بڑا یا متوسط یا بہت اونچا گٹھا اٹھائے ہوئے ہوں اس خصلت کے معیار کے مطابق۔

قیام لیل کی تاخیر وترک کی علامات

اگر مسجد میں غیبت کر بیٹھوں تو خواب میں دیکھتا ہوں گویا مسجد میں شراب پی رہا ہوں۔ اور خود کو دیکھتا ہوں گویا آدمی کا بھنا ہوا سرخ گوشت کھا رہا ہوں اور اس گوشت سے مٹھائی کی طرح لذت پاتا ہوں مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ میں نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر کسی رات کے قیام سے سو رہوں تو خود کو کشتی میں دیکھتا ہوں جو مجھے دمیاط کی سمت لے جا رہی ہے۔ اور قیام لیل میں کمی کر بیٹھوں تو خود کو عمر یا سانودیا کسی اور قبرستان کی طرف اس کمی کے مطابق اترتا دیکھتا ہوں۔ اور اگر اپنے شہر سے ابوشعرہ کی نہر کی طرف اترتا دیکھوں تو پہچان لیتا ہوں کہ میں مصر میں آنے سے پہلے ریف میں جس حالت پر تھا اس سے فروتر مقام میں اتر گیا ہوں۔ اور گویا میں نے جو عمل کئے ہیں ان میں کسی عمل کے ذریعے مصر میں ترقی نہیں کی ہے۔ اور میں اگر اپنے درد سے سویا رہا حتیٰ کہ طلوع فجر کا وقت قریب ہوگیا تو بعد والی رات میں خواب میں دیکھتا ہوں گویا میں نے نماز فجر چھوڑ دی ہے حتیٰ کہ قریب ہے کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اور اگر میں نے رات میں قیام کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضری دینے والوں کے واپس ہونے سے پہلے ہی میں نے اپنا ورد ختم کر دیا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں سے پہلے اکیلے ہی جمعہ پڑھ کر گھر لوٹ آیا ہوں۔ اور اگر فضیلت والی راتوں میں سے کسی رات کے قیام سے سویا رہا تو خود کو مکہ مشرفہ میں دیکھتا ہوں کہ جمعہ سے پیچھے رہ گیا ہوں یہاں تک کہ قریب ہے کہ خطیب دوسرے خطبہ سے فارغ ہو جائے۔ اور اگر میرا پیچھے رہ جانا لہو میں یا ایسے عمل میں مصروف ہونے کی وجہ سے ہو جس میں اخلاص نہیں تو خواب میں اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھتا ہوں اس حال میں کہ میں مجالس لہو میں کھڑا ہوں جبکہ خطیب حرم میں خطبہ دے رہا ہے میں حاضر نہیں ہوا۔

اور اگر مسلسل دو راتوں کا قیام رہ جائے تو خود کو دیکھتا ہوں کہ دمیاط سے گزر کر کھاری سمندر میں اتر گیا ہوں اگر تین راتیں سویا رہوں

تو چوتھی رات میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ معانقہ کئے لیٹا ہوا ہوں جو کہ اندھا' کوڑھی' ہاتھوں سے بے کار ہے۔ زمین میں گھسٹتے ہوئے چلتا ہو۔اس کا تھوک اس کی داڑھی پر بہہ رہا ہے۔پس معلوم کر لیتا ہوں کہ عبادت کے لئے قیام میں میرا مقام اس شخص کے حال جیسا ہے۔اور اگر میں کسی مسلمان کی ستر پوشی کروں تو اسی رات خواب میں دیکھتا ہوں گویا میری ریش کستوری۔عنبر۔غالیہ اور کافور سے معطر کی گئی ہے۔اور اگر میں خواب میں دیکھوں کہ ایسا کھانا کھا رہا ہوں جس میں اس کے علاوہ کچھ مخلوط ہے تو پہچان لیتا ہوں کہ ان دنوں اپنے اعمال کو مخلوط صورت میں ادا کر رہا ہوں۔اور اگر اپنے آپ کو باطلیہ کے محلہ میں دیکھوں تو پہچان لیتا ہوں کہ میں نے کسی باطل کا ارتکاب کیا ہے پس اس سے رجوع کر لیتا ہوں۔اور اگر خود کو اس میں بھٹکتا پاؤں تو پہچان لیتا ہوں کہ میں اس باطل سے نکلنے کی راہ مشکل سے پاؤں گا۔اور اگر خواب میں سیّدی شیخ ابوالحسن الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبسم فرماتے ہوئے دیکھوں تو معلوم کر لیتا ہوں کہ میں نے کسی اچھی چیز کو اپنایا ہے۔اور اگر آپ کو چیں بجبیں دیکھوں تو پہچان جاتا ہوں کہ مجھ سے بری چیز کا ارتکاب ہوا ہے۔اور اگر شیخ امین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں ترش رو دیکھوں تو معلوم کر لیتا ہوں کہ میں نے کسی ایسے کام کا ارادہ کیا ہے جس میں دین کے لئے خیانت ہے پس اس سے رجوع کر لیتا ہوں۔

چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنے بھائی شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو اس سے روکنے کا عزم کیا کہ وہ میرے صحن سے نکل جائیں۔اور میں نے انہیں سر کے دروازے سے کہا۔پس میں نے اس شب شیخ امین الدین کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اپنی خلوت کا دروازہ کھولا جس سے وہ ان کے گھر کی طرف جھانک رہے ہیں۔میں نے پہچان لیا کہ میں یتیموں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے تاکیدی حکم سے خارج ہو گیا ہوں۔پس میں نے اس سے رجوع کر لیا کیونکہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی خلوت سے دروازہ کھولا جو کہ آپ کے مال اور ضروریات کا محل ہے جن پر یتیم کی دل شکنی کے خوف سے خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔

اور اگر میں کسی کی معیت میں لغو مجالس میں داخل ہو جاؤں تو اس رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں کسی اندھے کی معیت میں دریا میں تیر رہا ہوں۔اپنے اور اس کے غرق ہونے کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔اور اگر کوئی میرے پاس کسی بے گناہ کی غیبت کرے اور مجھے اس شخص کے بارے میں شک پڑ جائے تو اس شب خواب میں اسے دیکھتا ہوں کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہے تو پہچان لیتا ہوں کہ اس کی غیبت کرنے والا جھوٹا ہے۔اور اگر دیکھوں کہ میں سبز لباس پہنے ہوئے ہوں جس میں نرم و نازک کپڑا بھی شامل ہے تو پہچان لیتا ہوں کہ مجلس میں کوئی شخص میری مذمت کر رہا ہے اور بعض لوگ اس سے یہ قبول کر رہے ہیں۔کیونکہ سبز لباس صالحین کا لباس ہے لیکن ایسا آدمی طعن کرنے والوں سے محفوظ نہیں ہوتا۔اور اگر میں کسی کی غیبت سنوں اور اس کی طرف سے رد نہ کروں تو اس رات اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ گویا میں شراب کی محفل میں اس محفل والوں کے ساتھ مل کر ایسے آلات کا سماع کر رہا ہوں جو کہ حرام ہیں۔اور میرے کپڑوں پر شراب پھینک دی گئی ہے جس سے وہ آلودہ ہو گئے ہیں۔

اور اگر میرا نفس فعل خیر سے نفرت کرے تو میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ تیرتی کشتی میں اس پتھر کی طرح گر رہا ہوں جو کہ گھاٹ میں پھینکا گیا ہو اور اگر کسی معصیت میں گر جاؤں تو اپنے آپ کو خواب میں برشوب صغریٰ کی سمت میں دیکھوں تو اس معصیت کا چھوٹا ہونا معلوم کرتا ہوں یا برشوب کبریٰ کی سمت میں پاؤں تو معصیت کے بڑے ہونے کا پتہ چلتا ہے۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ناراض

ہے۔اور اگر ان دونوں شہروں کے گلی کوچوں میں خود کو حیران و پریشان دیکھوں تو پہچان لیتا ہوں کہ میں اس معصیت سے مشکل سے نکلوں گا۔اور اگر خود کو دیکھوں کہ اس کشتی میں ہوں جو کہ برشوب پر لنگر انداز ہے تو پہچان جاتا ہوں کہ میں کسی ایسی چیز میں گروں گا جس کی عاقبت گھٹیا ہے۔اور خواب میں دیکھوں کہ میں صالحیہ میں ہوں تو معلوم کر لیتا ہوں کہ حق تبارک وتعالیٰ مجھ پر راضی ہو گیا اور اس نے مجھے وہ گناہ معاف فرما دیا۔اور دیکھوں کہ اس کشتی میں ہوں جو کہ صالحیہ سے لنگر اٹھا کر مصر کی طرف روانہ ہو رہی ہے تو پہچان لیتا ہوں کہ اس امر قبیح کے ارتکاب کی وجہ سے جس مقام سے اترا تھا میں نے اس کی طرف لوٹنا شروع کر دیا ہے۔اور اگر دیکھوں کہ قدیم مصر سے لنگر برداشتہ صعید کی سمت جا رہا ہوں تو پہچان لیتا ہوں کہ مثلاً اس معصیت کے ارتکاب سے پہلے کے اپنے مقام سے میں نے ترقی شروع کر دی ہے۔اور اگر خود کو باب نصر سے صحرا کی طرف نکلتا دیکھوں تو پہچان جاتا ہوں کہ اس وقت جس حرکت میں ہوں اس میں میری مدد نہیں ہوگی۔اور اگر باب نصر سے داخل ہوتا دیکھوں تو معلوم کر لیتا ہوں کہ میری مدد ضرور ہوگی۔اور اگر کسی شخص کی تقریب میں مبتلا کیا جاؤں یا ایسے فعل کا ارتکاب کر بیٹھوں جس کا انجام غیر پسندیدہ ہو جبکہ میں گمان کرتا ہوں کہ اچھا ہے تو خود کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں انجیر کا درخت لگا رہا ہوں جو کہ اس کے بعد حصول ندامت کا اشارہ ہے۔پھر اگر اللہ تعالیٰ حال بدل دے تو اس درخت کو خس یا قلقاس وغیرہ سبزیوں میں بدلا ہوا پاتا ہوں۔

اور اگر میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی محفل میں بیٹھوں جبکہ میرا قلب امور دنیا میں سے کوئی چیز سوچ رہا ہو تو اس شب خواب میں اپنے پھل دار باغ کو جھاڑیوں۔جھاؤ اور بیری میں بدلا ہوا دیکھتا ہوں۔اور اگر معیت الٰہیہ میں حاضری سے غافل ہو جاؤں تو اپنے سارے باغ کے درختوں کو دیکھتا ہوں کہ پیاس سے زرد ہو گئے ہیں اس معیار کے مطابق جتنی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف میں یا جتنی مرتبہ ذکر میں غفلت ہوئی۔اور اگر اس رات میں میرے قلب پر غفلت زیادہ ہو گئی اور میری قلیل حاضری ہوئی تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ریف کے علاقے سے کشتی میں مٹی بھر رہا ہوں اور وہاں سے مصر کی طرف جو کہ سلطان کا شہر ہے لنگر اٹھا رہا ہوں۔پس پہچان جاتا ہوں کہ اس رات کا میرا عمل کسی طرح بھی بادشاہوں کے ہدیہ کے لائق نہیں۔اور اگر ان نافرمانوں میں سے جنہیں بخش دیا گیا ہے کسی کو دیکھوں اور خود کو اس پر ترجیح دوں تو اس شب خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں صراط پر ہوں اور وہ عاصی اس خوف سے کہ میں اس سے گر جاؤں صراط پر میرے سامنے ہے تو میں پہچان لیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس کا حال مجھ سے اچھا ہے۔پس میں اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف سے یا اللہ عزوجل کے ذکر سے کسی اہلکار یا کسی شیخ عرب سے گفتگو کی وجہ سے غافل ہو جاؤں جو کہ میرے پاس آتے ہیں جبکہ میں اس محفل میں ہوتا ہوں تو اس شب خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے میووں بھرے باغ میں زرب کی سمت میں صرف ایک قطار جھاڑیوں۔جھاؤ۔بید اور غیر پھلدار درختوں کے سوا کچھ نہیں اور باقی سب چٹیل میدان ہے۔اس میں کوئی درخت نہیں ہے۔جو دور سے باغ کی طرف نظر کرے تو سمجھتا ہے کہ وہ سارے کا سارا قائم ہے۔اور جو اس میں داخل ہوتا ہے تو اس میں کچھ بھی نہیں پاتا۔پس میں پہچان جاتا ہوں کہ اس رات میں میرے عمل سے اہل سبا کے باغات کی طرح سوائے صورت کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔اور بسا اوقات زرب کے پاس والی ساری قطار میں صرف دو درخت دیکھتا ہوں پس قیامت کے دن شدت ندامت کو

پہچان لیتا ہوں۔ اور اگر اپنے امر کا تدارک دنیا میں نہ کروں تو آخرت میں اس کا نہیں کر سکوں گا۔

اور اگر میرا نفس میری بیوی جس نے اپنے آپ کو میرے قابو میں دے رکھا ہے کے علاوہ میری لونڈی کی طرف مائل ہو تو اس شب خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک خارشی کمزور کتیا کے ساتھ بیٹھا ہوں جو کہ بھنبھناتی مکھی کھاتی ہے اور اسے ہوا سے پکڑ لیتی ہے۔ اور جب اسے چھینک آتی ہے تو اس کی ناک سے پانی اڑ کر میرے لباس پر پڑا۔ مجھے اسے دھونا پڑا۔ پس میں پہچان گیا کہ اس وقت میرا نفس حقارت۔ گندگی اور خوش دلی سے مکھی ہڑپ کرنے میں مذکورہ کتیا کے نفس کی طرح ہے۔ جس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جب میں نے اپنی لونڈی کی شادی کر دی تو دائمی مسرت ہوئی۔ دو سال تک میں نے اس کا چہرہ نہ دیکھا۔ ایک دفعہ میں نے اس کے شوہر کی موجودگی میں اس کی طرف نگاہ اٹھائی تو اسی شب دیکھتا ہوں گویا میں جامع حاکم میں ہوں۔ اور میرے سامنے کافی سارا شراب ملا سیاہ خون کا ذخیرہ ہے۔ میں اس سے چاٹنا چاہتا ہوں۔ باوجودیکہ بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ میں نے اس کے چہرے کو شہوت کے ساتھ نہیں دیکھا۔ اور جان لے کہ شادی شدہ لونڈی کا اپنے مالک کے ساتھ اسے دیکھنے میں محارم کا حکم ہے۔ پس اس کی بدولت مجھے علم ہوا کہ حق تبارک و تعالیٰ میری شادی شدہ لونڈی کی طرف مجھے دیکھنے سے روکنے میں بہت توجہ فرماتا ہے گرچہ شہوت کے بغیر ہے۔ اور میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اور اگر میں علم میں کثرت سے کلام کروں جبکہ اس پر عمل سے غافل ہوں تو اس رات خواب دیکھتا ہوں کہ فقہاء کی ایسی جماعت کے ساتھ بود و باش کیے ہوئے ہوں جو کہ علم کے مطابق عمل نہ کرنے میں مشہور ہیں۔ اور اگر مخلوق میں سے کسی کی معیت میں میری غفلت زیادہ ہو جائے تو اس رات خود کو دیکھتا ہوں کہ قبرستان میں مسخروں کے پاس سیر و سیاحت کر رہا ہوں۔ چنانچہ معلوم کر لیتا ہوں کہ میں موت اور اعمال صالحہ کو بھول چکا ہوں اور بے مقصد مصروفیات میں الجھا ہوا ہوں۔ اور اگر کسی مذموم عادت کی طرف سکون پاؤں تو اپنے آپ کو محلے کے کسی فاسق کے گھر میں سکونت پذیر دیکھتا ہوں۔ اور اگر حلال ہونے کی تفتیش کیے بغیر کوئی کھانا کھا لوں یا تفتیش کے باوجود اصل صورت حال مجھ پر مشتبہ رہی تو خواب میں وہ کھانا اس رات دیکھتا ہوں کہ مجھے پیش کیا گیا دراں حال کہ وہ کتے یا خنزیر۔ یا مردار یا گدھے وغیرہ کے گوشت کے ساتھ پکایا گیا ہے۔ چنانچہ تکلفاً قے کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر نہ نکل سکے تو استغفار کی کثرت کرتا ہوں۔

اور مجھے پیش آنے والے واقعات میں سے یہ ہے کہ محمد بن اخت خضر میرے پاس کھانا لایا کہ سبزی میں مینڈھے کا گوشت ملا کر پکا ہوا تھا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے ایک معتقد کا کھانا ہے جس نے آج رات شادی کی ہے۔ چنانچہ میں نے کھا لیا۔ اس رات میں نے دیکھا گویا وہ مجھے ایسا کھانا پیش کر رہا ہے جس میں کتے اور خنزیر کا گوشت ہے۔ اور دونوں اکٹھے پکائے گئے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے میرے ساتھ مل کر کھانا کھایا تھا خواب میں میرے ساتھ کھا رہے تھے۔ اب میں نے چھان پھٹک کی تو پتہ چلا کہ یہ ایک غلام کا کھانا ہے جس نے شادی رچائی ہے۔ اور اپنے مالک کے مال سے چوری کر کے شادی کی دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ اور اس کا مالک ظالم اہل کاروں سے ہے۔ تو گویا وہ حرام کے بعد حرام ہے اس حیثیت سے کہ اس کے مالک کی کمائی ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ اس کی چوری ہے۔

اگر میں اپنے اوراد و طاعات سے دنیا کی کسی چیز کی وجہ سے مصروف ہو جاؤں تو اس شب دیکھتا ہوں کہ چور نے میرے گھر کی دیوار کو لگائی ہے اور میرے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس کے متعلق بے شمار واقعات ہیں اور یہ مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہت

بڑی نعمتوں میں سے ہے پس مجھے متنبہ فرمادیتا ہے حتیٰ کہ جس کا تدارک ہوسکتا ہے اپنی موت سے پہلے اس کا تدارک کرلوں۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔محبت خداوندی میں ذکر بالجہر سے محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اس طلب میں کہ میرے ذکر کرنے کی وجہ سے کوئی دوسرا بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور بھائیوں کی ہمتیں بڑھیں ذکر الٰہی میں اپنی آواز بلند کرنا پسند کرتا ہوں۔ نفس کی لذتوں میں سے کسی چیز کی وجہ سے نہیں۔ چنانچہ مجھے پسند ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہوں تو شرق وغرب کے انسان اور جنات۔ مسلمان اور کافر سب سنیں۔ جبکہ چھپانا اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ کیونکہ اب میں موت کے معرکے میں ہوں۔ اور بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میرا نفس مخلوق کے نزدیک کسی مرتبے یا کسی چیز کا طالب نہیں رہا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے۔ اور کتنی مدت تک ہم نے عبادات چھپائیں۔ اور کتنی مدت تک میں نے منتظم مسجد کو حکم دیا کہ مسجد کی کھڑکیاں بند کردے تاکہ کوئی بھی ہمارے ورد کی آواز نہ سنے پس وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گرچہ ایک مرتبہ ہی ہو۔ جبکہ اب میں منتظم مسجد کے لئے پسند کرتا ہوں کہ جب ہم ذکر کریں تو کھڑکیاں کھول دے۔ ہوسکتا ہے کہ گزرنے والوں میں سے کوئی ہماری آواز سنے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گرچہ ایک ہی دفعہ ہو۔ یہ اللہ عزوجل کی محبت میں اور گزرنے والے غافلوں کے حصول خیر کی محبت کی بناء پر ہے۔

اور میں اپنے اعمال کو مصر وغیرہ میں اپنے نام کی شہرت سے پہلے چھپاتا تھا۔ جبکہ شہرت انتہاء کو پہنچ چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم بعض اوقات میں چھپنا چاہتا ہوں لیکن میسر نہیں ہوتا۔ اور بعض بھائیوں سے ملنے کا اشتیاق رکھتا ہوں لیکن میری طرف لوگوں کی انگلیاں کثرت سے اٹھنے کی وجہ سے میں اس کی طرف نہیں جاسکتا۔ پس ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا شمار برے لوگوں میں سے ہو جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ اور اسی لئے میں جبہ پہنتا ہوں اور اسے اپنے چہرے پر لٹکانے لگا ہوں تاکہ پہچانا نہ جاؤں۔ چنانچہ لوگ میری سواری کے قائد سے میرے متعلق پوچھتے رہے حتیٰ کہ پہچاننے لگے گرچہ اپنے چہرے پر پردہ ڈال لوں۔ پس میں نے جبہ چھوڑ دیا۔ پھر میں نے چہرے پر پردہ لٹکانے سے آنکھ کو فضول نظر بازی سے روکنے کا قصد کیا۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ کسی نے میری تعظیم کی تو میں اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل کے باب سے سمجھتا ہوں نہ کہ مکر واستدراج کے طور پر۔ اور اب میرا یہی قصد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اعمال شکر میں اضافہ کرتا ہوں۔

اور یہ معلوم ہے کہ شہرت کی مذمت میں وارد حدیث پاک کہ جس نے شہرت کا لباس پہنا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کا لباس پہنائے گا۔ نیز دکھاوے کے متعلق وارد حدیث پاک کہ جس نے ریاکاری کی اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا اس پر محمول ہے کہ جس نے یہ سب کچھ دکھاوے اور لوگوں کو سنانے کے لئے صحیح مقصد کے بغیر کیا۔ اور اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے اور خلق سے حیا کرتے ہوئے اپنے چہرے پر پردہ لٹکانے کی نعمت کے بیان میں آئے گا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ الحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔اکابر کی ہم نشینی میں قلت کو پسند کرنا

میں تمام اکابر از قبیل علماء۔ صلحاء۔ فوج کے قاضیوں۔ حکام اور بلند مرتبہ لوگوں سے ہم نشینی میں کمی پسند کرتا ہوں۔ اس خوف کے

پیش نظر کہ ان کے حق واجب کی ادائیگی میں خلل اندازی میں پڑ جاؤں۔ کسی اور علت کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ اکابر کے حقوق پورے کرنے سے ہمارے جیسے لوگ عاجز ہیں۔ جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کا مشاہدہ لوگ کثرت سے کریں وہ آنکھوں میں ہلکا پڑ جاتا ہے۔ اسی لئے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ شیخ سے سب لوگوں سے کم نفع حاصل کرنے والے اس کی بیوی۔ اس کی اولاد اور اس کا حاضر باش خادم ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اس کا مشاہدہ زیادہ کرتے ہیں۔ اور اس کی ظاہری بشیرت تک رک جاتے ہیں اور اس کی معرفت قلبی اور اس میں پائے جانے والے اسرار اور مشاہدہ نفیسہ تک رسائی حاصل نہیں کرتے۔ انتہی۔

اور اہل مکہ کے متعلق غور کر کہ چونکہ کعبہ شریف کا انہیں کثرت سے مشاہدہ ہوتا ہے تو تو کس طرح انہیں دیکھتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم پوری طرح نہیں کرتے جس طرح کہ اطراف واکناف عالم سے آئے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔ اور اسی باب سے ہے خطیب کا اپنی خلوت خطابت میں پس پردہ رہنا۔ اس پر علماء نے صرف اس لئے عمل کیا ہے تاکہ سامعین کے قلوب میں اس کے وعظ کا اثر ہو۔ کیونکہ تاثیر شدت ہیبت کے تابع ہے۔ اور اگر خطیب مزاح، لغو اور لوگوں کی غیبت کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ اسے اس غفلت۔ لہو اور معصیت کے بعد حکم ہو کہ منبر پر چڑھ جائے تو اس کا وعظ اس محفل والے سامعین کے قلوب میں اثر نہیں کرتا۔ اور کئی دفعہ وہ انہیں کسی شے کا وعظ کرتا ہے تو وہ اسے حال کی زبان سے یا قال کی زبان سے کہتے ہیں یہ اپنے نفس سے کہہ۔ پس معلوم ہوا کہ اکابر کی ہم نشینی شرعی طور پر طلب نہیں کی جاتی مگر کسی مصلحت کے لئے جوان سے دور رہنے سے ترجیح حاصل کرے خصوصاً جب وہ حکام ہوں۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو حکام کے ہاں جانے سے بچا۔ اگر چہ تو انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ کیونکہ تجھے اس پر ہیشگی میسر نہیں ہوگی۔ انتہی۔ اور کتنی مرتبہ حاکم کے پاس بیٹھنے والا الفقیر اس کے کھانے پینے۔ آنے جانے۔ اس کے اور اس کے بچوں کے لباس میں حرام دیکھتا ہے اور خاموش ہے۔ انہیں صراحتاً یا اشارۃً اس سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ میں نے اسے دیکھا ہے جو کہ حاکم کا ظلماً حاصل کیا ہوا مال اپنے ہاتھ پر لیتا ہے۔ پھر حاکم اسے بطور گواہی پیش کرتا ہے کہ یہ کسی سے ظلماً کچھ نہیں لیتا۔ پس وہ اس کی گواہی دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ ایسے سے تمہاری حمایت فرمائے۔ پس دوری بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سادات کی کثرت تعظیم

میں سادات کی کثرت سے تعظیم کرتا ہوں گر چہ لوگ ان کے نسب میں طعن کریں۔ اور یہ تعظیم میں ان کے بعض حقوق سے سمجھتا ہوں جو کہ مجھ پر ہیں۔ اور اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ طریق شرعی کے ساتھ علماء اور اولیاء کی اولاد کی توقیر وتکریم کرتا ہوں گر چہ وہ استقامت کے قدم پر نہ ہوں۔ پھر میں تعظیم وتکریم میں سیّد کے ساتھ کم سے کم ایسا سلوک کرتا ہوں جو نائب مصر یا فوج کے حاکم شرعی کے ساتھ کرتا ہوں۔ اور اس دور میں یہ عادت عظیم نادر ہے۔ اس پر کم ہی لوگ عمل کرتے ہیں۔

سادات کے آداب کا بیان

اور سادات کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بستر یا مرتبہ یا ایسی حالت میں نہ بیٹھے جبکہ سیّد اس سے کم تر مقام پر بیٹھا ہو۔ اور ان کی مطلقہ یا بیوہ سے نکاح نہ کریں۔ اسی طرح ہم سیّدزادی سے نکاح نہ کریں مگر جبکہ کوئی اپنی طرف سے اس کے واجب حق کے

احترام پر قدرت پہچانتا ہو۔ اور وہ یہ کہ اس کی رضا پر چلے۔ پس اس کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح نہ کرے۔ اور لونڈی سے شب باشی نہ کرے۔ اور گنجائش سے کم اس پر طعام ولباس میں تنگی نہ کرے۔ اور ہم اسے کہیں کہ آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار کیا ہے۔ اور اسی طرح ہم اسے جائز خواہش سے نہ روکیں جس کا وہ ہم سے سوال کرے۔ اور جب کھڑی ہو اور اسے ضرورت ہو تو اس کا جوتا سیدھا کریں۔ اور جب ہمارے پاس آئے تو اس کے لئے کھڑے ہو جائیں کیونکہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جزو ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ادب ہے کہ اس کا جسم نہ دیکھیں گرچہ خرید وفروخت کے لئے ہو۔ مگر جب کہ شرعی طور پر ہم پر متعین ہو جائے۔ اور اس کے پاؤں پر نظر نہ ڈالیں جبکہ ہم میں سے کوئی موزے بیچنے والا ہو۔ اور چادر میں اس کی طرف گہری نظر سے نہ دیکھیں جب اس کا ہم پر گزر ہو کیونکہ اگر ہمیں ایسا کرتا ہوا دیکھیں تو اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوں گے۔

اسی طرح سیّد کا ادب یہ ہے کہ وہ ہم سے کوئی چیز طلب کرے تو اس سے روک نہ لیں۔ گرچہ ہمارا طعام ہو یا ہماری دستار یا ہمارا نفیس کپڑا۔ مگر ایسے عذر کی بنا پر جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے قبول فرمالیں۔ کیونکہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت میں مٹی کے ایک ذرے کی طرح ہے۔ اور ہم نے سادات کے حقوق پر اپنی کتاب البحر المورود میں وضاحت سے گفتگو کی ہے اور ان احسانات میں بھی پہلے گزر چکا ہے کہ جس مجلس ذکر میں سیّد ہو ہم اس کا افتتاح نہیں کرتے بلکہ اس سے درخواست کرتے ہیں کہ افتتاح کرے پھر اس کے تابع ہو کر ذکر کرتے ہیں۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اسے اپنانے کا عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ پس پردہ سے سیّد کی آواز پہچان لینا

میں سیّد کی آواز پہچان لیتا ہوں۔ اور غیر سیّد سے امتیاز کر لیتا ہوں گرچہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں کلام نبوت پہچان لیتا ہوں اور اس میں جو کچھ شامل کیا گیا ہے اس سے امتیاز معلوم کر لیتا ہوں۔ اور یونہی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ جھوٹ پر مبنی تحریروں کو پہچان لیتا ہوں اور اس کے غیر سے امتیاز کرتا ہوں۔ چنانچہ میں حرف کو مردہ دیکھتا ہوں اس میں روح نہیں برعکس اس حرف کے جو کہ سچ پر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ جھوٹی گواہی پہچان لیتا ہوں۔ چنانچہ اس کے کوئی کلمہ بولنے پر ہی پہچان لیتا ہوں۔ پھر میں نے اپنے قلب کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توجہ کی تو اس نے یہ سب کچھ ۹۵۰ھ میں چھپا لیا۔ اور یہ شریعت مطہرہ کے ادب کے لئے ہے۔

معرفت کے اس قدم پر چند اولیاء کا ذکر

اور اس قدم پر سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور اسی طرح میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کئی دفعہ اس بارے میں کوئی ان سے جھگڑا کرتا تو اسے ہر معصیت کے اوقات بتا دیتے اور یہ کہ اس سے اتنی بار صادر ہوئی ہے یا اس سے تکرار کے ساتھ صادر نہیں ہوئی۔ پس وہ ان کی طرف رجوع کرتا اور معافی مانگتا۔ اور اسی قدم پر شیخ محیسن مجذوب بھی تھے جو کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب جامع الحمزادی کی تربت میں مدفون ہیں۔ میں آپ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کے دائیں پاؤں میں چھالا تھا۔ ایک شخص نے اس پر مطلع ہو کر بطور مزاح آپ سے کہا کہ تمہارے دوسرے پاؤں پر بھی انشاء اللہ نکلے گا۔ شیخ نے اس سے کہا اس کا مستحق

صرف وہی شخص ہے جس نے اپنے پڑوسی کی عورت کو اپنے شہر میں فلاں وقت مطبخ کی چھت پر پکڑ لیا۔ چنانچہ اس شخص کا رنگ زرد ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا: یہ امر درست ہے۔ اس واقعہ کو ستاون برس ہو چکے۔ پھر تعجب کرنے لگا اور کہنے لگا: یہ شیخ کہاں تھے اور میں کہاں؟

اس معرفت کے فوائد

پھر سید کی آواز کو اس کے غیر سے پہچاننے کا فائدہ یہ ہے کہ ہم اس کی تعظیم اور ادب میں جلدی کرتے ہیں۔ اور اس کے عمامہ میں سبز علامت کے اظہار یا حاکم کے ہاں اس کے نسب کے ثبوت پر موقوف نہیں رکھتے۔ اسی طرح کلام نبوت کی اس کے غیر سے معرفت کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں صحت یا حسن یا ضعف کے متعلق محدثین کا قول پہچاننے بغیر اس پر عمل کرنے میں جلدی کرتا ہوں۔ اور اسے اس پر مقدم رکھتا ہوں جس میں مجھے شک ہو۔ اسی طرح جھوٹی گفتگو پہچان لینے کا فائدہ یہ ہے کہ میں اس کے قائل کی تصدیق نہیں کرتا۔ اور اس کے غلے یا اس کی اجرت سے نہیں کھاتا اگر اس کا مشاہرہ ہو یا اس کے گھر سے ہو۔ اور یہ امور مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بچپنے سے ہی عطا فرمائے ہیں۔

اور میں بچہ ہی تھا خطیب کو کوئی حدیث روایت کرتے سنتا جس کے متعلق وہ کہتا کہ ''رات اور دن سواریاں ہیں تو ان پر اچھی سیر کرو۔ اور جان لو کہ کوئی نہیں مرتا حتیٰ کہ اپنے حسن عمل کو اور اپنے برے عمل کو دیکھ لے''۔ میں اپنے جی میں کہہ رہا تھا کہ اس کلام کی ترکیب میں کوئی فصاحت نہیں ہے کیونکہ غیر معیاری ہے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ حافظ منذری نے الترغیب والترہیب میں اس پر متنبہ فرمایا ہے: اور فرمایا کہ اس کی اسناد میں غیر معتمد راوی ہے۔ پس اے بھائی! نہ پوچھ کہ مجھے کس قدر مسرت حاصل ہوئی جب کہ حفاظ نے میرے ہاں موجود اپنے طریقہ ظاہری پر میری موافقت فرمائی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خاص صدقات کھانے سے کراہت

میں خاص صدقات کھانے سے کراہت کرتا ہوں مگر ضرورت شرعیہ کی وجہ سے کہ اس میں احسان رکھنا ظاہر ہوتا ہے۔ بخلاف عام صدقات کے جیسے کہ فقراء و مساکین وقف شدہ چیزیں۔ پس ان سے کھانے کی کراہت نہیں کرتا۔ لیکن اس شرط پر کہ ضرورت ہو اور ان احسانات میں آ رہا ہے کہ میں ان اداروں کی روٹی کھانا ناپسند کرتا ہوں جو کہ صوفیہ پر موقوف ہیں کیونکہ ان صوفیہ کی شروط کا اجتماع نادر ہے جن پر اہل طریق کے عرف میں یہ نام بولا جاتا ہے جیسے حضرت جنید اور آپ جیسے دیگر حضرات۔ پس اس طرف رجوع کر۔ اور رہے زکوٰۃ مفروضہ کے دراہم تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے ان میں سے کچھ کھایا یا پہنا ہو۔ اور اس بنا پر بھی کہ اوائل کتاب میں مذکور ہے کہ میں حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں۔ پس میں شریف ہو۔ مجھ پر صدقات حرام ہیں۔ اور اس تقدیر پر کہ میں شریف نہیں تو مجھے لوگوں کے میل کچیل سے پاکدامنی کا حق ہے۔ اور اگر گزشتہ سالوں میں میں نے کچھ زکوٰۃ قبول کی تو یہ صرف فقراء۔ بیوگان اور بوڑھی خواتین جیسے ضرورت مندوں کے نام پر تھی۔ اور لوگوں نے ۹۵۹ھ میں اور بعدازاں اپنے اموال کی زکوٰۃ روک لی۔ پس فقراء کے پاس کمائی کی قلت اور یقین کی کمزوری کی بنا پر کچھ نہ آیا۔ پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں قناعت عطا فرمائے حتیٰ کہ ہم اس سے جا ملیں۔ آمین۔ پس اسے سمجھ لے اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- قلب کے ساتھ رب سے یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یا مجتہدین سے اجازت طلب کرنا

قرآن کریم کی تلاوت یا حدیث پاک یا علم کی قرأت کے دوران اگر ضرورت کے وقت کسی سے بات کرنا چاہوں تو اپنے قلب اور زبان سے عرض کرتا ہوں۔ دستور یا رب! یعنی اجازت ہے میں تیرے بندے کے ساتھ اس حاجت میں بات کرلوں۔ یا دستور یا رسول اللہ! یا دستور یا محمد یا ابن ادریس مثلاً میں فلاں سے بات کرلوں۔ یہ سب کچھ اللہ عزوجل کے حضور اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یا علماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ ادب کی بنا پر ہے۔ اوراس ادب میں ایسی عظیم لذت ہے جسے صاحب ادب ہی پاتا ہے۔ اس کے برابر کوئی لذت قرار نہیں دیتا۔ پھر اگر اذن طلب کرنے سے غفلت ہو جائے اور کسی انسان سے بات کرلوں تو لازماً اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور استغفار کرتا ہوں یہاں تک اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈال دیتا ہے کہ اس نے میرا استغفار قبول فرمالیا ہے۔

(اقول باللہ التوفیق۔ مذکور الصدر احسان خداوندی سے واضح ہوا کہ امام شعرانی قدس سرہ النورانی کا عقیدہ ہے جسے آپ اللہ تعالیٰ کے بے پناہ احسانات میں سے ایک احسان وانعام کے طور پر بیان فرماتے ہیں کہ دوران تلاوت قرآن کریم وتدریس حدیث وعلوم دینیہ وہ اپنے قلب اور اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اوران تینوں اجازتوں کو ایک ساتھ بیان کرنے سے ظاہر ہے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ جس طرح رب کریم کے حضور گزارشات بشکل دعا وسوال پیش کریں تو وہ سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی معروضات سنتے ہیں اورانہیں نوازتے ہیں اور پھر آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو بھی قوت سماعت اور امداد واعانت کا اختیار دیا ہے۔ اور یہ عقیدہ وعمل اللہ والوں کا معمول ہے۔ اس خالصتاً ایمانی اور عرفانی مسئلہ کا انکار کرنے والے محرومان توفیق بے بصیرت نجدی حقائق ومعارف سے نابلد اور نرے جاہل ہیں۔ چنانچہ اس انعام کے بعد جو دو انعام مذکور ہیں وہ بھی اسی حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ اور یہ کہ دربار خداوندی تک رسائی اوراس سے استفادہ صرف اور صرف جمال مصطفائی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔ کائنات میں جسے جو کچھ ملا اور جو نعمت حاصل ہوئی اس میں آپ ہی وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی غافل انسان سے کلام کر بیٹھتے جبکہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوتے تو ایک ہزار بار اللہ عزوجل سے استغفار کرتے اور اگر کسی سے کلام کرتے جبکہ آپ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت میں مصروف ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ستر بار سے زیادہ استغفار کرتے۔ اور اگر کسی شخص سے علماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا کلام پڑھتے ہوئے بات کرلیتے تو اللہ جل وعلا سے تین مرتبہ استغفار کرتے۔ اور میں نے اس دور میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس ادب پر عمل کرتے نہیں دیکھا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- بارگاہ الوہیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

اللہ تعالیٰ سے جو حاجت بھی طلب کرتا ہوں اس میں اپنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے مابین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتا ہوں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہیہ کے منتظم اعلیٰ ہیں۔ پس ہمارا اپنے رب جل وعلا سے بلاواسطہ مانگنا آپ کی بے ادبی ہے۔ اس لئے کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ادب کا عرفان نہیں کیونکہ ہم اس کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ بخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

پس اسے سمجھ لے۔

ملفوظ غوثیہ

اور سیدی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: اس سے پرہیز کر کہ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ حذف کر دے اور آپ کے واسطہ کے بغیر اللہ عزوجل سے عرض معذرت کرے کیونکہ اس وقت تو بدعت کا مرتکب ہوگا نہ کہ اتباع کرنے والا۔ اور مرد کامل اس جگہ کبھی قدم نہیں رکھتا جہاں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا قدم نہ دیکھے۔ انتھی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر کاربند ہو جا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانی عطر اللہ تعالیٰ مرقدہ النورانی کے اس ارشاد فیض بنیاد سے پتہ چلا کہ جو شخص بارگاہ رب العزت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہیں سمجھتا وہ بدعتی ہے جبکہ آپ کے وسیلہ کا قائل ہی اتباع سنت کا وارث ہے۔ علی رغم انوف النجد یہ جو کہ معمولات اہل سنت کو جو کہ دراصل کاملین واصلین کے معمولات ہیں بدعت کہتے ہیں۔ حالانکہ حضور سیّدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح کے مطابق یہ طائفہ نجدیہ خود بدعتی ہے۔ جبکہ اہل سنت و جماعت کاملین کے متبع ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ، ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ پاؤں پھیلانے میں ادب ملحوظ رکھنا اور اس کی وجہ

میں رات یا دن کی کسی ساعت میں اپنا پاؤں پھیلانا پسند نہیں کرتا مگر یہ کہنے کے بعد: دستور یا اللہ! میں اپنا پاؤں پھیلالوں تا کہ اسے قرفصاء کی صورت میں بیٹھے تھک جانے سے راحت دوں (قرفصاء اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ دونوں سرینوں پر بیٹھ کر زانوؤں کو پیٹ کے ساتھ لگائے اور ان کے اوپر سے دونوں بازوؤں کا حلقہ بنائے) اس کے بعد پاؤں پھیلالیتا ہوں۔ اور مدینہ مشرفہ یا کسی ولی کی سمت میں اسے پھیلانے کا اسی طرح حکم ہے۔ میں اولیاء میں سے کسی کی سمت کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتا حتیٰ کہ یہ کہہ لیتا ہوں: دستور یا سیّد المرسلین۔ یا دستور یا سیّدی عبدالقادر یا جیلانی۔ یا۔ یا سیّدی احمد یا ابن الرفاعی۔ یا۔ یا سیّدی احمد یا بدوی۔ یا۔ یا سیّدی ابراہیم یا دسوقی اور ان جیسے دیگر اولیاء جو حیات ظاہری میں ہیں یا واصل بحق ہو چکے ہیں۔ اور یہ سب کچھ میرے اس دائمی شہود کی بنا پر ہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے ہوں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں یا اس کے دین کے آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں ہوں۔ مجھے اس کا شعور ہو یا نہ ہو۔ تو اگر یہ کشفاً نہیں تو ایماناً ہی سہی۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہی مسئلہ حاضر و ناظر ہے جو کہ مقربین بارگاہ اور کاملین درگاہ کا عقیدہ ہے۔ اور حسن عقیدت کے یہ جواہر نفیسہ اللہ رب العزت نے اہل سنت و جماعت کو مرحمت فرمائے ہیں۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ القرطبی کتاب التذکرۃ ص ۳۴۹ میں ابن المبارک سے ناقل: اخبرنا رجل من الانصار عن المنهال بن عمرو حدثنا انه سمع سعيد بن المسيب يقول: ليس من يوم و تعرض على النبي اعمال امته غدوة و عشية. فيعرفهم بسيماهم. واعمالهم. فلذالك يشهد عليهم. منہال بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب کو فرماتے ہوئے سنا: نہیں ہے کوئی دن مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں۔ پس آپ انہیں ان کی علامات اور اعمال سے پہچانتے ہیں۔ اسی لئے ان کے

متعلق گواہی دیں گے۔ نیز ابن الحاج صاحب المدخل فرماتے ہیں: اذ لا فرق بین موته وحیاته. اعنی فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم و خواطرهم. وذالك عنده جلی لاخفاء فیه (حصہ اول ص ۲۵۲) کیونکہ آپ کی وفات و حیات میں اس بارے میں کوئی فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کا مشاہدہ فرماتے ہیں اوران کے احوال۔ نیات۔عزائم اوران کے دلوں کے کھٹکوں تک کو پہچانتے ہیں۔اور یہ سب کچھ آپ پر واضح ہے کوئی خفاء نہیں۔

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت حصہ دوم ص ۶۲۱ میں فرماتے ہیں بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ ویکے از صفات الٰہی آن ست کہ انا جلیس من ذکرنی مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب وافر ست ازیں صفت۔ جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں اور تیرا کلام سن رہے ہیں۔اس لئے کہ آپ صفات الٰہیہ کے ساتھ موصوف ہیں۔ جبکہ صفات الٰہیہ میں سے ایک صفت یہ ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشیں ہوتا ہوں۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے حظ وافر حاصل ہے۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اوراس ادب کی عظیم لذت ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ پھر مجھے جب کثرت سے پاؤں سمیٹنے کی وجہ سے درد ہونے لگے یہاں تک کہ میں پہچان لیتا ہوں کہ ایسے درد میں اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے قواعد شرعیہ کے قرینے کے مطابق معذور قرار دیتا ہے تو اس وقت مجھ پر اجازت طلب کرنا تاکیدی نہیں رہتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ماں جب اپنے بچے پر قرفصاء کا خطرہ محسوس کرے تو جب بھی وہ انہیں سمیٹتا ہے تو اس پر رحم کرتے ہوئے اس کے پاؤں دراز کر دیتی ہے۔باوجودیکہ اپنے بچے پر اس کی رحمت یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنے بندے پر رحمت سے کمتر ہے۔تو جب ماں اپنی کمزوری کے باوجود اپنے بچے کے پاؤں دراز کر دیتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ رحمت وشفقت والا ہے۔اور میں نے اپنے ہم زمانہ لوگوں میں بہت کم کسی کو ادب کو اپناتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اس پر کاربند ہوجا۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-حدث اکبر یا اصغر پر سونے کو ناپسند کرنا

میں حدث اکبر یعنی جنابت یا حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی صورت میں سونے کو شدید ناپسند کرتا ہوں۔جسم پر ظاہر ہو یا باطن پر جیسے کینہ یا مکر یا دھوکا یا کھوٹ یا حسد یا کسی مسلمان کی تنقیص مگر طرق شرعی کے ساتھ۔یہ سب کچھ اس دربار کے ادب کے لئے ہے جس کی طرف سونے کے بعد ارواح منتقل ہوتی ہیں۔کیونکہ ارواح جسم سے جب آسمان کی طرف اٹھتی ہیں تو انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ملتی مگر جبکہ طہارت ظاہرہ اور باطنہ پر سوئیں۔تو اگر پاک نہ ہوں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے دربار خداوندی میں سجدے اور داخلے سے روک دی جاتی ہیں۔چنانچہ دربار سے باہر رکی رہتی ہیں۔سجدہ نہیں کرسکتیں۔اور اگر دربار الٰہیہ سے باہر حدث کے ساتھ ہی سجدہ کریں تو عالم ارواح میں قبولیت نہیں ہوتی۔پس ان کی نماز باطل ہے اور گنہگار ہوتی ہے۔ایسی روح والے کا مقام جو ہم نے کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مشابہہ ہوتا ہے اوراس کی مہک دیتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کے لئے نکلنے کے بارے میں فرمایا: حائضہ عورتیں عیدگاہ سے علیحدہ رہیں۔حالانکہ عیدگاہ مسجد نہیں ہے۔یہ صرف اس لئے کہ وہ ایسی جگہ ہے جس میں لوگ سجدہ کرتے ہیں۔پس اسے سمجھ لے۔اوراسے صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو سیّدی افضل الدین سے فرماتے ہوئے سنا: حدث ظاہر پر یا باطن پر جو کہ دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات ہیں سونے سے پرہیز کر۔ بسا اوقات اللہ تبارک وتعالیٰ تیری روح کو اس رات قبض کر لیتا ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ وہ اس گناہ کی قباحت کے مطابق تجھ پر ناراض ہوگا جس پر تو سویا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون (النحل آیت ۴۵) کیا وہ لوگ بے خوف ہو گئے جنہوں نے برے مکر کئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب آ جائے کہ انہیں شعور تک نہ ہو) اور حدیث پاک میں بھی مرفوعاً ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر اٹھایا جائے گا۔ پس تم میں کوئی دیکھے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ نیز حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا پیدا فرمائی اس کی طرف اور اس سے محبت کرنے والے کی طرف نظر نہیں فرمائی یعنی اس سے خوشنودی کی نظر نہیں فرمائی۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف تدبیر کی نظر فرماتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے علم میں چلی جائے اور اس کا وجود باقی نہ رہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ پس جو دنیا کی محبت پر سویا اور اسی میں مر گیا تو اس کا حشر اللہ تعالیٰ کی غیر پسندیدہ شے کے ساتھ ہوگا جس کی طرف اس کی تخلیق کے وقت سے اس نے نظر رحمت نہیں فرمائی۔

اور اس امر پر کوئی کم ہی متنبہ ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے توبہ کرے بلکہ اکثر لوگ دنیا سے اپنی محبت کو کبھی بھی گناہ شمار نہیں کرتے۔ اور ان لوگوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول غائب رہا کہ جب دنیا ہر خطا کا سر ہے پس کوئی خطا اس کی محبت سے باہر نہیں۔ انتہی۔ اور اسی طرح انسان کو تمام گناہوں اور خواہشوں سے توبہ پر بھی نظر رکھنا چاہئے جب وہ نیند سے بیدار ہو۔ چنانچہ بعض مرتبہ اچانک فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت ملک الموت اسے مہلت نہیں دیتا حتیٰ کہ توبہ کر لے۔

اور حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں کو جمع کر کے فرماتے آؤ ہم اس گناہ سے توبہ کریں جس سے توبہ کرنے کی کسی کو راہ نہیں ملتی اور یہ حب دنیا ہے۔ تو اے بھائی! اس سے توبہ پر ہمیشگی کر اور ظاہر و باطن کی طہارت پر سونے پر ہمیشگی کر جس طرح کہ ہم نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ اور ڈھیل نہ کر آخرت میں نادم ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ رات کی آخری تہائی میں نیند کو شدید ناپسند کرنا

رات کے آخری تہائی حصے میں سونا دوسرے ظاہری گناہوں کی بہ نسبت سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اور اسی طرح عیدین۔ جمعۃ المبارک۔ ۱۵ شعبان۔ لیلۃ القدر وغیرہ کی راتوں کو سونا ناپسند کرتا ہوں مگر غلبہ کی وجہ سے نہ کہ اپنے اختیار سے۔ اور کئی دفعہ بیداری کی حرص کی بنا پر بیٹھے بیٹھے سو لیتا ہوں کیونکہ یہ فقیر کا راس المال ہے بخلاف اختیار کے ساتھ سونے کے۔ اور یہ خلق اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا انعام ہے۔ اور میرے جیسے کے لئے کہاں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے اولیاء واصفیاء کی معیت میں رات کی تاریکیوں میں اپنے حضور کھڑا ہونے کی توفیق بخشے کیونکہ خدائی شاہسواروں کی صفیں دنیا کی صفوں کی مثل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان اعلیٰ ہے۔ پس اکابر شہود کبریٰ کے دربار میں کھڑے ہوتے ہیں جس سے اوپر کوئی مرتبہ نہیں۔ اور ان سے فروتر جو ان کے قریب ہیں۔ اور اسی طرح وہ آخری شخص جو حاضر ہو۔ اور کئی دفعہ میں اپنے معمول کے مقام کی طرف جلدی کرنے سے پیچھے رہ جاتا ہوں۔ پس مقام میں میرا پڑوسی مجھے کہتا ہے کہ آج کی

رات تو اپنی معمول کی عادت سے پیچھے رہ گیا ہے۔اور وہاں ایک شخص ہے جو کہ میرے ساتھ مزاح کرتا رہا۔اور مجھے دیکھ کر کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چاپلوسی کرنے والا آ گیا کیونکہ وہ اکثر مجھے اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے دعائے خیر کرتے ہوئے سنتا ہے۔

اور اے بھائی! جان لے کہ خدائی سوار کبھی نصف ثانی کی ابتداء سے کھڑے ہوتے ہیں تو کبھی تہائی کے آغاز سے جس طرح کہ اسے ارباب قلوب پہچانتے ہیں۔مگر لیلۃ الجمعہ میں کہ قیام سورج غروب ہونے سے لے کر امام کے نماز صبح سے نکلنے کے وقت تک ہے۔ جس طرح کہ امام سنید سے اپنی تفسیر میں مروی حدیث پاک میں وارد ہے۔پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کی رات کو غروب سے لے کر نماز فجر تک اپنے رب سے سوال سے غافل نہ ہو۔اور یہ اس لئے کہ بادشاہ کا غلام ہر وقت اپنے مالک سے سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔پس جب اپنے بندوں کے قلوب سے حجاب اٹھا دے اور ان سے فرمائے کہ ہے کوئی سوالی۔ ہے کوئی مبتلائے مصیبت۔ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا وغیرہ ذالک۔تو اس نے انہیں سوال کرنے کی اجازت دے دی ہے۔اور اس نے اس کی اجازت نہیں دی مگر وہ چاہتا ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے جس طرح کہ حدیث پاک اس کی صراحت فرمائی گئی ہے۔پس اس وقت دعا کرنے سے صرف اور صرف ہر محروم ہی غفلت کرتا ہے۔

اور اے بھائی! غور کر کہ جب سلطان کے اہل کار کسی کو دیکھیں کہ سواروں کے دستہ کے آنے سے پیچھے رہ گیا ہے تو کس طرح اس کا وظیفہ منقطع کر دیتے ہیں اور اس کا نام سلطان کے لشکر کے دفتر سے محو کر دیتے ہیں۔پس وہ لوگوں کے درمیان غیر پسندیدہ ہو جاتا ہے۔اور ایسا ہی اس فقیر کا حکم ہے جب وہ خدائی سواروں کے وقت میں سو رہتا ہے اس کا نام دفتر ولایت سے مٹا دیتے ہیں۔اور سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہر شب آسمان سے رحمت کی نچھاور اترتی ہے پس بیداروں پر تقسیم کی جاتی ہے جبکہ سوئے ہوئے محروم رہ جاتے ہیں۔اور ابن المؤذن ابو عبداللہ کی خانقاہ میں چالیس سال تک ٹھہرے۔اپنا پہلو زمین پر نہ لگایا۔پس سیّدی محمد السروی فرماتے ہیں کہ ابن المؤذن نے رات میں یا دن میں آسمان سے اترنے والی امداد نہیں چھوڑی مگر آپ کا اس میں حصہ ہے۔پس اس عادت پر کار بند ہو جا۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

چوتھا باب

اخلاق کا بیان

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اور وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا نگہبان ہے۔

انعام خداوندی- تکلیف دہ حالت میں ثناء خداوندی کی کثرت

جب مجھے ایسی صورت حال پیش آئے جس سے میں عادۃً تکلیف محسوس کروں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کی کثرت کرتا ہوں کہ مجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر تمام تقدیریں عین حکمت ہیں نہ کہ حکمت کے ساتھ۔ کیونکہ اگر بالحکمت ہوں تو اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت کے تحت معلول قرار پائیں گے۔ اسی لئے اس کے افعال میں سے کسی چیز پر کبھی ناراض ہونا جائز نہیں اور جو ناراض ہوا وہ جاہل ہے۔ اور اگر بندے کے لئے واردات الٰہیہ میں سے اسے تکلیف دہ چیزوں کا کشف ہو اور وہ اسے دیکھے جو رب کریم نے ایسی صورت حال میں صبر کرنے پر اس کے لئے تیار فرمایا ہے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے خود سوال کرتا کہ ایسی صورت حال واقع ہو۔ نیز اس لئے کہ جو کچھ معرض وجود میں ہے وہ ارادہ الٰہیہ اور علم سابق کی وجہ سے ہے پس اسے بدلنا صحیح نہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے لوگوں میں سب سے شدید آزمائش والے انبیاء ہیں۔ پھر درجہ بدرجہ اچھے لوگ۔ اور یہ معلوم ہے کہ انبیاء اور اولیاء اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اپنے محبوب کے ساتھ سلوک نہیں کرتا مگر وہی جو اسے اس کا قرب عطا کرے اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہر چیز کے ساتھ جو اس کے دربار سے وارد ہوتی ہے تعارف ومہربانی عطا فرماتا ہے تاکہ اس دربار کے حاضر باش وصل وجدائی کی مقدار اور نعمت وآزمائش کی مقدار پہچان لیں۔ اور جو طلب شخص بصیرت کی آنکھ سے بیماری کو دیکھے تو وہ اسے دوا اور خیر پائے گا۔ یہ جسم۔ مال اور اولاد وغیرہ کی آزمائشوں کے متعلق ہے۔ رہی دین کے بارے میں آزمائش تو یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بناء پر ہے۔ اسے سمجھ اور غلط فہمی سے پرہیز کر۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

اور اس مقام میں، میں نے کہا ہے: اے میرے رب! میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کرسکتا ہر اس کام میں جو مجھے خوش کرے یا غمگین۔ تو حکیم ہے۔ تیرا فعل عین حکمت ہے راحت ہو یا تکلیف سب کو عام ہے۔ دونوں کے ساتھ تیرا تعارف ہے۔ پس دنیا میں بیماری کو ہم دوا سمجھتے ہیں"۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر کاربند ہوجا۔ اور اللہ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- بیماری میں علاج سے پرہیز کرنا

میں کسی بیماری کی وجہ سے کبھی علاج نہیں کرتا مگر جب کہ اس قدر شدت اختیار کرجائے کہ اس کی طرف متوجہ ہونا مجھے اللہ تبارک و

تعالیٰ کی طرف کمال توجہ اور اس کی معیت میں حاضری سے مشغول کردے۔ اور جب تک اپنی عبادت میں قلبی حاضری پر قادر رہوں دوا نہیں کرتا۔ پھر مشروط علاج کے ساتھ میرے لئے حق غیر کے لئے نیت علاج کی رعایت لازم ہے تاکہ میں طبعی طور پر عافیت کی محبت میں اپنے نفس کے حظ سے نکل جاؤں نہ کہ حق تعالیٰ کے میرے جسم کے مالک ہونے سے۔ کیونکہ عارف صرف اس لئے دوا استعمال کرتا ہے کہ اس کی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی لونڈی ہے نہ کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے تو یہ حضرات دوا استعمال کرنے میں اس کی قطعاً پرواہ نہ کرتے۔ پس اپنے رب عزوجل کی حق واجب کے اہتمام کے درمیان اور اس کے درمیان جو نفس کے حق واجب کے اہتمام میں دوا استعمال کرتا ہے بڑا فرق ہے۔ اور اسے صرف علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور اس کی نظیر میرا عفو کو پسند کرنا حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ اگر یہ نہ ہوتا کہ مجھے حق تعالیٰ کی عفو و درگزر سے محبت کا علم ہے میں اس سے اسے طلب نہ کرتا۔ اور یہ اکابر کے مقام سے ہے کہ وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے مگر جب کہ اس میں حق تبارک وتعالیٰ کے لئے کوئی وجہ دیکھیں نہ کہ اپنے نفسوں کے لئے۔ پس اسے سمجھ لے اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کپڑے یا بدن کی آلودگی کے وقت حق تعالیٰ کی مناجات کو ناپسند کرنا

میں حضرت حق جل وعلا سے خطاب اور اس کی مناجات ایسی حالت میں نہایت مکروہ سمجھتا ہوں جب میرا کپڑا یا جسم نجاست سے آلودہ ہو۔ گرچہ لاحق شدہ بیماری یا اس جیسے کسی عذر سے ہو۔ مگر جب کہ حق جل وعلا کی مناجات کے دربار کی تعظیم کے لئے وہ خطاب واجب ہو۔ خصوصاً اگر مجھے سلس البول یا اسہال کی تکلیف ہو۔ تو جو شخص اپنے بدن یا کپڑے کے ناپاک ہونے کی حالت میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے خطاب کرتا ہے تو وہ اکابر کے ادب سے خارج ہے۔ اور کئی دفعہ میں اپنے بھائیوں میں سے کسی کو بلا بھیجتا ہوں تاکہ وہ امور دنیا کے متعلق مجھ سے باتیں کرے اور اس ناپاک حالت میں مجھے مراقبہ حق تبارک وتعالیٰ سے باز رکھے حتیٰ کہ مجھے اس امر کا ذہنی حضور نہ ہو کہ میں اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوں۔ یہ صرف اس کے دربار عالی کی تعظیم کی خاطر ہے۔ کسی اور وجہ سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر نے جمعہ اور جماعات کے لئے اپنے لباس معطر کئے اور اپنی نماز کے لئے نفیس مہکتے مصلے بچھائے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار خطاب کی تعظیم کے لئے تھا۔ جس کی طرف ایسی حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ تم میں سے کسی کے قبلہ کی سمت میں ہے پس وہ اپنے سامنے نہ تھوکے۔ اور اس خطرہ کے پیش نظر کہ کوئی اپنے پاؤں سے اس مقام کو پامال کرے جس میں حق تبارک وتعالیٰ کے قرب کا وجود متخیل ہے۔ جب وہ اس کی عبادت یوں کرنے لگتا ہے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ پس مصلیٰ بچھانا اس لئے مطلوب ہے تاکہ چلنے والا جب اسے بچھا ہوا پائے تو اس پر پاؤں رکھنے سے بچے۔ پس تو اسے سمجھ لے ہدایت پائے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ طبعی لذتوں کے وقت حضور مع اللہ تعالیٰ

میں میوے اور مٹھائی کھانے اور علاوہ ازیں نکاح ولباس کی خواہشات کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت کی حاضری میں ہوتا ہوں۔ پس میں ان میں سے کوئی کام اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل ہو کر نہیں کرتا۔ اسے حضوری اور اچھی نیت کے ساتھ کرتا ہوں جیسے نفس کے میلان کے ساتھ اس کی مداوات کی نیت کے ساتھ تاکہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کی جو طاعت چاہتا ہوں اس میں میری موافقت کرے۔

کیونکہ اس کی زبان حال اپنے ساتھی سے کہتی ہے کہ میری بعض اغراض میں میرے ساتھ ہو جا ورنہ میں تجھے پچھاڑ دوں گا۔ اور یہ نادر عادت ہے۔ بہت کم ہے کہ آج لوگوں میں پائی جائے۔ بلکہ جب ان میں سے کوئی شہوت دیکھتا ہے تو اس کا قلب اس کی طرف کھنچتا ہے اور اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ اور اسی بناء پر شرع نے دوران نماز کھانے سے روکا ہے۔ کیونکہ کھانے کی خواہش اور اس کی لذت اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ سے پھیر دیتی ہے۔ پس وہ اس کی طرف کامل توجہ نہیں کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ ہم نے جو ادب اور حضوری ذکر کی اس کے مدعی کا اللہ تعالیٰ سے حجاب کم ہو جاتا ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اس پر پابندی کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ یتیم کے احترام اور نگہبانی میں فراوانی

میں یتیم کے والد کے فوت ہونے کے بعد اس کا احترام اور نگہبانی زیادہ کرتا ہوں بہ نسبت اس کے جو کہ اس کے والد کی خاطر کرتا تھا۔ اسی طرح اس عورت کی طرف دیکھنے سے نظر زیادہ جھکاتا ہوں جس سے اس کا شوہر غائب ہے بہ نسبت اس کے جس کا شوہر حاضر ہو۔ خصوصاً جب کہ اس کا شوہر مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کا مجاور ہو۔ یا سید ہو۔ یا عورت سیدہ ہو یا اولیاء کی اولاد سے ہو۔ پس میں اس کی طرف سے آنکھ جھکانے میں اضافہ کرتا ہوں بہ نسبت اس کے جس کا شوہر مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کی بجائے کہیں اور سمت سفر پر گیا ہوا ہو۔ کیونکہ اس کا شوہر دربار الوہیت میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فروکش ہوتا ہے۔ اور سیدزادی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے۔ اور ولی کی بیٹی اس کے ساتھ ملحق ہے۔ تو جو اس کی یا اولیاء کی حرمت کے درپے ہوا تو وہ اللہ عزوجل کی سزاؤں کے درپے ہوا۔ اور یہ ایک کمیاب عادت ہے۔ میرے ہم زمانہ لوگوں میں سے میں نے کسی کو اس کا پابند نہیں دیکھا۔

مذکورہ بالا احترام کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ بندے پر ہر اس شخص کی تعظیم وتکریم زیادہ تاکیدی ہے جو کہ محض حق جل وعلا کی کفالت میں ہو اس کی تعظیم کی بہ نسبت جو کہ حق تبارک وتعالیٰ کی خلق کی عادی تعظیم کے ساتھ مخلوط ہو۔ پس تعظیم کے اضافے کے ساتھ حق جل وعلا کی تمیز کے بغیر چارہ نہیں۔ اور جس شخص نے یتیم کی نگہداشت کی یا جس عورت کا شوہر غائب ہو اس سے نگاہ جھکائی صرف اس کی مثل جس کا والد حیات ہے یا شوہر حاضر ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے خلق کے مابین تعظیم میں برابری کی اور بے ادبی کا مرتکب ہوا۔ اور مجھ سے ایسا واقعہ سرزد ہوا کہ میں نے اپنی لونڈی دام السرور کا چہرہ دیکھنے سے اس کے شوہر کے غائب ہونے کی حالت میں اس کی حاضری کے وقت کی طرح آنکھ جھکانے میں برابری کی۔ چنانچہ میں نے اس کے سفر کے وقت نگاہ جھکانے میں اضافہ نہ کیا تو مجھے خواب میں اس پر عتاب کیا گیا۔ اور مجھے کہا گیا کہ اس کے شوہر کی حاضری کے وقت کی بہ نسبت زیادہ نظر جھکا کر حق تعالیٰ کی تمیز کر۔ پس میں نے عرض کی: سرتسلیم خم ہے۔ تو جس نے نگاہ جھکانے میں اضافہ نہ کیا اسے عتاب کیا گیا تو اس کا انجام کیسا ہوگا جو کہ اپنے پڑوسی کی بیوی میں خیانت کرے اور اس میں فسق کا ارتکاب کرے اور چور کی طرح دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ میرے متعلق امراء وغیرہم کی کثرت عقیدت سے نفرت

میں اپنے بارے میں امراء وغیرہم میں سے کسی کی کثرت عقیدت سے نفرت کرتا ہوں۔ اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ کسی نے امیر کے

پاس میری تعریف کی حتیٰ کہ اس نے میرے سب ساتھیوں سے مجھے بالاتر قرار دیا تو میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توجہ کرتا ہوں کہ میرے لئے دشمنوں میں سے کسی کو تحریک دے جو کہ اس کے پاس میری تنقیص کرے یا اللہ تبارکُ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کے باطن کو میرے متعلق عقیدت سے پھیر دے حتیٰ کہ وہ کسی درجہ سے بھی میری طرف توجہ کرنے والا نہ رہے۔اور یہ اپنے کے لئے باب رحمت کھولنے کے لئے ہے اور اپنے بھائیوں میں سے کسی کی تنقیص کا دروازہ بند کرنے کے لئے جس پر اس امیر کے ہاں میری بالاتری ظاہر کی جائے۔اور میں نے اپنے معاصرین میں سے کسی کو اس عادت پر عمل کرنے والا نہیں پایا۔پس اس پر کاربند ہو جا۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-صدر نشینی کی دعوت قبول نہ کرنا

میں اس کی دعوت قبول نہیں کرتا جو مجھے استسقاء اور دفع بلاء کی نماز کے لئے صدر ہونے کی دعوت دے۔کیونکہ اس میں معاصر حاسدین کے نفس کو تحریک دینا ہے۔ایک دفعہ قاصد بھیج کر بادشاہ محمد نے ۹۶۱ھ میں مجھے بلایا کہ علماء کے ساتھ جبل مقطم پر چڑھ کر وباء و بلایا کے دفعیہ کے لئے دعا کریں اس شرط کے ساتھ کہ میں دعا کروں گا اور لوگ آمین کہیں گے۔لیکن میں نے اس کی دعوت قبول نہ کی مگر صرف حاضری کی اس خوف کے پیش نظر کہ لوگوں میں سے کسی کا نفس میرے خلاف متحرک ہو۔اور اس کے باوجود اے بھائی! مت پوچھ کہ باشاہ کے اس قول سے کہ دعا صرف فلاں (شعرانی) ہی کرے گا میرے متعلق باشاہ کے پاس کس قدر میری غیبت اور تنقیص ہوئی۔ اور وہ لوگ اگر چہ میری تنقیص اور اکابر کو میرے بارے میں عقیدت سے نفرت دلانے میں سچے تھے۔لیکن ہر کوئی ایسا تحمل نہیں رکھتا۔اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات میں سے یہ ہے کہ جو شخص حکام کو مجھ سے متنفر کرے میں اس کے ساتھ اس شخص کی بہ نسبت زیادہ محبت کرتا ہوں جو انہیں میری محبت کی ترغیب دے۔اور یہ ایک نادر عادت ہے۔قریب نہیں کہ میرے معاصرین میں سے کسی میں پائی جائے۔اور میں نے اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا جس نے باشاہ محمد کی میرے بارے میں عقیدت کو متغیر کر دیا۔پس اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اسے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔کیونکہ اس نے بندوں کے درمیان میری ستر پوشی کی۔پس اسے سمجھ لے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے مشائخ کا ادب

اپنے شیخ، الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے شیخ، الشیخ نورالدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب میں میں ہمیشہ ان کی معیت میں بیدار رہتا ہوں۔مجھے یاد نہیں کہ میں کسی ایسے وقت میں سویا ہوں جس میں ان دونوں میں سے کوئی بیدار ہو اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے حضور ہمیشہ بیداری کا وسیلہ ہے۔اور اپنے شیخ کے حضور جس کی بیداری کا مقام محکم نہ ہو اس کے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بیداری کا مقام صحیح نہیں ہوتا۔اور مرید پر قبیح ہے کہ سوئے حالانکہ اس کا شیخ لیلۃ الجمعہ یا علاوہ ازیں کسی رات میں اللہ عزوجل کے حضور بیٹھا ہو۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دعوائے محبت میں اس کے جھوٹا ہونے کی علامت ہے چہ جائیکہ شیخ سے محبت ہو۔کیونکہ اگر اسے شیخ سے محبت ہوتی تو اس کے ساتھ خلوت کے اوقات کو غنیمت سمجھتا۔جس طرح کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت کرتا جو صوفیاء کے مابین معروف ہے تو اسے نیند نہ آتی مگر جبکہ اسے کئی مرتبہ پچھاڑ دے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! وہ جھوٹ بولتا ہے جس نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور جب رات کی تاریکی پھیل جائے تو مجھ سے سو رہے۔ انتہی۔ پس حق تبارک وتعالیٰ نے دعوائے محبت میں اس کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی جو کہ اختیار کے ساتھ رات میں سو رہے۔

اور داؤد علیہ السلام کی زبور میں ہے: اے داؤد! میں نے دن معاش کے لئے بنایا ہے اور رات میرے ساتھ بیداری کے لئے بنائی ہے۔ پس (اے لوگو!) تم دن میں مجھ سے مشغول رہے۔ اور رات میں میری ہم نشینی سے سوئے رہے پس نہ تم دن میں میرے ساتھ ہو اور نہ رات میں۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر کاربند ہو جا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- کسی امیر کبیر کے آنے پر نظام طریقت کا اظہار نہ کرنا

جب میرے پاس کوئی اہل کار یا عہدے دار آئے تو میں نظام طریقت کا اظہار نہیں کرتا۔ چنانچہ میں مداح کو جو کہ فقراء کے لئے اشعار پڑھتا ہے نہیں کہتا کہ اس امیر کی موجودگی میں ہمیں کچھ سناؤ مگر اچھی نیت کے ساتھ۔ اور مجلس ذکر اور قرأت ورد والوں کے منتشر ہونے کے بعد اگر امیر داخل ہو تو نہ اسے ہی کہتا ہوں مثلاً یہ کہ پاک ہے وہ جس نے فقراء کو ان کی مجالس ذکر میں یہاں دنیا میں جنتی نعمتیں عطا فرمائیں اور آج فقراء پر عام رحمت نازل ہوئی۔ اور بڑی روحانی مدد حاصل ہوئی۔ میری آرزو تھی کہ آپ ان کے منتشر ہونے سے پہلے آتے تا کہ آپ کو رحمت حاصل ہوتی۔ اور کئی دفعہ امیر کے لئے شیخ خانقاہ کی طرف سے ایسی بات ریاکاری کے طور پر ہوتی ہے۔ کہ امیر کے بارے میں اسے گمان ہوتا ہے کہ اس نے اسے قلیل الذکر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلیل مشغولیت والا گمان کیا ہے جب کہ اسے بیٹھا دیکھا کہ اس کے پاس فقراء میں نہ کوئی ذکر۔ اور اس انجمن میں شعبدہ بازی سے شیخ بننے والے کئی لوگ اس وقت کرتے ہیں جب امراء ان کی زیارت کو آئیں۔ اور اگر وہ سچے ہوتے تو امیر کے لئے ایسی بات کا ذکر نہ کرتے۔ کیونکہ وہ ان کا مرید نہیں اور نہ ہی اس نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا آپ نے آج اپنا ورد پڑھ لیا ہے۔ اور نہ یہ کہا کہ ہمیں قوم صوفیاء اور فقراء کا کوئی کلام سناؤ۔ تو اس شیخ کو کس امر نے مجبور کیا ہے کہ ایسی باتیں کرے پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- تنگی ترشی میں ہر کسی کے ساتھ شریک ہونا

میں ہر اس شخص کے ساتھ اس کی تمام مصائب اور آزمائشوں میں شریک ہوتا ہوں جس کے متعلق مجھے خبر پہنچے کہ وہ تنگی میں ہے۔ خصوصاً سلطان اعظم کے ساتھ۔ چنانچہ میں اس کے بیمار ہونے کی وجہ سے کئی مرتبہ بیمار ہوا۔ اور وہ میرے پاس آیا۔ اور میرے احسان کا شکر گزار ہوا۔ اور اس پر اہل کشف مطلع ہوئے۔ اور اپنے درمیان گفتگو کرنے لگے کہ اگر میں نے سلطان سے اس کے پاؤں کے درد کا تحمل نہ کیا ہوتا جبکہ اس نے روافض کی جنگ کے لئے سفر کیا تو اسے خیر حاصل نہ ہوتی۔ اور یہ اپنے امام کے ساتھ میرے رابطے کی صحت کی علامات میں سے ہے۔

اور میرے لئے ایسا واقعہ بھی رونما ہوتا ہے کہ جب ہمارے ہاں کوئی عورت درد زہ میں مبتلا ہو تو خبر ملنے پر میں اس کے درد کی مثل خود کو مبتلائے تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ اور اسی طرح جب مجھے خبر ملے کہ کسی کو حاکم کے ہاں سزا دی جا رہی ہے تو کوڑے۔ ہتھوڑے سر کا جکڑا جانا۔ اپنے سر پر آگ سے دہکایا ہوا خود رکھنا محسوس کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے سر کا مغز اپنے کان کی سمت سے بہتا ہوا محسوس کرتا

ہوں۔ پس اپنا ہاتھ رکھ کر اس پر پھیرتا ہوں کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ باہر بہہ نکلا ہے۔ اور فقراء میں اس امر کا وقوع نادر ہے۔ یہ حال صرف وہی پہچانتا ہے جس نے اسے چکھا ہو۔ اور یہ سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وراثت پائی۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ایسا مقام حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم کو حاصل تھا۔ چنانچہ اس مقام والے پر سورج طلوع ہوتا ہے نہ غروب مگر اس کا بدن یوں پگھلتا ہے گویا اس نے ایک رطل زہر پی رکھا ہو۔ (ایرانی وزن کے مطابق رطل ایک سو مثقال کے برابر اور ایک مثقال ۲۴ نخود کے برابر ہوتا ہے) واللہ بعض اوقات میں محسوس کرتا ہوں کہ چوٹی سے لے کر قدم تک میرا سارا بدن چھالے کی طرح ہے جو کہ ابھی پھٹنا چاہتا ہے۔ اور میں نے ایک دفعہ اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے مجھے فرمایا: واللہ مجھے دس سال ہو چکے ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا بدن تانبے کے برتن میں ہے جو کہ پانی کے بغیر آگ پر ہے۔ اور میرا گوشت اور تیل آگ پر قطروں کی صورت میں گر رہا ہے۔ اور میں صبر کئے ہوئے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے ہے؟ تو فرمایا: کہ لوگوں کے اپنی سختیوں میں میری طرف کثرت سے متوجہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ انتہی۔

اس مقام والے کی علامت

پس معلوم ہوا کہ اس مقام والا ہر وقت اختلاف طبقات کے مطابق موجودات میں تکالیف کے مسلسل پائے جانے کی وجہ سے بیمار رہتا ہے۔ پس اسے صرف اسی وقت راحت ملتی ہے جس سوقت کوئی دکھ تکلیف والا اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور اسے یہ خبر نہ پہنچے کہ فلاں مبتلائے مصیبت وعذاب ہے۔ اس پر اس مصیبت میں اس کی موافقت متعین ہو جاتی ہے۔ دنیا میں راحت سے اس کا یہی حصہ ہے۔ اور اس مقام والے کی سب سے بڑی علامت اس کے سر میں شدید درد کا پایا جانا ہے۔ حتیٰ کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی شدید طاقت ور آدمی دن رات اس کے سر پر ہتھوڑے سے ضربیں لگا رہا ہے۔ یا اس کا سر دو پتھروں کے درمیان پسا جا رہا ہے۔ پس وہ موت کی تمنا کرتا ہے مگر قبول نہیں ہوتی۔

مقام مشارکت کی دلیل

اور اس کے دلائل میں سے وہ حدیث پاک ہے جسے طبرانی وغیرہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو مسلمانوں کے امر کی وجہ سے غمگین نہیں ہوتا وہ ان میں سے نہیں۔ ترمذی وغیرہ سے مرفوعاً مروی حدیث پاک کہ باہمی محبت اور مہربانی میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے جب اس کا ایک عضو بیمار ہو تو اس کی وجہ سے سارا جسم بخار اور بے خوابی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور جن کے متعلق ہمیں روایت پہنچی کہ جب مسلمانوں پر کوئی آزمائش یا تکلیف وارد ہوتی تو اس کی وجہ سے کئی روز بیمار رہے وہ سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ بیمار پڑ جاتے ان کی مریضوں کی طرح عیادت کی جاتی۔ پس جب وہ تکلیف اور مصیبت مسلمانوں سے اٹھ جاتی تو اسی وقت انہیں مرض سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا۔ حتیٰ کہ گویا انہیں کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ اور میرے لئے بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ کئی دفعہ میرے پاس طبیب لے آتے ہیں جو میرے لئے دوا تجویز کرتا

ہے۔گھڑی بھر وہ میرے پاس بیٹھا رہتا ہے پس مجھے مرض سے شفا حاصل ہو جاتی ہے گویا میں مریض نہیں تھا۔تو طبیب اس سے بہت تعجب کرتا ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی اسے فرماتے رات دن استغفار کی کثرت کر۔اور فرماتے کہ مصیبت دور کرنے کے لئے کثرت استغفار سے زیادہ تیز کوئی چیز نہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (الانفال آیت ۳۳) اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا نہیں حالانکہ وہ استغفار کر رہے ہوں) نیز فرمایا کہ اب میرے نزدیک غلبہ تکلیف دور کرنے والا کم از کم استغفار ایک ہزار مرتبہ صبح اور ایک ہزار مرتبہ شام کے وقت ہے۔اور میں نے کئی بار آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں پر نزول بلاء کے ایام میں جو ہنسے یا اپنی بیوی کے قریب جائے یا معطر لباس پہنے یا سیر گاہوں کی طرف جائے وہ اور جانور برابر ہیں۔انتہی۔اور آج کے دور کے لوگوں کی حالت اس حکایت کی مثل ہے کہ ایک شخص کا گزر دوسرے شخص کے پاس سے ہوا جس کی دبر سے چمڑا باہر لٹک رہا تھا تو اس سے کہنے لگا کہ یہ ٹکڑا مجھے دے دو میں اپنی بلی کو کھلا دوں کیونکہ وہ بھوکی ہے۔اور میری عمر کی قسم ایسے آدمی کے ہاں اپنے بھائی کے غم کے تحمل کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔اور اس کتاب کے کئی مقامات میں اس کی وضاحت آئے گی۔انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔اسے جان لے اور اس کی طرف رجوع کر۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اصحاب النوبۃ سے موافقت

میں روئے زمین میں موجود اصحاب نوبۃ (ابدال جو روئے زمین کے انتظام کے سلسلے میں من جانب اللہ مقرر ہیں) کے لئے ان کے علاقوں یعنی صحراؤں۔بیابانوں۔شہروں۔دریاؤں۔بستیوں اور پہاڑوں کی حفاظت میں ان کی موافقت کرتا ہوں۔پس میں اپنے قلب کے ساتھ روئے زمین پر تقریباً تین درجوں میں چکر لگاتا ہوں۔

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ قلب کا حکم گول شیشے کا سا ہے جو کہ آسمان اور زمین کے مابین معلق ہے۔پس اس میں تمام علویات اور سفلیات نقش ہو جاتے ہیں۔اور قلبی آنکھ ان سب کا تفصیل کے ساتھ ادراک کرنے لگی ہے۔پس مدار آنکھ کے دائرے کی قوت گنجائش پر ہے۔اور کچھ نہیں۔اور اے بھائی! اگر تو اس میں شک کرے تو اس کا امتحان چھوٹے سے شیشے کے ساتھ کر لے جسے تو اونچے مینار پر رکھتا ہے۔تو جب تو اسے پورے مصر کے مقابلے میں کرتا ہے تو سارے کا سارا مصر اس چھوٹے سے شیشے میں منقش پاتا ہے۔پس اے بھائی! اگر تو اس خلق پر عمل کرنا چاہے تو اپنے قلب کو زنگ اور غبار سے صاف کرنے کا عمل کر پس تو ایک ساعت میں روئے زمین کا چکر لگا لے گا۔

روئے زمین پر گردش کے اوقات

اور میرے لئے ایسا واقعہ گزرا کہ بلادِ حبشہ کا ایک شخص ہمارے پاس مصر میں مسلمان ہوا۔پس میں نے اس سے اس کے شہر اور اس بڑے گرجا کے متعلق سوال کیا جو کہ اس کے گھر کے کوچہ کے آخر میں واقع ہے۔اور بیری کے درخت کے متعلق پوچھا جو اس کے پڑوسی کے گھر میں ہے۔پس اس نے اس پر میری تصدیق کی۔پھر حاضرین سے کہنے لگا کہ یہ مرد صالح ہے۔کیونکہ مجھے اس کے شہر پر اور اس کے پڑوسی کے گھر پر اطلاع ہے۔حالانکہ میں اپنے جسم کے ساتھ کبھی وہاں نہیں گیا۔میں نے تو صرف اسے اپنے قلب کے ساتھ دیکھا تھا اور ایسا ہی واقعہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کے مزار شریف کے خادم کے ساتھ اس وقت پیش آیا جب وہ مصر میں ہمارے

پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ لیموں کے اس درخت کا کیا بنا جو کہ سیدنا لوط علیہ السلام کے مقام کے بالمقابل لگایا گیا ہے؟ کہنے لگا: وہ موجود ہے اس سے کچھ بھی کاٹا نہیں گیا۔ باوجودیکہ میں نے اسے صرف اپنے قلب کے ساتھ دیکھا تھا۔

سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام

اور سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ قلب جب دنیا کی محبت اور اس کی شہوات سے پاک صاف ہو جاتا ہے تو شیشے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے صاحب کو لوگوں کے احوال گزشتہ و آئندہ کی خبر دیتا ہے اور جب فقیر کا قلب زنگ آلود ہو جاتا ہے تو اس سے بیہودہ باتیں کہتا ہے جن کی موجودگی سے آدمی کی دانائی اور اس کی عقل غائب ہو جاتی ہے۔ انتہی۔

امام شعرانی کی مصر اور روئے زمین پر ہر رات گردش کی صورت

اور مصر پر اور روئے زمین پر ہر رات میری گردش کی صورت یہ ہے کہ میں اپنی انگلی کے ساتھ تمام شہروں۔ بستیوں۔ صحراؤں اور دریاؤں کی طرف اشارہ کرتا ہوں اور کہتا ہوں اللہ اللہ اللہ۔ پس قدیم مصر سے ابتداء کرتا ہوں۔ پھر قاہرہ۔ پھر اس کے دیہات یہاں تک کہ غزہ کے شہر تک پہنچ جاتا ہوں۔ پھر قدس تک۔ پھر شام تک۔ پھر حلب۔ پھر بلاد عجم۔ پھر بلاد ترکیہ پھر بلاد روم تک۔ پھر بحر محیط سے گزر کر بلاد مغرب کی طرف۔ ان کے ایک ایک شہر کا چکر لگاتا ہوں۔ حتیٰ کہ اسکندریہ تک پہنچ جاتا ہوں۔ پھر وہاں سے دمیاط کا رخ کرتا ہوں۔ پھر وہاں سے صعید کے آخر تک۔ پھر عبید کے انتہائی شہروں تک پھر بلاد رجراج تک اور یہ میرے پانچویں جد کے علاقے ہیں۔ پھر بلاد تکرور اور بلاد سکوت تک۔ اور وہاں سے بلاد نجاشی تک۔ پھر حبشہ کے آخری شہروں تک۔ اور یہ دس سال کا سفر ہے۔ پھر وہاں سے بلاد ہند۔ پھر بلاد سند۔ پھر چین کے شہروں تک۔ پھر بلاد یمن کی طرف لوٹتا ہوں۔ پھر مکہ معظمہ تک۔ پھر باب المعلی سے درب حجازی کی طرف۔ پھر بدر۔ پھر صفراء تک پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ عالیہ تک پہنچتا ہوں۔ پس فصیل کے دروازے کے پاس آپ سے اجازت طلب کرتا ہوں۔ پھر داخل ہوتا ہوں حتیٰ کہ آپ کے حضور کھڑا ہو کر آپ پر صلوۃ و سلام پڑھتا ہوں۔ اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام کہتا ہوں۔ اور بقیع والوں کی زیارت کرتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين (الصافات آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲) پاک ہے آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور سب رسولوں پر سلام ہو۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے)

اور میں مصر میں اپنے گھر کی طرف نہیں لوٹتا مگر تھکاوٹ کی شدت سے ہانپ رہا ہوتا ہوں گویا میں بہت بڑا پہاڑ اٹھائے ہوئے تھا۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ ایسا چکر لگانے میں کسی نے مجھ سے سبقت کی ہو۔ اور میرے لئے اس مقام کے حصول کا آغاز ۹۳۳ھ میں ہوا۔ پس میں نے اپنے آپ کو ایک اڑنے والے ہودج میں دیکھا۔ اس نے مجھے ایک لحظہ میں روئے زمین پر گھمایا اور اس نے مجھے مشائخ کے مزارات پر سے گھمایا مگر سیدی احمد البدوی اور سیدی ابراہیم الدموتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات کی دہلیزوں کی طرف نیچے اتر کر ہر ایک کی قبر کے نیچے سے گزارا۔ اور میں ابھی تک ان دونوں مشائخ میں تخصیص کی حکمت نہیں پہچان سکا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے ہمیں نفع پہنچائے۔ والحمد لله رب العالمين۔

(اقول و باللہ التوفیق۔ مذکورہ بالا گردش سے واضح ہوا کہ کائنات کی وسعتیں مقربین کے پیش نظر اور زیر بصر ہیں۔ اپنے مصقل اور

شفاف قلوب میں سب کچھ منقش دیکھتے ہیں۔ چنانچہ برکات روحانی اردو ترجمہ طبقات امام شعرانی کے صف ۳۸۸ پر شیخ داؤد الکبیر بن ماخلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول درج ہے ''جب عارف اپنی بصیرت کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو دنیا اس کے شیشے میں غائب ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی بصیرت کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے۔ غور کیجئے کہ جس ذات پاک نے بچشم سر ذات حق جل وعلا کی زیارت کی ہو کائنات کی کون سی چیز اس سے مخفی ہوگی۔ اسی لئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز بارگاہ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(محمد محفوظ الحق غفرلہ)

احسان خداوندی - اصحاب نوبۃ سے سفر و حضر میں اذن طلب کرنا

میں جب بھی اپنے گھر یا شہر سے نکلتا ہوں یا داخل ہوتا ہوں تو اصحاب نوبۃ سے اذن طلب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں بہرہ ور فرمائے۔ اور یہ اس لئے تاکہ میں ان کے زیر نظر رہوں حتیٰ کہ سلامتی کے ساتھ واپسی آؤں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی طرح میں قلعہ میں نہیں جاتا یا کسی سفارش میں حاکم کے گھر نہیں جاتا حتیٰ کہ قلعہ یا اس حاکم کی پہلی دہلیز کے قریب پوری توجہ سے کہتا ہوں: دستور یا اصحاب النوبۃ۔ میری پیشانی آج آپ کے نعلین کے نیچے ہے۔ پس اس حاکم یا اس قاضی یا اس ظالم کے پاس میری نگہبانی کریں۔ پس میں بحمد اللہ تعالیٰ اس کے پاس سے مدد یافتہ اور مکرم و محترم باہر آتا ہوں۔ جس طرح کہ باشاہ کے ساتھ مجھے معاملہ پیش آیا جس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ اللھم۔ مگر یہ کہ معاذ اللہ میں باطل پر ہوں کیونکہ اصحاب النوبۃ میری موافقت نہیں کرتے۔ پس اگر اصحاب نوبۃ سے مدد طلب کرے تو چاہئے کہ صاحب حاجت اپنی چھان پھٹک کرے۔

اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے آج کے دور کے کم فقراء اس پر متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ میں نے ان میں سے بعض کو اصحاب النوبۃ کا سرے سے انکار کرتے دیکھا۔ اور یہ امر اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دائرہ ولایت میں کبھی داخل ہوا ہی نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس میں داخل ہوا ہوتا تو ان کے طبقات کے اختلاف کے مطابق انہیں پہچانتا۔ جس طرح کہ سلطان کی جماعت کے لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض گمان کرتا ہے کہ اصحاب النوبۃ وہ اولیاء ہیں جو کہ مریدین کی تربیت کے لئے خلوت گزیں ہیں۔ اور یہ بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کے سلوک کرانے والا ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کے ہاتھ میں تصرف بھی ہو۔ جیسے کہ اسے ہر وہ شخص جانتا ہے جسے اہل طریق کے ساتھ کچھ نشست و برخاست ہو۔

تصرف سے وابستہ اکابر کا تذکرہ

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مصر اور اس کے دیہات کا تین چوتھائی تصرف تھا۔ اور بعض اوقات باقی ایک چوتھائی کے ارباب تصرف کی طرف حاجات بھیج دیتے۔ اور آپ اکثر شیخ محیسن مجذوب کی طرف حاجتیں بھیجتے کیونکہ وہ مصر میں باقی ایک چوتھائی کے اصحاب تصرف میں سے تھے۔ اور بحر ہند کا ایک تاجر سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ کی توجہ حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لئے آپ سے سوال کرنے آیا کہ آپ بحر ہند میں اس کے بیڑے کی حفاظت فرمائیں تو آپ نے اس سے فرمایا

کہ شیخ محیسن کے پاس جاؤ کیونکہ بحر ہند کی گہرائی کے مالک وہ ہیں۔اور انہیں کچھ نذر پیش کرنا۔اگر قبول کرلیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ذمہ داری میں داخل ہوگئے۔اور اگر اسے رد کردیں تو اپنے بیڑے کا مال اللہ تعالیٰ کے ہاں خیرات کر۔چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے نذر قبول کرلی اور اس سال اس کا بیڑا اسلامتی کے ساتھ رہا۔اور اس وقت شیخ محیسن رمیلہ مصر میں بیٹھے تھے۔

اور میں نے ایک دفعہ مصر میں اپنے مشائخ میں سے بعض کو دیکھا کہ شیخ برکات الخیاط کی دکان کی طرف گئے۔اور وہ اصحاب النوبۃ میں سے تھے۔پس آپ نے ان کی غیر موجودگی میں ان کی دکان پر ایک پتھر رکھ دیا۔جب شیخ برکات آئے تو پتھر پہچان گئے اور اسے بھی جو کہ لایا اور حاجت بھی۔اور اسے پورا کردیا۔اور معاملہ یہ تھا کہ جب ابن عثمان مصر میں داخل ہوا تو ایک شخص کو اصطبول سرکن کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا وہ شیخ مذکور کا بہت محسن تھا۔پس شیخ نے اصحاب النوبہ کے ساتھ ادب ملحوظ رکھا اور اس حاجت روائی میں ان سے سوال کیا۔اور اگر آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کی وساطت کے بغیر سوال کرتے تو آپ کی صلاحیت اور ولایت کی وجہ سے قبولیت ہو جاتی۔

پھر ولی کبیر کے اصحاب النوبہ میں سے کسی سے مشاورت کرنے سے نقص لازم نہیں آتا۔نیز کاملین کا مقام دنیا وآخرت میں تصرف کرنے میں نگہبان کی مشارکت سے منزہ ہے۔بخلاف ارباب احوال کے۔پس کامل شیخ الاسلام کی طرح ہے جبکہ صاحب حال شہر کے نگہبان کی طرح۔لیکن اہل ادب ایسے ہی ہیں۔

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی مثلاً مصر سے ریف کی طرف سفر کے بارے میں مشورہ طلب کرتا تو آپ اس سے فرماتے کہ جب تو شہر کی فصیل سے یا اس کی آبادی سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے قلب کے ساتھ کہہ: دستور یا اصحاب النوبہ! مجھے میری واپسی تک اپنے زیر نظر رکھیں۔پھر جب تو لوٹے تو داخل ہونے کے متعلق بھی ان سے اذن طلب کر کیونکہ یہ حضرات اس سے محبت کرتے ہیں جو ان کے ساتھ ادب تھامے رکھے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان قلبی حالات کا عرفان عطا فرمایا ہے جو کہ ان کے علاقے کے لوگوں کے قلوب پر گزرتے ہیں۔چہ جائیکہ ان کے اعمال اور معصیتوں کی ان کے اندرون خانہ ہوتے ہوئے معرفت۔اور ہر لغزش پر جو ان کے علاقوں میں رونما ہوتی ہے سزا دیتے ہیں کیونکہ ان کی کمان فاسقوں پر۔اور اللہ تعالیٰ کے ادب سے غافل فقراء پر کھنچی ہوئی ہے۔اور میں نے کئی مرتبہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کوئی بھی بازار کی طرف نہ نکلے مگر پاکیزگی پر کیونکہ اصحاب النوبۃ اسے پسند کرتے ہیں جو کہ ان کے حلقے میں پاکیزگی کا خیال رکھے۔

اور شیخ کی گفتگو کی تصدیق کے طور پر میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا کہ مصر قدیم میں شون سلطان کے نواح میں میری ہوا خارج ہوئی اور ایک گندمی رنگ کا آدمی اپنی دکان میں بیٹھا کام کررہا تھا۔اس نے میری طرف سر اٹھایا اور کہا: ہمیں تیری ضرورت تھی۔میرے حلقے اور محلے میں اپنی ہوا روک لے۔پس مجھے پتہ چلا کہ یہ اصحاب النوبۃ سے ہے۔اور اسی طرح میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں دو محلات کے درمیان سڑک پر زرگروں کے بازار کے سامنے سے گزر رہا تھا جبکہ میں غافل تھا۔اسی دوران میں نے محسوس کیا کہ میرا ہر رونگٹا کھڑا ہوگیا اور میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے بہت بڑا اگرمچھ ہے۔مجھے نگلنا چاہتا ہے۔میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک شخص جس کے بال غبار آلود آنکھیں سرخ ہیں۔قریب ہے کہ اس کا منہ میرے کندھے تک پہنچ جائے۔مجھے کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے غافل ہوکر میرے حلقے میں

دوبارہ نہ چلنا۔ تیری خیر نہیں ہوگی۔ پس اس دن سے مجھے یاد نہیں کہ میں اس حلقے میں کبھی غافل ہو کر گزرا ہوں۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اصحاب التوبۃ کے تصرف سے میری حفاظت

اس دور میں اصحاب النوبۃ کے مجھ میں مرض یا حال کے سلب وغیرہما کے ساتھ تصرف سے میں محفوظ ہوں باوجودیکہ میں حکام کے پاس سفارشات کی کثرت کے ساتھ ان سے مزاحمت کرتا ہوں اور وہ اس سے کثرت سے معارضہ کرتے ہیں جو حکام کے ہاں ان کے واسطے کے بغیر سفارش کرے اور باوجودیکہ ان کی نظر مجھ سے زیادہ کامل ہے۔ پس وہ حکام کے ہاں میرے سفارش کرنے پر مجھ سے نرمی کرتے رہے حالانکہ میں ان سے غافل ہوں یا اذن میں انہیں سب کو شامل نہیں کرتا۔ کیونکہ جو اذن طلب کرنے میں ان سب کو شامل نہیں کرتا تو بعض اوقات اس کے بارے میں وہ دو فریق بن جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک فریق اس سے معاوضہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اسے وہ سختیاں اور پریشانیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں جن کی تعبیر نہیں کی جاسکتی۔ اور فقراء و علماء میں سے کم ہی کوئی ان کی ناراضگی سے بچتا ہے۔ پھر جسے یہ زخمی کر دیں تو اس کا زخم اس کے مرنے کے بعد ہی ختم ہوتا ہے۔

اور ایک مرتبہ شیخ علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر حاتم الحمزاوی کے پاس مصر کے اس تہائی حصہ کے اصحاب النوبۃ سے اجازت لئے بغیر جس میں آپ کا تصرف نہیں تھا سفارش کی۔ پس ایک انسان نے خنجر کے ساتھ زخم لگا دیا۔ جو کہ باقی رہا حتیٰ کہ بیس دن کے بعد آپ فوت ہو گئے اور آپ ضرب کی حرارت سے ہائے ہائے کہہ رہے تھے۔

اصحاب النوبۃ سے متعلق شعرانی کے چند واقعات

اور قوم صوفیہ کے طریق میں میرے داخل ہونے کے اوائل میں مجھے اصحاب النوبۃ کی معیت میں کئی واقعات پیش آئے۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا۔ لیکن بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ آج وہ سب مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور میں ان سے کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے نفرت کرتا ہو۔ اور اسی لئے میں نے خانقاہ میں اسباع و کرسی وغیرہ کی قرأت میں ان کے لئے اپنے پاس دعا مرتب کی ہے۔

میرے ساتھ ان کے گزشتہ واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں سے تین نے مجھ سے معارضہ کیا۔ چنانچہ نو دن اور رات میں نے کچھ کھایا نہ پیا۔ سویا نہ زمین پر پہلو لگایا۔ حتیٰ کہ میرا سارا بدن یوں ہو گیا جیسے چھالا ہو جو کہ پھٹنے کے قریب ہو۔ پھر باب زویلہ العربان میں شیخ محمد البھوتی کے ہاتھوں میری مشکل حل ہوئی۔ اور آپ نے میرے چچازاد عبدالسلام سے فرمایا: انہوں نے عبدالوہاب کا مقدمہ تیس نفوس پر پیش کیا لیکن انہوں نے اسے حل کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسے حل کرتا ہوں۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ جنہوں نے مجھ سے معارضہ کیا تین عجمی ہیں۔ دو محلات کے مابین سڑک مدرسہ برقوقیہ کے نیچے بیٹھتے تھے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: آج رات حصا البان کی دھونی سلگانا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ آج رات نیند آ جائے گی۔ اور عارضہ ہلکا ہو جائے گا۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ اور وہی ہوا جو آپ نے کہا تھا۔

اور مجھ سے تحمل نہ کرنے والوں میں سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور آپ نے میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: عبدالوہاب کو جو کچھ درپیش ہے اس میں سے کسی چیز کے تحمل سے پرہیز کر۔ اور اسے پڑا رہنے دے کہ آئندہ تکلیف

کے تحمل کی عادت ہو۔ رہے شیخ شعبان مجذوب اور شیخ محمد جوہری جو کہ ننگے سر رہتے ہیں تو یہ دونوں گھر آئے اور مجھے صبر کا حکم دیا۔ اور شیخ شعبان نے میرے لئے دیوار میں چھری کے ساتھ لکھا کہ اللہ عزوجل تورات میں فرماتا ہے: اے میرے بندے! میری طرف سے تجھ پر جو کچھ وارد ہوا سے برداشت کر اور صبر کر۔ اور شیخ محمد جوہری نے مجھے فرمایا: پاک ہے وہ اپنے بیٹے! جس نے تجھ سے یہ تکلیف اٹھادی۔ وہ تو تجھے قتل کرنے کے درپے تھے لیکن تیری قندیل میں تیل تھا۔ اے بیٹے! آج کل اصحاب النوبہ عجم سے ہیں۔ وہ اسے پسند نہیں کرتے جس کا نام اولادِ عرب سے ہو۔

اور میرے ساتھ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ فقراء میں سے ایک شخص مصر آیا تا کہ وہاں رہائش پذیر ہونے کی نیت سے داخل ہو مگر اصحاب النوبہ نے اسے منع کر دیا۔ پس وہ باب النصر سے باہر جشنک الدوادار کے قبہ کے بالمقابل بیٹھ گیا۔ جو بھی اس کے پاس سے گزرتا اسے کہتا: مجھے مصر میں داخل ہونے سے کیوں روکتے ہیں جبکہ عبدالوہاب کو ٹھہرا ۓ ہوئے ہیں۔ پس لوگ اس کی گفتگو کی خبر دینے لگے۔ چالیس روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر شیخ محمد صوفی نے جو کہ فیوم میں مقیم ہیں فیوم سے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور اسے مارا۔ وہ مر گیا۔ اور آپ نے کہا: میرا مذہب ہے کہ جس نے میرے شاگردوں میں سے کسی کو قتل کیا تو میرے نزدیک اس کا قتل حلال ہے۔

اور شیخ حسن العراقی جو کہ ابوالریش کے ٹیلے میں مدفون ہیں جو کہ رطلی کے حوض کے بالکل سامنے ہے فرماتے ہیں کہ اصحاب نوبہ کسی فقیر کو مصر میں سکونت کی اجازت نہیں دیتے مگر جب کہ وہ ان کے زیر نظر۔ ان کا ادب ملحوظ خاطر رکھنے والا ہو ورنہ اسے دیہات کی طرف یا فصیل سے باہر کی طرف نکال دیتے ہیں۔ اور اصحاب نوبۃ کے ساتھ مجھے یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک شخص چادر میں لپٹا ہوا خانقاہ کے راستے میں سویا رہا کچھ کھایا نہ پیا جبکہ مجھے کوئی شعور نہیں۔ پس شیخ حسن الریحان میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے باخبر کیا۔ اور فرمایا: تیری خانقاہ میں ایسا شخص کیسے بیٹھا ہے جو کہ تجھ سے غفلت پائے جانے کے وقت تجھ سے معارضہ کا قصد رکھتا ہے۔ اور تجھے اس کا احساس نہیں۔ پھر اس کی طرف گئے اور اپنے عصا کے ساتھ اس کی پٹائی کی۔ اور اسے خانقاہ سے نکال باہر کیا۔ ایک مدت کے بعد شیخ حسن سے اس کا آمنا سامنا ہو گیا تو اس نے چھری کے ساتھ آپ کی ران میں کچوکا لگایا اور کہنے لگا کہ میں نے تجھے اس لئے زخم لگایا ہے کہ تو نے عبدالوہاب کے بارے میں میرا مقابلہ کیا تھا۔ اور یہ فقراء کا میرے لئے آخری معارضہ تھا۔ ازاں بعد آج تک ان میں سے کسی نے میرے ساتھ معارضہ نہیں کیا۔

اور مجھے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک شخص بلاد شام سے مصر تک ایک فقیر کے پیچھے چلتا رہا۔ چاہتا تھا کہ اسے حال کے ساتھ قتل کر دے۔ لیکن اسے کسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل نہ پایا۔ پس رمضان کے آخری جمعہ کے موقع پر جامع عمرو میں فقراء کے ساتھ یہ شخص اس فقیر کے پاس آیا اور اسے غافل پا کر کچوکا لگایا اور وہ فوت ہو گیا۔

اور مجھے میرے بھائی شیخ ابوالعباس الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ جب میں نے بلاد مغرب کا چکر لگایا تو میں جامع اصطبہا میں داخل ہوا۔ میں بیٹھا ہوں اور لوگ میرے اردگرد ہیں کہ میں نے پیٹ میں گرانی محسوس کی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جاؤں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس کوئی برتن لاؤ جس میں قے کروں۔ چنانچہ وہ بڑا سا برتن لائے جسے میں نے پیپ اور خون سے بھر دیا۔ پھر ایک شخص نے حرکت کی جو کہ جامع کی ایک سمت میں زعفرانی چادر میں ڈھکا لیٹا ہوا تھا۔ اور کہنے لگا: واللہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تو ضعیف الحال ہے اور

کمزور ہے میں تجھے نہ چھوڑتا کہ تو جامع سے نکلتا مگر قبر کے لئے۔ تو لوگوں کے علاقوں میں کیسے گھومتا ہے جبکہ تو جانوروں کی طرح ان سے اجازت لینے سے بے خبر ہے۔ شیخ کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا: توبہ کرتا ہوں۔ اس دن سے میں کسی شہر میں داخل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس حلقے کے اصحاب سے وہاں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرتا ہوں۔

اسی طرح میرے ساتھ واقعہ گزرا جبکہ میں سیّدی احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولد میں قبہ کے ستون میں بیٹھا تھا کہ سیّدی احمد کے مزار کے چکر لگانے والوں میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ میرے قلب کے ماحول کی طرف بڑھایا اور میرے قلب پر قبضہ کرلیا۔ قریب تھا کہ میں ہلاک ہوجاؤں اور وہ کمان لٹکائے ہوئے تھا۔ پس میں نے سیّدی احمد البدوی سے اس کا شکوہ کیا۔ اس سے کوئی تہمت لگی یا اسے اہل کار نے پکڑ لیا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی طالب کرنے کا پیغام بھیجا۔ پس میں نے سیّدی احمد سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے خلاصی پائی۔ اور اس واقعہ کا میرے ساتھیوں میں سے کسی کو شعور تک نہ ہوا۔

اور سیّدی محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی فقیر پکڑا جاتا ہے نہ عالم مسلوب ہوتا ہے مگر ان میں سے کسی کے اپنے آپ کو اپنے بھائیوں سے بالا سمجھنے کے وقت یا اللہ تعالیٰ سے اس کے غافل ہونے کے وقت پھر آپ نے مجھے سنہور شہر میں سیّدی محمد بن ہارون کے متعلق حکایت بیان کی کہ ان کا گزر بندر نچانے والے ایک بچے پر ہوا جو کہ پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ پس شیخ نے اپنے جی میں کہا کہ یہ بچہ قلیل الادب ہے۔ اس کے پاس سے میرے جیسا آدمی گزر رہا ہے اور اس نے پاؤں سمیٹے نہیں۔ اسی وقت اس کا حال سلب ہوگیا۔ یہاں تک کہ اسے سورۂ فاتحہ تک یاد نہ رہی۔ پھر اس بچے کو ڈھونڈا مگر اسے نہ پایا۔ اور وہ بندر نچانے والے کا بچہ تھا۔ اس کے متعلق پوچھتے ہوئے وہاں پہنچ گیا۔ جب اسے اس کے بڑے نے دیکھا تو کہنے لگا اپنا سر قائم رکھ وہ تیرا مقروض آگیا ہے۔ جب وہ بندر۔ ریچھ اور گدھے کے کھیل سے فارغ ہوئے تو ان کے بڑے نے اسے سلام کیا اور کہا کہ علم وصلاح کے ساتھ اس عظیم شہرت میں تیرے جیسے کے دل میں کھٹکتا ہے کہ وہ کسی مسلمان سے بہتر ہے۔ توبہ کرو۔ پس شیخ محمد نے توبہ کی۔ اور اس بڑے سائیس نے بچے سے کہا کہ تو نے اس کا علم اور حال کہاں رکھا ہے؟ اس نے کہا اس خرگوش کے قلب میں جس کے سوراخ کے دروازے پر میں اپنے کپڑے سے جوئیں نکال رہا تھا۔ وہاں چلا جائے اور اسے کہے کہ تمہیں بندروں کے سائیس کے لڑکے قرمیزان نے کہا ہے کہ تیرے پاس شیخ محمد کی جو امانت ہے مجھے واپس کردے۔ پس خرگوش نکلا اور اس نے شیخ کے چہرے میں پھونک ماری تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کا حال اور علم لوٹا دیا۔ اور شیخ نے اپنے جی میں کہا کہ تو لوگوں پر ایسی چیز کی وجہ سے کیونکہ فخر کرتا ہے جسے خرگوش نے اپنے قلب میں اٹھالیا۔ چنانچہ اس دن سے اس نے خود کو کسی سے بالاتر نہ سمجھا حتیٰ کہ فوت ہوگیا۔ انتہی۔ اور ہم نے کتاب العہود المحمدیہ میں شیخ الاسلام الشیخ سراج الدین البلقینی کے حال کا بھنگ بیچنے والے کے ہاتھوں سلب ہونے کی مکاتب ذکر کی ہے۔ چنانچہ جو بھی اس سے بھنگ لیتا تھا اسی وقت اس سے توبہ کرلیتا۔

اور اسی طرح ہم نے اس میں فرغل کا شیخ الاسلام ابن حجر کا حال سلب کرنا وغیر ذالک ذکر کیا ہے۔ ادھر رجوع کر۔ پس اے بھائی! خود کو کسی مسلمان سے برتر سمجھنے سے پرہیز کر مگر طریق شرعی کے ساتھ جو کہ تکبر سے خالی ہو۔ کیونکہ جس نے خود کو دوسرے سے برتر سمجھا تو سلب کے درپے ہوا۔

اور شیخ علی حسن الغزادی کو ایک واقعہ پیش آیا۔ اور آپ اہل کشف میں سے تھے۔ آپ بولاق کے نواح میں شیخ محیسن کے پاس

گئے۔ باہم وزن کا اظہار مراد تھا۔ جب شیخ کے سامنے ہوئے تو انہوں نے دل کی بات جان لی۔ چنانچہ شیخ محیسن نے قیام کیا اور تعظیم سے پیش آئے۔ اور کہا: یا شیخ حسن! مجھ پر توجہ فرمائیں۔ اور جب شیخ حسن اٹھے تو آپ نے جوتا آگے رکھا۔ پس شیخ حسن اس وجہ سے خود بینی کا شکار ہوگئے۔ شیخ محیسن نے آپ کا سارا حال سلب کر لیا۔ جب اس امر کا احساس ہوا تو معافی مانگنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو شیخ نے کہا تو ظالم ہے۔ تو وہی ہے جو میرے پاس آیا تھا۔ اور یہ ہمیشہ مسلوب الحال رہے۔ سرزمین مصر آپ پر تنگ ہوگئی۔ چنانچہ وہاں سے سفر کر گئے اور ہمیں ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر کاربند ہو جا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - ایام تحمل میں گناہوں سے بچنے میں امداد

جن دنوں اپنے بھائیوں سے تکلیف کا تحمل اور ان کی حاجت روائی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توجہ کرتا ہوں تو گناہوں اور حصول خواہشات سے بچنے پر میری مدد کی جاتی ہے۔ کیونکہ جو ایسی چیزوں سے نہیں بچتا وہ اپنے بھائیوں کی حاجت روائی کے لئے صدر نشینی کے لائق نہیں۔ اور نہ ہی ان سے تکلیف کا تحمل اس کے شایاں۔

تحمل بلاء اور احتماء کی شرائط

پہلی شرط یہ کہ عاجزی۔ انکساری اور فاقہ کی وصف سے متخلق ہو۔ پس مسلمانوں میں سے کسی پر اپنی برتری نہ دیکھے نہ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی پر اعتماد کرے۔ حتیٰ کہ اس حاجت روائی میں کبھی کسی حیلے کی تدبیر نہ کرے۔

دوسری شرط۔ دن رات عساکر الٰہیہ کی ملازمت اور ان میں وقوف کی کثرت۔ اور یہ اذان اور اقامت کے درمیان ہے۔ اور جب رات کا دوسرا نصف داخل ہو۔ کیونکہ خدائی لشکر اس وقت سے طلوع فجر تک قائم ہوتے ہیں۔ اور کئی اوقات میں امام کے نماز صبح سے پھرنے تک باقی رہتے ہیں۔ اور اے بھائی! غور کر وزراء سلطان کسی کی حاجت پوری کرنے کا اہتمام نہیں کرتے مگر جب کہ وہ دیر تک ان سے لگا رہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ضرورت مند ہوتا تو ہر اجتماع میں ہمیں لازم کرتا۔

تیسری شرط۔ صاحب حاجت کی اس فقیر کی طرف التجاء کی صداقت جسے اس نے اپنی حاجت روائی میں واسطہ بنایا ہے۔ اور اس میں فقراء میں سے کسی کی اس کے ساتھ شرکت کا نہ ہونا۔ اور جس بارے میں شفاعت کرے وہ مستحق شفاعت ہو بایں طور کہ اس کی سزا انتہاء کو پہنچ چکی ہو۔ اور التجاء میں صاحب حاجت کی صداقت کی علامت یہ ہے کہ اس امیر کے پاس اس کی حاجت روائی کے طریق میں حکام کے اردگرد موجود واسطوں میں سے کسی کے لئے مجبوراً رقم دینے کا محتاج نہ ہو۔ اور جب وہ رقم دینے کا محتاج ہوگا تو وہ التجاء میں سچا نہیں ہے۔

چوتھی شرط۔ تحمل کرنے والا اس مصیبت والے کو کثرت استغفار کا حکم دے حتیٰ کہ سزا ہلکی ہو جائے۔ تو جب ہلکی ہو جائے یا ساری گزر جائے تو اس وقت سفارش درست ہوگی۔ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کے متعلق شفاعت فرمائیں گے جنہیں بائیں جانب سے لایا جائے گا اور آپ عرض کریں گے: یارب! یہ میری امت ہے۔ اور آپ سے کہا جائے گا: کیا آپ جانتے نہیں جو کچھ ان سے آپ کے بعد صادر ہوا۔ یہ اپنی پشتوں پر پھر گئے یعنی اہل اسلام کی معصیتوں میں گر گئے۔ پھر جب عذاب الٰہی نہیں رہے گا تو آپ

ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں جہنم سے باہر نکالیں گے۔ پس ان میں شفاعت نہیں کریں گے مگر عذاب کے اپنی حد تک پہنچنے کے بعد۔ پس سمجھ لے۔

اور کئی دفعہ قیدی یا اپنی ڈیوٹی سے معزول آدمی فقیر کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے مجھے قید کر دیا یا معزول کر دیا میرا کوئی گناہ ہے نہ جرم۔ پس سادہ فقیر بلکہ بے وقوف اس کی تکلیف دور کرنے یا اس کی ڈیوٹی پر اسے لوٹانے کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توجہ کرتا ہے تو قبولیت نہیں ہوتی۔ چنانچہ قریب ہوتا ہے کہ فقیر اس تحمل کے بوجھ سے مر جائے۔ اور شاید کہ وہ قیدی یا معزول زنا یا شراب خوری وغیرہ جرائم میں گر گیا ہو۔ پس چاہئے کہ فقیر اس استغفار اور عذاب کے اپنی حد تک پہنچنے پر متنبہ ہو جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر سفارش کرے۔

پانچویں شرط۔ مثلاً وہ معزول سمجھتا ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فقیر کے ہاتھ میں مقرر کرنے اور معزول کرنے کا اختیار دیا ہے تاکہ اس کا قلب اس فقیر کی طرف تردد کے بغیر یقیناً متوجہ ہو۔ اور جب وہ اس میں تردد کرے گا تو فقیر کا عمل بے اثر ہو جائے گا گرچہ ... قطب ہو۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور اہل سنت مقربین بارگاہ سے استغاثہ کرتے ہیں کہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور یہ عرض کرتے ہیں اور وہ ان کی موڑتا نہیں۔ ان کی بات اس کے دربار میں بے اثر نہیں ہوتی۔ بلکہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ قرب نوافل کی حدیث پاک ہے ولئن سئالنی لا عطینه (بخاری حصہ دوم ص ۹۶۳) یعنی قرب نوافل کی بدولت درجہ محبوبیت پر فائز ہونے والا مردِ حق آگاہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ چونکہ طائفہ نجدیہ کا عقیدہ ہی نہیں۔ اسی لئے وہ اہل اللہ سے استغاثہ واستفادہ کے قائل ہی نہیں۔ دراصل مذکورہ شرط کے مطابق یہ لوگ ازلی محروم ہیں۔ اولیاء اللہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے حسن عقیدت ضروری ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

حاصل گفتگو یہ ہے کہ جب اس نے گمان کیا کہ اگر وہ رقم نہ ہوتی جو اس نے اس امیر کو اور اس کے گماشتوں کو مجبوراً دی ہے۔ یا مثلاً اس نے اپنا وظیفہ نہ پڑھا ہوتا تو فقیر اس منصب پر اسے مقرر کرنے پر قادر نہ ہوتا تو وہ اس فقیر کی طرف التجاء میں سچا نہیں۔ تو اس فقیر کی مشقت کس قدر طویل ہے اور اس معزول کی تعیناتی کس قدر بعید ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ فقیر طوالت کی بنا پر اپنی ذمہ داری پھینک دے حتیٰ کہ اس کی ہمت تار تار ہو جائے۔

چھٹی شرط۔ تحمل کرنے والا فقیر جس سے تحمل کرتا ہے اس سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ اور نہ ہی اس کا کھانا کھائے تاکہ اس کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اس کے حق میں خلوص کے ساتھ متوجہ ہو۔ اور جیسے ہی اس نے اس سے کوئی چیز قبول کی تو اس کی توجہ باطل اور خراب ہو گیا۔ اور اس کی حاجت روائی موقوف ہو گئی۔ کیونکہ فقیر اس کی دنیا سے عوض کے طور پر مقابلہ کرنے والا ہو جاتا ہے جو اس نے ہدیہ سے دی۔ جبکہ اہل دنیا کی ہمت کسی میں اثر نہیں کرتی۔ یہ ہمارا مذہب ہے۔ رہا ہمارے علاوہ دیگر اکابر کا مذہب تو کئی مرتبہ وہ اس ہدیہ لیتے ہیں اور اس کے باوجود ان کی ہمت اثر کرتی ہے۔ پس اس کے لئے درست ہے کہ اپنے تحمل میں محمول عنہ سے عوض لینا شرط کرے۔ اور جب بھی اس نے وہ فقیر جس نے کسی چیز کا تحمل کیا ہے اس سے اس کا لباس یا سامان طلب کرے اور وہ روک لے تو اس فقیر پر حاجت روائی لازم نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس صورت میں اعمال ظاہرہ کے مزدور کی طرح ہے۔ اور اس صورت میں فقیر کا اپنے بدن کو اس کا

حق اس کی مشقت میں دینا ہے۔ اور محمول عنہ کا اس کے احسان سے آزاد ہونا ہے۔

اور سیّدی محمد السروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آنے والا ایک واقعہ ہے کہ آپ نے شمس الدین بن عوض سے تحمل کیا جب کہ اس پر سلطان غوری ناراض ہوا۔ پس وہ شیخ کی خدمت میں اس کے تحمل میں جلدی طلب کرنے کے لئے حاضر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: یہ سرخ جبہ۔ اونی لباس اور عمامہ جو تو پہنے ہوئے ہے میرے لئے اتار دے حتیٰ کہ میں اپنے قلب کے ساتھ تحمل کروں اور تو صرف قمیص اور ٹوپی کے ساتھ باہر چلا جا۔ اس نے اپنے نفس سے مشورہ کیا اور توقف کیا۔ پس شیخ نے ایک بڑا سا برتن جو کہ آپ کے پاس پڑا تھا اسے پکڑا اور طاق میں سے خلیج میں پھینک دیا اور فرمایا: اے ابن عوض کی ذمہ داری! نکل جا۔ پھر فرمایا: میں تیرے ساتھ روح کے ساتھ داخل ہوتا ہوں اور تو مجھ پر گھر میں موجود چند چیتھڑوں کا بخل کرتا ہے۔ پس اسی شب اسے سزا کے لئے سپرد کر دیا گیا۔ اس کا سر مونڈ دیا گیا۔ بازو پیچھے کندھوں کی طرف باندھ دیئے گئے۔ اور ایک ٹوپی نما برتن میں بدبودار کیڑے بھر کر اس کے سر پر پہنا کر اس کی داڑھی کے نیچے سے باندھ دیا۔ کیڑے اس کے دماغ میں سوراخ کرنے لگے حتیٰ کہ اس کا سر ایک گڑھا بن گیا اور خون اس کے چہرے اور داڑھی پر بہہ۔ بالآخر اگر وہ شیخ کو کپڑے دے دیتا تو آپ نے یہ عذاب اس سے اٹھا لیا ہوتا۔

ساتویں شرط۔ اپنے ظاہری اور باطنی اعضاء کو ہر حرام۔ مکروہ اور خلاف اولیٰ سے روکنا یا ان کا دل میں کھٹکنے سے روکنا۔ اور یہ اعظم الشروط ہے۔ کیونکہ اعضاء کو ان کی شہوات سے روکنا ان پر بہت سخت عذاب ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے اپنے مذکورہ اعضاء کو اس سے نہ روکا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس کا اہل نہیں کہ حق تبارک وتعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے۔ کیونکہ اسے جیسے روکا گیا نہیں رکا۔ اور اسے حکم دیا گیا اس نے تعمیل نہیں کی تو اسی طرح اس نے اپنے رب کریم سے دعا کی تو اس نے قبول نہیں کی۔ برابر کی جزا ہے۔ اور اگر اس نے اپنے رب کے امر کی تعمیل کی ہوتی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندے کی دعا قبول کرنا بندے کے حال کے مطابق اسی معیار پر ہے۔ جس پر اس نے اوامر الٰہیہ کی تعمیل کی۔ جلد یا بدیر۔

آٹھویں شرط۔ نفس کی مباح شہوات میں سے کوئی چیز ایام تحمل میں استعمال نہ کرنا۔ چہ جائیکہ مکروہ ہوں۔ چہ جائیکہ حرام ہوں۔ کیونکہ ان خواہشات کا استعمال بصیرت کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور دربار الٰہیہ میں داخلے سے روک دیتا ہے۔ کہ بخاری وغیرہ میں مرفوع حدیث ہے کہ جہنم خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ اور صوفی کہلانے والوں میں سے جس نے دعویٰ کیا کہ مباح شہوات کا استعمال اس میں اثر نہیں کرتا وہ اللہ عزوجل کے طریق سے جاہل اور مسلمانوں کے امر کے اہتمام سے غافل ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو اپنے بھائیوں سے تحمل کرتا ہے اس کے لئے شرط ہے کہ کبھی حدث پر نہ بیٹھے سوائے ضرورت کے۔ اور اپنی بیوی سے قربت نہ کرے مگر جبکہ وہ ایسے لوگوں میں سے ہو کہ وہ جماع کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت میں اسی طرح حاضر ہو جس طرح کہ اپنی نماز میں حاضر ہوتا ہے۔ اسی طرح خوشبو سونگھے نہ ضرورت کے بغیر حمام میں داخل ہو اور نہ ہی رات دن میں اپنا پہلو زمین پر رکھے۔ نہ ہنسے۔ نہ ہی لحظہ بھر کے لئے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو اور نہ دینار اور درہم پر رات گزارے۔ انتہیٰ۔

اور ایک شخص سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا کہ اپنی حاجت روائی کے لئے آپ سے دعا طلب کرے۔ تو اسے سیّدی احمد نے فرمایا: چلے جاؤ کیونکہ اس وقت میرے ہاں ایک جمعہ کی خوراک ہے۔ پس جب تجھے خبر پہنچے کہ میرے پاس ایک دن

کی خوراک نہیں ہے تو آجانا میں تیرے لئے دعا کروں گا۔ کیونکہ اس وقت میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوگا۔ پھر اپنے خادم یعقوب سے فرمایا: اے یعقوب! آدمی کے پاس جب کل کی خوراک ہو یا وہ سیر ہو تو اس کی دعا نا تمام ہے کیونکہ اس کے لئے مجبوری اور صدق التجا نہیں۔

اور غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ جسے کوئی حاجت ہو اس کے لئے شرط ہے کہ اس دن افطار نہ کرے حتیٰ کہ اسے پورا کرلے گرچہ غروب شمس کے وقت ہو۔ فرماتے ہیں: اور ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے پس یہ درست ہے۔ فرمایا: کیونکہ جب انسان سیر ہو تو اس کی دعا اس تیر کی طرح ہے جو کہ اس کمان سے نکلا جس میں رسی نہیں باندھی گئی۔ انتہی۔ اور اس کی تائید بعد والی شرط میں آرہی ہے۔

نویں شرط۔ یہ کہ ایام تحمل میں افطار نہ کرے بلکہ روزہ دار ہو۔ اور یہ اس لئے ہے تا کہ اس کا قلب روشن ہو اور بارگاہ دعا کے قریب ہو جائے۔ کیونکہ جو سیر ہو اس کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ سے تقریباً ستر ہزار پردوں میں محجوب ہوتا ہے۔

دسویں شرط۔ جو فقیر تحمل کرتا ہے اس کی نگاہ دار آخرت تک نہ پہنچی ہوئی ہو۔ کیونکہ جس کی نگاہ یہاں تک ہو اس کی ہمت سست ہو جاتی ہے۔ پس جب وہ اس مصیبت کے اجر وثواب۔ محلات۔ مکانات اور باغات پر مطلع ہوتا ہے تو اس کا ہر رونگٹا اس سائل پر اس مصیبت کا دوام طلب کرتا ہے یا اس کا اپنے منصب سے معزول رہنا طلب کرتا ہے۔ اور جب اس کی ہمت اس طرح سست پڑ جائے تو اس کی توجہ بے اثر ہو جاتی ہے۔ پس اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے سوا دوسرے فقراء کی طرف اس کی راہنمائی کرے جو کہ اس سے محجوب ہوں جس کا ہم نے ذکر کیا۔ جن کی نگاہ صرف دنیا تک ہی ہو کیونکہ اس کی قبولیت جلد ہوتی ہے۔ اور اسی لئے حکام اور اغنیاء کی دعا اس دار دنیا میں بعض سچے فقراء سے زیادہ قبول ہوتی ہے اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی ہے۔

گیارہویں شرط۔ فقیر تخلق بالرحمۃ کے مقام تک رسائی کے لئے عمل کرے حتیٰ کہ اپنے بھائی پر اپنی ذات سے زیادہ مشفق ہو۔ مثلاً جب اس کا تحمل کرے جس کا بیٹا مر گیا ہو اور وہ چوٹی سے لے کر قدم تک مبتلائے بخار ہو تو یہ اس سے زیادہ تپش محسوس کرے۔ اور اس لڑکے پر اس کے والدین سے زیادہ غمگین ہو۔ پس اگر یہاں تک رسائی نہ ہو تو والدین کو حکم دے کہ وہ اپنے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں۔ کیونکہ یہ دعا ان کے لئے فقیر کی دعا سے زیادہ جلد شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

اور میں نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور سیّدی ابوالفضل اور ان کی زوجہ سیّدی محمد الحنفی کی دختر سے ان کی بیٹی کی وفات پر تحمل کے لئے توجہ کی جس کی وجہ سے وہ بہت غمگین تھے۔ پس قریب تھا کہ میرا گوشت اور ہڈیاں پگھل جائیں حتیٰ کہ میں غم میں ان سے بالا مقام میں پہنچ گیا۔ پھر میں نے ان کے لئے دعا کی۔

حاصل کلام یہ کہ اس خلق کو اپنانے والا سیّدی علی الخواص کے بعد میں نے اپنے سوا کوئی نہیں دیکھا۔ اکثر لوگوں کی حد یہ ہے کہ کسی کے پاس جب کوئی نازل شدہ مصیبت کا شکوہ کرے تو وہ زبان سے ایک ساعت درد کا اظہار کرتا ہے یا ان شرائط کو جمع کئے بغیر اس کے لئے عقل سے غائب لوگوں کے کلام کے مشابہہ کلام کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ فقیر اور اسی طرح وہ شخص جس کے بارے میں شفاعت کرتا ہے دونوں کبیرہ گناہوں میں سے کسی شے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کیا ذکر۔ پس نہ شیخ اس کا اہل ہے کہ دعا کرے اور اس کی دعا قبول ہو اور نہ ہی مرید اس کا اہل ہے کہ کوئی اس کے متعلق سفارش کرے۔ کئی دفعہ وہ شیخ اس روز حمام میں داخل ہوتا

ہے اور بستر پر اپنی زوجہ اور اپنی لونڈی سے لذت یاب ہونے کے بعد معطر لباس پہنتا ہے۔ اور لذیذ کھانا کھاتا ہے اور نرم بستر پر آرام کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے غفلت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کا کیا کہنا جس سے تحمل کرتا ہے۔ اور اہل جنت کے پاس اہل جہنم کی کوئی خبر نہیں ہے۔ پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر تمام بھائیوں سے طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر اپنے جی میں ناراض نہ ہوں جبکہ وہ مجھ سے بات کریں اور مجھے ترش رو اور تنگ دل محسوس کریں پس میں بسا اوقات اس وقت اس کے ساتھ شرکت کرنے والا ہوتا ہوں جسے حاکم کے گھر میں کوڑوں سے سزا دی گئی یا عورتوں میں جس کا بیٹا مر گیا یا جو دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ کیونکہ اس حالت والے کی توجہ موجودہ حالت کے سوا کہیں نہیں ہوسکتی۔ پس اسے جان لے۔ اور اس پر کاربند رہ۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- قضائے حاجات میں دستور صحیح کا الہام

مجھے حاجت روائی کے لئے الہام کیا گیا ہے کہ ان دروازوں سے آؤں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مقصد کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ تو جب ادنیٰ سے حاجت پوری ہو جائے تو از رہ ادب اعلیٰ سے سوال نہیں کرتا۔ اور وہ یوں کہ میں پہلے اس بارے میں اصحاب النوبۃ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر ان کے ہاتھوں پوری نہ ہو تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ پس اگر حاجت روائی نہ ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ پھر بھی اگر حاجت پوری نہیں ہوتی تو میں استغفار کی کثرت کرتا ہوں۔ اور معلوم کر لیتا ہوں کہ محل اس لائق ہی نہیں یا جس نے مجھے سوال کیا وہ اس حاجت روائی کا مستحق نہیں۔

اور اے بھائی! جان لے کہ آج کل ۹۶۰ھ میں مصر میں ستر آدمی اصحاب النوبۃ ہیں۔ اور یہ حکام کے گھروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کوئی حاکم نہیں پایا جاتا مگر اس کے ہاں، ان میں سے ایک یا زیادہ موجود ہے۔ پس اے بھائی! جب تو کسی حاکم کے ہاں کسی ضرورت کے لئے جائے تو اپنے قلب کے ساتھ اس صاحب نوبۃ کی طرف توجہ کر جو اس کے گھر میں ہے۔ اور اس سے سوال کر کہ اس حاکم کے قلب کو تجھ پر مہربان کرے۔ پس وہ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کرے گا۔ اور جو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو بسا اوقات اس کی حاجت میں وہ اس حاکم کے ہاں اس سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور اس بے ادبی کی وجہ سے اس کا قلب اس پر سخت کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے اصحاب النوبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انکار کیا یا ان کا اعتراف کیا پھر ان سے گزر کر حکام تک پہنچ گیا تو اس کا قلب تاریک ہے۔ اس کے لئے طریق فقراء کے لئے سچائی کے قدم میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر وہ اہل طریق میں سے ہوتا تو انہیں پہچانتا اور ان سے ادب لازم کرتا۔

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کئی کاملین کے لئے تصرف نہیں ہوتا اور ان سے کئی فروتر مقام والے دن رات کائنات میں تصرف کرتے ہیں۔ پس اے بھائی! گمان نہ کر کہ صاحب تصرف کا مقام اس سے اعلیٰ ہے جو تصرف نہیں کرتا۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ شیخ ابو السعود بن الشبل کا مقام اپنے شیخ الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ ان پر مقام تصرف پیش کیا گیا تو آپ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے حق تبارک وتعالیٰ کے لئے تصرف چھوڑ دیا۔ جبکہ شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقام تصرف پیش کیا گیا تو آپ نے تصرف فرمایا، اور آپ کے لئے زیادہ بہتر تھا کہ آپ اسے چھوڑ

دیتے یہاں تک کہ آپ مامور بالتصرف ہوتے۔ پس اس وقت امر کے ساتھ تصرف کرتے۔

اور اے بھائی! غور کر حاکم کا پیشکار کس طرح مجرموں میں انہیں سزا دینے اور ان سے اسے دور کرنے میں تصرف کرتا ہے۔ جبکہ اس پر شیخ الاسلام قادر نہیں ہوتا باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یقیناً اس پیشکار سے مرتبہ میں بلند ہوتا ہے۔ بلکہ شیخ الاسلام کے متعلق تہمت سے کئی مرتبہ حاکم کے پاس کسی حاجت کے بارے سوال کیا جاتا ہے۔ پس وہ خود اس کے متعلق پیشکار سے سوال کرتا ہے۔ اور وہ حرام یا امور کے متعلق تہمت زدہ کو چھڑانے پر قادر نہیں۔ بخلاف پیشکار کے۔ قال اللہ تعالیٰ: وأتوا البيوت من ابوابها (البقرہ آیت ۱۸۹) گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ ماقبل میں یہاں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول پیش کیا گیا کہ شیخ ابوالسعود بن الشبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تصرف ترک کرنے والا اس سے افضل ہے جو تصرف کرتا ہے۔ تو یاد رہے کہ شیخ ابوالسعود تصرف پر مامور نہ تھے۔ چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی اس مقام پر فائز حضرات کے لئے تصریف وتصرف ثابت ہے۔ پس طبقہ اولیٰ نے باوجود قدرت اور تولیت از روئے تمکن، تصرف فی الخلق ترک کر دیا مگر انہیں تصرف کا امر نہ تھا۔ بلکہ اختیار تھا اور شیخ ابوالسعود انہیں میں سے تھے۔ انہوں نے فرمان خداوندی "اللہ تعالیٰ کو کارساز بناؤ" پر عمل کیا۔ پس تصرف اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا۔ اگر انہیں حکم دیا جاتا تو تصرف کر کے ضرور فرماں برداری کرتے۔ یہ ان کا حال ہے۔ جبکہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال سے ظاہر ہے کہ آپ کو تصرف کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ جیسے بزرگوں کے متعلق ہم یہی خیال رکھتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دونوں بزرگ شیخ ابوالسعود مامور نہ ہونے کی وجہ سے تصرف چھوڑ کر اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور ہونے کی وجہ سے تصرف کر کے عبدیت محضہ کے مقام پر فائز تھے۔ (فتوحات مکیہ جلد اول ص ۲۰۱)

نیز واضح رہے کہ ابوالسعود بن الشبل کے بارے میں حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ الاسکندری خلیفہ شیخ ابوالعباس المرسی الشاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب فتوحات حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے ذکر ابن عربی ان ابا السعود بن الشبل كان فى مدرسة الشيخ عبدالقادر الجيلانى بكنس فيها فوقف الخضر على رأسه فقال: السلام عليكم فرفع ابو السعود راسه فقال: وعليك السلام ثم عاد الى شغله بما هو فيه فقال رالخضر ما بالك لا تنتبه لى كانك لم تعرفنى فقال ابو السعود بل عرفتك انت الخضر. فقال له الخضر فما بالك لم تنتبه فقال له ابوالسعود: مشغول بخدمتى والتفت الى الشيخ عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه وقال لم يترك فى هذا الشيخ فضيلة لغيره (لطائف المنن از ابن عطاء اللہ الاسکندری بہامش لطائف المنن للشعرانی حصہ اول ص ۸۵) یعنی حضرت شیخ ابن عربی نے فرمایا: کہ شیخ ابوالسعود بن شبل، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں جاروب کشی کر رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے قریب آٹھہرے اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کی بے توجہی دیکھ کر فرمایا: تم نے مجھے پہچانا نہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ خضر علیہ السلام ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے دوبارہ متنبہ کرنے پر انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس شیخ وقت میں غیر کے لئے

کوئی فضیلت نہیں چھوڑی گئی۔ یعنی آپ سب فضائل وکمالات کے جامع ہیں اس لئے مجھے کسی کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ نیز صاحب فتوحات' ابوالسعود بن الشبل کے متعلق فرماتے ہیں: کان من اخص اصحاب عبدالقادر الجیلی۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی اصحاب سے تھے۔ (فتوحات مکیہ جلد سوم ص ۵۶۰)

معلوم ہوا کہ شیخ ابوالسعود کے متعلق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکمل ہونے کا قول پہلے کا ہے۔ اور شیخ ابن عربی پر تدریجا جب مقامات منکشف ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اکملیت کا اظہار فرمایا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور ایک قوم نے مخالفت کی اور انہوں نے اصحاب النوبۃ کے واسطے کے بغیر تصرف کیا تو انہوں نے حال کے ساتھ انہیں قتل کر دیا۔

اور مجھے سیدی، الشیخ ابوالفضل نے جو کہ شیخ بیت بنی الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں وصیت فرمائی اور فرمایا: اس دور کے حکام میں سے کسی کی ذمہ داری میں داخل ہونے سے پرہیز کر اور اس سے کہ تیرا قلب اس پر مہربان ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تو اس کے تحت قتل کر دیا جائے اور تیری قبولیت نہ ہو۔ کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ اور ان کی زبان حال کہتی ہے: یا سیدی شیخ! ہمیں بندوں اور شہروں پر ظلم کرتا رہنے دے۔ اور اس سزا سے ہماری حفاظت کر جس کے ہم مستحق ہیں۔ پس چاہئے کہ فقیر ماہر ہو کیونکہ وہ دسویں صدی کے دوسرے نصف میں ہے۔ انتہی۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اپنی حاجات کا ان اولیاء سے سوال نہ کرو جو دنیا سے سفر کر گئے کیونکہ ان میں کے اکثر کے لئے قبر میں تصرف کا امر نہیں۔ رہے غیر اکثر' جیسے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیدی احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے حضرات تو بسا اوقات اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان کے مزارات میں ان کی طرف صدق نیت سے متوجہ ہونے والوں کے مطابق تصرف کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے (اقول وباللہ التوفیق۔ اس سے نجدی دلیل نہیں لے سکتے کہ قبروں والوں سے استمداد جائز نہیں کما ھو من خرافاتھم ولغویاتھم۔ کیونکہ اکابر اسلام کے متعلق ساتھ ہی وضاحت کر دی کہ انہیں اپنے مزارات میں ہوتے ہوئے تصرف کا اختیار عطا کیا گیا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے حدیث شفاعت میں ہے کہ کائنات یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام کے حضور حاضر ہو گی۔ لیکن انہیں آگے جانے کا حکم ملے گا حتیٰ کہ بارگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں گے تو مشکل کشائی ہو گی۔ اس سے یہ نتیجہ تو نہیں نکلتا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہاں حاضر ہونا جائز نہیں۔ بلکہ حضور رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار مراد ہے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: حضور نے ہمیں اپنے اول شافع اور اول مشفع ہونے کی خبر ہم پر شفقت ہوئے دی ہے تا کہ ہم اس عظیم دن میں ایک نبی کے بعد دوسرے نبی علی جمیعہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف جانے کی زحمت سے بچ جائیں جبکہ ان میں سے ہر ایک نفسی نفسی کہے گا۔ پس آپ نے ہمیں قیامت کے دن اپنے مرتبہ کا پتہ دیا تا کہ ہم اپنی جگہ میں راحت حاصل کرتے ہوئے صبر کریں۔ یہاں تک کہ نوبت آپ کے آستان کرم تک پہنچے اور آپ فرمائیں گے انا لھا انا لھا۔ یعنی اس مشکل کشائی کے لئے میں ہی ہوں۔ پس جسے یہ حدیث پاک نہیں پہنچی یا پہنچی مگر وہ بھول گیا تو اسے لازماً مشقت برداشت کرتے ہوئے ایک نبی کے بعد دوسرے نبی صلی اللہ علیٰ نبینا علیہم وبارک وسلم کی طرف جانا پڑے گا۔ بخلاف اس کے جسے یہ حدیث پاک پہنچ چکی اور قیامت تک اس کے پاس رہی۔ پس آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو۔ آپ اپنی امت پر کس قدر شفیق ہیں۔

(اردو ترجمہ الیواقیت والجواہر ص ۲۹۰)

اسی طرح اولیاء اللہ کے حضور عرض معذرت سے حضرت علی الخواص نے منع فرایا ہے تو اس لئے نہیں کہ یہ جائز نہیں بلکہ اس بنا پر کہ ممکن ہے کہ اسے تصرف کی اجازت نہ ہو۔ ایک خالصتاً روحانی اور کشفی مسئلہ ہے جس کی عوام بصیرت نہیں رکھتے۔ معلوم ہوا کہ بات آپ نے خواص کے لئے کہی ہے۔ اہل اللہ کے مزارات سے استفادہ کے لئے امام جلیل ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب الاحیاء کے آداب السفر میں یوں فرماتے ہیں۔ ویدخل فی جملته زیارة قبور الانبیاء و قبور الصحابة و التابعین وسائر العلماء والاولیاء وکل من یتبرك بمشا هدته فی حیاته یتبرك بزیارته بعد موته. عبادت کے لئے سفر میں انبیاء علیہم السلام۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات۔ تابعین اور تمام علماء واولیاء علیہ الرحمۃ کے مزارت کے لئے سفر کرنا بھی شامل ہے۔ جس کی حیات ظاہری میں اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاتی ہے اس کے وصال کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

نیز فرمایا: تمام اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دروازے بند ہونے کی طرف گھوم چکے۔ اور کھلا باقی نہیں رہا مگر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ۔ اور اسے اپنے نزدیک فضیلت وشرف میں زیادہ فرمایا ہے۔ پس جسے کوئی حاجت ہو اسے چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری توجہ سے ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھے پھر آپ سے اپنی حاجت روائی میں سوال کرے۔ بیشک وہ پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور جب کاغذات کی تفتیش ہوئی تو خانقاہ کے بعض حصے سلطان کے نام نکلے۔ پس فقراء تلاوت قرآن کریم میں مصروف ہوئے۔ تقریباً تین سو ختم قرآن پاک کئے اور انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کیا۔ پھر اصحاب نوبہ کے لئے۔ پھر سلطان کے لئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ پس ان سے باشاعلی نے پریشانی دور کی۔ اور ہمارے سوا مصر میں کسی کے ساتھ ایسا واقعہ نہ گزرا۔ اور اسی لئے میں نے اصحاب النوبۃ کے لئے دعا مرتب کی ہے۔ پس ہماری خانقاہ میں ہماری جماعت کا جو فرد نماز یا تلاوت کے بعد دعا مانگتا ہے وہ اصحاب نوبہ کے لئے بھی دعا کرتا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے نفع بخشے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دین میں وقوع نقص کے بغیر حکام کے ہاں حاجت روائی

میرے دین میں کسی قسم کا نقص واقع ہوئے بغیر میں حکام کے پاس حاجت روائی کرتا ہوں۔ اور یہ اس طرح کہ جب مجھے باشایا اس کے علاوہ کسی اور کے پاس کوئی ضرورت ہو تو میں دربار خداوندی میں متوجہ ہوتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس امیر کو میرے لئے اس حاجت کو پورا کرنے میں مسخر فرمائے۔ پس صبح امیر اس کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تو جیسے ہی رقعہ پڑھتا ہے یا قاصد کی بات سنتا ہے اسی وقت حاجت پوری کر دیتا ہے۔ بخلاف میرے غیر کے۔ چنانچہ کئی دفعہ وہ نیکیوں اور عبادت کا اظہار کرتا ہے اور درمیانی واسطوں سے کہتا ہے کہ فقراء کا امیر کے پاس یا ان ذکران کے پاس اس بھلائی کے ساتھ کرنا جس کے تم اہل ہو۔ اور کئی دفعہ ریا کاری۔ شعبدہ بازی اور حیلہ گری میں گر جاتا ہے۔ مگر یہ کہ اولیاء کاملین میں سے ہو جن کے ہاں ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی ریا کاری نہیں ہے۔ جیسے سیّدی احمد الزاہد۔ آپ صاحب حاجت سے فرماتے جبکہ وہ ایسے شخص کے پاس حاجت روائی کے لئے کہتا جو آپ کو نہ جانتا ہو کہ اسے دیکھو جو امیر کے گھر کو جاتا ہے اور اس کے ہاں میری عظمت کی بات کرتا ہے حتیٰ کہ ہم تیری حاجت پوری کریں۔ کیونکہ میرے لئے تو گنجائش نہیں کہ اس کے

پاس اپنی صفائی ستھرائی بیان کروں۔ اور جب تک ایسا نہ کروں تیری حاجت پوری نہیں ہو سکے گی۔ انتہی۔ اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے لشکروں کے قضاۃ۔ اہل کاروں اور مشائخ عرب کے ہاں نہایت اہم ضرورتیں پوری کی ہیں۔ حالانکہ میں نے ان میں سے کسی کو دیکھا نہ اس کے پاس کبھی بیٹھا۔ اور نہ ہی کسی کو اس کے پاس بھیجا کہ اسے میرا تعارف کرائے۔ لیکن اس خلق والا قوت توجہ کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ صوفیہ کہتے ہیں کہ فقیر پر توجہ کے ساتھ پہاڑ کا رخ بدلنا قلب امیر کو بدلنے سے زیادہ آسان ہے۔ اور یہ اس لئے کہ پہاڑ کے پاس دیکھنے کی صلاحیت نہ غور و فکر۔ بخلاف امیر کے کیونکہ کئی دفعہ اس کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ درست فیصلہ اس فقیر کی مخالفت میں ہے۔ پس وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ جبکہ پہاڑ ایسا نہیں۔ پس سمجھ لے۔

اور میرے ساتھ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں کسی حاجت میں توجہ کرتا ہوں جبکہ میں سجدہ میں ہوتا ہوں۔ پس اپنے جسم اور ہڈیوں کے متعلق محسوس کرتا ہوں کہ پگھلتی ہیں تو میں تشہد اور سلام کے بغیر اپنے پہلو پر گر پڑتا ہوں۔ پس ایک ساعت کے بعد ہی سنبھلتا ہوں۔ اور معلوم کرتا ہوں کہ اگر میں حضوری کے ساتھ سجدے کو زیادہ لمبا کرتا تو جل جاتا۔ اور اس امر کا اس کے اہل لوگ ہی ذوق رکھتے ہیں۔ پس ہم جیسوں میں ایسا ہڈی پسلی والا کہاں جو کہ اس بارگاہ میں ثابت رہ سکے جو کہ بہت قرب کی بارگاہ ہے لیکن جو ہماری بات کا علمی طور پر احاطہ کرنا چاہے اسے چاہئے کہ سجدہ لمبا کرے اور کہے: یا اللہ یا ارحم الراحمین یہاں تک کہ سانس ٹوٹ جائے اور کئی بار ایسا کرے یہاں تک کہ اس میں گنجائش نہ رہے کہ ایک بات بھی کہہ سکے۔ اور اللہ عزوجل کے بغیر اس کے دل میں جو کھٹکے اسے اس سے پھیر دے حتیٰ کہ اس کے ذہن میں کچھ نہ رہے سوائے اللہ وحدہ کے۔ بیشک وہ اپنے جسم میں محسوس کرے گا کہ سجدہ طویل کرتا ہے۔ تو قریب ہے کہ جل جائے۔ پھر اگر کسی کو اس وقت ثابت رہنا درست ہوا تو اس کی دعا فی الحال قبول ہوگی۔ کیونکہ یہ ایسی بارگاہ ہے کہ اس میں حجابات اور واسطوں کے اٹھائے جانے کی وجہ سے کسی سائل کو لوٹایا نہیں جاتا۔ مگر جو شرعاً مستثنیٰ ہو۔ انتہی۔

پس اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - آئمہ مجتہدین اور مشائخ صوفیہ کے کلام کی کثرت توجیہہ

میں آئمہ مجتہدین اور مشائخ صوفیہ کے کلام کی کثرت سے توجیہہ کرتا ہوں اور اسے احسن وجوہ پر محمول کرتا ہوں۔ اسی طرح ان کے پیروکاروں کے کام اچھے معانی پر محمول کرتا ہوں۔ اور کبھی ان کے بعض کے ساتھ میری توجیہہ متفق ہو جاتی ہے گرچہ مجھے علم ہو کہ ان کی اس مشہد تک رسائی نہیں۔ اور یہ ان کے متعلق غیبت کا دروازہ بند کرنے کے لئے ہے۔ اور تحقیق کے لئے دوسرا مقام ہے۔

تو اس میں سے یہ صورت ہے کہ جب ہم اکابر میں سے کسی صاحب کے متعلق سنیں کہ اس نے یہ کہا ہے: یا اللہ! مجھ سے اپنے بندوں کی زبانیں روک دے حتیٰ کہ وہ میری مذمت نہ کریں۔ ہم اسے اس پر محمول نہیں کرتے کہ اس نے نفسانی غرض کے لئے لوگوں کے ہاں اپنی تعظیم کا قصد کیا ہے۔ ہم اس پر محمول کرتے ہیں کہ اس نے اپنی عدم تنقیص کا مقصد صرف اس لئے کیا ہے کہ اس کے پیروکار اس کی نصیحت اور وعظ کو قبول کرنے میں توقف نہ کریں۔ یا اس لئے اس کی غیبت کی وجہ سے کوئی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔ علاوہ ازیں جیسے تواضعاً کسر نفسی۔ تو گویا وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے جیسا اپنے بارے میں کلام کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ وغیر ذالک۔

اور نقل کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے اپنے بندوں کی زبانیں روک دے تو رب العزت نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو میں نے اپنے لئے نہیں کی۔ لوگوں نے میرے متعلق کہا جو کچھ کہا۔ انتہی۔

اور معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مخلوق کے نزدیک کوئی مقام اپنے حظ نفس کے لئے طلب نہیں کرتے کیونکہ آپ معصوم ہیں۔ پس اسی طرح کا قول اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں ہے کہ وہ محفوظ ہیں۔ تو اکابر نے اپنی طرف سے لوگوں کی زبانیں بند کرنے کا سوال نہیں کیا مگر اس خوف سے کہ جب وہ ان کی نظر میں ناقص ہو گئے تو ان کے پیروکار کہیں ان کی نصیحت قبول نہ کریں۔ جبکہ انہیں ان کی راہنمائی کا مکلف کیا گیا ہے۔ پس وہ اس میں مشقت میں پڑ جائیں گے۔ اسی وجہ سے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے کہ داعی الی اللہ تعالیٰ کے کمال میں شرط ہے کہ اس کا ظاہر شریعت سے بھٹکنے سے محفوظ رہے۔ تاکہ جسے دعوت دے اسے اس میں طعن کرنے کی جگہ نہ مل سکے۔ اور ہم نے جو کچھ کہا اس کی مثال ہارون علیہ السلام کا یہ قول بھی ہے۔ فلا تشمت بی الاعداء (الاعراف آیت ۱۵۰) پس مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسائیں) کہ اس سے آپ کا قصد صرف یہ ہے کہ آپ کی شماتت کی وجہ سے وہ گناہ میں نہ گر پڑیں۔ کیونکہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بدگوئی کی وہ کافر ہو گیا۔ اور ہم نے یہ دروازہ جو تیرے لئے کھولا ہے فقراء میں سے قلیل ہیں جو اسے پہچانیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر قلت علم یا کسی دوسری وجہ سے انکار میں جلدی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کسی چیز کو دیکھتے ہی یا سنتے ہی یا اس کی تشہیر کے ساتھ ہی تحقیق کے بغیر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور میرے پاس ایک دفعہ ایک شخص جامع ازہر سے آیا اور مجھے کہنے لگا: میں فلاں عالم میں کبھی عقیدت نہیں رکھوں گا میں نے پوچھا کس لئے؟ کہنے لگا: میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج کے تمام علماء مصر سے زیادہ علم والا ہوں بلکہ روئے زمین کے تمام علماء سے زیادہ علم والا ہوں۔ پس میں نے اس سے کہا: ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ میں اپنی لغزشوں اور خلاف ورزیوں کو یا اپنے گھر میں موجود ساز وسامان کو زیادہ جانتا ہوں یا اپنی بیوی کے جسم کو زیادہ جانتا ہوں۔ وغیر ذالک۔

نیز کہا: اور میں نے اسے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ فلاں عالم میرے ناخن کے تراشے اور میرے بال برابر بھی نہیں۔ پس میں نے اسے کہا: صحیح ہے کہ بیشک وہ اس کے ناخن کے تراشے اور اس کے بال برابر نہیں بلکہ وہ اس سے کہیں بزرگ و برتر ہے۔ گویا خود تیری زبان حال کہہ رہی ہے: بلکہ وہ ایسا ہی ہے۔ اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے بھی سنا جبکہ ہم بولاق کے راستے میں تھے۔ پاک ہے وہ جس نے اس علاقے کو شرف بخشا کہ ہم اس میں چل رہے ہیں۔ تو میں نے اسے کہا: یہ بات صحیح ہے۔ کیونکہ نوع انسانی مٹی سے بزرگ تر ہے کیونکہ یہ موجودات کا خلاصہ ہے تو اپنے غیر سے بزرگ تر ہوا۔ خصوصاً جب اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر انعام فرمائے کہ چلتے ہوئے اس کا ذکر کر رہا ہے۔

اس نے کہا: اور میں نے اسے یہ بھی کہتے ہوئے سنا: میں آج کے علماء مصر سے افضل ہوں۔ تو میں نے اسے کہا: ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ میں ان سے افضل ہوں۔ اپنے خبیث نفس کے نزدیک اور وہ اس دعوت میں خطا کار ہے۔ حالانکہ یہ حضرات مجھ سے یقیناً افضل ہیں۔ پس اے بھائی! اپنے بھائیوں کے لئے اچھے جوابات منسوب کر۔ گرچہ بعید ہوں کیونکہ اس میں تیرے لئے خلاصی اور سلامتی ہے۔ اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: شرعی طور پر انکار کی گنجائش نہیں مگر اس وقت جبکہ وہ امر تاویل قبول نہ کرے۔ انتہی۔ نیز آپ فرماتے ہیں: فقیر کا کمال یہ ہے کہ اکابر کے کلام کو احسن مفہوم پر محمول کرے کیونکہ یہ حضرات تلبیس

اور نفسانی حماقتوں سے جدا ہوتے ہیں۔اور اگر ان کے کسی قول یا اس کے بارے میں ان کی طرف سے جواب دینے سے عاجز ہوں تو ان کے لئے تسلیم کرے اور انکار سے رک جائے۔ کیونکہ ان کے مقامات اختلاف ہمارے جیسوں کی عقول پر دقیق ہیں خصوصاً آئمہ مجتہدین اور ان کے اکابر مقلدین کے۔اور ہمارے جیسوں کا کیا مقام کہ ان کے کلام کے رد کے در پے ہوں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے ادب کا انجام

اور ایک شخص حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رد کے در پے ہوا۔اور اس موضوع پر ایک رسالہ لکھ مارا اور مجھ پر پیش کرنے کے لئے لے کر آیا۔ میں نے اسے دھتکار دیا۔اور میں نے اس کی بات پر کان نہ دھرا۔اس نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا۔اور وہ اپنے گھر کی سیڑھی سے گر گیا۔اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ابھی تک ٹوٹی پڑی ہے۔اپنے اوپر ہی بول و براز کرتا ہے۔ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔اور اس نے مجھے کئی بار پیغام بھیجا کہ اس کی تیمارداری کروں لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کرتے ہوئے یہ کام نہ کیا کہ ان کے بے ادب سے دوستی کروں۔یہ تاویل تو گزشتہ آئمہ کے متعلق ہے۔رہے وہ جو زندہ ہیں تو ان کے بارے میں کبھی بھی میں کوئی بات قبول نہیں کرتا۔حتیٰ کہ اس سے میری ملاقات ہو اور اس کلام کے بارے میں اس سے گفتگو کر لوں۔کئی دفعہ حاسدین اس سے کلام باطل نقل کر دیتے ہیں یا اس کی مراد کے خلاف اسے اصل مقام سے بدل دیتے ہیں تاکہ تعصب اور باطل طریقے سے اس پر دین میں جرأت کرنے والوں کے پاس ہر سمت سے حملہ کر دیں۔اس قصد کے ساتھ کہ شہر میں اس کی روشنی بجھا دیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ انکار فرماتا ہے مگر اس کا کہ اس کا نور پورا فرمادے۔اور معاصرین کے درمیان ایسے امر کی نقل کثرت سے ہے۔اور یہ گفتگو میں پارسائی کی قلت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ ہر دور میں گفتگو میں احتیاط کبریت احمر سے زیادہ قیمتی ہے۔

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کوئی سوال علماء عصر میں سے کسی کے متعلق پیش کیا جاتا تو فرماتے کہ میں اس پر جواب نہیں لکھوں گا مگر جبکہ اس سے میری ملاقات ہو اور اس سے اس کی مراد پوچھ لوں۔اور کبھی فرماتے کہ اگر یہ اس کے قائل سے بطریق شرعی ثابت ہو جائے جس میں تعصب نہ ہو تو اس کا حکم یوں یوں ہے۔انتہی۔

حاسد محرفین سے درگذر

اور میں نے یہ طریقہ کثرت سے اپنے حاسدین سے معلوم کیا ہے۔کبھی کبھار تحریف کرتے ہوئے میری طرف سے ایسے مسائل بیان کرتے ہیں جو میں نے کبھی نہیں کہے۔پھر ان کے متعلق سوال لکھ کر علماء سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔وہ سوال کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ پھر علماء کی تحریریں لوگوں کے درمیان گھماتے ہیں۔پس میری ناحق مذمت کی کثرت کی وجہ سے مجھے بے حد و حساب اجر حاصل ہوتے ہیں۔اگر میں اس امت میں سے کسی سے مواخذہ کرنے والا ہوتا تو میں قیامت کے دن ان میں سے کسی ایک کے ساری عمر کے اعمال سے ایک غیبت کے بارے میں راضی نہ ہوتا۔صورت حال یہ ہے حالانکہ میرے خلاف فتویٰ لینے والوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی ساری زندگی میں میرے پاس نہیں آیا۔اور نہ ہی میری طرف سے اسے یہ بات عادل گواہ کے ذریعے پہنچی۔اور اگر ان کا خیر کا قصد ہوتا تو میرے پاس آتے اور مجھ سے جواب حاصل کرتے پس یا تو میں اس کلام سے بیزاری کا اظہار کرتا تو ازاں بعد میری طرف اس کی نسبت جائز نہ ہوتی یا پھر میں وجہ شرعی کے مطابق اپنی مراد بیان کر کے ان کی تحریف کا رد کرتا۔لیکن دشمن کا قصد تو اذیت کے سوا کچھ نہیں اور وہ ڈرتا ہے کہ

میں اپنی طرف سے جواب دوں تو مجھ پر بہتان طرازی کا اس کا کام رواج نہیں پکڑتا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے معاف فرمائے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ کسی فقیر کونہیں چاہئے کہ فاسقوں میں سے کسی پر اس گفتگو کی بنا پر گرفت کرے جو اس نے اس کے حق میں کہی۔ کیونکہ فاسق کے پاس آخرت میں اعمال صالحہ نہیں ہیں جن میں سے اپنے مخالفین میں سے کسی کو کچھ عطا کرے۔ یا اس کے پاس ہیں لیکن اس پر ثابت حقوق پورے نہیں کرتے۔ پھر فقیر اگر اس فاسق کے اعمال صالحہ ختم ہونے کے بعد اس کی پشت کے بوجھ میں سے کچھ اتار دے تو وہ اس میں گر پڑے گا جو کہ اس کی مروت میں قابل اعتراض ہے۔ تو درگزر کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ اور اگر اسے مواخذہ کے بغیر چارہ نہیں تو باعمل مخلص علماء کا مواخذہ کرے۔ کیونکہ غیر مخلصین کے لئے کوئی عمل آخرت تک نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اس سے اپنا حق حاصل کرے کیونکہ وہ دار دنیا میں مثلاً ریا اور خود بینی کی وجہ سب ضائع ہو چکے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو مال یا عزت کے بارے میں اپنے حق میں کسی سے درگزر کرے تو یہ اپنی جانب سے کر نہ کہ حق تبارک وتعالیٰ کی جانب سے۔ اس حیثیت سے کہ اس نے ایمان والوں کے متعلق ناحق گفتگو کے ذریعے حرمت الٰہیہ کی بے ادبی کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا۔ پس بیشک یہ تیرے اختیار میں نہیں۔ یہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے۔ اس کے متعلق جو چاہے کرے۔ انتہی۔

مفتی کے لئے تقاضائے احتیاط

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ مفتی کونہیں چاہئے کہ ایسے سوال کا جواب لکھنے میں جلدی کرے جو زندوں میں سے کسی کے متعلق ہو۔ خصوصاً اگر جانتا ہو گرچہ قرینے کے ساتھ ہی سہی کہ اس سے فتویٰ پوچھنے والا اس کا دشمن ہے جس کے متعلق فتویٰ پوچھ رہا ہے۔ پس اس جواب کی تحریر سے سخت نقصان ہوگا۔ کیونکہ کسی شخص کے خلاف فتویٰ پوچھنا اس کے دین کی قلت پر تحریر اور علامت ہے۔ تو یہ اس کی تائید کی طرح ہے۔

چنانچہ ۹۵۷ھ میں واقعہ پیش آیا کہ خوف خدا سے محروم ایک شخص نے میرے متعلق جھوٹا الزام رکھا کہ میں نے آئمہ اربعہ کی طرح اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اے بھائی! مت پوچھ جو لوگوں نے کثرت سے میری ہتک حرمت کی۔ شاید لوگوں کو آئمہ کی طرف سے میرے جوابات کی کثرت نے اس شبہہ میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ مجھے دیکھتے ہیں کہ اس مذہب کی توجیہہ بیان کرتا اور اس مذہب کی جس طرح اس کے اصحاب اس کی توجیہہ بیان کرتے ہیں۔ پس بسا اوقات وہ اپنے الٹے فہم کی وجہ سے وہ کچھ سمجھتے ہیں جو انہوں نے سمجھا۔ باوجودیکہ میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ کسی امام کی طرف سے کبھی بھی صدری طور پر جواب نہیں دیتا۔ میں صرف اس کی دلیل پر مطلع ہونے کے بعد ہی اس کی طرف سے جواب دیتا ہوں جس طرح کہ میری اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے جو میں نے ادلہ مجتہدین میں تالیف کی ہے۔

اکابر مشائخ کی طرف سے امام شعرانی کی تائید

اور جنہوں نے احتیاط کرتے ہوئے اس سوال کا جواب لکھنے سے توقف کیا وہ ہیں شیخ ناصر الدین اللقانی۔ شیخ شہاب الدین الرملی۔ شیخ نجم الدین الغیطی۔ شیخ نور الدین الطندقائی۔ شیخ شمس الدین البرہمتوشی اور سید محمد الرملی۔ اور آپ نے فرمایا: میرے پاس وہ کتاب لاؤ جس میں یہ دعویٰ ہے۔ یا گواہ لاؤ جو اس پر اس امر کی گواہی دیں۔ پس وہ عاجز رہے۔ رہے شیخ نجم الدین تو انہوں نے میری طرف سے

کوئی پچاس جوابات دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں وسعت فرمائے۔ اور آپ نے حاسدین سے فرمایا: اس تقدیر پر کہ یہ بات اس سے ثابت ہے اس میں کوئی شے ممنوع نہیں کیونکہ قاضی کی شرط سے ہے کہ مجتہد ہو۔ انتہی۔ اور جب یہ بات شیخ ناصر الدین الطبلاوی تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اکثر ثابت ہو جائے کہ فلاں نے یہ دعویٰ کیا ہے تو میں اس کا اول مقلد ہوں۔ انتہی۔ اور اسی قسم کا دعویٰ شیخ جلال الدین السیوطی کی طرف سے مشہور کیا گیا۔ حالانکہ شیخ نے صرف اجتہاد منتسب کا دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجتہاد مطلق مستقل۔ جیسے آئمہ اربعہ۔ اور اس کا آئمہ اربعہ کے بعد کسی نے دعویٰ نہ کیا مگر ابن جریر الطبری نے۔ اور آپ کے لئے یہ تسلیم نہ کیا گیا۔ (۲) اجتہاد مطلق منتسب جس طرح کہ اس پر مزنی۔ قفال۔ شیخ ابو محمد الجوینی۔ شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور ان جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس یہ تمام حضرات مجتہد منتسب ہیں نہ کہ مستقل۔ میں نے اسے اسی طرح شیخ جلال الدین السیوطی کی اپنی تحریر میں دیکھا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: میں نے دعویٰ نہیں کیا مگر اجتہاد مطلق منتسب کا پس حاسدین نے گمان کیا کہ میری مراد اجتہاد مطلق مستقل ہے۔ انتہی۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اہل طریقت کے نزدیک اجتہاد تو مریدین کو حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ عارفین ہوں۔ اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات مکیہ میں کتاب الجنائز میں عبارت ہے۔ جب مرید مقام اجتہاد تک پہنچ جائے تو کیا اپنے استاذ کے حکم کے تحت قائم رہے یا اس کی مخالفت کر سکتا ہے؟ تو ایک جماعت دونوں کی قائل ہے۔ اور جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے شیخ کے حکم کے تحت قائم رہے حتیٰ کہ اسے علم الیقین یا عین الیقین یا حق الیقین تک ترقی دے۔ انتہی۔ اور یہ یقیناً مقام اجتہاد سے بالاتر ہے۔ کیونکہ فروع میں اجتہاد کی حد گمان ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے تمام بھائیوں کو آئمہ اور ان کے مقلدین میں کسی کے انکار میں گرنے سے بچائے جس طرح کہ میرے ساتھ واقعہ گزرا۔ بیشک میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے معاصرین میں سے کسی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے زیادہ آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے مقلدین کی طرف سے جوابات دیئے ہوں برخلاف اس کے جو حاسدین نے میرے متعلق مشہور کیا ہے۔ پس اگر تعصب سے پاک کوئی شخص میرے پاس بیٹھے اور مجھ پر تمام مذاہب کے اقوال پیش کرے جو کہ میرے غیر کے نزدیک متضاد ہیں میں تکلف کے بغیر ان کے درمیان مطابقت بیان کر دوں گا۔ انتہی۔

اقوال آئمہ کے درمیان مطابقت کی قبولیت

اور میں جوان تھا کہ خواب میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی جبکہ امام مالک آپ کی بائیں جانب بیٹھے ہیں اور میں دونوں حضرات کے سامنے کھڑا ہوں۔ پس امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہماری طرف سے اس نوجوان کی طرح کسی نے جوابات نہیں دیئے۔ مجھے اس سے بہت مسرت ہوئی۔

نماز اور وضو میں آئمہ کے چند مختلف فیہ مسائل میں مطابقت

اور تجھے مانوس کرنے کے لئے مجھے محبت دلائی گئی ہے کہ وضو اور نماز کے چند مسائل کا ذکر کروں جن میں آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اختلاف کیا۔ بسا اوقات تو میرے جیسے کو حق تبارک وتعالیٰ کے جمع بین الاقوال پر قادر کرنے کو بعید خیال کرتا ہے۔ پس میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔

جس نے کہا کہ فرض طہارت میں مستعمل پانی کے ساتھ وضو صحیح نہیں اس کی وجہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اپنے کم پانی والے

سفروں میں مستعمل پانی جمع نہ کرنا تا کہ اس سے دوبارہ وضو کرلیں بلکہ اس کی بجائے تیمم کی طرف پھر گئے۔ کیونکہ نص حدیث کے مطابق اس میں خطائیں گر جاتی ہیں۔ اور جس میں خطائیں گر جائیں وہ شرعاً آلودہ ہے۔ پس کسی مومن کو نہیں چاہئے کہ اس سے طہارت حاصل کرے۔ کیونکہ مقام طہارت کی شان یہ ہے کہ وہ جسم کی طہارت میں اضافہ کرتی ہے۔ جبکہ خطاؤں کے غسالہ سے وضو کرنا جسم کی آلودگی بڑھاتا ہے۔ پس اگر بندے سے حجاب کھول دیا جائے تو جس وضوخانے میں لوگ آتے ہیں اس کا مستعمل پانی اس پانی کی طرح دیکھیں جس میں قسم قسم کے مردہ حیوانات پڑے ہوں جیسے کتے۔ خنزیر۔ گدھے۔ اور کیڑے مکوڑے۔ ان معاصی کے مطابق جو گرے ہیں جیسے زنا۔ لواطت۔ شراب نوشی۔ غیبت۔ چغلی۔ حکام کے ہاں لوگوں کے متعلق مقدمات لے جانا اور ان کے علاوہ کبائر۔ صغائر اور مکروہات۔

پس اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحمت فرمائے کہ آپ کے تینوں اقوال کے عموم میں کبائر صغائر اور مکروہات شامل ہو گئے۔

مستعمل پانی میں امام اعظم کے تین اقوال کی حکمت

پس آپ کا ایک قول یہ ہے کہ کسی حدث میں مستعمل پانی کا حکم نجاست مغلظہ کا حکم ہے۔ اور آپ کا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ متوسط نجاست کی طرح ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ طاہر ہے پاک کرنے والا نہیں۔ اور اس کے نجاست مغلظہ کی طرح ہونے کی وجہ احتیاط اختیار کرنا ہے کہ بسا اوقات وہ طہارت حاصل کرنے والا کبائر میں سے کسی شے کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اس کے درمیانی نجاست کی طرح ہونے کی وجہ لوگوں کا عام طور پر صغائر میں گرنا ہے۔ اور یہ حرام اور مکروہ کے درمیان کی حالت ہے۔ اور اس کے طاہر غیر طہور ہونے کی وجہ یہ کہ اصل لوگوں کا صغائر اور کبائر کا ارتکاب نہ کرنا ہے۔ پس باقی نہ رہا مگر اس مکروہ کا ارتکاب جو شرعاً مباح ہے۔ اور غسالہ یعنی مستعمل پانی کی تقسیم میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ قول کرنا ہے جب کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: حسبك من صفيه كذا و كذا۔ یعنی اس کا قد چھوٹا ہے لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجتہ یعنی تو نے ایسی بات کی ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں مل جائے تو اس کا ذائقہ بدل دے۔ یعنی اسے بدل دے اور بدبودار کر دے۔ تو جب ایسا کلمہ بحر اعظم میں ڈال دیں تو اسے متغیر کر دیتا ہے تو اے بھائی! ان کبیرہ گناہوں کے پانی کے متعلق تیرا خیال ہے جب وہ چھوٹے سے حوض میں گر جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے مساجد کے حوضوں سے وضو منع ہونے کا اشارہ فرمایا۔ کیونکہ یہ بحر محیط کی نسبت سے ایک چھوٹا سا قطرہ ہیں۔ پس یہ آلودگی اور تغیر کے زیادہ لائق ہیں۔

ماء مستعمل سے جواز طہارت کی وجہ

اور جس نے ماء مستعمل کے ساتھ طہارت کو جائز قرار دیا تو یہ اس لئے ہے کہ معنوی خطاؤں کے ساتھ پانی کی آلودگی ایک ایسا امر ہے جس کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ مگر اہل کشف کے لئے۔ اور انسان کو روکا نہیں جاتا مگر اس پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے سے جس کی آلودگی اور تغیر کا اس میں اختلاف مقامات کے مطابق مشاہدہ ہو۔ اور اس کی تائید پانی کو طہور کا نام دینا ہے۔ یعنی وہ جس کے ساتھ اس کے جواز کے قائل کے نزدیک بار بار طہارت ہو سکے۔

سبزوں اور درختوں کے رس سے وضو منع ہونے کی وجہ

اور جس نے سبزوں اور پودوں کے رس کے ساتھ وضو سے روکا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طہارت کی مشروعیت صرف بدن کی تازگی کے لئے ہے تا کہ بندہ اپنے رب کی مناجات کے لئے زندہ بدن کے ساتھ قیام کرے۔ اور یہ معلوم ہے کہ رس والے پانی کی روحانیت ضعیف ہے۔ کیونکہ روحانیت جو اس میں تھی وہ دانے اور گٹھلی کی طرف منتقل ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ کھیتی سرسبز ہوگئی۔ اس کے پتوں اور شاخوں نے کثرت اختیار کی۔ پس اس پانی کی روحانیت ضعیف ہوگئی۔ وہ وضو کرنے والے کے بدن کو تازگی نہیں بخشتی۔ اور جسے میری بات میں شک ہو وہ جب کنوئیں کے غیر مستعمل پانی اور حوض کے پانی سے وضو کرے تو اپنے بدن کو دیکھے بیشک وہ کنوئیں کے پانی سے اپنے بدن کو زیادہ تازگی حاصل کرنے والا پائے گا۔

اور جس نے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کئے بغیر وضو کی صحت ممنوع قرار دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا گیا غیر مبارک ہے۔ یا اسے کمال پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا صلوہ لجار المسجد الا فی المسجد. کہ مسجد کے پڑوسی کے لئے نماز نہیں ہے مگر مسجد میں۔ یعنی کامل نہیں ہے۔

وضو کے دیگر مسائل اختلافیہ کی وجوہ

اور جس نے اعضاء وضو میں ترتیب واجب کی اور جب ترتیب نہ ہو تو وضو باطل قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ منقول نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خلاف ترتیب وضو فرمایا۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ عمل جس پر ہمارا امر نہیں ہے تو وہ مقبول نہیں۔ پس ترتیب کا حکم شروع سے ہی ہے۔ پھر اجتہاد مجتہد نے اسے وجوب کی طرف قائم کیا۔ اور جس نے خلاف ترتیب وضو درست قرار دیا اس کی وجہ یہ کہ اس نے آیت وضو میں واؤ کو غیر ترتیب کے لئے قرار دیا۔ اور مقصود ان تمام اعضاء کو نماز کے لئے قیام اور اس میں داخل ہونے سے پہلے دھونا ہے۔ اور اس کی تائید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے پرواہ نہیں کہ پاؤں سے شروع کروں یا چہرے سے۔

اور جس نے اعتبار وحکمت کے طور پر پے در پے کرنا واجب قرار دیا تو یہ اس لئے ہے کہ صاحب بدن کے معصیتوں یا شہوتوں یا غفلتوں میں گرنے کی وجہ سے حتیٰ کہ قریب ہے کہ بدن پر موت یا ضعف یا سستی طاری ہو جائے اس کیفیت سے بدن کو تازگی بخشنے کے لئے طہارت شروع ہوئی۔ پس اگر پے در پے کرنا واجب قرار نہ دیا جائے تو وقت طہارت میں تاخیر میں اضافہ ہوگا۔ گویا یوں کہ اپنا چہرہ مثلاً طلوع شمس سے پہلے دھوئے پھر باقی اعضاء عصر سے ذرا پہلے باوجودیکہ وہ دونوں وقتوں کے درمیان غیبت۔ چغلی۔ ہنسی کی کثرت۔ خواہشات کے استعمال اور غفلتوں کی کثرت میں گرا حتیٰ کہ اس کا بدن کثرت ضعف سے ایسا ہو گیا گویا اس نے وضو کیا ہی نہیں۔ اور اس کی وجہ سے حکمت وضو کا مقصد جو کہ نماز میں داخل ہونے سے پہلے بدن کی تازگی ہے ختم ہو جاتا ہے۔ پس وہ مثلاً نماز عصر سے ذرا پہلے نماز کے لئے مردہ یا ضعیف یا سست بدن کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ پس پے در پے کرنا اپنی اصل کے اعتبار سے مامور بہا ہے اور اسے اجتہاد نے وجوب کی طرف قائم کر دیا۔ جیسا کہ ترتیب میں گزر چکا۔

وضو اور تیمم کے دیگر اختلافی مسائل کی وجوہ

اور جس نے کہا کہ نیت وضو میں واجب نہیں اور تیمم میں واجب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی جس کی طرف سرایت کرے اسے اپنی طبع کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔ گرچہ فاعل فعل کی نیت کے بغیر ہو۔ جیسے زمین جس پر فعل انسان کے بغیر پانی بہہ جائے۔ پس وہ زندہ ہو جاتی ہے اور زراعت کے لائق ہو جاتی ہے اور دانہ اگاتی ہے جو اس میں ڈالا جاتا ہے۔ پس اسی طرح اعضاء کی حیات میں قول ہے۔

اور جس نے تیمم میں اس کے وجوب کا قول کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی کے مقابلہ میں مٹی ضعیف الروحانیۃ ہے۔ پس روحانیت کی تقویت کے لئے اس کے ساتھ نیت شرط ہے جو کہ قصد کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے کہ ہمت اس میں اثر کرتی ہے جو اس کے مقابل ہو۔

اور جس نے کہا کہ ایک تیمم کے ساتھ جتنے چاہے فرائض پڑھ سکتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شارع علیہ الصلوہ والسلام نے اس سے سکوت فرمایا ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ صرف ایک فرض نماز کے بغیر کچھ نہیں پڑھا جا سکتا تھا تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بیان فرمادیتے گرچہ حدیث پاک میں ہی ہوتا۔

اور جس نے کہا کہ مس فرج سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی وجہ یہ ہے کہ وضو توڑنے والی درحقیقت خارج ہونے والی چیز ہے نہ کہ محل۔ اور اسی لئے حدیث پاک میں اس شخص کے متعلق جس نے اپنی شرمگاہ کو مس کیا ایسے الفاظ وارد ہیں جو وضو نہ ٹوٹنے کا پتہ دیتے ہیں۔ "هل هو الا بضعة منك" یہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔

اور جس نے اس کے مس سے وضو ٹوٹنے کا قول کیا ہے تو اس کی وجہ نفاست میں اضافہ کے لئے ہے اور یہ اکابر کے ساتھ خاص ہے نہ کہ اصاغر کے لئے۔

اور جس نے نیند کے ساتھ وضو ٹوٹنے کا قول کیا ہے گرچہ خوب جم کر بیٹھا ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نیند حدیث پاک کے مطابق موت کا بھائی ہے۔ اور یہ بھی اکابر کے ساتھ خاص ہے نہ کہ اصاغر کے لئے۔ اور جس نے خوب جم کر بیٹھنے والے کا نیند کے ساتھ وضو نہ ٹوٹنے کا قول کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہوا خارج ہونے کا خوف نہیں اور یہ رخصت ہے۔

اور جس نے ہاتھ سے کہنیوں تک ہتھیلی اور پشت دونوں طرف سے مس فرج سے وضو ٹوٹنے کا قول کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ کا اطلاق اس پورے عضو پر کیا جاتا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم میں سے جس نے اپنا ہاتھ اپنی فرج تک پہنچایا۔

اور جس نے صرف ہتھیلی کے وضو ٹوٹنے کا قول کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اہل لغت کے مذہب پر عمل کیا۔ کہ انہوں نے افضاء کو ہتھیلی کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور جس نے صرف جماع کے ساتھ طہارت ٹوٹنے کا قول کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ لمس کا اطلاق جماع پر ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن۔ یعنی تجامعوهن یعنی یہاں لمس بمعنی جماع ہے۔ اور جس نے جاری خون۔ قہقہہ۔ غیبت۔ یہود یا صلیب یا کوڑھی وغیرہ کو مس کرنے سے وضو ٹوٹنے کا قول کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مکلف کو ہر اس چیز سے پاک رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ اس خورد و نوش سے پیدا ہوا جو حالت فعل میں اپنی لذت کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے مشغول کرنے والی ہو۔

اور جس نے انزال کے بغیر جماع سے غسل واجب نہیں کیا اس کی وجہ اس صورت میں لذت کی خفت ہے بخلاف اس کے جسے انزال ہوا کیونکہ قریب نہیں کہ وہ اپنے جماع کی حالت میں مع اللہ تعالیٰ حضوری پر کبھی قادر ہو کیونکہ اس کے سارے جسم کے لئے لذت عام ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے اپنا سارا جسم دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور حائضہ کا جب حیض کا خون ختم ہو جائے اور اس نے صرف اپنی شرمگاہ کو دھویا ہو تو جس نے اس سے وطی کے مباح ہونے کا قول کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وطی صرف اس نجاست کی وجہ سے حرام قرار دی گئی ہے جو کہ فرج سے خارج ہوتی ہے اور وہ زائل ہو چکی۔ اور باقی جسم کے غسل کا حکم پاکیزگی کے حصول کے لئے ہے۔ اور اس پر باقی دوسرے مسائل قیاس کر جنہیں ہم نے ترک کر دیا ہے۔

نماز میں اقوال آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توجیہات

تو جس نے کہا کہ نماز پڑھنے والے پر تکبیر تحریمہ کے وقت نماز کے تمام افعال واقوال کو ذہن میں حاضر کرنا واجب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی نمازی دربارالٰہیہ میں روح کے ساتھ داخل ہوتا ہے نہ کہ جسم کے ساتھ۔ اور یہ اس جیسے کے لئے آسان ہے۔ پس یہ اکابر کے ساتھ خاص ہے۔ اور جس نے کہا کہ یہ واجب نہیں اس کی وجہ اس کا مشکل ہونا ہے۔ پس یہ عوام الناس میں سے اس کے حق میں ہے جس کی جسمانیت اس کی روحانیت پر غالب ہو۔ کیونکہ وہ کسی امر کو سمجھ نہیں سکتا مگر اس کے ماقبل کے شہود کے بعد۔ اور اسی طرح آگے۔ یہ طویل زمانے تک پہنچا دیتا ہے۔ بخلاف روح کے۔ پس بیشک یہ جملہ اشیاء کا آن واحد میں ادراک کر لیتی ہے۔ پس یہ ایک قوم کے حق میں ہے جبکہ وہ دوسری قوم کے حق میں ہے۔

ہر رکعت کی قرأت میں استعاذہ کی وجہ

اور جس نے نمازی کو ہر رکعت کی قرأت میں استعاذہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے کا حکم دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر نمازی ضعیف الحال ہوتے ہیں۔ ان کا عزم ایسا نہیں ہوتا کہ اپنی قرأت کے آغاز میں ایک مرتبہ استعاذہ کے ساتھ ابلیس ان سے دور ہو جائے۔ پس اسے ہر رکعت میں استعاذہ کا حکم دیا گیا۔ بخلاف قوی العزم کے۔ پس بیشک ابلیس پہلی رکعت میں ہی اس کے استعاذہ کی بدولت اس سے دور ہو جاتا ہے۔ پس پہلے استعاذہ کے بعد ابلیس کے اس کے پاس حاضر نہ ہونے کی وجہ سے اسے دوبارہ استعاذہ کی حاجت نہیں رہتی۔ اور اس کی تائید اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول کے ظاہر سے ہوتی ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم (النحل آیت ۹۸) پس جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اس شیطان سے جو مردود ہے) اور شک نہیں کہ ہر رکعت میں جدید قرأت ہے کیونکہ دونوں قرأتوں کے درمیان رکوع وسجود حائل ہیں۔

ہر رکعت میں قراۃ فاتحہ میں بسم اللہ کے وجوب کی وجہ

اور جس نے ہر رکعت میں قرأت فاتحہ میں بسم اللہ پڑھنا واجب قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ واجب کرنے والے کے نزدیک اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جس نے اسے واجب قرار نہیں دیا اس کے نزدیک اس کی حدیث ثابت نہیں۔ اور اعتبار کی حیثیت سے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم کا ذکر صرف صاحب اسم کے غائب ہونے کے وقت ہوتا ہے۔ تو جس نے حق تبارک وتعالیٰ کا مشاہدہ اپنے قلب کے ساتھ کیا اسے نام پاک ذکر کئے بغیر ہی مناجات کافی ہے۔ پس ہر مجتہد کا اپنا مقام مشاہدہ ہے۔ اور شیخ محمد الشفری کے موافق

میں ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے مجھے خواب میں اپنے حضور کھڑا کیا اور فرمایا: جب تو مجھے نہ دیکھے تو میرا اسم لازم کر۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنے اسم کے لزوم کا امر نہ فرمایا مگر جب کہ آپ نے اسے نہ دیکھا۔ اور اسی وجہ سے عارفین میں سے بعض نے (اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکات اور امداد سے نفع یاب فرمائے) اپنے شعر میں رمز کے طور پر یہ کہا ہے: ''اللہ کے ذکر سے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے'' یعنی یہ اس لئے کہ مشاہدہ کا دربار حیرت اور گونگے پن کا دربار ہے۔ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الاھمسا (طٰہٰ آیت ۱۰۸) اور رحمٰن کے حضور سب آوازیں خاموش ہو جائیں گی پس تو نہیں سنے گا مگر بھنبھناہٹ) اور اسی پر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول محمول کیا جائے گا جب آپ سے کہا گیا کہ کب راحت ملتی ہے تو فرمایا: جب میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کرنے والا نہ دیکھوں۔ اور یہ دربار شہود میں ہے۔ پس گویا آپ نے اپنے مقام کے تمام حاملین کے لئے اس میں داخل ہونے کی تمنا کی تاکہ اسے شہود کے ساتھ ذکر سے کفایت ہو۔ اہل طریقت نے اسی طرح اس کی توجیہہ فرمائی ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کے اختلافی اقوال کی وجوہ

اور جس نے کہا کہ سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بجائے انہیں دونوں پہلوؤں کی طرف لٹکائے جیسا کہ وارد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس کے حق میں ہے جس کو اس کے دونوں ہاتھوں کے اس کے سینے کے نیچے ہونے کی رعایت نے کہ اس سے نیچے نہ اتریں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مناجات کے کمال اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے مشغول کر دیا۔ کیونکہ نفس کی شان ہے کہ آن واحد میں دو چیزوں کی ایک ساتھ رعایت کرنے سے عاجز ہے مگر اس قوت کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کی امداد فرمائے۔ اور جب ہمارے ساتھ دو امر متعارض ہو جائیں تو ہم ان دونوں میں سے افضل کی رعایت کرتے ہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ بندے کا غیر کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے رب عزوجل کے خطاب پر متوجہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس خوف سے مشغول ہو جائے کہ اس کی ناف تک اتر آئیں یا دائیں کو بائیں پر رکھنے سے جدا ہو جائیں۔

اور جس نے کہا کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک ہاتھ کا دوسرے پر رکھنا طویل ہو جائے تو نمازی اس کی رعایت سے غافل ہو جاتا ہے۔ پس وہ ناف کے نیچے تک اتر آتا ہے۔ اور اس کی اصل ناف سے اوپر تھی۔ پس بسا اوقات بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی طرح دیکھا۔ پس گمان کیا ان کی اصل وضع اسی طرح تھی۔ پس وہ اس کے قائل ہوئے۔ اور صحیح احادیث کی پیروی بہتر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہاتھوں کا سینے سے نیچے رکھنا ان اکابر سے خاص ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی مشغول نہیں کرتا جبکہ انہیں چھوڑ دینا اصاغر کے ساتھ خاص ہے جس طرح کہ ہم نے تقریر کی ہے۔ اور اس کے ساتھ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کے درمیان مطابقت حاصل ہو گئی۔

بیشک شارع علیہ السلام نے مجتہد کو اپنی شریعت اور امت پر امین بنایا ہے۔ پس وہ اس کے ظاہر کی مخالفت نہیں کرتا مگر کسی امر کے لئے جس کے متعلق اسے شارع کی رضا کا علم ہو۔ پس سمجھ لے۔

اور جس نے کہا کہ نماز درست نہیں ہوتی مگر فاتحۃ الکتاب کے ساتھ نہ کہ اس کے علاوہ قرآن کریم سے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے متعلق احادیث صحیحہ ہیں اور ہر رکعت میں اس کی قرأت کے تعین پر سب سے قوی دلیل مسلم کی حدیث ہے کہ قسمت الصلوٰۃ بینی و

بین عبدی نصفین۔ میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کی ہے۔ پھر اس کی تفسیر یوں فرمائی: جب بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے مجھے یاد کیا ہے۔ اور جب کہتا ہے: الحمد للہ رب العالمین۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی۔ اور جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ الخ، پس بیشک فاتحہ کو نماز کا جزو قرار دیا گیا۔

اور جس نے کہا کہ نمازی کے لئے جو ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کافی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ عزوجل کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اس کی صفات اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی نسبت میں باہمی فضیلت قبول نہیں کرتیں۔ ایک دوسرے سے فضیلت تو قراءت اور قاری کی طرف لوٹتی ہے نہ کہ مقروء کی طرف۔ اور اس مذہب والا "لا صلوة الا الفاتحة الکتاب" کے متعلق یہ توجیہہ کرتا ہے کہ نماز کامل نہیں۔ تو اس میں کمال کی نفی ہے۔ صحت کی نفی نہیں۔ اور میں نے بعض عارفین کو فرماتے ہوئے سنا کہ وجوب فاتحہ ان اکابر پر ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں قرآن پاک کے تمام معانی کا شہود عطا کیا ہے۔ پس گویا انہوں نے ہر رکعت میں پورے قرآن کریم کے ساتھ نماز ادا کی۔

اور جس نے نمازی کو قرأت میں اچھی آواز کی رعایت کا حکم دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اکابر کے حق میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں آواز بلند کرنے کی قدرت عطا فرمائی بغیر اس کے کہ اس سے اس میں مشغول ہوں۔ اور جس نے سادہ پڑھنے کا حکم دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں ہے جو کہ نغموں میں مشغول ہو کر اللہ عزوجل کی طرف متوجہ رہنے سے عاجز ہو۔ اور یہ اگلے پچھلے اکثر لوگوں کا حال ہے۔

اور جس نے اعتدال کامل نہ کرنے پر یا رکوع میں اطمینان نہ کرنے پر نماز درست نہ ہونے کا قول کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مبالغہ اکابر کے ساتھ خاص ہے۔ رہا رکوع تو چونکہ ضعیف جب قیام میں ہو اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت جلوہ فگن ہوئی تو وہ عاجز ہوا اور رکوع میں چلا گیا۔ پس کئی دفعہ وہ اس تجلی کی شدت کی وجہ سے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ظاہر ہوئی کمال اطمینان پر قادر نہیں ہوتا تو وہ جلدی سے قیام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہ طوالت کے بغیر اعتدال ہے۔ اور یہی قول سجدے کے بارے میں ہے۔ بلکہ وہ دو سجدوں کے درمیان قرب کی بناء پر بیٹھنے کی طرف رجوع کا مستحق ہے کیونکہ سجدہ بہت قریبی بارگاہ ہے جس میں یہ نمازی داخل ہوتا ہے پس بسا اوقات اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہیبت مستحکم ہوتی ہے تو وہ کانپنے لگتا ہے اور قریب ہوتا ہے کہ اس کی ہڈیاں اور گوشت پگھل جائے۔ پس وہ اپنی کشائش اور اپنے اوپر رحم کرتے ہوئے بیٹھنے کی طرف رجوع میں جلدی کرتا ہے۔ اور قرآن عظیم میں ہے

ان اللہ بالناس رؤف رحیم (الحج آیت ۶۵) بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بغائت مہربان رحم فرمانے والا ہے)

اور جس نے رکوع وسجود سے اعتدال میں مبالغہ کا قول کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان ضعیفوں کے ساتھ خاص ہے جو اس خضوع کی طوالت پر قادر نہیں ہیں اس ہیبت کی شدت کی بنا پر جو ان پر وارد ہوئی اور نہ ہی ان کے قلوب پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کے تسلسل پر۔ پس ان دونوں کی تخفیف قوت والوں کے ساتھ خاص ہے۔ پس انہیں ادنیٰ اعتدال ہی کافی ہے جس کی وجہ سے وہ کشائش حاصل کرتے ہیں۔ تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو منقول ہے اکابر کے ساتھ خاص ہے اور جو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول

ہے۔اصاغر کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اعتدال اور رکوع کو طول دیتے اور کبھی ان میں تخفیف فرماتے۔ تا کہ قوی وضعیف سب آپ کی اقتداء کر سکیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے گویا آپ تپتے پتھر پر بیٹھے ہیں یعنی سرعت کے ساتھ سجدے کی طرف لوٹتے کیونکہ آپ صاحب قوت ہیں۔ پس بیشک آپ ابن الحضرۃ۔ اخ الحضرۃ اور ابو الحضرۃ ہیں۔ کوئی بشر اس میں آپ سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتا اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل وشرف میں اضافہ عطا فرمایا۔ اور آپ تخفیف تو صرف اپنی امت پر رحم فرمانے کے لئے کرتے تھے۔

رکوع وسجود سے کمال اعتدال کی حکمت از سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: بعض آئمہ نے رکوع وسجود سے کمال اعتدال امت کے ضعیفوں پر رحم کرتے ہوئے شرط قرار دیا جو کہ اپنے رکوع وسجود کی حالت اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کے مسلسل شہود کی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ اگر ان میں سے کوئی اعتدال کے بغیر سجدے کی طرف اترنے کا ارادہ کرتا تو بسا اوقات اس کی روح پرواز کر جاتی اور اس پر غلبے کی وجہ سے حضرت الٰہیہ سے نکل جاتی۔ پس اسی لئے شارع نے اس کے لئے اعتدال مشروع فرمایا تا کہ اس میں اس عظمت کے ثقل سے راحت حاصل کرے جو کہ قریب تھا کہ اس کے جوڑ بند جدا کر دے۔ اور فرمایا: اس کی نماز نہیں جس نے نماز میں اپنی پشت سیدھی نہ کی۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا جس نے نماز میں اپنی پشت سیدھی نہ کی۔ یعنی نماز کامل نہیں یا بالکل نماز نہیں ہوئی یعنی اس لئے کہ اس عظمت کے تحمل سے اس کا عاجز ہونا اس کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے مقام کو فسخ کر دیتا ہے حتیٰ کہ قریب ہے کہ اس کی بارگاہ سے خارج ہو جائے۔ پس اس سے کمال نماز فوت ہو جائے۔ اور بالکل نماز نہ ہونے کی وجہ اس کی شدت ضعف وعجز کی بنا پر اس کی روح کا بارگاہ سے بالکل نکل جانا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رکوع وسجود سے اصل اعتدال تو اصاغر واکابر کے ہر نمازی کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عظمت کے رکوع وسجود میں اعتدال کے بغیر تسلسل سے بالکل عاجز ہیں۔ اور یہ کہ بندہ جب ضعیف ہو تو اسے اعتدال میں زیادہ اطمینان کے بارے میں کثرت سے خطاب ہے اور جب قوی ہو تو سجود میں زیادہ اطمینان کے متعلق کثرت سے خطاب ہے۔

رکوع کی بجائے دو سجدوں کی حکمت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رکوع کی بجائے دو سجدوں کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ پہلا سجدہ تعمیل ارشاد ہے برعکس اس کے جو ابلیس سے واقع ہوا جبکہ دوسرا سجدہ تعمیل حکم کے حصول پر اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے ہے۔ انتہی۔ اور ہم نے جو بھی تقریر کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جسے اپنے رکوع یا سجود میں محل قرب تک رسائی ہوگئی تو اسے مقصد حاصل ہو گیا پس وہ عادۃً دور کے مقام کی طرف نہیں لوٹتا جو کہ قیام اور دو سجدوں کے درمیان جلوس ہے مگر کسی حکمت کی وجہ سے اور یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس کی حکمت ہے۔ پس اس پر غور کر کہ یہ نفیس ہے۔

جلسہ استراحت کی وجہ مشروعیت

اور جلسہ استراحت کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ جس عظمت نے نمازی کے لئے اس کے سجدے کی حالت میں تجلی فرمائی کوئی عظمت

اس سے فائق نہیں۔ کیونکہ بارگاہ سجود قاب قوسین اوادنیٰ کی بارگاہ سے قریب کرتی ہے جس طرح کہ اس حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قرب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو۔ پس اگر نمازی سے جو کہ عظمت الٰہیہ کے استحضاء میں ہے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ جلسہ استراحت کے بغیر قیام کی طرف کھڑا ہو تو وہ قادر نہ ہوتا اور یہ تکلیف مالا یطاق کے زمرہ میں ہوتا۔ پس اسی لئے بندوں پر رحمت کرتے ہوئے جلسہ استراحت مشروع ہوا۔ اور جسے میری اس بات میں شک ہو جس کی نماز صرف صوری ہے حقیقی نہیں پس اپنے سجدے میں اپنے آپ کو لازم کرے اور اپنے تمام حواس اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور یوں جمع کرے کہ اس کے ذہن میں اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ کے سوا کچھ نہ رہے۔ اور کائنات کی کوئی شے اس کے دل میں نہ رہے سوائے اس کے جس کے لئے اپنے رب سے دعا کرتا ہے۔ پس بیشک اگر بیٹھے بغیر قیام کی طرف آنے کا ارادہ کرے تو کبھی قادر نہ ہوگا۔ پس کائنات کا ضعیفوں کے قلوب پر ان کے سجدے کی حالت میں کھٹکنا ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ رحمت ہے ورنہ ان کے جوڑ بند منقطع ہو جاتے اور وہ سب کے سب بھسم ہو جاتے۔ کیونکہ جس پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اس کی طاقت سے زیادہ متجلی ہوئی وہ مرگیا۔ فلما تجلی ربه للجبل جعله دکًا وخر موسیٰ صعقا (۱۱۱عراف آیت ۱۴۳ پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے)

پس سمجھ لے۔ جب وہ شخصیت جو اولوالعزم رسل میں سے ہے بیہوش ہو کر گر پڑے تو کسی دوسرے کا کیا حال ہوگا۔

تکرار رکوع سجود سے طول قیام کی فضیلت کی وجہ

پس ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس نے کہا کہ طول قیام افضل ہے۔ رکوع وسجود کے تکرار سے تو یہ اصاغر کے بارے میں ہے جنہیں رکوع وسجود میں ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی عظمت برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ اور جس نے اس کے برعکس قول کیا تو وہ اکابر کے بارے میں ہے جو کہ اس عظمت کو برداشت کر سکتے ہیں۔ پس سمجھ لے۔ اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور کائنات کا بندے کے قلب پر کھٹکنا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اس کی تائید حدیث اسراء کے بعض طرق میں وارد ہونے والے یہ الفاظ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق کی آواز کے مشابہ ایک آواز سنی "ٹھہر جائیے۔ بیشک آپ کا رب صلوۃ فرما رہا ہے" پس حق تعالیٰ نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے ساتھ انس عطا فرمایا۔ کیونکہ وہ عظمت جو آپ کے لئے جلوہ گر ہوئی آپ کے سوا مخلوق میں سے کوئی بھی اسے کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پس غور کر۔ اور ہم نے اسرار صلوۃ پر ایک مستقل کتاب میں بسط وتفصیل سے گفتگو کی ہے۔ اس کی طرف رجوع کر۔

آخری تشہد میں درود شریف کے استحباب و وجوب کا مسئلہ

اور جس نے آخری تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا واجب قرار نہیں دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ بارگاہ صلوۃ دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ پس بسا اوقات نمازی کے قلب پر اللہ عزوجل کی ہیبت قوی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسے حضرت الٰہیہ کے اکابر میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ پس بعض علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ایسے حضرات کے بارے میں مستحب قرار دیا ہے نہ کہ واجب۔ بخلاف اکابر کے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شہود اس کی مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ انہیں اللہ عزوجل کا شہود اس کی مخلوق کے شہود سے مشغول نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے برعکس۔ پس بیشک دربار خداوندی میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ان پر واجب ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کا واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ ان میں سے کسی کے لئے ممکن نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت میں حضرت الٰہیہ کا قرب حاصل کر سکیں مگر اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ان کے امام ہیں۔

اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: مردوں میں سے کامل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے شہود کی وجہ سے اس کی خلق کے شہود سے محجوب نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کے برعکس۔ بلکہ ہر صاحب حق کو اس کا حق عطا کرتا ہے۔ انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے عدم وجوب کا قول کیا تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی (معاذ اللہ) حقارت کے طور پر نہیں۔ یہ تو محض اس ہیبت کی عظمت کی وجہ سے ہے جو کہ نمازی کے قلب کے لئے جلوہ گر ہوئی۔ اور امام قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو بکر الشبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اذان دی۔ جب شہادتین ادا کیں تو رک گئے اور کہا: تیرے عزت وجلال کی قسم اگر یہ نہ ہوتا کہ تو نے مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا حکم دیا میں آپ کا ذکر نہ کر سکتا۔ الخ۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو آپ کے کامل ہونے سے پہلے کی ہے۔

نماز سے خروج کی نیت کے وجوب کی وجہ

اور جس نے کہا کہ نماز سے خروج کی نیت واجب ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازی اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص دربار میں ہوتا ہے۔ اور ادب والوں کو معلوم ہے کہ جب کوئی کسی بڑے کی مجلس میں بیٹھا ہو تو ادب کے لئے ضروری ہے کہ جدا ہونے کے وقت اس کی تعظیم کے لئے اور اس کے قلب کو مائل کرنے کے لئے اس سے اجازت طلب کرے۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ اور اے بھائی! ذرا غور کر کہ اگر تیرا ہم نشیں تیری محفل سے اجازت طلب کئے بغیر اٹھ جائے تو اپنے جی میں تو اس سے کتنی وحشت محسوس کرے گا کہ اس نے تعظیم اور ادب میں خلل ڈالا۔ اس کے برعکس تو اس سے بہت انس محسوس کرے گا جب وہ تجھ سے اجازت طلب کرتا ہے۔ اور جو چیز اکابر خلق کے لئے ادب ہے تو حق تبارک وتعالیٰ کے لئے اس کا استحقاق زیادہ ہے۔

اور جس نے نیت خروج واجب نہیں کی تو اس نے ایسی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وسعت رحمت اور اپنے بندوں سے درگزر کرنے پر نظر کی۔ اور اگر یہ واجب ہوتا تو ہمیں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام امر فرماتے گرچہ کسی حدیث پاک میں ہی سہی۔

نماز سے فارغ ہو کر دائیں یا بائیں طرف پھیرنے کی وجہ

اور جس نے کہا کہ نماز سے اپنی دائیں سمت پھرے تو یہ اکابر کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مراقبہ مسلسل ہے اور وہ اپنے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہیں۔ پس وہ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار سے اس کے غیر کی طرف منتقل ہوتے ہی نہیں۔ اور یہ بارگاہ مقدس ہے اور اس کے شایاں دائیں سمت ہی ہے۔ رہے وہ لوگ جنہیں شہود کا یہ مقام حاصل نہیں تو وہ بارگاہ رب العزت سے اس کے غیر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے لائق بائیں سمت ہی ہے۔ اس کی دلیل حدیث میں وارد یہ حکم ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں اور اس سے نکلتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں رکھیں۔ پس آئمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحمت فرمائے ان کے قلوب کس قدر روشن اور وہ ادب کی راہوں۔ احکام کے مصادر اور ان کی حکمتوں کے کس

قدر شناسا تھے۔

پس اے بھائی! اس مقام میں غور اور تدبر کر اور اس کا شکر یہ ادا کر جس نے تیرے رب جل وعلا کے نزدیک تجھے اس پر متنبہ کیا۔ اور یہ ابن الوقت کا کلام ہے۔ اور آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کو جب وہ تیرے مذہب کے خلاف ہوں ان کے دلائل سوچے سمجھے بغیر اپنی رائے کے ساتھ ضعیف قرار دینے سے پرہیز کر۔ اور انہوں نے جو حکمت سمجھی اور اسرار کا مشاہدہ کیا اسے ضعیف مت کہہ۔ اور کسی شیخ کے ہاتھ پر طریق قوم کا سلوک اختیار کر۔ تو اسے ذوق کے ساتھ پہچان لے گا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

اکابر صوفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے جواب

میری تالیفات کا غالب حصہ ان کی طرف سے جواب پر مبنی ہے۔ بیشک یہ نادر راستہ ہے۔ اور اکثر لوگ ان کی بارگاہ میں داخل نہیں ہوئے۔ پس لوگوں سے بارگاہ قوم صوفیاء میں داخل ہونے کے معیار کے مطابق انکار کی قلت کثرت ہوتی ہے۔ چنانچہ جو کثرت سے داخل ہوا وہ قلیل انکار کرتا ہے۔ اور جس کا داخلہ قلیل ہے اس کا انکار کثیر ہے۔ اسی لئے قوم نے اپنی اصطلاح اور اپنی مراد کے بیان میں ان لوگوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کے لئے کتابیں تالیف فرمائیں جو ان کی بارگاہ میں داخل نہیں ہوئے۔ تاکہ صوفیاء پر ان کا انکار کم ہو۔ پس وہ گناہ اور جہالت میں نہ گر جائیں اور جس کا انکار کیا اس کے ذوق سے محروم رہیں۔ کیونکہ جس نے بھی قوم پر کسی چیز کا بلادلیل انکار کیا اسے اس سے محرومی کی سزا دی جاتی ہے جس کا اس نے انکار کیا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے کبھی عطا نہیں فرماتا۔

طریق قوم کی خاصیت

اور طریق قوم کی خاصیت ہے کہ مرید صادق جب ان کے طریق میں داخل ہوتا ہے تو انہوں نے خاصیت کی جو اصطلاحات وضع فرمائی ہیں پہلا قدم رکھتے ہی سب کی سب یوں پہچان لیتا ہے گویا ان اصطلاحات کا وضع کرنے والا یہی ہے۔ اور طلب طریق میں غیر صادق کے لئے اور ان کے علاوہ تمام علوم والوں کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔ پس ان کے لئے ایسے شیخ کی ازبس ضرورت ہے جو اس علم کی اصطلاحات سے انہیں روشناس کرائے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ یہ اہل کلام۔ منطقیوں اور مہندین کی کتابوں میں طے شدہ ہے۔ پھر کبھی وہ کلام جس کا اس ولی پر بعض لوگ انکار کرتے ہیں اس کی کتابوں میں کسی نے اپنی طرف سے درج کر دیا ہوتا ہے یا اس پر بہتان کیا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ یہ شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں میں واقع ہوا کہ لوگوں نے ظاہر شریعت کے خلاف کئی امور اپنی طرف سے آپ کی تالیف فتوحات مکیہ میں داخل کر دیئے اور فصوص میں بھی جو کہ آپ کی تالیف ہے جس طرح کہ شیخ بدر الدین بن جماعہ وغیرہ نے فرمایا ہے۔ اور جس طرح کہ میری بعض کتابوں میں میرے ساتھ یہ حادثہ واقع ہوا۔ جس کی طرف اس کتاب کے اوائل میں اشارہ گزر چکا ہے۔

انکار کا سبب اور اس سے بچنے کے لئے توجیہات

اور انکار کا سبب کبھی منکر کی قوم کی اصطلاح سے ناواقفیت اور ان کے مقامات کا ذوق نہ ہونا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام التائیہ وغیرہ میں ہے۔ پس عاقل وہ جو انکار ترک کر دے اور جو اسے سمجھ نہیں آیا اسے خصوصیت کے ساتھ ایسے حقائق میں سے قرار دے جس کی اسے واقفیت نہیں۔ اور ہمیں اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی سے یہ بات نہیں پہنچی کہ

اس نے لوگوں کو کبھی وضو یا نماز یا روزہ وغیرہ ترک کرنے کا حکم دیا ہو جو کہ خلاف شرع ہے۔ بلکہ ان سب کے رسائل کتاب وسنت پر پابندی کے حکم اور اپنے اخلاق واعمال کے علاج اور انہیں خفیہ مکروفریب اور اخلاص کو عیب دار کرنے والی علتوں سے پاک کرنے۔ اذیت برداشت کرنے۔ ایذا دینے کو ترک کرنے۔ زہد۔ پرہیزگاری۔ خوف وخشیت کے حکم سے بھرے پڑے ہیں۔ بسا اوقات ان پر انکار کرنے والا ان تمام صفات کے متضاد ہوتا ہے۔

کئی دفعہ عارف اپنی نظم میں یا دوسرے کی نظم میں حق تبارک وتعالیٰ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔ کبھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کلام کرتا ہے۔ کبھی قطب کی زبان پر کلام کرتا ہے تو بعض کو گمان ہوتا ہے کہ یہ اس کی اپنی زبان پر ہے لہٰذا انکار میں جلدی کرتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور کبھی بعض اوقات ایک عالم کسی صوفی پر عوام اور مجوبین پر رحم کرتے ہوئے انکار کرتا ہے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں جہالت کی وجہ سے اس امر میں اسے مشقت میں ڈال دیں پس ہلاک ہو جائیں۔ وہ اس صوفی پر کلی طور پر رد نہیں کرتا جس طرح کہ شیخ برہان الدین البقاعی کے لئے سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں واقع ہوا۔ اور جس طرح دوسروں کے لئے شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کے متعلق رونما ہوا۔ اور انہوں نے اچھا کیا۔ کیونکہ یہ لوگ فوت ہو گئے۔ اور اب ان پر انکار کرنا انہیں نقصان نہیں دیتا۔ بلکہ ان کا اجر وثواب بڑھاتا ہے۔ جبکہ عوام اور مجوبین اس طرح نہیں ہیں۔ پس ہر عالم پر انہیں ہلاکت سے نجات دلانا واجب ہے کیونکہ ان کا تدارک ممکن ہے۔ اور مراد قوم کے خلاف ان کے فہم پر ہمارا انہیں چھوڑ دینا انہیں نقصان دے گا۔ اور کبھی انہیں ان کی قبروں میں نقصان دیتا ہے۔ اسی لئے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے کہ کامل مرتبہ کمال تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ اس کا کلام ظاہر شریعت کی کسی چیز کو عیب دار نہ کرے۔ پس بیشک شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں: کامل اپنا کلام چھپاتا نہیں اور نہ ہی رمز سے بات کرتا ہے بلکہ ایسا کلام کرتا ہے جو علماء اور عوام کے فہموں میں سما جائے۔ کیونکہ چھپانا اور رمز سے بات کرنا نفسوں کے بقایا جات میں سے ہے۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے صوفیاء کے کلام میں اکابر شاذلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے زیادہ وسعت والا کلام کبھی نہیں دیکھا۔

اور میں نے اپنے شیخ الشیخ امین الدین جامع الغمری کے امام کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الحکم وضع فرمائی ہے اور آپ نے اس کے ہر کلمہ اور حکمت کو اگلے پچھلے تمام کلاموں کے معنوں پر حاوی کر دیا۔

اور صوفیہ میں سے کم ہے جو ان اگلے پچھلے معانی کا ہر حکمت سے استخراج کر سکے۔ انتہی۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ قوم کے ادب کا سب سے قلیل درجہ یہ ہے کہ منکر انہیں اہل کتاب کی طرح قرار دے۔ ان کی تصدیق کرے نہ تکذیب۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔

اور سیّدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قوم کے لئے سر تسلیم خم کرنا زیادہ سلامتی والا ہے۔ ان کی عقیدت بہت بڑی غنیمت جبکہ ان پر انکار دین برباد کرنے کے لئے سم قاتل ہے۔ کئی دفعہ انکار کرنے والا نصرانی ہو گیا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اگر تو عدم انکار کا ارادہ کرے تو اپنے قلب کا آئینہ سامنے کر۔ پس بیشک تو مشاہدہ کرے گا کہ صوفیاء بہترین لوگ ہیں

اور تیرا انکار کم ہو جائے گا۔ ورنہ تجھے کثرت انکار لازم ہوگی کیونکہ تو اپنے آئینے میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے۔ پس سمجھ لے۔

حضرت بایزید کی طرف سے جوابات

جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو شیخ بایزید کی طرف سے جو یہ قول منقول ہے طاعتك لی یا رب اعظم من طاعتی لك اے میرے رب! تیرا میری طاعت کرنا زیادہ عظیم ہے اس سے کہ میں تیری طاعت کروں۔ یعنی تیرا میری دعا کو قبول کرنا جیسے کہ میں کہوں میری مغفرت فرما۔ مجھ پر رحم فرما۔ مجھے معاف فرما اور میرا مواخذہ نہ فرما اس سے زیادہ عظیم ہے کہ میں تیرے حکم کی تعمیل کروں اور تیری نہی سے پرہیز کروں۔ کیونکہ تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں۔ تو مالک ہے اور میں مملوک ہوں۔ اور اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ادب کرنے والوں نے ایسی چیزوں کو چھپایا۔ اور اسے دعا کا نام دیا نہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو امر کرنے یا اسے نہی کرنے سے تعبیر کیا۔ گرچہ لفظ کا ظاہر یہی کچھ ادا کرے۔ اور سب سے پہلے جس نے یہ اصطلاح ظاہر کی وہ حکیم ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پس پتہ چلا کہ ابو یزید کی مراد یہ کہ نہیں کہ حق تبارک وتعالیٰ ان کی طاعت میں ہے۔ آپ کے نزدیک اور تمام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔ اور ہم نے جو تقریر کی ہے بایزید کی طرف سے منقول یہ قول بھی اسی طرح اترتا ہے کہ طاعة اللہ لی اکثر من طاعتی لہ. بعض حضرات نے اس کی تاویل اسی طرح کی ہے۔

اور بایزید ہی یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: بطشی اشد من بطش اللہ بی. یعنی میری پکڑ مجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ آپ نے اس وقت کہا جبکہ کسی قاری کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ان بطش ربك لشدید (البروج آیت ۱۲) بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے) چیخ ماری حتیٰ کہ آپ کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ اور کہا میری پکڑ اس کے مجھے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ جبکہ آپ کا مراد یہ ہے کہ اللہ عز وجل کا مجھے پکڑنا نہیں ہوگا مگر رحمت کے ساتھ مخلوط۔ کیونکہ اپنے بندے پر اس کی رحمت اس پر اس کے غضب پر غالب ہے۔ پس وہ اپنے بندے پر اس کی مشفق والدہ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور بایزید کی پکڑ ایسی نہیں کیونکہ وہ تو محض انتقام ہے جس میں رحمت کا شائبہ تک نہیں۔ کیونکہ اس کا غضب اس کی رحمت کی تنگی کی وجہ سے اس پر غالب ہے۔ پس اس کا اپنے بھائی کو پکڑنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ خصوصاً اپنے دشمن کو جب کہ اس پر قادر ہو جائے۔ کیونکہ قریب نہیں کہ دنیا و آخرت میں اس پر رحم کرے۔ اس کی شیخ محی الدین وغیرہ نے اسی طرح تاویل کی ہے۔

اور آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے اپنے مریدین میں سے بعض سے فرمایا: تیرا مجھے ایک مرتبہ دیکھنا اس سے ہزار مرتبہ بہتر ہے کہ تو اپنے رب کو دیکھے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ مرید جب اللہ عز وجل کو دیکھے تو اس کی معرفت میں اس کے لئے قدم نہیں ہے کیونکہ وہ اسے دیکھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہی ہے۔ پس وہ پہچانتا نہیں کہ اس سے فیض و ادب حاصل کرے۔ بخلاف بایزید کے کہ یہ اس سے نفع یاب ہوتا ہے اور وہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ کا ادب سکھاتا ہے حتیٰ کہ اسے اس کے رب جل وعلا کی معرفت کی طرف ترقی دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مراد کو بہتر جانتا ہے۔

نیز آپ سے منقول ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کیا۔ شاید آپ کی مراد یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے طریق میں سفر کیا یہاں تک مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی۔ یا میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں سفر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول

کے باب سے ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (العنکبوت آیت ۶۹) اور جو ہمیں راضی کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے) اور اس قول کے باب سے ہے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (الحج آیت ۷۸) اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کہ جہاد کا حق ہے) اور اس سے آپ کی مراد مسافت نہیں۔ اللہ تعالیٰ عارفین کے نزدیک جاگزیں ہونے سے منزہ ہے۔ اور درست ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ میرے سفر کی ابتداء اس کی انتہاء تک اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت کے ذریعے ہے نہ کہ میری طاقت اور قوت سے۔

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی توجیح

اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول منقول ہے: عارف مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اس کا بعض نے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کل نفس ذائقة الموت (آل عمران آیت ۱۸۵) ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے) یعنی وہ دنیا میں اپنی اجل کی انتہاء کے وقت موت چکھتا ہے۔ پس کیا صورت حال ہے؟ اور بعض کے قول کے مطابق اس کا جواب یہ ہے کہ جنید کی مراد یہ ہے کہ عارفین نے جب اپنے سلوک کی حالت میں اپنے نفسوں سے جہاد کیا حتیٰ کہ ان کے نفوس اپنے تمام تصرفات سے مر گئے۔ اور انہیں اللہ وحدہ کے لئے ہی تصریف کا شہود حاصل ہوا۔ تو گویا وہ اپنی حیات کی حالت میں مر گئے۔ کیونکہ اس وقت ان کا حکم فعل کے اپنے نفس کی طرف منسوب نہ کرنے میں اموات کا حکم ہے اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ جو زمین پر چلتی پھرتی میت دیکھنا چاہے تو ابوبکر کو دیکھ لے۔ یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنے نے آپ کا نفس مٹا دیا۔ یہاں تک کہ وہ میت کے نفس کی طرح ہو گیا۔

روح نکلنے کے آسان اور مشکل ہونے کی وجہ

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے پر روح کے نکلنے کا آسان اور مشکل ہونا اس کے اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کی کثرت اور قلت کے مطابق ہوتا ہے۔ پس اگر کسی بندے پر اس کی روح کا نکلنا مشکل ہو تو یہ اس کے مجاہدہ کے بقیہ کی وجہ سے ہے جو کہ اس پر دنیوی شہوات اور تعلقات سے باقی رہ گیا۔ بخلاف اس کے جس کے ہاں ان میں سے کسی چیز کی طرف میلان باقی نہ رہا پس وہ روح کے شدت کے ساتھ کھینچنے کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اللھم مگر یہ کہ وہ انبیاء علیہم السلام یا اکابر اولیاء میں سے ہو۔ پس بیشک ان پر ان کی روح کے نکلنے کا پر صعوبت ہونا ان کے دنیا کی طرف میلان کی وجہ سے نہیں۔ یہ صرف دار دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لئے ان کی محبت یا اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کے دین کے نشانات کے قیام کے لئے ہوتا ہے یا اپنی قوم کے غم میں جنہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ کی طرف ہدایت دیتے تھے اس حیثیت سے کہ وہ فوت ہو گئے اور مرتبہ کمال کو نہ پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ دوسری صحیح اغراض کی وجہ سے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مراد کو بہتر جانتا ہے۔

حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کی توجیہات

اور شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: میری پستی نے یہود کی پستی بے کار کر دی۔ شاید کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے لئے میری عاجزی اس کے حضور یہود کی عاجزی سے زیادہ عظیم ہے۔ کیونکہ ذلیل، معرفت الٰہیہ میں اپنے معیار کے مطابق ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کے یہود سے زیادہ عارف ہیں۔ پس آپ کا اللہ تعالیٰ کے حضور عاجز ہونا یہود کی عاجزی سے زیادہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی مراد کو بہتر جانتا ہے۔

اور شبلی سے یہ قول بھی منقول ہے: ما فی الجبة الا اللہ۔ اور بعض نے اس کا ضبط یوں بیان فرمایا: ما فی الجثة الا اللہ۔ یعنی جبہ میں یا جثہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ شاید آپ کی مراد یہ ہے کہ میرے جسم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی فاعل یعنی مؤثر نہیں۔ جس طرح کہ بعض کا قول ہے ما فی الکونین الا اللہ۔ کونین میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی مراد کونین کی نفی نہیں ہے اور نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے۔ کیونکہ اس نے تو ان کا وجود ثابت کیا ہے جس طرح کہ تو دیکھ رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا اور ان کے ان افعال کا خالق قرار دیا ہے۔ اور کتاب وسنت میں کتنے مقامات ہیں جہاں مقدر ماننا ضروری ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول: واشربوا فی قلوبھم العجعل بکفرھم (البقرہ آیت ۹۳) ان کے دل ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت سے سیراب ہو چکے ہیں) یعنی انہیں بچھڑے کی محبت پلائی گئی۔ اور حدیث پاک میں ہے اصدق کلمة قول لبید یعنی سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کا یہ قول ہے الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر شے باطل ہے۔ پس سمجھ لے۔

امام غزالی کے قول کی توجیہہ

اور امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: لیس فی الامکان ابدع مما کان۔ شاید اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ تمام ممکنات جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس صورت پر ظاہر فرمایا جو کہ اس کے علم قدیم میں تھی۔ اور اس کا علم قدیم اضافہ قبول نہیں کرتا۔ اور قرآن عظیم میں ہے اعطی کل شیء خلقه (سورۃ طٰہٰ آیت ۵۰) جس نے ہر چیز کو صورت عطا فرمائی) پس اگر یہ درست ہوتا کہ ممکنات میں اس سے زیادہ عجیب شے ہے جو پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں نہیں تو جہالت کو مقدم کرنا لازم آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہے۔ اور اس کی تاویل میں شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا یہی معنی ہے کہ حجۃ الاسلام کا کلام انتہائی تحقیق میں ہے۔ کیونکہ وہاں ہمارے سامنے دو ہی رتبے ہیں۔ قدیم اور حادث پس حق تعالیٰ کے لئے مرتبہ قدیم ہے۔ اور حادث کے لئے مرتبہ حدوث ہے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ وہاں تک تخلیق فرمائے جس کی عقلی طور پر انتہاء نہیں پھر بھی مرتبہ حدوث سے کبھی اوپر نہیں جا سکتا۔ انتہی۔

اور میں نے شیخ برہان الدین البقاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو تالیفات امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کلمے کی تاویل میں دیکھی ہیں۔ اور دونوں ہی اس حد کو چھو نہیں سکتیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی تاویل

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے میرے قلب نے میرے رب سے بیان کیا۔ یا مجھے میرے رب نے میرے قلب سے بیان فرمایا۔ یا مجھے میرے رب نے اپنی ذات سے بیان فرمایا۔ اور درمیانی واسطے اٹھا دیئے۔ آپ کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے ایسے کلام فرمایا جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا۔ آپ کی مراد صرف یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض احوال کی پہچان کرانے کے لئے آپ کو الہام کے فرشتے کی زبان پر الہام فرماتا ہے۔ پس یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے باب سے ہے۔ ان یکن فی امتی محدثون (دال مشدد کی زیر کے ساتھ) فعمر. اگر میری امت میں محدث ہوتے تو عمر ہوتا۔ (شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بمعنی ملھم. یعنی جسے الہام ہو گویا الہام کے ذریعے اسے بیان کیا جاتا ہے اور اسے خبر دی جاتی ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

وحی الہام اور وحی انبیاء میں فرق

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اولیاء اللہ علیہم الرضوان کو جو وحی ہوتی ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وحی جو ان کے لئے یا ان کی امتوں کے لئے بطور بیان شریعت ہوتی ہے میں فرق یہ ہے کہ نبی فرشتے کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کا کلام سنتا ہے پس رویت اور سماع کلام دونوں کا جامع ہوتا ہے۔ جبکہ ولی اس طرح نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر وہ فرشتے کا کلام سنے تو اس کا جسم نہیں دیکھتا اور اگر اس کے جسم کو دیکھے تو اس کا کلام نہیں سنتا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ نبی شریعت جاری کرنے والا ہوتا ہے جبکہ ولی تابع ہوتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی دعوت دیتا ہے جو کہ اس کے ہاں ثابت اور مقرر ہو۔ پس وہ انکشاف امر میں اضافے کا محتاج نہیں ہوتا۔ نبی علیہ السلام تو وہ شرع جدید ظاہر کرنے کا قصد کرتا ہے اور دوسری شریعت منسوخ کرتا ہے۔ اسی لئے اسے تاکید مزید اور انکشاف امر کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اے بھائی! وحی الہام اور وحی کلام میں فرق کر تو سر برآوردہ علماء میں سے ہو جائے گا۔ اور شیخ ابوالمواہب شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یوں ہی تقریر فرمائی ہے۔

صوفیاء کے چند اقوال کی توجیہات۔ لوح محفوظ است پیش اولیاء

اور قوم صوفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کا یہ قول منقول ہے کہ لوح محفوظ وہ قلب عارف ہے۔ ان کی مراد لوح محفوظ کی نفی نہیں۔ بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ قلب عارف جب جلا پاتا ہے تو اس میں لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے اس طرح نقش ہو جاتا ہے جس طرح کہ لکھی ہوئی تختی آئینے کے سامنے کر دیں۔ پس سمجھ لے۔

اور ان سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم دربار الٰہیہ میں داخل ہوئے۔ ہم دربار الٰہیہ سے باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار سے ان کی مراد کوئی خاص معین مکان نہیں۔ کیونکہ عام طور پر اس سے حضرت حق جل شانہ کے لئے مکان میں محدود ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔ دربار سے ان کی مراد جہاں بھی اس کا اطلاق کریں ان میں سے کسی کا شہود ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہے۔ پس جب تک وہ اس کا شہود کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے رب جل وعلا کے حضور حاضر ہے تو اس کے دربار میں ہے۔ جب وہ اس مقام شہود سے غائب ہو جائے تو دربار الٰہیہ سے خارج ہو گیا۔ اور لوگوں میں سے کسی کو یہ مقام قلیل حاصل ہوتا ہے تو کسی کو کثرت سے۔ جس طرح کہ اس کی وضاحت اس کتاب میں آ رہی ہے۔

پس ان میں سے کسی کو اپنی نماز میں یا اس کے بعض میں حضوری حاصل ہوتی ہے تو کوئی اپنی نماز وغیرہ میں ایک درجہ یا دو درجے یا تین درجوں کی مقدار حاضر ہوتا ہے اور اسی طرح حتیٰ کہ رات دن حضوری میں مستغرق رہتا ہے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس کی غفلت کی وجہ سے یا بعض خواہشات پانے کی بنا پر اس پر رحم فرماتے ہوئے درگزر فرمائے۔ اس لئے کہ تمام انفاس میں مراقبہ حق تبارک و

تعالیٰ بشر کی طاقت میں نہیں۔جس طرح کہ محققین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔
(اقول وباللہ التوفیق۔مراقبہ حق تبارک وتعالیٰ کا دوام اور ہمیشگی ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں قوم صوفیاء کا اختلاف ہے۔یہاں قاری کے لئے حقیقت مسئلہ کی وضاحت اور افادۂ بصیرت کے لئے حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے مکاتیب جلیلہ سے ایک مکتوب کے بعض مندرجات نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔آپ اپنے ایک مکتوب بعنوان مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار کے تحت فرماتے ہیں ''قوم را اختلاف است کہ عارف را شہود حق دائم باشد یا نباشد۔جمع گویند باشد و بسیارے بر آنند کہ نباشد۔ اشارہ بایں معنی کردہ است۔

حافظ دوام وصل میسر نمی شود
شاہاں کم التفات۔ بحال گدا کنند

مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار کہ گویند این است۔یعنی صوفیاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عارف کے لئے شہود حق دائم ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ایک جماعت قائل ہے کہ ہوتا ہے جبکہ بہت سے حضرات کا مسلک ہے کہ نہیں ہوتا۔اس شعر میں اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ اے حافظ دوام وصل میسر نہیں ہوتا۔بادشاہ حال گدا پر کم توجہ کرتے ہیں۔مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار جسے کہتے ہیں وہ یہی ہے۔ یعنی ابرار کا مشاہدہ تجلی اور استتار کے مابین ہے۔پھر نفس مسئلہ پر کچھ وضاحت کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''اما احوال عموم و عارفاں اینچنیں خواہد بود و قیاس حال حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم براں درست نیاید۔رحمت باد براں کہ گفت مراد بوقت اینجا دائمی است اے لی مع اللہ وقت دائم مستمر۔یعنی قیاس حال و اندازہ وقت من بدیگراں نکنند کہ گاہی باشد و گاہی نباشد۔البتہ عام عارفوں کے احوال ایسے ہی ہوں گے جبکہ حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔اس پر اللہ تبارک کی رحمت ہو کہ جس نے یہاں وقت سے مراد دائمی وقت کا قول کیا ہے یعنی لی مع اللہ وقت دائم مستمر۔یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت میرے لئے دائمی اور ہمیشہ رہنے والا وقت ہے۔ مقصد یہ کہ میرے حال اور وقت کا قیاس اور اندازہ دوسرے پر نہ کریں۔کہ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔پھر فرماتے ہیں ایں جا تحول و تغیر۔ غالبیت و مغلوبیت۔بلند و پست۔زیر و بالا نبود کہ شاہد حقیقت کہ حقیقت جامعہ اوست صلی اللہ علیہ وسلم در مقام حاق و اعتدال متمکن و ثابت، و مرأت شہود کہ قلب شریف اوست در غایت تدویر و صقالت۔و نورانیت۔و مشہود کہ ذات حق ست لا یزال محاذی و مقابل آں افتادہ و تجلی نمودہ چنانکہ ہست ہست تغیر و تبدل از کجا باشد۔یعنی یہاں تغیر اور تبدل۔غالیت اور مغلوبیت۔بلند و پست نہیں ہوتا۔کیونکہ شاہد حقیقت جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جامعہ ہے مقام کمال و اعتدال میں متمکن اور ثابت ہے۔اور آئینہ شہود جو کہ آپ کا قلب شریف ہے جو کہ انتہائی تدویر اور صقالت اور نورانیت میں ہے جبکہ مشہود جو کہ ذات حق ہے ہمیشہ اس کی محاذات میں اور اس کے سامنے متجلی ہے۔جس طرح ہے، ہے۔تغیر و تبدل کہاں سے ہوگا۔
حضور سیّد عالم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جامعہ کے حال کے متعلق مزید فرماتے ہیں: اما حقیقت آن است کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ہمہ جدا است و کیفیت آں بکنہ ادراک نتواں کرد۔ہر کہ ازاں بقیاس حال خود چیزے بگوید بیان کند گویا بگمان خود تاویل متشابہات کردہ باشد۔وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔ہیچکس او را چنانکہ اوست جز خدا نشناسد۔چنانکہ خدا را چوں

وے کسے نشناخت۔ در خلوتے کہ او با خداست ہمہ بیرون دراند۔ خدا است و بندہ۔ طالب ست و مطلوب۔ محب است و محبوب۔ شاہد است و مشہود۔ قاصد ست و مقصود۔ آں یکے خداست و دیگرے او۔ البتہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سب سے منفرد ہے اور اس کی کیفیت کی کنہ کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ جو بھی اس کے بارے میں اپنے حال پر قیاس کرتے ہوئے گفتگو کرتا ہے گویا اس نے اپنے گمان کے ذریعے متشابہات کی تاویل کی ہے۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ (آل عمران آیت ۷) اور اس کے صحیح معنی کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا) کوئی بھی آپ کو آپ کی حقیقت کے مطابق خدا تعالیٰ کے سوا نہیں جانتا۔ جس طرح کہ خدا تعالیٰ کو آپ کی طرح کوئی بہچان نہ سکا۔ جس خلوت میں کہ آپ با خدا ہیں سب دروازے سے باہر ہیں۔ خدا ہے اور بندہ۔ طالب ہے اور مطلوب۔ محب ہے اور محبوب۔ شاہد ہے اور مشہود۔ قاصد ہے اور مقصود۔ وہ ایک خدا ہے اور دوسرے آپ۔

واضح رہے کہ قصداً اختصار کے باوجود اقتباس طویل ہوگیا۔ روحانی عرفانی ذوق رکھنے والوں کے لئے یہ مکتوب ایک عظیم نعمت ہے۔ مزید طوالت سے بچتے ہوئے یہیں تک نقل کیا ہے۔ لیکن ارباب ذوق سے درخواست ہے کہ اخبار الاخیار کے حاشیہ پر درج آپ کے گرانقدر۔ ایمان افروز اور باطل سوز مکاتیب میں سے علی الخصوص اس مکتوب نمبر ۳۲ کا مطالعہ کریں۔ جو کہ مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار کے عنوان سے ہے۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ والوالدیہ)

امام غزالی کی طرف منسوب قول کی نسبت کی تردید

اور امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا ایک قول جس کی نقل میں صحت نہیں جسے بعض لوگوں نے آپ کی طرف سے مشہور کیا ہے کہ آپ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر اس سے دعا کریں کہ قیامت قائم نہ کرے تو اسے قائم نہیں فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں کہ اگر اس سے دعا کریں کہ ابھی قیامت قائم کردے تو کردے گا۔ پس ایسی باتیں امام حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ ہر عاقل پر واجب ہے کہ امام کو ایسی باتوں سے بری سمجھے کیونکہ اس سے مقدمات قیامت کے بارے میں وارد ہونے والی نصوص قطعیہ کی تردید ہوتی ہے اور یہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں میں تکذیب تک لے جاتی ہے۔ اور اگر یہ امام غزالی کی بعض تالیفات میں پائی جاتی ہیں تو یہ بعض ملحدوں کی طرف سے آپ پر دسیسہ کاری کی گئی ہے۔ اور میں نے ایک کتاب پوری کی پوری اہل سنت و جماعت کے مخالف عقائد سے بھری ہوئی دیکھی ہے جسے بعض ملحدوں نے تصنیف کیا اور اسے امام غزالی کی طرف منسوب کردیا۔ اس پر شیخ بدرالدین بن جماعۃ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اس پر لکھ دیا کہ واللہ اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہتان لگایا ہے جس نے اس کتاب کو حجۃ الاسلام کی طرف منسوب کیا۔ انتہی۔

اور اسی طرح شیخ مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس فی اللغۃ نے ذکر کیا ہے کہ بعض ملحدوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص میں ایک کتاب تصنیف کی اور اسے میری طرف منسوب کردیا۔ پھر اسے شیخ جمال الدین بن الخیاط یمنی کے پاس پہنچا دیا۔ پس شیخ نے میری شدید مذمت کی۔ چنانچہ شیخ مجد الدین نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغائت معتقد ہوں اور میں نے آپ کے مناقب میں ایک جامع کتاب تصنیف کی ہے جو کہ آپ کی انتہائی تعظیم پر مبنی ہے۔ پس آپ اس کتاب کو جو آپ کے پاس ہے جلادیں یا اسے دھوڈالیں۔ کیونکہ یہ مجھ پر جھوٹ اور بہتان ہے۔

اوراسی طرح شیخ بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جس کی نقل آپ سے صحیح نہیں۔ جسے بعض نے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ کو ایک لقمے کے عوض بیچ دیا۔ جبکہ شیخ بایزید رسالہ القشیری کے مشائخ میں سے ہیں جو کہ شریعت وحقیقت کے جامع ہیں۔ پس آپ سے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں ایسا مبنی بر جفا قول کیسے صادر ہوسکتا ہے۔ پس سمجھ لے۔

اوراسی طرح غیر صحیح نقل پر مبنی قول آپ کی طرف سے بعض نے نقل کیا کہ آپ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کے متعلق میری شفاعت قبول کرلے تو میرے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس امر کی حد صرف یہی ہے کہ مٹی کے ایک لقمے میں میری شفاعت قبول کرلی۔ انتہی۔ کیونکہ یہ کسی ایک شخص کا کلام ہے جسے ادب کی مہک تک نہیں پہنچتی۔ پس بیشک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو باطل کرتا ہے۔

اوراے بھائی! میں نے تیرے لئے علماء اسلام، فقہاء اور صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف سے جوابات کا دروازہ کھول دیا ہے۔ پس اس پر قیاس کر۔ اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اچھا سلوک منقطع نہ کرنا

مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ میں اس نیکی کو منقطع نہیں کرتا جسے اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر فقراء کے لئے مقرر کیا ہے جب ان میں سے کوئی میرے واسطے کی ناشکری کرے۔ اوراسی طرح میں اس کی تعلیم وتربیت کو بند نہیں کرتا مگر شرعی طریقے سے۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے علم ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتا جس نے اس پر احسان کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر وافر ہوتا ہے۔ اور جو اس کا شکر ادا کرتا ہے تو کبھی اللہ تعالیٰ اس شکر کو اس کے احسان اور تعلیم کے مقابلے میں کردیتا ہے۔ اوراس خلق کے ساتھ متخلق ہونے پر قادر نہیں ہوتا مگر جو خلق کی بجائے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرتا ہے۔ اور جو خلق سے معاملہ کرتا ہے تو غالب طور پر لازماً وہ اپنی نیکی۔ احسان اور تعلیم اس سے منقطع کردیتا ہے جو اس کی بے ادبی کرتا ہے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلاموں سے ان پر اپنے احسان کا بدلہ طلب کرنے سے پرہیز کر۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اپنا اجر خسارے میں ڈال دے گا۔ ادب تو یہ ہے کہ تو ان کے ساتھ نیکی اور خیر کا معاملہ اس لئے کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور بس۔ اوروہ معاملہ کس قدر لذت بخش ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تیرے قلب پر توجہ فرمائے اور تیرے لئے مخلوق کے انعام واکرام پر تجھے ابھارنے کا سبب صرف یہ ہو کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے ہیں۔ جبکہ قرآن عظیم میں ہے ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمأن بہ وان اصابۃ فتنۃ ن انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین (الحج آیت ۱۱) اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کنارے پر کرتا ہے پھر اگر اسے بھلائی پہنچے تو مطمئن ہوجاتا ہے اوراگر اسے کوئی آزمائش پہنچے تو منہ موڑ لیتا ہے۔ اس نے اپنی دنیا اور آخرت برباد کردی۔ یہی تو کھلا خسارہ ہے)

اوراسی طرح قول ہے اس شخص کے بارے میں جو خلق پر احسان کرتا ہے تاکہ وہ اسے اس کے فعل کی مثل بدلہ دیں پس جب وہ اسے بدلہ نہ دیں تو نادم اور متاثر ہوتا ہے۔ پس اے بھائی! تو اس پر احسان کر جو تیری اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے جس میں تو اس کے لئے واسطہ

تھا اگر چہ تیرا نفس اسے ناپسند کرے کیونکہ اس میں نفس کی وہ ورزش ہے جو مخفی نہیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس ارشاد سے خطاب فرمایا: جبکہ آپ نے مسطح کا خرچہ بند کر دیا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سفارش فرمائی ولیعفوا ولیصفحوا (النور آیت ۲۲) چاہئے کہ معاف کر دیں اور در گزر کریں) پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اعمال پر ثواب طلب نہ کرنا

مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان اعمال میں سے کسی چیز پر ثواب طلب نہیں کرتا جنہیں اس نے میرے اعضاء سے ظاہر فرمایا مگر اس کے احسان اور فضل کے حوالے سے۔کہ مجھے معلوم ہے کہ دنیا وآخرت کی نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا نہیں فرمائیں مگر ہمارے لئے کیونکہ وہ سب جہانوں سے غنی ہے۔پس ادب یہ ہے کہ وہ ثواب جسے اللہ تعالیٰ نے اس طاعت کے لئے مقرر فرمایا ہے ناداری اور حاجت کے اظہار کے لئے طلب کیا جائے۔اور جس نے وہ ثواب طلب نہ کیا وہ قلیل الادب ہے کہ اپنے رب عز وجل کے فضل سے لاپرواہی کا اظہار کرتا ہے۔پس سمجھ لے۔اور عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی مذمت کی ہے جس نے کہا کہ فقیر مرتبہ کمال کو نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حاجت نہ رہے۔کیونکہ اس کا ظاہر غنا مطلق تک رسائی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ بندہ پلک جھپکنے کی قدر بھی اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔اور اگر کچھ نہ ہو مگر سانس کا آنا جانا تو سانس کا تارک مر جاتا ہے۔اور درست ہے کہ یہ جواب دیا جائے کہ اس کی مراد اس کے متعلق اور اس کے مقسوم کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرنا ہے۔اور بیشک اللہ تعالیٰ نے قسمت الٰہیہ کی بدولت اسے سوال سے بے نیاز کر دیا ہے۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل سمجھتا ہوں جس نے مجھے اپنے حضور کھڑا ہونے کا اہل گردانا۔اگر چہ تمام نافرمانوں۔سرکشوں فاسقوں کے پیچھے ہی سہی۔اس امید پر کہ مجھے اس رحمت سے کچھ مل جائے جو کہ ہوسکتا ہے انہیں پہنچ پائے۔اور میرے جیسے کے لئے کہاں کہ نماز میں یا اس کے علاوہ کسی مقام میں رب العالمین کے حضور کھڑا ہوسکے۔باوجود یکہ اسے اس بارگاہ مقدسہ کے آداب سے واقفیت بھی نہیں۔پس اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں جس نے مجھے نماز کے تارکین کی طرح دھتکارا نہیں۔چنانچہ ان میں سے کسی کو اپنی بارگاہ میں کھڑا نہ ہونے دیا۔اور بعض کتب الٰہیہ میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے جنت یا جہنم کی وجہ سے میری عبادت کی۔اگر میں نے جنت اور جہنم پیدا نہ کی ہوتی تو کیا میں اس کا اہل نہ تھا کہ میری طاعت کی جائے۔انتہی۔

مسئلہ مذکور الصدر کے بارے میں سیّدی علی الخواص کا کلام

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم جیسوں میں سے کسی کے لائق نہیں کہ اپنی عبادت پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی ثواب طلب کرے۔اس کے لائق تو یہ ہے کہ اس عبادت میں سوء ادب اور عدم خشوع کی جو جنایت سرزد ہوئی اس سے معافی طلب کرے۔کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب نماز میں خشوع نہ ہوا سے یوں لپیٹا جاتا ہے جیسے بوسیدہ کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر اسے صاحب نماز کے منہ پر مارا جاتا ہے۔نیز میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی بندے کے لئے درست نہیں کہ اپنے اعمال پر احسان وفضل کے طور پر اپنے رب سے ثواب مانگے مگر اس وقت جبکہ فعل میں اللہ تعالیٰ کے لئے مقام توحید محکم کر لے۔ورنہ غالب طور پر اسے

لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل کے مقابلے میں ثواب طلب کرتا ہے۔ جس طرح کہ ان بندوں کا دستور ہے جنہیں طریق صوفیاء کا سلوک حاصل نہیں۔ پس حق تبارک وتعالیٰ ان میں سے کسی کے لئے فرماتا ہے کہ جنت میں میری رحمت کی وجہ سے داخل ہو جا۔ تو وہ کہتا ہے بلکہ میرے عمل کی بدولت جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی کو توحید کا ذوق ہوتا تو اپنے رب کے سامنے ایسی بات نہ کرتا۔ کیونکہ یہ نری جہالت اور بندوں کی حد ادب سے خارج ہونا ہے۔ بیشک بندے کی شان ہے وہ حق سیادت کے واجب کا اہتمام کرتے ہوئے اپنے مالک کی خدمت کرے نہ کہ نفوس کی علتوں میں سے کسی علت کی خاطر۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے لئے فعل کا شہود کشفی طور پر ہو اس سے اپنی طاعتوں پر ثواب طلب کرنا ایک دم زائل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی اپنے غیر کے فعل پر کبھی ثواب طلب نہیں کرتا۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کے لئے جب وہ اپنی نماز سے سلام پھیرتا ہے تین مرتبہ استغفر اللہ کہنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ اسے اس کی نماز میں نقص نیز حضوری نہ ہونے پر اور کثرت غفلت اور حدیث نفس پر تنبیہہ ہو۔ کیونکہ استغفار صرف گناہ سے ہوتا ہے۔ وہاں کم سے کم اس کا طاعت کی نسبت کا اپنی طرف شہود ہے۔ علاوہ ازیں اس کا حق تعالیٰ کے اس نماز کا خالق ہونے کے شہود سے غافل ہوتا ہے اور کوئی عارف کبھی بھی ایاك نعبد وایاك نستعین نہیں کہتا مگر صرف علی وجہ التلاوت۔ نہ کہ اس وجہ سے کہ وہ اس فعل میں اس کا شریک ہے مگر صرف تکلیف شرعیہ کی حد تک۔ عارف کے نزدیک اللہ عزوجل کا فعل شرکت سے بلند وارفع ہے۔ پس سمجھ لے۔ اصل کلام یہ ہے کہ جو غور کرے وہ ہمارے جیسوں کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہونے کا حکم اس پر مجرم غلام کے حکم کی طرح پاتا ہے جس نے مالک کی حدود میں نافرمانی کی اور اسے سزا کے لئے اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ پس قریب نہیں کہ اس کے خیال میں کبھی یہ کھٹکے کہ اسے خلعت پہنائی جائے گی۔ وہ تو اپنے رب عزوجل سے معافی اور ترک سزا کا خواستگار ہوگا۔ اور اس مجرم کا جگر کس قدر ٹھنڈا ہوگا جب وہ یہ سنتا ہے کہ مالک نے اسے معاف کر دیا ہے اور اس کی سزا آگ سے جلانا اور اس کے سر پر گرم خود رکھنے کی سزا ترک کر دی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سہو ونسیان سے بدمزہ نہ ہونا

میں بدمزہ نہیں ہوتا جب کہ میرے مقدر میں سہو ونسیان ہو یہاں تک کہ مثلاً بلا طہارت نماز ادا کر لوں۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں مجھے کھڑا کرنے کی صورت میں مجھ پر احسان فرمایا۔ پھر دوسری مرتبہ اس سہو یا نسیان پر اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کیونکہ یہ طہارت کے ساتھ اس کے حضور دوبارہ مجھے کھڑے ہونے کے امر کا یا سجود سہو کی وجہ سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے میری مناجات کے طویل ہونے کا یا اس کے تدارک کا سبب ہوا جس سے مجھے سہو ہوا۔ اور اگر میں نے پہلی نماز ہی طہارت کے ساتھ پڑھی ہوتی تو بسا اوقات میں دوبارہ اس وقت میں اس کے حضور کھڑا نہ ہوتا۔ بلکہ خلق کے محبت کی شان ہے کہ جب اس پر اس کا استاد ناراض ہو جائے تو کئی حیلے عمل میں لاتا ہے جن کے ذریعے قصداً اس کے سامنے کھڑے ہونے تک رسائی حاصل کرے تاکہ وہ اس کے ساتھ گفتگو کا دروازہ کھولے۔ پس سمجھ لے۔

پھر ازاں بعد میں استغفار کی کثرت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ مجھ پر طہارت کی طرف سے غفلت غالب ہوئی حتیٰ کہ میں رب

العالمین کے دربار میں بغیر طہارت کے کھڑا ہو گیا۔ اور کبھی بندے کو شریعت کی بعض فروع میں نسیان کی بنا پر مواخذہ ہوتا ہے۔ اور اس خلق والا دو آنکھوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک آنکھ تو وہ جس کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کی نعمت دیکھے گرچہ بے وضو ہی ہو۔ اور ایک وہ آنکھ جس کے ذریعے اپنی کوتاہی اور امور دنیا میں اپنی مشغولیت کو دیکھے حتیٰ کہ طہارت کے بغیر اپنی نماز سے غافل ہو گیا۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-خلق کے ہاں کوئی مرتبہ طلب نہ کرنا

میرا نفس خلق کے نزدیک کوئی مقام طلب نہیں کرتا۔ اور مجھ پر یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ جو خلق کے ہاں کسی مقام کا طالب ہو اس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اور خلق کے ہاں مقام معدوم ہوتا ہے۔ اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مقام طلب کرے اسے اللہ عزوجل کے ہاں اور خلق کے ہاں مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اس کے متعلق ہے جو لوگوں کے نزدیک غیر صحیح غرض کے لئے مقام طلب کرتا ہے۔ ورنہ سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے فرماتے جو کہ ایسے امیر کے پاس اپنی کسی حاجت کے متعلق آپ سے سوال کرتا جو آپ کے مقام سے ناواقف ہوتا۔ اے بھائی! چلا جا اور اپنے ساتھ دنیا داروں میں سے کسی کو لے جا اور اس امیر کی دہلیز کے پاس میرا انتظار کر۔ پس جب تم مجھے دیکھو کہ میں آ گیا ہوں تو دوڑو اور میرے ہاتھ چومو اور میرے بازو تھام لو تا کہ اس امیر کے غلام تمہاری تقلید کرتے ہوئے میری تعظیم کو دوڑیں۔ پس اس سے اس امیر کو پتہ چلے پس تقلید کرتے ہوئے میری تعظیم کرے تا کہ تمہاری ضرورت پوری کرے۔ بخلاف اس صورت کے کہ میں اس کے پاس سفارش کروں اور وہ مجھے پہچانتا ہی نہ ہو۔ بیشک اس کا دل بدلنے میں مجھے مشقت ہوگی۔

اور اس کتاب میں پہلے گزر چکا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ میں پہلے کسی تعارف کے بغیر امراء و حکام کے ہاں حاجت روائی کرتا ہوں۔ اور کم ہی کوئی ایسا ہے جس کے لئے ایسا واقع ہو مگر اس حاجت کے پورا کرنے کے طریق میں دینی نقص کے ساتھ۔ جیسے عبادت یا پارسائی یا زہد کا اس امیر کی جماعت کے پاس اظہار۔ تا کہ وہ اس کے متعلق علم اس امیر تک پہنچائیں۔ بلکہ میں نے ان میں سے بعض کو کہتے ہوئے سنا کہ امیر کے پاس میرا ذکر خیر کرو اور اس سے کہو یہ ہے وہ شخص جو اس دور میں فقراء میں سے ہے۔ اور مصر میں اس سے پہلے طریق فقراء میں کسی نے ہجرت نہیں کی۔ پس چاہئے کہ امراء کے پاس سفارش کرنے والا ایسے معاملہ میں دخول ریاء سے پرہیز کرے۔ اور اپنی نیت کو بندوں کی مصلحتوں کے لئے خوب کھنگالے جس طرح کہ ہم نے سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پہلے بیان کیا ہے۔

غیر متعارف کے ہاں سفارش کرنے کا امام شعرانی کا طریقہ

اور جو مجھے پہچانتا نہیں اس کے پاس سفارش کرنے کا میرا طریقہ یہ ہے کہ میں اس امیر کا دل بدلنے کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پس جب قبولیت کا اثر پاؤں تو اس کی طرف جاتا ہوں ورنہ کسی دوسرے وقت میں قبولیت کے مقام تک سفارش سے توقف کرتا ہوں کیونکہ جس کی ہمت نافذ نہ ہو تو اس کی سفارش میں اس امیر اور اس جیسوں کے ہاں اس کا مقام حقارت پذیر ہی ہوتا ہے۔ اور اس امیر پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حجت قائم ہوتی ہے۔ پس اس کے حق میں برائی ہوتی ہے اور ان احسانات میں کئی ایک مقامات پر

اس کی وضاحت آئے گی۔
اور اکابر کو خط لکھنے میں مرا یہی فیصلہ ہے کہ میں ان میں سے کسی سے خط و کتابت نہیں کرتا مگر جب کہ مجھے قبولیت کی علامات حاصل ہوں بایں طور کہ میرا ہر رونگا میری سفارش کی قبولیت کا یقین کر لے۔ اگر یہ علامت حاصل نہ ہو تو میں اس کے متعلق کسی سے مکاتبت نہیں کرتا۔ بسا اوقات صاحب حاجت مجھے قسم دیتا ہے کہ اس کے لئے لکھ بھیجوں اگر چہ وارد (روحانی اشارہ) کے بغیر ہو تو میں اس کے لئے رقعہ لکھ دیتا ہوں۔ پس اس کی حاجت روائی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وارد جب فقیر کے ہاں حاصل نہ ہو تو اس کے اور عام لوگوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہوتا۔ پس امیر اس رقعہ کو پڑھتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس پر عمل کرے۔
اور میں نے تجربہ کیا ہے کہ جو شخص میرا رقعہ وارد کے بعد نہیں لے جاتا اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی کیونکہ میں صاحب حاجت سے کسی دوسرے امر میں مشغول ہوتا ہوں۔ بخلاف اس کے جو وارد کے بعد رقعہ لے جائے۔ پس میں اسے پیش نظر رکھے رہتا ہوں حتیٰ کہ وہ امیر کے سامنے کھڑا ہو۔ چنانچہ میں ہمت کے ساتھ اس کی حاجت برآری میں اس کی موافقت کرتا ہوں۔ اور میرا یہ بھی تجربہ ہے کہ جو بھی میرے رقعہ کے ساتھ کسی دوسرے کا رقعہ اس امیر کے پاس لے جائے اس کی حاجت پوری نہیں کی جاتی۔ پس صاحب حاجت کو چاہئے کہ مثلاً تمام شہر والوں کے بارے میں اپنے رب سے استخارہ کرے۔ جس کے متعلق اعتقاد میں ترجیح حاصل ہو اس کا رقعہ حاصل کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی ۔ بیت المال سے وظیفہ قبول نہ کرنا

میں مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی وظیفہ یا خیرات قبول نہیں کرتا گر چہ متولی حضرات اس کے متعلق مجھ سے سوال کریں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بیت المال کا مال تو صرف عسکر اسلام کی مصلحتوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جیسے علماء اور مجاہدین جو کہ علائق دنیا سے منقطع ہو کر سفر کرتے ہیں۔ جبکہ میرے لئے ایسے سفر کی قدرت نہیں۔ اور نہ ہی علماء عاملین میں میرا شمار ہوتا ہے جو کہ دین کی حمایت کرتے ہیں کہ میرا یقین اور دبدبہ ضعیف ہے۔ نیز کسی کی بھی وظیفہ مرتب ہونے تک رسائی نہیں ہوگی مگر اس کی راہ میں نفس کی ذلت کے ساتھ۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مجھے قناعت بخشی ہے۔ پس اگر مجھے ایک خشک ٹکڑا مل جائے اسی پر قناعت کر لیتا ہوں۔ اور جو ایسا ہوا سے مال سلطان کی ضرورت نہیں۔ اور سلف و خلف جمہور علماء اور صلحاء کا یہی مذہب تھا۔ پس انہیں کے طریق پر چل۔ اور اس سے اے بھائی! دھوکا نہ کھا جو تیرے ہم زمانہ لوگوں میں سے ایسے معاملات میں رخصت دیتا ہے۔ بیشک یہ ایسا راستہ ہے جو کہ ہلاکت کی طرف کھینچتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر اسے ایسا عطیہ بے مانگے دیا جائے جبکہ وہ اپنے شہر میں ہو۔ پس اس کی کیفیت کیا؟ جو کہ اس کے لئے مصر سے مثلاً روم کی طرف سفر کرتا ہے۔ اور سلطانی لشکر سے مزاحمت کرتا ہے۔ اور میں نے ایک چھوٹے عمامے والے شخص کو دیکھا جو کہ کبیر العمامہ فقیہ پر اعتراض کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ اسراف ہے حالانکہ شام میں اس کے چالیس نصف سلطان کی طرف سے ہیں (نصف۔ کوئی پیمانہ ہے) پھر وہ بلاد روم کی طرف گیا اور وظائف طلب کرنے کے لئے سفر کرتا ہے۔ باوجودیکہ اس کے پاس کوئی مجاور فقراء نہیں ہیں اور نہ ہی اس کے پاس باہر سے آنے والے کوئی لوگ ہیں۔ چنانچہ جب وہ روم پہنچا تو استنبول کے راستے میں فروکش ہوا۔ اور وزیر کو اپنے پاس بلا بھیجا نہ یہ کہ خود اس کے پاس جائے۔ پس وزیر نے کہا: سبحان اللہ! سرزمین شام سے یہاں تک دنیا کی طلب میں سفر کرتا ہے اور دعویٰ ولایت سے ہم پر تکبر کرتا

ہے۔اور ہمیں اپنے پاس طلب کرتا ہے باوجودیکہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہمارے نفسوں کی ریاضت۔ پھر اس کی طلب کے برعکس اس کی حاجت پوری کیے بغیر اسے مصر کی طرف لوٹا دیا۔پس میں نے اسے عتاب کیا اور کہا کہ تو فقیہ کی طرح اپنا عمامہ بڑا کر اور یومیہ ۴۰ نصف پر قناعت کر۔یہ تیرے لئے عمامہ چھوٹا کرنے اور پلا لٹکانے سے افضل ہے جبکہ تو دنیا طلب کرتا ہے۔اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا کہے۔اور رسوا ہوا۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ میں نے مشائخ طریقت اور علماء اسلام کی کثیر جماعت کو پایا ہے جو سب کے سب اپنے لئے احتیاط کرتے ہوئے حکام کے عطیات لوٹا دیتے تھے۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے اور آپ کی اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے کہ تمہارے ایک کے لئے دنیا سے بقدر کفائت اتنا ہی ہونا چاہئے جیسے سوار کا زاد راہ روٹی اور نمک پر قناعت کرتے تھے۔اور مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزی۔سرکہ اور نمک کے ساتھ روٹی کھا لیتے۔اور فرماتے جو دنیا سے اس پر راضی ہوگیا اسے لوگوں کی اور حاکموں کے دروازوں پر کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔پس معلوم ہوا کہ ہر وہ فقیر جس نے اس پر قناعت نہ کی جو ہم نے ذکر کیا وہ لازماً اپنے لباس۔خورد و نوش۔لونڈیوں اور خدام کے لئے اکثر اپنی زبان کے ساتھ یا اپنے قلب کے ساتھ مانگتا ہے۔مگر یہ کہ کاشت کاری یا تجارت کرے یا کوئی پیشہ اختیار کرے جس طرح کہ سلف صالح کا معمول تھا۔اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں دنیا باطل طریقے کے ساتھ یا سرنگی بجا کر کھاؤں مجھے اس سے بہتر ہے کہ اسے اپنے دین کے عوض کھاؤں۔اور ایک مرتبہ خلیفہ آپ کے پاس آیا۔اس نے آپ کے لئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔آپ نے لوٹا دیا۔آپ کی بیوی نے خیمہ میں سے کہا کہ اسے بچوں کی روزی کے لئے رہنے دیں۔لیکن آپ نے ایسا نہ کیا۔پھر اپنے بوسیدہ بستر کے جو آپ کے نیچے تھا دو ٹکڑے کئے اور فرمایا اس کے عوض کھانا خریدو۔اور آج اسے کھاؤ۔اور میری اور تمہاری مثال نہیں ہے مگر اس اونٹ کی طرح جو کہ مالک سے بھاگ گیا۔تو جسے موقعہ ملتا وہ اسے کچو کا لگاتا۔پس تمہارا اس بستر کی قیمت سے کھانا اس سے بہتر ہے کہ فضیل کو کچو کے لگاؤ۔اور دنیا سے انقطاع کی وجہ سے جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ ہدیے لے کر آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تو آپ نے مکہ شریف میں اپنے لئے ایک اونٹ خریدا۔پس اس پر پانی لاتے اور اس کی مزدوری سے اپنی اور اہل و عیال کی روزی کا اہتمام کرتے حتیٰ کہ واصل بحق ہوگئے۔

اور زین الدین منتظم نے شیخ جلال الدین محلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہزار دینار بھیجے تو آپ نے نہ لوٹائے بلکہ ایک شخص کے پاس رکھ دیئے۔اور اس کے پاس محتاجوں کو ایک ایک کر کے بھیجتے رہے یہاں تک کہ مقروضوں محتاجوں اور کسب سے عاجزوں پر سب خرچ کر دیئے۔اور اسے یہ وہم دلایا کہ آپ نے اپنے لئے قبول کئے ہیں۔اور لوگوں کو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ہی اس کا علم ہو سکا۔اور سرائے کے نیچے شیخ کی دکان تھی جس میں سامان بیچتے تھے۔اور نماز ظہر سے اسے بند کر دیتے۔

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ طالب خیرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے متعلق بتاتا ہے کہ وہ علم۔خیر اور فقر والا ہے اور اس کے پاس اپنے لئے۔اپنے اہل عیال اور آنے جانے والوں کے لئے روزی کا کوئی اہتمام نہیں۔اور وہ اسے بھول جاتا ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ اسے وہاں سے کھاتا پلاتا رہا ہے کہ اسے گمان تک نہیں یہاں تک کہ اس کی ریش سفید ہوگئی۔جبکہ اس نے اسے ایک دن نہیں بھلایا۔اے بھائی! دیکھ کہ اس نے اپنے آپ کو علم اور خیر کے ساتھ کس طرح پاکیزہ بتایا جبکہ شہوات کی دنیا کی زیادتی کی خاطر اپنے رب

تبارک وتعالیٰ کا ناحق شکوہ کیا۔اور بسا اوقات جس دن اس نے اپنے رب عزوجل کا شکوہ کیا آستان نبوت کے مقابلے میں زیادہ وسعت (دنیا) رکھتا تھا۔اور اکثر اس کا حال اس خیر اور علم کے برخلاف ہوتا ہے جس کا اس نے اظہار کیا۔

انعام خداوندی۔ظالموں اور دیگر اہل کاروں کے ہدیے نہ کھانا

میری حمایت کی جاتی ہے کہ ظالموں اور ان کے مددگار عمال۔مشائخ عرب۔شیوخ بلاد اور اہل کاروں کے ہدیے نہیں کھاتا اور اس دور میں ایسے لوگ قلیل ہیں جن کے لئے اس امر سے حمایت واقع ہو۔پھر ان کے ہدیے کھانے اور لباس پہننے سے کم از کم اسے یہ اثر حاصل ہوتا ہے کہ ان کی طرف قلب مائل ہوتا ہے۔اور ان کی اپنے منصب سے معزولی سے کراہت ہوتی ہے۔گرچہ وہ ظلم کریں۔کھیتی اور نسل ہلاک کریں۔جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ہود آیت ۱۱۳) اور جنھوں نے ظلم کیا ان کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ چھوئے گی) پس ہمیں مائل ہونے سے منع فرمایا اور آگ کے چھونے سے ڈرایا۔پس قلیل ہے وہ جو مثلاً ان کا طعام کھائے اور وہ ارادہ کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وصیت پر عمل کرے تو وہ اپنے قلب کو اپنا مطیع کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ جو احسان کرتا ہے اس سے محبت کرنا قلوب کی جبلت میں داخل ہے۔پس اس سے وہی باہر نکلتا ہے جو خود پر لوگوں کے احسان کو حق تبارک وتعالیٰ کے احسان میں سے سمجھتا ہے۔جس طرح کہ اہل اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے۔پس یہ حضرات اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی محسن نہیں جانتے۔پس ان جیسے حضرات کو ظالموں سے حاصل کی گئی چیز نقصان نہیں دیتی۔مگر جبکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ حرام ہے۔کیونکہ یہ حضرات خلق کو وکلاء کی طرح حق تبارک وتعالیٰ کے نائب سمجھتے ہیں جو کہ وجہ شرعی کے ساتھ اس کے بندوں میں رزق تقسیم کرتے ہیں۔پس اسی لئے ان کے قلوب کی جبلت میں اللہ وحدہ کی محبت ہے۔پس انہیں وہ نقصان نہیں دیتا جو کہ مشروط طور پر ظالموں سے لیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کے ساتھ وقوف اختیار نہیں کرتے۔پس سمجھ لے۔

امراء معتقدین کے طعام سے پرہیز

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ ان امراء وغیر ہم کا کھانا کھانے سے بچو جو تم میں اصلاح کا عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ تم اپنے دین کے عوض کھاتے ہو۔اور آپ حکام کے ہدیے لوٹا دیتے اور انہیں فرماتے: ہم صرف اس لئے تمہارے پاس بیٹھتے ہیں تاکہ سختیوں میں تمہاری دستگیری کریں۔اور جب ہم تمہارا احرام اور شبہات سے مخلوط کھانا کھائیں گے تو تمہیں پہنچنے والی سختیاں اٹھانے سے عاجز ہو جائیں گے۔اور ہم سے تمہارا نفع ختم ہو جائے گا۔چنانچہ وہ راضی ہو جائے اور الباشا قاسم نے ہمارے شیخ الشیخ محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پانچ سو دینار اور کچھ کپڑے بھیجے۔آپ نے واپس کر دیئے۔اور فرمایا: اگر میں اپنے مویشیوں کا گوبر بیچوں تو اس ہدیہ سے اس کی مالیت زیادہ ہوگی۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ اہل صدق سے راضی ہو۔

اور میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ سلطان کے ایک لشکری نے رمضان پاک میں میرے پاس حلوے کا پیالہ بھیجا جس پر شکر اور پستہ چھڑکا ہوا تھا۔میں نے چند لقمے کھا لئے۔ایک جمعہ تک میرا دل سخت رہا اور میں اسے قے کر کے نکالنے سے عاجز رہا۔اسی طرح ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ میں نے قلعہ کے اہلکاروں میں سے ایک شخص کے ہاں رمضان پاک میں روزہ افطار کیا۔میں نے دیکھا کہ اس نے پندرہ قسم کا کھانا تیار کر رکھا ہے۔میں نے معلوم کیا کہ یہ اپنے کسب میں بیباک ہے۔اس کی دلجوئی کے لئے میں نے مولی کے پتے کے ساتھ تین لقمے کھا

لئے۔اس رات میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا مجھے کہہ رہا ہے کہ اس کے لئے تیار ہو جا جو کہ صراط پر تجھ سے اس لئے مقابلہ کرے گا کہ تو نے آج رات مولی کے پتے کے ساتھ تین لقمے کھائے۔میں نے قے کرنے کا ارادہ کیا مگر ایسا نہ ہو سکا۔تو یہ انتباہ ایسے تین لقموں پر ہوا تو اس کا حال کیا ہو گا جو کہ سیر ہو کر کھاتا ہے۔پس میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتا ہوں کہ باقی ماندہ عمروں میں میری اور میرے بھائیوں کی ایسی صورت حال سے حمایت فرمائے۔آمین۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔معاملہ میں انصاف

میں ہر اس شخص کے ساتھ انصاف کرتا ہوں جو میرے ساتھ خرید و فروخت یا میری مجازی ملک میں اجرت کی تنخواہ کا معاملہ کرے۔ پس میں اس سے قیمت سے زائد کوئی چیز طلب نہیں کرتا بلکہ اگر اسے بیچوں تو قیمت میں کچھ کمی کر دیتا ہوں اور اگر اس سے کوئی چیز خریدوں تو قیمت میں کچھ اضافہ کر دیتا ہوں۔اور اگر فرض کرو کہ خریدار نے مجھے طے شدہ نرخ سے کچھ زاید دیا ہے تو میں قبول نہیں کرتا۔اور اگر وہ مجھے کہے کہ میں اپنی قلبی خوشی سے دیتا ہوں تو میں اسے کہتا ہوں کہ میں جانتا ہوں لیکن میرا دل اس پر خوش نہیں ہے۔اور یہ سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی۔اور اس میں لوگوں کے احسانات برداشت کرنے اور دین کے بدلے کھانے سے پہلو تہی ہے۔کیونکہ اس نے ہمیں اس سے زیادہ دے کر جو کہ لوگوں کو دیتا ہے ہم پر سخاوت نہیں کی مگر اس لئے کہ وہ ہم میں صلاح و خیر کا عقیدہ رکھتا ہے۔اور شارح منہاج شیخ جلال الدین المحلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی کی مثل منقول ہے۔جب کوئی بیچنے والا آپ کو زاید چیز دیتا تو نہ لیتے۔پس جب بازار والے آپ کے شناسا ہو گئے اور آپ کی صلاح پہچان گئے تو آپ کسی اور کو بھیج دیتے جو کہ آپ کے لئے خریداری کرتا۔اور اسے فرماتے: یہ نہ کہنا کہ یہ جمال الدین کے لئے ہے۔ورنہ میں نہیں کھاؤں گا۔اور اسی طرح میں اس شخص سے کبھی خراج نہیں لیتا جس نے میری زمین میں کاشت کی اور کھیتی کو کیڑے۔چوہے یا گرم لو کی آفت لاحق ہو گئی۔یا اس نے اسے اجرت پر لیا کہ سیراب کرے لیکن اس سال خشک سالی ہو گئی۔کیونکہ اس کا عمل اور کاشت خسارے میں رہی۔اور وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکا۔علی الخصوص جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا مال کھانے سے بے نیاز کر دیا تو میں اس کا مال اپنے لئے کیونکہ حلال قرار دوں۔

اور میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ ایک تاجر مجھ پر اعتراض کیا کرتا۔میں نے اسے ایک جبہ فروخت کیا۔اس نے اس کی اصل قیمت سے دس انصاف زیادہ پر خرید لیا۔میں نے دس انصاف واپس کر دیئے۔لیکن اس نے مجھ پر یہ کہہ کر لوٹا دیئے کہ میں نے خوش دلی سے انہیں لوٹایا ہے۔مگر میں نے انہیں قبول نہ کیا۔اس روز سے وہ میرا معتقد ہو گیا۔اور اب تک وہ میرا مصاحب ہے۔پس سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے وراثت محمدی کے طور پر میرے بھائیوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب کر دیا۔اور اسی طرح میں رس نکالنے والے سے اور ملاح سے اس دن کی اجرت نہیں لیتا جس دن رس نکالنے کی مشین اور کشتیاں رس نکالنے کے بیج نہ ہونے کی وجہ سے یا سردی میں کشتی پر لادنے والا نہ ہونے کی وجہ سے بے کار رہیں۔اور انسان فرض کرے کہ رس نکالنے کی مشین جو اس کے پاس ہے یا کشتی کوئی بھی اجرت پر نہیں لیتا تو وہ کیا کرتا؟ اور اسی طرح میں مستاجر سے فوراً اجرت قبول نہیں کرتا گرچہ اپنی خوشی سے دے۔میں صبر کرتا ہوں حتیٰ کہ اسے اس اجرت پر لی ہوئی رس کی مشین سے مثلاً اسے نفع حاصل ہو۔پھر میں عادت کے مطابق لے لیتا ہوں۔اور یہ احتمال کی بنا پر کہ اس سے نفع حاصل کرنے سے پہلے میں فوت ہو جاؤں یا وہ فوت ہو جائے۔اور یوں میری اور میرے ورثاء کی ذمہ داری لازم ہو جائے اور ان

کے اور مستاجر کے وارثوں کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو جائے۔ بسا اوقات کھیتی آفت کا شکار ہو جاتی ہے یا اسے چوہا ضائع کر دیتا ہے۔ اور کبھی وہ فوت ہو جاتا ہے اور اس کے ورثاء اس خطہ زمین کو اس کے بعد کاشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح میں اپنی آنکھ میں اجنبی عورت کا دودھ نہیں ڈالتا مگر جب کہ وہ مجھ سے سکے یا روٹی کی شکل میں اجرت وصول کر لے۔ اور یہ اسے اس کے ہدیہ کی جزا کے طور پر ہے۔ یا اس لئے کہ دودھ میں شیر خوار بچے کے حق کی مہک ہے۔ خصوصاً اگر وہ خاتون دودھ پلانے پر اجرت لیتی ہو۔ یا اس کا دودھ قلیل ہو۔ اور اس بچے کی خوش دلی اور اس عورت کی ناخوشی معلوم کرنا ممکن نہیں کیونکہ بچہ بولتا نہیں اور وہ چھوٹا ہے۔ اور میرے معاصرین میں سے ان اخلاق پر عمل پیرا ہونے میں کسی کو نہیں پایا۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اسے اپنانے پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سختیاں اور خوف وہراس موجب رحمت خداوندی

جو سختیاں اور خوف وہراس اپنے حق میں یا اپنے غیر کے حق میں برداشت کرتا ہوں میرا شہود یہ ہے کہ وہ سب کی سب مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیونکہ یہ ہمیں قیامت کے دن پیش آنے والی سختیوں اور خوف وہراس کی برداشت کے لئے گویا بنیاد باندھنے اور خوگر کرنے کے لئے ہے۔ اور انسان کو کوئی چیز خوف زدہ نہیں کرتی مگر جبکہ اس پر کوئی نئی صورت حال وارد ہو جس کی اسے عادت نہ ہو۔ البتہ جس نے دنیا کی سختیاں اور خوف چکھا ہو تو یوم قیامت کا خوف اس پر آسان ہوتا ہے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی فقیر کو نہیں چاہئے کہ اپنے بھائیوں سے سختیوں کا تحمل کثرت سے کرے جبکہ دسویں صدی سے نصف ثانی ہو جائے کیونکہ ان کی بے ادبی کرے گا جبکہ اسے شعور نہیں ہوگا۔ اور یہ اس لئے کہ اس دور میں آزمائش کثرت سے ہوگی حتیٰ کہ بستیوں اور شہروں کو عام ہوگی۔ اور اس دور میں جو مصیبت بھی واقع ہوگی تو وہ بعد میں آنے والی مصیبت کا خوگر بنانے کی طرح ہوگی۔ پس مرید کے ساتھ باطنی طور پر احسان یہی ہے کہ اسے شیخ اس کی آزمائش میں اسے دگرگوں ہونے دے حتیٰ کہ وہ خود اس سے نکل جائے۔ لیکن اس مقام والے کے لئے کشف صحیح اور میزان دقیق ضروری ہے تاکہ ان لوگوں کی عمریں پہچان سکے جن سے یہ تحمل کرتا ہے یا چھوڑتا ہے۔ پس کبھی وہ کسی انسان سے متعلق یہ گمان کر کے تحمل کرتا ہے کہ اس کی عمر طویل ہے جبکہ وہ اسی رات مر جاتا ہے۔ اور اس کے لئے بہتر تھا کہ اس سے تحمل نہ کرتا پس یوں اس مرنے والے سے تحمل بلاء کا اجر فوت ہو گیا۔ پس مصیبت صرف اسی کی طرف سے اٹھائے جس کی دوسری مصیبت پہنچنے تک عمر طویل ہونے کو پہچان لے۔ کیونکہ یہی وہ شخص ہے جسے خوگر کرنے کی ضرورت ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخ کو چاہئے کہ جب مرید کے ہاں قضاء وقدر پر بے چینی اور ناراضگی دیکھے تو اس سے اس مقدار تک تحمل کرے کہ بے چینی زائل ہو جائے۔ کیونکہ یہ تحمل بے چینی اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں سوء ادب میں گرنے سے اس کے لئے بہتر ہے۔ پس اسے معلوم کر لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سفارش کی نسبت سے کسی کا کھانا کھانے سے حفاظت

میری اس سے حفاظت کی جاتی ہے کہ اس کا کھانا کھاؤں جس کے پاس نے کوئی سفارش کی یا اس کا کھانا کھاؤں جس کے حق میں

میری کوئی سفارش قبول کی گئی ہو یا اس پر ہدیہ قبول کروں۔ خصوصاً اگر یہ سفارش سے قبل واقع ہو یا اس کی قبولیت سے پہلے ہو۔ لیکن اگر وہ قسم کھائے کہ اسے لوٹائے گا نہیں تو اسے فقراء اور مساکین کو کھلا دیتا ہوں یا اسے فروخت کر کے اس کی قیمت ان پر تقسیم کر دیتا ہوں۔

اور اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شخص کا ہدیہ قبول کرنے سے میری حفاظت فرمائی ہے جس کی حاجت روائی کے متعلق میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا مانگی اور اس کی حاجت روائی ہوگئی۔ یہ عادت اور اس سے ماقبل مذکور عادت آج کے دور میں نادر ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو حاجت روائی سے پہلے ہی ہدیہ لیتے ہیں اور اسے کھا لیتے ہیں۔ اور اس میں گنجائش پیدا کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جس نے اپنے بھائی کے لئے سفارش کی۔ پس اسے اس پر کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی گئی جسے اس نے قبول کر لیا تو اس نے کبائر میں سے ایک باب کا ارتکاب کیا۔

حاجت روائی کی دعا پر ہدیہ نہ لینے کا واقعہ اور اس کی توجیہات

اور میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ایک شخص کی حاجت روائی کے لئے توجہ کی۔ چنانچہ اس کی حاجت پوری ہوگئی۔ اس نے مجھے کافی سارا مال پیش کیا جسے میں نے قبول نہ کیا۔ اور میں نے اسے کہا کہ میں نے تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جو کچھ مانگا کئی احوال سے خالی نہیں۔ یا تو اس نے اسے تیرے خلاف یا تیرے حق میں لکھ رکھا ہو۔ یا بالکل لکھا ہی نہیں۔ پس اگر اس نے ازل میں ہی اسے تیرے خلاف لکھا ہے تو جو کچھ قضا وقدر میں تیرے خلاف لکھا ہے میں اسے تجھ سے لوٹا نہیں سکتا۔ اور اگر تیرے حق میں لکھ رکھا ہے تو میں نے تیرے لئے کچھ نہیں کیا جس پر مستحق اجرت قرار پاؤں۔ اور اگر اس نے اسے تیرے خلاف یا تیرے حق میں لکھا ہی نہیں تو وہاں کوئی چیز اصلاً ہے ہی نہیں جو میں نے تیرے لئے کی ہو۔ یہ صرف یہی صورت باقی رہ گئی کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اسے تیرے متعلق لکھا اور مجھے اسے تجھ سے دور کرنے میں واسطہ بنا دیا میری دعا اور توجہ کی بنا پر۔ اور یہ مسبب کے سبب پر موقوف ہونے کے باب سے ہے۔ پس میں اپنا اجر طلب نہیں کرتا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے۔ اور مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا اجر ایسا امر ہو جو کہ فنا ہو جائے اور اسی دنیا میں مضمحل ہو جائے۔ پس اس شخص نے اپنا مال لیا اور چلا گیا۔ اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ مجھے آپ کے مقام کا تعارف نہیں تھا۔ پھر اس کا بیٹا شدید بیمار ہوگیا۔ اس کے پاس ایک شیخ آیا جسے علی التعیین بیان نہیں کرنا چاہئے۔ اس نے کہا کہ مجھے پچاس دینار دو اور میں تیرے بیٹے کی اس بیماری سے سلامتی کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسے پچاس دینار دے دیئے۔ صبح اس کا بیٹا مر گیا۔ اس نے اس سے پچاس دینار طلب کئے جو اس نے ابھی تک اسے نہیں دیئے۔

ایک دفعہ اسی شیخ کے متعلق واقعہ رونما ہوا کہ یہ ایک اہلکار صلاح الدین کے پاس پہنچا جبکہ وہ ہاتھ پاؤں کے قویٰ مضمحل ہونے کی بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ کہنے لگا مجھے ایک سو دینار دے دو۔ اور میرے لئے ایک قطعہ زمین خرید و جس کا خراج ایک سو دینار ہو۔ اور میں تمہیں ابھی اس بیماری سے خلاصی دلا دوں گا۔ کیونکہ میں نے ہی تمہیں اس بیماری میں مبتلا کیا ہے۔ کیونکہ تو نے فلاں وقت میری سفارش رد کر دی تھی۔ پس اس نے شیخ کو باتوں میں مشغول رکھا اور قاصد کے ذریعے مجھے پیغام بھیجا کہ فلاں نے دعویٰ کیا ہے کہ اسی نے مجھے بیماری لاحق کی ہے اور یہ مجھ سے ایک سو دینار طلب کرتا ہے اور قطعہ جس کا خراج اتنا ہو۔ کیا آپ کو علم ہے کہ یہ ایسا کر سکتا ہے تو میں اس کی طلب پوری کر دوں۔ اور اس کی سند آپ پر ہے۔ میں نے اسے کہلا بھیجا کہ یہ معاملہ تمہارے اپنے اعتقاد کی طرف لوٹتا ہے۔ اگر تمہارے اعتقاد کے

مطابق یہ ایسا کرسکتا ہے تو اسے دے دو۔ ورنہ نہ دو۔ اور میں نے خوف محسوس کیا کہ کہوں کہ شعبدہ باز ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم سابق میں ہو کہ اس کے ہاتھوں اسے شفا ہوگی۔ پس میں اس کی شفا روکنے میں سبب ہو جاؤں یا کہوں کہ یہ ایسا کرسکتا ہے پس جھوٹ کہوں۔ اور کبھی اسے یہ خبر پہنچے کہ میں نے اس کے متعلق کہا ہے کہ وہ شعبدہ باز ہے تو وہ میرے درپے آزاد ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اس کی جنایت سے معافی عطا فرمائے۔ اور وہ اس سال اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف سفر کر چکا۔ اور بندوں اور شہروں کو اس سے راحت حاصل ہوئی۔ پس اسے معلوم کرلے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- ہدیہ دینے سے قبل اس کی خبر دینے والے سے ہدیہ قبول نہ کرنا

میں اس سے ہدیہ قبول نہیں کرتا جس نے ہدیہ پیش کرنے سے پہلے مجھے جتلا دیا ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ نفس کی یہ شان ہے کہ اسے جس چیز کا وعدہ دیا جائے اس کی طرف یوں للچاتا ہے گویا یہ وعدے کرنے پر حق لازم ہے پس اس ہدیے کی طرف للچاتا رہتا ہے حتیٰ کہ پہنچ جائے۔ جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے حصول سے روکا ہے جس کے لئے نفس للچائے اور یہ ایسا خلق ہے کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی کو اس پر عمل پیرا نہیں دیکھا۔ پھر اگر صاحب ہدیہ مجھ پر غلبہ حاصل کرے اور اسے میرے گھر میں داخل کردے تو میں اس میں سے کچھ نہیں کھاتا بلکہ فقراء مساکین اور آنے جانے والوں کو کھلا دیتا ہوں اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص نے سیّدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے فقراء کے لئے انگور کا ٹوکرا مختص کیا ہے۔ میرے ساتھ کوئی فقیر بھیجیں جو اٹھا لائے۔ شیخ نے انکار فرمایا اور کہا کہ ہم نے وہ چیز کبھی نہیں کھائی جس کے متعلق ہمیں پہلے جتلایا جائے۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے سب حمد ہے جس نے اس شیخ کا اسوہ عطا فرمایا۔ اور اسی طرح ہمیں سیّدی ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ آپ کبھی طے شدہ یا مقرر حصہ قبول نہ فرماتے اور فرماتے کہ میں اپنے مریدین کی طرف توکل پر اور وہاں سے کھانے پر تربیت کرتا ہوں جس کی شرط کا انہیں گمان تک نہ ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- اپنی ملکیت میں بخل نہ کرنا

میں نقود۔ طعام۔ لباس وغیرہ میں سے جو میری ملکیت میں ہو اس کے مستحق پر اس کا بخل نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ خلق مجھے اس وقت سے عطا فرمایا ہے جب میں بچہ تھا اس سے پہلے کہ حب دنیا کی مذمت میں جو کچھ آیا ہے اس کا علم ہو اور اس سے پہلے کہ اسے نفاق اور لوگوں کے دکھاوے کے لئے اسے پھینکنے کا علم ہو۔ اور یہ ایک نادر خلق ہے جو کہ آج مشائخ کے چند افراد میں پایا جاتا ہے۔ اور پھر یہ انہیں کسی شیخ صادق کے ہاتھ پر طویل مجاہدے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے اس کے بعد کہ دنیا میں بے رغبتی کا مقام پختہ ہو جائے اور یہ حالت ہو کہ جب دنیا منہ پھیرے تو خوش دلی حاصل ہو اور اگر متوجہ ہو تو دلتنگ ہو۔

امام شعرانی کے زہد کے چند واقعات

اور میرے لئے شیخ خضر رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنہوں نے یتیمی میں میری تربیت فرمائی پانچ سو دینار کی وصیت فرمائی ہے۔ جسے میں نے قبول نہیں کیا۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ نے میرے لئے سو دینار سونے کی وصیت فرمائی تو میں نے سب کا سب فقراء ومساکین پر تقسیم کردیا اور اپنے لئے ایک پیسہ بھی نہ لیا۔ اور بعض اکابر نے مجھے تین ہزار دینار کی اس امر پر پیشکش کی کہ میں ان کی صاحبزادی سے شادی کرلوں

مگر میں نے ایسا نہ کیا۔ اور قاضی شمس الدین محاسن قاضی اسکندریہ نے میرے لئے اپنے تہائی مال کی وصیت فرمائی جس کی مالیت چار ہزار دینار تھی لیکن میں نے اسے اس لئے لوٹا دیا کہ وہ قاضی کا مال ہے۔ کسی اور علت کے لئے نہیں۔ پس اس نے خانقاہ کے فقراء کو پچاس دینار بھیجے تا کہ وہ اس کے بدلے ختم قرآن کا اہتمام کریں۔ میں نے انہیں اسے لوٹا دینے کا حکم دیا۔ پس انہوں نے لوٹا دیا۔ اور اس کے لئے رضائے الٰہی کے قرآن کریم کی تلاوت کی۔

اور ایک فقیر نے قرافہ میں مجھ سے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کچھ مانگا۔ تو میں نے اسے اپنے سارے کپڑے دے دیئے جو کہ ایک جبہ۔ اونی کپڑا۔ بعلبکی اوور کوٹ اور عمامہ تھا۔ اور میں جامع غمری کی طرف کمر میں ایک چادر باندھ کر لوٹا۔ پس میں نے ایک شخص کو اور خانقاہ کے تاجر سیدی یحییٰ بن صالح کو ایک قمیص۔ بعلبکی اوور کوٹ اور عمامہ لئے منتظر پایا۔ چنانچہ میں نے وہ پہنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اور ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ مانگا جس کی گردن میں لوہے کی زنجیر تھی۔ میں نے اسے اپنے تمام کپڑے دے دیئے۔ اس نے گمان کیا کہ میں نشے میں ہوں۔ چنانچہ وہ دور سے میرے پیچھے چلتا رہا حتیٰ کہ میں گھر پہنچ گیا۔ پس اس نے مجھے کپڑوں کے ساتھ دیکھا تو معلوم کیا کہ میں نشے میں نہیں ہوں۔ اور کہنے لگا: مجھے آپ سے صرف چاندی کا نصف (ایک مقدار ہے) ہی بہت ہے لیکن میں نے اس کی بات نہ مانی۔ اور وہ کپڑے لے کر چلا گیا اور انہیں فروخت کر دیا۔ چنانچہ یحییٰ بن عامل نے ان میں سے ایک اونی کپڑا ایک سو ساٹھ نصف میں خریدا۔ اور بچپنے سے ہی بحمد اللہ تعالیٰ میرا دستور رہا کہ لوگ میرے پاس سونا اور چاندی لاتے تو میں اسے جامع غمری میں پھینک دیتا۔ چنانچہ اسے مجاور اٹھا لیتے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ میری اب تک یہی عادت ہے۔ کئی دفعہ مجھے ان میں سے کسی چیز کی اشد ضرورت ہوتی ہے لیکن میں حاضرین کی نگاہوں میں دنیا کی حقارت ظاہر کرنے کے لئے یہی کچھ کرتا ہوں تا کہ اس بارے میں وہ میری پیروی کریں۔

اور حاسدوں میں سے بعض نے کہا: میں نے عبدالوہاب سے زیادہ کیمیا گر شعبدہ باز نہیں دیکھا۔ سونا اور چاندی صرف اس لئے پھینکتا ہے کہ لوگوں کو دکھائے تا کہ وہ اس کے معتقد ہوں اور جو طلب کرتا ہے اسے عطا کریں۔ پس بعض بھائیوں نے اسے کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے تو بھی پھینک دے۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے نفس کی ملامت کرنا

جب میرا نفس میرے مخالف پر راحت میں پیش قدمی کرے تو میں اپنے نفس کی علامت کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بلکہ میں اسے اپنی راحت نفس پر ترجیح دیتا ہوں اور خود تکلفاً مشقت برداشت کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ دو مصلحتیں آمنے سامنے آ جاتی ہیں۔ پس میری مصلحت سے اسے نقصان پہنچتا ہے تو میں اسے پیچھے کر دیتا ہوں گرچہ اس کی مصلحت سے مجھے نقصان پہنچے۔ پس نیکی میں ہم دونوں میں سے ایک کا تقاضا ضروری ہے۔ اور وہ دونوں میں سے بہتر شخص ہے۔ جس طرح کی حدیث پاک میں وارد ہے کہ آپس میں کینہ رکھنے والے دو میں سے جو سلام میں پہل کرے بہتر ہے۔ اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ایک کشتی میں نصف نصف کی شراکت تھی۔ دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ان میں ایک۔ نے چاہا کہ اس کے نصف میں نمک بھرے جبکہ دوسرے نے ارادہ اپنے نصف

میں پانی بھر لے۔ اور یہ معلوم ہے کہ پانی کا نمک کا پڑوسی ہونا اسے پگھلا دیتا ہے۔ پس ان کے مابین حکام نے ہی فیصلہ کیا۔ پس اے بھائی! اس صورت پر عمل کر جو تیرے مخالف کو نفع دے اور تیرا اجر اللہ تبارک تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - زوجہ کے لئے عذر قائم کرنا

جب میں اپنی زوجہ پر دوسری شادی کروں یا لونڈی سے شب باشی کروں تو اس کے لئے عذر قائم کرتا ہوں۔ اور اس سے صبر کا مطالبہ نہیں کرتا کہ مجھے معلوم ہے کہ اکثر عورتیں اس کی طاقت نہیں رکھتیں۔ اور میری بیوی ام عبدالرحمٰن کے لئے اتفاق ہوا کہ ایک دن میں نے اس سے مزاحاً کہا کہ میں تیری سوکن کے ساتھ جنت میں تجھ سے پہلے جاؤں گا جو کہ تیرے لئے تیرے گھر کا فرش بچھائے۔ تیرے لئے لوٹے بھرے اور ہم تیرا انتظار کریں گے حتیٰ کہ تو ہمارے پاس آجائے۔ پس اس نے اللہ عظیم کی قسم کھائی کہ اگر وہ جنت میں داخل ہوئی اور وہاں اس نے اپنی سوکن دیکھ لی تو واپس آجائے گی اور ابدالآباد تک جنت سے باہر قیام کرے گی۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اللہ تبارک وتعالیٰ یا اس کے بندوں سے غلبہ حیاء

اللہ تبارک وتعالیٰ سے یا اس کے بندوں سے مجھ پر حیا کا غلبہ ہوتا ہے حتیٰ کہ کئی دفعہ اپنے سر پر جبہ ڈال کر اپنے چہرے پر لٹکا لیتا ہوں تا کہ کسی کا چہرہ نہ دیکھوں اور نہ وہ مجھے دیکھے۔ گرچہ اہل ایمان کے چہروں کو دیکھنا شفاء ہے۔ اور حضرت ابوبکر۔ عمر بن الخطاب۔ عمر بن عبدالعزیز۔ ابویزید البسطامی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر اپنی اوپر کی چادریں اوڑھے رکھتے۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ٹوپی دار کپڑا اوڑھے رکھتے۔ اور فرماتے کہ یہ بے مقصد دیکھنے سے نگاہ کو روکتا ہے۔

اور بعض اوقات میرے لئے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ میں مصر کی سڑکوں میں سوار ہو کر گزرنے سے شرماتا ہوں اور پیدل چل نہیں سکتا تو جبہ سر پر ڈال کر لٹکا لیتا ہوں تا کہ مجھے کوئی نہ پہچانے اور سواری کی نکیل کسی شخص کو تھما دیتا ہوں اور شیخ محمد المغربی سے جو کہ جلال الدین السیوطی کے شیخ ہیں ایسا ہی منقول ہے۔ آپ جب پیدل چلتے تو اپنا ہاتھ کسی شخص کے کندھے پر رکھ لیتے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے رکھتے۔ کسی کے چہرے کی طرف نہ دیکھتے حتیٰ کہ اپنے گھر کو لوٹ آتے اور فقراء کے لئے اس میں مشاہد صحیحہ ہیں۔ پس ایسا کرنے والے پر اعتراض میں جلدی کرنے سے پرہیز کر۔ پس یوں تو گناہ اور جہالت میں گر جائے۔ گناہ تو اس لئے کہ تو ان کے متعلق گمان کرنے لگتا ہے کہ یہ لوگ ایسا کام شیخ بننے کے لئے اور اپنی پہچان کرانے کے لئے کرتے ہیں۔ اور جہالت اس لئے کہ تو اس سے جاہل ہے کہ یہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

پس پتہ چلا کہ اس مقام مشاہدہ والا اس کے ذریعے شیخ بننے کے قصد سے یا گرمی اور سردی دور کرنے کے قصد سے غائب ہے۔ رہا اس کے ذریعے شیخ بننے کا قصد تو یہ حرام ہے۔ اس کا وقوع فقراء اور علماء سے بعید ہے۔ رہا گرمی اور سردی کو دور کرنا تو یہ بے مقصد دیکھنے سے نگاہ کو روکنے اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کے ضمن میں حاصل ہے پس ہمیں کسی دوسری نیت کی حاجت نہیں ہے۔

اور میں نے شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبہ مشروع کی شرط یہ ہے کہ انسان کے چہرے کے آگے

لٹکنے والا ہو حتیٰ کہ اسے زمین سے صرف اپنے قدم رکھنے کی جگہ ہی نظر آئے۔انتہی۔

اور ہمارا طیلسان (جبہ) کو اللہ تعالیٰ سے حیا کے قصد سے درست قرار دینا گرچہ حق تعالیٰ کے لئے کسی چیز کا حجاب نہیں صرف اس لئے درست ہے کیونکہ شریعت نے حالت نماز وغیرہ میں ایسی صورت میں عرف کی پیروی کی ہے۔پس بندے پر واجب کیا کہ اپنا ستر چھپائے اور صرف ضرورت شرعیہ کے وقت ہی اسے کھولے۔اور بندے کے لئے پسند فرمایا کہ غسل میں بھی ستر ڈھانپے گرچہ تنہا ہو یا تاریکی میں ہو۔اور حق تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس سے حیا کیا جائے۔تو جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اس کا استحباب دیکھا تو ہم نے طیلسان کو اسی پر قیاس کیا جب کہ صاحب طیلسان پر اللہ تعالیٰ سے یا اس کی خلق سے حیا غالب ہو۔پس بیشک بندہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔اس کا شعور اسے ہو یا نہ ہو۔تو جس شخص کو اپنے اس شہود کے مقام تک رسائی حاصل نہیں تو اسے اس پر ایمان تو ضرور ہونا چاہئے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو ملائکہ کراماً کاتبین سے حیا کرتے ہوئے اپنی چادر لپیٹ لیتے۔اور کوئی شک نہیں کہ ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق ہے۔اور میرے بھائی شیخ ابوالعباس الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہائی میں موٹے کھردرے کپڑے میں ہی غسل کرتے جس طرح کہ غسل دیتے وقت میت کے ساتھ دستور ہے۔اور آپ فرماتے کہ فقیر پردہ نشین عورت کی طرح ہے۔اسے نہیں چاہئے کہ اپنے بھائیوں کے سامنے اپنا ہاتھ یا پاؤں یا کلائی کھولے مگر ضرورت یا حاجت کے لئے۔اور اکابر حکومت اپنے سے بڑوں کے ساتھ یہی دستور ہے۔انتہی۔

اور اسی لئے جراک کے دور حکومت میں اہل کاروں وغیرہم نے ہمیشہ موزے پہننا لازم کیا اور اپنی آستینوں کو تنگ کیا اور ایسے طوق استعمال کئے جو ان کی گردنوں کو چھپائیں۔انتہی۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور ان اخلاق محمدیہ کو اپنانے پر پابندی کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ضیافت وقف سے کراہت

میں اس وقف کی ضیافت سے کھانا ناپسند کرتا ہوں جو کہ میری یا میرے غیر کی نگرانی میں ہے۔اور جب اس سے کھالوں تو وہ میرے باطن میں نہیں ٹھہرتی۔پس میں اس سے کھاتا ہی نہیں۔گرچہ وقف کنندہ نے اسے میرے لئے درست قرار دیا ہو۔مگر جبکہ مجھے اس سے کاشتکار کی خوش دلی معلوم ہو اس وجہ سے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔کسی اور وجہ سے نہیں جس میں ضرر نہ ہو۔اور جب مجھے پتہ چل جائے کہ اس کا ضیافت لانا اس لئے ہے کہ میں اس وقف کا نگہبان ہوں اور جب میں اس سے معزول ہو جاؤں تو وہ میرے پاس کچھ نہیں لائے گا تو میں اس کی ضیافت سے کچھ نہیں کھاتا۔اور گزشتہ کاشت کاروں نے اپنے اساتذہ کے لئے ضیافت مقرر نہیں کی مگر صرف اس لئے کہ وہ ان سے احسان۔کشاف اور مشائخ عرب کے مظالم کا دفعیہ پاتے تھے۔اور یہ ایسا امر ہے کہ رہتی دنیا تک چھوڑا جا چکا ہے۔اور میں چھوٹا تھا کہ ایک کاشت کار کو دیکھا کہ جب کہ وہ اپنے استاذ کے لئے ضیافت لاتا تو اس کے لئے اچھا کھانا۔حلوا۔اور چاول پکاتا۔یہاں تک کہ وہ سفر طلب کرتا تو وہ اسے لباس اور ہدیہ اس سے زیادہ دیتا جو وہ خود لایا۔پس کاشت کار اپنے استاذ کی کاشت کاروں کے درمیان مدح سرائی کرتا۔پھر وہ اس کے پاس اس ضیافت سے بڑی ضیافت لاتا اس نیکی اور احسان کی بنا پر جو اس کی طرف سے اس نے پایا۔پس اس

شخص کا اس کے مقابلے میں کیا مقام جس کے پاس اس کا کاشت کار ضیافت لاتا ہے تو اس کی گدھی کو چارہ نہیں دیتا۔ اس کے لئے کھانا نہیں پکاتا اور اسے رات کا بچا ہوا کھانا کھلاتا ہے۔ اور اگر کاشت کار اپنے شناساؤں میں سے کسی کے پاس جائے اور اسے اپنے استاذ کے گھر کی طرف لائے تو اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اسے جلی کٹی سنانے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس ضیافت کے مقابلہ میں کسی اچھائی کے بغیر سفر کرتا ہے۔ بلکہ میں نے ایک عالم کو دیکھا جس کے پاس اس کا کاشت کار بطخ کی ضیافت لایا۔ تو اس نے اس میں ایک کمزوری دیکھی تو اسے لوٹا دیا۔ چنانچہ وہ اسے لے گیا تا کہ اس کی بجائے کوئی اور بھیجے۔ تو جب یہ حامل قرآن کا حال ہے تو ظالموں کا کیا حال۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے طلب کیا کہ کاشت کار کی ضیافت کھائے اور اس میں مان مانی کرے تو چاہئے کہ اس کے ساتھ وہ سلوک کرے جو کہ اسلاف کرتے تھے۔

اور مجھے ایک پرانے کاشت کار نے بتایا کہ ہم ان ایام کو جن میں ہم اپنے استاذ کے لئے ضیافت لاتے یوں شمار کرتے گویا ایام عید ہیں۔ ہمیں حلوا اور پر تکلف کھانے کھلاتا جو کہ ہم خواب میں بھی نہیں پاتے۔ پس اپنے لئے دین کا دعویٰ کرنے والے! ہوش کر اور اپنے آپ کو کاشت کار کی لغزشوں سے بچا اور کشاف اور مشائخ عرب سے اس کی حفاظت کر۔ اور اس سے اچھا سلوک کر۔ پھر اس کی ضیافت قبول کر گویا کہ وہ اس سے تکلیف دور کرنے کی مزدوری ہے ورنہ اس کی ضیافت کھانے سے اپنے نفس کو پاک رکھ۔ کیونکہ یہ یقیناً شبہات کی قسم سے ہے۔ کیونکہ کاشت کار کبھی تجھ سے اس خوف کے پیش نظر ضیافت لاتا ہے کہ تو حساب میں کسی مغالطہ میں مبتلا کر دے یا تو اس پر کسی حاکم کو مسلط کر دے جو اسے اذیت پہنچائے۔ بلکہ بعض نے فتویٰ دیا ہے کہ مظالم روکنے پر مزدوری لینا حرام ہے۔ کیونکہ ظلم دور کرنے کی قدرت رکھنے والے پر مفت ظلم دور کرنا لازم ہے۔ اگر وہ کاشت کار سے دفع ظلم پر قادر نہیں تو اس سے ضیافت لینے کی وجہ کیا ہے۔

اور یہ ایک کمیاب عادت ہے۔ میرے سوا مصر میں اس پر کوئی عمل کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب حمد ہے جس نے اس دور میں مجھ پر احسان فرمایا کہ کاشت کار پر شفقت کرتا ہوں اور اس کے لئے عذر قائم کرتا ہوں جبکہ وہ ضیافت ترک کر دے اور میرے پاس بلا ضیافت آئے۔ کیونکہ اکثر کاشت کاروں کو اپنی کھیتی سے سارے سال میں محصولات کی ادائیگی کے بعد صرف روزی ہی ملتی ہے۔ جبکہ بعض کو روزی بھی نہیں ملتی۔ پس ایسے شخص سے ضیافت کیونکر لی جائے۔ بلکہ ایسے شخص پر تو مہمان کی ضیافت بھی لازم نہیں اور اسے مستحب نہیں۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین اپنے قطعہ زمین کی پیداوار لوٹا دیتے جو کہ ایسے قطعہ کی پیداوار سے زائد ہوتی۔ اور ضیافت لوٹا دیتے۔ اور فرماتے کہ فقیر کے لئے روا نہیں کہ اپنے قطعہ زمین کی پیداوار اخذ کرے جیسے سلطان کی مٹی کا جزیہ۔ اور اسے چاہئے کہ ضیافت لوٹا دے گرچہ محض حلال ہو۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور اسے اپنانے پر کار بند ہو۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - وقف کی مصلحت

جب میں وقف کی مٹی میں کاشت کاری کروں جو کہ میری نگہداشت میں ہو یا نہ ہو کہ اس کا حصہ اور مصلحت مقرر کرتا ہوں۔ اگر کھیتی

عادت کے طور پر پیداوار سے زائد ہوتو زائد کو اپنے اور وقف کے درمیان مقرر کرتا ہوں۔ اور اگر خراج زیادہ ہوتو اسے پورا دینے پر میں نادم نہیں ہوتا۔ اور یہ اس لئے کہ میرے نزدیک وقف کی زمین کا حکم جب کہ میں نگہبان ہوں یا بغیر نگہبانی کے کاشت کار یتیم کے مال کا حکم ہے جو کہ وصی کے سپرد ہو۔ پس میں اس کے حصے اور مصلحت کے ساتھ ہی نگہداشت کرتا ہوں۔ پس چاہئے کہ نگہداشت کرنے والا اپنے نفس کی رعایت کرنے سے بچے۔ پس اس وقف کا جو اس کے زیر نگہداشت ہے وزن اس سے کم کرے جو وہ خود کاشت کار سے لیتا ہے۔ اور چاہئے کہ اس سے بچے کہ کاشت اور برداشت میں کاشت کار سے اس کی خوش دلی کے بغیر کام لے جس طرح کہ امانت دار اور مشائخ عرب کرتے ہیں۔ پس وہ بے چارے اپنے استاذ کے شر سے ڈرتے ہوئے ان کی موافقت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح کسی شیخ کا کاشت کار بسا اوقات اس کے شر سے ڈرتے ہوئے اس کی موافقت کرتا ہے۔ اور یہ اس قسم کا ظلم ہے جو کہ قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں۔

پھر یہ عادت نادر ہے۔ آج کل کاشت کاروں اور ارباب حقوق کے ساتھ بہت کم کوئی ایسا سلوک کرتا ہے اور اس میں خلل کی اصل نگہبانی کرنے والے کے دین کی قلت اور غیر پختگی ہے۔ اور دنیا کی محبت کی کثرت ہے۔ علاوہ ازیں یہ برکت کو مٹا دیتی ہے جیسا کہ تجربہ ہے۔ اور میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ ارض وقف میں کاشت کرتا رہا۔ پھر میں وہ سب کا سب فقراء کو دے دیتا ہوں۔ اور اس میں سے انہیں میں سے ایک کی طرح کھاتا ہوں۔ ان سے اپنی کسی چیز کا حساب نہیں لیتا جس کا مجھے نفع ہوا۔ پس اسے جان لے۔ اس پر کاربند ہو جا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

پانچواں باب

دیگر اخلاق کے بیان میں انعام خداوندی

پس توفیق الٰہیہ سے میں کہتا ہوں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس صدقہ یا ہدیہ میں سے کھانا ناپسند کرتا ہوں جبکہ مجھے معلوم ہو کہ صدقہ کرنے والے یا ہدیہ دینے والے کے شہر میں یا اس کے محلے میں فقراء۔ مساکین اور بیوگان اور مقروضوں میں سے کوئی مجھ سے اس کا زیادہ محتاج ہے۔ پھر اگر فرض کرو کہ میں نے اسے قبول کرلیا تو میں اسے ایسی صورت میں خرچ کرتا ہوں جسے میں خود کھانے کی بجائے اس کی میزان میں زیادہ وزنی سمجھتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ اس نے جس طرح اپنی دنیا سے ہمیں فائدہ پہنچانے کا قصد کیا تو ہمیں چاہئے کہ ہم اسے اس کے مطابق اس کے دین میں پختگی کا نفع پہنچائیں۔ اور اس کا اجر کم نہ کریں۔ پس بیشک اس صدقہ یا ہدیہ سے ہمارے کھانے کے ضمن میں اس محتاج کے لئے حق کی مہک ہے جس سے گزر کر ہماری طرف آیا۔ اور یہ اس حیثیت سے کہ شارع نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنا صدقہ یا ہدیہ محتاج کے لئے خرچ کرنے میں ابتداء کرے یا جس کا گھر یا رشتہ زیادہ قریب ہو۔ پس ہم سنت کی مخالفت پر اس کی موافقت نہیں کرتے کہ اس نے ہمیں اس سے مقدم کیا جو کہ قریبی رشتے دار یا محتاج یا پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہم سے زیادہ حقدار ہے۔

پھر جب ہم اس میں سے کوئی چیز اس کی شرط پر قبول کرلیں تو صرف اسے اجر و ثواب کی اچھی صورت سے نفع دینے کی نیت سے قبول کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کا نفع بالتبع قرار دیتے ہیں۔ قصد اول کے ساتھ نہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے تاکہ ہماری حرکات ہمارے نفسوں کے متعلق یا اپنے بھائیوں کے حق میں نیکیوں کے دفتر میں ہوں۔ اور ہمارے لئے بندوں کی مصلحتوں میں کمربستہ لوگوں کا اجر لکھا جائے۔ اور ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت حاصل ہو۔ کیونکہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اور اس کی بارگاہ میں زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔

صدقہ یا ہدیہ لوٹانے کی علت

اور میں نے بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ کئی دفعہ سونا۔ چاندی اور کھانا اس پر لوٹا دیا جو اپنے پڑوسیوں یا قریبیوں یا اپنے محلے کے حاجت مندوں سے گزر کر میرے پاس لایا۔ یہ صرف اس کے دین میں نقص کے خوف کے پیش نظر کیا کسی اور وجہ سے نہیں۔ اور اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی سے ہوتی ہے کہ صدقہ ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء کی طرف لوٹایا جائے۔ کیونکہ ہر شہر کے

فقراء اس کے منتظر ہوتے ہیں کہ ان کے اغنیاء کے صدقات ان پر لوٹائے جائیں اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اغنیاء کے صدقات ایک شہر سے دوسرے شہر کو عذر شرعی کے بغیر منتقل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

اور یہ وہ خلق ہے کہ اس وقت تک میں نے کسی کو اپناتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اس پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دل میں دنیا کی محبت میں پختہ کرنے والے ہر چیز سے نفرت

میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جو کہ میرے قلب میں دنیا کی محبتیں قائم کرے مگر سہو یا غفلت کی بنا پر۔ برابر ہے کہ وہ محبوب زوجہ ہو یا بیٹا یا مال وغیرہ۔ اور جسے اس مقام کا ذوق حاصل ہوا اس نے دنیا پر لوگوں کی مزاحمت سے راحت پائی۔ اور لوگوں نے اس سے راحت پائی۔ کیونکہ دنیا جس کے ہاتھ میں ہو نہ کہ اس کے قلب میں تو اس کی شان اس وقت خوش وخرم ہونا ہے جب دنیا اسے نہ ملے اس خوف سے کہ اسے اس کے رب عزوجل سے مشغول کردے اور ہمارے ہم زمانہ لوگوں میں سے کم ہیں جو اس خلق کے ساتھ موصوف ہوں۔ اور اسی وجہ سے ان کے اور ان کے غیر کے درمیان کینہ۔ بغض اور حسد واقع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حُب دنیا ان کے قلوب میں جاگزین ہے اور اگر یہ لوگ اللہ عزوجل کے محب ہوتے تو اس کے دشمن کو اپنے قلوب میں جاگزین نہ ہونے دیتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ پسند نہیں فرماتا کہ اپنے بندۂ مومن کے قلب میں اپنے ماسوا کی محبت دیکھے۔ مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

صاحب مقام کی علامت اور مذموم محبت دنیا کی وضاحت

اور اس مقام والے کی ایک علامت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس سے جو بھی کوئی چیز طلب کرے وہ اس سے روکتا نہیں مگر عذر شرعی کی وجہ سے۔ پس وہ بخل کی بنا پر اس سے کبھی نہیں روکتا۔ کیونکہ بخل دنیا کی محبت کے قلب میں جاگزیں ہونے کا نتیجہ ہے۔ پس سمجھ لے۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت اس وقت مذموم ہے جب کہ حکم طبع کی بنا پر ہو۔ نہ کہ غرض صحیح کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس کی محبت دلانے کی بنا پر۔ کیونکہ یہ غیر مذموم ہے بلکہ شرعاً پسندیدہ ہے۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل اس کتاب میں آئے گی۔ کیونکہ اکابر اولیاء مال سے کبھی محبت کرتے ہیں تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں خرچ کریں نہ اس لئے کہ اس کے بندوں میں سے کسی پر بخل کریں مگر کسی حکمت کی وجہ سے کیونکہ یہ حضرات مال کی آفات سے محفوظ ہیں۔ اور ان میں سے بعض سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے مال کے ساتھ صرف اس لئے محبت کی ہے تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس خطاب سے مشرف ہو جاؤں واقرضوا اللہ قرضا حسنا (المزمل آیت ۲۰) اور اللہ کو قرض حسنہ دو) پس رب کریم نے ارباب حیثیت اور مالداروں کو ہی خطاب فرمایا ہے نہ کہ فقراء کو جو کہ رات کا کھانا بھی نہیں رکھتے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے حال کی توجیہ

اور اسی پر حضرت ایوب علیہ السلام کا حال محمول کیا جائے گا جبکہ آپ اپنے کپڑے میں دونوں ہاتھوں سے سونا سمیٹنے لگے جس وقت کہ آسمان سے برسا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ کیا میں نے تجھے اس جیسی چیزوں سے غنی نہیں کر دیا تھا؟ آپ نے عرض کی: کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن مجھے تیری برکت سے بے نیازی نہیں۔ انتہی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی توجیہہ

اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واقعہ گزرا جب کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنی چادر میں جتنا چاہیں سونا اٹھالیں۔ تو آپ نے اتنا ڈال لیا کہ اٹھانہ سکے۔ جب بھی اٹھانے کا ارادہ کرتے نہ اٹھا سکتے۔ پس بے شک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے انسان نے ایسا صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے کیا نہ کہ اپنے پاس روک رکھنے کی محبت کی وجہ سے۔ انتہی۔

اکابر کے حالات کو اچھی صورت پر محمول کرنا چاہیے

حاصل گفتگو یہ ہے کہ جس نے اکابر کے ساتھ ادب و تعظیم کے ساتھ نشست و برخاست کی وہ ان کے حالات کو اچھی صورت پر محمول کرتا ہے۔ ان کا فعل پہچانتا ہے اور غیر صحیح غرض کے لئے محبت دنیا سے انہیں پاک سمجھتا ہے۔ پس ان میں سے کوئی تو دنیا اللہ تعالیٰ کے فضل کی برکت لینے کے لئے حاصل کرتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف اسے چلائے۔ اور کوئی فاقہ کے اظہار کے لئے۔ اور جب بھی اس پر کثرت سے مزاحمت کرتا ہے اپنا فقر۔ عاجزی اور اپنے رب تعالیٰ کے فضل کی طرف اپنی حاجت کی کثرت ظاہر کرتا ہے۔ پس دنیا کی کثرت کے ساتھ اس کا فاقہ و حاجت زیادہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا تانا بانا حاجت اور فقر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب تعالیٰ کے دربار میں معتکف ہو جاتا ہے۔ اس سے باہر نہیں نکلتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی (العلق آیت ۶) ہاں ہاں بیشک انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ خود کو مستغنی دیکھتا ہے) اور بسا اوقات اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو ایک سال یا اس سے زائد کی روزی دیتا ہے تا کہ اسے اپنے دروازے پر کھڑا ہونے سے دور کر دے۔ اور کبھی بندے پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ دن رات اس کے حضور کھڑا رہنے والا ہو جائے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فقیر کے لئے اپنے امر کے آغاز میں دنیا کو پھینک دینا اور اس میں بے رغبتی کرنا ضروری ہے۔ تا کہ حکم طبعی کے ساتھ اپنے رب کے ماسوا کی محبت سے خلاصی پائے۔ پس جب اپنے رب وحدہ کی محبت کے لئے خالص ہو جائے اور اس کی محبت اس کے قلب میں جاگزیں ہو جائے تو اسے کہا جاتا ہے کہ ہمارا انعام۔ فضل اور تیرے ساتھ احسان شدت۔ عزم اور اس پر مزاحمت کے ساتھ حاصل کرو۔ اور اسے ان شرعی عبادات میں استعمال کرو جن کی خاطر ہم نے اسے پیدا فرمایا ہے۔ پس جس طرح آغاز میں اس نے اسے اجازت کے ساتھ پھینک دیا اسی طرح آخر میں اسے اجازت کے ساتھ حاصل کیا۔ انتہی۔

امام شعرانی کا فرمان

(امام شعرانی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اگر حق تبارک وتعالیٰ نے مرید کو اس کے آغاز امر میں زہد فی الدنیا کا حکم نہ دیا ہوتا تو سیر فی الطریق پر قادر نہ ہوتا اور نہ ہی مقامات میں سے کسی مقام کی طرف ترقی کر سکتا۔ کیونکہ اس کی فطرت میں استفادہ ہے نہ کہ افادہ۔ تو اس نے اپنی آنکھیں کھولی ہی اس کی محبت پر ہیں۔ پھر اس نے جمہور لوگوں کو اسی پر دیکھتا ہے تو اس سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ پس معلوم ہوا کہ

اپنی اصل میں دنیا پر بخل اس کی جبلت میں ہے۔حتیٰ کہ وہ چاہتا ہے کہ وجود میں پائی جانے والی ہر شے اسی کے لئے ہو۔اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے منقطع کرنے والے بڑے اسباب میں سے ہے۔پس اسے طریق اہل اللہ تبارک وتعالیٰ میں داخل ہونا صحیح نہیں مگر دنیا سے منقطع ہونے کے بعد۔پھر اس کے بعد کہ اس مقام میں یہاں تک پختہ ہو جائے کہ کوئی چیز اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول نہ کرے وہ اپنی اور دوسروں کی مصلحتوں کے لئے دنیا جمع کرنے کی طرف لوٹتا ہے۔اور اس کی ظاہری صورت اس کی سی ہوتی ہے جو دنیا سے محبت کرتا ہے جبکہ قصد جدا جدا ہے۔پس قریب نہیں کہ کوئی اسے پہنچانے کہ یہ صالحین میں سے ہے کیونکہ وہ دنیا پر اس کی مزاحمت اور نئی چیز پر اس کی حرص کا مشاہدہ کرنے کی بنا پر اس سے حجاب میں ہوتے ہیں۔باوجودیکہ وہ ہزار دینار اور اس سے زیادہ عطا کرتا ہے اور گویا اس نے ایک مینگنی دی ہے۔ پس وہ صحیح مشاہدہ کے مطابق بہت ہی کم پر اظہار بخل کرتا ہے اور کثیر عطا کرتا ہے۔

پس وہ اگر کثیر عطا کرتا ہے تو اس کی حقارت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اگر تھوڑا سا ناحق حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن من حیث المطالبہ اس کی کثرت کا شہود کرتا ہے جبکہ لوگ بعض کی نیکیاں بعض میں باہم تقسیم کریں گے۔اور وہ قلیل میں بخل کرتا ہے تو یہ اپنے غیر کو زیر بار احسان کرنے سے آزاد کرنے کی خاطر ہے اگر اسے معاف کر دیتا۔

کاملین کی شرط

اور کاملین کی شرط ہے کہ ان کی کوئی حرکت اور سکون نہیں ہوتا مگر وہ اس میں امر الٰہی کے تحت ہوتے ہیں۔اور اسی کے ساتھ پورے روئے زمین پر ان کے عہد اور وصیتیں اپنے مریدوں کی طرف نافذ ہیں۔پس اگر وہ دنیا سے محبت کریں تو حق کے ساتھ اور اگر اسے ناپسند کریں تو حق کے ساتھ۔اگر اپنی اولاد سے محبت کریں تو حق کے ساتھ اور اگر اسے ناپسند کریں تو حق کے ساتھ۔اور اگر سرداری سے محبت کریں تو حق کے ساتھ اور اگر اسے ناپسند کریں تو حق کے ساتھ۔اور اگر مخفی رہنا پسند کریں تو حق کے ساتھ اور اگر ظاہر ہونا پسند کریں تو حق کے ساتھ۔اور ان کے تمام احوال میں یہی دستور ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم۔پس اے بھائی! اسے جان لے۔اور اس پر کاربند ہو جا۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے اور دوسروں کے مذموم فعل کی نسبت میں فرق

میں نے خود جو فعل مذموم کیا اسے ظاہری رائے کے مطابق ابلیس کی طرف منسوب کرنے سے پہلے اکثر اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہوں۔جبکہ میرے بھائیوں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ان کی طرف منسوب کرنے سے پہلے اکثر ابلیس کی طرف منسوب کرتا ہوں۔پس میں اسے ظاہری رائے کے مطابق ابلیس کی طرف منسوب کرتا ہوں۔اور اسی لئے ان سے میری ناراضگی قلیل ہے اور میں نے انہیں مواخذہ کے بغیر ان سے تکلیف کے پہاڑوں کا تحمل کیا۔جیسے کہ تیسرے باب کے اوائل میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

عنوان بالا کی وجہ

اور یہ اس لئے کہ ابلیس نے ہی انہیں وسوسہ ڈالا۔اور انہیں یہ امر اچھا دکھایا کہ وہ مجھے ستانے کا جو عمل کرتے ہیں بہتر ہے اور دین کی مدد ہے۔پس اس بارے میں ابلیس اصل ہے جبکہ وہ اس کی فرع ہیں۔اور عداوت اور بدگمانی کو اصل پر متوجہ کرنا انہیں فرع پر متوجہ کرنے

سے بہتر ہے۔اور یہ مخلوق سے اصل وفرع کے بارے میں ہے۔البتہ حق تبارک وتعالیٰ کے بارے میں اسے اصل کی طرف متوجہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔کیونکہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر حجت قائم کرنا ہے۔اور اس میں جو بے ادبی ہے مخفی نہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ما اصابك من حسنة فمن اللّٰه (النساء،آیت ۷۹) جو تجھے بھلائی پہنچے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے) یعنی ایجاد اور اسناد کے طور پر۔وما اصابك من سيئة فمن نفسك (اور جو تجھے تکلیف پہنچے تو وہ تیری طرف سے ہے) یعنی اسناد نہ کہ ایجاداً۔پس سمجھ لے۔اور اس خلق کے ساتھ کم لوگ متخلق ہوتے ہیں۔بلکہ اکثر لوگ عداوت اور بدگمانی اپنی ظاہری رائے کے مطابق اپنے مسلمان بھائی کی طرف پھیرتے ہیں۔جبکہ وہ اسے ستائے یا اس کے غیر کو ستائے۔یا اپنے رب کی نافرمانی کرے۔اور اسے ابلیس کی طرف نہیں پھیرتے مگر غور وفکر کے بعد۔اسی وجہ سے اکثر ان میں سے بعض' دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔اور یہ حرام ہے۔بخلاف اس کے جو ابلیس کو حقیر جانے یا اس سے بغض رکھے۔کیونکہ وہ حرام میں واقع نہیں ہوتا۔اور بخلاف اس کے جو امور ناقصہ کو ابلیس کی طرف ظاہری رائے کے مطابق منسوب نہیں کرتا اور نہ ہی اسے خلق کی طرف منسوب کرتا ہے مگر اس کے بعد۔کیونکہ اس کا لوگوں کو حقیر جاننا اور ان سے بغض کرنا قلیل ہے۔

صحبت عارفین کی برکت

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جب تو صحبت اختیار کرے تو عارفین کی صحبت اختیار کر کیونکہ ان کے نزدیک اکثر نیکیوں کے لئے کوئی بڑا مقام نہیں ہے حتیٰ کہ اس کی خاطر تیری تعظیم کریں کیونکہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کے بجائے ان پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔جبکہ قبیح کے لئے ان کے ہاں کئی معذرتیں ہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مذموم چیزوں کو نفس اور شیطان کی طرف منسوب کرنا انہیں تخلیق و تقدیر کے حوالے سے حق تبارک وتعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے کہیں بہتر ہے۔کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے جبکہ احکام تکلیف صرف مکلفین کی نسبتوں کے ساتھ گھومتے ہیں۔کیونکہ یہ وہ دروازہ ہے جس سے انہیں مواخذہ ہوتا ہے۔نیز میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مذموم افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور اسی کے ساتھ کھڑا رہا نہ کہ خلق کی طرف ان کی اضافت کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زبردست بے ادبی کا مرتکب ہوا اور اپنے دین کے متعلق وہاں سے ہلاکت میں واقع ہوا کہ اسے شعور نہیں۔اور یہ اس لئے کہ اس وقت قریب نہیں کہ وہ اپنے کئے ہوئے گناہ پر کبھی نادم ہو۔اور کہتا ہے کہ یہ میرے پیدا کئے جانے سے پہلے ہی مجھ پر مقدر ہے۔میں کیا تھا؟

اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ بندے کے لئے حق تعالیٰ کی توحید فی الافعال میں اس کا افعال کی نسبت کا اپنی طرف شہود نقصان نہیں دیتا۔بلکہ وہ واجب ہے۔کیونکہ جس نے اپنی طرف اعمال منسوب نہ کئے اسے شریعت کے تمام ارکان کا اور تمام مواخذوں کا گرانا لازم آتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دنیا وآخرت میں مواخذہ فرماتا ہے۔انتہی۔پس اسے سمجھ لے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی میں جلدی نہ کرنا اور قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجیہہ

میں مسلمانوں میں سے کسی کے متعلق بدگمانی میں جلدی نہیں کرتا۔اور ان کے مخفی حالات جو میرے لئے ثابت ہیں کثرت سے

چھپاتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور رہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ لوگوں سے بدگمانی کے ذریعے بچو۔ تو آپ کی مراد یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ اس شخص کا سا معاملہ کرو جو ان سے پرحذر رہنے میں ان سے بدگمانی کرتا ہے۔ نہ کہ انہیں بدگمانی پر ابھارنا۔ کیونکہ بدگمانی پر ابھارنے کے لئے ہمارے لئے کوئی حکم شرعی وارد نہیں ہوا۔ پس سمجھ لے۔ پھر اگر وارد ہو تو اس کی تاویل کی جائے گی۔ اور آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بندے کو جس نے اس کے ایمان والے بندوں کے متعلق اچھا گمان کیا کبھی بھی مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ مواخذہ صرف اس سے ہوگا جس نے ان کے متعلق بدگمانی کی۔ اور ان احسانات کے بیان میں آئے گا کہ بندے کے لئے اہل اسلام کے متعلق اچھا گمان درست نہیں ہوتا مگر اپنے باطن کو گھٹیا صفات سے پاک کرنے کے بعد۔ حتیٰ کہ اس کے لئے کبھی کوئی مخفی برائی نہ ہو جس کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت میں رسوا ہو۔ اور جب تک اس کے لئے باطنی برائی رہے تو اسے اپنی ذات اور صفات پر قیاس کرتے ہوئے بدگمانی لازم ہے۔

پس اے بھائی! اگر تو چاہے کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جو اہل اسلام کے متعلق اچھا گمان کرتے ہیں تو پہلے اپنے باطن کو گھٹیا خصلتوں سے پاک کر۔ ورنہ تیرے لئے خلاصی کی طرف کوئی راہ نہیں۔ پس بیشک جب تیرے پاس مثلاً اجنبی عورت کے ساتھ بدکاری کی طرف میلان ہوگا اور تو چاہتا ہے کہ اس سے بدکاری کا ارتکاب کرے لیکن تو اس پر قادر نہیں ہوتا۔ پھر تو نے ایک شخص کو اس عورت کے ساتھ تنہائی میں دیکھا یا وہ گلی میں کھڑا اس سے باتیں کر رہا ہے تو اسے تو صرف اپنے اوپر ہی قیاس کرے گا۔ اور اگر تو اس کے برعکس ہوتا تو اسے اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے بہترین حال پر محمول کرتا۔ پس جس کے باطن کو اللہ تعالیٰ نے معاصی سے پاک فرما دیا اس کا حکم اس شخص کا سا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نامرد پیدا فرمایا۔ وہ جماع کی لذت نہیں پہچانتا۔ اور اگر وہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرے تو اس کے خیال میں کوئی بے حیائی نہیں کھٹکتی۔ پس غور کر۔ عقل مند وہی ہے جو گھروں کے ان کے دروازوں سے آتا ہے۔

بدگمانی سے بچنے کے متعلق شیخ افضل الدین کی توجیہات

اور سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی بالغ انسان کو دیکھے کہ کوئی چیز فروخت کرتا پھرتا ہے جبکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے ہیں تو اسے عذر شرعی پر محمول کر۔ جب تو کسی عالم یا صالح کو دیکھے کہ ظالموں سے مال وصول کرتا ہے تو اس پر محمول کر کہ وہ اسے طریق شرعی کے ساتھ ضرورت مندوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اور خود اس سے کچھ نہیں کھاتا۔ اور جب کسی عالم کو دیکھے کہ امور سلطنت کے متعلق سوال پر جواب لکھنے سے توقف کرتا ہے تو اسے اس خوف فتنہ پر محمول کرو جو تمہارے لئے علم کو بالکل چھپانا مباح قرار دیتا ہے۔ جیسے اس کے وظیفہ سے نکال باہر کرنا جبکہ اس کی اور اس کے اہل و عیال کی روزی کا ذریعہ ہے یا اسے شہر سے نکال دینا۔ وغیر ذالک۔

اور جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ شارع عام میں کسی عورت سے سرگوشی کر رہا ہے تو اسے اس پر محمول کر کہ وہ اس کی محارم میں سے ہے یا اس کی زوجہ ہے یا وہ عورت ایسی خواتین سے ہے جن سے خوف فتنہ نہیں۔

پس اے بھائی! اس پر قیاس کر۔ لیکن اپنے باطن کو پاک کرنے کے بعد جیسے کہ گزر چکا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متعلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-عہود شرعیہ پورا نہ کرنے والے سے اپنے وعدہ کی وفا کا مطالبہ نہ کرنا

اس شخص سے میں اپنے وعدہ کی وفا کا مطالبہ نہیں کرتا جس نے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہود پورے نہیں کیے۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی وفا کا معاملہ درست نہیں اس سے میرے جیسے کے ساتھ وعدہ وفائی کیونکر درست ہوگی۔ باوجودیکہ وہ میرے ناقص ہونے کا شہود رکھتا ہے اور اس کا کہ میں اس جیسا ہوں۔ اور یہ اس طرح کہ میں اپنے بھائیوں میں سے کسی سے طلب کروں کہ وہ خوشحالی میں میری رعایت کرے جیسے کہ سختی میں میری رعایت کرتا ہے۔ یا اوامر کی تعمیل یا نواہی سے بچنے کا جو میں نے اس سے عہد لیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اور اگر میں ان سے یہ طلب کرتا یا اپنے نفس سے تو ان کے لئے درست ہوتا نہ میرے لئے۔ پس بیشک یہ دو قبضوں کے حکم کی طرف لوٹتا ہے۔ اور جب تک حق تبارک وتعالیٰ بندے کے لئے معاصی پیدا فرماتا ہے تو توبہ نصوح کا وعدہ پورا کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا جس کے بعد کبھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف ہر معصیت کے بعد توبہ کرسکتا ہے۔

شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول

اور اسی وجہ سے شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے فرمایا ہے: یہ ادب نہیں کہ عوام سے یہ عہد لیا جائے کہ وہ کبھی بھی کسی معصیت میں نہیں گریں گے۔ ادب یہ ہے کہ ان سے یہ عہد لیا جائے کہ وہ جب بھی گناہ کریں فوراً توبہ کریں اور وہ کسی معصیت پر بھی اصرار نہیں کریں گے۔ کیونکہ جب علم الٰہی میں یہ ہوگا کہ وہ گناہ کریں گے تو ان پر دو معصیتیں ہوجائیں گی۔ ایک معصیت شرعی حیثیت سے اور دوسری عہد توڑنے کی وجہ سے۔ اور اگر اس نے ان سے عہد نہ لیا ہوتا تو ان پر ایک معصیت ہی گناہ ہوتا ہے۔ اور یہ انتہائی تحقیقی کلام ہے۔

مردوں اور عورتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حقیقت

اور رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک معاصی پر مردوں اور عورتوں سے بیعت لینا تو یہ ان مردوں یا عورتوں کے اسلام لانے کے اوائل میں وحی الٰہی کی وجہ سے تھا۔ اور ہمیں یہ روایت نہیں پہنچی کہ آپ نے یہ بیعت ان حضرات سے لی ہو جو کہ ہمیشہ اسلام میں راسخ رہے۔ اور یہ بیعت لینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ان کی آنکھوں میں گناہوں کی قباحت اجاگر کرنے کے لئے ہوتا تاکہ وہ اسلام کے احکام کے لئے سر تسلیم خم کریں اس کے بعد کہ وہ شرک میں مبتلا تھے۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے وفود سے بیعت لیتے اور دھیمی آواز میں یہ فرماتے فیما استطعتم. یعنی جہاں تک تم سے ہوسکے۔ اور آپ نے ایک شخص سے اس پر بیعت لی کہ وہ صرف صبح اور عصر کی نماز پڑھے گا۔ اور جب وہ چلا گیا تو فرمایا: یہ پڑھے گا یعنی باقی نمازیں بھی ادا کرے گا۔

عہد لینے کے متعلق ایک وضاحت

پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ فقیر کے لئے تنگی اور سخت پابندی کے ساتھ عہد لینے کا حق اس پر ہے جو کہ اس کی صحبت میں رسوخ حاصل کرچکا ہو کیونکہ وہ قرائن کے ساتھ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی بے حیائیوں سے حفاظت فرماتا ہے۔ اور کتب شریعت اس

سے معمور ہیں۔ اور جس نے ہمارا اشارہ سمجھ لیا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ قول واذامسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم (بنی اسرائیل آیت ۶۷) اور جب تمہیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو تم سے وہ گم ہو جاتے ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ پس جب وہ تمہیں عافیت کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو تم روگردانی کرتے ہو) اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ (یونس آیت ۱۲) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو۔ پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو چل دیتا ہے جیسے اس نے ہمیں کسی تکلیف میں پکارا ہی نہیں جو اسے پہنچی تھی) نچلے درجے کے لوگوں پر محمول کرتا ہے نہ کہ اکابر پر۔ جو کہ انبیاء۔ اولیاء اور کاملین مومنین ہیں۔ پس بیشک ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ شدتوں اور فراخیوں میں اپنے امور میں رجوع نہیں کرتے مگر صرف اللہ وحدہ کی طرف۔ بخلاف نچلی سطح کے لوگوں کے۔ پس کسی فقیر کو حق نہیں کہ ان سے مطالبہ کرے کہ وہ شدت اور فراخی میں اس کے ساتھ ایک ہی حالت پر رہیں۔ کیونکہ ایسا سلوک تو انہوں نے اپنے رب۔ خالق اور رازق کے ساتھ نہ کیا۔ پس اس کے ساتھ کیونکر کریں گے جو کہ فاقہ اور عاجزی میں ان کی مثل ہو۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا واقعہ گزرا کہ آپ نے ایک جماعت پر عہد لیا اور انہوں نے ایک مدت تک وحی کی کتابت کی۔ پھر وہ اس کے بعد مرتد ہو گئے۔ جیسے عبداللہ بن خطل اور اس جیسے دیگر لوگ۔ اور قرآن عظیم میں ہے۔ ان علیك الا البلاغ (الشوریٰ آیت ۴۸) آپ پر تو صرف پہنچا دینا ہے)۔ پس داعی پر صرف یہ ہے کہ دربار خداوندی کی طرف دعوت دے تاکہ دونوں مٹھیوں والوں کو صرف اپنی دعوت کے ساتھ جدا جدا کر دے۔ رہی تعمیل یا عدم تعمیل تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد ہے نہ کہ بندے کی طرف۔ اور جس نے مدعوین سے طلب کیا کہ معاہدہ پر بالکل مخالفت نہ کریں تو اس نے محال کا قصد کیا۔ اور اسے صرف مشقت اور شکستگی حاصل ہوگی۔ اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت غالب ہوئی تو آپ لوگوں کو ایمان پر مجبور کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولو شاء ربك لأمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس آیت ۹۹) اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ کیا آپ لوگوں کو مجبور کرنا چاہتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن بن جائیں)۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة (ھود آیت ۱۱۸) اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا)۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولو شاء اللّٰہ لجمعھم علی الھدیٰ (الانعام آیت ۳۵) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا)۔ اور آپ کے بعد آپ کی امت سے دعوت دینے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہیں۔ تو ان میں سے کسی پر رحمت غالب ہوئی اور اس نے اطلاق کی وسعت دیکھی تو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اور ہر اس شخص سے عہد لیا جس نے اس سے اس کا مطالبہ کیا۔ اور کسی نے اس پر عہد لینے سے توقف کیا جس میں اس عہد کی وفا کی طاقت معلوم نہ کی۔ اور یہ حضرت جنید اور آپ کے پیروکاروں کا ہمارے اس زمانے تک کا طریقہ ہے۔

اخذ عہد میں اکابر کے مختلف دستور

اور شیخ یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مرید پر کبھی عہد نہ لیتے۔ اور فرماتے: یہ ہمارا طریقہ نہیں۔ نیز فرماتے: اگر میں اس کا ارادہ

کرتا تو اسکندریہ میں رہنے والے تمام لوگوں سے عہد لیتا۔ اور کئی دفعہ فرماتے: اب تو عہد ایک روٹی کے بدلے لیا جانے لگا ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کسی فقیر پر عہد نہیں لیتے تھے مگر جبکہ آپ کو اس کے حال کا کشف ہوتا اور یہ کہ وہ وفائے عہد کرے گا۔ ورنہ اس پر کوئی عہد نہ لیتے اور آج یہی ہمارا طریقہ ہے۔ پس کئی دفعہ کوئی مجھے تلقین ذکر اور اس پر عہد لینے کا سوال کرتا ہے۔ میں اس میں خیانت معلوم کرتا ہوں۔ پس اس پر شفقت کرتے ہوئے میں اس کی طلب پوری نہیں کرتا۔ اور کئی دفعہ میں سائل کی طلب پوری کر دیتا ہوں کہ مجھے غالب گمان ہوتا ہے کہ یہ وفاء عہد کرے گا۔ اور اسکا قول اسی پر محمول کیا جائے گا جس نے کہا کہ شیخ کو نہیں چاہئے کہ جب اس کے پاس کوئی مرید اخذ عہد کی طلب لئے آئے کہ اسے کہے کہ مثلاً کل تک صبر کر۔ کیونکہ اس کا قصد کمزور پڑ جائے گا اور اس کے عزم کی آگ بجھ جائے گی۔ اللھم۔ مگر یہ کہ یہ بات اس کے بعد کہے جب بطور فراست معلوم کر لے کہ یہ وفا عہد نہیں کرے گا اور طریقت کو بازیچہ اطفال بنالے گا ورنہ شکاری جس کے شکار پر قادر ہو گا اسے کیونکر چھوڑے گا۔

اسے سمجھ لے اور اس پر پابندی کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - امور میں توجہ الی اللہ تعالیٰ کی کثرت

میں اپنے اہل وعیال کے رزق کی آسانی کے لئے جو کہ میرے لئے مقسوم ہے اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے توجہ کرتا ہوں کہ اس کے راستے میں خلق کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وانعام کے ساتھ انہیں میرے لئے مسخر فرما دیتا ہے۔ اور میں یہ فعل نہیں کرتا مگر اس کے بعد کہ میرے گمان پر اس امر کا غلبہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے مقسوم میں سلائی یا تجارت یا چٹائیاں بنانے کا پیشہ نہیں کیا۔ اور کئی دفعہ میں مستاجری میں زمین لیتا ہوں۔ یا اسے مزدوری پر رکھتا ہوں جو میرے لئے کاشت کرے پس اس سے میرے اور میرے اہل وعیال کی روزی لائے۔

پیشہ اختیار کرنے پر اسلاف کی ترغیب

اور تمام اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیشہ اختیار کرنے پر انگیخت کی ہے۔ اور اس میں زیادہ شدت اختیار کرنے والے اکابر شاذلیہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس سیّدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں کو اسباب۔ اہل وعیال کے لئے اور اپنے لئے کوشش کرنے کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ جس نے یہ کام کیا اور اپنے اوپر اپنے رب عزوجل کے فرائض قائم کئے تو اس کا مجاہدہ کامل ہوا۔

اور سیّدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ سبب اختیار کرو اور چاہئے کہ تم میں سے کوئی کپڑا بننے کے لئے چلائے جانے والے آلے کو اپنی تسبیح بنانے یا اپنا کلہاڑا اپنی تسبیح بنائے۔ یا سینے پرونے میں یا چٹائیاں بنانے میں اپنی انگلیوں کو حرکت دینے کی تسبیح بنائے۔ اور یہی طریق ہے۔ گرچہ عظیم ہے۔ پس اس میں خلق پر ایسی چیز کے ساتھ پابندی لگائی ہے جس کا اسے اللہ عزوجل نے پابند نہیں فرمایا۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندے پر پابندی نہیں رکھی مگر یہ کہ حلال کھائے جس طریق سے بھی اس تک رسائی ہو۔ اور اگلے پچھلے سب لوگ اسی پر کاربند رہے۔ چنانچہ ان میں سے کسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیوی پیشہ مقسوم فرمایا۔ اور کسی کے

لئے یہ مقسوم نہ ہوا۔

اور جب میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی تو ارادہ کیا کہ چٹائی بنیں۔ تو شیخ نے آپ سے فرمایا: یہ تیری گزر بسر نہیں۔ انہوں نے خلاف ورزی کی اور چٹائی بنی تو اس کی قیمت سے ایک روٹی کھانا بھی درست نہ ہوا۔ پس توبہ کی اور رجوع کیا۔

اور شیخ ابوالعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عمر کے اواخر میں فرماتے: ہمارا راستہ ذکر پر ہمیشگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی غیبت اور بدگمانی ترک کرنا ہے۔ تو جس نے اس پر پابندی کی اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور آپ اکثر فرماتے کہ ہم اپنے پاس آنے والے سے نہیں کہتے کہ اپنا سبب ترک کر دے اور ہمارے پاس آ جا۔ ہم تو وہی کچھ کرتے ہیں جو کہ ہر شخص کو اس کے پیشے وغیرہ پر برقرار رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ لیکن ہم انہیں کھوٹ نہ ڈالنے کا حکم دیتے ہیں جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: پیشہ اپنانا ہر فقیر کے لئے نہیں۔ یہ تو کامل مردوں کے لئے ہے جنہیں کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا باوجودیکہ وہ تجارت۔ خرید و فروخت۔ معاوضات اور محاسبات میں قائم رہتے ہیں۔ البتہ جسے یہ اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے تو اس کے حق میں ترک تجارت زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدینا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمۃ ربك خیر مما یجمعون (الزخرف آیت ۳۲) ہم نے خود ان کے درمیان سامان زیست دنیا کی زندگی میں تقسیم کیا اور ہم نے ہی بعض کو بعض پر مرتبوں میں بلند کیا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں)

اور ان احسانات کے بیان میں آئے گا کہ بندے کے کام کی غایت یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کے مال سے کھائے اور پہنے۔ اس کے گھر میں رہے اور دنیا و آخرت میں اس کا تانا بانا اسی کا فضل ہو۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کے موجبات سے محبت

میں ہر اس چیز سے محبت کرتا ہوں جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے میرا سر جھکا دے۔ مجھے اس سے حیا عطا کرے۔ اور اس کی وجہ سے مجھ پر اس کا فضل دیکھوں۔ اور ہر اس چیز سے بھاگتا ہوں جو میرا سر اونچا کرے اور تکبر اور خود بینی پیدا کرے۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو سنا جو کہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: یا اللہ! مجھے ہر میل اور نجاست سے پاک فرما حتیٰ کہ میں گھٹیا حرکت سے طاہر مطہر ہو کر تجھے ملوں۔ تو سیدی علی نے اس سے فرمایا: یوں کہو: یا اللہ! مجھ پر لطف کرم فرما۔ اور میں نے گناہوں اور برائیوں کی بنا پر جو جنایت کی ہے مجھے معاف فرما۔ اور اس کے بعد اپنے احوال کی وجہ سے مجھے خود بینی سے محفوظ فرما۔ کیونکہ اے بھائی! تیرے جیسا جب ہر گھٹیا حرکت سے خود کو پاک صاف دیکھتا ہے تو اسے اپنے بھائیوں پر خود بینی اور تکبر آ لیتا ہے۔ پس وہ جس چیز کو

رفع کرنے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اس سے زیادہ شدید صورت حال سے دوچار ہو جاتا ہے۔انتہی۔

اور میں نے دوسری مرتبہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے کا اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کے احسان کو دیکھنا کامل نہیں ہوتا مگر جبکہ اپنا تانا بانا گناہ دیکھے۔پس واجب ہے کہ نقص مطلق کے ساتھ جدا ہوتا کہ حق تعالیٰ کے لئے فضل وکمال مطلق ہو۔انتہی۔

اور یہ امر درست نہیں ہوتا مگر اس کے بعد کہ بندہ طاعات کی کثرت اور اخلاص سے اپنا حصہ حاصل کرے۔اور رذائل محسوسہ کے شہود سے متصل ہوحتیٰ کہ بائیں جانب کا کاتب لکھنے کو کچھ نہ پائے۔ورنہ وہ اس سے تخلق پر قادر نہیں ہوگا۔پس اپنے آپ کو غلط روی سے بچا۔ کہ تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ بندے کو نہیں چاہئے کہ کہے: یا اللہ مجھے میری خطاؤں سے یوں معاف فرمادے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔اے میرے اللہ! میری خطائیں برف۔پانی اور اولوں سے دھودے مگر اس سوال کے ساتھ کہ اس کی وجہ سے کسی مسلمان پر اپنی برتری دیکھنے سے حفاظت فرما۔اور یہ نہ کہہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اور میں آپ کی اقتداء میں یہ دعا کرتا ہوں۔کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بینی سے معصوم ہیں بخلاف تیرے۔پس اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگ پھر یہ دعا کر۔

یا لطیف یا لطیف یا لطیف سے نداء کی حکمت

اور میں نے شیخ عبدالرحمٰن النقلی کو جو کہ اولیاء اللہ میں سے تھے باب زویلہ میں یہ کہتے ہوئے سنا یا لطیف یا لطیف یا لطیف۔میں نے کہا: عم محترم! کیا بات ہے؟ فرمایا: میں نے واعظ کو ایک حدیث پاک بیان کرتے ہوئے سنا۔میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کہنے لگے: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت ادا کیں جن میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کی اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔پس مجھے خوف لاحق ہوا کہ میرے لئے ایسا اتفاق ہو پس میں اپنے آپ کو اس سے برتر دیکھوں جس نے اپنے نفس سے بات کی۔اور سمجھوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اگلے گناہ بخش دیئے۔پس اللہ تعالیٰ سے میرا خوف کم ہو جائے اور مجھے خود بینی آ دبوچے۔پس میں نے آپ سے کہا: لوگ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ انہیں حدیث نفس کے بغیر نماز ادا کرنے کی توفیق دے۔تو انہیں یہ حاصل نہیں ہوتی۔فرمانے لگے: درست ہے۔جو جانتا ہے وہ نہ جاننے والے کی طرح نہیں ہے۔پھر کہنے لگے: بندے کو نہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے کمالات میں سے کچھ مانگے مگر اس کی آفات سے حفاظت کے سوال کے ساتھ۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس سے تخلق پر عمل کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - قیام سحری بحوالہ احسان الٰہی

میں پچھلی رات قیام کرتا ہوں اس عقیدہ کے ساتھ کہ یہ احسان اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے قیام کی توفیق بخشی اور مجھے دوسروں کی طرح سویا نہیں رہنے دیا۔اور یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا احسان سمجھتا ہوں جب اپنی نماز یا اپنی مناجات سے لذت نہ پاؤں۔اس لئے کہ وارد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی میری بارگاہ میں رات کے وقت قیام میں بندہ کتنا

اچھا ہے اگر نسیم سحری کی طرف سکون حاصل نہ کرتا۔ بیشک جو ہمارے غیر کی طرف سکون حاصل کرتا ہے ہمارے لائق نہیں۔

قساوت قلب اور خطاب بے لذت کی توجیہہ

اور میرے بھائی سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیدی علی الخواص سے اس قساوت کی شکایت کی جو کہ اپنے قلب میں پاتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر کر جس نے تجھے خود بینی سے بچانے کے لئے تیری برائیوں پر اطلاع بخشی اور تجھے تیرے کمالات سے حجاب میں رکھا۔ اور بندۂ کامل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ پس اگر اسے اس کے کمالات کا کشف عطا کرے تو شکر کرتا ہے اور اگر انہیں اس سے چھپائے تو شکر کرتا ہے۔ انتہی۔ یہ ایک کمیاب خلق ہے۔ ہمارے بھائیوں میں کم ہی کوئی اس سے متعلق ہوتا ہے۔ بلکہ ان میں سے کوئی اس وقت کو الٹتک ہوتا ہے جب اسے اپنی قراءت یا نماز میں کوئی لذت حاصل نہ ہو۔ بسا اوقات ایسے لوگوں کے لئے قیام لیل کا باعث وہ لذت ہے جو وہ پاتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتی تو قیام نہ کرتے۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندے کے اپنے رب کے لئے خطاب میں کوئی لذت نہیں کیونکہ ہیبت اسے لذت سے روکتی ہے۔ نیز انسان صرف اپنی جنس سے مانوس ہوتا ہے جبکہ حق تبارک وتعالیٰ کے درمیان اور اس کے بندوں کے درمیان کسی وجہ سے بھی مجانست نہیں ہے۔ پس اے بھائی! اگر تو کسی کے کلام میں دیکھے کہ بندہ اپنے آقا سے مانوس ہوتا ہے تو جان لے کہ وہ محقق نہیں۔ اور اگر وہ تحقیقی نظر کرتا تو اپنا انس اس قریب کرنے کی لذت کی وجہ سے پاتا جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر احسان فرمایا نہ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ۔ اور یہ حکم ہمارے لئے دنیا و آخرت میں ہے۔

پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے لذت کا سبب ظاہر نہیں فرمایا جبکہ ہمیں رویت حاصل ہوگی۔ بلکہ فرمایا: پس انہیں ایسی لذت عطا نہیں کی گئی جو لذت کہ انہیں رب کی طرف نظر کرنے سے ہوگی۔ اور لذت نظر انس کی بجائے ایک دوسرا امر ہے۔ پس سمجھ لے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا:

نیز فرمایا: محققین کے نزدیک انس باللہ درست نہیں۔ بندہ صرف حق تبارک وتعالیٰ کے الطاف کریمانہ سے انس اور لذت پاتا ہے۔ کیونکہ اس کے درمیان اور اس کے رب عزوجل کے مابین جنسیت نہیں ہے۔ اسی لئے جنات کے ساتھ ہم میں سے کوئی مانوس نہیں ہوتا بلکہ انہیں دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے ذوق کی بات کرتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ قیام لیل میں جہری قرأت سے پرہیز

میں قیام لیل میں قرآن کریم اونچی آواز سے نہیں پڑھتا۔ کیونکہ حق تبارک وتعالیٰ کا دربار محض حیرت اور سکوت کا دربار ہے۔ تو جس نے غرض شرعی کے بغیر جہر کیا اس نے قوم صوفیاء کے نزدیک ادب ملحوظ نہیں رکھا۔ اور میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ پس جب میں نے سری قرأت کی تو مجھے خشوع حاصل ہوا۔ اور جب جہر کیا تو خشوع چلا گیا۔ اور یہ معلوم ہے کہ خشوع صرف اس فعل سے جاتا ہے جس میں بے

ادبی ہو۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا ورث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-آنکھ سوتی ہے نہ کہ قلب

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے حکم سے میری آنکھ سوتی ہے نہ کہ قلب۔لیکن ایسا صرف اتوار کی رات کو ہوتا ہے۔اور مجھ سے پہلے شیخ ابوالربیع المالقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ مقام حاصل تھا۔اور یہ صرف پیر اور جمعرات کی رات کو ہوتا ہے۔رہے شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ نے بتایا کہ یہ مقام انہیں پورے ہفتے میں حاصل ہے۔اور کئی دفعہ میں قرآن پاک کی تلاوت اس حالت میں کرتا ہوں کہ سویا ہوتا ہوں۔پس اس کا شمار کرتا ہوں۔پھر اس پر بنا کرتا ہوں لیکن نماز کی قرأت میں نہیں۔پس اسے سمجھ لے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-عبادت میں کمال اخلاص کا عدم شہود

میں جو عبادت کروں اس میں مجھے کمال اخلاص کے معدوم ہونے کا شہود ہوتا ہے۔گرچہ میرے جیسوں کا خشوع انتہاء کو پہنچ جائے۔ اور شیخ ابوالحسن الشاذلی کے کلام میں ہے: جب اتفاق پر عمل کرنے والا النفاق سے نہیں بچتا تو وہ شخص نفاق سے کیونکر بچے گا جو اختلاف پر عمل کرتا ہے۔اور حدیث پاک میں ہے: ہر وہ عمل جس پر ہمارے امر کا رنگ نہیں وہ مسترد ہے۔اور کئی دفعہ اکابر کے لئے ان کی نماز میں مواخذہ اصاغر کے مواخذہ سے زیادہ ہوتا ہے۔کیونکہ اصاغر اپنی عبادت کو کبھی کامل سمجھتے ہی نہیں۔بخلاف اکابر کے کہ کبھی وہ کثرت خشوع کی بنا پر ایسا سمجھتے ہیں پس اس صورت میں اگر اکابر ایک جہت سے کامل ہیں تو دوسری جہت سے ناقص ہیں۔اور اگر اصاغر ایک جہت سے کامل ہیں تو دوسری جہت سے ناقص ہیں۔اور کامل وہ ہے جو اپنے اعمال کو دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔پس اپنے اعمال میں اخلاص کی مہک کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔اور اس میں نقص پائے جانے کی حیثیت سے۔جس سے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نہیں بچ سکتا۔اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔صرف یہی نفوس قدسیہ عبادات کو امر کے عین مطابق ادا کرتے ہیں۔اسی لئے انہیں فزع اکبر غمگین نہیں کرے گی کیونکہ انہیں خود پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔اور ان میں سے جس نے خوف کیا صرف اپنی امت پر خوف کیا۔رہے ان کے علاوہ دیگر حضرات تو ان کے تمام اعمال وعبادات میں نقص کا پایا جانا لازم۔اس کا شعور ہو یا نہ ہو۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نفل نہیں ہے مگر کمال فرض سے۔اور سیّدی احمد الزاہد فرماتے ہیں: ہمارے جیسوں کے لئے نوافل نہیں ہیں کیونکہ ہمارے فرائض کمال سے ناقص ہیں۔یہ تو صرف گنتی پوری کرنے والے ہیں۔نوافل تو صرف اس کے لئے ہیں جس کے فرائض کامل ہیں۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-کسی پریشان حال کو دیکھ کر رقت طاری ہونا

جب میں کسی شخص کو برہنہ یا بھوکا یا مصیبت زدہ دیکھتا ہوں تو فوراً رقت طاری ہو جاتی ہے اور دکھ محسوس کرتا ہوں۔رقت تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کی وجہ کے شہود کے بعد طاری ہوتی ہے۔کیونکہ وہ اپنے بندوں پر ان کی والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی دستگیری

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدی یاقوت العرشی رحمہ اللہ تعالیٰ کا چند مساکین کا گزر ہوا جو لوگوں سے مانگ رہے تھے۔ آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ اچانک ہاتف غیبی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ اور اگر چاہتا تو انہیں سیر کر دیتا۔ پس اس سے توبہ کر۔ میں نے اس سے کہا: تو کون ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو فرمایا: میں خضر ہوں۔ میں چین میں تھا کہ مجھے حکم ہوا کہ فلاں کی دستگیری کر۔ کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر جوانمردی دکھاتا ہے۔ اور خود کو اس کے بندوں پر اس سے زیادہ شفیق سمجھتا ہے۔

مصیبت زدہ سے اظہار ہمدردی میں اہل اللہ کا نازک مقام

اے بھائی! جان لے کہ اہل اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اپنے طریق میں بڑی مشقتیں اور سختیاں لازم ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کا صبر ظاہر فرمائے جبکہ وہ ان کے حالات اور مخفیات جانتا ہے۔ کئی دفعہ وہ مسکین جسے تو نے تکلیف اور شدت میں دیکھا۔ مقام امتحان میں ہوتا ہے۔ پس تو اسے پہناتا یا کھلاتا ہے تو حکمت الہیہ سے معارضہ کرتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور بے ادبی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور اے بھائی! اگر تیرے لئے اس مسکین کے ساتھ احسان کے بغیر چارہ نہیں تو یوں عرض کر: الٰہی! اگر اس مسکین کے لئے میرا احسان اس کے طریق سلوک میں اس کے لئے نقصان دہ ہے تو مجھے اس سے پھیر دے۔ اور اگر اس کے لئے نفع بخش ہے تو اس تک پہنچا دے۔ اور اس کی عاقبت میں میری حفاظت فرما۔

اور عارفین میں سے ایک شخص لوگوں سے بوسیدہ لباس یا روٹی کا ٹکڑا مانگتا تو وہ اسے کچھ نہیں دیتے تھے۔ پھر چند سالوں کے بعد لوگ بغیر سوال کے اسے دینے لگے تو اس کے شاگردوں نے اس سے کہا کہ یہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا: مصیبتوں کے دن چلے گئے اور احسانات کا دور آ گیا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت عطا فرماتا تو یہ ہمیں اس سے محجوب نہ کرتا۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

خصوصی انعام خداوندی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انتہائی قرب

مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی قرب ہے اور میرے درمیان اور آپ کی قبر انور کے درمیان اکثر اوقات فاصلے سمٹے ہوتے ہیں یہاں تک کہ کئی مرتبہ مصر میں بیٹھے ہوئے آپ کے حجرہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیتا ہوں۔ اور میں آپ سے یوں کلام کرتا ہوں جیسے انسان اپنے ہم نشیں سے کلام کرتا ہے۔ اور ایسے امر کا ادراک صرف ذوق کے حوالے سے ہوتا ہے۔ اور جسے اس کا شہود حاصل نہیں کئی دفعہ اس کا انکار کر دیتا ہے۔ جبکہ انسان اپنے قلب کا تابع ہے نہ کہ قلب جسم کا تابع ہے۔

اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں ہے: انسان کا قلب وہاں ہوتا ہے جہاں اس کا مال ہو۔ پس اپنے اموال آسمان میں رکھ دو تمہارے قلوب آسمان میں ہونگے۔ یعنی ان کی خیرات کرو تو آسمان کی طرف بلند ہوں گے اور تم ان کا ثواب وہاں دیکھو گے۔

اور سیدی شیخ ابو العباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر مجھ سے جنۃ الفردوس پلک جھپکنے تک چھپ جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پلک جھپکنے کی قدر چھپ جائیں یا ایک سال کا وقوف عرفات مجھ سے رہ جائے تو میں اپنے آپ کو مردوں میں سے شمار نہ کروں۔

انتہی۔

پس اے بھائی! فقراء کے لئے ایسے دعوے تسلیم کرو اور انکار مت کرو سوائے اس کے جس سے شریعت منع کرے۔ پس اس پر صوفیاء کا اجماع ہے کہ جس نے ان کے مقامات میں سے کسی چیز کا انکار کیا وہ اس مقام تک رسائی سے محروم ہوگیا۔ پس اسے سمجھ لے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکور الصدر وضاحت کے مطابق غلامان سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب اکرام الٰہیہ آپ کے قدمین شریفین کے ساتھ قرب حاصل ہوتا ہے اور آپ کی نوازشات جاری رہتی ہیں۔ اور یہ منجانب اللہ تعالیٰ ایک مقام رفیع ہے جو انہیں عطا فرمایا جاتا ہے اور اسے تسلیم کرنے میں ہی سعادت ہے۔ اور یہی مسئلہ حاضر وناظر کی حقیت ہے۔ لیکن یہ ایک خالصتاً روحانی اور مبنی برحال مسئلہ ہے جس کا محرومان زمانہ اور بے توفیق لوگ انکار کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے جو کہ امام شعرانی قدس سرہ نے بیان فرمائی ہے کہ منکرین کو اس مقام تک رسائی حاصل نہیں ہوتی۔ اسی لئے آپ نے تاکید فرمائی ہے کہ خواص کے لئے جنہیں صوفیاء فقراء کا نام دیتے ہیں یہ مقام تسلیم کرو۔ انکار نہ کرو۔ ورنہ محروم رہو گے۔ چنانچہ شیخ محقق۔ برکۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکتوب گرامی اقرب السبل بالتوجہ الی سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں: علماء امت میں گرچہ مسائل میں اختلافات اور کثرت مذاہب موجود ہے لیکن اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات۔ بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است و براعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت رافیض ومربی است۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات حقیقیہ کے ساتھ اور مجاز کے شائبہ اور تاویل کے توہم کے بغیر امت کے اعمال پر حاضر وناظر اور طالبان حقیقت اور متوجہان بارگاہ عالیہ کو فیض رساں اور تربیت فرمانے والے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور کی روشنی عطا فرماتا ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

احسان خداوندی۔ مشکلات میں اللہ تعالیٰ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد

میں تمام شدتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرتا ہوں۔ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔ اور ہمارے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عظیم کوئی واسطہ نہیں۔ اور انسان اپنے قلب کے ساتھ ہے۔ کبھی اپنے آپ کو حضرت الٰہیہ سے اور دربار سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب دیکھتا ہے۔ پس مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور کبھی اپنے آپ کو بعید محسوس کرتا ہے تو اپنی حاجت روائی میں بعض اولیاء اللہ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ حیات ظاہری میں ہوں یا واصل بحق۔ اور وہ مشائخ کے مزارات پر دستک دیتا ہے۔

اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے سیّدی شیخ ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کو منفرد سمجھ وہ تجھے منفرد قرار دے گا۔ اسے وحدہ لاشریک سمجھ وہ تجھے یکتا کردے گا۔ ایک ہی دروازہ لازم کر تیرے لئے سب دروازے کھل جائیں گے۔ اللہ وحدہ کے جھک جا۔ گردنیں تیرے سامنے جھکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازم کر تیرے لئے دنیا وآخرت کے امور کی کفایت ہوگی۔

امام شعرانی کا خصوصی ورد

اور میں نے اپنے ورد میں یہ دعا مقرر کر رکھی ہے اللھم حبب نبیك محمداً فی اے میرے اللہ! اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے متعلق محبت عطا فرما۔ (اور یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے دل میں آپ کی محبت جاگزیں فرما) ہر شب یہ ہزار مرتبہ پڑھتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ جب آپ مجھ سے محبت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے دنیا و آخرت کے افکار کے لئے کفایت ہوگی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-عبادات مقاصد ہیں نہ کہ وسائل

میں نے تمام عبادات مقاصد قرار دی ہیں نہ کہ وسائل۔ یہ مجھ پر اللہ تبارک کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ بیشک جس نے اپنی عبادت کو وسائل قرار دیا اس سے حالت عمل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور جلوس فوت ہو گیا۔ پھر اگر اسے مقصد حاصل نہ ہوا تو اسے اس وقت انتہائی افسوس حاصل ہوگا۔ اور ان میں سے ہوگا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ایک طرف پر کرتے ہیں۔ جس طرح کہ ان احسانات کے بیان اس کی تقریر گزر چکی ہے۔

اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اوائل میں میں اور میرا ایک ساتھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ اور میں کہتا کہ کل کو ہم پر کشائش ہوگی۔ کل کے بعد ہم پر کشائش ہوگی۔ ہم اس کیفیت میں مدتوں رہے۔ جبکہ ہم بہت بے چینی میں تھے۔ ایسے میں ایک پر رعب شکل کا انسان ہمارے پاس آیا۔ ہم نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ کہنے لگا: عبدالملک۔ ہم نے معلوم کیا کہ یہ صاحب اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ہیں۔ ہم نے کہا: کیسے آنا ہوا؟ کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نصیحت کرنے آیا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرو۔ اور مت کہو کہ کل کشائش ہوگی اور کل کے بعد کشائش ہوگی پس آپ نے ہم پر وہ امر منکشف فرما دیا جس سے ہم غافل تھے۔ چنانچہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی۔ دوسرے دن ہی ہمیں کشائش نصیب ہوگئی۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے اپنی عبادات کو کسی غرض کے لئے وسائل قرار دیا اس کا راستہ طویل ہو جاتا ہے۔ اور کئی دفعہ اثناء طریق سے ہی لوٹ آتا ہے۔ جس طرح کہ اس دور میں اکثر مریدین کا حال ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اہل علم کے ساتھ تواضع سے پیش آنا

جب میں کسی علم کی تقریر کرتا ہوں اور کوئی فقیہ تشریف لے آئیں تو میں ان سے کہتا ہوں: آپ تقریر فرمائیں۔ اگر وہ انکار کریں تو میں تاکیداً کہتا ہوں۔ مگر اگر مجھے معلوم ہو کہ ان مسائل میں میرے پاس اس فقیہ سے زیادہ نقول ہیں تو بیشک اس کی بجائے میں تقریر کرتا ہوں اس پر اس امر کا خوف کرتے ہوئے کہ مجھ پر اپنی برتری جانتے ہوئے ناراض ہو جائے اور اگر مجھے اس کا علم نہ ہو اور فقہاء میں سے کوئی کم ہے جو اپنی تقریر میں ایسی نقول ظاہر کرے جو اس کے معاصرین کے ہاں نہیں ہیں۔ اور اپنی برتری دیکھنے نیز دعوے اور رعونت سے بچا ہوا ہو تو میں اسے تاکیداً نہیں کہتا کہ تقریر کرے مگر اس کے متعلق اپنے اچھے گمان کی وجہ سے پھر میں پوری توجہ سے اللہ تبارک و

تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے خود بینی سے بچائے۔

ایک غیر ذمہ دار فقیہ کا واقعہ

اور میرے پاس ایک فقیہ آیا جبکہ میں بعض مسائل میں تقریر کر رہا تھا۔ تو اس نے تقریر میں مجھ سے جلدی کرنا شروع کر دی چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ آپ تقریر کریں۔ اس نے تقریر کی۔ پس مجلس سے دل برداشت ہی اٹھا۔ اور وہ تاجر تھا۔ جس پر تقریباً پانسو دینار قرض تھا۔ قرض خواہوں نے مطالبہ کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا اور اس کی دکان کی ہر چیز فروخت کر دی اور اسے خالی کر دیا۔ ہر چیز قرض میں قبضہ میں کر لی۔ اس کی اولاد لوگوں سے مانگنے لگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر دل سخت کر دیئے۔ وہ اریاف کی طرف چلا گیا۔ اور علم کا مدعی ہوا۔ لوگوں نے اس کی پٹائی کی۔ اور اسے اس کے بوسیدہ کپڑوں تک سے محروم کر دیا۔ پھر وہ ترک نماز میں مبتلا ہو گیا۔ اسے بے وقت ادا کرتا۔ علماء کے بارے میں جلی کٹی باتیں کرنے لگا کسی اور کی کیا بات ۔ ا سے جامع ازہر کے علماء میں سے کوئی پسند نہ تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ پس بعض فقراء نے اس کی شفاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کا بعض حال لوٹایا۔ اور یہ سب کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اسے ادب سکھانے کے لئے تھا۔ اس میں میرا کوئی فعل نہ تھا۔

ایک اور فقیہ کا واقعہ

اور شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت بیان فرمائی کہ فقہاء میں سے ایک شخص شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جبکہ آپ اسکندریہ میں علم کا درس دے رہے تھے۔ وہ تقریر میں مزاحمت کرنے لگا۔ پس شیخ نے اسے تاکیداً کہا تو اس نے تقریر کی۔ پس اپنے آپ کو شیخ سے برتر سمجھا۔ شیخ نے اسے کہا: اے بیہودہ یہاں سے نکل جا۔ لوگوں نے اسے نکال دیا۔ اس کے پاس قرآن کریم اور علم سے جو کچھ تھا سلب ہو گیا۔ پس شہر کے گلی کوچوں میں گھومتا پھرتا۔ اسے جو دیکھتا ناپسند کرتا۔ لوگوں نے اسے سیّدی یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ دیا۔ آپ نے سیّدی الشیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شفارش کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس پر سورۃ الفاتحہ اور معوذتین لوٹا دیں تاکہ نماز پڑھ سکے۔ حالانکہ وہ قرآن کریم کا حافظ تھا اور اسے علم کی اٹھارہ کتابیں یاد تھیں۔ پس مرتے دم تک سب کچھ سلب ہی رہا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اس سے بچ۔ پھر اس سے سخت پرہیز کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے شیخ کی صاحبزادی سے نکاح نہ کرنا

میں نے اپنے شیخ، الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے صرف آپ کی عظمت کی بنا پر شادی نہ کی۔ کسی اور وجہ سے نہیں۔ بیشک سلامتی غنیمت سے پہلے ہے۔ جبکہ ایک جماعت نے اپنے مشائخ کی بیٹیوں سے شادی کی ہے۔ جس کی بنا پر وہ ہلاکت میں پڑے۔ اور جب سیّدی یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدی الشیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے شادی کی تو تیرہ سال تک وہ آپ کے پاس رہی حتیٰ کہ آپ اسے چھوڑ کر فوت ہوئے جبکہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ کنواری ہے۔ اور جب آپ کے پاس اکابر اولیاء میں سے کوئی صاحب آتے جبکہ آپ اس سے کلام کر رہے ہوتے تو اس آنے والے کی خاطر اپنی بیوی سے بات منقطع نہ

کرتے۔ پھر معذرت کرتے اور فرماتے کہ میں اپنے شیخ کی بیٹی سے مصروف گفتگو تھا۔ تو اے بھائی! مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔

اور اسلاف کے قواعد میں سے یہ ہے کہ سلامتی مقدم ہے غنیمت پر۔ پس عاقل اپنے شیخ کی بیٹی سے شادی نہیں کرتا مگر اس وقت جبکہ اس کے حق واجب کا اہتمام کر سکے۔

پس اسے سمجھ لے اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ ہم نشین کی پردہ پوشی

میرے پاس معصیت سے آلودہ کوئی شخص نہیں بیٹھتا جسے میں نے کبھی اس وہم میں ڈالا ہو کہ مجھے اس کے احوال میں سے کسی چیز پر اطلاع ہے۔ بلکہ میں اسے کہتا ہوں کہ ہم پر برکت نازل ہوئی اور آپ کے نور سے ہماری محفل روشن ہوگئی۔ اور میں اس سے انس اور لطف کے ساتھ پیش آتا ہوں یہاں تک کہ وہ میرے ہاں سے چلا جاتا ہے۔ پس ان میں سے کوئی تو دوبارہ آتا ہے اور کوئی نہیں آتا۔

ہم نشینی سے متعلق اہل اللہ کے مختلف دستور اور وجوہ

اور سیدی شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے اسرار کھول دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ کبھی کسی شخص کے متعلق فرماتے کہ کوئی اولیاء کی مجالس کی طرف آتا ہے اور وہاں معصیت کے ارتکاب کے بعد توبہ کئے بغیر آکر بیٹھ جاتا ہے۔ کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ اور اس عاصی کو جھڑک دیتے۔ حتیٰ کہ وہ آپ کو ہلاک کرنے کے قریب ہو جاتا۔ اور اپنے نفس کے مجاہدہ کی مدت تک آپ کی یہی عادت رہی۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو آگاہی حاصل ہوگئی اور آپ کے حال میں وسعت آگئی تو یوں کہنے لگے کہ ہم صرف اسی سے محبت کرتے ہیں جو ہمارے پاس معصیت میں آلودگی کی صورت میں آتا ہے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خاص ہمارا شاذلیہ کا طریق یہ ہے کہ جس کی ابتداء آگاہی ہو اس کا انجام تکلیف ہوتا ہے۔ اور جس کی انتہاء تکلیف ہو اس کی ابتداء آگاہی ہوتی ہے۔ جبکہ میری ابتداء تکلیف تھی۔

اور اسی طرح سیدی الشیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد سیدی علی البدوی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن میں صبح کو اٹھا تو آنکھ کی بینائی سے محروم تھا۔ دل تنگ ہوا اور اس کا سبب پہچان نہ سکا۔ اور سات دن تک میرا یہی حال رہا۔ پھر مجھے فرمایا گیا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ یہ سلوک تیرے اعزاز کی خاطر کیا ہے۔ میں نے کہا: یہ کیوں کر؟ فرمایا: جب تو اس کے بندوں کو کسی معصیت پر دیکھتا ہے تو اس کی وجہ سے تو انہیں ڈانٹتا ہے۔ تو اس نے تجھ پر اور ان پر رحمت فرماتے ہوئے تجھے نابینا کر دیا تاکہ تو ان پر غضب ناک نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ چنانچہ اس نے میری بینائی لوٹا دی۔ انتہی۔

شیخ تاج الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ازاں بعد جب بھی کوئی آپ کے پاس آتا اور آپ اس کا قلب تاریک دیکھتے تو اس سے فرماتے کہ ہمیں برکت حاصل ہوئی۔ اور اس سے لطف سے پیش آتے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کے لئے توبہ کا سوال کرتے۔

پس اے بھائی! اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنا لے۔ بیشک وہ غیب دیکھتا ہے اور اسے چھپاتا ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت

کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مشائخ کی برکات کا شہود

مجھے یہ شہود حاصل ہے کہ جن انعامات ونوازشات میں ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ میرے مشائخ کی میرے لئے نگہبانی کی برکت کی وجہ سے ہے۔ تو لوگ مجھ سے جس قدر محبت کرتے ہیں میں اسے ان کے واسطہ سے صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل شمار کرتا ہوں۔ اور سیّدی شیخ یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تعظیم کے ساتھ ولی کے چہرے میں ایک ساعت نظر کرنا مرید کے لئے پچاس سال کی تنہائی کی عبادت سے بہتر ہے۔ گرچہ چھوٹے کا مل بیٹھنا بڑے کے لئے روح کو خطرے میں ڈالنا ہے لیکن غالب طور پر بحمد اللہ تعالیٰ سلامتی ہے۔

اور آپ اکثر فرماتے کہ میں اور میرا سراپا چار درہم چاندی کے برابر نہیں۔ میں نے اکابر کی ہم نشینی کا شرف حاصل کیا تو انہوں نے لوگوں کے درمیان مجھے باجمال بنا دیا۔ پھر فرماتے کہ لوگوں نے غلے کے کیڑے سے کہا کہ تو آٹے کے ساتھ کیوں پستا ہے؟ کہنے لگا: جب میں اصاغر میں مل بیٹھا تو ان کے ساتھ پس گیا۔ اور چنوں کے کیڑے سے پوچھا گیا کہ تو چنوں کے ساتھ کیوں نہیں پستا؟ تو اس نے کہا کہ چونکہ میں اکابر میں مل گیا انہوں نے مجھ سے آفات اٹھالیں۔ انتہی۔ تو اے بھائی! اپنے مشائخ کے ساتھ ادب کے ساتھ مل بیٹھ۔ ورنہ تیرا ان کی صحبت اختیار کرنا تیرے لئے زہر قاتل ہوگا۔ اور ہم نے تجھے کہا ہے کہ مرید کے لئے شرط ہے کہ اس کے پاس جو خیر اور بھلائی ہے جانے کہ یہ اس کے شیخ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ ہر مرید اپنے شیخ کے دائرے میں محبوس ہے۔ اسے ممکن نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ پس اس کی جو بھی مدد ہوگی اس میں واسطہ اس کا شیخ ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اسے اپنانے پر کاربند ہو جا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کھلانے پلانے اور مظلوم کی امداد سے محبت اور اس کی وجہ

مجھے کھلانے۔ پلانے اور مظلوم کی مدد کرنے سے محبت ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مشائخ میں سے بعض کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ عرض کی: مجھے نماز اور روزے کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک رسائی کا راستہ بیان فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا: ان تین خصلتوں کو لازم جو ابھی پہلے مذکور ہوئیں۔ اور بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میرے پاس جو شخص بھی آیا میں نے اسے خورد ونوش کا سامان پیش کیا۔ اور مجھ سے جس نے بھی مدد طلب کی میں نے طریقہ شرعی کے مطابق اس کی مدد کی اور یہی سیّدی محمد بن عنان۔ سیّدی یوسف الحریثی اور سیّدی عبدالحلیم بن مصلح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی۔ اور ان کے بعد میں نے اس عادت کو اپنانے والا کوئی قلیل ہی دیکھا ہے۔ بلکہ بعض سے کہا گیا کہ فلاں شخص اپنی خانقاہ میں اکثر کھلاتا پلاتا ہے تو اس نے کہا: یہ بیکاری ہے۔ اپنی خانقاہ پر بیکار کی آماجگاہ بناتا ہے۔ کسی کہنے والے نے اس سے کہا: اور میں نے اسے مظلوم کی مدد کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ تو اس نے کہا: یہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اعتراض ہے۔ پس قائل نے اس سے کہا: میرے سامنے وجود میں اپنا نفع بیان کرو۔ تو جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ اور رسوا ہوا۔ پس اے بھائی! دنیا وآخرت میں مظلوم کی امداد کرنے سے افضل کوئی کام نہیں جب کہ یہ کام خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ کیونکہ ایسوں کے

لئے ابلیس گھات میں ہے۔ چنانچہ کبھی ایک شخص لوگوں کو کھانا صرف اس لئے کھلاتا ہے کہ اس کی بات کی جائے یا انہیں نفع پہنچانے میں کوشش کرتا ہے کہ اس کے متعلق لوگ باتیں کریں۔

محروم اخلاص شیخ کا واقعہ

میں شام کے مشائخ میں سے ایک شیخ سے ملا جو کئی سال مکہ معظمہ میں مجاور رہے اور حجاج کی معیت میں مصر آئے۔ میں نے کہا: مصر کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے: اس لئے آیا ہوں تا کہ مولانا باشا کو بتاؤں کہ سلطان کی طرف عرضداشت لکھ دیں تا کہ پردیسیوں اور بے وسائل لوگوں کے لئے مکہ معظمہ میں ہسپتال بنا دیں۔ اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کی ملاقات اموال کے دفتر دار محمد سے کرادوں۔ میں نے اس کی ملاقات کرادی۔ تو دفتر دار نے مجھے رازداری سے کہا کہ یہ شخص اس امر کا اہل نہیں ہے۔ اس کا مقصد صرف حکام کے درمیان یہ شہرت ہے کہ یہ شیخ ہے جو کہ اہل اسلام کی مصلحت میں کوشش کرتا ہے۔ میں نے دفتر دار سے کہا کہ مجھے تو اس کے متعلق خیر کا ہی علم ہے۔ کہنے لگا: میں ابھی اس کا حال آپ پر منکشف کر دیتا ہوں۔ پھر سونے کے سو دینار اسے عطا کئے اور کہا کہ ہماری دلجوئی کریں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قبول کریں۔ اور اس میں گنجائش پیدا کریں۔ پس شیخ نے دینار لے لئے۔ پھر دفتر دار نے مجھے کہا: آپ دیکھیں گے کہ یہ پھر کبھی دوبارہ ہمارے پاس ہسپتال کا ذکر کرنے نہیں آئے گا۔ چنانچہ معاملہ اسی طرح تھا۔ پس جب اس نے شام کو سفر کیا تو دفتر دار اس سے کہنے لگا کہ صبر کرو تا کہ میں تمہارے لئے عرضداشت لکھ دوں۔ لیکن وہ نہیں رکا اور ایک سو دینار لے کر ہی مکہ معظمہ لوٹ گیا۔

پس اے بھائی! ایسا کام کرنے سے انتہائی پرہیز کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور کھانا کھلانے اور مظلوم کی مدد کرنے پر تیری معاونت فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مختلف مقامات کی سیر وسیاحت

میں نے پہاڑوں اور صحراؤں کی سیاحت کی حتیٰ کہ ایسے صحرا عبور کئے کہ مجھے گمان نہیں کہ میرے معاصرین میں سے کوئی اب انہیں پہچانتا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے جبل مقطم کی محبت عطا فرمائی۔ پھر قرافہ میں بے آباد مساجد کی۔ پھر مصر کے ویرانوں کی۔ اور میں نے قصر مطل میں باب الفتوح کی فصیل پر خرابہ احمدی پر تقریباً ایک سال قیام کیا۔ اور کسی فقیر کے لئے طریق میں قدم ثابت نہیں ہوتا مگر سیاحت کے بعد۔ اور یہ اس لئے کہ خلق کے ساتھ مانوس ہونا حجاب عظیم ہے۔ پس اس حجاب کو تار تار کرنا ضروری ہے یا تو مجاہدہ کے ساتھ یا جذبۂ الٰہیہ کے ساتھ۔ اور صوفیہ کی کتابیں ذوالنون مصری۔ ابراہیم بن ادہم اور خواص و اکابر شاذلیہ رضی اللہ عنہم حق میں اس کے ساتھ معمور ہیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاحت اور عطاء حرف کن

اور حضرت الشیخ سید عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں لوگوں کی راہنمائی کے لئے نہیں بیٹھا حتیٰ کہ میں نے پچیس سال تک صحراؤں میں سیاحت کی۔ زمین کی بوٹیاں کھاتا اور نہروں سے پانی پیتا۔ اور میں پانی سے ایک سال اور اس سے زائد تک صبر کر لیتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حرف کن عطا فرمایا گیا جبکہ میں جنگل میں سیاحت کر رہا تھا۔ پس میں دسترخوان لگے

ہوئے پاتا تو ان سے جو طلب ہوتی کھالیتا۔ اور پہاڑ سے حلویٰ حاصل کر لیتا اور کھاتا۔ میں ریت سے شکر حاصل کر لیتا چنانچہ ریت رکھ کر اس پر کھاری پانی ڈالتا اور اس سے میٹھا شربت حاصل ہوتا۔ پھر میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ادب کرتے ہوئے اسے ترک کر دیا۔

شیخ علی البدوی کی سیاحت

اور سیّدی یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید شیخ علی البدوی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی سیاحت کے دوران میرا گزر ایک گنبد سے ہوا جس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ دیکھتا ہوں کہ سیمرغ کی طرح کے ایک موہوم پرندے کا انڈا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جنگل میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ہزار کے قریب ہاتھی دیکھے اور ان کے درمیان ایک سفید ہاتھی تھا جس کے کھڑا ہونے سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے بیٹھنے سے بیٹھ جاتے ہیں۔ اچانک ایک عظیم الجثہ سفید رنگ کا پرندہ ہاتھیوں پر آنکلا جس کے ڈر سے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

نیز فرماتے ہیں: میں نے دوران سیاحت اولیاء اللہ کی معیت میں جبل ق عبور کیا۔ پھر ازاں بعد ہم نے ریت کا سمندر عبور کیا جو کہ ریت کا بحر عظیم ہے اس کی موجیں اس طرح ابلتی متلاطم تھیں جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ اور ہم چالیس آدمی تھے جن میں سینتیس آدمی فوت ہو گئے جنہیں ہم نے وہاں دفن کر دیا۔ اور ہم تین آدمی لوٹ آئے۔ یہ ہماری آخری سیاحت تھی۔

شیخ علی البدوی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی دفعہ شیخ یاقوت مجھے کسی حاجت میں اسکندریہ سے بلاد اندلس کی طرف بھیجتے تو میں بغیر اس کے کہ میرے لئے زمین لپٹی جائے اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے دن بھر میں واپس آ جاتا۔ انتہی۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مریدین کی سیاحت اپنے جسموں کے ساتھ اور عارفین کی سیاحت اپنی روحوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ کا کلام ختم ہوا۔ پس اے بھائی! اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ فقیہ منکر کے لئے عذر قائم کرنا

جب کوئی فقیہ اہل طریق میں سے بعض پر انکار کرے تو میں اس کے لئے عذر قائم کرتا ہوں۔ کیونکہ اس نے علم کے دائرے سے تجاوز نہیں کیا۔ اور بیشتر فقراء ایسے ہیں جو کہ ان کے لئے عذر قائم نہیں کرتے۔ بلکہ سیّدی شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہما فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان اور ان منکروں کے درمیان جو ہم پر انکار کرتے ہیں کوئی گرم جوشی ہے نہ محبت۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے ہم فائدہ حاصل کریں اور نہ ہی وہ ان معارف واسرار کو ہم سے قبول کرتے ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔

شیخ علی البدوی الشاذلی کے داماد کا واقعہ

اور حکایت کی گئی ہے کہ سیّدی یاقوت العرشی کے مرید شیخ علی البدوی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کا داماد کثرت سے انکار کرتا۔ شیخ اسکندریہ سے باہر کی طرف نکلے۔ وہاں آپ نے میووں سے بھرا ایک باغ دیکھا تو فقراء سے فرمایا: داخل ہو جاؤ اور اس میں سے انجیر

کھاؤ۔ البتہ وہ درخت جو کہ فلاں پھل دار درخت کی سمت میں ہے اس سے کچھ نہ کھانا۔ چنانچہ وہ داخل ہو گئے اور انجیر کھانے لگے مگر آپ کے داماد نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ شیخ نے فرمایا: جلدی جلدی کھالو اور نکل چلو ورنہ باغ کا مالک آیا چاہتا ہے۔ تمہاری پٹائی کرے گا۔ اس سے آپ کے داماد کے انکار میں اور اضافہ ہوا اور دل میں کہنے لگا: اس کی صلاحیت کیسی؟ حالانکہ یہ خود اور اس کے شاگرد مالک کی اجازت کے بغیر حرام کھا رہے ہیں۔ پھر شیخ اور ساری جماعت بھاگتے ہوئے باغ سے نکل گئے۔ جب باغ سے دور نکل گئے تو اچانک دو آدمیوں نے آکر شیخ اور آپ کی جماعت پر سلام کہا۔ پھر دونوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہمارے باغ کی طرف لوٹ چلیں۔ بیشک ہم آپ کے لئے اور آپ کے شاگردوں کے لئے باغ میں موجود انجیر سے دست بردار ہوتے ہیں سوائے اس کے جو کہ فلاں پھل دار درخت کے پہلو میں ہے۔ کیونکہ وہ ہماری ملک نہیں۔ پس شیخ نے اپنے داماد کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے روزہ دار! تو انجیر کھانے سے رہ گیا۔ پس اس نے استغفار کیا۔ فقراء، پر انکار میں جلدی کرنے سے توبہ کی۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اہل طریق پر انکار میں جلدی کرنے سے اپنے آپ کو بچا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجذوبوں اور ارباب احوال کا ادب کرنا

میں مجاذیب اور ارباب احوال کے ساتھ بچپنے سے ہی بہت ادب کے ساتھ پیش آتا ہوں۔ چنانچہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کسی دن بھی اس میں سے کسی کی بے ادبی کی ہو۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

اور حکایت کی گئی ہے کہ ایک شخص کا سیدی شیخ علی البدوی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا۔ اس کے دل میں یہ کھٹکا کہ یہ شخص شعبدہ باز ہے۔ سچا شیخ نہیں۔ پس شیخ نے اس سے بالمشافہ گفتگو کی اور فرمایا: تجھے کیا ہے کہ فقراء کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا۔ کیا تجھے ہلاکت کا خوف نہیں؟ پھر شیخ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی کہ اچانک ایک ہاتھ اس منکر کے پیٹ میں اس کی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔ قریب تھا کہ پارہ پارہ ہو جاتیں۔ کہ وہ اونچی آواز سے چیخنے لگا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں پس ہاتھ اس کے پیٹ سے باہر آگیا۔

اور شیخ ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارباب احوال پر قلب کے ساتھ سلام کہو نہ کہ لفظوں کے ساتھ کیونکہ وہ ایک ایسی بارگاہ میں ہیں کہ اس خطاب پر قادر نہیں جو کوئی انہیں لفظ کے ساتھ کرے۔ اور کئی دفعہ انہیں کوئی شخص دعائے خیر کے لئے سوال کرتا ہے تو وہ اس کے لئے بددعا کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سبب کے سبب پر موقوف ہونے کے حوالے سے ان کی دعا قبول فرمالیتا ہے۔ اور اس کی تفصیل اس کتاب کے کئی مقامات پر آ رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ پس اسے سمجھ لے اور اس کے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ رزق میں برکت

میرے رزق میں برکت ہے۔ پس کئی دفعہ میں مہمانوں کے سامنے تھوڑی سی چیز رکھتا ہوں۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں اور سیر ہو

جاتے ہیں۔ایک دفعہ میرے پاس چودہ کاشت کار آگئے۔ میں نے ان کے سامنے ایک روٹی رکھ دی۔ جسے ان سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔اور ایک دفعہ میں نے سترہ افراد کے سامنے تھوڑا سا کھانا پیش کیا تو اس میں سے سب نے کھایا اور سیر ہو کر کھایا۔اور ایک دفعہ شیخ شہاب الدین بن داؤد المنز لاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں نماز عشاء کے بعد میرے ہاں مہمان آگئے جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔میں نے ان کے لئے روغن اور تیل کے بغیر صرف پانی کے ساتھ گندم کا شوربا پکایا جسے انہوں نے کھایا اور کہنے لگے کہ ہم یہ کھانا اکثر اپنے گھر میں پکاتے ہیں لیکن ایسا لذیز نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے کہا: سبحان اللہ الستار۔یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے پردے رکھنے والا۔اور حضرت شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے سیّدی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی قدم پر تھے۔آپ مہمانوں کے لئے خالی صحنکیں رکھنے کا حکم دیتے۔اور ان سے فرماتے کہ اپنی آنکھیں بند کرلو۔پھر کھولتے تو سب برتن مختلف کھانوں سے بھرے ہوئے پاتے۔

کھانے میں برکت کے واقعات

اسی طرح ہمیں سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ آپ کے شاگردوں نے جنگل میں خواہش کی کہ چینی برتنوں میں تمام اقسا کے کھانوں کا دستر خوان بچھایا جائے جس میں شوربا اور مرغی ہو۔چنانچہ شیخ نے انہیں حکم دیا کہ طہارت کے لئے منتشر ہو جائیں۔پھر آجائیں۔پس جب آئے تو شیخ کے پاس اپنی خواہش کے مطابق دستر خوان بچھا ہوا پایا۔شیخ یوسف الکروی فرماتے ہیں کہ ہم نے کھانا کھایا۔پھر شیخ نے رخت سفر باندھا اور ہم نے دستر خوان اسی طرح بچھا ہوا چھوڑا۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں) اور اس قدم پر سیّدی علی الکملجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔چنانچہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمد بن قلادون لشکر سمیت آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو مسور کے دو پیالوں کی ہنڈیا ان کے لئے کافی ہوئی۔اور اس قدم پر اور بھی کئی حضرات تھے جن سے ہماری ملاقات ہوئی۔جیسے سیّدی عبدالحلیم بن مصلح۔سیّدی محمد بن عنان اور سیّدی الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اور خود میں نے اپنے شیخ ،الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشاہدہ کیا کہ آپ ریف سے تقریباً پچاس افراد کے ساتھ تشریف لائے۔پھر جامع ازہر کے مجاوروں نے سنا تو وہ بھی آگئے یہاں تک کہ آپ کے شیخ الشیخ محمد السروی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خانقاہ بھر گئی۔پھر لوگوں کے لئے کوچوں میں چٹائیاں بچھائی گئیں حتیٰ کہ کوچے بھر گئے۔پھر آپ نے اپنے شیخ کے منتظم سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ پکا ہوا ہے۔اس نے کہا: جی ہاں۔صرف میرا اور میری بیوی کا کھانا ہے۔فرمایا: میرے آنے تک اس سے کچھ نہ نکالنا۔پھر شیخ نے چھوٹا سا دیگچہ اپنی چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا اور چمچ پکڑ لیا اور کھانا نکالنے لگے یہاں تک کہ خانقاہ کے اندر اور باہر والوں سب کو کافی ہوا۔یہ ایسی چیز ہے جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

رہے سیّدی شیخ محمد بن عنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ نے تقریباً پانچ سو افراد کے لئے چھ پیالے آٹے کے ساتھ کفایت فرمائی۔اور وہ اس طرح کہ سیلانی فقراء آپ کے پاس اچانک بغیر اطلاع آگئے۔آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ گوندھا ہوا آٹا اس چادر کے ساتھ ڈھانپ دیں۔اور اس سے روٹیاں لگائی جائیں۔اسے کھولیں نہیں۔پس گھر۔حجرہ اور نصف صحن بھر گیا۔حتیٰ کہ اس سے پانچ سو افراد نے کھایا اور بچ رہا۔اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ برص۔ کوڑھ والوں اور آفت زدوں سے نفرت نہ کرنا

میں برص اور کوڑھ والوں اور آفت زدہ کے ساتھ باہم مل بیٹھنے سے نفرت نہیں کرتا۔ بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میرا نفس طلب کرتا ہے کہ ان کے ساتھ کھاؤں پیوں اور ان کا بچا ہوا مشروب پیوں۔ اور اس قدم پر میرے جد امجد شیخ علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ ایک کوڑھی آپ کے شہر میں آگیا جس کے اعضاء سے پیپ ٹپک رہی تھی۔ لوگوں نے اس سے نفرت کی۔ میرے جد امجد اسے پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ پھر اس کے لئے گائے کا دودھ نکالا۔ اور ایک ہی برتن میں اس کے ساتھ کھانا کھانا اور اس کا باقی ماندہ مشروق پیا۔ آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ملامت کی اور فرمایا: کیا رسول اللہ نے فرمایا نہیں کہ کوڑھی سے ایسے بھاگ جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے۔ میرے جد امجد نے آپ سے کہا: کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ بیماری میں کوئی تعدی ہے نہ بدفالی؟

پھر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا دل نہ توڑنا میرے نزدیک اس پر مقدم ہے کہ مجھے اس جیسا جذام لاحق ہو جائے۔ کیونکہ دل توڑنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک عظیم گناہ ہے۔ پھر آپ نے شیخ ابوعبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زوجہ کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ وہ شیخ کے قدموں کے نیچے برتن رکھ دیتیں۔ آپ کو جذام کی تکلیف تھی۔ جب برتن میں کچھ پیپ جمع ہو جاتی تو پی لیتیں۔ یہاں تک کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فوت ہو گئے۔ پس شیخ نے اپنے بعد اس خاتون کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ جس نے آپ کے بعد آپ کے شاگردوں کی تکمیل فرمائی۔

کتے پر سیدی احمد ابن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت

اور سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک کتے کو جذام کی بیماری لاحق ہوگئی۔ آپ کے شہر والے اس سے نفرت کرنے لگے۔ ہر کوئی اسے اپنے دروازے سے دھتکار دیتا۔ سیدی احمد اسے لے کر جنگل میں چلے گئے۔ اس پر ایک چھپر بنا دیا۔ آپ خود کھاتے۔ اسے کھلاتے اور تیل لگاتے۔ چالیس دن تک یہ عمل جاری رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے کوڑھ سے شفا بخشی۔ پھر آپ نے اس کے لئے پانی گرم کیا۔ اسے غسل دیا۔ اور شہر میں لے آئے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اس کتے پر اس قدر مہربانی کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ مجھے خوف ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے اس کی وجہ سے مواخذہ فرمائے۔ اور فرمائے: کیا تیرے پاس اس کتے کے لئے رحم نہیں تھا۔ کیا تجھے اس امر کا ڈر نہ تھا کہ میں نے جس تکلیف میں اسے مبتلا کیا اس کا رخ تیری طرف پھیر دوں۔

پس اے بھائی اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ جنات کا مطیع اور معتقد ہونا

قوم صوفیہ کے طریق میں داخل ہونے کے اوائل میں ہی جنات میری طاعت کرتے اور مجھ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ پس کئی دفعہ ان میں سے کسی سے کہتا کہ فلاں مرد یا فلاں عورت پر غلبے سے رجوع کر تو وہ بغیر کسی عزیمت پڑھے بغیر ہی اس سے اتر جاتا۔ کئی دفعہ رات کے وقت گروہ در گروہ میرے پاس جنگل سے آجاتے ہیں۔ پس میرے ساتھ مل کر نماز پڑھتے۔ اور میرے ساتھ تسبیح پر ذکر کرتے ہیں۔ پھر چلے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک نے تسبیح کا دھاگہ کھینچ لیا تو اس نے اس سے کہا کہ ادب لازم کر ورنہ دوبارہ میرے پاس

نہ بیٹھنا۔ پس اس نے توبہ کی۔

امام شعرانی کی کتاب کشف الحجاب والران کی وجہ تصنیف

اور جنات ایک دفعہ میرے پاس مسئلہ توحید کے بارے میں کئی ایک سوالات لائے جو ان پر مشکل تھے۔ مجھ سے مطالبہ کیا کہ ان کے جوابات لکھ دوں۔ چنانچہ میں نے ان کے لئے جوابات لکھے۔ اور یہ تقریباً پچھتر سوالات تھے۔ میں نے سوالات نقل کئے اور ایک نسخہ میں ان پر اپنے جوابات ثبت کر دیئے۔ جس کا نام میں نے کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان رکھا۔ تا کہ جو اس سے استفادہ کرنا چاہے اس کی طرف رجوع کرے۔ پس علماء نے اسے قبولیت سے نوازا۔ اور لوگوں نے اس سے بیشمار نسخے لکھے۔ اور دور و نزدیک کے ممالک تک پہنچائے۔

جنات سے خدمت لینے کے واقعات

اور اس قدم پر سیّدی ابوالخیر الکلیبانی۔ سیّدی ابراہیم المتبولی۔ سیّدی علی الخواص اور سیّدی علی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ پس یہ حضرات جنات سے کتوں کی شکل میں خدمت لیتے تھے۔ اور شیخ ابوالخیر الکلیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں جامع حاکم میں لے کر داخل ہو جاتے۔ جس کی بنا پر فقہاء آپ پر شدید انکار کرتے۔ کیونکہ وہ انہیں کتے خیال کرتے۔ چنانچہ ایک فقیہ نے ایک دن آپ سے فرمایا: آپ اپنے رب جل وعلا کے گھر میں کتوں کو کیسے داخل کرتے ہیں؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: یہ حرام نہیں کھاتے۔ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں۔

اور آپ انہیں کسی کام کے لئے بھیجتے تو یہ ڈیوٹی سرانجام دیتے۔ اور آپ صاحب حاجت کے لئے فرماتے کہ اس کے لئے دو رطل گوشت کا شوربا اور دو روٹیاں خرید لاؤ پس وہ تعمیل کرتا۔ پس وہ اس کے ساتھ گم شدہ سامان یا چارپایہ کی طرف چلتا یہاں تک کہ اس جگہ پر جا رکتا جس میں وہ موجود ہوتا۔ اور بعض اوقات آپ ان کے لئے دعوت کا اس مکان میں اہتمام کرتے جو کہ ازبکیہ اور باب اللوق کے درمیان ہے۔ اور وہاں ان کے لئے کھانا پیالوں میں پھیلا دیتے۔ گزرنے والے سمجھتے کہ یہ کتے ہیں۔ حالانکہ وہ جنات تھے۔

اور شیخ نورالدین الشرنوبی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیق شیخ احمد البہلول فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے ہوں جنہیں شیخ ابوالخیر نے ایک دفعہ ان کے ساتھ بٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ چنانچہ مجھے تعمیل کے بغیر چارہ نہ تھا۔ جب شیخ ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تو میں اپنے کپڑے پاک کرنے کو چل دیا۔ آپ میری طرف لوٹے اور فرمایا کہ یہ ایمان والے جنات میں سے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں شریعت کے ظاہر کے احترام میں اپنے کپڑے پاک کر رہا ہوں۔

اور شیخ حسن الغزاوی کا واقعہ ہے۔ اور آپ سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے کتوں کے برتن بھرا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس سے فرمایا کہ ان برتنوں کو نہ بھرنا جو کہ باب اللوق کے متصل درب الازبکیہ سے باہر ہیں مگر پاک برتن کے ساتھ کیونکہ وہ جنات سے ہیں۔ اس نے اس کے خلاف کیا۔ تو ان میں سے ایک نے اسے تھپڑ لگایا۔ قریب تھا کہ اس کی آنکھ بینائی سے محروم ہو جاتی۔ اور جان لے کہ مذکورہ عادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔تعزیت اور قبرستان کے اجتماع کا طعام ناپسند کرنا

میں تعزیت اور قبرستان کے اجتماع کے طعام سے کھانا ناپسند کرتا ہوں۔علی الخصوص وہ پر تکلف کھانے جو کہ اکابر تیار کرتے ہیں۔ کیونکہ اموات کے پاس کھانا نہیں چاہئے۔جو قبرستان میں داخل ہو اس کے شایاں تو اپنے اوپر گریہ کرنا ہے۔اور اس غفلت کو یاد کرنا جس میں یہ مرنے والے مبتلا تھے حتیٰ کہ انہیں غفلت میں ہی موت آگئی۔اور اپنے نفس کے لئے کہے کہ عنقریب تیرے لئے بھی صورت حال درپیش ہوگی۔اور میں نے اس خصلت کو اپنانے والے کوئی نہیں دیکھا۔بلکہ بعض فقراء وہاں جا کر مجلس ذکر منعقد کرتا ہے۔پھر وہ اور اس کے شاگرد وہاں بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔اور بسا اوقات سب کے سب موت اور اپنی جائے بازگشت سے غافل ہوتے ہیں۔جبکہ شریعت نے قبرستان میں سونے سے منع فرمایا ہے۔اور ہمیں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو قبرستان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے ڈانٹ ڈپٹ فرمائی۔اور فرمایا کہ کیا ان فوت شدگان کی حالت میں تیرے لئے کوئی چیز ایسی نہیں جو تجھے کھانے سے بے خبر کردے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: واللہ تو منافق ہے قبروں کے درمیان کھا رہا ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے وابستہ ہونے پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔منسوب الی البدعۃ پر انکار میں جلدی نہ کرنا

جو بدعت کی طرف منسوب ہو میں اس پر انکار میں جلدی نہیں کرتا جیسے طائفہ قلندریہ اور مطارعہ وغیرہما۔ان پر میں اس وقت ہی انکار کرتا ہوں جب ان میں نشست و برخاست کروں اور ان میں وہ کچھ دیکھوں جو خلاف شریعت ہے۔اور اس سے انہیں روکوں مگر وہ نہ رکیں۔اور یہ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ مخلوق کے قلوب اللہ تعالیٰ کے خزائن ہیں۔اور بسا اوقات ان بدعتیوں کے درمیان حق تعالیٰ اپنے اولیاء میں سے کسی کو جاگزیں فرما دیتا ہے۔اور ان جیسے ہی لباس میں اسے مستور فرما دیتا ہے اور یہ اس لئے تا کہ اس کے وجود کی برکت سے انہیں نزول بلا سے محفوظ رکھے۔کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت کئے ہوئے ہے۔چنانچہ کئی دفعہ اس ولی پر حکم لگا دیتا ہوں کہ وہ ان میں سے ہے۔حالانکہ وہ ان میں سے نہیں۔پس اس کے بارے میں خطا کا ارتکاب کرتا ہوں۔اور کئی دفعہ اس سے سخت مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

جس طرح کہ مجھے سیدی علی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات پہنچی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے نواتیہ پر ساحل رشید کے مقام پر انکار کیا جب میں نے انہیں بعض مذاہب کے مطابق اپنے ستر کھولتے دیکھا۔اچانک ہوا میں ایک شخص ظاہر ہوا جو کہہ رہا تھا: اے علی! تو نواتیہ پر انکار کرتا ہے حالانکہ میں انہیں میں سے ہوں جبکہ موضع ستر میں اختلاف کیا گیا ہے۔چنانچہ میں اس کی ہیبت سے کانپ اٹھا۔اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتا۔پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

فرماتے ہیں کہ عمود الصواری کے قریب اقامت پذیر قلندریہ کے ساتھ مجھے واقعہ پیش آیا کہ ایک دن میں ان کے پاس پہنچا۔میں

نے ان سے بعض آئمہ کے نزدیک خلاف شریعت چیز دیکھی۔اس سے میں دل تنگ ہوا۔چنانچہ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہوا میں بیٹھا وضو کر رہا ہے۔اس نے کہا: تو قلندریہ پر انکار کرتا ہے حالانکہ میں انہیں میں سے ہوں۔فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور عام طور پر لوگوں پر انکار کرنے سے توبہ کی۔انتہی۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اسے اپنانے پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔سائل کو محروم نہ کرنا

میں سائل کو محروم نہیں کرتا اگرچہ دیکھوں کہ وہ کمائی کر سکتا ہے کیونکہ کبھی وہ اپنی بجائے بیواؤں۔یتیموں اور نابیناؤں کے لئے سوال کرتا ہے۔اور میں ایسے شخص کو خیرات دیا کرتا تھا۔اور بعض لوگ مجھ پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ اگر تو کسی محتاج کو دیتا تو افضل تھا۔پس ایک دن میں اس کے پیچھے چل نکلا جبکہ اسے معلوم نہیں تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں سے جو کچھ لیتا تھا وہ بوڑھی خواتین اور بوڑھے مردوں میں جو کہ بے سہارا تھے اور باب اللوق میں رہتے تھے تقسیم کر رہا تھا اور اس میں سے خود کچھ نہیں کھاتا تھا۔چنانچہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کی میں نے اس کے متعلق بدگمانی نہیں کی۔جس طرح کہ میرے سوا دوسروں سے واقع ہوئی۔

اور مجھے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہمیشہ سے جبل مقطم میں رہائش پذیر ہے۔اور وہ اپنے خادم کو اطراف زمین میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے وہ روزی لائے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ان کی قسمت میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بعض بندوں کے سپرد کیا ہے۔پس وہ خادم اس سے اصرار کر کے نکالتا۔بسا اوقات صورت حال سے بے خبر آدمی اس پر اعتراض کرتا۔میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تقدیر نے مجھے ایک مرتبہ ان میں سے سات افراد کی طرف غار میں ڈال دیا۔انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔چنانچہ میں بیٹھ گیا۔پس وہ کہنے لگے کہ فلاں کو دیر ہوگئی۔فلاں نے دیر کردی جبکہ مجھے صوت حال کی خبر نہ تھی۔پھر وہ شخص ان کے پاس داخل ہوا تو انہوں نے اس سے کہا کہ تو نے دیر کیوں کی۔ہمارے پاس یہ مہمان بیٹھا ہے۔کہنے لگا کہ میں نے آپ کی خاطر روئے زمین کا چکر لگایا لیکن آپ کے مقام کے لائق مجھے کوئی حلال چیز نہ مل سکی مگر ارض مغرب کے شہر مراکش میں ایک بڑھیا کے پاس اور ان کے لئے تھوڑا سا آٹے کا برادہ پھیلا دیا۔انہوں نے مجھ سے کہا: آؤ کھاؤ۔میں نے جی میں کہا کہ میں اس برادہ کو کیا کروں۔اس کے کھردرا ہونے کی وجہ سے میں تو نگل نہیں سکتا۔ان میں سے ایک نے مجھے کہا: آج کی رات ہمیں یہی حلال ملا ہے پھر اس نے اپنا ہاتھ اس برادے پر پھیرا تو مٹھائی بن گیا۔پس میں نے ان کے ساتھ مل کر اس میں سے کھایا۔

اور مجھے شیخ حسن الریحانی نے بتایا کہ ان کا گزر جبل مقطم میں جو کہ بحر السویس پر ہے ایک قوم پر ہوا۔پس انہیں دیکھا کہ وہ گھاس کھا رہے جو کہ وہاں بارش کی وجہ سے اگتی ہے۔اور بعض نسیم سحری سے غذا حاصل کر رہے ہیں۔اور ہر شب نماز مغرب قطب کے پیچھے مکہ معظمہ میں ادا کرتے ہیں۔تو اے بھائی! مسلمانوں کے ساتھ اپنا گمان اچھا کر۔پس بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے کبھی نہیں پوچھے گا کہ تو نے میرے بندوں کے ساتھ اچھا گمان کیوں کیا۔پس اسے سمجھ لے۔اور اسے اپنانے پر پابندی کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- گھٹیا صفات کے داخلے سے قلب کی خبر گیری کرنا

میں اپنے قلب میں ردی صفات کے داخلے کے بارے میں صبح وشام اس کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اور میں تجھے ان صفات کا پتہ دیتا ہوں جو کہ قلب پر وارد ہوتی ہیں تا کہ تو انہیں پہچان لے پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے یا اس سے استغفار کرے۔پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

قلوب علماء عاملین۔قلوب اولیاء۔قلوب عاملین۔قلوب منافقین پر وارد ہونے والی صفات

علماء عاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب پر پانچ چیزیں وارد ہوتی ہیں۔علم۔حلم۔حکمت۔خشیت۔اور کرم۔

اور قلوب اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر پانچ چیزیں وارد ہوتی ہیں۔خاموشی۔ذکر۔فکر۔نور اور زیادتی عقل۔اور ان صفات کی عمدہ صفات بھوک اور قیام لیل سے حاصل ہوتی ہیں۔

اور قلوب غافلین پر پانچ اشیاء وارد ہوتی ہیں۔غفلت۔سہو۔ہنسی۔راحت۔اور نیند۔

اور منافقین کے قلوب پر پانچ چیزیں وارد ہوتی ہیں۔خواہش۔عبادت کا بغض۔خباثت۔مکر۔منافقت۔

اور یہ صفات کی اصل ہیں۔رہی فروع تو یہ اندیشوں کی گنتی کے برابر ہیں۔اور یہ رات اور دن میں ستر ہزار اندیشے ہیں۔اور سیّدی علی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے رب کے گھر کا جائزہ لیتے رہو اور یہ قلب ہے۔اور دیکھو کہ اس کی صفات۔ارکان اور ابواب میں کیا کمی واقع ہوئی۔پس بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کی زمین معرفت سے۔اس کا آسمان ایمان سے۔اس کا سورج شوق سے۔اس کا قصر محبت سے۔اس کا دروازہ ہمت سے۔اس کی رعد خوف سے۔اس کا بادل وفا سے۔اس کا پھل حکمت سے۔اس کی روشنی علم سے۔اس کی چمک رجاء سے۔اس کا ابر سفید فضل سے۔اس کی بارش رحمت سے۔اس کا دن طاعت سے۔اور اس کی رات معصیت سے بنائی ہے۔پس جو ان صفات کے ہر وقت کے جائزے میں اضافہ نہیں کرتا وہ دھوکے کا شکار ہے۔رہے اس کے ارکان تو یہ چار ہیں۔انس۔توکل۔یقین اور صدق۔اور اسی طرح اس کے ابواب چار ہیں۔علم۔حلم۔یقین اور معرفت۔اور اللہ تعالیٰ نے قلب پر ایک قفل لگایا ہے۔قیامت کے دن وہی اسے کھولے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو اپنے قلب کا دربان نہیں ہوگا کہ اس میں داخل ہونے والے اور نکلنے والے کو پہچانے تو خسارے میں ہے۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس پر پابندی کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- من حیث الکسب نیند پر ندامت

اپنے کسب کی حیثیت سے ہر نیند پر نادم ہوتا ہوں جو میں رات یا دن میں سویا۔کیونکہ ساری خیر بیداری اور جاگنے میں ہے۔تو جس نے نیند پسند کی تو اس نے نقص۔اموات میں شامل ہونے اور حسنات کو اپنانے سے غفلت کو پسند کیا۔اور اس سے دنیا وآخرت کی مصلحتیں رہ گئیں۔کیونکہ نیند،موت کا بھائی ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ پر کبھی بھی نیند جائز نہیں۔کیونکہ یہ نقص ہے اسی طرح ملائکہ چونکہ دربار الٰہیہ سے قریب ہیں اس لئے ان سے نیند کی نفی کی گئی ہے۔اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب نہیں سوتے۔اسی

طرح اہل جنت چونکہ معاصی سے کہیں ارفع اور پاکیزہ مقامات میں تھے ان سے نیند کی نفی کی گئی کیونکہ یہ نقص ہے۔ پس ساری خیر بیداری میں اور تمام شر نیند میں ہے۔

اسی لئے عارفین نے بیداری کو ولایت کے ارکان میں سے ایک قرار دیا ہے۔

نیند روکنے کا مجرب نسخہ

سیّد علی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تجربہ کیا ہے۔ چنانچہ نیند کو دور کرنے کے لئے ہم نے اکل حلال اور ترک حرام شبہات جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ تو جو حرام اور مشتبہ چیزیں کھاتا ہے اس کی نیند زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی ہے۔ کیونکہ حرام کھانا اعضاء کو معصیت کی تحریک دیتا ہے۔ پس اس کا ہر عضو طلب کرتا ہے کہ معصیت کا ارتکاب کرے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے نیند دیتا ہے تاکہ اسے گناہوں کی ترک سے راحت بخشے۔ جس طرح کہ اکل حلال کی بدولت اپنے فضل وکرم سے اسے طاعت کی توفیق دیتا ہے۔ تاکہ رات دن اسے اپنی بارگاہ میں قیام کا شرف بخشے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مزار ولی کی زیارت کے وقت اس کے حاضر یا غائب ہونے کو معلوم کرلینا

میں مزار ولی کی زیارت کے وقت معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ حاضر ہے یا غائب۔ کیونکہ اکثر اولیاء اللہ کو اپنے مزارات میں آنے جانے کی آزادی حاصل ہے۔ پس وہ جاتے آتے رہتے ہیں۔ اور اس قدم پر سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب آپ دیکھتے کہ کوئی شخص بعض اولیاء اللہ کی زیارت کا عزم کئے ہوئے ہے تو فرماتے کہ جلدی کرو کیونکہ وہ فلاں مقام کی طرف جانے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ اور بعض اوقات اسے فرماتے کہ ابھی مت جاؤ کیونکہ آج آپ وہاں نہیں ہیں۔

اور ایک دفعہ میں سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو گیا مگر مزار شریف میں نہ پایا۔ پھر تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: مجھے معذور سمجھنا مجھے کچھ کام تھا۔ اور سیّدی علی البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شیخ ابو العباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو مت جاؤ مگر ہفتے کے دن طلوع شمس سے پہلے کیونکہ اس وقت آپ حاضر ہوتے ہیں۔ اور سیّدی ابراہیم الاعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو نہ جاؤ مگر جمعہ کی رات کو بعد نماز مغرب۔ اور سیّدی یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت مت کرو مگر منگل کے دن ظہر کے بعد۔ اور جب میں فوت ہو جاؤں تو میری زیارت صرف ہفتے کے دن صبح کے بعد کرنا۔ اور اس امر کو صرف وہی پہچان سکتا ہے جس کی بصیرت سے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا ہو۔ اس کے علاوہ جو صاحب مزار کو مزار میں نہ پائے وہ نیت کے ساتھ زیارت کرتا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چھٹا باب:

دیگر اخلاق کے بیان میں

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ وہی مجھے کافی ہے اور بہترین سہارا ہے۔

انعام خداوندی۔ وقف میں اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کے اختصاص کو ناپسند کرنا

وقف میں فقراء کے مقابلے میں صرف اپنے یا اپنی اولاد کے اختصاص کو ناپسند کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک شخص نے برشوب صغری کی سمت میں زمین کا چوتھائی حصہ۔ دوسرے نے کچھ اور حصے مجھ پر وقف کئے لیکن میں نے اس کی اجرت یا پیداوار سے اپنے بھائیوں کے مقابلے میں خود کو مخصوص نہ کیا بلکہ میں اس میں سے عام فقراء کی طرح ہی کھاتا ہوں۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ مجھے قرینے کے ساتھ اس واقف کی نیت کا پتہ ہے کہ اگر اسے میری سخاوت اور اپنے کو مخصوص نہ کرنے کا علم نہ ہوتا تو مجھ پر وقف نہ کرتا۔ اس دلیل سے کہ اس کا نفس یہ سخاوت نہیں کرتا کہ ایسا وقف اس شخص پر کرے جسے اس نے دنیا ہاتھ آنے پر خود کو مخصوص کرتے دیکھا ہو اور یہ عادت اس دور میں نادر ہے۔ بلکہ میں نے بعض کو دیکھا کہ اس نے کتاب وقف میں ردوبدل کر دیا۔ اور جو کچھ فقراء کے لئے تھا اسے اپنے اور اپنی اولاد کے نام کر لیا۔ پس جب تفتیش ہوئی تو وہ مکتوب بھی ظاہر نہ کر سکا۔ اور مستحقین کے خلاف مختلف طریقوں سے گواہیاں حاصل کرنے لگا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ اسے محبت دنیا سے توبہ کی توفیق دے۔ کیونکہ اسی نے اسے مذکورہ صورت حال سے دوچار کیا۔

پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے جس نے ایسی صورت حال سے مجھے بچایا۔ باوجودیکہ ان جہات کی تحریریں جو کہ مجھ پر اور میری اولاد پر وقف ہیں اس کے واقف نے تصریح کی ہے کہ اس کا چوتھائی میرے لئے اور میرے بعد میری اولاد کے لئے۔ میں اس کا واحد مستحق ہوں پھر بلا شرکت غیرے میری اولاد۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے میرا عقیدہ ہے کہ یہ میرے اور میرے مسلمان بھائیوں کے درمیان مشترک ہے۔ اور جو زیادہ ضرورت والا ہو میں اسے اپنے آپ سے اور دوسروں سے پہلے رکھتا ہوں۔ جس طرح کہ اس کی تفصیلات اس کتاب کے کئی مقامات پر آئیں گی۔ پس اپنے آپ کو مخصوص نہ کرنے کے ضمن اپنے بھائیوں کے حق واجب کا اہتمام ہے اور میرے متعلق واقف کے اس گمان کو سچا کرنا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے مقابلے اپنے آپ کو مخصوص نہیں گردانتا۔

اور میں نے ایک شیخ کو دیکھا ہے جس کے گمان کے مطابق میں اس کا شاگرد ہونے کے لائق بھی نہیں اس کے ساتھ خانقاہ کے فقراء نے جھگڑا کیا کہ اس نے اپنی خانقاہ کی جہات میں سے کسی جہت کے ساتھ خود کو مخصوص کر لیا حالانکہ وہ اس کی پیداوار سے بے نیاز ہے اس

لئے کہ اس کے لئے کئی ایک وظائف مقرر ہیں۔ پس وہ خود اور مجاور اس قاضی کے پاس حاضر ہوئے جسے تفتیش سونپی گئی تھی۔ اور اس نے اس کی جماعت کو اس سے کچھ بھی نہ دیا۔ پس وہ اس کی خانقاہ سے نکل گئے۔

اسے چاہئے تھا کہ انہیں اس میں سے اپنے ساتھ شریک کرتا۔ کیونکہ وہ انہیں کی بدولت شیخ ہے۔ اور اسے جو وظائف دیئے گئے انہیں کی وجہ سے دیئے گئے کیونکہ اس نے اپنی درخواست میں اسے بیان کیا تھا۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ میں کبھی اپنا مخصوص حصہ فقراء کے لئے مخصوص حصے میں انہیں جتلائے بغیر ملا دیتا ہوں۔ اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے **لا یومن احدکم حتٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ**۔ یعنی تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور میرے بیٹے عبدالرحمٰن نے جب اس کی شادی ہوئی اور اسے ضرورت ہوئی تو اس نے مطالبہ کیا کہ تلہن کی اجرت اس کے لئے مخصوص کردی جائے۔ میں نے اسے منع کردیا۔ اور اسے کہا کہ میرے! ...جو چیز تجھ پر وقف کی جائے اسے انتہائی ضرورت کے بغیر اپنے لئے مخصوص نہ کرنا۔ البتہ فراخی کے وقت نہیں۔ پس اس نے میری بات مان لی۔ پس سمجھ لے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سخاوت میں مشہور زمانہ کے طعام سے پرہیز

اس دور میں مشائخ عرب وقری اور فقہاء اریاف میں سے جو حضرات جود وبخشش اور مہمان نوازی میں مشہور ہیں ان کے طعام سے پرہیز کرتا ہوں۔ کیونکہ جو اس سلسلے میں مشہور ہو وہ ہر آنے والے کے لئے کھانا مہیا کرنے پر قادر نہیں ہوتا مگر کافی تکلف کے ساتھ۔ پھر بالفرض اس کا نفس اس جوانمردی کو قبول کرتا ہے تو اس کے عیال اسے مہیا کرنے میں چھلنی۔ آٹا۔ روٹی اور ہر روز کھانا پکانے پر صبر نہیں کرسکتے۔ بسا اوقات عورت دن میں دو بار آٹا گوندتی ہے اور روٹیاں اور کھانا پکاتی ہے۔ اور غصہ محسوس کرنے لگتی ہے۔ اور کہتی ہے: یا اللہ ہمیں اس زندگی سے راحت بخش۔ کبھی اس کا شوہر اس امر پر مجبور کرتا ہے اور اسے ڈنڈے کے ساتھ سخت زدوکوب کرتا ہے۔ اور اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ جس کھانے میں تکلف داخل ہو جائے اس سے کھانا شرعاً برا ہے۔ خصوصاً اگر صاحب طعام حلال وحرام کا امتیاز نہ رکھتا ہو جیسے کہ شہروں کے اکثر مشائخ اور فقہاء۔

اور اگر ہمیں رات بسر کرنے کو سوائے اس کے کوئی نہ ملے جو کہ مہمان نوازی میں معروف ہو تو ہم اس کے پاس رات بسر کرتے ہیں اور ہمارے لئے اور ہمارے مویشیوں کے لئے اس کی کلفت ومشقت پر اسے بدلہ دیتے ہیں۔ پھر ہمارے لائق نہیں کہ ہم اس کے پاس کھانا کھائیں مگر جبکہ ہمیں شدید بھوک لگی ہو ورنہ ہم بھوک برداشت کرلیتے ہیں۔

صاحب طعام کے بارے میں صوفیاء کا حزم واحتیاط

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تکلف والوں کا طعام دل میں ظلمت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بخیل کے طعام کے بالکل برابر ہے کیونکہ وہ مہمان کو کھانا کھلاتا ہے حالانکہ اس کی وجہ سے اس کے قلب میں بوجھ ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ بخیل کا طعام بیماری ہے۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ فقیر جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر قدرت نہیں دیتا کہ سارا

سال صاحب طعام کی مخفی برکت کے ساتھ امداد کر سکے تو اس کے لئے صحیح نہیں کہ اس کے طعام کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ پس اگر اس نے امداد اور بدلہ دیئے بغیر کھایا تو اس نے اپنے دین کے عوض کھایا ہے جس کی وجہ سے اس کا مقام ناقص ہو جاتا ہے۔انتہی۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی فقیر کے شایاں نہیں کہ کسی انسان کے طعام کی طرف ہاتھ بڑھائے مگر جبکہ اس سارے سال کی تکلیف میں اس کے ساتھ شریک ہو سکے۔ یا اس سے ساری تکلیف اٹھالے۔اور جب ہمارے بھائیوں میں سے بعض نے ایک کثیر جماعت کے ساتھ شرقی غربی شہروں کا چکر لگایا۔تو آپ نے اسے معیوب قرار دیا۔اور مذمت کرتے ہوئے اسے پیغام بھیجا اور فرمایا تیرے ہر روز کے سب اعمال قیامت کے دن اس کھانے کی قیمت پوری نہیں کرتے جو تو کھاتا پھرتا ہے۔

اور میں نے سیّدی محمد بن عنان۔سیّدی المرصفی اور سیّدی محمد السروی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ جب کسی کے کھانے کی طرف جاتے تو قلیل سی جماعت کے ساتھ اس شرط پر جاتے کہ جانے سے پہلے صاحب طعام کو اس کے متعلق باخبر کر دیتے نیز وہ اس پر خوش بھی ہوتا ورنہ ہرگز نہ جاتے۔اور یہ حضرات سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس واقعہ سے دلیل لیتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ بھی یعنی عائشہ۔تو صاحب دعوت نے معذرت کی۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا دو تین بار ایسا ہوا۔حتیٰ کہ صاحب دعوت نے ہاں کر دی۔تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے۔اور یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے پہلے کا ہے۔(اقول وباللہ التوفیق۔یہ انداز صرف اس رہنمائی کی خاطر اختیار فرمایا کہ صاحب دعوت کو اطلاع دیئے بغیر اوروں کو ساتھ نہ لے جایا جائے تاکہ میزبان کی حیثیت اور عرف کے حوالے سے مسئلہ میں وسعت ہے۔اور شفاء شریف کے حصہ اوّل میں تکثیر طعام کی فصل میں کئی ایک روایات اس پر شاہد عدل ہیں۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور فقراء میں سے ایک شخص مصر میں ظاہر ہوا اور وہ دعوتوں میں جماعت کثیرہ کے ساتھ حاضر ہوتا۔چنانچہ میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر دی تو فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کا شیرازہ منتشر کر دے۔ازاں بعد اس کے پاس دو آدمی بھی جمع نہیں ہوتے تھے مگر تکلف کے ساتھ۔حالانکہ وہ خچر پر سوار ہوتا اور اس کے جلو میں تقریباً ایک سو آدمی چلتے۔اور آپ نے فرمایا کہ سلف صالح نے صرف پاکدامنی اور عدم شہرت کی بنا پر ہی درجے حاصل کئے۔انتہی۔

اور امراء میں سے ایک شخص نے شیخ ومراش الحمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاکیدی دعوت دی۔شیخ اس کے ہاں اکیلے ہی تشریف لے گئے۔امیر نے کہا کہ آپ فقراء کو بھی بلالیں کیونکہ میں نے وسیع کھانے کا انتظام کیا ہے۔حضرت شیخ نے فرمایا: میں اسے کھالوں گا۔پس آپ دسترخوان پر بیٹھ گئے اور ایک برتن کے بعد دوسرا برتن کھاتے گئے یہاں تک کہ سارا کھانا کھالیا۔اور فرمایا: ہم نے اس کا حساب اپنے بھائیوں سے اٹھالیا جبکہ کھانا تین سو آدمیوں کے لئے کافی تھا۔مجھے آپ کے خلیفہ شیخ محمد الحانوتی نے یونہی خبر دی۔پس معلوم ہوا کہ جس فقیر کے پاس ایسا حال نہیں جس کی بدولت صاحب دعوت کو مصیبت سے بچا سکے یا اس کے طعام میں برکت کے ساتھ اس کی مدد کر سکے جس طرح کہ پہلے گزر چکا تو اس کا یہ طعام کھانا مروت کی کمی اور ان اہل اللہ تعالیٰ کے راستے سے نکل جانا ہے جن کے متعلق اسے گمان ہے کہ وہ ان کے طریق پر ہے۔

دعوت کھانے میں وصیت احتیاط

پس اے بھائی! جب تو بلاد ریف میں جائے تو اس سے پرہیز کر کہ اس شخص کا کھانا کھائے جسے بدلہ نہ دے سکے جیسا کہ پیشہ ور مشائخ اور دین کے بارے میں ناروا جرأت کرنے والے مشائخ مصر کا طریقہ ہے۔ پس ان میں سے ایک شخص اور اس کی جماعت اس شخص کے ہاں سو جاتے ہیں جو کہ جود و بخشش میں مشہور ہیں۔ پس بغیر بدلہ دیئے چلے جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان پر کوئی حرج نہیں اگر یہ خوش دلی کے ساتھ ہو یا کراہت کے ساتھ۔ اور کراہت کا اقل درجہ یہ ہے کہ شیخ کو صرف اس لئے کھانا کھلائے کہ اس کی طرف سے خود پر عتاب کا خوف ہو یا اس کی جماعت کی طرف سے جو کہ ننگے پاؤں والے سے اس کا جوتا پکڑ لیتے ہیں۔ اور بسا اوقات وہ جس کے پاس رات ٹھہرے اور اسے تکلیف دی اس سے خود کو برتر قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سیّدی شیخ کے رات بسر کرنے سے صاحب طعام کو خوشحالی حاصل ہوئی۔ اور کبھی اسے دھوکہ دیتے اور جھوٹ بولتے کہتے ہیں: کتنے لوگوں نے سیّدی شیخ کو پر عزم دعوت دی لیکن آپ نے اس کی دعوت قبول نہ فرمائی۔ اور اگر شیخ کو تجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہارے ہاں رات کا قیام نہ فرماتے اور کئی دفعہ صاحب طعام کسی دوسرے شیخ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کا معتقد نہیں ہوتا۔ پس اس کی بنا پر اسے اس خطرے کی بناء پر تنگی محسوس ہوتی ہے کہ اس وجہ سے اس کے شیخ کے لئے بار خاطر ہوگا کہ اس نے کسی دوسرے شیخ کے لئے کھانا تیار کیا۔ خصوصاً جبکہ اس کے اور اس کے درمیان شکر رنجی ہو۔ پس وہ اپنے شیخ کی دلجوئی اور دوسرے شیخ کے حق واجب کے احترام کے مابین کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ اس دور میں شیخ لاحق کے حق کے بغیر لاحق ہو۔ پس سمجھ لے اے بھائی! اور جو وہاں ہیں ان کے پلے تھام لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ یتیموں کا مال اور شرعاً ہر ممنوع کے استعمال سے پرہیز

میں یتیموں کے مال اور ہر اس چیز کے استعمال سے پرہیز کرتا ہوں جس پر شرع کو اعتراض ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس کا مشائخ میں سے شیخ صحبت فوت ہو جائے اسے چاہئے کہ اس کی اولاد کے پاس ان کے والد کے ساتھ اپنی جاری عادت کے مطابق رات نہ ٹھہرے جو کہ اس کے بعد قاصر ہیں۔ یا اس کی باشعور اولاد کے پاس ان کے اور قاصر اولاد کے درمیان ترکہ کی تقسیم سے پہلے۔ مگر جب کہ اسے تحقیق ہو جائے کہ وہ اس کی مہمان نوازی اپنے مال سے کریں گے نہ کہ ترکہ کے مال سے۔ کیونکہ ان کے طعام سے کھانا اگر ان کی خوش دلی سے ہو تو ورع کی قلت سے ہے اور حرام ہے اگر خوش دلی کے بغیر ہو۔ اور یہ ایسا امر ہے جو کہ ریف اور مصر میں مشائخ کی خانقاہوں میں کثرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور اس پر فوت شدہ شیخ کے کارکن موافقت کرتے ہیں۔ اور اولاد کی ماں سے کہتے۔ مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد مشائخ بن کر طلوع ہوں اور خانقاہ کا سرچشمہ کھولیں۔ پس والدہ گمان کرتی ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی اولاد مشائخ بن کر ابھریں گے۔ پس وہ خود کو تکلیف میں ڈالتی ہے اور یتیموں کے مال سے کھانا پکاتی ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے دین کا خوف رکھنے والا فقیر ایسی صورت حال سے بچے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری حمایت فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شرعی قربات پر مقررہ وظائف لینے سے نگہداشت

قربات شرعیہ پر مقررہ وظائف حاصل کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ میری نگہداشت فرماتا ہے۔ گرچہ وقف کرنے والے نے اپنی

کتاب وقف میں میرے نام کی تصریح کی ہو۔ پس میں شرعی ضرورت کے بغیر نہیں لیتا۔ اور وہ یوں کہ اس کے سوا کچھ نہ ملے اور مجھے ضرورت ہو۔ پھر جب اس شرط کے ساتھ لے لوں تو ہرگز نہیں لیتا مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطاء سمجھتے ہوئے نہ کہ اس اچھے فعل کے مقابلے میں جس پر اسے وقف کیا گیا ہے۔ اور اس مقام والے کی سچائی کی کسوٹی یہ ہے کہ جب وقف معطل ہو جائے تو ڈیوٹی معطل نہ کرے اور عمل نہ چھوڑے۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرتا رہے۔ اور اس میں سچائی کی کسوٹی یہ بھی ہے کہ کسی منتظم وغیرہ سے اپنے مقررہ وظیفے کا مطالبہ نہ کرے۔ صراحتاً نہ اشارۃً۔ مگر جبکہ اسے ضرورت ہو اور اس کے سوا کچھ نہ ملتا ہو۔ اور جب وہ یہ کام کرے گا تو اس نے اس خلق کی مہک تک نہیں پائی۔

اور میں نے ایک صاحب شملہ شیخ کو دیکھا ہے جو کہ بہت تفتیش میں وقف کی نگہداشت کرنے والے سے اپنی مقررہ تنخواہ کا شکوہ کر رہا تھا باوجودیکہ اسے اس کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ اس سے آپ کی مشیخت مجروح ہوتی ہے لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔

اور جب قاضی ابوالبقاء بن الجیعان نے سیّدی شیخ محمد السروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مصر سے باہر خانقاہ حمراء میں خطابت اور امامت کی ذمہ داری پر وظیفہ مقرر کیا تو سیّدی محمد نے انکار کر دیا اور فرمایا: ہم یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ اور تو بھی اگر چاہے تو فقراء کی یہ خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کر۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر کی پرہیزگاری یہ ہے مسجد کی نگہداشت۔ امامت۔ خطابت۔ قندیل روشن کرنے۔ فرش بچھانے۔ کچھ پڑھانے اور علاوہ ازیں دیگر شرعی نیکیوں پر کوئی مقرر تنخواہ نہ لے۔ علماء عاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی راہ چلے ہیں۔ اور تمام روئے زمین پر ان کی وصیتیں اسی کے مطابق نافذ ہوئی ہیں جیسے شیخ ابواسحاق الشیرازی اور امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ دونوں حضرات اپنی تدریس کا مشاہرہ سارے کا سارا وقف کے لئے دے دیتے اور تدریس اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے۔ باوجودیکہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ شیخ ابواسحاق کو رزق کی ضرورت ہوتی اور آپ خشک روٹی توڑ کر سبزی کے ابلے ہوئے پانی کے ساتھ بطور سالن استعمال کرتے۔ تو کہاں یہ اور کہاں وہ جو اپنے گھر میں اچھے کھانے کھاتا ہے اور ہر روز مینڈھے کا گوشت پکاتا ہے۔ اور اپنی ڈیوٹی پر مقرر تنخواہ لیتا ہے جو اس نے خود ادا کی نہ اس کے نائب نے اور بسا اوقات کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق مقرر ہی وظائف میں کیا ہے۔ پس ہم اسے کہتے ہیں: صحیح ہے۔ ہم نے تیرے ساتھ اس بارے میں کوئی جھگڑا نہیں کیا کہ یہ تیرا رزق ہے کیونکہ انسان کا رزق وہ ہے جس سے وہ نفع حاصل کرتا ہے گرچہ حرام ہو۔ ہم نے تو تجھ سے یہ کہا ہے کہ مشائخ کا طریق یوں تھا۔ جبکہ تو گمان کرتا ہے کہ تو ان میں سے ہے۔ پس اپنی ذمہ داری اللہ عزوجل کی رضا کے لئے پوری کر۔ اور یہ مقررہ تنخواہ عطاء الٰہی کے طور پر حاصل کر۔ نہ کہ اس نیکی کا ثواب اور تنخواہ کے عوض بیچ کر جیسا کہ گزرا۔ اور اس خلق پر مجھے معلوم نہیں کہ مصر میں میرے معاصرین میں سے کوئی عمل کرتا ہو مگر کوئی قلیل۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مستحقین کے حصے سے زیادہ حصہ نہ لینا

جب مقابلہ عمل کے بغیر وقف معین میں میرے لئے کوئی چیز ہو تو میں مستحقین کے حصے سے زائد کوئی چیز قبول نہیں کرتا گرچہ وقف کثیر ہو۔ اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے کہ تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں حتیٰ کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو

اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور اگر وقف کا منتظم مجھے مانگے بغیر محض اعزازی طور پر یہ عطا کرے تو میں اسے واپس کر دیتا ہوں یا اسے تمام حقداروں میں تقسیم کر دیتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی طرح لیتا ہوں۔ کیونکہ خیر کی طرف داعی کا کمال یہ ہے کہ جنہیں دعوت دیتا ہے ان میں سے کسی چیز کے ساتھ ممتاز نہ ہو۔ پھر انہیں اس سے روکے یا انہیں اس کا حکم دے۔ بیشک وہ اس کے افعال پر نظر رکھے ہوئے ہیں تاکہ اس میں اس کی اقتداء کریں۔

اور میں نے اس دور کے مشائخ میں سے ایک شیخ کو دیکھا جو کہ منتظم وقف کے ساتھ اس بارے میں جھگڑ رہا تھا کہ اس نے باقی لوگوں کے مقابلے میں اسے امتیاز کیوں نہ دیا۔ اور کہہ رہا تھا کہ تو میرا سر ان کے سر کے برابر قرار دیتا ہے۔ اور منتظم اسے کہہ رہا تھا کہ یہ حصہ آپ کے لئے وقف کرنے والے نے مقرر کیا ہے۔ پس میں نے اسے کہا کہ یہ اور آپ کے مقام کو مجروح کرتا ہے لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ قصہ مختصر ایک شیخ کے صرف یہ شایاں ہے کہ کوئی ایسی چیز حاصل نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہو بلکہ ہر اس عمل کی رعایت کرے جس کے متعلق علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے یہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جلالت کے احترام میں ہو۔ نہ علت ثواب کے لئے نہ کسی اور مقصد کے لئے۔ کیونکہ ثواب کا بندہ کامل عارفین کے نزدیک ان میں شمار کیا جاتا ہے جو کہ بعض عورتوں کے مقام میں ہے گرچہ اس کی ریش بڑی ہو۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دفعہ دیکھا کہ برلس کے عامل کو ظلم کا خراج خوشی سے دے رہے تھے جو کہ برلس پر اس کی عادت تھی۔ اور بری الذمہ ہو رہے تھے حالانکہ آپ کے پاس سلطان قایتبائی کا پروانہ تھا کہ آپ اس سے آزاد ہیں۔ اور فرما رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے جو کہ اپنے بھائیوں سے ممتاز بنتا ہے۔ حتیٰ کہ اس تاوان کے ترک میں جو کہ ظالم حاکم لوگوں پر ناحق مقرر کرتے ہیں۔ انتہی۔

اور مصر میں اس عادت پر عمل کرنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اسے اپنا لے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی -- جس پر حق نکلتا ہے اس سے مطالبہ نہ کرنا

میں اس شخص سے مطالبہ نہیں کرتا جس پر میرا دنیوی حق ہے جب تک کہ خشک ٹکڑا اور چیتھڑا میرے پاس ہو۔ لیکن اگر مطالبہ کے بغیر مجھے میرے حق میں سے کوئی چیز دے دے تو اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطاء کی ابتداء کے طور پر قبول کر لیتا ہوں۔ اور اگر میرے پاس نہ لائے تو نہ خود اور نہ ہی اپنے وکیل کے ذریعے شرح صدر کے ساتھ مطالبہ نہیں کرتا۔ یہ دنیا کی بے قدری کی بنا پر ہے۔ نفسانی اغراض پر مبنی کسی اور علت کے لئے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اگر اپنا مال مطالبہ کر کے حاصل کرے تو اس سے اس کے کمال میں نقص وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اسے لوگوں سے سوال کرنے سے روک دیتا ہے۔ اور اسے خلق کا احسان اٹھانے سے آزاد کر دیتا ہے جو اسے محتاج دیکھ کر کھانے پینے اور لباس کے ساتھ اس کی تلاش کرتے ہیں۔

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے مطالبہ فرماتے ہیں جس پر آپ کا حق ہوتا ہے اس نیت کے ساتھ کہ اس مقروض کو احسان کے بوجھ سے آزاد کریں اور قرض ادا کرنے سے لاپرواہی کو برا سمجھتے ہوئے ایسا کرے۔ تاکہ وہ غفلت نہ کرے۔ اور ہر مقام کے

لوگوں کا اپنا مقام مشاہدہ ہے۔ جب واقعہ گزرے کہ میں نے ضرورت کے وقت اس سے مطالبہ کیا اور اس تنگی کا بہانہ کیا تو میں اسے جھوٹا نہیں کہتا اور نہ ہی اس پر اسے قسم دلاتا ہوں بلکہ آسانی کے وقت تک کے اس سے درگزر کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے پھر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ کیونکہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمار ہوتا ہے یا صرف آپ کی محبت کی بناء پر طلب ثواب وغیرہ کسی اور علت کے لئے نہیں۔

اور اس خلق پر میں نے کسی کو عمل کرتے نہیں دیکھا باوجود یکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شہود اخلاق میں سے ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور شخص کے ساتھ مل کر اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کی بکریاں چرائیں تو وہ شخص آپ سے کہتا کہ آپ خدیجہ سے اپنی اجرت طلب کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے۔ انتہی۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اسے اپنانے کی پابندی کر۔ اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنے پاس اشیاء خود کو زیادہ مستحق نہ سمجھنا

میں اپنے جی میں یہ نہیں سمجھتا کہ میرے پاس جو نقدی۔ کپڑے۔ خورد ونوش وغیرہ کا سامان ہے میں اپنے بھائیوں کی نسبت اس کا زیادہ مستحق ہوں مگر جب کہ مجھے ان کی بہ نسبت اس کی زیادہ ضرورت ہو پس اس وقت میں اس حدیث پاک کی تعمیل میں اپنے آپ کو مقدم سمجھتا ہوں۔ ابدء بنفسك ثم بمن تعول۔ اپنے آپ سے شروع کر پھر اپنے اہل وعیال کو دے۔ اور اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے الاقربون اولی بالمعروف کہ قریبی رشتے دار نیکی کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اپنی جان سے زیادہ انسان کے کوئی قریب نہیں۔ پس یہ اس کا سب سے قریبی پڑوسی ہے بلکہ اس کی حقیقت ہے۔ اور اس خلق کے ساتھ متخلق ہونا کسی کے لئے درست نہیں مگر دنیا میں اس کے مقام زُہد کے راسخ ہونے کے اور تمام مخلوق خدا پر رحمت کے ساتھ متخلق ہونے کے بعد۔

مقام زُہد میں پختگی کی کسوٹی

اور اس کے مقام زُہد میں پختہ ہونے کی سچائی کی کسوٹی یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ دنیا داخل ہونے پر وہ تنگ دل ہونے لگتا ہے اور جب اس کا ہاتھ تنگ ہو اور رات کی روٹی نہ پائے تو خوشدلی محسوس کرتا ہے۔ اور اس کی حالت یہ ہو جائے کہ اگر کوئی شخص اس کا سونا چرا لے جو کہ بعض مصلحتوں کے لئے رکھا تھا تو اس کا ایک بال بھی متغیر نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص اس کے سامنے اس کا صندوق کھولے اور یہ چپ رہے اور وہ اسے لے جائے تو اسے یہ نہیں کہتا کہ اسے چھوڑ دے اور نہ یہ کہ اس میں سے کچھ رہنے دے۔ اور جب زُہد کا مدعی ان چیزوں میں کسی کو اس کی ضد پر ترجیح دے یا یہ سمجھے کہ سونا ترک کرنا اسے لے جانے سے بہتر تھا تو اس نے زُہد کی مہک تک نہ پائی۔ وہ تو اس بارے میں جعل سازی کرتا ہے۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ میرے معاصرین میں سے مصر میں کوئی شخص میرے علاوہ اس خلق سے متخلق ہو۔ مگر قلیل۔ انتہی۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنی ضائع شدہ چیز کی طرف توجہ نہ کرنا

میں اس چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا جو مجھ سے ضائع یا چوری ہوگئی۔ یا میں اسے کسی جگہ بھول گیا۔ یا کہیں گر گئی گرچہ سونے کی بڑی

مقدار ہو اور کسی کو ندا دینے نہیں بھیجتا کہ کسی نے اسے دیکھا ہو۔ یہ سب کچھ دنیا کی حقارت کے پیش نظر ہے اور بھائیوں کی ہمتوں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اللھم۔ مگر جبکہ ضائع شدہ مال حلال ہو اور اس وقت میرے پاس اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ یا وہ غیر کی کا لک ہو۔ تو ایسی صورت میں مجھے حق ہے کہ کسی کو بھیجوں جو ندا کرے کہ کسی نے ایسی ایسی چیز دیکھی ہو۔ بلکہ غیر کے مال میں یہ واجب ہے۔ جس طرح کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ایسا واقعہ گزرا جبکہ آپ کا ہار گم ہو گیا جس طرح کہ آیت تیمم کے واقعہ میں اس کا ذکر ہے۔ پھر جب ہم کوئی اس کی ندا دینے والے نہ بھیجیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کو جس نے اسے پایا ذمہ داری سے دنیا و آخرت میں بری کر دیں حتیٰ کہ وہ اپنے گمان میں حرام کھانے میں نہ گرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی توہین کا مرتکب نہ ہو کہ اس نے سال بھر یا زیادہ یا کچھ کم اس بارے میں حکم شرع کے مطابق اس کا اعلان نہیں کیا۔ نیز تا کہ ہمارے لئے آخرت میں اس پر مطالبہ باقی نہ رہے کیونکہ اس یوم شدید میں ایک جھگڑنے والے کا دوسرے کے ساتھ جمع ہونا لازم ہے۔ اور بسا اوقات ایک فریق دوسرے سے گم جائے گا پس اسے ایک یا دو سال کی مقدار کے بعد ہی پائے گا کیونکہ مخلوق کا ہجوم ہو گا۔ اور کسی کے لئے جنت میں داخل ہونا ممکن نہ ہو گا مگر ان حقوق کی ادائیگی کے بعد جو کہ اس کے ذمے ہونگے۔ تو جب ہم نے اسے اس سے بری کر دیا تو اسے ہماری زحمت انتظار سے بچا لیا۔ اور اس خلق پر میرے معاصرین میں سے کسی کو عمل کرتا میں نے نہیں دیکھا۔ انتھی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے تخلق پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دنیوی سرداری میں مزاحمت نہ کرنا

میں بچپن سے کسی ایسی چیز میں مزاحمت نہیں کرتا جس میں دنیوی سرداری ہو یا اس کا انجام دنیا ہو۔ خصوصاً اگر وہاں کوئی ایسا شخص ہو جو مثلاً اپنے علم یا ورع کی کثرت کی بنا پر مجھ سے اس کا زیادہ مستحق ہو۔ یا جن بھائیوں پر وہ سرداری کرتا ہے ان سے تکلیف کا کثرت سے تحمل کرتا ہے۔ پس سرداری میں مجھ سے جو بھی مزاحمت کرے میں اس سے کبھی جھگڑا نہیں کرتا۔ اور جب میں لوگوں کو خطبہ دے رہا ہوتا ہوں یا انہیں نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں۔ یا انہیں تدریس علم یا وعظ کر رہا ہوتا ہوں یا انہیں سلوک کرا رہا ہوتا ہوں اور کوئی ایسا شخص آ جاتا ہے جو چاہتا ہے کہ میری جگہ پر ہو اور وہ اس کا اہل ہو تو میں یہ عہدہ اس کے لئے شرح صدر کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں اپنے نفس کو اخلاص کے بارے تہمت دیتے ہوئے۔ اور یہ اس لئے کہ سچوں کا مقصد صرف دین کے نشان کو قائم کرنا ہے جیسا کہ وہ ہے۔ نہ کہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ خود اسے ادا کریں مگر طریق شرعی کے ساتھ۔

اور جب ہم اس سے جھگڑیں جو ہم سے اسے طلب کرتا ہے اور اس کے لئے بطریق شرعی اسے ترک نہ کریں تو سرداری سے محبت کرنے والے ہیں۔ ہمارا سچائی کے قدم میں کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ ہم اس دنیا سے محبت کرنے والے ہیں جس کے متعلق ہم نے گمان کیا کہ ہم نے اسے ترک کر رکھا ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے۔ جس پر مصر میں میں نے اپنے سوا کسی کو عمل کرتا نہیں پایا۔ مگر بہت قلیل۔ بیشک جب میرے پاس کوئی طریق الی اللہ تعالیٰ کا طالب آئے تو میں اسے اپنے سوا کسی اور کی طرف بھیج دیتا ہوں خصوصاً امراء اور اکابر کو۔ اور اپنے معاصرین میں سے میں نے کسی کو میرے متعلق ایسا کرتے کبھی نہیں دیکھا باوجودیکہ وہ طریق کی معرفت قلیل رکھتا ہے۔ اور کئی دفعہ میں

اس شخص کے پاس ایسے آدمی کے متعلق عقیدت کی کمی دیکھتا ہوں جس کی طرف میں اسے بھیجنا چاہتا ہوں تو پوری کوشش کے ساتھ اس کے متعلق اس کی عقیدت کو اچھا کرتا ہوں پھر اسے اس کے پاس بھیجتا ہوں۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مقامات طریق میں نرمی کے وقت ابلیس سے پرحذر رہنا

میں جب بھی مقامات طریق میں ترقی کروں ابلیس سے بہت پرحذر رہتا ہوں۔ کیونکہ جانتا ہوں کہ وہ ایسوں کی گھات میں ہے۔ کیونکہ یہ ملعون مخلوق کو گمراہ کرنے میں حریص ہے۔ چنانچہ یہ ٹیڑھے اور سیدھے سے جدا نہیں ہوتا۔ رہا کج رو تو وہ اس کا لشکری ہے۔ رہا سیدھا چلنے والا تو یہ اس سے چمٹتا ہے اور اس کے متعلق کسی وقت کی انتظار میں رہتا ہے جس میں اسے گمراہ کرے جو کہ غفلت یا سہو یا تاویل وتزیین کا وقت ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اکابر کی اس سے عصمت یا حفاظت کی بنا پر حفاظت فرماتا ہے تو کوئی اس کے مکر کو اپنے سے لوٹا نہ سکتا۔ اور اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لئے اس سے اپنے ساتھ استعاذہ مشروع فرمایا۔ چنانچہ ہمیں یہ نہیں فرمایا ملائکہ میں سے کسی کے ساتھ یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے ساتھ ابلیس کے مکر سے استعاذہ کرو کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے کہ مخلوق ایسا نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ استعاذہ کی حکمت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دوسرے اسماء کی بجائے ''اللہ'' تبارک وتعالیٰ کے اسم کے ساتھ ہمارے استعاذہ میں حکمت یہ ہے کہ انسان کو پہچان نہیں کہ حضرت اسماء الٰہیہ کے طریق میں سے ابلیس کس دربار سے اس کے پاس آتا ہے پس اسی لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اس سے تمام حقائق اسماء کے جامع اسم کے ساتھ استعاذہ کریں تاکہ ابلیس پر ہر راستہ بند کر دیں جس سے وہ ہمارے پاس آتا ہے۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اکابر کو ابلیس کے وسوسے سے نہیں بچایا بلکہ انہیں صرف اس چیز پر عمل کرنے سے بچایا ہے جس کے ذریعے وہ انہیں وسوسہ ڈالتا ہے۔ چنانچہ وہ انہیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن وہ اس سے اپنی عصمت اور حفاظت کی بدولت ملول نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته. والله عليم حكيم. (الحج آیت ۵۲) اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول نہ کوئی نبی مگر جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں ڈال دیئے شکوک۔ پس اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے۔ پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے)

پھر مخفی نہ رہے کہ بندہ جب بھی حضرت الٰہیہ سے قریب ہوتا ہے اس کے ساتھ ابلیس کی عداوت شدید ہو جاتی ہے اور اس کے غیر کی بہ نسبت اسے زیادہ چمٹتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ابلیس کو علم ہے کہ جب لوگوں کے مقتداء گمراہ ہو جائیں تو لوگ زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ پھر جب اکابر دربار الٰہیہ میں داخل ہوں تو ابلیس دروازے پر ان کی انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو ان میں سے جو بھی اذن کے بغیر نکلتا ہے تو وہ اس پر ایسے سوار ہو جاتا ہے جیسے انسان گدھے پر سوار ہوتا ہے۔ اسے اذن الٰہی سے پھیرتا ہے جیسے چاہے۔ اور دربار سے ہماری مراد

بندے کا یہ شہود ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ہے۔ اور وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور دربار سے خروج سے ہماری مراد اس کا اس مشہد سے حجاب میں ہونا ہے۔ پس جب انسان کو اس مشہد سے غفلت حاصل ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ پلک جھپکنے سے بھی تیز دربار الٰہیہ سے نکل جاتا ہے۔ پس اس پر ابلیس یوں سوار ہو جاتا ہے جس طرح کہ انسان گدھے پر سوار ہوتا ہے۔ اور جب اسے استحضار ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو ابلیس پلک جھپکنے سے پہلے اس کی پشت سے اتر جاتا ہے۔ اور مخلوق کے ساتھ ہمیشہ اس کا یہی حال ہے۔

استحضار شہود میں مخلوق کے مختلف درجات

اور حضرت الٰہیہ میں ٹھہرنے اور اس سے نکلنے میں درجہ کی بلندی اور پستی کی بنا پر قلت وکثرت کے حوالے سے لوگ مختلف ہیں۔ بعض لوگ وہ ہیں جو حضرت الٰہیہ میں صرف فرض نماز میں ہی داخل ہوتے ہیں۔ کوئی نوافل میں اسی طرح داخل ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض عبادت مشروعہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض عبادت کے آغاز سے اس کے اواخر تک اس میں ٹھہرتا ہے تو کوئی دوران عبادت میں اس سے نکل جاتا ہے پھر داخل ہوتا ہے۔ اور کوئی نکلتا ہے تو پھر داخل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ عبادت غفلت کے ساتھ گزر جاتی ہے۔ اور کوئی اس میں رات اور دن میں ایک درجہ کی مقدار داخل ہوتا ہے یا اپنے مقام کے مطابق کچھ کم یا بیش۔ کوئی دن کے اکثر حصہ میں حاضر رہتا ہے اور باقی میں غافل۔ تو کوئی رات میں اسی طرح حاضر ہوتا ہے۔ اور یوں ہی مختلف درجات کے لوگوں کا حال ہے۔ اور ان میں سب سے کامل وہ شخص ہے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنے شب وروز میں حاضر رہتا ہے سوائے ان اوقات کے جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ بشر سے درگزر فرماتا ہے۔ پس صوفیاء نے فرمایا ہے کہ ہر سانس کے ساتھ مراقبہ حق بشر کی قدرت میں نہیں ہے۔ بخلاف فرشتوں کے۔

لي وقت لا يسعني فيه غير ربي کا مفہوم

اور سیدی معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت الٰہیہ میں تیس سال ہو چکے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کلام کرتا ہوں جبکہ لوگوں کا گمان ہے کہ میں ان سے گفتگو کرتا ہوں۔ اور ہم نے جو تقریر کی ہے اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اشارہ ہے لي وقت لا يسعني فيه غير ربي۔ یعنی مجھے ایسا وقت حاصل ہے جس میں میرے پروردگار کے سوا کسی کی گنجائش نہیں۔ پس آپ نے وقت کو نکرہ اپنی امت کے لئے مشروعیت کے طور پر رکھا۔ بعض نے کہا: احتمال ہے کہ وقت سے مراد ساری عمر ہو۔ یعنی میری ایسی عمر ہے کہ اس میں میرے رب کے بغیر کوئی گنجائش نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے وما ينطق عن الهوى (النجم آیت ۳) وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا) پس چاہئے کہ غور کرے۔ اور وہ یعنی حدیث میں مذکور وقت، کثیر اور قلیل وقت کو آپ کی امت کے مقام کے مطابق شامل ہے۔

اور امام جلال الدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب الخصائص میں نقل فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حق تبارک وتعالیٰ اور خلق کے ساتھ آن واحد میں ایک ساتھ خطاب کے مکلف تھے۔ آپ کو ایک خطاب دوسرے سے مشغول نہیں کرتا تھا۔ آپ کے

علاوہ جو حق تعالیٰ سے خطاب کرتا ہے خلق سے محجوب ہوتا ہے اور اگر خلق سے خطاب کرے تو حق تعالیٰ سے محجوب ہوتا ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید۔ مذکورۃ الصدر حدیث پاک اور کتاب الخصائص کی تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ صرف کائنات میں رب العزت نے صرف اور صرف ایک ہی ایسا جوہر تابدار اور حسن قدرت کا شاہکار تخلیق فرمایا ہے جس کی مثل نہ مثال۔ نیز مراقبہ حق میں جو ملائکہ کی استثناء سابقاً مذکور ہے اس سے کہیں ارفع واعلیٰ مشہد حضور رحمت عالم نور مجسم برزخ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمہ وقت حاصل ہے۔ بلکہ قدسیوں کو یہ مرتبہ آپ ہی کے طفیل حاصل ہے۔ یہاں حصول برکت اور بیان حقیقت کے لئے شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوب مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار کا ایک اقتباس نقل کئے دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں: اما حقیقت آنست کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ہمہ جداست۔ وکیفیت آں بکنہ ادراک نتواں کرد۔ ہر کہ ازاں بقیاس حال خود چیزے گوید و بیان کند گویاں بگمان خود تاویل متشابہات کردہ باشد وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔ ہمچنیں اوراچنانکہ اوست جز خدا نشناسد۔ چنانکہ خدارا چوں وے کسے نشناخت۔ درخلوتے کہ او باخداست ہمہ بیرون دراند۔ خداست و بندہ۔ طالب است ومطلوب۔ محب است و محبوب۔ شاہد است ومشہود۔ قاصد است ومقصود۔ آں یکے خداست ودیگر او۔ دراں یک وجہ خلافی نتواں کرد کہ خدا، خداست واو بندہ۔ اما درعنوانات دیگر کہ طالب ومطلوب ومحب ومحبوب است بیقین حکم نتواں کرد کہ طالب کیست ومطلوب کہ ومحب کیست ومحبوب کدام۔ ہر دو ہم طالب اند وہم مطلوب۔ وہم محب اند وہم محبوب۔ بوجہے او طالب وایں مطلوب ودرمرتبہ دیگر او مطلوب وایں طالب۔ دوئی بگذار کہ حقیقت یکے است ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ وید اللہ فوق ایدیہم۔ زیادہ بریں چہ گویم۔

یعنی حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے وراء ہے اور آپ کی کنہہ کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ جو بھی اپنے حال پر قیاس کرتے ہوئے کچھ کہتا ہے اور بیان کرتا ہے گویا اس نے اپنے گمان میں متشابہات کی تاویل کی ہوگی۔ جبکہ اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جیسے کہ آپ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا آپ کو کوئی نہیں پہچانتا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی طرح کسی نے نہیں پہچانا۔ جس خلوت میں کہ آپ باخدا ہیں سب دروازے سے باہر ہیں۔ خدا ہے اور بندہ۔ طالب ہے اور مطلوب۔ محب ہے اور محبوب۔ شاہد ہے اور مشہود۔ قاصد ہے اور مقصود۔ وہ ایک خدا ہے اور دوسرے آپ۔ اس میں خلاف کی ایک وجہ بھی نہیں کہ خدا، خدا ہے اور آپ بندہ۔ البتہ دوسرے عنوانات میں کہ طالب ومطلوب۔ محب ومحبوب ہے۔ یقین کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ طالب کون ہے اور مطلوب کون؟ محب کون ہے اور محبوب کونسا۔ دونوں طالب بھی ہیں مطلوب بھی۔ محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ ایک وجہ کے ساتھ وہ طالب ہے اور یہ مطلوب ہیں۔ جبکہ دوسرے مرتبہ میں وہ مطلوب ہے اور یہ طالب۔ دوئی چھوڑ دے کہ حقیقت ایک ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اس سے زیادہ کیا کہوں۔ انتہی۔

آخر میں اسی موضوع کے متعلق وارث علوم اکابر۔ ترجمان حقیقت امام اہل سنت مولانا الامام احمد رضا بریلوی قادری نور اللہ مرقدہ کے ترشحات عشق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کریں۔

مصطفیٰ نور جناب امر کن　　آفتاب برج علم من لدن

معدن اسرار علام الغیوب　　برزخ بحرین امکان و وجوب

بادشاہ عرشیاں و فرشیاں جلوہ گا آفتاب کن فکاں

درود عالم نیست مثل آں شاہ را در فضیلت ھا و در قرب خدا

(الناقل محمد محفوظ الحق کان اللہ لہ)

(امام شعرانی فرماتے ہیں) میں نے اپنے معاصرین میں سے کسی کو جب بھی وہ مقامات میں ترقی کرتا ہے ابلیس سے پرحذر رہنے کے ساتھ متخلق نہیں دیکھا مگر بہت قلیل۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو جب بھی صرف یہی کہا جانے لگے یا سیدی شیخ تو وہ گمان کرتا ہے کہ ابلیس اس سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے لئے اس پر کوئی غلبہ باقی نہیں رہا۔ بلکہ ان میں سے بعض کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم ابلیس کو بالکل نہیں پہچانتے۔ یہاں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس میں نے اسے کہا: کیا تمہارے مشہد میں ابلیس وجود سے زائل ہو گیا یا تو اس سے حجاب میں ہے۔ کہنے لگا میں اس سے حجاب میں ہوں۔ تو میں نے اس سے کہا کہ جب تو وہ تم پر مسلط ہے۔ قصہ مختصر جو وقت نظر سے دیکھے وہ ابلیس کو پاتا ہے کہ وہ ہر مقام میں جس میں اس نے سلوک کیا اس کے ساتھ ترقی کرتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ اس کا ہمیشہ ہم نشیں ہے اور اس سے کلی طور پر منقطع نہیں ہوتا۔ پس اس کے بعد کہ وہ ظاہری معصیتوں کے فعل میں اسے وسوسہ ڈالتا تھا اسے باطنی معصیتوں میں وسوسہ ڈالنے لگا ہے یا اس کی نگاہ میں صغیرہ میں جو کہ اس کے شہود سے مخفی ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب بھی عارف مقام میں ترقی کرتا ہے اس کا باطن گمان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ابلیس سے حیلے کا عمل قبول کرتا ہے۔ اور صوفیاء فرماتے ہیں جو زیادہ طاعت گزار ہو اس پر فساد کا خطرہ ہے۔ نیز فرماتے ہیں: صالحین جھوٹ میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ وہ اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے عقیدہ نہیں رکھتے کہ کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ پس وہ جو کچھ سنیں اسے درست جان لیتے ہیں خصوصاً جب کوئی شخص ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے۔

اور ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اسے فرمایا کہ تو یہ سامان اس کے مالکوں کو کیوں نہیں لوٹاتا؟ تو وہ کہنے لگا: واللہ یا روح اللہ! میں وہ تو نہیں جس نے چوری کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پس میں نے اس کی تصدیق کی اور نگاہ کی بے توجہی قرار دی۔

پس اے بھائی! تیرے لئے ظاہر ہو گیا ہے کہ ''صالحین جھوٹ میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں'' کا معنی یہ ہے کہ ان کا گمان ہے کہ کوئی جھوٹ نہیں بولتا نہ یہ کہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ حضرات اس سے قطعاً پاک ہیں۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متخلق ہونے پر پابندی کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کسی امیر کبیر کے سامنے بھائیوں کی بڑائی بیان کرنا

جب میں کسی امیر یا بڑے منصب دار کے ساتھ مل بیٹھوں تو میں اپنے بھائیوں کی کثرت سے بڑائی کا ذکر کرتا ہوں۔ پس میں اس کے پاس ان کی غیر موجودگی میں ان کی مدح سرائی کرتا رہتا ہوں اور ان کے متعلق اسکا عقیدہ اچھا کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ کئی دفعہ مجھے چھوڑ کر ان کی صحت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر اس امیر کی عقیدت کے مجھ سے بدل جانے پر اور ان کا معتقد ہونے پر اور مجھ پر اس کے انکار سے مجھے اس کے برعکس ہونے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اور یہ خلق۔ آج کے دور کے فقراء میں نادر ہے۔ اور میرے سوا اسے اپنانے

والا میں نے بہت قلیل ہی دیکھا ہے۔ پس کوئی امیر یا کبیر میری صحبت میں کبھی نہیں بیٹھتا مگر میں اسے اپنے سوا کسی اور کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ اور اس کے متعلق اس کا عقیدہ اچھا کرتا ہوں۔ جبکہ ان میں سے کوئی میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا بلکہ ان میں سے بعض تو اس شخص کے پاس مجھ پر تنقید کرتا ہے جو ان سے پہلے میری صحبت اختیار کرے۔ اور اس کے لئے میرے بارے میں وہ کچھ بیان کرتا ہے جس کا وہ خود اہل ہے پس اللہ تعالیٰ اس پر رحمت سے توجہ فرمائے۔

امیر و کبیر کی عقیدت بدل جانے پر خوش ہونے کا سبب

اور اے بھائی! جان لے کہ امراء اور اکابر کی مجھ سے عقیدت بدل جانے پر مجھے خوشی کے حصول پر مددگار یہ امر ہے کہ میں کسی دنیوی علت وغیرہ کی خاطر ان کی صحبت کبھی اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ میں تو صرف بندوں کی مصلحتوں کی خاطر ان کی صحبت میں بیٹھتا ہوں۔ اور بس۔ تو جب وہ مجھ سے بے رخی کریں تو میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے رب کی عبادت پر متوجہ ہو جاتا ہوں اور اس کی مخلوق کی بجائے صرف اسی کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہوں۔ گرچہ ان کی دوسری صحبت میں خیر کا پہلو ہو۔ لیکن وہاں ایک سے ایک اونچا مقام ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے اکابر کی صحبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے اختیار نہ کی اسے اکثر لازم ہوتا ہے کہ اس بڑے کے پاس بھائیوں کی بڑائی کم بیان کرتا ہے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں وہ اس کے غیر کی طرف مائل ہو جائے۔ اور اس سے اچھا سلوک اور احسان وغیرہ منقطع کر دے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ قلوب کی جبلت میں اس کی محبت رکھی گئی ہے جو ان سے اچھا سلوک کرے۔ انتہی۔

تو جس کا مقام شہود یہ ہو کہ اس سے احسان کرنے والا وہ مخلوق ہے تو ان کے جدا ہونے سے لازماً وہ بدمزہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کا مقام شہود یہ ہو کہ اس کا محسن صرف حق تبارک وتعالیٰ ہے اس کا ایک بال بھی متغیر نہیں ہوتا گرچہ ساری مخلوق اس سے بے رخی کرے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے معتقد کی بجائے معترض کی زیارت کو مقدم رکھنا

مجھے ناپسند کرنے والے اور مجھ پر اعتراض کرنے والے کی زیارت کو اپنے محب اور معتقد کی زیارت پر مقدم کرنے سے میرا سینہ فراخ ہوتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ میرا قلب اس کے ساتھ جو مجھ سے محبت کرتا ہے دریاؤں کی ٹھنڈک میں ہے جبکہ مجھے ناپسند کرنے والے کے ساتھ آگ کے طبقات میں ہے۔ پس میں بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نفس پر مجھے ناپسند کرنے والے کی کراہت سے خائف ہوں اور جو میری کراہت پر مصر ہے اس پر اس کی وجہ سے اس کے دین کے ناقص ہونے کا خوف کرتا ہوں۔ پس میں اس کی زیارت میں جلدی کرتا ہوں اور اس طلب میں کہ اس کی عداوت۔ مجھے ناپسند کرنے یا میرا اسے ناپسند کرنا اگر وقوع پذیر ہو تو اس میں تخفیف ہو۔ اور اس میں ایسی ریاضت نفس بھی ہے جو کہ کسی عقل مند پر مخفی نہیں۔ اور یہ سب کچھ اس شخص کے بارے میں ہے جو حسد کی بجائے کسی دوسری علت کی وجہ سے مجھے ناپسند کرتا ہے جسے زائل کرنا عادۃً میرے لئے ممکن ہے۔ رہا حاسد تو اسے مجھ سے راضی نہیں کر سکتا مگر میری نعمت کا زوال۔ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سپرد ہے نہ کہ میری طرف۔ پس بندے کی قدرت میں نہیں کہ اسے رد کر دے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے مقسوم میں رکھا

ہے۔ بلکہ ادب یہی ہے کہ اسے ردنہ کرے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرے۔ کیونکہ اکابر جو کہ دنیا کے بادشاہ ہیں ان کے انعامات کو رد کرنا ان کی بے ادبی ہے تو حق جل وعلاء کے حضور یہ عمل زیادہ بے ادبی ہے۔

حسد اور بغیر حسد ناپسند کرنے کا میزان

اور اے بھائی! میں تجھے ایک میزان سکھاتا ہوں جس کی بدولت تو پہچان لے گا کہ تجھے بطور حسد کون ناپسند کرتا ہے اور کون تجھے کسی اور وجہ سے ناپسند کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جسے تو دیکھے کہ تجھے ناپسند کرتا ہے اور مذاق اڑانے والوں کی مجالس میں تیری ہتک حرمت کرتا ہے اور تیرے خلاف مخلوق کے حاکم کے ہاں اور دار آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں تیرے خلاف صحیح دعویٰ کی صورت بیان نہیں کرسکتا ہے تو جان لے خالص حاسد ہے۔ پس اپنے آپ کو اس قصد سے اس کی زیارت کی مشقت میں نہ ڈال کہ وہ تجھ سے محبت کرے گا۔ کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے دشمن کے ہاں موجود حسد کو زائل کرنے کے لئے اس کے پاؤں چومے اور اس کے لئے تواضع کرے کیونکہ تو اپنے نفس کو بے محل ذلیل کرے گا اور اس کے نفس کو ناحق بڑا کرے گا۔ انتہی۔ پس سمجھ لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دشمن کی زیارت کو اس کے دینی نفع کے قصد سے مقدم رکھنا

میں اپنے دشمن کی زیارت کو اسی کے دینی نفع کے قصد سے مقدم کرتا ہوں کہ اصل میں اس کی عداوت میں تخفیف ہو اور وہ تنقیص ترک کردے جو کہ گناہ کا موجب ہے۔ نہ کہ اس کے نفع سے قطع نظر مجالس میں میری تنقیص سے میرے نفس کی نفرت کی وجہ سے کیونکہ فقراء اس سے بھی زیادہ برداشت کرتے ہیں۔ جس طرح کہ خاتمہ میں اس کی تفصیل آئے گی۔ اور اس میں یہ ہے کہ جو شخص فقیر صادق کو اس کلام کی بدولت جو وہ اس کے بارے میں کرتا ہے متغیر کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم اس چیونٹی کا ہے جو کہ پہاڑ پر اس ارادے سے پھونک مارتی ہے کہ اسے اس کی جگہ سے ٹال دے۔ نیز اگر فرض کرلیا جائے کہ فقیر صادق اس کلام سے متاثر ہوا جو کہ اس کے بارے میں کیا گیا تو یہ کسی صحیح غرض کے لئے ہوگا۔ جیسے کہ وہ اپنے کمزور شاگردوں اور پیروکاروں پر خوف کرے کہ یہ اس سے نفرت کریں گے پس اپنے بارے میں اس کی نصیحت سے نفع حاصل نہیں کرسکیں گے۔ نیز وہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو کہ اس کے لئے اس کا حق لے گا۔ اس سے اس کے دشمن کی گفتگو کا ایک ذرہ بھی اوجھل نہیں۔ پس وہ اس پر راضی ہے۔ اور اگر عبد کے لئے منکشف ہو تو وہ اپنے اپ کو اور اپنے مخالف کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں دیکھے کہ وہ سب کچھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے جو کچھ اس کے بعض بندے دوسروں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں۔ اور اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو فرشتے لکھنے والے محافظ کے طور پر بھیج رکھے ہیں جو کہ ہر بندے سے صادر ہونے والے الفاظ ان دونوں کے حق کی نگہبانی کے لئے لکھ لیتے ہیں جب ان میں سے ایک بھول جائے کہ دوسرے نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور جو اس پر یقین کے ساتھ ایمان لایا اس کا اپنے دشمن سے بدمزہ ہونا ختم ہوجاتا ہے۔

مسلمانوں کو ناحق ناپسند کرنے کا نقصان

اور اے بھائی! جان لے کہ مسلمانوں کو ناحق ناپسند کرنا، ناپسند کرنے والے کے دین میں نقص پیدا کردیتا ہے۔ پھر یہ نقص کراہت

کی قلت وکثرت کے مطابق کم وبیش ہوتا ہے۔ پس جو شخص مثلاً اپنے اہل شہر کے دسویں حصے سے بغض رکھتا ہے اس کے دین کا دسواں حصہ ناقص ہوا۔ جو چوتھائی کو ناپسند کرتا ہے اس کے دین کا چوتھائی حصہ ناقص ہوا۔ اور اسی طرح نصف۔ تین چوتھائی اور کم وبیش کا حال ہے۔ پس جس نے اسے سمجھ لیا جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ خود اپنے دین کی حفاظت کی خاطر کبھی بھی کسی مسلمان کو ناحق برا نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اس مقام کے ساتھ تخلق کے لئے حکمت عملی

اور جو بھی اس مقام کے ساتھ تخلق کا ارادہ کرتا ہے اسے کسی سچے شیخ کے ہاتھ پر طویل مجاہدے کی ضرورت ہے۔ جس کے ہاں اپنے معاصرین میں کسی کے متعلق عداوت اور کراہت نہ ہو۔ اور آج کے دور میں یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہے۔ اور میں نے مشائخ زمانہ کی صورت میں بیٹھنے والوں میں سے کئی ایک کو آزمایا ہے لیکن چند ایک کے سوا کوئی بھی عداوت سے بچا ہوا نہیں پایا۔ جیسے سیّدی الشیخ سلیمان الخضیری۔ شیخ ابراہیم الذاکر اور ان جیسے دیگر حضرات۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع یاب فرمائے۔ اور یہ سب کچھ طریقت کے دعوے داروں کے نفوس کی ریاضت کی کمی۔ اور ان کی بشریت کی آگ بجھنے اور اس کی کثافتوں کے زائل ہونے سے پہلے ہی مشیخت کے لئے براجمان ہونے میں ان کے جلدی کرنے کا شاخسانہ ہے۔

شیخ کی صورت میں بیٹھنے کے لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن صریح کی ضرورت

اور میں نے سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ کو پایا کہ آپ کسی کو مشیخت کے سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اس کے بعد کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو صراحتاً ان لفظوں میں اجازت عطا فرماتے: فلاں سے کہو کہ خلق کے لئے ظاہر ہو اور لوگوں کو نفع پہنچائے۔ پس جب آپ کا وصال ہو گیا تو مصریوں ہو گیا گویا یہ تربوز کا کھیت ہے جو اجڑ گیا اور اس میں مویشی چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ پس عاقل وہ ہے جس نے اپنے نفس کی خیر خواہی کی اور طریق کسی باصلاحیت سے حاصل کیا۔ اور سجادہ پر ان کی اجازت کے بعد ہی بیٹھا۔ اور آج میں اسے نہیں جانتا جو مصر میں اپنے شیخ کی اجازت سے بیٹھا ہو مگر قلیل۔ اسی لئے ابناء خرقہ کے متعلق ان کی عداوت عام ہو گئی ہے۔ چنانچہ تو ان میں سے ایک کو اپنے ساتھی سے ایسی کراہت کرتا پائے گا جس طرح کہ فاسق و فاجر لوگ ابرار سے کراہت کرتے ہیں گرچہ وہ ایک ہی محلہ میں رہتے ہوں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں سے کئی ایک کو دیکھا کہ مر گئے لیکن ان کے معاصرین میں سے کوئی جنازے میں حاضر نہ ہوا۔ اور اگر کسی شیخ کے ہاتھ پر ان لوگوں نے اپنے نفوس کی کثافتیں دور کی ہوتیں تو شرعی رحمت اور شفقت کی وجہ سے ہر اس شخص سے محبت کرتے جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ہر اس شخص سے کراہت کرتے جو اس کا نافرمان ہے۔ جس طرح کہ والد اور والدہ اپنے چھوٹے بچے کے لئے غضب اور الفت کا فعل اور قول کے ساتھ اظہار کرتے ہیں جبکہ ان کا قلب اس پر مہربانی کرتا ہے۔

قصہ مختصر جب تو کسی فقیر کو کمال کا دعویٰ کرتا دیکھے جبکہ وہ ایسے ہی مدعی کمال فقیر کو ناپسند کرے تو طریق میں دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ یا نفس الامر میں دونوں میں سے ایک۔ اور میں بچہ تھا کہ لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر طریق فقراء کی اتباع میں اور کوئی خیر نہ ہوتی سوائے

اس کے کہ ان میں سے ایک شخص سے اس کے بھائی کے متعلق پوچھا جائے جس پر یہ ناراض ہے کیسا ہے تو کہتا ہے کہ کیا ہی اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا تو ان کے طریق کی اتباع پر ابھارنے کے لئے یہی کافی تھا۔ بخلاف ان کے غیر کے کہ جب تو اسے کسی ایسے کے متعلق پوچھے جس پر وہ ناراض ہو تو کہتا ہے کہ کیا ہی برا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔ جبکہ آج کے اکثر فقراء اپنے بھائیوں کے متعلق کسی کو تعریف کرتا دیکھیں تو کہنے لگتے ہیں کہ کیسا ہی برا شخص ہے جس کا تو نے ذکر کیا اور اس کے سامنے بدمزگی اور ترش روئی کا اظہار کرتا ہے۔

بطور مثال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

اور ہمیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک شخص کے درمیان کچھ بدگمانی تھی۔ جب آپ کے سامنے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی مدحت سرائی کرنے لگے۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جو کچھ میرے اور اس کے درمیان واقع ہوا ہمارے دین تک نہیں پہنچا۔

امام شعرانی کا واقعہ

اور میرے ساتھ ایسا واقعہ گزرا کہ ایک شخص میرے ہاں طلب تلقین کی خاطر آیا۔ میں نے اس میں ہمت نہ دیکھی۔ چنانچہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے اون کا عمامہ پہنا۔ شملہ لٹکایا۔ اور جوانوں اور عوام کا ایک گروپ جمع کر لیا۔ اور ان سے کہا: آؤ مجھ سے طریق تصوف حاصل کرو۔ اس سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ تمہارا شیخ کون ہے؟ تو کہنے لگا: میں نے فلاں سے فیض حاصل کیا ہے۔ لیکن اس شیخ کے شاگردوں نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ تو اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے کسی دوسرے شیخ سے تلقین حاصل کی۔ اس شیخ کی جماعت نے اسے جھٹلا دیا۔ پھر اس نے دعویٰ کیا کہ سیّدی علی المرصفی نے اسے خواب میں تلقین فرما کر اذن عطا کیا ہے۔ جبکہ یہ سب کچھ جھوٹ اور فریب ہے۔ پھر اسنے ہجرت فی الطریق کے قدیم فقراء کا لباس اختیار کر لیا اور اس طرح ہو گیا گویا وہ انہیں میں ایک ہے۔ میں نے اسے رقعہ لکھا جس میں مشائخ طریق میں ایک کی طرف اسے راہنمائی کی کہ ان کی شاگردی کرے اور اگر وہ اسے اہل پائیں گے تو اسے مجاز کر دیں گے۔ لیکن اس نے تعمیل نہ کی۔ پس میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔ آمین۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مسلمان سے ناحق بغض رکھنے والے کے متعلق حسن اصلاح

جسے میں دیکھوں کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ناحق بغض رکھتا ہے تو اس کی اصلاح کے لئے اچھی حکمت عملی اختیار کرتا ہوں اور وہ اس طرح کہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس کے لئے خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ اسے کھانا پیش کرتا ہوں وغیرہ ایسے معمولات جو کہ قلوب کو محبت کی طرف مائل کریں۔ تو جب وہ میری طرف مائل ہو جائے اور مجھ سے محبت کرنے لگے تو میں چوری چھپے اس سے ایسی صفات کا ذکر کرتا ہوں جو اس کے دل کو دھیرے دھیرے اس کے دشمن کی طرف مائل کریں۔ اور میں ان دونوں میں سے کسی ایک سے کبھی نہیں کہتا کہ جب تک فلاں تجھ سے ناراض ہے میرے پاس دوبارہ نہ آنا۔ کیونکہ وہ اسے اپنے دشمن کے ساتھ تعلق کا مفہوم اخذ کرے گا۔ چنانچہ ہماری نصیحت پر کان نہیں دھرے گا۔ کیونکہ اس نے ہمیں اپنا مخالف قرار دے دیا۔ پس ہمیں کسی تیسرے شخص کی ضرورت ہوگی جو ہمارے

مابین صلح کرائے۔ خصوصاً جب کسی فقیر کا نام دنیا میں مشہور ہو جائے تو وہ لوگوں کے لئے دشمن اور دوست کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ جس طرح کہ امیر کے ہاں دشمن اور دوست سب آتے ہیں اور اسے ممکن نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک کو لوٹا دے۔ اور فقیر کی یہ شرط ہے کہ ہر آنے والے کے لئے بطریق شرعی خندہ پیشانی سے پیش آئے تا کہ اس کا حق واجب ادا ہو۔ جبکہ اس کا دل مخالفین میں سے کسی ایک کے لئے تعصب سے پاک ہو۔

حسن اصلاح کا ایک واقعہ

اور جب اہل مصر ۹۵۹ھ میں تمام مساجد کے منتظمین کو معطل کرنے کی وجہ سے ان سب کے انچارج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اہل مصر دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ اس کے ساتھ اور دوسرا اس کے خلاف۔ اور دونوں فریق میرے پاس آنے لگے۔ تو میں دونوں میں سے ہر فریق کو دوسرے کی پس پشت اس سے محبت کی تلقین کرتا۔ اور اسے ایسا قدم اٹھانے سے روکتا جو اس کے مخالف کو نقصان دے۔ جبکہ وزیر علی پاشا اہل مصر کے موافق تھا۔ چنانچہ انچارج میری دلجوئی کے لئے میرے پاس آیا۔ میں نے اسے نیکی میں امیر کی طاعت کے وجوب کا مسئلہ سمجھایا۔ اور یہ کہ پس پشت اس کی خیانت نہ کرے۔ حاسدوں میں سے ایک کو انچارج کے میرے پاس آنے کی خبر پہنچ گئی۔ وہ پاشا کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ انچارج فلاں کی زیارت کو گیا اور اس نے اسے عزت بخشی۔ اور یہ اس لئے کیا کہ پاشا کے دل کو مجھ سے متنفر کرے۔ پاشا نے اس سے کہا کہ تو نے شعرانی کو اس سے کیا کہتے ہوئے سنا۔ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا کہا۔ چنانچہ اس نے اسے ڈانٹا اور اس کی بات پر کان نہ دھرا۔ میں نے باشا کو اس خطرے کی بنا پر خط لکھا کہ کہیں میری وجہ سے اس کے دین میں نقصان وارد ہو۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ میں نے ہی انچارج سے ملاقات طلب کی تھی تا کہ اسے آپ کا ادب سکھاؤں۔ آپ کی طاعت کے وجوب اور آپ کی مخالفت کے حرام ہونے کی خبر دوں۔ پس وہ اس کی وجہ سے مجھ سے راضی ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ فقراء کے متعلق میرا یہی گمان ہے۔ چنانچہ جب وہ بیمار ہوا اور میں نے قلعہ میں اس کی مزاج پرسی کی تو اس کے دل میں کوئی انقباض نہ پایا۔

پس اے بھائی! کسی فقیر کے متعلق یہ گمان کرنے سے پرہیز کر کہ وہ باطل طریقے سے دو مخالفین میں سے ایک کے لئے تعصب رکھتا ہے۔ جس طرح کہ دنیادار کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹا گمان ہے۔ اس لئے کہ فقراء لوگوں کے درمیان صرف ان کی بہتری کے لئے آتے جاتے ہیں۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- امور سیادت میں اپنے آپ کو مقدم نہ کرنا

میں اپنے بھائیوں میں سے کسی پر ان امور میں سے کسی چیز پر اپنے آپ کو مقدم نہیں کرتا جس میں سرداری کا پہلو ہو مگر جب وہ خوش دلی سے مجھ سے اس بارے میں سوال کریں یا کوئی مصلحت ہو جسے میں عدم تقدیم کی مصلحت پر راجح جانوں۔ چنانچہ میں مجلس ذکر شروع نہیں کرتا مگر جب کہ وہ سب کے سب مجھ سے اس کا سوال کریں۔ بشرطیکہ وہاں اشراف یعنی سادات میں سے کوئی نہ ہو اور نہ ہی کوئی مجھ سے عمر میں بڑا ہو۔ پس اگر وہاں کوئی مجھ سے عمر میں بڑا ہو یا سید ہو گرچہ کمسن ہو تو اس کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں گرچہ وہ مجھ سے اس

بارے میں سوال کرے۔ یہ اپنے سے عمر میں بڑے اور اس کے ادب کے لئے جو کہ مجھ سے اشرف ہے۔ پھر جب میں مذکورہ شرط کے ساتھ مجلس شروع کردوں تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں لوگوں کے اللہ تعالیٰ کا ذکر جلد سننے کا قصد کرتا ہوں۔ ثواب وغیرہ کسی اور علت کے نہیں۔ اور یہ ایسا خلق ہے کہ اپنے زمانے میں کسی کو میں نے اسے اپنانے والا نہیں دیکھا مگر قلیل بلکہ بعض کو میں نے ذکر کی ابتداء کے لئے جھگڑتے ہوئے دیکھا۔ اور بعض کو شریف سے (یعنی سید سے) خدمت لیتے ہوئے دیکھا۔ اور اس سے سجادہ اٹھواتا ہے کہ اس کے لئے بچھائے۔ اور یہ سب کچھ مراتب سے جہالت ہے۔ اور اس کی تفصیل اس کتاب کے کئی مقامات میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کئی دفعہ میرے پاس دو آدمی یا اس سے زیادہ جھگڑتے ہیں تو میں ان دونوں سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے پہلے افتتاح کریں۔ پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - ملکیت حق تعالیٰ کے ساتھ اپنی ملکیت کا تسو. نہ کرنا

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے جو چیز عطا فرمائے میں اس میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے ساتھ اپنی ملکیت ہرگز نہیں جانتا۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے قبول کرتے ہی فوراً اس سے مالک حقیقی کی طرف دست بردار ہو جاتا ہوں۔ اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اور از راہ ادب پہلے قبول کر لیتا ہوں اور رد نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موجودات میں جو کچھ ہے صرف اپنے بندوں کے لئے ہی پیدا فرمایا ہے۔ کہ وہ خود تو سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔ پس اسے میں اس سے قبول کر لیتا ہوں۔ اور اسے اتنی مدت باقی رکھتا ہوں کہ اس کی قبولیت متحقق ہو جائے تاکہ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرسکوں جس نے مجھے اس پر خلافت بخشی۔ اور اگر اس عطاء کی نسبت میرے لئے نہ ہوتی تو کسی کے لئے کسی نعمت پر شکر صحیح نہ ہوتا جیسے کھانا پینا وغیرہما۔ وہ صرف ایجاد اور امداد کی نعمت پر شکر کرتا جیسے ملائکہ۔ کیونکہ ہمارے لئے روایت وارد نہیں ہوئی کہ وہ کھانے پینے۔ سواری۔ نکاح۔ گھر اور ہمارے لئے خاص دیگر چیزوں میں سے کسی کے محتاج ہوں۔

مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت

اور ہم نے جو کہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ عطاء کی حقیقت یہ ہے کہ عطاء کرنے والے کی ملک سے اس کی ملک میں منتقل ہو جائے جسے عطاء کی گئی۔ اور حضرت باری جل وعلا کے حضور ہمارے حق میں یہ درست نہیں۔ کیونکہ عبد اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں داخل ہوتا ہے بالاجماع اس کے مالک کے لئے ہے۔ اور یہ صحیح نہیں کہ حق جل وعلا کی اور بندے کی ملک ایک معین چیز پر حقیقت واحدہ کے ساتھ ایک ساتھ وارد ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے جبکہ بندہ حدود متعلقہ بالخلق کی حیثیت سے نہ کہ متعلقہ باللہ جل وعلا کی حیثیت سے مالک مجازی ہے۔ پس ملکیت عبد کی انتہاء یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی چیز میں نائب ہے۔ اسے نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اپنی طرف سے خرچ کرتا ہے۔ اور بس۔ جیسے وکیل محض اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی کتاب المنہاج جو کہ امام محی الدین النووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے کی عبارت (کا ترجمہ یہ ہے) اور اظہر مذہب میں بندہ اپنے مالک کے مالک بنانے پر مالک نہیں بنتا۔

غصب حرام ہونے کے متعلق سوال اور جواب

اگر کہا جائے کہ جب بندہ کسی شے کا مالک نہیں ہوتا تو اس کا مال غصب کرنے کی حرمت کہاں سے آئی؟ تو جواب یہ ہے کہ ہمارے

پاس غصب کی حرمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کی ملک کی جہت سے نہیں آئی۔ یہ تو اسے حق جل وعلا کے دوسرے بندوں کے مقابلے میں بطور نائب قرار دیکر اس کا مالک بنانے کی جہت سے آئی ہے جس طرح کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ پس جب غاصب حد سے آگے بڑھا اور اس نے وہ چیز لے لی جس میں حق تعالیٰ نے اسے خلیفہ نہیں بنایا اس لئے کہ اس میں اس کے غیر کو خلیفہ بنایا ہے تو اس بنا پر اسے سزا دی گئی۔ گویا حق جل وعلا کی زبان کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی سے کوئی چیز طریق شرعی کے بغیر لے لی میں اسے عذاب دوں گا۔ پس اسے عذاب تو اس حیثیت سے ہے کہ اس نے اسے طریق شرعی کے بغیر حاصل کیا نہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بندے کے مالک ہونے کی حیثیت سے۔ پس اس علت کو سمجھ لے جو قوم نے بیان کی ہے۔ اور یہ علت میں اختلاف ہے نہ کہ حکم میں۔ کیونکہ قوم کا غصب کی حرمت پر اجماع ہے گرچہ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عبد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی شے کا مالک نہیں۔ اور یہ کہ وہ اس کا سزا کا مستحق ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے غاصب کو ڈرایا ہے۔ پس قوم نے علماء کے ساتھ غصب کی حرمت اور صاحب غصب کے سزا کا مستحق ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ اور ان کا علت میں اختلاف کرنا حکم میں عیب پیدا نہیں کرتا۔

اور ہم نے جو یہ تقریر کی ہے کہ عبد مالک نہیں اور یہ کہ کسی چیز کے غصب کی حرمت کے لئے اس کے صاحب کا اس کا مالک حقیقی ہونا شرط نہیں اس کی تائید ہمارے علماء کا یہ قول کرتا ہے کہ گوبر۔ لید کا غصب حرام ہے حالانکہ یہ مملوک نہیں ہوتے۔

مع اللہ تعالیٰ عبد کی ملکیت کے متعلق ایک وضاحت

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ عبد کا ذوقی مقام شہود کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی شے کا مالک نہیں ایک ایسا مقام ہے جس کا ذوق طریق قوم میں اپنے داخلے کے آغاز میں مرید پاتا ہے۔ یہ کوئی گرانمایہ مقام نہیں جس طرح کہ وہ شخص گمان کرتا ہے جسے طریق کا سلوک حاصل نہیں۔ چنانچہ وہ ایسی صورت حال کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ خواص کا مقام ہے۔ اور اگر وہ طریق قوم میں داخل ہوتا تو پہچان لیتا کہ یہ ذوق تو مرید کو طریق قوم میں پہلا قدم رکھتے ہی حاصل ہو جاتا ہے جس طرح کہ باب اول میں اس کی وضاحت گزر چکی۔ پس بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا باطن روشن ہو جاتا ہے۔ تو وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ ملکیت اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ فعل اللہ عزوجل کے لئے ہے اور وجود حق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور جو شخص اس مقام کا اپنے ذوق کے حوالے سے مدعی ہو اس کی سچائی کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر اس کے پاس ہزار دینار اور کپڑوں اور سامان کے انبار ہوتے جو کہ اس کے گھر سے چوری ہو گئے تو اس سے اس کی ملکیت زائل ہونے کی وجہ سے ایک رونگٹا بھی متغیر نہ ہوتا۔ وہ تو یہ سامان لے جانے والے کے دین کے ناقص ہونے سے متاثر ہوتا ہے۔ بلکہ وہ سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں نے جس چیز کی انہیں ضرورت تھی اپنے آقا کے مال سے لے لی نہ کہ اس کے بندے کے مال سے۔ اور اس کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت مال لے جانے والے کے شامل حال ہونے کو ترجیح پاتی ہے۔ پس وہ متاثر نہیں ہوتا جس طرح کہ اس کی تقریر گزر چکی۔

لا فاعل الا اللہ کے مدعی کے سچا ہونے کی کسوٹی

اور اسی طرح اس کے اپنے اس دعوے میں کہ لا فاعل الا اللہ سچا ہونے کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر اسے کسی انسان نے تلوار ماری تو اس

مارنے والے پر متغیر نہ ہو مگر اس حیثیت سے جو کہ مذکور ہوئی۔ تو جس نے ہماری مذکورہ وضاحت کا ذوق حاصل کیا اسی سے ذوقاً اور شہوداً یہ کہنا اچھا لگتا ہے کہ لا ملك. لا فعل الا للّٰه تعالٰی۔ اور وہ اسے خلق کی طرف کبھی منسوب نہیں کرتا مگر صرف ان کی طرف نسبت تکلیف کی مقدار کے مطابق۔ پس پتہ چلا کہ جب وہ اپنے مال کے لے جانے یا اسے مارنے سے بدمزہ ہوا تو الملك والفعل للّٰه تعالٰی اس کی توحید علم ہے۔ ذوق نہیں۔

امور دنیا کی عارفین کی طرف نسبت کا حکم

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام امور دنیا جو کہ عارفین کے ہاتھوں میں ہیں جن کی ملکیت ان کی طرف منسوب ہے اس کی نسبت کا حکم گھر کے دروازے اور چارپائے کی زین کا حکم دونوں برابر ہیں۔ تو اگر گھر دروازے کا مالک ہو یا چارپایہ زین کا مالک ہو تو اسی طرح عبداللہ تعالیٰ کے ساتھ مالک ہوگا۔ پس عارفین اپنے پروردگار کا اس کی عطاء پر شکر صرف اس حیثیت سے کرتے ہیں کہ اس نے انہیں اس چیز سے نفع حاصل کرنے کا وجہ شرعی کے مطابق اختیار دیا نہ اس حیثیت سے کہ یہ ان کی ملک ہے۔ اور اس کی مثال وہ ہے جو کہ ابھی ہم نے قوم کے نزدیک حرمت غصب کے سلسلے میں بیان کی۔ یہی ان تمام چیزوں میں عارفین کا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم اس سے متحقق ہیں۔ پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ دارین میں اپنے لئے کوئی ملکیت نہیں سمجھتا۔ میں تو اپنے آپ کو اپنے آقا کے احسان میں غرق سمجھتا ہوں۔ کھاتا ہوں۔ پہنتا ہوں۔ نکاح کرتا ہوں اور اپنے مالک کے مال سے خرچ کرتا ہوں۔ پس برابر ہے کہ وہ مجھے کچھ عطا فرمائے یا عطا نہ فرمائے میرے نزدیک برابر ہے کیونکہ مجھے نسبت عطا کے سوا اس کے ساتھ ملک کا شہود حاصل نہیں۔ یعنی صرف اس پر شکر کرنے کی خاطر۔ جیسا کہ اس کی تقریر گزر چکی۔

امام شعرانی کی ذوقی توحید فعلی کے دو واقعات

اور طریق قوم میں میرے داخلے کے اوائل میں میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ ایک شخص خان الخلیلی کے بازار میں مجھے ملا جسے میں پہچانتا نہیں۔ اس نے میری گردن پکڑ لی اور مارنا شروع کر دیا۔ اور وہ کہہ رہا تھا کہ اس شخص نے میری بیوی کو بگاڑ دیا۔ چنانچہ وہ مجھے کھینچتا ہوا جامع ازہر کے قریب لے گیا۔ اب اس نے میرے چہرے میں نظر کی اور کہنے لگا مجھ سے تمہارے بارے میں غلطی ہوگئی۔ جبکہ میں اسے کہہ رہا تھا کہ میں تیرے حق میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اور اس کے متعلق میرا ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوا۔ بلکہ میں اس حرکت کے خالق کی طرف نظر کر کے خوش ہو رہا تھا جس کے ذریعے اس نے مجھے مارا۔ اور اس قول کے خالق کی طرف دیکھ کر جس نے میرے بارے میں کہا۔ چنانچہ مجھے پتہ چل گیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے توحید فعلی ذوقاً سے متحقق ہو چکا ہوں۔

اور اسی طرح میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا کہ مجھ پر لازم کیا گیا کہ امیر محی الدین ابن ابی اصبع کو حاضر کروں جبکہ وہ سلطان احمد سے چھپ گیا۔ چنانچہ والی کے کارکنوں نے پکڑ لیا اور مجھے والی کے سامنے واسطہ بنانے کے لئے کھینچ کر لے گئے۔ تو مجھ سے ایک رونگٹا بھی متاثر نہ ہوا بلکہ میں مسکراتا رہا۔ حتیٰ کہ والی کو تعجب ہوا۔ اور اس نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ پھر اس نے میرے حق میں استغفار کیا۔ پھر سلطان

کا غضب اس والی پر لوٹا۔ چنانچہ اسے پکڑ کر برج میں سزا دی گئی اور وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر پابندی کر تجھے سیدھی راہ ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ فاسق مسلمانوں کے لئے بازو جھکانا

میں حشیش استعمال کرنے والوں۔ جوا کھیلنے والے اور ظلم کرنے والے فاسق مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرتا ہوں اور ان میں سے کسی کو اپنے جی میں حقیر نہیں گردانتا مگر صرف اس فعل مذموم کے حوالے سے جب وہ اسے اپنا رہے ہوں۔ پس جب وہ اس سے جدا ہو جائے اور مثلاً وضو کرے اور نماز پڑھے تو میں اس پر محمول کرتا ہوں کہ اس نے توبہ کر لی ہے اور نادم ہو گیا ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فاخوانکم فی الدین (التوبة آیت ۱۱) پس اگر توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں) اور میں نے شیخ ابوالسعود الجارحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک حشیش استعمال کرنے والے کے لئے تواضع کرتے دیکھا۔ میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو فرمانے لگے کئی دفعہ وہ مجھ سے حال میں اچھا۔ قلب کا زیادہ صاف اور میرے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

فاسقوں کے لئے تواضع کے بارے میں ضروری وضاحت

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فاسقوں کے لئے تواضع نہیں چاہئے مگر داعی الی اللہ باعمل علماء کو کیونکہ یہ حضرات ان کے مغالطہ کی وجہ سے فتنہ سے امن میں ہیں۔ بخلاف عوام کے کیونکہ یہ بسا اوقات اہل معاصی کی محبت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور اسی میں گر پڑتے ہیں جس میں وہ گرے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ داعی الی اللہ باعمل علماء پر قصد صحیح کے ساتھ فاسقوں کے لئے کلام میں نرمی کرنے میں کوئی ملامت نہیں۔ وہ یوں کہ اس سے ان کا مقصد یہ ہو کہ فاسقوں کے قلوب کو اپنی محبت کی طرف مائل کریں تاکہ ان کی نصیحت پر کان دھریں۔ کیونکہ فاسقوں پر تکبر اور ان کی حقارت کا اظہار ان کے قلوب میں نفرت پیدا کرتا ہے۔ اور اے بھائی! شکاری کے حال پر غور کر جب وہ بڑی مچھلی شکار کرتا ہے اور اسے خطرہ ہو کہ اس کا دھاگہ ٹوٹ جائے گا اسے کس طرح دھوکہ دیتا ہے اور اس کے لئے دھاگہ ڈھیلا کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ دور ہو جاتی ہے۔ پھر اسے تھوڑا تھوڑا کر کے حیلے سے کھینچتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے ہاتھ کے نیچے آ جاتی ہے اور وہ اس پر قبضہ جما لیتا ہے۔ اسی طرح اہل معصیت سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ان کے اور احکامات شرعیہ کی محبت کے درمیان فصیل حائل ہوتی ہے پس وہ انہیں اپنانے کا ذوق نہیں پاتے۔ بخلاف معصیتوں کے کیونکہ قریب ہے کہ ان کی محبت ان کے نفوس کی جبلت میں داخل ہو جائے۔ پس اہل معاصی تو اہل طاعات کے دشمن ہو چکے ہیں۔

اور ایک دفعہ میں نے ایک فقیہ کو دیکھا جس نے ایک شخص کو حمام میں ران کھولے دیکھا۔ اس نے از روئے حقارت اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اے قلیل دین والے! اپنی ران ڈھانپ لے۔ اس شخص کا نفس متحرک ہوا اور اس نے اپنی کمر سے چادر ہی اتار پھینکی اور کہنے لگا: اے فقیہ! اب میں ننگا ہی بیٹھا کروں گا۔ اور اگر فقیہ نے اسے شفقت مہربانی کے ساتھ اور حقارت کے بغیر کہا ہوتا: اے بھائی! تو

اہل مروت سے ہے۔ ہر کسی کو ران کھولنے کے بارے میں تیرا عذر معلوم نہیں اور مجھے تجھ پر غیرت آتی ہے کہ تجھے ناپسند کرنے والا کوئی شخص تجھے ران کھولے دیکھ لے تو تجھے حقیر جانے گا وغیرہ۔ بسا اوقات وہ اسے کہتا کہ اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھے جزائے خیر دے اور اپنی ران چھپالیتا۔

داعی الی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے طریق اصلاح کی معرفت لازم ہے

اور محققین نے فرمایا ہے کہ داعی الی طرق اللہ تبارک وتعالیٰ کی شرائط سے ہے کہ دعوت سے پہلے طریق اصلاح کو پہنچانے تاکہ ہر انسان کو اس طریق سے دعوت دے جس سے اس پر اس کی طاعت آسان ہو۔ پس پہلے تو مدعو کے لئے طریق کی تمہید باندھے گرچہ اسے ہدیہ یا لباس بھیج کر یا اسے پھل یا لذیز خوشبودار مٹھائیاں کھلا کر وغیرہ جس سے اس مدعو کا نفس نصیحت کنندہ کی طرف مائل ہو۔ پس جب اس کی طرف محبت کے ساتھ مائل ہو جائے تو اب آہستہ آہستہ اسے بتائے کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا غضب۔ اس کی ناراضگی اور اس کے رزق تک رسائی مشکل اور آفات سے حفاظت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ صاحب حالت نصیحت سننے اور اس پر عمل کی طرف جلدی کرتا ہے۔ اس لئے اس میں اپنی بہتری اور دنیا و آخرت کی مصلحت سمجھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة (النحل آیت ۱۲۵) (اے محبوب) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلایئے)

حکمت اور موعظہ حسنہ سے مراد

اور عارفین میں سے بعض نے فرمایا: حکمت سے یہاں مراد داعی کا مدعوین کی طرف حاجت سے بے نیاز ہونا ہے۔ پس ان کی طرف کھانے۔ پہننے وغیرہ میں محتاج نہ ہوتا کہ دنیوی علت کی خاطر ان کے سامنے ذلیل نہ ہو اور یوں اس کی وجاہت جاتی رہے اور عاصیوں میں سے کسی کے قلب میں اس کا کلام اثر نہ کرے۔ کیونکہ اس وقت وہ مدعو کے عیال میں سے شمار ہوگا۔ اور کنبہ اپنے کفالت کرنے والے کے تحت ہوتا ہے۔ چاہے یا نہ چاہے۔

رہی موعظہ حسنہ تو اس سے مراد مدعو کے لئے نرمی کے ساتھ بات کرنا ہے۔ اور اس کی موجودہ حالت کے ترک میں جو اس کی مصلحتیں ہیں اور اسے ترک کرنے میں جو عذاب اور نقصان اس سے پھیر دیئے جائیں گے انہیں بیان کرے جیسے کہ پہلے گزر چکا۔ اور یہ ایسا باب ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ چنانچہ تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ ظالم کو حقیر جانتا ہے اور سر عام اس کی مذمت کرتا ہے یا اس کا انعام واحسان قبول کرتا ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ وہ اس کے حکم کی تعمیل کرے جبکہ یہ اسے وعظ کرے۔ اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ جب یہ اس کی مذمت کرے تو وہ اس سے متنفر ہوتا ہے اور جب اس کا انعام قبول کرے تو اس کے دل سے اس کی ہیبت چلی جاتی ہے۔ خصوصاً جب اس کے اس احسان کی بدولت اس کی مدح سرائی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ فلاں نے جو کچھ ہمارے ہاں بھیجا ہمیں اس کی ضرورت نہ تھی۔ بغیر ذالک۔

اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ کو نہیں چاہئے کہ آغاز صحبت سے ہی اپنے مرید کا کھانا کھائے تاکہ اس کی نظر میں

ہلکانہ پڑ جائے۔ بلکہ وہ جو کچھ اس کی طرف ہدیہ کرے حکمت عملی اور تبسم کے ساتھ لوٹا دے۔ اور اسے کہے کہ ہم سے زیادہ ضرورت مند کو دے دو کیونکہ اے بیٹے! ہم نے ایسے کام کے لئے تیری صحبت اختیار نہیں کی۔ پس اسے نفرت کے ساتھ ساتھ اس سے بے نیازی کا احساس دلائے۔

اصلاح امت کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی منجانب اللہ راہنمائی

اور ہمیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے عاصیوں کی ہم نشینی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے غیرت کرتے ہوئے نفرت کرتے۔ پس حق تبارک وتعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! راہ راست پر چلنے والے کو ضرورت نہیں جبکہ ٹیڑھا چلنے والے کی ہم نشینی اور اس کی کجی درست کرنے سے آپ کا نفس انکار کرتا ہے تو آپ کی رسالت کا کیا فائدہ؟ پس حضرت داؤد اس امر کے متعلق متنبہ ہوئے جس کی طرف آپ کی توجہ نہ تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ عاصی بنی اسرائیلیوں کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے لگے اور شفقت ورحمت کے ساتھ پابندی سے موعظہ حسنہ فرمانے لگے۔ پس وہ سب آپ کے مطیع ہو گئے مگر وہ جس پر کلمہ عذاب ثابت ہو چکا اور ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا یہ کہنا کہ نافرمانوں سے مانوس ہونا اور ان سے مل بیٹھنا حرام ہے اس کا محل وہ وقت ہے جب کہ یہ غرض شرعی کے لئے نہ ہو۔ پس سمجھ لے۔

اہل اسلام کے لئے تواضع میں فقیر کے لئے شرط

اور باب کے اوائل میں گزر چکا ہے کہ فقیر کی شرط سے یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے تواضع کرے اور اپنے آپ کو روئے زمین کے ہر فاسق سے اس حیثیت سے فروتر سمجھے کہ اسے اپنے خاتمہ کا علم نہیں۔ پس ایسا شخص عاصیوں کو امر بالمعروف کرے اور انہیں نہی عن المنکر کرے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو تقویٰ میں ان سے فروتر سمجھے۔ اور یہ کہ وہ ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ نافرمان ہے۔ اس کی نظر میں گناہ کی عظمت کی حیثیت سے یا اپنے اندر پائے جانے والے گناہوں کے شمار کی کثرت کے علم کی وجہ سے جس کا اسے دوسروں کے متعلق علم نہیں۔ اور اس کتاب میں آرہا ہے کہ عطاء السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں مخنثوں سے خدمت لیتے۔ اور جب اس بارے میں آپ کی ملامت کی گئی تو فرمایا کہ واللہ! میرے نزدیک ان کا حال مجھ سے اچھا ہے۔

اور قصری کی شرح شعب الایمان میں ہے کہ عارف مرتبہ کمال پر نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اپنا مرتبہ ان سفلی زمینوں کے مرتبہ کے نیچے سمجھے جن کے بعد کچھ نہیں مگر وہ جو عقل سے وراء ہے۔

اور ایک دفعہ میں نے ایسے شخص سے دعا طلب کی جسے میں نے بوسیدہ لباس میں دیکھا تو خجالت اور حیاء کی وجہ سے اس کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔ میں نے اس کے بابت سوال کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ایسی حالت میں ہے کہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ کسی کے لئے دعا کرے۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ صاف لباس پہنے ہوئے ہے تو اس نے کہا: گزشتہ دنوں آپ نے مجھے کہا کہ میرے لئے دعا کریں۔ اس نے میرے دل میں اثر کیا ہے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی اور وہ گناہ ترک کر دیئے جن کا میں مرتکب تھا۔

پس عارفین کا اپنے آپ میں دائمی حال سب سے بڑے نافرمان کے حال کی طرح ہے۔اور میں اپنے سجدے میں کئی دفعہ کہتا ہوں اللھم ان حلمك علی یرجح علی حلمك علی غالب الاولین والاخرین تو اس سے مجھے عظیم حلاوت ملتی ہے۔یعنی اے میرے اللہ! بیشک مجھ پر تیرا علم اکثر اگلوں پچھلوں پر تیرے حلم سے پرراجح ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-سب بھائیوں کے لئے نصیحت کی کثرت

میں اپنے تمام بھائیوں کے لئے نصیحت کی کثرت کرتا ہوں۔چنانچہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے ان میں سے کسی پر امر مذموم مخفی رکھا ہو اور نہ ہی اس سے خاموش رہا مگر طریق شرعی کے ساتھ۔اور اس سلسلے میں میری معاونت کا نکتہ یہ ہے کہ میں دنیوی علت کی خاطر ان کی صحبت میں نہیں بیٹھتا۔صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے ان کے پاس بیٹھتا ہوں۔اور میں ان کے پاس موجود دنیا مانگنے سے پرہیز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو ان کی رضا پر مقدم رکھتا ہوں۔اور میں پہچانتا ہوں اور مجھے تحقیق ہے کہ اگر میں غرض فاسد کے لئے ان کی صحبت اختیار کرتا تو ان کی ناز برداری میں اور ان کی نصیحت سے سکوت میں اس خطرے کے پیش نظر گر پاتا کہ کہیں ان کے قلوب مجھ سے بدمزہ ہو جائیں۔بلکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک خطیب نے ایک شخص کو اپنی دعوت پر بلایا تو اس نے کہا کہ اس شرط پر کہ تو میرے لئے ایک خاص قسم کا کھانا خریدے جو میں کھاؤں (یہ کھانا گوشت۔گوبھی کے پتوں اور ٹماٹر وغیرہ کے امتزاج سے تیار کیا جاتا ہے) چنانچہ اس نے اس کے لئے خریدا۔انتہی۔اور یہ شریعت سے خروج ہے۔

عالم موجودات میں مطیع ونافرمان کے وجود کی حکمت

اور قصہ مختصراً اگر میرے شاگرد میری ہر نصیحت پر عمل کریں تو سب کے سب زاہد۔ہادی۔مہدی۔باعمل علماء ہو جائیں۔لیکن مجھ سے پہلے اور نہ مجھ سے بعد دو قبضوں کے حکم کی بنا پر کسی داعی کے لئے یہ صحیح نہ ہو سکا۔پس کائنات میں جب تک سلطان شریعت قائم ہے مطیع اور عاصی کے بغیر چارہ نہیں۔اور یہ اس لئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا اس کی مخلوق پر فضل اور حلم ظاہر ہو۔اور داعی کو اس کی مخالفت کرنے والے پر صبر کرنے کا اجر دیا جائے۔کیونکہ اگر سب مطیع ہوتے تو اس سے صبر کا اجر فوت ہو جاتا۔اور اگر سب نافرمان ہوتے تو اس سے شکر کا اجر فوت ہو جاتا۔اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر رحمت اور شفقت کا غلبہ ہوا اور آپ نے تمنا کی لوگوں سب کے سب آپ پر اور اس پر ایمان لے آئیں جو آپ لے کر آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة (ہود آیت ۱۱۸) اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی (الانعام آیت ۳۵) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا)۔نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ولو شاء ربك لآمن من فی الارض کلھم جمیعا. افانت تکرہ الناس حتّٰی یکونوا مؤمنین. اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتیٰ کہ وہ مومن بن جائیں)

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب

العالمین۔

احسان خداوندی-ضرورت شرعیہ کے بغیر حکام کے پاس آمدورفت سے اجتناب

میں حکام کے گھروں میں آمدورفت نہیں رکھتا مگر ایسی ضرورت شرعیہ کے لئے جو میرے نہ آنے جانے پر میرے نفع یا کسی مسلمان کے نفع کی چیز کو ترجیح دے۔ پس معلوم ہوا کہ آمدورفت رکھنے اور نہ رکھنے میں اچھی نیت شرط ہے۔ بسا اوقات کوئی شخص حکام کے پاس آمدورفت کو ان پر تکبر کرتے ہوئے ترک کر دیتا ہے۔ اور یہ ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ قاضی عسکر اور محتسب اکثر لوگوں کے نزدیک یقیناً اس سے بڑے مرتبے کا ہے اور وہ اسے اس کے پس پشت اور روبرو اس سے اونچا قرار دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی شخص لوگوں سے کہے کہ میری تعظیم ایسی کرو جو کہ فلاں حاکم کی کرتی ہو تو وہ اسے مذاق کریں گے اور اس کی بات نہیں مانیں گے۔ پس عاقل وہ ہے جو اپنا مقام پہچانے۔

اور ان احسانات کے بیان میں آئے گا کہ عارفین میں سے ایک صاحب حکام کی تعظیم کیا کرتے اور کہتے کہ ان کے ساتھ ہمارا یہ ادب اس دنیا میں ہے۔ اور جب ہم دار آخرت کی طرف منتقل ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا ادب سکھائے گا۔ انتہی۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ اس سے مراد وہی حکام ہیں جو دین اسلام اور شرعیات کو دل سے مانتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ گرچہ ان میں عملی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں۔ مگر دین اسلام سے باغی۔ شرعیات کا مذاق اڑانے والے اور یہود ونصاریٰ کے اشاروں پر ناچنے والے غیر ذمہ دار حکام کسی تعظیم کے اہل نہیں۔ بلکہ ہر دور میں اہل اللہ ایسے حکام کی زجر وتوبیخ کرتے رہے ہیں اور یہی دستور آج بھی ان کے روحانی وارثوں کے لئے ضروری ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ان لوگوں میں سے کر دے جن کی حرکات وسکنات سونے کی طرح خالص ہوتی ہیں۔ آمین۔ اللھم۔ آمین۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-امراء کو ادب سکھانا

جب مجھے امراء یعنی فرماں رواؤں سے ملاقات کا اتفاق ہو تو انہیں ادب سکھاتا ہوں جبکہ یہ مجھ پر متعین ہو۔ کیونکہ انہیں نصیحت کرنے والا کبریت احمر سے بھی بہت نادر ہے۔ اکثر لوگ تو ان کی ہیبت یا ان کے شر کے خوف سے یا اس سے لاپرواہی کرتے ہوئے انہیں نصیحت کرنے سے شرم کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ فرماں رواؤں کے پاس نہ جاؤ گرچہ انہیں نصیحت کرنے کے قصد سے ہی ہو۔ اس لئے کہ تمہارا ان سے سلامت رہنا ان کے پاس جانے کی آفت سے مقدم ہے۔

اور جب میں وزیر علی پاشا کے ہاں مصر میں اس کے خیمے میں حاضر ہوا جبکہ وہ ماہ محرم ۹۶۱ھ کے آخری روز سفر کے لئے نکلا تو وہ مجھے خیمے سے باہر ملا۔ اور مجھے میرے بازو سے پکڑ کر اس نے اپنے بستر پر بٹھایا اور خود میرے سامنے بیٹھ گیا اور مجھے کہنے لگا: جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے تو استنبول میں ہمارے پاس رقعہ لکھ بھیجیں ہم پوری کریں گے۔ کیونکہ سلطان کے قریب ہونے کی وجہ سے ہمارا وہاں رہنا اہل مصر کے لئے زیادہ اچھا ہے۔ میں نے اسے کہا: بحمد اللہ تعالیٰ فقراء کے لئے حکام کے ہاں کوئی حاجت نہیں ہے لیکن آپ لوگوں

کو کوئی حاجت ہو تو ہمیں بتانا ہم اللہ تعالیٰ کے دربار سے آپ کے لئے اس کا سوال کریں گے۔ اس نے کچھ لمبے سر جھکائے رکھا پھر کہنے لگا: استغفر اللہ۔ آپ حضرات کا تعلق ذات حق سے ہے۔ جبکہ ہمارا تعلق اس کے بعض بندوں سے ہے۔ راستی آپ لوگوں کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہر چیز کی بادشاہی ہے۔

پس میرا اسے یہ بتانا کہ فقراء اللہ تبارک وتعالیٰ کے محتاج ہیں اس کی مخلوق کے نہیں۔ اور یہ کہ وہ بادشاہوں کے حق میں شفاعت کرتے ہیں جبکہ بادشاہ ان کے متعلق شفاعت نہیں کر سکتے۔ اس میں مقام فقراء کا بیان اور پاشا کو ان کے ادب کی تعلیم ہے۔ اور میں نے اس کے پاس آنے والے فقراء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اسے ایسا خطاب کیا ہو۔ اور نہ ہی اس کے لئے مقام فقراء بیان کیا اور نہ ان کا ادب سکھایا۔ بلکہ ان میں سے بعض نے مجھے کہا: جب آپ اس کے پاس جائیں تو اس سے کچھ دنیا کا سوال کرنا۔ اور اسے لوٹانا نہیں۔ پس وہ فقراء کے متعلق بدگمانی کرے گا۔ پھر وہ کسی کو کچھ نہیں دے گا۔ اور کہے گا کہ یہ لوگ انہیں کے ساتھ دنیا میں ہیں۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - دنیا نہ ملنے پر بدمزہ نہ ہونا

میں دنیا کی اس چیز کی وجہ سے بدمزہ نہیں ہوتا جو مجھ سے رہ گئی اور نہ ہی اس شخص سے بدمزہ ہوتا ہوں جس نے وہ چیز مجھ سے روک لی۔ کیونکہ مجھے یقین کی حد تک علم ہے کہ جو چیز مجھے نہیں ملی وہ میرا رزق ہے نہ مقسوم۔ پھر میں ایسی چیز پر غم کیوں کر کروں جسے حق تبارک و تعالیٰ نے میری قسمت میں نہیں لکھا۔ یا اس سے بدمزگی کا شکار ہو جاؤں جس نے بر بنائے وہم اسے مجھ سے روک لیا۔ اور اس زمانے میں یہ نادر خلق ہے جبکہ اکثر لوگ غمگین ہوتے ہیں اور اس شخص سے بدمزہ ہوتے ہیں جس نے ان کا رزق منقطع کرنے میں یا اسے اس کی ڈیوٹی سے نکال باہر کرنے میں کوشش کی۔ اور کئی دفعہ وہ اس کا دشمن ہو جاتا ہے جس نے اس کے رزق میں معارضہ کیا جس کے بارے میں اسے وہم تھا کہ وہ زندگی بھر ہمیشہ اسی کا رزق ہے۔

جامع ازہر کے ناقص الذہن خطیب کا واقعہ

اور میں نے ایک خطیب کو دیکھا ہے جو کہ جامع ازہر میں خطبہ دیا کرتا۔ جب سلطان سلیم مصر میں داخل ہوا اور اس نے جامع ازہر میں نماز ادا کی تو لوگوں نے کہا کہ آج صرف فلاں صاحب ہی خطبہ دیں گے کہ فصیح ہیں اور سلطان کے شایاں وعظ کرنا جانتے ہیں۔ اور جس کی اس جمعہ کو باری تھی اسے خطبہ سے روک دیا وہ ایسے خطبہ سے عاجز تھا۔ پس اس نے خطبہ دیا تو سلطان نے اسے پچاس دینار دینے کا حکم دیا۔ پس اس نے کہا کہ یہ تو میرے لئے ہے۔ اور باری والے خطیب کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ میں نے ان دونوں کے درمیان صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور دونوں کے درمیان عداوت برقرار رہی حتیٰ کہ دونوں عداوت پر ہی راہی عدم ہوئے۔ چنانچہ میں نے باری والے خطیب صاحب سے کہا کہ خطبہ میں تیرا یہ کہنا کہا ہے کہ واللہ۔ ثم واللہ ثم واللہ عطا نہیں کرتا۔ منع نہیں کرتا۔ نیچا نہیں کرتا۔ اونچا نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ۔ لیکن وہ جواب نہ دے سکا۔

خلاصۃ المرام آنکہ ایسی الجھن میں صرف جاہل۔ محجوب عن اللہ تعالیٰ گرتا ہے۔ اگر کسی صاحب ایمان کے لئے غمگین ہونے سے

چارہ نہیں تو اسے اس ساعت پر غم کرنا چاہئے جو اس پر ذکر الٰہی کے بغیر گزر گئی۔ پس یہ قابل تحسین ہے گرچہ اس کا تدارک ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم۔ اس کی بارگاہ کی ہم نشینی اور اس کی بارگاہ کی حاضری رہ جانے پر غمگین ہونا ہے۔ جس طرح کہ یہ ہر محب کی اپنے محبوب کے ساتھ حالت ہے۔ اور جو اپنے محبوب کی ہم نشینی رہ جانے پر غمگین نہیں ہوتا اس کا مقام محبت میں کوئی حصہ ہی نہیں۔

نیکی رہ جانے پر غمگین ہونے میں نکتہ دقیق

اور اے بھائی! جان لے کہ نیکیاں رہ جانے پر غم کرنا بندے کے لئے اس وقت قابل تعریف ہے جب تک کہ وہ محجوب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو پسند فرمایا ہے یہ اس کے خلاف اختیار کرتا ہے۔ پس جب اس سے حجاب اٹھالیا جائے تو وہ کبھی بھی ایسی چیز نہیں پاتا جو اس کے مقسوم میں تھی پھر اس سے رہ گئی۔ کیونکہ یہ عقلاً درست ہے نہ شرعاً۔

آغاز امر میں اور حالت کمال میں شیخ شبلی کی دعا

اور شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے امر کے آغاز میں بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے: الٰہی! اگر تو مجھے کسی چیز کے ساتھ عذاب دے تو حجاب کی ذلت کے ساتھ عذاب نہ دے۔ پس جب آپ کا حال کامل ہوا تو کہنے لگے: ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے فلاں وقت میں اپنے شہود سے حجاب میں کر دیا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حجاب میں نہیں رکھا مگر مجھ پر اس خوف سے رحمت فرماتے ہوئے کہ کہیں بارگاہ شہود کا ادب قائم نہ کر سکوں۔ اور کبھی کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رویت کی کبھی خواہش نہیں کرتا۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس انوکھے جمال کو اس سے منزہ جانتا ہوں کہ میرے جیسا حادث اسے دیکھ سکے۔

اور ہر مقام کے لئے بندگان خدا ہیں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دنیا سے خالی ہاتھ ہونے پر کشادگی صدر

جب اس حالت میں شام ہو یا صبح کہ میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہ ہو تو میرا سینہ کشادہ ہوتا ہے جبکہ صبح وشام اس حالت میں ہو کہ میرے پاس دینار یا درہم ہو تو دنیا سے محبت کرنے والوں کے برعکس میرا دل تنگ ہوتا ہے اور یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ہے۔ چنانچہ بیہقی کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب اس حالت میں شام کرتے کہ آپ کے در دولت پر دنیا کی کوئی چیز موجود ہوتی اور فقراء ومساکین میں سے کسی کو نہ پاتے جو اسے قبول کرے تو آستانہ پاک پر وہ رات بسر نہ فرماتے بلکہ مسجد میں استراحت فرماتے۔

سامان دنیا رکھنے کی حکمت اور سفیان ثوری کے اقوال

اور بحمد اللہ تعالیٰ میں اسی حالت پر رہوں یہاں تک کہ ۷۹۵ھ داخل ہوا۔ پس مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امر پر مطلع فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا ہر انسان میں ایک جزو ہے جو کہ امر رزق میں بے چین ہوتا ہے اور فکر کرتا ہے۔ اس بے چینی سے سکون نہیں پاتا مگر اس وقت کہ اس کے پاس کچھ کھانا ہو یا دنیا کی کوئی چیز جس کے بدلے اپنی دنیوی ضروریات خرید سکے۔ چنانچہ اس سال سے میں

کبھی اپنے پاس کھانا اور کبھی نصاب سے کم رقم رکھ لیتا ہوں۔

اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جماعت اسی مذہب پر تھی جیسے حضرت سفیان ثوری۔ سلیمان بن یسار اور ابو سلیمان الدارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم۔ چنانچہ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا گرچہ کثیر ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ اور اس میں سے کسی ایک کو کیا پہنچے گا کہ اس میں زُہد کرے یا اسے حاصل کرے نیز فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کو ایک رات بھی سونے اور چاندی سے خالی نہ رکھوں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیچھے چالیس ہزار دینار چھوڑ جاؤں جبکہ اپنے رزق کے بارے میں مجھے کوئی فکر نہ ہو یہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ دنیا اور اس کے ساز و سامان سے خالی ہاتھ مروں جبکہ اپنے رزق کے معاملے میں فکر میں مبتلا ہوں۔ کیونکہ یہ حق جل وعلا پر تہمت رکھنے کا پتہ دیتا ہے۔ اور آپ اپنے سامنے سونے کا ٹیلہ بنا کر اسے ہوا میں اڑاتے اور فرماتے کہ اگر یہ سونا نہ ہوتا تو لوگ ہمیں رومال بنا لیتے۔

مسئلہ بالا میں ابو سلیمان الدارانی کے اقوال

اور ابو سلیمان الدارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شان یہ نہیں کہ تو اپنے قدموں کو عبادت کے لئے صف بستہ کرے جبکہ تیرا غیر تیرے لئے شوربے میں روٹی کا ثرید بنا رہا ہو۔ شان تو یہ ہے کہ تو اپنے پاس اپنی روزی سنبھالے اور اس کے بعد اپنا دروازہ بند کر لے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس امر میں کثیر مخلوق نے غلطی کی ہے کہ ظاہر میں دنیا سے مجرد ہوئے پھر خلائق کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی طرف جھانکنے لگے تاکہ وہ انہیں کھلائیں۔ پہنائیں اور ان پر خرچ کریں۔

پس اے بھائی! اپنی روزی سنبھال پھر اپنا دروازہ بند کر لے۔ پھر تجھے اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ کس کھٹکھٹانے والے نے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بخلاف اس صورت کے کہ تیرے گھر میں کچھ نہ ہو تو جب بھی کسی نے دروازے پر دستک دی تو کہنے لگے کہ شاید اس کے پاس کوئی چیز ہے جو ہم کھائیں۔

اور اس کی تائید امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کرتا ہے کہ اس سے مشورہ نہ کر جس کے گھر میں آٹا نہیں یعنی اس لئے کہ اس کی عقل منتشر اور اس کی تدبیر ناقص ہے۔

اے بھائی! اور جان لے کہ ہماری بجائے محتاجوں کے نام پر دنیا کو روکنا اور اس پر رات گزارنا زُہد میں عیب پیدا نہیں کرتا۔ بخلاف اس کے کہ بندہ اپنے نام پر روکے تو کئی دفعہ یہ طبعی بخل کی بنا پر ہوتا ہے۔

جمع دنیا کے متعلق سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کا ذخیرہ کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا تو اسے کشف ہو کہ یہ اس کے رزق سے ہے یا اسے کشف نہ ہو۔ اگر اس کے لئے کشف حاصل ہے کہ یہ اس کے رزق سے ہے تو ادب یہ ہے کہ جب لوگ اس سے طلب کریں تو ان پر خرچ کرے۔ پس اچھی شہرت حاصل کرے خود کو ان کی طرف محبوب بنائے۔ پھر وہ اس کی طرف کسی طریق سے بھی لوٹے تو ان میں سے کوئی بھی ایک ذرہ نہیں لے سکتا۔ اور اس کی وجہ سے وہ ضرورت کے بغیر ذخیرہ کرنے کے گرداب سے

نکل جاتا ہے۔اور اگر اس کے لئے کشف نہیں ہوا کہ یہ اس کے رزق سے ہے تو اسے ذخیرہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے۔اور از اں بعد انتظار کرے جس کا مقسوم ہے وہ اسی کا ہے۔

مختصر یہ کہ اس خلق کے ساتھ متخلق نہیں ہوسکتا مگر وہی شخص جو کسی شیخ کے ہاتھوں سلوک اختیار کرے اور اس کی تربیت کے تحت صبر کرے حتیٰ کہ وہ اسے صفات عبودیت کے ساتھ متخلق کرے۔پس وہ دیکھے گا کہ اس کے اپنے مالک کے ساتھ دارین میں کوئی ملکیت نہیں۔وہ تو صرف ایک بندہ ہے جسے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مال میں خلیفہ بنایا ہے تاکہ اس سے نیکی کے ارادے اس کے بندوں پر خرچ کرے۔اور لوگوں کے تمام اموال کا اس کے پاس ہونا یا اس کے غیر کے پاس ہونا اس کے نزدیک بالکل برابر ہوتا ہے۔اور اس خلق کی ایسی حلاوت ہے جسے بندے اپنے آپ میں اہل دنیا کے ہاں دنیا روکنے کی حلاوت سے بھی زیادہ شدید پاتا ہے جس طرح کہ اہل اللہ تعالیٰ اسے پہچانتے ہیں۔

اور جب حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی ترک کردی اور لوگوں نے اس پر آپ کی ملامت کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر بادشاہوں کو اس کیفیت کا علم ہو جس میں ہم ہیں تو اس پر ہمارے ساتھ تلواروں کے ساتھ لڑائی کریں۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ مقام عبودیت میں کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دارین میں کوئی ملکیت نہ سمجھے۔وہ تو ایک عبد ہے جو اپنے آقا کے مال سے کھاتا ہے۔اپنے آقا کے مال سے پہنتا ہے اور اپنے آقا کے گھر میں رہتا ہے۔اور اس وقت وہ ایک دم دنیا روکنے اور ذخیرہ کرنے کے گرداب سے نکل جاتا ہے۔اور کسی چیز میں جس کا اس سے سوال کیا جائے بخل کرنے والا نہیں ہوتا مگر غرض شرعی کے لئے۔

اے بھائی! پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق اختیار کر۔اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔حکام کا مال حاصل کرنے والے پر انکار میں جلدی نہ کرنا

جسے میں دیکھوں کہ حکام کا مال حاصل کرتا ہے تو اس پر انکار میں جلدی نہیں کرتا مگر طریق شرعی سے۔برابر ہے کہ طعام ہو یا لباس یا علاوہ ازیں کچھ ہو۔بلکہ اس کے بارے میں انتظار کرتا ہوں۔بسا اوقات وہ شیخ جو کچھ ظالموں سے لیتا ہے محتاجوں کے لئے خرچ کرتا ہے جیسے وہ شخص جس پر قرضے سوار ہوں اور وہ عیال دار ہو۔اور جیسے نابینا لوگ۔بوڑھی عورتیں اور یتیم وغیر ذالک جو کہ ایسی چیزوں سے پرہیز نہیں کرسکتے۔اور اسی طرح ہم اس پر انکار نہیں کرتے جب ہم اسے اس میں سے کھاتا دیکھیں کیونکہ وہ ضرورت شرعیہ کے وقت ہی کھاتا ہے۔بخلاف اس کے کہ جب ہم اسے ظالموں کا مال جمع کرتا دیکھیں جبکہ محتاجوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتا اور وہ خود اس کی وجہ سے کھانے پینے۔لباس یا اپنے حج کے اخراجات میں وسعت اختیار کرتا ہے تو ایسے شخص پر ہم نفس کا للچاؤ دیکھے بغیر انکار نہیں کرتے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے انکار کے طور پر۔پس ہم اس کے دین پر اور اس کے گوشت پر آگ کے ڈر کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔جس طرح کہ اس کی طرف اس حدیث پاک کا اشارہ ہے کہ ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوا تو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔پھر اس پر انکار کے بعد ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔اور اس کے لئے بخشش۔معافی اور ان مخالفین کو راضی کرنے کی دعا مانگتے ہیں جن سے اس ظالم نے مال اکٹھا کیا۔پھر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں ایسی صورت حال میں بچا کر رکھا۔

حکام کے مال کے بارے میں حضرت علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا دستور

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکام کا مال جو وہ آپ کو دیتے کہ آپ اسے محتاجوں میں تقسیم کردیں واپس کردیتے اور فرماتے کہ جس نے اسے جمع کیا ہے وہی اسے تقسیم کرنے کا حق رکھتا ہے۔ پھر اپنی عمر کے اواخر میں قبول کرلیتے اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کردیتے اور فرماتے کہ یہاں کوئی مشتبہ درہم نہیں ہے مگر دنیا میں ارباب ضرورت میں سے ایسے ہیں جو اس سے نفع حاصل کرنے کے مستحق ہیں جیسے وہ شخص جو کہ مرض میں مبتلا ہوا۔ کوئی پیشہ اختیار نہیں کرسکتا اور ایک روٹی تک کے ذریعے اس کی کوئی خبر گیری کرنے والا ہے نہ کوئی عیال۔

بہرحال فضول گفتگو اور علم کے بغیر انکار میں جلدی کو ترک نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جس نے کسی شیخ کے ہاتھ پر ریاضت کی ہو یہاں تک کہ اس پر کلام کے ساتھ گویا ہونا بھاری ہو۔

رہا وہ شخص جو خواہشات سے سیر ہو تو فضول گفتگو اس کے لوازمات میں سے ہے۔ وہ تو کلام حرام کی کثرت ترک نہیں کرسکتا چہ جائیکہ فضول کلام ہو۔ بلکہ اس کا تو تانا بانا کثرت کلام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو کہ گھروں کو ان کے دروازوں سے آیا ہے۔

اور حسن ظن کی نعمت میں پہلے گزر چکا ہے کہ انسان لوگوں کے متعلق اچھا گمان نہیں کرسکتا مگر جبکہ اپنے باطن کو گھٹیا حرکات سے پاک کرے۔ ورنہ خود اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے بدگمانی تو اس کے لئے لازم ہے۔ اور انسان جب تک کسی کے متعلق بدگمانی کرتا رہتا ہے وہ گھٹیا حرکات سے پاک نہیں ہوسکتا۔ اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تقدیر پر معصیت پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا

جب اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ پر کوئی معصیت مقدر فرمائے تو میں اس سے ایسے ہی راضی ہوتا ہوں جس طرح کہ وہ میرے لئے اپنی طاعت مقدر فرمائے۔ لیکن من حیث التقدیر نہ کہ من حیث الکسب۔ کیونکہ معاصی کفر کے ایلچی اور اس کا مقدمہ ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس قول کا یہی معنی ہے کہ رضا بالقضاء واجب ہے نہ رضا بالمقضی۔ اور ان کے اس قول کا بھی کہ ہم تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے دلیل نہیں لیتے۔

مذکورہ بالا قول کی وضاحت

اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ رضا سے ہے کہ بندہ جان لے کہ اس کا مالک فعال لما یرید ہے۔ یعنی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اپنے بندوں کی غرض پر توقف نہیں فرماتا۔ پس اسے حق ہے کہ کبھی اسے کستوری کے الٹ پلٹ کرنے میں استعمال کرے تو کبھی گوبر میں مصروف عمل کرے۔ پس کستوری طاعات کی مانند اور گوبر معاصی کی طرح ہے۔ اور میزان شرع بندے کے ہاتھ میں ہے جسے وہ اپنے ہاتھ سے ایک لحظہ کے لئے بھی نیچے نہیں رکھتا۔ پس طاعت ہو تو الحمد للہ کہتا ہے اور معصیت ہو تو استغفر اللہ کہتا ہے۔

سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ جب فعل عبد، اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق ہے تو تم نے عاصی کے حق میں اسے گوبر کا نام کیسے دے دیا؟ تو اس کا

اگر کہا جائے کہ جب فعل عبد، اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق ہے تو تم نے عاصی کے حق میں اسے گوبر کا نام کیسے دے دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللّٰہ خالق کل شیء (الزمر آیت ۶۲) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے) پس اس نے حسن اور قبیح کو پیدا کیا۔ لیکن ادب یہ ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی ثناء میں وہی کچھ کہا جائے جو کہ عرف میں اچھا ہے۔ پس یہ ہرگز نہ کہا جائے سبحان خالق القردۃ والخنازیر۔ یعنی پاک ہے بندروں اور خنزیروں کو پیدا کرنے والا۔ گرچہ یہ برحق ہے۔ پس طاعات اور معاصی کی مثال دو صندوقوں کی طرح ہے جو کہ کستوری سے بھرے ہوئے ہیں۔ جبکہ ان میں سے ایک کے باہر کستوری اور دوسرے کے باہر گوبر لکھا ہے تو کیا گوبر کا نام لکھنے سے اس صندوق کے اندر جو کستوری ہے وہ گوبر میں بدل جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ واللہ وہ نہیں بدلے گی بلکہ وہ کستوری ہے اس حیثیت سے کہ وہ حکیم علیم کا فعل ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مقدورات حق تبارک وتعالیٰ انتہائی باکمال ہیں

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقدر کی ہوئی چیزوں میں غور کرتا ہے وہ انہیں کمال کی انتہاء میں پاتا ہے۔ اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی بندے پر کوئی معصیت مقدر نہیں فرمائی مگر کسی حکمت کے لئے۔ یا تو اس کی آزمائش کے لئے یا اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے خود بینی میں گرنے کی وجہ سے یا اعمال کی وجہ سے کسی مسلمان پر تکبر کی وجہ سے۔ وغیر ذالک۔ کیونکہ بندہ جب تک اپنے تمام احوال میں درست رہتا ہے تو وہ معاصی میں گرنے سے محفوظ ہے۔

اور اے بھائی! غور کر چونکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی شان استقامت ہے۔ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بھی طرح معاصی سے اپنی حمایت میں رکھتا ہے یا تو عصمت کے طور پر یا حفاظت کے طور پر۔ بخلاف ان کے غیر کے پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر انواع واقسام کی کیفیتیں وارد فرماتا ہے تاکہ انہیں دوسرے امور کے گرداب سے خلاصی عطا فرمائے۔ جس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: وبلوناھم بالحسنات والسیئات لعلھم یرجعون (الاعراف آیت ۱۶۸) اور ہم نے انہیں آزمایا نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ تاکہ وہ رجوع کریں) اور ایک چلتی پھرتی کہاوت میں ہے کہ جو لیموں کا شربت نہیں لایا وہ اپنا ایندھن لے آیا۔ پس یہاں لیموں کا شربت طاعات سے کنایہ ہے جبکہ ایندھن معاصی کا اشارہ ہے۔

معصیت کے متعلق ایک اقتباس

اور سیّدی تاج الدین بن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب الحکم میں ہے: معصیت جو کہ نتیجتاً عاجزی وانکساری لائے اس طاعت سے بہتر ہے جو کہ رفع اور تکبر کا باعث ہو۔ یعنی اثر پر نظر کرتے ہوئے۔ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مکلف کی گردن میں تکالیف شرعیہ نہیں رکھیں مگر اس لئے تاکہ ان کی وجہ سے اس کا نفس عاجز ہو پس جب وہ خلاف کرے اور تکبر کرے جیسے کہ ابلیس نے کیا تو معصیت کا اثر جو کہ عاجزی اور انکساری ہے ان طاعات کے اثر سے اچھا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو خلق سے اونچا سمجھتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور ایسا شخص ایک دقیق میزان کا محتاج ہے جس کی وجہ سے وہ حق وباطل کے مابین فرق کر سکے تاکہ دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا حق عطا کرے۔ پس اپنے کسب ونفس کی حیثیت سے استغفار اور ندامت اختیار کرے۔ اور اس کے تقدیر رب ہونے کی حیثیت سے راضی ہو۔

شیخ عبدالقادر الدشطوطی کی وضاحت مذکورہ بالا مسئلہ کے متعلق

اور سیّدی عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب تک اپنے رب کریم کے دربار سے دور رہتا ہے تو غالب طور پر اسے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کرے۔ پس جب وہ حضرت الٰہیہ سے قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اپنے افعال میں موجود حکمت پر اطلاع بخشتا ہے پھر وہ کائنات میں ظاہر ہونے والی کسی چیز کو اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے بدلنے کی طلب نہیں کرتا مگر وجہ شرعی کی بنا پر اور سیّدی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی کے کمال میں اس کا اقدار الٰہیہ کے لئے جھگڑنا نقص پیدا نہیں کرتا کیونکہ کامل کی شان ہے کہ اقدار حق سے حق کے ساتھ حق کے لئے جھگڑا کرے۔ اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں تمام رجال جب قدر کا ذکر کرتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔ سوائے میرے کیونکہ میرے لئے اس میں ایک جھروکا کھولا گیا پس میں اس میں داخل ہوا اور میں نے اقدار حق سے حق کے ساتھ حق کے لئے جھگڑا کیا۔ پس مرد وہ جو قدر کے لئے قدر کے ساتھ جھگڑنے والا ہو نہ کہ اس کی موافقت کرنے والا۔ اور یہ نفیس کلام ہے۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ مرد وہ نہیں جو کہ معاصی کے ساتھ راضی ہو اور تقدیر کے ساتھ دلیل پکڑے۔ مرد تو وہ ہے جو اقدار کی مدافعت کرے حتیٰ کہ وہ واقع نہ ہوں۔ پھر اگر اسی طرح واقع ہوں تو انہیں استغفار۔ توبہ۔ ندامت اور غم عطا کرے جو ان کا حق ہے۔

پس معلوم ہوا کہ بندے کا معصیتوں میں پڑنے کو ناپسند کرنا اس کے اللہ تبارک وتعالیٰ سے راضی ہونے اور اس کی اقدار کو تسلیم کرنے میں نقص پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ یہ شرعی طور پر مطلوب ہے۔ کیونکہ معاصی بندے پر اللہ تعالیٰ کے غضب ناک ہونے کو واجب کرتے ہیں۔ اور جو شخص غضب کے مقامات سے بھاگتا ہے تو اس کا تو اسے حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ جو شخص دیکھے کہ دیوار گرا چاہتی ہے تو اسے جائز نہیں کہ اس کے نیچے اس کے گرنے کے انتظار میں کھڑا رہے تا کہ مر جائے۔ اور جو ایسا کرے اس کا حکم خودکشی کرنے والے کا حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب سے ڈرایا ہے کیونکہ اس نے اپنے اس جسم کے لئے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عمارت ہے اذیت طلب کرنے میں حق تعالیٰ پر تعدی کی ہے۔ اور عمارت کو اس کا خالق ہی گرا سکتا ہے۔ رہا بندہ تو اس پر تمام ظاہری باطنی آفات سے اس کی حفاظت میں کوشش کرنا واجب ہے۔ پس وہ اگر معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر معصیت مقدر فرمائی ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی مدافعت کرے تا کہ محض تقدیر کی وجہ سے اس میں گرے۔ اور اس پر اسے ثواب ملے گا۔ جس طرح کہ ہم نے اس مسئلہ پر کتاب الیواقیت والجواہر میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر پابندی کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر اپنی طاعات پر اعتماد نہ کرنا

میں اللہ تعالیٰ کے بغیر اپنی کسی طاعت پر اعتبار نہیں کرتا۔ کیونکہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیر پر اعتماد کیا وہ آخرت میں اس سے خالی رہے گا۔ اور واللہ ثم واللہ ثم واللہ میں اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہوں جبکہ میں اپنے رب عزوجل سے اس صورت حال سے زیادہ شرمسار ہوتا ہوں جبکہ میں اس کی نافرمانی کروں۔ اور یہ اس برائی کی وجہ سے ہے جو میری نماز میں مجھے درپیش آئی کہ میں بے ادبی اور اس دربار

عالیہ کے لائق احترام سے غفلت کا شہود کرتا ہوں۔اور میں اپنے سجدے یا اپنے رکوع میں یہ عرض کرنے کی جرأت نہیں کرتا کہ الٰہی! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا اور تجھی پر ایمان لایا اور یا اللہ! میں نے تیرے ہی لئے رکوع کیا۔مگر اس وقت جبکہ اس کے بعد یہ کہوں: ایسا سجدہ یا رکوع جس میں اپنے عقیدے کے مطابق میں مواخذہ کا مستحق ہوں اگر تیرا عفو۔حلم اور مجھ پر تیری شفقت شامل حال نہ ہو۔پس تیرے ہی لئے وہ فضل ہے جس کی بدولت تو نے مجھے زمین میں دھنسایا نہ میری شکل مسخ کی۔

پس اگر بندہ غور کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جلالت جس احترام کی مستحق ہے اس کے سامنے یہ اپنا تانا بانا گناہ ہی پائے۔اور جس کا مقام مشاہدہ یہ ہو وہ بندوں کے درمیان اپنا سر اونچا نہیں کرسکتا۔

شیخ اسماعیل المقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم اظہار حقیقت

اور شیخ اسماعیل المقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں طاعات میں اپنے کثیر گناہوں کی جب تو گنتی کرے تو تجھے ہر لغزش سے کفایت کرتے ہیں۔تو حضوری قلب کے بغیر نماز پڑھتا ہے کہ ایسی نماز کی وجہ سے آدمی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔جو نماز قائم کی گئی۔اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تیرے اس فعل کی وجہ سے وہ خطاء جیسی طاعت ہے۔الخ۔

پس معلوم ہوا کہ جس کا مشہد اپنی طاعات میں وہ ہو جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ اپنی ان طاعات کے فعل پر طلب ثواب سے غائب ہے بلکہ وہ کبھی جرأت نہیں کرتا کہ اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کرے پس اس کا حکم اس مجرم کا سا ہے جسے قتل۔دھوکا دہی یا کسی منصب دار کی بیوی سے بدکاری کے ارتکاب وغیرہ کے جرم میں حاکم کے سامنے لایا گیا ہو۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے متخلق ہونے پر پابندی کر تو سیدھی راہ پالے گا۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-لوگوں کے ناموس کے خلاف باتیں کرنے والے کے متعلق حسن سیاست

جو لوگوں کی عزت وحرمت کے خلاف ناحق گفتگو کرے میں اسے اچھے طریقے سے ادب سکھاتا ہوں۔چنانچہ جب وہ میرے پاس آئے تو اسے کھانا پیش کرتا ہوں۔اور کشادہ روئی سے پیش آتا ہوں۔بسا اوقات میں اسے اپنی چادر یا قمیص یا کوئی ایسی دنیوی چیز دیتا ہوں جس سے وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے۔پس جب وہ مجھ سے محبت کرنے لگے اور میری طرف مائل ہو جائے پھر میں جب اسے کسی کی برائی بیان کرتا ہوا سنوں تو میں اسے مسکراتا ہوا کہتا ہوں۔اے بھائی! یہ تیری عادت تو نہیں کہ تو کسی کی برائی بیان کرے۔پس وہ اس پر نادم ہو جاتا ہے اور حکایت کی تکمیل سے شرم کرتا ہے۔پس جب وہ اس سے شرما جائے۔حیا کرے اور چپ کر جائے تو ہم اس کی دوائیں کرتے ہیں کہ حاضرین سے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی ہمارے بھائی کی بجائے کسی اور سے ملتا ہے۔پھر ہم حاضرین سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے تمام شاگرد اس ساتھی جیسے ہوتے تو بہت خوب ہوتے کیونکہ مجھے اس کی حالت پسند ہے کہ یہ حق پرست ہے۔حق کے معاملے میں کسی کی رعایت نہیں کرتا۔اور محبت کرنے والوں سے نصیحت قبول کرتا ہے۔اور ہم اس کے نفس کے متعلق اسے مغالطہ دیتے ہیں۔پس جب وہ اس میں غلطی منسوب کرے تو ہم اسے کہتے ہیں: اے اخی فی اللہ! ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں۔اور مجھ پر گواہ رہو کہ یہ دنیا و آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ میرا بھائی ہے۔لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ ہم اس مجلس میں ایک دوسرے سے اس امر پر بیعت لیں کہ ہم میں سے کوئی بھی

کسی کا برائی کے ساتھ کبھی ذکر نہیں کرے گا۔ اور کسی مسلمان کے بارے میں کسی معصیت اور نہ ہی غیبت پر برقرار نہیں رہے گا۔ پس حاضرین کے لئے گنجائش نہیں رہتی مگر یہ اس بیعت کو قبول کریں اور وہ بدگوئی کرنے والا اسی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور بیعت کر لیتا ہے۔ پس جب وہ بیعت کر لے تو اس کے بعد ہم شرط کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس میں تصرف کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری مجلس میں وہ لوگوں کا ذکر خیر کرنے لگتا ہے۔

اور اس عادت کو کم لوگ اپناتے ہیں۔ کیونکہ یا تو وہ اس بدگو پر انکار کرتے ہیں اور اس کے سامنے چیں بچیں ہوتے ہیں پس وہ اسی طرح ان کی بدگوئی کرنے لگتا ہے یا وہ لوگوں کی غیبت میں اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ یا پھر اس غیبت پر خاموش رہتے ہیں جبکہ اہل ایمان کی مجالس کے آداب میں۔ یہ ہے کہ ان میں کوئی کسی کی غیبت کرے نہ کسی کی مصیبت پر خوش ہو۔ اور اس مجلس میں کوئی خیر نہیں جس میں سب کے سب بوجھ لے کر اٹھیں۔

شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا حسن سیاست

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی اچھی حکمت عملی یہ تھی کہ جب کسی سے معلوم کرتے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا ہے تو جیسے ہی وہ آپ کے پاس بیٹھتا حاضرین سے فرماتے: ہمارے اس ساتھی جیسا شخص ہی اس لائق ہے کہ کوئی فقیر اسے اپنا مصاحب بنائے کیونکہ یہ ہمیشہ لوگوں کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتا ہے۔ پس اس مجلس میں غیبت کرنے سے اس کے منہ میں لگام آ جاتی حتیٰ کہ وہ اس مجلس سے اس طرح جاتا ہے کیونکہ وہ اس سے حیا کرتا کہ اس کے بارے میں لوگوں کے اچھے گمان کو بے معنی کر دے۔

اور ایک دفعہ ایک گروہ نے آپ پر اجتماعی طور پر جھوٹا الزام تراشا اور اپنے ساتھ کمینہ خصلت لوگوں کو لے کر شیخ کو برا بھلا کہنے کے لئے آ گئے۔ شیخ نے مجھ سے کہا کہ ایسے بدخصلت لوگوں کے منہ کو لگام دینے کے لئے تو کیا کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی میرے متعلق بدکلامی نہ کر سکے۔ اور میرے متعلق ان کے ساتھیوں نے جو اجتماعی منصوبہ تیار کیا ہے اس سب کے خلاف ہو جائیں؟ میں نے آپ سے کہا کہ آپ کیا حکمت عملی اپناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں ان سے کہوں گا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمہارے ساتھ جمع نہیں کیا مگر ایسے گروہ کو جو کہ اچھے لوگ ہیں۔ دین دار ہیں۔ اس سے حیا کرتے ہیں کہ ان میں کوئی دو کے مابین باطل بات کرے یا کسی ایک کے ساتھ باطل میں موافقت کرے۔ گرچہ اس کا باپ ہو یا بھائی۔ اور میں نے اپنی عمر میں ان سے نہیں سنی مگر پاکیزہ گفتگو۔ پس وہ سب کے سب سیّدی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہر بلب ہو گئے۔ پس ان میں سے کوئی بھی آپ کے بارے میں ایک کلمہ تک نہ کہہ سکا۔ اور ان کے ساتھی انہیں آنکھوں آنکھوں سے اشارے کرنے لگے کہ وعدے کے مطابق آپ کو برا بھلا کہیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے بلکہ انہیں پر الٹ پڑے جو ان کے ساتھ آئے تھے۔

پھر سیّدی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو اس حکمت عملی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا کہ بس عظیم ہے آپ نے فرمایا: ہم نے ان کی مدد کی ہے اور مجھے برا بھلا کہنے کا جو دل میں سوچ رکھا تھا اس سے روک کر ہم نے انہیں گناہ میں گرنے سے روک دیا ہے۔ اور یہ لوگ اپنے ان ساتھیوں کے خلاف میرے مددگار بن گئے جو انہیں لے کر آئے تھے۔ انتہی۔

مذکورہ بالا حکمت عملی کے متعلق امام شعرانی کی نصیحت

پس اے بھائی! یہ حکمت عملی سیکھ لے اور اپنے دشمنوں کے دین کو نقصان سے بچانے کے قصد سے اس پر عمل کر۔ اور اس سے پرہیز کر تو اپنے دشمنوں کو جتلائے کہ تو انہیں ناپسند کرتا ہے کیونکہ وہ تیری دشمنی میں اور زیادہ ہوں گے اور تیرے راز کا پیچھا کریں گے۔ انتہی۔

واللہ میں فقہاء کی ایک جماعت کو پہچانتا ہوں جو مجھے ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ میں ہمیشہ لوگوں سے کہتا رہا کہ میں فلاں سے اس کے دین اور نیکی کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ لوگ اسے یہ بات پہنچا دیتے۔ تو اس کی عداوت کم ہو جاتی یہاں تک کہ وہ میرے ہمنشینوں میں ہو گیا۔ اور اگر میں یہ کہتا ہوں کہ میں فلاں کو اس کے دین کی قلت کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں تو وہ عداوت اور بغض میں زیادہ ہوتا۔ اور اے بھائی! جب تو چاہے کہ بیوقوف لوگ تجھ پر جرأت نہ کریں تو جب وہ تجھے برا بھلا کہیں تو انہیں جواباً کچھ نہ کہہ اور ان میں سے کسی کو بھی یہ نہ کہہ: جو لوگ مجھ سے دور ہیں وہ میرے نزدیک جوتے کی مثل ہیں یا اس سے کم یا گھٹیا۔ کیونکہ جب وہ تیری اقتداء کریں گے تو تجھے کہیں گے کہ ہمارے نزدیک اسی طرح کا تو ہے۔ کیونکہ وہ یقیناً تجھ سے زیادہ بیوقوف ہیں اور حیاء میں کم ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ آپ کی برکات اور امدادات سے ہمیں نفع یاب فرمائے کا ارشاد ہے: جب وہ مجھے برا بھلا کہے تو عاجزی اختیار کرتا ہوں اور یوں رفعت زیادہ ہوتی ہے۔ عیب تو صرف یہ ہے کہ میں بھی اسے برا بھلا کہنے کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ عالم کو نہیں چاہئے کہ کبھی بیوقوف کا رد بیوقوفی کے ساتھ کرے۔ اگر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو اس کے پاس ایسا بیوقوف مقرر کرے جسے بیوقوف بھی بیوقوف سمجھیں۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور اسے اپنانے پر عمل کر تو مقصد پالے گا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اپنے آپ کو عالم شمار نہ کرنا

میں اپنے جی میں خود کو علماء مصر میں سے شمار نہیں کرتا۔ بلکہ میرے ناواقف ہونے کا مجھے دائمی شہود حاصل رہا اور اگر مصر کے اہل علم و صلاح میں سے ہر ایک کے لئے بادشاہ ایک ہزار دینار دینے کا حکم دے تو میرے دل میں یہ نہیں کھٹکتا کہ وہ اس میں سے مجھے کچھ عطا کریں۔ اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا انعام ہے۔ اور اکثر جو ایسا دعویٰ کرتا ہے وہ تکلفاً ایسا کرتا ہے چنانچہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ ہم علماء میں سے نہیں ہیں۔ اور جب بادشاہ علماء پر مال تقسیم کرے اور اسے کچھ نہ دیا جائے تو بدمزہ ہو جاتا ہے۔ اور غضب سے پھٹنے کو آتا ہے۔ اور اس کا یہ فعل اس کے دعوے کے خلاف ہے۔ پس اپنے آپ کا خیر خواہ اس ترازو کے ساتھ اپنے نفس کا امتحان لے۔ اگر اسے دیکھتا ہے کہ علماء کے نام پر جاری ہونے والے وظائف اور مبلغ میں سے جو بھی اسے نہ ملے اس سے خوش ہوتا ہے تو چاہئے کہ جان لے کہ اپنے آپ میں جہالت کے شہود میں سچا ہے۔ کیونکہ بے علم کو جب یہ خبر پہنچے کہ بادشاہ نے علماء کے لئے مال کا حکم دیا ہے تو اس کا نفس سے کبھی یہ نہیں کہتا کہ وہ اس میں سے اسے بھی کچھ دیں گے۔ اور اسی طرح اس مقام والا جیسا کہ ابھی پہلے گزر چکا۔

اس مقام کے جھوٹے مدعی کا واقعہ

اور میں نے طلبہ علم میں سے ایک مدعی جہالت کو دیکھا ہے جس کا نام شاہی صدقات کے دفتر میں لکھا گیا تھا۔ایک شخص آیا اور اس نے کاتب سے کہا کہ فلاں کا نام مٹادے کیونکہ وہ پارسا ہے۔بادشاہ کے مال سے کبھی نہیں کھاتا۔چنانچہ اس نے اس کا نام مٹادیا۔تو اے بھائی! مت پوچھ کہ اس ایک کو کس قدر کوفت ہوئی۔پس اس نے کہا: میں نے تو تیری تعظیم کی اور میں نے شبہات سے بچانے کے لئے تجھے پارسائی کے ساتھ موصوف کیا۔تو اس نے اسے کہا کہ کیا میں نے تجھے کہا تھا کہ میں پارسا ہوں؟ اور وہ مرتے دم تک اس سے اظہار عداوت کرتا رہا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو سلف صالح کے علوم میں غور کرتا ہے وہ اپنے آپ پر جہل کا حکم کرتا ہے۔اور اس کا نفس کبھی نہیں کہتا کہ وہ علماء میں سے ہے۔

اسلاف کی وسعت علم۔قوت حافظہ اور ان کے اسماء گرامی

اور ابن سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ نظام الملک کی زندگی میں مدرسہ نظامیہ کا کتب خانہ جل گیا جس کا اسے بہت صدمہ ہوا۔لوگوں نے اس سے کہا کہ خوف مت کریں کیونکہ ابن الحداد کاتبوں کو وہ سب کچھ اپنی یادداشت سے املاء کرادیں گے جو کہ جل گیا ہے۔چنانچہ انہیں بلا بھیجا گیا اور آپ نے تفسیر۔حدیث۔فقہ اور اصول وغیرہ میں سے جو کچھ جل گیا تھا تین سال کی مدت میں سب کچھ اپنی یادداشت سے لکھادیا۔

اور اصحاب طبقات نے نقل کیا کہ ابن شاہین حافظ نے تین سوتیس کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک ہزار جلدوں پر مشتمل آپ کی تفسیر قرآن کریم ہے۔اور مسند ہے جس کی ۱۶ سو جلدیں ہیں۔

اور بعض نے حکایت بیان کی ہے کہ شیخ عبدالغفار القوصی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر اخمیم میں ایک ہزار جلدیں تصنیف کیں۔

اور امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سولہ جلدوں میں تفسیر تالیف فرمائی جو کہ بغداد کے خزانہ نظامیہ میں ہے۔

نیز آپ نے محمد بن جریر الطبری سے حکایت کی جنہوں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا کہ انہیں اس قدر علم حفظ تھا کہ اسی اونٹ لد جائیں۔

اور شیخ تقی الدین السبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت فرمائی کہ محمد بن انباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعہ میں دس ہزار اوراق حفظ کر لیتے تھے۔

نیز آپ نے حکایت فرمائی کہ امام واحدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو بیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتب علم حفظ تھیں۔اور فرماتے ہیں کہ یہ عجیب امر ہے کہ محمد ابن سینا کو کسی شخص نے قرآن کا حافظ نہ ہونے پر ملامت کی تو آپ نے پورا قرآن کریم ایک رات میں حفظ

کرلیا۔ حالانکہ اس سے پہلے انہیں کوئی سورت حفظ نہ تھی سوائے فاتحہ۔ قل ھو اللہ احد اور معوذتین کے۔ اور آپ کوئی چیز نہیں سنتے تھے مگر اسی وقت اسے یاد کر لیتے تھے۔ اور یوں ہی امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی جسے بعد میں بھول گیا ہوں۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں روایت کی گئی ہے کہ آپ فرماتے ہیں اگر میں چاہتا تو "با" کے معنی سے تمہارے لئے اسی اونٹوں کا بوجھ کتابیں تصنیف کر دیتا۔

اور لیث بن سعد الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں وہ کچھ لکھ دیتا جو میرے سینے میں ہے تو ایک کشتی میں اس کی گنجائش نہ ہوتی۔

پس اے بھائی! ان علوم کے سامنے جو کہ تیری بجائے دوسرے علماء مذکورہ کو عطا فرمائے گئے اور جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا اپنے علم پر غور کر تو اسے بحر محیط کے سامنے ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرے گا۔ اور اس وقت تو اپنے اوپر جہالت کا حکم لگائے گا۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو علم میں اپنا مقام پہچاننا چاہے تو اسے چاہئے کہ اسے معلوم ہر قول کو اس کے قائل کی طرف لوٹائے اور پھر اپنے آپ میں غور کرے تو اس کے بعد اس کے پاس جو کچھ باقی بچا وہ اس کا علم ہے جس پر اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو کچھ اس سے زاید ہے تو اسے اس کے اٹھانے کا ثواب ہوگا۔ اور کچھ نہیں۔ اور میں نے دوسری مرتبہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص مرتبہ کمال کو نہیں پہنچتا مگر جب کہ مذاہب مجتہدین اس کا نصب العین ہو جائیں۔

اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص طریقت میں کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ قرآن کریم کے تمام احکام حروف ہجاء میں سے جس حرف سے چاہے اخذ کر لے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ محافل میں میری مدح کرنے والے سے طبعی نفرت

میری طبیعت اس شخص سے نفرت کرتی ہے جو محافل میں نظم یا نثر کے ساتھ میری تعریف کرے اس خطرے کے پیش نظر کہ اس کی وجہ سے خود بینی میں مبتلا ہو جاؤں۔ پس ہلاک ہونے والوں کے ساتھ میں بھی ہلاک ہو جاؤں۔ پھر اس کے بعد میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے بعض زبانوں کو میری مدح میں گویا کیا باوجودیکہ میں اس کا مستحق نہیں۔ پھر اس کے بعد بھی اپنے نفس کی تفتیش کرتا ہوں۔ پس بسا اوقات اس میں حب مدح چھپی ہوتی ہے جو کہ اسے تکبر اور خود بینی کا کچھ رنگ عطا کرتی ہے۔ پس فقیر پر واجب ہے کہ اس پر دھیان رکھے کیونکہ مدح کرنے والا اکثر فضول گفتگو اور جھوٹ سے خالی نہیں ہوتا۔

جھوٹی مدح سے خوش ہونے والے کی مثال

اور شعراء سے جھوٹی مدح سن کر خوش ہونے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی شخص کو سنے جو کہ اس کے متعلق کہہ رہا ہے کہ میں

نے فلاں کے پاخانہ سے زیادہ خوشبودار کوئی چیز نہیں دیکھی جبکہ یہ بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہے۔ پس وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اسے اس کی بدبو کا علم ہے۔ تو یہ تمسخر کے زیادہ قریب ہے۔

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو تیری تعریف میں وہ کچھ کہے جو تجھ میں نہیں تو کبھی ایسی چیز کے ساتھ تیری مذمت کرے گا جو تجھ میں نہیں۔ یعنی جس طرح اس نے مدح میں احتیاط نہیں کی اسی طرح مذمت میں بھی غیر محتاط ہوگا۔ نیز تیری مدح کے وقت اکثر حاضرین تیرے ان عیوب سے واقف ہوتے ہیں جو کہ تیری مدح قبول کرنے سے انہیں مانع ہوتے ہیں یا تو از رہ گمان یا پھر حقیقتاً۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تو اپنے آپ کو استقامت کے قدم پر دیکھے پھر کوئی انسان تیری مدح کرے تو یہ تیرے لئے تیرے ناقص ہونے پر تنبیہہ ہے۔ پس اپنے نفس کی تفتیش کر اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے لوگوں کی تیری مدح کا سبب طلب کر۔ پس بسا اوقات اللہ تعالیٰ تجھے جتلاتا ہے کہ تجھے پسند ہے کہ عبادت کی وجہ سے تیرے نفس کی تعریف کی جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کردی۔ اور اسے بارگاہ خداوندی سے تیرا نصیب قرار دیا۔ جس طرح کہ باپ طفل کو جھانجن دار زیور سے خوش کرتا ہے۔ انتہی۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص تیری مدح کرے تو اپنے نفس سے کہہ کہ اگر تجھ سے اللہ تعالیٰ کو عدم اخلاص اور اس کے علم پر عدم اکتفاء کا علم نہ ہوتا تو تجھے اسی طرح مخفی رکھتا جس طرح کہ اس نے اپنے مخلص بندوں کو چھپائے رکھا۔ اور تیری مدح کرنے والے کو کھڑا نہ کرتا۔ کیونکہ طاعات کی ترغیب کا محتاج صرف وہی ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کنارے پر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کی حکمت

رہا اللہ تبارک وتعالیٰ کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح فرمانا تو یہ اس لئے ہے کہ ہمیں ان کے مقام کی عظمت اور ان کی صداقت سے روشناس کرائے تاکہ ہم بغیر کسی توقف کے ہر اس پیغام ہدایت کو قبول کریں جو وہ ہمارے پاس لائے نہ کہ طاعات میں ان کی ترغیب کے لئے اس خطرے کے پیش نظر کہ دوسروں کی طرح ان سے خالی رہ جائیں۔ کیونکہ معصوم ہونے کی بنا پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

اور شیخ علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے شدت سے ڈانٹتے۔ جو آپ کی مدح کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جناب کے لئے غیرت کرتے ہوئے کہ کوئی آپ کو صورت مدح میں شریک کرے۔ باوجودیکہ آپ کا مشہد یہ تھا کہ وہ تمام صفات جن سے مدح کی جاتی ہے دراصل حق تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں۔ پس آپ پسند کرتے تھے کہ نقص مطلق کے ساتھ ممتاز ہوں۔ اور تاکہ حق تبارک وتعالیٰ کمال مطلق کے ساتھ منفرد ہو۔ گرچہ وہ ہمیشہ سے اسی طرح منفرد ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں: جو بھی میری مدح کرتا ہے چاہے میں موجود ہوں یا غائب۔ یہ اسے حلال نہیں۔ کیونکہ میرے جیسے کی ہجو میں اگر کائنات کا ہر ذرہ گویا ہو تو یہ قلیل ہے۔ انتہی۔

اور یہ مقام اس سے اعلیٰ ہے جو کہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس فیصلے میں ذکر کیا ہے۔ جب عارفین

کی مدح کی جائے تو خوش ہوتے ہیں کیونکہ ان کا شہود یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ اور بندوں کی مدح کی جائے تو دل تنگ ہوتے ہیں کہ ان کا شہود یہ ہے کہ یہ خلق کی طرف سے ہے۔ انتہی۔

کیونکہ کامل وہ ہے جو دو آنکھوں کے ساتھ یا کئی آنکھوں کے ساتھ دیکھے نہ کہ ایک آنکھ کے ساتھ۔ پس دو میں سے ایک آنکھ کے ساتھ دیکھے کہ یہ حق کی طرف سے ہے پس اس پر اس کا شکر ادا کرے۔ اور دوسری آنکھ سے دیکھے کہ یہ خلق سے ہے پس خوف کرے اور استغفار کرے۔ کہ کبھی یہ استدراج ہوتا ہے۔ اور میں ان دونوں آنکھوں سے متحقق ہوں۔ وللہ الحمد۔

اور میرے بھائی سیّدی افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو دعویٰ کرے کہ وہ ایسے مقام تک پہنچ چکا ہے جس میں لوگوں کی مدح اثر نہیں کرتی تو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کا اس کے ساتھ امتحان کرے کہ اگر وہ اس کی مذمت اور تنقیص کرتے اور اسے کافر کہتے۔ تو اگر وہ اس سے متاثر ہوتا ہے تو وہ مدح کو پسند کرتا ہے۔ انتہی۔ اور یہ میزان غبار سے ہلکا ہے۔ پس مدح کرنے والے کو حکمت عملی کے ساتھ ڈانٹنا یا روکنا زیادہ بہتر ہے۔ حتیٰ کہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔

اور سیّدی عبدالقادر الدشطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی بندے کو ان علوم و معارف اور اس مرتبے کی وجہ سے خوش نہیں ہونا چاہئے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائے مگر پل صراط سے گزرنے کے بعد۔ اور اسے مدح کا کیا فائدہ جو کہ قیامت کے دن پل صراط سے جہنم میں گر گیا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر تجھے مراد حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- مجھے ناپسند کرنے والے کی مدح سن کر خوش ہونا

میں اس شخص کی موافقت کرتا ہوں جب اسے سنوں کہ مجھے ناپسند کرنے والے کی مدح کرتا ہے یا اس کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتا ہے۔ پس میں بشاشت اور خوش روئی کا اظہار کرتا ہوں حتیٰ کہ کوئی میرے متعلق یہ بات لاحق نہ کرے کہ میں تکلفاً ایسا کرتا ہوں۔ اور اس میں ایسی اچھی حکمت عملی ہے جو کہ کسی شناسا پر مخفی نہیں۔

نیز اس میں میرے بارے میں اور اس کے بارے میں جو مجھے ناپسند کرتا ہے غیبت اور چغلی کا دروازہ بند کرتا ہے۔ پس کئی دفعہ جب میں نے اس شخص کی مدح کی وجہ سے جو مجھے ناپسند کرتا ہے اظہار بشاشت نہیں کیا اور کشادہ روئی نہیں کی تو لوگوں نے میری عداوت سمجھی۔ اور یوں لوگوں کے لئے غیبت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور ہمارے اور اس کے مابین فساد پر مبنی کلام نقل کرنے لگتے ہیں۔ فتنہ بڑھ جاتا ہے اور عداوت شدید ہو جاتی ہے۔ پس اس دور میں جو لوگوں میں گھل مل کر رہتا ہے اسے عقل فراواں اور عظیم حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ دشمن جو چاہے نقائص بیان کرتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ جب اسے کہیں کہ فلاں کے پاس جب ہم نے تیری مدح کی تو اس نے ہمارے سامنے فرح و سرور کا اظہار کیا۔ اور ہمیں تحقیق ہوئی ہے کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کے متضاد جو کچھ تجھے اس کی طرف سے پہنچتا ہے وہ سب کا سب نقل کرنے والے کی فتنہ انگیزی ہے۔ اور اگر لوگ آج قریب نہیں کہ بعض کی طرف سے وہ کچھ ذکر کریں جو ہمیشہ کے لئے ان کے قلوب میں الفت پیدا کرے۔ بلکہ صرف وہ کچھ ذکر کرتے ہیں جو ایک دوسرے سے متنفر کرتے۔ اور اس پر خوشی کا اظہار

کرتے ہیں۔حتیٰ کہ قریب نہیں کہ دو آدمیوں میں ایک اپنے بھائی کے ساتھ ایک گھڑی بھی بیٹھ سکے۔بلکہ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا کہ: یا اللہ! اگر تو نے مجھے جنت میں داخل کیا تو مجھے فلاں کا پڑوسی نہ بنانا۔

بدمزگی کا ایک واقعہ

اور میں نے مدرسین میں سے دو حضرات کے مابین کھچاؤ محسوس کیا تو میں نے ایک شادی کی دعوت میں دونوں کو جمع کیا۔تو جیسے ہی ان میں سے ایک داخل ہوا اور وہاں اس نے اپنے دشمن کو موجود پایا تو لوٹنے لگا۔اور بیٹھنے والا جانے لگا۔پس لوگ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بٹھانے سے عاجز آ گئے اور ایسا نہ کر سکے۔چنانچہ بیٹھنے والا چلا گیا۔اور جانے والا داخل ہوا۔چنانچہ تمام حاضر علماء پر اور جو بھی موجود تھا اس پر وقت نہایت بدمزہ ہو گیا۔اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جب ایک دوسرے کے بارے میں علماء کا یہ حال ہے تو ہم کیا باقی رہے کہ ہم ظالموں اور عوام کو کوستے ہیں۔اور اسی طرح صاحب ولیمہ کو نہایت بدمزگی کا سامنا ہوا۔اور جب حامل علم کو اس کا علم تہذیب نہیں سکھاتا تو اس کا غیر کیسے تہذیب حاصل کرے گا۔انتہی۔

پس جو ولیمہ میں حاضر ہو اور وہاں کوئی ایسا شخص ہو اس کی ہم نشینی سے دکھ محسوس کرتا ہے اسے چاہئے کہ داخل نہ ہوتا کہ اسے ایسی صورت حال کا سامنا نہ ہو جو ان دونوں کو پیش آئی جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا۔یا پھر رک جائے حتیٰ کہ لوگ منتشر ہو جائیں۔اور جب وہ اپنے دشمن کی مدح سننے پر موافقت نہیں کر سکتا تو کم از کم اسے خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

دشمن کی مدح سن کر اچھی حکمت عملی کا ایک واقعہ

اور میں اپنے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک ولیمے میں حاضر ہوا۔جبکہ وہاں آپ پر شدید انکار کرنے والوں میں سے ایک شخص موجود تھا۔ایک مدح کرنے والے نے اٹھ کر اس منکر کی مدح سرائی شروع کر دی۔پس میرے بھائی سیّدی افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنا جبہ اتار کر دے دیا اور اسے چاندی بطور ہدیہ عطا کی۔پس اس شخص کا انکار سیّدی افضل الدین کے ہاتھوں زائل ہو گیا۔اور اس نے اٹھ کر آپ کے سر کو بوسہ دیا گویا وہ کراہت جو اس کے ہاں تھی کبھی تھی ہی نہیں۔اور یہ حکمت عملی کے حسن سے ہے۔

شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

اور میں نے ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر کو چاہئے کہ جب وہ کسی مجلس میں ہو اور وہاں کوئی ایسا شخص ہو جو اس کی بدگوئی کرتا ہو یا اسے ناپسند کرتا ہو تو اس کی پس پشت حاضرین کے لئے اس کا اچھے لفظوں میں ذکر کرے پس یہ طریق کار عداوت کی تخفیف میں اس کے روبرو اس کی مدح کرنے سے زیادہ قوی اور ریاضت نفس میں زیادہ کامل ہے۔

اور اس طرح اسے چاہئے کہ اس کے لئے قیام کرے جبکہ وہ اپنے اور اس کے درمیان رکاوٹ دور کرنے کے قصد سے کھڑا ہو۔اور اس پر اسے انشاء اللہ العزیز اجر ملے گا۔اور یہ ایسا خلق ہے کہ اس کی مہک صرف اسی کو پہنچتی ہے۔جس نے مشائخ کے ہاتھوں پر سلوک اختیار کیا ہو حتیٰ کہ انہوں نے اسے تمام بشری آلودگیوں سے منقطع کر دیا ہو یا جسے حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے دربار کی طرف مشائخ میں

سے کسی کے واسطے کے بغیر کھینچ لیا ہو۔ پس وہ مخلوق میں سے کسی کی مراعات کی طرف متوجہ نہ ہو مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اذن سے۔ ورنہ غالب طور پر اسے لازم کہ وہ ریاء اور نفاق کے طور پر ان کی مراعات کرتا ہے۔ پس وہ بھی اسی طرح اس کے ساتھ ریاء اور نفاق کے طور پر معاملہ کرتے ہیں۔

مراعات خلق میں شعرانی کا مقام اور ایک واقعہ

اور میں بحمد اللہ تعالیٰ ایسے مقام میں داخل ہو چکا ہوں کہ اس میں تمام اہل اسلام کی تکریم وتعظیم کرنے لگا ہوں اس حیثیت سے کہ اللہ عزوجل کے بندے ہیں۔ کسی اور علت کی بناء پر نہیں۔ اور میں ہر ممکن حد تک ان کے درمیان الفت پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگا ہوں۔ اور کئی دفعہ میرے پاس چغل خور اپنے بعض دشمنوں کی طرف سے قبیح کلام لاتا ہے تو میں اسے اچھے کلام سے بدل دیتا ہوں اور اسے اس تک پہنچا دیتا ہوں تو وہ تعجب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ اپنے قول میں سچے ہیں لیکن مجھے اس سے پہلے اس کی طرف اس کے خلاف بات کا علم ہے۔ لیکن قدرت باصلاحیت ہے۔

اور مجھے ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص بربنائے حسد مجالس میں میرے متعلق بدگوئی کرنے لگا۔ پس لوگ مجھے آکر کہتے کہ فلاں آدمی تیرے عزت کے خلاف ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ میں ان سے کہتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کسی کی طرف سے چغلی قبول نہیں کروں گا۔ اور میں نے اس شخص کو صفائی اور صلح پر چھوڑ رکھا ہے۔ ازاں بعد اس سے میری ملاقات ہی نہیں ہوئی پس میں اس کے بارے میں کسی بات کی تصدیق نہیں کرتا مگر جب کہ اپنے کانوں سے سن لوں۔ پس لوگوں نے اس کی طرف سے میرے بارے میں کلام نقل کرنا ترک کر دیا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اگر میں ان کی تصدیق کرتا اور بدگوئی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا تو لوگ اسی طرح مجھ سے سن کر اس کی طرف نقل کرتے۔ کیونکہ جو تیرے لئے چغلی کرتا ہے وہ تیرے خلاف چغلی کرے گا۔ اور جو دوسروں کی بات تیری طرف نقل کرے وہ تجھ سے ان کی طرف نقل کرے گا۔

اور انسان اس خلق کی حلاوت اپنے آپ میں شہد سے بھی زیادہ محسوس کرتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے استقامت ملے گی۔ اور اس سے متخلق ہونے پر پابندی کر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ وظائف پر کوشش کرنے والے پر جلد انکار نہ کرنا

جسے دیکھوں کہ اس دور میں اپنے بھائیوں کے وظائف پر کوشش کرتا ہے اس پر اعتراض کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے معاملے میں غور وفکر کرتا ہوں۔ چنانچہ بسا اوقات وہ وظیفہ ایسے شخص کے اختیار میں ہوتا ہے جو کہ وقف کنندہ کی شرائط وغیرہ کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق نہیں ہوتا۔ پھر جب اس کے بعد ہم پر واضح ہو جائے کہ اس نے وظیفہ اپنے بھائی سے ناحق حاصل کیا ہے اس طرح کہ نگران کو دھوکہ دیا حتیٰ کہ اس سے اس کی تقرری میں خیانت کا ارتکاب کرایا تو اس وقت اس پر شدید انکار کرتے ہیں۔

اور جب ہم میں سے کوئی کسی طالب علم کو اپنے بھائی کے وظیفہ پر کوشش کرتا دیکھے یا کسی عالم کو دوسرے عالم پر ایسی چیز کا انکار کرتا ہوا سنے جس کے حکم کی شریعت میں صراحت نہیں تو اس کی بہترین گفتگو یہ ہے: اے بھائی! جان لے کہ فلاں مجھ سے زیادہ عالم ہے اور بسا

اوقات وہ مجھ سے شریعت کو زیادہ جاننے والا ہوگا۔تو اگر اسے ایسی چیز میں درست شبہ نہ ہوتا تو یہ نہ کرتا۔علاوہ ازیں یہ منکرین اس کوشش کرنے والے پر اکثر انکار نہیں کرتے مگر اس کے پس پشت۔اور نہ ہی اکثر کوئی اسے پہنچاتا ہے۔اور یہ غیبت میں شمار ہوتا ہے نہ کہ نصیحت میں۔پس انسان کو ایسی صورت حال کے لئے ہوشیار رہنا چاہئے۔

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی کہ ایک شخص لوگوں کے وظائف پر کوشش کرتا ہے۔پھر پیسوں کے بدلے دوسروں کے لئے انہیں ترک کر دیتا ہے۔چنانچہ آپ نے اسے بلا بھیجا۔اور آپ نے اسے شدید ڈانٹ ڈپٹ کی۔اور اسے ایذا رسانی۔حب دنیا کے مقتضی کی وجہ سے برے خاتمے سے ڈرایا۔پس اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توبہ کی اور رجوع کیا۔

حاصل کلام یہ کہ جس نے دنیا میں تنگی عیش کا ذائقہ لیا ہے وہ اس میں کوشش کرنے والے کے لئے عذر قائم کرتا ہے اور لوگوں پر اعتراض نہیں کرنے لگتا۔مگر جو صراحتاً سنت محمدیہ یا اس کے آئمہ کے کلام کے خلاف ہو۔

اور ماضی میں طلباء علم کے لئے صدقات۔خیرات اور ہدیئے طلب کئے بغیر تجار اور اکابر سے پہنچتے تھے۔اور وہ لوگ انہیں کہتے کہ تم علم میں مشغول رہو اور ہم تمہارے لباس اور اخراجات کی ضروریات کی کفایت کریں گے۔اور ہر غنی اور حاکم ہر شب اپنے محلے کے فقہاء اور فقراء کی پکے پکائے کھانے بھیج کر خبر گیری کرتا جبکہ آج کے اکابر میں سے کوئی بھی دنیا کی اچھائیوں میں سے کوئی اچھائی نہیں دیکھتا۔

اور ہم نے اپنے بھائیوں کے لئے بارہا تقریر کی ہے کہ اس دور میں فقراء اور طالب علم کا رات دن اپنے لئے کوشش کرنا اس کے مقام کے لئے معیوب نہیں۔کیونکہ اسے بھاگ دوڑ کرنے پر جو کچھ حاصل ہوتا ہے کبھی اس کے اہل وعیال کے کافی نہیں ہوتا۔پس اس کا اس چیز کے لئے کوشش کرنا جو اس کی ستر پوشی کرے گرچہ لوگ اسے دنیا دار کہیں کسب ترک کرنے سے افضل ہے گرچہ لوگ اسے صالح کہیں۔اور کبھی کوشش کرنے والا صاحب ضرورت ہوتا ہے اس کے پاس اس کے اہل وعیال کی ضروریات کا تحمل کرنے کو کچھ نہیں اور جس کی خاطر کوشش کرتا ہے وہ غنی ہوتا ہے جسے اس وظیفے کی ضرورت نہیں اور وہ اس کا اہتمام نہیں کرتا۔پس کوشش کرنے والے نے وجہ شرعی کے ساتھ اس وظیفہ کو اپنانے سے اس کے حال۔اہل وعیال اور کھانے کی ستر پوشی۔اور مقرر وظیفہ حاصل کر کے اسے اکل حرام سے بچانے کا ارادہ کیا تو کوشش کرنے والے کا یہ مقصد اچھا ہے۔اس بارے میں اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کسی طالب علم پر اعتراض کرے جو کہ اپنی روزی پر کوشش کرتا ہے۔اور تو کہنے لگے کہ لوگوں میں سے کسی کے ہاں قناعت باقی نہیں رہی۔بلکہ انتظار کر اور غور وفکر۔پس بعض اوقات وہ کوشش اسی پر واجب ہوتی ہے اور واجب کے مرتکب پر کسی کو انکار کرنا جائز نہیں۔

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ القرشی المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک بچے پر گزر ہوا جو کہ باغ سے کچا پھل کاٹ رہا تھا۔آپ نے بچے سے فرمایا: بیٹے! یہ تجھ پر حرام ہے۔بچے نے کہا: کوئی حرج نہیں اے عم محترم۔واللہ یہ اکیلے میرے باپ کی کھیتی ہے اور اس نے میرے بھائیوں کے لئے ایک کھانا تیار کرنے کے لئے اسے کاٹنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔شیخ ابو عبد اللہ اپنے شاگردوں میں نادم ہوئے۔اور اس دن سے آپ کسی پر انکار کرنے میں جلدی نہیں کرتے مگر حقیقت حال جان لینے کے بعد۔اور یہ ابو عبد اللہ اکابر عارفین میں سے تھے۔آپ شیخ ابو الربیع المالقی کے شاگرد ہیں۔اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنی

دعا میں کہا: الٰہی! مجھے میرے باطن کی وجہ سے محضر عام میں رسوا نہ فرما۔ تو آپ سے شیخ ابوالربیع المالقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو اپنا باطن ایسا کیوں بناتا ہے۔ جس کی وجہ سے تجھے رسوائی ہو۔ کیا تو نے اپنا نفس تمام آلودگیوں سے پاک نہیں کیا؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس تخلق پر عمل کر کہ تجھے استقامت حاصل ہو۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حاکم کے ساتھ اچھی حکمت عملی

میں اس امیر کے ساتھ اچھی حکمت عملی کے ساتھ پیش آتا ہوں جس سے ہمارے شاگردوں میں سے کسی نے خدمت لی ہو اور میرا وہ شاگرد اس کا وہ طعام استعمال کرنے لگے جس کا غالب حصہ چوری اور جرائم سے آلودہ ہو۔ اور وہ یوں کہ میں اسے مشافہۃً کہتا ہوں یا رقعہ لکھ بھیجتا ہوں۔ اے بھائی! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو امیر کا وہ کھانا کھائے جو اس نے اپنے لئے مخصوص کیا۔ اور اس کے اردگرد کے حاشیہ برداروں کا کھانا مت کھاؤ مگر ان میں سے وابستگان دین کا کھانا۔ کیونکہ امیر کے متعلق میرا عقیدہ اس کا مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا ہے۔ اور اس کے دین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نہیں کھاتا مگر وہی چیز جس کا حلال ہونا اس کے لئے ظاہر ہو۔ پس ایسی بات درست ہے جب ہمارا شاگرد اسے سنے گا تو اس سے معنی اخذ کرے گا یا اسے امیر سنے گا تو اس سے معنی اخذ کرے گا یا اسے اہل کار سنیں گے تو اس سے معنی اخذ کریں گے۔ اس کے بغیر کہ ہم کسی کو غرذ مہ دار نامزد کریں۔ یا یہ کہ وہ حرام کھاتا ہے۔ علی الخصوص جب ہم مظلوموں کے بارے میں اس امیر کے پاس سفارش کریں۔ کیونکہ بسا اوقات وہ ہماری اس بات سے نفرت کرے گا کہ ہم اپنے شاگرد سے کہیں اس کا کھانا مت کھاؤ۔ پس وہ سفارشات میں ہماری مخالفت کرنے لگے گا۔ اور یوں اس ہمارے مطالبہ کی طرف اس کا قلب بدلنے میں ہمارے باطن کو مشقت پیش آئے گی۔ اللھم۔ مگر جب ہمیں علم ہو کہ وہ امیر ہماری ڈانٹ ڈپٹ برداشت کرلے گا اور ہماری نصیحت قبول کرے گا تو اس وقت مقصد کو نکھار کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور میں نے صالح بن صالح بھائی سیّدی ابوالمجد بن الشیخ احمد المغربی الزفتاوی (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے) کو ایسا ہی رقعہ لکھا جب اسے غربیہ میں حمزہ الکاشف کے پاس امام اور فقیہ کا منصب سونپا گیا۔ چنانچہ میں نے اسے لکھ بھیجا کہ اس کے کھانے سے یا اس کی مذموم خواہش کی موافقت سے شدت سے پرحذر رہنا۔ اور میں نے کاشف کو لکھ بھیجا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تیری جماعت تیرے پاس جو کچھ لائے اسے ہرگز قبول نہ کرنا۔ اور جہنم میں جھلنے کے خوف سے اس سے غافل نہ ہونا جو کچھ تیرے اہل کار رعایا سے سلوک کرتے ہیں۔

اور حکام کی اصلاح کے لئے ہمیشہ میری یہی عادت ہے جبکہ مجھے معلوم ہو کہ ان میں سے کسی نے کسی انسان پر ظلم کیا ہے۔ میں وہ ظلم کبھی بھی اس کے علم پر نہیں رکھتا تاکہ وہ اپنی طرف سے حجت بازی نہ کرنے لگے۔ میں یوں کہتا ہوں کہ تیری جماعت نے تیری بے علمی میں فلاں پر ظلم کیا ہے۔ اور مطالبہ یہ ہے کہ اس قضیے میں غور وفکر کر۔ اور اس کا معاملہ اپنے غیر کے سپرد نہ کر اور بھائی کا اجر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

ظالم حاکم کی اصلاح کی حکمت عملی

اور کئی دفعہ میں کہتا ہوں: اخی عزیز۔عبد صالح فلاں پر سلام ہو۔اور اس سے میرا قصد دارین میں سے ایک کے لئے اس کا مستحق ہونا ہے جنت یا جہنم کے لئے۔کئی دفعہ بعض ناواقف لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو فلاں شیخ العرب یا فلاں کاشف کو صلاح کے ساتھ کیونکر موصوف کرتا ہے۔حالانکہ وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور یہ جھوٹ ہے۔حالانکہ مذکورہ قصد کے مطابق یہ جھوٹ نہیں۔نیز وہ اخی فی اللہ عزوجل ہے۔اور جو اس سے محبت کرتا ہے اس کے لئے عزیز ہوتا ہے۔

اور کئی دفعہ میں ظالم سے کہتا ہوں: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے جنت میں حساب کے بغیر داخل فرمائے اور اس کے متعلق میرے ضمیر میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت سے توجہ فرمائے اور قیامت کے دن اپنے فضل سے اس کے مخالفین کو اس سے راضی کر دے۔پھر اسے حساب کے بغیر جنت میں داخل فرما دے۔اور یونہی میں ظالم یہود ونصاریٰ کے بارے میں کہتا ہوں اگر ہم سے ان کے متعلق جنت میں داخل ہونے کی دعا واقع ہو تو لازماً اپنے ضمیر میں ان کے لئے ان کی موت سے پہلے ان کے اسلام کے وقوع کا ارادہ کرتے ہیں۔ورنہ ہمیں قطعاً معلوم ہے کہ جنت کفار پر حرام ہے۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر تجھے استقامت حاصل ہوگی۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔وابستگان دربار الٰہی سے بغض وعداوت نہ رکھنا

دربار الٰہی سے وابستہ حضرات جیسے رات کو قیام کرنے والے۔مؤذنین اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں سے میں بغض وعداوت رکھتا ہوں نہ انہیں اذیت دیتا ہوں۔بسا اوقات عنائت ربانی ان پر سایہ فگن ہوتی ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ماضی ومستقبل کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور وہ حق تبارک وتعالیٰ کے محبوب ہو چکے ہوتے ہیں۔پس ہم اسے کیونکر ناپسند کریں یا اس سے عداوت کریں یا اسے تکلیف پہنچائیں جسے حق تبارک وتعالیٰ پسند فرماتا ہے۔اور یہ عادت گرچہ اس کا اپنانا وابستگان بارگاہ خداوندی کے علاوہ دوسروں کے ساتھ بھی واجب ہے لیکن یہ ان کے حق میں زیادہ تاکیدی امر ہے۔جس طرح کہ کہتے ہیں کہ روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ ماہ رمضان میں اپنی زبان غیبت سے روکے۔باوجودیکہ یہ غیر رمضان میں بھی واجب ہے۔پس سمجھ لے۔

اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ جن مسلمانوں نے مجھے ستایا میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ پھر اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے لئے ان سب کو معاف کر دیا۔پس اس میں مؤذنین اور راتوں کا قیام کرنے والے سب داخل ہیں۔لیکن یہاں ہم نے صرف تاکید مزید کے لئے ان پر تنبیہہ کی ہے تاکہ اخوان طریقت ایسے امر سے غافل نہ رہیں۔پس ان میں سے کسی کے ساتھ ناحق عداوت رکھیں۔اور اس کے لئے کوئی عذر تراشا جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہو۔

سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول اور ملفوظ

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ مؤذنین اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا بہت اعزاز واکرام فرماتے۔اور کہتے کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کے خدام میں سے ہیں۔اور بسا اوقات اللہ عزوجل اوقات سحری میں رضا کے ساتھ توجہ فرماتا ہے۔اور ان کی دعا ہر اس

شخص کے بارے میں قبول فرماتا ہے جس کے خلاف یہ دعا کریں جبکہ کئی دفعہ انہیں ستانے والا اور ان سے عداوت رکھنے والا اس وقت جنابت کی حالت میں سویا ہوتا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ مؤذنین میں سے کسی کو تم سے تشویش لاحق ہو تو اس سے فوراً صلح کر لو اور اس کی نعل بوسی کرو تا کہ وہ اوقات سحری میں تمہیں بددعا نہ دے۔ پس وہ تمہاری ساتویں نسل تک اثر کر جائے۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مؤذن۔ دربان۔ چٹائیاں بچھانے والا اور امام وغیرہ خدام مساجد میں سے کسی سے عداوت نہ کرو کیونکہ یہ حضرات دربارالٰہیہ والے ہیں۔ اور دربارالٰہیہ کا داخلہ اس پر حرام ہے جس کے پاس سورج کی طرح واضح حق کے بغیر اپنے بھائی سے کدورت ہو۔ تو جو دربارالٰہیہ والوں میں سے ہے وہ اسے پہچان لے گا جو ہم نے کہا اور جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔ اور جو اس کا اہل نہیں ہے تو وہ چرانے والے مویشیوں کی طرح ہے۔ اس سے ہماری کوئی بات نہیں۔ حتیٰ کہ مویشیوں کی صفات سے نکل جائے۔

موذن سے کدورت کا نتیجہ

اور ایک دفعہ ایک مؤذن سے مجھے کدورت سی ہوگئی۔ رات کو میں تہجد کے لئے اٹھا تو اپنے قلب کو اپنے ساتھ نہ پایا۔ اور نہ ہی اسے حاضر کر سکا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے سبب کا الہام فرمایا۔ تو میں رات کے وقت اس کے مینار پر گیا اور اس سے صلح کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرا دل لوٹا دیا۔ اور میں بارگاہ میں داخل ہوا۔ اور مؤذن کے پاس جانے سے پہلے میں نے اپنے قلب کے متعلق چارہ جوئی کی حتیٰ کہ وہ پگھل گیا۔ پس میں اسے حاضر نہ کر سکا۔ بلکہ یوں ہوگیا کہ جب بھی میرے لئے اس کی حاضری کی چمک ظاہر ہوتی اسی وقت چلی جاتی۔ اور بارگاہ پر متوجہ ہونے سے رہ جاتی۔

اور یہ ایسا امر ہے جسے اپنے دور میں میں نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو قلیل ہی اپناتے دیکھا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ بارگاہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اگر داخل ہوتے تو بارگاہ والوں کو پہچان لیتے۔ اور بادشاہ کے پیشکار کو پہچان لیتے پس اس کا احترام کرتے۔ حتیٰ کہ اگر اسے اس کے بعد اسے ستانے کا ارادہ کرتے تو قادر نہ ہوتے بلکہ بادشاہ کی تعظیم کی خاطر اس کا اعزاز واکرام کرتے جس طرح کہ دنیا کے بادشاہوں کی جماعت میں دستور ہے۔

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ فقراء میں سے کسی کی ولایت کا علم رکھتے تو اسے کبھی نہ ستاتے۔ وہ تو جسے ستاتے ہیں اس کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مکار۔ شعبدہ باز۔ ریاکار شیطان ہے۔ انتہی۔ اور اس عبارت میں ان کے عذر کی مہک کی ہے۔

اور پاشا علی جو کہ مصر کا وزیر تھا کی جماعت میں سے ایک غیر معروف شخص ایک دفعہ بعض مشائخ کے پاس حاضر ہوا تو شیخ نے درشت کلامی کی جبکہ میں موجود تھا۔ تو وہ شیخ سے کہنے لگا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ میں پاشا علی کا فلاں اہل کار ہوں۔ اس شیخ نے کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کی اور اس سے معذرت کرنے لگا گویا کسی بڑے گناہ میں گر گیا ہو۔ اور اگر کوئی انسان اسے کہتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں تو وہ اس کی اس قدر عزت نہ کرتا۔ پس مجھے اس شیخ سے انتہائی تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور اس کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ پس اے بھائی! اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم کے لئے تو اس سے پرہیز کر تو ان میں سے کسی سے عداوت کرے جن کا ہم نے ذکر کیا۔

اسے جان لے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔قضاۃ زمانہ کا ادب

میں عصر حاضر کے چھوٹے بڑے قاضیوں کا ادب کرتا ہوں۔اور عقود وعہود میں ان کے احکام کے باطل ہونے کا قول نہیں کرتا جس طرح کہ اس میں بعض حضرات گر جاتے ہیں۔بلکہ انہیں درست سمجھتا ہوں ان آئمہ دین کا ادب کرتے ہوئے جو کہ ان کی صحت کے قائل ہیں۔اور سلطان کا ادب کرتے ہوئے جس نے ان حکام کو مقرر کیا۔اور مجھے علم ہے کہ وہ غور وفکر میں مجھ سے اور مجھ جیسوں سے کامل ہے بلکہ بعض مرتبہ اپنی ساری رعایا سے غور وفکر میں کامل ہوتا ہے۔اور اس مشہد کا حامل اپنے امام پر اس کی تولیت۔یا کسی کو معزول کرنے کے بارے میں انکار نہیں کرتا۔اور اس کے پس پشت کبھی بھی اس کی مذمت نہیں کرتا۔جس طرح کہ بعض لوگ کرتے ہیں۔

اور علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا: کہ اگر بادشاہ نے قاضی فاسق کو مقرر کر دیا تو بر بنائے ضرورت اس کا فیصلہ نافذ ہوگا۔نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس کی طاعات اس کی معصیتوں پر غالب ہوں وہ عادل ہے۔اور بحمد اللہ تعالیٰ مصر کے جن قاضیوں اور ان کے گواہوں کو ہم پہچانتے ہیں ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی طاعات ان کے معاصی پر غالب ہیں۔

اور ہمیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ ہر مسلمان صاحب عدل ہے گرچہ آپ کے بعد والے اصحاب نے بعض شرطوں کی قید لگائی ہے۔اور قضاۃ اور شہود کے متعلق اعتراض کرنے والے کے لئے اس امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کافی ہے۔اور بحمد اللہ تعالیٰ میں جوانی سے ہی اسی خلق پر ہوں۔بخلاف اس کے جو کہ حاسدین میں سے کسی نے میری طرف سے مشہور کر رکھا ہے کہ میں ان کے فسق کی بنا پر ان کے احکام کے باطل ہونے کا قائل ہوں اور میری طرف سے جھوٹ کہا گیا ہے۔اور میں نے ان میں سے کسی کو رشوت لیتے کبھی نہیں دیکھا۔کیونکہ اس وقت تک کسی قاضی سے میری واقفیت نہیں۔گرچہ ان میں سے بعض سے ایسا سرزد ہوتا ہے۔پس میرے لئے عموم کے ساتھ یہ حکم جائز نہیں ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ اس حاسد کو اس کی جنایت کی معافی عطا فرمائے۔آمین۔

بلکہ مجھے پیش آنے والے واقعات میں سے ایک یہ واقعہ ہے کہ مجھے ایک ایسے شخص کے متعلق اطلاع ملی جس نے اپنی بیٹی کا عقد ایک قاضی کے ہاتھ پر کیا۔پھر وہ فقراء کی موجودگی میں دوبارہ عقد باندھنے کے لئے ہمارے پاس آیا۔میں نے اس پر سخت انکار کیا اور اسے کہا عدل میں قاضی کا مرتبہ ہم جیسوں سے کہیں اعلیٰ ہے کیونکہ کسی حاکم کے ہاتھ پر ہماری عدالت ثابت نہیں۔اور میں نے اس سے کہا کہ اگر تو ان کے احکام کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو تیرے لئے یہ کیونکر جائز ہے کہ تو ان حقوق کا دعویٰ کرے جو کہ ان کی گواہی۔ان کے احکام اور ان کی تقریر سے تیرے لئے لوگوں پر ثابت ہوتے ہیں۔جس طرح کہ حقوق سے مبرا نہیں۔

چنانچہ اس نے استغفار کیا اور توبہ کی۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر تجھے استقامت حاصل ہوگی۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔میرے شیخ یا امام اعظم سے دوستی کرنے والے سے دوستی اور ان سے عداوت کرنے والے سے عداوت

میں اس سے دوستی کرتا ہوں جو میرے شیخ یا امام اعظم سے دوستی کرتا ہے اور اس سے عداوت کرتا ہوں جو ان سے شرعی طریقے کے

بغیر عداوت کرتا ہے۔ گرچہ ان دونوں کو اس کا علم نہ ہو۔ یہ ان کے حق واجب کے احترام میں ہے۔ اور اگر ایسا واقعہ ہو کہ میں نے ان کے دشمن سے محبت کا اظہار کیا تو یہ کسی اچھی نیت کی وجہ سے ہے۔ جیسے یہ کہ وہ میری طرف محبت کے ساتھ مائل ہو حتیٰ کہ میں اسے ان کے حق میں ادب سکھاؤں ان سے خیانت کے طور پر نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخلق

اور اس قدم پر امام اعظم ابو حنیفہ اور سعید بن جبیر اور ان جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات میں ہے کہ خلیفہ نے جب آپ کو فتویٰ دینے سے روک دیا تو رات کے وقت آپ کی صاحبزادی نے آپ سے اس خون کے بارے میں سوال کیا جو کہ دانتوں کے مسوڑوں سے خارج ہوتا ہے کہ کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ تو آپ نے اسے جواب نہ دیا اور فرمایا: اس کے متعلق اپنے چچا حماد سے سوال کرو۔ کیونکہ میرے امام نے مجھے فتویٰ دینے سے روک دیا ہے۔ اور پس پشت میں اس کی خیانت نہیں کروں گا۔

اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات میں ہے کہ حجاج نے جب آپ کو قید خانے میں بند کر دیا اور اس وجہ سے آپ کے بچے رونے لگے تو قید خانے کے منتظم نے آپ سے کہا کہ آپ چلے جائیں اور اپنی اولاد کے پاس رات بسر کریں۔ اور میں اسے صیغہ راز میں رکھوں گا۔ آپ نے فرمایا: معاذ اللہ میں ولی امر کی مخالفت کروں۔ تو منتظم نے کہا کہ حجاج ظالم ہے اور اس کی طاعت آپ پر لازم نہیں۔ لیکن آپ نے اس پر کان نہ دھرا۔ اور فرمایا کہ اگر حجاج کو تمہارے اس کام کا پتہ چل گیا تو تجھے سزا دے گا۔ اور میں ایسا نہیں کہ میں اپنے بھائی کو مبتلائے مصیبت کروں۔

اور میں نے اس دور میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس پر عمل کرتے نہیں دیکھا مگر بہت کم۔ اور ان احسانات کے بیان میں اس خلق کا ذکر اس سے زیادہ تفصیل سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے مقصد حاصل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مالکی طالب علم کے ساتھ زیادہ ادب سے پیش آنا

میں مالکی طالب علم کے ساتھ ان کے غیروں کی بہ نسبت زیادہ ادب سے پیش آتا ہوں۔ اس حیثیت سے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے امام پر شیخ ہونے کا مرتبہ حاصل ہے۔ تو جس طرح ہمارے امام صاحب اپنے شیخ اور ان کے پیروکاروں اشہب اور ابن القاسم سے ادب سے پیش آتے تھے اسی طرح آپ کے مذہب کے مقلدین کو چاہئے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کے ساتھ ادب سے پیش آئیں۔

امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امام مالک کے مقلد کا ادب کرنا

اور شیخ محی الدین النووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے مالکیوں میں سے ایک شخص سے بحث کی تو آپ پر مالکی نے درشت کلامی کی۔ امام نووی سے اس کے بارے میں بات کی گئی تو آپ نے فرمایا: اس کا امام میرے امام کا شیخ ہے۔ پس اس کے ساتھ

ادب سے پیش آنا اس کے امام کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آنے کی مانند ہے۔انتہی۔

میں نے مصر میں اپنے ساتھیوں میں سے بہت قلیل کو اس پر عمل کرنے والا پایا۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔کسب میں بے جا جرأت کرنے والوں کے طعام سے پرہیز اور ان کی علامت

اپنے اسباب معیشت میں بے جا جرأت کرنے والوں کا کھانا کھانے سے میری حفاظت کی گئی ہے۔برابر ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اس کی دعوت دیں یا اسے میرے گھر میں بھیج دیں۔پھر فرض کرو کہ میں نے سہواً اس سے کچھ کھا لیا تو میری طبیعت متلی کرنے لگتی ہے اور اس کے رگوں میں پھیلنے سے پہلے ہی اسی وقت قے کر دیتا ہوں۔

اور ان احسانات کے بیان میں ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اپنی کمائی میں بے جا جرأت کرنے والوں کی علامت یہ ہے کہ اس دور میں اپنے گھروں میں قسم قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں۔کیونکہ اگر وہ اپنے ہاتھ آنے والی چیزوں میں پارسائی اختیار کرتے تو ان انواع و اقسام میں سے کچھ بھی نہ پاتے بلکہ خالی روٹی پر بھی قادر نہ ہوتے۔اور کسب میں بے جا جرأت کرنے والوں میں بعض تاجر اور تیل کا کاروبار کرنے والے وغیرہم ہیں جو کہ ظالموں۔خرید وفروخت میں کمی بیشی کرنے والوں اور رشوت کھانے والوں کے ہاتھوں سودا بیچتے ہیں اور اپنے سامان کی قیمت ان کے اموال سے لیتے ہیں کیونکہ پارساؤں کے مذہب میں حرام اور مشتبہ چیز میں اس امر میں کوئی فرق نہیں کہ اسے بالواسطہ حاصل کریں یا بلا واسطہ۔

اور وہ جو بعض علماء حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ حرام دو ذمہ داریوں تک تجاوز نہیں کرتا، میں نے مملکت مصر میں شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین بن الشلبی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔یہ اس پر محمول ہے جسے اس کا علم نہیں۔رہا وہ شخص جو مثلاً کمی بیشی کرنے والے کو دیکھتا ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز اس طرح حاصل کرتا ہے۔پھر اسے کسی اور کو دیتا ہے پھر اس دوسرے نے اسے لے لیا تو یہ حرام ہے۔پس سمجھ لے۔

اور ہمیں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات پہنچی کہ آپ عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں ان کی زیارت کو گئے۔تو حضرت عمر نے آپ کو ایک خشک ٹکڑا اور آدھا کھیرا پیش کیا اور کہا: کھائیے اے حسن! کیونکہ اس زمانے میں حلال محض کا احتمال نہیں۔انتہی۔

اے بھائی! پس اسے سمجھ لے۔اس سے تخلق پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مجھے نیکوکار سمجھنے والے کے طعام سے پرہیز

میں اس کا کھانا نہیں کھاتا جو مجھے نیکوکار سمجھتا ہے۔اور اگر یہ نہ ہوتا تو وہ مجھے کھانا نہ کھلاتا۔کیونکہ میرا حال دو امروں سے خالی نہیں۔یا

تو میں نفس الامر میں صالح ہوں اس حیثیت سے کہ مجھے اس کا شعور نہیں۔ یا غیر صالح ہوں تو اگر میں صالح ہوں تو میں نے اپنے دین کے عوض کھانا کھایا۔ اور اگر غیر صالح ہوں تو میں نے شریعت میں حرام کھایا۔ کیونکہ اگر وہ ان خلاف ورزیوں پر مطلع ہوتا جو کہ دن رات مجھ سے صادر ہوتی ہیں تو میرا کبھی معتقد نہ ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات میرے منہ پر تھوک دیتا۔ اور میرے پاس ہرگز نہ بیٹھتا۔

اور میرے بھائی سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس کا کھانا کھاؤں جو مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ حلال ہو نہ کہ اس کا کھانا جو میرا معتقد ہے۔ میں نے آپ سے دونوں کے درمیان فرق کا سوال کیا تو کہنے لگے: کیونکہ محبّ میری محبت سے متزلزل نہیں ہوتا جب کہ میں کسی لغزش میں گر جاؤں۔ بلکہ مجھ سے ایسی محبت کرتا رہے جیسے والدہ اپنے بچے سے محبت کرتی ہے۔ پس وہ اس کے ساتھ احسان کی سخاوت کرتی رہی ہے چاہے وہ صلاح کے ساتھ متصف ہو یا نہ ہو۔ رہا معتقد تو وہ مجھ سے اس وقت تک محبت کرتا ہے جب تک صلاح میرے ساتھ قائم ہے۔ جبکہ میں استقامت پر ہمیشگی نہیں کر سکتا۔ انتہی۔

اور اس امر پر میرے بھائیوں میں سے کوئی قلیل ہی متنبہ ہوتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-دین کے عوض کھانے والے کے طعام سے پرہیز

اس دور کے فقراء میں سے جو شخص اپنے دین کے عوض کھاتا ہے اور جب وہ اسے عطیات وغیرہ نہ دیں تو انہیں کوستا ہے اور ان کے متعلق بدزبانی کرتا ہے خصوصاً جبکہ کسی بڑی دعوت کا اہتمام کرے۔ کیونکہ قریب نہیں کہ وہ اس میں حلال وحرام کی تمیز کرے یعنی حلال کو حلال قرار دے کر اس کا احترام کرے اور حرام کو حرام سمجھ کر اس سے پرہیز کرے۔ پس پارسائی ایسے لوگوں کے طعام سے بچنا ہے۔ کیونکہ اگر لوگ ان میں صلاح کا عقیدہ نہ رکھتے تو انہیں کچھ نہ دیتے۔ اور یہ معلوم ہے کہ جو شخص دنیا کو اپنے دین کے عوض کھاتا ہے وہ اس سے زیادہ برا ہے جو کہ دنیا کے عوض کھاتا ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں ایک چشمہ سے اونٹ پر لوگوں کے گھروں کو پانی لاتے اور اس کی قیمت سے اپنی اور اہل وعیال کی روزی حاصل کرتے۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں نے پیشہ ترک کر دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے ضائع نہ فرمایا اور وہ اپنے پروردگار کی عبادت پر متوجہ ہوا۔ تو فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ ایسا شخص ہے جو کہ بسا اوقات اپنے دین کے بدلے دال روٹی کھاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں طبلہ وسرنگی کے بدلے دنیا حاصل کروں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اسے اپنے دین کے عوض حاصل کروں۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام احتیاط

اور امراء میں سے ایک شخص نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعوت کا اہتمام کرنے کی درخواست کی تو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا: واللہ میرا کسب کھجور کے پتوں سے ہے۔ اس سے کھانا مجھے اچھا نہیں لگتا تو میں امراء کا کھانا کیونکر کھاؤں یا لوگوں کو اس کھانے کی دعوت دوں۔ انتہی۔

اور فقراءِ زمانہ میں سے کم لوگ اس پر متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ میں نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی مختلف شہروں کو سفر کرتا ہے۔ اور اس دعوت میں اپنے طعام کے آلات حکام اور ظالموں کے اموال سے حاصل کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو اس لئے بلاتا ہے پس ان کے بواطن کو حرام اور شبہات سے آلودہ کرتا ہے۔ اور کئی دفعہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج رات ہمیں حصول خیر ہوا۔ کیونکہ ہم نے سیّدی شیخ کے طعام سے حلال کھایا۔ اور اس طعام کے بارے میں تفتیش نہیں کرتے کہ شیخ کہاں سے لایا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کسی فقیر کے کھانے کی دعوت قبول نہ فرماتے مگر اس وقت جبکہ معلوم ہوتا کہ تجارت یا زراعت یا صنعت سے اس کا شرعی کسب ہے۔ بلکہ میں نے ایک دفعہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایک فقیر کو قے کرنے کا حکم دیا جب اس نے ایک شیخ بننے والے کا کھانا کھایا جس نے دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ حالانکہ اس کا کوئی پیشہ نہیں تھا۔ اور آپ نے فرمایا: تو ایسے شخص کا کھانا کیونکر کھاتا ہے جو اپنے دین کے عوض کھاتا ہے۔

اور مجھے پاشا علی وزیر کے اہل کاروں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ ہم ان مشائخ کے کثرت سے مانگنے سے تنگ آگئے ہیں جو کہ ان کے لئے دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے پاس شہد چھوڑا نہ چاول۔ مسور چھوڑا نہ پیاز۔ ان لوگوں پر کیا مصیبت پڑی ہے کہ لپٹ کر مانگتے پھریں اور ان کے لئے دعوتوں کا اہتمام کریں۔ انتہی۔

دین کے عوض کھانے والے کی پہچان

اور جو چاہے کہ پیشوں اور صنعتوں کے کسب سے فارغ مشائخ کے متعلق پہچانے کہ وہ اپنے دین کے عوض کھاتا ہے یا نہیں تو چاہے کہ وہ اپنے آپ کو صالحین کی تمام صفات سے بے بہرہ فرض کرے جن سے یہ مشہور ہے اور لوگ اس کے معتقد ہیں اور اس کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں۔ اور اس کے بعد اپنے حال پر غور کرے۔ پس جس نے اسے کھلایا یا اس کے لئے دعوت کا اہتمام کیا تو چاہئے کہ اس کے حلال ہونے کی شرط پر اس سے کھائے۔ پس ایسے کو اس کے دین کے عوض نہیں کھلایا اور مجھے گمان ہے کہ جب وہ صفات صالحین سے خالی ہوا تو کوئی بھی اسے عطیہ پیش کرنے کا نہیں ہوگا۔ نہ ہی اس کے لئے کبھی دعوت کا اہتمام کرے گا۔ جس طرح کہ وہ شخص اس سے ایسا سلوک نہیں کرتا جس کے لئے اس کی نیکی ظاہر نہیں ہوتی۔

اور میرے بھائی سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کا کھانا کھاؤں مگر جبکہ حلال ہو۔ اور وہ شخص عقیدت میں اس حیثیت کا مالک ہو کہ اگر مجھے شراب نوشی کرتا دیکھے تو بھی اس کا میرے صلاح کے بارے میں عقیدہ متغیر نہ ہو۔ انتہی۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ یہ تو سب لوگوں کے یا ان میں سے اکثر کے کھانے سے پرہیز کرنے کے باب سے ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میرا اور ان کا کیا تعلق؟

اور امیر یوسف بن ابی اصبع کا واقعہ ہے کہ مشائخ ریف میں سے ایک شخص کے ساتھ اسے عقیدت ہوگئی۔ اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ کبھی کبھی اس کی دعوت بھی کرتا۔ اور لوگوں کو اس کی دعوت پر بلاتا۔ اور جو حاضر نہ ہوتا اس سے کبیدہ خاطر ہوتا۔ پھر کچھ مدت کے بعد اس شیخ کو کھینچا اور لٹا کر اس کی پٹائی کی۔ اس کے بال مونڈ دیئے۔ اور کہا کہ میں گمان کرتا تھا کہ یہ نیک ہے۔ پس اب مجھے پتہ چلا کہ یہ شیخ نہیں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کرے تو بامراد ہوگا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔
پس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد وثناء ہے جس نے مجھے ایسا کیا کہ متقدین کا کھانا ناپسند کرتا ہوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مختلف دعوتوں کے کھانوں سے احتیاط

نذر۔ پرہجوم شادیوں۔ طعام عزاء وغیرہ کے کھانوں سے میری حفاظت کی گئی ہے۔ پس مجھے یاد نہیں کہ میں نے ان دعوتوں سے کبھی کھایا ہو سوائے ایک دفعہ کے۔ پھر میں نے قے کردی۔

اور اس کے اہل طریقت کے لائق نہ ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ غالب طور پر یہ شبہہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور نذر کا طعام صاحب نذر تیار نہیں کرتا مگر اپنے نفس کے التزام کے ساتھ کہ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مریض کو شفا دی۔ جیسا کہ اس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔ کہ نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرسکتی۔ اس سے تو صرف بخیل سے وہ کچھ نکالا جاتا ہے جسے وہ نکالتا نہیں تھا۔ یا جیسے حدیث وارد ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ بخیل کا طعام بیماری ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔

عورت کی کمائی سے کھانا مرد کی برتری کے خلاف ہے

خصوصاً اگر عورت نے وہ کھانا اپنے کسب سے تیار کیا ہو۔ کیونکہ اس کا کھانا مرد کی برتری کے خلاف ہے۔ خصوصاً سیدی شیخ جو کہ اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہے تاکہ کھائے اور پیالی چاٹے حتیٰ کہ بعد والوں کے لئے کچھ نہ چھوڑے۔ اور روئے زمین کے مشائخ کی وصیتوں میں عورتوں کی کمائی کے کھانے سے نہی منقول ہے۔ تاکہ ایسی چیزوں کے اپنانے سے مرید کی ہمت کو اونچا کریں۔ اور جب وہ انہیں اپنے علاوہ دوسرے مردوں کے کسب سے کھانے سے روکتے ہیں تو عورتوں کا کیا مقام؟ اور انہوں نے فرمایا: جو اپنے لئے کسی عورت کی کمائی کھانے پر راضی ہوگیا تو اس کا معاملہ منقطع کردو کیونکہ طریقت میں اس سے کچھ بھی بن نہیں پڑے گا۔

کائنات کی ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے

اور حدیث پاک میں جو وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعۃ المبارک کے دن اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر ایک خاتون کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں چقندر کھاتے جو وہ آپ کے لئے پکاتی تھی۔ تو یہ اس میزان میں داخل نہیں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہے دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے۔ اور ساری مخلوق آپ ہی کا رزق کھا رہی ہے۔ نیز آپ ایسی چیز تناول کرنے سے معصوم ہیں جس کی وجہ سے آپ کے کمال میں کچھ نقص وارد ہو۔ پس سمجھ لے۔

رہے شادی کے قسم قسم کے کھانے تو اکثر ان کا اہتمام کرنے والا تکلف کرتا ہے پس وہ کچھ پکاتا ہے جسے پکانا اس کی عادت نہیں کہ اس کی طاقت سے کہیں بالاتر ہے۔ جبکہ ہمیں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تکلف کرنے والوں۔ باہم مباہات وفخر کرنے والوں کے طعام کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پس تو دولہا کے باپ کو یا دلہن کی ماں کو یا دولہا کی ماں کو دیکھتا ہے کہ ان میں کوئی تو کھانا تیار کرنے کے لئے اپنے کپڑے بیچ دیتا ہے یا اکثر قرض لیتا ہے گرچہ سود کے ساتھ ہو۔ اور کہتا ہے کہ میں اس شادی کے کھانے کے اہتمام میں مضمحل ہوگیا ہوں۔ اب صرف اسے تیار کرنا باقی رہ گیا ہے۔ پس وہ کھانا نہایت مجبور ہو کر فخریہ طور تیار کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ازاں بعد بعض لوگوں کو کہتے

ہوئے سنتا ہے کہ فلاں کا کھانا فلاں کے کھانے ۔۔۔ ادہ تھا۔پس اس سے متاثر ہوتا ہے۔
رہا سوگ۔جمعات کا اور مہینہ پورا ہونے پر کھانا تو اکثر اس میں اسی طرح مفاخرت کا عمل دخل ہوتا ہے۔اور کئی دفعہ مختلف الانواع کھانوں کا تکلف اس خطرے کے پیش نظر کرتے ہیں کہ وہ لوگ طعن وتشنیع کریں گے جو تعزیت کے لئے آتے ہیں۔اور کئی دفعہ یہ یتیموں کے مال سے یا ان کے بعض کے مال سے ہوتا ہے۔اور ان سے اجازت کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔اور ان کے ولی کے لئے ایسا کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں۔پس عامل وہی ہے جو کہ پیٹ میں داخل ہونے والے ہر لقمہ کی تفتیش اسے منہ میں رکھنے سے پہلے کرے۔
اور اسی طرح کسی پارسا کو نہیں چاہئے کہ وہ پانی پیئے جو کہ دفن کے وقت پلاتے ہیں اگر اہل میت اس کا اہتمام ترکہ سے کریں۔الا یہ کہ بالغ اور سمجھدار ہوں تو اس میں اور طعام عزا۔اور جمعات اور ماہ کے کامل ہونے کے موقعہ پر شرعی طریقہ کے مطابق طعام میں کوئی حرج نہیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے بعض بھائیوں کو طعام ۔۔۔ انے سے بچایا ہے۔پس ان کی دائمی حفاظت فرمائے۔
اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جسے مروت حاصل ہے اسے لائق نہیں کہ طعام عزا کھانے بیٹھ جائے جبکہ میت کی ماں۔اس کا باپ اور اس کے بھائی شدت غم کی وجہ سے چوٹی سے قدم تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔اور حادثہ عظیم پیسوں کے عوض پڑھانے والوں کا گلوگیر ہونا اور کھانا اچکنا ہے۔اور اہل میت اسے سن رہے ہیں۔اور یہ اہل میت کے ساتھ غم میں شریک ہونے سے ان کے باطن کے خالی ہونے کی دلیل ہے۔اور اس میں جو قباحت ہے مخفی نہیں۔پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ باہمی محبت اور رحمت میں ایمان والوں کی مثال جسد واحد کی سی ہے۔جب اس کا ایک عضو درد محسوس کرے تو سارا جسم اس کی وجہ سے بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
پس اے بھائی! مذکورہ کھانوں سے خود کو بچا۔پھر پرہیز کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیرے ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

۹

احسان خداوندی-یومیہ روزی کے عوض دستکار کے طعام سے پرہیز

میری اس دستکار کے طعام سے حفاظت کی گئی ہے جو کہ روزی کے بدلے کام کرتا ہے۔علی الخصوص جبکہ وہ عمر رسیدہ ہو مگر جبکہ میں اسے اس کی قیمت عطا کر کے بدلہ دوں یا اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کروں کہ اس کی باقی عمر میں اس کے رزق میں مخفی برکت نازل فرمائے۔اور میں اپنی دعا کی قبولیت کا اثر دیکھوں۔اور ایسے کھانے سے پرہیز کرنے کا سبب اس دستکار کا دن بھر اپنے کسب میں شدت برداشت کرنا ہے۔حتی کہ اسباب موت کے قریب کر دینے والی صورت حال کا معائنہ کرنا ہے۔پس جسے مروت حاصل ہے اسے نہیں چاہئے کہ ایسا کھانا کھائے۔علی الخصوص اگر اس کی بیوی نے اسے ہفتہ بھر کے کام کا یا کسی دعوت کا مکلف کیا ہو۔وغیر ذالک۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس سے تخلق پر عمل کر تو بامراد ہوگا۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے والے کے طعام سے پرہیز

میری حمایت کی گئی ہے کہ میں اس کا کھانا کھاؤں جس کے متعلق تجھے علم ہے کہ اس پر قرض ہے جسے ادا کرنے کا وقت آچکا ہے اور وہ

لیت ولعل کرتا ہے حالانکہ ادا کرسکتا ہے۔اور اس میں علت اس پر یہ واجب ہونا ہے کہ طعام کی قیمت قرضے کی ادائیگی میں صرف کرے۔پس اس میں سے ہمارے کھانے میں شبہہ ہے کیونکہ اس میں ہماری بجائے غیر کا حق ہے۔اور اسی طرح ہم اس شخص کے طعام سے بچتے ہیں جس پر قرض ہے اور وہ اسے ادا کرنے سے عاجز ہے۔بلکہ یہ ادا کرنے پر قادر کے طعام سے زیادہ شدید صورت ہے کیونکہ اس میں اس پر ایسا وزن رکھنا جو وہ برداشت نہیں کرسکتا۔اور اگر وہ خوش دلی سے ہمیں دعوت دے تو اسے قبول نہیں کرتے کیونکہ وہ اس سے ناواقف ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔کیونکہ وہ اس بچے کی طرح ہے جو کہ اپنے ولی۔یا اپنے وصی یا منتظم کی آغوش میں ہے جو اس کے نفس کی ہر خواہش قبول نہیں کرتا۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ایک مخصوص ہدیہ استعمال کرنے سے پرہیز

میری اس امر سے حمایت کی گئی ہے کہ ایسا ہدیہ کھاؤں جس کے متعلق مجھے قرائن سے معلوم ہو جائے کہ اس ہدیہ کی صاحب ہدیہ کے نزدیک عظیم منزلت ہے۔جیسے کہ اس نے اسے اپنے غلام کے ہاتھ بھیجا اور اسے کہا کہ اسے سپرد نہ کرنا مگر عبدالوہاب کے ہاتھ میں۔یا اس کے برتن پر قفل لگا دیا۔یا اسے دھاگہ باندھ دیا۔یا مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ کبھی کبھار اسے یاد کرنے لگا گرچہ اپنے جی میں۔اور یہ اس امر کی علامت ہے کہ اسے بھیجنے کے بعد اس کا نفس اس کا پیچھا کرتا ہے۔پس اس میں ایک قسم کا تکلف ہے جبکہ ہمیں متکلفین کے طعام کے کھانے سے روکا گیا ہے۔اور اسی طرح اس کے نزدیک اس ہدیہ کی بڑی قدر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس نے ظاہراً کہا ہے کہ اسے صرف میں ہی کھاؤں اور اپنے علاوہ کسی کو نہ دوں۔پس یہ مجھ پر پابندی ہے۔اور یہ بھی اس امر کی علامت ہے کہ اس کے نفس نے اس کا پیچھا کیا ہے۔کیونکہ جو اپنے غیر کو کوئی خالص چیز عطا کرے تو اسے پابندی سے کیا سروکار۔

اور اسی طرح جب میں کسی کے ساتھ اس کے دسترخوان پر بیٹھوں۔اور وہ مجھے قسم دینے لگے کہ مثلاً میں مرغی کی ران ضرور کھاؤں۔اور میں جب بھی اسے اپنے سے دور کروں وہ اسے میرے قریب کر دیتا ہے۔پس اس کی وجہ سے میری نفرت میں اضافہ ہوتا ہے۔چنانچہ میں اسے نہیں کھاتا۔کیونکہ اس کے نزدیک اگر اس کی عظمت نہ ہوتی تو وہ اس پر اس قدر توجہ نہ کرتا۔اور اس خلق پر اور اس سے پہلے دور پر میں نے مصر میں اپنے سوا کسی کو عمل کرتے نہیں پایا۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس پر تخلق کی پابندی کر تجھے مراد ملے گی۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اکیلا کھانے کو ناپسند کرنا

میں اکیلا کھانے سے اسی طرح کراہت کرتا ہوں جس طرح بغیر عذر کے اکیلا نماز پڑھنے سے کراہت کرتا ہوں۔اور تنہا کھانے سے اسی طرح میرا سینہ تنگ ہوتا ہے جس طرح جامع مسجد میں تنہا نماز پڑھنے سے۔بیشک حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مل کر کھانے کا حکم دیا ہے جس طرح مل کر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

مل کر کھانے کے فوائد۔اور وضاحت

اس میں کئی فوائد ہیں۔ایک تو قلوب کا باہم الفت کرنا۔دوسرا رزق اور مدد میں برکت کی کثرت۔تیسرا شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے

حکم کی تعمیل۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں دین کو قائم رکھنے اور اس میں انتشار نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ قلوب کی باہمی الفت کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتا۔ اور غالباً قلوب باہم الفت نہیں کرتے۔ مگر طعام پر جمع ہونے اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بدولت۔ اور شاید کہ لوگوں میں کسی کا قلب تیرے ساتھ اس وقت زیادہ مربوط ہو جب کہ تو اسے کھانا کھلائے۔ بہ نسبت اس کے کہ تو اس کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے اور اس کے لئے کسب اجر کا ذریعہ بنے۔

پس معلوم ہوا کہ جس نے تنہا کھایا اور اپنا عطیہ روک لیا اور اکثر لوگوں سے اپنی مدد چاہی گرچہ دین پر ہی سہی تو وہ گھروں کو ان کے دروازوں کے بغیر آیا۔ بسا اوقات وہ اسے عناد کی وجہ سے بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی مدد نہیں کرتے کیونکہ وہ اس کے متعلق بہت بغض رکھتے ہیں۔ کیونکہ بخیل مبغوض ہے گرچہ کثیر العبادت ہو جبکہ سخی محبوب ہے گرچہ بے عمل ہو جیسا کہ اس کا مشاہدہ ہے۔

اور یہ خلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بچپنے سے ہی عطا فرمایا ہے پس میں جس رات اپنے ساتھ کوئی کھانے والا نہ پاؤں مجھے کھانا خوشگوار نہیں ہوتا۔ اور مجھے کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ اور جس قدر بھی ہاتھوں کی کثرت ہو اور اچھے اچھے کھانے کھائیں مجھے بخیل کے برعکس اسی قدر زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس قدم پر بلاد منزلہ میں سیّدی محمد بن داؤد اور شیخ عبدالحلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ بسا اوقات ان میں سے ایک صاحب مرغی تیار کرتے اور ستر افراد پر تقسیم کرتے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ اور اس سے متخلق ہونے پر عمل کر تو سیدھی راہ پالے گا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خدام کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا

میں خدام کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہوں حتیٰ کہ کوئی بھی مجھ سے ہیبت محسوس نہیں کرتا جب میں اسے کہوں کہ آؤ میرے ساتھ مل کر کھاؤ۔ کیونکہ کئی خدام کو جب مالک کہے کہ آؤ میرے ساتھ مل کر کھاؤ تو احساس کمتری کی بنا پر کہتا ہے کہ اپنے سردار کے ساتھ مل کر کھاؤں؟ اور اس میں غلام کے اپنے مالک کی درشتی اور تکبر کے متعلق علم کی مہک ہے۔ اور اگر اسے اس کے متعلق رحمت اور نرمی معلوم ہوتی تو اذن کے بغیر اپنے مالک کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ جاتا۔

اور ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو بلایا کہ آپ کے ساتھ مل کر کھائے اس نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رو نے بیٹھ گئے اور کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ اسے میری طرف سے تکبر کا علم ہے تو انکار نہ کرتا۔

پس پرہیز کر پھر پرہیز کر اپنے خادم پر بڑائی جتلانے یا اپنے آپ کو اس سے برتر سمجھنے سے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہ راست ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سائل کو رد نہ کرنا

میں سائل کو رد نہیں کرتا جبکہ وہ صاحب ضرورت ہو۔ پس وہ جو مانگے میں اسے دے دیتا ہوں گرچہ میرا عمامہ یا میرا جبہ ہو یا دونوں ہوں۔ خصوصاً اس وقت جب اسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ اور میں اسے غرض شرعی کے بغیر نہیں روکتا نہ کہ بخل وغیرہ کی بناء پر۔

اور یہ خلق فقراء کے بہترین اخلاق میں سے ہے۔ مجھے ان کی تعداد یاد نہیں جنہوں نے میرے کپڑے پہنے۔ اور اس کی یہ صورت حال جامع ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کسی کپڑے کو پیوند نہیں لگایا۔ میرے شاگرد وغیرہم لے جاتے ہیں جیسا کہ یہ اس نعمت میں تفصیل سے مذکور ہے۔ جہاں میں نے ان علماء۔ صلحاء۔ فقراء اور عزیز واقارب وغیرہم کے نام ذکر کئے ہیں جنہیں میں نے لباس پہنائے۔

سائل کو کچھ نہ دینے میں غرض صحیح

اے بھائی! جان لے کہ اپنے نفس کو مقدم رکھنے میں غرض شرعی یہ ہے کہ اسے اس سائل سے اس کی ضرورت زیادہ ہے۔ اور اسی طرح اس سائل کو وہ چیز نہ دینے میں ایک صحیح غرض ہے یہ کہ نیت صالحہ پالوں۔ گرچہ ایک ماہ یا اس سے زیادہ وقت گزر جائے۔ پس بسا اوقات فقیر سے جب لوگوں کے سامنے ایسی چیز طلب کی جائے جو کہ غالب طور پر لوگ اپنے لئے روک لیتے ہیں تو وہ دے دیتا ہے۔ پس اس کا نفس اس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور یہ ناروا جرأت ریاء اور اپنی مدح کو پسند کرنے میں شمار ہوتا ہے۔ اور اسی طرح (سائل کو نہ دینے میں) صحیح غرض یہ ہے کہ جب معلوم کرلے گرچہ قرائن کے ساتھ ہی سہی کہ اس کا سوال صرف ذلیل کرنے کے لئے ہے اسے اس کی حاجت نہیں۔ پس چاہئے کہ انسان ایسے امور کے لئے خبردار رہے اور عطا کرے نہ رد کرے مگر حق کے ساتھ کیونکہ اموال کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عارفین کے ہاتھوں میں رکھا ہے کہ بندوں کو نفع پہنچائیں۔ اپنے آپ کو یا دوسروں کو۔ اگر اپنے کو زیادہ حاجت مند سمجھیں تو انہیں مقدم کریں یا ان کا غیر زیادہ صاحب ضرورت ہو تو اسے مقدم رکھیں۔

ایثار کی حکمت

اور حدیث پاک میں ہے کہ اپنے آپ سے ابتداء کر پھر اسے جو تیرے عیال میں ہے۔ پس جس نے سائل کو اپنے نفس پر اس چیز میں ترجیح دی جس کا وہ زیادہ حقدار ہے تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ پس اس پر اس شخص کا گناہ ہے جس نے اپنی رعایا پر ظلم کیا۔ اور اسے مشقت میں ڈالا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آپ ترجیح دینے والوں کی مدح نہیں فرمائی مگر انہیں رغبت دلانے اور حوصلہ بڑھانے کے لئے تاکہ بخل کی دلدل سے نکل جائیں جس پر انہوں نے دنیا میں اپنی آنکھیں کھولی ہیں۔ پس اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر ان کی مدح نہ فرمائی ہوتی تو اپنے نفس کے بخل سے نکل نہ سکتے۔ پس اس وقت ایثار مریدین کی صفات سے ہے جبکہ اپنے نفس سے ابتداء کرنا کاملین کی صفات میں سے ہے۔ کیونکہ بندے کو پہلے بخل سے نکلنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس جب وہ اس پر عمل پورا کر لیتا ہے تو اسے عدل کے ساتھ قائم رہنے کے لئے اپنے نفس سے ابتداء کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللھم۔ مگر یہ کہ اس کے پیروکار ہوں جو کہ ایثار میں اس کی اقتداء کرتے ہوں تو اس کے لائق یہ ہے کہ ان کے مقام کے لئے نزول اختیار کرے اور ان کے مقام کو اپنے نفس پر ترجیح دے۔

اور مخفی نہ رہے کہ کامل اپنے کشف کے طریقے سے یقین پر ہوتا ہے کہ یہ اس کے رزق سے ہے یا غیر رزق سے ہے۔ پس اگر اس کے رزق سے ہے تو وہ اس رزق کے اس کی طرف لوٹنے کے متعلق یقین پر ہے۔ اور کوئی بھی اس میں سے کچھ نہیں کھا سکتا۔ پس وہ اپنے نفس پر ان کے ایثار سے خود پر حسن ثناء اور اپنی اقتداء نیز ثواب کا دروازہ کھولنے کا استفادہ کرتا ہے جو کہ اصل ہے۔ اور اگر اس کے غیر

رزق سے ہے تو اسے صاحب رزق کو اس سے روکنے کا حق ہی نہیں۔ بلکہ لائق یہ ہے کہ اس کی طرف لوٹا دے۔اور کامل کی شان ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرے۔ بخلاف غیر کامل کے کہ وہ اگر ایک مقام پر پورا اترتا ہے تو دوسرے مقام میں خلل کا شکار ہو جاتا ہے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ اقربون نیکی کے زیادہ حقدار ہیں۔اور تیری طرف تیرے نفس سے زیادہ قریب کوئی نہیں۔ پس وہ تیرے پڑوسی پر مقدم ہے جبکہ وہ اس کا محتاج ہو جس کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

حدیث ابدا بنفسك اور آیت ویؤثرون علی انفسهم میں تعارض نہیں

پس معلوم ہو گیا کہ حدیث ابداء بنفسك اور آیت ویؤثرون علی انفسهم میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ آیت اس کے بارے میں ہے جس کے ہاں اپنے نفس کو بخل اور شح کی وجہ سے کرنے منع میں تہمت ہے۔ یا اس کے لئے جو قصد کرتا ہے کہ لوگ اس میں اس کی پیروی کریں گے ۔ جبکہ حدیث اس کے بارے میں ہے جس کے ہاں یہ نہیں۔اور مرید کا اپنے غیر کو خود پر مقدم کرنا ظلم دون ظلم کے باب سے ہے۔ پس اپنے نفس پر ظلم سے دوسرے اونچے مقام کی ترقی طلب کرنے کے لئے اسے درگزر رہنے نوازا گیا۔ پس اس کے لئے عمدہ کام اپنے نفس کے عہد سے اور حظوظ کی طرف نکل جانے پر عمل کرنا ہے۔ اور اگر اسے اپنے سے ابتداء کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ بخل اور شح میں زیادہ ہوتا۔

اور جب بعض نے سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لذیذ کھانوں کے استعمال۔ لباس فاخرہ زیب تن فرمانے اور نرم و گداز بستر پر آرام کرنے کے متعلق بات کی تو آپ نے فرمایا: کتنی طویل مدت تک میں نے اپنے نفس کو بدمزہ کھانا کھلایا۔ کھر درا لباس پہنایا اور اسے خاک پر سلایا۔ اور میں نے جس امر پر اسے اجیر بنایا اس نے وہ کام پورا کیا۔ اور یہ مستحق ہوا کہ پسینہ خشک ہونے سے پہلے اپنی اجرت حاصل کرے۔ اور یہ اس کی موت سے پہلے ہے کیونکہ اس کا پسینہ موت کے ساتھ ہی خشک ہوتا ہے۔ انتھی۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ صاحب بہجۃ الاسرار ص ۲۱ پر حضور سیّدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان ذی شان نقل فرماتے ہیں "یقال لی یا عبدالقادر بحقی علیك كل. بحقی علیك اشرب. بحقی علیك تکلم. یعنی منجانب اللہ حکم دیا جاتا ہے کہ ''اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم ہے جو کہ تجھ پر ہے کھاؤ۔ پیو۔ کلام کرو نیز ص ۹۸ پر ناقل کہ جب معترض نے آپ کے لباس فاخرہ زیب تن فرمانے پر نکتہ چینی کی اور مبتلائے مصیبت ہوا اور اسے اس کی درخواست پر دربار غوثیہ میں معافی کے لئے لایا گیا تو آپ نے اسے فرمایا: یا ابا الفضل ولم تعترض علینا بباطنك وعزة المعبود ما لبست حتّی قیل لی بحقی علیك البس قمیصا ذراعه بدینار۔ یعنی اے ابوالفضل! تو ہم پر اپنے باطن میں کیوں اعتراض کرتا ہے۔ مجھے حضرت معبود جل شانہ کی عزت کی قسم میں نے یہ قیمتی لباس نہیں پہنا حتیٰ کہ مجھے کہا گیا کہ تجھے میرے اس حق کی قسم جو تجھ پر ہے ایسا قمیص پہن جس کا ایک گز ایک دینار کا ہو۔ انتھی۔

پتہ چلا کہ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمان غوثیہ نقل کیا ہے وہ دراصل سالکین اور طالبان عرفانِ الٰہی کے لئے اس روحانی سفر کی فنی وضاحت ہے جس سے سالکین اور عارفین کو روشنی حاصل ہوتی ہے جس کی تجلی میں وہ یہ عظیم سفر طے کرتے ہیں۔ اور صاحب بہجۃ الاسرار نے جو فرمان غوثیہ نقل فرمایا ہے وہ آپ کے اس مقام رفیع کا پتہ دیتا ہے جہاں انسانی عقل و فکر کی رسائی نہیں۔ وہاں سر تسلیم خم کئے بغیر چارہ نہیں۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار ص ۲۴ پر حضرت کا یہ فرمان مبارک نقل فرماتے ہیں کہ شیخ عارف ابوعمرو عثمان الصریفینی اور شیخ صالح ابومحمد

عبدالحق الحریمی فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ آپ کرسی پر جلوہ افروز ہو کر فرما رہے تھے۔ یا اهل الارض شرقا وغربا و یا اهل السماء قال اللّٰہ تعالٰی ویخلق مالا تعلمون۔ انا مما لا تعلمون۔ یعنی اے مشرق و مغرب کے اہل زمین! اے اہل سماء! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ وہ کچھ پیدا فرمائے گا جسے تم نہیں جانتے۔ میں اس میں سے ہوں جنہیں تم نہیں جانتے۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور یہ جو حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے اسی کے لئے ہوتا ہے جس کے ایسے پیروکار ہوں جو اس کا مقام پہچانتے ہوں یا اس کے لئے جس کے پیروکار نہ ہوں۔ رہا وہ جس کے ایسے پیروکار ہوں جو اس کا مقام نہیں پہچانتے تو غالب طور پر انہیں لازم ہوتا ہے کہ وہ آسودگیوں میں اس کی پیروی کرتے ہیں پس ہلاک ہو جاتے ہیں اور سیر سے رک جاتے ہیں کہ اس کا راس المال ناقص ہوتا ہے بخلاف کامل کے۔

پھر مرید پر مخفی نہ رہے کہ وہ سب کچھ جس کا وہ اپنے غیر کے لئے ایثار کرتا ہے وہ اس کے رزق میں سے نہیں پس اسے نہیں چاہئے کہ وہ اس ایثار کی بدولت اپنے غیر پر اپنا کوئی مقام دیکھے کیونکہ اس نے غیر کے لئے ایثار نہیں کیا مگر اس کے ساتھ جو اس غیر کے لئے ہے۔ اور اگر اس نے اسے اپنے لئے روک رکھا ہوتا تو اس میں سے کچھ بھی تناول نہ کر سکتا۔ اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ پارساؤں نے پارسائی نہیں کی اور زاہدوں نے زہد نہیں کیا مگر اسی چیز میں جو ان کے لئے تقسیم نہیں کی گئی۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اکثر مخلوق کا مجھ میں نیکی اور دعا کی قبولیت کا عقیدہ

اکثر انسانوں۔ جنوں اور یہود و نصاریٰ کا مجھ میں نیکی اور دعا کی قبولیت کا اعتقاد ہے باوجودیکہ میں اپنے نفس کے نزدیک اور نہ ہی کثیر لوگوں کے نزدیک صالحین میں سے نہیں ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے اور بہت عظیم پردہ ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے بندوں کے درمیان میری ستر پوشی فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ میں بعض لوگوں کے سامنے اپنی ذات سے نیکی کی نفی کرتا ہوں تا کہ مجھ سے نفرت کریں تو وہ مجھے کہتے ہیں: بلکہ تو نیک ہے۔ پس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احسان پر تعجب کرتا ہوں۔ اور پہچانتا ہوں کہ اس نے اپنے بندوں کے مابین میری ستر پوشی کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔ پس میں ان سے کہتا کہ میں صالح ہوں تو وہ مجھے کہتے تو جھوٹ بولتا ہے تو صالح نہیں ہے۔

لوگوں کی دو قسمیں

پھر لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کو اپنی صلاح کا علم ہے تو اس کا اپنے نفس سے صلاح کی نفی کرنا اسے تہمت لگانے کے طور پر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کو اپنے نفس کی صلاح کا علم نہیں۔ پس وہ اپنے نفس سے صلاح کی نفی میں صادق ہے۔ اور اکثر سلف صالح کا طریقہ یہی ہے۔ اور مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ اگر کوئی قسم کھانے والا میرے متعلق قسم کھائے کہ میں فاسقین میں سے ہوں تو

میں اسے کہوں گا کہ تو سچا ہے۔
اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ میرے اعمال اس شخص کے اعمال نہیں جو یوم حساب پر ایمان رکھتا ہے تو میں اسے کہوں گا کہ تو سچا ہے۔ اپنی قسم کا کفارہ مت دے۔ انتہی۔
لیکن اس مقام والے کا کئی دفعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے شکر کم ہوتا ہے۔ پس قریب نہیں کہ اپنے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی کوئی نعمت یا صفات کمال میں سے کوئی صفت دیکھے۔ لیکن اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر کمال کے ساتھ احسان فرمائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اس کا شکر اس حیثیت سے کثیر ہوتا ہے کہ اللہ جل وعلا کے حلم کی بدولت اسے جلد سزا میں نہیں پکڑا گیا۔ اس کے باوجود اس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے شدید خائف ہوتا ہے۔ کیونکہ کامل کو ابوالعیون کی کنیت سے یاد کرتے ہیں۔

امام شعرانی سے مسلمانوں کی عقیدت کے حوالے سے چند واقعات

جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو مسلمانوں کی میرے بارے میں عقیدت میں سے یہ ہے کہ جب مجھ سے کوئی اپنے مریض کے لئے دعا یا کوئی تعویذ طلب کرے تو میں اسے زمین سے خس وخاشاک دے دیتا ہوں اور اسے کہتا ہوں کہ اپنے مریض کو اس سے دھونی دے چنانچہ وہ تعمیل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ پس میں پہچان لیتا ہوں کہ اگر کسی کو پختہ اعتقاد حاصل نہ ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اس خس وخاشاک کے دھوئیں سے شفا نہ دیتا۔ پس امور کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اعتقاد کی پختگی یا کمزوری کے مطابق جلد یا بدیر جاری کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ جھگڑالو قسم کے لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص جسے عقیدت نہیں خس وخاشاک لے لیتا ہے جبکہ وہ اس امر میں شک کرتا ہے کہ یہ خس وخاشاک اسے نفع دے گا پس یہ اسے نفع نہیں دیتا۔
اور ایک دفعہ میرے پاس ایک فقیہ اپنے سسرال کے لئے حق مہر لینے آیا کیونکہ اس کی بیوی ناراض ہو گئی تھی اور اس نے اس کے لئے پچاس دینار مقرر کئے تھے لیکن وہ اسے لوٹانے پر راضی نہ ہوئے۔ میں نے اسے کہا کہ یہ خس وخاشاک لے جاؤ اور اپنے سسرال والوں کو دے دو۔ وہ تیری بیوی رقم کے بغیر لوٹا دیں گے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق نہ کریں میں مصیبت زدہ ہوں۔ فقراء اسے کہتے رہے حتیٰ کہ اسے کچھ اعتقاد ہو گیا۔ اس نے خس وخاشاک لیا اور جیسے ہی اپنے سسرال کو دیا تو انہوں نے کہا کہ جاؤ اپنی بیوی لے جاؤ۔ پس فقیہ اس سے بغایت متعجب ہوا اور کہنے لگا فقراء کے احوال عقل کے حکم کے تحت داخل نہیں ہیں۔
اور اسی طرح میرے پاس بحیرہ میں دمنہور کے نواح کے مدرس شیخ ناصر الدین بن الطنب آئے۔ بغائت پریشان تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ ایک شخص پر میرا قرض ہے اس نے نائب مصر پاشا علی کے پاس میری شکایت کی ہے۔ اور اس سے کہا ہے کہ شیخ نے ایک دیوار گرائی ہے جس سے اسے کافی سونا اور چاندی ملا ہے۔ اور اس نے کوتوال کو حکم دیا ہے کہ اسے قبضے میں لے لو۔ پس میں نے اسے کہا کہ مقروض کا قرضہ معاف کر دو۔ اور حق تبارک وتعالیٰ پاشا کے دل میں ڈال دے گا کہ وہ اس مال کے بارے میں اسے جھوٹا قرار دے گا جس کا اس نے تجھ پر دعویٰ کیا ہے۔ پس اس نے قرضہ معاف کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ شیخ سالم الدمنہوری تھے جو کہ فقراء کے بغائت معتقد تھے۔ چنانچہ وہ شیخ ناصر الدین سے کہنے لگے کہ عبدالوہاب کی بات مان لے۔ لیکن اس نے کہا کہ میں اپنے مال سے اسے کیونکر بری کر دوں۔ پس جب وہ قلعہ میں حاضر ہوا اور ہلاکت کے اسباب سامنے دیکھے تو اسے شیخ سالم نے کہا کہ عبدالوہاب کے کہنے

کے مطابق اسے معاف کر دو۔ پس اس نے اپنے جی میں اسے معاف کر دیا۔ تو پاشا نے کہا: مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے خلاف جو دستاویز تحریر کی گئی ہے باطل ہے۔ اور سونے اور چاندی کی ایک مقدار ملنے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور دیوان خاص کے تمام لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اسے ضرور سزا ملے گی۔ پس شیخ ناصر الدین کو رعب واقع نہیں ہوا مگر میرے اشارہ پر عمل کرنے سے توقف کی بنا پر اور اپنی رائے پر عمل طلب کرنے کی وجہ سے۔

اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص جامع ابن طولون کے محلے سے میرے پاس آیا جو کہ اپنی بیٹی کے لئے مجھ سے دعا کرانے آیا تھا جسے استسقاء کی شکایت تھی اور طبیب حضرات اس کے علاج سے مایوس ہو چکے تھے۔ پس میں نے اس سے کہا کہ کیا تجھے عقیدت ہے؟ جو کچھ کہوں اس پر عمل کرے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے اسے خس و خاشاک دیئے جس کی اس نے اسے دھونی دی۔ اسی دن اسے شفا نصیب ہو گئی۔ پس مجھے اس کے اعتقاد کی صحت معلوم ہوئی۔ اور یہ بات منکرین میں سے کسی کو پہنچی تو کہنے لگا یہ تو نرا جادو ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھ دکھنے لگی۔ شب و روز چیخنے لگا تو لوگوں نے اسے کہا کہ عبدالوہاب کے پاس جاؤ۔ کہنے لگا میں اس میں کسی نیکی کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ تکلیف شدید ہو گئی۔ پس میرے پاس غضبناک ہو کر آیا۔ اور ہمارے پاس ایک کھانا تھا جو کہ جو کے پانی سے تیار کیا جاتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کھانا کھاؤ۔ اس نے توقف کیا۔ اور کہا کہ یہ ممنوع ہے۔ تکلیف اور زیادہ ہو گئی۔ لوگوں نے اسے کہا کہ اس دفعہ اشارے کا تجربہ کر لو چنانچہ اس میں سے کچھ کھا لیا۔ پس فوراً اس کی آنکھ چمکنے لگی اور اسے شفا حاصل ہوئی۔

اور اسی طرح میرے پاس ایک فقیہ جسے قولنج کی تکلیف تھی اور وہ چیخ رہا تھا میں نے پیاز کھلایا۔ پس قولنج کا درد رک گیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ میں اس چیز پر یہ کلام پڑھتا ہوں بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

اور ایک دفعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر آلود برتن پیش کیا گیا۔ لوگوں نے آپ کو اس کے متعلق باخبر کر دیا تو آپ نے بسم اللہ کہا اور پی گئے۔ اور آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچا۔

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم پاک کے بارے میں اعتقاد نہیں کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نقصان نہیں دیتی تو اسے شرعاً ایسی چیز کھانا درست نہیں جو اس مرض کے خلاف ہو۔ کیونکہ کئی دفعہ اسے نقصان دیتی ہے۔ اور اس بارے میں میرے بے شمار مشہور واقعات ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی عقیدت

اور یہود و نصاریٰ کی عقیدت میں سے یہ ہے کہ وہ مجھ سے اپنی اولاد اور بیماروں کے لئے تعویذ طلب کرتے ہیں تو میں اسے خس و خاشاک دیتا ہوں۔ پس وہ اپنے مریض کو اس کی دھونی دیتا ہے تو اسے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ پس میں اختلاف دینی کے باوجود میرے بارے میں ان کی عقیدت پر تعجب کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم اپنے راہبوں اور عالموں سے سوال کیوں نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے نزدیک ان سے عظیم ہیں۔ اور انہیں خس و خاشاک عطا کرتا تھا۔ قرآن کریم اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جلالت کے احترام کی بنا پر انہیں کوئی آیت یا اسم پاک صرف لکھ کر نہیں دیتا تھا۔

ایک نصرانی کا بہت عجیب واقعہ

اور ایک بہت ہی عجیب واقعہ ہوا کہ ایک نصرانی ہمارے محلے میں شراب بیچا کرتا تھا۔ اور جب تین ماہ میں شراب کا بازار ٹھنڈا پڑ جاتا تو وہ میرے پاس میری دلجوئی کے لئے آتا۔ اور کہتا کہ مجھے کاروبار میں خسارے کا خطرہ ہے۔ تو میں اسے کہا: شراب ہمارے نزدیک اجماعی طور پر حرام ہے۔ تو میں کیوں کر کہوں: یا اللہ! اس شخص کے پاس اسے بھیج جو اس کی شراب خریدے اور نشے میں گرفتار ہو۔ پس وہ کہتا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرے لئے برکت نازل فرمائے۔ میں کہتا کہ اس چیز میں برکت نہیں ہوتی جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہو۔ پس اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ شراب بیچنے سے میری توبہ قبول فرمائے۔ پس میں نے اس کے لئے دعا کی تو جمعہ کے بعد مر گیا۔

جنات کی عقیدت

اور جنات کے ساتھ مجھے پیش آنے والا ایک واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے علم توحید میں پچھتر سوالات میری طرف لکھ بھیجے کہ ان کا جواب لکھوں اور کہا کہ ہمارے علماء ان کے جواب سے عاجز ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ تحقیق صرف انسان علماء سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس سوال میں انہوں نے میرا نام شیخ الاسلام لکھا۔ چنانچہ میں نے ان کے جوابات پانچ اجزاء میں تحریر کئے۔ اور اس کا نام کشف الحجاب والران من وجہ اسئلۃ الجان رکھا۔

اور اسی طرح انہوں نے مجھے ایک واقعہ لکھ بھیجا جس میں تقریباً ایک حزب کے برابر شدید فصاحت اور لغات میں ایک نادر خطبہ لکھا۔ اس میں انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں شرف الدین بن الموقع کے بیٹے کو خلاصی دلاؤں جبکہ اسے یہودی جنات کی ایک جماعت نے قید کر لیا تھا۔ پس میں نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ میری بجائے کسی اور سے سوال کرو تو انہوں نے کہا کہ آپ کے سوا دوسرے لوگ اسے چھڑانے سے عاجز آ گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے ایک ورقہ لکھا جسے وہ اٹھا لے۔ پس انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور میں نے وہ خطبہ جو انہوں نے بھیجا اور وہ امور جن کا انہوں نے میرے لئے ذکر کیا ایک جزو میں جمع کر دیا ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تمام ممکنہ مقامات حتیٰ کہ قطبیت کے مدعی کو تسلیم کرنا

ہر وہ شخص جو عادۃً ممکن مقامات حتیٰ کہ قطبیت کا دعویٰ کرے میں اکثر اسے تسلیم کرتا ہوں۔ تکذیب نہیں کرتا۔ کیونکہ ولایت ایک باطنی امر ہے اس پر کوئی مطلع نہیں ہوتا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ پھر صاحب مقام۔ اور کبھی کوئی شخص اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ایک ولی ہوتا ہے اور خود علم نہیں رکھتا۔ پس ہمارا اس شخص کی تصدیق کرنا جو مقام ممنوع کا دعویٰ نہ کرے جیسے دعوائے نبوت زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ سچا ہے تو ہم نے اس کی تصدیق کر دی اور اگر جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے ہم پر نہیں۔

مدعی قطبیت کی تصدیق کا ایک واقعہ

ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ پس اس نے قطبیت کبریٰ کا دعویٰ کیا۔ میں نے اس کے لئے تسلیم کر لیا تو مجھے کہنے لگا: آپ

مجھے اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیں کہ آپ نے میرے دعویٰ پر میری تصدیق کی ہے۔ میں نے اسے کہا: یہ نہیں ہو سکتا مگر اس وقت کہ مجھے اپنے کشف کے طریقے سے تیری قطبیت کا علم ہو جائے۔ رہا اپنے متعلق آپ کے خبر دینے کے طریقے سے تو اس سے مجھے علم خالص حاصل نہیں ہوتا۔ اس نے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی قسم دلائی۔ پس میں نے ایک کاغذ پر لکھ دیا کہ فلاں نے ہم کو اپنے متعلق خبر دی کہ وہ اپنے دائرے کا قطب ہے۔ پس ہم نے اس کی یوں تصدیق کی کہ وہ قطب ہے جس جگہ بھی وہ سکونت پذیر ہو۔ یعنی اس لئے کہ وہ جہاں بھی جاگزیں ہوا ہم نے اس کے ماحول کو دائرہ فرض کیا جس کا وہ قطب ہے۔ چنانچہ وہ اس کی وجہ سے مجھ سے راضی ہو گیا۔

اور اس دور میں دعوائے قطبیت عام ہو گیا ہے اور جسے اس کا نفس کسی چیز کو آراستہ کر دکھائے اسی زمانے میں مشائخ کے ظہور کی قلت کی وجہ سے وہ اسے درست سمجھ لیتا ہے پس ہر شیخ کی جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ ان کا شیخ ہی قطب ہے۔ اور بسا اوقات وہ انہیں سنتا ہے اور اس پر خاموشی اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ہر زمانے میں صرف ایک ہی قطب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح نہیں کہ ایک زمانے میں دو قطب ہوں جس طرح کہ چکی کے لئے دو سلاخیں نہیں ہوتیں۔ مگر یہ کہ قائل کی مراد یہ ہو کہ وہ صرف اپنے مریدوں کا قطب ہے۔ تو منع نہیں۔ پس جو بھی قطبیت کا دعویٰ کرے ہم اس کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ ہمیں علم ہے کہ قطب کی شان خفا ہے ظہور نہیں۔ اور ہم امور کی حقیقتوں کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹاتے ہیں۔

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انکار فرع ہے نفاق کی ہے۔ مزنی کہتے ہیں کہ یہ پورا نفاق ہے۔ کیونکہ انکار ضد ہے تصدیق کی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور مقامات رجال میں سے کسی ممکن کے مدعی کے انکار سے پرہیز کر اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجھ سے حجاب کا اٹھ جانا

مجھ سے حجاب اٹھایا گیا حتیٰ کہ میں نے نماز مغرب سے طلوع فجر تک جمادات اور مویشیوں کی تسبیح سنی۔ اور یہ اس لئے کہ میں نے جامع مسجد عمری کے امام شیخ پارسا زاہد سیدی امین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز مغرب کی تکبیر تحریمہ کہی پس مجھ سے حجاب کھل گیا اور میں ستونوں۔ دیواروں۔ چٹائیوں اور اینٹوں کی تسبیح سننے لگا حتیٰ کہ میں متحیر ہو گیا۔ اور اطراف مصر میں گفتگو کرنے والوں کو سننے لگا۔ پھر اس کی بستیوں تک وسعت ہو گئی۔ پھر روئے زمین تک پھر بحر محیط تک وسعت ہو گئی۔ پس میں مچھلیوں کی تسبیح سننے لگا۔ اور میں نے بحر محیط کی مچھلیوں کی یہ تسبیح سنی سبحان الملك الخلاق رب الجمادات والحیوانات والنبات والارزاق۔ سبحان من لا ینسی قوت احد من خلقه ولا یقطع بره عمن عصاه۔ اور یہ ۹۲۳ھ کی بات ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے طلوع فجر کے وقت مجھ پر رحم فرمایا اور اس تسبیح کے سننے سے مجھے محجوب فرما دیا اس لئے کہ مجھے دہشت ہونے لگی تھی اور مجھے بطریق کشف اس کے علم پر باقی رکھا۔ پس اس کی بدولت میرا ایمان قوی ہو گیا۔

پس اسے سمجھ لے تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-حق تبارک وتعالیٰ کے متعلق جہت کا قائل نہ ہونا

صغر سنی سے ہی میں حق تبارک وتعالیٰ کی شان میں جہت کا قائل نہیں ہوں۔اور یہ مجھ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت کی بدولت ہے۔ مشائخ میں سے کسی شیخ کے ہاتھ پر سلوک کی وجہ سے نہیں۔اور اس امر میں لاتعداد مخلوق ہلاک ہوئی پس ان کا وہم ان کی عقل پر غالب ہوا اور انہوں نے گمان کیا کہ حق تبارک وتعالیٰ صرف جہت علو میں ہی ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد او جھل رہا واسجد واقترب (العلق آیت ۱۹) سجدہ کر اور قریب ہو جا) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مخفی رہا کہ بندہ اپنے رب سے انتہائی قریب اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔پس اس آیت کریمہ اور حدیث پاک میں صراحت ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ ایک کی بجائے کسی دوسری جہت میں جاگزیں نہیں۔یعنی جب بھی تم اسے علو میں طلب کرتے ہو تو اسی طرح اسے سفل میں طلب کرو۔اور اپنے وہم کے خلاف کرو۔

حالت سجدہ میں انتہائی قرب کی وجہ

اور حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے میں بندے کی حالت کو قیام کے مقابلے میں اپنے رب سے اقرب صرف اس لئے قرار دیا ہے کیونکہ دربار خداوندی کے خصائص میں سے ہے کہ اس میں کوئی داخل نہ ہو مگر عاجزی اور انکساری کے وصف کے ساتھ پس جب بندہ اپنے قابل احترام اعضاء کو مٹی میں آلودہ کرتا ہے تو حالت قیام کی بہ نسبت اپنے رب سے شہود کے مقام سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔پس قرب اور بعد بندے کے اپنے رب کے شہود کی طرف لوٹتا ہے نہ کہ حق تبارک وتعالیٰ کی طرف۔کیونکہ اقربیت ایک ہے۔اللہ تعالیٰ نے قریب الموت کے بارے میں فرمایا: ونحن اقرب الیه منکم ولکن لا یبصرون (الواقعہ آیت ۸۵) اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ونحن اقرب الیه من حبل الورید (ق آیت ۱۶) اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) اور اس سے آگاہ فرمایا: کہ وہ انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

اور تو جہت کے قائلین کی کتابوں میں جو احادیث دیکھتا ہے جو کہ ضعیف العقل لوگوں کے نزدیک جہت کا اشارہ دینے والی ہیں ان سب کی تاویل کی گئی ہے۔

امام شعرانی اور شعور تنزیہ ذات

اور بچپنے میں مجھے جو صورت حال واقع ہوئی وہ یوں ہے کہ ایک دن میں نے اللہ عزوجل کے بارے میں غور وفکر کیا تو اپنی سمجھ کے مطابق اسے قیاس کیا۔پھر میں نے اسے لیس کمثله شیء (الشوریٰ آیت ۱۱) اس کی مانند کوئی چیز نہیں) اور قوم کے اس قول کے سامنے پیش کیا کہ جو چیز تیرے خیال میں کھٹکے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ہے۔نیز انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت تمام حقائق کے خلاف ہے۔ اور وہ تمام احوال میں اپنی خلق سے جدا ہے۔پس حضرت باری جل وعلا کے متعلق جہت کی معقولیت ایک دم مجھ سے ختم ہو گئی۔پس یہ کس قدر لذیذ معرفت ہے۔اور گویا کہ میں قید خانے سے کھلی فضا میں آ گیا پھر میں نے اسے سیدی علی الرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: یہ عظیم عنایت ہے جو تجھے حاصل ہوئی۔اور انشاء اللہ العزیز تیری تائید میں اضافہ ہوگا۔چنانچہ اسی رات کسی کہنے والے کو دیکھا جو کہ مجھے کہہ رہا تھا کہ عرش کے احاطہ سے اپنی عقل کے ساتھ اس سے باہر نکل آ۔اور غور کر تو علویات اور سفلیات کے سارے

جسمانی وجود کو قندیل کی طرح پائے گا جو کہ کسی علاقہ کے بغیر ہوا میں لٹک رہی ہے۔اگر وجود جسمانی ابدالاباد تک اوپر کی طرف چڑھے کوئی دوسرا جسم نہیں پائے گا جو اس کے ساتھ متعلق ہو۔اور اگر ابدالآباد تک نیچے اترے تو کوئی زمین نہیں پائے گا جس پر ٹھہرے۔پس میں اپنی عقل کے ذریعے نکلا جس طرح کہ مذکور ہے۔پس مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کی وسعت کا علم ہوا اور اس دن سے مجھ سے جہت کا توہم زائل ہوا۔اور میں نے اس مشہد میں اپنے نفس کے دو مکانوں میں شہود کے درمیان جامعیت حاصل کی۔بیشک میں یقین کے ساتھ عرش میں داخل تھا۔اور اپنے کو یقین کے ساتھ اس سے خارج دیکھتا تھا۔

شہود شعرانی کی توجیہہ علی المرصفی کی زبانی

پس میں اسی حالت میں کھڑا تھا کہ ایک طویل گردن والا سفید پرندہ آیا۔پس اس نے اپنا منہ کھولا اور وجود جسمانی سارے کا سارا منہ میں لیا اور پرواز کر گیا۔پس میں اپنے نفس کو اس کے سنگدانے میں دیکھنے لگا۔جبکہ میں اس سے باہر تھا۔پھر ایک چھوٹا سا مچھر آیا۔منہ کھولا اور پرندے کو اس کے مجموعے سمیت منہ میں ڈالا اور آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔میں نے سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اب تو سارے گرداب سے نکل گیا ہے۔پھر مجھے فرمانے لگے: جس قدر تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت وسیع ہوئی اسی قدر تیری آنکھ میں وجود صغیر ہوا۔کیونکہ پہلے تو نے عرش کو عظیم دیکھا۔پھر وجود کی وسعت کی وجہ سے تیری معرفت وسیع ہوئی پس تیری آنکھ میں مشہد اول سے عرش صغیر ہوا۔پھر معرفت زیادہ وسیع ہوئی جب تو نے اس طائر کو دیکھا جو کہ عرش سے اصغر ہے۔پھر معرفت زیادہ وسیع ہوئی جب تو نے مچھر دیکھا۔کیونکہ وجود محصور، غیر محصور وجود کے مقابلے میں اس غبار کی طرح ہے جو کہ تو دھوپ میں روزن دیوار سے اوپر اٹھتا اور نیچے اترتا دیکھتا ہے۔اور جب تو اس پر اپنا ہاتھ ڈالے تو اپنے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں دیکھتا۔

امام شعرانی کے شہود کی توجیہہ شیخ نورالدین علی الشونی کی زبانی

اور یونہی میں نے یہ امر سیّدی الشیخ نورالدین علی الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اسی طرح میرے ساتھ واقعہ ہوا اور میں نے سارے کا سارا وجود فضا میں ذرے کی طرح دیکھا۔انتہی۔

سیّدی علی الخواص کی توجیہہ

پھر جب مجھے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میں نے یہ حکایت ان سے کہی۔تو آپ نے فرمایا: صحیح ہے۔یہ توحید کی نسبت کی بنا پر ہے ورنہ وجود سب کا سب عظیم ہے اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے شعائر سے ہے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب** (الحج آیت ۳۲) (اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا احترام کرتا ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقویٰ ہے)

پس بندہ جب ایسے مقام تک پہنچے کہ اس کی آنکھ میں وجود کا شہود ذرے کی طرح ہو تو اس کے نزدیک افراد وجود تھوڑا تھوڑا بڑھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ پہلی حالت پر لوٹ آتا ہے جو کہ اس کے لئے ترقی سے پہلے تھی۔اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم قرار دینے کی وجہ سے وجود کو عظیم سمجھنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقیر قرار دینے کی بنا پر وجود کو حقیر سمجھنے لگتا ہے کیونکہ مومن منافق کی طرح نہیں اور نہ ہی مینڈھا کتے

کی طرح۔

اور اس سب سے حاصل مراد یہ ہے کہ موجودات اپنی ایجاد کی حیثیت سے معلومات الٰہیہ کے پہلو میں لاشی ہوتی ہیں۔ اور رہی اپنے مراتب کی حیثیت سے تو جسے اللہ تعالیٰ عظمت دے اس کی تعظیم واجب ہے اور جسے حقیر قرار دے تو اس کی تحقیر واجب ہے۔ اس حد تک جس کا ہم اپنے آپ کو مکلف سمجھیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسے وہم ہوا کہ اللہ تبارک کو جہات لاحق ہوتی ہیں تو مقام معرفت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کے قائلین کی طرح ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔

اور سیدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مرد وہ نہیں جو کہ علویات وسفلیات کے اجرام میں مقید ہو۔ مرد تو وہ ہے جو کہ تمام کناروں سے نکل جائے اور ان کے خالق کا شہود حاصل کرے جیسے کہ اس کے جلال کے شایاں ہے۔ یعنی اس مشاہدہ کرنے والے کی استعداد کے مطابق۔ کیونکہ یہ اس کی گنجائش ہے جس کا وہ مکلف ہے۔ رہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول سبحانك ما عرفناك حق معرفتك تو اس کا یہ ہے کہ ہم نے تجھے اس طرح نہیں پہچانا جس طرح کہ نفس الامر میں تو ہے۔

اور امام نفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواقف میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خواب میں مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور مجھے فرمایا: میری معرفت والوں سے کہو: اگر تم مجھ سے معرفت میں اضافہ طلب کرتے ہوئے رجوع کرو تو تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں۔ کیونکہ اضافے کا طالب اپنے سوال میں میرے متعلق جاہل ہے۔ اور اگر تم اس حد پر رکنے سے راضی ہو گئے جو میری معرفت سے تمہیں حاصل ہوئی تو تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں عین وہ نہیں ہوں جسے انہوں نے پہچانا اور نہ ہی عین وہ ہوں جس سے وہ جاہل ہیں۔

پس اس محل میں غور وفکر کر۔ اور حق تعالیٰ سے اس کے متعلق علم کی زیادتی طلب کر۔ اور ملال میں نہ پڑ۔ پس اگر تو معارف کی وجوہ میں ابدالآباد اور بے شمار زمانوں تک ترقی کرتا جائے تو تو معرفت کی کسی جائے قرار پر نہیں ٹھہر سکتا۔ اور اسی وجہ سے بعض عارفین نے کہا ہے سبحان من کان العلم به عین الجهل به والجهل به عین العلم به. پاک ہے وہ جس کے متعلق علم اس کے متعلق عین جہل ہے اور اس کے متعلق جہل اس کے متعلق عین علم ہے۔ پس اے بھائی اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر فلاح پائے گا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد لله رب العالمین۔

احسانِ خداوندی۔ مرض کی وجہ سے نفس کا نیکی اپنانے سے عاجزی کا دعویٰ قبول نہ کرنا

میں بیماری کی وجہ سے نفس کا طاعت سے عاجزی کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتا۔ پس میں اس کے لئے مثلاً نماز میں قیام سے عاجز ہونا تسلیم نہیں کرتا مگر اس پر قہر کرتے ہوئے اس کے کھڑا کرنے اور گرنے کا بار بار امتحان کرنے کے بعد۔ تو جب گر پڑے تو اس وقت میں شرط کے مطابق بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں۔ پس اگر بیٹھنے میں ضبط سے عاجز ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرتا ہوں۔ اور ہم نے ایسی صورت میں نفس کا امتحان اس لئے واجب کیا ہے کہ ہمیں علم ہے کہ اصل میں نفس کی جبلت اللہ تعالیٰ کی طاعت نہ کرنا اور حق تبارک وتعالیٰ کے اوامر پر اپنی خواہش کو ترجیح دینا ہے۔

نفس کی بارگاہ خداوندی میں سرکشی

اور بعض آثار میں وارد ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے نفس کو اپنے دربار میں کھڑا کیا اور اس سے فرمایا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: میں کون ہوں؟ پس رب العزت نے اسے پانچ ہزار سال بھوک کے سمندر میں ڈبویا پھر اس سے فرمایا: میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: تو اللہ ہے ہر چیز کا خالق۔ اھ

پس معلوم ہوا جس نے نفس کی راحت طلبی میں اس کی طاعت کی یہ اسے پچھاڑ لیتا ہے۔ پس ہمیشہ اسے رفتہ رفتہ کاہلی کی طرف کھینچتا ہے حتیٰ کہ اپنی ہٹ دھرمی کی طرف لوٹ آتا ہے جو کہ بھوک کے سمندر میں ڈبوئے جانے سے پہلے تھی۔ اور اس خلق پر قلیل لوگ ہی متنبہ ہوتے ہیں۔ اور اکثر لوگ تو تھوڑی سی تکلیف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اپنے نفس کا امتحان نہیں کرتے۔ اور یہ دین میں بے جا جرأت ہے۔

شیخ الاسلام زکریا اور امام شعرانی کا مجاہدہ

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شارح البہجہ نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے حالانکہ سو سال سے گزر چکے تھے۔ پس دائیں بائیں جھکنے لگتے۔ کہ کمزوری کی بنا پر کہیں گر نہ پڑیں۔ اور بیٹھ کر نہ پڑھتے۔ پس میں نے ایک دن آپ سے کہا کہ آپ جیسوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نوافل میں کھڑے ہونے کا مطالبہ نہیں فرماتا۔ تو کہنے لگے کہ نفس کی شان راحت اور کاہلی سے محبت کرنا ہے۔ اور مجھے خوف ہے کہ میں اس کا مطالبہ قبول کر لوں پس اپنی عمر کا خاتمہ طاعات سے کاہلی کے ساتھ کروں۔

اور واللہ بعض اوقات میں وارد ہونے تکالیف اور مشقتوں کے بوجھ کی بنا پر جو مجھ سے اور میرے بھائیوں سے متعلق ہوتی ہیں نماز کے لئے پاؤں کھینچتا ہوا چلتا ہوں۔ اور اس خوف کی بنا پر نماز گھر میں نہیں ادا کرتا کہ ایسی صورت حال میں کاہل لوگ کہیں میری اقتداء کرنے لگیں۔ پس وہ نماز باجماعت کے لئے اپنے گھروں سے نہ نکلیں۔ اور سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے: جو ہر سانس میں اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا اور اس کے تمام احوال میں اس پر تہمت نہیں رکھتا ہمارے نزدیک وہ دیوان رجال میں نہیں لکھا جاتا۔ پس دنیا میں قلب اور بدن کے لحاظ سے اس سے زیادہ رنجیدہ کوئی نہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے لئے مقتدا بنایا ہو۔

اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے قیام میں مبالغہ فرماتے حتیٰ کہ آپ کے قدمین شریفین پر ورم آگئے۔ اور آپ نے فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ پس آپ کے بعد تمام مجاہدہ کرنے والے عاجز ہو گئے۔ اور آپ تک نہ پہنچ سکے۔ یہ ان کی خیر خواہی میں مبالغہ کے طور پر ہے۔ اور آپ بیٹھ کر نماز ادا نہیں کرتے تھے مگر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کی جسمانی کمزوری کا علم ہو گیا تو اس وقت آپ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔

پس اے بھائی! اسے معلوم کر لے اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر تو بامراد ہوگا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے احسان اور کرم سے تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ جس کی سفارش کروں اس کے طعام اور ہدیہ سے میری حفاظت

اس شخص کے طعام یا ہدیہ قبول کرنے سے میری حفاظت کی گئی جس کے حق میں کسی حاکم کے پاس میں نے سفارش کی اور وہ قبول کی گئی۔اور یہ مجھ پر اس دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور قلیل لوگ ہیں جو اس پر خبر دار ہوں۔اور ایک دفعہ میں نے سیّدی محمد العبادی کی وزیر علی پاشا کے پاس سفارش کی اس لئے کہ اس نے آپ کو مصر سے نکال دینے کا عزم کر رکھا تھا۔اور آپ نے اپنے غلام اور ساز وسامان بیچنا شروع کر دیا۔پس اس نے میری سفارش قبول کر لی اور جو کچھ کرنا تھا اس سے اپنا عزم ترک کر دیا۔پس آپ نے میری طرف ایک لونڈی بھیجی جسے میں نے قبول نہ کیا۔تو آپ نے اسے میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی ملک کر دیا۔میں نے اسے قبول کرنے سے منع کر دیا۔تو آپ نے اسے میری بیٹی نفیسہ کی ملک کر دیا۔میں نے کہا کہ میں اس کے لئے اسے قبول نہیں کرتا۔پس آپ نے حلف دیا کہ اسے لوٹایا نہ جائے۔پس وہ میرے ہاں مرتے دم تک آپ ذمہ داری میں ہی رہی۔

اور اس قبول نہ کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ سفارش قربات شرعیہ میں سے ہے اور میں اس پر دنیا میں اجر نہیں لیتا۔اور ایک دفعہ میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں نے بھول کر اس کا کھانا کھالیا جس کے حق میں نے سفارش کی تھی۔پھر میں نے غور کیا تو قے کر کے اپنے پیٹ سے اسے نکال دیا۔اور کئی دفعہ کاشت کار وغیرہ ہدیہ لاتا ہے کہ میں کسی اہل کار یا شیخ عرب کے ہاں سفارش کروں تو میں دربان کو اس سے روک دیتا ہوں کہ اسے داخل ہونے دے۔پس وہ دن کے اواخر تک ہدیہ لے کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑا رہتا ہے۔حتیٰ کہ نابیناؤں اور مجاوروں کو دے دیتا۔اور کئی دفعہ وہ اسے اپنے شہر کو لوٹا دیتا۔یا اسے بیچ دیتا۔پھر میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اس کی سفارش کرتا ہوں۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔حکام اور اہل کاروں کا ہدیہ قبول کرنے سے کراہت

میں حکام اور اہل کاروں کا کوئی ہدیہ اپنے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے قبول کرنے سے کراہت کرتا ہوں۔اور یہ اس لئے کہ ہم حکام کی صحبت اختیار نہیں کرتے مگر دکھیاروں کے دکھ درد دور کرنے کے قصد سے۔اور ہم ان کی طرف جھکنے سے پرحذر ہیں۔اور ہمارے زہر آلود تیر شب وروز ان کی طرف متوجہ ہیں تا کہ ان کے ظلم کی کثرت کی وجہ سے ان تک پہنچیں کیونکہ ان کا تانا بانا ظلم اور لوٹ کھسوٹ کی کثرت اور مسلمانوں کی ایذا رسانی سے ہے۔اور یہ معلوم ہے کہ ان کے ہدایا کو ہمارا قبول کرنا اور ان کے طعام سے کھانا ان میں ہمارے تیروں کے عمل کو بے اثر بنا دیتا ہے۔اور ان کا کھانا کھانے یا ان کا لباس پہننے کی وجہ سے ہم اپنے تیروں کے عمل کا ان میں بے اثر ہونا ہی نہیں دیکھتے بلکہ علاوہ ازیں اس کے اور بھی برے نتائج اور سفارشوں کا قبول نہ کرنا ہے۔کیونکہ جو کسی کا کھانا کھائے یا اس کا ہدیہ قبول کرے وہ اس کے سامنے بے وقعت ہو جاتا ہے اور اس کے عیال میں شمار ہونے لگتا ہے۔اور اکثر فقراء اس باب سے غافل ہو چکے ہیں۔پس حکام سے ان کے ہدایا اور صدقات قبول کر لیتے ہیں اور ان سے اپنی سفارشات قبول کرنا اور اپنے حکم کے سامنے سر جھکانا طلب کرتے ہیں۔اور یہ محال کی طرح ہے۔اور اگر یہ لوگ حکام کی مملوکہ چیزوں سے بے رغبت ہوتے اور ان سے کوئی صدقہ قبول کرتے نہ ہی کوئی ہدیہ تو وہ ان کی تعظیم کرتے۔ان کی سفارشات قبول کرتے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں چومتے اور میرے بھائی! میں نے تجھے صرف اسی چیز

کی خبر دی ہے جس کا میں نے طریق قوم کی محبت میں اپنے داخلے سے پہلے اپنی ذات میں تجربہ کیا ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کسی کا کھانا کھاتا ہے لازماً اس سے حیا کرتا ہے۔ اور کئی دفعہ اس سے حیا کرتے ہوئے کوئی نہ کوئی نصیحت ترک کر دیتا ہے۔ انتہی۔ اور ایک ضرب المثل ہے کہ منہ کو کھانا کھلا آنکھ حیا کرے گی۔

اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ مشائخ زمانہ سے ایک شخص ہر سال مصر سے مشائخ عرب کے لئے سفر کرتا ہے تاکہ انہیں سلام کرے۔ اور انہیں کہتا ہے کہ ہمیں آپ لوگوں کا اشتیاق ہوا۔ حالانکہ راستے میں اس کے کئی برادران طریقت ہیں جن کا اپنی خانقاہ سے تعلق اسے معلوم ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کی زیارت نہیں کرتا اور نہ ہی ان کا اشتیاق رکھتا ہے۔ اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ بعض مشائخ عرب نے کہا ہے کہ ہم ان مشائخ کی خوشنودی میں عاجز آ گئے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اکثر ہم سے مبالغہ کر کے مانگتے ہیں۔ اور ان کے نفوس کیونکر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا کھانا کھائیں اور ہمارے صدقات قبول کریں۔ باوجودیکہ انہیں معلوم ہے کہ ہمارے اموال حرام اور شبہات سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ متخلق ہونے کی پابندی کر تو کامیاب ہو گا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - حکام کا راز افشاء نہ کرنا

میں اس حاکم کا راز افشاء نہیں کرتا جس کی صحبت میں میں بیٹھا جب کہ وہ مجھے قریب کرے اور امور میں مجھ سے مشورہ کرنے لگے۔ پس میں کبھی بھی اپنے شاگردوں میں سے کسی سے نہیں کہتا کہ امیر نے مجھے یہ کہا یا فلاں مسئلے میں مجھ سے مشورہ کیا۔ خصوصاً پاشا کے متعلق۔ بیشک مثلاً اس پر بے شمار خرابیاں مرتب ہوتی ہیں۔ اس امیر کا مجھ سے نفرت کرنا۔ اس کا مجھ سے پر حذر رہنا۔ اور وہ مجھے دشمن یا غیر ذمہ دار شمار کرتا ہے۔ اور اس کی بنا پر مظلوموں کے بارے میں اس کے پاس میری سفارش کوئی قابل توجہ نہیں رہتی۔ اور مملکت میں خرابی رونما ہونا۔

اور کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کے لئے درست نہیں کہ تین آدمیوں کو معافی دے۔ جو اس کی عملداری میں خرابی پیدا کرے۔ جو اس کا راز افشا کرے۔ اور جو اس کے اہل خانہ کی حرمت پامال کرے۔

اور حکام کے پاس بیٹھنے والوں میں کم لوگ ہیں جو اس میں ثابت قدم رہیں۔ پس وہ ان کے راز کھول دیتے ہیں۔ اور اپنے اس قول پر فخر کرتے ہیں کہ آج رات مجھے پاشا نے یوں کہا۔ اور میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میرا ارادہ فلاں کو معزول کرنے یا فلاں کو قتل کرنے یا فلاں کو عہدہ عطا کرنے کا ہے۔ وغیرہ۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر بامراد ہو گا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - میرے پاس اکابر کے آنے پر فخر نہ کرنا

میرے پاس کسی امیر کبیر یا قاضی عسکر وغیرہ اکابر کے آنے پر میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں اسے نہیں کہتا جو کہ میرے پاس آیا اور اسے

گزشتہ رات اس امیر کے میرے پاس آنے کا علم نہیں کہ فلاں ہمارے پاس تھا۔ کیونکہ یہ اہل دنیا کے فخر کرنے کی طرح ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ اس میں اس دور میں خود بخود شیخ بننے والے اکثر لوگ گر پڑتے ہیں۔ ان میں کوئی یوں کہتا ہے کہ حکام اور اکابر کے ہاں میرا مرتبہ پہنچانو۔

اور یہی قول اس صورت میں ہے کہ کوئی ولی کبیر یا عالم دین میرے پاس تشریف لائیں۔ کیونکہ لوگوں سے میرے یہ ذکر کرنے میں کہ فلاں نے میری زیارت کی انہیں یہ جتلانا ہے کہ علماء اور اولیاء میری تعظیم کرتے ہیں۔ اور اس میں جوریا کاری اور کم عقلی ہے مخفی نہیں۔

پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کسی حاکم اور دنیادار کی صحبت پر مزاحمت نہ کرنا

حکام اور ابناء دنیا جن کا ماحول نیکی اور اچھائی ہو میں سے کسی کی صحبت پر میں مزاحمت نہیں کرتا۔ اور اگر ان میں سے کسی کی میں نے صحبت اختیار کی ہو پھر اچانک کوئی آ گیا جو اس میں مجھ سے مزاحمت کرتا ہے تو میں اس کے لئے اسے شرح صدر کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اس کتاب کے اوائل میں گزر چکا ہے کہ میں اس شخص سے تشویش محسوس نہیں کرتا جو حکام میں سے کسی کے پاس میری تنقیص کرے یہاں تک کہ وہ مجھ پر اعتراض کرنے اور مجھے ناپسند کرنے لگے اس کے بعد کہ وہ میرا معتقد اور محب تھا۔ کیونکہ اس نے مجھے اس کے معزول کرنے کے گرداب سے راحت بخشی اور میرے دل کو اس کی طرف مائل ہونے سے متنفر کر دیا۔ اور اس احتمال سے مجھے بچا لیا کہ مجھے وہ آگ چھوئے جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالموں کی طرف مائل ہونے والے کو ڈرایا ہے۔ اگر میں اس کی طرف مائل ہوتا۔

شیخ افضل الدین کی توجیہہ

اور سیّدی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئی معتقد حاکم اگر آپ سے نفرت کرنے لگتا تو فرماتے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے فلاں بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ فلاں حاکم مجھ پر پانی کے کریدے ہوئے کنارہ دریا کی طرح متوجہ تھا۔ پس اس نے اسے مجھ سے روک دیا۔ اور اس کی مشقت سے مجھے راحت بخشی۔ کیونکہ حکام کسی فقیر کے معتقد نہیں ہوتے مگر اس قصد سے کہ وہ حوادث زمانہ سے ان کی حمایت کرے۔ اور وہ اس سے اچھا سلوک نہیں کرتے مگر اسی قصد کی بنا پر۔ تو ان کی زبان حال کہتی ہے کہ جب تک سیّدی شیخ ہمارے لئے دعا کرتا ہے اور ہمارے بوجھ اٹھا رہا ہے ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ گرچہ ہم لوگوں اور شہروں پر ظلم کریں۔ پس سچا وہ ہے جو ابناء دنیا میں سے ہر اس شخص سے محبت کرے جو اس سے نفرت کرے۔ والسلام۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق کو عمل میں لا تو بامراد ہوگا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حاکم کی مشروط صحبت

میں کسی حاکم کی صحبت اختیار نہیں کرتا مگر یہ دیکھنے کے بعد کہ اس کی صحبت، عدم صحبت پر ترجیح رکھتی ہے۔ پھر جب میں بندوں کی مصلحتوں کی وجہ سے اس کی صحبت اختیار کرتا ہوں تو حکمت عملی کے ساتھ کسی دوسرے کی بڑائی بیان کرتا رہتا ہوں جس کے متعلق میرا

عقیدہ ہو کہ یہ ان مصلحتوں کی اہلیت رکھتا ہے جن کا میں قصد رکھتا ہوں۔ اور اس کی نظر میں اسے اونچا کرتا ہوں اور اس کے متعلق اس کا عقیدہ اچھا کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ اسے مجھ پر مقدم کرنے لگتا ہے۔ پس جب ایسا ہو جائے تو حکمت عملی کے اس کی صحبت ایسے انداز میں ترک کرتا ہوں کہ کسی کو میرے متعلق شعور تک نہیں ہوتا اور نہ ہی میرے متعلق یہ عقیدہ بناتا ہے کہ میں اس سے اس لئے بدمزہ ہو گیا ہوں کہ اس نے میرے غیر کی صحبت اختیار کی ہے۔

اور یہ ایک ایسا خلق ہے کہ میں نے مصر میں اپنے سوا کسی کو اسے اپناتا نہیں پایا۔ اور میں نے یہ دستور العمل امیر محی الدین ابن ابی اصبع اور محمد بن بغداد اور کئی ایک عہدے داروں کے ساتھ اپنایا۔ پس جب میں نے ان کی صحبت اختیار کی تو ان کا عقیدہ اپنے غیر کے بارے میں اچھا کیا۔ اور انہیں اس کی طرف پھیرا۔ جبکہ میرے ہم عصر مشائخ کہلانے والوں میں سے کسی نے میرے ساتھ یہ سلوک نہ کیا۔ بلکہ کئی دفعہ میرے خلاف میرے صاحب کو ابھارا تا کہ میرے خلاف اس کے عقیدے میں فساد پیدا کریں۔ اور اس کے پاس ایسے شعبدہ باز بھیجے جو اس کے پاس میری تنقیص کریں۔ جس طرح کہ میرے ساتھ ایسا واقعہ اس وقت گزرا جب دفتر دار محمد کی میرے ہاں آمد و رفت ہوئی اور وہ محافل میں میری تعریف کرنے لگا۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے گرچہ انہوں نے اس خیر کا قصد نہیں کیا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حکام کی صحبت اکثر ناسازگار اور اس کے نتائج گھٹیا ہوتے ہیں۔ پس جو شخص بھی اس میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو اور ان میں گناہ سے بچنے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ اپنے شہر کے فقراء میں سے کسی کے متعلق ان میں حسن عقیدت پیدا کرے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرے کہ انہیں حسن تدبیر سے نوازے۔ پس اے بھائی! امراء میں سے تو جس کی صحبت میں بیٹھے اس کے پاس اپنے برادران طریقت کی بڑائی بیان کرنا اپنے اوپر لازم کر۔ اور انہیں نیکی اور خیر سے یاد کر۔ اور اس کے پاس اپنے حلقہ احباب میں سے کسی کی تنقیص سے پرہیز کر۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ حکم عدل کے ساتھ کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو اس امیر کے پاس تیری تنقیص کرے حتیٰ کہ تو پوری جزا کے طور پر حیض کے چیتھڑے کی طرح ہو جائے گا۔ جس طرح طلباء علم کی ایک جماعت کے لئے ایسا واقعہ پیش آیا۔ چنانچہ انہوں نے اس امیر کے پاس جس کی صحبت میں رہتے تھے بعض کی برائی بیان کی۔ پس اس امیر نے ان میں سے ہر ایک سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس کے مخالف میں دین کی قلت ہے۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کسی کی برکت سے نفع نہ دے۔ اور اگر انہوں نے اس کے نزدیک اپنے برادران طریقت کی بڑائی بیان کی ہوتی تو سب کے سب اس کی صحبت سے ڈھکے چھپے نکل آتے۔ انتہی۔

امام شعرانی کی اپنے برادران طریقت کے لئے وصیت

اور میں اپنے تمام یاران طریقت کو اس خلق کے ساتھ تخلق کی وصیت کرتا ہوں پس بیشک اس کی حلاوت عظیم ہے۔ اور اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی اور برادران طریقت کی رضا ہے۔ اور عکس کا حکم اس کے برعکس ہے۔ پھر حکام کے پاس لوگوں کی ایک دوسرے کی تنقیص کرنا صرف دنیا سے ان کی محبت اور اس امیر سے اپنے لئے احسان کی طمع کی خاطر ہوتا ہے۔ پس وہ خوف کرتے ہیں کہ کہیں وہ امیر ان کے غیر کی طرف مائل ہو جائے اور یوں ان سے اپنا احسان اور اچھا سلوک منقطع کر دے یا ان سے وہ چیز روک لے جس کی اس سے آرزو رکھتے تھے۔ پس اسی لئے اسے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی طرف مائل ہونے سے نفرت دلاتے ہیں۔

امام شعرانی کے ساتھ پیش آنے والا عجیب وغریب واقعہ

اور میرے ساتھ پیش آنے والا ایک نہایت ہی عجیب وغریب واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بعض امراء کے پاس میرے متعلق بدگوئی کی اس لئے کہ میں اس کے پاس سفارش کرتا تھا۔ تو اس پر بعض دوستوں نے اس کی ملامت کی تو اس نے کہا کہ میں اس پر رحم کرتے ہوئے اس امیر کو اس سے نفرت دلا رہا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ یہ اس پر احسان کرے تو اس کی طرف مائل ہو جائے۔ پھر میرے بعد اس نے اسی امیر کی صحبت اختیار کرلی۔ اور اس کا ہدیہ قبول کرنے لگا اور مجالس میں اس کے محاسن کا تذکرہ کرنے لگا اور اسے نیکی سے موصوف قرار دینے لگا۔ تو اسے بعض یاران طریقت نے کہا کہ جب امیر کی صحبت تیرے غیر نے اختیار کی تو نے اسے ظلم سے موصوف قرار دیا اور جب تو نے اس کی صحبت اختیار کی اور اس کا ہدیہ اور انعام قبول کیا تو وہ نیکوں میں سے ہوگیا۔ تو اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

اور جب میں مصر میں وزیر علی پاشا کے پاس گیا اور اس نے میری سفارش قبول کرلی اور عزت کے ساتھ پیش آیا تو بعض حاسدوں کو اس سے تکلیف ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے اس کے پاس رقعہ لکھ بھیجا جس میں میرے متعلق ایسی جرح کی جو خود ان کی صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں۔ پھر انہیں ایسے شخص کی ضرورت پڑی جو اس کے پاس ان کی سفارش کرے تو میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے کہا تم کیسے میری تنقیص کرتے ہو پھر مجھ سے طلب کرتے ہو کہ اس کے پاس تمہاری سفارش کردوں۔ اور تمہارا کوئی نقصان نہ تھا اگر تم میری تنقیص سے خاموشی اختیار کرتے تو میں نے تمہاری سفارش کی ہوتی۔ پھر میں نے سزا کے طور پر نیز یہ جانتے ہوئے کہ جس امر میں انہوں نے مجھ سے سفارش طلب کی ہے ضروریات میں سے نہیں ان کے حق میں سفارش نہ کی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تو کامیاب ہوگا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سفارشات کی قبولیت کی کثرت

امراء کے ہاں میری سفارشات کی قبولیت کی کثرت اور مجھ میں نیکی کا اعتقاد ہے جو کہ مجھ سے کسی کرامت کے مطالبہ کے بغیر ہے۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ آج کل مصر میں حکام۔ کوتوال۔ مشائخ عرب اور افسران بالا کے پاس مجھ سے زیادہ کوئی سفارش کرنے والا ہو۔ کئی دفعہ ایک ماہ سے بھی کم کے اندر لوگوں کی ضروریات میں مراسلات کی وجہ سے کاغذ ختم ہو جاتے ہیں۔ باوجودیکہ شہر میں ایسے حضرات ہیں جو کہ مرتبے میں مجھ سے فزوں تر ہیں۔ بلکہ میں اس لائق بھی نہیں کہ ان کا شاگرد بنوں۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ہم سے پہلے جو فقراء تھے ان کے اور حکام کے درمیان ہمیشہ اختلاف اور قطع تعلق رہی۔ اور وہ ہمیشہ فقراء سے کرامات کا مطالبہ کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کی سفارشات قبول کیں۔ جیسے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدی ابراہیم الجعبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور یہ حضرات حکام میں سے ظالم کے پیٹ پر پھونک مارتے حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹنے کو آ جاتا۔ اور ان میں سے کسی کا پیشاب بند کر دیتے حتیٰ کہ وہ ہلاکت کے قریب ہو جاتا۔

اور بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے کسی نے اس کا مطالبہ نہیں کیا اور مجھے ایسے کاموں میں سے کسی کی ضرورت نہیں پڑی۔ اور سیّدی

ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو حال کے ساتھ ظالموں کو قتل یا معزول نہیں کرسکتا ان کے پاس اس کی سفارش ہمیشہ قبول کرنا درست قرار نہیں پاتا۔ اور کئی دفعہ آپ فرماتے عارف کو چاہئے کہ اپنے آپ کی اور اپنے شاگردوں کی حال کے ساتھ حمایت کرے گرچہ ایک مرتبہ ہی ہو۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تو بامراد ہوگا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حکام کے لئے اچھی حکمت عملی اپنانا

میں جن حکام وغیرہم کے پاس سفارش کروں ان کے لئے اچھی حکمت عملی بروئے کار لاتا ہوں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے ایسے کلام کا الہام فرماتا ہے جو اس سے پہلے میرے دل میں کبھی کھٹکا تک نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد اور قدرت سے اس امیر کا غصہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ اور جب میں نے مصر کے وزیر علی پاشا کے پاس محمد للعبادی کے حق میں سفارش کی جب کہ وہ اس پر ناراض ہوگیا اور اس نے اسے مصر سے نکالنا چاہا۔ اور اس کے غلام۔ لونڈیاں اور سامان فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس سے کہا کہ ہم محمد العبادی کے حق میں سفارش کرنے آئے ہیں۔ اگر وہ اس کا مستحق ہے کہ ہم اس کے حق میں سفارش کریں تو ہماری سفارش اس کے بارے میں قبول کریں۔ اور اگر وہ مستحق نہیں تو فقراء اس کے خلاف آپ کے ساتھ ہیں حتیٰ کہ وہ مہذب ہو جائے۔ پس بیشک ہم اپنے ولی امر کی طاعت سے خارج ہونے والے سے دوستی نہیں کرتے۔ پس وہ مسکرایا۔ اور اس کا غصہ تحلیل ہوگیا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ کے حوصلے میں عبادی جیسے ہزاروں سما جاتے ہیں۔ جبکہ اس نے مجھ سے عظیم تر کی سفارش کو رد کر دیا تھا۔

سیّدی عبداللہ الغمری وسیّدی عبدالمجید الطرینی رضی اللہ عنہما کے مابین صلح کا واقعہ

اور جب محلہ کبریٰ میں سیّدی عبداللہ الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدی شیخ عبدالمجید الطرینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان چغل خوروں نے کشیدگی پیدا کر دی اور کوئی بھی ان کے درمیان صلح نہ کرا سکا۔ قدرت نے ان دونوں کو مصر میں میرے پاس اکٹھا کر دیا۔ تو میں نے کہا کہ اس میں کوئی شک اور پوشیدہ امر نہیں کہ آپ دونوں مشائخ میں سے ہر ایک کے معتقدین ہیں جو کہ دوسرے کے بارے میں اس کی ہر تنقیص کی تصدیق کرتے ہیں۔ پس معاملہ آپ دونوں کے ہاں سے چل کر لوگوں اور حکام تک پہنچ جائے گا۔ دونوں نے کہا کہ یہ معقول بات ہے۔ ہمارے کانوں سے کبھی نہیں ٹکرائی۔ اور میرے پاس دونوں نے صلح کر لی۔ اور وقت وفات تک اسی پر رہے۔

شیخ امین الدین اور شیخ شمس الدین الدواخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان صلح

اور اسی طرح جب لوگوں نے میرے شیخ۔ جامع الغمری کے امام شیخ امین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ شمس الدین الدواخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان چغلیاں کیں اور دونوں کے مابین نفرت پیدا ہوگئی۔ میں نے شیخ امین الدین سے عرض کی: یا سیّدی! میں نے شیخ شمس الدین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے شیخ امین الدین پر ظلم کیا کیونکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ اور مجھ پر واجب تھا کہ میں ان سے درگزر کرتا۔ اور میں نے شیخ شمس الدین سے کہا کہ میں نے شیخ امین الدین کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے زیادہ لائق تھا کہ میں شیخ شمس الدین سے چشم پوشی کرتا کہ وہ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں۔ پس دونوں کے درمیان ایسے کلمات کی گردش ہوئی۔ پس دونوں نے کھڑے ہو کر ایک

دوسرے سے معانقہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رضا کی طرف واصل ہونے تک صلح پر قائم رہے۔

پھر مخفی نہ رہے کہ یہ سب کچھ اس وقفے میں جس میں باہم ملنا نہیں ہوتا صرف حسد کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ حاسد معذرت سے راضی نہیں ہوتا اسے تو محسود سے نعمت کا زائل ہونا راضی کرتا ہے۔ پس عاقل امر حاسد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی معیت میں مشقت میں نہیں ڈالتا۔ اور گناہ حاسد پر ہے محسود پر نہیں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس سے تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - حکام اور مشائخ عرب کی قربانیوں کے کھانے سے حفاظت

حکام اور مشائخ اور دیگر اہل کار اور حکام کے گماشتے جو قربانیاں خانقاہوں کو بھیجتے ہیں انہیں کھانے سے میری حفاظت کی جاتی ہے۔ اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ قربانیوں کے اصل مالکوں کا علم نہ ہونے پر میں انہیں ذبح کرنے کی اجازت دے دیتا ہوں تو ان قربانیوں کے مالکوں کو جن کی وہ نفس الامر میں ملک ہیں نفع پہنچانے کی نیت سے محلے کے محتاجوں کو کھلا دیتاوں۔ اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کشاف اور مشائخ عرب یہ قربانیاں جو مختلف شہر والوں میں تقسیم کرتے ہیں لوگوں سے چھین کر لیتے ہیں۔ جبکہ قربانی کی اصل مشروعیت تو گھر والوں سے سال بھر کے لئے بلاء کے دفعیہ کے لئے ہے جیسے عقیقہ مولود سے اذیت دور کرتا ہے۔ اور قواعد شریعہ سے معلوم ہے کہ حرام اور شبہات گھر والوں کی مصیبت میں اضافہ کرتے ہیں چہ جائیکہ ان سے دفع بلاء کریں۔ اور بسا اوقات وہ دنبی۔ تیموں یا فقیروں کی ہوتی ہے جسے شہر کے شیخ نے ان سے ظلماً لیا ہوتا ہے اور انہیں کہہ رکھا ہے کہ ہم تمہارے لئے شہر والوں پر اس کی قیمت جدا کر دیں گے۔ پس لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور کئی دفعہ وہ ایسا نہیں کرتے پس سیّدی شیخ اور اس کے فقراء نص شریعت کے مطابق حرام کھاتے ہیں۔ پس اپنے دین پر خوف رکھنے والا وہ شخص ہے جو ایسی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔ پس وہ ان قربانیوں سے نہیں کھاتے۔ برابر ہے کہ انہوں نے اس کی قیمت جدا کی ہو یا نہیں۔ کیونکہ شرعاً اسے کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ پس چاہئے کہ دین سے وابستگی رکھنے والا اس سے پرہیز کرے۔ اور اپنے دین کے بارے میں بے جا جرأت کرنے والوں کے اس قول سے دھوکہ نہ کھائے کہ اشیاء میں اصل ان کا حلال ہونا ہے۔ کیونکہ اصل پر عمل نہیں کیا جاتا مگر جبکہ وہاں کوئی ایسا سبب نہ ہو جس کا حرمت یا نجاست میں حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ یہ فقہی قواعد میں مقرر ہے۔ جبکہ یہاں یہ سبب حرمت پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حکام اپنی وہ قربانیاں جو کہ اپنے اہل شہر سے جدا جدا لیتے ہیں وہ ان کی خوش دلی کے بغیر ہوتی ہیں۔ اور جسے میری اس بات میں شک ہو اسے چاہئے کہ اہل بلاد کی طرف سفر کرے اور ان سے پوچھے کہ کیا وہ قربانیاں جو ان سے شیخ عرب لیتا ہے تم اسے خوش دلی سے دیتے ہو یا نہیں؟ وہ یقیناً میری بات کی تصدیق کرے گا۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور میرے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ غربیہ کے ایک کشاف نے میری طرف پانچ مینڈھے بھیجے۔ میں نے اس کے قاصد سے کہا کہ میں کشاف کی کوئی چیز قبول نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ میں انہیں اس کی طرف لوٹا نہیں سکتا وہ مجھ سے کبیدہ خاطر ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ تو انہیں لے جا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے ان کا علم نہ ہو۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ میں نے دربان سے کہا کہ انہیں رات کے وقت گھر سے نکال دے۔ تو ان میں سے جو جس کے ہاتھ لگا پکڑ لے گا۔ اس نے ایسا نہ کیا اور انہیں رات کے وقت ذبح کر کے انہیں

شادی شدہ فقراء پر تقسیم کردیا۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے پیغام بھیج کر ان سے لے لیا اور انہیں کہا کہ اسے کتوں کو کھلا دو۔ چنانچہ انہوں نے وہ سب کا سب کتوں کو کھلا دیا۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے حصے کا گوشت کتوں کے آگے ڈالنے سے بخل کیا۔ اور اسے کھا لینے کا عزم کیا۔ پس ایک بچہ آیا جسے امر اور نہی کا شعور نہ تھا اس نے اسے بتائے بغیر طاقچے سے وہ گوشت کتوں کو ڈال دیا۔ اور اگر مجھے اہل بلاد میں سے ان بکریوں کے مالکوں کی پہچان میسر ہوتی تو میں ان کی طرف بھیج دیتا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ میں نے مصر میں اسے اپنانے والا کوئی نہیں دیکھا مگر بہت کم۔

قربانی کی اس مشروعیت کا تقاضا

اور ہمارے اس قول سے کہ قربانی کی مشروعیت کی بنیاد اہل منزل سے بلاء دور کرنا ہے معلوم ہوا کہ کسی تاجر کے لئے اور نہ ہی کسی فقیر کے لئے نہیں چاہئے کہ اپنی قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر کے سال بھر کے لئے اپنے کھانے کے لئے سٹاک کر لے۔ اور گویا اس کی زبان حال کہہ رہی ہے کہ مجھ سے میری بلاء کوئی نہیں اٹھاتا۔ مجھے چھوڑ دو کہ اپنی بلاء خود اٹھاؤں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ جب آپ نے کہا کہ قربانی کا گوشت جب لوگوں میں تقسیم کیا گیا تو وہ قربانی دینے والے کی مصیبت کا تحمل کرتے ہیں تو یہ کیونکر جائز ہو گا کہ لوگوں پر ان کے علم کے بغیر مصیبت تقسیم کی جائے؟

تو جواب یہ ہے کہ قربانی کا مالک اپنے بھائیوں سے اپنی مصیبت دور کرنے کے لئے مدد طلب کرنے والے کی طرح ہے پس اسی لئے اس نے قربانی کا گوشت ان پر تقسیم کیا ہے۔ پس وہ اس کی طرف سے اسے تقسیم کر لیتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک قلیل سا جزو مخصوص ہوتا ہے قریب نہیں کہ اسے محسوس ہو۔ یہ ہے وہ حکمت جو کہ قربانی کے حکم میں میرے لئے ظاہر ہوئی ہے۔ اور جو اس کی حکمت پر مطلع نہ ہو تو اسے اس کی علت کی معرفت کے بغیر قربانی کے حکم کی تعمیل ہی کافی ہے۔ لیکن ہمارے ئے جو علت ظاہر ہوئی ہے اس کی تائید تیسرے حصے کی خیرات۔ تیسرے حصے کا ہدیہ کرنے اور قربانی کرنے والے کے تیسرا حصہ خود کھانے کے استحباب سے ہوتی ہے۔ اور انسان کے لئے اپنے بھائیوں سے یہی کافی ہے کہ اس سے اس تکلیف کا دو تہائی برداشت کر لیں جو اس سال اس پر اور اس کی اولاد پر نازل ہونے والا ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے وفدیناہ بذبح عظیم (الصافات آیت ۱۰۷) اور ہم نے اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر بچا لیا)

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس سے تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حج کے اخراجات میں ظالموں اور حاکموں کی معاونت سے میری حفاظت

جب بھی حج کرتا ہوں اخراجات حج میں ظالموں اور حاکموں کی معاونت سے میری حفاظت کی جاتی ہے حالانکہ وہ میرے نہایت معتقد ہیں اور ان سے جو مطالبہ کرتا ہوں اس میں میری طاعت کرتے ہیں۔ اور اس سے بہت کم لوگ بچتے ہیں۔ بلکہ میں نے بعض کو دیکھا کہ جب اس نے حج کا ارادہ کیا تو انہیں معاونت کا اشارہ کیا اور ان کے پاس وہ نمائندہ بھیجا جو کہ ننگے پاؤں والے سے اس کا جوتا لے لیتا

ہے۔تو اس نے اسے دو اونٹ اور شکر عطا کی۔اور اس کے لئے زادراہ کا انتظام کیا۔چنانچہ شیخ نے کہا: اللہ تعالیٰ اسے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔اور ان میں سے بعض کو میں نے دیکھا کہ جس نے چونگی وصول کرنے والوں سے معاونت قبول کی۔اور ان میں سے بعض نے شیخ عرب سے دو اونٹ حاصل کئے۔اور کہا کہ یہ عاریت ہے واپس کر دوں گا۔اور جب حج سے واپس آیا تو انہیں رمیلہ میں فروخت کر دیا اور اسے کہلا بھیجا کہ وہ دونوں راستے میں مر گئے۔

اور میرے تین حجوں کے اخراجات تربوز وغیرہ کی میری کاشت سے تھے۔اور بحمد اللہ تعالیٰ اس میں میری معلومات کے مطابق کوئی شبہ نہیں۔جبکہ طریق سفر میں میرے ہمراہ میرے عیال اور فقراء میں سے تقریباً تیس افراد تھے۔اور قلیل ہے جو اتنی تعداد کے ساتھ سفر کرے مگر اس کے زادسفر میں شبہہ ہوتا ہے۔پس اس فقیر کو جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقتدا بنایا ہو چاہئے کہ پوری کوشش کے سات اپنے زادراہ میں شبہات کے متعلق تفتیش میں مبالغہ کرے۔اور اگر سفر میں چل نکلا اور اس کے زادراہ میں شبہہ ہو تو چاہئے کہ حلال کھانے میں اس وقت بہت حرص کرے جب کہ حج کا احرام باندھ لے یہاں تک کہ احرام کھل جائے۔کیونکہ حقیقت میں یہ مدت حج ہے۔اور جو اس سے زائد ہے وہ اس کے توابع اور وسائل ہیں۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس سے تخلق پر عمل کر۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسانِ خداوندی-حجوں کے دوران مکہ مکرمہ کی مجاورت سے حفاظت

میرے تمام حجوں میں مکہ مکرمہ کی مجاورت سے میری حفاظت کی گئی۔اور یہ مجاورت اور وہاں ٹھہرنے کے آداب کے اہتمام سے میرے عاجز ہونے کی وجہ سے ہے۔کیونکہ وہ زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دربار خاص ہے۔اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ غیر تو کیا علماء اور فقراء میں سے قلیل ہیں جو اس کے آداب کا اہتمام کر سکیں۔بلکہ وہ تو بسا اوقات وہاں کی مجاورت کو بہت بڑی نعمت سمجھتے ہیں۔اور اس کے ضمن میں ان پر جو آداب فرض ہیں ان کی تفتیش نہیں کرتے۔اور جو بادشاہوں کی ادب کے بغیر ہم نشینی کرتے ہیں آخر ش انہیں ہلاکت کا سامنا ہوتا ہے۔

مجاورت مکہ معظّمہ کے آداب

اور اب میں تیرے لئے کچھ آداب ذکر کرتا ہوں جو اولیاء اللہ نے ذکر فرمائے اور مجھے یاد ہیں تاکہ تو ان پر متنبہ ہو۔ان میں سے یہ ہے کہ جو مجاورت کرے اس کے دل میں مکہ معظمہ میں مجاورت کی مدت تک کوئی معصیت دل میں نہ کھٹکے۔گرچہ اپنے گھر میں ہو۔چہ جائیکہ مسجد حرام میں ہو۔چہ جائیکہ طواف میں ہو۔چہ جائیکہ نماز میں ہو۔کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس دربار میں ہے کہ روئے زمین پر اس سے زیادہ بزرگی والا کوئی مقام نہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارکہ کے۔تو جس شخص کو اپنے نفس کی طرف سے سلامتی کا علم نہیں اسے وہاں اقامت اختیار کرنا نہیں چاہئے۔حتیٰ کہ ریاضت کے ساتھ اپنے نفس کا مجاہدہ کرے اس حد تک کہ اس کا نفس کبھی بھی کسی معصیت کی خواہش تک نہ کرنے لگے۔سیّدی شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو پچاس برس تک مکہ معظمہ میں سکونت پذیر رہا اور اس کے دل میں برائی کا ارادہ تک نہیں کھٹکا وہ سیّدی سلیمان الدنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔اور قرآن عظیم میں ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم (سورۃ الحج آیت ۲۵) اور جو اس میں زیادتی کا ناحق ارادہ کرے تو ہم اسے

چکھائیں گے دردناک عذاب) پس اللہ تعالیٰ نے اسے دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ جس نے وہاں ظلم کا ارادہ کیا۔ گرچہ اس ظلم کو عمل میں نہ لایا۔ پس یہ بعض کے نزدیک اس حدیث شریف سے مستثنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے اس امر میں درگزر فرمایا جو کہ دل میں کھٹکا جب تک اس کو عمل میں نہ لائے۔ جس طرح کہ کتب اصول میں مقرر ہے۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکہ معظمہ میں سکونت نہ کرنے کا سبب

اور بعض محققین نے فرمایا ہے کہ یہی وہ سبب ہے۔ جس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ معظمہ کی بجائے طائف میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی۔ پس آپ نے اپنے طور پر احتیاط کی۔ گرچہ آپ سے اپنے لئے یا خلق میں سے کسی کے لئے ظلم کا واقع ہونا بعید ہے۔ کیونکہ آپ ایسے امر میں واقع ہونے سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اولیاء سے اعلیٰ ہے۔ جن کی معصیتوں میں گرنے سے حفاظت کی گئی ہے۔ پس سمجھ لے۔

اور اسی طرح امام مالک اور شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ کی مجاورت مکروہ قرار دی ہے۔ اور فرمایا ہمیں اس شہر کی مجاورت سے کیا تعلق جہاں برائیوں میں اس طرح اضافہ ہوتا ہے جیسے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور انسان کو دل کے کھٹکے پر مواخذہ ہوتا ہے۔ پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ یہ بھی ظلم ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کے متعلق بدگمانی کرے اور اس سے ناحق بغض رکھے۔ جس طرح کہ اس میں وہ شخص واقع ہوتا ہے۔ جس کا وہاں کوئی پیشہ نہ ہو۔ اور نہ کوئی مال جو اپنے لئے صرف کرے۔ پس مخلوق کے ہاتھوں کی چیزوں کو جھانکنے لگے۔ پس جو بھی کسی چیز کے ساتھ اس کی خبر گیری نہیں کرتا اس پر محافل میں برسنے لگتا ہے گرچہ تعریضاً ہی سہی۔ اور اسے بخل کے ساتھ متصف کرتا ہے۔ اور یہ اس کا اپنے بھائی پر ظلم ہے۔ پس ایسے کو بسا اوقات اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب الیم چکھاتا ہے۔ پس اسے لوگوں کی چیزوں میں طمع کرنے والا کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے قلوب کو اس پر سخت کر دیتا ہے۔ اور اس پر وہ بھوک ڈال دیتا ہے جسے وہ برداشت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس پر صبر کرتا ہے پس نہ تو وہ اپنے نفس کو طلب سے لوٹا سکتا ہے اور نہ ہی وہ اسے کچھ دیتے ہیں۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے اوپر اور اپنے بھائیوں پر لطف وکرم کا سوال کرتے ہیں۔

مجاورت مکہ معظمہ کا دوسرا ادب

اور آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب تک وہاں اقامت پذیر رہے محض حلال کھائے۔ اور یہ یا تو شرعی پیشہ اپنانے کے ساتھ ہے جس طرح کہ حضرت فضیل بن عیاض۔ سفیان بن عینیہ۔ سیّدی ابراہیم ابن ادہم اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دستور تھا۔ یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توجہ کرنے کے ساتھ کہ وہ اس کے لئے حرام کے گوبر اور شبہات کے خون کے درمیان سے حلال ظاہر فرمائے پس وہ اسے وہاں سے رزق عطا فرمائے کہ اسے گمان تک نہ ہو۔ جیسے انبیاء واولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا معمول تھا۔ اور یہ اس لئے کہ جو غیر حلال کھائے اس کا دل سخت اور تاریک ہو جاتا ہے اور حضرت الٰہیہ میں داخلے سے محجوب ہو جاتا ہے۔ پس وہ اپنے قلب پر قادر نہیں ہوتا کہ لحظہ بھر کے لئے حضرت الٰہیہ میں ٹھہر سکے۔ بلکہ جب بھی وہ اسے داخلے پر مجبور کرتا ہے اس سے نکل جاتا ہے اور منتشر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ کبھی بھی اسے دربار الٰہیہ میں دیر تک حاضر نہیں کر سکتا۔ اور جب وہ حضرت الٰہیہ میں داخلے سے محجوب ہو گیا تو اس کی مجاورت مکہ معظمہ کا کیا فائدہ؟ اور یہ بہت بڑی بدبختی ہے کیونکہ وہ محل قرب میں بعید ہو جاتا ہے۔

تیسرا ادب

تیسرا ادب یہ ہے کہ وہ اس حال میں رات بسر نہ کرے کہ اس کے پاس دینار یا درہم یا کھانا یا کوئی کپڑا ہو جبکہ اسے معلوم ہو کہ مکہ معظمہ میں اس کا کوئی محتاج ہے۔

چوتھا ادب

یہ ہے کہ کوئی شخص حرم میں اس سے کوئی چیز مانگے تو اس سے روکے نہیں مگر جب کہ وہ خود سائل سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ خصوصاً جب کوئی اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرے یا کہے کہ اس کعبہ کے رب کے حق کا وسیلہ مجھے کچھ عطا کرو۔ پس وہاں جس سے کوئی چیز مانگی گئی اور اس نے روکے رکھی تو اس نے اللہ عزوجل کی عظمت کو پہچانا ہی نہیں۔ اور جب اس نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کو نہیں پہچانا تو وہ دھتکارا ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں اس کی کوئی منزلت نہیں۔ اور اگر وہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوتا اور اس بادشاہ کے نام پر اس سے کوئی سوال کرتا تو یہ اسے دینار دے دیتا۔ پس مکہ معظمہ کا مجاور ایسی چیزوں پر متنبہ رہے۔ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غیور ہے۔

پانچواں ادب

یہ ہے کہ کبھی اپنے وطن۔ علاقے۔ احباب اور اپنی اولاد کی طرف مائل نہ ہو۔ پس وہ دربار الٰہیہ سے غیر متوجہ ہو جائے گا کہ پشت حرم مکہ کی طرف اور چہرہ دنیا کی طرف۔ اور یہ معلوم ہے کہ عطایا اور بخششیں صرف انہیں لوگوں کے لئے ہوتی ہیں جو حضرت الٰہیہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہوں۔ کیونکہ اس سے روگردانی کرنے والا تو ابلیس کی بارگاہ میں ہے۔

چھٹا ادب

کبھی بھی شہوت محرمہ اور مکروہہ کی طرف مائل نہ ہو بلکہ جیسا کہ پہلے گزر چکا دل میں کھٹکے بھی نہیں۔ اور اس کی رعایت اس پر نہایت مشکل ہے جو مکہ معظمہ میں زوجہ یا لونڈی کے بغیر مجاورت اختیار کرے۔ اور اسے ثواب دیا جائے۔ اسی لئے اکابر علماء عالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا۔ اور ان کی آمد ورفت کے تمام اخراجات برداشت کئے۔ جیسے شیخ ابوالحسن البکری۔ شیخ محمد الشناوی اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ سب کچھ اس خوف کی بنا پر کہ وہاں ان کے نفس جماع کی طرف مائل ہوں اور ان کے ساتھ ان کی بیویوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

ساتواں ادب

انتہائی کوشش کے ساتھ کم کھائے۔ اور جب تک اضطرار شرعی کے آثار حاصل نہ ہوں کھائے نہیں۔ اور وہ یوں محسوس کرے کہ حرارت کے ساتھ انتڑیاں ایک دوسرے کو کھا رہی ہیں۔ کیونکہ وہاں ایسی طبیعت نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے انتڑیاں اس آگ کو ٹھنڈا کرنے میں مشغول ہوں جو طعام پکاتی ہے۔ اور یہ اس لئے تاکہ بھوکوں کی بھوک میں شریک ہو۔ اور ان سے کسی چیز میں منفرد نہ ہو۔

آٹھواں ادب

اس حالت میں کبھی نہ کھائے کہ محتاجوں میں سے کوئی آنکھ اس کی طرف دیکھ رہی ہو مگر یہ کہ اس فقیر کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔ اور یہ وہ بڑے اسباب ہیں جن کی وجہ سے میں مجاورت رک گیا۔ اور میرے پاس شیخ علی الکاذونی رحمہ اللہ تعالیٰ آئے اور مجھے مجاورت کے متعلق پوچھا تو میں نے آپ سے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جو خرچ کروں۔ اور میرے ساتھ وہ ہے جو میری تجرید پر صبر نہیں کرے گا۔ تو کہنے لگے: آپ جیسا رزق کا فکر نہیں اٹھاتا۔ بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا رزق لائے گا۔ تو انہیں میرے چار سالہ بیٹے عبدالرحمٰن نے کہا: اگر سیدی شیخ میرے والد سے مجاورت طلب کرتے ہیں تو چاہئے کہ انہیں ہر اس ضرورت کی چیز میں شریک کریں جو ان کے پاس آئے۔ اور میرے والد سے کسی چیز میں امتیاز نہ برتیں۔ پس وہ خاموش ہو گئے اور اس دن سے ہمیں کوئی جواب نہ دیا کیونکہ وہ اس کا اہتمام نہیں کر سکتے تھے۔ باوجودیکہ آپ اکثر اہل مکہ کے نزدیک صالحین میں سے شمار ہوتے ہیں۔

نواں ادب

وہاں قیمتی لباس فاخرہ اور خوشبویات استعمال نہ کرے مگر جبکہ اُسے معلوم ہو کہ مکہ معظمہ میں کوئی بھوکا یا محتاج لباس نہیں ہے۔ ورنہ ادب یہی ہے کہ ضرورت سے زائد چیزیں فقراء اور مساکین پر صرف کرے۔ اور اگر موٹا۔ پرانا یا پیوند لگا لباس پہنے تو زیادہ بہتر اور زیادہ تواضع پر مبنی ہے۔

دسواں ادب

اور ان سب کا جامع مجاورت مکہ معظمہ کا ادب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کھانے پہننے وغیرہ میں حسب طاقت وعزم اپنے کو ممتاز نہ کرے۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرنے والے کو جلالت الٰہیہ کے احترام میں ردّ کرے جو کہ اس کے دربار میں ہے۔

گیارھواں ادب

پوری روئے زمین میں اپنے آپ کو کسی مسلمان سے بہتر کبھی نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ ابلیس کا وہ گناہ ہے جس کی بنا پر وہ قیامت تک حضرت الٰہیہ سے نکالا۔ دھتکارا اور ملعون قرار دیا گیا۔ اللھم۔ مگر یہ کہ اس حیثیت سے بہتر سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر موجودہ حالت میں توفیق کی نعمت اس شخص سے زیادہ عطا فرمائی ہے جو کہ اسے حاصل ہے۔ اور اپنے لئے جس خاتمہ کی امید کرے بغیر اس کے کہ اس شخص کے برے خاتمے کا عقیدہ رکھے۔ اور نہ یہ کہ اس کا نفس اس کے مقابلے میں حسن خاتمہ کا زیادہ مستحق ہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ پھر مخفی نہ رہے کہ حضرت الٰہیہ والے سب کے سب مقرب ہیں نہ کہ ملعون۔ تو جس نے لعنت کے اسباب اختیار کئے وہ دربار الٰہیہ سے نکال دیا گیا۔ پس اسے سمجھ لے۔

بارھواں ادب

یہ کہ حرم میں بول و براز نہ کرے۔ جس طرح کہ ابو عثمان المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضیل بن عیاض اور سفیان بن عیینہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کا معمول تھا۔ یہ حضرات حدِ حرم سے باہر نکل کر حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کرتے اور واپس آتے۔ امام قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعثمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے یونہی نقل کیا ہے۔

تیرھواں ادب

یہ کہ حرم شریف میں جوتا پہن کر نہ چلے مگر شدید ضرورت کے وقت جیسے گرمی یا سردی کی شدت یا زخم وغیرہ کیونکہ حرم شریف حیات اولیاء اور ملائکہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا محل ہے۔ اور اگر مومن کے لئے حجاب اٹھا دیا جائے تو حرم میں رات دن سجدہ گزاروں کی کرامات کی وجہ سے پاؤں چلنے کی جگہ نہ پائے اور ایسا میرے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ وارضاہ کے لئے رونما ہوا۔ پس قریب تھا کہ سجدہ گزار اولیاء کی وجہ سے حیاء وشرم کی بنا پر پگھل جائیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ کی اور دعا کی کہ پردہ ڈال دے۔ پس آپ کو اس سے محجوب کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے طواف کیا اور فرائض ادا کئے۔ اور اسی قسم کا واقعہ سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید کے لئے مقسم میں اس کی جامع میں پیش آیا۔ پس جب چلتا تو دائیں بائیں پھر کر چلتا اور کہتا: دستور۔ یعنی مجھے اجازت ہو۔ حالانکہ لوگ وہاں کسی کو نہ دیکھتے۔ تو اس نے انہیں خبر دی پس کسی نے انکار کیا تو کسی نے تصدیق کی پس اس نے وہی کچھ دیکھا جو اس نے دیکھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سجدہ گزار جنات اور ملائکہ سے کوئی جگہ خالی نہیں پاتا۔

چودھواں باب

یہ کہ وہاں اس سے جو عبادت صادر ہوئی اسے کبھی بھی خود بینی کے طور پر وصف کمال پر نہ سمجھے تاکہ تکبر اور خود بینی میں نہ گر جائے پس ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اعتراف کے طور پر سمجھے تو حرج نہیں۔ اور اسی وجہ سے اکابر اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم عوام سے روزہ اور نماز کی کثرت کے ساتھ امتیاز حاصل نہیں کرتے تھے۔ صرف فرائض ادا کرتے اور وہ سنتیں جن کے بغیر چارہ نہیں صرف اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں خود بینی لاحق ہو جائے اس وجہ سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرض ادا کیا اور اس پر اضافی عبادت کی۔ پس اس کھٹکے کی بناء پر انہوں نے نوافل کی زیادتی میں مبالغہ نہ کیا باوجودیکہ نفل صرف اسی کے لئے ہوتے ہیں جس کے فرائض کامل ہوں۔ اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان آئمہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے ہوتے ہیں جو کہ ان کے کامل وارث ہوتے ہیں۔ رہے ان کے علاوہ دیگر حضرات تو وہ فرائض کے علاوہ جو کچھ کرتے ہیں وہ اسی کمی کو پوری کرنے کے لئے ہے جو ان کے فرائض میں واقع ہوئی۔ پس سمجھ لے۔

پندرھواں ادب

یہ کہ کسی قائل کے قول سے لذت حاصل نہ کرے جو اس کے بارے میں کہتا ہے کہ فلاں کو مبارک ہو جسے مکہ معظمہ میں امامت کا شرف حاصل ہوا اور وہ اپنے رب عزوجل کی عبادت پر متوجہ ہے۔ تو جب اسے اس سے لذت حاصل ہو تو یہ اس کے عدم اخلاص۔ ریاو سمعہ سے محبت کی دلیل ہے۔ پس ایسے شخص کا عمل بنیادی طور پر ہی ختم ہو چکا۔ اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر کوئی حسد کرے۔ تو یہ اس کی وجہ سے کیونکر خوشی محسوس کرتا ہے جو اس بنا پر اس پر رشک کرتا ہے۔ پس چاہئے کہ مجاور مکہ مکرمہ اپنے نفس کے لئے ہوشیار رہے۔ اور آفات سے بچے۔

سولہواں ادب

یہ کہ وہاں سکان حرم میں سے یا روئے زمین پر موجود لوگوں میں سے کسی کو برائی سے یاد نہ کرے۔ اور میں اہل مصر کو مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ایک شخص کے متعلق کہتے ہوئے سنتا کہ فلاں کو مبارک ہو کہ اس نے دنیا کو ترک کر دیا اور راحت پائی۔ پس جب میں نے ۹۳۵ھ میں حج کیا تو میں حرم شریف میں اس کے پاس بیٹھا تھا تو وہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک شخص کی غیبت کرنے لگا۔ تو میں نے اسے کہا اگر مصر والوں کو تیری اس غیبت کا پتہ چل جائے تو وہ کبھی تمنا نہ کریں کہ تیری جگہ پر ہوں۔ پس تو حرم شریف میں بیٹھ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص کی کیونکر غیبت کر رہا ہے جبکہ تو حضرت الٰہیہ میں ہے۔ تو نے اللہ تعالیٰ سے حیا کیا نہ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی۔ تجھے کیا حاصل ہوا؟ اسی طرح مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ حطیم شریف میں میزاب رحمت کے نیچے ایک شخص میرے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے شریف عبدالرحیم البیروتی کی غیبت شروع کر دی۔ میں نے اس سے کہا اٹھ جاؤ اور حرم سے باہر نکل جاؤ۔ تو حضرت الٰہیہ میں اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح غیبت کرتا ہے۔ واللہ تجھ سے تو جانوروں کا حال اچھا ہے۔

یہ ہے وہ کچھ جو اس وقت کچھ میری یادداشت میں حرم میں مقیم کے آداب کے سلسلے یہاں بیان کرنے کے لائق تھا۔ اور میں نے تیرے لئے دروازہ کھول دیا ہے پس اپنے نفس کا جائزہ لے۔ اگر تو دیکھے کہ ان آداب کا احترام کر سکتا ہے تو مکہ معظمہ میں مجاورت اختیار کر۔ اور تجھے مبارک ہو۔ اور اگر تو دیکھے کہ ان آداب کو قائم نہیں رکھ سکتا تو حج کے بعد اپنے وطن کو لوٹ جا۔ بسا اوقات یہ تیرے لئے مجاورت سے افضل ہے۔ اور مصر کے چودہ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں حج کیا۔ پس آپ سے مجاورت کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کا ادب ملحوظ رکھ سکو تو مجاورت اختیار کر لو۔ اور ان کے لئے کچھ آداب بیان فرمائے تو ان میں سے کوئی بھی مجاورت نہ کر سکا اور سب لوٹ آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس اے بھائی! ان مشائخ کی اقتداء کر اور ان کے اخلاق سے تخلق پر عمل کر تجھے منزل ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-صدقہ وخیرات کھانے سے میری حفاظت

لوگوں کے صدقہ وخیرات کھانے سے میری حفاظت رہتی ہے جب تک کہ میرے پاس جان بچانے کے لئے کچھ باقی ہو۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میں سیدی محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں۔ اللھم۔ مگر یہ کہ عام خیرات ہو جیسے اوقاف۔ پس میرے لئے اس سے کھانا جائز ہے جبکہ میں اس وقف کے مستحقین میں سے ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس پر اس قناعت نے میری مدد کی جسے اللہ تعالیٰ نے میرے پاس رکھا ہے۔ اور جو پاکدامانی طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے پاک رکھتا ہے۔ اور جو استغناء طلب کرے اللہ تعالیٰ غنی بنا دیتا ہے۔ اور میرے والد بزرگوار۔ جدامجد اور میرے بھائی شیخ عبدالقادر اسی قدم پر تھے۔ اور فرماتے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ اپنے اسلاف کی سیرت کے خلاف چلیں۔ اور لوگوں کی آلودگیاں کھائیں۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-دنیا کے سمٹنے پر کثرت شکر

میں اللہ تعالیٰ کا اس وقت کثرت سے شکر ادا کرتا ہوں جب مجھ سے دنیا سمٹ جائے جس طرح کہ اس وقت اس کا شکر ادا کرتا ہوں

جب مجھ پر اس کی وسعت ہو۔ بلکہ زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ جب وہ مجھ سے دنیا سمیٹ لے تو میرے لئے انبیاء واصفیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور جب مجھ پر اس کی وسعت فرمائے تو اکثر جابروں کا نمونہ ہے جیسے قارون۔ اور ثعلبہ۔ اور فقر میں انبیاء و اصفیاء صلوات اللہ وسلامہ اجمعین کی اقتداء میرے نزدیک دنیا کی وسعت اور اس کے خرچ کرنے سے زیادہ سلامتی والی ہے اور اس کا حساب بھی نسبتاً بہت قلیل ہے۔ جبکہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے: اے دنیا کو اس لئے طلب کرنے والے کہ اس کے ساتھ دوسرے پر احسان کرے تیرا اسے ترک کرنا بہت زیادہ نیکی ہے۔ انتہی۔

اور سیّدی الشیخ ابوالقاسم الجنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کا خالی ہونا بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور وسعت دنیا کے مقابلے میں زیادہ ترقی کا باعث ہے اگر چہ اسے خیرات کرنے کی نیت ہو۔

اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو دنیا سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو اس پر دنیا وسیع کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اسے اپنے سے مشغول کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ جب ان دونوں حالتوں میں سے ایک حالت میں ہمیں ٹھہرائے تو ہمیں اسے بدلنے کی طلب کا حق نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے متعلق اس کے تمام فیصلوں پر ہمیں راضی ہونا واجب ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ہم وہ غلام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق عمل کا مطالبہ کیا گیا ہے نہ کہ خود ہمارے ارادے کے مطابق۔ پھر اگر کسی شرعی غرض کی وجہ سے اسے بدلنے کا سوال ضروری ہو تو ہمیں یوں عرض کرنا چاہئے: یا اللہ! ہم پر دنیا وسیع فرما اگر اس میں کوئی مصلحت ہو یا ہم پر اسے تنگ فرما اگر اس میں ہمارے لئے کوئی مصلحت ہو جس طرح کہ ہم موت و حیات کی طلب میں کہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جو شے رونما ہو اسی میں انشاء اللہ تعالیٰ بھلائی ہے کیونکہ ہم نے اپنا معاملہ دونوں صورتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور اپنا اختیار اسی کے اختیار میں فنا کر دیا ہے۔

دنیا کے متعلق صالحین کا تجربہ

اور صالحین نے دنیا کا تجربہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جس پر دنیا کی کثرت ہو اس کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے غفلت زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جس کثرت سے محتاج ہوتا ہے حق جل وعلا اسی قدر اس پر متوجہ ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ مثلاً جب اسے ایک سال کی روزی عطا فرمائے تو اس کی غفلت زیادہ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات شیخ خانقاہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان تاجروں کی بہ نسبت زیادہ غافل ہوتا ہے جب وہ ایک سال کی روزی جمع کریں۔ جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے لئے بقدر حاجت روزی اختیار فرمائی ہے۔ اور عرض کی: یا اللہ! آل محمد کا رزق قوت کر دے۔ اور قوت وہ ہے جو ان کے صبح وشام کے کھانے سے زیادہ نہ ہو۔ اور یہ اس لئے تا کہ وہ صبح وشام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہی متوجہ رہیں۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ اپنے اہل وعیال پر ان کی کفایت سے زاید دنیا وسیع نہ کر مگر اذن شرعی کے ساتھ۔ کیونکہ تیرے حکم کے لئے ان کی طاعت اسی قدر رہو گی جس قدر انہیں تیری طرف حاجت ہو۔ انتہی۔ اور اسی طرح اپنے رب عزوجل کے ساتھ بندے کے متعلق قول ہے۔ اس کی اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے لئے طاعت اسی قدر رہو گی جتنا وہ اس کی طرف محتاج ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی (العلق آیت ۶،۷) بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے اس بنا پر کہ وہ خود

کو مستغنی دیکھتا ہے)

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اس کی دنیا وسیع نہیں کرتا مگر اس لئے تا کہ وہ اپنے رب عزوجل کا اس پر کثرت سے شکر کرے جو کچھ اس نے اسے عطا فرمایا اور اس کی بدولت اسے مخلوق سے مانگنے سے غنی کر دیا۔ اور اس کی وجہ سے اس کی عبادت اور اس کے لئے اور اس کے اوامر کے لئے اس کی طاعت زیادہ ہو۔ لیکن بندے نے اس کے برعکس کام کیا اور اپنے رب عزوجل کے عطیہ کی وجہ سے اس سے غافل ہو گیا۔ اور اسے مخالفتوں اور شہوات کا ذریعہ بنا لیا۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے قلت کو امت کے ضعیفوں پر رحمت فرماتے ہوئے اختیار فرمایا اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں دنیوی وسعت میں آپ کی پیروی کرنے لگیں پھر اس سے باہر نکلنے کے لئے راستہ نہ پائیں اور نہ ہی اس کا حق شکر ادا کر سکیں۔ اور نہ ہی اس کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حق کی ادائیگی کر سکیں۔ پس آپ نے اپنی امت کی خاطر احتیاط فرمائی۔ ورنہ آپ کے متعلق ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ اگر آپ کو آپ کا رب عزوجل دونوں جہان عطا فرماتا تو معصوم ہونے کی وجہ سے ان کی بدولت اپنے رب عزوجل سے ایک لحظہ کے لئے بھی مشغول نہ ہوتے۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب عارف کے کمزور پیروکار ہوں تو اسے نہیں چاہئے کہ ان کے سامنے امور دنیا میں وسعت اختیار کرے پس انہیں ہلاکت میں ڈال دے۔ کیونکہ وہ ظاہری عمل میں اس کی اقتداء کریں گے۔ اور اس کے پس پردہ آفات اور مہلک زہروں کو نہیں پہچانیں گے۔ انتہی۔

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جس پر دنیا کی وسعت اس کے لئے ذکر الٰہی کا باعث ہو۔ اور وہ اللہ جل وعلا کا شکر ادا کرے دراں حال کہ اسلام کے مذہب کے مطابق اس شکر پر قائم رہے تو اس کے لئے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ لیکن یہ مقام خطرناک ہے۔ خلوص کے ساتھ اس پر صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کامل اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی قائم رہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں تمام عقل مندوں نے دنیا سے قلت اور اس سے بے رغبتی کو اختیار کیا ہے۔ اور یہاں کوئی مقام رفیع ہے تو کوئی ارفع۔ جبکہ سلامتی غنیمت پر مقدم ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سب سے زیادہ عقل مند کے لئے مال کی وصیت کرے تو میں اسے دنیا سے بے رغبتی کرنے والے کی طرف پھیر دوں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ احسان کر کے خود کو فضیلت نہ دینا

جس کے ساتھ اچھا سلوک کروں اس پر اپنی فضیلت کا شہود نہیں کرتا بلکہ اس احسان کو اپنی نظر میں قلیل سمجھتا ہوں تو اگر میرے پاس مثلاً ہزار دینار ہوں اور ایک شخص کو دے دوں تو میرے نزدیک اس کا حکم ایسا ہی ہے گویا میں نے زمین سے چیتھڑا دے دیا کیونکہ عطا کرنے کے بعد اس کی طرف میری توجہ نہیں ہوتی۔ اور یہ اس لئے کہ میں دنیا کی طرف اسی معنی کے ساتھ نظر کرتا ہوں جو حدیث پاک میں وارد ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس کا مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہیں۔ تو اس پر میں سے جب اسے تمام روئے زمین والوں پر تقسیم فرمائے تو خاص میرے لئے کیا ہو گا۔ حتیٰ کہ میں اس سے امن حاصل کروں یا اسے یاد کروں یا عطا کے بعد اس کی طرف توجہ کروں۔ اور

اس دور میں یہ نایاب خلق ہے۔صرف سچے فقراء میں ہی ملتا ہے۔کیونکہ فقیر صادق نفس کی جوانمردی اور بندے کے لئے رسوا کن گھٹیا حرکات سے اس کی برتری میں بادشاہوں کے قدم پر ہوتا ہے۔پس اس کا مقام اس سے بالا ہے کہ وہ اس چیز کی طرف توجہ کرے جو مثلاً اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کسی سائل کو عطا کی ہے۔اس چیز کی ذات کی حیثیت سے نہ کہ اس حیثیت سے کہ عطاء کرنا نیکی ہے۔اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی اسے توفیق بخشی ہے۔کیونکہ اس کی توفیق عطا کرنا بہت بڑا احسان ہے جس کا شکر موکد ہے۔اسی لئے مرفوعا وارد ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔اور اگر تم میں سے کسی کو سوال کے بغیر چارہ نہیں تو چاہئے کہ صالحین سے یا صاحب سلطنت سے مانگے۔انتہی۔کیونکہ بادشاہ اور فقراء کسی کو کچھ عطا کر کے احسان نہیں جتلاتے۔رہا بادشاہ تو وہ اس حیثیت سے جس کا ذکر پہلے گزرا اس عطا کو حقیر سمجھتا ہے۔اور رہا مرد صالح تو وہ کائنات میں ملکیت تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو اپنے مالک کے مال میں وکیل نائب کی طرح دیکھتا ہے تاکہ نیکی کے ساتھ اس کے بندوں پر اس میں سے خرچ کرے۔پس اگر صاحب سلطنت انہیں میں سے ہو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خود کو کسی چیز کا مالک نہیں سمجھتا تو اس نے دونوں سے بھلائی سمیٹ لی۔پس سائل اس سے کھلے دل سے مانگے۔انتہی۔

اور میں نے سیّدی علی الرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس دور میں فقیر کو نہیں چاہئے کہ لوگوں کے لئے سوال کا دروازہ کھولے گرچہ جو کچھ وہ اسے عطا کریں لوگوں پر صدقہ کر دے کیونکہ یہ اسے لوگوں کی نظروں سے گرا دے گا اور اس سے اس فعل کی وجہ سے اس سے بڑی مصلحتیں فوت ہو جائیں گی مگر جب کہ ان سے ان کے اموال سے شرعی زکوٰۃ کا سوال کرے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر دینے میں شرح صدر

چھپا کر صدقہ دینے میں مجھے ظاہر کرنے سے زیادہ شرح صدر حاصل ہوتی ہے مگر یہ کہ صدقہ فرض ہو یا کوئی صحیح غرض شرعی ہو۔اور اس لئے کہ چھپا کر صدقہ دینا علانیہ صدقہ سے ستر گنا زیادہ ہے۔لیکن چھپا کر دینے پر مجھے کئی گنا اجر کی طلب نہیں ابھارتی کیونکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ دارین میں کسی شے کا مالک نہیں ہوں۔اس پر مجھے برانگیختہ کرنے والی اس حکم کی تعمیل ہے جو کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ شارع نے ہمارے لئے اسے پسند فرمایا ہے۔نہ کہ کچھ اور۔

زکوٰۃ فرض علانیہ دینے کی حکمت

اور حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض زکوٰۃ علانیہ دینے کی ترغیب شعار صدقہ قائم کرنے کے لئے دی ہے جیسے نماز۔کیونکہ یہ اکثر نماز کے ساتھ ہی مذکور ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوۃ (البقرہ آیت ۴۳) اور نماز صحیح ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو) اور تاکہ جب اپنی زکوٰۃ چھپا کر دے تو لوگوں کو غنا کے ساتھ آلودہ نہ کر دے پس وہ گناہ میں گر پڑیں۔اور کبھی زکوٰۃ نہ دینے والے اس میں اس کی اقتداء کرتے ہیں اور فقراء پر مال کی وسعت کر دیتے ہیں تو ان کے زکوٰۃ کے اظہار کی وجہ سے فقراء پر اغنیاء کے وسعت کرنے کا اجر ان کے چھپا کر دینے کے اجر اور ان کے لئے اجر میں اضافہ سے کہیں بڑا ہوتا ہے۔کیونکہ وہ نیکی جس کا نفع دوسرے تک پہنچے اس نیکی سے زیادہ وزنی ہوتی ہے جو صرف بندے تک محدود ہے۔پس ہم نے فقراء کے لئے عام منفعت کو صرف اغنیاء کے ساتھ منفعت

پر مقدم رکھا۔

اور جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین کے فقراء حاضر ہوتے تو آپ اپنے اصحاب کو حکم دیتے کہ ان کے لئے مسجد میں کچھ جمع کریں۔ پھر ان پر تقسیم فرما دیتے۔ کئی دفعہ مسجد شریف میں طعام۔ کپڑوں۔ سونے اور چاندی کا ڈھیر لگ جاتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علی الاعلان مسجد میں لانے کا حکم نہیں دیا مگر صرف اس لئے تا کہ ایک دوسرے کی اقتداء کریں۔

سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مردوں کے اخلاق عظمیہ میں سے ہے کہ کوئی اپنے نفس سے اپنے صدقہ کی کبھی بات تک نہ کرے اور اس پر لوگوں کی اطلاع کو پسند نہ کرے۔ بلکہ جب کسی کو اس کا علم ہو جائے تو بے مزہ ہو جائے۔ کیونکہ اکثر لوگوں کا نفس کچھ دینے کے بعد ان سے جھگڑنے لگتا ہے کہ لوگوں سے اس کا تعریضاً یا تصریحاً ذکر کرے۔ اللہم۔ مگر یہ کہ ہاں کوئی شخص ہو جو کہ صدقہ کرنے والے کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو اور اس کے متعلق بخل یا زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گمان کرتا ہو تو اس وقت ادب یہ ہے کہ اس کا اظہار کرے تا کہ اپنے بھائی کو بدگمانی سے باہر نکالے۔ نہ کہ اس کے نقص ہونے سے نفرت کے طور پر ایسا کرے۔ پس سمجھ لے۔ اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا صدقہ چھپا کر دیتے حتیٰ کہ اکثر لوگ یہ اعتقاد رکھتے کہ آپ بخیل ہیں۔ اور میں آپ کی خدمت میں دس سال تک رہا لیکن علماء مصر میں سے میں نے کسی کو آپ سے زیادہ خیرات کرنے والا نہ پایا۔

اور جب آپ کسی کو کچھ دینا چاہتے تو اسے فرماتے کہ سنت کے لئے مجھ سے مصافحہ کرو۔ اور اس کا مقسوم اس کی ہتھیلی میں ڈال دیتے۔ اور کبھی فرماتے کہ یہاں کوئی ہے؟ تو اگر میں کہتا کہ جی ہاں ہے۔ تو جسے کچھ دینے کا ارادہ فرماتے تو اسے فرماتے کہ ہمارے پاس پھر کسی وقت آنا کیونکہ مجھے تمہارے ساتھ کوئی کام ہے۔ اور اس امر میں صرف وہی ثابت قدم رہتا ہے جو معیت الٰہیہ میں سچا ہو اور اس سے خلوص کے ساتھ معاملہ کرنے والا ہو۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چھپا کر صدقہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ تو کسی سے کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت زیادہ کر دے یا اس سے کسی کی وساطت سے خریدے اس طرح کہ بیچنے والے کو پتہ تک نہ چلے کہ وہ تیرا وکیل ہے۔ اور تو اسے اجازت دے دے کہ اسے قیمت سے زائد دے دے۔ آپ نے فرمایا: مسائل اخفاء میں سے اس سے زیادہ مخفی نہیں جیسے کوئی سلطان کے اہل کار کو اپنا صدقہ دے۔ کیونکہ فقیر علی الیقین کبھی نہیں جانتا کہ خیرات دینے والا کون ہے؟ اور حدیث شریف میں ہے کہ وہ سات اشخاص جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ بخشے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ وہ شخص ہے جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہیں کہ دایاں کیا خرچ کرتا ہے۔

اور اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسانی اعضاء چیزوں کا علم رکھتے ہیں۔ اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہ قیامت میں اس کے متعلق گواہی دیں گے۔ اور وہ خیر یا شر واقع ہوتا ہے جس کی طرف ان اعضاء کی حرکت اشارہ کرے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تو بامراد ہوگا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

ساتواں باب:

بعض اخلاق کے بیان میں

پس میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ توفیق ہے۔ اور وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

انعام خداوندی-ہدیہ کا بدلہ طلب کرنے کی طرف نہ للچانا

میرا نفس اس ہدیہ پر بدلہ طلب کرنے کی طرف نہیں للچاتا جو میں نے کسی کو دیا جبکہ میں سفر حجاز وغیرہ سے آؤں بلکہ اسے ہدیہ دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لئے نیت وقف کرتا ہوں۔ پھر اگر معلوم کروں کہ وہ بدلہ دینے کے اہتمام کا قصد کرتا ہے تو میں اسے قاصد کے ذریعے پیغام بھیجتا ہوں کہ میں نے عزم کر رکھا ہے کہ اس پر بدلہ قبول نہیں کروں گا۔ تاکہ مشقت سے اس کے قلب کو راحت عطا کروں۔ اور اس کے اس قول سے بھی کہ واللہ فلاں کے مجھے ہدیہ بھیجنے کی مجھے کوئی حاجت نہ تھی اور میں اس سے بے نیاز ہوں۔ اور اس امر کے لئے ہدیہ بھیجنے والے اور جسے ہدیہ بھیجا گیا دونوں میں سے کوئی قلیل ہی متنبہ ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ جسے لوگوں سے لینے کی عادت ہے نہ کہ اس کی کہ انہیں کچھ عطا کرے۔ پس بسا اوقات وہ اپنے بھائی کو کچھ اس لئے عطا کرتا ہے تاکہ اس کے ساتھ اس سے وہ شکار کرے جو خود اس کے ہدیے سے زیادہ ہے۔ اور کبھی وہ شخص اسے بُدلہ دینے میں قدرے تاخیر کرتا ہے تو اس کا نفس اس کی باتیں کرنے لگتا ہے۔ اور کبھی وہ کسی اضافے کے بغیر اس کے بدلے جیسا ہدیہ بھیج دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ اس کی آرزو سے کم ہے۔ اور ان کا بعض اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے۔ ریاکاری کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہے کہ وہ اس کا بدلہ قبول نہیں کرتا۔ حالانکہ بباطن اسے پسند کرتا ہے۔ جس طرح کہ کمینہ نفس تاجروں سے ایسا رونما ہوتا ہے جو کہ حجاز یا شام کے سفر سے لوٹتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے آداب فقراء پر عمل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی کے طور پر ہدیہ بھیجتے اور اس پر لوگوں سے قطع نظر کر کے اللہ تعالیٰ سے بدلہ قبول کرتے یا ان کے ساتھ وقوف اختیار کئے بغیر ان کی طرف نظر کرتے تو کامیاب ہوتے اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں نہ گرتے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-تقویٰ سے بدلنے والے پر رحمت وشفقت کی کثرت

میں اپنے متقی بھائیوں میں سے اس پر جو بدل کر فاسق شریر ہو گیا رحمت وشفقت کی کثرت کرتا ہوں۔ کیونکہ تیرا بھائی اس وقت تیرا زیادہ محتاج ہوتا ہے جب اس کی سواری پھسل جائے۔ پس ٹیڑھا چلنے والا رحم کا زیادہ مستحق ہے صحیح چلنے والے سے۔ خصوصاً اگر وہ اپنے ان

بھائیوں کو ذلیل کرنے لگے جن سے وہ جدا ہوا یا اپنے اس شیخ پر طعن کرنے لگے جسے اس نے چھوڑا ہے۔ پس اس کا علاج زیادہ ضروری ہے ورنہ اسکا دین بالکل ضائع ہو جائے گا۔ اور اسی طرح جب وہ ایسے شخص کی جماعت میں شامل ہو جائے جو اس کے شیخ کو ناپسند کرتا ہوں۔ پس بسا اوقات اسی طرح اس کا دین برباد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ مشائخ کی جماعت میں کئی دفعہ رونما ہوتا ہے۔ پس بیشک جیسے ہی اس کا شیخ اسے رد کرتا ہے تو وہ اس پر اور اس کی جماعت پر برسنے لگتا ہے۔ اور جب اسے کوئی پوچھے کہ تو نے اپنے شیخ کو کیسے چھوڑ دیا تو وہ کہنے کو جو کچھ جانتا ہے کہہ گزرتا ہے۔ اور لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ اس کا اسے چھوڑنا برحق ہے۔ اور اس کا شیخ ایسے امور کا مرتکب ہے کہ اگر مخلوق کو ان پر اطلاع ہو جائے تو اس کے معتقد نہ رہیں۔ اور اس کی بنیاد اس کا لوگوں کے درمیان ناپسندیدہ اور شکستہ خاطر ہو جانا ہے۔ پس وہ چاہتا ہے کہ اس نے جنہیں چھوڑا ہے اس کے متعلق ایسی گفتگو کر کے اپنی کسر پوری کرے۔

مطرود کی معالجت کب تک

اور اے بھائی! جان لے کہ مرید جب دھتکارا جائے تو اس کی معالجت اس وقت تک موکد ہے جب تک خیر کے لئے اس کی قابلیت موجود ہے۔ پس اگر اس میں خذلان کی علامات پختہ ہو جائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو ہم اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ہم قبول کی علامتیں پائیں۔ اور ہم پر اشارات لائے۔ اس وقت ہمیں اسے قبول کر لینا چاہئے۔ پس اگر وہاں علامات نہ ہوں اور وہ خانقاہ میں لوٹنا چاہے تو اس خوف کے پیش نظر ہم اسے منع کریں گے کہ کہیں جماعت میں فساد پیدا کر دے اور انہیں بے ادبی سکھائے۔ اور اکابر اولیاء نے چہ جائیکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو دھتکار کر نہیں نکالا اور اس نے کبھی فلاح پائی ہو۔ کیونکہ یہ حضرات کبھی کسی کو نہیں دھتکارتے جب تک کہ اس میں خیر کی مہک ہو۔ پھر جب ہم اسے دھتکاریں تو یہ قلب سے ہوتا ہے نہ کہ زبان سے۔ کیونکہ وہ یقیناً اس شخص سے حیاء میں کم ہوتا ہے جو کہ اہل خانقاہ وغیرہم میں سے اس جفا پر مبنی کلام کرتا ہے۔ اور اس سے خرابیاں اور جھگڑے جنم لیتے ہیں۔ اور کبھی تو حکام تک مقدمہ بازی ہوتی ہے جبکہ خاموش رہنے والے کی طرف کوئی بات منسوب نہیں کی جاتی۔ انتہی۔

اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے جو اپنے قلب کے ساتھ کام کرتا ہے نہ کہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے۔ پھر فرماتے ہیں کہ سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام پرندے کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ جبکہ باز کرتا ہے اور کہتا نہیں۔ اور اسی لئے بادشاہوں کی ہتھیلیاں اس کی نشست گاہ ہوتی ہیں۔ انتہی۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - میری ناشکری کرنے والوں سے احسان منقطع نہ کرنا

جب لوگ میری وساطت کی ناشکری کریں تو میں ان سے احسان اور اچھا سلوک منقطع نہیں کرتا۔ کیونکہ میں ایسا بندہ ہوں کہ مجھے کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ میں تو اس میں مستعمل ہوتا ہوں جس کا حق تبارک وتعالیٰ مجھے امر فرماتا ہے۔ اور مجھے اس کے ساتھ کوئی ملکیت نہیں جس کی وجہ سے میں اس کے بندوں میں سے کسی بندے پر کوئی فضیلت سمجھوں۔ اور فرض کروں کہ میں بندوں پر کوئی فضیلت دیکھوں تو جب بھی وہ میری وساطت کا انکار کریں گے مجھے وافر اجر ملے گا۔ بخلاف اس کے کہ جب وہ میری تعریف کریں تو بسا اوقات یہ مدح اس عطاء پر ترجیح حاصل کر لیتی ہے تو یوں میری کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے سب سے عظیم اجر اس کے لئے ہے جو ایسے شخص کے ساتھ بھلائی کرے جو اس کا شکر گزار نہ ہو۔ یا اپنے دشمنوں میں سے ایسے شخص کے ساتھ نیکی کرے جو اسے اذیت دیتا ہو۔ اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا جو چاہے کہ اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کی جائے تو چاہئے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اور اپنے جی میں سوچے کہ جو شخص اپنے بیٹے اور اپنے شاگرد کو مثلاً اپنا اچھا سلوک منقطع کر کے سزا دے تو وہ حق تبارک وتعالیٰ کو اسے رات دن رزق دیتا ہوا پاتا ہے باوجودیکہ وہ اس کا مخالف ہے۔ پس بندے کو چاہئے کہ اپنے مالک کے غلاموں کے ساتھ حلم۔ عفو و درگزر اور جلد بازی میں انہیں سزا نہ دینے کا معاملہ کرے جس طرح کہ اس کا مالک اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہے۔

پھر مخفی نہ رہے کہ وہ گناہ جو کہ اپنے بیٹے کو مثلاً اس کا رزق منقطع کرنے کی سزا دینے والے کے لئے واقع ہوتا ہے وہ صرف خود اس کے اپنے قصد کی حیثیت سے ہے ورنہ بندہ تو اسے کبھی نہیں لوٹا سکتا جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے غیر کے لئے مقسوم فرمایا ہے۔ انتہی۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر پابندی کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- جانوروں کو کھلا کر خوش ہونا

میرا نفس خوش ہوتا ہے جب بلی یا کتے کو مرغی کی ران دوں جو میرے سامنے ہے جبکہ میں قرائن سے دیکھوں کہ اسے احسان کی توقع ہے اور کئی دفعہ میں اسے پوری مرغی دے دیتا ہوں جبکہ وہ بھوکی ہو۔ پس یہاں سے بطریق اولیٰ معلوم ہوا کہ میں اس کے پیچھے نہیں بھاگتا جب وہ کھال کھینچی ہوئی مرغی اچک کر لے جائے۔ اور میں کسی کو اس کا پیچھا کرنے نہیں دیتا کیونکہ میں نے اسے خوش دلی سے دی ہے۔ پھر اگر کوئی اس کا پیچھا کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے مرعوب کرنا اور ڈرانا مرغی کا اجر ضائع کر دیتا ہے۔ گویا ہم نے اسے کچھ بھی نہیں دیا۔ بلکہ بعض مرتبہ اسے مرعوب کرنے کے ضرر کی وجہ سے مرغی نہیں بچتی۔ انتہی۔

بلی کے مرغی اچک لینے کی حکمت اور بہائم کی وجہ تسمیہ

اور اے بھائی! جان لے کہ بلی نے مثلاً ہمارے سامنے سے مرغی نہیں اچکی مگر اس کے بعد کہ اس نے اس کے متعلق ہم میں بخل کا تجربہ کر لیا۔ اور اس کے بعد کہ اس نے ہم میں سے کسی کو دیکھا کہ ہڈیوں سے گوشت چھڑاتا ہے حتیٰ کہ اس پر کوئی چھڑوارا نہ بچا۔ تو اس نے اسے نہیں اچکا یہاں تک اس پر ہمارے احسان سے مایوس ہوگئی۔ باوجودیکہ وہ ہمارے پاس نہیں ٹھہری مگر ہم میں سخاوت اور احسان کا گمان کر کے۔ اور یہ کہ جب وہ ہمارے سامنے کھڑی ہے تو ہم اسے کھانے کی کوئی چیز ڈالیں گے۔ کیونکہ وہ امور کی سمجھ رکھتی ہے لیکن اپنے فہم کو بول کر بیان کرنے سے عاجز ہے۔

اور بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ بہائم کو صرف اس لئے بہائم کا نام دیا گیا ہے کہ ان کا معاملہ ہم پر مبہم ہے نہ کہ معاملات ان پر مبہم ہیں۔ پھر فرمایا: اور مکڑی اور شہد کی مکھی کی کاریگری پر غور کر۔ اس سے تجھے اس پر اطلاع ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے الہام کی بدولت حیوانات کے لئے تدبیر اور سمجھ ہے گرچہ یہ مکلف نہیں ہیں۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل خانہ کو بلیوں کے متعلق حکم دیتے خصوصاً رمضان پاک کے دن میں اور فرماتے کہ

لوگ دن میں نہیں کھاتے۔پس بلی کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔پس اس کی مصلحتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

چیونٹیوں کی خبر گیری

اور میں نے کئی دفعہ آپ کو دیکھا کہ چیونٹیوں کے سوراخوں کے دروازے پر آٹا اور کھانے کی چیزوں کے ریزے ڈالتے۔اور فرماتے کہ ہم چیونٹی کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی روزی کی کوشش کے لئے باہر نکلنے سے بے نیاز کرتے ہیں۔کیونکہ وہ باہر نہیں نکلتی یہاں تک اپنے نفس پر اس امر کی بیعت لیتی ہے کہ وہ نہیں لوٹے گی مگر کچھ لے کر۔پس وہ اپنے آپ کو کسی سم یا نعل کے اس کے اوپر آنے کے لئے پیش کرتی ہے پھر مرگئی یا اس کے ہاتھ ٹوٹ گئے یا اس کی پسلیاں کچلی گئیں پس مدت مدید تک بیمار پڑی رہے گی اور اس قدر تکلیف اٹھائے گی کہ ہم میں سے اگر کسی کے ہاتھ یا اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں اور وہ سات ماہ بلکہ زیادہ عرصہ تک بستر پر پڑا رہے تو ایسی تکلیف نہیں اٹھاتا۔انتہی۔

امام غزالی کی مغفرت کا سبب

اور ہمیں امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ کسی کو وفات کے بعد آپ کی زیارت ہوئی تو آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ تو فرمایا کہ مجھے اس لئے بخش دیا کہ میں لکھنے سے رک گیا جبکہ ایک مکھی سیاہی پینے کے لئے میرے قلم پر بیٹھ گئی یہاں تک کہ فارغ ہو کر اڑ گئی۔انتہی۔

امام شعرانی کی اہلیہ کی شفاء

اور مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ میری زوجہ فاطمہ ام عبدالرحمٰن کے قلب میں سخت درد لاحق ہوا تو اس کی والدہ چیخنے لگی اور اسے اور اس کی موت یقینی نظر آنے لگی۔اس پر مجھے سخت تشویش ہوئی کہ اچانک ایک کہنے والا مجھے کہہ رہا تھا جبکہ میں ایک خالی مکان میں تھا کہ مکھی کو مکھیوں کے درندے سے چھڑا دے جو کہ اس شگاف میں ہے جو تیرے سامنے رخ پر ہے اور ہم تیرے لئے تیری زوجہ کو بیماری سے خلاصی دلائیں گے۔میں اس شگاف کی طرف گیا مگر اسے تنگ پایا کہ انگلی داخل کرنے کی گنجائش نہیں۔چنانچہ ایک لکڑی لے کر اس کے اندر داخل کی تو اس درندے کو مکھی سمیت باہر کھینچ لیا۔تو دیکھا کہ وہ چیخ رہی ہے اور وہ اس کی گردن پر دانت گاڑے ہوئے ہے۔پس میں نے اسے اس سے رہائی دلائی تو میری زوجہ کو درد سے خلاصی ہوئی اور وہ فی الحال صحت یاب ہو گئی۔اور اس کی والدہ کو خوشی ہوئی۔انتہی۔پس اس دن سے میں ان مویشیوں اور حیوانات کے ساتھ کسی احسان کو حقیر نہیں جانتا جنہیں شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔انتہی۔

سیّد علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چیونٹیوں کے متعلق وصیت۔اور چند ایک واقعات

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب تمہارے پاس شہد یا شکر ہو تو چیونٹیوں کے سوراخ کے دروازے پر اس میں سے کچھ ڈال دو یا ان کی گزرگاہ پر۔اور ان کی وجہ سے برتن کے منہ پر تارکول نہ لگاؤ مگر اس کے بعد۔کیونکہ جو کسی حیوان پر اس کے رزق تک پہنچنے کا راستہ تنگ کر دے تو کئی دفعہ عدل الٰہی کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ اس امر پر پوری جزا کے طور پر اس پر اس کے رزق کا راستہ تنگ کر دیتا ہے۔پھر مخفی نہ رہے کہ اس خلق پر عمل ان لوگوں کے زیادہ شایاں ہے جو کہ قرآن کریم اور علم کے حامل ہیں۔کیونکہ لوگ اس میں ان کی اقتداء کریں گے۔اور انہیں نہیں چاہئے کہ مویشیوں اور مخلوق کے ساتھ احسان ترک کریں مگر طریق شرعی کے ساتھ۔

انتہی۔

اور مجھے الحاج محمد الحلبی نے حکایت بیان کی کہ میں کھانا کھانے لگتا تو جب بھی بلی آ کھڑی ہوتی تو اسے دھتکار دیتا۔ ایک دفعہ وہ میری خواب میں آئی اور کہنے لگی کہ آپ جیسا آدمی بلی کو دھتکارتا ہے۔ اور اس کو کھلانے سے بخل کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نعمتوں میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ پریشان خواب ہے۔ اور اسے دھتکار دیا۔ وہ پھر خواب میں آئی اور مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ میں نے پریشان خواب گردان کر پھر اسے دھتکار دیا۔ وہ تیسری مرتبہ آئی۔ پس میں اسے ہر اس چیز میں سے کھلانے لگا جو خود کھاتا ہوں۔

اور بعض فقراء نے مجھ سے یہ حکایت بیان کی کہ اس کا پڑوسی تھا جو کہ قسم قسم کے کھانے پکاتا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اس کے پاس چلے جاتے۔ کھڑے دیکھتے رہتے لیکن وہ فقیہ کی بلی کی طرح انہیں کچھ نہیں دیتا تھا۔ اور میں نے ازیں پیشتر ایسی بات نہیں سنی تھی۔ پس میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر فقیہ سے بار بار اس کا ارتکاب نہ ہوتا تو اس کی ضرب المثل درست نہ ہوتی۔

پس اے بھائی! ایسا کرنے سے پرہیز کر۔ اور بعض محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلی پالنے کے استحباب کی تصریح کی ہے اور یہ اسے کھلانے پلانے اور اس پر بخل نہ کرنے کی اور اس کے ساتھ احسان کے مستحب ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کھانے پینے کے وقت حضور قلبی

اور کھانے پینے کی حالت میں میرا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حاضر رہتا ہے۔ اور مجھے اس امر کا شہود حاصل ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ میں اس سے ایک ذرے کا مستحق نہیں ہوں بلکہ میں اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کے حق واجب کا اہتمام نہیں کر سکتا گرچہ خاکستر چھانوں۔ پھر اگر ایسا اتفاق ہو کہ میں نے اس مشہد سے غافل ہو کر کچھ کھایا یا پیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں حتیٰ کہ میرے گمان پر یہ غالب آ جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میرا استغفار قبول فرما لیا۔ اور میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ استغفار کرتا ہوں اس لئے کہ کئی دفعہ ہمارے جیسے کو اپنے استغفار میں حضور قلبی واقع نہیں ہوتا مگر ستر مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ کے بعد۔

نعمتوں کی وسعت کے متعلق حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دراصل ہم پر نعمتوں کی وسعت اس لئے نہیں فرمائی کہ کوئی خفیہ تدبیر ہو۔ بلکہ یہ تو صرف اس لئے ہے تاکہ ہمارے قلوب کو اپنے حضور جمع رکھے اور ہم حضرت الٰہیہ سے باہر نہ نکلیں مگر عذر شرعی کی وجہ سے۔ اور گویا حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جسے میں ان پیشوں اور صنعتوں سے جو کہ اسے مجھ سے حجاب میں کر دیتی ہیں اس رزق کی وجہ سے جو میں نے اپنے بندوں کے ہاتھوں پر اس کے لئے وہاں سے مسخر کیا ہے کہ اسے گمان تک نہیں اور اس کی طرف اس کا نفس جھانکتا ہی نہیں تو پھر وہ کس لئے میرے دربار سے باہر نکلتا ہے۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا رزق کے استعمال کو آسان کرنا نماز کی طرح نعمت ہے۔ پس جس طرح نماز صرف اس لئے مشروع ہوئی کہ اس میں بندہ اپنے قلب کے ساتھ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو اسی طرح کھانے پینے کی مشروعیت میں حکم ہے کہ یہ مشروع نہیں ہوئے مگر اس لئے کہ بندہ ان میں اپنے قلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر جس نے ان کے ساتھ اس پر احسان فرمایا۔ انتہی۔ اور اے بھائی! جان لے جو بھی اپنے کھانے پینے کی حالت میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری پر ہمیشگی کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دنیا میں قناعت اور زُہد کا وارث بنا دیتا ہے اور اس کے نفس کے شر سے اس کی کفایت فرماتا ہے۔

شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو اپنے بیٹے یا خادم کو کسی امر پر عتاب کرتا ہے تو اسے اس حالت میں بھی عتاب کر جبکہ وہ تیرے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ پس وہ تیرے حکم کی بہت جلد طاعت کرے گا۔ چنانچہ وہ جی میں کہتا ہے کہ میں اپنے سردار کے حکم کی مخالفت کیوں کر کروں جبکہ میں اس کی خیرات کھا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو شخص نعمت سے مشرف ہے اس کا شکر اس شخص کے شکر سے زیادہ باعظمت ہے جو نعمت سے مشرف ہونے سے پہلے صرف اس کی امید کر رہا ہے۔ پس اے بھائی! کھانے پینے کی حالت میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حاضری حاصل کرنے پر عمل کر گرچہ تکلفاً ہی ہو جس طرح کہ تو اس کے حضور حاضری کا حالت نماز میں تکلف کرتا ہے۔ تو جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے تو یہ اس کا خلق ہو جاتا ہے گرچہ طول پر ہو کہ اس کا تکلف نہ کر سکے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلب کی حاضری کی حالت میں کھانے سے زیادہ لذیذ نہیں دیکھا۔ اور نہ یہ غفلت کی حالت میں کھانے سے زیادہ قلیل لذت والا دیکھا۔ لیکن یہ صرف ان کاملین کے لئے مطلوب ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی چیز غافل نہیں کرتی۔ رہا وہ شخص جسے کھانے کی لذت اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل کر دے تو یہ اس کے لئے مطلوب نہیں بلکہ وہ کھانے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس صورت سے زیادہ حاضر ہوتا ہے جب کہ کھانا کھا رہا ہو۔ اسی لئے دروازہ بند کرنے کے لئے۔ ہمیں حالت نماز میں کھانے سے روکا گیا ہے۔ گرچہ ہم لوگوں سے اکمل ہوں۔ پس اسے سمجھ لیا جائے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری پر ہمیشگی کرتا ہے اس کا کھانا کم ہو جاتا ہے اور اسے ایک دو لقمے ہی کفایت کرنے لگتے ہیں۔ اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کھاتا ہے اور پاگلوں کی طرح سیر نہیں ہوتا۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ نے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجھے ملاقات کا شرف نہ دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا

میں اس عالم۔ امیر اور صالح سے بدمزہ نہیں ہوتا جس کی زیارت کو جاؤں اور وہ مجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ حتیٰ کہ اگر میں اسے دروازہ کے پیچھے سے یہ کہتا ہوا سن لوں: برا ہے جو آیا ہے یا فلاں یہاں موجود نہیں یا وہ فارغ نہیں یا اس پر دروازہ بند کر دو وغیرہ ذالک میں مکدر نہیں ہوتا۔ اور یہ نادر خلق ہے۔ کم لوگ اسے اپناتے ہیں۔ زیادہ تو بدمزہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ یہ قرآن کریم سے بہت بڑی واقفیت ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے جو کہ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے۔ وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو

از کی لکم واللہ بما تعملون علیم (النور آیت ۲۸) اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے) پس وہ چیز جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بندے کے لئے بہت پاکیزہ ہے تو اسے یہ کیونکر لائق ہے کہ جب اسے یہ صورت پیش آئے تو بدمزہ ہو جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ خلق صرف اسی کو حاصل ہوتا ہے جس نے شیخ صادق کے ہاتھ پر اپنے نفس کو ورزش کرائی ہو۔ یہاں تک کہ اس کی آلودگیاں ختم ہو جائیں یا اسے جذبہ الٰہیہ حاصل ہو جائے۔ ورنہ لازم ہے کہ جس کے لئے دروازہ نہ کھولا گیا اور اسے عزت نہ دی گئی۔ اسے بدمزگی حاصل ہو۔ بلکہ بعض تو نکل کر بطور شاعر مجالس میں اس کی ہجو کرنے لگتا ہے۔ اور بعض جہلاء تو اسے کہنے لگتے ہیں کہ اسے نہیں چاہئے تھا کہ تیرے جیسے پر دروازہ بند رکھتا۔ اور اس کے لئے اس گھر والے پر حق مقرر کر دیا ہے پس اس کے غصے اور حماقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اسے کہتے کہ تیرا اس پر ناراض ہونا حماقت ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ امر صاحب دار کو سپرد کیا ہے تجھے نہیں اور اگر اس نے امر تیرے سپرد کیا ہوتا تو صاحب دار کو یہ کہنے سے منع فرما دیتا کہ واپس چلے جاؤ۔ اور مجھے میری عمر کی قسم کہ ایسے بلکے ذہن کے لوگوں سے زیارت قابل مذمت ہے۔ اور اگر یہ اسے ترک کر دیتے تو ان کے لئے اور جس کی زیارت کو جائیں اس کے لئے زیادہ بہتر تھا۔ کیونکہ یہ زیارت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نہیں۔ اور ایسی صورت حال میں اکثر بے علم جھگڑالو قسم کے لوگ گرتے ہیں۔

اندازِ زیارت میں چند عالی ظرف مشائخ کے نام

اور اس دور میں اپنے بھائی کی زیارت کو آنے والوں میں میری آنکھ نے ان حضرات سے زیادہ احسن اندازِ زیارت والا کسی کو نہیں دیکھا جیسے شیخ شمس الدین الخطیب الشربینی۔ آپ کے ساتھ شیخ صالح المسلمی سیّدی محمد بن الحنفی الشاذلی۔ شیخ نور الدین الطندتائی اور شیخ صالح البرھانی جو کہ سلطان قاتیبای کے شیخ تربیت ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم۔ اور اسی طرح شیخ زین العابدین البلیقنی۔ شیخ سراج الدین الحانوتی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وارضاہم۔ تو ان اکابر مشائخ میں سے جو بھی کبھی تشریف لائے اور میرا دروازہ بند پایا کہ دروازہ کھٹکھٹایا یا کوئی بات کی ہو بلکہ فاتحہ پڑھتے اور شرح صدر سے واپس تشریف لے جائے۔

اور ان کے علاوہ بسا اوقات کوئی آتا ہے اور اپنے آنے پر بضد ہوتا ہے۔ اور اگر میں واپس کر دوں اور دروازہ نہ کھولوں تو اطراف و جوانب میں میرے متعلق بدگوئی کرتا ہے۔ اور اگر دروازہ کھول دوں تو جی بھر کر مجھے کوستا ہے۔ اور اگر اسے اپنے گھر میں داخل کر دوں اور اس کے لئے خشک ٹکڑا یا تھوڑی سی چیز پیش کروں تو غضب ناک ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں ایک نیت پر ہوں۔ پس میرے ہاں سے باہر نہیں نکلتا حتیٰ کہ میرا جسم مضمحل ہو جاتا ہے اور قلب پگھل جاتا ہے۔ اور جب اس وقت ایسی صورت حال کی برداشت سے میری استعداد کمزور ہو تو مجھے میرے رب سے مشغول کر دیتا ہے۔

اور ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا جو کہ علم کا مدعی تھا اور میں نے دوائی پی رکھی تھی۔ لوگوں نے اسے کہا کہ اس نے دوائی پی رکھی ہے۔ اس نے ان کی بات پر کان نہ دھرا۔ اور دھما کہ خیز دستک دی جس سے مجھے سخت تشویش لاحق ہوئی۔ کیونکہ فقیر پر دروازے کی دستک ایسے ہی جیسے اسے تلوار مار دی جیسا کہ اپنے قلوب کے ساتھ حضرت الٰہیہ کے ارباب جمعیت اسے پہچانتے ہیں۔ اور کہنے لگا کہ میں اسے شیخی کے عمل سے پہلے جانتا ہوں حالانکہ وہ جھوٹ کہہ رہا تھا کیونکہ میں نے شیخی کا عمل نہیں کیا۔ اور میں نے اس کے پیدا ہونے سے پہلے

اپنی تالیفات نقل کیں۔ پس قدرت نے اس پر غیرت کی اور کسی بددعا کے بغیر چند دنوں کے بعد اندھا ہو گیا۔

پس اے بھائی! کسی فقیر کے دروازے پر دستک سے پرہیز کر۔ کیونکہ وہ بعض مرتبہ کسی قاہر حال میں ہوتا ہے جو اسے مطلقاً لوگوں کی ملاقات سے روکتا ہے۔ اور اگر وہ تکلف کرے اور ان سے ملاقات کرے تو انہیں پہلے سے جاری عادات کے مطابق سلام اور خوش مزاجی کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا۔ پس ان میں سے کسی کے لئے بدمزگی ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح فقیر کے لئے۔ اور وہ ہر آنے والے سے اپنے حال کی حکایت نہیں کرسکتا۔ پس عقل مند وہ ہے جو کہ فقیر کے حال کی اچھی توجیہہ کرے۔ والسلام اور حال قاہر کی علامت یہ ہے کہ وہ نماز باجماعت کے لئے نہیں نکل سکتا۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ متخلق ہونے پر پابندی کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - دفع دنیا کے لئے بارگاہ الٰہی میں صحیح توجہ

دنیا کو اپنے سے دور کرنے کے لئے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور صحیح توجہ کرتا ہوں۔ جس طرح کہ مثلاً جب مجھے یہ خبر پہنچے کہ فلاں شخص نے میرے لئے مال کی وصیت کی ہے تو میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اسے مجھ سے دور رکھنے کے لئے توجہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ مجھ سے دفع کر دیتا ہے اور صاحب وصیت کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ میرا نام مٹا دے۔ اور میرے غیر کا نام لکھ دے۔ یا ورثاء اس وصیت پر بخل کریں اور اسکا انکار کر دیں اس کے بعد کہ میں نے وصیت سے اپنا حق ساقط کر دیا۔ جس طرح کہ میرے لئے شیخ تاج الدین الطائفی کے ساتھ ایسا واقعہ گزرا۔ آپ نے میرے لئے چالیس دینار کی وصیت کی۔ پس آپ کے ورثاء نے اس کا انکار کر دیا۔ اور میرے پاس گواہ آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی۔ تو میں نے کہا کہ میں نے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ کی تھی کہ اسے مجھ سے دور رکھے۔ اور یہ دفع دنیا کے لئے بارگاہ خداوندی میں فقیر کی توجہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جو اس میں رغبت رکھتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اسے خود سے دور رکھنے کے سوال میں اپنے قلب کو متوجہ نہیں کرسکتا۔ اور اس خلق پر میں نے قلیل حضرات کو ہی عمل کرتے دیکھا۔ اور اس کی حلاوت اس محتاج کی حلاوت سے بہت عظیم ہے جو سویا ہوا تھا۔ جب بیدار ہوا تو اپنے سرہانے سونے سے بھری ہوئی تھیلی پاتا ہے جس کے مالک کا کوئی پتہ نہیں۔ جس طرح کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعامات میں سے میرا اس سے محبت کرنا ہے جو میرے مبنی بروہم رزق کو منقطع کرنے میں اور مجھ تک دنیا کی کسی چیز کے پہنچنے میں معارضہ کرنے میں کوشش کرے۔ باوجود یکہ اس دن مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ اور جو شخص اس مقام تک پہنچنے کا مدعی ہو اسے چاہئے کہ اس امر کے ساتھ اپنے نفس کا امتحان کرے کہ اگر سلطان کے اہل کاروں نے اس کا نام فقراء کے دفتر میں لکھ لیا اور اس کے لئے ایک ہزار دینار وظیفہ مقرر کر دیا۔ پس ایک شخص آکر کہے کہ یہ فقراء میں سے نہیں۔ یہ منافق جاہل ریاکار ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام مٹا دیا پس اگر اس کی وجہ سے اس کے سینے میں فراخی حاصل ہو تو اس کا دعویٰ مبنی بر صداقت ہے اور اگر تنگی محسوس کرے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- مجھے حرام اور مشتبہ کھانے پر خواب اور بیداری میں تنبیہہ اور اس کی تین علامات

میں نے جو حرام اور مشتبہ چیز کھائی اس پر کچھ علامات کے ذریعے مجھے خواب اور بیداری میں متنبہ کیا جاتا ہے جن کا مجھے حلال کی بجائے حرام کھانے میں تجربہ ہے۔ اور یہ تین علامات ہیں۔ پہلی علامت یہ ہے کہ شرع کو اس طعام پر ہاتھ ڈالنے کی حیثیت سے اعتراض ہو۔ دوسری علامت اسے کھانے کے بعد میرے دل میں ظلمت اور میرے باطن میں بوجھ کا پایا جانا ہے۔ یہاں تک کہ گویا میں نے پتھر کا ٹکڑا کھالیا۔ تیسری علامت یہ ہے کہ میں نیند سے اٹھتا ہوں تو ایک ساعت مخبوط العقل رہتا ہوں جس طرح کہ یہ کیفیت اس کے لئے واقع ہوتی ہے جو سود کھاتا ہے۔ پس اگر ان تین علامات میں سے ایک علامت مجھ سے رہ جائے تو دوسری علامتیں ضرور لاحق ہوتی ہیں۔ اور کئی دفعہ اسے کھانے کے بعد تکلفاً قے کر دیتا ہوں جبکہ مجھے اس کے معدے میں تحلیل ہونے سے پہلے اس کی کیفیت کا پتہ چل جائے۔ اور اکثر ایسی صورت حال مجھے اس وقت پیش آتی ہے جب کاشت کاروں کی ضیافت اور چونگی وصول کرنے والوں کا کھانا کھالوں۔

رہا گیارہ گنا وصول کرنے والا اور ظالم تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری پوری گزشتہ زندگی سے اب تک مجھے اس کے طعام سے بچائے رکھا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی بدولت مجھے ان علامات سے بے نیاز رکھا۔

مشتبہ چیز کی علامت

اور اے بھائی! جان لے کہ مشتبہ کی بہت بڑی علامت اس طعام سے قلب کی نفرت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ استفت قلبك وان افتاك المفتون۔ یعنی اپنے دل سے فتویٰ پوچھ گرچہ مفتی حضرات تجھے فتویٰ دیں۔ یعنی اگرچہ وہ اس کے خلاف فتویٰ دیں تو ان کے فتووں کی بجائے اپنے قلب کے فتویٰ پر عمل کر۔ اور اس میں مقام ورع کا اخفاء بھی ہے۔ پس اس کی پارسائی کا لوگوں میں سے کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ بخلاف اس کے مثلاً جب وہ قے کرے۔ پس سمجھ لے۔ پس ہم نے جو علامات بیان کی ہیں ان پر کم لوگ متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ میں نے بعض مشائخ کو چونگی وصول کرنے والے کا کھانا کھاتے دیکھا تو میں نے اس پر اعتراض کیا تو اس نے کہا کہ ڈول سے سمندر گدلا نہیں ہوتا۔ پس میں نے اسے کہا کہ یہ استدراج میں سے ہے۔ پھر میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ ایسا شخص کئی دفعہ دین کے معاملے میں بے جا جرأت کرنے کی وجہ سے آگ کا ایندھن بن جاتا ہے۔

اختلاف طبقات کی بنا پر حرام اور شبہہ کے اثر کی مختلف صورتیں

پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفرماتے ہوئے سنا کہ لقمہ حرام اور شبہہ کا مخلوق کے قلوب میں ان کے طبقات اور مراتب کے اختلاف کی بنا پر اثر عظیم ہے۔ پس عوام میں اس کا اثر ان کا ایسے مذموم اعمال میں گرنا ہے جن کے ارتکاب کی انہیں عادت نہ تھی۔ اور طلبہ علم اور اہل طریق مریدین میں اس کا اثر قلب میں سختی اور طبیعت میں بوجھ ہے۔ اور طریق کے متوسط حضرات میں اس کا اثر دارین کی مصلحتوں سے غفلت ہے جو ان پر لوٹتی ہیں۔ اور کاملین میں اس کا اثر ایسے اندیشوں کی کثرت ہے جن میں کوئی نفع نہیں۔ اور اس کا اثر انہیں حضرت الٰہیہ کی طرف اپنے قلوب کے ساتھ داخلے سے روکنا ہے حتیٰ کہ نماز میں۔ اور اس کا اثر قطب۔ اوتاد۔ ابدال وغیرہم اصحاب دوائر میں ایسے امور ہیں جنہیں صرف وہی حضرات جانتے ہیں۔

مشکوک کھانا حاضر ہونے کے وقت الہامی دعا

اور چالیس سال سے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جب کھانا حاضر ہو جس کے حلال ہونے میں مجھے شک ہو کہ یہ دعا کروں: الٰہی مجھے اس طعام کے کھانے سے بچا۔ اگر تو مجھے اس سے نہ بچائے تو اسے نہ چھوڑ کہ میرے پیٹ میں ٹھہرے۔ اور اگر تو اسے میرے پیٹ میں ٹھہرنے دے تو مجھے ان گناہوں میں گرنے سے بچا جو اس کی وجہ سے عادۃً پیدا ہوتے ہیں۔ اگر تو مجھے گناہوں سے نہ بچائے تو میرا استغفار قبول فرما۔ اور مجھ سے ان لغزشوں والوں کو راضی کر دے جو کہ اس طعام میں ہیں۔ اگر تو انہیں مجھ سے راضی نہ کرے تو مجھے معاف فرما۔ اگر تو مجھے معاف نہ فرمائے تو عذاب پر مجھے صبر عطا فرما یا ارحم الراحمین۔ پس اب تک میں مشکوک ہر طعام کے وقت یہ دعا مانگتا رہا ہوں۔ پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مہمان کو مشتبہ کھانا نہ کھلانا

میں مہمان کو ایسا طعام نہیں کھلاتا جس میں شبہ ہو۔ اور اگر وہ خود مجھ سے طلب کرے تو میں اس سے روک دیتا ہوں۔ جس طرح کہ بچے کو اس چیز کے کھانے سے روک دیا جاتا ہے جو کہ اسے دنیا و آخرت میں نقصان دے۔

اس کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ مومن لوگوں کے ادیان وابدان کا امانت دار ہے۔ اور اس سے جو شخص طلب کرے کہ اسے ایسی چیز کھلائے جو اس کے لئے مضر ہو تو وہ بچے کی طرح قلیل العقل ہے۔ اور اگر وہ عقل مند ہوتا تو ایسی چیز نہ کھاتا جو اس کے دین کو ناقص کرے۔ اور یہ نادر خلق ہے۔ اس دور میں اس پر کم لوگ عمل کرتے ہیں۔ اکثر تو مہمان کو حرام کھلا دیتے ہیں چہ جائیکہ شبہات ہوں۔ اور یہ خلاف شروع ہے۔ بیشک شرع نے ضیافت کا حکم نہیں دیا مگر اس کے ہاں جس کا طعام حلال ہو۔ اور جس کے ہاں حرام یا شبہہ والا طعام ہو تو اسے اس سے ضیافت کا حکم نہیں دیا۔ مگر اگر مہمان مجبور ہو۔ پس اگر اس نے کسی کو شبہہ کا کھانا کھلا دیا تو اس کے لئے گوارا ہے اور حساب اس پر ہے جس نے اسے کھلایا۔

شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین اللہ تعالیٰ آپ پر وسیع رحمت فرمائے اور آپ پر اپنے برستے بادلوں سے رحمت کی بارش برسائے جب اپنے بھائیوں میں سے کسی کے ہاں کھانا کھاتے تو دعا کرتے: الٰہی! اگر یہ طعام حلال ہے تو اس کے صاحب پر وسعت فرما۔ اور اگر اس میں شبہہ ہو تو میری اور اس کی مغفرت فرما۔ اور ہم لغزشوں والوں سے قیامت کے دن راضی ہو جا۔ آمین۔

مہمان نوازی میں سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول

اور سیدی علی الخواص اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر وسیع رحمت فرمائے اور اپنے چھلکتے بادلوں سے باران رحمت فرمائے اور ہمیں اور اہل اسلام کو آپ سے نفع بخشے اپنے پاس آنے والے کی ایک لقمے یا ایک کھجور یا پانی گھونٹ سے مہمان نوازی کرتے۔ اور فرماتے: اے بھائی!

اس وقت میرے پاس یہی حلال تھا جو مجھے دستیاب ہوا۔اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مہمان کے زیادہ کھانے کا علم ہوتا تو اس کے دین پر شفقت فرماتے ہوئے تھوڑی سی چیز اسے پیش کر دیتے جس طرح کہ بچوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے جب کہ ان کی ماں کو ان کے زیادہ کھا لینے سے درد کا خطرہ ہو۔اور آپ لوگوں کے ساتھ اکثر یہ سلوک رمضان پاک کی راتوں میں کرتے اور فرماتے کہ روزے کا راز اور اس کی مدد صرف اس بھوک میں ہے جو کہ روزے کے علاوہ دوسرے دنوں کی بھوک سے زائد ہو۔

اور اس خلق پر عمل صرف وہی کر سکتا ہے جو کہ حیاء طبعی سے حیاء شرعی کی طرف نکل چکا ہو۔اور اللہ تعالیٰ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ رکھتا ہو۔اور مہمان پر اپنے نفس سے زیادہ مشفق ہو۔پس ہم نے جو تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس نے اپنے مہمان کے لئے مشتبہ کھانا پیش کیا یا اسے عادت سے برتر زیادہ کھانا پیش کیا یا اس کی افطاری کے لئے اسی کھانے کی مثل پیش کیا جو وہ ایام روزہ کے علاوہ شام کو کھایا کرتا ہے تو اس نے اس کے حق میں برا کیا حالانکہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اچھا کر رہا ہے۔پس اے بھائی اپنے مہمان کے دین کے بارے میں پر حذر رہ۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت کا خوف مت کر۔نیز تیرے متعلق دنیا میں اس کی ملامت کا خوف نہ کر۔بیشک وہ آخرت میں تیری شکایت کرے گا۔پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔اللہ تعالیٰ تیری رہنمائی کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مہمان کے لئے تکلف نہ کرنا

میں مہمان کے لئے تکلف نہیں کرتا۔اسی لئے مجھے کبھی بھی مہمان کی وجہ سے ملال نہیں ہوا۔گرچہ ہر روز میرے پاس ہزار افراد آئیں۔اور معلوم ہے کہ جو شخص بھی لوگوں کے لئے تکلف کرتا ہے وہ ان کی ملاقات ناپسند کرتا ہے اور بھاگتا ہے گرچہ تو نگر ہو۔یا انہیں خوشنودی نفس کے بغیر وہ کچھ کھلانے لگتا ہے جو ان کے باطن کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔اور یہی وہ امر ہے جس کی وجہ سے شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل کے طعام سے روکا ہے۔اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ بخیل کا طعام بیماری ہے۔

اور ایک قوم نے مہمانوں کے لئے تکلفات کئے اور ہمارے کہے کی مخالفت کی تو ان کا انجام مفلسی اور تنگدستی ہوئی کیونکہ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بغیر ریاء اور دکھاوا کے لئے کھلایا۔اور اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کے طریق شرعی کے مطابق انہیں کھلایا ہوتا تو مفلس نہ ہوتے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خلائق کے رزق جاری کئے ہوتے یہاں تک کہ وہ فوت ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت تک پہنچتے۔اور وہ انہیں ان کے خرچ سے کئی گنا زیادہ عطا فرماتا۔پھر تکلف میں اکثر فقہ وتصوف کے مشائخ کی اولاد گرتی ہے۔پس ان کے والد صاحب فوت ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ ضیافت کا وہی سلوک کرے جو کہ اس کے والد صاحب کا معمول تھا۔چنانچہ وہ خود کو مغلوب کر لیتا ہے۔اور کئی دفعہ اس کی وجہ سے اس پر قرض سوار ہو جاتا ہے۔اور ان سے یہ بات غائب رہتی ہے کہ ہر فقیر ہر آنے والے کو کھانا کھلانے پر قادر نہیں ہوتا۔ایسا کام تو فقراء میں سے بعض افراد ہی کا ہے۔

تکلف کے سلسلے میں فقراء میں امتیاز کا واقعہ

اور مجھے سیّدی الشیخ محمد بن عنان نے خبر دی (اللہ تعالیٰ آپ پر وسیع رحمت فرمائے اور آپ پر اپنی چھلکتی برستی رحمت کے بادلوں سے

یاران کرم فرمائے) کہ شیخ عبود رحمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور اہل اسلام کو آپ کی امدادات سے نفع بخشے) جن کی خانقاہ جبل مقطم کے نیچے ہے کے ہاں ان کی خانقاہ میں چار دستر خواں تھے۔ ان میں سے ہر دستر خوان کھلے کمرے میں رکھا ہوتا۔ آپ کے پاس جو بھی آتا جس دستر خوان سے چاہتا کھاتا۔ برابر ہے کہ شیخ کو پاتا یا نہ پاتا۔ جب شیخ کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس سے اعلیٰ مقام کا فقیہ آیا پس وہ شیخ عبود کی طرح لوگوں کو کھانا نہ کھلا سکا۔ اور خانقاہ سے نکل گیا۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ جان پہچان والوں کو کسی دعوت کی اطلاع نہ دینا

میں اپنے شناساؤں کو شادی یا ختنہ یا مرض سے سلامتی وغیرہ کے سلسلے میں جو دعوت کا اہتمام کرنا چاہتا ہوں اس کی اطلاع نہیں دیتا اس خطرے کے پیش نظر کہ ان میں سے کوئی تکلف کرے اور نیت صالحہ کے بغیر اس کھانے میں میری معاونت کرے۔ اور اگر مجھے اپنے اردگرد کے نگرانوں کے متعلق پتہ چل جائے کہ وہ کسی کو بتا دیں گے تو میں انہیں اس سے شدت سے روک دیتا ہوں۔ پس میں کھانا تیار کرنے کے بعد ہی انہیں بتاتا ہوں۔ اور یہ ایک نادر خلق ہے۔ فقراء میں سے کم لوگ اس پر متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات کئی فقراء ہر اس شخص سے ناراض ہو جاتے ہیں جس نے ان کی دعوت میں معاونت نہ کی ہو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ساتھی نہیں ہے۔ اور لوگوں کے سامنے اس کے کام کی برائی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ میں نے تو ان میں سے بعض کو دیکھا کہ خود سفر کر کے مشائخ عرب اور اہل کار سے تنہائی میں ملاقات کرتا ہے اور اس نے بنفسہ معاونت طلب کرتا ہے۔ پس اس میں سے کچھ دعوت میں استعمال کیا اور باقی بیچ لیا یا سال بھر کھایا گیا۔ اور یہ اس کے باوجود کہ وہ خود کو صالحین میں سے گمان کرتا ہے۔

پس اے بھائی! ایسے کام سے پرہیز کر۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ مقام شیخ کی عظمت یہ ہے کہ لوگوں کو کھلائے۔ اور خود حاجت ضروریہ کے بغیر ان کا کھانا نہ کھائے۔ اور میں اپنے شاگردوں کی اس جماعت کو پہچانتا ہوں جو کہ جب سنیں کہ میں کسی دعوت کا اہتمام کر رہا ہوں تو بھاگ جاتے ہیں۔ پس اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتے حتیٰ کہ دعوت سے فراغت ہو جائے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ بیشک میرے نزدیک ان حضرات کا حال اس سے کہیں اچھا ہے جو کہ ملامت کے خوف سے حاضری دیتا ہے۔ اور مداحوں کو ریاکاری کے طور پر پیسے وغیرہ دینے لگتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کی وجہ سے مجھے گناہ لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس انجمن میں اپنے گمان اور دعوے کے مطابق میری دلجوئی کرنے کے لئے کرتا ہے۔

عورت کی کمائی کھانے کے متعلق سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک احتیاط اور نکتہ

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کی دعوتوں سے کبھی نہ کھاتے۔ اور فرماتے کہ جوانمردی یہ ہے کہ آدمی اپنے سوا دوسرے مردوں کی کمائی سے نہ کھائے تو وہ عورتوں کی کمائی سے کیونکر کھاتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: اس میں نکتہ یہ ہے کہ قلوب کی جبلت ہے کہ یہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان سے اچھا سلوک کرے۔ پس جو آدمی اجنبی عورت سے نفع قبول کرتا ہے وہ طبعی طور پر اس کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ باوجودیکہ اسے اس عورت سے فائدہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اس کے لئے اس کے ساتھ گفتگو وغیرہ سے

لذت حاصل کرنا نہایت قبیح ہے۔ پس وہ اپنے نفس سے ارادہ کرتا ہے کہ مائل نہ ہو اور اس کی بات سے لذت حاصل نہ کرے لیکن وہ قادر نہیں ہوتا۔

امام شعرانی کا معمول

واللہ بعض اوقات میرے ساتھ ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے کہ کوئی مجھے دراہم دیتا ہے جبکہ مجھے ضرورت ہوتی ہے لیکن میں واپس کر دیتا ہوں اور لوگوں کا احسان اٹھانے کے خوف سے اس سے کنارہ کشی کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ یوں ہوتا ہے کہ وہ میری تعظیم کرتا اور میرا رعب مانتا تھا اور مجھ سے نفع حاصل کرتا۔ تو جب میں نے اس سے وہ درہم قبول کر لئے تو میری حیثیت اس سے متضاد ہو جاتی ہے۔ اور ان احسانات کے بیان میں آئے گا کہ شیخ کو جب اپنے مرید کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سمجھنے لگا ہے کہ یہ سب کچھ اس کے استاذ کی برکت کی بنا پر ہے اور وہ اور اس کے اہل وعیال اس استاذ کے مال سے کھاتے ہیں تو اس وقت شیخ پر حرج نہیں کہ اس مرید کے طعام سے کھائے۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق اختیار کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ اور جس حالت میں تو بتلا ہے اس میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کافر کے اشارے پر علاج سے حفاظت اور اس میں نکتہ

کسی کافر کے اشارے پر علاج سے میری حفاظت کی جاتی ہے کیونکہ شرعاً اس کی بات پر کوئی اعتماد نہیں۔ اور اس دور میں قلیل ہے جو اس سے بچے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کافر کے اشارے پر دوا استعمال کرنے کے ضمن میں ایک نکتہ ہے جو کئی علماء پر مخفی ہے۔ ان کے غیر کا کیا مقام۔ اور وہ یہ ہے کہ جب اس کی شفا مثلاً اس یہودی کے اشارے کے موافق ہو تو وہ مجبوراً اپنے قلب کے ساتھ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پس وہ ارادہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس امر کے مطابق اسے اپنا دشمن قرار دے لیکن وہ اپنے نفس پر قادر نہیں ہوتا کہ اسے دشمن سمجھے۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق (الممتحنۃ آیت ۱) اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم تو اظہار محبت کرتے ہو حالانکہ وہ اس حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس آیا) انتہی۔

شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدوکم فرمایا اور عدوی پر اکتفاء نہ فرمایا کیونکہ اللہ جل وعلا جانتا ہے کہ اس کے ایسے بندے بھی ہیں جو صرف اس لئے کافر کی دوستی سے نہیں رکیں گے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اسی لئے فرمایا وعدوکم۔ یعنی اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے کافر کے ساتھ ہماری دوستی کے لئے ہمارا کوئی عذر باقی نہ رہے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق کو اپنا لے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور تیری ابتلاء میں تیرا مدد گار ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مصائب اور آزمائشوں کی حقیقت کا شہود

میرا شہود یہ ہے کہ مجھ پر جس قدر مصیبتیں اور آزمائشیں نازل ہوتی ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کی مجھ سے ناراضگی کی وجہ سے نہیں ۔ یہ تو مجھ سے محبت کی بنا پر ہیں ۔ جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے ۔ سوائے معصیتوں کے کیونکہ حق تعالیٰ ان میں مبتلا نہیں فرماتا مگر اسی کو جسے ناپسند فرماتا ہے ۔ اور جسے یہ درجہ شہود نصیب ہو جائے وہ اپنا تانا بانا خود پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی سمجھتا ہے ۔ اور جو چیز بھی اس کے لئے تکلیف دہ ہو وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کی اصلاح اور مصلحت ہے جس طرح کہ تلخ دوا پینا ۔ کیونکہ صاحب مصیبت کا حال تین امور سے خالی نہیں جس طرح کہ کئی مرتبہ اس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے ۔ کیونکہ یا تو یہ اس کی خطاؤں کا کفارہ ہوتا ہے یا اس کے درجات بڑھاتا ہے یا کسی گزشتہ گناہ پر سزا ہے ۔ اور اے بھائی! غور کر کہ باپ کو مثلاً جب اپنے بچے کے کنوئیں میں گرنے کا خوف ہو تو کس طرح اس کا کان مروڑتا ہے ۔ اور اسی طرح والدہ اپنے بچے کے بدن میں سوئی پیوست کرتی ہے جبکہ اسے خطرہ ہو کہ بچہ ایسے امر میں گر جائے گا جو کہ بدن میں سوئی چبھونے سے زیادہ سخت ہے ۔ اور عقل مند اس فعل کو والدین سے اپنے بچے پر شفقت اور اس سے محبت شمار کرتا ہے نہ کہ اس سے ناراضگی ۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق اختیار کر تجھے کامیابی نصیب ہوگی ۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو ۔ والحمد للہ رب العالمین ۔

انعام خداوندی - بیمار کی عیادت کے وقت کثرت شفقت ورحمت

اہل اسلام میں سے جس کی بیمار پرسی کے لئے جاؤں اس پر کثرت سے شفقت ومحبت کرتا ہوں حتیٰ کہ کئی دفعہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مرض میری طرف منتقل کر دے ۔ چنانچہ وہ مرض اس پر ہلکا ہوتا جاتا ہے اور درجہ بدرجہ میری طرف منتقل ہوتا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ میں بیمار پڑ جاتا ہوں اور وہ شخص بیماری سے خلاصی پا جاتا ہے ۔ یہ اس مرض کے متعلق ہے جو منتقل ہو سکتی ہے ۔ پس اگر امر الٰہی اس کے لئے ثابت ہو چکا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس پر آسانی فرمائے ۔ اور اسے اٹھائے بغیر واپس آ جاتا ہوں ۔

تحمل مرض کی حقیقت

پھر مرض اگر میری طرف منتقل ہو جائے تو اس کی وجہ سے میں مریض پر اپنے لئے کوئی فضیلت نہیں سمجھتا کیونکہ میں نے اس سے اس مرض کا تحمل نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن پر مقدر فرمائی تھی بلکہ میں نے تو اس سے اس کا تحمل کیا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر مقدر ہی نہیں فرمائی اور گویا کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ میرے پاس وہ مرض مقرر فرما دے جس کی مثل اس مریض کے پاس ہے اس کے سوا کچھ نہیں ۔ پس کسی نے کبھی بھی کسی سے ایسے مرض کا تحمل نہیں کیا جو کہ اس کے غیر کے لئے ہو ۔ یہ اس کے لئے ہے جو اس پر غور وفکر کرے ۔ البتہ مریض نے جب دیکھا کہ اس فقیر کی توجہ الی اللہ تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے مرض اس سے منتقل ہو گیا تو اس نے گمان کیا کہ مرض کو اس نے اس سے اٹھا لیا ہے ۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے پر اس لئے پتھر پھینکا کہ اسے قتل کر دے تو اس پتھر کی طرف ایک اور شخص جلدی سے آگے بڑھا اور اس کی طرف سے پتھر اسے لگا پس اس تک نہ پہنچا ۔ تو وہ شخص جس پر پتھر پھینکا گیا تھا وہ اس کا شکر یہ ادا کرنے لگتا ہے جسے پتھر لگا ۔ اور اسے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھے جزائے خیر عطا فرمائے ۔

باوجودیکہ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ پتھر اس کے لئے مقدر فرمایا تھا جسے لگا۔ پس اسے سمجھ لے۔ تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔

عیادت کے وقت شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر کا معمول

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو پوری توجہ سے عرض کرتے: الٰہی اگر یہ مرض جو کہ میرے بھائی میں ہے منتقل ہونے کو قبول کرتا ہے تو اسے میری طرف منتقل کردے اور اس پر مجھے صبر عطا فرما۔ اور اسے برداشت کرنے کی مجھے طاقت عطا فرما۔ انتہی۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی مریض کے پاس جاتے اور دیکھتے کہ یہ مرض اس مریض کے درجات کی بلندی کا موجب ہے تو اس کے لئے رضا اور صبر کی دعا فرماتے پھر واپس آجاتے۔ اور اگر دیکھتے کہ یہ مرض اس مریض کے لئے اپنے رب کی تقدیر پر ناپسندیدگی زیادہ کرتا ہے تو اس کی تحویل کی دعا فرماتے۔

اور سیّدی ابراہیم المتبولی اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ہو اور آپ پر اپنی رحمت کے چھلکتے بادلوں سے بارش برسائے فرماتے ہیں کہ جب فقیر اس سے مرض نہ اٹھائے جس کی اس نے عیادت کی یا اس کی دعا سے اس سے مرض ہلکا نہ ہو تو اس کی عیادت کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ وہ اس کے لئے دکھ محسوس کرتا ہے اور کچھ نہیں۔ اور وہ مریض کو مل کر باہر نکلتا ہے جبکہ وہ صبر کے گھونٹ پی رہا ہوتا ہے۔ اور سلف صالحین کی زیارت یوں نہ ہوتی تھی۔ انتہی۔ اور ہر مقام شہود کے لئے مرد ہیں۔

اور بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میرے ساتھ بعض اوقات ایسا رونما ہوتا ہے کہ میں مریض کے پاس داخل ہوتا ہوں تو اس کے لئے مجھ پر رحمت غلبہ کرتی ہے۔ پس میں اس طرح مریض ہو کر لوٹتا ہوں گویا ایک ماہ سے بیمار ہوں۔ اور میں اپنے سے اس مرض کو رد نہیں کرسکتا۔ پس میں ایک دن یا چند دنوں تک بیمار رہتا ہوں پھر مجھے خلاصی ملتی ہے۔ اور اس کی تفصیل ازیں پیشتر کئی بار گزر چکی ہے۔

پس اسے جان لے اور سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مصیبت یا تکلیف میں نماز کی ادائیگی کا اہتمام

اپنی بیماری کی مدت میں یا بھائیوں سے مصائب زمانہ اٹھانے کے اوقات میں یا میرے پیارے بیٹے کی موت کے دن وغیر ذالک۔ میں نماز اول وقت میں ادا کرنے سے غافل نہیں ہوتا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت بڑے انعامات میں سے ہے۔ جبکہ کئی لوگ اس روز بالکل ہی نماز ترک کردیتے ہیں یا مرض کے اکثر دنوں میں اسے اس کے اوقات سے خارج کردیتے ہیں۔ اور میں کئی دفعہ میں شدت مرض والم میں مبتلا ہوتا ہوں اور نماز کا وقت داخل ہوتا ہے پس مجھ سے درد کی تخفیف ہوجاتی ہے اور میں نماز سے سلام پھیرنے تک مرض سے صحت یاب ہوجاتا ہوں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہونے تک راحت حاصل کرلیتے اور فرماتے: اے بلال! ہمیں اس سے راحت عطا کر۔ اور یہ میری ہمیشہ کی عادت ہے۔ اور کئی دفعہ میں عرب بدوؤں میں سے بعض کا یہ شعر پڑھتا ہوں کہ درد باقی رہیں یا جدا ہوں ان میں زخم ہیں۔ پس اب میں اپنے لئے ایک تکلیف کی جدائی نہیں دیکھتا مگر اس کے پیچھے مرض ہے کیونکہ لوگوں کے غموں کی کثرت کا تحمل کرتا ہوں اور وہ اپنی سختیوں میں میری طرف کثرت سے توجہ کرتے ہیں۔

سیّدی الشیخ احمد الرفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ

اور یہ عادت سیّدی شیخ احمد الرفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات میں سے تھی۔ آپ لوگوں کے غموں کا تحمل کرتے رہے حتیٰ کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا جس پر قدرے گوشت نہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوں گا جبکہ مجھ پر قدرے گوشت باقی ہو۔ آپ کے خادم یعقوب نے کہا کہ آپ کے وصال سے پہلے آپ کا سارا گوشت فنا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی وسیع رحمت فرمائے اور اپنے چھلکتے بادلوں سے آپ پر باران رحمت فرمائے۔

اور اس کا کیا حال ہوگا جو بیماروں اور حکام کے درباروں میں سزا پانے والوں کے ساتھ ہر وقت شریک ہو جب بھی اسے رات دن میں اس کی خبر ملے۔ اور اس مقام کی صحت کی علامت یہ ہے کہ ایسا طبیب معلوم نہ ہو جو اس کے مرض کی تشخیص کر سکے۔ انتہی۔

پس اسے سمجھ لے تو واصل منزل ہوگا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکور الصدر احسانات وانعامات سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو رب العزت نے وسعت علم کے ساتھ ساتھ کائنات کی کارکشائی اور حاجت روائی کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ اور اہل ایمان اپنے مصائب وآلام کے دفعیہ کے لئے ان کی طرف توجہ کرتے رہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دعا والتجاء کی برکت سے مشکلات آسان فرماتا ہے۔ اور یہ حضرات ایسے مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ انہیں خلق خدا کی تکلیف اور غم واندوہ سے اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ گویا یہ ان پر وارد اور لاحق ہے۔ اور اکابر صوفیاء کے متعلق گزشتہ وضاحتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سب مقامات جو انہیں حاصل ہیں برکات توحید سے ہیں جس سے یہ حضرات مشرف اور فیض یاب ہیں۔ توحید کے خلاف ہرگز نہیں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں یہ منصب بخشا ہے۔

اور واضح رہے کہ انہیں مشکل کشائی۔ حاجت روائی اور خلق خدا سے یہ قرب کا تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں حاصل ہوا ہے۔ رب کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين. اس کی تفسیر میں علامہ محمود الوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اوذا رحمة او راحمالهم. یعنی ہم نے آپ کو صاحب رحمت یا ان پر رحم کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور رحم کرنے والا جب ہی رحم کر سکتا ہے جب کہ قابل رحم اس کے علم میں ہو۔ اس پر رحم کر سکتا ہو۔ زندہ ہو۔ موجود ہو۔ صاحب اختیار ہو۔ چنانچہ جواہر البحار حصہ سوم ص ۴۹ میں عارف باللہ قطب شہید سیّدی احمد بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب العقد النفیس کے حوالے سے یہ حدیث پاک منقول ہے۔ وقال صلى الله عليه وآله وسلم لاتدخل الشوكة في رجل احدكم الا وجدت المها. حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاؤں میں کانٹا پیوست نہیں ہوتا مگر مجھے اس کی تکلیف ہوتی ہے۔

اور اس حدیث پاک کی معنوی حقیقت کے فہم کے لئے یہ بات متحضر رہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کی علت غائیہ ہیں۔ عالم موجودات سارے کا سارا آپ کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اور کائنات کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جو فیض پہنچ رہا ہے۔ سب آپ کے توسط سے ہے۔ چنانچہ امام یوسف نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ جواہر البحار حصہ سوم میں قطب تیجانی سیّد شریف ابو العباس قدس سرہ العزیز کے حوالے سے ناقل ہیں فكل ما يفيضه الحق سبحانه و تعالى على الوجود مطلقا و مقيدا كثيرا او قليلا مما

اشتهر او شذ انما يفيضه بواسطه رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن ظن انه يصل من عند الله تعالى شيء للوجود بغير واسطة رسوله صلى الله عليه وسلم فقد جهل امر الله وان لم يتب خسر الدنيا والاخرة بهذا الاعتقاد نسئل الله السلامة والعافية من بلائه بجاه رسله وانبياء ہ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم موجودات کو جو مطلق مقید۔ کثیر و قلیل۔ مشہور و غیر مشہور فیض عطا فرما رہا ہے صرف اور صرف حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہے۔ اور جو گمان کرتا ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی وساطت کے بغیر پہنچ رہا ہے وہ امر الٰہی کے متعلق جاہل ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اس برے عقیدے کی وجہ سے دنیا و آخرت میں خسارے میں ہے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس ابتلاء سے اس کے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے سلامتی اور عافیت مانگتے ہیں۔

آگے چل کر حقیقت محمدیہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ روح عام ہے اور خاص بھی۔ روح عام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم موجودات کے ہر جزو میں سریان ہے۔ کوئی شے آپ سے علیحدہ نہیں۔ آپ کے سریان کے بغیر صراحتاً کسی شے کا وجود نہیں سب کا قیام و نظام آپ کی بدولت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وهو صلى الله عليه وآله وسلم روح لجميع وجودها سارفيها كسريان الماء في الاشجار فان الاشجار في الارض كلها تستمد من الماء ولو لا الماء لهلكت كلها ويبست. فهذا معنى روحيته لجميعها صلى الله عليه وسلم. یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم موجودات کی روح ہیں۔ اس میں اس طرح سرایت کئے ہیں جس طرح درختوں میں پانی سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو سب درخت ہلاک اور خشک ہو جائیں۔ اور ساری کائنات میں آپ کے روح ہونے کا یہی معنی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح خاص سے مراد وہ خصوصی عنایت ہے جو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے والا مرتبت بندگان بارگاہ کے لئے ہے جیسے انبیاء و مرسلین علیہم السلام۔ اور تمام اقطاب و صدیقین بلکہ عام مومنین صالحین اور اسی طرح اختلاف درجات کے مطابق تمام ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام جو کہ سب کے سب حضرت الٰہیہ میں معظم ہیں۔ اس مطلع انوار سے کبھی محجوب نہیں ہوتے۔ اس کے قرب و محبت میں منہمک ہیں۔ اس میدان سے خارج نہیں ہوتے وهو صلى الله عليه وسلم في هذا الوصف لهم روح في جميع مانالوه من الحق من الاهليت وبما اختصهم من المراتب العليه. یعنی ان خصوصی نوازشات سے موصوف ہونے میں انہیں جو کچھ ملا اور جو خصوصی مراتب حاصل ہوئے سب کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روح خصوصی ہے۔

چنانچہ اسی روح خصوصی کی طرف امام شرف الدین بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے:

وكلهم من رسول الله ملتمس. غرفا من البحر او شفاء من الديم. صلوات الله تعالى و سلامه عليه وعليهم اجمعين.

اور اسی حقیقت کو امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اور مسئلہ افاضہ واستفاضہ کی اسی حقیقت برزخیہ کے متعلق عارف کامل شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری یوں فرماتے ہیں:
سیّدوسرور محمد نورجان۔ بہتر ومہتر شفیع مجرماں
بہترین ومہترین انبیاء۔ جز محمد نیست دو درارض وسماء۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

(الناقل۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ مرض اور تحمل مرض میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات

جب بھی میں ایسے مرض میں مبتلا ہوتا ہوں جس میں میرے درجات کی بلندی ہو یا میں اہل اسلام میں سے کسی سے بیماری کا تحمل کرتا ہوں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے خواب میں میرے پاس کسی عیادت کرنے والے کو بھیج دیتے ہیں۔ کبھی تو میرے شیخ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ الرحمۃ الواسعۃ کی صورت میں اور کبھی آپ کے بغیر اولیاء اللہ میں سے کسی اور کو۔ تو جب آپ کے قاصد میرے پاس تشریف لاتے ہیں تو پہچان لیتا ہوں کہ میں اس مرض سے شفایاب ہو جاؤں گا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری عمر میں وسعت فرمائی۔ اور کئی دفعہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو بھیج دیتے ہیں۔ اور میں ۱۷ ربیع الاول شریف ۹۶۰ھ کو تحمل مرض کی شدت میں مبتلا تھا کہ قریب المرگ ہو گیا۔ پس خواب میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کی معیت میں ایک اور صاحب تھے جنہیں میں پہچان نہیں سکا۔ اور دونوں سفید اور سبز لباس زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔ دونوں حضرات میرے سرہانے کھڑے رہے اور مجھ سے کوئی گفتگو نہ کی سوائے اس کے کہ ایک تیسرا شخص آیا اور اس نے میرے سامنے سبز مصلا بچھایا۔ کوئی نہیں جانتا کہ مجھے کس قدر انس حاصل ہوا۔ پس اسی وقت مجھے شفا حاصل ہو گئی۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ علماء وصلحاء کے متعلق اچھی توجیہہ

جب میں علماء وصلحاء کو دیکھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے لئے نماز کے مصلے بچھائے ہیں تو میں یہ توجیہہ کرتا ہوں کہ یہ حضرات ایسا صرف دربار خطاب الٰہیہ کی تعظیم کے لئے کرتے ہیں جس کی اس حدیث پاک میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے قبلہ کی سمت میں ہے۔ تکبر اور فخر کے لئے نہیں۔ اور میں ایسے مقامات میں پائے جانے والے قرائن تکبر پر عمل نہیں کرتا۔ گرچہ علماء نے قرائن کو دلائل میں سے ایک دلیل قرار دیا ہے۔ یہ صرف ان مقامات میں ہے جہاں دین کے متعلق احتیاط ہو۔ البتہ علماء وصلحاء کو تکبر پر محمول کرنے جیسے معاملات میں ان پر عمل جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ان کے متعلق بدگمانی پر مبنی ہے۔ اور یہ بالاجماع حرام ہے۔

پس اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر کمال اعتماد کا تحقق

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہوتا ہوں جب وہ تھوڑی سی طاعت میرے لئے مقسوم فرمائے بالکل اسی طرح جیسے کہ وہ

میرے لئے تھوڑا سا رزق مقسوم فرمائے۔ اور اس مقام پر ثابت قدم نہیں رہتا مگر وہی جو کہ اعمال کی بجائے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل پر کامل اعتماد کے ساتھ متحقق ہو۔ کیونکہ جو شخص اپنے عمل پر معتمد ہو تو وہ لازماً اپنی طاعات کی کمی سے مکدر ہوتا ہے اور اس سے یہ بات مخفی ہو جاتی ہے کہ وہ کچھ جو اس سے رہ گیا ہے اس لئے اصلاً مقسوم نہ تھا۔ اور جس چیز کو حق تبارک وتعالیٰ نے بندے کے لئے مقسوم نہیں فرمایا اسے نہیں چاہئے کہ اس پر غم کرے مگر طریق شرعی سے۔ اور کئی دفعہ انسان کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کثیر طاعات مقسوم فرمائی ہیں تو وہ اپنے متعلق وہم کرتا ہے کہ اگر یہ توجہ کرے اور کاہلی ترک کر دے تو اس کی طاعات کی مثل عمل میں لا سکتا ہے۔ اور یہ نرا وہم ہے۔ کیونکہ علم الٰہی میں جو پہلے ہو چکا ہے وہی کسی کمی بیشی کے بغیر واقع ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل پر اعتماد کرتا ہے اپنی طاعات کی کمی سے بدمزہ نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ طاعات کی کثرت اپنے رب عزوجل کی مجالست کے لئے طلب کرتا ہو تو یہ شرعاً اس کے لئے مطلوب ہے جو اپنے نفس سے ان طاعات میں ادب مع اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگہداشت کر سکنے کا علم رکھتا ہو۔

نفلی طاعات کے متعلق سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نفلی طاعات میں اضافہ رہ جانے سے غمگین ہونا مریدین کے لئے قابل تعریف ہے۔ عارفین سے نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عارفین پر جو کچھ جاری فرمائے وہ اس میں رضا عن اللہ عزوجل کے مقام پر متحقق ہو چکے۔ اور یہ اس سے خالی نہیں کہ محمود ہے یا مذموم یا نہ محمود نہ مذموم۔ اگر محمود ہو تو الحمد للہ کہتے ہیں۔ اگر مذموم ہو تو استغفر اللہ کہتے ہیں۔ اور اگر مباح ہو تو یہ ان کے مقام کے حسب حال ہے۔ اور ہمیں سیّدی ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شب میں اپنے ورد سے سو یا رہ گیا۔ صبح نہایت غمگین و پریشان تھا کہ مجھے دوسری شب فرمایا گیا: اے ابراہیم! ہمارا بندہ ہو جا تجھے راحت ملے گی۔ پس اگر ہم تجھے سلائیں تو سو یا رہ جبکہ تو راضی ہو۔ اور اگر تجھے اٹھائیں تو قیام کر جبکہ تو شکر گزار ہو۔ اور درمیان میں تیرے لئے کچھ نہ ہو۔ پس حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کا بندہ ہو گیا پس میں نے راحت حاصل کی۔ انتہی۔

اس سلسلے میں دیگر اکابر کے ارشادات

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ پوری شب قرآن پاک کے ساتھ قیام کرتے پھر فرماتے: واللہ سونے والے کا حال مجھ سے کہیں اچھا ہے کیونکہ نماز میں مجھ سے ادب میں کمی واقع ہوئی۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حق تبارک وتعالیٰ کی شان ہے کہ اپنے بندے کو اس پر جدائی کے اسباب مقدر کرنے کی وجہ سے رسائی کی مقدار دکھائے۔ اھ

اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں نوازشات الٰہیہ کے بعد قیام کرتا ہوں تو قریب ہے کہ ندامت سے پگھل جاؤں۔ پھر بیشک میں ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھتا ہوں جو کہ مجھے اس کے اہل دربار نے دکھایا جبکہ وہ لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اور سیّدی شیخ محمد السروی (ان پر اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ہو اور انہیں اپنی بے بہا مغفرت نچھاور فرمائے) سیّدی احمد البدوی کے مولد یعنی عرس شریف میں ہر سال حاضر ہوتے۔ قدرتی طور پر ایک سال بیماری آڑے آ گئی۔ تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ اور ان لوگوں کی رہگزر میں رکھ دو جو کہ مولد شریف میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ خادم نے ایسا ہی کیا۔ پس آپ ان کے کپڑوں پر اپنا چہرہ ملنے لگے اور اس سے تبرک حاصل کرتے

رہے۔ کیونکہ یہ حضرت اس اجتماع میں حاضر ہوئے جو کہ حضرت الٰہیہ کے سمندر کے نقطے جیسا نہیں جو کہ انبیاء۔ اولیاء۔ ملائکہ اور متقدم و متاخر صالحین کی ارواح کا جامع ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کے اعراس میں حاضر ہونا موجب خیر و برکت ہے۔ سلف صالحین کا معمول ہے۔ اور ان مبارک اجتماعات میں عقیدت ومحبت کے ساتھ اور حصول خیر و برکت کے حاضر ہونے والوں کے صرف اجسام ہی نہیں ان کے لباس بھی متبرک ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ آستانہائے کرم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سحائب رحمت ہیں جہاں حاضر ہونے والوں پر مسلسل رحمت برستی ہے۔ ایسے متبرک اجتماع کو بدعت کہنے والے اہل اللہ کے مقام سے بے خبر ہیں بلکہ امت مسلمہ کو کارہائے خیر سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین مخلصین کی سچی عقیدت عطا فرمائے۔ بلکہ یہ آستانے حضور رحمت عالم نور مجسم حبیب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے ہی فیض کے سرچشمے ہیں۔ چنانچہ حضرت خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی حصہ اول ص ۷ میں فرماتے ہیں کہ حقیقت عبادت آنست کہ اقصیٰ مراتب تعظیم بجا آرد و آں در شرع منقسم ست باقسام بسیار۔ بعضے بظاہر تعلق دارد و بعضے بباطن۔ یعنی عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ تعظیم کے انتہائی مراتب بجالائے۔ اور شرع شریف میں اس کی بے شمار اقسام ہیں۔ بعض کا تعلق ظاہر کے ساتھ اور بعض کا باطن کے ساتھ ہے۔ ازاں بعد جسمانی اعضاء کے حوالے سے عبادت کی اقسام کے سلسلے میں فرماتے ہیں وآنچہ تعلق بچشم دارد دیدن مشاہد خیر مثل کعبہ شریفہ وقرآن مجید و دیدن بزرگان مثل انبیاء واولیاء زیارت قبور شہداء وصالحاں۔ یعنی آنکھ سے متعلق عبادت یہ کہ مقامات خیر کی زیارت کرے جیسے کعبہ شریف۔ قرآن مجید کی زیارت کرنا اور بزرگان دین انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اور اولیاء اللہ کو دیکھنا۔ شہداء وصلحاء کی قبور کی زیارت کرنا۔ پھر پاؤں کی عبادت کے زمرے میں لکھتے ہیں ورفتن بر مسجد وحج وبرائے زیارت صلحاء۔ یعنی مسجد کو جانا اور حج کے لئے جانا اور زیارت صلحاء کی خاطر جانا یعنی یہ سب کچھ عبادت ہے۔ اور ایاک نعبد کی وسعتوں میں داخل۔

نیز سورت نوح علیہ السلام کی آیت ویعید کم فیھا کی تفسیر میں ص ۱۹۴ پر فرماتے ہیں یعنے باز باوجود آں رفعت کہ حاصل کردہ اید بازمی درآرد شمارا در زمین تا بسبب رفعت شما آں زمین نیز ترقی ورفعت قدر پیدا کند وقبور کاملین شما مقصود بزیارت وتبرک شدہ بوسہ گاہ عام و خاص شود۔ یعنی اس رفعت کے باوجود جو کہ تم نے حاصل کی ہے تمہیں زمین میں داخل فرماتا ہے تا کہ تمہاری رفعت کی بدولت اس زمین کو بھی قدر ومنزلت کی سرفرازی حاصل ہو اور تمہارے کاملین کی قبریں مقصود بزیارت اور متبرک ہو کر عام وخاص کی بوسہ گاہ بن جائیں۔

نیز حضرت شاہ صاحب موصوف نور اللہ مرقدہ فتاوی عزیزیہ حصہ اول ص ۴۹، ۵۰ میں مزارات پر حاضری کی مختلف صورتوں کے بیان میں محرمات شرعیہ سے پاک اجتماع کے متعلق فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ (یک روز معین کردہ) بہیئت اجتماعیہ مردماں کثیر جمع شوند وختم کلام اللہ کنند وفاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضراں نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبود۔ واگر کسے ایں طور بکند باکے نیست۔ زیرا کہ دریں قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء واموات را حاصل می شود۔ یعنی اگر یوم معین میں بیشار لوگ جمع ہوں۔ کلام اللہ کا ختم کریں۔ شیریں یا کھانے پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین کے درمیان تقسیم کریں اس قسم کا گرچہ سیّد عالم صلی

اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں معمول نہ تھا اگر اس طرح عمل کیا جائے تو کوئی ڈر نہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ زندوں اور فوت شدگان دونوں کے لئے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

مذکور وضاحتوں سے پتہ چلا کہ اگر حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے عرس منایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ مفید۔ بلکہ شاہ صاحب درمنثور کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال (شہداء احد) کے مزارات پر حاضر ہوتے اور دعائے مغفرت فرماتے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ واعظ اور خطیب کے کلام سے استفادہ

میں جو کلام کسی واعظ یا خطیب سے سنوں اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اصل میں اپنے بارے میں قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ واعظ یا خطیب تو آپ کا نائب ہے۔ پس لوگوں میں سے کسی کی نظر نائب پر رک جاتی ہے جبکہ بعض کی نگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک واصل ہوتی ہے۔ پس وہ یوں ہوتا ہے کہ گویا آپ سے سن رہا ہے۔ پس حمد ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جس نے مجھے واعظ یا خطیب کا کلام غیر کے بارے میں سمجھنے والا نہیں کیا جس طرح کہ اکثر لوگوں کے لئے ایسا ہی رونما ہوا۔ پس وہ واعظ یا خطیب کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی باہر آتا ہے تو کہتا ہے کہ آج واعظ کامیاب ہوا کہ اس نے ظالموں۔ منافقوں۔ ریاکاروں اور لوگوں کی غیبت کرنے والوں کی مذمت کی اور خطیب کے کلام سے اپنے بارے میں ایک کلمہ بھی اخذ نہیں کرتے۔ پس گویا وہ خطیب کے پاس حاضر ہوئے ہی نہیں۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت تھی کہ جس کلام میں زجر وتوبیخ ہوتی اسے اپنے بارے میں قرار دیتے۔ برابر ہے کہ اسے خطیب سے سنتے یا اس کے غیر سے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک تاجر کو اپنے غلام سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تو میری نافرمانی کرتا ہے حالانکہ میں تجھے کھلاتا پہناتا ہوں۔ اور تیری بے ادبی پر تجھ سے مواخذہ نہیں کرتا تو آپ غش کھا کر گر پڑے۔

پس معلوم ہوا کہ عقل کا کمال یہ ہے کہ انسان خطیب یا واعظ کا کلام اپنے بارے میں قرار دے نہ کہ کسی دوسرے کے لئے۔ اور یہ راز ہے خطیب کی خاطر خاموشی کے وجوب کا یا استحباب کا۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنے معاصر شیخ یا واعظ سے خوشی محسوس کرنا

جو شیخ یا واعظ میرے محلے میں ظاہر ہوا اور ایک ایک کر کے میرے ان شاگردوں کو کھینچنے لگے جو کہ میرے ارد گرد تھے حتیٰ کہ ان میں سے میرے پاس ایک بھی نہ رہے تو میں اس سے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اور یہ خلق اخلاق رجال میں سب سے کامل ہے۔ اور یہ صرف اسی کے لئے صحیح ہوتا ہے جس کے نفس کی بیہودگیاں بالکل فنا ہو چکی ہوں اور وہ شیخ ناصح کے ہاتھ پر منقطع ہو چکا ہو یا پھر اسے جیسے جذبات الٰہیہ حاصل ہوں۔ جنہوں نے اسے عبودیت خالصہ کے دربار میں داخل کر دیا ہو پس اس نے مشاہدہ کر لیا کہ حق تبارک وتعالیٰ نے ہی اس شیخ کو ظاہر فرمایا ہے جس نے اس کے سارے شاگرد پکڑ لئے اور ان کے اعتقاد کو اس سے اپنی طرف پھیر لیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی اس کی صالحیت کا معتقد نہ رہا۔ پس جسے اس مقام کا شہود حاصل ہو تو یہ وہی ہے جو کہ اپنے مالک سے ہر اس کیفیت پر راضی ہے جو اس نے

اسے کستوری میں بدل کر یا گوبر میں بدل کر قائم کی۔

سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے نفس کے لئے احتیاط کرے وہ یہ طلب نہیں کرتا کہ امور دنیوی یا اخروی میں سے کسی چیز میں سر برآوردہ ہو مگر جبکہ نفسانی بیہودگیوں جیسے ریاء اور خود بینی وغیرہ سے خالص ہو جائے۔ کیونکہ ہر حاکم اپنی رعایا کی طرف سے جواب دہ ہے۔ پس اس پر واجب ہے کہ اپنی رعایا میں سے کسی کو وہاں وارد نہ کرے جو اسے آگ میں جھونک دے۔ اور داعی الی اللہ تعالیٰ کے قدم ہلیں گے نہیں حتیٰ کہ اس سے سوال ہو کہ کیا اس نے خیر خواہی میں اپنی رعیت کا حق پورا کر دیا یا خیانت کی اور ان سے غافل رہا۔ اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر جس نے یقین کیا تو وہ ہر اس شخص سے خوش ہوتا ہے جس نے اس کی اردگرد کی جماعت قابو میں کر لی۔ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے اسے اپنے رب کی خالص عبادت کے لئے فارغ کر دیا اور اس سے آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ڈانٹ ڈپٹ اور اس دن میں اس کا مواخذہ اٹھا لیا جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

پھر اس کی اس سے پوری فرحت یہ ہے کہ اس کے متعلق لوگوں کا اعتقاد اچھا کرتا ہے۔ اس کی مجلس میں انہیں حاضری کی ترغیب دلاتا ہے اور پس پشت اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے درست رکھے۔ اور پہلا شیخ لوگوں کی معیت میں حاضر ہو اور اس کا وعظ سنے تو اسے خیر کثیر حاصل ہو۔ پس معلوم ہوا کہ جو ہمارے بیان سے متضاد ہو تو وہ مذموم اور ریاکار ہے صداقت کے قدم میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ اور اس خلق پر میں نے اپنے معاصرین میں سے کسی کو عمل کرتے نہیں دیکھا۔ بلکہ بعض تو نئے شیخ پر برسنے لگتا ہے اور لوگوں کو اس سے متنفر کرتا ہے۔

شیخ سلیمان الخضیری رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شعرانی

اور جب عارف باللہ تبارک وتعالیٰ شیخ سلیمان الخضیری (اللہ تعالیٰ ان پر وسیع رحمت فرمائے اور اپنی مغفرت کے چھلکتے بادلوں سے باران رحمت فرمائے) قرافہ سے جامع المیدان میں ہماری خانقاہ کے بالمقابل منتقل ہوئے تو میں آپ کے پاس آنے جانے لگا۔ اور آپ کی جماعت اور اپنی جماعت کے سامنے آپ کے گھٹنے کو بوسہ دیتا۔ اور شیخ نور الدین الشونی رحمہ اللہ تعالیٰ دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ اسے تیرے محلے سے منتقل کر دے کیونکہ مجھے تیرے متعلق خوف ہے کہ عنائت الٰہیہ تجھے نہ پہنچے اور تو اس سے اس وقت بدمزہ ہو جائے جبکہ تیری جماعت اس کی طرف بدل جائے۔ پس آپ کے خلاف میدان کے محلے کے لوگ اس وقت انکار پر اتر آئے جب آپ نے مسجد کے پڑوس میں اپنا گھر تعمیر کر لیا۔ چنانچہ آپ اپنے پہلے مکان کی طرف لوٹ گئے جو کہ جامع ابن طولون کے پڑوس میں ہے۔ پس اس وقت شیخ نور الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقام تک میری رسائی کو بعید خیال کرتے تھے اور مجھ پر خوف کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحمت واسعہ فرمائے اور آپ پر اپنے چھلکتے بادلوں سے باران رحمت فرمائے۔ یا مالک یوم الدین۔ یا رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔

امام محی الدین النووی کی نصیحت

اور امام محی الدین النووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقدمات شرح المہذب اور کتاب البیان میں یہ فرمایا ہے: جان لے کہ ایک عالم کے

لئے امر اہم یہ ہے کہ وہ اس شخص سے اذیت محسوس نہ کرے جو کہ اس کے پاس پڑھتا ہے پھر وہ کسی اور سے پڑھنا شروع کر دے اور یہ وہ مصیبت ہے جس میں ناواقف معلمین اپنی کند ذہنی اور نیت کے فساد کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں۔ اور یہ امر پر صریح دلیل ہے۔ کہ تعلیم سے ان کا ارادہ اللہ کریم کی رضا نہیں۔

نفس کے لئے عاقل کی فہمائش

پس عاقل کو چاہئے کہ جب اس کا شاگرد اسے چھوڑ کر دوسرے شیخ کی طرف چلا جائے تو اپنے نفس سے کہے کہ اگر اس مرید کے لئے ہماری صحبت سے خیر کا حصول ہوتا تھا تو اسے اسی نے ترک کیا ہے۔ اور اگر اسے اس سے شر حاصل ہوتا تھا تو اس نے ہم سے راحت پائی۔ اور اگر خیر تھا نہ شر تو امر آسان ہے۔ غضبناک ہونے کی ضرورت نہیں۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - تدریس علم اور وعظ میں اصحاب وقت کا ادب

میں اصحاب وقت علماء اور منازل سلوک طے کرانے والوں کے حضور ادب کی نگہبانی کرتا ہوں حاضر ہوں یا میری مجلس سے غائب ہوں میں کبھی کسی علم کا درس نہیں دیتا یا کتاب وغیرہ میں لوگوں کو وعظ نہیں کرتا مگر اپنے قلب اور زبان سے یہ کہنے کے بعد۔ دستوریا اصحاب الوقت۔ یعنی اے اصحاب وقت! کیا آپ کی نیابت کے طور پر میں درس دوں یا وعظ کروں۔ تو جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے وہ اس محفل میں کلام کی رکاوٹ اور الجھن سے محفوظ رہتا ہے۔ اور عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ کسی خطیب یا واعظ پر کبھی کلام میں رکاوٹ نہیں ہوتی مگر اس لئے تا کہ اس وقت میں وہ شخص ظاہر ہو جو گفتگو میں اس سے زیادہ بہتر ہو۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب واعظ یا مدرس اپنے قلب یا اپنی زبان کے ساتھ علماء وقت سے اذن طلب کرے تو وہ سب کے سب علم اور معارف کے ساتھ اس کی مدد کرتے ہیں۔ اسے اس کا شعور ہو یا نہ ہو۔

اور میں نے ایک واعظ کو یہ بات سکھائی جسے کثرت سے رکاوٹ پڑتی تھی پس اس کے بعد اسے رکاوٹ لاحق نہیں ہوئی۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - تمام فضائل وکرامات میں ذات حق ہی کا کرم ہے

مجھے یہ شہود حاصل ہے کہ میرے ہاتھوں جتنے فضائل اور کرامات واقع ہوتے ہیں ان میں میرا کوئی فعل نہیں وہ تو میرے دیگر اعمال کی طرح صرف اللہ تعالیٰ وحدہ کے لئے ہی ہیں سوائے نسبت شرعیہ کے اس اعتبار سے کہ یہ میرے اعضاء پر ظاہر ہوئی۔ پس برابر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے ہاتھوں پر کرامات جاری کرے یا نہ کرے۔ یہ میرے نزدیک برابر ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلب کی وجہ سے عارف باللہ تبارک وتعالیٰ کی تمکین

میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہے اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ جیسے نفس چاہے۔ انتھی۔

اور جس کا مقام شہود یہ ہو وہ اس استدراج سے امن میں ہوتا ہے جو کہ اہل کرامات کے لئے واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ استدراج صرف اسی کے لئے واقع ہوتا ہے جو کہ شہود کے حوالے سے فعل اپنے نفس کے لئے دیکھتا ہے۔ اور ایمان کے حوالے سے اپنے رب کے لئے۔ پس بعض اوقات یہ اس سے چھپ جاتا ہے۔ انتھی۔

امام شعرانی کی بعض کرامات اور ان کی توجیہہ

اور مجھ سے بعض اوقات واقع ہونے والی یہ کرامت ہے کہ میں رات کے وقت تہجد کے لئے قیام کرتا ہوں تو اتنا پانی نہیں پاتا جو چہرہ دھونے کے لئے کافی ہو۔ پس میں اپنے قلب کے ساتھ کہتا ہوں: الٰہی تو جانتا ہے کہ اس وقت وضو سے میں نے صرف اور صرف تیرے دربار کی تعظیم کا ہی ارادہ کیا کہ کہیں تیرے دربار میں بے وضو بیٹھوں۔ پس برتن میں پانی زیادہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ میں وضو کرتا ہوں اور اس میں سے کچھ پانی بچ رہتا ہے۔ اور بعض اوقات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پانی کے زیادہ ہونے کے لئے متوجہ ہوتا ہوں تو ایک قطرہ بھی نہیں بڑھتا۔ لیکن اس کی وجہ سے میرا یقین ذرہ برابر ناقص نہیں ہوتا۔ کیونکہ فعل دونوں حالتوں میں صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے نہ کہ میرے لئے۔ پس معلوم ہوا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ جب پانی میں اضافہ نہیں ہوا تو مجھ سے وہ برکت چھن گئی ہے جو میرے پاس تھی۔ اور میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کوئی حکمت ہے پس میں اسے طلب کرنے لگتا ہوں۔ پس بسا اوقات مجھ سے کسی عمل میں کوتاہی ہو جاتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا تو مجھ سے عنائت الٰہیہ ہٹ جاتی ہے۔ یہ میرے فعل کی جزا ہوتی ہے۔ کیونکہ حق تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ اس کے حسب حال ہے جو اس کے لئے رونما ہوتا ہے۔ تو جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی طاعت کی طرف بلایا یہ اس سے بیٹھ رہا۔ تو اسی طرح بندہ اپنے رب سے دعا کرتا ہے تو اسے قبولیت پیچھے کر دیتی ہے۔ پس درحقیقت سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میرے لئے پانی کے اضافے میں اور اس کے کم رہنے میں اسی کی ذات کا شکر ہے۔

امام شعرانی کی کرامت کا دوسرا رخ

اور اسی طرح بعض اوقات میرے لئے ایسا رونما ہوتا ہے کہ میں اٹھتا ہوں تو موسم سرما میں پانی اس قدر ٹھنڈا پاتا ہوں کہ استعمال نہیں کر سکتا تو عرض کرتا ہوں: الٰہی! مجھ سے اس کی ٹھنڈک میں تخفیف فرما۔ پس ایسا پاتا ہوں جیسے آگ سے گرم کیا ہوا ہو یا پھر معتدل۔ اور بعض اوقات میں اسے اس کی حالت پر ٹھنڈا پاتا ہوں۔ گرچہ گزشتہ انداز کے عین مطابق اس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں توجہ کروں۔ یعنی یہ کسی عمل کے ترک پر عدل الٰہی کے مطابق پوری جزا کے طور پر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد وثناء ہے جس نے مجھے ایسا کیا جو کہ حق تبارک وتعالیٰ کے امر کے ساتھ گھومتا ہے جدھر گھومے نہ کہ اپنے حظ نفس کے ساتھ۔

اور اس کی اصل یہ تھی کہ ۹۳۱ھ میں میرے نفس کو وقوع کرامت کا عظیم شوق لاحق ہوا۔ پس اس بارے میں کئی دن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور متوجہ رہا۔ پس میں روضہ مقیاس النیل میں شیخ احمد الاباریقی کی مسجد میں سویا ہوا تھا جبکہ تیسری رات تھی مجھے فرمایا گیا: اگر اللہ

تعالیٰ تجھے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پر۔ ریت اور درختوں کے پتوں کی تعداد پر۔ نباتات اور ان کی عمروں پر۔ حیوانات اور ان کی عمروں پر۔ اہل جنت اور اہل جہنم کے ساتھ جو کچھ ان کے دنیا۔ برزخ۔ جنت اور جہنم میں پائے جانے کے وقت واقعات رونما ہونگے سب پر مطلع فرمادے۔ تیری دعا کے ساتھ بارش اتارے۔ تیرے ہاتھوں مردے زندہ فرمائے اور تیرے ہاتھوں وہ تمام کرامات جاری فرمائے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں پر فرماتا ہے تو مجھ میں اس کی بندگی کا کچھ بھی نہیں۔ پس تو اپنے رب عزوجل کی طاعت پر استقامت اختیار کر اور تو کرامت کی انتہاء کو پہنچ گیا۔

پس یہ کلام پورا کیا ہوا کہ بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ میں کسی مقام کی نہ حال کی کوئی خواہش باقی رہی ہو۔ بلکہ ایک دم یہ خواہش میرے قلب سے نکل گئی۔ اور میں نے ہاتف غیبی کے اس کلام کی شرح میں اس اجزاء پر مشتمل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جو کہ علم قوم میں میری تالیف ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مقصود ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-علماء وصالحین کی آسودگی پر انکار میں جلدی نہ کرنا

میں علماء اور صالحین میں سے جسے دیکھوں کہ دنیاداروں کے سے اعلیٰ کپڑے پہنتا ہے۔ نفیس گھوڑوں اور خچروں پر سواری کرتا ہے اور خوش حال خواتین سے نکاح کرتا ہے تو میں انکار میں جلدی نہیں کرتا کیونکہ یہ شرعاً جائز ہے۔ تو جو انکار کرتا ہے وہ جاہل خطاکار یا پھر حاسد زیاں کار ہے۔ ایسا لباس پہننے والا تو اپنے مالک کے مال میں اس کی اجازت سے ناز ونعمت اختیار کرتا ہے۔ اس سے حسد کرنے والا بدبخت محروم ہے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو کہ اغنیاء متکبرین کی شکل میں متواضع عاجز ہوتے ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے لئے دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی جمع فرمائی ہے۔

چند فقراء درصورت اغنیاء کے اسماء گرامی اور ان کی عظمت کی دلیل

ان میں سے سیّدی شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیّد ابوالحسن البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے صاحبزادے سیّدی محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ پس ایسے حضرات ناز ونعمت میں پلتے ہیں اور ان کا راس المال کم نہیں ہوتا۔ اور اس کی دلیل ان کے عدم مطالعہ اور کتابوں پر جھکے نہ رہنے کے باوجود ان کے علوم ومعارف کی وسعتیں ہیں۔ بلکہ ان میں سے کوئی نرم بستر پر اپنی اہلیہ کے ہمراہ صبح تک محو استراحت ہوتا ہے پھر اٹھتا ہے تو اس کے قلب سے حکمت کے چشمے رواں ہوتے ہیں۔ اور ان کی زبان حال حاسدوں سے کہتی ہے کہ اپنے غصے میں مرجاؤ۔ پس اگر ان حضرات کی کرامات کسی ایسے عمل پر موقوف ہوتیں تو جب وہ سوتے اور عمل میں کوتاہی کرتے تو ان کی کرامات باطل ہوجاتیں۔ پس سمجھ لے۔ باوجودیکہ وہ جس مرتبہ میں ہیں ہمیشہ کسی طلب اور طریقت میں ذلت کے بغیر حاصل ہوا ہے۔ بخلاف ان کے غیر کے کہ انہیں ان کی مثل رونما نہ ہوا۔

شیخ بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

اور جب حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لوگ آپ سے برکات حاصل کرنے کو جھکنے اور آپ کے خرقہ کو بطور تبرک مس کرنے لگے تو بعض نے اس پر ملامت کی تو آپ نے فرمایا: اے بھائی! کیا تو سمجھتا نہیں کہ لوگ بایزید سے تبرک نہیں لیتے بلکہ

اس کے رب کی خلعت سے تبرک حاصل کرتے ہیں جو اس نے اسے پہنائی ہے۔

پس اس مقام والا اپنے آپ میں عبد عاجز ہے لوگوں کی نگاہ میں سردار ہے۔ کتنے خرقہ پوش ہیں جو کہ ریشم اور اعلیٰ قسم روئی کے لباس والوں کی طرح بلند و بالا ہیں۔ اور کئی خرقہ پوش ہیں جنہوں نے اپنے نفسانی غرض سے پہنا تو اسے کسی نے متبرک نہ سمجھا۔ پس اے بھائی! اپنی زبان اور قلب کو اس پر انکار سے بچا جس نے اپنے لباس وغیرہ میں علماء وصوفیہ کی عادات کے خلاف کیا۔ اور اس پر انکار مت کر مگر اسی صورت میں جس کی حرمت یا کراہت کی شریعت نے تصریح فرمائی ہو۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت نصیب ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا والی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - رات یا دن کے وقت مسجد میں بے وضو بیٹھنے سے کراہت

میں رات یا دن میں کسی وقت مسجد میں بے وضو بیٹھنے سے کراہت کرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ فرشتے تم میں سے اس شخص پر صلوۃ بھیجتے ہیں جب تک وہ مسجد میں باطہارت بیٹھے۔ جبکہ صلوۃ ملائکہ بلاشبہ مقبول ہے۔ یعنی ان کا ہمارے لئے استغفار کرنا کیونکہ وہ تو گناہوں سے معصوم ہیں۔

مسجد کے متعلق صوفیہ کا نازک احساس

اور اے بھائی جان لے کہ جس کا مقام شہود یہ ہو کہ زمین ساری کی ساری مسجد ہے تو اس کے نزدیک مکانات میں کوئی فرق نہیں مگر وہ مکان جسے حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کیا ہو۔ پس یہ دائمی طور پر مسجد میں ہے۔ پھر اس خلق پر صرف وہی عمل کر سکتا ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے غفلت کے بوجھ سے محفوظ رکھا ہو۔ اور اپنے رب عزوجل کے لئے اس کا مراقبہ دائمی ہو۔ کیونکہ مسجد خاص دربار الٰہی ہے۔ پس جب یہ احتیاط حدث اصغر کے بارے میں ہے تو اس کا کیا حال جو کہ مسجد میں غیبت وغیرہ بے حیائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

اور میرے بھائی سیّدی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ واسعہ اور مغفرت کے چھلکتے بادلوں سے آپ پر باران کرم فرمائے مسجد میں نہیں بیٹھ سکتے تھے گرچہ پاک ہوتے اور فرماتے: واللہ میں مسجد میں دیر تک بیٹھنے والے ان مجاوروں کی قدرت تعجب کرتا ہوں خصوصاً جب وہ بے وضو ہوں۔

مسجد میں بیٹھنے کی نزاکت اور اس کی مثال

پھر مخفی نہ رہے کہ ہر عاقل جو مسجد میں بیٹھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس کی طرف دیکھنے سے حیا کرتا ہے گرچہ طاعت میں ہو تو اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب کہ معصیت میں ہو جیسے غیبت۔ چغلی۔ مسلمانوں کے متعلق بدگمانی۔ تکبر۔ خود بینی۔ حسد۔ کینہ۔ کھوٹ اور ریاء د سمعہ۔ اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس عاصی کو اپنے دربار میں شدید ناپسند کرتا ہے اور اسے یوں دھتکار دیتا ہے جیسے ابلیس کو دھتکارا۔ پس ازاں بعد وہ کسی خیر میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

اور جو غور کرے وہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کا حکم اس شخص کے حکم کا سا پائے گا جس کے پاس سخت گیر متکبر بادشاہ آتا ہے تو اسے اپنے عیال میں ناروا فعل کا مرتکب پاتا ہے۔ پس بیشک یا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کے ناک کان کاٹ دے گا یا اسے اپنے دربار سے نکال دے گا۔ پس اپنے گھر میں داخل ہونے نہیں دیتا یہاں تک کہ مر جائے۔ یا پھر اس کا چہرہ کبھی نہیں دیکھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہم ایک امرِ عظیم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے سبقت کر چکی ہے تو ہم سے اس کے گھر میں رونما ہونے والی پہلی معصیت پر ہمیں ہلاک فرما دیتا۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور جس امر میں اس نے تجھے بتلایا ہے تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مسجد میں ہوا خارج ہونے سے کراہت

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دربار کی تعظیم کی خاطر مسجد میں اپنے سے یا کسی دوسرے سے ہوا خارج ہونے سے کراہت کرتا ہوں۔ جس طرح کہ مجھ پر اس کا یہ انعام ہے کہ تکلف کے بغیر مجھ پر ہوا خارج کرنے کے لئے مسجد سے نکلنا آسان ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ہوا اس ناپاک بخار سے ہے جو کہ معدے سے اٹھتا ہے۔ اور اس کا شمار گندگی سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر کسی نے آنت اٹھا رکھی ہو جس میں ہوا محبوس ہو تو اس کی نماز صحیح نہیں۔

پس جب یہ گندگی ہے تو اس کے لائق یہی ہے کہ اسے بیت الخلاء میں خارج کیا جائے۔ اور کم لوگ اس خلق پر عمل کرتے ہیں۔ اکثر تو مسجد میں ہوا خارج کر دیتے ہیں۔ اور توقف نہیں کرتے۔ اور بعض اوقات ایک مجلس میں کئی بار خارج کر دیتے ہیں۔ خصوصاً مجاورین۔

مذکورہ عادت کے لئے میزان

اور اے بھائی! میں تجھے ایک میزان دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جسے لوگوں کے سامنے اپناتے ہوئے تو اپنے جی میں شرماتا ہے۔ تو تیرے رب تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس کے بارے میں تو اس سے شرم کرے۔

اور کسی فقیہ کے شایاں نہیں کہ ایسا کرنے پر قرائن کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا جو عفو و درگزر ظاہر ہے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے سستی کرے اور کہے کہ اگر حق تبارک وتعالیٰ اس سے روکتا تو دیگر احکام کی طرح اس کا علم ہم تک پہنچتا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا رحم اور درگزر ہمارے لئے اس کی بے ادبی مباح قرار نہیں دیتا بلکہ یہ ہمارے حق میں بدستور بے ادبی ہے گرچہ حق تعالیٰ معاف فرما دے کیونکہ معاف کرنا گناہ سے ہی ہوتا ہے۔ پس سمجھ لے۔

مجبور کے لئے گنجائش

پھر اے بھائی! اگر تجھے سخت مجبوری ہو اور ہوا تجھ پر غالب ہو تو یوں کہہ: دستور یا ملائکۃ ربی۔ یعنی اے میرے رب کے فرشتو! اجازت ہو۔ اور ان سے شرماتے ہوئے اسے خارج کر دے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کی مروت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے حق میں کوتاہی نہ کر۔ پس حق تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہمارا ایسا معاملہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور اسی طرح یہ

نہ کہا جائے کہ جو مسجد میں بیٹھا ہو اس پر اس ادب کی رعایت مشقت طلب ہے اور مشقت آسانی کا تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں: ہمارا کلام اس کے بارے میں ہے جسے اس ادب کی رعایت کرنے میں ظاہری مشقت لاحق نہ ہو۔ مثلاً جیسے وہ شخص جو سلس البول کی تکلیف میں ہو۔ باوجودیکہ مشائخ طریقت کے محققین نے فرمایا ہے کہ جب محبت سچی ہو تو شرائط ادب کی تاکید زیادہ ہوتی ہے۔ تو جو شخص مسجد میں اپنے بیٹھنے کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا مدعی ہے تو اس کے حق میں مراعات ادب اس کی بہ نسبت زیادہ ہے جو کہ مسجد سے خارج ہے۔ اور یہ بعض کے اس قول سے بہتر ہے کہ جب محبت موکد ہو تو شرائط ادب گر جاتے ہیں۔ پس سمجھ لے۔ کیونکہ قوم کی کتابیں ایسا کام کرنے پر ان کے مواخذہ اور سزا سے بھری پڑی ہیں جس کے متعلق ان کے غیر سے درگزر کی جاتی ہے۔

ترک ادب میں اکابر کے مقام کی نزاکت

جس طرح کہ قرافہ میں منارۂ دیلمیہ کی سمت میں مدفون شیخ کبیر ابوالخیر الاقطع کے لئے واقعہ گزرا کہ آپ نے اپنا ہاتھ مباح خواہش کو پکڑنے میں کاٹ دیا جس کے ترک کرنے کا آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا۔ اور بعض کے لئے یہ واقعہ رونما ہوا کہ اس نے انڈے اور روغن کی خواہش کی اور کھانے کے لئے کسی شہر میں چلا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر چور کا شبہ ڈال دیا۔ اسے حاکم کے اہل کاروں نے پکڑ لیا اور ستر چھڑیاں ماریں۔ ازاں بعد انہیں انکشاف ہوا کہ یہ وہ چور نہیں تھا جس کا انہیں گمان تھا۔ پھر اس کے پاس ایک شخص انڈا اور روغن لایا۔ تو اس نے اپنے نفس سے کہا کہ ستر ڈنڈے جھیلنے کے بعد اسے کھالے۔ اور اسی طرح کا دستور حسنات الابرار سیئات المقربین کے قانون کے مطابق جاری ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کو تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ پس پشت اور روبرو اپنے بھائیوں کی کثرت تعظیم

پس پشت اور آمنے سامنے میں اپنے بھائیوں کی کثرت سے تعظیم کرتا ہوں۔ اور ان میں سے کسی کا سامنا اس چیز سے نہیں کرتا جو اسے ناپسند ہو۔ مگر جبکہ اس نے اس امر پر مجھ سے بیعت کی ہو۔ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی۔ بھائیوں کی رضا اور میری نصیحت سننے سے انہیں متنفر نہ کرنے کی خاطر ہے۔ اور کئی دفعہ ان میں سے کسی کے لئے پردہ پوشی کی نظر میں کسی دوسرے امر کی مثال بیان کرتا ہوں جس میں وہ مبتلا ہے۔ کئی دفعہ میں اسے کہتا ہوں کہ تو میری لونڈی سے کیسے الفت کرتا ہے حالانکہ تو میرا مرید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اپنی لونڈی سے میری مراد دنیا ہوتی ہے۔ پس جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ دنیا سے محبت کرتا ہے تو اسے ایسی بات کہتا ہوں مگر اگر محفل میں کوئی اجنبی ہو جو کہ فقراء کی اصطلاح سے ناواقف ہے تو اسے یہ نہیں کہتا۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اسے جس نے نصیحت پر تیری بیعت کی ہو ایسی برائی کے ساتھ یاد کرے جس کے ساتھ محافل میں اس کی تنقیص کرے۔ پس بسا اوقات وہ تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ اور تیری ہتک حرمت اور لوگوں کے سامنے وہی تنقیص کرنے لگتا ہے جیسی اس کے متعلق تو نے کی ہے۔ اور اگر تو نے اس کی تکمیل کی ہوتی تو وہ تیرے کمال کی بات کرتا۔ اور کئی دفعہ جلیل القدر شیخ کو یہ بات پہنچتی ہے کہ فلاں آپ کے متعلق بدگوئی کرتا ہے تو وہ اس سے بدمزہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شیخ کنوئیں کی طرح ہے۔ کبھی اس سے پانی کھینچا جاتا ہے۔ کبھی پانی تو ہے مگر رسی ندارد۔ اور وہ کبھی تو اپنے خلاف جن وانس کی باتیں برداشت کر لیتا ہے اور کبھی ایک بات بھی

برداشت نہیں کرتا۔ پس عاقل کا اس دروازے کو بند کردینا ہی بہتر ہے جس میں سے اسے اذیت پہنچتی ہے۔ خصوصاً اگر اس پر اس کی بشریت کا قیام اور نفس کا ہیجان غالب ہو۔

مشائخ کے لئے تلقین احتیاط

اور اس دور کے اکثر مریدین اپنے مشائخ کے ساتھ غیر صادق ہیں۔ پس بسا اوقات ان میں سے کوئی اپنے شیخ سے اس امر پر عہد باندھتا ہے کہ وہ ظاہراً باطناً اس کی خیر خواہی کرے یعنی پس پشت جو اسے پہنچے اور روبرو بھی۔ حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ پس چاہئے کہ شیخ اس بارے میں بے باکی اور عدم تفتیش سے پرہیز کرے۔ پس بسا اوقات وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مرید عہد پر قائم ہے۔ متغیر نہیں ہوا اور نہ ہی بدلا ہے۔ حالانکہ وہ بدل چکا ہے۔ پس وہ شیخ پر ناروا جرأت کرتا ہے۔ جس طرح کہ کئی دفعہ اپنے مریدین کے ساتھ مجھے ایسی صورت حال کا سامنا ہوا۔ اور ان میں کوئی تو میری ہتک حرمت کرنے لگا جہاں بھی وہ فروکش ہوا۔ جبکہ بعض میرے روبرو کہنے لگا کہ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ پھر جب اسے حکام کے پاس کوئی حاجت درپیش آئی تو مجھے انتہائی بڑا گردانتا ہے اور اپنے آپ کو مریدین میں سے قرار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ اور اس سے یہ بات مجھ تک پہنچ جاتی ہے اور میں اسے خود پر ناراض رہنے دیتا ہوں۔ پس کبھی تو وہ مجھے ریاکار قرار دیتا ہے تو کبھی قطب بنا دیتا ہے۔

شیخ ابوالسعو دالجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول

اور سیدی شیخ ابوالسعو دالجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شاگردوں کی ان کے سامنے اور پس پشت مذمت کرتے اور فرماتے کہ جو شخص اس نیت پر میری صحبت اختیار نہیں کرتا کہ حسب مصلحت اس کے بارے میں جو چاہوں کروں اسے چاہئے کہ مجھ سے دور ہو جائے۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ کا انسان کے متعلق وہ کچھ کہنا جو اس سے واقع نہیں ہوا اس کا ہر کوئی متحمل نہیں ہو سکتا۔ تو فرمانے لگے میں اسے صدق سے موصوف کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر وہ اس امر میں گرا نہیں تو وہ اس میں گرنے کے درپے ہے۔ تو میں اسے اس کی نگاہ میں برا قرار دیتا ہوں تاکہ وہ اس سے اپنا بچاؤ کرے۔ اھ

پس معلوم ہوا کہ جو شخص غرض شرعی کے بغیر کسی پر جرح کرتا ہے تو وہ فاسق ہے۔ خصوصاً طریقت سے بیگانہ لوگوں کے سامنے اس کا نقص بیان کرنا۔ کیونکہ فقیر صادق تو اس کے لئے خوشی محسوس کرتا ہے جو کہ اس کے لئے اس کے نقائص بیان کرے۔ جبکہ کاذب اس کے برعکس ہے۔ جبکہ آج کئی لوگ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جو میری تنقیص کرے اور مجھ پر میرے نقائص ظاہر کرے۔ اور جسے شک ہو تجربہ کرلے۔

داعی الی طریق اہل اللہ تعالیٰ کے لئے امر ضروری

اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر داعی الی طریق اہل اللہ کے لئے سیدھا چلنے والے کی مدح اور ٹیڑھے کی مذمت کے بغیر چارہ نہیں رغبت دلانے اور ہر حذر رکھنے کے لئے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی غیبت نہیں ہے اور جس نے اپنے شیخ کے متعلق ایسا گمان کیا وہ اہل طریقت کے ادب سے خارج ہو گیا۔ جس طرح کہ کتب شریعت میں بیان کیا گیا ہے۔ اور بعض نے ان مقامات کو نظم میں بیان کیا ہے جہاں غیبت جائز ہے۔ پس اس نے کہا: بچنے کے لئے ظلم کی شکایت کرنے کے عرف سے فتویٰ پوچھ تیری

مدد کی جائے گی۔ بے حیائی کے ازالہ کے لئے اور جو ظاہر ہے اس کی حکایت کر۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ غیبت کی تحریم کی اصل غیبت کرنے والے کی طرف سے تسکین حاصل کرنے کے طور پر اذیت پہنچنے کی بنا پر آئی ہے۔ جبکہ پر حذر رہنے کی تلقین کرنے والا اپنے بھائی کا خیر خواہ۔ اس کے دین میں نقص پیدا کرنے والی چیز میں اس کے گرنے کا خوف کرنے والا۔ اس کی وجہ سے کسی اور زیادہ شدید اذیت دور کرنے کا قصد کرنے والا ہے۔ نہ کہ تسکین حاصل کرنے کا۔ پس کوئی شیخ اپنے مریدین کو ڈرانے اور رغبت دلانے سے کبھی بے نیاز نہیں ہوتا۔ کیونکہ لازمی طور پر ان میں کوئی ٹیڑھا چلنے والا ہے تو کوئی راہ راست پر چلنے والا۔ اور قرآن عظیم میں ہے فاصبر لحكم ربك ولا تكن كصاحب الحوت (القلم آیت ۴۸) پس اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے اور مچھلی والے کی مانند نہ ہو جایئے) پس آپ کو حضرت یونس علیہ السلام کے اپنی قوم پر غضبناک ہونے اور ان کے لئے دعائے ہلاکت کرنے کی اتباع سے روکا۔ اور یہ گرچہ حضرت یونس علیہ السلام کے لئے مباح تھا کیونکہ آپ معصوم ہیں لیکن یہاں ایک سے ایک اونچا مقام ہے۔ پس سمجھ لے۔ نیز قرآن عظیم میں ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تكونوا كالذين كفروا (آل عمران آیت ۱۵۶) اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کفر اختیار کیا)

اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: فلاں کی طرح نہ ہونا جو کہ قیام لیل کرتا تھا پھر اسے ترک کر دیا۔ بعض حفاظ حدیث نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے وہ شخص معین کر دیا تھا جو کہ قیام لیل کرتا تھا اور پھر اسے ترک کر دیا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ معین نہ فرمایا۔ کیونکہ یہ ضرب المثل ہے۔ اور تعیین کے بغیر مقصد حاصل ہے۔

سیدی احمد بن الرفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں فقیر کا مبلغ کمال

اور سیدی احمد بن الرفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقیر مقام کمال تک نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اس امر پر راضی ہونے لگے کہ اس کی طرف وہ تمام نقائص منسوب کر دیے جائیں جو کہ اس کے بھائیوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم پر راضی ہوتے ہوئے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے۔ گرچہ تنقیص کرنے والوں کے دین میں نقص کی حیثیت سے متاثر ہو۔ انتہی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس کی مہک اس سے آتی ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وارد ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں فدا کرتے تھے۔ اور ان میں سے بعض جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر آتا ہوا دیکھتے تو اپنا سینہ اس کے سامنے پیش کر دیتے پس اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے لے لیتا۔ گرچہ اس میں اس کی روح پرواز کر جائے۔ پس فقیر کا ایسا کلام سننا جو اسے اذیت دے اور اسے اپنے بھائی سے اٹھا لینا یقیناً اس تیر کی اذیت سے تو بہت کم ہے۔ انتہی۔

اور ابوالحسین النوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں ہے کہ جب انہیں قتل کے لئے پیش کیا گیا اور ایک واقعہ میں آپ کے بھائیوں کی گردنیں مارنے کے لئے چمڑا بچھایا گیا تو آپ جلاد کے سامنے آگئے اور اسے فرمایا کہ میرے ساتھیوں سے پہلے میری گردن اڑاؤ۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا تاکہ میں اپنے بعد اپنے ساتھیوں کے لئے گھڑی بھر زندگی کا ایثار کروں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-تمام احباب کی زیارت سے محبت

میں اپنے تمام احباب کی زیارت کرنا پسند کرتا ہوں سوائے حاسد کے۔اس کی زیارت اس پر شفقت کرتے ہوئے ترک کر دیتا ہوں۔اور یہ اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ غالب طور پر اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں سوائے غم کے اضافہ کے۔خصوصاً جب میں اس کے پاس مہکتا ہوا لباس فاخرہ پہن کر جاؤں۔پس یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے کہ میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنی زیارت کی تکلیف نہیں دیتا۔اور نہ ہی اپنی عیادت کی جبکہ میں بیمار ہو جاؤں۔اور میں انہیں اپنی مرض کے متعلق اس خطرے کے پیش نظر باخبر نہیں کرتا کہ ان میں سے کوئی میری تکلیف کا یا اس میں سے کسی چیز کا تحمل کرے۔اور اس کے متعلق مجھے میرے رب کریم کا علم ہی کافی ہے۔اور اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ان میں سے کوئی میری عیادت کو یا زیارت کو آیا تو یہ میرے ذوق کے خلاف اس کی اپنی طرف سے مہربانی ہے کیونکہ میں اس پر انہیں بدلہ چکانے سے عاجز ہوں۔اور اگر فرض کرو میں نے اپنی اس ایک دفعہ کی زیارت کے بدلے ہزار مرتبہ اس کی زیارت کی تو میں نہیں سمجھتا کہ میں نے اس ایک مرتبہ کا اسے بدلہ چکا دیا۔باوجودیکہ میں جہاں بھی ہوں ان کی برکت میں ہوں۔اور میرا قلب ان سے الفت کرتا ہے گرچہ وہ میری زیارت اور عیادت کو نہ آئیں۔گرچہ ایسے جزء میں ہو جو کہ بھائیوں کا میرے پاس آنا جانا چاہے تو یہ جزء ضعیف ہے۔قریب نہیں کہ اس کی کوئی صورت ظاہر ہو۔

زیارت وعیادت کا مقصد

اور حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک دوسرے کی زیارت وعیادت طلب نہیں فرمائی مگر اس لئے تاکہ ہمارے قلوب باہم الفت کریں اور دین محمدی کی مدد پر باہم مضبوطی حاصل کریں۔اور میرے نزدیک بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ یہ معنی حاصل ہے۔چنانچہ جس نے میری بیماری میں عیادت نہیں کی میرا دل اس سے نفرت نہیں کرتا۔پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اس شخص کے متعلق گمان کرے جس کی اس مقام والے نے زیارت نہیں کی وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور تو کہتا پھرے کہ اگر فلاں شخص فلاں سے محبت کرتا تو اس کی زیارت وعیادت کو آتا۔پس بسا اوقات اس مقام والے نے خود ہی اپنے قلب کے ساتھ اس پر رحمت اور شفقت کرتے ہوئے اسے آنے سے منع کر دیا ہوتا ہے۔جس طرح کہ میرے لئے اپنے صاحب شیخ الاسلام۔العالم الصالح۔الشیخ شمس الدین محمد الخطیب الشربینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی محمد بن الشیخ ابوالحسن البکری کے ساتھ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اور اس کے اسلاف سے نفع بخشے) رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضاہ اور ہر اس شخص کے ساتھ اتفاق ہوتا ہے جو کہ اس کار خیر میں مشغول ہو جس کا نفع اہل اسلام کو پہنچتا ہے۔پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توجہ کرتا ہوں کہ میرے پاس نہ آئے تاکہ اس سے وہ کام رہ نہ جائے جو کہ افضل ہے۔علاوہ ازیں آج احباب کی اپنے بھائی کی زیارت اور عیادت میں کئی علتیں راہ پاتی ہیں۔پس بسا اوقات ان میں سے کوئی اپنی زیارت وعیادت سے مکافات کا قصد کرتا ہے تاکہ اسے لوگوں میں اس بنا پر احترام حاصل ہو کہ علماء۔صلحاء اور اکابر کی کثرت نے اس کی عیادت کی۔اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے ایک مریض کی عیادت کی۔پس جب وہ خود بیمار پڑا تو وہ اس کے پاس نہ آیا تو اس نے اطراف واکناف میں اسے رسوا کیا۔اور قسم کھائی کہ وہ کبھی اس کی عیادت نہیں کرے گا اور یہ شعر پڑھنے لگا کہ جو تیرے پاس آیا تو اس کے پاس جا۔اور جو تجھے ناپسند کرے تو اس سے رک جا۔
اور اگر اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی عیادت کی ہوتی تو اس پر نادم نہ ہوتا۔پس غور کر۔

مشائخ عصر میں سے ایک شخص کا واقعہ

اور مشائخ عصر میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا۔ اس نے سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اس کی مزاج پرسی کو آئیں۔ آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا: مزاج پرسی کے لئے میرے آنے کا مطالبہ حکام کے ہاں شہرت طلب کرنے کو کرتا ہے جو کہ اس کے معتقد ہیں۔ اور تا کہ لوگ کہیں کہ مرصفی نے آج سیدی شیخ کی زیارت کی۔ پھر وہ شیخ، سیّدی علی المرصفی کے متعلق توہین آمیز گفتگو کرنے لگا۔ جب آپ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ مینار پر چڑھ کر مجھے برا بھلا کہے۔ اور آپ نے اس سے ملاقات نہ کی حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کی ملاقات اس پر رحم کرتے ہوئے ترک کی نہ کہ اس پر اپنی برتری کی وجہ سے۔ اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو اس سے حقیر سمجھتا ہے کہ میرے جیسا اس کی زیارت کرے اور حکام کے پاس اس کا چرچا نہ کرتا تو میں اس کی زیارت کو جاتا۔ پھر فرمایا کہ یہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریفہ تھی۔

زیارت کے متعلق دانا کی عادت

اور دانا کی عادت یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کی زیارت اور عیادت نیت صالحہ کے ساتھ کرے اور اس پر مکافات طلب نہ کرے۔ اور ان میں سے کسی کو اپنی زیارت اور عیادت کے لئے اس کی تعریض کے ساتھ نہ نکالے جو انہیں پہنچائے کہ وہ سخت بیمار ہے۔ یا یہ کہہ کر کہ فلاں نے ہمیں بہت وحشت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور میرا مقصد ہے کہ کاش میں اسے اپنی موت سے پہلے دیکھ لوں۔ وغیر ذالک۔ کیونکہ بسا اوقات وہ یہ سن کر اپنی اہم مصروفیات ترک کر کے اس مریض کے پاس نیت صالحہ کے بغیر حاضر ہو جاتا ہے۔ اور کئی دفعہ وہ مریض اس کے اشتیاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے نفس کی تفتیش کرے۔ اور کئی دفعہ وہ تکلفاً حاضر ہونے والا اس شخص کی بیماری کا علم رکھتا تھا لیکن اس نے اپنے جی میں اس کی عیادت کی خواہش نہ پائی۔

اور اسی طرح مریض کا یہ کہنا تعریض ہے کہ تمہیں قسم ہے کہ فلاں عالم کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ فاتحہ پڑھ اور فلاں کے لئے دعا کر۔ اور کئی دفعہ وہ فلاں ایسے علم میں مشغول ہوتا ہے جو کہ عالم اور امت دونوں کے لئے نافع ہوتا ہے۔ پس یہ اسے اس کی مشغولیت سے منقطع کر دیتا ہے اور کم فضیلت کے کام میں مشغول کر دیتا ہے۔ جبکہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم طلب کرنا نفل نماز سے افضل ہے۔ پس آپ نے اسے بندے کے اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے اور اس کے کلام کے ساتھ اس کی مناجات اور اس کے دربار قرب میں رکوع و سجدہ سے افضل قرار دیا۔ چہ جائیکہ ایک بندہ ایک مریض بندے کے پاس کھڑا ہو جو کہ اس کے لئے نفع و ضرر کا مالک نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ بندہ اپنے رب عز و جل کو کیونکر ترک کرے اور اس کے بندے کی ہم نشینی کے لئے نکلے؟ تو جواب یہ ہے کہ عبد کا حکم اس شخص کے حکم کا سا ہے جو کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے دربار میں ہو اور اس بادشاہ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا ہو۔ پھر بادشاہ کا بیٹا کنوئیں میں گر گیا تو وہ بندہ اپنے مالک کے اذن کے بغیر اس کی مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس کے بیٹے کو غرق ہونے سے بچائے۔ پس تمام قرائن پورے کے پورے اس سے بادشاہ کے راضی ہونے پر دلالت کرتے ہیں حتیٰ کہ اگر بادشاہ اس سے کہے کہ میرے دربار کو چھوڑ

دے اور میرے بیٹے کو بچا۔ پس وہ کہے کہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تو وہ نافرمانی کرتا ہے اور سزا کا مستحق ہے۔ اور وہ شخص جو علم شرعی میں مشغول ہے جسے پہلے رکھنا متعین ہے اس کا حکم اس شخص کے حکم کا ہے جو کہ مخلوق کو ہلاکت سے بچانے میں مشغول ہے اس کی بہ نسبت جو کہ اس سے کمتر ہے جس کی وجہ سے اس نے اسے ترک کیا ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص ہے جو کہ اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت کرتا ہے اس کی بہ نسبت جسے ترک کر دینا چاہئے۔ کیونکہ اس کا امر آسان ہے۔

بالجملہ پس جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرتا ہے وہ ریاضت نفس کا محتاج ہے حتیٰ کہ آلودگیوں سے نکل جائے۔ ورنہ اس کا معاملہ علیل ہے۔ اور میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جو کہ چنگی وصول کرنے والوں کے بیمار ہونے پر ان کی عیادت کرتے ہیں۔ یا ظالموں اور تاجروں کے بیمار ہونے پر ان کی زیارت کرتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں علماء وصلحاء میں سے کسی کی تیمارداری نہیں کرتے صرف اس خطرے کے پیش نظر کہ لوگ زائر کے متعلق کہیں کہ وہ اس سے مرتبہ میں کم ہے جس کی زیارت کو گیا ہے۔

اور صلاح کی طرف منسوب ایک شخص سیدی شیخ نور الدین الشونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کو آیا کرتا تھا جو کہ میرے پاس خانقاہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کے متلاطم چشموں سے آپ پر باران رحمت فرمائے۔ پس اسے بعض لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ تیرے لئے خیر کا حصول ہے کہ تو عبدالوہاب کی زیارت کرتا رہتا ہے کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ تو اس نے کہا: واللہ میں تو خانقاہ میں صرف شیخ نور الدین شونی کے لئے جاتا ہوں۔ پس شیخ نور الدین طندتائی نے اس سے کہا: تف تیرے نفس خبیث پر جو خود کو اپنے مسلم بھائی سے برتر سمجھتا ہے۔ یہ میں ہوں۔ میں اس کی زیارت کو جاتا ہوں اور مجھے کوئی نقص لاحق نہیں ہوا۔ پھر اس دن سے وہ شخص شیخ نور الدین شونی کی زیارت مغرب کے بعد کرنے لگا صرف اس خطرے کے پیش نظر کہ اس کا کوئی معتقد اسے دیکھے تو کہے کہ وہ میری زیارت کو آتا ہے پس اس کے گمان میں اس کا مقام ناقص ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ ہماری اور اس کی مغفرت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اس میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شرعاً غیر مندوب محافل میں حاضری سے کراہت

میں ان محافل میں حاضری کو پسند نہیں کرتا جن کی حاضری کی شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب نہیں دی۔ خصوصاً اگر مجھے قرائن سے ہی معلوم ہو جائے کہ وہاں کوئی ایسا شخص ہے جو کہ میرے مقام سے فائق میری تعظیم کرے گا۔ یا میرے مقام سے کمتر مجھے حقیر جانے گا۔ دونوں مسلکوں میں عادت کے طور پر۔ ورنہ فقیر اپنے لئے کوئی مقام عالی سمجھتا ہی نہیں حتیٰ کہ اس کی حقارت درست ہو۔ جس کی اس کی تفصیل اس کتاب کے اوائل میں پہلے گزر چکی ہے۔ اور عادت کے طور پر اس کے مجھے حقیر جاننے کی علامت یہ ہے کہ دنیاداروں اور اہل کاروں وغیرہم پر سلام لوٹائے تو خندہ پیشانی کے ساتھ جبکہ میرے سلام کا جواب دے تو ترش روئی کے ساتھ۔ اور یہ دونوں امور جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اہل محافل میں سے کم ہے کہ کوئی اس سے بچا ہو۔ اور درست میزان والا ہے کہاں جو کہ تعظیم وتحقیر لاف گزاف نہ کرے۔ اس پر مستزاد یہ کہ محافل میں آنے والے اکثر لوگ ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اور غیر غالب اس کا انتظار کرتا ہے جو غالب کے متعلق رونما ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فلاں کے لئے کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ فلاں کے لئے سارے اہل محفل نے قیام کیا۔ فلاں

کو محفل کے صدر مقام میں بٹھایا گیا۔ فلاں کو اس وقت پیچھے کر دیا گیا جب فلاں داخل ہوا کیونکہ وہ اس سے زیادہ عالم اور صالح ہے۔ اور فلاں محفل کے صدر مقام میں بیٹھا تھا پس جب محتسب داخل ہوا تو اسے پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اور فلاں بیٹھا تھا پس جب فلاں آیا تو وہ اٹھ کر چلا گیا اور داخل ہونے والے کو بڑی ندامت کا سامنا ہوا۔ اسی طرح دوسرے امور۔ جبکہ علماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شادی کے ولیمہ میں حاضری واجب ہونے کے بارے میں شرط رکھی ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص نہ ہو جس کی ہم نشینی اس کے شایان نہ ہو یا جس سے اذیت پہنچے۔ پس اسے سمجھ لے۔

تعظیم و تحقیر کرنے والے کی محفل میں حاضری کی کراہت میں نکتہ

اور ہماری تعظیم یا ہمیں حقیر سمجھنے والے کے پاس حاضری کو ہمارے ناپسند کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جو ہماری تعظیم کرتا ہے وہ ہمارے نفوس میں ہم پر خود بینی اور بھائیوں پر اپنی برتری کا تصور داخل کرتا ہے۔ پس انہیں دھوکا دیتا ہے اور ان پر ان کا حال مشتبہ کر دیتا ہے۔ اور جو ہمیں حقیر جانتا ہے وہ ہم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس وقت کی نعمتوں کو دیکھنے کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم اکثر نعمتوں سے اپنے نفس کو خالی دیکھیں۔ پس ہم پر ہمارے دین میں اذیت داخل کرتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ تعظیم و تحقیر میں لاف گزاف کی وجہ سے گناہ میں گرتا ہے۔ جبکہ ہم حاضر ہو کر اس کا سبب ہوئے تو بعید نہیں نہ کہ ہمیں بھی اس کے گناہ کا کچھ حصہ لاحق ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ اور مشائخ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی مسلمان کے دین میں نقصان کا سبب نہ ہوں۔ یہ ان محافل کا میزان ہے جن کی حاضری ہمارے لئے مشروع نہیں۔

مشروع محافل کی حاضری کی حکمت

البتہ جس محفل کی حاضری ہمارے لئے مشروع ہے جیسے نماز جمعہ۔ نماز عید وغیرہما تو وہاں ہم صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہمیں اور ہمارے بھائیوں کی آفات سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں عبادات کے مقامات میں لوگ غالب طور پر تعظیم و تحقیر میں مبالغہ نہیں کرتے کیونکہ وہاں وہ اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔ بخلاف ان مقامات کے جو اس سے متضاد ہیں۔

حاصل کلام اور شعرانی کا ایک واقعہ

اور ہماری اس ساری تقریر سے معلوم ہوا کہ عاقل کو نہیں چاہئے کہ بغیر ضرورت کے عام اجتماعات میں داخل ہو مگر جبکہ آفات سے بچے بایں طور کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے قوت دی ہے پس وہ جب چاہے اپنے پاس لوگوں کو جمع کر لیتا ہے اور جب چاہے خود سے پھیر لیتا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

اور میں ایک دفعہ جامع ازہر میں نماز جنازہ میں شامل ہوا۔ جب نماز سے واپس ہوا تو لوگ مجھ پر دست بوسی اور اظہار عجز کو ٹوٹ پڑے اور دروازے تک مشایعت کو میرے ساتھ چلے حتیٰ کہ شرکاء جنازہ سے ان کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ پس مجھے اس سے ندامت ہوئی۔ اس دن سے میں نماز جنازہ جامع کے دروازے کے قریب پڑھتا ہوں اور جلدی سے نکل آتا ہوں۔ اور کئی دفعہ میں اپنے بھائیوں کی زیارت کا

مشتاق ہوتا ہوں لیکن اس نکتہ کے پیش نظر ان کی زیارت نہیں کر سکتا۔ شاید اس میں نکتہ میرا ان کے ہاں کم جانا اور ان کا مجھے کم دیکھنا ہے۔
پس بیشک مجھے معلوم ہے کہ جامع میں کسی ایک کا میں خادم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ یوں پیش نہیں آتے جس طرح میرے ساتھ پیش آتے ہیں۔

اور اس کی تائید سیّدی شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب میں اسکندریہ میں داخل ہوا تو ایک مدت تک وہاں ٹھہرا۔ میری طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ ایک دفعہ زرافہ اور ہاتھی شہر میں داخل ہوئے تو لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آئے۔ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! ابن آدمی ہاتھی اور زرافہ سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے اس کے باوجود وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے غور وفکر کیا تو اس میں نکتہ ان کا زرافہ اور ہاتھی کو کم دیکھنا ہی ہے۔

نیز اس کی مثال اہل مکہ کا کعبہ کی قلت تعظیم اور اسے دیکھ کر کم رونا ہے۔ بخلاف اس کے جو کہ اطراف واکناف عالم سے آتے ہیں۔
حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص لوگوں میں گھل مل کر رہتا ہے اسے ضرورت ہے کہ اس کی کئی آنکھیں ہوں۔ ایک آنکھ وہ جو اس تعظیم کو دیکھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے لوگوں کے دلوں میں عطا فرمائی ہے۔ ایک آنکھ وہ جس سے فی نفسہ اپنے نفس کی حقارت دیکھے۔ تاکہ اپنے بھائیوں کے لئے تواضع کا حق ادا کرے۔ ایک آنکھ وہ جس سے ان مقامات کی طرف دیکھے کہ جہاں اس کی وجہ سے لوگوں کے دین میں نقص وارد ہو پس انہیں ترک کر دے۔ ایک آنکھ وہ جس سے لوگوں کے درمیان اپنے لئے کبھی کوئی مرتبہ نہ دیکھے۔ ایک آنکھ وہ جو لوگوں کے درمیان اس کا مقام دیکھے اور یہ اس مقام کے لئے ہے جس پر مخلوق کے اس کی طاعت کرنے پر خیر مرتب ہوتی ہے۔
پس اے بھائی! اس پر غور کر اور اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - وتر ادا کئے بغیر سونے سے میری حفاظت

وتر ادا کئے بغیر سونے سے میری حمایت کی جاتی ہے۔ یہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بارے میں حکم کی تعمیل کی تعظیم کے لئے ہے اور میرے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کے مقام کے حصول کے لئے جلدی کرنے کے لئے ہے۔ علت ثواب وغیرہ کے لئے نہیں۔

اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو پسند کرتا ہے۔ نیز فرمایا: اے اہل قرآن! وتر پڑھو۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے واجب قرار دیا ہے۔ سنت سے اوپر اور فرض سے فروتر۔ پس جو وتر پڑھ کر سویا اس نے وہ کام کیا جس کا حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ہے۔ اور اس کے اعمال کا خاتمہ اس عمل کے ساتھ ہوا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ پس جب اس رات میں اللہ تعالیٰ اس کی روح لے لے تو وہ ان لوگوں کے دین پر فوت ہوا جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ پس وہ اپنی موت کے بعد کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس سے محبت فرمائے اسے عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کے دشمنوں کو اس سے راضی کر کے اسے بخش دیتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللّٰہ واحباءہ۔ قل فلم یعذبکم بذنوبکم (المائدہ آیت ۱۸) اور یہود ونصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں آپ

فرمائیے تو پھر تمہیں تمہارے گناہوں پر عذاب کیوں دیتا ہے) یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہوتے کہ تم اس کے پیارے ہو تو تمہیں عذاب نہ دیتا۔ پس اے بھائی! غور کر اور اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کسی مسلمان کے حق میں میری بددعا قبول نہ کرنا

اللہ تعالیٰ میری حالت غضب میں کسی مسلمان کے لئے میری بددعا قبول نہیں کرتا۔ پس اگر آج کوئی مجھے سخت اذیت پہنچائے اور میں اس کے لئے بددعا کروں تو قبول نہیں کی جاتی۔ اور یہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مقام مجھے اس وقت عطا فرمایا جب میں نے ۹۱۵ھ میں حج کیا۔ پس حق تبارک وتعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں رکن اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے دعا مانگوں کہ کسی مسلمان پر ناراضگی کی حالت میں اس کے حق میں میری دعا قبول نہ فرمائے۔ پس اس دن سے میں نے کسی کے لئے بددعا نہیں کی اور میری وساطت سے کبھی اسے تکلیف پہنچی ہو۔ اور حق تبارک و تعالیٰ بعض اوقات اپنے بندے کے لئے غیرت فرماتا ہے پس وہ ظالم گمان کرتا ہے کہ یہ اس کے خلاف دعا کی وجہ سے ہے۔ پس اسے ظلم سے رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

اور اس سن سے پہلے میں جس کے خلاف دعا کرتا فوراً قبول ہو جاتی تھی۔ اور ۹۴۷ھ میں حج کے دوران میں نے ملتزم میں جو دعائیں کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اخلاق محمدیہ سے مجھ پر وہ کچھ ڈالا جائے جس کی وجہ سے میں ساری مخلوق سے اذیت برداشت کرلوں۔ پس اگر وہ سب مجھے قول وفعل سے ناحق ایذاء دینے پر جمع ہو جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں برداشت کرلوں گا۔ اور ان میں سے کسی سے برائی کے ساتھ مقابلہ نہیں کروں گا۔ پس اے بھائی! اس پر غور کر۔ اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ناحق جھگڑنے والے سے نہ جھگڑنا

جو مجھ سے ناحق جھگڑے میں اس سے نہیں جھگڑتا خصوصاً اس کے نفس یا میرے نفس کے جوش وخروش کی حالت میں۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ اس نے مجھ سے جھگڑا نہیں کیا مگر اس چیز کی وجہ سے جسے اس کے لئے اس کے نفس میں زینت دی گئی ہے کہ وہ حق ہے۔ اور جسے یہ صورت حال رونما ہو تو ادب یہی ہے کہ اس سے روگردانی کی جائے حتیٰ کہ اس کے نفس کا غبار نکل جائے۔ پھر جب وہ صاف ہو جائے تو ہم غلبہ طلب کئے بغیر اس سے اچھے انداز سے جھگڑا کریں گے۔ بیشک امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے کسی نے جھگڑا نہیں کیا مگر میں تمنا کرتا ہوں کہ حق اس کے ساتھ ہو نہ کہ میری طرف۔

پس معلوم ہوا کہ نفس جب تک اپنے صاحب پر بیہودگیوں کے ساتھ قائم رہے پس ابلیس اس کا سوار ہے۔ اور وہی اس شخص کی زبان پر ہمیں جواب دیتا ہے۔ اور شک نہیں کہ وہ حیا میں ہم سے کم ہے کہ وہ کسی وجہ سے شرع شریف کی رعایت نہیں کرتا۔ پس ہم میں سے ایک گمان کرتا ہے کہ ہم سے جو جھگڑ رہا ہے وہ ہمارا ساتھی ہے اور ہم پر اس کا حیا کم ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ ابلیس ہے وہی ہمیں غضب دلا رہا ہے جبکہ ہم اسے غضبناک نہیں کرسکتے مگر کبھی کبھار۔

شیخ افضل الدین کی حکمت عملی

مذکورہ حالت میں شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ان پر مغفرت کے متموج بادلوں باران رحمت فرمائے کی حکمت عملی یہ ہوتی کہ جھگڑنے والے کے فہم کو متوجہ کرتے حتیٰ کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے اور اسے سکون حاصل ہو۔ جب اس کا غصہ فرد ہو جاتا تو اسے فرماتے: اے بھائی! یہاں ایک کلام ہے جسے میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اگر درست ہو۔ ورنہ ہم اس کا ذکر ترک کر دیں گے۔ اور اسے وہم دلاتے کہ آپ اس سے علم حاصل کر رہے ہیں۔ پس وہ جھگڑالو آپ کی بات پر لازماً کان لگاتا۔ اور آپ اکثر فرماتے کہ فقیر کے لئے ادب یہ ہے کہ جو اس سے جھگڑے اور خود اپنے نفس کی حالت سے اس کے قول کی طرف رجوع نہیں کرتا اسے معذور سمجھے۔ پس جیسے وہ اس کی طرف رجوع نہیں کرتا جو اس کے مخالف نے سمجھا ہے اسی طرح اس کا مخالف اس کی طرف رجوع نہیں کرتا جو اس کے مخالف نے سمجھا۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس کا اپنے نفس کے فہم کی طرف رجوع کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ وہ اس میں درستی کا اعتقاد رکھتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جس کا نفس جوش میں ہو اس کی موافقت کرنے سے زیادہ عظیم کوئی دوا نہیں۔ پھر جب اس نفس پر سکون ہو جائے اور حق قبول کر لے تو اس وقت ہم اسے صواب کی تعلیم دیں گے۔

سیّدی شیخ عبدالحلیم بن مصلح المنز لاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلق

اور سیّدی شیخ عبدالحلیم بن مصلح المنز لاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلق یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں نفس کا غلبہ یا علم کا دعویٰ دیکھتے تو سوال میں اس سے خوش خلقی سے پیش آتے اور اس سے مشورہ کے انداز میں اس پر جواب پیش کرتے۔ اور اس سے فرماتے کہ فلاں مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ جب وہ توقف کرتا تو اسے فرماتے: شاید اس کا جواب ایسا ایسا ہے؟ اگر تو صحیح ہے تو مجھے بتا دیں میں اس پر اعتماد کروں ورنہ اسے ترک کر دوں۔ اور کبھی صاحب نفس کی خاطر کسی عالم کی آمد کی انتظار کرتے۔ پھر اس کی موجودگی میں اس سے بے بنیاد سوالات کرتے حتیٰ کہ اس کے لئے اور حاضرین کے لئے ظاہر ہو جائے کہ وہ جاہل ہے۔ کسی صاحب نفس کے لئے معلم ہونے کا اہل نہیں۔ پھر اس بے بنیاد سوال پر اسے صحیح جواب عطا فرماتے۔ پس اسے حاضرین میں سے کسی کو پتہ چلے بغیر علم کا فائدہ پہنچاتے اور فرماتے ہم نے اپنے نفسوں کو چھپایا اور اپنے بھائی کو اس علم کا فائدہ دیا جو اس کے پاس نہیں تھا۔ اور تیرے لئے ظاہر ہو گیا کہ یہ جہالت ہے کہ انسان اپنے مخالف سے طلب کرے کہ وہ خود اس کے قول کی طرف رجوع کرے۔ باوجودیکہ اس پر اس کا ادراک مخفی ہے۔ بلکہ بعض اوقات معاملہ جھگڑے کی شدت۔ گالی گلوچ۔ غیبت۔ مجالس میں تنقیص اور گناہوں کے ارتکاب تک پہنچ جاتا ہے۔ پس عاقل وہ ہے جو کہ گھروں کو ان کے دروازوں سے آئے۔ اور اپنے نفس کو راحت بخشے۔ پس اے بھائی! غور کر اور اسے سمجھ۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہو گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنے شاگردوں سے کثرت مشاورت

میں ہر اس امر میں جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم نہیں دیا یا خاص اس کے فعل سے روکا نہیں اپنے شاگردوں سے کثرت سے مشورہ کرتا ہوں گرچہ مجھے اپنے متعلق علم ہو کہ میں ان سے زیادہ عقل مند ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وشاورهم في الامر (آل عمران آیت ۱۵۹) اور ان سے کام میں مشورہ کیجیے) باوجودیکہ یقیناً آپ ان سے زیادہ علم والے ہیں۔ پھر رب جلیل نے فرمایافاذا عزمت فتوكل على الله. پھر جب آپ ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔یعنی ان کے مشورے پر نہیں۔ اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی پیوندکاری کے مسئلہ میں اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم کے کلام کی طرف رجوع فرمایا۔کیونکہ جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھجور کے درختوں پر پیوندکاری کرتے ہیں تو فرمایا یہ کیا کرتے ہیں۔عرض کی گئی کہ کھجور کے درختوں کی پیوندکاری کرتے ہیں۔فرمایا: میں اس میں کوئی اثر نہیں دیکھتا۔پس اکثر حضرات نے یہ عمل چھوڑ دیا۔کھجوروں کا پھل گھٹ گیا۔ اور ناقص سا نکلا۔آپ کو یہ خبر دی گئی تو فرمایا: میں جس چیز کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوں تو اس پر عمل کر۔اور جو اپنی طرف سے کہوں تو تم اپنے دنیوی امور کو بہتر جانتے ہو۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکور الصدر واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم اظہار ناپسندیدگی ہے کہ جب تم صبر نہیں کرتے تو دنیاوی معاملات تم جانو۔اس سے علم کی نفی مقصود نہیں۔ چنانچہ سلطان المحدثین ملا علی قاری شرح شفاء معجزات کی بحث میں فرماتے ہیں وخصه الله تعالى من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين واستشكل بانه عليه السلام وجد الانصار يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا او خرج شقيصا فقال انتم بامور دنياكم یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا ودین کی تمام مصلحتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کے ساتھ خاص فرمایا۔اور اس پر مذکورہ واقعہ کی روشنی میں وارد ہونے والے اعتراض اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے جواب میں فرماتے ہیں قال الشيخ السنوسي اراد ان يحملهم على خرق العوائد في ذالك الى باب التوكل واما هناك فلم يمتثلوا فقال انتم اعرف دنياكم ولو امتثلوا و تحملوا في سنة او سنين لكفوا امر هذه المحنة یعنی آپ نے چاہا تھا کہ ان کو خلاف عادت کام کرکے باب توکل تک پہنچا دیں۔لیکن وہ تعمیل نہ کرسکے تو فرمایا تم جانو۔اگر وہ یہ کام کرتے اور ایک دو سال نقصان برداشت کرلیتے تو اس محنت سے بچ جاتے۔انتہی۔الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قول کی طرف رجوع فرمایا جبکہ بدر میں ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی نہیں تھا۔تو عرض کی یارسول اللہ! اگر آپ نے وحی الٰہی کی وجہ سے یہاں نزول فرمایا ہے تو سر تسلیم خم ہے ورنہ اپنے اصحاب کے ساتھ پانی پر ڈیرہ لگائیں۔کیونکہ ہمارے لئے یہ دشمن کے خلاف قوت کا باعث ہوگا۔پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے مشورہ کی طرف صرف اسی صورت میں رجوع فرمایا جس کے متعلق وحی نہیں آئی۔اور اسی طرح ہم میں سے کسی فقیر کو صرف انہیں امور میں مشاورت کا حکم دیا جاتا ہے جن کے بارے میں شرع میں کوئی حکم وارد نہیں ہوا۔البتہ جہاں حکم شرع وارد ہو تو ہم شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں کسی مشاورت کے بغیر اس پر عمل کرتے ہیں یا اسے ترک کرتے ہیں۔مگر یہ کہ ہم میں سے کوئی مقام ارادہ میں ہو۔پس وہ اپنے شیخ سے کسی کام کو دوسرے پر مقدم کرنے کے لئے مشورہ اس حیثیت سے کرتا ہے کہ شیخ ہر اس امر کا امین ہے جو مرید کو مقام عرفان تک ترقی دے۔

مامورات شرعیہ میں مشاورت کیوں مشروع نہیں

اور مامورات شرعیہ میں دراصل مشاورت اس لئے مشروع نہیں کیونکہ مامورات شرعیہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور استدراج

کے طور پر اختیار نہیں کیے جاتے بخلاف ہر اس کام کے جس کا شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بیان نہیں فرمایا۔ بیشک یہ مشاورت کا محتاج ہے کیونکہ اس میں خفیہ تدبیر اور استدراج کے داخل ہونے کا امکان ہے۔

علم وذکر میں شیخ کے حکم کی اہمیت

اور سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے شرط ہے کہ علم یا نفل مطلق سے نفلی نماز یا کسی ذکر میں مشغول نہ ہو مگر اپنے شیخ کے اشارے پر۔ پس بسا اوقات اس امر میں کوئی خفیہ مکر ہوتا ہے جو کہ مرید کو ترقی سے روک دیتا ہے۔ جس کا اسے شعور نہیں ہوتا جیسے خود بینی۔ ریاکاری۔ دکھاوا۔ وغیر ذالک۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس شخص کو فرما رہے تھے جو کہ جامع ازہر والوں میں سے آپ کا شاگرد تھا کہ علم کے مطالعہ سے پرہیز کر اور رات دن ذکر میں مصروف رہ۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ علم تو مطلوب شرعی ہے اور کبھی فرض عین ہوتا ہے جبکہ ذکر الٰہی تو سنت ہے۔ تو آپ نے فرمایا: بیٹے! یہ صاحب نفس ہے۔ جب اس کا علم زیادہ ہوگا تو لوگوں پر اس کا تکبر زیادہ ہوگا۔ پس میں نے اسے ذکر کا حکم دیا ہے۔ شاید کہ اس کا حجاب باریک ہو جائے اور اس سے اپنے علم پر خود بینی اور ریاکاری چلی جائے۔ ازاں بعد یہ شریعت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء کی طلب کے لئے اخلاص کے ساتھ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگا۔ اور کچھ نہیں۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مشورہ طلب کرنا سوئے ہوئے کو جگانے کے قائم مقام ہے۔ بسا اوقات انسان کسی چیز کے ارتکاب کا پختہ ارادہ کرتا ہے اور اس کے نزدیک وہ درست ہے۔ پس اس کے بارے میں وہ اپنے کسی بھائی سے مشورہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تجھے یہ نقصان پہنچے گا پس وہ قلبی طور پر اس کام سے رجوع کر لیتا ہے اور اس کے متعلق اس کے لئے خطا ظاہر ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ازاں بعد اگر اس سے کہا جائے کہ ایسا کر تو وہ اس میں کسی کی بات نہیں مانتا۔ اور ہم نے اس پر کتاب المنن الوسطیٰ میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث اور تیری آزمائش میں تیرا مدد گار ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نفس کی خاطر کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع تعلق نہ کرنا

میں کسی بھی مسلمان کے ساتھ نفس کی خاطر تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہیں کرتا جس طرح بعض گمراہ نفس والے مریدین سے وغیرہم رونما ہوتا ہے۔ پھر وہ گمان کرتے ہیں ان کی یہ قطع تعلقی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ خط نفس کے لئے نہیں۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اور نفس کی خاطر قطع تعلقی کا میزان

اور اے بھائی! میں تجھے ایک میزان عطا کرتا ہوں جس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور غیر اللہ کے لئے قطع تعلقی میں امتیاز کر سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب تو اپنے نفس کو دیکھے کو جو نافرمان اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ یہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی نافرمانی

کی وجہ سے اس سے تعلق منقطع نہیں کرتا۔ پھر جب وہ اس سے برا سلوک کرے تو اسے ناپسند قرار دیتا ہے اور اس سے قطع تعلق کرتا ہے تو جان لے کہ تو نے اسے غیر اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑا ہے۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جو محافل میں ایک نافرمان کی تعریف کرتا تھا۔ پھر اس کے بعد میں نے اسے برا بھلا کہتے سنا تو میں نے اس بارے میں تفتیش کی تو پتہ چلا کہ جب وہ اس کی تعریف کرتا وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا۔ جب اس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک ترک کر دیا تو اسے برا کہنے لگا۔ اور اس سے قطع تعلق کے اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہونے پر دلائل قائم کرنے لگا۔ تو ایسے شخص کی محبت حظ نفس کے لئے ہے۔ اور کراہت حظ نفس کے لئے ہے۔

مذکور الصدر مسئلہ کے متعلق شیخ عبدالعزیز الدرینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور سیدی عبدالعزیز الدرینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جیسوں سے کسی مسلمان کو چھوڑنا ہم پر نفوس کے مکروں کے غلبہ کی وجہ سے درست نہیں۔ قطع تعلق تو ان عامل علماء کے لائق ہے جو کہ نفوس کی دسیسہ کاریوں اور مکروں پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اللھم۔ مگر یہ کہ چھوڑنا سنت میں کسی امر صریح کی بنا پر ہو۔ تو اس چھوڑنے میں اس کی وجہ سے کوئی حرج نہیں۔

اور اے بھائی! جان لے کہ تیرا اپنے صالح بھائی کو چھوڑنا جبکہ وہ فساد و فسق والوں سے نشست و برخاست رکھتا ہے مخفی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات وہ ان سے باہم میل جول اس لئے رکھتا ہے تو چوری چھپے ان کی خیر خواہی کرے اور تھوڑا تھوڑا کر کے انہیں نصیحت کرے۔ پس تحقیق اور چھان پھٹک سے پہلے اسے چھوڑنے میں جلدی کرنے سے پرہیز کر۔ پس جب تو باہم میل جول کی گنجائش نہ پائے یا اپنے ساتھی پر فساد کا خطرہ محسوس کرے تو اسے چھوڑ دے اور اسے اس کی مصلحت کی خاطر اس کا سبب سمجھا تاکہ وہ رک جائے اور کبھی اس قوم کی طرف سے جن سے تیرا یہ صالح بھائی میل جول رکھتا ہے فساد کی مشہوری باطل ہوتی ہے جسے بعض حاسدوں نے ان کی طرف سے مشہور کر دیا تاکہ تجھے اور تیرے جیسوں کو ان کے بارے میں بدگمانی میں ڈال دے۔ اور اگر تو غور و فکر کرتا تو تیرے لئے حق ظاہر ہو جاتا اور یہ کہ یہ حضرات صالحین ہیں۔ اور اگر وہ صالح نہ ہوتے تو تیرا صاحب جو کہ تیرے نزدیک صالح ہے ان کی صحبت اختیار نہ کرتا۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پرحذر رہ پھر پرحذر رہ کہ تو اس دور میں اہل حرفہ کی ایک دوسرے کے متعلق بدگوئی پر کان دھرے۔ مگر واضح طریق شرعی کے ساتھ۔ پس اکثر لوگ اپنے قلوب کے ساتھ دنیا پر متوجہ ہیں اور ان میں سے ہر کوئی اپنے شہر میں علم و صلاح کے ساتھ شہرت اور دکھاوے میں انفرادیت پسند کرتا ہے۔ پس ان کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو عالم صالح ہو۔ پس وہ اپنے قلب کی تاریکی اور آخرت سے اپنے محجوب ہونے کی وجہ سے ارادہ کرتا ہے کہ اس کے غیر کے لئے خیر کے ساتھ شہرت نہ ہو۔ پس عاقل وہ ہے جو اپنے دین کی خاطر اس سے علیحدہ رہا پھر اس سے قطع تعلق اختیار کی یا حکم شریعت کی متابعت کرتے ہوئے محبت کی۔

اور جامع ازہر والوں میں سے ایک شخص علماء میں سے بعض کے پاس قوم صوفیاء کے بعض رسائل پڑھنے کے لئے آیا تو بعض حاسدوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تو اس شخص کے پاس کیونکر پڑھتا ہے جو کہ علماء کے متعلق بدگوئی کرتا ہے۔ پس وہ ایک وقت تک اس سے منقطع رہا۔ پھر اس کے پاس آیا اور حاسدوں نے جو کچھ کہا تھا اس کا ذکر کیا۔ تو اس نے اسے کہا کہ ان سے کہو کہ کیا تم سے کسی نے اسے سنایا تمہیں کسی معتبر نے اس کے متعلق خبر دی کہ وہ علماء کے خلاف باتیں کرتا ہے یا تم نے افواہ سنی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے

فلاں کو کہتے ہوئے سنا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ فلاں شخص علماء کے خلاف کیسے باتیں کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ہر عالم کے کلام کی توجیہہ کرتا ہے۔ اور اس سے ہر اس شخص کا خطا کار ہونا نکلتا ہے جو اپنے ساتھی کو خطا کار بتاتا ہے۔ پس معاملہ سب کو خطا کار کہنے تک جا پہنچتا ہے۔ تو اس نے ان سے کہا کیا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں فرمایا کہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنا ان میں سے ایک کو لغو قرار دینے سے بہتر ہے۔ کیا آئمہ اصول نے فرمایا نہیں کہ دونوں اقوال کو قابل عمل قرار دینا ان میں سے ایک کو لغو قرار دینے سے بہتر ہے؟ پس انہیں لاجواب کر دیا۔

پس اے بھائی! حاسدوں کے خفیہ مکروں پر غور کر کہ ایک شخص کے متعلق جو کہ آئمہ کی طرف سے جواب دیتا ہے جبکہ وہ اپنے مذہب پر پابند ہے کہتے ہیں کہ وہ آئمہ کو ایسی تاویل کے ساتھ خطا کار گردانتا ہے جو خطا کار بناتی ہے۔ ایسے کلام کی بنا پر جس میں علماء کی بدگوئی اور ان کی تعظیم کی قلت کی بھنک تک سمجھی نہیں جا سکتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی بات اس عالم سے صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو کہ ہلاک ہو اور فہم کا الٹا ہو۔ یہ سب کچھ حسد اور بہتان کی بنا پر لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کے لئے ہے۔ پس اگر اس طالب کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا نہ ہوتا کہ یہ حاسد ہیں تو اس نے ان کے کہنے پر اس سے تعلق منقطع کر لیا ہوتا۔ اور اپنے متعلق گمان کرتا کہ ایسے سے قطع تعلق کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اور ہماری مغفرت فرمائے جو ہم اس کے متعلق گمان پر چلے۔ آمین۔ پس پرہیز کر۔ پھر پرہیز کر۔ کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی سے چہ جائیکہ ان کے علاوہ علماء عاملین ہوں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اجتماع بالزوجہ کی حالت میں حق تعالیٰ کی حضوری

میں اپنی زوجہ کے ساتھ اجتماع کی حالت میں حق تبارک وتعالیٰ کی معیت میں اسی طرح حاضر ہوتا ہوں جس طرح کہ اپنی نماز میں اس کے ساتھ حاضر ہوتا ہوں۔ اصل حاضری میں بالکل برابر۔ گرچہ دونوں حاضریاں دوسری حیثیات کے حوالے سے کم وبیش ہیں۔ ان دونوں میں صورت جامعہ یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک مامور بہا عبادت ہے۔ اور حق تبارک وتعالیٰ نے تمام مامورات شرعیہ کو مشروع نہیں فرمایا مگر اس لئے تا کہ ان کے فعل کی حالت میں عبد اپنے رب کے ساتھ ہو۔ اور شارع نے ہمارے لئے جماع کے وقت حضور مع اللہ کی تصریح صرف اس حکم پر اکتفاء فرماتے ہوئے نہیں کی جس میں ہمیں جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر اس کی معیت میں حاضری کا وسیلہ ہے۔

عارف اور حالت جماع

اور سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: عارف کے لئے کسی عبادت میں ذوق کے حوالے سے کبھی بھی وجہ عبودیت اس طرح متحقق نہیں ہوتی جس طرح اس کے ساتھ حالت جماع میں متحقق ہوتی ہے۔ پس بیشک وہ اپنے نفس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ شہوت طبعیہ کے حکم کے تحت مقہور ہے۔ حتیٰ کہ اس کے حکم کو اپنے سے روک نہیں سکتا۔ اور قریب نہیں کہ جس حالت میں وہ ہے کوئی اور چیز یاد کرے۔ اور اسی لئے قطب غوث کی یہ شان ہے کہ نکاح کی کثرت کرے کیونکہ اس میں وہ تحقق بالعبودیت پاتا ہے جس میں دعوائے قوت کا شائبہ نہیں بلکہ محض ضعف ہے۔

پس اس پر اعتراض سے پرہیز کر جو کثرت سے جماع کرتا ہے۔ پس بسا اوقات اس کے جماع کی کثرت کا سبب وہ حکمت ہوتی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو کہ قطبیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ دن میں تین مرتبہ حمام میں داخل ہوتا ہے۔ پس اس کے متعلق میرے عقیدہ اور تعظیم میں اضافہ ہوا ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو اور تیری ابتلاء میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اولاد پر کثرت شفقت کا انوکھا انداز

میں اپنی اولاد پر کثرت سے شفقت کرتا ہوں اس سے پہلے کہ ان کی والدہ ان سے حاملہ ہو۔ اور وہ یوں کہ میں ان کی ماں سے کبھی بھی جماع نہیں کرتا دراں حال کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل ہوں جیسا کہ اس سے پہلی نعمت میں گزرا۔ اور نہ ہی میں اس سے جماع کرتا ہوں اس حالت میں کہ غضبناک ہوں یا دنیا کی طرف متوجہ ہوں یا میں کسی کے ساتھ حظ نفس کی خاطر جھگڑا کرنے والا ہوں یا کسی مسلمان سے حسد کرنے والا یا اس پر تکبر کرنے والا ہوں۔ اور یہ سب کچھ بعض اہل کشف کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے کرتا ہوں کہ بچے کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ اس صورت حال پر بناتا ہے جس پر کہ جماع کی حالت میں اس کا والد تھا۔ یہ مسببات کے ساتھ اسباب کے ربط کے باب سے ہے۔

اور اس کے متعلق گرچہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز روایت صحیحہ سے نہیں ہے لیکن اہل کشف کے کلام پر عمل کرتے ہوئے اس سے بچنا بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ پس بچے کی تخلیق میں طبیعت کا کوئی اثر نہیں۔ پس سمجھ لے۔ پس اہل کشفہ کے فرمان کے مطابق جو شخص شرعاً مذموم صفات میں سے کسی چیز کے ساتھ آلودہ ہو اسے چاہئے کہ توقع حمل کے ایام میں اپنی بیوی سے جماع نہ کرے مگر اس کے بعد کہ ہر گناہ سے خالص توبہ کرے پھر جماع کرے۔

شیخ احمد بن عاشر المغربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول

اور شیخ احمد بن عاشر المغربی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ سلطان قایتبای کی تربت کے شیخ ہیں اپنی بیوی کے حاملہ ہونے کے وقت سے اس سے مقاربت ترک کر دیتے تھے حتیٰ کہ بچہ جن لے اور اس کا دودھ چھڑا دے۔ یہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے کے نقصان کے خطرے کی بنا پر تھا جو کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ گرچہ اس کے منسوخ ہونے کا قول کیا گیا ہے۔ اور جب لوگ اس ضبط پر آپ کی تعریف کرتے تو فرماتے: یہ تو جانوروں کی عادت ہے کیونکہ جانور حاملہ ہوتے ہی نر کو کبھی قریب نہیں آنے دیتا۔ انتہی۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ آدمی اپنی اولاد کی صفات میں غور کرے۔ پس ان میں اچھی صفات پائے تو یہ اس کے اپنے اخلاق ہیں۔ یا بری عادات دیکھے تو یہ اس کے اپنے اخلاق ہیں اس وجہ سے کہ نطفہ اس کی پشت سے ان صفات کے ساتھ نازل ہوا۔ پس اپنے آپ ہی کی ملامت کرے۔

اور میں نے ایک دفعہ اپنے شیخ' شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ علماء اور صالحین کی اولادیں اکثر اپنے اسلاف کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونے سے پیچھے رہ جاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ ان کی ذوات کا ردی اخلاق سے صاف کیا جانا ہے۔ کیونکہ میل کچیل نیچے اترتی ہے جبکہ صفائی اوپر اٹھتی ہے۔ پھر فرمایا: کسانوں کی اولاد کے متعلق غور کر کس طرح علم میں مشغول

ہوتے ہیں حتیٰ کہ کوئی ان میں شیخ الاسلام بن جاتا ہے کیونکہ ان کے آباؤ اجداد کی پشتیں صاف نہیں کی گئیں۔ پھر آپ نے مجھے ایک اچھی حکایت سنائی۔ فرمایا کہ ہم ایک دن شیخ السلام حافظ ابن حجر سے موسم گرما میں ان کے مکان میں پڑھ رہے تھے۔ اچانک ہم پر پانی کے قطرے گرنے لگے۔ شیخ نے فرمایا: دیکھو یہ پانی کیسا ہے۔ ایک شخص چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ آپ کے بیٹے نے چھت میں گڑھا کھود رکھا ہے اور اس میں بطخ کا پر گاڑا ہوا ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں اپنے لئے بطخ گاڑ رہا ہوں۔ تو شیخ نے بلند آواز سے فرمایا: نیچے اترو۔ بطخوں کا کارخانہ تیرے باپ کی پشت میں ہے۔ انتھی۔ اور اس میں اس کی طرف اشارہ ہے جو ہم نے اہل کشف سے ذکر کیا۔ لیکن اس سے انبیاء علیہم السلام کو خارج سمجھنا واجب ہے۔ پس نہیں کہا جائے گا کہ نافرمان ابناء آدم سے جو کچھ رونما ہوا وہ پشت آدم میں تھا۔ پس بیشک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے احوال سے معصوم ہیں۔ اسی لئے آپ پر آپ کی اولاد کے بوجھ میں سے بالا جماع کچھ نہیں۔ انتھی۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر رشد و ہدایت پائے گا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اہل خانہ پر بخل نہ کرنا

میں اپنے اہل خانہ پر حمام کی اجرت کے لئے بخل نہیں کرتا جب بھی میں اس سے مقاربت کروں برابر ہے کہ جنابت جماع کی ہو یا نفاس کی۔ اور اسی طرح میں حیض یا احتلام سے اس کے غسل کی اجرت کے لئے بخل نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اس معاشرت بالمعروف کا حصہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ تو جو شخص بھی اپنی بیوی پر مذکورہ صورتوں میں بخل کرتا ہے اس نے اس کے ساتھ معروف کے ساتھ معاشرت نہیں کی۔ اور یوں ہی اگر اسے موسم سرما میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ غسل کی تکلیف دے۔

مرد کی اپنی بیوی کے ساتھ مروت

اور میں نے شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد کی مروت یہ ہے کہ دنیوی اخروی مصلحتوں کے حصول میں جن کی اس کی زوجہ کو حاجت ہو اس کی موافقت کرے کیونکہ وہ اس کے قبضے میں ہے۔ اگر وہ اپنی حاجت اس سے حاصل نہ کرے تو کس سے کرے۔ اور اسے نہیں چاہئے کہ یہ علت پیش کرے کہ یہ امر شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر واجب نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح اس خاتون نے اس سے تعاون کیا کہ اس کی وجہ سے اس کی آنکھ جھکی اور شرمگاہ محفوظ اور طبعی حاجت پوری ہوتی رہی اسی طرح اسے مذکورہ حاجات پورا کرنے میں اس سے تعاون کرنا چاہئے۔ اور اس امر میں کئی لوگ بخل کرتے ہیں۔ ایک شخص کثرت سے جماع کرتا ہے اور اپنی بیوی سے حمام کے پیسوں سے دریغ کرتا ہے۔ خصوصاً اکابر کی بیویاں کہ ان میں سے کوئی خاتون ہر روز یا ہر دو روز میں حمام کے لئے گھر سے نکلنے سے شرماتی ہے کہ لوگ اس کے گرد جمع ہوں گے۔ اور ہر شب اس کی مجامعت کا ادراک کریں گے۔ اور مرض کے ڈر سے اس کے لئے گھر میں نہانا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ہر شب اپنی لونڈی کو پانی گرم کرنے کا حکم دینے سے حیا کرتی ہے یا اپنی والدہ یا بہن یا والد کو۔ اور کئی دفعہ اس حیثیت سے نماز کو اس کے وقت سے نکال دیتی ہے یا طبعی حیا کی شدت کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کرتی ہے حالانکہ عذر شرعی حاصل نہیں پس یوں اس کا دین ناقص ہو جاتا ہے۔ پس جماع کی کثرت کرنے والا ایک چیز اختیار کرے یا تو اسے کم کرے یا پھر اپنے اہل خانہ کو حمام کے پیسے یا ایندھن کی قیمت دے اور گھر میں پانی گرم کرنے پر اس کی مدد کرے۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے

جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - عالم یا فقیر کے لئے کثرت تواضع و تعظیم

میں ہر اس عالم یا فقیر کے لئے کثرت سے تواضع و تعظیم کرتا ہوں جس کی زیارت کروں۔ اور اس کے ہاتھ یا پاؤں کو خوش دلی سے بوسہ دیتا ہوں۔ پھر میں یہ نہیں سمجھتا کہ میں نے خود پر اس کا حق واجب ادا کر دیا ہے خصوصاً اس کے مریدوں اور شاگردوں کی موجودگی میں۔ کیونکہ اس میں اس کے بارے میں ان کا اعتقاد پختہ ہوتا ہے۔ پس وہ پابندی سے اس کے پاس حاضری دیتے ہیں اور اس کی نصیحت اور تربیت قبول کرتے ہیں۔ خصوصاً میرے لئے ان کے ہاں شیخ ہونے میں ایک نام ہے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ جب فلاں شیخ ہمارے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہے تو یہ اس امر پر دلیل ہے کہ ہمارا شیخ اس سے برتر ہے۔ پس اس کے متعلق ان کے اعتقاد میں اور اس سے نفع حاصل کرنے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات میں اس شیخ کے دروازے کی دہلیز کو یا اس کی خانقاہ کے دروازے کو داخل ہوتے اور وہاں سے نکلتے ہوئے اس کے شاگردوں کی موجودگی میں چومتا ہوں اور وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں گرچہ وہ شیخ مقام معرفت میں مجھ سے فروتر ہو۔ اور میں اس شیخ کے ساتھ یہ سلوک اس لئے کرتا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ اس کے شاگرد اس کے ارد گرد وابستہ ہیں نہ کہ میرے ساتھ اور اگر مجھے ان کے بارے میں علم ہوتا کہ میں اگر خود کو عظیم گردانتا تو وہ مجھے اپنے شیخ پر مقدم کرتے جس وقت کہ مجھے معلوم ہوا کہ میں مقام میں اس سے اعلیٰ ہوں تو میں اس شیخ کے قدم چومتا اور نہ ہی اس کے دروازے کی دہلیز کو بوسہ دیتا۔ کیونکہ جب تو اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں بلکہ اس وقت دینی فائدہ ان کے مجھ سے فیض لینے میں ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ عارف کا مقام جب بھی اعلیٰ ہو وہ طریق کو قریب کرنے اور اسے مریدین پر مختصر کرنے کو زیادہ پہچاننے والا ہوگا۔ اور داعی الی اللہ تعالیٰ سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام۔ آپ کی امت پر آپ کے نائب اور امین ہیں۔ تو جس نے بھی اس کام کی طرف جلدی کی جس میں آپ کی امت کی بھلائی اور راحت ہے۔ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ ہوگا گرچہ وہ شیخ اول کے ذوق کے خلاف ہو۔ پس معلوم ہوا کہ ہمیں درست نہیں کہ ہم معرفت کے ساتھ اپنی تعریف کریں اور اس شیخ سے افضل قرار دیں مگر حق کے ساتھ۔ ورنہ یہ ہم پر حرام اور مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ ہوگا۔

شیخ افضل الدین کا معمول

اور شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی شیخ کے پاس جاتے اور اس کا نفس قائم دیکھتے تو اس کی پابوسی کرتے اور اس سے دعا کے طالب ہوتے گرچہ وہ آپ کا شاگرد ہونے کے لائق بھی نہ ہوتا۔ اور فرماتے کہ ہم اسے اپنے بھائیوں کے ساتھ تواضع سکھاتے ہیں۔ اور ایک دفعہ میں آپ کی معیت میں ایک شیخ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ مشیخت میں اس کا کوئی قدم نہیں تو اس کی جماعت کو اس سے نفرت دلانے لگے اور انہیں کہا کہ اپنے لئے کوئی شیخ تلاش کرو کیونکہ تمہارا یہ شیخ طریقت کا نابلد ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ نے اس کے بارے میں ان کا اعتقاد اچھا کیوں نہیں کیا؟ تو فرمانے لگے یہ ان کے ساتھ دھوکہ ہے۔ اور فقیر پر واجب ہے کہ جب کسی شیخ کے

متعلق معلوم کرے کہ طریقت سے بے بصیرت ہے جیسے کہ مشائخ احمدیہ (اس دور کے خود ساختہ مشائخ کی جماعت) اور کسی شیخ کے ہاتھ پر سلوک اختیار کئے بغیر آباء واجداد کے ذریعے شیخ بننے والے کہ انہیں طلب شیخ کی ہدایت کرے۔ پس اگر وہ اسے قبول نہ کریں تو فریقین کی مصلحت کی خاطر ان کی جماعت کو ان سے متنفر کرے۔ مشائخ کی اولاد کی مصلحت تو اس لئے تا کہ گمراہ کرنے والے امام نہ ہو جائیں۔ اور ان کی جماعت کی مصلحت یہ کہ ان پر طریقت کو قریب کیا جائے۔

پس اس مقام والا مصلحتوں کے ساتھ وابستہ ہے نہ کہ حظ نفس کے ساتھ۔ باوجودیکہ اس دور میں یہ عادت نادر ہے۔ اور مصر میں اپنے سوا میں نے کبھی کسی فقیر کو نہیں دیکھا جو شیخ بنا کہ کسی شیخ کی پابوسی کرتا ہو یا اس کی خانقاہ کی آستانہ بوسی کرتا ہو۔ پھر مخفی نہ رہے کہ میرے اس شیخ کے قدم چومنے کی طلب کا محل اس وقت ہے جبکہ مجھے اس پر خود بینی یا تکبر کا خوف نہ ہو۔ اگر مجھے اس پر اس کا خوف ہو گرچہ قرائن کے ساتھ ہی سہی تو میں اس کی پابوسی اور اس کے دروازے کی آستانہ بوسی ترک کر دیتا ہوں جس طرح کہ قواعد شرعیہ اس کی گواہی دیتے ہیں۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور میرے ساتھ ایسا واقعہ رونما ہوا کہ میں نے ایک شیخ کی اس کی جماعت اور اس کے معتقد امیر کی موجودگی میں پابوسی کی تو شیخ کو خود بینی اور مجھے ذلت وحقارت حاصل ہوئی اور شیخ کہنے لگا کہ فلاں نے ہماری خانقاہ کی دہلیز کو بوسہ دیا اور اس نے ہم سے تربیت طلب کی۔ اور امیر کہنے لگا فلاں ہمارے شیخ کا شاگرد ہے۔ اور میرے اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ پس اس پر کئی خرابیاں مرتب ہوئیں جن کا ذکر میں نے کتاب المنن الوسطی میں کیا ہے۔ اور اس امیر کا گھر برباد ہو گیا۔ اور شیخ پر کھوٹ کے عمل کی تہمت لگی۔ وغیر ذالک۔ پس اس واقعہ کے بعد میں نے کسی کی پابوسی نہیں کی مگر جب مجھے معلوم ہو جائے کہ اس وجہ سے اسے تکبر لاحق ہو گا نہ خود بینی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- بھائی کی زیارت کے وقت زیادہ دیر نہ بیٹھنا

جب کسی بھائی کی زیارت کروں تو وہاں نشست طویل کرنے یا میرے پاس جو اچھا کلام یا احوال ہیں انہیں وہاں ذکر کرنے سے محفوظ رہتا ہوں۔ اور اس دور میں اس سے کوئی کم ہی محفوظ رہتا ہے۔ اللھم۔ مگر اگر اس پر میرے لئے یا اس کے لئے مصلحت شرعیہ مرتب ہو تو حرج نہیں۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو کسی کی زیارت کو جائے اور وہاں دیر تک ٹھہرے مگر اگر تجھے معلوم ہو کہ وہ لوگوں کے حق میں اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے۔ ورنہ تیری زیارت گناہ کے زیادہ قریب ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ اس سے بچ کہ تو اپنے بھائی سے مقالات کے وقت اپنے محاسن میں سے کچھ بیان کرے مگر غرض شرعی کے لئے۔ پس بیشک سلف صالح نے اپنے بھائیوں کی زیارت کی کثرت صرف اس خوف کے پیش نظر ترک کی کہ ایک دوسرے سے اپنی اچھائی بیان کریں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک دینی بھائی سے ملے تو اس بھائی نے آپ سے کہا: مجھے گمان نہیں کہ کبھی اس سے اچھی مجلس نصیب ہوئی ہو تو حضرت فضیل نے اس سے کہا: مجھے گمان نہیں کہ ہم نے اس سے زیادہ بے برکت مجلس کی

ہو۔کیا ہم میں سے ہر ایک نے قصداً ایک دوسرے سے اپنے ہاں کے احسن حالات بیان نہیں کئے۔

اور بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بھائیوں کا اشتیاق رکھتے لیکن اس کے پاس نہ جاتے اور فرماتے کہ جب ملاقات کروں تو خطرہ ہے کہ میں اس کے لئے اچھا بنوں اور وہ میرے لئے اچھا بنے۔

اور میں نے اپنے شیخ شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلف صالح سلام بھیجنے کو پسند کرتے تھے۔اور فرماتے کہ یہ ہمیں ملاقات سے زیادہ پسندیدہ ہے۔کیونکہ بسا اوقات ہر انسان اپنے بھائی کے پاس اپنے نفس کو پاکیزہ کہتا ہے پس ہم میں سے ہر ایک کا قلب نور سے خالی ہو جاتا ہے۔اور ہم میں سے ہر ایک ابلیس والے گناہ میں گر پڑتا ہے جو کہ اپنے غیر پر فخر کرتا ہے۔اور ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا: بیٹے! لوگوں کی زیارت کی کثرت سے پرہیز کر مگر کسی مصلحت کے لئے۔پھر مجھے یہ دو بیت سنائے (جن کا ترجمہ یہ ہے) لوگوں کی زیارت کچھ فائدہ نہیں دیتی سوائے قیل وقال کی یاوہ گوئی کے۔پس لوگوں سے ملاقات میں کمی کر مگر حصول علم یا اصلاح حال کے لئے۔

پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اہل اسلام کی کثرت سے پردہ پوشی کرنا

جو مسلمان سر عام گناہ نہیں کرتے میں کثرت سے ان کی ستر پوشی کرتا ہوں۔اور اسے میں اپنے او پر واجبات میں سے سمجھتا ہوں۔ میری یہ عادت ہر اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے معاصی میں لوگوں کی آنکھوں سے پنہاں رہتا ہے۔مگر اگر اس پر مصلحت شرعیہ مرتب ہوتی ہو۔اور یہ خلق لوگوں میں نہایت کمیاب ہو چکا ہے۔پس قریب نہیں کہ کوئی کسی کی ستر پوشی کرے۔اور اس وجہ سے لوگوں کی بری عادات کا کشف کثرت سے ہو گیا ہے۔جبکہ ہم ایسے دور میں ہیں کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں معصیتوں کے ظہور۔فتنوں۔زنا اور لواطت۔قتل اور شراب نوشی وغیرہ کی کثرت کی خبر دی ہے۔

سیّدی احمد الزاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

اور سیّدی احمد الزاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ بعض لوگوں کے سامنے گناہ کرتا ہے تو اسے ستر کا حکم دو۔اگر وہ تمہاری بات نہ سنے تو اس امر کو حاکم کی طرف حدود قائم کرنے کے طور پر نہ اٹھاؤ۔اور اس کی نصیحت کے طریقے سے حاکم وغیرہ کو مشورہ طلب کرنے کے طور پر تمہارے بتانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ تمہارا عقیدہ ہو کہ وہ تدبیر میں تم سے زیادہ وسعت رکھتا ہے۔اور اس کی ہتک حرمت کے طریقے کسی ایسے کو نہ بتاؤ جو اسے پہچانتا نہیں۔پس بیشک معصیت کی شماتت ایک اور معصیت ہے۔مگر جب وہ خاص و عام کے درمیان سر عام معاصی کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ ایسا عبد ہے جس نے اپنی گردن سے حیاء کی رسی اتار پھینکی ہے۔اور یہ اس امر کا مستحق ہے کہ حکام کے پاس اس کا مقدمہ لے جایا جائے اور اس کے متعلق لوگوں کو باخبر کیا جائے تا کہ وہ اس سے پر حذر رہیں۔خصوصاً جب وہ عورتوں کو کثرت سے بہلاتا پھسلاتا ہو تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے پڑوسیوں کو اللہ تعالیٰ۔اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اس سے پر حذر رہنے کی تلقین کرے۔پھر جب اس کا مقدمہ ہم حاکم کی طرف اٹھائیں تا کہ وہ اپنی شرط کے ساتھ اس پر حد یا تعزیر قائم کرے تو چاہئے کہ اس سے ہمارا قصد اسے گناہوں سے پاک کرنا ہو نہ کہ اس کی سزا سے خوش ہونا۔پس بسا

اوقات اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اسی قسم کے جرم میں مبتلا کرنے کی سزا دیتا ہے کیونکہ اس کی سزا سے خوش ہونا اسے عار دلانے کی جنس سے ہے۔اور جو عار دلائے وہ مبتلا کیا جاتا ہے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ اگر تم سے کسی نے اپنے بھائی کو کتی کا دودھ پینے کی عار دلائی وہ نہیں مرتا حتیٰ کہ اس کتی سے دودھ پیئے۔

اور ایک شخص کئی بار کسی معصیت میں گرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس معصیت کو اس کے دشمنوں سے چھپائے رکھتا ہے۔اور اگر وہ اس پر مطلع ہو جاتے اور ان کے نزدیک اس سے تعلقات منقطع کرنا اچھا ہوتا تو اسے عرصہ تک چھوڑے رکھتے اور اس کی ہم نشینی سے پرہیز کرتے۔

مسلمان کی ستر پوشی کا طریقہ

پھر مخفی نہ رہے کہ مسلمان کے لئے ہماری ستر پوشی یہ ہے کہ ہم اس پر دروازہ بند کر دیں جب دیکھیں کہ وہ نشے کی حالت میں باہر نکل رہا ہے۔اور ہم اس اجنبی عورت کو جو کہ مثلاً خلوت محرمہ میں اس کے ساتھ ہے حکم دیں گے کہ وہ پڑوسی کی دیوار سے اتر جائے اگر ہمیں خطرہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص اسے دیکھ لے گا جبکہ وہ اس جگہ سے نکلی جس میں وہ ہے۔یہ سب کچھ اس لئے تا کہ کسی کو اس شخص کی معصیت کا علم نہ ہو۔خصوصاً جبکہ ہمارا پڑوسی ہو اور بری عادات کے کھلنے پر کوئی خرابی مرتب نہ ہو۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا راز افشاء کرے گرچہ تیرے نہایت عزیز دوست کے سامنے ہو۔پس بیشک وہ اگر سادہ ہے تو وہ سب لوگوں سے اس کی حکایت کرتا پھرے گا۔اور اگر دانستہ فہمیدہ ہے تو بعض لوگوں کے لئے بیان کرے گا اور انہیں چھپانے کا حکم دے گا۔پس ہر کوئی اپنے ساتھی کو خبر دے گا اور اسے چھپانے کا حکم دے گا۔یہاں تک کہ سارے شہر کو پتہ چل جائے گا۔جبکہ ان میں کا ایک شخص گمان کرتا ہے کہ اس نے جو دیکھا اسے چھپایا ہے۔حالانکہ اس نے لوگوں کے درمیان اپنے بھائی کو بے آبرو کر دیا۔پس عقلمند کو ایسی صورت حال کے لئے بیدار رہنا چاہئے کیونکہ یہ تو اکابر میں اکثر واقع ہے چہ جائیکہ ان کا غیر ہو۔

شیخ خانقاہ کے لئے امر مناسب

اور اگر شیخ خانقاہ ارادہ کرے کہ ناقل کو ادب سکھائے اسے حکم دے کہ جس نے اسے خبر دی اسے معین کرے۔اور اسی طرح یہاں تک کہ اس تک پہنچ جائے جس سے کلام پہلے نکلا اسے ادب سکھانا زیادہ بہتر ہے۔اور اس سے ابلیس زیادہ غضبناک ہوتا ہے۔پس بیشک وہ اکثر ایک کو وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں سے ایسا ایسا کام صادر ہوا۔کبھی گمان کے ساتھ اور کبھی کسی فاسق یا دشمن سے سن کر۔پس جب اسے کہا جاتا ہے کہ تو نے اسے کس شخص سے سنا تو کہتا ہے: ایک شخص سے جس کا ذکر نہیں کرنا چاہئے یا اس شخص سے جس نے مجھے طلاق کی قسم دلائی ہے کہ میں اس کا ذکر نہیں کروں گا۔پس اس کی وجہ سے خانقاہ برباد ہو جاتی ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خوف فتنہ کی وجہ سے اسے معین نہ کرنے میں صحیح ہے۔حالانکہ چھپانے کا فتنہ بڑا ہے۔کیونکہ جب اس نے اسے معین کر دیا تو یا تو اپنے قول سے طریق شرعی کے ساتھ نکل جائے گا یا اس پر حد قذف اور تعزیر قائم کی جائے گی۔پھر شیخ خانقاہ سے ایسی بات صرف شیطان ہی چھپاتا ہے۔پس بیشک وہ فقراء پر ان کی جانوں سے زیادہ مشفق ہے۔پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- دشمن کی ستر پوشی کی محبت میں شرح صدر اور نفس کی موافقت

اپنے دشمن کی ستر پوشی کی محبت میں مجھے شرح صدر اور نفس کے موافق ہونے کا شرف حاصل ہے اور اس کے بے پردہ ہونے کو ناپسند کرتا ہوں اور اس سے متاثر ہوتا ہوں۔ اور یہ خلق کمیاب ہے۔ چند لوگوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ اور لوگوں پر غالب یہ ہے کہ دشمن کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا ستر ظاہر کرتے اور اسے خاص و عام پر اشارۃً یا صراحتاً پھیلاتے ہیں۔ بخلاف میرے۔ پس بیشک میں بحمد اللہ تعالیٰ اپنے دشمن کی ستر پوشی اپنے دوست کی ستر پوشی سے زیادہ کرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ میرے دوست سے مجھے عفو کی امید ہے جب کہ میں اس کا ستر کھولنے سے توبہ واستغفار کروں جبکہ میرا دشمن یوں نہیں۔ بلکہ دنیا وآخرت میں مجھے بری الذمہ قرار نہیں دیتا۔

ستر پوشی کے متعلق امام شعرانی کے معمولات

اور بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنے بے شمار دشمنوں کی شرم کی باتوں پر اطلاع رکھتا ہوں جو کہ مجھے بہتان اور جھوٹ کی تہمت لگاتے ہیں جبکہ میں ان کی ستر پوشی کرتا ہوں۔ پس وہ ارادہ کرتے ہیں کہ بہتان کے ساتھ میرا ستر کھولیں جبکہ میں ان کے ثابت شدہ امور میں جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کی ستر پوشی کرتا ہوں۔ کئی دفعہ میں ان میں سے کسی کو مرتکب معصیت دیکھتا ہوں پھر جب میں اپنے غیر کو اس کا ذکر کرتا سنتا ہوں تو اسے جھوٹا قرار دیتا ہوں۔ اور کہتا ہوں حاش للہ۔ تو دشمن ہے اور دشمن کا کلام اس کے دشمن کے بارے میں قبول نہیں کیا جاتا۔ باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ وہ غیر اس بارے میں سچا ہے جو کچھ اس نے دیکھا۔ ایسا صرف مسلمانوں کے پردے کھولنے کا دروازہ بند کرنے کے لئے ہے۔ اللہم۔ اگر دونوں فریق حاکم کے پاس مقدمہ لے جائیں تو دو یا چار گواہوں کی گواہی میں طعن جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے روکا گیا ہے۔ بخلاف اس امر کے جو کہ حاکم کی طرف لے جانے اور حاکم کے گواہوں کی گواہی قبول کرنے سے پہلے ہے۔ پس سمجھ لے۔

اور اسی لئے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ ہر معلوم بات کہی نہیں جاتی۔ اور دشمن کی شرم کی بات پر اکثر اس وقت متاثر ہوتا ہوں جب میں اسے مجھے برا بھلا کہتے اور میری تنقیص کرتے ہوئے دیکھوں۔ خصوصاً اگر اس کا شمار علماء یا فقراء میں ہوتا ہو۔ اور یہ علماء وصلحاء کے خرقہ میں طعن کا دروازہ بند کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ اس میں اتنی خرابیاں ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ یہاں کم از کم یہ ہے کہ عوام معاصی پر اور ایک دوسرے کو کوسنے پر بے جا جرأت کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب فلاں عالم اور فلاں صالح فلاں معصیت میں گر پڑا تو میں کیا چیز ہوں۔

معصیت اور مقام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

محققین نے واعظ پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق معصیت نام کی کسی چیز کا ذکر حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ ذنوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے مقام کے پیش نظر ہیں جیسے ان کا خلاف اولیٰ یا مباح کا ارتکاب کرنا ہے۔ ان کے معاصی سے مراد محرمات میں سے کسی چیز کا ارتکاب نہیں کیونکہ اگر وہ اس کے مرتکب ہوتے تو معصوم نہیں ہوتے تھے جبکہ ان کی عصمت قطعاً ثابت ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی کا ارشاد

اور شیخ محی الدین فتوحات میں فرماتے ہیں جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کے معاصی اور خطاؤں کی حقیقت معین کی سب غلط

ہیں۔جس طرح کہ حضرت داؤدعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خطا کے واقعہ میں ہے۔بعض کا عقیدہ ہے کہ یہ اوریاء کی بیوی کی طرف ناروانظر تھی۔ جبکہ حق یہ ہے کہ وہ خطا صرف نیت کی حضوری کے بغیر آپ کا سر اٹھانا تھا۔پس بیشک اکابر کی حرکات وسکنات اذن خاص ہی کے ساتھ ہوتی ہیں۔اور دوسروں کی طرح انہیں مطلق اباحت کافی نہیں۔پس آپ نے سر مبارک اٹھایا تو نظر اوریاء کی بیوی پر پڑگئی۔آپ نے فوراً نظر پھیر لی۔پس عین خطا اذن خاص کے بغیر نگاہ اٹھانا تھا نہ کہ ناجائز نظر کیونکہ آپ معصوم ہیں۔اور حدیث میں وارد الفاظ کانت خطیة اخي داؤد النظر کی یہی توجیہہ ہے کیونکہ نظر کا ذکر مطلقاً ہے جو کہ آسمان۔دیوار وغیرہ ذالک کو شامل۔اور کموئی خاص چیز متعین نہیں فرمائی۔علاوہ ازیں جس نے ناروا خطا متعین کی وہ اس کے متعلق شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کبھی بھی کوئی دلیل نہیں پاسکا۔صحیح نہ ضعیف۔یہ تو بعض بدبخت یہودیوں سے رونما ہوا جنہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حرمتوں کے خلاف ایسے کلام سے یاوہ گوئی کی جس کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔تعجب تو بعض مفسرین کے اسے اپنی تفسیر میں رکھ دینے سے ہے اور کوئی بکنے لگتا ہے کہ مفسرین نے یوں کہا۔اور یہ قطعاً جائز نہیں۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔والحمد لله رب العالمین۔

(اقوب وباللہ التوفیق۔اس کے متعلق ایک جواب تفسیرات احمدیہ کے حوالے سے حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں گجراتی نے نقل فرمایا ہے۔فرماتے ہیں کہ واقعہ صرف یہ تھا کہ ایک شخص اوریاء نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔داؤد علیہ السلام نے بھی اسے پیغام پر پیغام دے دیا۔اس نے آپ سے نکاح کرلیا۔تفسیرات احمدیہ کی عبارت یہ ہے:وعن داؤد بکونه اقداماً علی الفعل المشروع وھو نکاح المخطوبة.یعنی یہ ایک جائز فعل کا اقدام تھا جو کہ مخطوبہ کا نکاح ہے۔مگر چونکہ اس جائز کام سے بھی نبوت کی شان بلند وبالا ہے اس لئے رب تعالیٰ نے ان کے احترام کو زیادہ فرماتے ہوئے دو فرشتوں کو ایک فرضی مقدمہ لے کر بھیجا اور انہوں نے اپنی طرف نسبت کرکے آپ سے فیصلہ کرا کر اشارۃً سمجھا دیا۔سبحان اللہ! کیا شان ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء علیہم السلام کا کیا احترام ہے کہ عمدہ طریقے سے انہیں معاملہ سمجھایا گیا۔اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا تھا کہ جو کوئی داؤد علیہ السلام کا واقعہ قصے کہانیوں کی طرح بیان کرے گا میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے لگاؤں گا۔یعنی تہمت کی سزا ۸۰ کوڑے ہیں۔اس کو دگنے لگیں گے۔(روح البیان سورۂ ص)(الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

احسان خداوندی-خلاف نقل غلط مسئلہ کے منسوب الیہ پر رد میں جلدی نہ کرنا

بعض حاسدین جس سے خلاف نقل غلطی نقل کریں میں اس کی تردید میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اس کے متعلق انتہائی چھان پھٹک کرتا ہوں۔خصوصاً جب وہ غلط مسئلہ تکفیر یا تعزیر تک لے جائے۔اور اس امر میں کم لوگ تحقیق وتفتیش کرتے ہیں بلکہ کوئی تو فتوئی میں جلدی کرتا ہے باوجودیکہ صاحب واقعہ سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔اور نہ ہی یہ امر اس کے نزدیک عادل گواہ سے ثابت ہوا۔

اور جب بعض لوگوں نے شیخ عبدالمجید الساموی سے نقل کیا کہ انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والوں کو اللھم صل علی وسلم علی سیدنا محمد افضل مخلوقا تک کہنے سے روکا اور کہا افضل مخلوقا تک مت کہو۔کیونکہ یہ حدیث میں وارد نہیں۔اور آخر تک جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا تو ہر جلد باز نے جلدی کی۔کسی نے تکفیر کا فتوئی دیا تو کسی نے انتہائی غلط مسئلہ کا فتوئی

دیا۔کسی نے تعزیر کا فتویٰ دیا۔ میں نے خط بھیجا جس میں انہیں اس کے متعلق باخبر کیا جو حاسدوں نے ان کے حق میں کہا۔اور یہ کہ مجھے حقیقت حال کی اطلاع بخشیں۔تو آپ نے مجھے لکھا کہ بندہ کی طرف جو منسوب کیا گیا کہ درود شریف پڑھنے والوں کو افضل مخلوقات تک کہنے سے روکا ہے۔ میں نے ایسا نہیں کہا۔اصل صورت یہ ہے کہ میرے پاس ایک سوال آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ان کیفیات کے ساتھ پڑھنا افضل ہے جو کہ حدیث میں وارد ہیں یا ان کیفیات کے ساتھ جن میں تفخیم و تعظیم زیادہ ہے؟ تو میں نے جواب دیا تھا کہ آپ پر درود شریف انہیں صیغوں کے ساتھ پڑھنا افضل ہے جو کہ حدیث پاک میں وارد ہیں۔کیونکہ حد سنت پر ٹھہرنا آگے بڑھنے سے بہت ہے۔پھر میں نے کہا تھا کہ یہ جو ہم نے کہا ہے فضیلت کے متعلق ہمارے اعتقاد کے منافی نہیں جس پر آئمہ کا اجماع ہے۔چنانچہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں۔پس کوئی مخلوق آپ سے افضل نہیں۔تو میرے لئے کیسے ممکن ہے کہ اجماع کے خلاف کہوں۔یہ ہے وہ جو مجھے یاد ہے کہ میں نے اس سوال پر لکھا۔لیکن میں وہی کہتا ہوں جو یعقوب علیہ السلام نے کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون (یوسف آیت ۱۸) پس میں صبر جمیل کروں گا۔اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں اس پر جو تم بیان کرتے ہو)

نیز فرمایا: مجھے تمنا تھی کہ اے کاش مجھے اس جواب سے مطلع کرتے جو انہوں نے مشہور کیا ہے تاکہ میں تمام علماء کی موافقت میں مزید بیان اور وضاحت کرسکوں لیکن انہوں نے مجھے اطلاع دی نہ اس کے متعلق میری طرف رجوع کیا۔یہ ہے واقعہ۔پس جب آپ نے یہ دیکھا تو میں نے اسے متعصبین کے پاس بھیجا۔مگر ان میں سے کسی نے اس پر کان نہ دھرا۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس کسی کی طرف سے کوئی کلام پہنچے اور تم اسے اس کے متعلق جتلاؤ۔پس وہ انکار کرے تو اس کی طرف رجوع کرو اور ناقل کو جھوٹا کہو۔

اور کتب فقہ میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ قاضی یا مفتی یا گواہ جب اپنے فیصلے یا اپنے فتویٰ یا اپنی گواہی سے انکار کرے تو اس سے قسم نہ لی جائے کیونکہ وہ صاحب امانت ہے۔انتہی۔پس اے بھائی! کسی پر تعصب سے پرہیز کر مگر اس سے ملاقات اور اس سے وہ کچھ سننے کے بعد جس کا ظاہر شریعت کے خلاف ہو اور تو اسے ظاہر شریعت کی یا کلام جمہور کی اس کی مخالفت سے اسے باخبر کرے۔پھر اس کے بعد اگر وہ مخالفت پر ڈٹ جائے تو اب اس پر اور مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے اس پر انکار کر اور اس کی شناعت بیان کر۔اس پر تو اس لئے کہ گمراہ کرنے والے آئمہ سے نہ ہو جائے اور مسلمانوں پر اس لئے کہ اس میں اس کی پیروی نہ کریں پس وہ ہلاک ہو جائیں گے۔والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ ماقبل میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اجماع منقول کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں اور کوئی مخلوق آپ سے افضل نہیں۔نفس مسئلہ تو منذکور لیکن محبت کا ذوق محبت متقاضی کہ قدرے وضاحت ہو کیونکہ قلزم حسن حبیب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین سے ایک پیاسا ایک آدھ گھونٹ سے کیوں کر مطمئن ہو۔یہ تو حقیقت ہے کہ گلستان میں بے حد و حساب پھول ہیں لیکن یہ علم تو بلبل کے لئے کافی نہیں اسے تو مہک سے مشام جان معطر کرنے کی عادت ہے کہ اس کا یہی ایسا ہے۔تو شیفتگان جمال محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور وابستگان آستان شاہد عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ایمانی ضیافت کے

لئے امام اہل سنت فیض درجت اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ابتدائیہ نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ماہ شوال ۱۳۰۵ھ کے آغاز میں آپ سے سوال ہوا جس کا خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے کا مسئلہ واضح کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اس عجالہ نافعہ کا خطبہ ہی ایسا تحریر فرمایا جو کہ موضوع سے متعلق ایک عظیم دستاویز ہے۔ ازاں بعد فرماتے ہیں۔ ''حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سیّد الاولین والاخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ کلمہ شریف پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے۔ جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے۔ سارے مجمع کا دولہا حضور کو بنائیں گے۔ انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیازمند ہوں گے۔ موافق ومخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انہیں کی جانب بلند ہوں گے۔ انہیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا۔ انہیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا۔ جو آج بیان ہے کل عیان ہے۔ اس دن جو مومن ومقر ہیں نور باعشرتوں سے شادیاں رچائیں گے۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا۔ اور جو مبطل ومنکر ہیں دلفگار حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے۔ یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول. اور پھر آپ نے اختصار وجامعیت کے پیش نظر صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں کے حوالے سے مسئلہ متعلقہ کو روز روشن سے زیادہ واضح اور مہر سپہر سے زیادہ ظاہر وباہر فرمایا۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اس سے قبل اس موضوع پر ایسی کتاب منصۂ شہود پر نظر نہیں آئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی - شاگرد کے بچے کی ولادت کی خوشی میں اس کے ساتھ شریک ہونا

میرے کسی شاگرد کے ہاں بچہ پیدا ہو تو فرحت اور مسرت میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ تنگدست ہو تو جو کچھ ہوسکے شہد وغیرہ سے اور جانور ذبح کر کے اس کی مدد کرتا ہوں۔ اور اسی طرح اس کی والدہ کو اپنے اہل خانہ کے ذریعے تحفہ بھیج کر خوش کرتا ہوں۔ برابر ہے کہ اس کے لئے اس پر تحفہ کے بارے میں قرض ہو یا نہ ہو۔ اور میں اپنے اہل خانہ پر تحفے کے لئے پیسوں میں بخل نہیں کرتا جب وہ مجھ سے طلب کرے تا کہ عورتوں میں اس کا بھرم رہے۔ اور میں اسے کبھی نہیں کہتا کہ یہ مجھ پر لازم نہیں کیونکہ یہ معاشرت بالمعروف میں سے ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جو اپنے بھائی کی دلجوئی کرتا ہے دینا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کی دلجوئی فرماتا ہے اور جو اپنے بھائی کا دل توڑتا ہے تو وہ اس کے برعکس ہے۔ پھر جب تیرے پاس بچہ آئے اور تو اس سے طلب کرے کہ وہ اس سے خوش ہو تو وہ اس کے ساتھ تیرے فعل کے بدلے کے طور خوش نہیں ہوگا۔ اور اگر تو اس کے بچے کی خوشی کرتا ہے اور اسے تحفہ دیتا ہے تو تیرے بچے کی خوشی کرنا اور تجھے تحفہ بھیجتا۔

اور میں نے اس شخص کو دیکھا جس سے اس کی بیوی نے تحفے کا مطالبہ کیا تا کہ اپنی پڑوسن کے بچے کے لئے تحفہ بھیجے وہ راضی نہ ہوا۔ اور دونوں کے درمیان وہ صورت حال واقع ہوئی جس میں اچھائی نہیں۔ اور یہ بخل۔ شح اور بری معاشرت سے ہے۔ پس اے بھائی! ایسا کرنے سے پرہیز کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور تیری آزمائش میں تدبیر فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔شاگرد کو احسان نہ جتلانا

اور میں اس شاگرد کو کھانے پینے کا احسان جتلانے کے درپے نہیں ہوتا جو مدت تک میرے ساتھ کھاتا رہا پھر اس سے اس کی نعمت کی ناشکری صادر ہوئی جو درمیان میں واسطہ تھا۔اور میں اسے کبھی نہیں کہتا کہ اے فلاں! اس روٹی اور نمک کو یاد کر جو میرے اور تیرے درمیان تھی۔اس سے اسے اذیت پہنچتی ہے پس وہ صدقہ باطل کردیتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (البقرہ آیت ۲۶۴) اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر ضائع نہ کرو) بسا اوقات اس شاگرد پر نفس قائم ہوجاتا ہے پس وہ انکار کردیتا ہے اور قسم اٹھالیتا ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ کھایا ہی نہیں۔اور نہ ہی ہمیں اس پر کچھ فضیلت ہے۔اور کبھی اس کے بارے میں دشمنوں کی شماتت کے خوف سے جھوٹی قسم اٹھالیتا ہے۔اور بعض دفعہ وہ ہمارے نقائص میں لب کشائی کرتا ہے جب کہ ہم اس پر لقمے کا احسان جتلائیں پس اس پر کئی خرابیاں اور گناہ قائم ہوجاتے ہیں۔

بندے کے لئے عملی مناسبت

پس معلوم ہوا کہ بندے کو جو چاہئے وہ یہ ہے کہ کسی کو کچھ نہ کھلائے مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔پس ازاں بعد اس پر کچھ وزن نہیں کھانے والا اس کا اعتراف کرے یا انکار۔پس بیشک کھانے والوں کے لئے جھگڑے کے وقت طعام کا ذکر کرنا اس میں عدم اخلاص کا نشان ہے اور اصل میں کمینے پن کی دلیل۔کیونکہ کریم اپنے بھائی کے ساتھ جو نیکی کرتا ہے اس کا احسان کبھی نہیں جتلاتا۔بلکہ فضیلت اس بھائی کی سمجھتا ہے جس نے اس کے ہاں کھایا۔خصوصاً اگر وہ سچے محبین میں سے ہو پھر اس سے صحبت میں کچھ بھی رونما ہوگئی پھر عنقریب محبت کی طرف لوٹ آیا۔پس یہ احسان جتلانا اس کے بعد صحبت کو جب یاد آئے مکدر کرنے لگتا ہے۔اور طالب علموں میں سے میرا ایک نابینا شاگرد تھا میں اس کی معیت میں علم کا مطالعہ کرتا اور مجھے اچھے اچھے فوائد حاصل ہوتے۔ایک طالب علم سے اس کا جھگڑا ہوگیا تو اس نے اس سے کہا کہ فلاں کے پاس تو صرف صبح کا کھانا کھانے آتا ہے۔اس شاگرد کو تکبر نے برانگیختہ کیا اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق کی قسم کھالی کہ وہ اس سال میرے پاس نہیں کھائے گا۔پس اے بھائی! مت پوچھ کہ اس کی وجہ سے مجھے کس قدر دکھ پہنچا۔پس بیشک فقیر کی شان ہے ہر شاگرد کی تصدیق کرنا اس دعوے میں جو وہ خالص محبت کے متعلق کرتا ہے۔اور اسے جائز نہیں کہ اس کی تکذیب کرے گرچہ قرائن کے ساتھ ہو۔اور اگر کریم غور کرے تو خود پر اس کا احسان پائے گا جو اس کا طعام کھاتا ہے۔پس بیشک اگر اس نے اس میں کرم کا گمان نہ کیا ہوتا تو اس کے ہاں نہ کھاتا۔

پس وہ شاگرد جو تیرے متعلق اچھا گمان رکھتا ہے اور تیرے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے اور تیرا سامان آخرت کی طرف اٹھاتا ہے جبکہ کبھی اسے تیری خاطر ایسی حالت ... حق ہوتی ہے جس کی حاجت تجھے زیادہ ہے تو اس پر ایک لقمے کا احسان کیونکر جتلاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیرے ہاتھوں پر رکھا ہے۔یہ تو شریعت کی خوبیوں سے خروج ہے۔پس اے بھائی! ایسا کرنے سے پرہیز کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور تیری آزمائش میں تیری تدبیر فرمائے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اس دور کے قاضیوں کے حال کی پہچان

میں اس دور کے قاضیوں کے حال کو پہچانتا ہوں اور ان سے احکام میں جو کچھ واقع ہوتا ہے اس میں شرعی عذر قائم کرتا ہوں اور کسی قاضی پر طعن نہیں کرتا مگر جبکہ اس کے لئے شریعت میں صحیح توجیہہ نہ پاؤں۔ اور مجھے سچے قاضیوں میں سے ایک قاضی نے بتایا کہ وہ کئی بار ارادہ کرتا ہے کہ جھگڑنے والوں کے لئے مکمل طور پر امور شرعیہ کا اہتمام کرے مگر اس کے لئے کئی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں جو اسے اس سے روک دیتی ہیں۔ پس میں شریعت کی مدد میں اپنی انتہائی کوشش کرتا ہوں۔ پس سمجھ لے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مرید کے نقص کو اس کے شیخ کے نقص کی دلیل قرار نہ دینا

اس دور کے مریدین کے نقائص میں گرنے سے میں ان کے شیخ کے نقص کے لئے دلیل نہیں پکڑتا ہوں۔ بعض کے قول پر عمل کرتے ہوئے کہ جب تو اس شیخ کا مقام پہچاننا چاہے جسے تو نے دیکھا نہیں تو اس کے مریدوں کو دیکھ۔ بیشک وہ اس پر تیری راہنمائی کریں گے۔ کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ کبھی شیخ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس بیٹھنے والے کے مقسوم میں اخلاق قوم میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جس طرح ہر اس شخص کو ہدایت حاصل نہیں ہوئی جو آپ کے پاس آیا۔ واعظ کے کلام سے ہر سننے والا نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے دور کے شیخ کی طرف منسوب ہونے والے کے متعلق بے ادبی سے غور کرے پس تو کہے کہ اگر اس کا شیخ باصلاحیت ہوتا تو مرید پر اس کا اثر ظاہر ہوتا۔ پس طریق شرعی کے بغیر مشائخ کی غیبت میں گر جائے۔ پس مورد غضب قرار پائے۔ اس سے پرحذر رہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو اور تیری آزمائش میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-سوال نہ کرنا۔ حلال لوٹانا نہ اس کا ذخیرہ کرنا

میں سوال نہیں کرتا۔ اور حلال نہیں لوٹاتا اور نہ ہی اس کا ذخیرہ کرتا ہوں۔ پس حال یا قال سے میرے مانگے بغیر جو کچھ میرے پاس آجائے اسے قبول کر لیتا ہوں اور جسے بھی اس کی حاجت ہو میرا نفس ہو یا میرا غیر وجہ شرعی کے مطابق اس پر خرچ کر دیتا ہوں۔ اور یہی شیخ کامل ابوالحسن الشاذلی اور آپ کے مریدوں کا طریقہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہم نے خوشحالی کے ایام میں کئی بار اس پر عمل کیا۔ بخلاف ایام ضرورت کے۔ پس بیشک یہ امتیازات ایک اور حکم کی طرف متغیر ہو جاتے ہیں۔ اور سیّدی شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حلال کو حلال سمجھ جب تک تیرے دل میں نہ کھٹکے اور اس کے متعلق تو نے عورتوں مردوں میں سے کسی سے سوال نہ کیا۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ایک کی موجودگی میں دوسری سوکن کی تعریف نہ کرنا

ایک سوکن کی دوسری کی موجودگی میں تعریف کرتا ہوں نہ اس کا شکریہ کسی ایسی دلیل میں جس کی طرف اس کا دل مائل ہو۔ کہ اس کی وجہ سے ہر ایک کی آگ میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور وہ کہتی ہے کہ یہ وہ امور ہیں جن کی وجہ سے میرے شوہر کا دل میری سوکن کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس یوں سوکن کے خلاف اس کی حماقت اور غصے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح میں ایک مکان میں ان دونوں کو جمع نہیں

کرتا۔اور نہ ہی ان میں سے ایک کو دوسری کے ہاں اس کی الفت دلانے کے لئے لے جاتا ہوں تا کہ اس کے ہاں کھانا پکائے۔ بیشک یہ ایک امر قبیح سب کا سب دھوکا ہے۔اور اگر ایک سوکن دوسری کے متعلق رضا کا اظہار کرے اور اس کی طرف جانے کی طلب کرے تو میں اس کی بات نہیں مانتا۔کیونکہ دو سوکنوں کا حکم دنیا و آخرت کے حکم جیسا ہے۔اگر تو ان میں سے ایک کو راضی کرے تو دونوں میں سے ہر ایک پر قہر کرتے ہوئے دوسری کو ناراض کیا۔اور سیّدی الشیخ عبدالعزیز الدیرینی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعار میں فرماتے ہیں: میں نے جہالت کی زیادتی کی وجہ سے دو عورتوں سے شادی کی اور دو کے شوہر نے غم واندوہ جمع کرلیا۔میں نے کہا کہ میں دونوں کے درمیان شوہر کی حیثیت سے خوشگوار زندگی بسر کروں گا۔لیکن حالت ہمیشہ کے لئے برعکس کہ دو مصیبتوں کی وجہ سے دائمی عذاب ہے۔اس کی رضامندی دوسری کی ناراضگی کو حرکت دیتی ہے۔پس میں دو ناراضگیوں میں سے ایک سے خالی نہیں۔اس کے لئے ایک رات اور اس کے لئے دوسری۔دونوں راتوں میں دائمی طبل زنی۔اگر تو سعادت کی زندگی بسر کرنا چاہے۔خیرات سے دونوں ہاتھ معمور ہوں تو کنوارہ رہ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو ایک کافی ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

آٹھواں باب:

دیگر اخلاق کے بیان میں

پس میں توفیق الٰہی سے کہتا ہوں اور وہی مجھے کافی ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے۔

انعام خداوندی-منسوب الی الشرف اور نسل انصار سے بغض نہ رکھنا

جو سادات کی طرف منسوب ہو یا انصار میں سے ہو میں اس سے بغض نہیں رکھتا۔اور اگر وہ مجھے نہایت سخت اذیت دے تو برداشت کرتا ہوں۔اور یہ اس لئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے یا انصار کی اولاد سے یعنی حظ نفس کے لئے میرا بغض رکھنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کرنا ہے۔اور اپنے ایمان کو مجروح کرنا ہے۔اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کرے تو اس کے ایمان کا حکم مخفی نہیں۔اور قرآن عظیم میں ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی (الشوریٰ آیت ۲۳) آپ فرمادیں میں اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز قرابت کی محبت کے۔اور مودت ہے محبت کا ثبات ودوام۔اور حدیث پاک میں ہے اللہ سے ڈرو۔اللہ سے ڈرو۔میرے اہل بیت کے بارے میں۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق فرمایا جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کیا۔اور بخاری وغیرہ میں ہے انصار کی محبت ایمان سے ہے۔اور جس کا حکم اصل کے لئے ثابت ہے اس کا حکم فرع کے لئے ثابت ہے۔گرچہ مقام جدا جدا ہے۔مگر جسے نص خارج کردے فالحمد علی ذالک۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ادب یہی ہے کہ ہم پر کوئی شریف (سید) جو ظلم کرے ہم اسے بندوں پر تقدیر الٰہی کے جاری ہونے کے باب سے قرار دیں۔پس اس پر حق عزوجل سے ہم جو اعلیٰ معاملہ کریں رضا ہے۔اگر ہم رضا پر قادر نہ ہوں تو صبر۔اگر ہم صبر نہ کرسکیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ صبر کے ساتھ اس شریف پر ہماری مدد فرمائے۔کیونکہ صبر کے بعد ان تقدیروں پر ناراضگی ہی ہے اور یہ جائز نہیں۔پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے مشائخ کی حرمت کی حفاظت

میں اپنے مشائخ کی حرمت کی حفاظت کرتا ہوں۔حیات ظاہری میں ہوں یا بعد وفات۔اور اگر فرض کرو کہ میں ان میں سے کسی کے مقام سے آگے نکل گیا ہوں تو بھی اپنے آپ کو کبھی اس سے برتر نہیں سمجھتا بلکہ میں خود کو اس کا خادم ہونے کے لائق نہیں سمجھتا۔کیونکہ

مرید کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس اصل شے سے ہے جو شیخ نے اسے عطا کی۔ جبکہ اس کا شیخ دائم الترقی ہے۔ پس وہ مرید کے لئے توقف نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ کبھی بھی اسے مل سکے۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ جو ہم اپنے مشائخ کے متعلق رکھتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے مرید کے اپنے شیخ کے مقام سے آگے نکل جانے کی صحت میں توقف کیا اور یہ کہا کہ اگر فرض کروانخ۔ اور کئی دفعہ میں قلب وزبان سے اسے سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں جسے سنوں کہ میرا مقام میرے مشائخ میں سے کسی سے اونچا کہتا ہے۔ اسی طرح اسے ڈانٹتا ہوں جسے میرے متعلق یہ کہتا ہوا سنوں کہ میں سیّدی علی الخواص یا سیّدی شیخ نور الدین الشونی کا خلیفہ ہوں۔ یا میں اپنے تمام مشائخ کے مقام کا وارث ہوں۔ وغیر ذالک جو کہ جھوٹ کی طرح ہے۔

خلیفہ ہونے کی شرط

کیونکہ خلیفہ ہونے کی یہ شرط ہے کہ اپنے شیخ کے مقام کا کامل وارث ہو۔ جبکہ میں اپنے مشائخ میں سے کسی کے مقام کی انتہاء پر مطلع نہیں ہوں حتیٰ کہ پہچان لوں کہ میں اس میں اس کا وارث ہو گیا ہوں۔ اسی طرح میں پہچانتا ہوں کہ میرے مشائخ کے پاس ایسے اخلاق۔ علوم۔ معارف اور اسرار ہوتے ہیں جو میرے پاس نہیں تو میں اس قائل سے کیونکر موافقت کروں کہ میں ان کا خلیفہ ہوں۔

اور اس دور میں بعض مشائخ عصر کثرت سے ایسے دھوکے میں مبتلا ہوئے ہیں اور انہوں نے انہیں برقرار رکھا ہے جو انہیں ان کے مشائخ کے خلیفہ کہیں باوجودیکہ انہیں علم ہے کہ ان سے ان کرامات وخوارق میں سے کچھ بھی واقع نہیں ہوا جو کہ ان کے شیخ کے لئے تھا۔ اور بسا اوقات ان میں سے کوئی اپنے طور پر ہی اپنے اس شیخ کی اجازت کے بغیر ہی بن بیٹھا جس نے اسے خلیفہ بنایا ہو۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو معیوب قرار دیتے جو گمان کرتا کہ وہ اپنے شیخ کا خلیفہ ہے اور فرماتے کہ مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے مقام کو ایسے امر سے منزہ جانے اور اپنے شیخ کے مقام پر غیرت کرے کہ اسے اپنا خلیفہ بنا کر فروتر ہو جائے۔ اور قوم نے کہا ہے کہ جب تیری کسی شیخ سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس کی جماعت کا حال دیکھ۔ بیشک تجھے اس پر دلالت کریں گے۔ پس عارف فقیر کو چاہئے کہ ایسے امر سے پرحذر رہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ صالحین کی حمایت فرماتا ہے۔ اور وہ مجھے کافی ہے۔ میرا معتمد۔ مددگار۔ معاون ہے۔ اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مشائخ عصر سے صفات مشیخت میں مزاحمت نہ کرنا

میں اپنے ہم عصر مشائخ سے مشیخت کی صفات میں سے کسی چیز میں مزاحمت نہیں کرتا جیسے تلقین ذکر۔ عہد لینا۔ اور لوگوں میں سے کسی کے لئے عمامہ کا پلا لٹکانا۔ خصوصاً اگر وہ مجھ سے طریق میں ہجرت میں قدیم ہوں۔ اس میں مجھ سے عمر میں زیادہ ہوں۔ پھر اگر میں ان میں سے کسی کو دیکھوں کہ مجھ سے طریقت کی معرفت زیادہ رکھتا ہے تو اس کی شاگردی کرتا ہوں۔ گرچہ اس سے پہلے مجھے کسی دوسرے سے اذن مل چکا ہو۔ کیونکہ طریق کے مقامات کی حد نہیں جس پر بندہ رک جائے۔ اور جب میں اس شیخ کو دیکھوں جو مجھ سے عمر میں بڑا ہے اسے طریق کی معرفت قلیل ہے تو مجھ پر ظاہری طور پر اس کا شاگرد ہونا پکا ہو جاتا ہے۔ تاکہ میں اسے چوری چھپے تھوڑا تھوڑا کر کے تعلیم دوں اس حیثیت سے کہ میں اسی انداز کے ساتھ اس کی تعلیم تک رسائی حاصل کرتا ہوں۔

قلیل المعرفت شیخ کو تعلیم دینے کا خفیہ انداز

اور میں اسے کہتا ہوں کہ آپ کو چاہئے کہ اپنے شاگردوں کو فلاں چیز کی تعلیم دیں کیونکہ یہ اخلاق قوم سے ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ متخلق ہوں۔اور میں مریدین کو وہم دلاتا ہوں کہ ان کے شیخ کو طریق کی معرفت ہے مگر اس کی تعلیم میں کمی اس لئے کرتا ہے کہ ان کی ہمت میں کمزوری دیکھتا ہے۔اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے کہ میں نے مشائخ مصر کی ایک جماعت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔پس میں نے اسے تعلیم اور ترقی دی جبکہ اسے اس کا شعور ہوا نہ اس کے شاگردوں کو۔کیونکہ میں اس کے شاگردوں کی موجودگی میں اس کے گھٹنے کو بوسہ دیتا ہوں۔اور اس سے ایسے لایعنی سوالات پوچھتا ہوں جنہیں بعض اوقات اس کے شاگردوں کے نفوس ناپسند کرتے ہیں۔اور مصر میں میرے سوا کوئی قلیل ہی ایسا کرتا پایا ہے۔اور کئی دفعہ ان میں سے کسی شیخ کو کسی مسئلہ کا فائدہ دیتا ہوں۔پھر کئی دن اس سے غائب رہتا ہوں اور اس کے پاس آتا ہوں تو وہ مجھے اسی فائدہ کی تعلیم دینے لگتا ہے جو میں نے پچھلے دنوں اسے پڑھایا تھا اور وہ بھول جاتا ہے کہ یہ میں نے ہی اسے پڑھایا تھا۔

کئی دفعہ وہ فائدہ اپنی طرف یا اس کے پاس موجود کسی کتاب کی طرف منسوب کرتا ہے تو اسے کہتا ہوں کہ میرا مقصد ہے اس کتاب پر مجھے اطلاع ہو کیونکہ مجھے اس مسئلہ میں توقف ہی رہا ہے۔پس میں اسے عاجز کر دیتا ہوں جبکہ اس سے میرا مقصد اس کے جھوٹ پر اس کی تنبیہ ہے۔حتیٰ کہ پھر نہ لوٹے۔کیونکہ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ وہ مسئلہ میں نے اپنے فہم سے یا میرے مشائخ میں سے کسی نے اپنی طرف سے بیان کیا تھا اور میں نے اسے کسی کتاب میں نہیں پایا۔

پھر مخفی نہ رہے کہ مشیخت پر مزاحمت کسی عارف باللہ تعالیٰ سے کبھی واقع نہیں ہوتی۔یہ تو صرف دو قاصروں سے یا قاصر اور عارف سے واقع ہوتی ہے۔پس قاصر اپنی جہالت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ عارف کی طرح شیخ بن جائے اور عارف یہ نہیں چاہتا۔پس اسے سمجھ لے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-عمر رسیدہ یا کسی شریف کے ہوتے ہوئے ذکر بالجہر کی مجلس کا افتتاح نہ کرنا

میں ذکر بالجہر کی مجلس کا افتتاح نہیں کرتا جبکہ وہاں کوئی مجھ سے عمر میں بڑا یا کوئی شریف (سید) موجود ہو گرچہ بچہ ہو۔پس میں ذکر کا افتتاح نہیں کرتا مگر اسے ذکر کا افتتاح کرنے کی تاکید کرنے کے بعد کبر کبر کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے یعنی بڑے سے شروع کر۔اور اس لئے کہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے۔اور جزو کے لئے وہی حرمت اور تعظیم ہے جو کہ اصل کے لئے ہے۔اور آج اس خلق کے لئے فقراء میں سے کوئی قلیل ہی متنبہ ہوتا ہے۔بلکہ کبھی تو جھگڑنے لگتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ابتداء کرے گا۔اور کئی دفعہ قرائن بتاتے ہیں کہ ان کا بعض اپنے بھائیوں کے ساتھ ذکر پر ہمیشگی نہیں کرتا۔مگر اگر وہ اسے اپنے اوپر شیخ قرار دیں۔پس ان کے لئے ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی محبت میں اسے اپنا شیخ بنالیں ورنہ وہ اسے ترک کر دے گا۔گویا اس کی زبان حال یہ کہتی ہے کہ میں اللہ کا ذکر نہیں کروں گا مگر اس وقت کہ شیخ بنوں۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور میرے ساتھ واقعہ ہوا کہ تین حضرات مجلس میں وارد ہوئے۔میں نے فراست سے ہر ایک کے متعلق معلوم کیا کہ وہ مشیخت کو پسند

کرتا ہے۔ میں نے ان سے ان کی عمریں دریافت کیں اور کہا کہ سب سے بڑی عمر والا شروع کرے مگر یہ کہ وہاں کوئی شریف موجود ہو۔ پس ان میں سے عمر رسیدہ ہمیں ذکر کرانے لگا۔ اور کئی دفعہ ان کی عمریں قریب قریب ہوتی ہیں تو میں ان میں سے ہر ایک کو حکم دیتا ہوں اکیلا ہی لا الٰہ الا اللہ کا ایک دفعہ افتتاح کرے پھر ان کے بعد جماعت ذکر کرے۔ پس اے بھائی! اس خلق پر عمل لازم کر۔ اور اپنی پوری کوشش سے امتیاز قائم کرنے سے دور رہ حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جائیں۔ اور ان سے تیرے امتیاز پر متفق ہو جائیں۔ تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنے شیخ کا عہد توڑنے والے سے عہد نہ لینا

میں اس مرید سے عہد نہیں لیتا جس نے اپنے شیخ کا عہد توڑا ہو۔ اور وہ میرے پاس آئے کہ مجھے اپنا شیخ قرار دے۔ اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی انعام ہے کہ اس کے اس شیخ کا جس کا عہد اس نے توڑا ہے حق پورا کرنے کے لئے میں اس کے لئے خندہ پیشانی کا اظہار بھی نہیں کرتا۔ اور کوئی شیخ اس کے سامنے خندہ پیشانی کا اظہار نہیں کرتا جس نے اپنے شیخ کا عہد توڑا ہو مگر وہ اور وہ مرید دونوں غضب کا شکار ہوتے ہیں۔

اور سیّدی علی المرصفی اور شیخ محمد الشناوی کی عادت تھی کہ دونوں میں سے کوئی بھی کسی مرید سے عہد نہ لیتا مگر پہلے اس سے پوچھ لیتے کہ کیا کسی کے ساتھ تمہاری صحبت رہی ہے؟ اگر وہ کہتا کہ ہاں تو فرماتے کہ اپنی راہ لے۔

اور جان لے کہ اس دور میں جو بھی بطور شیخ ظاہر ہوا سے چاہئے کہ وہ طریقت کو کھیل نہ بنائے۔ کہ مرید سے صورۃً عہد لے لیکن اس کے پاس مدد نہ ہو جس سے اس کی مدد کرے کیونکہ یہ نفاق ہے اور منافق داعی الی اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں ہوتا۔ اور بعض آثار میں ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ شیاطین کرسیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کریں گے اور لوگوں کو شعور نہیں ہوگا کہ یہ واعظ شیطان ہے۔

شیخ ابوالسعود الجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اخذ عہد کا طریقہ

اور شیخ ابوالسعود الجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کو ذکر کی تلقین نہیں کرتے تھے مگر اس کے بعد کہ وہ ایک سال تک بلکہ اس سے زیادہ آپ کے پاس آمد ورفت رکھتا۔ اور آپ سے رابطہ رکھتا۔ اور آپ تلقین سے پہلے اس سے پوچھتے کہ کیا تیرا باپ ہے؟ اگر کہتا کہ ہاں تو فرماتے ہم اس سے محبت نہیں رکھتے جس کا ہمارے بغیر کوئی اور باپ ہو۔ اور آپ اس سے عہد لینے سے پرہیز کرتے جس نے سفید و سیاہ لباس فقراء احمدیہ یا برہامیہ سے شاگردی کی ہو۔ اور فرماتے: بیٹے! تیرا طریق فقراء کی طرف مائل ہونا۔ لباس پہننا۔ فرائض اور سنن موکدہ کا ادا کرنا اور کسب کا اہتمام کرنا کافی ہے۔ پھر فرماتے حکم داعی کے لئے ہے۔ اور جسے ان فقراء نے خراب کر دیا جو کہ صرف لباس پر قناعت کرنے والے ہیں قصور ہمت کی وجہ سے طریق صوفیہ کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ انتہی۔

اور سیّدی ابراہیم الدسوقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کس قدر کمیاب ہے طریق۔ کس قدر کمیاب ہے اس کا طالب کس قدر کمیاب ہے جو اس کی طلب میں سچا ہے۔ کس قدر کمیاب ہے جو اس شخص کا طالب ہو جو اسے اس پر دلالت کرے۔ اور کس قدر کمیاب ہے جو اپنے شیخ کی تربیت کے تحت صبر کرے یہاں تک کہ وہ اسے فارغ کرے۔ انتہی۔

شیخ محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریق تلقین

اور سیّدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کو تلقین نہیں فرماتے تھے حتیٰ کہ کہتے دستور یا اصحاب الوقت فی تلقین ہذا الولد نیابۃ عنکم فمدونی فامدہ۔یعنی اے اصحاب وقت! آپ کی نیابت میں اس بیٹے کی تلقین میں اجازت ہو۔پس میری مدد فرمائیں تاکہ میں اس کی مدد کروں۔ اور اسے اپنے شیخ ،الشیخ محمد السروری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے حکایت کرتے۔

اور میرے لئے شیخ امین الدین جامع الغمری کے امام نے حکایت بیان کی کہ ایک گروہ سیّدی ابوالعباس الغمری کے پاس آیا اور آپ سے تلقین ذکر چاہی تو آپ نے فرمایا طلب طریق میں اپنی نیتیں خالص کرو ورنہ تمہیں غضب پہنچے گا۔پس ان میں سے ایک فقیہ نے آپ کی طرف آگے آنے کی جرأت نہ کی اور چلے گئے۔اور انہوں نے کہا جو طریق سے کھیلتا ہے اس کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔اور مجھے بتایا گیا کہ اس زمانے میں ظاہر ہونے والے ایک شخص نے شیخ الاسلام الشیخ نور الدین اطرابلسی کو تلقین ذکر کی۔تو میں نے اسے ملامت کرتے ہوئے پیغام بھیجا اور کہا کہ تو شیخ الاسلام کو کیسے تلقین کرتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔اور قاضیوں میں سے ایک شخص سیّدی محمد المغربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا سیّدی مجھ سے عہد لیں۔آپ نے اسے فرمایا: جاؤ آزمائش سے کفایت چاہو۔کیونکہ تو ابھی اچھا کھاتا پیتا ہے۔خوبصورت لباس پہنتا ہے۔اور تجھ پر کوئی تنگی نہیں۔پس تو اپنے نفس کو ایسی پابندی میں داخل کرنا چاہتا ہے جس کی تجھے طاقت نہیں۔اور اس سے عہد نہ لیا۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور آزمائش میں تدبیر فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-کسی کو اپنی صحبت پر پابند کرنے کے درپے نہ ہونا

میں بھائیوں میں سے کسی کو اپنی صحبت کا پابند کرنے کے درپے نہیں ہوتا۔اور نہ یہ کہ جمعہ صرف میرے ہاں پڑھے۔اور نہ یہ کہ کسی کو میری صحبت کھینچے مگر طریق شرعی کے ساتھ۔حظ نفس کے لئے نہیں۔اور اس دور میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو لوگوں کو ناحق اپنے سوا دوسرے کے معتقد ہونے سے روکتے ہیں۔اور دنیا داروں کو مختلف حیلوں اور اپنے سوا دوسرے مشائخ کو حقیر قرار دے کر شکار کرتے ہیں۔ اور یہ اہل طریقت کے حلقے سے خارج ہونا ہے۔بلکہ ان میں سے بعض کے شاگرد اپنی دعا میں کہتے ہیں: الٰہی! ہم نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب ہمارے شیخ قطب غوث فرد جامع کے صحائف میں کر دے۔اور وہ انہیں اس پر برقرار رکھتا ہے۔تو ان میں سے کوئی اس پر ہنستا ہے تو کوئی اس کی غیبت کرتا ہے۔اور اس کے لئے بہتر تھا کہ قطب اور اصحاب الوقت کا ادب کرتے ہوئے اپنے شاگردوں کو ایسا کرنے سے زجر د توبیخ کرتا۔

ہم عصر لوگوں کی بعض بے اعتدالیوں کا ذکر

اور میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ مصر کے بازاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور امراء و مشائخ عرب ابن عمرو۔ابن عیسیٰ اور ابن بغداد کے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں۔پس ان میں سے کسی سے کہتے ہیں: کیا آپ نے سیّدی شیخ فلاں سے ملاقات کی ہے؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔تو کہتے ہیں: آپ جیسے کو مصر کے قطب غوث فرد جامع اور صاحب تصریف کی معرفت نہ ہو؟ پس اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں

حتیٰ کہ اس کو اس شیخ کے ہاں لے جاتے ہیں۔ پھر اس شیخ کو سب مل کر کہتے ہیں: ہمارا مقصد ہے کہ آپ شیخ عرب سے عہد لیں تا کہ آپ کا مرید ہو جائے اور اسے آپ کی برکت حاصل ہو۔ اور آپ اس کا تحمل فرمانے لگیں اور اسے معزول کرنے والے سے اس کی حمایت فرمائیں یا اس کے شہروں میں اس پر اضافہ کرے۔ پس وہ امیر یا شیخ العرب نادم ہوتا ہے اور اس کے سوا گنجائش نہیں رہتی کہ اخذ عہد کے لئے ان کی بات مان لے۔ پھر اس پر پابندیاں بٹھاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ فلاں فلاں کے پاس نہ جانا پس دور کے علاقے برباد ہو جائیں گے۔ پس وہ اس کے بغیر کسی دوسرے کے پاس جانے سے عظیم خطرہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور میں نے ان میں سے کسی کو ایک شیخ عرب سے مشائخ مصر کی ایک جماعت کے بارے میں کہتے ہوئے سنا کہ ایسے حضرات سیّدی شیخ کے مرید ہونے کے لائق نہیں ہیں۔

یہ سب فن کاری ہے اور مجھے اپنی عمر کی قسم ہم نے کسی شیخ عرب کو نہ کسی امیر کو طریق قوم میں کوئی شیخ پکڑتے کبھی نہیں دیکھا بلکہ وہ شروط مریدین پر چل ہی نہیں سکتا تو اس پر وہ کس وجہ سے پابندی لگاتے ہیں۔ اور میں نے ایک شیخ عرب کو دیکھا کہ ایک جماعت نے اس سے عہد لیا اور اس پر پابندیاں لگائیں تو اس نے ان کا عہد توڑ دیا اور کہا کہ میں کسی پابندی کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی مجھے طلب ہے کہ شیخ بنوں۔ اور اگر میرے پاس ان کا کوئی رزق۔ غلہ۔ شہد یا پیاز وغیرہ کا ہے تو اس پابندی لگانے کے بغیر انہیں پہنچے گا۔

اور مشائخ عرب اور روم کی کثیر جماعتوں نے اپنے مشائخ کے عہد اس وقت توڑ دیئے جب وہ سختیوں میں مبتلا ہوئے اور ان پر نازل ہونے والی مصیبتوں کو روکنے کی ان کے ہاں قدرت نہ دیکھی۔ پس جب وہ میرے پاس آئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سختیوں میں میرے پردے رکھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان شدائد کو ان سے پھیر دیا۔ اور میں انہیں ان کے مشائخ کی طرف رغبت دلاتا رہا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور میں نے انہیں اپنے سے دور کیا مگر وہ دور نہ ہوئے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ خلاف رضائے شیخ کام میں گرنے سے میری حفاظت

میری ہر اس چیز میں گرنے سے حفاظت کی گئی ہے جو کبھی میرے شیخ کے قلب کو مجھ پر متغیر کر دے۔ اور یہ مرید پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بڑے انعامات میں سے ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اسے دائمی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے جو اپنے شیخ کے ساتھ بے ادبی کرے کیونکہ اس کی ترقی منقطع ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ ایسی حالت کی طرف لوٹ آتا ہے جو کہ شیخ کی صحبت میں آنے سے پہلے کی حالت سے بھی ناقص ہوتی ہے۔ کیونکہ ادب مع الشیخ سیڑھی ہے ادب مع الحق جل وعلا کے لئے۔ پس جو وسائل کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آتا وہ مقاصد کے ساتھ ادب کی مہک تک حاصل نہیں کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کے شیخ کا اس پر متوجہ ہونا اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کا عنوان ہے جس طرح کہ والدین کی رضا، بیٹے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ ان دونوں کے راضی ہونے کی وجہ سے راضی اور ان کے ناراض ہونے کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے۔

شیخ کی ناراضگی کی بنا پر حالت منعکس ہونے کی تائید

اور ہم نے جو کہا ہے کہ شیخ کی بے ادبی مرید کو اس حالت سے بھی ناقص حالت کی طرف لوٹا دیتی ہے جس پر اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرنے سے پہلے تھا۔ اس کی تائید حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے کہ اگر ایک عارف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سو سال

متوجہ رہے پھر ایک لحظہ کے لئے منہ پھیر لے تو اس لحظہ میں جو اس کا نقصان ہوا وہ اس سے زیادہ ہے جو کہ اس نے اس سے پہلے حاصل کیا۔ یعنی اس لئے ہر لحظہ جس میں عبد اپنے رب عزوجل پر متوجہ ہو وہ گزشتہ ساری امداد کا ضامن ہے۔ اور اس پر وقت کی مدد سے اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حق تبارک وتعالیٰ کا جود وکرم ان کے قلوب پر ہمیشہ فیض رساں رہتا ہے جو اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شیخ کی اہمیت وضرورت اور سیّدی علی المرصفی کا ارشاد

پھر اے بھائی! جان لے کہ شیخ کا سب سے کم مرتبہ یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے دربان کی طرح ہو۔ تو جسے دربان ناپسند کرے تو بعید ہے کہ بادشاہ کے ہاں اس کی حاجت روائی ہو کیونکہ وہ دروازے کے بغیر بادشاہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جو مرید کہتا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اپنی حاجت روائی پر اپنے شیخ کے واسطے کے بغیر قادر ہے تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ پر بہتان باندھا۔ اور سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں مرید کی بدبختی اور آخرت میں اس کی شقاوت کا عنوان اپنے شیخ کی ناراضگی کو خفیف سمجھنا۔ اور اس کی صلح اور اس کی طاعت میں داخل ہونے کی طرف جلدی کرنے کو اپنے نفس پر واجب نہ جاننا ہے۔ اور ایک گروہ نے اپنے استاذ کی ناراضگی کو خفیف سمجھا تو اس کے بعد انہوں نے اپنے شیخ کے ہاتھ پر اور نہ ہی اس کے غیر کے ہاتھ پر کبھی فلاح نہ پائی۔

شیخ کی مخالفت کا ادنیٰ نقصان

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ کی مخالفت کرنے والے کے لئے ہلاکت کا کم سے کم نقصان جو اسے حاصل ہوتا ہے وہ دنیا میں مشغولیت اور آخرت سے روگردانی ہے۔ پس وہ دنیا جمع کرنے پر جس طریقے سے بھی ہو اوندھا گرنے والا ہو جاتا ہے اور ہر اس شخص سے عداوت کرتا ہے جو اسے اس سے روکے گرچہ اس کا شیخ ہی ہو۔ اور اسی طرح اسباب ہلاکت میں سے اس کا ذکر الٰہی اور قرآن پاک کی تلاوت کم کرنا۔ علم کے مطابق عمل کم کرنا۔ اوراد اور شب بیداری کی پابندی نہ کرنا۔ پانچوں نمازوں میں نماز باجماعت پر ہمیشگی کم کرنا وغیرہ ہے۔ اور بسا اوقات وہ اپنے شیخ سے جدا ہو جاتا ہے اور ان اوراد پر ہمیشگی کرنے والا ہو جاتا ہے جن پر وہ اپنے شیخ کی صحبت کے وقت تھا۔ لیکن اس کا نفع کم ہوتا ہے۔ پس یہ اس کی نظر میں پہاڑوں کی طرح ہے جبکہ احوال آخرت کا انکشاف رکھنے والوں کی نظر میں ذرہ برابر ہے۔ اور مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حالت عمل میں اپنے شیخ کے ملاحظہ اور مراقبہ پر قادر نہیں وہ حق تبارک وتعالیٰ کی طاعت میں اس کے مراقبہ کی کبھی صلاحیت نہیں رکھتا۔

بعض کتب الٰہیہ میں ارشاد خداوندی

اور بعض کتب الٰہیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے کہ میرے فلاں بندے کا عمل لکھو اور یہ بھی لکھو کہ حالت عمل میں اس کا قلب کہاں تھا تاکہ اپنا ثواب اس سے حاصل کرے جس کے ساتھ اس کا قلب حاضر تھا۔

پس معلوم ہوا کہ عقل مند کی عقل یہ ہے کہ کسی عمل یا کلمہ تسبیح یا تہلیل پر اعتماد نہ کرے جبکہ اس کا قلب غافل۔ دنیا کی وادیوں میں پھر رہا ہوتا ہے۔ پس بیشک یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی حساب میں نہیں۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض سلف صالح نے رات کے وقت سورت طٰہٰ پڑھی۔ پس اس میں سے ایک آیت نیت صالحہ کے بغیر بلند آواز سے پڑھی تاکہ اپنے پڑوسی کو سنائے۔ ازاں بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور اس کے اس رات کا صحیفہ کھولا گیا تو اس میں وہ آیت نہیں دیکھی۔ اور اس سے کہا گیا کہ اس کا اجر اس سے حاصل

کرو جس کی خاطر تو نے اپنی آواز کو اونچا کیا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - میرے معاصرین میں سے کسی کی زیارت کرنے سے مرید پر قلب کا متغیر نہ ہونا

میرا قلب اپنے اس مرید پر متغیر نہیں ہوتا جس نے میرے معاصر شیخ کی زیارت کی۔ پھر فرض کرو کہ اگر میں اس پر متغیر ہوا تو یہ نہیں ہوگا مگر اس کے خلاف شریعت عمل سے یا طریق کشف سے میرے مطلع ہونے کی بنا پر کہ اسے میرے غیر سے فیض نہیں ملے گا۔ پس اس وقت میں اس کی مصلحت کی خاطر اور طریقت کو اس کے قریب کرنے کے لئے اس کے لئے کدورت کا اظہار کرتا ہوں تا کہ حصول فیض کے وقت تک میرے ساتھ وابستہ رہے۔ حظوظ نفس میں سے کسی دوسری علت کی بنا پر نہیں۔ اور اسی پر ان مشائخ کے حال کو محمول کیا جائے جنہوں نے اپنے مرید کو کسی اور کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ اور انہیں اس پر محمول کرنا حرام ہے کہ انہوں نے اپنے مرید کو کسی اور کے پاس جانے سے اس لئے روکا تا کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کی شاگردی اختیار نہ کرے۔ کیونکہ مشائخ ایسے امر سے منزہ ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی شیخ نے اپنے مرید سے کسی دوسرے کے پاس جانے سے صرف نظر نہیں کیا مگر اس کے حال میں فساد برپا ہوا اور اسے تردد لاحق ہو جاتا ہے کہ دونوں مشائخ میں کس کا مقام اعلیٰ ہے تا کہ اس کی شاگردی اختیار کرے۔ اور جب اسے تردد ہوتا ہے تو اس کا قلب اور اُس کا قلب اسے رد کر دیتا ہے اور دونوں میں سے کسی سے بھی نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کسی شیخ سے نفع حاصل کرنے کی شرط مرید کا اس کے دائرے میں پابندی کرنے کا عزم بالجزم ہے کہ اس سے نکلے گا نہیں حتیٰ کہ اسے کمال حاصل ہو جائے۔ اور اس وقت وہ شیخ کے لئے گویا طریقت کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اور شیخ کے لئے اس کے ساتھ وقوف کے بغیر فیض عطا کرنے کا حکم ہے۔ اھ

سیّدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

سیّدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس طرح جہان کے دو معبود نہیں۔ ایک شخص کے دو قلب نہیں۔ اور عورت کے بیک وقت دو شوہر نہیں اسی طرح مرید کے لئے دو شیخ نہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے اسی طرح مشائخ مرید سے درگزر نہیں کرتے کہ وہ ان کے ساتھ ان کے غیر کو شریک کرے۔ اور جب وہ درگزر کریں تو یہ ان سے اس کے متعلق کھوٹ ہوگا۔ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کر تکاد السموت ینفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا (مریم آیت ۹۰ تا ۹۲) قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں کہ انہوں نے کہا کہ رحمٰن کا بیٹا ہے۔ اور رحمٰن کے شایاں نہیں کہ وہ بیٹا اختیار فرمائے) پس آسمانوں اور زمین کو شق ہوتا اور پھٹتا اور پہاڑوں کو گرتا نہیں کیا مگر شرک باللہ نے۔ اور اسی طرح شیخ کے قلب کو مرید کی حفاظت وتربیت سے احسان اور خدمت کا ترک زائل نہیں کرتا۔ اسے تو مرید کا اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرنا زائل کرتا ہے۔

شیخ ابراہیم المتبولی کا فرمان

اور سیدی ابراہیم المتبولی فرماتے ہیں کہ شیخ کو نہیں چاہئے کہ کسی مرید کو اپنے علاوہ کسی اور سے ملاقات سے منع کرے مگر جبکہ اپنے کشف کے طریق سے مطلع ہو کہ اس مرید کا فیض صرف اسی کے ہاتھوں ہے۔ پس اس وقت اسے روک دے تا کہ اس پر طریق قریب کر دے ورنہ اسے منع کرنا تو صرف حظ نفس کے لئے ہے۔ انتہی۔

حضرت الہیہ۔ اس کے طریق اور ماہ وسال کی مثال

اور اے بھائی! حضرت الہیہ کی مثال جس تک ہر مرید کا سلوک منتہی ہوتا ہے ہتھیلی کی سی ہے۔ اور جس طریق سے اس کی طرف داخلہ ہوتا اس کی مثال انگلیوں کی سی ہے۔ اور سال اور مہینوں کی مثال جن میں مرید اپنے نفس کا مجاہدہ کرتا ہے انگلیوں گرہوں کی سی ہے۔ پس اگر حضرت الہیہ تک تیس سالوں میں داخل ہوا تو ہر گرہ سال کے قائم مقام ہے۔ اور اگر حضرت الہیہ تیس سالوں میں پہنچا تو گرہ دس سالوں کی طرح ہے۔ اور یہی حکم ہے زیادتی اور کمی میں۔ پس جب مرید نے ایک شیخ کے ہاتھوں سلوک کیا حتیٰ کہ ایک گرہ عبور کر لی پھر اسے ترک کر دیا اور دوسرے شیخ کے ہاتھوں سلوک اختیار کیا حتیٰ کہ ایک گرہ عبور کی۔ پھر اسے ترک کر دیا اور کسی اور شیخ سے استفادہ کیا حتیٰ کہ ایک گرہ عبور کی تو اس نے اپنی عمر فنا کر دی اور پہلی گرہ سے آگے نہیں بڑھا۔ کیونکہ کسی شیخ کے لئے صحیح نہیں کہ دوسرے شیخ کی بنیاد پر بنا کرے۔ پس لازماً اپنے سے پہلے شیخ کی بنیاد گرا دے گا۔ اور اگر وہ صبر کرتا اور ایک ہی شیخ کے حکم کے تحت چلتا رہتا تو بسا اوقات ایک انگلی سے تین گرہیں عبور کر لیتا اور حضرت الہیہ میں داخل ہو جاتا۔ اور یہ ایسی مثال ہے کہ مجھے گمان نہیں کہ کبھی تیرے کان تک پہنچی ہو۔

دیگر اکابر کے اقوال

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل طریق نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ اپنے شیخ کے غیر کی طرف توجہ کرنے والا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اور میں نے سیدی محمد شناوی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن میں نے اپنے شیخ سیدی محمد السروی سے عرض کی: میرا ارادہ ہے کہ فلاں شیخ کی زیارت کروں۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: جب شیخ اپنے مرید کی آنکھ سیراب نہیں کر سکتا تو وہ اسے اپنا شیخ بناتا کیوں ہے۔ پس اس دن سے میں نے کسی اور کی زیارت نہیں کی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اللھم۔ مگر یہ کہ مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ قدم راسخ ہو تو وہ غیر کی زیارت کر سکتا ہے۔ اور کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ متزلزل نہیں۔

اور شیخ ابو العباس المرسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سیدی ابو الحسن الشاذلی کا ارشاد ہے کہ ہم اپنے مرید پر پابندی نہیں بٹھاتے کہ وہ ہمارے سوا کسی کے پاس نہ بیٹھے۔ ہم تو اسے یہ کہتے ہیں کہ اگر تجھے ہمارے گھاٹ سے زیادہ شیریں گھاٹ ملے تو اسے اختیار کر۔ شیخ ابو العباس فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے معاصرین میں غور وفکر کرتے تھے پس ہمیں آپ سے اعلیٰ مقام والا اور زیادہ شیریں گھاٹ والا نہ ملا اسی لئے ہم نے آپ کو دوسروں پر مقدم کیا۔ اور اسے طریق میں متوسط لوگوں پر محمول کرنا چاہئے۔ رہا مبتدی فی الطرق تو وہ کلام کے شیریں اور غیر شیریں میں امتیاز کر ہی نہیں سکتا۔ بسا اوقات وہ کسی شیخ کے کلام سے خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کی خواہش کے مطابق ہے۔ پس اس کے مطابق عمل کر کے ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ جو ہم نے تقریر کی ہے یہ سب کی سب طریقت کی طلب میں صادق مریدین کے لئے ہے۔ رہا وہ جو غیر صادق ہے وہ تو صالحین کا معتقد ہے۔ اس کی زیارت کرتا اور اس کی زیارت کرتا ہے۔ اور اسے کوئی حرج نہیں۔ اور آج

اکثر مریدوں کا یہی حال ہے۔ پس کسی شیخ کو نہیں چاہئے کہ انہیں صرف اپنے تک پابندی کی تنگی کرے۔ اور جسے شک ہو تو چاہئے کہ وہ ان میں سے جو سچا ہونے کا مدعی ہو اس کا امتحان کرے اور اسے اس کے لباس اور اس کے پاس دنیا کا جو کچھ ہے اس سے جدا ہونے کا حکم دے۔ اور دیکھے اگر تو وہ خوش دلی سے اس کی طاعت کرے تو وہ سچا ہے۔ اور اگر اس کا دل تنگ ہو تو جھوٹا ہے۔ اور یہ کسوٹی ہے جس سے مرید کا کھوٹ ظاہر ہوتا ہے۔

اور حاصل کلام یہ ہے کہ اس دور میں مرید صادق کبریت احمر سے کم یاب ہے۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- انعقاد مجلس ذکر میں حظ نفس سے بے غرضی

میں اس شیخ سے مکدر نہیں ہوتا جو اس جامع میں مجلس ذکر منعقد کرتا ہے جہاں اس سے پہلے میں ذکر کرتا تھا۔ بلکہ میں اس سے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اور اپنی جماعت اس کے ہاں لے جاتا ہوں۔ اور اسے تاکید کرتا ہوں کہ وہی مجلس کا افتتاح کرے۔ پھر میں جماعت سمیت اس کے ہاتھ پاؤں چومتا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ ذاکرین کے قلوب منتشر ہو جائیں۔ اور اس کی وجہ سے فرحت اور مسرت کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ اس نے ہماری مجلس کو بڑائی بخشی اور ہماری جماعت کے قلوب کو قوت عطا کی۔ اور اگر میں طریقت میں اس کا قدم دیکھتا ہوں تو اس سے شرف تلمذ حاصل کرتا ہوں۔ اور میں اور میری جماعت اس سے تلقین ذکر حاصل کرتے ہیں۔

اور اس زمانے میں یہ عادت نادر ہے۔ اور اس کی مخالفت نفسانی آلودگیاں پائے جانے پر دلالت کرتی ہے۔ اور جو آلودگی والا ہو وہ کسی جماعت کا شیخ ہونے کا اہل نہیں۔ اور فقراء نے دراصل مجالس ذکر منعقد نہیں کیں مگر اللہ عزوجل کے ذکر کی کثرت کی محبت کے لئے۔ اس لئے نہیں کہ اس کی وجہ سے مشائخ بن جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہماری اور ہمارے بھائیوں کی ایسے امور سے حفاظت فرمائے۔ اور میں نے ایک جماعت کو دیکھا جن کے لئے یہ واقعہ رونما ہوا۔ پس انہوں نے حکام تک مقدمہ پہنچایا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے رجسٹری حاصل کی کہ وہی شیخ ہوگا۔ اور دوسرے سے بڑا شیخ ہے۔ اور یہ سب کچھ جہالت ہے۔ پس بیشک مساجد اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اور وہاں کوئی شیخ کسی دوسرے شیخ سے زیادہ مستحق ذکر نہیں ہے۔ گرچہ اسی نے وہ مسجد بنائی ہو۔ وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدًا (الجن آیت ۱۸) اور بیشک مساجد اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو)۔ پس معلوم ہوا کہ جو شیخ اس شخص سے مکدر ہوتا ہے جو اس کی مجلس کے سامنے اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے آتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کی وجہ سے ریاست اور لوگوں کے نزدیک ناموری کا طالب ہے۔ اور یہ گناہ کے زیادہ قریب ہے۔

اور ان احسانات کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ میں ہر اس شیخ سے خوش ہوتا ہوں جو کہ میرے محلے میں ظاہر ہوا اور میری جماعت نے اس کا رخ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی میرے پاس نہ رہا۔ اور جو اس سے مکدر ہوتا ہے وہ مزاج فقراء سے خارج ہے۔ مورد غضب ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور صالحین کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مجلس ذکر میں امتیاز سے بیٹھنے سے کراہت

میں مجلس ذکر یا مجلس علم میں اپنے بھائیوں سے امتیاز کو ناپسند کرتا ہوں۔پس میں سجادہ وغیرہ پر سوائے عذر شرعی کے نہیں بیٹھتا۔پھر میں انہیں اس خوف کے پیش نظر عذر پر مطلع کر دیتا ہوں کہ وہ ان میں سے کہیں کوئی بدگمانی میں مبتلا ہو جائے پس اپنے دین کے بارے میں ہلاکت میں مبتلا ہو جائے۔اور عذر یہ ہے کہ میں لاغر ہوں یا پھوڑا پھنسی نکلا ہوا ہے وغیرہ۔یا میں اجنبی کاشتکاروں وغیرہم کے سوال کے لئے تیار بیٹھا ہوں۔پس میں حاضرین سے امتیاز کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں تا کہ وہ مجھ سے سوال کریں اور انہیں میرے متعلق کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔اور ایسا رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوتے پس اعرابی اپنے کسی دینی امر کے بارے میں سوال کرنے کے لئے آتا۔پس وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانتا حتیٰ کہ صحابہ کرام سے پوچھتا۔پس صحابہ کرام نے باہم مشورہ کیا کہ آپ کے لئے ایسی چیز بنائیں جس کی وجہ سے آپ ممتاز ہوں۔پس انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ آپ کے لئے مٹی کا چبوترہ بنائیں۔چنانچہ وہ بنایا اور اس پر آپ کے لئے چٹائی بچھائی اور آپ اس پر تشریف فرما ہوتے۔اور آپ لوگوں میں بہترین اخلاق والے تھے۔اور اپنے صحابہ کرام کے جذبات کی رعایت فرماتے۔اور ہر اس امر میں کوشش فرماتے جس کی طرف ان کے قلوب مائل ہوتے تا کہ آپ کی نصیحت اور ہدایت کی طرف متوجہ رہیں۔پس بیشک مرید جب اپنے شیخ میں صلاح اور تواضع کا اعتقاد نہیں رکھتا اسے اس سے نفع حاصل کرنا درست نہیں ہوتا یا کامل نہیں ہوتا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے بھائیوں کے لئے اپنا بازو جھکائے اور اپنے آپ کو ان سے کمتر جانے۔اور وہ اس وقت اس کی تعظیم میں مبالغہ کرتے ہیں اور اس سے نفع یاب ہوتے ہیں۔بخلاف اس کے جو اس کے متضاد ہو کیونکہ امر متضاد ہوتا ہے۔پس بسا اوقات وہ اپنے مابین اسے آلودہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا شیخ بڑائی اور دست بوسی پسند کرتا ہے۔جیسا کہ ہمارے بعض بھائیوں کے لئے اپنے شیخ کے ساتھ ایسا رونما ہوا۔فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔محبت کی پختگی کے بغیر مرید کے طعام سے پرہیز

میں اپنے مرید کے طعام سے کھانے کو ناپسند کرتا ہوں اس سے پہلے کہ میری محبت اس میں جاگزیں ہو اور وہ سمجھے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے میری ملک ہے اس کی نہیں۔برابر ہے کہ وہ طعام کسی خوشی میں دیا ولیمہ یا اسے میرے گھر بھیجے۔اور اس میں حکمت یہ ہے کہ مرید کے مال سے کھانا اسے اپنے شیخ پر جرأت دلاتا ہے اور اسے ہلکا قرار دیتا ہے اور وہ اپنے لئے اپنے شیخ پر فضیلت سمجھنے لگتا ہے۔

یہ شیخ سے نفع یاب ہونے کو باطل کر دیتا ہے۔اور اکثر فقراء میں یہ بیماری عام ہوگئی ہے۔پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ اوائل صحبت ہی میں مرید کے طعام اور اس کے ہدیے قبول کرنے سے چمٹ جاتا ہے۔بسا اوقات وہ شیخ کے اہل وعیال کو لباس پہناتا ہے۔اور شیخ اس میں مرتبہ کے نقصان پر توجہ نہیں دیتا۔اور وہ اس سے بے خبر ہو جاتا ہے کہ شیخ کی شرط یہ ہے کہ امور دنیا و آخرت میں اس کا ہاتھ اپنے مرید پر ہو۔ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ فلاں نے مجھ پر یہ عہد لیا ہے وہ مجھ سے جو کچھ طلب کرے میں اسے عطا کروں۔اور اس نے کہا کہ جب تو مجھ سے اپنی سواری اور سامان روکے گا تو اپنے آپ ہی کی ملامت کرنا۔میں نے اسے کہا کہ یہ تو طریقت سے خارج ہونا ہے۔

سیّدی محمد الشناوی کا مرید کے مال کے متعلق فتویٰ

اور سیّدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرید کا مال مشائخ پر حرام ہے۔ انتھی۔ لیکن یہ اس مرید پر محمول ہے جو کہ اپنے پاس کی ہر چیز پر شیخ کی ملکیت نہیں سمجھتا۔ ورنہ سچے مشائخ نے اپنے مریدوں کے ہاں کھایا ہے جیسا کہ یہ توقف کے بغیر کتب دقائق میں مشہور ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے جس نے اس مرید کا طعام جو میری محبت میں پختہ نہیں میرے پیٹ میں کبھی قائم نہیں رہنے دیا۔ گرچہ میں نے بھول کر کھالیا ہو۔ اور وہ یوں کہ میں اپنے پیٹ میں اس کی گرانی محسوس کرتا ہوں گویا کہ میں نے پہاڑ کی چٹان نگل لی۔ اور کبھی میرا نفس مذاق کرتا ہے تو میں قے کر دیتا ہوں۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے پس اے بھائی اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دوسرے مشائخ سے وابستہ ہونے والے حکام اور اہل کاروں سے مکدر نہ ہونا

میں شیخ عرب یا کاشف یا ان کے علاوہ حکام۔ تاجروں سے بدمزہ نہیں ہوتا جب وہ میرے سوا کسی اور شیخ کی صحبت اختیار کریں بلکہ اس کی وجہ سے میں بہت خوش ہوتا ہوں جیسا کہ ان احسانات کے اوائل میں گزر چکا ہے۔ اس خوف کے پیش نظر کہ میرا قلب اس ظالم کی طرف مائل ہو جائے پس اس کے نزدیک میرے ہاتھ اور زبان سفارشوں میں قاصر ہو جائیں۔ جبکہ ہم نے دراصل ان کی صحبت صرف اس لئے اختیار کی تھی مظلوموں کو چھڑائیں اور ان کی تکالیف دور کریں۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر کا اپنے ہم صحبت حاکم سے مکدر ہونا جبکہ وہ کسی دوسرے کی صحبت اختیار کرلے انتہائی قبیح ہے۔ بلکہ بعض تو اس امیر کے ساتھ عداوت کرنے لگتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے اس شیخ سے۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ اس نے اس کی محبت دنیا کی خاطر اختیار کی کہ اس کا انعام واحسان وغیرہ قبول کرے۔ اور اگر اچھی نیت کے ساتھ اس کی صحبت اختیار کی ہوتی تو وہ اس کے لئے کبھی بھی مکدر نہ ہوتا۔

اور میری صحبت میں ایک شیخ عرب رہا۔ مجھے علم نہ تھا کہ وہ میرے سوا کسی اور کی صحبت میں رہا ہے۔ وہ شیخ مکدر ہوا۔ اور میری اور اس امیر کی ہتک حرمت کرنے لگا۔ نامعلوم کہ اس نے کس قدر میری غیبت کی۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ پس میں نے اس امیر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے صاحب کے پاس چلے جاؤ۔ اور ہمیں اس کے شر سے راحت بخشو۔ چنانچہ وہ اس کے پاس چلا گیا باوجودیکہ میں نے اس مذکور شیخ عرب کا کبھی کھانا نہ کھایا۔ اور اب تک اس کا کوئی ہدیہ قبول نہیں کیا۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کبھی کسی شیخ عرب وغیرہ بڑوں کی مصاحبت اختیار کرے مگر تفتیش کے بعد۔ پس بسا اوقات اس نے تجھ سے پہلے فنکاروں میں کسی کی صحبت اختیار کی ہوتی ہے۔ پس تجھ پر قیامت قائم ہو جائے گی جس طرح کہ میرے لئے محمد العبادی وغیرہ سے ایسا واقعہ رونما ہوا۔ اور اے بھائی! دنیا داروں سے پوری کوشش سے دور رہ کیونکہ اکثر لوگوں کے نفوس ان کی صحبت کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور ان پر مزاحمت کرتے ہیں۔ پس اف ہے پھر اف ہے۔ اس پر جو فقراء کا لباس پہنتا ہے۔ اور دنیا کی کسی چیز پر ٹوٹ پڑتا ہے اور اہل لباس کی سیرت کے خلاف چلتا ہے۔ اور آفریں ہے اس پر جو فقراء کے لباس کی اہانت سے حفاظت کرتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مریدین کو اپنے متعلق غور کرنے کی تلقین

میں اپنے مریدین کو بکثرت ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے متعلق غور وفکر کریں جب ان کا خادم یا بیوی ان کے حکم کی مخالفت کریں۔ یا معاصی اور نجاستوں یا سرکشی اور نافرمانی میں پڑیں۔ اور یہ کہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کریں۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی جب اپنے شاگردوں میں کوئی نقص دیکھتے تو کہتے کہ میری شامت اعمال کی وجہ سے گرے جس خطا میں گرے۔

اور شیخ عبدالحلیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب کہا جاتا کہ مجاوروں میں سے کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں تو کیا میں اسے نصیحت کروں؟ تو فرماتے: کیا تم نے کبھی ایسی نجاست دیکھی ہے جو نجاست کو پاک کرے۔ انتہی۔

مذکورہ تلقین کی دلیل

اور اس مسئلہ میں قوم کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے **وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير** (الشوریٰ آیت ۳۰) اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے اور تمہاری کثیر کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے)۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ یہ تمہارے اعمال ہیں جو تم پر لوٹائے جاتے ہیں۔ نیز یہ فرمانا کہ لوگوں کی عورتوں کی عفت کی حفاظت کرو تمہاری عورتوں کی عفت محفوظ رہے گی۔ اور اپنے آباؤ اجداد سے اچھا سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ نیز فرمایا: جو اپنے بھائی کو کسی گناہ سے منسوب کرتا ہے وہ نہیں مرتا حتیٰ کہ وہ خود اس گناہ میں ملوث ہوتا ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے حکم خداوندی کی تعمیل میں کوتاہی ہوتی ہے تو میں اسے اپنے گدھے۔ خادم اور بیوی کی عادت میں پہچان لیتا ہوں۔ پس گدھا سرکشی کرتا ہے اور غلام اور بیوی نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب میں غور کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور وہ میری توبہ قبول فرمالیتا ہے تو سب میری اطاعت کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ انتہی۔

اور میں نے اپنے اکثر شاگردوں کو یہ مسئلہ سمجھایا تو انہوں نے میرے پاس شکوہ کرنا چھوڑ دیا اس کے بعد کہ ان میں سے کوئی اپنی بیوی اور اپنے غلام کا کثرت سے شکوہ کیا کرتا تھا۔ اور وہ اپنے نفسوں کے متعلق غور کرتے ہیں تو انہیں سیدھا کر لیتے ہیں تو ان کی رعیت بھی راہ راست پر آجاتی ہے جن کی قسمت میں استقامت لکھی ہوتی ہے اور میں ان کے شکووں کی کثرت سے راحت حاصل کر لیتا ہوں۔

اور شیخ ابوالنجا سالم المرور رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے ہیں کہ جان لو تمام عالم موجودات تمہارے سامنے انہی اعمال کے مطابق آتی ہے جو تم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس غور کرو تم کیسے ہو۔ کیونکہ سایہ کجی اور راستی میں جسم کے تابع ہوتا ہے۔ انتہی۔

مذکور الصدر قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں

اور یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی شروع سے اپنے بندے کو آزماتا ہے تاکہ ظاہر کرے کہ اس کا صبر کیسا ہے جبکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے اس کے ہونے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ اور اس کے عیال کو بدکاری میں مبتلا کر دیتا ہے باوجودیکہ وہ کبھی اس جرم میں نہیں گرا۔ اس کا بیٹا اسے برا بھلا کہتا ہے حالانکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ سلوک کرتا تھا۔ اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے **ولا تزر وازرة وزر اخرى** (بنی اسرائیل۔ آیت ۱۵) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا)۔

لیکن اصل قاعدہ کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے ولیحملن اثقالهم اثقالاً مع اثقالهم (العنکبوت آیت ۱۳) اور وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور دوسرے کئی بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ) جو کہ گمراہ کن آئمہ کے بارے میں ہے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد من سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها. جو برا طریقہ جاری کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ ہے اور اس کا بھی جو اس پر عمل کرتا ہے۔انتہی۔

پس اس پر غور کر اور اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی-اذیت دینے والوں کی اذیت کو صبر وتحمل سے برداشت کرنے کا حکم

میں مریدین کو کثرت سے حکم دیتا ہوں کہ انہیں جو بھی ستائے وہ اپنی طاقت کے مطابق صبر کریں اور اذیت برداشت کریں اور کسی کا مقابلہ برائی کے ساتھ نہ کریں۔پھر جب وہ اس حد تک پہنچ جائیں کہ اسے برداشت نہ کر سکیں تو میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ان کے لئے اس شخص سے حکمت عملی اور لطف کے ساتھ بدلہ لیتا ہوں۔اور ان میں سے کسی کو دوسرے سے اس خطرے کے پیش نظر مقابلہ نہیں کرنے دیتا کہ مقابلہ میں بے توازن ہوگا اور اذیت میں اضافہ کرے گا۔پس خسارے میں مبتلا ہوگا۔

فقراء کے لئے انتقام کی صورت

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ فقیر کا کمال ہے کہ اپنے شاگردوں کے لئے اس سے انتقام لے جو انہیں ستائے دونوں کے لئے مصلحت ہے۔اور اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر اپنے رب عزوجل سے دعا کرے کہ ظالم کو تنبیہ فرمائے مرض کے ساتھ یا نعمت کے زوال کے ساتھ یا اس سے اس کے وظیفے کے اخراج کے ساتھ یا لوگوں کے دلوں سے اس کا جاہ واحترام زائل کر کے وغیرہ۔ انتہی۔اور حدیث شریف میں ہے اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم۔

اور میرے لئے بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میری ہمت میرے شاگردوں کے لئے انتقام طلب کرتی ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ سوال کے بغیر صرف ہمت کی بنا پر اسے نافذ کر دیتا ہے۔اور یہ انتقام کی انتہائی شدید صورت ہے۔پس بسا اوقات ان میں سے ظالم کے قلب میں زہر آلود تیر پیوست ہو جاتا ہے اور اس کی موت تک باقی رہتا ہے۔اور کوئی اس کا علاج نہیں کر سکتا۔جیسا کہ اس شخص کے رونما ہوا جس نے ہماری خانقاہ میں فتنوں کے ذریعے خرابی پیدا کر دی اور اس نے اپنے بھائیوں پر بہتان اور جھوٹی تہمت لگائی اور اس کا مرض استسقاء تھا۔

اور سیدی محمد السروی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ ہمارے شیخ کے شیخ ہیں فرماتے ہیں: فقیر پر جب حال قوی ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو شیر کی مانند ہوتا ہے جب بپھر جائے اور جسے پائے اس کے پرخچے اڑا دیتا ہے گرچہ اس کا صاحب اور اس کی اولاد ہی ہو۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے شاگردوں کے سبب سے اس کے اعضاء کی تعداد کے برابر ان ظالموں کو قتل کر دے جو اس کے شاگردوں اور مسلمان بھائیوں کو ستاتے ہیں۔اور آپ فرماتے ہیں: فقیر کے کمال سے ہے کہ اپنے نفس کے حق میں اذیت برداشت کرے اور اپنے شاگردوں کے حق میں ان کے حق واجب کی بنا پر اسے برداشت نہ کرے۔کیونکہ وہ اس کے

پاس جمع نہیں ہوئے مگر اس لئے کہ اس ظالم سے ان کی حفاظت کرے جو انہیں اذیت دے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس مقام پر سیّدی ابراہیم الجعبری اور سیّدی ابراہیم المتبولی وغیرہما تھے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

اور قوم کے اکثر افراد جنہیں ہم نے دیکھا ہے ظالموں کو حال یا توجہ الی اللہ کے ساتھ قتل کر دیتے تھے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ واجب ہے کہ اسے اس امر سے مقید کیا جائے یہ جب وہ معلوم کر لیں کہ وہ ظالم شرعاً قتل کا مستحق ہے۔ ورنہ ان پر ملامت ہے۔ واللہ تبارک وتعالیٰ اعلم۔

انعام خداوندی - معاصرین کی غیر موجودگی میں ان کا ادب و تعظیم

میں اپنے معاصرین کی غیر موجودگی میں ان کے ادب کی حفاظت اور ان کی تعظیم و توقیر کرتا ہوں۔ جس طرح کہ اس پر کتاب الطبقات میں ان کے مناقب کا ذکر دلالت کرتا ہے جسے میں نے دسویں صدی والوں کے حق میں وضع کیا ہے۔ اور ایسا امر ہے کہ میں اس دور میں منفرد ہوں۔ خصوصاً ان حضرات کے مناقب جو مجھے ناپسند کرتے ہیں اور اذیت دیتے ہیں۔ پس میں نے ان کی حد درجہ تعظیم کی ہے۔ اور انہیں اچھی توجیہات پر معمول کیا ہے۔ اس کے برخلاف جو انہوں نے میرے ساتھ سلوک کیا۔ جس طرح کہ تیسرے باب کے اوائل میں اس کا تذکرہ گزر چکا ہے اور اکثر لوگ کبھی بھی اپنے دشمن کے مناقب کا ذکر نہیں کرتے بلکہ نفس موافقت نہیں کرتا۔ اور جب میں اپنے دشمنوں میں سے کسی کو دیکھتا ہوں کہ ظاہر میں علم کے مطابق کم عمل کرتا ہے اور مجھے خوف ہو کہ میں اس کی مدح کروں تو لوگ میری تکذیب کریں گے تو طبقات وغیرہ میں اس کے ترجمہ میں کہتا ہوں: اور فلاں پر اپنے اعمال صالحہ کو چھپانے کا غلبہ ہے۔ پس قریب نہیں کہ اس سے کسی چیز کا کسی کو علم ہو اور یہ سب کچھ بھائیوں کی ستر پوشی کے لئے ہے۔ اور اس میں سے یہ ہے کہ جب وہ کسی قوم میں مجھے خطا کار قرار دیں تو اس کی توجیہہ یہ کرتا ہوں کہ یہ حضرات فہم میں مجتہد ہیں۔ پس وہ اس کے مطابق عمل کے مکلف نہیں ہیں جو ان کے لئے ظاہر ہونے والی توجیہہ کے خلاف ہو۔ اور اگر وہ میرے فہم کے بارے میں مجھ پر تنقید کریں تو انہیں اپنی قدرت کے مطابق مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اس کا حق ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور انہیں معاف فرمائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - کسی شیخ کے مرید کے آنے پر ترش روئی

جو مرید میری زیارت کو میرے پاس آتا ہے میں اس کے شیخ کی غیر موجودگی میں اس کے مقام کے تحفظ کے لئے اس سے ترش روئی سے پیش آتا ہوں اور خندہ پیشانی کا اظہار نہیں کرتا۔ اور اس خوف کی بنا پر کہ میری طرف محبت کے ساتھ مائل ہو جائے پس اپنے شیخ کے مقام کو مجروح کرے۔ جس طرح کہ اس کی طرف عنقریب اشارہ گزر چکا ہے۔ اللھم۔ مگر جب کہ مجھے اس کے اپنے شیخ کے بارے میں اعتقاد کے ثابت رہنے کا علم ہو۔ پس میں اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا بلکہ اسے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہوں اور اسے کھانا پیش کرتا ہوں اور اس کی موجودگی میں اس کے شیخ کی مدح کر کے اس کی عظمت بیان کرتا ہوں۔ وغیر ذالک۔ جیسا کہ مہمان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔

اور مصر میں میرے سوا اس خلق پر عمل کرنے والا میں نے کوئی قلیل ہی دیکھا ہے۔ بلکہ میں نے ان میں سے کسی کے حق واجب کا

احترام کیا پس اس کے مرید کے لئے کھانا پیش کیا نہ اسے خندہ پیشانی سے پیش آیا۔صرف اس کے قلب کے متزلزل ہونے کے خوف کی بنا پر جبکہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ میری طرف متوجہ ہوتا ہے۔تو اس نے اپنے شیخ سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا: بیٹے! تجھے معلوم نہیں کہ وہ ہمیں اور ہماری جماعت کو پسند نہیں کرتا۔اور وہ معذور ہے۔کیونکہ یہ اخلاق اس دور میں نہایت کمیاب ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اس کے مرید کے سامنے ترش روئی صرف اس کے مرید کے سامنے اس کے مقام کے تحفظ کے لئے ہی کی۔پس اس کی وجہ سے میں مشرق میں ہو گیا اور وہ مغرب میں۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-حق تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا علماء کی اجازت کے بغیر جماعت کو ذکر سے خاموش نہ کرنا

میں جماعت کو جب بھی وہ ذکر میں یا قرآن کریم میں یا علم میں مصروف ہوں تو خاموش نہیں کرتا حتیٰ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے یا اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر حدیث ہو یا علماء سے جن کے کلام کی قرأت ہو رہی ہے اجازت لے لوں۔پس میں اپنے قلب کے ساتھ اور دبی زبان کے ساتھ عرض کرتا ہوں: دستور یا اللہ! میں تیرے بندوں کو خاموش کر دوں اور انہیں دوسری نیکیوں کی طرف پھیر دوں۔یا دستور یا رسول اللہ! ان لوگوں کو فلاں نیکی کی طرف منتقل کر دوں۔پس بیشک یہ فلاں چیز سے تھک گئے ہیں۔اور علماء وفقراء میں سے قلیل لوگ ہی اس ادب کی رعایت کرتے ہیں۔پس بسا اوقات وہ قرآن کریم یا حدیث پاک یا علم کے قاری کو اجازت لئے بغیر خاموش کر دیتے ہیں اور وہ اس مقام سے شہود سے غافل ہوتے ہیں۔

پس اے بھائی! بھوک اور مخالفت ہوی کے بکثرت مقدمات مراقبہ میں اس خلق پر عمل کر حتیٰ کہ تو اپنے اکثر اوقات میں اپنے نفس کا حق تعالیٰ کے حضور۔اور اس کے دربار خصوصی میں جلوہ گر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں یا آپ کی امت کے خواص علماء وصلحاء کے سامنے شہود کرے ورنہ یہ تجھ سے درست نہیں ہوگا۔

اس مشہد کے حامل اہل اللہ

اور اس قدم پر سیدی ابراہیم المتبولی۔سیدی علی الخواص۔میرے بھائی افضل الدین اور میرے بھائی ابوالعباس الحریثی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔اور اس کی تائید استخارہ کی مشہور حدیث کرتی ہے۔اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر کو چاہئے کہ اپنے امر میں حرکت کرے نہ سکون اختیار کرے مگر حق جل وعلا کی مشاورت کے ساتھ۔فرماتے ہیں کہ اس کا مشورہ کی بہ نسبت زیادہ حق ہے جس کا ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ یا والد کے توفیق یافتہ بیٹے کے ساتھ اپنے امور کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔فرماتے ہیں: کہ اس امر کی گرچہ شریعت نے تصریح نہیں فرمائی لیکن اسے قبول کرتی ہے اور اسے رد نہیں کرتی۔اور جس چیز کا اپنانا خلق کے ساتھ ادب ہے تو اس کا حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ اپنانا زیادہ بہتر ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اکابر کی موجودگی میں تلقین ذکر کی اجازت

میرے شیخ، الشیخ محمد الشناوی نے مجھے اس کی اجازت فرمائی کہ تلقین ذکر اور تربیت مریدین کے لئے شیخ شہاب الدین بن حجر مقیم مکہ

معظمہ۔ شیخ علی۔ شیخ احمد السواح اولاد شیخ عبدالرزاق محلہ کوم النجار۔ شیخ محمد حسن الحلی مقیم مدینہ شریف۔ شیخ شہاب الدین الطند تائی اور جماعت کی موجودگی میں بیٹھوں۔ اور یہ آپ کے شیخ الشیخ محمد السروی کی خانقاہ میں آپ کی وفات کا ایک ماہ پورا ہونے کی شب میں ہوا۔ اور آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ مجھ پر گواہ رہو کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اجازت دی کہ طریق قوم کے مطابق مریدین کو تلقین اور ان کی تربیت کرے پھر آپ نے شعر پڑھا۔ میں جب تک زندہ ہوں لیلیٰ سے محبت کرتا ہوں اور اگر مر جاؤں تو لیلیٰ کو اس کے سپرد کرتا ہوں جو میرے بعد اس سے محبت کرے۔

پھر آپ نے مصر سے اپنے دیار کی طرف سفر کیا اور جس شہر سے گزرے انہیں فرماتے گئے کہ میں نے فلاں کو اجازت دی ہے تو میرے بعد جو طریق کا ارادہ کرے وہ اس سے رابطہ قائم کرے۔ پس آپ کے وصال کے بعد میرے پاس بیشمار لوگ آئے پس قوم کی مشابہت کے طریقے پر میرے شیخ کے ادب پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے تلقین حاصل کی۔ پھر میں نے یہ دروازہ ترک نہیں کیا مگر بعض لوگوں کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ پھر جب میں سیّدی علی الخواص کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: اے بیٹے! جان لے کہ لوگ آج حجاج کی طرح ہو گئے ہیں جب وہ مکہ معظمہ سے لوٹتے ہیں اور اپنے وطنوں پر جھانکتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو کون ہے جو ان کی شیرازہ بندی کر سکے۔ جب کہ ماضی میں ہمتیں موجود تھیں۔ اور ان میں سے کوئی صدق نیت سے طریق کی طلب کرتا تھا جیسے حجاج اپنے سفر کی ابتداء میں کہ ہم نے انہیں دیکھا کہ ایک گروہ امیر الحجاج کو دراہم دیتے تھے کہ ان کے لئے اہتمام کرے۔

لیکن میرے لئے میرے شیخ کی اجازت کی وجہ سے فقراء کے درمیان انتہائی پردہ حاصل ہوا۔ پس بیشک آج اکثر فقراء اپنے شیخ سے اجازت کے بغیر بیٹھنے لگے ہیں۔ اور کسی کا شیخ فوت ہو جاتا ہے اور اس نے اسے ماذون نہیں کیا۔ پس وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کی خواب میں آیا ہے اور اس نے اسے کہا کہ لوگوں کے لئے ظاہر ہو جاؤ۔ کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی ہے۔ اور یہ بعید ہے۔ کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے کے مقام کے درمیان اتنے ہزار مقام ہیں۔ مجھے گمان نہیں کہ اسے ان میں سے کوئی ایک مقام حاصل ہوا ہو۔ جس طرح کہ مقدمہ میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔ اور ہم نے اہل طریق کے قواعد ایک خاص رسالے میں ذکر کئے ہیں جس نے ان کا مطالعہ کیا وہ آج بعض مشائخ کو پائے گا کہ وہ مقام مرید تک نہیں پہنچا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ ہم پر اور ان پر لطف فرمائے اور ہماری جنابات معاف فرمائے۔ آمین آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔علم وطریقت کے اپنے مشائخ کی اولاد اصحاب سے کثرت محبت و تعظیم

میں علم وطریقت میں اپنے مشائخ کی اولاد اور ان کے شاگردوں سے کثرت سے محبت اور ان کی تعظیم کرتا ہوں اور اس کی جو میرے مشائخ کے عین حیات اور ان کی وفات کے بعد ان کی پناہ میں رہتا ہے۔ یہ اپنے مشائخ۔ ان کی اولاد و اصحاب کے حق واجب کے اہتمام کے لئے ہے۔ اور اس خلق میں ہر وہ شخص خلل ڈالتا ہے جو کسی شیخ کے ہاتھوں فارغ نہیں ہوا۔ پس وہ اپنے شیخ کی اولاد اور ان کے شاگردوں کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے برعکس۔ ان میں سے کوئی اپنے شیخ کی محبت کا دعویٰ کیونکر کرتا ہے پھر اس کی اولاد و اصحاب سے بغض رکھتا ہے۔ اور یہ روافض کے طریقے کے مشابہ ہے۔

شیخ محمد الشناوی کی اپنے شیخ کی اولاد یا اس کے شاگردوں سے محبت

سیدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں اپنے شیخ کی اولاد یا ان کے شاگردوں سے کسی کو دیکھتا ہوں تو قریب ہے کہ خوشی سے اڑنے لگوں۔ اور گویا میں نے اپنے شیخ کو دیکھ لیا۔ پھر یہ کہتے شاید کہ میں انہیں دیکھ لوں یا انہیں دیکھنے والے کو دیکھ لوں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی ساری عمر اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت کروں اور دنیا کا جو کچھ میرے پاس ہے انہیں دے دوں تو میں جزاء نہیں دے پایا کیونکہ طریق کی وہ معرفت جس پر ان کے والد بزرگوار نے مجھے اطلاع بخشی اس کے مقابلے میں دنیا کے ساز و سامان کی کیا حیثیت ہے؟

پس معلوم ہوا کہ جسے کسی شیخ کے ہاتھوں فیض نہیں ملا تو غالب طور پر اسے بشری آلودگیاں اور اپنے شیخ کی اولاد و اصحاب کے ساتھ واجب ادب میں خلل لازم ہے۔ اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ آلودگی نفس والا اپنے شیخ کی اولاد سے طلب کرتا ہے کہ اس کے شاگرد بنیں اور وہ ان کی تربیت کرے جبکہ اس کے شیخ کی اولاد کا مطالبہ ہوتا ہے کہ یہ ان کا محکوم ہو جس طرح کہ ان کے والد کے ساتھ تھا۔ پس وہ ایسا نہیں کر سکتا وہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس اسی لئے دونوں فریقوں پر عداوت اور بغض کا غلبہ ہوتا ہے۔

اور جب سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ فوت ہوئے تو آپ کے شاگرد آپ کی اولاد پر دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فریق ناپسند کرتا ہے جبکہ دوسرا فریق ان سے محبت کرتا ہے۔ اور ایسا ہی شیخ تاج الدین الذاکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے رونما ہوا۔ پس میں اس فریق کے پاس گیا جنہوں نے اپنے شیخ کی اولاد کو ناپسند کیا اور اس سلسلے میں ان سے گفتگو کی تو انہوں نے توبہ و استغفار کی۔ اور جب سیّدی شیخ مدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تو لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق آپ کے بیٹے سیّدی ابوالسعود کے ساتھ اور دوسرا فریق آپ کے بھانجے سیّدی محمد کے ساتھ جو کہ سیّدی علی المرصفی کے، شیخ سروی کے، شیخ نورالدین الحسنی کے شیخ اور شیخ الجامعہ ہیں۔ پس ان میں کافی جھگڑا واقع ہوا۔ پھر انہوں نے آپ کے بھانجے کی پٹائی کی اور اسے نکال دیا۔ اور سیدی مدین کے بیٹے سیّدی ابوالسعود کو سجادہ نشین قرار دیا۔ اور طریق نہ پھیلا مگر آپ کے بھانجے سے۔ کیونکہ طریقت کا وارث وہی ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ ظاہری وراثت کی طرح گھر والوں کے ساتھ مخصوص نہیں۔ حتیٰ کہ ایک قطب نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگی کہ اس کے بعد قطبیت اس کے بیٹے کے لئے ہو۔ پس ندا دی گئی: اے فلاں! یہ اموال کی ظاہری وراثت میں ہے۔ پس اس قطب نے استغفار کیا۔ پس ایک مدت کے بعد اہل مغرب سے ایک شخص آیا وہ اس کے پاس ایک رات ٹھہرا۔ قطب فوت ہو گیا۔ پس وہ اس کے بعد قطبیت کا وارث ہوا۔

امام شعرانی کا اپنا واقعہ

اور جب میرے شیخ الشیخ محمد الشناوی کا وصال ہوا تو آپ کی اولاد نے ایک مدت تک میرے ساتھ عداوت کی۔ پس میں ہمیشہ ان کے ساتھ حکمت عملی سے پیش آتا رہا۔ ان کے جوڑے سیدھے کرتا اور ان کی تعظیم کرتا۔ حتیٰ کہ ان کی کدورت زائل ہو گئی۔ اور میں نے آپ کے صاحبزادے سیّدی شیخ عبدالقدوس سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنے والد بزرگوار کے بعد تلقین فرمائیں۔ لیکن وہ نہیں مانے۔ اور انہوں نے میری شاگردی اختیار کی۔ اور وہ میری خانقاہ کی دہلیز کو داخل ہونے سے پہلے بوسہ دیتے۔ اور یہاں تک ہو گئے کہ میرے مشورہ کے بغیر کچھ نہ کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے سفر حجاز کے لئے زاد سفر اور اونٹ تیار کئے۔ تو سفر کی شب ایک شخص نے آپ سے کہا کہ فلاں

(یعنی شعرانی) نے کہا ہے کہ میرا دل نہیں کہ وہ اس سال سفر کرے۔ پس اپنی سواری پر سوار ہو کر میرے پاس آئے اور کہا: واللہ اگر مجھے اس وقت حکم پہنچا جب کہ میں آدھا راستہ طے کر چکا ہوتا کہ آپ نے مجھ پر لوٹنے کا اشارہ کیا تو میں لوٹ آتا اور میں اسے اپنے نزدیک حج پر ترجیح دیتا۔ اور میرے ساتھ یہ سلوک اس کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر رحمت واسعہ فرمائے۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنے معلم کی افضیلت کا شہود

میں اپنے معلم کی مجھ پر فضیلت کا شہود رکھتا ہوں گرچہ ترقی میں انتہاء کو پہنچ جاؤں۔ پس بیشک اسی نے تو مجھے مادۂ ترقی عطا فرمایا۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے میں نے پہچانا جو کچھ پہچانا۔ تو جو خود پر اپنے معلم کی فضیلت بھول گیا وہ کمینہ ہے۔ جس طرح کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ اور محققین نے مرید کے لئے شیخ کی طاعت کے تحت ہمیشہ ٹھہرنے کو پسند کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ اگر مرید تحقیق نظر کرے تو اپنا مقام اپنے شیخ کے مقام سے فروتر پائے گا۔ اور اپنے شیخ کا مقام ترقی۔ صفائی اور نورانیت میں بالاتر پائے گا۔ اور مرید کے امر کی انتہاء یہ ہے کہ وہ عمل کے جسم میں اپنے شیخ کے برابر ہو جائے نہ کہ اس کی روح میں۔ پس بیشک کمال کے بعد مشائخ پر غالب یہ ہے کہ ان پر اعمال قلبیہ غالب ہوں جن میں کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مرید کے اعمال کے خزانوں سے وزنی ہے۔

کامل مشائخ کا امور عادیہ میں معیت الٰہیہ کا مرتبہ اور اس کی وضاحت

اور بسا اوقات امور عادیہ میں معیت الٰہیہ میں شیخ کا حضور مرید کے طاعت شرعیہ میں حضور مع اللہ تعالیٰ سے افضل ہوتا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ کامل کا مشاہدہ، قلبیہ ہوتا ہے۔ پس قریب نہیں کہ اس کے اعمال صالحہ ظاہر ہوں مگر اسی قدر جو وہ پہچانے کہ لوگ اس میں اس کی اقتداء کرتے ہیں۔ اور باقی کو ان سے چھپاتا ہے تا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حجت قائم نہ کرے۔ اس خلق میں کثیر لوگوں سے کثرت سے خیانت ہو چکی ہے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی علم یا صنعت سیکھتا ہے پھر تھوڑے عرصے کے بعد اپنے معلم سے بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس کے وظیفہ پر کوشش کرتے ہیں اور اپنے اوپر اس کی فضیلت بھول جاتے ہیں۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں شریر و کمینہ شخص ہے کہ جب بلند مرتبہ ہو تو اپنے اقارب پر جفا کرتا ہے۔ اپنے شناساؤں کا انکار کرتا ہے اور اپنے معلم کی فضیلت کو بھول جاتا ہے۔ اور اسی لئے اس کی ضرب المثل بیان کی گئی ہے کہ ہر چیز جسے تو کاشت کرتا ہے اکھاڑ لیتا ہے مگر ابن آدم جب تو اسے کاشت کرے وہ تجھے اکھاڑ لیتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو اپنے معلم کی رسی کاٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے امداد منقطع کر دیتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت حاصل ہو گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حکام اور اہل کاروں کو ہدایت دینا

میں اپنے حکام اور اہل کار بھائیوں کی راہنمائی کرتا ہوں جب وہ اپنے مناصب سے معزول ہو جائیں۔ اور ان کی چکیاں بائیں کو گھومیں۔ ایسا کام کرنے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جس کی وجہ سے ان کی ذمہ داری ان کی طرف لوٹا دی جائے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ مجھے علم ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی منصبی ذمہ داری سے کبھی معزول نہیں کیا جاتا مگر اس کے بعد کہ اس نے اس کی شرائط میں خلل ڈالا ہے۔ اور یہ اس پر گناہ ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ کا حق واجب قائم کرنا اور اس پر رعیت کی ضروریات پوری کرنے اور ان کی مشکلات حل

کرنے کا حق واجب قائم کرنا ہے۔اوراس سب کا جامع یہ ہے کہ شب وروز استغفار کی کثرت کرے اورضرورت شرعیہ کے بغیر اس کے علاوہ کسی چیز میں مصروف نہ ہو۔کیونکہ استغفار رب عزوجل کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔اور مخالفین کو اس سے راضی کر دیتا ہے۔اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اکثر فقراء اس سے غافل ہیں۔پس تو ان میں سے کسی کو اس کا تحمل کرنے میں مصروف پاتا ہے۔جس سے اس کی نعمت زائل ہوتی ہے اور وہ اسے پورا کرنے میں توجہ کرتا ہے۔پس وہ اپنی توجہ کا کوئی اثر محسوس نہیں کرتا۔اور یہ اس لئے کہ حق تبارک وتعالیٰ اپنے کسی بندے سے کوئی نعمت زائل نہیں کرتا مگر اسے ادب سکھانے کے لئے تاکہ یہ اس کی طرف احتیاج اور اپنے اس گناہ کے اعتراف۔کے ساتھ رجوع کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر شمار کر رکھا ہے اور یہ اسے بھول چکا ہے۔اور جب تک وہ کہتا رہتا ہے کہ مجھے کیا ہے۔میرا کوئی گناہ نہ جرم تو وہ معزول ہے یا قید میں بیٹھا رہے گا نکل نہیں سکتا۔

اور کئی دفعہ ان میں سے کسی سے نعمت ان گناہوں کی وجہ سے زائل ہوتی ہے جنہیں کثرت وقوع کی وجہ سے خفیف سمجھتا ہے جیسے شراب نوشی۔زنا۔لواطت۔حکام سے تعاون کرنا۔نمازوں کو ان کے اوقات سے نکال دینا اور ان جیسے دیگر گناہ۔پس وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کب کا معاف کر چکا۔حالانکہ یہ اس پر باقی ہیں اور اس کا رب اس پر ناراض ہے۔اور جس پر اس کا رب غضبناک ہو تو کوئی سفارشی اس کے بارے میں سفارش نہیں کر سکتا مگر جب دیکھے کہ محل سفارش کے قابل ہے۔جس طرح کہ اس کا حکام کے دفتروں میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔پس چاہئے کہ فقیر اپنے نفس کی تفتیش کرے اور ہر اس گناہ سے توبہ کرے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے پھر جو اس سے تحمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ تفتیش کرے اور اسے حکم کرے کہ ہر اس گناہ سے توبہ کرے جسے وہ جانتا ہے۔پس اس کے بعد سفارش کرے۔پس بسا اوقات شیخ کے خود اپنے گناہ ہوتے ہیں جن سے اس نے توبہ نہیں کی۔پس وہ اس لائق نہیں کہ اپنے غیر کی سفارش کرے۔جس طرح کہ اس کی شرائط کے بیان میں پہلے گزر چکا جو کہ لوگوں سے تحمل کرتا ہے۔اور بعض مرتبہ جس سے تحمل کرتا ہے اس کے اسی طرح گناہ ہوتے ہیں تو فقیر کی توجہ اسے چھڑانے میں فائدہ نہیں دیتی۔یا اس کی منصبی ذمہ داری لوٹانے میں۔پس عاقل وہ ہے جو گھروں میں دروازوں سے آئے۔

پس اسے سمجھ لے کہ بہت ہی نفیس ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔اپنے شاگردوں کی بے اعتدالیوں سے غافل نہ ہونا

میں اپنے شاگردوں سے غافل نہیں ہوتا جب ان میں سے کوئی تہمت کی راہوں پر چلے۔پس اسے اس سے روکتا ہوں۔اور جب وہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا علم کافی ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ جس کا علم تجھے کافی ہے اسی نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو ایسے اسباب نہ اپنائے کہ لوگ تیری ہتک حرمت میں گریں۔اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جو تہمت کی راہوں میں چلتا ہے وہ اس کی ملامت نہ کرے جو اس کے متعلق بدگمانی کرتا ہے۔پس جس طرح سورج زمین پر اپنی حرارت کے ساتھ حکم کرتا ہے پس زمین کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے سے اس کی حرارت دور کر سکے۔اسی طرح تہمت کی راہیں اپنے چلنے والے پر حکم لگاتی ہیں کہ لوگ اس کی ہتک حرمت اور اس کے متعلق بدگمانی کریں۔پس لوگوں کے لئے ممکن نہیں کہ اس کے متعلق اچھا گمان رکھیں مگر تاویل بعید کے ساتھ جسے کوئی قلیل ہی قبول کرتا ہے۔

تہمت کی راہ سے بچنے کے طریقے

پس معلوم ہوا کہ کسی انسان کو نہیں چاہئے کہ شارع عام پر کسی عورت کے ساتھ باتیں کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ لوگ اسے اس بارے میں ملوث کریں گے گرچہ محرم ہی ہو۔ جس طرح کہ یہ جائز نہیں کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھے یا اس کا چہرہ تکے۔ اور جو اسے ایسا دیکھے اس پر واجب ہے کہ اسے شدت سے منع کرے کہ اکثر لوگ اس پر انکار میں جلدی کریں گے۔ بسا اوقات لوگ کہتے ہیں کہ بعید ہے کہ یہ اس تنہائی میں اس عورت کے ساتھ زنا سے بچا ہو۔ اور اس کی تائید علماء میں سے بعض کا یہ قول کرتا ہے کہ ہر خلوت پر درد ہے۔ اور اسی پر خوبصورت بے ریش چھوکرے کے ساتھ خلوت کو قیاس کیا جائے۔ پس چاہئے کہ فقیر اس سے پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے حال کے صاف ہونے سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ حق جل وعلا بعض مرتبہ ایک لمحہ میں حال بدل دیتا ہے۔

اور سیّدی محمد الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک فقیر کو دیکھا جو کہ بازار میں ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ نے اسے منع فرمایا۔ تو فقیر کہنے لگا: بحمد اللہ تعالیٰ میں اس کی طرف نظر کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا اور اس نے شیخ کے کلام پر دھیان نہ دیا۔ اسی رات وہ اس عورت کے ساتھ بدکاری میں مبتلا ہو گیا۔ پس اس کا آلہ اس کی شرمگاہ میں اٹک گیا۔ شیخ اپنے کشف کے ذریعے اس پر مطلع ہوئے۔ چنانچہ آپ اس خلوت کے دروازے پر آئے اور فرمایا: ہم میں سچا کہاں ہے؟ فقیر کہنے لگا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ پس شیخ نے کچھ وقت تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں توجہ کی۔ حتیٰ کہ اس کا آلہ اس کی شرمگاہ سے نکل آیا۔ پھر وہ اس خانقاہ سے نکل گیا اور وہاں نہ رہا۔ اور میں نے تیرے لئے ایسی حکایت ذکر نہیں کی گرچہ اس کے الفاظ قبیح ہیں مگر اس کے ساتھ خلوت کی قباحت بیان کرنے کے لئے جس سے خوف فتنہ ہو۔

پس میں نے تیری نصیحت کو اپنے لفظی ادب پر ترجیح دی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بیان حق میں حیا نہیں فرماتا۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تیرا شیخ یا کوئی اور تجھے اجنبیہ کے ساتھ خلوت سے روکے اور تو اس کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کے احترام کی کثرت

اولیاء اللہ کے وصال کے بعد میں ان کے احترام کی کثرت کرتا ہوں۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی ان کے لئے غیرت سے ڈرتے ہوئے ان کی کسی بیوی سے نکاح نہیں کرتا۔ پس وہ مجھے ہلاک کر دے۔ کیونکہ ولی کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رضا اور لطف کے اوقات ہیں۔ پس بسا اوقات ولی عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! تو میری موت کے بعد میری بیوی پر میرا وارث اور وصی ہے۔ پس اے میرے رب! اس پر میرے بعد نکاح کرنے کا دروازہ تنگ کر دے۔ پس جو بھی اس سے نکاح کرتا ہے وہ اس پر اظہار غضب فرمانے لگتا ہے۔ اور مجھے شیخ شہاب الدین الکعکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وصیت فرمائی کہ میں آپ کے بعد آپ کی بیوی سے نکاح کر لوں۔ لیکن میں راضی نہ ہوا باوجودیکہ اس خاتون نے مجھ سے سوال کیا اور کہا کہ میں راضی ہوں۔ میں نے اسے کہلا بھیجا کہ گرچہ تو راضی ہے مگر میں راضی نہیں ہوں۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سیّدی مدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید سیّدی محمد الشویمی کا وصال ہو گیا جب کہ آپ کی بیوی کنواری تھی۔ اور آپ نے اسے فرمایا کہ میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا پس میں اسے قتل کر دوں گا۔ پس اس نے اس کے متعلق علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں نے اسے کہا

کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے تو پس نکاح کر سکتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔پس ایک شخص کے ساتھ اس کا عقد کر دیا گیا۔پس آپ اس شب اس کے پاس آئے اور اسے نیزہ گھونپ دیا تو وہ اسی شب مر گیا۔اور یہ ساری عمر کنواری رہی۔اور بڑھاپے میں فوت ہوئی۔

اور اسی طرح مجھے سیّدی شیخ بہاؤالدین مجذوب کے خادم شیخ زیتون نے خبر دی کہ آپ کی زوجہ نے آپ کے جذب کے بعد سات برس تک آپ کے افاقہ کی انتظار کی۔آپ کو افاقہ نہ ہوا تو اس نے علماء سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ شادی کر لے۔پس آپ اس رات آئے جب اس کے شوہر نے مقاربت کی اور دونوں کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔اور قاضی پر ضرب لگائی وہ اندھا اور بے کار ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا۔

اور سیّدی علی الخواص اس سے بدمزہ ہو جاتے جو اولیاء کی عورتوں سے یا بادشاہوں اور حکام کی عورتوں سے شادی کرتے۔اور فرماتے کہ اکابر کے ساتھ ادب کی رعایت کرنا چاہیے۔

اور جب شیخ محمد مغربی جاولی نے سلطان طوفان بای کی باب زویلہ میں پھانسی کے بعد اس کی لونڈی سے شادی کی تو آپ اس سے نہایت بدمزہ ہوئے۔اور فرمایا کہ اس شخص نے ادب کی مہک نہیں پائی۔اور اگر اس کے ہاں ادب ہوتا تو سلطان کی موت کے بعد اس کی رعایت کرتا جس طرح کہ اس کی زندگی میں رعایت کرتا تھا۔

اور بیہقی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت کی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ سے مطالبہ کیا کہ ان کی امامت کریں لیکن آپ نے پرہیز کی اور فرمایا کہ میں اس قوم کی امامت کیونکر کروں جن کے ہاتھوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ہدایت بخشی۔پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کسی ولی کی عورت سے نکاح کرے مگر اگر تجھے معلوم ہو کہ اس کا حال تجھ میں اثر نہیں کرے گا۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔محفل کے صدر مقام کی بجائے کنارے پر بیٹھنے سے محبت

میرا نفس محفل میں صدر مقام کی بجائے حلقے کے کنارے پر بیٹھنا پسند کرتا ہے۔اور اگر میں حلقے کے کنارے میں بیٹھوں تو اس کی بنا پر میں اپنے لئے بر بنائے تواضع اس پر فضیلت نہیں سمجھتا جو کہ صدر حلقہ میں بیٹھا ہے۔اور اگر میں صدر حلقہ میں ہوتا پس میرے معاصرین میں سے کوئی شیخ آ جاتا پس وہ مجھے پیچھے کر دیتے اور اسے آگے کر دیتے تو بحمد اللہ تعالیٰ میں اس سے متاثر نہیں ہوتا۔اور یہ خلق اس دور میں نادر ہے۔پس اس کے ساتھ تخلق درست نہیں ہوتا مگر اس سے جس کی ریاضت کامل ہو اور اس نے شیخ ناصح کے ہاتھوں فیض حاصل کیا ہو۔ورنہ غالباً لازم یہی ہوتا ہے کہ وہ اس سے مکدر ہو جاتا ہے جو اسے صدر حلقہ سے اٹھا کر ایک طرف بٹھا دے۔

اہل اللہ کی شان

اور اس کتاب کے اوائل میں گزر چکا ہے کہ اہل اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر ہم نشیں سے فروتر سمجھتے ہیں۔پس اپنے لئے اونچا مقام جانتے ہی نہیں کہ پھر وہ اس سے نیچے اتریں۔پس جب انہیں جوتوں میں بٹھا دیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ جس مکان میں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے نفسوں کو ذلیل قرار دیں وہاں ان پر رحمت کا نزول جلد ہوتا ہے۔پس بیشک اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے کہ میں ان کے پاس ہوں جن کے قلوب میری خاطر شکستہ ہوتے ہیں۔ بخلاف بڑائی والے کے کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا غضب جلد آتا ہے۔ اور جس طرح کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے قلب میں ذرہ برابر کبر ہے۔ پس بیشک حضرت الٰہیہ بالکل جنت کی طرح ہے۔

پس اے بھائی! اس خلق کو ریاضت کے ساتھ حاصل کرنے پر عمل کرتا کہ تو خالصاً متواضع ہو۔ پس بیشک کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ حلقے کے کنارے پر بیٹھتا ہے تا کہ کہا جائے کہ وہ متواضع ہے اور وہ لوگوں کے اس کے حق میں اس قول سے زیادہ لذت محسوس کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ لوگ کہیں کہ فلاں کو صدر حلقہ میں اس کے اہل علم وفضیلت ہونے کی وجہ سے بٹھایا گیا ہے۔ اور بسا اوقات فقیر اپنے نفس میں تواضع کا مدعی ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ صدر حلقہ اور اس کا کنارہ میرے نزدیک برابر ہے۔ جبکہ اس کا حال اس کے خلاف ہے۔ پس چاہئے کہ دانا اپنے نفس کا امتحان کرے۔ بخلاف اہل اللہ کی تواضع کے۔ پس بیشک ان کی حقارت کا انہیں شہود حاصل ہے۔ اور لوگوں کی ان پر فضیلت ان کے لئے مشہود ہے۔ پس اگر معتقدین ان کی دوسروں پر فضیلت کے دلائل قائم کریں تو وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اور حضرت ابوسلیمان الدارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ کوشش کریں کہ مجھے اس حقارت سے اونچا قرار دیں جو میں اپنے سے جانتا ہوں تو ایسا نہیں کر سکیں گے۔ پس اے بھائی اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نصیحت حاصل کرنے کا ذوق

جب میں کوئی آیت۔ حدیث۔ اثر یا لطائف سنوں تو میرا فہم نصیحت حاصل کرنے کی طرف جاتا ہے۔ اور میں اپنے فہم کو احکام اور انہیں الفاظ سے نکالنے کی طرف نہیں لے جاتا مگر اس کے بعد۔ پھر میں اپنے قلب کو اس سے پھیرتا ہوں۔ اور اسی طرح لغت اور اعراب میں قول ہے اگر اسے طلب کروں تو نہیں ہوتا مگر نماز سے باہر۔ اور یہ امر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت سے عطا فرمایا جب میں بے ریش تھا۔ اور یہ خلق کمیاب ہے۔ نہیں پایا جاتا مگر چند لوگوں میں۔ پس بیشک اکثر لوگوں کا فہم پہلے احکام یا اعراب کلام۔ یا اس میں موجود لغات کی طرف جاتا ہے اور قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی اس سے عبرت حاصل کرنے کی طرف اور حوادث وموانع کی طرف ترقی کرے جو اس کلام میں موجود ہیں مگر اس کے بعد۔ اور بسا اوقات کسی کی عمر ایسی صورت حال میں ہی ختم ہوگئی اور اس نے عبرت حاصل کرنے کی طرف ترقی کی اور نہ اس مقام کی طرف کہ اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔

کئی دفعہ صلوۃ اللیل میں مجھے ایک آیت بھول جاتی ہے پس میں حق تبارک وتعالیٰ سے اپنے زیادہ قریب کسی کو نہیں پاتا پس اس سے سوال کرتا ہوں تو وہ بطریق الہام اسے مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔ اور شاید حدیث اعبد اللّٰہ کانک تراہ کا اشارہ ایسی ہی صورت حال کی طرف ہو۔ اس حدیث کے قرینہ کی وجہ سے کہ ان اللّٰہ فی قبلۃ احدکم اللہ تعالیٰ تمہارے کسی کے قبلہ میں ہے۔ پس سمجھ لے۔

اور جان لے کہ کئی دفعہ قاری حدیث یا قوم کے کلام کی قرأت کرتا ہے اور سامعین انتہائی زاری اور خشوع میں ہوتے ہیں۔ پس ہم پر نحوی داخل ہوتا ہے پس کہتا ہے کہ یہ کلام کس پر معطوف ہے۔ اور زیادہ فصیح یہ ہے کہ یوں یوں کہا جائے۔ پس جماعت کا خشوع اسی وقت ناپید ہو جاتا ہے اور زاری اور ذوق عبرت پذیری اٹھ جاتا ہے۔ اور ہر کلام کا ایک محل ہے۔ اور سلف صالح سے ہمیں اس طرح خبر نہیں

پہنچی۔ ان میں سے تو کوئی جب نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا تو اس میں موجود مواعظ پر غور کرتا۔ پھر اس سے حق جل وعلا کے ساتھ مناجات میں مصروف ہونے کی طرف ترقی کرتا۔ پس اسے غیر حق کی طرف توجہ ہوتی ہی نہ تھی۔ رہا احکام کا استنباط تو اس کے لئے دوسرا وقت ہے۔

نماز میں حضور مع اللہ تعالیٰ کا تقاضا

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مخارج حروف۔ ترقیق۔ تفخیم۔ ادغام اور اقلاب وغیرہ کی مراعات میں مشغول ہو قلیل ہے کہ اس کے لئے حضور مع اللہ تعالیٰ درست ہو جو کہ روح نماز ہے۔ اور یہ اس لئے کہ آن واحد میں دو چیزوں میں مشغولیت کی نفس میں قدرت نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسی لئے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں دونوں ہاتھ باندھنے کی بجائے انہیں چھوڑنے کا قول ہر اس شخص کے لئے کیا ہے جو مناجات حق جل وعلا پر کامل توجہ سے ان دونوں کی رعایت کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔

حالت تلاوت میں لوگوں کے مختلف درجات

قصہ مختصر تلاوت کی حالت میں لوگوں کے کئی مرتبے ہیں۔ ان میں سے کسی کا ذہن اعراب کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور کسی کا ذہن علم بدیع کی باریکیوں کی طرف جاتا ہے کسی کا ذہن احکام کی طرف۔ کسی کا ذہن عبرت پذیری کی طرف تو کسی کا ذہن حضور قلب مع اللہ عز وجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس جس پر جو غالب ہے اس کے مطابق وہ مختلف درجات پر ہیں۔ اور ان میں سے اعلیٰ مرتبہ اس کا ہے جو حضرت احسان میں مع اللہ تعالیٰ حاضر ہے۔ اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے قول الذین اتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ (البقرہ آیت ۱۲۱) جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ وہ حضرات ہیں جنہیں ہر قرأت میں نئے نئے معانی حاصل ہوتے ہیں جو کہ پہلے کھلتے تک نہیں اور اگر آیت کی ہزار مرتبہ تکرار کریں تو انہیں ہر دفعہ جدید معانی کا انکشاف ہوتا ہے۔ پس یہ ہے قرآن کریم کی تلاوت کا حق۔ اور میں نے دوسری مرتبہ آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز استنباط احکام کا محل نہیں ہے۔ استنباط تو اس سے باہر ہوتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے ان فی الصلوٰۃ لشغلا۔ یعنی نماز میں تو ایک خاص مشغولیت ہے۔ اور ایک دفعہ آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز میں نغمات کے ساتھ اور تفخیم۔ ترقیق۔ ادغام اور اقلاب کی مراعات کے ساتھ قراءت پر حضور مع اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کوئی قادر نہیں مگر اکابر اولیاء اللہ تعالیٰ۔ اور سادہ قرأت ہر کمزور کے لئے بہتر ہے۔ والسلام۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور تیری ابتلاء میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ستم رسیدہ یا غمگین سے حجاب میں نہ رہنا

میں کسی مظلوم یا غمگین سے چھپتا نہیں۔ جیسے وہ شخص جسے ظالم طلب کرے کہ اس کا مال چھین لے یا اسے جلاوطن کردے یا اس کے منصب سے معزول کردے۔ یا وہ شخص جس کا بیٹا فوت ہو جائے یا طریق میں طالب رشد وہدایت وغیرہ۔ پس مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے

کہ میں ہر مصروفیت ترک کر کے اس کی طرف آتا ہوں اور امور ظاہری کے ساتھ اور باطن میں توجہ الی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اس کی حاجت روائی میں جلدی کرتا ہوں۔ پس اگر اس کی تکلیف کسی ایسے امر کی جہت سے ہو جس کا تدارک ہو سکتا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے اس کے ہمراہ کوشش کرتا ہوں۔ اور اگر تدارک نہ ہو سکتا ہو تو اسے تسلی دیتا ہوں اور اسے صبر یا رضا کا حکم دیتا ہوں۔ اور اس کے لئے صالحین کے واقعات بیان کرتا ہوں کہ انہوں نے مصائب اور سختیوں میں شدت صبر سے کام لیا۔ اور مال گم ہونے یا بیٹے کی وفات پر بےچین نہ ہوئے۔ وغیرہ۔ کیونکہ تسلی کبھی نیکوں کی پیروی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ پس غم کا دباؤ لازماً ہلکا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا حتّٰی اتاھم نصرنا (الانعام آیت ۳۴) اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر حتیٰ کہ ان کے پاس ہماری امداد آ پہنچی) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاصبر لحکم ربك ولا تکن کصاحب الحوت (القلم آیت ۴۸) پس اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کیجئے اور مچھلی والے کی مانند نہ ہوں) فاصبر کما صبرا ولو العزم من الرسل (الاحقاف آیت ۳۵) پس اے محبوب آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا)

ستم رسیدہ اور مصیبت گزیدہ سے مشائخ کے حجاب میں رہنے کی توجیہہ

اور جان لے کہ مشائخ کو اس پر محمول کرنا جائز نہیں کہ انہوں نے کسی مصیبت زدہ سے تکبر کی بناء پر یا اس کے حق کو حقیر جانتے ہوئے حجاب اختیار کیا۔ اللہ کی پناہ کہ وہ ایسی صورت حال میں واقع ہوں بلکہ وہ تو اس لئے باہر نہیں آئے کہ انہیں اشتغال باللہ کی شدت مانع رہی۔ اور بسا اوقات انہیں اپنے قلوب کے ساتھ جمعیت علی اللہ حاصل ہوئی جس نے انہیں حرکت سے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ سے روکا۔ اور یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں بحکم وراثت حاصل ہوتی ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے لی وقت لا یسعنی فیه غیر ربی۔ میرے لئے ایسا وقت ہے کہ اس میں میرے لئے میرے رب کے بغیر گنجائش نہیں۔

اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی عمر شریف کے اواخر میں یہ فرمایا جبکہ آپ نے پیغامات پہنچا دیئے اور امانت ادا کر دی۔ اور آپ کلی طور پر اپنے پروردگار عزوجل پر متوجہ ہوئے اس سے کہیں ارفع واعلیٰ انداز میں جس پر کہ جہاد میں اشتغال کی حالت میں تھے۔ اور قرآن عظیم میں ہے ولو انھم صبروا حتّٰی تخرج الیھم لکان خیر الھم (الحجرات آیت ۵) اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس باہر تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا) پس اللہ تعالیٰ نے اسے کسی مدت کے ساتھ معین نہیں فرمایا پس دن جمعہ اور مہینہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ پس سمجھ لے۔

اکابر کے فعل کی مبنی برادب توجیہہ

اور سیّدی مدین اور سیّدی علی الرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی خلوت سے صرف نماز عصر کے لئے نکلتے تھے۔ اور اگر کوئی ان کے پاس اس وقت کے علاوہ آتا تو اس کے لئے باہر نہیں آتے تے۔ اور ایسے دونوں شیخ اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے لئے عذر شرعی ہے تو جس وقت بلائے جاتے باہر تشریف لے آتے۔ پس ان دونوں کے لئے اور ان دونوں کے پیروکاروں کے لئے یہ تسلیم کرنا زیادہ سلامتی والا ہے۔ اور اسے اچھی توجیہہ پر محمول کرنا زیادہ مبنی برغنیمت ہے۔ اور ہمارا کلام ضروریات عادیہ والوں کے لئے نکلنے میں ہے۔ اور جسے

کوئی ضرورت نہیں جیسے عام طور پر آج فقراء کی زیارت کرتے ہیں تو فقیر کو نہیں چاہئے کہ ان میں سے کسی کے لئے نکلے مگر اگر ہم نشینی کے دوران اٹھنے اور چلے جانے تک اس سے زبان کی حفاظت کا علم ہو۔ اور اس دور میں یہ کبریت احمر سے زیادہ کمیاب ہو چکا ہے۔ اور اگر تجھے میری بات میں شک ہو تو بیٹھنے والے کے لئے اس کے دشمنوں میں سے کسی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کر یا اس کے لئے حکام کی خبریں شروع کر دے تجھے میرے کہے کی سچائی معلوم ہو جائے گی۔ پس قریب نہیں کہ مجلس طویل ہو مگر اہل مجلس غیبت میں گر پڑیں گے۔

فقیر کے پاس آنے والے کی اجازت کے لئے عجیب شرط

مصر کے شیخ طریقت سیدی یوسف العجمی اپنے دربان سے فرماتے جبکہ کوئی خانقاہ کے دروازے پر دستک دیتا کہ اس لئے دروازہ نہ کھولنا مگر اگر اس کے پاس فقراء کے لئے نذرانہ ہو ورنہ سر پھٹول پر مبنی زیارت ہے۔ ایک دن ایک فقیر نے آپ سے کہا: یہ کیونکر ہے حالانکہ آپ تو دنیا سے نکل چکے؟ تو آپ نے فرمایا: بیٹے! فقیر کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کا وقت ہے جبکہ دنیا داروں کے پاس سب سے قیمتی چیز ان کی دنیا ہے۔ پس اگر وہ ہمارے لئے اپنی سب سے قیمتی چیز خرچ کریں تو ہم ان کے لئے اپنی سب سے قیمتی چیز خرچ کریں گے۔

اور جب تجھے اس کا علم ہو گیا تو اے بھائی! وجہ شرعی کے بغیر چھپا نہ رہ۔ اور وجہ شرعی کے بغیر مت نکل۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- رات کے وقت اصحاب حضرت الٰہیہ کا ادب

میں رات میں اصحاب حضرت الٰہیہ کے ساتھ ادب سے پیش آتا ہوں۔ اور کھڑے ہونے میں ان پر مقدم ہونے کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ یہ حضرات میرے لئے امام کی طرح ہیں۔ پس میں ان سے پہلے نماز کی تکبیر تحریمہ نہیں کہتا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنے کھڑے ہونے سے شرماتا ہوں اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی کھڑا ہو کیونکہ اس ملک جبار کے ساتھ خلوت سے میرا حال ضعیف ہے جس کی عظمت کے شہود سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ پس اگر مجھ پر یہ بات غالب ہو جائے کہ حضرت الٰہیہ میں جو بھی ہیں سب کا مقام مجھ سے فائق ہے تو میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کے حضور کھڑے ہونے کی اجازت طلب کرتا ہوں اس خطرے کے پیش نظر کہ میں ان کے آخری فرد تک صبر کروں تو مجھ سے قیام لیل ہی فوت ہو جائے گا۔

اہل حضرت الٰہیہ کے وقوف سے پہلے قیام لیل کا واقعہ

اور میرے ساتھ یہ واقعہ گزرا کہ ایک رات میں نے دوسرے نصف کے داخل ہونے سے پہلے قیام کیا۔ اور اس سے پہلے کہ پورے روئے زمین کے اہل حضرت الٰہیہ وقوف کی ابتداء کریں۔ پس میں تو ہلاک ہو چلا تھا۔ اور اس رات سے میں قیام نہیں کرتا حتیٰ کہ میرے گمان پر غالب ہو جائے کہ بعض حضرات اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور کھڑے ہو گئے ہیں گرچہ ہند اور چین میں ہوں۔ اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بعض علماء نے رات کے وقت طواف کو مکروہ قرار دیا ہے۔ گرچہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔ اور ہمیں بعض اولیاء سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے رات کے وقت طواف کو مکروہ کہا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول پاک صلی

اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت طواف کیا اور اگر یہ ثابت ہو جاتا تو میں اسے بیان جواز پر محمول کرتا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ کتب سیرت میں مذکور ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف سے فراغت کے بعد جعرانہ میں قیام فرمایا اور مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ اور تقسیم غنائم کے بعد بدھ کی رات یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ اور رات کے وقت عمرہ کیا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ طواف عمرہ رات کے وقت ہوا۔ اور رات باقی تھی کہ واپس جعرانہ تشریف آوری ہوئی۔ اور نماز فجر یہاں آکر ادا فرمائی۔ چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بہ سیرت حلبیہ حصہ سوم ص ۱۲۹ میں ہے واحرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسم من الجعرانة ودخل مکة لیلًا واستمر یلبی حتّٰی استلم الحجر ثم رجع من لیلتة۔ نیز مدارج النبوت حصہ دوم ص ۳۲۴ میں شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از مہم قسمت غنائم فارغ شدد عزیمت رجوع بمدینہ مطہرہ وتصمیم یافت شب چہارشنبہ کہ دراز دہ شب از ذی العقدہ باقی بود از موضع جعرانہ احرام عمرہ بست وبمکہ درآمدو ارکان عمرہ بجا آوردو بازگشت۔ گویند کہ نماز عشاء باصحابہ گزاردو سوار شدو نماز فجر را نیز بایشاں گزاردو شبا شب آمد ورفت ومردم ازاں آگاہ نگشتند۔ بنابریں بعض کے حوالہ سے یہ نقل کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کے وقت طواف کی روایت نہیں پہنچی محل نظر ہے۔ بہرحال کتب سیرت کے حوالے سے رات کے وقت طواف ثابت ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ادب یہ ہے کہ وقوف میں کوئی خواص حضرت الٰہیہ سے آگے نہ بڑھے جس طرح کہ دنیا کے بادشاہوں کے پاس حکام اور اکابر کے داخل ہونے سے پہلے اور داخل ہونے کے اذن سے پہلے کوئی داخل نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی شان اعلیٰ ہے۔

اور آپ نماز کے لئے مسجد میں داخل ہونے کی کبھی جرأت نہیں کرتے مگر مؤذن کا قول حی علی الصلوٰۃ سننے کے بعد اور اس کے بعد کہ کسی کو داخل ہوتا ہوا پاتے پس اس کے پیچھے داخل ہوتے۔ پس اگر کسی کو داخل ہوتا نہ پاتے تو دروازے پر اس کی حد کے پیچھے رک جاتے حتیٰ کہ کوئی داخل ہونے کے لئے آجاتا تو اس کی معیت میں داخل ہوتے۔ اور فرماتے کہ میرے جیسے کو نہیں چاہئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور داخل ہو مگر لوگوں کے تابع ہو کر۔

حضرت الٰہیہ کے ادب کا قانون

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ جس چیز کو ملوک دنیا کے دربار کے خدام ان کے ساتھ بے ادبی شمار کریں تو اسے حق جل وعلا کے معاملہ میں ترک کرنا زیادہ تاکیدی ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس سے حیا کیا جائے۔ اور کئی احکام میں شرع نے عرف کی پیروی کی ہے۔ جیسے کہ نمازی کو حکم دیا کہ خلوت میں اور تاریکی میں ستر ڈھانپے باوجودیکہ حق تبارک وتعالیٰ کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں۔ اور یہ امور جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کا ادراک صرف ارباب قلوب ہی کرتے ہیں نہ کہ جسموں اور کثافتوں والے۔ اور شریعت ساری کی ساری مخلوق کے طبقات کے اختلاف کے مطابق ادب مع الحق تعالیٰ کا حکم دیتی ہے۔ اور بسا اوقات ایک قوم کے نزدیک ادب کو دوسری قوم بے ادبی شمار کرتی ہے جو کہ حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے۔ پس ایک قوم کسی ایسی چیز سے استغفار کرتی ہے جس کے ذریعے

دوسری قوم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی ہے۔لیکن آداب میں ایسے بھی ہیں جن کے ہر بندے کے خشوع کے حوالے سے مشہد کی کمی بیشی کی حیثیت سے شریعت نے تصریح نہیں فرمائی نہ کہ ان کی اصل شریعت کی حیثیت سے۔ پس سمجھ لے۔ پس تو ہر انسان کو نماز پڑھتا اور خشوع کرتا دیکھتا ہے۔لیکن کہاں اکابر اولیاء کی نماز اور ان کا خشوع اور کہاں عام لوگوں کی نماز اور ان کا خشوع۔اور قرآن عظیم میں ہے ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثي اليل ونصفه و ثلثه وطائفة من الذين معك (المزمل آیت ۲۰) بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی نصف رات تو کبھی تہائی رات اور ایک جماعت ان میں سے جو کہ آپ کے ساتھ ہیں) پس ہمیں سمجھا دیا کہ امت میں سے کسی کے لئے ادب نہیں کہ سیّد الحضرت علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے حضرت الٰہیہ میں قیام کرے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول وطائفة من الذين معك پر غور کر یعنی آپ کی اقتداء کے حکم کے ساتھ اور آپ کی پیروی کرتے ہوئے۔

وقوف بین یدی اللہ تعالیٰ میں شعرانی کا انفرادی ذوق

پھر یہ ادب جس کا میں نے ذکر کیا یعنی رات کے وقت لوگوں سے پہلے حضرت الٰہیہ میں وقوف سے میرا خوف کرنا۔ میں نے کسی سے اس کی صراحت نہیں پائی سوائے سیّدی علی الخواص اور آپ جیسے حضرات کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا تو انہیں اس کا ذوق نہیں یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے۔ بلکہ کوئی تو رات میں اکیلے ہی لوگوں کے وقوف سے پہلے وقوف میں لذت محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ تجلی الٰہی کے شہود سے محجوب ہے۔اگر اس نے اس کا شہود حاصل کیا ہوتا تو اکیلے ہی حضرت الٰہیہ میں وقوف وہاں کسی نمازی کے بغیر کبھی نہ کر سکتا۔اور شاید یہ ان معانی میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے اکیلے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے سیدھی راہ ملے گی۔والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی-مجالست حق کی وجہ سے طاعات سے محبت

میں تمام طاعات سے اس حیثیت سے محبت کرتا ہوں کہ ان میں مجھے حق تبارک وتعالیٰ کی مجالست کا شرف حاصل ہوتا ہے علت ثواب کے لئے نہیں اور معاصی سے میرا بغض اس حیثیت سے ہے کہ ان میں حق تبارک وتعالیٰ سے حجاب ہے علت عذاب وغیرہ کی بنا پر نہیں۔ کیونکہ کسی وقت میں بھی حضرت حق جل شانہ نے جو احکام ہمارے لئے مشروع فرمائے وہ سب کے سب ہمارے لئے اس کے دربار میں داخل ہونے کے لئے اذن صریح کی طرح ہیں۔ برابر ہے کہ فرائض ہوں یا نوافل۔ پھر اگر میرا نفس طلب ثواب کی طرف مائل ہو تو میں احسان اور فضل کے باب سے بالتبع ثواب مانگتا ہوں قصداً اولیں کے ساتھ نہیں باوجودیکہ کہ ہر عبادت میں جو کہ اخلاص پر مبنی ہو وعدہ الٰہی کے حکم کے مطابق ثواب حاصل ہے۔پس جس طرح اللہ سبحانہ نے ہم پر اپنے حضور حاضری کا احسان فرمایا اسی طرح اس نے ہم پر ثواب کا احسان فرمایا۔پس ہمارے افعال اور ان کے ثمرات سب کے سب ہم پر اس کا فضل وکرم ہی ہے۔پس جس نے ثواب طلب کیا اس نے وہی طلب کیا جو کہ حاصل ہے۔اور یہ رجال کا مقصود نہیں ہے۔وہ تو صرف وہ کچھ طلب کرتے ہیں جس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے جیسے حق تبارک وتعالیٰ کی مجالست۔پس بیشک جو وقت گزر گیا جبکہ بندہ اس میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے رب عزوجل سے غیر حاضر ہے اس کی عمر میں محسوب ہی نہیں بلکہ دنیا وآخرت میں خسارہ ہے۔

حزب البحر کی اہمیت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو اپنی طرف سے کوئی ورد گھڑے۔ پس بیشک حق تبارک وتعالیٰ اپنے بندے سے مجالست نہیں فرماتا مگر اسی میں جسے اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا۔ اور جب بعض فقہاء نے سیّدی ابوالحسن الشاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حزب البحر پر اعتراض کیا تو شیخ نے فرمایا: واللہ میں نے اس کا حرف حرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن اقدس سے حاصل کیا ہے۔ پس اے بھائی! اگر تو اس مقام والوں سے ہے تو اپنے لئے کوئی ورد بنالے۔ ورنہ شریعت میں جو کچھ وارد ہے اس میں کفایت ہے۔

نماز میں قرآن پاک کے ساتھ مناجات کی حکمت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت حق جل شانہ نے ہمارے لئے نماز میں اپنی مناجات اپنے کلام کے ساتھ مشروع فرمائی نہ کسی اور کلام سے تاکہ ہم اس کی صفات کے شہود سے باہر نہ نکلیں۔ کیونکہ قرآن کریم اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ پس ہماری اس کی بارگاہ میں مناجات صفت کے اپنے موصوف سے خطاب کے باب سے ہے۔ پس ہم اس کا کلام اس کے لئے حکایت کرنے والوں کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اس کا شہود حاصل کر رہا ہے۔ اور اس سے مناجات کر رہا ہے۔ پھر ہمیں اس کی خبر دیتا ہے جس کا اس نے شہود کیا۔

العلم حجاب کا معنی

اور بعض صوفیاء نے العلم حجاب کے معنی میں فرمایا ہے یعنی تیرا علم تیرے لئے معلوم کی معرفت سے حجاب ہے۔ پس تیرے علم نے معلوم کا عرفان حاصل کیا نہ کہ تو نے۔ کیونکہ تو دائماً اپنے علم کے پیچھے ہے اور وہ تجھ پر حاکم ہے۔ اور یہ کلام وہ ہے کہ اس کی گہرائی بعید ہے۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہے۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ عالم وصالح کی خدمت میں حاضری کا ادب

مجھے یاد نہیں کہ کبھی میں کسی عالم یا صالح کی خدمت میں حاضر ہوا دراں حال کہ میں نے خود کو اس کی مثل سمجھا۔ میں تو اپنے آپ کو اس کے قدموں کے نیچے سمجھتا ہوں اور علم وعمل میں اپنے آپ پر اس کی فضیلت کا مشاہدہ کرتا ہوں تاکہ وہ اپنی نگاہ اور اپنے کلام کے ساتھ میری تکمیل فرمائے۔ اسی لئے میں کبھی بھی کسی عالم یا فقیر کی مجلس سے باہر نہیں آیا مگر اس حال میں کہ اس کی مدد سے بہرہ ور ہوتا ہوں۔ اور اس قدم پر علماء کی وہ جماعت تھی جن کی ہم نے زیارت کی۔ جیسے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا الانصاری۔ شیخ نورالدین الطرابلسی۔ شیخ شہاب الدین بن الشلبی۔ شیخ جلال الدین بن قاسم المالکی۔ شیخ شمس الدین اللقانی۔ شیخ ناصرالدین اللقانی۔ شیخ شہاب الدین الرملی اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ہمارے اس وقت میں بھی ایک جماعت ہے جیسے شیخ ناصرالدین الطبلاوی۔ شیخ نورالدین الطندنائی۔ شیخ شمس الدین الخطیب۔ شیخ نجم الدین الغیطی۔ شیخ شمس الدین البرہمتوشی۔ شیخ سراج الدین الحانوتی۔ اور سیّدی محمد ابن الشیخ

شہاب الدین الرملی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی کثرت امداد کی وجہ سے معاصرین پر رتبہ بلند عطا فرمایا۔ پس میں نے ان میں سے کسی کو کبھی بھی نہیں سنا کہ اپنے نفس میں صلاح کا کبھی عقیدہ رکھتا ہو۔ پس ان میں سے کوئی کسی عالم یا صالح کے پاس نہیں جاتا مگر وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ بخلاف اس کے جو اپنے نفس کو صلاح سے موصوف کہتا ہو پس اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس نہ ہی وہ مستحق ہے کہ اس کی مدد کریں اور نہ ہی اس کے پاس مدد ہے جس سے وہ کسی کو کچھ دے۔ اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ صالح کی صالح کے لئے زیارت میں کوئی فائدہ نہیں۔ ان کی یہاں صالح سے مراد صالح بالدعویٰ ہے۔ کیونکہ تمام صالحین میں سے کسی کے لئے درست نہیں کہ کبھی اپنے نفس کو پاکیزہ قرار دے۔ بلکہ وہ تو اپنی نماز سے بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں نماز میں کوئی کوتاہی کئے بغیر اس سے نکل جاؤں۔ یہ بھی میرے لئے درست نہیں۔ تو جب اس کا اپنی طاعات میں ایسا حال ہے تو اس کے معاصی میں اس کا حال کیسا ہوگا۔

اور میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا جو کہ ایک شخص پر جو کہ قطبیت کا مدعی ہے اپنے پاس آمد و رفت نہ رکھنے پر عتاب کر رہا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ تم دونوں کے جمع ہونے میں کوئی فائدہ نہیں۔ وہ کہنے لگا: کس لئے؟ میں نے کہا: جو قطبیت کا مدعی ہے وہ تیرا محتاج نہیں۔ اور نہ ہی تو اسے کوئی مدد پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ وہ اسے پھینک دے گا۔ پس اس نے عتاب سے رجوع کر لیا۔ جبکہ اے بھائی! اس نے مجھے یہ علم باب اولیٰ سے عطا کیا کہ میں علماء اور صالحین میں سے جس کے پاس جاؤں کبھی بھی محض گمان کی بنا پر اس پر غضب سے ڈرتے ہوئے اعتراض و انکار نہیں کرتا جس طرح کہ اس میں اکثر لوگ کرتے ہیں۔

اہل اللہ پر انکار کی نحوست کے بارے میں اقوال اکابر

اور ابوتراب النخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندے کی حالت حضرت الٰہیہ سے روگردانی ہو تو اسے اولیاء اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگوئی لاحق ہوتی ہے۔ اور شیخ سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو ولی کی عظمت کے خلاف بکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قلب کی موت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور شیخ ابوعبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو ولی کی عظمت سے چشم پوشی کرتا ہے اس کے قلب میں زہریلا تیر پیوست کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتا حتیٰ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہو جاتا ہے اور وہ برے حالوں مرتا ہے۔

اور شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے قوم کے احوال کی چھان پھٹک کی ہے پس ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کا انکار کیا ہو اور کبھی اس کا خاتمہ بالخیر ہوا ہو۔ اور ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اور سیّدی عمر بن الفارض پر تنقید کے درپے ہوا میں نے اسے کہا تلك امة قد خلت (البقرہ آیت ۱۳۴) یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی) اس نے کہا کہ میں اسے مجالس میں برا بھلا کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف قرب حاصل کرتا ہوں۔ پس اس نے مجھ سے جدائی اختیار کر لی۔ اور نواحی اسکندریہ کے شہروں کی طرف نکل گیا۔ پس اس پر بدکاری کی تہمت لگی۔ قاضی عسکر نے اس کی آدھی داڑھی اور بھنویں منڈوا دیں اور اسے گدھے پر الٹا بٹھا کر گھمایا۔ کئی دنوں کے بعد حمام میں داخل ہوا پس گرم حوض میں مر گیا۔ لوگوں نے اسے خشک سینگ کی طرح مردہ پایا حالانکہ وہ مفتیوں میں سے تھا۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری کا واقعہ

ہمیں ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان کی کہ میں اور دو شخص سیّدی عمر النبتیتی رحمہ اللہ

تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے۔ان دونوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا معتقد نہیں ہوں مگر اگر تیرے لئے کوئی کرامت ظاہر کرے۔جبکہ دوسرے نے کہا کہ میں تو بلا کرامت اس کا معتقد ہوں۔اور میں نے کہا کہ میں اس سے کسی کرامت کا مطالبہ نہیں کروں گا۔نہ عقیدت رکھتا ہوں نہ انکار کرتا ہوں۔پس جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ معتقد کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے خندہ پیشانی سے پیش آئے اور دوسرے سے بے توجہی کی۔پھر مجھے فرمانے لگے تو کیونکر کہتا ہے کہ نہ عقیدت رکھتا ہوں نہ انکار کرتا ہوں حالانکہ تو شیخ الاسلام بن جائے گا۔اور تیری زندگی میں لوگ تیری تالیفات ہند۔روم اور شام کے علاقوں میں لے جائیں گے۔میں نے آپ کے گھٹنے کو بوسہ دیا۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کیا۔پھر وہ شخص جس نے انکار کیا تھا اس نے روم کی طرف سفر کیا۔اسے فرنگیوں نے گرفتار کرلیا۔اور کہا جاتا ہے کہ وہ نصرانی ہوگیا۔

امام شعرانی کا واقعہ

میں کہتا ہوں کہ میرے ساتھ یہ واقعہ اس جماعت کے حوالے سے گزرا جو کہ سیّدی عمر البنبیتی مکشوف الراس جو کہ واقعہ گزشتہ میں مذکور شیخ عمر کے پوتے ہیں کی معیت میں میرے پاس آئے اور میرے پاس میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی شادی کے ولیمہ میں کافی مخلوق تھی۔اور کھانے کا وسیع انتظام تھا۔سیّدی عمر کی ساتھی جماعت میں سے ایک نے کہا کہ میں فلاں کا معتقد نہیں ہوں مگر اگر ہمارے لئے کڑاہی گوشت پیش کریں۔دوسرا کہنے لگا کہ میں اس کا معتقد نہیں مگر اگر ہمارے ہاتھ گلاب کے پانی کے ساتھ دھلائیں۔جب یہ حضرات میرے پاس آئے تو ایک شخص وہی کھانا میرے پاس لے کر آیا جو انہوں نے کھایا۔جب فارغ ہوگئے تو میں نے انہیں گلاب کا پانی پیش کیا اور انہوں نے اس کے ساتھ ہاتھ دھوئے۔سو ان کی اس ساری گفتگو کا مجھے ان کے داخل ہونے سے پہلے کوئی شعور نہ تھا۔پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان دونوں کے سامنے میرے پردے رکھے۔اور مجھے اس کی خبر صرف سیّدی عمر نے دی۔اللہ تعالیٰ آپ کی برکات سے ہمیں نفع بخشے۔پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ انہیں اس امتحان کی جہت سے مواخذہ نہ فرمائے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-صالحین کی تصدیق

صالحین جن امور کی خبر دیں جنہیں عقل عادۃً محال سمجھتی ہے میں ان سب میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔اور میں بچپنے سے ہی اس میں ان کی تصدیق کرتا رہا ہوں۔اور جو چیز میری عقل میں نہ آئے میں اسے اس علم میں سے قرار دیتا ہوں جس کا مجھے عرفان نہیں۔اور میں تکذیب نہیں کرتا مگر اس کی جو نصوص صریحہ کے خلاف ہو یا اہل اسلام کے اجماع میں شگاف ڈالے۔اور اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص اس چیز کا انکار نہیں کرتا جس کی خبر اہل کشف نے دی مگر وہ اس امر سے محروم رہتا ہے جس کا اس نے انکار کیا گرچہ سلوک میں انتہاء تک پہنچ چکا ہو۔پس اس کے انکار اور اولیاء اللہ کی تکذیب پر سزا کے طور اسے وہ امر عطا نہیں کیا جاتا۔

مقام اولیاء-خلق کے مشکل کشا-اور قرأت کے متعلق چند خارق عادت واقعات

اولیاء اللہ وہ ہیں جو کہ اس کی زمین میں اس کی آیات ہیں۔انہیں کے صدقے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔انہیں کی بدولت انہیں بارش

ملتی ہے اور انہیں کے توسل سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بلائیں دور فرماتا ہے۔

ایک دفعہ رمضان پاک میں مغرب وعشاء کے مابین میرے بھائی الصالح الشیخ ابوالعباس الحریثی میرے پاس بیٹھے تھے۔ پس آپ نے مغرب کے بعد سے سرخ شفق غروب ہونے تک قرآن پاک کی پانچ مرتبہ قرأت کی اور میں سن رہا تھا۔ پس جب ہم دونوں سیّدی علی المرصفی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے یہ حکایت کہی۔ تو آپ نے فرمایا: میرے لئے ایسا واقعہ گزر چکا ہے کہ میں نے ایک دن رات میں تین سو ساٹھ ہزار مرتبہ قرآن پاک پڑھا۔ ہر درجہ ایک ہزار ختم۔ یہ آپ کے الفاظ آپ کے حروف کے ساتھ ہیں۔ انتہی۔

اور میرے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے خانقاہ کے امام شیخ عمر کے پیچھے نماز فجر کی تحریمہ کہی۔ آپ نے سورۂ مزمل شروع کی۔ پس میری زبان نے قرآن کریم کے لئے سبقت کی پس میں نے سورۃ البقرہ کے آغاز سے قرأت کی اور پہلی رکعت کی قرأت میں آپ کے رکوع کرنے سے پہلے آپ کو جالا۔ اور آپ کی خاطر خاموش رہا حتیٰ کہ آپ نے رکوع فرمایا۔ یہ وہ امر ہے جس کا میں نے اپنی ذات سے مشاہدہ کیا۔ اور میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی کرامت کے طور پر تسلیم کیا۔ پس بیشک کرامات اولیاء پر ایمان واجب ہے حق ہے۔ اور ولی پر واجب ہے کہ اپنی ذات کی کرامات پر برابری کی سطح پر ایمان لائے جس طرح کہ اپنے علاوہ دوسروں کی کرامات پر ایمان لاتا ہے۔ پس بیشک یہ دونوں جانب اللہ تبارک وتعالیٰ کے قدرت عطا کرنے کی وجہ سے ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ چونکہ امام شعرانی شافعی ہیں۔ اور شوافع کے نزدیک قرأت خلف الامام جائز ہے۔ اس لئے آپ نے مذکورہ بالا واقعات بیان کئے ہیں۔ غیر مقلد نجدیوں کے لئے اس میں دلیل نہیں کیونکہ یہ تو تقلید کو حرام قرار دیتے ہیں۔ خزلہم اللہ تعالیٰ۔ آمین محمد محفوظ الحق غفرلہٗ)

احسان خداوندی۔ میری دست بوسی کرنے والے سے طبعی نفرت

میں طبعی طور پر اس سے نفرت کرتا ہوں جو میری دست بوسی کرتا ہے خصوصاً محافل میں۔ یا مثلاً جب جامع ازہر سے نکلوں تو دروازے تک میرے ساتھ چلتا ہے۔ مگر غرض شرعی کے لئے۔ جس طرح کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جو میری دست بوسی نہیں کرتا۔ میرے لئے قیام نہیں کرتا۔ میرے ساتھ نہیں چلتا۔ اور نہ ہی میرا معتقد ہے۔ اس سے میں اس کی بہ نسبت زیادہ محبت کرتا ہوں جو اس کی ضد پر ہو۔ یہ سب کچھ حاسدین کے ادیان پر خوف کے لئے ہے کہ کہیں میری وجہ سے پارہ پارہ ہو جائیں۔ کیونکہ اگر وہ میرے بارے میں اپنی زبانیں نہیں کھولتے تو اپنے قلوب کے ساتھ بات کریں گے اور بدگمانی میں مبتلا ہو کر میری وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ اور اگر ان میں سے کوئی مثلاً میری دست بوسی نہیں کرتا اور میرے ساتھ نہیں چلتا تو بسا اوقات وہ اس میں سے کسی چیز میں نہیں گریں گے۔ نیز نفس اس سے محبت کرتا ہے جو محافل میں اس کی تعظیم کرے تو کئی دفعہ اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ پس صاحب نفس کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اور کئی دفعہ لوگ معاصرین میں سے ایک شخص کو نماز جنازہ میں کسی پر مقدم کر دیتے ہیں تو اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے جسے مقدم کیا۔ یعنی حاسدین کی بدگوئی کی وجہ سے)

اوراسی طرح جب کوئی مجھے آگے کرنا چاہے تو میں کہتا ہوں کہ میں حنبلی ہوں۔پس وہ مجھ سے متحیر رہ جاتا ہے۔اور وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ عذر شرعی ہے۔اوراس کی حقیقت سے بحث نہیں کرتا۔جبکہ میری مراد یہ ہے کہ میں امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہوں۔یہ سب کچھ اصحاب رعونات کی رعایت کے طور پر ہے جو کہ غالباً جنازوں میں حاضر ہوتے ہیں۔خصوصاً یہ حال بڑے لوگوں کے جنازوں پر ہوتا ہے۔پس بیشک نفسانی لوگ تو ان میں آگے ہونے پر باہم لڑتے مرتے ہیں۔اوراس خلق کی حلاوت، آگے ہونے کی حلاوت کے مقابلے میں زیادہ عظیم ہے۔اور جسے شک ہو وہ تجربہ کرلے۔اور صلاۃ جنائز کے لئے میرے آگے نہ ہونے کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ سات احسانات کے ذکر کے بعد آئے گی۔پس وہاں رجوع کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

شیخ شعرانی کی کتاب المنن الکبریٰ کا پہلا حصہ مکمل ہوا اور اس کے متصل بعد دوسرا حصہ ہے۔جس کا آغاز اخلاق کے ذکر کے نویں باب سے ہو رہا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے بتوسل حبیبہ الکریم ونبیہ العظیم حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جلد کا ترجمہ بتوفیقہ ومنہ تعالیٰ شب پانزدہم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۲۰۰۷، شب جمعۃ المبارک کو مکمل ہوا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی طرح دوسری جلد کے ترجمہ کی تکمیل کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ وابنہ اجمعین۔

وانا الحقیر الفقیر

محمد محفوظ الحق غفرلہ المولی القدیر بحرمۃ

الشفیع البشیر صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ اجمعین

جناتِ عدن

جزءِ ثانی

نواں باب

اخلاق کا بیان

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔اور وہ مجھے کافی ہے۔وہی میرا معتمد علیہ اور میرا مددگار ہے۔اور کیا ہی اچھا کارساز۔

انعام خداوندی۔نفع بخش پیشوں والوں کا احترام

میں طریق شرعی کے ساتھ نافع پیشوں والوں کا کثرت سے احترام کرتا ہوں اور ان میں سے کسی کو حقیر نہیں سمجھتا۔اور میری مراد ہے ان کے افعال کو حقیر جاننا نہ کہ ان کی ذوات کو۔کیونکہ تعریف اور مذمت بندے کے لئے نسبت فعل کی وجہ کے ساتھ وابستہ ہے۔تکلف کی حیثیت سے نہ کہ اس کے خلق خدا ہونے کی حیثیت سے۔اور لہسن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی طرف دیکھ کہ یہ ایسا پودہ ہے جس کی بو کو میں ناپسند کرتا ہوں۔نہ کہ اس کی ذات کو۔اور سیّدی علی الخواص کھانا پکانے والے۔حمام کے ملازم۔نالی کھودنے والے۔آٹا پیسنے والے۔چولہا بنانے والے۔قصائی وغیرہ کی عزت کرتے۔اور فرماتے کہ ان لوگوں پر مملکت کے بوجھ ہیں۔اور ان کا تانا بانا لوگوں کی منفعتیں ہیں۔اور آپ انہیں عبادت گزار فقیر پر مقدم کرتے۔اور فرماتے کہ اہل حرف گرچہ ایک وجہ سے ناقص ہیں دوسری وجہ سے کامل ہیں۔اور ایک دفعہ میں نے آپ کو نالی کھودنے والے کے لئے قیام کرتے دیکھا۔اور آپ نے فرمایا کہ یہ فضیلت والا ہے اور اہل فضیلت کے لئے قیام مطلوب ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ اگر حمام کا خاکروب اور آگ جلانے والا نہ ہوتا تو موسم سرما میں کئی لوگوں سے نماز صبح فوت ہو جاتی۔کیونکہ ہر کسی کے لئے گھر میں پانی گرم کرنے کی سہولت نہیں ہوتی۔اور وہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔اور کسی وجہ سے گرم پانی حاصل کرنے سے شرعاً عاجز ہونے کا ثبوت بہت مشکل ہے۔اور بسا اوقات ایک شیخ عاجز ہونے کے ساتھ دلیل پکڑتا ہے حالانکہ وہ حمام کا پانی ایک درہم یا ایک روٹی کے عوض لے سکتا ہے۔جس طرح کہ تیمم کو مباح کرنے والے عجز کا ثبوت بھی مشکل ہے۔

اور ایک دفعہ میرے پاس گفتگو فرماتے ہوئے میں نے آپ کو سنا کہ وہ شخص جو اپنے کسب سے کھاتا ہے گرچہ مکروہ ہو جیسے حجام وغیرہ اس عبادت گزار شخص سے اچھا ہے جو اپنے دین کے عوض کھاتا ہے اور لوگ اس کی صلاح کی وجہ سے اسے کھلاتے ہیں۔اور ہم نے المنن الوسطیٰ میں اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ادھر رجوع کر اور اس پر غور کر تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے اور وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مدت مرض کی تخفیف اور کمی

مجھ پر مرض کی مدت میں تخفیف اور کمی ہوتی ہے کہ اس مرض کے نزول کے آغاز میں ہی کثرت سے زاری اور فریاد کرتا ہوں۔ اللہم۔ مگر اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس کے شہود سے حجاب میں کر دے تو مجھ پر بردباری اور صبر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ یہ مرید کے لئے مقام ایمان میں کمال ہے۔ جس طرح کہ مقام عرفان میں کمال ضعف کا ظہور ہے۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ عارف جب مقام عرفان میں کامل ہو جائے تو مچھر کی چٹکی سے متاثر ہونے لگتا ہے۔ اور اپنے ضعف اور عجز کے شہود کی وجہ سے اس کے لئے بردباری نہیں کرتا۔ بخلاف مرید کے۔ بیشک وہ اپنے دعوائے قوت کی شدت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ قہر الٰہی کی مخالفت کرے اور یہ بے ادبی ہے۔ پھر آخر الامر ضروری ہے کہ اس کے لئے اس کا عجز ظاہر ہو جائے اور وہ اس مرض سے چھٹکارا مانگے۔ اور عافیت کی خواہش کرنے لگے۔ پس اسی لئے عارف عافیت کی طلب میں جلدی کرتا ہے کیونکہ اسے علم ہے کہ اس کا امر اسے اس کی طرف لوٹائے گا۔

سمنون کا عافیت طلب کرنا

اور قشیری ناقل ہیں کہ رسالہ قشیریہ کے رجال جو کہ حقیقت و شریعت کے جامع ہیں میں سے ایک صاحب حضرت سمنون پیشاب کی بندش میں مبتلا ہوئے۔ پس آپ اطفال کے مدارس کے چکر کاٹنے لگے۔ اور کہتے جاتے کہ اپنے کذاب چچا کے لئے دعا کرو۔ قشیری فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے حال کو چھپانے اور آداب بندگی کے قیام کے لئے ایسا کہا۔

مرض کے آغاز میں بردباری میں نکتہ حسنہ

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرض کے آغاز میں مریض کی بردباری اور اس سے چھٹکارا مانگنے کو بھول جانے میں ایک اچھا نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اسے بردباری اور صبر اختیار کرنے میں اس لئے روکا ہے تاکہ اسے وہ اجر و ثواب حاصل ہو جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے مقابلے میں رکھا ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبد کے حال پر یہ توجہ ہے کہ اسے ہر مقام میں روکے حتیٰ کہ اسے پختہ کرے اور وہ اسکے ساتھ متحقق ہو جائے۔ پھر اس کے بعد اسے اس مقام کی طرف منتقل فرماتا ہے جو اس سے اعلیٰ ہے جو کہ یہاں ضعف کا ظاہر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وخلق الانسان ضعیفا (النساء آیت ۲۸) اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے)۔

عارف باللہ تعالیٰ الحکیم الترمذی کے نزدیک خلق کی حقیقت

اور عارف باللہ تعالیٰ حکیم ترمذی سے حقیقت خلق کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ضعف ظاہر ہے اور دعویٰ وسیع ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عبد میں جب تک دعاوی کا بقایا ہے وہ مصائب و آلام کے پہاڑوں کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ بخلاف اس کے جس سے دعاوی بالکل زائل ہو جائیں اور اس کی کثافتیں مجاہدہ و ریاضت کے ساتھ لطیف ہو جائیں پس قریب نہیں کہ ان میں سے کچھ برداشت کرے۔ اور کئی دفعہ مجرموں میں سے کسی کو حاکم سزا دیتا ہے تو وہ آہ و فغاں کرتا ہے نہ مدد طلب کرتا ہے۔ پس لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے زیادہ کسی کو قوی نہیں دیکھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی مصیبت میں مبتلا کیا پس اس نے چھٹکارا طلب نہیں کیا اور نہ ہی فریاد کی۔ اور کئی دفعہ حاکم

اسے خاموش دیکھتا ہے۔فریاد تک نہیں کرتا تو کہتا ہے کہ اسے اور سزا دو۔بخلاف اس کے جب وہ کہتا ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت میں ہوں یا اولیاء میں سے کسی کی کفایت میں ہوں۔پس بیشک کئی دفعہ وہ اس پر مہربان ہو جاتا ہے اور اس کے لئے نرمی کرتا ہے۔اور کئی دفعہ حاکم کے اہل کار مجرم سے کہتے ہیں جبکہ اسے خاموش دیکھتے ہیں کہ تجھے خرابی ہو تو کہہ کہ میں اللہ تعالیٰ کی کفایت میں ہوں یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت میں ہوں حتیٰ کہ تجھے رہا کر دیں۔اور قرآن عظیم میں ہے ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون (المؤمنون آیت ۷۶) اور ہم نے انہیں عذاب سے پکڑ لیا پھر بھی وہ اپنے رب کی بارگاہ میں نہ جھکے نہ وہ اب زاری کرتے ہیں)

پس جس نے وہ سب کچھ سمجھ لیا جس کی ہم نے تقریر کی ہے اسے معلوم ہو گیا کہ صبر ایک مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی ہو کہ عدم صبر ایک علیحدہ مقام ہے۔پس یہ نہیں کہا جائے گا کہ بردباری مطلقاً افضل ہے اور نہ ہی ترک صبر مطلقاً افضل ہے۔کیونکہ یہ دونوں مقام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان خاص کے لئے مقرر فرمایا ہے۔حتیٰ کہ ان سے اجر صبر فوت ہو نہ اجر رضا۔پس کبھی تو مرض میں تلخی کے گھونٹ پیتے ہیں اور کبھی شہد اور بردباری نوش کرتے ہیں۔

عارف کے لئے آخر الامر تلخی ہے

پھر ان کا آخر الامر تلخی کے گھونٹ پینا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی دلیل سے کہ انی ادعك کما یوعك رجلان منکم۔مجھ پر بخار کی شدت تم میں سے دو آدمیوں کے بخار کی شدت کی طرح ہوتی ہے۔اور ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتداء کا فیض اس کے بعد حاصل کرتی ہے۔پس اے بھائی! حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں غور کر تجھے اس پر اطلاع ہو جائے گی جو کچھ ہم نے کہا ہے۔پس بیشک آپ نے مسنی الضر (مجھے تکلیف پہنچی ہے) نہیں کہا مگر اپنے امر کے آخر میں۔رہے اوائل امر تو آپ نے بردباری اور صبر سے کام لیا۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی یوں مدح فرمائی انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہٗ اواب (ص آیت ۴۴) ہم نے انہیں صابر پایا۔بڑی خوبیوں والا بندہ۔ہر وقت ہماری طرف متوجہ) یعنی سختیوں میں ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تا کہ ہم ان میں صبر کے ساتھ اس کی مدد کریں۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔پس بیشک یہ بہت نفیس ہے۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ہدیہ دینے والے کو بدلہ دینے میں سستی نہ کرنا

جو مجھے ہدیہ دے میں اس کو بدلے دینے میں سستی نہیں کرتا۔بلکہ اگر مجھے معلوم ہو کہ جب میں اس کو بدلہ دوں گا تو میرا ہدیہ لوٹا دے گا تو میں اس کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔بلکہ اس کا ہدیہ یا اس کی قیمت اس کی طرف لوٹا دیتا ہوں۔اللھم۔مگر یہ کہ وہ اولیاء سے ہو جن کے دل میں اس سے بدلہ طلب کرنے کا کھٹکا بھی نہ گزرے جسے انہوں نے کوئی ہدیہ دیا۔پس ایسے حضرات کا ہدیہ اس وجہ سے لوٹانے کا ہمیں حق نہیں۔کسی اور علت کی بنا پر لوٹا سکتے ہیں۔اس طرح کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اس نے ہمیں وہ ہدیہ نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ وہ ہم میں صلاح کا عقیدہ رکھتا ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس کا ہدیہ کھائے جو اس کے متعلق صلاح کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس نے اپنے دین

کے عوض کھایا ہے۔جس طرح ان احسانات کے بیان میں اس کی وضاحت کئی بار پہلے گزر چکی ہے۔

ہدیہ لوٹانے کی توجیہہ

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تجھے اپنے بھائی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اپنے ہدیہ پر تجھ سے بدلہ قبول نہیں کرے گا تو اسے اس کی طرف لوٹا دے۔اور اسے کہلا بھیج کہ اے بھائی! یہ ہدیہ اس کی طرف بھیج جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ کیونکہ میرے جیسے کو ہدیہ دینے کی بہ نسبت تیرے لئے اس میں زیادہ اجر ہے۔اور میں واللہ تیرے اجر کی کثرت پسند کرتا ہوں۔

ہدیہ لوٹانے کی مذکورہ بالا صورت کی مزید وضاحت

اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہدیہ وجہ حلال سے ہو جیسے پارسا تاجروں کا نفع۔رہے ان کے ہدایا جو پارسا نہیں ہیں جیسے کشاف۔مشائخ عرب اور قاضیوں کے ہدایا جو کہ کھلے عام رشوت لیتے ہیں وغیرہم تو کسی کو ان کا ہدیہ مطلقاً قبول نہیں کرنا چاہئے۔اور یہ عادت اس دور میں کمیاب ہے۔پس بہت قلیل ہے جو اس کے ساتھ متخلق ہو کہ لوگوں سے لینا ان کی عادت بن چکی ہے نہ کہ دینا۔اور ایک ضرب المثل ہے کہ جو ہاتھ لیتا ہے دیتا نہیں۔بلکہ میں نے بعض کو دیکھا ہے کہ فضیلت اس کے لئے سمجھتا ہے جو اس امیر کا ہدیہ قبول کرے۔اور کئی مرتبہ دربان ہدیہ دینے والے سے کہتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ آپ سیّدی شیخ کے نزدیک محترم ہیں تو آپ کا ہدیہ قبول نہ کیا جاتا۔اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ شیخ تو حکام وغیرہ کے ہدایا قبول کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جبکہ بعض دفعہ سیّدی شیخ مگر مچھ کی طرح ہوتا ہے۔پس چاہئے کہ جو فقراء کا لباس پہنتا ہے وہ ایسے حالات سے بچے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-بھائیوں کا احسان برداشت کرنے سے بھاگنا

میں اپنے بھائیوں کے احسانات اٹھانے سے بھاگتا ہوں گرچہ وہ مجھے کچھ عطا کر کے احسان نہ جتلائیں۔حتیٰ کہ بعض دفعہ میں اپنے اس دن کے عمل اس شخص کے اعمال نامے میں ہدیہ کر دیتا ہوں جس دن علماء وفقراء میں سے کسی نے تکلف کیا اور میری زیارت کی۔تاکہ میری وجہ سے اس سے کوئی کار خیر فوت نہ ہو۔اور کبھی اس کا درس جو کہ میری خاطر اس سے فوت ہوا اس کا اجر وثواب میرے اس دن کے تمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے۔لیکن میں نے مقدور بھر اس کے ساتھ سلوک کیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فان لم یصبها وابل فطل (البقرہ آیت ۲۶۵) اگر اس پر بارش نہ برسے تو شبنم ہی کافی ہے) پھر میرا اپنے اعمال کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اچھا گمان ہے کہ وہ مجھ سے اعمال قبول فرماتا ہے۔ورنہ عبد اپنے عمل کی قبولیت کے متعلق یقین پر نہیں حتیٰ کہ اسے دوسرے کے نامہ اعمال میں ہدیہ کرے۔

پس سمجھ لے۔علاوہ ازیں میں ایسا سلوک اس وقت کرتا ہوں جب میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہ ہو۔ورنہ میں کئی دفعہ زائر کو اوڑھنے کی چادر دے دیتا ہوں جس طرح کہ بعض اوقات میں جس کی زیارت کو جاؤں اسی طرح اسے دے دیتا ہوں تاکہ اس کی زیارت کی وجہ سے مجھے اجر ملے۔اور اگر وہ نہ ہوتا میں جاتے آتے رحمت میں غوطہ زن نہ ہوتا جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔پس اسے جان لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔پڑوسی سے تکلیف کے تحمل سے محبت

اپنے پڑوسی سے اس کی تکلیف کے تحمل سے محبت کرتا ہوں۔اور تمنا کرتا ہوں کہ وہ تکلیف اس کی بجائے مجھ پر نازل ہوتی۔بشرطیکہ اللہ تعالیٰ رضا یا صبر کے ساتھ میری مدد فرمائے۔اور میرے پڑوسیوں کی گھروں کی نالیاں تھیں جو کہ ان کے بیت الخلاؤں سے خلیج میں گرتی تھیں۔جب ان کے پاس حاکم کے کارندے ٹیکس طلب کرنے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ نالیاں تو صرف میرے گھر سے اور میری خانقاہ سے ہیں۔پھر میں فقراء سمیت اترا اور وہ پانی خلیج کے منقطع ہونے کے ایام میں کھینچا۔اور اس دن میرے ساتھ شیخ رضی الدین قاضی قلیوب وغیرہ اترے۔اور یہ سب کچھ اس خوف کے پیش نظر کیا کہ کہیں میرے پڑوسی کو حاکم کے کارندے ہراساں کریں۔اور کئی دفعہ اس وقت اس کے ہاں مہمان یا مریض یا شادی ہوتی۔کئی دفعہ اس کے سر پر قرضہ ہوتا جس کی وجہ سے قرض خواہ اسے قید کرنا چاہتے۔اور کبھی اس دن مستحقین نے اوقاف کے تفتیش کنندہ کے پاس اس کے خلاف شکایت کی ہوتی اس کے بعد کہ اوقاف کے معارف میں ناروا زیادتی کی ہوتی۔وغیر ذالک۔پس اس کی وجہ سے اس پر سخت مصیبت ہوتی۔اور وہ اپنے مہمانوں سے شرماتا اور یوں اس کی زندگی کی تلخیوں میں اضافہ ہو جاتا۔

اور یہ نادر خلق ہے اسے میرے سوا کوئی اپنانے والا نہیں دیکھا۔اور اسے اپنانا ان علماء اور صالحین پر زیادہ تاکیدی امر ہے جو ایسا کر سکیں۔کیونکہ یہ لوگ پڑوسی کا حق پورا کرنے کے زیادہ اہل ہیں۔پس اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں اس کی توفیق دے جو اسے پسند ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔علم وقرآن کے حاملین سے محبت واحترام کی کثرت

علم اور قرآن کریم کے حاملین کے ساتھ اس حیثیت سے محبت واحترام کی کثرت کرتا ہوں کہ یہ حضرات حاملین شریعت مطہرہ ہیں۔معاشرت۔صحبت اور طبعی مجانست کی علت کے لئے نہیں۔یہ سب کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہے۔کیونکہ جو آپ سے محبت کرتا ہے وہ آپ کے خدام اور اصحاب سے محبت کرتا ہے۔اور جو علت نفسانیہ کی وجہ سے ان میں سے کسی کو ناپسند کرتا ہے تو اس کی محبت معلول ہے۔یعنی غیر خالص ہے۔پس معلوم ہوا کہ میں ان کی محبت میں اپنے علم پر ان کے کمال عمل پر توقف نہیں کرتا۔کیونکہ یہاں کوئی عالم نہیں پرانا ہو یا نیا مگر اس کا علم اس کے عمل سے زیادہ ہے اور چاہئے کہ وہ شخص غور کرے جو کہتا ہے کہ میں محبت نہیں کرتا مگر اس کے ساتھ جو خود اپنے علم پر عمل کرتا ہے کیا اس نے اس سب پر عمل کیا ہے جس کا اسے علم ہے۔اور اس وقت لوگوں کو اپنے مدعا پر معذور سمجھتا ہے۔پس ناقص کی محبت ناقص کے لئے مطلوب ہے۔جس طرح کامل کی محبت کامل کے لئے ہے۔پس ناقص کے لئے حق نہیں کہ ناقص کو حقیر سمجھے۔صرف اسے نصیحت کرے جس طرح اپنے نفس کو کرتا ہے اس حیثیت سے کہ دونوں واجب ہیں۔اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر انسان وعظ سننے سے توقف کرے اور کہے کہ میں یہ نہیں سنوں گا مگر اس سے جو مجھ سے پہلے خود نصیحت قبول کرے تو وہ خیر کثیر کھو بیٹھے گا۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔طالب علم کی پردہ داری

میں طالب علم کا پردہ پوشی کرتا ہوں جب وہ میرے پاس آئے جبکہ میں کلام صوفیہ میں سے کسی ایسے مسئلہ کی تقریر کر رہا ہوتا ہوں کہ

مجھے علم ہے کہ یہ اسے نہیں جانتا۔ تو میں اسے کبھی نہیں کہتا کہ فقراء کے لئے آپ تقریر کریں اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ رسوا ہو اور حاضرین کے لئے اس کی ناواقفیت ظاہر ہو جائے جب وہ کلام کی ایسی تقریر کرے جو کہ اہل کلام کی مراد نہیں۔ پھر جب میں چاہوں کہ اسے وہ فائدہ پہنچاؤں جو اس کے پاس نہیں ہے تو جماعت کو سمجھاتا ہوں کہ وہ اس کلام کا معنی جانتا ہے۔ پھر اس مسئلہ کے فوائد کی تقریر کے بعد اسے کہتا ہوں کہ میرے لئے تو یہ کچھ ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ جیسے کہ اس سے مشورہ پوچھ رہا ہوں۔ پس اگر اس نے کہا کہ یہ صحیح تھا۔ تو فبہا اور اگر اس نے کہا کہ اس میں اشکال ہے تو میں اشکال میں اس کی موافقت کرتا ہوں اور جو کچھ وہ جواب دیتا ہے اس کی طرف اس نیت سے رجوع کرتا ہوں کہ یہ اس کے نزدیک مشکل ہے نہ کہ میرے نزدیک۔ پھر جب وہ ہم سے جدا ہو کر چلا جائے تو ہم اپنے ساتھیوں کے لئے مراد قوم کے مطابق تقریر کرتے ہیں۔ کیونکہ حاضرین اس کے فہم سے ترقی کر چکے ہیں۔ اور شریعت سمندر کی طرح ہے جس سے عالم اور قطب وغیرہما چلو بھرتے ہیں۔

رسالہ قشیریہ اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے حکایت بیان کی ہے کہ بحر صغیر میں منصورہ کے واقعہ میں علماء کرام ایک خیمہ میں جمع ہوئے۔ اور ان میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام۔ شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور شیخ مکین الدین اسمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور ان کے سامنے رسالہ قشیری پڑھا جا رہا تھا۔ اور ہر ایک اس کا اظہار کر رہا تھا جو کہ اس کے پاس ہے۔ کہ اتنے میں شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ سب نے آپ کو تاکیداً کہا کہ اصطلاح قوم کے مطابق اس کے معانی میں سے کچھ تقریر فرمائیں۔ تو شیخ نے ان سے فرمایا: آپ حضرات بحمد اللہ تعالیٰ مشائخ اسلام اور اکابر وقت ہیں اور آپ لوگ کلام کر چکے۔ میرے جیسے کے کلام کی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن انہوں نے آپ سے کہا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کلام شروع کیا۔ پس شیخ عزالدین بن عبدالسلام اٹھ کر کھڑے ہوئے اور خیمہ سے باہر نکل گئے۔ اور بلند آواز سے ندا دی کہ اس کلام کی طرف آؤ جو کہ اللہ تعالیٰ سے قریب العہد ہے پس اسے سنو۔

پس معلوم ہوا کہ جب ہم دیکھیں کہ اس عالم کا کلام حاضرین کے لئے کفایت کرتا ہے تو ادب یہ ہے کہ ہم اس سے تاکیداً عرض کریں کہ اس کلام کی تقریر کریں کیونکہ اس پر رسوائی کا خطرہ نہیں ہے۔ اور یہ وہ ادب ہے کہ فقراء میں سے کوئی کم اس کو اپناتا ہے۔ بلکہ میں نے تو اسے دیکھا ہے جو کہ فقیہ کی رسوائی کا ارادہ کرتا ہے جبکہ وہ اس کے درس میں حاضر ہو۔ اور اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ تم کیا کہتے ہو اس کے بارے میں جو تمہیں طریق سے اس کی ناواقفیت بیان کرے۔ پھر اسے گفتگو کرنے کے لئے تاکیداً کہتا ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ اور جو ایسا کرتا ہے بعض اوقات وہ اس مجلس سے رسوا ہو کر اٹھتا ہے۔ گرچہ اکابر مشائخ میں سے ہو۔

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی مجلس میں کبھی نہیں بیٹھا جس میں میرا ارادہ ہو کہ قوم سے برتری حاصل کروں مگر مجھے رسوائی کا سامنا ہوا اور کلام میں مجھ پر شور و شعب ہوا۔ اور میں کسی مجلس میں کبھی نہیں بیٹھا جس میں میرا ارادہ ہو کہ قوم سے استفادہ حاصل کروں مگر میں اٹھا تو وہ سب کے سب میری فضیلت کے معترف تھے۔ انتہی۔

پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - فرائض - نوافل اور نماز جنازہ کی امامت کے لئے آگے بڑھنے سے کراہت

میں فرائض - نوافل اور نماز جنازہ کی امامت کے لئے آگے بڑھنے سے اس خوف کے پیش نظر کراہت کرتا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز میں نقص کو میری اپنی نماز کے نقص پر مستزاد برداشت کرنا ہوگا۔ خصوصاً اگر وہ مجھ میں خیر کا گمان کرتے ہوں جیسے دنیا سے بے رغبتی - اللہ تعالیٰ سے خوف اور اس کا غائبانہ مراقبہ۔ جبکہ میری حالت اس کے خلاف ہے۔ اور بسا اوقات اگر وہ میری عمر بھر کی لغزشوں پر مطلع ہو جائیں تو میرے پیچھے کبھی نماز نہ پڑھیں۔ اور حدیث پاک میں ہے: اجعلوا ائمتکم خیارکم لانھم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم۔ او کما قال۔ یعنی اپنے امام اپنے اچھے لوگوں کو بناؤ کیونکہ یہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔ جبکہ میں اس جماعت سے اچھا نہیں ہوں جو مجھے آگے کرتے ہیں۔ اور امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جب اکیلے نماز پڑھتے تو کبھی کسی کو اپنے پیچھے نماز پڑنے نہیں دیتے تھے۔ آپ سے اسی طرح منقول ہے۔

حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر کا مفہوم

رہی یہ حدیث کہ ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھو تو یہ اس امام پر محمول ہے کہ لوگ اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس سے نقصان کا خطرہ ہو۔ پس اس کے پیچھے ہماری نماز میں اس کے فسق کے باوجود اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی بہ نسبت ہلکا فساد ہے۔ اور بسا اوقات ہمیں قتل کر دیا جائے۔ یا ہمیں جلاوطن کر دیا جائے اور ہم سے ہمارے فرائض منصبی اور جس میں عادتاً ہماری گزر بسر ہے چھین لئے جائیں۔ جس طرح کہ بعض صحابہ کرام اور تابعین کے لئے حجاج بن یوسف کے ساتھ صورت حال پیش آئی۔ پس جو شخص امامت کے لئے لوگوں پر تقدم طلب کرتا ہے اسے چاہئے کہ فرض تقدیر کے طور پر اپنی تمام گزشتہ خفیہ اور اعلانیہ لغزشیں مقتدیوں پر پیش کرے۔ اور دیکھے۔ اگر اس کے گمان پر غالب ہو کہ وہ شرح صدر کے ساتھ کسی کراہت اور اپنے نفسوں میں کھٹک کے بغیر اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے تو ان کی امامت کرائے۔ ورنہ پارسائی یہی ہے کہ امامت ترک کر دے اور مقتدی بن کر نماز پڑھے۔ اور مجھے گمان ہے کہ اس دور میں اگر ایک انسان اپنے شاگردوں کی عظیم جماعت پر اپنی لغزشیں پیش کرے وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک جائیں گے۔ اور اس کی صحبت سے نفرت کریں گے۔ اور پھر اس وقت ان کی اس سے کراہت حق سچ پر مبنی ہوگی۔ کیونکہ وہ یقیناً ان سب گناہوں میں گرا ہے۔ اور رہا اس کا ان سے تائب ہونا اور اس کی توبہ کا قبول ہونا تو وہ اس کے متعلق یقین پر نہیں ہے۔ اور طبرانی کی حدیث میں ہے کہ ملائکہ قیامت کے دن لوگوں میں سے بعض سے کہیں گے جب کہ اس کے افعال لوگوں پر ظاہر ہوں گے تجھ پر افسوس کیا تو یہ سب کچھ اپنے رب کے سامنے علی الاعلان کرتا رہا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ جب تمام حاضرین اپنے اپنے نفسوں کے نزدیک گناہوں میں ملوث ہوں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے تو پھر کیا کریں؟ تو جواب یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص واجب شرعی کے قیام کے لئے آگے ہو اور انہیں نماز پڑھائے۔ اپنے لئے اور مقتدیوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہوئے۔ اور اسی طرح میت ہے۔ جس طرح کہ میرے لئے کئی مرتبہ ایسی صورت پیش آتی ہے جب تمام حاضرین آگے ہونے سے توقف کریں۔ اس میں شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اذن عام پر اکتفاء کرتے ہوئے۔ اور ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ

نے میت پر نماز پڑھنے اور اس کے متعلق شفاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا مگر وہ ہماری دعا قبول کرنے اور اس کے حق میں ہماری شفاعت قبول کرنے کا ارادہ فرماتا ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

(اقول وباللہ التوفیق۔نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں اہل سنت و جماعت کا بحمداللہ تعالیٰ یہی مقصد ہے کہ قبولیت دعا وشفاعت کا وقت ہے۔حدیث پاک میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا لا يشركون باللّٰه تعالٰى شيئا الا شفعهم اللّٰه فيه. میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں ۴۰ مسلمان شامل ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرمالیتا ہے۔اس کی شرح میں سلطان المحدثین ملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس عدد کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ ما اجتمع اربعون قط الا كان فيهم ولي للّٰه یعنی چالیس مسلمان جمع ہوں تو ان میں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی ہوتا ہے۔(مرقاہ حصہ چہارم ص ۵۱) فالحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

شیخ افضل الدین پر جنازہ پڑھاتے غشی طاری ہونے کی وجہ

اور میں اور میرے بھائی افضل الدین ایک جنازے میں جامع ازہر میں حاضر ہوئے۔لوگوں نے آپ کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کر دیا۔پس آپ پر غشی طاری ہو گئی۔اور نماز پوری نہ کر سکے۔پس کسی اور کو آگے کیا گیا۔اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔آپ کو غشی سے افاقہ ہوا تو میں نے اس کی بابت آپ سے بات کی تو فرمانے لگے:میں نے اپنے سر میں کسی کو سنا کہ کہہ رہا تھا:تیرے جیسا میرے پاس شفاعت کرتا ہے جبکہ تو نے ایسے ایسے کام کئے اور میرے دربار میں علی الاعلان نافرمانیاں کیں جبکہ میں تجھے دیکھ رہا تھا۔پس میں اس کے حضور کھڑا نہ رہ سکا۔پس اس نے غشی کے ساتھ مجھے رحم کیا۔

اور قرآن عظیم میں ہے ولا يشفعون الا لمن ارتضى وهم من خشيته مشفقون (الانبیاء آیت ۲۸) اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں) یعنی ڈر رہے ہیں باوجودیکہ ان کی شفاعت اس کے بارے میں ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔پس جو عصمت میں فرشتوں کی وصف پر ہو کہ معاصی سے محفوظ رہے۔پس چاہئے کہ وہ اپنے غیر کی شفاعت کے لئے آگے ہو۔ورنہ نہیں۔کیونکہ گناہوں کے ساتھ آلودہ شخص عادت کے طور پر اپنے غیر کی شفاعت کے لئے آگے نہیں بڑھتا۔کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے جو اس کی شفاعت کرے پس وہ اپنے غیر کے متعلق کیونکر شفاعت کرتا ہے۔یہ ہے مسئلہ۔گرچہ اس کی شفاعت جائز ہے لیکن یہ اس کا مقام نہیں۔اور ہر مقام کے لئے رجال ہیں۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں) کہ ایک زمانہ تک میں اس مشہد پر رہا۔میں کبھی نماز جنازہ میں آگے نہیں ہو سکتا تھا۔ایک دن میں آگے کھڑا ہو گیا۔پس باب نصر سے باہر مدرسہ جنبلاطیہ کے دروازے کے سامنے میرے ستر میں مجھے ندا دی گئی کہ شفاعت نہیں کرتا مگر جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔تو کیا تو جانتا ہے کہ اس نے تجھے پسند کیا ہے اور وہ تجھ سے راضی ہو گیا ہے حتیٰ کہ تو شفاعت کرنے کو آگے بڑھ گیا۔پس قریب تھا کہ مجھ پر غشی طاری ہو جاتی۔

امام جلال الدین السیوطی کے شیخ کا معمول

اور شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ محمد المغربی الشاذلی نماز جنازہ کے لئے نہیں جایا کرتے تھے۔ مگر جبکہ آپ کو اپنے کشف کے ذریعے معلوم ہو جاتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میت کے متعلق آپ کی شفاعت قبول فرمالے گا۔ اگر یہ معلوم نہ ہوتا تو لوگوں سے فرماتے کہ تم چلے جاؤ اور خود حاضر نہ ہوتے۔ ایک دفعہ آپ کو جامع ازہر میں نماز جنازہ کے لئے آگے کر دیا گیا۔ پس آپ پندرہ منٹ تک اس کے لئے دعا کرتے رہے۔ لوگ آپ کے پیچھے ہیں۔ گمان کر رہے تھے کہ آپ کو سہو لاحق ہو گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ لوگوں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس پر کئی کوتاہیاں دیکھیں پس میں اللہ عزوجل کے دربار میں اس کی شفاعت کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میرے گمان پر غالب ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے مخالفین کو اس سے راضی کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح بعض جنازوں میں میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا۔

اور جب باب الشعریہ میں مقدم عیا دفوت ہو گیا تو مجھے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ میں نے اس میں بے شمار لغزشیں دیکھیں جن کے بارے میں مجھے دسترس نہ تھی۔ پس میں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ کوئی صالحین میں سے بھیج دے جو اس کی نماز جنازہ پڑھائے اور اس کے بارے میں شفاعت کرے۔ پس فقراء میں سے ایک صاحب آگے آگئے اور ہم نے ان کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔ اور ہمیں امید ہوئی کہ اس کی دعا قبول ہوگئی۔

تقدیم وتقدم میں احتیاط

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو نماز جنازہ میں آگے ہونے کے لئے مزاحمت کرے۔ مگر جبکہ وہاں موجود سب کے سب شرح صدر کے ساتھ تجھے آگے کرنے پر جمع ہوں۔ خصوصاً جامع ازہر جیسے مقامات میں علماء، صلحاء اور امراء یعنی اکابر کے جنازوں میں آگے بڑھنے سے۔ کیونکہ وہاں موجود اکثر اصحاب رعونات کے نفسوں میں تیرے جیسے کو آگے کرنے سے کھٹک حاصل ہوگی۔ پھر جب انہوں نے تجھے ان پر شرح صدر کے ساتھ آگے کر دیا تو آگے نہ ہو مگر جب تو اپنے نفس پر خود بینی اور حاضرین سے اپنی برتری دیکھنے میں گرنے سے پر امن ہو۔ اور تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو۔ پس اگر تجھ پر کوئی گناہ ہو تو نماز سے پہلے تجھ پر اس سے توبہ واجب ہے۔ پس اے بھائی! اپنے نفس کی مکمل تفتیش کر پھر لوگوں کو نماز پڑھا۔

سلف صالح میں شرائط کیوں نہ تھیں؟

ایک دفعہ میں نے آپ سے پوچھا کہ سلف صالح کے متعلق ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے امام پر ان شرائط کی پابندی رکھی ہو۔ آپ نے فرمایا: یہ صحیح ہے۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہا ہے ہمارے نفسوں کے لئے احتیاط ہے۔ اور احتیاط کا شریعت انکار نہیں کرتی۔

اور ایک دفعہ معروف کرخی کو جنازہ کے لئے آگے کیا گیا۔ لیکن آپ رک گئے۔ اور فرمانے لگے: مجھے تیس سال ہو گئے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری طرف ناراضگی اور غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ پس اس کے سامنے کسی غیر کی شفاعت کے لئے کیونکر کھڑا ہوں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ اب یہ میرا مشہد ہے۔ پس اسی لئے میں جنازہ کے لئے آگے ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ باوجودیکہ میت کے لئے دعا مجھ سے حاصل ہے دراں حال کہ میں مقتدی ہوتا ہوں۔ پھر یہ خلق اس دور میں نہایت نادر ہے۔ بلکہ بعض نے تو اس سے عداوت کی

جسے اس پر نماز جنازہ میں مقدم کیا گیا۔حتیٰ کہ مر گیا۔پس اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہمیں ایسے امر سے عافیت میں رکھا اس وجہ سے کہ اس نے ہمارے لئے ہمارے نقص کا مشاہدہ کرایا اور ہمارے غیر میں کمال کا مشاہدہ۔

اور اے بھائی! ہماری تمام تقریر سے تجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ جو نماز جنازہ میں تقدم پر مزاحمت کرتے ہیں ہماری ساری گفتگو سے غافل ہیں۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہو گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-خیر پر شکر اور معصیت پر استغفار میں جلدی کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے میرے لئے خیر مقدر کی ہو تو شکر میں جلدی کرتا ہوں۔اور کوئی معصیت مقدر ہو تو استغفار میں جلدی کرتا ہوں۔ پس میں اپنی طاعات میں نقص سے استغفار نہیں کرتا مگر شکر کے بعد۔اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کے کسی معصیت کے فیصلے پر راضی نہیں مگر استغفار کے بعد۔کیونکہ یہی وہ جانب ہے جس کا میں بحیثیت کسب مکلف ہوں۔رہا اللہ تعالیٰ کے لئے شکر اور اس کی قضا پر رضا تو یہ تحصیل حاصل ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر طاعت اور معصیت کے دو رخ ہیں۔پس عبد اپنے رب تعالیٰ کا شکر اس حیثیت سے ادا کرتا ہے کہ طاعت اس کے مقسوم میں ہوئی۔اور استغفار اس حیثیت سے کرتا ہے کہ یہ اس کے ہاتھوں ناقص واقع ہوئی۔اور اپنے رب سے استغفار اس حیثیت سے کرتا ہے کہ اس نے معصیت کا ارتکاب کیا۔جبکہ اس سے راضی اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ اس نے اسے اس پر مقدر فرمایا۔اور یہیں سے اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ عبد پر قضا پر رضا واجب ہے مقضی پر نہیں۔یعنی جس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے اس پر نہیں۔پس مومن ہر طاعت اور معصیت میں دو آنکھوں کا محتاج ہے۔اور ایک آنکھ سے دیکھنے والا کانا ہے۔پس اللہ تعالیٰ کے لئے فعل کے کمال کے شہود سے چارہ نہیں۔کیونکہ حکیم و علیم ہے۔اور مثلاً خلاف اولیٰ کی طرح بندے کے فعل کے ناقص ہونے کے شہود سے چارہ نہیں اس حیثیت سے کہ تکلیف اس کی طرف منسوب ہے۔پس عبادات کی علی وجہ الکمال ادائیگی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے ہے کیونکہ معصوم ہیں۔رہے ان کے علاوہ دیگر حضرات تو ان کے مراتب کے اختلاف اور ان کے نقص کے تفاوت کے مطابق ان کی طاعت میں ان کے مشہد کے حوالے سے نقص لازم ہے۔اور یہی قول نعمتوں اور پاداش میں ہے۔تو جس نے نعمتوں میں غور کیا ان کے باطن میں پاداش پاتا ہے۔اور اس کے برعکس۔پس سزا کا رخ جو کہ نعمتوں میں ہے۔یعنی عافیت۔صفاء وقت اور کثرت مال میں حق تعالیٰ کا ان نعمتوں والے سے شکر کا مطالبہ ہے جو کہ فعل اور مشقت طلب اعمال کے ذریعے نہ ہو نہ کہ صرف قول اور نفس پر اعمال خفیفہ کے ذریعے سے ہو۔پھر مال کے انفاق کو ترک کرنے پر عقبیٰ میں اس کا حساب پس کئی دفعہ یہ اسے وجوہ خیر میں میسر نہ ہوا جن میں خرچ کرنا اس کے لئے مشروع ہوا۔

اور سزاؤں میں نعمتوں کا رخ ان کا بندے کے گناہوں کا کفارہ ہونا اگر مال کے ضائع ہونے یا بیٹے کے گم ہونے یا مرض کی وجہ سے ہو۔اور اگر معصیت ہے تو کئی دفعہ اس کے نفس کو ذلیل کر دیتی ہے اس کے بعد کہ طاعات کی وجہ سے متکبر تھا۔جس طرح کہ صاحب الحکم نے کہا ہے کہ کبھی وہ معصیت جو کہ عاجزی اور انکساری لاتی ہے اس طاعت کے بہتر ہوتی ہے جس سے تکبر پیدا ہو۔اور اس مشہد والے کو

علم وافر اور قلب حاضر کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہر صاحب حق کو اس کا حق عطا کرے۔

افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے تاثرات

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو غلبے کے بغیر مثلاً اپنے رات کو ورد سے سورہے تو توبہ واستغفار کی طرف جلدی کر کہ تو نے نیند طلب کر کے۔ خدائی لشکروں میں اپنی حاضری سے غائب ہوکر اوران غنائم سے محروم رہ کر جو کہ وہاں تقسیم ہوئے جن کی دنیوی نعمتوں میں کوئی نظیر ہی نہیں کوتاہی کی۔ پس تجھے نیند سے استغفار کا حکم نہیں دیا گیا مگر غلبہ کے بغیر تیری نیند کی وجہ سے۔ اور حدیث لیس فی النوم تفریط یعنی نیند میں کوتاہی نہیں کو بعض عارفین کے نزدیک اسی پر محمول کیا گیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ نیند میں صادر ہونے والے کلام میں کوتاہی نہیں۔ گرچہ حدیث کا ظاہر عموم ہے۔ پھر اس کے بعد تجھ پر اس حیثیت سے رضا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جسمانی صحت کے ساتھ نرم بستر پر سلایا۔ اور کچھ نیند تیرے لئے مباح فرمائی۔ اور بسا اوقات تیری نیند تیرے قیام سے خوبتر ہوتی ہے کیونکہ تیرے نفس پر رات بھر سوئے رہنے والے کو دیکھ کر خود کو اس سے برتر سمجھنے کا غلبہ اور اس کی وجہ سے خود بینی کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ سونے والا اس مناقشہ سے بچ جاتا ہے جو اسے درپیش ہوتا اگر وہ رات کو قیام کرتا۔ پس بسا اوقات ریا کاری سے قیام کرتا ہے اور کئی دفعہ طلب ثواب کے لئے قیام کرتا ہے۔ نہ کہ اگر وہاں ثواب نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی بنا پر ہوتا۔ اور اس سب کچھ میں مناقشہ ہے۔

سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنا کہ اپنے مریدین کو ہر شب قیام لیل کی نیت کی ترغیب دیتے تاکہ نیت کرنے والے کے لئے اس شب قیام کرنے والے کا پورا پورا اجر لکھا جائے۔ اور مناقشہ سے سلامتی۔ اور فرماتے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امر ما نوی۔ یعنی اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس آپ نے اس حدیث میں اجر کو نیت پر معلق فرمایا۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ لکل امرء ما عمل یعنی ہر شخص کے لئے وہ کچھ اس نے عمل کیا۔ یہ آپ نے امت پر گنجائش رکھی ہے۔ پس وہ عمل جسے اپنانا ان کے مقسوم میں نہیں نیت کی وجہ سے اس کا ثواب انہیں مل جاتا ہے۔

قصہ مختصر عبد کا تانا بانا نعمتیں ہیں جس طرح کہ اس کا تانا بانا دوسری جہت سے گناہ ہیں۔ پس اسے سمجھ لے۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور تیری تدبیر فرماء۔ اور وہ صالحین سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - زیارت کے لئے آنے والے سے حسن تعامل

میں اس کا غم واندوہ اٹھالیتا ہوں جس نے میرے بھائیوں میں سے میری زیارت کا قصد کیا اور آیا پس مجھے نہ پایا۔ خصوصاً اگر میرے پاس کہیں دور سے آیا۔ اور اسی لئے میں کبھی بھی اپنے گھر سے کسی دور کی جگہ کی طرف نہیں نکلتا تھا حتیٰ کہ پوری توجہ سے عرض کرتا: الٰہی! اگر تیرے علم میں ہے کہ کوئی بھائی میری زیارت کے لئے نکلا ہے اور وہ راستے میں ہے تو مجھے اس کے لئے روک لے حتیٰ کہ وہ آجائے۔ اور اگر ابھی نہیں نکلا تو اسے میری واپسی تک آنے سے روک لے۔ پھر میں عرض کرتا ہوں: دستور یا ربی۔ اور چلا جاتا ہوں۔ اور

یہ خلق استخارہ کی دعا کے قریب ہے۔پس اس کے بعد جو کچھ واقع ہوا نکلنا یا نہ نکلنا۔مجھ سے یا میرے بھائی سے۔اس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہتری ہوگی۔اور اس خلق کے لئے عظیم حلاوت ہے۔جسے انسان اپنے قلب میں پاتا ہے۔پھر یہ دعا کسی انسان کو نہیں مانگنا چاہئے مگر اپنے بھائیوں میں سے اگر صالح کے حق میں جو کہ ہمارے پاس اچھی نیت کے ساتھ آیا تھا۔اور اس کی وجہ سے ہمیں خیر حاصل ہو یا اسے ہماری وجہ سے خیر حاصل ہو۔رہا وہ شخص جو عادتاً ہماری زیارت نیت صالحہ کے بغیر کرتا ہے تو انسان کو چاہئے کہ اپنی دعا میں کہے: یا اللہ! اسے ہم سے اور ہمیں اس سے روک لے اور ہمارے اور اس کے مابین دوری کر دے۔اور میں نے اس امر کا فاعل قلیل ہی پایا ہے۔اور اس کے ساتھ جن متخلقین کو ہم نے پایا شیخ الاسلام زکریا الانصاری شیخ علی النبیتی الضریر۔سیّدی علی الخواص۔سیّدی محمد بن عنان۔میرے بھائی ابو العباس الحریثی اور میرے بھائی افضل الدین ہیں۔پس یہ سب حضرات اپنی مجالس میں کثرت لغو سے محفوظ تھے۔اور جو بھی ان کے پاس کثرت سے لغو کا ارتکاب کرتا تو اسے فرما دیتے: کھڑا ہو جا تو نے ہمارا وقت ضائع کر دیا اور اس سے شرماتے نہیں تھے گرچہ قاضی ہوتا۔اور شیخ الاسلام مذکور کسی کے لئے تو زمین پر زور سے ڈنڈا مارتے اور اسے فرماتے: اٹھ جا۔پس یہ حضرات اسے ناپسند کرتے تھے جو حکام۔فقہاء۔فقراء اور تجار وغیرہم کی خبریں ان تک پہنچاتا۔پس ان لوگوں کا مقام کہاں اور آج کے دور کے اکثر لوگوں کے مقام کی کیا حیثیت؟ بلکہ میں نے مشائخ میں سے بعض کو دیکھا کہ آنے والوں سے لغو باتیں طلب کرتا ہے اور ان سے پوچھتا ہے کہ آج لوگوں کی کیا خبریں ہیں؟ پس زائر شروع ہو جاتا ہے گویا کہ وہ پل ہے جو ٹوٹ گیا۔اور اس کے لئے ہر قسم کی مخلوق کی غیبت۔چغلی۔ہتک عزت اور نقائص کی جمع کردہ باتوں کی حکایت کرتا ہے۔پھر وہ زائر سے کہتا ہے: تو نے ہی میرے لئے حکایت کی ہے۔تیرے پاس کچھ اور بھی باقی ہے۔گویا وہ جس گناہ میں گرا اسے کافی نہیں ہوا کیونکہ اس نے لوگوں کی غیبت میں جو کچھ کہا خصوصاً علماء و مشائخ کی غیبت میں اس نے کسی چیز پر اسے نہیں ٹوکا۔اور اسے کیونکر روکے کہ اس سے یہ خود ہی تو طلب کیا۔پس اے بھائی! ایسے زائر کے لئے اپنا دروازہ کھولنے سے پوری طرح احتیاط کر۔

اور ایک باجبہ و دستار آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مشائخ مصر کے نقائص بیان کرنا شروع کر دیئے۔میں نے اسے نکال دیا۔پس وہ مجھ سے مشوش ہو گیا۔اس دن سے میں نے اسے یہاں روک دیا۔پھر وہ سات روز کے بعد اندھا ہو گیا۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں اور یہ کہ ہم پر اور اس پر لطف و کرم فرمائے۔آمین آمین۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-یومیہ صلوٰۃ استخارہ

میں ہر روز قوم کی ذکر کردہ اصطلاح کے مطابق استخارہ کی نماز اس قصد سے ادا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دن یا اس رات یا اس جمعہ یا اس ماہ یا اس سال میں میری تمام حرکات و سکنات اچھی اور قابل تحسین کر دے۔اور اس طریقہ پر شیخ محی الدین بن العربی۔شیخ ابو العباس المرسی اور ایک جماعت تھی۔

صلوٰۃ استخارہ کی صورت

اور اس کی صورت جس طرح کہ شیخ محی الدین نے کتاب الفتوحات المکیہ کے آخر میں اپنی وصیتوں میں بیان کی ہے یہ ہے کہ اے بھائی! نیزہ بھر سورج اونچا ہونے کے وقت یا بعد نماز مغرب۔یا ہر جمعہ کے دن یا ہر ماہ یا ہر سال میں دو رکعت ادا کر پہلی رکعت میں سورۃ

فاتحہ۔اور یہ آیت وربك يخلق ما يشاء و يختار ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالىٰ عما يشركون (القصص آیت ۶۸ آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔انہیں کوئی اختیار نہیں۔اللہ تعالیٰ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں)

اور قل یا ایھا الکافرون. پڑھ جبکہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کی یہ آیت وكان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالًا مبينا (الاحزاب آیت ۳۶) کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ فرمادے تو پھر انہیں اپنے معاملہ میں کوئی اختیار ہو۔اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگیا) اور قل هو الله احد پڑھ۔پھر جب سلام پھیرے تو حدیث پاک میں وارد دعا استخارہ کے ساتھ دعا مانگے۔

اور جس جگہ بندے کو حکم ہے کہ وہاں اپنی حاجت معین کرے اس کی بجائے یہ کہے اللهم ان كنت تعلم ان جميع ما اتحرك فيه او اسكن فيه في حقي و حق اهلي وولدى واخواني و جميع من شاء الله في ساعتي هذه الى مثلها من اليوم الاخر او الليلة الاخرى خيرلي في ديني و معاشي و عاقبة امرى وعاجله وآجله فاقدره لي ويسره لي وان كنت تعلم ان جميع اتحرك فيه او اسكن في حقي وحق غيرى من اهلي وولدى وسائر من شاء من ساعتي هذه الى مثلها من اليوم الاخر او الليلة الاخرى شرلي في ديني ومعاشي دعا قبة امرى وعاجله و آجله فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به.

مشائخ طریق فرماتے ہیں کہ جو ہر روز وشب ایسا کرے پس وہ کبھی بھی کسی حرکت میں حرکت نہیں کرتا اور نہ سکون کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے حق میں اسی طرح حرکت کرتا ہے مگر یہ اس کے لئے بلاشک وشبہ بہتر ہوتا ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔اور اس میں ہر خیر دیکھی ہے کیونکہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ادب اور اسی کی طرف سپرداری ہے۔نیز فرماتے ہیں: اور جب دعا استخارہ سے فارغ ہوجائے تو چاہئے کہ شرح صدر کے ساتھ اسی میں شروع ہوجائے جس کے لئے فعل یا ترک کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔پس بیشک اس میں اگر اس کے لئے خیر ہوگی تو لازماً اللہ تعالیٰ اس پر اس کے اسباب آسان فرمادے گا۔ یہاں تک کہ حاصل ہوجائے۔اور اس کا انجام اچھا ہوگا۔اور اگر اس پر اس میں شر ہوگا تو لازماً اس سے اس کا سینہ تنگ ہوگا اور اسے حاصل کرنے کے اسباب اس پر دشوار ہوں گے۔اور اس وقت جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس کا ترک پسند کیا ہے۔پس اسے نہ پانے سے دکھ محسوس نہ کرے۔بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مصلحتوں کو خود اس سے زیادہ جانتا ہے۔

الفاظ استخارہ کے معانی

نیز فرماتے ہیں کہ استقدرك بقدرتك کا معنی یہ ہے کہ اگر میرے لئے اس کے فعل میں خیر ہے تو اپنی قدرت کے ساتھ جسے تو اپنے بندوں میں پیدا فرماتا ہے اسے حاصل کرنے پر مجھے قدرت عطا فرما۔پس بیشک تو قدرت رکھتا ہے کہ میرے لئے اسے حاصل کرنے

کی قدرت پیدا فرمادے جبکہ میں قادر نہیں ہوں۔یعنی میرے لئے قدرت نہیں ہے جس کے ذریعے میں اسے حاصل کرسکوں۔
اور وانت غلام الغیوب کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ مجھ سے غائب ہے جو تو جانتا ہے۔ میں نہیں۔اور فاقدره لي کا معنی یہ ہے یعنی اسے میری خاطر تخلیق فرمادے اور اس کا عین میرے ہاتھ پر ظاہر فرما۔اور فاصرفه عني کا معنی یہ ہے کہ چونکہ میں نے اسے اپنے ذہن میں حاضر کرلیا حتیٰ کہ وہ وجود کی کسی قسم کے ساتھ متصف ہوا اور یہ میرے ذہن میں اس کا تصور ہے۔یعنی یارب اسے مجھ سے اس کے عین کے میرے ہاتھ پر ظہور کی وجہ سے حاکم نہ بنا۔باوجودیکہ اس کے فعل میں میرے لئے کوئی خیر نہیں۔
اور واصرفہ عنی کا معنی یہ ہے کہ میرے اور خارج میں اس کے وجود کے درمیان خلا پیدا کردے اور میرے اور اس کے درمیان وہ حجاب کردے جو کہ وجود اور عدم کے درمیان ہے۔حتیٰ کہ میں اسے حاضر کرسکوں اور نہ ہی وہ میرے پاس حاضر ہو۔اور واقدرلي الخير حيث كان کا معنی یہ ہے کہ کیونکہ تو ان اماکن کو جاننے والا ہے جن میں میرے لئے خیر ہے ان کے غیر سے۔اور ثم رضني به کا معنی یہ ہے کہ میرے نزدیک اس کے حصول یا اس کے ترک کی وجہ سے سرور و فرحت کردے۔
پس اے بھائی اس پر عمل کر گر چہ ہفتے میں یا مہینے میں سال میں یا دو سال میں یا اس سے زیادہ میں۔اور تو دعا میں یہ کہے اللهم ان كنت تعلم ان جميع ما اتحرك فيه او اسكن من يومي هذا الى مثله في الاسبوع الاخر اومن الشهر الاخر اومن السنة الاخرى وهكذا۔الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں اس دن سے اس کی مثل دن جو کہ دوسرے ہفتے یا دوسرے مہینے یا دوسرے سال میں ہے تمام حرکات جو کروں یا سکون اختیار کروں۔اور اسی طرح۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی-خواب میں اموات کے ساتھ کثرت ملاقات

خواب میں کثرت سے مجھے اموات کی ملاقات ہوتی ہے اور ان سے ان کی قبروں کے احوال و واقعات کے متعلق کثرت سے سوال کرتا ہوں۔حتیٰ کہ اس کی کثرت تکرار کی وجہ سے قریب ہے کہ بیداری کی طرح ہو۔پس اگر ان کی زندگی میں ان کے اعمال سے ناواقف رہا تو ان کی وفات کے بعد ہر وجہ سے ان کے حال سے ناواقف نہیں ہوں۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے تاکہ میں نیکیوں کو اپنا کر اور برائیاں ترک کر کے اور فوت شدہ طاعتوں پر نادم ہو کر برزخ میں داخل ہونے کی تیاری کروں۔گر چہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے عفو پر ہی اعتماد کرتا ہوں۔پس عبد مطیع کی اپنے مالک سے ملاقات عادۃً اس غلام کی ملاقات کی طرح نہیں ہوتی جو کہ بھاگا ہوا اور خلاف ورزی کرنے والا ہو۔اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین نے ان عبرتوں کے مطابق عمل کیا جو کہ وہ خواب میں دیکھتے تھے۔جیسا کہ یہ کتب احادیث میں مشہور ہے۔اور جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہیں جہنم کے کنارے کھڑا کیا گیا اور وہ گرنے سے خائف ہیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن عمر کیا ہی اچھا ہے اگر رات کو قیام کرتا۔پس اس کے بعد حضرت عبداللہ نے اپنی وفات تک قیام لیل ترک نہیں کیا۔
(اقول وباللہ التوفیق۔صحابہ کرام علیہم الرضوان سب کے سب جنتی ہیں۔وكلا وعدالله الحسنى۔نیز محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے بیان میں اگر صحابی کی کیفیت معلوم نہ ہو تب بھی اس کی صحت میں کوئی شک نہیں کیونکہ تمام صحابہ کرام عدول ہیں۔عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ان کے اصل مقام کو تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ خوب اچھے ہیں۔اور یہ خوب اچھا ہونا والذین معه کے مطابق آپ کی معیت شریفہ کی برکت ہے۔قیام لیل کی وجہ سے نہیں۔البتہ ''اگر رات کو قیام کرتا'' کا ارشاد صرف قیام لیل کی فضیلت امت کے سامنے واضح کرنے کے لئے ہے۔حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم سے حفاظت کے لئے ایک مردمومن کا بہترین عمل قیام لیل ہے۔واللہ تعالیٰ ہوالموفق والمیسر۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

خواب میں رویئت اموات کے مختلف واقعات

اور ہمارے پڑوس میں ایک شخص تھا جو کہ لوگوں سے مذاق کرتا۔پس اللہ تعالیٰ نے اسے سانس کی تنگی اور کوڑھ میں مبتلا کردیا۔دس سال تک زمین پر اپنا پہلو نہ رکھ سکا۔اس کی ٹھوڑی اس کے گھٹنوں پر آگئی۔پٹھے خشک ہوگئے اور اسی طرح مرگیا۔اور اسی طرح اسے دفن کردیا گیا۔میں نے اس کی موت کے بعد اسے خواب میں دیکھا۔پس میں نے اس سے کہا تو ابھی تک کوڑھی ہے؟ کہنے لگا:ہاں۔اور میں اسی طرح اٹھایا جاؤں گا۔اور یہ اکثر تکلیف تیری اور شیخ شعیب الخطیب کی جہت سے ہے۔میں نے شیخ شعیب سے یہ بات کہی تو انہوں نے کہا کہ صحیح ہے۔جب بھی میرا اس پر گزر ہوتا تو وہ میری تحقیر کے لئے بلغم میرے چہرے کی طرف تھوکتا۔

اور جب میرا گزر راس پر ہوتا تو مجھے ایسے الفاظ کہتا جو کہ گائیں چرانے والے چرواہے کو نہیں کہے جاتے۔پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اس سے درگزر فرمائے۔آمین۔

میرے ساتھ ایک یہ واقعہ گزرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں زمین کے نیچے اتر گیا ہوں۔پس میں نے اہل قبور کو شدید احوال پر دیکھا۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔کسی کے پاس میں نے باؤلا کتا دیکھا جو اسے کاٹ رہا ہے اور نوچ رہا ہے۔کسی کے پاس میں نے بھیڑیا دیکھا۔کسی کے پاس مگرمچھ دیکھا۔کسی کے پاس بلی دیکھی۔کسی کے پاس چوہے دیکھے۔کسی کے پاس اژدہا دیکھا۔کسی کے پاس بچھو دیکھا۔کسی کے پاس مچھر دیکھے۔کسی کے پاس جوئیں تو کسی کے پاس کھٹمل دیکھے۔پس میں نے وہاں موجود فرشتوں سے ان موذیات کی اصل کے متعلق سوال کیا جو ان کی قبور میں اس تفصیل پر متشکل ہیں۔تو کہا گیا کہ یہ غیبت۔چغلی۔لوگوں کے ساتھ مذاق اور بدگمانی وغیرہ ہیں۔پس انہوں نے مجھے ان کے اصول سے باخبر کیا۔

ایک دفعہ میں باب النصر کے باہر قبور الروضہ میں خواب میں اترا تو انہیں سفید ریت پر مختلف حلقوں میں باتیں کرتے ہوئے پایا۔ان میں سے ایک نے مجھے کہا جب تو دنیا میں لوٹے تو یہ دعا مانگنا۔میں نے کہا:کون سی؟ تو اس نے کہا:یہ دعا مانگ اللھم انی انزلت بك ما یھمنی من امور الدنیا والاخرۃ پس بیشک مصائب دور نہیں کرتا مگر وہی جس نے اتاری ہیں۔پس ہر تکلیف میں میری یہی دعا رہی۔

ایک دفعہ میں خواب میں قبور کی طرف اترا۔پس میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔اور میں نے ایک گروہ کو کھڑے دیکھا اور ان کے اعمال ان سے صادر ہورہے ہیں اور لوگ انہیں لوٹ رہے ہیں۔میں نے کہا:یہ کون ہیں؟ وہاں موجود ایک فرشتے نے کہا کہ یہ اس قوم کے اعمال ہیں جو لوگوں کی میل کچیل کھاتے تھے اور ان سے مانگا کرتے تھے حالانکہ وہ کمائی کرسکتے تھے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لقموں والوں کو ان کے اعمال کے متعلق حکم دیا ہے کہ ان میں سے جو چاہے اس کی مثل لے لے جو اس نے اسے کھلایا۔کیونکہ یہ تمام

عبادات اس قوت سے پیدا ہوئیں جو اس کھانے سے حاصل ہوئی۔ تو جس نے اپنے کسب سے کھایا اس کے عمل اسی کے لئے ہیں۔

امام شعرانی کے اپنے متعلق چند خواب

اور میں نے اپنے بارے میں جو خواب دیکھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں فطرانہ کبھی نہیں نکالتا تھا کیونکہ عید کی رات اور دن میں دنیا کی کوئی چیز میری ملکیت میں کبھی ہوتی ہی نہ تھی۔ کیونکہ میرے پاس جو کچھ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ صرف فقراء کے نام پر لاتا ہے جو کہ میرے پاس رہتے ہیں۔ پس میں نے ۹۵۵ھ میں خواب دیکھا کہ میں بے شمار ایمان والوں کے ساتھ ایک وسیع میدان میں ہوں۔ اور میں نے وہاں تخت کے مشابہ تربوز کے برابر ایک چیز دیکھی جو کہ ہر کسی کے سامنے پڑی ہے۔ اور میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ اسے آسمان کی طرف پھینکتا ہے پس وہ زمین کی طرف لوٹ آتی ہے۔ پھر میں نے اپنے تخت کو پھینکا وہ بھی لوٹ آیا۔ پس میں نے وہاں ایک فرشتہ دیکھا اسے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جو آسمان کی طرف پھینکی جارہی ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ رمضان کے روزے ہیں۔ اور ان سب نے اپنا فطرانہ ادا نہیں کیا۔ اور روزہ آسمان کی طرف اٹھایا نہیں جاتا مگر جبکہ روزے دار فطرانہ ادا کرے۔ پس میں نے اس فرشتے سے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ اس نے مجھے کہا بلکہ تیرے پاس صندوق میں کھڑاویں اور جو پہنی ہوئی ہے اس کے علاوہ دوسری قمیص ہے۔ پس ان میں سے ایک فروخت کردے اور اس کے عوض فطرانہ خرید کر ادا کردے۔ کیونکہ تیرے جیسے کو رخصتوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ پس میں نے اہل خانہ سے اس کھڑاویں کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں صندوق میں سات سال سے بیٹے عبدالرحمٰن کے نام پر کھڑاویں پڑی ہیں کہ جب بڑا ہوگا تو استعمال کرے گا۔ پس میں نے اپنے شاگردوں میں سے ایک شخص کے ہاتھ اسے فروخت کیا اور اس کے ساتھ غلہ خریدا اور فطرانہ ادا کیا۔ اور اس سال سے میں زکوٰۃ فطر ادا کرتا ہوں۔ اور اس واقعہ سے مجھے حدیث کی قوت معلوم ہوئی کہ رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اوپر نہیں جاتے حتیٰ کہ فطرانہ ادا کیا جائے۔ گرچہ یہ بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔

دوسرا خواب

اور اسی طرح میرے اپنے بارے میں واقعہ گزرا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔ صراط نصب ہے۔ اور لوگوں کو اس پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ تو گرنے سے کوئی قلیل ہی بچا۔ پس مجھے کہا گیا چڑھ میں نے کہا مجھ میں طاقت نہیں۔ تو مجھے ایک فرشتے نے کہا شاید تیرے پاس دنیا کی کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا: میرے پاس کوئی چیز نہیں اس نے کہا بلکہ تیرے پاس ہے۔ اپنی ہتھیلی کھول۔ پس میں نے ہتھیلی کھول دی۔ تو اس نے اس سے میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے درمیان سے کوئی حقیر سی چیز نکالی۔ میں نے اسے پھینک دیا۔ اور چڑھنے سے پہلے میں جاگ اٹھا۔

اور ایک دفعہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا کہ مجھے اس پر اطلاع بخشے جو کچھ میری قبر میں میرے لئے رونما ہوگا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کانٹوں سے بھرے ہوئے گدے پر لیٹا ہوا ہوں۔ اور میں اس پر کروٹیں لے رہا ہوں۔ پس اے بھائی! نہ پوچھ کہ مجھے کس قدر تکلیف پہنچی۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے لطف وکرم کا سوال کرتے ہیں۔

خواب میں پیش آنے والے واقعات کی حقیقت

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ واقعات جو کہ انسان کو خواب میں پیش آتے خدائی لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو کہ صاحب خواب کے ایمان بالغیب کو قوت دیتے ہیں جب وہ اس کا اہل ہو۔ گرچہ یہ کامل الایمان کے حق میں نقص ہیں کہ اگر اس سے پردہ کھول دیا جائے تو یقین میں اضافہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مومن کامل کے لئے شرط ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے جو رحمت کا وعدہ دیا یا عذاب سے ڈرایا اس کے نزدیک وہ بالکل حاضر کی طرح ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں جو کچھ دیکھے اس سے صرف نظر نہیں کرتا مگر جاہل کیونکہ مومن اپنی خواب میں جو کچھ بھی دیکھتا ہے وہ مومن کے لئے فرشتہ الہام کی زبان پر القاء ہے۔ اور یہ اس لئے کہ چونکہ وہ بیداری میں القاء کی مشقت برداشت کرنے سے عاجز ہے اور فرشتے سے اس کی سماعت کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس وہ اس کے پاس اسے خواب میں لاتا ہے جو کہ حس مشترک ہے۔ کیونکہ خواب میں غلبہ روحانیت کے لئے ہے نہ کہ جسم کے لئے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ارواح ملائکہ کی قسم سے ہیں اور فرشتے کو کلام حق جل وعلا بلا واسطہ سننے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا اومن وراء حجاب او يرسل رسولا فيوحي باذنه ما يشاء (الشوریٰ آیت ۵۱) اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا کوئی پیغامبر (فرشتہ) بھیجے اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے)

پس اس آیت سے مفہوم نکلتا ہے کہ اگر عبد سے حجاب بشریت اٹھا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماتا ہے جہاں سے ارواح سے کلام فرماتا ہے۔ اور عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے کہ انسان کو بشر اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ ان امور کی مباشرت کرتا ہے جو اسے درجہ روح کے ساتھ لاحق ہونے سے روکتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس کا ایمان کامل ہے اسے خواب کے مشاہدات کے ساتھ تقویت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور ایک واعظ کا واقعہ ہے کہ اس نے میرے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں نے رات ایسا خواب دیکھا جس نے مجھے مرعوب کر دیا۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں قندیل ہے جو کہ رات کو روشن کر رہی ہے۔ پس وہ مجھ سے بجھ گئی اور میں خوف زدہ ہوں کہ میرا ایمان بجھ گیا ہو۔ تو اسے میرے بھائی افضل الدین نے کہا: واللہ تیرا ایمان کمزور ہے تیرا عالم خیال تیری بیداری اور حس کے عالم میں کیونکر اثر ڈالتا ہے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی۔ فوت شدہ اولیاء کی خواب میں زیارت اور ان کا کشادہ روئی سے پیش آنا

مجھے وفات یافتہ اولیاء کی خواب میں زیارت ہوتی ہے اور یہ حضرات میرے ساتھ کشادہ روئی سے پیش آتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ جب مجھے زیارت ہوتی ہے حسن ادب سے پیش آتا ہوں اور ان سے حیات ظاہری والا معاملہ کرتا ہوں۔ اور بعض کو میں نے بعض مقامات میں ناقص دیکھا تو اسے اس مقام کا کمال عطا فرمانے کے لئے میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں توجہ کی۔ پس میں نہیں نکلا حتیٰ کہ اسے کمال حاصل ہو گیا اور اس نے میرے اس حسن سلوک کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اس رات وہ میرے گھر آیا اور میرے ساتھ ملاقات کی۔ ان میں سے سیّدی عمر ابن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خواب میں اولیاء کی زیارت کے واقعات

اور اے بھائی! چاہئے کہ ہم تیرے لئے بعض واقعات ذکر کریں جو ہمیں پیش آئے تا کہ تو ان کے ساتھ دیگر واقعات پر استدلال کر سکے۔ پس میں توفیق الٰہی سے کہتا ہوں کہ ایک دفعہ مشہد حسینی میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس کی میں نے اور شیخ شہاب الدین ابن الجلبی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیارت کی۔ آپ کو اس بارے میں توقف تھا کہ یہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے۔ آپ کا سر بوجھل ہوا اور آپ سو گئے۔ ایک شخص کو دربان کی وضع وصورت میں دیکھا جو کہ سر کے قریب سے طلوع ہوا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل نکلا۔ آپ کی نگاہ اس کا پیچھا کرتی رہی حتیٰ کہ وہ حجرۂ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں داخل ہو گیا۔ پس اس نے کہا: یا رسول اللہ! احمد بن الجلبی اور عبدالوہاب دونوں نے آپ کے بیٹے حسین کے سر کی زیارت کی۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللھم تقبل منھما واغفر لھما۔ یا اللہ! ان دونوں سے قبول فرما اور ان کی بخشش فرما۔ اس روز سے شیخ شہاب الدین نے اپنی وفات تک سر انور کی زیارت ترک نہ کی۔ اور فرمایا کرتے: میں ایمان لایا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور یہیں ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت

اور میرے لئے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک مدت تک میں آپ کی زیارت کو نہ جا سکا۔ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا اور آپ نے مجھے فرمایا: میں تجھ پر۔ شیخ نور الدین الطرابلسی اور شیخ نور الدین الشونی پر ناراض ہوں کہ زیارت کم کرتے ہو۔ میں تو اپنی قبر میں ہوں۔ کسی مرد صالح کی دعا کا انتظار کرتا ہوں۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ کل صبح ہم آپ کی زیارت کو آئیں گے۔ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ابھی میرے ساتھ چلو۔ جب کہ میں اس شب بنی وفا کے بیت سادات کے شیخ سیّدی ابو الفضل کے ہاں روضہ میں دعوت میں تھا۔ پس میں آپ کی زیارت کے لئے نکلا۔ پھر آپ اکیلے مجھ سے آگے نکل گئے پس اپنے قبہ پچھلی سمت سے مجھے ملے جو کہ قاضی بکار کی قبر سے ملتی ہے۔ اور مجھے قبے کے اوپر لے گئے۔ میرے لئے نئی چٹائی بچھائی اور دستر خوان بچھایا جس میں نرم سفید روٹی اور پنیر تھا۔ اور میرے لئے عبدلاوی کا تربوز کاٹا۔ اور یہ آپ کے مصر میں آنے کے اوائل کا وقت تھا۔ اور آپ نے مجھے فرمایا: اے بھائی! اس جگہ میں کھاؤ جہاں دنیا کے بادشاہ میرے ساتھ ایک لقمہ کھانے کی حسرت میں مر گئے۔ انتہی۔

اس کے بعد مجھے آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: میں تجھے لینے آیا ہوں تو اور تیرے اہل خانہ میرے ہاں سکونت اختیار کرو۔ میں نے آپ سے کہا: کل کو انشاء اللہ تعالیٰ۔ فرمایا: بلکہ اسی وقت۔ پس آپ نے میری بچی رقیہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور اس کی بہن نفیسہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ میں اور ان دونوں کی والدہ دونوں چلے حتیٰ کہ آپ نے ہمیں قبہ میں داخل فرمایا۔ پس مجھے اپنی قبر اور سلطان کامل کی ماں کی قبر کے درمیان ٹھہرایا جو کہ اس کے پس پشت مدفون ہے۔ پس خدام نے ہم سے غیرت کی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ شخص دنیا کی کسی چیز میں تم سے مزاحمت نہیں کرے گا۔ پس وہ مجھ سے باز آئے۔ پھر قبہ اوپر کی طرف سے دروازے کی طرح کھل گیا۔ پس اس سے روٹی یا گوندھے ہوئے چونے کی طرح سفید سی چیز اترنے لگی۔ اور وہ تہ بہ تہ اترتی رہی حتیٰ کہ امام کے سر کے قریب ٹیلا بن گیا۔ پس میں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینۃ الحیاء ہے۔

جواس کی طرف دیکھے گا اللہ تعالیٰ اسے اللہ سے حیا عطا فرمائے گا جیسے کہ حیا کا حق ہے۔ پس میں ہر داخل ہونے والے کو اس کی طرف دیکھنے کا حکم دینے لگا۔ پھر میں جاگ اٹھا۔ اھ

سیدہ نفیسہ کی زیارت

اور سیّدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہ واقعہ پیش آیا کہ میں فقراء کی معیت میں آپ کی زیارت کو گیا پس میں نچلے دروازے کے سامنے رک گیا جس پر تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ اور حیاء کی وجہ سے اندر داخل نہ ہوا۔ اور تمام فقراء داخل ہو گئے۔ پس رات کو آپ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے فرمایا: جب تو میری زیارت کو آئے تو داخل ہو کر میرے چہرے کے سامنے بیٹھ جایا کرو۔ میں نے اس کی تجھے اجازت دی۔ اس روز سے میں داخل ہو کر چہرۂ مبارک کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں۔ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کا اصل دفن تو سڑک میں لمبی قبر کے قریب مراغہ میں تھا لیکن آپ اس مکان میں ظاہر ہوئیں جہاں آپ عبادت کرتی تھیں کیونکہ آپ کا قلب اس سے متعلق تھا۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز تراویح میں آپ کی امامت فرماتے۔ اور ایسا ہی واقعہ سیّدی احمد بن الرفائی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ آپ کی ایک قبر آپ کے شہر ام عبیدہ میں ہے جبکہ دوسری قبر صحرا میں ہے جہاں آپ عبادت کرتے تھے اور لوگ اس قبر کی اور اس قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ لیکن انہیں ہیبت اور لرزہ طاری نہیں ہوتا مگر آپ کی اس قبر کے پاس جو کہ جنگل میں ہے۔

سیّدی احمد الرفاعی کی زیارت اور زائر کی مہمان نوازی

اور مجھے شیخ احمد الخنازیری الضریر نے بتایا کہ آپ نے حضرت کے پاس اس مزار پر رات بسر کی جو کہ جنگل میں ہے۔ خادم نے آپ سے کہا کہ آپ یہاں اس ہیبت کی وجہ سے سو نہیں سکیں گے جو رات کو واقع ہوتی ہے۔ تو آپ نے کہا تو کلت علی اللہ۔ جب وقت عشاء داخل ہوا تو ہیبت سے کانپنے لگے حتیٰ کہ قریب تھا کہ آپ کے جوڑ بند ٹوٹ جائیں۔ اور درندے مقام کے باہر گرجنے لگے۔ اور اس کے آہنی دروازے کھلتے لوٹتے محسوس ہو رہے تھے۔ اور ان کی بہت آواز تھی۔ پھر میں نے ایک شخص کو محسوس کیا جو میرے پاس آ بیٹھا اور اس نے کہا کہ مبارک رات ہے۔ کیا تو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا؟ میں بھی تیرے ساتھ تلاوت کروں گا۔ پس میں نے کہا: کیوں نہیں پس میں نے اور اس نے سورۃ النحل سے لے کر سورۃ النجم تک تلاوت کی۔ جب طلوع فجر کا وقت قریب ہوا تو وہ شخص میرے لئے دو روٹیاں اور دو برتن لایا۔ ایک میں ملائی والا دودھ اور دوسرے میں شہد۔ پس میں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پس فجر طلوع ہو گئی۔ اور میں نے اسے نہ پایا۔ فرماتے ہیں: پھر خادم میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آج رات میرا دل آپ ہی کے ساتھ رہا۔ کیونکہ یہاں تو کبھی کوئی آرام نہیں کر سکا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے رات کا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ جس شخص نے آپ کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی اور آپ کو کھانا پیش کیا یہی سیّدی احمد ہیں۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باب برزخ کا حکم موج دریا کا حکم ہے جس میں انسان غوطہ لگاتا ہے پھر دوسری جگہ سے اوپر آ جاتا ہے۔ جیسا کہ سیّدی احمد ابن الرفاعی اور سیّدہ نفیسہ کا واقعہ ہے۔ پھر جب قیامت کے دن نفخ صور ہوگا تو اسی جگہ سے نکلے گا جہاں اترا۔

سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت اور جواب میں آپ کا خواب میں تشریف لانا

اور میرے لئے سیّدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ ایک دن میں قیلولہ کے وقت آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ میں نے خادم کو آواز دی لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ اور دروازہ بند تھا۔ پس میں نے دروازے پر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھی اور لوٹ آیا۔ پس اس رات میری خواب میں تشریف لائے اور آپ پر بہت بڑا عمامہ ہے اور سبز اون کا لباس ہے۔ آپ نے میرے پاس مدرسہ اخوند میں دو رکعت نماز ادا کی اور مجھے فرمایا کہ اے بھائی! میری معذرت قبول کرنا۔ میں حاضر نہ تھا۔ لیکن ایک ایک کے بدلے جزا ہے۔ اور میں نے اس سے پہلے اس شعر کا نصف نہیں سنا تھا۔ پس مجھے آپ کے عزم کی شدت اور جوانمردی کا پتہ چلا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ اکابر اولیاء سے ہیں کہ آپ آزاد ہیں۔ جاتے آتے ہیں اور اپنی قبر میں مقید نہیں ہیں بلکہ زندوں کی طرح جہاں چاہیں جاتے ہیں اور اپنے گھر کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

اور اسی طرح میں سیّدی غانم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا۔ پس مجھے میرے بھائی افضل الدین نے کہا کہ لوٹ جاؤ کیونکہ شیخ اب واقعہ رودس میں پندرہ دن سے غائب ہیں۔ پس میں لوٹ آیا۔

سیّدی احمد البدوی کا شعرانی کو اپنی زیارت کو بلانا اور کھلانا

اور سیّدی احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ خواب میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے دعوت دی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب لوگ مصر سے آپ کے مولد کی طرف جا رہے تھے۔ اور مجھے فرمانے لگے کہ اگر تو نے میری زیارت کی تو میں تیرے لئے ملوخیہ (ایک خاص قسم کا کھانا) پکاؤں گا۔ جب میں طندتاء پہنچا تو وہاں جس نے بھی میری ضیافت کی خواب میں شیخ کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے تین دن ملوخیہ پکایا۔ اور جو بھی قبہ میں داخل ہوتا زیارت شیخ سے پہلے مجھ پر سلام کے ساتھ ابتداء کرتا حتیٰ کہ مجھے شرم سی آنے لگی۔ اور میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی ماں کو میری معیت میں سات ماہ کی مدت ہو چکی تھی جبکہ وہ ابھی کنواری تھی۔ آپ میری خواب میں آئے اور مجھے فرمایا کہ اس کے ساتھ میرے قبہ کے اس رکن میں جو کہ داخل ہونے والے کے بائیں ہاتھ پر ہے خلوت کرو۔ اور مقاربت کرو۔ پس میں نے تعمیل کی۔ پس میرے لئے حلوا اور ملوخیہ تیار کیا گیا جو کہ تمام اہل مولد کے لئے کافی ہوا۔ پس جب میں مصر لوٹا تو اس رات میں جس کا اشارہ فرمایا تھا وہ حاصل ہوا۔

شعرانی کے لئے خواب میں مختلف بزرگوں کی زیارت کے واقعات

اور سیّدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے میری زیارت کرو۔ پس میں نے آپ کی زیارت کی۔ پس میری طرف اپنی قبر سے باہر آئے۔ اپنا عمامہ اتارا اور مجھے پہنایا۔ اور میرا عمامہ گھڑی بھر اپنے گھٹنے پر رکھا۔ اور فرمایا: کہ حجرۂ نبویہ میں قرأت حدیث اور تدریس علم کا جو منصب میرے اختیار میں ہے اس سے میں تیرے لئے دست بردار ہوا۔ پس مجھے اس کی وجہ سے عظیم انس حاصل ہوا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ پر ایک مجلس میں کثرت سے رحمت کی دعا کی یعنی رحمۃ اللہ علیہ کہا۔ پس میں نے اسی رات آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے پاؤں کو بوسہ دینے پر حریص ہیں۔ جبکہ میں آپ کو اس سے روکنے پر حریص ہوں۔ پھر آپ

میری غفلت میں مجھ پر غالب آئے اور آپ نے میرے پاؤں کے تلوے کو بوسہ دیا۔ میں بیدار ہوا اور آپ کے منہ کی تری میرے تلوے میں تھی۔

اور اسی طرح میں نے سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ پر کثرت سے ترحم کیا اور کہا کہ مصر میں آپ نظام طریقت کے خاتم تھے۔ پس اس شب میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں داخل ہوئے۔ میں نے آپ کے لئے چٹائی بچھائی۔ پھر میں نے چینی کے پیالے میں حلوہ پیش کیا جس میں انواع واقسام کی خوشبو تھی۔ پس میں اس میں سے آپ کو لقمے پیش کرتا رہا اور آپ مسکرا رہے تھے۔

اور اسی طرح میں نے سیّدی محمد الشناوی پر کثرت سے ترحم کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے میرے لئے سبز مصلا بچھا رکھا ہے اور مجھے اس پر بٹھایا۔ آپ میرے سامنے بیٹھ گئے اور میرے گھٹنے کو بوسہ دیا۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دامن کے نیچے داخل ہو گئے اور اس سے اپنے سر اور عمامے کو تھامے ہوئے گلاب کا پانی نچوڑ رہے ہیں۔ گویا مجھ سے تبرک لے رہے ہیں۔

اور ایک دفعہ میں نے خواب میں شیخ نور الدین الشونی کو دیکھا۔ اور آپ نے مجھے فرمایا: میرا مقصد یہ ہے کہ میں اب تیرے جسم سے ایک بال ہو جاؤں۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ میں ان پر کثرت سے ترحم کرتا ہوں۔

اور سیّدی محمد بن عنان رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شب میں نے ارادہ کیا کہ پاؤں پھیلاؤں۔ پس جب بھی پھیلاتا ہوں تو اسے روئے زمین کے اولیاء میں سے کسی کے سامنے ہی پاتا ہوں۔ پس میں بیٹھا ہی سو گیا۔ تو سیّدی محمد خواب میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اپنا پاؤں میری سمت پھیلا لو۔ پس میں بیدار ہوا تو آپ کے ہاتھ کی تری میرے پاؤں میں تھی جسے آپ اپنی سمت میں کھینچ رہے تھے۔

پس اے بھائی! غور کر اولیاء اللہ کے ادب کے کس قدر ثمرات ہیں۔ اور اگر میں ان کے ساتھ قلیل الادب ہوتا تو یہ حضرات میرے ساتھ اس قدر کشادہ روئی نہ فرماتے اور نہ ہی میری زیارت کو آتے۔ اور جب میں نے الشیخ نور الدین الشونی کو امام شافعی کی ان پر قلت زیارت کی وجہ سے ناراضگی کی خبر دی تو اس وقت آپ کے پاس مکہ معظمہ میں سلطان برکات کا ساتھی شریف عرار موجود تھا۔ اس نے شیخ سے کہا کہ یہ فضولیات ہیں۔ شافعی آپ جیسے پر ناراض نہیں ہوتے۔ پس عرار نے اسی شب خواب میں امام شافعی کو دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ ہاں میں اس پر ناراض ہوں۔ اور عبدالوہاب سچا ہے۔ وہ صبح ہی میرے پاس آیا اور اس نے میری جہت سے اپنے رب کریم سے استغفار کیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ میرے نفس کا ثواب سے خالی مقامات پر نہ للچانا

میرا نفس اولیاء اللہ کے ان مقامات میں سے کسی چیز پر نہیں للچاتا جن پر بندے کو ثواب نہیں دیا جاتا۔ جیسے بذریعہ کشف مستقبل کے حوادث زمانہ کے اوقات پر مطلع ہونا جیسے امسال نیل کا چڑھاؤ کتنے گز ہوگا۔ یا بارش کا نزول۔ یا وباء کا پیدا ہونا یا ارتفاع قرآن کا وقت یا عمل بالشریعہ کے ابطال کا وقت یا وعظ کی کرسیوں پر شیاطین کے بیٹھنے کا وقت جو لوگوں کو وعظ کریں گے اور عوام کو اس کا علم نہیں۔ یا مردوں اور عورتوں کا گدھوں کی طرح باہم ملاپ کا وقت۔ یا مصر کی بربادی یا بعض بادشاہوں کی حکومت کے خاتمے کا وقت۔ اور اسی طرح وہ

واقعات جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

اولیاء اللہ کے مستقبل کے متعلق علم کی حقیقت

اور ترمذی وغیرہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ پس اس خطبہ میں آپ نے جو ہو چکا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہوگا بیان فرمایا۔ اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ پس بیشک اولیاء اللہ میں سے کسی کے لئے اگر زمانہ مستقبل کے حوادث میں سے کسی چیز کا مکاشفہ ہو تو اس کے لئے اسے تسلیم کریں گے جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں سے کسی شے سے متصادم نہ ہو۔ شاید کہ اس ولی کی جو کشف ہوا ہے وہ انہیں واقعات میں سے ہو جسے لوگ بھول گئے۔ کیونکہ راوی نے فرمایا ہے کہ بھول گیا جو بھول گیا۔

اور اس مقام والے سے قلبی اور جسمانی طور پر زیادہ رنج و مصیبت میں کوئی نہیں ہوتا کیونکہ اسے احوال پر ان کے وقوع سے پہلے اطلاع ہوتی ہے۔ اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے سب سے بہادر جب پکڑا جائے اور اسے دھمکایا جائے تو اس کا قلب پھٹ جاتا ہے کیونکہ اس لئے کوئی اقدام ہے نہ ہجوم مگر پہلی بار جب غفلت کے وقت دشمن اچانک آ دھمکے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ غم واندوہ میں مبتلا تھے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سختیوں اور ہولنا کیوں پر مطلع فرما دیا تھا جو قیامت تک آپ کی امت کو پہنچنے والی تھیں۔ اور آپ اکثر فرمایا کرتے: واللہ اگر تم وہ کچھ جانو جو میں جانتا ہوں تو ہنسو تھوڑا اور رووو زیادہ۔ اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو۔ اور بیابانوں کی طرف اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے نکل جاؤ۔ اور جب جبریل علیہ السلام نے آپ کو آپ کے شاہزادہ امام حسین کے یوم شہادت کی خبر دی تو سورج کو گرہن لگ گیا حتیٰ کہ ستارے ظاہر ہو گئے۔ پس گمان ہوا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اس روز سے آپ کو مسکراتے نہ دیکھا گیا حتیٰ کہ واصل بحق ہو گئے۔ اور ہم نے اس پر المنن الوسطیٰ میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ ادھر رجوع کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکور الصدر احسانات وانعامات میں آپ نے معلوم کر لیا کہ امام شعرانی قدس سرہ العزیز نے اہل اللہ کے مزارات پر اپنی حاضری خواب میں ان کی تشریف آوری پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ اہل اللہ اپنے مزارات میں زندہ و پائندہ ہیں۔ موجود ہیں آنے والوں کے متعلق باخبر ہوتے ہیں بلکہ ان کی خبر گیری کرتے ہیں۔ مہمان نوازی فرماتے ہیں۔ افادہ واستفادہ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ آنے والوں کی مصروفیات سے باخبر ہیں۔ زائرین کے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اگر مخلصین میں سے کسی کے حاضری میں کبھی تاخیر ہو جائے تو ناراض ہوتے ہیں بلکہ بتا بھی دیتے ہیں۔ ازدواجی حقوق تک پر نظر رکھتے ہیں اور پورا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور بعض مقربین تو وہ ہیں جو کہ مزارات میں مقید نہیں ہیں بلکہ دنیا میں آمد و رفت رکھتے ہیں۔ مستقبل پر ان کی نظر ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کرنے والے پر واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام واقعات پتہ دیتے ہیں کہ جنہیں رب کریم نے حقیقت توحید سے واقف کیا ہے جو کہ دراصل عرفان الٰہی کے نور کے ہی جلوے ہیں ان سے استفادہ اور ان کا افادہ مزاج توحید سے متصادم نہیں۔ شرک نہیں بلکہ یہ مراتب جلیلہ ملتے ہی ان اللہ والوں کو ہیں جو توحید اور پھر رسالت کا عرفان کامل رکھتے ہیں۔ ان کے کمالات عطاء خداوندی ہیں۔ بتوسل نبی رحمت آفتاب نبوت ماہتاب رسالت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں شرک کا کوئی

تصور نہیں۔ یہ گلستان توحید کے گلہائے رنگا رنگ ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کمالات اہل اللہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے عنوان سے کیا ہے۔ یہ حضرات منعم علیہم میں سے ہیں جن کے حوالے سے ہر مسلمان نماز میں دعا کرتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیهم۔

جن بندگان خدا پر انعامات و احسانات کا تسلسل ہوا نہیں ایسے ہی کمالات سے نوازا جاتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ برائے نام تقویت الایمانی توحید دراصل ان پاکان امت کے خلاف ایک سازش ہے جس کا مرکزی نکتہ ہی یہ ہے کہ قبروں والے مر گئے مٹ گئے۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کے مزارات پر جانا معاذ اللہ شرک ہے۔ پناہ بخدا۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ عظماء عرفاء اہل اللہ اور ان کے کمالات توحید و رسالت کی برکات و نوازشات ہیں۔ معاذ اللہ شرک کا شاخسانہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ چشم بینا عطا فرمائے اور اللہ والوں کی محبت اور غلامی کا شرف بخشے۔ اور مذکور انعام سے متصل پہلے امام شعرانی نے خو۔ ما ہے کہ اہل اللہ مجھ پر جو ظاہر و باطن میں کرم فرماتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ میں ان کا ادب کرتا ہوں۔ اگر ادب میں کمی کرتا تو یہ نوازشات کبھی نہ ہوتیں۔ نیز اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ جلد اول ۱۶۲ پر شیخ ابوالسعود بن ابوالعشائر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں: کان یقول لم یصل اولیاء اللّٰه تعالٰی الی ما وصلوا بکثرة الاعمال و انما وصلوا الیه بالادب۔ اولیاء اللہ جن مقامات پر پہنچے کثرت اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ پہنچے ہیں۔ برکات روحانی حصہ اول ص ۳۳۲ اردو ترجمہ طبقات شعرانی)

بے ادبی کرنے والوں کا خاتمہ خراب ہوتا ہے۔ چنانچہ طبقات حصہ اول ص ۱۵۱ میں شیخ سوید البخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں وکان یقول من وقع فی اولیاء اللّٰه تعالٰی ابتلاه اللّٰه تعالٰی بانعقاد لسانه عن النطق بالشهادتین عند الموت۔ یعنی جو شخص اولیاء اللہ کے متعلق بدگوئی کرے اللہ تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیتا ہے۔ (برکات روحانی حصہ اول ص ۳۱۴)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اہل اللہ کا عرفان و ادب عطا فرمائے۔

(محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ حکام وغیرہم کو خواب میں میری عقیدت کے اشارات

حکام وغیرہم کی جماعت کا خواب میں ایسے امور دیکھنا جن سے میرے متعلق ان کی عقیدت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ لوگوں میں میری ستر پوشی کے لئے ہے باوجودیکہ میرے لئے کوئی راز ہے نہ اس امر پر کوئی دلیل کہ میں صالح ہوں۔ ان میں سے امیر محمد دفتر دار ہے۔ اس کے پاس ہر شب لوگ جمع ہوتے اور علماء و فقراء وغیرہم کے بارے میں اس کے لئے گفتگو کرتے۔ ایک رات انہوں نے میرا ذکر برائی کے ساتھ کیا۔ اس نے قبول کر لیا اس شب اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم لشکر مصر میں داخل ہوا۔ ان کا بادشاہ باب النصر پر رک گیا۔ اور اس نے کہا کہ ہم داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ تم صاحب مصر سے مشورہ کر لو۔ اور وہ ہمیں کنجی عطا کرے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں۔ پس اس کا قاصد میری طرف آیا۔ مجھے نہ پایا۔ پس اس نے میرے بیٹے عبدالرحمٰن کو پایا۔ اس نے انہیں کنجی بھیج دی پس دفتر دار معتقد ہو گیا۔ اور وہ اور سیدی احمد الراشدی میرے پاس آئے۔ اور وہ میرا ہمیشہ معتقد رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

اور ایسا ہی واقعہ شیخ نجم الدین الکبری کو پیش آیا جبکہ فرنگی بادشاہ بغداد کی تخریب کاری کے لئے آیا۔ وہ بغداد سے باہر رک گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس شہر میں کسی بڑے محمدی کی مہک محسوس کر رہا ہوں۔ پس انہوں نے آپ سے اذن مانگا۔ شیخ نجم الدین نے فرمایا: چاہئے کہ داخل ہو اور یہ گردن مارے پھر فلاں فلاں کی گردن مارے پھر شہر والوں کا دو تہائی۔ قلم جو کچھ ہونے والا ہے اس سے خشک ہو چکا۔ پس وہ اب تک اجڑا ہوا ہے۔ اور انہوں نے مجتہدین کی کتابیں دجلہ میں پھینک دیں حتیٰ کہ گھوڑے ان پر سے اس خشکی تک پل کی طرح گزرتے رہے۔

اور ان میں سے سیّدی محمد بن الامیر سوق امیر الجیوش کے شیخ اور ان کے بھائی سیّدی الشیخ شرف الدین ہیں۔ رہے محمد تو وہ مکہ معظمہ میں جاں بلب ہوا اور لس تغ وصیت کی۔ پس اس نے مجھے خواب میں دیکھا کہ میں دیوار سے اس کے لئے نکلا۔ اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کہا: کھڑا ہو جا تو درست ہے۔ پس اسے اس مرض میں خفت ہوئی۔ اور اس نے ذکر کیا کہ اس کا مجھے دیکھنا بیداری میں تھا۔ پس اگر یہ صحیح ہے تو یہ انتہائی اعتقاد ہے۔ کیونکہ ضعیف الاعتقاد جلدی مجھے بیداری میں نہیں دیکھ سکتا۔ رہا شرف الدین تو وہ مکہ شریف کے سفر کے دوران بیمار ہو گیا حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ پس اس نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ خلیج میں باب القوس کے پل کے نیچے تیر رہا ہے اور پانی کی موج سے کوشش کر رہا ہے کہ پل سے نکل جائے۔ پس اس نے ذکر کیا کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے پل کے نیچے سے نکال باہر کیا اور اسے اس مرض سے صحت ہوئی۔

اور ان میں سے سیّدی یحییٰ الوراق ہے۔ جب اس نے حجاز کی طرف سفر کیا۔ راستہ میں اس کا خچر مشقت کی بنا پر مضمحل ہو گیا۔ جب اسے ناامیدی ہو گئی اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کہ خچر کو اٹھا کر کھڑا ہو رہا ہوں۔ پس وہ اچھا بھلا کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے اس پر حج کیا۔ جب مکہ شریف میں داخل ہوا تو مجھے کبھی کبھار دیکھتا کہ بیداری میں اس کے ساتھ طواف کر رہا ہوں۔ پھر وہ مجھے دیکھنے سے محجوب ہو گیا۔ پس اس نے مجھے رقعہ لکھا جس میں اس نے مجھے یہ سب کچھ بتایا اور اس کی معیت میں میرے طواف کے انقطاع کی وجہ دریافت کی۔ اور یہ سارا واقعہ اس کے میرے متعلق اعتقاد کی صحت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اعتقاد جب کسی فقیر کے متعلق درست ہو تو اس کا مرید اسے دیکھنے لگتا ہے جب چاہے گرچہ اس کے اور اس کے درمیان سالوں کا فاصلہ ہو۔ (اقول و باللہ التوفیق۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ حاضر و ناظر دلیل ہے کہ ان کا اعتقاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بالکل درست ہے۔ جیسا کہ امام شعرانی نے مرید کے اپنے شیخ کے بارے میں فرمایا کہ عقیدہ صحیح ہو تو وہ جب چاہے شیخ کی زیارت کرتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت میں بے شمار ایسے اہل اللہ ہیں جنہیں آپ کی زیارت کا شرف بار بار حاصل ہوتا ہے اور یہ حضرات مسائل کا استفادہ بھی کرتے ہیں۔ جیسے کے امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چاروں آئمہ مجتہدین کے متعلق اپنی کتاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے۔ جس میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہ حضرات احادیث کی صحت کا بھی آپ سے استفادہ کرتے ہیں هل هذا من قولك يا رسول الله يقظة و مشافهة بالشروط المعروفة۔ یارسول اللہ! کیا یہ آپ کا ارشاد ہے؟ بیداری میں اور مشافہۃً پوچھتے ہیں۔ پھر جب قرآن وسنت سے مسائل کا اخراج کرتے ہیں تو انہیں اپنی کتابو ں میں مدون کرنے سے پہلے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں یارسول اللہ! قد فهمنا كذا من آية كذا و فهمنا كذا من قولك في الحديث الفلاني كذا فهل ترتضيه ام لا ؟ ويعملون بمقتضى قوله و اشارته یعنی عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! ہم نے فلاں آیت سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے اور فلاں حدیث میں آپ کے ارشاد سے ہمیں یہ مسئلہ سمجھ آیا ہے۔ کیا آپ اسے پسند فرماتے

ہیں یا نہیں؟ اور پھر آپ کے ارشاد اور اشارے کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

یہی مسئلہ شیخ محقق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے مکاتیب جلیلہ میں سے ایک مکتوب مسمّی بہ سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ متاخرین مشائخ چہ باشند کہ بحقیقت اولین وآخریں را ہمیں راہ است۔ راہے دیگر نیستے واگر ہست موصل بمقصود نہ وآں صدق توجہ ودوام التجاست بحضرت سیّد کائنات ومنبع تمامہ کمالات صلی اللہ علیہ وسلم۔ اقتباس انوار ہدایت واستفادہ اسرار حقیقت ازاں جناب بے توسط وسائل وتعدد وسائط۔ یعنی مشائخ متاخرین کیا ہیں کہ درحقیقت اولیں وآخریں کی یہی راہ ہے۔ دوسری راہ سے ہی نہیں۔ اگر ہے تو مقصود تک پہنچانے والی نہیں۔ اور یہ حضرت سیّد کائنات اور منبع تمام کمالات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں صدق توجہ اور ہمیشہ التجاء کرنا ہے۔ اور انوار ہدایت کی روشنی اور اسرار حقیقت کا استفادہ وسائل ووسائط درمیان میں لائے بغیر آپ کے دراقدس سے ہی ہو۔ اور پھر عقیدہ کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: وباچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درعلماء است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات، بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبراعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت رامفیض ومربی ست۔ یعنی باوجودیکہ علماء امت میں اختلاف اور کثرت مذاہب موجود ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کو بھی کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حیات کے ساتھ، شائبہ مجاز اور توہم تاویل کے بغیر دائم وباقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر۔ اور طالبان حقیقت کو اور آستان کرم کی طرف توجہ کرنے والوں کو فیض عطا فرمانے والے اور ان کی تربیت فرمانے والے ہیں۔ یہ ہے مسلک حق اہل سنت وجماعت جن کے عقیدہ کی صحت نے انہیں عرفان عظمت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم عطا کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر استقامت کا شرف بخشے۔ آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

ان میں سے شیخ عبداللہ ہیں جو کہ سیّدی عمر النبیتی لفعنہ اللہ ببرکاتہ کے شاگردوں میں سے ایک ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دیکھا جبکہ آپ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے تھے کہ عبدالوہاب کو میری یہ ٹوپی پہناؤ اور اس سے کہو کہ کائنات میں تصرف کرے۔ اس کے آگے کوئی مانع نہیں ہے۔ انتہی۔ اور اس شیخ عبداللہ کو اس میں توقف تھا کہ میں خدام فقراء میں سے ہوں۔ پس میرے متعلق اس کا عقیدہ انتہاء کو پہنچ گیا۔

ان میں سے امیر عامر بن بغداد تھا جسے فقراء میں عقیدت کی کمی تھی۔ مگر اس کے نزدیک میرے متعلق توقف تھا۔ پس اس نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار معلّٰی میں دیکھا جبکہ آپ میری طرف متوجہ ہو کر گفتگو فرما رہے ہیں۔ پس عامر جب بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کرنے لگتا تو مجھے اس میں رکاوٹ پاتا۔ اور کہا کرتا تھا کہ کسی کو واسطوں کی ضرورت نہیں۔ اصل تو قدرت الٰہیہ ہے۔ (اقول وباللہ التوفیق) مقصد یہ ہے کہ واسطوں کی ضرورت محض اس لئے ہے کہ ان کے پیچھے قدرت الٰہیہ ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) پس اس خواب کی وجہ سے مجھ میں صلاح کا اعتقاد رکھنے لگا۔ اور جن لوگوں کی ضرورتوں کی بابت میں اسے لکھتا پوری کر دیتا۔

اور ان میں سے شیخ سعد الدین الصناویدی تھا۔ سیّدی احمد البدوی کے مولد میں میری حاضری پر سخت انکار کرنے والوں میں سے تھا۔ اور کہتا کہ فلاں مولد میں کیوں حاضر ہوتا ہے جبکہ اس میں یہ برائیاں ہیں۔ پس اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ آپ

نے مجھے اپنے سینہ پاک سے لگایا ہوا ہے اور میرے پستانوں سے دودھ بہہ رہا ہے۔ اور لوگ پی رہے ہیں حتیٰ کہ اہل مولد سب کے سب سیر ہو گئے۔ اور سیدی احمد البدوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے سامنے کھڑے ہیں اور بلند آواز سے اعلان کر رہے ہیں کہ جو مدد چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ عبدالوہاب کی زیارت کرے۔ پھر وہ بیدار ہو گیا۔ اور بڑے معتقدین میں سے ہو گیا۔ اور ان تمام امور کا مجھے متعلقہ حضرات سے ہی علم ہوا۔ اور یہ میرا وہ پردہ ہے جس کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان چھپا رکھا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ماثور کے مطابق ورد کی توفیق

مجھے عمل کی توفیق ماثور کے مطابق میرے ورد کی موافقت کے مطابق دی گئی ہے۔ پس میں اپنے ورد میں آسمان میں مقیم ملائکہ کی موافقت ترک نہیں کرتا بلکہ اس کا التزام کرتا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ اب میرے معاصرین میں سے کسی کا ورد اس پر مشتمل ہو جس کے ساتھ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کے ذریعے ہمیشہ تسبیح پڑھتے۔

امام شعرانی کے ورد کی ترتیب

اور میرے ورد کی ترتیب کی صورت یہ ہے کہ میں اپنے اس قول سے ابتداء کرتا ہوں سبحان من سبقت رحمته غضبه کیونکہ طبرانی وغیرہ وارد ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی صلوٰۃ سبقت رحمتی غضبی ہے۔ پس میں ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں سبحان من سبقت رحمته غضبه۔ پھر ہزار مرتبہ یہ کہتا ہوں سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم. استغفر الله. پھر ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں۔ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم. کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ان دونوں صیغوں کو اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے پھر ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله. پھر ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں۔ اللهم لك الحمد كما. ينبغى لجلال وجهك ولعظيم سلطانك. کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ یہ کلمات دونوں فرشتوں پر گراں ہو گئے۔ انہیں ان کے ثواب کی مقدار معلوم نہ ہو سکی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہیں لکھ لو جس طرح کہ میرے بندے نے کہا ہے۔ اور ان کی جزا مجھ پر ہے۔ پھر میں ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں جزى الله سيدنا و نبينا محمد صلى الله عليه وسلم عنا خيرا بما هو اهله. کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے جس نے اسے ایک دفعہ پڑھا اس نے ستر کاتبوں کو ایک ہزار صبح تک مشقت میں ڈال دیا۔ پھر یہ پڑھتا ہوں سبحان الله وبحمده عدد خلقه و سبحان الله وبحمده رضانفسه. سبحان الله وبحمده زنة عرشه. سبحان الله وبحمده مداد كلماته. کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اس کا پڑھنا ہر دفعہ دن بھر بندے کی تسبیح کے برابر ہے۔ پھر میں ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں سبحان من اظهر الجميل وستر القبيح. کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ یہ پردوں کے ملائکہ کی تسبیح ہے۔ پھر ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں سبحان العلى الديان سبحان الله الشديد الاركان. سبحان الذى يذهب الليل وياتى بالنهار سبحان من لا يشغله شان عن شان سبحان الحنان المنان سبحان الله فى كل مكان. کیونکہ وارد ہے کہ یہ اس فرشتے کی تسبیح ہے جس کا نصف آگ سے اور نصف برف سے ہے۔ پھر ہزار مرتبہ یہ کہتا ہوں۔ الحمد لله بجميع محامده كلها ما علمت منها ومالم اعلم على جميع نعمه

كلها ما علمت منها وما لم اعلم عدد خلقه كلهم ما علمت منهم وما لم اعلم. اس لئے کہ اثر میں مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم عرفہ میں اسے ایک دفعہ کہا۔ پھر جب دوسرے سال حج کیا تو اس نے اسے کہنا شروع کیا تو اسے ہاتف غیبی سے ندا دی: اے فلاں! سال گزشتہ سے اب تک ہم تیرے لئے اس حمد کا ثواب لکھ رہے ہیں ابھی تک فارغ نہیں ہوئے۔ پھر میں ہزار بار یہ درود شریف پڑھتا ہوں اللهم صل على سيدنا محمد النبي الامي و على آله وصحبه وسلم. اس لئے کہ وارد ہے کہ بحر محیط کے پیچھے ملائکہ کا درود ہے اس سے رات دن کوتاہی نہیں کرتے۔ اسے ثعلبی نے کتاب العرائس میں ذکر کیا ہے۔

پھر میں یہ تسبیح پڑھتا ہوں سبحانك اللهم وبحمدك على عفوك بعد قدرتك سبحانك اللهم وبحمدك على حلمك بعد علمك. کیونکہ وارد ہے کہ پہلی شق عرش کے آدھے حاملین کی تسبیح ہے جبکہ دوسری شق دوسرے نصف کی تسبیح ہے۔ دو فرشتے دو فرشتوں پر لوٹاتے ہیں۔ اسے میں ہزار مرتبہ پڑھتا ہوں۔ پھر ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں لا الله الا انت يا حي يا قيوم. کیونکہ یہ حیات قلب کے لئے مجرب ہے۔

تلقین سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ بحوالہ قلت وقت

میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد کو چاہئے کہ جب اس کی عمر تنگ ہو جائے یا اس سے موکب الٰہی کے نصب ہونے کے آغاز میں قیام فوت ہو جائے تو آیات واخبار کے جامع کلمات سے ابتداء کرے۔ پس ان سے نماز پڑھے اور ان سے تسبیح پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی فضیلت صرف اس لئے بتائی ہے تاکہ ہم ان کا اہتمام کثرت سے کریں۔ اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ آیت الکرسی ہزار آیات کے برابر ہے۔ اور اسی طرح سورۃ الحشر کا آخر ہزار آیات کے برابر ہے۔ اور اسی طرح وارد ہے کہ قل هو الله احد قرآن کریم کے تہائی حصے کے برابر ہے۔ یعنی اگر اسے تین حصوں میں تقسیم کریں۔ اور اسی طرح وارد ہے قل يا ايها الكافرون نصف قرآن کے برابر ہے یعنی اگر اسے دو نصف پر تقسیم کریں۔ اور قیاس کیا جائے جو وارد ہے کہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ یعنی اگر چار چار حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ پس چاہئے کہ ان سے ابتداء کی رعایت عمر کی تنگی یا وقت کی تنگی کی وجہ سے کی جائے۔ تو جو آیۃ الکرسی یا آخر حشر کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس نے ہزار آیت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ تقریباً سترہ حزب ہیں۔ پس میں نے آیات کا شمار سورۃ البقرہ کے اول سے لے کر تقریباً انفال کے نصف تک کیا ہے تو یہ ہزار آیات ہیں۔ اور یہ تقریباً سترہ حزب ہیں۔ اور جس نے قل هو الله احد ہر رکعت میں تین مرتبہ پڑھی ہے اس نے سارا قرآن کریم اس کے سوا پڑھ لیا۔ پس جب اس نے اسے چوتھی مرتبہ پڑھا تو اس نے سارا قرآن پڑھا اضافہ کے ساتھ جو کہ سورۃ قل ھو اللہ احد پر مشتمل ہے۔ اور اسی پر قیاس کر۔ اور ثواب کی مقداروں کا ادراک قیاس سے نہیں ہو سکتا۔ پس ہم انہیں اسی طرح کہیں گے جس طرح شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ اور اس ثواب پر ایمان رکھتے ہیں جس کا اس پر وعدہ فرمایا۔ پس حضرت حق جل شانہ کو اختیار ہے کہ اس عمل پر جو کہ دوسرے کے مقابلے میں کم مشقت والا ہے ثواب جزیل مقرر فرمائے۔ والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی۔ اعمال کی بری اور اچھی صورت میں بدلنے پر ایمان

میری طاعات اور معاصی کے مطابق میرے اعمال کے بری اور اچھی صورتوں میں بدلنے پر میرا ایمان ہے۔ پس گویا میں ان کا حسا

مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ میں اس کے ظہور کے وقت ایک حالت میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ پھر وہ متغیر ہو جاتی ہے اور وہ خیر سے شر کی طرف چڑھتی ہے۔ اور اس کے برعکس۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس سے استغفار کرتا ہوں۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندے کا ایمان قوم میں متعارف کمال کے مطابق کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنے اعمال کا مشاہدہ کرنے لگے دراں حال وہ اپنے افلاکی مستقر کی طرف صورت میں بدل کر چڑھ رہے ہوں۔ جو کہ عرش یا لوح یا قلم یا کرسی یا سدرہ ہے جس طرح کہ یہ اہل کشف کے نزدیک معروف ہے۔ اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قوم کے درمیان متعارف کمال کے مطابق بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ ہر حرف کے فرشتے کی صورت میں بدلنے کا مشاہدہ کرنے لگے جو وہ قرآن اور غیر قرآن سے کہے۔ اخلاص دریا میں اپنی صورت حال کے حسن وقبح کے حوالے سے اور یہ دین کے احکام خمسہ کی موافقت سے خالی نہیں۔ پس بیشک مستحب حسن میں واجب کے قریب ہوتا ہے جبکہ مکروہ قباحت میں حرام کے قریب ہوتا ہے۔ پس اچھی صورت والا فرشتہ اس کے لئے استغفار کرتا ہوا اوپر چڑھتا ہے جس نے وہ بولا ہے۔ اور قبیح صورت والا اس پر لعنت کرتا ہوا اوپر چڑھتا ہے جس نے وہ کہا۔ اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مذموم خواہشات سے بندے کے دل کی جلا کامل ہوتی ہے تو آیات کے صورتوں میں بدلنے کو دیکھنے لگتا ہے کہ وہ چڑھ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض تو آیت سے سوال کرتا ہے جب اس سے غلطی ہو جاتی پس اس پر غلط آیت لوٹا دی جاتی۔ شیخ نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ آیت دیکھی جو کہ غیر پسندیدہ صورت میں تھی۔ پس اس نے اس پر غلطی رد کر دی۔ میں نے آپ سے کہا: یا سیدی! قرآن تو کلام الٰہی ہے تو اس نے صورت کیسے قبول کر لی۔ تو فرمایا جو صورت میں بدلی وہ میری تلاوت ہے نہ کہ متلو۔ اور اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جب بندہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے منہ سے سفید پرندہ نکلتا ہے پس وہ عرش کے نیچے پر پھیلائے آواز نکالتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ سکون اختیار کر تو وہ کہتا ہے کہ تیری عزت کی قسم مجھے سکون حاصل نہیں ہوگا یہاں تک تو اس کے قائل کو بخش دے۔

اور معانی کے صورت اختیار کرنے کی تائید اس خبر سے بھی ہوتی ہے جو مجھے میرے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے دی کہ آپ نیند کو بادل یا دھوئیں کی طرح دیکھتے تھے۔ جب آپ کے پاس آتی۔ تو جیسے ہی وہ آپ تک پہنچتی آپ کو نیند حاصل ہو جاتی۔ اور اسی طرح آپ نے مجھے بتایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی ایک جماعت پر رحمت اترتی ہوئی دیکھی۔ اور ایسا واقعہ مجھے بھی پیش آیا کہ میں نے سکینہ اور حیاء حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر سفید روئی کی طرح اترتے ہوئے دیکھے۔

اور مجھے شیخ السروی نے بتایا کہ آپ نے ملائکہ نور کے اقلام کے ساتھ دیکھے جو کہ ہر وہ حرف صحیفے میں لکھ رہے تھے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والوں کے منہ سے نکلتے تھے۔ اور ایک اور مرتبہ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ بندہ جو لفظ بولتا ہے وہ فرشتے کی شکل اختیار کرتا ہے اور اسی ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ پھر اس فرشتے کے اذکار کا ہر حرف اسی طرح فرشتے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ پھر اسی طرح تیسرے دور کے ملائکہ سے ملائکہ شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور اسی طرح۔ پس اگر عبد کو کشف حاصل ہو تو فضا کو اپنے افعال واقوال کے تطورات سے فرشتوں سے معمور پائے۔

اور جان لے کہ یہ مشہد صرف اسی کے لئے ہوتا ہے جس کا نفس بشری کدورتوں سے صاف ہو چکا ہو۔ جس طرح کہ اس کی طرف

ہم نے ابھی اشارہ کیا ہے حتیٰ کہ اس کا باطن ملائکہ کے باطن کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور جو ایسا نہ ہو وہ ایسے مشہد سے محجوب ہوتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-صرف مجالست حق کے لئے اعمال صالحہ سے محبت

میں اعمال صالحہ میں صرف حق تبارک وتعالیٰ کی ہم نشینی میں رغبت کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ اس نے خبر دی ہے کہ وہ ہم نشینی نہیں فرماتا مگر اس کے ساتھ جو اس کا ذکر کرے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری ہم نشینی اس کے بغیر طلب کرتا ہے جو میں نے مقرر کی ہے تو یہ اس کے لئے صحیح نہیں اور کئی دفعہ میرے لئے کسی عبادت میں مجالست حق تبارک وتعالیٰ کی طلب سے استغفار واقع ہوتا ہے۔ اور میں اس مشہد سے اللہ تعالیٰ کی میرے جیسے کی مجالست سے جلالت کے احترام کے لئے حجاب پسند کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ میں عبادات کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ مجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے پسند فرماتا ہے تاکہ مجھ پر اپنے فضل کے اظہار کے لئے اس کے ثواب کا فیض عطا فرمائے۔ ورنہ میں اس سے یقین پر ہوں کہ دارین میں اس کے ساتھ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ اور اپنے رب عزوجل کی معیت میں بندے کا عظیم حال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کے قلب پر توجہ فرمائے پس اس میں کسی ایسی چیز کی محبت نہ دیکھے جو اسے اس سے مشغول کردے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوں کو پسند کرتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اللہ تعالیٰ کا ذکر یا درود شریف پڑھنے والے کا احترام

میں ہر اس شخص کا احترام کرتا ہوں جسے دیکھوں کہ اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہے یا اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی وجہ سے حق جل شانہ کے ہم نشینوں میں سے یا اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشینوں میں سے ہوگیا ہے۔ پس اگر مجھے اپنی کسی ضرورت میں اسے استعمال کرنے کی ضرورت پڑے جب کہ وہ مشغول ذکر و درود شریف ہے تو میں اس حاجت سے تکلفاً صبر کرتا ہوں یا اپنے نفس سے تقاضا کرتا ہوں کہ پختہ رہوں اور اسے ایسے کام میں بھی استعمال نہ کروں جو کہ اس کے معمولات سے اسے مصروف کردے۔ یہ ازرہ ادب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ اور اگر اس شخص کو میری حاجت معلوم ہو جائے اور وہ میری مصلحت کے قیام کی خاطر اپنی مصروفیت ترک کردے تو میں اسے منع کردیتا ہوں۔ اور اگر وہ اس مجلس سے جدا ہو جائے اور مجھے اذیت پہنچائے تو میں اس کی مثل اس کا مقابلہ کبھی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی خاطر۔ اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کی ہر معصیت بخش دیتا ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا پس وہ بخشا گیا ہو جاتا ہے۔ اور جو بخشا ہوا ہو اس کا مواخذہ نہیں چاہئے۔ پھر اگر اس پر عوض طلب کروں تو اس کے مالک سے طلب کروں۔ بندے سے نہیں۔ اور اے بھائی! غور کر جو شخص دنیا میں بادشاہوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے لوگ کس طرح اس کا احترام کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ان پر بادشاہ کے رنجیدہ خاطر ہونے سے ڈرتے ہیں۔ اور اگر وہ بادشاہ کا ہم نشین ان کے ساتھ کوئی سلوک کرے تو بادشاہ کے اعزاز و اکرام کی خاطر وہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرتے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق زیادہ اہم ہے۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-کسی شریف کے لئے بددعا نہ کرنا

میں کسی شریف (سید) کے لئے بددعا نہیں کرتا جب وہ مجھ پر ظلم کرے چہ جائیکہ حکام کے دفاتر میں اس کی شکایت کروں اور جب

شرفاء آپس میں ایک دوسرے سے الجھیں تو میں ایک کے لئے دوسرے کے خلاف بدلہ نہیں لیتا۔ بلکہ ان کے درمیان صلح طلب کرتا ہوں اور کچھ نہیں۔ کئی دفعہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور توجہ کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں: یارسول اللہ! اپنی اولاد پر کرم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرادے۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مشائخ میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے حضور شریف ابی نمی سلطان مکہ کے قتل کے بارے میں اس کے بعد اس کے چچا کی اولاد کی حکومت کے لئے توجہ کی۔ میں نے کہا: یا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کرنے والے کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر چارہ نہیں۔ پس وہ کیونکر کہتا ہے کہ یارسول اللہ! اپنے فلاں بیٹے کو اپنے فلاں بیٹے کی خاطر قتل کردیں۔ انتہی۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید۔ معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ضروری ہے یہاں صرف ایک روایت کی نقل پر اکتفاء کرتا ہوں۔ خلیفہ منصور عباسی جب مدینہ عالیہ حاضر ہوا تو اس نے مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوات والتحیات میں موجود امام مذہب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ میں قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کروں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں؟ تو امام مالک نے فرمایا: ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك و وسيلة ابيك آدم الى الله تعالٰى. بل استقبله و استشفع به فيشفعه الله فيك قال الله تعالٰى ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابًا رحيمًا. یعنی تو آپ سے اپنا چہرہ کیسے پھیر سکتا ہے جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں۔ پھر قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پاک پڑھی جس میں بخشش کے لئے در سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور پھر آپ کی شفاعت لازم قرار دی گئی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)۔

احسان خداوندی - امراء واغنیاء کی جفا پر خوش ہونا

جب ابناء دنیا امراء واغنیاء اور وہ لوگ جن کا دنیا وآخرت میں کوئی فائدہ نہیں مجھ پر جفا کریں تو مجھے فرح وسرور حاصل ہوتا ہے۔ پس میری عمر ان لوگوں کی بے تکلفی سے تنگ آچکی ہے جن کی اکثر گفتگو لغو اور بیہودہ ہوتی ہے۔ پس میرے نزدیک وہ دن نہایت خوشی کا دن ہے جس دن ان لوگوں میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے۔ نیز بندے کے پاس جب لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہوجائے تو اس پر ان کے حقوق زیادہ ہوجاتے ہیں۔ مزید براں ہمارے جیسے انسان سے اپنے متعلق خود بینی میں گرنے کا خوف ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارے جیسے احمقوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ پس بیشک اس سے ہمارے جیسوں کا اپنے رب عزوجل سے حجاب زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ہمارے جیسوں کا حق تبارک وتعالیٰ اور خلق پر ایک ساتھ متوجہ ہونا مشکل ہے۔ اللھم۔ مگر جبکہ انہیں اپنے اور اپنے رب عزوجل کے درمیان ان کے ساتھ رکے بغیر واسطہ سمجھے پس اس پر انشاء اللہ العزیز ان پر متوجہ ہونے میں اور اس کی زیارت کو ان کے ترک کرنے کی وجہ سے اس کے مکدر ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ واسطہ کا راضی ہونا اور ناراض ہونا بندے پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی ناراضگی کا عنوان ہے۔ اور میں نے اپنا ورد بنا رکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہزار مرتبہ دعا کرتا ہوں کہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ میں محبت عطا فرمائے تاکہ آپ دنیا وآخرت کی سختیوں میں میری دستگیری فرمائیں۔ کیونکہ آپ ہی تمام مخلوق کے لئے واسطہ عظمیٰ ہیں۔ تو جسے آپ محبت فرمائیں اور توجہ فرمائیں اسے دنیا وآخرت میں کوئی تکلیف لاحق نہیں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے صالحین میں سے کسی مشہور

شخصیت کو دیکھا جو اس کی زیارت سے منقطع ہونے والوں اور جفا کرنے والوں سے مکدر ہوتا ہے تو یہ ان سے بحکم طبع مانوس ہونے کی وجہ سے نہیں۔ یہ تو اس حیثیت سے ہے کہ صالحین کی کسی شخص سے محبت اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا عنوان ہے۔ اور بندے سے حق تعالیٰ کی ناراضگی کا بندہ متحمل نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مقدس کو اپنے اس قول سے اطمینان دلایا ما ودعك ربك وما قلى (الضحیٰ آیت ۳) نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔ اور سیّدی علی بن وفا رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: تو زندگی ہے پس تجھ سے صبر نہیں ہوسکتا۔ اور تیری جفا موت ہے اس پر کون حوصلہ کرسکتا ہے۔

لوگوں کے انقطاع سے بدمزہ نہیں ہونا چاہئے

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی فقیر کو نہیں چاہئے کہ لوگوں کے اس کے پاس آمد و رفت منقطع کرنے اور اس سے غافل ہونے سے بدمزہ نہیں ہو بلکہ اس کے لائق تو خوش ہونا ہے کیونکہ لوگوں کی صحبت اکثر آج فقیر مبتدی کو اس کے رب عزوجل سے مشغول کردیتی ہے۔ اور اسے اس کے لئے اشارۃً اللہ تعالیٰ کے قرآن عظیم میں اس ارشاد سے مانوس ہونا چاہئے۔ وان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله (الانعام آیت ۱۱۶) اور اگر تو اطاعت کرے اکثر لوگوں کی جو زمین میں ہیں تو وہ تجھے بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے۔ پس جو شخص تنہائی سے محبت کا مدعی ہوا سے اپنے نفس کا اس میزان کے ذریعے امتحان لینا چاہئے۔ پس اگر اپنے نفس کو اس شخص کے دیکھنے کا مشتاق پائے جس کا دیکھنا اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد نہ دلائے تو جان لے کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جو آج ایک دوسرے کی زیارت کرنے والے اکثر فقراء وغیرہم کے حال پر غور کرے تو بسا اوقات ان کی زیارت داغدار پائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔ والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی - میرے اکثر معتقدین کاشت کار اور ان کی اولادیں ہیں

میرے اکثر معتقدین کاشت کار اور ان کی اولادیں ہیں۔ باوجودیکہ میں ان کے علاقے کا ہوں جبکہ آج ایسی صورت حال قلیل ہے۔ کیونکہ بندے کے اکثر منکرین اس کے اہل شہر۔ اس کے گھر والے اور اس کے پڑوسی ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس پہلی آزمائش میں مبتلا فرمایا وہ اپنے رسل کو ان کی طرف ان کی جنس سے بھیجنا ہے تاکہ جیسا کہ علم عقائد میں مقرر ہے خارج میں ظاہر فرمائے کہ کیا وہ اس کی طاعت کرتے ہیں یا اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی تخلیق سے پہلے ہی ان کے باطنی کوائف کو جانتا ہے۔ پس اکثر گھر والے اور رشتے دار اس کی طاعت میں داخل ہونے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا: لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم۔ (الزخرف آیت ۳۱) اور کہنے لگے کہ یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا جو ان دو شہروں میں بڑا ہے)

اور اسی طرح یہود تمنا کرتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زمانہ پالیں۔ اور جب پالیا تو ان میں حسد کی بیماری کھڑی ہوگئی اور انہوں نے کفر کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين (البقرۃ آیت ۸۹) اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔ تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو اسے ماننے سے انکار کردیا۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے)

اور کاشت کاروں کی عقیدت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ان کی اولادیں میری قسم کھاتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں: مجھے سیّدی عبدالوہاب کے باطن کی قسم میں نے فلاں کام نہیں کیا۔ مجھے اس کے باطن کی قسم میں نے فلاں بات نہیں کی۔ پس وہ میری قسمیں ایسے کھاتے ہیں جس طرح کہ تابوتوں میں مدفون مشائخ کی قسمیں کھاتے ہیں باوجودیکہ میں شیخ نہیں ہوں۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مختلف وجوہ سے اپنے بندوں میں میری پردہ پوشی فرماتا رہا ہے۔ پس اپنے بندوں میں میری ستر پوشی کے لئے اسی کا فضل واحسان ہے۔ اور ہم اس کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ قیامت میں اسی طرح ہماری پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور بعض سلف نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو کہ ہم اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں تو ہمیں سنگسار کریں۔ ان میں سے حسن بصری۔ مالک بن دینار۔ بشر حافی اور فضیل بن عیاض ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر لوگ اس پر مطلع ہو جائیں جو کچھ ہم میں سے کوئی اپنے گھر کے دروازے کے پیچھے کرتا ہے تو ہمارے پاس نہ بیٹھیں۔ اور مالک بن دینار فرماتے ہیں: واللہ اگر کسی کو میرے گناہوں کی مہک آجائے تو بدبو کی شدت سے میرے پاس کوئی بیٹھ نہ سکے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - امور دنیا کا اہتمام نیت صالحہ کے ساتھ

میں دنیوی امور عادیہ کا اہتمام نہیں کرتا مگر اچھی نیت کے ساتھ۔ پس جب مجھے اچھی نیت مستحضر نہ ہو تو میں اس سے دور ہو جاتا ہوں۔ اور اسی لئے میرے لئے کبھی واقعہ نہیں گزرا کہ میرے ہاں ختنہ یا شادی یا عقیقہ کا کھانا تیار کیا جا رہا ہو اور میں مطبخ میں حاضر ہوا۔ اور نہ ہی میں نے وہاں کھڑے لوگوں سے ان کی کارکردگی میں سے کسی چیز کے متعلق پوچھا یہاں تک کہ اس طعام سے اور اس مہم سے فراغت ہو جائے۔ اور بسا اوقات میں اس اجتماع میں حاضر ہی نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ میں قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کسی کو اس کھانے کی دعوت نہیں دیتا۔ وہ تو طلب کئے بغیر حاضر ہوتے ہیں۔ اور یہ نادر عادت ہے۔ اور اکثر جو ایسا کرتا ہے وہ اس کی وجہ سے بڑی ذمہ داری میں آجاتا ہے حتیٰ کہ وہ ہانپنے لگتا ہے۔ باورچی خانہ میں داخل ہوتا ہے باہر آتا ہے۔ کھانا پکانے والوں پر اور وہاں کھڑے لوگوں پر آوازیں لگاتا ہے جب وہ لوگوں کے حاضر ہونے سے پہلے کسی کو کچھ دے دیں۔ اور کئی دفعہ بعض لوگ اس سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور قسم کھا لیتے ہیں کہ اس کا کھانا نہیں کھائیں گے جب اسے دیکھتے ہیں کہ یہ اس سے تشویش محسوس کرتا ہے جو اس سے کوئی معمولی سی چیز لے لیتا ہے۔ اور اکثر جو ایسے پروگرام کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کھانا تیار کرنے کی رات یا ولیمہ کے دن اس کی وجہ سے نماز کو اس کے وقت سے نکال دیتا ہے۔ یا قرأت واوراد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور اگر فقراء کے لئے دسترخوان میں اچھے کھانے پیش کریں نہ کہ اغنیاء کے لئے تو اس سے بدمزہ ہوتا ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ غائب رہ جاتا ہے کہ یہ اس کے لئے اغنیاء کے مقابلے میں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ پس بیشک فقراء ایسے اچھے کھانے صرف لوگوں کی معیت میں ہی دیکھتے ہیں یا خواب میں۔ بخلاف اغنیاء واکابر کے اور یہ سب کچھ دنیا اور اہل دنیا کے امر کی شدت اہتمام سے ہے۔ اور اس کھانے کے امر کے متعلق میرا عدم اہتمام یہ ہے کہ اس کے منتظمین کو تاکید کر دیتا ہوں کہ جو بھی کھانا طلب کرنے آئے اسے لوٹائیں نہیں۔ غنی ہو یا فقیر جبکہ تیار ہو جائے۔ اور میں لوگوں کی حاضری اور دسترخوان بچھنے پر توقف نہیں کرتا۔ اور میں بلند آواز سے کہہ دیتا ہوں کہ جو شخص مباح تک پہلے پہنچ جائے وہ اسی کے لئے ہے۔ اور سب کھانے کے قابل ہو جائے اسی وقت سے ہم نے لوگوں کے لئے اسے کھانا مباح کر دیا۔ اور یہ امر تمام حاضرین کے لئے صاحب

طعام کی خاموشی کے مقابلے میں زیادہ خوش کن اور گنجائش والا ہے۔ پس ہر ایک شخص وہ کھانا کھانے میں یوں تصرف کرتا ہے گویا کہ یہ اس کی ملک ہے۔ بخلاف اس کے جو حاضرین پر پابندی لگا دیتا ہے۔ اور ایک آدمی کو ڈنڈا پکڑا کر لوگوں کو مارنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ پس ان میں سے کوئی انتہائی تنگی اور دکھ محسوس کرتا ہے۔ پس حاضرین کا کمال سرور ناقص ہو جاتا ہے۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کسی خوشامدی کا قریب نہ ہونا

اور سر منڈے خوشامدیوں میں سے کوئی بھی میرے اردگرد نہیں باوجودیکہ مصر اور اس کی بستیوں میں ارشاد فقراء کے لئے صدر نشینی کا مستحق ہونے میں میری شہرت ہے۔ اور قلیل ہی کوئی فقیر ہے جو مشہور ہو مگر اس کے اردگرد ہر کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے لئے ریاست خالی کی جاتی ہے۔ اور ان کے مفاسد میں سے یہ ہے کہ وہ جس کے گرد ہوں اس کے لئے بے سروپا باتیں بناتے اور اس کی تعظیم اور اس کے شہر کے یا ریاست کے ستارے فقراء سے اس کے عالی مقام ہونے میں مبالغہ آرائی کرتے ہیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور اس کے سامنے یوں کھڑے ہوتے ہیں جیسے حکام کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ پس بسا اوقات فقیر اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور خود بینی میں الجھ کر ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔

خوشامدیوں کے مفاسد

اور ان کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اسے اذیت دیتے ہیں جو ان کے شیخ کی صحبت میں ہو جب کہ وہ ان کے شیخ کے بغیر کسی کے پاس حاضر ہو پس وہ ان سے نفرت کرے اور ان کے شیخ سے نفرت کرے۔ کیونکہ غالب طور پر جو فقیر کے لئے تردد رکھتا ہے وہ دور سے معتقد ہے۔ اور یہاں وہ نہیں ہے جو کہ مرتبہ ارادت میں راسخ ہو مگر کم۔ اور میں نے ایک جماعت کو دیکھا ہے جنہوں نے اس کی خوب پٹائی کی جو ان کے شیخ کے غیر کے ہاں جا بیٹھا۔ اور کسی ملت میں ان کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ اور میں نے انہیں دیکھا جنہوں نے کھڑاؤں اور جوتوں سے ایک دوسرے کی مرمت کی۔ اور ان کے درمیان فتنہ کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ معاملہ استنبول تک جا پہنچا۔ اور ہر دور میں فقیر سمندر کی طرح رہا ہے جہاں نیک و بد وارد ہوتے ہیں۔ اور قوم کا اس پر اجماع ہے کہ سچا کسی آنے والے سے خوش نہیں ہوتا اور روگردانی کرنے والے سے غمگین نہیں ہوتا مگر وجہ شرعی کے ساتھ۔ اور سیّدی ابراہیم المواہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر ہے۔ جو آیا آئے اور جو چلا گیا جائے۔ یہاں اہل فتوح کے بغیر کوئی ثابت قدم نہیں رہتا۔

اور سیّدی احمد بن عقبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ مجھ پر اپنے غیر کے ساتھ مل بیٹھنے پر پابندی نہیں لگاتے تھے اور فرماتے، فقراء کی زیارت کیا کرو۔ اور تو جس کے پاس جائے اس سے کہنا کہ کیا فقیر کے لئے آپ کے ہاں فتوح ہے۔ اگر وہ کہے کہ نہیں تو چلا جا ورنہ اس کے پاس بیٹھ جا حتیٰ کہ تو اپنی فتوح حاصل کرے۔ اور یہ امر سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال کے زیادہ مشابہ ہے۔

اور ہمارے اس دور میں ایک شخص اکابر اہل فتوح میں سے ظاہر ہوا ہے لیکن اس کے گرد ایک جماعت ہے جو کہ لوگوں کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتے ہیں۔ پس لوگوں کو اپنے شیخ کے ساتھ مل بیٹھنے سے نفرت دلاتے ہیں پس اسے کمال اجر وثواب سے محروم رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ معاملے کو سمجھتے تو لوگوں کو اپنے شیخ کی مجلس میں حاضری کی رغبت دلاتے۔ اور اس پر لوگوں کو الفت دلاتے پس ان کے شیخ کو خیر

حاصل ہوتی۔ کیونکہ پیروکاروں کی وجہ سے شیخ کا کمال ہے اور اس کا نقص ہے۔ اور انہیں کی وجہ سے اس کا نفع اور خسارہ ہے۔ اور میں نے بعض کو اکثر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ فلاں شیخ کے گرد اگر سر منڈے خوشامدی نہ ہوتے تو میں کبھی اس کی خدمت سے جدا نہ ہوتا۔

اور ان کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ یہ ایسے شخص کی موجودگی میں اپنے شیخ کی تعظیم میں مبالغہ کرتے ہیں جو اس کا معتقد نہیں۔ پس وہ ان سے اور ان کے شیخ سے زیادہ متنفر ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا ہے کہ ہمارا شیخ ہی یقیناً قطب ہے۔ پس مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں اپنے مریدین کو اس سے منع کرتا ہوں کہ وہ غائبانہ اور روبرو مدح میں حدود سے تجاوز کریں۔ اور کئی دفعہ میں ان سے کہتا ہوں کہ جب تم دشمنوں اور حاسدوں کو سنو کہ مجھے بدعت اور مخالفت سنت کی تہمت لگاتے ہیں تو تم میں سے کوئی بھی میری طرف سے ایک جواب تک نہ دے۔ اور حسد کی وجہ سے ایک جماعت کھڑی ہوگئی جو کہ مصر میں مشہور ہیں۔ اور انہوں نے مجھے حتی المقدور ہر قسم کی اذیت پہنچائی پس میں نے اپنے شاگردوں میں سے کسی کو ان کی کسی بات کا رد کرنے نہ دیا۔ پس وہ خود ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کافی ہے حمایتی اور کافی ہے اللہ تعالیٰ مددگار۔

پس فقیر کو چاہئے کہ اپنے بھائیوں کو اس سے روکنے سے غافل نہ ہو کہ وہ اسے اس کے معاصرین میں کسی پر فوقیت دیں تعریضاً نہ تصریحاً اور ان کے لئے اس پر ظاہری باطنی طور پر بدمزگی کا اظہار کرے۔ پس بیشک وہ اس امر میں اس کی صداقت معلوم کرلیں گے تو اس سے اجتناب کریں گے۔ بخلاف اس کے کہ جب وہ اس میں اس کی باطنی رضا معلوم کریں۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور یہ خلق اس دور میں کمیاب ہو چکا ہے۔ پس قریب نہیں کہ تو کسی فقیر کو پائے جو اپنے شاگردوں کو اس وقت ڈانٹ ڈپٹ کرے جب وہ اسے اس کے معاصرین پر فوقیت دیں۔ پھر جب یہ معاملہ اس شیخ تک پہنچتا ہے جس پر انہوں نے اسے فضیلت دی تو کئی دفعہ اس کی حسد۔ بغض اور کینے کی رگ پھڑکتی ہے۔ اور وہ اس شیخ کی تنقیص کرنے لگتا ہے جسے انہوں نے مجالس میں اس سے اونچا قرار دیا۔ اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے اپنے تمام معاصرین کا ذکر طبقات صوفیہ میں کیا ہے۔ اور ان کے مناقب و مفاخر ان پر رحمت کی طلب کے لئے بیان کئے ہیں۔ اور مصر میں آج میرے بغیر یہ کام کسی نے نہیں کیا۔ پس اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اس طریق پر چل تجھے پختگی اور سیادت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- گانے بجانے کے آلات سننے سے شروع سے ہی نفرت

گانے بجانے کے آلات پر سرود سننے سے مجھے بچپنے سے ہی نفرت ہے کہ حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے منع کرنے پر عمل کرتا ہوں۔ پس جب میں بالغ ہوا اور محبت فقراء کے طریق میں داخل ہوا تو اپنے نفس کو اس سے متہم کرتے ہوئے نفرت میں اضافہ ہو گیا کہ یہ اسے سنے گا۔ پس اس میں اللہ تعالیٰ سے۔ ذکر سے اور نماز سے غفلت کا اثر ہوگا باوجودیکہ جب کسی شے سے شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہی ثابت ہو جائے تو اس سے اجتناب اس کی علت پہچاننے پر موقوف نہیں ہوتا۔ اور یہ اس سے زیادہ سلامتی کا ذریعہ ہے جس نے اسے سنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز سے غفلت کو تحریم کی علت قرار دیا۔ اور یہ کہ جسے اس کے سننے سے غفلت حاصل نہ ہو اس کے حق میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسے صحابہ کرام۔ تابعین۔ اتباع تابعین۔ فقہاء اور صوفیہ کی ایک جماعت سے نقل کیا۔ اسے شیخ ابوالمواھب الشاذلی نے اس بارے میں اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اور جمہور محققین اس کے خلاف ہیں مگر اس کی شرط کے ساتھ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شے سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر منع نہیں فرماتا اور اسے اس کی شرط کے ساتھ مباح قرار دے مگر اسے اپنانے والا جو کہ عصمت کے ساتھ موصوف نہیں ہے خطرے میں ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کی نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف صحیح نہ ہو جبکہ کاملین شک کے مقامات سے دوسرے کے مقابلے میں بہت دور ہوتے ہیں۔ اور ابو عبداللہ الحاکم نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے والے پر اس کی بہ نسبت زیادہ توجہ فرماتا ہے جو اپنی مغنیہ کی آواز سنتا ہے۔ بعض نے کہا: کہ اس حدیث میں سرود کے سننے کا جواز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سننے کو حرام پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ اور یہ شرط شیخین پر صحیح حدیث ہے۔ انتہی۔ اور اپنی مغنیہ کہنے سے دوسرے کی مغنیہ اس سے خارج ہوگئی۔ پس اسے سننا نہیں چاہئے۔ بلکہ بعض اوقات یہ حرام ہے۔ جیسا کہ ان کے بارے میں احادیث وارد ہوئیں جنہیں زمین میں دھنسادیا جب انہوں نے مغنیات کو سنا۔

قصہ مختصر مذاہب اربعہ کا ظاہر بربط وغیرہ کے بارے میں حرمت کے فتویٰ پر قرار یافتہ ہے مگر بعض کے نزدیک اس کی شرط کے ساتھ پس مقلد کو نہیں چاہئے کہ ان کی مخالفت کرے اور بربط وغیرہ کبھی سنے۔ اور میرے بھائی سیّدی افضل الدین گانے بجانے کے آلات سننے سے بہت روکا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ حرمت کی علت اس کا حق تعالیٰ کے متعلق نہ سننا ہے۔ اور یہ فاسد مذہب ہے۔ اور جو دعویٰ کرے کہ گانے کے آلات کا سننا اس میں اثر نہیں کرتا تو اسے بار بار ناراض کرو۔ اگر وہ ناراض ہوگیا تو وہ مفتری کذاب ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو غصے سے نہیں لوٹا سکتا وہ اس سے غفلت عن اللہ کیسے لوٹا سکتا ہے جب وہ مغنیات سے سنے گا۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور مذکورہ آلات کے سننے سے پرہیز کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طریق فقراء کی طرف منسوب گروہوں کے متعلق اچھا گمان

میں ان گروہوں کے متعلق حسن ظن رکھتا ہوں جو کہ عموماً طریق فقراء کی طرف منسوب ہیں جیسے احمدیہ۔ برھامیہ۔ رفاعیہ۔ مطاوعہ جو کہ شرقیہ وصعید میں ہیں۔ اور میں ان میں سے کسی پر اس کے اہل خرقہ کے متعلق عام مشہوری کے حکم کی وجہ سے اس کے شریعت مطہرہ سے خارج ہونے کا حکم نہیں لگاتا۔ پس کبھی وہ شخص استقامت کی صفت سے موصوف ہوتا ہے نہ کہ اس کے علاوہ۔ اور اس پر میں حکم اس وقت لگاتا ہوں جب اسے سنت کی مخالفت کرتا دیکھوں یا میرے نزدیک مبنی بر عدل گواہی قائم ہو۔ پس بیشک ان میں کے ہر طائفہ میں غالباً کھرے اور ردی لوگ ہیں۔ اور ایک شخص کے حکم کی وجہ سے سارے طائفہ پر حکم لگانا ظلم اور ناروا جرأت ہے۔ اور لوگ طائفہ مطاوعہ وغیرہ کے خلاف فتویٰ پوچھتے رہتے ہیں۔

پس مفتی کو چاہئے کہ اپنی عبادت خالص رکھے تا کہ اپنی ذمہ داری سے خلاصی پائے۔ اور کہے کہ جس کا ذکر کیا گیا ہے اگر اس کا عقیدہ ایسا ایسا ہے تو مثلاً وہ فاسق ہے یا بدعتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ان میں کوئی صالح اور ولی ہے۔ اور ان احسانات میں سیّدی ابوالعباس المرسی کے شاگرد سیّدی علی البدوی سے اس بات کا ذکر گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں قلندریہ کی خانقاہ میں داخل ہوا۔ پس میں نے ان سے ظاہر شرع کے خلاف اعمال دیکھے۔ پس میں نے ان پر انکار کیا میں نے سر اوپر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہوا میں آلتی پالتی مارے بیٹھا مجھے کہہ رہا ہے کہ تو قلندریہ پر انکار کرتا ہے حالانکہ میں ان میں سے ہوں پس میں نے انکار ترک کر دیا۔

اور جو ایسی صورت میں انکار ترک کرتا ہے اسے علم وافر کی ضرورت ہے جس کے ذریعے ولی اور شیطان میں امتیاز کر سکے پس کئی دفعہ وہ ہوا میں آلتی پالتی مارنے والا شیطان ہوتا ہے پس اس کے لئے جس نے انکار ترک کیا ہے اپنے دین میں اشتباہ حاصل ہو جاتا ہے اور اس سے اس انکار پر مرتب ہونے والا اجر فوت ہو جاتا ہے۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اس پر صرف مطاوعہ کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر بدعت کا حکم لگا دے۔ پس کبھی لوگ اس شخص کو جو ان میں سے نہیں صرف ان جیسا لباس پہنے ہوئے ہوا سے انہیں میں شمار کرنے لگتے ہیں۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو بدعتیوں کے احوال کو اس امر کی رعایت کرتے ہوئے تسلیم کر لے کہ ان کا شبہہ صحیح ہو۔ بلکہ اس محور پر چل جس پر اہل سنت و جماعت ہیں جہاں بھی ہو۔ اور اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کر۔ اور نور سنت پر چل۔ اور سیّدی محمد الغمری نے مطاوعہ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اور ان پر شدید تنقید کی ہے۔ اور اسی طرح سیّدی محمد الحنفی شیخ مدین وغیرہم اس کی مذمت کرتے تھے جو ان سے میل ملاپ رکھتا۔ لیکن معاملہ تفصیل کا محتاج ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شاگردوں پر اپنے ہاں جمعہ پڑھنے یا مجلس ذکر میں حاضری کی پابندی نہ لگانا

میں اپنے شاگردوں میں سے کسی پر پابندی نہیں لگاتا کہ میرے ہاں جمعہ پڑھے یا مجلس ذکر میں حاضر ہو خصوصاً اگر اس روز اکابر میں سے کوئی ہمارے ہاں حاضر ہو رہا ہو۔ کیونکہ ایسی صورت میں کئی آفات ہیں جس طرح کہ ان احسانات کے بیان میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔ اور اسی طرح میں کسی کے میری زیارت سے پیچھے رہنے پر عتاب نہیں کرتا اور اسے کبھی نہیں کہتا کہ تو نے ہمیں بہت وحشت میں مبتلا کر دیا مگر اچھی نیت کی بنا پر اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ میرا مقصد یہ ہے کہ وہ میرے پاس آنا جانا منقطع نہ کرے پس وہ اس خوف کے پیش نظر حاضری کا تکلف کرنے لگے کہ میں اسے ملامت کروں گا۔ جبکہ یہاں نقباء میں سے ایک نے ملامت فرمائی کہ ایک انسان لوگوں سے کسی لئے اپنے ہاں آمدورفت رکھنے کا مطالبہ کرتا ہو۔ حالانکہ خود اپنے نفس سے ان کے ہاں آمدورفت رکھنے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ باوجودیکہ شیخ کے لئے شرط ہے کہ اپنے آپ کو اپنے تمام بھائیوں سے اپنی نفسانی کدورتوں کے زوال کی وجہ سے فروتر جانے۔

آمدورفت کے بارے میں شیخ علی الخواص کی نصیحت

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی کو اس وجہ سے عتاب نہ کرو کہ اس کی تمہارے پاس آمدورفت نہیں۔ پس بسا اوقات اس میں نفس کو قوت ملتی ہے۔ بلکہ اگر تیرے شاگرد تجھے حقیر سمجھتے ہوئے تیری زیارت مطلقاً ترک کر دیں تو تجھے نہیں چاہئے کہ تو ان میں سے کسی پر ناراض ہو۔ خصوصاً اگر تجھے اپنے نفس کے متعلق معلوم ہو کہ تو آمدورفت کے بارے میں انہیں جزا نہیں دے سکتا۔

اور میرے لئے ایسا واقعہ ہو کہ میرے شاگردوں میں سے ایک شخص نے اکابر حکومت میں سے ایک شخص کو میرے ہاں آمدورفت نہ رکھنے پر عتاب کیا۔ حالانکہ وہ پہلے میرے پاس آیا کرتا تھا۔ تو اسے کوئی بہانہ نہ ملا۔ پس اس نے ایک حیلہ تراشا اور کہا کہ جب بھی اس کے ہاں آنے کا ارادہ کرتا ہوں تو راستے میں ایک مگرمچھ دیکھتا ہوں جو مجھے اس سے روکتا ہے۔ چنانچہ حاضرین نے اسے جھٹلایا۔ اور وہ اور اس کے جھٹلانے والے گناہ میں گرے۔ کہ اس نے انہیں وہ کچھ سنایا جو انہیں ناپسند ہے۔ پس پابندی بٹھانے کی آفت دیکھ لے۔ اور اگر کسی نے اسے عتاب نہ کیا ہوتا تو کسی بے اعتدالی میں نہ گرتا۔ کیونکہ مل بیٹھنا مقدر ہے۔

اور سیّدی احمد بن الرفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہئے کہ اس وقت خوش ہو جب لوگ اس کی زیارت کو آنا چھوڑ دیں۔ تاکہ اپنے رب کی عبادت کے لئے اسے تنہائی میسر آئے۔ اور اسی طرح اسے چاہئے کہ وہ ان کے اس پر متوجہ ہونے کی وجہ سے غمگین ہو اور دل تنگ ہو۔ پس رجال کے اردگرد جوتوں کی کتنی آہٹوں نے سراڑا دیئے اور کتنے دین برباد کئے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اپنے مصاحب اور ہم نوالہ کے مقام کی نگہداشت

میں اپنے مصاحب کے مقام کی حفاظت کرتا ہوں اور اس کی جس کی معیت میں میں نے کسی وقت نمک کے ساتھ کوئی لقمہ کھایا۔ اور میں اس لقمہ کی خاطر کبھی پس پشت اس کی خیانت نہیں کرتا۔ اور یہ خلق اس دور میں کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ایک آدمی نے اپنے ساتھی کی معیت میں منوں روٹیاں کھائیں پس اس کے مقام کی حفاظت نہیں کی۔ بلکہ اس کے اور اس کے درمیان جب نفس واقع ہوتا ہے تو زبردست خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ بخلاف میرے۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ میں اس شخص کا ذکر خوش گزرانی کے لئے اچھائی سے ہی کرتا ہوں جس نے میرے ساتھ عداوت کی اور میرے اور اپنے درمیان چغلی سنی۔ پس اے بھائی! اپنے زمانے کو پہچان اور کسی کی طرف مائل نہ ہو حتیٰ کہ تو اس کا تجربہ کرلے۔ اور یہ خلق سلطان قایتبای رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور تک چوروں میں پایا جاتا تھا۔

چوروں کے دل میں نمک کھانے کا احترام

مجھے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکایت سنائی کہ حمورا جو کہ منسر کا بڑا چور تھا اپنی جماعت سمیت ایک شب ایک تاجر کے ہاں داخل ہوا۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اسے اپنے سرہانے کھڑا دیکھا۔ کانپنے لگا۔ اس نے کہا: اے خواجہ کانپ نہیں بچے تجھ سے صرف صبح کا کھانا طلب کرتے ہیں۔ اس نے کہا حاضر ہے۔ اس نے صندوق کھولا اور دس آدمیوں کے لئے ہزار دینار نکالا۔ پس شاطر نے اسے کہا: اے خواجہ! ہمیں تیرے بارے میں یہ تمنا نہ تھی۔ پس ہزار دینار لے کر دہلیز کی طرف باہر نکلے۔ ان میں سے ایک پیچھے رہ گیا۔ اس نے سفید سی تھیلی پکڑی اور اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ پھر اسے کھولا کہ دیکھے اس میں کیا ہے۔ اس میں سفید نمک دیکھا۔ اسے چکھ لیا۔ اس کی آہ نکلی کہ یہ تو نمک ہے۔ پس حمور نے سن لیا۔ کہنے لگا: ہزار دینار اس شخص کو واپس کردو۔ واللہ! ہم اس شخص کی خیانت نہیں کریں گے جس کے گھر کا ہمارے ساتھی نے نمک چکھا ہے۔ اور اس خواجہ نے تاکید کہا کہ ایک سو دینار لے لیں۔ اور وہ انہیں اس سے بری الذمہ کردے گا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور اسے کہا: جب تک ہم زندہ ہیں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے۔ یعنی ہم تیرے گھر سے چوری نہیں کریں گے۔ یہ حکایت ہے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی۔ پس اے بھائی! اپنے شاگردوں میں غور کر تو کوئی قلیل ہی دیکھے جو تیری خوش گزرانی کی حفاظت کرتا ہو۔ پس جب ایسی عادت فن کے باوجود چوروں کی ہے تو ان کے صالحین کا حال کیسا ہوگا؟ پس اپنے زمانے کو پہچان۔ اور اپنی احتیاط لازم کر اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - خلق کے نقائص نقل کرنے والے سے طبعی نفرت

میں طبعی طور پر چہ جائیکہ شرعاً ہو ہر اس شخص سے کراہت کرتا ہوں جو میرے پاس خلق کے نقائص نقل کرتا ہے کہ وہ میرے بارے

میں یا کسی دوسرے کے بارے میں بیہودہ گفتگو کرتے ہیں۔ پس بسا اوقات وہ مجھے کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو سنا جو آپ کے نقائص بیان کرتا تھا تو میرا نفس متحرک ہوتا ہے اوراس کی وجہ سے مجھے غم لاحق ہوتا ہے۔اور ہر وقت عنایت ربانیہ بندے کے لئے پائی نہیں جاتی۔ جیسا کہ شریعت جاری کرنے کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے اصحاب کی طرف سے مت پہنچاؤ مگر خیر۔ بیشک میں پسند کرتا ہوں کہ میں تمہاری طرف باہر آؤں تو سلیم الصدر ہونے کی صورت میں۔اوراس کی تفصیل اس باب کے اوائل میں گزر چکی ہے۔ پھر ناقل سے یہ کہا جائے کہ تیرا معاملہ ردامر سے خالی نہیں۔یا تو تو اس چیز کے مجھ میں پائے جانے کا عقیدہ رکھتا ہے یا نہیں۔اگر مجھ میں اس کے پائے جانے کا تو عقیدہ نہیں رکھتا ہے تو جھوٹ کس لئے نقل کرتا ہے۔اوراگر تیرا عقیدہ ہے کہ قائل سچا ہے تو اسے تیرا اپنی طرف سے نقل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

چغل خور کی تصدیق میں کئی خرابیاں

اور چغل خور کی تصدیق میں کئی خرابیاں ہیں۔ان میں ایک عنایت ربانیہ کا میری امداد سے غالباً پیچھے رہنا جبکہ مرا نفس متحرک ہو اور میں اس کے فعل جیسے فعل سے اس کا مقابلہ کروں۔ان میں سے مجھ پر کینے کا دروازہ کھولنا ہے جب میں اس دشمن پر اور مجھ پر اس کے بہتان پر صبر کروں۔اور صبر کرنے والا کینے سے کم ہی بچتا ہے بلکہ وہ گاہے گاہے اس دشمن کے اس کے بارے میں کلام کا ذکر کرنے لگتا ہے۔اور قریب نہیں کہ اسے بھول جائے۔اوراگر وہ اسے اس تک نہ پہنچاتا تو بسا اوقات وہ ایسی صورت حال سے بچ جاتا۔ کیونکہ کئی دفعہ انسان بادشاہ کے پس پشت اسے برا بھلا کہتا ہے۔

اوران میں سے لوگوں کے میری طرف کلام نقل کرنے کا دروازہ کھولتا ہے جبکہ وہ مجھے دیکھیں کہ میں ناقل کی بات سننے پر کان لگاتا ہوں بخلاف اس کے کہ جب میں ناقل کو ڈانٹ دوں اوراس کی تکذیب کروں اوراس کی تصدیق نہ کروں۔پس لوگ ایک دوسرے کو یہ سنا دیتے ہیں پس ان کا میری طرف کلام نقل کرنا گھٹ جاتا ہے۔اور میں نے اپنے اصحاب میں سے اپنے بھائی شیخ زین العابدین بن الشیخ عبید البلقیی سے زیادہ وسیع العقل نہیں دیکھا۔پس مجھے اس کے متعلق یاد نہیں کہ اس نے کبھی کسی دشمن کی طرف سے مجھے کلمہ خیر کے سوا کچھ پہنچایا ہو۔اور وہ کہتا ہے کہ اس شخص کو نہیں چاہئے جو کسی کی محبت کا مدعی ہو کہ اس پر غم داخل کرے۔اور وہ کئی دفعہ برا کلام مجھ پر سرور داخل کرنے کی طلب میں اچھے کلام میں بدل دیتا ہے۔پس بیشک انسان کو جب یہ بات پہنچے کہ اس کا دشمن اسے اچھے لفظوں میں یاد کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اسے شرح صدر حاصل ہوتی ہے اوراسے مسرت وکشادہ روئی نصیب ہوتی ہے۔اور جو خیانت کرے نہ رہے۔اور ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے چغلی نقل کی۔پس میں نے اسے کہا کہ میں اس شخص کے بارے میں تصدیق نہیں کرتا جس سے تو نے یہ بات نقل کی ہے۔کیونکہ میں نے اسے صلح اور شرح صدر پر چھوڑا ہے۔اوراگر تو چاہے تو میں تیرے لئے یہ بیان کئے دیتا ہوں۔کہ تو میرے پاس بیٹھ جا اور میں اسے پیغام بھیجتا ہوں کہ اس نے تیری طرف سے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔پس جب اس نے کہا کہ ہاں میں نے یہ بات کہی ہے تو اس وقت میں تیری تصدیق کروں گا۔پس وہ نادم ہوا اور نقل کلام سے دست برداری طلب کی۔اوراس دن سے اس نے میری طرف ایسا کلام نقل نہیں کیا جس میں چغلی ہو۔باوجودیکہ وہ در پردہ ہر کلام چھپانے سے دل تنگی کی وجہ سے یوں ہے جیسے وہ حاکم کے دفتر میں ہے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ لوگوں میں شریر وہ ہیں جو کہ چغلی لئے پھرنے والے۔دوستوں میں جدائی ڈالنے والے۔عیبوں سے بیزار لوگوں

کے طالب ہیں۔اور ہم نے چغل خوروں کے ساتھ یہی حکمت عملی اپنائی۔پس ان کی ہماری طرف چغلی کم ہوگئی۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-عالم یا صالح کے مقام کا تحفظ

میں عالم یا صالح کے مقام کی حفاظت کرتا ہوں جب میں اس کے فاسق مخالف کے خلاف اس کی مدد کروں۔تو میں ساری اذیت اس کے مخالف سے قرار دیتا ہوں نہ کہ اس سے۔پس میں کبھی بھی عالم یا صالح سے نہیں کہتا کہ فلاں سے صلح کرلو کیونکہ اس کلام سے یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ گناہ میں اور اذیت کے ساتھ مقابلہ میں اس جیسا ہے۔بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس شیطان کے لئے سیّدی شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا الجھاؤ اور میرے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو سنا کہ کہہ رہا تھا کہ یہ کیا جھگڑا ہے جو فلاں اور سیّدی علی الخواص کے درمیان واقع ہوا۔تو آپ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔بیشک سیّدی شیخ حظ نفس کی خاطر کسی مسلمان سے نہیں جھگڑتے۔اور کبھی برائی کے ساتھ اس کا مقابلہ نہیں کرتے۔اور مخاصمت کا لفظ جھگڑے میں دوسرے پر غالب آنے کا تقاضا کرتا ہے۔کیونکہ فقیر کی شرط میں سے ہے اس سے سکوت اختیار کرنا جو اسے ستائے۔اور ساکت کو نہیں کہا جاتا کہ مخاصم یعنی جھگڑنے والا ہے۔

شیخ کے متعلق جہالت کا ارتکاب

پھر یہ جہالت ہے کہ شیخ سے کہا جائے کہ ہمارے ساتھ فلاں کے پاس چلیں تا کہ آپ اس سے صلح کرلیں۔کیونکہ آپ تو سمندر ہیں ایسے کئی ہزار کا آپ تحمل فرماتے ہیں۔پس کئی دفعہ شیخ کے سر میں خارش داخل ہوتی ہے اور وہ ان کی معیت میں مثلاً اس فاسق کی طرف چلا جاتا ہے۔پس فاسق کی سرکشی میں اضافہ ہوتا ہے۔ادب تو یہ ہے کہ ہم اس فاسق کو سیّدی شیخ کے پاس لائیں اور اسے اس کے نعلین کو بوسہ دینے کا حکم دیں یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو جائے کیونکہ شرعی طور پر حال کا تقاضا یہی ہے۔اور ہم نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا وہ ہے جو اس کے لئے تواضع کرے جو اس کی عزت نہیں کرتا۔اور اس کی مودت میں رغبت کرے جو اسے نفع نہیں دیتا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو تجھ پر ظلم کرتا ہے اس سے تواضع کے ساتھ مت پیش آ اور نہ ہی اس کے ساتھ صلح میں پہل کر۔پس اس کا نفس ناحق تکبر کرے گا۔اور تیرا نفس بے محل ذلیل ہوگا۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور مجھے مکہ مشرفہ میں مصر کے ایک عالم نے ایسے کلام سے اذیت پہنچائی جس کا بعض حاسدوں نے مجھ پر بہتان باندھا تھا۔میں اس کے پاس حاضر ہوا اور میں نے اسے کہا کہ میں اصطلاح فقراء کے مطابق اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اس بارے میں کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں ظالم ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ مظلوم ہے۔پس اس پر انہوں نے میرے طرف منسوب جھوٹ اور بہتان کے درست ہونے کی بنیاد رکھ لی۔اور اس کی وجہ سے تین سال تک تکلیف رہی۔اور اس نے مصر لکھ بھیجا کہ فلاں نے اس بات کا اعتراف کرلیا ہے جو اس کے متعلق کہی گئی ہے۔حالانکہ میں نے اسے یہ نہیں کہا کہ میں استغفر اللہ کہتا ہوں مگر فتنے کو مختصر کرنے کے لئے۔اور اللہ گواہ ہے

اس پر جو میں کہتا ہوں۔پس چاہئے کہ فقیر پر حذر رہے اور ایسے محل میں استغفر اللہ نہ کہے جو کسی فساد کی بنیاد بن جائے۔اور یہ صرف ان ایمان والوں کے حق میں ہے جو اپنے دین کے متعلق خوف رکھتے ہیں۔اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول محمول ہوگا۔ادفع بالتی هی احسن فاذ الذی بینك و بینه عداوة كانه ولی حمیم۔(حم السجدۃ آیت ۳۴) برائی کا تدارک اس سے کرو جو بہتر ہے۔پس اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان عداوت ہے یوں بن جائے گا گویا تیرا جانی دوست ہے) بخلاف کمینہ خصلت کے۔پس جب تو اس کی عزت کرے گا تو اس کی سرکشی میں اضافہ ہوگا۔پس اسے معلوم کرلے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مصاحب کی ناراضگی پر صبر

میں اپنے مصاحب کی ناراضگی پر صبر کرتا ہوں جب میں اس کی خواہش کی اس لئے مخالفت کروں جو کہ اس کے دین کے بارے میں مفید ہو۔جیسا کہ جب مجھے قرائن کے ساتھ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے اپنے لئے قیام پسند کرتا ہے تو میں اس کے لئے قیام نہیں کرتا۔کیونکہ اس حالت پر میرا اس کے لئے قیام کرنا بسا اوقات اس کے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنانے میں اس کی امداد کے باب سے ہوگا۔جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔اللھم۔مگر یہ کہ اس کے لئے میرے قیام کی قلت پر ایسی خرابی مرتب ہو جو کہ اس کے لئے قیام نہ کرنے کی خرابی سے بڑی ہو۔تو اس کے لئے قیام کرتا ہوں پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اسے مواخذہ نہ فرمائے۔اور یہ کہ اس سے حجاب نفس کھول دے حتیٰ کہ وہ اپنے نفس کو مچھر سے بھی کمتر سمجھے اور یہ کہ وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کے لئے کوئی قیام کرے۔اور اسی طرح ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ تکبر سے اس کی توبہ قبول فرمائے۔پس معلوم ہوا کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ اس وقت ہم اس کے لئے قیام اس کے نفس کے علاج کی خاطر کریں پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کریں۔اور یہی حکمت عملی اس لائق ہے کہ اس زمانے والوں کے ساتھ اپنائی جائے۔پس قیام ترک نہ کیا جائے مگر اس کے لئے جس سے کسی ایسی خرابی کا کھٹکا نہ ہو جس کا نقصان متعدی ہو۔اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی اصلاح مویشیوں کی اصلاح سے زیادہ سخت ہے۔اور فرماتے ہیں اپنے بھائی کے حق میں اس کی مروت پر اعتماد کرتے ہوئے کوتاہی نہ کر۔یعنی پس اس کے حق واجب کا احترام کر اور اس کے لئے گناہ میں واقع ہونے کا خوف کرتے ہوئے قیام کر۔اور اس کے ذمہ ہے اس سے کراہت کرنا۔جبکہ ہمارے ذمہ ہے عادۃً اور شرعاً اس کے حق کا احترام کرنا۔پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-ظالموں کی کم عیادت کرنا

ظالم جب بیمار پڑیں تو میں ان کی عیادت کم ہی کرتا ہوں۔کیونکہ ان کی مرض غالباً ان کے گزشتہ گناہوں کی سزا ہوتی ہے۔اور ہمیں ان سے تحمل نہیں چاہئے۔نیز ان کی عیادت میں انہیں مانوس کرنا ہے اور ظالموں اور فاسقوں کو مانوس نہیں کرنا چاہئے۔جو کہ شراب نوشی کرتے ہیں۔بدکاری کرتے ہیں۔لوگوں کے اموال ناحق لیتے ہیں۔انہیں قید کرتے ہیں اور انہیں زدوکوب کرتے ہیں جب وہ ان کے لئے وہ تاوان پورے ادا نہ کریں جن کا انہوں نے ان سے مطالبہ کیا۔رہے وہ حاکم جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتے۔اور لوگوں سے ان مصلحتوں کے عوض مال لیتے ہیں جو وہ ان کے لئے مہیا کرتے ہیں۔پس ہمیں ان کی عیادت اور زیارت کی اجازت ہے۔کیونکہ بعض اوقات وہ حسن

نیت کی وجہ سے ہماری مثل یا ہم سے اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔ گرچہ ہم ایسی چیز کے مقابلے کچھ بھی نہیں کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ عالم یا فقیر پر کوئی اعتراض نہیں جب وہ کسی ظالم کی بیماری کی حالت میں یا اس سے شفایاب ہونے کے بعد عیادت نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک عیادت صرف ان کی خاطر مشروع ہے جن کے قلوب منکسر ہیں یا جن کی عیادت پر ثواب کی امید ہو۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تیرے بھائی میں تیرے لئے نہ ہی جہان کے لئے کوئی نفع نہ ہو تو اس سے منقطع ہونے میں تجھ پر کوئی حرج نہیں۔

پس جب مسئلہ اس کے متعلق ہے جس میں کوئی نفع نہیں۔ تو جو لوگوں کو ستاتا ہے وہ مقاطعہ اور ترک عیادت وزیارت کے زیادہ لائق ہے۔ اور جب وزیر علی پاشا مصر میں بیمار ہوا اور شفایاب ہوا تو میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کہا لیکن اس کے تقاضا کے بعد۔ اور وہ یہ ہے کہ محبین میں سے بعض نے پاشا سے اس امر کا ذکر کیا کہ میں علی الصبح اس کی زیارت کا عزم کئے ہوئے ہوں۔ اور اس سے اس نے پاشا کے ساتھ اظہار محبت کا قصد کیا۔ جبکہ مجھے اس کا علم تک نہ تھا۔ پس پاشا علی الصبح میرا منتظر رہا۔ اور کہنے لگا کہ فلاں نہ آیا۔ جب مجھے یہ خبر ملی تو مجھے نیکی کے طور پر اپنے شاگرد کا مداوا لازم ہوا جس نے اپنی بات میں جھوٹ بولا کہ میں پاشا کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ اور پاشا کا مداوا بھی اس کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار میں مراد ہے کیونکہ اس نے مجھے اہمیت دی اور انتظار کیا۔ پس مجھے کھٹکا ہوا کہ اس شخص کا جھوٹ پاشا پر ظاہر ہونے کی صورت میں اس پر زیادہ نقصان مرتب ہوگا اس نفع کی نسبت جو پاشا کی زیارت کو نہ جانے کی وجہ سے جھوٹ کی سزا پر مرتب ہوگا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ اس کی تادیب کسی اور چیز کے ذریعے ممکن ہے۔ اور مجھے یہ بھی خطرہ ہوا کہ پاشا کے پاس نہ جانے پر جبکہ اس نے میرے مقام کی رعایت کا اظہار کیا ہے اس کی کراہت مرتب ہوگی۔ پس وہ کسی مظلوم کے بارے میں میری سفارش قبول نہیں کرے گا۔ اور یہ متعدی نقصان ہے۔ پس میں نے اس مقصد کے لئے نیت صالحہ کے ساتھ اس کی زیارت کی۔ ورنہ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے ان حکام کے ہاں دنیا میں کبھی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دوسرے مشائخ کے بعض مریدوں کا علاج

میں مشائخ کے مریدین میں سے کسی کا علاج جو بیمار ہوا پس اس کے شیخ نے اور نہ ہی میرے بھائیوں میں سے کسی نے اس کی تیمار داری کی اس طرح کی گفتگو سے کرتا ہوں کہ اے بھائی! تو بحمد اللہ تعالیٰ مجاہدہ اور ریاضت کے مقام میں ہے۔ اور تیرے شیخ نے تیری تیمار داری صرف اسی لئے نہیں کہ تا کہ تجھے اس کے ماسوا کی طرف جھکنے یا اللہ تعالیٰ کے سوا خلق میں سے کسی پر اعتماد کی منجدھار سے خلاصی دلائے۔ پس بیشک اس کی عیادت جب کوئی نہ کرے تو اسے اپنے نفس پر افسوس ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن اعتماد علی اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جب اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کریں۔ اور دواؤں وغیرہ میں اس پر مال خرچ کریں تو وہ بسا اوقات اسے ایسی صورت میں التجاء الی اللہ تعالیٰ محجوب کر دیتے ہیں۔ اور وہ کئی دفعہ کہتا ہے کہ مجھے تو صرف فلاں نے ہی نفع دیا ہے۔ لیکن اس خلق پر عمل کرنے والا میزان دقیق اور کشف صریح کا محتاج ہوتا ہے۔ پس اپنے آپ کو محقق مشائخ اور ان کی جماعت پر اعتراض میں جلدی کرنے سے بچا۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے اور وہ اس کی عیادت نہ کریں تو وہ اس بارے میں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہوتے ہیں۔ اور وہ کوئی حق ترک نہیں کرتے مگر کسی ایسے حق کی وجہ سے جو کہ پہلے کی بہ نسبت زیادہ عظیم ہوتا ہے۔

کسی شیخ کے بارے میں گفتگو میں احتیاط

اور اس سے بچ کہ تو کہنے لگے: واللہ کسی میں خیر باقی نہیں رہی۔ یہ فلاں آدمی اسے فلاں شیخ کی خدمت میں سالہا سال ہو چکے ہیں۔ جب بیمار ہوا تو اس نے کسی چیز کے ساتھ اس کی مزاج بھی نہیں کی جسے اپنی بیماری میں خرچ کرے۔ اور اگر میں اس کی تیمارداری نہ کرتا تو اسے شدید نقصان لاحق ہوتا۔ کیونکہ اس کا شیخ اس پر شفقت میں یقیناً تجھ سے زیادہ ہے لیکن تو اس کے شیخ کے مشاہدہ سے غائب ہے۔ اور اگر تو تحقیقی نظر کرتا تو اس کے شیخ نے جو اس سے سلوک کیا ہے اس کا نفع مرید کے لئے اس سے کہیں زیادہ ہے جو تو نے اس کے لئے کیا۔ بلکہ بسا اوقات اس پر تیرے احسان کی وجہ سے اس کے دین میں ضرر لاحق ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بجائے وہ خلق پر اعتماد کی منجدھار سے خلاصی حاصل نہ کر پایا۔ پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور تیری ابتلاء میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خدام وغیرہ کی کجی پر صبر اور ان کے نافرمان ہونے کی حقیقت وحکمت

میں اپنے پیروکاروں۔ اپنی اہلیہ اور خادم کی کجی۔ نافرمانی اور بھاگ جانے پر صبر کرتا ہوں جس طرح کہ اس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ موجودات کا میرے ساتھ معاملہ اسی صورت پر ہوتا ہے جو کہ میرا معاملہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پس اس میں ملامت مجھ پر ہے ان پر نہیں۔ کیونکہ یہ ہو بہو جسم کے سایہ کی طرح ہیں۔ اگر جسم سیدھا ہے تو سایہ سیدھا یا ٹیڑھا تو سایہ ٹیڑھا۔ کیونکہ یہ اس کا اثر ہے۔ تو جو آدمی جسم کے کجی کے باوجود سایہ سیدھا طلب کرتا ہے تو اس نے محال کی آرزو کی۔ پس عورت یا خادم مثلاً ان کی کجی ہمارے اخلاق کی کجی سے ہے۔ پس آدمی کی عقل یہ ہے کہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے پس اس کا جائزہ لے جبکہ اپنی بیوی یا خادم یا اپنے گدھے میں دیکھے کہ اس کے ساتھ ان کی عادت ان کی سابقہ عادت کے خلاف ہے اور وہ اعمال میں اپنے نفس کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں استقامت میں کوشش کرے تو اس کی رعیت لازماً درست ہو جائے گی۔ اور یہ آدمی کے خفیف العقل ہونے کی دلیل ہے کہ مثلاً بیوی کو اپنی طاعت کا حکم دیتا ہے جبکہ خود اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کجی پر مبنی ہے اور اپنے نفس کو سیدھا کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ تو اس سے اس پر قہر میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور کس قدر طویل ہے اس کی مشقت۔ اور کئی دفعہ دونوں حکام کے پاس مقدمہ لے جاتے ہیں۔ اور اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور گمان کرتا ہے کہ اس کے بعد وہ کسی ایسی خاتون کے ساتھ نکاح میں کامیاب ہو جائے گا جو اس کے لئے بہتر ہو گی۔ اور یہ درست نہیں کیونکہ وہ جب تک ٹیڑھا رہے گا تو جس بیوی سے نکاح کرے گا وہ اس کے ساتھ ٹیڑھی رہے گی گرچہ وہ شادی سے پہلے استقامت پر رہی ہو۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں لاشعوری طور پر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں کوتاہی کر لیتا ہوں تو اپنے گدھے۔ اپنے خادم اور اپنی بیوی کی عادت سے اسے پہچان جاتا ہوں۔ پس بیوی نافرمانی کرتی ہے۔ غلام بھاگ جاتا ہے اور گدھا شوخی کرتا ہے۔ کیونکہ ان کا میری طاعت کرنا تو میرے رب کے لئے میری طاعت کی فرع ہے۔ اور ان کا میرے تابع فرمان ہونا تو مجھ سے اس کی رضا کی فرع ہے۔ انتہی۔

مذکورہ بالا صورت حال کی مزید وضاحت

اور جان لے کہ نافرمانی کرنے۔ بھاگنے اور شوخی کرنے کا بڑا اور چھوٹا ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس گناہ کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے حسب حال ہے۔ اگر گناہ بڑا ہوگا تو مذکورہ چیزوں کی مخالفت زیادہ شدید ہوگی۔ اور جب بھی شوہر یا مالک اپنی بیوی کی حکم عدولی۔ غلام کے بھاگنے اور گدھے کی شوخی کے شکوے میں مبالغہ کرتا ہے تو ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کی شدت معلوم کر لیتے ہیں۔ پھر اپنی رعایا کی مخالفت میں مبتلا ہونے والوں میں سب سے عظیم اولیاء ہیں کہ حق تعالیٰ ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کے لئے مناقشہ کی کثرت فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے منقطع اور اس سے غافل ہونے پر قائم نہ رہیں بخلاف ان کے غیر کے۔ اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سیّدی محمد السروی۔ سیّدی عثمان الخطاب اور سیّدی عثمان الدیمی کی بیویاں قریب نہ تھیں کہ اپنے شوہروں پر کبھی بھی مسرت داخل کریں۔ اور ایک دن مجھے سیّدی علی الخواص نے فرمایا کہ مجھے اپنی چچا کی بیٹی کے ہمراہ ستاون سال بیت چکے مجھے گمان نہیں کہ میں نے اس کے ساتھ ایک رات گزاری ہو جبکہ ہمارے درمیان صلح ہو۔ اور جو بھی آپ سے کہتا کہ اسے طلاق دے دیں تو فرماتے ظلم میری طرف سے ہے نہ کہ اس کی طرف سے۔ کیونکہ وہ میرے عمل کی صورت ہے۔

اور میں نے ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان اپنی بیوی۔ غلام اور اپنے گدھے وغیر ذالک کی وجہ سے ہر حال میں آزمائش میں ہوتا ہے۔ پس بیشک یہ امور اگر اس کے قلب میں ثابت ہوں تو اس کے قلب میں ان کی طرف جھکاؤ کی وجہ سے اثر کریں گے پس اسے ہلاک کریں گے اور اس کے قلب میں نہ اتریں تو ظاہر پر اثر کریں گے۔ پس وہ انہیں دیکھنا گوارا نہیں کرے گا اور یوں اس کی زندگی بدمزہ ہوگی۔ اور شک نہیں کہ یہ امر اس سے زیادہ آسان ہے کہ اس کے قلب پر اثر کریں۔ پس بیشک حق تعالیٰ غیور ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ سے اس کی اجازت کے بغیر اس کے غیر کی طرف مائل ہوا تو ان کا زہر آلود تیر اس کے قلب میں پیوست ہوگا۔ پس اسے دارین کا خسارہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو گھروں کو ان کے دروازوں سے آیا۔ اور وہ عورت کو عتاب نہیں کرتا جب وہ اس کی حکم عدولی کرے۔ وہ تو اپنے نفس کی ہی ملامت کرتا ہے جو ٹیڑھا ہوا حتیٰ کہ اس کی زوجہ نے کج روی اختیار کی۔ پس ہمارے جیسوں کے حق میں غالباً یہی کچھ ہوتا ہے۔ پس اے بھائی! اس خلق کے ساتھ عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ زوجہ کی بیماری پر صبر کرنا

میں اپنی زوجہ اور لونڈی پر کثرت سے صبر کرتا ہوں جب وہ بیمار ہو جائے اور اس امر سے نفرت نہیں کرتا کہ اس کے جسم سے اس کی آلودگیاں صاف کروں جبکہ وہ بیت الخلاء کی طرف جانے یا مثلاً طشت پر بیٹھنے سے عاجز ہو جائے جس طرح کہ وہ میری بیماری کے دنوں میں میرے ساتھ سلوک کرتی تھی۔ اور احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور اگرچہ اس کی بیماری طول پکڑ جائے اور مجھے شادی کی ضرورت پڑے تو اس پر میں دوسری شادی نہیں کرتا تاکہ اس پر اس کی وجہ سے حسی اور معنوی دو بیماریاں اکٹھی نہ کروں۔ اور اگر مجھے بدکاری کا خوف ہو تو۔ زوجہ کی شفا تک یا موت تک میں شہوات کے جوش کو تسکین دینے والی ادویات استعمال کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ حق صحبت کے احترام کے لئے کرتا ہوں گرچہ ایک رات تک ہو اور مخلوق خدا پر شفقت کے لئے۔ اور تاکہ جب میں بیمار ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اسی

طرح معاملہ فرمائے جو میں اس کے ساتھ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من عمل صالحا فلنفسه (حم السجدہ آیت ۴۶) جو نیک کام کرتا ہے تو اپنے بھلے کے لئے کرتا ہے) اور جب وہ بیمار ہو جائے اور اس کے پاس چھوٹا بچہ ہو تو مرض کے دوران میں اسے اس کی والدہ سے اٹھا لیتا ہوں اور اسے بہلاتا ہوں حتیٰ کہ چپ رہے اور اس کی خاطر پوری شب جاگتا ہوں جسطرح کی زوجہ کی خاطر جاگتا ہوں۔ خصوصاً علی سبیل الفرض وہ بچہ اس کے پچھلے شوہر سے ہو گرچہ ایسا واقعتا ہوا نہیں۔ پس اگر میں اس کے والد کے سپرد کروں اگر وہ زندہ ہو تو اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔ جبکہ اسے ممکن نہیں کہ وہ میرے گھر میں داخل ہو کر اپنے بیٹے کو سنجالے جبکہ اس کی ماں اس کے غیر کی عصمت میں ہے۔ اور ایسا سلوک اپنے ربیب (یعنی پچھلے شوہر سے زوجہ کا بیٹا) کے ساتھ اس زمانے میں کوئی قلیل ہی کرتا ہے۔ بلکہ اس پر بددعا کرتا ہے اور اس کی موت کی تمنا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے: الٰہی! ہمیں اس سے خلاصی بخش۔ اور ایک ضرب المثل ہے جس میں ربیب سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جو زوجہ کی بیماری میں اس پر صبر نہیں کرتا۔ اس کی خدمت نہیں کرتا اور اس پر شادی سے صبر نہیں کرتا پس وہ اپنی ہی ملامت کرے جب بیمار ہو جائے اور اس پر دل سخت ہو جائیں اور کوئی خدمت کرنے والا نہ پائے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی رات بھر جاگنے والا ملے۔ اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ جب بیمار ہو جاتی اور اسے اسہال لگ جاتے تو اس کا جسم خود صاف کرتے اور اس کی ماں۔ بہن اور اس کے بھائی کو اس خطرے کے پیش نظر یہ کام نہ کرنے دیتے کہ جب شفایاب ہو تو اس پر احسان رکھیں جبکہ ان میں کوئی جھگڑا وغیرہ ہو جائے۔ اور حضرت شیخ اسے فرماتے کہ میں بحمد اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں کبھی تجھے احسان نہیں جتلاؤں گا۔ اور آپ یہ معاملہ پڑوسیوں سے بھی چھپائے رکھتے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں آپ کے حسن اخلاق کی تعریف کریں پس آپ کا اجر ضائع ہو جائے۔ اور فرماتے کہ جو آدمی اپنی بشریت کی آگ بجھنے سے پہلے ایسے اعمال ظاہر کرے جس پر لوگ اس کی تعریف کریں تو بسا اوقات اس کا عمل ریاکاری کی طرف لوٹ آتا ہے۔ گرچہ ابتداء میں اس کا یہ قصد نہ ہو۔

سیّدی شیخ احمد بن الرفاعی اور کتے کی خدمت

اور مجھے یہ حکایت بیان کی گئی کہ شیخ احمد ابن الرفاعی کے شہر میں ایک کتے کو جذام کی بیماری لگ گئی۔ اسے جو بھی دیکھتا نفرت سے آوازے کستا۔ اسے لے کر سیّدی احمد جنگل کی طرف نکل گئے۔ اس پر جھونپڑی کھڑی کر دی۔ اسے کھلاتے اور پلاتے رہے۔ اور سات یا چالیس روز تک دوائی لگاتے رہے حتیٰ کہ وہ شفایاب ہو گیا۔ اس کے لئے پانی گرم کر کے نہلانے کا انتظام کیا۔ اور اسے شہر میں لے آئے۔ پس لوگ کہنے لگے کہ آپ اس کتے پر اس قدر توجہ کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ مجھے میرے باطن میں ندا دی گئی: اے احمد! کیا تیرے دل میں میری اس مخلوق پر رحم نہیں تھا۔ پس مجھے گنجائش نہ رہی مگر یہ کہ اس کی خدمت کروں۔ حتیٰ کہ اسے عافیت مل گئی۔ اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ فرمائے۔

پس جب یہ کتے کے بارے میں ہے تو انسان کی زوجہ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا لباس قرار دیا ہے۔ اور اسے اس کا لباس قرار دیا۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اجنبی عورت کے ساتھ خلوت سے نفرت

میں خلوت بالاجنبیہ سے کراہت کرتا ہوں اور میرا ہر رونگٹا اس سے نفرت کرتا ہے۔ یہ میرے نفس کے اس کی طرف میلان کے خوف کے پیش نظر ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ کوئی شخص ایسی عورت سے خلوت میں نہیں بیٹھتا جس سے محرمیت کا تعلق نہ ہو مگر شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے۔ اور اپنے دور کے شیخ خراسان شیخ ابوالقاسم النصراباذی سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو کہتا ہے کہ مجھ پر عورتوں کی ہم نشینی میں کوئی ملامت نہیں کیونکہ میں ان کی طرف مائل نہیں ہوتا تو شیخ نے فرمایا: جب تک اجسام باقی ہیں پس امر و نہی باقی اور تحریم باقی ہے۔ ہر مکلف اس کا مخاطب ہے اور شبہات پر ہرگز جرأت نہیں کرے گا۔ مگر وہ جو خلاف ورزیوں کے درپے ہوا۔

اور بعض کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ اس نے اجنبیہ کے ساتھ بات کی پس اس کے کلام سے لذت حاصل کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ماہ تک اسے لذت عبادت سے محروم کر دیا۔ پھر ایسی صورت حال میں اکثر وہ فاسق گرتے ہیں جو کہ اپنے دین کے بارے میں بے جا جرأت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح سمران کے احمدی مشائخ وغیرہم۔ پس وہ بڑی لڑکی کو یا امی کہتے ہیں۔ یا اختی۔ اور چھوٹی کو یا بنتی۔ اور سب کے سب ایک دستر خوان پر حجاب کے بغیر بیٹھتے ہیں۔ پس انہیں اس کی حرمت پر تنبیہ کرنا چاہیے۔ پس کئی دفعہ ان میں کوئی حرمت سے منع ہوتا ہے۔ اور سیدی ابوبکر الحدیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقراء میں سے ایسی صورت حال پر نہایت سختی سے انکار فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے الشیخ عارف باللہ سیدی محمد العدل کو ایک عورت کے پیٹ پر ہاتھ رکھے دیکھا کہ قرآن کریم کی آیات پڑھ کر کسی درد کی بنا پر دم کر رہے تھے۔ آپ نے اپنی بلند آواز سے انہیں ڈانٹا۔ وادیناہ۔ وامحمداہ۔ ہائے دین اسلام۔ ہائے محمد کیا تو اجنبیہ کے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ کپڑا حائل ہے۔ فرمایا: گرچہ حائل کے ساتھ ہو۔ پس بیشک جو ممنوعہ علاقے کے گرد گھومتا ہے قریب ہے اس میں گر پڑے۔ اور کبھی تو دوسری مرتبہ حائل کے بغیر ہاتھ رکھے گا۔ پس شیخ محمد نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا باوجودیکہ آپ خاص و عام کے نزدیک صلاح کے ساتھ مشہور تھے۔ اور اس سے متصف ہونے میں معروف۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس بارے میں اور اپنے نفوس کو متہم کرنے میں سلف صالح کے پیروکاروں میں سے کرے۔ آمین اللھم آمین۔

خلوت بالاجنبیہ کی نزاکت

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات کے بارے میں یوں خطاب فرمایا جو کہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔ واذ سالتموھن متاعا فاسألوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن۔ (الاحزاب آیت ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پس پردہ ہو کر مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے قلوب کے لئے نیز ان کے قلوب کے لئے پاکیزہ تر ہے) پس جب یہ وضاحت امت کے بہترین لوگوں کے متعلق ہے تو ایک احمق یہ دعویٰ کیسے کر سکتا ہے کہ اپنے مریدین کی اجنبی عورتوں کو مثلاً دیکھنا اسے نقصان نہیں دیتا۔ یہ دین میں تصلب کے خلاف ہے۔ جبکہ بعض اسلاف نے تو رابعہ عدویہ کے پاس سفیان ثوری کے بیٹھنے کو معیوب قرار دیا ہے۔ اور فرمایا: کہ یہ شریعت میں شگاف ہے باوجودیکہ قلوب کو ان دونوں کی حفاظت اور دونوں کے معاصی سے دور ہونے کا شہود ہے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنی بیوی یا بیٹے کی نماز جنازہ سے رہ جانے والوں پر ناراض نہ ہونا

جو میری بیوی یا میرے بیٹے کی موت پر ان کی نماز جنازہ سے رہ جائے میں اس پر خشمگیں نہیں ہوتا۔ اور مثلاً میں صبح سے ہی انہیں بلانے نہیں لگتا۔ پس وہ نماز کا انتظار کرنے لگیں جب کہ ان کے قلوب اس کی بجائے اپنے ضروری امور کی طرف متوجہ ہوں۔ خصوصاً اگر شہر کے کاروباری بازار کا دن ہو۔ اور بعض کے لئے ایسا واقعہ گزرا کہ اس نے اپنی ہمشیرہ کی نماز جنازہ کے لئے لوگوں کو صبح سے لے کر نماز عصر تک بلایا۔ پس اکثر اس کی ہمشیرہ پر قلت رحمت کی دعا کرتے رہے۔ اٹھ کر جانے اور ضروریات کے لئے باہر نکلنے سے شرماتے رہے۔ اور بعض تو نماز جنازہ میں شمولیت کے بغیر چلے گئے۔ اور اکثر حضرات جنہوں نے نماز جنازہ میں تکلفاً حاضری دی انہوں نے مجھے بتایا کہ انہیں نیت صالحہ حاضر ہوئی نہ دعا میں دل کی حاضری۔ حاصل گفتگو یہ ہے کہ آج لوگ ختنے کی دعوت کی طرح ان کے جنازوں میں حاضر ہونے والوں کی کثرت پر فخر کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے باہم جھگڑا کرتے ہیں پس کوئی کہتا ہے: یہ اس جنازے میں لوگوں کی حاضری زیادہ ہے یا دعوت میں۔ تو دوسرا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

اور سلف صالح سب کے سب لوگوں کی ضروریات کی رعایت کرتے۔ تو جو حاضر ہوتا اس کی مہربانی کا شکر ادا کرتے اور جو رہ جاتا اس کے لئے عذر قائم کرتے۔ اور کسی کو میت پر نماز کے لئے دعوت نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ اس کی تلقین سے فارغ ہونے لگتے۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ لوگوں کو قلق و اضطراب لاحق ہو۔ خصوصاً وہ جس کے بال بچوں کے پاس اس روز کھانے کو کچھ نہ ہو۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو لوگوں کو علی الصبح ہی بلا لے حالانکہ تیرا زوال کے بعد دفن کرنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ اکثر لوگوں کی جان تو نکل جائے لیکن انہیں اس میت میں شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کی کشش حاصل نہیں ہوتی۔ اور معلوم ہے کہ حق تعالیٰ قلب غافل سے دعا قبول نہیں کرتا۔ جیسا کہ وارد ہے۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خلق کے ثقیل بوجھ کے تحمل میں اللہ تعالیٰ کا حسن تدبیر

اللہ تعالیٰ میرے لئے ان تحملات میں جن میں خلق کے ثقیل بوجھ اٹھانے میں داخل ہوتا ہوں اچھی تدبیر فرماتا ہے جن میں قریب المرگ ہو جاتا ہوں۔ پس کئی دفعہ اہل مصر پر امراء۔ علماء۔ تجار۔ اہل کاروں۔ پیشہ وروں اور کاشت کاروں کی طرف سے مصیبت نازل ہوتی ہے۔ پس میں جملہ اولیاء کی معیت میں اس بلا کے نیچے داخل ہو جاتا ہوں۔ اور اسی طرح رہتا ہوں یہاں تک کہ اٹھ جائے۔ اور میں اپنے جوڑ بند محسوس کرتا ہوں جب تک کہ بلا اٹھائی نہ جائے کہ ٹوٹ گئے اور ہڈیاں گویا ہاون دستہ میں چورا چورا کی جا رہی ہیں۔ اور میرا سر گویا دو پتھروں کے درمیان کچلا جا رہا ہے۔ اور قریب نہیں کہ اس کے بغیر محسوس کروں۔ اور کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے ہر رونگٹے کے نیچے آگ کی کیل ٹھونسی جا رہی ہے۔ اور خلق میں سے کوئی حکیم۔ پڑوسی اور مصاحب اسے نہیں پہچانتا۔ اور کبھی کوئی اس کے متعلق سن پاتا ہے تو کہتا ہے کہ فلاں کی مصیبت قضاء و قدر کے سامنے کیا ہے؟ اور کبھی وہ مصیبت جس میں میں داخل ہوا خود اسی پر نازل ہونے والی تھی۔ اور اگر اسے علم ہوتا تو اس پر میری ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا۔ اور کبھی بلاء میرے جسم سے میرے پڑوسیوں اور شاگردوں پر مجھ پر غلبے

کی طور پر رخ کرتی ہے۔ پس ان پر نازل ہو جاتی ہے۔ پس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اسے میری طرف پھیرنے کے لئے توجہ کرتا ہوں۔ اور یہ کہ مجھے ان سے اس کے تحمل پر صبر عطا فرمائے اس لئے کہ میری جبلت میں اللہ تعالیٰ نے عام مخلوق پر شفقت اور رحمت رکھی ہے۔ جس کی تفصیل پہلے کئی بار گزر چکی ہے۔

تحمل بلاء کا حوض پر اثر

اور کئی دفعہ میرے جسم سے جھڑنے والی بلا موسم سرما میں پانی کے اس حوض تک پہنچتی ہے جو کہ میرے گھر کے نیچے ہے تو اس کا پانی سرخ خون کی طرح ہو جاتا ہے جسے خاص و عام دیکھتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی گمان کرنے لگتا ہے کہ یہ رنگ والے کارخانے کا پانی ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسی بلا اگر میرے جسم پر نازل ہوتی تو عادت کے طور ایسی بلاء کے تحمل سے میرے عاجز ہونے کی وجہ سے میرا جسم پگھل جاتا۔ اور یہ امر مصر کے فقراء میں سے کسی کے لئے واقع ہوتا میں نے نہیں دیکھا۔ پس جب تک پانی سرخ رہتا ہے تو میرا جسم مختلف ایسے دردوں میں مبتلا رہتا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے آدمی کی عقل چلی جاتی ہے۔ پھر جب سرخ پانی صاف ہونے لگتا ہے تو محسوس کرتا ہوں درد کچھ کچھ کم ہو رہا ہے یہاں تک کہ ساری مصیبت اٹھ جاتی ہے۔ اور میں نے اہل محلہ سے اس حوض کے سرخ ہونے کے متعلق پوچھا کہ کیا اس محلہ میں میرے سکونت پذیر ہونے سے پہلے یہ کیفیت پائی جاتی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ ایسا صرف آپ کی اس مدت کے دوران ہی ہوا ہے۔ پس مجھے معلوم ہے کہ یہ صرف اس لئے ہے کہ جب بھی زمانہ قیامت کے قریب ہوتا ہے بلائیں زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ پس میں جب تک زندہ ہوں مسلمانوں سے اپنی بساط بھر ان میں سے تحمل کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ اس کے لئے کوئی ایسا مقرر فرما دے جو کہ میرے بعد تحمل کرے یا اپنے فضل سے اسے اٹھا لے یا مسلمانوں سے تخفیف فرما دے۔ آمین۔

ایام تحمل میں امام شعرانی پر امراض کی مجموعی صورت

اور ثقیل بلاؤں کے تحمل کے دنوں میں ان امراض کی مجموعی صورت جو میرے لئے واقع ہوتی ہے یہ ہے کہ کبھی تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی قوی شخص میرے سر پر لوہے کے ہتھوڑے سے ضربیں لگاتا ہے۔ کبھی ایک ہفتے تک میرے بول و براز رک جاتے ہیں۔ پس کسی دوا وغیرہ سے خارج نہیں ہوتے۔ کبھی مجھ پر غم و اندوہ اور بوجھ اس قدر مسلط ہوتا ہے کہ میں تھکے ہوئے بیل کی طرح ہانپنے لگتا ہوں اور میرے حلق سے دھوئیں کی مہک نکلتی ہے اور میں موت طلب کرتا ہوں پس قبولیت نہیں ہوتی۔ اور کئی دفعہ مصر کے مشائخ کو میری کیفیت کی خبر ملتی ہے تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنا اس تمام صورت حال سے بہتر ہے۔ پس انہیں کہا جائے کہ مسلمانوں کی پریشانیوں کا تحمل تسلیم اللہ تعالیٰ کے منافی نہیں۔ پس بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی تقدیر کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی مصیبت کا تحمل اس حیثیت سے کرتا ہے کہ وہ اپنے کسب کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں۔

تحمل معمول اکابر ہے

اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب۔ عمر بن عبدالعزیز۔ سفیان ثوری اور اہل اللہ کی ایک جماعت جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو کھاتے نہ ہنستے اور نہ سوتے۔ اور یہ سب کچھ صرف اسی کیفیت کی وجہ سے تھا جسے وہ مسلمانوں کی تکالیف و مصائب

کے تحمل کی وجہ سے اپنے نفسوں میں پاتے تھے۔گرچہ وہ لوگوں کے لئے صراحت کے ساتھ یہ بات نہیں کرتے تھے۔اوران سے یہ کرب زائل نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ وہ مصیبت اٹھ جاتی۔تو کیا یہ لوگ ناقص تھے اور یہ معترض کامل ہے؟اے کاش ان لوگوں میں کا معترض اگر لوگوں کی بلاء کا تحمل نہیں کرتا تو اپنے ناقص ہونے کا اعتراف کرتا یا اس فقیر کے لئے دعا کرتا جو کہ متحمل ہے کہ اللہ تعالیٰ حسن تدبیر کے ساتھ اس کی تدبیر فرمائے۔پس یہ اس پر جرح کرنے کی بہ نسبت قواعد شریعت کے زیادہ قریب ہے۔اور کئی دفعہ یہ معترض اس رات اپنی زوجہ سے مقاربت کرتا ہے اور حمام میں داخل ہوتا ہے۔مہکتا لباس زیب تن کرتا ہے اور لذیذ کھانا کھاتا ہے۔اور اہل جنت کے پاس جو کچھ ہے وہ اہل جہنم سے بہتر ہے۔

اوران میں سے ایک بڑے شیخ کے متعلق یہ خبر ملی کہ وہ کہتا تھا کہ اگر عبدالوہاب جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تھی اپنے بھائیوں سے مدد مانگتا تو وہ اس کی ضرور مدد کرتے کیونکہ بندۂ مومن اپنے بھائی کی وجہ سے کثیر ہوتا ہے۔پس جب اوقاف کے چیف ایڈمنسٹریٹر کی مصیبت نازل ہوئی۔اور سارا شہر مبتلائے مصیبت ہوا تو علماء اور عوام قلعہ میں وزیر علی پاشا کے پاس شکایت لئے حاضر ہوئے۔میں اسے شہر سے نکالنے اور اس کے احکام کے نافذ نہ ہوسکنے کے اٹھانے میں داخل ہوا۔پس میں سات دن کھائے پیئے اور سوئے بغیر بیٹھا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مصر سے ذلیل ورسوا کر کے نکالا۔اور میری طرف سے اس کا کسی کو شعور نہ ہوا۔بلکہ کوئی تو یہ کہنے لگا کہ فلاں پر ملامت ہو جو کہ لوگوں کی معیت میں پاشا کے پاس شکایت کرنے قلعہ میں حاضر نہیں ہوا۔اور بعض مرتبہ ان سب کے اعمال فقیر کے عمل کا دسواں حصہ بھی اثر نہ دکھا سکے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کر کے کیا۔اور جب یہ اٹھانا مجھ پر ثقیل ہوا تو میں نے اس شیخ کو پیغام بھیجا جس نے مجھ پر اعتراض کیا تھا کہ اپنا وعدہ پورا کرے اور میری موافقت کرے پس اس نے انکار کردیا اور کہنے لگا کہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں اس کی موافقت کروں گا۔پس اس دن سے میں نے آنے والے حوادث میں کسی چیز میں بھی اس کی طرف توجہ کرنے سے ہاتھ جھاڑ لئے۔پھر مجھ ساتویں رات عراق۔شام اور قدس کے بے شمار فقراء داخل ہوئے حتیٰ کہ مدرسہ۔گھر اور کوچے بھر گئے اور انہوں نے استفہام انکاری کی طرح کہا:اے اس شہر کے فقراء!کیا اللہ تعالیٰ نے تم میں کوئی برکت نہیں رکھی۔تم میں سے ایک فقیر حق تعالیٰ سے اپنی جان کو بلاء مصر کے تحمل میں فروخت کرتا ہے اور تم میں سے کوئی اس کی معاونت نہیں کرتا؟ان کے الفاظ یہی الفاظ ہیں۔پھر انہوں نے اس اٹھانے کو تقسیم کرلیا اور اس سے میری کشائش ہوئی۔فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔جس سے مصیبت کا تحمل کیا اس کا ہدیہ قبول نہ کرنا

میں کسی ایسے سے ہدیہ یا ثنا قبول نہیں کرتا جس سے میں نے بلاء کا تحمل کیا ہو۔اور اگر اس سے پہلے مجھے ہدیہ بھیجنا اس کی عادت ہو تو اس کے بعد میں اس کا ہدیہ قبول کرنا ترک کردیتا ہوں۔اور اسی طرح میں اس دعا پر ہدیہ قبول نہیں کرتا جو میں نے کسی مریض کے لئے کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اسے شفا بخشی۔کیونکہ مجھے اپنی دعا کی قبولیت کا یقین نہیں تھا کہ اس پر اجر حاصل کروں۔اور اگر شفا واقع ہے تو وہ حتماً میری دعا کی وجہ سے نہیں۔یہ تو مرض کی مدت ختم ہونے کی وجہ سے ہوئی۔نیز مجھے معلوم ہے کہ صاحب ہدیہ نے یہ ہدیہ نہیں بھیجا مگر مجھے نیک سمجھ کر اور یہ کہ میری دعا قبول ہوتی ہے۔اور اگر یہ چیز نہ ہوتی تو میری طرف کوئی چیز بطور ہدیہ نہ بھیجتا جس طرح آدمی مجھے ہدیہ نہیں بھیجتا جو مجھے نیک نہیں سمجھتا۔پھر اس تقدیر پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میری دعا قبول فرمائی میں دنیا

میں اس پر اجر نہیں لیتا۔

عدم قبول ہدیہ کا ایک واقعہ

اور مصر کے قاضی عسکر نے اپنے امام کے ہاتھ مجھے مال بھیجا کہ میں اس کے مریض بیٹے سے تحمل کروں۔ پس میں نے اسے لوٹا دیا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ اسے فقراء پر تقسیم کر دیں۔ میں نے اسے کہا کہ جس نے اسے جمع کیا ہے وہی اسے تقسیم کرنے کا مستحق ہے تا کہ قیامت کے روز حساب سے نکل جائے۔ اور میں اس بیٹے کی تکلیف کے تحمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے داخل ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی۔ اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ تحمل میں ایک روٹی سے زیادہ قبول نہ فرماتے اور اسے مریض کی طرف سے خیرات کر دیتے۔ اور ایک دفعہ حکام میں سے کسی نے مجھے مال بھیجا لیکن میں نے اسے لوٹا دیا۔ تو اس نے مال ایسے شخص کے لئے بھیجا کہ میں لوگوں کی نظر میں اس کا شاگرد ہونے کے بھی لائق نہیں ہوں۔ اس نے مال قبول کر لیا اور کہا کہ تیرے بیٹے کی ضمانت مجھ پر ہے۔ صبح کو بچہ مر گیا۔ تو میت کے باپ کا غلام مال طلب کرنے کے لئے آ گیا اور یہ پچاس دینار تھے۔ تو اس نے کہا کہ میں نے مال تو اس کے والد سے تحمل کے لئے لیا تھا کہ وہ ان ایام میں نہیں مرے گا۔ اور اس کی تاریخ تک اس کے مبلغات کھا لئے۔ پس اے بھائی! اس سے بچ کہ تو کسی شعبدہ باز کو مال دے۔ اور اگر چارہ نہیں تو تو اپنے ہاتھ سے فقراء پر تقسیم کر دے حدیث پاک عمل کرتے ہوئے کہ اپنے بیماروں کا علاج صدقے کے ساتھ کرو۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ تنہائی کی کثرت اشتیاق

مجھے تنہائی کا بہت اشتیاق ہے۔ اور میری زیارت وعیادت کے لئے اکابر وصاغر کی آمد ورفت کو ناپسند کرتا ہوں مگر اغراض شرعیہ کی تصحیح کے بعد جس طرح کہ کئی بار اس کی تقریر گزر چکی۔ اکابر کے متعلق تو اس لئے کہ میں انہیں میرے جیسے کی طرف چل کر آنے سے اونچا سمجھتا ہوں۔ اس خوف کے پیش نظر کہ جب قیامت کے دن ان پر میری خطائیں ظاہر ہوں تو انہیں میری وجہ سے رسوائی کا سامنا ہو اور وہ میرے پاس چل کر آنے پر نادم ہوں۔ اور ایک دفعہ میں سیّدی علی الجیری کے پاس چل کر گیا۔ جب وہ مصر میں داخل ہوئے اور سیدی احمد الترابی کی خانقاہ میں بیٹھے تو وہ ایک عرصہ تک اپنے نفس کی ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہے۔ اور کہتے کہ اے علی! قیامت کے دن تیری کس قدر رسوائی ہوگی کہ فلاں تیرے پاس چل کر آتا ہے کہ تجھے نیک سمجھتا ہے۔ جب کہ تو صالح نہیں ہے۔ رہا اصاغر کا زیارت کے لئے آنا تو غالب طور پر ان کی زیارت معلول ہوتی ہے۔ یا دنیوی علت سے یا اخروی علت سے جبکہ یہ دونوں میرے ہاں نہیں ہیں۔ نہ تو صالح ہوں جس طرح کہ وہ گمان کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے پاس آمد ورفت کے ساتھ بدلہ دے سکتا جس طرح کہ وہ میرے پاس آتے جاتے رہے۔ اور ان میں سے کوئی کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے پس میں اس کی عیادت نہیں کرتا تو وہ مرتے دم تک میرا مخالف ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں سے کہتا ہے کہ فلاں جب بیمار ہوا تو میں اس کے پاس آتا جاتا رہا ایک دن ناغہ نہ کیا۔ پس جب میں بیمار ہوا تو اس نے ایک دفعہ بھی میری عیادت نہیں کی۔ پس ایسے لوگ میری عیادت کی وجہ سے خسارے میں رہے۔ کہ نہ تو میں نے ان کی عیادت کر کے بدلہ دیا اور نہ ہی انہوں نے اچھی نیت کے ساتھ میری عیادت کی تا کہ انہیں اس پر اجر ملے۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین علماء اور صالحین میں سے کسی کو اپنی بیماری کی اطلاع نہ دیتے۔ اور فرماتے کہ عالم یا صالح کئی دفعہ میری بیماری میں سے کسی چیز کا تحمل کرتا ہے پس وہ اپنے نفس کو میری وجہ سے اذیت دیتا ہے۔ اور اس کا مجھ پر احسان ہو جاتا ہے۔ اور میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی میری وجہ سے مبتلائے مصیبت ہو اور نہ یہ کہ اس کا مجھ پر کوئی احسان ہو۔ انتہی۔

اور اے بھائی! اگر تجھے میری اس بات میں شک ہو کہ لوگوں کا تیری عیادت کے لئے آنا غالب طور پر مبنی برعلت ہوتا ہے تو فرض کر کہ جس نے تیری عیادت کی تو نے اس کی عیادت نہیں کی جبکہ وہ بیمار ہوا اور اس نے تجھے اپنی بیماری کی اطلاع بھیجی پھر تو دیکھ کہ اس کی طرف سے تجھے کس قدر ملامت اور مذمت پہنچتی ہے۔ اس وقت تجھے میری صداقت معلوم ہوگی۔ کیونکہ میں نے تیرے لئے جو کچھ ذکر کیا ہے اپنی ذات میں تجربے کے بعد کیا ہے یا میں نے اسے اپنے اصحاب سے وقوع پذیر دیکھا۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں سیّدی علی الخواص کی نصیحت

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی کو اپنی بیماری کی خبر نہ دے مگر جب کہ قرائن سے تجھے معلوم ہو کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے تیری عیادت کرے گا۔ اور یہ اس دور میں کبریت احمر سے زیادہ کم یاب ہے۔ پس سلامتی خبر نہ دینے میں ہی ہے۔ مگر نیت صالحہ کے ساتھ۔ اور حق تبارک وتعالیٰ تجھ پر تیری والدہ سے زیادہ مہربان ہے۔ اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عیادت اور زیارت وغیرہ تمام چیزوں کا جو حکم دیا ہے تو یہ اسی صورت میں ہے کہ جب بندے کی نیت اچھی ہو۔ ورنہ اس کا ترک زیادہ بہتر ہے۔ انتہی۔ اور ان انعامات کے بیان میں پہلے گزر چکا کہ لوگوں میں کوئی عیادت کرنے والوں کی کثرت پر فخر کرنے لگتا ہے۔ پس جس نے اس کی عیادت نہیں کی اس کی غیبت طلب کرنے لگتا ہے گرچہ اچھی نیت نہ پائے۔ اور یہ شریعت کے اچھے اخلاق سے نکلنا ہے۔ پس اس کی موافقت نہیں کرنا چاہئے مگر کسی خرابی کے خوف سے جیسے کہ اسی قسم کا مسئلہ اس شخص کے لئے ہمارے قیام میں گزرا جو کہ اپنے لئے قیام پسند کرتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور تیرا بازو مضبوط فرمائے۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ صبح وشام ظاہری باطنی کی تفتیش

میں صبح وشام اپنے ظاہری اور باطنی اعضاء میں سے ہر عضو کی تفتیش کرتا ہوں کہ دیکھوں کہ اس روز یا اس شب میں میرے ہر عضو نے کیا نیکیاں یا گناہ کئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کروں یا اس سے استغفار کروں۔ جس طرح کہ میں ان بلاؤں کو نفس سے پھیرنے پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں اسے پیش آنے والی ہیں یا اس پر وقوع کی مستحق ہیں۔ اور یہ سیدی ابراہیم المتبولی اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں سے ہے۔ اور یہ احسن اخلاق سے ہے۔ پس اس کی وجہ سے بندہ عادۃً اس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر پہچانتا ہے۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (ابراہیم آیت ۳۴) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے)

ایک شخص کے نام مؤثر نصیحت

ایک دفعہ ایک شخص اپنے ماضی کی بہ نسبت موجودہ حالات میں تنگی کا شکوہ کرنے کے لئے میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ موجودہ زندگی سے مجھے موت اچھی ہے۔ میں نے اسے کہا کہ کیا تیرا جسم بیماری سے بچا ہوا ہے؟ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس

ایک دن کی روزی ہے؟ کہنے لگا: ایک سال کی روزی ہے۔ میں نے کہا کیا تو بستر پر سوتا ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ تو اپنے گھر میں اپنی جان محفوظ سمجھتا ہے؟ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے اسے کہا: کیا تیرے لئے کوئی خدمت گزار خادم ہے؟ کہنے لگا: ہے۔ پس میں نے اسے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو صبح کرے اس حالت میں کہ اس کا راستہ پر امن ہو۔ اس کا جسم صحتمند ہو۔ اس کے پاس اس روز کا کھانا ہو تو گویا اس کے پاس ساری دنیا سمٹ آئی ہے۔ اور ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا وجعلکم ملوکا (المائدہ آیت ۲۰) اور تمہیں حکمران بنایا) یعنی تم میں سے ایک کے پاس اس دن کی خوراک ہے۔ اور اس کی زوجہ۔ خادم اور گدھا اور گھر ہے۔ انتہی۔

اور جب اس نے مجھ سے یہ باتیں سنیں تو اس نے توبہ واستغفار کیا۔ پھر میں نے اسے ہسپتال کی طرف بھیجا اور میں نے اسے کہا کہ تمام بیماروں پر چکر لگا اور ان بیماروں کو دیکھ جن میں وہ مبتلا ہیں۔ پھر وہاں سے نکل کر جیل میں جا کر دیکھ کہ وہاں کس قدر پابندی۔ تنگی اور خوف وہراس ہے۔ اور مجھے آکر بتاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اس دن سے پھر میرے پاس یا کسی اور کے پاس اس نے شکوہ نہ کیا۔

مزید وضاحت

اور یہ اس لئے کہ جب بندے پر نعمتوں کا ہجوم ہو تو وہ ان کی مقدار سے ناواقف ہوتا ہے۔ پس جب مصائب وآلام میں مبتلا لوگوں کو دیکھتا ہے تو اسے اس نعمت کی مقدار کا پتہ چلتا ہے جو اس کے پاس ہے۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج کی برکت کے حصول سے واپس مصر آتے تو پہلے ہسپتال میں جاتے پس تمام بیماروں پر چکر لگاتے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان مصائب وآلزام کو ان سے دور رکھا جن کے وہ مستحق ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ ان مصائب۔ مشقتوں۔ امراض۔ معاصی اور جرائم کی مقدار پر نظر کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس سے پھیر دیں تو چاہئے کہ حاکم کی کچہری۔ جیل اور ہسپتال میں آمد ورفت کرتا رہے۔ پس جس چیز میں کسی کو مبتلا دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے جس نے اسے اس سے دور رکھا۔ پس کتنی آنکھیں ہیں جو کہ حرام دیکھنے کی وجہ سے اکھاڑے جانے یا اندھے پن کی لائق ہیں۔ اور کتنے کان ہیں جو کہ حرام سننے کی وجہ سے بہرے پن اور ان میں چھالے پڑنے کے لائق ہیں حتیٰ کہ ان میں کیڑے پڑ جائیں۔ اور کتنی زبانیں لوگوں کی عزت وحرمت کے خلاف باتیں کرنے کی وجہ سے کاٹے جانے یا ان میں چھالے نکلنے کے لائق ہیں۔ یہاں کہ ان میں شگاف ڈال دیں اور وہ شخص حلق میں پانی تک نہ اتار سکے۔ کتنے منہ ہیں جو کہ حرام بوسہ لینے کی وجہ سے پھنسیاں نکلنے کے لائق ہیں حتیٰ کہ وہ روزن دیوار کی طرح ہو جائے۔ کتنے پیٹ حرام اور مشتبہ چیزیں اندر سمیٹنے کی وجہ سے گلے میں اٹکنے۔ درد قولنج۔ پیٹ پھولنے۔ بڑی آنت کے زخمی ہونے۔ گردوں کے ضائع ہونے اور استسقاء کی بیماری لاحق ہونے کے مستحق ہیں۔ اور کتنی شرم گاہیں جو حرام مباشرت کی بنا پر ان میں چھالے نکلنے۔ زخمی ہونے۔ پیشاب بند ہونے اور ان میں پتھری بننے کے لائق ہیں۔ اور اسی طرح دیگر اعضاء وغیرہ۔ پس انسان اپنے تمام اعضاء کے متعلق غور وفکر کرے اور ان عوارض کے متعلق جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے پھیر دیا۔ اور سوچے کہ اس کی حالت کیسی ہوگی جب اس کے چہرے میں ایک خاص قسم کے دانے نکل آئیں جو اس کی ناک اور منہ کھالیں۔ اور اس سے خون اور پیپ ٹپکنے لگے۔ اس کا اپنی اس بیوی کے ساتھ کیا حال ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا جب وہ اس سے نفرت کرے اور گھن کرنے لگے۔ اس پر مستزاد قرضوں کا سوار ہونا اور اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لئے کھانے کو کچھ نہ ملنا۔ یا وہ اپنی

اس حالت پر غور کرے جب اس کے آلہ تناسل میں زخم ابھرآئیں یہاں تک کہ وہ سب کا سب گر جائے۔ یا اس کی پیٹھ میں بواسیر یا اندر یا باہر ناصورا بھرآئے یہاں تک کہ وہ محسوس کرے کہ کوئی آدمی اس کی دبر میں دن رات چھری چلاتا ہے۔اور کوئی بھی ان باطنی زخموں کے علاج تک رسائی حاصل نہیں کرتا۔پس وہ موت کی تمنا کرتا ہے لیکن قبول نہیں ہوتی۔انتہی۔

اور ہم نے اس پر العھو دالمحمد یہ میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔پس ادھر رجوع کر۔

والحمد لله رب العالمين۔ وصلى الله على سيّدنا محمد و على آله وصحبه وسلم۔

دسواں باب

دیگر اخلاق کے بیان میں

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ اور وہی مجھے کافی ہے۔ اسی پر میرا اعتماد اور وہی میرا مددگار اور معین ہے۔ اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

احسان خداوندی - اکابر علماء کی تعظیم کا ایک منفرد انداز

میری اس امر سے حفاظت کی گئی ہے کہ ختنہ کی تقریب میں چلنے کے لئے اکابر علماء میں سے کسی کو دعوت دوں۔ یہ علماء کے خرقہ کی تعظیم کی خاطر ہے۔ اور ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میرے شاگردوں میں سے ایک شخص نے شیخ ابوالحسن کے بیٹے سیّدی الشیخ العامل الکامل الراسخ سیّدی محمد البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو میرے حوالے سے اور میری اجازت کے بغیر اپنے لڑکے کے ختنہ کی تقریب میں مدعو کیا۔ پس اے بھائی! مت پوچھ جو آپ نے اس کی بنا پر میری طرف سے تکلیف اٹھائی۔ اور جب میں نے آپ کو اس ضیافت میں دیکھا تو میں نے تمنا کی کہ مجھے زمین نگل جائے اور میں آپ کو اس تقریب میں چلتا ہوا نہ دیکھوں۔ باوجودیکہ اس سے قبل کسی کی دعوت میں چلنا آپ کا دستور نہ تھا۔ اور میں پہچانتا ہوں کہ آپ کا مزاج ایسی چیز کو ناپسند کرتا ہے۔ آپ صرف مجھ سے غلبہ حیا کی وجہ سے چلے آئے۔ پس کسی کو نہیں چاہئے کہ آپ جیسی شخصیت کو کبھی ایسی تقریب میں مدعو کرے۔ کیونکہ اس میں علماء کی بے قدری ہے۔ نیز زفاف تو عورتوں کے ساتھ خاص ہے (یعنی کسی خاتون کو اس کے شوہر کے گھر چھوڑنے کے لئے جانا) جیسا کہ یہ انصار کی عورتوں سے ثابت ہے۔ لیکن مردوں کا ایک دوسرے کو ہدیہ تبریک پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ایسی تقریب میں علماء اور صالحین کو بلانے میں خرابیاں اور ایسے امور ہیں جنہیں ہم نے تیسرے باب میں علماء و صلحاء کو موالد اور ولائم میں دعوت نہ دینے کی نعمت میں بیان کیا ہے۔ پس وہاں رجوع کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو اور تیری ابتلاء میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین وھو حسبی و نعم الوکیل۔

احسان خداوندی - کسی فرقہ اسلامیہ کے رد کے لئے اپنے شاگردوں کو صدر نشینی کی اجازت نہ دینا

میں اپنے شاگردوں میں سے کسی کو اسلامی فرقوں میں سے کسی کے رد کے لئے صدر نشینی نہیں کرنے دیتا۔ مگر جب اس کا کلام صریح سنت محمدیہ یا اس کے علماء کے قواعد کے خلاف ہو۔ پس ایسے کا رد کرنا واجب ہے۔ اور یہ اس کے عدم کمال پر دلیل ہے۔ کیونکہ اگر وہ کامل ہوتا تو ظاہر شریعت پر غیرت کرتا کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اسے اپنی شریعت کا امین قرار دیا ہے۔ اور شیخ محی الدین العربی

نے فتوحات مکیہ میں محققین کا اس امر پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ کامل کی شرط یہ ہے کہ اس کے ہاں ظاہر شریعت سے کبھی بھی خلاف صادر نہ ہو۔ بلکہ وہ سمجھے کہ اس پر یہ واجب ہے کہ حق ثابت کرے اور باطل کا رد کرے اور جہاں تک ہو سکے اختلاف علماء سے باہر رہنے پر عمل کرے۔ انتھی۔ اور یہ بعینہ آپ کے الفاظ ہیں۔

خلاف شریعت احوال سے شیخ محی الدین العربی کی برات

اور جس نے ان پر غور کیا اور سمجھ لیا اسے پتہ چل جائے گا کہ وہ تمام مقامات جہاں آپ کی کتابوں میں خصوصاً فتوحات مکیہ میں خلاف شریعت کچھ پایا جاتا ہے وہ آپ پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ کیونکہ آپ نے اسے یقیناً اپنے کمال کی حالت میں تحریر فرمایا اور اپنے وصال سے تقریباً تین سال پہلے اس سے فارغ ہوئے۔ اور اس قرینے کی وجہ سے جو آپ نے فتوحات مکیہ کے کئی مقامات پر فرمایا کہ خلاف ظاہر شریعت کہنا نفس کی بیہودگی ہے۔ کسی محقق سے اس کا صدور کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور کئی مقامات پر آپ کے اس قول کے قرینے کی بنا پر کہ جو چاہے کہ گمراہ نہ ہو تو وہ پلک جھپکنے تک بھی شریعت کے ترازو کو ہاتھ سے نہ چھوڑے بلکہ شب و روز ہر قول۔ فعل اور اعتقاد میں اس کے ساتھ رہے۔ انتھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توحید خاص کی کتب کا مطالعہ حلال نہیں مگر عالم کامل کے لئے یا اسے جو طریق قوم کا سالک ہو۔ اور جو ان دونوں میں سے نہ ہو تو اسے اس خوف کے پیش نظر ایسی کسی چیز کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے کہ کہیں ایسے شبہ میں الجھ جائے کہ قریب نہیں کہ کوئی ذہین اس سے نکل سکے۔ چہ جائیکہ ذہین نہ ہو۔ لیکن فضولیات کی کثرت اور بے مقصد چیزوں میں الجھنا نفس کی عادت ہے۔ جبکہ سلف کے بعض علماء نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں کئی ایسے کلمات جمع کیے ہیں جو کہ عوام کی زبان سے سرزد ہوتے ہیں جو کہ کفر تک لے جاتے ہیں۔ اور اس میں مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ایسی کچھ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے پرحذر رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

چند قابل پرہیز اقوال کا ذکر

اور مجھے اچھا لگا کہ تیرے لئے یہاں کچھ ذکر کروں تا کہ تو اسے زبان پر لانے یا اس پر نظر کرنے سے پرہیز کرے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں: کئی لوگ یہ کہہ دیتے ہیں: اے وہ جو ہمیں دیکھتا ہے اور ہم اسے نہیں دیکھتے۔ اور یہ کہتے ہیں: اے اس سبز گنبد (آسمان) میں رہنے والے۔ اور یہ کہتے ہیں: پاک ہے وہ کہ بلندی اس کا مکان ہے۔ وغیر ذالک۔ اور ایسی باتوں کا زبان پر لانا جائز نہیں جو عوام کو وہم میں مبتلا کر دیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص مکان میں ہے۔ اور اگر اس کا قائل کہے کہ لا نراہ سے میری مراد یہ ہے کہ ہم دنیا میں اسے نہیں دیکھتے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تو نے بغیر وضاحت کے قول کیا ہے۔ جب کہ تفصیل کے متقاضی مقام پر بات بغیر وضاحت کے کرنا خطا ہے۔ اور علماء نے اللہ تعالیٰ کے حق میں یا اس کے انبیاء علیہم السلام کے حق میں یا اس کے دین کے حق میں ایسی ہر بات کے اطلاق سے منع فرمایا ہے جس کے متعلق شریعت کا حکم وارد نہیں ہوا۔

اطلاق کے متعلق اقوال اکابر

شیخ ابوالحسن الاشعری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں یا اس کے انبیاء علیہم السلام کے حق میں یا اس کے دین کے حق میں شریعت نے جس کا اطلاق فرمایا ہم اس کا اطلاق کرتے ہیں اور جس سے روکا ہے ہم روکتے ہیں۔ اور جس میں اذن وارد ہے نہ منع تو ہم اسے ممنوع

کے ساتھ لاحق کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اطلاق کا اذن وارد ہو۔

اور قاضی ابو بکر الباقلانی نے فرمایا کہ ہمارے لئے جس کے متعلق اذن وارد ہوا نہ منع ہم اس میں غور کریں گے پس اگر وہ ایسی چیز کا وہم دلائے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ممنوع ہے تو اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اور اگر ایسی کسی چیز کا وہم نہ دلائے تو ہم اسے برات اصلیہ کی طرف لوٹاتے ہیں۔ اور اس کے بارے منع واباحت کا فیصلہ نہیں کرتے۔

پس دونوں اماموں نے ہر اس اطلاق کے منع پر اتفاق فرمایا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ناروا کا موسم ہو۔ اور تمام علماء نے ان دونوں کی پیروی کی ہے۔ اور اس میں اجماع نقل فرمایا ہے۔ پس اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ جو شخص جائز اور ناجائز اطلاق کے درمیان فرق نہیں کر سکتا پس اس کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کوئی لفظ بولے مگر جس کے بارے میں اذن شرعی وارد ہوا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا ارتکاب کر بیٹھے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں پس گنہگار ہو یا کفر میں مبتلا ہو جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور ایسے اقوال میں سے یہ ہے: یا دلیل الحائرین۔ یا دلیل من لیس له دلیل۔ یعنی اے اس کے راہنما جس کا کوئی راہنما نہیں۔ یا دلیل الدلیل۔ اور ان سب کے ساتھ شرع وارد نہیں ہوئی۔ پس ایسے الفاظ نہ کہے جائیں۔ اور اسی طرح یہ کہنا بھی خطا ہے کہ یا من لا یوصف ولا یعرف اے وہ جس کی وصف بیان ہو سکتی ہے۔ نہ پہچانا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کیفیت کے بغیر موصوف معروف ہے۔ اور اسی طرح اس قول میں بھی گرتے ہیں یامن هوفي عرشه يرانا۔ اے وہ جو اپنے عرش میں ہمیں دیکھتا ہے۔ کہ اس میں اس کے استقرار یعنی ٹھہرنے۔ جاگزیں ہونے کا وہم ہے۔ البتہ یامن استوی علی عرشه کما ینبغي لجلاله کہا جا سکتا ہے یعنی اے وہ جس نے اپنے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی جلالت کے شایاں ہے۔ اور اہل حق نے احادیث صفات کی تاویل کے جواب پر اجماع فرمایا۔ جیسے ینزل ربنا الی سماء الدنیا یعنی ہمارا رب پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ اور اس میں کرامیہ مجسمہ اور حشویہ مشبہہ نے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تاویل کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اسے ایسی تشبیہہ وکیفیت کی وجہ پر محمول کیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص منبر پر تھا اور اس سے ایک سیڑھی نیچے اتر آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ تمہارا رب اپنی کرسی سے پہلے آسمان کی طرف یوں اترتا ہے جیسے میں اپنے اس منبر سے اترا ہوں۔ اور یہ ایسی جہالت ہے جس سے اوپر کوئی جہالت نہیں۔ اور ان سب کے خلاف کتاب وسنت کی حجتیں اور دلائل عقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ اور جب آیات صفات کو محمول کرنے کی متعدد وجوہ ہوں تو شیخ ابو الحسن الاشعری کے نزدیک وجہ غالب کو قبول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (الحشر آیت ۲) پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو) نیز فرمایا: فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه (الزمر آیت ۱۷، ۱۸) پس آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنائیں جو کہ بات کو غور سے سنتے ہیں پس اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں)۔ اور سفیان ثوری اور اوزاعی وغیرہما کا مذہب یہ ہے کہ تشبیہہ وتکیف پھینک دے اور وجوہ تاویل میں سے کسی وجہ کے متعین ہونے پر رک جائے۔

اور شرعی طور پر بعض کے اللہ تعالیٰ پر یہ اطلاقات ممنوع ہیں۔ خمار۔ ساقی۔ راہب الدیر۔ صاحب الدیر۔ قسیس۔ لیلیٰ۔ لبنیٰ۔ سعدیٰ۔ اسماء۔ دعد۔ ھند۔ الکنز الاکبر وغیرہ۔ اور اسی طرح بعض کے اس قول سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لینا اجماعی طور پر ناجائز ہے۔

میں وہ ہوں جس سے میں محبت کرتا ہوں۔اور جس سے محبت کرتا ہوں میں ہوں۔ہم دو روحیں ہیں جو ایک بدن میں حلول کئے ہوئے ہیں۔اور بعض کا یہ کہنا: حقائق معانی کے ساتھ باہم گھل مل گئے۔پس ہم روح و معنی کے اعتبار سے ایک ہو گئے۔پس یہ اور ان جیسے دیگر اطلاقات اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔

تغزلات کے متعلق سیّدی علی الخواص کی وضاحت

اور میں نے سیّدی علی الخواص سے ان تغزلات کی بابت پوچھا جو کہ قوم کے کلام میں ہیں کیا ان سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ان سے تو ان کی مراد خلق ہے۔لیکن سمجھنے والا ان سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ کچھ سمجھتا ہے جو کہ اسے اس کی سماعت کے وقت حضور مع الحق پر برانگیختہ کرتا ہے۔نیز فرمایا: کیونکہ رسل و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اولیاء اللہ مخلوق کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتے ہیں۔اور وہ اللہ تعالیٰ کو اس امر سے بالاتر جانتے ہیں کہ اسے اپنے تغزلات کا محل بنائیں۔پس اسی لئے انہوں نے محبین اور محبوبین کے ساتھ قیس۔لبنیٰ۔غیلان وغیر ذالک کی مثالیں بیان کی ہیں۔پس غور کر۔

متنبی کے چند اشعار جنہیں سننا حرام ہے

اور جن اشعار کا سننا حرام ہے ان میں سے متنبی کے وہ اشعار ہیں جو محمد بن زریق کے متعلق ہیں۔اگر ذوالقرنین اس کی رائے کو عمل لاتا جبکہ ظلمات میں آیا تو وہ سورج ہو جاتیں۔یا اگر سمندر کی گہرائی اس کے ہاتھ کی طرح ہوتی تو شق نہ ہوتا حتیٰ کہ اس میں موسیٰ گزر جاتے یا اگر آگ کے لئے اس کی پیشانی کی سی چمک ہوتی تو اس کی پوجا کی جاتی اور جہان مجوسی ہو جاتے۔اور اس کا یہ قول بھی: میں اس امت میں پردیسی ہوں اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جیسے صالح قوم ثمود میں۔پس ان سے اور ان جیسے دیگر کلمات سے انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی حقارت کا مفہوم نکلتا ہے پس یہ ناجائز ہیں۔اور ایسے کلمات اکثر معری اور ابونواس بن ہانی کے شعروں میں واقع ہیں۔پس صاحب ایمان کو ایسی باتیں سننے سے بچنا چاہئے۔اور جو ایسا کلام کرے اسے روکا جائے۔کیونکہ اس امر پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ انسانوں میں انبیاء کے سوا مقام انبیاء تک کوئی کبھی نہیں پہنچ سکتا۔پس یہ اشارات جو اشعار میں ہیں اجماع امت کی بنا پر غلط ہیں۔اور شعر کہنے سے ابوالعتاھیہ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ اس نے یہ شعر کہا: میرے اور میری لونڈی کے درمیان اللہ ہے۔اس نے میرے لئے ہٹ دھرمی اور ملال ظاہر کئے۔اسے خواب میں کہا گیا: کیا تجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ ملا جسے تو اپنے اور ایک عورت کے درمیان حرام میں مقرر کرتا۔پس وہ بیدار ہوا۔اور اس نے توبہ کی پس اس کے بعد کوئی شعر نہ کہا سوائے زُہد اور نیکیوں کی ترغیب کے۔

بعض قابل اجتناب اقوال

اور اس قول سے پرہیز کیا جائے کہ فلاں اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے بندوں پر اس کی حجت ہے۔پس یہ مرتبہ رسل کے ساتھ خاص ہے۔پس ان کے علاوہ کسی پر نہ بولا جائے۔اللھم۔مگر جب یہ مراد ہو کہ وہ اس حیثیت سے عام بندوں کی طرح ہے کہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔اور بطریق اولیٰ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے پرہیز کرنا واجب ہے۔جو صرف اور صرف حق تبارک وتعالیٰ کے لائق ہیں۔جس طرح کہ بعض خطوط میں لکھتے ہیں۔اعظم۔اقرب۔اعلیٰ۔وغیر ذالک۔کیونکہ لغت کے مطابق ان کے معانی کا اطلاق جہاں بھی ہو حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔پس اگر ان کا قائل کہے کہ میں نے خلق مراد لی ہے تو ہم اسے کہتے

ہیں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ تفصیل کے مقام پر مطلقابات کرنا خطا ہے۔ جبکہ تیرا کلام حق اور خلق میں اطلاق وعموم کا وہم پیدا کرتا ہے اور یہ ممنوع ہے۔

اور بعض کے اس قول سے بچنا چاہئے۔ ما فی الوجود الا اللّٰہ۔ ان اللّٰہ فی قلوب العارفین۔ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ما فی الوجود فی الازل الا اللّٰہ۔ یعنی ازل میں اللہ تعالیٰ کے سوا وجود میں کوئی نہیں۔ اور معرفت الٰہیہ عارفین کے قلوب میں ہے۔ اور اسی کی طرف اس حدیث پاک میں اشارہ ہے۔ وسعی قلب عبدی المومن۔ یعنی میرا احاطہ کئے بغیر میری معرفت اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اور اسی طرح لوگوں کے اس قول سے بھی بچنا چاہئے کہ یہ برا زمانہ ہے۔ اور اس سے دہر مراد لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔ انا الدھر۔ دہر میں ہوں۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے جس کا اطلاق اپنی ذات پر فرمایا ہو کسی کو جائز نہیں اس کے ساتھ کسی مخلوق کو موصوف کرے۔ اور حدیث پاک میں ہے لاتسبو الدھر فان الدھر ھو اللّٰہ۔ یعنی دہر کو گالی نہ دو۔ پس بیشک دہر تو اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی طرح ان کے اس قول سے بھی پرہیز کی جائے کہ ما یسمع اللّٰہ من ساکت ویراد انہ یعلم الاسرار۔ یعنی اللہ تعالیٰ خاموش رہنے والے سے نہیں سنتا اور مراد یہ لی جاتی ہے کہ وہ اسرار جانتا ہے۔ اور یہ اطلاق جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متضاد ہے: ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجواھم (الزخرف آیت ۸۰) کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے رازوں اور سرگوشی کو نہیں سنتے۔ ہاں ہم سنتے ہیں) اور اس امر پر عقلی دلائل قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر موجود کو سنتا ہے۔ حتیٰ کہ حدیث نفس کو بھی۔

اسی طرح بعض خطباء کے اس قول سے بھی پرہیز کرنا چاہئے سبحان من لم یزل معبودا۔ یعنی پاک ہے وہ جو ہمیشہ معبود رہا۔ کیونکہ اس کی عبادت اس کے نزدیک بھی کی گئی جو اس کا معبود بالقوۃ ہونا نہیں جانتا یعنی اس کا اہل ہونا کہ اس کی عبادت کی جائے۔ کیونکہ اس سے عالم کے قدیم ہونے کا وہم ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی نہ کہا جائے یا قدیم الازمان۔ کیونکہ رب تعالیٰ زمان کے ساتھ مقید نہیں۔ پس یہ باطل کلام ہے۔ اسی لئے اس کلام سے بھی پرہیز کیا جائے۔ کل ما یفعلہ اللّٰہ خیر۔ یعنی اللہ جو کرتا ہے خیر ہے۔ کیونکہ یہ عالم میں شر کی نفی کا موہم ہے اور یہ کہ بندہ جن معاصی کا ارتکاب کرے وہ خیر ہے۔ اور اسی طرح سالار لشکر کو مثلاً یہ بھی نہ کہا جائے کہ سفر نہ کر حتیٰ کہ چاند طلوع ہو جائے۔ پس بیشک یہ بعض کے اس کلام کی طرح ہی ہے کہ ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دی گئی۔ اور ایک نجومی نے ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہ کریں حتیٰ کہ آپ کے لئے چاند طلوع ہو جائے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ وہ ان کا بھی چاند ہے۔ یعنی جس طرح اس کے طلوع سے ہمارے لئے سعادت ہے اسی طرح ان کے لئے ہے۔ کیونکہ اس کا طلوع دونوں لشکروں پر ایک سا ہی ہے۔

اسی طرح مریض کے پاس جا کر کسی کی ایسی گفتگو سے بھی پرہیز کی جائے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اٹھالے۔ کیونکہ یہ غیر موزوں وہم پیدا کرنے والا لفظ ہے۔ ادب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے دور کرے یا پھیر دے۔

اسی طرح بعض کے اس قول سے بھی اجتناب کیا جائے کہ فلاں غیب پر مطلع ہے کیونکہ یہ باطل کا موہم ہے۔ بلکہ ادب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اس کے فراست صادقہ یا کشف یا اطلاع ہے۔ تاکہ مقام علم وقطعیت میں انبیاء علیہم السلام سے مزاحمت نہ ہو۔ پس بیشک اولیاء اللہ کے لئے گمان صادق ہے جو کہ ان کی اصطلاح میں صحیح یقینی اعتقاد سے عبارت ہے جو کہ واقع کے مطابق ہو۔ بخلاف ان کے بعض کے اور یہ گمان وہی ہے جسے وہ الہام۔ فتح اور کشف کہتے ہیں۔

اسی طرح بعض کے اس قوت سے اجتناب کیا جائے باعك الله یعنی اللہ تعالیٰ تیری بیع کرے واقالك اللہ اور اللہ تیری بیع فسخ کرے۔ جب کہ اس سے بیع یا اقالہ کا سوال کیا جائے۔ کیونکہ یہ اہل اتحاد کے مذہب کا موہم ہے۔ جو کہ کفر ہے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے کسی چیز کو اسم تصغیر کے ساتھ تعبیر کرنے سے اجتناب واجب ہے۔ جیسے مصیحف۔ مسیجد۔ لویح وغیر ذالک۔ کیونکہ یہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ اسی طرح کتب مؤلفہ کے ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے جو کہ قرآن اور وحی کے مشابہ ہوں کیونکہ یہ شرعاً ناجائز ہے جیسے بعض کا اپنی تالیف کو کتاب الاسرار والمعاریج یا مفاتح الغیب یا آیات بنیات کہنا کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان کی طرف اسراء وعروج کا یا علم غیب میں حق تعالیٰ کے ساتھ مشارکت کا موہم ہے۔

بعض کتابوں کے بعض مقامات پر عمل سے پرحذر رہنے کی تلقین

امام علامہ عمر بن محمد الاشبیلی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''لحن العوام'' میں فرمایا کہ غزالی کی کتاب الاحیاء اور کتاب النفخ والتسویہ وغیر ذالک کتب فقہ کے چند مقامات پر عمل سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یا تو یہ چیزیں کسی نے اپنی طرف سے افتراء کے طور پر داخل کی ہیں یا آپ نے اپنے امر کے آغاز میں ایسا کہا پھر اس سے رجوع کرلیا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں اسے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ابو طالب المکی کی کتاب قوت القلوب کے کئی مقامات سے پرہیز کیا جائے جیسے آپ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ قوت عالم ہے۔ آپ کی تفسیر مکی کے کئی مقامات سے۔ اور ابن میسرۃ الحنبلی کے کلام کے بے شمار مقامات سے۔ اور لوگوں نے اس کے رد میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور منذر بن سعید البلوطی کے کلام سے پرحذر رہنا چاہئے کیونکہ وہ معتزلہ کے کلام سے مخلوط ہے جبکہ اس نے بلاد مشرق کے سفر میں ان سے نشست و برخاست رکھی۔ اور ابن برجان کی کتابوں کے مطالعہ سے اور اسی طرح تفسیر زمخشری کے کئی مقامات کے مطالعہ سے پرہیز چاہئے جبکہ ان میں سے بعض کفر صریح ہے۔ اسی طرح کتاب اخوان الصفاء کے مطالعہ سے اجتناب کیا جائے اور یہ ان رسالوں پر مشتمل ہے اور مجریطی کی تالیف ہے۔ اور صوفیاء نے ذکر کیا ہے کہ یہ شخص ملحدین اور طریق اسلام سے علیحدہ لوگوں میں سے تھا۔ اسی طرح ابراہیم النظام۔ ابن الراوندی اور معمر بن المثنی کے کلام کے مطالعہ سے بچنا چاہئے۔ اور عبد الکریم الجیلی کے قصیدہ سے جس کا آخری حرف عین مضمومہ ہے۔ اور اس میں سے یہ ہے۔

قطعت الوری من نفس ذاتك قطعة. وما انت مقطوع ولا انت قاطع۔

یعنی میں نے مخلوق کو تیری ذات کے نفس کاٹ لیا۔ نہ تو مقطوع نہ قاطع۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مطلقاً جائز نہیں قسی کی کتاب خلع النعلین کے مطالعہ سے کیونکہ اس کے مفاہیم فہم سے بہت بلند ہیں۔ اور اسی طرح محمد الوفاء کے قصیدۂ تائیہ سے۔

اور محمد بن حزم الظاہری کی کتب کے مطالعہ سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے مگر علوم شریعت سے حظ وافر حاصل کرنے کے بعد۔ خصوصاً ان میں پائے جانے والے متعلقات اصول دین۔ قواعد العقائد۔ معانی اور حقائق سے۔ کیونکہ اسے ان علوم میں دسترس نہیں تھی صرف اپنے فہم سے حاصل کیے۔ اس لئے ان میں اس کا کلام قابل تحسین نہیں۔ اسی طرح حفید بن رشد کے کلام کے مطالعہ سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اعتقاد کے بارے میں اس کا اکثر کلام فاسد ہے۔

نیز شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کے مطالعہ سے پرہیز کیا جائے کہ ان کے مراتب بہت بلند ہیں نیز شیخ پر بعض نے اپنی طرف سے کلام داخل کر دیا ہے۔ خصوصاً فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے مطالعہ سے۔ مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے شیخ بدرالدین جماعۃ کے متعلق دی کہ آپ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین کی کتابوں میں علماء کے کلام کے خلاف جو امور بھی ہیں وہ آپ پر افتراء ہے۔ اور اسی طرح شیخ مجد الدین صاحب القاموس اللغۃ فرمایا کرتے تھے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے فتوحات مکیہ کو مختصر کیا اور اس میں سے خلاف شریعت ہر چیز حذف کر دی۔ پھر جب مجھے پتہ چلا کہ لوگوں نے کتب شیخ میں جھوٹ شامل کیا ہے جو کہ حلول واتحاد کا موہم ہے۔ اور شیخ شمس الدین مدنی نے مجھے فتوحات کا وہ نسخہ لوٹایا جس کا آپ نے قونیہ میں شیخ کے مخطوطہ سے مقابلہ کیا پس میں نے اس میں وہ کوئی چیز نہ پائی جسے میں نے حذف کیا تھا تو اس سے مجھے انتہائی خوشی ہوئی۔ فالحمد لله علی ذلك.

اور عبدالحق بن سبعین کی کتابوں کے مطالعہ سے بھی پرہیز کیا جائے کیونکہ ان میں ایسا کلام ہے جو کہ حلول۔ اتحاد اور تشبیہ کا موہم اور ان میں ملحدین کے اقوال ہیں۔ اور بعض نے تو سیّدی عمر بن الفارض کا قصیدۂ تائیہ سننے سے منع کیا ہے۔ جبکہ جمہور تاویل کے ساتھ اس کے جواز کے قائل ہیں۔

پس یہ چند نصائح اور تحذیرات ہیں جو میں نے سبقت کر کے لکھ دی ہیں۔ پس انہیں میزان شریعت کے ساتھ وزن کر۔ پس اگر تجھے ان سے چارہ نہیں تو اے بھائی! ان پر عمل کر اور حدیث۔ تفسیر اور فقہ کی کتب شریعت کا مطالعہ کر۔ اور آئمہ دین صحابہ کرام۔ تابعین۔ اتباع تابعین اور ان کے مقلد فقہاء اور متکلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی اقتداء کر۔ اور ان لوگوں کے ساتھ مل بیٹھنے سے پرہیز کر جنہوں نے دسویں صدی کے نصف ثانی میں طریق قوم کو قواعد شریعت میں استحکام کے بغیر ظاہر کیا ہے۔ پس بیشک وہ قوم کی کتب توحید کے مطالعہ سے ان کی مراد پہنچائے بغیر گمراہ ہوئے اور گمراہ کیا۔

اور ان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا جبکہ میں بیمار تھا اور اس وقت میرے پاس کوئی نہ تھا۔ میں نے اس سے کہا تو کون ہے؟ کہنے لگا: میں اللہ ہوں۔ میں نے کہا تو نے جھوٹ بکا۔ کہنے لگا: میں محمد رسول اللہ ہوں۔ میں نے کہا تو کذاب ہے۔ کہنے لگا: میں شیطان ہوں اور میں یہودی ہوں۔ میں نے کہا: تو نے بالکل سچ کہا۔ واللہ اگر میرے پاس کوئی ہوتا جو اس پر گواہی دیتا تو میں علماء کی طرف اس کا مقدمہ پیش کرتا تو وہ شرع شریف کی وجہ سے اس کی گردن اڑا دیتے۔

پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ساری خوبیاں ہیں جس نے ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ایسی چیزوں سے بچائے رکھا۔ پس اللہ تعالیٰ بھائیوں کو توفیق دے اور ان کی سرپرستی فرمائے۔ فالحمد لله رب العالمین۔

احسان خداوندی - قدرت کے باوجود غصہ پر عمل نہ کرنا

قدرت کے باوجود میں اس پر اپنا غضب نافذ نہیں کرتا جس پر میں غضب ناک ہو جاؤں۔ کیونکہ صاحب ایمان کے اخلاق کا کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی صورت سے تخلق کرتے ہوئے سزا کو پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ اور آپ کا فرمان ہے: جس نے کسی امر کی قسم کھائی پس اس نے معلوم کیا کہ اس کے خلاف دوسرا امر اس سے بہتر ہے تو جو اچھا ہوا سے اپنائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔ اللھم۔ مگر یہ کہ وہاں کوئی شریعت کی مقرر کردہ حد ہو تو ایسی صورت میں اسے پیچھے ہٹانا نہیں چاہئے۔ علاوہ ازیں حد واقع کرنے کی دھمکی صرف صورتا وعید ہے ورنہ وہ حقیقت میں رحمت کا وعدہ ہے کیونکہ اس میں تطہیر ہے۔ پس اے بھائی! اس حدیث میں غور کر کہ آپ نے اس میں ہمیں خلف وعید کا حکم دیا اور اسے خیر قرار دیا۔ اور یہاں ایک نکتہ ہے جسے ذہن نشین کرنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جس نے ہمیں غصہ دلایا اس نے ہمیں آخرت کی وہ بھلائی عطا کی جس کے ہم وہاں محتاج ہوں گے۔ حتیٰ کہ اگر ہم میں سے کسی کا یہاں سے پردہ اٹھا دیا جائے تو وہ دیکھے گا کہ اسے کسی نے کچھ نہیں دیا اور اس کے ساتھ اس برے سلوک جیسا کوئی احسان نہیں کیا۔ اور جس کا مشہد یہ ہو تو اس کے شایاں یہ ہے کہ اسے اسی طرح احسان اور مہربانی کے ساتھ جزا دے۔ چہ جائیکہ اس سے درگزر کرے یا محروم کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا یأتل اولوالفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربٰی والمساکین والمهاجرین فی سبیل اللّٰه ولیعفوا ولیصفحوا۔ الا تحبون ان یغفر اللّٰه لکم واللّٰه غفور رحیم. (النور۔ آیت ۲۲) اور تم میں سے برگزیدہ اور خوش حال اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں۔ مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے۔ اور چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے)۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ بلکہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ اور آپ نے مسطح کو ان کا نان ونفقہ لوٹا دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ سے سفارش فرمائی۔ پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر۔ والحمد للّٰه رب العالمین۔

انعام خداوندی - اپنے مشائخ اور اصحاب کے ادب کی نگہبانی

میں اپنے مشائخ اور شاگردوں کے ساتھ ادب کی حفاظت کرتا ہوں۔ پس میں ان کی مدحت صرف اسی کے سامنے کرتا ہوں جو ان کا معتقد ہو۔ اور ان کی تعظیم میں اس حیثیت سے انتہائی مبالغہ نہیں کرتا کہ لوگوں کے قلوب میں مجھ پر یا میرے مشائخ پر غصہ یا انکار باقی رہے۔ اور اس سے ان کے بعض معاصرین بدمزہ ہو جائیں۔ اور اسی لئے میں بعض اوقات کہا کرتا ہوں کہ مجھے فقراء زمانہ میں سے بعض کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور اسے معین نہیں کرتا جب وہاں اس کے معاصرین میں سے کوئی ایسا موجود ہو جو اس کے متعلق میرے بیان کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ اور یہ اس پر اور ان پر رحم کی وجہ سے ہے۔

اور اس امر میں اس دور کے کثیر مشائخ کے مریدین گر پڑتے ہیں۔ پس وہ اپنے شیخ کی تعظیم میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ لوگ انہیں مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اور غفلت شعاروں میں سے ایک شخص نے اپنی بیٹی کا جہیز تیار کیا۔ پس اسے بستر اور لحاف کی ضرورت پیش آئی۔ اور پاس کچھ نہیں تھا۔ پس وہ ایک تاجر کے پاس رہن رکھنے کے لئے ایک تھیلی لایا جس میں اس کے شیخ کے سر کے چند بال تھے۔ تو تاجر اس سے مذاق کرنے لگا اور اس نے کہا کہ اگر تو اپنے شیخ کے بالوں کی ایک بوری بھر کر لے آئے تو میں ایک ٹکڑے کے عوض بھی نہیں

لیتا۔ پس اہل بازار مدتوں اس پر ہنستے اور اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ پس شیخ کو چاہئے کہ جب اپنی جماعت کو دیکھے کہ اس کی تعظیم میں مبالغہ کرتے ہیں تو انہیں شدت کے ساتھ منع کرے ورنہ اسے بادشاہ کے قانون کے مطابق اس کی مملکت سے جلاوطنی اور نکالے جانے کا خطرہ درپیش ہوگا۔

اور شیعوں نے امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم میں مبالغہ کیا تو آپ نے انہیں آگ میں ڈالا۔ چنانچہ وہ آگ میں چلاتے رہے کہ اب ہمیں تحقیق ہوئی کہ آپ معبود ہیں۔ کیونکہ آگ میں نہیں جلاتا مگر اللہ تعالیٰ۔ پس امام نے عرض کی: یا اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے اپنی بساط بھر انہیں منع کیا ہے۔ پس اے بھائی! اپنے شاگردوں کے بارے میں اپنی تعظیم میں مبالغہ کی صورت میں درگزر کرنے سے پرہیز کر کیونکہ اس میں بیشمار خرابیاں ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کسی تعمیر کا اہتمام نہ کرنا

میرا نفس دنیا کی کسی شے کی تعمیر کی فکر نہیں کرتا جیسے گھر۔ یا سواری۔ یا باغ وغیرہ۔ اور جب میرا صحن بنایا تو معمار اور بڑھئی نے افتتاح تے توقف کیا حتیٰ کہ میں حاضر ہو جاؤں۔ لیکن امر دنیا کی حقارت کی بنا پر میں نے ایسا نہ کیا۔ جبکہ ابناء دنیا کے نزدیک یہ دن عید کا دن ہوتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپ نے اینٹ پر اینٹ نہ رکھی۔ اور فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا علاقہ؟ میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے ستانے کو بیٹھ گیا پھر اسے چھوڑ کر آگے نکل گیا۔ اور آپ کے بالاخانے کی سیڑھی کا ایک پایہ ہلتا تھا حتیٰ کہ اس کی وجہ سے آپ کا پاؤں مبارک زخمی ہو گیا اور ایک ماہ تک چلنا موقوف رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: کیا ہم اسے درست نہ کر دیں؟ تو فرمایا: نہیں۔ اور آپ کے وصال تک وہ اسی طرح رہا۔

نیز نفوس فقراء، بادشاہوں کے نفوس سے بلند تر ہوتے ہیں۔ اور ہم نے صالح اکابر بادشاہوں اور امراء کو کبھی نہ دیکھا کہ انہوں نے اپنی عمارت کی تعمیر کے افتتاح کے وقت حاضری کو قابل توجہ قرار دیا ہو بلکہ ایسا کام اپنے غلاموں کے سپرد کر دیتے مگر کسی دوسری مصلحت کے لئے۔ جیسے مرتبہ کی مشقتوں کے تحمل پر قدرت کے اظہار کے لئے یا اپنے پیروکاروں کی شادمانی کے لئے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دنیوی لباس کا اہتمام نہ کرنا

میں دنیوی لباس میں سے کسی چیز کا اہتمام نہیں کرتا۔ پس میں کبھی بھی کپڑے کے بازار میں نہیں جاتا۔ اور اس کے لئے دکان میں نہیں بیٹھتا۔ اور اسی طرح میں پیر یا جمعرات کے دن مثلاً بازار کے قدرے سستا ہونے کے قصد سے بازار کو جانے کی رعایت نہیں کرتا بلکہ کوئی وقت بھی ہو اپنا وکیل بازار کی طرف بھیج دیتا ہوں۔ اور اس پر تاکیدی پابندی لگا دیتا ہوں کہ وہ میرے پاس دکھانے کے لئے بھی سامان نہ لائے بلکہ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ جس چیز کے لئے تجھے شرح صدر حاصل ہو میرے لئے خرید لے۔ بس بیشک وکیل کا بازار سے دوبارہ لوٹنا تاکہ مجھ سے مشورہ کرے مجھ پر اس کی قیمت سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اور یہ مجھ پر اس کے احسان کے بوجھ سے بچنے کے لئے ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ گرمی میں پیدل اور روزے سے ہو۔

اور میں نے معتقدین میں سے مصر میں ایک شخص کو دیکھا کہ جب بھی وہ ارادہ کرتا کہ اس کے لئے روئی یا اونی کپڑا خریدا جائے تو مدرسہ غوریہ میں بیٹھ جاتا اور دلال اس کے لئے کپڑا پیش کرنے لگتے اور وہ لوٹا دیتا اور اسے اس میں سے کوئی چیز پسند نہ آتی۔ اور بسا اوقات پچھلے پہر خریدے بغیر لوٹ آتا۔ پھر دوسرے بازار میں آجاتا۔ جبکہ سلف صالح جنہیں ہم نے دیکھا ہے ایسا نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ شیخ کے سامنے سامان اس لئے پیش کرتے اور وہ اسے لوٹا دیتا کیونکہ وہ اس کے گرد گھومتا ہے جس کے متعلق اسے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے لئے مقسوم فرمایا۔ تو ہم اس قائل سے کہتے ہیں کہ اگر اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے مقسوم کرنے کا پہلے سے علم ہوتا تو تاجر کے پاس پہلی بار ہی پیغام بھیج کر اسے طلب کر لیتا اور دلال یا غلام کو اس مشقت میں نہ ڈالتا۔ اور قوم صوفیاء کے کلام میں ہے کہ فقیر کا لباس وہ ہے جو پالے۔ اور انہوں نے فرمایا ہے کہ جب تم فقیر کو اس کے لباس میں گرفتار دیکھو تو جان لو کہ وہ استقامت سے پھسلا ہوا ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ لباس کی سادگی والے مومن کو پسند کرتا ہے یعنی جو پہن لے اسے کوئی پرواہ نہیں۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ بالوں کا لباس پہننا۔ خس وخاشاک پر لیٹنا اس کے لئے بہت ہے جسے مرنا ہے۔ اور شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کپڑوں کا رنگ نیلا تھا اور جب آپ سے لوگ کہتے کہ آپ کا لباس میلا ہو گیا ہے تو فرماتے: اے کاش میرا قلب، قلوب میں ایسا ہوتا جیسے میرا لباس کپڑوں میں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- باغ کی سیر وسیاحت کی دعوت قبول کرنے سے پرہیز

میں اس شخص کی دعوت قبول کرنے میں جلدی کرنے سے پرہیز کرتا ہوں جو مجھے اور میرے بھائیوں کو پھلوں کے ایام میں اپنے باغ کی سیر وسیاحت کے لئے یا ایام نیل میں اپنے پاس بغرض زیارت بلائے۔ خصوصاً اگر وہ عزم رکھتا ہو کہ ہمارے لئے۔ ایام سیاحت یا اس کے پاس بغرض زیارت مدت میں طعام کا تکلف کرے اور ہمیں اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ممکن نہ ہو۔ اور بعض اوقات فقیر کے ساتھ ایسے لوگ جمع ہو جاتے ہیں جو کہ پارسائی نہیں رکھتے اور جو ملے کھا لیتے ہیں گرچہ حیاء کی تلوار کے ساتھ یا وہ کشمش یا انگور کے موسم میں اس کے درست ہونے سے پہلے ہی پھل توڑ لیتے ہیں۔ بعض اوقات باغ میں اس کے کچے ترش انگور پکا کر کھاتے ہیں جب کہ اس کا مالک دل سے خوش نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات انہیں باغ میں بلانے والا کئی ایسے لوگوں کا شراکتی ہوتا ہے جن کے دل اس امر پر خوش نہیں ہوتے۔ یا ان کے بچپنے پر کم عقل ہونے کی وجہ سے ان سے اذن کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اور بعض اوقات وہ لوگ جو فقیر کے ساتھ جاتے ہیں انہیں پھلوں کے پکنے اور کامل ہونے کے موسم میں ان کی بسیار خوری کی وجہ سے باغ کے مالک کا خوشدل نہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور اپنے آپ کو بے خبر بنا کر اپنے نفوس کے خلاف اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے زیادہ خوش دل اور سیدی شیخ اور فقراء کے ساتھ زیادہ محبت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جبکہ ان کے قلوب اس کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ اور اس دور میں کئی فقراء اس امر میں گر پڑتے ہیں۔ پس بعض اوقات کوئی انسان انہیں خوش وضعی کی بنا پر اپنے باغ میں سیر وتفریح کے لئے دعوت دیتا ہے یا ان کی طلب کی وجہ سے ان سے حیاء کرتے ہوئے انہیں اجازت دیتا ہے۔ پس سیدی شیخ اپنے ہمراہ ہر کس وناکس کو لے کر پہنچ جاتا ہے۔ پھر باغ کے مالک کو اس سے اذیت حاصل ہوتی ہے۔ اور کبھی اس باغ کی طرف انہیں دعوت دینے کا سبب شیخ کی جماعت کا باغ کے مالک کو ایسے لوگوں کی موجودگی میں جن سے وہ حیا کرتا ہے کشادہ روئی سے یہ کہنا ہے کہ آپ فقراء کو اپنے باغ میں سیر وسیاحت کے لئے کب لے چلیں گے۔

پس اسے اس کے سوا گنجائش نہیں ہوتی کہ ان سے کہے کہ جب آپ لوگ چاہیں۔ پس وہ کہتے ہیں کہ فلاں دن چلیں گے۔

اور کبھی فقراء باغ کے مالک سے کہتے ہیں کہ امسال تیرے باغ میں خیر و برکت ہوئی جس میں سیّدی شیخ داخل ہوئے۔ پس باغ کا مالک اپنے دل میں کہتا ہے کہ اس سال کوئی برکت باقی ہی نہیں رہی۔ تو جسے سیّدی شیخ کہا جائے اسے چاہئے کہ ایسی صورت حال سے پرہیز کرے۔ پس اگر طریق شرعی کے ساتھ قبول کئے بغیر چارہ نہ ہو تو چاہئے کہ باغ کے مالک کو بدلہ دے گرچہ اپنی دستار عطا کر کے اس کی تکلیف کے مطابق جو اس نے طعام اور پھلوں کے بارے میں جو انہوں نے کھائے۔ پھر اس سے سوال کریں کہ وہ انہیں اس میں بری الذمہ کردے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے جو عادت شرعیہ پر خرچ کیا اس سے زیادہ کھایا ہو۔

مشائخ عصر میں سے ایک صاحب اور ان کی جماعت بن بلائے میرے شاگرد سیّدی شرف الدین بن الامیر کے باغ کی طرف گئے۔ پس باغ کا دربان اس شیخ کی اور اس کی جماعت کی آواز سن رہا ہے لیکن انہیں اجازت دیتا ہے نہ دروازہ کھولتا ہے۔ پس شیخ اور اس کی جماعت کو انتہائی شرم ساری لاحق ہوئی۔ پھر رومیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے دھماکے کے ساتھ دستک دی اور دربان کو خوف زدہ کیا۔ پس اس نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پس وہ سب داخل ہوگئے۔ باغ کا پھل کاٹ لیا۔ اور سیّدی شرف الدین بن الامیر کی اجازت کے بغیر کچے پھل کھائے اور اس کے ایندھن کے ساتھ پکائے۔ پس اسے اس سے انتہائی کوفت ہوئی۔ اور میں نے اس سے سوال کیا حتیٰ کہ عاجز آگیا کہ وہ شیخ اور اس کی جماعت کو اس کچے پھل اور ان سبزیوں کے بارے میں بری الذمہ کردے جو انہوں نے پکا کر کھالئے۔ پس وہ راضی نہ ہوا۔ اور اس نے معاملہ یوم قیامت پر چھوڑ دیا۔ اور میری عمر کی قسم شیخ کا یہ کام شریعت اور سلف صالح کی سیرت سے خروج ہے۔ اور اس شیخ پر واجب تھا کہ ایسے کام سے بچتا اور خرقہ فقراء کو ایسی آلودگی سے پاک رکھتا۔

اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کے لئے شرط ہے کہ لوگوں پر بوجھ ہلکا رکھے جو کہ لاحق کے لاحق کے ساتھ لاحق ہو۔ خصوصاً ان ایام میں۔ اور اسے نہیں چاہئے کہ کسی کے باغ کی طرف یا ایام نیل میں کسی کی زیارت کو جائے مگر بڑی چھان پھٹک کے بعد اس طرح کہ داعی کا اس بارے میں صدق محبت اس کے لئے ظاہر ہو جائے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تنہا چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیا

میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں جب کسی راستے میں تنہا چلوں۔ اور شاید شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ارشاد سے یہی مراد ہے کہ اگر تم تنہائی کے متعلق وہ کچھ جانو جو میں جانتا ہوں تو تم میں سے کوئی بھی اکیلا سفر نہ کرے۔

اور فقیر کے لئے شرط ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے مگر ان اوقات میں کہ اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرمائے کیونکہ بشر انفاس کے ساتھ مراقبہ حق تعالیٰ سے عاجز ہے بخلاف ملائکہ کے۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہئے کہ جب سفر کرے تو اللہ تعالیٰ کے لئے مراقبہ لازم کرے۔ اور اس کی طرف حق تعالیٰ کی نظر کا شعور طلب کرے حتیٰ کہ اپنے مقصد کی طرف رجوع کرے۔ اور یہ اس لئے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ان آفات سے محفوظ رکھے جو کہ اکثر مسافروں کو پیش آتی ہیں۔ پس بیشک بندہ جب تک اس کا استحضار رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور یہ کہ وہ اس کے سامنے ہے تو کوئی انسان۔ جن اور شیطان اس پر غلبہ

حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اے بھائی! اپنے متعلق غور کر جب تو بادشاہ کے حضور اکیلا کھڑا ہو تو کس طرح ہیبت اثر کرتی ہے بخلاف اس کے کہ جب تو لوگوں میں شامل ہو تو ہیبت تجھ پر ہلکی ہو جاتی ہے کیونکہ تو لوگوں کے ساتھ انس حاصل کرتا ہے۔

اور اسراء کی بعض احادیث میں ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور میں پیوست ہوئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور وقوف حاصل ہوا اور ہیبت الٰہیہ موثر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سے ملتی جلتی آواز سنی: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہریئے۔ آپ کا رب صلوۃ فرما رہا ہے۔ پس اس کی وجہ سے آپ کو سکون حاصل ہوا۔ اور سفر میں جماعت کے استحباب کی شان میں وارد حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شیطان ہے۔ دو، دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہیں۔ اور تین یا اس سے زائد افراد کے فوائد میں سے یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک بیمار ہو جائے تو ایک آدمی اس کی تیمارداری اور خدمت کے لئے پیچھے رہ جائے۔ اور ایک آدمی اس کے گھر والوں کو اس کی خبر پہنچائے۔ اور ایک آدمی جانوروں کی نگہداشت کرے۔ بخلاف ایک یا دو کے۔ پس اے بھائی! غور کر کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے ہدایت کس قدر محکم اور آپ ان پر کس قدر شفقت فرمانے والے ہیں۔ اور اس میں آپ کی اقتداء کر۔

ایک گزشتہ انعام کے متعلق وضاحت

اور ان انعامات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے کہ میں رات کے وقت سفر سے خوف نہیں کرتا۔ اور وہ اس مقام پر مذکور انعام کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ اس حیثیت سے ہے کہ میں چوروں سے خوف نہیں کھاتا کہ میرے کپڑے اور جو کچھ میرے لئے مخصوص سامان میرے پاس ہے وہ چھین لیں گے نہ کہ وہ سامان جو میرے غیر کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ یہ انعام اللہ تعالیٰ سے میرے حیا کی حیثیت سے ہے۔ پس یہ ایک مشہد ہے اور وہ ایک مشہد ہے۔ انتہی۔ پس اسے جان لے۔ اور اس پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شاگردوں کی میرے پاس کثرت سے آمد و رفت کو پسند نہ کرنا

میرے شاگردوں کی میرے ہاں کثرت سے آمد و رفت کو میں پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اگر کثرت سے آمد و رفت کا سبب میری دلجوئی ہو۔ پس ان میں سے کوئی اپنے ضروری کام چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سیدی شیخ کی زیارت کو چلیں تاکہ حصول برکت ہو۔ اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرمایا کرتے کہ اگر مجھے فلاں سے اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ جب میں تم سے کہوں کہ فلاں نے مجھے بہت اداس کر دیا تو وہ تکلف کرے گا اور آئے گا تو میں ضرور کہتا۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اپنے احباب کو کبھی بھی اپنے پاس آمد و رفت کے لئے نہ کھینچے۔ خصوصاً اگر ان کی عادت ہو کہ وہ اس کے پاس ہدیہ کے بغیر نہیں آتے اور اس پر بدلہ بھی قبول نہیں کرتے۔ پس یہ بات فقیر پر متعین ہے۔ اور ایک دفعہ میں نے اپنے بعض احباب سے کہا کہ ہمارے ساتھی بہاء الدین البقلی نے جو کہ باب زویلہ میں ہے ہمیں بہت اداس کر دیا ہے۔ ایک شخص نے جا کر اسے بتا دیا۔ پس وہ صبح ہی میرے پاس پھلوں کا ٹوکرا اور اونی قمیص لے کر آ پہنچا۔ اس دن سے میں نے کسی کے متعلق ایسا نہیں کہا۔

شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات مجھے اپنے بعض بھائیوں کو دیکھنے کا شوق ہوتا ہے لیکن میں کسی سے اس خوف کی وجہ سے ذکر نہیں کرتا کہ انہیں یہ بات پہنچ جائے پس ان میں سے کوئی بیبا کی سے نیت صالحہ کے بغیر آ دھمکے۔ بعض اوقات ان میں کسی کے پیچھے امور معیشت کی ضروریات ہوتی ہیں پس وہ انہیں چھوڑ کر میری زیارت کے لئے آ جاتا ہے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے معاصر فقراء سے یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ اپنے شاگردوں پر پابندی لگائیں کہ ان میں سے کوئی ان کی مجلس سے یا مثلاً نماز جمعہ کے بعد ان کے ورد سے غیر حاضر نہ ہو۔ خصوصاً پیشہ ور حضرات کو۔ پس بیشک وہ جمعہ کے دن اپنے نفوس کا سیر و تفریح کے ساتھ اور سیر گاہوں کی طرف جانے کے ساتھ علاج کرتے ہیں تاکہ وہ ہفتے کے دن اپنے کام کاج میں کسی ملال اور پریشانی کے بغیر مصروف ہو سکیں۔ جبکہ سیّدی شیخ کا تو کوئی پیشہ ہی نہیں جس میں ایام ہفتہ کو مشغول ہو بلکہ وہ تو چندے۔ عطیات۔ وظائف یا اپنے مریدوں کی ہدایا سے کھاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو اس پر مکان یا دکان کا کرایہ اور نہ ہی ظالموں کا ٹیکس بھی نہیں ہوتا۔ پس چاہئے کہ شیخ اگر ان سے اپنے اوراد کی پابندی طلب کرے تو اپنی جماعت کی مصلحت کی رعایت کرے ورنہ وہ ان پر قہر کی وجہ سے اس سے منتشر ہو جائیں گے۔ اور سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو کہ اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اپنے پیشے سے روزی حاصل کرتا ہے اور اگر وہ نماز باجماعت کے لئے جاتا ہے تو اس سے معطل ہو جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا وہ اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اپنے پیشے سے روزی حاصل کرے۔ اور تنہا نماز پڑھے۔

(اقول و باللہ التوفیق۔ مذکورہ بالا صورت مسئلہ بہت نادر ہے۔ اس لئے نماز باجماعت سے غیر حاضری کے لئے اسے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ ایسے لوگ تو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ احتیاط اسی میں ہے کہ جہاں تک ہو سکے نماز باجماعت کی پابندی کی جائے۔ مگر جب انتہائی مجبوری ہو اور روزی کا کوئی اور ذریعہ بھی نہ ہو تو سپرد خدا۔ بہر حال نماز معاف نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق طاعت بخشے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور قرآن عظیم میں ہے فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون (الجمعہ) پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ) یعنی قیام اسباب کے لئے جن کا نفع تم پر لوٹتا ہے زمین میں پھیل جانے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ آیت مذکور انتشار فی الارض مباح ہے اصولیوں کے اصطلاح کے مطابق مامور بہ تو نہیں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جب فعل مباح سے غرض صحیح مقصود ہو تو وہ مستحب ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ دن میں سونے میں یہ نیت ہو کہ رات میں عبادت پر قوت حاصل ہو یا کھانے میں نیت فعل مستحبات پر قوت حاصل کرنے کی ہو۔ وغیر ذالک۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے شرعی ذمہ داریوں کی مشقتوں سے راحت دلانے کے لئے مباح کو مشروع فرمایا کیونکہ وہ فعل مامورات کی دائمی پابندی سے عاجز ہیں۔ پس اس نے ان کے لئے ایک ایسی

حالت مقرر فرمائی جس میں وہ تحت امر نہیں ہوتے اس میں رغبت رکھتے ہیں۔اور آج کے علماء کے قول کی تائید حدیث انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی سے ہوتی ہے۔پس آپ نے اپنی امت کے لئے ان اعمال کا ثواب حاصل کرنے کا دروازہ کھول دیا جنہیں بالفعل اپنانا ان کے لئے مقسوم نہیں۔پس ہر وہ عمل جس کے ثواب کا ارادہ کریں اس کے فعل کی نیت کرتے ہیں پس انہیں اسے اپنائے بغیر اس کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔جس طرح کہ اس شخص کے متعلق وارد ہے جس نے قیام لیل کا پختہ ارادہ کیا۔پس اللہ تعالیٰ نے صبح تک اس کی روح کو پکڑے رکھا پس بیشک اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس رات کے قیام کا بھرپور کامل اجر لکھتا ہے جو کہ چھان پھٹک سے مبرا ہے۔اور اگر وہ قیام کرتا اور اسے بالفعل اپناتا تو کئی دفعہ اس میں عدم اخلاص کی وجہ سے تحقیق وتفتیش ہوتی ہے۔پس اے بھائی! اپنے بھائیوں پر پابندی نہ رکھ کر لازماً تخفیف کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور تیری آزمائش میں تیری تدبیر فرمائے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-غیر شرعی انداز کی شادیوں میں شمولیت سے اہل خانہ کی حفاظت

میں اپنی ازواج کی ان شادیوں میں شمولیت سے حفاظت کرتا ہوں جہاں قوانین شرعیہ کا احترام نہیں کیا جاتا۔بلکہ وہاں کئی محرمات کو شامل کیا جاتا ہے جیسے باجے گاجے۔مسخرے نقال۔مردوں کا عورتوں میں گھل مل جانا اور فریقین کا غیر مناسب اشیاء میں مبتلا ہونا اور ایسی بے اعتدالی کا وقوع شادیوں اور دعوتوں میں کثرت سے ہو گیا ہے۔اور بعض تو قرأت قرآن کریم کے بعد اپنی رات راگ رنگ میں ختم کرتا ہے۔اور کئی دفعہ بعض شعبدہ باز تو صاحب دعوت سے کہتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ گانا بجانا سناؤ اور ہماری خوش طبعی کا اہتمام کرو۔کوئی کہتا ہے کہ قرآن باطل کرو اور ہمیں وہ کچھ سناؤ کہ طبیعت مسرور ہو۔علاوہ ازیں ایسے الفاظ بولتے ہیں کہ قائل کافر ہو جاتا ہے۔اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعوتیں ایسی نہیں ہوتی تھیں۔

شادی کے ولیمہ میں وجوب حاضری کی شرائط

اور اسی لئے علماء متاخرین نے شادی کے ولیمہ میں حاضری کے وجوب کی شرطیں بیان کی ہیں۔امیر مردوں اور عورتوں کے ساتھ دعوت کو خاص نہ کیا جائے۔وہاں کوئی ایسا شخص نہ ہو جس کی وجہ سے مدعو کو اذیت پہنچے یا اس کے ساتھ بیٹھنا اس کے شایان نہ ہو اور نہ ہی ناجائز چیزوں میں سے کوئی ایسی چیز ہو جو اس کی حاضری کی وجہ سے زائل نہ ہو۔جس طرح کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ بسط وتفصیل سے مذکور ہے۔پس اے بھائی! اپنے اہل وعیال کو دعوت کنندہ کی دلجوئی کے لئے کسی شادی میں بھیجنے میں جلدی کرنے سے پرہیز کر۔یہاں تک کہ تجھے ایسے امور سے اس کے پاک ہونے کا علم ہو جائے۔اور یہ سمجھنے سے بھی بچ کہ میرے اہل خانہ تو دین دار نیک ہیں جن کی طبیعت گانا بجانا سننے کی محبت سے قطعاً متنفر ہے۔کیونکہ بسا اوقات تیرا اپنی خواتین کے متعلق گمان غلط ہوتا ہے جبکہ طبیعت چوری چھپے مائل ہوتی ہے۔پس وہ آلات اور گانے سننے کی طرف مائل ہوتی ہے۔پس ان کا باطن ہلاک اور ان کا حال خراب ہو جاتا ہے۔پس اسے جان لے۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-شرفاء اور اہل بیت سے محبت

میں شرفاء اور اہل بیت سے محبت کرتا ہوں گرچہ صرف ماں کی طرف سے ہو۔گرچہ وہ استقامت کے قدم پر نہ ہوں۔کیونکہ وہ یقیناً

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے اس سے بغض رکھنا یا اسے برا بھلا کہنا جائز نہیں۔ قرینہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعیمان کو شراب نوشی کی بنا پر حد لگاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں اسے لایا گیا تو آپ نے اسے حد لگائی۔ بعض لوگ اسے لعنت کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: نعیمان پر لعنت نہ کرو۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شرفاء پر حدود قائم کرنے سے لازم نہیں آتا کہ ہم ان سے بغض رکھتے ہیں۔ بلکہ ہمارا ان پر حد قائم کرنا تو ان میں محبت کی بنا پر اور انہیں پاک کرنے کے لئے ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید. امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ کسی سیّد زادے کو استاد مار سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا بصیرت افروز جواب عطا فرمایا۔ فرماتے ہیں: قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سیّد پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا۔ لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو جس قاضی پر سزا دینا فرض ہے اس کو یہ حکم۔ تا بہ معلم چہ رسد۔ (الملفوظ۔ منقول از المیزان امام احمد رضا نمبر ممبئی ص ۱۷۱) الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور ماعز پر حد رجم قائم کی تو ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل زمین پر تقسیم کیا جائے تو سب کو عام ہو۔ یعنی ان سے قبول ہو اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ یحب التوابین (البقرہ آیت ۲۲۲) بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

اہل بیت اور شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس امر کا قائل ہوں کہ اہل بیت کے ذنوب محض صورتاً ذنوب ہیں۔ حقیقتاً نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنائت سابقہ کی بنا پر ان کے ذنوب بخش دیئے ہیں۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا. اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے پلیدی کو دور کردے اور تمہیں پوری طرح پاک صاف کردے) اور ذنوب سے زیادہ کوئی نجاست نہیں۔ نیز آپ نے فرمایا: ان کی طرف سے ہمیں جتنی بھی اذیت پہنچے ہم پر واجب ہے کہ ازرہ ادب ہم اسے تقدیر الٰہیہ سے آنے والی بیماریوں وغیرہ کے مشابہہ قرار دیں۔ پس ہم پر اس سے راضی ہونا اور اس سے صبر کرنا واجب ہے اور اگر وہ ہم سے ہمارے اموال چھین لیں اور ہمیں عطا نہ کریں تو ہمیں ان میں سے کسی کو قید نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کے خلاف حاکم کی طرف مرافعہ یعنی مقدمہ دائر کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے۔

اور حدیث صحیح میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ یہ تین بار فرمایا۔ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے اہل بیت کی تفسیر آل علی۔ آل جعفر۔ آل عقیل اور آل عباس سے کی ہے۔ اور امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام شہروں والوں کے نزدیک درحقیقت یہی حضرات شرفاء ہیں۔ جبکہ شرف کو صرف آل علی کے ساتھ مخصوص کرنا خاص اہل مصر کی اصطلاح ہے۔

اکابر اسلام کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کا مقام

اور امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آپ کے اہل بیت میں نگاہ میں رکھو۔ اور فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میرے نزدیک میری اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی ضرورت کی بنا پر حاضر ہوئے تو آپ نے کہا کہ جب آپ کو کوئی حاجت ہو تو مجھے بلالیا کریں میں حاضر ہو جایا کروں گا یا مجھے رقعہ لکھ بھیجا کریں پس بیشک مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ ادا کی۔ پس جب سوار ہوئے تو حضرت ابن عباس نے آپ کی رکاب تھام لی۔ آپ نے کہا: اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد! اسے چھوڑ دیں۔ تو ابن عباس کہنے لگے ہمیں علماء کرام کے ساتھ یہی برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس حضرت زید نے ابن عباس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹی عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئی۔ آپ نے اسے اپنی جگہ بٹھایا۔ اور خود اس کے سامنے بیٹھے۔ اور اس کی ہر حاجت پوری کی۔ یہ ہے آپ کا سلوک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی بیٹی کے ساتھ۔ تو آپ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ذریت کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے؟

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ کابس بن ربیعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی وہ آپ کے پاس آتے تو اپنے تخت سے کھڑے ہو کر نیچے آکر ان سے ملتے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے۔ اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کے رشتے داروں میں میرا کوئی نسبی تعلق ہوتا اور مجھے جنت اور جہنم میں اختیار دیا جاتا تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حیاء کرتے ہوئے جہنم میں داخلہ اختیار کرتا کہ کہیں جنت میں آپ کی نظر مجھ پر پڑ جائے۔

اور جب جعفر بن سلیمان نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زدوکوب کیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ لوگ آپ کے پاس آئے تو ہوش میں آنے پر آپ نے انہیں فرمایا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے زدوکوب کرنے والے کو معاف کردیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کس لئے؟ فرمایا مجھے خوف ہوا کہ میں فوت ہو جاؤں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو شرماتا ہوں کہ آپ کی آل میں سے کوئی میری وجہ سے آگ میں داخل ہو۔ پھر جب منصور والی ہوا تو اس نے طلب کیا کہ آپ اس سے اس کا قصاص لے لیں۔ آپ نے پناہ بخدا۔ واللہ! میں نے ہر کوڑا جو میرے جسم سے اٹھایا گیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے اسے معاف کردیا۔

اور ابوبکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر۔ عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے پاس کسی حاجت کے پیش نظر تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے میں حضرت علی کی حاجت پہلے پوری کروں گا۔ اور اگر میں آسمان سے زمین پر گر جاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہوگا کہ میں آپ کو ان دونوں سے افضل قرار دوں۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کیا کرتے اور فرماتے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی

زیارت کیا کرتے تھے۔

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف لائیں تو انہوں نے آپ کے لئے اپنے کپڑے اور ایک روایت کے مطابق اپنی چادریں بچھادیں۔

شرفاء کے حقوق اور آداب

اور میں نے حضرت علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شریف (سید) کا ہم پر حق ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت اور خون مبارک کے اس میں سرایت کرنے کی وجہ سے ہم اس پر اپنی روحیں نثار کریں۔ پس وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے اور بعض کے لئے تعظیم وتوقیر میں وہی مقام ہے جو کل کے لئے ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے جزو کی وہی حرمت ہے جو کہ آپ کی حیات ظاہری میں اسے حاصل ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہم پر شرفاء کے حقوق میں سے یہ حق ہے گرچہ نسب میں ان کے لئے دوری ہو کہ ان کی خوشنودی کو ہم اپنی خواہشات پر ترجیح دیں۔ ان کی تعظیم وتوقیر کریں۔ اور وہ زمین پر بیٹھے ہوں تو ہم چارپائی پر ہرگز نہ بیٹھیں۔

سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّد کا ادب

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی سیّد بیٹھا ہوتا تو اس کے لئے انکساری کا اظہار کرتے اور اس کے سامنے سمٹ کر بیٹھتے اور فرماتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جزو ہے۔ اور فرماتے جس نے کسی شریف (سید) کو ستایا بیشک اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ اور فرماتے کہ ہر مالدار کے لئے لازم ہے کہ جب کسی شریف کو مقروض دیکھے تو اس پر اپنا مال نثار کرے کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جزو ہے۔ اور فرماتے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے اسے نہیں چاہئے کہ شریف کی تعظیم سے اور اس کے ساتھ اچھے سلوک سے اس وقت تک توقف کرے کہ اس کے نسب کی صحت معلوم ہو بلکہ اس کے لئے شریف کا شرف کے ساتھ مشہور ہونا کافی ہے۔ اور یہ امر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صاحب ایمان کے لئے زیادہ وجہ عزت ہے کہ ہم نے اس کی تعظیم وتوقیر نسب کی صحت پر توقف کے بغیر کی۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سادات کا احترام

اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شرف کا جھوٹا دعویٰ کرے اسے شدید زدوکوب کیا جائے پھر اس کی شہرت کی جائے اور اسے طویل مدت تک قید میں رکھا جائے حتیٰ کہ ہمارے لئے اس کی توبہ ظاہر ہو کیونکہ یہ اس کی طرف سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا استخفاف ہے۔ اور اس کے باوجود آپ اس کا تعظیم کرتے تھے جس کے نسب میں طعن کیا جاتا اور فرماتے شاید وہ نفس الامر میں شریف ہو۔ بعض علماء نے فرمایا: کہ شریف جب محرمات کا ارتکاب کرے تو اس کی تعظیم نہ کی جائے جبکہ عظیم علماء نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا کہ شریف کی تعظیم اس وجہ سے مطلوب ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں گرچہ خطا کار ہو۔ علی الخصوص اگر یہ خطائیں اس سے حاکم شرعی کے ہاتھ پر ثابت نہ ہوں۔ صرف بعض حاسدوں نے اس سے مشہور کررکھی ہوں۔ جیسا کہ اکثر آج عام لوگوں کی عادت ہے۔ کوئی قلیل ہی ہے جس سے ایسی چیز ثابت ہو جو حد واجب کرے کیونکہ بعض معاصی درپردہ ہوتے ہیں جن کا ارتکاب لوگ اپنے گھروں میں کرتے

ہیں جب کہ دروازوں پر تالے پڑے ہوتے ہیں۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے معاصرین میں بہت کم کو دیکھا جو اس خلق کے ساتھ متخلق ہو۔ بلکہ بعض تو اس شریف سے خدمت لیتے ہیں جس کی حالت مستور ہو۔ اس سے اپنی زین۔ مصلا اٹھواتے ہیں اور اسے اپنی خچر کے پیچھے چلنے کو کہتے ہیں۔ اور یہ بات اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے اس کے جاہل ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ پس وہ دربار خداوندی سے قرب کا کس طرح دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکور الصدر اقوال اکابر علیہم الرحمۃ اور اب آخر میں امام شعرانی قدس سرہ کے الفاظ کے تناظر میں ذرا دنیائے سنیت کے امام۔ مولانا الامام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کی حیات مبارکہ کا ایک واقعہ ماہ نامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ممبئی کے صفحہ ۲۷۰ سے نقل کر رہا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ آپ معارف وحقائق روحانیہ علی الخصوص حبیب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحبہ اجمعین کی محبت میں قرون اولیٰ کی ان عبقری شخصیات کا پرتو حسین بلکہ تصویر کامل تھے۔ جن کے قلب مبارک پر محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت کا اس قدر غلبہ تھا کہ اس کے سامنے سب کچھ ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت امام احمد رضا بریلی شہر میں ہی کسی معتقد کے ہاں تشریف لے جا رہے تھے۔ اور اس وقت کی مشہور اور پسندیدہ سواری یعنی پالکی میں بٹھا کر آپ کو لے جایا جا رہا تھا۔ کہاروں نے پالکی اٹھائی۔ تھوڑی ہی دور چلے ہیں کہ یکا یک امام اہل سنت کی آواز سنائی دیتی ہے کہ پالکی روک دو۔ حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی۔ حضرت اضطراب کی حالت میں پالکی سے برآمد ہوئے۔ کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا کہ آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں؟ اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے۔ میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔

اس سوال پر اچانک کہاروں میں سے ایک شخص نے کہا کہ مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھی جاتی۔ آپ نے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک راز فاش کر دیا۔ ابھی اس مزدور کی بات تمام بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ آنسوؤں کی بارش میں مزدور سے التجاء کر رہا ہے اور معافی مانگ رہا ہے۔ اور کئی بار اس کی زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد اب ایک آخری التجا پیش کی۔ کہ لاشعور کی خطا کا جب ہی کفارہ ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کندھے پر اٹھاؤں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادے کو یہ آرزو پوری کرنا ہی پڑی۔

یہ منظر کس قدر دل گداز ہے۔ اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہو کر اپنے علم وفضل۔ جبہ ودستار اور عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔ اسی لئے آپ نے اپنے نعتیہ دیوان حدائق بخشش میں فرمایا ہے:

شکل بشر میں نور الٰہی گر نہ ہو۔ کیا قدر اس خمیرہ ماہ و مدر کا ہے
نور الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی۔ جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

(الناقل۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ والوالدیہ)

اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ شرفاء پر حدود قائم کرنا ان کی تعظیم وتوقیر کے منافی نہیں۔ پس ہم ان کی تعظیم ان کے ذریت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے کرتے ہیں جبکہ ان پر حد اس لئے قائم کرتے ہیں کہ ان کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمائی ہے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں فرمائی۔ سب پر لاگو ہوتی ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اشراف کی خدمت اس لئے کرو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں اور اس سے ہدیہ اور ذی القربیٰ کے ساتھ مودت کی نیت کرو نہ کہ خیرات کی۔ کیونکہ ان کے لئے ہماری گردنوں میں غلامی کا حق ہے جس کو ہم پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے جد اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر عظیم حق ہے۔

اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ ادب یہ ہے کہ ہم (جو کہ ان کے ہم کفو ہوں) میں سے کوئی کسی سیّد زادی سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ اپنی طرف سے اس امر کو پہچانے اس کے حکم اور اشارے کے تحت ہوگا۔ اس کی جوتیاں سیدھی کرے گا۔ جب آئے تو اس کے لئے قیام کرے گا۔ اس کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کرے گا۔ گزر بسر میں اس پر تنگی نہیں کرے گا مگر اگر وہ خود اسے پسند کرے اور جب اجنبیہ ہو تو اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ جب اس سے سودا خریدے تو اس کے چہرے کی طرف نظر نہ کرے۔ جب موزہ فروش ہو تو اس کے پاؤں کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ اور وہ اس سے کوئی چیز طلب کرے تو دریغ نہ کرے مگر تمام امور میں طریق شرعی کے ساتھ۔ اور وہ راستے میں بیٹھی کچھ مانگ رہی ہو جس پر یہ قادر ہے تو اسے عطا کرے وغیرہ ذالک۔

پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- اہل بیت کے مزارات کی گاہے گاہے زیارت

میں مصر میں مدفون اہل بیت کی، سب کی یا صرف ان کے سربرآوردہ حضرات کی گاہے گاہے زیارت کرتا ہوں۔ پس سال میں تین مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی کے قصد سے ان کی زیارت کرتا ہوں۔ اور اپنے معاصرین میں سے میں نے کسی کو اس طرف متوجہ نہیں پایا۔ تو ان کے مرتبے سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یا اپنے اس دعویٰ کی بنا پر کہ ان کا مصر میں دفن ہونا ثابت نہیں۔ اور یہ سرد مہری ہے۔ پس بیشک ایسی صورت میں ہمیں گمان ہی کافی ہے۔

مصر میں مدفون اہل بیت کے اسماء گرامی

اور مجھے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قناطر السباع میں مدفون ہیں بلاشبہ اسی مکان میں ہیں۔ اور آپ بڑے دروازے کی دہلیز سے جوتا اتار کر ننگے پاؤں چلتے حتیٰ کہ آپ کی مسجد سے گزر جاتے۔ اور آپ کے مواجھہ کے بالمقابل کھڑے ہو جاتے اور اپنی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ سے توسل کرتے۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیّدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلاشبہ اسی مکان میں ہیں جہاں کہ آپ ہیں۔ اور سیّدہ نے اپنے مزار شریف سے کئی مرتبہ آپ سے کلام فرمایا۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیّدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور اور سیّدنا زید بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اسی قبہ میں ہے جو کہ ٹیلہ کے درمیان قلعہ کی گزرگاہ کے قریب ہے۔ اور سیّدہ نفیسہ کے والد سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کے

متعلق مجھے خبر دی کہ آپ اس مشہور تربت میں ہیں جو کہ جامع الفراء سے قریب قلعہ کی گزرگاہ اور جامع عمرو کے درمیان ہے۔

اور آپ نے مجھے بتایا کہ رقیہ بنت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مشہد میں ہیں جو کہ دار الخلیفہ امیر المومنین کے قریب ہے اور اہل بیت کی ایک جماعت کے مزارات ہیں۔ نیز مجھے بتایا کہ سیّدہ نفیسہ کے چچا امام محمد الانور اس مشہد میں ہیں جو کہ دار الخلیفہ سے متصل جامع بن طولون کی سمت میں ہے اس گوشہ میں جہاں سیڑھی سے اترا جاتا ہے۔ اور سیّدہ سکینہ بنت الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زاویہ میں ہیں جو کہ حصانیین کے پاس دار الخلیفہ کے قریب بڑے دروازے کے پاس ہے۔ اور سیّدہ عائشہ بنت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسجد میں ہیں جو کہ باب قرافہ کی طرف جب تو رمیلہ سے نکلے تو تیرے بائیں ہاتھ ہے۔

اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیّد ابراہیم ابن امام زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اس مسجد میں ہے جو کہ خانقاہ سے متصل مطریہ کی سمت سے باہر ہے۔ اور آپ وہی ہیں جن کی معیت میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ لڑی۔ اور آپ کی خاطر کئی سال چھپے رہے۔ اور مجھے بتایا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک درحقیقت خان الخلیلی سے قریب مشہد حسینی میں ہے۔ اور یہ کہ مصر کے نائب طلائع ابن رزبک نے اسے مشہد میں مشہور قبر میں سبز ریشم کی تھیلی میں آبنوس کی لکڑی سے بنی ہوئی کرسی پر رکھا اور اس کے نیچے کستوری اور خوشبویات بچھائیں۔ اور اس کے جلو میں وہ اپنے لشکر سمیت قطیہ کی سمیت سے مصر تک ننگے پاؤں اس وقت چلتا رہا جب یہ بلاد عجم سے آیا جس کا واقعہ طویل ہے۔ پس یہ ہیں وہ حضرات اہل بیت جن کے متعلق اطلاع پہنچی کہ وہ مصر میں ہیں اور اسے اہل کشف نے صحیح قرار دیا۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کی زیارت حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت پر ختم کرتے۔ پس اے بھائی! اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی زیارت لازم کر۔ اور انہیں مصر میں ہر ولی کی زیارت پر مقدم کر اس کے برعکس جو کہ عام کی عادت ہے۔ پس تو ان میں سے کسی کو ان مذکورہ زیارات میں سے کسی کو کبھی اہمیت دیتا نہیں پائے گا۔ وہ تو بعض مجذوبوں کی زیارت پر متوجہ ہوئے اور ان کے پاس سوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ جہالت کی بنا پر ہے۔ اس سے پرحذر رہ تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-بادشاہ کی بیماری کی وجہ سے بیمار پڑ جانا

میں بادشاہ کے بیمار پڑنے سے بیمار ہو جاتا ہوں۔ اور جب وہ جہاد یا باغیوں یا روافض سے لڑائی کی فکر میں ہو تو متفکر ہو جاتا ہوں۔ پس نہیں کھاتا مگر ضرورت کی وجہ سے۔ نیند نہیں آتی مگر نیند غالب ہونے کی صورت میں۔ امر مشروع کے بغیر ہنستا نہیں۔ اہلیہ سے قربت نہیں کرتا۔ اجلا لباس نہیں پہنتا مگر نیت صالحہ کے ساتھ۔ اور یہ سب کچھ اس بارے میں شریعت کی اتباع میں امام سے رابطہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو ہمارے مذکورہ امور کے خلاف ہے وہ ناقص الایمان ہے اور بادشاہ کے معاملہ میں قلیل الادب ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-فقراء سے ہمدردی رکھنے والے حاکم کے متعلق متفکر ہونا

میں اس حاکم کے متعلق جو کہ میرے شاگردوں میں سے کسی کا معتقد ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو جب اسے اس کے مال یا اولاد کے بارے میں کوئی مصیبت آئے یا وہ اپنے منصب سے معزول کر دیا جائے تو بہت متفکر ہوتا ہوں۔ یہ اپنے شاگرد کے حق سے وفا

کے طور پر ہے۔ اور فقراء میں سے کوئی قلیل ہوگا جو اس بارے میں متفکر ہو۔ بلکہ میں نے بعض کو اس بنا پر خوش ہوتے پایا ہے۔ بخلاف میرے۔ پس بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میں اپنے شاگرد سے موافقت کے طور پر اس حاکم کی مصیبت کے دفعیہ کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور متوجہ رہتا ہوں۔ نیز فقراء کے خرقہ کے تحفظ اور اس کے متعلق اس کے اعتقاد کی پختگی کے لئے بھی۔ اور جب لوگوں نے حاکم محمد بن عمر کی معزولی کی خبر مشہور کی تو میں رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے معزول نہ ہونے کے لئے متوجہ رہنے لگا۔ کیونکہ وہ ہمارے شاگرد شیخ زین جو کہ سیّدی علی المرصفی اللہ تعالیٰ اس سے نفع بخشے کی بیٹی کے صاحبزادے ہیں کی طرف منسوب ہے۔ باوجودیکہ اس امیر نے مجھے کبھی کوئی ہدیہ نہیں بھیجا۔ اور نہ ہی میرے پاس آیا۔ اور اس کا میری سمت کوئی اعتقاد بھی نہیں۔ اور دراصل میری توجہ کی صحت اس امیر کی حاجت روائی کی خاطر جو کہ میری بجائے دوسرے کے ساتھ احسان کرتا ہے۔ اور میری بجائے اس کا معتقد ہے اس لئے ہے کہ میں بھی دنیوی امر کے لئے کسی حاکم کی صحبت اختیار نہیں کرتا۔ اور اگر میں ایسے مقصد کے لئے اس کی صحبت اختیار کرتا اور اس میں کوئی میرا مزاحم ہوتا تو میں اپنے قلب کو اس کی حاجت روائی میں کبھی متوجہ نہ کرسکتا۔ پس اے بھائی! اگر تو اس خلق کے ساتھ سہولت کے ساتھ عمل کا ارادہ رکھتا ہے تو امیر کی صحبت صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اختیار کر۔ کسی علت کی وجہ سے نہیں۔

اور محمد بن بغداد میری طرف منسوب ہونے کا اظہار کرتا تھا جبکہ میں اس پر اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ جب اسے برج میں قید کردیا گیا تو اکثر خانقاہوں والے اس پر خوش ہوئے کیونکہ وہ بظاہر میری طرف منسوب ہوتا تھا۔ اور کسی نے یہاں تک کہا کہ اگر اسے پھانسی پر لٹکا دیں تو میں فقراء کے لئے حلوا پکاؤں۔ اور یہ ان کے اس گمان کی بنا پر ہے کہ میں اس سے کوئی ہدیہ قبول کرتا ہوں یا اس کا کھانا کھاتا ہوں جبکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمایت کی وجہ سے میرے ایسے کوئی مراسم نہ تھے حتیٰ کہ وہ فوت ہوگیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حق اللہ پورا کرنے کا شہود نہ ہو

مجھے اس کا شہود نہیں کہ میں نے کسی عمل میں اللہ تعالیٰ کا حق یا اس کی مخلوق میں سے کسی کا حق پورا کیا۔ نہ تو کیت کی حیثیت سے اور نہ ہی معاملہ کی صفائی کی حیثیت سے۔ اور اگر بندے کے لئے کشف ہو تو وہ روئے زمین کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پر دیکھے۔ اور یہ کہ اس سے ان سب کے پورا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جب تو اس کا قلب خوف۔ بے قراری اور دنیا میں رہنے سے فرار سے معمور ہو۔ کیونکہ جب وہ یہاں موجود بعض حقوق کی ادائیگی سے گلوخلاصی سے عاجز ہے تو جمیع حقوق کی ادائیگی سے کیونکر عاجز نہ ہوگا۔ اور جو اس مشہد سے متحقق ہو اس کی زندگی ہمیشہ تلخ ہوتی ہے۔ کوئی معیشت اس کے لئے خوشگوار نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں یہاں آدمی کے لئے ابدالآباد تک کوئی خالص حق ہے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ مخلوط ہو۔ پس جس نے کسی عبد سے براءت ذمہ طلب کی تو یہ اس حیثیت سے اس کی جہالت ہے کہ حق اللہ کی حق عبد سے تمیز کرے۔ پس غور کر۔

اس دنیا میں مخلوق کی مثال

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دار دنیا میں مخلوق کا حکم ان لوگوں کی طرح ہے جو کہ گرمی اور سردی میں کھنڈرات میں بیٹھے ہیں۔ جہاں درندے۔ مگرمچھ۔ سانپ۔ بچھو اور باؤلے کتے سب موذی جانور موجود ہیں۔ اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ رات دن ان موذیات سے جہاد کریں۔ اور جب بھی ان کا جہاد ترک کریں گے تو اپنے رب کے نافرمان ہوں گے۔ اور ایسے ماحول کے

ہوتے ہوئے کھانے پینے اور سونے میں کوئی خوشگواری نہیں ہوگی۔ پس انہیں حق جل شانہ وعم نوالہ نے اپنے رسل علیہم الصلوت والتسلیمات میں سے کسی کی زبان پر دعوت دی کہ ان کھنڈرات سے اپنے پروردگار کے دربار کی طرف نکلو۔ گھرے سائے۔ بے شمار میوے جو ختم ہوں اور نہ کوئی رکاوٹ۔ بلند و بالا بستر۔ اور اس جمال بدیع سے برکات حاصل کرو۔ اور ان کھنڈرات میں ان موذیات کے جہاد سے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی سے راحت حاصل کرو۔ لیکن اس مخلوقات میں سے کم لوگوں نے دعوت قبول کی۔ اور اپنے رب عزوجل کا دربار ترک کر دیا۔ تو کیا ان لوگوں کے ہاں کوئی عقل ہے؟ میں نے کہا: ہرگز نہیں۔ تو فرمانے لگے کہ یہ ابناء دنیا کا حکم ہے جو کہ یہاں رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا شان ہے۔

پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طبیعت اور حب ریاست کے محکوم سے جھگڑا نہ کرنا

جس پر طبیعت اور سرداری کی محبت فرماں روا ہو میں اس سے جھگڑا نہیں کرتا۔ کیونکہ ایسے شخص سے جھگڑنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ ضرر کے زیادہ قریب ہے۔ اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابلیس کو جنت سے صرف اس کے جھگڑے نے نکالا اور اس امر نے کہ اس نے اسے تسلیم نہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فضیلت بخشی۔ اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی جھگڑنے والا تم سے ناحق جھگڑا کرے تو خاموش رہ کر اس پر خیرات کرو۔ پس بیشک اس سے اس کے نفس کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ کیونکہ علوم مستعارہ کا محل نفس ہے جبکہ علوم الٰہیہ کا محل قلب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرو اور جھگڑنے والے کو معذور سمجھو۔ پس بیشک وہ اپنے نفس کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر تم سے جھگڑنا ترک کرے تو یہ اس کا گناہ میں گرنا ہے۔ اور اگر اس کا جھگڑنا باطل کے ساتھ ہو تو اس کی بار بار عادت بناؤ۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے لئے رجوع کر لے۔ اور اس سے جبراً طلب نہ کرو کہ وہ تمہارے لئے رجوع کرے بغیر اس کے کہ ظاہر ہو کہ حق تمہارے ساتھ ہے۔ پس بیشک یہ نہیں ہوتا خصوصاً اکثر جھگڑنے والے ایسے ہوتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ عالم ہیں جس سے جھگڑ رہے ہیں۔ پس وہ اسے نگاہ حقارت سے ہی دیکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں امام شعرانی کی آپ بیتی

اور حنفیہ میں سے ایک شخص میرے پاس اس امر کا طالب ہو کر آیا کہ میری شاگردی اختیار کرے اور میں اسے تلقین ذکر کروں۔ میں نے دیکھا کہ اس کا تانا بانا نفس اور بڑائی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی بات نہ مانی۔ اس نے مجھے قسم دلائی لیکن میں نے انکار کر دیا اور وہ شخص شاگرد کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ وہ خود کو مجھ سے زیادہ علم والا سمجھتا ہے۔ پس اس نے مجھے چھوڑ دیا اور اس نے معاصر علماء عاملین میں سے بعض سے استفادہ شروع کیا۔ آخرش اسے چھوڑ کر چلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو ایک عام سا آدمی ہے۔ پس اس کے بارے میں میرا گمان درست ثابت ہوا۔ اور میں نے معلوم کر لیا کہ وہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرنے والا تھا جو اس نے اس شیخ سے کیا۔ پس چاہئے کہ فقیہ کے ساتھ جھگڑنے والا فقیر پر عذر کر رہے۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد کے علم کے موضوع فی النفس ہونے کی علامت یہ ہے علماء سے تکبر۔ کثرت مجادلہ اور اپنے معاصرین پر اس کی برتری دکھانے تک لے جائے۔ اور اس کے موضوع فی القلب یا فی الروح ہونے

کی علامت یہ ہے کہ اسے انکساری۔ کثرۃ تواضع اور قلت جدال عطا کرے۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ شاگردوں کو حرفت وصناعت میں مشغولیت کی ترغیب

جو شاگرد بھی میرے پاس آئے میں اسے پیشوں اور صنعتوں میں مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہوں۔ اور اگر میرے پاس آنے سے پہلے وہ پیشہ اختیار کئے ہوئے ہوں تو انہیں اس پر قائم رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اور اس دور کے متصوفین میں سے کم لوگ ہیں جو اس خلق پر متنبہ ہوں۔ بلکہ جو ان کے پاس آتا ہے اسے پیشہ کی مشغولیت ترک کرنے اور ان کے احزاب واوراد میں مشغولیت اختیار کرنے کو آراستہ کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ان کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔ یا تو شیخ انہیں صدقات اور مال کی میل کچیل سے کھلانے لگتا ہے۔ پس ان کے بواطن کو برباد کر دیتا ہے۔ یا وہ لوگوں سے مانگنے لگتے ہیں۔ اور ان کا بعض مرید کو حکم دیتا ہے کہ اپنی دکان خالی کر دے اور دنیا سے منہ پھیر لے۔ پس وہ اسے خرچ کر دیتا ہے۔ پھر خلوت کے بدلے دکان طلب کرتا ہے تو ملتی نہیں۔ پس اس کے بعد کہ لوگوں کو کھلاتا تھا لوگ اسے کھلانے لگتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہ سائلوں کو عطا کرتا تھا خود لوگوں سے مانگنے لگتا ہے۔

سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

ہمارے احباب میں سے ایک کو یہ واقعہ پیش آیا کہ اس نے دکان خالی کردی۔ خرید وفروخت ترک کر دی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگا۔ اور ظالموں اور اہل کاروں وغیرہم کے ہدیے کھانے لگا تو اسے سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بھائی! نصیحت ایمان سے ہے۔ تو شیخ پیدا نہیں کیا گیا۔ پس اپنی دکان کی طرف رجوع کر اور پیشہ کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جا۔ اس نے سنی ان سنی کر دی۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی ماہ کے بعد اس فقیر کا حال منکشف فرمایا۔ اور مشیخت کے بعد پیشہ ورانہ معمولات کے لئے اس کا نفس مائل ہونے والا نہ رہا۔ پس وہ اس شخص کی طرح ہو گیا جسے مشیخۃ الاسلام کا منصب دیا گیا پھر معزول کر دیا گیا۔ پس نائب ہو کر کام کرنے کا روادار نہ رہا۔ لواہ ہو کر۔

بے پیشہ فقیر الو کی طرح ہے

اور سیّدی شیخ ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس فقیر کا حکم جس کا کوئی پیشہ نہیں اس الو کی طرح ہے جو کہ کھنڈرات میں رہتا ہے۔ جس میں کسی کے لئے نفع نہیں۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار رسالت فرمایا تو اپنے اصحاب میں سے کسی کو پیشہ ترک کرنے کا حکم نہ دیا جو کہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ بلکہ آپ نے انہیں ان کے پیشوں پر برقرار رکھا اور ان میں انہیں خیر خواہی کا حکم دیا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کامل وہ ہے جو کہ لوگوں کو اس حالت میں سلوک کرائے جبکہ وہ اپنے پیشوں میں مصروف ہوں۔ کیونکہ یہاں سبب مشروع نہیں مگر وہ بندے کو اللہ عزوجل کی بارگاہ سے قریب کرنے والا ہے۔ لوگوں کو حضرت الٰہیہ سے اس امر میں ان کی نیت کا درست نہ ہونا دور کرتا ہے۔ علم وعمل اور تمام مشروع پیشے برابر ہیں۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین فرماتے ہیں کہ بے کاری اور اسباب معطل کرنے سے وہی لذت حاصل کرتا ہے جس کا حال فاسد ہو۔ اور جوانمردی قلیل ہو۔ پس اس نے سکون وراحت کو ترجیح دی اور اس عادت کے لئے آراستہ ہو بیٹھا۔ اور عورتوں کی طرح انتظار کی کہ لوگ اس پر خرچ کریں۔ اور اگر اس کے ہاں کچھ جوانمردی ہوتی تو سبب اور مشقت کی تلخی کو لوگوں کے صدقات سے کھانے پینے۔ اور پہننے

سے لذت حاصل کرنے پر مقدم رکھتا۔ نیز فرماتے ہیں: کسی چیز کے ساتھ تمہارا غنی ہونے کو طلب کرنا طریقت میں تمہارے دعوائے کمال سے کہیں اچھا ہے جبکہ تم لوگوں کی طرف محتاج بنتے ہو۔ پس بیشک لوگوں کی طرف احتیاج دعوائے کمال کے منافی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس قوت یقین کی وجہ سے جو تمہارے پاس ہے اسباب ترک نہ کرو۔ پس یہ ہمیشہ نہیں رہتی۔ اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ تمہیں یقین کی وجہ سے عقوبت میں مبتلا فرماتا ہے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس قوم کی تعریف فرمائی ہے جو اسباب میں قائم رہے۔ اور ان کے اسباب انہیں اللہ عز وجل کے ذکر سے غافل نہ کر سکے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة (النور آیت ۳۷) وہ مرد جنہیں تجارت اور نہ ہی خرید وفروخت یاد الٰہی سے۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی)

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ اکثر مشائخ زمانہ کے ہاتھوں میں کوئی پیشہ نہیں تو ان کا کمال کیونکر ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ جب یہ حضرات اللہ تعالیٰ میں کلی طور پر مشغول ہوئے تو اس نے انہیں وہاں سے رزق عطا فرمایا کہ انہیں گمان تک نہیں جس کی وجہ سے دنیا میں ان پر کوئی احسان نہ آخرت میں ان پر کوئی حساب۔ پس اے بیکار! تیری ان تک کیا رسائی؟ ہمارا کلام تو مریدین کے ساتھ ہے نہ کہ عارفین کے ساتھ۔ پس اسے سمجھ لے اور اس پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے اسلام یا ایمان یا احسان میں کمال کا عدم شہود

مجھے اپنے اسلام یا ایمان یا احسان میں کمال کا شہود نہیں۔ پس بیشک مسلم کامل کی شرط یہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے بچے رہیں۔ اور مومن کامل کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس سزا کی خبر دی یا رحمت کا جو اسے وعدہ دیا اس میں غائب اور حاضر اس کے نزدیک برابر ہو۔ اور محسن کی شرط یہ ہے کہ کسی وقت کی تخصیص کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دائماً یوں عبادت کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور میرے جیسے کے لئے یہ کہاں کہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ اور میں نے ایک دفعہ ایک فقیر سے پوچھا کہ اس دور میں تو نے فلاں شیخ سے فیض کیوں حاصل نہیں کیا۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا کیا وجہ؟ کہنے لگا: چونکہ مسلمان کی شرط یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور اس کی زبان اور ہاتھ سے تو اس کے شیخ کی اولاد محفوظ نہیں کسی اور کا کیا کہنا۔ اور جب اس نے پہلے مرتبے میں کمال حاصل نہیں کیا تو حضرت الٰہیہ میں داخل ہونے کا دعویٰ کیسے کرتا ہے۔

دین شرعی تین امور میں

اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: دین شرعی تین امور ہیں۔ اسلام۔ ایمان اور احسان۔ پس اسلام عمل ہے۔ ایمان، علم وعمل اور احسان ہے۔ جبکہ احسان علم وعمل اور تسلیم ہے۔ پس حکمت الٰہیہ کی حیثیت سے اس کے پاس حق تعالیٰ کے مقدورات میں سے کسی چیز پر اپنے قلب کے ساتھ اعتراض کی بھنک تک نہیں ہوتی۔ پس چاہیئے کہ جو ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک کا مدعی ہے وہ اپنے نفس کی تفتیش کرے۔ اور جب اسے کوئی نقص کی طرف منسوب کرے تو بدمزہ نہ ہو جبکہ اس نے مقام سے وفا نہیں کی ہے۔ اور بعض فقراء نے خواب دیکھا تو اسے سیدی علی الخواص کے سامنے بیان کیا۔ اور کہا: یا سیدی! مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا دین ناقص ہو۔ تو شیخ نے اسے فرمایا: اپنے اوپر تخفیف کر۔ اے بھائی! آج دین میں کامل کون ہے؟ اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ! اگر کوئی شخص

قسم اٹھائے کہ حسن کے اعمال اس شخص کے اعمال ہیں جو کہ یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو نے سچ کہا۔ اپنی قسم کا کفارہ مت دے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کسی غیر حاصل مقام تک رسائی کا دعویٰ نہ کرنا

جس مقام تک میری رسائی نہیں اس کا دعویٰ کرنے سے محفوظ ہوں۔ جیسا کہ مقدمہ کتاب میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔ اور اس خلق سے کوئی کم ہی محفوظ ہے۔ کیونکہ نفس کی شان ہے ریاست اور علو مرتبہ کی محبت۔ اور اکثر وہ ایسے مقامات کا دعویٰ کرتا ہے جہاں تک اس کی رسائی نہیں۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسے مقام کا دعویٰ کرنے میں جلدی کرنے سے پرہیز کرو جہاں تک تمہاری رسائی نہیں ہوئی۔ پس تم جھوٹ۔ ریاء۔ نفاق اور اس کے بعد اس مقام سے محرومی میں گر جاؤ گے۔ فرماتے ہیں: پودے پر غور کرو جب اس سے تصرف کی روح اور حرکت حیوانیہ معدوم ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے مرتبے سے علیحدگی طلب کرتے ہوئے جب اپنے تنے پر کھڑا ہو کر حیوان سے مشابہت طلب کرتا ہے تو اسے کس طرح کاٹتے۔ مویشیوں کے پاؤں تلے روندنے کی سزا دی جاتی ہے یہاں تک کہ قدموں کے نیچے مٹی کی طرح ہو جاتا ہے۔ پس اس کا چڑھنا اس کے اترنے کے برابر نہیں ہوتا۔ پس اسی طرح اہل دعاوی و غرور پر قدرت کا کوڑا ہوتا ہے۔ اھ

اور کبھی پودوں کی حالت پر جامع مانع ہونے کے طور پر اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم نے اسے اس استاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت کا اعتبار کرتے ہوئے لکھ دیا ہے۔ اور یہ احتمال ہے کہ اس کے ہاں اعتراض کے جواب کی صورت ہو۔ پس اے بھائی! قیامت کے دن پر اپنا ایمان درست کرنے پر عمل کر۔ اور جس میں لوگ گرتے ہیں حتیٰ کہ تو دعویٰ نہ کرے مگر وہی جس کا تجھے علم ہے کہ قیامت کے دن تیرے لئے ہوگا۔ ورنہ تو لازماً اس دنیا میں مرتبے کی طلب میں مقامات عالیہ کا دعویٰ کرے گا اور تیرے لئے آخرت کے درجات میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ پس اے بھائی! جھوٹے دعوؤں سے پرہیز کر۔

ایک فقیر کا واقعہ

اس دور کے فقراء میں سے ایک شخص میرے پاس آیا جو کہ مجھ سے طلب کرتا تھا کہ اس کی تربیت کروں۔ میں نے فراست سے اس میں نفسانیت معلوم کی۔ چنانچہ وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ فقراء کا روپ اختیار کیا اور صوف پہن لی۔ اور کہنے لگا کہ آج فقراء کے حلقوں میں ہمارے حلقے سے وسیع کوئی نہیں۔ اور ان عوام سے کہتا جو اس کے پاس جمع ہوتے کہ اگر تم میرے ہاں جمع ہوتے ہو تو میرے علاوہ کسی کے پاس نہیں جاؤ گے۔ پس اسے چند دن ہی گزرے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے ایسے افعال میں مبتلا کر دیا جو کہ اس کے دعوے کی تکذیب کرتے تھے۔ پس اس کے شاگرد اس سے متنفر ہو کر چلے گئے۔ کوئی معتقد نہ رہا۔ پس کتنی جلدی اس نے طریق طلب کیا اور کتنی سرعت سے ایسا شیخ بن بیٹھا کہ خود کو تمام فقراء مصر سے کامل تر سمجھنے لگا۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کی عاقبت خیر کی طرف لوٹائے۔ آمین۔

اور ہمارے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ جس نے وقت سے پہلے سرداری طلب کی وہ اس سے فرار اختیار کر لیتی ہے۔ انتہی۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اولاد اور مریدین کی تربیت سپرد خدا

میں نے اپنی اولاد اور مریدین کی تربیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کی ہے۔اور ان کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے اعمال کتاب وسنت کے ساتھ وزن کرتا ہوں۔اگر اچھے ہوں تو ان سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔اور اگر برے ہوں تو انہیں استغفار کا حکم دیتا ہوں۔اور ان میں اقدار الہیہ قائم نہیں کرتا کہ طلب کروں کہ جو ان سے چاہوں اس میں میری موافقت کریں۔کیونکہ یہ ایسی مشقت ہے جس میں کوئی فائدہ نہیں۔اور ایک قوم نے اس امر کی مخالفت کی پس انہوں نے اپنی اولاد اور احباب کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ کیا جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا۔پس انجام کار انہیں ندامت ہوئی۔ان کی اولاد اور مریدین نے ان سے راہ فرار اختیار کی۔کیونکہ جس پابندی کی شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے پر تصریح نہیں فرمائی اس پابندی کا حکم تکلیف مالایطاق ہے۔

ناروا پابندی کا نتیجہ

اور میں نے اہل علم میں سے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی اولاد پر کلام لغو ترک کرنے۔لوگوں کی ہم نشینی ترک کرنے۔اور کسی وقت بھی سیر و تفریح نہ کرنے کی سخت پابندی لگا دی۔حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بیت الخلاء کی طرف جاتا تو یہ اس کے پیچھے جاتا۔جب لڑکا رفع حاجت کے لئے بیٹھے دیر لگاتا تو اسے کہتا کہ تو نے مختصر وقت لگایا ہوتا اور بیت الخلاء میں بیٹھنے کی بجائے علم کے دو مسئلے یاد کر لیتا۔اور ان پر اسی طرح پابندی لگائے رہا یہاں تک کہ کھانے اور پہننے میں بھی۔حتیٰ کہ ان کے بعض نے اس کا مال چرا لیا۔اور اسے زہر کھلانے کا عزم کر لیا۔اور بعض نے اپنے والد کو زہر دے دیا حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے سرے گر گئے۔اور اس کے لئے تاریکی میں خنجر لے کر بیٹھ گیا تا کہ اسے قتل کر دے۔اگر لونڈی نے لڑکے کو اس سے پرہیز کرنے کی تاکید اور والد کو اس کی خبر نہ دی ہوتی تو وہ اپنے والد کو قتل کر دیتا۔تا کہ خود کو پابندیوں کی مشقت سے چھڑائے۔جس طرح کہ بعض نے خود کو اس وقت پھندے سے لٹکا لیا جب اسے کسی سزا کی دھمکی دی گئی۔پس اگر یہ والد اپنے بیٹے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ شرعی یا عقلی حکمت عملی کے ساتھ معاملہ کرتا تو مذکورہ صورتوں میں سے کچھ بھی رونما نہ ہوتا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے امور کی اصلاح مویشیوں کی اصلاح سے زیادہ شدید ہے۔اور فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد۔بیوی اور خادم پر بقدر کفایت خرچ کر اور ان پر سخت پابندیاں نہ بٹھا۔پس وہ تجھ سے متنفر ہو جائیں گے۔اور اس سے پرہیز کر کہ تو انہیں کفایت سے زیادہ عطا کرے۔پس انہیں تیری ضرورت نہیں رہے گی اور تیرے قبضے سے نکل جائیں گے۔کیونکہ تیرے لئے ان کی طاعت تیری طرف ان کی حاجت کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔انتہی۔

اولاد کی تربیت کے متعلق سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنی اولاد کی تربیت اچھی کرو۔انہیں دنیا اور اس کی آرائش سے جہاں تک ہو سکے متنفر کرو۔اور ان کے ہاتھوں میں پیسے نہ دو تا کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کریں۔اور یوں ان کا حال پراگندہ نہ

کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا توتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللّٰہ لکم قیاما وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا (النساء آیت ۵) اور نادانوں کو اپنے مال نہ دو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے اور انہیں اس مال سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے بھلائی کی بات کہو) پس ادب یہ ہے کہ اولاد پر خرچ کرنے کا معاملہ والد اپنے ہاتھ میں رکھے اور عمر کی پختگی تک پہنچنے سے پہلے پیسے ان کے ہاتھوں میں نہ دے۔ کیونکہ دنیا شیریں ہے۔ پس وہ دنیا کی حلاوت پر جوان ہوگا حتیٰ کہ اس سے ایک پیسہ بھی اپنے والد پر خرچ کرنے سے بخل کرے گا۔ انتہی۔

نیز فرماتے ہیں کہ اس سے پرہیز کرو کہ اپنی اولاد کو نرم کلامی اور عاجزی سے راضی کرو جب وہ ناراض ہو جائیں۔ کیونکہ یہ انداز ان کا حال دگرگوں کر دے گا۔ اور مستقبل میں ان کے لئے تمہاری مخالفت آسان ہوگی۔ انہیں ان کی غلطیاں یاد کراؤ۔ اور ان کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی سزا بیان کرو۔ اور انہیں قبیح الفاظ کے ساتھ برا بھلا کہنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس سے انہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسی ہی گفتگو کرنے کی جرأت ہوگی۔ ان کی کثرت سے پٹائی نہ کرو۔ انہیں مثلاً گھر میں اور مکتب میں بند کر کے تشدد نہ کرو اور کثرت سے پڑھائی کے ساتھ کیونکہ یہ سلوک ان کے نفسوں کو اسباب سے بے حس کر دے گا اور ان میں بزدلی۔ بخل اور طاعات سے کاہلی پیدا ہوگی۔ اور وقتاً فوقتاً ان کا علاج کرو اور ان کے لئے دعا اور نیت صالحہ استعمال کرو۔ اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ان کی طرف سے انکار سے تمہیں کفایت فرمائے گا۔ انتہی۔ اور کہا گیا ہے کہ جب تیرا بیٹا بڑا ہو جائے تو اس سے بھائی کا سا معاملہ کر۔

اور میں نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے امتحان کئے بغیر اپنا سارا مال اپنے لڑکے کو دے دیا۔ پس اس نے کہا: اے والد محترم! مجھے اپنے بھائیوں سے خطرہ ہے کہ اس مال کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کریں۔ اور مجھ سے وہ خرچ طلب کریں جو میں آپ پر اور آپ کے عیال پر خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد ہے کہ آپ میرے اور اپنے درمیان حساب بے باک لکھ دیں حتیٰ کہ بھائیوں میں سے کسی کو میرے ساتھ جھگڑنا درست نہ ہو۔ پس والد نے اس کے لئے ایسا ہی لکھ دیا۔ اس نے سارے مال کا اپنے لئے دعویٰ کر دیا اور اپنے والد کو اس سے ایک درہم تک نہ دیا۔ اور ایسا ہی واقعہ سیّد محمد البرماوی کو اپنے ایک بیٹے کے ساتھ۔ اور بعض علماء کو اپنے بیٹے کے ساتھ اور بعض مشائخ صوفیہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ پیش آیا۔ پس اے بھائی! ایسے کام سے پرہیز کر۔

بلکہ میں اس سے بھی زیادہ غم انگیز واقعہ دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ایک لڑکے نے اپنے والد کے خلاف حاکم کے دفتر میں قاضی عسکر کی کچہری میں اور پاشا کے پاس دعویٰ دائر کر دیا اور کہا کہ میرا باپ کھوٹ کا کاروبار کرتا ہے۔ اگر اس کے باپ پر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم نہ ہوتا تو حکام اسے قتل کر دیتے۔ اور بعض کو میں نے دیکھا جس نے اپنے والد پر سخت پابندی لگائی۔ ایک دفعہ وہ حاکم کے دفتر کے سامنے تھا کہ بیٹے نے اپنے باپ کی گردن کا طوق پکڑا اور کہنے لگا: اے مسلمانو! اس بوڑھے نے میرے ساتھ شر کا ارادہ کیا اور یہ مجھ سے بے حیائی طلب کرتا ہے۔ پس ان کے بازار والوں میں سے ایک گروہ نے آ کر بتایا کہ یہ تو اس کا باپ ہے جبکہ اسے شدت کے ساتھ زدوکوب کیا گیا اور اس سے زرِ کثیر بطور تاوان وصول کیا گیا۔ یہ واقعہ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پس اے بھائی! اپنے زمانے کو پہچان۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-شاگرد میں کمال اور اپنے میں نقص کا شہود

مجھے اپنے شاگرد میں کمال کا اور خود اپنے متعلق نقص کا شہود ہے۔اسی لئے میں کسی اور غرض شرعی کے بغیر لوگوں سے تنہائی ناپسند کرتا تھا۔اس طرح کہ مجھے ڈر ہو کہ انہیں مجھ سے ایسی شے حاصل ہو جس کی وجہ سے انہیں ضرر پہنچے۔کیونکہ دو صورتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا میں معلم ہوں یا معلم۔اور دونوں صورتوں میں سے کسی صورت والے کے لئے خلوت نہیں چاہئے تاکہ اس سے دارین کی مصلحتیں فوت نہ ہو جائیں۔اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس زمانے میں اس شہود کی وجہ سے تنہائی اور خلوت طلب کرے کہ یہاں ایسا کوئی ہے ہی نہیں جو اس کی ہم نشینی کے لائق ہو تو اس نے اپنے آپ کو فقر دارین کے لئے پیش کر دیا۔علاوہ ازیں برے قصد اور ان لوگوں کے متعلق بدگمانی میں مبتلا ہوا جن سے اس نے علیحدگی اختیار کی۔

خلوت کی طلب کب اور کس لئے؟

خلوت تو فترات کے دنوں میں مطلوب تھی جب شرائع مفقود ہوں۔پس اس دور کا صاحب حکمت اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں سے صاف کرنے کی طلب میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا تاکہ اسے ادنیٰ سی روشنی حاصل ہو جس پر وہ چلے اور اسے قانون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔البتہ شرائع کے ہوتے ہوئے جیسا کہ ہمارے اس دور میں ہے خلوت کا کوئی فائدہ نہیں مگر ایسے مقصد کے لئے جو کہ شرعاً مطلوب ہو۔رہا وہ شخص جو کہ خلوت اس لئے اختیار کرتا ہے تاکہ نتیجتاً اس سے وہ امر حاصل ہو جس کی وجہ سے اسے ایسا راستہ ملے جس سے ہدایت منزل پائی جائے اس کے خلاف جسے علماء عاملین نے کتاب وسنت سے سمجھا تو اس کی مشقت کس قدر طویل اور خلوت کس قدر نامراد ہے۔اگر وہ ہزار سال تک خلوت گزیں رہے وہ ہمارے لئے اس کی مثل ایک حدیث نہیں لاسکتا جو کہ بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے۔پس وہ بندہ کس قدر جاہل ہے جو کہ چمکتے سورج کی روشنی میں چراغ کے نور سے روشنی حاصل کرتا ہے۔پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بارگاہ کا قرب بخشنے والی کوئی چیز نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اسے اپنی کتاب میں ذکر فرما دیا اور اسے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر واضح فرما دیا۔انتہی۔

مذکورہ بالا ارشاد کی وضاحت

(امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ جو کچھ شیخ ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے یہ صرف اور صرف مشائخ کے حق میں جائز ہے۔رہے مریدین تو مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ ان کے حق میں گوشہ نشینی اور خلوت واجب ہے۔اور اس سے مشائخ کا قصد یہ ہرگز نہیں کہ جب ان کے بواطن مصفی ہوں تو شرع جدید لائیں۔ان کی مراد تو صرف یہ ہے کہ مشروعات خشوع و حضوری کے حوالے سے وصف کمال کے ساتھ ادا کریں۔یہ ہے وہ جو میرے لئے ظاہر ہوا۔انتہی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو اور تیری راہنمائی فرمائے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اللہ تعالیٰ کی بجائے احوال کی طرف مائل نہ ہونا

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بجائے اپنے احوال میں سے کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔پس میں کسی علم سے اور خلق میں سے کسی سے

محبت نہیں کرتا مگر اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن پر سب سے زیادہ خطرہ اس امر کا ہے کہ اس کا نفس اپنے اعمال صالحہ کی طرف ان میں اخلاص کے اعتقاد کے حوالے سے مائل ہو۔ گرچہ کشفاً اور ذوقاً ہو۔

احوال۔ کرامات۔ علوم اور معارف کے متعلق وضاحت

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں جو احوال، کرامات، علوم اور معارف عطا کئے جائیں ان پر خوش نہ ہونا حتیٰ کہ تمہارے لئے اس سے پردہ کھل جائے کہ یہ امور کس طور سے ہیں۔ کیا یہ تمہارے استحقاق کے طریقے سے ہیں یا صرف وعدہ اور حسن ظن کے طریقے سے ہیں۔ پس بیشک وہ عطیات جو بطریق وعدہ ہیں ان کی وجہ سے کسی عقل مند کو خوش نہیں ہونا چاہئے مگر جب کہ قطعی ہوں۔ جبکہ تمہارے پاس جو کچھ ہے صرف بطریق وعدہ اور حسن ظن ہی ہے اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے بعض جمادات کی مدح فرمائی ہے اور بعض لوگوں کی مذمت۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ امت میں سے کسی کو اس کے امر کے انجام کے متعلق جزم عطا نہیں فرمایا۔ پس بیشک یہ نص صریح کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ کہاں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان من الحجارة لما یتفجر منه الانهار وان منها لما یشقق فیخرج منه الماء وان منها لما یهبط من خشیة الله وما الله بغافل عما تعملون (البقرہ آیت ۷۴) کئی پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں بہتی ہیں اور کئی ایسے ہیں جو پھٹتے ہیں تو ان سے پانی بہنے لگتا ہے اور کئی ایسے ہیں جو خوف الٰہی سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں) نیز فرمایا: لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصد عامن خشیة الله (الحشر آیت ۲۱) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے وہ جھک کر پاش پاش ہو جاتا) اور اسی وجہ سے سلف صالح آنسو کی بجائے خون کے آنسو بہاتے۔ اور وہ نہیں سمجھتے تھے کہ انہوں نے حق عبودیت ادا کر دیا۔ والحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اس امر کا شہود کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میرے نفس سے زیادہ مہربان ہے

مجھے اس بات کا شہود ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے نفس پر مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ حتیٰ کہ یہ میرے نزدیک اس قدر پختہ ہے کہ ظاہری نظر سے ہی اس کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مجھے اس میں غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ اور بہت کم لوگوں کے لئے ایسا واقع ہوتا ہے۔ اسی لئے مجھ سے کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہرگز واقع نہیں ہوتی حتیٰ کہ مجھے رجاء کے ساتھ اس کے علاج کی ضرورت محسوس ہو۔ جس طرح کہ اس میں کئی لوگ گرتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر مومن کا خوف اور اس کی رجاء کا وزن کیا جائے تو برابر ہوں۔ اور یہاں بندے کے لئے ایسا پہلو نہیں جہاں تک حق تعالیٰ کے ساتھ اس کا امر یقیناً منتہی ہو۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیں کئی دفعہ فرماتے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی تمہارے لئے محبت کا شہود اور اس کی معیت میں تمہارے کمال اور تمہارے حال کی صفائی کا شہود دھوکہ نہ دے کیونکہ اس میں تمہارا حکم دودھ کا سا ہے جس کا رنگ اور ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور اس کے باوجود مکروہ منظر اور بو والی مہک اسے لاحق ہو جاتی ہے۔ پس پلک جھپکنے میں اللہ تعالیٰ بندے کو انس کے بعد وحشت۔ قرب کے بعد دوری اور حسن ظن کے بعد بدگمانی میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ حتیٰ کہ قریب ہے کہ اس کا جگر پھٹ جائے۔ اور اگر اس نے اپنے نفس کو

ورزش کرائی ہوتی حتیٰ کہ وہ سمجھنے لگتا کہ اللہ تعالیٰ اس پر اس کے والدین اور خود اس سے زیادہ مہربان ہے تو جب اس کی خواہش کے علی الرغم صورت حال واقع ہوتی تو اس کی بدمزگی اور اس کے غلبے میں تخفیف ہوتی۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو درست رکھتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔دین کے عوض کھانے پہننے سے پرہیز

میں کھاتا ہوں نہ پہنتا ہوں مگر وہ کچھ جو اپنے مال سے خریدوں نہ کہ دین کے عوض کسی چیز کو حاصل کر کے۔ اور اگر مجھے بھوک ہو لباس کی ضرورت ہو تو دین کے بدلے کھاتا پہنتا نہیں۔ اور بے لباس ہونے اور بھوکا رہنے پر اپنے صبر کو لوگوں کے مجھ پر صبر سے کہیں اچھا سمجھتا ہوں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور میں نے مشائخ کی اولاد سے ایک فقیر کو دیکھا جس نے خواہشات کے میدان میں اپنے نفس کو بے لگام کر رکھا تھا۔ پس اس نے اپنی خواہش کی چیزیں خریدنے کے لئے اپنے پاس کچھ نہ پایا۔ پس قرض لینے لگا حتیٰ کہ اس کے سر پر بہت سا قرض جمع ہو گیا۔ قرض خواہ اکٹھے ہو گئے اور اسے قید کرنا چاہا۔ تو معتقدین نے قرض خواہوں کے سامنے ہو کر ان سے کہا کہ تم سیّدی شیخ کے صاحبزادوں کو کیونکر گرفتار کرو گے۔ پس آج تک قرض خواہوں کو کچھ بھی وصول نہیں ہوا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

سیّدی علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اپنے آپ کو اپنی کمائی کی تنگی کے ہوتے ہوئے اپنے نفسوں کی خواہشات کی تکمیل سے بچاؤ۔ اور اپنے اہل وعیال کا ان ضروریات پر محاسبہ نہ کرو جن کے بغیر چارہ نہیں۔ پس جس نے ان کا ان کی ضروریات پر محاسبہ کیا اللہ تعالیٰ اس دن کے اس کے اعمال کا محاسبہ فرمائے گا جن میں اس نے خدمت سے کوتاہی ظاہر کی۔ اور جو اپنے اہل وعیال سے درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ عمل میں اس سے درگزر فرمائے گا۔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمٰن۔آیت ۶۰) احسان کا بدلہ احسان ہی ہے) پس اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں اپنی نیت درست کرو۔ پس جس کی نیت درست ہوگی اللہ تعالیٰ کبھی اس کا حال ظاہر نہیں فرمائے گا۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے مراد حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔معاشرت میں اعتدال

میں لوگوں کے ساتھ میل جول میں بے توازن نہیں ہوتا اور ان سے کلی طور پر کشیدہ بھی نہیں ہوتا۔ پس ان کے گھروں کی طرف کثرت سے آمد و رفت نہیں کرتا جبکہ وہ مجھ سے ملاقات ترک کر دیں اور نہ پورے طور پر ان سے منقطع ہوتا ہوں۔ اور ایسا کرنے والے کو ایک دقیق میزان کی ضرورت ہے۔ جس کی بدولت وہ پہچان لے کہ اس سے قرب کے لائق کون ہے اور کون لائق نہیں ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طرف کشادہ روئی برے ساتھیوں کو کھینچتی ہے اور ان سے کشیدہ روئی عداوت کا باعث ہے پس کشیدہ روئی اور کشادہ روئی کے مابین ہو جا۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا اس دور کے اکثر لوگوں کے آداب کم ہو گئے ہیں اور اخلاق پراگندہ۔ پس ایک شخص اس کے درمیان متحیر ہے کہ ان سے صلح رکھے پس ان کی خیانت کرے اور گناہ گار ہو۔ اور ان کی خیر خواہی کرے پس وہ قبول نہ کریں پس سلامتی حاصل نہ ہو۔ اور سالہائے گزشتہ میں اکثر لوگ خیر خواہی سے چیں بجبیں ہوتے تھے تو ان کے متعلق آج تیرا کیا گمان ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر لطف و کرم فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔ اور حضرت والد رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار ہیں (جن کا ترجمہ یہ ہے) لوگ مستور بیماری ہیں جس کی دوا نہیں۔ ان کے بارے میں عقل حیران اور مدہوش ہے۔ اگر تو کشادہ رو ہو تو تجھے مسخرا کہا جاتا ہے یا کشیدہ رو ہو تو کہتے ہیں اسے بیماری ہے۔ اگر تو ان سے میل جول رکھے تو کہتے ہیں اسے طمع ہے اور اگر ان سے پہلو تہی کرے تو کہتے ہیں دل تنگ ہے۔ اگر تو بے توجہی کرے تو اسے نقص قرار دیں اور اگر زہد اختیار کرے تو کہتے ہیں اس کا زہد حیلہ گری ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا ہے۔ الٰہی! میں مکار دوست سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی آنکھ میری حفاظت کرتی ہے جبکہ اس کا قلب مجھ سے عداوت رکھتا ہے۔ اگر بھلائی دیکھے تو اسے صیغہ راز میں رکھتا ہے اور اگر برائی دیکھے تو اسے مشہور کر دیتا ہے۔ پس اے بھائی! اپنا تانا بانا لوگوں کی تکلیف اٹھانا۔ اور اذیت کے ساتھ ان کا مقابلہ نہ کرنا قرار دے۔ اور اپنے نفس کو جب تک تو زندہ رہے اسی کا خوگر بنالے۔ اور یہ مت طلب کر کہ تیرے ساتھ وہی معاملہ کریں جو تو پسند کرتا ہے کیونکہ یہ تیرے لئے صحیح نہیں جبکہ ان کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف ہیں نہ کہ ان کی طرف۔ پس اگر تو انہیں مکلف کرے کہ تیرے ساتھ وہ معاملہ کریں جو صرف تو پسند کرتا ہے تو تو نے انہیں محال کا مکلف قرار دیا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی کسی ایسے کی صحبت میں مبتلا ہو جس کی صحبت کے بغیر چارہ نہیں تو کبھی اس سے صلح رکھو تو کبھی اسے نصیحت کرو۔ کبھی اس کے حق میں دعا کرو اور کبھی اس سے پہلو تہی اختیار کرو۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ سے اس سے خلاصی کی دعا کرو۔ پس لوگ ہمیشہ اسی طرح رہے ہیں۔

اور تو اپنے نفس کے متعلق غور کر تو اپنے نفس کو پائے گا کہ یہ تیرے ساتھ وہ سلوک کرتا ہے جسے تو دنیا و آخرت میں ناپسند کرتا ہے۔ باوجودیکہ تیرا نفس سب قریبوں سے تیرے زیادہ قریب ہے۔ اور کتنی دفعہ تو کسی فعل میں گرتا ہے اور پھر اس پر نادم ہوتا ہے۔ پس عاقل وہ ہے اپنے غیر کو اس امر میں معذور قرار دے جس میں خود اپنے آپ کو معذور سمجھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنا راز چھپانے پر پابندی کرنا

میں اپنا راز چھپانے اور اسے کسی پر ظاہر نہ کرنے پر کثرت سے صبر کرتا ہوں گرچہ میرے دوستوں میں سب سے زیادہ عزیز ہو کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ اور کبھی دوست، بدل کر دشمن بن جاتا ہے پس وہ میرا راز ظاہر کر دیتا ہے اور مجھے شدید اذیت پہنچاتا ہے۔ اور سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ میں اپنے دوست سے پر اعتماد نہیں تو اپنے دشمن سے کیسے اعتماد کروں۔ اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے پختہ رائے والا کون ہے؟ تو فرمایا جو اپنا راز چھپا سکے۔ اذیت پہنچانے والے کا مقابلہ نہ کرے۔ جو اسے محروم کرے اسے محروم نہ رکھے۔ جو اس سے جدائی اختیار کرے اس سے منقطع نہ ہو۔ اپنے رب کے علم کی بجائے اس

کے فضل پر اعتماد کرے۔اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری سے حیاء کرے۔پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے شاگردوں کے امتحان کی کثرت سے پرہیز

میں اپنے شاگردوں کے امتحان کی کثرت سے اس خوف کے پیش نظر پرہیز کرتا ہوں کہ میرے لئے ان کے عیب ظاہر ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو لوگوں کے عیب تلاش کرنے کا مکلف نہیں کیا۔اسے تو مطلع ہونے پر انہیں چھپانے کا حکم دیا ہے۔پھر اسے چاہئے کہ اس کے لئے مثالیں بیان کرے شاید وہ نصیحت قبول کرلے اور اسے کبھی یہ وہم نہ دلائے کہ اسے اس کے عیوب پر اطلاع ہے پس اسے شرمندہ کرے۔اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! جب تجھے بنی اسرائیل میں سے کسی کے عیب پر اطلاع ہو تو مطلع ہونے پر تکلیف محسوس کر۔پس بیشک میں اپنے بندے سے حیا فرماتا ہوں کہ اس کی معصیت کے وقت میں اس کے قلب میں ہوں تاکہ وہ مجھے گواہ نہ کرے پس مجھ سے شرمندہ ہو۔اسی لئے میں نے اپنے اور اس کے درمیان حجاب کھڑا کردیا حتیٰ کہ وہ اس معصیت سے فارغ ہو جائے۔

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ اپنے بھائیوں کا امتحان لینے سے پرہیز کرو۔پس بیشک اللہ تعالیٰ اکثر اپنے بندوں کا امتحان نہیں لیتا مگر اس چیز کے ساتھ جسے پورا کرنا ان پر آسان ہو۔تاکہ ان کے ہاں جو کچھ مخفی ہے اس کے اپنے سامنے اظہار کی وجہ سے انہیں شرمسار نہ کرے۔نیز فرماتے ہیں کہ ہم جیسوں میں سے کوئی اپنے حال کے متعلق غور وفکر کرے تو وہ اپنے آپ کو سراپا عیوب ہی پائے گا کہ ایک دوسرے کے ساتھ منضم ہیں۔پس آدمی کی صورت کی طرح ایک صورت بن گئی ہے باوجودیکہ ابن آدم کا شرف دراصل صرف صورت کی وجہ سے ہے۔رہا اس کا شرف بالصفات تو یہ دوسرا مرتبہ ہے جو کہ بدبخت اور نیک بخت میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔اور کسریٰ سے کہا گیا تو اپنے مصاحبین کا امتحان کیوں نہیں کرتا تو اس نے کہا کہ جب تو ہم سراپا عیب نکلیں گے۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک جہت سے اچھے ہیں تو کئی جہتوں سے برے ہیں۔اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تمہیں امتحان کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے نفسوں کا ان کے جھوٹے دعوؤں میں امتحان کرو۔بیشک تمہارے لئے اس میں اس سے مصروفیت ہے جو کہ اس سے اہم نہیں۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور تیری آزمائش میں تیری تدبیر فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مجھے کھانا یا ہدیہ بھیجنے سے مریدین کو نفرت دلانا۔اور اس کے مفاسد

میں مریدین کو اس سے نفرت دلاتا ہوں کہ اپنے گھروں سے میری طرف میری استدعاء کے بغیر کھانا یا ہدیہ بھیجیں اور میں انہیں جتلاتا ہوں کہ میری طرف کوئی چیز بھیجنے میں جبکہ وہ اس چیز کے لئے میری توجہ طلب کرنے کا ارادہ کریں میں ان کی بات مانوں یا مخالفت کروں بے شمار خرابیاں ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا طعام کھانے کے بعد میرا قلب خرابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔پس اس کے بعد میرے لئے ان کی قضائے حاجات کی خاطر توجہ الی اللہ تعالیٰ درست نہیں رہتی۔کیونکہ کمائی میں ان کا مقام کبھی کھوٹ۔بے اعتدالی یا

ظالموں اوران کے مددگاروں میں سے کسی کے ہاتھوں فروخت کرنے وغیرہ سے خالی نہیں ہوتا۔پس جب ان کا کھانا کھالیتا ہوں تو حجاب سخت ہونے کی وجہ سے میں توجہ الی اللہ میں انہیں جیسا ہو جاتا ہوں۔پس انہوں نے مجھے ضرر پہنچایا اور اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچایا۔

ایک خرابی یہ ہے کہ بسا اوقات ان میں سے کسی کے ارادے کی میری مخالفت کی وجہ سے اس کا دل مجھ سے متنفر ہو جاتا ہے پس اس کے بعد وہ میری نصیحت تسلیم نہیں کرتا۔ایک یہ کہ اگر میں ان میں سے کسی کے کھانے یا لباس کا احسان قبول کروں تو اسے مجھ پر جرأت حاصل ہو جاتی ہے۔پس ازاں بعد اسے نصیحت کروں اور کسی امر کا مشورہ دوں تو میری مخالفت سے نہیں ڈرتا۔پس میرے اور اس کے درمیان صحبت کا فائدہ کم ہو جاتا ہے۔ایک خرابی یہ ہے کہ جو کسی کے پیالے سے کھاتا ہے جبکہ وہ معصوم نہیں تو اس کے لئے عاجزی کرتا ہے اور جب اس نے اس کے لئے عاجزی اختیار کی تو اس کی نصیحت کے لئے مبالغہ نہ کرے اور اس کے دین کو نقصان دینے والے اس کے اعمال سے درگزر رنے کا دروازہ کھول دیا۔پس اے بھائیو! اس سے پرہیز کرو کہ فقیر سے کبیدہ خاطر ہو جاؤ جب وہ تمہارا ہدیہ تم پر لوٹا دے اور تمہارے غیر کا نہ لوٹائے۔کیونکہ یہ صرف تمہاری مصلحت کی خاطر ہوتا ہے۔خصوصاً اگر وہ تمہاری صحبت کے بارے میں سچا ہو۔پس بیشک سچا دراصل کسی کی صحبت اختیار نہیں کرتا مگر اس کی مصلحت کے لئے نہ کہ اپنی مصلحت کے لئے۔نیز فقیر کا مقام یہ ہے کہ وہ اپنے مصاحبین پر حکم لگاتا ہے نہ یہ کہ اس کے مصاحب اس پر حکم لگاتے ہیں۔پس وہ اس کے اشارے اور امر کے تحت ہیں اور وہ ان کے اشارے اور امر کے تحت نہیں۔

اور کئی دفعہ میں اس لباس یا طعام والے کا جبکہ وہ قلیل الاعتقاد ہو کہ ابھی صحبت کی مدت قلیل ہے کا علاج کرتا ہوں۔پس اس کے سامنے اسے الفت دلانے کو اس کا جبہ پہن لیتا ہوں یا اس کا کھانا کھالیتا ہوں۔ازاں بعد وہ جبہ کسی کو دے دیتا ہوں اور قے کر کے وہ کھانا نکال دیتا ہوں۔پس اسے سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-میرے ساتھ ادب میں خلل پر درگزر کرنا

میں اپنے مریدین سے میرے متعلق بے ادبی پر کثرت سے درگزر کرتا ہوں جبکہ اپنے علاوہ دوسروں کے حق میں اس پر درگزر نہیں کرتا بلکہ کئی دفعہ کسی دوسرے کی قلت ادب کی وجہ سے میں کئی کئی دن قطع تعلق کر لیتا ہوں۔پھر اگر کوئی ایسی حرکت سے باز نہیں آتا تو اسے ترک کر دیتا ہوں اور اس کی وجہ سے انہیں عتاب نہیں کرتا۔کیونکہ اس سے عتاب کرنے والے کی حرمت گر جاتی ہے۔اور دل سے اس کی محبت منقطع ہو جاتی ہے۔اور مریدین سے اپنے حق میں اس لئے درگزر کرتا ہوں کیونکہ میں اور وہ ایک ہی مالک کے بندے ایک ہی مرتبے میں ہیں۔جبکہ ہمارے جیسا انسان اپنے اقوال وافعال میں خطا سے خالی نہیں ہوتا۔کیونکہ اس کی یہ اصل ہے۔جبکہ وہ رات دن قضاء وقدر کے تابع ہے پس جس نے ارادہ کیا کہ کوئی اس کے حق واجب میں خلل نہ ڈالے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ اس میں اس کی تخلیق ترک کر دے یا وہ خود اپنے اقوال وافعال میں استقامت مع اللہ تعالیٰ طلب کرے۔پس جب اس کے لئے یہ درست ہو تو اب اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے صالح بھائیوں سے اپنا حق پورا کرنے کا مطالبہ کرے کہ اس وقت یہ ان پر آسان ہوگا۔اور عطاء السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام جب کسی فعل میں آپ کی مخالفت کرتا تو اسے فرماتے: تیرا اپنے مولیٰ کے ساتھ سلوک تیرے مولیٰ کے اپنے رب عزوجل کے ساتھ سلوک کے کس قدر مشابہ ہے۔

پس اسے سمجھ لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنے متعلق اچھے خواب سے دھوکہ نہ کھانا

اپنے متعلق میں نے جو اچھا خواب دیکھا یا میرے لئے دیکھا گیا تو اس سے میں دھوکہ نہیں کھاتا۔ باوجودیکہ اچھے خواب کا سبب کبھی اس کے ایمان کی کمزوری ہوتا ہے جس کے لئے دیکھا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اس کے یقین اور ایمان کی تقویت کے لئے لاتا ہے۔ پس بیشک کامل اپنے حال کا کمال یا نقص اپنے ظاہری اعمال کے شہود سے پہچان لیتا ہے۔ پس اسے اپنے متعلق اچھے یا برے خواب دیکھے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور سلف صالح رات دن عبادت میں اپنے شدید مجاہدہ کے باوجود خوف کے قدم اور نقص کے شہود پر تھے۔ پس کسی خواب کے لئے کبھی مائل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ایسا واقعہ گزرا کہ بعض نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں تیز تیز چل رہے تھے تو آپ نے اسے فرمایا: کیا شیطان کو میرے اور تیرے سوا مذاق کرنے کے لئے کوئی نہیں ملا۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اچھے خواب سے دھوکہ نہ کھاؤ کیونکہ یہ مزاج کی صحت کے ساتھ وقت کا حکم ہے۔ اور اس کا اصل وقوع اسی طرح نفس میں حسن اعتقاد کے ساتھ لقمہ حلال کے مقابلہ میں ہے۔ فرماتے ہیں: اسی لئے اپنے متعلق سب کے سب خواب ہولناک ہوتے ہیں جن سے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ بخلاف مریدین کے خوابوں کے۔ کیونکہ عارفین اپنی کوتاہی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے برے معاملہ کے شہود پر سوتے ہیں۔ جبکہ مریدین اپنے کمال اور حسن معاملہ کے شہود پر سوتے ہیں۔ پس اسی لئے ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے حسب حال خواب دیکھتا ہے۔ اور شک نہیں کہ اچھے خواب کی طرف مائل ہونا بندے کو برے خواب کے برعکس شدت اجتہاد سے روک دیتا ہے۔ پس حق تبارک وتعالیٰ کا عارفین پر توجہ فرمانا مریدین پر توجہ فرمانے سے زیادہ باکمال ہے۔

مسئلہ بالا میں شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حق تعالیٰ نے تمہیں اپنے خزائن جود سے جو علم یا مال عطا فرمایا ہے اس کی طرف مائل ہونے سے بچو۔ بیشک یہ تمہیں حق تعالیٰ پر جرأت دلاتا ہے پس تم سے مزید انعام منقطع کر دیتا ہے۔ کیونکہ مزید تو اس کے لئے ہے جو اپنے نفس کو قاصر اور عاصی دیکھتا ہے۔ اور اگر حق تعالیٰ کے عطایا کی طرف مائل ہونا قابل تحسین ہوتا تو عارفین جرأت کے زیادہ حقدار تھے اس حیثیت سے کہ مریدین کے عطیات ان عطایا کے پاسنگ بھی نہیں جو اس نے عارفین کو عطا فرمائے۔ اور اس کے باوجود وہ خوف کے قدم پر ہیں۔ جب بھی ان کے اعمال زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر خوف زیادہ ہوتا ہے کیونکہ انہیں اپنے اعمال میں نقص کا شہود حاصل ہے۔ پس قریب نہیں ہیں کہ اپنے کسی عمل کا مشاہدہ کریں جو نقص سے بچا ہو۔ تو گویا جب بھی ان کی طاعات زیادہ ہوتی ہیں ان میں خلل کی وجہ سے ان کے معاصی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور معاصی کی کثرت خوف واجب کرتی ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ عام پیشہ وروں کی خوبیوں اور فضیلت کا شہود

مجھے عام پیشہ وروں کی خوبیوں اور مجھ پر ان کی فضیلت کا کشفاً اور یقیناً شہود حاصل ہے۔ ظن وتخمین کے طور پر نہیں۔ خصوصاً اگر اپنے

پیشوں میں خیر خواہی کریں اور اپنے فرائض ادا کریں۔ اور اس قدم پر سیّدی شیخ ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پیشہ ور صاحب ایمان میرے نزدیک مجذوبوں اور خانقاہوں کے مشائخ سے اکمل ہیں جو کہ اپنے دین کے عوض کھاتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کوئی دنیوی پیشہ نہیں جو انہیں لوگوں کے صدقات اور میل کچیل سے پارسا رکھے۔

صاحب پیشہ مومن کے لئے سات اعزاز

اور مجھے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ نے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب پیشہ مومن کو سات امور کے ساتھ عزت بخشی ہے۔ قلیل ہے کہ کسی فقیر کے لئے واقع ہو۔ اول یہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے اور اس سے لوگوں کو کھلاتا ہے ان کے غنی کو فقیر کو۔ ظالم کو اور نیکو کار کو اور عالم کو اور جاہل کو۔ دوسرا لوگوں کے صدقات اور میل کچیل کھانے سے حتیٰ کہ اوقاف سے اس کی حفاظت۔ تیسرا اس کا نفس کی جہالت کا شہود۔ اپنے فعل کی برائی کو یاد رکھنا۔ اپنے قبیح معاصی سے خوف کرنا کسی تاویل میں گرے بغیر جو اس سے ندامت کو ہلکا کرے یا اس کے صغیرہ ہونے کی طرف نظر میں گرے بغیر کہ پانچ نمازیں اسے مٹا دیں گی۔ بلکہ اس کی لغزش ہر وقت مشہور رہتی ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہے ان کا کفارہ ہو سکے۔

چوتھا اس کا اپنے نفس کی حقارت کا دائمی شہود اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب لوگوں سے ادنیٰ ہے اور اگر اسے صدر مجلس میں بٹھا دیں تو قریب ہے کہ شرمندگی سے پگھل جائے اس صورت حال کے برعکس جو کہ گمراہ نفسوں والوں کے لئے رونما ہوتی ہے۔ پانچواں اس کا علماء و صلحاء کی کثرت سے تعظیم کرنا اور ان سے جو کچھ بھی ظاہر ہو اس پر عقلی ترازو قائم نہ کرنا۔ بلکہ قریب نہیں کہ ان کا کوئی عیب دیکھے۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کے ساتھ اس کے اچھے گمان کی بنا پر ہے۔

چھٹا یہ کہ وہ ہمت۔ خشوع۔ ذلت۔ انکساری۔ کثرت زاری کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ اس کی عبادت میں کوئی وسوسہ داخل نہیں ہوتا اور نہ ہی شک جس طرح اس کے غیر کے لئے واقع ہوتا ہے۔

ساتواں اس کا عقلی شبہات۔ ہوائی مفروضات۔ فلسفیانہ اعتقادات اور وہمی دلائل سے محفوظ ہونا۔ بلکہ اس کا ایمان، فطرتی ایمان ہے اور اس کا عمل صرف تعظیم اور تقلید کے طور پر کلام علماء کے مطابق ہوتا ہے۔ اسے کوئی ایسا شبہ وارد نہیں ہوتا جو اس کے قول کو ضعیف قرار کر دے جس کی اس نے تقلید کی۔

پس اے بھائی! جب تو فقیہ بن جائے تو اس سے پرہیز کر کہ اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھے مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- باطن میں مریدین کے لئے عذر قائم کرنا

مریدین کے لئے باطن میں عذر قائم کرتا ہوں جب وہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے ردی اخلاق کا اظہار کریں۔ خصوصاً اگر ان میں سے کسی کے لئے کوئی قدم ہو نہ علم و ادب۔ اور اسی لئے میں ان میں سے کسی کو عتاب کرنے میں جلدی نہیں کرتا جب وہ میرے خلق سے نکل جائے۔ کیونکہ بسا اوقات اس سے ایسا اپنے مخالف کے اس کے ساتھ معاملے کے مقابلے کے طور پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مخالف کا مقابلہ برائی کے بغیر احسان کے ساتھ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ مگر وہ جو جانتا ہے کہ اس کے جھگڑے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اسے دیکھ

رہا ہے۔اور یہ اہل کمال اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حیاء گرچہ سب کا سب اچھا ہے لیکن کبھی ارباب حجاب کسی دوسرے زیادہ قبیح امر کے دفعیہ کے لئے ترک کرنے کے محتاج ہوتے ہیں۔اور یہ اکثر لوگوں پر طبعی حیا کے غلبے کی وجہ سے ہے۔اور اسی لئے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم کو چاہئے کہ اس کے پاس کوئی بے وقوف ہو جو اس کی طرف سے بیوقوفوں کو جواب دے اور عالم کو ایسی صورت حال میں گرنے سے بچانے کے لئے ہے جو کہ اس کے شایاں نہیں۔کیونکہ اس کا صغیرہ کبیرہ ہے۔اور لوگ اس کے فعل کی طرف نگاہ رکھتے ہیں تا کہ اس میں اس کی اقتداء کریں۔لیکن یہاں ایک باریکی ہے جسے سمجھنا چاہئے۔اور وہ یہ ہے کہ بے وقوف کا عالم پر بے وقوفی کا ارتکاب کرنا عالم کی حکمت عملی کی قلت ہے۔اگر اس کی حکمت عملی کامل ہوتی تو اسے کسی کی طرف سے بے وقوفی کا سامنا نہ ہوتا۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ اور افراد زمانہ کی معذوری

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے دور میں اپنے بھائیوں کو انہیں درپیش آنے والی اذیتوں پر صبر نہ کرنے پر معذور قرار دو کیونکہ احوال میں بگاڑ اور اشیاء کے مراسم میں تغیر و تبدل پیدا ہو چکا ہے۔اور اکثر لوگ اعمال کی بجائے اقوال پر اکتفاء کرتے ہیں۔ہر شے آزمائش کا شکار ہے اور لوگوں سے کبھی بھیڑیوں کی۔کبھی لومڑیوں کی۔کبھی کتوں کی۔کبھی سوؤروں کی۔کبھی شیروں کی۔کبھی مویشیوں کی۔کبھی شیاطین کی۔کبھی فاسقوں کی اور کبھی ظالموں کی عادات ظاہر ہوتی ہیں۔پس قریب نہیں کہ آدمی ان سے کامل مومنین یا صالحین کے اخلاق دیکھے مگر بہت کم۔پس مجوبہ کس کی اقتداء کرے جبکہ حکم غالب کے لئے ہے۔اور فرماتے ہیں کہ عقل والوں سے جو انصاف کی نظر سے دیکھے وہ خود اپنے اوپر رات دن مذکورہ بالا حیوانات کے اخلاق پے در پے وارد ہوتے پائے گا۔اور لوگوں کو اسی طرح معذور جان جس طرح تو اپنے آپ کو معذور سمجھتا ہے۔

اور سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: واللہ میں نے اپنے آپ میں مویشیوں اور تمام خطا کاروں کے سب اخلاق کا مشاہدہ دوسروں میں ان کے بعض کے مشاہدہ سے پہلے کیا ہے۔تو اس دور میں جو شخص لوگوں سے استقامت کے طریقوں پر چلنے کی طلب کرتا ہے تو اس نے محال کی آرزو کی ہے جب تک کہ اسے عنائت ربانیہ نہ ڈھانپ لے۔نیز فرماتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے اعمال کو اپنے گزشتہ دن کے اعمال کے ترازو پر تولنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے درست نہیں۔تو یہ کیونکر درست ہوگا جب تمہیں انہیں صحابہ کرام اور تابعین علیہم الرضوان کے ترازو پر تولنے لگو۔آج تو تمہیں اور تمہارے بھائیوں کے لئے توحید اور قلب کا شک اور نفاق سے پاک ہونا ہی کافی ہے اور یہ کہ جہاں تک ہو سکے اچھی نیت سے صورت عبادات کو دین کے شعار کو قائم رکھنے کے لئے بجالاؤ اور کہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔پس اے بھائی اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-نا اہل کو حکمت عطا نہ کرنا

میں نا اہل کو حکمت عطا نہیں کرتا۔اسی لئے میں اسے جو طلب طریق کے لئے آتا ہے کثرت سے لوٹا دیتا ہوں کیونکہ وہ سچا نہیں۔اور میں نے اپنے مریدین سے کئی علوم و اسرار روک لئے ہیں۔ان میں سے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔اور وہ میرے ساتھ ہی قبر میں جائیں گے۔

اور میں اکثر سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنتا کہ جب حق تعالیٰ تم پر کسی علم یا حال کے ساتھ کرم فرمائے تو تم اس کا اس پر کرم کرو جیسے اس کی ہمت میں سچا اور اس کی نشو ونما میں کامل دیکھو۔ کیونکہ یہ تمہاری کھیتی زیادہ کرے گا۔ اور ایسے پر اس کا احسان کرنے سے پرہیز کرو جو کہ اس سے متضاد ہو۔ پس تم اپنا بیج کلر شور زمین میں ڈالو گے پس وہ پھلے پھولے گا نہیں بلکہ تم نے اس میں جو کچھ کاشت کیا اسے جلادے گی۔

مرید کے بنجر زمین ہونے کی علامت

اور فرماتے ہیں کہ مرید کے بنجر زمین ہونے کی علامت یہ ہے کہ شیخ اس میں فراست سے معلوم کرے کہ یہ اپنی صحبت سے اس امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ وہ اصحاب احوال وکشف وغیرہ میں سے ہو جائے گا۔ اور اس کی زمین میں کاشت ناگزیر ہے تو پہلے اسے کانٹوں اور ہر اس شے سے پاک کرے جو کہ قرب الٰہی کے خلاف ہو۔ ازاں بعد اس میں بیج ڈالے۔

مرید کی زمین اچھی ہونے کی علامت

اور فرماتے ہیں کہ مرید کی زمین اچھی ہونے کی علامت یہ ہے کہ ذلیل النفس اور سرافگندہ ہو۔ جو چیز اس کے نفس کو عاجز اور لوگوں کے سامنے سرنگوں کرے اس سے خوش ہو جبکہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ ہو۔ اپنے لئے کوئی مقام طلب کرے نہ حال۔ پس ایسے کے لئے اس کی زمین میں بیج ڈالو۔ پس اس کا راس المال محفوظ ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ مرید صادق کی علامت یہ ہے کہ ہر اس چیز پر جو اسے کشوف ومعارف سے مانع ہو اس خوف کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس مقام یا حال کی وجہ سے اپنے رب عزوجل سے مشغول ہو جائے۔ کیونکہ مقام کی لذت ہوتی ہے جو اسے اعمال اور ہر سانس میں اقبال علی اللہ تعالیٰ سے جس کا وہ مکلف ہے مشغول کردیتی ہے۔

الصادقین مع اللہ تعالیٰ کی علامت اور اس کی وضاحت

اور فرماتے ہیں کہ الصادقین مع اللہ تعالیٰ کی علامت یہ ہے کہ سلب کی وجہ سے تمکین میں زیادہ ہوں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح ہیں جو وہ پسند فرمائے نہ کہ اپنے نفسوں کے ساتھ جیسے وہ پسند کریں۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ عبد صادق کو اللہ تعالیٰ جس قدر نسبتوں سے تنہائی عطا فرماتا ہے اسی قدر وہ مقام عبودیت میں اور حضرت الٰہیہ کے قرب میں پختہ ہوتا ہے۔ اور جس قدر امور کی نسبت اس کی طرف ہوتی ہے اسی قدر وہ حضرت الٰہیہ سے دور ہوتا ہے۔ پس عبد صادق وہ ہے جس کی دارین میں کوئی ملک نہیں۔ وہ تو صرف اپنے مالک کے مال سے کھاتا اور پہنتا ہے۔ اور اس کے گھر میں سکونت پذیر ہے جس طرح کہ غلاموں کا حکم اپنے سرداروں کے ساتھ ہے۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ معلوم ہوا کہ میرا اسے رد کرنا جو طلب طریق کے لئے آیا اور اسے اپنے سوا کسی اور کے پاس بھیجنا۔ طریق سے میری ناواقفیت کی بنا پر نہیں۔ یہ تو اس کے صدق نسبی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ پس اے بھائی! سچا بن اور آ جا تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ عورتوں کے مشورے سے اجتناب

میں عورتوں سے کسی امر کے فعل یا اس کے ترک کے لئے مشورہ نہیں کرتا گرچہ میرے بچوں کی ماں ہو۔ کیونکہ غالب طور پر میاں

بیوی کی ایک دوسرے سے محبت طبعی اور شہوانی ہے۔ اور یہاں عورتوں کے لئے مردوں سے زیادہ مائل کوئی نہیں اور اس کا عکس۔ کیونکہ دونوں میں ہر ایک دوسرے کی حاجت رکھتا ہے۔ شہوتاً۔ حالاً اور طبعاً۔ رہا بیوی کے مشورہ پر عمل نہ کرنا تو یہ اس کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے خصوصاً اگر اس سے محبت کرتی ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ محب سے مشورہ طلب نہیں کیا جاتا کیوں کہ اس پر محبوب کی خواہش کی رعایت ہوتی ہے۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین فرماتے ہیں کہ دنیا کے علائق سے منقطع حضرات میں سے کسی سے امور دنیا میں سے کسی چیز کے متعلق مشورہ مت طلب کرو۔ کیونکہ اسے اس کی کوئی پہچان نہیں اور نہ ہی اس کی محبت میں غرق لوگوں سے مشورہ طلب کیا جائے کیونکہ یہ اس کے قلب پر غالب ہو چکی ہے اور جس کے قلب پر دنیا غلبہ حاصل کر لے اس کے قلب کو تاریک کر دیتی ہے۔ اور جس کا قلب سیاہ ہو گیا اس کی رائے فاسد ہو جاتی ہے اور ان کاملین سے مشورہ طلب کرو جو دنیا و آخرت کی معرفت کے جامع ہیں۔ اور ان کی رائے پر عمل کرو۔ اور مخالفت نہ کرو۔

نیز فرماتے ہیں کہ بخیل اور اپنی رائے پر تکبر کرنے والے سے مشورہ مت طلب کرو۔ اور آپ اس پر عتاب فرماتے جو عورتوں سے مشورہ طلب کرتا اور فرماتے کہ جب اکثر مردوں کی درست رائے باقی نہ رہی تو عورتوں کا کیا حال۔ اور یہ اس لئے کہ مرد کی عقل اس کی ان خواہشات کی محبت کی وجہ سے چلی جاتی ہے جو کہ قلب میں پیوست ہو جاتی ہے اور اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ کیونکہ درست رائے صرف اسی کی ہوتی ہے جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اعمال صالحہ کی محبت سے معمور ہو۔ رہی عورتوں کی عقل تو وہ بالکل ہی چلی جاتی ہے کیونکہ اصل تخلیق سے ہی ان کی جبلت میں ان کی خواہشات پیوست ہیں۔ اللھم۔ مگر یہ کہ مرد اپنی بیوی پر کوئی امر اس کی دلجوئی کے لئے اس کے مشورے پر عمل کئے بغیر پیش کرے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ بچپن سے ہی علم الحروف۔ علم رمل۔ ہندسہ۔ سیمیاء سیکھنے سے نفرت

اپنے بچپن سے ہی مجھے علم الحرف۔ علم رمل۔ ہندسہ۔ سیمیاء وغیرہ علوم فلاسفہ سیکھنے سے نفرت ہے اور اپنے مریدین کو انہیں سیکھنے سے شدت سے منع کرتا ہوں کیونکہ ایسے کام صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو کہ صفات صالحین سے بے بہرہ ہیں۔ پس وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح صالحین کے لئے توجہ الی اللہ تعالیٰ کی بدولت کسی ظالم یا فاجر میں تاثیر رونما ہوتی ہے انہیں بھی موجودات میں تاثیر حاصل ہو۔ علاوہ ازیں ان تمام علوم کی جائے اعتماد محض گمان ہے۔ اور رہی وہ تاثیر جو ان سے منقول ہے وہ تو ان کی ہمتوں کی بدولت ہے اور اس وقت سے ہے جسے انہوں نے حروف کو اس میں وضع کی درستی کے لئے مثلاً شرط قرار دیا ہے۔ اور اگر ان علوم والوں نے ادب مع اللہ تعالیٰ کی مہک حاصل کی ہوتی تو حق تعالیٰ کے دربار کا اس سے احترام کرتے کہ اپنے ابدان اور قلوب کو اپنی اغراض نفسانیہ کی تحصیل میں مشقت میں ڈالیں۔ اور اس میں حروف کو استعمال کرنے سے ان کی تعظیم کرتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں مراتب کلیات عالم کے اسماء قرار دیا ہے۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بت پرست ادب میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں جو کہ اپنی اغراض نفسانیہ مذمومہ کے لئے امور طلب کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے حکایت فرمائی ہے کہ انہوں نے کہا: ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زلفى۔

(الزمر آیت ۳) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر محض اس لئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں)

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ تعویذات میں حروف عجمیہ کی کتابت سے روکتے تھے جو کہ سر پر اٹھائے جاتے ہیں۔اور فرماتے اسی کو استعمال کرو جو کہ اس بارے میں سنت میں وارد ہوا ہے۔ کیونکہ ایسے معمول کی بجائے اسی میں کفایت اور بے نیازی ہے۔علاوہ ازیں اکثر فقراء جو کہ حروف کے لئے ریاضت عمل میں لاتے ہیں وہ معانی حروف سے جاہل شروط ریاضت سے محروم ہیں۔ پس انہیں ریاضت سے سوائے مشقت وتکلیف کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کشف کے ذریعے اپنی وصیتوں میں حروف ہجاء اوران پر نازل ہونے والا علم ذکر کیا ہے اگر تو چاہے تو ادھر رجوع کر۔اور میں نے خود بعض کو دیکھا ہے جسے خدام حروف نے ضرب لگائی پس اس کا نصف بیکار کردیا پس وہ ہمیشہ معطل رہا حتیٰ کہ مرگیا۔اور بعض کا منہ ٹیڑھا کردیا پس ہمیشہ مرتے دم تک از کار رفتہ رہا۔یہ سب کچھ ان کے برے قصد اور بے ادبی کی بناء پر ہے۔اور اگر انہوں نے ان کے معانی کا علم طلب کیا ہوتا اور اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے کہیں بہتر تھا۔اور اکثر ان کے پاس ان کسی اغراض کی مشقت کے بغیر آتیں۔پس اللہ تعالیٰ کے لئے سب حمد ہے جس نے ہمیں ایسی مصروفیات سے اپنی حمایت میں رکھا۔اور وہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مریدین کی تکلفاً کثرت نصیحت سے پہلوتہی

مریدین کی تکلفاً کثرت نصیحت سے اس خوف کے پیش نظر پہلوتہی کرتا ہوں کہ استدراج کی وجہ سے اس سے ترقی کر کے عیوب و نقائص کے مکاشفہ کی حد تک ترقی کر جاؤں جس طرح کہ اس میں کئی ایسے لوگ گر جاتے ہیں جنہوں نے مشائخ کے ہاتھ پر سلوک طریق حاصل نہیں کیا۔ جبکہ اہل طریق اس کشف کو جس کی وجہ سے انسان مخلوقات کی برائیوں پر مطلع ہو کشف شیطانی کا نام دیتے ہیں۔اور کئی دفعہ انسان اپنے بھائیوں کی نصیحت میں مشغول ہو کر اپنی نصیحت بھول جاتا ہے۔پس وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کو نصیحت کرتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کا حکم اس جیسا ہے جو کہ دریا کے کنارے کھڑا ہو کر دریا کی طرف پشت کر کے لوگوں کو دہائی دے رہا ہے کہ اس کنارے کے قریب آنے سے بچو جو کہ گرنے کو ہے۔پس اسی طرح رہتا ہے حتیٰ کہ وہ کنارہ اسے لے گرتا ہے اور یہ اپنے سے غافل ہوتا ہے۔اھ

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصیتوں میں ہے کہ اس سے بچو کہ استدراج کی وجہ سے تم نصیحت کرنے کی حد سے مکاشفہ بالعیوب کی حد تک نکل جاؤ کیونکہ یہ ایمان کے چہرے سے حیاء کا پردہ اٹھ جانے کی علامت ہے۔اور باہم نصیحت لازم کرو دراں حال کہ تم عیب جوئی کے بغیر باہمی مودت ومحبت پر قائم ہو۔اھ

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص اپنے کشف کی وجہ سے بندوں کے ان گناہوں پر مطلع ہو جو وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کرتے ہیں اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اسے حجاب میں رکھے اور جب فقیر کے مریدین کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان کے گناہوں پر مطلع فرمادیتا ہے تو انہیں اس کی وجہ سے بہت ندامت حاصل ہوتی ہے۔اس کی وجہ سے فقیر کو قہر اخلق کا شہود نقص کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔اور بعض آثار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے

حیا فرماتا ہے کہ اسے فرمائے کہ تو نے ایسے ایسے کام کئے تاکہ اسے اپنے دربار میں شرمسار نہ کرے۔ پس وہ کامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔حق تعالیٰ کی عطا فرمودہ امانتیں مستحقین کو لوٹانا

اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جتنی امانتیں رکھی ہیں وہ ان کے مستحقوں تک لوٹاتا ہوں حتیٰ کہ علوم بھی۔ پس یہ علوم گرچہ اپنے پاس مستحقین کی طرف سے بطور عاریت ہی سمجھتا ہوں جبکہ وہ حضرات جو ان کے اہل نہیں رہی حقیقی مستحق ہیں۔ کہ ان علوم کو ان کی طرف منسوب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا۔ (النساء آیت ۵۸) بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے تم امانتیں انہیں کے سپرد کردو جو کہ ان کے اہل ہیں) اور یہ آیت گرچہ کعبۃ کی کنجی کے بارے میں وارد ہوئی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک عبرت لفظ کے عموم کے لئے ہے نہ کہ خاص سبب کے لئے۔ اور اسی کی بنا پر مجھے اگر کوئی علی سبیل الغرض جہالت یا ایک عامی ہونے کی طرف منسوب کرے تو مجھے یہ سننا آسان ہے۔ اور اگر میں نے یہ دعویٰ کیا ہوتا کہ میرے پاس جو علم ہے میرے لئے ہے تو میں لازماً بدمزہ ہوتا جس طرح کہ اس میں اہل دعاوی گر پڑتے ہیں۔

اور ان احسانات کے بیان میں سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ جو چاہے کہ علم میں اپنے مرتبہ کو پہچانے جس کا اہل ہونے کا اسے گمان ہے تو اسے چاہئے کہ ہر قول کو اس کے قائل کی طرف لوٹائے۔ ہر علم کو اس کے عالم کی طرف لوٹائے اور اپنی دنیا و آخرت کی ہر چیز جو اس نے حاصل کی ہے اس کی طرف لوٹائے جس سے اس کا استفادہ کیا ہے۔ اور اس کے بعد اپنے متعلق غور کرے تو جو علم اپنے پاس پائے پس یہ اس کا علم ہے جو کہ آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا اور اس کا دعویٰ اس کے لئے درست ہوگا۔ پس بیشک جنت میں انسان کے ساتھ اس کے علوم سے نہیں ہوگا مگر صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا علم۔ اور اسی میں سے کلام الٰہی ہے۔ اور ہم نے جو یہ کہا کہ جنت میں انسان کے ساتھ صرف علم باللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ یہ اس لئے کہ یہ وہی علم ہے جس پر یہ فطرتاً پیدا ہوا۔ رہا وہ علم جو تقلیداً یا کتابوں سے حاصل کیا گرچہ فہما ہو تو آخرت میں اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا۔ پس اے بھائی! جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس پر اطلاع کے بعد اس سے پرہیز کر کہ تو علم کا دعویٰ کرے کیونکہ اس سے تو تجھے صرف اس کا حامل ہونے کا اجر ہے اور بس۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول و باللہ التوفیق۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا گفتگو علوم وھبیہ کشفیہ کے متعلق ہے جو کہ علوم شرعیہ کے تابع ہیں۔ اور پر ظاہر کہ علوم شرعیہ معلمین سے ہی حاصل کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر طالب علم اس معیار کا نہیں ہو سکتا جو کہ شیخ نے بیان فرمایا ہے۔ علم دین کا حامل ہونا بھی عظیم انعام خداوندی ہے۔ چنانچہ مشہور حدیث پاک ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم رضا بما یطلب۔ ملائکہ طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اس کی اس طلب پر خوش ہو کر۔ اور خطابی نے ملائکہ کے پر جھکانے بچھانے کے معنی میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔ (۱) پر بچھاتے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ ان کے اوپر سے چلے۔ (۲) طالب علم کی تعظیم کے لئے تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔ (۳) پرواز ترک کر کے مجالس علم میں اترتے ہیں۔

طبرانی نے کبیر میں نقل فرمایا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم

خیرا ویعلمه کان له اجر حاج تاما حجته. جو علی الصبح مسجد میں آئے کہ علم خیر حاصل کرے اور پڑھائے اس کے لئے کامل حج کرنے والے کا سا اجر ہے۔ اسی طبرانی کبیر میں ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم. یبعث الله العباد یوم القیامة ثم یمیز العلماء فیقول یامعشر العلماء انی لم اضع علمی فیکم لا عذبکم اذهبوا فقد غفرت لکم. حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کو اٹھائے گا۔ پھر علماء کو جدا کر کے فرمائے گا: اے گروہ علماء! میں نے تم میں اپنا علم اس لئے نہیں رکھا کہ تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو القاء فرمائے کہ تو شام کو فوت ہو جائے گا تو آپ دن بھر کیا کریں گے؟ فرمایا میں اس میں علم طلب کروں گا۔ اکابر فرماتے ہیں کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں۔ پس ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے جس سے اس کے معاصرین روشنی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے مالک نے تین سو دراہم کے عوض خریدا اور مجھے آزاد کر دیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ کون سا پیشہ اختیار کروں؟ پس میں نے ہر پیشے پر علم کو ترجیح دی۔ پس زیادہ وقت نہیں گزرا کہ خلیفہ میری زیارت کے لئے آیا لیکن میں نے اسے اجازت نہ دی۔ یہ سب اکابر ارباب علم ہیں اور حاملین علم۔ یہ چند تصریحات اس لئے نقل کی ہیں کہ قاری کو مذکور الصدر اقتباس پڑھ کر ٹھوکر نہ لگے کہ شاید حامل علم ہونا کوئی خاص مقام نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ علوم دینیہ کے حصول میں نیت صالحہ ضروری ہے۔ صرف منفعت دنیوی کے لئے علم نہ پڑھا جائے بلکہ اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کے لئے ہو۔ اس سے باطن کی تطہیر ہوگی اور یوں درجات روحانیہ میں ارتقاء کا شرف حاصل ہوگا۔ اور پھر وہ مقام شہود بھی آئے گا کہ قلب مومن اسرار الٰہیہ کی کتاب یعنی گنجینہ مواہب قدسیہ ہوگا اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ کستوری کا حامل ہونا بھی انجمن میں عزت بخشتا ہے۔ فالحمد لله رب العالمین۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

انعام خداوندی- جواب سوال میں احتیاط

جو شخص مجھے کوئی مسئلہ پوچھے جبکہ اس کا دل اس پر عمل کے اہتمام سے غافل ہو اور میں اسے اس کے آئینہ قلب کی جلاء کے لئے عمل کی ہدایت کرتا ہوں حتیٰ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ علم کا ادراک اس پر عمل اور اس کے آداب کو اپنانے کے لئے ہے۔ پس کسی عاقل کو نہیں چاہئے کہ ذمہ داریوں کی زیادتی طلب کرے جبکہ وہ غافل ہو۔ اسے اس وقت طلب کرے جبکہ وہ رو رہا ہو۔ اور اسی طرح میں اسے اس کے آئینہ قلب کی جلاء کے لئے عمل کی ہدایت کرتا ہوں جب اسے کسی آیت یا حدیث یا علماء میں سے کسی کے کلام کے سمجھنے میں توقف ہو۔ اور اس خلق پر کوئی قلیل ہی اپنے مریدوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ بلکہ ان میں سے اکثر اپنا علم ہر سائل یا توقف کرنے والے پر صرف کرتا ہے۔ اور اسے اس کی ذمہ داری نہیں کہ اس نے اس پر عمل کیا یا اس پر کوئی فتنہ ہے یا نہیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کی مجلس ہے اس کے شاگرد اس حال میں اٹھتے ہیں کہ اس سے ایک مسئلہ تک حاصل نہیں کیا۔ اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح نہ تھے۔

اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے تم سمجھ نہیں پائے اس سے بے توجہ ہو جاؤ اور اس کا علم اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان باعمل علماء کی طرف لوٹا دو جو رائے کے ساتھ دین اختیار نہیں کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور میرے

بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شاگردوں کو سوال سمجھ نہ آنے کی وجہ سے افسوس کرنے پر ڈانٹتے تھے۔ جب وہ کسی چیز کے فہم میں توقف کرتے۔ اور فرماتے کہ اپنے قلوب کے آئینہ کی جلاء کے مطابق اکل حلال اور اچھے اعمال کو عمل میں لاؤ۔ اگر تم اس کی جلاء پر عمل نہیں کرتے تو تمہیں اس فہم اور علم پر عمل کافی ہے جو عدم فہم پر افسوس کے بغیر تمہارے لئے ثابت ہے۔ پس یہ وہی ہے جسے تمہارے طبقات کے اختلاف کے مطابق حق تعالیٰ نے بطور عبادت تم پر لاگو کیا ہے۔ جس مسلک پر قرآن وحدیث سن کر سلف صالح گامزن تھے اس سے پہلے کہ لوگ ان کے معنوں میں کلام کریں۔ اور جان لو کہ جب تم سوال کے بغیر خود اپنے فہم پر عمل نہیں کر سکتے تو اس کے عدم فہم پر کیونکر افسوس کرتے ہو جس کے متعلق علماء سے سوال کرتے ہو۔ جس کے شاید بعض حصے پر تم عمل کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور حق تعالیٰ نے تمہارے قلوب کو وہ نہیں سنایا اور اس میں ثابت نہیں فرمایا۔

اور بسا اوقات کسی شے کے فہم سے حق تعالیٰ کے تمہیں روکنے کا سبب تم پر تخفیف کرنا ہوتا ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے تمہاری کمزوری کا اسے علم ہے اور تم پر تم میں کسی کوتاہی کو دکھانے کا دروازہ کھولنا ہے تاکہ تم اس کے دربار میں عاجزی کے ساتھ اور جہالت کے شہود کے ساتھ قیام کرو۔ پھر اگر تم میں سے کسی کو اس سوال کے فہم کی حرص ضروری ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے تفویض کے ساتھ یوں دعا کرے۔ یا اللہ! مجھے اس آیت یا حدیث کے معنیٰ کا فہم عطا فرما اگر اس میں میرے لئے کوئی مصلحت ہے۔ تاکہ تم مکر اجابت سے محفوظ رہو۔ کیونکہ دربار حق تعالیٰ اطلاق کا دربار ہے۔ پس بسا اوقات بندہ اس سے وہ کچھ مانگ لیتا ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے جس طرح کہ بلعام بن باعوراء کے لئے رونما ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ ہر مدعی علم کو تسلیم کرنا اور اس کی خدمت کرنا

میرے زمانے والوں میں سے جو بھی علم یا طریق کے دعوئ کے ساتھ ظاہر ہوا میں اس پر یقین کرتا ہوں اور اس کی خدمت کرتا ہوں۔ جن کے مال کا مجھے علم نہیں۔ پس میں باطن میں کسی کھٹک اور شک کے بغیر اس کے دعوے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ خصوصاً اگر وہ اجنبی زبان کے ساتھ گفتگو کرے جو کہ اس سے پہلے کے علماء سے معروف نہیں۔ پس بیشک ہم پر اس کی تعظیم اور احترام نیز اس کی کفش برداری اور انہیں بوسہ دینا لازم ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے ہر دور میں ایک عالم ہے جسے ظاہر فرمائے جو کہ تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں بوسیدہ ہونے والے مسائل شرعیہ کی تجدید کرتا ہے۔

مجدد کی علامات

اور اس کی ایک علامت سرداری کی چاہت اور اپنے بھائیوں سے ممتاز ہونے کی محبت کے بغیر اس کے حواس ادراک کی باریکی بینی ہے۔ اسے تو اس کے بھائی اپنے سے ممتاز قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں قول بالرای سے محفوظ اور اہل اللہ تعالیٰ کے نفوس اسے محبت ومودت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ کبھی صاحب مرتبہ وتصریف ہوتا ہے۔ اسے صرف اہل ہی پہچانتے ہیں۔ پس وہ اسے علم کی تبلیغ کرتا ہے اور فائدہ پہنچاتا ہے جو کہ اس کا مستحق ہو۔ اور خود پردۂ خفا میں رہتا ہے پس اس میں سے ایک حرف بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔ پس ایسے لوگ قلیل ہیں جن پر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو رفعت بخشی ہو وہ اس لئے تصدیق اور خدمت کا خلق اپنائیں کیونکہ ان پر نفس کی کدورتوں کا غلبہ ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی

ہواور تیری ابتلاء میں تیری تدبیر فرمائے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-دینی دنیوی امور میں بھائیوں کونفع رسانی پرحرص

مجھے اپنے احباب کو دینی دنیوی امور میں نفع پہنچانے کی شدت سے حرص ہے۔حتیٰ کہ میں ہر باجماعت نماز میں اور ہر مجلس ذکر میں ان کی گنتی کرتا ہوں۔تاکہ مجھے پتہ چلے کہ ان میں سے کون غیر حاضر رہا۔پس اس پر میں اسے عتاب کرتا ہوں۔اور کئی دفعہ میں نگہبانی کرنے والے کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کی گنتی کرے اور انہیں بیدار کرے جب کہ میں ا[illegible] میں مصروف ہوتا ہوں اور مجھے خوف ہو کہ مثلاً اگر میں ان کی گنتی یا انہیں نیند سے بیدار کرنے میں مصروف ہو گیا تو مجلس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

فجر وعصر کی باجماعت نماز کی تاکید کے لئے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین کو نماز فجر وعصر میں باجماعت حاضری کی تاکید کرتے۔اور بعض اوقات کسی کو اس کی مصلحت کی خاطر اس پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے۔اور فرماتے کہ نماز فجر کی باجماعت حاضری تم پر مشکل اسباب دنیا کو آسان کرتی ہے۔اور نماز عصر میں باجماعت حاضری دنیا سے بے رغبتی اور شہوات نفس کا قلع قمع کرتی ہے اور اعتقاد کو درست کرتی ہے۔علاوہ ازیں اس میں بندوں میں تقسیم رزق کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سلوک ادب بھی ہے۔کیونکہ وہ ان کے محسوس رزق صبح کے بعد اور معنوی رزق عصر کے بعد تقسیم فرماتا ہے۔نیز فرماتے کہ نماز فجر کے بعد ترک کلام لازم کرو گرچہ دل کی بات ہو۔کیونکہ اس سے قناعت حاصل ہوتی ہے اور عادۃً اس سے بندے کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے گرچہ نفس الامر میں اضافہ درست نہیں۔نیز فرماتے ہیں کہ دستر خوان بچھائے جانے کے وقت خاموشی لازم کرو مگر جب کہ وہاں کوئی مہمان ہو۔بیشک کھانا ان افضل عبادات سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پابند کیا ہے۔اور اس سبب میں غور وفکر لازم کرو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کی حاجت عطا فرمائی۔

پس اے بھائیو! اپنے شاگردوں کے حالات کی ہر مجلس قرآن یا علم یا ادب کے وقت خبر گیری کرو۔جس طرح کہ تم ان کی تنخواہیں تقسیم کرنے کے وقت خبر گیری کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی تم سے محبت اور اخلاق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا تخلق چاہتے ہو۔جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا ہے۔لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (التوبۃ آیت ۱۲۸) بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک برگزیدہ رسول تشریف لایا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔تمہاری بھلائی کا بہت خواہش مند ہے۔ایمان والوں پر بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے)

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔قرآن کریم میں نماز کا حکم بڑی تاکید سے آیا ہے اور بار بار آیا ہے۔اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی فرض قطعی ہے۔اس کا منکر کافر ہے۔اس کا عمداً تارک گمراہ ہے۔قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی۔ سب نمازوں کی پابندی کیا کرو۔خصوصاً درمیانی نماز کی۔مذکورہ بالا اقتباس میں شیخ ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ

نماز فجر اور نماز عصر کی باجماعت محافظت کی اس لئے تاکید اور اس کی حکمت بیان کی کہ اکابر اسلام میں درمیانی نماز کے متعلق مشہور دو قول ہیں۔ اکثر کے نزدیک اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ حضرت علی۔ ابن مسعود۔ ابوایوب۔ ابوہریرۃ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی قول ہے۔ ابراہیم نخعی۔ قتادہ۔ اور حسن علیہم الرحمہ اسی کے قائل ہیں جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم الاحزاب ملاء اللّٰہ بیوتھم و قبورھم نارا کما شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی حتّٰی غابت الشمس۔ متفق علیہ۔ اللہ تعالیٰ ان کفار کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا' جبکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں نماز عصر کی تصریح ہے۔ شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطٰی صلوٰۃ العصر. جبکہ ایک جماعت کے مطابق اس سے نماز فجر مراد ہے اور یہ حضرت عمر۔ ابن عمر۔ ابن عباس اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ اسی لئے آپ نے خصوصیت کے ساتھ صلوۃ وسطیٰ یعنی فجر وعصر کی علی اختلاف القولین تاکید فرمائی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

احسان خداوندی۔ اولیاء اور علماء عاملین کی صحبت میں کوتاہی سے پرہیز

میں اولیاء اور علماء عاملین کے قرب کی محبت کے ساتھ ساتھ ان کی صحبت میں کوتاہی سے شدت سے ڈرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ میں ان کے حق واجب کے قیام سے عاجز ہوں۔ کیونکہ یہ حضرات حال اور قال میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراتے ہیں: اولیاء اور علماء سے سوال کرو اور ان سے کثرت سے سوال نہ کرو۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیل وقال اور کثرت سوال کو پسند نہیں کرتا۔

نیز آپ فرماتے ہیں: علماء سے صرف وہی سوال کرو جس کے بغیر چارہ نہیں۔ امور میں ان سے مشورہ لو اور ان کی مخالفت نہ کرو۔ وہ جو کہیں اسے تسلیم کرو اور ان سے جھگڑا نہ کرو۔ اور انہیں وہاں چھوڑ دو جہاں وہ تمہیں چھوڑ دیں۔ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: مجھے چھوڑ دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں۔

اور ایک قوم نے اس کے خلاف کیا پس علماء سے ایسے امور کے متعلق سوال کی کثرت کی جن کے وہ اہل نہیں ہیں کیونکہ وہ عوام میں سے ہیں۔ پھر اسے ان کی وفات کے بعد تحریف کر کے علماء کی طرف نقل کرنے لگے پس گمراہ ہوئے اور گمراہی پھیلائی کہ انہوں نے جو کچھ علماء سے سنا اس میں تحریف کردی۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: علماء سے صرف وہی کچھ سوال کرو جس کے بغیر چارہ نہیں تاکہ تم انہیں توجہ الی اللہ تعالیٰ سے یا اس علم کی تالیف سے مصروف نہ کرو جس کا نفع ساری امت کی طرف لوٹتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ علماء اور اولیاء کے لئے اللہ تعالیٰ کی معیت میں ایسی ساعات ہیں کہ جن وانس کی عبادات ان کے برابر نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے اپنے نفسوں کے ساتھ ایسی ساعات ہیں کہ سب مومن مخلوق کے معاصی ان کا مقابلہ نہیں کرتے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں انہیں مباح خواہشات نفس حاصل کرنے پر سزا دیتا ہے۔ اور حضرت موسیٰ کے حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نہ کر سکنے میں ہر عبرت حاصل کرنے والے کے لئے کفایت ہے۔ اور علماء میں سے بعض نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے صحبت کی طلب کی تو حضرت ابراہیم نے

فرمایا: کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اکابر ہماری خاطر مقام میں نزول نہ فرماتے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کی اس مقام میں اتباع نہ کر سکتا جس میں وہ ہیں۔ اور بعض دفعہ علماء و اولیاء میں سے بعض کے معاصی صرف صورت میں ہوتے ہیں حقیقتاً نہیں۔ جس طرح کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فروگزاشتیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر مواخذہ نہیں فرماتا کیونکہ وہ ان سے حالت سہو و نسیان میں صادر ہوئیں۔ پس کئی دفعہ مرید یا طالب ان سے مشابہت اختیار کرتا ہے پس ایسی حالت میں ان کی پیروی کرتا ہے پس ہلاکت میں پڑتا ہے۔

پس اے بھائی! اپنے دور کے علماء کی تعظیم و احترام لازم کرو۔ اور ان پر اپنی جفا پیشہ عقل کی ترازو قائم نہ کرو ان کی طرف ہیبت و اجلال کی نظر سے دیکھو جس طرح کہ تم دنیا کے بادشاہوں کو دیکھتے ہو۔ کیونکہ یہ حضرات عرش نبوت کے حاملین ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - سلب میں تمکین

میں اس مقام تک پہنچ چکا ہوں کہ سلب کی وجہ سے تمکین میں اضافہ حاصل کرنے لگا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے لئے دارین میں کوئی ملکیت نہیں سمجھتا۔ میں تو صرف ایک عبد ہوں۔ اپنے مالک کا کھانا کھاتا ہوں۔ اس کے مال سے پہنتا ہوں اور اسی کے گھر میں سکونت پذیر ہوں۔ اور جن امور دنیا و آخرت میں منہمک ہوتا ہوں ان میں میرا کچھ نہیں۔ اور اس کا بیان یہ ہے کہ اپنے رب عزوجل کے دربار سے بندے کے قرب کی پختگی صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت سمجھتا ہے۔ بندے کے لئے ان سے سوائے نسبت تکلیف کے کچھ نہیں اور جب وہ اپنے کسی حال میں اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک گردانتا ہے اس کے دربار سے دور ہو جاتا ہے۔ پس اس کے راندۂ درگار ہونے میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے خود کو اس چیز میں شریک ٹھہرالیا جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صادق کو جس قدر اللہ تعالیٰ کرامات اور خوارق سے سلب کرتا ہے اسی قدر اس کے مقام عبودیت کے کمال کے حصول میں اس کی امداد فرماتا ہے۔ اور جب بھی اسے کوئی مقام عطا فرماتا ہے اور وہ اس کے ساتھ توقف کرتا ہے۔ اس کا مقام تمکین ناقص ہو جاتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - تاجروں۔ اہل کاروں کی نصیحت کی کثرت

میں اپنے تاجر بھائیوں اور اہل کاروں وغیرہم کو کثرت سے نصیحت کرتا ہوں اور انہیں اس دور میں کھانے پینے اور پہننے میں اسراف سے منع کرتا ہوں جس میں کساد بازاری عام ہے۔ اور انہیں وسیع شادیوں اور ولیموں کے عمل سے روکتا ہوں اور انہیں جتلاتا ہوں کہ جس نے اپنے مال میں اسراف کیا اس نے اپنے دین اور عزت میں اسراف کیا۔ اور وہ عنقریب لوگوں سے مانگنا شروع کر دے گا اور لوگ اسے کچھ نہیں دیں گے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اس کی کفایت سے زائد جو کچھ عطا فرمایا ہے صرف اس لئے ہے کہ اس سے بقدرت ضرورت خرچ کرے اور باقی محتاجوں کی طرف لوٹا دے۔ یا اسے ان کے نام پر سنبھال رکھے نہ کہ اس کے کھانے میں بے جا صرف کرے اور اسے بیت الخلاء میں پھینک دے۔ پس معلوم ہوا کہ بندے کے لئے وہ سب کچھ نہیں ہے جو اس کے قبضے میں

ہے مگر وہی جو صرف اس دن کے لئے ضروری ہو۔ باقی اس کے پاس ودیعت ہے جو حاجت کے اوقات میں مستحقین کو لوٹائے گا۔ پس جو اس حد سے تجاوز کرتا ہے اس نے طریق حق کی مخالفت کی جس پر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء وصلحاء چلے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے عبد کو کھانے پینے کی حاجت نہ دی ہوتی تو اس کا کھانا بھی اسراف اور بے جا ہوتا۔ کیونکہ اس وقت وہ جو پاکیزہ کھانا اور خوشبودار مٹھائی پیٹ میں ڈالتا اس کا حکم اس شخص کی طرح ہوتا جو کہ اسے ضائع کرنے اور نجاست میں بدلنے کی حیثیت سے بیت الخلاء میں ڈالتا ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اس پر عمل کر اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی رعایت کا حق ادا کر ورنہ جب تک تو زندہ ہے ہمیشہ کے لئے تجھ سے دور رہے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مصروف ذکر وعلم فقراء کے لئے حصول کمال خیر کی حرص

ذکر میں مصروف اور علم میں مشغول فقراء کے لئے انہیں حالت ذکر میں اور طلب علم میں مطلوب آداب کی تعلیم دے کر ان کے لئے حصول خیر کے کمال کی حرص رکھتا ہو۔ حالت ذکر میں ان کا ادب یہ ہے کہ وہ کبھی اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ذکر کریں اور کبھی انہیں توجہ سے سنیں اور ان کے ساتھ آواز اونچی کریں۔ کیونکہ یہ حصول استعداد میں اکمل ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ادب ہے کہ ذکر الٰہی سے ان کا مقصود مجالست حق جل وعلا ہو نہ کہ شیخ بننا اور علاوہ ازیں ایسے امور جن کی وجہ سے بندہ حضرت الٰہیہ سے دوری کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ ذاکر ایسی چیزوں سے پرہیز کرے۔ اور ذکر کے بعد پانی پینے سے۔ کیونکہ یہ قلب کو کمزور کرتا ہے اور جسم کو مضمحل کرتا ہے۔ پس بیشک ذکر خالص کی شان یہ ہے وہ بندہ اس سے اپنے قلب میں حلاوت۔ نفس میں اضافہ۔ جسم میں قوت اور اپنے جسد میں حرارت پائے۔ اور ادب یہ ہے کہ پانی کے ساتھ اسے بجھائے نہیں۔

اور طلب علم میں ادب یہ ہے کہ اسے طلب کرے تا کہ اس سے ادب سیکھے اور اس سے اپنے بھائیوں کو ادب سکھائے۔ پس عبد سے حق تبارک وتعالیٰ کی یہی مراد ہے۔ پس ہمارے لئے کوئی علم شرعی نہیں مگر وہ صاحب علم کو ادب مع اللہ تعالیٰ اور ادب مع الخلق کی دعوت دیتا ہے۔ پس طالب علم کو چاہئے کہ اپنے نفس کا امتحان کرے پس جس قدر علم میں اضافہ ہو اسی قدر ادب۔ ورع اور زہد فی الدنیا میں اضافہ ہو۔ پس وہ جان لے کہ اس کا اشتغال بالعلم قواعد شرعیہ پر ہے پس اس میں مشغولیت میں بھی اضافہ ہونا چاہئے۔ اور اگر اپنے نفس کو پاتا ہے کہ جتنا علم میں اضافہ ہوتا ہے اسی قدر دنیا کی محبت اس کے مناصب اور وظائف کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ کھانے پینے سے اور نکاح اور لباس سے محبت کرتا ہے تو چاہئے کہ اشتغال بالعلم میں کمی کر دے اور استغفار کی کثرت کرے حتیٰ کہ اس کی نیت درست ہو جائے۔

والحمد للہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

گیارہواں باب

دیگر اخلاق کے بیان میں

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ اور وہی مجھے کافی۔ میرا اعتماد۔ میرا مددگار ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

احسان خداوندی۔ صفات مکروہہ اختیار کرنے سے نفرت اور صفات پسندیدہ سے محبت

میرا نفس اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ صفات کو اختیار کرنے سے نفرت کرتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ صفات سے محبت کرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے تاکہ حق تعالیٰ کی نظر مجھ پر ایسی حالت میں نہ پڑے کہ میں ایسی چیز میں ملبوس ہوں جو اسے پسند نہیں پس وہ مجھ پر نگاہ غضب کرے اور میں دارین کے خسارے میں مبتلا ہو جاؤں۔ اور امام زین العابدین الامام الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ ہر روز و شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتا ہے جن کے ساتھ وہ ان کے دین و دنیا کے امر میں امداد فرماتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو کائنات پلک جھپکنے سے پہلے لاشئی ہو جائے۔ پس عقل مند وہ ہے جو ہر درجہ میں ان نظروں کی رعایت کرے اور اپنی طرف اپنے رب کی نظر پر غیرت کرے حتیٰ کہ وہ اس سے وہی کچھ دیکھے جو اسے پسند ہے۔ اور یہ اس کی پاک ذات کی تنزیہہ کے لئے ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مسلمان کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ایسی صفت کے ساتھ متلبس ہونے سے خالی نہیں جو کہ اللہ عزوجل کے نزدیک محبوب ہے کیونکہ دائماً حق کی نظر اس کی طرف ہے۔ پس وہ گرچہ معصیت میں گر جائے اس کا اس ایمان کے ساتھ متلبس ہوئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ معصیت ہے۔ اور یہی اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہے۔ اور جو زائد ہے وہ عوارض ہیں۔ ایک اور دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا مشہد ارادۂ الٰہیہ کا دربار اور اس کے تصرفات کی طرف نظر ہے نہ کہ خلق کی طرف نسبت افعال اس کا قدم پھسلے گا اور اسے ہلاکت کے گڑھے میں گرادے گا۔ اور جس نے اصل مع الفرع کی طرف نظر کی وہ دارین میں سعادت مند ہوا۔

جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا علم

اور ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت تکوین کے لئے مراقبہ اور مشاہدہ پر عمل کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ان سعادت مندوں کی تعداد پر اطلاع بخشی جو کہ جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے پوچھا کیسے؟ فرمایا کہ ۳۶۰ نظرۂ رحمانیہ میں کلیات عالم کو ضرب دیں تو اس پر واقف ہو جائے گا۔ میں نے پوچھا کہ کلیات کی تعداد کس قدر ہے؟ فرمایا:

سات سو ہزار ہزار ہزار تین مرتبہ اور نصف ۔اور سولہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ اور چھٹا حصہ اسے ۳۶۰ میں ضرب دی جائے اور حاصل ضرب ان سعادمندوں کی تعداد ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے۔ایک بھی زائد نہیں ۔میں نے پوچھا کہ ان اشیاء کی تعداد کتنی ہے جو کہ واصل جہنم ہوں گے؟ فرمایا۔ان کی گنتی اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔اور یہ ایسا کلام ہے جو میں نے کسی دوسرے سے نہیں دیکھا۔پس اسے سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی -معزول کی راست راہنمائی

مثلاً جسے اس کی ڈیوٹی سے معزول کر دیا گیا میں اسے اللہ تعالیٰ کی بجائے اور حکام کی بجائے جنہیں اس کی تقدیر نافذ پر مقرر کیا گیا خود اپنے اوپر حجت قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہوں کہ ان کا ادب واجب قائم رہے۔اور اسے یوں کہتا ہوں کہ اے بھائی! جہاں تک تجھے یاد ہے ان تمام ناجائز باتوں کو یاد کر جن میں تو گرا اور اسے اس حاکم پر پیش کر جس نے تجھ پر ظلم کیا اور اس کے مطابق اندازہ کر تو یقیناً اس سزا کو اس سے کم پائے گا جس کا تو مستحق ہے۔اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: بعض اوقات اللہ تعالیٰ بعض حکام کو قائم رکھتا ہے اور اسے اپنی رعیت پر ناحق زیادتی سے محفوظ رکھتا ہے۔پھر اگر اس سے ظلم کی صورت رونما ہو تو یہ رعیت کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے اسے بطور حاکم قائم نہیں رکھا حتیٰ کہ اس کی حفاظت فرمائی۔پس بیشک وہ احکم الحاکمین ہے۔اور وہی درحقیقت حاکم ہے۔حکام کے حکم کے ارادہ کے مطابق ۔جس طرح کہ یہ آخرت میں منکشف ہوگا۔

اور یہ کلام چھان پھٹک کا محتاج ہے کیونکہ اس کی گہرائی بہت زیادہ ہے۔پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی -ارباب احوال کی طب کا عرفان

مجھے ارباب احوال کی طب سے شناسائی ہے۔بیشک ان کی طب ان کے بغیر دوسرے طبیب نہیں پہچانتے ۔اور میں نے اس پر ایک مستقل رسالے میں تفصیلی کلام کیا ہے۔لیکن اے بھائیو! خلاصہ امر یہ ہے کہ وہاں جس نے حال قاہر کی وجہ سے اپنے نفس میں جوش۔ اپنے قلب میں حرارت اور جسم میں طپش پایا تو اس سے اس کی تخفیف کی دعا کرو کیونکہ یہ مقام طب کو قبول نہیں کرتا ۔اور تم جس کا حال شدت الهد في الباطن۔ بدن میں ضعیف اور روح میں انحطاط کی وجہ سے اموات کی طرح پاؤ لیکن وہ اس کے باوجود کثیر الغیبت والاستغراق ہے تو کسی طبیب کے ساتھ اس کے درپے نہ ہونا۔کیونکہ اسے جو عارضہ ہے وہ ضعف مزاج اور غلبہ اخلاط کی بنا پر نہیں ۔یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات ہیں جنہیں قوت استعداد اور کمال کی وجہ سے اس مقام نے قبول کیا ہے۔اور ان فتوحات کی علامات ہے جسے اہل اللہ تعالیٰ اس ضعیف کو دیکھ کر یا ان تک اس کی خبر پہنچنے کے وقت پہچان لیتے ہیں۔اور میرے لئے کئی دفعہ ایسا رونما ہوتا ہے تو کئی دنوں تک گھر سے باہر نکلنے سے رک جاتا ہوں۔اور کسی طبیب سے دوا نہیں لیتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس تک اس کی دسترس نہیں ہے۔

اور میں نے اپنی ساری عمر میں ارباب احوال کی دوا پہچاننے والا سیّدی علی الخواص اور سیّدی افضل الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔چنانچہ دونوں حضرات پر اس شخص کو جس کا مرض طریق حال سے ہوتا صرف سبزیاں کھانے پر اختصار کا حکم دیتے حتیٰ کہ امر اٹھ جائے۔اور ایک دفعہ میں اسی امر کے ساتھ ان دونوں کی حیات میں بیمار ہوگیا تو انہیں سیّدی شرف الدین بن الامیر نے میری

بیماری کی خبر دی تو اسے سیدی علی نے فرمایا: اس پر کوئی بیماری نہیں یہ تو دریا میں اضافہ ہے۔ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ کیونکہ فتوحات جس طرح اس حال کے ذریعے ہوتی ہیں اسی طرح سلب بھی ہوتا ہے۔

اے بھائی! جان لے کہ فتوحات الٰہیہ کبھی ستر پر نازل ہوتی ہیں۔ کبھی روح پر۔ کبھی قلب پر۔ کبھی نفس پر تو کبھی جسم پر۔ اور مراتب میں ان امور کے گرچہ متعدد اسماء ہیں لیکن ہیں امر واحد کے لئے۔ اور یہ لطیفہ انسانیہ ہے۔ اور فتوح از روئے صفائی اور کدورت اسی کی فطرت پر ہوتی ہیں۔ اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلب کبھی ارباب احوال میں کسی کی اس سلوب کی طرف توجہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس ادب یہ ہے کہ اس کے فعل کی نظیر کے ساتھ اس کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ اور بندہ اپنا امر اللہ تعالیٰ کی طرف سونپ دے۔ کیونکہ فقیر صادق کی شرط ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے سلب کے ساتھ یا اذیت کے ساتھ درپے نہ ہو۔ گرچہ علی وجہ التادیب ہو۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اس کے لئے اچھے انجام کی دعا کرے۔ انتہی۔ اور سیّدی شیخ حسن العراقی اور سیّدی عبدالقادر الدشطوطی کے درمیان حال کی وجہ سے تصادم ہوگیا۔ پس شیخ عبدالقادر کی بینائی جاتی رہی جبکہ شیخ حسن العراقی کے قویٰ مضمحل ہوگئے۔ جس طرح کہ مجھے شیخ حسن نے اپنے متعلق خود اس کی خبر دی۔ پس اے بھائی! بندوں پر رحم لازم کر۔ اور طریق شرعی کے بغیر ان میں سے کسی کو اذیت دینے سے پرہیز کر تجھے ہدایت ملے گی اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ بیماری آنے سے خوشی محسوس کرنا

جب بیماری آئے تو میں خوشی محسوس کرتا ہوں کیونکہ مجھے علم ہے کہ یہ میرے جسم اور روح کو خلاف شرع کاموں کی آلودگی سے پاک صاف کرتی ہے۔ اور بسا اوقات میں اپنے رب سے مرض کے بارے میں دعا کرتا ہوں جب اپنے جسم یا روح میں آلودگی کی کثرت دیکھوں اور عرض کرتا ہوں: یا اللہ! مجھے معاف فرما اور اگر تیرے علم میں پہلے سے ہے کہ میری تطہیر بیماری سے ہے تو اسے جلدی لا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہمیں بیماری نہیں دیتا مگر اس لئے کہ ہمیں گناہوں سے پاک فرمائے اور ہمارا جسم اس دن کی حالت پر لوٹ آئے جس دن ہماری والدہ نے ہمیں جنم دیا۔ علاوہ ازیں بیماری کی حالت میں دعا اور اس کے حضور کثرت مناجات۔ آہ وزاری۔ استغاثہ نیز عاجزی اور گریہ کی کثرت سے ہماری طرف سے اظہار عبودیت ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم سے ایک شخص خود سپردگی۔ سرافگندی کے ساتھ اپنی جنایتوں سے خائف ہوتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کئے بغیر حاضر ہو جائے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بیماریاں نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی گمراہی میں جانوروں کی طرح یا ان سے بھی زیادہ گمراہ ہوتا یا بھیڑیوں یا کتوں کی طرح ہوتا جن میں کوئی نفع نہیں اور نہ ہی کسی وجہ سے بھی کوئی نرمی۔ پس اے بھائیو! تکلیف پر صبر لازم کرو نہ کہ تکلیف کو دائم رکھنے کی طلب۔ کیونکہ یہ باب تفویض سے ہے۔ اور ساری مخلوقات کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کی کثرت کرو۔ کیونکہ یہ باب تسلیم سے ہے۔ اور حالت بیماری میں ان پر بچوں کے اخراجات کا بوجھ لادنے سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تم سے یہ بات پسند نہیں۔ اور جو اپنی مرض کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے لئے تسلیم کا دعویٰ کرے اور اپنے بعد اولاد کا بوجھ ان پر ڈالے تو اسے مقام تسلیم کی مہک تک نہیں پہنچی۔ پس اسی کی طرف اپنی اولاد کا معاملہ سپرد کرو جس طرح کہ تم نے اپنے

گمان میں اپنا معاملہ اس کے سپرد کیا ہے۔ پس وہ تم پر زیادہ مہربان ہے اور اس پر زیادہ مہربان ہے جس کی حفاظت طلب کی گئی ہے۔

پس عاقل وہ ہے جو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بزبان حال نہ کہ بزبان قال اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور زاری سے دعا کرے نہ کہ اس کی مخلوق سے کچھ طلب کرے کیونکہ ہر چیز جو اس کے علم سابق میں واقع ہوئی اسے بدلنا درست نہیں۔ پس اسے جان لے۔ اور گھروں کو ان کے دروازوں سے آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسانِ خداوندی۔ مجلس مذاکرہ ومناظرہ میں جواب دینے میں جلدی نہ کرنا

میں علم کی مجلس مذاکرہ ومناظرہ میں جواب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ صبر کرتا ہوں حتیٰ کہ تمام حاضرین جو کچھ ان کے پاس ہے ظاہر کریں۔ پھر میں کلام کرتا ہوں۔ اور اس کی اصل سرداری کی محبت نہ ہونا ہے۔ کیونکہ اس کا طالب کبھی بھی توقف نہیں کر سکتا بلکہ اس کی شان جواب میں جلدی کرنا ہے۔ اور اے بھائی! جان لے کہ جو شخص جواب میں جلدی کرتا ہے اس کا حکم اس شخص کا سا ہے۔ جو کہ سوچے بغیر جلدی سے دیوار کھڑی کر دیتا ہے تو ضروری ہے کہ ٹوٹ جائے اور منہدم ہو جائے گرچہ کچھ وقت کے بعد۔ بخلاف اس کے جو کہ توقف و تدبر کے ساتھ بنیاد کھڑی کرتا ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جلد بازی نور بصیرت کو بجھا دیتی ہے اور آنکھ بے نور کر دیتی ہے۔ پس اس وقت کیا صورت ہوگی جب اس کے ساتھ سرعت غضب اور حمیت نفس ملالی جائے جس طرح کہ اہل مناظرہ پر بھی امر غالب ہے۔ پس بسا اوقات بات جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو اس کے عہدے سے معزول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض کو ان کے فرائض منصبی سے نکال باہر کرتے ہیں۔ اور ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ ماوراء النہر کے فقہاء کا ایک گروہ رمضان پاک کے دنوں میں روزہ نہیں رکھتا تا کہ اس کی وجہ سے مناظرہ میں انہیں قوت حاصل رہے۔ فتوحات میں اسے اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔ اور اس سب کی اصل انسان کا خود کو کامل گمان کرنا ہے۔ اور یہ جہالت ہے۔ اور جاہل بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معذور ہے جبکہ اس نے کوتاہی نہ کی ہو۔ پس اسے معذور سمجھو جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے معذور گردانا۔ انتہی۔

اور اس کی تفصیل پہلے کئی دفعہ گزر چکی ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اذیت دینے والے کے خلاف کسی سے مدد طلب نہ کرنا

مجھے ارباب احوال میں سے جو اذیت پہنچائے اس کے خلاف کسی سے مدد طلب نہیں کرتا بلکہ صبر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہوں۔ اور اذیت دینے والے کا مقابلہ برائی سے نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے ہم عصر فقراء میں سے کسی پر مدد نہ کرنے کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور اسی قدم پر میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ چنانچہ آپ نے مجھ سے حکایت بیان کی کہ آغاز امر میں ایک دفعہ آپ کو ایک عظیم حادثہ پیش آگیا جو کہ غالب طور پر موت پر منتج ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ارباب احوال پر قیام میزان کے لئے مقرر نقباء میں سے ایک شخص نے مجھ سے معارضہ کیا حتیٰ کہ مجھے اپنا سارا بدن یوں نظر آنے لگا گویا ایک پھوڑا ہے جو کہ پھٹنے کو ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ روح باہر آجائے مگر ایسا نہ ہوا۔ پس میں سیدی علی الخواص کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے حاضر آیا۔ تو آپ نے فرمایا: موت مقدر ہے۔ جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ پھر آپ نے اپنا باطن مجھ سے پھیر لیا۔ حتیٰ کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر جو چاہا فیصلہ فرمایا۔ پھر

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے مرحبا فرمایا۔ پھر میرے لئے اکتساب اور ایمان کا دروازہ کھول دیا۔ اور فرمایا: یہ تیری بنیاد ہے اس پر جو چاہے بنالے کیونکہ یہ اصل ہے۔ جیسا کہ اس حدیث پاک کا اس میں اشارہ ہے۔ کہ جو کچھ تجھے مصیبت آئی تجھ سے ٹلنے والی نہیں تھی۔ اور جو نہیں آئی وہ تجھے پہنچنے والی نہیں۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے! تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جبکہ تو تمام علوم۔ معارف اور زینت بخش احوال سے فقیر ہو اور تیرے پاس ایمان ہے تو یہ تیرے لئے اس سے افضل ہے کہ تو اس کے پاس اولین و آخرین کے علوم لے کر آئے جبکہ تیرے دین میں نقص ہو۔

پس اے بھائی! ہر امر میں جو تجھے پہنچے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ لازم کر اور اس دور میں اپنے بھائیوں میں سے کسی پر اعتماد نہ کر۔ تجھے اس کی طرف سے اس حیثیت سے رسیاہی ہے ملے گی کہ تو نے اس کے سامنے عاجزی کی۔ اگر تجھے شک ہو تو تجربہ کر لے میں نے تو تجھ سے پہلے کئی مرتبہ اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مرض کے وقت طب کی طرف مائل ہونا

جب مجھے مرض لاحق ہو تو طب کی طرف مائل ہوتا ہوں پس مسلمان طبیب کے بیان کے مطابق دوائی استعمال کرتا ہوں۔ اور دوائی کا استعمال ترک نہیں کرتا جس طرح کہ بعض گمراہ نفس لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو قہر الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے۔ پھر جب بندے کی بیماری طویل ہوتی ہے تو مجبوراً دوائی طلب کرتا ہے۔ پس عقل یہ ہے کہ بندہ پہلے ہی وہ کام کرے جو آخر کرنا ہی پڑتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وخلق الانسان ضعیفا (النساء آیت ۲۸) اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے) اور وہ قوت کے جو دعوے کرتا ہے سب کے سب عارضی ہیں۔ انہیں بقا نہیں۔ اور حکیم ترمذی سے مخلوق کی صفت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: ضعیف ظاہر ہے اور دعویٰ وسیع وعریض۔

علاج کے متعلق شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمام امراض سے علاج لازم کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اعمال صالحہ نیز کھانے پینے کے بارے میں بندے کو اپنی مصلحت نفس میں نظر کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح اسے اپنے جسم کی مصلحتوں میں اور اس میں قیام کرنے والی غذاؤں اور مشروبات کے متعلق نظر کرنے کا بھی حکم دیا جن کے استعمال سے غذا اور سیری حاصل ہوتی ہے۔ اور طبیعت کی گرمی یا سردی کا دفعیہ ہوتا ہے جو کہ ٹھنڈک اور خشکی کا موجب ہوتی ہے۔ پس بندے کو چاہیے کہ اپنے بدن اور طبیعت کی ہر حفتے میں اس وقت کے مناسب خبر گیری کرے طبیعت کا چلنا یا محبوس ہونا۔ یا ہضم غذا اور اس کی برائی سے معدہ کی کمزوری کے وقت اسے قوت دے۔ اور ہر ایک کے لئے علامت ہے جسے ایک صاحب عقل اپنے آپ سے بلاواسطہ پہچان لیتا ہے۔

ہر وقت کے مناسب بعض امور

اور اے بھائی! ہم تیرے لئے ہر وقت کے مناسب بعض امور ذکر کرتے ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اے بھائی! جان لے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ہر فصل اور موسم میں ایسی سبزیاں اور پھل پیدا فرماتا ہے جو اس موسم کی امراض کے مناسب ہوتی ہیں جو اس میں لاحق ہوتی ہیں۔ پس بندے کو چاہئے کہ چاروں موسموں میں اللہ تعالیٰ جو کھانے کی چیزیں پیدا فرماتا

ہے کافی استعمال کرے۔اور چاروں فصلوں میں اللہ تعالیٰ قلت و کثرت کی حیثیت جو کچھ ظاہر فرمائے اس پر دانائی سے غور کرے۔اگر تو خلاف عادت کثرت سے ظاہر ہو تو معلوم کرلے کہ اس کے مقابل کی بیماری زیادہ ہوگی پس اسے شفاء کی نیت سے زیادہ کھائے نہ خواہش نفس کی نیت سے۔اور یہ اس لئے تا کہ اسے کھانے پر ثواب ہو۔کیونکہ حق تعالیٰ نے اس دنیا میں اس چیز کی خواہش کے لئے وضع نہیں فرمایا بلکہ اسے عظیم حکمت کے مطابق بنایا ہے۔

طب کے تمام اصول کا مرجع غذا کم کرنا

اے بھائیو! جان لو کہ طب کے تمام اصول غذا کم کرنے کی طرف لوٹتے ہیں۔کیونکہ بیماری کا غلبہ صرف غذا کی زیادتی سے قوت پکڑتا ہے۔خصوصاً اگر اس کی زیادتی طبعی طور پر موافق ہو یا خاصیت کی وجہ سے۔لیکن اگر طبیعت غذا کو اپنی قوت کی وجہ سے قطع کردے تو کھانے کی زیادتی سے ضرر نہیں ہوگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔کیونکہ اس کا حکم اس شخص کے حکم سا ہے جس نے تھوڑا کھایا۔اور بندے کو چاہئے کہ ہر ہفتے میں وہ پانی تھوڑے نمک کے ساتھ استعمال کرے جس میں سوس کی لکڑی بھگوئی گئی ہو۔اور ضرورت کے بغیر پیئے۔کیونکہ پہلے حکماء نے ضرورت کا حکم صرف اس لئے لگایا تھا کہ اس وقت ابدان میں قوت تھی۔اور یہ ایک ایسا امر ہے جسے اکثر مخلوق کے جسموں سے اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے کیونکہ ان کے کھانے کی چیزوں میں شبہات کا غلبہ ہے بیشک طعام حرام یا جس میں شبہہ ہو بدن کو سست کردیتا ہے بخلاف حلال کے۔فرماتے ہیں کہ علاوہ بریں ان کے زمانے میں ان کا ضرورت کے حوالے سے طلب کرنا نفس الامر میں نادرست ہے۔کیونکہ حکمت کو اس سے موضوع سے بدلنا قطعی طور پر جسم میں کمزوری کا موجب ہے۔اس لئے کہ شے کا حکم قرار نہیں پاتا اور اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ اپنے مخصوص محل میں ٹھہرے۔اور حکمت صحیحہ کھانے پینے کو اس کے محل مخصوص میں استعمال کرنا ہے۔پھر اس پر صبر کرے حتیٰ کہ رگیں اور قویٰ اس سے اپنا حصہ حاصل کرلیں۔پھر وہ اپنے محل معتاد سے اس کی حاجت کے وقت آگے یا پیچھے کے مقام سے اترتا ہے۔اور کسی غیر مستند طبیب کی بات پر کان نہ رکھ جو کہ ہمارے قول کی مخالفت کرتا ہے۔کیونکہ حقیقی طبیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

نیز فرماتے ہیں: ضعیف کے لئے کوئی ڈر نہیں کہ اکثر ایام میں افطار کے وقت غذا کی کمی کی رعایت کے ساتھ سبزی اور نمک استعمال کرے۔ایک وقت سے اس کے مثل تک ایک دفعہ کھانا مشروب کی کمی کے ساتھ بھی کافی ہے۔کیونکہ زیادہ پینا طبعی قویٰ میں بدہضمی پیدا کرتا ہے اس وجہ سے کہ غذاؤں کی تاثیر میں زیادتی کا حکم اس بیماری سے مناسبت رکھتا ہے۔پس بیشک غذا عناصر اربعہ کے حکم سے خالی نہیں ہے اور ان کے احکام کمی بیشی کے حوالے سے متفاوت ہوتے ہیں۔جس طرح کہ فی نفسہ یہ جسم کا اس حیثیت سے حکم ہے کہ وہ ضعف میں اس کے مزاج کے انقلاب کو واجب کرتا ہے جب کہ وہ بلغم یا سوداء یا دونوں کے مزاج کی طرف مناسبت رکھتا ہو۔پس وہ خلط دوسرے پر غلبہ حاصل کرتا ہے پس بیماری پیدا کرتا ہے۔اور اگر ہر ایک حکم اعتدال کے ساتھ وصف خلقت پر رہے تو اس شخص کو مرض لاحق نہ ہو۔

اور فرماتے ہیں کہ موسم بہار میں پچھنے لگوانے یا فصد کھلوانے میں کوئی ڈر نہیں برابر ہے کہ وہاں کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو۔اور اسہال آور دوائی پینا امزجہ ضعیفہ کے حق میں زیادہ یقینی ہے جبکہ فصد کھلوانا امزجہ قویہ کے حق میں یقینی ہے۔نیز فرماتے ہیں: قوت والے مزاج بعض ایسے ہیں کہ ان کے حاملین کو کسی دوائی کی حاجت نہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کی۔اس لئے کہ ان کی صحت ترکیب ان کی پیدائش کے آغاز میں ثابت الحکم والاثر ہے یا مبنی بر مشقت اعمال میں کثرت سے مصروف رہنے کی وجہ سے۔فرماتے ہیں: موسم گرما اور بہار میں گوشت اور

مٹھائی ترک کرنے اور جو کے خوشہ کے نرم خاروں اور ترش چیزوں کے استعمال میں کوئی ڈر نہیں۔اور روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔پس بیشک یہ عاجزی اور شکر کی نیت کے ساتھ نور اور عبادت کے لئے مزاج کی صحت کی نیت سے اس میں قوت ہے۔فرماتے ہیں کہ طبی طور پر اس سے بہتر میرے علم میں کوئی چیز نہیں۔جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ بھوکے رہو صحت پاؤ گے۔اور بندے کو نہیں چاہئے کہ جمعہ کی رات یا اس کے دن میں بودار چیز کھائے یا ایسی چیز جو پیٹ میں ریح پیدا کرے تا کہ مسجدیں بدبو سے محفوظ رہیں اگر یہ مسجد میں آنے جانے والا ہے۔اور اس شب و روز کے اذکار کے حق واجب کے قیام کے لئے یہ ضروری ہے۔اور فرماتے ہیں کہ آدمی اگر جمعہ کے دن کچھ مباح چیزیں تناول کرے تو حرج نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے نفسانی خواہشات کے فضلات خارج ہوتے ہیں۔اور نفس عبادات کے لئے اور بعد ازاں کام کاج کے لئے قوت پاتا ہے۔اور نفس کی زبان حال اپنے صاحب سے کہتی ہے کہ میری بعض اغراض میں میرا ساتھ دے ورنہ میں تجھے پچھاڑ دوں گا۔

پس اے بھائی! اس مقام پر غور و فکر کر کہ نفع بخش ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔دستاویز میں لکھنے سے احتیاط

میں احتیاط سے وابستہ ہوں کہ ان دستاویزات میں نہیں لکھتا جن میں صاحب دستاویز کی تعریف میں کافی کچھ لکھا جاتا ہے جو کہ ولایات شرعیہ میں سے کچھ چاہتا ہے مگر اگر مجھے اس ذمہ داری کا ایسے شخص کے لئے متعین ہونا معلوم ہو۔اور اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی انعام ہے کہ جس مسلمان کے متعلق مجھے پوچھا جائے جو کہ طریق شرعی کے بغیر کوئی شرعی ذمہ داری طلب نہیں کرتا میں اس کی صفائی پیش کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔پھر میں جب اس دستاویز میں اس کی شرط کے مطابق لکھوں تو کچھ اس طرح لکھتا ہوں کہ فلاں کہتا ہے کہ میرے عقیدے کے مطابق فلاں شخص مجھ سے اچھا ہے۔اور اس کی مجھ پر گواہی پر میں راضی ہوں۔پس میں مطلقاً اس کی صفائی بھی نہیں دیتا اور مطلقاً صفائی سے رکتا بھی نہیں جس طرح کہ اس پر میں نے اپنی کتاب تنبیہ المغترین کے اوائل میں اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔لیکن صفات میں تو یہ چاہئے جبکہ اس کی طرف مجبور ہو جائے۔اور اسی تفصیل پر سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو محمول کیا جائے کہ مسلمانوں میں سے کسی کی صفائی پیش کرنے سے مت رکو۔پس بیشک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق گواہی دے رہے ہو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران آیت ۱۱۰) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی) اور اللہ تعالیٰ نے امت میں سے کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔یہ ان کے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لئے ہے۔اس لئے کہ اگر حق تبارک وتعالیٰ ان میں سے کسی کو مستثنیٰ فرماتا تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام انبیاء و مرسلین پر سیادت کا ظہور نہ ہو سکتا۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کرو کہ تم اس پر جرح کرو جن کی عدالت اور صفائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت و ظاہر فرمائی۔اور اپنے شاگردوں اور بھائیوں کی مقدور بھر پردہ پوشی کرو جب تک وہ در پردہ مخالفت کریں۔پھر جب کھلے عام مخالفت کریں تو انہیں نصیحت کرو۔اگر نصیحت قبول نہ کریں تو انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرو۔اگر یہ نہ کر سکو تو انہیں مشیت کے تحت چھوڑ دو اور انہیں گناہوں کے ساتھ عار نہ دلاؤ۔پس بسا اوقات تم خود اس میں مبتلا ہو جاؤ گے جس میں وہ مبتلا ہیں۔

ضروری تنبیہ

پھر جان لے کہ جو گواہ کی صفائی پیش کرے اسے چاہئے کہ تجربہ کار ہو۔ ورنہ کئی مرتبہ کسی فاسق کی صفائی پیش کر دے گا جو کہ جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ پس اس کا گناہ اس کی گردن میں ہوگا۔ اور صوفیہ کا یہ قول اسی پر محمول کیا جائے گا کہ مرید کی شرط یہ ہے کہ ترجیح دے نہ جرح کرے کیونکہ وہ تو خود اپنے نفس کے ساتھ مصروف ہے۔ لوگوں کے احوال کی طرف اس کی نظر ہی نہیں۔ پس کئی دفعہ ناحق ترجیح دے بیٹھے گا۔ پس اے بھائی! غور کر کہ صفائی پیش کرنے پر کیا امور مرتب ہوتے ہیں۔ پھر تزکیہ کر۔ اور ترجیح دے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ علم فراست سے عظیم حصہ

مجھے علم فراست سے عظیم حصہ عطا فرمایا گیا ہے جو کہ نور ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ میں اپنے بھائی میں جو چیز دیکھوں اس پر اس کا مقتضیٰ مرتب کرتا ہوں۔ اور اس کے متعلق علماء کی کتب کثیرہ ہیں۔ لیکن ان کی اکثر فراست جسم ظاہر کے اعضاء کو دیکھنے کی حیثیت سے ہے۔ اور یہ فراست صرف اعمال۔ احوال اور ہیئات کی حیثیت سے ہے۔

فراست کے متعلق امام شعرانی کی تصریحات

پس میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ اے بھائیو! جسے تم دیکھو کہ اکثر خاموشی اور غور وفکر اختیار کئے ہوئے۔ حرکت میں اطمینان۔ اور غرض شرعی کے بغیر لوگوں کے چہروں میں اثبات بصیرت کی طرف فضول دیکھنے سے آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے۔ تو یہ اس کے کمال ایمان پر دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ اعتماد۔ اختصار اور ابہام کے ساتھ کلام لکھ بھیجتا ہے تو یہ اس کی عقل وفہم کی پختگی کی دلیل ہے۔ اور اس کے علاوہ ارباب احوال مجاذیب اور مجانین کی صفات سے ہوتا ہے۔ اور جسے دیکھو کہ ناک بھویں چڑھاتا ہے یہ اس کے نفس کے قیام۔ اس کے تابع نہ ہونے اور تمہارے کلام سے اس کے نفع یاب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ جلد اور صحیح جواب دیتا ہے تو یہ اس کے قلب کے نور پر دلیل ہے۔ جسے دیکھو کہ کثرت سے روتا اور خوف کرتا ہے تو یہ علم وعمل پر دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ عالی ہمت اور موثر بات والا ہے تو اس کے اخلاص فی العمل کی دلیل ہے۔ جسے اہل خیر کے لئے کثیر التسلیم والطاعۃ دیکھو تو یہ اس کی معرفت کی دلیل ہے۔ جسے دیکھو کہ بغیر عمل کے علم اور سلف صالح کے آثار سننے کو پسند کرتا ہے تو اس کی نیت کے فساد کی دلیل ہے۔ اور وہ صفات صالحین کو اس لئے پسند کرتا ہے تا کہ ان کے ذکر سے شہرت حاصل کرے جبکہ اس کا قلب محبت حق سے فارغ ہے اور جسے دیکھو کہ غصے کے وقت اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے تو اس کے نفس کے ناحق قوی ہونے کی دلیل ہے۔ اور غصے کے وقت جس کا چہرہ سیاہ دیکھو تو یہ اس امر پر دلیل ہے کہ وہ صاحب حال ہے یا کینہ ور ہے۔ اور جسے دیکھو کہ غصے کے وقت اس کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے تو یہ اس کے نفس کی موت یا شدت رعب کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ اہل تصریف فقراء یا حکام کے سامنے علو ہمت اور صدق قول کے ساتھ اس کے گھٹنے کانپنے لگتے ہیں تو یہ باپ کے مزاج کے انحراف کی وجہ سے گوشت کے ٹکڑے کے ضعف کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ غصے کے وقت اس کا مزاج بدلتا نہیں تو یہ اس کے ثبات ایمان کی دلیل ہے۔

اور جسے دیکھو کہ علم میں سوال کثرت کرتا ہے اور اس میں غصے میں آ جاتا ہے جبکہ یاد رکھنے اور عمل کرنے میں قلیل ہے تو یہ اس کے نور بصیرت کے بجھنے اور قلب کے تاریک ہونے کی دلیل ہے۔ اور جسے کثیر التخیلات والا دیکھو تو اس کی قلت ادب و تسلیم کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ اپنے اکثر اوقات میں معارف میں کلام کرتا ہے تو یہ اس میں استعداد نہ ہونے اور اس کی دانائی کے متزلزل ہونے کی دلیل ہے اور جسے دیکھو کہ کسی شیخ کی طلب رکھتا ہے جو اسے سلوک طریق کرائے باوجویکہ جو اوامر الٰہیہ اسے معلوم ہیں ان میں کوتاہی کرتا ہے تو یہ اس کے قلب کی موت اور اس کی کثرت جہالت کی دلیل ہے۔ اور جسے عادات کے ساتھ کثیر الارتباط دیکھو تو کثرت غفلت کی دلیل ہے۔ اور جسے امور دنیا میں کثیر النسیان دیکھو جبکہ امور آخرت میں مشغول رہتا ہے تو یہ حکم عادت اور اس کے غلبے سے خارج ہونے کی دلیل ہے۔ اور جسے اغراض نفسانی اور حصول مراد کے اہتمام میں کثرت سے مشغول دیکھو تو یہ دھوکے اور بے ادبی میں مبتلا ہونے کی دلیل ہے۔ اور جسے اسباب کے ساتھ کثرت سے وابستہ اور مسببات میں ان کے حکم سے متعلق رہتا ہے تو یہ طبیعت کی شدید غفلت اور ضعف عقل کی دلیل ہے۔ اور جسے امور میں ان کی بلندی کی کثرت سے پابندی کرتا ہوا دیکھو تو اس کے کمال عقل کی دلیل ہے۔ اور جسے ایک سبب پر اس سے مسبب کے حصول کے ساتھ صابر پاؤ تو یہ تقویٰ کی دلیل ہے۔ اور اس کا عکس اس کے برعکس ہے۔

اور جسے دیکھو کہ اس کا نفس اس کے اعمال واحوال میں پابندی کی طرف مائل نہیں تو یہ طبیعت اور خواہش کے حکم کے نفس سے خارج ہونے کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کثرت سے ہنستا ہے اور اس میں مستغرق رہتا ہے تو یہ اس کے قلب کی موت اور ستر کی خرابی کی دلیل ہے۔ اور جسے طاعات فوت ہونے پر کثرت سے غمگین دیکھو تو اسکے اپنے اعمال پر اعتماد یا اللہ عزوجل کے متعلق بدگمانی کی دلیل ہے۔ اور جسے دیکھو کہ مہمان کے لئے قسم قسم کے پرتکلف کھانے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ ریاء۔ مفاخرت اور قلت ورع کی دلیل ہے۔ پس اس کا طعام نہیں کھانا چاہئے کیونکہ اس سے روکا گیا ہے۔ اور جسے دیکھو کہ علم وعمل سے نفع حاصل نہیں کرتا ہے تو یہ معاذ اللہ عزوجل اس کی اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی کی دلیل ہے۔

فراست کا ماخذ اور اس کی علامات

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ کے ۱۴۸ ویں باب میں فرماتے ہیں: جان لو کہ فراست ماخوذ ہے افتراس سے جو کہ نفث الٰہی قہری کی صورت غیب کے قریب ہے۔ اور جب بندہ اس سے متصف ہوتا ہے تو اس کے لئے جس میں اسے فراست حاصل ہوتی ہے علامات ہیں جن کے ساتھ وہ دلیل پکڑتا ہے اور علامات میں سے کوئی تو طبعی مزاجی ہے اور یہ فراست حکمت ہے اور کوئی روحانی نفسی ایمانی ہے اور یہ فراست الٰہیہ ہے۔ جو کہ نور الٰہی ہے جسے اللہ تعالیٰ مومن کی بصیرت کی آنکھ میں رکھتا ہے جس سے وہ پہچانتا ہے۔ یا اس کے ساتھ اس کا کشف ہوتا ہے جو متفرس فیہ سے واقع ہوا یا جو اس سے واقع ہوگا یا جس کی طرف لوٹے گا۔ پس مرد مومن کی فراست تعلق کے حوالے سے فراست حکمیہ طبعیہ سے عام تر ہے۔

فراست حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس حاضر آیا۔ پس جیسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس پر پڑی آپ نے ازرہ تعجب فرمایا: یا سبحان اللہ لوگوں کا کیا حال ہے محارم الٰہیہ سے نگاہیں نیچی نہیں کرتے۔ اور اس شخص نے

اپنی آنکھ اس طرف اٹھائی تھی کہ اس کے لئے حلال نہ تھی۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ لیکن یہ مومن کی فراست ہے۔ کیا تو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا: اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله یعنی مومن کی فراست سے ڈرو۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور جیسے ہی تو میرے سامنے آیا میں نے اسے تیری آنکھ میں دیکھا پس یہ فراست ہے جس سے موصوف آدمی کسی عضو کو دیکھ کر اس اچھے برے فعل کو معلوم کر لیتا ہے جس میں وہ عضو گرا۔

شیخ محی الدین فرماتے ہیں: جان لے کہ فراست ایمانیہ نفس کی صفائی اور اس کی پاکیزگی کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا حصول اس وقت ہوتا ہے جب ان اولیاء سے لاحق ہو جاتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے جن کا ذکر قرب نوافل کی حدیث پاک میں ہے۔ پس اس وقت بندہ امور کے صادر اور وارد ہونے کے مقامات کو اور جس کی طرف وہ اٹھتا ہے اور لوٹتا ہے پہچان لیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے۔ سلیم الطبع سے خاص نہیں بلکہ اس کے لئے اور اس کے غیر کے لئے یہ انعام ہوتا ہے۔

فراست حکمیہ

اور چاہئے کہ ہم کچھ فراست حکمیہ کا ذکر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے کہ کسی انسان کو پیدائش میں معتدل فرمائے اور اس کی تمام حرکات اور تصرفات مبنی بر استقامت ہوں تو اللہ تعالیٰ باپ کو اس کی توفیق دیتا ہے جس میں اس کے مزاج کی درستی ہو اور ماں کو بھی اس کی توفیق دیتا ہے۔ پس مذکر اور مونث دونوں کی منی درست ہوتی ہے اور مزاج رحم درست ہوتا ہے اور اس میں اخلاط اسی قدر معتدل ہوتے ہیں جس سے نطفہ کی اصلاح ہو اور اللہ تعالیٰ نے رحم میں پانی اتارنے کے لئے طالع سعید کا وقت مقرر فرمایا ہے جس کی طرف حرکات فلکیہ کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔ جنہیں پہچان نہیں سکتا مگر وہی جس کی بصیرت سے اللہ تعالیٰ نے حجاب کھول دیا ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے کے ساتھ کائنات کی اصلاح پر علامت قرار دیا ہے۔ پس آدمی اپنی بیوی سے طالع سعید میں معتدل مزاج کے ساتھ مقاربت کرتا ہے۔ پس رحم میں پانی نازل ہوتا ہے پس اسے رحم قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ماں کو توفیق دیتا ہے اور اسے ہر اس غذا کی شدید خواہش دیتا ہے جس میں اس کے مزاج کی اصلاح ہے اور جس سے نطفہ رحم میں غذا حاصل کرتا ہے۔ پس نطفہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ مکان معتدل۔ مواد معتدلہ اور استقامت پر مبنی حرکات فلکیہ سے تصویر قبول کرتا ہے۔ پس پیدائش کا خروج ہوتا ہے اور یہ صورت کے اعتدال پر قائم ہوتی ہے۔ پس اس کے صاحب کی پیدائش معتدل ہوتی ہے۔ نہ طویل اور نہ ہی کوتاہ۔ گوشت نرم اور تر۔ نہ اس میں سختی نہ رقت۔ سرخی زردی ملا ہوا سفید رنگ۔ معتدل لمبے بالوں والا۔ نہ بال سیدھے نہ سیدھے گھنگریالے۔ اس کے بالوں میں سرخی جو کہ سیاہی نہیں۔ کھلا چہرہ۔ سر کی ہڈی معتدل۔ ڈھلے کندھوں والا۔ اس کی گردن سیدھی۔ معتدل مسوڑے۔ اس کے کولہے اور پشت پر فالتو گوشت نہیں۔ دھیمی آواز والا۔ اس کا سخت اور نرم حصہ صاف۔ مضبوط ہاتھ، وسیع ہتھیلی۔ عادۃً کم گو۔ سوائے ضرورت کے اکثر خاموش۔ طبیعت مائل بہ صفراء و سوداء۔ اس کی نظر میں فرحت و سرور۔ مال کی طمع کم رکھنے والا۔ کسی پر سرداری نہیں چاہتا۔ نہ جلد باز۔ نہ کاہل۔ پس یہ ہے وہ جسے حکماء سب سے زیادہ معتدل اور محکم خلقت والا

کہتے ہیں۔اوراس میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت ہے۔پس آپ کامل النشاء ہیں۔جس طرح کہ آپ کامل المرتبہ ہیں۔
پس آپ ظاہراور باطنی طور پر من کل الوجوہ سب سے باکمال تھے۔

اختلال مزاج کااثر نیز فراست حکمیہ کی دیگروضاحتیں

پس اگرایسا اتفاق ہو کہ رحم کے مزاج میں خلل ہے تو ضروری ہے کہ یہ خلل رحم کے اندرانسانی تخلیق میں کسی مخصوص عضو میں یا اکثر اعضاء میں یا قلیل اعضاء میں اس وقت اس عضو میں موجود قوت جاذبہ جو کہ نطفہ میں ہوتی ہے کے حسب حال اثر کرے گا۔پس بچہ اس نشاۃ کے مطابق نکلتا ہے۔

جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو اب جان لے کہ پوری سفیدی جو کہ زرد۔آسمانی رنگ کے ساتھ ہو تو یہ جفا۔خیانت۔کم عقلی اور فسق پر دلالت کرتا ہے۔اگراس کے علاوہ کھلی پیشانی۔تنگ ٹھوڑی والا۔چیخ چیخ کر بولنے والا۔اوراس کے سر پر بال کثرت سے ہوں تو جس کی ایسی صفات ہوں اس سے یوں بچنا چاہئے جس طرح مہلک اژدہا سے بچا جاتا ہے۔اور جس کے بال کھردرے ہوں تو یہ شجاعت اور صحیح الدماغ ہونے کی دلیل ہے۔اوراگر نرم ہوں تو یہ بزدلی۔سرد دماغی اور ذہانت کی قلت کی دلیل ہے۔اوراگر کندھوں اور گردن پر بال کثرت سے ہوں تو یہ حماقت اور جرأت کی دلیل ہے۔اوراگر سینے اور پیٹ پر زیادہ بال ہوں تو یہ وحشت طبع۔قلت فہم اور جود وکرم سے محبت کی دلیل ہے۔اور بالوں میں سرخی زردی ملا رنگ ہو تو بزدلی۔غصہ کی کثرت وسرعت اور لوگوں پر تسلط کی دلیل ہے۔اور جب انسان کے بال سیاہ ہوں تو یہ سکون فی العقل۔بردباری۔اور عدل سے محبت کی دلیل ہے۔اوراگراس کے بال ان دونوں رنگوں کے درمیان ہوں تو یہ اعتدال کی دلیل ہے۔اور جس کی پیشانی فراخ ہو جس میں کوئی بل نہ ہو تو خصومت حماقت اور قلیل الخیر ہونے کی دلیل ہے۔اوراگر پیشانی ابھار اور فراخی میں متوسط ہو اوراس میں بل ہوں تو یہ نہایت راست گفتار محب۔سمجھدار۔صاحب علم۔بیدار مغز۔اپنے امر میں غور و فکر کرتا ہے۔اور دانا ہے۔اور جس کے کان چھوٹے ہوں تو وہ چور احمق ہے۔جس کی بھنوؤں کے بال زیادہ ہوں تو یہ گفتگو میں رکاوٹ کی دلیل ہے۔اور جس کی بھنویں کنپٹی تک لمبی ہے تو وہ متکبر۔قلیل الخیر ہے۔اور جس کی بھنویں باریک ہوں اور طول وقصر میں معتدل ہوں اور سیاہ ہوں تو یہ بیدار مغز ہے۔اور جس کی آنکھ پیلی ہو تو یہ سب سے ردی آنکھ ہے۔اوراگر فیروزہ رنگ کی ہے تو پیلی آنکھوں میں سب سے ردی ہے۔

اور جو وسیع آنکھ والا ہو کہ اس کے ڈھیلے بڑے ہوں تو یہ حاسد۔بے حیا۔کاہل اور بے اعتبار ہے اوراگراس کی آنکھ پیلی ہو تو زیادہ شدید ہے۔اور جس کی آنکھ متوسط۔بھینگے پن کی طرف مائل۔سرگیں سیاہ تو یہ بیدار مغز صاحب فہم۔قابل اعتماد اور محبت کرنے والا ہے۔اور آنکھ اگر بدن کے طول میں ہو تو صاحب العین خبیث ہے۔اور جس کی آنکھ مویشی کی طرح جامد ہے۔کم حرکت کرتی ہے تو وہ جاہل غلیظ الطبع ہے۔اور جس کی آنکھ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ حرکت ہو تو وہ مغرور چور دغاباز ہے۔اور جس کی آنکھ سرخ ہو تو وہ بہادر پیش رو ہے۔اگراس کے گرد زرد نقطے ہوں تو ایسا شخص نہایت شریر خوفناک ہے۔

اور جس کی ناک شدت سے پھولے وہ بہت غضبناک ہے۔جب درمیان سے سخت اور فراخی کی طرف مائل ہو تو وہ نہایت جھوٹا یاوہ گو ہے۔کہا گیا ہے کہ زیادہ معتدل ناک وہ ہے جو کہ درمیانے طور پر لمبا ہو۔اور جس کی ناک سختی اور بلندی میں متوسط ہو تو یہ فہم وعقل کی

دلیل ہے۔

اور جس کا منہ وسیع ہو وہ بہادر ہے یا دونوں ہونٹ سخت ہوں تو وہ احمق ہے یا ہونٹ سرخی کے ساتھ متوسط سخت ہوں تو وہ معتدل ہے۔اور جس کے دانت لیٹے ہوئے یا ابھرے ہوئے ہوں تو وہ دھوکا باز۔ حیلہ گر اور نا قابل اعتبار ہے۔اور جس کے دانت کھلے ہوئے ہلکے اور ان کے درمیان کشادگی ہو تو وہ عقلمند قابل اعتماد باعتبار اور مدبر ہے۔اور جس کے چہرے کا گوشت کثرت سے ہو اور ابھرا ہوا ہو تو وہ جاہل غلیظ الطبع ہے۔اور جس کا چہرہ ہلکا اور زرد ہو وہ ردی خبیث اور دھوکا باز ہے۔اور جس کا چہرہ طویل ہو وہ بدکردار ہے۔اور جس کی کنپٹیاں ابھری ہوئی ہوں۔رگیں پر ہوں تو وہ انتہائی خشمگیں ہے۔اور تو جس کی طرف دیکھے تو اس کا چہرہ سرخ اور نادم ہو جائے۔اور بسا اوقات اس کے آنسو بہنے لگیں یا تبسم کرنے لگے تو وہ تجھ سے نہایت نہایت محبت کرتا ہے۔اس کے دل میں ہیبت ہے۔اور جو بلند آواز والا ہو تو یہ شجاعت اور تیز کلامی پر دلیل ہے۔اور جس کی آواز اونچی ہو تو یہ الجھاؤ۔ بدکرداری اور جہالت کی دلیل ہے۔اور جس کی آواز سخت ہو تو یہ غضب اور بدخلقی کی دلیل ہے۔اور آواز میں غنہ حماقت۔ کم عقلی اور نفس کے تکبر کی دلیل ہے۔اور جو شخص اپنی نشست میں اپنے لفظوں کے تدارک میں اور فضول کلام میں اپنے ہاتھ کو حرکت دینے میں کثیر الوقار ہو تو یہ عقل و تدبیر کے پورے ہونے کی دلیل ہے۔

جس کی گردن چھوٹی ہو تو یہ خبث اور مکر کی دلیل ہے۔یا لمبی دبلی گردن ہو تو یہ حماقت۔ بزدلی اور کثرت سے چیخنے کی دلیل ہے۔اگر اس کے ساتھ ساتھ سر چھوٹا ہو تو یہ حماقت اور ضعف عقل کی دلیل ہے۔اور جس کی گردن موٹی ہو تو جہالت اور زیادہ گفتگو کی دلیل ہے اور جس کی گردن طول اور موٹاپے میں معتدل ہو تو عقل۔ تدبیر۔ خلوص صورت۔ اعتماد اور صدق کی دلیل ہے۔اور جس کا پیٹ بڑا ہو تو یہ حماقت۔ جہالت اور بزدلی کی دلیل ہے۔اور جس کا سینے کی تنگی کے ساتھ پیٹ لطیف ہو تو یہ رائے کی نفاست اور حسن عقل کی دلیل ہے۔

جس کے کندھے اور پشت وسیع ہوں تو یہ شجاعت اور خفت عقل کی دلیل ہے۔اور جس کی پشت جھکی ہوئی ہو تو یہ بخل اور خوشحالی کی دلیل ہے جبکہ پشت کا سیدھا ہونا قابل تعریف علامت ہے۔کندھوں کا نکلا ہونا بدنیتی۔ اور بری روش کی دلیل ہے اور بازوؤں کی طوالت یہاں تک کہ بازو ران تک پہنچ جائے۔شجاعت۔ سخاوت اور حصول یقین کی دلیل ہے۔اور جس کے ہاتھ چھوٹے ہوں تو یہ بزدلی اور شر پسندی کی دلیل ہے۔اور ہتھیلی کا طول انگلیوں کے طویل ہونے کے ساتھ صنعت کی درستی اور اعمال کی پختگی کی دلیل ہے۔

اور جس کا قدم پر گوشت ہو تو یہ جہالت اور سخاوت پسندی کی دلیل ہے۔اور جس کا قدم چھوٹا اور نرم ہو تو یہ بدکاری کی دلیل ہے۔

جس کی ایڑی دبلی پتلی ہو تو یہ ضعف عقل کی یا موٹی ایڑی ہو تو یہ شجاعت کی یا پنڈلیاں اور ایڑی کے اوپر کے پٹھے مضبوط ہوں تو مدبر ہونے کی دلیل ہے اور جو وسیع اور اعتماد کے ساتھ قدم اٹھا کر چلے تو وہ اپنے تمام اعمال میں کامیاب اور انجام میں غور و فکر کرنے والا ہے اور جو اس سے متضاد ہو تو نتیجہ بھی متضاد۔

یہ ہے وہ کلام جسے ہم نے علماء بالطبیعت سے نقل کیا ہے۔اور یہ صفات کبھی زیادہ ہوتی ہیں اور کبھی کم۔اور حکم غالب صورت حال کے لئے ہے۔اور ہر صفت مذمومہ میں علم و ریاضت کا استعمال اسے زائل کرنے میں اثر کرتا ہے۔لیکن اہل اللہ تعالیٰ کا عمل فراست ایمانیہ پر ہے اور یہ حضرات اس سے شقی اور سعید کے زمین پر نشان قدم دیکھ کر ہی اسے پہچان لیتے ہیں۔جس طرح وہ قیافہ لگانے والا جو کہ نشان دیکھ کر ہی کہہ اٹھتا ہے کہ یہ سفید رنگ والے کا یا بھینگے کا قدم ہے اور اس کی خلقت یوں بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنی آنکھ سے ہی دیکھ لیا۔

اور یہ فراست کبھی خطا نہیں کرتی۔ بخلاف فراست حکماء کے یہ بیشک وہ گمان پر مبنی ہے۔ اور کئی دفعہ محجوب آدمی کو یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے متعلق بدگمانی تک لے جاتی ہے۔ اسی قدر ہی کافی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - لوگوں کے طبقات کے اختلاف کے مطابق آفات کی معرفت اور ان کا بیان

مجھے ان آفات کا عرفان حاصل ہے جو کہ لوگوں کے طبقات کے مطابق انہیں لاحق ہوتی ہیں۔ اور اے بھائی! چاہئے کہ یہاں تیرے لئے ہم ان میں سے کچھ ذکر کریں۔

پس ہم کہتے ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ آفت ایمان قضاء قدر۔ آفت اسلام علتیں۔ عمل کی آفت ملتیں۔ علم کی آفت خود بینی۔ عقل کی آفت پرہیز۔ مال کی آفت بے خوابی۔ عارف کی آفت حق تعالیٰ کی طرف کسی وارد کے بغیر ظاہر ہونا۔ قول کی آفت جور۔ محبت کی آفت شہوت۔ تواضع کی آفت ذلت۔ صبر کی آفت شکوہ۔ تسلیم کی آفت اللہ تعالیٰ کی جانب میں کوتاہی کرنا۔ اور غنیٰ کی آفت طمع۔ عزت کی آفت غرور کرنا۔ کرم کی آفت بے جا خرچ کرنا۔ بیکاری کی آفت دنیا و آخرت کھو بیٹھنا۔ کشف کی آفت اسے بیان کرنا۔ اتباع کی آفت تاویل۔ ادب کی آفت تفسیر صحبت کی آفت باہم جھگڑنا۔ فہم کی آفت مسائل میں جھگڑا کرنا۔ طالب کی آفت تکالیف پر اقدام نمائی کی بجائے کھسک جانا۔ نفع حاصل کرنے کی آفت سوئے رہنا۔ فتوحات کی آفت اس کے لئے متوجہ ہونا۔ فقیہ کی آفت کشف۔ سلوک کرانے والے کی آفت وہم۔ دنیا کی آفت طلب۔ آخرت کی آفت روگردانی۔ اس عبد کی آفت جب اسے کرامات عطا کردی جائیں ان کی طرف مائل ہونا۔ خصوصاً اس کے ساتھ مخالف شرع امور کا ارتکاب کرنا کہ یہ استدراج ہے۔ داعی کی آفت مائل ہونا (یعنی جسے دعوت الی الحق دیتا ہے اس کے مال ومنال کی طرف مائل ہونا) ظلم کی آفت۔ انتشار۔ عدل کی آفت انتقام۔ پابندی کی آفت وسوسہ۔ اطلاق کی آفت مراسم سے نکل جانا۔ حدث کی آفت نقص۔ جود کی آفت کمال کو دیکھنا۔

اسی قدر بیان کافی ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اس پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اکابر کے گھر والوں میں ہمیشہ ادب کی پاسداری

میں ہمیشہ اکابر کے گھر والوں کے ادب کی طرف نظر رکھتا ہوں۔ ان کی برائیوں میں سے کسی چیز کی طرف نظر نہیں کرتا۔ پس بیشک ان کے پاس وہ ادب ہے جو کہ اکثر لوگوں کے ہاں نہیں پایا جاتا۔ کہ یہ قبیح بات کرنے سے حیا کرتے ہیں۔ لوگوں کے مواضع شرم سے نگاہیں جھکائے رکھتے ہیں۔ طعام میں شدید طمع نہیں کرتے۔ اپنے پڑوسیوں کی ہدیئے بھیج کر خبر گیری کرتے ہیں۔ جو انہیں قرآن کریم اور ادب کی تعلیم دے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے پاؤں میں موزے پہناتے ہیں۔ اس کے خوف کے پیش نظر آستینیں تنگ رکھتے ہیں کہ ان کے اطراف سے جسم کا کوئی حصہ کھل جائے۔ ہمیشہ شلوار پہنتے ہیں۔ گویا یہ فرض لازم ہے۔ علاوہ ازیں تواضع کرتے ہیں یہاں تک کہ تو ان میں سے کسی کو دربان سے بھی زیادہ متواضع پائے گا۔

اور مجھے میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میں نے سیّدی احمد بن برسابی سے کئی آداب سیکھے جبکہ وہ تمیز کی عمر میں تھے۔ اور اسی طرح آپ کے چھوٹے غلام سے حتیٰ کہ وہ جب کسی مسئلہ کے متعلق مجھ سے پوچھتے ہی تو میں ان سے شرماتا ہوا کہتا کہ

آپ سے تو ہم استفادہ کرتے ہیں۔ اور ایک دفعہ سیدی احمد نے اپنے غلام سے فرمایا کہ تو واپسی کے وقت فقیہ کی دست بوسی کیوں نہیں کرتا؟ تو اس نے عرض کی: کہ آپ میرے سردار ہیں۔ اور میں نے آپ کو اس کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔ تو میرے لئے فقیہ سے کوئی جگہ باقی نہ رہی جس کا بوسہ لوں۔ اور میں اس سے شرماتا ہوں کہ میں اس سے آپ کی بوسہ گاہ کو بوسہ دوں جبکہ میں آپ کا غلام ہوں۔ اور مجھے ان دونوں کی ہم نشینی سے وہ کچھ ادب حاصل ہوا جو مجھے اکابر مشائخ سے حاصل نہ ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ انتہی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تواضع امیر کے متعلق شہود

جب امیر کی زیارت کروں تو اس کی تواضع کا شہود کرتا ہوں جبکہ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ وہ میرے لئے تواضع کرے۔ اور یہ کہ میرا اس کے لئے تواضع کرنا اصل پر ہے اور اس کا میرے لئے تواضع خلاف اصل ہے۔ پس وہ تواضع میں مجھ سے زیادہ ہے کیونکہ وہ عادت کے مطابق اپنے مقام بلند سے اس طرف نزول کرتا ہے کہ اس نے خود کو مجھ سے کمتر گردانا بخلاف میرے۔ کیونکہ میرے لئے اس سے اونچا مقام تھا ہی نہیں جس سے میں اس کے لئے نزول کروں۔ پس اسے سمجھ۔ خصوصاً اگر مجھے اس کے کسی گناہ کا علم نہ ہو یا اپنی تواضع کی حالت میں اپنے گناہوں سے تائب تھا۔ جس طرح کہ بعض امراء کا اکثر ایسا حال ہوتا ہے۔ جب وہ اس فقیر سے ملیں جس کے معتقد ہوں اور جب میں سیدی احمد البدوی کے مولد کے ایام میں کسی سفارش کے خاطر امیر عامر بن بغداد کے ہاں حاضر ہوا تو اس نے جوتے میں میرے پاؤں کو بوسہ دیا جبکہ میں سوار تھا اور یہ پاشا کی جماعت۔ دیوان کے کاتبین۔ شیوخ عرب وغیرہم ہزاروں کی موجودگی میں ایسا ہوا۔ قریب تھا کہ میں اس سے شرمسار ہو کر پگھل جاؤں۔ اور میں نے اس کے لئے اپنی تواضع کو اس کی میرے لئے تواضع کے مقابلے میں بحر محیط کے مقابلے میں ایک ذرے کے برابر سمجھا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کیا کہ اپنے جوتے میں اس کے منہ کی جگہ کو باقی رکھوں۔ اس کے ساتھ نجاستوں پر چلتا پھرتا رہوں۔ پس میں نے اسے اپنے جوتے سے کاٹ لیا اور مریدین میں سے کسی سے کہا کہ اسے تھیلی میں رکھے۔ یہ فیصلہ امیر کے اس فعل کے مقابلہ میں تھا جو اس نے اپنی عزت اور حکومت کے مقام پر اپنایا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ظالموں اور حاسدوں کے شر سے کفایت فرمائے۔ اور اس کے لئے اس کی جنایات بخش دے۔ آمین آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سب مسلمانوں کے ساتھ ادب کی حفاظت

مسلمانوں کے طبقات کے اختلاف کے باوجود سب کے ساتھ ادب کی حفاظت کرتا ہوں۔ پس جس مسلمان کو دیکھوں تو دل میں کہتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمان اللہ تعالیٰ کا ولی ہو۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے۔ اور ان میں سے بہت قلیل اہل کرامات کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور ان کے علاوہ حفاظت کے پردوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ قریب نہیں کہ ان میں سے کسی پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جو اسے عوام سے ممتاز کرے جیسا کہ عوام نے اپنے رسائل میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصیت امام شعرانی کے نام

جب میں سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلے پہل حاضر ہوا تو آغاز میں مجھے میرے بھائی شیخ افضل الدین نے

وصیت کی جس میں مجھے عام مسلمانوں کے بارے میں کثرت اعتقاد اوران پر دقیق ترازو قائم نہ کرنے کی ترغیب دی۔ایک نصیحت یہ تھی کہ اے میرے بھائی! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو اپنے نفس کو لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے کی طرف مائل نہ کر۔اور عام لوگوں میں خیر کا عقیدہ رکھ۔پس بیشک اللہ تعالیٰ تجھے کبھی نہیں پوچھے گا کہ تو نے میرے بندے کے بارے میں اچھا گمان کیوں رکھا؟ اورا س سے پرہیز کر کہ تو کسی عام آدمی کو۔اونٹ چلانے والوں۔مزدوروں۔خچر ہانکنے والوں۔گوبر اٹھانے والوں اوران سب کو حقیر سمجھے جو لوگوں کا نقصان کئے بغیر ان کے نفع کے کام کرتے ہیں۔پس بیشک یہ لوگ اسم اعظم کی وجہ سے محفوظ ہیں۔اوران میں ادب مع اللہ تعالیٰ اورادب مع الکائنات میں مختلف ہیں گرچہ انہیں اس کا شعور نہیں۔

حضرت مولائے کائنات علی شیرِ خدا کی اپنے صاحبزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسی ہی وصیت فرمائی ہے۔فرماتے ہیں: اے بیٹے جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اپنی طاعت میں اور اپنی ناراضگی اپنی معصیت میں چھپائی ہے اور اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں مخفی رکھا ہے۔پس کسی طاعت کو چھوٹا نہ جان۔پس بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہوتی ہے۔اور کسی معصیت کو ہلکا نہ سمجھ۔پس بسا اوقات حق تعالیٰ کا غضب اسی میں ہوتا ہے۔اور مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھ۔بسا اوقات وہ اللہ عزوجل کا ولی ہوتا ہے۔انتہی۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جو کہ مخفی ہیں آلودگیوں سے پاک ہیں قریب نہیں کہ انہیں کوئی پہچان سکے مگر وہ جو ان کے دائرے میں داخل ہوا۔اوران کی علامات میں سے یہ ہے کہ ان کے لئے ادلال۔بسط واظہار کی زبان ہے۔تقدیم وتاخیر۔منصب عطا کرنا اور معزول کرنا۔عزت وفخر۔قوت حجت۔صحبت دعوت۔قیام۔خلق سے استغناء۔پکڑ اور قہر۔انتقام۔قوت ہمت۔سیادت اور حکم چلانا۔ارادہ۔اختیار دینا۔پابند کرنا۔حفاظت۔امن۔ناز ونعمت کی زندگی۔رفعت۔کھانے پہننے اور شکل وصورت میں خوشحالی۔تخویف۔بیان علم اور معرفت کی زبان۔کشف وذوق۔خصوص وتمیز اور علاوہ ازیں وہ امور جن کی حق تعالیٰ نے انہیں خلعت عطا فرمائی۔اوران اوصاف سے زینت بخشی جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی بیان کرسکتا ہے۔فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ اکثر نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں جو کہ اہل جنت کو جنت میں ملیں گی۔تو ان کا اس دنیا میں حکم بالکل ان کے سوا دوسروں کے لئے آخرت کا سا ہے۔پس بیشک آخرت میں بندے کی انتہاء یہ ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ ہو۔فرماتے ہیں: لیکن اس میں ان کا حکم عبید الاحسان کا حکم ہے کیونکہ انہوں نے اس جہان میں اس شخص کی طرف قیام نہ کیا جو اس کے لئے اوراس سے پیدا کیا گیا۔اوراس کی اسے ضرورت ہوئی کیونکہ یہ لوگ عام دنیوی عالم اخروی کے مظہر کے ساتھ ظاہر ہوئے تو گویا وہ پیدا کئے گئے نہ عدم سے دار التکلیف کی طرف نکالے گئے۔

اور اکثر مجذوب اسی قسم سے ہیں۔پس وہ ظہور عالم کی اور اسباب کے ایک دوسرے پر مرتب ہونے کی حکمت کے شہود سے اور ابتداء آفرینش اور لوٹانے۔فتق ورتق۔ظہور واظہار۔اور ذوات۔اوصاف اور احوال کے ساتھ فضیلت دینے کے حکم سے غائب ہیں۔اور وہ کسی کمال۔نقص۔خست اور شرف وغیر ذالک کو نہیں پہچانتے۔جن کا محیط صرف اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔اسی لئے عارفین مرتبے میں ان لوگوں

سے اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ کشفاً اور ذوقاً ان امور کے علم کے ساتھ متحقق ہیں اور ہر حکم واثر کی خصوصیت کو پہچانتے ہیں تاکہ اس کا حق پورا کریں۔

عارفین کا مقام شیخ علی الخواص قدس سرہ کے بیان میں

نیز فرماتے ہیں کہ یہ حضرات یعنی عارفین ہی طائفہ عظمیٰ۔ اصحاب ولایت کبریٰ ہیں جو کہ تخلق اور تحقق سے کسب کی جاتی ہے اور یہ جہان میں جسم کے اندر قلب کے مرتبے پر ہیں۔ پس یہ طریق حق تعالیٰ کے حکم کے تحت اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے رتبے کے تحت ہیں اور تصریف کے ساتھ عام مخلوق سے فائق اور افتقار کے ساتھ ان کے تحت ہیں۔ نیز یہ حضرات تسلیم وادب والے۔ علم وعمل والے۔ انکساری عاجزی والے۔ فقر وافتاد والے۔ ذل وعجز والے۔ مصائب وآلام اور مشقتوں والے۔ حزن وخف والے۔ اسباب کے تحت قیام اور سعی والے۔ حرکت وسکون والے۔ نیند اور بیداری والے۔ نسیان وغفلت والے۔ نفع وخسارے والے۔ تلخیاں اور مصائب اور موت جھیلنے والے۔ احمر وازرق اور سیاہ وسفید والے۔ تمیز خصوص کے عدم شہود کی وجہ سے اہل ایمان۔ اور یہ ہمت ودعوت والے۔ خفاء۔ ظہور اور الہام والے۔ تقیید واطلاق والے۔ مراتب میں حفظ حقوق والے۔ اسباب، اعیان، احوال اور اعمال والے ہیں۔ ہر شے میں قدم راسخ والے ہیں من حیث هو لا شیء ومن حیث هو من اعیان کل شیء۔ اور یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع والے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ وہ پیروکار۔ وارث۔ نائب۔ محافظ اور وکلاء۔ علاوہ ازیں دیگر صفات عبودیت خالصہ والے۔ جس میں کسی شے کے دعوے کا اور دار آخرت میں عامہ یا خاصہ پر صفات ربوبیت کا امتزاج نہیں ہے۔ نیز یہ حشر ونشر والے۔ حساب ووزن والے۔ پل صراط پر چلنے والے جس طرح کہ اس پر ادنیٰ ایمان والے چلیں گے۔ پس یہ اکثر لوگوں کے نزدیک دنیا وآخرت میں مجہول الحکم ہیں کیونکہ یہ دنیا سیادت دنیویہ کی کسی صفت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتے۔ اور یہ وہی ہیں جنہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہیں کرے گی۔ اس حیثیت سے کہ یہ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اور محشر میں کشف ساق کے وقت ثابت قدم ہیں۔ اور یہ گھٹنوں کے بل گرنے والے ہیں۔ اور یہ خلق میں تقدیر کے جاری وساری ہونے پر مطلع ہیں۔ اور اختیار والے بندے اور اضطرار والے صاحب سیادت ہیں۔ اور یہ حضرات اپنے انفاس شریفہ میں سے ایک نفس میں ابد سے ازل تک سب زمانوں کے علم کا مکاشفہ رکھنے والے ہیں۔ جس طرح کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی عقلوں کے لئے نزول فرماتا ہے کہ اس نے خبر دی ہے کہ وہ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تاکہ اپنے بندوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سکھائے۔ پس وہ اسی طرح اپنے افہام کے مطابق عوام کے ساتھ نزول فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یہاں تک سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہوا۔

اور یہ ایسا کلام ہے کہ مجھے صرف آپ سے ہی سننے میں آیا ہے۔ اور یہ آپ کی شان کی بلندی پر اور اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات کے متعلق آپ کی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ پس اے بھائی! اس پر غور وفکر کر۔ اور اپنے متعلق مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر جاننے سے احتیاط کر۔ اگر تو بامراد ہونے کی طلب رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- صفات کی متشابہ اخبار میں غور وفکر نہ کرنا

میں متشابہ اخبار صفات میں فکری سیاحت نہیں کرتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مخلوق سے مطلوب صرف ان چیزوں پر ایمان لانا ہے جن کی حق تعالیٰ نے اپنے متعلق اپنے رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر خبر دی ہے نہ کہ عقل کے ساتھ انہیں سمجھنا۔ پس بیشک یہ صحیح نہیں

ہے۔ اور غور وخوض کرنے والوں کی انتہاء یہ ہے کہ وہ حیرت پر رک جائیں باوجودیکہ انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے طریق اشارہ سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ویحذرکم اللہ نفسہ (آل عمران آیت ۲۸) اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے) یعنی اس سے کہ تم اس میں غور وفکر کرو۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تفکروا فی الاء اللہ ولا تتفکروا فی ذاتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو۔ اور اس کی ذات میں غور وفکر مت کرو۔

وقوف علی الحیرت کا سبب

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذات حق میں حیرت کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ذات حق میں ساری مخلوق کی حیرت کا سبب ان کے حقائق کا اضطراب ہے۔ کیونکہ یہ مختلف مواد سے ہیں جو کہ لطیف وکثیف یعنی روح اور جسم۔ علاوہ ازیں دواعی کا اختلاف ہے۔ کیونکہ انسان کئی تقاضوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے عقل کا تقاضا۔ نفس کا تقاضا۔ علم۔ ایمان۔ حق۔ خواہش۔ وہم۔ گمان۔ خیال اور فکر کا تقاضا۔ علاوہ ازیں دوسری چیزیں جن کا اس ہیکل جسمانی پر فکر اور حکم چلتا ہے ان مواقع کے مطابق کہ ساتوں آسمانوں کے درجات اپنے مخصوص اوقات انسان پر حکم کرتے ہیں کہ اسی میں قہر اان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ پس تو اسے دیکھتا ہے کہ کبھی وہ ایمان کے حکم کے مطابق کلام کرتا ہے پس اس کا قول اجمال اور ستر سے آگے نہیں گزرتا۔ کبھی حکم حق کے مطابق کلام کرتا ہے۔ پس اس کا اس قول تسلیم وادب سے آگے نہیں بڑھتا۔ کبھی علم کے حکم کے مطابق کلام کرتا ہے پس اس کا قول حیرت کی حد سے نہیں بڑھتا۔ کبھی نفس کے حکم کے مطابق کلام کرتا ہے تو اس کا قول تفصیل وترجیح سے آگے نہیں جاتا۔ کبھی عقل کے حکم کے مطابق کلام کرتا ہے تو اس کا قول تقید سے نہیں بڑھتا۔ کبھی خواہش کے مطابق کلام کرتا ہے تو اس کا قول تخصیص وتمیز کے آگے نہیں بڑھتا۔ کبھی حکم وہم کے ساتھ بولتا ہے تو اس کا قول آرزو سے آگے نہیں بڑھتا۔ کبھی گمان کے مطابق بات کرتا ہے تو اس کا قول تشبیہ سے نہیں بڑھتا۔ کبھی حکم خیال سے بات کرتا ہے تو قیاس سے آگے نہیں بڑھتا۔ کبھی فکر کے مطابق کلام کرتا ہے تو اس کا قول محسوسات سے آگے نہیں گزرتا۔ یہ اشخاص۔ اوقات۔ احوال میں تقاضوں کے مختلف اثرات واحکام والی صفات کثیرہ کی طرف متنوع ہونے کے ساتھ ہے۔

اور یہ سب کچھ علم کامل کو واجب نہیں کرتا جس پر ایمان قرار پائے۔ اور وہ بحث وطلب سے رجوع کرے۔ پس حق نہیں ہے مگر اس کے ساتھ جو حق کی تقلید کرے اور اس پر تاویل کے بغیر ایمان لائے جو اس نے اپنے رسل علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل فرمایا۔ کیونکہ بسا اوقات تاویل شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نہیں ہوتی۔

پس اس پر غور کر۔ کیونکہ تو اسے کسی کتاب میں نہیں پائے گا۔ اور ہم نے اس پر کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں بسط وتفصیل سے کلام کیا ہے۔ پس ادھر رجوع کر۔ حصول مراد میں کامیاب ہوگا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طریق ایمان میں شبہہ رکھنے والے ہر عالم کے درس میں حاضر ہونا

اور میں ہر اس عالم کے درس میں حاضری کو جاتا ہوں جسے دیکھوں کہ اس کے ایمان کے طریق میں اسے فلاسفہ یا معتزلہ وغیرہم کا شائبہ ہے۔ اور یہ اس لئے تاکہ چوری چھپے کچھ کلام میں اس کے شبہ کا ازالہ کروں۔ اس انداز میں کہ اسے اور نہ ہی اس کے طلباء میں سے کسی کو اس کا پتہ چلے۔ پھر جب اس سے وہ شبہ زائل ہو جائے تو اس کے درس کی حاضری ترک کر دیتا ہوں۔ اور اس مقام پر شیخ یحیٰ البجائی

المغربی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جس طرح کہ بعض علماء نے مجھے خبر دی ہے۔ پس جب آپ کو کسی عالم کے متعلق کسی شبہ میں پڑنے کی خبر ملتی جس سے وہ نکل نہ سکتا تو آپ اس کے درس میں اس کے طالب علموں کے ساتھ حاضری دیتے۔ پس لوگ اس سے تعجب کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ تو ایسے شخص کے علم سے بے نیاز ہیں۔ پس کیسے حاضر ہوئے۔ جب اس شخص کا شبہ زائل ہو جاتا تو اس کے درس کی حاضری سے منقطع ہو جاتے۔ یہ علماء عاملین کی حکمت عملی ہے۔ اس پر عمل کر۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو اس عالم کے متعلق یہ راز افشاء کرے پس اس کی کمزوری ظاہر کرے۔ اور اس میں غیبت کا دروازہ کھولے اور اس کے دشمنوں کو اسے فاسد عقائد کی تہمت لگانے کا موقعہ ملے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ رات اور دن میں زیادہ سونے سے حفاظت

رات دن میں زیادہ سونے سے میری حفاظت کی گئی ہے۔ اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ میری نیند رات دن میں ۴۵ درجے تک پہنچتی ہے۔ اور اس سے زاید بے فائدہ ہے۔ اور یہ مجھے جسمانی راحت میں کافی ہے۔ اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ عادت سے زاید نیند قلب کو دنیوی اسباب اور احوال میں مشغولیت سے موت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ چہ جائیکہ امور آخرت ہوں۔ جن کے بغیر بندے کو چارہ ہی نہیں۔ نیز فرمایا کہ بسا اوقات نیند کی کثرت انسان میں مستحکم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کا حکم نور طبیعت کے حکم کے مخالف ہو جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جسم کے لئے راحت اور نفس میں اضافہ قرار دیا ہے۔ پس بندے پر اس کی معیشت اور اس کے اسباب دنیوی رو بفساد ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر اس کا وہ مزاج اصلی فاسد ہو جاتا ہے جس پر یہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور فرمایا: اور انسان میں سب سے بڑی خرابی یہ رونما ہوتی ہے کہ اس کا نفس روحانی اس کے عالم خیال سے رابطے کی کثرت اور اپنے جسم کے ساتھ اس کا رابطہ نہ رہنے کی بنا پر جس کی دنیوی مصائب میں موافقت کا حکم دیا گیا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ خصوصاً اگر اس کا جسم سنت محمدیہ اور طبیعت کلیہ سے خارج اعمال کی وجہ سے تاریک اور کثیف ہو جائے۔ پس بیشک اس ارتباط سے ضعف اعتقاد۔ اس کا فساد اور عقل کے آئینے میں اشیاء کی تصویر بنانے والی قوۃ خیالیہ کا ضعف ترکیب پاتا ہے۔ پس وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی امر کا شہود نہیں کرتا مگر معقول مقید مرتبط منعقد کا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اس کا حال اس کے نفس پر اور اس کے غیر پر مخلوط ہو جاتا ہے۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ان اوقات میں سونے سے پرہیز کرو جن میں سونے سے منع کیا گیا ہے جیسے انسان کا نماز فجر کے بعد سورج کے طلوع تک اور نماز عصر کے بعد سورج کے غروب تک سونا۔ تو جس نے ایسا کیا اس نے اپنے نفس کو ہلاکت کے لئے اور مادی اور صوری مزاج کے سرچشمہ صحت ہاضمیہ کو فساد کے درپے کر دیا۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ وہ بعید الادراک مویشیوں کے حکم کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسے گائے۔ بکری۔ بھینس وغیرہ حیوانات جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہم نے حیوانات کے ساتھ بعید الادراک مویشیوں کی قید اس لئے لگائی ہے جیسے گائے۔ بکری اور بھینس وغیرہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تا کہ وہ حیوانات نکل جائیں جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا جیسے گھوڑا۔ خچر۔ گدھا جو کہ لوگوں کے منافع کے لئے مسخر کئے گئے ہیں۔ پس بیشک یہ عقل حساس والے ہیں۔ اسی لئے یہ حیوانات سے تکلیف اور نفع میں زیادہ ہیں۔ اور سمجھ ادراک میں بھی ان سے زیادہ ہیں۔ جس طرح کہ

ان کی حرکات میں اوران کی آنکھوں کے دائیں بائیں گھومنے۔سر اوپر نیچے کرنے اوران کے مفادات میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ راستے میں نشیب وفراز اور خطرات وغیرہ ہوتے ہیں جس طرح کہ ذوق رکھنے والے عارف کا مشاہدہ ہے۔

نیند کی کثرت خصوصاً نماز فجر وعصر کے بعد سونے کے نقصانات

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے آپ کو نیند کی کثرت سے بچاؤ۔ کیونکہ اس سے غفلت۔نسیان۔مزاج طبیعی اور نفسانی کا فساد رونما ہوتا ہے۔اور یہ بلغم اور سوداء کو بڑھاتی ہے۔معدے کو کمزور۔منہ کو بدبودار کرتی ہے۔ زخم کے کیڑے پیدا کرتی ہے۔آنکھ کو کمزور کرتی ہے۔اور آنکھ پر جھلی کو بڑھاتی ہے۔اور قوت باہ کو فوراً کمزور کرتی ہے حتیٰ کہ قریب نہیں کہ اسے جماع کی ضرورت محسوس ہو۔پانی خراب کرتی ہے اوراس نطفہ سے پیدا ہونے والے بچے میں امراض مزمنہ پیدا کرتی ہے۔اور جسم کو کمزور کرتی ہے۔اور یہ وقت صبح وعصر۔کے علاوہ سونے کی بات ہے۔رہا ان دونوں اوقات میں سونا تو میں وہ خرابیاں بیان نہیں کرسکتا جو کہ اس کی وجہ سے عقل۔نفس اور صفات نفسانیہ وروحانیہ میں رونما ہوتی ہیں۔سب سے کم یہ ہے کہ حکم خاصیت کی وجہ سے ضعیف الحال کو بعث ونشور اور جواس کے قریب ہے پر عدم ایمان میں مبتلا کرتی ہے جب کہ اس کے رفعیہ کا سبب سمجھ نہ آئے۔اھ

کثرت نوم کے نقصان کے متعلق شیخ علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ زیادہ سونے سے پرہیز کرواس کی پیروی کرتے ہوئے جو تم بعض عارفین سے دیکھتے ہو۔پس بیشک ان کے کچھ احکام ان کے حکم کے خلاف ہیں۔اور یہ اس لئے کہ بعض کو اللہ تعالیٰ قوت کی خلعت عطا فرماتا ہے کہ جب چاہے اپنا نفس خود سے اتار پھینکے۔اور عالم خیال سے رابطے کے بغیر اسے جس سمت چاہے چلائے۔پس انہیں دن میں نیند کی عادت نقصان نہیں دیتی مگر صبح اور عصر کے بعد کیونکہ ان دونوں اوقات میں ہر سونے والے میں خاصیت کے ساتھ فساد کا اثر ڈالتی ہے۔برابر ہے کہ وہ صحیح المزاج ہو یا غیر صحیح المزاج ہو۔پس جو ہم نے تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حاجت کے بغیر دن میں سونا انتہائی مضر ہے۔مگر یہ کہ موسم گرما میں ہو۔پس بیشک حدیث میں وارد ہے کہ قیلولہ (یعنی دوپہر کی نیند) کے ساتھ رات کے قیام میں مدد طلب کرو۔پس ایسی نیند مضر نہیں ہوتی۔

اور سیّدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زوال سے قبل سونا گزشتہ بیداری کا علاج ہے۔اور بعد زوال سونا آنے والی بیداری کی دواء ہے۔پس اے بھائیو! پوری کوشش سے نیند کم کرو۔کیونکہ نیند موت کی بہن ہے کیونکہ اس میں عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-میرے عیوب ونقائص دکھانے والے سے محبت

جو مجھے میرے عیوب ونقائص دکھائے اس سے محبت کرتا ہوں اوراس دوست پر اسے مقدم رکھتا ہوں جو میری چاپلوسی کرتا ہے اور میرے لئے ظاہر کرتا ہے کہ وہ مجھے اکمل الاحوال پر محمول کرتا ہے۔اور میں نے اللہ تعالیٰ سے ہر اس شخص کے لئے دعا کی ہے کہ جو مجھے نصیحت کرے۔اور مجھے میرے عیب دکھائے کہ دنیا وآخرت میں اس کے پردے رکھے۔اور دنیا وآخرت کی جو بھلائی مانگے اسے عطا فرمائے۔پس اے بھائیو! جہاں تک ہوسکے میری نصیحت لازم کرو اور میری چاپلوسی مت کرو۔میری خیانت کرو گے اور اپنے نفسوں کی

خیانت کرو گے۔اور میری دل جوئی مت کرو۔کہ اپنے دلوں میں سوچو کہ سیدی شیخ کو کیونکر نصیحت کریں۔کیونکہ کبھی اس کا کوئی صحیح مقصد ہوتا ہے جس پر ہم جیسا مطلع نہیں ہوسکتا۔یہ ابلیس کی دھوکہ دہی ہے۔کیونکہ اگر تم مجھ میں کمال کا گمان کرتے ہو۔تو میرا خلاف شریعت فعل تمہارے گمان کی تکذیب کرتا ہے۔پس بیشک اگر میں کامل ہوتا تو ظاہر شریعت کے خلاف کچھ نہ کرتا۔پس باقی نہ رہا مگر یہ کہ میں ناقص ہوں اس فعل کی وجہ سے نافرمانی کا مرتکب ہوں۔پس تم پر جو واجب ہے وہ نصیحت ہے۔جب تم نے مجھ سے قول یا فعل کے ساتھ شریعت کی مخالفت سمجھی تو یا تو تمہارا فہم صحیح ہوگا تو میں لوٹ آؤں گا اور تمہیں ثواب ملے گا۔اور یا پھر غلط ہوگا پس میں تمہیں تمہاری خطا ظاہر کردوں گا پس تم اس سے فائدہ حاصل کرو گے۔اور مجھے ثواب ہوگا۔

نصیحت کرنا معمول اسلاف ہے

اور تمام اسلاف یعنی صحابہ کرام۔تابعین۔آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خلوت وجلوت میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کے طریق پر عمل پیرا رہے۔اور انہوں نے ایک دوسرے کو اسی کی ترغیب دی۔اور یہ عادت صوفی کہلانے والوں میں اس دور میں کمیاب ہے۔پس انہوں نے حال وقال میں مراتب کمال کے دعوے کئے اور جس نے ان کی شاگردی اختیار کی اس کے لئے ایک تمہید باندھی۔اور اسے جتلایا کہ مقام شیخ آسمان کی طرح جبکہ مقام مرید زمین کی طرح ہے۔اور یہ کہ اس کے لئے حلال نہیں کہ شیخ کے حال کو خود اپنے حال پر محمول کرے۔اور یوں نصیحت کا دروازہ بند کردیا اور بعض اوقات ان میں سے کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جو اسے نصیحت کرے جبکہ وہ اس میں سچا نہیں۔کیونکہ یہ مقام صرف اسی کے لئے ہوتا ہے جسے حق جل وعلا کے ساتھ ثابت قدمی صحیح ہو اور وہ اس کے قضاء وقدر پر راضی ہو اور اس کے بندوں میں سے کسی کی خوشنودی کی طرف متوجہ ہو نہ اس کی ناراضگی کی طرف۔

اور چاہئے کہ نصیحت کرنے والے کے ساتھ محبت کا مدعی اپنے نفس کا یوں امتحان کرے کہ فرض کرے کہ اس کا نام لوح محفوظ میں یوں لکھا ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے بدبختوں میں سے ہے۔پس اگر اس کا نفس اسے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کا گمان دلائے تو اس کا امتحان کرے کہ یہ اپنے دشمن کی شاگردی کرے اور اس کی طاعت کرے اور اسے خاص وعام کے لئے ظاہر کرے۔پس اگر اپنے دشمن کی شاگردی شرح صدر کے اختیار کرنے کو تیار ہو اور اس کے امر ونہی کی پابندی کرے اور اس کے حکم کو اور اس کی ڈانٹ ڈپٹ قبول کرنے کو تیار ہو تو بیشک وہ اللہ عزوجل کا طاعت گزار ہوا۔اور اسے بھائیوں سے نصیحت کی محبت کا دعویٰ درست ہوا۔کیونکہ خلق کا مطیع ہونا حق تعالیٰ کی طاعت کی طرف دروازہ ہے۔تو جس کا نفس اپنی جنس کی طاعت گزاری یا اس کے حکم کے تحت ہونے سے انکار کرے تو وہ کمال عبودیت کے مقام کے دعوے میں جھوٹا ہے۔پس وہ بساط ادب پر حق جل وعلا کے ساتھ مجالست کیونکر طلب کرتا ہے جبکہ اسے تو بساط مماثلت پر اچھی طرح مجالست خلق بھی حاصل نہیں ہوئی۔

پھر اپنے بھائیوں سے نصیحت کرنا پسند کرنے میں گرنے والا دو میں سے ایک ہے۔یا تو ایسا شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے عیوب سے اس کے غیر کے عیوب کے ساتھ مشغول کردیا۔پس وہ ان میں سے ہوا جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم پر گمراہ کردیا۔اور اس کے کان اور قلب پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔اور یا وہ ایسا شخص ہے جس نے اپنے متعلق کمال کا گمان کیا۔اس وجہ سے کہ اسے اپنے حال پر اعتماد اور اپنے مطلوب کے ساتھ عشق ظاہر ہوا۔پس ایسا شخص ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہاں سے ہلاک ہوا کہ اسے شعور

نہیں۔ جس نے نصیحت سے انکار کیا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد (البقرہ آیت ۲۰۶) اور جب اسے کہا جائے کہ خدا سے ڈرو تو اسے غرور گناہ پر اکساتا ہے۔ پس اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے)

وعظ وتسلیک کی نزاکت

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بعض دفعہ شیخ کہلانے والوں میں سے کوئی شخص لوگوں کو وعظ یا انہیں سلوک کراتے ہوئے اپنے متعلق گمان کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فعل خیر کی ہدایت کرنے میں آپ کے نائبوں میں سے ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ اس میں اپنے نفس کی شہوت کے قبضے کے تحت طالب ریاست ہے۔ گمان کرتا ہے کہ وہ وعظ و نصیحت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لے رہا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان سے مدد لے رہا ہے۔ پس بیشک جو اپنے نفس سے محبت کرتا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس کی روحانیت علم حاصل نہیں کرتی مگر ابلیس اول کی روحانیت سے۔ پس ابلیس اس کی علوم کے ساتھ مدد کرنے لگتا ہے۔ اور اسے دوسروں کی بجائے اپنی صحبت کی طرف لوگوں کے قلوب کو کھینچنے کی محبت کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور کمینہ خصلت لوگ جو اس کے اردگرد ہوتے ہیں کہنے لگتے ہیں کہ سیّدی شیخ نے نشانات شریعت کو زندہ کر دیا ہے۔ اور اس دور میں اگر آپ نہ ہوتے تو شریعت کے نشانات مٹ جاتے۔ پس وہ اس قول سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اور اپنے متعلق گمان کو اچھا کرنے میں اضافہ کر دیتا ہے۔ پس ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر فرض کرو کہ حاضرین میں سے کوئی اگر اسے سرداری کی محبت کی طرف منسوب کرے تو انتہائی بدمزہ ہوتا ہے۔ اور اس کے شاگرد اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اسے شدید زدوکوب کرتے ہیں۔ اور یہ اجماع مسلمین کے ساتھ حرام ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ان لوگوں میں سے کسی سے میری ملاقات ہوئی۔ پس میں نے اسے نصیحت کی تو بڑی مشکل سے جوتوں کے ساتھ پٹائی سے بچا۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ منبروں پر شیاطین بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کریں گے۔ پس چاہیے کہ لوگوں کو وعظ کرنے والا نفس و شیطان کے مکروفریب سے پرہیز کرے۔ اور ان سلف صالح کے راستہ پر چل کر اپنے نفس کا امتحان کرے جن کے بارے میں گمان کرتا ہے کہ یہ ان کے قدم پر ہے۔ چنانچہ مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ ریاکار کو دیکھے وہ مجھے دیکھے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ سے کہا: اے ریاکار۔ تو آپ نے اپنے نفس سے فرمایا: اپنا وہ نام سن جسے بصرہ والوں نے گم کر دیا اور اسے اس عورت نے پہچان لیا۔ اور سفیان ثوری اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں: مجھے نصیحت کرو اور میرے افعال کی پیروی سے بچو۔ پس بیشک میں وہ شخص ہوں جس کے امور خلط ملط ہو گئے ہیں۔

لوگوں کی عقیدت سے دھوکہ نہ لگے

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر لوگوں کے اجتماع اور تمہارے مطیع ہونے سے تمہیں دھوکہ نہ لگے پس تم سمجھ بیٹھو کہ مشائخ زمانہ میں سے ہو گئے ہو۔ خصوصاً اگر تمہارے مرید تمہارے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھیں اور اکثر سرفگندہ خاموش رہیں گرچہ مجلس طویل ہو جائے۔ پس بیشک یہ اپنے بھائیوں کو غلام بنانا اور اپنے نفسوں کو سردار بنانا ہے۔ اور کسی امتیاز

کے بعد اپنے بھائیوں کو نصیحت کرو۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دلاؤ کہ تمہیں نصیحت کریں۔ اور اس سے پرہیز کرو کہ انہیں اختتام مجلس کے بعد ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینے دو۔ کیونکہ اس میں نفس کا قیام ہے۔ اور تمہارے مرید کے تمہیں مبنی برحق نصیحت کرنے سے بدمزہ ہونے سے بچو۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمولات اور ایک دوسرے کو باہم نصیحت کرنے میں غور و فکر کرو حتیٰ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی کچھ عرض کر دیتے تھے۔ اور ایسا ہی واقعہ گزرا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بشارت دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بطور مشورہ) عرض کی: یا رسول اللہ! رہنے دیں اور انہیں عمل کا موقعہ عطا فرمائیں اور یہ بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی درخواست قبول فرمائی۔

دورانِ خطبہ حضرت عمر کی گرفت

اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں جو وعظ کروں اسے سنو۔ حضرت حذیفہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ واللہ ہم آپ کا وعظ نہیں سنیں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس کی کیا وجہ؟ وہ کہنے لگے: کیوں کہ آپ پر دو قمیصیں ہیں جبکہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک قمیص ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو پکارا۔ فرمایا تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کیا یہ تیری قمیص نہیں؟ ابن عمر نے کہا۔ اللھم۔ یعنی ہاں قسم بخدا۔ پس حذیفہ نے آپ سے کہا: اب آپ وعظ کریں، ہم سنیں گے۔

قبول نصیحت قرآن وسنت کے حوالے سے

پس اے بھائیو! ان واقعات میں غور کرو جو قرآن وسنت میں بیان کیے گئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خدام اور اپنی رعیت سے نصیحت قبول فرمائی۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادم سے مشورہ کیا۔ چیونٹی نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی خدمت میں بطور نصیحت گزارشات پیش کیں۔ اسی طرح جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی کہ شاہ مصر نے آپ کے بیٹے کو پیالے کے بہانے سے پکڑ لیا ہے۔ تو آپ نے یہ رقعہ لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کے بندے یعقوب کی طرف سے عزیز مصر کے نام۔ سلام علیک۔ امابعد! ہم ایسے گھر والے ہیں کہ آزمائش کے ساتھ مخصوص ہیں۔ میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا۔ آپ اس میں چالیس دن تک رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیا۔ اور میرے باپ کو ذبح کی آزمائش میں ڈالا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدلے مینڈھے کو فدیہ بنایا۔ رہا میں تو میرا ایک بیٹا تھا جس سے میں محبت کرتا اور مانوس ہوتا تھا۔ اسے بادشاہ نے اس امر پر گرفتار کر لیا کہ وہ چور ہے۔ پس میرے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ میں نے چوری کی نہ میری اور اولاد میں کوئی چور ہے۔ والسلام۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی پشت پر لکھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عزیز مصر کی طرف سے بندۂ خدا یعقوب کے نام۔ امابعد! ہمیں آپ کی اور آپ کے آباؤ اجداد کی شان سے تعارف ہوا۔ پس آپ ایسے ہی صبر کریں جیسے انہوں نے صبر کیا تا کہ آپ اسی طرح کامیاب ہوں جس طرح وہ حضرات کامیاب ہوئے۔ پس حضرت یعقوب اس قول کی وجہ سے اصل حق کی طرف پھرے اور اپنے آپ کو مع الحق تبارک وتعالیٰ صبر پر پابند کر لیا۔

اسی طرح ہمیں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ حضرات اپنے ہم زمانہ علماء سے نصیحت طلب کرتے۔اور بعض نے اسے شرائط کے ساتھ طلب کیا۔اور یہ صورت حال ان کے ناموس کے قیام اوران کے نفوس کی ریاضت کے بغیر تھی۔تو جو ریاضت وسلوک کا دعویٰ کرتا ہے اس سے کیونکہ مکدر ہوتا ہے۔اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ امام اصمعی نے جب ہارون رشید کی ہم نشینی کا ارادہ کیا تو ہارون نے آپ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: جان لیں کہ آپ ہم سے زیادہ عالم ہیں اور ہم آپ سے زیادہ عقل مند ہیں۔پس ہمیں محضر عام میں نہ پڑھائیں اور نہ ہی خلوت میں نصیحت کریں اور ہمیں چھوڑے رہیں یہاں تک کہ پہلے ہم سوال کریں۔پھر جب جواب میں آپ اس حد کو پہنچ جائیں جو ضروری ہے تو اس پر اضافہ کرنے سے پرہیز کریں مگر جب کہ ہم اس کی استدعا کریں۔اور جب آپ دیکھیں کہ ہم حق سے باہر ہو گئے ہیں تو آپ حسب استطاعت ہماری غلطی پر ڈانٹ ڈپٹ اور ہماری طرف طویل آمد ورفت کئے بغیر ہمیں اس کی طرف لوٹائیں۔یہ اس خطرے کے پیش نظر کہ آپ کا مقام ہماری نظروں میں گر جائے پس ہم آپ کی بات درخور اعتناء نہ سمجھنے لگیں۔پھر ہارون نے کہا: اے ابوسعید! جان لیں کہ ایک دوسرے کو نصیحت کے ہوتے ہوئے امت کبھی ہلاک نہیں ہو گی۔اور کوئی بادشاہ مشورہ طلب کرتے ہوئے ہلاک نہیں ہو گا اور کوئی قلب تسلیم کے ہوتے ہوئے ہلاک نہیں ہو گا۔

نصیحت اور طلب مشورہ کی اہمیت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے بھائیوں کے لئے نصیحت اور طلب مشورہ ہر امر ضروری میں لازم کرو کیونکہ نصیحت اور طلب مشورہ سونے والے یا غافل کو بمنزلہ جگانے کے ہے۔اور فرماتے ہیں کہ عقل مند کی یہ شان ہے کہ نصیحت کرنے والے سے بدمزہ نہ ہو جبکہ وہ حد ادب سے باہر نکل جائے اور شایان شان الفاظ کی رعایت نہ کرے اور چاہئے کہ اس سے واقع ہونے والے قبیح الفاظ کو اپنے نفس پر قیاس کرے کہ ان کے ساتھ اسے نصیحت کی ہے۔پس سب لوگوں کو حکمت عملی عطا نہیں ہوئی۔اور آدمی جہاں نفع پائے تو حظ نفس نہ ملنے کی کوئی پرواہ نہیں جو کہ نرم کلامی سے اس کی محبت ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ ناصح کی شان یہ ہے کہ جسے نصیحت کرے اس سے نصیحت کرنے سے پہلے اس کے متعلق مشورہ کرے۔جس طرح کہ اس حکمت پر سلف صالح نے عمل کیا ہے۔کیونکہ مشورہ طلب کئے بغیر نصیحت کرنا کامل عارفین کے ساتھ خاص ہے۔جنہیں ان کی نصیحت میں کوئی گمان مداخلت نہیں کرتا۔اور نہ ہی شک وشبہ۔اس لئے کہ وہ کشف صحیح پر فائز ہیں۔اور یہ حضرات اپنے نفوس کو اس پر فوقیت نہیں دیتے جسے نصیحت کی گئی ہے۔اور نہ ہی منصوح سے ان پر کچھ ہے۔اسے قبول کرے یا نہ کرے۔کیونکہ ان کا مقصد تو صرف تعمیل حکم اور بندوں کو نفع پہنچانا ہے۔پھر احکام الٰہیہ اسی کے مطابق جاری ہوتے ہیں۔پس یہ نہ کہا جائے کہ اس میں نصیحت کرنا خلق پر جاری قضاء وقدر سے نزاع ہے۔کیونکہ شی پر اس کے عین کے ظہور سے پہلے حکم لگانا صحیح نہیں۔نصیحت کرنا تو سونے والے کو اس کی نیند سے بیدار کرنے کی منزلت میں ہے۔جس طرح کہ ابھی گزرا۔اور اس کی غفلت سے اسے جگانا ہے۔اور اس کی مشروعیت میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے بعض کو ان کے بعض کی طرف محتاج کیا ہے حتیٰ کہ کوئی شخص اپنی رائے پر اپنے بھائی کے بغیر بھروسہ نہ کرے گرچہ منصوح، ناصح کی نصیحت یا اس کے مشورہ سے بے نیاز ہو۔کیونکہ مقصد ہے مخلوق کی طرف احتیاج کے ظہور کا اعتراف کرنا تا کہ باطنی طور پر ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہو بطریق اولیٰ واقع ہو۔

پس ہماری ساری تقریر سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس سے بدمزہ ہو جو اسے نصیحت کرے یا طلب کرے کہ اسے صرف وہی نصیحت کرے جو خطاب کا ادب جانتا ہو تو اس سے خیر کثیر فوت ہو گئی۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو پسند کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - محفل میں لغویات اور قصے کہانیوں سے کراہت

میں اپنے شاگردوں سے اپنے پاس بے مقصد باتیں اور حکام کے قصے کہانیاں پسند نہیں کرتا اور اگر اس سے انہیں روکنے سے خاموشی اختیار کروں تو کسی شرعی تقاضے کی بنا پر اور اپنے نفس کو حقیر جانتے ہوئے کہ امر یا ناہی ہو۔ اور اس کی طرف مجھ سے پہلے سیّدی ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: واللہ میں اپنے بھائی کو کسی معصیت پر دیکھتا ہوں تو اپنے کو حقیر سمجھتا ہوں کہ اس سے روکنے والا ہو سکوں۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ خاموشی کے ساتھ ساتھ میں اپنے دل میں کہتا ہوں: الٰہی انہیں اس کلام سے گونگا کر دے اور انہیں اپنے ذکر کا الہام فرما اور اس کا جو انہیں تیرا قرب عطا کرے۔ پس کئی دفعہ حق تبارک وتعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے اور وہ خاموش ہو جاتے ہیں اور لوگوں کا خیر سے ذکر کرتے ہیں۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اپنے آپ کو قیل وقال کی مشغولیت سے بچاؤ کرچہ درست ہو لیکن بے مقصد گفتگو کی کثرت گناہوں کو حقیر جاننے اور ان کی پرواہ نہ کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔ اور کثرت حسد۔ دعویٰ۔ نادانی اور حماقت کا خوگر بنا دیتی ہے۔ اور ان احسانات میں کئی دفعہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - دوران تعلیم جدال اور بلند آوازی سے پرہیز کی تلقین

قراءۃ تفسیر یا شرح حدیث کے وقت طالب علم بھائیوں کو کثرت جدال اور بلندی آواز نہ کرنے کی کثرت سے ہدایت کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں اس پر غیرت کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کا طہارت اور حضور قلب کے بغیر ذکر کرے۔ جبکہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیتے تو ہیبت سے ان کے چہرے کانپنے لگتے اور خشیت سے آنسو بہنے لگتے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا ادب

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا ادب لازم کرو۔ جس طرح کہ اپنی نماز میں مناجات کے وقت کشف اور مشاہدہ پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب لازم کرتے ہو۔ کیونکہ قرآن کلام الٰہی اور اس کی صفات ذات میں سے ایک صفت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے اور ان کے اعضاء خشوع وخضوع کرتے تو مخارج حروف کی رعایت۔ جو کچھ پڑھ رہے ہیں یا ذکر کر رہے ہیں اس کے معانی کو سمجھنے سے بے خبر ہو جاتے۔ اور اگر وہ حالت سجدہ اپنی صفت کی طرف نظر کرتے جبکہ ان میں سے ایک شخص کا چہرہ اس غبار سے آلودہ ہے جو کہ قدموں کی جگہ ہے۔ انتہائی نیچے سر افگندہ ہے گرچہ اونچی جگہ میں ہے تو اپنی روح۔ نفس۔ عقل اور سر کو اسی طرح سجدہ کناں اور انتہائی نیچے افگندہ پاتے۔ اور اپنی بحث وتمحیص سے

انتہائی مصروفیت میں ہو۔ اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں جھگڑے سے نہیں بچتا مگر وہ جس کا ایمان کامل ہو۔ اور اس ظاہری حد پر ہی رک جائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اوامر و نواہی کی صورت میں مقرر فرمائی ہے۔ کیونکہ شریعت کا مجموعہ ہے یہ کرو اور یہ ترک کردو ہے۔ اور اس میں فہم و توقف نہیں رکھتا۔ اور فرماتے ہیں کہ اپنا وجود کتب فقہ کی تدوین سے اور وجو مجتہدین سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں فرض کرو تو اپنے نفوس کو پاؤ گے انہیں مکلف نہیں کیا گیا مگر اسی قدر جو تمہارے فہم میں آیا نہ کہ اس کا جو تمہارے غیر کے فہم میں آیا۔ اھ

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ یہ کلام اس پر محمول ہے جو احکام کا استنباط کر سکے۔ رہا وہ جو عاجز ہے تو علماء کرام نے اس پر تقلید کے وجوب کی تصریح فرمائی ہے ورنہ وہ اکثر گمراہی میں گر جائے گا۔

بحث و جدال کے وقوع کی بنیاد

اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وقوع جدال کی بنیاد نفس میں تکبر کا وجود ہے۔ اور اگر بندہ اپنے نفس کی مذمت پر قائم رہے اور اس پر حکم مذمت کے ساتھ لگائے تو اس پر جدال کا دروازہ یکسر بند ہو جائے۔ اور اس کے بھائیوں کے فہم میں جو کچھ آئے اسے تسلیم کر لے۔ اور اسے ان کے لئے لوٹا دے۔ اور فرماتے ہیں کہ علماء کو تاویل اور عدم تفویض کی ضرورت پیش نہیں آئی مگر عوام پر اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں اپنی کمزور عقلوں کے اندازے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات میں قدرے تشبیہ سمجھ بیٹھیں۔ رہی وہ مقدار جسے علماء سمجھیں تو اس میں تاویل کی حاجت نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی مخلوق کی صفات سے جدا ہیں۔ اور یہ کہ یہ درست نہیں کہ کبھی اسے مخلوق کے ساتھ کوئی تشبیہ لاحق ہو۔ علاوہ ازیں مخلوق میں سے کسی کے لئے بشر ہو یا غیر بشر قلب میں اس کے اثبات کے لئے تشبیہ صرف قلب کو کھٹکتی ہے پھر اسے دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے۔

الرحمٰن علی العرش استوٰی کی توجیہہ

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ برزخ میں میری روح کو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا معنی ہے الرحمٰن علی العرش استوٰی (طٰہٰ آیت ۵) آپ نے فرمایا: کیا عرش کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اس وقت علم عرش کی تخلیق سے پہلے اس کے متعلق اس کے علم کے بالکل برابر نہیں؟ میں نے عرض کی: بالکل اسی طرح ہے۔ تو فرمایا: پس اسی طرح حق تعالیٰ کا عرش پر اس وقت استواء بالکل اس کے اس استواء کے برابر ہے جو کہ تخلیق عرش سے پہلے تھا کیونکہ اس کے وجود کی حالت میں اور عدم وجود کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے علم سے خارج نہیں ہوا۔ میں نے عرض کی: اے امام! یہاں اس توجیہہ سے زیادہ واضح بھی ایک وجہ ہے۔ فرمایا: کہو۔ تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا قول الرحمٰن علی العرش استوٰی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مثل ہے ولقد خلقنا الانسان وتعلم ماتوسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد (قٓ آیت ۱۶) اور بلاشبہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو اس کا نفس وسوسے ڈالتا ہے اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) کیونکہ استواء سے مراد صفت ربوبیت کا حکم و تدبیر خلق و تقدیر کے ساتھ عبودیت سے قرب ہے۔ تو امام نے فرمایا: اچھا جواب ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ

(الزخرف آیت ۸۴) اور وہی آسمان میں خدا ہے اور زمین میں خدا ہے) پھر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے جبکہ آپ اس آیت کی تکرار کر رہے تھے۔

طالب علم کے متعلق شیخ علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے طالب علم بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم پر اپنی ظاہری دلائل اور تاویلات کے ساتھ حکم نہ لگائیں۔ اور یہ کہ اپنے آپ کو عمل سے معطل نہ کریں اور کہیں کہ حتیٰ کہ ہم علم حاصل کرنے سے فارغ ہو جائیں۔ اور نہ یہ کہ اپنی عمر اضافی علوم میں صرف کریں جن کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ اور نہ یہ پیشہ ترک کریں جس میں ان کی گزر بسر ہے اس خوف کے پیش نظر اپنے دین اور علم کے عوض کھائیں اور لوگوں کے صدقات اور میل کچیل کے درپے ہوں۔ کیونکہ ان سے کھانا افہام کو بے نور کر دیتا ہے۔ بخلاف اکل حلال کے۔ کہ اسے دقیق علوم کے فہم میں بڑا دخل ہے۔ اسی لئے امام نووی اپنے معاصرین پر باوجود تھوڑی عمر کے فائق ہوئے اور مذہب کی ترجیح ان کی طرف لوٹی۔ اور میں نے ایسی جماعت کی مجالست کی ہے جو کہ اپنے کھانے پینے میں پارسا نہ تھے اور وہ علم میں بحث کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے انہیں ایسے بے بنیاد سوالات پوچھتے دیکھا جو کہ عام لوگوں کے افہام سے بھی گرے ہوئے تھے۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ یہ ان کے مشتبہ چیزیں اور میل کچیل کھانے کی وجہ سے تھا۔

شیخ افضل الدین کے نزدیک فقہاء کے لئے نامناسب عمل

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے فقیہ بھائیوں کے لئے پسند نہیں کرتا کہ وہ آئمہ مجتہدین کی باہم فضیلت بیان کرنے اور ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر دلیل کے بغیر ترجیح دینے میں الجھیں۔ کیونکہ یہ دین میں تفرقہ اندازی تک لے جاتا ہے۔ جبکہ حق تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس سے اس ارشاد کے ساتھ منع فرمایا ہے: وان اقیموا الدین لا تتفرقوا فیہ (الشوریٰ آیت ۱۳) کہ دین کو قائم رکھیں اور اس میں تفرقہ نہ ڈالیں) اور اس کے باوجود مذاہب کے بعض مقلدین نے ایک نہ سنی۔ بلکہ انہوں نے تفرقہ ڈالا۔ لخت لخت ہوئے۔ باہم برا بھلا کہا۔ مخالفت کی۔ باہم بغض وحسد کا شکار ہوئے۔ بعض نے بعض کو جاہل اور بعض نے دوسروں کو کافر تک کہا۔ باوجودیکہ وہ امر جس کے سبب سے یہ معاملہ رونما ہوا اس کے علم اور اس پر عمل کے لئے اور نہ ہی اس کی تاویل وتحریف کے لئے اور الفاظ کو ان کے ظاہر سے پھیرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے مطالبہ فرمایا۔ اور ان سے یہ بات غائب رہی کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے احکام کے ساتھ خطاب میں کسی ایک کو دوسرے کے مقابلے میں مخصوص نہیں فرمایا۔ اس نے تو ان کے ساتھ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ملائکہ مقربین۔ اولیاء وصالحین۔ علماء وعاملین۔ آئمہ مجتہدین اور عام اہل ایمان کو خطاب کے علاوہ کفار ومنافقین۔ سرکشوں۔ ظالموں اور آسمان وزمین جو بھی ہیں سب کو خطاب فرمایا۔ پس تمام علماء اپنے طبقات کے اختلاف۔ کمال ایمان اور حسب استعدادات قرآن عظیم سے مدد لے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ سمندر کی جس سمت سے بھی تو آئے گا اسے سمندر ہی پائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو دلیل شرعی کے بغیر دوسرے مذہب کی بجائے اپنے مذہب کے ساتھ مقید کیا تو اس نے بے ادبی کے ایک باب کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ یہاں کوئی ایک مذہب دوسرے مذہب کے مقابلے میں اولی بالشریعہ نہیں ہے مگر جبکہ نصوص صریحہ کی مخالفت واقع ہو۔ بایں طور کہ مجتہد کی نص تک رسائی نہ ہوئی پس وہاں وہ مذہب ترجیح پائے گا جو کہ نص کے ساتھ

مضبوط ہو۔

اور فرماتے ہیں کہ عارفین اور علماء عاملین کے قلوب میں حق دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہے جبکہ جھگڑا کرنے والوں اور تعصب کرنے والوں کے قلوب میں جو کہ علم وعمل عجز اور سستی کے ساتھ طلب کرتے ہیں نہایت مخفی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہماری گفتگو علماء کے ساتھ ہے۔ رہے عوام تو ان کے لئے واجب ہے کہ ایک مذہب پر مقید ہوں۔ اس سے زیادہ ترجیح والا کوئی نہ دیکھیں۔ ورنہ وجود شرائط کے بغیر رخصتوں میں گریں گے۔ اور اس میں طویل کلام کیا۔

آئمہ مجتہدین کے ساتھ ادب کا تقاضا

پھر فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ آئمہ مجتہدین کے ساتھ ادب والوں میں سے ہو اسے چاہئے کہ عاجزی وانکساری اور تسلیم وفرماں برداری کے ساتھ طریق فقراء میں داخل ہو جائے گویا کہ وہ اندھا جسے چلایا جارہا ہے۔ بحث وتمحیص چھوڑ دے۔ اپنے باطن کے ساتھ مخلوق سے برطرف ہو جائے۔ حق کی طرف توجہ کے ساتھ اپنی ہمت کو قوی کرے۔ رات کی تاریکیوں میں صراط مستقیم کی ہدایت کی دعا کثرت سے کرے۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اسے ادب وتسلیم سے نوازے۔ پس بیشک کوئی شب نہیں مگر اس کی آخری تہائی میں آسمان سے فیوض ربانی اور مدد دنیوی کا نزول ہوتا ہے۔ پس اسے اہل تسلیم پھر اہل تفویض حاصل کرتے ہیں۔ پھر ان سے اصحاب دوائر علیہ یعنی افلاک کلیہ کے اقطاب پر فیض پہنچتا ہے۔ پھر ان سے حفظہ۔ نائبوں اور امور کے متولی حکام پر فیض پہنچتا ہے۔ پھر ان سے سلوک کرانے والوں۔ صالحین اور علماء عاملین پر فیض اترتا ہے جو کہ دروازہ کھلنے اور امداد اترنے کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہدیہ اسی کے لئے ہے جو حاضر ہو۔ رہے آخری تہائی میں سونے والے تو انہیں ان پانچ حضرات میں سے کسی ایک کے پاس ملتا ہے جو کہ اولیاء کے نزدیک معروف ہیں۔ پس بیشک جو بھی غائب ہو وہ اس کے لئے صلوۃ صبح کے وقت حصہ حاصل کرتا ہے۔ اس کے فارغ ہونے سے پہلے یا اس کے فارغ ہونے کے ساتھ۔ اور جو نماز صبح کے وقت بیداری سے پیچھے رہ گیا وہ اس کا حصہ اسے اس کے دنیوی اسباب میں عطا کرتا ہے جب وہ ان میں اللہ تعالیٰ کے قائم کرنے پر راضی ہوا۔ اور اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ مویشیوں اور ان جیسے عوام کا حصہ ہے جو کہ اسباب سے غافل ہیں۔ انتہی۔

نیز فرماتے ہیں کہ میں اپنے طالب علم بھائیوں کے لئے ناپسند کرتا ہوں کہ شیخ کے بغیر عارفین کے مقام پر چڑھنے کا تکلف کریں اور اس کا حصول طلب کریں۔ کیونکہ ایسا اکثر نہیں ہوتا۔ پس انہیں حسرت ہوگی۔ اور چاہئے کہ ان میں سے کوئی اپنے نفس کو اس کی عبودیت پر ثابت رہنے پر تیار کرے۔ رہی ولایت تو اگر ان میں سے کسی کو دنیا میں نہ ملی تو اسے آخرت میں پالے گا۔ پس اسے ایسے مقامات اور کرامات کا حصول ہوگا جو اس کے لئے حساب میں ہی نہ تھے۔

اور فرماتے ہیں: میں کسی کے لئے پسند نہیں کرتا کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کے وظیفے پر کوشش کرے۔ خصوصاً جبکہ وہ سفر میں ہو اور اس نے اسے اس میں اپنا نائب بنایا ہو۔ اور میں تمام بھائیوں کے لئے رضامن اللہ پسند کرتا ہوں جب ان پر ان کا رزق تنگ ہو۔ اور پسند کرتا ہوں کہ کسی حال یا مقام یا کشف کی تمنا کے بغیر قوم صوفیاء کے بارے میں حسن اعتقاد رکھیں کیونکہ ان میں سے کسی چیز میں جب ہمت صادق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے یہ عطا فرما دیتا ہے گرچہ اس کی موت سے لحظہ بھر پہلے۔ پس جو کچھ رہ گیا ہے وہ پالیتا ہے۔ اور وہ ان

اولیاء کے برابر ہو جاتا ہے جو اسے حاصل کر چکے۔ علاوہ ازیں اس مقام پر سلب واستدراج سے امن حاصل ہو جاتا ہے جہاں جھوٹا بھی سچ کہنے لگتا ہے۔ انتہی۔

علماء اور شاگردوں کے لئے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے کہ میں اپنے سب طالب علم بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں کہ عوام کو ان کی عبادات واحوال میں ایسے معمولات کا پابند نہ کریں جو ان پر گراں ہو جس طرح کہ سلف صالح چلے ہیں۔ اور یہ کہ فقہاء اور متکلمین کے الفاظ وعلوم میں ان کی اصطلاحات جن کا ادراک مثلاً نحوی دقائق کے بغیر نہیں ہو سکتا کے متعلق ان کی جہالت کی وجہ سے انہیں کافر قرار نہ دیں اور انہیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ علماء کو اصل میں علم کی تعلیم دینے کا حکم ایسے چیزوں کے لئے نہیں دیا گیا۔ انہیں تو دین ودنیا کے بارے میں عوام کے ضعف اور جہالت کے شہود کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس امر کا کہ ان کے باطن میں حق کو جانیں۔ اس امر کی پابندی لگائے بغیر جو ان پر اور ان کے غیر پر گراں ہو۔ اور فرماتے ہیں کہ علماء کو چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں عوام سے ممتاز ہوں۔ یعنی آپ کے اخلاق میں۔ از قبیل تواضع۔ حسن اخلاق۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے متعلق حسن ظن کلمہ طیبہ پڑھنے والے سے واضح دلیل شرعی کے بغیر نہ الجھنا۔ زہد۔ پارسائی۔ سادگی۔ کھانے پہننے ذخیرہ کرنے میں فضولیات ترک کرنا۔ نفس کی ناپسندیدہ چیزیں ترک کرنا۔ تکلیف برداشت کرنا جو انہیں اپنے ہاتھ اور زبان سے ستائے گرچہ غیر مسلم ہو اس پر کثرت سے صبر کرنا۔ گہرائی میں اتر کر عوام کے اموال سے تعرض نہ کرنا۔ پس انہیں کمی بیشی کے بغیر اسی چیز کا حکم دے جس کا علماء عاملین حکم دیتے ہیں۔

اور علماء کے لئے پسند کرتا ہوں کہ عارفین کاملین پر ان کے علم میں اور جو کچھ انہوں نے اپنی کتابوں میں ظاہر کیا ہے اس کے متعلق انکار نہ کریں۔ گرچہ دلیل عقلی اسے محال گردانتی ہو۔ کیونکہ ولایت کا دائرہ ظہور عقل کے وراء سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ اسے سالک طریقت جانتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اسی طرح ان کے لئے میں پسند کرتا ہوں کہ صلحاء زمانہ پر اور صحو والے مجذوبوں پر ان کے شر سے کفائت و حفاظت کی خاطر انکار نہ کرے۔ کیونکہ یہ حضرات انکار کرنے والے پر جلد غضب ناک ہو جاتے ہیں کیونکہ نہایت روشن بارگاہ والے ہوتے ہیں۔ ان پر عارفین کا میزان قائم نہیں کیا جاتا۔ پس فقیہ کی شان ادب یہ ہے کہ مجاذیب سے جو کچھ دیکھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے جس نے انہیں سلب پر فائز فرمایا ہے۔ جب انکار کرے۔ کیونکہ یہ حضرات فقیہ کے فہم سے ایک سمت میں ہیں۔

اور فرمایا کہ میں فقیہ کے لئے وسوسہ۔ لفظ کے ساتھ نیت کی تکرار۔ چیخ دار آواز کے ساتھ نیت کرنا۔ اپنی آستینوں اور ہاتھوں کو شدت سے جھاڑنا کہ ایمان والوں کا خشوع ختم کردے پسند نہیں کرتا۔ اور میں اس کے لئے ناپسند کرتا ہوں کہ حروف فاتحہ اور ان کی شدات کے مخارج میں گہرائی اختیار کرے حتیٰ کہ کئی دفعہ امام کے ساتھ اس کی رکعت یا اس کا بعض حصہ اس سے رہ جائے جیسا کہ ان سے اس کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ اس کی تاخیر کی وجہ سے امام رکوع میں چلا جاتا ہے۔ اور ان لوگوں سے یہ حقیقت چھپی رہ گئی کہ بندے سے اس کی نماز میں صرف یہ مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور قلب اور زبان سکوت میں رہیں مگر جہر کے مقامات میں۔ نیز نفس سے علیحدگی اور اپنے قبلہ میں حضرت حق جل شانہ کا شہود جو کہ اس کے ایمان اور اس کے شہود کا دربار ہے۔ اور اگر تلاوت کرے تو اللہ عزوجل کی ہیبت و جلال کی وجہ سے آواز پست رکھے۔

اور فرماتے ہیں کہ میں فقیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے کلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معانی کے فہم جدال۔ خصومت اور نزاع نیز مخالف کے خلاف حجت اور دلیل قائم کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ اس سے آئمہ کے حضور سر تسلیم خم نہ کرنے کا پہلو ثابت ہوتا اور اس کا یہ اعتقاد مجروح ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے تمام آئمہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور حق کی طاعت سے انحراف واجب کرتا ہے کیونکہ جدال کی حالت میں نفس کا قیام اور سلطان عقل پر اور ایمان پر اس کا غلبہ ہوتا ہے حتیٰ کہ جدال ان میں سے بعض کو مزاج سے انحراف کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر بندے کو کشف ہو تو ان میں سے کسی کی صورت کو جانور کی صورت میں دیکھے۔

علماء کو عطائے علم کا مقصد

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب علماء میں علم اس لئے نہیں رکھا کہ اس کی وجہ سے لوگوں پر مالک بن بیٹھیں۔ انہیں علم تو اس مقصد کے لئے عطا کیا گیا ہے کہ سہولت کے مطابق اس سے لوگوں کو نفع پہنچائیں۔ اس کی وجہ سے فساد مٹائیں۔ اور اس کے ساتھ کجی اور عناد والے بدعتیوں کے ساتھ جھگڑا کریں نہ کہ مذاہب شرعیہ والوں کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں اسی طرح اشارہ ہے جس پر ہم نے تنبیہ کی ہے۔ ما کان لبشر ان یوتیہ اللّٰہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللّٰہ ولکن کونوا ربانین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون (آل عمران آیت ۷۹) کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب۔ حکمت اور نبوت عطا فرمائے تو پھر لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن (وہ تو یہ کہے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ اس لئے کہ تم دوسروں کو کتاب کی تعلیم دیتے رہتے تھے۔ اور تم خود بھی اسے پڑھتے تھے)

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اپنے اور اپنے بندوں کے مابین رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں اس لئے واسطہ بنایا ہے تا کہ امت کو ان کے دین کے احکام صریحہ کی تعلیم دینے پر متوجہ ہوں نہ کہ دقیق مسائل مستنبطہ پر۔ اور یہ کہ ان کو ادب سکھائیں۔ نصیحت کریں اور ہدایت دیں اور ان کے حق میں کثرت سے دعا کریں اور ان پر شفقت کریں۔ ان کی ہمتیں بڑھائیں۔ اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ ان سے اذیت دور کریں۔ کیونکہ عوام کی بدولت ہی علماء کا نفع ونقصان ہے۔ اور اسی لئے ان پر ان کی حفاظت اور بچاؤ۔ ان کے جو عیب ظاہر ہوں ان کا دفعیہ۔ اور انہیں ظالم حکام سے چھپانا واجب ہے جو کہ لوگوں کے اموال باطل طور پر کھاتے ہیں۔

عوام پر علماء کے حقوق

اور فرمایا کہ میں عوام کے لئے پسند کرتا ہوں کہ علماء کے تمام احوال واقوال میں ان کا ادب کریں۔ ان کی خدمت اور حاجت براری نیز ان کے فقراء اور اہل حاجت کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ خصوصاً اگر ان میں سے کوئی کثیر العیال ہو۔ اور عوام کے شایاں نہیں کہ فقیہ کو فی حد نفسہ اپنے اوپر قیاس کریں۔ پس آج اکثر لوگ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کا علم ان کے نفسوں میں رکھا ہے نہ کہ ان کے قلوب میں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فاجر انسان کے ذریعے کر دیتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں ایسی اقوام رونما ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ایجاد اس لئے فرمائے گا کہ علم کے حامل ہوں گے جبکہ وہ اس پر عمل نہیں کریں گے۔ تا کہ ضائع نہ ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کا علم ان کے قلوب میں جاگزیں فرماتا جس

طرح کہ باعمل علماء کے لئے واقع ہوا تو علماء اور عوام کے مابین اور عاملین اور فاجرین کے درمیان امتیاز باطل ہو جاتا۔

پس اے بھائی اس احسان میں غور وفکر کر اور اس کے اخلاق کے ساتھ تخلق اختیار کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اسرار عارفین اور ارشادات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مطابقت

میں عارفین کے دقائق اسرار اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے احکام میں مطابقت کرتا ہوں۔ کوئی قلیل ہے جس نے ان کے درمیان مطابقت کی ہو۔ وہ تو عارفین کے معتقدات کو خارج از شریعت قرار دیتے ہیں۔ جس طرح کہ از یں پیشتر ان احسانات کے بیان میں اس کی تقریر کئی دفعہ ہو چکی۔ اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے علم شرعی کے تمام طرق کے درمیان مطابقت نہیں کی اس سے خیر کثیر رہ گئی۔ میں نے آپ سے کہا کہ علم شرعی کے طرق کی تعداد کتنی ہے۔ تو فرمایا: ان کی تعداد چوبیس ہے۔ جن میں سے بارہ طرق رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہیں۔ اور باقی بارہ طرق رسل کے ابدال کے ساتھ خاص ہیں جو کہ ایام فترات میں متاہل ہوتے ہیں۔ اور اسے سیاست حکمیہ (ح کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں۔ اور ان پر شرع کا اطلاق مجازی طور پر ہے۔ پس ایام فترات میں متاہل حضرات خلوت میں داخل ہوتے اور اپنے نفسوں کو ریاضت کراتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو نور حاصل ہوتا ہے۔ پس اس لئے اپنے فکر کے ساتھ ایسا امر رونما ہوتا ہے جس سے نظام عالم حاصل ہوتا ہے جبکہ اس کے مطابق کام کریں۔ اور اس کا حکم قانون کا حکم ہے۔ پس ایام شریعت میں اس پر عمل جائز نہیں۔ اور یہ سب کا سب مشاہدہ میں آنے والی دنیا کے ساتھ متعلق ہے۔ ان میں سے کوئی احوال آخرت تک نہیں پہنچتا اور نہ ہی وہ یہ پہچانتے ہیں کہ اس موت کے بعد بعث ونشور ہے۔ یا حساب۔ جنت و جہنم یا اس کے علاوہ دیگر احوال آخرت ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے تاکہ کائنات کسی داعی سے خالی نہ ہو جو کہ حقیقتاً یا مجازاً حق کی طرف دعوت دے۔ پس رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص طرق وحی۔ کشف۔ محادثہ۔ مکالمہ۔ مخاطبہ۔ دل میں القاء۔ تفہیم۔ الہام۔ تعلیم۔ استعداد۔ قبول اور اجتہاد ہے۔

رہے متاہلین کے ساتھ خاص طرق تو وہ یہ ہیں مناسبت۔ تخصیص۔ تاثیر۔ مقابلہ۔ مقارنہ۔ وقت۔ تحکیم۔ حکم۔ اصل۔ علت۔ وعد۔ تخلی۔ اور طرق رسل کا مدار وحی ہے جبکہ متاہلین کے طرق کا مدار تخلی یعنی خلوت گزینی پر ہے۔ اور یہ دونوں طریق ان دونوں فریقوں کے خصائص میں سے ہے۔ ان میں اتباع کا دخل نہیں۔ رہے طریق رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام تو یہ ہمیں تواتر اور علم ضروری کے ساتھ معلوم ہیں۔ اور رہے طریق متاہلین تو ان سے مراد خلوت گزینی کے ساتھ قلب کو دنیا اور اس کے اسباب۔ شہوات۔ علوم اور احوال سے علیحدہ کرنا ہے تاکہ بشر کے واسطہ کے بغیر حق تعالیٰ سے اخذ فیض کے لئے قلب فارغ ہو جائے۔ پس بندہ خلوت اختیار کرے اور مذکورات سے تحقق اختیار کرے تو اسباب کے مقام اور اہل دنیا کے معاملہ میں قیام ناموس کی جگہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرماتا ہے اور وہ کچھ جس کی اس دور۔ سمت اور ریاست میں لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ پس وہ مخلوق کی طرف اس نور کے لئے عاجز اور محتاج ہو کر لوٹتے ہیں جو ان پر حکمت کا فیض عطا ہونے کی حالت میں شامل ہو۔ پس وہ ایسے اعمال واحوال کے ساتھ ظاہر ہوئے جو ان سے پہلے نہیں ہوئے۔ اور اس دور میں وہ عالم دنیوی کے انتظام کی جمعیت میں رسل کے نائب ہوئے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اگر ان کی طرف کوئی رسول آیا تو جس کی طرف

انہیں دعوت دے گا وہ اس کی پیروی کریں گے۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہے اسے ترک کر دیں گے۔ اور اس لئے انہوں نے اپنی کتابوں میں اپنے بعد آنے والے رسولوں کے ظہور کی بشارت دی اور اپنے پیروکاروں کو اگر انہیں پا لیں تو ان کی اتباع کی تاکید کی۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یاد رہے کہ یہ ان حضرات کے متعلق بات ہو رہی ہے جو کہ زمانہ فترت میں ریاضتیں کرتے ہیں۔ اور فترت اس دور کو کہتے ہیں جو کہ دو رسولوں کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ کہ پہلے رسول کی دعوت کے اثرات ختم ہو چکے اور ابھی نیا رسول نہیں آیا جو راہنمائی کرے اور دعوت الی الحق دے۔ اور اس دورانیہ میں یہ ریاضت و خلوت والے لوگ جنہیں یہاں متاہل کہا گیا ہے یعنی اہلیت والے۔ کہ ان کے بعد نیا رسول تشریف لاتا تو یہ حضرات اور ان کے وابستگان اس رسول کے ساتھ وابستہ ہو جاتے۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری ہوئی کہ ان حضرات کو نئے رسول کی آمد کا انتظار ہوتا کیونکہ انہیں علم تھا کہ رسالت کا تسلسل باقی ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اب قیامت تک کا زمانہ آپ کا ہی ہے۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے۔ لہٰذا اب کوئی زمانہ فترت رونما نہیں ہوگا کہ نئے رسول کی بعثت کا انتظار ہو۔ اب ساری کی ساری راہنمائی آپ کے دامان کرم سے وابستہ اولیاء کاملین علماء عاملین فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاک تا قیام قیامت باقی ہے۔ اب کسی نئے رسول کی بعثت کا انتظار ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس اقتباس سے منکر ختم نبوت دلیل نہیں لے سکتا۔ اب خلوت و ریاضت والے لوگ سب کچھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی راہنمائی میں کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی وضاحت اسی اقتباس میں ساتھ ہی مذکور ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا حتیٰ کہ انہوں نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ان کی یعنی رسولوں کی وہ صورتیں دکھائے جو ان کے ساتھ مختص تھیں جب وہ ظاہر ہوئے تا کہ اپنے نیکوکاروں کے لئے انہیں کتب میں ثبت کریں۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں انبیاء و رسل کی عالم ارواح میں صورتیں دکھائیں۔ پس انہوں نے وہ صورتیں علم و گواہی کے ساتھ اپنی کتابوں میں بیان کیں۔ پھر جب پیروکاروں کے نزدیک ان کی صداقت پر دلالت پوری پوری ہوئی کہ وہی کچھ اوصاف واقع ہوئے جن کے ان کے آئمہ مذکور نے خبر دی تھی تو پیروکاروں کی خواہشات اور آراء میں اختلاف رونما ہو گیا کہ کوئی تھا ہی نہیں جو انہیں ان کے عیوب اور وہ خطا دکھاتا جس پر کہ وہ تھے۔ پس انہوں نے متاہلین کا کلام اس کے مقامات سے بدل دیا جس طرح کہ رسل کے پیروکاروں نے سوائے اہل سنت و جماعت کے کلام رسل میں تاویل کے ساتھ ایسی تحریف کی جو کہ راہ حق سے گمراہ کرنے والی ان کی خواہشات کو مضبوط کرنے والی تھی۔ اور انہوں نے دنیا سے خلوت گزینی کے طریق سے یہی سمجھا کہ جو اس طریق پر چلا اس نے وہی کچھ پا لیا جو متاہلین نے پایا۔ اور اس طریق کے ان اشخاص کے ساتھ خاص ہونے سے بے خبر رہے جو زمانہ فترات میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی کے لئے اس میں کوئی قدم نہیں۔ پس وہ ان کے طریق پر چلے اور نتیجتاً انہیں ان کے وہم کے مطابق کچھ حاصل نہ ہوا۔ پس انہوں نے گمان کیا کہ غلطی صرف یہ ہوئی کہ نفس الامر میں وہ شرائط مفقود رہیں جو کہ ان تک نہ پہنچیں۔ پس انہوں نے خلوت گزینی میں ایسی شرائط مقرر کیں جو کہ متاہلین نے مقرر نہ کیں۔ جیسے کم کھانا۔ خاموش رہنا۔ نہ سونا۔ جسمانی طور پر لوگوں سے علیحدہ رہنا۔ علاوہ ازیں دیگر شرائط جن کی وجہ سے ان کے بدن کمزور ہو گئے۔ تخیلات کی کثرت ہوئی۔ ان کے عقائد فاسد ہو گئے۔ اور ان کے لئے اچھی یا ہولناک صورتیں ظاہر ہوئیں جو کہ ان کی ہمتوں کی

جمعیت سے مثال کے طور پیدا ہوئیں اس پابندی اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے اپنائی۔

پس کبھی تو ان کے لئے خیال میں جسمانی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں جو انہیں ایسی اشیاء کی خبر دیتی ہیں جن کی تاویل وہ کچھ ہے جس پر وہ ہیں۔ کبھی ان کے لئے نور یا تاریکی یا کتوں یا سانپوں کی بری صورتیں یا اچھی جو کہ انسان کی طبیعت میں چھپی ہوئی ہیں۔ پس اس کا جسم عالم علوی اور سفلی میں کی اشیاء کا نسخہ جامعہ ہے۔ یہاں سے اہل خلوت پر غلطی داخل ہوئی حتیٰ کہ کوئی زندیق ہو گیا تو کوئی شعبدہ بازیاں کرنے نکلا۔ اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ تدبیر صحیح پہچاننے لگا ہے جس پر اللہ تعالیٰ اہل کشف کو مطلع فرماتا ہے۔ اور ان کا کوئی علوم شریعت سے معمور شیخ ہوتا تو انہیں بتاتا کہ حق تعالیٰ نے ان کی طرف نازل فرمودہ کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی۔ اور مزید براں ان اعمال میں جو کہ رسل کے واسطے سے آئے وہ شرائط نہ لگاتا جو انہوں نے لگائیں۔ ان پر رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اقوال وافعال میں اتباع کی شرط عائد کرتا۔ کیونکہ یہ نفوس قدسیہ ان لوگوں کی مصلحتیں خود ان سے زیادہ جانتے ہیں جن کی طرف وہ بھیجے گئے۔

اور مجھے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد شیخ محمد العیاشی نے بتایا کہ وہ سیّدی ابراہیم کے علم کے بغیر ان کے ہم عصر مشائخ میں سے ایک صاحب کے پاس چلا گیا۔ پس چند روز اس کے پاس خلوت میں رہا۔ یہ خبر سیّدی ابراہیم تک پہنچی تو آپ نے اسے خلوت سے باہر بلا بھیجا اور فرمایا: اے بے شعور! کیا تو اپنی خلوت کے ذریعے لوگوں کے پاس بخاری ومسلم میں موجود ایک حدیث کی مثل لا سکتا ہے؟ گرچہ تو وہاں ہزار سال تک پڑا رہے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ تو اسے سیّدی ابراہیم نے فرمایا: تیری مثال تو اس شخص کی طرح ہے جو کہ دن میں سورج کی روشنی پر اکتفاء نہیں کرتا اور روشنی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں جلاتا ہے کہ بطور چراغ استعمال کرے۔

اہل خلوت کے متعلق سیّدی علی الخواص کی گفتگو

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل خلوت اپنی خلوت گزینی سے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ سب کا سب شریعت مطہرہ کے متعلق ان کی جہالت کی وجہ سے ہے۔ پس بیشک وہ اپنے گمان میں شارع کے مقلد ہیں۔ جبکہ مقلد کے لئے عبادات اور ایمان کی صورتوں کی معرفت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور وہ کسی تاویل کا محتاج ہے۔ نہ ہی تحریف اور نہ ہی اس پر دلیل طلب کرنے کا جو کچھ کہ شارع کی طرف سے آیا۔ اور نہ ہی تکلیفات شرعیہ کے مقاصد کے جاننے کا۔ کیونکہ یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ تو متبوع کی ذمہ داری ہے۔ اور وہ بندہ کس قدر قبیح ہے جو کہ اللہ تعالیٰ پر جرأت کرتا ہے اور اس کا اظہار طلب کرتا ہے جسے اس سے مستور رکھا گیا جو کہ اس کے لئے مقسوم نہیں۔ اور وہ طلب کرتا ہے کہ اس کا مقسوم ہو۔ اور وہ اپنے قلب وقالب کے ساتھ اس فعل سے غافل ہوا جس کا حق تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے یعنی اقوال۔ افعال اور سنن واضحہ۔ اور اگر اس کے ہاں اس کے قلب میں نور ایمان ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ ذمہ داریوں کے مقاصد سے خاصیت کشف کے ذریعے ایمان اثر کرتا۔ اور وہ جان لیتا کہ نماز وغیرہ نفل طاعات میں وہ کچھ ہے جو کہ اسے خلوت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ حق تعالیٰ کا دربار خاص ہے۔ خلق میں سے کسی کو قبول نہیں کرتا۔ پس اگر انسان ارادہ کرتا ہے کہ ہمیشہ خلوت گزیں رہے تو اسے ان طاعات قولیہ اور فعلیہ میں مشغولیت کافی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمایا۔ پس اسے جان لے کہ ایک عظیم راز ہے۔ مجھے گمان نہیں کہ اس سے پہلے کبھی تیرے سننے میں آیا ہو۔

دم خلوت کے متعلق خصوصی وضاحت

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ ہم نے جو خلوت کی مذمت ذکر کی ہے یہ اس کے بارے میں ہے جو حق تعالیٰ سے اپنی خلوت کے ساتھ وہ امر طلب کرتا ہے جس پر اسرار کی تکوین ہوتی ہے۔ البتہ وہ شخص جو اس کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ماموراتِ شرعیہ میں صفاء معاملہ طلب کرتا ہے جس طریقہ پر کہ مصر میں شیخ ومرادش کے پیروکار اور شیخ شاہین کے پیروکار ہیں تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ طہارت ایمان پر عمل۔ توبہ اور اصلاح لقمہ

میں اپنے ایمان کی طہارت پر عمل کرتا ہوں۔ اور یہ توبہ اور اصلاح لقمہ کے ساتھ ہے۔ تو جو ان دو امور پر قائم ہو گیا تو اس کا ایمان نقص سے پاک ہو گیا۔ رہی توبہ تو یہ شب وروز میں نئے تازہ گناہوں کا حکم اٹھا دیتی ہے جس طرح کہ کلمہ شہادت شرک باللہ تعالیٰ کا حکم اٹھا دیتا ہے جسے اس امت میں شرک خفی کہتے ہیں۔ پس ہر مسلمان پر ادب کے طور پر روز وشب میں استغفار کی کثرت واجب ہے۔ برابر ہے کہ اسے یاد ہو کہ اس نے گناہ کیا ہے یا کہ یاد نہ ہو۔ بلکہ عاصی کا یاد نہ رکھنا کہ اس نے گناہ کیا ہے بسا اوقات اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی ایسی معصیت ہے جو کہ واقع ہوئی ہے۔ پس اس نیت سے توبہ واستغفار کی کثرت کرے کہ یہ اس معصیت سے توبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے اس کا ارتکاب کیا ہے اور یہ اسے بھول گیا۔

توبہ سے مراد۔ اور اس کے اوقات

اور توبہ سے مراد بندے کا اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے قلب کے ساتھ اپنے اکثر حالات میں رجوع ہے۔ حتیٰ کہ اپنے رب اور اپنے نفس سے غافل نہ ہو۔ پس اسے اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ اور توبہ کے بہترین اوقات دن کے اواخر اور رات کے اواخر ہوتے ہیں۔

اصلاح لقمہ

اور اصلاح لقمہ تو بہت بڑی بنیاد ہے۔ اور بے شمار احادیث کسب حلال کی فضیلت۔ حلال کھانے اور اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جو کہ اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہے۔ اور جو زائد ہواسے خیرات کر دیتا ہے۔ اور ترک کسب کی نہی کے بارے میں آیات اور احادیث وارد ہیں۔ اور اس کی مذمت جو کہ لوگوں پر اپنے آپ کو بوجھ بنائے چاہے اس کا باپ یا ماں یا دوست یا قریبی ہو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق علم رکھنے والوں نے کسب کو تاکیدی واجب۔ رتبہ ایمان کے ساتھ ملحق قرار دیا ہے۔ اور اس کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے جو شخص کہ طویل سفر کرتا ہے پریشان بال۔ غبار آلود۔ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتا ہے یارب یارب جبکہ اس کا کھانا حرام۔ پینا حرام۔ حرام سے غذا یافتہ۔ تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔ پس حرام کھانے والے کی دعا کو یوں مردود قرار دیا جیسے کفار کی دعا رد کی جاتی ہے۔ گرچہ کبھی کبھی۔ پس سمجھ لے۔

مدار امر تقویٰ ہے

پھر انسان جو پیشے اور صنعتیں عمل میں لاتا ہے سب کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔ اور ہر انسان اپنے پیشے میں پہچانتا ہے کہ تقویٰ کس کے

ساتھ واقع ہوتا ہے اور کھوٹ کس کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے کو پیشے میں اس کے نفس پر امین ٹھہرایا ہے۔ تو جب امانت میں خیانت کرتا ہے تو اپنے نفس۔ اپنے دین اور سب لوگوں کی خیانت کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے برکت تقویٰ میں رکھی ہے اور محتاجی کھوٹ اور دھوکہ دہی میں مقرر فرمائی ہے۔ تو جس نے اپنے پیشے میں خیر خواہی کی اللہ تعالیٰ اس کے راس المال میں وہاں سے برکت دیتا ہے کہ اسے شعور تک نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ وہ لوگوں میں مال کے اعتبار سے سب سے خوش حال ہو جاتا ہے۔ اور جو اس میں کھوٹ ڈالتا ہے اور دنیا میں خود سے فائق دنیاداروں پر متشبہ ہوتا ہے تو اس کا حال کھل جاتا ہے۔ اس کی برکت منتشر ہو جاتی ہے اور وہ عنقریب گمنامی میں ضرب المثل ہو جاتا ہے۔ اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے پیشے میں کھوٹ نہ کرے اسی طرح اسے حکم دیا گیا ہے کہ اپنی طاعات میں کھوٹ نہ ملائے اور انہیں ریاکاری سے مخلوط نہ کرے۔ جو ایسا کرتا ہے اس نے اپنے دین و ایمان کو حقیر کر دیا۔

پس اسے سمجھ لے۔ اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت و سعادت حاصل ہو گی۔ تجھے برکات سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- طاعات پر عمل کا مقصد عظیم

طریقت میں داخلے کے اوائل سے ہی میں نے ہمیشہ طاعات پر عمل سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشارے کی بنا پر مقام صدیقیت و شہادت کے حصول کے لئے کیا نہ کہ حصول ولایت کے لئے کیونکہ صدیقیت و شہادت ولایت کے مراتب سے ہے۔ اور یہ مخصوص اقوام کے لئے مرتبہ مخصوص تعداد مخصوص پر ہے۔ لیکن عدد مراتب کے ساتھ ہے۔ اشخاص کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات ایک مرتبہ میں دو یا چار یا اکثر اشخاص ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ دو مرتبوں میں ایک ہوتا ہے جیسے قطب۔ اور کئی دفعہ دو اشخاص ایک شخص کے مرتبے میں ہوتے ہیں اور اس کا عکس۔ جبکہ ظاہراً ولایت کا کوئی طریق نہیں ہے حتیٰ کہ اسے طلب کیا جائے۔ یہ تو ایک کشش ہے جو عبد کو پکڑتی ہے کسی حالت میں بھی ہو۔ پس اس کے عین کو پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں پلٹ کر ولی خالص کر دیتی ہے۔ اور اس میں بندے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ کیونکہ یہ تو وہب سے ہے کسب سے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جو بھی حصول ولایت کی طلب میں ریاضت و خلوت میں مشغول ہوتا ہے وہ فریب خوردہ ہے۔ اس کی حد یہ ہے کہ مراسم اور ہیئتوں اور اعمال ظاہرہ میں اولیاء کے ساتھ تشبیہ ہے۔ پس وہ بنائی گئی تر کھجور کی طرح ہے جو جلد ہی ترش اور ضائع ہو جاتی ہے۔ بخلاف ولی خالص کے کیونکہ وہ پکی ہوئی کھجور کی طرح ہے جیسے دن گزرتے ہیں اس کی حلاوت زیادہ ہی ہوتی جاتی ہے۔

ایک خلوت گزین کو نصیحت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص کو نصیحت فرماتے سنا جس نے خلوت اختیار کی۔ اور ولایت کی طلب میں ذکر اور بھوک کی کثرت کی۔ تو آپ نے اسے فرمایا: اے مبارک الحال! اس خلوت سے باہر نکل اور تیرے لئے جو کچھ مقسوم ہے اس کا حصول لازمی ہے۔ پس بیشک ولایت خاصہ عمل سے نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وہ حضرات تو انبیاء کی طرح اختصاص الٰہی کے ساتھ کسی گزشتہ عمل کے

بغیر محبوب ہیں۔ رہی ولایت عامۃ تو کبھی وہ عمل کی بدولت مل جاتی ہے جیسا کہ قرب نوافل کی حدیث کا اس طرف اشارہ ہے پس ایسے شخص کو حق تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوئی مگر فعل اختیار کرنے کی وجہ سے۔ اور یہ خواص کے طریق میں مذموم اور ان کے غیر کے طریق میں محمود ہے جب کہ وہ ایسا شیخ نہ پائیں جو انہیں تحقیق خواص کی طرف راہنمائی کرے۔

پھر آپ نے اسے فرمایا: اے بھائی! اگر تیرا شیخ تیس سال تک تجھے خلوت میں رکھے اور بھوک برداشت کرائے تو اس مقام ولایت تک نہیں پہنچے گا جسے حاصل کرنے کے لئے تو نے اپنی بھوک کو راستہ بنایا ہے۔ اس نے کہا کہ میں خلوت سے کبھی باہر نہیں آؤں گا۔ شیخ نے اسے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور اپنے رب کی عبادت اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کر۔ پس تیری اجل قریب ہے۔ اس نے انکار کر دیا۔ پس دو دن کے بعد بھوک کے ساتھ مر گیا۔ میں نے شیخ کو اس کے متعلق خبر دی تو فرمایا: اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیونکہ وہ نافرمان مرا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بھوک کے ساتھ قتل کیا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہ تقویٰ کی زبان ہے ورنہ فتویٰ یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ ممنوع اور ناجائز نہیں۔ اسی لئے آپ نے صرف امام شعرانی کو منع فرمایا۔ عام اہل ایمان کو نہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ہر نیک اور برے (مسلمان) پر نماز جنازہ پڑھو۔ اسی لئے صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی بہار شریف حصہ چہارم میں فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگر چہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ مریدین سے اس امر پر عہد لیتے ہیں کہ بھوک اور ریاضت اختیار کریں تاکہ ولی بن جائیں ان کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو ارادہ کرے کہ کیکر کے درخت کو تر کھجوریں گرانے والا کر دے یا انجیر کا درخت سیب بن جائے۔ اور ایسا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

صدیقیت کا مفہوم

اور اے بھائی! جان لے کہ صدیقیت جسے میں نے اپنے اعمال کے ساتھ طلب کیا یہ ہماری اصطلاح میں تمام منہیات کے ترک کا نام ہے۔ پس جس نے ترک منہیات کو محکم کر لیا اور اس کا نفس موت کی طرف اور پسندیدہ معمولات سے انقطاع۔ مصروفیات و عادات سے اور طبیعت کی سختی سے خروج اور شہوات قلیل ہوں یا زیادہ کے ترک کے استحکام کی طرف مطیع ہو گیا تو اس جیسے لوگوں کے لئے ممکنہ حد تک اس نے استقامت مع اللہ حاصل کر لی۔ اور یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی بشر کو حاصل نہیں سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ اور جسے بھی یہ مقام حاصل ہوا وہ آپ کی وراثت کے طور پر ہی اسے ملا۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام تسلیم سے آپ کا حظ وافر عطا فرمایا گیا۔ اور اسی پر اس حدیث میں خلت کے نام کا اطلاق فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ یوم آخرت میں تین خلیلوں حضرت محمد۔ حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰت والتسلیمات اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصی تجلی فرمائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد انما مثلک یا ابابکر کمثل ابراھیم یعنی اے ابو بکر! تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے سے اشارۂ خلت کی تحقیق ہوئی جو کہ جان۔ مال اور اولاد اللہ رب العالمین کے سپرد کرتا ہے۔ چنانچہ آپ سب کائنات سے زیادہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی جان۔ مال اور اولاد سے خدمت کرنے والے تھے۔

طریق شہادت

اور طریق شہادت جس کی تحصیل میں نے اپنے اعمال کے ساتھ طلب کی تو یہ اوامر کا التزام ہے اور اس حکم کا تمام اعمال میں سارے دین کے مراتب پر جاری ہونا ہے۔ اور یہ مقام انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی بشر کے لئے نہیں ہے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے کامل وارثوں کے لئے۔ پس فعل اوامر کو پورا کرنے میں جس کا امر مستحکم ہوا پس وہ راسخین فی العلم میں سے ہے۔ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہیات کا کوئی باب نہیں چھوڑا جس کے ترک کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متصف ہوئے مگر اس کے مقابلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قابل تعریف وجہ اختیار کی۔ گرچہ شرعاً اس کا حکم نہ دیا گیا ہو۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تکلیم میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے اس ارشاد کے ساتھ تشبیہ دی کہ اگر میری امت میں محدث ہوں (دال مشدد کے فتح کے ساتھ) تو عمر بن الخطاب ہے۔ تحدث حق تعالیٰ کے اپنے بندے کے ساتھ اس کے ستر میں مکالمہ کی فرع ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود تمام ماموارت کو عمل میں لانے کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے کہ غور کرو کہ کسی چیز میں نفاق ہے تو مجھے بتانا تا کہ میں اس سے توبہ کرلوں۔ پس اپنے نفس کو متہم بالنفاق فرماتے۔ اور اس کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے مخصوص فرمایا کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ کو منافقین کا علم تھا۔

مقام صدیقیت کے اکمل ہونے کی وجہ

اور مقام صدیقیت صرف اس لئے اکمل ہے کیونکہ مقام شہادت ظہور اعمال کی نسبت کی صورت کے کھٹکنے کے زیادہ قریب ہے۔ پس مقام صدیقیت اس سے منزہ رکھا گیا۔ پس اس پر غور کر۔ اور اے بھائی! حسب طاقت صدیقیت وشہادت کے مرتبے حاصل کرنے پر عمل کر۔ کیونکہ یہ دونوں تمام اعمال صالحہ کی زمام ہیں اور اپنے طبقات کے اختلاف کے مطابق جمیع اعمال انہیں کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ خالی نہیں کہ یا مامور کو عمل میں لانا ہے یا کسی امر ممنوع سے اجتناب ہے۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ معصیت یا طاعت کے فوت ہونے پر ندامت کی حیثیت

کسی معصیت کے فوت ہونے یا کسی طاعت کے رہ جانے پر ندامت سے میری حفاظت ہے مگر اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ طاعات کے فوت ہونے پر ندامت کو پسند کرتا ہے۔ اس حیثیت سے نہیں کہ اس میں میرے لئے ثواب یا نسبت عمل ہے۔ کیونکہ ترک معصیت پر ندامت عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور طاعت فوت ہونے پر ندامت بندے کے لئے نسبت عمل کے شہود کی وجہ سے قوم کے نزدیک اخلاص کو ضائع کر دیتا ہے۔ اگر چہ آغاز وانجام کی حالت میں طاعت کے فوت ہونے پر ندامت کمال ہے مگر دو مختلف وجوہ کی بنا پر۔ پس سمجھ لے۔

مسئلہ کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ توسط سلوک کی حالت میں مومن کامل کے قلب میں آنے والے وقت میں کسی ایک چیز کے نہ کہ

دوسری چیز کے واقع ہونے کی طرف کوئی میلان نہیں ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس سے روزہ رکھائے تو نیت شکر کے ساتھ روزہ رکھتا ہے۔ اور اگر رات میں اس سے قیام کرائے تو اسی طرح نیت شکر کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ اور اگر اسے نیند دے رضا کی نیت سے سوتا ہے۔ اس کے جی میں کسی شے پر کوئی رنج جو فوت ہو گئی اور آگے کیا ہو گا اس کے لئے اس پر کوئی نظر نہیں۔ اپنے اور اپنی اولاد کے خلاف حق کہتا ہے۔ اپنے غلام اور اپنی لونڈی کی طرف سے حق دیتا ہے۔ پہلے اس امر دنیا میں مشغول ہوتا ہے جو اسے غمگیں کرے۔ دوسری مرتبہ اپنے امر دین میں۔ تیسری دفعہ اپنے بھائیوں کے حقوق میں پھر چوتھی مرتبہ اپنے نفس کے حقوق میں۔ اور جو اس مسلک پر چلے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن پانے والا۔ آیات الٰہیہ کی تعظیم پر ایمان رکھنے والا ہے۔ پس پتہ چلا کہ جو بھی کسی شے کے فوت ہونے پر غم کرے یا حصول شے پر خوشی کرے تو وہ اس چیز کا غلام ہے۔ اسی لئے با کمال اہل ایمان کسی چیز کے فوت ہونے پر غمگین نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ ہی آنے والی شے پر خوش ہوتے۔ مگر جب کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ طلب فرمائے۔ یہ ہے ان [illegible] جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ کے لئے داخل ہوئے۔ پس ان کی ابتداء دوسروں کی انتہاء ہے۔

سیّدی ابراہیم المتبولی کی مرید کو نصیحت

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید سے فرماتے کہ اے بیٹے! جان لے کہ تیرے طریق کی کوئی چیز درست نہیں مگر جب کہ تو اپنی بنیاد اس امر پر رکھے کہ تو خوش نہ ہو مگر اپنے رب کی وجہ سے اور غمگیں نہ ہو مگر اس سے محجوب ہونے کی بنا پر۔ وہاں سے تجھے مقامات میں ترقی نصیب ہو گی اور اگر تو نے اس کے غیر کے ساتھ خوش ہونے پر اور اس کے غیر کے فوت ہونے پر غمگین ہونے پر اپنی بنیاد رکھی تو تیرا راستہ کس قدر طویل ہے۔

پس اے بھائی! اسے سوچ لے۔ اسے اپنی بنیاد قرار دے۔ اور بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے میں تمنا کرتا ہوں کہ میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا۔ یہ وہاں موجود بعض مقامات کی طرف اشارہ ہے۔ پس سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طالب مشورہ کی خیر خواہی

جو شخص مجھ سے اس دور کے فقراء میں سے کسی سے فیض حاصل کرنے کے متعلق مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرتا ہوں اور اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔ چنانچہ میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تو طریق کا ارادہ رکھتا ہے تو فلاں کو لازم کر اور فلاں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر۔ لیکن ایسی بات راز کے طور پر ہوتی ہے تا کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ اور سچی ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے متعلق کینہ نہ ہو۔ اور اس سلسلے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم سے کوئی کشف کے ذریعے اس امر پر مطلع ہو کہ اس مرید کا کوئی حصہ اس شیخ کے پاس نہیں۔ یا اس شیخ کے ناقص ہونے پر مطلع ہو کہ طریق میں اس کا کوئی قدم نہیں ہے۔ اس طرح کہ مشائخ کی اجازت کے بغیر شیخ بن بیٹھا۔ جس طرح کہ عام طور پر یہی ہوتا ہے۔

اور مجھے شیخ الاسلام الشیخ زکریا انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سیّدی محمد الغمری اور سیّدی مدین دونوں جب مصر میں طلب طریق کے لئے داخل ہوئے تو بعض لوگوں نے انہیں سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ دیا۔ یہ دونوں حضرات اس قصد سے جا رہے تھے کہ انہیں ارباب احوال میں سے ایک صاحب ملے اور ان سے کہنے لگے بڑوں کے دروازے مت کھٹکھٹاؤ کیونکہ آپ لوگوں کے لئے

وہاں کوئی حصہ نہیں۔لوٹ جائیں اور باب بحر میں خط المقسم میں احمد الزاہد کو طلب کریں۔پس یہ دونوں حضرات سیّدی محمد حنفی سے لوٹ آئے اور سیّدی احمد الزاہد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔چنانچہ ان کی فتوحات وہاں سے حاصل ہوئی۔پس حضرت زاہد کی طرف ان کی راہنمائی خیر خواہی کے طور پر تھی نہ کہ سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقیر سمجھتے ہوئے۔پس بیشک آپ کئی سال مسند قطبیت پر فائز رہے جس طرح کہ آپ کے مناقب میں مذکور ہے۔

اور سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں کرتے تھے۔اس کے باوجود میں نے کئی بار آپ کو شاگردوں سے فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں شیخ کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ کسی شیخ کی اجازت کے بغیر خود ہی شیخ بن بیٹھا ہے۔چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے صراحتاً اس کا نام لیا۔کنایہ سے کام نہ لیا۔اور میں شیخ مذکور کے پاس بیٹھا ہوں اور میں نے اس کی ریاضت کا طریقہ اسماء سہروردی کے ساتھ دیکھا۔ان اسماء نے اسے اہل کاروں کو منصب دار کرنے اور انہیں معزول کرنے کے آثار عطا کئے۔پس اس کے ساتھ اس کی شہرت ہوگئی۔اور بعض مجوبوں نے طریقت سے اپنی جہالت کی وجہ سے گمان کیا کہ یہ اس کی ولایت کی صحت کی وجہ سے ہے۔اور وہ اس طریقے پر کئی سال رہا۔اس کے دس نقیب تھے جنہیں وہ حکام کے پاس غوری کے ایام میں لوگوں کی حوائج میں سفارشوں کے لئے بھیجتا۔پھر اس کا حال کھل گیا۔لوگ اس سے منتشر ہوگئے۔پس اس نے اپنے امر کا تدارک کیا اور سیّدی علی الخواص اور سیّدی علی المرصفی سے فیض حاصل کیا۔اور کہا کرتا کہ میں جس صورت حال میں تھا وہ طریقت سے گمراہی تھی اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔

اور ہمارے اس دور میں ایک جماعت طریقت میں سچائی کے قدم پر ہے۔جیسے سیّدی سلیمان الخضیری۔شیخ ابراہیم الذاکر۔شیخ ومرداش کے خلیفہ شیخ عبدالکریم اور سیّدی محمد البکری وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔جن کا ذکر خیر ہم نے طبقات میں کیا ہے۔پس میں اکثر طالب طریق کو ان حضرات کی طرف راہنمائی کرتا ہوں کیونکہ طریق میں ان کے قدم کی پختگی کو جانتا ہوں۔پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے نفع کے لئے ان کی عمر میں وسعت فرمائے۔آمین۔

اخوان طریق کے لئے شیخ افضل الدین کی وصیت

اپنے آپ کو صوفی کہلانے والے عام مشائخ کی ہم نشینی سے بچاؤ جو کہ آج جہالت اور جھوٹے دعوؤں کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں جبکہ صالحین چلے گئے۔اور ان کے آثار میں سے صرف ان کے ظواہر کے ساتھ ان دو چیزوں میں مشابہت رہ گئی جن کے پائے جانے میں کوئی نفع ہے نہ ان کے نہ ہونے میں کوئی ضرر اور نہ ہی ان کی ترک میں کراہت جیسے جبہ پہننا۔اون کا عمامہ باندھنا۔پلا لٹکانا اور تسبیح ہاتھ میں رکھنا۔لیکن تمہارا انہیں ترک کرنا انہیں حقیر جاننے بغیر ہو۔اور اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو کہ مصر سے بلاد روم کی طرف طلب دنیا میں سفر کرتا ہے تو اس پر میزان قائم مت کرو۔اور کہنے لگو کہ یہ خروج عن الطریق ہے۔پس بسا اوقات بعض نے اس کے حال کو جاہلوں کے حال پر قیاس کیا۔پس ان میں سے کسی کو کشف ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روم میں اس کے لئے کوئی رزق رکھا ہے پس وہ اس کے لئے سفر کرتا ہے جب کہ اس کا قلب دنیا سے فارغ ہوتا ہے۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے زمانے میں شیخ صادق نہ پائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی محبت۔اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ اچھا عقیدہ اور اپنے اور بندوں کے نفع کی نیت کے ساتھ اسباب میں اقامت کے ساتھ راضی رہنا کافی ہے۔ اور جب تم اس دور کے ان مشائخ میں سے کسی کے پاس بیٹھتے ہو جو خود ہی شیخ بن بیٹھے اور تمہارا قدم لڑکھڑا جائے تو اسے قطبیت کی طرف منسوب کرنے سے پرہیز کرو اور اس کے وصف میں سیّدی شیخ فلاں سے آگے نہ بڑھو۔ اور اس کے ساتھ وابستہ ہونے کے بعد اس سے پرہیز کرو کہ تم اپنے بھائیوں سے کشیدہ روئی کرو۔ ناک بھنویں چڑھانے لگو اور گردنیں جھکائے رہو۔ بلکہ ایسے رہو جیسے کہ تم اس کے ساتھ وابستگی سے پہلے تھے۔ اور جس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو یہ اس کے شیخ کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ پس بیشک کامل کی شان تو یہ ہے کہ لوگوں کو سلوک کرائے جبکہ وہ اپنے اسباب میں ہوں۔ اور ان میں سے کسی کو یہ نہ کہے کہ اپنا سبب چھوڑ دے یا اپنے بھائیوں کو چھوڑ دو حتیٰ کہ ہم تجھے سلوک کرائیں۔ اور مشائخ مرید کو اس کی توبہ کی ابتداء میں منع نہیں کرتے مگر برے لوگوں فاسقوں کی صحبت سے۔ اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں یہ اسی کام کی طرف لوٹ جائے جس سے اس نے توبہ کی تھی۔ انتہی۔

اور خود میں نے ایک جماعت کو دیکھا ہے جنہوں نے ایک شیخ سے اخذ عہد کیا پس وہ اپنے بھائیوں کی معیت میں یوں ہو گئے گویا کہ وہ ایک دین میں ہیں اور وہ کسی اور دین میں ہیں۔ پس باہم منافرت وعناد میں گرفتار ہوئے اور حکام تک مقدمہ بازی ہوئی۔ ایک دوسرے کے متعلق دلوں میں بغض اور کینہ بھر گیا۔ پس ان کا مرض بڑھتا ہی چلا گیا۔ پس اے بھائیو! اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس نصیحت پر عمل کرو ہدایت پاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - حکام میں سے کسی کو اپنی مجلس کی طرف نہ کھینچنا

میں حکام میں سے کسی کو اپنی مجلس کی حاضری کے لئے نہیں کھینچتا جس طرح کہ شعبدہ باز کرتے جو کہ اعمال صالحین سے عاجز ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں لوگوں پر برتری ملتی ہے۔ بلکہ میں نے ان کے بعض کو دیکھا جو کہ اپنے خادم سے اشارۃً کہہ رہا تھا کہ جب فلاں حاکم مثلاً میرے پاس بیٹھا ہو تو آ کر مجھے کہنا کہ پاشا نے آپ کو اپنی جماعت کے شخص کے ذریعے سلام بھیجا ہے اور آپ سے کہلا بھیجا ہے کہ اسے اپنی نظر سے محروم نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ کی برکت میں ہے۔ پس وہ امیر اسے سنے گا تو دیگر حکام سے اس کی حکایت کرے گا۔ پس وہ اس کی طرف آمد و رفت کرنے لگیں گے۔ بلکہ بعض نے ایک شخص کو اس کی خلوت میں دیکھا۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس کی زیارت کرنے تشریف لائے۔ اور ان میں سے بعض دعویٰ کرتے ہیں کہ خضر علیہ السلام اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ اور گھر کی چھت کے ایک طاق سے ایک بڑا جبہ پہنے ہوئے ایک شخص اترتا ہے۔ جب زمین سے قریب آ جاتا ہے تو حاضرین کو اس کے لئے قیام کا اور اس سے برکت حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر اسے اشارہ کرتا ہے جس نے اسے اتارا کہ اسے اوپر اٹھا لے۔ اور علماء کی ایک جماعت کو یہ بات پہنچی کہ وہ جو کچھ کرتا ہے دعوائے نبوت سے ہے۔ اور انہوں نے اس مدعی کے ارتداد کا حکم لگایا۔ اور اس سے تجدید اسلام کرائی۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پس اے بھائی! ایسے دعویٰ سے پرہیز کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ صالحین کو پسند فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - درس میں ملائکہ اور جنات کی کثرت سے حاضری

میرے درس میں ملائکہ اور جنات کی کثرت سے حاضری ہوتی ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ فہم حاضرین کے اندازے کی پابندی کئے

بغیر کلام کرتا ہوں۔اور فقراء میں سے کوئی کم ہے جس کی فراست میں یہ بات آئے۔اور میں نے اپنے اس دور میں اس قدم پر کسی کو نہیں دیکھا سوائے سیّدی محمد البکری کے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع عطا فرمائے۔پس قریب نہیں کہ آپ کی مجلس کے جنوں انسانوں اور فرشتوں وغیرہم سے متعلق ہوتا۔جو کہ اہل ووائر علیہ ہوتے اس لئے کہ ملائکہ۔جن وانس کے اکابر علماء کی آپ کی مجلس میں کثرت سے حاضری ہوتی۔پس بعض دفعہ ایسا شخص جسے ہماری گفتگو کی معرفت نہیں کہتا ہے کہ اس کلام کا کوئی فائدہ نہیں جسے حاضرین سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اور اگر اسے اس کا کشف ہوتا جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے تو سیّدی محمد کے ساتھ ادب لازم کرتا۔کیونکہ آپ دوائر اقطاب واوتاد وابدال پر اور اسرار شریعت پر اطلاع ہیں نوادر زمانہ میں سے ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ افضل الدین کی وصیت

اور شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصیت میں سے ہے کہ جب تم طریق میں گفتگو کرو تو صرف حاضر انسانوں اور ان کے مرتبے کے مطابق ہی کلام نہ کرو بلکہ وقت وفتوح کے مطابق کلام کرو۔پس بیشک وہاں کوئی مجلس نہیں مگر اس میں انس وجن اور ملائکہ میں سے ایسے حضرات ہوتے ہیں جو کہ کاملین کے اخلاق کے تخلق کو قبول کرتے ہیں۔برابر ہے کہ تمہیں ان کا علم ہو یا نہ ہو۔انتہی۔

اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا کہ علماء جن نے میری طرف توحید وغیرہ کے متعلق پچھتر سوالات بھیجے۔پس میں نے ان کے جوابات تحریر کئے۔اور ان کا مسودہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔

اور ہمیں یہ خبر شیخ عثمان امام جامع ازہر کی طرف سے پہنچی ہے کہ آپ کی خدمت میں جنات علم حاصل کرتے تھے۔اور اسی طرح سیّدی محمد الحنفی کے پاس جیسا کہ ان دونوں حضرات کے مناقب میں مذکور ہے۔پس سیّدی محمد بن زین اپنے قصیدہ رائیہ میں ان ابیات میں فرماتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ کہاں ہیں میرے شیخ عثمان مقری سبع۔دین کا فخر۔جامع ازہر کے امام۔آپ کی خدمت میں جنات پڑھتے تھے۔کیا ہی آپ کے مناقب ہیں جب ان کا ذکر ہوتا ہے۔الخ۔

شیخ عثمان کے جنات شاگردوں کے تعاون کا واقعہ

اور آپ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ کے طالب علموں میں سے ایک شخص نے شادی کا اہتمام کیا اور شیخ سے تعاون طلب کیا۔آپ نے جنات کو اس کے ساتھ تعاون کا حکم دیا۔چنانچہ انہوں نے اسے ایک تھیلی دی جس میں تیس دینار تھے۔وہ الماطیوں کے بازار میں اس سے کچھ نکال رہا تھا کہ اسے الماطی نے پہچان لیا اور گواہ قائم کیا کہ یہ تھیلی اور درہم اس کے ہیں۔پس اس نے تھیلی لے لی۔طالب علم شیخ کے پاس آیا۔آپ نے جن کو بلا بھیجا جو آپ کے پاس تھیلی لایا تھا۔آپ نے اس سے فرمایا یہ کیا صورت حال ہے۔اس نے عرض کی: یا سیّدی! ہم ہر اس چیز کو پکڑنے پر مقرر ہیں جسے تاجر زکوۃ واجب سے اور اسے فقراء کو دینے سے روک لیتے ہیں۔اور انہوں نے خریدی ہوئی چیز میں قیمت زیادہ بتائی اسے لے کر اس کے مستحقین کو لوٹا دیتے ہیں۔اور پھر اس نے شیخ سے کہا کہ آپ اسے کہیں کہ فلاں قطعہ کی قیمت خرید تو نے اتنی زیادہ نہ کہی؟ اور فلاں قطعہ کی اس قدر زیادہ بتائی۔اور ایک ایک کر کے اس نے سارے واقعات گنوا دیئے۔پس شیخ نے تاجر کو بلا بھیجا اور اس سے ساری خبر کہہ دی۔اس نے کہا کہ اس نے سچ کہا۔اور میں آج سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔اور اس نے جن کی ساری گفتگو کی تصدیق کی۔

جہاں نارنگی ہو جنات داخل نہیں ہوتے

اور سیّدی محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جنات ایک مدت تک آپ کی مجلس سے منقطع رہے۔ پھر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی مدت تک تمہیں کس چیز نے حاضری سے روکے رکھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس طباق میں نارنگیاں پڑی تھیں۔ جبکہ ہم اس گھر میں جہاں نارنگیاں ہوں کبھی داخل نہیں ہوتے۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ پرتکلف کھانوں اور برتنوں سے کراہت

میں پرتکلف کھانے سے اور چینی یا فرنگی شیشے میں کھانے سے کراہت کرتا ہوں۔ اسی طرح اعلیٰ قسم اون۔ قیمتی چغہ۔ قندھاری شال پہننا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ آج وجہ حلال کے ساتھ ان کا پایا جانا نادر ہے۔ جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ شریف کھر دری روئی کا تھا۔ اسی کو قطویہ کہتے ہیں۔ اور سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حوارین سے فرماتے ہیں: میں تمہیں مبنی برحق بات کہتا ہوں۔ واللہ جو کا برادہ کھانا۔ خاکستر بچھانا۔ موٹے کپڑے پہننا اور مٹی پر سو رہنا اس کے لئے بہت کچھ ہے جسے مرنا ہے۔

بعض اکابر کے خوش خوراک اور خوش پوشاک ہونے کی توجیہہ

اور اے بھائیو! اس سے تمہیں دھوکہ نہ لگے جسے لباس فاخرہ اور پرتکلف کھانے استعمال کرتا ہوا دیکھو اور اس کے امر کی تفتیش کرو تم اسے قلیل الورع پاؤ گے۔ اور ایسے کی اقتداء نہیں کی جاتی۔ مگر یہ کہ ولایت میں اصحاب دائرہ کبریٰ میں سے ہو۔ جس کی بارگاہ، بارگاہ جمال ہوتی ہے۔ جیسے سیّدی علی بن وفا۔ سیّدی مدین۔ سیّدی ابوالحسن البکری۔ اور آپ کے صاحبزادے سیّدی محمد حنفی وغیرہم (اقول وباللہ التوفیق۔ انہیں اصحاب دائرہ کبریٰ میں سے بلکہ ان کے اکابر میں سے قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت الشیخ ابو محمد سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی ہیں جو کہ نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن فرماتے۔ چنانچہ صاحب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار ص ۹۸ پر ناقل ہیں کہ ابوالفضل احمد بن القاسم البغدادی البزاز نے ہمیں بتایا کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قیمتی لباس زیب تن فرماتے چنانچہ ۵۵۸ھ کی بات ہے کہ آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا ایک گز بعوض ایک دینار قیمتی ہو۔ کم وبیش نہ ہو۔ میں نے ایسا کپڑا اسے دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کپڑا کس کے لئے ہے۔ اس نے کہا کہ سیّدی شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔ میں نے دل میں کہا کہ شیخ نے تو خلیفہ کے لئے کوئی لباس نہیں چھوڑا۔ یہ کھٹکنا تھا کہ میرے پاؤں میں ایک میخ پیوست ہوگئی جس کے درد کی بنا پر موت سامنے آگئی لوگ میرے پاس جمع ہوگئے تاکہ اسے کھینچیں مگر ناکام رہے۔ میں نے کہا کہ مجھے شیخ کی خدمت میں لے چلو۔ مجھے آپ کے سامنے لٹا دیا گیا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا اے ابوالفضل! تو ہم پر اپنے باطن کے ساتھ کیوں اعتراض کرتا ہے۔ حضرت معبود جل شانہ کی عزت کی قسم میں نے ایسا لباس ہرگز نہیں پہنا حتیٰ کہ مجھے فرمایا گیا کہ تجھے میرے حق کی قسم جو تجھ پر ہے وہ قمیص پہن جس کا گز ایک دینار کے بدلے ہو۔ پھر آپ نے دست شفقت پھیرا۔ گویا مجھے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ سبحان اللہ۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

پس ایسے نفوس قدسیہ پر میزان مذکور قائم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ ان کے لئے شبہات کے گوہر اور حرام خوان کے درمیان سے اس کے دربار میں ان کی عزت کی وجہ سے خالص حلال نکالتا ہے۔ اور اس کا مصداق ان لباسہائے فاخرہ۔ پرتکلف کھانوں اور اعلیٰ قسم کی سواریوں کا حصول ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اپنے آپ کو انکار سے بچا۔ اس کی وجہ سے بندہ غضب میں گرفتار ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اہل اللہ پر انکار کا منفی اثر

اور ابن زنبور نامی وزیر نے سیّدی علی بن وفا کو باب زویلہ میں دیکھا۔ آپ کے شاہانہ لباس اور سواری کو دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ ان لوگوں نے ہمارے لئے کیا چھوڑا ہے۔ پس سیّدی علی نے اپنے غلام سے کہا کہ جاؤ اور اس کے کان میں کہو کہ تمہارے لئے ان حضرات نے دنیا کی ذلت اور آخرت کا عذاب چھوڑا ہے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد بادشاہ ابن زنبور پر ناراض ہو گیا اور اس کے تمام اعزازات سلب کر لئے۔ پس ابن زنبور حاضر ہوا اور اس نے سیّدی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق سے معافی مانگی۔ پس اے بھائی! پرہیز کر۔ پھر اس سے پرحذر رہ کہ تو اس دور میں اس ہیئت میں کسی کو دیکھے اور اس پر اعتراض کرے۔ البتہ وہ شخص جو ایسے لباس اور سواریوں تک نہیں پہنچتا مگر اس کے حاصل کرنے میں ذلت اٹھا کر کہ ہم جیسے عام لوگ تو تجھے اس پر انکار کا حق ہے۔ اور اس کا نقص اور اس مشقت میں پڑنے میں قلت پارسائی بیان کر کہ ایسی چیز کو حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے جس کا مستحق نہیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسانی نہ فرمائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رک جائے یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ امور وجہ حلال سے پائے جائیں۔ اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب انہیں حکام اور ظالموں سے مائل قلوب حریص نفوس اور غیر شائستہ عقلوں کے ساتھ حاصل کئے جائیں۔ اور وہ بھی ایسے دور میں کہ اسباب موت کے معائنے کے بغیر روزی نہیں ملتی۔ پس اے بھائی! سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ خواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقربین کی زیارت کا شرف

مجھے خواب میں ایک دن میں اللہ تعالیٰ کی زیارت پانچ مرتبہ۔ سیّدنا و مولانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کئی مرتبہ۔ سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ایک مرتبہ۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت اور حضرت مہدی علیہ السلام کی زیارت اور قطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوری ملاقات سے مشرف فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی زیارتوں میں سے بعض میں مجھ پر عتاب واقع ہوا اس مسجد کی لکڑی کے جالے اور دیواروں کی سیاہی کی وجہ سے صفائی کے بارے میں جس میں کہ اب مقیم ہوں۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے اس کی صفائی اور اس کی سفیدی شروع کر دی۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے ایسے امور کے ساتھ خطاب فرمایا جو کہ علوم سرِّ قدرت کے حوالے سے انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظاہر ہوں گے۔ اور سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں دعا فرمائی اور مجھے آگے کیا پس میں نے نماز عصر میں آپ کی امامت کی۔ اور کئی دفعہ عالم بیداری میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی اور مجھے الہام ہوا کہ یہ آپ ہی ہیں۔ اور ہمارے بھائیوں میں سے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ ۹۳۳ھ میں اسے مصر کے سوق الوارقین میں آپ کی ملاقات ہوئی۔ پس بعض علماء نے اس پر انکار کیا جبکہ اس کا انکار درست نہیں۔ اور

ابن سید الناس نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں طبرانی اور طبری کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جانے کے بعد اپنی والدہ اور خالہ علیہما السلام کی حیات میں زمین پر اترے۔ آپ نے اپنی والدہ کو روتے ہوئے پایا۔ پس آپ نے ان پر سلام فرمایا اور اپنے حال کے متعلق انہیں باخبر کیا۔ چنانچہ ان کی بے قراری کو سکون حاصل ہوا۔ اور آپ نے حوارین کو بعض ضروریات میں روانہ کیا۔ طبری کہتے ہیں کہ جب آپ کے اٹھائے جانے کے بعد آپ کا آخری زمانے میں اترنے سے پہلے ایک مرتبہ اترنا جائز ہے تو کوئی انوکھی بات نہیں کہ آپ کئی بار نازل ہوں۔

حضرت سلمان فارسی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ سے قبل دین حق کی طرف ہدایت کرنے والے کی تلاش میں آپ کو دوران سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور وہ یوں کہ آپ کا گزر ایک درختوں کے گھیرے ذخیرے پر ہوا۔ آپ نے بیماریوں میں مبتلا ایک گروہ اس ذخیرے کے سامنے ان کے ہاں معروف وقت میں بیٹھے ہوئے دیکھا جس میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لئے باہر تشریف لاتے ہیں۔ پس ان کی تکلیف کے مقام پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور وہ ان تمام بیماریوں سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔ پس آپ کو حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور آپ نے سلمان فارسی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب ہونے کی خبر دی۔ بعض نے اسے یونہی نقل کیا ہے۔ اور سیرت میں حضرت سلمان کے ترجمہ میں ان بعض چیزوں کی گواہی ملتی ہے۔

رہے حضرت خضر علیہ السلام تو آپ نے مجھے ہر روز نماز صبح کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اور میں نے قطب کو سیدی علی الخواص کی بمعرفت ایک مقام پر سبزی بیچتے ہوئے دیکھا۔ اس نے میرے لئے تکلیف کے وقت صبر کی دعا فرمائی۔ اور ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے واقعات پر تفصیل کے ساتھ ایک مستقل رسالے میں کلام کیا ہے۔ ادھر رجوع کر۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-ایذاء پہنچانے والے کا شکوہ نہ کرنا

جو مجھے ایذاء پہنچائے میں اس کا شکوہ اللہ تعالیٰ کی طرف یا اپنے نفس کی طرف نہیں کرتا۔ پس بیشک ہم سب کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس ایذاء سے راضی ہوتا ہوں۔ اگر مجھے رضا حاصل نہ ہو تو صبر کرتا ہوں۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ اس پر راضی ہونا صرف تقدیر الٰہی کی حیثیت سے ہے۔ من حیث الکسب نہیں۔ پس جس نے مجھے حق عادی کے بغیر ایذاء دی اس کا انکار مجھ پر اس حیثیت سے واجب ہے کہ اس نے اس کی وجہ سے اپنے رب کی نافرمانی کی جس طرح کہ مجھ پر اس کے متعلق انکار واجب ہے جس نے میرے غیر کو ناحق ستایا۔ کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ میں اسے کہتا ہوں کہ تیرا مجھے ستانا جائز نہیں جبکہ میں اسے ہاتھ سے نہ روک سکوں۔ پس اگر ان دونوں سے عاجز ہو جاؤں تو اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اسے مجھ سے روکے۔ اور یہ برائی کو روکنے کی ہی قسم سے ہے جو کہ اضعف الایمان اور مقام احسان کی حیثیت سے اقوی الایمان ہے کیونکہ ضعف کبھی تو دین کی قلت سے ہوتا ہے تو کبھی قوت دین سے ہوتا ہے۔ اور عارفین کے نزدیک یہاں دوسری صورت مراد ہے۔ جو کہ مقام ایمان سے اعلیٰ ہے۔ جس طرح کہ کئی مرتبہ اس کی تقریر پہلے

گزر چکی ہے۔

تغیر منکر کی توجیہہ

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ کا معنی یہ ہے کہ اسے ہاتھ سے روکنا حکام کے لئے ہوتا ہے جو کہ پٹائی کرتے ہیں اور وہ نہیں کرتے۔ اور اسے زبان سے روکنا باعمل علماء کے لئے ہوتا ہے۔ پس اس برائی کے مرتکب میں ان کا لفظوں کے ساتھ روکنا اثر کرتا ہے۔ پس وہ برائی سے رجوع کر لیتا ہے۔ اور اسے قلب سے روکنا کامل عارفین کے لئے ہوتا ہے جن پر اپنے نفوس کی حقارت کا شہود غالب ہوتا ہے کہ وہ اپنے غیر کو روکنے والے ہوں۔ پس ان میں سے کوئی اس برائی کو روکنے پر اپنے قلب کے ساتھ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس وہ ظالم کو اس کے ظلم سے اور شرابی کو شراب پینے سے روک دیتا ہے۔ اور یہ تغیر حقیقی ہے۔ رہا انسان کا یہ کہنا اللھم ھذا منکر لا ارضاہ یعنی الٰہی! یہ برائی ہے میں اسے پسند نہیں کرتا۔ تو اس میں تغیر نہیں ہے۔ پس غور کر۔

اور حق یہ ہے کہ تینوں مراتب تینوں میں سے ہر ایک کے لئے ہیں۔ پہلا مرتبہ لڑائی اور جہاد ہے۔ اگر جہاد سے عاجز ہو تو لفظوں کے انکار کرے تاکہ اس برائی کو اس کے فاعل کے نزدیک قبیح گردانے اور اس کے نزدیک جو اسے دیکھے۔ اور اگر کسی ضرر کے خوف کی بنا پر اس سے عاجز ہو جیسے قتل۔ زخم یا جلا وطنی تو اپنے دل سے کہے یا اللہ! یہ برائی سے ہے میں اسے پسند نہیں کرتا اور مجھ پر انعامات الٰہیہ کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ مجھے اس امر کا شہود حاصل ہے کہ مجھے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ ان بعض میں سے ہے جس کا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستحق ہوں۔ اور یہ کہ بندے جو کچھ کر رہے ہیں حق تعالیٰ اس کی طرف حاضر ناظر ہے۔ چنانچہ ہمیں اس کی طرف شکوہ کرنے کی حاجت نہیں۔ مگر کسی خاص امر کی وجہ سے جس پر کہ نادر ہونے کی وجہ سے کسی قلیل کو واقفیت ہوتی ہے۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ بچپنے سے ہی ایمان بالغیب

بچپنے سے ہی مجھے ایمان بالغیب حاصل ہے۔ برابر ہے کہ آنکھ سے غائب ہو یا ادراک عقلی سے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پس مجھے بچپنے سے لے کر اب تک اس چیز میں کبھی توقف نہیں ہوا جسے عقول محال قرار دیں اور شریعت اسے ثابت کرے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مدح فرمائی ہے جو کہ ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور انہیں فلاح پانے والوں میں سے قرار دیا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی فرع ہیں۔ اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام ہماری طرف وہ کچھ لائے جو عقول محال قرار دیتی ہیں اور ہم تاویل کے بغیر اس پر ایمان لائے۔ پس کرامات اولیاء کا حکم اسی طرح ہے ان پر ایمان لانا واجب ہے۔

بطن مادر میں والدین کی مشکل کشائی

بیت المقدس والوں میں سے ایک شخص نے مجھے ایک حکایت بیان کی کہ وہ اور اس کی حاملہ بیوی سفر میں تھے کہ سامنے سے ایک شیر نکلا جبکہ پیچھے ڈاکو تھے۔ پس بچے نے اپنی ماں کے پیٹ سے زبردست چنگھاڑ ماری۔ شیر بھی لوٹ گیا اور ڈاکو بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے فصیح زبان سے اپنی ماں کو اس قضیئے کی خبر اور کیفیت بیان کی۔

طی زماں کا واقعہ بحوالہ یکے از خدام اہل اللہ

اور شیخ عبدالغفار المعروف با بن نوح نے اپنی کتاب الوحید فی علم التوحید کے اوائل میں ذکر کیا ہے کہ بغداد میں شیخ العرب شیخ الشیوخ ابن سکینہ کے خادم نے فقراء کے مصلے لئے اور جمعہ کے دن ان کے لئے بچھانے کے لئے پہلے لے گیا۔ دجلہ کے کنارے میں طہارت کے لئے نیچے اترا۔ نکلا تو مصر میں تھا۔ ایک انگریز سے ملاقات ہوگئی اور یہ رنگائی کا فن جانتا تھا۔ چنانچہ اس نے اسے رنگنے کے کام پر اپنے ساتھ مقرر کرلیا۔ اور اپنی بیٹی سے اس کی شادی کردی۔ یہ وہاں سات سال رہا۔ اور اس کی اولاد بھی ہوئی پھر ایک دفعہ جمعہ کے دن نہانے کے لئے دریائے نیل میں اترا۔ نکلا تو بغداد میں تھا اور مصلے وہیں پڑے ہوئے تھے جہاں اس نے رکھے تھے۔ انہیں لے کر مسجد میں بچھایا اور نماز جمعہ ادا کی۔ شیخ نے اس سے فرمایا کہ آج تو نے کچھ تاخیر کردی۔ پس اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا: کیا تو نے کسی چیز میں غور وفکر کیا تھا یا کرامات اولیاء میں سے کسی چیز کا انکار کیا تھا؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں غور وفکر کیا تھا۔ یوم کان مقدار خمسین الف سنة (المعارج آیت ۴) اس روز جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے) پس شیخ نے فرمایا: بیٹے! بیشک اللہ تعالیٰ وقت کو ایک قوم کے حق میں فراخ کردیتا ہے جبکہ دوسری قوم کے حق میں تنگ کردیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کا مشاہدہ کرایا ہے۔

پھر شیخ نے مصر میں پیغام بھیجا اور اس کی اولاد کو بغداد میں بلوالیا۔ پس انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اور اس دور کے علماء نے انکار کے بغیر اسے اس پر برقرار رکھا۔ ایسی حکایت پر ایمان میں صرف کمزور عقیدے کے لوگ توقف کرتے ہیں۔ پس بیشک قدرت پر کوئی چیز ممنوع نہیں۔ یعنی ہر شے تحت قدرت ہے۔ اور یہ ذی النون کے ان مسائل میں سے ہے جنہیں عقول محال قرار دیتی ہیں۔ جیسے وسیع کو تنگ میں اس کے وسیع ہوئے بغیر داخل کرنا۔ اور اے بھائی! غور کر جب تو پورا قرآن کریم ایک قالب میں نقش کرلے اور سفید کاغذ پر اس کے ساتھ مہر لگانے لگے تو آن واحد میں پورا قرآن کریم نقش ہوجائے گا تو اگر صاحب قالب چاہے کہ ہر روز ہزاروں ختمات لکھ لے تو ایسا کرسکتا ہے۔

ایک حکایت

اور سیّدی ابراہیم المتبولی کے شاگرد شیخ یوسف الکردی نے مجھے حکایت سنائی کہ اسے اپنی والدہ کی زیارت کی خواہش ہوئی پس وہ عصر کے بعد خلوت میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کردوں کے علاقے میں داخل ہوا پس اپنے گھر والوں کے پاس ایک سال ٹھہرا۔ پھر اس نے دوسری دفعہ برکتہ الحاج کی طرف سفر کیا۔ پس جب خلوت سے باہر آیا تو اس نے انہیں اس کی خبر دی۔ وہ اس پر ہنسنے لگے۔ پھر اس کی والدہ آئی اور اس نے فقراء کو بتایا کہ وہ اس کے پاس سال بھر ٹھہرا رہا۔

اور ان احسانات کے بیان میں اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ سیّدی علی الرصفی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنے سلوک کی حالت میں ایک دن رات میں تین سو ساٹھ ہزار ختم قرآن پاک پڑھے۔ ہر درجے میں ہزار ختم۔ اور قرآن کریم میں ہے قال عفریت من الجن انا اتیك به قبل ان تقوم من مقامك وانی علیه لقوی امین. قال الذی عنده علم من الکتاب انا آتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك (النمل آیت ۳۹، ۴۰) جنات میں سے ایک عفریت نے عرض کی میں اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں اس سے پہلے

کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں۔اور بیشک میں اس پر طاقت رکھتا ہوں اور امین ہوں۔اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں اسے آپ کے پاس آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں) باوجودیکہ طویل مسافت ہے۔اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔پس اے بھائی! اعتراض سے اپنے آپ کو بچا۔پس راستہ واضح ہو چکا اور نص نے تاویل کا حکم اٹھا دیا۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور تجھے حقیقی منزل تک پہنچائے۔اور وہ نیکوں کا مددگار ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-وارث شریعت محمدی ہونا

اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے وارثوں میں سے کیا کیونکہ یہ رسل علیہم السلام کے تمام مقامات کو جامع ہے۔پس اس سے کوئی مقام خارج نہیں۔کوئی قلیل فقیر ہے جسے یہ مقام عطا کیا جاتا ہے۔ان میں سے کوئی حضرت موسیٰ یا عیسیٰ یا زکریا یا یحییٰ وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وارث ہوتا ہے۔حتیٰ کہ بسا اوقات ان میں سے کوئی روح نکلتے وقت حضرت موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کا نام بولتا ہے۔پس جسے اس بات کی معرفت نہیں جو ہم نے کی ہے وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ شخص موت کے وقت یہودی یا نصرانی ہو گیا ہے۔اور اسی پر فوت ہوا۔حالانکہ ایسا نہیں۔اس نے تو صرف انبیاء علیہم السلام میں سے اس کا نام بولا ہے جس کا وہ وارث ہے۔جس طرح کہ انسان موت کے وقت اپنے شیخ کا نام لیتا ہے باوجودیکہ اس کا شیخ یقین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنیت سے ہے۔پس اسے اس نبی کے نام کا ذکر نقصان نہیں دیتا جس طرح کہ اسے اس کے شیخ کا نام کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔پس معلوم ہوا کہ جو محمدی المقام ہو تو اس کے پاس رسل علیہم السلام کے تمام مقامات اس مقدار کے مطابق سمٹ آئے جتنا کہ ان میں سے اس کا نصیب اور حصہ ہے۔کیونکہ غیر نبی کے لئے درست نہیں کہ وہ کسی نبی کے پورے مقام کا بھی وارث ہو۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین۔ابراہیم المقام۔سیدی علی الخواص محمدی المقام اور سیدی ابراہیم المتبولی محمدی ابراہیمی تھے۔چنانچہ کبھی فرماتے کہ میرے شیخ سیدنا ابراہیم الخلیل علیہ السلام ہیں اور کبھی فرماتے کہ میرے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ان دونوں اقوال میں مطابقت یوں ہے کہ آپ ابتداء میں حضرت خلیل علیہ السلام کے شاگرد تھے۔پھر انتہاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد ہو گئے۔پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں کی مدد فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-دنیا میں زہد کی صحیح توجیہہ

میں نے دنیا میں سے زہد اختیار کیا ہے صرف اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔کسی دوسری علت کی وجہ سے نہیں مثلاً راحت بدن اور تخفیف حساب۔اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے مجھے یہ انعام بھی حاصل ہے کہ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے اس لئے بے رغبتی کرتا ہوں تاکہ لوگ مجھ سے محبت کریں۔پس جب میرے گناہوں پر مواخذہ واقع ہو تو اپنے رب کریم کے دربار میں میری شفاعت کریں۔امور دنیا میں کسی سے اور علت کے لئے نہیں۔اور یہ شرط فقراء میں سے نہیں کہ کسی چیز سے محبت نہ کریں مگر اس وجہ ربانی یا اخروی پر جو کہ اس میں ہے حتیٰ کہ ان کے احوال میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی محبت سے خارج نہ ہو۔

مذکورہ مسئلہ زُہد کی وضاحت

اور ہم نے جو کہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ دنیا چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے کیونکہ جب سے اس نے اسے پیدا فرمایا ہے اس کی طرف نظر نہیں فرمائی جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔اور جب اس نے کلام کیا تو اسے فرمایا: اے لاشئ! خاموش ہو جا۔اور زاہد نے اللہ تعالیٰ کے اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے ناپسند کیا تو اسے جزا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔اور اسی طرح جب زاہد نے اس چیز کو لوگوں کے لئے ترک کر دیا جسے پسند کرتا تھا اور ان کی پسندیدہ چیز میں ان سے مزاحمت نہیں کی تو وہ اس وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں۔جس طرح کہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ دنیا میں بے رغبتی کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا۔اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی کر لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔پس اس دقیقہ پر غور کر۔اکثر لوگوں پر یہ کس قدر مخفی ہے۔

رہا کسب کے قصد سے اور تقسیم ازلی کی طرف مائل ہونے سے قلب اور بدن کی راحت کے لئے زُہد طلب کرنا تو یہ زاہد کو ضمناً حاصل ہے نہ کہ قصد اول سے۔اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! رہا تیرا دنیا میں زُہد تو اس کی وجہ سے تو نے اپنے نفس کے لئے راحت حاصل کی۔اور رہا تیرا میری طرف منقطع ہونا تو اس کی وجہ سے تو نے میرے بندوں پر عزت پائی۔لیکن غور کر کیا تو نے میرے کسی ولی سے دوستی کی؟ اور میرے کسی دشمن سے دشمنی کی؟ پس معلوم ہوا کہ الحب للہ اور البغض للہ زُہد سے جدا ایک زیادہ بہتر مقام ہے۔اور یہ کہ جس نے نعیم آخرت کے حصول کے لئے دنیا میں زُہد اختیار کیا وہ زاہد کامل نہیں کیونکہ اس نے فانی کے عوض باقی کو پیش نظر رکھا۔پس وہ ماسویٰ اللہ تعالیٰ کی رغبت سے اس سے اعلیٰ رغبت کی طرف منتقل ہوا۔اور یہ سب کچھ کائنات کی عملداری میں سے ہے۔اس نے خالصتاً اللہ تعالیٰ سے معاملہ نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے لئے خالص اس وقت ہوگا جب وہ مقام زُہد میں زُہد اختیار کرے۔اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دارین میں اپنی ملک کوئی چیز نہیں سمجھتا حتیٰ کہ اس میں زُہد کرے۔اور اس سے اوپر ایک اور مقام ہے جو کہ بعض کے نزدیک اس سے اعلیٰ وارفع ہے۔جس کی طرف سیّدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے: مقام زُہد سے میرا قلب رحلت کر چکا۔پس میرے شہود میں صرف ایک تو ہی حق ہے۔کیا میں تیرے سوا میں زُہد کروں جبکہ اے سر الوجود! تیرے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں جسے دیکھوں۔

پس اسے جان لے۔اور اس کے ساتھ تخلق سے وابستہ رہ۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے زُہد کا مقام حاصل کرنے پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-باطن میں مقام تجرید کا حصول

مجھے بباطن مقام تجرید حاصل ہے۔پس بحمد اللہ تعالیٰ مجھے دنیا میں کوئی تعلق نہیں کہ اسے طلب کروں اور اس کے نہ ملنے پر افسوس کروں۔کیونکہ کونین کی کسی چیز میں مجھے اپنی ملک کا شہود نہیں۔اور جو ایسا ہو تو اس کے لئے مقام تجرید صحیح ہے۔پس اگر میں حسب عادت اپنا ظاہری لباس اتار دوں۔اور سر پر صرف ایک ٹوپی رکھوں جبکہ میری کمر میں ایک چیتھڑا رہ جائے جو صرف میرا ستر ڈھانپے یا کپڑے کا ایک ٹکڑا جو مجھ سے صرف گرمی اور سردی کی تکلیف روکے تو اس میں مجھ پر کوئی ملامت نہیں ہوگی کیونکہ اب میرا ظاہر میرے باطن جیسا ہی ہے بخلاف اس کے جب میں باطنی تجرید کے حصول سے پہلے ایسا لباس اختیار کروں کیونکہ یہ عوام فریبی اور دھوکہ دہی کے اوصاف سے اور

ابلیسی چال سے ہے۔اور یہ نفاق کی علامات اور سوءاخلاق سے ہے۔ کیونکہ منافق ہر وہ شخص ہے جو باطن کے خلاف ظاہر کرے۔مزید براں اپنے ظاہری لباس سے تجرید اہل حماقت کے نفوس پر اس خوف کے پیش نظر سخت ناگوار ہے کہ لوگ انہیں حقیر سمجھیں گے اور انہیں کم عقلی کی طرف منسوب کریں گے۔جس کا مجھے اپنے مجاہدے کے آغاز میں اپنے نفس میں تجربہ ہے۔جس طرح کہ اس کتاب کے باب اول میں گزر چکا ہے۔

عارفین کا ارشاد

اور عارفین نے فرمایا ہے کہ عادت ترک کرنا بچے کے دودھ چھڑانے سے زیادہ مشکل ہے۔اور انہوں نے فرمایا: جن چیزوں کی عادت ہو وہ صحرا کے راستے میں ڈاکو ہیں جو کہ ہر سالک پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔لیکن جب سالک کا حال کامل ہو جائے اور اس کے نزدیک بھوک اور فضولیات لباس سے علیحدگی اور ان دونوں کی ضدیں برابر ہو جائیں تو اسے حق ہے کہ لباس سے تجرید اختیار کرے کیونکہ اس کے نزدیک اس کے نفس میں امور برابر ہیں۔پھر وہ اس میں اس سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتا ہے اور یہ اپنے ہم پیشہ افراد کی اقتداء میں لباس پہننا ہے۔اس طلب میں کہ امتیاز نہ ہو اور ریاکاری کے جال سے بچا رہے۔اور اس حدیث کی تعبیر میں داخل ہونے سے خوف کرتے ہوئے کہ جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ آخرت میں اسے آگ کا لباس پہنائے گا۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے صرف اپنا ستر ڈھانپا یا مثلاً پیوند لگا لباس پہنا تو اس نے اپنے بھائیوں سے امتیاز اپناتے ہوئے اسباب شہر اختیار کئے۔اسی لئے فقراء کا حال کمال کے بعد جبہ۔اون۔قباء اور اعلیٰ قسم کے عمامے پہننے تک پہنچا تاکہ لوگوں میں چھپے رہیں۔گرچہ حاجت سے زیادہ چیز حاجت مندوں میں صرف کرنا افضل ہے۔پس سمجھ لے۔اور شہوات نفسانیہ اور معنوی صفات کے کتوں اور دنیوی آلائشوں کی نجاستوں اور تمام شیطانی صفات سے اپنے قلب کی تجرید سے پہلے اپنے ظاہری لباس سے تجرید اختیار نہ کر۔پس تو اپنے نفس میں ایسی ہلاکت میں گرے گا کہ تجھے شعور تک نہ ہوگا۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-لوگوں کے اموال ناحق کھانے سے حفاظت

طریق میں اپنے داخلے کے اوائل سے جب مجھے اس امر کا شہود ہوا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کا حق ملکیت نہیں ان کے اموال ناحق کھانے سے میری حفاظت کی گئی ہے۔اور ایسی صورت حال سے کوئی کم محفوظ ہوتا ہے۔کیونکہ حق تعالیٰ جب قلب عبد میں اس امر کی تجلی فرماتا ہے کہ الملك لله یعنی ملک اسی کا ہے۔تو بندہ کبھی بھی یہ سمجھنے نہیں لگتا کہ کوئی بھی اس کے ساتھ کسی چیز کا مالک ہے۔اور اگر اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال بغیر حق کے لینا حرام کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب اس شخص کے لئے ہے جو یہ شہود رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی کسی چیز کی ملکیت رکھتا ہے۔جبکہ مجھے اس کا شہود نہیں۔اور ساری شریعت اور تمام اہل شریعت اس بندے پر ہنسنے لگتے ہیں اور جس کی حرمت پر اجماع ہے اس سب کو حلال قرار دینے کی وجہ سے اسے کافر قرار دیتے ہیں۔(اقول وباللہ التوفیق۔اس عبارت کو پوری توجہ سے پڑھیں۔کافی دقیق ہے تاکہ سمجھنے میں ٹھوکر نہ لگے۔اور مندرجہ ذیل واقعہ میں اس کی وضاحت ہے۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

شیخ ابوعبداللہ القرشی کے مرید کا واقعہ

اور مجھے یہ خبر پہنچی کہ شیخ ابوعبداللہ القرشی کے مریدوں میں سے ایک فقیر نے ایک دفعہ کسی شخص کے طعام کی طرف نظر بھر کر دیکھا۔ پس وہ طعام اڑ کر اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے چاہا کہ منہ کھولے اور اس کی طرف سے کسی فعل کے بغیر وہ خود اس کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ پس شیخ نے فرمایا: ایسا نہ کر۔ اس نے کہا: یا سیّدی! شرع شریف نے مجھے اس چیز کے کھانے سے روکا ہے جس کی طرف میں اپنا ہاتھ بڑھاؤں یا اپنے اعضاء میں سے کسی عضو کو حرکت دوں۔ جبکہ اس طعام میں اس کے مالک حقیقی نے تصرف فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹے! شریعت میں ہی ثابت ہوا ہے کہ اس کے مالک حقیقی نے ہی اسے تجھ پر حرام قرار دیا ہے مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ پس رک جا۔ اور صاحب طعام کو پیغام بھیج اور اس سے اس کے کھانے کی اجازت حاصل کر۔ چنانچہ اس نے پیغام بھیجا لیکن اس نے اسے جائز قرار دینے سے انکار کیا۔ پس شیخ نے فرمایا: اے بیٹے! کوئی چیز مت کھا حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے دونوں وجھوں سے اجازت دے۔ پس بیشک اس دنیا میں ترقی اور نجات صرف اتباع شریع کے ساتھ وابستہ ہے۔

پس سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ایسی صورت حال سے بچایا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مقام محبت کا دعویٰ نہ کرنا

قوم صوفیاء میں مشہور مقام محبت کا میں دعویٰ نہیں کرتا۔ کیونکہ اکثر لوگوں کی اس مقام تک رسائی نادر ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرتا ہے بسا اوقات یہ اس کی طرف سے وہم کی بنا پر ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ جب اسے کہا جاتا ہے کہ کیا تو اللہ عزو جل سے محبت کرتا ہے؟ تو کہتا ہے کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے جو کہ حرج شرعی کو اس اندازے کے مطابق گرا دیتی ہے جتنی اس کے لئے اس کے ہاں محبت ہے۔ اور یہ وہ مقام نہیں جو کہ قوم میں مشہور ہے کیونکہ اس میں سب لوگ اس کے شراکتی ہیں۔ قوم کی مراد مقام محبت سے یہ ہے کہ اس محبت والے میں یہ اوصاف ہوں۔ اشواق۔ تڑپ۔ جلن۔ حسرت۔ افسوس۔ وارفتگی۔ غم۔ گریہ زاری۔ وجد۔ استغراق۔ انقطاع۔ فناء۔ مٹ جانا۔ سکر۔ صحو۔ اضمحلال۔ پژمردگی۔ بےخوابی۔ اضطراب۔ التجاء۔ بیداری۔ کم خوابی۔ تنہائی۔ جدائی۔ علیحدگی۔ سرافگندگی۔ سراسیمگی۔ دہشت۔ کھویا رہنا۔ سکون۔ حرکت۔ مشقت۔ زاری۔ خشوع۔ خضوع۔ آنسو۔ آتش بداماں۔ آہ وبکا۔ ظہور۔ پوشیدگی۔ راز۔ اعلان۔ شہود۔ بجھا رہنا۔ دوری۔ زخم۔ وغیرہ ذالک۔ پس یہ تمام صفات محب میں اس امر کے شروعات ہیں۔ رہیں اس کی صفات درمیانی حالت میں اور پھر انتہاء میں تو اس کے اوصاف کو گنا ہی نہیں جا سکتا۔

پس اے بھائی! دعویٰ محبت سے پرہیز کر اور بچ کر رہ مگر جبکہ تو ایسا ہو جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنا جو کہ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس نے دعویٰ کیا کہ وہ آپ کا مشتاق ہے۔ اے بھائی! تجھے اس عظیم جھوٹ کی طرف کس نے محتاج کیا؟ اس نے کہا: کہ یہ کیا ہے۔ فرمایا: مشتاق کی صفات میں سے یہ ہے۔ کہ اس کے عام اوقات حرق۔ قلق۔ لہب۔ تعب۔ اسف۔ لہف۔ حزن۔ پژمردگی۔ بدحالی۔ بےخوابی۔ بےچینی۔ آہ وزاری۔ کمزوری۔ بیماری۔ اضمحلال۔ درد انگیز وارفتگی۔ حیرت۔ کھویا رہنا۔ بےخبری۔ مٹ جانا اور کچھ نہ رہنا وغیرہ۔ اور ان اوصاف میں سے میں نے تجھ میں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: جب میں آپ کو دیکھوں تو کیا کہوں؟ فرمایا: یہ کہہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور جب تیری زبان دعوائے محبت یا شوق کی طرف سبقت

کرے تو اللہ عز وجل سے استغفار کرے کیونکہ ایسی گفتگو اس جھوٹ میں شمار کی گئی ہے جو ناجائز ہے۔

پھر تجھ پر مخفی نہ رہے کہ قوم میں ایک ایسی جماعت ہے کہ ان میں سے کسی کو جب بھی محبت زیادہ ہوتی ہے زیادہ فربہ ہو جاتا ہے۔ان میں سے شبلی اور شیخ حماد الدباس ہیں۔اور ان لوگوں میں سے میں نے ابراہیم القدسی نامی ایک شخص کو پایا جب بھی اسے بھوک زیادہ لگتی اسی قدر فربہ ہو جاتا۔اور جیسے ہی کچھ کھالیتا تو دبلا ہو جاتا۔اور یہ اس لئے کہ کھانے والے کو کھانا مقام محبت سے محجوب کر دیتا ہے جبکہ کھانے سے کنارہ کشی اسے محبت میں داخل کرتی ہے۔پس محبت میں سب لوگ ایک طبیعت پر نہیں ہیں۔پس اسے سمجھ لے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-بغیر ضرورت کے ہاتھ موضع ستر سے دور رکھنا

میں بغیر ضرورت کے اپنے ہاتھ کے اپنے مقام ستر کو لگنے سے خوف کرتا ہوں اور یہ قرآن کریم۔کتب علم۔اور اس تسبیح کے احترام کی خاطر ہے جس پر ذکر کرتا ہوں۔پس میں ان میں سے کوئی چیز اس ہاتھ میں نہیں لیتا جو شرمگاہ کو لگتا ہے۔اور ایک دفعہ میرا پاؤں تسبیح پر پڑ گیا قریب تھا کہ میں اس کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤں۔اور اسی لئے میں نے پاجامہ پہننا لازم کر لیا ہے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگتا اور زمین سے پردہ رہتا ہے۔اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسی قدم پر پایا اور آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کپڑے کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے حیا کرتا ہوں جسے پہن کر نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔یا اس زبان سے تلاوت قرآن کریم کروں جس سے میں نے کوئی قبیح بات کی ہو۔اور بسا اوقات طویل زمانے تک تلاوت موقوف رکھتا ہوں یہاں تک کہ وہ قبیح بات بھول جائے۔اور آپ نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم کی تلاوت اس زبان کے ساتھ کرتا ہے جس کے ساتھ لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس کا حکم اس شخص جیسا ہے جس نے قرآن کریم کسی غیر موزوں جگہ رکھ دیا۔اور میں نے اپنے معاصرین میں سے ایسی مراعات کرنے والا کوئی نہیں دیکھا مگر کوئی قلیل۔والحمد للہ رب العالمین۔

شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید کا واقعہ اور آپ کی دور بیں نگاہ

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ شیخ نجم الدین الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید کا ہاتھ خلوت میں اس کی شرمگاہ پر لگ گیا۔ایک مدت تک اس پر فتوحات کا سلسلہ موقوف رہا۔اور وہ اس کا ذکر شیخ سے کرنے سے شرماتا تھا۔پس جب فتوحات جاری ہونے کے بعد خلوت سے باہر نکلا تو شیخ نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ کے تیرے مقام ستر کو لگنے کا مجھے علم ہو گیا تھا چونکہ معلوم تھا تو اس کی وجہ سے انتہائی خجالت محسوس کرتا ہے لہٰذا میں نے تجھے اس پر اپنی اطلاع کے متعلق نہیں بتایا۔پھر فرمایا: بیٹے! تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور کیونکر بیٹھتا ہے جبکہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگاتا ہے۔کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو خلوت میں ہو وہ حضرت الٰہیہ میں ہوتا ہے۔اسی لئے جب وہ وہاں سے باہر آتا ہے تو اس کے لئے طعام اور خوشی کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دربار خداوندی میں تھا۔پھر وہاں سے وہ ہمارے ہاں آیا۔مرید نے عرض کی: یا سیدی! آپ کو اس کا علم کیوں کر ہوا حالانکہ اس وقت تو انتہائی تاریکی تھی؟ فرمایا: بیٹے! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیرا کوئی رونگٹا مجھ سے مخفی رہے گا تو تجھے خلوت میں داخل نہ کرتا۔پس اے بیٹے! ضرورت کے بغیر اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے پرہیز کر۔مرید نے کہا کہ اس دن سے میں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

اسی طرح بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس ہاتھ کے ساتھ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس سے کبھی اپنے مقام ستر کو حائل کے بغیر کبھی چھوا تک نہیں حتیٰ کہ واصل بحق ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مرید بنانے میں جلدی نہ کرنا

میں اس شخص کی بات قبول کرنے میں جلدی نہیں کرتا جو طلب کرے کہ میرے اشارہ اور تربیت کے تحت میرا مرید ہو۔ کیونکہ اس زمانے میں شیخ اور مرید کی شرائط کا جمع ہونا نادر ہے۔ اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شیخ کے لئے اپنی ساری عمر میں ایک مرید صادق صحیح ہو تو یہ کبریت احمر سے زیادہ قیمتی ہے یا کسی مرید صادق کو شیخ ناصح مل جائے تو یہ بھی اسی طرح کبریت احمر سے زیادہ قیمتی ہے۔

مرید صادق کی صفات

میں نے آپ سے عرض کی کہ مختصراً فرمائیے کہ مرید صادق کی صفات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ چار ہیں۔ پہلی صفت شیخ کی محبت میں اس کا سچا ہونا۔ دوسری صفت۔ اس کے حکم کی تعمیل کرنا۔ تیسری صفت۔ اس پر اعتراض ترک کرنا گرچہ باطن کے ساتھ ہو۔ رات میں ہو یا دن میں پس پشت یا سامنے۔ چوتھی صفت۔ اس کی معیت میں اختیار سلب ہونا۔ تو جو مرید ان چار صفات کا جامع ہو تو اس کی قابلیت صحیح ہے۔ اس میں حال نافذ ہوتا ہے۔ اور دوا اثر کرتی ہے۔ اور وہ دیا سلائی کی تیلی کے سامنے خشک ایندھن ہے۔ اور جو شخص مریدین سے طلب کرے کہ اس سے عہد بیعت قائم کریں جبکہ اس کی لکڑیاں تر ہیں تو اس میں کوئی چنگاری مؤثر نہیں بلکہ جو بھی گرے گی بجھ جائے گی۔ اسی وجہ سے اس دور میں اکثر مریدین کو اپنے مشائخ سے نفع حاصل نہ ہوا کیونکہ شرائط مفقود ہیں۔

شیخ صادق کی شرائط

پس میں نے آپ سے پوچھا کہ شیخ صادق کی شرائط کیا ہیں حتیٰ کہ اس سے فیض حاصل کرنا اور اس کے ہاتھوں سے نتیجہ حاصل کرنا صحیح ہو تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے پاس علم ہو جس کی وجہ سے اسے حقائق و دقائق کا کشف ہو۔ حق و حقیقت اور وہم و خیال کے درمیان امتیاز کرنے والا ہو۔ جائز اور واجب کو اور جس کا علویات و سفلیات میں سریان محال ہے اسے جانتا ہو۔ فرشتے اور شیطان کے القاء کے درمیان۔ ابتدائی قصد اور شدت قصد۔ دل کے کھٹکے اور الہام کے درمیان۔ مرید کے کھٹکوں اور وسوسوں کے درمیان فرق پہچاننے والا ہو۔ اسے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے۔ درجات میں مختلف رنگ اختیار۔ اوصاف مریدین کے قیام کی قوت ہو۔ قلوب و نفوس و اسرار کی امراض کی پہچان ہو۔ اور روحانی نجاستوں کو پاک کرنے کی اور عالم روحانیہ پر جو تاریکیاں داخل ہوتی ہیں ان کی پہچان ہو۔ اپنے مرید کے احوال کو لوح محفوظ سے دیکھتا ہو پس اس کی بیماری اور اس کا علاج پہچانتا ہو۔ اور اپنے مرید کا ملاحظہ اس کے آباء کی پشتوں میں اور ماؤں کے بطنوں میں وارد ہونے اور اترنے سے پہلے اس وقت سے رکھتا ہو جبکہ وہ عالم ذر میں تھا۔ علاوہ دیگر شرائط جو کہ رسائل قوم میں مذکور ہیں۔ اور ایسے شیخ کا وجود اس دور میں نادر ہے۔ بخلاف زمانہ ماضی کے۔

شیخ ابو علوان کے دلی کھٹکے پر حضرت جنید کا مطلع ہونا

اور قشیری نے اپنے رسالہ میں ابو علوان سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ آپ کہتے ہیں نماز میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں میرے دل میں حرام خواہش کا کھٹکا پیدا ہوا۔ پس میرا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ میں نے حمام میں داخل ہو کر چہرہ دھویا مگر سیاہی میں اضافہ ہی ہوا۔ پس بغداد سے میرے شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک فقیر اس وقت میری طرف بھیجا جب وہ خواہش میرے دل میں کھٹکی۔ وہ مجھے لے کر بغداد پہنچا۔ جب میں آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے جیسا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے اور اسے شہوت ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر میں نے تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار نہ کیا ہوتا تو اسی سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا۔ پس اے بھائی! غور کر بغداد میں بیٹھ کر شیخ جنید بغدادی اپنے مرید کے قلبی کھٹکے پر مطلع ہیں حالانکہ وہ بصرہ میں تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پس معلوم ہوا کہ جوان مذکورہ بالا صفات کا جامع ہوا سے مرید پر عہد لینے کا حق ہے۔ ورنہ اس سے ادب یہی ہے کہ کسی پر شیخ نہ بنے۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ شیخ بنے بغیر اپنے بھائی کو ظاہر شرع کے ساتھ نصیحت کرے۔ اور بسا اوقات مرید اپنے شیخ میں کوئی نقص دیکھتا ہے تو وہ اس کی نظر سے ساقط ہو جاتا ہے۔ پس مرید اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر جاتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - کسر نفسی

میں جس مجلس میں فقراء کے ساتھ بیٹھوں از اں بعد خود کو سمجھتا ہوں کہ ان میں سے سب سے زیادہ گنہگار میں ہوں۔ اور کئی دفعہ میں عرض کرتا ہوں: یا اللہ! میں تیرے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ میں ان سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔ پس ان لوگوں کے انفاس طاہرہ کا صدقہ میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔ اسی لئے مجھ پر اس وقت سخت دباؤ پڑتا ہے جب وہ مجلس کے بعد میری دست بوسی کرتے ہیں۔ پس قریب ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں پگھل جاؤں۔ کیونکہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک اس لئے کرتے ہیں کہ میرے مشہد سے بے خبر ہیں۔ اور اگر انہیں میرے شدت سے متاثر ہونے کا علم ہوتا تو میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے ان کی برکات کے ساتھ نفع عطا فرمائے اور بعض اوقات میں ان سے مصافحہ کرتا ہوں اور اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتا ہوں۔ حصول برکت کے لئے جوان کے ہاتھوں سے حاصل ہوئی۔ خصوصاً بچوں اور اندھوں سے۔ انتہی۔

پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر عمل کر تجھے منزل ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بارھواں باب:

اخلاقِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اور وہ مجھے کافی۔ میرا معاون مددگار ہے اور کیا ہی بہتر کارساز ہے۔

انعام خداوندی۔ حق جل وعلا کی سمت کا ایثار

میں اپنی سمت پر حضرت حق جل شانہ کی سمت کو ترجیح دیتا ہوں کہ اپنے مرید کے قلب میں اپنی محبت راسخ کرنے نہیں دیتا۔ اور مشائخ اور مریدین میں سے کم حضرات اس امر پر متنبہ ہوتے ہیں۔ پس واجب ہے کہ مرید کو اپنی محبت کا حکم اس حیثیت سے دے کہ وہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے۔ اور یہ کہ اس کے ساتھ کھڑا نہ رہے۔ بسا اوقات اس کی وجہ سے مرید پر فتوحات پیچھے رہ جاتی ہیں۔ ایک واقعہ ہے کہ سیّدی شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید مجاہدے میں عظیم قدم رکھتا تھا اور اس کے باوجود اس پر روحانی کشائش نہ ہوتی تھی۔ پس سیّدی ابومدین نے اس کے امر میں غور وفکر کیا اور اس سے فرمایا: بیٹے! اگر تو جلد کشائش چاہتا ہے تو میری محبت اپنے قلب سے اٹھا دے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جس قدر حجابات ہیں اٹھ چکے ہیں۔ اور تیرے اور اس کے درمیان صرف میرے محبت کا حجاب باقی رہ گیا ہے۔ پس اسے اٹھا دے تجھ پر فتوحات ہوں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ پس اسی رات اس پر روحانی کشائش ہوئی۔

پس اے بھائی! اس مخفی نصیحت کی طرف نظر کر۔ قریب نہیں کہ اس کی شدت خفا کی وجہ سے کسی کو اس کی وجہ پر اطلاع ہو۔ اور اسی لئے شیخ ابومدین نے اپنے رسالہ کے آغاز میں فرمایا ہے کہ قلب کی صرف ایک ہی سمت ہے جب یہ اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کے غیر سے محجوب ہوتا ہے۔

پس اے بھائی! غور کر یہ کلام کس قدر مختصر ہے اور اس کے معانی کس قدر کثرت سے ہیں۔ پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر کیونکہ یہ نفیس ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ حیات ظاہری میں موجود شیخ سے تربیت حاصل کرنے کی تلقین

میں اکثر فقراء احمدیہ اور برہامیہ وغیرہم کو ہدایت کرتا ہوں کہ زندہ شیخ کی شاگردی کریں جو ان کی تربیت کرے۔ اور اس پر پابند نہ رہیں جو فوت ہو چکا۔ کیونکہ وفات یافتہ حضرات کا رخ برزخ میں آخرت کی طرف جبکہ ان کی پشت دنیا کی طرف ہوتی ہے۔ پس ان پر کوئی

ذمہ داری نہیں کہ دنیا اجڑے یا آباد ہو۔ اللھم۔ مگر یہ کہ وہ شیخ ان حضرات میں سے ہو جن کے اقوال کی اقتداء کی جاتی ہے۔ جیسے آئمہ مجتہدین اور اصحاب رسل۔ پس ایسے حضرات کے اقوال کی اقتداء کرنے کا ہمیں حق ہے۔ لیکن یہ ناقص اقتداء ہے۔ اس حیثیت سے کہ ہم میں سے ہر ایک ایسے امراض لاحق ہیں جن کی پہچان صرف حیات ظاہری میں موجود شیخ ہی کر سکتا ہے جو ہمیں کیفیت علاج پر راہنمائی فرماء۔ وہ ہمیں خطاب فرمائے اور ہم اسے خطاب کریں۔

برزخ میں ہوتے ہوئے تربیت کرنے والے مشائخ

اور جن حضرات کے متعلق ہمیں خبر پہنچی کہ وہ اپنے مرید کی برزخ میں ہوتے ہوئے تربیت فرماتے ہیں۔ شیخ احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن یہ اس مرید صادق کے ساتھ خاص ہے جو کہ آپ کا کلام قبر سے سنتا ہے جیسے سیّدی و شیخی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ میں نے آپ کی معیت میں سیّدی احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ پس شیخ محمد نے آپ سے کسی ضرورت کے لئے مصر کی طرف اپنے سفر کے لئے مشورہ طلب کیا۔ تو شیخ سیّدی احمد البدوی نے قبر سے فرمایا کہ سفر کرو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ یہ کلام میں نے اپنے ظاہری کانوں سے سنا۔ اور اسی طرح شیخ عزالدین الاصفہانی کے متعلق مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خواب میں مجھے اکثر سیّدی احمد الرفائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوتی۔ آپ مجھے امر و نہی اور تربیت سے نوازتے۔ ایک دن آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تیرا وہ شیخ نہیں ہوں جس کے ہاتھوں تجھ پر کشائش روحانیہ ہو۔ تیرے شیخ تو عبدالرحیم القناوی ہیں۔ پس میں نے آپ کی طرف سفر کیا۔ جیسے ہی میں آپ کی خدمت میں پہنچا آپ نے وہ تمام واقعہ بیان فرما دیا جو کہ سیّدی احمد الرفائی کیساتھ خواب میں مجھے پیش آیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تجھے صحبت میں نہیں رکھوں گا حتیٰ کہ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے کہ سارا وجود آپ سے معمور ہے۔ میں نے عرض کی اس کی کیا سبیل ہے؟ فرمایا: بیت المقدس کی طرف سفر کر تو آپ کو اسی کیفیت کے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر میرے پاس آنا۔ پس آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر حاضر ہوئے پس آپ نے یعنی شیخ عبدالرحیم القناوی نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی مقام تک نہیں پہنچتا مگر اس مشاہدے کے بعد۔

پس جس کا یہ قدم صحیح ہو ہم اس کے امر سے رکنے کے قائل ہیں کہ حیات ظاہری موجود حضرات میں کسی کی شاگردی نہ کرے کہ اسے وہی شیخ کافی ہے اور وہ خطاب اور مراجعت فی الامور میں زندوں کے قائم مقام ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشائخ کے قول پر عمل جائز نہیں جو وصال کر چکے جبکہ یہ تصور ہو کہ انہوں نے اپنے مرید سے امر یا نہی کے ساتھ خطاب فرمایا مگر اسے علماء شریعت پر پیش کرنے کے بعد۔ پس بسا اوقات قبر سے بولنے والے کے متعلق سمجھنے میں لغزش ہو سکتی ہے۔ اور آپ اکثر فرماتے کہ اقوال علماء کی اقتداء درست ہونے میں ان کی ظاہری شکلیں پہچاننا شرط نہیں۔ پس ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے صحابہ کرام اور ان کے بعد آئمہ کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ہم میں سے کوئی بھی ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اور جمہور علماء نے ایسی صورت حال سے ہمیں منع نہیں فرمایا۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اہل کشف پر انکار میں جلدی نہ کرنا

میں اہل کشف میں سے کسی پر انکار میں جلدی نہیں کرتا جب دیکھوں کہ اس نے اپنے مرید کو سبب ظاہر کے بغیر مارا پیٹا بلکہ انتظار کرتا ہوں اور انکار ترک کر دیتا ہوں۔ پس بعض دفعہ اس مرید سے یہ بات پہلے گزر چکی ہوتی ہے کہ اس نے اس شیخ کو اپنے بارے میں کہہ رکھا ہے کہ وہ اسے جو چاہے جیسے چاہے تادیب کرے۔ اسی باب سے یہ صورت ہے کہ جب ہم کسی شیخ کو دیکھیں کہ اس نے اپنے مرید کو داڑھی منڈانے کا حکم دیا مثلاً۔ پس بسا اوقات یہ صرف امتحان کے طور پر ہوتا ہے۔ وہ اسے داڑھی منڈانے نہیں دیتا۔ اور یہ امر ایسا ہے کہ اس میں کوئی متشرع قلیل ہی انتظار کرتا ہے بلکہ علی الفور ہی کہہ اٹھتا ہے کہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ وغیر ذالک۔

ایک حکایت

اور صاحب کتاب التوحید نے حکایت بیان کی ہے کہ اولیاء میں سے ایک ولی ایک شیخ کے مناقب بیان کر رہے تھے۔ وہاں صلاحیت میں مشہور ایک فقیر بیٹھا سن رہا تھا۔ شیخ نے کرسی سے اتر کر اس فقیر کے سر میں تین ضربین لگائیں۔ حاضرین نے اس بات کا انکار کیا۔ پس شیخ نے دوبارہ اسے مارا۔ جب لوگوں نے اس پر انکار کیا تو شیخ نے فرمایا: اس سے کہو تجھے اللہ کی قسم کیا تو نے اپنے جی میں یہ نہ کہا تھا کہ میں اس شیخ سے افضل ہوں جس کا فلاں شخص ذکر کر رہا ہے۔ فقیر بولا کہ ایسا ہوا ہے۔ پس شیخ نے فرمایا: واللہ میں نے اس شیخ کو دیکھا کہ آپ نے اس دیوار سے اپنا سر باہر نکالا اور مجھے فرمانے لگے کہ اپنے مرید کو دیکھو کہ کس طرح میری بے ادبی کر رہا ہے۔ پس مجھے اس کو سزا دینے کے بغیر کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ پس میں نے اسے اس لئے نہیں مارا کہ اس کا شیخ ہوں۔ یہ کام تو اس حوالے سے تھا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ ظالم ہو یا مظلوم۔ پس حاضرین سب کے سب کھڑے ہو گئے۔ معافی مانگی۔ اور شیخ کے ہاتھوں پر دوبارہ تجدید عہد کی۔ اور یہ شیخ جنہوں نے اپنا سر دیوار سے باہر نکالا انہیں وصال فرمائے تقریباً ایک صدی گزر چکی ہے۔

ایسی صورت میں انکار میں جلدی نہ کرنے کی وجہ

اور ایسی صورت میں اعتراض میں جلدی نہ کرنے کی وجہ ہمارا یہ جاننا ہے کہ شیخ کا اپنے مرید کے ساتھ معاملہ مریض کے ساتھ طبیب کی طرح ہے بلکہ وہ اس کی امراض باطنہ کو اس کی بہ نسبت زیادہ پہچاننے والا ہے۔ جبکہ تکبر جو کہ امراض قلبیہ سے ہے۔ اشد الامراض ہے۔ کیونکہ یہ متکبر کو اس کی عمر بھر خیر سے اور دخول جنت سے روک دیتا ہے۔ جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔ پس جب مرید نے ولایت کا دعویٰ کیا اور خود کو اولیاء پر فضیلت دی تو وہ سزا کا مستحق ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا (الانعام آیت ۲۱) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان لگایا)

ولایت کے جھوٹے مدعی کا خاتمہ خراب

اور امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ بعض ایسے گناہ ہیں جن کا اثر برا انجام ہے یعنی خاتمہ خراب کر دیتا ہے۔ اور یہ ولایت کا دعویٰ کرنا ہے باوجودیکہ وہ اس سے مفقود ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ شیخ وہ ضربات اس لئے لگائیں تاکہ اس کے نفس سے یہ دعویٰ نکال باہر کرے۔ اور اس کی شریعت میں مثالیں ہیں۔ کیونکہ طبیب کے لئے جائز ہے کہ جسم اور روح کی سلامتی کے لئے بعض اعضاء کو کاٹ

دے۔جس طرح کی انگلی میں ایسی پھنسی ہو کہ اگر اسے چھوڑ دے تو اس کی ہتھیلی ضائع کر دے گی اور اگر ہتھیلی میں ہو اور اسے چھوڑ دے تو بازو ضائع کر دے گی۔اور جب وہ اسے کاٹے گا نہیں تو وہ عضو سارے کا سارا خراب ہو جائے گا یا روح تک سرایت کر جائے گی تو وہ شخص مرجائے گا۔پس اسے جان لے۔اور اس پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-حاکم وغیرہ کو مرید بنانے میں جلدی نہ کرنا

میں کسی حاکم وغیرہ کی بات قبول کرنے میں جلدی نہیں کرتا جب وہ میرا شاگرد بننے کی طلب کرے مگر جبکہ میں اس سے صدق معلوم کرلوں جو اسے وہ کام کرنے پر انگیخت کرے جس کا میں اسے حکم دوں اور اس دواء کے استعمال پر ابھارے جو اس کے لئے بیان کروں۔اور جب میں اس کی طلب کو اس کے بغیر قبول کرلوں تو میں نے اسے پردے میں رکھا اور اپنے نفس کو پردے میں رکھا۔ اور طریق صوفیاء کو کھیل بنالیا۔اور اس میں بعض فقراء عصر گر پڑے جو کہ ناحق صدر بن بیٹھے۔پس بعض حکام اور اہل کاروں کو مرید بنالیا۔ان میں سے کسی نے بھی حکم کی تعمیل نہ کی۔اور مجھے بعض اہل کاروں نے بیان کیا کہ مجھ پر میرے شیخ نے کئی ایک شرائط مقرر کیں جبکہ میں نے ایک شرط پر بھی عمل نہ کیا کیونکہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ خود ان پر عمل نہیں کرسکتا۔اور یہ امر ماضی کے فقراء اور گزشتہ حکام میں تھا۔کہ حاکم اس فقیر کا مرید بنتا اور توقف کے بغیر ہر اس چیز میں اس کے حکم کی تعمیل کرتا جس سے اس کا نفس ذلیل ہوتا۔اور اس امر کو رہتی دنیا تک ترک کیا جاچکا۔

حکام درخدمت اولیاء

اور سیّدی یوسف العجمی رحمہ اللہ تعالیٰ امیر شیخون کے شیخ تھے جس نے شیخونیہ آباد کیا۔وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔اور مریدوں میں ان جیسا ہو کر بیٹھتا۔کئی دفعہ آپ اسے فقراء کے درمیان روکھی پھیکی گفتگو سے ڈانٹ ڈپٹ کرتے۔لیکن وہ صبر کرتا۔ایک دفعہ آپ نے اسے حکم دیا کہ کسان کا لباس پہنے خانقاہ میں داخل ہو۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔اسی طرح کا واقعہ سیّدی محمد الحنفی الشاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ آپ ایک امیر کبیر سے خدمت لیتے اور اسے لباس اتار کر فقراء کے لئے کنوئیں سے وضوخانہ کی ٹنکی بھرنے کا حکم دیتے اور وہ تعمیل کرتا۔

اور اسی طرح ملک کامل کے ایک حاکم ابوشعرہ کا واقعہ ہے کہ وہ شیخ عبداللہ بن الماردانی کا تلمیذ تھا۔پس عام مریدین کی طرح آپ اس سے خدمت لیتے۔ایک دفعہ وہ آپ کے پاس آیا جبکہ خلعت سلطانی پہنے ہوئے تھا۔شیخ نے اس کی گدی میں مکا مارا اور اس کا عمامہ وہ جا گرا۔امیر نے جھک کر اسے پکڑلیا۔دوبارہ پھر مکہ مارا۔عمامہ پھر گر گیا۔اس کی وجہ سے اس امیر کی جماعت کو سخت تشویش ہوئی۔لیکن وہ خاموش تھا۔پس شیخ نے غضبناک ہو کر اس سے کہا کہ ہمارے پاس پھر نہ آنا۔وہ شیخ کے غضب کی تاب نہ لاسکا۔چنانچہ اس کی بیوی کی سفارش لایا۔شیخ نے فرمایا یہ شخص بڑے نفس والا ہے۔اگر مجھے خوش کرنا چاہتا ہے تو چاہئے کہ اپنی پشت پر زین کسے اور فقراء کو سواری کرنے دے۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔پس اے بھائی!ان مشائخ کی طرف سے ان دواؤں پر غور کر۔اور امراء کا وہی کچھ عمل میں لانا جس کا وہ انہیں حکم دیتے تھے۔پس اگر تو اپنے نفس کی طرف سے اور ان سے ایسا دستور العمل پہچانے تو امراء پر شیخ بن۔ورنہ لوگ تجھ پر ہنسیں گے اور بسا اوقات لوگ تجھے شعبدہ بازی کی طرف منسوب کریں گے۔اور یہ کہ تو انہیں اس خیرات کی خاطر صحبت میں رکھتا ہے جو وہ تجھے دیتے ہیں۔اور یہ مشائخ کی عالی حوصلگی کے خلاف ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-زیادتی کرنے والے سے متاثر نہ ہونا

میں اس حال سے فارغ ہو چکا ہوں جو کہ اس شخص میں اثر ڈالتا ہے جو مجھ پر زیادتی کرے۔پس اگر ساری کائنات مجھے ستانے پر لگ جائے تو میں اس سے متاثر نہیں ہوتا۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔اور اس حال والا شہرت کے بعد مخفی رہتا ہے۔عزت کے بعد ذلیل۔غنا کے بعد فقیر ہوتا ہے۔پس قریب نہیں کہ عام لوگوں سے ممتاز ہو باوجودیکہ یہ صاحب حال سے بلند مرتبہ ہوتا ہے بخلاف اس کے جو لوگ وہم کرتے ہیں پس ان کے نزدیک شیخ عظیم صرف وہی ہے جو کہ لوگوں پر غضبناک ہو۔حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔پس بیشک کامل کے لئے ادب مع اللہ کے طور پر وجود میں تصریف نہیں ہے۔پس وجود میں اس پر ہر شے غلبہ کرتی ہے اور وہ خود کسی پر غلبہ نہیں کرتا۔

اور جب سیّدی احمد الزاہد کے تابوت پر پڑا ہوا غلاف چرالیا گیا تو لوگ کہنے لگے کہ اگر یہ شیخ ہوتے تو جس نے غلاف چرانے والے کو مقید کر لیتے حتیٰ کہ لوگ اسے پکڑ لیتے۔پس میں نے ان سے کہا کہ کامل کا مرتبہ یہ ہے کہ ستانے والے کو نہ ستائے۔اور جو چیز اس سے مانگی جائے بخل نہ کرے۔اور اگر یہ چور سیّدی احمد سے یہ غلاف مانگتا یا وہ لباس مانگتا جو کہ حیات ظاہری میں آپ زیب تن فرماتے تھے تو اسے عطاء فرما دیتے۔اور اس کا ذکر تک نہ کرتے۔تو ایک مسلم موحد کو اس کی وجہ سے کیونکر مقید فرمائیں کہ لوگ آئیں اور اسے پکڑلیں اور حاکم کے سپرد کر دیں۔شیخ سے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔اور کامل مشائخ کے لئے کبھی تصرف نہیں ہوا۔جبکہ ان میں سے بعض اپنے کسی مرید سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں میں ایسا تصرف کر۔اور فلاں کو ظلم سے روک دے۔چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری کا واقعہ

اور اس قدم پر سیّدی حسین الجاکی اور سیّدی ابراہیم المتبولی تھے۔اور ان دونوں سے پہلے اس قدم کی طرف حضرت حسن بصری نے سبقت فرمائی۔چنانچہ ابوطالب المکی نے قوت میں حکایت درج کی ہے کہ حجاج بن یوسف نے جب حسن بصری کو طلب کیا آپ نے اپنے مرید حبیب عجمی کے پیچھے پناہ لی۔حجاج کے بھیجے ہوئے کارندے داخل ہوئے لیکن حسن بصری نظر نہ آئے۔باوجودیکہ آپ دروازے کے سامنے بیٹھے تھے۔حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ تو نے مجھے ان سے کیسے چھپایا حتیٰ کہ انہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔عرض کی: میں نے یہ دعا مانگی یا رب الحسن اجعل الحسن عندك فی حضر تك حتّٰی لا یروہ یعنی اے حسن کے رب! حسن کو اپنے پاس اپنے دربار میں رکھ لے حتیٰ کہ وہ اسے دیکھ نہ سکیں۔پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔باوجودیکہ حسن، حبیب عجمی سے اس قدر افضل ہیں کہ وہ قریب بھی نہیں ہیں۔کیونکہ آپ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

سیّدی حسین الجاکی کا واقعہ

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سیّدی حسین الجاکی کے متعلق جب فقہاء نے قلعہ میں مجلس منعقد کی اور آپ کو وعظ کی مجلس برپا کرنے سے روک دیا۔اور انہوں نے کہا کہ یہ شخص حدیث کے غلط مفاہیم بیان کرتا ہے۔آپ نے اپنے خادم ایوب سے فرمایا جو کہ خانقاہ میں جھاڑو دیتا تھا کہ جس قاضی نے ہمارے متعلق فتویٰ دیا ہے اسے معزول کر دے۔اس نے عرض کی کہ تعمیل ہوگی۔پس وہ بیت الخلاء کی دیوار سے سلطان کے سامنے ظاہر ہوا جبکہ وہ بیٹھا قضائے حاجت کر رہا تھا۔پس اسے کہا کہ اگر تو فلاں کو معزول نہیں کرتا تو تجھے بیت الخلاء میں دھنسا

دوں گا۔ بادشاہ کانپنے لگا۔ اور فوراً قاضی کی معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ایوب دیوار میں داخل ہوگیا۔

اور اسی طرح مجھے یہ خبر بھی پہنچی کہ سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین میں سے کسی کو حکم دیتے اور وہ کئی قسم کے کام سرانجام دیتا۔ اور آپ خود اس سے پاکدامن رہتے۔ پس معلوم ہوا کہ کاملین اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں کہ لوگ ان کی طرف تصرف منسوب کریں۔ بخلاف ارباب احوال کے۔ پس بیشک یہ حضرات تجلیات حضرت الٰہیہ میں ہیں۔ اور یہ ہر وارد پر جود کی فیض رسانی کرتی ہیں۔ تو جو بھی کوئی چیز طلب کرے اسے عطا کی جاتی ہے۔ اور بعض مرتبہ اس سے اس کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقص ہو جاتا ہے۔

اور اے بھائی! بچھو۔ مچھر۔ جوں اور چیونٹی کے متعلق غور کر کہ کس طرح انسان میں اثر کرتے ہیں باوجودیکہ یہ بالاجماع ان سے اشرف ہے۔ پس اس میں ان کی تاثیر ان کی اس پر فضیلت کی دلیل نہیں۔ پس اسے جان لے۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ کاملین نے جہاں تصرف ترک کیا ہے تو یہ اس حیثیت سے ہے کہ انہیں اس کا امر نہیں دیا گیا۔ اگر انہیں اس کا امر دیا جاتا تو پھر تصرف کرنا کمال ہے۔ مگر یہ کہ پیشکش کے طور پر ہو یا خواب دیکھا ہو۔ جس طرح کہ میرے ساتھ ایسا واقعہ ہوا کہ الشیخ الصالح عمر النبتیتی مکشوف الراس نے خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اور آپ نے اسے فرمایا کہ فلاں سے (یعنی شعرانی سے) کہو کہ کائنات میں تصرف کرے۔ اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ پس جب شیخ نے یہ بات مجھ پر پیش کی تو میں نے ازرہ ادب توقف کیا کہ خواب کا معاملہ تھا۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ نظر کے ساتھ خواص مریدین کی تربیت

میں اپنے خاص مریدین کی لفظ اور اشارہ کے بغیر نظر سے تربیت کرتا ہوں۔ پس خیر کے بارے میں ان کی طرف میری نظر اثر کرتی ہے۔ جس طرح ایک شخص کی دوسرے کو نظر بد لگ جاتی ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے کرنے اور اس کے ارادے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اسے اختیار ہے کہ کسی عبد کو آلہ خیر بنا دے اور کسی دوسرے کو آلہ شر بنا دے۔ اور اے میرے بھائی! جان لے کہ اس خلق کے ساتھ میرے لئے ہی خصوصیت نہیں۔ اس کی طرف مجھ سے پہلے سیدی ابوالحسن الشاذلی۔ سیدی ابوالعباس المرسی۔ سیدی ابراہیم المتبولی۔ اور سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سبقت فرمائی ہے۔ اور سیدی شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب کچھوا اپنی اولاد کی تربیت نظر کے ساتھ کرتا ہے تو ہم اس کے زیادہ اہل ہیں۔

کچھوے کا اپنی اولاد کی تربیت کا طریقہ

اور اپنی اولاد کی تربیت کا اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ انڈے دیتا ہے۔ اور اپنے انڈوں سے دور ہو جاتا ہے۔ اور انہیں اپنی نظر کے ساتھ ان کی نگہبانی کرتا ہے۔ پس جو انڈا اس سے چھپا رہ جائے وہ خراب ہو جاتا ہے اور جو انڈا اس کے سامنے رہے وہ صحیح رہتا ہے اور بچہ نکلنے کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔ پھر جب اس کا بچہ انڈے سے نکلتا ہے تو یہ اسے دفن کر دیتا ہے اور اس سے اس کا سر باقی رہتا ہے۔ پس جب تک یہ اسے دیکھتا رہتا ہے تو وہ آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

تربیت مرید کے مختلف طریقے

اور اصحاب فقیر ہمیشہ مختلف اقسام اور طبائع پر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی تو نرم طبع ہے تو کوئی خشک وسخت۔ پس تو انہیں دیکھتا ہے

کہ وہ اپنے مریدین کو کبھی اقوال کے ساتھ۔ کبھی افعال کے ساتھ۔ کبھی ملامت کر کے تو کبھی اشارے اور افہام کے ساتھ۔ کبھی صریح کلام کے ساتھ تو کبھی خواب اور نیند کے ساتھ اور کبھی امراض کے ساتھ تربیت کرتے ہیں۔ پس شیخ جب علت اور اس کی دوا پہچان لے تو اس پر واجب ہے کہ مرید کی مصلحت کے لئے فوراً دوا کرے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں اگر دواء نفس پر تلخ ہو یا اسے شیریں لگے۔ اور جب وہ بغیر ضرورت کے دوا مؤخر کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اس کے ہاں رکھی ہوئی امانت میں خیانت کی ہے۔ اور جب وہ مرید کے ہاں اس دوا کے استعمال میں عاجزی دیکھے جو اس نے اس کے لئے بیان کی ہے یا استعمال سے انکار دیکھے تو کاملین کے اخلاق سے یہ امر ہے کہ اس سے نرمی کرے اور کسی دوسری چیز کے ذریعے اسے چھپا کر اس کا علاج کرے لیکن مرید کو چاہئے کہ شیخ اس کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے اس کی سوجھ بوجھ رکھے۔ اگر دیکھتا ہے کہ شیخ اس کے تمام احوال میں اس سے نرمی کرتا ہے اور اس کی خواہش میں اس کی موافقت کرتا ہے تو چاہئے کہ جان لے کہ اس نے اس کے ساتھ خفیہ چال چلی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ طریق کی اہلیت نہیں رکھتا۔ پس اے بھائی! شیخ کی اس چال سے پرہیز کر۔ اور اس پر اقدام نمائی کر جو تیرے لئے بیان کریں۔ اور رنج و تلخی کے پیالے نوش کر۔ پس بیشک عزت اس میں چھپی ہوئی ہے اور ذلت دنیا کی حلاوت میں مشہور ہے۔ اور سیّدی علی المرصفی نے میرے لئے اشعار پڑھے۔

اگر کہا جائے کہ آگ کے انگاروں میں چل جو محل کی طرح شعلے پھینک رہے ہوں تو بجلی کی کوند اس قدر تیز رفتار نہیں دیکھی جائے گی جس قدر میں تعمیل حکم میں جلدی کروں گا۔ اور مجھے سیّدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شعر سنایا۔ اگر مجھے کہا جائے کہ مرجا تو میں سر تسلیم خم کرتے ہوئے مرجاؤں۔ اور موت کے داعی کو میں خوش آمدید کہوں گا۔

ان مریدین کے اسماء جن کی نگاہ سے تربیت کی گئی

اور جن اخوان طریقت کی میں نے نظر سے تربیت کی ان میں سے دیوان جیش کا کاتب سیّدی محمد بن الموفق۔ امیر جیوش کے شیخ سیّدی محمد بن الامیر۔ سیّدی محمد الحنفی کے داماد سیّدی ابوالفضل۔ سیّدی ابوالفضل الجزیری القبانی۔ سیّدی علی بن امیر کبیر ازبک۔ سیّدی ابوبکر بن ابوبکر بن ابی اصبع۔ اس کے بھائی سیّدی۔ الحاج علی المنوفی اور الحاج علی البسطی۔ اور ایک جماعت وہ ہے جن کے اسماء کے ذکر کی ہمیں اجازت نہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور عمر رسیدہ بوڑھوں کی تربیت سے زیادہ مشقت کا کام میں نے نہیں دیکھا کیونکہ ان کی پٹائی موزوں نہیں اور نہ ہی انہیں جدا کرنا۔ نہ ہی ان سے خدمت لینا۔ علی الخصوص اگر وہ اپنے نفسوں میں صلاح کا عقیدہ رکھتے ہوں۔ پس یہ لوگ قریب نہیں کہ کسی کی صحبت سے نفع پائیں۔ اور اسی طرح درشت مزاج اور احمق نفوس والے لوگ ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات ان میں پٹائی اور شدید سزا کے بغیر کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری طرف اور میرے تمام مریدین کی طرف جنہوں نے میری صحبت سے نفع حاصل کیا نظر لطف و رحمت فرمائے۔ بیشک وہ منعم اور جواد ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مریدین کی عاقبت پر اطلاع

اللہ تعالیٰ نے مجھے ان مریدین پر اطلاع بخشی ہے جنہوں نے میری صحبت سے نفع حاصل کیا۔ اور وہ آخرت میں میرے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ اس دنیا میں بشارت ہے جو کہ آخرت سے پہلے دی گئی۔ اور میں انہیں اور ان کے نسب کو پہچانتا ہوں۔ لیکن حضرت اطلاق کے ادب کے طور پر جو کہ جو چاہے کرتا ہے انہیں علی التعیین بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور ہر فقیر کا ایک دائرہ ہے۔ جس طرح کہ ہر

نبی کا ایک دائرہ ہے پھر وراثت نبوی کے معیار کے مطابق دوائر وسعت اور تنگی کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء و مرسلین کی تعداد۔ ان کی امتوں اور اہل جنت کی تعداد پر اطلاع

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشہد اقدس میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد اور ان کی سب امتوں پر اطلاع بخشی۔ اور ان کے چہروں کی پہچان کرائی۔ جو ان میں سے فوت ہو گئے۔ اور قیامت تک پائے جائیں گے۔ اور اہل جنت کی تعداد پر اطلاع بخشی۔ رہی گنتی جہنمیوں کی تو ان کی کثرت کی وجہ سے ان کی حد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اور فاروقی نے نقل کیا ہے کہ سیدی احمد الرفاعی کا حلقہ سولہ ہزار تھا۔ آپ ان کے لئے صبح و شام دستر خوان بچھاتے۔ فارقی کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے پاس پہنچا۔ اسی دن ہو چکے تھے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ آپ نے دستر خوان پر ایسا کھانا رکھا جو کہ میرے مطابق نہ تھا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں کیا کروں۔ اچانک شیخ نے مجھے کہا کہ اس سے کھاؤ۔ ابھی میرے دل کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ شیخ نے اپنا سر اٹھایا اور خادم سے فرمایا کہ اسے گھر لے جا اور اسے وہاں موجود حلوا کھلاؤ۔ پس میں اس کے ساتھ چلا گیا اور وہ حلوا کھایا۔ اور یہ وہی تھا جو میرے دل میں کھٹکا تھا۔ جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تیرا حصہ میرے پاس نہیں۔ وہ تو شیخ عبدالرحیم القناوی کے پاس ہے۔ پس ان کے ہاں چلا جا۔

مختلف اولیاء کے مریدین کی تعداد

اور مجھے شیخ احمد الضریر نے حکایت بیان کی جو کہ سیدی عمر روشنی کی جماعت سے تھے کہ جو مرید سیدی عمر کی مجلس میں صبح اور شام حاضری دیتے ان کی تعداد دس ہزار تھی۔ اور شیخ صفی الدین بن ابوالمنصور فرماتے ہیں کہ اسکندریہ شہر میں شیخ ابوالفتح الواسطی جماعت کے لوگ جو ہر روز کے ورد میں حاضر ہوتے ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان میں سے شیخ عبدالعزیز الدرینی۔ شیخ عبداللہ البلتاجی۔ شیخ عبدالسلام القلیبی۔ شیخ عبداللہ الجبلی اور شیخ ضرغام المسیری وغیرہم ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ اور شیخ ابوالفتح، سیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعظم تلامذہ میں سے تھے۔ اور ارباب احوال کے سامنے گفتگو فرماتے۔ اور فرماتے کہ یہ کلام سنو کہ پانچ ہزار سال ہو چکے میرے سوا کسی نے ایسا کلام نہیں کیا۔

مرد کامل سیدی احمد بن الرفاعی کی رسائی اور وسعت علم اور کائنات میں تصرف

اور فاروقی روایت کرتے ہیں کہ سیدی احمد بن الرفاعی نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ ورضی اللہ عنہ کے خادم یعقوب نے فرمایا کہ میں نے سیدی احمد بن الرفاعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے تین لاکھ امتوں کی صحبت پائی ہے جو کہ کھاتے پیتے اور بول و براز اور نکاح کرتے تھے۔ ہمارے نزدیک کوئی مرد کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس تعداد کی صحبت حاصل کرے۔ اور ان کا کلام۔ صفات۔ اسماء۔ ارزاق اور ان کی عمریں پہچانے۔ یعقوب الخادم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا سیدی! مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ امتوں کی تعداد صرف اسی ہزار ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ان کے علم کی رسائی ہے۔ میں نے عرض کی یہ عجیب بات ہے۔ فرمانے لگے: اس سے زیادہ کچھ تجھ سے کہوں؟ کسی مادہ میں نطفہ قرار نہیں پاتا مگر اس مرد کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور وہ اسے جانتا ہے۔ یعقوب خادم کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا سیدی! یہ تو رب جل و

علا کی صفات ہیں۔فرمایا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔پس بیشک اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے اپنی ساری مملکت میں تصرف کی طاقت دیتا ہے۔علوم غیبیہ میں سے جو چاہے ان پر اسے مطلع فرماتا ہے۔یعقوب نے عرض کی اس پر مجھے کسی دلیل کی فضیلت عطا فرمائیں۔تو سیّدی احمد نے فرمایا کہ اس پر دلیل حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔تو جب اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے۔اور جب حق تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہو جیسے وہ ارادہ کرے تو وہ یوں ہو جاتا ہے گویا اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

اور یہ ایسا امر ہے کہ اس میں عقلیں حیرت زدہ رہ جاتی ہیں۔اس کے باوجود سیّدی احمد اپنی ذات میں انتہائی عاجزی میں تھے۔اور شیخ ابوالفتح الواسطی ہزاروں سے متجاوز اپنے مریدین کی کثرت کے باوجود صرف ارباب احوال سے صحبت رکھتے تھے۔

شیخ عبدالسلام القلیبی کا محیر العقول مقام

شیخ صفی الدین بن ابوالمنصور فرماتے ہیں کہ جب میں نے سیّدی ابوالفتح الواسطی کے دروازے پر سیّدی الشیخ عبدالسلام القلیبی سے اجازت مانگی۔اور آپ مصر میں سکونت پذیر تھے۔آپ نے اجازت دی۔اور خوب کلام کیا جس سے انہیں تعجب ہوا۔پس شیخ صفی الدین نے ازرہ تعجب آپ سے کہا: کہ اس کے بغیر کہ کوئی آپ کی راہنمائی کرے شیخ کا یہ کیسا حال ہے؟ تو آپ نے مجھے فرمایا کہ ایندھن وغیرہ اکٹھ کرو۔پس میں نے جمع کیا۔فرمایا: آگ جلاؤ پس میں نے آگ جلائی۔پس سیّدی عبدالسلام اس میں داخل ہو گئے۔اور کافی وقت اس میں رہے حتیٰ کہ آگ بجھ گئی۔پھر مجھے فرمانے لگے کہ مجھے گلے ملو۔شیخ صفی الدین فرماتے ہیں کہ میں آپ سے گلے ملا تو آپ کے جسم کو برف جیسا پایا۔پس اے بھائی! سیّدی احمد اور سیّدی ابوالفتح کے مریدین کی طرف دیکھ تجھے پتہ چلے گا کہ مرید اپنے شیخ کے پانی سے ہی سیراب ہوتا ہے۔پس ہمارے مریدین ہمارے طریقے پر ہیں جبکہ گزشتہ حضرات کے مریدین ان کے طریقے پر ہیں۔اور یہ سب کچھ قسمت کے مطابق ہے۔ہر کوئی اللہ تعالیٰ کا اس کی عطا پر شکر گزار ہے۔اور بسا اوقات ایک فقیر کی جماعت میں سے ہر فرد دوسرے فقیر کی جماعت کے ہزار افراد کی قیمت کا ہوتا ہے۔پس اسے سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔صادق مریدوں پر طریق قریب کرنا

میرے مریدین میں سے جو صادق العقیدہ ہیں ان پر طریق قریب کر دیا جاتا ہے۔اور یہ ان کے توحید کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے ہے۔نہ کہ تنفل بالصلوٰۃ وتلاوۃ القرآن وغیر ذالک کے ساتھ۔کیونکہ یہ امور تو کاملین کے اوراد میں سے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو معرفت نسبیہ کے ساتھ پہچان لیا۔رہے غیر کامل حضرات تو ان کا توحید کے بغیر تعبد عادت ہے نہ کہ عبادت کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عرفان سے جاہل یعنی ناواقف ہیں۔اور جب تک عبد امور کو ذوق کے طور پر اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ازرہ علم تو وہ ستر ہزار حجابات کے ساتھ محجوب ہے۔پس جب حجابات اٹھا دیئے جائیں تو وہ اپنے تمام افعال کا شہود خلفاً اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے لگتا ہے۔نہ کہ اپنے نفس کے لئے۔

علم اور ذوق کا فرق اور وضاحت

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرید کا حال کامل نہیں ہوتا اور مبادی طریق میں داخل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنے تمام افعال کا ذوق کے حوالے سے مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ رہا اس کا علم کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہیں جب تو اس کے ساتھ مقصد کی تحقیق کرے اور اس میں اس سے مراجعت کرے تو اسے کافی نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم وجدان اور ذوق کی طرح نہیں جس طرح کہ ایلوے کی بات اس کے ذائقے کو چکھنے کے بعد کرنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہوتا جو اس کا ذائقہ پہچانے بغیر اس کی بات کرتا ہے۔ اور شہد اور آگ کی جلن کے ذائقے میں یہی بات ہے کہ ان کے حروف کے ساتھ کلام کرنے والا ان کے چکھنے والے کی طرح نہیں۔ اور اکثر مریدین کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو کہ امور کو کلام کے ساتھ پہچانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے ان کی توحید فی الافعال میں وہ ثابت قدم نہیں ہوتے۔ اور اسی لئے وہ اپنے اقوال۔ افعال اور اعمال کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ سے خرید وفروخت کے بالکل مطابق جزا طلب کرتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ جزا مخلوق سے طلب کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں مخلوق کے لئے احسان جاری کرے اور مخلوق پر غضب ناک ہونے لگتے ہیں جب ان سے کوئی ایسی چیز واقع ہو جس سے انہیں تکلیف پہنچے۔ اور اس کے متعلق بغض رکھتے ہیں جو انہیں اذیت پہنچائے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ سے ان کی غفلت نہ ہوتی تو ان سے ایسی کوئی چیز رونما نہ ہوتی۔ پس وہ لوگ گرچہ یہ جانتے ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے وہ سب کچھ مقدر فرمایا اور اس کا ارادہ کیا جو ان کے حق میں مخلوق سے واقع ہوا اس سے ان کے نفسوں میں مقام ذوق و وجدان قائم نہیں ہوتا۔ اور اگر انہیں اس کا ذوق ہوتا تو مخلوق میں سے جو بھی کہیں تکلیف پہنچاتا اس سے متاثر نہ ہوتے۔ پس یہ ہے فرق علم اور ذوق کا۔

پس پتہ چلا کہ عبد کی توحید خالص نہیں ہوتی حتیٰ کہ یوں ہو جائے کہ اگر کوئی انسان اس کا گوشت کاٹنے بیٹھ جائے تو وہ اس پر متغیر نہ ہو کیونکہ وہ افعال حق کے شہود کی وجہ سے صفات خلق سے غائب ہے۔ پس اے بھائیو! اس تحقیق میں غور کرو اور اپنے قلوب کے آئینے صاف کر کے عمل کرو۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ تم سے راضی نہیں ہوتا مگر اس کے لئے توحید امور کی وجہ سے سوائے نسبت تکلیف کے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - ارادہ خیر کے بعد رجوع نہ کرنا

میں اپنے باطن میں کسی کے لئے کسی چیز سے علیحدہ نہیں ہوتا کہ پھر اس میں رجوع کیا ہو گرچہ میرا عمامہ یا جبہ یا میرا لحاف ہو۔ اور بسا اوقات میں پہلے کھٹکے پر ہی اسے جلدی سے اتار کر عمل کرتا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں یہ متغیر ہو جائے اور اس کے روکنے میں علت ہو کیونکہ پہلا ارادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں علت نہیں بخلاف دوسرے کے۔ اور کئی دفعہ میں اپنا جبہ اتار لیتا ہوں حالانکہ میں بیت الخلاء میں ہوتا ہوں۔ اور میں اپنے اہل خانہ سے کہتا ہوں کہ میں نے فلاں کے لئے اس کپڑے سے اپنا حق نکال لیا ہے مجھے کوئی اور کپڑا دے۔ خصوصاً جبکہ میں نے اس سے فقراء صادقین میں سے کسی کے لئے خروج کیا ہو۔

ایک حکایت

اور شیخ عبدالعزیز الدیرینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص شیخ حسن الطند تائی الاخنائی کی صحبت میں ایک مدت

تک رہا۔اور یہ شیخ حسن، سیّدی ابوالفتح الواسطی کے مریدین میں سے تھے۔پس دونوں کو قدرت نے شدید سردی کے دنوں میں ایک گھر میں جمع کر دیا۔پس اس شخص نے سیّدی حسن کے لئے اپنی قمیص سے حق نکال کر جو کہ اس پر زائد تھی۔اور اسے اتارنے لگا۔پھر دوبارہ اپنا سر اُس میں داخل کرلیا اور سو گیا۔اور سب کچھ اس کے باطن میں ہوا۔پس رات میں بیدار ہوا تو شیخ کو بیٹھا پایا۔اور قمیص نہ پائی۔پس شیخ حسن نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: پھر ایسا کبھی نہ کرنا۔ایک نیت کرتا ہے اور پھر اس میں رجوع کرتا ہے۔اس نے معافی مانگی۔پھر کہنے لگا: یا سیّدی! قمیص کہاں ہے۔فرمایا: اسے اللہ تعالیٰ نے اس میں تیرے رجوع کی وجہ سے معدوم کر دیا۔اور یہ خلق ایسا ہے کہ بہت قلیل لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس پر عمل کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعامِ خداوندی۔لباسِ فقراء کا احترام

جو بھی قوم کا لباس پہنے ہوئے ہو میں اس کا کثرت سے ادب کرتا ہوں۔پس اس کی تمام حرکات و سکنات میں قبض و بسط میں۔بیداری و خواب میں۔موت و حیات میں۔سننے ہنسنے میں۔قرب و بعد میں اور اس کے سفر و حضر میں اس کا ادب لازم کرتا ہوں۔اور شیخ ابراہیم الدسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے سامنے کوئی فقیر ہنسے تو اس سے پرحذر رہو۔اور اس کے ادب کا ہی سلوک کرو۔کیونکہ اہل طریق کئی دفعہ لوگوں کی طرح مزاح کرتے ہیں اور اس حالت میں مع اللہ ہوتے ہیں مع الناس نہیں۔اور کبھی وہ اپنے احوال چھپانے یا اپنے ظاہر کے امتحان کے لئے ایسا کرتے ہیں تا کہ اس کی وجہ سے اسے روکیں جو کہ ان سے دور کرنے کے لائق ہے۔کئی دفعہ بعض ارباب احوال نے بے ادبی کی تو رسوخ قدم کے باوجود اس کا حال سلب ہو گیا۔پس اس کی حالت کیا ہو گی جسے رسوخ قدم حاصل نہیں۔

بے ادبی کرنے والے کا حال سلب

اور سیّدی عمر المجنون سے روایت ہے جو کہ شیخ ابوالفتح الواسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین میں سے تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیّدی عبداللہ البلتاجی پر پانی ڈال رہا تھا کہ ایک شخص اچانک ہوا میں پرواز کرتا ہوا سیّدی عبداللہ البلتاجی کے سر پر آیا۔میں نے آپ سے کہا: یا سیّدی: ہوا میں پرواز کرنے والا شخص قلیل الادب ہے۔فرمانے لگے کوئی مضائقہ نہیں۔ایک مدت کے بعد تو اس کا انجام دیکھ لے گا۔سیّدی عمر فرماتے ہیں کچھ مدت کے بعد سیّدی عبداللہ البلتاجی نے مجھے فرمایا: محلے میں جاؤ پس اس پرواز کرنے والے کا حال دیکھو۔فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا تو اسے اپنے حال سے مسلوب پایا اور عصا پر ٹیک لگائے ایک ٹیکس وصول کرنے والے کے سامنے کھڑا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے اسے نابینائی میں اور طائفہ صوفیاء پر انکار میں مبتلا کر دیا۔حتیٰ کہ برے حالوں مرا۔

پس اے بھائی! اس کی بے ادبی سے پرہیز کر جسے تو گلی کوچوں میں زار و نزار دیکھے یا ہنسی مذاق کی حکایات میں لگا رہتا ہو اور ادب لازم کر۔اور اگر تو کسی امر پر اسے نصیحت کرے تو ادب سے نصیحت کر۔کیونکہ وہ تجھے بھلائی ہی عطا کرے گا۔

ولی مجالستِ حق تعالیٰ یا مجالستِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں ہوتا

اور اے بھائی! جان لے کہ ولی اپنے اکثر حالات میں اللہ تعالیٰ کی مجالست یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست سے خالی نہیں ہوتا اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شیخ یا رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر مودب ہے تو اس نے بے ادبی کا ارتکاب کیا۔ پھر یہ حال اس کے لئے پورا نہیں ہوتا یا اس کے ساتھ دائمی طور پر باقی نہیں رہتا۔ بخلاف ایسی صورت کے کہ وسائط کے شہود کے ساتھ ادب مع اللہ تعالیٰ ہو کہ یہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اور پھر آپ کو ایک دفعہ میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ وسائط ظاہرہ اور قلبیہ کا کلیتاً مرفوع ہونا متحقق نہیں ہوتا مگر خواص افراد کے لئے۔ کیونکہ ان کی حاضری قوی اور ان کا مراقبہ شدید ہوتا ہے۔ اور ان احسانات میں میرا اللہ تعالیٰ کے دربار میں نماز کی صورت میں رات یا دن میں اکیلے کھڑا ہونے سے۔ حیا کا مسئلہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ شب معراج جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیبت عام ہوئی جبکہ جبریل سے آپ تنہا رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے مشابہہ آواز سنا کر آپ سے کشائش فرمائی۔ کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہریئے۔ بیشک آپ کا رب صلوۃ فرما رہا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنفرغ لکم ایھا الثقلان (الرحمٰن آیت ۳۱) عنقریب ہم تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اے جن و انس) پس اس کی طرف رجوع کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق والتسدید۔ جن وسائط ظاہرہ وقلبیہ کا خواص افراد سے مرفوع ہونا یہاں مذکور ہے اس سے شیخ علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد باقی وسائط ہیں۔ وجہ تخلیق کائنات۔ باعث ایجاد عالم حبیب رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیہم اجمعین ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ عرفان وقرب خداوندی کا کوئی مقام ایسا ہے ہی نہیں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ اور وسیلہ نہ ہوں۔ چنانچہ اسی کتاب لطائف المنن حصہ اول ص ۷۶ پر انہیں شیخ علی الخواص کا ارشاد ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ وقد قلت مرة سیدی علی الخواص رحمه الله تعالی اذا بلغ المرید مقام العرفان هل یستغنی عن شیخه ؟ فقال اذا بلغ المرید مقام شیخه افروعن شیخه وقطع عنه فیتولاه الحق جل وعلا فیغطمه عن الخلق جمیعا ما عدا رسول الله صلی الله علیه وسلم فانه لا یمکن رفع واسطته ابدا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ جب مرید مقام عرفان تک پہنچ جائے تو کیا اپنے شیخ سے بے نیاز ہو جاتا ہے؟ تو فرمایا کہ جب مرید اپنے شیخ کے مقام کو پہنچ جائے تو اپنے شیخ سے تنہا ہو جاتا ہے اور اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ پس حق جل وعلا اس کا متولی ہوتا ہے اور اسے ساری خلق سے منقطع کر دیتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس بیشک آپ کا واسطہ درمیان سے اٹھانا کبھی بھی ممکن نہیں ہے۔

نیز عارف باللہ سیّدی السید عبدالرحمٰن العیدروس، ابوالفتیان القطب الاکبر الاشہر سیّدنا السید احمد البدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درود شریف کی شرح میں فرماتے ہیں ان کل من حصلت له رحمة فی الوجود و خرج له قسم من رزق الدنیا والاخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف و الطاعات فانما خرج له ذالك علی یدیه بواسطته صلی الله علیه وسلم۔ یعنی موجودات میں سے جس کو کوئی رحمت ملتی ہے۔ اور دنیا و آخرت اور ظاہر و باطن کا رزق۔ علوم و معارف اور طاعات نصیب ہوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست کرم سے اور آپ کے واسطہ سے ہی ملتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں فلا یخرج من الخزائن الالهیة شی الا علی یدیه صلی الله علیه وآله وسلم وهو معنی اسم الخلیفة و خلیفة الله۔ یعنی خزائن الٰہیہ میں سے جو چیز نکلتی ہے وہ صرف آپ کے دست کرم سے نکلتی ہے۔ اور خلیفۃ اللہ کے نام کا یہی معنی ہے۔ پھر فرماتے ہیں لا طاقة لاحد بالتلقی والشهود

بدون واسطته صلی اللّٰہ علیه وسلم وانه المرء ۃ الکبری، والمجلی الاعظم وان اقواله و افعاله و احواله کلها دائرۃ علی الدلالة علی اللّٰہ والتعریف به و المعرفة لانهایة لها فما دام الانسان یترقی فیها فهو یغترف من بحرہ صلی الله علیه وآله وسلم ویستمد منه حتّٰی الانبیاء والمرسلین صلوات اللّٰہ علیهم۔

وکلهم من رسول اللّٰہ ملتمس غرفا من البحر اور شفا من الدیم

یعنی کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر فیض وشہود حاصل کرنے کی طاقت نہیں۔ آپ آئینہ کبریٰ اور تجلی گاہ اعظم ہیں۔ آپ کے اقوال۔ افعال اور احوال سب کے سب دلالت علی اللہ اور اس کی معرفت پر دائر ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ پس انسان جب تک اس میں ترقی کرتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دریا سے چلو بھر رہا ہے اور آپ کی مدد سے فیضیاب ہو رہا ہے حتیٰ کہ انبیاء مرسلین بھی صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

اور سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ دریا سے چلو اور بارش سے گھونٹ۔ (منقول از جواہر البحار حصہ دوم ص ۳۵۴)

نیز سیّدی علامہ الشیخ علی حرازم الفاسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب جواہر المعانی میں اپنے شیخ الامام الکبیر العارف الشہیر القطب سیّدی السید الشریف ابو العباس التجانی الفاسی قدس سرہ کے ملفوظات نقل فرمائے ہیں۔ ان میں کئی درود شریف وہ ہیں جو عارف تجانی نے عالم بیداری میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہیں۔ اور ان کی شرح میں ایک جگہ عارف تجانی فرماتے ہیں۔ ولا شك ان صلی اللّٰہ علیه وسلم تام فی نفسه لایطرء علیه النقص بوجه من الوجوہ کامل صلی اللّٰہ علیه وسلم یفیض الکمالات علی جمیع الوجود من العلوم والمعارف والاسرار والانوار و الاعمال و الاحوال والفیوضات والتجلیات والمواهب والمنح و جمیع وجوہ العطایا۔ فکل ما یفیضه الحق سبحانه و تعالی علی الوجود مطلقاً و مقیداً کثیراً و قلیلا مما اشتهر او شذ انما یفیضه بواسطة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ فمن ظن انه یصل من عند الله تعالی شیء للوجود بغیر واسطة رسوله صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم فقد جهل امر اللّٰہ وان لم یتب خسر الدنیا والاخرۃ بهذا الاعتقاد نساءل اللّٰہ السلامة والعافیة من بلائه بجاہ رسله و انبیاء ہ۔ یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں تام ہیں۔ کسی وجہ سے بھی آپ پر نقص طاری نہیں ہوتا۔ کامل ہیں۔ تمام موجودات کو علوم و معارف۔ اسرار و انوار۔ اعمال و احوال۔ فیوضات و تجلیات اور مواہب و عطایا اور عطایا کی تمام وجوہ کا فیض پہنچا رہے ہیں۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ وجود کو مطلق و مقید۔ کثیر و قلیل۔ مشہور و منفرد کا جو فیض عطا فرماتا ہے صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہی عطا فرماتا ہے۔ پس جس نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز موجودات کے لئے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر پہنچتی ہے تو وہ شخص امر الٰہی سے جاہل ہے۔ اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو اس مکروہ عقیدہ کی وجہ سے وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہے گا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ابتلاء سے اس کے رسل وانبیاء علیہم السلام کے وسیلہ جلیلہ سے سلامتی اور عافیت مانگتے ہیں۔ منقول از جواہر البحار حصہ سوم ص ۵۶) خوف طوالت سے سب کچھ نقل نہیں کر سکا۔ ارباب ذوق اس کی طرف رجوع کریں۔ متاع بے بہا اور حقائق کا بحر

بیکراں ہے۔

مذکور الصدر وضاحتوں کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ حضرت خالق اور اس کی مخلق کے مابین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ کبھی بھی اور کسی کے لئے بھی مرفوع نہیں ہوتا۔ لہٰذا اکابر صوفیاء کے اقوال میں جہاں کہیں کچھ ایسا تاثر ملے کہ یہ واسطہ کبھی منقطع ہو جاتا ہے تو یہ قاری کے فہم کا قصور اور اس کی ذہنیت کا فتور ہے۔ محققین مقربین مخلصین کا دامن اس آلودگی سے قطعاً پاک ہے۔ ان کے کلام اور ملفوظات کا منشاء وہی ہے جو بیان ہوا۔ اسی لئے اخلاف میں اسلاف کے فیوض کے امین بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر اپنے دور تک کے تمام اکابر کے روحانی وارث اور ترجمان امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے بجا فرمایا:

لا ورب العرش جس کو ملا ان سے ملا　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا　　ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم　　الناقل۔ الفقیر الحقیر محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ واولادہ)

احسان خداوندی۔ خوارق عادت کے وقوع کو ناپسند کرنا

میرے ہاتھوں اس دنیا میں خوارق عادت کے وقوع کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ اس کا محل تو صرف دار آخرت ہے۔ تو جس نے اس میں سے کچھ یہاں دنیا میں ظاہر کیا تو اس نے عرض فانی کو جوہر باقی پر اختیار کیا۔ لیکن فقیر کے لئے وقوع خارق کے بغیر چارہ نہیں گرچہ ایک مرتبہ ہی ہو۔ یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ کیونکہ اہل نار کے ہاتھوں خوارق واقع نہیں ہوتے کیونکہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا جنتیوں کے لئے (جنت میں) خوارق عادات کا وقوع نہیں ہوگا بلکہ جو کچھ ان سے وقوع پذیر ہوگا عادۃً ہوگا اس میں کوئی خرق نہیں ہوگا۔ پس جنت میں ان سے جو کچھ واقع ہوگا اسے خرق عادت کا نام نہیں دیا جائے گا برابر ہے کہ امور نکاح میں ہو یا کھانے پینے میں یا اس کے علاوہ دیگر شہوات۔ حتیٰ کہ اہل جنت میں سے ایک شخص کو کسی خواہش کا دل میں کھٹکا ہوگا تو اسی وقت کسی کلفت کے بغیر اپنے پاس موجود پائے گا۔ اور اسی طرح اہل جنت کے سننے دیکھنے میں قول ہے۔ پس ان میں سے ہر ایک شخص تمام پسندیدہ چیزوں کا ان کی انواع واجناس کے اختلاف کے مطابق مشاہدہ کرے گا اور ان پسندیدہ چیزوں کے شہود سے لذت پائے گا۔ پس جب ان کی طرف دوبارہ نظر کرے گا تو پہلی نظر کی لذت کی بقاء کے ساتھ اس کی لذت میں اضافہ ہوگا۔ پس اگر تیسری مرتبہ نظر کرے گا تو پہلی اور دوسری پر لذت میں اضافہ ہوگا جبکہ وہ دونوں باقی ہوں گی۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح لامتناہی ہوگا۔

اور اسی طرح قول سونگھنے میں ہے۔ پس جب بھی کوئی مہک لے گا اس پر دوسری مرتبہ پہلی مہک سے زیادہ خوشبودار مہک وارد ہوگی جبکہ پہلی باقی رہے گی۔ یہی قول نغمات اور خوش الحان آوازوں کے سننے میں ہے۔ جب بھی سماع نغمات سے لذت حاصل کرے گا اس پر پہلی کی بقاء کے ساتھ لذت سماع کہیں زیادہ ہوگی۔ اور یہی قول لذت نکاح میں ہے۔ جب بھی خوبصورت منکوحات کی لذت سے بہرہ ور ہوگا اس پر پہلی لذت کی بقاء کے ساتھ ساتھ اس سے زیادہ شدید لذت وارد ہوگی۔ اور یہی قول ہے تمام حواس ظاہرہ اور باطنہ حسیات اور معنویات میں۔ ہر لذت ماقبل کی لذتوں کو ضمن میں لئے ہوگی۔ اور اس کے برعکس جہنمیوں کی کیفیت ہوگی۔ پس ان میں کوئی بھی کسی چیز

سے رنج والم نہیں پائے گا مگر اس پر پہلے سے کہیں شدید رنج طاری ہوگا۔اور اسی طرح ابدالاباد تک ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور مسلمانوں کو اس سے پناہ عطا فرمائے۔

پس اسے سمجھ لے اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-صحابہ کرام کی اولاد کا ادب

میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو اسی آنکھ سے دیکھتا ہوں جس سے ان کے والد کو دیکھتا اگر مجھے ان کا زمانہ مل جاتا۔حتیٰ کہ گویا بحمد اللہ تعالیٰ میں نے تمام اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفاوت حیات میں ان کے ان مراتب کے ساتھ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے صحبت کا شرف حاصل کرلیا نہ کہ اس تعظیم کے حوالے سے جو ہمارے دلوں میں واقع ہوتی ہے۔پس بعض مرتبہ شیطان ہم پر ہماری محبت میں عصبیت داخل کر دیتا ہے۔بخلاف اس کے جس کی صحابہ کرام سے محبت اس حکم کے تابع ہو جو اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا۔پس بیشک وہ اپنے عقیدے میں عصبیت سے پاک ہوتا ہے۔

ترتیب خلفاء راشدین کے بارے میں مفتی حرمین محبّ طبری کے شریف ابونمی کو جرأت مندانہ جوابات

اور مفتی حرمین محب طبری سے متعلق حکایت ہے کہ شریف ابونمی نے آپ سے کہا کہ آپ لوگوں نے کس طریقے سے ابوبکر کو علی پر ان کے علم کی کثرت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے قرابت کے باوجود فضیلت دی؟ تو آپ نے فرمایا: یا سیّدی! ہم نے ابوبکر کو اپنی رائے کے ساتھ مقدم نہیں کیا اور اس میں ہمارا کوئی معاملہ نہیں۔یہ تو آپ کے جدامجد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد میں کھلنے والی ہر کھڑکی بند کردو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔اور ہم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند صحیح کے ساتھ پڑھی ہے۔اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام نے کہا کہ جسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور آگے کیا ہم نے اسے اپنے دین کے لئے آگے کیا اور اسے اپنی دنیا کے لئے پسند کیا۔

پس شریف ابونمی نے کہا کہ پھر عمر کو؟ تو محب طبری نے فرمایا: رہے حضرت عمر تو بیشک حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت انہیں مسلمانوں کے لئے منتخب فرمایا۔شریف نے کہا: ٹھیک ہے۔پس عثمان؟ تو محب طبری فرمانے لگے کہ حضرت عمر نے یہ معاملہ ان حضرات کی مشاورت پر چھوڑا جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال شریف کے وقت راضی تھے۔تو انہوں نے حضرت عثمان کو مقدم فرمایا۔پس شریف نے کہا: پس معاویہ؟ تو محب طبری نے فرمایا وہ مجتہد ہیں جس طرح کہ حضرت علی مجتہد تھے۔شریف نے کہا کہ اگر آپ نے ان دونوں کا زمانہ پایا ہوتا تو کس کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوتا۔شریف کہنے لگا: اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پس اے بھائی! اس کلام نفیس میں غور کر جو کہ اس عالم سے ہے جو کہ کسی چیز میں تبعیت سے باہر نہیں نکلتے۔پس بیشک آپ نے اس سارے معاملے میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھا۔پس معلوم ہوا کہ ہم پر واجب یہ ہے کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت آپ کی محبت کے بالتبع کریں۔اور اسی طرح ان کی اولاد سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے محبت کریں۔نہ کہ بحکم طبیعت اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پر مقدم رکھیں جس طرح کہ حضرت ابوبکر

انہیں اپنی اولاد پر مقدم رکھتے تھے۔اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ مجھ سے اپنے اہل وعیال اور سب لوگوں سے زیادہ محبت کرے۔

تقدیم شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

ایک مرتبہ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام نے ابوبکر وعمر کو آپ پر کیوں مقدم کیا؟ آپ نے فرمایا: انہیں مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ہی مقدم فرمایا ہے کہ اس کا ارشاد ہے: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ہود۔آیت ۱۱۳) ان کی طرف مت جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی) اور بیشک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر کی طرف مائل ہوئے اور دونوں کی بیٹیوں کو شرف زوجیت سے نوازا۔اگر یہ ظالم ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیٹیوں سے شادی نہ فرماتے اور نہ ہی ان کی طرف مائل ہوتے۔

منسوب الی الرفض عالم کا انجام

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب الوحید علم التوحید میں ذکر فرمایا ہے کہ اکابر علماء میں سے ایک شخص آپ کا شاگرد تھا۔وہ مر گیا۔آپ نے اس کی موت کے بعد اسے دیکھا۔پس اس سے دین اسلام کے متعلق سوال کیا۔اس نے جواب میں توقف کیا۔فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا۔کیا یہ برحق نہیں؟ کہنے لگا: حق ہے۔پس میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا کہ تارکول کی طرح سیاہ ہے۔اور وہ اپنی زندگی میں سفید رو تھا۔میں نے اس سے پوچھا کہ اگر دین اسلام برحق ہے تو تیرا چہرہ کس چیز نے سیاہ کر دیا جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔دبی زبان سے کہنے لگا کہ میں بعض صحابہ کو خواہش اور تعصب کی وجہ سے بعض پر مقدم کرتا تھا۔فرماتے ہیں: یہ عالم اس شہر سے تھا جو کہ رفض کی طرف منسوب ہے۔اھ

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنے ہم نشینوں میں سے ایک شخص سے کہا: تم میں سے کون ہے جو زرقاء کنانیہ کو میرے پاس لائے گا۔اسے آپ کے پاس لایا گیا۔آپ نے اس سے کہا کہ کیا تجھے حضرت علی کے ہمراہ لشکر میں سرخ اونٹ پر تیرا سوار ہونا یاد ہے؟ کہنے لگی: ہاں یاد ہے۔آپ نے کہا: تو نے خون بہانے میں شرکت کی۔کہنے لگی: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی بشارت دے۔آپ جیسا کون جو اپنے ہم نشین سے ایسی بات کرے جس سے اسے خوشی ہو۔فرمایا: تو کیا تو تجھے اس سے خوشی ہوئی؟ کہنے لگی: جی ہاں۔فرمایا: واللہ تمہارا حضرت علی کی وفات کے بعد ان سے وفاداری کرنا میرے نزدیک ان کی زندگی میں وفاداری سے زیادہ تعجب انگیز ہے۔

روافض کا شیخین کو مزار شریف سے منتقل کرنے کا واقعہ

محب طبری نے حکایت بیان کی ہے کہ روافض کی ایک جماعت نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پُر انوار کے خادم کو زر کثیر دیا کہ حرم شریف کے نگہبان کو پہنچا دے اور وہ انہیں حضرت ابوکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وہاں سے منتقل کرنے دے۔پس اس نے خفیہ طور پر اسے قبول کر لیا اور خادم کو سخت تشویش لاحق ہوئی۔صرف اتنا وقت باقی رہ گیا کہ رات داخل ہو اور وہ کسیاں اور تھیلے لے کر آجائیں اور کھودنا شروع کر دیں۔اور وہ چالیس افراد تھے۔محب طبری فرماتے ہیں کہ مجھے خادم نے بتایا کہ جب وہ رات کے وقت مسجد میں داخل

ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے آج تک کسی کا سراغ نہیں ملا۔ اور حرم کے نگہبان کو کوڑھ کی بیماری لگ گئی حتیٰ کہ اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ نہایت بری حالت میں فی النار رہا۔

فرماتے ہیں کہ روافض کا وہ گروہ جس نے ان چالیس کو بھیجا تھا انہیں دھنسائے جانے کی خبر پہنچی۔ پس وہ مدینہ عالیہ میں اجنبی بن کر داخل ہوئے اور انہوں نے حیلے سے خادم کو غیر آباد مکان میں بند کر لیا اور اس کی زبان کے علاوہ کان اور ناک کاٹ دیئے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے چہرے پر دست کرم پھیرا اور صبح یوں تھا کہ کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ دوسری دفعہ انہوں نے پھر اسے حیلے سے پکڑ لیا اور اس کی زبان کاٹ دی اور اسے سخت زدوکوب کیا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے چہرے اور جسم پر دست شفقت پھیرا۔ صبح وہ بالکل صحیح وتندرست تھا۔ تیسری دفعہ پھر ان بدبختوں نے حیلے سے پکڑ لیا۔ زدوکوب کیا اور زبان کاٹ دی اور اس کا دروازہ مقفل کر دیا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ ہاتھ مبارک پھیرا اور سب ضرر دور۔ اھ

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کرنے والے کا برا انجام

شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق سب وشتم کرتا تھا۔ اس کی بیوی اور اس کا بیٹا اسے روکتے لیکن وہ باز نہ آیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے خنزیر کی شکل میں بدل دیا گردن میں بہت بڑا زنجیر۔ اس کا بیٹا لوگوں کو اس کے پاس لاتا جو اسے اس حالت میں نگاہ عبرت سے دیکھتے۔ چند دنوں کے بعد وہ مر گیا تو اس کے بیٹے نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی زندگی میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا سوؤروں کی طرح چیختا اور روتا تھا۔ پھر مجھے شیخ محب الدین الطبری نے بتایا کہ ایک شخص نے آپ سے ذکر کیا کہ وہ اس بدبخت کے بیٹے سے ملا ہے۔ اور اس نے سارا قصہ اس سے کہا۔ اور وہ شخص اس بیٹے کو مارتا تھا اور اس سے کہتا کہ تو ابوبکر وعمر کو سب وشتم کر لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ انتہی۔

صحابہ کرام کے متعلق محبت عادیہ کافی نہیں

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ کافی نہیں کہ ہم ان سے محبت عادیہ کریں۔ ہم پر تو یہ واجب ہے کہ ان کے ساتھ محبت کرنے کی جہت سے اگر ہمیں سزا دی جائے تو ان کی محبت سے باز نہ آئیں جس طرح کہ عذاب دیئے جانے کی وجہ سے ہم اپنے ایمان کی محبت سے رجوع ہرگز نہیں کریں گے۔ جس طرح کہ حضرت بلال۔ صہیب اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا۔ اور جس طرح کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ پس جو حب صحابہ میں ان اکابر جیسا تحمل نہیں رکھتا اس کی محبت خالص نہیں۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اپنے جی میں غور کر کہ بعض اوقات تیری محبت مجازی ہو سکتی ہے نہ کہ حقیقی۔ تاکہ تو قیامت کے دن اس کا پھل حاصل کرے۔ اور اہل بیت کے آئمہ اثناء عشر کی میرے ساتھ محبت اور خواب میں مجھے ان کی زیارت کا ذکر اس باب میں آ رہا ہے انشاء اللہ العزیز۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور تیری آزمائش میں تیری تدبیر فرماء۔ والحمد للہ

رب العالمین۔

انعام خداوندی-عارفین کی تفسیر بطریق کشف کوتسلیم کرنا

عارفین اپنے کشف کے طریقے سے قرآن کریم کی جو تفسیر کرتے ہیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔اور یہ نہیں کہتا کہ یہ جمہور مفسرین کے خلاف ہے۔پس بیشک اہل کشف کی تفسیر ان کے غیر کی تفسیر سے اعلیٰ ہے۔کیونکہ کشف، امور کی خبر اس طرح دیتا ہے جس طرح نفس الامر میں ہیں۔دنیا وآخرت میں ان میں تغیر نہیں ہوتا۔بخلاف اہل فکر وفہم کی تفسیر کے۔اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ اقل امر یہ ہے کہ کسی آیت اور حدیث کے معنی میں اہل اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس مسئلہ میں ایک قول قرار دیا جائے۔اور ان کے کلام بالکل بے معنی قرار نہیں دینا چاہئے۔جس طرح کہ ایک جماعت کا مسلک ہے۔کیونکہ یہ حضرات یقیناً علماء ہیں۔اور ایک دفعہ میں نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا۔اخوانا علی سرر متقابلین (الحجر آیت ۴۷) وہ بھائی بھائی بن جائیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یہاں مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مقابل ہوں جس طرح صورت آئینہ میں مقابل ہوتی ہے نہ جس طرح یہاں دوجسم ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں۔کیونکہ آئینہ میں صورت کا تقابل یوں ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی جو دائیں آنکھ نظر آتی ہے اس کی وہی دائیں آنکھ ہے۔گرچہ مقابل کی بائیں جانب کے منافی نہیں ہوتی اگر اسے اجنبی فرض کیا جائے۔بخلاف اس دنیا میں دوجسموں کی دوصورتوں کے باہم مقابل ہونے کے۔پس بیشک تیری دائیں آنکھ تیرے ہم نشین کی بائیں آنکھ کے مقابل ہوتی ہے۔جس طرح تیرے جسم کے تمام اعضاء میں معاملہ ہے۔کیونکہ اس دنیا میں دونوں جسموں کا ہر عضو اپنی ضد کے مقابل ہوتا ہے۔جبکہ آخرت کا معاملہ یوں نہیں ہے۔کیونکہ وہاں معنی اور صورت محسوسہ کا تقابل بالکل تیرے اپنی صورت آئینے میں دیکھنے کی طرح ہے اور دار آخرت میں کلی انکشاف کے طور پر امور کا انکشاف یہی ہے۔کیونکہ وہاں تقابل معانی اور ارواح کی صورتوں کی طرح ہے۔پس جس طرح تو یہاں اپنے جسم کے ساتھ ظاہر ہونے اور اپنی روح کے ساتھ باطن ہے۔آخرت میں تو اس کے برعکس ہوگا۔

بعض اہل کشف کی لغزش

اور اسی لئے یہاں ناقص کشف والے بعض نے ٹھوکر کھائی ہے پس اس نے حشر اجسام کا انکار کر دیا جب کہ اس نے انہیں دیکھا کہ جس صورت میں وہ چاہیں صورت اختیار کر لیتے ہیں۔اور اس نے کہا کہ یہ صرف ارواح ہی کے لئے ہوگا۔اور اگر اس نے کشف کی تحقیق کی ہوتی تو دنیا کے برعکس اجسام کو ارواح میں لپٹا ہوا پاتا۔پس جس طرح جسم اور روح ظہور اعمال میں مشترک ہیں اسی طرح نعمت یا عذاب میں مشترک ہوں گے۔فرماتے ہیں کہ اگر یوں نہ ہوتا جس کی ہم نے تقریر کی ہے تو اولیاء کے لئے اس دنیا میں صورت پکڑنا درست نہ ہوتا۔کیونکہ ولی کے لئے یہاں دنیا میں نہیں ہوتا مگر وہی جس کا جنت میں ہونا درست ہو۔اور اس کی حکمت انہیں یہاں اس کی بشارت دینا ہے جو ان کے لئے آخرت میں ہوگا تاکہ خوش ہوں اور ان کا یقین قوی ہو۔پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ایمانی محبت نہ کہ طبعی

میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ایمان واسلام کی محبت کرتا ہوں نہ کہ طبع واحسان کی محبت۔اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما

المومنون اخوة (الحجرات آیت ۱۰) ایمان والے بھائی بھائی ہیں) پس اس نے ایمان والوں میں بھائی چارہ قائم فرمادیا۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پس آپ نے انہیں بھائی کا نام دیا۔ اور اس دور میں یہ خلق نادر ہے۔صرف چند افراد میں ہی پایا جاتا ہے۔آج لوگوں کی اکثر محبت طبعی ہے۔ جو کہ احسان اور نفسوں کے حظ کے لئے ہے۔ اسی لئے ان کا ایک دوسرے کو چھوڑنا اکثر واقع ہوجاتا ہے۔اور باہم عداوت کرتے ہیں۔اور اگر انہوں نے اپنی محبت کی بنیاد صحیح بنیادوں پر رکھی ہوتی تو دنیا و آخرت میں ہمیشہ بھائی بھائی رہتے۔

ایک واقعہ

اور شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک فقیر ایک گھر میں عبادت گزار فقراء کے پاس پہنچا۔ اسے ان کا حال اچھا لگا۔ ان کے پاس چند روز ٹھہرا کہ انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ پس ایک شخص ان کے پاس ایک چیز لایا تو انہوں نے اسے اپنے درمیان دو حصوں میں تقسیم کرلیا۔ ایک حصہ فقیر کو دے دیا جبکہ باقی ایک حصہ ان سب نے لے لیا۔ وہ کہنے لگا: تم سب نے ایک حصہ کیسے رکھا۔ انہوں نے کہا: اس لئے کہ ہم سب کے سب ایک آدمی کے قلب پر ہیں جبکہ تو اس مقام تک نہیں پہنچا۔ پس گویا فقیر نے اسے بعید از امکان جانا۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے بازو کا فصد کھولا تو ان میں سے ہر ایک کے بازو سے خون بہہ نکلا سوائے اس فقیر کے۔ پس اس نے اعتراف کیا اور معافی مانگی۔ ان کے سروں کو بوسہ دیا۔ پس اے بھائی! اس صحیح اخوت کو دیکھ اور اس کا اثر کس طرح مشاہدہ کرنے والے میں کس طرح ظاہر ہوا۔ اور اس اخوت کے حصول کے لئے عمل کر اگر تو ان میں سے ہے جس کا نفس حقائق کا مطالبہ کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ ہم نشینوں کو فائدہ پہنچانے پر پوری توجہ کرنا

تو م فقراء یا فقہاء اور عوام میں سے جو بھی میرے پاس بیٹھتا ہے اسے فائدہ پہنچانے پر شدید توجہ کرتا ہوں۔ پس میں اسے نہیں چھوڑتا کہ اٹھے مگر کوئی فائدہ لے کر۔ گرچہ وہ خود فائدہ پر متوجہ نہ ہو۔ اور اس قدم پر شیخ تقی الدین بن دقیق العید۔ شیخ کمال الدین بن عبدالظاہر اور ان جیسے دوسرے حضرات تھے۔ اور شیخ کمال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جو بھی بیٹھتا آپ اور وہ مجلس ذکر میں ذکر کرتے اور اس کے بعد اسے واپس جانے دیتے۔ اور فرماتے کہ جو شخص علوم کا فائدہ پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ ذکر الٰہی کی صلاحیت تو رکھتا ہے۔ اور آپ کے ذکر کی کیفیت لا الہ الا اللہ تھی اور اسے مد کے ساتھ کہتے تھے۔ پھر کہتے اللہ اللہ اللہ۔ اور آج تک آپ کے پیروکاروں کا یہی ذکر ہے اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ کرامت تھی کہ آپ کے لئے جن دروازوں میں داخل ہونا حلال تھا ان میں سے کسی دروازے پر جب آتے اور اسے بند پاتے تو دروازے کے ان شگافوں سے آسانی سے داخل ہوجاتے جن میں چھوٹی چیونٹی کے لئے بھی گنجائش نہ ہوتی۔ اور آپ اپنے شاگردوں کو مال جمع کرنے کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں فرماتے کہ اسے اپنے ہاتھ میں رکھو نہ کہ اپنے قلوب میں۔

اور یہ خلق مردوں کے اعظم اخلاق میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کے ساتھ عمل کرنا آسان فرمایا ہے۔ پس قریب نہیں کہ کوئی فقیر یا فقیہ یا عام آدمی میرے ہاں سے اٹھ کر جائے مگر کوئی فائدہ لے کر جو اس کے حال کے مشابہ ہو۔ پس دقائق علم کے لئے

میرے ہاں لوگ ہیں اور دقائق اسرار کے لئے میرے پاس لوگ ہیں۔ اور کئی دفعہ میں فقیر یا فقیہ کو فائدہ پہنچاتا ہوں پس وہ ایک مدت تک مجھ سے غائب ہو جاتا ہے پھر آتا ہے اور وہ فائدہ مجھے دیتا ہے اور وہم دلاتا ہے کہ یہ اس کے عطیات سے ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اسے اس کے پاس قائم رکھا۔ اور جب میں فقیہ دو دیکھتا ہوں کہ حب دنیا سے اس کا قلب سیاہ ہے تو اسے امور ظاہرہ کا فائدہ دیتا ہوں نہ کہ اسرار کا۔ کیونکہ اسرار قائم نہیں رہتے مگر روشن قلوب میں۔ اور کئی دفعہ وہ مجھے اس علم کا سوال کرتا ہے جسے چھپانا میرے لئے جائز ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ خصوصاً اس وقت جب کہ میں پہچانتا ہوں کہ قلت توفیق کی وجہ سے وہ سستی کی بنا پر اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ پس میں چپ رہتا ہوں۔ اور اسے وہم دلاتا ہوں کہ میں اسے اس چیز کا علم نہیں پڑھاؤں گا جس پر ترک عمل کی وجہ سے عذاب ہو۔ پس میں اس پر عذاب بن جاؤں۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچا۔ ان پر بخل نہ کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - ارباب احوال کا ہر مطالبہ پورا کرنا

میں ارباب احوال کو جو کچھ مجھ سے مانگیں دے دیتا ہوں گرچہ میرا عمامہ ہی ہو۔ اور ان سے کسی شے کا دریغ نہیں کرتا جو میرے بس میں ہو۔ کیونکہ جانتا ہوں کہ یہ حضرات مجھ سے جو کچھ بھی طلب کرتے ہیں صرف اس لئے ہے کہ مجھ سے وہ مصیبت دور کر دیں جس کی مجھے طاقت نہیں۔ اور انہیں ممکن نہیں کہ وہ مجھ سے جو چیز دور کرنا چاہتے ہیں اس کی مجھے خبر دے دیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ہے۔ اور ایک قوم نے اس کے خلاف کیا اور ان سے دریغ کیا تو ان پر مصیبت نازل ہوئی اور وہ عطا نہ کرنے پر نادم ہوئے اور ان میں سے ایک گروہ والے انسان سے وہ کچھ لیتے ہیں جو وہ انہیں صرف انہیں کے لئے دے اور وہ اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتے۔ اور وہ اسے اجرت یا اعمال ظاہرہ پر مزدوری کے طور پر لیتے ہیں۔ پس یہ بہر حال مصلحت ہے۔ اور جن صالحین کا زمانہ ہم نے پایا ہے ان میں سے ایک جماعت اس قدم پر تھی۔ ان میں سے شیخ ابوبکر الحدیدی۔ سیدی شیخ محمد بن صالح۔ شیخ محیسن۔ شیخ شعبان اور شیخ نور الدین الشونی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

صاحب حال کے طلب اجرت کا واقعہ

اور ہمیں الشیخ الصالح الورع الزاہد الشیخ ماجد الکردی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کسی کی تکلیف کا تحمل نہیں فرماتے تھے مگر مبلغات یا کپڑوں کے بدلے۔ چنانچہ ایک حاکم کی بیوی آپ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ حاکم مجھ پر دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بیٹا عطا کرے۔ آپ نے فرمایا: تیرے پاس جو نذرانہ ہے پیش کر۔ اس نے اپنے ہاتھ کا ایک کنگن پیش کیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ یہ بچے کی شیرینی کے لئے کافی نہیں۔ اور اگر تو نے دوسرا کنگن نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بچی پیدا ہوگی۔ اس نے دوسرا کنگن بھی پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور اس کے دائیں ہاتھ ایک زائد انگلی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا۔ اھ

اور یہ خلق مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کیونکہ اکثر لوگ صاحب حال سے اس کی بخیلی کرتے ہیں جو کہ پاس ہے۔ یا اس سے کہ اس

کے لئے قرض لے۔ بخلاف میرے۔ اور مجھ سے ان میں سے جو کچھ کوئی طلب کرے اس کے بعد کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ پس اس چیز کے خرچ کرنے پر تجربہ میری معاونت کرتا ہے کہ قریب تھا کہ میرا نفس اس سے بخل کرتا۔ پس جب صاحب حال تجھ سے کچھ طلب کرے اور یہ تیرے پاس ہو تو اسے روکنے سے پرہیز کر اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا حمایتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- دروازے پر آنے والے سے مبتلائے تشویش نہ ہونا

اگر کوئی فقیر میرے ہاں آئے اور مجھ پر شرط رکھے کہ یہ کھاؤں گا یہ نہیں کھاؤں گا تو میں تشویش محسوس نہیں کرتا علی الخصوص جب نماز عشاء کے بعد آئے۔ کیونکہ کبھی یہ اللہ عزوجل کی طرف سے بطور امتحان ہوتا ہے۔ جیسا کہ نابینے۔ برص زدہ اور گنجے کا واقعہ بخاری شریف اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ اس واقعہ کے تعارف کے لئے اسے بقدر اختصار یہاں ذکر کیا جاتا ہے بحوالہ صحیح مسلم جلد ثانی ص ۴۰۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین افراد کی آزمائش ہوئی۔ نابینا۔ برص زدہ۔ اور گنجا۔ ان میں سے ابرص (پھلبیری والے) کے پاس اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا۔ اس نے پوچھا تجھے کیا چاہئے کہنے لگا میرا رنگ اور چمڑا درست ہو جائے۔ اس نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے اس کا رنگ اور جسم حسین و جمیل ہو گیا۔ اور اس کی طلب پر اسے اونٹنی دی جس کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ اور دعا دی بارك الله لك فيها۔ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا۔ اور کہا تجھے کیا چاہئے؟ کہنے لگا اچھے بال چاہئیں تا کہ گنجا پن ختم ہو جائے جسے لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور اس کے سر پر حسین وجمیل بال آگئے۔ اور اس کی طلب پر اسے گائے دی جو قریب الولادت تھی۔ اور دعا دے کر چلا گیا۔ اسی طرح نابینے کے پاس پہنچا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ روشنی بحال ہوگئی۔ اور اس کی طلب پر اسے بکری دی۔ اور چلا گیا۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ اور نسل میں برکت ہوئی۔ پھر وہ فرشتہ ابرص کی شکل میں ابرص کے پاس آیا۔ اور کہا کہ مسکین آدمی ہوں۔ سفر میں ہوں۔ زاد سفر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس نے کہا مجھ پر تو بہت سے حقوق ہیں۔ اور اسے کچھ نہ دیا۔ وہ کہنے لگا مجھے کچھ یوں لگتا ہے کہ تو وہی ابرص ہے جس سے محتاج ہونے کی وجہ سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تجھے سب کچھ عطا فرمایا۔ کہنے لگا: یہ تو مجھے وراثت میں ملا ہے۔ اس نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو تجھے اللہ تعالیٰ پہلی حالت پر پھیر دے۔ پھر گنجے کے پاس گنجے کی شکل میں آیا اور اس سے وہی کچھ کہا جو برص والے سے کہا تو اس نے وہی جواب دیا۔ تو اسے وہی بددعا دی جو پہلے کے لئے دی۔ پھر نابینے کے پاس نابینے کی شکل میں آیا اور اس سے وہی سوال کیا اس ذات کے نام پر تجھ سے مانگتا ہوں جس نے تیری بینائی لوٹائی۔ تو اس نے کہا میں نابینا تھا پس اللہ تعالیٰ نے میری طرف میری بینائی لوٹائی جو کچھ تو چاہتا ہے لے لے۔ اور جو چاہے چھوڑ دے۔ فرشتہ جو کہ شکل انسانی میں تھا اس سے کہا کہ اپنا مال اپنے پاس رکھ۔ تمہیں تو صرف آزمایا گیا ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی جبکہ وہ دونوں غضب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ انتہی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور بعض دفعہ وہ فقیر کھانے پینے کے معاملے میں ناز ونعمت والوں میں سے ہوتا ہے گرچہ بوسیدہ لباس میں ہو۔ اور کبھی وہ پرتکلف کھانا دوسرے کے مقابلے میں زیادہ حلال ہوتا ہے۔ وغیر ذالک۔

مذکورہ بالا حوالے سے دو واقعات

اور ایک شخص کے پاس فقیر کی صورت میں ایک فرشتہ حاضر آیا۔ اس نے اسے کھانا پیش کیا مگر اس نے اسے رد کر دیا اور دوسرا کھانا طلب کیا۔ اور اسی طرح دو ایک بار سلوک کیا۔ اس نے غضبناک ہو کر اسے نکال دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے خوشحالی بدل دی حتیٰ کہ وہ شخص لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگنے لگا۔ اور شیخ ابوالغیث یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فقیر کا ایک واقعہ ہے کہ وہ ایک بستی میں داخل ہوا۔ انہوں نے اسے کھانا پیش کیا۔ وہ اسے لوٹاتا رہا اور اسے کوئی چیز پسند نہ آئی جسے کھاتا۔ چنانچہ لوگوں نے اسے برا بھلا کہا اور اذیت دی۔ اس نے ان کی بستی کے متعلق جل جانے کی بددعا کی۔ پس وہ ساری کی ساری جل کر راکھ ہو گئی۔ اور بستی والوں نے بھاگ کر صرف اپنی جانیں بچائیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے اس بارے میں بات کی۔ اس نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف راہنمائی کرنے والا ہوں۔ پھر وہ فقیر وہاں سے کچھ کھائے بغیر چلا گیا۔ اسے امراء زبید میں سے ایک آدمی ملا پس اس نے اس سے طریق کے بغیر معارضہ کیا۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے گھوڑے! چلا جا۔ پس گھوڑا اسے لے کر ہوا ہو گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کدھر لے گیا۔ چنانچہ لوگوں نے اس کا معاملہ شیخ ابوالغیث یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے بلا بھیجا۔ اور اسے توبہ کرائی۔ اور فرمایا کہ ہم نے تجھے اپنے پاس اجتماعیت کا شرف اس لئے نہیں بخشا کہ تو مسلمانوں کے شہر جلائے اور ان کے امراء کو جلاوطن کرے۔ پس اس نے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ پھر شیخ نے اس امیر کو آواز دی۔ پس وہ گھوڑے سمیت کوہ قاف کے پیچھے سے حاضر آیا اس قوم کے پاس سے جو پہچانتے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور نہ ہی ابلیس کے متعلق انہیں کوئی تعارف۔ پھر وہ فقیر شیخ ابوالغیث کا ہم نشین ہو کر اپنی وفات تک فقراء کی خدمت کرتا رہا۔ اور آپ کے قدموں میں دفن ہوا۔ اور اس وقت فوت ہوا جب کہ مسلمانوں پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والا ہو گیا۔

پس اے بھائی! اپنی راحت کو اس پر طول دے جو تجھ پر کھانے میں شرطیں رکھے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حلاج وغیرہ کی تکفیر پر کان نہ دھرنا

میں نے آج تک اس شخص کی بات پر کان نہیں دھرا جو کہ حلاج اور اس کے علاوہ کتب رقائق میں مذکور دیگر حضرات کے کفر کا قول کرتا ہے۔ اور میں ہمیشہ قوم کے ان اقوال کی تاویل کرتا رہا ہوں جو ان سے ثابت ہیں۔ اور جو درست نہیں اس کی نفی کرتا ہوں۔ اور یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ادب کے طور پر ہے۔ جس نے انہیں صلاح میں شہرت بخشی گرچہ بعض لوگوں کے درمیان ہو۔ اور احتیاط پر عمل کی بدولت ہے۔ اور شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فقہاء سے دو چیزیں ناپسند کرتا ہوں۔ کفر حلاج کا قول اور حضرت خضر علیہ السلام کی وفات کا قول۔

منصور حلاج کے متعلق وضاحت

رہے حلاج تو ان سے وہ کچھ ثابت نہیں ہوا جو قتل واجب کرے۔ اور جو کچھ اس سے نقل کیا گیا ہے اس کی تاویل صحیح ہے۔ جیسے اس کا قول کہ دین صلیب پر میری موت ہوگی۔ اور اس کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کے دین پر فوت ہوگا۔ بیشک وہی صلیب ہے۔ گویا کہ اس

نے کہا کہ میں اپنے دین پر فوت ہوں گا یعنی دین اسلام پر۔ اور اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اسے پھانسی پر چڑھایا جائے گا۔ اور اسی طرح ہوا۔ اور ابن خفیف حلاج کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے پوچھا کہ خود کو کیسا پاتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی ظاہری باطنی نعمتیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ میں آپ سے تین مسائل پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہا: پوچھ لے۔ پوچھا صبر کیا ہے؟ کہا اگر ان زنجیروں کی طرف نظر کروں تو کھل جائیں۔ ابن خفیف کہتے ہیں کہ آپ نے ان کی طرف نگاہ کی۔ دیوار پھٹ گئی۔ اور اچانک دیکھتا ہوں کہ ہم دجلہ کے ساحل پر ہیں۔ پس فرمایا یہ صبر سے ہے۔ پھر میں نے کہا کہ فقر کیا ہے؟ تو آپ نے وہاں پڑے پتھروں پر نظر ڈالی۔ تو وہ سونا اور چاندی بن گئے۔ فرمایا یہ فقر ہے۔ اور میں اس کے باوجود پیسے حاصل کرنے کے لئے حیلہ کرتا ہوں جس سے تیل خریدتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا کہ جوانمردی کیا ہے؟ فرمایا تو کل کو دیکھ لے گا۔ ابن خفیف کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو خواب میں دیکھتا ہوں گویا قیامت قائم ہے اور ایک منادی ندا دیتا ہے: حسین بن المنصور الحلاج کہاں ہے؟ پس اسے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کر کے کہا گیا کہ جس نے تجھ سے محبت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے تجھ سے بغض رکھا وہ جہنم میں داخل ہوا۔ تو حلاج کہنے لگے: بلکہ اے میرے رب ان سب کی مغفرت فرما۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ جوانمردی ہے۔

خضر علیہ السلام کی حیات۔ حصول مرتبہ ابدال کے لئے ورد

شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور میں نے اپنی اس ہتھیلی کے ساتھ ان سے مصافحہ کیا ہے۔ اور آپ نے مجھے خبر دی کہ جو شخص ہر صبح کے وقت یہ دعا کرے اللھم اغفر لامة محمد اللھم اصلح امة محمد اللھم تجاوز عن امة محمد۔ اللھم اجعلنا من امة محمد۔ وہ ابدال میں سے ہو جاتا ہے۔ پس بعض فقراء نے یہ مسئلہ شیخ ابوالحسن الشاذلی کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ابوالعباس نے سچ کہا۔ ایک دفعہ خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے اپنا تعارف کرایا۔ اور میں نے آپ سے ارواح مومنین کی معرفت بالغیب حاصل کی۔ کیا یہ ناز و نعمت میں ہیں یا عذاب میں؟ پس اگر میرے پاس ایک ہزار فقہاء اس مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے آئیں اور خضر علیہ السلام کی موت کا قول کریں۔ میں ان کی طرف رجوع نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اکابر کے ساتھ اجتماع وصحبت کا شرف

مجھے اکابر اولیاء اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری اور صحبت کا شرف حاصل ہے۔ جیسے سیدی شیخ افضل الدین اور سیدی علی النبتیتی وغیرہما۔ اور اکثر میرے اور میرے بھائی افضل الدین کے درمیان اتحاد اور محبت کا وقوع ہوا۔ جب آپ پر کوئی روحانی کیفیت وارد ہوتی ہے تو اسی کی مثل مجھ پر وارد ہوتی ہے۔ اور مجھ پر احادیث نبویہ کے معنوں کے بارے کیفیت کا ورود ہوا تو میں نے رات میں اسے لکھ لیا۔ اور اپنے سر کے عمامہ میں رکھ لیا۔ اور آپ مجھے ملنے آتے اور میں بھی آپ کی زیارت کے لئے جاتا۔ پس آپ اس شب کی صبح مجھے ملنے آئے۔ اور اپنے عمامہ سے ایک کاغذ نکالا اور فرمایا کہ یہ کلام آج رات مجھ پر بطور القاء وارد ہوا ہے۔ پس آپ نے آخر تک اسے پڑھا۔ پھر میں نے وہ کلام نکالا جو مجھ پر وارد ہوا تھا۔ تو ہم نے دونوں کاغذات کا مقابلہ کیا تو ایک کا دوسرے سے ایک حرف زاید نہ نکلا۔ اور ہم سے پہلے اسی طرح کی یکجہتی شیخ ابوطاہر کو اپنے شاگرد شیخ تاج الدین کے ساتھ حاصل تھی۔ ان میں سے جب ایک پر کوئی القاء وارد ہوتا تو

دوسرے پر اسی کی مثل وارد ہوتا۔ اور شیخ افضل الدین رات کے وقت واردات کی کثرت کی وجہ سے اپنی خلوت میں شہد کی مکھیوں کی طرح گونج جنتے۔ اور فرماتے کہ کبھی انہیں ملک الموت سے بھی ملاقات ہوتی اور ان سے گفتگو ہوتی۔ اور شیخ ابو طاہر مرید تھے حضرت شیخ عبدالرحیم القناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ قدم اس چٹان پر رکھا ہے جو کہ مچھلی کے اوپر ہے۔ اور مجھ سے اس چیونٹی نے کلام کیا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور مجھے اس بساط پر اٹھایا گیا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام اٹھائے گئے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت پیغمبر ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے مطابق چیونٹی کی بات سن لی۔ جبکہ مذکورہ بالا کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بطور کرامت اسی نعمت سے نوازا ہے جو کہ دراصل حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ کیونکہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ وہ بے بصیرت اور محروم حقیقت نجدی عبرت حاصل کریں جو یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دور کی نہیں سن سکتے۔ یہاں تو آپ کے غلاموں کی سماعت بے پناہ وسعت ہے کیونکہ حدیث قرب نوافل کے مطابق ان کے قویٰ میں خدائی طاقت ہوتی ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اہل اللہ کی بصیرت اور وسعت تصرف

اسی طرح میرے ساتھ واقعہ ہوا کہ میں اپنے بھائی شیخ صالح احمد الکعکی کے ساتھ مصروف گفتگو تھا۔ آپ مچھلی کی طرف اتر گئے۔ پس میں بھی ان کی معیت میں اتر گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اس کی دماغ کی ہڈی پر اس پلک جھپکنے سے پہلے پاؤں رکھ دیا۔ یہ واقعہ تو آپ کی معیت میں مجھے پیش آیا۔ پھر ایک دفعہ میں اکیلا بھی مچھلی پر اترا۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین کو جب کھانا پیش کیا جاتا جو کہ مشتبہ ہوتا تو آپ اس سے حلال کو جدا کر دیتے تھے۔ اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ آپ سموسہ توڑ کر اس کا کوئی حصہ اپنے دائیں اور کوئی بائیں پھینک رہے تھے۔ اور باقی پیالے میں ڈال دیتے۔ میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو فرمانے لگے کہ حلال وہ ہے جو کہ پیالے میں ہے اور حرام وہ ہے جو بائیں سمت ہے۔ اور مشتبہ وہ ہے جو کہ دائیں جانب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حلال کو ہمارے لئے خالص کر دیا اور حرام اور مشتبہ کو جدا کر دیا۔ پس اے بھائی! اس امر عجیب پر غور کر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کس طرح گوندھی ہوئی اور مخلوط شے کو جدا جدا کر دیا۔

اور ایک دفعہ سحری کے وقت کسی میں نے کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ افضل الدین جیسے کی تو نے پہلے صحبت اختیار کی اور نہ کرے گا۔ میں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا تو رونے لگے۔ اور کہنے لگے: میرے لئے یہ مقام کیسے ہوا کہ ہواتف غیب میری شان میں گفتگو کریں اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قلب نور سے معمور ہو جائے تو بندے اور اس کے رب کے درمیان سے ہر حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنے علم کی جو چاہے خلعت ڈالتا ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ جب قلب نور سے معمور ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق ولی پر اپنے علم کی خلعت ڈالتا ہے اور وہ خلعت خود ایک غیب ہے جس کی حد سے صاحب خلعت ہی واقف ہو سکتا ہے تو اس کے علم کی حد کیا ہوگی؟ تو مقام غور ہے کہ جس قلب مقدس پر

تیس پاروں کا قرآن پاک مسلسل نازل ہوا۔ جہاں حجاب نام کی کوئی چیز خلقتاً ہی نہیں کہ پیکر نوری ہے اور واجعلنی نوراً کے مطابق نور مجسم ہے۔ تو جو خلعت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس پیکر نور اور نور مجسم کو عطا فرمائی اس کی بدولت جو علم شریف قلب اقدس میں مخزون ومکنون ہے اس کی حد کیا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ ہی نہیں۔ اسی لئے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ نور جناب امر کن۔ آفتاب برج علم من لدن۔ معدن اسرار علوم الغیوب۔ برزخ بحرین امکان ووجوب۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ شیخ عبداللہ القرشی رحمہ اللہ تعالیٰ روٹی میں سے حلال وحرام میں امتیاز فرمالیتے تھے۔ چنانچہ اس میں سے جو چاہتے پھینک دیتے اور جو چاہتے کھالیتے۔ تو ایسے حضرات پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے جبکہ وہ ظالموں کے گھروں میں کھانا کھالیں۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو انہیں اپنے حال پر قیاس کرنے لگے۔ اور اگر اس مقام والوں پر اعتراض ضروری ہے تو ان میں سے ایک کو یہ کہہ کہ اگر تو ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کی تمیز پر اطلاع بخشی ہے تو کھالے۔ ورنہ شارع کے امر کی تعمیل کی خاطر اسے ترک کردے۔ پس بیشک وہ تجھ پر خفا نہیں ہوگا کیونکہ تو نے حمایت شرع پر اعتماد کیا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دفعیہ جنات کے لئے وظیفہ اور ایک عجیب واقعہ

جب میں سرکش جن پر یہ ورد پڑھتا ہوں تو وہ جل جاتا ہے اور دھواں بن جاتا ہے۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اور اس مقصد کے لئے اس ورد کی تخصیص کی اصل یہ ہے کہ مجھے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ ابوالحجاج المغاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خبر دی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کی جو کہ جن تھا صحبت اختیار کی۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں آسمان کی طرف اوپر جانا چاہتا ہوں۔ پس ساعت کی چوری کروں۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنے ساتھ لے چلوں تاکہ تو سیر وتفریح کرلے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی بات مان لی۔ کہنے لگا کہ کل کو تیرے پاس تین اونٹ آئیں گے۔ ان میں سے ایک پر سوار ہوجانا۔ لیکن اپنے اوپر کافی سارے کپڑے ڈال لینا۔ کیونکہ فضا کافی ٹھنڈی ہے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور ان کی معیت میں سوار ہوگیا۔ پس وہ مجھے لے کر اڑنے لگا حتیٰ کہ ہم سے زمین اوجھل ہوگئی۔ اور ہمیں ملائکہ کی تسبیح وتقدیس کی آواز سنائی دینے لگی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ پٹی اتارلی جو کہ جن کی پرواز کے وقت میں نے باندھی تھی۔ پس میں نے ستاروں کو دیکھا کہ پہاڑوں کی طرح ہیں اور میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ آسمانوں کے راستوں میں چل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مختلف تسبیحات واذکار پڑھ رہے ہیں۔ پس میں چپ نہ رہ سکا۔ اور میں نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ جیسے ہی میں نے یہ پڑھا ایک فرشتے نے عفریت کو دیکھا اور اس کے ہاتھ میں شعلہ تھا۔ پس اس نے یہ پڑھا۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ اور اس کی طرف وہ شعلہ پھینکا۔ وہ اس کے پہلو میں لگا۔ پس جن میرے نیچے سے پھسل گیا اور میں ہوا میں غائب ہوگیا۔ مجھے اپنے متعلق کوئی شعور نہ رہا کہ اچانک میں ریت کے ایک ٹیلے پر ہوں۔ جب میں ہوش میں آیا تو ٹیلے سے اترا۔ ایک کاشتکار نظر آیا تو میں نے اس سے اپنے شہر کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان کئی سالوں کی راہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کپڑے بیچے

اوران کی قیمت کوزادِسفر بنایا یہاں تک کہ میں اپنے شہر میں جا پہنچا۔اوراپنے گھروالوں کوساراقصہ سنایا۔چنانچہ انہوں نے مجھے بڑی محنت کے بعد پہچان لیا۔کیونکہ وہ مجھے کئی سالوں سے دنیا سے رخصت کر چکے تھے۔امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایسی حکایت کبھی نہیں سنی۔

صاحب واقعہ مذکورہ بالا شیخ ابوالحجاج کے عیب مجاہدات

اور یہ شیخ ابوالحجاج اپنے مجاہدات میں عجیب تھے۔ذکرکرتے ہیں کہ آپ صحرا میں راستہ سے ہٹ کر داخل ہو جاتے۔اور کھانے پینے کو کچھ بھی پاس نہ ہوتا۔دو تین ماہ ٹھہرے رہتے۔پھراپنے گھروالوں کی طرف لوٹ آتے اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں لق ودق جنگل میں داخل ہوا۔وہاں میں نے دو شخص مصروف عبادت پائے۔دوسرادن ہوا تو ایک پرندہ آیا اور اس نے ان سے ایک کو اچکا اور ہوا میں لے اڑا۔پھر دوسرے دن آکر دوسرے کو اچک کر لے گیا۔پھر تیسرے دن آیا تو مجھے اچک کر لے گیا اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا۔اور وہاں میں نے اموات کے گروہ پڑے دیکھے۔یہ ان کی آنکھوں کے سوا کچھ نہیں کھاتا تھا۔چنانچہ میں نے ان کے عمامے لئے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھا اور میں پہاڑ سے نیچے اترا۔عمامے صرف دو تہائی حد تک پہنچے۔میں نے اپنے آپ کو زمین کی طرف لٹکا دیا پس ایک درخت پر اترا جس کی وجہ سے سہولت کے ساتھ زمین پر آگرا۔

اوران احسانات میں جنات کے ساتھ میرے واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ملک الموت اور جبریل سے ملاقات کرنے والوں کی صحبت

مجھے ایسی جماعت کی صحبت کا شرف حاصل ہے جو اس دور میں ملک الموت اور جبریل کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔اور اگر انہوں نے مجھے چھپانے کا حکم نہ دیا ہوتا تو بھائیوں کے لئے ان کے نام ذکر کر دیتا۔اور ان کے چھپانے میں بھی بعض منکروں کے لئے مصلحت ہے۔پس بسا اوقات ان میں سے بعض اس امر کا ان کے متعلق انکار کر دیتا تو غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا۔اور ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔اور شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الوحید فی علم التوحید میں نقل کیا ہے کہ شیخ تاج الدین بن شعبان سے جو کہ شیخ عبدالرحیم القناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معاصرین میں سے تھے جب کوئی کسی ضرورت میں سوال کرتا تو فرماتے کہ ذرا صبر کر حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام آجائیں ان سے تیرے متعلق کہوں گا۔اور آپ کے پاس سے ایک شخص آپ کی توجہ طلبی کے لئے حاضر آیا جبکہ اس کا بیٹا آخری لحات میں تھا۔آپ نے فرمایا: صبر کر حتیٰ کہ میں عزرائیل سے تیرے بیٹے کے متعلق بات کروں۔اور شیخ کی طبیعت میں بہت شدت تھی۔ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ تیزی آپ نے کہاں سے لی ہے تو فرمایا کہ یہ حضرت جبریل کی صحبت کی وجہ سے ہے۔اور آپ کئی مرتبہ ملک الموت سے گفتگو کرتے جبکہ وہ حاضر ہوتے۔اور اس سے فرماتے۔اپنے راستوں پر چلیں ابھی تو اس کی عمر اس قدر باقی ہے۔پس آپ جیسے فرماتے اسی قدر وہ زندگی بسر کرتا۔پھر فوت ہوتا۔

لقائے جبریل علیہ السلام کا مسئلہ

شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں کہ بعض کا کہنا کہ مجھے جبریل نے کہا اور میں نے جبریل سے کہا۔محال نہیں اور نہ ہی ممنوع۔اور اس کا انکار

صرف وہی کرتا ہے جس کا قلب ملکوت سے بعید ہے۔ رہے اولیاء اللہ تو ان کے قلوب ملکوت میں گردش کرتے ہیں۔ اور عالم ملکوت میں ان کی ارواح کے ارواح ملائکہ کے ساتھ اجتماع کی وجہ سے انہیں اس کے نشانات اور مخاطبات ملائکہ سے انس حاصل ہے بلکہ کئی دفعہ ان کی ارواح اس سے آگے تک سرایت کرتی ہیں۔ نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ (حم السجدہ آیت ۳۰) وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ پختگی سے قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اور اس قول میں لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ (یونس آیت ۶۴) ان کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کے کلمات کے لئے تبدیلی نہیں) میں اس کے محال نہ ہونے اور وجود جواز کے ساتھ ساتھ اس امر کا اشارہ ہے جو ہم نے کہا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ہم نے جو جبریل علیہ السلام سے مخاطب کی بات کی ہے یہ نبوت۔ وحی یا ارسال نہیں۔ پس بعض مرتبہ ولی حضرت جبریل کو بطریق کشف پہچان لیتا ہے جب وہ آپ سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر رکھتے ہیں۔ تو اس کا کتنا ارفع مقام ہوگا جو اللہ کا طالب ہے۔ نیز حدیث پاک سے وارد ہے کہ ملائکہ اور جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں جو لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے۔ اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں حتیٰ کہ طلوع فجر ہو جائے اور کبھی ولی یہ بات خود سے غائب ہونے کی صورت میں یا استغراق یا اونگھ میں کہتا ہے۔ پس یہ کسی تاویل کی محتاج نہیں۔

شیخ بہاؤ الدین الاخمیمی اور لقائے عزرائیل۔ نکیرین سے اسلام وایمان کا سوال

اور شیخ بہاؤ الدین الاخمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ جب بھی بیمار ہوتے تو فرماتے میں اس کمزوری میں نہیں مروں گا۔ لوگ پوچھتے کہ آپ کو کہاں سے پتہ چلا تو فرماتے ملک الموت سے۔ کیونکہ اس نے مجھے کہہ رکھا ہے کہ تیری عمر پچاسی سال ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ میں بھائیوں میں بعض کی قبر میں اترا پس میں نے اس کے متعلق نکرین سے بات کی۔ پس جب آپ فوت ہوئے تو لوگوں نے آپ کو سنا کہ آپ خود ان سے اسلام اور ایمان کے متعلق کلام سوال کر رہے تھے۔ اور ملک الموت اور جبریل سے کلام کرنا برابر ہے۔

ملک الموت سے کہنا کہ لوٹ جا اس کی کیا حقیقت ہے

پھر آپ کا ملک الموت سے کہنا کہ لوٹ جا۔ ابھی فلاں کی عمر اس قدر باقی ہے بالکل صحیح ہے۔ اور ملک الموت اس میت کی روح قبض کرنے سے پہلے صرف اس ولی کی کرامت کے اظہار کے لئے آئے اور کوئی بات نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (یونس۔ آیت ۴۹) جب ان کی مقرر میعاد آئے گی تو ایک لحہ پیچھے رہ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے) اور کرامات اولیاء عقول کے پردوں اور محو و اثبات کے دائرہ سے وراء ہیں۔ اور کتب رقائق اولیاء اللہ کی فرشتوں کے ساتھ گفتگو سے بھری پڑی ہیں۔ جس طرح کہ حضرت ثابت بنانی وغیرہ کے لئے واقعہ گزرا جو کہ آنے والے اور جانے والے دونوں فرشتوں پر سلام فرماتے تھے۔ اور وہ آپ کے سلام کا جواب دیتے۔ اور معلوم ہے کہ اولیاء اللہ عدول و معتمد ہیں اور ان میں سے بعض نے بعض سے اسے نقل فرمایا ہے خصوصاً اس سے جس میں تہمت کا وقوع نہیں ہوتا۔ اور اس میں توقف نہیں کرتا مگر وہ جسے بعض اولیاء کی عداوت میں کوئی غرض ہے۔

والحمد لله رب العالمین۔

احسان خداوندی-امی سے فیض حاصل کرنا

میں نے طریقت کے بعض مقامات اس امی سے حاصل کیے ہیں جو پڑھے نہ لکھے۔اور یہ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔اور اس میں احسان کی وجہ یہ ہے کہ امی اس وراثت محمدی کے مطابق جامع کلمات کے ساتھ کلام کرتا ہے جو اسے عطا فرمائی گئی۔پس وہ مرید پر طریق مختصر کر دیتا ہے اور اولیاء امیین کے علوم کی علامت یہ ہے کہ وہ اشکال سے خالی آتے ہیں۔اور شیخ نجم الدین کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امی تھے۔اور اسی طرح شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدی محمد وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ امی تھے۔اور طریق میں ان کا کلام ایسا عظیم ہے کہ علماء ایسا کلام نہیں لا سکتے۔اور میں نے سیّد علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کا قابل قدر حصہ الجواہر والدرر کے نام سے جمع کیا ہے جس پر مصر کے علماء اسلام نے تقریظیں لکھی ہیں۔اور اس سے انتہائی تعجب کرتے ہیں۔اور ان حضرات نے اس سے اس علم کا استفادہ کیا ہے جو ان کے پاس نہ تھا۔اور اس امر پر بہت نادم ہیں کہ وہ شیخ کی حیات میں ان سے ملاقات نہ کر پائے۔اور مجھے شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ساٹھ سال سے تفاسیر اور کتب علم کا مطالعہ کر رہا ہوں لیکن ان میں ایک مسئلہ بھی نہیں دیکھا جو کہ ان جواہر میں ہے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ پر انکار کی نحوست

اور شیخ اوحد الدین، شیخ نجم الدین کبریٰ پر انکار کرتے تھے اور اپنے طلبہ کو ان کے پاس بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔ایک دن شیخ نجم الدین نے شیخ اوحد الدین کے متعلق سخت کلامی فرمائی تو شیخ اوحد الدین نے فرمایا کہ اس شخص نے میرے متعلق سخت کلامی کی ہے حالانکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں نوے کتابیں لکھی ہیں۔پس شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ اگر تجھے معرفت ہوتی تو اس میں تصنیف نہ کرتا۔پس وہ منبر پر چڑھ کر کہنے لگے: لوگو! شیخ نجم الدین ایک جاہل شخص ہے۔اور اگر عالم ہے تو اس مسئلہ کا جواب دے۔پس شیخ نجم الدین نے اس کے متعلق تین صد جوابات دیئے حتیٰ کہ لوگ محو حیرت رہ گئے۔چنانچہ شیخ اوحد الدین بھاگ گئے اور عظیم فتنہ برپا ہوا۔لوگوں نے شیخ اوحد الدین کا گھر گرا دیا اور اسے جلا دیا۔خلیفہ پر خوف طاری ہو گیا اور وہ شیخ نجم الدین کا دل راضی کرنے کے لئے حاضر آیا۔آپ نے اس کے لئے دروازہ نہ کھولا۔وہ تین دن تک دروازے پر کھڑا رہا۔پس آپ نے اسے خلیفہ سے فرمایا: یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس میں تیری بادشاہت زائل ہو جائے گی۔اور میرا سر قلم کیا جائے گا۔اور اس میں بغداد اجڑ جائے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

(اقول و باللہ التوفیق۔شیخ نجم الدین کبریٰ کے پیر شیخ عمار یاسر اور ان کے پیر شیخ ابوالنجیب السہروردی ہیں۔اور آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین السہروردی کے چچا۔اور دونوں نے حضور غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا۔بلکہ شیخ الشیوخ بھی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے پایا۔سکینۃ الاولیاء ص ۴۸) الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

انعام خداوندی-لباس فقراء میں ملبوس فقیر کی تعظیم

میں کسی توقف کے بغیر کہ معرفت طریق میں اس کا مقام کیا ہے محض دیکھتے ہیں میں اس فقیر کی تعظیم کرتا ہوں جس پر پیوند زدہ وغیرہ لباس فقراء ہو۔جس طرح کہ اہل دنیا جب دنیا داروں کی تعظیم کریں تو' تو نہیں دیکھتا ہے کہ وہ ہر اس شخص کی تعظیم کرتے ہیں جسے سلطانی لشکر کا لباس پہنے دیکھیں۔اور وہ اس تحقیق پر توقف نہیں کرتے کہ وہ سلطانی لشکر سے ہے بھی یا نہیں۔پس اے بھائی! اس سے انتہائی پر حذر رہ کہ تو کسی وجہ سے بھی اسے حقیر سمجھے جسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب دیکھے۔جس طرح کہ تیرے لئے یہ درست نہیں کہ تو کوئی زہر اس تجربہ کے لئے پیئے کہ کیا تجھے ہلاک کرتا ہے یا نہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے بعض کتب الٰہیہ میں فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا۔اور اولیاء اللہ ہمیشہ ہر دور میں مخفی رہے ہیں۔پس ہوسکتا ہے کہ تو مسلمانوں میں سے جسے دیکھے وہ ان اولیاء اللہ میں سے ہو جن کے دشمنوں سے وہ محاربہ فرماتا ہے۔

بے جا جرأت کرنے والے کے خلاف جنید بغدادی کی بددعا

اور ابن عطاء نے ایک دن جنید کے ساتھ بحث کی اور آپ کے قول کا رد کیا تو جنید نے دعا کی یا اللہ! اگر یہ باطل نظریہ پر ہے تو اس کا مال اور عقل سلب کرلے اور اس کا بیٹا مرجائے۔پس ان کا مال ضائع ہوگیا۔بیٹا فوت ہوگیا۔اور چالیس سال تک مجنون رہے حتیٰ کہ فوت ہوگئے۔اور کہا کرتے تھے کہ مجھے جنید کی بددعا نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔تو جب جنید کی دعا نے ابن عطاء میں اثر کیا باوجودیکہ جنید اپنے کمال کی وجہ سے امت پر شفقت اور رحمت کے ساتھ متخلق ہیں تو ارباب احوال کی دعا کا کیا حال جو کہ حال میں کھوئے ہونے کی وجہ سے کسی پر شفقت کا ذوق نہیں رکھتے۔اور دعا کا قبول ہونا دلالت کرتا ہے کہ حق حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔

پس اے بھائی! اللہ تعالیٰ کی محبت کے درجے کی طرف جلدی کرتا کہ تو ایمان والوں میں سے جو بھی گمان کرے کہ وہ اس کے احباب میں سے ہے تعظیم کرنے والا ہوجائے گرچہ جھوٹا ہی ہو۔

نسبت فقراء کا حیرت انگیز ادب

اور قنا میں مدفون شیخ عبدالرحیم القنائی سے حکایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے ایک کتا دیکھا تو اس کے لئے تعظیماً کھڑے ہوگئے اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے مالک نے اس کی گردن میں جو پٹہ ڈالا ہوا ہے وہ فقراء کے جبہ سے ہے۔پس میری نظر فقراء کے اثر پر پڑتے ہی میں کتے کے شہود سے غائب ہوگیا۔اھ۔پھر اکثر جو فقراء کو حقیر جانتا ہے وہ ہوتا ہے جو اپنے علم۔صلاح۔عمل۔ایثار اور کرم سے دھوکا کھاجاتا ہے جس طرح کہ جنید کے ساتھ ابن عطاء کا معاملہ ہوا۔پس بیشک جس نے اپنے آپ کو دیکھا تو اس کے درپے ہوا کہ اس کا غیر اس کے بارے میں کیا حکم لگاتا ہے۔اگرچہ وہ اکمل اولیاء سے ہو۔اور بیشک بے شمار کاملین کا حال سلب ہوگیا جب کہ انہوں نے خود بینی کی۔

اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے مخفی بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ جس مقصد کے لئے اس سے دعا کریں وہ قبول فرمالیتا ہے۔حتیٰ کہ عام لوگوں میں سے ایک شخص تھا وہ جس کے لئے بددعا کرتا فوراً ہلاک ہوجاتا۔اور اس کے لئے یہ واقعہ گزرا کہ اس نے اپنی بیوی سے مقاربت کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ بچے جاگ رہے ہیں۔اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔اور وہ سات تھے۔پس صبح دم

ساتوں کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔اس کی زوجہ نے اس سلسلے میں اس سے بات کی تو کہنے لگا کہ یہ میرے اختیار میں نہ تھا۔پس یہ بات سیدی ابراہیم المتبولی تک پہنچی۔آپ نے اس فقیر کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک فرمائے۔پس اسی وقت وہ فوت ہو گیا۔چنانچہ سیّدی ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ باقی رہتا تو کثیر مخلوق کو ہلاک کر دیتا۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مشیت ولی کے مطابق قلبی تصرف

میں اپنے مریدین میں سے جسے چاہوں جبکہ وہ اپنے علاقوں میں ہوں یا مصر میں اپنے گھروں میں۔لفظوں کے بغیر اپنے قلب کے ساتھ ندا دیتا ہوں۔پس وہ حاضر ہو جاتے ہیں۔اور اگر ان میں سے کوئی آنے کا عزم کرے تو میں اپنے قلب کے ساتھ اسے ندا دیتا ہوں کہ لوٹ جا پس وہ لوٹ جاتا ہے۔ان میں سے امیر شجاع اعاۃ الغرب ہے جو کہ قلعہ میں ہے۔اور ان میں سے امام زین العابدین کی جائے قیام میں موجود شیخ عبداللہ العجمی۔شیخ سراج الدین الحانوتی الحنفی۔شیخ شمس الدین الخطیب الشربینی اور فقراء کی ایک جماعت ہے۔یہ سب کچھ میرے ساتھ ان کے رابطے کی شدت اور ان کے ساتھ میرے رابطے کی وجہ سے ہے۔اور یہ امر ہر فقیر کے لئے نہیں ہوتا۔یہ تو ان میں سے بعض افراد کے لئے ہے۔

سیّدی ابراہیم الاعزب کی قوت تصرف

اور عراق میں سیدی ابراہیم الاعزب کے پچاس ہزار مرید تھے۔آپ کے پاس ایک فقیر آیا۔دل میں کہنے لگا کہ یہ شخص ان سب کی تربیت اور معرفت پر کیونکر قادر ہے۔جب شیخ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ زرد قمیص اور زرد ٹوپی پہنے ہوئے ہے آپ نے از روئے کشف مطلع ہو کر اسے فرمایا کہ مجھے ان کی تربیت میں کوئی مشقت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میرے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔پھر اٹھ کر مکان کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ہوا میں اپنی ہتھیلی کی انگلیاں سمیٹیں کہ اچانک ہر سمت سے وہ دوڑے چلے آرہے تھے حتیٰ کہ سب حویلی بھر گئی۔پھر آپ نے انگلیاں کھول دیں پس ہر کوئی وہیں لوٹ گیا جہاں سے آیا تھا۔حتیٰ کہ وہاں ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا۔نہ تو آپ نے ان سے کوئی بات کی اور نہ ہی انہوں نے آپ سے کوئی گفتگو کی۔پس اے بھائی! اس عظیم تصرف پر غور کر۔

اور خود میرے لئے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میرے ہاں سے میرا کوئی شاگرد باہر نکلتا ہے تو میں اپنا قلب اس کے ساتھ پاتا ہوں جدھر وہ جائے اس کے پیچھے چلتا ہے۔میں اسے لوٹا نہیں سکتا۔پس وہ اسے ملاحظہ کرتا ہے حتیٰ کہ میرے ساتھ حسن ادب کی وجہ سے وہ لوٹ آتا ہے۔پس اس پر غور کر تجھے منزل مراد ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔اور وہ نیکو کاروں کا حمایتی ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-سنت زندہ کرنے والا اور بدعت دور کرنے والا بنایا

اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بنایا جو سنت زندہ کرتے اور بدعت مٹاتے ہیں اس فترت کے بعد جو کہ ان مشائخ کی وفات کے بعد رونما ہوئی جو واصل بحق ہوئے جبکہ ہم طفل تھے۔پس بیشک امت میں سے اللہ تعالیٰ کے طریق کی طرف دعوت دینے والے رسل علیہم

الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ہیں۔ پس جس طرح کہ ہر رسول فترت کے بعد پہلی شریعت کا ناسخ یا اس کا موید بن کر آتا تھا اسی طرح اولیاء اللہ کا داعی الی اللہ گروہ ہے۔ اور اس قدم پر ہمارے زمانے والوں میں بحمد اللہ تعالیٰ وہ حضرات ہیں جنہوں نے دین زندہ کیا اور اس کے نشانات قائم کیے۔ گرچہ ان کی بات سنی نہ گئی ہو جیسے شیخ سلیمان الخضیری۔ سیّد محمد البکری۔ شیخ نجم الدین الغیطی۔ شیخ شمس الدین الخطیب الشربینی۔ شیخ زین الجزیری۔ شیخ نور الدین الطندتائی۔ شیخ سراج الدین الحانوتی۔ شیخ بدر الدین الشہاوی اور شیخ شمس الدین البرہمتوشی۔ پس یہ حضرات ہمارے دور میں دین کے عظیم دفاع کرنے والے ہیں۔ اور ان میں خیر و برکت اور علم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں نفع بخشے۔ چنانچہ اگر ساری امت ان کے پاس جمع ہو جائے اور ان کی طاعت کرے تو یہ سب کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کریں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے علوم۔ اسرار اور عملی حکمتیں عطا فرمائی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسلام اور مسلمین کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں وسعت فرمائے۔

داعی الی اللہ حضرات کے مابین رونما ہونے والی فترات کی وضاحت

اور ہم نے جو داعی الی اللہ اولیاء میں ایک داعی کے اور دوسرے داعی کے درمیان حاصل ہونے والی فترات کا قول کیا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب آئمہ مجتہدین وفات پا گئے تو ان کے بعد اہوا اور بدعتیں پیدا ہوئیں اور قلوب پر حجاب پڑ گئے حتیٰ کہ لوگ یوں ہو گئے گویا وہ اسلاف کی نسبت سے انقطاع میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان مشائخ کو لایا جو کہ رسالہ قشیریہ میں مذکور ہیں۔ پس انہوں نے طریق کے نشانات زندہ فرمائے اور ان میں سے جو مٹ گئے تھے انہیں ظاہر فرمایا جیسے سری سقطی۔ جنید بغدادی۔ ابو سلیمان الدارانی اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم یعنی کامل عارفین اور باعمل علماء جو کہ اس دور میں تھے۔ پس جب یہ حضرات دنیا سے رخصت ہو گئے تو ایک مدت تک فترت واقع ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طبقہ ثانیہ کو لایا جیسے حضور شیخ سیّدی عبد القادر الجیلی۔ شیخ احمد الرفاعی۔ الشیخ ابو مدین المغربی۔ شیخ ابو عبد اللہ القرشی۔ ابو یعزی۔ ابن النجار اور ان جیسے دیگر نفوس قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس جب یہ حضرات واصل بحق ہو گئے تو زبردست فترت رونما ہوئی یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اکابر شاذلیہ اور وفائیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو لایا۔ ان کا پہلا طبقہ ابو الحسن الصیاغ۔ ابو الحسن الاقصری اور ابو الفتح الواسطی ہیں۔ اور مصر میں قوم کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا کہ سیّدی یوسف العجمی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے۔ پس آپ سے لے کر ہمارے زمانے تک مصر اور اس کے نواح میں سلسلہ طریقت جاری ہوا۔ پس ان حضرات کے وصال کے بعد دیار مصریہ میں حاصل ہونے والی فترت سیّدی علی المرصفی۔ شیخ محمد الشناوی۔ شیخ تاج الدین الذاکر۔ شیخ ابو السعود الجارحی اور ان جیسے دیگر حضرات رحمۃ اللہ علیہم کی وفات کے بعد ہی ہوئی۔ پس ان کے بعد اللہ تعالیٰ اس جماعت کو لایا جس کا ہم پہلے ذکر کیا ہے۔ پس انہوں نے دین اور طریقت کو ان حضرات کے وصال کے بعد زندہ فرمایا۔ پس سب حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں ان میں سے کیا۔

داعی الی اللہ اولیاء وجہ بقاء کائنات ہیں اور فترات اولیاء و فترات رسل کی مشابہت

پس معلوم ہوا کہ فترت ہر داعی الی اللہ تعالیٰ کے بعد کچھ وقت کے لئے موجود ہے حتیٰ کہ وہ ظاہر ہو جسے اللہ تعالیٰ اس کے بعد ظاہر فرمائے۔ یہ اس وقت تک جاری ہے جب تک اصحاب دوائر کبریٰ اولیاء اللہ پائے جائیں جو کہ قطب۔ اقطاب۔ اوتاد ابدال۔ اعین اور

اولوالامر ہیں۔ کیونکہ اگر کائنات ان سے خالی ہو جائے تو یکدم ساری کائنات برباد ہو جائے۔ حتیٰ کہ اس وقت جس میں قیامت قائم ہوگی ایک بھی نہیں ہوگا جو اللہ اللہ کہے۔ پھر جب رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فترات کے درمیان بت پوجے جاتے تھے۔ شرائع پامال کی جاتی تھیں۔ محرمات کا ارتکاب ہوتا تھا۔ خون بہانا حلال سمجھا جاتا تھا۔ خواہش کے مطابق فیصلے ہوتے تھے۔ شیطان ان کی سرپرستی کرتا تھا اور اس کے باوجود وہ گمان کرتے تھے کہ انہوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی مگر اس لئے کہ یہ انہیں اللہ کا قرب عطا کریں۔ پس اسی طرح فترات اولیاء میں حکم ہے۔ پس بشک یہ فترات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بالمقابل ہیں۔ بلکہ بعض اوقات فترات اولیاء میں بتوں کی پوجا سے بھی زیادہ قبیح صورت حال واقع ہوئی کیونکہ بت پرستوں نے کبھی الہ کی نفی نہ کی۔ اپنے گمان کے مطابق صرف یہ کہا: ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى (الزمر آیت ۳) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر محض اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں) جبکہ فترات اولیاء والوں کی اکثریت میں گمراہی اور فساد مستحکم ہو گیا اور ان کے خیال اور طبائع میں محال غالب ہوا حتیٰ کہ انہوں نے افعال و اقوال میں احوال برعکس کر دیئے۔ اور انہوں نے محال پر واجب کا اور واجب پر محال کا حکم لگایا۔ موجود کو معدوم کے ساتھ اور حادث کو قدیم کے ساتھ ملحق کر دیا۔ اور بعض اس کے قائل ہوئے کہ وجود میں جو شے ہے وہی الہ ہے اور یہ کہ اس وجود حادث کا عین جو کہ جمادات۔ نباتات۔ بچھو۔ سانپ۔ جنات۔ انسان۔ فرشتے۔ اور شیطان ہیں۔ عین اللہ ہے۔ اور وہ خالق کو عین خلق قرار دیتے ہیں جو کہ خسیس و نفیس۔ مرجوم و ملعون۔ حاکم و رعایا ہیں حتیٰ کہ ابلیس بھی۔ اور یہ ایسا کلام ہے کہ اسے اہل جنون بھی پسند نہیں کرتے۔ اور نہ وہ جو اس کی محبت میں مجنوں ہو۔ اور یہ امور ہمارے زمانے میں صعید میں موجود ایک گروہ سے نقل کئے گئے ہیں۔ پس یہ لوگ اپنے درمیان اور اپنے ملحد ہم نشینوں کے درمیان ان امور کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور قتل کے خوف سے ظاہراً اس کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ابلیس خود ظاہر ہو اور اس کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا جائے تو وہ اس سے برات کا اظہار کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرے گا۔ اگرچہ وہی ان کے دلوں میں یہ خرافات ڈالتا ہے۔

مذکورہ بالا ملحدین کے متعلق شیخ علی الخواص کا فیصلہ

اور میں نے سیدی علی الخواص کی خدمت میں ان لوگوں کی بعض صفات بیان کیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ زندیق ہیں اور تمام گروہوں میں سب سے نجس ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حساب۔ عذاب۔ جنت جہنم۔ حلال حرام اور آخرت کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ نہ ہی ان کا کوئی دین ہے جس کی طرف رجوع کریں اور نہ ہی عقیدہ ہے جس پر جمع ہوں۔ اور یہ لوگ اس سے بہت فروتر ہیں کہ ان کا ذکر کیا جائے کیونکہ انہوں نے معقولات۔ منقولات۔ معانی اور ان تمام ادیان کی مخالفت کی ہے جو رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر تشریف لائے۔ اور ہم کفار کے گروہوں میں سے کسی کو نہیں جانتے جن کا عقیدہ ان کے اعتقاد جیسا ہو۔ کیونکہ نصاریٰ کے ایک طائفہ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے تو دوسرے لوگوں نے ان کی تکفیر کی۔ یہود کے ایک طائفہ نے کہا: عزیز اللہ کا بیٹا ہے تو دوسرے لوگوں نے انہیں کافر قرار دیا۔ پس انہوں نے وجود کو عین اللہ قرار نہ دیا۔

شیخ اکبر کی طرف سے حلول و اتحاد کے قائلین کا رد

اور شیخ کامل و راسخ شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلول و اتحاد کے قائلین کے رد میں بھرپور کلام فرمایا ہے۔ آپ

فرماتے ہیں کہ اتحاد کے قائل نہیں ہیں مگر اہل الحاد۔اور حلول کا قول نہیں کرتا مگر وہ جس کا دین معلول ہے۔

اور ہم نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں آپ کا کلام تفصیل سے نقل کیا ہے۔اور یہ میں نے اس نسخے میں سے نقل کیا ہے جس کا مقابلہ آپ کے قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے نہ کہ اس سے جس میں دشمنوں اور حاسدوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا ہے۔شاید ان اعداء دین کے دلوں میں شیطان نے گمراہی پر مبنی عقائد شیخ کی کتابوں میں شامل کرنے کا وسوسہ اس لئے ڈالا تا کہ اس میں وہ جاہل متصوفہ گریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔کیونکہ شیخ محی الدین اکابر اولیاء راسخین میں سے تھے۔پس بعض اوقات ابلیس نے ان سے کہا ہوگا کہ جو کچھ آپ کی کتابوں میں ہے وہ بعد میں شامل نہیں کیا گیا۔یہ تو آپ کا عقیدہ ہے۔اور انہیں دلیل میں یہی کافی ہے کہ انہوں نے اس رجل عظیم کی پیروی کی۔پس ان لوگوں کی آنکھوں میں عظیم کیا حتیٰ کہ وہ اس پر عقیدہ رکھنے میں توقف نہ کریں جو کہ آپ کی کتابوں میں شامل کیا ہوا پائیں۔حالانکہ الفتوحات المکیہ میں آپ کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چاہتا ہے کہ گمراہ نہ ہو تو وہ لحہ بھر کے لئے میزان شریعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اس پر اعتماد کرے جس پر آئمہ مجتہدین اور ان کے مقلد ہیں۔اور جو کچھ اس کے سوا ہے اسے پھینک دے۔انتہی۔پس اے بھائی! نور سے معمور اس کلام میں اپنی عقل سلیم سے غور کر تو شیخ کو اس برے عقیدے سے بیزار پائے گا جس کے ساتھ یہ جاہل لوگ وابستہ ہیں۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں حاکم ہوتا تو ہر اس شخص کی گردن اڑا دیتا جو یہ کہتا: **لا موجود الا اللہ**۔اور اس جیسے دیگر الفاظ۔کیونکہ کوئی شریعت ایسے الفاظ نہیں لائی۔اور لوگوں میں سے حقائق کا علم زیادہ رکھنے والے حضرات ہیں جو کہ اذواق۔مکاشفات۔معارف۔مخاطبات والے حضرات اور بصائر و کرامات اور خرق عادات والے لوگ ہیں۔اور ہمارے لئے ان میں سے کسی کی طرف سے منقول نہیں کہ یہ حضرات رسل علیہم السلام کی لائی ہوئی شریعت کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے۔بلکہ اگر ان میں سے کسی کا عقیدہ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے خلاف ہوتا تو ان میں سے کسی سے کوئی کرامت اور خرق عادت کا وقوع نہ ہوتا۔کرامات تو صرف اہل سنت و جماعت کے لئے ہیں۔اور اس میں طویل کلام فرمایا۔پس اے بھائی! اہل بدعت کے ساتھ نشست و برخاست سے پرہیز کر مگر انہیں طریق حق کی طرف راہنمائی کے قصد سے اور اللہ تعالیٰ تجھے رشد و ہدایت سے رکھے۔**والحمد للہ رب العالمین**۔

انعام خداوندی-قوم کے بعض اخلاق کا احیاء

میں نے قوم کے ان بعض اخلاق کو زندہ کیا ہے جو مٹ چکے تھے۔جیسے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جس نے میرے ساتھ برا سلوک کیا۔مابین کے امور کی اصلاح کے لئے مال خرچ کرنا۔حتیٰ کہ اگر میرے جبہ یا عمامہ کے سوا کچھ نہ ہو تو اسے خرچ کر دیتا ہوں اگر صلح اس پر موقوف ہو۔اور اس قدم پر سیّدی شیخ محمد الشناوی اور شیخ عبدالحلیم تھے۔اور ان دونوں کے بعد اس خلق کو عمل میں لانے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ایک دفعہ میں نے اپنا بنفسجی جبہ سیّدی محمد بن الغمری کو دیا۔دوسری دفعہ اپنا جبہ سیّدی زین بن سیّدی علی المرصفی کو دے دیا جس پر چونتیس اشرفیاں صرف ہوئی تھیں۔اور یہ ان دونوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان اصلاح کے لئے تھا جبکہ نفس نے اس کی اتباع نہ کی۔پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔

والحمد للّٰه رب العالمين۔

احسان خداوندی۔معاصر علماء اولیاء کی باہمی تفضیل پر جزم نہ کرنا

علماء واولیاء زمانہ میں سے کسی کو دوسرے پر جزم کے ساتھ فضیلت نہ دینا۔ بلکہ ہر اس شخص کے ساتھ ادب واجب ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مراتب میں سے کسی مرتبہ پر قائم فرمایا ہو۔ رہے ان کے حقائق اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کا انہیں فضیلت دینا تو ہمیں اس کا علم نہیں اور افضلیت ظاہرہ سے افضلیت باطنہ لازم نہیں ہوتی۔ اور ہمارے لئے ہماری اپنی حیثیت کے اعتبار سے صرف یہی ہے کہ سب سے محبت کریں اور ہم میں سے اولی الامر کی طاعت کے لئے وہیں ٹھہریں جہاں اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے۔ برابر ہے کہ وہ حکام ہوں یا اولیاء۔ اور حدیث میں ہے التقوی ههنا تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے قلب کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ہمیں کوئی علم نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور دوسری حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں علم الحقائق اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹاتے میں کفایت ہے۔ بلا شفقت قلبہ۔ یعنی تو نے اس کا قلب کیوں نہ چیرا اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے فقراء کے متعلق بدگمانی کی ہو اور اس نے کبھی خیر پائی ہو۔ انتہی۔

اور ان احسانات کے بیان میں ابو عبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ جس نے کسی عارف باللہ یا ولی اللہ کی شان میں تنقیص کی اس کے قلب میں زہر آلود تیر پیوست کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتا حتیٰ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہو جاتا ہے۔ انتہی۔ اور یہ احسان مختلف عبادات کے ساتھ کئی مرتبہ پہلے گزر چکا ہے۔ فالحمد للّٰه رب العالمين۔

احسان خداوندی۔اخفاء اسرار

میں ان اسرار کے چھپانے میں سلف صالح کی اقتداء کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے عطا کئے گئے۔ چنانچہ میں ہر آیت یا حدیث یا اثر میں ایسے اسرار پہچانتا ہوں جو کتاب میں لکھے نہیں جاتے۔ اور امام علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں۔ آہ۔ یہاں علوم کا ہجوم ہے۔ اے کاش ہمیں ان کا تحمل کرنے والا مل جائے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ علم پڑھایا ہے کہ اگر اسے ظاہر کروں تو یہاں سے یہاں تک خون آلود کر دیا جائے۔ اور اپنی ریش اور گردن کی طرف اشارہ فرمایا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کی دو تھیلیاں حاصل کی ہیں۔ ایک کو میں نے آپ لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ رہی دوسری تو اگر اسے ظاہر کروں میری رگ شاہ کاٹ دی جائے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ اے مرے رب اگر جوہر علم کو ظاہر کروں تو مجھے کہا جائے گا کہ تو بت پرست ہے۔ اور اہل اسلام میرا خون حلال قرار دیں اور اپنے انتہائی قبیح عمل کو اچھا قرار دیں۔

علم الاسرار میں اور اس کے متعلق اہل اللہ کے اقوال

اور شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ تعالیٰ شریف المکی سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے فرمایا کہ وہ سفر عمرہ میں ایک فقیر عجمی کی معیت میں جا رہے تھے۔ پس اس نے اسرار میں سے کوئی بات کی تو اس کا سر کندھوں سے اکھڑ گیا۔ چنانچہ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ لوگ مجھ

سے اس کا مطالبہ کریں گے۔ میں اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اھ

حضرت امام علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال کی وضاحت

اقوال امام علی بن ابی طالب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح لوگوں میں سے بعض نے خرق عادات کا انکار کیا کیونکہ اس نے یہ دیکھے نہ سنے۔ اور اس کے پاس اس کے متعلق ایمان ہے نہ تصدیق جس سے وہ صادر ہوئیں۔ جس طرح کہ کفار سے یہی کچھ واقع ہوا ہے جب وہ بتوں کی پوجا پر جے رہے۔ اور انہوں نے رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا دین ترک کر دیا۔ پس اسی طرح ہر عارف کے زمانے والے ہیں جب وہ ایسے علوم ظاہر کرتا ہے جن کا ادراک عقلیں نہیں کر سکتیں۔ اور ان تک فہموں کی رسائی نہیں جن کا قیاس کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی لوگوں کی عادات میں داخل ہوتے ہیں تو لوگ اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ زندقہ کی تہمت لگاتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے اسرار ظاہر کرتا ہے اس کی جزا قتل بالسیف ہے۔ جس طرح کہ بادشاہوں کی عادات ہیں کہ جو ان کے اسرار ظاہر کرے اسے قتل کر دیتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کی عقلوں کی مقدار کے مطابق خطاب کروں۔

علم الاسرار کے متعلق ابو عبداللہ القرشی کا قول اور اس کی توجیہہ

اور شیخ عبدالعزیز التوفی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ شیخ ابو عبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین میں سے ہیں حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مریدین نے شیخ ابو عبداللہ القرشی سے کہا: یا سیّدی! آپ ہمارے لئے حقائق میں سے کوئی چیز کیوں بیان نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: آج میرے کتنے مرید ہیں؟ انہوں نے کہا کہ چھ سو افراد ہیں۔ فرمایا ان میں ایک سو چن لو۔ چن لئے۔ پھر فرمایا ان میں سے بیس حضرات چن لو۔ پھر فرمایا ان میں سے چار چن لو۔ چنانچہ یہ چار حضرات چن لئے گئے شیخ قطب الدین قسطلانی۔ شیخ عماد الدین۔ ابن الصابونی اور قرطبی۔ اور یہ حضرات مکاشفات وخوارق والے تھے۔ پس شیخ نے فرمایا: واللہ اگر میں تمہارے سامنے اسرار وحقائق میں سے کوئی چیز کہہ دوں تو میرے قتل کا سب سے پہلے فتویٰ دینے والے یہی حضرات ہوں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حقائق واسرار کا علم۔ سرّ قدر وجبروت کے علم سے ہے اور اس کا ظاہر کرنا اللہ عزوجل کے ساتھ کفر ہے۔ اور علماء پر واجب ہے کہ اس کے کفر کا فتویٰ دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت مطہرہ کی حفاظت کے لئے ظاہر میں بطور عبادت ان کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ اور انہوں نے جو علم کا مطالعہ کیا ہے اس میں انہیں اس ولی کی تصدیق لازم نہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میرے قتل کا فتویٰ دیں گے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ مجھے قتل کر دیں گے۔ نیز اسرار الٰہیہ جو کہ قلوب عارفین میں بطور امانت رکھے گئے ہیں وہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اور یہ عہد وعقد ہے۔ اور ان سے عہود وعقود پورے کرنے اور اہل لوگوں کی طرف امانتیں لوٹانے کا مطالبہ کیا گیا ہے نہ کہ نااہلوں کی طرف اور اگر صاحب اسرار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو وہ انہیں ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو تصریح کی بجائے تلویح یعنی اشارہ کرنے کی قوت عطا کرے جیسے سیّدی محمد البکری (اللہ تعالیٰ انہیں حاسدوں کی نظروں سے محفوظ رکھے) تو اس کا کوئی حرج نہیں کیونکہ صاحب تلویح کے حال کے متعلق جزم پر علماء کبھی قادر نہیں ہوتے۔ اور موازینی شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ موالیا کے کلام میں ہے:

کائنات میرے نزدیک ہجوم کئے ہوئے ہے جیسے ہوا میں ذرات جنہیں بقا نہیں۔ وصف فنا کو تصریحاً بیان کر دیا گیا۔ لیکن حقائق کا

سمندر وسیع ہے۔ تکو تخ چاہتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ کامل عارفین سے سر ربوبیت کا افشاء واقع نہیں ہوتا پھر اگر حضور یا غیبت یا غلبہ حال میں اس کا وقوع ان سے متصور ہو تو قتل حاصل ہوگا۔ کیونکہ غیرت الٰہیہ اس کا تقاضا کرتی ہے جس طرح کہ اسرار ملوک کے متعلق پہلے گزر چکا ہے اور قرآن عظیم کی بعض سورتوں کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کے رمز ذکر کرنے میں باوجودیکہ اظہار پر قادر ہے اس کے لئے قناعت ہے جو کہ قناعت کرسکتا ہو۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں کا حمایتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سچے اور جھوٹے اہل دعویٰ کی پہچان

میں سچے اور جھوٹے دعوے کرنے والوں کو پہچان لیتا ہوں۔ اور یہ ان علامات کی وجہ سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ مجھے الہام فرماتا ہے حتیٰ کہ یہ میرے نزدیک علم ضروری کی طرح ہے۔ اور ایک دفعہ میرے پاس ایک کمزور جسم شریف (سید) عمامہ پہنے ہوئے آیا جس کے رخ پر نقاب تھا۔ پس اس نے میرے ساتھ ان علوم میں کلام کیا جنہیں سوائے مہدی علیہ السلام کے کوئی نہیں جانتا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ وہی ہے۔ اور یہ کہ اس کے ظہور کا وقت قریب آ لگا ہے لیکن مجھے اس کا امر واضح نہ ہوا۔ کہنے لگا کیا آپ کے پاس اس کی تصدیق نہیں ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ باوجودیکہ وہ نوجوان بارعب اور باجمال تھا۔ پس میں نے اسے کہا کہ تیری آواز کسی شریف (یعنی سید) کی آواز نہیں۔ جبکہ امام مہدی یقیناً شریف ہیں۔ پس اس نے اپنے رخ سے نقاب کھولا اور کہنے لگا: آپ سچے ہیں۔ میں نے مغرب میں کثیر مخلوق کا امتحان لیا۔ پس انہوں نے میری تصدیق کی کہ میں مہدی اکبر ہوں۔ اور کہنے لگے کہ مہدی ظاہر ہو گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے اس پر کس چیز نے انگیخت کی۔ تو کہنے لگا تا کہ مہدی ان کے قلب میں رہے کیونکہ اس کے ظہور کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اور میرے اس قول سے کہ میں مہدی ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی ہدایت بخشی ہے۔

مہدی ہونے کے مدعیوں کے واقعات

اور شیخ عبدالعزیز التوفی رحمہ اللہ تعالیٰ حکایت بیان کرتے ہیں ملک کامل کے دور میں ایک خوبصورت فقیر آ نکلا جو کہ علوم ظاہرہ اور باطنہ سے واقف تھا۔ اور شریف تھا۔ اور اس کے احوال جلیل القدر تھے۔ اور اس نے ایک کتاب تصنیف کی تھی جس میں ذکر کیا کہ وہ مہدی ہے۔ پس وہ سلطان کے پاس آیا تو ملک کامل نے اسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مہدی کا ظہور صفا و مروہ کے درمیان ہوگا اور لوگ حجر اسود کے پاس اس کی بیعت کریں گے۔ اس نے سلطان سے کہا کہ آپ ناواقف ہیں۔ صفا و مروہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد علماء و فقراء ہیں۔ ان کے درمیان سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو مہدی ہوگا۔ اور وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور صفا و مروہ سے آپ کی مراد پکی اینٹیں اور پتھر نہیں ہیں۔ پس سلطان نے اس پر تشویش کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ حکم دیا کہ اسے سامان وغیرہ مہیا کر کے دیار مغرب کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اہل مغرب سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس کا سر باب مراکش پر لٹکا ہوا دیکھا۔

شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن تومرت نے جب مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے ہاتھوں کثیر مخلوق نے

ہدایت حاصل کی۔ اور اس کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو کہ دین اسلام اور موت کے بعد اٹھنے کے منکر تھے۔ چنانچہ اس نے ایک حیلہ کیا اور ایک جماعت کو زرکثیر دیا۔ اور یہ کہ وہ قبروں میں داخل ہوں اور انہیں اپنے اوپر چھت کی طرح بنالیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ ان منکرین کو گروہ در گروہ وہاں لانے لگا۔ اور ان قبروں والوں کو ندا دیتا کہ کیا تم نے دین اسلام کو برحق پایا؟ کیا تمہارے پاس منکر نکیر آئے؟ پس وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہاں ہم نے اسے برحق پایا۔

اور سرزمین مغرب میں یہ امر رونما ہوتا رہا۔ اور شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے بحمداللہ شیخ حسن العراقی سے ملاقات کا شرف پایا ہے جو کہ مصر میں برکتہ رطلی پر ٹیلے پر مدفون ہیں۔ اور آپ نے میرے پاس ذکر فرمایا کہ وہ برحق امام مہدی سے ملے ہیں اس کے بعد کہ آپ پورا سال اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ ان سے ملاقات کا شرف عطا فرمائے۔ اور آپ نے مجھے فرمایا کہ امام مہدی کا چہرہ اپنے جد اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک جیسا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور زیادہ پر رونق اور پرکشش ہے۔ اور مجھے شیخ حسن نے یہ بھی کہا کہ میں نے آپ سے ان کی عمر کے متعلق پوچھا تو فرمایا مجھے چھ سو سال سے کچھ اوپر ہو چکے ہیں۔ اور امام مہدی سے جدا ہونے کے بعد اب تک ایک سو سال ہو چکا ہے۔ اور آپ حضرت امام حسن العسکری کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے مجھے اسی طرح امام مہدی کے متعلق خبر دی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ کیونکہ مجھے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ کو پہچان لوں۔

پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ معذوروں پر شفقت اور ان کی خدمت

میں یتیموں۔ اندھوں۔ کوڑھیوں۔ لنگڑوں اور ان سب پر کثرت سے شفقت کرتا ہوں جو آفت رسیدہ ہوں خصوصاً اگر وہ میرے پڑوس میں رہتے ہوں۔ حتیٰ کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ میرے سارے پڑوسی اندھے۔ لنگڑے اور شکستہ گان ہوں۔ اور اس قدم پر سیّدی احمد الرفاعی اور شیخ عثمان الحطاب وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حتیٰ کہ سیّدی شیخ احمد الرفاعی ان کتوں کے پیچھے ان کے علاج کے لئے چکر لگایا کرتے تھے جنہیں کیڑے پڑے ہوں۔ کئی دفعہ کتا آپ سے بھاگ جاتا تو آپ اس کے پیچھے چلتے اور اس کی خاطر نرم روی اختیار فرماتے اور فرماتے: اے مبارک میں تو صرف تیرا علاج کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ احمد الرفاعی اور معذوروں کی خدمت

اور آپ کوڑھیوں اور عدیم الاعضاء لوگوں کے گھروں میں جاتے۔ ان کے کپڑے دھوتے۔ ان کے سروں اور کپڑوں سے جوئیں نکالتے ان کے پاس کھانا اٹھا کر لے جاتے۔ ان کے ساتھ مل کر کھاتے اور ان کے ساتھ ہم نشینی کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے لئے عافیت کی دعا کرتے۔ اور ان سے دعا کے طالب ہوتے اور فرماتے کہ ان کی زیارت اور خدمت واجبات سے ہے۔ اور یہی سلوک اندھوں۔ بیماروں اور لنگڑوں کے ساتھ کرتے اور نصاریٰ کی بوڑھی عورتوں اور بیواؤں کی حاجات پوری کرتے۔ اور ان کی خدمت کرتے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کثیر مخلوق آپ کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئی۔ اور وہ آپ کو ابوالایتام اور ابوالمساکین کہتے۔ بسا اوقات فقراء میں کسی کی بیماری کی خبر سنتے جو کسی دوسرے شہر میں ہوتا تو وہاں جا کر اس کی بیمار پرسی کرتے اور خدمت

کرتے۔ پھر دو یا تین دن کے بعد واپس آتے۔ اور شارع عام میں اس قصد سے کھڑے رہتے کہ اندھوں کی راہنمائی کریں۔ پس جب ان میں کسی کی راہنمائی کرتے تو اس کی دست بوسی کرتے اور اس سے دعا طلب کرتے۔ اور ان بوڑھوں کی خبر گیری کرتے جو کہ بیت الخلاء جانے سے عاجز ہو جاتے اور اپنے کپڑوں پر ہی بول و براز کر دیتے۔ پس ان کے کپڑے اتارتے۔ دھوتے۔ خشک کرتے پھر انہیں پہناتے۔ اور ان کے پڑوسیوں کو ان کی خبر گیری کی نصیحت کرتے۔ اور فرماتے کہ مخلوق خدا پر شفقت ان اعمال میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ خلق سب کی سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے۔

یتیم پر انتہائی شفقت کا انداز

اور آپ کے پاس ایک یتیم تھا جس کے ماں باپ دونوں ہی نہ تھے۔ پس وہ دوران ورد و وظیفہ یا مجلس وعظ میں آپ کے پاس آ جاتا اور آپ سے کھانے کی کوئی چیز یا کھیلنے کے لئے کوئی چیز طلب کرتا۔ پس شیخ کھڑے ہو جاتے اور وہ جو کچھ طلب کرتا اس کے لئے مہیا کرتے پھر لوٹتے۔ قریب نہ تھا کہ یتیم کی اس کی طلب میں مخالفت کرتے۔ اور آپ کے ہم عصر مشائخ فرمایا کرتے تھے کہ احمد بن الرفاعی کو جو مقامات حاصل ہوئے ہیں وہ خلق پر آپ کی کثرت شفقت اور اپنے آپ کو عاجز کرنے کی وجہ سے ہیں۔ پس اے بھائی! اسے جان لے۔ مخلوق خدا پر شفقت کر خصوصاً ان پر جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ تیرے معاملات کی تدبیر اور تیری معاونت فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ فقراء یا علماء کا ادب

میں فقراء یا علماء میں سے کسی کے سامنے سے سوار ہو کر نہیں گزرتا مگر انتہائی شرم میں ہوتا ہوں۔ اور کثرت سے اس کے نعلین میں اس کی قدم بوسی کرتا ہوں۔ خصوصاً جبکہ وہ ناپسند کرتا ہو۔ اور فقراء میں سے قلیل ہے جو ایسا کر سکے۔

شیخ احمد بن الرفاعی کا قطبیت میں مقام اور عالی حوصلگی

اور یہ سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلق میں سے تھا جس طرح اس سے متصل پہلے احسان میں مذکور ہے۔ اور ایک جماعت نے شیخ ابوالمنذر المهجارجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیّدی احمد بن الرفاعی کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے کہ میں آپ لوگوں کے لئے ان کے حال کی شرح نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے احوال میں سے کچھ تو ضرور بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں جس نے اپنے نفس کے لئے کبھی کسی مقام کا اعتراف کیا نہ قدر و منزلت کا۔ جسے اپنے رب کے سوا دل میں کچھ کھٹکا نہیں۔ جو ایک دن بھی دنیا کی کسی چیز کے ساتھ اپنے نفس کے لئے ناز و نعمت حاصل کرنے پر راضی نہ ہوا۔ جب بھی عند اللہ اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا تو اسے دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور خلق کے لئے اس کی عاجزی اور مسکنت میں اضافہ ہوا۔ اور مشائخ فرماتے تھے کہ ہمارے اس دور میں قدر و منزلت کے اعتبار سے اعظم الاولیاء شیخ احمد بن الرفاعی بطیحہ میں اور ابو محمد بن عبد اللہ بصرہ میں ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کون اعلیٰ ہے تو انہوں نے کہا کہ احمد بن الرفاعی۔ آپ زمین میں قطب الاقطاب تھے۔ پھر قطبیت سادات کی طرف منتقل ہوئے۔ پھر ساتوں آسمان آپ کے پاؤں میں پازیب کی طرح ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ اپنے نفس کی کثرت ذلت سے اس راہ

چلے کہ آپ کے سوا کوئی اس راہ نہیں چلا۔ پھر ہمیں علم نہیں کہ اس کے بعد آپ کی کہاں تک رسائی ہوئی۔

شیخ سالم سلماباذی کی تلخ کلامی اور شیخ احمد بن الرفائی کا حوصلہ

اور شیخ سالم سلماباذی اور ان کے مرید کثرت سے سیّدی احمد بن الرفائی پر سخت تنقید کرتے تھے۔ ایک دفعہ سرراہ سیّدی احمد کی آپ سے ملاقات ہوگئی جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے اکابر مریدین تھے۔ پس جیسے ہی سیّدی احمد نے انہیں دیکھا اپنی سواری سے نیچے اترے۔ اپنا سر کھولا اور ان کے لئے زمین بوسی کی۔ اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ اگر یہ حضرات مجھ سے سخت کلامی کریں تو صبر کرنا۔ پس جب آپ نے سلماباذی کی دست بوسی کی اور پاؤں کو بوسہ دیا جبکہ وہ سوار تھے تو انہوں نے درشت کلامی کی اور برا بھلا کہا۔ اور کہا: اے کانے! اے دجال! اے حرام کو حلال قرار دینے والے! اے قرآن کو بدلنے والے! اے ملحد! حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا: اے کتے! اس سب کچھ کے باوجود سیّدی احمد بن الرفائی آپ کی دست بوسی کرتے رہے۔ اور کہتے رہے: یا سیّدی! اپنی فضیلت کا صدقہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ میں آپ کا خادم ہوں۔ اور آپ کی بردباری میں میرے لئے گنجائش کرے۔ پس جب ان کی طرف سے سیّدی احمد پر سب وشتم طول پکڑ گئی تو اپنی سواری سے اتر کر فرمایا: اے احمد! اس سے اوپر میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں۔ میرے لئے تیرے بارے میں کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ پھر فرمایا: اے احمد واللہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ اور میں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا مگر صرف اس لئے کہ آپ کے نفس کی انکساری کا امتحان کروں اور دیکھوں کہ عزت نفس آپ کو قابو کرتی ہے؟ پس آپ کا ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوا۔ پھر فرمایا: اے احمد! آپ نے اپنی انکساری اور مسکنت کی کثرت کی وجہ سے تمام مشائخ کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور عنقریب دولت آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے قیامت تک ہوگی۔ پس سیّدی احمد نے آپ سے کہا: یا سیّدی! یہ سب کچھ آپ کی برکت سے اور مجھ پر آپ کی نظر کی بدولت ہے۔

سیّدی احمد کے خادم یعقوب نے کہا کہ پھر سیّدی احمد نے آپ کی قدم بوسی کی اور ہم واپس لوٹے جبکہ ہم سیّدی احمد کے سات ان کی بدسلوکی پر غصے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے تھے۔ پس سیّدی احمد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں فرمانے لگے: یہ سب کچھ خیر ہے۔ اس نے جو کچھ پاس تھا ظاہر کر دیا۔ اور اگر اس کے پاس باقی رہتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔ اور ہم گنہگار ہوتے کہ اس میں ہم سبب بنتے۔ پس ہم نے اسے اس سے راحت بخشی جو اس کے سینے میں ہماری طرف سے تھا۔

بستی کی تلخ کلامی اور شیخ احمد کا حوصلہ

اور شیخ ابراہیم الاعزب فرماتے ہیں کہ بستی، سیّدی احمد کے خلاف سخت سست کہتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کی طرف رقعہ لکھا جس میں لکھا تھا اے کانے! اے دجال! اے مبتدع۔ اے وہ جس نے مردوں اور عورتوں کے درمیان اجتماع کیا۔ کلب ابن کلب۔ آپ نے اسے جواب لکھا کہ اپنے قول میں آپ سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پس اے بھائی! مجھے اپنی دعا سے محروم نہ رکھنا۔ آپ کے حوصلہ میں میری گنجائش ہو۔ اور اس کا عنوان یہ لکھا: لاشی احیمد کی طرف سے سیّدی شیخ محتشم مکرم البستی کی طرف۔ جب رقعہ بستی کو ملا تو سخت نادم ہوئے۔ اور اپنے علاقے سے جدھر منہ ہوا بھاگ نکلے۔ پس کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں گئے۔ اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سیّدی احمد عجز و انکساری میں ایسے مسلک پر چلے ہیں کہ اس سے مردان راہ قاصر ہیں۔

شیخ عبداللہ الہندی کی تلخ کلامی اور سیّدی احمد کا حوصلہ

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدی احمد کے خادم یعقوب تک اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جب بھی مجھے شیخ عبداللہ الہندی سے ملاقات ہوتی تو مجھے کہتے کہ یہ پیغام اپنے شیخ کی طرف لے جا اور اسے کہنا: اے ملحد! اے باطنی! وغیر ذالک۔ میں اپنے شیخ سیّدی احمد کو بتا دیتا تو آپ فرماتے کہ اس سے کہنا کہ آپ نے سچ کہا۔ پھر چند درہم عطا فرماتے۔ آپ کا میرے ساتھ یہی دستور تھا۔ پھر آپ شیخ عبداللہ کو ہدیے اور تحفے بھیجتے تو اس کی وجہ سب وشتم میں اور اضافہ ہو جاتا۔ جب شیخ عبداللہ پر اس امر نے طول کھینچا تو سیّدی احمد کی خدمت میں حاضر آئے۔ پابوسی کی۔ سرننگا کیا اور شدید گریہ زاری کی۔ سیّدی احمد ان کے آنسو صاف کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ اے بھائی! خیر ہے۔ بیشک تو نے اسے باہر نکالا جس کا چھپانا تجھے اذیت دیتا اور ہم نے تیری وجہ سے خیر کا کسب کیا۔ پھر آپ نے سیّدی احمد سے سوال کیا کہ ان سے عہد لیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور وہ آپ کے نہایت عزیز مریدین میں سے ہو گئے۔

پس اے بھائی! ان اخلاق پر غور کر اور اس سیّد کی اقتداء کر اور اس کی نعل بوسی کر جو تجھے ناپسند کرتا ہے۔ اور تجھے برا بھلا کہتا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ صالحین میں سے ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا حمایتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ بادشاہوں اور حاکموں کے قرب سے کراہت

میرا نفس بادشاہوں اور حاکموں کے قرب کو ناپسند کرتا ہے مگر جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے کشف تام عطا فرمائے کہ مجھے ان کے مقام کی بلندی کا علم ہو جائے۔ پس ان کا شیخ اپنے غیر پر مقام کی بلندی میں نہیں ہوتا مگر انہیں کی سرشت پر۔ پس فقیر کا شیخ راحت میں جبکہ حاکم کا شیخ مشقت اور خجالت میں ہے۔ کیونکہ حاکم جب بھی اس سے کہتا ہے کہ مجھے بتائیں کہ میری حاکمیت کی مدت کتنی باقی رہ گئی ہے۔ یا میرا فلاں دشمن کب معزول ہوگا۔ یا کیا بادشاہ اس بیماری سے اٹھے گا یا نہیں؟ وغیر ذالک۔ پس اگر اس کا مشہد محو سے لوح محفوظ نہیں ہوگا تو وہ شرم سار اور رسوا ہوگا اور حاکم کی نظر سے گر جائے گا۔ پس جب پاشاہ مثلاً فقیر کو اپنے ہاں سے دھتکار دے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

ابو جعفر منصور ابن ابی ذئب کی صحبت میں

اور ابو جعفر منصور نے ابن ابی ذئب کی صحبت کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: اس شرط پر کہ تو میری نصیحت قبول کرے۔ ابو جعفر نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ پس آپ نے اسے صحبت کا شرف بخشا۔ ایک دن ابو جعفر نے آپ سے کہا کہ آپ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا: تو رعیت میں عدل نہیں کرتا۔ اور تقسیم میں برابری نہیں کرتا۔ ابو جعفر کا چہرہ متغیر ہو گیا اور ابن ابی ذئب سے رخ بدل گیا اور آپ کی صحبت برداشت نہ کر سکا۔ پس جو بادشاہوں کی صحبت کرے اس کے لئے ایسا حال ضروری ہے جو اس وقت اس کی حفاظت کرے جب وہ ان میں سے کسی کو نصیحت کرے۔

سلطان یعقوب اور شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور ہمیں ارض مغرب کے سلطان یعقوب کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو بادشاہی کی خاطر قتل کر دیا۔ پھر نادم ہوا اور

کسی ایسے شیخ کی جستجو کرنے لگا جس کے ہاتھ پر توبہ کرے اور وہ اسے ایسے امر کی طرف راہنمائی کرے جس کی وجہ سے اس گناہ کا کفارہ ہو جائے۔ پس لوگوں نے اسے شیخ ابومدین کا پتہ دیا اور آپ وقت بجایہ میں تھے اور یعقوب تلمسان میں تھا۔ پس یعقوب نے اپنے ایلچی بجایہ کی طرف بھیجے تاکہ اس کے پاس شیخ ابومدین کو لے آئیں۔ آپ نے قبول کیا اور فرمایا کہ ولی امر کے حکم کی تعمیل سر آنکھوں پر۔ لیکن میرے اور اس کے درمیان اجتماع نہیں ہوگا کیونکہ میں تلمسان میں جس گھڑی پہنچا فوت ہو جاؤں گا۔ جب وہاں پہنچے تو آپ نے یعقوب کے قاصدوں سے فرمایا: اس سے سلام کہنا اور کہنا تیری شفاء ابوالعباس المرسی کے ہاتھ پر ہے۔ اور تیرا نفع ان کے ہاتھوں پر ہے۔ قاصدوں نے اسے اس معاملہ سے باخبر کیا۔ شیخ ابومدین تلمسان میں واصل بحق ہو گئے۔ چنانچہ یعقوب نے بہت جلد شیخ ابوالعباس المرسی کی تلاش شروع کر دی اور ہر سمت اپنے ایلچی بھیجے یہاں تک کہ وہ آپ کو پانے میں کامیاب ہو گئے۔ پس آپ نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس کی ملاقات کی اجازت طلب کی۔ پس اس کے متعلق انشراح پایا۔ اور یعقوب کی طرف تشریف لے گئے۔ یعقوب انتہائی خوش ہوا۔ پھر بادشاہ نے ایک مرغی ذبح کرنے کا حکم دیا اور دوسری کا گلا گھونٹنے کا۔ اور انہیں پکایا۔ اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا اور آپ کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گیا۔ شیخ ابوالعباس نے جب دونوں کی طرف نگاہ ڈالی تو خادم کو حکم دیا کہ وہ مرغی اٹھالے جس کا گلا گھونٹا گیا تھا اور فرمایا کہ یہ مردار ہے اور فرمایا کہ اگر دوسری مرغی ناپاک شوربے کی وجہ سے نجس نہ ہوگئی ہوتی تو اس سے کھالیتا۔

پس یعقوب نے خود کو آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے آپ کو حضرت کی خدمت میں بطور خادم پیش کیا اور آپ کے ہاتھ پر سلوک طریق کیا پھر ملک غرب چھوڑ دیا اور سیاحت اختیار کی۔ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر شیخ ابوالعباس رحمہ اللہ تعالیٰ گلا گھونٹی مرغی کے متعلق کشف نہ ہوتا تو سلطان کبھی آپ کا معتقد نہ ہوتا اور آپ کی شاگردی اختیار نہ کرتا۔ پس ہم جیسوں کا امراء میں سے کسی کا شیخ ہونے کی طلب کرنا حماقت اور جہالت ہے۔ حالانکہ اسے کوئی کشف حاصل نہیں۔ پس ہر حال میں اللہ رب العالمین کے لئے حمد وثناء ہے۔

انعام خداوندی۔ میریدین کی کثرت طلب نہ کرنا

میں اپنے معاصرین کی بہ نسبت کثرت مریدین طلب نہیں کرتا مگر جبکہ میرا نفس معاصرین کی مجموعی تکلیف سے زیادہ تکلیف کے تحمل کے لئے تیار ہو۔ کیونکہ کثرت رنج تابع ہے کثرت مریدین کے۔ کیونکہ اولیاء رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ہیں۔ پس جس طرح رسل علیہم السلام پر ان کی امتوں کی کثرت کے مطابق رنج وتکلیف عظیم ہوتا ہے اسی طرح اولیاء کے لئے رنج والم ان کے مریدین کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکالیف سے عظیم تھی۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبی کو اس قدر اذیت نہیں دی گئی جس قدر مجھے ایذاء پہنچائی گئی۔ اور معلوم ہے کہ آپ کے علاوہ کسی کو آرا چلایا گیا تو کسی کو قتل کیا گیا اور قسم قسم کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اس کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اذیتیں دی گئیں بہت بڑی ہیں۔ کیونکہ جس طرح آپ کا دین کامل کیا گیا تکالیف بھی کامل تھیں کیونکہ آپ سب لوگوں کے لئے رسول بنائے گئے لیکن چونکہ بلندی میں آپ کا مقام دوسروں سے اعظم تھا آپ کی ذات عالی پر کوئی بڑا امر ظاہر نہیں ہوا۔ اور آپ کی قوم کی طرف سے جو اذیت آپ پر ظاہر ہوئی اس کی غایت ان کی طرف سے آپ کی تکذیب۔ جبین اقدس کو زخمی کرنا۔ در دنداں پر چوٹ لگانا۔ سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت پاک پر اوجھڑی رکھنا وغیرہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا معنی کہ کوئی نبی اتنا نہیں ستایا گیا جتنا مجھے ستایا گیا یہ ہے یعنی چونکہ

میری دعوت عام ہے پس مجھ پر میری ساری امت کی تکلیف کا حزن وملال جمع ہو گیا پس میرے لئے میرا مقام ابتلاء کامل ہوا جس طرح میری وجہ سے دین کامل ہوا۔ پس وہ تمام رنج جو امتوں میں پھیلا ہوا تھا میرے لئے جمع ہو گیا اور مجھے اس میں مبتلا کیا گیا۔ پس کسی پر میرے رنج جیسا رنج نہیں کیونکہ پوری انسانیت کی طرف میرے سوا کوئی رسول نہیں بھیجا گیا۔

مااوذی نبی کمااوذیت کامفہوم شیخ علی الخواص کی نظر میں

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انبیاء میں سے کسی نبی کے لئے جاری ہونے والی اذیت اور تکلیف کے متعلق سنتے تو اس کے ساتھ متصف ہوتے۔ اور اپنی ذات میں وہ رنج والم۔ اور غیرت علی الدین پاتے۔ اور آپ کے ساتھ اپنے ایمان والے پیروکاروں کے لئے اسی طرح کی شفقت ورحمت قائم ہوتی جو تمام رسل علیہم السلام کو حاصل ہوتی۔ پس تیرے لئے حدیث ما اوذی نبی کما اوذیت کا معنی منکشف ہو گیا اور احتمال ہے کہ آپ اس دکھ سے بھی زیادہ شدید دکھ محسوس کرتے جو اس نبی کو پہنچایا گیا جس کا واقعہ آپ کے لئے بیان کیا گیا کیونکہ آپ کا مقام نہایت بلند ہے۔ اور آپ کثرت سے دکھ محسوس کرنا اس اخوت کی محبت کی بنا پر ہے جو کہ آپ کے اور ان رسل علیہم السلام کے مابین تھی۔ پس بیشک انسان اپنے بھائی کی تکلیف سے اجنبیوں کی تکلیف سے زیادہ دکھ محسوس کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ داعی الی اللہ تعالیٰ حضرات میں سے جو بھی پیروکاروں کی کثرت طلب کرتا ہے اسے چاہئے کہ کثرت بلا کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ اس کی تکلیف اس کے پیروکاروں کی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت مقدار کے مطابق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی سعادت مندی

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام میرے بیٹے عبدالرحمٰن کی سعادت۔ اس کا حسن فہم وعقل اور میرے حکم کی ایسی تعمیل ہے جس طرح مرید تعمیل کرتے ہیں۔ اور میری یوں تعظیم کرتا ہے جس طرح اجنبی تعظیم کرتے ہیں۔ اور کسی فقیر کی اولاد سے ایسا کم ہی صادر ہوتا ہے۔ پھر اگر ان میں سے کسی سے ایسا رونما ہو تو وہ مقام میں اپنے والد سے اعظم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے والد کے ان فوائد کو حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی عمر کے اواخر تک کثرت مجاہدہ کی وجہ سے حاصل ہوئے۔ پس وہ کسی تھکاوٹ اور مشقت کے بغیر ان پر عمل کرتا ہے۔ پس مقام علم عمل میں اپنے والد کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے والد کے لئے صرف شیخ ہونے اور فیض پہنچانے کا مقام باقی رہ جاتا ہے اور بس۔ اور یہ ایک آسان امر ہے۔ اور میں نے اپنے اس بیٹے سے کئی فوائد وآداب کا استفادہ کیا ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنے فضل سے مزید عطا فرمائے۔ اور فقراء اپنی اولاد کی طرف تلخ گھونٹ پیتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے طریق قوم کے سلوک کی قلت دیکھتے ہیں۔ اور سیدی شیخ احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے سیدی احمد کو تلقین فرماتے۔ تخلیہ کراتے مگر اسے وہ کچھ حاصل نہ ہوتا جو اس کے علاوہ دوسروں کو ہوتا۔ پس ایسے فرماتے: واللہ اے بیٹے تو مجھے بہت پیارا ہے لیکن یہ ایک تقسیم ہے جو کہ ہو چکی۔ اور اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو کسی کو تجھ پر مقدم نہ کرتا۔

اصلاح اولاد کے متعلق تمنائے فقراء

اور اسی طرح میں نے اپنے شیخ علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا کہ اپنی اولاد میں سے بعض کے طریق قوم کا سلوک نہ کرنے اور نفع یاب نہ ہونے پر نہایت افسوس کرتے۔ باوجودیکہ اجنبی مسافر آتے۔ شیخ سے فیضیاب ہوتے اور مبلغ رجال تک رسائی حاصل رتے۔ اور جب شیخ محمد منیر کے وصال کا وقت قریب آیا آپ کا بیٹا سیّدی علی مجذوب کی طرح تھا۔ جبکہ آپ کا قلب اس کے ساتھ معلق تھا۔ جو ولی بھی آپ کے پاس آتا تو اس سے کہتے کہ میرے بیٹے علی پر توجہ کریں۔ جب اس کے والد کا وصال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اخلاق محمدیہ۔ علوم شرعیہ۔ مراتب عالم کی معرفت بافراغت عطا فرمائے۔ اور وہ آیات الٰہیہ میں سے ایک آیت ہو گئے۔ اور فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فقیر کے بیٹے کو توفیق عطا فرمائے تو وہ اپنے والد سے اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے۔ پس اسے توفیق نہ ملے تو ملامت والد پر ہے کیونکہ اس کی ماں کے رحم میں وہ نطفہ ڈالا جو کہ تمام کدورتوں کا جامع تھا جو کہ اس وقت اس کی پشت میں تھا جب وہ پاک ہوا اور جوہر بنا۔

اولاد فقراء کے اکثر ناقص رہنے کی وجہ

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اولاد فقراء کے طریق میں اکثر مراتب رجال تک رسائی نہ حاصل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایسے ماحول میں پرورش پاتا ہے کہ لوگ انہیں وقار اور عزت سے پیش آتے ہیں۔ پس وہ اپنے والد کے مریدوں کو دیکھتا ہے کہ اس کے والد کی تعظیم کی خاطر اس کی دست بوسی کرتے ہیں۔ کندھوں پر اٹھاتے ہیں اور ان سے جو کچھ طلب کرتا ہے اس میں اس کی بات مانتے ہیں۔ پس ان میں سے کسی کا نفس متکبر ہو جاتا ہے اور وہ بچپنے سے ہی سرداری کے پستان سے دودھ پیتا ہے۔ اور اس پر اس کے قلب کو سیاہ کرنے والے احوال مسلسل رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس میں مواعظ اثر نہیں کرتے۔ اور اپنے والد کی جماعت کے اکابر کی کوئی نصیحت نہیں سنتا۔ اور اکابر کی بے ادبی کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اور پیری اپنی میراث کی طرح سمجھتا ہے۔ پس وہ اپنے والد کے محسوسات میں زندگی بسر کرتا ہے کوئی فضیلت حاصل نہیں کرتا۔ جس طرح کہ مشاہدہ ہے۔ اور اولاد فقراء میں یہ دستور غالب طور پر ہے۔ جبکہ ہمارے دور کے بعض حضرات کی اولاد کے بارے میں یہ قاعدہ پیچھے رہ گیا ہے۔ پس وہ توفیق یافتہ باصلاحیت ہوئے ہیں۔ ان میں سے سیّدی محمد البکری۔ سیّدعلی ابن شیخ محمد المنیر۔ سیّدی زین العابدین ابن سیّدی علی المرصفی۔ سیّدی احمد بن الشیخ سلیمان الخضیری۔ سیّدی محمد بن سیّدی ابوالعباس الحریثی اور سیّدی عبدالقدوس بن شیخنا الشیخ محمد الشناوی ہیں۔ پس اولاد فقراء میں یہ حضرات نوادر روزگار میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں اور میرے بیٹے عبدالرحمٰن کو مزید توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے اعمال کا ذرہ ان کے آباء کے اعمال کے خزانے سے بھاری ہو۔ آمین آمین آمین۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر کا بیٹا جب ادب و تعظیم میں اپنے والد کے ساتھ وہ سلوک کرے جو کہ اس کے ساتھ مریدین کرتے ہیں تو وہ عظیم کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اور کمال میں درجہ اولیاء تک رسائی پاتا ہے اور اپنے والد سے نسب اصلی کی حقیقت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ اصل مطلوب نسب روحی ہے۔ نسب خاکی نہیں۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ صالحین کا مددگار ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے مشائخ کے ہمسر مشائخ سے عقیدت رکھنا

میں اپنے زمانہ کے مشائخ میں سے کسی سے عداوت نہیں رکھتا جو کہ میرے مشائخ کے ہمسر ہیں۔تو جس طرح میں اپنے شیخ سے عقیدت رکھتا ہوں اور اس کے طریق کی صحت کو مانتا ہوں اسی طرح میں ان کی صالحیت کا معتقد ہوں اور ان کے طریق کو مانتا ہوں۔اور میں نے کثرت اجتماع کے ساتھ اپنے شیخ کو اس لئے مخصوص کیا ہے کہ طریق میں میرا نصیب اللہ تعالیٰ نے ان کی بجائے اس کے ہاتھوں مقرر فرمایا ہے۔جس طرح کہ دنیا میں تیرے اور جس کے درمیان کوئی کاروبار اور لین دین کی کثرت ہو تو اس کے پاس تیرا اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہوتا ہے۔اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر ہمارے اس وقت تک تمام زمانوں میں یہ دائمی دستور رہا ہے۔پھر مریدین میں سے اس خلق کے ساتھ کوئی قلیل ہی متخلق ہوتا ہے۔بلکہ میں نے تو بعض کو اپنے شیخ کے ہمسروں کے متعلق بدگوئی کرتا دیکھا ہے۔

مقام رسالت اور مقام ولایت کی تعظیم وتسلیم میں یکجہتی

اور شیخ علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے باوجود اپنی بے صلاحیتی اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کی صفاء ومحبت میں ان کے طریق کی مخالفت کے اور ان میں سے کسی کی بے ادبی کے وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی حظ پالے گا تو وہ اپنے گمان میں محض جھوٹ ہے۔پس جس طرح کہ تمام رسل علیہم السلام کی محبت واجب ہے گرچہ ان کی شرائع مختلف ہیں اسی طرح اولیاء ہیں کہ ان سب کی محبت واجب ہے گرچہ ان کے طریقے مختلف ہیں۔جس طرح کہ وہ شخص جو کہ انبیاء و مرسلین میں سے ایک کے سوا سب پر ایمان رکھتا ہے اس کا ایمان درست نہیں اسی طرح جو تمام اولیاء اللہ کا معتقد ہو مگر عذر شرعی کے بغیر ان میں سے ایک کا نہیں تو اس کی محبت درست نہیں۔اور اسے یہ اعتقاد کوئی فائدہ نہیں دیتا۔اور یہ اس لئے کہ رسالت ایک ہی ہے اس میں تجزی نہیں ہوسکتی جس طرح توحید میں ایسا ہی امر ہے کیونکہ اس میں اشتراک نہیں ہوسکتا۔اور طریق ولایت جس کا اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو حکم دیتے ہیں طریق رسالت ہی ہے جس کا رسل علیہم السلام اپنی امتوں کو حکم دیتے رہے۔پس بیشک یہ حضرات لوگوں کو دعوت نہیں دیتے مگر اسی کی جس کی دعوت انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو دی۔اور اولیاء کچھ اپنی طرف سے کوئی شریعت جاری نہیں کرتے۔وہ جو بھی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اس میں وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔تو جو ان سے کفر کرتا ہے یعنی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولیاء نہیں ہیں تو اس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کفر کیا۔کیونکہ انہیں نفوس قدسیہ نے انہیں ثابت کیا ہے۔تو جس نے کسی ولی کی دعوت رد کی تو اس نے نبی کی دعوت رد کی اور یہ کفر ہے۔پس اے بھائی! اپنے بھلے کے لئے اس سے ہشیار رہ۔اور اپنے شیخ کے ہمسروں میں سے کسی کی بدگوئی سے پرہیز کر گرچہ دل سے ہی ہو۔پس کبھی یہ کفر ہوتا ہے کیونکہ ایمان کی جگہ قلب ہے زبان نہیں۔اور جو اپنے باطن کے ساتھ کسی ولی کا انکار کرتا ہے اور زبان سے اس کی تعریف کرتا ہے تو وہ خالص منافق ہے۔اور منافق سے طریق میں کچھ بھی صادر نہیں ہوسکتا۔کیونکہ طریق کی ابتداء مقام احسان سے ہوتی ہے جبکہ اس کے لئے تو مقام اسلام بھی صحیح نہیں۔پس سمجھ لے۔

مریدین کے لئے خصوصی نصیحت

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اس دور کے مریدین کے لئے فرماتے ہیں کہ شرعی جواز کے بغیر اپنے شیخ کے سوا دوسرے اولیاء کے طریق کے انکار سے پرہیز کرو پس مورد غضب بن جاؤ۔کیونکہ ہر ولی ایمان رکھتا ہے۔ہر ولی پر جس طرح کہ ہر نبی

ایمان رکھتا ہے ہر نبی پر۔ تو جس نے ان میں سے کسی کا جواز شرعی کے بغیر انکار کیا تو وہ سب کا منکر ہوگا۔ اور جس نے ان میں سے ایک کو اذیت دی تو اس نے سب کو اذیت دی۔ جس نے ان میں سے ایک کی تکذیب کی وہ سب کی تکذیب کا مرتکب ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے جنگ لڑنے کے لئے مقابلہ کیا۔ اور ہماری یہ گفتگو اس کے متعلق ہے جس کی ولایت یقینی ہو۔ کیونکہ اس وقت وہ اپنی ولایت کے حال میں جس امر کی طرف دعوت دیتا ہے اس کا جائز ہونا یقینی ہے۔

اور میں نے آپ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ایک شخص جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھتا ہے مگر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول عذر کے بغیر حسن ظن نہیں رکھتا چہ جائیکہ اسے اذیت پہنچاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے یہ حسن ظن نفع نہیں دیتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے اس کے حسن ظن کی وجہ سے جزا دے تو اسے اس کی وجہ سے جزائے خیر نہیں دیتا مگر جبکہ آلودگیوں سے خالی ہو۔ اور یہ اس کو کہاں حاصل۔ کیونکہ اگر یہ حقیقتاً ہوتا تو ان میں کسی کے ساتھ عذر شرعی کے بغیر بدگمانی نہ کرتا کیونکہ ولایت فی نفسہا ایک ہے گرچہ سالکوں کے طریق مختلف ہیں جس طرح کہ ابھی پہلے گزرا۔ کیونکہ یہ ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ اسی لئے تو کسی ولی برحق کو جس کا ولایت میں قدم ہے نہیں پائے گا مگر اس حال میں کہ وہ اپنے ہمسر تمام اولیاء کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ اس میں کبھی دو کا اختلاف نہیں ہوا۔ جس طرح کہ کبھی دو انبیاء کا اللہ عزوجل کے بارے میں اختلاف نہیں ہوا۔ پس تمام محبین للہ عزوجل سب کے سب ایک کی طرح ہیں جس طرح کہ محبوب ایک ہے۔ تو جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کو اذیت پہنچائی تو وہ دائرہ شریعت سے خارج ہوگیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ پس اسے جان لے اور جس سے عذر کرنا پڑے اس سے پرہیز کر۔ اور جہاں تجھے شک لاحق ہو اسے ترک کردے یہاں تک کہ شک نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا متولی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ گزشتہ امتوں میں پائی جانے والی قباحتوں سے حفاظت

میرے بچپنے سے لے کر اب تک ان برے اعمال میں سے کسی میں بھی گرنے سے حفاظت کی گئی ہے جو کہ حضرت کی قوم سے اور آپ کے علاوہ حضرت ہود اور صالح علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہم کی اقوام سے صادر ہوئے جن کی وجہ سے گزشتہ امتوں کو ہلاک کیا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہمارے لئے بیان فرمایا گیا۔ اور سب گناہوں سے شدید وہ گناہ ہے جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ بخلاف مینڈھے لڑانا۔ مرغ لڑانا۔ شطرنج کھیلنا وغیرہ۔ پس اگر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دنیا کی ابتداء سے انتہاء تک انگاروں پر سجدہ کروں تو اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا کہ اس نے مجھ سے ان ہلاک ہونے والوں کی برائیوں کو دور رکھا۔

قوم لوط علیہ السلام کا عذاب

اور حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کے سات شہر زمین کی تہہ سے اکھاڑے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آسمان تک اس قدر اونچا کیا کہ آسمان والوں نے مرغوں کی اذانیں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ پھر انہیں زمین کی طرف الٹ دیا۔ پس آج ان کی جگہ ایک جوہڑ ہے جو کہ شام کی راہ پر واقع ہے جس سے پرندے۔ وحشی جانور اور انسان پانی نہیں پیتے۔ اور اس میں کوئی سبزہ تک نہیں اگتا۔ اور مجھے بعض ساتھیوں نے بتایا کہ اسے وضو کی ضرورت پیش آئی لیکن وہ اس کی گندگی اور بدبو کی وجہ سے وضو نہ کرسکا۔ اور فقراء شام

...یں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اسے ایک فقیر نے بتایا کہ ہم ایک جماعت کی صورت میں تھے۔ ہمارا گزر حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے جوہڑ پر سے ہوا۔ جماعت میں سے بعض نے کہا کہ یہ ہمارے ساتھیوں کی جگہ ہے۔ پس ایک مچھلی باہر نکلی اور اسے پاؤں سے کھینچ کر پانی میں لے گئی۔ اور ہم اسے دیکھتے رہ گئے۔ اور ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ دن میں یا رات میں وہاں سے گزرنے والے کبھی کبھی دھماکہ سا سنتے ہیں جیسے کہ پتھر گرا ہو۔ پس پانی میں لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ جو بھی جرم لواطت کا مرتکب ہوتا ہے اسے اس کی موت کے بعد وہ ملائکہ جو جہنم پر موکل ہیں وہاں منتقل کر دیتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے طلب کرتا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کا صدقہ ہمیں ہمارے سب بھائیوں کو اور ہماری اولاد کو ایسے برے اعمال سے بچائے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ کامل الایمان فقراء کی صحبت

مجھے کامل الایمان فقراء کی جماعت کی صحبت کا شرف حاصل رہا جس میں مجھے مال اور اہل وعیال کی جہت سے کبھی کسی تہمت کا خلل نہیں ہوا۔ اگر فرض کروں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کثیر کا مالک بنا دیا۔ پس میں نے ان میں سے کسی کے پاس ایک لاکھ درہم ودیعت رکھ دیئے یا اسے اپنے اہل وعیال کے پاس تنہائی میں چھوڑ دوں۔ تو میرے دل میں اس امر کا کبھی کھٹکا تک نہیں ہوتا کہ وہ ودیعت کا انکار کر دے گا یا میرے اہل خانہ سے کسی برائی کا مطالبہ کرے گا۔ اور اس کے باوجود میں اسے اپنے اہل خانہ کے پاس کبھی بیٹھنے نہیں دیتا مگر اپنی موجودگی میں تاکہ وہ تہمت سے بچا رہے اور میرے اہل خانہ کی اہل نساء کی آلودگی سے حفاظت رہے کیونکہ وہ اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ صحیح مسلمان وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں۔ مالوں اور اہل خانہ پر امین سمجھیں۔ اور ان حضرات میں سے سیّدی علی الخواص۔ سیّدی افضل الدین۔ شیخ عبدالقادر الدشطوطی۔ شیخ محمد الشناوی۔ سیّدی علی الرصفی۔ شیخ ابوبکر الحدیدی۔ شیخ محمد العدل۔ شیخ محمد منیر۔ شیخ محمد عنان۔ شیخ محمد بن داؤد اور شیخ عبدالحلیم ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس ان تمام حضرات پر علامت ولایت ظاہر تھی۔ اپنے رب سے انہیں ایک ساعت بھی غفلت آڑے نہیں آتی تھی۔ بلکہ یہ حضرات ہمیشہ کے لئے دربار احسان میں معتکف رہتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور حکایت کی گئی ہے کہ ایک فقیر اپنے اخی فی اللہ تعالیٰ کی زیارت کو گیا۔ اور زائر عظیم التصرف تھا اور کشف ظاہر والا۔ پس صاحب خانہ نے ایک رات اسے اپنے گھر میں چھوڑ کر گھر سے باہر رات بسر کی۔ پس اس فقیر نے اپنے پڑوسی کے گھر سے ایک جھروکے میں سے جھانک کر دیکھا کہ اس زائر سے خلاف تقویٰ فعل صادر ہوا۔ لونڈی اپنے مالک کے پاس آئی اور کہنے لگی: یا سیّدی! آپ کہتے تھے کہ یہ ایک نیک آدمی ہے اور آج رات اس سے ایسا امر صادر ہوا۔ اس نے کہا کہ اسے چھپائے رکھو۔ صبح کے وقت اس کا مالک گھر میں آیا اور اس نے لونڈی کی موجودگی میں اس فقیر سے کہا: تیرے متعلق میرا عہد یہ ہے کہ تو صاحب تصریف وکرامات ہے۔ میرے نفس نے تازہ زردآلو کی خواہش کی ہے جبکہ گھر میں زردآلو کا پودا تھا لیکن پھل کا موسم نہ تھا۔ اس نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ علی الفور پھل ظاہر ہو گیا اور اس نے زردالو لے کر لونڈی کے مالک کے سامنے رکھ دیئے۔ پس اس نے کہا کہ مجھے تمہارے متعلق علم ہے کہ پرواز کر سکتے ہو۔ اور اس پہاڑ میں میری ضرورت کی چیز ہے اور ضرورت بیان کی۔ چنانچہ مہمان سمٹا اور اس نے پہاڑ کی طرف پرواز کی اور ضرورت کی چیز لے آیا۔ لونڈی

حیران رہ گئی۔ اس کے مالک نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کی بندی! وہی خصائص کو کبھی نقائص داغدار نہیں کرتے۔ اور اس کی حرکت صغیرہ گناہوں میں سے ہے جبکہ توبہ پہلے صغائر و کبائر کو مٹا دیتی ہے۔ اور عصمت کا دعویٰ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عصمت تو نبوت میں شرط ہے ولایت میں نہیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ بواطن واسرار کے داعی ہیں جبکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علانیہ اور اظہار کے داعی ہیں۔ پس معاندین اور کفار پر حجت قائم کرنے کے لئے ان پر معجزہ ظاہر کرنا اور اس کا دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ نفوس قدسیہ لوگوں کو مستقل دعوت دیتے ہیں بخلاف اولیاء کے کہ یہ حضرات اپنے نبی کے تتبع میں اس کی شریعت کی دعوت دیتے ہیں جو کہ ثابت اور مقرر ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ حکایت شیخ عبدالغفار القوصی نے ایک قابل اعتماد شخص سے کی ہے اور اس نے صاحب واقعہ سے حکایت کی۔

اسی لئے جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ کیا عارف سے گناہ ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ اللہ کا حکم ایسا فیصلہ ہوتا ہے جو کہ طے پا چکا ہوتا ہے۔ اور حکم امر گزشتہ کے لئے ہے لاحق کے لئے نہیں۔

پس اے بھائی! اسے سمجھ لے اور جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور ب نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اسرار حق پر مطلع اخروی بادشاہوں کی صحبت

مجھے ان اخروی بادشاہوں کی ایک جماعت کی صحبت حاصل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار پر اور ان حالات پر اطلاع بخشی ہے جو اپنی مخلوق میں ظاہر فرماتا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی تو ناواقفیت اور عاجزی کے اظہار کو پردہ بنائے ہوئے ہے۔ اور کوئی اس کے مستحق کے لئے ظاہر کر دیتا ہے۔ تو کسی کی زبان پر اللہ تعالیٰ اس فعل کو جاری کر دیتا ہے جس کا اپنی مخلوق میں ارادہ فرماتا ہے ان میں سے کوئی اسے جانتا ہے اور کسی کو اس کے رقوع کے بعد ہی علم ہوتا ہے۔ ان میں سے کوئی اس پر ایمان رکھتا ہے جو کہتا ہے اور کرتا ہے اور کسی کے لئے کائنات میں سے کسی چیز کا اجمالی اور تفصیلی کشف ہوتا ہے۔ اور اس کا جو کچھ کائنات میں ہوگا۔

اولیاء کے لئے علوم غیبیہ اور تصرف

اور سکندریہ میں شیخ ابوالحسن الصباغ تھے۔ آپ اپنے ہم نشینوں کے پاس باہر تشریف لاتے اور فرماتے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ زمانے میں کوئی حادثہ ظاہر فرمانا چاہے تو اس کے ظہور سے پہلے اسے بتا دے۔ پس وہ کہتے کہ نہیں۔ تو فرماتے ان قلوب پر گریہ کرو جو کہ اللہ عزوجل سے حجاب میں ہیں۔ ان میں سے کوئی جب باغ میں داخل ہوتا ہے تو اسے ہر درخت ندا دیتا ہے اور اس میں جو منافع اور نقصانات ہیں اس کی خبر دیتا ہے۔ اور اس کے بارے میں سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم مجھے یہ مقام اس وقت سے حاصل ہے جبکہ میں نابالغ تھا۔ اور مجھے شیخ احمد بن الشیخ محمد الشربینی نے خبر دی ہے کہ ملک الموت آپ کے پاس آپ کے اس بیٹے احمد کی روح قبض رنے کو آئے۔ آپ نے سختی سے اسے اچھین لیا۔ اور کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے۔ اور اس کے بعد احمد تیس سال تک زندہ رہا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بعض مقربین عارفین جو کہ اس کے حکم سے صاحب تصرف ہوتے

ہیں موت کے وقت میں تصرف کرتے ہیں اور اس میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ دراصل یہ بھی حکم خداوندی ہی ہوتا ہے جو کہ ان عظماء کے واسطے سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ امام شعرانی طبقات کبریٰ حصہ اول ص ۲۱ پر ناقل ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے۔ تو آپ نے دعا کی یا رب ان لی بنین صغارا فاخر عنی الموت حتّٰی یبلغوا فاخر عنه عشرین سنة۔ اے میرے پروردگار میرے بچے چھوٹے ہیں۔ موت مؤخر کردے حتیٰ کہ بالغ ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ بیس برس تک زندہ رہے۔ اسی طرح حضور والی بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوت محبوبیت سے ملک الموت سے اس دن کی مقبوضہ ارواح چھین لیں جیسا کہ تفریح الخاطر ص ۱۷ پر منقول و مذکور۔ اور اس میں کوئی امر محال نہیں کیونکہ یہ حق سبحانہ سے مقابلہ و معارضہ نہیں بلکہ دعائے محبوبیت کا اثر ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور اسی طرح کا واقعہ شیخ ابوالحجاج الاقصری کے دور میں شیخ ابوالطاہر سے رونما ہوا جسے کتاب الوحید میں ذکر کیا گیا ہے۔

شیخ علی الخواص کا تصرف

اور میں نے شیخ علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ جب نیل بڑھنے سے رک گیا تو آپ پیمانے کی سیڑھی پر اتر گئے۔ پس آپ نے وضو فرمایا اور پانی آپ کے پیچھے چلنے لگا پس اس دن ایک گز بڑھ گیا۔ اور جب ہمارے قدیمی مدرسہ کے کھجور کا درخت پھل دینے سے کئی سال رکا رہا تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ مجھے فرمانے لگے: اسے کہہ دو کہ تجھے الحاج علی الخواص کہتا ہے کہ اس سال پھل اٹھا لے ورنہ لوگ تجھے کاٹ دیں گے۔ پس اس سال اسے خوب پھل لگا حتیٰ کہ پھل کی کثرت سے شاخوں کے لئے رسیوں کی ٹیکیں لگانا پڑیں۔ اور یہ احسان زمانے کے عجائب میں ہے۔ کسی فقیر کے لئے ایسوں کے ساتھ اجتماع کم ہی نصیب ہوتا ہے جس میں اولیاء ستر ہزار حجابات میں مستور ہیں۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ مجھے امام مہدی اور حضرت خضر علیہما السلام کے ساتھ اجتماع حاصل ہوا۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ شیخ کی مقرر کردہ حد پر توقف کرنا

میں اس حد پر توقف کرتا ہوں جو کہ ایسی ایسی صفات سے متصف ہونے والے کی صحبت اختیار نہ کرنے کے لئے مرے شیخ نے میرے لئے مقرر فرمائی۔ حتیٰ کہ اگر میرا شیخ بھی اس امر سے متصف ہو تو میں اس کی صحبت سے توقف کروں گا حتیٰ کہ مجھے نئے حکم کے ساتھ اپنی صحبت میں آنے کی اجازت عطا فرمائے۔ اور مرید پر شیخ کا عہد اللہ عزوجل کے حقوق میں سے ہے۔ اور یہ مخلوق کے حقوق سے پہلے ہے۔ اور اس خلق میں خفا ہے مگر اس پر جس کی بصیرت کو اللہ تبارک وتعالیٰ روشن فرمادے۔ اور اکثر مریدین کہتے ہیں کہ جن کی صحبت سے مثلاً میرے شیخ نے مجھے روکا ہے ان میں میرا شیخ داخل نہیں۔ اور اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عہود کے لئے احتیاط سے کام لیتے۔ اپنے شیخ سے عموم لفظ کی وجہ سے پرہیز کرتے تو طریق اقتداء میں بہتر اور راجح ہوتا۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ حکم کی تعمیل سلوک ادب سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جسے مثلاً اس کا شیخ اتباع کے لئے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دے۔ اور اس پر جو شیخ کی تعظیم کرتے ہوئے صورت مخالفت میں وہ کام نہ کرے۔ اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہماری خدمت کرتے جبکہ ہمیں اپنی خدمت کرنے کا موقعہ نہ دیتے۔ اور جب ہم دعوت ولیمہ میں کسی مکان میں داخل ہوتے تو آپ ہمارے سارے جوتے ایک کپڑے میں ڈال کر

اٹھا لیتے حالانکہ ہم آپ کے شاگرد ہونے کے لائق نہ تھے۔

شیخ کی مقرر کردہ حد کے احترام کی مثال اور بادشاہوں کی ہم نشینی کے نقصانات

اور حکایت ہے کہ شیخ ابوالحجاج الاقصری کے شیخ نے بادشاہوں کی صحبت سے اور اس کی صحبت سے جوان کی صحبت اختیار کرے اپنے شاگردوں کو منع فرمایا۔ پھر خود شیخ نے سلطان مصر کی صحبت اختیار کی اور اس کی معیت میں سفر کیا۔ پس شیخ ابوالحجاج نے ظاہراً شیخ کی وصیت کے عموم الفاظ پر عمل کرتے ہوئے اپنے شیخ کی ہم نشینی چھوڑ دی۔ کیونکہ آپ کے شیخ نے اپنی ذات کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ پس آپ کے شیخ نے اس پر آپ کی قدر کی۔ اور فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا۔ کیونکہ میں نے گرچہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کی بدولت کہ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا سلطان کی صحبت اختیار کی لیکن یہ ایک پر خطر صورت حال تھی۔ پس کوئی فقیر کم ہی ان کی صحبت سے سلامتی سے گزرتا ہے۔ کیونکہ اوائل میں یہ غیر جنس کی صحبت ہے اور عقلاء نے اس سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ جو ان کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ ان کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے۔ جب کہ ان موافقت شرعی ضابطے پر نہیں ہوتی۔ اور ان کی موافقت دنیا و دین کا فساد ہے۔ کیونکہ صوفیاء نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا قرب تلوار کی دھار جیسا ہے۔ کیونکہ اس کی صحبت میں بیٹھنے والے کا مال اور اس کا خون اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کے ہونٹوں کے درمیان ہے۔ اور بادشاہ کی صحبت میں بیٹھنے والا بہمہ احوال اس کے موافق ہوگا جسے وہ اس سے پسند کرتا ہے تو بچے گا ورنہ ہلاکت تک پہنچ جائے گا۔

نیز بادشاہوں کے درباروں میں داخل ہونے پر حسد کیا جاتا ہے۔ پس دشمن اس کے لئے مکر و فریب کریں گے اور اس کے اور سلطان کے درمیان اتہام طرازی کریں گے حتیٰ کہ وہ بھی اس کے دشمنوں میں سے ہو جاتا ہے جس طرح کہ ہمیں اس کا تجربہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ اس عقد میں کہ وہ اس کی صحبت میں نہیں بیٹھے گا جو بادشاہوں کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ یہ لازم کرنا بہتر ہے کہ گرچہ اس کا شیخ ہو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عقد کے ہوتے ہوئے اپنے عقد کو حلال جاننے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی طاعت درست نہیں گرچہ وہ اس کا شیخ اور اس کا امام ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کے شیخ نے مذکور واقعہ سے اس کے امتحان کا قصد کیا ہو تا کہ دیکھے کہ وہ عہد پر کھڑا ہے یا اپنے شیخ کی مراد کے خلاف اپنی عقل کے ساتھ اس کی تاویل کرتا ہے۔ اور مجھے شیخ محمد الشناوی نے بتایا کہ آپ اپنے شیخ الشیخ ابوحمائل کی معیت میں ریف کے علاقے میں سفر کر رہے تھے۔ شیخ مروجہ آسان راستہ ترک کر دیا۔ اور اپنا دراز گوش زیر کاشت زمین کی طرف چلایا۔ چنانچہ سیّدی محمد کے بغیر کوئی آپ کے پیچھے نہ چلا۔ جب آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرمایا: اے محمد! تو نے اچھا کیا۔ میں ایسا صرف اس لئے کیا کہ پتہ چلے کہ تو مشقتوں میں میرے ساتھ چلتا ہے یا مجھ سے جدا ہو جاتا ہے جس طرح کہ جماعت نے کیا۔

اور مشائخ کے مریدین کا امتحان اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے مریدین اکثر سلامت نہیں رہے کیونکہ مشائخ بادشاہوں سے عظیم ہیں۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے گھر سے باہر کم نکلنا

میں اکثر ایام میں اپنے گھر سے خانقاہ یا اس کے علاوہ کی طرف باہر نہیں آتا مگر جب کہ مجھے اپنے نفس سے اذن الٰہی کے ساتھ ان تین خصلتوں کی برداشت کا علم ہو۔ لوگوں کی طرف سے اذیت برداشت کرنا۔ ان سے اذیت اٹھانا۔ اوران کے لئے راحت لانا کیونکہ جو بھی لوگوں سے میل جول رکھے اسے ان تین خصلتوں سے چارہ نہیں۔ علاوہ ازیں امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر اور ترک مواخذہ کے ساتھ ساتھ ان سب کے خیر خواہی کرنا۔ پس اے بھائیو! جس روز میں تمہاری طرف باہر نہ آؤں مجھے معذور سمجھیں اور اسی طرح ہر فقیر کو معذور سمجھو۔ کیونکہ احوال اس دور میں مختلف ہو گئے ہیں۔ پس کبھی تو تجھے اس کی طرف سے اذیت آتی ہے جس کے لئے تو راحت کا قصد کرتا ہے کبھی تجھے اس کی طرف خیانت پہنچتی ہے جس کی خیر خواہی میں تو مبالغہ کرتا ہے۔ کبھی تجھے اس کی طرف رسوائی لاحق ہوتی ہے جس کے ساتھ تو نے اس کے دشمنوں کے خلاف مدد کرنے کا اہتمام کیا ہو۔ اور کبھی تجھے اس کی طرف سے عداوت آتی ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کا قصد کیا۔

کثرت سے میل جول سے پرہیز

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ کثرت سے میل جول کرنے سے پرہیز کر کیونکہ ان میں سے ہر ایک تجھ سے وہی کچھ طلب کرتا ہے جسے وہ اپنی خواہش کے مطابق خود پسند کرتا ہے گرچہ وہ تیرے دین و دنیا کو ہلاک کر دے۔ اور اسے اس چیز میں کوئی حاجت نہیں جس کی مصلحت تیری طرف لوٹے۔ پس اگر تو نے اس سے موافقت کی تو تجھے دنیا و آخرت کا خسارہ ہوگا۔ اور اگر تو نے اس کی مخالفت کی تو اس سے تیرے خلاف باہمی عداوت اور عناد کی تلوار بے نیام ہوگی۔ باوجودیکہ اس کا غیر اس کے مقصد کے خلاف تجھ سے اسی طرح طلب اور قصد کرتا ہے۔ یہ جب ہے کہ صرف دو شخص ہوں۔ تو تیرے شہر کے تمام لوگوں کے صورت حال کیا ہوگی۔

شیخ افضل الدین کے نزدیک لوگوں کی اقسام

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کا تجربہ کیا ہے۔ پس ان میں سے بعض کو سانپ کی طرح۔ بعض کو بچھو کی طرح۔ بعض کو درندے کی طرح اور بعض کو بھیڑیے کی طرح دیکھا۔ علاوہ ازیں ہلاک کرنے والی دیگر اقسام پس کوئی تو ڈنگ مارنے والا قاتل ہے باوجود نزاکت کے جیسے سانپ۔ اور بعض ڈسنے والا ہے بچھو کی طرح۔ کوئی دھوکا دینے والا ہے لومڑی کی طرح۔ کوئی لپکتا ہے کتے کی طرح۔ کوئی خود پسند ہے بھیڑیے کی طرح۔ کوئی کند ذہن ہے ریچھ کی طرح۔ کوئی حیلہ گر ہے چیتے کی طرح۔ کوئی شریر ہے بندر کی طرح۔ کوئی شدید غضب اور شجاعت والا ہے شیر کی طرح۔ کوئی نادان ہے گدھے کی طرح۔ کوئی کینہ رکھنے والا ہے اونٹ کی طرح اور کوئی حملہ آور ہے چیتا کی طرح۔ اور کوئی اس نیکی کو بھولنے والا ہے جو میں نے اس سے کی چوہے کی طرح۔ واللہ! ان لوگوں کے درمیان میں خود کو اس چوزے کی مثل سمجھتا ہوں جس پر ابھی بال تک نہیں اگے یا اس پرندے کی طرح جس کے پر نہیں ہیں۔ جبکہ وہ مجھ پر مجھے اذیت دینے کو یوں ٹوٹے پڑتے ہیں جس طرح مکھیاں شہد پر یا کتے مردار پر یا چیلیں گوشت پر۔ پس وہ مجھے کھینچ رہے ہیں۔ نوچ رہے ہیں۔ پر نچے اڑا رہے ہیں۔ مجھے کاٹ رہے ہیں۔ ڈس رہے ہیں۔ لعنت کر رہے ہیں۔ میری مذمت کر رہے ہیں۔ اور

مجھے کوس رہے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے ساتھ مجھے صبر وسلامتی کہاں۔ علاوہ ازیں درندے اور کیروں کا ضرر جن کی ہم نے مثالیں بیان کی ہیں لوگوں کے ضرر کے مقابلے میں کم ہے۔ کیونکہ وہ مجھے میری آخرت کے اعمال سے منع نہیں کرتے۔ مجھ پر پابندی نہیں لگاتے۔ میرا راز نہیں کھولتے۔ میرے کلام کی وجہ سے مجھ پر عیب نہیں رکھتے۔ مجھے ستانے پر ایک دوسرے کو ابھارتے نہیں اور میرے اور میرے رب کے درمیان حائل نہیں ہوتے۔

میل جول کے آداب

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ پر لوگوں کے ساتھ اجتماع اللہ تعالیٰ کے کسی حق واجب کے لئے یا مخلوق کی ضرورت کے لئے مقدر فرمائے تو اس سے پرہیز کر کہ تو انہیں ضرورت سے زیادہ صحبت اور اجتماع عطا کرے اور ان کے ساتھ فضول گفتگو سے بھی سخت اجتناب کر۔ اللہم۔ مگر جب کہ تو کسی ایسے کو پائے جو وصف استقامت پر ہو تو ایسے کے ساتھ میل جول کرنا سعادت ہے لیکن آج کے اس دور میں اس وصف سے موصوف کہاں جس میں راہنما حیران ہو گئے۔ علماء کا اکثر علم تصنع اور دنیوی مناصب اور نفسانی خواہشات تک رسائی کے لئے سیڑھی بن گیا۔ اور انہوں نے علم کے ظاہر پر قناعت کی نہ کہ علم حقائق اور کشف دقائق کا شرف حاصل کیا۔

پس اے بھائی! ملازمت تقویٰ اختیار کر اور شریعت کی ترازو کو ہاتھ سے چھوڑنے سے پرہیز کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کی حمایت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-زیادتی کرنے والے کے حق میں معافی کی دعا کرنا

جب مجھ پر کوئی زیادتی کرے جس سے لوگوں کے درمیان مجھے اذیت ہو تو میں کھاتا پیتا نہیں۔ اہلیہ کے قریب نہیں جاتا اور ہنستا نہیں حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اسے معاف کرنے کے لئے توجہ کرتا ہوں اور کثرت دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے قلب میں القاء فرما دیتا ہے کہ اس نے اسے معاف فرما دیا۔ اور اس خلق کے کسی اہل کی اب تک مجھے ملاقات نہیں ہوئی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر کھانا پینا اور مقاربت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان پر کوئی حرج نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کر لیا ہو یا رڈ فرما دیا ہو۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ ابو ضمضم کی طرح ہو جائے۔ جب وہ صبح کرتا تو لوگوں پر اپنی عزت کا صدقہ کرتا۔ پس اس نے اپنے مکارم اخلاق کی ادنیٰ حد اس سے درگزر کرنا قرار دیا جس نے اس کی عزت کو کم کیا۔ اور جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس پر قدر زائد ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مال۔ عزت اور نفس کو ایک ہی سیاق میں ذکر فرمایا ہے۔ پس فرمایا لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتو الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور (آل عمران آیت ۱۸۶) تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم ان سے سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت سی باتیں۔ اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذیت پر صبر

اور سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کی گئی ہے کہ ایک شخص آپ کے پیچھے چل رہا تھا اور آپ پر سب وشتم کر رہا تھا۔ جبکہ شیخ اس پر متوجہ ہی نہیں ہوتے تھے۔ خادم نے عرض کی: یا سیّدی! کیا آپ سن نہیں رہے جو کچھ وہ کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا کہتا ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس کے سامنے اس کا نفس صفات مذمومہ کی صورت میں موجود ہے۔ پس یہ ان صفات کو برا بھلا کہہ رہا ہے اور میں بحمد اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف نہیں ہوں۔ اس کی توجیہہ میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ شاید شیخ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اخذ کیا ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی سب وشتم سے میرا کس طرح دفاع فرمایا ہے۔ یہ مجھے مذمم کا نام دیتے ہیں حالانکہ میں محمد ابن عبداللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور معنی صحیح ہے کیونکہ انہوں نے کسی مذمم میں صفات مذمومہ منسوب کی ہیں جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ ہیں جو کہ محمد میں ہیں جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف ہیں۔ بس معلوم ہوا کہ اس خلق پر عمل نہیں کرتا مگر جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کے بندوں کی عزت کرے نہ کہ کسی دوسری علت کے لئے جس طرح کہ اس کی وضاحت باب ثانی کے اوائل میں گزر چکی ہے۔

اس خلق کے ساتھ شیخ محی الدین ابن العربی کا تخلق

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت بیان کی ہے کہ شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی عادت تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ شیخ عارف باللہ عبدالعزیز التوفی نے شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم کی روایت سے مجھے بیان کیا کہ شام میں ایک شخص نے اپنے اوپر واجب کر رکھا تھا کہ وہ ہر نماز کے بعد شیخ محی الدین کو سب وشتم کرے گا اور لعنت کرے گا۔ جب وہ شخص مر گیا تو شیخ محی الدین اس کے جنازے کے لئے تشریف لائے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ دفن کے وقت حاضر رہے۔ جب واپس ہوئے تو آپ کے مریدین میں سے ایک شخص نے تاکیدی گزارش کی کہ اس کے ہاں سے کچھ ضرور کھائیں۔ جب آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے اور اس نے کھانا پیش کیا تو شیخ صبح سے لے کر نماز عشاء تک حیرت زدہ رہے۔ صرف نماز کے لئے حواس میں بحالی ہوتی۔ پھر محو حیرت ہو جاتے۔ صاحب طعام کو اس سے یہ کھٹکا لاحق ہوا اور اس نے گمان کیا کہ شیخ نے اس کا طعام حلال نہیں سمجھا وغیر ذالک۔ جب نماز عشاء ادا فرمائی تو ہنسے اور مسکرائے اور کھانا کھایا۔ اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے قسم باندھی تھی کہ اگر یہ شخص مر گیا تو میں کھاؤں پیوں گا نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے بارے میں اس کی سب وشتم معاف فرما دے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے تھا کیونکہ وہ آپ کا امتی ہے۔ پھر آپ نے اس کے لئے ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور اسے اس کے نامہ اعمال میں ہدیہ فرمایا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا تو شیخ نے تبسم کیا اور کھانا کھایا۔

محب طبری کی والدہ کی شیخ محی الدین میں سوء عقیدت کے بعد حسن عقیدت کی وجہ

شیخ عبدالغفار القوصی فرماتے ہیں کہ امام محب طبری شیخ الحرمین نے اپنے والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حکایت بیان کی کہ وہ شیخ محی الدین پر کسی امور کے بارے میں انکار کرتی تھیں جو آپ کی طرف سے سنتیں۔ پس آپ کے بیٹے امام محب طبری نے کہا: امی جان! آپ کو انکار جائز نہیں مگر جب کہ آپ خود انہیں ایسا کلام کرتا ہوا سنیں۔ لیکن جو بات آپ ان کے شاگردوں سے سنیں تو آپ کو شیخ پر

اعتراض کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ انصاف نہیں اور نہ ہی شریعت کا حکم ہے۔ پھر وہ اس رات سو گئیں تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ کعبۃ اللہ کا ایک ایک پتھر شیخ محی الدین کی طرف طواف کر رہا ہے پھر تمام پتھر باہم مل گئے کعبۃ اصل شکل میں لوٹ آیا۔ پس آپ نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔

مشائخ کی طرف منسوب خلاف شرع کلام کے بارے میں احتیاط

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام سیدی الشیخ زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی طرف جو کچھ بھی ظاہر شرع کے خلاف ان میں سے کئی کی اپنی زبان سے سننے سے پہلے منسوب کیا گیا ہے تو یہ صرف ان کے پیروکاروں کی طرف سے ہے کیونکہ وہ قاصر ہیں کئی دفعہ مشائخ کے کلام سے وہ کوئی چیز فہم میں لاتے ہیں اور اسے سمجھنے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ پس ملامت تو ان پر ہے مشائخ پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری (بنی اسرائیل آیت ۱۵) اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پس اسے جان لے اور اس خلق عظیم کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین)۔

انعام خداوندی۔ ایمان نسبی میں ایک اعلیٰ مقام تک رسائی

بحمد اللہ تعالیٰ ایمان نسبی میں مجھے ایسے مقام تک رسائی حاصل ہے کہ میں نے ہمسروں میں سے کسی کو نہیں پایا جو اس کے ساتھ متخلق ہوا ہو مگر قلیل۔ اس حیثیت سے کہ اگر مجھ سے پردہ اٹھا دیا جائے تو امام حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت کے حکم کے ساتھ میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔ پس حدیث پاک میں جو کچھ بھی وارد ہے کہ قیامت میں رونما ہوگا اب میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ قیام قیامت کی وجہ سے میرا یقین زیادہ نہیں ہوگا۔ صرف آشکارا ہونے میں اضافہ ہوگا۔ اس کی مثال سورج کی ہے کہ جب وہ ہلکے بادل کے پردے سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اگر بادل سورج سے کھل جائے تو اے بھائی! بادل کے سامنے۔ سے ہٹ جانے سے اس بارے میں تیرے یقین میں اضافہ نہیں ہوتا کہ یہ سورج ہے۔ صرف تجھے اس کے آشکارا ہونے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یقین کی اس حد تک میری رسائی کے باوجود میں سوء خاتمہ سے خائف ہوں جس طرح کہ اس مرتبہ تک وہ اکابر جلوہ گر ہوئے جن کا میں شاگرد ہونے کے لائق نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت جنید سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اچھے ہیں یا فلاں جانور تو فرمانے لگے اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن اگر میں آگ میں داخل ہوا تو جانور مجھ سے بہتر ہے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو میں اس سے بہتر ہوں۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کی۔ پس عرض کی: یا رب! تو رب عظیم ہے۔ اگر تو چاہتا کہ تیری طاعت کی جائے تو سب تیری طاعت کرتے اور کوئی بھی تیری نافرمانی نہ کرتا۔ تو آپ کو سختی سے اس سے منع کر دیا گیا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ دربار ہے جسے حضرت اطلاق کہا جاتا ہے۔ جو چاہے کرے۔ اس کی مشیت میں اس پر کوئی پابند نہیں ہے۔ کیونکہ اس مشیت پر پابندی محال ہے۔ اور حکم اپنے حاکم پر لاگو نہیں ہوتا جس طرح کہ علم اپنے عالم پر حکم نہیں لگاتا۔ اور جس طرح کہ مخلوق کا حکم اپنے خالق پر نہیں چلتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا۔ (المائدہ آیت ۱۷) آپ فرما دیں کوئی قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم میں سے کسی چیز کی اگر وہ ارادہ فرمائے کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو۔ اور حدیث مرفوع کا مفہوم ہے کہ اگر وہ مقربین کو گرفت

فرمائے تو اس کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک میں استثنیٰ کی حکمت

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قول خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ماشاء ربك (ہود آیت ۱۰۷) اور دوزخ میں...... جنت میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جتنا آپ کا پروردگار چاہے) میں استثناء وارد ہوئی ہے اور قدرت الٰہیہ کی جہت سے کسی شے کا جزم نہیں۔ اس کا جزم تو ان دونوں مقامات والوں کے ان سے باہر آنے پر ایمان کے واجب ہونے کی جہت سے ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے استثناء کا ذکر صرف اس لئے فرمایا ہے تاکہ ہمیں اپنی بارگاہ کا ادب سکھائے۔ پس اس نے ہمیں اس فعل کی خبر دی جس کا اسے حق ہے۔ گرچہ اس فعل کو ظاہر نہیں فرمایا۔ اسے اس کے کرنے کا حق ہے۔ اور میں نے سیّدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ولی ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں سے وہ پہچان لیتا ہے کہ وہ شقی ہے یا سعید ہے۔ اسی طرح میں نے شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں دیکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ایک واقعہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کی اولاد میں سے ان کی ارواح کی طرف نظر کی جو کہ سعداء ہیں۔ پس خود کو ان میں دیکھا۔ پس ایسے واقعات عدم اطمینان اور سوء خاتمہ کے خوف کے مذکورہ مسئلہ پر اعتراض وارد نہیں کرتے کہ یہ عالم خیال ہے۔ اور خیال کی کسی چیز پر وثوق نہیں۔ مگر جبکہ اس کا صاحب معصوم ہو۔ پس اے بھائی! جب تک تو زندہ رہے اللہ تعالیٰ سے خوف کو لازم کر۔ والحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شیخ سیّدی علی الخواص کی دکان کی تعظیم

میں اپنے شیخ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد ان کی دکان کی تعظیم کرتا ہوں۔ جب بھی میرا وہاں سے گزر ہو۔ اور اسے دیکھ کر مجھ پر اس طرح ہیبت طاری ہو جاتی ہے جس طرح کہ مساجد میں داخل ہوتے وقت طاری ہوتی ہے۔ اور ہمیں شیخ ابو بکر شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ جب بھی آپ کا گزر اس دکان پر ہوتا جس میں بیٹھ کر حضرت جنید شیشے بیچا کرتے تو آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ ایک دن اس میں بے وضو داخل ہو گئے تو قریب تھا کہ ہیبت کی وجہ سے پگھل جاتے۔ اور اس دور میں مریدین میں سے کوئی قلیل ہی اپنے شیخ کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے۔ اور شیخ علی الخواص کے پاس بہت بڑا لوٹا تھا جس سے دکھ درد والوں کو پانی پلاتے اور دھیاسے فرماتے کہ پی اور نیت کر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری تکلیف دور فرما دے گا۔ جس میں تو مبتلا ہے۔ چنانچہ وہ ایسا کرتا پس اس کی تکلیف اسی وقت زائل ہو جاتی۔ ایک دن میں نے آپ سے پوچھا کہ اس لوٹے کی کیا خصوصیت ہے؟ تو فرمایا کہ اس پر ہر روز مردان خدا میں سے چالیس حضرات وارد ہوتے ہیں پس اس سے پانی پیتے ہیں۔ اھ

برکت ولی کب تک رہتی ہے

علاوہ ازیں ولی کی روحانیت جب وہ کسی مکان میں داخل ہو یا کسی زمین میں چلے تو وہ روحانیت اس مکان میں چھ ماہ باقی رہتی ہے جس طرح ارباب قلوب اس کی گواہی دیتے ہیں۔ پس اس مکان کا کیا کہنا جو کہ رات دن ولی کا مسکن ہو۔ اور یہ نافرمانوں اور ظالموں کے گھروں کے برعکس ہے۔ بیشک تو انہیں وحشت ناک پاتا ہے۔ وہاں کوئی انس ہے نہ روحانیت۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو فقیر قطعات زمین کی سعادت کا ادراک کرتا ہے نہ شقاوت کا تو وہ اور مویشی برابر ہیں۔

مصر میں عام لوگوں کے لئے مقامات روحانیت

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ مصر میں جن مقامات میں اکثر لوگوں کے لئے روحانیت ظاہر ہوتی ہے ان میں سے حضرت امام شافعی کا قبہ۔ ذی النون مصری کا مزار۔ سادات وفائیہ کی قبور۔ جامع محمود۔ سیّدی مدین کی خانقاہ۔ ملک ظاہر کی جامع حسینیہ سے باہر جامع نائب الکرک ہیں۔ پس یہ مکانات نور سے معمور رہتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ یہاں کثرت سے اولیاء اور ملائکہ وارد ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہاں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ بغایت ادب کرے۔ سر جھکائے رہے۔

مصر میں خواص کے لئے مقامات نورانیت

اور آپ نے فرمایا کہ وہ مقامات جن کی نورانیت صرف خواص کے لئے ہی ظاہر ہوتی ہے سوق کتبیین کے بالمقابل شارع کا وہ قطعہ ہے جبکہ تو باب الزھومۃ کی طرف جارہا ہو۔ اور وہ قطعہ جو کہ باب زویلہ کے اندر جامع فاکہانی کے بالمقابل ہے۔ اور وہ قطعہ جو کہ جامع المیدان کے وضوخانہ کے بالمقابل ہے۔ اور اب یہ قطعہ شیخ سلیمان الخضیری کے گھروں کی وجہ سے پوشیدہ ہے اور وہ قطعہ جو کہ جامع اخضر کے بالمقابل ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ میرے ہاتھوں واقع ہونے والے اچھے برے عمل کی معرفت

میں اس عمل کو پہچانتا ہوں جو کہ مجھ سے سرزد ہوتا ہے کہ کیا وہ اچھا ہے یا برا۔ اور یہ اس لئے ہے تاکہ اس میں سے عادۃً اچھے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور برے سے استغفار کروں۔ اور میں اس پر آخرت میں کوئی جزا طلب نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انا لا نضیع اجر من احسن عملا (الکھف آیت ۳۰) ہم عمدہ کام کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے) اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو برا کام کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اس سے قبول نہیں کرتا اور اس میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے اسے ضائع فرمادیتا ہے۔

غرض فاسد کے ساتھ عبادت کی حقیقت اور ایسے عابدوں کے طبقات

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بت پرستوں میں اور اس شخص میں کوئی فرق نہیں جو کہ غرض فاسد کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے کیونکہ معنوی بت بالکل حسی بتوں جیسے ہی ہیں۔ کیونکہ دونوں قسم کے عابدوں نے اسے اختیار کیا۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اور اس میں ان کے کئی طبقات ہیں۔ ان میں سے کوئی تو اپنے علم وعمل اور اس کے ہاتھوں واقع ہونے والی اچھائیوں سے لوگوں کے دلوں میں احترام حاصل کرنے کا اور دائمی شہرت کا قصد کرتا ہے تو کوئی اپنے علم وعمل سے درجات کی بلندی۔ ظہور کرامات۔ کائنات میں تصرف۔ پانی پر چلنے۔ ہوا میں اڑنے اور غیوب کے منکشف ہونے کا قصد کرتا ہے۔ اور ان میں سے بعض اپنے علم وعمل سے اس دنیا کے امور میں سے کسی چیز کا قصد نہیں کرتا بلکہ صرف حور وقصور جنت وغیرہ ثواب آخرت کا قصد کرتا ہے۔ تو کوئی اس وجہ سے جہنم سے اور حساب وعذاب سے اور اس تکلیف اور وبال سے بچاؤ کا قصد کرتا ہے جو اس جہان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمائے ہیں۔

اور ان میں سے کوئی اپنے علم وعمل سے اللہ تعالیٰ کے قرب۔ اس کی خوشنودی اور محبت کا قصد کرتا ہے تو کسی کا اپنے علم وعمل میں کوئی

قصد نہیں ہوتا سوائے اس کے اس علم کے کہ اس کا مولیٰ عبادت۔ تذلل اور خضوع کا۔ اس کے امر و نہی پر وقوف کا حق رکھتا ہے۔ وہ اپنی قوت علم و عمل اور اپنے قصد وارادہ پر اعتماد سے بالکل بری ہوتا ہے۔ پس اپنے اعمال علی وجہ الاخلاص بجالاتا ہے۔ دراں حال کہ اللہ تعالیٰ سے خائف ہوتا ہے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ اس نے ان امور میں سے ایک ذرے کا بھی اس وجہ پر اہتمام کیا ہے جس کا اسے مکلف کیا گیا۔ اور یہاں سے سالک خواص کے اس اخلاص کے درجات میں ترقی کرتا ہے جن کا ایک ذرہ ان سابقہ اقسام والوں کی ہزار سالہ عبادت کے برابر ہوتا ہے۔ پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تیرھواں باب

اخلاقِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ وہی مجھے کافی ہے اسی پر بھروسہ اور وہی میرا مددگار اور معاون ہے۔ اور کیا ہی بہتر کارساز ہے۔

انعام خداوندی۔ زمانے کے حکام کی اصل کا ان کی حکومت واقتدار کی حالت میں شہود

پس مجھے ایک حال دوسرے سے محجوب نہیں کرتا۔ پس میں امیر کو اسے امیر دیکھنے کی حالت میں مٹی دیکھتا ہوں۔ اور کبھی میں اسے نطفہ یا خون کا لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا یا مملوک غلام دیکھتا ہوں جو کچھ نہیں کرسکتا۔ دراں حال کہ اسے امیر دیکھتا ہوں۔ اور یہ مشہد عظیم اور نادر ہے۔ ہمسروں میں سے کوئی قلیل ہے جس سے یہ واقع ہو۔ پس معلوم ہوا کہ میں صرف اس کی اصل کا مشہود نہیں رکھتا اور نہ ہی صرف اس کی امارت کا بلکہ دونوں حالتوں کا ایک ساتھ آن واحد میں دو مختلف آنکھوں سے شہود رکھتا ہوں۔ اور ہمیشہ نیچے طبقے کے لوگ زمین میں پرانے زمانے میں اور اس دور میں اونچے ہوتے رہے چہ جائیکہ اشراف۔ اور میں نمرود بن کنعان کی طرف نظر کرتا ہوں۔ اس کی ماں نے اسے کس طرح جنگل میں جنم دیا اور اسے چھوڑ کر مرگئی۔ پس اسے چیتے کی مادہ نے دودھ پلایا۔ اسی لئے اسے نمرود کا نام دیا گیا۔ اور اس کی نشو ونما ہوئی اور اس سے جبر وتشدد ظاہر ہوا۔ اور اسی طرح اس کا شہود رکھتا ہوں جو فرعون سے واقع ہوا۔ جبکہ وہ ایک مزدور تھا جو کہ تربوز اور سبزیاں بیچا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کا دعوائے الوہیت کرنا۔ حالانکہ اس کا رنگ سانولا۔ قد چھوٹا سا تھا۔ اس کا طول ڈیڑھ ہاتھ۔ اس کی داڑھی اس کی ناف تک تھی۔ اور چقندر کی طرح سبز تھی اور اسی طرح بختنصر جبکہ وہ سرزمین بابل میں مقیم تھا۔ اس کا باپ ایندھن فروش تھا اور اس کا معاملہ وہ کچھ کیسے ہوا جو ہوا۔ اور یہی گفتگو ہمارے دور تک کے جابر بادشاہوں کے متعلق ہے۔ وہ اپنی بادشاہی اور حکومت کی حالت میں مٹی کی طرح ہیں۔

زہد کی حقیقت

اور اسی مشہد کی بنا پر دنیا میں زُہد اختیار کیا جس نے کیا۔ اور انہوں نے کہا: ہم دنیا سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ کمینے لوگ ہم سے پہلے اس کے ساتھ سبقت کرگئے۔ نیز اس کے تمام احوال فنا ہوجاتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو ایسی چیز سے پاک رکھو جو کہ فانی ہے اور باقی کو اختیار کرو۔ اور قرآن کریم میں ہے تلك الدار الأخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا (القصص آیت ۸۳) یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کردیں گے ان لوگوں کے لئے جو زمین میں بڑا بننے اور فساد برپا کرنے کی خواہش نہیں رکھتے) کیونکہ بڑا ہونا

باری تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تبارك الذی بیده الملك وهو علی كل شیء قدیر (الملک آیت ۱) برتر ہے وہ ذات جس کے قبضے میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

تبارک کا معنی

شیخ احمد الملثم (جو کہ باب الفتوح سے باہر مدفون ہیں اور آپ اکابر اولیاء میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ میں تبارک کے معنی میں غور و فکر کر رہا تھا کہ عرب کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی ریت کے ٹیلے پر نمودار ہوئی اور کہنے لگی تبارکت علیکم تبارکت علیکم۔ یعنی میں تم سے اونچی ہوگئی۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ اس سے مراد بلند و بالا ہونا ہے۔ اور ان احسانات میں حکام کی تعظیم کے متعلق ہماری تفصیلی گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جناب کا ادب ہے جس نے انہیں ہم پر متعین فرمایا۔ پس معلوم ہوا کہ قدرت الٰہیہ ایک نظام کی مقید نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے اطلاق کی بنا پر کسی بھی چیز میں اس کے لئے خرق عادت ہے۔

اشیاء میں قدرت الٰہیہ کے خرق عادت کی حیرت انگیز مثالیں

اور جب جمادات میں خرق عادات کا تحقق ہوتا ہے پس پانی پتھر اور پتھر پانی ہو جاتا ہے باوجود یکہ ان میں محل تصرف نہیں تو انسان کی کیا کیفیت ہوگی جو کہ اس پر اقتدار کو جاری ہونے کا محل اعظم ہے۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ اس کے تابع کی طرح ہے۔ پس چشم زدن میں غنی فقیر ہو جاتا ہے۔ معزز ذلیل۔ قوی ضعیف۔ حاکم محکوم ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس۔

اور ان تاجروں میں سے بعض نے بتایا ہے جو کہ بلاد ہند سے آتے ہیں کہ اس نے پانی کی ایک نہر کی بابت سنا ہے۔ کہ اس میں جب بھی کوئی چیز پھینکی جائے تو ہلکا پتھر بن جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس نہر پر پہنچا اور میرے پاس اسکندرانی رومال تھا میں نے وہ پانی میں لٹکایا تو وہ ہلکا پتھر بن گیا۔ اس نے کہا کہ اسی طرح ہمارے پاس تھیلی تھی۔ ہم نے اسے لٹکایا تو پتھر بن گئی سوائے اس حصے کے جس تک پانی نہیں پہنچا۔ اس نے کہا کہ اسی طرح ہمارے پاس عصا تھا وہ لٹکایا تو پتھر بن گیا۔ اور اس کا جو حصہ ہمارے ہاتھ میں تھا وہ اپنی اصلی حالت پر لکڑی ہی رہا۔ نیز اس نے بتایا کہ میں نے اس میں پتھر کی مچھلیاں دیکھیں۔ اور یہ اس طرح کہ نہر جاری ہے اور دریا میں داخل ہوتی ہے پس اس میں مچھلی ادھر آتی ہے اور پتھر ہو جاتی ہے۔ جو مویشی اس میں پانی پینے کے لئے منہ ڈالے تو اس کا منہ اسی وقت پتھر ہو جاتا ہے۔ اور جو بھی اس میں پانی پینے کے لئے اترتا ہے اس کے پاؤں اسی وقت پتھر ہو جاتے ہیں۔ اور اسے صاحب کتاب الوحید نے بھی قابل اعتماد تاجر سے نقل کیا ہے اور اس نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔

پھر خواجہ عز الدین الکولمی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے ہند میں پانی کا ایک حوض دیکھا کہ جو عورت بھی اس میں اترتی شوہر کے بغیر حاملہ ہو جاتی۔ پس اے بھائی! ان اسرار اور خوارق کی طرف نظر کر۔ اور جو اس کے ساتھ متحقق ہوتا ہے جو ہم نے کہا اس سے ایمان اور عند اللہ ایک حالت کی قطعیت چلی جاتی ہے جس پر کہ وہ ہوتا ہے اور جب جمادات اور مائعات میں انقلاب واقع ہوتا ہے تو تیرا انسان کے بارے میں کیا گمان ہے باوجودیکہ ہر زمان میں اس کا قلب قدرت رحمٰن کے ساتھ منقلب ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے امان کیونکر ہوگا حالانکہ وہ انسان کا ایمان سے کفر کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف بدلنا دیکھتا ہے۔ پس یہ حالت کس قدر عظیم ہے اس کے لئے جو اس کا شہود رکھتا ہے۔ اور لوگ اس سے کس قدر غافل ہیں۔ تو جس کا قلب حضرت رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہو۔ وہ جیسے

چاہے اسے پھیر دے۔ پس وہ سعادت پر نہ شقاوت پر۔ فقر پر نہ غنا پر۔ آخرت پر نہ دنیا پر۔ قوت پر نہ عجز پر۔ زیادتی پر نہ نقصان پر۔ طاعت پر نہ عصیان پر۔ اور کفر پر نہ ایمان پر اعتماد نہیں کرتا۔ جس طرح کہ اس کی طرف اس حدیث کا اشارہ ہے کہ تم میں سے ایک شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ قضاء وقدر کے حوالے سے آخر میں وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو اسے جہنمی بنا دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور اے بھائی! جان لے کہ جو اللہ عزوجل کے علم میں ولی ہوتا ہے تو اس کی ولایت متغیر نہیں ہوتی۔ اور اگر وہ کسی معصیت میں گر پڑے تو وہ علی الفور توبہ کی طرف جلدی کرتا ہے تو یہ اس کی ولایت میں موجب عیب نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے زائل کرنے والا ہوتا ہے مگر جب اہل ایمان میں خلل پیدا کر دے۔ اور یہ اس لئے کہ حقائق وضعیہ میں نقائص کسبیہ عیب پیدا نہیں کرتے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کان ہیں۔ اور سونا اور چاندی دونوں ہی کانوں میں موجود ہوتے ہیں۔ اور اصل معدن صحیح ہے۔ لیکن کبھی اس میں ایسی علتیں داخل ہو جاتی ہیں جو اسے ظاہر میں روبفساد کر دیتی ہیں۔ پس جو اس کے علاج کو پہچاننے کا گمان کرتا ہے اس کا علاج کرتا ہے حتیٰ کہ اسے اس کی اصل کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ پس جس طرح معدن اپنی اصل میں صحیح ہے۔ اپنی معدنیت سے خارج نہیں ہوتی۔ تو اسی طرح مومن حقیقی اور ولی حقیقی کو اس کے جوارح پر جاری ہونے والے نقائص اس کے ایمان کی یا اس کی ولایت کی حقیقت سے خارج نہیں کرتے۔

علم کیمیا کے مدعی کے ایک دعویٰ سے اختلاف

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مدعی علم کیمیا جو یہ گمان کرتا ہے کہ اکثر سونے چاندی کی معاون کی اصول تانبا۔ قلعی وغیرہ ہوتے ہیں اور اس پر جو علل وامراض داخل ہوتے ہیں ان کا علاج صحیح ہے حتیٰ کہ اپنی اصلی عادت پر لوٹ آئیں ہم اس کی کوئی حقیقت نہیں جانتے اور نہ ہی ہم اس میں سے کسی پر واقفیت رکھتے ہیں۔ باوجودیکہ معاون حقیقیہ صحیحہ جو حدیث پاک میں وارد ہوئی ہیں ہ مومن کے لئے بہتر ہیں۔ پس بیشک جس کی اصل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہو تو وہ اپنی اصل کی طرف لوٹتا ہے جیسے معدن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے علاوہ ہو تو اسی طرح اپنی اصل کی طرف لوٹتا ہے جبکہ امور کی حقیقتیں آج ہم سے پردے میں رکھی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے پس مٹی کو سونے میں۔ سونے کو مٹی میں۔ جامد کو مائع میں۔ مائع کو جامد میں۔ حیوان کو نباتات میں اور نباتات کو حیوان میں بدل دیتا ہے۔ پس ہماری ساری تقریر سے معلوم ہوا کہ جو بھی مخلوق کے طبقات کے اختلاف پر غور کرتا ہے وہ انہیں مٹی پاتا ہے جو کلام کرتی ہے۔ شق ہوتی ہے اسے قتل کیا جاتا۔ حاکم بنایا جاتا ہے۔ معزول کیا جاتا ہے۔ پھر مٹی یعنی بادشاہ۔ حاکم۔ قاضی اور والی زمین کے نیچے اتر جاتی ہے اور بڑائی اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اور جس نے اسے سمجھ لیا اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ قدرت الٰہیہ جو کچھ کرے بندے کو کسی چیز پر اعتراض کا حق نہیں مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ اور عقل اس سے معزول ہے۔ پس اسے جان لے تجھے سیدھی راہ ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ فقراء صادقین کی ایذاء سے ڈرنا

میں ہر اس چیز کو اپنانے سے ڈرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں صادق فقراء میں سے کسی کی دل آزاری کا موجب ہو جو کہ زمانے

میں ظاہر ہوئے اور ہمارے ہاں معروف ہوئے یا ہم نے انہیں پہچانا۔ پس میرے شیخ سیّد علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وصیت فرمائی اور فرمایا: اس سے پرہیز کر کہ تو فقراء میں سے کسی کو ستائے گرچہ تیرے اعمال خیر پہاڑوں جیسے ہوں۔ کیونکہ جو اس گروہ میں سے کسی کو ستائے اسے اس کا عمل نفع نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ آسمان کی طرف عروج نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کرے اس کا عمل مردود ہے۔ اور میں نے اس دور کے علماء میں سے ایک شخص کا ذکر اپنی تالیف طبقات العلماء میں کیا تھا۔ پھر ایک دن میں نے اسے بعض اولیاء پر طعن تشنیع کرتے دیکھا تو میں نے طبقات میں سے اس کا ذکر اٹھا دیا کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو کہ اس کا پردہ کھول دے گا۔ پس اس کے متعلق میرا اچھا بیان اس کے ظاہری افعال کے خلاف واقع ہوگا اور یوں لوگ اس کا ذکر باعمل علماء میں کرنے پر مجھے خطا کار قرار دیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ قوم صوفیاء کے متعلق اچھی عقیدت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کے عیوب چھپاتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا محب بدبخت نہیں ہوتا۔

خلق کی طرف تعارف سے اولیاء کی بے نیازی

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اولیاء کو مخلوق میں سے کسی کی ضرورت نہیں کہ اس کی طرف متعارف ہوں کہ غالب طور پر ان کے قلوب حق جل وعلا پر جمعیت سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہ وہ اس سے شرم کرتے ہیں کہ اس کے بندوں میں سے کسی کی طرف متوجہ کریں مگر اس کے امر کے ساتھ۔ اور یہ اس کے مخصوص بندوں کے ساتھ خاص ہے جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کاملین جو کہ لوگوں کو ادب مع اللہ تعالیٰ سکھاتے ہیں۔ رہے ہمارے جیسے تو اس کی طرف ولی کی توجہ میں کچھ نہیں سوائے اس کے قلب کے تفرقہ کے جبکہ ہم اس کے اطوار سے وابستہ بھی نہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کسی پر احسان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کا قلب اس کی طرف مائل ہو یا وہ پہچان کے کسی طریقہ سے بھی اس کی طرف متعارف ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت ہے۔ وہ اس کا حق شکر ادا نہیں کر سکتا۔ پس بیشک اولیاء ہماری طرف متعارف نہیں ہوتے مگر تین امور میں سے کسی ایک امر کی خاطر۔ یا تو اسے ہمارے ساتھ کوئی نسبت ہوگی۔ یا اسے اس میں اذن دیا گیا ہوگا۔ یا ہماری طرف ہمارے متعلق کسی خفیہ تدبیر کی بنا پر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ گرچہ وہ اس کا قصد نہ کرے۔ تاکہ وہ اس انکار کو ظاہر کرے جو ہمارے باطن میں اس کے متعلق ہے اور اس سبکساری اور استہزاء کو۔ پس ہم اس کی بنا پر ہلاک ہو جائیں۔ جبکہ ہمیں شعور تک نہ ہو اور ہم پر اس کے تعارف کی محبت قائم کی جائے۔ پس ان کے لئے اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ مقاصد ہیں جن پر مخلوق کو اطلاع نہیں دیتے۔

مستجاب الدعوات فقیر کا حوصلہ

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ بغداد کے علماء میں سے ایک شخص نے ایک مقبول الدعاء فقیر پر انکار کیا۔ اسے ایذاء دی اسے بغداد سے نکالنے کی کوشش کی۔ آخرش اسے نکال باہر کیا۔ فقیر کے شاگردوں نے عرض کی: آپ فلاں کے متعلق بددعا کیوں نہیں کرتے۔ بیشک آپ اس کی وجہ سے مظلوم ہیں۔ فرمایا کہ میری دعا اس کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اس کی نیت کی بنا پر اس کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ عرض کی گئی کیسے؟ فرمایا اس نے میری جلاوطنی کی وجہ سے اپنے حظ نفس تک رسائی کا قصد نہیں کیا۔ اس نے تو گمان کیا کہ میں فاسد

العقیدہ ہوں۔پس اس نے لوگوں کو مجھ سے راحت بخشنے کا قصد کیا۔اگر اس کی یہ نیت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اسے پکڑ لیا ہوتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء کی طرف سے اہل اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا معاملہ ہوتا رہا لیکن اسے پریشانی لاحق نہ ہوئی۔لوگ اس سے انتہائی تعجب کرتے ہیں۔ان سے یہ امر پوشیدہ رہا کہ اس نے فقراء پر اپنے انکار سے صرف اور صرف شریعت کی جانب داری کا قصد کیا۔اور اگر یہ نہ ہوتا تو قدرت کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا ہوتا۔واللہ اعلم۔پھر اس عالم کو وہ بات پہنچی جو شیخ نے اس کے بارے میں کہی۔تو اس نے اپنا سر ننگا کیا۔حاضر ہوا۔اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔اور شیخ سے بغداد واپس چلنے کی درخواست کی۔ لیکن شیخ نے اس میں اس کی موافقت نہ فرمائی۔اور بغداد سے باہر خص ٹھہرے رہے حتیٰ کہ وہیں فوت ہوئے۔پھر اس عالم کی معافی مانگنے اور شیخ کے لئے سر برہنہ ہونے میں واضح دلیل ہے کہ اسے شیخ کے عقیدے کے فاسد ہونے کا یقین نہ تھا۔صرف بدگمانی کی وجہ سے ایذاء پہنچائی۔جبکہ بدگمانی انتہائی جھوٹی بات ہے۔

ولی کی پہچان کا ذریعہ

اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ ولی پہچانا نہیں جاتا مگر اس نور کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ اس کے معتقدین کے قلوب میں ڈالتا ہے۔اور جو گمان کرتا ہے کہ وہ ولی کو اس کے اقوال وافعال سے پہچانتا ہے تو اس نے اپنی مراد میں غلطی کی ہے۔اولیاء صرف اپنے مخفی کوائف اور احوال باطنی سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔پس کبھی وہ ظہور میں چھپ جاتے ہیں اور خفا میں ظاہر ہوتے ہیں۔باوجود یکہ وہ لوگوں کے لئے ان پر خوف کرتے ہوئے کبھی ظاہر نہیں ہوتے مگر صرف اسی قدر جس کی ان کی عقلیں متحمل ہوں۔اور ایک شخص نے کسی فقیر پر انکار کیا جسے شراب خانہ میں بیٹھا دیکھا۔منکر کو قولنج کا درد لاحق ہو گیا اور قریب المرگ ہو گیا۔پس لوگ اس فقیر کے پاس اس کا دل راضی کرنے کی خاطر آئے۔فقیر نے کہا کہ اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور وہ خوش ہو جائے گا۔پس اس نے استغفار کیا۔اسی وقت اسے شفا مل گئی۔پس فقیر نے کہا کہ شراب خانہ میں میرے بیٹھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں شراب پیتا ہوں۔میرا بیٹھنا تو اس لئے ہوتا ہے کہ ہر اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہوں جو اس سے پیتا ہے۔پس ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

اور شیخ ابوالحجاج الاقصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت بیان فرمائی کہ فقراء کی ایک جماعت کے لوگ طریق عیذاب میں لوہے کے کارخانے میں وارد ہوئے۔اور وہ پتھر ہیں جن پر آگ جلائی جاتی ہے پس ان میں سے لوہا نکلتا ہے۔پس ایک فقیر اس کارخانے کے مالک کے پاس آیا اور اس سے لوہے کا ٹکڑا طلب کیا جس سے وہ زرہ بنانا چاہتا تھا۔اس نے کہا کہ لو ہا ذرا ٹھنڈا ہو جائے۔فقیر نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انگارے کی طرح دھکتا ایک لوہے کا ٹکڑا اٹھا لیا۔فونڈری کے مالک نے کہا کہ پگھلے ہوئے لوہے پر ہاتھ ڈال کر تو ہم پر اپنی کراہت کا اظہار کرنے آیا ہے۔حالانکہ میرے پاس ایک غلام ہے جو کہ شراب خانے میں رہتا ہے اس کارخانہ میں داخل ہو کر آگ میں گھس جاتا ہے اور ان ٹکڑوں کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔اور باہر نکلتا ہے اور اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔پھر اس نے آواز دی اے فلاں! پس ایک سیاہ رنگ غلام آیا۔کہنے لگا آگ میں گھس کر ان ٹکڑوں کو الٹ پلٹ دے۔اس نے کہا کہ مجھے ایک درہم دے جس کے بدلے شراب پیوں گا۔اس نے اسے ایک درہم دیا۔وہ ڈھلائی کے حوض میں داخل ہو گیا اور کمر تک اس آگ میں گھسا رہا۔اور ٹکڑوں کو ہاتھ سے پلٹتا رہا۔

پھر کہتا کہ آپ اس کی اصلاح چاہتے ہیں؟ یہ یوں ہے یوں ہے۔ پھر باہر آنے کو لوٹتا تو اسے استاد کہتا کہ اتنا کام رہ گیا ہے۔ پس وہ دوبارہ لوٹ جاتا اور اس آگ میں آتا جاتا رہا۔ اور ہم اس کی طرف دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ فارغ ہو گیا۔ پھر باہر نکلا اور اس کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا۔

شیخ ابو الحجاج نے فرمایا کہ لوہے اور فولاد کے بنانے کی صورت یوں ہے کہ وہ اس کارخانے میں ہر سمت بڑی بڑی بھٹیاں رکھ دیتے ہیں اور مختلف مقامات سے ان میں پھونکیں مارتے ہیں۔ پس زبردست آگ دہکتی ہے تو کٹھالیوں میں لوہا ڈال کر اسے گرمی دیتے ہیں۔ پس لوہا پگھل جاتا ہے۔ اور صاف ہو جاتا ہے۔ پس آلات کے ساتھ اسے نکالتے ہیں۔ لوہا بہنے لگتا ہے تو اس سے فولاد بنتا ہے۔

شعرانی فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ وہ غلام اللہ تعالیٰ کا ابراہیمی المقام ولی ہو۔ اور وہ شراب خانے میں اقامت اختیار کر کے اپنے مقام کو چھپاتا ہو۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ درہم کے بدلے جو محلول پیتا نشہ آور نہ ہو۔ یا نشہ آور ہو لیکن وہ اسے زمین پر پلٹ دیتا ہو کہ لوگوں کو اس کے پینے سے روکتا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس غلام کے جسم میں کوئی خصوصیت ہو جو آگ کے اثر سے مانع ہو۔ جیسے سمندل پرندہ اور یاقوت پتھر۔ باوجودیکہ انسان فی نفسہٖ ان سے برتر ہے اور اسرار کا زیادہ جامع۔

سمندل پرندے کی خصوصیت

اور مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ اس نے دیکھا کہ سمندل پرندہ صرف آگ میں ہی زندگی بسر کرتا ہے۔ انڈے دیتا ہے اور بچے نکالتا ہے۔ اور اس کی اون سے قیمتی رومال بنایا جاتا ہے۔ جب وہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ پس اس کا میل جل جاتا ہے لیکن رومال نہیں جلتا۔ اور بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ جب اسے صابن سے دھوئیں تو کوئی میل نہیں نکلتا۔ پس اے بھائی! فقراء کے متعلق اچھا گمان اور ان کے احوال کی اچھی تاویل لازم کر۔ پس بیشک انکار صرف یقین کے ساتھ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ شخص مکلف ہو۔ اس کے افعال کی پیروی کی جاتی ہے جبکہ ارباب احوال فقراء کے احوال مجہول ہوتے ہیں۔ ظاہر شرع کے خلاف ان کے احوال کی کوئی پیروی نہیں کرتا۔ پس اسے جان لے تجھے راہنمائی ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اسرار حروف پر اطلاع

مجھے سورتوں کے اوائل کے حروف اور تہجی میں جدا حروف پر اطلاع ہے۔ اس طریقے سے علیحدہ جسے علم الحروف والے پہچانتے ہیں۔ اور ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ آسمان کے فرشتوں کے نام ہیں جنہیں صرف وہی پہچانتا ہے جس کا حجاب اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہو۔ اور جو بھی ان سے متحقق ہوتا ہے وہ طلسمات کا عمل کر سکتا ہے۔ سکندر ذوالقرنین اس علم میں استاذ تھے۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے بلاد کفار میں سے ایک شہر پر غلبہ حاصل کیا۔ پس انہیں کووں کی پوجا کرتے پایا۔ دوسرے شہر پر غلبہ پایا تو انہیں چڑیوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ پس آپ نے ہر شہر کے لئے طلسماتی عمل کیا۔ چنانچہ کوے اور چڑیاں اس شہر کی طرف پھر نہ لوٹیں۔ اور یہ اس خوف کے پیش نظر کیا کہ آپ کے چلے جانے کے بعد کہیں وہ انہیں دوبارہ پوجنے لگیں۔ شاید ابلیس کووں اور چڑیوں کے پیٹوں میں گھس کر ان کی زبانوں پر جو چاہتا بولی بولتا حتیٰ کہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی جس طرح کہ وہ بتوں کے اندر ہوتا تھا جیسا کہ حدیث ذی الخلصہ میں وارد ہے اور اس درخت کے متعلق جسے پوجا جاتا تھا۔ اور اگر یہ علم اس کے ساتھ خاص نہ ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ نے حجاب کھول دیا ہو تو میں اخوان

طریقت کے لئے عمل بالحروف اوران کے ساتھ کائنات میں تصرف کرنے کا عمل ذکر کرتا۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-لباس اوراپنی مملوکہ چیزوں کی کثرت سے سخاوت

میں اپنے کپڑوں اور نقدی۔ اشیاء خورد ونوش اور آلات جو بھی میری ملک ہیں کی کثرت سے سخاوت کرتا ہوں۔ اور لینے والے کے فقیر یا غنی ہونے پر موقوف نہیں رکھتا اور نہ ہی اس پر کہ شناسا ہے یا اجنبی۔ پس بسا اوقات میں تانبے کا بڑا پیالہ۔ یا جبہ یا عمامہ سائل کو دے دیتا ہوں جبکہ اس کے علاوہ کچھ دینے کو نہ ہو اور میرا نفس للچاتا بھی نہیں کیونکہ یہ دور جاہلیت اور اسلام کے سخیوں سے منقول کرم کی نسبت سے گویا سخاوت ہے ہی نہیں۔ اور آج میرے ہم عصر لوگوں میں سے کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے زیادہ سخی ہو۔ پس بیشک میں سائل کو اپنے کپڑے دے دیتا ہوں گویا میں نے زمین سے تنکا دے دیا ہو۔

غیلان کی سخاوت کا حیران کن واقعہ

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ صاحب میؒ غیلان جب دور دراز کے علاقوں سے اس کی طرف مشتاق ہوتا تو صیدح نامی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر غیر معروف راستے سے جنگلات میں داخل ہو جاتا۔ اور اس کی اونٹنی ایک دن میں ایک ماہ کا سفر طے کر جاتی تھی۔ حتیٰ کہ لوگ کہتے کہ یہ جن ہے۔ ایک دن وہ بے آب سرزمین میں الجھ گیا۔ پس ایک جگہ اونٹنی سے اترا کہ اچانک ایک بھوکا پیاسا بھیڑیا وہاں آنکلا۔ اس نے دل میں کہا کہ اگر اس بھیڑیے کے لئے اونٹنی ذبح کروں تو ایسے لق ودق صحرا میں مرجاؤں گا۔ اور اگر اسے ذبح نہ کروں اپنے مہمان کی مہمان نوازی سے محرومی ہوگی۔ اور مجھے شرمندگی لاحق ہوگی۔ چنانچہ اس نے اپنی ران سے گوشت کا بڑا سا ٹکڑا کاٹا اور بھیڑیے کو کھلادیا۔ اور اپنی ران پر اپنی دستار باندھ لی اور چل دیا۔ اور اس کرم کی مثال حاتم طائی سے بھی ہمیں نہیں پہنچی۔ چہ جائیکہ کسی اور سے ہو۔ اور اس کے مقابلے میں ہمارے جیسوں کا کرم گویا لاشی ہے۔ پس بیشک غیلان نے اپنے مہمان پر اپنی جان کی سخاوت کردی۔ باوجودیکہ اس کا مہمان ایک لایعقل وحشی جانور ہے۔ مذمت کرے یا مدح۔ رہا ایسی سخاوت کا شرعاً غیر جائز ہونا تو غیلان ایام جاہلیت میں تھا شرع شریف کی آمد سے پہلے۔

اور بحمدہ تعالیٰ کبھی میرے لئے ایسا واقعہ بھی ہوتا ہے کہ میں کئی دفعہ ایک جمعہ میں اپنے سارے کپڑے دے دیتا ہوں اور ایک قمیص پر صبر کرتا ہوں۔ اور کبھی ایسا موسم سرما میں ہوتا ہے پس مجھے ثقل اور اضمحلال لاحق ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شدید مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ یہ کرم اس میانہ روی سے خارج ہے جس کا شرعاً حکم دیا گیا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ ظلم سے کم ظلم کے باب سے ہے۔ اور ہم نے یہ صرف بخل اور شح کی منجدھار سے نکلنے کے لئے کیا۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اجنبیات اور بے ریش چھوکروں کو دیکھنے سے حفاظت

بچپنے سے ہی میری حفاظت کی گئی ہے کہ اجنبی عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی طرف دیکھوں گرچہ بلاشہوت ہو۔ پس ایسی نظر سے میرا نفس ہمیشہ نفرت کرتا ہے۔ اور مدت العمر کوئی کم ہی اس سے بچتا ہے خصوصاً آغاز بلوغ میں۔

تحریم نظر کی علت صحیحہ

سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محرمات کی طرف نظر کے حرام قرار دیئے جانے کی صحیح علت یہ ہے کہ

یہ اللہ عزوجل سے مشغول کر دیتی ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے قلب کو اپنا گھر اور اپنے اسرار کا محل قرار دیا ہے۔ پس کسی مومن کو نہیں چاہئے کہ اس میں محبوبات نفسانیہ میں سے کسی چیز کو داخل کرے۔ کہ رب جل وعلا کی محبت قلب سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ شریک پسند نہیں فرماتا۔ اور بسا اوقات کوئی اس محبوب نفسانی کے اس کے قلب میں داخل ہونے کے متعلق سستی کرتا ہے۔ پس وہ اسے آہستہ آہستہ اس میں بے حیائی کرنے کی طرف کھینچتا ہے۔ اور شیطان ان دونوں میں الفت پیدا کرتا ہے۔ یہاں تک وہ کمینہ محبوب قلب پر حاکم اور اس میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس سے نکلتا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایک دم اس میں داخل ہونے سے رک جاتی ہے۔ پس وہ دنیا وآخرت میں خسارے کا شکار ہو جاتا ہے۔

قلوب کے لئے واجبی امر

اور قلوب پر واجب ہے کہ ان میں ان کے خالق۔ ان کے رازق۔ انہیں حیات بخشنے والے اور انہیں عافیت دینے والے کی محبت کے سوا کچھ بھی داخل نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے امر سے۔ پس معلوم ہوا کہ عورتوں اور جوان کے ساتھ ملحق ہے کی طرف نظر بندے کے بے حیائی میں گرنے کے غالب گمان پر موقوف نہیں۔ یہ تو غیر اللہ کی محبت کو قلب میں اس کے اذن کے بغیر داخل کرنے پر موقوف ہے۔ اور قرآن عظیم میں ارشاد عالی ہے ولا تجعل مع اللہ الها آخر (الاسراء آیت ۲۲-۳۹) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ۔ یہ بتان ظاہر اور ہوائے نفسانی کو عام ہے کیونکہ جو بھی کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ لازماً اس کے قلب میں داخل ہو جاتی ہے اور سکونت اختیار کرتی ہے۔ پس اس سے حق تعالیٰ کی محبت چلی جاتی ہے۔ پس اس شخص نے اس محبوب کو حق تعالیٰ کی منزلت میں اتارا جو کہ خواص کے نزدیک کفر ہے۔ اور تمام سلف صالح نے اپنے مریدین کو ہر اس شے سے آنکھیں جھکانے کی تاکید کا راستہ اختیار کیا ہے جو کہ غفلت اور اللہ تعالیٰ سے لہو کی طرف کھینچ لے۔ اور ان کی وصیتیں پوری دنیا میں نافذ ہیں۔

اور سیّدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔ تمام مصیبتوں کا آغاز نظر سے ہے اور بہت بڑی آگ چھوٹی سی چنگاری سے ہی بھڑکتی ہے۔ کتنی نگاہیں ہیں جنہوں نے دیکھنے والے کے قلب میں قوس اور وتر کے بغیر تیر کا کام کیا۔ اس کی آنکھ کو وہ چیز خوش کرتی ہے جو اس کی روح کے لئے نقصان دہ ہے۔ ایسی مسرت کے لئے کوئی خوش آمدید نہیں جو نقصان لائے۔ انتہی۔ اور دنیا میں مشہور ضرب المثل ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جس نے نگاہ آوارہ کی اس نے اپنے قلب کو آزردہ کیا۔

خلوت کے مفاسد سے بچنے کے لئے صوفیاء کا مسلک احتیاط

اور میں نے سیدی شیخ محمد الشناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخ کو چاہئے کہ ان جوانوں کی خیر خواہی سے غافل نہ ہو جو کہ رات دن اس کے خانقاہ میں ٹھہرتے ہیں۔ اور انہیں اس خطرے کے پیش نظر کہ لوگ ان کے متعلق انتہائی بدگمانی میں ملوث ہوں۔ انہیں ایک دوسرے سے دور رہنے کا حکم دے۔ فرماتے ہیں کہ سیّدی محمد الغمری اپنے دور میں فقراء کی جانب داری پر تمام فقراء سے زیادہ سخت تھے۔ اور آپ نے نابالغ بچوں کے لئے ایک علیحدہ جگہ بنا رکھی تھی جہاں وہ قرآن کریم پڑھتے تھے۔ ان کے پاس سوائے فقیہ اور شناسا کے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ اور مردوں کے لئے سرائے بنا رکھی تھی جہاں ان کے سوا کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ اور نوجوانوں کے لئے ایک علیحدہ مکان تھا جہاں صرف وہی داخل ہو سکتے تھے۔ اور آپ ان میں سے کسی کو اپنے بھائی کے ساتھ سونے نہیں دیتے تھے۔ اور فرماتے

عوام کے قلوب کی فقراء کی عزت کے بارے میں جو اپنے حال پر قیاس کرتے ہیں آلودہ ہونے سے حفاظت کرو۔

نظر و قرب اجنبیات سے احتیاط

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی طرف نظر کو ہلکا سمجھتا ہے وہ طریق کی دلدل میں گرتا ہے اور اہل تحقیق کے قواعد سے خارج ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں شیخ عبدالرحیم القناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ آپ راستے میں چل رہے تھے کہ ایک خوبرو جوان پر نظر پڑ گئی تو خوف زدہ شخص کی طرح اس سے تیزی سے نکل گئے۔ آپ کے خادم نے عرض کی کہ آپ جیسا اس جیسے سے خوف نہیں رکھتا۔ تو فرمانے لگے: بیٹے! میں معصوم نہیں ہوں۔ جبکہ حدود شریعت کے پاس رک جانا واجب ہے۔

اور میں نے سیّدی محمد الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں دیکھا ہے کہ آپ نے ایک فقیر کو عورتوں کے قرب سے روکا۔ اس نے کہا: یا سیّدی! میں بحمد اللہ تعالیٰ اپنے پاس قوت پاتا ہوں جو کہ مجھ سے خطرات دور کر دے۔ شیخ نے فرمایا: اس سے دھوکا نہ کھانا۔ مگر اس نے مخالفت کی پس اس جمعہ میں ایک عورت کے ساتھ آلودہ معصیت ہوا اور اس حالت سے اس عورت سے جدا نہ ہو سکا۔ پس رسوائی کا خطرہ لاحق ہوا اور دن چڑھنے سے اسے لوگوں سے انتہائی خجالت پیش نظر ہوئی۔ پس شیخ نے طریق کشف سے معلوم کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کی تو اسے اس عورت کے جسم سے علیحدگی نصیب ہوئی۔ اگر شیخ نہ ہوتے تو صبح لوگوں کے درمیان ذلیل و رسوا ہوتا۔ اور جس لغزش میں بعض لوگ گرے ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص بھی مبتلا ہو جائے۔ پس عاقل وہ ہے جو کہ خوف کرتا ہے۔ والسلام۔ اور مجھے شیخ شہاب الدین المعروف بمازن نے بتایا کہ میں نے سیّدی محمد بن عنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی جبکہ میں بے ریش تھا۔ پس آپ کو میری داڑھی اگنے کا علم نہ ہوا مگر چند سال بعد۔ ایک دن آپ کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو مجھے فرمانے لگے: تیری داڑھی کب نکلی ہے؟ میں نے عرض کی: اسے تو تین سال ہو چکے۔

اور اسی طرح میں نے مشائخ مصر میں سے ستر حضرات کو پایا کہ ان میں سے ہر کوئی ہمیشہ سرافگندہ رہتا۔ قریب نہ تھا کہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - قرب زوجہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے انتہائی خجالت

میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے نادم ہوتا ہوں جب بھی اپنی زوجہ سے مقاربت کرتا ہوں کیونکہ سلطان غیرت الٰہیہ میرے قلب پر غالب ہے۔ اور کئی دفعہ مجھے مقاربت کی حاجت ہوتی ہے پس میں اسے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی بنا پر ترک کر دیتا ہوں۔ اور ہر وقت بندے کو زوجہ کے ساتھ مصروفیت کے ساتھ مشاہدہ حق جل وعلا سے عدم حجاب کو جمع کرنے کی قوت نہیں دی جاتی۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ جو شخص اپنی زوجہ سے مقاربت پر قادر ہو پھر اسے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے ترک کر دے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اور ہمیں بعض کے متعلق یہ بات پہنچی کہ وہ اپنے عیال کے پاس آیا دراں حال کہ وہ اللہ عزوجل سے غافل تھا۔ چنانچہ اس پر اسے سزا دی گئی۔ اور بعض اکابر کے متعلق روایت ہے کہ ان کی سیاہ فام لونڈی تھی جو آپ کی خدمت کرتی اور وضو کراتی۔ ایک دن اس کے سینے پر نظر

پڑ گئی کہ ابھرا ہوا ہے۔ آپ نے اس پر انگلی رکھی جبکہ اللہ تعالیٰ سے غافل تھے۔ تو انگلی سیاہ ہو گئی۔

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک شخص اپنی زوجہ کے ہمراہ بے تکلفی سے بیٹھا تھا۔ جب اس سے مقاربت کا ارادہ کیا تو اس کے سامنے ایک فرشتہ ظاہر ہوا جس کے پاس آہنی گرز ہے۔ پس اس نے اسے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ بلند کیا تو وہ کانپ اٹھا۔ اور وہ کام چھوڑ دیا۔ اور فرشتے نے اسے گرجدار آواز سے کہا کہ تو کب تک اپنی شہوات میں ہے؟ اس نے کہا: صرف ابھی تک۔ چنانچہ پھر مرتے دم تک اس نے اپنی زوجہ سے جماع نہ کیا۔ اور اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو تو تم کم ہنسو اور کثرت سے گریہ کر۔ اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بعض مباحات شرعیہ اپنانے پر تادیب فرماتا رہا۔ جیسا کہ یہ کتاب الرقائق والتصوف میں بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ نفسانی رخصتیں صرف ضعیفوں کے لئے وضع کی گئیں جو کہ عوام ہیں۔ اور ان مِنن پہلے گزر چکا ہے کہ طریقت میں کوئی فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ جماع کے وقت اس کی مع اللہ حاضری برابر اسی طرح ہو جس طرح حالت نماز میں ہوتی ہے۔ اس کا جامع یہ ہے کہ دونوں ہی مامور شرعی ہیں گرچہ مقام جدا جدا ہے۔ اور اپنے ہمسروں میں سے کسی کو بہت کم دیکھا ہے جو اس سے متخلق ہو۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ فسق وفجور میں مشہور درباری حاشیہ برداروں کو کثرت نصیحت

میں ان غلاموں کو جو کہ حکام وغیرہ کے حاشیہ برداروں میں سے فسق وفجور میں مشہور ہوں لطف اور نرمی کے ساتھ اکثر نصیحت کرتا ہوں۔ پس میں آخر تک اس کے متعلق اچھا گمان کرنے لگتا ہوں اور اس کی طرف سے اچھے جوابات دیتا ہوں حتیٰ کہ وہ میری طرف مائل ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ مائل ہو جاتا ہے تو میں دور کی مثالیں دے کر اسے نصیحت کرتا ہوں۔ مثلاً میں اسے کہتا ہوں کہ کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس لغزش میں گرے جس میں بعض علماء مبتلا ہوئے۔ مثلاً وہ جس نے عورتوں سے لواطت یا ہاتھ کی مالک لونڈیوں سے لواطت کو جائز قرار دیا۔ بیشک یہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ اور اس مسلک کے جس پر سلفاً خلفاً جمہور علماء ہیں۔ اور وہ جو امام فخر الدین رازی کی تفسیر میں لونڈیوں کے ساتھ ملکیت کے حوالے سے لواطت کا جواز مذکور ہے مجھے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ یہ بعض ملحدوں نے ان کی تفسیر میں دسیسہ کاری کی ہے۔ کیونکہ فخر الدین رازی اکابر علماء میں سے ہیں۔ آپ پر اس کی حرمت کیونکر مخفی رہ سکتی ہے جس کی حرمت اس ادنیٰ شخص پر مخفی نہیں جس نے شریعت کی مہک لی ہو۔

پس میں ہر اس شخص سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس کے پاس فخر رازی کی تفسیر کا نسخہ ہو جس میں یہ بات لکھی ہو کہ وہ اس پر اس طرح قلم پھیر دے کہ پڑھا نہ جا سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ایسا کرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ فوت شدہ شاگردوں کے احوال کو چھپانا

میں اپنے ان شاگردوں کے احوال پر پردہ رکھتا ہوں جن میں انہیں ان کی موت کے بعد مبتلا دیکھتا ہوں۔ پس بیشک یہ غیبت کے ساتھ ملحق ہے جو کہ حرام ہے۔ اور مجھے میرے بھائی شیخ افضل الدین نے بتایا کہ ان کے خیر وصلاح پر فوت ہونے والے شاگردوں میں

سے ایک کو خواب میں دیکھا گیا کہ ایک سرخ آنکھوں والا سیاہ کتا اسے اس کی قبر میں دانتوں سے کاٹتا ہے۔ تو جب بھی اسے اس سے دھتکارتے ہیں تو وہ لوٹ آتا ہے۔ پس وہ بیدار ہوا اور اس نے اپنے بعض شاگردوں کو بتایا۔ ان پر یہ امر بہت شاق گذرا۔ پس وہ اس کی قبر پر ہر روز جانے لگے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اس کے نامہ اعمال میں دس سال تک ہدیہ کرتے رہے۔ پس وہ خواب میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو میری سفارش کے بارے میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن آپ نے لوگوں کے درمیان مجھے رسوا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم لوگوں کے ہاں میری رسوائی مجھ پر اس کتے کے عذاب سے زیادہ شدید ہے۔ اس دیکھنے والے نے کہا کہ میں نے اس لئے بتایا تھا کہ یہ حضرات تیرے لئے دعا میں میری مدد کریں۔ اس نے کہا کہ تیرے لئے ممکن تھا کہ میرا واقعہ بیان کئے بغیر یہ کام کرتا۔

اسی لئے بعض نے وصیت کی کہ اسے تنہا دفن کیا جائے حتیٰ کہ اموات میں سے کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کسی کو اس عذاب کے بارے میں خبر دے جو تو نے کسی کی قبر میں دیکھا۔ مگر یہ کہ وہ مثلاً بدعتی ہو پس تو اس کی خبر دے تاکہ لوگ اس کے سے کام سے توبہ کریں۔ اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ اپنے مرنے والوں کی برائیوں (کے بیان) سے رک جاؤ پس سمجھ لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - دعا میں صدر نشینی نہ کرنا۔ صدر نشینی کے لئے تین خصال

میں لوگوں کی ضروریات کے متعلق دعا میں صدر نشینی نہیں کرتا مگر جب کہ اپنے متعلق مجھے معلوم ہو کہ دعا کی حالت میں یہ تین خصلتیں مجھ میں جمع ہیں۔ پہلی خصلت میرے دل کا ماسوی اللہ تعالیٰ سے خالی ہونا۔ پس اس میں اس کے غیر کے لئے توجہ نہیں ہوتی۔ دوسری خصلت وہ بہمہ وجوہ اللہ تعالیٰ پر جمع ہو پس اس کے سوا اس کا کوئی مشہود نہ ہو۔ تیسری خصلت یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی معیت میں کوئی اختیار نہ ہو اور نہ ہی کوئی ترجیح۔ بلکہ حق تعالیٰ جو کچھ کرے اس پر راضی ہو۔ تو جس میں یہ خصال جمع نہ ہوں اسے کسی کے حق میں دعا کے لئے صدر مجلس نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ (النمل آیت ۶۲) بھلا کون قبول کرتا ہے ایک بیقرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے) اور یہ صفات مضطر الی اللہ تعالیٰ کی ہیں نہ کہ حظوظ نفس میں سے کسی کی طرف مضطر کی مجبور نہیں۔ پس اے بھائی! اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں کا وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اولیاء کے اطلاع علی الغیب کے دعوؤں کی کثرت سے تصدیق

میں اولیاء اللہ کے مغیبات پر مطلع ہونے کے دعوؤں کی کثرت سے تصدیق کرتا ہوں۔ لیکن ان کے جمہور سورۃ لقمان کی آخری آیت میں مذکور پانچ میں سے کسی شے کے دعوے سے پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ جمہور کے نزدیک یہ حق جل وعلا کے خصائص میں سے ہیں۔ اور یہ قول بھی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں امور کا علم دیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسے صیغہ راز میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اندریں صورت جائز ہے کہ آپ کے بعد آپ کے وارثوں کو حاصل ہو۔

علوم خمسہ کے متعلق اولیاء اللہ کے مطلع ہونے کے واقعات اور اس کی توجیہہ

اور شاید کہ کوئی کہے کہ اولیاء میں سے بعض نے بارش کے لئے کہا کہ نازل ہو تو نازل ہوئی۔ تو ہم اسے کہتے ہیں یہ کہ علوم خمسہ میں

سے کسی سے متصادم نہیں۔ کیونکہ اس شیخ کو اللہ تعالیٰ نے نزول بارش کا مشاہدہ کرایا اور اسے اس وقت کا الہام فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے نزول بارش کو مقدر فرمایا۔ یہ اس باب سے نہیں کہ اس نے اپنی قدرت بارش اتاری۔ جبکہ آیت نے بندے کے اس امر کی نفی فرمائی ہے کہ وہ اپنی قدرت سے بارش اتارے۔ اور یہ محال ہے۔

شیخ احمد السبتی المغربی کا بارش کی دعا پر زمین کی مقررہ پیداوار وصول کرنا

اور ہمیں شیخ احمد السبتی المغربی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اس زمین کی پیداوار وصول کرتے ہیں جس کے متعلق آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو بارش سے اس کی سیرابی ہو جاتی۔ اور فرماتے کہ اگر میری دعا نہ ہوتی تو اس پر بارش نہ اترتی۔ ایک شخص نے شیخ کو مقررہ پیداوار دینے سے انکار کیا۔ شیخ نے فرمایا: اور ہم بارش کو حکم دیتے ہیں کہ اس کی زمین پر نہ برسے۔ چنانچہ اس سال اس شخص کی زمین پر کوئی بارش نہ اتری۔ اور دائیں بائیں کاشتکاروں کی اراضی پر برستی رہی۔ جبکہ اس کی زمین پر ایک قطرہ تک نہیں گرا۔ پس اس نے پیداوار اٹھائی اور اسے لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر آیا۔ پس شیخ نے دعا کی: یا اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو بارش سے فرمائے کہ فلاں کی زمین کو سیراب کر۔ پس اس کی زمین پر موسلا دھار بارش ہوئی۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی کرامت کے اظہار کے طور پر تھا۔ نہ یہ کہ شیخ نے اپنی قدرت سے بارش اتاری۔

موت کے متعلق عارف کا تصرف اور علم قیامت

اور اسی طرح ایک بادشاہ نے عارفین میں سے ایک عارف سے عرض کی کہ میری بیٹی کے حق میں توجہ فرمائیں وہ جاں بلب ہے۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ مجھے اس کا خون بہا دے دو اور میں اس کے فدیہ میں اپنی بیٹی پیش کر دوں گا۔ پس اس نے آپ کو ایک ہزار دینار دے دیا۔ آپ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ تو بادشاہ کی بیٹی کی طرف سے مرجا۔ چنانچہ وہ اسی وقت فوت ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیٹی شفایاب ہوگئی۔ اور شیخ نے وہ مال صدقہ کر دیا۔ یہ واقعہ بھی علوم خمسہ کے خلاف نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں مداخلت ہے۔ نہ ہی اس کے علم میں مشارکت ہے۔ کیونکہ اس عارف نے دعویٰ نہیں فرمایا کہ اسے علم ہے کہ اس کی بیٹی علی التعیین کس زمین میں مرے گی۔ کیا ایک پہلو یا پشت کے بل یا پیٹ کے بل مرے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے مخفی رکھا۔ اور یہی وضاحت علم قیامت کے بارے میں ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس پر اپنے بعض اولیاء کو اطلاع بخشے تو اس کی حد یہ ہے کہ اسے اس دن پر مطلع فرمائے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ نہ کہ اس وقت پر جس میں اس صدی میں قائم ہوگی۔ اور یہی قول ہے علم مافی الارحام کے بارے میں کہ لڑکا ہے یا لڑکی یا کچھ اور۔ پس ولی کو گرچہ اللہ تعالیٰ اطلاع بخشے کہ ماں کے بطن میں لڑکا ہے لڑکی یہ تصور کے بعد ہوتا ہے نہ کہ قبل تصور۔ اور علم مافی الارحام نہیں۔ کیونکہ رحم کی طرف نطفہ کے اترنے کا حال مخلوق میں سے کوئی اپنی طرف سے نہیں جانتا کہ اس سے کیا ہوگا۔ اور رزق۔ شقاوت وسعادت۔ مرنے اور زندہ رہنے کے خلق میں سے کوئی بطن مادر کے متعلق نہیں جانتا۔

سیّدی احمد بن الرفاعی کی حکایت

اور سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حکایت ہے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تیری زوجہ کے پیٹ میں لڑکا ہے۔ اس نے بیٹی جنی۔ تو سیّدی نے فرمایا: مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ یہ تدبیر قدرت ہے کہ تا دیبا اس کی تکذیب فرمائی کہ جسے اس کلام کا

اختیار نہیں اس میں داخل ہو۔اور یہی قول ہے کسب کے بارے میں۔پس کوئی نفس اپنی طرف سے نہیں جانتا کہ کل کیا کسب کرے گا۔

عارفین میں سے بعض نے کہا ہے کہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بعض خواص کو ان پانچ علوم پر اطلاع دیتا ہے فرمایا کہ آیت میں استثناء مضمر ہے۔پس اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو اس پر اطلاع بخشتا ہے۔

غیوب خمسہ کے علم کے متعلق بعض کا قول فیصل

اور بعض نے فرمایا ہے کہ آیت میں ان پانچوں علوم میں سے کسی چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں میں سے کسی کو علم عطا نہ کرنے کا کوئی گواہ نہیں۔وہاں تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس علم قیامت ہے۔بارش نازل فرماتا ہے مافی الارحام جانتا ہے اور تمام اعمال کو جانتا ہے کیونکہ اس کی مخلوق کو جو بھی علم ہے وہ اسی کی معلومات سے ہے۔رہا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کسب کرے گا۔اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا یعنی اسے ذاتی طور پر کوئی نہیں جانتا۔رہا اللہ تعالیٰ کے جتلانے کے ساتھ جاننا تو کوئی اچنبے کی بات نہیں۔کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء (البقرہ آیت ۲۵۵) اور وہ نہیں گھر سکتے اس کے علم میں سے کسی چیز کو مگر جتنا وہ چاہے)

خلاصۃ المرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ساری مخلوق سے ہر علم و عمل میں خاص علم ہے۔مخلوق میں سے کسی کے لئے اس تک رسائی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔کیونکہ یہ صفات الوہیت میں سے ہے۔پس اسے جان لے۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد لله رب العالمین۔

احسان خداوندی۔وجد کا انکار کرنے میں جلدی نہ کرنا

میں اس شخص پر انکار کرنے میں جلدی نہیں کرتا جو کہ کھڑا ہو کر وجد کرنے لگے۔گرچہ ظالموں میں سے ہو یا اسے اس کی عادت نہ ہو۔پس کبھی اللہ تعالیٰ بعض کے قلوب سے حجاب کھول دیتا ہے تو وہ اپنے وطن اول کی طرف مشتاق ہوتے ہیں۔پس جھومتے ہیں اس درخت کی طرح جس کی جڑیں تو زمین سے اکھاڑنا چاہتا ہے۔

سماع کے متعلق علی الخواص کا کلام

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سماع کا ورود حقائق میں بڑا اثر ہے پس بیشک اللہ تعالیٰ نے بندے کو اس کے حواس خمسہ کان۔آنکھ۔مس کرنے۔سونگھنے اور چکھنے کے ساتھ کسب کا مکلف فرمایا ہے۔جس طرح کہ اسے اس کے باطنی حواس خمسہ سے بھی کسب کا مکلف فرمایا ہے جو کہ اہل کشف کے ساتھ خاص ہیں۔تو جب نفس سالک خبائث سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے تو اس کے اعضاء سب کے سب فعال ہو جاتے ہیں۔اور ہر عضو دوسرے کا نائب ہو جاتا ہے۔پس وہ اپنی آنکھوں سے سنتا ہے۔کانوں سے دیکھتا ہے۔آنکھوں سے کلام کرتا ہے۔اور ان سے سنتا ہے اور اپنے کانوں سے کلام کرتا ہے۔اور اسی طرح پس پر حذر رہ۔پھر پرہیز کر کہ ان امور کا انکار کرے۔پس بسا اوقات تو ان تک رسائی سے اس انکار کی وجہ سے محروم رہ جاتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ اہل اللہ کا سننا وجود کی کسی ایک چیز کے ساتھ نہ کہ دوسری چیز کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔کیونکہ وجود کے ہر کلمہ یا حرکات میں سے حرکت میں ایک لطیف معنیٰ اور ایک خالص راز ہے۔حتیٰ کہ یہ حضرات ہواؤں کے چلنے۔

درختوں کے جھومنے۔ پانی کے خروش۔ مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ دروازوں کے چرچرانے۔ پرندوں کی نغموں۔ تار کی حس۔ آلہ موسیقی کی آواز۔ بیمار کے کراہنے۔ غمگین کے رونے۔ چیخنے والے کی چیخ۔ اور نوحہ کرنے والے کی آواز سے وہ کچھ سنتے ہیں جو ان کی ہمتوں کو ان امور کے بعض سے بعض متفاوت ہوئے بغیر تحریک دیتا ہے مگر صرف موافقت طباع کی حیثیت سے۔

اور علماء نے سماع میں بہت گفتگو کی ہے۔ اور ان کے بعض تحریم کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ اور محققین نے اسے اس امر پر محمول فرمایا ہے کہ جسے اس کے سماع میں ہوس یا نفاق کی علت مداخلت کرے۔ اور امام حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی المقدسی نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے اور جنہوں نے تحریم کا قول کیا ان کے اقوال کو توڑا اور جس حدیث سے تحریم کا وہم ہوتا ہے اس کے ناقلین پر جرح کی۔ اور ان حفاظ کا ذکر فرمایا جنہوں نے ان پر جرح کی۔ اور سماع۔ مرلی۔ دف۔ اور سرنگی کی اباحت پر احادیث صحیحہ کے ساتھ استدلال کیا۔ اور دف کو سنت قرار دیا۔

شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ شرف الدین الدمیاطی پر اس کی قرأت کی اور آپ نے مجھے اس کی اجازت دی۔ اور حفاظ کی جماعت سے ابوطاہر سلفی اصبہانی جیسے حضرات نے مصنف سے اس کا سماع کر کے۔ اور فرمایا کہ سرنگی کے سماع اور بلبل اور ہر اچھی آواز والے پرندے کی آواز کے سماع میں کوئی فرق نہیں۔ پس جس طرح پرندے کی آواز کا سماع مباح ہے اسی طرح سرنگی ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے ان احسانات کے بیان میں کئی مقامات پر سماع کی اباحت پر کلام کیا ہے۔ جیسے تلاوت قرآن کریم کے وقت اور قوم کے تغزلات کے وقت۔ رہا عود اور طنبور کا سماع تو چاروں آئمہ کے کلام کا ظاہر تحریم ہے۔

سماع کی تین قسمیں

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ سماع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو حرام ہے جیسے حرام خواہشات والوں کا سماع جو کہ عورتوں کے عاشق اور نوجوان ہیں۔ اور ان کا سننا حرام آلات کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ایسا سماع انہیں ارتکاب محرمات کی تحریک دیتا ہے۔ تو ایسا سماع حرام ہے سامع پر اور سنانے والے پر۔ کیونکہ جو حرام کی طرف دعوت دے وہ حرام ہے۔ اور جس کے بغیر حرام تک رسائی نہیں ہو سکتی وہ حرام ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو واجب ہے۔ اور یہ سماع ان کا ہے جنہیں الحب فی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ہو۔ اس کے شوق ملاقات نے انہیں بے چین کر دیا ہو۔ ان کی ارواح اس سے مضمحل اور ان کے قلوب اس کی بارگاہ کے قرب کی طلب میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہوں۔ پس جب وہ اپنے محبوب کا ذکر سنیں یا اس کے جمال کا کچھ تذکرہ کریں تو ان کے قلوب اس کی طرف اڑتے ہیں۔ پس وہ اپنے اجسام کو بحکم تبع جذب کرتے ہیں۔ اور ان نیات سماع واجبات میں سب سے اہم ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو کہ اپنی اصل پر مباح ہے کیونکہ اس میں کوئی آیت تحریم میں وارد نہیں ہوئی۔ اور نہ کوئی حدیث صحیح۔

سماع مشائخ اور محفل سماع

اور الشریف ابومحمد الہاشمی سے سماع کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے متعلق کیا کہوں۔ لیکن میں ۲۷۰ھ

میں ہمارے شیخ ابوالحسن التمیمی کے گھر حاضر ہوا جبکہ آپ نے ایک دعوت کا اہتمام کیا تھا جس میں شیخ مالکیہ ابوبکر الابہری۔ شیخ شافعیہ ابوالقاسم الدارکی۔ شیخ الحدیث طاہر بن الحسین۔ شیخ الوعاظ والزہاد ابوالحسن بن سمعون۔ شیخ المتکلمین ابن مجاہد۔ ابوبکر الباقلانی اور شیخ حنابلہ ابوالحسن مدعو تھے۔ پس انہوں نے ایک خوش آواز شخص سے فرمایا کہ ہمیں کچھ سناؤ۔ اس نے انہیں چند اشعار سنائے۔ اس کی انگلیوں نے کاغذ میں خوشبو کے ساتھ پیغام لکھا نہ کہ سانسوں کے ساتھ کہ زیارت کر۔ میرے بدلے تیرا فدیہ گرانقدر نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ تیری محبت لوگوں میں مشہور ہو چکی۔ تو جس نے مجھے اس کا پیغام پہنچایا اسے میرا کہنا یہ تھا کہ رک جا تا کہ میں سر آنکھوں کے بل چلوں۔ شریف ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کہ میں نے ان مشائخ کو سنتے ہوئے دیکھا میرے لئے ممکن ہی نہیں کہ سماع کے ممنوع ہنے کا فتویٰ دوں۔ کیونکہ یہ حضرات عراق کے وہ مشائخ ہیں کہ اگر ان پر چھت گر پڑے تو عراق میں کسی حادثہ کے متعلق فتویٰ دینے والا باقی نہیں رہے گا۔

اور شیخ عبدالرحیم القناوی۔ شیخ ابوالحجاج الاقصری اور ان جیسے رجال سماع سے مستفید ہوتے اور اونٹ کی طرح حرکت کرتے۔ اور ان میں کوئی کہنے لگتا: یا حبیبی۔ یا حبیبی اور وہ جھوم رہا ہوتا۔ مخلوق میں سے کسی کا شعور تک نہ ہوتا۔ اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہر محب اور محبوب میں ایک تعلق ہے جو کہ ہر محب کو اس کے محبوب کی طرف کھینچتا ہے۔ اور درختوں کے ایک دوسرے کی طرف کھنچنے۔ درخت خرما کا باردار ہونا۔ اور مقناطیس کا لوہے کو کھینچنا سماع کے مباح ہونے پر دلالت کرنے والی نشانی ہے۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک مقناطیس ہے جو اسے کھینچتا ہے۔ اور چاندی کے لئے ایک مقناطیس ہے۔ اسی طرح سونے کے لئے اور پانی کے لئے مقناطیس ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ پانی کا مقناطیس جب پانی کے بالمقابل معلق ہو جسے برتن میں رکھتے ہیں تو پانی اس کی طرف اوپر چڑھنے لگتا ہے حتیٰ کہ اسے اوپر چڑھنے سے پہلے وزن کرتے ہیں۔ پس جب اس کی طرف اوپر چڑھے تو پانی کی مقدار میں اضافہ پاتے ہیں۔

اور ہمیں شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ جب قوم کے اشعار سنتے تو حرکت کرتے اور وجد کرتے۔ اور اسی طرح سیّدی عمر بن الفارض۔ اور لوگ کہا کرتے کہ جس سماع میں عمر بن الفارض کی حاضری نہ ہو وہ خوشگوار نہیں ہوتا۔ ایک دن سیّدی عمر ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں محفل سماع تھی۔ آپ کیفیت قبض میں تھے۔ پس مجلس میں کسی کو بسط کا شرف حاصل نہ ہوا۔ قوال نے صاحب دعوت سے کہا کہ مجھے ایک دینار عطا کریں میں آپ کے سیّدی عمر کو بسط میں لے آتا ہوں۔ اس نے قوال کو دینار عطا کیا۔ اس نے یہ شعر پڑھا لی بالحجاز بقیة خلفتها. او دعتها یوم الفراق دموعی.

حجاز میں میرا ابقایا ہے جو میں نے پیچھے چھوڑا ہے۔ میں نے جدائی کے دن کے لئے اپنے آنسو وہاں ودیعت رکھے ہیں۔ پس شیخ عمر بن الفارض وجد کناں کھڑے ہو گئے۔ مجلس پر ذوق ہو گئی اور سب کے سب جھومنے لگے۔

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت فرمائی کہ وہ ایک دن وہ پرانے مصر کی جامع عمرو میں بیٹھے تھے۔ پس عمر داخل ہوئے اور مجھے چند ایک درہم عطا کئے اور فرمایا کہ ہمارے لئے کھانا اور پھل لاؤ۔ میں نے تعمیل کی۔ آپ نے کھانا لیا اور مجھے ساتھ لے کر ایک گھر میں داخل ہوئے جس میں عورتیں تھیں جو کہ گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں۔ پس آپ پوری رات وجد کرتے رہے۔ پھر صبح ہوئی

تو آپ نے مجھ سے فراست سے معلوم کیا کہ اس سے میرے دل میں کچھ کھٹک ہے۔ آپ نے ان عورتوں سے فرمایا کہ اسے صورت حال سے باخبر کرو۔ پس ان سب عورتوں نے کہا: واللہ ہم اپنے اس آقا کی لونڈیاں ہیں۔ آپ نے ہمیں اپنے مال کے عوض خریدا ہے۔

اور سادات وفائیہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے احوال سماع کے بارے میں مشہور ہیں۔ پس اپنے آپ کو جلد انکار کرنے سے بچا مگر غور وفکر کے بعد طریق شرعی کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔ نیکوں سے دوستی فرماتا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنے بھائیوں کے باہمی فساد اور ظلم پر راضی نہ ہونا

میں ان واقعات سے راضی نہیں ہوتا جو کہ میرے بھائیوں سے باہمی فساد اور ظلم کے حوالے سے رونما ہوتے ہیں۔ بلکہ میں ان میں سے کسی سے رابطہ منقطع کر دیتا ہوں یہاں تک کہ اس کا قلب پھٹنے لگتا ہے۔ یہ اس لئے تاکہ وہ اپنے ظلم سے رجوع کر لے۔ اور میں گناہ سے بچ جاؤں۔ کیونکہ فساد پر راضی کا حکم مفسدین کا سا ہے۔ اور میں نے اپنے شاگردوں میں سے کثیر مخلوق کی تادیب کی۔ اور مظلومین کے لئے ان کا حق ظالموں سے دور کے طریقوں سے لیا۔ اور وہ یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس ظالم کی تادیب کے متعلق توجہ کرتا ہوں جس نے مثلاً اپنے بھائی کو ناحق پیٹا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے کئی اسباب مہیا کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کی پٹائی ہوتی ہے اور اسے اسی طرح ذلیل کیا جاتا ہے جس طرح اس نے اپنے بھائی کے ساتھ سلوک کیا۔ اور خانقاہ کے فقراء کے بارے میں یہ امر قریب نہیں کہ کبھی خطا ہوا ہو۔ اور یہ اللہ عزوجل کی ظالموں پر رحمت سے ہے۔ کیونکہ عذاب دنیا آخرت کے عذاب سے آسان ہے اور جب بھی بندہ اپنے بھائی کی شدت اور ارارے کے ساتھ پٹائی کرتا ہے تو وہ خود پر عذاب اور جزاء کو شدید کرتا ہے۔ اور چونکہ اہل اللہ تعالیٰ کا وقوع جزا پر پختہ ایمان ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے ان کا اپنی اولاد۔ غلاموں۔ اہل خانہ اور مویشیوں کو ادب سکھانا شدید پٹائی کے بغیر لطف ورحمت کے ساتھ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ سیدی عبدالعزیز الدرینی رحمہ اللہ تعالیٰ جب جانور پر سوار ہوتے تو کبھی چھڑی کا ساتھ نہ لیتے۔ صرف اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ اسے موڑتے۔ اور فرماتے کہ دوری ہے کہ عبدالعزیز اسے قمیص کی آستین کے ساتھ مار سکے۔ پس بیشک جو اپنے جانور کو مارے یا اس کے جسم میں سوئی چبھوئے حتیٰ کہ اس کا خون بہنے لگے لازمی ہے کہ اس کے ساتھ اس کی قبر میں یا قیامت کے دن اسی قسم کا سلوک کیا جائے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔ حتیٰ کہ زبور میں وارد ہے کہ لکڑی کی خراش کا بدلہ لیا جائے گا۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کسی ظالم کے ظلم پر راضی ہو پس تو اس کے ظلم میں یا اس کی جزا میں شریک ہو جس طرح کہ روایت ہے کہ جو اپنے بھائی کے گناہ کے ساتھ راضی ہوا تو وہ اس میں اس کا شریک ہوا۔ جیسے بعض کتابوں میں وارد ہے کہ نمرود نے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناظرہ کیا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دلیل کے ساتھ اس پر غالب آئے نمرود سے کوئی جواب نہ بن سکا تو اس نے کہا کہ اسے قتل کر دو یا اسے جلا دو۔ تو اس کی قوم اس پر راضی ہو گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کے متعلق یوں خبر دی فما کان جواب قومه الا ان قالوا اقتلوه اوحرقوه (العنکبوت آیت ۲۴) پس آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو) حالانکہ ان سے اس قول کی صراحت واقع نہیں ہوئی۔ ان سے تو صرف اس پر راضی ہونا واقع ہوا۔ اسے ابن فرحون المالکی نے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانہ کے یہود سے یوں خطاب فرمایا قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین (البقرۃ آیت ۹۱) آپ فرمائیے کہ پھر تم اس سے پہلے کیوں قتل کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اگر تم ایمان رکھتے تھے) حالانکہ ان لوگوں نے سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل نہیں کیا تھا۔ انہیں تو ان کے اجداد و اسلاف نے قتل کیا تھا۔ تو جب یہ لوگ اپنے اسلاف کے قتل پر راضی ہوئے تو گویا انہوں نے ان انبیاء علیہم السلام کو اپنے ہاتھوں قتل کیا۔ پس جھڑکی پر مبنی اس خطاب کے مستحق قرار پائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا منافقین کی طرف سے یوں خبر دینا ہے لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل (المنافقون آیت ۸) منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے) جبکہ یہ قول صرف عبداللہ بن ابی بن سلول سے ایک قصہ میں واقع ہوا جو کہ اس کے درمیان اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جاری ہوا۔ پس جب اس کے ساتھی منافق اس کے قول پر راضی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے قول کی خبر دی۔ پس پتہ چلا کہ راضی بالظلم گناہ میں ظالم جیسا ہی ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ اس پر کم لوگ متنبہ ہوتے ہیں۔ اور گناہ سے خارج نہیں رہا جا سکتا مگر ظالم پر اظہار و غضب وغصہ کے ساتھ۔ حتیٰ کہ اس کے متعلق سب لوگ اس کی گواہی دیں۔

ابن طاؤس کا مسلک احتیاط

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے ابو جعفر المنصور نے بلا بھیجا تو میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کے سامنے چمڑا بچھا ہوا ہے (جس پر مجرم کو قتل کیا جاتا تھا)۔ تلواریں کشیدہ ہیں اور وہ ابن طاؤس کو بعض امور کی بنیاد پر ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا۔ پھر اس سے کہنے لگا کہ مجھے دوات پکڑاؤ۔ تو ابن طاؤس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ تجھے کس چیز نے روکا ہے۔ کہا: مجھے خطرہ ہے کہ میں تیری تحریر میں شریک قرار دیا جاؤں۔ امام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اس خوف سے کہ مجھے اس کا خون لگ جائے۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ جاؤ اپنی راہ لو۔ پس میں ابن طاؤس کے لئے ہمیشہ اس کا معترف رہا۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اس شخص پر میرا غضب شدید ہے جو ایسے پر ظلم کرے جو میرے سوا کوئی مددگار نہ پائے۔

حکیم اتفش کی حکایت

اور حکایت کی گئی ہے کہ اس کے زمانے کے بادشاہ نے اسے بلا بھیجا کہ میرے پاس اپنی حکمت میں سے کچھ لاؤ پس اس نے اپنے پاس موجود کتب حکمت کے ساتھ اس کی طرف سفر کیا۔ راستے میں اسے ڈاکوؤں کا سامنا ہوا اور انہوں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ پس اس نے دعا کی: یا اللہ! ان کونجوں کے دل میں ڈال کہ چیخیں اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو میرا بدلہ لیں۔ ڈاکو اس کی اس بات سے ہنسنے لگے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر بادشاہ کو خبر ملی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ بہت نادم ہوا۔ پھر اس نے سراغ لگانے کے لئے آدمی بھیجے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ کے فرستادہ دستے نے بعض چوروں کو ہنستے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ کونجیں ہیں جنہیں حکیم نے وصیت کی تھی کہ ہم سے اس کا بدلہ لیں۔ پس ان فرستادگان نے ان ڈاکوؤں کو پکڑ لیا اور انہیں بادشاہ کے ہاں پیش کر دیا۔ پس انہوں نے اس کے قتل کا اعتراف کیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا۔

پس اے بھائی! دیکھ اللہ تعالیٰ نے حکیم کی دعا کیسے قبول فرمائی۔ اور ڈاکوؤں کے قتل کے اسباب مہیا فرمائے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ قاضی۔ حاکم اور گواہ ہونے سے حفاظت

قاضی۔ یا حاکم یا گواہ ہونے سے میری حفاظت کی گئی۔ کہ اکثر قاضی حکام کی طرف سے لوگوں پر جفا کرتے ہیں۔ پس بسا اوقات حاکم جھوٹے گواہ کی وجہ سے فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور اس پر گواہوں اور صفائی پیش کرنے والوں کے احوال کی تفتیش نہ کرنے پر ملامت ہوتی ہے۔ یا تو طبعی حیا کی وجہ سے یا دین میں کمزوری کی بنا پر۔ اور لوگوں کے درمیان شریعت کے ساتھ قضا اور فیصلہ کرنے کا باب نہایت خطرناک امر ہے۔ چہ جائیکہ کہ سیاسی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! اس کی گواہی مت دو جسے تمہارے کان محفوظ نہیں رکھتے۔ عقل اس کی حفاظت نہیں کرتی اور اس پر تمہارا قلب پختہ نہیں۔ کیونکہ میں قیامت کے روز گواہی والوں کو ان کی گواہیوں پر کھڑا کروں گا پھر ان کے متعلق سخت باز پرس کروں گا۔

بسا اوقات ایک خوبصورت عورت حاکم یا قاضی کی طرف فیصلہ لاتی ہے تو اس کا نفس اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے کہ وہ اسے اس کے مخالف پر ترجیح دیتا ہے۔ بلکہ بعض قاضیوں نے اس عورت کے لئے اس کے حق کا فیصلہ نہ کیا مگر جب کہ وہ اس کے حرام ارادہ کو قبول کرے۔ جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں ایسا واقعہ رونما ہوا۔

چنانچہ ہمیں خبر پہنچی کہ آپ کے دور میں ایک نہایت خوبرو عورت تھی۔ اس نے قاضی کے ہاں کسی شخص پر اپنے حق کا دعویٰ کیا۔ قاضی نے اسے دیکھا تو اس کا قلب مبتلائے فتنہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں تیرے حق میں فیصلہ کروں گا مگر اس شرط پر کہ تو خود کو میرے اختیار میں دے۔ اس نے انکار کیا۔ اور یہ ایک نیک خاتون تھی۔ اسے چھوڑ کر حاکم سیاسی کے پاس گئی۔ اس نے بھی وہی مطالبہ پیش کیا۔ ورنہ وہ اس کی مدد نہیں کرے گا۔ پھر وہ گواہوں کے پاس گئی۔ انہوں نے اسے دیکھا اور وہ بھی اسی فتنہ کی طرف مائل ہوئے۔ آخرش وہ بادشاہ کے پاس گئی۔ اس نے اسے دیکھا تو اس نے بھی اسے مائل کرنا چاہا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پس قاضی۔ حاکم۔ گواہ اور بادشاہ نے جمع ہو کر تدبیر کی کہ اسے قتل کرنے کا حیلہ کیا جائے۔ تا کہ ان کے قلوب اس کے تعلق سے راحت پائیں۔

جب اس عورت کو یہ خبر ملی تو اس نے گریہ زاری کی اور اپنے امر کی شکایت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی۔ چنانچہ وہ سب کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تا کہ اس کے خلاف زنا کی گواہی دیں تا کہ آپ اسے قتل کرنے کا حکم دیں۔ پس ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر ہم اس کے خلاف کسی مرد کے ساتھ زنا کی گواہی دیں تو وہ دونوں قتل کئے جائیں گے اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ مقصد تو صرف اس ایک کا قتل ہے۔ پس ان کی رائے اس پر جمع ہوئی کہ وہ یہ گواہی دیں کہ یہ ایک فاسقہ عورت ہے اپنے کتے کے ساتھ بے حیائی کا ارتکاب کرتی ہے۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا خلیفۃ اللہ! ہم ایک امر کے بارے میں حاضر آئے اس سے آپ کو باخبر کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس بستی میں ایک فاسق عورت ہے جس نے کتا پال رکھا ہے اور اس نے اسے سکھایا ہے کہ اس عورت کے ساتھ کیسے بدکاری کرے۔ اور اس پر انہوں نے اس امر کی گواہی دی۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام نے حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔

چند دنوں کے بعد ایک محلّہ کے بچے حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان کے ساتھ اکٹھے ہوئے جبکہ آپ بچے تھے اور انہوں نے آپ کے پاس ایسے ہی ایک واقعہ کے متعلق دعویٰ دائر کیا۔ان میں سے ایک خوبرو جوان بچوں کے قاضی کے پاس حاضر ہوا اور اس نے اس عورت کی طرح کا دعویٰ کیا۔قاضی نے اس سے بے حیائی کے لئے اسے لبھایا۔وہ حاکم کے پاس گیا اس نے بھی اسی طرح اسے لبھانا چاہا۔پھر وہ گواہوں کے پاس گیا تو انہوں نے اسے لبھانا چاہا۔پھر اس کی طرف گیا جسے انہوں نے سلطان مقرر کیا تھا۔اس نے بھی اسی طرح کا مطالبہ کیا۔وہ نوخیز بچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔اور واقعہ بیان کیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بارے میں غور وفکر کیا۔پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا کہ گواہوں کو علیحدہ علیحدہ ہونے کا حکم دو حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔پھر ایک ایک سے کتے کے متعلق پوچھنے لگے۔ان میں سے کسی کا بیان بھی دوسرے کے بیان کے مطابق نہ تھا۔ایک نے کہا سیاہ رنگ کا ہے۔دوسرے نے کہا سفید ہے۔تیسرے نے کہا زرد رنگ ہے۔چوتھے نے کہا کہ سفید وسیاہ ہے۔پس پتہ چل گیا کہ یہ جھوٹے گواہ ہیں۔پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے گواہوں کو حد لگانے کا حکم دیا۔چنانچہ انہیں حد لگائی گئی۔یہ سارا معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک اونچے مقام پر کھڑے دیکھ رہے تھے۔اور انہیں معلوم نہ تھا۔پس جب داؤد علیہ السلام نے یہ دیکھا تو معلوم کیا کہ اس عورت کے رجم کا فیصلہ جھوٹی گواہیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔پس آپ نے گواہوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لئے اس کا حق دلوادیا۔

اسے امام ابن فرحون نے ذکر کیا۔پس غور کر اے بھائی! حاکم کے لئے کیسے حالات کا سامنا ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ اس نے ایسی صورت حال سے تیری حفاظت فرمائی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔اپنے مریدوں کو جھوٹ پر شدید ڈانٹ ڈپٹ کرنا

میں اپنے مریدین کو جھوٹ پر شدید ڈانٹتا ہوں حتیٰ کہ قریب ہوتا ہے کہ غصہ سے پھٹ جاؤں۔پس بحمد اللہ تعالیٰ میرے نزدیک کوئی گناہ جھوٹ سے زیادہ شدید نہیں جو میری معیت میں وہ کریں۔بیشک میں اس پر کئی امور کی بنیاد رکھتا ہوں۔بسا اوقات وہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔

اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جھوٹ سب سے زیادہ برا تھا۔آپ ایک جھوٹی بات کی وجہ سے کسی کو دو دو تین تین ماہ تک اپنے سے دور کر دیتے تھے۔

اور کفار کی طرف دیکھ جب انہوں نے جھوٹ کی شدت قباحت اور اس کی بری عاقبت معلوم کی تو کس جرأت سے اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ان کے پاس لائے تھے اس کی تکذیب کی۔تاکہ آپ کو اس کی وجہ سے غیظ وغضب میں مبتلا کریں۔کیونکہ یہ لوگوں کو اس ہدایت کو قبول فرمانے سے روک دیتا ہے جو آپ لے کر آئے۔اور وحی کا فائدہ ختم ہو جاتا ہے۔اور روایت ہے کہ حذیفہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شدید کیا چیز تھی جس کا آپ کو اپنی قوم سے سامنا ہوا۔فرمایا: ایک دن میں انہیں دعوت الی اللہ دینے کے لئے نکلا تو ان میں سے جو بھی مجھے ملا اس نے میری تکذیب کی۔اور انتہائی نفرت کا اظہار کیا۔

اور حکماء کے کلام میں ہے کہ جب سفیر جھوٹ بولے تو تدبیر باطل ہو جاتی ہے۔

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جھوٹ مردار کی طرح ہے۔اس کی کوئی چیز مباح نہیں سوائے ضرورت کے۔اور بعض حکماء فرماتے ہیں کہ جو سچ کے ساتھ معروف ہو اس پر ہو سکتا ہے کہ جھوٹ کہے۔اور جو جھوٹ کے ساتھ معروف ہو اس پر سچ بعید ہے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ تعریض میں جھوٹ سے وسعت ہے۔جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔یعنی اونٹ پر۔اور تیری زوجہ کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔تو ایسی بات عورتوں اور بچوں کے ساتھ ان کے دل مزاح کے ساتھ خوش کرنے کو مباح ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو طعام کی دعوت دی جائے جبکہ وہ روزہ دار ہو تو چاہئے کہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔بیشک سچ تعریض سے نجات دہندہ ہے۔اور سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خادم سے فرماتے ہیں جبکہ انہیں کوئی ایسے امر کے لئے بلاتا جس میں کوئی نفع نہیں اس سے کہہ دو کہ وہ ھون یعنی ضعیف ہے اس سے ہاون دستہ مراد لیتے جس میں چیزیں کوٹی جاتی ہیں۔حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی طلب کرتا جبکہ آپ گھر میں ہوتے تو خادم سے فرماتے کہ اسے کہہ دو کہ اس کی مسجد میں انتظار کرو۔اور سیّدی ابوالسعود الجارحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قول کا انکار کرتے تو کہتے ان اللہ یعلم ما قلت من ذالك من شيء۔پس حرف ما سے نفی کا وہم دلاتے حالانکہ آپ کا مقصد اس کی بجائے یہ ہوتا کہ یہ اسم موصول ہے یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ میں نے کہا۔پس اے بھائی! اپنی زبان کی جھوٹ سے حفاظت کرتا کہ تیرے بھائی تیری اقتداء کریں۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اور وہ نیکوں کا متولی ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-چغل خور کی کوئی بات قبول نہ کرنا

میں چغل خور سے کوئی بات قبول نہیں کرتا گرچہ مشائخ زمانہ سے ہو۔پس میں اس کا کلام محض سنتے ہی ناپسند کرتا ہوں۔اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اور بہت کم ہے کہ کوئی محض سنتے ہی چغل خور کا کلام رد کردے۔بلکہ غور و فکر کرنے کے بعد ہی اسے رد کرتے ہیں۔اور شیخ نجم الدین الغیطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا واقعہ گزرا کہ علم کی طرف منسوب ایک شخص نے آپ کے لئے بات نقل کی کہ صالحین میں سے ایک شخص آپ کی تنقیص کرتا ہے۔تو آپ نے فرمایا، اس کے متعلق میری عقیدت خارج ہوگئی۔پھر ازاں بعد آپ کے لئے اس کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔پس فرمایا کہ اب تجربہ کے بعد ہی کسی کے کلام پر اعتماد کرتا ہوں۔

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چغل خور کی بات سنتے ہی رد کرنے میں منقول عنہ کے بارے میں بدگمانی سے بچاؤ ہے۔اور میرے بھائی سیّدی شیخ افضل الدین فرماتے ہیں کہ چغلی قبول کرنا چغلی سے بدتر ہے۔کیونکہ چغلی روایت ہے اور اس کی قبولیت اجازت اور تصدیق ہے۔اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور ایک ساعت میں وہ فساد پیدا کرتا ہے جو کہ جادوگر ایک سال میں نہیں کر سکتا۔اور فرماتے کہ جو تیرے سامنے کسی کی برائی کے ساتھ آئے وہ تجھے برا کہہ رہا ہے۔اور جو تیرے لئے جرأت کرتا ہے وہ تجھ پر جرأت کرتا ہے۔

اور میں نے آپ کو کئی بار یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور شرع کے ساتھ اس پر جھوٹ کہتا ہے جس کی طرف چغلی کرتا ہے اور اس کے لئے خیانت کرتا ہے جس کی طرف سے چغلی کرتا ہے۔ پس چغل خور کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ وہ براہم نشیں ہے۔ اور سیدی ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی چغل خور کو دیکھتے تو فرماتے ابلیس کے قاصد کے لئے مرحبا نہیں۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی اور اس پر عمل کر تجھے سعادت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ غیبت کے کھٹکنے سے علی الفور توبہ کرنا

جب میرے دل پر کسی کی غیبت جاری ہو تو علی الفور توبہ کی طرف جلدی کرتا ہوں۔ کیونکہ غیبت جس طرح زبان کے ساتھ حرام ہے اسی طرح قلب کے ساتھ حرام ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلم کا خون اور اس کا مال حرام قرار دیا ہے اور یہ کہ اس کے متعلق بدگمانی کی جائے۔ اور علماء نے غیبت کی کئی حدود بیان کی ہیں۔

بحوالہ احادیث غیبت کے کئی صورتیں

اور نہایت مختصر طور پر وہ حدود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں بیان فرمائی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ تو اپنے بھائی کا ذکر ایسے کرے کہ اگر اسے پہنچے یا وہ سنے تو اسے ناپسند کرے۔ گرچہ تو اس میں سچا ہو۔ برابر ہے کہ تو اس کی عقل میں نقص کا ذکر کرے یا اس کی ذات میں یا اس کے لباس میں یا اس کے جوتے میں یا اس کے نسب میں یا اس کے گھر میں یا اس کے جانور میں یا اس کے غلام میں یا اس کی اولاد یا اس کی لونڈی میں اور اس سے متعلق کسی چیز میں۔ حتیٰ کہ تیرا یہ کہنا کہ فلاں کی آستین وسیع ہے یا اس کا دامن لمبا ہے۔ یا اس کا عمامہ بڑا ہے یا باتیں زیادہ کرتا ہے یا لوگوں کی غیبت کرتا ہے یا اکابر کی صحبت پر مزاحمت کرتا ہے یا سرکاری تنخواہوں کے حصول میں بھاگ دوڑ کرتا ہے یا محب دنیا ہے۔ یا اس سے محبت کرتا ہے جو اس کی تعظیم کرے یا فلاں اس سے زیادہ علم والا ہے یا اس سے زیادہ ادب والا ہے۔

اور ایک دفعہ دو کافر طبیب حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کے لئے ایک چیز بیان کی۔ جب چلے گئے تو فرمایا اگر مجھے کھٹکا نہ ہوتا کہ غیبت ہوگی تو کہتا کہ ان میں سے ایک شخص طب کے متعلق دوسرے سے زیادہ واقف ہے۔

غیبت کے بارے میں سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کی وضاحت

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء نے صرف غیبت باللسان کا ذکر کیا اور اس کے مرتکب کی مذمت میں مبالغہ فرمایا ہے کیونکہ غیبت کی یہ صورت اکثر پیش آتی ہے۔ ورنہ یہ زبان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر اس شے میں ہوتی ہے جس سے وہ غرض سمجھ آئے جسے مذکور ناپسند کرتا ہے جبکہ اسے پہنچے یا اسے سنے۔ برابر ہے ہاتھ کے ساتھ ہو یا پاؤں کے ساتھ یا اشارہ کے ساتھ ہو حرکت کے ساتھ۔ تعریض ہو یا حکایت۔ یہ سب کچھ حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے دشمن کے خلاف تیری مدد کروں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا اپنے مسلمان بھائی سے غیبت رد کر دے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ لوگوں کی غیبت کرنے والے جہنم کے دروازے پر گھٹنوں کے بل بیٹھیں گے۔ پھر ان میں سے بعض دوسرے بعض کو کتے کی طرح کاٹے گا۔ اور میں نے ایک دفعہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے غیبت بالقلب میں گرنے کے بعد دوبارہ وضو کیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مذہب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص طعام حلال کھانے پر وضو کرتا ہے اور غیبت کرنے پر وضو نہیں کرتا۔ یعنی جس چیز کو آگ مس کرے اس پر وضو کرنے سے غیبت کی وجہ سے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح وہ روزہ دوبارہ رکھے جس کے درمیان غیبت میں وہ گرے۔ گرچہ بالقلب ہی سہی۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا ایک چچا فوت ہو گیا جسے میں نے اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ تو اس نے کہا: بیٹے! میرا ہر گناہ معاف کر دیا گیا غیبت کے سوا۔ پس میں ابھی تک اس میں محبوس ہوں۔ پس اے بیٹے! کسی کی غیبت کو آسان سمجھنے سے پرہیز کر۔ اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس کی غیبت کرنے سے بچو گرچہ اس کی غیبت جائز ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - طبعی قفص کا ٹوٹنا

میرا طبعی قفص ٹوٹ چکا حتیٰ کہ میں اجنبی خواتین کو آداب جماع سکھانے سے ہچکچاتا نہیں۔ چہ جائیکہ مردوں کو اور کسی قلیل کو ہی یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوشیزہ سے بھی زیادہ حیا والے تھے جو کہ اپنی خلوت میں ہو۔ اور اس کے باوجود اپنے صحابہ کرام کو استنجاء کی کیفیت کی تعلیم دیتے۔ عورت کو دوران حیض کپڑا روئی کا استعمال سمجھاتے۔ اور ام عطیہ کو لڑکیوں کی اصلاح و فلاح کے طریقے کی تعلیم دیتے۔ پس اے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت اور مہربانی پر غور کر۔ پس معلوم ہوا کہ جو اس فعل سے حیا کرے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا اس قول سے جو آپ نے فرمایا تو وہ جاہل اور کثیف الطبع ہے۔ اور شاید وہ کئی کبائر میں گرتا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہے نہ مخلوق سے۔ اور میں نے اس شخص کو دیکھا ہے جو کہ شب و روز لوگوں کی غیبت کرتا ہے اور علماء و صلحاء کی ہتک عزت کرتا ہے۔ ایک شخص نے اسے کہا کہ اس سکے کے عوض میرے پینے کے لئے قہوہ خرید لاؤ تو کہنے لگا: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ اگر تلوار سے میری گردن اڑا دی جائے تو بھی قہوہ خانہ میں داخل نہیں ہوں گا۔ اھ

پس اے بھائی! اس انداز سلوک سے پرہیز کر۔ کیونکہ یہ نفاق اور تکبر ہے اور اسے برا سمجھ جسے شرع قبیح قرار دے۔ اور اسی کو اچھا سمجھ جسے شرع اچھا کہے تو ادب والوں سے ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں کا وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - غمزدوں کو تخفیف غموم کی تلقین

میں اپنے متفکر بھائیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان اعمال کی کوشش کریں جو ان کے غم و فکر کو ہلکا کریں یا انہیں زائل کر دیں جیسے کثرت استغفار۔ اعضاء کو گناہوں سے بچانا۔ کیونکہ تفکرات گناہوں کی کثرت میں ہیں۔ اور بسا اوقات ان کا تسلسل جسم کو کلی طور پر مضمحل کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ اکثر اوقات میرے لئے یہ صورت رونما ہوتی ہے کہ جب میں بیٹھ جاؤں تو کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن کسی مددگار

کے بغیر کھڑا نہیں ہوسکتا۔ باوجودیکہ عادۃً میری عمر ایسی صورت حال تک نہیں پہنچاتی۔

اذان۔علاج غم واندوہ

اور دفع غم واندوہ کے لئے میرا مجرب عمل وہ ہے جو ہمیں ہمارے شیخ عالم محدث شیخ امین الدین نے جو کہ مصر کی جامع الغمری کے امام ہیں مجھے عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک متصل سند کے ساتھ روایت کی گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غمگین دیکھا تو فرمایا: اے ابن ابی طالب کیا بات ہے کہ میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ ایسا ہی معاملہ ہے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بعض اہل خانہ سے حکم دو کہ تیرے کان میں اذان دے۔ پس بیشک یہ ہرغم کی دوا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے تعمیل کی چنانچہ مجھ سے غم واندوہ زائل ہوگیا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ شیخ ابوالحسن بن فرحون المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الزاہر میں بھی دیکھا ہے۔ اور آپ نے اسے سند متصل سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے صحیح پایا ہے۔ جس طرح کہ اس کی سند کے رجال نے اس کا تجربہ کیا اور اسے اسی طرح پایا۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ کسی نے اس کی سند میں طعن کیا تو ان حضرات کے تجربہ پر عمل ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث علماء حدیث صحیح کو پہچاننے میں اور اس کے غیر سے اس کے امتیاز کو جاننے میں کامیاب ہوئے۔ پس وہ اس پر یقین کے ساتھ عمل کرتے ہیں جسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے ہاں ایسا نور ہے کہ گویا ان وارث علماء اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک درجہ ہے۔ اور یہ نبوت کا درجہ ہے جو کہ ارث اور موروث کے درمیان امتیاز قائم کرتا ہے۔ اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء عاملین کے لئے مقام رسل علیہم السلام پر ایک جھلک ہے۔ لیکن وہاں داخل نہیں ہوسکتے اور اگر داخل ہوں تو جل جائیں۔ پس معلوم ہوا کہ داعی الی اللہ عزوجل کامل نہیں ہوتا مگر جب کہ سارے عالم کے لئے متخلق بالرحمت ہو۔ پس انہیں ان کی دارین کی مصلحتوں کی طرف راہنمائی کرے۔ پس اسے جان لے اور سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔مریدین کو دوسروں کے عیب تلاش کرنے پر شدید زجر وتوبیخ

اپنے مریدین میں سے جسے دیکھوں کہ لوگوں کے عیوب سن کر انہیں تلاش کرتا ہے۔ سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں حتیٰ کہ ان کی تحقیق کرے۔ اور اس میں صرف نظر نہ کرنا اس کی خیرخواہی کے لئے ہے۔ اور جب اس سے خاموش رہتا ہوں تو میں نے اس سے کھوٹ کیا اور سنت سے خارج ہوگیا۔ اور میں نے خود کو اور انہیں اپنے پردے کھولنے کے لئے پیش کیا۔ جس طرح کہ اس کا مشاہدہ ہے اور حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی شرم کی چیزوں کو تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے پردہ کر دیتا ہے۔ اور جس کا پردہ اللہ تعالیٰ کھولے اسے ذلیل کرتا ہے چاہے وہ اپنے کجاوے کے اندر ہو۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مکھی کی طرح نہ ہو جا کہ جسم کے ان حصوں کو چھوڑ دیتی ہے جو صحیح ہوں۔ ان پر نہیں بیٹھتی۔ اور زخمی مقامات پر بیٹھتی ہے پس گوشت کھاتی ہے۔ خون چوستی ہے۔ اور تمنا کرتی ہے کہ کاش سارا جسم ایسا ہی

ہوتا۔

اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے ایسے لوگوں سے ملے ہیں کہ ان میں عیب نہیں ہوتے۔ پس انہوں نے لوگوں کے عیب تلاش کیے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عیب دار کر دیا۔ اور میں نے اپنے بھائی سیّدی شیخ افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی کی شرم کی بات پر مطلع ہو کر لذت پاتا ہے وہ پاگل شیطانوں میں سے ہے۔ کیونکہ عقل مند ایسے دروازے کھولنے کو ناپسند کرتا ہے جو اس کی ہتک عزت کریں اور لوگوں کے درمیان اس کی برائیاں ظاہر کریں۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اس کے لئے خوشی ظاہر کرے جو کسی کے عیب تلاش کرے اور اس سے تجھے باخبر کرے۔ پس بیشک تو اس کا حصے دار ہے۔ بلکہ اس کے سامنے ترش روئی کر حتیٰ کہ اس کے بعد وہ تجھے کسی کے عیب کی خبر نہ دے پائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجھ سے صدقہ زکوٰۃ قبول کرنے والے کو افضل سمجھنا

میں کسی تحقیق کے بغیر دیکھتے ہی اس شخص کی فضیلت کا شہود کرتا ہوں جو مجھ سے صدقہ یا زکوٰۃ قبول کرتا ہے یا میں اس کی کوئی ضرورت پوری کرتا ہوں یا اسے اچھی بات کہتا ہوں یا اسے کچھ ہدیہ بھیجتا ہوں۔ یا اسے کھانا کھلاتا ہوں یا قمیص پہناتا ہوں یا اس کا قرض اتارتا ہوں۔ علاوہ ازیں دیگر نیکیاں جن سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور اگر میں اس کی نعلین کو بوسہ دوں جس کے ساتھ میں نے کوئی نیکی کی ہے تو یہ معمولی بات ہے۔ کیونکہ یہ اس خیر کا سبب ہے جو مجھے اس سے حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ برابر ہے کہ یہ دنیوی ہو جیسے لوگوں کی زبانوں کا میری مدح میں کھلنا اور دنیا میں میرے حق میں دعا کرنا۔ یا اخروی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا مجھ سے راضی ہونا۔ یا آخرت میں حصول ثواب وغیر ذالک۔ پس یہ سب کے سب اس شخص کے نعلین کے بوسہ کو ترجیح دیتے ہیں جو مذکورہ انواع خیر میں سبب ہو۔ اور یہ خلق کسی قلیل کو ابتدائی سوچ میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو غور وفکر کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

اور بعض کو تو اس کے قریب پہنچنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو اپنے لئے اس پر فضیلت دیکھتا ہے جس کے ساتھ خود اس نے حسن سلوک کیا۔ اور بسا اوقات اسے عتاب کرتا ہے اور اس کے لئے اس احسان کا ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے بحمد اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ساری زندگی خیر ہی کا معاملہ کیا ہے۔ کبھی تیرے ساتھ برا سلوک نہیں کیا۔ وغیرہ ذالک۔ پس اے بھائی! جب تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو ہرگز گمان نہ کرنا کہ تو محسن ہے بلکہ اس کا شہود حاصل کر کہ جس نے مثلاً تیرا صدقہ قبول کیا دراصل وہ تیرا محسن ہے۔ کیونکہ وہ تیرے گناہوں سے تیرے پاک ہونے کا سبب ہے۔ اور اگر وہ تجھ سے یہ قبول نہ کرتا تو تو اپنے گناہوں کی آلودگی کے ساتھ باقی رہتا۔ پس وہ پچھنے لگانے والے کی طرح ہے جو تجھ سے تیرا ردی خون نکال دیتا ہے جس سے تجھے ضرر کا کھٹکا ہے اگر وہ تیرے جسم سے نہ نکلے۔ اور بسا اوقات اس خون کا نکالنا یقینی طور پر واجب ہو جاتا ہے۔ اگر تو اسے چھوڑ دیتا تو تجھے ہلاک کر دیتا۔

صدقہ قبول کرنے والے کی شان

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو تیرا صدقہ قبول کرتا ہے وہ اس دھوبی کی طرح ہے جو تیرے کپڑے دھوتا ہے۔ اور اگر وہ انہیں نہ دھوتا تو میلے کچیلے رہتے۔ اور ہم نے تجھے دیکھا کہ تو پچھنے لگانے والے اور کپڑے دھونے والے کو اجرت دیتا ہے۔ پس تجھے اسی طرح چاہئے کہ اسے اجرت دے جو تجھ سے تیرا صدقہ حاصل کرتا ہے اور تجھے تیرے گناہوں سے پاک کرتا

ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ روحانی امراض کا شکوہ کرنے والے پر شفقت کرنا

میں اس پر کثرت سے نرمی اور رحم کرتا ہوں جو میری طرف گناہوں کی محبت کی کثرت۔ اور ان میں اس کے اکثر گرنے کی۔ اپنے قلب کی سختی کی اور توبہ کے لئے اس کے سینہ کے فراخ نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ بیشک وہ اس مریض کی طرح ہے جو کہ طبیب کے پاس اپنی امراض کا شکوہ کرتا ہے۔ پس اسے نہیں چاہئے کہ اسے ڈانٹے اور اس سے نفرت کرے۔ بلکہ اس پر صبر کرے یہاں تک کہ وہ اپنی ضرورت اور مرض کی شکایت سے فارغ ہو جائے۔ پھر اس کے لئے دوا تجویز کرے۔ اور اس خلق پر کوئی قلیل عمل پیرا ہوتا ہے۔ خصوصاً شریعت پر گرمی اور غیرت کرنے والے۔ اور اگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں غور کرتے تو تمام عاصیوں پر نرمی کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس میں پیشاب کرنے لگا۔ پس لوگ اس طرف لپکے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہیں آسانی کرنے کو بھیجا گیا ہے نہ کہ تنگی کرنے والے بنا کر۔ پھر آپ نے پیشاب کی جگہ پر پانی بہانے کا حکم دیا۔

اہل معصیت کی بات پر حوصلے کا عدیم النظیر واقعہ

اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ: کیا آپ مجھے زنا کے متعلق اجازت دیتے ہیں؟ لوگوں نے اسے ڈانٹا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ فرمایا: میرے قریب ہو جا۔ پس وہ نزدیک ہو گیا۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ کیا تو اپنی ماں کے لئے یہ پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ فرمایا: اسی طرح لوگ اسے اپنی ماؤں کے متعلق پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: کیا تو اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند کرتا ہے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا اسی طرح لوگ اسے اپنی بیٹیوں کے متعلق پسند نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ آپ نے بہن۔ خالہ اور پھوپھی کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا اسی طرح لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا اور دعا کی۔ یا اللہ! اس کے قلب کو پاک کر دے۔ اس کے گناہ معاف فرما۔ اور اس کے مقام شرم کی حفاظت ہو۔ چنانچہ اس کے بعد اس شخص کے نزدیک زنا سے زیادہ بری کوئی چیز نہ تھی۔ حافظ دمیاطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ پس اے بھائی! جب عاصیوں میں سے کوئی تجھ سے اس کا علاج طلب کرے تو اسے ڈانٹ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی صنعت اور اس کی حکمت میں غور و فکر کر بیشک اگر وہ اپنے بندوں میں سے بعض کی حفاظت نہ فرماتا تو وہ ہر ممنوع کام میں گر پڑتے خصوصاً وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال کی خلعت عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ عورتیں قریب نہیں کہ اس کے فتنے سے بچ سکتیں۔ اور بسا اوقات اس کے بارے حیلے اختیار کئے جاتے اور ان دونوں کے درمیان واسطہ ابلیس ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں وارد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے جوان پر خوش ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بیشک تیرا رب اس جوان سے راضی ہے جس میں جوانی کی بے اعتدالی نہیں ہے۔

پس لوگ نرمی۔ رحمت۔ شفقت اور لطف کے محتاج ہیں۔ ورنہ بسا اوقات بدکاری میں گر پڑتے ہیں کہ طبعی طور پر مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور اے بھائی! کہ ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ نے عذاب کی اکثر وارننگ دی ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ لوگ غالب طور پر عادۃً اس میں گر جاتے ہیں۔ اور اگر اس میں ان کے گرنے کا غلبہ نہ ہوتا تو انہیں کثرت سے نفرت دلانے کی

ضرورت نہ ہوتی۔اور زنا اور شراب نوشی کے عذاب کے بارے میں کثرت سے روایات وارد ہونے کے متعلق غور کر نہ کہ مثلاً گندگی کھانے کے بارے میں۔تو تجھے اس پر اطلاع ہوگی جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے۔کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے کہ طبائع مدبر طبیعی کے مطابق گندگی کھانے سے نفرت کرتی ہے تو اسی پر اکتفاء فرمایا اور اس سے روکنے کی ضرورت نہ ہوئی۔بخلاف نفسوں کی پسندیدہ چیزوں کے۔پس قریب نہیں کہ کوئی ان سے خلاصی پائے مگر وہی جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

بنی اسرائیل کے عابد یوحنا کی عفت کا واقعہ

اور وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک بنی اسرائیلی عابد یوحنا نامی ایک خانقاہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔نہایت خوبرو۔ٹوکریاں بناتا اور بیت المقدس کے بازار میں فروخت کرتا۔اس کا لباس کھردرا اور سات دن تک کا روزہ رکھتا۔اس کا رنگ کثرت عبادت کی بنا پر صاف شفاف جیسے یاقوت۔اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکتا۔ایک دن اس کا گزر ایک پردہ نشیں عورت کے دروازے پر ہوا۔اس کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی نے اسے دیکھ لیا تو اپنی مالکہ سے کہنے لگی کہ ہمارے دروازے سے ایک نہایت خوبصورت نوجوان گزرا ہے گویا وہ لڑی کا جوہر ہے۔اس نے لونڈی سے کہا کہ اسے یہاں گھر میں لاؤ کہ ہم بھی اسے دیکھیں۔اور اس سے خریداری کریں۔چنانچہ جب وہ ایک دروازے سے گزرتا ہے تو اس پر تالا ڈال دیا گیا حتیٰ کہ وہ مجلس خاص تک پہنچ گیا۔تو اچانک دیکھتا ہے کہ وہاں ایک نہایت خوبرو جوان عورت موتیوں سے مرصع تخت پر بیٹھی ہے اور اس پر ایک قمیص ہے گویا وہ پانی کی آبشار ہے۔وہ تو اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔خود کو اس نوجوان کی طرف دیکھنے سے روک نہ سکی۔وہ اس سے کہنے لگا کہ اے اللہ کی لونڈی! یا خریداری کرو ورنہ میں جاؤں۔وہ اس سے کشادہ روئی کرنے لگی۔اور وہ اسے کہتا رہا کہ یا سودا خرید و یا پھر میں جاتا ہوں۔آخرش وہ عورت اس سے کہنے لگی کہ میں نے تو اپنے گھر میں تجھے صرف اس مقصد کے لئے داخل کیا ہے تاکہ تجھے اپنے متعلق حاکم بناؤں۔اس نے کہا: تجھ پر افسوس۔میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب انجیل پڑھی ہے۔اور جس نے کتاب اللہ پڑھی ہو اسے نہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔وہ کہنے لگی میرے ساتھ اس خزانے میں چلو۔دیکھا کہ وہ سونے اور جواہرات سے بھرا پڑا ہے اور اگر تو میرے ارادے میں میری موافقت کرے گا تو یہ سب کچھ تیرا ہے۔

وہ کہنے لگا کہ پانی لاؤ تاکہ میں غسل کرلوں۔جب اس نے غسل کرلیا تو اس نے اسے خوشبو۔کستوری۔کافور اور عنبر سے مہکتا رومال پیش کیا اس امید پر کہ اس سے جسم خشک کرے۔جب اس نے اس عورت کی انتہائی کوشش دیکھی تو اسے کہا کہ یا تو دروازہ کھول دے کہ باہر نکل جاؤں یا پھر میں اس چھت کے اوپر سے خود کو نیچے گرادوں گا اور اس کی بلندی اسی ہاتھ تھی۔وہ کہنے لگی میرا ارادہ لازماً پورا کرو۔ورنہ اپنے آپ کو گرادو۔پس اس نے خود کو اوپر سے نیچے گرا دیا۔پس اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ میرے بندے کو روک لے۔چنانچہ ہوا نے اسے تھام لیا۔اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑا رہا۔پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے بندے یوحنا تک پہنچو کہیں میرے خوف سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کرلے۔پس جبریل علیہ السلام اس تک پہنچ گئے اور اسے زمین پر صحیح وسالم رکھ دیا۔

پس اے بھائی! اس نوجوان کے مراقبہ حق کو دیکھ۔اور اگر اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو گر جاتا۔پس اے بھائی! اگر تجھے طلب ہے کہ تو محسنین میں سے ہو تو عاصی پر مشفق ماں کی طرح ہو جا۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-عورتوں کو دیکھنے سے نگاہ جھکائے رکھنا

میں اپنی نگاہ عورتوں کی طرف دیکھنے سے اور اس چیز سے جو اُن کے ساتھ ملحق ہے جھکائے رکھتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ادب کے پیشِ نظر کہ وہ اس کے گھر میں اور اس کی پناہ میں ہیں۔ نہ کہ خوف عذاب یا ثواب ضائع ہونے کی علت کی بنا پر چہ جائیکہ حرام میں گرنے سے۔ اور جو ایمان حقیقی کی آنکھ سے غور کرتا ہے تو وہ ساری دنیا کو دارِ حق جل وعلا پاتا ہے۔ اور اس میں جو بھی ہیں اس کی لونڈیاں اور اس کے غلام ہیں۔ تو جس نے ان میں سے کسی کی طرف ناحق نظر کی تو اس نے اپنے رب کی خیانت کی۔ اور اس کی بارگاہ میں اس کی نافرمانی کی۔ پس کسی کو نہیں چاہئے کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف نگاہ اٹھائے مگر حد امانت پر۔ اور کتاب وسنت میں نگاہ جھکانے کا حکم ثابت ہے۔ پس ہمیں تعمیل امر کافی ہے۔ گرچہ ہمیں علت نہی کی معرفت نہ ہو۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ آنکھ کا زنا نظر۔ منہ کا زنا بوسہ اور ہاتھ کا زنا مس کرنا ہے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی حسین چیز کی طرف اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے تو محبت کا انگارا اس کے دل کو داغدار کر دیتا ہے۔ اور جو اپنی نگاہ فضول دیکھنے سے جھکا لیتا ہے تو اس کے قلب میں خشیت اور خشوع کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جسے درخور اعتناء قرار دیتا ہے اسے اپنے ماسوا کی طرف دیکھنے پر علی الفور تادیب فرماتا ہے۔ اور جسے اس پر تادیب حاصل نہ ہو عند اللہ تعالیٰ اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حوالے سے اکابر کے واقعات وفرمودات

اور امام قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص حرم مکی میں پچاس برس تک مجاور رہا اور اس نے اپنی آنکھ کی حفاظت کی۔ اس کے بعد ایک خوبرو نوجوان کی طرف دیکھا۔ اچانک غیب سے ایک تھپڑ اس کی آنکھ پر لگا جس سے اس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ نکلی۔ نہیں معلوم کہ تھپڑ مارا کس نے۔ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ایک نگاہ کی وجہ سے ہم نے تیری آنکھ بہا دی۔ اگر دوبارہ دیکھتا تو دوسری بھی بہہ نکلتی۔ اور مقربین پر ماسوا کی طرف متوجہ ہونے پر آزمائشیں آئیں۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو کئی بار فرماتے ہوئے سنا کہ اے بھائی! جب تو اپنے سینے میں تنگی اور گھٹن محسوس کرے تو اپنے آپ کی تفتیش کر۔ بسا اوقات تو کسی گناہ میں گر پڑتا ہے۔ اور اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے اس تنگی کے ساتھ متنبہ کرتا ہے تاکہ تو توبہ کرے اور اپنا گناہ یاد کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو اہمیت دے تو اس کے گناہ پر فوراً اسے تادیب فرماتا ہے۔ اور ہر کامل فوری تادیب کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ عنائت سے گرنے اور فروتر ہونے کے خوف سے پسند کرتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ مشفق باپ قریب نہیں کہ اپنے بیٹے کی لغزش سے پلک جھپکنے تک غافل ہو۔ رہی لوگوں کی لغزشیں تو بسا اوقات ان سے غفلت اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ متصل ہے۔ پس فی الحال اس کی تادیب ضروری ہے۔ جبکہ غیر اس سے جدا ہے۔ پس اس میں احتمال کے بغیر چارہ نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے اعضاء پر غیرت

میں اپنے کان پر غیرت کرتا ہوں کہ کوئی جھوٹ یا باطل سنے۔ اور وہ کچھ جسے سننا میرے لئے حلال نہیں۔ کیونکہ میں اس سے اللہ عز وجل کا کلام۔ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کلام سنتا ہوں۔ چہ جائیکہ کوئی اور علت ہو۔ اور یہی

بات نظر اور کلام میں ہے۔ پس میں بحمد اللہ تعالیٰ اپنی آنکھ پر غیرت کرتا ہوں کہ وہ اس طرف دیکھے جسے دیکھنے کا اسے حکم نہیں۔ اور اپنی زبان پر غیرت کرتا ہوں کہ مامور شرعی کے بغیر کلام کرے۔ اور اس دور میں یہ ایک نادر خلق ہے۔ پس بیشک عضو کو پاکیزہ اشیاء میں استعمال کرنا جبکہ وہ ناپاک پلید ہو۔ انتہائی بے ادبی ہے۔

زبان کے استعمال کی نزاکت

اور سیدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کا ذکر یا اس کے کلام کی تلاوت ایسی زبان کے ساتھ کرنے سے بچو جس کے ساتھ تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جبکہ ابھی توبہ شرعیہ حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ بارگاہ الٰہیہ کی بے ادبی ہے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس نے معاذ اللہ کلام الٰہی میں سے کوئی چیز نجاست میں رکھ دی۔ اور اس کے کفر میں شک نہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو غور کرے وہ معنوی نجاست کو حسی نجاست ہی کی طرح پاتا ہے۔

اور میں نے ایک دن اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ آپ نے اذان سنی اور پہلے سے کہیں زائد انداز میں اظہار خشوع کرتے ہوئے اس کا جواب دیا۔ میں اس بارے میں آپ سے پوچھا تو کہنے لگے کہ ایک شخص پر میرا مزاج تنگ ہوا پس میں نے اسے قبیح بات کہہ دی۔ پس اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ اس کا ذکر ایسی زبان اور منہ سے کروں جو کہ اس قبیح بات سے آلودہ ہو مگر اس کے بعد کہ توبہ کروں۔ اور ڈرتا ہوں کہ میں مقبولین میں سے نہ ہوں۔

اور پھر میں نے ایک دفعہ آپ کو سنا کہ ایک شخص سے کہہ رہے ہیں جسے آپ نے بازاری سی گفتگو کرتے سنا۔ اے بھائی! اللہ تعالیٰ نے بندے کے لئے کان اور زبان بنائے تاکہ کلمہ خیر سنے اور کلمہ خیر کہے۔ جیسے قرآن کریم۔ حدیث پاک۔ اذان اور امام سے تکبیر تحریمہ اور نصیحت جو تجھے نصیحت کرے۔ اور اسے لہو ولعب۔ غیبت۔ بہتان۔ جھوٹ۔ چغلی اور لغو کلام سننے کے لئے پیدا نہیں فرمایا۔ پس بیشک یہ خفیہ بیماری ہے۔ پس اے بھائی! اپنے کان اور زبان کو بے مقصد استعمال کرنے سے پرہیز کر۔ یہ نرا خسارہ ہے۔ اور اگر سبقت لسانی کی بنا پر ایسی کوئی بات نکل جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔

اور میں نے ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کان شیشے کی طرح اور فضول کلام پتھروں کی مانند ہے۔ تو جب بھی اس شیشے میں پتھر پھینکے جائیں تو وہ ٹوٹ کر چورا چورا ہو جائے گا۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسانِ خداوندی۔ غرض شرعی کے بغیر کسی حاکم کے پاس جانے پر شدت ندامت

کسی شرعی مقصد کے بغیر کسی حاکم کے پاس جانے سے مجھے شدید ندامت ہوتی ہے۔ اور ان میں سے مجھے ظالم سے شدید کراہت ہے۔ گرچہ وہ خود مجھ سے محبت کرتا ہو۔ اور پوری کوشش سے حیلہ کرتا ہوں کہ اس کے پاس نہ جاؤں مگر مصلحت شرعیہ کے لئے۔ کیونکہ میں اس کی صحبت کے ضرر سے خلاصی پانے سے عاجز ہوں۔ پس بیشک میں عام لوگوں میں سے ایک ہوں۔ اور جو کچھ بھی کسی بڑے کے حق میں میرے غیر کی طرف سے رونما ہوتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ اسی کی مثل کہیں مجھ سے صادر ہو۔ جبکہ میں نے دیکھا کہ کوئی شخص بادشاہ یا حاکم کی ہر اس چیز میں موافقت کرتا ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔ پس قریب نہیں کہ اس پر کسی برائی کی وجہ سے اعتراض کرے گرچہ وہ اس پر

قادر ہو۔ بلکہ بسا اوقات اس کے ظلم میں گرنے کو اچھا قرار دیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ آپ نے تو یہ مصیبت رعایا پر نہیں اتاری۔ اسے تو اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں پر اتارتا ہے۔ پس گویا وہ اللہ تعالیٰ کو کوس رہا ہے اور اس حاکم کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس حاکم کو راضی کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی آفت جس میں وہ گرتا ہے اس حاکم کا طعام کھانا ہے۔ اور جب اسے حاکم اپنے کھانے پر دعوت دیتا ہے تو اس کا نہ رکنا ہے۔ اور میں نے ایسے فقراء کو پایا ہے کہ کسی ضرورت کے تحت وہ حکام کے ولیمہ کی دعوتوں میں جاتے ہیں لیکن ان کا کھانا نہیں کھاتے۔ جیسے سیّدی محمد بن عنان۔ سیّدی شیخ ابوالحسن الغمری۔ سیّدی شیخ محمد العدل اور سیّدی شیخ عبدالحلیم۔ پس ان میں سے کوئی اپنی آستین میں روٹی چھپا کر لے جاتے ہیں۔ جب دستر خوان بچھے تو وہی روٹی کھالیتے ہیں لیکن اس حاکم کو پتہ تک نہیں چلتا تھا۔

حکام کے ہاں جانے اور ان کا کھانا کھانے سے متعلق نصیحت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے بچو کہ کسی حاکم کے ساتھ باہم گھل مل کر بیٹھو یا اس کے ہاں کھانا کھاؤ۔ یا اس کی مجلس میں قولی یا فعلی معصیتوں کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرو۔ پس بیشک سلف صالح جیسے حضرت سفیان ثوری اور طاؤس یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی وجہ سے حکام کے پاس جانے سے اسی لئے پرہیز کرتے تھے۔ پھر اگر کسی ضرورت کے پیش نظر ان سے مل بیٹھنا ہوتا یا کسی حیلے بہانے سے اجتماع ہو جاتا تو انہیں نصیحت کرتے۔ انہیں خوف دلاتے اور انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے۔ جبکہ آج جو ان کے ہاں جاتا ہے اس کے لئے یہ بہت مشکل ہے۔

ہشام بن عبدالملک اور طاؤس یمانی کی ملاقات اور آپ کا کلمہ حق

اور آپ نے فرمایا کہ جب ہشام بن عبدالملک مکہ معظمہ آیا تو اس نے طاؤس یمانی سے ملاقات چاہی۔ لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ اس نے کسی حیلہ سے آپ کی ملاقات کا موقعہ حاصل کیا۔ چنانچہ جب حضرت طاؤس اس کے پاس آئے تو اسے خلفاء والا اسلام نہ کہا بلکہ یوں فرمایا السلام علیک یا ہشام۔ تیرا کیا حال ہے۔ اور آپ نے جوتا اس کے فرش کے کنارے پر اتارا اور اس کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ہشام اس سلوک سے جل بھن گیا حتیٰ کہ آپ کے قتل کا ارادہ کرلیا۔ وزیر نے اسے کہا: اے امیر المومنین آپ اللہ عزوجل کے حرم پاک میں ہیں۔

پس ہشام کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میں نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے جوتا میرے فرش کے کنارے پر اتارا۔ میرے روبرو نہیں بیٹھے۔ میری دست بوسی نہیں کی۔ مجھے السلام علیک یا امیر المومنین نہیں کہا جس طرح کہ دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اور آپ نے میرا نام لیا اور کنیت نہیں بولی۔ حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے جوتا تیرے فرش کے کنارے اتارا تو کیا ہوا۔ میں یہی عمل ہر روز پانچ دفعہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کرتا ہوں کہ مسجد کے فرش کے کنارے پر باہر جوتا اتارتا ہوں۔ وہ مجھے عتاب فرماتا ہے نہ ناراض ہوتا ہے۔ رہا تیری دست بوسی نہ کرنا۔ تو میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ آپ بادشاہوں کے ہاتھ چومنے سے روکتے تھے مگر جو عادل ہو۔ اور میرے نزدیک تیرا عدل پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اور سلام کے وقت تجھے یا امیر المومنین نہ کہنا اس لئے ہے کہ تمام مسلمان تیری امارت پر راضی نہیں ہیں۔ پس مجھے خوف ہوا کہ کہیں جھوٹ میں گر جاؤں۔ اور رہا یہ کہ

میں نے تیری کنیت ذکر نہیں کی تو بیشک اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی کنیت بیان کی کہ وہ اس کا دشمن ہے۔ جبکہ اپنے مخلص بندوں کو ان کے اسماء مجردہ کے ساتھ ندا فرمائی کیونکہ وہ اس کے پیارے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: یاداؤد۔ یا یحییٰ۔ یا عیسیٰ۔ اور رہا تیرے پہلو میں میرا بیٹھنا تو میں نے ایسا تیری عقل کے امتحان کے لئے کیا۔ کیونکہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاکم کی عقل کا امتحان عام لوگوں کے اس کے پہلو میں بیٹھنے سے ہوتا ہے۔ اگر غضبناک ہو جائے تو وہ متکبر جہنمی ہے۔ پس ہشام پر لرزہ طاری ہو گیا۔ دریں اثناء حضرت طاؤس وہاں سے اس سے اجازت لئے بغیر تشریف لے گئے۔ دوبارہ اس کے پاس نہیں آئے۔ پس اے بھائی! اگر تو حکام سے ایسا خطاب کرسکتا ہے تو ان کے پاس جا ورنہ ان سے دور رہ۔

اور باب ثالث میں گزر چکا ہے کہ میں پاشا کے پاس نہ گیا مگر اس کے بعد کہ اس نے میری طرف اجازت کے لئے قاصد بھیجا کہ وہ میرے پاس آئے یا میں اس کے پاس جاؤں۔ پس میں نے اس کے ہاں جانے میں کلفت کم دیکھی اس سے کہ وہ میرے پاس آئے۔ اور ایسا ہی واقعہ میرے لئے زبید کے نائب مصطفیٰ کے ساتھ پیش آیا کہ اس نے میری زیارت کا پختہ عزم کیا اور میرے پاس شیخ زکریا اور قاضی محمد بن سودی المالکی کو بھیجا کہ مجھے کہیں کہ گھر میں قدرے انتظار کرو کیونکہ پاشا مصطفیٰ تیرے پاس آ رہے ہیں۔ پس میں نے اسے ایسا نہ کرنے دیا اور خود اس کی طرف جانکلا۔

ظالموں سے کراہت کا واقعہ

اور میرے ساتھ انتہائی عقیدت کے باوجود ظالموں سے میری نفرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے اہل مصر پر ظلم کا آغاز کیا اور میری توجہ حاصل کرنے کے لئے مجھے پیغام بھیجا۔ پس میں نے اس سے قطع تعلقی کی تلوار کھینچ لی۔ اور فقراء کو اس پر بددعا کرنے کے لئے مرکب کیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مصر سے بھگا دیا۔ اور میں اس کی طرف مائل نہ ہوا کہ وہ میرا معتقد ہے۔ اور یہ امر ایسا ہے کہ میرے ہمسروں میں سے کوئی قلیل ہی اسے اپناتا ہے۔ بلکہ میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا کہ اس کی طرف سے اس کی حمایت میں جواب دیتا ہے۔ اور اس کے گھٹیا اعمال کی اچھی توجیہات کرتا ہے۔ اسی لئے اس کے بعد اسے نائب مصر کی طرف سے سزا ملی اور اس کے اثر سے وہ مر گیا۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - رحمت اور انکار کا انوکھا انداز

مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ باطنی طور پر اس پر رحم کرتا ہوں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کی مذموم نشانیوں میں سے کچھ مقدر فرمایا ہو جن کی خبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ اور واجب شرعی کے احترام میں ظاہراً اس پر انکار کرتا ہوں۔ اگر وہ شخص جس کے ہاتھوں قیامت کی کوئی نشانی آئی مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کی مغفرت فرمائے اور حسن تدبیر کے ساتھ اس کی تدبیر فرمائے۔ اور اگر غیر مسلم ہو تو اس سے اس بنا پر خاموشی اختیار کرتا ہوں کہ قیامت کی وہ علامات جن کی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی سب کی سب مذموم نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں کوئی تو مذموم ہیں اور کوئی غیر مذموم ہیں۔ چنانچہ امام مالک وغیرہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف قادسیہ میں لکھ بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ کو حلوان عراق کی طرف بھیجیں۔ پس یہاں تک حدیث بیان کی کہ آپ نے کہا کہ جب مؤذن نے اذان دی تو ہم

نے ایک شخص کو سنا کہ اس کا جواب دے رہا ہے اور ہمیں اس کا جسم نظر نہیں آتا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تو کون ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا کہ میں عبد صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی زریب بن برثمیلا ہوں۔ آپ نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور میرے لئے آسمان سے اپنے نزول تک باقی رہنے کی دعا فرمائی۔ پھر پہاڑ کھلا اور ایک سفید سر اور ریش والا نمودار ہوا جس پر دو اونی پرانی چادریں تھیں۔ پس اس نے ہمیں سلام کہا اور چھپ گیا۔

قیامت کی بعض علامات

اور آپ نے جو قیامت کی علامات بیان فرمائیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب میری امت یہ خصلتیں اپنائے گی کرو۔ جب مرد ایک دوسرے کے ساتھ اور عورتیں ایک دوسری کے ساتھ حاجت پوری کریں۔ اور خود کو اپنے غیروں کی طرف منسوب کریں۔ اپنے مورثوں کے علاوہ کسی کی طرف منسوب ہوں۔ چھوٹے اپنے بڑوں کی تعظیم نہ کریں۔ بڑے اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ نیکی ترک کر دیں اس کا حکم نہ دیں۔ برائی سے روکنا چھوڑ دیں۔ ان کا عالم روپے پیسے سمیٹنے کے لئے علم حاصل کرے۔ بارش سخت گرم۔ اولاد غضب ناک کے مینار طویل بنائے جائیں۔ مصحف پر چاندی چڑھائی جائے۔ مسجدوں کو آراستہ کیا جائے۔ عمارات پختہ بنائی جائیں۔ خواہش کی پیروی کی جائے۔ دنیا کے عوض دین فروخت کیا جائے۔ رحمی تعلقات منقطع کئے جائیں۔ فیصلے فروخت کئے جائیں۔ سود کھایا جائے۔ غنی ہونا عزت قرار پائے۔ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے پس جو اس سے بہتر ہو وہ اسے کھڑا ہو کر سلام کرے۔ اور عورتیں زینوں کی سواری کریں۔

پس اے بھائی! ان علامات پر غور کر۔ ان میں ایسی بھی ہیں جو کہ شرعاً مذموم نہیں۔ جیسے ایک شخص کا اس کی خاطر کھڑا ہونا جو کہ کھڑا ہونے والے سے بہتر نہیں لیکن کھڑا ہونے والے کا کوئی مقصد شرعی ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد نے یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اوصیاء میں سے بعض نے عراق کی سمت میں ایک پہاڑ پر سکونت اختیار کی تھی۔

پس معلوم ہوا کہ اس دور میں آدمی کی عقل کا کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کثرت سے التجاء کرے کہ وہ اس بارے میں اس پر لطف وکرم فرمائے جو کہ سابقاً اس کے علم میں ہے۔ پس بیشک بندے کو نہیں معلوم کہ وہ کس سمت لوٹے گا۔ اور علم الٰہی میں سبقت والوں کے لئے کہ وہ بعد والوں کے لئے عبرت ہوگا یا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نصیحت کرنے والے کی کثرت تعظیم

میں اس کی کثرت سے تعظیم کرتا ہوں اور اس سے زیادہ محبت کرتا ہوں جو مجھے نصیحت کرے بنسبت اس کے جو مجھے نصیحت کرنے سے خاموش رہے اور میرے متعلق اچھی توجیہات کرے۔ کیونکہ نصیحت کرنے والا مجھے اس کی بہ نسبت زیادہ نفع بخش ہے جو میری طرف سے جواب دیتا ہے۔ اور ایک شخص نے مجھے ایک مرتبہ نصیحت کی تو میں نے اسے اپنا جبہ عطا کیا۔ ایک دفعہ اسے اونی لباس دے دیا تو ایک دفعہ اسے اپنی دستار بطور عطیہ دے دی۔ اور میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ تغیر خاطر کے خوف سے مجھے نصیحت کرنا ترک نہ کرے اور نصیحت کرنے والوں میں سے یہی تو ایک شخص ہے جو ساری عمر میں میرے ہاتھ لگا ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے میری طرف سے

جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کی عمر میں فراخی فرمائے۔

اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نصیحت کنندہ کے متعلق کراہت کے اظہار سے پرہیز کر پس وہ تجھ سے نصیحت منقطع کردے گا بلکہ ہنستے چہرے متوجہ کان اور شکر جمیل سے اس کی نصیحت قبول کر۔ اور نصیحت میں اس کی تصدیق کر۔ اور اے بھائی! اپنے نفس سے انصاف کر۔ بیشک انسان غالب طور پر اپنا عیب نہیں دیکھتا۔ اسے تو اس کے ساتھی دیکھتے ہیں۔ اور بسا اوقات وہ ناصح تجھ سے جو تیرے عیوب اور برائیاں چھپاتا ہے وہ ان سے زیادہ ہوتی ہیں جو ظاہر کرتا ہے جب اسے تیرے شر کا خوف ہو اور میں تجھے ایک ترازو کی تعلیم دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جسے تو اپنے غیر سے اچھی سمجھے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ اسی کو اپنا۔ اور جس چیز کو اپنے غیر سے قبیح سمجھے اس سے پرہیز کر۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اسی سمت اشارہ ہے کہ مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔ یعنی اپنے بھائی میں خوبیاں دیکھے تو ان پر عمل کرے اور قباحتیں دیکھے تو ان سے پرہیز کرے۔ اور اگر اس کا مومن بھائی نہ ہوتا تو بسا اوقات خود پر خواہش کے غلبے کی وجہ سے اور اسے اپنے لئے پسند کرنے کی بنا پر وہ عیوب نہ دیکھتا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - میرے والدین کا میرے بالغ ہونے سے پہلے واصل بحق ہو جانا

اور اگر وہ میرے بالغ ہونے تک زندہ رہتے تو ہو سکتا تھا کہ میں ان کی بے ادبی کر بیٹھتا یا نافرمانی کا مرتکب ہوتا گرچہ ایک مرتبہ ہی سہی۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے بعد والدین کے حق سے بڑا کوئی حق نہیں۔ برابر ہے کہ جسم کے آباء ہوں یا روح کے آباء ہوں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے بعد کے داعی الی اللہ تعالیٰ حضرات۔ اور کوئی کم بیٹا ہوگا جو کہ اپنے والدین کی یا ان میں سے ایک کی نافرمانی میں گرنے سے بچا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اپنے والدین کی نافرمانی سے پرہیز کر کیونکہ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے میں اس پر غضب ناک ہوتا ہوں اور جس پر غضب کروں اس پر اس کے اہل خانہ کے چوتھے درجے تک لعنت بھیجتا ہوں۔ پس اپنے والدین کی رضا طلب کر۔ پس اگر تو نے ان دونوں کو راضی کر لیا تو میں اس میں تیرے اہل خانہ کے چوتھے درجے تک برکت فرماتا ہوں۔

انبیاء علیہم السلام کا اپنے والدین سے معاملہ

پس اپنے والدین کے ساتھ وہی معاملہ کر جو انبیاء علیہم السلام نے اپنے والدین کے ساتھ کیا۔ کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہیں دیکھتا جب آپ نے اپنے باپ کو اس طرح ندا دی یا ابت لا تعبد الشیطان. پس اسے ادباً ابوت کے نام سے ندا دی اسم مجرد سے نہیں۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں آزر کو آپ نے ابوت کے نام سے ندا دی جو کہ صرف تربیت کی بنا پر تھی۔ ورنہ آزر آپ کا چچا ہے والد نہیں۔ چنانچہ بر بنائے اختصار صرف خاتمۃ المحققین۔ مفتی بغداد علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی قدس سرہ کی تفسیر روح المعانی کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں۔ والذی عدل علیه الجم الغفیر من اهل السنّة ان آزر لم یکن والد ابراهم علیه السلام. وادعوا انه لیس فی آباء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کافر اصلا لقوله علیه الصلوٰة والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات. والمشرکون نجس. یعنی علماء اہل سنت کے جم غفیر کا مسلک

ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں کوئی کافر نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ابتداء سے انتہاء تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین کے ارحام میں منتقل ہوتا آیا ہوں۔اور مشرک نجس ہیں۔نیز صاحب تفسیر مظہری ناقل ہیں کہ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابن عباس۔مجاہد۔ابن جریر اور سدی سے کئی سندوں سے روایت پہنچی ہے کہ ان حضرات نے فرمایا کہ آزر حضرت ابراہیم کا باپ نہیں۔آپ ابراہیم بن تارخ ہیں۔(تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۸۷)

الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ

اور اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے یوں کہا یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا۔پس آپ نے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوئے اپنے والد بزرگوار کا نام لے کر ندا نہ دی۔پس جو شخص اپنے باپ کو اس کے نام کے ساتھ پکارے وہ اس کا عاق ہو جاتا ہے تو اس کا کیا حال جو اس کے ساتھ جفا کرتا ہے۔اور تجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تو جہت ظہور کے حوالے (یعنی جس سے تو ظاہر ہوا) اپنے باپ کے ساتھ نیکی کے ساتھ معاملہ کر۔رہے تیرے آباء فی الدین تو وہ جلیل القدر ہیں۔

اور مخفی نہ رہے کہ تیرے آباء فی الدین میں سب سے زیادہ جلیل الرتبت تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تجھے آپ کا ادب یوں سکھایا ہے لا تجعلوا دعا الرسول کدعا بعضکم بعضا (النور آیت ۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو) نیز فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات آیت ۲) اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور آپ کے ساتھ زور سے بات نہ کیا کرو جس طرح کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ زور سے باتیں کرتے ہو کہیں ضائع ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو)

پس آپ تمام اہل اسلام کے روحانی باپ ہیں۔اور تجھے اپنے اس قول میں آپ کی جلالت کا پتہ دیا ہے ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ (الفتح آیت ۱۰) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں)

نیز فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء آیت ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی)

پس اس نے تجھے آباء دین کا ادب اسی طرح سکھایا جس طرح تجھے تیرے ظہور کے آباء کا ادب سکھایا۔اور والدہ کا حق والد عرفی کے حق سے دگنا ہے۔

آداب والدین بحوالہ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تجھ پر والدین کا یہ حق ہے کہ تو ان کی بات سنے۔ان کے لئے قیام کرے۔ان کے حکم کی تعمیل کرے۔ان کے آگے نہ چلے۔ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے۔اور تجھ پر ان کا یہ حق ہے کہ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی حرص کرے۔ان سے عاجزی سے پیش آئے۔ان کی خدمت اور ان کی ضروریات کا اہتمام کرنے پر انہیں احسان نہ جتلائے۔ان کی طرف غصے سے نہ دیکھے۔ان کے سامنے ترش روئی نہ کرے۔جب ان کے ساتھ مل کر کھائے تو کھانے کی اچھی اور لذیز چیزوں کی طرف ان سے پہلے ہاتھ نہ بڑھائے۔بلکہ انہیں اپنے اوپر ترجیح دے۔

پس پتہ چلا کہ والدین کی نافرمانی کے لئے شریعت میں کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ یہ تو ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو تمام مباح چیزوں میں والدین کی غرض کی مخالفت کریں۔ جس طرح کہ شیخ الاسلام السراج البلقینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - جنت کے درجات عالیہ طلب نہ کرنا

اللہ عزوجل سے میں سوال نہیں کرتا کہ مجھے جنت میں درجات عالیہ عطا فرمائے مگر جبکہ میرا نفس مصیبت پر کثرت صبر کا خوگر ہو۔ پس بیشک مصیبت اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کر کہ لوگوں میں سب سے شدید مصیبتیں انبیاء علیہم السلام پر ہوتی ہیں۔ پھر وہ جو افضل ہیں۔ پھر وہ جو افضل ہیں۔ اور شک نہیں کہ جو طلب کرے کہ حاکم ہو تو وہ بادشاہ کے اس کی نسبت زیادہ قریب ہے جو طلب کرے کہ بادشاہ کے مویشیوں کا خادم ہو۔ پس جنت میں نعمتوں کی کثرت مصیبت کی کثرت کے تابع ہے۔ اور اس کا عکس۔ اور حضور سیّدی غوث اعظم سیّد عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو چننا چاہے تو اس کے لئے اہل وعیال اور مال نہیں چھوڑتا۔ ازاں بعد اسے منتخب فرماتا ہے۔

پس اے بھائی! اپنے آپ کو اپنے جسم۔ مال اور اولاد میں مصیبت کا خوگر بنا۔ پھر اپنے رب سے اس کے دربار کا قرب طلب کر اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو چیرے جانے میں مبتلا فرمایا اور آرا آپ کے دماغ تک پہنچا تو آپ کی آہ نکلی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: کیا اس سے پہلے تو نے میرا قرب طلب نہیں کیا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے اہل بارگاہ وہی ہیں جن پر میری طرف سے کثرت سے آزمائشیں آتی ہیں۔ کیا تجھے علم نہیں کہ میرے ناموں میں سے ایک نام الصبور ہے۔ اگر دوبارہ آہ کی تو دیوان نبوت سے تیرا نام مٹا دوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی وحی فرمائی: اے موسیٰ! کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے لئے ہر وہ چیز دعا کرے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: پس میری مخلوق کی جفا پر ایسے ہی صبر کر جس طرح میں اسے برداشت کرتا ہوں جو رزق میرا کھاتا ہے اور عبادت میرے غیر کی کرتا ہے۔ وہ اس کے باوجود مجھ سے رزق طلب کرتا ہے پس میں اسے رزق دیتا ہوں۔

پس معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ تعالیٰ صبر۔ ثابت قدمی۔ بے قراری نہ کرنے اور آہیں نہ بھرنے کے مکلف ہیں۔ اور جو طلب کرتا ہے اس میں امداد الٰہی کے بغیر ان سے مزاحمت کرے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مطلوب تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔ بخلاف ان کے جنہیں حق تعالیٰ اپنی بارگاہ کے لئے خاص کرتا ہے وہ آزمائش کی وجہ سے حب الٰہی میں زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ پس اے وہ شخص جو مچھ کی چنکی برداشت نہیں کر سکتا۔ ان کے سامنے تیرا کیا مقام ہے۔

فرشتوں کے مقابلہ میں ایک ولی کا حوصلہ

اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اولیاء میں سے ایک سربسجود شخص کے پاس فرشتہ بھیجا۔ پس اس نے کہا کہ تیرا رب تجھے فرماتا ہے کہ مجھ سے جو چاہے مانگ۔ پس اگر تو مجھ سے سوال کرے کہ تیرے زمانے کے سب لوگوں کو بخش دوں تو میں

انہیں بخش دوں گا۔ ولی نے کہا: مجھے اس کی عزت وجلال کی قسم میں نے اس کی عبادت نہیں مگر اسی کی توفیق سے۔ اور اس کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا۔ اگر وہ مجھے ابدالآباد تک جہنم میں قید رکھے میں اس کی معرفت کے بعد اس سے رہائی نہیں مانگوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جو ایسا کہہ سکے؟ انہوں نے عرض کی: تو پاک ہے ہم تیرے عذاب کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم بیشک وہ سچا ہے۔ اور وہ صبر کی طاقت ہرگز نہیں رکھتا مگر میری توفیق اور میری مدد سے۔ یہ بنی اسرائیل کے اولیاء میں سے ایک ولی کے متعلق ہے۔ جبکہ اس امت کے اولیاء میں وہ بھی ہیں جو کہ اس سے زیادہ باکمال ہیں۔

طالب قرب الٰہی کی اصلاح

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو سنا جو اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: یا اللہ! مجھے اپنے اہل بارگاہ میں سے کردے۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تو ان شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مشغول رہ جو تیرے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئیں جیسے قیام لیل۔ دن کا روزہ۔ اور اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا۔ اور اس وقت تو اہل بارگاہ الٰہیہ میں سے ہی ہے۔ پس بیشک جو طریقت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے قرب طلب کرتا ہے اس کی مثال اس کسان کی ہے جو پاؤں سے ننگا بے پردہ ہے اور سلطان بن عثمان سے مثلاً اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کرتا ہے یا یہ کہ اسے اس وقت وزیر بنادے۔ اور یہ بہت بعید ہے۔ ایک مقام سے دوسرا مقام کس قدر دور۔ بخلاف اس کے کہ مثلاً وزیر اعظم ہوتا تو بسا اوقات اس کی درخواست قبول کرلی جاتی ہے کیونکہ وہ سلطان کے درباریوں میں سے ہے۔

اور مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا جو کہ ایک غار میں سربسجود تھا۔ جو کہ سجدے میں یہ کہہ رہا تھا الحمد لله الذی فضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔ یعنی سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنی بے شمار مخلوق پر فضیلت بخشی۔ حضرت نے اسے دیکھا کہ معذور ہے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ وہ کیا فضیلت ہے جو تجھے عطا فرمائی گئی؟ عرض کی: مجھے یوں فضیلت بخشی کہ مجھے مسلمان پیدا فرمایا اور مجھے کافر پیدا نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور عرض کی: یارب! اسے جنت عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی' اے موسیٰ! گویا تو یہ کہتا ہے کہ اس کی مصیبت میں اضافہ کردے۔ پھر حضرت موسیٰ نے اس کی طرف دیکھا کہ ایک درندہ اس کا پیٹ نوچ رہا ہے حتیٰ کہ اسے کھا گیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: تو اپنے اولیاء کے ساتھ یہی سلوک فرماتا ہے؟ فرمایا: اے موسیٰ! اپنے اولیاء کے ساتھ اسی طرح سلوک کرتا ہوں۔ تو نے مجھ سے اس کے لئے جنت طلب کی جو کہ آزمائش کے ساتھ ہی ملتی ہے۔ اور اگر تو اس کے لئے مجھ سے دنیا طلب کرتا تو میں اسے عطا کردیتا۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی - روٹی کا ادب اور اکرام

میں روٹی کو ادب۔ تعظیم۔ بوسہ لینے اور اسے آنکھ پر رکھنے سے اس کا حق دیتا ہوں۔ اور اسی کی بدولت انشاء اللہ العزیز ہم پر اس کی نعمتیں ہمیشہ رہتی ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے

پاس تشریف لائے۔آپ نے گھر کی دیوار میں روٹی کا خشک ٹکڑا دیکھا جس پر غبار پڑا تھا۔آپ نے اسے اٹھایا۔چوما اور اسے آنکھ مبارک پر رکھا۔پھر فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔قلیل ہے کہ کسی گھر سے نکلی ہوں تو پھر عنقریب اس کی طرف لوٹیں۔اھ

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روٹی بغیر کسی حائل کے زمین پر رکھنے سے پرہیز کرو۔کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی حقارت ہے۔اور سیّدی احمد بن الرفاعی فرماتے ہیں: کوئی قوم مہنگائی میں مبتلا نہیں ہوتی حتیٰ کہ انہوں نے غلہ سستا ہونے کی وجہ سے اس کی بے ادبی کی۔اور آپ فرماتے ہیں کہ روٹی کے ادب میں کمی انعام عطا فرمانے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے۔پس جہاں تک ہو سکے اس کے ادب میں کوشش کرو۔اس سے جو نیچے گر جائے اسے اٹھالو۔اور کھانے کے آخر تک اسے چھوڑے نہ رہو۔پس بیشک اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے۔

اور بعض آثار میں ہے کہ روٹی کا ٹکڑا نہیں کھایا جاتا حتیٰ کہ اس کا تین سو ساٹھ مخلوق کے ہاتھوں سے گزر ہوتا ہے۔پہلا حضرت میکائیل اور سب سے آخر فران۔پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی تعظیم کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طعام کو اس حدیث پاک میں اپنی رویت کے برابر قرار دیا ہے۔للصائم فرحتان فرحۃ عند افطارہ و فرحۃ عند لقاء ربہ۔روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی افطاری کے وقت اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ عبد مرکب ہے جسم اور روح سے پس طعام جسم کی غذا ہے اور رویت پروردگار روح کی غذا ہے۔واللہ اعلم۔

آداب طعام

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تو کھانا کھائے تو جو حاضر ہو اسے شامل کر لے اگر تو نعمت کا دوام چاہتا ہے۔بیشک جو کھانا کھائے اور کوئی آنکھ اس کی طرف دیکھ رہی ہو اور اسے کھلائے نہیں اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری میں مبتلا کرتا ہے جسے نفس کہا جاتا ہے۔اور فرماتے ہیں کہ جب تجھے تیرا پرہیز گار مسلمان بھائی کھانے پر بلائے تو اسے قبول کر اسے خوشی ہوگی۔ظالم۔فاجر۔سود کا کاروبار کرنے والے کی دعوت قبول نہ کر اور نہ اس کی جو فقیروں کی بجائے صرف خاص اغنیاء کو دعوت پر بلائے۔اور جب کھائے تو اٹھ نہیں حتیٰ کہ دستر خوان اٹھالیا جائے۔پس بیشک یہ سلف صالح کی سنت ہے۔پس جب ہاتھ دھو لے تو برکت کے لئے دعا کر اور جانے کے لئے اجازت طلب کر اور تنہا نہ کھا اور نہ ہی تاریکی میں کیونکہ یہ شیطان کی صفت ہے۔اور طعام میں سے کوئی چیز ضائع نہ کر کہ تجھے جو کچھ پیش کیا گیا وہ صرف اس لئے ہے کہ کھالے نہ کہ اسے زمین پر پھینکے۔اور جو کچھ گر جائے اسے جلدی سے اٹھا کر کھالے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ جس نے گرا ہوا ٹکڑا کھالیا اللہ تعالیٰ اس سے جنون۔جذام اور برص پھیر دے گا۔اور اس کی اولاد سے اور چوتھے درجے تک اس کے اہل خانہ سے۔

پس اے بھائی! ان آداب پر عمل کر۔تیری بھلائی ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-معاصرین میں سے کسی شیخ کے وابستگان عہد کی ملاقات سے کراہت

میں اس کی ملاقات سے کراہت کرتا ہوں جو میرے کسی معاصر شیخ کے عہد میں داخل ہو چکا ہو۔اگر میرے دروازے پر دستک دے

تو میں باہر نہیں آتا۔ مگر جب کہ مجھے معلوم ہو کہ میرے پاس آنے کے وقت آفات سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ جب کوئی اپنے شیخ کے علاوہ کسی کے پاس بیٹھتا ہے تو اکثر تین امور سے خالی نہیں رہتا۔ یا تو اسے حقیر جانے گا اور اپنے شیخ کو عظیم قرار دے گا پس مورد غضب ہوگا۔ یا اسے شیخ سے عظیم تر جانے گا تو اس کے عہد میں خیانت کرے گا اور خود کو غضب کے نشانے پر رکھے گا۔ یا پھر اس کے لئے اعتقاد اور عدم اعتقاد کچھ بھی ظاہر نہیں ہوگا تو اس اجتماع میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور ان انعامات میں ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ یہ خلق صحیح نہیں ہوتا مگر اس کے لئے جو کہ جہاں پر رحمت کے ساتھ متخلق ہو۔ اور اس انسان کے دین کے نقصان پر اس کی جان کے نقصان سے زیادہ خوف کرنے والا ہو جائے۔ رہا وہ جو اس کے ساتھ متخلق نہ ہو تو وہ اپنے اوقات اور اپنے بھائیوں کے اوقات کو بغیر نفع کے ضائع کرنے میں ناروا جرأت کرنے والوں میں سے ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ جس کی زیارت کو آیا ہے خواہشات کے معرکے میں ہو۔ اور ساٹھ سال سے گزر چکا ہو۔ یا فقراء کے مابین غیر معروف ہو۔ اس پر صلاحیت کی کوئی نشانی ظاہر نہ ہو۔ پس اسے اور لوگوں کے لئے کیا منفعت۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ میں نے بے شمار مشائخ چہ جائیکہ مریدین ہوں کو آزمایا ہے جو کہ میری محبت کے مدعی ہیں جن کی یومیہ آمدنی مثلاً تمیں نصف (ایک مصری پیمانہ ہے) ہے کہ اس میں سے مجھے ایک عثمانی (سکہ) دے دے۔ پس اس کے نفس نے اتنی بھی سخاوت نہ کی۔ پس تجھ پر اللہ کی قسم جس کا نفس تیرے لئے اتنی سی سخاوت بھی نہیں کر سکتا یا اپنی روٹی کا نصف ہی دے دے تو اس کی صحبت میں کیا فائدہ۔ پس بیشک جب وہ اس جہان میں تیرے حق میں خلل ڈالتا ہے تو وہ آخرت میں اور زیادہ خلل ڈالے گا۔ پس اے بھائی! اس دور کے ساتھیوں سے قلیل پر ہی اختصار کر یہی تیرے لئے اور ان کے لئے افضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجھ پر آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کا کرم

ایک معتمد شخصیت نے اہل بیت کے بارہ آئمہ مبارک رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خواب میں دیکھا کہ مصر میں تشریف لائے۔ اس نے عرض کی کہ ان دنوں مصر میں کیسے تشریف آوری ہوئی؟ فرمایا: ہم شیخ عبدالوہاب الشعرانی کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ مصر میں ہم کسی کو نہیں جانتے جو کہ ہم سے اس کی سی محبت کرتا ہو۔ دیکھنے والے نے کہا کہ میں نے روئے زمین پر کسی کو نہیں دیکھا جس کا چہرہ ان سے زیادہ روشن ہو۔ یا ان کے لباس سے زیادہ اچھا لباس ہو یا زیادہ مہکتا ہو۔ ان کے چہرے چاند کی طرح تھے۔

نیز اس نے کہا کہ میں نے ان کے آگے حضرت امام علی بن ابی طالب کو دیکھا۔ آپ کے ساتھ حسنین کریمین ہیں۔ اور ان کے ساتھ امام زین العابدین۔ پھر امام محمد الباقر۔ پھر امام جعفر الصادق۔ پھر امام موسیٰ الکاظم۔ پھر امام علی الرضا۔ پھر امام التقی۔ پھر امام حسن العسکری۔ پھر امام محمد المہدی جو کہ آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد اس واقعہ جیسی مجھے کبھی خوشی نہیں ہوئی۔ پس بیشک یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اہل بیت اطہار سب کے سب مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ اور عرصہ قیامت میں میری دستگیری فرمائیں گے۔ بیشک یہ اپنے جد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوں گے۔ اور جو شخص حبیب شفیع و مشفع سید المرسلین علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہوگا اسے انشاء اللہ العزیز کوئی غم واندوہ نہیں دبوچے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اہل خانہ کے ساتھ اخوت اسلامی کی محبت

میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ اخوت اسلامی کی بنا پر محبت کرتا ہوں نہ کہ بیویوں کی محبت۔ اور جب بھی وہ اعمال صالحہ میں اضافہ کرتی ہے میں اس کی محبت میں اضافہ کرتا ہوں۔ اور جب بھی وہ اعمال میں کمی کرے تو میں اس کی محبت میں کمی کر دیتا ہوں۔ اور مریدین میں سے کوئی قلیل ہی اس خلق کے ساتھ متخلق ہوتا ہے۔ اسی لئے مشائخ نے قرآن عظیم کی متابعت میں عورتوں کی محبت سے پرحذر رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ میں نے اپنی امت پر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو کہ ان پر عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہوا۔ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

عورتوں کے فتنہ ہونے کی وجہ

اور عورتیں اس لئے فتنہ ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے ہمیں بحکم طبع ان کی محبت دی ہے۔ پھر ہمیں مجاہدۂ نفس کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ ہم ان کی محبت طبعیہ سے محبت شرعیہ کی طرف نکل جائیں۔ اور کوئی قلیل ہے جو اپنے نفس کے مجاہدہ پر صبر کرے حتیٰ کہ اس سے خارج ہو جائے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ محبت طبیعہ انسان کو اضمحلال دیتی ہے کیونکہ شہوت نفس ہے۔ اور حق تعالیٰ غیور ہے۔ پسند نہیں فرماتا کہ اپنے عبد مومن کے قلب میں غیر کی محبت دیکھے مگر صرف اپنی خاطر۔ پس بندہ جب محبت نفسیہ کی تنگناء سے محبت شرعیہ کی فضا کی طرف نکلتا ہے تو فتنے سے امن میں ہو جاتا ہے۔ اور جب تک وہ محبت طبعی میں رہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے اور اس کی کمال طاعت سے مشغول رہتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خوبرو عورت سے پرہیز کر کیونکہ اس کا ضرر تجھ پر بدخو ترش رو عورت کی نسبتاً زیادہ ہے۔ کیونکہ ترش رو تجھے تیرے ظاہر تک پہنچتی ہے اور اس کی محبت تیرے قلب میں داخل نہیں ہوتی۔ جبکہ خوبرو عورت کی محبت بسا اوقات تیرے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ پس حق اس میں داخلے سے رک جاتا۔ چنانچہ شیطان اس میں انڈے دیتا اور بچے نکالتا ہے۔ اور شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو عورتوں سے کثرت سے ہم نشینی کرتا ہے اس کی عقل فاسد ہو جاتی ہے اور اس کے دل میں حکمت کا داخلہ اور فضیلتیں اس سے رہ جاتی ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عورتیں ایک نصب شدہ جال ہے۔ اس میں صرف وہی گرتا ہے جو اس سے دھوکہ کھاتا ہے اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے! عورتوں سے بچ کہ اس درخت کی طرح ہیں جس میں پتے اور پھول ہیں۔ جب اس سے کوئی فربہ آدمی کھالے تو اسے مبتلائے مرض کر دیتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - سوچ سمجھ کر ہم نشینی کرنا

میں کسی انسان کی صحبت اختیار کرنے میں جلدی نہیں کرتا مگر کئی دنوں اس کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد۔ اور اپنے رب کے اوامر کی رعایت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو کہ اسے اور لوگوں کے لئے نافع ہیں۔ پس اگر اسے دیکھوں کہ اس میں خلل کا شکار ہے تو میں اس کی صحبت اختیار نہیں کرتا۔ کیونکہ جب وہ اپنے نفس کو نفع نہیں دیتا تو اپنے غیر کا نفع کیا سوچے گا۔ اور یہ میزان اس کے لئے نفع بخش ہے جو کہ انسان کی صحبت کا ارادہ کرتا ہے تاکہ اس کی صحبت میں واضح دلیل پر داخل ہو کہ اس کے بعد اس کے ساتھ کوئی مناقشہ نہ ہو کیونکہ لوگوں کی

عام طور پر عادت ہے کہ تجربہ کے بعد صحبت اختیار کرتے ہیں۔ پھر ایک مدت کے بعد ایک دوسرے سے تعلقات منقطع کر دیتے ہیں۔ اور باہم صرب و حرب شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے ساتھی کے متعلق وہ حکایت کرنے لگتا ہے جس کا وہ اہل ہے۔

اور سیّدی تاج الدین بن عطاء اللہ فرماتے ہیں کہ تیرا اس جاہل شخص کی صحبت میں بیٹھنا جو اپنے نفس سے راضی نہیں تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو ایسے عالم کی صحبت اختیار کرے جو اپنے نفس سے راضی ہو۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو احمق کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو وہ اپنی ہی ملامت کرے۔ پس بیشک وہ اپنے ساتھی کو نفع دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص شہد کی مکھیوں کو شہد نکالنے کے لئے ان کے چھتے سے اڑایا کرتا تھا۔ اس کا ایک جاہل ساتھی تھا انجام سے بے خبر۔ وہ شہد نکالنے والا سو گیا اور جاہل اس کے سرہانے بیٹھا مکھیاں اڑا رہا تھا۔ جب مکھیوں نے اسے عاجز کر دیا۔ اڑتی ہیں پھر لوٹ آتی ہیں۔ اسے اپنے ساتھی کو مکھیوں کی کاٹ سے نجات دلانے کا کوئی حیلہ نہ رہا سوائے اس کے کہ اس کے چہرے پر پتھر دے مارے پس سب مکھیاں مرجائیں۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور سونے والے کے چہرے اور سر کو کچل ڈالا تاکہ سب مکھیاں مرجائیں۔ پس مکھیاں دائیں بائیں اڑ گئیں اور اس شخص کا سر کچلا گیا۔ آنکھیں باہر آ گئیں۔ سر کا بھیجا بہہ نکلا۔ اور وہ اسی وقت مر گیا۔ پس یہ مثال ہے جاہل کے اپنے ساتھی کو نفع پہنچانے کی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - عارفین اور باعمل علماء کے تمام احوال پر دلیل طلب نہ کرنا

میں عارفین اور علماء عاملین کے تمام احوال پر دلیل طلب نہیں کرتا۔ کیونکہ ان جیسے حضرات بدعت کا ارتکاب نہیں کرتے۔ اور جو شخص ان سے ہر مسئلہ میں دلیل کا مطالبہ کرتا ہے وہ خیر کثیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر اس فعل سے احکام شرعیہ میں سے کسی چیز پر زد نہ پڑتی ہو۔ جیسے تسبیح پر ذکر کرنا۔ اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فقہاء میں سے ایک شخص اس پر عیب لگاتا ہے جو کہ تسبیح پر ذکر کرتا ہے۔ پس میں نے اس سے کہا کہ امر میں آسانی پیدا کرو۔ اس نے اس بارے میں علماء سے فتویٰ لیا۔ اور ان کے فتاویٰ میں اختلاف ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری مدد شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تالیف کے ساتھ فرمائی جو کہ تسبیح پر ذکر کرنے کے بارے میں ہے۔ اور سب سے پہلے اس پر ذکر حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ اور آپ نے ابوالحسن الصوفی تک اپنی سند کے ساتھ روایت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن علوان الصوفی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی جسے آپ جدا نہیں کرتے تھے۔ ایک دن میں نے آپ سے کہا: اے استاذ آپ اپنے عظیم اشارے اور روشن و بلند عبادات کے باوجود یہ تسبیح پاس رکھتے ہیں۔ تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں نے اسی طرح حضرت جنید بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں تسبیح تھی تو میں نے آپ کو اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے اسی طرح عامر بن شعیب کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ پس میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا جس کے متعلق تو نے پوچھا تو آپ نے مجھے فرمایا: بیٹے! یہ ایسی چیز ہے جسے ہم اپنے آغاز امر میں استعمال کرتے تھے۔ اب ہم اسے اپنے امر کی انتہا پہ چھوڑنے والے نہیں۔ پس اب میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنی زبان۔ اپنے قلب۔ اپنے ہاتھ اور اپنی تسبیح کے ساتھ کرتا رہوں۔ اھ

تسبیح پر ذکر کے متعلق امام شعرانی کا فیصلہ

پس وہ چیز جسے تابعین نے اپنے مابین رائج رکھا اور ان کے بعد ہمارے اس دور تک انکار کے بغیر جاری ہے تو اس کا انکار ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اور بلاشک یہ اسی کی مثل ہے جو کہ سنگریزوں اور انگلیوں کی گرہوں پر ذکر کرنے کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ پتہ چلا کہ علماء ربانیین اور عارفین کے معمولات جو کہ صدیوں سے مروج ہیں اور بغیر کسی انکار واختلاف کے آج تک اکابرامت کا ان پر عمل ہے ان کے شرعی طور پر درست ہونے اور عنداللہ تعالیٰ پسندیدہ ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ جیسے میلاد شریف۔ شرعی آداب کے ساتھ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ۔ فاتحہ سوئم۔ ہفتم۔ چہلم وغیرہا من الامور المستحسنہ۔ ان کے لئے دلیل طلب کرنے والے خیر سے محروم ہیں۔ اور امام شعرانی قدس سرہ العزیز کا یہ جملہ آج کے خوارج کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے فان مثلهم لا یفعل ماهو بدعة یعنی ان جیسے اکابر اسلام جو کام کریں وہ بدعت نہیں ہوسکتا۔ نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لا یجتمع امتی علی ضلالة میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مارآه المومنون حسنا فهو عند الله حسن (مرقاۃ باب الاعتصام) یعنی جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ فلہذا اہل سنت وجماعت علماء ومشائخ اور ان کے تتبع میں اہل سنت کے معمولات اسی تناظر میں دیکھے جائیں گے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

انعام خداوندی۔ اپنے مشائخ کی خواب میں زیارت

میں نے اپنے واصل بحق مشائخ میں سے چند ایک کی خواب میں زیارت کی اور ان سے گفتگو کا شرف حاصل کیا۔ بعض نے میرے لئے سبز سجادہ بچھایا کہ اس پر بیٹھوں۔ اور بعض نے میری داڑھی کو خوشبو۔ کستوری اور عنبر لگایا۔ جنہوں نے میرے لئے سجادہ بچھایا کہ اس پر بیٹھوں اور خود میرے سامنے بیٹھے وہ ہمارے شیخ عارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کرتے ہوئے اس پر بیٹھا نہیں۔ کیونکہ یہ ارشاد کے لئے بیٹھنے اور نہ بیٹھنے میں اختیار دینے کی طرح ہے۔ اور اگر آپ مجھے صریحا اس کا حکم فرماتے تو میں اسی طرح بیٹھتا۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آپ نے مجھے مریدین کو تلقین وارشاد کے لئے اپنے وصال سے پہلے اجازت عطا فرمائی تھی۔ پس یہ برزخی اجازت سے حکم ظاہر کی حیثیت سے زیادہ قوی تھا۔ رہا من حیث الباطن تو برزخ زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ اس میں حقائق کا تحقق ہے۔

اور ہمیں حضرت ابوعبداللہ القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایک دن وضو کیا۔ پس حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے لئے جوہر۔ در اور یاقوت کے ساتھ مرصع سبز سجادہ بچھایا۔ حضرت قرشی نے اسے لپیٹ لیا اور اس پر بیٹھے نہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر آپ مجھے اس پر بیٹھنے کا حکم فرماتے تو میں آپ کے اذن سے لوگوں کے ارشاد کے لئے اس پر بیٹھ جاتا۔ لیکن آپ نے مجھے اختیار دیا تو میں نے ادب کیا۔ رہے وہ جنہوں نے میری داڑھی کو خوشبو۔ کستوری اور عنبر لگایا وہ حضرت سیدی علی المرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ میں اکثر آپ کا ذکر خیر کرتا ہوں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ

رب العالمین۔

انعام خداوندی۔قبولیت دعا کا حسن ظن

اللہ عز وجل کے متعلق اچھا گمان رکھتا ہوں کہ وہ میری دعا کو قبول فرماتا ہے گرچہ میں روئے زمین کے لوگوں میں سے زیادہ خطا کار ہوں۔پس بیشک میں عبد ہوں۔اور عبد کے لئے اپنے مالک کے دروازے سے ایک لحہ کے لئے بھی ٹلنا نہیں ہوسکتا۔اور جب تک وہ زندہ ہے مالک کی خیرات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

اور حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جسے اپنے کسی فعل قبیح کا علم ہو تو یہ اسے دعا سے نہ روکے۔پس بیشک اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے۔اور بعض سے منقول ہے کہ اس نے اپنی تالیف میں کہا: غور کر کہ مخلوق میں سب سے زیادہ شریر جو کہ ابلیس ملعون ہے کی دعا کیسے قبول فرمائی کہ اس نے کہا فانظرنی الی یوم یبعثون (الحجر آیت ۳۶) پس مجھے اس دن تک مہلت دے جب قبروں سے اٹھائے جائیں گے) تو جیسے ہی اس نے دعا کی قبول فرمالی باوجودیکہ وہ اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ برا ہے۔اور یہ ایسا کلام ہے جس میں الجھن ہے جیسے کہ عنقریب ہی آرہا ہے۔

دعا کے متعلق اقوال صوفیاء

اور ابن عطاء فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو چاہئے کہ وہ ہر اس چیز سے پاک ہوجائے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ازاں بعد اس سے اپنی حاجت طلب کرے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدے میں ہے دراں حال کہ آپ صبح بکریوں کو چرانے کے لئے لے جارہے تھے۔جب پچھلے پہر بکریاں لے کر واپس آئے تو اسے دیکھا کہ ابھی تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا۔دل میں خیال آیا کہ یہ جو چاہتا ہے اگر میرے بس میں ہو تو اسے عطا کردوں۔پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف القاء فرمایا: اے موسیٰ! اگر یہ اس وقت تک سجدہ کرے کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے تو میں اس کی دعا قبول نہیں کروں گا۔حتیٰ کہ اس چیز سے جو مجھے ناپسند ہے اس کی طرف منتقل ہوجائے جو میں پسند کرتا ہوں۔

ابلیس کی دعا کی قبولیت کی حکمت

رہا یوم جزا تک مہلت کے بارے میں ابلیس کی دعا کو قبول کرنا تو یہ سابق وعدے کی وجہ سے ہے ابلیس کی عزت کے لئے نہیں۔کیونکہ اگر اسے یوم جزا تک ڈھیل نہ دی جاتی اور اس سے قبل اسے موت دے دی جاتی تو قبضہ شقاوت والوں کے لئے کوئی نہ رہتا جو کہ انہیں گناہوں کا وسوسہ ڈالتا۔اور دونوں قبضوں کے حکم کے مطابق ان کے لئے یہ ضروری ہے۔

دعا کے ارکان۔پر۔اسباب اور اوقات

اور ابن عطاء یہ بھی فرماتے ہیں کہ دعا کے لئے ارکان۔پر۔اسباب اور اوقات ہیں۔پس اگر دعا ارکان کے مطابق ہو تو قوی ہوتی ہے۔اگر پروں کے مطابق ہو تو ہوا میں پرواز کرتی ہے۔اگر اپنے اسباب کے مطابق ہو تو کامیاب اور اگر اوقات کے مطابق ہو تو بامراد۔پس اس کے ارکان دل کی حضوری۔رقت۔خشوع اور قلب کے تعلق کے ساتھ زاری کرنا اور اسے سب اسباب سے منقطع کرنا اور اس کے

پر سچائی۔اس کے اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور اس کے اوقات سحری کا وقت ہے۔اھ

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے تو استغفار کی کثرت کرے پھر دعا کرے۔کیونکہ اعمال میں استغفار کا مقام سر میں آنکھوں کی طرح ہے۔اور جس کے جی میں کسی وقت بھی کھٹکے کہ وہ استغفار سے بے نیاز ہے۔یا اس کی زبان پر ثقیل ہو تو جان لے کہ یہ اس کے قلب پر شیطان کا غلبہ ہے۔نیز فرماتے ہیں کہ فقراء میں سے ایک شخص نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کہ اسے بنی آدم کے قلب سے شیطان کی جگہ دکھائے تو اس نے خواب میں آدمی کا قلب شیشے کے مشابہ دیکھا جس کا اندرونی حصہ اس کے باہر سے نظر آرہا ہے۔اور شیطان کو مینڈک کی صورت میں دیکھا جو کہ اس کے بائیں کندھے پر اس کے کندھے اور اس کے کان کے درمیان بیٹھا ہے اور اس کی طویل باریک تھوتھنی ہے جسے اس نے اس کے بائیں کندھے سے اس کے قلب کی طرف پیوست کر رکھا ہے۔اس کی طرف وسوسہ ڈالتا ہے۔پس جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے استغفار کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مخلوق میں سے کسی پر بددعا سے پرہیز کر۔پس بیشک اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے بلکہ یوں کہہ: یا اللہ! اگر فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے تو اسے معاف کردے اور اس کی اصلاح فرما۔اور اگر میں نے اس پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما۔پس بیشک تو اور تیرا مخالف دونوں اللہ عزوجل کے بندے ہیں۔اور تم دونوں میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ اپنے مالک کے غلام کی عزت کرے۔اور اسی باب سے ہے کہ انسان اپنے نفس کے لئے بددعا کرے۔پس بیشک نفس اس کی ملک نہیں حتیٰ کہ اس کے لئے بددعا کرے۔پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرلی تو سزا اور دکھ اس کے جسم پر لوٹے گا اور اس کی تلخی چکھے گا۔پس اسے بہرحال اپنے نفس کے لئے دعا کرنا چاہئے۔

قبولیت دعا کے لئے دستور العمل

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعائیں قبول فرمائے تو وہ کبھی بھی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔کیونکہ عاصی کی دعا مردود ہے۔اور فرشتوں کے متعلق غور کر کہ کس طرح ان کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔اور جس کی آمین ان کی آمین کے موافق ہو جائے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔تو جو اپنی دعا کی قبولیت چاہے اسے چاہئے کہ فرشتوں کی صفات پر ہو جائے۔واللہ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کی دعا قبول نہیں کی۔اس کے لئے اعیان نہیں بدلے۔اور وہ پانی پر نہیں چلا اور اس کے لئے پہاڑ زائل نہیں کئے مگر اس لئے کہ اس نے معصیتیں ترک کرنے کا دروازہ مضبوط کرلیا ہے۔اور اگر بائیں سمت کا کاتب اس پر کچھ لکھتا تو اللہ تعالیٰ اسے کسی کرامت کے ساتھ عزت نہ بخشتا۔

پس اسے سمجھ لے تجھے کامیابی ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ہم عصر علماء پر میزان عقل قائم نہ کرنا

میں اپنے زمانے کے علماء پر عقل کی ترازو قائم نہیں کرتا۔ان میں سے کسی کے سامنے یا پس پشت اسے برا بھلا نہیں کہتا مگر طریق شرعی کے ساتھ۔اور یہ اس لئے کہ علماء اسلام میں طعن کرنا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخالفت ہے جس میں ہمیں علماء کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا گیا ہے۔خصوصاً اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر اس آیت پاک میں اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر فرمایا ہے۔شھد اللّٰہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ والو العلم قائما بالقسط (آل عمران آیت ۱۸) اللہ تعالیٰ نے شہادت دی کہ بیشک کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور فرشتوں نے اور اہل علم نے۔تو جس نے ان میں طعن وتشنیع کی تو اس نے اس کا مقام گرایا جسے اللہ تعالیٰ نے رفعت بخشی اور یہ بہت بڑی جرأت ہے۔

عظمت علماء صوفیاء کی نظر میں

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک علماء کرام سے زیادہ کوئی پسندیدہ نہیں۔کیونکہ یہ حضرات آپ کی شریعت کے حاملین اور امت پر آپ کے امین ہیں۔تو جس نے کسی عالم سے بغض رکھا اس نے اس سے بغض رکھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔اور جو ایسا ہو وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے وہ اللہ عزوجل کا دشمن ہے۔پس وہ ساری مخلوق کا دشمن ہے۔

اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا جس کے پاس علماء کرام میں سے کسی کے بارے میں کراہت ہو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔پس بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے اولالوالامر کی طاعت کا حکم دیا ہے اور یہ علماء ہیں۔تو جو ان میں سے کسی کو ناپسند کرتا ہے وہ یقیناً ان کی طاعت سے خارج ہو گیا۔

اور ہم نے ان احسانات کے بیان میں کئی مرتبہ پہلے ذکر کیا ہے کہ عوام کے ساتھ شیطان کے مکروں میں سے شدید مکر یہ ہے کہ انہیں علماء کے بغض پر اکساتا ہے۔تو جب وہ ان سے بغض کرنے لگیں تو ان کے ارشادات پر کان نہیں دھرتے۔پس گمراہ ہو گئے اور گمراہ کرنے لگے۔پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے معاصر علماء میں سے کسی کو ناپسند کرے۔اور ان کے احوال کی جو تو ان سے دیکھے اچھی توجیہہ کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔کسی مسلمان کو دھوکا دینے اور اس کی عہد شکنی سے حفاظت

کسی بھی مسلمان کی دھوکہ دہی اور اس کی عہد شکنی سے میری حفاظت کی گئی ہے۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔کیونکہ دھوکہ اور عہد شکنی انتہائی قبیح صفت ہے جس سے کوئی شخص آلودہ ہوتا ہے۔اور جو بھی اپنے نفس کی ایسی چیزوں سے درگزر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کے لئے ایسی گھٹیا چیز پر راضی ہوا جسے کتا بھی اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔کیونکہ جب بھی تو اس سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ تیرے لئے دوستی کی حفاظت کرتا ہے۔تجھے دھوکہ نہیں دیتا اور عہد شکنی نہیں کرتا۔

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد شکنی اعمال صالحہ کو ضائع کرنے والی ہے۔اور اسی سے کھوٹ۔مکر۔سرکشی اور دھوکہ دہی پھوٹتی ہے۔پھر یہ صاحب غدر پر ہی لوٹتی ہے اور اس میں ہلاکت کا اثر پیدا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یاایھا الناس انما بغیکم علیٰ انفسکم (یونس آیت ۲۳) اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔نیز فرمایا ولا یحیق المکر السیء

الا باھلہ (الفاطر آیت ۴۳) اور گھناؤنی سازش صرف سازشیوں کو ہی گھیرتی ہے) پس دھوکے اور مکر سے پرہیز کر۔ بیشک جب تو دونوں کے ساتھ معروف ہوا تو دنیا و آخرت کے فوائد سے محروم رہے گا۔ خصوصاً جب تو اس کی کثرت کرے گا۔ کیونکہ جو شخص کسی شے کی کثرت کرتا ہے تو اس کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اور اسی پر محمول کیا جاتا ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کی طرف دیکھ جب کہ انہوں نے آپ سے کہا: یا ابانا منع منا الکیل فارسل معنا اخانا نکتل وانالہ لحافظون (یوسف آیت ۶۳) عرض کرنے لگے! اے پدر بزرگوار ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے پس ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجیں تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم یقیناً اس کی نگہبانی کریں گے) آپ نے جواباً کس طرح ان سے فرمایا: ھل آمنکم علیہ الا کما امنتکم علی اخیہ من قبل (یوسف آیت ۶۴) کیا میں تم پر اس کے بارے میں اعتماد کروں اسی طرح جس طرح کہ اس کے بھائی بارے اس سے پہلے اعتماد کیا تھا) اور آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے اسی قسم کا وعدہ کیا تھا لیکن وفا نہ کر سکے۔ تو آپ نے انہیں ان کے فعل سابق کے ساتھ ہی ان کا تعارف پیش کر دیا۔ اور جس طرح کہ ان پر سابقاً مطمئن ہوئے تھے۔ اب اطمینان کا اظہار نہ فرمایا۔ اور اس فعل کی ندامت ان پر باقی رہی۔

علماء فرماتے ہیں کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو عہد شکنی یا دھوکہ دہی سے موصوف ہوا پھر مر گیا تو یہ وراثت اس کی اولاد کو پہنچتی ہے۔ اور اس کی سزا کے لئے اس کی ساتویں پشت تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ یہ انتہائی قبیح کام ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - چوری اور خیانت سے حفاظت

جہاں تک مجھے اپنے متعلق یاد ہے جب سے اب تک چوری اور خیانت سے محفوظ ہوں۔ سوائے ایک شخص کے جو کہ مدینہ خانکاہ سے تھا۔ اس نے مجھے اپنے پاس اپنی دکان میں بٹھایا اور خود کسی کام کے لئے چلا گیا۔ ایک شخص مٹھائی فروش کا گزر ہوا۔ میں نے دکان کے غلے سے چاندی کے تین سکے لئے اور مٹھائی خریدی۔ اور شرم کی وجہ سے اس کا ذکر اس سے نہ کر سکا۔ اس وقت میں نابالغ تھا۔ جب بالغ ہوا تو میں نے اس سے اس امر کی معافی مانگنا چاہی لیکن وہ فوت ہو چکا تھا۔ میں نے اس کی اولاد کو ان تین سکوں سے کہیں زیادہ رقم بطور احسان پیش کی۔ اور اب بھی اس سے زیادہ میرے قلب پر کسی چیز کا بوجھ نہیں۔ باوجودیکہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا تھا۔ ازاں بعد اس نے مجھے عمامہ، بعلبکی لباس اور قمیص پہنایا۔ اور اس کی اولاد کو ان دراہم کا بدل عطا کرنے کے باوجود میرے خوف کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت میں مجھ سے وہی دراہم طلب کرے گا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنے بھائیوں سے طلب کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس شخص کے دل میں مجھے معاف کرنے کا الہام ڈال دے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ تم سے یہ قبول فرمالے۔ اور اس بارے میں بھائیوں کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ پس حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایک شخص آخرت میں تمنا کرے گا کہ اس کا کوئی حق اس کے والدین پر ہوتا کہ وہ اس کا ان پر دعویٰ کرے اور انہیں اس کے بدلے جہنم میں ڈال دیا جائے۔

خیانت اور سرقہ کی قباحت

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خیانت اور چوری دو مہلک امر ہیں۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ چور وہ ہے جو ایسی چیز چراتا ہے جو اس کے پاس بطور امانت نہیں رکھی گئی۔ جبکہ خائن وہ ہے جو ایسی چیز چراتا ہے جس پر اسے امین بنایا

گیا ہے۔اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامت یہ قرار دی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ اور قرآن کریم میں ہے ان اللہ لا یحب الخائنین (الانفال آیت ۵۸) بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ امین سے پرہیز کریں۔اور خیانت کرنے والے پر بے خوف نہ ہوں۔پس بیشک قلوب آپ کے غیر کے قبضے میں ہیں۔

اور میں نے اپنے بھائی سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خیانت، برکت کو لے جاتی ہے جس طرح حرام، حلال کثیر کو لے جاتا ہے۔اور جو ایک درہم میں خیانت کرتا ہے اسے ابلیس ہزار درہم میں خیانت تک لے جاتا ہے۔اور ایسا ہی قول چوری میں ہے۔پس ہم نے کوئی چور نہیں پایا مگر اس کی عمر۔ مال اور اس کے دین سے برکت مٹ جاتی ہے۔اور اس کی سزا میں ہمیں یہی کافی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا ہاتھ یا پاؤں یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کاٹنے کا حکم فرمایا۔جس طرح کہ شریعت میں اس کی تقریر فرمائی گئی ہے۔اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کے متعلق سفارش سے منع فرمایا ہے۔اور فرمایا کہ کسی کو نہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے متعلق سفارش کرے۔نیز فرمایا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔اس کے اہل خانہ نے کئی دفعہ اس کے متعلق سفارش کی لیکن اس نے قبول نہ کی اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد ہے۔پس اس کے پاس چور کی ماں حاضر آئی اور کہنے لگی: اے امیر المومنین! یہ کمائی کرتا ہے اور میری ضروریات کا اہتمام کرتا ہے پس اسے میری خاطر چھوڑ دے۔ اس نے کہا کہ حرام کوئی کسب نہیں ہے۔کہنے لگی: اے امیر المومنین! تیرے بے شمار گناہ ہیں۔پس میرا بیٹا اپنے گناہوں میں سے ایک گناہ قرار دے دے۔اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر وہ تجھے معاف فرمادے گا۔پس اس کے لئے اس کا دل نرم ہو گیا اور اس نے اس کی گفتگو کو پسند کیا اور اسے رہا کرنے کا حکم دیا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ شاید عبدالملک نے ایسا اجتہاداً کیا۔پس اسے جان لے۔اور غور کر۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-حرام کھانے سے حفاظت

محض حرام کھانے سے میری حفاظت کی جاتی ہے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی محض حرام کھایا ہو۔جان بوجھ کر نہ بھول کر۔وہی وہ چیز جس میں شبہ ہو تو ان احسانات میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر اسے بھول کر کھا بیٹھوں تو میرے پیٹ میں نہیں ٹھہرتی بلکہ قے سے نکل جاتی ہے۔اور مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! جب تو چاہے کہ دعا قبول ہو تو پیٹ کو حرام سے اور اعضاء کو گناہوں سے بچایا جائے۔اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو حرام کھائے اور عبادت طویل کرے تو وہ اس کبوتر کی طرح ہے جو کہ گندے انڈے پر بیٹھتا ہے۔دیر تک بیٹھنے کی مشقت اٹھاتا ہے لیکن بچہ نکلتا نہیں بلکہ محض نجاست ہی بن جاتی ہے۔حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حکام کا کھانا کھانے سے پہلے میں ایک آیت کی تلاوت کرتا تو اس میں مجھ پر علم کے ستر دروازے کھول دیئے جاتے۔تو جب میں نے ان کا کھانا کھایا تو اب ایک آیت پڑھتا ہوں اور اس کا تکرار کرتا ہوں مگر اس میں میرے لئے ایک دروازہ بھی نہیں کھلتا۔اھ

اکل حرام کے نقصانات

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حرام کھانے کی خرابیوں میں سے یہ ہے کہ وہ آگ میں بدل جاتا ہے۔ پس غور وفکر کی چربی پگھلا دیتا ہے۔ لذت ذکر ختم کر دیتا ہے۔ نیتوں کے اخلاص کا سبزہ جلا دیتا ہے۔ بصیرت بے نور کر دیتا ہے۔ آنکھ تاریک کر دیتا ہے۔ بدن اور عقل کو سست کر دیتا ہے۔ اور اس بارے میں طویل کلام کیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ تمام معاصی جن میں بندہ گرتا ہے ان کا سبب صرف حرام کھانا ہے۔ جس طرح کہ تمام نیکیاں جنہیں انسان عمل میں لاتا ہے۔ ان کا سبب اکل حلال ہے۔ اور جو حرام کھائے اور طلب کرے کہ طاعات عمل میں لائے تو اس نے محال کی آرزو کی۔ پس اسے جان لے تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- حاکم کے سامنے گزشتہ حاکم کے ذکر میں حکمت عملی

جب میں کسی حاکم کے ہاں جاؤں تو اس کے پاس حاکم گزشتہ کا ذکر بالخیر نہیں کرتا مگر اگر مجھے علم ہو کہ انصاف کرے گا اور اپنے سے پہلے حاکم کے حال سے اپنے ناقص ہونے کا اعتراف کرے گا۔ پس اگر مجھے اس کے عدم انصاف کا علم ہو تو اس کے پاس پہلے حاکم کے احوال میں کسی چیز کا ذکر نہیں کرتا۔ اس خوف کے پیش نظر کہ اس کا نفس غضبناک ہوگا اور مستقبل میں وہ میری سفارش ناپسند کرے گا۔ اور اس دور کے حکام کے ساتھ اس حکمت عملی کو اپنانا متعین ہو گیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کا تو قانون ہو گیا ہے کہ اس کا کوئی دشمن نہیں مگر صرف وہی جو کہ اس حاکم کے دوستوں سے ہو جو کہ اس سے پہلے منصب پر تھا۔ اور بسا اوقات تو وہ پہلے حاکم کے تمام مصاحبین کی نعمت سلب کر لیتا ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اس سے تجھے دھوکہ نہ لگے جو کہ کتب تواریخ میں دیکھتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کی جاتی تھی۔ کیونکہ یہ حضرات امام تھے ان سے ہدایت حاصل کی جاتی تھی۔ اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ دوسرا اپنے سے پہلے کے دوستوں کی گرفت نہیں کرتا تھا اور اس کی مدح کرنے والے کو تکلیف نہیں دیتا تھا۔ بلکہ اس سے نصیحت پاتا۔ یا اپنا عندیہ چھپائے رکھتا۔

عمارۃ بنت الاسد کا حضرت امیر معاویہ کے دربار میں برملا اظہار حق

اور امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت نقل کی ہے کہ عمارۃ بنت الاسد نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہونے کا اذن مانگا آپ نے اسے اذن دیا۔ جب وہ داخل ہوئی تو آپ نے اسے کہا: اے بنت الاسد! جنگ صفین کے دن تو ہی اپنے بھائی کے لئے یہ شعر پڑھ کر کہہ رہی تھی۔ اے ابن عطیہ! اپنے باپ کی کارکردگی کی طرح جو کہ اس نے سخت نیزہ بازی کے دن اور ہمسروں کے باہم مقابلہ کے دن انتہائی مستعد ہو جا اور علی اور حسین اور ان کے ساتھیوں کی مدد کر اور ہندا اور اس کے بیٹے کی رسوائی کا قصد کر۔ بیشک امام نبی کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہی ہیں جو کہ ہدایت کا علم اور ایمان کا مینار ہیں۔ لشکروں کی قیادت کر اور اس کے جھنڈے کے آگے چل تلوار اور نیزے کے ساتھ۔

اس نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! میرے جیسا حق سے بے رغبت نہیں ہوتا اور جھوٹی معذرت نہیں کرتا۔ حضرت معاویہ نے اسے

کہا: تجھے اس پر کس چیز نے ابھارا؟ کہا: حب علی اور حق کی اتباع نے۔ جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کے متعلق اس پر گفتگو طویل کی تو اس نے کہا: امیر المومنین! مجھے معاف فرمائیں۔ آپ نے کہا: میں نے تجھے معاف کیا۔ پس تیری کیا حاجت ہے؟ کہنے لگی: اے امیر المومنین! آپ اب لوگوں کے سردار ہیں اور ان کے امور کے منتظم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے امر کے متعلق پوچھے گا۔ اور ہمارے ان حقوق کے بارے میں جو آپ پر فرض ہیں۔ اور ہمیں وہ شخص ڈانٹتا رہتا ہے جو ہم پر آپ کے ذریعے فخر کرتا ہے اور ہم پر آپ کی زبان میں گرفت کرتا ہے۔ پس ایسے کاٹتا ہے جیسے کھیتی۔ اور بیلوں کی طرح ہمیں پامال کرتا ہے۔ یہ ابن ارطاۃ ہے جو ہم پر وارد ہوا۔ اس نے میرے مرد قتل کر دیئے۔ میرا مال قبضہ میں کر لیا۔ اور اگر طاعت لازم نہ ہوتی تو ہم میں طاقت اور دفاعی قوت ہے۔ آپ نے کہا تو مجھے اپنی قوم کا ڈراوا دیتی ہے؟ اور اسے دھمکایا۔ وہ روتی ہوئی یہ شعر پڑھتی ہوئی واپس مڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ اس قبر پر رحمت فرمائے جو کہ رحمت کو مضمن میں لئے ہوئے ہے۔ اس میں عدل مدفون ہوا۔ جس نے حق کے لئے حلف اٹھایا کہ اس کا بدل نہیں چاہے گا۔ پس وہ حق اور ایمان کے ساتھ متصل ہوا۔

معاویہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہنے لگی: علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے پوچھا تجھے ان کے متعلق کیا علم ہے؟ اس نے کہا: ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے حاکم کی شکایت کی تو آپ نے اسے اسی وقت معزول کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے لئے اس کا مال واپس کرنے کا پروانہ لکھو۔ اور اس کے لئے عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! کیا یہ خاص میرے لئے ہے یا میری قوم کے لئے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: تجھے تیری قوم سے کیا تعلق؟ اس نے کہا: واللہ۔ یہ تو خلاف مروت ہے اور کمینگی ہے۔ اگر عدل شامل نہ ہو۔ ورنہ میں اپنی ساری قوم کی طرح ہوں۔ پس حضرت معاویہ نے فرمایا: تمہیں علی بن ابی طالب نے بادشاہ پر جرأت سکھا دی ہے۔ اس کے لئے اس کی ضرورت کا حکم لکھ دو۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بردباری میں مشہور تھے۔ پس اے بھائی! اگر تو اپنے پاس فصاحت مسکت عبارت رکھتا ہے اور حاکم سے حق کے سامنے سر تسلیم خم کرنا تجھے معلوم ہے تو اس کے سامنے اس سے پہلے حاکم کے فضائل بیان کر۔ ورنہ اس کے غیر کی مدح کے درپے نہ ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - زیر بار احسان حاکم کے ساتھ ادب سے پیش آنا

میں اس حاکم سے ادب کے ساتھ پیش آتا ہوں جس پر اس کے اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے میرے احسانات ہیں۔ اور میں اس سے مطالبہ نہیں کرتا کہ میرے زیر حکم رہے اور ہر وہ چیز جو اس سے طلب کروں اس کی تعمیل کرے کیونکہ یہ تکلیف مالا یطاق کی طرح ہے۔ بیشک اس کی نظر مجھ سے کامل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے شہروں اور گردنوں پر حاکمیت عطا فرمائی ہے۔ نہ ہی میں اس پر اس امر کی پابندی رکھتا ہوں جس کا اس نے حاکمیت سے پہلے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ یا اس کی معزولی کے دنوں میں یہ پابندی لگاتا ہوں کہ وہ ہر اس چیز میں میری طاعت کرے جس کا میں اس سے قصد کروں۔ کیونکہ یہ اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بیشک وہ لوگوں کی مصلحتوں کے بارے میں اس آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے کہ خود میں اس کے ساتھ ان کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس پر ہر اس چیز پر عمل واجب ہے جو اس کے لئے ظاہر ہو کہ برحق ہے۔ اور اس کے لئے اس کی وجہ سے اس کا ترک جائز نہیں جو میں نے دیکھا۔ اسی لئے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے فرمایا کہ جب تیرا بھائی کسی عہدے پر فائز ہو تو اس پر تو اس محبت اور توجہ کے دسویں حصے کے ساتھ راضی ہو جا جو کہ اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے تیرے ساتھ روا رکھتا تھا۔

امیر معاویہ کے دربار میں ایک فریادی عورت کا خطبہ

پس معلوم ہوا کہ ہم میں سے کسی کے لئے درست نہیں کہ کسی حاکم پر اس عمل کی پابندی رکھے جس کا اس نے اس سے معاہدہ کیا تھا۔ اور نہ اس پر حجت قائم کرے کہ وہ ظالم ہے مگر جبکہ اس سے عہد کی وفا کا اعتماد ہو۔ اور کلبی نے بنی امیہ میں سے ایک شخص سے حکایت کی ہے کہ میں حضرت معاویہ کے پاس حاضر ہوا جب کہ آپ نے لوگوں کو اذن عام دیا تھا۔ ایک عورت آئی اور اس نے اپنے چاند جیسے رخ سے نقاب اٹھا رکھی تھی جو کہ بادل سے نکلا ہو۔ اس کے ہمراہ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ پس اس نے قوم سے ایسا خطاب کیا کہ وہاں موجود سب کے سب دم بخود رہ گئے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ آپ نے زیاد کو قریب کر لیا اور اسے بھائی بنا لیا۔ اور اس کے لئے آل سفیان میں نسب مقرر کیا۔ پھر اسے لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا۔ پس اس نے ناجائز اور ناحق خونریزی کی۔ وہ سوچے سمجھے بغیر حدود شرعیہ کی بے حرمتی کرتا ہے۔ بڑی بڑی معصیتوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسے گمان ہی نہیں کہ اس کا کوئی وقت مقرر ہے۔ اور کل اس کے اعمال آپ کے صحیفے میں پیش ہوں گے۔ اور آپ ان جرموں پر بارگاہ خداوندی میں کھڑے کئے جائیں گے جن کا اس نے ارتکاب کیا۔ پس اے معاویہ! کل تو اپنے رب کے سامنے کیا جواب دے گا۔ تیری عمر کا زیادہ حصہ گزر چکا ہے۔ قلیل باقی رہ گیا ہے۔ امیر معاویہ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگی: میں بنی ذکوان کی ایک خاتون ہوں۔ زیاد نے جو کہ بنی سفیان سے ہونے کا مدعی ہے میرے والدین کی طرف سے میری وراثت پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ اور میرے اور میرے سامان اور پونجی کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ اگر تو انصاف اور عدل کرے تو فبہا۔ ورنہ میں تجھے اور زیاد کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں سپرد کرتی ہوں۔ اگر ظلماً چھینا ہوا میرا ساز و سامان اس کے پاس اور تیرے پاس رہ جاتا ہے تو تم دونوں سے مجھے انصاف دلانے والا حاکم عادل ہے۔ پس معاویہ اس سے دم بخود ہو گئے اور اس کی فصاحت پر حیران رہ گئے۔ پھر کہنے لگے: زیاد پر خدا کی لعنت ہو اسے اس سے کیا تعلق جو ہماری برائیاں نشر کرے۔ پھر اپنے کاتب کو حکم دیا کہ زیاد کو حکم لکھو کہ اس عورت کا سامان واپس کرے اور اس کا حق ادا کرے۔

عبدالملک بن مروان کے دربار میں فریادی کی جرأت مندانہ گفتگو

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ عبدالملک بن مروان ایک دن کوفہ میں خطبہ دینے لگا تو آل سمعان کا ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے امیر المومنین! ذرا ٹھہریئے پہلے میرے اس ساتھی کے حق کا فیصلہ کیجئے پھر خطبہ دیں۔ وہ بولا: کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لوگوں نے اسے کہا ہے کہ عبدالملک سے تیرا ظلماً چھینا ہوا حق صرف فلاں ہی دلا سکتا ہے۔ پس میں اسے تمہارے پاس لے کر آیا ہوں تا کہ تیرا وہ عدل دیکھوں جس کا تو اس منصب پر براجمان ہونے سے پہلے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کرتا ہے۔ پس دونوں کے درمیان گفتگو طول پکڑ گئی۔ اس شخص نے کہا: اے امیر المومنین! آپ لوگوں کو حکم دیتے ہیں لیکن خود تعمیل نہیں کرتے۔ روکتے ہیں لیکن خود نہیں رکتے۔ نصیحت کرتے ہیں لیکن خود نصیحت قبول نہیں کرتے۔ کیا ہم آپ میں موجود آپ کی ان عادات میں اقتداء کریں یا اس حکم کی جو آپ کی زبان سے صادر ہوتا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ ہمارے حکم کی اطاعت کرو اور ہماری نصیحت قبول کرو تو وہ شخص کسی دوسرے کو کیسے نصیحت کرتا ہے جو کہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

اور اگر کہو کہ حکمت حاصل کرو جہاں سے پاؤ اور جس سے سنو نصیحت قبول کرو تو پھر ہم نے تمہیں اپنے امور کے زمام کس لئے سونپی ہے۔ اور تمہیں اپنے خون اور مال میں حاکم قرار دیا ہے؟

کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ ہم میں ایسے حضرات بھی ہیں جو تمہاری نسبت انواع لغات کو زیادہ جانتے ہیں۔ اور وجوہ نصیحت میں زیادہ محکم ہیں۔ اگر سرداری اس میں انصاف قائم کرنے سے عاجز ہو چکی ہے تو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ اس کی رسی کھول دو۔ اسے وہ لوگ تھام لیں گے جو اس کے اہل ہیں جن کے ساتھ تم لوگوں نے شہروں میں جنگیں لڑیں۔ جن کی جمعیت کو ہر وادی میں تم نے تار تار کیا۔ واللہ اگر حکومت تمہارے ہاتھوں میں آخر تک اور مدت پورے ہونے تک رہی تو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق پامال ہو جائیں گے۔

عبدالملک کہنے لگا وہ کیسے؟ اس نے کہا: اس لئے کہ جو بھی اپنے حق کے بارے میں گفتگو کرتا ہے اسے ڈانٹا جاتا ہے۔ اور جو اپنے حق سے چپ رہتا ہے وہ مقہور ہوتا ہے۔ اس کی بات سنی جاتی ہے نہ اس سے ظلم اٹھایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی اس پر ظلم کرنے والے کو روکا جاتا ہے۔ تیرے اور تیری رعایا کے درمیان ایک ایسا مقام ہے جس میں پہاڑ پگھل جائیں گے۔ جہاں تیری بادشاہی بے وقعت۔ تیری عزت پیوند خاک۔ تیرا مددگار ذلیل و رسوا۔ تجھ پر حکم لگانے والا عادل ہے۔

عبدالملک سرافگندہ روتا رہا۔ پھر اس سے کہنے لگا کہ تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ سماوہ میں تیرے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اس کی رات لہو۔ اس کا دن لغو اور اس کی نظر ظلم ہے۔ اس نے اسے اس کا حق دینے کا حکم لکھا پھر اسے معزول کر دیا۔

پس اے بھائی! اگر تو کسی حاکم کے ہاں یہ انصاف پائے تو اس سے وعدہ وفائی کا اس عدل کا یا تیری طاعت کا وعدہ جو اس نے متولی ہونے سے پہلے کیا تھا اسے پورا کرنے کا مطالبہ کر۔ ورنہ اس سے نرمی سے بات کر۔ اس کے لئے عذر قائم کر۔ اور ایک دفعہ میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ واللہ اگر حضرت خضر علیہ السلام یا قطب آج ان مناصب میں سے کسی منصب پر فائز ہوں تو لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جس کے وہ اپنے اعمال کی بناء پر مستحق ہیں۔ پھر حدیث پاک کے حوالے سے فرمایا یہ تمہارے اعمال ہیں جو تم پر وارد ہوتے ہیں۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اذیت برداشت کرنے میں جو مجھ سے زاید ہو اس کی زیادہ تعظیم کرنا

میں ہر اس شخص کی تکریم و تعظیم زیادہ کرتا ہوں جو اذیت برداشت کرنے میں مجھ سے زاید ہو اور لوگ اس کی آبرو پر کثرت سے تنقیص کریں۔ کیونکہ جسے اذیت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور خلق کے نزدیک اس کی رفعت زیادہ ہوتی ہے۔ پس وہ رفعت میں انتہاء کو پہنچ چکا پس کسی کے لئے اس کی تعظیم اور محبت میں کمی میں کوئی عذر نہیں۔ اور یہ ایک ایسا نادر خلق ہے جس پر کم لوگوں کو تنبیہ ہوتا ہے۔ بلکہ ان میں غالب طور پر وہ لوگ ہیں جو کہ اسے حقیر جانتے ہیں جس کی لوگ اکثر تنقیص کریں۔ حتیٰ کہ قریب نہیں کہ وہ اس کے لئے کوئی مقام اسلام ثابت کریں چہ جائیکہ اس سے کوئی بالاتر ہو۔ جبکہ حدیث پاک میں ہے لوگوں میں سب سے شدید آزمائش والے انبیاء علیہم السلام۔ پھر جو بہتر ہوں۔ پس جو بہتر ہوں۔ پس آپ نے مبتلا کا مقام، مقام نبوت کے قریب قرار دیا۔ اور حدیث پاک میں بلاء ابدان اور بلاء اعراض کے درمیان کوئی تفصیل نہیں فرمائی۔ پس یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو انسان کو اذیت پہنچائے۔ تو جس طرح لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن میں مبتلا کیا اور اس نے صبر کیا اسی طرح چاہئے کہ اس کی تعظیم کریں جو اپنی آبرو یا اپنے دین میں اذیت

دیا گیا اور اس نے صبر کیا۔اور اس کی تفصیل اس کتاب کے دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔پس اس طرف رجوع کر۔تو کامیاب ہوگا اور ہدایت پائے گا۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی- قیام لیل میں فضیلت والی سورتوں اور عظیم آیات کی قرأت کا الہام

جب رات کو عادت کے مطابق قیام سے وقت تنگ ہو تو مجھے فضیلت والی سورتوں اور عظیم آیات کی تلاوت کا الہام ہوتا ہے۔چھوٹی سورتوں میں کوئی تو نصف قرآن کے برابر ہے تو کوئی اس کے تہائی کے برابر۔کوئی چوتھائی کے برابر۔کوئی ہزار آیات کے برابر۔اور اسی طرح دوسری سورتیں۔

اور یونہی آیات میں سے کوئی وہ ہے جو کہ ہزار آیات کے برابر ہے ہیں جیسے آیۃ الکرسی اور سورۃ الحشر کا آخر۔اور یہ اس امت کے ضعیفوں پر انعام میں سے ہے تاکہ ان سے قوت والوں کے مقام سے کوئی چیز فوت نہ ہو۔

وقت تہجد کی قلت کے وقت تلاوت کے لئے آیات کا انتخاب

اور میں سورۃ البقرہ کے آغاز سے لے کر سورۃ الانفال میں واعلموا انما غنمتم من شیء کے قریب تک ہزار آیات ضبط کی ہیں۔ تو اے بھائی! جب تیرے پاس وقت میں تنگی ہو اور عادت کے مطابق تہجد میں تلاوت سے طلوع فجر کا خطرہ ہو تو آیۃ الکرسی۔سورۃ الحشر کا آخر اور قل ھو اللہ احد پڑھ لیا کر اور ہر رکعت میں اس کی قرأت کا تکرار کر لیا کر تو اس کے ساتھ لاحق ہو جائے گا۔جس نے سارا قرآن کریم ایک رکعت میں پڑھا۔اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شب میں تین اوقات میں آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھتے۔نماز عشاء کے بعد دو رکعات سے پہلے۔جب خوابگاہ میں لیٹتے اور سحری میں بوقت وتر۔اور اس میں ہمارے اس دور تک ایک جماعت نے آپ کی اقتداء کی جیسے ابوامامہ۔قاسم بن محمد۔علی بن ابو یزید۔ابوالعالیہ۔حافظ سلفی۔حافظ دمیاطی۔حافظ ابن حجر۔ہمارے شیخ، شیخ الاسلام شیخ زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور یہ اسی کے مشابہ ہے جو کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا۔کہ اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں تھا کہ گزشتہ امتوں کی بہ نسبت اس امت کی عمریں مختصر ہوں گی تو ان کے لئے لیلۃ القدر کا قیام تقریباً تراسی سال کے قیام کے برابر قرار دے دیا۔اور غالب طور پر اتنی ہی عمر ہوتی ہے۔تو جس نے تیس سال مثلاً لیلۃ القدر کا قیام کیا تو اس شخص کی طرح ہو گیا جس نے تیس ہزار ماہ قیام کیا۔اور اس سے افضل۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خیر من الف شھر۔پس اسے سمجھ لے۔اور اس مذکور اجر کے حصول کو چھوٹا نہ سمجھنا۔کیونکہ ثواب کی مقداروں کا ادراک قیاس کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔پس اسے ایمان کے طور پر قبول کر جیسا کہ وارد ہوا۔اور مت کہہ کہ کلام الٰہی ایک ہے۔ایک ذات ہی کی طرف راجع ہے تو اس میں باہمی تفاضل کیونکر درست ہوگا۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ صالحین سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- اپنے اعمال پر اعتماد نہ کرنا

میں گمان نہیں کرتا کہ میرے اعمال اب بھی رات یا دن کی کسی گھڑی میں مجھ پر عذاب واقع ہونے سے میری حفاظت کریں گے جس طرح کہ زمانہ ماضی میں تھا۔جبکہ عزم مومن قوی ہوتا ہے پہاڑ میں نافذ ہوتا ہے اور اس میں شدت عزم اور حسن اخلاص کی وجہ سے اثر

کرتا ہے اور جس سے آج حجاب کھل جائے وہ اپنے مبنی بر طاعت اعمال کو دیکھے کہ انہیں اپنانے کے وقت اس کی وقوع عذاب سے حفاظت نہیں کرتے۔ تو اس کے وقوع کے بعد اس کی کیا حفاظت کریں گے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ صفات خلق صفات اسماء الٰہیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس طرح کہ اس کی طرف سیّدی عمر بن العارض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قصیدۂ تائیہ میں اپنے اس قول کے ساتھ اشارہ فرمایا ہے کہ اسماء کی وسعت پر ان کے امور جاری ہیں۔ الخ۔ اور حکام آج انسان پر توجہ نہیں کرتے مگر اسی قدر جو کہ ان سے رشوت لیتے ہیں۔ اور بس۔ پس جب انہوں نے رشوت لے لی تو گویا وہ اسے پہچانتے ہی نہیں۔ اسی کی مثل جو ہم نے کہا کہ طاعات اپنے ساتھی کی حمایت نہیں کرتیں۔

اور میں زمانہ ماضی میں اپنے نفس کی حمایت محسوس کرتا تھا۔ جب کوئی طاعت کرتا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور اس کے پیچھے طویل مدت تک سینے میں فراخی پاتا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی مجھ سے رضا کے عنوان کی طرح تھا۔ پس اب ایسا ہو گیا ہوں کہ بسا اوقات اس طاعت سے فارغ ہوتے ہی میرا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اس امر کا میں نے اپنے نفس میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور زمانہ ماضی میں بندہ جب کوئی طاعت کرتا تو اس کی عمر اس طاعت سے حاصل ہونے والی خیر کو پورے طور پر حاصل کرنے کے لئے وفا نہیں کرتی تھی بلکہ یہ اس کی اولاد کی طرف چوتھے بطن تک منتقل ہوتی تھی۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ پس عقل مند وہ ہے جو اپنے زمانے کو پہچانے اور اپنے اعمال کو سلف صالح کے ترازو کے ساتھ تولے۔ تاکہ خیر سے اپنی محرومی کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے اور مرنے سے پہلے اس سے معافی مانگے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مریدین کو حسب طاقت اعمال کی ذمہ داری سونپنا

میں اپنے مریدین کو ایسے اعمال کی تکلیف نہیں دیتا جن کی انہیں عادۃً طاقت نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ میں ان کے احوال کے مقدمات پر غور کرتا ہوں۔ اگر ان میں سے کسی کو دیکھوں کہ اعمال میں زیادتی قبول کرتا ہے اور عنایت ربانیہ اس کے شامل حال ہے تو اسے اعمال میں اضافے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ اور اگر دیکھوں کہ ان میں سے کسی کا نفس فرائض پر اضافی عبادت سے گریزاں ہے تو اسے اس کی طاعات کم کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور اس سے غیر متوجہ قلب کے ساتھ حاضر نہ ہو۔ کیونکہ سستی۔ کاہلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی کوئی چیز عبد پر باقی نہیں چھوڑتیں اور نہ ہی اس کی بارگاہ میں حضوری سے۔

مخلوق کی چار اقسام

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو اکثر فرماتے ہوئے سنا کہ مخلوق چار قسموں پر ہے۔ ملائکہ۔ آدمی۔ شیاطین اور مویشی۔ پس ملائکہ عقول ہیں بلا شہوت وخواہش۔ مویشی شہوات ہیں بلا عقول۔ شیاطین عقول وشہوات ہیں اور اسی طرح بنی آدم۔ لیکن شیاطین کی شہوات ان کی عقول پر غالب ہوئیں پس انہوں نے اپنی عمریں اخلاق مذمومہ از قبیل تکبر۔ خود بینی۔ فخر۔ کینہ۔ کھوٹ۔ حسد۔ مکر۔ دھوکہ۔ غضب وغیرہ مہلک اخلاق کے ساتھ متخلق ہو کر بسر کیں۔ رہے بنی آدم تو ان میں سے جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آئی وہ شیاطین کے ساتھ مل گیا۔ اور جس کی عقل اس کی شہوت پر غالب ہوئی۔ وہ ملائکہ کے ساتھ مل گیا۔ اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بنی آدم میں ملائکہ کی عقول اور شیاطین و بہائم کے اخلاق جمع ہو جائیں تو جس پر اس کے بطن اور شرمگاہ کی شہوات غالب آ جائیں وہ

بہائم میں سے ہے۔

بنی آدم کی اخلاق کے اعتبار سے چار اقسام

نیز ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی آدم اخلاق میں چار قسموں پر ہیں۔ پس ان میں سے جس کی عقل اس کی خواہش اور اس کی شہوت پر غالب آئی وہ عالم ملائکہ کے ساتھ ملحق ہے۔ جیسے حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اولیاء اور صلحاء۔ اور یہ قلیل ہیں۔
(اقول وباللہ التوفیق۔ یعنی مذکورہ صفت سے موصوف حضرات جو کہ انبیاء۔ اولیاء اور صلحاء ہیں۔ باقی ہمہ قسم مخلوق کی نسبت سے قلیل ہیں ورنہ یہ نفوس قدسیہ خدائی لشکر ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا هو. محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور ان میں سے وہ ہے جس پر اس کی شہوت غالب آئی اور اسے اس کی لذت نے گرفتار کر لیا۔ پس وہ اپنی لذتوں میں الجھ گئے اور کھانے پینے۔ لباس اور نکاح کی مباح خواہشات میں منہمک ہو گئے۔ جس طرح کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا اشارہ ہے۔
زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة. والخيل المسومة والانعام والحرث. ذالك متاع الحيوٰة الدنيا والله عنده حسن الماب. (آل عمران آیت ۱۴) لوگوں کے لئے آراستہ کی گئیں ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں۔ بیٹے۔ سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے۔ نشان لگائے ہوئے گھوڑے۔ چوپائے اور کھیتی۔ یہ سب کچھ دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے) پس یہ لوگ عالم بہائم سے ہیں۔ گرچہ اسے حلال سے کمائیں اور اسے مباح میں خرچ کریں۔ کیونکہ وہ ناز و نعمت میں پلتے ہیں اور چوپایوں کی طرح کھاتے ہیں۔ اور ہم نے انہیں چوپایوں کے ساتھ اس حیثیت سے ملحق کیا ہے کہ چوپایوں پر کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے اور اسی طرح شریعت میں ان مباحات میں مصروف ہونے والے پر اور ان سے شرعی طریق کار سے فائدہ لینے پر کوئی حرج نہیں۔ اور ان میں سے وہ ہے جس پر شیاطین کے اخلاق تکبر۔ بے حیائی۔ خیانت۔ کینہ۔ حسد۔ مکر۔ کھوٹ۔ دھوکہ دہی وغیرہا کا غلبہ ہوا تو وہ عالم شیاطین میں سے ہے۔

اور ان میں سے وہ ہے جس میں کثرت شہوت۔ خواہش کی پیروی اور اخلاق مذمومہ جمع ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ناجائز طریقے سے مال کھاتا ہے اور ناجائز راستے میں استعمال کرتا ہے۔ پس ایسا شخص اپنی صورت میں تو آدمی ہے اور اپنے اخلاق میں شیطان ہے۔ اور اپنی شہوت میں چارپایہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ سب سے ذلیل قسم ہے۔ پس ہم بصیرت کی نابینائی۔ باطن کی تاریکیوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا خواہش کو معبود بنانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں۔ اور ہر قسم والوں کے لئے دوائیں اور علتیں ہیں جو کہ ان کے مناسب ہیں۔ جس طرح اسے سلوک کرانے والے پہچانتے ہیں کیونکہ کتاب ان کی تفصیلات سے تنگ ہے۔

پس اے بھائی! ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس پر غور کر اور ہر قسم والے کو اس کے مرتبے پر رکھ تو حکیم الزمان ہو جائے گا۔ والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی۔ سجود و قیام میں قرب حق کا برابر شہود

میں اللہ تعالیٰ کی نسبت سے سجدہ میں اپنی حالت میں حق تعالیٰ کے قرب کا شہود اپنی حالت قیام کی طرح برابر رکھتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واسجد واقترب (العلق آیت ۱۹) سجدہ کر اور قرب حاصل کر) اور یہ نہیں فرمایا کہ قم واقترب یعنی قیام کر اور قرب حاصل

کر۔ پس حجاب میری طرف لوٹتا ہے میری تواضع اور تکبر کے مطابق نہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف۔ پس اگر تواضع کرتا ہوں تو اس کی بارگاہ سے اپنا قرب مشاہدہ کرتا ہوں اور اگر تکبر کرتا ہوں تو اس سے اپنا بعد مشاہدہ کرتا ہوں۔ اسی طرح شان عبد مع الحق دائما ہے۔ جبکہ حق تبارک وتعالیٰ من حیث ذاتہ علی الدوام قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جہات سے منزہ ہونے کی دلیل

اور امام ابو المعالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جہات کی گرفت سے وراء ہے۔ فرمانے لگے کہ اس پر دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے لا تفضلونی علی اخی یونس بن متی علیہ السلام۔ یعنی مجھے میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو (یعنی اس طرح فضیلت کی بات نہ کرو کہ ان کی شان میں تنقیص لازم آئے) اور یہ دلیل شرعی عقلی ہے۔ اور اس سے دلالت کی وجہ یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف معراج کرائی گئی تو آپ علو کے نہایت اعلیٰ مقام پر تھے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے تو آپ انتہائی نچلی سطح میں تین ظلمات میں تھے۔ ظلمت لیل۔ مچھلی کے پیٹ کی ظلمت اور سمندر کی ظلمت۔

مچھلی اور حضرت یونس علیہ السلام

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مچھلی چالیس دنوں کی مدت میں چار ہزار سال کی مقدار آپ کو لے کر چلتی رہی حتیٰ کہ سات سمندروں کا طواف کیا۔ دجلہ۔ فرات۔ نیل مصر سے لجہ خضراء تک آپ کو لے گئی۔ پس حضرت یونس علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قاب قوسین کے نزدیک یا اس کے برعکس من حیث المسافت نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے دونوں کا قرب ایک ہی ہے۔ اور برہان صحیح گواہی دیتا ہے کہ قیام والا آسمان سے سجدہ کرنے والے کی بہ نسبت من حیث المسافت قریب ہے۔ لیکن یہ جانب حق سبحانہ وتعالیٰ میں محال ہے کیونکہ وہ جسم نہیں۔ اس پر سمتیں حاوی نہیں ہوتیں۔ اور وہ ہر شے کو محیط ہے۔

بندے سے قرب حق تعالیٰ کا مفہوم

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے بندے سے حق تبارک وتعالیٰ کا قرب رحمت اور رضا کے ساتھ ہے جس طرح کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول کا اشارہ ہے واسجد واقترب۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بندہ اپنے رب سے انتہائی قرب میں حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح حق تعالیٰ کا قصد عادۃً دعا میں آسمان کی جہت سے ہوتا ہے۔ پس اسی طرح عادۃً اس کا قصد جہت زمین سے ہے۔ دونوں کا نام عروج ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اگر تم رسی لٹکاؤ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حضور آئے۔ اور حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جس طرح عقول حجاب میں ہیں اسی طرح آنکھیں بھی حجاب میں ہیں۔ اور عالم بالا والے اسے اسی طرح طلب کرتے ہیں جس طرح تم اسے طلب کرتے ہو۔ اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آسمان کی طرف ہماری ہتھیلیاں اوپر کرنے سے لازم نہیں آتا کہ حق تعالیٰ مکان میں منحصر ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے۔ اس حیثیت سے کہ آسمان امدادات الٰہیہ کے نزول کا محل ہے۔ اس کے فضل وکرم کی سابقہ عادات اسی طرح جاری

ہیں۔پس اسے جان لے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔کثرت ذکر الٰہی اور درود شریف کے لئے شرح صدر

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت کے لئے شرح صدر کا شرف حاصل ہے۔اور یہ میرے بالغ ہونے کے سال ۹۱۴ھ سے ہے۔پس میں نے اللہ تعالیٰ سے باب الکرم اور رکن اسود کے درمیان ہمارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کے مقام میں۔اور میزاب رحمت کے نیچے یہ دعا مانگی کہ مجھے یہ شرح صدر عطا فرمائے۔اور اس حج میں مجھے اس دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی کہ مجھے یہ عطا فرمائے۔اس کا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام فرمایا گیا تھا۔تو جو شخص ذکر اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کو اپنا شغل قرار دے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے دارین میں فائز المرام ہوگا۔کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سیّد اعظم ہے۔اور اس کے نزدیک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کوئی واسطہ نہیں۔پس اللہ تعالیٰ آپ کا کسی شے کے بارے میں کوئی سوال رد نہیں فرمایا جو آپ اپنی امت میں سے کسی کے لئے مانگیں۔اور جب کوئی شخص معلوم کرلے کہ سلطان اپنے وزیر اعظم کی بات رد نہیں کرتا تو عقل یہی ہے کہ طالب حاجت وزیر کے دروازے سے نہیں ہٹتا تا کہ دنیا وآخرت میں اس کی حاجتیں پوری کرے۔

افضل الاعمال ذکر الٰہی۔درود شریف اور حب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حمزہ اور جعفر کو دیکھا گویا دونوں کے سامنے بیر ہیں سب کے سب زبرجد کی طرح۔دونوں اس سے کھا رہے ہیں۔میں نے ان سے پوچھا تم نے اعمال واقوال میں سے افضل کسے پایا۔کہنے لگے کلمہ طیبہ۔پھر کیا؟ عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر درود شریف پڑھنا۔پھر؟ عرض کی: حضرت ابوبکر وعمر کی محبت رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخین کے واسطے سے حاجت روائی کی درخواست کرنا

پس جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دربار الٰہی میں عظیم واسطہ ہیں۔اسی طرح ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے لئے دربار سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں واسطہ ہیں۔اور ادب یہ ہے کہ جب ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو ان دونوں سے عرض کریں کہ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کریں۔اور یہ طریقہ حاجت روائی کے زیادہ قریب ہے۔اور اس میں ان دونوں بزرگوں کے واسطہ کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کی بہ نسبت زیادہ ادب ہے۔

پس اے بھائی! حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے کے بغیر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجت طلب کرنے سے پرہیز کر۔پس تو ان دونوں کے دربار کے ادب کا راستہ بھول جائے گا۔اور اس سے بچ کہ تو اس کو بعید سمجھے کہ یہ حضرات تیری آواز کو سن سکیں جبکہ تو ان کی طرف اپنے قلب کے ساتھ تلفظ کے بغیر متوجہ ہو۔پس یہ دونوں حضرات تمام مشائخ طریقت سے یقیناً اعظم المقام ہیں۔جبکہ ان حضرات مشائخ طریقت نے تصریح فرمائی ہے کہ شیخ کی شرط ہے کہ وہ اپنے مرید کی نداء سنے گرچہ دونوں کے درمیان ہزار سال کی مسافت ہو۔اور ہم نے تجربہ کیا ہے کہ وزیر جب کسی انسان سے محبت کرتا ہو اس کی حاجت آسانی سے پوری کر دیتا ہے۔بخلاف

اس کے کہ جب اسے ناپسند کرے۔ پس اے بھائی! واسطوں کی خدمت کر اور ان سے بے لوث محبت کر اگر تو دنیا و آخرت میں اپنی حاجت روائی چاہتا ہے۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - خواب کا بعض وقائع میں حدیث پاک کی خبروں کے مطابق واقع ہونا

بعض واقعات میں میرا خواب اسی خبر کے مطابق ہوا جس کا ذکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا آپ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے اور ان کے بعد آئمہ نے الہام یا کشف کے طریقے سے کیا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے کیونکہ قلب دریا کی طرح ہے جس پر اچھے برے خطرات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا خیال وارد ہوتا ہے جو اسے شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے بارے میں شک میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جب بندہ اس کا شہود بعض خوابوں میں کرتا ہے تو ایک دم ان خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اور میں نے ایک خواب دیکھا کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ لوگوں میں سے بعض کو اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا اور اس پر ننانوے اژدھا مسلط کئے جاتے ہیں۔ کیا جانتے ہو کہ اژدھا کیا ہیں؟ کیا جانتے ہو اژدہا کیا ہیں؟ ننانوے سانپ ہیں جو اسے قیامت تک نوچتے کاٹتے ڈستے ہیں۔ میں سو گیا تو خواب میں ایک شخص کو دیکھا جسے میں علم اور خیر کے ساتھ پہچانتا تھا۔ اچانک وہ مر گیا۔ قبر میں داخل ہوا۔ اور دیکھا کہ اس کی قبیح صفات اس کے چہرے کے سامنے صورتیں بنتی گئیں حتیٰ کہ اژدہا ہو گئیں۔ جس کے ننانوے سر ہیں۔ ہر سر میں منہ اور زبان ہے۔ پس سروں کی تعداد اس کی مذموم صفات اور گھٹیا اخلاق کی تعداد کے برابر تھیں۔ کم نہ زیادہ۔ اور میں نے دیکھا کہ صفات قبیحہ سب کی سب حب دنیا سے نکلی ہیں۔ پس میں نے اس کی محبت سے نکلنے والی بری صفات میں سے جو دیکھیں یہ ہیں۔ بخل۔ شح۔ دنیوی مرتبے کی محبت۔ مال۔ حسد۔ کینہ۔ مکر۔ جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی۔ عداوت۔ بغض۔ قتل۔ ریاء۔ دھوکہ۔ بدعہدی۔ کھوٹ۔ خیانت۔ بہتان۔ جھوٹی گواہی وغیر ذالک۔ اور اس حدیث کا معنی متحقق ہو گیا کہ حب دنیا ہر خطا کا سر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ڈسنے کی تعداد سروں کی گنتی کے برابر اور صفات قبیحہ کی گنتی کے برابر ہے۔ تو جس نے صفات قبیحہ میں اضافہ کیا اس کے لئے سروں میں اضافہ ہوا۔ اور جس کا حجاب باریک ہو اس پر معانی کا شہود بعید نہیں۔ پس اے بھائی! اپنی صفات قبیحہ کے برابر نیکیوں کو عمل میں لا کہ ان صفات قبیحہ کا استعمال معطل کر دے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر تیرے اعتماد سے ہو گا نہ کہ اپنی طاقت اور قوت پر۔

والحمد للہ رب العالمین۔

امام شعرانی کا ایک اور خواب

اور میں نے بعض خوابوں میں یہ بھی دیکھا کہ ایمان والوں کے قلوب تین قسموں پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کا قلب چراغ کی روشنی ہے۔ ایک قسم کا قلب کسی رسی پر باندھا ہوا ہے۔ اور یہ قلب منافق ہے۔ اور ایک قلب میں ایمان اور نفاق دونوں ہیں اور یہ اکثر قلوب ہیں۔ اور میں نے اس میں ایمان کو سبزی کی طرح دیکھا جسے پاکیزہ پانی بڑھا دیتا ہے۔ اور میں نے اس میں نفاق کو زخم کی طرح دیکھا جسے

لہو اور پیپ بڑھاتی ہے۔ لیکن جو مدد غلبہ کرتی ہے اسی کے لئے حکم ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک قلب بیدار ہو وہ اپنے رب عز وجل کی خدمت میں ہوتا ہے اسے ممکن نہیں کہ اس کی خدمت سے معطل ہو جائے۔ پس جب غافل ہو جائے تو سو جاتا ہے۔ اور جب سو جاتا ہے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔ اور جب بیمار ہو جاتا ہے اس کی بیماری شدید ہو جاتی ہے اور خطرناک ہو جاتی ہے اور بیماری خطرناک صورت اختیار کرے تو علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ اور جب علاج مشکل ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ مر گیا تو مردہ لاش ہے۔ خدمت کے لائق نہیں رہتا اور اسے کتے کے آگے ڈال دیا جاتا ہے جو کہ ابلیس ہے۔

پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر تجھے کامیابی نصیب ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نااہلوں پر اسرار توحید اور دقائق شریعت ظاہر نہ کرنا

میں مخلوق میں سے کسی پر اسرار متعلقہ توحید اور دقائق شریعت شریفہ ظاہر نہیں کرتا مگر اس کے طویل امتحان۔ اس کے ساتھ کثرت سے بے توجہی اور اجنبیت کے ساتھ پیش آنے۔ اسے بار بار غضبناک کرنے اور بار بار اسے ان لوگوں کے سامنے برا بھلا کہنے کے بعد جن سے وہ عادۃً حیا کرتا ہے۔ اور اسے یہ کہتا ہوں کہ تو قلیل الدین ہے۔ یہ اس نیت سے کہ اس کے دین کے نقص پر تنبیہ ہو۔ کیونکہ دین میں کمال تو صرف انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ اور انبیاء واولیاء کے ماسوا کو تو نقص لازم ہے حتیٰ کہ ان کی عبادت میں۔ اور امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصائص میں ذکر فرمایا ہے کہ نماز کی اور اس کے علاوہ دیگر طاعات کی علی وجہ الکمال ادائیگی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

اور ایک دفعہ قلعہ کے دار الضرب کے معلمین میں سے ایک ذہین فاضل میرے پاس آیا اس طلب میں کہ اسے اسرار طریقت میں سے کسی چیز پر مطلع کروں۔ اور اس سلسلے میں اس نے کافی اصرار کیا۔ میں نے ایک مدت تک اس سے بے رخی اور اجنبیت روا رکھی۔ اور اس سے ایسی گفتگو کرنے لگا جو کہ اس کے ناقص مرتبہ کا اشارہ کرے۔ پس اس کا نفس مجھ سے مضمحل اور متنفر ہو گیا۔ پس اگر میں نے دوسری حالت میں اس کا علاج نہ کیا ہوتا اور یہ کہ میں نے چند کلمات کے ساتھ اس کی مدح کی ورنہ وہ مجھ سے ساری عمر کے لئے منقطع ہو جاتا۔ بعد ازاں بعد میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے کیسے مطالبہ کرتا ہے کہ تجھے علوم الاسرار میں سے کسی چیز پر مطلع کروں حالانکہ تو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی بجائے خلق کے ہاں مقام طلب کرتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اسرار حکمت کے علم سے ہیں اور حکمت اس قلب میں داخل نہیں ہوتی جو غیر اللہ کی رعایت کرتا ہے۔ اور میں نے اس پر دروازہ مسدود کر دیا حتیٰ کہ اپنی بنیاد اہل طریقت کے قواعد پر رکھے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ حکمت کسی نااہل کو نہ دو پس تم اس پر ظلم کرو گے۔ اور اس سے اس کے اہل لوگوں کو مت روکو پس تم ان پر ظلم کرو گے۔

نااہل کے پاس طریقت کی گفتگو سے پرہیز

اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ ایک شخص ابو عبداللہ القرشی کے پاس آیا۔ پس اس نے آپ کو دیکھا کہ اسرار میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جب آپ کو اس کا آنا معلوم ہوا تو گفتگو منقطع کر دی۔ اس شخص نے آپ سے کہا کہ میں اہل طریق کے معتقدین میں

سے ہوں۔ مجھ سے ڈرو نہیں۔ آپ نے فرمایا تو معتقد نہیں ہے حتیٰ کہ میں تیرے سامنے جماعت میں سے کسی کا فصد کھولتا ہوں جبکہ تو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تیرا خون خارج ہوا تو تو اہل اسرار سے ہے۔ پھر شیخ نے اپنے بازو کا فصد کھولا پس پوری جماعت کے بازوؤں سے خون جوش مارنے لگا۔ سوائے اس شخص کے۔ پس وہ شخص نادم ہوا اور اس نے معافی مانگی۔

تو جو ایسے شخص کو پائے جو اس صفت کے ساتھ ہو تو اسے اسرار پر مطلع کرے ورنہ واجب اس پر چھپانا ہے۔ اور قوم صوفیاء کے کلام میں ہے: قتل کیا جائے وہ جو اپنی پسند کا راز ظاہر کرے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اپنی ذات اور روح کا شہود

میرا شہود ہے کہ میرے ساتھ میری ذات اور روح یتیم کی طرح ہے جس کا مال اس کے ولی کے قبضہ میں ہے۔ پس وہ ان دونوں کے لئے تصرف نہیں کرتا مگر جس میں دنیا وآخرت کی مصلحت ہو۔ پس جس طرح میں یتیم کی تعظیم وتکریم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق حکم دیا ہے اسی طرح میں اپنی روح کی اس حیثیت سے تکریم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی لونڈی ہے۔ کسی اور علت کے لئے نہیں۔ اور یہ اس تجرید کے باب سے ہے جس کی علم المعانی والبیان میں تقریر کی گئی ہے۔ اور یہ خلق اس دور میں کمیاب ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی حکام کی برائیاں دور کرنے کے درپے ہوتا ہے پس اسے قید وبند کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ اس نے درست کیا ہے حالانکہ وہ خطا کار ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے ورنہ اپنے قلب کے ساتھ پس کسی مرتبہ والے کو وہ فعل کرنے کا مکلف نہیں فرمایا جو اس سے اوپر ہے تا کہ جسم وروح کو اس کام کے درپے ہونے سے بچایا جائے جو اسے ضرر دے۔ تو جو اس کام کے درپے ہوا جو اس کی ذات کے لئے مضر ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کی ہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة (البقرہ آیت ۱۹۵) اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو) پس اللہ تعالیٰ بقاء حسن کا اور اس کے تلف ہونے پر اس کی بقاء کی ترجیح کا نگہبان ہے۔ جس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لها (الانفال آیت ۶۱) اور اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جائیں) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومن یولهم یومئذ دبره الامتحرفا لقتال او متحیزا الی فئة (الانفال آیت ۱۶) اور ان کی طرف اس روز جو اپنی پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ پہلو بدلنے والا ہو لڑائی کے لئے یا پلٹ کر اپنی جماعت کی طرف آنے والا ہو) پس بندے کو اس سے جس کی جنگ کی طرف متوجہ تھا دوسرے گروہ کی طرف پھرنے کی گنجائش نہیں دی مگر اس کے حسن کی بقاء کی پسندیدگی کی خاطر اور اس کے لئے حکمت عملی کے تحت صلح کی طرف مائل ہونا جائز قرار دیا۔

پس اسے جان لے۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - سلطان اور اس کے نائبین کے ادب کی حفاظت

میں سلطان اور اس کے نائبین کا ادب ملحوظ رکھتا ہوں۔ پس ان پر ایسا کام کرنے پر اعتراض نہیں کرتا جو کہ عادۃً ان کے لئے لازم ہے نہ کہ مجھے۔ بلکہ ان کے لئے شریعت میں اچھی توجیہات اور جوابات تلاش کرتا ہوں۔ اور میں ان کے خلاف کسی گرجا وغیرہ کو گرانے

کے لئے عوام کو اشتعال نہیں دلاتا جن پر نصاریٰ اور یہود براجمان ہیں۔ اور فرنگی بادشاہوں کے پادریوں کو گھوڑوں سے نیچے نہیں اتارتا جب وہ ہمارے شہروں میں وارد ہوں اور وہ انہیں گھوڑوں پر سوار کریں۔ اور سلطان کے غلاموں کو ان کی خدمت پر مقرر کریں اور ان کے لئے راستہ مہیا کریں۔ بلکہ میں اسے شریعت میں صحیح صورت پر محمول کرتا ہوں۔ پس بسا اوقات وہ ان کے ساتھ مذکورہ سلوک ان مصلحتوں کی خاطر روا رکھتے ہیں جو مسلمانوں پر لوٹتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہ ان قیدیوں پر رحم کریں جو کہ ان کے پاس ہیں جب انہیں یہ خبر پہنچے کہ ہم نے ان کے پادریوں اور ان کی طرف سے دوسرے ہمارے ہاں وارد ہونے والوں کی عزت کی ہے۔ پس بیشک حکام کی سوچ یقیناً ہم سے زیادہ کامل ہے۔ جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم میں حاکمیت چلانے کے لئے انہیں ہم پر مقرر کیا ہے۔

اور فقراء میں سے ایک شخص نے ایک فرنگی کو گھوڑے پر سوار دیکھا جبکہ بادشاہ کے غلام اس کے آگے چل رہے ہیں۔ تو اس نے اس پر اعتراض کیا۔ تو سلطانی غلاموں نے اسے شدید زدوکوب کیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اور ایک دفعہ ایک طالب علم نے مصر میں عید کے دنوں میں شاہی غلاموں کے سامنے شراب کا مٹکا دیکھ کر اسے توڑ دیا۔ انہوں نے اسے گرزوں سے زدوکوب کیا اور اس کا سر کھول دیا اور کوئی مسلمان ان سے اس کی حمایت وحفاظت نہ کر سکا۔ اور شیخ شہاب الدین بن عبدالحق مصر کے واعظ نے یہود کا عبادت خانہ گرانے کا فتویٰ دیا اور اسے گرانا چاہا تو یہی ہوا کہ اسے جلاوطن کر دیا گیا اور عوام وامراء کی طرف سے مصر میں زبردست فتنہ پھوٹ پڑا۔ اسے ایک مدت تک فتویٰ نویسی۔ تدریس اور وعظ سے روک دیا گیا۔ اور قدیم زمانہ سے لے کر اب تک ہر اس شخص کے لئے ضرر اور اذیت پہنچتی رہی جس نے ایسی چیز میں مداخلت کی جو اس کے منصب سے نہیں۔

سلطان ملک ناصر حسن بن ملادون کے دور کا فتنہ عظمیہ

اور شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الوحید میں حکایت کی ہے کہ علماء اور صلحاء کی ایک جماعت نے سلطان ملک ناصر حسن بن قلاوون کے دور میں قوص اور اسیوط کے نواح میں بعض گرجے گرا دیئے۔ انہوں نے بادشاہ کے پاس شکایت کر دی۔ اس نے ان علماء وصلحاء کی طرف ایک حاکم اور اس کے ہمراہ لشکر بھیجا۔ انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور زدوکوب کیا۔ ان کے گھروں پر دھاوا بول دیا۔ گھر والوں کی بے حرمتی کی۔ مارا پیٹا۔ پھر کہتے ہیں۔ واللہ! میں نے ان پر نداد ینے والوں کو سنا جبکہ میں ضعیف و ناتواں تھا کہ بیٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ اور انہیں شہر کے کوچوں میں۔ سمندر کے ساحلوں میں گھمایا گیا۔ نیز کہتے ہیں کہ عظیم مصیبت یہ ہے کہ قوص کا علاقائی حاکم اور اسیوط کا علاقائی حاکم دونوں موجود۔ لیکن انہیں قتل۔ لوٹ مار اور جلاوطنی کی دھمکی دی گئی۔ پس وہ دونوں چپ رہے۔ فرماتے ہیں کہ جب نصاریٰ نے نائب سلطان کی ان کے ساتھ موافقت دیکھی تو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے کئی مسجدیں شہید کر دیں جن میں مسجد الفتح بھی تھی جو کہ ذکر۔ قرآن کریم اور علم سے معمور تھی۔ اسے انہوں نے شہید کر دیا اور اسے کوڑا کرکٹ اور آلودگیوں کی جگہ بنا دیا اور وہ ایک ٹیلہ سا ہو کر رہ گیا۔ جب ہم نے اس کی تعمیر کی تو ہم اس سے بڑی شدید مشقت کے بعد جائے قبلہ نکال سکے۔ اور ان میں سے کدکوش کی نواحی مسجد ہے جسے انہوں نے شہید کیا اور اس میں گائیوں کے گوبر کا ڈھیر بنا دیا۔ اس کی محراب شہید کر دی۔ شہید کرنے کے بعد اس کی جگہ گرجا بنا دیا۔ اور اس کا مسلمانوں کو اور حکومتی نائبین کو انکشاف بھی ہوا۔ اور گرجا گرا نہ سکے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کے لئے نصاریٰ کا معاملہ واضح ہونے پر دین اسلام کی مدد فرمائی۔ پس اس نے حکم بھیجا اور سب نو تعمیر شدہ گرجے گرا دیئے گئے۔ اور انہیں

زدوکوب کیا۔قتل کیا۔اور ہر اس شخص پر گردش اور ہلاکت آئی جس نے نصاریٰ کی موافقت کی۔شیخ کہتے ہیں کہ گزشتہ تواریخ میں اور نہ ہی گزشتہ زمانوں میں ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا۔اور ہم نے کبھی نہیں سنا کہ گرجے گرانے کی پاداش میں علماء اور صلحاء کی مبارک جماعت کو کوڑے مارے گئے ہوں۔انہیں چوپایوں پر بٹھا کر نداد یتے ہوئے گھمایا گیا ہو۔

پھر سلطان الملک الناصر نے یہود ونصاریٰ اور کابینہ کو جمع کیا۔اور انہوں نے بیعت کی تجدید کی۔اور ان پر شرائط رکھیں۔اور مصر اور شام کے علاقوں میں اس کے متعلق فرمان بھیجے تاکہ وہاں کے نائب یہود ونصاریٰ اکابر کو جمع کریں جیسے سالار۔پادری۔رئیس اور راہب۔ اور ان کے سامنے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان پڑھ کر سنائیں جو کہ کتب حدیث میں اسناد معتمنہ کے ساتھ موجود ہے اور اکابر علماء۔فقہاء اور حکام بھی موجود ہوں تاکہ وہ احکام شریعۃ مطہرہ کا ان تمام شرائط کے ساتھ احترام کریں جو انہیں عقد ذمہ کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرائط کی اقتداء میں لازم ہیں۔اس کے احکام کی پختگی کے لئے۔اور گزشتہ ایام کی تجدید کے لئے۔دین اسلام اور اہل اسلام کی تعظیم کے لئے۔اہل ذمہ پر ذلت وخواری کے لئے اور انہیں اس راستے سے روکنے کے لئے جو انہوں نے اختیار کر رکھا تھا۔پس مصر اور شام کے نائبوں نے فرمان کی تعمیل کی۔اور کفار کی میٹنگ بلائی اور ان کے سامنے وہ عبارت پڑھ کر سنائی جس پر ان سے عہد لیا گیا تھا۔پس انہوں نے سن کر خوش دلی سے رغبت کے ساتھ سوالی بن کر سر تسلیم خم کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذمیوں پر معاہدہ

بلاد اسلامیہ میں اور ان کے مضافاتی دیہات میں نیا مرکز راہباں۔گرجا۔پادری خانہ۔صومعہ نہیں بنائیں گے۔اور ان میں جو خراب ہو جائے اس کی تجدید نہیں کریں گے۔اور ان کے وہ گرجے جن پر معاہدہ ہوا اور ان کے نزدیک ثابت ہے ان سے کسی مسلمان کو تین رات تک ٹھہرنے سے نہیں روکیں گے۔اس کے کھانے کا انتظام کریں گے۔کسی جاسوس کو اور نہ ہی ایسے شخص کو ٹھہرائیں گے جس کے دل میں اہل اسلام کے متعلق کھوٹ ہے۔در پردہ کھوٹ نہیں رکھیں گے۔اپنی اولادوں کو قرآن کریم کی تعلیم نہیں دلائیں گے۔کسی قسم کا شرک ظاہر نہیں کریں گے۔کسی قریبی کو اسلام سے نہیں روکیں گے جب کہ اس کا ارادہ ہو۔اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو اسے نہیں ستائیں گے۔اور اس کے ساتھ سکونت نہیں رکھیں گے۔مسلمانوں کی تعظیم کریں گے۔ان کے لئے اپنی مجالس میں جگہ چھوڑ دیں گے۔اگر وہ وہاں بیٹھنا چاہیں۔مسلمانوں کا سا لباس نہیں پہنیں گے۔جیسے ٹوپی۔عمامہ۔جوتا۔اور بالوں میں مانگ نکالنا۔بلکہ ان میں سے نصرانی آسمانی رنگ کی دس ہاتھ کی دستار پہنے گا۔اور یہودی زرد رنگ کا عمامہ اسی طرح پہنے گا۔

اسی طرح ان کی عورتوں کو مسلمانوں کی عورتوں کے ساتھ مشابہت سے اور عمائم استعمال کرنے سے روکا جائے گا۔اور ان کے لئے مسلمانوں جیسے نام رکھنا۔ان کی کنیتوں جیسی کنیتیں رکھنا اور ان کے القاب جیسے القاب رکھنا ممنوع ہے۔وہ زینوں پر سوار نہ ہوں۔تلوار حمائل نہ کریں۔گھوڑوں اور خچروں پر سوار نہ ہوں۔بلکہ گدھوں پر زین کے بغیر سواری کریں۔قیمتی نہ ہوں۔کسی قسم کا ہتھیار نہ رکھیں۔اپنی انگوٹھیوں کو عربی میں منقش نہ کریں۔شراب فروشی نہ کریں۔اپنے سروں کے اگلے بال کٹوائیں۔جہاں بھی ہوں اپنا لباس ہی لازم کریں۔ ملوک وحکام کے ہاں خدمت پر مامور نہ ہو۔اور نہ ہی ایسے کام میں کہ ان کا امر مسلمانوں پر جاری ہو۔جیسے کفالت۔وکالت۔امانت۔اور نہ ہی کسی ایسے کام میں جس میں مسلمانوں پر حکمرانی ہو۔اس طرح کہ ان کا مسلمانوں پر قانون ہو جس کی بنا پر وہ ان پر برتری چاہیں۔اور

ریشم کے بغیر اپنی کمروں میں اپنے زنار باندھیں۔اور نصاریٰ کی باہر آنے والی عورت روئی کی چادر پہنے جس کا رنگ آسمانی ہو۔اور یہود یہ زرد رنگ کی چادر استعمال کرے۔اور ان کا کوئی مرد یا عورت حمام کیطرف علامت کے بغیر داخل نہ ہو جو اسے مسلمانوں سے امتیاز عطا کرے۔جیسے تانبے یا قلعی کی انگوٹھی۔یا اس کی گردن میں گھنٹی ہو۔وغیرہ۔

اور اپنے مبنی بر مشقت کاموں میں کسی مسلمان سے خدمت نہ لیں۔نہ ہی حمام میں ان سے خدمت لیں۔باہر نکلنے والی عورت دو موزے پہنے ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔اپنی میتوں کو مسلمانوں کے پڑوس میں نہ رکھیں۔اپنی قبروں کو اونچا نہ بنائیں۔مسلمانوں سے عمارت اونچی نہ بنائیں۔اور نہ ہی ان کے برابر ہوں۔اور اس سلسلے میں کوئی حیلہ اختیار نہ کریں۔بلکہ اس سے نیچے رہیں۔اور ناقوس نہ بجائیں مگر انتہائی خفیف۔اپنے کلیساؤں میں اپنی آوازیں اونچی نہ کریں۔اور اپنی عید میں اجتماع نہ کریں۔اپنی میتوں پر اپنی آوازیں بلند نہ کریں۔اور ان کے ساتھ آگ بھی ظاہر نہ کریں۔کوئی مسلمان غلام نہ خریدیں۔اور نہ ہی اسے جس میں مسلمانوں کے حصے ہوں اور نہ اسے جسے مسلمان نے قیدی کیا ہو۔اپنے غلام کو یہودی بنائیں نہ نصرانی۔راستے کے وسط ایک سمت ہو کر چلیں تا کہ مسلمانوں کے لئے راستہ وسیع ہو۔کسی مسلمان کو اس کے دین کے متعلق فتنہ میں نہ ڈالیں۔مسلمانوں کے مواضع شرم پر دلالت نہ کریں۔ان میں سے جو کسی مسلمان عورت سے بدکاری کرے اسے قتل کیا جائے گا۔مسلمانوں کی غیر آباد زمینوں پر قبضہ نہ کریں۔اور نہ ہی آباد زمینوں پر۔نہ ہی کاشت پر۔کوئی صومعہ۔کلیسا۔دیر وغیرہ نہ بنائیں۔ایک شہر سے دوسرے شہر میں لائی ہوئی کوئی چیز نہ خریدیں۔اس میں انہیں وکیل نہ بنایا جائے۔اس پر کوئی حیلہ گری نہ کریں۔

اپنے گرجوں پر صلیب ظاہر نہ کریں۔نہ ہی مسلمانوں کے راستے اور بازاروں میں۔وہ مسلمانوں کو راستہ بتائیں۔اور مسلمانوں کے گھروں میں مقامات شرم پر نہ جھانکیں۔کسی مسلمان کو زدوکوب نہیں کریں۔جب بھی انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی تو ان کے لئے ذمہ ختم اور ان کے بارے میں وہ سب کچھ جائز ہوگا جو اہل عناد و عداوت کے بارے میں ہوتا ہے۔یہ ہے وہ عہد جو ان سے لیا گیا اور ان پر پڑھا گیا۔تو جس نے مندرجہ وضاحتوں سے خروج کیا۔اور کسی ایسی چیز پر اعتماد کیا جو اس کے خلاف ہے جو اس نے اپنی زبان سے پڑھی تو وہ ہلاکت کے درپے ہوا۔اور اس نے خود کو اسلام کی تلوار اور جنگ کے سامنے ڈال دیا۔اور نصاریٰ کے بطریک یونس یعقوبی۔اشناسیوس بطریک کے نائب اسقفہ الملکیہ نے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کے متعلق ان شرائط سے خارج ہونے کو حرام قرار دیا۔اور رئیس یہود نے اس امر مضبوط سے تجاوز کرنے والے پر سزا سے اتفاق کیا۔اور اپنے اوپر اعلانیہ گواہ ہوئے۔اور محضر عام میں اس کی تصریح کی۔اور یہ معاہدہ لکھا گیا تا کہ اس کی طاعت میں التزاماً داخل رہیں۔اور رہتی دنیا تک ان پر حجت رہے۔اور یہ اپنی شروط کے ساتھ مکمل ہوا۔اور اس کے مشروط کو قاہرہ کے مدرسہ صالحہ نجمیہ میں بروز منگل ۲۳ رجب ۷۰۰ھ ہجرت نبویہ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کو لازم کیا گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اور میں نے اسے اس نسخہ سے نقل کیا جس پر سلطان ملک ناصر حسن بن قلاوون اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا سایہ کرے کے دستخط ہیں۔جبکہ اس کے والد منصور قلاوون نے نصاریٰ اور یہود پر تجدید عہد کا حکم دیا۔اور جس نے تحریر لکھی وہ شیخ امام عالم علامہ شہاب الدین محمود الحلبی ہیں جو کہ وہاں کاتب دستور تھے۔اور یہ انہیں شرائط کی تجدید ہے جن کا انہوں نے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں

التزام کیا تھا۔اور یہ مولانا شیخ تقی الدین بن دقیق العید۔مولانا شیخ امام علامہ ابوعبداللہ بن الحجاج شیخ الدوینہ۔سیّدنا ومولانا شیخ ابوعبداللہ القروی وغیرہم قضاۃ عصر اوراس دور کے علماء کی موجودگی میں تھا۔اور سلطان حسن بن قلاوون نے حکم دیا کہ شریعت میں کسی یہودی اور نہ ہی نصرانی سے خدمت لی جائے۔بتاریخ ۲۸ جمادی الاخرہ ۷۵۵ھ اور یہ ملوک مصر سے کفار پر آخری شرائط ہیں جو ہم تک پہنچیں۔امام الشیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب شام کے نصاریٰ کے مکتوب کا جواب تھا جب ان سے صلح کی جس طرح کہ اسے ابویعلی الوصلی اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔

نصاریٰ کا مکتوب بنام سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فلاں فلاں شہر کے نصاریٰ کی طرف سے ابوعبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف۔جب آپ ہمارے ہاں آئے تھے ہم نے آپ سے اپنے لئے۔اپنی اولادوں کے لئے۔اپنے اموال کے لئے اور اپنے اہل ملت کے لئے امان طلب کی۔اور ہم نے آپ کے لئے اپنے اوپر یہ شرائط عائد کی تھیں کہ ہم اپنے شہر میں کلیسا۔گرجا۔قلایا۔راہب کا صومعہ نہیں بنائیں گے۔آخر تک وہ شرائط جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاہدہ کے مکتوب میں پہلے گزریں۔جب ان کا لکھا ہوا تمام گزشتہ شرائط سمیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو آپ نے اس میں بعض شرائط کا اضافہ فرمایا تو انہوں نے سر تسلیم خم کرنے کا پیغام بھیجا۔

پس اے بھائی! اگر تو ارادہ کرے کہ کفار۔ان کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں کو ان لوگوں میں شامل کرے جنہوں نے عہد توڑا تو سلطان اسلام والمسلمین یا اس کے نائبوں کو جمع کر کے اس پر ان کے ساتھ متفقہ فیصلہ کر۔پھر ان کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے ظاہر ہو۔ورنہ تیرے جیسے پر ہلاکت کا خطرہ ہے۔اور تیری مدد کوئی نہیں کرے گا۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-فقراء کے احوال میں ان سے نرمی کا سلوک کرنا

میں اپنے فقراء بھائیوں کے ساتھ ان کے تمام احوال میں نرمی کرتا ہوں اور جب تک ان کی بشریت قائم ہے ان سے کمال اخلاص کا مطالبہ نہیں کرتا۔پس جب ان میں سے کسی کا حجاب اٹھ جاتا ہے تو لامحالہ ریاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔اور ایسا نہیں ہوتا مگر ان کے کمال کے وقت اور کئی دفعہ میں رات کے وقت خانقاہ کی طرف اس قصد سے نکل آتا ہوں کہ فقراء کے قلوب کو جب مجھے دیکھیں تو تقویت ملے پس وہ ذکر۔نماز اور تلاوت قرآن کریم میں اضافہ کریں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صرف صحابہ کرام کے قلوب کو تقویت بخشنے کے لئے فرمایا ہے ان ربك ليعلم انك تقوم ادنى من ثلثى الليل ونصفه وثلثه وطائفة من الذين معك (المزمل آیت ۲۰) بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی نصف رات اور کبھی تہائی رات۔اور ایک جماعت ان سے جو آپ کے ساتھ ہیں) ورنہ باجماع اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شے سے معصوم ہیں جس میں ریاء کا شائبہ ہو۔اور کئی دفعہ حق تعالیٰ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امر کا خطاب فرماتا ہے حالانکہ مراد آپ کی بجائے اور ہوتے ہیں۔جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: لئن اشركت ليحبطن عملك (الزمر آیت ۶۵) اگر اے مخاطب کے باشد تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے) اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان يا ايها النبى اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين (الاحزاب آیت ۱) اے غیب

کی خبریں دینے والے نبی ڈرتے رہئے اللہ تعالیٰ سے اور کفار اور منافقین کی بات نہ مانیں) وغیرہ دیگر آیات۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ربك يعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اليل الخ نہیں فرمایا مگر اس لئے کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی خبر دے جو کہ عبادت کی حالت میں خود پر اطلاع حق تعالیٰ کا شہود نہیں رکھتے تا کہ اپنے رب کی عظمت کا استحضار کریں پس اس کے حضور خشوع وخضوع کریں کیونکہ وہ مراتب کمال کی طرف ترقی کے مقام میں ہیں۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان ذکر خیر رب کریم نے "والذين معك" کے الفاظ میں فرمایا۔ اور یہ معیت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان نفوس قدسیہ کے لئے ان کے شایان ہر قرب کا ذریعہ اور حضرت الٰہیہ کے شہود کے لئے مطلوب قلبی جلاء کا سبب ہے۔ دوسرے مقام پر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اس سے زیادہ وضاحت سے ذکر فرمائی۔ قال الله سبحانهٗ وتعالىٰ محمد رسول الله والذين معه اور اس کے بعد پھر انہیں اس معیت کی بدولت حاصل شدہ کمالات کا ذکر بطور دوام بصیغہ مبتداء وخبر اور مضارع کے ساتھ فرمایا۔ جس سے اشارہ یہی ملتا ہے کہ اس معیت کی بدولت وہ روبہ ترقی رہے۔ اور پہلا درجہ کمال بعد میں حاصل ہونے والے کمال کا زینہ ہے۔ اسے ناقص نہیں کہا جا سکتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر یہ وضاحت کہ وہ خود پر اطلاع حق کا شہود نہیں رکھتے معیت پاک کی تجلیات کی ترجمان نہیں۔ یہ شہود تو حسب توفیق الٰہی درجہ احسان ہے جس کی تعلیم حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبریل علیہ السلام میں دی ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك. اور یہ غلامان باوفا اس پر عمل پیرا رہے۔

لہٰذا من الذين معك کے اعزاز کے زیادہ لائق اور زیادہ مناسب یہ توجیہ ہے کہ قیام لیل میں جس طرح رب کریم جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت فرمائی آپ کے تتبع میں آپ کے غلاموں کے قیام کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ اور اس مبارک عمل کی تشریق وترغیب کے لئے اسے قابل تحسین قرار دیا۔ هذا ما عندی والله تعالىٰ ورسوله صلی الله عليه وسلم وعلمه بالصواب. محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں نے اپنی ذات میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ قیام لیل میں جب مجھے سستی لاحق ہوتی ہے یا کوئی کاہلی تو اس کا استحضار کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے دیکھتا ہے تو کاہلی اور سستی زائل ہو جاتی ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی طرف سے خیر ہی پیش کرو۔ پس بندہ اپنی نماز اور عبادات میں درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سانسوں کے ساتھ بھی مراقبہ حق کرتا ہے مگر وہ جس کی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ گنجائش فرماتا ہے۔ اور سیّدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب شیخ اپنے مرید سے معلوم کرے کہ وہ جب عبادات میں ہو تو شیخ کے اسے اس حالت میں دیکھنے سے لذت حاصل کرتا ہے تو اس سے نگاہ پھیر لے تا کہ وہ گر جائے۔ فرماتے ہیں کہ سیّدی ابراہیم متبولی ایک دفعہ مجھے ملنے تشریف لائے تو مجھے اس کی وجہ سے خود بینی سی لاحق ہوئی۔ جب آپ میرے سامنے تشریف لائے تو فرمایا: اے علی! میں قصداً تیرے پاس نہیں آیا میں تو کسی کام سے جا رہا تھا تو چلتے چلتے تو یاد آ گیا۔ اور فرماتے ہیں کہ شیخ کو چاہئے کہ جب مرید سے ریاء کی مہک محسوس کرے تو اس سے نرمی کرے اور درگزر کرے۔ پھر مثالیں بیان کر کے اسے اشارے کنائے سے کھینچتا رہے۔ اور یہ کہ

التزام کیا تھا۔ اور یہ مولانا شیخ تقی الدین بن دقیق العید۔ مولانا شیخ امام علامہ ابوعبداللہ بن الحجاج شیخ الدوینہ۔ سیّدنا ومولانا شیخ ابوعبداللہ القروی وغیرہم قضاۃ عصر اور اس دور کے علماء کی موجودگی میں تھا۔ اور سلطان حسن بن قلاوون نے حکم دیا کہ شریعت میں کسی یہودی اور نہ ہی نصرانی سے خدمت لی جائے۔ بتاریخ ۲۸ جمادی الاخرہ ۷۵۵ھ اور یہ ملوک مصر سے کفار پر آخری شرائط ہیں جو ہم تک پہنچیں۔ امام الشیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب شام کے نصاریٰ کے مکتوب کا جواب تھا جب ان سے صلح کی جس طرح کہ اسے ابویعلی الوصلی اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔

نصاریٰ کا مکتوب بنام سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فلاں فلاں شہر کے نصاریٰ کی طرف سے ابوعبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف۔ جب آپ ہمارے ہاں آئے تھے ہم نے آپ سے اپنے لئے۔ اپنی اولادوں کے لئے۔ اپنے اموال کے لئے اور اپنے اہل ملت کے لئے امان طلب کی۔ اور ہم نے آپ کے لئے اپنے اوپر یہ شرائط عائد کی تھیں کہ ہم اپنے شہر میں کلیسا۔ گرجا۔ قلایا۔ راہب کا صومعہ نہیں بنائیں گے۔ آخر تک وہ شرائط جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاہدہ کے مکتوب میں پہلے گزریں۔ جب ان کا لکھا ہوا تمام گزشتہ شرائط سمیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو آپ نے اس میں بعض شرائط کا اضافہ فرمایا تو انہوں نے سر تسلیم خم کرنے کا پیغام بھیجا۔

پس اے بھائی! اگر تو ارادہ کرے کہ کفار۔ ان کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں کو ان لوگوں میں شامل کرے جنہوں نے عہد توڑا تو سلطان اسلام والمسلمین یا اس کے نائبوں کو جمع کر کے اس پر ان کے ساتھ متفقہ فیصلہ کر۔ پھر ان کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے ظاہر ہو۔ ورنہ تیرے جیسے پر ہلاکت کا خطرہ ہے۔ اور تیری مدد کوئی نہیں کرے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ فقراء کے احوال میں ان سے نرمی کا سلوک کرنا

میں اپنے فقراء بھائیوں کے ساتھ ان کے تمام احوال میں نرمی کرتا ہوں اور جب تک ان کی بشریت قائم ہے ان سے کمال اخلاص کا مطالبہ نہیں کرتا۔ پس جب ان میں سے کسی کا حجاب اٹھ جاتا ہے تو لامحالہ ریاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا نہیں ہوتا مگر ان کے کمال کے وقت اور کئی دفعہ میں رات کے وقت خانقاہ کی طرف اس قصد سے نکل آتا ہوں کہ فقراء کے قلوب کو جب مجھے دیکھیں تو تقویت ملے پس وہ ذکر۔ نماز اور تلاوت قرآن کریم میں اضافہ کریں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صرف صحابہ کرام کے قلوب کو تقویت بخشنے کے لئے فرمایا ہے ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثي الليل ونصفه وثلثه وطائفة من الذين معك (المزمل آیت ۲۰) بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی نصف رات اور کبھی تہائی رات۔ اور ایک جماعت ان سے جو آپ کے ساتھ ہیں) ورنہ باجماع اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شے سے معصوم ہیں جس میں ریاء کا شائبہ ہو۔ اور کئی دفعہ حق تعالیٰ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امر کا خطاب فرماتا ہے حالانکہ مراد آپ کی بجائے اور ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: لئن اشركت ليحبطن عملك (الزمر آیت ۶۵) اگر اے مخاطب کے باشد تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے) اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یا ايها النبى اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين (الاحزاب آیت ۱) اے غیب

کی خبریں دینے والے نبی ڈرتے رہئے اللہ تعالیٰ سے اور کفار اور منافقین کی بات نہ مانیں) وغیرہ دیگر آیات۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثى اليل الخ نہیں فرمایا مگر اس لئے کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی خبر دے جو کہ عبادت کی حالت میں خود پر اطلاع حق تعالیٰ کا شہود نہیں رکھتے تاکہ اپنے رب کی عظمت کا استحضار کریں پس اس کے حضور خشوع وخضوع کریں کیونکہ وہ مراتب کمال کی طرف ترقی کے مقام میں ہیں۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان ذکر خیر رب کریم نے "والذين معك" کے الفاظ میں فرمایا۔ اور یہ معیت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان نفوس قدسیہ کے لئے ان کے شایان ہر قرب کا ذریعہ اور حضرت الٰہیہ کے شہود کے لئے مطلوب قلبی جلاء کا سبب ہے۔ دوسرے مقام پر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اس سے زیادہ وضاحت سے ذکر فرمائی۔ قال الله سبحانه وتعالى محمد رسول الله والذين معه اور اس کے بعد پھر انہیں اس معیت کی بدولت حاصل شدہ کمالات کا ذکر بطور دوام بصیغہ مبتداء وخبر اور مضارع کے ساتھ فرمایا۔ جس سے اشارہ بھی ملتا ہے کہ اس معیت کی بدولت وہ روبہ ترقی رہے۔ اور پہلا درجہ کمال بعد میں حاصل ہونے والے کمال کا زینہ ہے۔ اسے ناقص نہیں کہا جاسکتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر یہ وضاحت کہ وہ خود پر اطلاع حق کا شہود نہیں رکھتے معیت پاک کی تجلیات کی ترجمان نہیں۔ یہ شہود تو حسب توفیق الٰہی درجہ احسان ہے جس کی تعلیم حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبریل علیہ السلام میں دی ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك۔ اور یہ غلامان باوفا اس پر عمل پیرا ہے۔

لہٰذا من الذين معك کے اعزاز کے زیادہ لائق اور زیادہ مناسب یہ توجیہ ہے کہ قیام لیل میں جس طرح رب کریم جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت فرمائی آپ کے تتبع میں آپ کے غلاموں کے قیام کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ اور اس مبارک عمل کی تشریق وترغیب کے لئے اسے قابل تحسین قرار دیا۔ هذا ما عندى والله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم وعلم بالصواب. محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں نے اپنی ذات میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ قیام لیل میں جب مجھے سستی لاحق ہوتی ہے یا کوئی کاہلی تو اس کا استحضار کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے دیکھتا ہے تو کاہلی اور سستی زائل ہو جاتی ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی طرف سے خیر ہی پیش کرو۔ پس بندہ اپنی نماز اور عبادات میں درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سانسوں کے ساتھ بھی مراقبہ حق کرتا ہے مگر وہ جس کی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ گنجائش فرماتا ہے۔ اور سیّدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب شیخ اپنے مرید سے معلوم کرے کہ وہ جب عبادات میں ہو تو شیخ کے اسے اس حالت میں دیکھنے سے لذت حاصل کرتا ہے تو اس سے نگاہ پھیر لے تاکہ وہ گر جائے۔ فرماتے ہیں کہ سیّدی ابراہیم المتبولی ایک دفعہ مجھے ملنے تشریف لائے تو مجھے اس کی وجہ سے خود بینی سی لاحق ہوئی۔ جب آپ میرے سامنے تشریف لائے تو فرمایا: اے علی! میں قصداً تیرے پاس نہیں آیا میں تو کسی کام سے جا رہا تھا تو چلتے چلتے تو یاد آ گیا۔ اور فرماتے ہیں کہ شیخ کو چاہئے کہ جب مرید سے ریاء کی مہک محسوس کرے تو اس سے نرمی کرے اور درگزر کرے۔ پھر مثالیں بیان کر کے اسے اشارے کنائے سے کھینچتا رہے۔ اور یہ کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں اس کے غیر کو شریک کیا جائے۔ یہاں تک کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ریاء کے گرداب سے خلاصی پالے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔فقہاء کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا

میں اپنے فقیہ بھائیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں جب وہ مجھ سے ایسے امر میں فتویٰ پوچھیں جس پر چلنے کی طاقت نہ پائیں۔ پس میں انہیں رخصت کے ساتھ فتویٰ دیتا ہوں۔ پھر جب ان میں سے کوئی پرہیزگاروں کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو پھر سختی کے ساتھ فتویٰ دیتا ہوں۔ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں مطالعہ نہیں فرماتے تھے جو اپنے اس مقام سے نکال لی گئی ہو جس میں وقف کرنے والے نے اسے رکھا ہو۔ اور آپ نے ساری کتاب الروضہ کو رافعی کے نسخہ کبیر سے مختصر کیا جو کہ لائبریری میں تھا اور لائبریری کا دروازہ اکثر آپ پر لوٹتا تھا۔ پس آپ اپنی ران پر چھری رکھ لیتے۔ اور سر اپنی طرف رکھتے تا کہ لکڑی کے دروازے کو خراش نہ لگے۔ اور یہ قدم آج اکثر لوگوں پر نہایت مشکل ہے۔ اور امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا مدرسہ محمود الاستدار سے کتابیں منتقل کی جاسکتی ہیں؟ باوجودیکہ اس نے وقف کردہ کتاب کے لئے شرط لگائی ہے کہ اسے مدرسہ سے نکالا نہ جائے سوائے ترمیم کی مصلحت کے لئے یا ضائع ہونے کے خوف وغیرہ کی بنا پر۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو جواز کا قائل ہوں۔ اور میں نے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام علم الدین البلقینی اور ہمارے شیخ، الشیخ شرف الدین المناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا ہے کہ کتب محمودیہ عاریتاً لے جاتے۔ اور ان کے ہاں ایک کتاب ان کے گھر میں کئی کئی سال تک رہ جاتی۔ جبکہ یہ دونوں امام ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ یہ دونوں حضرات فقہ میں اس قدر اونچا مقام رکھتے ہیں کہ مذہب میں درجہ اجتہاد تک پہنچے۔ اور مناوی صوفی تھے۔ آپ کے احوال وکرامات ہیں۔ پس اگر یہ دونوں اسے جائز نہ سمجھتے تو ایسا نہ کرتے۔ اور قواعد شریعت میں ہے کہ جائز ہے کہ نص سے ایسے معنی کا استنباط کیا جائے جو اسے خاص کردے۔ جب یہ جواز نص شارع میں ہے تو نص واقف میں بطریق اولیٰ ہے۔ پس یہاں کہا جائے گا کہ واقف کا اپنی شرط سے مقصد پورا نفع اور پوری حفاظت ہے۔ پس جب ایسا شخص پایا جائے جسے کتب علم کی تصنیف کے لئے مدرسہ کی کسی کتاب کی ضرورت ہے اور اسے اس کی خاطر مدرسے میں منقطع ہونا ممکن نہیں۔ اور وہ ہمیں اس کی ہمیشہ کے لئے حفاظت اور بچاؤ کا اعتماد دلائے تو اس کے لئے کتاب نکالنا جائز ہے۔ اور منع ہونے سے مستثنیٰ ہے۔ اور یہ اس مستنبط معنی کی وجہ سے واقف کے لفظی عموم کا مخصص ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تخصیص کی گئی او لامستم النساء (النساء آیت ۴۳) (المائدہ آیت ۶) یا تم نے ہاتھ لگایا ہو اپنی عورتوں کو) اور اس سے محارم کو مستثنیٰ قرار دیا گیا اس معنی کی بنا پر جو مستنبط ہے اور یہ شہوت ہے۔ اور استثناء محارم کے لئے کسی آیت یا حدیث سے کوئی دلیل نہیں سوائے اس استنباط کے۔ پس اسی طرح یہاں ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ لامستم النساء کی مذکورہ بالا تفسیر فقہ شافعی کے مطابق ہے کہ غیر محرم عورت کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق لمس سے مراد اپنی اہلیہ سے مقاربت کرنا ہے اور فقیر نے بریکٹ میں مذکور ترجمہ اسی کے مطابق لکھا ہے۔ اگر کارے قضا کسی غیر محرم کو ہاتھ لگ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

استثناء کا ایک واقعہ اور مزارات اولیاء کے حق میں سیوطی کا فتویٰ

اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ بعض سالوں میں علماء بغداد نے مسجدوں میں بچوں کی تعلیم روک دی مگر ایک شخص کو جو کہ صلاح وخیر سے موصوف تھا اسے منع کرنے سے مستثنیٰ قرار دیا۔ اور انہوں نے ہمارے آئمہ میں سے ماوردی صاحب الحاوی اور آئمہ حنفیہ میں سے قدوری وغیرہما سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے اس کی استثناء کا فتویٰ دیا۔ اور انہوں نے اس سے استدلال کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں موجود ہر جھرو کا بند کرنے کا حکم دیا۔ سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھروکے کے۔ پس ان حضرات نے اس شخص کی استثناء کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھروکے کی استثناء پر قیاس کیا۔ اور یہ استنباط دقیق ہے اس کا ادراک صرف آئمہ مجتہدین ہی کر سکتے ہیں۔ جیسے ماوردی اور قدوری۔ سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کے قول سے سند لی جب ماضی بعید میں مجھ سے قرافہ کی عمارتوں کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا تو میں نے ان سب کے گرانے کا فتویٰ دیا جیسا کہ یہ منقول ہے سوائے اولیاء صالحین کے مزارات کے اور یہ میں نے ماوردی اور قدوری کے فتویٰ پر قیاس کرتے ہوئے فتویٰ دیا۔

وقف کتب خانہ کے متعلق مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت

اور مسئلہ میں دو امر ذکر کیے گئے جنہیں ذہن میں رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ اس خزانہ (لائبریری) سے کوئی چیز مستعار نہ لی جائے مگر وہی جو کہ اس کے علاوہ کہیں سے آسانی سے دستیاب نہ ہو جہاں منع خروج کی شرط نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف اسی وقت مستعیر کے پاس وہ چیز رہے جب تک عادۃً اس کی ضرورت پوری کرے۔ اور ان دونوں امور کا مقصد یہ ہے کہ جو ضرورتاً جائز ہو وہ ضرورت کی حد تک ہی ہوگا۔ ابن کثیر نے کہا کہ جس کا فتویٰ ہم نے دیا ہے وہی وجہ حسن صحیح ہے اور اس میں طویل کلام کیا۔ پھر کہا کہ مسئلہ میں ایک اور وجہ حسن ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آئمہ حنابلہ میں سے بعض نے شرط واقف کی مخالفت جائز قرار دی ہے جبکہ مصلحت اس کی متقاضی ہو۔ پس اگر یہ ان کے ہاں مشہور ہے تو یہ وجہ حسن ہے۔ اس کی سند پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ میں دو ضعیف وجہیں دیکھی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ شرط باطل ہے۔ اس کی طرف بعض مائل ہوئے ہیں لیکن سبکی نے اسے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شرط صحیح ہے۔ کیونکہ واقف کی اس میں ایک صحیح غرض ہے اس بنا پر کہ اسے وہاں سے نکالنے میں اس کے ضائع ہونے کا گمان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ واقف کے قول کو اس پر محمول کیا جائے کہ وہاں سے سب منتقل کر کے دوسرے مدرسہ میں لے جائیں مثلاً۔ اور اسے اس کی لائبریری بنا دیا جائے اور یہ بعید وجہ ہے۔ امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہوا۔

پس اسے جان لے۔ اور اس پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ ثقیلوں کی ہم نشینی پر صبر اور ان کی پردہ پوشی

میں ثقیلوں کے ساتھ مل بیٹھنے پر صبر کرتا ہوں اور ان سے چھپاتا ہوں کہ میں نے ان کے ثقل کا ادراک کر لیا ہے۔ اور جب وہ مجلس سے اٹھ جائیں تو ان کی غیبت نہیں کرتا۔ بلکہ کئی دفعہ اہل مجلس میں سے جو ان کے ثقل کو لاحق ہو اس سے ان کا پردہ رکھنے کے لئے ان کی بعض خوبیاں بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ جو شخص بھی ہے اس میں اچھی بری صفات ہوتی ہیں۔ ماسوئی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی طینت کو تمام گھٹیا اخلاق اور صفات سے پاک رکھا ہے۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل ان احسانات میں گزر چکی ہے اور

یہ ایک نادر خلق ہے اور کوئی قلیل ہی اس پر صبر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس کی ڈنڈے سے پٹائی کرتے جس کے ہاں ثقالت ہوتی اور اسے ڈانٹتے کہ اٹھ جائے۔ اور فرماتے کہ تو نے ہمارا وقت بے مقصد ضائع کر دیا۔

اور سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی ثقیل کو دیکھتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے کا قصد کرتا ہے تو اٹھ کر چلے جاتے حتیٰ کہ اس سے اوجھل ہو جاتے۔ اور اس طرح میں نے ہمارے شیخ الشیخ امین الدین جامع الغمری کے امام کو دیکھا کہ ایک ثقیل شخص آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ پس جب اسے جامع کے دروازے سے داخل ہوتا دیکھتے تو اٹھ جاتے اور اپنے گھر چلے جاتے اور فرماتے کہ مجھے اس کی ہم نشینی سے اپنے باطن میں اس قدر رنج والم ہوتا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔

ثقیلوں کے بارے میں آثار

اور میں نے امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تالیف دیکھی جس میں ثقیلوں کے بارے میں وارد احادیث وآثار کا بیان ہے۔ اس میں سے حافظ ابو محمد بن الحسن بن الحلال کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو ثقیل معلوم کرتے تو دعا کرتے یا اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے اور ہمیں اس سے راحت عطا فرما۔ اور حضرت حماد بن ابو سلیمان فرماتے ہیں کہ جو اپنے نفس کو ثقیل دیکھتا ہے وہ خفیف ہے اور اس کا عکس۔ اور طبیب جبریل شامی فرماتے ہیں کہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ ثقیل کی ہم نشینی روح کا بخار ہے۔ اور سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجلس میں دس نفوس ہوتے ہیں جن میں ایک ثقیل ہو تو وہ سب پر وزنی ہو جاتا ہے۔ اور وہ مجھ پر ثقیل ہو جاتے ہیں۔ اور جب امام اعمش نابینا ہو گئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بینائی جانے کے عوض آپ کو کیا عطا فرمایا ہے۔ فرمایا: مجھے یہ عوض عطا فرمایا کہ اس کے ساتھ کسی ثقیل کو نہیں دیکھتا۔ اور ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تجھ پر ہم نشین بوجھل ہو جائے تو صبر کر۔ کہ یہ فی سبیل اللہ کمر بستہ ہونا ہے۔ پس جب وہ تجھے تنگدلی میں مبتلا کرے اور باتیں بڑھا کر تجھے ملال سے دوچار کرے تو کوشش کر کہ اٹھ جائے یا تو اس سے اٹھ جانے کی کوشش کر۔

اور ابن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی ثقیل کو دیکھتے تو تکلفاً اونگھنا شروع کر دیتے اور آنکھ بند کر لیتے تا کہ اسے دیکھیں نہیں۔ ابن عبد ربہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں فاذا طعمتم فانتشروا۔ ثقیلوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جالینوس کہتے ہیں کہ ثقیل آدمی ثقیل سامان سے زیادہ بوجھل اس لئے ہے کہ ثقیل انسان کا بوجھ قلب پر ہے اور سامان کا بوجھ جسم پر ہوتا ہے۔ حماد بن سلمہ جب کسی ثقیل کو دیکھتے تو دعا کرتے یا اللہ! اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب کھول دے بیشک ہم ایمان والے ہیں۔ اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے پاس ایک شخص آ بیٹھا اور دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر مجھے کہنے لگا شاید میں نے آپ کو پریشان کیا؟ میں نے کہا ہاں بالکل ہاں۔ کہنے لگا میں نے آپ کو بوجھل کیا؟ میں نے کہا بوجھ کے اوپر بوجھ۔ کہنے لگا میں جانے لگا ہوں۔ میں نے کہا جلدی کرو۔ جلدی کرواے پہاڑ! اے پہاڑ سے۔ پہاڑ میں۔ پہاڑ کے اوپر۔

اور اعمش جب کسی ثقیل کو دیکھتے تو پانی پیتے اور فرماتے کہ ثقیل کے چہرے کی طرف نظر کرنا لرزے کا بخار ہے۔ اور بخار جہنم کی سخت گرمی سے ہے پس اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔ اسے حافظ منذری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور ابن الانباری نے ایک ثقیل کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ اگر آدم علیہ السلام کو اس کا علم ہوتا تو اس کا نطفہ حواء میں سپرد نہ کرتے اور اس کی خاطر اسے طلاق بائنہ دے دیتے

لیکن معلوم نہ تھا کہ اس سے یہ شخص دنیا میں آئے گا۔اور کہا: شاید اسی کا ثقل ہے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی پشت میں جو تھے سب کے سب زمین کی طرف اترے۔اور علماء کا کلام ثقیلوں کے بارے میں بہت ہے اور میں نے اسے تیرے لئے صرف اسی لئے بیان کیا ہے تا کہ تو پہچان لے کہ جو ثقیلوں کی ہم نشینی کا متحمل ہے۔اور ان سے اس ثقل کے ادراک کو چھپاتا ہے تو وہ لوگوں میں بہت وسیع اخلاق کا مالک ہے۔پس اس کے لئے متنبہ رہ تجھے راہنمائی ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

چودھواں باب

چند دیگر اخلاق کے بارے میں

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ وہی مجھے کافی۔ اسی پر بھروسہ۔ وہی میرا مددگار۔ اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ جانوروں پر کثرت شفقت

میں ہر اس جانور پر کثرت سے شفقت کرتا ہوں جس پر میں نے سواری کی جیسے اونٹ۔ دراز گوش۔ یا ان کے علاوہ دوسرے جانور۔ اور جب اس پر سوار ہوتا ہوں تو ڈنڈا ساتھ اٹھانا پسند نہیں کرتا اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں مجھ پر نفس کی گرمی غلبہ کرے تو اسے سرکشی کرنے پر زدوکوب کر بیٹھوں۔ اور اسی طرح اپنے ساتھ اس کی پشت پر کسی کو نہیں بٹھاتا اگرچہ اس کے مالک کی اجازت ہو مگر جبکہ قرائن سے معلوم کرلوں کہ جانور کو اس سے تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اسی طرح اسے برا بھلا نہیں کہتا۔ اور اس پر سواری کی حالت میں نہ ہی اس کے لڑکھڑانے کی صورت میں جس سے زمین پر گر جاؤں اس کے لئے بددعا نہیں کرتا وغیرہ ذالک۔ اور یہ حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے تاکیدی حکم کی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ساتھ اچھا سلوک کرنا فرض کیا ہے۔

اور سیدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری کے وقت کبھی ڈنڈا نہ اٹھاتے اور نہ ہی اسے کچوکا لگاتے اور فرماتے کہ مجھے اسے بے راہ ہونے سے روکنے کے لئے آستین ہی کافی ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن مجھ سے اس کے لئے لازماً اسی طرح قصاص لیا جائے گا جس طرح میں نے اسے مارا۔ اور کئی دفعہ میں سواری کی نکیل اپنے کسی بھائی کو تھما دیتا ہوں تا کہ آگے چلے۔ تا کہ سواری کسی کو اذیت نہ دے۔

اور کئی احادیث میں جانوروں کو زدوکوب کرنا آیا ہے اور وہ احادیث ثابتہ کے قرینہ سے سدھارنے کے لئے مارنے پر محمول ہے۔ جو کہ جانوروں کو اذیت نہیں دیتا۔ جس طرح کہ چھوٹے بچے کو ادب سکھانے کے لئے مارتے ہیں نہ کہ شدید زدوکوب کرنا جس کا نشان پڑ جائے اور اس کی وجہ سے خون نکل آئے۔ اور چہرے پر نہ مارا جائے اس لئے کہ حدیث پاک میں اس سے نہی وارد ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور اس خلق پر کم لوگوں کو تنبیہ ہوتا ہے۔

جانوروں کو زدوکوب کرنا بحوالہ احادیث پاک

اس بارے میں وارد احادیث میں سے یہ حدیث ہے کہ جعید الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی معیت میں ایک کمزور بیمار گھوڑی پر جہاد کیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے تو فرمایا کہ گھوڑی والے تیز چلو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ناتواں کمزور ہے۔ پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک میں موجود تازیانہ اونچا لہرایا اور اسے لگایا اور دعا کی: یا اللہ! اس میں برکت فرما۔ راوی فرماتے ہیں کہ اب دیکھتا ہوں کہ میں اسے لوگوں سے آگے نکلنے سے روک نہیں سکتا۔ اور میں اس کے پیٹ سے بارہ ہزار کے جانور فروخت کر چکا ہوں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی ضرورت کے لئے ایک شخص کو بنی عبس کی طرف بھیجا۔ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری ناقہ نے مجھے تھکا دیا ہے۔ آہستہ چلتی ہے اور بیٹھ جائے تو اٹھتی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اسے پاؤں مبارک سے ٹھوکر ماری ازاں بعد تو وہ قائد سے بھی آگے نکل جاتی تھی۔

جابر کہتے ہیں کہ میرا اونٹ کمزور ہو گیا اور میں نے اسے آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ اس کی نکیل مجھے تھما دو۔ پس میں نے پیش کر دی تو آپ نے اسے ضرب لگائی اور ڈانٹا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اسے کچوکا لگایا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا عصا پکڑا دو یا درخت سے چھڑی کاٹو میں نے تعمیل کی۔ آپ نے اس سے کئی کچوکے لگائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے پر کلی فرمائی۔ پھر اسے عصا سے مارا تو وہ کود اٹھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسے چھوٹی سی چھڑی لگائی۔ پس وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ جانوروں کی ہلکی سی زدوکوب کی دلیل لی جاتی ہے۔ گرچہ غیر مکلفہ ہو۔ لیکن اس کا محل اس وقت ہے جب اس کی تحقیق نہ ہو کہ یہ انتہائی تھکاوٹ کی وجہ سے ہے یا کمزوری کی بنا پر ہے۔ اور اسی پر وہ روایت جو منقول ہے کہ جب آپ کسی جانور کو دیکھتے کہ کام نہیں دیتا تو اس کے لئے برکت اور قوت کی دعا فرماتے۔ اور اسے مارنے کا حکم نہ دیتے۔ پس رحم فرماتے ہوئے ضرب سے اس کے لئے دعاء رحمت کی طرف عدول فرماتے۔

بعض آئمہ نے فرمایا کہ چارپائے کا چارے کے ذریعے امتحان لیا جائے۔ پس دور سے چارے کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ اگر وہ اس کا قصد کرے اور اٹھ کھڑا ہو تو اس کے مالک کے لئے جائز ہے کہ اسے زدوکوب کرے تاکہ اس حد تک بوجھ اٹھا کر پہنچے جس کا اس نے چارے کی خاطر قصد کیا۔ کہ اسے اس میں محبت ہے اور اس تک پہنچنے میں اسے رغبت ہے۔ انتہی۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چارپائے کے مالک کو علم ہو کہ جب بیٹھ جائے تو اسے اٹھانے کے لئے زدوکوب کرنا اثر نہیں کرتا تو اسے مارنا حرام ہے بلکہ بعض مرتبہ اسے مارنا کمزوری اور عاجز ہونے میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اسے زدوکوب کرنا جائز نہیں جب کہ اسے ٹھوکر لگے کیونکہ اس کی ترک پر اسے قدرت نہیں اور وہ لڑکھڑانے کا ارادہ نہیں کرتا۔ بخلاف اس کے جب وہ سرکش ہو تو اسے اس سے روکنے کے لئے نرمی کے ساتھ علاج کرنے کا حق ہے۔ اور چہرے کے سوا باقی جسم پر ضرب لگانا جائز ہے کیونکہ اس کے متعلق وارد نہی ہر قابل احترام حیوان کے حق کے بارے میں شامل ہے جیسے آدمی۔ دراز گوش۔ خچر۔ اونٹ۔ بکری وغیرہ۔ لیکن یہ آدمی کے بارے میں زیادہ شدید ہے۔ بلکہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو چارپایوں کے منہ پر تھپڑ مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اور میں نے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام شیخ زکریا الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چارپائے پر اتنا بوجھ ڈالنا جسے وہ

اٹھانہیں سکتا۔ یا سفر میں اسے اتنا تیز چلائے جو کہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اس وجہ سے اسے زدوکوب کرنا بھی حرام ہے۔ اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ بے سینگ بکری کے لئے سینگ والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔ تو یہاں قصاص لینا تو بطریق اولیٰ جائز ہے۔ اور اس کی تائید اس حدیث کے ساتھ ہوتی ہے کہ چار پائے کے مالک کو قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ اس نے اس کے ساتھ دار دنیا میں کیا سلوک کیا؟

اور ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ حافظ سخاوی چار پایوں کو زدوکوب کے متعلق ایک کتاب تالیف فرمائی ہے۔ جس میں فوائد ذکر فرمائے ہیں۔ پس دین سے وابستگی رکھنے والے کو چاہئے کہ ایسی کتاب کی طرف رجوع کرے تاکہ اسے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی حاصل ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ٹھوکر کھانے پر سواری کو نہ کوسنا

میں سواری کو اس کے ٹھوکر کھانے پر کوستا ہوں نہ لعنت بھیجتا ہوں جبکہ وہ مجھے کیچڑ یا گندگی وغیرہ میں گرادے۔ کیونکہ جانوروں کے مقابلے میں طیش میں آنا عقل کی خفت ہے۔ اور بیہقی نے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص دنیا میں کسی جانور وغیرہا کو نہیں کوستا اور اسے یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے یا اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے مگر وہ جانور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے یا لعنت فرمائے جو ہم میں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ نافرمان ہو۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ابن آدم زیادہ نافرمان اور بڑا ظالم ہے۔ اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص کے گدھے کو ٹھوکر لگی تو اس نے اسے کہا: تو ہلاک ہو جائے تو دائیں سمت والے فرشتے نے کہا کہ یہ نیکی نہیں۔ کہ لکھ لو۔ اور بائیں جانب والے نے کہا کہ یہ برائی نہیں کہ لکھ لوں۔ تو نداء دی گئی کہ دائیں سمت والا فرشتہ جو نہ لکھے تو اسے لکھ لے۔ اور اسی کے ساتھ ملحق ہے مچھروں کو کوسنا کیونکہ ان میں نہی وارد ہوئی ہے۔

سواری پر شفقت

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ کے راستے میں جس اونٹ پر سواری کرتے جب اس سے اترتے تو اس پاؤں کو چومتے تو کبھی اس کے منہ کا بوسہ لیتے۔ اور فرماتے اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ قوت کے ساتھ تیری مدد فرمائے۔ تیرا چارا زیادہ کرے اور قیامت کے دن تجھ پر حساب ہلکا فرمائے۔ آج اس خلق کے متعلق کم لوگوں کو تنبیہ حاصل ہوتا ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔باوضو رہنا

میں ہر اس چیز کے لئے باوضو ہوتا ہوں جس کے لئے وضو مستحب ہے۔ پس میں ان میں سے کوئی کام نہیں کرتا مگر باطہارت اور اگر ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے ان میں سے کوئی کام بے وضگی پر کیا تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ادب مع اللہ تعالیٰ میں کوتاہی سے نکلنے

کے لئے اور اس کے اوامر کی تعظیم کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

جن امور کے لئے وضو مستحب ہے

اور یہ بہت سے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں۔ قرآن کریم کی قرأت۔ حدیث وعلم کی سماعت۔ وظیفہ پڑھتے وقت۔ مسجد میں داخل ہونا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر۔ سعی۔ وقوف عرفات۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پرانوار کی اور آپ کے علاوہ انبیاء و صالحین کے مزارات کی زیارت۔ اور بعض نے تو تمام قبور کی زیارت کے لئے وضو مستحب قرار دیا ہے۔ خطبہ جمعہ کی بجائے کوئی اور خطبہ۔ نیند۔ اذان۔ اقامت۔ غسل جنابت میں وضو۔ تمام عبادات کی ادائیگی کے لئے (یعنی نماز کے سوا) جنبی کے کھانے پینے سونے کے ارادہ کے وقت۔ یا پھر جماع کرنے کے وقت۔ فصد وحجامت کے وقت۔ قے کے وقت۔ میت اٹھانے یا اسے ہاتھ لگانے کے وقت۔ خنثیٰ کو مس کرنے یا خنثیٰ کے اپنے آگے پیچھے کے مقام کو چھونے کے وقت۔ اور ہر وہ چھونا اور ہاتھ سے ٹٹولنا جس میں اختلاف ہے جیسے بے ریش چھوکرا۔ اونٹ کا گوشت کھانا۔ غیبت، چغلی، فحش کلامی اور تہمت لگانے کی بنا پر۔ جھوٹی گواہی۔ نمازی کا قہقہہ لگانا۔ مونچھیں پست کرنا۔ بغل کے بال اکھاڑنا۔ رمضان پاک کی راتوں میں سے ہر رات کے لئے۔ ہر گناہ سے توبہ کے لئے۔ غضب کے لئے وغیرذالک جنہیں علماء باللہ عزوجل جانتے ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حشیش استعمال کرنے والے کی اصلاح سے غافل نہ ہونا

حشیش استعمال کرنے والوں میں سے جو بھی میری صحبت میں بیٹھتا ہے میں اسے حشیش نگلنے سے بیزار کرنے میں غفلت نہیں کرتا اور اسے شدت کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا بلکہ اس سے نرمی کرتا ہوں جیسا کہ ان احسانات کے اوائل میں گزر چکا۔ اور اس سے لطف کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسے مٹھائی وغیرہ کھلاتا ہوں۔ اس کے سامنے ترش روئی نہیں کرتا۔ فقراء کے درمیان میں اس کے محاسن بیان کرتا ہوں تاکہ وہ ہماری طرف مائل ہو۔ پھر میں اس کے لئے اس میں پائی جانے والی خرابیاں بیان کرتا رہتا ہوں۔ شاید کہ اس کے دل میں اس کے کھانے سے نفرت پیدا ہو جائے۔

حشیش کے دنیوی اخروی نقصانات

اور شیخ قطب الدین العسقلانی نے جو کہ شیخ الشیوخ الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ حشیش میں ایک سو بیس دنیوی اور اخروی نقصانات ذکر کئے ہیں۔ اور حکماء نے کہا ہے کہ یہ جسم میں تین سو سے زیادہ بیماریاں پیدا کرتی ہے جن میں سے اس دور میں ایک بیماری کی دوا بھی نہیں پائی جاتی۔ جیسے قوتوں کو نقصان دینا۔ خون کا جلانا۔ زندگی گھٹانا۔ جگر خشک کرنا۔ جسم زخمی کرنا۔ رطوبتیں خشک کرنا۔ مسوڑے کمزور کرنا۔ رنگ زرد کرنا۔ دانتوں کا رنگ زرد کرنا۔ منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ سوداء۔ کوڑھ۔ برص۔ گونگا پن۔ لقوہ پیدا کرتی ہے اور اچانک موت کا باعث ہوتی ہے۔ کثرت خطا اور نسیان پیدا کرتی ہے اور لوگوں سے قلق و اضطراب۔ آنکھوں میں شبکوری پیدا کرتی ہے۔ عقلوں میں خلل ڈالتی ہے۔ اکثر جنون پیدا کرتی ہے۔ مروت گرا دیتی ہے۔ قوت فکریہ کو خراب کرتی ہے۔ خیال فاسد پیدا کرتی ہے۔ حال اور انجام بھلا دیتی ہے۔ امور آخرت سے فارغ کر دیتی ہے۔ بندے کو اس کے رب کا ذکر بھلا دیتی ہے۔ اسے ایسا کر دیتی ہے کہ بھائیوں کے راز افشاء کرنے لگتا ہے۔ حیا لے جاتی ہے۔ جھگڑالو بناتی ہے۔ جوانمردی اور مروت کی نفی کرتی ہے۔ پردہ

دری کرتی ہے۔غیرت روک دیتی ہے۔فراست تلف کر دیتی ہے۔اپنے ساتھی کو ابلیس کا ہم نشین بناتی ہے۔عقل کو فاسد کر دیتی ہے۔نسل منقطع کر دیتی ہے۔برص و جذام کو ہمراہ کھینچ کر بیماریاں لاتی ہے۔کینہ پیدا کرتی ہے۔لرزہ لاتی ہے۔دہشت کو حرکت دیتی ہے۔بھنووں کے بال گرا دیتی ہے۔منی خشک کرتی ہے۔چھپی بیماری کو ظاہر کرتی ہے۔انتڑیاں سکیڑتی ہے۔اعضاء کو بے کار کرتی ہے۔نفس کو قوت دیتی ہے۔کھانسی کو تحریک دیتی ہے۔پیشاب بند کر دیتی ہے۔حرص بڑھاتی ہے۔بے خوابی میں مبتلا کرتی ہے۔آنکھیں کمزور کرتی ہے۔نماز اور جماعت میں حاضری سے سست کر دیتی ہے۔ممنوعات میں گرنے۔جرموں کے ارتکاب۔گناہوں کے ہجوم۔حرام میں واقع ہونے اور قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا کرتی ہے۔

شیخ قطب الدین فرماتے ہیں کہ ہمیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی جماعت سے یہ بات پہنچی ہے کہ اسے کثرت سے کھانا اچانک موت سے دوچار کرتا ہے۔جس طرح کہ بے شمار لوگوں کے لئے ایسا واقع ہوا جنہوں نے اسے استعمال کیا۔بعض کی عقلوں میں خلل واقع ہو گیا۔بعض متعدد بیماریوں اور دق۔سل۔سوداء کی جلن۔ضیق النفس۔استسقاء اور برے خاتمہ جیسی مختلف امراض میں مبتلا ہوئے۔اور علماء اور حکماء کا اتفاق ہے کہ یہ خبیث ہے۔جسم اور عقل کے لئے مضر ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔اور جس کا یہ اثر ہو وہ اہل اسلام کے اجماع کے ساتھ حرام ہے۔کیونکہ جو حرام تک پہنچائے وہ حرام ہے۔

حشیش کے ترک کے لئے علاج

اور میں نے ابن البیطار کے کلام میں دیکھا ہے کہ حشیش کھانے کے ترک کا علاج زرد آلو اور گرم پانی کے ساتھ قے کرنے کے ساتھ ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ معدے کا تنقیہ ہو جائے۔اور ترش شربت پینا اس کے لئے بغائت مفید ہے۔اور شیخ الاسلام قطب الدین مذکور نے فرمایا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ حشیش کھانا اور اس پر اقدام نمائی کرنا اہل حجاز۔یمن۔عراق۔مصر اور شام کے اکثر علماء کے نزدیک حرام ہے۔اور فرمایا کہ یہ بے حس کرنے والی دواؤں اور منشیات میں سے ہے۔جیسے جوز بویا۔زعفران وغیرہ جو عقل و فکر کو تلف کر دیتی ہیں۔اور شیخ بدر الدین بن جماعہ نے فتویٰ دیا ہے کہ حشیش بلا خلاف حرام ہے اور بعض طبیب علماء نے فرمایا ہے کہ یہ بے حس کرنے والی ہے۔اور ان میں سے اکثر کے نزدیک یہ نشہ آور ہے۔نیز فرمایا کہ اس کے فروخت کرنے والے اور کھانے والے پر گناہ اور تعزیر ہے۔نیز فرمایا کہ اس کی کاشت کرنے والا۔اس کا پکانے والا۔اٹھا کر لے جانے والا۔جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے۔اس کے ساتھ راضی۔اور اس سے خاموش رہنے والا اسی طرح ہے۔پس اسے منع کیا جائے۔ڈانٹا جائے۔پس اگر اس سے توبہ کر لے،فبہا ورنہ اسے چاروں مذاہب کے آئمہ کے اجماع کے مطابق اسے شدید زدوکوب کیا جائے اور تعزیر لگائی جائے۔حتیٰ کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جو اس کا کھانا مباح قرار دے وہ زندیق ہے۔نیز فرمایا کہ نشہ والے کی طرح اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے کہ اس کے لئے زجر و توبیخ ہو۔

حشیش کے متعلق اقوال آئمہ اور اس کے دیگر نقصانات

اور امام مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حشیش ظاہر ہوئی اور آپ نے اس کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب اور قواعد پر حرمت کا فتویٰ دیا۔اور چاروں آئمہ کا اس کے متعلق کوئی کلام نہیں کیونکہ یہ ان کے زمانے میں نہیں تھی۔اور جب مزنی نے اس کے بارے میں حرمت کا فتویٰ دیا تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے جنہوں نے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا

تھا انہوں نے رجوع کرلیا اور اس کی حرمت کا فتویٰ دیا باوجودیکہ نہایت قیمتی تھی۔ اور اس کے فروخت کرنے والے کو سزا دینے کا حکم دیا۔ اور ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ چھٹی صدی کے وسط میں ظاہر ہوئی۔ اور جس نے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا اس کا اعتماد اس امر پر تھا کہ یہ اباحت اصلیہ پر ہے۔ پھر جب عراق العجم میں اس کی خرابیوں کی شہرت ہوئی تو انہوں نے اپنے اباحت کے فتوے سے رجوع کرلیا۔ اور کہا کہ یہ عقل اور جسم کے لئے مضر ہے۔ اور آدمی کو یوں کر دیتی ہے کہ اگر کھائے تو سیر نہیں ہوتا۔ اسے کچھ دیا تو قناعت نہیں کرتا۔ اگر اس سے گفتگو کی جائے تو سنتا نہیں۔ یہ فصیح کو گونگا کر دیتی ہے۔ صحیح کو آفت زدہ اور بیدار کو سلا دیتی ہے۔ انتہی۔

پس اے بھائی! جب تو حشیش کے عادی کے سامنے یہ خرابیاں ذکر کرے اور اس سے لطف سے پیش آئے تو کئی دفعہ وہ تیری بات مانتا ہے اور اسے کھانے سے اور ہر نشہ آور یا بے حس کرنے والی چیز کے کھانے سے توبہ کرنے لگتا ہے۔ اور اس خلق والے کو کامل حکمت عملی۔ عقل وافر اور مخلوق پر شفقت ورحمت اور کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ کیونکہ عارضہ جب پختہ ہو جاتا ہے تو کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اکثر حشاشین نے اپنی عمریں اسے کھانے میں گزار دیں۔ ان کے جسم اس سے مانوس ہو چکے۔ پس جو اس سے توبہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اپنی عادت کو آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا کر کے گھٹانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے افیون۔ بھنگ سے۔ ورنہ وہ دفعۃً اس سے توبہ نہیں کر سکتا۔

پس اے بھائی! تیرے لئے اس مقام پر میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس پر عمل کر۔ اور ایسے شخص کے لئے اس کی خرابیوں کا اکثر ذکر کر یہاں تک کہ اس کی خرابیاں اس کے ذہن میں جاگزیں ہو جائیں۔ ازاں بعد اسے توبہ کا حکم دے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کا شہود

مجھے نور ایمان اور سر ایقان کے ساتھ اس امر کا شہود ہے کہ ہمارے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مطلقاً افضل ہیں۔ اہل سماوات اور اہل زمین میں سے کوئی بھی نہیں جو کہ مقامات میں سے کسی مقام میں آپ کے برابر ہیں۔ پھر اس مسئلے میں کسی دلیل پر صرف وہی توقف کرتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہو۔ اور اس کی آنکھ چمگادڑ کی آنکھ جیسی ہو چکی ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نور دوپہر کے سورج کے نور سے زیادہ روشن ہے۔

لاتفضلونی علی یونس بن متی کا صحیح مفہوم

اور ۹۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ ایک طالب علم نے تمام رسل علیہم السلام پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اس دلیل سے انکار کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا تفضلونی علی یونس بن متی یعنی مجھے حضرت یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ نیز آپ نے فرمایا لاتطرونی کما اطرت النصاری المسیح۔ یعنی میری شان میں ایسا مبالغہ نہ کرو جس طرح کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا۔

اور علماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسے ارشادات کی وضاحت میں جواباً کئی وضاحتیں فرمائیں جن میں سب سے ظاہر یہ فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تواضعاً فرمائیں۔ جس طرح کہ آپ نے فرمایا کہ نحن احق بالشك

من ابراهيم۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔ پس آپ نے اپنی تعظیم میں ایسے مبالغہ سے احتراز فرمایا جو کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی حقارت کا موہم ہو۔

اور آپ کی فضیلت کے بارے میں آپ کی ساری امت کا پورے روئے زمین پر اس امر پر بلا توقف اجماع کافی ہے کہ آپ اولین وآخرین سے افضل ہیں باوجودیکہ ان میں سے کسی نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ صرف آپ کی شریعت کو دیکھا اور سیرت طیبہ کو محض سنا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی۔

کما صلیت علی ابراہیم کی تشبیہ کی وضاحت

اور ۹۴۱ھ میں ایسا واقعہ ہوا کہ ایک شخص نے گمان کیا کہ سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سیّدنا ومولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نماز میں درود شریف کی کیفیت کی تعلیم سے دلیل پکڑی کہ کما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم فرمایا اور یہ اہل معانی کے قاعدہ کی بنیاد پر ہے کہ مشبہ بہ اعلیٰ ہوتا ہے مشبہ سے۔ اور اس شخص سے یہ بات چھپی رہی کہ مسئلہ سبب پر وارد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جب آپ سے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام کا علم تو ہے۔ پس جب نماز پڑھیں تو آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کہو: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم الخ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کما صلیت علی ابراہیم میں نکتہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم کیفیت کا سوال کیا گیا تھا۔ اور ذرا غور کر کہ جب تو اولیاء یا علماء میں سے کسی انسان سے کہے۔ مثلاً۔ کہ مجھے تعظیم کا وہ طریقہ سکھایئے جس کے ساتھ میں آپ کی تعظیم کروں۔ آپ کی مدحت کروں اور لوگوں کے درمیان اس کے ساتھ آپ کی فضیلت بیان کروں۔ اسے سوائے خاموشی کے اور کسی چیز کی گنجائش ہوگی یا پھر ایسی گفتگو جس میں تواضع ہو۔

اور اسی لئے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں؟ تو آپ نے سکوت فرمایا اور رخ انور متاثر ہوا۔ حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی اے کاش کہ ہم نے آپ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت حیاء کی وجہ سے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد انا سيّد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر و اول من تنشق عنه الارض و اول شافع و اول مشفع یعنی میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے مجھ سے زمین کھلے گی۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ ساری مخلوق پر آپ کی فضیلت کی دلیل صریح ہے۔ حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام پر بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما ينطق عن الهوى (النجم آیت ۳) آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے) اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ ادب کا سلوک فرمایا۔ (اسی لئے سیّد آدم کی بجائے سیّد ولد آدم فرمایا۔ ورنہ آپ حقیقتاً حضرت آدم علیہ السلام سے بھی افضل ہیں) چنانچہ حدیث پاک میں ہے آدم فمن دونه تحت لوائی۔ یعنی حضرت آدم اور آپ کے علاوہ سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

اور علماء مصر نے اس شخص کے رد میں کئی تصنیفات مرتب فرمائیں۔ جیسے سیّدی محمد البکری۔ سیّدی محمد الرملی۔ الشیخ ناصر الدین

الطبلاوی اور شیخ نورالدین الطند تائی۔ اور میں نے یہ تصنیفات بے شمار مخلوق کے سامنے محضر عام میں پڑھیں۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مصروف عبادت کا احترام

بچپنے سے ہی میں کسی کے ساتھ مزاح نہیں کرتا دراں حال کہ وہ عبادت میں مصروف ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ کا ادب ہے۔ پس مجھ سے کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ میں نے کسی نماز پڑھتے یا قرأت کرتے یا ذکر کرتے بچے کو اپنی آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا ہو۔ اور اس سے مکتب میں دوران تعلیم اپنے ساتھیوں کے متعلق کوئی قلیل بچہ ہی بچا ہوگا۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے کیونکہ اس نے ایسی حرکت سے مجھے میرے بچپنے کو محفوظ رکھا۔ اور ملک منصور بن سلطان شعبان کی تاریخ میں لکھتا ہے کہ ۹۸۲ھ میں نائب حلب کی طرف سے ایک قاصد مصر کی طرف ایک کتاب کے ساتھ وارد ہوا جس کے ضمن میں تھا کہ ایک امام نے جامع مسجد میں اپنی قوم کو نماز پڑھائی۔ پس ایک شخص آیا اور اس نے نماز کے دوران اس کے ساتھ عبث فعل کا ارتکاب کیا۔ امام نے اپنی نماز نہ توڑی حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہوکر سلام پھیرا تو اس فعل عبث کرنے والے کا چہرہ خنزیر کا چہرہ ہوگیا۔ پھر وہ بھاگ گیا۔ اور وہاں جنگل میں غائب ہوگیا۔ لوگ اس امر سے بہت متعجب ہوئے اور اس کا ایک محضر نامہ لکھا گیا۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت اور اس کے لئے فوری سزا ہے جس نے اس کے دربار میں بے ادبی کی۔ پس اے بھائی! اس سے بچ کہ تو اپنی اولاد کو ایسا کرنے دے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-حاکم یا قاضی کے معمولات پر انکار میں جلدی نہ کرنا

میں حاکم یا قاضی وغیرہ اولی الامر لوگوں کے خوبصورت غلاموں کی اکثر خریداری پر جلدی انکار کرتا ہوں نہ بدگمانی کرتا ہوں۔ کیونکہ ہر دور کے حکام کی شان ہے کہ جمال سے محبت کرتے ہیں اور اسے اپنے گھروں میں۔ لباس میں اور اپنے خدام میں دیکھنے سے لذت پاتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ کسی فعل حرام تک تجاوز کریں۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی حفاظت فرماتا ہے حالانکہ وہ گھروں میں ہوتا ہے۔ اور اسے گرا دیتا ہے جبکہ وہ لوگوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اور شیخ محمد الاخنائی عورتوں کے موزے بیچتے۔ اور کہتے کہ میرے جی میں کبھی یہ بات نہیں کھٹکی کہ کسی عورت کی پنڈلی۔ اس کے ہاتھ اور اس کے چہرے کی طرف دیکھوں۔ اور ان کا ایک عبادت گزار بھائی تھا۔ بغداد کی شاہراہوں میں درندے پر سواری کرتا۔ اور لوگ اس سے برکت حاصل کرتے۔ ایک دن وہ اپنے بھائی کے پاس آیا۔ پس ایک عورت کی پنڈلی کو دیکھا اور اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ اور اس پر درندہ سرکش ہوگیا۔ اور اس دن سے اس کا حال سلب ہوگیا۔ پس اس کے بھائی نے اس سے کہا کہ اے بھائی! حمایت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تیری طاقت اور قوت کے ساتھ نہیں۔

اور اسماعیل قاضی ایک دن خلیفہ معتضد کے پاس آیا اور اس کے پاس نوعمر رومی خوبرو چھوکرے دیکھے۔ قاضی کہتا ہے کہ میں نے غور سے ان کی طرف دیکھا تو میرے ذہن میں کوئی چیز کھٹکی۔ جب میں نے اٹھنا چاہا تو معتضد نے میری طرف اشارہ کیا کہ ٹھہرو۔ پھر کہنے لگا: واللہ اے قاضی! میں نے کبھی بھی حرام پر ستر نہیں کھولا۔ اس نے کہا: پس میں نے بدگمانی سے توبہ کی۔ پس اے بھائی! بدگمانی سے پرہیز کر۔ اور اپنے باطن کو پستی سے صاف رکھ۔ حتیٰ کہ تو پستیوں سے پاک صاف ہو جائے۔ ان میں سے اپنے باطن میں کچھ نہ پائے جس پر

کسی کو قیاس کرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور معتضد انتہائی پرہیزگار تھا۔ اور ایک شخص نے رخصتوں کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ اور اس میں علماء کی لغزشوں کا ذکر کیا۔ اس کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے جلانے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ یہ شخص غیر ذمہ دار ہے۔ جو مثلاً نبیذ کا پینا مباح قرار دے وہ متعہ جائز قرار نہیں دیتا اور جو متعہ مباح قرار دیتا ہے گانا بجانا مباح قرار نہیں دیتا۔ ہر عالم سے لغزش ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص علماء کی ہر لغزش سے دلیل لیتا ہے تو اس کا دین ضائع ہو جاتا ہے۔

پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ وضو۔ نیت۔ قرأت میں وسوسہ لاحق نہ ہونا

میں وضو۔ نیت۔ قرأت وغیر ذالک میں وسوسہ کا شکار نہیں ہوتا باوجودیکہ میں علم میں مشغول ہونے کے اوائل سے ہی مبالغہ کی اس حد تک پرہیزگاری میں کوشش کرتا ہوں کہ ان گرفتاران وسوسہ کی وہاں تک رسائی نہیں۔ جس طرح کی باب اول کے اوائل میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بیشک وسوسہ آج اکثر لوگوں میں عام ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ ان کا بعض تو وضو اور نماز چھوڑ بیٹھا۔ اور اس نے کہا کہ میں اچھی طرح سے وضو نہیں کر سکتا جس کے ساتھ نماز ادا کروں۔ یا قرأت کروں۔ اور میں نے ایک گرفتار وسوسہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وضو خانہ میں جمعہ کی رات فجر سے پہلے وضو کرنے کے لئے داخل ہوا پس صبح تک وضو کرتا رہا حتیٰ کہ سورج چڑھ آیا۔ پھر مسجد کے دروازے تک آیا۔ ایک گھڑی سوچتا رہا۔ پھر وضو خانہ کی طرف لوٹ گیا۔ پس وضو کرتا رہا۔ اور آخر تک عضو کو بار بار دھوتا رہا۔ پھر لوٹتا ہے اور پہلا غسل بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خطیب نے پہلا خطبہ پڑھا۔ پھر وہ مسجد کے دروازے کی طرف آیا۔ پس ایک ساعت رکا اور لوٹ گیا۔ پس وضو کرتا رہا حتیٰ کہ امام نے نماز جمعہ کا سلام پھیر لیا۔ اور میں اسے مسجد کی جالیوں سے دیکھتا رہا۔ پس اس کی نماز فجر اور جمعہ دونوں رہ گئیں۔ اور یہ باجماع اہل اسلام حرام ہے۔

اور ایسا شخص قواعد دین سے خارج ہو گیا۔ حتیٰ کہ اگر تو اسے کہے کہ وضو کر جس طرح کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا یا نماز ادا کر جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے تو یہ اسے پسند نہیں ہوگا۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس نے اسی طرح عمل کیا جس طرح کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو اور اپنی نماز میں کیا تو اس کا وضو درست ہوگا نہ نماز۔ اور یہ کھلی گمراہی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کی طاعت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے امین حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ ہر وہ عمل جو ہمارے امر کے مطابق نہیں مردود ہے۔ اور میں نے بعض کو دیکھا کہ بچوں کے ساتھ مل کر یا عوام کے ساتھ مل کر کھانے سے نفرت کرتا ہے۔ اور جب ان کے ساتھ مل کر کھا لیتا ہے تو اپنا ہاتھ دھوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کے ساتھ مل کر کھانے سے یہ پلید ہو گیا ہے۔ اور کوئی تو اسے اس وقت سات مرتبہ دھوتا ہے اور ان میں سے ایک دفعہ مٹی کے ساتھ جب بھی وہ لوگوں کے کھانے کی جگہ سے کھا لے یا پی لے۔ پھر ازاں بعد میں نے اسے دیکھا کہ خرید و فروخت میں کمی بیشی کرنے والے سے اس وقت پیسے لے رہا تھا جب اس کے پاس تلاوت کی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو ایسا مال کیسے لے رہا ہے جبکہ یہ ہر خبیث سے زیادہ خبیث ہے۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر اس نے دراہم پانی اور مٹی کے ساتھ دھوئے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس سے ان کی نجاست رفع نہ ہوگی۔

وسوسے والوں کی بے اعتدالیاں

اور میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو کہ مسلمانوں کی صف میں کبھی نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ اسے یہاں تک مجبوری ہوگئی کہ وہ صرف امام بن کر ہی نماز پڑھ سکتا ہے تاکہ اس کے ساتھ کسی کا کپڑا نہ لگے۔ اور ایک دفعہ اس نے ایسی صف میں نماز پڑھی جس میں ایک مالکی شخص تھا۔ اس کے اور اس کے درمیان دس آدمی تھے۔ پس اس نے نماز لوٹائی۔ اور کہا کہ کندھے اس کے اور اس کے کپڑوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور میں نے ایک ایسا بھی دیکھا کہ جب بھی اپنی بیوی سے مباشرت کر لیتا تو بستر اور لحاف کھول کر انہیں پاک کرتا پھر انہیں سی لیتا۔ اور جب جماع کرتا تو انڈرویئر (کچھا) میں سوراخ کر کے اس میں سے آلہ تناسل باہر نکالتا تاکہ بیوی کا جسم ساتھ نہ لگے۔ اور یہ دین سامرہ کی صورت سے قریب ہے جو کہ مسلمانوں کے پلید ہونے کے قائل ہیں اور وہ چیز نہیں کھاتے جسے کسی مسلمان نے مس کیا ہو۔ بلکہ جو شخص اپنا ہاتھ مٹی کے ساتھ ساتویں مرتبہ صاف کرتا ہے وہ مذہب سامرہ کی صورت سے سنت کی مخالفت میں زیادہ مبالغہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کو کتے کی طرح قرار دیا باوجودیکہ اس نے اس شخص کا مشاہدہ نہیں کیا جس کے اثر سے اس نے اپنا ہاتھ دھویا۔ کتے کو رد کتا ہے اور اس کا جوٹھا نہیں پیتا کہ کہیں اس بارے میں ملامت کیا جائے۔ اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے قلوب پر شیطان کے غلبے کی وجہ سے ہے۔ پس بیشک وہ جس سمت انہیں بلاتا ہے اس کی بات مانتے ہیں جو کہ جنون کے مشابہہ ہے۔ اور یہ سوفسطائیوں کے مذہب کے قریب ہے جو کہ حقائق موجودات کا انکار کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک شخص امور محسوسہ یقینیہ کا انکار کر دیتا ہے جنہیں اپنے ہاتھ یا اپنی زبان سے کیا۔ اور وہ دیکھتا ہے یا سنتا ہے۔ پس عضو کو مثلاً تین مرتبہ دھوتا ہے۔ اور ایک بات کہتا ہے اور اپنی آنکھ کی اور اپنے کان کی تکذیب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک معتمد شخص اسے دیکھتا یا اسے سنتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تو نے ایسا کیا یا ایسا کہا۔ پس اس کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ گرچہ بیشمار لوگ ہوں۔

اور میں نے اس شخص کو دیکھا جس نے پانی کے پچپن لوٹے بہا کر غسل کیا۔ پھر اسے اس میں شک گزرا کہ پانی اس کے سارے بدن تک پہنچا ہو۔ اور یہ نماز ظہر کے لئے تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے دریائے نیل پر لے چلو۔ پس وہ اس میں غوطے لگاتا اور سر باہر نکالتا رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ اور ظہر وعصر رہ گئیں۔ اور میں نے اسے دیکھا جو کہ نیل کے دنوں قاہرہ سے باہر خازندار کے حوض کی طرف گیا تاکہ اپنے کپڑے پاک کرے۔ پس انہیں شام تک دھوتا اور خشک کرتا رہا۔ پھر اس نے اپنے کپڑے سمیٹے۔ کچھ پہن لئے۔ پھر اسے شک ہوا کہ اس نے کپڑے دھوئے ہیں یا نہیں۔ اور حوض کی طرف جاتے ہوئے اس کا گزر مچھلی کے شکاریوں پر ہوا تھا۔ جب لوٹا تو ان سے کہنے لگا کہ کیا تم نے آج صبح مجھے یہاں سے کپڑوں سمیت گزرتے دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگے ہم نے تجھے نہیں دیکھا تھا۔ دل میں کہنے لگا کہ پھر تو میں حوض کی طرف صبح آیا ہی نہیں۔ پھر اگلے دن صبح دوبارہ حوض کی طرف گیا۔ اور جسے ابلیس کی طاعت اس حد تک پہنچا دے تو وہ ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ کیونکہ اس نے اسے ایسا کر دیا کہ اپنے نفس کے یقین کا انکار کرتا ہے اور جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کانوں سے سنا یا اسے اپنے قلب سے جانتا ہے اس کا منکر بنا دیا۔

اور میں نے ایسے شخص کو دیکھا کہ جب نماز کی نیت کرتا ہے تو ہوا میں اچھلتا ہے پھر اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیتا ہے۔ گویا وہ ایسی چیز اچکتا ہے جو اس سے بھاگ رہی تھی۔ پھر کہتا ہے استغفر اللہ۔ پھر دوبارہ نیت کرتا ہے اور اسی طرح اچھلتا ہے۔ پھر کہتا ہے واللہ۔ واللہ

ایک نیت پر اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر اچھلتا ہے اور نیت کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے استغفر اللہ۔ پھر کہتا ہے مجھے تین مرتبہ طلاق لازم ہو۔ میں ایک نیت پر اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر اضافہ کرتا ہے۔ اور یہ جمعہ کی نماز میں تھا۔ اور اسی طرح رہا کہ جمعہ فوت ہو گیا۔

وسوسہ کی اصل۔ اور اس کی خرابیاں

اور سیدی علی اخلواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وسوسہ کی اصل باطن کی ظلمت سے ہے۔ اور باطن کی ظلمت کی اصل لقمہ میں پرہیز گاری نہ ہونا ہے۔ پس جو لقمہ میں پرہیز گاری اختیار کرتا ہے میں اس کے لئے زوال وسوسہ کا ضامن ہوں۔ پھر وسوسہ کی خرابیوں میں سے یہ ہے کہ صاحب وسوسہ سردیوں میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ خود کو عذاب دینے لگتا ہے۔ بسا اوقات وہ ٹھنڈے پانی میں گھس جاتا ہے۔ پس ٹھنڈا پانی اس کی آنکھوں میں اترتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جامع ازہر میں شیخ محمد الجوینی کے لئے رونما ہوا۔ کبھی وہ اپنی آنکھیں پانی کے اندر کھولتا ہے تو اس کی بینائی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور کئی دفعہ وہ حمام میں استنجاء کرنے کے لئے اپنا پردہ کھولتا ہے جبکہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور کبھی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس سے بچے ہنسی کرتے ہیں اور جو بھی اسے دیکھتا ہے مذاق کرتا ہے۔

اور ایک دفعہ میں نے شبین الکوم کے قاضیوں میں سے ایک گرفتار وسوسہ کو دیکھا کہ دریا کی طرف جا رہا تھا۔ برہنہ۔ کھلا سر۔ اپنے کپڑے اور عمامہ اس خطرے کے پیش نظر اونچا کیے ہوئے کہ کہیں اس کے جسم کو مس کریں پس اسی طرح رہا حتیٰ کہ دریا میں اتر گیا۔ پس اپنے کپڑے پاک کیے۔ اور پانی گدلا کرنے کے بعد غسل کیا۔ پھر اپنے کپڑے خشک کرنے کے لئے گیہوں کی بوری پر ڈال دیئے۔ پس اچانک ایک کتا سامنے آ گیا۔ تو اپنے کپڑے لے کر پھر دریا کی طرف لوٹا۔ انہیں دھویا پھر نکلا کہ ایک کتا گزرا جس کا سایہ اس کے کپڑوں تک پہنچ گیا۔ تیسری دفعہ پھر دریا کی طرف لوٹا۔ پس میں نے اس کے غم واندوہ کا تحمل کیا اور فقراء سے استدعاء کی کہ اس کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ اس دن سے اسے وسوسہ لاحق نہیں ہوا۔ اور بعد ازاں میں نے اسے اپنے کپڑوں سمیت خشک مینگنیوں کے ڈھیر پر بیٹھے دیکھا۔ اور وہ شبین الکوم کے آج کے متولی قاضی عزالدین کا والد ہے۔ قصہ مختصر اگر وسوسہ میں اور کچھ نہ ہو سوائے اول وقت کے فوت ہونے یا تکبیر اولیٰ یا قرأت یا پہلی رکعت کے فوت ہونے کے تو یہی انتہائی خسارہ ہے۔

قرأت میں وسوسہ

اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جسے حرف کے اخراج میں وسوسہ ہوتا۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ حرف کا تین بار اور اس سے بھی زائد تکرار کرتا۔ اور میں نے اسے دیکھا جو کہ کہتا اللہ اک اک اک کبر۔ اور ایک کو دیکھا جو کہتا تھا ات ات حیاۃ اللہ۔ اور ان میں سے ایک یوں کہتا اس اس لام علیکم۔ اور بعض نے اس کی وجہ سے نماز باطل ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور کئی دفعہ وہ امام ہوتا ہے پس مقتدیوں کی نماز فاسد کر دیتا ہے۔ اور سب کا گناہ اسی کی گردن پر۔ اور اگر ہم تسلیم کر لیں کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی تو یہ مکروہ ہے۔ پس اس نے عبادت کو جو کہ اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ اور اس سے دور کرنے والی عبادت میں بدل دیا کیونکہ اس نے حروف کو ان کی وضع شرعی سے نکال باہر کیا اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے اور صحابہ کرام کے طریقے سے پھیر دیا۔ کبھی وہ اسے اونچی آواز سے ادا کرتا ہے تو سننے والوں کو ایذا دیتا ہے اور لوگوں کو اس کی مذمت اور بدگوئی پر ابھارتا ہے اور بسا اوقات وہ اپنے دل میں گمان کرتا تھا کہ ہر اس شخص کی نماز جو کہ اس میں اس کے سے وسوسے میں مبتلا نہیں ہوتا باطل ہے پس یہ اسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین۔ تابعین۔ آئمہ مجتہدین اور تمام اہل ایمان کی نمازوں کے باطل گردانے کے قول تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کا سا فعل نہیں کیا۔ اور یہ دین اسلام سے نکل جانے کی طرح ہے۔ گرچہ کہے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں اس کے بغیر بھی نماز صحیح ہے۔ پس ہم اسے کہتے ہیں کہ پھر تجھے وسوسے اور حدود سے تجاوز کرنے کی کس نے دعوت دی؟ اور اگر کہے کہ یہ بیماری ہے جس میں میں مبتلا ہوں۔ تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہاں یہ مرض ہے۔ اور اس کی اصل شیطان کی مراد کی موافقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہیں کرتا۔ اور اگر ابلیس کا وسوسہ قبول کرنے والے کا عذر قبول فرماتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے باپ حضرت آدم وحوا علیہما السلام پر توبہ واجب نہ فرماتا۔ اور نہ ہی ان کے بعد ان کی اولاد پر۔ باوجودیکہ حضرت آدم وحوا ہماری نسبت قبول عذر کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان سے پہلے کوئی ایسا نہیں ہوا جس کے حال سے عبرت حاصل کریں۔ بخلاف ہمارے۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ شیطان ہمارا دشمن ہے اور فرمایا فاتخذوہ عدوا۔ (فاطر آیت ۶) پس تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو) اور ہمارے لئے اس کے بعد کوئی عذر باقی رہا نہ حجت۔

وسوسہ سے اجتناب کی شرعی تاکید

اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضو شرعی فرمایا جو کہ اب ایمان والے کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: جو اس سے زاید کرے یا کم تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ میں حد سے گزرنے والا اس سے روکنے والے کی طرح ہے۔ اور فرمایا: ہر وہ کام جس پر ہمارا امر نہیں وہ مسترد ہے۔ اور فرمایا میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرو۔ مضبوطی سے تھام لو۔ اور (خلاف شرع) ہر نئے کام سے پرہیز کرو کیونکہ ایسا ہر نیا کام بدعت ضلالۃ ہے۔

اور طاؤس الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان اللّٰہ لا یحب المعتدین (البقرہ آیت ۱۹۰) بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یعنی پانی اور طہارت میں زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعات میں پڑنے سے خوف کرتے۔ حتیٰ کہ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین سے فرماتے کہ اعمال میں میری اقتداء نہ کرو کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں کسی بدعت کا ارتکاب ہو گیا ہو۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ یہ عارفین کا مرتبہ احتیاط اور ان کا انتہائی تقویٰ ہے کہ بطور تواضع ایسا فرماتے ہیں۔ ورنہ مرشد کیوں کر ہوسکیں۔ کہ مرشد ہوتا ہی وہ ہے جو کہ اتباع کرے نہ کہ ابتداع۔ آئمہ مجتہدین کے اعمال وافعال میں ان کی اقتداء ہی تو کی جاتی ہے۔ ورنہ اتبع سبیل من اناب الی پر عمل کیوں کر ہوگا۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اکابر اسلام کے مسلک احتیاط کی مثالیں

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی امر کا قصد کرتے اور اس پر عزم کر لیتے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی صاحب کہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کیا تو اسی وقت اس سے رجوع کر لیتے۔ ایک دفعہ آپ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو ایسے کپڑے پہننے سے منع فرما دیں جن کے متعلق آپ کو خبر پہنچی کہ ان کے رنگنے کا فارمولا صحیح نہیں۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زیب تن فرمایا اور آپ کے دور میں صحابہ کرام نے انہیں استعمال کیا تو آپ نے استغفار کیا اور اس سے رجوع کیا۔ اور اس شخص سے فرمایا: اے بھائی! آپ نے سچ کہا۔ اگر ان کا نہ پہننا پرہیزگاری میں سے ہوتا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ پہنتے۔

اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنے صاحبزادے سے فرمایا: بیٹے! میرے لئے ایک کپڑا مقرر کرو جسے رفع

حاجت کے وقت ہی پہنوں۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ مکھی بیت الخلاء میں نجاست پر بیٹھتی ہے پھر کپڑے پر آبیٹھتی ہے۔تو صاحبزادے نے عرض کی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی لباس تھا جسے خلاء کے لئے اور نماز کے لئے پہنتے تھے۔پس امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے رجوع فرمایا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وضو۔نماز وغیرہ اعمال میں وسوسہ اگر کوئی اچھی بات ہوتی تو اکابر اسلام سے اس کا دریغ نہ کیا جاتا جو کہ افضل الخلق ہیں۔ان میں سے کسی کو کبھی وسوسہ لاحق نہیں ہوتا تھا۔

اور شیخ شمس الدین اللقانی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر یہ وسوسوں والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو انہیں سخت ناپسند فرماتے۔اگر انہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پالیتے تو انہیں زدوکوب کرتے۔اور اگر صحابہ کرام اور تابعین میں سے کوئی انہیں پالیتا تو انہیں بدعتی قرار دیتا اور ناپسند کرتا۔

ارباب وسوسہ کے متعلق شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی کے فرمودات

اور میں نے شیخ الاسلام الفتوحی الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وسوسہ کے گرفتاروں نے خود کو الفاظ نیت کے بارے میں مشقت میں ڈال لیا ہے جو کہ انہوں نے خود گھڑ لئے ہیں اور ان کے حروف کے مخارج میں الجھ گئے۔جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں۔آپ تو صرف اپنے قلب مبارک کے ساتھ نیت فرماتے تھے اور اسی طرح آپ کے صحابہ کرام بھی۔اور آپ سے اور آپ کے اصحاب سے تو صرف لفظ اللہ اکبر ہی سنائی دیتا تھا۔اور کچھ نہیں۔پس ایک طائفہ پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا۔اور انہیں حروف نیت کے مخارج میں الجھا دیا تا کہ ان کے قلوب کو حضرت الٰہیہ سے پھیر دے۔جو کہ روح نماز ہے۔پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ کہتا ہے اصلی اصلی اصلی یعنی میں نماز پڑھتا ہوں اور اس لفظ کو دس دفعہ اور اس سے زاید دفعہ دہراتا ہے۔جبکہ رب کریم نے اسے اس کے ذریعے عبادت کا حکم نہیں دیا ہے۔

اور ایک دفعہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نیت ہر عاقل، حاضر ذہن والے کے لئے لازم ہے۔پس یہ کبھی صحیح نہیں کہ نیت کے بغیر نماز میں داخل ہو اور اس کے افعال کی اور اس کے ارکان کی ترتیب کی رعایت کرے۔حتیٰ کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے عاقل کو مکلف کیا ہے کہ بلا نیت نماز ادا کرے تو یہ تکلیف مالا یطاق کی طرح ہوگا۔اور غور کر کہ انسان جب وضو کرنے کے لئے وضو خانے کی طرف جاتا ہے تو اسے کہتا ہے: کہاں جارہے ہو تو کہتا ہے: وضو کرنے کے لئے۔اور جب مسجد کی طرف جاتا ہے تو تو اس سے کہتا ہے کہاں جارہے ہو؟ تو وہ کہتا ہے: نماز پڑھنے کے لئے۔تو ایک عقل منداپنے اس قصد کے ہوتے ہوئے کیسے شک کرتا ہے کہ وہ وضو اور نماز کی نیت نہیں کئے ہوئے ہے۔یہ تو ایک قسم کا جنون ہے۔پھر تعجب ہے کہ ان وسوسہ والوں میں سے کوئی بھی ان پیسوں کی بابت وسوسہ نہیں کرتا جو کہ اس کے پاس شبہ کے طریقے سے آتے ہیں۔اور وہ کھانا رد نہیں کرتا جس کی طرف اسے کوئی دعوت دیتا ہے باوجود یکہ ایسے طعام کا کھانا تو اس شخص کی طرح جو اپنے بدن کو چوٹی سے لے کر پاؤں تک گندگی کے ساتھ آلودہ کرتا ہے۔تو یہ شخص تو اس کی طرح ہے جو سارے جسم کو گندگی سے آلودہ کر کے نماز کے لئے نکلتا ہے۔اور اپنے کپڑوں پر گلاب کے پانی کا چھڑکاؤ کرتا ہے۔اسے ایک شخص کہتا ہے کہ ان نجاستوں کو خود سے دھوڈال پھر گلاب کے پانی کا چھڑکاؤ کر۔تو اس سے کہتا ہے کہ تو مجھے فعل سنت پر ملامت کرتا ہے۔تو یہ اس کی مثال

اسے جان لے۔ اور میں نے یہاں جو کچھ تیرے لئے ذکر کیا ہے اس پر غور کر اور اس پر عمل کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور نیکوں کو پسند کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اظہار عجز و تواضع

میں اپنے شاگردوں کے روبرو اپنے ہمسروں میں سے کسی کے سامنے خوش دلی سے قرأت کرتا ہوں اور اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ اظہار کرتا ہوں کہ میں اس کے طالبوں میں سے ہوں۔ اور عارفین نے اسے ریاضت نفس کی درستی۔ اس کے خیر کے لئے مطیع ہونے اور اس کی آلودگیوں کے زوال کی بہت بڑی علامات میں سے قرار دیا ہے۔ اور آج اس خلق پر کوئی عمل کرنے والا مجھے معلوم نہیں مگر کوئی قلیل۔ کیونکہ یہ صدیقین کے نفسوں سے خارج ہونے والی چیزوں میں سے آخری شے ہے۔ اس وجہ سے اکثر طلبہ اپنے آپ کو اپنے شیخ سے زیادہ عالم سمجھنے لگتے ہیں۔ اور بسا اوقات کوئی کہتا ہے کہ ہمارے شیخ سے ذہول ہوا ہے۔ اس سے حاصل کرنے کو علم باقی نہیں رہا۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ہم عصر فقراء کی تعظیم

میں اپنے ہمعصر فقراء کی تعظیم کرتا ہوں۔ جب بھی ان میں سے کوئی چھپ جائے اور لوگ اس سے متنفر ہو جائیں۔ کیونکہ اس طریق حق کی طرف مائل ہوا جس پر کہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور اس خلق کے لئے کم لوگ متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات اس شیخ سے متنفر ہو جاتے ہیں جس سے لوگ متنفر ہو جائیں۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ یا اسے طریقت سے انقطاع ہو گیا۔ اور یہ سب کچھ طریقت سے لوگوں کی جہالت کی وجہ سے ہے۔ پس انہوں نے عادت بنالی ہے کہ کسی شیخ کی تعظیم نہیں کرتے مگر جب تک کہ مخلوق اس کی طرف متوجہ رہے۔ خصوصاً اگر نائب مصر اس کی زیارت کو آجائے۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو ایسی چال چلے پس طریق ادب چھوڑ بیٹھے۔

فقیر کے چھپنے کے طریقے

پھر فقیر کے لئے چھپنے کا بہت بڑا طریقہ اس کی خرید و فروخت کی کثرت۔ مناصب پر کوشش کرنا اور کاروبار کی طلب میں مثلاً بلاد روم کی طرف سفر کرنا وغیرہما۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آداب شریعت پر استقامت رہے۔ پس اس سے پرہیز کر کہ تو اس پر طعن کرے جسے ایسا دیکھے۔ پس کبھی اس کے ساتھ اس کا قصد لوگوں کے درمیان مخفی رہنا اور اپنے اوپر اپنے بھائیوں کا ایثار ہوتا ہے کہ وہی ظاہر ہوں اور انہیں کی طرف صلاح منسوب ہو۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ان احسانات کے بیان میں ہم نے ازیں پیشتر بیان کیا ہے کہ فقیر جب بھی مقام عرفان میں ترقی کرتا ہے تو کائنات میں اجنبی ہو جاتا ہے۔ قریب نہیں کہ کوئی اس کے لئے کسی مقام کو پہچانے۔ اور سیدی یوسف العجمی اور آپ کے شاگرد ہر روز کسی ایک پر دورہ کرتے۔ اور جس دن سیدی یوسف کی باری ہوتی تو انہیں قلیل سا کھانے کو ملتا۔ انہوں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے اور مخلوق کے مابین بے تکلفی زیادہ ہو گئی اور میری بشریت کمزور ہو گئی۔ پس اوصاف بشریت میں میری ان کے لئے مجانست کم ہو گئی۔ بخلاف تمہارے کہ تمہارے اور ان کے مابین مجانست ہے۔ پس اسی لئے وہ تمہیں میری نسبت زیادہ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح شیخ جماعت سیدی محمد کے لئے جو کہ سیدی مدین کے بھانجے ہیں رونما ہوا۔ آپ کی آخری عمر میں

لوگ آپ سے متنفر ہو گئے۔حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ آپ سر پر روٹی کا طبق اٹھائے نکلتے اور تنور پر جاتے۔روٹی پکاتے۔بازار سے ضروریات خریدتے۔اور عوام کی طرح لباس پہنتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف رحلت کر گئے۔اس کے بعد کہ آپ نے کثیر مخلوق کو سلوک کرایا۔اور بارہ حضرات کو اذن عطا فرمایا جن میں سے سیّدی محمد السروری۔سیّدی علی المرصفی وغیرہما ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔پس اسے جان لے۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔معاصرین پر اپنی فضیلت سے حفاظت

اس امر سے میری حفاظت کی گئی ہے کہ میرے لئے اپنے شاگردوں کے درمیان کوئی مخفی دستاویز ہو جس میں اپنے ہمسروں کے غیر معیاری لوگوں کا ذکر کروں اور خود کو علی التعیین ان پر فضیلت دوں۔پھر ان میں سے کوئی جب میرے پاس ملنے کے لئے آئے تو اس کے لئے قیام کرتا ہوں۔اس کی تعظیم کرتا ہوں۔جب جانے لگے تو خانقاہ سے باہر تک اس کے ساتھ چلتا ہوں۔حتیٰ کہ میرے ساتھی اس پر آنکھوں سے باہم اشارے کرتے ہیں۔پھر میں انہیں کہتا ہوں کہ کیا کروں انہیں ہم سے کوئی چیز راضی نہیں کرتی سوائے اس کے کہ ہم ان کی تعظیم کریں۔پس اپنے آپ کو شیخ کبیر۔عارف باللہ تعالیٰ۔نفس کی آلودگیوں سے محفوظ قرار دیتا ہوں۔اور میں ان کی دلجوئی کے لئے تنزل اختیار کرتا ہوں۔اور اپنے غیر کو اس کی ضد قرار دیتا ہوں۔

اور میرے لئے ان میں سے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی واقعہ رونما ہوا تو اس نے اور اس کی جماعت نے خانقاہ سے باہر تک میری مشایعت کی۔پس جب میں اس سے واپس ہوا تو اس نے مجھے برائی سے یاد کرنا شروع کر دیا۔پس مجھے ایک حاجت یاد آ گئی جو میں اس کے پاس بھول گیا تھا۔پس میں مسجد کے دوسرے دروازے سے داخل ہوا تو ان سب کو بیٹھے میرے نقائص بیان کرتے پایا۔پس وہ چیں بجبیں ہو گئے اور خجل ہوئے۔میں نے انہیں وہم دلایا کہ میں نے ان سے ایسی کوئی بات سنی ہی نہیں۔پس اے بھائی! ایسا کرنے سے پرہیز کر۔پھر پرہیز کر۔کیونکہ یہ منافقین کی بڑی صفات میں سے ہے۔اور منافق، طریقت میں شیخ ہونے کے لائق نہیں۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔خطاکار کو حقیر نہ سمجھنا

جب میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں کہ اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے حقیر نہیں سمجھتا مگر جب اللہ تعالیٰ مجھے اس کے برے خاتمے پر مطلع فرمائے جس پر کہ وہ اٹھایا جائے گا۔اور جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اس پر مطلع نہیں فرماتا میں اسے حقیر نہیں جانتا اور اس میں اصرار کا عقیدہ نہیں رکھتا اور کہتا ہوں ہو سکتا ہے اس نے اپنے باطن میں توبہ کر لی ہو۔یا ہو سکتا ہے کہ اس کے اچھے انجام میں حق تعالیٰ کی توجہ کی برکت سے اسے معصیت نقصان نہ دیتی ہو۔اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جہان میں کسی چیز کو حقیر جاننا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی طرف لوٹتا ہے۔اور اسے حقیر جاننا کفر ہے۔بندے پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ ہر مخلوق میں حکمت کی تحقیق و تلاش کرے تاکہ اس کا پورا حق ادا کرے۔اور جس نے حقیقت کی جانب سے کسی چیز کو حقیر سمجھا پھر ولایت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے۔کیونکہ یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے خلاف ہے۔اور ولی اللہ کس طرح اس کے حضور ادب میں کمی کر سکتا ہے۔ایسا نہیں ہو سکتا۔اور حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

ایک دوسرے کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ پس یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو ابن آدم کو ضرر پہنچائے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اذیت روکنا دو قسموں پر ہے۔ ایک تو کسی مسلمان کو ظاہری اعضاء کے ساتھ اذیت دینے کو ترک کرے۔ دوسری قسم قلب کو بدگمانی کے کھٹکے روکا جائے۔ کیونکہ یہ مہلک زہروں سے ہیں۔ اس کا شعور ہر کسی کو حاصل نہیں۔ خصوصاً اولیاء علماء۔ اور قرآن کریم کے حاملین کے متعلق بدگمانی کرنا۔ انتہی۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کئی دفعہ قطع رحمی وصال کھینچ لاتی ہے اور بسا اوقات بندے پر تقدیرات حق سبحانہ وتعالیٰ کا بقایا ہوتا ہے۔ پس وہ لغزش مطلوبہ مقامات تک رسائی سے حجاب بن جاتی ہے۔ اور وہ ان مقامات پر حسرت کرنے لگتا ہے اور ان خلاف ورزیوں میں پڑنے سے بچتا ہے جو اس پر باقی ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فیصلے کے مطابق ان میں گرا دیتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے وہ مقامات عطا فرما دیتا ہے۔ پس اسے برقرار رکھو جسے شرع برقرار رکھے۔ اور حکم طبع کے ساتھ کسی کو حقیر نہ جانو۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والوں کی عداوت سے بچو کیونکہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ولایت عامہ ہے۔ اور وہ اولیاء اللہ تعالیٰ ہیں گرچہ زمین کی برائی کے برابر خطائیں لائیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی کی مثل مغفرت عطا فرماتا ہے۔ اور جس کی ولایت ثابت ہو اس کی محاربت حرام ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تجھے اطلاع نہیں بخشی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو تجھے اس کی عداوت کا حق نہیں۔ اور جب تجھے اس کے متعلق ناواقفیت ہو تو اس کا کام مہمل سمجھ۔ پس جب تجھے تحقیق ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور یہ صرف مشرک کے متعلق ہے تو اس سے بیزار ہو جا جس طرح کہ حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کے حق میں کیا۔

اور میں نے سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ممکن حد تک کسی کے متعلق عداوت نہ کرو۔ اور اس پر اس کے فعل کا انکار کرو اس کے عین کا نہیں۔ بخلاف اس کے جس کے برے خاتمے پر رب کریم نے تمہیں اطلاع بخشی ہو۔ پس اس کے عین کو برا جانو۔ اور اس چیز سے بیزاری اختیار نہ کرو جس کے حکم پر اس نے تمہیں اطلاع نہ بخشی ہو۔ اس سے ظاہر ہونے والے قبیح اعمال پر اعتماد کرکے گرچہ وہ فی نفس الامر اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو۔ اگر تم نے اس سے بیزاری کی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسم ''الظاہر'' تم سے جھگڑا کرے گا اور میں نے آپ کو کئی بار فرماتے ہوئے سنا کہ جس مسلمان کا باطن کا حال تمہیں معلوم نہ ہو تو اس سے دوستی کرو کیونکہ وہ ہر حال پر مسلمان ہے۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ نشہ کئے ہوئے کی سب وضرب سے پرہیز

نشہ کئے ہوئے اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو میں اسے برا بھلا نہیں کہتا یا زدوکوب نہیں کرتا۔ البتہ اسے مسجد سے نکالنے کے لئے نرمی کے ساتھ کوشش کرتا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں اس میں قے کردے یا بول وبراز۔ اور خانقاہوں کے فقراء کی اکثریت نے اس خلق کی مخالفت کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے نشے کی حالت میں اسے برا بھلا کہا اور زدوکوب کیا۔ اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ پھر

اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور اس سے اسے ممانعت حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ زجر و توبیخ تو اسے حاصل ہوتی ہے جو ہوش میں ہو۔ جسے علم ہو کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ رہا وہ جس کی عقل غائب ہے اسے سرزنش حاصل نہیں ہوتی کہ اسے اس کا شعور ہی نہیں۔ علاوہ ازیں فقراء میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ نشہ والے کو حد لگائے مگر جب کہ حاکم اسے اس کا اختیار دے۔ اور جب کسی نشہ والے کو مارے تو اسے تعزیر لگے گی۔

اور ایک دفعہ حاکم کے اہل کاروں نے ایک شخص کو پکڑ لیا جو کہ خانقاہ کی طرف آ رہا تھا جبکہ وہ نشے میں تھا۔ اس نے انہیں کہا کہ میں شیخ خانقاہ کی جماعت میں سے ہوں۔ پس ان میں سے ایک شخص آیا۔ کہنے لگا کہ کیا وہ تمہاری جماعت میں سے ہے۔ پس میں حیران ہو گیا۔ کیونکہ اگر اسے کہوں کہ وہ میری جماعت میں سے ہے تو وہ باقی جماعت کے متعلق بدگمانی کریں گے۔ اور کہتا ہوں کہ نہیں تو اسے حاکم کے دربار میں لے جائیں گے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ اس سے دعا کروں کہ وہ خود ہی اسے چھوڑ دیں۔ پس انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور جماعت کو میں نے اسے زدوکوب کرنے سے روک دیا۔ اور میں نے اسے ایک مقام میں رکھا حتیٰ کہ اسے ہوش آ گیا۔ اور عاصیوں پر میری کثرت سے مہربانی اور شفقت کی وجہ سے بعض ناواقف سمجھنے لگے کہ میں ارتکاب معاصی میں ان سے درگزر کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور میں اس شخص کے متعلق اس چیز میں کیسے نرمی کر سکتا ہوں جو کہ اس پر اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔

اور حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی کو اس کے گناہ پر عار نہ دلاؤ جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے۔ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ مبتلا اور صاحب عافیت۔ پس اہل بلاء پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ پس معلوم ہوا کہ کسی کو نہیں چاہئے کہ اس نشہ کرنے والے کے خلاف جبکہ وہ ہوش میں ہو حاکم کے پاس مقدمہ دائر کرے۔ احتمال ہے کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔ جس طرح کسی کو نہیں چاہئے کہ عاصیوں کا تجسس کرے تاکہ اسے ان کے اندرون خانہ کے افعال پر اطلاع ہو۔ اور ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پڑوسی ہیں جو کہ اپنے گھروں میں شراب پیتے ہیں اور میں ان کی نصیحت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس وہ توبہ نہیں کرتے۔ اور میں پولیس کو بلانے والا ہوں کہ انہیں گرفتار کر لیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر اور انہیں نصیحت کرتا رہ۔ پس اسے جان لے۔ اور خلق پر رحم کر۔ بیشک جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔مہمان کی خبر گیری کا اہتمام

میں مہمان کے بارے میں اہتمام کرتا ہوں۔ صبح شام کے کھانے کے وقت اس کے متعلق پوچھتا رہتا ہوں۔ باوجودیکہ میں امور کثیرہ میں مصروف ہوں جسے میرے ساتھی جانتے ہیں جیسے لوگوں کے اندوہ وغم کا تحمل۔ کتب علم کی تالیف۔ میرے پاس فروکش فقراء کی خدمت۔ ان لوگوں کے حال میں کوشش کرنا جو کہ اسے مہیا کرنے کی انتظار میں رہیں جو کہ کھائیں گے جیسے گیہوں صاف کرنا۔ اسے پیسنا۔ گوندنا۔ روٹی پکانا اور اتنا طعام مہیا کرنا جو کہ ہر روز انہیں کافی ہو وغیرہ۔ ان میں سے ہر امر پورا دن چاہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ میرے رب کریم کی عنایت سے ہے۔

اورسیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میرے رب کی عزت کی قسم میرے پاس ستر ذمہ داریاں ہیں۔ اور میرے بعد ستر آدمیوں پر تقسیم ہوں گی اور وہ انہیں پورا کرنے سے عاجز ہوں گے۔ اور اگر اور کچھ نہ ہوتا سوائے شب و روز میں میری ملاقات کے لئے آنے والوں کے تو یہی کافی تھا۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے مجھ سے کہا کہ میں تیری خانقاہی مصروفیات کے باوجود کتب علم کی تیری تالیف پر تعجب کرتا ہوں۔ کیونکہ مؤلف عادۃً کسی خالی جگہ پر ہوتا ہے تا کہ اس کی سوچ مجتمع ہو۔ تو میں نے اس سے کہا کہ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

پھر مخفی نہ رہے کہ مہمان کی خدمت کے متعلقات میں سے ہے۔ اسے جہت قبلہ بتانا تا کہ اس کی طرف نماز ادا کرے۔ اسے بیت الخلاء کا پتہ دینا۔ اس کے پاس پینے کے لئے۔ استنجاء اور وضو کے لئے پانی مہیا کرنا۔ اسے نماز کا وقت داخل ہونے سے باخبر کرنا۔ اور اسے مرحبا کہہ کر ملاقات کرنا۔ اور وارد ہے کہ آنے والے کو حیرت سی ہوتی ہے پس اسے مرحبا کے ساتھ ملو۔ اور گزشتہ احسانات میں مہمان اور مہمان نوازی کے متعلقات گزر چکے ہیں اور یہ کہ جو مہمان کے لئے تکلف کرے اس کی ملاقات سے بھاگتا ہے گرچہ طول کی وجہ سے۔

امام شافعی بطور مہمان درخانہ امام مالک اور مہمان نوازی

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے کہ جب میں مدینہ عالیہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سونے لگا تو آپ نے اپنے گھر میں ایک کمرے میں مجھے ٹھہرایا۔ اور ایک غلام بھیجا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس گھر سے قبلہ کی سمت اس طرح ہے۔ اس برتن میں پانی ہے۔ گھر کا بیت الخلاء یہ ہے۔ اور اس کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضرت امام مالک میرے پاس آئے اور آپ کے ساتھ غلام کھانا اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے غلام سے فرمایا ہاتھ دھلاؤ۔ پس اس نے جلدی سے برتن اٹھایا اور میرے ہاتھوں پر پانی ڈالنا چاہتا تو امام مالک نے اسے بلند آواز سے فرمایا کہ کھانے سے پہلے گھر کے مالک کے ہاتھ دھلائے جاتے ہیں جبکہ آخر میں مہمان کے۔ آپ نے مجھے دیکھا کہ اس کی حکمت پر غور کر رہا ہوں۔ تو فرمایا: کیونکہ صاحب طعام لوگوں کو اپنی سخاوت کی طرف بلاتا ہے۔ پس اس کا حکم یہ ہے کہ ہاتھ پہلے دھوئے۔ جبکہ کھانے کے اواخر میں انتظار کرتا ہے کہ کون آتا ہے تا کہ اس کے ساتھ کھانا کھائے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھی لگی۔ پھر میں نے اور آپ نے کھانا کھایا حتیٰ کہ کھانا ختم ہو گیا۔ اور امام مالک نے معلوم کیا کہ میں نے بقدر کفائت کھانا نہیں لیا۔ تو مجھے فرمانے لگے: اے ابوعبداللہ! یہ ایک قلیل البضاعت کا توشہ ہے عذر قبول کرنے والے فقیر کی طرف۔ تو میں نے کہا اس پر کوئی معذرت نہیں جس نے اچھا سلوک کیا۔ معذرت تو اس پر ہے جس نے برا سلوک کیا۔

پس جب ہم مسجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز عشاء ادا کر چکے تو آپ نے مجھ سے اہل مکہ کے بعض حالات پوچھے۔ پھر فرمایا کہ مسافر کا حکم یہ ہے کہ لیٹ کر تھکاوٹ اتارے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رات کا آخری تہائی ہوا تو امام مالک نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا الصلوٰۃ یرحمک اللہ تعالیٰ۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک برتن اٹھائے ہوئے ہیں جس میں پانی ہے۔ یہ مجھے ناگوار گزرا۔ تو فرمانے لگے کہ جو کچھ مجھ سے دیکھا ہے آپ کو کھٹکے نہیں۔ بیشک مہمان کی خدمت فرض ہے۔ جب میں نے آپ کے ہاں سے عزم سفر باندھا تو آپ نے میرے لئے کھانا تیار کیا۔ پس ہم نے کھانا کھایا۔ اور آپ نے مجھے بطور زاد سفر ایک صاع کھجوریں۔

ایک صاع پنیر اور ایک صاع جو عطا فرمائے۔ اور جنت البقیع تک مجھے چھوڑنے آئے۔ پھر کوفہ تک کے لئے میرے لئے کرائے کا اونٹ لیا۔ اور مجھے ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں پچاس دینار تھے۔ اور مجھے وداع کر کے واپس لوٹے۔

پس اے بھائی! ان آداب کی طرف غور و فکر کر۔ اور ان پر عمل کر۔ تجھے کامیابی ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ معاصر علماء پر سامان دنیا کو کثیر نہ سمجھنا

میں علماء زمانہ پر دنیوی سامان اور اس کے وظائف کو کثیر نہیں سمجھتا۔ پس بیشک یہ ناموس علم کے توابع میں سے ہے۔ اور میں دوسروں کی طرح نہیں کہتا کہ قلیل ہے کہ کوئی دنیا میں وسعت حاصل کرے اور شبہات وحرام سے بچ جائے۔ مگر جبکہ یہ میرے نفس کے لئے میرے جھگڑے میں ہو۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ حضرات مجھ سے حلال وحرام کا علم زیادہ رکھتے ہیں۔

امام محمد بن الحسن اور وسعت دنیا

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم دین کے لئے مال اور جاہ ضروری ہے حتیٰ کہ مخلوق میں سے کسی کے سامنے ذلیل نہ ہو۔ اور اس کا محتاج نہ ہو۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سفرنامہ عراق میں ذکر فرمایا ہے کہ جب میں عراق آیا تو جامع میں محمد بن الحسن سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے تاکیداً اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ میں نے تعمیل کی۔ پس آپ نے میرے لئے اپنا خچر پیش کیا جس پر سونے سے مرصع کاٹھی تھی حتیٰ کہ میں آپ کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ تو میں نے عراقی دروازے اور دہلیزیں سونے چاندی کے ساتھ منقش دیکھیں۔ مجھے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی تنگی معیشت یاد آ گئی جس پر آپ کو چھوڑ آیا تھا۔ اور میں رونے لگا۔ تو محمد بن الحسن نے مجھے فرمایا: اے ابوعبداللہ! آپ نے جو کچھ دیکھا ہے کھٹکے نہیں یہ سب کچھ نہیں ہے مگر حقیقت حلال۔ کمائی اور ہر سال میرے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی سے ہے۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس میں فرض کا مطالبہ فرمائے۔ اور آدمی کا وہ مال کیا اچھا ہے جس سے دوست کو خوش کرے اور دشمن کو بدمزہ کرے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ نے مجھے ایک ہزار دینار کی خلعت پہنائی۔ جب میں نے سفر کا ارادہ کیا تو آپ نے مجھے تین ہزار درہم عطا کئے اور مجھے پیشکش کی کہ میں آپ کے سارے مال کا نصف قبول کروں۔ میں نے انکار کر دیا۔ پھر میں زعفرانی سے ملا تو انہیں دنیا میں وسعت کے ساتھ پایا اور جب میں نے عزم سفر کیا تو آپ نے مجھے چالیس ہزار درہم عطا کئے اور مجھے اپنی زرعی زمین کا چوتھائی حصہ پیش کیا اور فرمایا کہ میں آپ کے لئے اس کی سخاوت کرتا ہوں۔ لیکن میں نے قبول نہ کیا۔

امام مالک اور وسعت دنیا

امام شافعی فرماتے ہیں پھر ایک جماعت حجاز سے آئی۔ میں نے ان سے امام مالک کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر دنیا میں وسعت دی ہے۔ اور آپ کی تین سو ساٹھ لونڈیاں ہیں جن میں سے ایک کی باری سال میں ایک رات آتی ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام مالک کی طرف سفر کیا اور مدینہ عالیہ میں داخل ہوا تو آپ کو مسجد شریف میں نماز عصر کے وقت دیکھا۔ پس آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر میں نے فولاد کی کرسی دیکھی۔ اور اس پر مصری چادروں کا تکیہ رکھا

ہے جس پر ریشم کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اور کرسی کے اردگرد چار سو یا اس سے زاید کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں اسی مشاہدے میں مصروف تھا کہ میں نے دیکھا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل ہوئے اور آپ کے عطر سے مسجد شریف مہک اٹھی۔ چار آدمیوں نے آپ کے پلو اٹھائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کرسی تک پہنچے تو آپ کی تعظیم کے لئے تمام حاضرین کھڑے ہوگئے۔ اور آپ کرسی پر فروکش ہوئے۔ پس عمداً زخمی کرنے کا مسئلہ پیش کیا گیا۔ پس آپ علم میں گفتگو فرماتے رہے اور استدلال فرماتے رہے حتیٰ کہ کرسی سے نیچے اترے۔ میں نے کھڑے ہو کر آپ پر سلام کہا۔ آپ نے مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور میرا ہاتھ تھام کر مجھے اپنی رہائش گاہ پر لے آئے۔ تو میں نے اپنے پہلے سفر عراق کے وقت کی بجائے نئی عمارت دیکھی۔ میں رونے لگا۔ تو امام مالک نے فرمایا: رونا کیسا؟ گویا تو نے اے ابوعبداللہ! گمان کیا ہے کہ ہم نے آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دیا۔ خوش ہو جاؤ اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ یہ خراسان کے ہدیے ہیں اور مصر کے ہدیے ہیں جو دور دراز سے میرے پاس آتے ہیں۔ اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے جبکہ صدقہ لوٹا دیتے تھے۔ اور میرے لئے خراسان کی تین سو خلعتیں ہیں۔ اور تین سو قباطی مصر کی خلعتیں ہیں۔ اور میرے پاس اسی قدر غلام ہیں اور یہ سب کچھ میری طرف سے آپ کی طرف ہدیہ ہیں۔ اور میرے ان صندوقوں میں پانچ ہزار دینار ہیں جن کی ہر سال زکوٰۃ نکالتا ہوں۔ ان کا نصف میری طرف سے تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ پس میں نے کہا کہ آپ کے ورثاء ہیں اور میرے لئے ورثاء ہیں۔ میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آیا۔ پس امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے مسکرا دیئے۔ اور فرمایا کہ میں نے انکار کیا سوائے علم کے۔

امام مالک اور مدینہ عالیہ کا ادب

پس جب میں نے مکہ شریف کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو آپ میرے ساتھ پیدل ننگے پاؤں چلنے لگے۔ میں نے عرض کی سواری پر کیوں سوار نہیں ہوتے۔ تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتا ہوں کہ آپ کے قدم مبارک کی جگہ میری سواری کا قدم پڑ جائے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی پارسائی اپنی حالت پر ہے کم نہیں ہوئی۔ اور مال کی کثرت علماء کا جمال ہے۔ انہیں نقصان نہیں دیتا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور آپ نے مجھے مال کثیر عطا فرمایا۔ پس جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو میں نے اسے اپنی والدہ کے اشارے پر اپنے عم زادوں میں تقسیم کر دیا۔ اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں ان پر فخر کرنے لگوں۔ اور جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اسے میری طرف سے بہت پسند کیا اور وعدہ فرمایا کہ آپ ہر سال اسی قدر مجھے بھیجتے رہیں گے۔ فرماتے ہیں کہ گیارہ سال تک امام مالک ہر سال مجھے اس قدر مال بھیجتے رہے جو میرے لئے کفایت کرتا۔ جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کی طرف وصال ہو گیا تو مجھ پر حجاز تنگ ہو گیا ہے۔ پس میں سرزمین مصر کی طلب میں نکل کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے عوض میں ابن عبدالحکم عطا فرمایا پس اس نے مصر میں میری کفایت کا اہتمام کیا۔ اھ

اکابر اسلام کی وسعت دنیا

پس اے بھائی! تو نے معلوم کر لیا کہ ناموس علماء کامل نہیں ہوتا مگر ان پر بادشاہوں کی طرح دنیا کی وسعت کے ساتھ تو جس طرح بادشاہ اپنے لشکر پر خرچ کرتا ہے اسی طرح ایک عالم اپنے طلبہ پر خرچ کرتا ہے۔ اور جس طرح لشکری ظاہری دشمن سے دین اسلام کی

حفاظت کرتے ہیں اسی طرح طالب علم اس کی باطنی دشمن سے حفاظت کرتے ہیں۔اور دین کا کمال حاصل نہیں ہوتا مگر بادشاہوں اور علماء کے ذریعے۔اسی طرح ہمیں امام مالک کے شاگرد امام اشہب کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ آپ دنیا کی وسعت رکھتے تھے اور آپ کی گزر بسر بادشاہوں کی سی تھی۔اور جیزہ مصر کے شہر امام لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جا گیر تھے۔اور ان کا خراج ہر سال ایک لاکھ دینار تھا اور آپ پر کبھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی تھی۔

اور امام فخر الدین کے ایک ہزار غلام، لونڈیوں، خادموں اور گھوڑوں کے علاوہ تھے۔پس اے بھائی! اپنے زمانہ کے علماء میں سے کسی پر بھی اعتراض کرنے سے پرہیز کر گرچہ دل کے ساتھ ہو جبکہ وہ امام مالک اور آپ کے علاوہ دیگر گزشتہ علماء کے دنیا اور اس کے لباسوں اور سواریوں میں وسعت میں مشابہت رکھتا ہو۔کیونکہ یہ تیری جہالت ہوگی۔پس بیشک علماء اور اولیاء رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ہیں۔ان میں سے بعض مال دار تھے اور بعض کے ہاں مال نہ تھا جیسے سیّدنا حضرت سلیمان اور حضرت سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام۔اور اولیاء اللہ میں سے جیسے سیّدی غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی۔سیّدی مدین۔سیّدی ابراہیم بن ادہم اور سیّدی احمد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔پس ان میں سے ہر ایک ایسے مرتبہ پر فائز تھے جس میں وہ کامل تھے انہیں دنیا کی وسعت اور تنگی نقصان نہیں دیتی تھی۔پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو سیّد محمد البکری یا سیّدی محمد الرملی جیسوں پر اعتراض کرے جب یہ حضرات نفیس گھوڑوں پر سواری کریں یا لباس فاخرہ پہنیں۔بیشک یہ اعتراض تیری جہالت اور حسد ہے۔اور میرا تیرے متعلق گمان ہے کہ اگر تجھے دنیا کا وہی کچھ مل جاتا جو ان کے پاس ہے تو تو اسے کبھی نہ لوٹاتا اور اکابر نے اپنے مریدین کو دنیا میں زُہد پر برانگیختہ نہیں کیا مگر ان کی ذلت طمع کے خوف کی بنا پر۔ورنہ اگر ان کے پاس دنیا کسی طمع اور جھکاؤ کے بغیر آتی تو ادب مع اللہ تعالیٰ اس کا قبول کرنا تھا۔

اور میں نے سیّدی محمد البکری اور آپ کے بیٹے کو طلب دنیا میں عاجزی کرتے کبھی نہ پایا۔یہ تو ان کے پاس طلب و سوال کے بغیر آتی ہے۔میں اپنے بچپنے سے اب تک ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عمر شریف میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے فراخی فرمائے۔اور ان پر دنیا اور طلبہ کی کثرت فرمائے۔اور ہمارا ان کے زمرے میں حشر فرمائے۔آمین۔پس اسے جان لے اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔علماء۔صلحاء اور اہل اسلام کی عملی خوبیاں دیکھنا

میں علماء۔صالحین اور تمام مسلمانوں کے اعمال کی خوبیاں ان کے ظاہری اعمال پر اعتماد کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔اور ان کے باطن پر حکم لگانے کے درپے نہیں ہوتا سوائے خیر کے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بواطن خلق پر حکم لگانے کا مکلف نہیں فرمایا اور اسے اپنے ہی خصائص میں رکھا۔اور وہی علیم بذات الصدور ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ کسی عالم یا صالح کے متعلق کہیں کہ ایسے لوگوں کا ریاء اور نفاق سے بچنا بعید از امکان ہے اور انہیں ہم اپنے نفسوں میں پائے جانے پر مقاصد خبیثہ پر قیاس کریں کہ یہ قیاس فاسد ہے اور یہ خلق متقدمین اور متاخرین میں کمیاب ہے۔بلکہ میں نے بعض متقدمین کی ایک کتاب دیکھی جس میں اس نے اپنے زمانے کے علماء کا عاجز ہونا ذکر کیا اور اشارات وقرائن کے ساتھ ان کے عیب بیان کئے جن کی بنا پر ان میں سے کسی کا معین ہونا سمجھ آتا ہے۔اور اس کا نام الکشف والتبیین فی بیان غرور الخلق اجمعین

رکھا۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو احکام کی علتوں اور نفوس کے مخفی حیلوں کو بیان کرنے سے اپنے اہل زمانہ میں سے علی التعیین کسی کا قصد کرے گر چہ قرائن کے ساتھ ہو۔ پس تو لوگوں کے لئے اس کی غیبت کا اور تنقیص کا روازہ کھول دے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ فرماتے تو معین کر کے کسی کا نام لے کر ذکر نہ فرماتے۔ صرف یہ فرماتے کہ ان لوگوں کا کی حال ہے جو ایسا کہتے ہیں یا ایسا کرتے ہیں۔ وغیرہ۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے معاصر علماء اور صلحاء میں سے کسی کے بارے میں کہے کہ فلاں مغرور ہے یا فتنہ میں مبتلا ہے یا راہ سے بھٹکنے والا ہے۔ مگر طریق شرعی کے ساتھ۔

پختہ کار عالم و عامل کے متعلق بدگمانی سے پرہیز

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم ایسے کو دیکھو جو علم اور عمل ظاہر میں پختہ ہے۔ پس طاعات پر عمل کرتا ہے اور معاصی کو چھوڑے ہوئے ہے تو اس کے متعلق اس بدگمانی سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اخلاق مذمومہ کے ساتھ متخلق ہے۔ جیسے تکبر۔ ریاء۔ حسد۔ طلب جاہ و مرتبہ۔ معاصرین کی مصیبتوں پر خوش ہونا اور شہروں، لوگوں کے درمیان صلاح اور زُہد کے ساتھ شہرت کی محبت۔ پس بیشک یہ تم پر حرام ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جب تو اپنے بھائی سے کوئی نیکی دیکھو تو جان لو کہ اس کے پاس اس جیسی اور نیکیاں بھی ہیں۔ انتہی۔

اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ تمہارے لئے امراض باطنی کی تقریر کر رہا ہے اور تمہارے لئے ان کی دواء ذکر کر رہا ہے تو اس سے پرہیز کرو کہ اس کے متعلق اس کی وجہ سے خود بینی کا گمان کرو یا یہ کہ وہ اپنے متعلق ان سے سلامتی کا گمان رکھتا ہے۔ یا یہ کہ وہ اس سے بدمزہ ہوتا ہے جو اس کے ہمسروں میں سے ظاہر ہوا ہے۔ اور لوگ اس کی طرف بدل رہے ہیں۔ یا وہ اس سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے جو ان حکام کے پاس سفارش کرنے لگا ہے جن کے پاس یہ خود سفارش کرتا تھا۔ اور وہ رد کرنے لگے ہیں اور اس کی سفارش قبول نہیں کرتے وغیرہ۔ بلکہ اس کی اچھی توجیہہ کرو اور اس کے حال کو اپنے حال پر قیاس نہ کرو اگر تمہارے لئے ایسا واقع ہوتا۔ کہ اس کے متعلق بدگمانی ہے۔

اسی طرح جب تم اسے دیکھو جس نے علوم شرعیہ محکم کر لئے اور اپنے اعضاء تمام معاصی سے پاک کر لئے اور انہیں طاعات کے ساتھ آراستہ کر لیا۔ اور حسب طاقت اس نے احوال نفس اور اس کی گھٹیا صفات کا جائزہ لے لیا تو اس سے بچو کہ کہنے لگو کہ یہ مغرور ہے۔ اور اگر اپنے نفس کی تفتیش کرتا تو اس کے پاس نفاق کا بقایا۔ اپنی ستائش سے محبت اور ریاء وغیرہ پالیتا۔ جس طرح کہ ایسا اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے ماہر واعظین سے کثرت سے واقع ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے ظاہری حال کو تسلیم کرو اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی سپرد کر دو۔ اور تمہارے لئے باری جل وعلا کے ساتھ اس کے قلب میں کوئی مزاحمت نہیں ہے۔

اور جب تم اسے دیکھو جس نے اپنی عمر فتاوی۔ خصومات۔ مخلوق کے درمیان ان کی معاشی مصلحتوں کے لئے جاری معاملات کے فیصلوں کا علم حاصل کرنے میں صرف کر دی اور اس کے ساتھ علم شرعی کے نام کا تخصص کر لیا تو اس سے پرہیز کرو کہ کہنے لگو کہ یہ مغرور ہے کیونکہ اس نے اعمال ظاہری اور باطنی کی کثرت سے دھوکہ نہیں کھایا اور اپنے ظاہری اور باطنی اعضاء کا ان کے غیبت۔ چغلی۔ حرام کھانے۔ حسد۔ ریاء اور تمام مہلکات میں گرنے سے جائزہ نہیں لیا بلکہ اس کے متعلق اچھا گمان کرو۔ پس بیشک امت میں سے کسی نے

تمام ذمہ داریوں کا کبھی اہتمام نہیں کیا مگر ہمارے گمان میں نادر طور پر۔ بلکہ اگر ایک وجہ سے وزنی ہو تو دوسری وجہ سے خفیف ہوتا ہے برابر ہے کہ فقیہ ہو یا صوفی۔ اور اگر تمہیں ہماری اس بات میں شک ہو تو اختلاف کرنے والوں کو جب وہ جھگڑا کریں تو انہیں خانقاہوں میں عبادت گزاروں کے پاس بھیجو اور خانقاہوں میں عبادت گزاروں کو قاضیوں کے پاس بھیجو اپنے اعمال کی شکایت کریں تو تم ہر ایک کو دوسرے کے وظیفہ کے متعلق احترام میں خلل ڈالتا پاؤ گے۔ پس بیشک علم شریعت اور حقیقت کے درمیان جامع ہر دور میں کبریت احمر سے کمیاب ہے۔ اور اگر لوگوں کو غرور کی طرف منسوب کرنے والا تفتیش کرے تو خود کو اسی طرح مغرور پائے گا۔ کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو اسی نے انہیں ہلاک کیا ہے۔

اور جب تم دیکھو کہ کسی نے علم کلام میں اپنی عمر صرف کر دی تو اس سے پرہیز کرو کہ کہنے لگو کہ یہ مغرور ہے کیونکہ تمام عوام کا ایمان صحیح ہے گرچہ یہ وہ کچھ نہ پہچانتے ہوں جو کہ متکلمین نے کہا ہے۔ بلکہ اس کا شکر یہ ادا کرو کیونکہ بسا اوقات ہمارے سامنے ایک مدعی کھڑا ہو جاتا ہے جو شریعت کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے۔ پس یہ اس کی دلیلیں توڑنے کے لئے تیار کھڑا ہو گا۔ خصوصاً زمانہ ایسے کو قبول کرتا ہے جب بھی قیامت قریب ہوئی۔ جس طرح کہ کل اس کے لئے واقعہ گزرا جس نے کہا کہ میرے پاس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کی دلیل لاؤ۔ پس بیشک ہماری پوری زندگی میں ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی نے اس پر دلیل طلب کی۔ اور جب تم کسی واعظ کو دیکھو کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلا رہا ہے تو اس سے بچو کہ اس کے متعلق گمان کرو کہ یہ خود اس پر عمل نہیں کرتا جو کہتا ہے۔ بلکہ اس کے متعلق گمان کرو کہ وہ اس کے ساتھ متصف ہے۔ اور وہ ان تمام اچھائیوں کے ساتھ متصف ہے جس کی طرف تمہیں بلاتا ہے۔ اور یہ کہ اس نے تمہیں اخلاص کی دعوت نہیں دی مگر اس کے بعد کہ خود مخلص ہوا۔ اور نہ زہد کی طرف مگر اس کے بعد کہ خود زاہد ہوا۔ وغیرہ ذالک۔

اور اسی طرح جب تم اسے دیکھو جو کہ ہر روز قرآن پاک ختم کرتا ہے تو اس سے بچو کہ کہو کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں کہ اس پر عمل سے اور اس پر غور کرنے سے عاجز ہے بلکہ اس کے لئے محض حروف قرآن کے تلفظ کی بنا پر ثواب ثابت کرو۔ اور اپنے نفسوں کی تفتیش کرو تو انہیں پاؤ گے کہ جو کچھ پڑھا ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو جیسے اپنے نفسوں کو معذور قرار دیتے ہو دوسرے کو بھی معذور قرار دو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امت میں سے کوئی جو بھی عمل کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر اس میں تقصیر کی بنا پر حجت ہے حتیٰ کہ روزے۔ حج۔ جہاد۔ امر اور نہی عن المنکر۔ مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کی مجاورت۔ زہد اور طریقت کے سارے مقامات میں جس طرح کہ کتاب الاحیاء میں مہلکات کے چوتھے حصہ میں اسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پس اس کی طرف رجوع کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ہر روز و شب میں نفس کی تفتیش

میں اپنے نفس کی ہر دن اور رات میں ہر بری صفت سے جسے اپنے آپ میں دیکھوں توبہ کے ساتھ تفتیش کرتا ہوں۔ خصوصاً اگر نماز کے لئے قیام کروں جیسے حسد۔ مکر۔ زیادتی۔ دھوکہ دہی۔ کھوٹ۔ نفاق۔ ریاء اور لوگوں کو حقیر سمجھنا وغیر ذالک۔ پس اس کی مثال جوان امور کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرتا ہے اس کی طرح ہے جو کہ اپنا لباس۔ اپنا جسم نجاست۔ خون اور پیپ کے ساتھ آلودہ کرتا ہے۔ پھر بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان بلند و بالا ہے۔ پس وہ سزا سے بے خوف نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے دربار شاہی

کی توہین کی ہے۔اسی وجہ سے اکابر نے اللہ تعالیٰ کے ادب کے لئے ظاہری طور پر نماز میں نفیس اور معطر کپڑے زیب تن کئے۔پھر انہوں نے اپنے باطن میں رسوخ یافتہ صفات قبیحہ سے استغفار کیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے۔وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللّٰہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشآء (البقرہ آیت ۲۸۴) اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔پھر بخش دے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے) یہ سب کچھ اس لئے تاکہ ظاہری باطنی طور پر ان کی طہارت مکمل ہو جائے۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہر عضو کے دھونے کے وقت اس کا جائزہ لیتے اور اس کے ساتھ جو جنابت کی ہوتی اسے توبہ کرتے۔اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس میں کبھی خلل ڈالا ہوا۔پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس پر عمل کر تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-کرائے کے جانور پر سوار ہونے میں احتیاط

جب میں دراز گوش وغیرہ کرائے پر لوں یا عاریۃً لوں تو جب تک اس کے مالک سے غائب رہوں کوئی چیز کھاتا یا پیتا نہیں کیونکہ کھانے اور پینے کی وجہ سے میں اس وقت سے زیادہ بوجھل ہو جاتا ہوں جبکہ میں نے اسے اجرت پر یا عاریت پر لیا۔پھر اگر ایسا واقعہ ہو گیا کہ میں نے کچھ کھایا یا پیا تو اس کے متعلق اس کے مالک کو ہر صورت میں باخبر کر دیتا ہوں۔اور اس سے اپنے لئے جائز کرا لیتا ہوں گرچہ اجرت کے اضافے کے ساتھ ہو۔پھر میں مثلاً دراز گوش کے سیر کو بوسہ دیتا ہوں اور اس سے معذرت کرتا ہوں۔پس وہ جیسا کہ اہل کشف نے فرمایا ہے اس کی سمجھ رکھتا ہے جو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے یا جو برا سلوک کرتا ہے۔لیکن بولتا نہیں۔اور بہائم کو بہائم کا نام اس پر فی نفسہا امور کے ابہام کی وجہ سے نہیں دیا گیا۔یہ تو محجوبین پر ان کے امر کے ابہام کی بنا پر ہے۔پس وہ ہم سے صرف نطق کی وجہ سے ہی ناقص ہیں۔اور بلی پر غور کر کہ جب تو اس کے لئے گوشت کا ٹکڑا پھینکتا ہے تو کیسے تیرے قریب بیٹھ کر کھاتی ہے کیونکہ اسے علم ہے کہ تو راضی ہے۔اور جب وہ کوئی چیز اچک لے تو کس طرح اسے لے کر بھاگ جاتی ہے اور گھر کی پچھلی سمت کی طرف تجھ سے دور ہو جاتی ہے۔وغیرہ جہاں کہ انسان مشکل سے پہنچتا ہے۔پس بطریق اولیٰ معلوم ہوا کہ میں کرائے پر یا عاریۃً لئے ہوئے جانور پر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اپنے پیچھے کسی کو نہیں بٹھاتا۔اور اسی طرح میں کسی وزنی کو پیچھے نہیں بٹھاتا گرچہ جانور کا مالک راضی ہو۔کیونکہ حق اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور جانور کے لئے۔اس کے مالک کے لئے نہیں۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار کی راہ میں کھڑے ہو جاتے۔جس جانور پر بطور عادت اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ دیکھتے اسے ہلکا کر دیتے۔بسا اوقات ایسا کرنے پر اس کے مالک کی تعزیر کے طور پر کوڑے کے ساتھ پٹائی کرتے۔پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-عمر اور رزق کی زیادتی اور موت علی الایمان کے لئے مفید امور پر عمل

میں ادب مع اللہ کے طور پر ان امور پر عمل کرتا ہوں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے عمر یا رزق کی زیادتی یا ایمان پر موت معلق فرمائی۔اور اس کی بنا پر عمل ترک نہیں کرتا۔اور اس کا قائل نہیں ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں میری عمر یا رزق میں اضافہ یا موت علی

الایمان ہے تو یہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گا جیسا کہ ان لوگوں کا مسلک ہے جو شیخ کے بغیر طریقت کے مدعی ہیں۔ کہ یہ نری جہالت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسببات کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے۔ اور ساری مخلوق پر اسباب کی غلامی لازم کی ہے۔ پس کسی کے لئے صحیح نہیں کہ اس سے باہر نکلے جس طرح کہ اس کا مشاہدہ ہے۔ اور عبد کے لئے ادب یہی ہے کہ اپنے آقا کے امر کی تعمیل کرے۔ اور اسی کے مطابق گردش کرے۔ پس جب اسے کہے کہ میں تجھے نہیں بخشوں گا مگر اگر تو ایسا ایسا کہے۔ پس اسے حق نہیں کہ کہے کہ مجھے ایسا کہے بغیر بخش دے۔ اور اسی پر قیاس کر۔

موت علی الایمان کے لئے عمل

اور میں نے سیدی عبدالقادر الدشطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوادریس الخولانی کی مجلس وعظ میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے تھے۔ اور جب مجلس سے فارغ ہوتے تو آپ سے گفتگو فرماتے۔ پس ایک دن ابوادریس نے عرض کی: یا نبی اللہ! بندہ کون سا عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایمان پر موت عطا فرماتا ہے۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مجھے ایک لاکھ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے اور میں نے ان سے یہ سوال کیا لیکن انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شرف ملا۔ پس میں نے آپ سے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جو نماز فجر ادا کرے اور آیۃ الکرسی۔ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ (یعنی سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات) اور شھد اللہ انہ لا الہ اللہ ھو سے وترزق من تشاء بغیر حساب تک پڑھے (یعنی سورۂ آل عمران کی آیت ۱۸ تا ۲۷)۔

نماز برائے حفظ الایمان

اور صاحب بستان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کے متعلق پوچھا جو بندے کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایمان کی حفاظت فرمائے یہاں تک وہ قیامت کے دن اس کی ملاقات کا شرف پائے تو اسے چاہئے کہ ہر شب سنت مغرب کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب ایک مرتبہ۔ سورۃ اخلاص چھ مرتبہ اور ایک مرتبہ سورۃ فلق اور ایک مرتبہ سورۃ الناس پڑھے اور نماز مکمل کرے۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے گا۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن اس کے حضور حاضر ہو۔ دوسری روایت میں اس قدر زاید ہے کہ وہ سورۃ القدر ایک مرتبہ سورۃ اخلاص سے پہلے پڑھے۔ پس جب سلام پھیرے تو پندرہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھے۔ پس اے بھائی! اس پر اور ایسے اعمال پر ہمیشگی اختیار کر۔ اور کار خیر سے ملال محسوس نہ کر اس کا پھل قیامت کے دن خوشی کی صورت میں چنے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شرکاء دعوت کے ہر عمل کی حفاظت کے لئے توجہ الی اللہ

میں ہر اس شخص کے عمل کی نقص یا مطلقاً ضائع ہونے سے حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے توجہ کرتا ہوں جس نے میرے ہاں دعوت مولد میں رات بسر کی جس کا میں نے اہتمام کیا۔ اور یہ اس لئے ہے کہ کبھی میرے طعام میں شبہہ ہوتا ہے۔ پس جب وہ شخص جس نے میرے ہاں رات بسر کی اسے کھالے تو اس کا باطن ظلمت کا شکار ہو جاتا ہے۔ پس میرا طعام اس ظلمت قلب کے لئے پورا

نہیں اترتا جو اسے حاصل ہوئی۔ اور بسا اوقات حاضرین میرے متعلق یا میری جماعت کے متعلق غیبت میں گر پڑتے ہیں۔ کھانے کے ذائقے کی حیثیت سے یا اس انتظام کی حیثیت سے جو انہوں نے دیکھا۔ پس بعض اوقات قرآن کریم کی سماعت ان گناہوں پر پورا نہیں اترتی ہے جن کا انہوں نے ارتکاب کیا۔ پس میں اور وہ لوگ خسارے والوں میں سے ہو جاتے ہیں۔ گرچہ کچھ اجر نہ ہونے کی بنا پر ہو۔ پس اس دعوت کا اہتمام ترک کرنا بہتر اور افضل تھا۔ خصوصاً جب ہم اس کا اہتمام ان دنوں میں کریں جب سلطان کسی دشمن اسلام کی وجہ سے بدمزہ ہو جس نے اس کے علاقے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا جیسے کفار یا روافض۔ کیونکہ یہ اس کے ساتھ انتہائی بے ادبی ہے مگر یہ کہ صاحب دعوت نے قصد کیا ہو کہ تلاوت شدہ قرآن کریم کا سلطان کے اعمال ناموں میں ہدیہ کرے اور اس کے لئے مدد کی دعا کرے۔ پس ایسے اہتمام میں کوئی ڈر نہیں بشرطیکہ اہل دعوت مسلمانوں کے غم واندوہ سے دل کے فارغ ہونے سے بچے ہوئے ہیں۔ اور قلب کے فارغ ہونے کی دلیل غالب طور پر ہنسی اور غفلت عن اللہ تعالیٰ کا پایا جانا ہے اور ایسی دعوتوں کے اہتمام میں اس کا واقع نہ ہونا نادر ہے۔ اور میں نے اپنی بیٹی حسنی کا عقیقہ کیا پس میں تلاوت کرنے والوں اور مدح سرائی کرنے کے پاس حاضر نہ ہوا بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس امر کے لئے متوجہ ہو کر رات بسر کی کہ میری اور میری دعوت میں حاضر ہونے والوں کی گناہ سے حفاظت فرمائے۔ پس بسا اوقات کھانے کے اہتمام اور لوگوں کو جمع کرنے کے متعلق میرا قصد قبولیت کی شرائط میں سے کسی شرط میں میرے کسی خلل کی وجہ سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ اس رات قاری حضرات اور مدح سرائی کرنے والوں پر اس شخص کے حاضر ہونے کی وجہ سے ریاء داخل ہو جاتی ہے جس سے عادۃً حیا کیا جاتا ہے۔ پس قاری یا مدح سرائی کرنے والا مثلاً خود بینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آ رہا ہے۔ یا اس کی قرأت اس پر سکون بخش یا مدح سکون آور ہے۔ وغیرہ ذالک۔ اور بعض دفعہ اس کا عمل سب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اس میں سب میں تھا۔ پھر لوگوں کی حاضری سے مقصود کھانا کھانا ہے اور کچھ نہیں۔ رہی وعظ یا مدح سرائی تو یہ عادۃً بحکم طبع امر زاید ہے۔ اور اس میں غالب طور پر مال کی ضمان اور حظ نفس ہوتا ہے۔ اور اسی لئے میں اکثر اس میں حاضر نہیں ہوتا۔ اور اس کے اہتمام کا میں مشورہ نہیں دیتا۔ یہ تو بھائی لوگ اپنی رائے سے کرتے ہیں۔ اور میں ان کی عقول کے معالجہ کے لئے ان کی موافقت کرتا ہوں۔ جس طرح کہ اس طریقے پر سلف صالح چلے ہیں۔ اور حکمت عملی کے ساتھ اس کے آداب میں نصیحت کرتا ہوں۔

پھر اگر میں ان کی طرف نکلوں تو یہ صرف اس شرط پر ہوتا ہے کہ میرے گمان پر اس شب میں لوگوں کو جاگنا آسان ہو یا ان کا سونا آسان ہو اور میرے سامنے ان کا پاؤں پھیلانا اور زمین پر پہلو لگانا آسان ہو۔ پس اگر میرے گمان پر غالب ہو کہ وہ مجھ سے شرم کریں گے اور تکلفاً بیدار رہیں گے یا زمین پر پہلو نہیں لگائیں گے تو میں ان پر رحم کرتے ہوئے باہر نہیں آتا۔ اور کئی دفعہ کسی کو علی الصبح مصروفیت ہوتی ہے جسے وہ چھوڑ نہیں سکتا جیسے علازم پیشہ یا مال دار پیشہ ور۔ پس وہ صبح کرتا ہے جبکہ اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے پس اس روز اگر وہ اپنا پیشہ عمل میں لاتا ہے تو اس سے اسے مشقت ہوتی ہے۔ اور اگر چھوڑتا ہے تو اہل وعیال کے نان ونفقہ کا محتاج ہوگا۔ پس اس وقت صاحب مولد شیخ کے ہاں انصاف نہیں پس اسے بقدر کفایت کھانا یا دراہم عطا کرے جو کہ اس کے پاس اس کے رکنے تک کے لئے کفایت کریں۔ بلکہ غالب طور پر اس کے ہاں رات بسر کرنے والے کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ مدح سرائی کرنے والوں کو ہدیہ پیش کرے۔ پھر وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور بسا اوقات وہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ اس کا مرید ہے پس اس ہدیے پر اس کے احسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ اور کہتا

ہے کہ مرید تو اپنے شیخ کی معیت میں اپنی ملکیت سمجھتا ہی نہیں۔ اور اہل جنت کے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اہل جہنم کے پاس ہے۔

اور میں ان کی موافقت سے عمل مولد میں اس لئے نہیں رکتا جس میں انہوں نے مجھ سے استدعاء کی کہ مجھے اس امر کا شہود ہے کہ جو کچھ دنیا سے میرے پاس یا میرے نام کے ساتھ ہے وہ صرف انہیں کے لئے ہے۔ اور انہیں ایسے امور میں اموال صرف کرنے سے روکنا نہیں چاہئے کیونکہ یہ کچھ نہ کچھ نیکی کے اعمال سے ہے۔ اور گناہ اس میں ثابت نہیں۔ پھر صاحب مولد جب اس رات قاری حضرات اور مدح سرائی کرنے والوں کی طرف کسی عذر کی وجہ سے نہ نکلے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی غیبت میں پڑنے اور اس پر اعتراض کرنے سے ان کی حفاظت کے لئے توجہ کرے۔ پس بیشک وہ اس قصد سے غائب ہیں جس کی بنا پر وہ ان کی طرف نہیں نکلا یعنی انہیں راحت ہو۔ بیدار نہ رہیں اور نیند کے وقت اس کی موجودگی میں لیٹ نہ سکیں۔ وغیرہ۔ اور یہ کثرت سے واقع ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اگر وہ لوگوں کی طرف نکلتا تو بہتر تھا۔ کوئی کہتا ہے یہ اپنے ناموس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ اور فقراء کے لئے ایسا نہیں چاہئے۔ پس ہر انسان اس سے ایک حالت کا دوسری کی بجائے ارادہ کرنے لگتا ہے جس طرح کہ میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں ان کی طرف باہر آنے سے نہیں رکا مگر ان پر رحم کرنے کے لئے کیونکہ میں ان کے متعلق ریاء میں گرنے۔ مدحت چاہنے۔ حسن قرأت کے ساتھ شہرت یا انہیں سننے کے لئے داخل ہونے یا انس حاصل کرنے سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں مصروف رہا۔ اس کے باوجود میری یہ عادت کبھی نہیں کہ میں کسی کو دعوت میں حاضری کے لئے بلاؤں مگر جب کہ مجھے اپنی اور اس کی آفات سے۔ قرائن کے ساتھ سلامتی کا علم ہو جو کہ دلائل میں سے ایک ہے۔ اور لوگ تو مولد کے متعلق سن سنا کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور کئی دفعہ متکبر اہل نفوس کو بلایا جاتا ہے تو جب وہ داخل ہوتا ہے تو اس کے اعزاز میں کوئی کھڑا نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ حاضری پر نادم ہوتا ہے۔ پھر وہ سارا مہینہ بلکہ زائد عرصہ تک صاحب مولد کی ہتک حرمت کرتا رہتا ہے۔ اور کبھی اس کی ناراضگی علی الخصوص صاحب مولد یا صاحب ولیمہ کے قیام نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور کئی دفعہ صاحب ولیمہ کو اس کے لئے قیام نہ کرنے پر برانگیختہ کرنے والا اس کا یہ گمان ہوتا ہے کہ اس میں خیر ہے جبکہ وہ اس جیسے امور کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

اور ایک دفعہ ایک فقیہ میرے پاس آیا جبکہ میرے پاس مشائخ عرب میں سے ایک صاحب بیٹھے تھے اور میں لوگوں کی ضرورتوں۔ اس کے پاس مظلوموں کی سفارش کی خاطر اس پر متوجہ اچھی گفتگو کے ساتھ چارہ جوئی کر رہا تھا۔ پس میں نے اس فقیہ کے لئے قیام نہ کیا۔ پس وہ چلا گیا۔ پانچ سال تک محافل میں میری مذمت کرتا رہا۔ اور کہتا کہ میرے جیسا اس کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے لئے قیام نہیں کرتا۔ اور ظالم پر توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ لیکن میں ظالم ہوں جو ایسے شخص کی زیارت کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کا ہماری زیارت کے لئے نہ آنا اس کے حق میں بہتر تھا۔ اور فقراء ایسا سلوک ظالموں کے ساتھ کرتے رہے ان کے قلوب کو نرم کرنے کے لئے تاکہ مظلوموں کے حق میں ان کے پاس کی گئی سفارش کو قبول کریں۔ رہے فقراء اور طالب علم تو لوگ غالب طور پر ان کے شر سے امن میں ہوتے ہیں۔ پس ان کے ہاں چارہ جوئی کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور اس قدم پر سیدی عبدالقادر الدشطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جب آپ سلطان کے لشکر میں سے کسی کو آتا دیکھتے تو اس پر متوجہ ہوتے اسے سینے سے لگاتے۔ ایسا سلوک فقیر کے ساتھ روا نہ رکھتے۔ پس لوگ اس کے حوالے سے آپ پر

اعتراض کرتے اور کہتے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا تو فقراء کی تعظیم کرتا۔ اور ایک دن آپ کو یہ خبر ملی کہ فقراء کی ایک جماعت نے اس دستور کے متعلق آپ پر اعتراض کیا ہے تو آپ نے فرمایا: یہ لشکری لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں اذیت پہنچاتے ہیں۔ پس ہم ان کے لئے دوستی اور محبت کا اظہار کرتے ہیں تاکہ مظلوموں کے حق میں ہماری سفارش ان کے ہاں قبول ہو۔ رہے فقراء تو لوگ ان کے شر سے امن میں ہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسجد میں مولد کا اہتمام کرتا ہے اسے چاہئے کہ اسے کھانے کے ساتھ آلودہ کرنے سے پرہیز کرے جس کی بنا پر چٹائیوں پر مکھیاں بیٹھتی ہیں۔ یہ دربار خداوندی کی قلت احترام ہے۔ اور چاہئے کہ صاحب دعوت غور کرے کہ اگ مسجد نبوی بادشاہ کا قصر ہوتا تو اس میں اس دعوت کا اہتمام کرتا؟ اور اس کے فرش اور قالین طعام کے ساتھ اور ننگے پاؤں چلنے والوں کی وجہ سے آلودہ کرتا جو کہ مطبخ کے اردگرد کے کیچڑ میں چلتے ہیں اور پھر کھانا منتقل کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ وغیرذالک۔ ہرگز نہیں۔ واللہ۔ ایسا نہ کرتا۔ بلکہ شاہی دربار کا احترام کرتا۔ پس دربار الٰہی تعظیم کا زیادہ مستحق ہے۔

دعوتوں میں ایک اور کوتاہی

پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ کھانا پکانے والے اور باورچی خانہ کے کارکن جب دین کے معاملہ میں کم ہوں تو جب تک کھانا پکانے میں معروف ہوں نماز کا وقت ضائع کر دیتے ہیں یا اسے اول وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔ پس صاحب دعوت کو چاہئے کہ انہیں نماز کے لئے تنبیہ کرے اور ان سے غافل نہ ہو تاکہ ان کا طعام اللہ تبارک وتعالیٰ کی معصیتوں کے ساتھ مخلوط نہ ہو۔ اور کھانا پکانے میں ان کا مصروف ہونا نماز کے وقت کو ضائع کرنے کے لئے عذر نہیں ہے۔ یہ صرف جماعت کی غیر حاضری کا عذر ہے اگر کھانا تلف ہونے کا خطرہ ہو۔

قصہ مختصر کوئی دعوت یا اجتماع آج قلیل ہی ہے جو کہ حاضر ہونے والوں کی کسی معصیت سے خالی ہو جوان سے صادر ہوتی ہے۔ اور کئی دفعہ بعض لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ صاحب دعوت کا کھانا کھاتے ہیں۔ اور اس کے کھانے یا اس کے انتظام پر اعتراض کرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ جس طرح کہ پہلے گزر چکا۔ پس وہ اپنے گناہوں کے ہمراہ اور گناہ اٹھائے واپس ہوتا ہے۔ پس صاحب دعوت اس گناہ پر غور کرے جو اس پر ہے۔ نہ کہ اس اجر کو جو اس کے لئے ہے۔ شاید کہ وہ اس سخت مشقت کے بعد برابر رہ جائے کہ نہ اسے کچھ حاصل نہ اس پر کوئی بوجھ۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ طاعت کے متعلق گمان

میں طاعات میں سے کسی طاعت میں نجات کا گمان نہیں کرتا اس کے بعد کہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد سنا۔ وبدالهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون۔ (الزمر آیت ۴۷) اور ان پر ظاہر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا) اور اگر بندہ غور کرے تو اپنے آپ کو انجام کار حاصل ہونے والی سعادت یا شقاوت سے بے خبر پائے کیونکہ قدموں کی لغزشیں کثرت سے ہیں جن پر عارفین کا مواخذہ ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ جو کہ نور شرع کے بغیر سلوک طریق کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے دو نوروں کے بغیر چارہ نہیں جن کی بدولت وہ طریق میں چلتا ہے۔ نور شرع اور نور بصیرت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نورٌ على نور (النور آیت ۳۵) نور ہی نور) اور اگر بندے کے ساتھ ان دونوں میں سے ایک نور رہتا تو سعادت مند نہ ہوتا۔ کیونکہ سعادت نہیں ہے مگر ان

دونوں کے اجتماع کی وجہ سے۔ وہی حفظ شرع' بصیرت کے خلق کے بغیر یعنی وہ ملکہ جس کے ساتھ توفیق ہوتی ہے یا بصیرت کا خلق جو کہ ایک ملکہ ہے جس کا ذکر ابھی گزرا معرفت کے بغیر۔ اس میں کوئی شرف نہیں ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔

اور ایک شخص نے مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ٹہل رہے ہیں۔ پس وہ حضرت مالک بن دینار کے پاس آپ کو خوشخبری دینے آیا تو آپ نے اسے فرمایا: کیا ابلیس نے اپنی آنکھ میں مجھ سے اور تجھ سے زیادہ حقیر نہیں پایا کہ اس کے ساتھ مذاق کرے۔ پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - میری صحبت سے بے رغبتی کرنے والے کو درست قرار دینا

جو شخص میری صحبت سے بے رغبتی کرے اور مجھ سے جدا ہو جائے میں کثرت سے اسے درست قرار دیتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ فلاں نے میرے جیسے سے جدا ہو کر درست قدم اٹھایا ہے۔ اس خوف کے پیش نظر کہ مجھ سے کوئی فعل دیکھے اور میری پیروی کرے۔ جبکہ مجھے علم یقینی ہے کہ لغزش سے محفوظ نہیں ہوں۔ اور اس کی طرف مجھ سے پہلے حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سفیان ثوری چلے ہیں۔ دونوں حضرات اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ ہماری اقتداء نہ کرو۔ بیشک ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال میں خلط ملط کیا ہے۔ اور اس دور میں یہ خلق نادر ہے۔ بلکہ کوئی تو اپنے سے جدائی اختیار کرنے والے کے خلاف حجت قائم کرتا ہے۔ اور اس کی مذمت کے طور پر کہتا ہے کہ ہر کوئی فقراء کے ساتھ رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ اس سمت اشارہ ہے کہ اسے چھوڑ کر وہ خسارے میں مبتلا ہوا ہے۔ اور یہ رعونت نفس کے باقی رہنے کی دلیل ہے۔

فقراء کے لئے اہم حکمت عملی

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا کمال یہ ہے کہ اپنے نفس سے لوگوں کے حقوق کا مطالبہ کرے اور لوگوں سے خود اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے۔ اور فرماتے ہیں کہ فقیر کے شایان نہیں کہ کسی سے اپنے پاس آمدورفت کا مطالبہ کرے۔ ایسا اپنی حقارت اور لوگوں کی تعظیم کے لئے کرے۔

اور اگر سیّدی شیخ نے غور کیا ہوتا تو اپنے بھائیوں کو اپنے سے بہتر حال میں اور تواضع میں زیادہ پاتا۔ کیونکہ وہ اس سے ان کے پاس آمدورفت کا مطالبہ نہیں کرتے جس طرح کہ یہ ان سے مطالبہ کرتا ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے شدید نفرت کرتے جو آپ کی دست بوسی کرتا۔ اور فرماتے کہ دست بوسی تو صرف اسی کی کی جائے جو کہ دن رات استقامت مع اللہ تعالیٰ کے قدم پر ہو۔ اور اگر کوئی مسلمان آپ کی دست بوسی کرتا یا گھٹنے کو چومتا تو قریب ہوتے کہ خجالت سے پگھل جائیں۔ یہ وہ معمول ہے جس پر سلف صالح تھے۔ اور میں نے اسے دیکھا جو کہ اپنا ہاتھ لوگوں کے لئے پھیلاتا تاکہ اسے چومیں۔ اور یہ سادگی ہے یا تکبر۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کی شان حاذق اور ذہین ہونا ہے۔ پس ہر اس چیز پر عمل کرنے سے گریز کرے جو کہ اپنے بھائیوں پر بزرگی کے انتظام اور قیام تک پہنچا دے۔ اور بسا اوقات نفس اس کی الفت رکھتا ہے اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس اگر لوگ اس کی دست بوسی نہ کریں تو بدمزہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ لوگوں پر اس کے تکبر کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے لوگوں سے اپنی دست بوسی کا مطالبہ کیا لیکن اپنے نفس سے اپنے بھائیوں کی دست بوسی کا مطالبہ نہ کیا۔ اور میں نے اہل علم میں سے ایک شخص کو

دیکھا جس کے سامنے اس کے طلبہ ایک جماعت ہے جو کہ لوگوں کو اس کے گزرنے کے لئے ان کی سواریوں سے نیچے اتار رہے تھے جیسا کہ کفار کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے اور یہ خاموش تھا۔ اور یہ ادب سے خروج ہے۔ پس چاہئے کہ شیخ پر حذر رہے۔

مختصر یہ کہ جو لوگوں پر اس لئے عتاب کرے کہ وہ اس کے پاس آمدورفت نہیں کرتے یا اس کے سامنے سرافگندہ نہیں بیٹھتے یا اس کے ساتھ کسی ضرورت یا دعوت ولیمہ کی طرف نہیں چلتے وغیر ذالک۔ تو یہ اس امر کی علامت ہے وہ متکبروں میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ متکبرین کو پسند نہیں فرماتا۔ پس اسے جان لے۔ اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہ راست ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ تعظیم حسب مرتبہ

لوگ نفس کی عاجزی کے جس مقام پر ہیں اسی کے مطابق ان کی تعظیم کرتا ہوں۔ پس بیشک متکبرین درجہ میں سب لوگوں سے نیچ ہیں۔ اور اس خلق کی کوئی قلیل ہی رعایت کرتا ہے۔ بلکہ اکثر لوگ عوام کی تقلید کرتے ہوئے لباس اور موٹاپے کے مطابق تعظیم کرتے ہیں۔ اور سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اس انسان کے لئے قیام کیا جسے پہچانتے تھے۔ اور آپ کے پاس ایک شیخ تھا میں نے اس انسان کے لئے سفیان کی تقلید کرتے ہوئے قیام کیا تو حضرت سفیان نے اسے فرمایا: تو نے اس شخص کے لئے کیوں قیام کیا۔ کیا تجھے اس کا حال معلوم ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ میں تو آپ کے تتبع میں کھڑا ہوا ہوں آپ نے فرمایا: آج کے بعد پھر ایسا نہ کرنا۔ انتہی۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگوں کے مرتبے دو طریقوں سے پہچانے جا سکتے ہیں۔ ایک تو کشف کے ذریعے۔ دوسرا طریقہ اس کی طاعات کی کثرت کی وجہ سے۔ اور ان دونوں کے علاوہ محض مذاق اور کھیل ہے۔ انتہی۔

اور سیدی یاقوت العرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہئے کہ لوگوں کی تعظیم باطن میں ان کے دین کے معیار پر کرے نہ کہ ان کے کپڑوں کے مطابق۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ہمارے شیخ سیدی ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی دفعہ دیکھا کہ آپ بعض عاصیوں کی تعظیم بعض اطاعت گزاروں سے زیادہ کرتے۔ ایک دن میں نے اس سلسلے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مطیع سے میرے لئے عزت نفس اور تکبر ظاہر ہوتا ہے جبکہ عاصی سے نفس کی عاجزی اور حقارت۔ پس میں ہر ایک کے ساتھ اس کے باطن کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ انتہی۔

پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ غیر معروف فقیر کی زیادہ تعظیم کرنا

میں غیر مشہور فقیر کی تعظیم جو کہ استقامت کے ساتھ ہو مشہور بالکرامات فقیر کی نسبت زیادہ کرتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ دنیا دار نتائج نہیں۔ یہ تو دار التکلیف ہے۔ اور ہر انسان اس میں اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہے۔ کیونکہ اس سے کتاب وسنت کے ذریعے سونپی گئی ذمہ داری کا مطالبہ کیا گیا ہے پس اسے اپنے ہاتھوں کسی کرامت کے وقوع کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی لوگوں کی طرف سے اس کی

مدح وستائش کی طرف۔ بلکہ وہ مواقع مدح سے گریز کرتا ہے۔اور جس مقام میں اس کی مدح کریں وہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے یا جہاں اس کی مذمت کریں وہاں اقامت اختیار کرتا ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی تیری مدح کرے تو اس سے پرہیز کر کہ تو کہے کہ ہم تو عاجز لوگوں میں سے ہیں یا ہم تو فقراء کے نعلین کی خاک بھی نہیں۔ کیونکہ تیرا تواضع کرنا جبکہ وہ تیری تعریف کریں ان کے نزدیک تیری برتری اور تعظیم میں اضافہ کرتا ہے۔ بلکہ انہیں یہ وہم دلاتے ہوئے خاموش رہ کہ تو مدح پسند کرتا پسند کرتا ہے۔پس تیرے نفس کی ریاضت میں زیادہ قوی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ تجھے اور تیری مدح کرنے والوں کو آفات سے محفوظ رکھے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-تعمیل حکم نہ کرنے والے سے بدمزہ نہ ہونا

جسے میں کوئی حکم دوں پس وہ تعمیل نہ کرے تو میں اس سے بدمزہ نہیں ہوتا مگر اس امر میں حکم شرع کی قدر کے مطابق۔ کیونکہ میں اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما علی الرسول الا البلاغ۔(المائدہ آیت ۹۹) رسول پر نہیں ہے پیغام پہنچا دینا) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فانما علیك البلاغ وعلینا الحساب (الرعد آیت ۴۰) آپ پر صرف تبلیغ فرض ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ان سے حساب لیں) نیز ارشاد فرمایا ثم تاب علیھم لیتوبوا (التوبہ آیت ۱۱۸) پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت سے توبہ فرمائی تا کہ وہ بھی رجوع کریں) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ (یونس آیت ۱۰۰) اور کوئی شخص نہیں جو ایمان لائے بغیر حکم الٰہی کے) نیز فرمان ذیشان ہے فاصدع بما تومر (الحجر آیت ۹۴) آپ علی الاعلان وہ کچھ کہیں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے) اور فرمایا ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ (النور آیت ۲) اور تمہیں ان دونوں پر رحم نہ آئے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں) نیز حکم فرمایا اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد (توبہ آیت ۵) تو قتل کرو مشرکوں کو جہاں بھی انہیں پاؤ۔ انہیں گرفتار کرو اور انہیں گھیرے میں لے لو اور ہر تاک کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو) نیز فرمایا لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الأخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ (المجادلہ آیت ۲۲) تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان سے محبت کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں)

اور جب عاصی سے بدمزگی حظ نفس کے لئے نہ ہو۔ وہ تو صرف اس پر دینی شفقت اور اس کے ساتھ رحمت شرعی کی بنا پر ہو تو کوئی حرج نہیں جس طرح کہ باپ اپنے بیٹے پر بربنائے محبت وشفقت اس وقت بدمزہ ہوتا ہے جب وہ اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔اور آج اس خلق پر کوئی قلیل ہی عمل کرتا ہے کیونکہ اکثر لوگوں پر ریاست کی محبت کا غلبہ ہے۔اور بسا اوقات ایک شخص عذر کرتا ہے کہ اس کی بدمزگی تو صرف دین کی محبت کی جہت سے ہے۔ حظ نفس کے لئے نہیں۔ تو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کا یوں امتحان کرے کہ جب حکم اس کے غیر کا ہو اور مامور نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ تو اگر اس کے لئے اسے اسی طرح بدمزگی ہو جس طرح کہ خود اپنے لئے ہوئی تھی جس وقت کہ اس کے حکم کی خلاف ورزی کی گئی تو یہ بدمزگی دین کی خاطر ہے۔اور اگر اس کا قلب اپنے غیر کے حکم کی مخالفت کے وقت سرد رہا۔ تو یہ حظ نفس ہے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ رحمت سے توجہ فرماتا ہے تو بندہ لازماً توبہ کرتا ہے۔ پس اگر وہ ارادہ کرے کہ اپنے نفس کا امتحان کرے کہ کیا وہ نافرمانی کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ نافرمانی کے لئے کوئی چیز نہیں پائے گا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اپنے نفس کے حال میں غور کر تو حق تعالیٰ کو کسی امر کا حکم دیتا پائے گا۔ پس تو اس کے امر کی تعمیل نہیں کرتا۔ اور اس کے باوجود وہ تجھ پر حلم فرماتا ہے۔ تجھے کھلاتا ہے۔ پلاتا ہے۔ اور تجھ سے انتقام میں جلدی نہیں کرتا۔ پس اگر تو منصف ہے تو اس کے بندوں کے اسی طرح کا سلوک کر جیسا کہ وہ تیرے ساتھ کرتا ہے۔ پس پتہ چلا کہ تمام داعی حضرات لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی شرع کی طرف دعوت دیتے ہیں نہ کہ اپنی طرف۔ پس جب وہ ان سے دعوت قبول کر لیتے ہیں تو اپنے قلوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتے ہیں نہ کہ واسطے کی طرف۔ اور واسطے کے لئے صرف ان پر فیض پہنچانے کا حکم رہ جاتا ہے۔ بلکہ داعی الی اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے کہ مدعوون اللہ تعالیٰ کی بجائے اس کے ساتھ رہیں۔

پس اے بھائی! اپنے بھائیوں کو نرمی کے ساتھ حکم دے۔ اور انہیں نرمی کے ساتھ منع کر۔ پس وہ اس کے لئے تعمیل کریں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر۔ اور اگر تعمیل نہ کریں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ اور انہیں سختی اور حقارت کے ساتھ امر اور نہی نہ کر۔ پس بسا اوقات ان کے نفوس تجھ سے اٹھ جاتے ہیں اور نتیجتاً انکار ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح رسول اللہ رحمۃ للعالمین ہیں اسی طرح اے بھائی! تو بھی اپنے بھائیوں پر رحمت ہو جاتا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- معاصی اور مخالفات کے وقوع کی حکمت میں غور کرنے میں جلدی کرنا

میں ہر اس چیز کی حکمت میں نظر کرنے میں جلدی کرتا ہوں جو کہ معاصی اور مخالفات کی صورت میں واقع ہوتی ہے نہ کہ اعتراض کرنے میں۔ پس کوئی اعتراض نہیں مگر اس کی حکمت میں غور کرنے کے بعد صرف اعتراض شرع کی قدر تک اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی وجہ سے ہے۔ اور یہ اخلاق محمدیہ میں سے ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال تک رہا۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ فرمایا۔ اگر کوئی کام کیا تو نہیں فرمایا کیوں کیا۔ اور اگر ترک کیا تو نہیں فرمایا کیوں ترک کیا۔

پس اے بھائی! پہچان لے کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ پھر اعتراض شرع کے ساتھ اعتراض کر۔ اور تو باکمال ہو چکا ہوگا۔ اور عاصی کے لئے کہہ: اے بھائی! دوبارہ ایسا کام کرنے سے پرہیز کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر۔ اور تجھ پر اس کے حلم کی وجہ سے تجھے دھوکا نہ لگے۔ اور اسے یہ نہ کہہ کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اس میں اب کوئی فائدہ نہیں کہ وہ تو اس میں گر چکا۔ وقت گزر گیا۔ اور میزان شرع کو ہر اس کام میں ہاتھ سے چھوڑ دینے سے پرہیز کر جو تیرے ہاتھوں ظاہر ہوا یا کسی دوسرے کے ہاتھ سے۔ پس تو اسے اس پر برقرار رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔میری دعوت میں غیر حاضری سے مکدر نہ ہونا

اور جو میری دعوت میں حاضر نہیں ہوا میں اس سے بدمزہ نہیں ہوتا جبکہ میں نے اسے دعوت دی تھی۔یا اس نے اپنے مال یا بدن کے ساتھ میری مدد نہیں کی۔کیونکہ فقیر کے لئے شرط ہے کہ لوگوں سے اپنی مشقت اٹھالے اور ان حقوق پر نظر کرے جو کہ اس پر ان کے لئے ثابت ہیں۔اور اس حق کی طرف نہ دیکھے جو کہ اس کے لئے ان کے ذمہ ہے۔اور جس نے اس کے برعکس کیا وہ لوگوں کے درمیان سرنگوں ہوا۔اور چاہئے کہ ہر اس چیز کے متعلق غور کرے جس کا انہوں نے اس کی معیت میں خلل ڈالا۔اگر تو ان کے لئے بہتر ہو تو انہوں نے ہی اسے ترک کیا ہے۔اور اگر ان کے لئے بہتر نہیں تو انہوں نے اس سے راحت حاصل کی۔اسی طرح اسے نہیں چاہئے کہ جب بیمار ہو جائے تو انہیں اپنی عیادت کی تکلیف دے اور نہ ہی انہیں سرزنش کرے۔گرچہ سال بھر یا اس سے زیادہ تک کمزور پڑا رہے۔اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے ہی بیمار پڑتے تو دعا کرتے یا اللہ! میرے تمام بھائیوں کو میری بیماری بھلا دے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی میرے پاس آنے کی تکلیف نہ کرے۔اور میں نے ایک دفعہ آپ سے کہا کہ فلاں آپ سے شرماتا ہے جس نے آپ کی زیارت میں تاخیر کی۔تو فرمانے لگے: اس نے میرا قبیح چہرہ دیکھنے کی تکلیف سے راحت پائی۔

اور آپ اپنے مریدوں سے اپنی بیماری چھپائے رکھتے۔پس قریب نہیں کہ ان میں سے کسی کو آپ کی بیماری کا پتہ چلے سوائے آپ کے رنگ کے زرد پڑنے سے۔جس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ یہی برتاؤ فرماتے۔اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کی شدت صرف رخ انور کی زردی سے ہی پہچانتے تھے۔اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس فقیر نے اپنے کسی عمل شدید میں اپنے لئے لوگوں کی امداد کی طرف منہ پھیرا اسے قوم صوفیاء کے ادب کی مہک تک نہیں پہنچی۔پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مریدین کے مقابلے میں اپنے متعلق شہود

میں اپنی ذات میں شہود رکھتا ہوں کہ جو مریدین میرے سلسلہ ارشاد سے وابستہ ہیں میں ان سے مقام میں فروتر ہوں کیونکہ وہ میرے مشائخ بالحال ہیں اور میں ان کا شیخ بالقال ہوں اور حال زیادہ قوت والا ہے قال سے۔اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ میں جب بھی انہیں تعلیم ادب میں اور کھانا پینا مہیا کرنے میں اپنا محتاج دیکھتا ہوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف میری شدت افتقار اور مجھ پر اس کی کثرت انعام یاد کرتا ہوں ان قبائح کے باوجود جو مجھ سے صادر ہوتے ہیں۔

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ کے لئے شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے ہاتھ میں کوئی ضرر اور نفع نہ سمجھے۔پس لوگوں کو سلوک سکھائے۔ہدایت دے اور وہ اس سے نفع یاب ہوں۔اور وہ خود اپنے لئے ان کی ہدایت میں کسی دخل کا شہود نہ رکھے مگر صرف دلالت کے معنوں میں۔غفلت اور تکبر کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء (القصص آیت ۵۶) بیشک آپ ہدایت نہیں دیتے جسے آپ پسند کریں لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے)

اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ آپ ان فقراء کو اپنے پاس کیوں روکے ہوئے ہیں۔ انہیں چھوڑ دیئے زمین میں سیر و سیاحت کریں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے پاس صرف میری دینی مصلحت کے لئے رکھا ہے تاکہ میں ان کی میری طرف محتاجی سے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی فقیری کو یاد رکھوں۔ نیز انہیں کی بدولت صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر کا نظام قائم ہے۔ اور اگر ان کا میرے پاس کوئی کام سوائے صبح و شام ذکر الٰہی کے نہ ہو تو بھی انہیں کافی ہے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے پاس فروکش فقراء کی خدمت لازم کر۔ پس بیشک یہ حضرات مجھے اللہ عز و جل کی یاد دلاتے ہیں۔ کیونکہ فقیر جب مشہور ہو جائے تو لوگوں کے وارد ہونے کی جگہ بن جاتا ہے جو کہ اپنی حوائج میں اس کا قصد کرتے ہیں۔ پس ان میں سے ہر ایک اس پر متوجہ ہونا اور اس کی حاجت دنیوی میں نظر کرنا طلب کرتا ہے۔ اور یہ فقیر کو اپنے رب عز و جل سے مشغول نہیں کرتا۔ پس ان کا خانقاہ میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا اسے قرآن کریم کی یاد دلاتا ہے۔ اور ان کا ذکر الٰہی کرنا اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے۔ اور ان کی نماز اسے نماز کی یاد دلاتی ہے۔ ان کا قیام لیل اسے قیام لیل کی یاد کراتا ہے۔ اور اسی طرح۔ اور اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ خلق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اس کے دربار میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے۔ اور جمہور قوم صوفیاء نے فقراء کو اپنے پاس اپنی خانقاہوں میں ٹھہرانے کا دستور رکھا ہے جس طرح کہ اہل صفہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک میں تھے۔ اور جو ایسے معمول کا انکار کرے وہ قابل توجہ نہیں۔ پس جان لے۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - اپنے آپ کو ہمیشہ عاصیوں میں سے سمجھنا

میرے نفس میں میرا شہود ہے کہ میں ہمیشہ عاصیوں میں سے ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ میرا کام دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو میں معصیت میں ہوں۔ پس معاملہ ظاہر ہے۔ یا طاعت میں ہوں تو اس میں میرا عصیان میری کوتاہی اور اپنے نفس کو ریاضت میں استعمال نہ کرنا ہے حتیٰ کہ میں نے اس میں کمال خشوع اور اسے بطور شریعت جاری کرنے کی حضوری کو ترک کر دیا اور میں نے اپنے بھائی سیّدی افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ واللہ میں نے اپنے آپ کو فاسقین سے گھڑی بھر خارج نہ کیا دن ہو یا رات۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ کس طرح؟ تو فرمایا: کیونکہ لغت میں فسق، خروج کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فسقت النورۃ گٹھلی نکل آئی۔ اور جو سنت محمدیہ سے اپنے کھانے۔ پینے۔ پہننے۔ اپنے کلام۔ نیند یا معاملہ مع اللہ تعالیٰ یا معاملہ مع الخلق میں بالشت بھر نکل گیا تو اس پر فسق کا نام جاری ہو گیا۔ اور اس سے بچنے والا کبریت احمر سے زیادہ نادر ہے۔ اس کی بات کی جاتی ہے۔ نظر نہیں آتا۔

پس اسے جان لے تجھے ہدایت نصیب ہو گی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - طریق صوفیا سے میری نفی کرنے والے سے بدمزہ نہ ہونا

میں اس شخص سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتا جو طریق صوفیہ سے میری نفی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں اہل طریق سے نہیں۔ نہ ہی اسے کچھ ذوق ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں اس زہد۔ ورع اور خوف خدا سے دور ہوں جس پر کہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے فرض کرو کہ

میں نے اس کا دعویٰ کیا ہے تو بسا اوقات میرے افعال اور اقوال میری تکذیب کرتے ہیں۔ اور میں نے مشائخ زمانہ میں سے ایک شخص کو دیکھا جسے لوگوں نے کہا کہ تو فقیہ ہے۔ صوفی نہیں۔ پس وہ مکدر سا ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو اس وجہ سے کیونکر مکدر ہو گیا کہ لوگوں نے تجھے فقیہ قرار دے دیا۔ حالانکہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی وغیرہما میں سے جب کسی سے کہا جاتا کہ اس مسئلہ میں تو کیا کہتا ہے اے فقیہ؟ تو وہ فرماتے: واللہ وہ زمانہ جس میں میرے جیسے کو فقیہ کے نام سے پکارا جانے لگا ہے البتہ برا زمانہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تصوف کے ایک مسئلہ کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ایسا علم ہے جس کی تیس سال سے بساط لپیٹی جا چکی ہے۔ جب کہ لوگ تو اس کے حواشی میں کلام کرتے ہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ جب تو کتب قوم کا مطالعہ کرے اور ان کے الفاظ میں ان کی اصطلاحات پہچان لے کہ تو اپنے صوفی ہونے کا عقیدہ بنا لے۔ تصوف تو ان کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونے اور ان تمام آداب اور اخلاق کے استنباط کے طریقوں کی معرفت ہے جن سے وہ کتاب و سنت سے آراستہ ہوئے۔ پس بیشک ان میں سے بعض بسا اوقات رسالہ قشیری یا غزالی کی کتاب الاحیاء کے کلام کے ساتھ درس تصوف دینے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اگر اسے کہا جائے کہ ہمارے لئے فقہ میں مثلاً ابوشجاع کی کتاب کی شرح کر تو ہمارے لئے اس کی عقدہ کشائی کا علم نہیں رکھتا۔ پس یہ طریق ولایت کا دعویٰ کیونکر کرتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

اور میں نے بعض کو دیکھا کہ اس کے لئے رسالہ قشیری کا کچھ حصہ۔ امام غزالی کی الاحیاء کا کچھ کلام۔ اور سیّدی احمد الزاہد وغیرہم کے کلام سے کچھ حصہ جمع کیا گیا۔ اس نے اسے ایک رسالہ کی صورت میں جمع کر کے اس پر اپنا نام لکھ لیا۔ اور اپنے متعلق اس گمان میں مبتلا ہوا کہ وہ مشائخ کے رتبے کو پہنچ گیا ہے۔ اور یہ بات اس سے غائب رہی کہ مشائخ نے رسائل وضع نہیں فرمائے مگر اپنی فتوح سے یا پھر ان علوم و معارف کی فتوح کے حق میں گواہی طلب کرنے کے لئے جو انہیں عطا ہوئیں اس خوف کے پیش نظر بعض ہمسر کہیں ان پر انکار کریں۔ پس وہ گمان کریں کہ یہ اس وضع میں منفرد ہیں۔ پس انہوں نے کلام قوم سے جو کچھ نقل کیا وہ ان کے کلام کے لئے تقویت بخش ہو۔

حکایات قوم کا فائدہ کیا ہے؟

اور ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ مرید کے لئے ان رسائل میں لکھی گئی حکایات کے پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ان کا فائدہ اس کے عزم کو قوت بخشنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وكلا نقص عليك من انباء الرسل ما نثبت به فوادك (ھود آیت ۱۲۰) اور یہ جو ہم آپ سے پیغمبروں کے واقعات بیان کرتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ہم آپ کے قلب کو پختہ کر دیں) پس معلوم ہوا کہ بعض ضعیف طلبہ ان کے رسائل میں سے ایک رسالہ جمع نہیں کر سکتے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص کو فرماتے ہوئے سنا ہر وہ شیخ جو تمام احکام شریعت اور آداب قوم کتاب و سنت سے مستنبط نہ کر سکے اگر تمام کتب نقل گم ہو جائیں تو وہ شیخ نہیں۔ طریق میں شعبدہ باز ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جرأت کرتا ہے۔ اور یہی معنی ہے سیّدی الشیخ ابوالسعود بن ابی العشائر کے اس قول کا کہ جس کی کتاب اس کا قلب نہیں وہ فقیر نہیں۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ

تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مدعی کشف فقیر کو تسلیم کرنا

اور فقراء میں جو اہل کشف ہونے کا دعویٰ کرے میں اسے تسلیم کرتا ہوں لیکن وہ اپنے مکشوفات کی اشاعت سے بچتا ہے جس طرح کہ کامل اولیاء کا دستور ہے۔پس جب ہم اسے سنیں کہ کہتا ہے کہ کشف تو ناقصوں کے لئے ہوتا ہے۔اور کامل کے لئے کوئی کشف نہیں۔ لوگوں کو یہ وہم دلاتے ہوئے کہ وہ کامل ہے۔تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تو نے سچ کہا۔پھر اگر جھوٹا ہوا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔ہم پر نہیں۔اور صوفیاء کے اس قول کی کہ کامل کے لئے کوئی کشف نہیں۔وضاحت یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنے رب عز وجل کے ان اوامر کی ادائیگی میں مشغول ہے جو کہ ہر سانس میں اس پر واجب ہیں۔پس اس کی طرف متوجہ ادامر اسے چھوڑتے ہی نہیں کہ وہ ان کے غیر کے لئے فارغ ہو۔نیز کشف حقائق تو صرف صفات حق جل وعلا میں سے ہے۔اور کامل اوصاف ربوبیت میں مزاحمت نہیں کرتا۔بخلاف ناقص کے کہ وہ مغیبات پر اطلاع سے عشق رکھتا ہے۔پس حق تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے جس سے اسے عشق ہے اور یہ اس کے ضعف یقین کے علاج کے طور پر ہوتا ہے۔خصوصاً خلق کی مخفیات پر اس کی اطلاع کے علاج کے لئے۔اور اگر کامل خلق میں سے کسی کی مخفی شے پر مطلع ہو تو قریب ہے کہ اس سے حیا کرتے ہوئے پگھل جائے۔کیونکہ یہ کشف شیطانی ہے۔

بیشک کامل اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہوتا ہے اس صورت میں جو اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے۔اور اس کا اپنی طرف سے کوئی ارادہ نہیں۔ اور اگر وہ ارادہ کرتا جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ نہیں ہوتا۔اور اے بھائی! جان لے کہ تمام اہل کشف کا اس امر پر اجماع ہے کہ ہر وہ شخص جس کا کھانا پینا حلال نہ ہو وہ دل میں پیدا ہونے والے خطرات میں امتیاز نہیں پہچانتا۔اور یہ نہایت کمیاب ہے۔پس اس کے لئے مقام کشف کیونکر درست ہوگا۔اور ہم نے رسالۃ الانوار القدسیہ میں ذکر کیا ہے کہ دخول طریق میں مرید کی ابتداء درست ہونے کی شرط ہے کہ پانی اور ہوا پر چلے۔اس کے لئے طی ارض حاصل ہو۔اور جس کے لئے یہ واقع نہ ہوا اس کا مقام ارادت میں کوئی قدم نہیں۔پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-آنے جانے والوں کی خاطر خدوخال نہ بدلنا

اس امر سے میری حفاظت ہے کہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ اپنی کشادہ روئی کسی ایسے کے آنے کی وجہ سے بدلنے میں واقع ہو جاؤں جس سے عادۃً حیا کیا جاتا ہے بلکہ جس کشادہ روئی میں تھا اس میں مزید کمال ظاہر کرتا ہوں۔اور یہ مزاح شرعی ہے۔کیونکہ میرے وقار کا اس کے سامنے مجروح ہونا جس سے حیا کیا جاتا ہے میرے صورت نفاق میں گرنے سے کہیں بہتر ہے۔اور اسی لئے میں جب کوئی انسان میرے پاس آئے تو تسبیح نہیں پکڑتا مگر اگر میں اس کے آنے سے پہلے اس پر ورد کر رہا تھا تو تھامے رکھتا ہوں۔اور جب داخل ہونے والے کی خاطر ذکر کرنا شروع کر دوں تو خطرہ ہے کہ نفاق میں گر پڑوں۔اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے کہا جائے کہ ہارون رشید تمہارے پاس آرہا ہے پس میں اس کی آمد کی خاطر اپنی داڑھی درست کرنے لگوں تو مجھے ڈر ہے کہ منافقین کے دفتر میں لکھا جاؤں۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقیر کے آداب میں سے یہ ہے کہ جب لوگوں سے ملے یا لوگ اسے ملیں تو پہلے سے موجود حالت سے زاید وقار اور خشوع ظاہر نہ کرے اور نہ ہی سر افگندہ ہو بلکہ پہلی ہی حالت پر قائم رہے۔ اللھم۔ مگر یہ کہ سر جھکائے رہنا اس کی عادت بن چکی ہو تو طریق شرعی کے ساتھ اس کا کوئی حرج نہیں۔

پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مخصوص لباس سے محبت نہ کرنا

میں مخصوص کپڑے پہننے سے اپنے نفس کی خواہش کی وجہ سے محبت نہیں کرتا۔ میں صرف اس سے وجہ شرعی کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ اور میرے بھائی سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آداب فقیر میں سے یہ ہے کہ اس کے نزدیک کسی ایسی حالت سے محبت نہ ہو جس کے ساتھ اپنے ہمسروں پر فخر کرے سوائے اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کے۔ اور یہ قیمتی اونی جبے پہننا اور شملہ لٹکانا۔ اور ہر وہ چیز جس میں اپنے ہم جنسوں سے امتیاز حاصل ہو۔ جیسے اپنی پشت پر اپنی چادر پھیلانا اس کے بغیر کہ اسے اپنی گردن کے اردگرد سمیٹے۔ پس بیشک یہ شیخ بننے والوں کی عادت ہو چکی ہے۔ اسے ان کے غیر نہیں اپناتے۔ لیکن جب ایسی حد تک پہنچ جائے کہ اس کے نزدیک تمام لباس برابر ہوں یا اس کی چادر بڑی ہو جس کا گردن پر سمیٹنا مشکل ہو تو اسے سر پر لپیٹ لے تو کوئی حرج نہیں۔

اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہرت سے خوف کرتے تو جوانوں جیسا لباس پہنتے۔ اور اسی طرح ابراہیم التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پس چاہئے کہ جب ناقص کو مثلاً ولیمہ میں حاضری کی دعوت ہو تو اپنی دستار اور ہیئت سنوارنے سے پرہیز کرے۔ اور اسی ہیئت پر آ نکلے جس پر کہ اس ولیمہ کی دعوت سے پہلے تھا۔ پھر جب حد کمال تک پہنچ جائے تو اسے اپنی ہیئت اور عمامہ سنوارنے کی غرض صحیح کے لئے اجازت ہے۔ اور اس میں حرج نہیں۔ جس طرح کہ بعض اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دستار مبارک کے پیچ پانی کے حوض میں (جھانک کر) درست فرماتے جب کہ آپ کو وفود کے آنے کی خبر پہنچتی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اچھا لباس پہننے کا حکم دیتے۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکابر نے اس دار دنیا میں صرف ادب مع اللہ تعالیٰ کی خاطر ظاہر ہونے کو ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایسا مکان ہے کہ اس میں ان کے مالک سے مقام الوہیت میں نزاع کیا گیا۔ نیز بیشک حق تعالیٰ اپنے بندوں سے پردے میں رہا۔ پس اس میں انسان کا عدم ظہور اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق میں سے ہے۔ پھر جب حق تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے آخرت میں ظاہر ہوگا تو وہاں ان کے لئے ظہور حق تعالیٰ کے تتبع میں جائز ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی سیّدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے سنا کہ وہ جب بھی کسی ضرورت کے لئے سواری کرتا تو اپنے مریدوں کو اپنے آگے چلنے کا جیسے بارات ہو حکم دیتا اور وہ خود خچر پر سوار ہوتا۔ آپ اسے کہہ رہے تھے کہ تو اس دار میں ظہور کیونکر پسند کرتا ہے باوجودیکہ ابلیس نے اس میں مخفی رہنا اختیار کیا۔ اور اہل اللہ عزوجل نے خود کو چھپانے اور اسباب شہرت ترک کرنے کا راستہ اختیار کیا حتیٰ کہ حق تعالیٰ ہی انہیں ان کے میلان کے بغیر مشہور فرمائے۔ اور کائنات میں کوئی منادی یہ ندا دے: سن لو اللہ تبارک وتعالیٰ فلاں کے ساتھ محبت فرماتا ہے پس اس سے محبت کرو۔ پس اس وقت اس کے لئے بندوں کے قلوب میں محبت اور تعظیم رونما

ہوتی ہے۔اور اگر وہ ارادہ کرتے کہ اسے ناپسند کریں یا حقیر جانیں تو اس پر قادر نہ ہوتے۔ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم (الج آیت ۱۸) اور جسے اللہ ذلیل کردے تو اسے کوئی عزت دینے والا نہیں) اور جسے اللہ تعالیٰ عزت بخشے اسے کوئی ذلیل کرنے والا نہیں۔ پھر جب مخلوق کے قلوب میں ان کے لئے محبت اور تعظیم جاگزیں ہوجائے تو وہ ہمیشہ حق تبارک وتعالیٰ سے خائف لرزہ براندام رہتے ہیں اس خطرے کے پیش نظر کہ ان کے نفس تکبر سے محبت کرنے لگیں۔اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر سلف پسند کرتے کہ وہ پہچانے جائیں تو پہچانے نہ جاتے۔

پس ان کے لئے سرور نہیں ہے مگر ایمان والوں کے لئے عاجزی اور انکساری میں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔پس اسے جان لے تجھے رشد وہدایت ملے گی۔اور تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-دوسرے شیخ کی محبت دلانا

میرے مریدوں میں سے جو شخص میرے معاصرین میں سے کسی سے فیض حاصل کرنے کا ارادہ کرے میں اسے اس شیخ کی محبت دلاتا ہوں جس سے وہ مجھے چھوڑ کر فیض حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔اور میں پوری کوشش اسے اس کی رغبت دلاتا ہوں کہ اس سے فیض حاصل کرے۔اور باطن میں اس سے بدمزہ نہیں ہوتا۔کیونکہ میری ذات میں میرا مقام شہود یہ ہے کہ میں اپنے معاصرین سے کم تر ہوں۔ اور اگر میں خود کو اپنے معاصرین سے برتر سمجھتا تو سرداری کی محبت کی بنا پر میں اس سے مکدر ہوتا۔اور یہ خلق کمیاب ہے۔فقراء میں سے چند افراد میں پایا جاتا ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر صادق کی علامت یہ ہے جو اس کے معاصرین میں سے کسی سے طریق حاصل کرنا چاہے یہ اسے زیادہ رغبت دلائے اس کی بہ نسبت جو خود اس سے فیض حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔اور مجھے ایک فقیر نے ایک شیخ کے متعلق خبر دی کہ اس نے اس سے کہا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ طریق حاصل کروں۔تو شیخ نے اس سے کہا کہ تیرا حال اس سے اچھا ہے جس سے تو حاصل کرنا چاہتا ہے۔پس بحمد اللہ تعالیٰ تجھے کسی شیخ کی ضرورت نہیں۔کیونکہ تو حلال وحرام پہچانتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔روزہ رکھتا ہے۔اور قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔اس نے کہا کہ مجلس طویل ہوگئی۔پس میں نے اس سے کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ سے طریق حاصل کروں۔تو اس نے کہا: بیٹے! یہ تجھ پر واجب ہے۔پس طریق کی ہلاکتیں کثرت سے ہیں۔اور انسان کے لئے شیخ کا ہونا ضروری ہے جو اسے ہر عیب بیان کرے جو کہ اس پر مخفی ہے۔فقیر نے کہا کہ مجھے اس کے پہلے اور دوسرے قول سے تعجب ہوا۔پس اے بھائی! ایسی صورت حال میں گرنے سے پرہیز کر۔پھر مخفی نہ رہے کہ عارفین کا مرید پر بدمزگی کا اظہار کرنے کو مرید کی مصلحت پر محمول کرنا واجب ہے۔اور کچھ نہیں۔پس اسے سمجھ تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-دوران ورد کسی امیر کے آنے سے بدمزگی

اس وقت مجھے بدمزگی ہوتی ہے جبکہ حکام یا بڑے عہدے داروں میں سے کوئی ایسے وقت میں میرے پاس آتا ہے جبکہ میں جماعت کے ساتھ صبح کو یا شام کو اوراد پڑھنے میں مصروف ہوتا ہوں۔اور یہ اس لئے کہ ان بڑوں کا کسی فقیر کو دیکھنا جبکہ وہ اپنے وقار کے

مقام میں ہوتا ہے اس کے لئے ان کے قلوب میں تعظیم پیدا کرتا ہے۔ پس نفس خبیث ایسی صورت حال سے لذت لیتا ہے۔ نیز انہیں فقیر سے پسند نہیں مگر ان کے لئے قیام اور ان پر متوجہ ہونا۔ اور یہ معلوم ہے کہ یہ بارگاہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ پس فقیر حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے درمیان کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے کی بنا پر ان کی تعظیم نہ کرے۔ پس وہ اپنے نفسوں میں مکدر ہوں اور اپنے آنے پر نادم ہوں۔ اور اس کے درمیان کہ ان کی طرف متوجہ ہو تو اس سے اللہ عزوجل کے حضور مخاطبت پر توجہ کا کمال فوت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کا خطاب اس کے بندوں کے خطاب کے ساتھ ہمارے جیسوں کے لئے درست نہیں۔

اے بھائی! جب تو نے یہ معلوم کر لیا تو اس سے پرہیز کر کہ تیرے پاس کوئی امیر یا شیخ عرب ایسے وقت میں آئے جو کہ تیرے ورد۔ وقار اور تیرے پاس فقراء کے اجتماع کا نہیں۔ پس تو اس سے اپنی تعظیم کی قلت محسوس کرے تو تو اس سے کہے کہ علی الصبح ہمارے پاس بے شمار مخلوق کا اجتماع تھا۔ جس طرح کہ شہرت طلب کرنے والوں سے اکثر ایسا رونما ہوتا ہے۔ پس اس میں تیری ہلاکت ہے۔ اور اسی طرح جب تیرے پاس کوئی امیر داخل ہو جبکہ تو تنہا بیٹھا ہو تو تو ندامت محسوس کرے۔ پس تو اس سے ندامت بڑھانے کے لئے کہنے لگے کہ وہ شخص ابتلاء کے ساتھ مخصوص ہے جسے لوگ پہچانتے ہوں۔ گویا کہ تو اس سے اس امیر کے باطن میں قیام تعظیم کا ارادہ کرتا ہے جبکہ اس نے تجھے اکیلا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پس اس میں تیری ہلاکت ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ گمنامی نعمت ہے۔ اور ہر کوئی اس کا انکار کرتا ہے۔

قصہ مختصر جو بھی پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کی زیارت اس کی محافل کے وقت کریں نہ کہ کسی دوسرے وقت میں وہ ریاکار ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اذکار اور مجالس خیر میں خوف ریا

میں اذکار اور مجالس خیر پر ہمیشگی سے خائف ہوں کہ کہیں یہ ریاء ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج۔ اور کوئی قلیل ہے جو خیر پر ہمیشگی کرے اور اس پر لوگ اس کی تعریف کریں اور وہ آفات سے بچ جائے۔ اور نفس خبیث کی شان ہے کہ جب اسے اپنی عبادت کی وجہ سے تعظیم سے الفت ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے اسے عبادت کا ترک ناگوار ہوتا ہے۔ اس میں حق تعالیٰ کی عدم مجالست کی وجہ سے نہیں۔ پس چاہئے کہ فقیر اپنے نفس کا امتحان کرے۔ پس جب اس عبادت کے اظہار کے ترک کی وجہ سے اپنے اندر خجالت محسوس کرے اور مخلوق سے شرمائے تو جان لے کہ یہ سب ریاکاری اور نفاق ہے۔ پس اس پر توبہ اور رجوع الی اللہ تعالیٰ واجب ہے۔ اور اگر دیکھے کہ اسے خجالت اور لوگوں سے شرم نہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے جس نے اسے نجات بخشی۔ پھر بے خوف نہ ہو۔ اور بعض سلف رضی اللہ عنہم سے ایسا ہوا کہ اس نے چالیس برس تک پانچوں نمازیں پہلی صف میں ادا کیں۔ ایک دن اس سے پیچھے رہ گیا تو اپنے نفس میں وحشت پائی تو چالیس سالوں کی نمازیں لوٹائیں۔ اور اپنے نفس سے کہا: تو پہلی صف میں صرف اس لئے نماز پڑھتا تھا تاکہ لوگ تیری تعریف کریں۔

اوراد و وظائف اور اعمال خیر میں خلوص کی نزاکت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: جو اپنے نفس میں اس وقت وحشت محسوس کرے جب وہ اوراد کا اظہار ترک کرتا ہے جیسے قرآن کریم کی تلاوت۔ یا روزہ۔ یا زُہد یا پارسائی یا خاموشی وغیرہ تو اس کے اعمال سب کے سب ریاء اور دکھاوا

ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنی نیکیوں میں سے کوئی چیز میزان میں نہیں پائے گا۔

اور سیّدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی فقیر کے شایاں نہیں کہ لوگوں کو ذکر اور اوراد وظائف پڑھنے کی مجلس میں جمع کرے مگر جبکہ نفسانی آلودگیوں سے اور سرداری کی محبت سے نکل جائے ورنہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم نے ایسے مشائخ طریق کو پایا ہے جبکہ کوئی بھی جماعت کے ہمراہ ورد یا ذکر میں بیٹھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا مگر اپنے شیخ کی وفات یا اسے اس کی اجازت کے بعد۔ اس کے بعد کہ اس کا شیخ اس کے کمال کی گواہی دے۔ اور پھر ایک دفعہ آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ان فقراء کے لئے چاہئے جو کہ مجالس ذکر میں حاضر ہوتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی اس صورت سے لذت محسوس نہ کرے جو کہ اسے خشوع۔ لرزہ۔ کندھوں کے سمیٹنے اور سرافگندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں اپنے نفس سے نرمی نہ کرے مگر جبکہ مغلوب ہو۔ اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کندھے سمیٹے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے تازیانے سے اس کی پٹائی کی اور فرمایا کہ خشوع ایسے نہیں ہے۔ خشوع تو دل کے اندر ہے۔ انتہی۔ پس اے بھائی! ایسی کیفیت میں گرنے سے پرہیز کر۔ اور اگر تو کسی کو ایسا کرتا ہوا دیکھے تو اسے غلبہ حال پر محمول کرتا کہ تو خود گناہ سے خارج ہو اور اس پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور تو سعادت پائے گا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - دعوت میں اکیلے جانا

میں اپنے ساتھ اپنے مریدین کو نہیں لے جاتا جب مجھے ولیمہ کی طرف بلایا جائے۔ جبکہ صاحب ولیمہ اس میں آرائش وتکلف کر رکھا ہو۔ بلکہ اکیلا ہی پیدل جاتا ہوں۔ اور یہ اپنے مزدور مریدوں پر اور صاحب ولیمہ پر رحم کرتے ہوئے کرتا ہوں۔ اور سیّدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب کوئی ولیمہ کی دعوت دیتا تو اپنے مریدوں میں سے کسی کو ساتھ جانے نہ دیتے گرچہ وہ اس کی طلب کرتا۔ کیونکہ مرید اپنے لئے نفع ونقصان دینے والی چیز کو پہچاننے سے قاصر ہے۔ اور ایک دفعہ آپ اپنے مریدوں کو ایک تاجر کے گھر لے گئے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ اس نے بے شمار مخلوق بلا رکھی ہے جبکہ کھانا تھوڑا ہے۔ اور اس کے پاس ایک جماعت ہے جو کہ اس کے گھر کی تعمیر کے لئے لکڑیاں چیر رہے ہیں۔ آپ نے تاجر سے فرمایا کہ لکڑی کا برادہ جمع کر کے اس دیگچے میں ڈال۔ اور اس پر پانی ڈال دے۔ نیچے آگ جلاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ حلوا بن گیا۔ اور آپ اس سے نکالتے رہے حتیٰ کہ سب لوگوں کو کافی ہوا اور بچ گیا۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ کرامت عطا کی ہو کہ تو ایسا کر سکے تو اپنی جماعت کثیرہ کو دعوتوں میں ساتھ لے جا۔ ورنہ ادب لازم کر۔ اور اے بھائی جان لے کہ فقیر پر جو ساعت اس حالت میں گزرے کہ وہ کسی پیشے میں مصروف ہو جس کا نفع اس پر اور اس کے اہل وعیال پر لوٹتا ہے تو یہ اس کے لئے ولیمہ کی ہزار دعوتوں سے افضل ہے جن میں وہ مشیخت کا تکلفاً کاروبار کرنے والے شیخ کی معیت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اہل طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ لوگوں کے صدقات اور ان کے ولیموں سے کھانا قلب کو سخت کرتا ہے۔ اور یہ کہ پارسائی طریقت کے ارکان میں سے ایک ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص پارسائی سیکھنے کے متعلق ایک ماہ اور اس سے بھی زیادہ مدت تک سفر کرتا۔

پارسائی کی تعلیم میں اکابر کی احتیاط

اور ایک شخص دور دراز سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے پارسائی کی تعلیم دیں۔ آپ نے فرمایا: اے بھائی! میں نے امراء کے طعام سے کچھ کھایا ہے پس اب صلاحیت باقی نہیں رہی کہ مجھ سے پارسائی حاصل کی جائے۔ لیکن کوفہ میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ۔ تو اسے اس کی کھیتی میں پائے گا جو اس نے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں پائی ہے۔ وہ صرف اس سے کھاتا ہے۔ پس اس سے ورع حاصل کر۔ چنانچہ وہ بصرہ سے اس کے پاس کوفہ پہنچا۔ اور اسے بالکل اسی طرح پایا جیسے حضرت حسن بصری نے بیان فرمایا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تجھے میرے پاس کس نے بھیجا ہے۔ کہنے لگا حسن بصری نے۔ اس نے کہا۔ یہ کسی چیز کے عہد کے ساتھ تھا جو زائل ہو چکا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہنے لگا ایک دن میں گائے سے اپنی نماز میں مصروفیت کی وجہ سے بے توجہ ہو گیا۔ وہ بارش کے بعد پڑوسی کے کیچڑ میں گھس گئی۔ پس لوٹی تو اس کے کھروں میں وہ کیچڑ تھا پس یوں وہ میری زمین میں مخلوط ہو گیا۔ پس وہ صلاحیت باقی نہیں کہ مجھ سے ورع حاصل کی جائے۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اس سے سخت پرہیز کر کہ تو خود پر ولیموں میں حاضری کا دروازہ کھولے۔ مگر جبکہ تجھ پر شرع شریف کو کوئی اعتراض نہ ہو تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ **والحمد للّٰہ رب العالمین۔**

انعام خداوندی۔ اپنی اصلاح کی فکر

جب میں لوگوں کے سامنے ترغیب اور ترھیب اور رقائق کی کتابیں پڑھتا ہوں تو پہلے میں اس کلام کو اپنے حق میں لیتا ہوں اور مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس کے ان اولیاء سے ندامت ہوتی ہے جو کہ میرے باطن پر مطلع ہیں۔ حتیٰ کہ میں قریب ہوتا ہوں کہ شرم سے پگھل جاؤں۔ اور واعظوں میں سے کم لوگ ہیں جن کے لئے یہ کیفیت رونما ہو۔ پس بسا اوقات وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کہ کناروں سے باہر ابلنے کے دنوں میں دریا کے کنارے کی طرف پشت کرتا ہے اور لوگوں سے کہنے لگتا ہے کہ دریا کے قریب ٹھہرنے سے دور رہو۔ اور یہ اس خطرے کے پیش نظر کہ دریا کا کنارہ کہیں ڈھ جائے اور تم اس میں گر پڑو۔ پس وہ ان کے لئے یہی کہتا رہا حتیٰ کہ پانی زمین کے نیچے گھس گیا اور وہ ڈوب گیا۔ پس یہ اس شخص کا حکم ہے جو لوگوں کو وعظ کہتا ہے اور خود کو بھولے ہوئے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اگر اولیاء اللہ کے لئے امر ضروری نہ ہوتا تو ان میں سے کوئی وعظ کے درپے نہ ہوتا۔ اور ان میں سے کسی کو ایمان سلب کرنے کی دھمکی دی گئی تو تب اس نے وعظ کی مجلس منعقد کی۔ اور یہ اس لئے کہ اولیاء اللہ لوگوں کی بہ نسبت اپنے نفوس کے عیوب سے زیادہ واقف ہیں۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ مریض کے لئے برا ہے کہ لوگوں کے لئے دوا بیان کرے۔

اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے لئے فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں قوم کا واعظ سب سے کمینہ ہوگا تو میں تمہیں وعظ نہ کہتا۔ پس اے بھائی اس سے پرہیز کر کہ جب تو لوگوں کو وعظ کرے تو اپنے آپ کو بھول جائے۔ بلکہ ہر وعظ میں لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کو خطاب کر۔ اور جب بھی لوگوں سے وعظ کہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ کیونکہ بندے پر یہ امر غالب ہے کہ جس چیز کے ساتھ لوگوں کو وعظ کرتا ہے اس پر خود پورے طور پر عمل نہیں کرتا۔ **والحمد للّٰہ رب العالمین۔**

انعام خداوندی - اپنی سواری کے آگے کسی کو چلنے نہ دینا

میں اپنے مریدوں میں سے کسی کو اپنی سواری کے آگے چلنے نہیں دیتا جب کسی ضرورت کے لئے جانا پڑے۔ مگر اسے جو لوگوں کے رش کے وقت اگر سواری کو روک نہ سکوں تو اس کی لگام تھامے۔ خصوصاً جب ان میں بوڑھا اور نابینا ہو۔ اور کئی دفعہ میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ قرافہ کے قبرستان کے اس مقام تک مجھ سے پہلے پہنچ جائیں جس کا قصد ہو۔ اور اس میں میرے متعلق غیبت کا دروازہ بند کرنا ہے۔ اور میری معیت میں اہل خرقہ کے قافیے کھینچنا ہے۔ اور ہماری نسبت یہ ہے کہ سب کے سب مخلوق پر مسلط ہیں۔ علی الخصوص جب ہم اور وہ لوگ ایک ہی محلے میں تربیت یافتہ ہوں۔ پس قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی ہم سے وہ دعویٰ تسلیم کرے جو ہمیں اس پر ہمیشہ کے لئے رفعت بخشے۔ اور میری عمر کی قسم لاؤ لشکر کے ساتھ سوار ہونا لائق نہیں مگر ارباب اقتدار کے لئے جو فاسقوں اور سرکشوں کی سرکوبی کرتے ہیں۔ رہا فقیر تو اس کی شان یہ ہے کہ مچھر اور کیڑے سے کمزور ہو۔ اس کے خچر پر سوار ہونے کا کیا فائدہ جبکہ لوگ اس کے پیچھے چل رہے ہوں۔

اور ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوئے۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے چلنے کو حاضر آئے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھ سوار کر لیں۔ پس ابو ہریرہ نے دراز گوش پر سواری کے لئے جست لگائی۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو تھام لیا۔ پس دونوں زمین پر آ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابو ہریرہ! سوار ہو جاؤ۔ پس انہوں نے دوبارہ سوار ہونے کی کوشش کی۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو تھام لیا۔ پس دونوں پھر زمین پر آ رہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ سوار ہو جاؤ تو عرض کی: یارسول اللہ! اب تیسری مرتبہ میں آپ کو نہیں گراؤں گا۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو میرے پیچھے فاصلے پر چلو یا آگے نکل جاؤ۔ اور انہیں اپنے پیچھے چلنے نہ دیا۔

پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت تواضع کو دیکھ اور آپ کی اقتداء کر۔ اور مریدوں کے تیرے آگے چلنے سے محبت کی علت پیش نہ کر۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر محبت کرنے والوں کو تیرے متعلق علم ہوتا کہ تو اسے ناپسند کرتا ہے تو تیرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے۔ اور اگر وہ تیرے لئے تیری اجازت کے بغیر سجادہ بچھاتے پس تو اسے پکڑ کر سختی کے ساتھ پھینک دیتا تو دوبارہ تیرے لئے ایسا نہ کرتے۔ اور اسی پر ان تمام چیزوں کو قیاس کر جن میں تیرے لئے برتری ہو جیسے لوگوں کے ہاتھ پاؤں چومنے دینا۔ کیونکہ عارفین کے نزدیک ادب مع اللہ تعالیٰ کے طور پر یہ ناپسندیدہ ہے کہ اس کے بندوں میں سے کسی سے عاجزی طلب کی جائے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی بے تکلف سادگی۔ بے تصنع تواضع کی عکاس ہے۔ جس کی بدولت حاضر باش غلام بغایت متاثر ہو کر قلبی طور پر آپ کی پاک ذات سے وابستگی کی برکات حاصل کرتے۔ ورنہ آپ معیت الٰہیہ کے اس مقام پر فائز ہیں کہ کسی نبی مرسل کی وہاں تک رسائی نہ ملک مقرب کی چنانچہ صاحب شفا قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وکان صلی اللہ علیہ وسلم یرکب الحمار و یردف خلفه و یعود المساکین و یجالس الفقراء ویجیب دعوة العبد ویجلس بین اصحابه مختلطا بهم حیثما انتهی به المجلس۔ یعنی آپ دراز گوش پر سواری فرماتے۔ اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لیتے۔ مساکین کی بیمار پرسی فرماتے۔ فقراء کی ہم نشینی فرماتے۔ غلام کی دعوت قبول فرماتے۔ صحابہ کرام کے درمیان گھل مل کر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔

آپ کا سراپا با کمال اعجاز تھا۔حضرت الٰہیہ کی ہمہ وقت آپ پر نازل تجلیات سے کوئی متاثر ہوتا تو نہایت حکمت کے ساتھ تدارک فرماتے ۔کئی دفعہ اچانک حاضر ہونے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی ۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں من راه بديهة هابه ومن خالطه معرفة احبه۔ یعنی جو آپ کو اچانک دیکھتا ہیبت محسوس کرتا اور جو خدمت عالیہ میں مل بیٹھتا تو انتہائی محبت کرتا۔

چنانچہ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ودخل عليه رجل فاصابة من هيبة رعدة فقال له هون عليك فانى لست بملك انما انا ابن امرءة من قريش تاكل القديد۔ یعنی ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی ہیبت سے اس پر لرزہ طاری ہو گیا تو آپ نے اسے فرمایا: اپنے اوپر آسانی کرلیں ۔ بادشاہ نہیں بلکہ قریش کی ایک خاتون کا بیٹا ہوں جو کہ خشک گوشت کھاتی تھی ۔ چنانچہ انہیں پیاری ۔ دلاویز اور تجلیات حق سے مجلی اداؤں پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز سلام بھیجتے ہیں۔

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام
جن کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

اور قدرت نے سراپائے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر قوت اور طاقت بخشی کہ انسانی سوچ اور اندازے سے باہر۔ چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث پاک کے مطابق آپ نے عرب کے نامی گرامی پہلوان رکانہ بن یزید کو تین مرتبہ پچھاڑا۔ چاروں شانے چت گرایا۔ شفاء شریف میں ہے انه صلى الله عليه وآله وسلم صرع كانة اشد اهل وقته آپ نے اپنے وقت کے زبردست پہلوان رکانہ کو کشتی کے دوران زمین پر دے مارا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واسلم قبل الفتح. رکانہ فتح مکہ سے پہلے مشرف با اسلام ہوئے ۔ نیز سہیلی نے روضہ میں نقل فرمایا کہ ابواسد الجمحی جس کا نام کلدہ بن اسید بن خلف تھا اس قدر طاقت ور تھا کہ وہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس طاقت ور آدمی چمڑے کو کھینچتے کہ اس کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لیں لیکن چمڑہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور وہ نہیں ٹلتا تھا۔ اس نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابلے کے لئے بلایا اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے گرالیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اسے کئی دفعہ پچھاڑ الیکن وہ ایمان نہ لایا۔ انتہی ۔ (نسیم الریاض حصہ اول ص ۳۸۲)

اسی طرح خندق کھودنے کے دوران ایک چٹان آڑے آئی جو ہزار جتن کئے گئے نہیں ٹوٹی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ضربیں لگائیں اور اسے اڑا دیا اور ساتھ ہی شام ۔ فارس اور یمن کی فتوحات کی خوشخبری دی۔ اس خداداد قوت کا اندازہ کیونکر لگایا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا چند حوالہ جات کی روشنی میں معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ میں کس قدر قوت اور طاقت تھی ۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک سے آپ کی پاک ذات میں کسی ضعف اور کمزوری کا استدلال ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ اس معجزاتی معمہ سے متعلق حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: اما حقیقت آنست کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ہمہ جداست و کیفیت آں بکنہ ادراک نتواں کرد۔ ہر کہ ازاں بقیاس حال خود چیزے گوید و بیان کند گویا بگمان خود تاویل متشابہات کردہ باشد۔ وما يعلم تاويله الا الله۔ چنانکہ اوست جز خدا نشناسد چنانکہ خدارا

چوں وے کسے نشناخت (منقول از الرسالہ الثانیہ والثلون مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار) البتہ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال شریف سب سے منفرد ہے۔ اور آپ کی کیفیت کی حقیقت کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص کہ اپنے حال پر قیاس کر کے اس سے کوئی چیز بیان کرتا ہے گویا وہ اپنے گمان میں متشابہات کی تاویل کر رہا ہے۔ حالانکہ اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جیسے کہ آپ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

خدا و مصطفیٰ کی رمز سے ادراک عاجز ہے
خدا کو مصطفیٰ جانیں محمد کو خدا جانے
محمد سر وحدت ہیں کوئی رمز ان کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور سیدی محمد بن عنان رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورت کے لئے سواری کرتے تو کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتے۔ اور اسی طرح سیدی علی الرصفی اور سیدی الشیخ ابوالحسن الغمری کا معمول تھا۔ یہ حضرات ایسے مقامات کا قصد کرتے جہاں کم لوگ ہوں حتیٰ کہ انہیں کوئی نہ دیکھ پائے۔ ہم نے ان حضرات کو اسی طرح پایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - ابلیس کے مکر کو رد نہ کر سکنے کا شہود

مجھے اپنے آپ میں اس امر کا شہود ہے کہ میں اپنے سے ابلیس کا مکر رد کرنے سے عاجز ہوں۔ چہ جائیکہ اپنے مرید سے اس کا مکر رد کر سکوں۔ اسی لئے مجھ سے ایسا کبھی ایسا واقعہ نہ ہوا کہ میں نے اپنے کسی مرید سے کہا ہو کہ جب تیرے پاس شیطان آئے دراں حال کہ تو مصروف ذکر ہو تو اس پر میرا نام لے کر آواز دے یا اس کے دفعیہ کے لئے اپنے قلب کے ساتھ میری طرف توجہ کر وہ تجھ سے دور ہو جائے گا۔ اور ہم جیسوں میں سے جو شخص اپنے مرید سے یہ کہے تو یہ صرف دھوکہ ہے۔ کیونکہ ابلیس کا راہ فرار اختیار کرنا صرف اسی کے ساتھ خاص ہے جو عمری المقام ہو۔ اور کائنات میں ایسے لوگ نایاب ہیں۔

اور مجھے میری عمر کی قسم جب ابلیس شیخ کے ساتھ اس طرح کھیلے جیسے بچوں کے ہاتھوں میں گیند تو وہ اس کے نام سے کیونکر بھاگے گا۔ پس اگر تو یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ تیرا نام لینے سے شیطان تیرے مرید سے بھاگ جائے گا تو اسے اس کا حکم دے ورنہ ادب لازم کر۔ اور اے بھائی! جان لے کہ حق تعالیٰ کے علم میں تھا کہ شیطان میں ہم پر مسلط ہونے کی قوت ہے اسی لئے اس نے ہمیں اس سے خوف دلایا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسے معلوم ہے کہ مخلوق اس کے مکر کے رد سے عاجز ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے استعاذہ سے۔ اسی لئے ہماری راہنمائی کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم (النحل آیت ۹۸) پس جب آپ قرآن کی تلاوت کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے اس شیطان مردود سے پناہ مانگیں)

اور بخاری میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے آڑے آیا۔ پس اس نے کوشش کی کہ میری نماز منقطع کر دے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو عطا فرمایا۔ اور امام احمد سے روایت ہے کہ لیلۃ الجن میں شیطان آپ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ اقدس کو صدمہ پہنچائے۔ پس آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر آئے اور وہ کلمات پیش کئے جنہیں آپ نے پڑھا تو اس کی آگ بجھ گئی۔ انتہی۔

اور سیرت کی کتابوں میں ہے کہ شیطان نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لشکر میں احد کے دن آواز دی کہ حضور شہید ہو گئے۔ تو اس سے صحابہ کرام کو سخت صدمہ پہنچا۔ تو جب شیطان میں حق تعالیٰ کی طرف سے اس قدر قدرت رکھی گئی ہے کہ اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حوصلوں میں خلل پڑ گیا تو اس کے ایمان کا کیا حال جو کہ اپنے پیٹ کی خواہش کا غلام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے نفس کی قدر پہچان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکورہ بالا قوت ابلیسی دراصل بارگاہ اطلاق کا وہ جلوہ ہے جس کا ادراک عقول وافہام سے وراء الوراء ہے۔ جس کے سامنے عرفاء سر تسلیم خم کرتے ہیں اور یہ بھی سلوک کی ہی ایک عظیم منزل ہے۔ مگر ابلیس میں اگر کچھ دم خم ہے تو انك من المنظرین سے مستفاد قادر مطلق کے انظار کا اثر ہے۔ اسے اس انداز سے نہ لیا جائے کہ شیطان کی طاقت عباد الرحمٰن کے لئے ایک چیلنج ہے اور وہ اس کے سامنے کمزور ہیں۔ امام شعرانی کی مذکور الصدر وضاحت کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس بدبخت سے بے خبر نہ رہو جو کہ خود فریبی ہے۔ جبکہ مقربین بارگاہ صمدیت کے پاس معرفت الٰہی کی وہ قوت ہے جس کا یہ بدبخت مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ قوت معیت الٰہیہ ہے جو کہ ابلیس کو حاصل نہیں۔ خصوصاً صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے خود ذات حق کی وضاحت کے مطابق معیت محمدیہ ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ۔ قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہونے دے گا۔ قال اللہ تبارك و تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معه۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ سعادت مند جو آپ کے ساتھ ہیں۔ اور پھر سورۃ الفتح کے اختتام تک صحابہ کرام کے اوصاف جمیلہ بیان فرمائے جن میں سے ایک وصف ان کی شدت علی الکفار ہے جو کہ شیطانی لشکر ہے۔ ان غلامان باصفا کے مقابلہ میں اس شیطانی لشکر کی زبوں حالی اس سے واضح ہے کہ ان کے ساتھ شیطان ہے جب کہ صحابہ کرام معیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمہ وقت مشرف۔ جو کہ معیت الٰہیہ کا برزخ ہے جس کی بدولت مقربین مخلصین کو حضرت الٰہیہ کے فیوض و برکات حاصل ہو رہے ہیں۔

رہا میدان احد میں ان ارباب وفا کے حوصلوں کا متاثر ہونا تو وہ اسی معیت پاک کی ان کے قلوب میں گہرائی اور گیرائی کا نتیجہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ نے انہیں بے چین اور بے قرار کر دیا۔ یہ معیت ومحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ سامانیاں تھیں۔ کسی کمزوری کا نتیجہ نہ تھا۔ یہ قوت عشق سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس سے ان کے اور اولیاء اللہ کے قلوب معمور تھے۔ شیطان تو معیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت استحکام کی وجہ سے خوف کھاتا ہے۔ چنانچہ صحیحین کی حدیث پاک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیك الشیطان سالکا فجاقط الاسلك فجاغیر فجك۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری بقا ہے جس راہ چلتے ہوئے شیطان تیرے سامنے آجائے وہ کشادگی کے باوجود تیری راہ چھوڑ کر دوسری راہ نکل

جاتا ہے۔ شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں در حدیث دیگر آمدہ است کہ شیطان می گریزد از سایۂ عمر۔ یعنی شیطان حضرت عمر کے سائے سے بھاگتا ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما لقی الشیطان عمر الا خر بوجھہ وما سمع حسہ الاخر۔ یعنی شیطان کا جب بھی عمر سے آمنا سامنا ہوتا ہے منہ کے بل گر پڑتا ہے اور آپ کی آہٹ پا کر ہی بھاگ نکلتا ہے۔ اسے حکیم ترمذی نے نوادر میں روایت کیا ہے۔

نیز مشکوۃ شریف کتاب فضائل القرآن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پاک مروی ہے جس میں مذکور کہ آپ نے مسلسل تین شب شیطان کو چوری کرتے گرفتار کیا۔ آخرش اس نے آیۃ الکرسی کی فضیلت بیان کر کے خلاصی پائی۔ آخر میں ذوق کرامت کی جلاء کے لئے یہ کرامت بھی ملاحظہ کریں کہ شیخ احمد خضرویہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ہزار مریدین سمیت حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کی زیارت کو آئے۔ شرف باریابی کے بعد شیخ احمد خضرویہ نے آپ سے ایک یہ بات پوچھی کہ حضرت! میں نے آپ کے پہاڑ پر ابلیس کو پھانسی پر لٹکتے دیکھا ہے۔ فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ عہد باندھا تھا کہ بسطام کی حدود میں داخل نہیں ہوگا۔ اب اس نے خلاف ورزی کر کے ایک شخص کو وسوسہ ڈالا حتیٰ کہ وہ خون ناحق کر بیٹھا اور چوروں کی یہی سزا ہے کہ بادشاہوں کے دروازے پر انہیں پھانسی پر لٹکایا جائے۔

(تذکرۃ الاولیاء حصہ اول ص ۱۴۸، ۱۴۹) الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ)

انعام خداوندی۔ اپنے متعلق مسلک احتیاط و تواضع

میں اپنے مریدین میں سے کسی کو اپنے متعلق یہ کہنے نہیں دیتا کہ میں اولیاء اور صالحین میں سے ہوں کیونکہ یہ دھوکہ اور جہالت ہے۔ اور یہ لوگ اولیاء اور صالحین کو کہاں سے پہچان سکتے ہیں حالانکہ ان میں سے کوئی بھی ان کی بارگاہ میں داخل نہیں ہوا۔ اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہاء میں سے کسی شخص کو تلاوت قرآن کریم کے بعد دعا مانگتے سنا جو کہہ رہا تھا: یا اللہ! اس کا ثواب سیدنا و مولانا القطب الغوث الفرد الجامع سیدی افضل الدین کے صحائف میں کر دے۔ پس آپ نے اسے اس قدر سخت آواز دی کہ قریب تھا کہ اس کا قلب شق ہو جائے۔ اور اسے فرمایا: کیا تو قطب کے اصحاب میں سے کسی کے غضب سے نہیں ڈرتا۔ پس تو اس حال میں چلا جائے کہ تیری دنیا نہ آخرت؟

ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے برابر اولیاء ہوتے ہیں

اور سیدی محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیاء تعداد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہوتے ہیں۔ پس لازم ہے کہ ہر زمانے میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اولیاء ہوں۔ زیادہ نہ کم۔ ہر نبی کے لئے ولی ہے جو کہ اس کے قدم پر ہے۔ اور قطب غوث تمام اولیاء سے بڑا ہوتا ہے۔ پس ہم جیسوں کے لئے کہاں ممکن ان تمام اولیاء کا احاطہ کر سکیں۔ یا یہ معرفت ہو کہ قطب کون ہے؟ بلکہ اکثر اولیاء کبھی قطب کے پاس حاضر ہی نہیں ہوئے کیونکہ اس کی طرف نگاہ اٹھانے کی طاقت ہی نہیں۔ پس اے بھائی! جب تجھے شیخ بنا دیا گیا ہو کہ تو اپنے شاگردوں کو ایسی بات پر برقرار رکھے۔ پس یہ جھوٹ اور نفاق ہے۔ مگر جبکہ تو اسی طرح ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-طائفہ صوفیہ کی طرف ہر منسوب سے محبت کرنا

میں ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو کہ اس گروہ صوفیہ کی طرف منسوب ہو۔اور اسی طرح میرے شاگرد ان سے محبت کرتے ہیں۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ ہم ان میں سے کسی سے کراہت نہیں کرتے اور نہ ہی مشائخ عصر کی جماعت میں سے کسی کو ناپسند کرتے ہیں۔اور یہ خلق اکثر فقراء زمانہ میں قلیل ہے۔پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے جو جسے اپنے شیخ کی بجائے کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے دیکھتا ہے۔اور کوئی اپنے بھائی کی طرف غضب آمیز اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔گویا وہ اس کے دین کے علاوہ کسی دوسرے دین میں ہے۔اور آرزو کرتا ہے کہ شہر میں اس کے شیخ کے بغیر کسی کا نام ظاہر نہ ہو۔اور یہ کچھ نفوس کی آلودگیوں سے ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ ان میں سے کسی کو اہل طریق کے ادب کی مہک کا ذوق ہی نہیں۔اور ایسے لوگ گرچہ ان میں سے کوئی روزے رکھے۔ نماز پڑھے۔خلوت گزیں ہو اسے نفس کی آلودگیوں کے باقی رہنے کی وجہ سے نتیجتاً کبھی کوئی حال نصیب نہیں ہوتا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرید کے اپنے شیخ کی صحبت سے نفع یاب ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سے اس حال میں جدا ہو کہ اس کا نفس مردہ اور اعضاء ست ہوں گویا کہ وہ موت کے بعد لحد سے باہر آیا ہو۔اور اس کی محرومی کی علامت یہ ہے کہ اس سے اس حال میں جدا ہو کہ اس میں نفس کی کدورت باقی ہو۔اور فقراء کو ٹیڑھی ترازو پر تولنے لگے۔پس قریب نہیں کہ اسے کوئی اچھا لگے۔پس اسے جان لے تجھے منزل ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔

والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-خریداری میں احتیاط

میں اس شخص کی موجودگی میں گیہوں یا ایندھن یا پنیر کی قیمت کے متعلق سوال نہیں کرتا جس کے متعلق مجھے گمان ہو کہ وہ قیمت کی ادائیگی میں میری معاونت کرے گا۔جس طرح کہ اس انجمن میں وہ شخص کرتا ہے جو کہ مشیخت کو پیشہ بنالیتا ہے جس کے ذریعے اپنے معاشی معاملات حاصل کرتا ہے۔کیونکہ اس وقت موجود امیر لوگ میرے قیمت کی بابت سوال کرنے سے سمجھتے ہیں کہ میں وہ چیز خریدنا چاہتا ہوں اور میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ حال کے ذریعے سوال کرنا قال کے ذریعے سوال کرنے سے زیادہ جرم ہے۔اور عقیدت مندوں کی شان ہے کہ جب وہ دیکھیں کہ حضرت شیخ کو دستار یا جبہ یا عورتوں کی گرم چادر یا نمک یا پیاز یا ایندھن وغیرہ کی ضرورت ہے تو وہ شیخ سے قیمت لئے بغیر اس کے لئے اس چیز کی خریداری میں جلدی کرتے ہیں۔اگرچہ اس کی قیمت مختلف لوگوں سے اکٹھی کریں۔اور یہ اس شیخ کے لئے انتہائی ذلت ہے کیونکہ یہ دین کے عوض کھانا ہے۔پس چاہئے کہ جناب شیخ ایسا کرنے سے پرہیز کرے۔نیز اس سے بھی پرہیز کرے کہ لوگوں سے وصولی کرکے فقراء پر تقسیم کرے۔اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ گرچہ یہ اچھا ہے۔لیکن کبھی یہ استدراج ہوتا ہے جس کا سبب عدم اخلاص یا اس کی قلت ہے۔کیونکہ مخلوق کی طبیعت ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ اس کا دنیا کی طرف میلان نہیں اور اس کے پاس جو کچھ آتا ہے دوسروں کو دے دیتا ہے تو اسے عطیات دینے میں جلدی کرتے ہیں اور اس میں ان کی عقیدت بڑھ جاتی ہے۔پس اس کا امر لوگوں کے اموال باطل کے ساتھ کھانے کی طرف متعین ہو جاتا ہے۔اور اس کا یہ فعل کھانے کی اس چیز کی طرح ہو جاتا ہے جسے شکاری اپنے جال میں ڈالتا ہے۔بخلاف اس کے جس کے متعلق انہیں علم

ہو کہ اس کے پاس جو کچھ آتا ہے اکیلا ہی سمیٹ لیتا ہے اور اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتا پس ایسے شخص کو عطیہ دینا ان پر گراں ہوتا ہے اور اس کی عقیدت بھی ان کے دلوں میں کم ہو جاتی ہے۔

بازاری اور شکاری کتے کا مناظرہ

اور بازاری اور شکاری کتے کا باہم مناظرہ ہوا۔ بازاری کتے نے شکاری کتے سے کہا کہ تجھے لوگ تجھے کس لئے اپنے بستروں پر بٹھاتے ہیں اور تجھے اعزاز دیتے ہیں۔ جبکہ مجھے جب بھی دیکھتے ہیں دھتکار دیتے ہیں اور میری عزت نہیں کرتے حالانکہ میری اور تیری جنس ایک ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان فرق واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ان کے لئے شکار کرتا ہوں اور تو اپنے لئے شکار کرتا ہے۔

پس جو شخص لوگوں کی میل کچیل سے بچنا چاہے وہ ان کے لئے بخیلی اور عدم کرم اور نفس کے لالچی ہونے کا اظہار کرے۔ اور میں اسے اس امر کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ اس کی طرف احسان کرنے سے نفرت کریں گے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اغنیاء کو اپنی طرف مائل کرنے کے اسباب اختیار نہ کرنا

میں ان اسباب کو عمل میں نہیں لاتا جو کسی وجہ سے بھی اغنیاء کے قلوب میری طرف مائل کریں۔ مگر صحیح شرعی غرض کے لئے۔ اور یہ اس طرح کہ سفید قیمتی جبہ یا اونی ماروانی قیمتی عمامہ پہننے کی فکر کروں اور میرا نفس کھردرے جبہ یا کھردرے عمامہ سے نفرت کرتا ہے۔ پس بے شک دنیادار طبعی طور پر خوبصورتی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور طبعی طور پر موٹے میلے کچیلے لباس سے نفرت کرتے ہیں۔ اسی لئے تو متکلف فقیر کو دیکھتا ہے کہ وہ جاذب سفیدی والا سفید جبہ خریدنے کے لئے مشقت برداشت کرتا ہے۔ اور جس میں سرخ یا سیاہ لکیریں ہوں اسے لوٹا دیتا ہے۔ پس اگر اغنیاء کے پاس بیٹھے تو وہ جبے کے بیش قیمت ہونے کو دیکھتے ہیں۔ اور اگر فقراء کے پاس بیٹھے تو اس کے اونی جبہ ہونے کو دیکھتے ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے نفوس کے مہلکات میں شمار کیا ہے۔ پس بیشک فقیر کے لئے شرط ہے کہ جو کچھ پہنے پرواہ نہ کرے جبکہ اس میں اللہ عزوجل کی رضا ہو۔

اور فقراء میں جو دعویٰ کرے کہ وہ اپنے نفس کی آلودگیوں سے نکل گیا ہے تو اسے چاہئے کہ اہل رعونات کا سا لباس پہنے جیسے وہ جبہ جس میں ریشم اور مختلف قسم کے دھاگے ہوں۔ پھر دیکھے۔ اگر تو اپنے نفس کو دیکھتا ہے کہ لباس فقراء کی طرف اکثر مائل ہوتا ہے تو اپنے نفس پر حکم لگا کہ وہ سفید۔ سرخ یا مثلاً سیاہ جبے کے ساتھ دنیا کا شکار کرتا ہے۔ جبکہ سلف صالحین شہرت کے لباس سے خوف کرتے تھے۔ اور صرف پیوند لگے لباس استعمال کرتے کیونکہ ان کے نئے کپڑوں میں حلال کی قلت ہوتی ہے۔ اور شہرت کے خوف سے پیوند لگے لباس پر قناعت کرتے۔ حتیٰ کہ بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں چاہتا ہے کہ آپ اسے اپنا پیوند لگا لباس فروخت کر دیں۔ تو آپ نے فرمایا: اے بھائی! کیا تو نے کوئی شکاری دیکھا ہے جو اپنا جال فروخت کرے۔ اسی لئے قوم صوفیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے پیوند لگا لباس پہنا وہ سوالی ہوا۔

متکلف فقیر کی محبت کی اصل

پھر متکلف فقیر کی اغنیاء کی ہم نشینی کی محبت کی اصل اس کی دنیا سے محبت ہے۔ پس بیشک وہ جانتا ہے کہ اس کی مشیخت پوری نہیں

ہوگی مگر لوگوں کو کھانا کھلانے سے۔ اور اس کے پاس دنیا نہیں ہے نہ ہی اس کے ہاتھ میں کوئی ہنر ہے۔ پس وہ چاہتا ہے کہ گزشتہ مشائخ کے قدم کی صورت پر چلے جن کی دنیا خدمت کرتی تھی۔ پس یہ اس کے لئے صحیح نہیں۔ پس اسی لئے وہ دنیاداروں کے قلوب کو مائل کرنے کی طرف جلدی کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس کی خانقاہ کے دسترخوان میں اس کی معاونت کریں۔ اور میں نے اس شخص کو دیکھا ہے جو کہ شیوخ عرب اور اہل کار کی طرف سفر کرتا ہے۔ پس ان سے شہد۔ گیہوں اور پیاز کا سوال کرتا ہے۔ پس ایک شخص نے اس بارے میں اس کی ملامت کی تو اپنے آپ پر پردہ ڈالنے کے لئے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایسا بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ غیب سے خرچ کرنے اور اعیان کے بدلنے پر قدرت دیتا ہے۔ اور وہ میرے معمول کی مثل کام کرتا ہے۔ پس وہ سننے والوں کو اس وہم میں ڈالتا ہے کہ وہ ان اولیاء میں سے ہے جو مذکور الصدر کام پر قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے آپ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسا کام کرتا ہے۔ اور یہ انتہائی دھوکہ۔ جھوٹ اور منافقت ہے۔ اور قرائن گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر اسے تصرف کرنے کی طاقت دی ہوتی تو کھیتی اور نسل تباہ کر دیتا۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ مشائخ عرب اور دیگر سرکاری اہل کاروں کی طرف سفر کرتا ہے۔ پس ان سے گیہوں۔ چاول۔ شہد وغیرہ ان فقراء کے نام پر قبول کرتا ہے جو کہ اس کے ہاں رہائش پذیر ہیں۔ پھر اسے اپنے لئے رکھ لیتا ہے۔ اور اگر اس میں سے کچھ بچ رہے تو فروخت کر دیتا ہے۔ اور اپنے فقراء میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ پس ایسا شخص مکار اور پیٹ کا بندہ ہے۔ ایک دفعہ میں نے اسے رمضان پاک میں ایک سٹہ باز کے ہاں افطاری کرتے دیکھا تو اس نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کوئی وہ بھی ہے جسے حرام ضرر نہیں دیتا۔ پس میں نے کہا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

شیخ افضل الدین کی نصیحت

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو اپنے بھائیوں کے اخراجات کا کفیل ہو اور تیرے لئے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ کے کسب سے کھانا میسر نہ فرمایا ہو تو اس سے پرہیز کر کہ تو اپنے معتقدین مریدین کو اس وہم میں ڈالے کہ تو غیب سے کھانے پر قدرت رکھتا ہے۔ لیکن تو نے اسے ادب مع اللہ تعالیٰ کی بنا پر ترک کر دیا ہے۔ پس بیشک اس کی وجہ سے تجھ پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور پھٹکار میں اضافہ ہوگا۔ خصوصاً جب تو نکلے اور گزشتہ اولیاء پر اعتراض کرے جن کے لئے اعیان بدل دیئے جاتے تھے اور تو کہنے لگے کہ کاملوں کے لئے قریب نہیں کہ ان کی کرامت ظاہر ہو اور اس سے سننے والوں کو یہ وہم دلائے کہ تو اظہار کرامت پر قادر ہے۔ پس بیشک قوم صوفیاء کی اصطلاح میں ایسا آدمی نفاق کے اعلیٰ طبقات میں ہے۔ بسا اوقات یہ دجال کے ساتھیوں میں سے ہوتا ہے کیونکہ دجل ہے باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنا۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر۔ پھر پرہیز کر۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طاعت الٰہیہ زیادہ کرنے والے کو اپنے آپ پر ترجیح دینا

میں ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ اور اس کی محبت کو اپنے رب تعالیٰ کی محبت میں اپنی ذات سے محبت پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ طاعت کثرت سے کرتا ہے وہ اس کی طرف زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور ہر غلام کے لئے ادب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے محبت کرے جس سے اس کا مالک محبت کرتا ہے۔ اور یہ نادر خلق ہے۔ اس میں ثابت

قدم صرف وہی رہتا ہے جو کہ سرداری کی اور شہرت کی محبت سے نکل چکا ہے۔ رہا وہ شخص جو تنہا اپنی شہرت پسند کرتا ہے تو قریب نہیں کہ وہ طاعت گزاروں اور تقویٰ شعاروں میں سے کسی کو اس خوف کے پیش نظر پسند کرے کہ وہ اس کی شہرت مٹا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے لئے یہی کافی ہے۔ اور عبد کا کیا نقصان ہے اگر سب کے سب لوگ نیک۔ عالم۔ عامل۔ پارسا اور زاہد ہوں۔ پس اس میں دین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرف عظیم ہے۔ پس چاہئے کہ جو اخلاص کا دعویٰ کرے وہ اپنا امتحان اس طرح لے کہ جب اس کا وہ شاگرد اسے چھوڑ دے جس کے بارے میں اس کا گمان ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا اور کئی سال خدمت کرتا رہا ہے۔ اور اس پر روحانی کشائش نہ ہوئی۔ پھر وہ معاصرین میں سے کسی ایک کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے پس اسے فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ پس اگر اپنے نفس کے لئے اس کی وجہ سے انشراح پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ ورنہ اپنے نفس پر ریاء اور نفاق کا حکم لگائے۔ کیونکہ مخلص لوگوں کی ہدایت کی وجہ سے خوش ہوتا ہے کسی وجہ سے بھی ہو۔ خصوصاً اگر لوگ کہیں کہ اس فقیر کو فلاں کے ہاتھوں فتوحات حاصل نہ ہوئیں کیونکہ اس فلاں کے لئے طریقت میں کوئی قدم نہیں ہے۔ پس بیشک ریا کار قریب ہے کہ غصے سے پھٹ جائے بخلاف مخلص کے۔

اور درحقیقت ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بندوں میں سے کسی کے قبضے میں نہیں۔ اور وہ تمام لوگ جن کو کسی فقیر کے ہاتھ پر فتوحات حاصل ہوئیں تو یہ اسباب کے مسببات پر معلق ہونے کے باب سے ہے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجھ پر معاصرین کی ترجیح سے شرح صدر کا حصول

مجھے اس وقت شرح صدر کا حصول ہوتا ہے جب میں لوگوں کو اپنے ہمسروں میں سے جنہوں نے میرے شیخ سے فیض پایا کسی کے مریدین کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ وہ قدم عظیم پر ہیں۔ اور ان کا شیخ ہی درحقیقت میرے شیخ کے مقام کا وارث ہے جبکہ میں نے تو اپنے شیخ سے صرف دعویٰ کی وراثت ہی پائی ہے۔ اور جب اس کی وجہ سے مجھ سے بدمزگی کا ظہور ہو تو اس بات میں ان کی سچائی کی دلیل ہے کہ میں نے اپنے شیخ کے مقام سے بطور وراثت کچھ نہیں پایا۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ریاکار کی علامت یہ ہے کہ متقین کی کثرت سے اسے شرح صدر حاصل نہ ہو۔ مگر جبکہ وہ اس کے شاگرد ہوں۔ پس وہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب لوگوں کو اپنے متعلق کہتے ہوئے سنتا ہے کہ فلاں نے اپنے استاذ کے بعد طریق کو زندہ کیا۔ اور اس کے سوا اس کے شیخ سے فیض حاصل کرنے والوں میں سے کسی نے اسے زندہ نہیں کیا۔ اور اس کی جماعت کو دیکھو سب کے سب باادب باصلاحیت ہیں۔ ان پر سکینہ اور وقار ہے بخلاف فلاں کی جماعت کے۔ پس جب وہ اس کی طرف اپنے دل کے کان لگا کر سنتا ہے تو وہ ریاکار ہے۔ جس طرح کہ جب اپنی مدح اور اپنے تلامذہ کی مدح سے تنگ دلی محسوس کرتا ہے نہ کہ اپنے معاصرین کی مدح سے۔ تو یہ اس کے اخلاص کی دلیل ہے۔ جس طرح کہ جب اپنی مذمت اور اپنے شاگردوں کی مذمت اور انہیں ریا اور نفاق کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے تنگ دل ہو تو یہ اسی طرح عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-نماز استقاء میں نکلنے سے تامل وتوقف

میں لوگوں کے ساتھ استسقاء کے لئے نہیں نکلتا مگر فاسقوں۔ منافقوں اور ریاکاروں کی صفات سے اپنے نفس کی مکمل تفتیش کے بعد۔ بسا اوقات میں فسق میں نسبتاً زیادہ مبتلا ہوتا ہوں اور مجھے اس کا شعور نہیں ہوتا۔ پس ان کی معیت میں میرے نکلنے کی وجہ سے ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ اور اپنے مریدین کے میرے متعلق صالحیت کے عقیدہ سے میں دھوکہ نہیں کھاتا۔ خصوصاً اگر مثلاً پاشا مجھے پیغام بھیجے کہ میں لوگوں کو استسقاء کے لئے باہر لے جاؤں۔ اور اس کے ساتھ مجھے مخصوص کرے اور میرا نفس اس کی طرف مائل ہو جائے۔ پس بسا اوقات میں لوگوں کے لئے بارش نہ ہونے کا سبب ہوسکتا ہوں۔

اس قسم کا ایک واقعہ

اور ایک واقعہ گزرا کہ ہمارے ساتھی شیخ نجم الدین الغیطی رحمہ اللہ تعالیٰ میرے پاس آئے جب کہ پادشاہ نے جامع ازہر میں سورۃ الانعام پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ مجھے بلانے آئے کہ ہر روز ان کے ساتھ جاؤں اور جامع ازہر میں علماء اور فقراء کی تلاوت کے بعد دعا کیا کروں۔ پس میں نے انکار کر دیا۔ اور اس خوف کے پیش نظر ان کی بات نہ مانی کہ اس وجہ سے ان کی دعا قبول نہ ہو کہ میں وہاں حاضر ہوں۔ کسی اور وجہ سے نہیں۔ اور اس کی بنا پر مجھے شیخ نجم الدین کے سینے کا حسد معلوم ہوا کیونکہ آپ میرے معاصرین میں سے ہیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ میری دعا ان کی دعا کی بہ نسبت قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع یاب فرمائے۔ اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ نوازے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم جامع ازہر میں ہر کوئی ایسا ہے کہ میں اس کے طلبہ میں سے ہونے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور یہ بات میرے کیونکر لائق ہے کہ میں ہر روز اپنے محلے سے سوار ہو کر جامع ازہر پہنچوں تاکہ دعا کروں۔ جبکہ زبان حال کہہ رہی ہو کہ اگر اس کی دعا علماء ازہر کی بہ نسبت قبولیت کے زیادہ قریب نہ ہوتی تو اسے دعا کے لئے نہ لایا جاتا۔

اور سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دفعہ استسقاء کے لئے بلایا گیا تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ میری موجودگی کی وجہ سے لوگوں پر سنگ باری نہ ہونے لگے۔ اور ایک دفعہ لوگوں نے بارش ہونے میں تاخیر محسوس کی تو آپ نے فرمایا تم سمجھتے ہو کہ بارش میں تاخیر ہوگئی ہے جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ سنگ باری لیٹ ہوگئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے سب خوبیاں ہیں جس نے اس عظیم شخصیت کو نمونہ قرار دیا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-کسی معاصر کی موجودگی کی وجہ سے دعوت ولیمہ کی قبولیت ترک نہ کرنا

کسی معاصر کی موجودگی کی وجہ سے میں کسی دعوت ولیمہ کو قبول کرنے سے نہیں رکتا بلکہ ولیمہ کی دعوت میں جاتا ہوں اور اس عظیم اجتماع کی موجودگی میں اس کے پاؤں اور گھٹنے کو بوسہ دیتا ہوں۔ اور ساری مجلس اسی کے لئے قرار دیتا ہوں۔ اور اس دور کے اپنے فقیر کے ساتھ ایسا سلوک کوئی قلیل ہی کرتا ہے۔ بلکہ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ اس نے ولیمہ میں حاضری کی دعوت قبول کر لی۔ پھر اسے خبر پہنچی کہ صاحب ولیمہ نے اس کے معاصرین میں سے ایک ایسے شخص کو بلایا ہے جس کے شاگرد اور لاؤ لشکر ہے۔ پس وہ حاضری سے رک گیا۔ میں نے اس سے اس بارے میں بات کی تو کہنے لگا میں اس سے افضل ہوں۔ پس جب میں نے اس سے یہ بات سنی باوجودیکہ میرے علم میں وہ اس کے خلاف تھا تو میری نگاہ سے گر گیا۔

اور ایک دفعہ میں نے سیدی شیخ ابوالحمائل کو دیکھا کہ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے۔ پس آپ کو حلقہ کے صدر میں بٹھایا گیا۔ پس ایک اور شیخ تشریف لائے تو ان کے لئے لوگوں نے شیخ ابوالحمائل کو پیچھے کر دیا۔ پھر ایک اور صاحب آئے تو آپ کو اور پیچھے کر دیا۔ اسی طرح ایک اور صاحب آئے تو آپ کو مزید پیچھے کر دیا گیا۔ اور آپ کو اسی طرح پیچھے ہٹاتے گئے حتیٰ کہ آپ جوتوں میں بیٹھ گئے۔ تو آپ نے مجھے اور اپنے نگہبان سے فرمایا: بیٹے! یہ ہمارا حقیقی مقام ہے۔

اور ایک دفعہ میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے آپ دعویٰ کے ساتھ شیخ بننے والوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے قلوب ایک دوسرے کے لئے صاف نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں عقیدہ رکھتا ہے کہ حقیقی شیخ وہی ہے جب کہ اس کا بھائی تو ناحق مدعی مشیخت ہے۔ اور اس پر اس کے مرید اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لئے انکشاف فرمائے گا کہ وہ شیخ نہیں اور نہ ہی اسے طریقت کی مہک تک پہنچی۔

اور آپ فرمایا کرتے کہ صلاح کے ان دعوے داروں کو استسقاء میں ناحق باہر نہیں لانا چاہئے کیونکہ بعض اوقات لوگوں کو ان کے حاضر ہونے کی وجہ سے بارش سے محرومی ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ توبہ کریں۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں سب سے حقیر جانیں اور بعض دفعہ یہ لوگ جو مشیخت کے مدعی ہیں اس تکبر کو جو ان کے نفسوں میں ہے معصیت نہیں سمجھتے حالانکہ یہ بہت بڑی معصیت ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے کہ جب تک ان دعوے داروں کے نفس اس سمت نہیں جھکتے کہ اپنے معاصرین کی شاگردی اختیار کریں اور ان سے طریقت کا فیض حاصل کریں گرچہ وہ سچے نہ ہوں ان کے سینوں میں تکبر باقی ہے۔ کیونکہ صادق کا نفس جھوٹے کی شاگردی سے انکار نہیں کرتا گرچہ صورتاً ہی ہو بلکہ اس احتمال کے پیش نظر اس کی طرف جلدی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس جھوٹے کا حال اس وقت درست فرما دے جب کہ وہ مخفی انداز سے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے آداب طریقت کی تعلیم دے۔ پس فقیر کو ایسے کے لئے متنبہ ہونا چاہئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنے اقوال وافعال کی اچھی توجیہہ کرنے کا اشارہ نہ کرنا

میں اپنے شاگردوں کو اس کا اشارہ نہیں کرتا کہ مجھ سے جو اقوال اور افعال صادر ہوں انہیں اچھی توجیہہ پر محمول کریں۔ یہ حکم تو میں انہیں اپنے غیر کے حق میں دیتا ہوں۔ رہا میرا معاملہ تو جب میں انہیں اپنے نفس کے حق میں یہ حکم دوں تو میں نے اپنے آپ پر اپنے بھائیوں کی طرف سے خیر خواہی کا دروازہ بند کر لیا۔ پس بیشک میں اپنے احوال میں سے کسی چیز میں معصوم نہیں۔ اور یہ ہے وہ قدم جس پر صحابہ کرام۔ تابعین اور کامل مومنین تھے۔ اس معمول کے برخلاف جس پر وہ اہل ناوس ہیں جو کہ مبلغ رجال تک پہنچے ہی نہیں۔ چنانچہ وہ اپنے شیخ کے اذن سے یا خود بخود مشیخت کے لئے بیٹھتے ہی اپنے مریدین کو اشارۃً کہنے لگتا ہے کہ فقیر جب کامل ہو جاتا ہے تو اس کے اقوال اور احوال لوگوں کے احوال سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں نہیں چاہئے کہ اس کے حال کو اپنے احوال پر محمول کریں۔ پس اس کے مریدین اس کیفیت میں ہو جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی اس امر پر جرأت نہیں کرتا کہ اسے نصیحت شرعیہ کے ساتھ نصیحت کرے۔ اور وہ کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ جس چیز کا میں نے شیخ کے حال سے اپنی سمجھ کے مطابق ادراک کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ پس اس شیخ کو چاہئے کہ

انہیں برانگیختہ کرے کہ اسے نصیحت کریں۔ اور اس بارے میں ان پر سختی کرے۔ اور انہیں بتائے کہ وہ معصوم نہیں۔ حتیٰ کہ انہیں اس کے متعلق علم ہو جائے کہ وہ ان سے نصیحت پسند کرتا ہے۔ اور ان میں سے ایک اس کی بنا پر اس کا قرب حاصل کرنے لگتا ہے اس لئے کہ وہ اس کی پسند کو جانتا ہے۔ اور جب تک اس کے مرید اسے نصیحت کرنے سے حیا کرتے رہیں تو اس نے پورے طور پر یہ مقام حاصل نہیں کیا۔ وہ تو صرف ناموس کا محب ہے۔ خصوصاً اگر اپنے آپ کو خلوت میں محبوس رکھے۔ اور اکثر سرافگندہ رہے۔ اور سر طوق میں رکھے تو وہ اس سے شدید ہیبت محسوس کریں گے۔

اور مشائخ طریقت نے جو یہ فرمایا ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے شیخ کو ان احوال کو جن کا ظاہر فساد ہے اچھی صورت پر محمول کرے یہ اس حیثیت سے ہے کہ اسے حقیر نہ سمجھے۔ اس حیثیت سے نہیں کہ اسے نصیحت نہ کرے۔ پس بیشک مرید کا اپنے شیخ کو حقیر سمجھنا اس کی تربیت سے اس کے نفع یاب ہونے کو معدوم کر دیتا ہے۔

مسئلہ نصیحت فی الدین

اور نصیحت فی الدین کاملین کے نزدیک مطلوب ہے لیکن ادب کے ساتھ۔ جیسا کہ مرید اپنے شیخ سے عرض کرتے ہوئے کہے: یا سیّدی! میں نے آپ سے ایسی چیز دیکھی ہے کہ میرے فہم میں شریعت پاک کو اس کے ظاہر پر اعتراض ہے۔ اور وہ ایسے ہے ایسے ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق جواب دے کر میرا علاج فرمائیں۔ پس اگر تو شیخ کے پاس اس کا جواب ہوگا تو وہ جواب دے گا ورنہ متنبہ ہو جائے گا۔ پس عصمت کی نفی ہے گرچہ وہ شیخ ان کامل اولیاء میں سے ہو جو کجی سے محفوظ ہیں جنہیں اپنے متعلق حفظ کا علم ہے۔ جیسے حضور سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلانی اور حضرت الشیخ یوسف العجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور جو حضرات مقام حفظ تک نہیں پہنچے تو ان پر تاکیداً لازم ہے کہ اپنے مریدوں کی طرف سے نصیحت کا دروازہ بند نہ کریں۔ کیونکہ اس میں لاشعوری ہلاکت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تواضع

اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کو شدید خطا سے مہتم قرار دیتے تھے۔ باوجودیکہ آپ ان دس حضرات میں سے تھے جن کے لئے جنت کی گواہی دی گئی ہے۔ اور آپ حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے حذیفہ! دیکھو مجھ میں نفاق کی کوئی آلودگی ہے؟ کیونکہ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں منافقوں کو پہچانتے تھے۔ پس حذیفہ رونے لگتے اور کہتے: میں آپ میں نفاق کی کوئی آلودگی نہیں دیکھتا۔ آپ فرماتے کہ دوبارہ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے مجھے نصیحت فرمائیں۔

اور ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کا امتحان لیا۔ پس فرمایا: اگر میں سیدھی روش سے نکل جاؤں تو میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ پس انہوں نے کہا ہم آپ کو نصیحت کریں گے۔ اگر آپ نے ہم سے نصیحت قبول نہ کی تو تلوار سے آپ کا سر قلم کر دیں گے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا: اسی طرح رہو۔ تو جب سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ ہے تو ہم جیسے اس شخص کا کیا حال جو اپنے پیٹ اور فرج کی شہوت میں غرق ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے لطف و کرم کا سوال کرتے ہیں۔ والحمد للہ رب

العالمین۔

احسان خداوندی-اپنے ناقص ہونے کا شہود

مجھے اپنے ناقص ہونے کا شہود ہوتا ہے جبکہ میں خوف دلانے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی آیات یا احادیث یا سلف صالح کا کلام سنتا ہوں۔ اور مجھ پر خوف اور گریہ طاری نہ ہو۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ صفات کمال ہیں اس سمت اشارہ کرتے ہوئے کہ میں ایسی حالت سے ترقی کر چکا ہوں جس طرح ان لوگوں کی عادت ہے جو کہ شیخ بنتے ہیں۔ پس جب ان کے علم میں لایا جائے کہ فلاں نے انہیں ناقص قرار دیا ہے کیونکہ قرآن کریم سن کر ان پر گریہ طاری نہیں ہوتا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ گریہ تو طریقت میں داخلے کے آغاز میں مریدین کو لاحق ہوتا ہے۔ رہے کاملین تو وہ کس بات پر گریہ کریں۔ جو کچھ ازل میں گزر چکا اس کا وقوع لازم ہے۔ پس وہ سننے والوں کو وہم دلاتے ہیں کہ وہ مریدین کے مقام سے ترقی کر چکے ہیں۔

اور بسا اوقات یہ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جبکہ آپ نے ایک شخص کو قرآن پاک سن کر روتے ہوئے دیکھا اور آپ خود نہ روئے تو فرمایا کہ ہم اسی طرح تھے حتیٰ کہ ہمارے قلوب سخت ہو گئے۔ یعنی مضبوط اور پکے ہو گئے اور تلاوت قرآن کریم برداشت کرنے لگے۔ اور اس کی قوت کی وجہ سے پھٹے نہیں۔

اور کبھی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کی جاتی ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ وجد کیوں نہیں کرتے تو آپ نے یہ آیت پڑھی وتری الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مر السحاب صنع الله الذی اتقن کل شیء۔ (النمل آیت ۸۸) اور اس روز تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرے گا کہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا) اور یہ استدلال اس وہم کو دور کرنے کے لئے کرتے ہیں کہ اس میں نقص ہے۔ حالانکہ وہ مریدین کے مقام تک نہیں پہنچا۔ پس ناقص کو ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے۔ پس بیشک اکابرین اپنے کمال کے باوجود خون کے آنسو روتے۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ انہوں نے مقام عبودیت پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-معتقدین کی کثرت سے دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا

میں اپنے معتقدین کی کثرت کی بنا پر دھوکہ نہیں کھاتا۔ جب بھی وہ کثرت اختیار کرتے ہیں تو میں اسے آزمائش سمجھتا ہوں کیونکہ مجھ پر ان کے حقوق کی کثرت رخ کرتی ہے۔ اور اس خلق کے لئے کم لوگ متنبہ ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اسے بہت بڑی نعمت سمجھتا ہے۔ اور اس پر اس کا کوئی وزن نہیں کہ وہ طریق قوم کے سالک ہیں یا مخالف۔ اور دھوکہ کھانے والے کی علامت یہ ہے کہ جب اس کے مرید زیادہ ہوتے ہیں تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور جب بھی وہ اس سے منتشر ہو جاتے ہیں تو اس کا دل تنگ ہوتا ہے۔ برابر ہے کہ اسے ان کے حقوق کے اہتمام کا علم ہے یا نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اس کی معیت الٰہیہ مبنی بر علت ہے۔ اور اگر وہ اخلاص کے قدم پر ہوتا تو وہ ان حقوق کو دیکھتا جو کہ اس پر ہیں۔ اور یہ کہ اس نے انہیں پورا بھی کیا یا نہیں۔ ازاں بعد خوشی محسوس کرتا یا غمگین ہوتا۔

اور تمام مشائخ کا اس امر پر اجماع ہے کہ یہاں کوئی حالت اشتغال باللہ وحدہ سے اعلیٰ نہیں پھر اس کے ساتھ اشتغال سے جو ذکر کے ساتھ ملحق ہو جبکہ دونوں حالتوں میں اخلاص ہو۔ رہا مخلوق کی کجی کو درست کرنے میں مشغول ہونا گرچہ اس میں نفع ہے جو کہ مخلوق کو پہنچتا ہے پس داعی الی اللہ کو اس میں حجاب لاحق ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر دعویٰ کرنے والے داعی الی اللہ پر دعویٰ کریں کہ وہ اپنی دعوت میں مخلص نہیں۔ یہ تو اس کے ذریعے ان پر برتری چاہتا ہے۔ پس یہ بعض اوقات جہاد اور تلوار چلانے تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ ایسے لوگوں میں سے ہو جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وصف بیان فرمائی۔ اور یہ قلیل ہیں۔ پس اے بھائی! اللہ تعالیٰ کی اس پر حمد کر جب تیرے پیروکار قلیل ہوں۔ اور اس کے حق میں دعا کر جس کے پیروکار کثرت سے ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دارین میں اس پر لطف وکرم فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

پندرھواں باب

اخلاق کا بیان

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔اور وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

انعام خداوندی۔اللہ تعالیٰ کا میرے طعام میں لذت اتارنا

اللہ تعالیٰ میرے طعام میں لذت نازل فرماتا ہے جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اکابر اولیاء کے طعام میں ایسا کیا جیسے امام لیث۔امام شافعی اور ان جیسے دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اور بسا اوقات امیر کبیر میرا وہ کھانا کھاتا ہے جس میں گوشت نہ تھی۔پس وہ اکثر گوشت اور گھی والے اپنے کھانے سے بھی زیادہ لذت پاتا ہے۔اور جس طرح کہ ابن بغداد۔دفتر دار۔پاشا محمود وغیرہم کے لئے ایسا رونما ہوا۔فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔خانقاہ میں قرآن پاک اور حدیث شریف کی مسلسل تلاوت کی سماعت

میں اپنی خانقاہیں قرآن کریم اور حدیث شریف کی قراءت اور اللہ عزوجل کا ذکر رات دن متواتر سنتا ہوں۔چنانچہ ایک قاری فارغ نہیں ہوتا مگر دوسرا قاری شروع کر دیتا ہے۔اور حدیث شریف میں ایک کتاب سے قاری فارغ نہیں ہوتا مگر دوسری کتاب میں سے شروع کر دیتا ہے۔اور کتب تصوف کا قاری کسی کتاب سے فارغ نہیں ہوتا مگر دوسری کتاب میں آغاز کر دیتا ہے۔اور فقہ کی ایک کتاب سے قاری فارغ نہیں ہوتا مگر دوسری میں شروع کر دیتا ہے۔اور یہ تسلسل آج مصر کی خانقاہوں میں سے کسی خانقاہ میں قلیل ہی پایا جاتا ہے۔پھر نعمت کا کمال ہے کہ حاضر باش فقرا حزب۔اوراد اور باجماعت نماز میں پابندی سے حاضر ہوتے ہیں۔قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی پیچھے رہ جائے۔اور وہ میرے ساتھ جمعہ کی رات کو نماز عشاء سے فجر تک بیدار رہتے ہیں۔اور اگر ان میں سے کسی کو چاندی پیش کی جائے کہ قبور میں یا اور کسی جگہ قرأت کے لئے چلے تو کبھی راضی نہیں ہوتا۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔خانقاہ میں ذکر الٰہی اور دیگر برکات کا قدرتی اہتمام

اللہ تعالیٰ نے خانقاہ میں اولیاء اللہ میں سے ایک شخص بھیج دیا ہے جس کا نام شیخ منصور ہے۔پس جیسے ہی اللہ تعالیٰ کے خواص کا گروہ آسمان اور زمین میں قیام کرتا ہے وہ مینار مسجد کی طرف ظاہر ہو کر اونچی اور مبنی بر انس آواز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگتا ہے اور خانقاہ میں جس قدر بامراد حضرات ہوتے ہیں سب کو بیدار کرتا ہے اور یہ آواز ہر سمت سے ساٹھ گھروں تک پہنچتی ہے۔پس وہ بیدار ہو کر ذکر الٰہی اور استغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔قریب نہیں کہ وہ ایک رات بھی اس سے غافل ہو یا سویا رہے۔پھر اس کے پیچھے شیخ محمد التر سادی

وغیرہ خانقاہ میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ پس خانقاہ پر اور اس کے پڑوسیوں پر طلوع فجر تک رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ پھر وہ نماز فجر تک جماعت کی صورت میں قرآن کریم کی تلاوت کا افتتاح کرتے ہیں۔ پھر اوراد شروع کرتے ہیں اور چاشت کے وقت تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر ان کے اکابر چاشت کی نماز کے بعد درس علم شروع کر دیتے ہیں۔ اور نماز ظہر اور نماز عصر۔ پھر مطالعات ہوتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسرے مجاور لوگ قرآن کریم کی قرأت اور متون کا حفظ ان کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک جاری رکھتے ہیں۔ پھر سب کے سب اذان مغرب تک اشتغال بالتصوف اور آداب طریقت پر جمع رہتے ہیں۔ پھر گروہ در گروہ یا علیحدہ علیحدہ قراۃ قرآن کریم میں نماز عشاء تک مصروف رہتے ہیں۔ پھر میری معیت میں ذکر عظیم کی مجلس میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر آرام کرنے یا مطالعات کے معمول کی طرف منتشر ہو جاتے ہیں جس طرح کہ انہوں نے کل اپنی مصروفیت کا آغاز کیا تھا۔ اور اسی طرح مصروف رہتے ہیں۔ اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خانقاہ میں بافراغت رزق پایا جانا

میرے پاس خانقاہ میں کثرت سے رزق موجود رہتا ہے حتیٰ کہ اہل خانقاہ مستفیض ہوتے ہیں۔ اور اس میں سے میں اپنے مریدین کو چاول۔ دال۔ مرغی۔ بطخ وغیرہ ہدیۃً دیتا ہوں۔ پھر جب میں کسی کے ساتھ کسی وقت میں ہدیہ کا وعدہ کرتا ہوں۔ پس وقت فوت ہو جائے دراں حال کہ میں اسے ہدیہ پیش نہ کر سکا تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد میں نے اس کا حق واجب پورا کر دیا ہے۔ گرچہ ایک ہزار دینار ہو۔ اگر کئی گنا زیادہ دے دوں۔ بلکہ میں اس وقت کے انتظار تک اس کے قلب کی تشویش کو اپنے ہدیے سے وزنی سمجھتا ہوں۔ اور اسی لئے مجھ پر غلبہ وعدہ نہ کرنے کا رہتا ہے۔ اسی خطرے کے پیش نظر کہ کہیں وعدہ خلافی ہو جائے کیونکہ وعدہ خلافی سے معصوم حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ اور ان احسانات کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ وہ ہدیہ کبھی قبول نہ کرتے جس کے متعلق آپ کو اس کے پہنچنے سے پہلے جتلا دیا گیا ہو۔ اور فرماتے کہ نفس اس کے پہنچنے کی طرف للچانے لگتا ہے اور بندے کے پاس نفس کے للچانے کے ساتھ جو کچھ آتا ہے وہ بابرکت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں اس کی صراحت ہے۔

معمول کے مطابق درود شریف رہ جانے سے تشویش

اور مجھ سے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت درود شریف پڑھنے سے پیچھے رہ جاتا ہوں جو میں نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ پس مجھے احساس ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے درود شریف کی انتظار فرمائی۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ میں نے آپ کی انتظار کا بدلہ چکا دیا گرچہ میں اپنے تمام مقبول اعمال آپ کی خدمت عالیہ میں ہدیہ کر دوں کہ آپ کا مقام بہت عظیم ہے۔ اور اگر بعد ازاں اسی قدر درود شریف پڑھوں جو پڑھا کرتا تھا یعنی ایک لاکھ مرتبہ تو آپ کے مقام کی تعظیم کی وجہ سے میں نہیں سمجھتا کہ میں نے آپ کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اگر چہ اس کے لئے میں نے وقت مقرر نہیں کیا۔ اس لئے کہ مجھ سے ایسا رونما ہو چکا۔

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے ذکر کے لئے کوئی وقت مقرر نہ کرو بلکہ اپنے تمام اوقات میں مع اللہ تعالیٰ رہو۔ اور اگر تم نے کوئی وقت مقرر کر لیا ہے تو اپنے ذکر کی حالت میں حضور مع اللہ تعالیٰ لازم کرو۔ پس تم سے اس میں سے وہی شمار ہو گا

جس میں تمہیں حضور مع اللہ تعالیٰ حاصل رہا۔ انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص اوراد معین کرتا ہے اور وقت مقرر کرتا غالب طور پر وہ انہیں ادا کرنے لگتا ہے جبکہ اس کا قلب عادت کے حکم سے غافل ہوتا ہے۔ اور اس کا نفع قلیل ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنی بیویوں کی اصلاح

میری چاروں بیویاں باصلاحیت ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ زینب۔ حلیمہ۔ فاطمہ اور سیدی مدین۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات سے نفع بخشے) کی بیٹی ام الحسن۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اگر یہ نعمت عظیم نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت زکریا علیہ السلام پر اس کا احسان نہ فرماتا چنانچہ فرمایا: واصلحنا له زوجه (الانبیاء آیت ۹۰) اور ہم نے ان کی خاطر ان کی اہلیہ کو درست کر دیا)

اصلاح کی مختلف صورتیں

اور ان چاروں بیویوں کی اصلاح میں سے یہ ہے کہ یہ ایک گھڑی بھر بھی جنابت سے غسل کے بغیر نہیں بیٹھتیں۔ اور حیض۔ نفاس یا نسیان کے بغیر کسی نماز کو اس کے وقت سے نکلنے نہیں دیتیں حتیٰ کہ حجاز مقدس کے سفر میں جاتے آتے بھی۔ قیام لیل ترک نہیں کرتیں۔ اور عبادت میں ان سے زیادہ عظیم فاطمہ اور سیدی مدین کی بیٹی ہیں۔ فاطمہ تو کئی مرتبہ صلوۃ لیل میں میرے پیچھے تکبیر تحریمہ باندھتی ہے۔ پس میں اس میں ایک رکعت میں چوتھائی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے جدا نہیں ہوئی مگر اس وقت جب کہ اس کا بچہ رونے لگے جبکہ کوئی دوسرا اس بچے کو سنبھالنے والا موجود نہ ہو۔ اور سیدی مدین کی بیٹی کا قیام لیل موسم سرما اور گرما میں رات کے آخری تہائی کے اوائل سے ہوتا ہے۔ قریب نہیں کہ یہ اس سے کبھی پیچھے رہے۔ اور ان چاروں کی اصلاح میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے مدت العمر کبھی ایک روز بھی مجھے بازار سے کوئی چیز خریدنے کی تکلیف نہیں دی سوائے بیماری کی حالت میں۔ رہے ایام صحت تو یہ سب میرے ساتھ انہیں فتوحات پر ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم پر فرمائے۔

اور ام عبدالرحمٰن فاطمہ کی اصلاح میں سے یہ ہے کہ میں اس پر کبھی مطلع نہیں ہوا جبکہ وہ بیت الخلاء میں ہو۔ اور اس نے میری معیت میں حجاز مقدس کے تین سفر کئے ہیں۔ لیکن میں کبھی جاتے آتے اس کے بول و براز پر مطلع نہیں ہوا۔ باوجودیکہ میں اس کا ہمسر ہوں۔ اور اس کی یہ بھی اصلاح ہے کہ سامان لادنے والے یا شتربان نے کبھی اس کا سراپا نہیں دیکھا جب سے وہ ہودج میں داخل ہوئی۔ جب اس نے اپنے گھر سے سفر کیا یہاں تک کہ حرمین میں داخل ہوئی یہاں تک کہ واپس اپنے گھر کو لوٹی۔ اور اکابر کی عورتیں سب کی سب گھاٹی کی قسم کے مقام میں اتریں جبکہ یہ نہیں اتری اور یہ ہلکے جسم والی تھی۔ شتربان اس کے لئے اونٹ خیمہ کے دروازے پر بٹھا دیتا۔ پس وہ ہودج سے نکل کر خیمہ میں داخل ہو جاتی اور خیمہ کے اندر سے سوار ہو جاتی۔ اور ایسا اہتمام میں نے سفر حج میں کسی خاتون کے لئے کبھی نہیں دیکھا۔ اور ایک اصلاح اس کی یہ بھی ہے کہ وہ اہل مصر کی طرح کبھی کرائے والے کے ساتھ سوار نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح اکیلی سوار نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اس کے حیاء کی وجہ سے رشتے داروں میں سے کوئی شخص اسے چادر میں نہیں دیکھ سکتا۔ اور لوگوں سے شدت حیاء کی وجہ سے کسی شادی میں یا اجتماع میں حاضر نہیں ہوتی۔ اور اس کی اصلاح میں یہ بھی ہے کہ وہ دوائی ڈالنے والے کے سامنے آنکھ نہیں کھول سکتی تا کہ وہ اس کی آنکھ کا معائنہ کرے جبکہ وہ دکھنے لگی۔ اور ہم اس میں عاجز آگئے کہ وہ دوائی ڈالنے والے کے لئے آنکھ کھولے تا کہ وہ اس کا معائنہ کرے۔ وہ ایسا نہ کر سکی۔ اور اس کی آنکھ خود بخود صحت یاب ہو گئی۔ لیکن یہ آنکھ دوسری کی نسبت کچھ تنگ ہو گئی۔ اور اب تک تنگ

ہے۔اور اس نے اس کی تنگی کو اس کے سامنے کھولنے پر ترجیح دی۔ یہ بھی ہے کہ وہ اس چیز کو لینے سے پرہیز کرتی ہے جو لوگ اسے عطا کریں جب کہ میں نے وہ چیز ان پر لوٹا دی ہو۔اور مجھے خاص بک کی دختر نے اس وقت دس دینار دیئے جب میں نے حج کیا۔پس میں نے لوٹا دیئے اور کہا کہ میں کسی عورت سے امداد قبول نہیں کرتا۔اس نے ام عبدالرحمٰن کو پیش کر دیئے۔پس اس نے بھی قبول نہ کئے اور لوٹا دیئے۔

اور اسی طرح خواجہ ابوبکر الداؤدی کی عورت نے مجھے چار دینار دیئے کیونکہ میں نے اس کی ایک حاجت پوری کی تھی لیکن میں نے لوٹا دیئے۔جب مجھ سے عاجز ہوگئی تو اس نے ام عبدالرحمٰن کو دے دیئے لیکن اس نے بھی لوٹا دیئے۔اور اسے کہہ بھیجا کہ میں کسی عورت کی کمائی سے نہیں کھاتی۔اور نہ ہی میرا شوہر۔اور یہ امر بہت قلیل ہے کہ تو اس دور کے فقراء میں سے کسی کی عورت سے ملاحظہ کرے۔

امام شعرانی کی بیویوں کی اصلاح کی مزید ایک صورت

اور میری عورتوں کی اصلاح میں سے یہ ہے کہ وہ کار خیر پر مجھ سے معاونت کرتی ہیں۔پس مجھے افعال خیر۔قربات۔نیکیوں۔صدقات پر متنبہ کرتی ہیں۔اور محتاج سوالی کو صدقہ کرنے کے لئے جب میرے پاس کچھ نہ ہو تو وہ اپنے دنیوی مال۔لباس یا سامان سے جو ہو سکے اس کے ساتھ میری مدد کرتی ہیں۔اس میں سراپا اخلاص ہوتی ہیں خصوصاً ام عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔آمین۔پس اسے جان لے تجھے منزل ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-فقراء خانقاہ کی خدمت کی اہلیت

مجھے ان فقراء کی خدمت کی اہلیت عطا فرمائی گئی ہے جو کہ میرے پاس اشتغال بالعلم والقرآن والادب والاوراد کے لئے تیس سال سے سکونت پذیر ہیں۔جس کی روزی کا مجھے کوئی قلق ہے نہ ہی کوئی پریشانی۔اور اگر ایک ہزار ہو جائیں یا اس سے بھی زائد تو بھی مجھے ان سے کوئی بے چینی لاحق نہیں ہوتی۔کیونکہ ان کا رب ہی رزاق ہے اور اس نے انہیں خانقاہ میں پابند نہیں فرمایا مگر وہ ان کی طرف ان کا رزق بھیجتا ہے۔اور اب مرد۔عورتیں اور بچے دو سو کی تعداد میں میرے پاس ہیں۔جب وہ گھٹ جائیں تو مجھے غم لاحق ہو جاتا ہے اور جب زیادہ ہو جائیں تو خوش ہوتا ہوں کیونکہ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد مشقت کے مطابق آتی ہے۔جس طرح کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔پس اگر سارے اہل مصر بحمد اللہ تعالیٰ میرے عیال ہوں تو ان کی وجہ سے مجھے کوئی فکر لاحق نہیں ہوگا۔اور ہم نے ان فقراء کا تخمینہ لگایا ہے جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت میں واصل ہو چکے۔یا اپنے علاقوں کو لوٹ گئے تو ان کی تعداد دو ہزار سے زائد تک پائی۔اور آج مصر کی کسی خانقاہ میں صاحب خانقاہ کی زندگی میں یہ امر قلیل ہی پایا جاتا ہے۔گرچہ ان کے لئے وقف ہوں۔زمینیں ہوں اور پردیسی مسافر ہوں۔

اور ایک دفعہ مجھے ایک سیاح نے کہا کہ میں نے سرزمین شام۔یمن۔روم اور عجم کی سیاحت کی ہے۔میں نے مصر جیسا کوئی شہر نہیں پایا۔اور مصر کی کسی خانقاہ میں تمہاری خانقاہ سے زیادہ مشغولیت اور خیر نہیں پائی۔فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-آخرت کے طالب، صادق فقراء کی میرے پاس اقامت سے محبت

صادق فقراء جو کہ آخرت کے طالب ہیں میرے پاس اقامت کو پسند کرتے ہیں۔اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں بحمد اللہ تعالیٰ کہ اس میں کوئی چیز اپنے لئے مخصوص نہیں کرتا مگر ضرورت شرعیہ کے لئے۔اور امور دنیا میں سے مثلاً جو پھل۔کھانا۔نقدی حتیٰ کہ مجھ پر اور میری اولاد پر خصوصیت کے ساتھ وقف شدہ چیزیں جو میرے پاس ہیں ان کی اجرت سب ان پر تقسیم کر دیتا ہوں۔اور اس میں سے انہیں میں سے ایک کی طرح کھاتا ہوں یا اس سے کم۔اور بعض اوقات میرے قبضہ میں مثلاً ایک ہزار نصف (ایک پیمانہ وزن ہے) داخل ہوتا ہے جسے میں سارا انہیں میں تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنے لئے۔اپنی اولاد کے لئے اور اہل خانہ کے لئے ان کی مزاحمت سے پرہیز کرتے ہوئے ایک نصف بھی نہیں لیتا۔اور کئی دفعہ کوئی مجھے صرف میرے لئے کچھ سونا پیش کرتا ہے اس طرح کہ کسی فقیر کو اس کا علم نہیں ہوتا لیکن میں اسی طرح سارے کا سارا ان پر تقسیم کر دیتا ہوں۔اور میں کہتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ مجھے صرف اس لئے دیا ہے کہ لوگوں نے میرے متعلق مشہور کر رکھا ہے کہ میں فقراء کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی چیز مخصوص نہیں کرتا۔پس میں اپنے متعلق اس کا گمان بے معنیٰ نہیں ہونے دیتا۔ کہ منافقت کا ارتکاب ہوگا۔اور یہ امر میرے ہمسروں میں آج قلیل ہے جو اس پر عمل کرے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-سب اوقاف فقراء پر تقسیم کرنا

فقراء کے نام پر جو کچھ وقف وغیرہ کی صورت میں داخل ہوتا ہے نیکی کے طریقے سے ان پر کثرت سے تقسیم کر دیتا ہوں۔پس ہر سال تقریباً بیس ہزار نصف تقسیم کرتا ہوں۔اور اس میں سے کچھ کھاتا ہوں نہ پہنتا ہوں اور نہ ہی اس میں کچھ ذخیرہ کرتا ہوں مگر انہیں کے نام پر۔اور جب مجھے معلوم ہو جائے کہ وقف کی جہات میں سے کسی چیز میں یا ہدیہ میں شبہہ ہے تو اسے ان پر تقسیم نہیں کرتا حتیٰ کہ انہیں کہہ دیتا ہوں کہ اس مال میں شبہہ ہے۔تو جو صاحب ضرورت ہو تو اس میں سے صرف بقدر ضرورت لے لے۔ورنہ اسے ترک کر دے۔اور یہ اس لئے ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی باز پرس سے نکل جاؤں۔پس ان کے لئے دنیا میں خوشگوار نہ ہوگی اور آخرت میں مجھ پر بوجھ ہوگا۔

اور میرے ہاں نابیناؤں کی تعداد انتیس تک پہنچ گئی۔اور وہ لوگ جو باری باری آٹا گوندھتے ہیں بیس آدمی ہیں۔اور ہمارے ہاں ہر روز آٹا ایک اردب اور اس کے تہائی تک پہنچ گیا ہے (یاد رہے ایک اردب ۲۴ صاع کا ہوتا ہے۔اور امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیق کے مطابق ایک صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا ہوتا ہے۔اور یوں یہ وزن تقریباً تین من تک پہنچ جاتا ہے)۔اور مجاوروں کے علاوہ میرے پاس ہر روز وارد ہونے والے مہمان ستر تک پہنچ جاتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں مجاوروں اور ان کی عورتوں کی تمام ضرورتوں کو جاری فرمایا ہے۔ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا وظیفہ خانقاہ سے باہر سے آتا ہو۔بلکہ شرعی طور پر اسے اپنی تمام ضروریات خانقاہ سے ہی ملتی ہیں اور اسے کبھی بازار سے کچھ خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی مگر نادر طور پر۔اور جب بھی مجاوروں کی اولاد زیادہ ہو جاتی ہے تو مجھے یوں خوشی ہوتی ہے گویا وہ بلا امتیاز میری صلبی اولاد ہے۔

اور میں نے ان میں سے تقریباً چالیس افراد کی شادی کی ہے۔اور ان کے اکثر حق مہر میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود ادا کئے ہیں۔اور میں نے ان کے لئے شادی اور عقیقہ کا کھانا تیار کیا۔اور ان کے اکثر اکابر نے کئی سال میرے ساتھ حج کیا۔جبکہ میں نے ان

میں سے کسی کو اس کے متعلق کسی چیز کی تکلیف نہیں دی۔ مگر جبکہ اس نے میرے علم کے بغیر کچھ کہا ہو۔ اور میں انہیں کسی چیز کی تکلیف نہ دینے میں مبالغہ کرتا ہوں حتیٰ کہ میں نے ان کی عورتوں کے لئے دودھ والی بکریاں خریدی ہیں تاکہ وہ ان سے نفع حاصل کریں۔ وغیر ذالک۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ میرا گمان نہیں ہے کہ اے بھائی! تو نے فقراء میں سے کسی کو میرے سوا مصر کی تمام خانقاہوں میں ایسا کرتا ہوا سنا ہو۔ پس اسے جان لے۔ اور اس پر تخلق کے ساتھ عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - کھانا پکانے کے لوازمات مہیا کرنا

گھر میں فقراء کے لئے چولہا میسر ہے اور سال بھر کے لئے اس کا ایندھن بھی میسر ہے۔ پس ہمارے پاس کئی کئی وسق (ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے) ایندھن کشتیوں میں آتا ہے یہاں تک انہیں خانقاہ کے دروازے پر خلیج میں روک دیا جاتا ہے۔ اور یہ ایندھن پاک ہوتا ہے۔ پس ہمیں گوبر کی کبھی ضرورت نہیں پڑتی مگر شاذ و نادر ہی۔ پس مجاوروں کی عورتیں سال بھر ہر روز تقریباً تین من آٹا پکاتی ہیں۔ اور یہ فقراءِ مصر میں سے کسی کو میسر نہیں اور نہ ہی سیّدی احمد الزاہد کو۔ نہ ہی سیّدی مدین کو اور نہ ہی غمری کو اور نہ ہی ان کے غیر کو باوجودیکہ انہیں رسوخ۔ علو مرتبت حاصل ہے اور حکام ان کا حکم مانتے ہیں۔ اور مصر سے باہر مجھے کسی خانقاہ کا علم نہیں جہاں ہماری خانقاہ کی بہ نسبت زیادہ روٹی پکتی ہو اور یا مجاور زیادہ ہوں۔ سوائے جامع غمری۔ سیّدی محمد الشناوی کی خانقاہ اور سیّدی احمد البدوی کے مقام کے۔ پس سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے چولہا گھر میں ہی عطا فرمایا ہے۔ فقراء کو آٹا لے کر بازار کے چولہے کی طرف جانے کی ضرورت نہیں پڑتی جہاں گوبر اور نجاستوں کے ساتھ روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ خصوصاً بارش اور سردی کے دنوں میں پھسلن اور ٹھٹھر میں اس کی مشقت اٹھانا نہیں پڑتی۔

اور ہم نے المنن الوسطی میں ان مجاوروں کے شمار پر تفصیلاً کلام کیا جو کہ سیّدی ابراہیم المتبولی۔ سیّد محمد الغمری۔ سیّدی عثمان الخطاب اور سیّدی مدین کے پاس تھے۔ اور ان کے اکثر ہماری خانقاہ کے مجاوروں کے نصف سے کم ہیں۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - خانقاہ کی تمام ضروریات میسر ہونا

خانقاہ کی تمام ضروریات طعام۔ لباس وغیرہما سب کی سب ان تک رسائی کے راستے میں کسی ذلت کے بغیر میسر ہوتی ہیں۔ اور نہ ہی ان کے بارے میں مخلوق سے کسی سے سوال کرنا پڑتا ہے۔ اور آج کسی خانقاہ میں یہ امر کم پایا جاتا ہے۔ ہر کسی کو حکام سے خود سوال کئے بغیر چارہ نہیں یا لسان حال کے واسطے سے یا لسان مقال کے ذریعے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے بلاد روم کی طرف سفر کیا تاکہ اس کے ذمہ جو تنخواہیں۔ پردیسی لوگ وغیرہ ہیں ان کے لئے کچھ طلب کریں۔ اور ایک درخواست لکھی کہ بندہ محتاج حالت رکھتا ہے اور کثیر العیال ہے۔ اور اہل علم اور فقراء میں سے ہے۔ اور اس کے لئے اور اس کی جماعت کے لئے مصر میں کوئی ذریعہ نہیں جس سے ان کا انتظام کر سکے۔ اور وہ یہ بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت سے اسے کھلاتا پلاتا ہے جبکہ وہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھا یہاں تک اس کی ریش سفید ہو گئی۔ پس ایک تو ربّ اپنے کا شکوہ کرتا ہے۔ دوسرے اپنے آپ کا علم اور فقر کے ساتھ تزکیہ بیان کرتا ہے۔ تیسرے خود کو مخلوق کے سامنے

ذلیل کرتا ہے۔ اور اسلاف کا طریقہ یہ نہ تھا جنہیں ہم نے مصر اور اس کی مضافاتی بستیوں میں دیکھا۔ پھر اس کے بعد کہ اپنی درخواست میں جتلاتا ہے کہ مثلاً یہ پردیسی، فقراء اور مساکین ہیں۔ اس سے ایک مدت تک فقراء کو کھلاتا ہے۔ پھر اسے ابلیس وسوسہ ڈالتا ہے کہ فقراء کا طعام منقطع کردے۔ اور اسے خود اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے مخصوص کرلے۔ اور اگر کوئی اس سے تنازع کرے تو اس میں سے کچھ بطور رشوت حکام کو دے دیتا ہے۔ اور بے وقوف شعبدہ بازوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔

اور امیر جانم الحمزاوی نے مجھ سے سوال کیا کہ وہ میرے لئے بادشاہ سے خانقاہ کے لئے کچھ امداد کا سوال کرے۔ میں نے انکار کردیا۔ اور اس نے مجھ سے سوال کیا کہ پردیسیوں کے متعلق میرے لئے ہر روز پندرہ راں نصف مقرر کرے۔ پس میں نے انکار کردیا۔ اور اس سے کہا کہ یہ تو حاکم کے حقوق مقررہ ہیں جو کہ سپاہیوں کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ جبکہ مجھ میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ ہی مجھے جہاد وغیرہ پر قدرت ہے۔ پس میں اس مال پر سلطانی لشکر سے کیونکر مزاحمت کروں جو ان کی مصلحتوں کے لئے ہے اور میں اگر کچھ بھی نہ ملے تو ایک لقمہ پر یا خشک ٹکڑے پر قناعت کرلیتا ہوں۔ باوجودیکہ میں ان پردیسیوں والوں سے معیشت میں زیادہ وسعت رکھتا ہوں۔ اور میرے ہاں ہر رات اس قدر کھانا ہوتا ہے جو کہ ان کے مولد میں ایک ماہ سے دوسرے ماہ تک یا ایک سال سے دوسرے سال تک کے رزق سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے میرے رزق میں وہ برکت ہے۔ جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس وقت وعدہ فرمایا تھا جب میں نے ۹۱۸ھ میں جامع الغمری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی مجلس شروع کی تھی۔

پس اسے جان لے تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خانقاہ میں مختلف قسم کی روزی کی تفصیل

ہر سال دس قنطار شہد۔ بیس قنطار شکر۔ گیہوں تین سو اردب (اردب ایک پیمانہ وزن ہے جو کہ ۲۴ صاع کا ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل بھی پہلے گزری ہے وہاں دیکھیں) موسم سرما میں لوبیا ہر سال ۴۰ اردب تک پہنچ جاتا ہے۔ کشک سات اردب۔ چاول سات اردب۔ پیاز اور مسور تقریباً ۲۵ اردب۔ ہر عید پر روغنی نان کا آٹا پانچ اردب۔ اور ہمارے پاس ریف کا روغنی نان ہر عید میں تقریباً تین اردب آتا ہے۔ اس کے باوجود ہم کھجور۔ خرنوب اور انجیر تقریباً قنطار خریدتے ہیں۔ اور یہ امور آج مصر کی کسی خانقاہ میں نہیں ہیں۔

پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ خانقاہ کی دیگر نعمتیں

ہر سال ہم دو ہزار تربوز مہمانوں۔ مسلمان بیماروں کے لئے جمع رکھتے ہیں۔ اور فقراء واغنیاء کو ہدیہ دیتے ہیں۔ پس یہ پورا سال ہمارے پاس موجود ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مصر میں ختم ہوجاتا ہے مگر قلیل۔ اور یہ برشوم صغری کے نواحی جزیرہ میں ہماری کھیتی سے آتا ہے۔ اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ ہم ہر سال اس جزیرہ سے کافی مقدار میں ایندھن کاٹتے ہیں جس کے ساتھ سال

بھر کھانا پکاتے ہیں۔ جبکہ اکثر مصری خانقاہوں والے سارا سال ایندھن خریدتے ہیں۔ اور اسی طرح تربوز اور ایسا اہتمام فقراء مصر اور اس کے علماء میں سے کوئی بھی ہمارے سوا اپنے گھر میں نہیں کرتا اور نہ ایثار کرتا ہے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ وقف وہدیہ کے رزق پر اعتماد نہ کرنا

میں اس رزق پر اعتماد نہیں کرتا جو کہ وقف۔ ہدیہ وغیرہما کی جہت سے میرے پاس آتا ہے۔ اسی لئے ہمارا رزق ہمیشہ برکت کے اضافہ میں رہا ہے۔ اور وہ لوگ جن کے لئے وقف یا مقرر کردہ وظیفہ ہوتا ہے تو انہیں برکت کی قلت میں پاتا ہے اور ان پر قرضے غالب۔ اور ان میں سے ہر شخص شکوے کرتا اور روتا رہتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ وہ رزق میں اللہ تعالیٰ کے غیر پر اعتماد کرتا ہے۔ اور اے بھائی! اگر تجھے میری اس بات میں شک ہے تو تو اچانک ایسے لوگوں کو پوچھ لے تو انہیں شکوے کرتا اور روتا ہوا پائے گا۔ اور اس کا مصداق یہ ہے کہ ان میں سے جب کوئی شادی یا دعوت کا اہتمام کرتا ہے تو لوگوں سے معاونت کا سوال ضروری ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے کتنی شادیوں کا اہتمام کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی سے معاونت طلب کرنے کی احتیاج نہیں دی۔ اور مجھے شیخ عبدالحلیم بن مصلح المنز لاوی نے بتایا ہے کہ ہم پر خانقاہ میں رزق ہمیشہ بافراغت پہنچتا رہا حتیٰ کہ بعض نے ہم پر کچھ قطعات زمین اور مکانات وقف کیے۔ پس خانقاہ کا رزق تنگ اور اس سے برکت گھٹ گئی۔ اور اکثر اوقات ہم فقراء کے لئے گیہوں اور سالن کے لئے قرض لینے لگے۔ اور حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے کہ اپنے بندۂ مومن کا رزق مقرر فرمائے مگر وہاں سے کہ اسے گمان تک نہ ہو۔ اور یہ اس لئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ بخلاف اس کے جو کہ مثلاً اپنی سال کی روزی ذخیرہ کرتا ہے پس قریب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے مگر قلیل۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو پسند فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ طعام کے بارے میں حمایت الٰہی

اللہ تعالیٰ وقف میں کی یا کسی گھر کی آمدنی کھانے سے میری حمایت فرماتا ہے جس کے متعلق مجھے یہ خبر پہنچی ہو کہ اس کے وقف کرنے والے نے اس میں کوئی حیلہ گری کی حتیٰ کہ اس میں تبدیلی کر دی۔

اور میں نے ایک دن فقراء کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہر اس جہت کو معطل کر دے جس میں ہماری خانقاہ کے وقف میں آلودگی ہو۔ اس قدر کہ جس میں شبہہ ہو۔ پس اس میں سے یہ ہے کہ وقف کرنے والے نے اسے ذمہ میں قیمت کے عوض اسے لیا پھر اس کے بعض کو قبضہ دیتے وقت جانب داری وغیرہ کر کے بدل دیا۔ پس وہ وقف کرنے والے کی موت کی وجہ سے اس کے مالکوں کے تحت معطل ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے حق کے مطابق پورا لے لیا۔ پھر اسے خوش دلی سے ہمارے سپرد کر دیا۔ اور اس میں سے یہ ہے کہ سالوں معطل رہا اور اس کی دونوں جہتیں معطل رہیں۔ پس کوئی بھی ان دونوں سے ہمارے آج کے وقت تک ایک درہم نہ لے سکا۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ان میں گر پڑے جس طرح ان کے نظائر میں گراتا کہ اس کے ساتھ واقف کی غرض پوری ہو اور لغزشوں سے

برات ذمہ بھی ہو۔

اور جب تفتیش واقع ہوئی میں نے دفتر میں ایک رقعہ ان کی طلب کے بغیر لکھ بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ میری سوچ کے تحت جہات میں۔ اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان میں کچھ بے اصل چیزیں ہیں۔ اور مولانا وزیر علی پاشا اور دفتر کے اہل کاروں سے درخواست ہے کہ وہ ان جہات کی پوری تفتیش کریں جو کہ بری الذمہ کر دے۔ اور جسے بادشاہ کے لئے پائیں وہ لے لیں اور جو اس کے غیر کے لئے پائیں اسے دے دیں۔ اور جسے ہمارے لئے پائیں وہ ہم پر لوٹا دیں۔ اور اپنے خلاف فقراء کی بددعا کا خوف نہ کریں جب کہ انہوں نے کوئی چیز ان کے وقف سے حق کے ساتھ نکالی ہو۔ پس بیشک فقراء ہی بطور پرہیز گاری اور عفت کے سوال کرنے والے ہیں۔

اور اس امر کو جہاں تک ہمیں معلوم ہے مصر میں ہمارے سوا کسی نے نہیں اپنایا۔ بلکہ ان میں سے کوئی تو ارادہ کرتا ہے کہ اہل کاروں کو رشوت دے دیں حتیٰ کہ وہ خاموش رہیں۔ پس وہ راضی نہیں ہوتے۔ اور ہم نے المنن الوسطی میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ پس اس کی طرف رجوع کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حکام کے اموال واپس کرنے میں مجاوروں کی موافقت

میرے بھائی جو کہ میرے پاس مجاور ہیں وہ میرے ساتھ خانقاہ کی طرف آنے والے اموال حکام اور ان کے ہدیوں کو واپس کرنے میں میری موافقت کرتے ہیں۔ پس جب میں ان سے کہتا ہوں کہ اسے قبول نہ کرو تو وہ خوش دلی اور شرح صدر کے ساتھ اسے واپس کر دیتے ہیں۔ اور کئی دفعہ حکام کا قاصد مال لاتا ہے کہ میں اس میں اپنی رائے کے ساتھ تصرف کروں جبکہ مجھے اس کے شبہ سے پاک ہونے کا عقیدہ نہیں تو میں اسے لوٹا دیتا ہوں۔ پس اٹھالانے والا اسے نہیں لیتا اور میرے پاس چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اور فقراء حاضر ہیں۔ تو میں اسے اعراض کرتے ہوئے خانقاہ کے صحن میں بکھیر دیتا ہوں اس قصد سے کہ میری جماعت کے بغیر جو اسے لے لے اس کے لئے مباح ہے۔ پس وہ مجھ سے سمجھ لیتے ہیں کہ میں ان کے اٹھانے کی طرف مائل نہیں ہوں تو ان میں سے کوئی نہیں اٹھتا۔ صرف مصری اولاد کے اطفال وغیرہم اسے اٹھا لیتے ہیں۔ اور کبھی میں اسے ان کے سامنے پھینک دیتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ تم میں جو صاحب حاجت ہو وہ اپنی ضرورت کے مطابق لے لے۔ پس ان میں سے کوئی بھی میرے کہے ہوئے سے تجاوز نہیں کرتا۔ اور آج یہ خلق خانقاہوں کے فقراء میں نادر ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض تو قاصد پر جو کہ مال لے کر آیا ہے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اسے زمین پر دے مارتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی تو غصے کے ساتھ اس کے ہاتھ سے پیسے چھیننے لگتا ہے۔ اور ہم نے المنن الوسطی میں حکام اور ان کے ساتھ ہمارے واقعات پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ پس ادھر رجوع کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اللہ تعالیٰ کی حمایت کا ایک انداز

اللہ تعالیٰ میری اور میرے شاگردوں کی حفاظت فرماتا ہے کہ ابن عمر اور ابن بغدادی روٹی کھائیں جسے ان دونوں نے ہماری خانقاہ کے لئے بطور وظیفہ مقرر کیا باوجودیکہ ہم نے اسے قبول نہ کیا۔ مگر یہاں تک کہ ہم نے کئی بار لوٹایا۔ اور اس نے ہمیں کہا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اسے محتاجوں پر تقسیم کر دیں۔ پس ہم نے اسے خانقاہ کے اور باہر کے نابیناؤں کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو کچھ اس میں سے بچ رہے اسے دربان کے پاس رکھ دیا جاتا ہے تاکہ کاشتکاروں اور دیگر مہمانوں کو کھلا دے۔ اور مجاوروں میں سے کسی کو بھوک لگتی ہے

لیکن وہ صرف وہی روٹی پاتا ہے تو اسے نہیں کھاتا اور صبر کرتا ہے حتیٰ کہ ہماری روٹی پک جائے۔ اور ہمارا یہی معمول رہا حتیٰ کہ ابن عمر داود اور محمد بن بغداد کو باب زویلہ میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اور اس امر سے کوئی قلیل ہی پرہیز کرتا ہے۔ بلکہ بعض نے تو اسے درخواست لکھ بھیجی اور ابن بغداد سے سوال کیا کہ اس کے لئے روٹی مقرر کر دے۔ اور کہا کہ وہ روٹی جسے آپ نے ہماری خانقاہ کے لئے بھیجا اس میں سے مجھے کچھ نہیں ملا۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ تو شیخ خانقاہ ہے تجھے تو پارسائی کا اظہار کرنا چاہئے۔ لیکن اس نے میری بات نہ سنی۔ باوجودیکہ اس کے لئے یومیہ دس نصف ہیں۔ حالانکہ اس کی زوجہ کے سوا اس کا کوئی عیال نہیں۔

پس اسے جان لے۔ تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اجرت پر قراۃ قرآن کریم نہ کرنا

میرے بھائی جمعات کی راتوں وغیرہا میں پیسوں کے عوض لوگوں کے گھروں یا قبور پر تلاوت قرآن کریم نہ کرنے میں میری موافقت کرتے ہیں۔ اور سوگ کا کھانا نہیں کھاتے۔ اور اگر ان میں سے کسی کو دس انصاف پیش کئے جائیں تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی مجلس چھوڑ کر جمعۃ المبارک کی شب خانقاہ کے بغیر وہاں قرآن خوانی کے لئے قبول نہیں کرتا۔ اور یہ ایسا امر ہے قریب نہیں کہ اب تو اسے مصر کی کسی خانقاہ میں پائے۔ بلکہ ان میں سے اکثر قبور پر قرآن خوانی کے لئے جاتے ہیں حتیٰ کہ جمعہ کی رات خانقاہ یوں ہوتی ہے کہ وہاں لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اور سیّدی احمد بن سیّدی مدین نے اپنی خانقاہ میں ارادہ کیا کہ ایسا کریں اور ان میں پابندی لگا دیں۔ تو وہ خانقاہ سے نکل گئے۔ اور آپ کی طاعت نہ کی۔ اور انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی مجلس چھوڑ دی۔ اور آپ سے کہنے لگے کہ ہمیں نماز کے سوا ایسا کرنا لازم نہیں۔ اور بعض لوگ میری طاعت سے نکل گئے پس وہ منحوسوں کی طرح ہو گئے۔ ان کے چہروں سے تازگی چلی گئی۔ رزق سے برکت گھٹ گئی۔ پھر وہ مجاورت سے بالکل ہی خارج ہو گئے۔ اور انہوں نے خانقاہ سے باہر سکونت اختیار کر لی۔ اور وہ صرف دنیا جمع کرنے کی خاطر باہر نکلے پس دنیا ان سے فرار کر گئی۔ پس نہ تو ان کے لئے ٹھہرتی ہے کہ وہ اسے حاصل کر لیں اور نہ ہی وہ لوگ اس کی طلب میں چلنے سے لوٹتے ہیں۔ پس وہ اس وقت نادم ہوئے جب کہ انہیں ندامت فائدہ نہیں دیتی۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ اہل جنت حسرت نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جو کہ ان پر گذری مگر انہوں نے اس میں ذکر الٰہی نہ کیا یعنی دنیوی عوض کے بغیر صرف ثواب اور قرب الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے۔ کیونکہ جسے تلاوت قرآن کریم پر وہ چیز برانگیختہ کرے جو وہ دنیا سے حاصل کرتا ہے پس اس نے اپنی تلاوت کی حالت میں حق تعالیٰ کی مجالست کا شرف حاصل نہیں کیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص ہو اور اس کے ذریعے اس کی خوشنودی طلب کی گئی ہو۔ جیسا کہ صحیح میں ثابت ہے۔ پس کہا جائے گا کہ جو شخص جمعۃ المبارک کی رات خانقاہ چھوڑ دیتا ہے اور قبور کی طرف نکل جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں دنیا کے لئے نہیں نکلا۔ میں قرآن عظیم کی تلاوت کے لئے نکلا ہوں کہ تلاوت قرآن کریم خانقاہ میں ممکن ہے۔ علاوہ ازیں بحمد اللہ تعالیٰ جمعۃ المبارک کی رات ہماری مجلس میں تلاوت قرآن کریم۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر طلوع فجر تک جاری رہتا ہے اور ان فقراء کے ساتھ ہمارا کلام اس وقت تک ہے جب تک کہ ان میں سے کوئی شخص لقمہ اور پیوند لگا لباس پاتا ہے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ خانقاہ سے معاذ

اللہ تعالیٰ نعمت پھیر دے تو فقراء پر کوئی قدغن نہیں جب وہ پیسے لے کر قرآن کریم پڑھیں۔

اور میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا مانگی ہے کہ جو مجاور میرے ہاں دنیا جمع کرنے کے لئے قیام کرے اس کے دل میں اسے اپنے آپ پر۔ اپنے اہل وعیال پر اور اپنے مہمانوں پر خرچ کرنے کا الہام فرمائے۔ اور اگر وہ اس طرح خرچ نہ کرے تو میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ اس پر لطف فرمائے اور قرآن کریم کے احترام کی خاطر جو کہ اس کے پیٹ میں ہے قیامت کے دن حساب میں اس پر سختی نہ فرمائے۔ بیشک وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ اور فقیر کو کون سی چیز نقصان دیتی ہے اگر وہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے کھائے۔ پہنے اور اپنے بھائیوں کو کھلائے۔ اور اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے صدقہ کرے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ میرے تمام مریدین کو ایسا کر دے۔ آمین۔ پس اسے جان لے اور اس پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ خانقاہ کے فقراء کو جمع کرنے میں قصد صحیح

میں نے اپنے پاس رہنے والے فقراء کو اس قصد سے جمع کیا ہے کہ در اصل خود انہیں نفع پہنچے اور اجر وثواب کی شکل میں خود مجھے نفع پہنچنے کو اس کے تابع سمجھتا ہوں نہ کہ قصد اول کے ساتھ۔ پھر جب میں ان میں سے کسی کو دیکھتا ہوں کہ وہ تنہا حب دنیا کے لئے رہ گیا ہے تو میرا دل اس سے نفرت کرتا ہے۔ اور میرے اور اس کے درمیان محبت کا کوئی علاقہ نہیں رہتا اگرچہ وہ شب وروز میرے پاس رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الاالحیوۃ الدنیا (النجم آیت ۲۹) پس اس سے رخ پھیر لیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کر لی اور وہ صرف دنیوی زندگی کی خواہش رکھتا ہے) پھر لازم ہے کہ وہ خانقاہ سے نکل جائے گرچہ دیر کے بعد۔ اور اگر اس جیسے نے پارسائی کی مہک لی ہوتی تو وقف شدہ روٹی نہ کھاتا مگر ضرورت شرعیہ سے۔ اور کہتا کہ یہ تو صرف ان فقراء اور مساکین کے لئے جو کہ سکونت پذیر ہیں۔ عبادت کیلئے منقطع ہیں۔ اور میں ان میں سے نہیں ہوں۔ اور اگر صاحب صدقہ جانتا ہے کہ خانقاہ میں کوئی دنیادار ہے جس کا قلب دنیا کی طرف معروف ہے تو اسے ایسے شخص کو اپنے وقف سے ایک لقمہ کھلانے کے لئے شرح صدر حاصل نہ ہوئی۔

راہبوں کی رہبانیت کی شرط

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عیسائی راہبوں کی شرائط میں سے یہ ہے کہ کوئی بھی دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور جب بھی وہ دنیا سے محبت کرے تو وہ گرجا گھر کے منتظم سے اس کی شکایت کرتے ہیں اور اسے اس خطرے کے پیش نظر خارج کر دیتے ہیں کہ کہیں باقیوں کو برباد کر دے۔ اور جب کفار جب تک گرجے میں رہیں تو دنیا سے بے رغبتی کرتے ہیں تو یہ اہل علم اور قرآن کریم کے خدام کے زیادہ شایاں ہے۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں تمام ملتوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ دنیا سے بے غبتی مطلوب ہے۔ اور بندے کے ہاتھ میں اس سے جو کچھ ہے اسے نکال دینا ہر عقل مند کے لئے زیادہ لائق ہے۔ اور قواعد شریعت میں یہ گواہی ہے کہ جو چیز کسی جماعت پر وقف کی گئی جو کہ کسی صفت سے موصوف ہے اس کا اس پر صرف کرنا جائز نہیں جس میں یہ صفت مفقود ہو۔ اور اسی وجہ سے بعض حضرات نے خانقاہوں کی روٹی کھانے سے پرہیز کی ہے جو کہ صوفیہ پر وقف کی گئی اور فرمایا کہ میں صوفی نہیں ہوں جیسے حضرت جنید اور شبلی اور ان جیسے دیگر حضرات۔

پس ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت عطا فرمائی۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی نہ فرمائی ہوتی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - خانقاہ کا کھانا استعمال کرنے میں مجاہدوں کی احتیاط

میرے مجاور بھائی موافقت کرتے ہیں جب میں ان پر اشارہ کروں کہ جو کھانا یا پھل خانقاہ میں داخل ہو اس سے کھانا ترک کردیں اور ان کا اس سے راضی ہونا ہے کہ ان میں سے کسی کی کسی چیز کے ساتھ تخصیص نہ ہو جبکہ وہ بڑا ہو۔ اور اس کی رضا یہ ہے کہ ان میں سے چھوٹے کی طرح حاصل کرے۔ اور میں نے دربان کو حکم دے رکھا ہے کہ جو چیز شہد اور میوہ خانقاہ میں داخل ہو سب کچھ ان پر تقسیم کردے۔ جس طرح کہ مدینہ عالیہ والے گیہوں وہاں کے مجاوروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پس بعض مرتبہ کسی کو صرف ایک انجیر یا شفتالو ہی ملتا ہے۔

پھر جب خانقاہ کا شیخ مقرر کرتا ہے کہ اس نے زیادہ کھانے والوں۔ ملامت کرنے والوں۔ موٹی گردن والوں کی رعایت کی ہے۔ اور کسی کو کسی چیز کے ساتھ خاص کیا ہے تو وہ فقراء کے قواعد سے نکل گیا۔ پھر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے رزق پھیر دے۔ کیونکہ کھانے والوں کے سانس جب بھی کثرت سے ہوں گے رزق کھینچتے ہیں۔ اور کبھی تیں موٹی گردنوں والے اپنے سانسوں کے ساتھ اس قدر رزق نہیں کھینچتے جس قدر یتیم یا نابینا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - حب دنیا میں مستغرق فقیر کا حسن تدبیر کے ساتھ علاج

اپنے بھائیوں میں سے اس شخص کا میں حسن تدبیر کے ساتھ علاج کرتا ہوں جس کے دل میں دنیا کی محبت گھر کر جائے۔ یہاں تک کہ وہ اوراد اور قرأت علم کے برعکس ہو گیا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگا۔ پس میں اسے کبھی نہیں کہتا کہ تو فقراء کے اطوار سے دنیا داروں کے اطوار کی طرف نکل گیا ہے گرچہ یہ برحق ہو۔ میں اسے صرف یہ کہتا ہوں: اے میرے بھائی! تو ہمیں مجلس میں وحشت دلانے لگا ہے۔ اور اللہ کی قسم مجھے ہر اس مجلس پر حسرت آتی ہے جو تجھ سے رہ گئی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تیرے صحیفے میں سے خیر کی کوئی چیز رہ نہ جائے۔ وغیرہ۔ جب کہ ایک قوم نے اس کے خلاف کیا اور انہوں نے اپنے اس ساتھی کو ڈانٹا جو فقراء کے اطوار سے باہر نکل گیا۔ پس اس نے انہیں برا بھلا کہنا اور اپنے شیخ کے متعلق غیر شائستہ باتیں کہیں۔ اور ازاں بعد وہ اس سے کچھ بھی نفع نہ لے پایا۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز۔ پھر اس سے پرہیز کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے ہم نشینی

مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مجلس ذکر اور مجلس درود وسلام کی بدولت کثرت سے ہم نشینی کا شرف حاصل ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ اور یہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ۹۱۸ھ کی بات ہے۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں اسے ترتیب دیا ہے ایک رات اور ایک صبح بھی خالی نہیں گزری۔ اور جمعۃ المبارک کی رات اور اس کے دن کی مجلس کی ترتیب شیخ نورالدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے ساتھ تھی۔ اور صبح کے بعد مجلس کی ترتیب سیدنا ومولانا ابوالعباس خضر علیہ السلام کے اشارہ کے ساتھ تھی۔ چنانچہ میں نے آپ کو مصر کی جامع الغمری کی چھتوں پر دیکھا۔ اور آپ نے مجھے فرمایا: اس سے

کوئی ڈر نہیں کہ تو صبح کے بعد جماعت کے ساتھ بیٹھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں۔ یہاں تک کہ نیزہ بھر سورج چڑھ آئے۔ اور یہی سبب تھا آپ کے حق میں خانقاہ میں ہفتوں میں میری دعا کی ترتیب کا۔ اور آیۃ الکرسی وغیر ذالک پڑھنے کا۔ کیونکہ میں آپ کے تلامذہ میں شمار ہونے لگا۔ اور آپ مرتبہ میں میرے مشائخ میں سب سے بڑے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے رشد و ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نیکوں کو پسند فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سولھواں باب

اخلاق کا بیان

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اور وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

احسان خداوندی۔شب وروز سماعت قرآن کریم اور ذکر کی کثرت

شب وروز میں کثرت سے قرآن کریم کی سماعت اور ذکر کرتا ہوں جس طرح کہ اس سے پہلے باب کے آغاز میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا۔ حالانکہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہوں۔ اور یہ بہت بڑی نعمت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دنیا میں انعام فرمائی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی کو میسر نہیں چہ جائیکہ ان کا غیر ہو۔ وہ تو صرف مخصوص اوقات میں قرآن کریم کی سماعت یا ذکر کرتے ہیں۔

تین فرشتوں کا امام شعرانی کے پاس آنا

اور ایک دفعہ رات کے وقت تین فرشتے مجھ پر داخل ہوئے جبکہ میں نینداور بیداری کے درمیان تھا۔ ان میں سے ایک کا طول سات گز تقریباً تھا جبکہ دو ہماری طرح ہی طویل تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کے رنگ زعفران کی طرح ہیں۔ ان میں سے طویل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم نے آج رات زمین کی مشرقوں مغربوں کا چکر لگایا ہے۔ کیا تم نے خانقاہوں میں کوئی قطعہ زمین ایسا دیکھا ہے جہاں اس قطعہ زمین سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا تلاوت قرآن کریم ہوتی ہو؟ وہ بولے: نہیں۔ پس دونوں فرشتوں میں سے ایک نے طویل سے پوچھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی مجلس کی امداد پھیلنے کی حد کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ باب النصر کی سمت سے جامع الحاکم کے دروازے تک پہنچتی ہے۔ اور باب الشعریہ کی حد تک ہے جو کہ اس سے نکلنے والے کے بائیں ہاتھ پر ہے۔ پھر مجھے جاگ آگئی۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے سوال کرتا ہوں کہ میرے بعد اس قطعہ زمین میں یہ خیر ہمیشہ قائم رکھے تاکہ میری موت کے بعد سابقہ علم الٰہی کے مطابق مدت تک مجھ پر رحمت الٰہی دائم رہے۔

فقیر کی قوت عزم کے مطابق خیر باقی رہتی ہے

چنانچہ صوفیاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کے مکان میں اس کے عزم کی قوت کے مطابق خیر دائم رہتی ہے۔ پس لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہے جس کی خیر اس کے بعد ایک برس تک یا کم وبیش رہتی ہے۔ اور میں نے مصر سے باہر سیّدی احمد البدوی سے زیادہ قوت عزم والا نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کے بعد سیّدی محمد الشناوی سے زیادہ قوی عزم والا دیکھا کیونکہ ان دونوں حضرات کے مکانات میں لوگ علم وقرآن کریم

کے لئے قوت سے اعتکاف کرتے ہیں۔ اور مصر میں صاحب جامع ازہر کے بعد سیّدی ابو العباس الغمری کے عزم سے زیادہ قوی نہیں۔ پس بیشک سیّدی ابو العباس کو وصال فرمائے تقریباً ستاون برس ہو چکے ہیں اور آپ کا مکان خیر کی زیادتی میں ہے بخلاف مصر کے دیگر فقراء کے جیسے متبولی اور مطاب اور سیّدی احمد الزاہد و سیّدی مدین وغیرہم۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجاوروں کا مجھ سے ادب سے پیش آنا

میرے مجاور بھائی میرے ساتھ ادب سے پیش آتے ہیں۔ جب میں ان میں سے کسی پر عتاب کرتا ہوں جبکہ وہ مجلس ذکر یا مجلس قرآن کریم یا مجلس علم سے غائب ہوتا ہے۔ پس وہ سر جھکا لیتا ہے اور معافی مانگتا ہے۔ اور شاید یہ اس لئے ہے کہ وہ اس پر والدہ کی طرح میرے وفور شفقت کا علم رکھتا ہے۔ پس وہ کیا ہی سعادت مند ہے جو اپنے مربی کے ساتھ ادب سے پیش آتا ہے اور وہ کس قدر بد بخت ہے جو اس کا ادب کم کرتا ہے اور اپنی طرف سے جواب دینے لگتا ہے۔ اور ان میں سے ایک شخص پھسل گیا اور ایک دن اپنی طرف سے جواب دینے لگا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے ایسی ضرورت پیش آ گئی جس سے سارا وقت نکل گیا۔ پس فقراء کی مثال دینے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے حال کی اور اس کے حال کی اصلاح فرمائے۔

مرید کے لئے قابل توجہ امر

پھر مرید پر مخفی نہ رہے کہ اس کا شیخ اس کے لئے ہر خیر کی آرزو اس لئے کرتا ہے کہ اس کی نگاہ دار آخرت تک پہنچی ہے اور اس نے رد ہونے والے اعمال اور قبول ہونے والے دیکھے ہیں۔ اور جو چیز بندے کو خوش کرتی ہے اور غمگین کرتی ہے پس وہ اپنے تمام مریدوں کے لئے آرزو کرتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مقبول العمل اور قیامت کے دن خوش ہو۔ جبکہ مرید ایسی صورت حال سے حجاب میں ہے۔ اور عارفین نے فرمایا ہے کہ جس مرید کی ایمانی نگاہ احوال آخرت کے شہود تک نہیں پہنچتی اسے طریق سے کوئی ثمرہ حاصل نہیں ہوتا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو چاہے کہ اس دنیا میں اپنی کجی اور استقامت کی پہچان کرے وہ اپنے اعمال و اقوال کو اور اپنے عقائد کو کتاب و سنت کے ساتھ وزن کرے۔ پس اگر اپنے نفس کو موافق پائے تو چاہئے کہ وہ ہر خیر سے خوش ہو ورنہ وہ اپنی اس کوتاہی کے اندازے پر جسے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہیں فرمایا دنیا و آخرت میں خاسر ہے۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ سارا سال خانقاہ میں اشتغال بالعلم

سارا سال خانقاہ میں علم کے ساتھ مشغولیت رہتی ہے۔ پس اگر آج قلوب کے برتنوں میں شگاف نہ ہوں تو مجاوروں میں سے ہر ایک اب عظیم علماء میں سے ہوتا۔ لیکن ان کے لئے اکثر ان طلبہ علم کا نمونہ ہے جو کہ علم میں درس کے القاء پر قدرت نہیں رکھتے۔ مگر اگر اس شب مطالعہ کیا ہو۔ اور میرے ہاں بحمد اللہ تعالیٰ اتنا علم ہے جو کہ تمام مجاوروں کے لئے کافی ہے۔ پس وہ خانقاہ سے باہر جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تا کہ میرے علاوہ کسی اور سے پڑھیں۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر علم میں جسے لوگ آج حاصل کرتے ہیں فہم کا القاء فرمایا ہے حتیٰ کہ جو طلب کرے اسے میں مذاہب اربعہ کی قرأت کراتا ہوں۔ اور بسا اوقات میں ہر مذہب کے اقوال کی توجیہات اس مذہب والوں کی نسبت کثرت سے بیان کرتا ہوں باوجودیکہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کا پابند ہوں۔ اور میں آپ کے

غیر کے مذاہب کی توجیہات اس لئے بیان کرتا ہوں کہ مجھے اقوال آئمہ کے اختلاف کے مقامات کی اطلاع ہے۔ اور ان آیات اخبار اور آثار کی طرف وہ منسوب ہیں ان پر اطلاع ہے جس طرح کہ اسے وہ شخص پہچانتا ہے جس نے میری کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ المجتہدین کا مطالعہ کیا ہے۔ پس میں نے اقوال آئمہ کی توجیہات بیان نہیں کیں مگر اس لئے کہ مجھے اس پر اطلاع ہے جس سے انہوں نے سند لی ہے نہ کہ اپنے سینے سے جیسا کہ بعض کا معمول ہے۔

اور جس نے غور کیا وہ اقوال آئمہ کا حال خفت اور شدت کے درمیان پاتا ہے۔ کوئی رخصت کا قائل ہے تو کوئی عزیمت کا۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اعمال اپنانے کی حالت میں رجال ہیں۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ تمام جہات موقوفہ کی ظالموں سے حفاظت

خانقاہ پر موقوف تمام جہات کی ظالموں سے حفاظت ہے۔ پس طریق میں کوئی کاشف یا شیخ عرب وغیرہما ہمارے لئے وقف نہیں کرتا باوجودیکہ میرے قبضے میں کوئی مربعہ ہے نہ کوئی طے شدہ وظیفہ جیسا کہ پہلے گزرا۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہے۔ اور کئی دفعہ سلطانی مربعات والے آتے ہیں تو کشف کے وقت ان کی سفارش کرتا ہوں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ۔ اور شاید اس میں نکتہ میر الفقراء کے درمیان خود کو کسی چیز کے ساتھ مخصوص نہ کرنا ہے۔ اور میں ان کے وقف کی نگہداشت صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طور پر کرتا ہوں اور اس پر کوئی تنخواہ نہیں لیتا جیسا کہ تیسرے باب کے اوائل میں پہلے گزر چکا۔ پھر جب میں اس کا غلہ جمع کر لیتا ہوں تو ان پر وجہ شرعی کے ساتھ تقسیم کر دیتا ہوں۔ اور باطنا نہ ظاہراً اس میں سے کسی چیز میں ان کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتا۔ بلکہ بسا اوقات میں اپنا کچھ مال ان کے وقف میں ملا دیتا ہوں۔ اور انہیں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ تمہارے وقف سے ہے۔ اور جو اس مسلک پر چلتا ہے کائنات اس کی موافقت کرتی ہے نہ کہ مخالفت۔ پھر اگر ایسا واقعہ گزرا کہ کسی ظالم نے ہم سے معارضہ کیا تو صرف اس لئے ہوا کہ فقراء میں سے کوئی شخص اس کی محبت دنیا وغیرہ کی وجہ سے حفاظت کا مستحق نہیں۔ پس میں پہچانتا ہوں کہ اگر میں وقف کی نگہبانی تنخواہ کے عوض کروں یا کسی چیز کے ساتھ فقراء کی بہ نسبت خود کو مخصوص کر لوں۔ اور شادی کروں اور لونڈی رکھوں اور گھوڑے پر سواری کروں۔ یا کھانے پینے میں وسعت اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے ظالموں سے کسی چیز کی حفاظت پر قدرت نہیں دے گا۔ گرچہ قلیل ہو۔ جس طرح کہ دوسرے لوگوں کی حالت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کسی حاکم کے سامنے کھڑا نہ ہونا

جب کوئی مجھ سے میرے گھر کے بارے میں۔ یا میری خانقاہ کی نگہبانی کے متعلق یا میری زمین کے سلسلے میں مجھ سے جھگڑا کرے تو میں حاکم کے سامنے پیش نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ کیونکہ دنیا میرے نزدیک اس سے فروتر ہے کہ اس کی خاطر کسی حاکم کے سامنے جاؤں۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ میں حیا کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو جھوٹا کہوں جس نے میرے خلاف اس کے متعلق دعویٰ کیا ہے۔ اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ میرے نزدیک مکانات برابر ہیں۔ پس جس مکان میں بھی میں بیٹھا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں۔ اور اس کے مقابلے میں دارین کی کسی چیز پر اپنی ملکیت نہیں جانتا۔ پس میں اپنے مالک کے

رزق سے کھاتا ہوں۔اس کے مال سے پہنتا ہوں۔اس کے گھر میں رہتا ہوں۔اس میں میری کوئی ملکیت نہیں۔اور نہ ہی شبہ ملک۔نہ ہی کوئی استحقاق۔اور جس کا مشہد یہ ہو تو اگر ساری دنیا تمام وسعتوں سمیت اس کے ہاتھ میں ہو۔اور اس سے کسی انسان نے اسے چھین لیا تو اس سے ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوتا۔اس کا نفس اس پر للچاتا ہی نہیں۔اور گویا کہ اس نے زمین سے ایک سنگریزہ دے دیا۔اور یہ خلق اکثر فقراء میں کمیاب ہوگیا ہے۔بلکہ کئی دفعہ ان میں سے ایک شخص اپنے مخالف سمیت حکام کے دربار میں مقدمہ دائر کردیتا ہے جب وہ اس کی خانقاہ یا اس کے گھر یا اس کے خلوت کدہ یا اس کے وظیفہ میں جھگڑا کرے۔اور یہ سلف صالح کے قواعد سے خروج ہے۔

اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شخص تیرے دین کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرے تو اس سے جھگڑا کر۔اور جو تیری دنیا کے بارے میں تجھ سے جھگڑتا ہے تو اسے اس کے سامنے پھینک دے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے دربار میں مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو اس سے پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتا۔انتہی۔پس اس چیز کی قدر کیا ہے جس میں کوئی شخص مچھر کے پر سے کم اپنے لئے خاص کرتا ہے۔جبکہ اسے سب اہل دنیا پر تقسیم کرے۔بادشاہوں سے لے کر عوام تک حتیٰ کہ کوئی شخص اس کی خاطر حکام کی طرف مقدمہ لے جائے۔

سیّدی احمد بن الرفاعی کا شہود

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ام عبیدہ محلّہ میں اپنا گھر اور خانقاہ تعمیر کی تو جس دن آپ وہاں منتقل ہو رہے تھے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ قطعہ زمین اس کے آباؤ اجداد کی ملک ہے۔اور اس نے سیّدی احمد کو یہاں تعمیر کی اجازت نہیں دی۔پس سیّدی احمد نے اپنی ضرورت کی چیزیں دروازے سے باہر پھینک دیں۔اور اس کی خاطر اسے چھوڑنے اور جو دیواریں بنائی تھیں اسے ان سے بری الذمہ کرنے کا پختہ ارادہ فرمالیا۔جب اس شخص نے منتقل ہونے میں شیخ کی ہمت دیکھی تو کہنے لگا: یا سیّدی! اس زمین میں میری کوئی ملکیت ہے نہ شبہ ملک۔میں نے تو صرف دنیا کی طرف آپ کا جھکاؤ آزمانے کا قصد کیا تھا۔خصوصاً نئے گھر کے بارے میں۔پس بیشک انسان اس سے خوش ہوتا ہے۔تو سیّدی احمد نے فرمایا: کام آسان ہے۔اس نے کہا: یا سیّدی! آپ محض میرے دعویٰ کی بنا پر اپنا گھر چھوڑ رہے ہیں۔فرمایا: ہاں۔دنیا فقراء پر اس سے حقیر ہے کہ اس کی خاطر کسی حاکم کے سامنے پیش ہوں۔

پس اسے جان لے۔تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسانِ خداوندی۔اسم اعظم کا علم

مجھے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی معرفت ہے۔جس کے ساتھ دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔لیکن میں اس کی تعلیم اسے نہیں دیتا جو اسے طلب کرے مگر جب کہ مجھے اس کے دین کا وثوق ہو۔اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی مخلوق پر اس کی شفقت کا یقین ہو۔پس مجھے خطرہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اس کے لئے بددعا کرے جس سے ناراض ہو یا اس نے اسے ستایا ہو پس اسے اللہ تبارک وتعالیٰ ہلاک فرمادے۔جیسا کہ بلعم بن باعوراء کا واقعہ ہے۔اور اگر میرے علاوہ گزشتہ اولیاء نے مجھ سے پہلے اسے چھپایا نہ ہوتا تو اے بھائی! اس کتاب میں علی التعیین میں تیرے لئے اس کا ذکر کردیتا۔لیکن کتاب اس کے اہل اور نا اہل کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ تیرے

لئے چند اقوال اسم اعظم کی تعیین میں ذکر کروں۔ گرچہ اس سے اس کی معرفت کے متعلق جزم کا فائدہ نہیں ہوگا۔ پس میں کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی توفیق ہے۔

اسم اعظم کے متعلق اقوال

ایک جماعت کا مذہب یہ ہے جن میں ابوجعفر الطبری۔ شیخ ابوالحسن الاشعری۔ ابن حبان۔ الباقلانی وغیرہم ہیں کہ اسم اعظم کا وجود ہی نہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سب کے سب عظیم ہیں۔ ان میں کوئی اسم ایسا نہیں جو کہ اعظم نہ ہو۔ اور یہی امام مالک وغیرہ کا قول ہے۔ اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ یہ اسم اللہ ہے۔ اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ یہ 'ھُو' ہے۔ اور شعبی اس طرف گئے ہیں کہ یہ تیرا یا اللہ کہنا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اس کے متعلق مستدرک میں حدیث وارد ہوئی ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ صرف الحی القیوم ہے۔ وغیر ذالک۔ جیسا کہ ہم نے اسے المتن الوسطی میں ذکر کیا۔

ادائے قرض کی دعا

اور ایک شخص پر تین ہزار دینار قرض تھا تو اسنے یہ کہا اللھم انی اسئلك یا الله یا الله بلی والله انت الله لا اله الا انت الله الله والله انت الله لا اله الا انت یا حی یا قیوم۔ پھر سو رہا۔ اور جب اٹھا تو اپنے سر کے قریب تین ہزار دینا ر پائے۔ پھر اسے خواب میں کہا گیا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا جسے اگر پانی پر پڑھا جائے جم جائے۔ انتہی۔

قصہ مختصر اس پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ مگر طریق کشف سے۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی۔ کثرت افاضہ خیر لباس کی صورت میں

مجھے کثرت سے خیر کا فیض لباس کی صورت میں عطا فرمایا گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اتنی مخلوق کو لباس پہنائے جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن میں نے اخی عزیز الشیخ ابراہیم السندبسطی النقیب کے قلم سے ایک کاغذ لکھا دیکھا جس میں اس جماعت کے اسماء ہیں جن کو میں نے لباس پہنایا۔ تو یہاں ان کے ذکر میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے غیر پر تنبیہ کے طور پر۔ پس ان میں سے شیخ نورالدین الشونی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ آپ نے مہربانی فرمائی اور مجھ سے دو سو نصف کا چغہ پہنا۔ اور اسی طرح شیخ ابوالعباس الحریثی نے مجھ سے سیاہ چغہ پہنا۔ اسی طرح سیّدی محمد بن سیّدی الشیخ ابوالحسن الغمری نے مہربانی فرمائی اور مجھ سے تقریباً تین سو نصف کا چغہ پہنا۔ جب چوروں نے آپ کو ریف میں لباس سے محروم کر دیا۔ اور اسی طرح میں نے سیّدی زینا ابن دختر سیّدی علی المرصفی کو تقریباً ۴۰ دینار کا نیا چغہ پہنایا۔ اور میں نے شیخ شرف الدین الفراء کو جامع الحاکم میں بعلبکی کپڑا پہنایا اور اسی طرح احمد المصامتی کو میں نے دو کپڑے پہنائے۔ اور میں نے سیّدی احمد البدوی کے خلیفہ کو اون کا ایک کپڑا پہنایا جو مجھے محمد بن بغداد نے تفصیل کے بغیر دیا تھا۔ اور میں نے آپ کے بیٹے بدر الدین کو مضربہ دیا (ایک کپڑا ہے جس کے دو طاق ہوتے ہیں اور اس میں روئی بھری ہوتی ہے) اور شیخ ابوالبقاء کو جو کہ آپ کے عم زاد ہیں سبز اون کا مضربہ دیا۔

اور میں نے شیخ تقی بن عبدالحلیم بن مصلح کو کئی چادریں اور کپڑے پہنائے جب بھی آپ مصر آتے تھے۔اور میں نے شیخ علی یمنی کو کئی کئی کپڑے پہنائے اور آپ کو سفید اون کا مضربہ پہنایا جب آپ نے سفر حجاز کا ارادہ کیا۔اور میں نے شیخ شہاب الدین بن داؤد کو کپڑے اور چادریں پہنائیں۔اور اسی طرح آپ کے بھائی شیخ ابراہیم کو کئی بار لباس پہنایا۔اور شیخ نورالدین الحمدی کو تقریباً اسی نصف کا سفید جبہ پہنایا۔اور اسی طرح شیخ خطاب البرہانی کو اسی قیمت کا سفید جبہ پہنایا جسے میں نے صرف ایک دن پہنا تھا۔اور میں نے سیّدی احمد البدوی کے خادم کو صوف الماطلی کا مرقعہ پہنایا جو کہ سو نصف کے برابر تھا۔اور اسی طرح میں نے شیخ حسن کو جو کہ مقام احمدی کا وضو خانہ بھرا کرتے تھے کئی کپڑے پہنائے۔اور میں نے شیخ سیّدی ابوبکر القبانی اور ان کے والد صاحب کو ہر ایک کو قمیص پہنایا جب کہ وہ حجاز سے آئے۔اور میں نے سیّدی محمد البرماوی کو تقریباً دو سو نصف کا ختن کا جبہ پہنایا۔اور اپنے بھائی شیخ افضل الدین کو کئی بار سرخ و سیاہ مضربے پہنائے۔اور شیخ یوسف البشلاوی کو کئی بار لباس پہنایا۔اور شیخ شہاب الدین الطریفی کو قمیص پہنایا۔شیخ زین الدین کو سبز اون پہنائی اور ان کی مہربانی کہ انہوں نے اسے قبول فرمایا۔شیخ عبدالدائم بن عنان کو کئی بار لباس پہنایا۔اور سیّدی محمد الحنفی کو سرخ جبہ پہنایا۔اور آپ کی مہربانی کہ اسے قبول فرمایا۔اور میں نے آپ کے سسر سیّدی ابوالفضل کو سفید جبہ پہنایا اور میں آپ کو بدلہ نہیں دے سکتا۔اور سیّدی محمد بن موقف کو تقریباً دو سو نصف کی اون پہنائی۔شیخ عبدالقادر الشاذلی کو قمیص پہنائی اور آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسی کا کفن دیا گیا۔اور اسی طرح قاضی عبدالقادر الرزکی کو میں نے بعلبکی قمیص پہنایا۔پس آپ نے اسی کے کفن کی وصیت فرمائی۔تعمیل کی گئی۔اور میں نے زین العابدین کے خادم شیخ عبداللہ العجمی کو سرخ جبہ۔اور سیاہ عمامہ پہنایا۔اور یہ وہ شخص ہے جو کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہے۔اور میں نے شیخ محمد ابوشوشہ الجزیری کو سرخ جبہ پہنایا۔اور شیخ ابوحدوان کو بعلبکی قمیص پہنایا۔سیّدی محمد الحموی کو جبہ پہنایا۔الشیخ تقی الدین الاشمونی الاقطع کو سرخ جبہ۔زرد قمیص اور ٹوپی پہنائی۔اور شیخ محمد الکویر الراح کو سفید جبہ اور اسی طرح ابوشعرہ کو سفید جبہ اور چادر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے طہور میں (اس کی والدہ کے اس کی ولادت کے نفاس سے پاک ہونے پر) پہنایا۔اور اسی طرح طہور مذکورہ میں میں نے مجاوروں کی عورتوں میں ہر ایک کو قمیص پہنائی۔شیخ محمد النحریری کو سبز اون۔عمامہ۔ٹوپی اور قمیص پہنائی۔شیخ برکات الاحمری کو سفید جبہ اور دوسرا سرخ پہنایا۔شیخ محمد الصوفی کو سیاہ جبہ۔اور دوسرا سبز اور عمامہ پہنایا اور آپ کی مہربانی کہ اسے قبول کیا۔شیخ یوسف الطہوائی کو سفید جبہ پہنایا جب آپ مجھے ملنے آئے۔شیخ شہاب الدین السبکی کو عودی جبہ پہنایا۔اور ابن الشیخ عبدالرزاق المارج کو سفید باریک کپڑا پہنایا جب کہ اس نے سیّدی عمر بن الفارض کی مدح سرائی کی۔عمر کو جو کہ نابینا ہیں سبز مضربہ کندکی پہنایا۔شیخ محمد الجوفی کو سیاہ جبہ پہنایا۔اور میں آپ کو بدلہ نہیں دے سکتا۔سیّدی ابوالفضل القبانی کو سیاہ جبہ اور چغہ پہنایا۔اور میں انہیں بدلہ نہیں دے سکتا۔شیخ عمری کی اولاد کو کئی بار کپڑے پہنائے۔ابراہیم ابن عبدربہ اور اس کے بھتیجے کو کئی مرتبہ سرخ جبے پہنائے۔شیخ یوسف الہندی کو جن کے متعلق لوگوں نے ذکر کیا کہ ان کی عمر تین سو سال سے کچھ متجاوز ہے سبز اون پہنائی اور دو دیگر لباس۔شیخ ابراہیم الرجبی کو جامع ازہر کے دروازے میں سرخ جبہ۔اور میں نے اپنے سسر ابوالفتح القصی۔شیخ احمد القصی کو کپڑے۔چغے اور عمامے پہنائے۔

اور ابوالفتح کو سلطان غوری کے لباس سے اون پہنائی۔مجھے امیر یوسف بن ابواصبع نے بتایا کہ اس کا سجاف سونے کے سترہ دینار کی قیمت کا ہے۔اور میں نے اپنے بھائی الشیخ عبدالقادر کو چغے۔اونی کپڑے۔عمامے اور آپ کی اولاد کو اور آپ کی اولاد کی اولاد کو کئی مرتبہ

پہنائے۔ اور میں آپ کو بدلہ نہیں دے سکتا۔ اور آپ کو چینی رنگ کا سلطان غوری کے لباس سے اونی کپڑا پہنایا جس پر سیاہ فردہ مرکب تھا۔ اور آپ کو سلطان غوری کا عمامہ پہنایا جس کا عرض الشاش سات ہاتھ تھا جو کہ مجھے امیر یوسف بن ابواصبع نے ہدیۂ دیا تھا۔ اور میں نے محمد بن بغداد کو بعلبکی کپڑا اور چادر پہنائی۔ اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دی تھی تا کہ اسے اس میں کفن دیا جائے۔ اور میں نے امیر محی الدین ابن ابواصبع کو سفید جبہ اور شیخ نور الدین الشوئی کے ملبوس سے مضربہ پہنایا۔ شیخ اسماعیل النقیطی کو غمری میں اور شیخ شمس الدین الطنجی الکبیر اور ان کے بیٹے کو کئی بار جبے۔ قمیصیں اور چادریں پہنائیں۔ اور شیخ محمد الطخاوی الوقاد بالغمری کو کئی بار کپڑے پہنائے۔ شیخ شمس الدین المتبولی۔ مقام دشطوطی کے فقیہ کہ سیاہ جبہ۔ اسی طرح بدر الدین مجاور بالمقام اور جامع الغمری کے خطیب شیخ شعیب کو پہنایا۔ فقیہ شیخ عمر المسلجی اور شیخ شرف الدین النعناعی کو جبے اور چغے وغیرہ پہنائے۔ اور ان دونوں کو بدلہ نہیں دے سکتا۔ اور فقیہ احمد العباسی اور یوسف البلبی کو کئی بار لباس پہنایا۔ اور شیخ عبدالقدوس الشناوی کو بعلبکیہ اور چادریں پہنائیں۔ اور انہیں قبول فرما کر آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ اور آپ کے بیٹے عبدالقدوس کو سیاہ برنس اور پاجامہ پہنایا۔ شیخ عبدالرحمٰن بن الشیخ عمر الشناوی کو عمامہ۔ پاجامہ اور بعلبکی قمیص۔ جلال الاشیطی کو سفید جبہ۔ اسی طرح اس کے بھائی شمس الدین کو سفید جبہ۔ شرف الدین العصامی کو سرخ جبہ پہنایا۔ شیخ مروان المجذوب کو سیاہ جبہ اور بشتا پہنایا جس کا اس نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ شیخ سیّدی زین العابدین جو کہ سیّدی علی المرصفی کا نواسہ ہے کو ملاءۃ مقصورہ پہنایا۔ اور اسے قبول کر کے مہربانی فرمائی۔ شیخ محمد الفرضی کو کئی بار جبے۔ قمیصیں پہنائیں۔ شیخ صالح المسلمی کو سیاہ جبہ۔ اسی طرح شیخ شمس الدین خطیب شربینی کو جبہ پہنایا۔

اور مقدم زردکاش کو کئی بار اونی چادر پہنائی جب میں نے اسے جنزیر میں پایا۔ اسی طرح غزاوی باخندہ کو میدان میں عودی اون پہنائی جبکہ وہ جنزیر میں اسی طرح میرے پاس آیا جس کے ذریعے اپنا قرض ادا کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح مجھ سے شیخ ناصر الدین الطبلاوی نے سونصف کا سرخ جبہ لیا جو کہ اس نے کسی قیدی کی رہائی میں تعاون کے لئے لیا۔ اسی طرح میں نے صاحب جہت مغانی عیار کو سبز اونی کا کپڑا پہنا جب اس نے قرض کی ادائیگی میں مجھ سے مدد طلب کی۔ سیّدی شرف الدین بن الامیر کو سفید جبہ اور بعلبکی قمیص تبرک کے طور پر پہنایا۔ اور اسے قبول کرنے میں آپ کا احسان ہے۔ اور اسی طرح آپ کے بھائی سیّدی محمد نے مجھ سے بعلبکی قمیص حاصل کیا جبکہ آپ نے حلب کو سفر کیا۔ اور الحاج بدر الدین القلعی کو کئی مرتبہ جبے پہنائے۔ اور اسی طرح اس کے بھائی معلم ابوالفتح اور اس کی لونڈی کو۔ اور سیّدی محمد بن موفق کو کئی بار جبے اور اون پہنائی۔ اور میں آپ کو بدلہ نہیں دے سکتا۔ اور اسی طرح ان کے عم زاد سیّدی احمد کو۔ ان کے ماموں زاد شریف الدین کو۔ اور شیخ البصیر کو جنہوں نے مجھے علم پڑھایا کئی بار اونی کپڑے پہنائے اور آپ کی اولاد کو۔ اور میں آپ کو بدلہ نہیں دے سکتا۔ شیخ ابوالخیر السفطی کو قمیص اور چادر پہنائی۔ سلطان الملک الکامل کے بیٹے کو قمیص پہنایا جبکہ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس قمیص نہیں۔ شیخ ابوالفتح امین بن الحمال کو قمیص۔ شیخ عمر کھلے سر والوں کو جو کہ شیخ زین العابدین کے داماد ہیں سفید جبہ بعلبکیہ پہنایا۔ اور اس سے قبول کر کے آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ اور اپنے چچا کے نواسے شیخ جمال الدین کو سرخ جبہ پہنایا جس پر سرخ فردہ تھا۔ اور اسی کی مثل غمری کے نواسے سیّدی یحییٰ کو پہنایا۔ اور شیخ معین السحاوی کو سیاہ جبہ۔ ان کے بھائی شیخ نور الدین کو سفید جبہ۔ شیخ عبدالرحمٰن الاجہوری کو جبہ اور کئی بار شیخ ابوالخیر الضریر کو پہنایا۔ شیخ یحییٰ الزنجاوی۔ ان کے بیٹے شیخ موسیٰ دونوں میں سے ہر ایک کو قمیص مقصور پہنایا

جب آپ مصر آئے۔ اور سیدی علم الدین العباوی کو قمیص۔ اسی طرح شیخ صلاح الدین بن خرنوب الخطیب کو سیاہ جبہ۔ اور اپنے سسرال کو کئی بار چغے۔ قمیص اور عمامے پہنائے۔ اور اسی طرح اپنے بھائی شیخ احمد کو۔ ان کی اولاد کو اور عم زادوں کو کپڑے۔ جبے۔ چغے اور چادریں کئی بار پہنائیں۔ اور شیخ السوق الکلی کو جب ان کی مشیخت مرجوش سے معزول کیا گیا تو میں نے قمیص مقصور پہنایا۔

مشائخ بلاد جنہیں مختلف لباس پہنائے

رہے مختلف شہروں کے مشائخ اور ہدیوں کے ساتھ آمد ورفت رکھنے والے حضرات تو ان کا شمار ہی نہیں کر سکتا۔ اور بلاد نافع کے جن مشائخ کو میں نے لباس پہنائے شیخ الساقیہ۔ الحجاج علی بن ہلال شیخ شطنوف۔ الحجاج ابراہیم الاکیادی۔ شرف الدین اور احمد الحاج خلیل کی اولاد مشائخ قہا۔ یہ تو وہ تفصیل ہے جسے میں نے شیخ ابراہیم السندبسطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا۔ اور ان کی عدم موجودگی میں لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا ان کا شمار اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور جب میں نے حجاز کا سفر کیا تو ابن ابی کثیر کی اولاد میں سے ہر ایک کو قمیص حماسی پہنایا۔ اور شیخ شرف الدین الدیطی کو سفید جبہ پہنایا جسے میں نے اسے حجر اسود کے قریب بطور خلعت پہنایا۔ پس اسے اس کی بابت میری موجودگی میں تیس دینار دیئے گئے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور شیخ ابوسلمہ کو میں نے دو قمیص پہنائے۔ اور مکہ معظمہ میں زیالع کے برقعوں کا تو میں شمار نہیں کر سکتا۔ اور میں نے اعراب کی عورتوں پر جاتے آتے جہاں پڑاؤ ڈالے بے شمار برقعے تقسیم کئے۔

اور جب میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا تو مجھے عین زرقاء کے ایک صاحب ملے جو مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کرانا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کا نام؟ تو کہا: تقی الدین بن المقبول۔ میں نے کہا اچھی فال ہے۔ چنانچہ میں اس کی معیت میں داخل ہوا۔ اس نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ اقدس میں کھڑا کیا۔ اور میرے لئے آپ سے دنیا و آخرت کی خیر میں سے وہ کچھ مانگنے لگا جو کہ میں وہاں آپ سے مانگنے سے حیا کرتا۔ پس میں نے اسے اپنے اونی سبز مضربہ کی خلعت پہنائی۔ لوگوں نے اس کی بابت اسے تیس دینار دیئے لیکن اس نے انکار کر دیا کیونکہ یہ خلعت اسے دربار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنائی گئی تھی۔ رہے قمیص جو میں نے وہاں تقسیم کئے وہ بے شمار ہیں حتیٰ کہ میں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن اور اس کی والدہ کی قمیصیں بھی تقسیم کر دیں۔ اور ان دونوں سے کہا کہ جب ہم اپنے بلاد میں پہنچیں گے تو وہاں بے شمار کپڑے ہیں۔

اور حرم مکی میں میں نے شکر وغیرہ کئی من تقسیم کی کہ اب مجھے یاد تک نہیں۔ حتیٰ کہ مجھے خدام بیت اللہ نے کہا کہ تیرے سوا اپنے حج کے دوران یہ کام کرتے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔ میں لیموں کے برابر گڑ کے ٹکڑے کر لیتا اور انہیں طواف کے دوران نچھاور کر دیتا۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ آج کل اہل اللہ کے درباروں سے متصل صحن میں لوگ شیرینی وغیرہ کی نچھاور کرتے ہیں یہ اس کی اصل ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ) اور اے بھائی! تیرے لئے میں نے بعض کے لباس اس لئے ذکر کئے تا کہ تو ایسے کام میں میری اقتداء کرے اور بھائیوں پر جنہیں تو پہچانتا ہے یا نہیں پہچانتا سخاوت کرے جس طرح کہ میں نے کیا۔ اور فقر کا خطرہ محسوس نہ کرنا جب کہ تو لوگوں کو اس طرح عطا کرے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما انفقتم من شیء فهو يخلفه (سبا، آیت ۳۹) اور جو چیز تم خرچ کرو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے) نیز ارشاد فرمایا مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة

واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسعٌ علیم۔(البقرہ آیت ۲۶۱) جولوگ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو سات بالیں اگاتا ہے اور ہر بال میں سو دانہ ہو۔اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے)

اور میں بحمد اللہ تعالیٰ لوگوں کو آج کے دن تک کپڑے اور نقدی دیتا رہا۔اور میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں دیکھی مگر رزق میں فراخی۔اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے علم ہوتا کہ مصر میں جس قدر میں نے اچھی نیت۔دنیا سے ہاتھ کی فراغت اور کم آمدنی کے باوجود کپڑے پہنائے کسی اور نے لوگوں کو پہنائے ہیں تو میں بھائیوں کو اس کی طرف راہنمائی کرتا تاکہ اس کی اقتداء کریں اور اپنے آپ کو چھپائے رکھتا۔لیکن میرے علم میں نہیں کہ مصر میں کسی کے لئے ایسی سخاوت واقع ہوئی ہو۔اور اعمال نیات کے ساتھ ہیں۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-آغاز صحبت میں ہی مریدین کا امتحان نہ لینا

پہلے پہل جب مریدین اور معتقدین میرے پاس آتے ہیں تو میں ان کے ساتھ نرمی کرتا ہوں پس میں صدق میں ان کا امتحان نہیں لیتا۔کیونکہ ان کا امتحان تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ طریق میں پختگی اختیار کریں۔اور ان میں اس کا کانٹا پیوست ہو جائے۔البتہ اس سے قبل کئی بار شیخ ان کا امتحان کرتا ہے تو وہ اپنے قصد سے ہی رجوع کر لیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ہمارا اس طریق سے کیا علاقہ؟ اور ان کی ہمت سست پڑ جاتی ہے۔اور میرے اس قول میں جو شک کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ آغاز اجتماع کے ساتھ ہی اسے ریاضت کرے۔کھردرے کپڑے پہنے۔جو کے ان چھنے آٹے کی روٹی کھانے کا حکم دے حتیٰ کہ وہ اسے پانی کے گھونٹ کے بغیر حلق سے اتار بھی نہیں سکے گا جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے تو دیکھ لے اکثر شاگرد اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے گرچہ وہ اکابر اولیاء میں سے ہوں۔

ابو العباس الحریثی کا واقعہ

اور مجھے صالح بھائی سیدی ابو العباس الحریثی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب میں نے بلاد مغرب میں اپنی جماعت کی معیت میں سیاحت کی تو جو ہمیں دیکھتا ہمارے ساتھ چل نکلتا۔حتیٰ کہ ہماری تعداد سو تک پہنچ گئی۔کیونکہ بلاد مغرب کے لوگ ہمارے لئے پرتکلف کھانے حلوہ۔مرغی۔بکری وغیرہ کثرت سے تیار کرتے۔مجھے بلاد مشرق کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی تو سارے کے سارے فقراء ہمارے ساتھ آئے۔پس انہوں نے ہمارے علاقے کے لوگوں کا طعام سبز جو اور سبز لوبیا پایا۔پس وہ ہمیں جو کا حلوہ کھلانے لگے۔اور ہمارے لئے سبز لوبیا گرم کرتے اور اس پر شہد ڈال کر ہمیں کھلاتے۔پس سارے ہی میرا ساتھ چھوڑ گئے۔میرے ساتھ ایک فقیر کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔حالانکہ جب ہم بلاد مغرب میں تھے تو انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ سیدی الشیخ کے ہمراہ یہ ایام ہی عمر میں شمار ہو سکتے ہیں۔اور ہماری عمر میں صرف وہی مدت شمار ہو سکتی ہے جس میں ہم شیخ کی معیت میں ہیں۔پس میں نے ان سے کہا کہ تمہارا یہ کہنا کہاں گیا کہ یہی ایام عمر میں شمار ہو سکتے ہیں۔اور ہماری عمر وہی شمار ہو سکتی ہے جس میں ہم شیخ کی معیت میں ہیں۔پس ظاہر ہو گیا کہ وہ مدت اسی لئے عمر میں شمار ہوئی تھی کہ اچھا کھانا ملتا تھا۔پس سب کے سب نادم ہوئے۔پس ازاں بعد آئے۔تائب ہوئے اور میرے ساتھ شہروں میں دورہ کرنے کی طلب کی لیکن میں نے لوگوں پر مشقت کو ہلکا کرنے کے لئے انہیں منع کر دیا۔

پس اے بھائی! اپنے بھائیوں کے ساتھ اس دور میں ایسا معاملہ کر جس طرح کہ ان بچوں کے ساتھ کرتا ہے جنہیں عقل نہیں۔ اور ان پر صدق کی ترازو قائم نہ کر۔ پس وہ سب کے سب تیری صحبت سے فرار اختیار کر لیں گے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ دشمن کے سامنے کے وقت نفس کے مکروں سے پرحذر رہنا

جب کوئی دشمن محافل میں کھڑا ہو کر میرے نقص بیان کرنے لگے۔ اور میں اس کی تعریف کرنے لگتا ہوں۔ تو میں اپنے نفس کے مکروں سے پرحذر رہتا ہوں۔ پس بیشک نفس کی شان ہے اس سے نفرت کرنا جو اس کی تنقیص کرتا ہے۔ اور یہ اس کی تعریف نہیں کرتا جو اس کی تنقیص کرتا ہے مگر کسی مخفی علت کی بنا پر۔ پس بسا اوقات یہ تنقیص کرنے والے کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ وہ اس سے رجوع کر لے یا حیا کرے۔ یا اپنے آپ سے لوگوں کی اس کے متعلق بے صبری کی بدگمانی دور کرے یا اس لئے کہ لوگ اس پر اس کی مدحت سرائی کریں۔ اور کہیں کہ فلاں کے لئے اللہ تعالیٰ کی خصوصی امداد ہے۔ بیشک وہ اکابر اولیاء میں سے ہے۔ دیکھو اس کے ساتھ فلاں دشمن کیا سلوک کرتا ہے اور مجالس میں اسے جلی کٹی سناتا ہے۔ اور اسے یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ پھر بھی یہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ اور کسی چیز کے ساتھ اس کا مقابلہ نہیں کرتا۔ پس اس کے حق میں لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دشمن کے بارے میں کہنے لگے ہیں کہ فلاں کے لئے کہاں ہمت کہ فلاں سے مناظرہ کرے یا اس سے مشابہت اختیار کرے۔ ایک عام فاسق کا باعمل عالم کے سامنے کیا مقام۔ وغیر ذالک۔ پس اس کے مخالف کو حقیر جانتے ہیں اور اس پر اسے عظمت دیتے ہیں۔

پس جب ایسی صورت حال پیش آئے تو اس شیخ کو چاہئے جسے لوگوں نے عظیم قرار دیا کہ بے چینی۔ اذیت برداشت نہ کرنے اور بعض اوقات بدمزہ ہونے کا اظہار کرے۔ اور لوگوں سے کہے کہ فلاں کو مجھ سے باز رکھو اس نے شر کے ساتھ مجھے پریشان کر دیا ہے۔ باوجودیکہ باطنی طور پر مکدر نہ ہو۔ اور ایسی باتیں صرف اپنے حال کو چھپانے کے لئے کہے۔

امام شعرانی کا اپنا واقعہ

اور ایک شخص کے ساتھ مجھے بھی ایک واقعہ پیش آیا جو کہ مصر میں مشہور ہے۔ وہ مجالس میں میری تنقیص کرنے لگا۔ اور یہ باتیں مجھ تک پہنچاتا۔ پس میں اس کی تعریف کرتا۔ اور کہتا کہ میں اس بارے میں کسی چیز کی تصدیق نہیں کرتا۔ کہ اس کی طرف سے میں تو صرف محبت پہچانتا ہوں۔ حتیٰ کہ میرے پاس تقریباً ایک سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ مجھے ناپسند کرتا ہے اور مجھے برا بھلا کہتا ہے۔ لیکن میں اس کی تعریف ہی کرتا۔ پس لوگ میرے متعلق کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے۔ یہ ہے ایک صالح انسان۔ پس معاملہ یہاں تک آ پہنچا تو میں انہیں کہنے لگا کہ فلاں نے مجھے اذیت پہنچائی ہے پس اسے مجھ سے باز رکھو۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ میں یوں پس پردہ ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ لوگوں کی تعظیم ان کے دینی مراتب کے مطابق کرنا

میں حسب مراتب دینی لوگوں کی تعظیم کرتا ہوں۔ پس میں اس عارف باللہ تعالیٰ کو جس نے علوم شریعت میں پختگی کے بعد اہل طریقت سے فیض پایا اس پر مقدم رکھتا ہوں جو اس سے متضاد ہو۔ اور نرے فقیہ کو جو طریق قوم میں داخل نہیں ہوا اس فقیر پر مقدم کرتا ہوں

جواس کے علوم اوراس کے مواد میں پختگی حاصل کئے بغیر اوراس کی شرائط پر چلے بغیر تکلفاً فقیر بنتا ہے۔ کیونکہ نرا فقیہ اس نفاق سے بچا ہوا ہے جس میں متکلف گرا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اسے علوم شریعہ میں زیادتی حاصل ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں ایک عام شخص جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اوراپنی دینی مشکلات میں علماء کرام سے سوال کرتا ہے اس کا حال طریقت کے ان تکلف کے خوگروں کے حال سے کہیں اچھا ہے۔ جبکہ نرے فقیہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ قبیح بدعتوں سے اس کا عقیدہ پاک ہو۔ پس اگر وہ صالحین میں قلیل الاعتقاد اوران پر کثیر الانکار ہو تو اس کا حال طریقت کے خودساختہ فقراء سے زیادہ برا ہے کیونکہ اس کا نقصان خلق تک پہنچتا ہے۔ بخلاف متکلف فقیر کے کہ اس کا ضرر صرف اسی تک ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ نرا فقیہ جس نے تصوف اختیار نہیں کیا اس کا حال اس فقیہ سے اچھا ہے جو کہ صوفی بنتا ہے کیونکہ متصوف چاہتا ہے کہ شیخ اور طریقت کے بغیر علم نقل سے علم الوہب کی طرف نکلے۔ بلکہ نفس اور دعویٰ کے ساتھ۔ اور ناحق متصوف کی علامت یہ ہے کہ جب تو اس کے ساتھ شریعت میں بحث کرے تو تجھے حقیقت کی طرف پھیرے اور جب تو اس کے ساتھ حقیقت میں بحث کرے تو تجھے شریعت کی طرف پھیرے۔ پس قریب نہیں کہ وہ تیرے ساتھ ایک حالت پر قائم ہے۔ اور بسا اوقات اپنے شاگردوں کے سامنے طریق فقہاء کی مذمت کرتا ہے جبکہ علماء کی موجودگی میں دکھاوا کرتے ہوئے اوران سے خوف کرتے ہوئے اس کی تعریف کرتا ہے کہ کہیں یہ حضرات اس پر انکار کریں۔ اگر کامل ہوتا تو حقیقت وشریعت دونوں کی تعریف کرتا۔ پس بشک یہ دونوں ظاہری باطنی طور پر ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ اوران دونوں کے درمیان مخالفت صرف اس وقت واقع ہوتی ہے جب مثلاً حاکم جھوٹی گواہی پر فیصلہ کرے۔ کیونکہ حاکم کو اس دنیا میں باطن کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا پس اگر گواہی سچی ہوتی تو ظاہری باطنی طور پر حاکم کا حکم درست ہوتا۔ اور یہی مراد ہے صوفیہ کے اس قول کی کہ حقیقت، شریعت کی مخالفت نہیں کرتی۔ جس طرح کہ کئی باراس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس فقیہ کا حال سب سے اچھا ہے جو آیات صفات اوران کی اخبار میں حضرت الٰہیہ میں داخلے سے پہلے اپنی عقل کی ترازو توڑ دے۔ اوراس سے درجہ میں کم وہ ہے جو کہ حضرت الٰہیہ کے دروازے کے پاس اپنی عقل کی ترازو رکھ دے۔ اور بلا ترازو داخل ہو جائے۔ پس یہ شخص اس سے امن میں نہیں کہ جب اسے لے کر نکلے تو آیات صفات کی تاویل کرے۔ پس اس سے ان پر کمال ایمان فوت ہو جائے۔ اوراس سے درجہ میں کمتر بلکہ اس کے لئے کوئی درجہ ہی نہیں وہ شخص ہے جو حضرت الٰہیہ میں اپنی عقل کے میزان کے ساتھ داخل ہوا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ پر اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تول قائم کیا۔ پس بیشک یہ شخص کبھی دربار خداوندی سے ہمیشہ کے لئے دھتکارا جاتا ہے۔ جس طرح کہ ابلیس کے لئے واقع ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - الہام صحیح

اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے کیا جن کے اکثر الہام صحیح ہوتے ہیں۔ پس کئی دفعہ کوئی انسان مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے جس میں کوئی نقل میرے علم میں نہیں ہوتی۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو وہ اس کے متعلق منقول کا الہام فرما دیتا ہے جو بالکل

مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ میرے ساتھ ایسا واقعہ گزرا کہ ایک شخص نے مجھے جمعہ کے متعلق سوال کیا کہ کس وقت میں فرض ہوا۔ پس مجھے الہام ہوا کہ یہ بارہ ربیع الاول کو فرض کیا گیا۔ جبکہ مجھے بھی اس کا علم نہیں تھا۔ پھر دوسرے دن ایک شخص میرے پاس تفسیر خازن لے آیا جس میں یہ قول ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کو فرض ہوا۔ پس اس کے نقل کے مطابق ہونے سے مجھے الہام کی صحت کی قوت حاصل ہوئی۔

الہام کے متعلق اقوال

اور اے بھائی! جان لے کہ الہام، کشف صحیح کی اقسام میں سے ہے۔ تو جب یہ صحیح ہو تو شریعت کے موافق ہی آتا ہے۔ کیونکہ یہ امور کی اس طرح خبر دیتا ہے جس پر کہ وہ نفس امر میں ہیں۔ پس اگر ایسا واقعہ ہوا کہ الہام شریعت کے خلاف ہوا تو یہ خلل صاحب کشف کے حال کے ضعف کی بنا پر ہے۔

اور الہام کو اللہ تعالیٰ سے تعریف الٰہی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ پس حق تعالیٰ اس کے ساتھ اس امر کی وضاحت فرماتا ہے جو کہ لوگوں پر مشکل تھا۔ اور وہ تجھے نفس الامر میں حدیث صحیح پر اطلاع بخشتا ہے گرچہ علماء نے اس کے ضعیف ہونے کا قول کیا ہو۔ اور اسے سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت کے حکم کی وجہ سے تحدیث الٰہی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ پس بیشک حق تعالیٰ آپ کو آپ کے سرّ میں کشف وشہود پر امور کو بیان فرما دیتا تھا۔ اور یہ وہ امر ہے جس کی بدولت آپ کو دوسروں پر فضیلت بخشی گئی۔ جیسا کہ اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے ان یکن فی امتی محدثون (دال مشدد کے فتح کے ساتھ) فعمر۔ یعنی اگر میری امت میں (تحدیث الٰہی سے مشرف) محدث ہیں تو وہ عمر ہے۔ اور اس مقام والے کے غیر کو بعض مرتبہ حق تعالیٰ اس کے سر میں تحدیث فرماتا ہے اور اسے شعور نہیں ہوتا کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اسے بھی وحی المبشر ات کا نام دیا جاتا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الأخرۃ (یونس آیت ۶۴) (انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں)۔

وحی مبشرات کی اقسام

اور یہ کئی اقسام پر ہے۔ ان میں سے وہ ہے جسے خیال کے ساتھ حاصل کیا جاتا ہے اور یہ وحی نوم میں ہے۔ پس حاصل شدہ خیال ہے اور نازل اسی طرح ہے۔ اور وحی اسی طرح ہے۔ اور اس میں سے وہ ہے جو کہ ذی حس پر حس میں خیال ہوتا ہے۔ اور یہ بعض عارفین کے لئے کثرت سے رونما ہوتا ہے۔ اور اس میں سے وہ معنی ہے جسے حس کے تعلق کے بغیر وہ شخص اپنے جی میں پاتا ہے جس کی طرف القاء کیا گیا۔ اور نہ ہی خیال کے ساتھ جس پر نازل ہوا۔ اور یہی صورت ہے جسے حقیقتاً الہام کا نام دیا گیا ہے۔ اور کبھی یہ کتابت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور یہ کثیر اولیاء کے لئے رونما ہوتا ہے جیسے قضیب البان اور آپ جیسے دیگر حضرات۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ نیند سے اٹھنے کے بعد ایک ورق پائے جس میں القاء شدہ امر لکھا ہوا ہو۔

اے بھائی! جان لے کہ وہ علوم غیب جن کا ادراک ہو سکتا ہے انہیں لے کر ارواح ایمان والوں کے قلوب پر نازل ہوتی ہیں۔ تو جو انہیں پہچان لے تو انہیں ادب کے ساتھ ملتا ہے اور جو انہیں نہیں پہچانتا علم غیب حاصل کر لیتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کس کی طرف سے تھا جیسے کاہن حضرات۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کوفرماتے ہوئے سنا کہ اہل اللہ اپنے قلوب پر ارواح کا اترنا دیکھتے ہیں اور اترنے والے فرشتے کونہیں دیکھتے۔ پس وہ ملائکہ کا شہود رکھتے ہیں لیکن یہ شہود نہیں رکھتے کہ القاء ان کی طرف سے ہے۔ یا القاء کا شہود رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ فرشتے کی طرف سے ہے لیکن فرشتے کے شہود کے بغیر۔ پس فرشتے کی رویت۔ اور اس کی طرف سے القاء کے شہود کا جامع نہیں ہوتا مگر نبی یا رسول۔ پس یہ فرق ہے صاحب شرع نبی پر وحی کے نزول میں اور ولی پر القاء کے نزول میں جو کہ تابع ہوتا ہے۔ انتہی۔

اور میں نے اپنے بھائی سیّدی افضل الدین کوفرماتے ہوئے سنا کہ القاء کا نزول دو قسموں پر ہے۔ ایک وہ ہے جو ذوقی اور یہ وہ ہے جس کے ساتھ صاحب کشف تحقق ذوقی کے ساتھ متحقق ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو علمی ہو۔ اور یہ وہ ہے جو اخبار کے طریقے سے وارد ہوتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی علم کا کسی کتاب میں مطالعہ کرتا ہے پس یہ ذوق نہیں۔ یہ تو حصول علم ہے۔ انتہی۔

نیز آپ کوفرماتے ہوئے سنا کہ نبی اور ولی پر تنزل کا امتیاز یہ ہے کہ ولی پر امر نازل نہیں ہوتا مگر اوپر کی سمت سے جبکہ نبی پر تمام جہتوں سے نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی کی حفاظت محافظ کے ساتھ کی گئی نہ کہ ولی کی۔ اور یہ اس لئے کہ ابلیس نے کہا: لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم (الاعراف آیت ۱۷) میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اوران کے پیچھے سے اوران کے دائیں اوران کے بائیں سے) پس اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان چاروں سمتوں پر پہرہ مقرر کر دیا۔ پس پہرے دار ملائکہ قلب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت پر ہیں۔ ابلیس کے لئے کوئی راہ نہیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الامن ارتضی ما رسول فانہ یسلك من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا (الجن آیت ۲۷) بجز اس رسول کے جسے اسنے چن لیا۔ پس مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ)۔ ہی اوپر اور نیچے کی سمت تو ابلیس کے لئے ان کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اسی لئے ابلیس کو قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پورے طور پر مطرود کر دیا گیا۔ اور یہ عصمت ہے۔ انتہی۔

پھر مخفی نہ رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو القاء ہوتا ہے کبھی اسے وحی کے ساتھ تو کبھی شرع کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی طرف بحکم صفت منسوب ہو تو اسے قرآن۔ فرقان۔ تورات۔ زبور۔ انجیل اور صحف کہتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف بحکم نقل نہ کہ صفت منسوب ہو تو اسے حدیث۔ خبر۔ رای اور سنت کا نام دیا جاتا ہے۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد احکام شرعیہ کے تنزل کا دروازہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ اور اپنے اولیاء کے قلوب پر تنزل بالعلم کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ پس تنزل روحانی بالعلم اولیاء کے لئے باقی ہے تاکہ وہ اپنی دعوت الی اللہ تعالیٰ میں بصیرت پر ہوں۔ جس طرح کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسی لئے فرمایا انا ومن اتبعنی (یوسف آیت ۱۰۸) میں اور جو میری پیروی کرتے ہیں) پس تجھے معلوم ہو گیا کہ ولی کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت نہیں دیتا مگر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور اس کی زبان کی حکایت کے ساتھ نہ کہ اس زبان کے ساتھ جو کہ بیان کرتا ہے۔ جس طرح کہ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے واقع ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر ولی مخالف شرع رسول صلی اللہ علیہ وسلم امر کرے تو اس پر اس کی اتباع نہیں کی جائے گی۔ اور وہ اس کے امر کی بصیرت سے خارج ہو جاتا ہے۔

انعام خداوندی-آیات واخبار صفات میں علم کے بغیر مشغول نہ ہونا

آیات واخبار صفات میں علم کے بغیر مشغول ہونے سے جہاں تک مجھے یاد ہے میری حفاظت کی گئی ہے۔اور فقراء میں سے کوئی قلیل ہے جو اس سے بچا ہو۔اور یہ ان بڑے گناہوں میں سے ہے جن میں فقراء گر پڑتے ہیں۔اور انہیں شعور تک نہیں ہوتا۔پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے کلام علی الذات میں مصروف ہوتا ہے۔اور اس ذمہ داری کو بھلا دیتا ہے جو کہ زہد۔پارسائی۔دن کا روزہ۔رات کا قیام اور خوف من اللہ وغیرہ سے اسے سونپی گئی۔یہاں تک کہ گویا طریقت ان کے نزدیک عمل کے بغیر صرف گفتگو کرنا ہی ہے۔اور ان میں سے کوئی شیخ محی الدین بن العربی کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے جیسے کتاب الفصوص وغیرہ۔اور ان سے اصحاب کتب کی مراد کے خلاف کفریات کا فہم کرنے لگتا ہے۔پھر انہیں شیخ محی الدین وغیرہ کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔پس بعض لوگوں کا اعتقاد ہو جاتا ہے کہ جو کچھ اس نے سمجھا ہے یہی شیخ محی الدین کی مراد ہے۔چنانچہ وہ آپ کی طرف فواحش اور ناپاک عقیدہ منسوب کرتے ہیں۔جبکہ آپ کا دامن ایسی تمام خرافات سے پاک ہے۔جس طرح کہ ہم نے اس کی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں وضاحت کی ہے۔مزید برآں یہ شخص جو کہ تصوف کا دعویٰ کرتا ہے اور کتب اولیاء اور ان کے کلام کا مطالعہ کرتا ہے۔اور ان کی مراد کے خلاف فہم حاصل کرتا ہے بسا اوقات عوام کے گروہ میں شمار ہوتا تھا۔جب اسے کہا جائے کہ مثلاً ہمیں فقہ میں کوئی درس دو۔اور ہمارے لئے اس میں راجح اور مرجوح بیان کرو تو ایسا نہیں کر سکتا۔پس وہ اسرار شریعت کیوں کر سمجھ سکتا ہے جن پر مطلع ہونے کی حسرت دل میں لئے جوانمرد علماء دنیا سے رخصت ہو گئے۔جب کہ اسے تو اس کے احکام ظاہرہ کا بھی فہم نہیں۔

کلام میں احتیاط

اور سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قوم کے لائق یہ ہے کہ وہ کلام نہ کریں مگر اپنے ذوق اور محبت کی زبان کے ساتھ۔تاکہ لوگوں کو مقامات طریقت میں ترقی کا شعور دلائیں۔رہا وہ شخص جو کہ لوگوں کا کلام یاد کرے اور ذوق کے بغیر مریدین کے سامنے بیان کرنے لگے تو اس کا حکم اس شخص کے حکم جیسا ہے جو کہ مختلف قسم کے حیوانات بھیڑیئے۔لومڑیاں۔سانپ۔بچھو وغیرہ ایک مقام پر جمع کرے اور انہیں خطاب کر کے ان کی طبائع سے نکالنا چاہے تو قریب نہیں کہ اس کا ایک کلام دوسرے کلام کے ساتھ منظم ہو۔اور اس میں کوئی فائدہ نہیں۔اور آپ فرماتے ہیں کہ علم توحید اور آداب طریقت میں تعبیر کرنے والے۔تاویل کرنے والے اور کلام کرنے والے حروف ہجاء میں سے ایک حرف کے معانی کی کنہ کے ادراک کی معرفت کے سویں حصے کو نہیں پہنچے۔پس اے بھائی! شیخ صادق کے ہاتھ پر سلوک اختیار کر حتیٰ کہ تو علم شریعت میں تبحر کے بعد مبلغ رجال تک رسائی حاصل کر سکے۔ورنہ تو طریقت سے گمراہ ہے۔اور تاجروں اور اہل کاروں جیسے عوام کا یہ کہنا تجھے دھوکے میں ڈالے کہ تو صالحین میں سے ہے۔یہ لوگ تو طریق صالحین کے متعلق سب سے بڑے جاہل ہیں۔پس تجھے ان میں سے کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

اور میں نے ایک آدمی کو سنا جو کہ اونی دستار اور شملہ رکھنے والے ایک شخص سے کہہ رہا تھا کہ مصر میں کوئی باقی نہیں رہا جس میں صلاح کی مہک پائی جائے۔سوائے آپ کے۔پس میں نے محسوس کیا کہ وہ خوشی سے ہاتھی کی طرح پھول گیا۔میں نے اس کے کان کے قریب ہو کر کہا کہ یہ تیرا مذاق اڑاتے ہیں۔اور میں نے انہیں سنا ہے کہ کئی دفعہ مجھے بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔پس یہ لوگ بعض جھوٹی سچی جوڑ کر ہر فقیر

کو جس کے پاس جائیں ایسا ہی کہتے ہیں۔ اور صلاح کو اسی میں منحصر قرار دیتے ہیں۔ پھر جب اس سے جدا ہوں تو صلاح کو اس کے غیر میں منحصر کر دیتے ہیں اور اس کی نفی کر دیتے ہیں۔ پس اس نے دھوکہ کھانے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اور اپنا حال اچھا کیا۔ پس اسے جان لے تجھے منزل تک رسائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مقاربت زوجہ کے وقت استیذان حق

جب میں عبادت میں ہوں اور اپنے نفس کی یا اپنی زوجہ کی پارسائی کے لئے یا اس کے علاوہ نیات صحیحہ کے لئے بیوی سے مقاربت کا ارادہ کروں تو حق تعالیٰ سے اپنے قلب کے ساتھ اذن طلب کرتا ہوں۔ اور میرے لئے اکثر ایسا اس وقت رونما ہوتا ہے جب سیر ہو کر کھالوں اور شبہہ والی چیز کھالوں اور اسے اپنے پیٹ سے باہر پھینکنے سے عاجز آ جاؤں تو اللہ تعالیٰ سے اذن طلب کرتا ہوں اور قرأت قرآن کریم یا وہ ورد جس میں مصروف ہوتا ہوں منقطع کر دیتا ہوں۔ اور اس سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر پردہ ڈال دے حتیٰ کہ بیوی کو اس کا حق عطا کروں۔ اور اس خلق کی رعایت کی کوئی قلیل آدمی رعایت کرتا ہے۔ پس ایک شخص جماع کی طرف آتا ہے جبکہ وہ مویشیوں کی طرح استیذان حق تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے۔ پس بسا اوقات اسے حجاب یا عذاب یا ثواب ضائع ہونے کی سزا دی جاتی ہے۔ اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب الٰہیہ میں اللہ عزوجل کا یہ ارشاد دیکھا ہے کہ جب میرا ولی اپنی خواہش کو میری طاعت اور ہم نشینی پر ترجیح دے تو اس کے ساتھ سب سے نرم سلوک یہ کرتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ انتہی۔

معافی مانگنے کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل

اور ایک دفعہ مجھ سے ایسا واقعہ رونما ہوا تو میں چالیس روز تک اس کی سزا میں رہا۔ حتیٰ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے اس کی ذات پر حق کے صدقے دعا مانگی کہ مجھے معاف فرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کی خاطر میری دعا قبول فرمائی۔ اور اس خلق میں اگرچہ بندے کو اذن شریعت کے ساتھ اجازت ہے لیکن ایسے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے حیاء اور ادب کی رعایت کرنے کا شریعت انکار نہیں کرتی بلکہ اسے پسند کرتی ہے۔

پس اسے سمجھ لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ نفس کے جھوٹے ہونے کا شہود

جب میرا نفس دعویٰ کرے کہ یہ قوم صادقین کے مریدین سے ہے تو اس کے بارے میں مجھے شہود ہے کہ جھوٹا ہے۔ اور اس کا حکم اس مسخرے کا ہے جو کہ قاضی یا عالم کی صورت میں نکلتا ہے۔ پس لوگ اسے مذاق اور ہنسی کرتے ہیں اور اس کے لئے یہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ سخت تعزیر کا مستحق ہے۔ پس اس طرح ہمارے جیسوں کا نفس ہے جبکہ وہ دعوے کرے کہ وہ اس سے برتر قوم سے بلند مرتبہ ہے۔ یہ سخت تعزیر کا مستحق ہے۔ اور شیخ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک فقیر کو وصیت فرمائی کہ اپنا نام دیوان قوم سے محو کر دے حتیٰ کہ تجھے

موت آجائے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر طریقت کے یہ مدعی اس کے اہل ہوتے تو جب انہوں نے طریقت کے ساتھ متحقق ہونے سے پہلے اہل طریقت کی مشابہت اختیار کی تھی تو اہل المنو یہ انہیں ادب سکھاتے لیکن یہ لوگ اہل طریقت میں شمار نہیں ہوتے پس اسی لئے انہوں نے انہیں ناکارا چھوڑ دیا اور انہیں ادب نہ سکھایا۔ اور ان دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ میرے شیخ فلاں نے مجھے آج مشیخت کے سجادہ پر بٹھا دیا ہے۔ اور مجھے مریدین نے عہد لینے کی اجازت دی ہے۔ پس میں نے اسے وضو کی شرائط کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں نے علم بالکل نہیں پڑھا۔ میں نے کہا کہ نماز کے ارکان جن پر اجماع ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں؟ تو اس نے کہا کہ کوئی علم نہیں پڑھا۔ میں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ پس وہ ناراض ہو گیا۔ بعد ازاں آج تک میری خانقاہ میں اس نے قدم نہیں رکھا۔ اور مجھے اس نے بتایا کہ اس نے یہی بات مشائخ زمانہ میں سے ایک شیخ سے کہی تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ تیرے شیخ نے جو کیا درست کیا ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ دین نصیحت ہے۔

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے طریقت کے ان دعوے داروں میں سے ایک شخص کو دیکھا تو اسے فرمایا: اے بھائی! جب تربوز کا کھیت اجڑ جائے اور اس میں مویشی چھوڑ دیں تو اس سے تربوز حاصل کرنے کی کیا امید باقی رہ جاتی ہے۔ جو کہ معدے میں داخل ہوا اس سے نفع حاصل کیا جائے۔ جبکہ دنیا کا حکم آج تربوز کے کھیت کا حکم ہے جو اجڑ گیا۔ پس عقل مند وہ ہے جو اپنے زمانے کو پہچانے اور خاموشی لازم کرے اور اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے تدبیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حضور زاری کرے۔

اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جس سے لوگوں نے اس کے شیخ کی طرف سے اس کے ماذون ہونے کے صحیح ہونے کے متعلق جھگڑا کیا تو اس نے گواہی قائم کی اور اسے مالکی قاضی کے ہاں ثابت کیا۔ پس لوگوں نے اس بارے میں اس سے جھگڑا کیا اور اسے کہا کہ قاضی کے لئے طریق ولایت پر حکم لگانے کا حق نہیں۔ اسے تو اموال اور ظاہری سرداریوں پر حکم کا اختیار ہے۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مشیخت کے سجادہ پر نہیں بیٹھا مگر الہام والے فرشتے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے امر کے مطابق۔ میں نے اس سے کہا کہ الہام کے فرشتے کا آنا صحیح نہیں کہ غیر نبی کے لئے کوئی امر لے کر آئے جس کا حکم دے مگر اس وجہ پر جو کہ اہل اللہ تعالیٰ کے نزدیک متعارف ہے۔ اگر تو ان میں سے ہے تو وہ وجہ کیا ہے؟ جبکہ محققین کا اس پر اجماع ہے کہ حق تعالیٰ کے الہام میں امر و نہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ حق تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اوامر و نواہی سے فارغ ہو چکا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ آیت ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے مگر میں نے تمہیں اس کا امر کر دیا ہے۔ اور نہ ہی کوئی چیز جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہے مگر میں نے تمہیں اس سے روک دیا ہے۔ رواہ الطبرانی۔ چنانچہ وہ لاجواب ہو گیا۔ (اقول و باللہ التوفیق۔ یہاں امر سے مراد امر تشریعی ہے۔
چنانچہ امام شعرانی اپنی تالیف منیف الیواقیت والجواہر حصہ دوم ص ۸۴ پر حضرت شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں: لم یجئی لنا خبر الٰھی ان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحیا تشریعیا ابدا انما لنا وحی الھام۔ یعنی ہمارے

پاس کوئی خبر ایسی نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی وحی تشریعی آئے۔ ہمارے لئے تو صرف وحی الہامی ہے۔ اس لئے واضح رہے کہ یہاں امام شعرانی نے صرف وحی تشریعی کی نفی مراد لی ہے۔ اور آگے جہاں ہی نفی کا ذکر ہوگا اسی وحی شرعی کی نفی کا ہوگا۔ متنبہ رہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ الہام کا فرشتہ کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امر ونہی کے ساتھ نازل نہیں ہوتا کیونکہ شریعت قرار پا چکی۔ اس کا حکم واضح ہو چکا۔ پس اگر امت میں سے کوئی کہے کہ مجھے الہام نہیں ہوا۔ مجھے تو اس کا اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطے کے بغیر امر فرمایا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ یہ تیرے پہلے دعویٰ سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ کیونکہ تو نے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کلام فرمایا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور قرآن عظیم میں ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب (الشوریٰ آیت ۵۱) کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ) پھر اگر اللہ تعالیٰ تجھ سے کلام فرماتا تو تیری طرف القاء نہ فرماتا مگر علوم واخبار نہ کہ احکام اور شرع۔ اور تجھے بالکل امر نہ کرتا۔ کیونکہ اوامر ونواہی کا دروازہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بند ہو چکا۔ اور یہ امر اس کے لئے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے مستقل شریعت کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دعویٰ کیا ہے۔ علی الخصوص اگر وہ یہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فعل مباح کا امر فرمایا ہے علی سبیل الوجوب نہیں۔ پس بیشک یہ زیادہ سخت ہے کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کے مباح کو مامور بہ قرار دے دیا اور یہ عین نسخ ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا۔ اور اس کا بھی کوئی قائل نہیں۔ اور اگر کہے کہ مجھے فلاں واجب کے کرنے کا امر فرمایا ہے یا فلاں حرام سے مجھے منع فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر امر فرمایا ہے اور روکا ہے۔

پس اسے جان لے تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ آفات سے میرا تحفظ

جب میں لوگوں کو خیر کا امر کرتا ہوں آفات سے میرا تحفظ ہوتا ہے۔ پس بعض اوقات اس میں کوئی ایسی علت ہوتی ہے جو کہ اخلاص کو داغدار کرتی ہے۔ اس باب میں کم از کم لوگوں کو جس چیز کا امر کرتا ہوں اس کی تعمیل کی وجہ سے اس مرتبہ میں اپنے جیسوں کے ساتھ میرا انس کی کثرت طلب کرنا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس پر دائم رہیں۔ اور یہ داعی الی اللہ تعالیٰ کے لئے اکثر رونما ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ آرزو کرتا ہے کہ کاش سب لوگ ہر مامور میں اپنے رب کی طاعت کریں۔ اور شقاوت کے قبضے میں کوئی نہ رہے۔ اور یہ داعی کے قلب میں وجود رحمت کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اگر وہ ذہین ہوتا تو سمجھ لیتا کہ رحمت کی ایک حد ہے جس سے تجاوز نہیں ہوسکتا۔ پس بیشک ارحم الراحمین ہی نے تو لوگوں کو دو قسموں میں منقسم فرمایا ہے۔ شقی اور سعید۔ پس ہم میں اس کے اخلاق کے نظیر کے ساتھ تخلق ہی ادب ہے۔ پس اخلاص کے مدعی کو چاہئے کہ اپنے نفس کا امتحان کرے اس طرح کہ اگر اس کی جماعت اس کے ہمسروں میں سے کسی کی طرف متفرق ہو جائے۔ پس اگر تو اس کا اسے اثر ہوا تو اس کی دعوت حظ نفس کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کے طور پر نہیں۔ پس اسے اس سے استغفار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔ اور اسی لئے گزشتہ ہر زمانے میں دعوت الی اللہ کے لئے سند صدارت پر اکابر اولیاء

ہی بیٹھتے تھے جو کہ حظوظ نفس سے نکل چکے ہوتے۔ رہے ہمارے جیسے تو ہم میں سے جو بھی اس کے لئے صدر نشیں ہوا اس نے خود کو اور اپنے پیروکاروں کو ہلاک کیا۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - دعوؤں کے ساتھ خودنمائی کے ترک سے خوف

میں دعوؤں کے ساتھ خودنمائی کے ترک سے بہ نسبت دعویٰ کرنے کے زیادہ خوف کرتا ہوں۔ کیونکہ مشیخت کے ساتھ خودنمائی کے ترک کی لذت مشیخت اور حب ریاست کے ساتھ خودنمائی سے بڑی ہے۔ کیونکہ نفس کی شان ہے کہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب یہ لوگوں کو کہتا ہوا سنے کہ فلاں صالح ہے مشیخت پسند نہیں کرتا اور اس کے ساتھ خودنمائی کے راستوں سے بھاگتا ہے اور لوگوں سے اپنا حال چھپائے رکھنا پسند کرتا ہے باوجودیکہ وہ اکابر اولیاء سے ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں۔ اور یہ کراہت شہرت میں اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر وہ شہرت پسند کرتا تو مصر میں بادشاہوں اور اکابر کے ہاں اس سے بلند مرتبہ کوئی نہ ہوتا۔ لیکن وہ اس سے کہیں عقل مند ہے۔ پس وہ گڑے ہوئے پہاڑ کی طرح ہے۔ اھ پس چاہئے کہ دسویں صدی کا شیخ ایسی چیزوں کے لئے ہوشیار ہو۔

مشیخت کے ساتھ خودنمائی کے اسباب

اور اے بھائی! جان لے کہ خواہشات کے اختلاف کی وجہ سے مشیخت کے ساتھ خودنمائی کے کئی اسباب ہیں۔ پس کسی کی خواہش اس کا شملہ اور صاف شفاف سفید جبہ ہے۔ اس پر انہیں ترک کرنا گراں ہے۔ اور ان کی عادت ہونے کے بعد جب انہیں ترک کرے تو اپنے نفس میں وحشت محسوس کرتا ہے۔ کسی کو اپنے اوراد کی قرأت میں اور محافل میں سجادہ پر بیٹھنے کی خواہش ہے۔ تو کسی کو سر جھکائے رکھنے اور لوگوں سے علیحدگی کی خواہش ہے۔ جبکہ کسی کی خواہش یہ ہے کہ وہ اپنے گھر سے یا اپنی خلوت سے لوگوں کے لئے سوائے مخصوص اوقات کے باہر نہیں آتا اور بسا اوقات اس کے پاس کوئی دور دراز سے آتا ہے تو وہ اپنی عادت کا وقت آنے پر ہی باہر نکلتا ہے۔ صرف اس خوف کے پیش نظر کہ اگر وہ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہے تو اس کے وہم میں اس کی تعظیم کم ہوگی۔

کسی کی خواہش اس کی خانقاہ میں حلقہ ذکر۔ اس کے ہاں لوگوں کا اجتماع اور اس کے ساتھ کثرت سے تواضع کے ساتھ پیش آنا ہے۔ اور بسا اوقات لوگ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس جمع ہوتے ہیں تو اس سے اسے بدمزگی لاحق ہوتی ہے۔ کسی کی خواہش اپنے ہاں مجاوروں کو ٹھہرانا ہے تاکہ ان کے ذریعے دنیا شکار کرے اور اس کی مشیخت کا نظام مکمل ہو۔ پس بیشک جس کے پاس فقراء نہیں ہوتے وہ اکثر لوگوں کے نزدیک شیخ نہیں ہے۔ یا وہ فتوحات کا شیخ ہے۔ بخلاف اس کے جس کے پاس فقراء ہوں۔ اور اسی لئے جب وہ لوگوں کو یہ کہتا ہوا سنے کہ فلاں کے پاس کثیر تعداد میں فقراء ہیں تو خوش ہوتا ہے۔ کسی کی خواہش قسم قسم کے کھانے کھلانا ہے تو کسی کی خواہش اس کا تقویٰ۔ پارسائی اور زُہد ہے۔ پس وہ اسے پسند کرتا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے ہاں اس کی تعظیم ہے اور اس کی ترک میں اس کا خوف کرتا ہے کہ کہیں لوگ اسے حقیر سمجھیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کا خوف۔ کسی کی خواہش ہے کہ اس کے پاس آنے والے ہر حاکم اور اہل کار کو لوٹا دے۔ اور اس سے خوش ہوتا ہے جب لوگ اس کے ہمسروں کے مقابلے میں اس وجہ سے اس کی تعریف کریں۔ بلکہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو جھوٹ بول رہا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے پاشا نے تقریباً ساٹھ ہزار نصف دیئے جو کہ میں نے لوٹا دیئے۔ تاکہ اس کی وجہ سے عوام کے قلوب میں اس کا وقار قائم ہو۔ کسی کی خواہش یہ تمام خصلتیں ہیں۔ تو کسی کی خواہش شرعی یا عرفی طور پر تمام بری خصلتوں سے پاک رہنا اور ان کی

ضدوں سے آراستہ ہوتا ہے۔ پس وہ سجادہ کے بغیر زمین پر بیٹھتا ہے۔ شملہ لٹکانا ترک کر دیتا ہے۔ کھردرا پرانا جبہ پہنتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو کسی وقت بھی لوگوں سے اپنے گھر میں مقید نہیں رکھتا۔ اپنی خانقاہ میں حلقہ ذکر مقرر نہیں کرتا۔ اپنے ہاں کسی کو مجاورت نہیں کرنے دیتا۔ اپنی خانقاہ میں اپنے لئے دستر خوان مقرر نہیں کرتا۔ حکام وغیرہ کے ذریعے اور ان کے حاشیہ برداروں کے ذریعے جو کچھ اس کے پاس آئے لوٹاتا نہیں۔ اور کہتا ہے کہ نفس کی شان ہے بلندی طلب کرنا اور قابل مذمت جگہوں سے نفرت کرنا حالانکہ اس کے پاس اخلاص نہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس چیز کی طرف میلان سے نفس محظوظ ہو اسے پھینک دے گرچہ وہ دراصل خیر ہو۔ کیونکہ نیت اکسیر کی طرح ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ناپاک نیت طاعت میں داخل ہو کر اسے معصیت کر دیتی ہے۔ پس عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کی تفتیش کرے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مریدین کو خود بینی کے بغیر مسلسل نصیحت کرنا

میں مریدین کو مسلسل نصیحت کرتا ہوں اس خود بینی کے بغیر کہ میں ان کا شیخ ہوں اور یہ میرے مرید ہیں۔ اور یہ وہ قدم ہے جس پر سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ پس وہ ایک دوسرے کو اپنی برتری دیکھے بغیر نصیحت کرتے اور یہ اس لئے کہ شیخ اور مرید کی شرائط کا اس دور میں وجود نادر ہے بلکہ متعدد زمانوں سے ہی نایاب ہے۔ اور ہمیں یہ خبر ملی کہ ایک جماعت کے لوگ سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں طریق الی اللہ تعالیٰ کی طلب میں حاضر آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ طریقت سے کھیلنا پسندیدہ امر نہیں جبکہ تمہارے برتنوں میں شگاف ہیں۔ فرض کرو میں ان میں تمہارے لئے کچھ امداد ڈالتا ہوں تو یہ تمہارے ساتھ گھروں تک نہیں پہنچے گی بلکہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی سب گر جائے گی۔ انہوں نے کہا: یا سیّدی! ہمارے قلوب کے شگاف بند کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کسی کے لئے اس میں اذن باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے۔

اسی طرح شیخ عبدالحلیم بن مصلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ کسی نے آپ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی شاگردی کروں اور مجھے آپ کی برکت حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ نجاست، نجاست کو پاک نہیں کرتی۔ اسی طرح سیّدی ابوالعباس الغمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی طرح سیّد عثمان الخطاب۔ سیّدی محمد بن عنان۔ سیّدی محمد المنیر۔ سیّدی محمد بن داؤد اور جماعت کثیرہ کے واقعات ہیں جن سے ہماری ملاقاتیں ہوئیں سب نے سلوک کرانے کے دروازے بند کر دیئے۔ اور فرمایا کہ کوئی باقی نہیں رہا جو کہ اہل طریق کے قواعد پر چل سکے۔

اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آج مشیخت کا دروازہ کھولتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کہ جمعرات کے دن بعد عصر مکتب کھولتا ہے اور طلب کرتا ہے کہ بچے جمع ہوں تاکہ انہیں پڑھائے۔ پھر فرض کرو کہ ان کے ورثاء انہیں مجبور کر کے اس کے پاس لے آتے ہیں لیکن ان کے قلوب کو اس پر جمع نہیں کر سکیں گے۔ اسی طرح ان حجاج کا حکم ہے جب وہ مکہ معظمہ سے لوٹ جائیں اور برکۃ الحاج نظر آنے لگے اور اس کے کھجوروں کے درخت دیکھیں تو حج کا امیر ان کی شیرازہ بندی پر اور ان کے عدم انتشار پر قادر نہیں

ہوگا۔ پس یہی حکم اس کا ہے جو اس دور میں چاہے کہ شیخ بنے وہ مریدین کے قلوب اپنے پر جمع کرنے اور انہیں اہل طریق کے اخلاق کے ساتھ متخلق کرنے پر قادر نہیں ہوگا۔ اور اگر تجھے میری اس بات میں شک ہے تو انہیں اس کتاب کے اخلاق میں سے کسی چیز کے ساتھ تخلق کا حکم دے تجھے یقینی طور پر اس کا پتہ چل جائے گا۔ باوجودیکہ مشیخت آج آسان ہوگئی ہے۔ پس جو چاہے کہ شیخ کا عمل کرے تو لوگ ایک دوسرے کو کہنے لگیں گے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ فلاں کے لئے کیا ماجرہ ہوا۔ اس نے شیخ کا عمل کیا۔ اور اگر ہم میں سے کوئی چاہتا تو اس کا سا عمل کرسکتا تھا۔

اور شیخ نورالدین الحسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان حسن کے مدرسہ میں تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ روئی کے جبے فروخت کررہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے اتنے جبے اتنی قیمت کے ساتھ۔ آپ نے اس سے معنی اخذ کیا۔ پس کسی کو دم واپسیں تک تلقین نہیں کی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مریدین کے حق میں کثرت خیانت کا شہود

جب بھی میرے مرید زیادہ ہوجائیں تو مجھے ان کے حق میں خیانت کی کثرت کا شہود ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر میں انہیں نصیحت کرتا تو مجھ سے منتشر ہوجاتے اور میرے ساتھ کوئی قلیل ہی رہ جاتا۔ اور اس خلق کے لئے فقراء میں سے کوئی قلیل متنبہ ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات مریدین اور معتقدین کی کثرت کی بنا پر وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مقام عظیم ہورہا ہے۔ پس چاہئے کہ فقیر اپنے نفس کا تجسس کرے اور دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ اگر وہ آداب طریقت میں خلل ڈالنے کی وجہ سے اپنے شاگردوں سے چشم پوشی نہ کرتا تو وہ اس کے گرد کثرت سے جمع نہ ہوتے۔ بلکہ میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دل میں کھٹکا کہ اس کے بھائی اور اس کے تلامذہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ میں اس سے کم ہیں اور یہ ان کی بہ نسبت طریق کا عرفان زیادہ رکھتا ہے تو وہ طریق سے خارج ہوگیا اور ان کا حال اس سے کہیں اچھا ہے یعنی شیخ سے۔ کیونکہ ان کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گزرا کہ وہ ان کا شاگرد ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی سیدی الشیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب فقیر دیکھے کہ اس کا ایک شاگرد ہے جو کہ مرتبے میں اس سے کمتر ہے تو اس نے کبر کا دعویٰ کیا۔ اور متکبر اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اس کا داعی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ میں نے پوچھا کہ اس سے کون سی چیز اسے خلاصی دلاتی ہے۔ تو فرمایا کہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے اس شہود کے ساتھ اس کے بھائی کا حال اس سے کہیں اچھا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس سے زیادہ ہے۔ اور میں نے آپ کو کئی بار فرماتے ہوئے سنا کہ صادق کی شرط یہ ہے کہ دوسری جماعت کو اس آنکھ سے بالکل برابر دیکھے جس سے اپنے شاگردوں کو دیکھتا ہے۔ اور جب اس نے اپنے تلامذہ کی اپنی طرف نسبت کو دوسرے کے تلامذہ کی اپنی طرف نسبت سے وزنی گردانا تو وہ مراسم طریق سے خارج ہوگیا۔ اور اس امر کے لئے لوگوں میں سے کوئی قلیل متنبہ ہوتا ہے۔

اور میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ میں نے ایک نابینا یہودی کو سنا جو کہ ایک یہودی سے کہہ رہا تھا: اے اسحاق! سن کہ سب ملتوں کے تمام افراد کا اس پر اجماع ہے کہ رب تعالیٰ کا قرب کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا جس میں نفس داخل ہو۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سچی بات نے میرا کوئی دوست نہیں رہنے دیا۔ انتہی۔ پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ اس فقیر

کی طرف ہلکی نظر سے دیکھے جس کے شاگردوں کی تعداد کم ہو۔ پس بیشک یہ بھی اس کے صدق فی الطریق کی علامت ہوتی ہے۔ بلکہ میں نے تصوف کے ایک مدعی کو دیکھا ہے کہ کبھی کبھی اپنی جماعت کو سیر وتفریح کے مقامات کی طرف لے جاتا ہے۔ اور وہ پیسے جمع کرتے ہیں جن سے کھانا تیار کرتے ہیں جس طرح کہ عام لوگ کرتے ہیں۔ پس ایسا ہوا کہ اس کی جماعت نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے ہمسروں میں سے کسی اور کے ساتھ بستان میں سیر وتفریح کرنے لگے۔ چنانچہ اس نے انہیں علیحدہ کر دیا اور ان کی بدگوئی کرنے لگا۔ اور کہنا شروع کر دیا کہ یہ مرتد ہوگئے ہیں۔ پس انہوں نے اس کے خلاف علماء سے فتویٰ لیا تو انہوں نے اسے سخت تعزیر لگانے کا فتویٰ دیا۔ پس اس شیخ کو اور اس کے مریدوں کو کیا ہوا۔ نہ وہ خود قواعد طریق پر چلا اور نہ ہی اس کی جماعت۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور اس شیخ کا اس کے مقابلے میں کیا مقام جسے جب اس کا مرید دیکھتا تو اس کی ہیبت کی شدت سے اس پر یوں لرزہ طاری ہو جاتا۔ جس طرح شاخ تیز آندھی میں لرزتی ہے۔

شیخ افضل الدین کے ارشادات

اسی لئے میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس دور میں شیخ اور مرید کا نام ناپسند کرتا ہوں۔ اور شیخ کے اس قول کو اس کے مسلمان بھائی کے متعلق سننا ناپسند کرتا ہوں کہ یہ ہمارے طلبہ سے ہے یا ہمارے شاگردوں میں سے ہے۔ ادب تو یہ ہے کہ یوں کہے کہ فلاں ہماری جماعت سے یا ہمارے بھائیوں میں سے عزیز ترین ہے۔ پس بیشک اس کے اس قول میں کہ وہ شاگرد یا طالب ہے اس کے مقام کی حقارت اور اس شیخ کے مقام کی رفعت ہے۔

اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو اس خطرے کے پیش نظر اپنے بھائیوں کی نصیحت ترک کر دے کہ کہیں تجھ سے منتشر ہو جائیں۔ اور نفس تجھے کہے کہ ان کی نصیحت کسی دوسرے وقت تک ترک کر دے۔ علی الخصوص اگر وہ بغیر نصیحت کے سالوں تیری صحبت میں رہے۔ پس بسا اوقات تجھ سے ان کی نصیحت یکسر فوت ہو جاتی ہے۔ اور اس سے بچ کہ تو کسی کی نصیحت اس خطرے کی بنا پر ترک کرے کہ کوئی دوسرا تجھ پر نصیحت کا دروازہ کھول دے۔ پس تجھے اپنے ناموس کے متعلق خوف ہو کہ لوگوں کے مابین کم ہو جائے جس طرح اس میں کئی لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس بیشک یہ سب کا سب دین میں خیانت ہے۔ اور اس اخوت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نصیحت نہیں۔

اور ایک دفعہ میں نے ایک صاحب نفس فقیہ کو نصیحت کی۔ پس میں اسے نصیحت کرنے لگا جبکہ وہ ایک عیب پر گردش کر رہا تھا جس کی بنا پر وہ مجھے اسی طرح نصیحت کر رہا تھا تا کہ اپنے گمان میں اذیت کے ساتھ میرا مقابلہ کرے۔ تو ایسے کی نصیحت ترک کرنا اس شخص کے لئے بہتر ہے جس کے پاس حکمت عملی نہیں۔ کیونکہ نصیحت اسے گناہ میں اضافہ کا موجب ہوگی۔ پس قصہ مختصر جسے صاحب عرفان مشائخ نے مریدین کی تربیت کے لئے بیٹھنے کے متعلق اجازت نہ دی ہو اسے آفات لاحق ہوتی ہیں۔ اور قریب نہیں کہ اس کے لئے کوئی عمل تسلیم کیا جائے۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-خودکونصیحت سے بے نیاز نہ سمجھنا

مجھے جوبھی کسی چیز کی نصیحت کرتا ہے میں خودکواس کی نصیحت سے بے نیازنہیں سمجھتا۔ بلکہ اس نے مجھے جونصیحت کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بعض ان ہلاکتوں میں سے ہے جن میں گر جاؤں گا۔اوراس خلق کی خلل اندازی میں کافی شیخ بننے والے گر پڑتے ہیں۔اور بسا اوقات وہ اپنے مریدوں سے کہتا ہے کہ آج فلاں ہمارے پاس آیااوراس نے ہمیں ایسی ایسی نصیحت کی جس میں مریدین گر پڑتے ہیں۔ پس میں نے اس پراس کی مہربانی کاشکریہ ادا کیا۔اوراسے وہم دلایا کہ میں اس کی نصیحت کامحتاج ہوں تا کہ خجالت محسوس نہ کرے۔اور یہ بات اس شیخ کی جہالت ہے کیونکہ وہ اپنی جماعت کوتاثر دیتا ہے کہ وہ اس نصیحت سے بے نیاز ہے۔اوراس نے اس کی نصیحت کوصرف اس لئے قبول کیا کہ وہ خجل نہ ہو۔اوراس میں کئی آفات ہیں۔

ایک دفعہ میں نے ایک شیخ کوکسی چیز کی نصیحت کی جسے میں نے اس میں اپنی ظاہری باطنی دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔پس قریب تھا کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔پس میں نے اس سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھ پر رجوع برحمت فرمائے تواس نے کہا کہ تو میرے جیسے کے لئے یہ کہتا ہے حالانکہ میں چالیس سال سے لوگوں کوتوبہ کراتا ہوں۔میں نے اس سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایاتوبوا الی اللّٰہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون (النور آیت ۳۱) اے ایمان والواللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کروسب کے سب توبہ کروشاید کہ تم فلاح پاؤ) کہنے لگا: یہ کس کا کلام ہے۔میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔کہنے لگا: مجھے اس میں کلام ہے یعنی تیرے اس قول کی صحت میں کہ یہ کلام الٰہی ہے۔تو ایسا شخص تو جہل مرکب کا جاہل ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار ہیں۔اور میں نے اپنے بھائی سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جسے تونصیحت کرے اور وہ کہے کہ یہ بات میرے غیر سے کہہ تو جان لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ عنایت سے گر گیا ہے۔اور جو کہے کہ ذکر مجھے نفع نہیں دیتا تواس کے زبان حال اس جیسی ہے جواپنے متعلق ایمان سے خارج ہونے کی گواہی دیتا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین (الذاریات آیت ۵۵) اور نصیحت کر بیشک نصیحت ایمان والوں کونفع دیتی ہے) پس سمجھ لے۔

امام شعرانی کی نصیحت

پس اے بھائی جوبھی تجھے پوری کوشش سے نصیحت کرتا ہےاس کی نصیحت قبول کر۔گرچہ توعادت کے طور پرایسی چیز میں گرنے سے ترقی کر چکا ہوجس سے وہ تجھے منع کرتا ہے۔پس بیشک اس نے پوری کوشش سے تجھے نصیحت کی ہے اگر چہ وہ بات تجھ میں نہیں تواس نے اس چیز کوتیری نظر میں قبیح کردیا تا کہ تواس سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کر کے احتیاط کرے۔اورایسے لوگوں کے حال کی حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضیل بن عیاض وغیرہما کے حال کے سامنے کیا حقیقت ہے جو کہتے تھے کہ جوشخص کسی ریا کار یا فاسق کودیکھنا چاہے وہ ہماری طرف دیکھے۔اور میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت واقع نہیں ہوتی مگراس چیز پرجس کی نسبت تیری طرف صحیح ہو۔کیونکہ ساری خلق کی طینت متحد ہے۔پس ہرانسان میں وہ کچھ ہے جوکہ اس کے غیر میں ہے سوائے انبیاء کے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔اوراس کی تفصیل پہلے کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - قیام لیل کے وقت استیذان ربی

میں اپنے رب تعالیٰ سے اپنے قلب کے ساتھ اذن مانگتا ہوں جبکہ رات کے وقت نفلی قیام کرتا ہوں اور اللہ عز وجل کے حضور کھڑے ہونے کا داعیہ نہ پاؤں۔ پس عرض کرتا ہوں: دستور یارب! اپنے بھائیوں کی معیت میں وقوف ترک کرنے میں۔ پس بیشک تو میرے جیسے سے اور ساری مخلوق سے بے نیاز ہے۔ اور اس اذن مانگنے کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ادب ہے۔ یعنی میں نے اپنے بھائیوں کی معیت میں تیری خدمت کا ترک تیری جناب کو ہلکا جانتے ہوئے نہیں کیا اے میرے رب۔ یہ تو تیری عفو و درگزر میں میری طمع۔ میرے جیسے کی عبادت سے تیری بے نیازی اور تیرے کامل بندوں کے ساتھ کھڑے ہونے سے خوف ہے۔

اور اے بھائی! غور کر جب بادشاہ کا مملوک اجازت طلب کیے بغیر لشکر میں اس کے حضور کھڑا ہونا ترک کرنے لگے تو اس لشکر کے اکابر کس طرح بدمزہ ہوتے ہیں۔ بخلاف اس کے جب انہیں معلوم ہو کہ سلطان نے اس مدت کی غیر حاضری اسے معاف کر دی ہے۔ پس وہ اسے معذور سمجھتے ہیں اور اس کا مقرر وظیفہ روکنے میں کوشش نہیں کرتے۔ پس عاقل وہ ہے جس نے عبرت حاصل کی۔ پس معلوم ہوا کہ بندے کا اپنے رب سے مستحب طاعت اپنانے کو ترک کرنے میں جس کے فعل کی طرف اس نے داعیہ نہیں پایا اذن طلب کرنا بہرحال ادب سے ہے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ اس شخص کی صورت حال سے خارج ہو جاتا ہے جو کہ اپنے مالک کے اوامر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عبادت ترک کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - مریدین کی تربیت کا حکیمانہ انداز

مجھے اپنے بھائیوں کی نصیحت میں مختلف جوابات کے ساتھ جنہیں ان کے باطنی امر میں عذروں کے رد کے لئے انہیں نفع دینے پر ... جب کرتا ہوں ان کے عذر باطل کرنے کے ضرر کی ترجیح کا شہود ہے۔ علی الخصوص جب میں ان کی نصیحت میں مبالغہ کرتا ہوں حتیٰ کہ تمام ... میں شبہات کھول دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا (بنی اسرائیل آیت ۱۵) اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں) اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من البیان لسحرا کوئی بیان جادو ہوتا ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں: ہم جادو کو نہیں دیکھتے مگر حرام۔

پس نصیحت کرنے والے کو چاہئے کہ منصوح کے لئے جو تحقیق نہیں کر سکتا کچھ عذر پیش کرنے کے لئے باقی رکھے اور کلیۃً پردہ نہ اٹھائے مگر جب اسے معلوم ہو کہ یہ عمل کرے گا اور اس امر میں خلل نہیں ڈالے گا۔ اور اہل طریق اسے تلبیس محمود کہتے ہیں کیونکہ اس کا جھکاؤ مخلوق پر رحمت کی طرف ہے۔ پس بیشک جو کسی کے لئے ایسا مقام کھولے جہاں تک اس کی رسائی نہیں اور وہ اس کی خواہش کرنے لگے اور وہاں تک رسائی پر حسرت کرنے لگے تو بیشک اس نے اسے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اور قرآن کریم میں ہے وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتّٰی یبین لھم ما یتقون (التوبہ آیت ۱۱۵) اور اللہ کا دستور نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے یہاں تک کہ ان کے لئے وہ چیزیں بیان کر دے جن سے انہیں بچنا چاہئے)

پس پتہ چلا کہ جو داعی الی اللہ لوگوں کے لئے زیادہ جھگڑا کرے وہ ان پر عذاب ہے رحمت نہیں۔ پس بیشک جب قدرت الٰہیہ نے ہوئے پر عمل کے لئے ان سے موافقت نہیں کرتی وہ ہلاک ہو جائیں گے اور اس کے درمیان سبب وہ ہوگا پھر ہمارا کلام ان امور میں ہے جو

کہ آداب شریعت میں سے ہیں۔ رہے اس کے احکام اور حدود تو اسے لوگوں کے لئے بیان کرنے کو ترک کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے طور پر ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز کی تبلیغ کا حکم دیا جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف اتری۔ اور یہی حکم آپ کے بعد آپ کے وارثوں کا ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور غلط قدم اٹھانے سے پرہیز کر۔ پس بیشک کامل کے لئے شرط ہے کہ اسے دیکھے جو اس پر ذمہ داری ہے نہ کہ اسے جو اس کے لئے ہے مگر اللہ عزوجل کے لئے شکر کے لئے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی سے حاسد کے مقابلہ میں اپنے نفس کی مدد سے حفاظت

جب کوئی حاسد اس کی بجائے مجھ میں عقیدت رکھنے والوں کی کثرت کی بنا پر مجھ سے جلن محسوس کرے تو میں اپنے نفس کی مدد کرنے سے محفوظ ہوں کہ یہ کہوں واللہ! یہ امر میرے ہاتھ میں نہیں۔ لیکن حق تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کو بندوں کے منافع کے لئے قائم کرے تو وہ اس سے ضرور محبت کرتے ہیں اور اس کے معتقد ہوتے ہیں۔ پس یہ لاشعوری طور پر فقیر کے لئے زہر قاتل ہے۔ پس اس وقت خاموشی بہتر ہے اور سلامتی ہے۔ کیونکہ نفس کی طرف سے ایسا جواب دینا حق ہے جس کی مراد باطل ہے۔

اور میں نے ایک دفعہ بھائیوں میں سے ایک شخص کو سنا جبکہ اس کی طرف مخلوق کے متوجہ ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں نے حسد کیا۔ وہ کہہ رہا تھا: واللہ! اگر اس مخلوق کو اپنے سے منتشر کرنا میرے بس میں ہوتا تو ضرور کر دیتا اور ان حاسدین کی خاطر کسی کو اپنے اردگرد نہ چھوڑتا۔ لیکن یہ امر میرے بس میں نہیں۔ پس میں نے اس سے کہا: تجھے اللہ عزوجل کی قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ پس کبھی باطنی طور پر تیرا نفس اسے پسند کر سکتا ہے تو یوں تو اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانے میں گر سکتا ہے۔ اور یہ بات موجب غضب ہے۔ پس اس نے رجوع اور استغفار کیا۔

اور میں نے ایک شیخ کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ یا اللہ میں تمنا کرتا ہوں کہ اگر ہمارے اس شہر میں ایسا شخص ظاہر ہوتا جو کہ لوگوں کو رشد و ہدایت بہم پہنچاتا تو میں اپنے مریدوں کو اس کی طرف راہنمائی کرتا۔ اور خود راحت حاصل کرتا۔ چنانچہ ایک جمعہ نہیں گزرا کہ اس کے محلے میں ایک شیخ آوارد ہوا اور اس نے اس کے مرید قابو کر لئے۔ پس ان دونوں کے مابین وہ صورت حال واقع ہوئی جس میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور وہ اس کے متعلق غیر شائستہ باتیں کرنے لگا۔ میں نے اسے اس کی گزشتہ گفتگو یاد دلائی تو شرمسار ہوا اور کچھ نہ کہہ سکا۔

اہل طریق کا اجماعی فیصلہ

اور مشائخ طریق کا اس پر اجماع ہے کہ اس طریق کے لائق صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ارواح کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کو جھاڑ دیا ہو اور فواحش میں سے جو چیز بھی لوگ ان کی طرف منسوب کریں وہ غور و فکر کئے بغیر کہ یہ ان میں ہے یا نہیں اپنے آپ میں چھپی دیکھیں۔ اور جب تک ان میں سے کوئی فجور و فسق کی طرف منسوب کئے جانے پر اپنی برات کا اظہار کرتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کے علاج اور اسے آلودگیوں سے پاک کرنے کا محتاج ہے۔ داعی الی اللہ عزوجل ہونے کا اہل نہیں۔ پس چاہئے کہ فقیر اپنے نفس کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کر۔ پس یہ اس کے لئے ایک حالت پر قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ کبھی تو اس کا اوپر چڑھنا اترنا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ جیسے کہ جب اپنے مقام کی رفعت تواضع یا دعوے یا تکبر میں دیکھے تو یہ تواضع اختیار کرتا ہے یا تکبر کرتا ہے۔ اور ہم نے اس پر رسالہ

الانوار میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔اس کی طرف رجوع کر۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔
والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔قادر مطلق پر نظر

میں کسی شخص پر کسی چیز کا انکار نہیں کرتا مگر اس کے بعد کہ اس کی طرف نظر کروں جس کے دست قدرت وارادہ میں اس کی پیشانی ہے۔اور ادب مع اللہ تعالیٰ کے طور پر ہے۔پھر اس کے بعد اس چیز کا انکار کرتا ہوں جس کا انکار شریعت مطہرہ نے کیا ہے۔اور اس امر پر کوئی قلیل ہی متنبہ ہوتا ہے۔وہ تو اس کے برعکس کام کرتے ہیں۔پس پہلے انکار کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس کا شہود کرتے ہیں جس کے قبضے میں اس کی پیشانی ہے۔اور کبھی انہیں شہود حاصل نہیں ہوتا۔

ایک عظیم المرتبت شخصیت کے لئے ان کے آغاز امر میں واقعہ گزرا کہ انہوں نے ایک نشہ والے پر انکار فرمایا اس طرف توجہ کرنے سے پہلے کہ اس کی پیشانی دست قدرت حق تعالیٰ میں ہے۔تو اس نشہ والے نے کہا جس کے نشہ کا ابھی آغاز ہی تھا کہ جناب وہ قادر ہے یعنی اس پر کہ جو مجھ میں ہے آپ میں منتقل کردے۔اور جو آپ کے پاس ہے مجھے منتقل کردے۔پس انہوں نے انکار میں جلدی کرنے پر استغفار کیا۔انتہی۔(اقول وباللہ التوفیق۔یاد رہے کہ یہ مقام ان کاملین کا ہے جو کہ حضرت الٰہیہ اور معیت الٰہیہ کا شہود رکھتے ہیں۔جن کی نظر میں یہ شہود مشاہد ومناظر پر توجہ سے پہلے ہی غالب ہوتا ہے۔اور وہ دربار شہود کے شایاں ہی کسی سمت دیکھتے ہیں۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جو شخص سلطان کے دربار خاص سے باہر گیٹ پر کھڑا ہے وہ تو بلا تکلف دائیں بائیں دیکھ سکتا ہے اور دیکھتا ہے۔لیکن جو دربار خاص میں تخت شہی کے سائے میں حاضر ہے وہ تو لذت قرب شاہی اور ماحول کی ہیبت واحترام میں کسی سمت نہیں دیکھتا۔اس کی نظر تو سلطان کے چہرے اور اس کے اشارے پر مرکوز ہوتی ہے۔اسی لئے خواص بارگاہ الوہیت جو کہ عزت شہود سے مشرف ہوتے ہیں پہلے مشاہدۂ حق کرتے ہیں۔پھر کائنات کی طرف نظر کرتے ہیں۔جبکہ ہم عوام کے لئے یہی بہت بڑی نعمت ہے کہ منکرات شرعیہ کو دیکھیں تو علی الفور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی جانتے ہوئے اس کا انکار کریں۔چنانچہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان (الجامع الصغیر) جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے اسے ہاتھ سے روکے۔اگر طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے۔اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قلب سے برا جانے۔انتہی۔محمد محفوظ الحق غفرلہ)

فقیر صادق کا واقعہ

اور فقراء صادقین میں سے ایک شخص نے حکایت بیان کی کہ اس نے ایک اندھا یہودی دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ اس دین میں کیا لذت ہے اور اس دین والے کے لئے کیا عقل ہے۔پس اس کا کلام پورا نہیں ہوا حتیٰ کہ اس یہودی کا عقیدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف پھیر دیا۔پس اسے کفر کے لئے انشراح ہونے لگا اور دین اسلام سے تنگی محسوس کرنے لگا۔پس قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے اس نے کہا کہ کئی دن میں اسی حالت میں رہا۔پھر میرا عقیدہ تثلیث کے بارے میں نصاریٰ کے عقیدے کی طرف بدل گیا۔پس میں ارادہ کرتا ہوں کہ معبود ایک قرار دوں یا دو۔اس کے متعلق مجھے شرح صدر نہ ہوئی۔پھر میں کہنے لگا کہ کس چیز کی بنا پر معبود صرف تین ہی نہیں۔پس اس سے

نکل نہیں سکتا ہوں۔اسی طرح کئی دن رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ساتھ میری امداد فرمائی۔پس آپ نے فرمایا: اے مبارک! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ والھکم الہ واحد (البقرہ آیت ۱۶۳) اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ان الدین عند اللہ الاسلام۔(آل عمران آیت ۱۹) بیشک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے) پس اللہ تعالیٰ نے میرے قلب سے حجاب کھول دیا۔اور دین اسلام کے غیر کے لئے مجھے جو انشراح تھا زائل فرما دیا۔

سیّدی احمد الزاہد کا واقعہ

اور ہمیں یہ واقعہ پہنچا کہ سیّدی احمد الزاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک نصرانی پر اعتراض کیا جبکہ اللہ تعالیٰ سے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تصریف کے حکم سے غفلت ہوگئی۔پس ان کے قلب میں القاء کیا گیا کہ وہ بدبختوں میں سے ہیں۔پس آپ اس شقاوت کو محو کرنے کے لئے ہر طاعت کی طرف جلدی کرنے لگے۔اور گم شدہ بچے کی ماں کی طرح روتے بلکتے رہے۔ایک مدت تک اسی حالت پر رہے۔پھر آپ کے سرّ میں ندا دی گئی: اے احمد! بندہ، بندہ ہے۔اس کا مالک اس میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے حق عزّ و جل کے اختیار کی طرف رجوع کیا۔پس مجھ سے وہ شقاوت محو کردی گئی جس کا میں مشاہدہ کرتا تھا۔اور اگر مجھ پر اس کا لطف نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔مجھے آپ کے پوتے سیّدی احمد نے اسی طرح حکایت کی۔اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں رکھے۔اور جو اس مشہد کے ساتھ متحقق ہوا وہی اللہ کے اس ارشاد کا معنی جانتا ہے۔کذالك زینا لکل امة عملهم (الانعام آیت ۱۰۹) اسی طرح آراستہ کردیا ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل) پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔نصیحت کے وقت کی پہچان اور آداب

میں کسی کو کسی چیز کے متعلق نصیحت نہیں کرتا مگر جس وقت مجھے اس کے اس میں واقع ہونے کی تحقیق ہو جائے۔صرف اس کی مشہوری کے حکم پر نہیں۔پھر جب وہ اس چیز سے رجوع کرلے تو ازاں بعد میں اس کا کسی سے ذکر تک نہیں کرتا۔پس اسے صرف فعل مذموم کا مرتکب ہونے یا خود اس کے اپنے متعلق خبر دینے پر اسے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس پر مصر ہے۔اس سے توبہ کے لئے اسے انشراح نہیں ہوتا۔پھر اگر ایسا ہوا کہ میں نے اسے کسی چیز کے بارے میں گمان کی بنا پر نصیحت کی اور میرے لئے ظاہر ہوگیا کہ وہ اس میں نہیں گرا۔اور مجھے ندامت ہوئی تو میں اس کے لئے خوشی کا اظہار کرتا ہوں اس صورت میں خوش ہونے سے بھی زیادہ جب کہ وہ اس میں گرا اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔اور معاصرین میں سے کوئی قلیل ہی ان امور کے لئے متنبہ ہوتا ہے۔چنانچہ کبھی ایک شخص گمان کی بنا پر کسی کو نصیحت کرتا ہے اور بسا اوقات جسے نصیحت کی اس کا اس سے بری ہونا ظاہر ہو جاتا ہے تو ناصح اپنے جی میں معتقدین میں اپنے ناموس کے خوف سے بدمزہ ہوتا ہے۔اور ان میں سے کوئی اس شخص کے واقعات کا ذکر کرنے لگتا ہے۔جس نے اپنی توبہ کے بعد اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔اور ایک تاریخ بن گئی۔اور یہ سب کچھ طریق کی حدود سے خارج ہوتا ہے۔

پھر جب میں نے کسی کو بر بنائے گمان نصیحت کی۔اور یہ نفس الامر کے عین مطابق ہی واقع ہوئی تو میں اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع کرتا ہوں کہ اس نے لوگوں کے چھپے حالات کو جھانکا۔اور اگر میں عیوب و نقائص سے پاک ہوتا تو شیطانوں کے مقامات میں داخل ہو کر لوگوں کے چھپے حالات پر نہ جھانکتا جن میں وہ لوگوں سے چھپ کر مصروف ہوتے ہیں۔پھر جب مجھے کسی شخص پر اطلاع ہو کہ وہ

مثلاً شراب پی رہا ہے یا بدکاری میں مصروف ہے تو میرے ذہن میں یہ نہیں گزرتا کہ میں حال میں اس سے اچھا ہو بلکہ میں کہتا ہوں کہ کئی دفعہ وہ لغزش اس کے اپنے عیوب ونقائص دیکھنے۔ نادم ہونے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا سبب ہوسکتی ہے۔ پس وہ اس کی بنا پر مجھ سے زیادہ ترقی کر جائے جو کہ میں اپنی طاعات کے ذریعے اپنے بھائیوں پر ترقی کروں جو اپنے آپ میں دیکھتا ہوں۔ اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کے لئے لغزشوں میں گرنے کی منفعتوں میں سے اس کا باطل دعووں کو ترک کرنا ہے۔ کیونکہ اس کے افعال اس کو جھوٹا ثابت کرنے لگتے ہیں۔ جس طرح کہ طاعات اور ان کی کثرت کی آفات میں سے اس کا دعووں کا دروازہ کھولنا ہے۔ گرچہ صاحب طاعات کی ذات میں ہوں۔ پس وہ ابلیس کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے شعور نہیں ہوتا۔ پس بیشک وہ حضرت الٰہیہ سے نکالا نہیں گیا اور اسے ملعون و مطرود قرار نہیں دیا گیا مگر اس کے یہ کہنے کی بنا پر انا خیر منه (ص آیت ۷۶) میں اس سے بہتر ہوں) پس اسے سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی- میرے واسطے کے بغیر خلق کے رجوع الی اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش ہونا

جب مخلوق میری نصیحت کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو میں اپنے واسطے کے ساتھ ان کے رجوع الی اللہ کی بہ نسبت زیادہ خوش ہوتا ہوں۔ کیونکہ جب وہ میرے واسطے کے بغیر رجوع کریں تو انہوں نے میرا مقصود حاصل کر لیا اور اس پر اضافہ بھی۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس شخص کی بہ نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جب اسے اپنی سواری مل جائے جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان تھا اس کے بعد کہ وہ بیابان میں اس سے گم ہوگئی تھی۔ او کما قال علیه الصلوٰة والسلام۔

اور اے بھائی اپنے متعلق غور کر جب تیرا خادم تیری مہربانی اور اس پر تیرے احسان کا اعتراف اس کے بغیر کرے کہ تو اس کے متعلق اسے جتلائے تو تو اپنے نفس کو اس سے زیادہ محبت کرنے والا پاتا ہے بہ نسبت اس کے جو تیری مہربانی کا اعتراف نہیں کرتا مگر جتلانے کے بعد۔ تو جس طرح تو اپنے غلام سے تیری طاعت کی طرف محض اپنے طور پر رجوع زیادہ کرتا ہے بہ نسبت اس کے متعلق اپنی پسند کے جو تیری نصیحت کی وجہ سے رجوع کرے۔ تو اسی طرح تجھے چاہئے کہ تو اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائے اور توبہ کرے اس کے بغیر کہ تو اسے نصیحت کرے بہ نسبت تیری نصیحت کے ساتھ رجوع لانے کے۔ اور اس خلق پر عمل نہیں کر سکتا مگر وہ جو اپنے بھائیوں پر برتری ترک کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد لله رب العالمين۔

احسان خداوندی- ناصح کی نصیحت کے وقت اپنی پہچان

ناصح جب مجھے نصیحت کرتا ہے تو میں خود کو پہچان لیتا ہوں کہ میں اہل خیر سے ہوں یا اہل شر سے؟ اور یہ اس طرح کہ لوگوں کی موجودگی میں جو کہ مجھ میں صلاح کا عقیدہ رکھتے ہیں جب نصیحت کی وجہ سے ذہنی کشادگی حاصل ہو تو جان لے کہ میں اہل خیر سے ہوں اور اگر نصیحت کرنے والے سے جس نے مجھے بھری محفل میں نصیحت کی تنگدلی اور بدمزگی محسوس کروں تو معلوم کرلے کہ میں اہل شر اور اہل نفس سے ہوں۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جب مجھے انشراح صدر حاصل ہو۔ اور اللہ جل وعلا سے استغفار کرتا ہوں جب تنگدلی محسوس کروں۔

معرفت احوال واخلاق کے لئے میزان

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب انسان اپنے احوال کا کتاب وسنت کے ساتھ وزن کرے تو اپنے احوال واخلاق کو یقیناً پہچان لے گا۔ اگر وہ اہل خیر سے ہے اور اگر وہ اہل شر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ واذا ما انزلت سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھٰذہ ایمانا۔ فاما الذین آمنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون۔ واما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم۔ (التوبۃ آیت ۱۲۴، ۱۲۵) اور جب بھی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کا ایمان اس سورت نے زیادہ کر دیا۔ تو ایمان والوں کے ایمان میں اس سورت نے اضافہ کر دیا ہے اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور جن کے دلوں میں روگ ہے تو اس صورت نے ان میں ان کی سابقہ پلیدی بڑھا دی)

اور میں نے کئی بار آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو خیر کے قابل ہو تو لازماً اللہ تبارک وتعالیٰ نصیحت کرنے والوں کو قلت وکثرت کے حوالے اس کی نصیحت کے لئے اس کے نفس کی طمانیت اور اس کے خلق کی روشنی کے مطابق الہام فرماتا ہے۔ پس اگر وہ اہل خیر میں سے ہے تو اس کو نصیحت کرنے والے کثیر ہوں گے۔ اور اگر قلیل الخیر ہے تو اس کے ناصحین قلیل ہوں گے۔ بلکہ کبھی تو اللہ تعالیٰ اس کے ناصحین کے قلوب پر مہر لگا دیتا ہے اور ان کی زبانیں اس کی نصیحت میں کھلنے سے بوجھل ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ آگ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس بیشک ناصح کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کہ کسی شخص کو دیکھتا ہے کہ بے علمی سے زہر آلود کھانا کھانے لگا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ یہ زہر آلود ہے تو وہ اسے فوراً پھینک دیتا ہے اور ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ پس ناصح کا حق تو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے منصوح خوش ہو۔ اور اسے اپنے لباس کی خلعت پہنائے۔ نہ کہ اس سے تنگدل ہو۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں کہ) میرا ایک ہم نشیں تھا جس کا نام بدرالدین المنز لاوی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے اور اس کی توفیق وہدایت میں اضافہ فرمائے۔ پس جب بھی میں اسے نصیحت کرتا تو نعلین کو بوسہ دیتا۔ اسے اس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ پھر انشراح صدر اور خوشی کے ساتھ مجھ پر مال پیش کرتا۔ اسے حاضرین دیکھتے۔ اور وہ میرے نزدیک مقام میں کثیر مشائخ سے وزنی تھا۔ پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور نصیحت کرنے والے سے بدمزہ ہونے سے پرہیز کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور مقام تسلیم

میں فعل قدرت کے لئے میری حالت تسلیم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہوں۔ پس مجھے تسلیم کا شہود اس کے نزاع سے محجوب نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کے امر کی مخالفت کرے اور اس کا عکس۔ جس طرح کہ اس میں وہ گرتا ہے جو بھینگا ہو ایک آنکھ سے دیکھتا ہو۔ پس وہ اس سے کہتا ہے جو کسی پر انکار کرتا ہے تجھے کیا ہے اور اس امر کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کر۔ اور راحت حاصل کر۔ اور یہ قول شریعت کے متعلق جہالت ہے۔ کیونکہ ہمارا جاننا کہ برائی اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے ساتھ ہے نہ کہ بندے کے فیصلے کے ساتھ ہے۔ ہمارے امر بالمعروف کے منافی نہیں۔ پس بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے متعلق تلوار کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ باوجودیکہ انہیں علم تھا کہ کفار دائرہ ارادہ سے باہر نہیں نکلے۔ پس اگر داعی الی اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرات مخلوق سے احتجاج بالقدرۃ قبول کر لیتے تو ان میں جہاد نہ کرتے۔

اوراس خلق کے متعلق کثیر متصوفین نے خلل اندازی کی ہے۔پس قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی کسی چیز کا انکار کرے جسے وہ دیکھتا ہے۔یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ مقام تسلیم سے ہے۔اوران سے یہ بات غائب رہی کہ التسلیم للّٰہ تعالیٰ کے لئے شرط ہے کہ اس کے امراورنہی پراعتراض نہ ہو۔جبکہ اس کا تارک شرع پراعتراض کرنے والا اس پر عمل کرنے والانہیں۔کیونکہ تسلیم شرع کے ساتھ اعتراض کرنے کے منافی نہیں۔پس عبداللہ تعالیٰ کے لئے من حیث التقدیر تسلیم کرتا ہےاور جو شریعت کے خلاف ہواس کا اذن الٰہی کے ساتھ انکارکرتا ہے۔اورہم نے کئی مرتبہ پہلے بیان کیا ہے کہ کامل کی شرط ہے کہ فعل کا شہوداللہ تعالیٰ کی مخلوق کے طور پر کرے اس کے ساتھ ساتھ اس کی نسبت الی الخلق کا شہود کرے۔اسے ایک امر دوسرے سے محجوب نہ کرے۔اور مسئلہ کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔انشاء اللہ العزیز۔پس اسے جان لے اوراس پر عمل کر تجھے سیدھی راہ ملے گی۔اوراللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔اوروہ سب سے بہت محبت کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے تمام اعمال واحوال میں علل کا شہود

اپنے تمام اعمال واحوال میں مجھے علل کا شہود ہے حتیٰ کہ توبہ میں جو کہ طریق میں اول المقامات ہے۔پس بیشک یہ غالب طور پر علل سے اوراس میں تکلف سے سالم نہیں۔اوراسی لئے صاحب توبہ اپنے آپ کو عادۃً اس سے برتر سمجھتا ہے جس نے توبہ نہیں کی۔اور حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ کہا گیا کہ توبہ کیا ہے؟ تو فرمایا: توبہ یہ ہے کہ تو اس کے سوا کشف وشہود پر دارین میں کسی کا شہود نہ کرے۔انتھی۔یعنی دارین میں تجھے اس کے سوا کسی خالق یارب یارازق کا شہود نہ ہو۔اوراگر تو کسی کے لئے اس میں واسطے کا شہود کرے تو اس کے ساتھ وقوف نہ کر۔اوراس کا مقصد یہ نہیں کہ تو غیر اللہ کا تمام کائنات پر اصلاً شہود نہ کرے۔کیونکہ یہ معتقدین کے لئے درست نہیں چہ جائیکہ ان کا غیر ہو۔اوراگر فرض کرلیا جائے کہ انہوں نے اس کا شہود کیا ہے تو یہ کائنات سے ان کے حجاب کی بنا پر ہے۔اور کچھ نہیں۔کیونکہ جو کچھ واقع ہوا ہے اس کا بالکل رفع اس طرح صحیح نہیں کہ امر یوں ہو جائے کہ گویا من کل الوجوہ تھا ہی نہیں۔

اورحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مقصد کہ نہایت سچی بات وہ ہے جو لبید شاعر نے کہی۔کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے سواہر چیز باطل ہے۔یعنی باطل کی طرح ہے یہ ہے کہ اس حیثیت سے باطل کی طرح ہے کہ قائم باللہ تعالیٰ ہے نہ کہ قائم بنفسہ۔پس اگر اللہ چاہے تو اسے باقی رکھے اوراگر چاہے تو چشم زدن میں اسے لے جائے۔نیز اہل حق کا اس پر اجماع ہے کہ حقائق اشیاء ثابت ہیں۔پس ان کی نفی کیسے ہوسکتی ہے۔صرف بندہ ان سے اس وجہ سے محجوب ہو جاتا ہے کہ اسے امور عظیمہ ڈھانپ لیتے ہیں۔جس طرح کہ اس کی تفصیل اس کتاب میں کئی بار گزرچکی ہے۔پس ادھر رجوع کر تجھے ہدایت ملے گی۔اوراللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنی سعادت اورشقاوت کا علم

مجھے اپنی سعادت اورشقاوت کا علم ہے۔اور یہ ان صفات کے ساتھ تخلق کی بنا پر ہے جن سے مجھے حق تعالیٰ نے منع فرمایا یا ان صفات کے ساتھ جن کے ساتھ تخلق کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے لئے خوشخبری اوراس پر رحمت ہے تاکہ اسے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں بدگمانی میں گرنے سے

راحت بخشے۔اوراس کی طرف یہ حدیث پاک اشارہ کرتی ہے کہ ہر شخص کے لئے اس کی آسانی کی گئی جس کے لئے پیدا کیا گیا۔پس جو اہل سعادت سے ہو وہ اہل سعادت کے عمل کے لئے پھر جاتا ہےاور جو اہل شقاوت سے ہو تو وہ اہل شقاوت کے عمل کے لئے پھر جاتا ہے۔انتہی۔

مذکورہ بالا حدیث پاک کا مفہوم

پس اس حدیث سے سمجھ میں آتا ہےاللہ تعالیٰ کے بندوں میں کوئی اپنی سعادت یا شقاوت ابھی سے جانتا ہے۔کیونکہ اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ امور واقع نہیں ہوتے مگر اسی صورت میں جس پر وہ فی نفسہا خیر اور شر کے حوالے سے ہیں۔پس انسان اپنے آپ میں نظر کرے۔پس اگر وہ اس امر کو اپنے ظاہر اور باطن میں برابر پائے تو اپنی سعادت پر خوش ہو۔پس بیشک اللہ تعالیٰ اسے بدلے گا نہیں انشاء اللہ العزیز اور اگر خیر کو اپنے ظاہر میں دیکھے اور اپنے باطن میں اپنی طاعات میں شک یا اضطراب کا سیاہ نقطہ پائے۔اور اسے ظاہری فعل کے خلاف کھٹکا واقع ہو جو اسے داغدار کرے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قلب میں اسے ایمان دیا ہے نہ نور۔اور یہ شقاوت کی علامت ہے۔ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔اور ہر مومن کو اس میزان کے ساتھ اپنے احوال کا وزن کرنا چاہئے اور اپنے نفس اور اس کے کھٹکوں کا زیادہ علم ہے۔اور اس کی تائید حدیث صحیح میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کرتا ہے کہ بندہ ظاہر میں اہل جنت کے عمل کرتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کو اس سے اس کھٹکے کا علم ہے جو کہ اس شک کی بنا پر جو کہ اس کے ساتھ قائم ہے۔اصل ایمان کو عیب لگاتا ہے۔پس وہ اس کے خلاف ہے جو کہ اس کا ظاہر عطا کرتا ہے کہ وہ شرع پر ہے۔اور ایک شخص ظاہر میں اہل جہنم کے سے عمل کرتا ہے یعنی خلاف شرع کرتا ہےاور اللہ تعالیٰ اس کے باطن سے اس کے خلاف نور الایمان اور صدق مع اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے۔اور یہ حالت جس پر وہ ہےاللہ تعالیٰ کے امر کے خلاف ہے۔پس وہ باطن میں گریہ زاری کرتا ہےاور ظاہری طور پر بحکم ارادہ اللہ تعالیٰ کے امر کی مخالفت کرتا ہے۔پس اس سے وہ کچھ ظاہر ہوتا ہے جو کہ لوگوں کے لئے ظاہر نہیں ہوتا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ظاہر فرمادیا جس پر لوگ اپنے نفسوں میں ہیں اور جو کچھ حسن بصری۔مالک بن دینار اور ان جیسے دیگر حضرات سے ہماری تقریر کے خلاف منقول ہے تو یہ انہوں نے اپنے نفسوں کو تہمت لگانے کے طور پر فرمایا ہے یا ان کی مراد اپنے اس قوت سے ہے کہ ہمارے اعمال اس شخص کے اعمال ہیں جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔دوسروں کو انتہائی کوشش اور اجتہاد پر ابھارتا ہے۔یا ان دوسرے مقامات کی بہ نسبت ہے جو ان کے مقام سے کہیں برتر و بالا ہیں۔

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے کہ وہ کشف کے طریق سے اپنی سعادت پر مطلع ہوئے۔اور فرمایا کہ میں نے خود کو ان سعداء میں دیکھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ہیں پس میں نے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔عطاء الٰہی کو منع پر ترجیح نہ دینا

میں اللہ تعالیٰ کی عطاء کو منع پر ترجیح نہیں دیتا۔میرے نزدیک یہ دونوں برابر ہیں کیونکہ میرا اختیار مع اللہ تعالیٰ فنا ہو چکا اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مصلحتوں کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔پس میرے نزدیک منع کی حلاوت عطاء کی حلاوت کے بالکل برابر ایک سی

ہے۔اور یہ خلق ہمسروں میں نادر ہے۔ان میں سے کوئی قلیل اس کے ساتھ متخلق ہے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ مقام رجاء سے پرہیز کرو کہ اس میں حق تعالیٰ پر پابندی لگانا ہے کہ تمہیں وہ امر عطا فرمائے جس کی تم امید رکھتے ہو۔پس اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید کرو اور اس پر پابندی نہ لگاؤ کہ اس کے شایاں نہیں کہ تم سے منع کرے۔پس بیشک رجاء، تمنا کی طرح برابر برابر ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ولا تتمنوا ما فضل اللہ به بعضکم علی بعض.** (النساء آیت ۳۲) اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت دی)

اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختیار مع اللہ تعالیٰ فنا ہو گیا تو آپ چھ ماہ تک اس حالت پر رہے کہ جرأت نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کے حصول کا سوال کریں۔پھر آپ کے سرّ میں ندا دی گئی۔اے علی! ہم سے عبودیت کا سوال کر جس میں عطا کو منع پر ترجیح نہیں۔فرماتے ہیں: پس میں نے اس سے سوال کیا اور اس سے امید کی۔اس کے امر کی تعمیل کے طور پر نہ کہ اس پر پابندی کے طور پر۔پس بیشک وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہے اور اختیار فرماتا ہے۔اور بندے کے لئے اس کی معیت میں کوئی اختیار نہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وما کان لهم الخیرة** (القصص آیت ۶۸) انہیں کچھ اختیار نہیں ہے)

پھر مخفی نہ رہے کہ مع اللہ تعالیٰ اختیار مذموم وہ اختیار نہیں جو کہ لازم فعل سے ہے۔پس بیشک قلب کی توجہ کسی چیز کے کرنے یا اس کے ترک کے لئے صحیح نہیں مگر اس کا اختیار پائے جانے کے بعد ورنہ بندوں کے عزائم فسخ ہو جائیں گے۔اور ان سے کسی چیز کے فعل کا یا اس کے ترک کا ارادہ صحیح نہیں ہوگا۔

نفی ارادہ کا ارادہ خلاف ادب ہے

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ادب یہ نہیں کہ بندہ کہے: میں ارادہ کرتا ہوں کہ ارادہ نہ کروں۔ادب یہ ہے کہ یوں کہے: میں اس چیز کا ارادہ کرتا ہوں جسے میرے لئے شرع پسند کرے۔پس اس کا ارادہ کرنے سے متصف ہو جس کا علی الخصوص شرع ارادہ فرمائے۔پس اس کے لئے مراد معین میں کوئی غرض نہ رہے۔جبکہ تمام مختارات شرع اور اس کی ترتیبات میں بندے کے لئے اختیار نہیں۔اختیار صرف ان امور میں ہوتا ہے جو مجمل وارد ہوں۔پس بندے کے لئے درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے نماز چاشت میں یا پیر اور جمعرات کے روزے میں مثلاً استخارہ کرے۔کیونکہ یہ شک کا پتہ دیتا ہے۔

اور محققین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مامورات شرع کے بارے میں اپنے رب سے اپنے قلب کے ساتھ اذن طلب کرے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس کا اس پر ایمان کامل نہیں جو کچھ شرعاً وارد ہوا۔

اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ کوئی ولی حضرت الٰہیہ تک کبھی رسائی حاصل نہیں کرے گا جب کہ اس کے ساتھ اس کی تدبیرات میں سے کوئی تدبیر یا اس کے اختیارات میں سے کوئی اختیار ہے۔اور جب اس کے پاس کوئی اختیار یا کوئی تدبیر باقی ہے تو وہ اوصاف ربوبیت کے لئے جھگڑنے والے کی طرح ہے۔پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت کی امید

اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت کی میں امید کرتا ہوں کیونکہ میں نے اس چیز کو ترک کر دیا جو کہ مچھر کے پر سے بھی قلیل ہے جس کی اس نے ہمیں اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعے خبر دی ہے کہ آپ نے فرمایا: دنیا میں زُہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا۔الحدیث۔اور یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس محبت کے حصول کو جس کے مقابلہ میں دارین عوض نہیں ہو سکتے۔مچھر کے پر سے قلیل چیز میں زُہد پر معلق فرمایا۔اور جو دنیا کی طرف اس آنکھ سے دیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی خلق میں سے کسی پر اپنے آپ کی کمی نہیں دیکھتا جب وہ زُہد اختیار کرے بلکہ وہ نہیں دیکھتا کہ اس نے کسی شے میں جس کا عقل ادراک کرے اس کی قلت کی وجہ سے زُہد کیا کیونکہ ساری دنیا جو کہ مخلوق میں سے سارے بادشاہوں سے لے کر عام آدمیوں تک ان کے طبقات کے اختلاف کے مطابق ان کے قبضہ میں ہے مچھر کے پر سے بھی زیادہ قلیل ہے۔پس اس میں سے عبد کیا خاص کرے گا جب اس مذکورہ پر سے بھی قلیل کو ساری اہل دنیا پر تقسیم کرے۔پس زاہد نے لاشئی میں زُہد کیا۔یہ اللہ تعالیٰ سے مشغول کرنے والی چیز میں مقام زُہد کے اعتبار سے ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔پس وہ ذرے کو عظیم پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے۔پس وہ سمجھ لے۔

زہد کی حقیقت

پھر اس تقدیر پر کہ زاہد اس کا مشاہدہ کرتا ہے جسے وہ دنیا سے مخصوص کرتا ہے پھر اسے ترک کر دیتا ہے۔پس جو اس نے ترک کیا ہے وہ اس کا رزق نہیں۔یہ تو اس کے لئے جو اسے حاصل کرتا ہے۔اور اس سے نفع لیتا ہے۔اور اسی وجہ سے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ زاہدوں نے زُہد نہیں کیا مگر اس میں جو ان کے لئے مقسوم ہی نہیں پس جب تو زاہد نے اپنے آپ کو اپنے بھائی پر فائق نہیں دیکھا مگر اس گمان کی بناء پر کہ اسے اس میں کوئی دخل ہے۔اور وہ فلاں چیز پر مزاحمت کرنے پر قادر تھا۔اور مثلاً اسے کھاتا اور پہنتا ہے۔جس طرح کہ اسکے غیر نے کیا۔اور یہ اس کا وہم ہے۔کیونکہ یہ اگر اس کے مقسوم میں ہوتا تو کسی کے لئے درست نہیں تھا کہ اسے حاصل کرتا اور اس سے نفع یاب ہوتا۔

زہد میں اکابر کا مقام

پس معلوم ہوا کہ جب اکابر نے زُہد اختیار کیا تو ان کا مقام یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہی نہیں کہ انہوں نے کسی ایسی چیز کو ترک کیا جو ان کے لئے مقسوم تھی۔وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی توجہ کرتے ہوئے ان سے دنیا سمیٹ لی ہے۔حتیٰ کہ اس میں مشغول نہ ہوں۔پس ان کے حال کی ظاہری صورت وسیلہ تھی محجوبین کے لئے ان کی اقتداء میں دنیا کو قلیل جاننے کے لئے اور کچھ نہیں۔اور مشہد جدا جدا ہے۔پس فرق ہے اس کے درمیان جو دنیا میں زُہد کرتا ہے صرف اس لئے کہ اسے ثواب حاصل ہو۔اور اس کے درمیان جو اس میں زُہد کرتا ہے تاکہ رب الارباب کی ہم نشینی کا شرف حاصل کرے۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے سیّدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو دنیا میں زُہد اختیار کرے تاکہ اس میں بھائیوں پر فراخی کرے تو وہ آخرت میں ان کی مزاحمت میں کثرت ثواب کے اعتبار سے گرا۔پس قریب نہیں کہ اس کے غیر کے لئے آخرت میں کوئی محل۔بالا خانہ۔میوہ اور لباس باقی رہے۔تو جو اس سے دار الفناء میں بھاگا وہ

دار البقاء میں اس میں گر پڑا۔ پس وہ آخرت کی رغبت اور محبت میں اس دار دنیا کی محبت سے زیادہ شدید ہے جس میں ہم ہیں۔ اھ یعنی وہ علامت سے خارج نہیں ہو سکتا مگر جبکہ دنیا میں محض اللہ عزوجل کے امر کی تعمیل میں زُہد اختیار کرے نہ کہ کسی دوسری علت کے لئے۔ گرچہ دار آخرت دراصل دار الحجاب نہیں ہے۔ پس سمجھ لے۔

ازهد في الدنيا يحبك الله کا معنی

پس ''دنیا میں زُہد کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا'' کا معنی یہ ہے کہ تیرا قلب کونین کی کسی چیز کی محبت کے ساتھ متعلق نہ ہو مگر اذن الٰہی کی وجہ سے۔ نہ یہ کہ تو دنیا روکنا ترک کر دے جس کے ساتھ تو اپنے آپ کو اور اپنے عیال کو چھپاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے خلاف ہے جس پر سلف صالح تھے یعنی صحابہ کرام۔ تابعین اور علماء عاملین۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور اسی وجہ سے سیّدی علی بن الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں زُہد کی حقیقت وہ اذن الٰہی کے بغیر اس کی طرف محبت کے ساتھ مائل ہونے میں زُہد ہے نہ کہ اسے روکنے میں زہد۔ اور یوں بندہ لوگوں پر بوجھ بن جائے۔ پس بیشک یہ خلاف شریعت ہے۔ پس ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس گروہ سے کیا جسے کونین کی کوئی چیز اس کے رب عزوجل سے مشغول نہیں کرتی۔ پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس پر عمل کر۔ تجھے منزل ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد لله رب العالمين۔

انعام خداوندی - زُہد فی الدنیا کے بعد ازرہ ادب مع اللہ تعالیٰ اسے روکنا

دنیا میں زُہد کے بعد میں ادب مع اللہ تعالیٰ کے طریقے سے اسے اس حکمت کے لئے روکتا ہوں جسے اس کے روکنے میں مقرر فرمایا ہے نہ کہ اس کی ذات میں محبت کی خاطر۔ پس میں اسی نہج پر ہوں جس پر سلف صالح یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الأخره کا مفہوم اور صحابہ کرام کی مدحت

البتہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الاخرة (آل عمران آیت ۱۵۲) تم میں کوئی دنیا کا طلبگار ہے تو کوئی آخرت کا طالب) تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں کوئی دنیا کا طلبگار ہے آخرت کے لئے تو کوئی طلبگار ہے آخرت کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے۔ پس صحابہ کرام میں فاضل ہیں اور افضل ہیں۔ جس طرح کہ اس کی تقریر اسی طرح شاذلی وغیرہ نے کی ہے۔ پس ان میں سے کسی نے دنیا کو اس کی ذات میں محبت کی وجہ سے طلب نہیں کیا اور نہ ہی غرض صحیح کے بغیر اسے جمع کیا۔ اس کا قرینہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله (النور آیت ۳۷) وہ مرد جنہیں کوئی تجارت اور خرید و فروخت یادِ الٰہی سے غافل نہیں کرتی) پس اللہ تعالیٰ نے قیام فی التجارۃ اور قیام فی الاسباب پر ان کی مدحت فرمائی۔ اور ان کی طرف سے خبر دی کہ یہ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ اور یہ قانون شرعی کے مطابق ان کے دونوں سوکنوں کو جمع کرنے اور ان کے درمیان عدل کرنے کی وجہ سے ہے۔

ایک منسوخ التلاوت آیت کا معنی

اور میں نے اپنے بھائی سیّدی الشیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے اس منسوخ التلاوت ارشاد کے متعلق فرماتے ہوئے

سالو ان لابن آدم وادیین من ذھب لابتغی ثالثا ولو ان له ثالثا لا بتغی رابعا ولایملأ عین ابن آدم الا التراب. یعنی اگر ابن آدم کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں تو یہ تیسری طلب کرتا ہے اور تیسری ہو تو چوتھی طلب کرتا ہے۔ اور ابن آدم کی آنکھ کو مٹی ہی بھرتی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ (واللہ اعلم) کہ اگر دنیاداروں کے لئے یہ ہوتا ہے تو وہ اس پر اضافہ طلب کرتے بخلاف اہل آخرت کے جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ کیونکہ ادم ظاہری چمڑا ہے۔ یعنی اگر بنی آدم کے لئے جنہوں نے دنیا کے ظاہر پر نظر کی نہ کہ اس کے باطن پر سونے کی دو وادیاں ہوتیں تو وہ تیسری طلب کرتے اور اسی طرح۔ بخلاف ابناء آخرت کے جن کی نگاہ آخرت تک پہنچی اور انہوں نے اسے پہچان لیا جو چیز انہیں دربار الٰہی کے قریب کرتی ہے اور جو انہیں اس سے دور کرتی ہے۔ اور فرمایا کہ انبیاء اور صحابہ کرام کی اور ان کے متبعین اولیاء کی اس سے استثناء ضروری ہے۔ کہ اس پر اجماع ہے کیونکہ انہوں نے دنیا میں زُہد کیا۔

وجہ حکمت

اور جس حکمت کی طرف ہم نے اس احسان الٰہی کے آغاز بیان میں اشارہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے۔ چاندی اور مبلغات کو تمام اشیاء کی قیمت قرار دیا نہ کہ اس کے علاوہ مٹی وغیرہ کو۔ پس اگر تو مولی شلغم فروخت کرنے والے سے کہے کہ مجھے مثلاً یہ مولی دے دو میں تمہیں مٹی کا یہ ٹیلا دوں گا تو تیری یہ بات قبول نہیں کرے گا۔ بخلاف اس کے کہ جب تو اسے چاندی عطا کرتا ہے۔ پس اہل اللہ تعالیٰ کے ادب سے ہے کہ عالم موجودات میں وہ حق تعالیٰ کی مراد کے ساتھ گھومتے ہیں۔

سونے چاندی کی عزت کی وجہ

اور لوگوں کے نزدیک سونے اور چاندی کی عزت کی اصل وہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب شجر ممنوع سے کھایا تو ہر چیز نے آپ پر گریہ زاری کی سوائے سونے اور چاندی کے۔ اللہ تعالیٰ کی جناب کے ایثار کے طور پر۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے بندوں کے درمیان قیمتی بنادوں گا۔ اور ہر چیز کی قیمت تمہارے ساتھ ہوگی۔ انتہی۔

پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کو پسند کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-افعال عباد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں

میرا ایمان ہے کہ افعال عباد اس حالت میں کہ وہ بندوں کی طرف منسوب ہیں معاً آن واحد میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور یہ نہایت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ دو متناقض طریقوں پر ایمان ہے۔ پس میں بصیرت کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے ایسے اقوال میں یہ شہود رکھتا ہوں وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ الی (الانفال آیت ۱۷) آپ نے مشت خاک نہیں پھینکی جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی) کہ رمی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے دراں حال کہ یہ بندے کے لئے ہے نہ کہ آگے پیچھے۔ اور اس مشہد والا دو آنکھوں کا محتاج ہوتا ہے جن کے ساتھ دو نسبتوں کی طرف نظر کرے۔ حتیٰ کہ حیرت سے نکل جائے۔ کیونکہ ایک آنکھ والا اس مسئلہ میں حیرت سے کبھی بھی باہر نہیں نکل سکتا۔

مذکورہ بالا مسئلہ کی وضاحت

اور مجھے اچھا لگا کہ تیرے لئے اس مسئلہ کو تیرے لئے ایسی وضاحت کے ساتھ بیان کروں جسے تو نے کتب متکلمین میں سے کسی کتاب میں نہ پایا ہو۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں: اے بھائی! جان لے کہ عقل کسی اشکال کے بغیر خلق افعال کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور اس میں اشکال سے تجھے صرف کشف صحیح ہی نکال سکتا ہے۔ باوجودیکہ اس میں نزاع بھی ہے۔ یا تو مواد کونیہ میں ترقی کرے جبکہ تو صعود کر رہا ہو حتیٰ کہ تو حق تعالیٰ کی طرف اپنے قلب کے ساتھ دیکھے جبکہ وہ مخلوق اول کی تخلیق فرما رہا ہوں جس سے پہلے کوئی مادہ نہیں۔ پس بیشک تو حق تعالیٰ کو پائے گا کہ اکیلا فاعل ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر تو فراغ میں نیچے کی طرف تنزل کرے اس مشاہدہ کے ساتھ کہ قدرت الٰہیہ خلق کے ہر اس شخص میں سریان کئے ہوئے ہے جس کی طرف فعل منسوب کیا گیا ہے۔ پس تو اسے پائے گا کہ کسی فعل پر قادر نہیں مگر قدرت الٰہیہ کی اس کی امداد کے ساتھ۔

اور یہاں سے اشکال کا دروازہ کھلتا ہے کہ اس وقت فعل آنکھ کے شہود میں اللہ تعالیٰ وحدہ کے لئے یا صرف مخلوق کے لئے خالص نہیں رہتا۔ اور الجھن واقع ہوتی ہے۔ تو جو تمام اچھے برے افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے تو اسے غیرت الٰہی کی زبان کہتی ہے قل کل من عند اللہ فما لھٰؤلآء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا (النساء آیت ۷۸) تو اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے) پس بیشک افعال کی نسبت مخلوق کی طرف نسبت اضافت واسناد ہے۔ نسبت خلق وایجاد نہیں۔ اور جو شخص تمام اچھے امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور تمام برے امور کو کائنات کی طرف منسوب کرتا ہے تو اسے بھی جود الٰہی کی زبان کہتی ہے قل کل من عند اللہ (النساء آیت ۷۸) اس کی تکذیب کے طور پر نہیں بلکہ ثناء جمیل کے طور پر۔ جس طرح کہ ہم قبیح افعال کو جو کہ اغراض کے مطابق اور طمع کے موافق نہیں ہوتے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ باوجودیکہ ہمیں معلوم ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ لیکن چونکہ اس کے ساتھ مذمت کی زبان معلق ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور ادب کی بنا پر جو کچھ اس میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے اس پر اپنی ذوات کا فدیہ دیا۔ جس طرح کہ ہم ادب مع اللہ کے طور پر جو کار خیر اور فعل حسن ہو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اپنے ذوات کو راستے سے اٹھا دیتے ہیں حتیٰ کہ حق تعالیٰ وحدہ ہی محمود ہو۔ گرچہ حقیقتاً بلاشک وشبہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے باوجودیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خبر دینے کی وجہ سے اشتراک کی مہک ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واللہ خلقکم وما تعملون (الصافات آیت ۹۶) اور اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ما اصابك من حسنۃ فمن اللہ وما اصابك من سیئۃ فمن نفسك (النساء آیت ۸۹) جو تجھے بھلائی پہنچے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف پہنچے وہ تیری طرف سے ہے)۔ اگرچہ من نفسك سے مراد اسناد ہے نہ کہ ایجاد۔ نیز فرمایا کل من عند اللہ (النساء آیت ۷۸) سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔ پس اللہ تعالیٰ نے عمل کبھی ہماری طرف منسوب فرمایا اور کبھی اپنی طرف۔ پس یہ ہے ہمارے اس قول کا سبب کہ باوجودیکہ اس میں اشتراک کی مہک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت (البقرہ آیت ۲۸۶) اس کو اجر ملے گا جو اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو اس نے کمایا) پس سب کچھ ہماری طرف منسوب فرمایا۔ فالھمھا فجورھا و تقواھا (الشمس آیت ۸) پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو) پس ہم میں الہام اس کے لئے ہے اور الہام پر عمل ہمارے لئے ہے۔ نیز فرمایا کلا نمد ھؤلآء و

ھولآء من عطاء ربك (بنی اسرائیل آیت ۲۰) ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی) پس کبھی اس کی عطاء الہام ہوتا ہے۔ اور کبھی اس کی عطاء عمل کی تخلیق ہوتی ہے۔ پس سمجھ لے۔ پس اس مسئلہ میں توحید فاعل اصلاً خالص نہیں ہوتی۔ نہ کشف کی جہت سے نہ خبر الٰہی کی جہت سے۔ پس اس میں امر صحیح یہ ہے کہ حکم حق اور خلق کے درمیان مربوط ہے۔ دونوں میں سے ایک جانب کے ساتھ خالص نہیں۔

پس بیشک اہل وحدت مطلقہ کے نزدیک نسبت الٰہیہ کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی موجود وحدہ ہو۔ وہاں کچھ نہیں مگر وجود حق۔ نہ کہ غیر۔ اور اس وجود میں تغیرات ظاہرہ علم الٰہی میں موجود وہ اعیان ممکنات کے احکام ہیں۔ اگر عین نہ ہوتا تو حکم ظاہر نہ ہوتا۔ اگر ممکن نہ ہوتا تو تغیر ظاہر نہ ہوتا۔ پس ظہور افعال میں حق اور خلق کے بغیر چارہ نہیں۔

مذہب اشاعرہ

اور مذہب اشاعرہ میں یہ ہے کہ عبد محل ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کے ظہور کا۔ اور ان کے جاری ہونے کی جگہ۔ پس ان کے نزدیک حس ان کا شہود نہیں کرتی مگر کائنات سے اور ان کی بصیرت ان کا شہود نہیں رکھتی مگر پس پردہ اللہ تعالیٰ سے پس یہ ہے جو ان کا ارادہ کرنے والے کی ہاتھ پر ظاہر ہوئے جو انہیں اختیار کرنے والا ہے۔ پس وہ انہیں اپنے اختیار کے ساتھ کسب کرنے والا ہے۔

مذہب معتزلہ

اور معتزلہ کے مذہب میں یہ ہے کہ فعل درحقیقت عبد کے لئے ہے۔ اس کے باوجود ان کے نزدیک فعل کا رابطہ حق اور خلق کے درمیان زائل نہیں ہوتا۔ پس بیشک وہ کہتے ہیں کہ قدرت جو کہ عبد میں پیدا ہوتی ہے جس کی بدولت یہ فعل فاعل سے صادر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے عبد کے لئے قدرت پیدا نہ کی ہوتی تو وہ فعل پر قادر نہ ہوتا۔ پس ان کے نزدیک عبد کے لئے فعل خالص نہ ہوتا مگر اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس میں قدرت پیدا کی ہے۔ پس یہ اشتراک قائم رہا۔ میرے لئے بعض معتزلہ نے اس کی اسی طرح تقریر کی ہے۔ بخلاف اس کے جو ان سے مشہور ہے۔ پس وہ تین قسموں کے ہیں ان سے اشتراک قائم ہے۔ اور اسی طرح علتوں کے ثابت کرنے والوں کا حکم بھی ہے۔ ان کے لئے معلول کا اثبات اس کی علت کے لئے جو کہ اس سے اوپر ایک اور علت کے لئے معلول ہے خالص نہیں ہوتا یہاں تک کہ حق تعالیٰ واجب الوجود لذاتہ تک نہ پہنچیں جو کہ ان کے نزدیک علۃ العلل ہے۔ اگر علۃ العلل نہ ہوتی تو کوئی معلول کسی علت سے نہ ہوتا۔ کیونکہ علۃ العلل کے سوا ہر علت معلول ہے۔ پس ان کے مذہب پر بھی اشتراک مرفوع نہ ہوا۔

طبیعیوں اور دہریوں کا مذہب

ان کے علاوہ طبیعیوں اور دہریوں کے امر کی غایت یہ ہے کہ جس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ وہ الہ ہے۔ دہری اس کے متعلق کہتا ہے کہ وہ دہر ہے اور طبیعی کہتا ہے کہ وہ طبیعت ہے۔ پس وہ ہم سے ظاہر ہونے والے فعل کو خالص نہیں کرتے سوائے اس کے کہ اس طبیعت کی طرف منسوب کریں ور دہریئے اسے دہر کی طرف منسوب کریں۔ پس ہر ملت اور مذہب میں وجود اشتراک قائم رہا۔ اور یہاں کوئی عقل نہیں جو اس کے خلاف دلالت کرے اور نہ شرائع میں سے کوئی شریعت میں خبر الٰہی جو کہ تمام جہات سے فعل کو ایک جہت کی طرف دوسری کی بجائے خالص کرے۔ کیونکہ ہم اگر فعل کو اللہ تعالیٰ وحدہ کی طرف منسوب کریں تو اس پر محذور مرتب ہوتا ہے گرچہ اس کے لئے

اخبار الٰہی میں کوئی وجہ ہو۔ کیونکہ اللہ وحدہ کے لئے توحید فعل کی وجہ سے حکمۃ خطاب بالتکالیف اٹھ جاتی ہے۔اور یہ خطاب اور تکالیف میں عیب اور حس کو مبہوت کرنا ہے۔اور اس لئے کہ امر اور نہی اسی کو کیا جاتا ہے جسے فعل پر قدرت ہو۔جبکہ خلق کے لئے امر اور نہی بالتکلیف ثابت ہے۔اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ نے خلق کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے جو کہ دوسروں کو معزول کرتے ہیں اور متعین کرتے ہیں۔اسی لئے بعض اہل کشف یقینی طور پر کسب کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں۔کیونکہ یہ دلالت میں قوی ہے۔اور اس میں اس سب کا حکم اصل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہونا عیب پیدا نہیں کرتا۔پس اس پر اس کے نزدیک کسب کے قائلین کی حجت کمزور نہیں ہوتی جو اس کا قابل نہیں اس جہت سے کہ وہ کسب کے قائل ہیں۔کیونکہ اس میں دونوں فریقوں کے مابین اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ خبر شرعی اور امر عقلی ہے۔ان کی حجت تو حادثہ سے کمزور ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے اثر عن القدرت کی نفی کر دی۔پس سمجھ لے۔اور اگر ہم فعل کو قدرت عبد کی طرف منسوب کریں تو اخبار الٰہی میں اسی طرح ایک وجہ بھی ہے۔لیکن اس پر جیسا کہ پہلے بیان ہوا محظور مرتب ہوتا ہے۔کیونکہ ایجاد فعل عبد اور اس کے رب کے درمیان شرکت حقیقیہ کے ساتھ نہیں ہوتی۔

اسی لئے معتزلہ کو مشرکین کے ساتھ اس وجہ سے ملحق نہیں کرتے کہ انہوں نے بندوں کے افعال صرف بندوں کے خالص کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے شریک نہ ٹھہرایا۔انہوں نے فعل کو ان کی طرف عقلی طور پر منسوب کیا۔اور اس میں شرع نے ان کی تصدیق فرمائی۔جبکہ اشاعرہ نے تقسیم کے بغیر تمام ممکنات کا فعل صرف اللہ تعالیٰ کے لئے عقلی طور پر خاص کیا ہے اور اس پر شرع نے ان کی موافقت کی ہے۔اور اہل کشف کے نزدیک یہ زیادہ قوی ہے۔

بعض اولیاء کے لئے کن کے ساتھ تصرف کا اختیار

اور شیخ نے لواقح الانوار میں یہ فرمایا ہے کہ جان لو کہ اولیاء میں سے کوئی وہ بھی ہے جسے کن کے ساتھ تصرف کا اختیار دیا گیا لیکن اس نے ادب مع اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے ترک کر دیا۔اور کہا کہ حقیقت میں فعل کا اختیار ہمیں نہیں ہے عقلاً نہ کشفاً۔پس جب یہ ظاہر ہو گیا تو فرمایا پس ہم فعل اللہ تعالیٰ کی طرف حساً منسوب کرتے ہیں جس طرح کہ ہم نے اسے کشفاً اور عقلاً اس کی طرف منسوب کیا تاکہ ہم اس آفت سے بچ جائیں جو بھی کن کے ساتھ تصرف کرنے والے پر داخل ہو جاتی ہے۔اور اگر فعل کو ہماری طرف تحقیقی نسبت ہوتی پھر ہم اسے ترک کر دیتے اور حق تعالیٰ سے عرض کرتے کہ اسے ہماری طرف سے تو کر تو ہم بے ادبی میں گر جاتے اور ہمارے فعل کی ہماری طرف نسبت عین ادب مع اللہ تعالیٰ ہوتا۔اور اس میں طویل کلام کیا۔

پھر فرمایا پس معلوم ہوا کہ محال ہے کہ حکیم کہے کہ اے مقعد (جو بیماری کی وجہ اٹھ۔چل نہ سکے) چل۔اور اے وہ شخص جو کام نہیں کر سکتا کام کر۔کیونکہ حکمت اس کا تقاضا نہیں کرتی۔پس فعل کی فاعل کی طرف نسبت کی وجہ باقی رہ گئی۔چاہئے کہ اسے پہچانا جائے۔جبکہ عبارت اس سے قاصر ہے۔پس اے بھائی! تیرے لئے ظاہر ہو گیا کہ کشف۔شرع اور عقل نے ہمارے لئے کوئی چیز خالص نہیں کی۔اور ہم کبھی بھی دنیا میں نہ آخرت میں خالص نہیں ہو سکتے۔پس امر فی نفسہ واللہ اعلم نہیں ہے مگر جیسا کہ واقع ہوا اس میں کوئی تخلیص نہیں ہے۔ کیونکہ وہ فی نفسہ غیر مخلص ہے۔کیونکہ اگر فی نفسہ مخلص ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ان بعض گروہوں کو اطلاع ہوتی نقل کی جہت سے یا کشف کے ذریعے۔اور ہمارے لئے گنجائش نہیں کہ ہم کہیں کہ سب خطا پر ہیں کیونکہ سب میں شرائع الٰہیہ ہیں۔اور ان کی طرف خطا کی

نسبت محال ہے۔اور چیزوں کے متعلق کوئی بھی اس کی خبر نہیں دے سکتا جس پر وہ ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔اور اس نے ہمیں خبر دی ہے۔ پس وہ نہیں مگر اس طرح جس طرح خبر دی۔کیونکہ سب کا مرجع اسی کی طرف ہے۔پس جو خالص ہو پس وہی مخلص ہے۔اور جو خالص نہیں ہوا پس وہ اپنی ذات میں مخلص نہیں ہے۔کیونکہ وہ حق فرماتا ہے اور راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

پس اس مسئلہ میں حق تعالیٰ کا قول اور سارے عالم کا قول اشتراک میں جمع ہو گیا۔اور یہی شرک خفی وجلی ہے۔اور مقام حیرت ہے۔ پس یہاں کوئی نہیں جو کبھی اس کا قائل ہو کہ افعال سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں سوائے اشتراک کی مہک کے۔یہ ہے تقریر مذاہب اسلامیہ کی۔

رہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے احوال تو ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امور سب کے سب ان کے نزدیک مکشوف ہیں۔ان کے ہاں ان میں کوئی حیرت نہیں۔پس اے بھائی! اس مسئلہ میں غور وفکر کر۔اور اس میں گہری نظر ڈال۔پس بیشک اس میں جوانمردوں کی گردنیں جھک گئی ہیں۔

کسب کے متعلق زرکشی کا کلام

اور جمع الجوامع میں طویل کلام کے بعد زرکشی کی عبارت یہ ہے کہ تعریف کسب میں سب سے اچھا قول یہ ہے کہ یہ مقدور ہے جو کہ قدرت حادثہ کے محل میں قدرت قدیمہ کے ساتھ حاصل ہے۔پس جو اعتقاد واجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عباد کا خالق ہے۔ اور یہ ان کے کسب کئے ہوئے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی حجت ان پر قائم ہے۔اور اسے اس کے فعل کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا۔اور اس میں انتہا تک رسائی طلب نہ کی جائے۔پس ہم اس کے مقصد کی صعوبت کی وجہ سے اس کے مکلف نہیں ہیں۔انتہی کلامہ۔والحمد للہ رب العالمین۔

خاتمہ

ان قابل ذکر مصائب وتکالیف کے بیان میں جنہیں اپنے معاصرین کی طرف سے میں نے برداشت کیا۔انہیں میں نے بھائیوں کے لئے ذکر کیا ہے تاکہ وہ کثرت برداشت اور کسی کا برائی کے ساتھ مقابلہ نہ کرنے میں میری اقتداء کریں۔اور یہ کتاب کے نہایت عظیم اخلاق میں سے ہے۔پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اور وہ مجھے کافی ہے۔میرا مددگار ومعاون ہے۔اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

انعام خداوندی-اپنے متعلق میرا مبنی برعجز شہود

اپنے متعلق مجھے شہود ہے کہ میں ہر ہم نشیں مسلمان سے فروتر ہوں نہ کہ تواضعاً۔کیونکہ لفظ تواضع اس پر دلالت کرتا ہے کہ صاحب تواضع نے اپنے لئے بلند مقام ثابت کیا ہے پھر اس نے اپنے ہم نشین کی طرف نزول کیا ہے۔اور اہل اللہ تعالیٰ کی تواضع ایسی نہیں۔پس بیشک وہ جب بھی مقام میں اونچے ہوتے ہیں ان کے لئے اپنے متعلق حقارت اور دوسرے کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔یہاں تک وہ اپنے متعلق شہود میں نچلی زمینوں کے نیچے تک پہنچ جاتے ہیں۔پس اگر ان کے حق میں کوئی دلائل قائم کرے کہ وہ کسی مسلمان سے مقام میں اونچے ہیں تو یہ انہیں اپنے نقص کے شہود سے باہر نہیں نکالتا۔بلکہ وہ اس پر کان نہیں دھرتے۔

تواضع اور اس کی اہمیت

اور حدیث پاک میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت بخشتا ہے۔پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمادی کہ حضرت الٰہیہ سے قرب، تواضع کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔اور اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ تکبر اس کے برعکس ہے۔جب کہ عارفین باللہ تعالیٰ نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ عبد جب تک اپنے متعلق کسی مسلمان سے برتری کا شہود رکھتا ہے تو اس کے لئے حضرت الٰہیہ کا داخلہ کبھی بھی درست نہیں ہوتا۔کیونکہ یہ بارگاہ اس پر حرام ہے۔جس میں کچھ تکبر ہو۔کیونکہ اس دربار کے اہل تین قسم کے حضرات ہیں۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ملائکہ اور اولیاء۔اور بالاجماع ان تینوں میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں۔پس ان کے دربار میں داخل نہیں ہوسکتا مگر وہی جو ان کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہو۔اور جو ان کے اخلاق کے ساتھ متخلق نہیں اس کا اس میں داخلہ ممنوع ہے۔حتیٰ کہ اس کی نماز میں۔اور اس کی نماز جسم بلا روح ہے۔

تواضع کے متعلق حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

اور امام ابو القاسم جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص تواضع میں مقام کمال تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہ جانے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے۔یعنی استحقاق کے طریقے سے۔اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف فضل واحسان کے طور پر

ہے۔اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مقام تواضع تک نہیں پہنچتا حتیٰ کہ سمجھے کہ قیامت کے دن کوئی مسلمان حساب کے لئے کھڑا نہیں ہوگا جس کے بوجھ۔ گناہ اور مخالفات اس سے زیادہ ہوں۔

حضرت حسن بصری اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال

اور حضرت حسن بصری اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی مقام تواضع تک نہیں پہنچتا حتیٰ کہ جمعہ یا عید کے لئے نکلے پس وہ کسی کو راستے میں نہ ہی مسجد یا عیدگاہ میں نہ پائے مگر وہ خود کو اس سے کمتر جانے حتیٰ کہ لوٹ آئے اور حمدون القصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو اپنے متعلق گمان کرے کہ وہ فرعون سے بہتر ہے تو اس نے کبر کا اظہار کیا۔فرعون سے آپ کی مراد مصر کے ظالم بادشاہوں میں سے کوئی ہے (کیونکہ کافر ایک مسلمان کے مقابلہ میں بہر حال ذلیل و مہین ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ جو اس مقام کے ساتھ متحقق ہو وہ ہر ہم نشیں سے فروتر بنتا ہے۔اور جو خود کو اپنے ہم نشیں سے برتر یا اس کے برابر جانے وہ اس کی مدد سے محروم رہتا ہے۔اور یہ اس لئے کہ مدد پانی کی طرح ہے نچلی سمتوں کی طرف ہی اترتی ہے۔پس کتنی محرومی ہے اس شخص کی جو کہ خود کو اپنے ہم نشیں سے برتر یا اس کی مثل یعنی اس کے برابر جانتا ہے۔اور کس قدر سعادت مند ہے وہ جو اپنے آپ کو فروتر سمجھتا ہے۔پس بیشک ہم نے کبھی بھی پانی طبعی طور پر دیوار میں اوپر چڑھتا نہیں دیکھا۔اور دو برابر حوضوں کا پانی ایک دوسرے سے رکا ہوا ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقام والا جب کسی عالم یا فقیر سے کہتا ہے کہ تو میرا شاگرد ہونے کے لائق نہیں تو اس کا مقصد اپنے آپ کو اس سے برتر قرار دینا نہیں۔اس کا مقصد تو یہ ہے کہ تو میرے درجے سے فائق ہے۔پس میرا شاگرد ہونے کے لائق نہیں۔یا اس کی مراد اس عالم یا فقیر کی ہمت اس مقام سے بڑھانا ہے جہاں وہ ہے نہ کہ اسے حقیر جاننا۔پس یہ کسی متواضع کے حق میں کبھی درست نہیں ہے۔

اور ایک دفعہ میں نے ایک فقیر کو کہتے ہوئے سنا کہ فلاں عالم میرے ناخن کے تراشے سا نہیں۔مجھے اس سے بدمزگی ہوئی۔تو اس نے کہا کہ بدمزہ نہ ہوں۔میں کہتا ہوں کہ وہ میرے ناخن کے تراشے سا نہیں۔جبکہ تو کہتا ہے کہ وہ میرے ناخن کے تراشے سا ہے۔تو ہم میں سے اس کی تعظیم کرنے والا کون ہے؟

متواضع کے لئے دو آنکھیں ضروری ہیں

پھر مخفی نہ رہے کہ اس مقام والے کے لئے دو آنکھوں کے بغیر چارہ نہیں۔ایک آنکھ سے دیکھے کہ وہ ہر مسلمان سے فروتر ہے تا کہ عبودیت کو اس کا حق اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے عاجزی کو اس کا حق عطا کرے۔اور ایک آنکھ سے ان نعمتوں کو دیکھے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمائی ہیں۔پس بادشاہوں کی نعمت اللہ تعالیٰ کی اس پر نعمتوں میں سے ہے۔کیونکہ ان کے وجود سے اس کے دین۔مال۔آبرو کی حفاظت اور شعائر اسلام کا قیام ہے۔پس اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔اور ایک آنکھ والا کانا ناقص ہے۔اور ہم نے اس مقام کے ساتھ ذوقاً متحقق کی علامات اپنی کتاب البحر المورود فی المواثیق والعھود کے اوائل میں ذکر کی ہیں۔پس اس طرف رجوع کر تجھے راہنمائی ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں کا متولی ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔مجاہدے کے بعد مصائب وتکالیف کی کثرت برداشت

مجاہدے کے بعد میں ان مصائب وتکلیف کو کثرت سے برداشت کرتا ہوں جو کہ میرے گناہوں یا حق تعالیٰ کی طرف سے میری

آزمائش کی وجہ سے واقع ہوتی ہیں۔اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی انعام ہے کہ بغیر کسی ایسے گناہ کے جو مجھ سے ظاہر ہو مجھ پر انکار کرنے والے کے انکار کو کثرت سے برداشت کرتا ہوں مجھے اس کی پہچان ہو یا نہ ہو۔پھر اس ساری برداشت پر میرا مددگار اللہ تعالیٰ کے علم پر میرا اکتفاء ہے۔

پھر مجھ پر انکار کرنے والے کا حال دو امر سے خالی نہیں۔یا تو اپنے انکار میں سچا ہوگا یا جھوٹا۔پس اگر وہ سچا ہے۔اس کا مجھ پر انکار برحق ہے تو میری طرف سے غصہ حماقت۔ریاکاری اور دکھاوا ہے۔پس بیشک میں جس چیز میں گر او ہ زمین میں ظاہر ہونے سے پہلے آسمان کے دفتر میں لکھا جاچکا۔اور اگر وہ جھوٹا ہے اور مجھ پر اس کا انکار ناحق ہے تو اس سے غصہ کرنا بھی حماقت ہے۔کیونکہ وہ آسمانی دفتر میں نہیں لکھا گیا تو کسی عقل مند سے اس سے بدمزگی کیونکر درست ہوگی جبکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مواخذہ کرنے والا اور سزا دینے والا ہے وہ اس کی اس سے بے گناہی کو جانتا ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ خلق سے اذیت برداشت کرتے کافی وقت گزر چکا۔پس گروہ در گروہ مجھے بہتان۔جھوٹی قسم کے ساتھ ستاتے رہے۔مجھے ایسے امور کی تہمت لگاتے رہے جن سے بحمد اللہ تعالیٰ میں بری ہوں۔پھر علماء سے فتویٰ پوچھتے پس وہ انہیں سوال کے مطابق فتویٰ دیتے۔پھر مشہور کرتے کہ علماء نے فلاں کے متعلق ایسا ایسا فتویٰ دیا ہے۔پس ایسے واقعات کی کثرت جو مجھے پیش آئی اب میں ایسی صورت حال سے متاثر نہیں ہوتا۔اور گویا میں مصیبت کے لئے قطب ہوں۔مجھ پر اسی طرح گردش کرتی ہے جس طرح چکی قطب کے گرد گھومتی ہے۔پس ایک گردش سے جدا نہیں ہوتا ہوں کہ دوسری گردش میرا استقبال کرتی ہے۔کبھی تو گزشتہ گناہ کی سزا کے طور پر تو کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مقام کے میرے اس دعوے کی وجہ سے جہاں تک مثلاً میری رسائی نہیں ہوتی۔فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اذیت دینے والے سے دل تنگ نہ ہونا

جو مجھے اذیت پہنچاتا ہے اس سے کم دل تنگ ہوتا ہوں۔اور یہ بحمد اللہ تعالیٰ اس لئے ہے کہ جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو میں اس کی کثرت سے رعایت کرتا ہوں نہ کہ جس میں خلق کی رضا ہو۔کیونکہ خلق سے اذیت کی برداشت نہیں کرسکتا مگر وہ جس نے ان کے ہاں اپنے لئے کوئی مقام طلب نہ کیا ہو۔ورنہ لازم ہے کہ وہ ان سے ضرور بدمزہ ہوتا ہے اور ان سے عداوت کرتا ہے۔کیونکہ وہ جب بھی ان کے نزدیک کوئی مقام بنانے کا ارادہ کرتا ہے وہ لوگ اسے گرادیتے ہیں جو مثلاً مجالس میں اس کی توہین کرتے ہیں۔اور اگر وہ ان کے ہاں اپنے لئے کسی مقام کی طلب نہ کرتا اور علم الٰہی پر اکتفاء کرتا تو متاثر نہ ہوتا۔اگرچہ اس کے خلاف سارے شہر والے یا اس کی ریاست والے کھڑے ہو جائیں۔

پھر یہ مقام کوئی مقامات اکابر میں سے نہیں جس طرح کہ بعض کو وہم ہوا۔یہ تو مریدین کے مقامات سے ہے۔تو جو چاہے کہ مقام ارادت میں اپنا قدم پہنچانے چاہئے کہ اپنے نفس کی تفتیش کرے جبکہ اس کے خلاف اہل شہر کھڑے ہو جائیں اور اس پر بڑے بڑے جرائم کی تہمت لگائیں حتیٰ کہ اس کی ہم نشینی ترک کردیں۔پس اگر اپنا نفس اس سے متاثر پائے تو جان لے کہ اسے مریدین کے مقام کی مہک تک نہیں پہنچی۔اور وہ عوام کے ساتھ ملحق ہے جن کے ساتھ ابلیس گیند کی طرح کھیلتا ہے۔

ابلیس کا ایک عابد سے مناظرہ

اور ایک عابد کا ابلیس کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ ابلیس نے اس سے کہا کہ میرا مقام تم سے اعلیٰ ہے۔ عابد نے اس سے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ ساری کائنات مجھ پر لعنت بھیجتی ہے۔ مجھے حقیر جانتی ہے اور مجھے گالیاں دیتی ہے جبکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر صابر ہوں۔ میرا ایک رونگٹا متاثر نہیں ہوا۔ اور تم میں سے جب کسی کے خلاف اس کے اہل محلہ کھڑے ہو جائیں اور اسے بڑے بڑے جرموں کی تہمت لگائیں تو اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور اپنی طرف منسوب جرموں سے بیگناہی کی طلب میں جلدی کرتا ہے۔ اور اس کے بارے میں علم الٰہی پر اکتفاء نہیں کرتا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ ابلیس کا مذکورہ بالا قول اس کا بدترین جھوٹ ہے۔ اگر اس کا رونگٹا بھی متاثر نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں ملعون ومطرود قرار دیا تو حکیم وعلیم کے اس فعل کا فائدہ کیا ہوا۔ چنانچہ فرمایا وان علیك اللعنة الی یوم الدین۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے وان علیك لعنتی الی یوم الدین تو اس پر اس کا کوئی اثر نہیں کہ اسے اس کی کوئی تکلیف نہیں۔ اس کی وجہ سے اسے کوئی تشویش نہیں تو اس دنیوی سزا کا مقصد کیا ہوا۔ مجرم کو اس کے جرم کی سزا مل رہی ہے۔ کوڑے برس رہے ہیں۔ اگر وہ سزا برداشت کر رہا ہے تو یہ صبر نہیں۔ اپنے کیے کی سزا پا رہا ہے۔ ذلت کی چکی میں پس رہا ہے۔ صبر کیسا؟ صبر تو موجب کشائش واجر ہوتا ہے۔ ندامت کی بناء پر زبان نہیں کھولتا۔ یہ بات بھی اس عابد کے خلاف ایک مکر اور دجل ہے۔

چنانچہ سورۃ الحشر کی آیت انی بریء منك انی اخاف اللہ رب العالمین کے تحت صاحب روح البیان ناقل ہیں۔ ھذا من کذبات اللعین وانه لوخاف حقیقة وقال صدقاً لما استمر علی ما اوی الی الخوف بعد ذالك. وقد طلب الانظار الی البعث للاغواء۔ یعنی ابلیس کا یہ کہنا کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اس ملعون کا جھوٹ ہے۔ کیونکہ اگر وہ صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتا۔ اور سچے دل سے بات کہتا تو پھر موجبات خوف پر قائم نہ رہتا جبکہ اس نے تو قیامت تک کے لئے باقی رہنے کی دعا مانگی اس لئے تھی کہ خلق خدا کو گمراہ کرے۔ یہ ازلی کذاب ہے۔ ایسی گفتگو سے سالکین کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ انتہی۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

احسان خداوندی۔ تحمل اذیت پر دوام کے بعد شکر

تکلیف اور اذیت کی برداشت پر ہمیشگی کے بعد جب بھی کوئی انسان مجھے اذیت پہنچاتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے جلدی کرتا ہوں۔ پس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس کی اذیت کے تحمل پر صبر کی توفیق بخشی۔ اور میں کبھی اس کا مقابلہ کرنے میں مشغول نہیں ہوتا۔ بلکہ اس بارے میں اسے معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھے اذیت نہیں دی مگر اس حالت میں کہ وہ اس سے غافل ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اور اس سے کہ وہ حضرت الٰہیہ میں ہے۔ اور اس سے کہ حق عزوجل نے اسے اس کی تنگی حوصلہ کے باوجود ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر اخلاق صالحین کے ساتھ احسان فرمایا ہوتا تو اس کا عمل اس سے متضاد ہوتا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور وہ تو کسی چیونٹی کو نہ ستاتا چہ جائیکہ کسی آدمی کو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں حیا کرتا کہ اس کے بندے کو اس کے دربار میں اذیت پہنچائے۔

پس معلوم ہوا کہ عبد کو چاہئے کہ جب کوئی اسے ستانے کھڑا ہوتو اس کے اندر وجہ حکمت تلاش کرے۔پس بیشک موجودات کی کوئی چیز حکمت الٰہیہ سے خالی نہیں۔پس اگر اللہ تعالیٰ اسے اس پر اطلاع بخشے تو یہی مقصد ہے ورنہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور جب میں نے علی پاشا مصر کے وزیر کے پاس سفارش کی اور اس نے میری سفارش قبول کرلی۔اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قلعہ میں اس کے پاس بیٹھا ہوں۔اور میں نے سبز اونی حلہ پہن رکھا ہے جو کہ طویل وسیع اور نیا ہے۔پس میری لاعلمی میں ایک شخص آیا اور اس نے اس کا کچھ حصہ پھاڑ دیا۔میں نے اس کی تاویل یہ سمجھی کہ کوئی دشمن اس کے پاس لازمی طور پر میری تنقیص کرے گا۔کیونکہ اون کی سبز خلعت صاحب خلعت کی ولایت کی علامت ہے لیکن وہ تنقیص کرنے والے محفوظ نہیں رہے گا۔چنانچہ چند دنوں کے بعد کسی دشمن نے میرے متعلق ترکی زبان میں بعض غیر آشنا لوگوں کی طرف سے لکھ بھیجا۔پس جیسے ہی مجھے یہ خبر پہنچی تو میں نے شکر بجالانے میں جلدی کی۔اور اسے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان اور فضل قرار دیا۔کیونکہ میرے متعلق علی پاشا کی عقیدت میرے لئے اس کے انکار سے زیادہ نقصان دہ ہے۔اور یہ اس لئے کہ جب سلطان کے اہل کاروں اور جرائم پیشہ لوگوں کو میرے متعلق پاشا کی شدت عقیدت کی خبر پہنچتی ہے تو جو بھی قید میں جاتا ہے سزا پاتا ہے وہ مجھ پر بہتان باندھنے لگتا ہے مجھے اس کے سوا گنجائش نہیں رہتی کہ اس بارے اس کے پاس اس کی سفارش کروں۔جبکہ پاشا سلطانی قانون کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔اور ہم دونوں ایک بڑی جنگ میں الجھ جاتے ہیں۔آخرش میں اس سے جدا ہوجاتا ہوں اور وہ مجھ پر انکار کرنے لگتا ہے۔جس طرح کہ اس کی تفصیل کئی مقامات میں آئے گی۔انشاء اللہ العزیز۔

قطب کی علامت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر دور میں قطب کی علامت اس کا مصائب وتکالیف اور اس پر انکار کی کثرت برداشت ہے۔پس بیشک روئے زمین کے لوگوں کی تمام مصیبتیں پہلے اس پر نازل ہوتی ہیں۔پھر اس سے امامین کی طرف۔پھر چاروں اوتاد کی طرف۔پھر ابدال سبعہ کی طرف پھیلتی ہیں۔اور اسی طرح گردشوں کے آخر تک۔پس جب ان سے کوئی چیز بچ جاتی ہے تو اسے حسب مقامات ایمان والوں پر تقسیم کردیتے ہیں۔پس بسا اوقات ایک شخص اپنے اہل محلّہ کی یا اہل شہر کی ساری مصیبتوں کا تحمل کرتا ہے۔اور فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے قطب سے مجھے مصر میں امشاطین میں ملاقات کا اتفاق ہوا جو کہ دکان میں سبزی فروخت کرتا ہے۔اور میں نے اسے لوگوں کی طرف سے کثرت اذیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے دیکھا۔اسی طرح شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے زمانے کے قطب سے فاس کے شہر میں ملاقات کی اور اسے لوگوں کے انکار کی کثرت میں مبتلا دیکھا۔اور اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا۔فرماتے ہیں کہ جب اس نے معلوم کرلیا کہ میں نے اسے پہچان لیا ہے تو اس نے مجھے کہا کہ میرا پردہ رکھنا۔میں نے کہا بالکل تعمیل ہوگی۔پھر میں نے اسے کہا کہ مجھ پر آپ کو ان لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی کثرت تکلیف گراں گزرتی ہے۔تو مجھے کہا: اے محمد! متمکن فی المقام لوگوں کے لئے ان تمام لوگوں کی اذیت کا حکم ایسے ہے جیسے مچھر کسی پہاڑ پر پھونک مارے۔پس چاہے کہ اپنی پھونک کے ساتھ اسے اس کی جگہ سے ہٹادے۔

فقیر کا مرتبہ کمال

اور اسی لئے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیں اکثر فرمایا کرتے کہ فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ قطب ہو جائے جس پر اس کی ساری ریاست والوں کی اذیت اس طرح گردش کرے جس طرح چکی اپنی سلاخ کے گرد گھومتی ہے۔ پھر فقراء اپنے مشاہدے کے مطابق مقام میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا مشہد صبر۔ تو کسی کا مشہد رضا۔ کسی کا مشہد ایک وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے شکر اور ایک وجہ سے استغفار ہوتا ہے۔ احتمال یہ ہے کہ وہ اذیت کسی گزشتہ فروگذاشت کی وجہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اسے بندہ بھول گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی ہے نہ ولی مگر اسے ستایا گیا۔ پس اس نے صبر کیا۔ پھر شکر اور استغفار کیا۔ پس جب وہ مقام میں متمکن ہوا تو شکر تک پہنچا۔ پس اے بھائی! صوفیاء کی قوم میں سے کسی کی طرف سے بے چینی اور اضطراب کی تمام خبریں جو اس گفتگو کی وجہ سے جو ان کے متعلق کی گئی تجھے پہنچیں تو یہ اس کے تمکن فی المقام سے پہلے کی بات ہے۔

تمکن فی المقام سے پہلے اور بعد کی صورت حال

اور سیّدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واقعہ گزرا کہ آپ کے علاقے والوں نے آپ کو شدید اذیتیں پہنچائیں۔ بڑی بڑی تہمتیں لگائیں تو آپ نے کہا آہ آہ اس زمانے والوں سے۔ واللہ اگر مجھے علم ہو کہ میری عمر میں وسعت ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاؤں اور وادیوں میں وقت بسر کروں یہاں تک کہ موت آجائے۔ ازاں بعد یہ وقت آیا کہ جب لوگ آپ کو اذیت پہنچاتے تو مسکرادیتے۔ اور اسی طرح سیّدی اسماعیل الانبابی کا واقعہ ہے کہ اہل انبابہ نے آپ کو ستایا۔ آپ پر انکار کیا تو آپ نے کوچ کر جانے کا عزم کیا۔ پس آپ نے اونٹ بٹھایا اور اس پر گھر کا سامان رکھنے لگے تو ایک بچے نے آپ سے کہا: اے چچا! آپ کے لئے کافی ہے کہ اونٹ بوجھ اٹھائے۔ دوسرے بچے نے اس سے کہا: خاموش رہ۔ اونٹ بوجھ اٹھایا ہی کرتا ہے۔ سیّدی اسماعیل نے یہ بات سن لی تو کوچ کرنے سے رجوع کرلیا۔ اور فرمایا: اونٹ بوجھ اٹھاتا ہے اور اسماعیل نہیں اٹھاتا۔

سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

اور سیّدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جامع ازہر کی ایک جماعت نے آپ پر انکار کیا اور صالحیہ میں قضاۃ کے ہاں آپ کے خلاف ناحق دعویٰ کردیا۔ آپ نے ناحق دعویٰ کرنے والوں کے سامنے چیخ ماری۔ وہ سب کے سب صالحیہ سے نکل گئے۔ ان کی جگہ کا پتہ تک نہ چلا۔ چنانچہ بعض نے کہا کہ اچک لئے گئے۔ پھر ایک مدت کے بعد ان کی خبر ملی کہ وہ علاقہ فرنگ میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان میں سے کوئی تو نصرانی ہو گئے۔ پس اس دور کے فقراء نے سیّدی ابراہیم پر اس کا عیب لگایا۔ اور آپ سے کہا کہ آپ نے ایک قوم کے دین تلف کردیئے صرف اس لئے کہ انہوں نے آپ کے متعلق کچھ باتیں کیں۔ آپ نے کہا: واللہ اس میں میں سبب نہیں بنا۔ یہ تو حق تعالیٰ نے اپنے بندے کے لئے غیرت فرمائی ہے۔ انتہی۔

پس معلوم ہوا کہ مصائب و آلام کا تحمل اور لوگوں کا اذیت کے ساتھ مقابلہ نہ کرنا مردوں کے اعظم اخلاق میں سے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ کامل جب مقام کمال میں داخل ہوتا ہے تو اس پر اس کے قلب کے ساتھ شہود حق کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور وہ حق تعالیٰ کو حاکم عادل پاتا ہے جو ظلم نہیں کرتا۔ اور کشفاً اور شہوداً زیادتی نہیں فرماتا۔ کوئی صغیرہ و کبیرہ نہیں چھوڑتا مگر اپنے بندوں کے لئے اس کا شمار فرماتا ہے۔ اور ہر

روز ہر عبد کے لئے لکھنے والے دو معزز فرشتے بھیجتا ہے جو کہ اس پر وہ سب کچھ لکھتے ہیں جو وہ لوگوں کے بارے میں کہتا ہے۔ پس اس تقدیر پر کہ کامل اپنے مخالف کا مقابلہ کرے وہ اپنے متعلق اور اپنے مخالف کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے شہود کرتا ہے۔ پس اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اپنے مخالف سے گونگا ہو جاتا ہے۔

امام شعرانی کی کثرت تحمل کی وجہ

اور مصیبت کے لئے میری کثرت تحمل اور اس سے بے چین نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب میں نے ۹۴۷ھ میں حج کیا تو میں نے رکن اسود اور باب الکرم کے درمیان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اخلاق محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں سے وہ کچھ عطا فرمائے کہ ساری مخلوق کی طرف سے اذیت برداشت کروں۔ اور وہ مجھے ایسا کر دے کہ مجھ پر جاری ہونے والی تمام اقدار کو رضا و تسلیم سے قبول کروں۔ اور میرے بدن سے خارش زائل کر دے جس سے میرے دونوں ہاتھ پھٹ چکے تھے۔ پس دعا پوری نہیں ہوئی مگر میرے دونوں ہاتھ صحیح اور صاف تھے گویا کبھی خارش ہوئی ہی نہیں۔ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن سے میری تمام دعا قبول فرمائی ہے۔ جبکہ حاسدین اور اعداء گروہ درگروہ مجھ پر کھڑے ہیں اور اب تک انہیں برداشت کر رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اسے میری موت تک باقی رکھے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے اذیت پہنچانے والوں کی مغفرت بھی۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں کا متولی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- تہمت لگانے والوں کو جواب دینے کی اجازت نہ دینا

میں اپنے کسی شاگرد کو اسے جواب دینے کی اجازت نہیں دیتا جو مجھ پر بہتان باندھتا ہے۔ بلکہ میں انہیں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی میری طرف سے جواب نہ دے گرچہ ایک کلمے کے ساتھ ہو۔ مگر اس جہت سے کہ حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امر فرمایا ہو کہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرے۔ مگر اس جہت سے کہ وہ میری مدد کرتا ہے اور مجھ پر شفقت کرتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں اہل اللہ تعالیٰ کے محبین کی جماعت سے ہوں۔ اور جو ان کے اصحاب میں سے ہو اس کے لئے دشمن اور حاسد کا پایا جانا از بس ضروری۔ تا کہ اسے طریق کی مصیبت کے تحمل پر ہمیشگی حاصل ہو۔ اور اس کے لئے اس پر ہمیشگی پوری نہیں ہوتی مگر خاموشی اور اپنی طرف سے جواب نہ دینے کے ساتھ۔ یہ سب کچھ حاسدوں اور دشمنوں پر درجات طریق کی صعوبت کی وجہ سے ہے۔ پس جب وہ اہل اللہ تعالیٰ کے راستے کے سلوک سے عاجز آ گئے تا کہ اپنے گمان کے مطابق بادشاہوں اور حاکموں کے ہاں عزت پائیں تو ان کی تنقیص اور جھوٹ اور بہتان کی تہمت کا آغاز کر دیا۔ سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا (الفتح آیت ۲۳) یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا)

حاسدوں کی تہمت کی کیفیت

پھر حاسدین اکثر جس چیز کی انہیں تہمت لگاتے ہیں وہ امور مخفیہ ہوتے ہیں جیسے ریاء۔ نفاق۔ حب مشیخت۔ علم کیمیا وغیر ذالک۔ کیونکہ انہیں علم ہے کہ انہوں نے اگر ان پر ظاہری گناہوں کی تہمت لگائی جیسے ترک نماز۔ شراب خوری وغیرہما تو اسے ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اہل اللہ تعالیٰ کی عبادات میں ان کے اعمال ان حاسدوں کی تکذیب کریں گے۔ لہٰذا انہوں نے انہیں امور باطنہ کی تہمت

لگائی۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل اللہ تعالیٰ کے لئے دشمن کا ہونا ازبس ضروری ہے جو انہیں ستائے۔ پس اگر صبر کریں تو ان کے لئے امامت ہے ورنہ وہ تانبا ہو کر نکلیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا (السجدہ آیت ۲۴) اور ہم نے ان میں سے بعض کو پیشوا بنایا۔ وہ رہبری کرتے تھے ہمارے حکم سے جب تک صابر رہے) پس وہ امامت کے مقام تک نہ پہنچے مگر صبر اور تحمل اذیت میں ان کے مبالغے کے بعد۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولقد كذبت رسل من قبلك فصبروا على ما كذبوا و اوذوا حتّٰى اتاهم نصرنا ولا مبدل لكلمات الله.

(الانعام آیت ۳۴) اور بیشک آپ سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے اس جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور ستائے جانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آ پہنچی۔ اور اللہ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں)

تکذیب وایذاء میں نکتہ اور اس کی وضاحت

اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنی بارگاہ کی طرف برگزیدہ نہیں فرماتا جبکہ وہ خلق میں سے کسی کے ہاں مقام کا طالب ہو۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ جسے برگزیدہ کرنا چاہے اس پر خلق کو اذیت کے ساتھ مسلط کر دیتا ہے تاکہ وہ ان کے مخلوق ہونے کی حیثیت سے ان کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ ان کی طرف اس مقصد کے ساتھ مائل ہونا حصول برگزیدگی کو روکتا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور اس کے عقیدت مند بنتے ہیں اور وہ لازمی طور پر ان کی طرف محبت کے ساتھ مائل ہوتا ہے تو اس سے مقام برگزیدگی فوت ہو جاتا ہے۔

چند صحابہ کرام۔ تابعین اور بادشاہوں کا ذکر جو ظلماً قتل کئے گئے

مجھے اچھا لگا کہ تیرے لئے صحابہ کرام۔ خلفاء راشدین۔ تابعین اور ان کے بعد ہمارے زمانے تک کے ان بادشاہوں کی ایک جماعت کا ذکر کروں جنہیں ظلم وزیادتی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ چہ جائیکہ انہیں ان کے جسموں۔ عزتوں اور ان کے اموال کے بارے میں ستایا گیا تاکہ ان کی اقتداء کی جائے۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال زہر کی وجہ سے ہوا۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ آپ کو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابولؤلؤ نے آپ کے پہلو میں خنجر گھونپا جب کہ آپ نماز صبح میں مشغول تھے۔

سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوائیوں نے اس وقت شہید کیا جبکہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے۔ اس کے بعد کہ آپ کا محاصرہ کیا۔ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ اور آپ پر اس وقت سنگباری کی جبکہ منبر پر تھے حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اور انہوں نے لوگوں پر پتھر پھینکے حتیٰ کہ انہیں مسجد شریف سے باہر نکال دیا گیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا گیا۔ جب فوت ہو گئے تو آپ کو آپ کے خون آلود کپڑوں سمیت بغیر غسل کے دفن کیا گیا۔

حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتول ہوئے۔ آپ کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے شہید کیا۔ اور آپ کی پیشانی پر زہر آلود تلوار ماری۔ عبدالرحمٰن کو پکڑ لیا گیا اور سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واصل بحق ہونے کے بعد اسے قتل کیا گیا۔

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت نے زہر دے کر شہید کیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔ آپ پر تیر اندازی کی گئی۔ پھر سر مبارک کو جسم سے جدا کیا گیا۔ اور جسم اقدس پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ اور آپ کے قتل کی وجہ سے مدینہ عالیہ میں قتل و غارت ہوئی حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ میں دس ہزار جانیں قتل ہوئیں۔ عصمت دری کے روح فرسا واقعات ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں شہید کیا گیا۔ حجاج نے کئی ماہ آپ کو پھانسی پر لٹکائے رکھا۔ سر کاٹ لیا گیا۔ منجنیق نصب کی گئی۔ بیت اللہ شریف کی ایک سمت گرا دی گئی۔

حضرت زید بن الحسن کو قتل کیا گیا اور سولی دی گئی۔ اسی طرح سیدہ نفیسہ کے والد حسن۔ امام جعفر الصادق۔ امام محمد الباقر۔ امام موسیٰ الکاظم اور یونہی حسن عسکری۔ اور اسی طرح ابراہیم بن زید کو شہید کیا گیا جن کی معیت میں امام مالک نے جہاد کیا۔ اور آپ کا سر مصر لایا گیا اور مطریہ کے باہر دفن کیا گیا۔ اسی طرح محمد بن ابوبکر کو اہل مصر نے قتل کیا اور تنور میں جلایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا گیا۔ ہشام بن عبدالملک کی قبر اکھاڑی گئی اور اسے نکال کر تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ باوجودیکہ با صلاحیت اور دین وورع سے موصوف تھا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک قتل کیا گیا اور اس کا سر کاٹا گیا۔ لیکن یہ فاسق تھا۔ اور اس کے فسق میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کو نکالا جو کہ نشہ میں تھی۔ پس اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور اسی شخص نے مصحف شریف چاک کیا۔ اور ہم نے اسے اس حیثیت سے ذکر کیا ہے کہ وہ خلیفہ ہے۔ اور اسے اس کے دین کے بارے میں بتلائے فتنہ کیا گیا۔ اور یہ ابدان اور اعراض کی ابتلاء سے زیادہ شدید ہے۔

اور مروان بن محمد بن مروان کو خلافت پر فائز ہونے کے بعد قتل کیا گیا اور یہ دمشق اور عراق میں بنی امیہ کے خلفاء میں سے آخری تھا۔ اور ابومسلم خراسانی کو قتل کیا گیا۔ اسے خلیفہ منصور نے قتل کیا جس نے بغداد بنایا۔ اور یہ تمام عباسی خلفاء کا باپ ہے اور اس نے اسے خلافت سے پہلے سے کسی نیکی کا حکم دیا تھا۔ تو اس نے اس کا برا منایا۔

اور امیر المومنین محمد الامین بن ہارون الرشید کو باندھ کر قتل کیا گیا اور اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ یہ حضرت علی اور حسن رضی اللہ عنہما کے بعد بنو ہاشم کا چھٹا خلیفہ تھا۔ اور متوکل کو قتل کیا گیا باوجودیکہ اس نے سنت کو ظاہر کیا اور بدعت مٹائی۔ اور اس نے ہر اس شخص کو سزا دی جس نے اس کے بیٹے کی موافقت میں خلق قرآن کا قول کیا جس نے اس کے قتل پر مدد کی تاکہ اس کے بعد خلافت کا وارث بنے۔

اور خلیفۃ المستعین باللہ کو قتل کیا گیا اور اسے معزول کرنے کے بعد واسط میں قید رکھا گیا۔ اور اسے المعتز نے قتل کیا اور جب اس کی گردن کاٹنے کے لئے قاتل اس کے سینے پر بیٹھا تو اس پر گریہ طاری ہوا اور اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ اور خلیفہ المعتز باللہ کو حمام میں قتل کیا گیا۔ اسے نہایت گرم پانی میں غوطہ دیا گیا حتیٰ کہ فوت ہو گیا اس کے بعد اس کے سر اور چہرے پر آہنی گرزیں برسائی گئیں اور اسے کئی دن دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔

اور المہتدی کو قتل کیا گیا باوجودیکہ جب سے وہ خلیفہ بنا اس نے دن میں افطار نہیں کیا تھا۔ افطار کے وقت سبزی اور سرکہ کھاتا۔ اور

اس کا ایک جبہ اور عبا تھی جنہیں زیر زمیں تہہ خانے میں پہنتا تھا۔ اور اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے حاشیہ برداروں کو مظالم سے روکا۔ چنانچہ انہوں نے حیلہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور خلیفہ ابن المعتز کو کئی دن قید رکھنے کے بعد اور گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا۔ اور اسے ایسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کہ لفظوں میں انہیں تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اسے المقتدر باللہ نے قتل کیا جس طرح کہ ۳۰۹ھ میں حسین بن منصور الحلاج کو قتل کیا گیا۔ اور المقتدر باللہ کو اس کے وزیر کی موافقت میں قتل کیا گیا۔ پس اس کے سر پر تلوار ماری گئی تو اس نے قاتل سے کہا: تجھ پر افسوس میں خلیفہ ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے اس کا علم ہے۔ اور اسے تلوار سے ذبح کر دیا۔ اور اس کے سر کو نیزے پر آویزاں کیا گیا۔ اور اس پر جو کچھ تھا اتار لیا۔ اور بے پردہ پڑا رہا حتیٰ کہ اسے گھاس ڈال کر چھپایا گیا۔ اور اس کے ایام خلافت میں اللہ تعالیٰ کا دشمن ابو طاہر القرمطی ہجر سے مکہ معظمہ میں داخل ہوا۔ وہاں خونریزی کی۔ حجر اسود ہجر منتقل کر دیا۔ بیت اللہ شریف کا غلاف کھینچ لیا دروازہ اکھاڑ دیا۔ اور بعض مقتولوں کو ( ) زمزم میں ڈال دیا۔ پھر ہجر کی طرف لوٹ گیا۔ اور یہ یوم ترویہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوا اندازاً تیس ہزار جانوں کو قتل کیا۔ اور اسی کی مثل عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور القاہر باللہ کو قتل کیا گیا۔ اس کی آنکھوں میں آگ کی سلائیاں پھیری گئیں۔ اسی طرح رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا باوجودیکہ اس کے ہاں عزت اور دولت تھی۔ اس کے گھر میں دس ہزار خواجہ سرا تھے۔ اونٹ اور گائے کی چالیس ہزار اور بکری کی پچاس ہزار قربانیاں تقسیم کرتا تھا۔

اور المتقی باللہ بن المقتدر کی دونوں آنکھیں نکال دی گئیں۔ اور اسے بغداد کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اسی طرح رہا حتیٰ کہ ۲۴ سال بعد قید خانہ میں ہی فوت ہو گیا۔ اور اس کے دور میں شاہ روم نے اس سے راہبوں کے گرجا میں موجود رومال طلب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اسے اپنے چہرے پر پھیرا تھا۔ اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ رومال بھیج دے تو وہ اس کے دس ہزار قیدی رہا کر دے گا۔ پس اس نے رومال بھیج دیا تو اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور خلیفہ المستکفی باللہ پر ہجوم کیا گیا جبکہ وہ دار الخلافت میں اپنے تخت پر تھا۔ پس اسے اس کے پاؤں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹا گیا۔ پھر اس کی آنکھیں نکال دی گئیں یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ سلوک دیلم نے کیا۔

اور ابن خلکان کہتے ہیں کہ جب شاہ روم نے اسے جنگ کی دھمکی بھیجی تو اس کے قاصدوں کے لئے اس نے فوجیں آراستہ کیں۔ اور دار الخلافہ کو اسلحہ اور آرائش سے معمور کیا۔ اور صف بستہ فوجوں کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ باشعور لڑکے زینت اور سونے کے کمر بند باندھے کھڑے تھے۔ اور اسی طرح خدام اور خواجہ سرا تھے۔ اور سات سو دربان کھڑے تھے۔ اور دار الخلافہ کو پردوں اور قالینوں سے سجایا گیا۔ چنانچہ اڑتیس ہزار سونے کے جڑاؤ دیباج کے پردوں کی تعداد تھی۔ اور قالینوں کے بائیس ہزار فرش بچھائے گئے۔ اور آرائش میں سونے اور چاندی کا ایک درخت تھا جس کی اٹھارہ شاخیں تھیں۔ اور اس کے پتے سونے اور چاندی کے تھے۔ اور اس کی شاخیں ترتیب دی گئی حرکات کے ساتھ مائل ہوتی تھیں۔ اور شاخوں پر سونے چاندی کے سبز پرندے تھے۔ ان میں ہوا پھونک مارتی تو ہر پرندہ جدا جدا بولی کے ساتھ چہچہاتا تھا۔ علاوہ ازیں اور کئی اشیاء تھیں۔ پس اے بھائی! غور کر اس برتری کے باوجود اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ اور میں نے تیرے لئے یہ اس لئے ذکر کیا کہ تجھے معلوم ہو کہ دنیوی بادشاہوں اور اکابر پر مصیبت کی شدت ان کی نعمتوں اور ان کی خوش حالی کی شدت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اور خلیفہ الطائع للہ کو معزول کر کے قید میں ڈال دیا گیا حتیٰ کہ وہیں فوت ہوا۔ اور اس کی حکومت کے ایام میں ۳۷۵ھ عمان کے سمندر سے ہاتھی کے برابر ایک پرندہ باہر نکلا۔ وہاں پر موجود ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور اس نے فصیح آواز میں ندا دی کہ امر قریب آ گا۔ پس وہ تین دن ٹھہرا پھر سمندر میں اتر کر غائب ہو گیا۔ اور ۳۴۹ھ میں ابو تمیم المعز بن بادیس نے داخل ہو کر مصر پر قبضہ جمایا اور الطائع للہ کا نام خطبہ سے محو کر دیا۔ اور خلیفہ المسترشد باللہ کو قتل کیا گیا اس کے پاس باطنیہ کے سترہ آدمی داخل ہوئے اور اس پر چھریوں کے ساتھ وار کئے۔ حتیٰ کہ اس کا جسم چھلنی کر دیا۔ اس کی ناک اور کان کاٹ لئے پھر اسے پکڑ کر جلا دیا۔ اور خلیفہ الراشد باللہ قید خانہ میں ڈال کر عذاب دیا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ یہ پیدا ہوا تو اس کی شرم گاہ بند تھی۔ پس اس کے باپ نے حکماء اکٹھے کئے اور انہوں نے اسے کھولا۔ پس یہ پہلی مصیبت تھی جس میں وہ مبتلا ہوا۔ اور خلیفہ المستعصم باللہ کو جو کہ خلفاء بغداد میں سے آخری تھا اس کے وزیر کی موافقت میں قتل کیا گیا۔ اسے اور اس کے بیٹے کو کسی ظرف میں ڈال کر ضربیں لگاتے رہے حتیٰ کہ دونوں باپ بیٹا فوت ہو گئے۔ اس سے پہلے انہوں نے اہل بغداد میں سے تیس لاکھ سے زاید افراد کو قتل کیا۔ پھر شہر کو نذر آتش کر دیا۔ اور دنیا کئی سال خلیفہ کے بغیر رہی۔ یہاں تک کہ ملک الظاہر بیبرس البند قداری بنو عباس کے بعد خلافت میں قائم ہوا۔

اور خلیفہ المتوکل علی اللہ کو پہاڑی قلعے میں قید رکھا گیا۔ پھر اسے سلطان برقوق کے ایام میں خلافت کی طرف لوٹایا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کی رہائش گاہ کبش میں جامع ابن طولون کے قریب تھی۔ اور خلیفہ المستعین باللہ کو سکندریہ میں جلاوطن کیا گیا یہاں تک فوت ہو گیا۔ اسے سلطان المویدشیخ نے جلاوطن کیا۔ اور سلطان فرج بن برقوق کو عذاب رسانی اور ڈانٹ ڈپٹ کے بعد قتل کیا گیا۔ اور خلیفہ القائم بامر اللہ کو مصر سے سکندریہ کی طرف جلاوطن کیا گیا۔ وہ وہیں رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اسے سلطان جقمق نے جلاوطن کیا۔ اور اس کی بیعت بالخلافت کے وقت قاضی القضاہ یحییٰ المناوی۔ قاضی کمال الدین البارزی حاضر آئے۔ اور شیخ یحییٰ المنادی نے بے مقصد خطبہ دیا۔ پس قاضی کمال الدین نے بلیغ خطبہ دیا جس میں بیعت کے لئے اشارہ کیا۔ پھر اس بات میں مذاکرہ ہوا کہ کیا سلطان کو حق ہے کہ خلیفہ کو معزول کرے۔ پس کسی نے کچھ نہ کہا۔ پس شیخ صالح البلقینی کھڑے ہوئے اور آپ نے اپنے علماء مذہب سے نقل کیا کہ سلطان کو حق ہے کہ خلیفہ کو معزول کر دے اور کسی دوسرے کو مقرر کرے۔

اور الحاکم بامر اللہ کو قتل کیا گیا۔ اس کے قتل پر اس کی بہن سیدۃ الملک نے کام کیا۔ اور یہ وہی ہے جس نے باب النصر کے اندر جامع بنائی۔ اسے حلوان میں قاہرہ سے باہر قتل کیا گیا۔ اور صاحب جامع الاقمر مامون کو قتل کیا گیا اور اسے ۵۱۹ھ میں پھانسی دی گئی۔ اور خلیفہ الامر باحکام اللہ کو قتل کیا گیا۔ یہ روضہ کی طرف پل پر سے گزر رہا تھا کہ اس پر چھریوں سے وار کیا گیا۔ حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اور خلیفہ الحافظ لدین اللہ کو قولنج کا مرض تھا۔ حتیٰ کہ کھانے پینے سے رہ گیا یہاں تک فوت ہو گیا اور اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اور خلیفہ الظافر بامر اللہ کو قتل کیا گیا۔ اسے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ جبکہ یہ صاحب الجامع ہے۔ المعروف جامع الفاکہانی جو کہ باب زویلہ کے قریب ہے۔ اور مصر کے نائب عباس کو قتل کیا گیا اور اسے باب النصر پر پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اسے طلائع بن رزیک جس کا لقب ملک صالح ہے جو کہ صاحب الجامع ہے جو کہ باب زویلہ سے باہر ہے۔

اور خلیفہ العاضد باللہ پر قابو پایا گیا اور اسے قتل کی دھمکی دی گئی۔ پس اس نے وہ نگ نگل لیا جو کہ اس کی انگوٹھی میں تھا۔ پس ذلت و

رسوائی اور عذاب کے بعد فوت ہوا۔ اور سلطان الملک العادل بن الملک الکامل کو طویل مدت تک قید میں رکھنے اور سزائیں دینے کے بعد اس کے بھائی الملک الصالح کے حکم پر قتل کیا گیا۔ اور جب اسے قتل کیا تو اس ملک صالح کے رخسار میں چھالا نکل آیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کے بعد خود بھی کوئی فائدہ نہ لے پایا۔ اور یہ قصرین اور قلعہ روضہ کے درمیان واقع مدارس والا ہے اور یہ دنیا کے عجائب سے تھا۔ اور ملک معظم کو قتل کیا گیا جب وہ شجرۃ الدر کا مالک بنا۔ اور اس پر نیزوں اور تلواروں کے ساتھ وار کئے گئے۔ حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اور یہ ۶۴۸ھ کا واقعہ ہے۔ اور شجرۃ الدر ملک صالح نجم الدین بن ایوب کی لونڈی تھی اور تین ماہ تک مصر میں اس کے لئے منبروں پر خطبے پڑھے گئے۔ اور یہ لوگوں کے امور کی متولی تھی۔ پھر اسے الملک المعز کے غلاموں نے قتل کر دیا جبکہ اس نے اس الملک المعز کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اور کہا گیا ہے کہ جب اس نے اس پر دوسری شادی کر لی۔

اور الملک المظفر کو قتل کیا گیا جس نے غزہ کے شہر پر تاتار کے ساتھ جنگ لڑی اور انہیں مصر سے لوٹا دیا۔ اور یہ اس لئے کہ اس کے بعض امراء نے اس کے پاس کوئی سفارش کی جسے اس نے قبول کر لیا۔ پس وہ اس کے ہاتھ پر جھکا کہ اسے بوسہ دے پس اس پر قابو پا لیا تو انہوں نے پیچھے سے تلواروں کے ساتھ حملہ کر کے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور الملک الاشرف بن الملک المنصور قلاوون کو قتل کیا گیا۔ یہ عالم شجاع اور عادل تھا۔ اس کے سیکرٹری خزانہ نے غداری کی۔ پس ایک ضرب سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر دوسرے شخص نے اس کے کندھے پر تلوار ماری۔ اور اسے جدا کر دیا۔ پھر نیچے سے حلق تک تلوار کے ساتھ چیر دیا اور اسے صحرا میں پڑا چھوڑ دیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بھائی الملک الناصر بادشاہ بنا۔ پس اس نے ان تمام امراء کو قبضے میں لے لیا جنہوں نے اس کے بھائی کے قتل پر باہم موافقت کی اور ان کی آنکھیں نکال دیں اور بری طرح قتل کیا۔ اور الملک المنصور کو غفلت کے وقت چھپ کر حملہ کر کے قتل کیا گیا جبکہ یہ شطرنج کھیل رہا تھا۔ تلوار ماری۔ سر کو کندھے سے جدا کر دیا پھر تلوار مار کر پاؤں کاٹ دیا۔ موقعہ پر ہی دم توڑ گیا۔ اور اسی نے جامع الطولونی تعمیر کی اس کے بعد کہ جنگ کے لئے تیار تھا۔ اور اس کے لئے اوقاف مقرر کئے۔ اور اسی نے دیار مصریہ کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ اور باب النصر کے صاحب خانقاہ سلطان بیبرس کو الملک الناصر کے سامنے گلا دبا کر ہلاک کیا گیا۔ یہ ۷۰۹ھ کا واقعہ ہے۔ اور ملک منصور سیف الدین بن الملک الناصر کو قوص کی طرف جلاوطن کرنے کے بعد قتل کیا گیا اور اس کا سر قوصون کی طرف بصیغہ راز بھیج دیا یہ سخی اور محترم سلطان تھا لیکن اس نے دل میں قوصون کے قتل کا فیصلہ کیا تو یہ اسی پر لوٹا۔ پھر جب الملک الاشرف بن الملک الناصر والی ہوا۔ اس کا مدبر قوصون تھا۔ پس اس نے ظلم کیا اور لوگوں کو ظلماً قتل کیا۔ تو اسے سکندریہ کی طرف جلاوطن کیا گیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔

اور ملک ناصر بن الناصر محمد بن قلاوون کو کرک میں قتل کر دیا گیا اور شدید جنگ کے بعد اس کا سر مصر بھیج دیا گیا۔ اور ملک کامل بن الملک الناصر کو اس کے بھائی حاجی کی انگیخت پر قتل کیا گیا۔ پس پچھلی سمت سے اس کے سر پر ہتھوڑے سے وار کیا۔ اس کے سر کا خود توڑ دیا اور وہ فوت ہو گیا۔ پھر حاجی بادشاہ بنا اور اسے ۷۴۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اور رمیلہ کے قریب خانقاہ والے سلطان شیخون کو قتل کیا گیا۔ یہ ایک صالح عالم تھا۔ اس کے غلام نے غفلت کے وقت اس کے سر پر ہتھوڑا مارا پس اس کا سر پھٹ گیا۔ اور اس کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ پھر غلام کو گرفتار کر کے بری طرح قتل کیا گیا۔ اور یہ ۷۵۸ھ کا واقعہ ہے۔ اور صرغتمش کو جو کہ جامع طولوں کے نیچے مدرسہ والے ہیں کو قید کرنے اور برج سکندریہ میں نہایت سزائیں دینے کے بعد قتل کیا گیا۔ اور سلطان حسن کو جو کہ اسلام کے ایک بے مثل مدرسہ والے ہیں قتل

کیا گیا۔ آپ کو امیر بلبغا نے رملہ میں شدید جنگ کے بعد قتل کیا۔ اور ملک الاشرف شعبان کو قتل کیا گیا اور اس کا سر کاٹ دیا گیا اس کے بعد کہ ایک مدت تک ارملہ کی ایک عورت کے ہاں چھپا رہا اس کے بعد کہ عقبہ سے مصر کی طرف وٹا جب کہ اس کے ساتھی حکام نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور یہ اشرف عادل۔ عالم اور علماء صلحاء سے محبت کرنے والا تھا۔ اور خط بین القصرین کے مدرسہ والے ملک الظاہر برقوق کو جلاوطن کیا گیا۔ پھر اسے لائے اور وہ کئی سال چھپا رہا۔ پھر ظاہر ہوا اور بادشاہ بنا۔ پس اس کا معاملہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے وجہ عبرت تھا۔

اور ملک ناصر فرج بن السلطان برقوق کے خلاف بغاوت ہوئی۔ پس وہ قلعہ سے کھسک گیا اور چھپا رہا اور اس کی تنگی حال کی بنا پر کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ کہاں چلا گیا۔ پھر ایک سال کے بعد ظاہر ہوا اور قلعہ کا مالک بنا اور اکثر حکام کو قتل کر دیا۔ پھر مشاعلیۃ کے ہاتھوں قلعہ دمشق میں چھریوں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ پھر اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ بے گور و کفن۔ لوگ کئی دن تک وہاں سے گزرتے رہے۔ پھر اسے دفن کیا گیا۔ اور سلطان المویداپنی حکومت کی مدت تک وجع المفاصل میں مبتلا رہا۔ حتیٰ کہ لوگ اسے گردن پر اٹھاتے۔ طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے ملک مظفر کو قتل کیا گیا۔ اسے شام کے نائب ططر نے قتل کیا۔ اور اسی طرح امیر جقمق نائب شام کو قید اور سزا کے بعد قتل کیا گیا۔ اور الملک العزیز کو پکڑ کر قید میں رکھا گیا اور اسے برج سکندریہ بھیج دیا گیا حتیٰ کہ فوت ہو گیا اس کے بعد کہ قلعہ سے کھسک کر ایک وقت تک روپوش رہا اور الملک المنصور عثمان قلعہ سے غائب ہو گیا اور گرفتار کر کے برج سکندریہ بھیج دیا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اور سلطان بلبای کو قابو کر کے قید کیا گیا اور سکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا حتیٰ کہ سلطان خشقدم کے مرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اور ملک ظاہر کو تمریغا میں قابو کر کے دمیاط بھیج دیا گیا۔ وہیں فوت ہوا۔ پس یہ ملوک دنیا کے قابل ذکر واقعات ہیں جو کہ آزمائشوں میں پڑے۔

فقراء اور مسئلہ ابتلاء

رہے فقراء تو ان کا تو اوڑھنا بچھونا آزمائشیں ہیں کہ یہ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت ہے۔ اور شیخ کامل وراسخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاء واولیاء کے متعلق سنت جاری ہے کہ ان پر ان کے امر کے آغاز میں اذیت مسلط فرماتا ہے۔ انہیں وطن سے نکالا جاتا ہے۔ ان پر بہتان طرازی ہوتی ہے۔ پھر انجام کار ان کے صبر کی بدولت غلبہ انہیں کے لئے ہوتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے جو کچھ کہ اس کے انبیاء کے متعلق کہا جائے گا اس نے کسی قوم کے شقاوت کا فیصلہ فرمایا۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی اور اولاد مقرر کر دی۔ اور انہوں نے کہا ید اللہ مغلولۃ (المائدہ آیت ۶۴) اللہ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے) قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء (آل عمران آیت ۱۸۱) انہوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے جبکہ ہم غنی ہیں) حتیٰ کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تنگی محسوس فرمائیں یا ولی اس گفتگو سے جو اس کے متعلق کی گئی تو ہواتف حق تعالیٰ اسے ندا دیتے ہیں کہ تمہارے لئے میری ذات میں نمونہ ہے۔ انہوں نے میرے لئے بیوی اور بیٹا قرار دیا اور میری طرف وہ کچھ منسوب کیا جو میری جلالت اور عظمت کے لائق نہیں حالانکہ میں نے انہیں پیدا فرمایا اور انہیں رزق دیا۔ پس اس نبی یا ولی کے لئے سوائے اسوۂ حق کے گنجائش نہیں۔ اسی لئے انبیاء واولیاء نے اس کا تحمل فرمایا جس کی ان کی قوم نے انہیں تہمت لگائی جیسے جھوٹ۔ بہتان۔ جنون اور جادو وغیرہ جو کہ کتاب وسنت میں مشہور ہے۔

عالم کامل کی چار آزمائشیں۔اور شیخ شاذلی کی آزمائش

اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت فرمائی ہے کہ سیّدی الشیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی عالم مقام علم میں باکمال نہیں ہوتا حتیٰ کہ چار چیزوں کے ساتھ آزمایا جائے۔شماتت اعداد۔دوستوں کی ملامت۔جاہلوں کے طعنے اور علماء کا حسد۔پس اگر اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے مقتدا بنا دیتا ہے۔اور جب دیار مغرب میں آپ مشہور ہوئے تو دشمنوں اور حاسدوں نے ہر سمت سے آپ کے خلاف گروہ بندی کی۔آپ کو بڑے بڑے جرائم کی تہمت لگائی۔اور آپ کی ایذاء میں مبالغہ کیا حتیٰ کہ لوگوں کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے منع کر دیا۔اور کہا کہ یہ (معاذ اللہ) زندیق ہے۔اور جب آپ نے مصر کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو سلطان مصر کو کئی مکتوبات لکھ بھیجے۔ان میں سے یہ ہے کہ ایک مغربی زندیق تمہارے ہاں آرہا ہے جسے ہم نے اپنے علاقہ سے نکال دیا ہے جب اس نے مسلمانوں کے عقائد برباد کر دیئے۔پس اس سے بچیں کہ اپنی شیریں گفتاری سے آپ کو دھوکہ دے۔بیشک یہ بڑے ملحدوں میں سے ہے۔اور اس کے پاس جنات خدمت گزار ہیں۔

پس جیسے ہی شیخ سکندریہ کے شہر میں پہنچے آپ کو یہ خبر پہلے ہی مل گئی۔تو آپ نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔پس سکندریہ والوں نے آپ کو ستانے کی انتہاء کر دی۔پھر آپ کا معاملہ سلطان مصر کی طرف لکھ بھیجا۔اور آپ کے لئے ایسی تحریریں نکالیں جن کی وجہ سے شیخ کا خون مباح ہو جائے۔پس شیخ نے اپنا ہاتھ سلطان مغرب کی طرف پھیلایا اور اس سے ایسی تحریر آئی جو کہ اس کے خلاف تھی۔اس میں وہ تکریم و تعظیم تھی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔اس کی تاریخ ان کی تحریروں کے بعد کی تھی۔سلطان متحیر ہو گیا۔اور کہنے لگا کہ اس پر عمل زیادہ بہتر ہے۔اور اس نے آپ کی تکریم کی اور تعظیم کے ساتھ آپ کو سکندریہ لوٹا دیا۔جب آپ پر اذیت بڑھ گئی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کی کہ آپ کو صبر عطا فرمائے۔پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔اور وہ یہ کہ سلطان مصر نے آپ کی خدمت میں طلب دعا کے لئے پیغام بھیجا۔اور آپ کی دلجوئی طلب کی۔پس لوگ سلطان کے احترام میں آپ کو اذیت دینے سے رک گئے۔اور بعض نے اذیت میں اضافہ کر دیا۔اور آپ کے متعلق سلطان کو لکھا اور کہا: یا مولانا! یہ چاندی بنانے والا ہے۔پس سلطان کا ذہن آپ پر متغیر ہو گیا۔پھر انہوں نے اس کی طرف مکتوبات بھیجے کہ یہ کیمیا گر ہے۔اور کھوٹا سونا بناتا ہے۔اور انہوں نے لوگوں کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے پرحذر رہنے کی تاکید کی۔پس ایسا اتفاق ہوا کہ سلطان محمد بن قلاوون کا خازن ایسے معاملہ میں الجھ گیا جو کہ بادشاہوں کے نزدیک موجب قتل تھا۔پس اس نے اسے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا۔وہ چھپ کر سکندریہ بھاگ گیا۔اور شیخ کے پاس مقیم ہو گیا۔سلطان کو خبر پہنچ گئی۔اس نے آپ کو کہلا بھیجا کہ کیا تجھے وٹا سونا بنانا کافی نہیں کہ اب تو نے سلطان کے مجرم کو پناہ دے دی ہے۔ہمارا یہ رقعہ پہنچتے ہی اسے بھیج دو ورنہ ہم ایسا ایسا کریں گے۔شیخ نے اسے نہ بھیجا۔پس سلطان غضبناک ہو گیا اور اس نے شیخ کو قتل کرنے کی دھمکی لکھ بھیجی۔اور کہا کہ تو بادشاہ کے غلاموں کو کیونکر ہلاک کرتا ہے۔پس جب بادشاہ کے کسی خاص آدمی کے ذریعے یہ خبر آپ تک پہنچی تو شیخ نے اس سے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ ہم شاہی غلاموں میں سے کسی کو تلف کریں۔ہم تو اس کی صرف اصلاح کرتے ہیں۔پھر آپ نے بادشاہ کے قاصد سے فرمایا کہ سلطان کے خزانے جس قدر ہو سکے قلعی لے آ حتیٰ کہ میں تجھے دکھاؤں کہ اصلاح کیسے ہوتی ہے؟ چنانچہ وہ کافی مقدار میں قلعی لے آیا۔شیخ نے اسے جامع کے حوض میں جو پانی سے خالی تھا ڈال دیا۔اور خازن کو بلا بھیجا۔اور اسے حکم دیا کہ اس قلعی پر پیشاب کر دے۔پس اس نے اس پر پیشاب

کر دیا اور وہ زر خالص بن گیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ یہ اصلاح ہے یا فساد؟ اس نے کہا یہ تو اصلاح ہے۔ پھر آپ نے قاصد کو حکم دیا کہ اسے سلطان کے خزانے میں اٹھا لے جائے۔ اس کا وزن کیا گیا تو پانچ قنطار نکلا (ایرانی نظام وزن کے مطابق ایک قنطار، ایک سو رطل کا ہوتا ہے۔ ایک رطل، ایک سو مثقال کا۔ اور ایک مثقال ۲۴ نخود کے برابر۔ منقول از فرہنگ فارسی عمید۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ) آپ نے فرمایا: یہ مولانا السلطان کے لئے ہدیہ ہے۔ اور اس سے کہو کہ اپنے غلام سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ وہ راضی ہو گیا۔

پھر سلطان، شیخ کی زیارت کے لئے سکندریہ آیا۔ اور دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھا کہ آپ اسے کیمیا گری سکھا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا کیمیا تقویٰ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈر وہ تجھے حرف کن سکھا دے گا۔ پس بادشاہ ہمیشہ شیخ کی تعظیم کرتا رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اور ہم نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر کے مقدمہ میں ان چند اکابر علماء اور اولیاء کا تذکرہ کیا ہے جن کے امتحان ہوئے۔ ستائے گئے اور شہید کئے گئے۔ پس اس کی طرف رجوع کر تو عجیب واقعات دیکھے گا۔

اور اے بھائی! جان لے کہ اگر اس امت کے خواص علماء اور صلحاء کی عزت کے خلاف کلام نہ کیا جاتا تو ان کی بغایت تعظیم کی جاتی بلکہ اللہ عزوجل کی بجائے ان کی پوجا کی جاتی جس طرح کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کی۔ اس وجہ سے کہ ان سے کثرت کے ساتھ خوارق و کرامات کا ظہور ہوا۔ قریب ہیں کہ معجزات تک پہنچ جاتے۔ پس فاسقوں کا مجالس میں ان کی بدگوئی اور تنقیص کرنا ان سے بدنظری کا دفاع کرنے والے کی طرح ہے۔ دیکھو لوگ خوبصورت اونٹوں کی گردنوں میں بوسیدہ جوتے آویزاں کر دیتے ہیں یا اپنی کھیتیوں میں آنکھ کے شر کو دفع کرنے کے لئے کھوپڑیاں رکھ دیتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں مرفوعاً وارد ہے کہ اپنی کھیتیوں میں کھوپڑیاں رکھو۔ اسے دیلمی نے روایت کیا۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنے اولیاء کے ساتھ رحمت ہے کہ لوگ ان کے متعلق غیر شائستہ گفتگو کرتے ہیں تاکہ ان کے اجر وافر ہوں۔ کہ قیامت کے دن کامل اجر پائیں جس کا انہوں نے دنیا میں کچھ حصہ بھی نہ پایا۔ پس بیشک اکثر ایسے لوگ جن کے معتقدین ان کی دست بوسی اور پابوسی کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں ان کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس نے منجنیق نصب کی اور اپنی نیکیاں شرقاً غرباً پھینک رہا ہے۔ پس جس جگہ میں اس کے عقیدت مند ہوں اس کی نیکیاں اس سمت اڑ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت ابویزید البسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اسی جگہ اقامت فرماتے جہاں انکار ہو۔ اور جس جگہ آپ کے عقیدت مند ہوتے آپ وہاں سے چلے جاتے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کی سرپرستی فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ حسد و تنقیص کے وقت شکر پر متنبہ ہونا

جب بھی کوئی حاسد مجھ سے حسد کرے اور مجالس میں مجھے برا بھلا کہے تو میں اللہ تعالیٰ کے لئے متنبہ ہوتا ہوں کیونکہ مجھے علم ہے کہ اس نے مجھے ناقص نہیں کہا مگر دراں حال کہ وہ میرا مقام اپنے مقام سے برتر سمجھتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو حسد کرتے ہوئے میری تنقیص میں مصروف نہ ہوتا۔ پس گویا کہ وہ اپنی تنقیص اور حسد کی ندا دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ فلاں مجھ سے بہتر ہے اور لوگوں کے پاس اس کی تنقیص سے میری مراد یہ ہے کہ اس کا مرتبہ ناقص ہو جائے اور میری مثل یا مجھ سے کم ہو جائے۔ پھر جب ہم نے تفتیش کی تو یہ پایا کہ باہم

بغض وحسد کبھی بھی دو صالح انسانوں میں یا ایک صالح سے فاسق کے حق میں واقع نہیں ہوتا۔ یا تو دو فاسقوں کے درمیان یا فاسق سے صالح کے حق میں ہوتا ہے۔ پس فاسق کسی صالح سے ناحق بغض کرتا ہے۔ اور صالح اگر فاسق سے بغض کرے تو اس سے اسے حقیر جانے بغیر مبنی برحق بغض کرتا ہے۔ پس اے بھائی! کسی عالم یا صالح پر انکار کی طرف جلد بازی نہ کر جب تو اس کے اور کسی فاسق کے مابین توقف دیکھے۔ بلکہ غور وفکر کر اور انتظار کر۔ پس بعض اوقات فاسق کی طرف سے بعض صالح کے ساتھ حسد کے طور پر صرف اس لئے ہوتا ہے کہ وہ علم میں۔ عمل میں۔ مرتبے میں اور لوگوں کی طرف سے تعظیم میں اس کے ساتھ ملحق نہیں ہے۔

امام شعرانی کی صالح کے متعلق نصیحت

اور اس سے پرہیز کر کہ تو صالح کو فاسق کے ساتھ صلح کرنے کا حکم دے بلکہ فاسق کو صالح کی دل جوئی کرنے کا حکم دے۔ اور اس امر میں کثیر جہلاء گرتے ہیں۔ پس صالح سے کہتے ہیں کہ آپ سمندر ہیں ایسے معاملات کا تحمل کر سکتے ہیں۔ اور اس فاسق تک اسے پیدل لے جاتے ہیں۔ پس صالح کو بے موقعہ ذلیل کرتے ہیں۔ اور فاسق کا نفس ناحق بڑا کرتے ہیں۔ اور نفس کی شکستگی کا محل اس سے جدا ہے۔ پھر مخفی نہ رہے کہ لوگوں کا اذیت کے ساتھ فقیر پر مسلط ہونا کبھی کسی گزشتہ گناہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض آزمائش ہوتی ہے نہ کہ کسی گناہ کی وجہ سے۔ پس ہمارے جیسوں کے لائق پہلی صورت ہے جبکہ اولیاء کے شایاں دوسری صورت۔ پھر اولیاء جب آزمائے جائیں تو ان میں سے کوئی تو وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور وہ زرخالص ہو کر نکلتا ہے۔ تو کوئی تانبے کی طرح پس اس کے لئے اس کی وجہ سے اس کا مثلاً دعوائے صبر میں اور علم الٰہی پر اکتفاء کے دعوے میں جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش کسی گناہ کا کفارہ ہوتا ہے نہ محض آزمائش۔ کیونکہ یہ نفوس قدسیہ معصوم ہیں۔ یہ تو صرف اس لئے ہوتا ہے تاکہ ان کی قوم اور ان کے پیروکاران کے نمونہ پر عمل کریں۔ اور آپ دعا کرتے: یا اللہ! میرے دشمن اور حاسد زیادہ کر دے اور مجھے ان پر صبر عطا فرما۔ اور میری طرف سے ان کی مغفرت فرما۔ ایک دن میں نے آپ سے کہا: کہ اعداء اور حاسدوں کو زیادہ کرنے کی آپ کی دعا کے ضمن میں ان کے گناہ میں گرنے کو طلب کرنا ہے۔ تو آپ نے کہا: میں نے اصالتاً اس کا قصد نہیں کیا۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ سے وہ نعمت طلب کی ہے جس کی شان یہ ہے کہ لوگ اس کی بنا پر بندے سے حسد کریں۔ کیونکہ حسد نعمت کے ساتھ وابستہ ہے جیسے سایہ انسانی جسم کے ساتھ۔

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ تجھ پر واجب ہے کہ تو اس پر انکار کرے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے تیرے ساتھ حسد کیا۔ اور تیری تنقیص کی۔ پس اگر تجھ سے ہو سکے تو اسے کہہ: اے بھائی! میرے ساتھ تیرا حسد حرام ہے۔ اور جب تو اس امر کا اس پر انکار نہ کرے تو تجھ پر حرام ہے۔ اور اس امر پر کوئی قلیل متنبہ ہوتا ہے۔ بلکہ لوگوں کو جب یہ خبر پہنچے کہ کوئی ان سے حسد کرتا ہے یا ان کی غیبت کرتا ہے تو ان پر غلبہ اس کا امر کا ہوتا ہے کہ اس میں اس کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہوں۔ اور یہ کامل ایمان والوں کے اخلاق میں سے نہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحمل

اور امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی شخص حسد یا غیبت کے ساتھ اذیت دیتا تو آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کا

شکرادا کرتے۔اور فرماتے کہ اگراس نے مجھے اپنے آپ سے بہتر نہ سمجھا ہوتا تو مجھ سے حسد نہ کرتا اور نہ ہی میری غیبت کرتا۔اور کئی دفعہ آپ کو جب کوئی خبر ملتی کہ کسی نے آپ کی غیبت کی ہے تو دعا فرماتے: یااللہ! اگر وہ سچا ہے تو میری بخشش فرما اور اگر جھوٹا ہے تو اس کی بخشش فرما۔

پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ صالحین کا سرپرست ہے۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-میری کتابوں میں حاسدوں اور دشمنوں کی ملاوٹ پر صبر

حاسدوں اور دشمنوں پر صبر کرتا ہوں جب کہ انہوں نے میری کتابوں میں ایسا کلام اپنی طرف سے شامل کر دیا جو کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہے۔اور میرے خلاف جھوٹ اور بہتان پر مبنی فتوے لینے لگے اور میرے متعلق بادشاہ کے دروازے کی طرف خط وکتابت کرنے لگے۔وغیرہ۔

مذکورہ بالا عنوان کے حوالے سے پہلی آزمائش

اے بھائی! جان لے کہ اس نوع کی پہلی آزمائش مجھے مصر میں رونما ہوئی۔میں نے جب ۹۴۷ھ میں حج کیا مجھ پر ایک گروہ نے جھوٹے مسئلہ کا بہتان لگایا جو کہ آئمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف تھا۔اور وہ یہ ہے کہ میں نے بعض لوگوں کو فتویٰ دیا ہے کہ جب کسی کے پیچھے کوئی حاجت ہو تو وہ وقت سے پہلے نماز ادا کرسکتا ہے۔اور حج کے دوران یہ بات مشہور ہوگئی۔اور بعض دشمنوں نے اس پر مبنی مکتوب جبل سے مصر کی طرف لکھ بھیجے۔جب یہ مکاتیب مصر پہنچے تو مصر میں ہل چل مچل گئی۔یہاں تک کہ یہ بات دیار مغرب ومشرق میں جا پہنچی اور صعید اور اکابر حکومت تک پہنچ گئی۔پس میرے شاگردوں کو اس سے شدید صدمہ پہنچا۔پس میں مصر واپس نہ ہوا مگر میں اکثر لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ مجھے گھور کر دیکھتے ہیں۔میں نے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو مجھے ان خطوط کے متعلق بتایا گیا جو کہ مکہ معظمہ سے آئے تھے۔پس کسی کو معلوم نہیں کہ کتنے لوگوں نے میری غیبت کی اور میری عزت کو داغدار کیا سوائے اللہ عزوجل کے۔پھر جب میں نے کتاب البحر امورد فی المواثیق والعہود تصنیف کی اور اس پر مصر کے مذاہب اربعہ کے علماء نے تقاریظ لکھیں۔اور لوگوں نے اس کی کتابت میں جلدی کی اور اس کے تقریباً چالیس نسخے نقل کیے تو اس کی وجہ سے حاسدوں کو غیرت ہوئی۔پس انہوں نے میرے شاگردوں میں سے بعض غفلت شعاروں کے متعلق حیلہ کیا اور اس سے اس کا ایک نسخہ مانگ کر حاصل کیا۔اور ان کے لئے اس سے بعض اجزاء لکھے اور ان میں غلط عقائد اور اہل اسلام کے اجماع کے خلاف مسائل اور میرے حج کے اور ابن الراوندی کے متعلق ہنسی مذاق پر مبنی حکایات شامل کر دیں۔اور اس کے کسی مقامات میں عبارات شامل کر دیں گویا کتاب کے مؤلف وہ خود ہیں جس طرح کہ ہم نے اس کتاب کے خطبہ میں اشارہ کیا ہے۔پھر وہ اجزاء لئے اور انہیں یوم سوق میں سوق کتبیین میں بھیج دیا۔اور یہ طلبہ علم کے اجتماع کی جگہ ہے۔پس انہوں نے ان اجزاء میں نظر کی اور ان پر میرا نام لکھا پایا۔پس اسے اس شخص نے خرید لیا جو خوف خدا سے محروم تھا پھر اسے جامع ازہر کے علماء کے ہاں گھمایا جنہوں نے کتاب پر تقریظ لکھی تھی یا نہیں لکھی تھی۔پس اس کی وجہ سے بڑا فتنہ رونما ہوگیا۔اور لوگ مساجد۔بازار اور حکام کے دفتروں میں ایک ساتھ میرے متعلق غیر شائستہ گفتگو کرتے رہے۔جبکہ مجھے کوئی پتہ نہیں۔اور شیخ ناصر الدین للقانی۔شیخ الاسلام الحنبلی

اور شیخ شہاب الدین الحلبی نے میرا دفاع کیا۔ لیکن مجھے کسی چیز کا علم نہیں۔ پس جامع ازہر کے اہل محبت میں سے ایک شخص نے مجھے اطلاع دی اور یوں مجھے خبر پہنچی۔ چنانچہ میں نے اپنا وہ نسخہ بھیجا جس پر علماء کی تقاریظ تھیں۔ پس انہوں نے اسے دیکھا تو اس میں ایسی کوئی چیز نہ پائی جسے ان حاسدوں نے اس میں شامل کر دیا تھا۔ تو انہوں نے ایسا کرنے والے کو برا بھلا کہا۔ اور وہ معروف ہے۔ اور میں بعض بے جا جرأت کرنے والوں کی جماعت کو پہچانتا ہوں جو کہ اس وقت تک میرے متعلق سوءعقیدت کا شکار ہیں۔ اور یہ ان چیزوں پر مبنی ہے جو انہوں نے پہلے پہل ان حاسدوں سے سنیں۔ پھر بعض حاسدوں نے وہ مسائل جمع کیے جو ان اجزاء میں افتراء شامل کیے گئے تھے۔ اور انہیں پاس رکھا۔ اور جب بھی کسی کو سنتا کہ مجھے ناپسند کرتا ہے تو اسے کہتا کہ میرے پاس بعض مسائل ہیں جو کہ فلاں کے ساتھ متعلق ہیں۔ اگر آپ کو ان میں سے کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں آپ کو ان پر مطلع کر سکتا ہوں۔

امام شعرانی کے خلاف سازش کا تسلسل

پھر وہ بعض مسائل ایک حاسد کے دوسرے حاسد تک اب تک پہنچا رہا ہے۔ اور میرے خلاف فتوے طلب کرتے ہیں جبکہ مجھے کوئی خبر تک نہیں۔ پس جب مجھے پتہ چلا تو میں نے تمام علماء ازہر کو پیغام بھیجا کہ ان مسائل سے مراد میں ہوں۔ اور مجھ پر ان کا افتراء کیا گیا ہے۔ پس علماء اس پر تقریظ لکھنے سے رک گئے۔ اور اسے برا بھلا کہنے لگے جس نے ایسا کیا۔ پھر وزیر علی اشا بعض اہل کاروں پر ناراض ہو گیا اور اس نے اسے قتل کرنے یا جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا۔ بعض علماء اس کے بارے میں سفارش کرنے اس کے ہاں پہنچے۔ لیکن اس نے سفارش قبول نہ کی۔ پس میرے پاس آئے اور انہوں نے منت سماجت کی تو میں علی پاشا کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے میری عزت کی اور مجھے کرسی پر بٹھایا کہ میرے اور اس کے درمیان گز بھر کا فاصلہ تھا۔ اور اس نے میری سفارش قبول کر لی اور مجھے کہا کہ کبھی قلعہ میں آنے کی تکلیف نہ کریں۔ صرف رقعہ لکھ بھیجا کریں۔ یہ بات حاسدوں تک اس عالم کی جماعت کی وساطت سے پہنچ گئی جس کی سفارش مسترد ہو گئی تھی۔ چنانچہ وہ اس دشمن کے ہاں اکٹھے ہوئے اور اس سے کہا کہ ہمیں ان مسائل میں سے کچھ عطا کریں جو کہ فلاں کے بارے میں آپ کے پاس ہیں۔ اس نے جھوٹ اور بہتان پر مبنی چند مسائل انہیں مہیا کیے تو انہوں نے یہ پاشا کو ترکی میں لکھ بھیجے۔ اور ان کے ساتھ چند ایسے امور ملا دیئے جو اس کے قلب کو متنفر کر دیں۔ اس نے انہیں پڑھا۔ اور کہا کہ شریعت کے متعلقہ مسائل تو علماء کی طرف لوٹتے ہیں۔ رہے دوسرے مسائل تو اس کے بارے میں کچھ بھی کبھی قبول نہیں کرتا۔ میں نے اس کے بارے میں اپنے قلب کی طرف رجوع کیا ہے۔

پس انہوں نے اس کی طرف دوسرا رقعہ اور تیسرا رقعہ لکھ بھیجا تو اس نے اسے چاک کر دیا۔ اور مصر میں مشہور ہو گیا کہ پاشا فلاں سے محبت کرتا ہے۔ پس حاسد ایک مدت تک بجھے رہے۔ پھر ابلیس ملعون نے بعض حاسدوں کو وسوسہ ڈالا اور کہا کہ اہل مصر عبدالوہاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ پس اس کے بارے میں ایک رقعہ لکھو جو کہ سلطان کے دروازے پر بھیجا جائے۔ پس انہوں نے ایک رقعہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک شخص نے مصر میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور کثیر تعداد میں لوگ اس کے پیروکار بن گئے ہیں۔ مملکت کو اس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہونے کا خطرہ ہے۔ اور مولانا سلطان سے درخواست ہے کہ اسے مصر سے نکال دیا جائے۔ اور انہوں نے ایک شخص کو رشوت دی کہ اسے شاہی دروازے تک پہنچا دے۔ پس وہ لے گیا اور اسے وزراء تک پہنچا دیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم اس کے بارے میں غور و فکر کرنے کا فیصلہ لکھتے ہیں تو بعض نے کہا کہ اسے مکہ کی طرف جلاوطن کرنے کا فیصلہ لکھتے ہیں۔ اور وہاں شیخ امین الدین

رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے الشیخ ابوالللطف تھے۔پس انہوں نے بتایا کہ یہ واقعہ سارے کا سارا اس شخص پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔پس انہوں نے اس کے قول کی طرف رجوع کیا۔اور حال قصہ بدل گیا۔اور اس نے خود کو میری جماعت میں شامل کیا۔اور اس وجہ سے لوگوں نے عزت بخشی۔پس جب وہ مصر لوٹا تو دین و دنیا کی کئی مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا۔اور اسے فالج ہو گیا۔اس کا سارا جسم سیاہ تارکول کی طرح ہو گیا اور اس کے بعد کہ وہ اپنی زندگی میں گورا چٹا تھا۔پھر جب صاحب قصہ مصر لوٹا تو اس نے مجھے اس دشمن جماعت کے متعلق بتایا جنہوں نے اسے اس پر اکسایا۔پھر جن لوگوں نے باب سلطان کے لئے واقعہ لکھ بھیجا کہنے لگے عنقریب باب سلطان سے فلاں کو جلاوطنی کا حکم پہنچا چاہتا ہے۔پس میرے شاگرد تشویش میں مبتلا ہو جائے۔اور میری تشویش کے خوف سے مجھے یہ خبر پہنچا نہیں سکتے تھے۔ایک مدت کے بعد وہ شخص آیا جس نے قصہ اٹھایا تھا اور مجھے سارے کا سارا قصہ بیان کیا۔پس میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا۔

یہ ہے صورت حال۔جبکہ میں نے ان لوگوں میں سے کسی کے ساتھ ایسے فعل کے ساتھ مقابلہ نہ کیا۔اور میں نے ان واقعات میں چند ایک تیرے لئے صرف اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ تو ستانے والے پر صبر اور بردباری میں میری اقتداء کرے۔اور میں نے ان حاسدوں کو پیغام بھیجا جن کے پاس وہ مسائل مدسوسہ تھے تاکہ میں علی التعیین ان سے برات کا اظہار کر سکوں۔لیکن ان میں سے کسی نے ان کا اعتراف نہ کیا۔پس اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ انہوں نے دل میں چھپایا۔آمین اللھم آمین۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-مخالف کی اذیت وتنقیص کے مقابلہ میں مشغول نہ ہونا

میں اس کے مقابلہ میں مصروف نہیں ہوتا جس نے مجھے اذیت پہنچائی اور اس کی تنقیص میں مشغول نہیں ہوتا جس نے میری تنقیص کی۔میں صرف اپنے نفس کی تفتیش کی طرف رجوع کرتا ہوں۔استغفار کی اور اشتغال باللہ کی کثرت کرتا ہوں۔اور اس امر کا شہود کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور بیٹھا ہوں اور میرے بارے میں اپنے بندوں کے کام دیکھ رہا ہے۔اور جس کا مشہد یہ ہو وہ ثقلین کی طرف سے تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔نیز میں جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ کسی ایسے پر مخلوق کو اذیت کے ساتھ کبھی بھی مسلط نہیں کرتا جبکہ وہ اس کے حضور حاضر ہو۔اور بیشک وہ کسی پر اذیت مسلط نہیں فرماتا مگر اس شخص کے اس سے غافل ہونے کی وجہ سے۔پس وہ اس اذیت کے ذریعے ارادہ فرماتا ہے کہ اس کا بندہ التجاء کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرے تاکہ اس اذیت کو اس سے دور کر دے۔چنانچہ خلق کو بندے پر مسلط کرنے میں تکلیف کی صورت میں رحمت ہے۔اور ہم نے تجربہ کیا ہے پس فتنوں کی تسکین کے لئے اشتغال باللہ تعالیٰ۔جنایات میں نفس کی تفتیش اور کثرت استغفار سے زیادہ زود اثر کوئی چیز نہیں۔اسی لئے صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جب لوگ تجھ میں مشغول ہو تو ان کے رب میں مشغول ہو جا۔پس بیشک اس کے دست قدرت میں ان کے امور کی لگام ہے۔اور ان کا مقابلہ مت کر تو مشقت میں پڑ جائے گا اور اذیت میں اضافہ ہو گا۔اور اس معنی سے اکثر لوگ غافل ہو گئے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں نہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔اور یوں اذیت دینے والوں کے مقابلے میں مشغول ہو گئے تو بعض نے اپنے شاگردوں کے ذریعے بعض کی آبرو کو تار تار کر دیا اور کبھی خود۔یا لفظ کے ساتھ یا ان کے متعلق بددعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے ساتھ۔پس اللہ تعالیٰ سے مدد نہ پائی۔

داؤد علیہ السلام کی وحی اور آیت قرآنی میں مطابقت

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! جو تجھ پر زیادتی کرے تو اس پر زیادتی نہ کر میری مدد سے محرومی ہوگی۔ پس بیشک میں مدد نہیں کرتا مگر اس کی جو میرے علم کے ساتھ راضی ہو اور اس کا مقابلہ نہ کرے جو اسے اذیت پہنچائے۔ اور اس وحی میں اور قرآن پاک کی ان آیات میں کہ والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون (الشوریٰ آیت ۳۹) اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا بدلہ لیتے ہیں) فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم (البقرہ آیت ۱۹۴) تو جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر اتنی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی) نیز فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئك ما علیھم من سبیل (الشوریٰ آیت ۴۱) اور جو اپنے آپ پر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیتے ہیں پس ان لوگوں پر کوئی ملامت نہیں) اور وہاں جو کچھ ہے اس کے اور آیات قرآن کریم کے درمیان وجہ جمع یہ ہے کہ کبھی یہاں بدلہ لینے سے مقصد عام ہوتا ہے کہ ترک مقابلہ کر کے اللہ تعالیٰ کے علم پر اور دیں کے اس مظلوم کے لئے بدلہ لینے پر اکتفاء کیا جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصر نہ اللہ (الحج آیت ۶۰) اور جس نے بدلہ لیا اس قدر جتنی اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا) جبکہ یہاں جو نہی عن البغی ہے اسے اس پر محمول کیا جائے کہ اس مقدار سے زیادہ زیادتی کی جائے جس کا باغی مستحق ہے۔ جس طرح اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے بمثل ما اعتدی علیکم (البقرہ آیت ۱۹۴) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا (الشوریٰ آیت ۴۰) اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے)۔ اور اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اور بخاری میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے مرغی چرالی۔ جب اسے کھانے کے لئے ذبح کیا اور اس کے پر اکھاڑے۔ اس کے جسم میں ایک ایسا پر اگ آیا جسے وہ کسی حیلے سے بھی اکھاڑ نہ سکا۔ پس جب مرغی کی مالکہ نے اس پر بددعا کی تو پر اسی وقت گر گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ میری بددعا کے بغیر اذیت دینے والے سے بدلہ

اللہ تعالیٰ میرے لئے اس سے بدلہ لیتا ہے اور اس کا مواخذہ فرماتا ہے جس نے مجھے ستایا جبکہ میں نے قصد نہیں کیا اور نہ اس کے لئے بددعا کی۔ چنانچہ ان میں سے کسی کو سلطان کی طرف سے پھانسی دینے کا حکم آیا۔ جب اسے اس کی خبر دی گئی تو تڑپ اٹھا۔ بیمار پڑا اور دس دن کے بعد مر گیا۔ کسی کے عیال کو اچانک بے حیائی اور نشے میں پایا گیا اور انہیں حاکم کے دفتر میں اس شب کی صبح لے جایا گیا جس میں اس نے میرے خلاف سازش کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس میں اسے مبتلا کر دیا۔ اور کسی نے اپنی خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تو فلاں کو کیسے ستاتا ہے حالانکہ وہ میرے ہم نشینوں میں سے ہے اور میری سنت پر ہے۔ پس وہ میرے پاس مجھ سے معافی مانگنے آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے حق میں مجھ سے سبقت لسانی ہو گئی پس میں کہہ بیٹھا کہ عبدالوہاب ان مجالس میں جو اس نے برپا کی ہیں بدعت کا مرتکب ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دراں حال کہ آپ نے مجھ سے رخ مبارک پھیر لیا۔ اور واقعہ بیان کیا۔ اور ایک شخص کو میں پہچانتا ہوں اس نے میری آبرو کو پریشان کیا۔ اس نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا جو اس سے کہہ رہا

تھا کہ فلاں مقبول الدعاء ہے۔اس نے اس کا اپنے ہم نشینوں سے ذکر کیا۔اور کہا کہ ہوسکتا ہے یہ شیطان ہو۔اور ہنسی مذاق کرنے والوں کی محافل میں میرے خلاف گفتگو کرنے پر بضدر رہا۔پس اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ساتھ مبتلا کیا جس نے اس کا راز افشاء کیا اور اس کے وہ عیب ظاہر کئے کہ کوئی جانتا تک نہ تھا کہ اس میں یہ عیب ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ترک نماز میں۔شراب نوشی۔فقہاء۔فقراء۔تجار۔قضاۃ اور اہل کاروں کے متعلق بدگوئی میں مبتلا کر دیا۔بسا اوقات کئی اکابر کے گھروں کے چکر لگاتا۔اور ان کے پردوں کو جھانکتا۔پھر لوگوں کے سامنے ان کی حکایتیں کرتا۔پس قلوب اس سے متنفر ہو گئے۔اور بعض نے اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے روک دیا۔اور یہ ایک عظیم آزمائش ہے جس میں کوئی مبتلا ہوتا ہے۔اس لئے کہ شرک کے بعد کوئی گناہ لوگوں کو ناحق ایذاء پہنچانے سے زیادہ قبیح نہیں۔کیونکہ قریب نہیں کہ اس حال والے کی کوئی ایک نیکی آخرت میں باقی بچے اس لئے کہ اس پر لوگوں کے حقوق کی کثرت ہوگی۔پھر جب اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو اس پر ان کے بوجھ رکھ کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔اور بسا اوقات ان کا بعض بخل کرے گا پس وہ ایک غیبت میں اس کے تمام اعمال صالحہ جو اس کے پاس ہوں گے راضی نہیں ہوگا۔نیز کبھی ایسے گناہ والا مقام اخلاص تک نہیں پہنچتا۔پس اس کے تمام اعمال میں اکثر ریاء داخل ہو جاتی ہے۔اور احادیث میں ان کی عدم قبولیت کی صراحت ہے۔اور اسی معنی میں کہے گے اشعار میں سے یہ دو شعروں کا ترجمہ ہے: جیسا چاہے ہو جا پس بیشک اللہ تعالیٰ کرم والا ہے۔اور تجھ پر کوئی بوجھ نہیں جب تو خطا کار ہو۔مگر دو گناہوں کے قریب نہ جانا۔اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا۔اور لوگوں کو تکلیف پہنچانا۔

انتصار حق تعالیٰ کی شرط

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ بندے کے لئے اپنے بندوں سے کبھی بدلہ نہیں لیتا جبکہ وہ اس کی خلق میں سے کسی کی طرف اعتماد کرنے والا ہو یہاں تک کہ اسے واسطہ بنالے اور اس کے ساتھ رکانہیں۔پس جب حق تعالیٰ اپنے بندے کی طرف نظر فرمائے اور اسے دیکھے کہ وہ صرف اسی کی طرف اعتماد کرنے والا ہے تو اس وقت حق تعالیٰ کی مدد اس سے پیچھے نہیں رہتی۔اور حدیث قدسی میں ہے مجھے میری عزت وجلال کی قسم میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میرے ساتھ بدلہ نہیں لیتا مدد نہیں پاتا جسے میں اس کے قلب سے یقیناً جانتا ہوں پس اہل سموات اور اہل ارض اس سے حیلہ گری کریں۔مگر میں ان کے خلاف اس کی مدد فرماتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے اس کے قلب سے یقیناً جانتا ہوں اور اسے مقید فرمایا یہ اس لئے کہ اس مقام کا وقوع اکثر بندوں سے نادر ہے۔اور حدیث پاک میں یہ بھی ہے میں اس کا مددگار ہوں جو خاموش رہا۔

سیّدی ابوالحسن الشاذلی کا زیر تربیت مرید کے متعلق ارشاد

اور سیّدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مرید اپنے شیخ کے زیر تربیت ہو تو وہ ایسے ہوتا ہے جیسے مادہ شیر کی آغوش میں اس کا بچہ۔ممکن نہیں کہ اسے اس کے سپرد کر دے جو اسے چھیننا چاہے تو حق جل وعلا کے اولیاء کا کیا مقام جو کہ اس کی تربیت۔عنائت اور حفاظت کی گود میں ہیں۔تو کیا وہ انہیں اسے سونپے گا جو انہیں چھیننا چاہے۔ہرگز نہیں۔واللہ۔پس معلوم ہوا کہ جو بندہ اپنی نصرت الی الخلق میں اپنی طرف یا اپنے وکیل یا اپنے قلب کی طرف معتمد ہوا تو وہ نصرت حق وعلا سے پیچھے رہ گیا۔مگر یہ کہ اس کا مشہد یہ ہو کہ خلق کی نصرت اس کے لئے نصرت حق جل وعلا ہی سے ہے۔اس حیثیت سے کہ انہیں اس کی مدد کرنے کا الہام فرمانے والا وہی ہے۔پس

بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بندے کے واسطہ خلق کے ساتھ اور بلا واسطہ مدد کرنے کا اختیار ہے۔ سب اسی کی طرف سے ہے۔ پس یہ استناد الی اللہ تعالیٰ کے مقام کو عیب دار نہیں کرتا بلکہ یہ اکمل ہے۔ کیونکہ اس میں آلہ کا استعمال اور اسے معطل نہ کرنا ہے۔

ایک اعتبار سے اولیاء کی اقسام

سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی پر انکار سے پرہیز کرو جب وہ خلق سے مدد لے۔ اور تم کہنے لگو کہ اگر ولی ہوتا تو ان کی طرف اعتماد نہ کرتا کیونکہ اس انکار میں مقام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں عیب ہے۔ پس بیشک سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حوارین سے فرمایا: من انصاری الی اللہ (الصف آیت ۱۴) میرا مددگار اللہ تعالیٰ کی طرف کون ہے؟ اور آپ کے قول "الی اللہ" کا معنی مع اللہ ہے۔ پس آپ نے ان سے مع اللہ تعالیٰ مدد طلب فرمائی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی کو نقصان نہیں دیتا مگر اس کا خلق کی طرف اعتماد اس غفلت کے ساتھ کہ اس کے لئے ان کی امداد حق تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام کی بنا پر ہے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اولیاء میں سے کوئی وہ ہے جو کہ اپنے لئے۔ اپنی اولاد کے لئے اور اپنے مریدین کے لئے زندگی میں اور بعد وفات کسی اذیت کا تحمل نہیں کرتا بلکہ جو بھی اس کی اذیت کے درپے ہوتا ہے وہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ حق تعالیٰ کے لئے اس حیثیت سے غیرت کرتے ہوئے کہ جو اسے اذیت پہنچاتا ہے حدود الٰہیہ سے تجاوز کرتا ہے۔ اور کوئی ولی ایسا ہے جو کہ ان میں سے کسی سے درگزر نہیں کرتا گرچہ ایک بات کی وجہ سے ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ بیماریوں یا منصب سے معزولی یا جلاوطنی وغیرہ کے ساتھ اس کی تادیب فرمائے تاکہ پہلے پہل ہی گناہوں سے پاک ہو جائے تاکہ اس پر گناہ تہ بہ تہ ہو جائیں۔ پس اسے ہلاک کر دیں۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر معصیت کے کئی رخ ہیں۔ ایک رخ عبد کے لئے ہے اس حیثیت سے کہ معصیتیں خلق پر اس کی معصیت کی وجہ سے نزول بلا کا سبب بنتی ہیں اور وہ انہیں ایذاء پہنچاتا ہے۔ اور ایک رخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حیثیت سے کہ اس نے اس کی حدود سے تجاوز کیا جیسا کہ ابھی گزرا۔ پس عبد درگزر کرتا ہے اپنی جہت کے رخ سے جبکہ بخل کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کے رخ کی بنا پر اس کے لئے غیرت کرتے ہوئے۔ اور اولیاء میں سے ایسا بھی ہے جو کہ ہر اس شخص کو کثرت سے پائمال کرتا ہے جو اسے یا کسی مسلمان کو ایذاء پہنچائے۔ پس وہ اپنی نیت کو تشفی نفس کے بغیر اسے تادیب کرنے کے لئے خالی کر لیتا ہے۔ اور اس سے اس موذی کو اس کی ایذاء سے روکنے یا لوگوں میں اس کی ایذاء میں تخفیف کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اور تمام رجال کے لئے ایک مشہد ہے۔

اور آگے آئے گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے اور حضرت حسان بن ثابت سے جب کہ مدد لینا آپ نے مشرکین کی ہجو کی 'دراصل ان پر آپ کا وفور شفقت کی بنا پر تھا۔ اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس کا یہ قول ہے وبلوناھم بالحسنات والسیئات لعلھم یرجعون (الاعراف آیت ۱۶۸) اور ہم نے انہیں نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ آزمایا تاکہ وہ رجوع کریں) پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔نفسانیوں سے کثرت محبت وشفقت

میں باطن میں کثرت کے ساتھ اس سے محبت وشفقت اور مہربانی کرتا ہوں جسے دیکھوں کہ یہ نفسانیوں میں سے لوگوں میں قینچی

ہے۔پس جب بھی وہ میرے پاس آتا ہے اس کا حق واجب ادا کرتا ہے۔اپنے فرش پر بٹھاتا ہوں۔اس کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں اور اسے تاکید کرتا ہوں کہ میرا کھانا کھائے۔اور اس سلسلے میں اس پر سخت تاکید کرتا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ میرے ہاں سے باہر جا کر اطراف میں میری آبرو کو تار تار کرے۔پس اس کے ساتھ میری وجہ سے گنہگار ہو۔اور کبھی مجھ پر نفس غلبہ اختیار کرے پس دوسرے وقت پر میں اس کی آبرو کو پریشان کروں۔اور میرے ساتھ ایسا واقعہ رونما ہوا کہ اہل جدال میں سے ایک شخص میرے ہاں آیا۔پس میں نے اسے تاکیداً کھانا کھانے کو کہا مگر اس نے انکار کر دیا اور قسم کھائی کہ نہیں کھائے گا۔پھر چلا گیا۔چنانچہ حیثیت عرفی کے خلاف باتیں کیں۔اور کہنے لگا کہ میرے جیسے پر فلاں آدمی پابندی بٹھاتا ہے۔ایک اور واقعہ پیش آیا۔ایک شخص میرے پاس آیا۔پس میرے سامنے چٹائی پر بیٹھ گیا۔مجھے یاد نہ رہا کہ اسے تاکید کروں کہ مسند پر بیٹھے۔پس اس نے اطراف واکناف میں میری آبروریزی کی۔

پس اے بھائی! ایسے لوگوں کی تعظیم میں سستی کرنے سے پرہیز کر۔پس ان کے پاس وہ تکبر ہے جو کہ اکابر حکومت کے ہاں بھی نہیں۔پس قاضی عسکر اور ابویزید دفتر دار میری عیادت کو آئے۔پس میرے سامنے چٹائی پر گھٹنوں کے بل مسند کے بغیر بیٹھے رہے۔اور میں نے مسند سے اترنا چاہا لیکن انہوں نے مجھے اترنے نہ دیا۔پس ان لوگوں کی تواضع مع الفقراء دیکھو۔اور دوسروں کا تکبر دیکھو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ایذاء دینے والے سے کثرت محبت وشفقت

میں اس کے ساتھ محبت وشفقت کی کثرت کرتا ہوں جو مجھے ستانے میں مبالغہ کرتا ہے اور اس کی محبت کو مجھ سے نیکی کرنے والے اور عقیدت رکھنے والے کی محبت پر ترجیح دیتا رہا ہوں۔اور یہ اس لئے کہ کسی انسان کے ساتھ تیری محبت اس کے نفع کی تیرے لئے کثرت کے مطابق عظیم ہوتی ہے۔اور کوئی شک ہے نہ شبہ کہ جس نے مجھے ستایا اس نے مجھ پر اپنے دین اور ان اچھے اعمال کی سخاوت کی جو کہ دنیا کے تمام ایندھن سے کہیں قیمتی ہیں۔اس لئے کہ اس نے قیامت کے دن اس کی نیکیاں حاصل کرنے پر مجھے قادر کر دیا۔یا میری برائیاں اس کی پشت پر رکھنے کا اختیار دے دیا اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں۔گرچہ میرا پختہ ارادہ ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے احترام کے لئے ایسا نہ کروں۔پس میں بحمد اللہ تعالیٰ اپنے جی میں ہر اس شخص کے لئے محبت اور مودت کی کثرت پاتا ہوں جو مجھے ستائے اور مجھ پر جھوٹا الزام لگائے۔اور اس کے مقابلے میں زیادہ پاتا ہوں جو میرے ساتھ اچھا سلوک کرے اور محافل میں میری مدح کرے۔اور جس قدر کوئی مجھے زیادہ ستائے اور اس کی محبت میں میرے لئے اضافہ ہوتا ہے۔کیونکہ اس نے اس کی بدولت اپنے آپ پر میرے حق کو ثابت کرنے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ان کے احترام کی وجہ سے آپ کے حسن خدمت میں میری سچائی کے اثبات میں مبالغہ کیا ہے۔پس اسے ناپسند کیسے کروں اور اس مشہد والا کسی کو اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والا نہیں سمجھتا۔وہ تو انہیں احسان کرنے والا ہی سمجھتا ہے۔پس جس نے اس کے ساتھ اپنی دنیا کے ذریعے احسان نہیں کیا اس نے اپنی دعا کے ساتھ احسان کیا گرچہ عام مسلمانوں کے لئے اپنی دعا میں ہی سہی۔اور جو اس کے ذریعے اس کی طرف احسان نہیں کرتا وہ اپنے دین کے ذریعے اور اسے ایذاء دے کر اس کے مطابق اپنی نیکیاں عطا کر کے احسان کرتا ہے۔اور جس نے اس کے ساتھ اپنی دنیا اور اپنے دین کے ذریعے احسان نہیں کیا تو اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کی طرف احسان ترک کر کے اس کی طرف احسان کیا کہ اس نے اسے اس کی منت پذیری کے تحمل

سے آزاد کر دیا۔ پس اس کا عدم احسان بھی احسان ہے۔

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ صالحین اور علماء عاملین میں کسی کے تیری آبرو میں عیب لگانے سے تو تشویش محسوس کرے۔ بلکہ خوشی محسوس کر اگر تیرا مشہد اس کی وجہ سے طلب ثواب ہے۔ پس بیشک یہی حضرات ہیں جن کے پاس کچھ اعمال صالحہ ہیں جو تجھے عطا کریں گے۔ بخلاف ریا کاروں اور فاسقوں کے۔ پس بیشک کوئی قلیل عمل ہوگا جو خالص ان کے لئے ہوگا حتیٰ کہ اس میں سے کچھ تجھے آخرت میں عطا کریں کیونکہ ان کے اعمال دنیا میں ہی ضائع ہو چکے۔ پس اے بھائی! کسی صالح کے تجھے ایذاء دینے کی وجہ سے ظالم کی طرف سے ایذاء کی بہ نسبت زیادہ خوش ہو۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کے لئے مغفرت کی دعا کر حتیٰ کہ وہ تیری وجہ سے پکڑا نہ جائے۔

اور اے بھائی! جان لے کہ یہ خلق جو ہم نے تیرے لئے ذکر کیا ہے کہ جو بھی ہمیں ایذاء دینے میں مبالغہ کرے اس سے ہم محبت زیادہ کرتے ہیں ایک کمیاب خلق ہے۔ میں نے اپنے بھائیوں سے کسی کو اس کا ذوق رکھنے والا نہیں پایا اور میں نے اس امر پر انتہائی کوشش کی کہ اسے برا جانوں جو مجھے ایذاء دے پس بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی طبع کو اصحاب رعونات نفسیہ کی طبع سے پھیر نہیں سکا۔ قصہ مختصر اذیت کی بنا پر خوش ہونا صحیح نہیں ہو سکتا مگر اس سے جس نے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کی۔ ورنہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس سے بدمزہ ہوتا ہے جو اسے ایذاء دے۔

مومن کامل کی شرط

اور مومن کامل کی شرط ہے کہ اس کی نگاہ دار آخرت تک پہنچے۔ تو جب وہ اسے دیکھ لیتا ہے تو اس کے حق میں محال ہے کہ اس کام سے بدمزہ ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے یا اس کی بنا پر اس سے اس کی برائیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو خلق سے اذیت برداشت کرنے کی قدرت بخشی ہے۔ اس لئے کہ انہیں اس ثواب کا علم ہے جو کہ ان کے لئے اس میں ہے۔ اور انسان کے متعلق غور کر کہ کس طرح علاج کی خاطر تلخ دوائی پی لیتا ہے۔ کہ وہ اس کے اچھے انجام کا علم رکھتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی کہے کہ یہ تلخ دوائی نہ پی تو وہ اس کی بات نہیں مانتا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ اور عنقریب ایک جماعت کا ذکر آ رہا ہے جن کے ساتھ حسنات میں ان کا حصے دار ہونے کی وجہ سے نفس نے درگزر کیا۔ حالانکہ ان میں وہ لوگ ہیں جو مجھے ایذا پہنچاتے ہیں۔ پس اس کی طرف رجوع کر۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-ایذاء دینے والے کے دین کے خوف سے اس پر کثرت شفقت

میں اس پر کثرت سے شفقت اور رحمت کرتا ہوں جو مجھے ستائے اس کے دین پر خوف کی وجہ سے کہ میری وجہ سے اسے نقصان پہنچے جبکہ وہ مجھے ایذاء دے۔ اور بسا اوقات میں اس بارے میں اس کے نفس کی بہ نسبت اس پر زیادہ شفقت کرتا ہوں۔ پس بیشک میری وجہ سے اس کے دین کو نقصان پہنچنے پر میں خود اس سے زیادہ متاثر ہوتا ہوں یہاں تک میں بعض اوقات قلب کی بجائے اس کا لفظ کے ساتھ مقابلہ کرتا ہوں کہ اس نے تخفیف ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر خوف کرتے ہوئے کہ کہیں مجھ پر ناحق تعصب کی کثرت کی وجہ سے اسے ہلاک فرما دے۔ پس تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں بعض ایسے کلمات کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہوں جو اس کے لئے قدرے تکلیف دہ ہوں۔ جبکہ میرا قلب اس سے تاثر و تشفی سے فارغ ہوتا ہے۔ پس جب میں اس کا مقابلہ کروں تو بحمد اللہ تعالیٰ میرا قصد اس سے فرار نہیں

ہوتا کہ اس نے لوگوں کے سامنے میری تنقیص کی ہے کیونکہ میں اس کے دین پر خوف کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اپنی تنقیص سے حجاب میں ہوں۔ بلکہ کئی مرتبہ تنقیص کی وجہ سے خوف کا میرے دل میں کھٹکا بھی نہیں ہوتا۔ اور بسا اوقات علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس پر اسے مسلط فرمائے جو اسے ایذاء دے اور اسے اس کے گھر سے نکال دے یا مثلاً اس کے وظائف سے محروم کردے۔ پس یہ امر مجھ پر آسان نہیں ہوتا اور میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں یا اس کی مخلوق کے پاس شفاعت میں مشقت اٹھاتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ وہ اپنی سرکشی کی کثرت کی وجہ سے مستحق نہیں ہوتا کہ اس کے حق میں شفاعت کی جائے۔

عرصہ محشر میں عارفین کا اس خلق پر عمل

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن عارفین کے اخلاق میں سے یہ ہوگا کہ وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے کے حق میں شفاعت سے پہلے اس کے حق میں شفاعت کی ابتداء کریں جو انہیں دار دنیا میں ایذاء دیتا تھا اور یہ اس لئے کہ محسن کے حق میں اس کا احسان شفاعت کرے گا۔ جبکہ برے کام کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کی برائی پر سزا دے گا۔ پس یہ حضرات کرم اور جوانمردی کی وجہ سے اس کے حق میں شفاعت کی ابتداء کریں گے۔ جب قادر ہوں گے اور معاف فرمائیں گے اور تاکہ انہیں ستانے والے کو حاصل ہونے والی ندامت زائل کردیں جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مقام اور احترام دیکھے گا۔ جبکہ دار دنیا میں اسے اس امر کا تعارف نہ تھا۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کا مقام دار دنیا میں پہچان جاتا تو انہیں کبھی نہ ستاتا۔ بلکہ ان کے ساتھ شدید محبت والوں اور عقیدت والوں میں ہوتا اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس دور میں نایاب خلق ہے۔ صحیح نہیں ہے مگر اس سے جس کا دنیا میں مقام زُہد محکم ہے اور اس نے مخلوق کے قلوب میں مرتبے کی محبت ترک کردی ہو۔ اور جس نے اس کو محکم نہیں کیا تو اس کا لازمہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کے دین کے نقصان پر اکثر خوف نہیں رکھتا۔ اس سے تشفی سے اور ستانے والے کا مقابلہ کرنے سے محبت کرتا ہے۔ گرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی بدولت ہو۔ چہ جائیکہ اس پر شفقت اور اس کے لئے رحمت کرے۔

پس معلوم ہوا کہ ستانے والے پر رحمت اور شفقت کے ساتھ متخلق نہیں ہوتا مگر وہ جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہو۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے استواء علی العرش کا ذکر نہیں فرمایا مگر اپنے اسم ''الرحمٰن'' کے ساتھ۔ پس اس نے مومن و کافر ہر اس شخص پر رحم فرمایا جسے عرش حاوی ہے۔ ہر کسی کو اختلاف طبقات کے مطابق اس رحمت سے نوازا جو اس سے مشاکل ہے۔ رحمت ایجاد یا رحمت امداد یا رحمت ترک عقاب یا اس کی تخفیف۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق کر تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا متولی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی ۔ باطن کے ساتھ موذی کو ایذاء دینے پر توجہ نہ کرنا

میرا باطن ایسے حیلہ کی تدبیر کرنے میں پیروی نہیں کرتا جو مجھے ایذاء پہنچانے والے کو ایذاء دے قول کے ساتھ یا فعل کے ساتھ۔ جس طرح کہ اکثر لوگ اس میں گرتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں سے کوئی ساری رات ان حیلوں کی تدبیر میں جاگتا رہتا ہے جو اس کے دشمن کو ایذا پہنچائیں۔ اور صبح تک ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس ارشاد میں اس سے پرحذر رہنے کا اشارہ

فرمایا ہے۔افا من الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون او یاخذھم فی تقلبتھم فماھم بمعجزین او یاخذھم علی تخوف فان ربکم لرؤف رحیم (النحل آیت ۴۵ تا ۴۷) کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے برے مکر کئے کہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب اس طرح آ جائے کہ انہیں شعور ہی نہ ہو یا انہیں پکڑ لے جب وہ دوڑ دھوپ کر رہے ہوں۔ پس وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں۔ یا انہیں پکڑ لے جب وہ خوف زدہ ہو چکے ہوں۔ پس بیشک تمہارا رب بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے) اور سیّدی خضر الکردی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ جامع الملک الظاہر کے سامنے خلیج حاکمی پر مدفون ہیں فرماتے ہیں کہ ہر کلام ثقیل نوع فساد لئے ہوئے ہے۔ اور جس نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا وہ اہل اور کنبہ کے بغیر اس کی مدد فرماتا ہے اور حیلوں بہانوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

نہایت قبیح چیز

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ نہایت قبیح چیز جس میں عالم یا صالح گرتا ہے اس کا اذیت کے ساتھ ایسے شخص کا مقابلہ کرنا ہے جو اسے ایذاء دیتا ہے۔ یا لوگوں کے لئے اس کی پردہ دری کرتا ہے۔ گرچہ سچ کے ساتھ ہو چہ جائیکہ جھوٹ اور بہتان ہو۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نہایت پردہ پوش ہے اور اپنے بندوں میں سے پردہ پوشوں کو پسند کرتا ہے۔ تو جس طرح حق تبارک وتعالیٰ اپنے بندے سے عیب دیکھتا ہے اور اسے چھپاتا ہے اسی طرح اس کے بندے کو کرنا چاہئے اور مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھ احسان فرمایا ہے۔ پس میں اس پر افتراء نہیں باندھتا جو مجھ پر افتراء باندھے اور نہ ہی میں کسی پر اس کا عیب کھولتا ہوں جس نے مجھ سے ایسا سلوک کیا۔ اور میں اسے رسوا نہیں کرتا جو مجھے رسوا کرتا ہے۔ اور اگر فرض کرو کہ میں نے اور اس نے حاکم کے ہاں دعویٰ دائر کیا اور وہ مجھ سے اس کے متعلق پوچھے تو میں اس کے متعلق خیر کا ہی ذکر کروں گا۔

ذوالنون کو پاک طینت خاتون کی نصیحت

پھر جو اپنے دشمن کے ساتھ یہ سلوک کرے وہ اپنے دشمن کے بارے میں ہلاکت کا خوف کرتا ہے۔ پس اس کے باوجود ادب یہ ہے کہ دشمن نے جو سلوک کیا اس سے درگزر کرے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرے کہ اسے معاف فرمائے۔ اور اسی طرح جو اپنے دشمن کے ساتھ یہ سلوک کرے اس کا لازمہ ہے کہ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل مصر نے جب خلیفہ بغداد کے پاس ذوالنون مصری کے خلاف جھوٹا دعویٰ دائر کیا تو اس نے آپ کو گرفتار کرنے کا حکم بھیجا۔ پس آپ کو بیڑیاں اور طوق ڈال کر بغداد لے جایا گیا۔ ایک پاک طینت خاتون پر آپ کا گزر ہوا جو کہ اون کات رہی تھی۔ اس نے کہا یہ کیسا ہجوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اہل مصر ذوالنون مصری کو لائے ہیں۔ اس کے خلاف دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ زندیق ہے اور اس نے لوگوں کے عقائد خراب کر دیئے ہیں۔ اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ جب ذوالنون اس کے پاس آئے تو اس نے کہا: اے ذوالنون جب تو اس شخص کے پاس پہنچے تو اس پر ایمان والوں کا سلام کہنا۔ اس سے پرہیز کرنا کہ اسے خلفاء والا سلام کہے۔ اور اس سے بچنا کہ تو اس سے خوف کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے تجھ پر مسلط کر دے گا۔ اور اس سے پرہیز کرنا کہ تو اپنے نفس کی طرف سے جواب دینے لگے پس اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کر دے گا۔ اور اپنا۔ مخالفین کا اور خلیفہ کا شہود کرنا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو اور وہ حاکم ہے۔ پھر اس خاتون نے آپ کے لئے دعا کی۔ اور آپ

چلے گئے۔ جب آپ کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے وہی کچھ کیا جس کا اس صالح خاتون نے آپ کو حکم دیا تھا۔

خلیفہ نے آپ سے کہا کہ ان لوگوں نے تجھ پر زندقہ کا دعویٰ کیا ہے۔ تو کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ اگر ان کو جھوٹا کہوں تو اپنے نفس کی طرف سے جواب دوں اور میں اس سے شرم کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو جھوٹا کہوں۔ حالانکہ یہ لوگ مجھے اس ارادے سے لائے ہیں کہ تو میرے خلاف ان کی مدد کرے گا۔ اور اگر ہاں کہوں تو اپنے نفس کو جھوٹا کہوں اور یہ میری رعیت ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے لئے کسی ایسی چیز میں کوشش نہ کروں جو اسے ضرر پہنچائے۔ پس خلیفہ دم بخود رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر یہ زندیق ہے تو روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہیں رہ گیا۔ پھر اس نے آپ کی بیڑیاں اور طوق اتارنے کا حکم دیا۔ اور آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور انتہائی احترام کیا۔ جب آپ مصر کی طرف لوٹنے لگے تو اس نے آپ کے لئے تخت رواں تیار کروایا۔ اس میں آپ کے لئے پانچ ہزار دینار بچھائے اور آپ کو پورے احترام کے ساتھ مصر روانہ کیا۔ پس آپ اس کے بعد کہا کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ اس فقیرہ کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اذیت وتنقیص کی توجیہہ

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی انسان اذیت دے یا لوگوں کے سامنے تیری تنقیص کرے تو اسے اپنے لئے حق تعالیٰ کی تنبیہات کے باب سے سمجھ تاکہ تو اپنے گناہوں کے متعلق غور وفکر کرے اور عملی لغزشوں پر یا طاعات کے بارے میں اپنی کوتاہیوں پر یا خلاف ورزیوں یا اذیت دینے والوں کے مقابلوں کے عزم پر توبہ اور ندامت شروع کر دے۔ اور تیری تنقیص کرنے والے کے نقائص پر غور وفکر کرنے سے پرہیز کر جن سے تو دیگر نقائص کا استنباط کرے۔ بیشک یہ اللہ عز وجل کے معاملہ اور اس کی مخلوق کے معاملہ کے طریق سے تیری جہالت ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے جب تجھے اس کی اشاعت سے منع فرمایا ہے جسے تو نے اپنی آنکھ سے دیکھا تو اس کا کیا حکم جسے تو نے اپنے دقیق غور وفکر کے ساتھ استنباط کیا جو کہ ہوسکتا ہے کہ تیرے دشمن کے دل میں کھٹکا بھی نہ ہو۔

اور اے بھائی! جان لے کہ اگر تو اپنے رب عز وجل کے دربار سے باہر نہ نکلا ہوتا تو وہ تجھ پر کسی کو مسلط نہ کرتا۔ جو بھی اپنے رب عز وجل کی بارگاہ سے نکلا آفات اسے تمام جہتوں سے گھیر لیتی ہیں۔ اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو جب دشمن کے خلاف اللہ تعالیٰ سے امداد کی دعا کرے تو دشمن کے خلاف اپنی مدد کر مؤخر سمجھے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی تجھ سے قبولیت مؤخر کر دیتا ہے تاکہ تیرے ساتھ بالکل اسی طرح کا معاملہ فرمائے جبکہ تو نے کسی کو ظلماً اذیت پہنچائی اور اس نے تجھے بددعا دی پس اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اس کی دعا مؤخر فرما دی۔ شاید کہ تو رضا جوئی یا استغفار کرے۔

پس معلوم ہوا کہ جب تو اللہ تعالیٰ سے اپنے دشمن کے بارے میں بددعا کی جلد قبولیت چاہتا ہے تو تیرے خلاف تیرے دشمن کی بددعا کی جلد قبولیت کو عجیب وغریب قرار نہ دے۔ انتہی۔ پس عاقل وہ ہے جو اپنے دشمن کے حق میں اپنی بددعا کے بالکل قبول نہ ہونے پر یا قبولیت کی تاخیر پر خوش ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بالکل وہی معاملہ فرمائے جب اسکا دشمن اس کے خلاف بددعا کرے۔ اور میرے بھائی شیخ افضل الدین فرماتے ہیں کہ جب عبد پر کوئی اذیت کے ساتھ مسلط ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

طرف متوجہ ہو اور اس سے سوال کرے کہ وہ اسے اس سبب پر مطلع فرمائے جس کی وجہ سے اس پر اذیت مسلط کی گئی تا کہ اس کا دروازہ بند کر دے پس اذیت میں تخفیف ہو جائے۔ پھر اگر وہ اسے اس پر اطلاع نہ بخشے تو ہر اس گناہ سے ایمان وتسلیم کے طور پر کثرت سے استغفار کرے جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر (الشوریٰ آیت ۳۰) اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے۔ اور وہ بہت سی کرتوتوں سے درگزر فرما دیتا ہے)۔ پس اسے سمجھ لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اذیت دینے والے کے لئے اقامت عذر میں جلدی کرنا

جو مجھے اذیت دے میں اس کے لئے عذر قائم کرنے میں جلدی کرتا ہوں نہ کہ اس پر ملامت کرنے میں یا اسی کے فعل جیسے عمل کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے میں۔ اور یہ اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ اس نے مجھے کسی قول یا فعل کے ساتھ اذیت نہیں دی مگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ۔ اس سے پہلے میرے کسی ایسے گناہ میں گرنے کے بعد جو کہ یہ واجب کرتا ہے۔ پس میرا مطمح نظر حضرت ارادہ الٰہیہ ہے نہ کہ حضرات خلق۔ اور جس کا مشہد یہ ہو اس سے صحیح نہیں کہ اذیت دینے والے سے بدمزہ ہو اور نہ ہی حق تبارک وتعالیٰ کے مقدورات میں سے کسی مقدور پر ناراض ہو جب تک یہ اسکا مشہد رہتا ہے۔ اس کا مخلوق سے بدمزہ نہ ہونا تو اس لئے ہے کہ وہ شہود رکھتا ہے کہ خلائق سب کے سب حرکت کرتے ہیں نہ ہی ساکن ہوتے ہیں مگر تحت ارادہ الٰہیہ ہیں۔ پس وہ اس کوڑے کی طرح ہیں جس کے ساتھ ضرب لگانے والا کسی کو ظلماً ضرب لگاتا ہے۔ پس عاقل فاعل حقیقی کے لئے ضرب کی اضافت ترک نہیں کرتا۔ اور اسے اس کوڑے کی طرف منسوب کرتا ہے۔ رہا اس کا مقدورات حق تعالیٰ میں سے کسی چیز پر ناراض نہ ہونا تو یہ اس لئے ہے کہ وہ شہود رکھتا ہے یہ حکیم علیم کا فعل ہے۔ کشف وشہود پر اس کے ساتھ اس کی والدہ سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور اے بھائی! والدہ کی طرف دیکھ کس طرح اپنے بچے کو مارتی ہے اور اس کے جسم میں سوئی پیوست کرتی ہے جب اسے اس کے کسی ایسے امر میں واقع ہونے کا خوف ہو جس کا رنج سوئی پیوست کرنے یا پٹائی سے بھی زیادہ ہو۔ یہ سب کچھ اس پر شفقت کی بنا پر ہے۔ جب ضعف شفقت کے باوجود والدہ کا یہ کام ہے تو پھر حق جل وعلا کا فعل کیسا ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ کسی عبد کی طرف سے بدمزہ ہونا درست نہیں جسے کسی نے اذیت دی ہو مگر جب اس کا مشہد یہ ہو کہ یہ فعل خلق سے ہے ورنہ اس کا اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اس شخص سے بدمزہ ہونا کبھی بھی درست نہیں ہوگا۔ یا اس فعل کی اضافت خلق کی طرف کرنے کی بنا پر۔ اور اے بھائی! غور کر جب عبد کسی معصیت میں گرتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کی عزت پریشان ہو تو اپنے قلب کو کیسے پاتا ہے کہ قہر اور شدت ندامت کی بنا پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ پس جب وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کی تخلیق سے پہلے ہی تقدیر الٰہی کی بنا پر ہے تو اس پر وہ رنج ہلکا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ مذکورہ بالا میں شیخ افضل الدین کی وضاحت

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جسے کوئی ناحق ایذاء پہنچائے اسے چاہئے کہ اس سبب کی طرف دیکھے جس نے اسے اذیت دینے والے کو تحریک دی حتیٰ کہ اس نے اسے ستایا۔ پھر اس میں وجہ حکمت کی طرف دیکھے حتیٰ کہ ناراض ہو نہ اعتراض کرے اور نہ ہی تسلی کے لئے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر جس نے اسے ستایا اس کے لئے یہ عذر قائم

کرے۔ حضرت الٰہیہ کے شہود سے حجاب میں ہے اور اس کے متعلق ناواقف ہے جو اس میں اس کے غیر سے مقرب ہے۔ پس بیشک اگر اسے علم ہوتا کہ وہ شخص اولیاء اللہ تعالیٰ سے ہے تو اسے اذیت نہ دیتا بلکہ اس کا شدید عقیدت مند ہوتا۔ جس طرح کہ یہ اہل محبت وعقیدت کی شان ہے۔ پھر اس تنگی میں بھی دیکھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاں مقرر کیا ہے حتیٰ کہ اس نے حاسد کسی کو برداشت نہ کیا کہ دین میں یا دنیا میں اس سے بالاتر ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاں وسعت رکھی ہوتی تو وہ کسی سے حسد نہ کرتا اور اسے ایذاء نہ دیتا۔ پھر جب اسے اللہ تعالیٰ سے اس سبب کی پہچان ہو جائے جس نے اس پر اذیت کی تحریک دی تو اس پر واجب ہے کہ اس کا سدباب کرنا۔ پس اگر اسے حق تعالیٰ نے اس کی پہچان نہیں کرائی تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اسے اس سبب پر مطلع فرمائے۔ پس اگر اسے اس پر مطلع نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس دشمن کے ساتھ اس کی حسن تدبیر کے ساتھ تدبیر فرمائے اور اس نے جو جنایت کی ہے اس کی معافی عطا فرمائے۔

پس واللہ وہ دارین کی عزت کے ساتھ کامیاب ہوا جس نے خلق سے اذیت برداشت کی۔ اور اسی طرح وہ بامراد ہوا جسے اس امر کا شہود ہوا کہ دارین میں حقیقی فاعل کوئی نہیں مگر اللہ عزوجل۔ پس وہ ہر فعل کی وجہ سے جو اس سے صادر ہوا ناز ونعمت حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ مع الحق ہے نہ کہ مع الخلق۔ پس اسے جان لے تجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجھ پر انکار کرنے والے طلبہ علم سے کثرت محبت وتعظیم

میں کثرت سے ان طلبہ علم کے ساتھ محبت وتعظیم سے پیش آتا ہوں جنہوں نے مجھ پر انکار میں جلدی کی۔ اور مجھ پر اکابر کے ہاں شب خون مارا جب حاسدوں نے میری کتابوں میں ظاہر شریعت کے خلاف اپنی طرف سے مسائل شامل کر دیئے۔ گرچہ ان مذکورہ طلبہ علم پر ملامت ہے اس حیثیت سے کہ انہوں نے میری طرف سے اس کلام کے صحیح ہونے کی تفتیش سے پہلے ہی انکار میں جلدی کی۔ پس بیشک یہ لوگ گرچہ انہوں نے بے علمی میں مجھ پر انکار میں جلدی کی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا تا کہ مجھے اس سے پرہیز کی تلقین کریں جو کہ شاید مستقبل میں مجھ سے وقوع پذیر ہو۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے کسی نے امر بالمعروف نہیں کیا مگر میری نگاہ میں وہ قابل تعظیم ہوا اور اس کے ساتھ میری محبت میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں میں جانتا ہوں کہ فقیہ، فہم میں مجتہد ہے۔ پس اس نے مجھ پر انکار نہیں کیا مگر اسی کا جس کی طرف اس کے اجتہاد نے پہنچایا۔ اور اس نے اسے ظاہر شریعت سے خارج پایا۔ پس کیا سعادت ہے اس کی جو جامع ازہر جیسے ادارے میں مقیم ہو۔ پس بیشک اس میں اقامت پذیر فقہاء قریب نہیں کہ چھوٹا یا بڑا چھوڑیں مگر انہوں نے اس پر اس کا شمار کیا ہے اور اس میں اس کے ساتھ جھگڑا کیا۔ پس ایسے سے بدمزہ نہیں ہوتا مگر ریا کار احمق۔ پس بیشک انہوں نے جس مسئلہ کے متعلق اس کے ساتھ جھگڑا کیا اور اسے اس کی طرف منسوب کیا اگر وہ اس میں واقع نہیں ہوا تو بیشک انہوں نے اسے اس کی آنکھ میں قبیح کر دکھایا۔ اور ہر عاقل کی شان ہے کہ جب وہ کسی قول یا فعل میں واقع ہونے کی وجہ سے ناقص ہوا تو وہ اس سے بچنے میں لگ جاتا ہے۔ اور پوری کوشش سے اس سے دوری اختیار کرتا ہے۔ اور یہ عظیم خلق ہے اس کے ساتھ تخلق نہیں کر سکتا مگر وہی جو نفس کی کدورتوں سے پاک ہو چکا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے اخلاص سے نوازا ہو یہاں تک کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مقام کی

رعایت کی نہ کہ خلق کے ہاں۔اور میں نے اپنے بھائی مریدین میں سے کوئی اس کا ذوق رکھنے والا نہیں پایا۔ بلکہ ان میں سے اکثر تو قریب ہے کہ غصے سے پھٹ جائے۔اور وہ انکار کرنے والے کی آبروتار تار کر دیتا ہے یا اس کے خلاف فتوے لیتا ہے۔اور یہ ریاء اور نفاق کی بڑی علامات میں سے ہے۔

اور سیّدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے کہ خلق کے ساتھ کوئی نہیں رکا اور اللہ تعالیٰ کی بجائے اس نے ان کی رعایت نہیں کی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنائت سے گر جاتا ہے۔

انکار سے بدمزہ ہونے کے بارے میں وضاحت

اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے پرہیز کر کہ تو اس سے کبیدہ خاطر ہو جو تجھ پر کسی چیز کا انکار کرے جس میں تو واقع نہیں ہوا۔پس بیشک اس نے تو اپنے علم کے مطابق اپنی کوشش کے ساتھ تجھے نصیحت کی ہے۔اور اس سے بچ کہ تو اسے کہے کہ یہ بات کسی اور سے کہو۔میں تیرے جیسے کے وعظ کا محتاج نہیں ہوں۔پس بیشک یہ جہالت ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وذکر فان الذکری تنفع المومنین (الذاریات آیت ۵۵) اور نصیحت کرو بیشک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے) پس سمجھ لے۔اور تجھے کسی نے کبھی کوئی نصیحت نہیں کی مگر وہ جانتا ہے کہ تو اس سے بری ہے۔وہاں سب سے کم یہ امر ہے کہ اس نے لوگوں کو سنا کہ تجھے اس امر میں ملوث قرار دیتے ہیں۔پس اس نے تجھے نصیحت کی ہے تجھ پر شفقت کے طور پر اگر تو اس میں گرا ہے یا اسے تیری نظر میں اسے قبیح گردانا ہے تا کہ اس سے اپنا پہلو بچائے رکھے یا اگر تجھ پر وہ مقدر ہے تو اس کا تو ارتکاب کرے جبکہ تو اسے قبیح سمجھتا ہے اسے ہلکا نہیں سمجھتا۔پس اس نے پوری کوشش سے تجھے نصیحت کی ہے۔گرچہ تو اس سے جدا ہے۔

اور اے بھائی! جان لے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو وہ ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس کے لئے اس کا عیب اور کجی بیان کرے۔اس خوف کے پیش نظر کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے والے آئمہ میں رکھا۔نہ کہ اس کے مقام پر خوف کرتے ہوئے کہ مضمحل ہو جائے۔لیکن ادب یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کا عیب اور نقص صرف اپنے اور اس کے مابین ہی بیان کرے محضر عام میں نہیں۔خصوصاً اگر اس کے پیروکار ہوں۔پس وہ بسا اوقات اپنے شیخ کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں تو اس سے نفع سے محروم ہو جاتے ہیں۔جس طرح کہ خود اس پر واجب ہے کہ جب وہ کسی امر میں اپنے اجتہاد کی وجہ سے کج ہو جائے اور اس کی جماعت اس پر اس کی پیروی کرے۔پھر اسے اپنی کجی ظاہر ہو جائے تو وہ ان میں ندا دے کہ سن لو کہ میں فلاں امر میں شریعت سے خارج ہو گیا تھا اور میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے۔پس تم بھی رجوع کر لو۔

اکابر اسلام اور اظہار حقیقت

اور ابوعثمان المکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ جہت کا عقیدہ رکھتے تھے۔جب آپ نے توبہ کر لی تو اپنے مریدین میں ندا دی کہ میں نئے سرے سے مسلمان ہو گیا ہوں۔پس آپ کے سارے مریدین نے اس عقیدے سے رجوع کر لیا۔

اور سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ میری اقتداء سے پرہیز کرو۔پس میں مشتبہ شخص ہوں۔اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ حلال میں نہیں جو میری طرف قدیم سے کوئی چیز منسوب کرے۔یہ سب کچھ

پارسائی سے ہے۔ اور اے بھائی! ہم نے جو ہم پر انکار کرنے والے علماء کی محبت اور ان کی تعظیم و تکریم کی تقریر کی ہے ایک نادر خلق ہے۔ کوئی قلیل ہے جو اس پر اپنے نفس کا مالک ہو۔ بلکہ اکثر تو اپنے اوپر انکار کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں گرچہ سچ ہو۔ اور یہ نقص جہالت اور حماقت ہے۔

اکابر کے قول کی وضاحت

اور حضرت سفیان ثوری۔ فضیل بن عیاض اور ذوالنون مصری کا یہ قول کہ فقراء کے قرب سے بچو کہ اگر وہ تم سے محبت کریں تو تمہاری مدح میں وہ کچھ کہیں گے جو تم میں نہیں ہے۔ پس تمہیں تمہارے دین کے متعلق دھوکہ دیں گے اور تمہیں عجب کے ساتھ ہلاک کریں گے۔ اور اگر تمہیں ناپسند کریں تو تمہاری تنقیص میں وہ کچھ کہیں گے جو تم میں نہیں ہے۔ اور ان سے یہ بات قبول کی جائے گی۔ تو یہ اس شخص پر محمول ہے جس کا مشہد اس کے خلاف ہو جو ہم نے جزا سیئة سیئة مثلها کے باب سے ذکر کیا ہے۔ پس بیشک یہ اس ضعیف پر محمول ہے جو اس کے متعلق کہی گئی بات کو برداشت نہیں کرتا۔ اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم پر قناعت نہیں کرتا۔ اور کثیر علماء کے نزدیک مفاسد کو دور کرنا مصالح حاصل کرنے پر مقدم ہے۔ پس اسے سمجھ لے اور اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے منزل مراد ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ تنقیص و مدح دونوں صورتوں میں شکر خداوندی

میں اللہ تعالیٰ کے لئے شکر ادا کرنے میں جلدی کرتا ہوں جب کوئی تنقیص کرنے والا اکابر میں سے کسی کے پاس میری تنقیص کرے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جب اس کے پاس کوئی میری بڑائی اور تعریف کرے۔ دونوں صورتیں برابر ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ عاقل کے لئے شرط ہے کہ تسلیم و تفویض کے حکم کے ساتھ رضائے حق تبارک وتعالیٰ کے ساتھ گردش کرے نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اختیار کے حکم کے ساتھ۔ اور جب میں مصر میں وزیر علی پاشا کے پاس حاضر ہوا اس نے میری تعظیم کی۔ مجھے اپنے پہلو میں کرسی پر بٹھایا تو حاسد اس سے جل گئے اور انہوں نے میرے بارے میں واقعات لکھے اور ان کی دیوان میں تہمت لگائی۔ اور مجھے یہ خبر پہنچ گئی تو میں نے شکر کی طرف جلدی کی اور متاثر نہ ہوا۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا شہود رکھنے والا ہوں جس نے اسے میرے لئے مسخر فرمایا نہ کہ وزیر کے ساتھ۔ اور جسے اپنے آقا کی طرف سے علم ہو کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور اپنے غلاموں میں سے بعض دشمنوں سے اس کے متعلق کوئی بات نہیں سنتا تو ان کی گفتگو اس کے نزدیک روزن دیوار کے غبار کے برابر ہے۔ بخلاف اس کے جو اس مشہد سے محجوب ہو اور وہ نہیں دیکھتا مگر اس بندے کو تو لازماً متاثر ہوتا ہے۔

اور جو غور کرے وہ حکام کے اس کی طرف توجہ کرنے کے نقصان کو اپنے لئے اس صورت سے زیادہ نقصان وہ سمجھتا ہے جب وہ اسے پس پشت ڈال دیں۔ کیونکہ حکام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گزشتہ وعدے کے مطابق ہمیشہ ظلم و جور کے اضافے میں رہے۔ پس جب انہیں خبر پہنچے کہ پاشا یا دفتر دار فقراء میں سے کسی سے عقیدت رکھتا۔ ہے تو ہر وہ شخص جس پر سلطان کے لئے مال ہے اس شخص کی طرف آنے لگتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ پاشا یا دفتر دار سے کہد و کہ فلاں پر صبر کرو یا اس سے درگزر کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے۔ پس اس فقیر کے لئے جب وہ اس سفارش طلب کرنے والے کو دور نہ کر سکے گنجائش نہیں رہتی مگر یہ کہ سفارش کرے۔ اور ممکن نہیں کہ پاشا یا دفتر دار اس کی

سفارش اس چیز کے بارے میں قبول کرلیں جس میں وہ سفارش کرے۔ کیونکہ ان کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں شدت کریں جسے مال سلطان کا نام دیتے ہیں نہ کہ اسے ضائع کرنے میں۔ پس فقیر اور حاکم دونوں مصیبت اور مشقت میں پڑ جاتے ہیں۔ آخر الامر حاکم، فقیر پر انکار کردیتا ہے۔ اور اس کے بارے میں اس کی عقیدت کم ہو جاتی ہے اور وہ اسے تھوک دیتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے معاصر علماء اور صالحین کی ایک جماعت کے لئے ایسا رونما ہوا۔

پس اے بھائی! جب ہی تو حاکم کے ہاں تیری تنقیص کرنے والے کی تکلیف تجھے اس سے کم ہوتی ہے جو اس کے نزدیک تیری بڑائی کی بات کرے اور وہ دونوں اپنے فعل میں تیرے محسن ہیں۔ اور جسے اس امر کا ذوق ہو اس کا اکابر کے پاس اس کی تنقیص کرنے والے سے غیظ وغضب کم ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل اس کتاب کے کئی مقامات میں آرہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ابناء دنیا کو مجھ سے متنفر کرنے والے سے کثرت محبت

میں اس شخص کے ساتھ کثرت سے محبت کرتا ہوں جو دنیاداروں کو مجھ سے متنفر کردے اور ان کے سامنے مجھے عیبی قرار دے۔ جیسے تاجر۔ اہل کار۔ حکام۔ کشاف۔ مشائخ عرب وغیرہم۔ اور یہ اس لئے کہ میں بحمد اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کی صحبت میں ان کی دنیا کے لئے نہیں بیٹھتا۔ بلکہ میرے خیال میں کھٹکتا بھی نہیں کہ وہ مجھے کچھ عطا کرے گا۔ اور اگر وہ مجھے کچھ عطا کرتا ہے تو میں اسے قبول نہیں کرتا۔ پس میں اس کی دنیا سے غنی ہوں۔ اور ان کے ہاں علم ہے نہ ادب کہ ان سے استفادہ کروں۔ اور نہ ہی وہ میری صحبت کی وجہ سے مجھ سے علم وادب کی تعلیم کا قصد کرتے ہیں۔ ان کی مجالس تو غفلت۔ سہو اور دنیوی معاملات میں مشغولیت کی مجالس ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ پس ان کی صحبت ضرر کے زیادہ قریب ہے۔ اور واللہ پھر واللہ پھر واللہ بیشک میں اپنے قلب میں اس کے لئے زیادہ محبت اور مودت پاتا ہوں جو ایسے لوگوں کو مجھ سے متنفر کرے بہ نسبت اس کے جو انہیں میری طرف راغب کرے۔ پس بیشک میں عجائب۔ غرائب اور فتنوں کی دسویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوں۔ اور ہم نے آج کل کے اکثر ہم نشینوں کی تفتیش کی ہے پس انہیں ہماری صحبت پر برانگیختہ کرنے والی دنیوی علتیں ہیں۔ اور ہر عاقل کو معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت عقل کے نقص کی وجہ سے ہے۔ اور ایسے لوگوں کو نفرت دلانے میں بدمزہ نہیں ہوتا مگر وہ جو اللہ تعالیٰ اور دار آخرت سے غافل ہو۔ پس جس نے ایسے لوگوں کو اس سے نفرت دلائی اس نے اسے ان حقوق صحبت میں داخل ہونے سے آزاد کردیا جن کے اہتمام کی اس دور کے اکثر لوگوں میں طاقت نہیں۔

بعض حقوق ہم نشینی کا بیان

پس بیشک حقوق صحبت سے یہ ہے کہ ہم نشین اپنے ہم نشین کا اس کے مال۔ لباس اور کھانے پینے میں شریک ہوتا ہے۔ ان میں سے کسی چیز کے ساتھ اس سے ممتاز نہیں ہوتا۔ اور یہ ہم جیسوں پر مشکل ہے۔ پس عاقل کی عقل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکر ادا کرے جس نے ابناء دنیا کو اس سے متنفر کردیا۔ علاوہ ازیں دشمن کی بات پر اس سے نفرت نہیں کرتا مگر ہماری محبت میں جھوٹا اور ہماری صحبت میں غیر صادق۔ پس بیشک محب صادق کو کوئی پھیر نہیں سکتا اور اسے تلواریں اور ہلاکتیں لوٹا نہیں سکتیں۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص اس سے بدمزہ ہوا جس نے اس سے ابناء دنیا کو اس زمانے میں نفرت دلائی تو وہ اپنے نفع وضرر سے جاہل

ہے اوراس کی اصل یہ ہے کہ وہ دنیوی اغراض کے لئے ان کی صحبت اختیار کرتا ہے۔اگر وہ آخرت کے لئے ان کی صحبت اختیار کرتا تو اس سے بدمزہ نہ ہوتا جس نے انہیں اس سے نفرت دلائی۔ واللہ ثم واللہ ثم واللہ میں اس ہم نشین سے زیادہ محبت کرتا ہوں جو مجھے کوئی ہدیہ بھیجتا ہے نہ محافل میں میری تعریف کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو میری صحبت کے لئے کھینچتا ہے اس شخص کی بہ نسبت جو اس کے برعکس ہو۔ بلکہ ہر اس ہم نشین سے میرا سینہ تنگ ہوتا ہے جو میری طرف کوئی ہدیہ بھیجتا ہے کیونکہ اس نے مجھے اس کا بدلہ چکانے کا محتاج کردیا۔اور سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ریاکار فقیر کی علامات میں سے یہ علامت ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جو لوگوں کو اس کی محبت کی ترغیب دیتا ہے۔اوراس سے بغض کرتا ہے جو انہیں اس سے متنفر کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی- بھائیوں کے غموں کا تحمل اوران کے ہدایا سے فرار

میں اپنے بھائیوں کے غموں کا کثرت سے تحمل کرتا ہوں اور ساری امت محمدیہ کے لئے میرے ہاں شفقت ورحمت کی کثرت کی وجہ سے میں ان کے ہدیوں سے بھاگتا ہوں۔ کیونکہ میں جب کسی ہدیہ کے بغیر ان کے غموں کا تحمل کرتا رہتا ہوں تو اس وقت میرا حال کیا ہوگا جب میں ان سے ہدیہ قبول کرلوں۔ پس بسا اوقات میں قریب ہوتا ہوں کہ پگھل جاؤں اور اس شخص کی طرح ہو جاتا ہوں جس نے کئی رطل زہر کے پی لئے ہوں۔اور کئی دفعہ کسی ایسے شخص کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے جو مجھے ہدیہ بھیجتا ہے تو مجھ پر اس قدر تکلیف اور تنگی وارد ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اور میں یوں ہو جاتا ہوں گویا میں ہی وہ ہوں اور کئی دفعہ میں ایک ہی وقت میں تقریباً پندرہ نفوس کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ اکثر محسوس کرتا ہوں کہ میرا جسم آگ پر ہے۔اور مجھے چوٹی سے قدم تک بخار لاحق ہوتا ہے۔پس میں زمین پر بیٹھ نہیں سکتا۔ لیٹ جاتا ہوں حتیٰ کہ وہ تکلیف اس بھائی سے زائل ہو جائے اور مشہور ضرب المثل ہے من اکل الخفارة یرد الغارة۔ مفہوم یہ ہے کہ جو حفاظت کرنے کی خاطر اجرت لیتا ہے وہ حملہ پلٹ دیتا ہے۔

امام شعرانی کا خواب اوراس کی تعبیر

اور میں نے خواب دیکھا جبکہ اہل مصر پر ان کے رزق کے بارے میں تفتیش نازل ہوئی اور ان کی عام پیداوار موقوف ہوگئی۔اور یہ ۹۵۸ھ کی بات ہے۔ میں ایک بڑے ہاتھی جیسے سیاہ گھوڑے پر سوار ہوں۔اور میرے سامنے اس گھوڑے کی پشت پر تین بڑے بڑے اونٹ ہیں۔ میں اسی طرح سوار ہوں۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ جبل مقطم تین ٹکڑوں میں پھٹ گیا۔ان میں سے ایک ٹکڑا اڑا حتیٰ کہ میرے دائیں کندھے پر اترا۔ پھر مصر تین ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ پس ایک ٹکڑا اڑا اور یہ شہر کا ایک تہائی ہے حتیٰ کہ میری اس پشت پر اترا اور گھوڑا جو میرے نیچے ہے یہ تمام زبردست بوجھ اٹھائے ہے اور وہ اپنی شدت قوت سے یوں بھاگ رہا ہے گویا اس کی پشت پر کچھ ہے ہی نہیں۔ پس میں نے یہ خواب اولیاء عصر میں سے بعض کے ساتھ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تیرے حال کی صورت ہے۔ پھر مجھے فرمایا: واللہ میں آج مصر میں لوگوں کے غموں کا کثرت سے تحمل کرنے والا تجھ سے زیادہ نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے اور حسن تدبیر کے ساتھ تیری تدبیر فرمائے۔

اور اے بھائی! لوگوں کے غموں کے تحمل کا مقام تمام فقراء کے لئے نہیں۔ یہ تو ان کے ان افراد کے لئے ہے جن کا ایمان کامل ہے۔ جس طرح کہ اس کی طرف طبرانی وغیرہ کی حدیث مرفوعاً اشارہ کرتی ہے کہ باہمی محبت ومودت میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی طرح

ہے۔ جب اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کے لئے سارا جسم بخار اور بے خوابی کے ساتھ متاثر ہوتا ہے۔ اھ اور یہ حالت سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا وظیفہ تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ سے یہ وراثت مجھے ملی۔ جس طرح کہ آپ نے سیّدی ابراہیم المتبولی سے ان کی وفات کے بعد یہ وراثت پائی۔

اور آپ نے اپنی حین حیات میں مجھے فرمایا: اگر تیری عمر طویل ہوئی تو تو لوگوں کے غموں کے لئے قطب ہوگا۔ پس بعض دفعہ تجھ پر لوگوں کے تحملات پے درپے ہوں گے حتیٰ کہ تو سات دروازوں کے پیچھے سے چیخے گا۔ اور یہ خانقاہ اور گھر کی تعمیر سے پہلے فرمایا۔ پس میں نے ان دروازوں کا شمار کیا جن کے میں آج کل پیچھے ہوں تو یہ شیخ کے فرمان کے مطابق میں نے سات ہی پائے۔

تحمل ہموم میں شیخ علی الخواص کا معمول

اور جب لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو شیخ کا حال یہ ہوتا کہ آپ کا کھانا پینا اور آرام خوشگوار نہ ہوتا۔ اجلا اور خوشبودار لباس نہ پہنتے۔ حمام میں داخل نہ ہوتے۔ دیوار نہ بناتے۔ نیا لباس زیب تن نہ فرماتے۔ یہی حالت رہتی حتیٰ کہ مسلمانوں سے وہ مصیبت دور ہو جاتی۔ یا ان کے ساتھ آپ کے علاوہ کوئی اور مشغول ہو جاتا۔ اور ان امور کی ترک سے اپنی پہلی حالت پر آجاتے۔ اور شیخ بننے والے فقراء میں سے کوئی قلیل ہے جو آج ایسا کرے۔ اور ان میں سے ایک کی غایت امر یہ ہے کہ تیرے لئے صرف زبان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے۔ یا جب تک تو اس کے پاس بیٹھا ہے تیرے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ جیسے ہی تو اس سے جدا ہو تجھے بھول جاتا ہے۔ کھاتا ہے۔ کشادہ روئی کرتا ہے اور ہنستا ہے۔ اور بعض دفعہ کوئی معترض ان پر اعتراض کرتا ہے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے سر تسلیم خم کرنا زیادہ بہتر ہے۔ پس اسے کہا جائے کہ لوگوں کے ہموم برداشت کرنا تسلیم للہ تعالیٰ کے منافی نہیں۔ پس سمجھ لے۔

اور ایک دوسرے سے قلب کے فارغ ہونے میں لوگ یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ اس کے ساتھی کو عقل کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاتا۔ اور یہ اس لئے کہ بعض نے ان کی مثال اس شخص کی سی قرار دی ہے جس نے کسی کو دیکھا کہ جس کی دبر سے چھڑا باہر لٹک رہا ہے۔ یہ اس پر رک کر کہتا ہے: تجھے اللہ کی قسم یہ لٹکنے والا چھڑا مجھے دے دو تاکہ اپنی بلی کو کھلا دوں۔ پس ایسے کے متعلق عقل فیصلہ کرتی ہے کہ اس کے پاس اپنے مسلمان بھائی کے غم کے تحمل کا ذرہ بھی نہیں ہے۔ اور ایسی صورت حال کا واقع ہونا اگرچہ صحیح نہیں۔ پس یہ ایک مثال ہے جس کا عقل نے ہر حال میں تصور کیا ہے۔ پس سب حمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے مسلمانوں کے غم کا تحمل کرنے والا بنایا۔

اور مجھے بعض اہل کشف نے بتایا ہے کہ ہمارے گھر کے نیچے خلیج کے پانی کا سرخ ہونا وہ ان ہموم کی کثرت کی وجہ سے ہے جو مجھ پر نازل ہوتے ہیں۔ اور مجھے کہا کہ ان سب حوضوں کے پانی کو دیکھو جو کہ خلیج میں ہیں کسی کا پانی سرخ ہوتا نہیں پائے گا سوائے اس کے جو کہ تیرے گھر کے نیچے ہے۔ واللہ اعلم بالحال۔ پس اسے جان لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مصلحت شرعیہ کے بغیر تنقیص کرنے والے کو اپنی طرف سے جواب نہ دینا

جب کوئی شخص میری تنقیص کرے تو میں اپنی طرف سے جواب کو ناپسند کرتا ہوں سوائے مصلحت شرعیہ کے جو خاموشی سے راجح ہو۔ بلکہ میں اپنے نفس سے کہتا ہوں کہ لوگ جو تیرے متعلق کہتے ہیں سب کا سب تیری صفات خبیثہ کا بعض ہیں۔ پس میں اپنے نفس کے

خلاف ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ (الشوریٰ آیت ۴۰) پس جو معاف کردے اور اصلاح کردے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے) اور یہ اس قول کے بعد فرمایا وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا (برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے) پس آیت کا پہلا حصہ ضعیف الحال کا علاج ہے جو کہ برائی کی اضافت اپنی طرف برداشت نہیں کرتا۔ جبکہ آیت کا آخری حصہ قوی الحال کے ساتھ خاص ہے جو کہ اس میں علم الٰہی کے ساتھ راضی ہے۔ اور خلق کے نزدیک اپنے مقام کی رعایت نہیں کرتا۔ پس اسے سمجھ لے۔

اور گزشتہ احسانات میں ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں اپنے نفس کے لئے بدلہ نہیں لیتا گرچہ اپنے وکیل کے ساتھ یا اس شخص کے متعلق توجہ الی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس نے مجھے ستایا۔ اور یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ بدلہ لینے پر کوئی مصلحت مرتب نہ ہو۔ البتہ جب اس پر کوئی مصلحت مرتب ہو جیسے کہ چپ رہنے سے مریدین کے قلوب کا ہم میں اعتقاد سے متزلزل ہونے کا خوف کہ وہ یہ گمان کریں کہ جس کے ساتھ اس دشمن نے ہماری تنقیص کی ہے وہ ہم میں ہے پس یوں وہ ہم سے نفع پانے کو معدوم کر بیٹھیں۔ اور ہم میں سے کوئی جب اپنے نفس کے لئے شرط سابق کے ساتھ بدلہ لے اس کی صورت یہ ہے کہ کہے: میں بحمد اللہ تعالیٰ ایسی صورت حال سے اب عافیت میں ہوں۔ اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ مستقبل میں مجھ سے کیا واقع ہو۔ اور ہم میں سے کسی کے لائق نہیں کہ اس کی تنقیص کے کسی وجہ سے بھی درپے ہو۔ جس نے اس کی تنقیص کی۔ تعریضاً نہ تصریحاً۔ کہ حدیث پاک میں ہے اس کی خیانت نہ کر جس نے تیری خیانت کی۔ پس سمجھ لے۔ تو جس نے مثلاً اسے برا بھلا کہنے والے کا مقابلہ اسی طرح اسے برا بھلا کہنے کے ساتھ کیا تو اس پر انکار کس بات کا کرتا ہے جبکہ اس نے وہی کام کیا جو اس نے کیا۔ اور بعض صوفیاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا صرف اس لئے فرمایا تا کہ ضعیفوں کے لئے تنگی نہ ہو جس طرح کہ ابھی پہلے گزرا۔ چنانچہ تو دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے جی میں راحت محسوس کرتا ہے جب وہ برائی کرنے والے کا مقابلہ اسی کی سی برائی کے ساتھ کرتا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کا مفہوم

رہے اہل قوت پس وہ تو عفو واصلاح کے ساتھ راضی ہوتے ہیں۔ اور اس پر کہ ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے آیت سے یہ مفہوم لیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بر بنائے محبت ہم سے اس کا تحمل اور اس کا مقابلہ نہ کرنا چاہتا ہے جس نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا۔ حتیٰ کہ ہم برائی والے نہ ہوں گرچہ صرف نام کے ساتھ ہی سہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ پس اسے سیئۃ کا نام دیا اور اسے مثلھا کے ساتھ موکد فرمایا تا کہ عارفین اس کے لئے متنبہ ہو جائیں جو کچھ ہم نے مفہوم لیا ہے۔ باوجودیکہ ان سے مثلیت کا وقوع انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ مثلیت میں شرط ہے کہ بدلہ کے طور پر کی گئی برائی کا اصلی برائی پر ایک حرف بھی زاید نہ ہو۔ اور یہ اس کے حروف اسی والے حروف ہوں۔ پس یہ دشمن کے کلام کی حکایت کی طرح ہوئی۔ اور یہ کہ تاثیر واقع ہو مثل تاثیر کے۔ اور یہ کہ دونوں مجلسوں والے متحد ہوں۔ پس پہلی برائی والے بعینہ بدلے کی برائی کے وقت حاضر ہوں۔ اور یہ کہ بدلہ لینے والا، جس سے بدلہ لیتا ہے مقام میں اس کے معیار کا ہو۔ پس بیشک اہل دنیا کے اکابر میں سے کوئی شخص اس کے بارے کی گئی گفتگو سے اصاغر کی بہ نسبت زیادہ متاثر ہوتا ہے کہ انہیں اذیت کا تحمل کم ہوتا ہے۔ اور ان کے خوف کی وجہ سے ان کے مال میں رغبت کی وجہ سے

انہیں ستانے والے نادر ہی ہوتے ہیں۔ جبکہ اصاغر اس طرح نہیں۔ پس جب اہل اللہ تعالیٰ نے جزا والی برائی میں مثلیث کا مشکل ہونا دیکھا جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا تو انہوں نے احتیاط کے طور پر کسی کا مقابلہ برائی کے ساتھ کرنا ترک کر دیا۔ اور انہوں نے اس سے خوف کیا کہ جب کسی کو برائی کے ساتھ بدلہ دیں تو برائی والوں سے لکھے جائیں گے اس حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے مجازت کی برائی پر سیئۃ کا نام رکھا ہے گرچہ ان کے علاوہ ضعفاء کے نزدیک غیر سیئۃ ہے اس حیثیت سے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مباح فرمایا ہے۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین اس سے خوش ہوئے جو مجالس میں آپ کی تنقیص کرتا ہے۔ اور فرماتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد ہے جسے حق تبارک وتعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ میرے متعلق وہ کچھ کہے جو اس نے کہا۔ حتیٰ کہ اپنے احوال میں سے کسی چیز کو اچھا نہ سمجھوں پس اچھا سمجھ کر ہلاک ہو جاؤں اور مجھے شعور تک نہ ہو۔ اور مجالس میں جو شخص آپ کا شکر ادا کرتا اس سے بدمزہ ہوتے اور فرماتے کہ یہ ابلیس کا قاصد ہے جسے اس نے میری طرف مجھے دھوکہ دینے کے لئے بھیجا ہے تاکہ میرے احوال کی بنا پر مجھ پر خود بینی داخل کردے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دشمن کی تنقیص پر شکر

جب دشمن میری تنقیص کسی ایسے کام کے حوالے سے کرے جو خارج میں مجھ سے صادر نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے ہر حال میں نفع دیا۔ مستقبل میں اس میں گرنے سے ڈرا کر اور اسے میری نگاہ میں قبیح قرار دے کر اور جس کا مشہد مذکورہ بالا صورت میں شکر الٰہی ہو تو اس سے درست نہیں کہ کسی ایسے شخص سے بدمزہ ہو جو اس کی طرف بہت بڑا نقص منسوب کرے۔ اور یہ اس لئے کہ اول تو اسے علم ہے کہ وہ معصوم نہیں۔ اور دوسرے وہ اس پر راضی ہے جو اس کا رب عزوجل اس سے سلوک کرے۔ تیسرے وہ خلق کی رعایت نہیں کرتا۔ پس وہ بعید نہیں سمجھتا کہ کسی بہت بڑے گناہ میں مبتلا ہو جائے جو کہ روئے زمین پر ہو۔ پس بیشک انبیاء اور ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا خلق کی طبیعت ایک ہے۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں تو اولیاء اللہ بحفاظت حق جل وعلا محفوظ ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان عبادی لیس لك علیھم سلطان وکفی بربك وکیلا۔ (بنی اسرائیل آیت ۶۵) جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا اور (اے محبوب) تیرا رب اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے کافی ہے)۔ دراصل اولیاء اللہ کی حفاظت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان معصومیت کی تجلی ہے۔ کیونکہ کمال ولی اصل میں اپنے رسول کے اعجاز کا پرتو حسیں ہوتا ہے جس کی متابعت نے ولی کو شرف قرب الٰہی بخشا۔ چنانچہ اخبار الاخیار میں شیخ محقق قدس سرہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ شیخ فرمود کہ شیطان چنانچہ بصورت نبی نتواند شد بصفت شیخ حقیقی ہم نتواند شد زیرا کہ او را متابعت کامل نبی حاصل می شود۔ یعنی جس طرح شیطان کسی نبی کی صورت میں نہیں ہو سکتا اسی طرح شیخ حقیقی کی صفت میں بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسے نبی علیہ السلام کی کامل متابعت حاصل ہوتی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

البتہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ جسے غضب ناک کیا گیا اور وہ غضب ناک نہیں ہوا وہ گدھا ہے۔ تو یہ ہمارے قول کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس مقام والے کو غضب ناک نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کامل غضب ناک نہیں ہوتا مگر اللہ عزوجل کے لئے اور

یہاں جو مفروض ہے وہ تو کامل کے نزدیک اس غیر کے لئے سچی تنقیص ہے جو کہ اسے مکروہ سمجھتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے غضبناک نہیں کرتی۔ جیسا کہ اس کی طرف حدیث غیبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اشارہ کرتی ہے کہ تیرا اپنے بھائی کو اس چیز کے ساتھ ذکر کرنا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ البتہ اگر وہ کامل کی طرف وہ چیز منسوب کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ غضب ناک ہو تو اس کا غضب اس وقت تنقیص کرنے والے کے جھوٹ کی وجہ سے اس کے دین پر خوف کے طور پر ہے۔ اور یہ قابل تحسین غضب ہے اور اس کا ترک مذموم۔ اور اسی پر محمول کیا جائے گا بعض اکابر کا غضب۔ پس اس وقت ان میں سے کوئی تحمل اور عدم مقابلہ کے ساتھ غضب ناک ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس سے غضب کی نفی نہیں کی۔ ہم نے تو کہا ہے کہ وہ اس کا تحمل کرتا ہے اور جو اسے غضب ناک کرے اس کا مقابلہ اسے غضبناک کر کے نہیں کرتا جس طرح کہ اس نے اسے غضب دلایا ہے۔

مومن کامل کی شرط

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کامل کی شرط یہ ہے کہ وہ اچھی بری صفات کو اپنے اندر چھپی ہوئی دیکھے جس طرح کہ کھجور کا درخت گٹھلی میں چھپا ہوتا ہے۔ پس جب اس کی مدح انتہائی سمت تک کی جائے تو اس کا علم اپنی اچھی صفات کے متعلق زیادہ نہیں ہوتا اور اگر انتہائی سمت تک اس کی مذمت کی جائے تو اس کا علم اپنی بری صفات کے متعلق زیادہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے شہود ہے کہ تمام صفات اس میں طلوع ہوتی ہیں اور غروب۔ اور لوگ اس کی جو مدح کرتے ہیں یا اس کی تنقیص کرتے ہیں وہ اس سے کہیں کم ہے جس کا اسے اپنے متعلق شہود حاصل ہے۔

اور میں نے خواب میں سرخ یاقوت کی ایک تختی دیکھی جو آسمان سے اتری جس میں سبز رنگ کی یہ تحریر ہے کہ انبیاء اور ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا خلق کی طینت کا حکم اس طینت کا ہے جو سارے اجسام جواہر اور اعراض سے گوندھی گئی حتیٰ کہ ایک روح بن گئی۔ پس ہر ذات کے ہر ذرّہ میں وہ سب صفات ہیں جو کہ اس کے غیر میں متفرق ہیں۔ لیکن جب تک عنایت ربانیہ عبد کو گھیرے میں رکھے تو تمام صفات محمودہ استعمال میں ہوتی ہیں اور مذمومہ سب کی سب بے کار۔ پس جب عنایت ربانیہ سے وہ پیچھے رہ جائے تو تمام صفات مذمومہ استعمال کے لئے قائم ہو جاتی ہیں جبکہ حسنہ استعمال سے معطل ہو جاتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے انبیاء اور فرشتوں کے علاوہ کسی کو معین کر کے عصمت کے ساتھ موصوف قرار نہیں دیا جاتا کیونکہ اس پر صفات بدل بدل کر آتی ہیں۔ کبھی وہ بخیل تو کبھی کریم۔ کبھی شجاع تو کبھی اس کے برعکس۔ کبھی دنیا میں زاہد تو کبھی اس میں راغب۔ اور اسی طرح۔ اور اس طینت کے حکم سے معصومین ہی خارج ہوتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے طینت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ازلی عنائت ربانیہ کی بدولت تمام معاصی اور رذائل سے پاک فرمایا ہے۔ کسی عمل وغیرہ کی بنا پر نہیں جو پہلے کیا ہو۔ اور ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ وہ صفات جو کہ قابل تعریف نہیں ہیں ولی میں دقیق ہوتی ہیں ان مقامات کی نسبت کی بنا پر جن کی طرف وہ ترقی کرتا ہے۔ اور کلیۃً اس سے منقطع نہیں ہوتیں جیسا کہ وہم کیا جاتا ہے۔ اور جو انقطاع کا گمان کرتا ہے اگر اس نے تحقیقی نظر کی ہوتی تو انہیں اس میں پالیتا۔ لیکن یہ طاعات کے ہجوم کے غلبہ کی وجہ سے دقیق اور خفی ہوتی ہیں۔

جزو بشریت کا تخلیق میں اثر

اور عارفین نے اس پر خروج کیا ہے جس نے اپنی کتاب میں کہا: باب علاج الکبر۔ باب علاج الحسد وغیرہ ذالک۔ مگر یہ کہ علاج

سے اس کی مراد یہ ہو کہ یہ صفت اس سے بجھ جاتی ہے اور زائل نہیں ہوتی۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو چیز اصل پیدائش میں ہو وہ محال ہے کہ زائل ہو مگر ذات کے منعدم ہونے کے ساتھ۔ اور یہ دنیا کی تخلیق کے زوال اور اخروی تخلیق کے آنے کے ساتھ ہوتی ہے جب کہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پس اسے سمجھ لے۔ اور جب کاملین کو معلوم ہوا کہ اس دنیا میں ان کی تخلیق اضداد کا مجموعہ ہے اور یہ کہ انہیں کبھی بھی کوئی تہمت نہیں لگاتا مگر وہ ان میں اصل تخلیق سے موجود ہے تو تہمت لگانے والے سے مکدر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس نے انہیں تہمت نہیں لگائی مگر اس چیز کی جو کہ ان میں ہے ظاہری طور پر یا مخفی طور پر۔ اور اس چیز کی جو کہ اس سے ثابت نہیں تہمت لگانے والے پر حدود اس لئے قائم کی جاتی ہیں کہ فساد روکا جائے۔ کیونکہ ہر کسی پر یہ چیز منکشف نہیں ہوتی جو ہم نے کہی ہے۔ حتیٰ کہ مثلاً اسے تہمت لگانے سے درگزر کرے۔ پس سمجھ لے۔ بخلاف عارفین کے۔ پس وہ اس بشری جزو کو دیکھتے ہیں جو کہ ان کی طینت میں ہے جو کہ دقیق ہوتا ہے اور منقطع نہیں ہوتا جیسا کہ ابھی گزرا۔ اسی لئے دنیا میں کمال زاہدوں نے اپنے پاس بعض دراہم ہمیشہ رکھے تاکہ اس جزو کی تسکین ہو سکے جو کہ بے چین ہوتا ہے اور تقسیم الٰہیہ اور اس سے فراغت کے شہود سے محجوب ہوتا ہے۔ اور اس جزو کو روکنے کے لئے جو کہ امر رزق کا اہتمام کرتا ہے اور تقسیم پر قناعت نہیں کرتا۔

مجاہدات کے بعد ناز و نعمت نیز کثرت استغفار کی وجہ

نیز اسی لئے انہوں نے طویل مجاہدات کے بعد اس جزو کا حق عطا کرنے کے لئے اپنے نفسوں کو لذیذ کھانے اور مشروبات کھلائے پلائے۔ نفیس لباس پہنے اور نرم و نازک بستروں پر آرام کیا۔

نیز اسی لئے انہوں نے اپنے اندر مخفی معاصی سے استغفار کی کثرت کی گرچہ حق تبارک وتعالیٰ اس بارے میں ان سے درگزر فرما چکا جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔ پس سمجھ لے تجھے ہدایت ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجھ پر زیادتی کرنے والوں سے درگزر

میں امت محمدیہ میں سے جن طلبہ علم۔ فقراء۔ تاجروں۔ اہل کاروں۔ حکام اور تمام مکلفین سے جنہوں نے مجھ پر میرے بدن۔ عزت اور مال میں جنایت کی صرف اللہ تعالیٰ کے احترام کی خاطر درگزر کرتا ہوں۔ اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے اس وجہ سے یہ آپ کی امت ہیں۔ اور کسی علت کے لئے نہیں۔ اور اب بھی میرے لئے یہی باعث ہے۔ جو کہہ رہا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی نیت کے دوام کی امید رکھتا ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن حساب کے لئے میری حاضری ہو۔ اور یہ اس لئے تاکہ میرے ساتھ اسی قسم کا معاملہ فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور میں نے اس امت محمدیہ کے تمام مکلفین سے عفو و درگزر کا حکم عام اس لئے کیا ہے کہ مجھے علم ہے کہ میرا نام مصر۔ اس کے نواحی علاقوں۔ شام۔ حجاز۔ روم اور بلاد مغرب میں مشہور ہو چکا ہے۔ پس مجھ سے مصر میں کوئی حرکت واقع نہیں ہوتی مگر ان علاقوں کے لوگ اسے جانتے ہیں اس لئے کہ وہاں کے لوگ کثرت سے میرے پاس مصر میں آتے رہتے ہیں اور جب حاسدوں نے میری بعض مؤلفات میں غلط عقائد اپنی طرف سے شامل کر دیئے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ان لوگوں کا کوئی شمار نہیں کر سکتا جنہوں نے میری غیبت کی اور میں نے سب کو

معاف کر دیا۔ جن کا مجھے علم تھا یا نہیں تھا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ۔ اس کے ملائکہ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس کی ساری مخلوق کو حتیٰ کہ کفار کو اس پر گواہ کیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ ہر گواہ اس پریشان کن موقف میں اپنی گواہی ضرور دے گا۔ اسی لئے حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس امر پر گواہ بنایا کہ وہ ان لوگوں کے شرک سے بیزار ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں۔ چنانچہ فرمایا: انی اشھد اللّٰہ واشھدوا انی بری مما تشرکون من دونہ۔ (ھود آیت ۵۴) میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں ان بتوں سے جنہیں تم اس کے سوا شریک ٹھہراتے ہو) اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں وارد ہو کہ ابلیس جب اذان سنتا ہے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے جبکہ اس کی ہوا خارج ہوتی ہے حتیٰ کہ مؤذن کی آواز نہ سنے۔ پس توحید کی گواہی پر مجبور ہو جائے۔ اور اس ملعون کے لئے ہماری طرف قطعاً کوئی بھلائی نہیں۔ پس یہ سبب ہے میرے یہ کہنے کا ''حتیٰ کہ کفار کو گواہ کیا''۔ پس سمجھ لے۔

امام شعرانی کی اپنی عفو و درگزر کے متعلق مزید وضاحت

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ میں دونوں جہانوں میں کسی سے کسی حق کا مطالبہ نہیں کروں گا اور اگر میں قیامت کے دن تمام نیکیوں سے مفلس ہو کر بھی آؤں تو بھی جنایت کرنے والے سے۔ اپنی عفو و درگزر سے رجوع نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور ہمارا یہ فعل اس شخص سے زیادہ بہتر ہے جو کہ جنایت کرنے والے سے اس دنیا میں درگزر سے توقف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کسی سے درگزر نہیں کرتا حتیٰ کہ مجھے قیامت میں اپنا حال معلوم ہو جائے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے معاف فرما دیا تو میں معاف کر دوں گا۔ اور مجھ سے مناقشہ فرمایا اور مجھے معاف نہ فرمایا تو میں بخل کروں گا اور اس سے اس کی نیکیاں لوں گا اور اپنی برائیاں اس پر رکھوں گا اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کیونکہ جو لوگوں سے درگزر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگزر کا مستحق ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندہ اچھا گمان کرے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق تجربہ پر توقف نہ کرے کیونکہ یہ دین کا نقص ہے مگر یہ کہ یہ غرض شرعی کے لئے ہو۔ جیسے کہ اس مخالف کو معاف کرنے سے اس لئے رکے تا کہ اس کی نگاہ میں لوگوں کی غیبت قبیح قرار دے۔ وغیر ذالک۔ جیسا کہ شیخ جلال الدین السیوطی کا مسلک تھا۔ اور آپ نے اس میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام تاخیر الظلامۃ الی یوم القیامۃ ہے۔ لیکن مجھے جامع الغمری کے امام شیخ امین الدین نے بتایا کہ آپ نے شیخ جلال الدین کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان کا آخری وقت تھا: گواہ بن جاؤ کہ میں نے ان سب کو اس وقت ہی معاف کر دیا تھا جب مجھے ان کے متعلق خبر ملی کہ انہوں نے میری آبرو کے خلاف باتیں کیں۔ اور انہیں معاف نہ کرنے کا اظہار صرف انہیں علماء کی حرمتوں کے خلاف گفتگو سے روکنے کے لئے کیا تھا۔

غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کرنے میں ورع دقیق

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غیبت کرنے والوں کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ اور فرماتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی عزتوں کو حرمت بخشی ہے۔ لہٰذا ہم انہیں مباح قرار نہیں دیتے۔ لیکن اے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ اور عارفین نے اسے دقیق پارسائی قرار دیا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو معصیت آدمی سے متعلق ہو اس میں دو حق ہیں۔ ایک حق اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسرا حق آدمی کا

ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حق کو بندے کے لئے صحیح نہیں کہ صاحب حق سے حلال کروائے جبکہ حق آدمی کے متعلق درست ہے کہ اس میں درگزر کرے۔ پھر عفو کے مستحب ہونے کے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (النور آیت ۲۲) اور چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے) نیز فرمایا وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران آیت ۱۳۳، ۱۳۴) اور بخشش کی طرف دوڑو جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین جتنا ہے جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اسے معاف نہیں کرتا جس نے اس پر ظلم کیا اس کی ذلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یعنی مقام اعلیٰ سے پستی میں۔ اور یہ عفو ہے۔ پس یہ عارفین کے مقام کی بہ نسبت ذلت ہے۔ اور میں نے اپنی ذات میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ میں کسی میں اپنا غصہ نافذ نہیں کرتا یا اسے اپنے حظ نفس کی خاطر اسے نہیں پکڑتا مگر میں اپنے قلب کے حضرت الٰہیہ سے مستتر ہونے کو محسوس کرتا ہوں جیسے شیاطین۔ اور ذلت کے طور پر یہی کافی ہے۔ اور میں کسی سے درگزر یا کسی کو معاف نہیں کرتا مگر میں اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور اس کی مخلوق کے ہاں عزت محسوس کرتا ہوں۔ اور مجھے اس پر بڑی ہیشگی حاصل ہے حتیٰ کہ معاف کرنا میرے نزدیک مواخذہ سے زیادہ پسندیدہ ہو چکا ہے۔

اکتساب فضائل اور حسد وایذاء کا حصول

اور جب سے میں نے فضائل کا اکتساب کیا ہے میرے لئے اب تک مصر میں کوئی نہ کوئی حاسد ایک کے بعد دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے جو مجھے ستاتا ہے اور مجھ پر ایسا بہتان لگاتا ہے جو میرے لائق نہیں۔ اور یہ یا تو میرے درجات کی بلندی کے لئے ہے یا میری خطاؤں کے کفارہ کے لئے یا پھر اس گناہ کی سزا کے لئے جس میں میں گرا اور اسے چنداں اہمیت نہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ پر شمار فرمایا وغیر ذالک۔ اور مجھے گمان نہیں کہ میرے ہمسروں میں سے کوئی مجھے برا کہنے سے بچا ہو مگر کوئی قلیل۔ خصوصاً جامع ازہر کے مجاورین۔ کیونکہ بڑا فتنہ ہی تھا جب کہ حاسدوں نے میری کتابوں میں وہ کچھ شامل کر دیا جو کیا۔ اور وہ ان اجزاء کو لے کر جامع ازہر میں گھومتے رہے جیسا کہ اس کی تقریر اس کتاب میں گزر چکی۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری آبرو کے متعلق غیبت کرنے سے بچایا وہ شیخ مشائخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی۔ شیخ شہاب الدین الرملی۔ شیخ شہاب الدین بن ابن الشلبی۔ شیخ نور الدین الطند تائی۔ شیخ شمس الدین الخطیب۔ شیخ سراج الدین الحانوتی۔ شیخ نجم الدین الغیطی۔ شیخ شمس الدین البرھموشی۔ السید الشریف یوسف اور وہ علماء ہیں جن کا ذکر ہم نے طبقات میں کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں قیامت تک ہر برائی سے بچائے رکھے۔ اور مجھے ان کی برکات سے نفع بخشے۔ آمین۔ اور میں اس جماعت کو پہچانتا ہوں جو اب تک میرے بارے میں برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی کی آج تک مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔ انہیں معاف فرمائے۔ آمین۔

معاف کر دیا۔ جن کا مجھے علم تھا یا نہیں تھا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ۔ اس کے ملائکہ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس کی ساری مخلوق کو حتیٰ کہ کفار کو اس پر گواہ کیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ ہر گواہ اس پریشان کن موقف میں اپنی گواہی ضرور دے گا۔ اسی لئے حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس امر پر گواہ بنایا کہ وہ ان لوگوں کے شرک سے بیزار ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں۔ چنانچہ فرمایا: انی اشهد الله واشهدوا انی بری مما تشر کون من دونه۔ (ہود آیت ۵۴) میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں ان بتوں سے جنہیں تم اس کے سوا شریک ٹھہراتے ہو) اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں وارد ہو کہ ابلیس جب اذان سنتا ہے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے جبکہ اس کی ہوا خارج ہوتی ہے حتیٰ کہ مؤذن کی آواز نہ سنے۔ پس توحید کی گواہی پر مجبور ہو جائے۔ اور اس ملعون کے لئے ہماری طرف قطعاً کوئی بھلائی نہیں۔ پس یہ سبب ہے میرے یہ کہنے کا ''حتیٰ کہ کفار کو گواہ کیا''۔ پس سمجھ لے۔

امام شعرانی کی اپنی عفو و درگزر کے متعلق مزید وضاحت

پس ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ میں دونوں جہانوں میں کسی سے کسی حق کا مطالبہ نہیں کروں گا اور اگر میں قیامت کے دن تمام نیکیوں سے مفلس ہو کر بھی آؤں تو بھی جنایت کرنے والے سے۔ اپنی عفو و درگزر سے رجوع نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور ہمارا یہ فعل اس شخص سے زیادہ بہتر ہے جو کہ جنایت کرنے والے سے اس دنیا میں درگزر سے توقف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کسی سے درگزر نہیں کرتا حتیٰ کہ مجھے قیامت میں اپنا حال معلوم ہو جائے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے معاف فرما دیا تو میں معاف کر دوں گا۔ اور مجھ سے مناقشہ فرمایا اور مجھے معاف نہ فرمایا تو میں بخل کروں گا اور اس سے اس کی نیکیاں لوں گا اور اپنی برائیاں اس پر رکھوں گا اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کیونکہ جو لوگوں سے درگزر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگزر کا مستحق ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندہ اچھا گمان کرے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق تجربہ پر توقف نہ کرے کیونکہ یہ دین کا نقص ہے مگر یہ کہ یہ غرض شرعی کے لئے ہو۔ جیسے کہ اس مخالف کو معاف کرنے سے اس لئے رکے تاکہ اس کی نگاہ میں لوگوں کی غیبت قبیح قرار دے۔ وغیرذالک۔ جیسا کہ شیخ جلال الدین السیوطی کا مسلک تھا۔ اور آپ نے اس میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام تاخیر الظلامة الی یوم القیامة ہے۔ لیکن مجھے جامع الغمری کے امام شیخ امین الدین نے بتایا کہ آپ نے شیخ جلال الدین کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان کا آخری وقت تھا: گواہ بن جاؤ کہ میں نے ان سب کو اس وقت ہی معاف کر دیا تھا جب مجھے ان کے متعلق خبر ملی کہ انہوں نے میری آبرو کے خلاف باتیں کیں۔ اور انہیں معاف نہ کرنے کا اظہار صرف انہیں علماء کی حرمتوں کے خلاف گفتگو سے روکنے کے لئے کیا تھا۔

غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کرنے میں ورع دقیق

اور شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات مکیہ میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غیبت کرنے والوں کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ اور فرماتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی عزتوں کو حرمت بخشی ہے۔ لہٰذا ہم انہیں مباح قرار نہیں دیتے۔ لیکن اے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ اور عارفین نے اسے دقیق پارسائی قرار دیا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو معصیت آدمی سے متعلق ہو اس میں دو حق ہیں۔ ایک حق اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسرا حق آدمی کا

ہے۔پس اللہ تعالیٰ کے حق کو بندے کے لئے صحیح نہیں کہ صاحب حق سے حلال کروائے جبکہ حق آدمی کے متعلق درست ہے کہ اس میں درگزر کرے۔پھر عفو کے مستحب ہونے کے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (النورآیت ۲۲) اور چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے) نیز فرمایا وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران آیت ۱۳۴،۱۳۳) اور بخشش کی طرف دوڑ و جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین جتنا ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔جو خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اسے معاف نہیں کرتا جس نے اس پر ظلم کیا اس کی ذلت میں اضافہ ہوتا ہے۔یعنی مقام اعلیٰ سے پستی میں۔اور یہ عفو ہے۔پس یہ عارفین کے مقام کی بہ نسبت ذلت ہے۔اور میں نے اپنی ذات میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ میں کسی میں اپنا غصہ نافذ نہیں کرتا یا اسے اپنے حظ نفس کی خاطر اسے نہیں پکڑتا مگر میں اپنے قلب کے حضرت الٰہیہ سے مسترد ہونے کی محسوس کرتا ہوں جیسے شیاطین۔اور ذلت کے طور پر یہی کافی ہے۔اور میں کسی سے درگزر یا کسی کو معاف نہیں کرتا مگر میں اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور اس کی مخلوق کے ہاں عزت محسوس کرتا ہوں۔اور مجھے اس پر بڑی ہمیشگی حاصل ہے حتیٰ کہ معاف کرنا میرے نزدیک مواخذہ سے زیادہ پسندیدہ ہو چکا ہے۔

اکتساب فضائل اور حسد وایذاء کا حصول

اور جب سے میں نے فضائل کا اکتساب کیا ہے میرے لئے اب تک مصر میں کوئی نہ کوئی حاسد ایک کے بعد دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے جو مجھے ستاتا ہے اور مجھ پر ایسا بہتان لگاتا ہے جو میرے لائق نہیں۔اور یہ یا تو میرے درجات کی بلندی کے لئے ہے یا میری خطاؤں کے کفارہ کے لئے یا پھر اس گناہ کی سزا کے لئے جس میں میں گرا اور اسے چنداں اہمیت نہ دی۔اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ پر شمار فرمایا وغیر ذالک۔اور مجھے گمان نہیں کہ میرے ہمسروں میں سے کوئی مجھے برا کہنے سے بچا ہو مگر کوئی قلیل۔خصوصاً جامع ازہر کے مجاورین۔کیونکہ بڑا فتنہ وہ تھا جب کہ حاسدوں نے میری کتابوں میں وہ کچھ شامل کر دیا جو کیا۔اور وہ ان اجزاء کو لے کر جامع ازہر میں گھومتے رہے جیسا کہ اس کی تقریر اس کتاب میں گزر چکی۔اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری آبرو کے متعلق غیبت کرنے سے بچایا وہ شیخ مشائخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی۔شیخ شہاب الدین الرملی۔شیخ شہاب الدین بن ابن الشلبی۔شیخ نور الدین الطندتائی۔شیخ شمس الدین الخطیب۔شیخ سراج الدین الحانوتی۔شیخ نجم الدین الغیطی۔شیخ شمس الدین البرھموشی۔السید الشریف یوسف اور وہ علماء ہیں جن کا ذکر ہم نے طبقات میں کیا ہے۔پس اللہ تعالیٰ انہیں قیامت تک ہر برائی سے بچائے رکھے۔اور مجھے ان کی برکات سے نفع بخشے۔آمین۔اور میں اس جماعت کو پہچانتا ہوں جو اب تک میرے بارے میں برا عقیدہ رکھتے ہیں۔حالانکہ ان میں سے کسی کی آج تک مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی۔پس اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔انہیں معاف فرمائے۔آمین۔

ایک خواب اور اس کی تعبیر

اور جب میں نے جامع ازہر والوں میں سے ان سے درگزر کی جنہوں نے میرے متعلق غیر موزوں گفتگو کی تو شیخ محمد التلاوی المکی نے خواب دیکھا کہ میں بہت بڑے گھوڑے پر سوار ہوں جبکہ شیخ شہاب الدین البلقینی گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں اور جامع ازہر والے تمام لوگ میرے آگے چل رہے ہیں۔ ایک شخص نے شیخ شہاب الدین سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ عبدالوہاب ہے جس کی شفاعت جامع ازہر والوں کے حق میں قبول کی گئی ہے اور یہ انہیں جنت کی طرف لئے جا رہا ہے۔ پھر شیخ شہاب الدین البلقینی کے لگام پکڑنے سے جو کچھ میں سمجھا ہوں یہ ہے کہ تاکہ مجھ پر خود بینی کے خوف کے پیش نظر مجھے تواضع سکھائیں۔ کیونکہ آپ کا مقام یقیناً مجھ سے اعلیٰ ہے۔ اور اسی طرح شیخ سعد الدین الصناویدی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دراں حال کہ آپ مجھے اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہیں جبکہ میرے دونوں پستانوں سے دودھ جاری ہے اور لوگ پی رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ تقریباً ایک لاکھ افراد ہوں گے۔ اور سیّدی احمد البدوی رحمہ اللہ تعالیٰ کھڑے لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ فلاں کی زیارت کرو تمہیں اس کی برکت حاصل ہوگی۔ پس کثیر مخلوق نے مجھ پر انکار سے رجوع کیا کیونکہ وہ شیخ سعد الدین مذکور کی سچائی کا عقیدہ رکھتے تھے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور اے بھائی! جان لے کہ ساری امت سے عفو و درگزر کا مقام جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے ہر فقیر کے لئے نہیں۔ یہ تو صرف ان میں سے افراد کو حاصل ہے خصوصاً اسے جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے یا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کسی سے مواخذہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے مقام کو مجروح کرتا ہے۔ اور اگر وہ سچا ہوتا تو اللہ عزوجل کے لئے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلوق کا احترام کرتا۔

کاملین کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی شہود

پس بیشک فقیر کا کمال یہ ہے کہ اس کا مشہد دائمی طور پر یہ ہو کہ حضرت الٰہیہ میں ہے۔ اگر اس سے محجوب ہو تو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ہے۔ پس اگر اس کا شہود ہو کہ وہ حضرت الٰہیہ میں ہے تو اس کے بندوں کا احترام کرتا ہے۔ یا دربار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے تو آپ کی امت کا احترام کرتا ہے جو آپ سے محبت کرے۔ اور جو حضرت الٰہیہ سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے خارج ہو تو وہ جانوروں کے مقام میں ہے۔ وہ غالباً کسی سے درگزر کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ مزید براں کاملین کا دائمی مشہد حضرت الٰہیہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شہود ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کا شہود نہیں رکھتے مگر وہ اس کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شہود رکھتے ہیں اور اس کے برعکس۔

اور میرے بھائی شیخ ابوالعباس الحریثی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو سنا جو کہ دوسرے سے کہہ رہا تھا: واللہ میں تجھے دنیا میں نہ آخرت میں بری الذمہ قرار نہیں دوں گا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ خیر کا عزم کر یہ بہتر ہے کیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا نہیں کرتا۔ آپ قیامت کے دن بعض کو بعض سے رہا کرانے میں لگے ہوں گے اور تو اپنے بخل کی وجہ سے انہیں گرفتار کرانے میں مصروف ہوگا۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور اس نے اپنے بھائی کو دنیا و آخرت میں معاف کر دیا۔ حاصل گفتگو یہ ہے کہ

اس خلق کے ساتھ متخلق نہیں ہوسکتا مگر وہی جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ان کی جانوں سے زیادہ رحم کرنے والا بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار کی تعظیم کے لئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے لئے عنایت الٰہیہ اس کے شامل حال ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ غیبت کرنے والے سے درگزر کرنے میں وسعت

جس نے بھی میرے مرنے کے بعد میری غیبت کی یا میری زندگی میں اور مجھ تک اس کی غیبت نہ پہنچی میں نے اسے معاف کر دیا۔ کیونکہ میں اگرچہ نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ اور جس نے میری موت کے بعد میری غیبت کی اس کا میں نے علی التعیین اس لئے ذکر کیا ہے گرچہ وہ گزشتہ احسان کے ترجمہ میں داخل ہے کیونکہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ میت کی غیبت اس کی موت کے بعد کر رہا تھا اور اس میت کی طرف سے اسے بری الذمہ قرار دینے کا تصور باقی نہ رہا۔ اور درگزر کرنا۔ معاف کرنا اور صرف نظر کرنا نہیں ہوگا مگر قیامت کے دن۔ پس اس کی ذمہ داری قیامت تک مشغول ہوگئی۔ اور حق تبارک وتعالیٰ اس سے ناراض ہوگا حتیٰ کہ اس کا مخالف اسے معاف کرے یا یہاں تک کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان مصالحت کرائے۔

امام شعرانی کا واقعہ

اور میرے ساتھ واقعہ گزرا کہ جامع ازہر میں علم وصلاح کی طرف منسوب ایک معاصر شخص پر حسد غالب ہوا حتیٰ کہ اس نے جامع ازہر میں میرے متعلق میری موت کی خبر مشہور کر دی۔ اور اس نے کہا کہ مجھے قابل اعتماد ایک جماعت نے بتایا ہے کہ فلاں اچانک فوت ہوگیا ہے۔ اور اس کے متعلق دمیاط۔ محلہ اور سکندریہ کی طرف رقعے لکھ بھیجے۔ پس میں نے اس مشہوری کے سبب کی چھان پھٹک کے لئے لکھ بھیجا تو مجھے اس شخص نے خبر دی جو کہ اس عالم کے ہاں جایا کرتا ہے کہ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ دیکھوں لوگ فلاں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جب کہ وہ فوت ہو جائے۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ لوگوں نے کلمات خیر ہی کہے اور یوں حاسد کی جلن اور غم میں اضافہ ہوا۔ اور ہمیں شیخ برہان الدین البقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ کے حاسدوں کے حوالے سے ایسا ہی واقعہ پیش آنے کی خبر پہنچی۔ پس آپ نے چند اشعار لکھے اور وہ میری بھی زبان حال ہے۔ جن کا یہ ترجمہ ہے: ''کئی لوگوں نے میرے ساتھ حسد کرتے صبح کی۔ میری موت کی امید کرتے ہوئے جبکہ وہ میری طرح فانی ہے۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اگر میں مر جاؤں تو اسے کیا ملے گا۔ اور اسے کیا پریشانی ہے اگر میری عمر کا زمانہ طویل ہو۔ اور حاسد مجھ سے کیا چاہتے ہیں جبکہ میں اپنی عظیم مصروفیت میں ان سے مشغول ہوں۔ ہاں میں عنقریب فوت ہونے والا ہوں۔ کون ہے جو زمانے میں باقی رہے گا۔ گویا تیرے پاس میری موت کی خبر پہنچے اور اس وقت تو کسی کوزمین پر گرا ہوا پائے گا جس کے کان خاموش ہوں گے۔ پس تیرے پاس حسد باقی رہے گا نہ ناراضگی پس تو میری مدح میں کن معنوں میں گفتگو کرے گا۔ الخ۔

اور حاسد تو صرف محسود کی موت کے بعد ہی غالباً اس کی مدح کرتا ہے۔ کیونکہ محسود کے تمام فضائل ظاہر نہیں ہوتے مگر اس کی موت کے بعد جبکہ کینہ اور حسد چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدح میں زبانیں کھول دیتا ہے۔ پس حاسد کے لئے گنجائش نہیں ہوتی مگر اس امر کی کہ مجبوراً لوگوں کی موافقت کرے۔ بخلاف اس کے کہ جب تک محسود زندہ ہے اس کے غالب فضائل ظاہر نہیں ہوتے۔ پس وہ محافل میں

اس کی تنقیص کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ شاید میری قبولیت ہو جائے۔اور جب انسان کے باطن میں حسد قائم ہوتا ہے تو وہ حسد قلب پر حجاب ہو جاتا ہے۔پس صاحب قلب کو اس محسود کے فضائل کے شہود سے روک دیتا ہے۔اور کبھی وہ نقائص جو کہ حاسد بیان کرتا ہے خود اس کی اپنی صفات سے ہوتے ہیں نہ کہ محسود کے۔کیونکہ مومن آئینہ ہے مومن کا۔اور انسان آئینے میں صرف اپنا ہی چہرہ اور اپنی ہی ذات کو دیکھتا ہے۔اور اگر وہ پوری کوشش کرے کہ آئینے کا جسم دیکھے تو نہیں دیکھ سکتا۔کیونکہ اس کی اپنی صورت اسے اس سے حجاب بن جاتی ہے۔پس اسے جان لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔میری غیبت کرنے والے کی تصدیق کرنے والے سے درگزر کرنا

میں ان تمام مذاق کرنے والوں اور بے جا جرأت کرنے والوں کو معاف کرتا ہوں جو کہ میری غیبت کرنے والوں کو سن کر ان کی تصدیق کرتے ہیں جو کہ اکثر غیبت کی محفلوں میں حاضر ہوتے ہیں۔پس اس مفتری کذاب حاسد کی تصدیق کرتے ہیں۔پس کہنے لگتے کہ آج فلاں شخص نے فلاں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کیں۔تو کوئی اسے رد کر دیتا ہے تو کوئی قبول کر لیتا ہے۔اور کہتا ہے کہ ہمیں گمان تھا کہ فلاں اس طرح کا ہوگا۔گویا یہ حاکم شرعی کے ہاں ثابت ہو گیا ہے۔اور کوئی قلیل ہے جو ایسی صورت حال سے بچے۔اور میں نے ان لوگوں سے اس لئے درگزر کیا کیونکہ انہوں نے میری وجہ سے حدود الٰہیہ سے تجاوز کیا۔پس اگر میرا وجود نہ ہوتا تو وہ گناہ میں نہ پڑتے۔پس مجھے ان کے دین کے متعلق خوف ہوا کہ میری غیبت سن کر اور اسے حاسد سے قبول کر کے ناقص ہو جائے۔اور اہل زمانہ میں یہ خلق کمیاب ہے۔پس قریب نہیں کہ کوئی ایسے شخص کے چہرے کو دیکھے جس نے اس کی غیبت طلب کی ہو۔اور نہ ہی ایسے کی طرف جس نے اس میں نقائص کی تصدیق کی۔اور اس کے ساتھ تخلق پر قدرت نہیں رکھتا مگر وہ جس کا اللہ تعالیٰ کے لئے مراقبہ اس حیثیت سے مسلسل ہو کہ اس پر اس کی مراعات کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اس کے علم پر اکتفا کرتا ہے اور اس کے بندوں میں سے کسی کے ہاں کوئی مقام طلب نہیں کرتا۔ورنہ لازم ہے کہ غالباً وہ معاف نہیں کرتا۔

پس پتہ چلا کہ جس کا حجاب کھول دیا جائے تو وہ موجودات کے تمام واقعات کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محضر پاک میں سمجھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ جو بھی اس سے مذاق کرتا ہے اور ناحق ستاتا ہے ارادۂ ازلیہ کے قہر کے تحت ہے۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہے۔اور جب معاملہ اس طرح ہے تو جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے روشن فرمایا ہے اور اس کے قلب میں رحمت رکھی ہے تو اس پر یہ بات تاکیدی ہے کہ اس کی وجہ سے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اس کے حق میں شفاعت کرے۔اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب فقیر کو لوگ ستائیں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کریں تو ادب یہ ہے کہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں شفاعت کرے۔اور عرض کرے: اے میرے رب! ان سے راضی ہو جا پس میں ان سے راضی ہو گیا۔کیونکہ ہم سب تیرے بندے ہیں جس طرح صاحب شفقت وارث کی گود میں یتیم بچے۔اور جس کا یہ مشہد ہو وہ اللہ تبارک کے تمام بندوں سے اذیت برداشت کرتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے اپنی طرف سے جواب نہ دینا

اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے میں اپنی طرف سے جواب نہیں دیتا۔کسی اور علت کی وجہ سے نہیں۔اور اپنی طرف سے جواب دینا

ناپسند کرتا ہوں مگر یہ کہ اس پر کوئی دینی مصلحت مرتب ہوتی ہو جو کہ ترک جواب پر ترجیح یافتہ ہو۔

اور میں نے ایک دفعہ کسی شخص کو دیکھا کہ میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ پس آپ مسکرانے لگے اور شاتم سے فرمانے لگے: ذرا ٹھہر۔ مجھے برا بھلا کہہ دراں حال کہ تو اپنے نفس پر مطمئن ہے۔ پس بیشک۔ اللہ کی قسم مجھے برا بھلا کہنے کی حالت میں تیرے نفس کے اکھڑ جانے میں زیادہ اثر قبول کرتا ہوں۔ بہ نسبت تیرے مجھے برا بھلا کہنے سے اثر قبول کرنے سے۔ پس میں آپ سے کہا کہ یہ اچھا خلق ہے تو فرمایا بالکل درست ہے۔ لیکن اس کے ساتھ صرف وہی شخص متخلق ہوسکتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے لئے مراقبہ عظیم ہو۔ پس جو بھی دعویٰ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مراقب ہے تو غفلت پر اسے برا بھلا کہہ اور دیکھ۔ پس اگر وہ متاثر ہوا تو جھوٹا ہے۔

اپنی طرف سے جواب نہ دینے کے فوائد

اور اے بھائی! جان لے کہ اپنے نفس کی طرف سے جواب نہ دینے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا اجر زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس کی طرف سے جواب دینے والے کا احسان اٹھانا نہیں پڑتا۔ گرچہ مشروع ہو۔ اور جو غور کرے وہ اس کی طرف سے جواب دینے والے کا قصد اکثر یہی پائے گا کہ وہ اس کا بدلہ چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص کسی انسان کی طرف سے جواب دیا کرتا۔ اچانک ایسا ہوا کہ اس انسان نے کسی کو سنا کہ اس کی غیبت کرتا ہے۔ پس وہ خاموش رہا اور اس نے اس کی طرف سے جواب نہ دیا تو وہ اس سے عداوت کرنے لگا اور احسان جتلانے لگا کہ تو میرے غیبت کیسے سنتا ہے جبکہ تو نے میری طرف سے جواب نہ دیا حالانکہ میں نے فلاں فلاں کے ساتھ تیری وجہ سے عداوت کی۔ اور کئی دفعہ تیرا ساتھی تیری غیبت میں تیری طرف سے جواب دیتا ہے۔ پس اس کے اور تیرے دشمن کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ تجھے بھول جاتا ہے اور وہ اپنی طرف سے جواب دینے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ پس ایسے شخص کو اپنی طرف سے جواب دینے نہ دینا بھائیوں کے درمیان جھگڑے کا دروازہ بند کرنا ہے۔

جامع ازہر کے ایک واعظ اور اس کے معاصر کے مابین جھگڑے کا واقعہ

جامع ازہر کے ایک واعظ کے اور اس کے ایک ہمسر کے مابین جھگڑا تھا۔ پس اس واعظ نے ایک دن اپنے مخالف کو سنا جو کہ میرے بارے میں بدگوئی کر رہا تھا۔ اس نے میرے حق میں تین محفلیں منعقد کیں جن میں وہ میرے متعلق بدگوئی کرنے والے کو کوستا رہا۔ میں نے سوچا لیکن میرے اور اس واعظ کے درمیان کوئی ایسا بڑا رابطہ معلوم نہ ہوسکا جس کی بنا پر وہ اس شخص کو کوستا رہا۔ پس میں نے الشریف یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اس کا شخص کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس شخص نے غرض فاسد کی طرف صورت حق میں تیرا وسیلہ اختیار کیا ہے۔

اور اس واعظ کے ہاں ایک دن میں اجنبی صورت میں حاضر ہوا تو میں نے اسے دیکھا کہ صلاح اور ولایت کے ساتھ میری تعریف کر رہا ہے باوجودیکہ میں قرائن کے ساتھ جانتا ہوں کہ اس کا باطن اس کے برخلاف ہے۔ پس وہ کہنے لگا کہ فلاں شخص علم وصلاح کا کیسے دعویٰ کرتا ہے جبکہ وہ جامع ازہر جیسے ادارے میں بیٹھ کر اولیاء اور نیکوں کی غیبت کرتا ہے۔ کیا اس مغرور کو اتنا علم نہیں جو کچھ وہ اپنے درس میں علم بیان کرتا ہے وہ ایک غیبت جیسا نہیں۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ غیبت گرچہ بعض علماء کے نزدیک صغائر میں سے ہے لیکن علماء اور نیکوں

کے حق میں کبائر سے ہے۔کیا اسے معلوم نہیں کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا دربار ہے پس وہ اس کے دربار میں اس کی نافرمانی کیسے کرتا ہے۔کیا اسے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے جو کہ ناحق اس کے گھر میں کسی کی غیبت کرتا ہے۔پس وہ قطبیت کا کیسے دعویٰ کرتا ہے۔پس اسے سخت سست سناتا رہا حتیٰ کہ قریب تھا کہ اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دے۔

امام شعرانی کا تجربہ

اور خود میں نے تجربہ کیا ہے پس دیکھا ہے کہ جواب نہ لوٹانا مخالف کو جواب سے زیادہ لاجواب کرتا ہے۔پس بیشک جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا مخالف اسے جواب نہیں دیتا تو لازماً اس کے صبر کی وجہ سے شرم کرتا ہے گرچہ مدت کے بعد ہی سہی۔اور اپنے جی میں کہتا ہے: واللہ تو فلاں پر ظلم کرنے والا ہے۔تو لوگوں کے سامنے اس پر کس قدر سخت سست کہتا ہے جبکہ وہ خاموش ہے۔واللہ وہ حال میں تجھ سے اچھا اور زیادہ حیاوالا ہے۔اور کئی مرتبہ اس حاسد نے آکر مجھ سے صلح کی۔اور اگر میں اس کا مقابلہ کرتا تو اس کا مجھے اور اسے ہمیشہ نقصان ہوتا۔اور مجھ سے کبھی صلح کی ابتداء نہ کرتا۔کیونکہ وہ اس پر میری زیادتی کو یاد رکھتا اور خود اپنی زیادتی بھول جاتا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم جواب کی حکمت

اگر کہا جائے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی وجہ کیا ہے کہ آپ کی طرف سے کفار کو جواب دیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے حضرت حسان کو دین کی امداد کی طرف جلدی کرنے۔اور جو عنقریب اسلام لائے تھے ان کے پھسل جانے کے خوف سے اس کا حکم دیا تھا نہ کہ اپنے نفس کی تشفی کے لئے۔کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاجماع ایسی چیزوں سے معصوم ہیں۔اور حدیث پاک میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کے خلق عظیم کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کان خلقه القرآن۔ آپ کا خلق قرآن کریم ہے۔نیز فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے ناراض نہیں ہوتے ہیں۔صرف اس وقت غضب ناک ہوتے جب حرمات الٰہیہ کی بے ادبی کی جاتی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اگر اہل مشرق و مغرب آپ کو ستانے پر کھڑے ہو جاتے تو آپ علم الٰہی پر اکتفاء فرماتے ہوئے برداشت فرماتے۔گرچہ آپ کے بارے میں غیر شائستہ گفتگو سے سینہ مبارک تنگی محسوس کرتا۔تو یہ اس لئے تھا کہ اس پر آپ کے پیروکاروں پر شفقت اور ان پر رحمت کی مصلحت مرتب ہوتی تھی۔جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک میں ہے ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون (الحجر آیت ۹۷) اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے ہیں) پس سمجھ لے۔پھر آپ کا حضرت حسان کو اپنی طرف سے جواب دینے کے حکم میں آپ کی امت کے ضعیفوں کو انس دلانا ہے جو کہ اپنے حق میں گفتگو نہیں سن سکتے۔بغیر اس کے کہ اپنی طرف سے خود جواب دیں یا ان کا وکیل۔اور اس میں ایسی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا دروازہ کھولنا بھی ہے۔تاکہ انہیں صرف ظاہری فعل کے ساتھ آپ کی اقتداء حاصل ہو نہ کہ کسی دوسرے امر کا قصد کریں۔جس طرح کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب آپ مبتلائے مصیبت ہوئے تو تین دن چھپے رہے۔پھر باہر آگئے۔تو آپ سے کہا گیا کہ ابھی وہ آپ کی تلاش میں ہیں۔آپ نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار سے چھپے تو غار میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے۔پس میں سنت پر اضافہ نہیں کروں گا۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ مذکورہ بالا جوابات تو ظاہر کے حوالے سے ہیں۔ ورنہ درحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان عنداللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسی ہے کہ قرآن کریم کی آیات بینات کا مستقل موضوع ہے۔ جس کا ایک انداز محبوبیت یہ ہے۔ جسے امام العرفاء فی اوانہ ومقدام الفضلاء فی زمانہ امام احمد رضا بریلوی قادری قدس اللہ بسرہ القوی اپنی عظیم تالیف تجلی الیقین میں بیان فرمایا جسے بتقاضائے مقام اختصاراً نقل کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی شان محبوبیت کا دفاع اور اس کے خلاف کفار کی خرافات کا جواب قادر مطلق عزمجدہ کا دستور ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''قرآن عظیم میں جابجا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کفار کی جاہلانہ گفتگو مذکور۔ جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیاء طرح طرح سے حضرات انبیاء میں سخت کلامی اور بیہودہ گوئی کرتے۔ اور حضرات رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے حلم عظیم اور فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔ سیّدنا نوح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا انا لنراك فی ضلال مبین۔ بیشک ہم تمہیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔ فرمایا یاقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العالمین۔ اے میری قوم مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں میں تو پروردگار عالم کی طرف سے رسول ہوں۔ سیّدنا ہود علیہ السلام سے عاد نے کہا انا لنراك فی سفاھۃ وانا لنظنك من الکاذبین۔ یقیناً ہم تمہیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بیشک جھوٹے ہو۔ فرمایا یا قوم لیس لی سفاھۃ ولکنی رسول من رب العالمین۔ (اے میری قوم مجھ میں اصلا سفاہت نہیں۔ میں تو پیغمبر ہوں رب العالمین کا۔ سیّدنا حضرت شعیب علیہ السلام سے مدین نے کہا انا لنراك فینا ضعیفا ولولا رھطك لرجمناك وما انت علینا بعزیز۔ ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تمہارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے اور کچھ تم ہماری نگاہ میں عزت والے نہیں۔ فرمایا یقوم ارھطی اعز علیکم من اللہ واتخذتموہ وراءکم ظھریا۔ اے میری کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے کہا انی لاظنك یا موسی مسحورا۔ میرے گمان میں تو اے موسیٰ تم پر جادو ہوا۔ آپ نے فرمایا: لقد علمت ما انزل ھولاء الا رب السموات والارض بصائر۔ وانی لاظنك یا فرعون مثبورا۔ تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمان زمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو۔ اور میرے یقین میں تو اے فرعون تو ہلاک ہونے والا ہے۔

مگر حضور سیّد المرسلین افضل المحبوبین محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی واصحابہ اجمعین کی خدمت والاعظمت میں کفار نے جو زبان درازی کی زمین وآسمان کے مالک جل جلالہ نے جواب کی خود کفالت فرمائی اور محبوب اکرم مطلوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ مدافعت فرمائی۔ طرح طرح حضور کی تنزیہہ وتبریت ارشاد فرمائی۔ جابجا بدبخت اعداء کے الزام کے رفع پر قسم یاد فرمائی۔ یہاں تک کہ غنی مغنی عزمجدہ نے ہر جواب وخطاب سے حضور کو غنی کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بہتر ہوا۔ اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

حضور علیہ السلام کے دفاع کی قرآنی مثالیں

۱۔ کفار نے کہا یا ایھا الذی نزل علیہ الذکر انك لمجنون (الحجر آیت ۶) اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو) حق جل وعلا نے فرمایا ن والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربك بمجنون (سورت ن) قسم ہے قلم کی اور نوشتہائے ملائک کی تو

اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں)۔

۲- وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی تو کافر بولے ان محمدا ودعه ربه وقلاه. بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن قرار دیا) حق جل وعلا نے فرمایا: والضحٰی واللیل اذا سجٰی. قسم ہے دن چڑھے کی اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے۔ یا قسم اے محبوب تیرے روئے روشن کی اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر کر آئے ما ودعك ربك وما قلی. نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

۳- کفار نے کہا لست مرسلا. تم رسول نہیں۔ حق جل وعلا نے فرمایا:

یٰس والقرآن الحکیم انك لمن المرسلین.

اے خلق کے سردار! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم تو بیشک مرسل ہے۔

۴- کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا۔ حق جل وعلا نے فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی له. نہ ہم نے انہیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین. وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن بیان والا قرآن۔

۵- ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا: لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل. حق جل وعلا نے فرمایا وللہ العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون. عزت تو ساری خدا اور رسول اور مومنین ہی کے لئے۔ لیکن منافقوں کو خبر نہیں۔ آگے چل کر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں فرماتے ہیں۔ حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان اٹھا خود ان کی پاکدامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکیزگی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑھائیں۔

والحمد للہ رب العالمین۔

ان مندرجات سے واضح ہوا کہ عظمت وجلالت حبیب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کائنات میں منفرد ہے۔ اس کی طرف سے اغیار کو جواب دینا ایسا نہیں جس کا صوفیاء نے سالکین عارفین کے لئے ذکر کیا ہے۔ یہ تو حضرت حق جل مجدہ کا دستور اور اس کی سنت ہے۔ اگر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی طرف سے جواب دینے کا حکم... تو یہ خلاق کائنات کی سنت پر عمل کیا ہے۔ غلاموں کی عظمت وشان کی طرف سے جواب کے لئے مذکور وضاحتوں کا اطلاق یہاں نہیں ہوتا کہ یہاں تو برہان حق کی نفاستوں اور نزاکتوں کا دفاع ہے۔ کسی نفس کی طرف سے بیان طہارت نہیں۔ ساری کائنات محتاج تزکیہ ہے جبکہ سید المعصومین امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے مزکی اعظم ہیں۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایسے شخص سے خوش ہونے سے پرہیز کرو جو تیری طرف سے کسی دشمن یا حاسد کو جواب دیتا ہے پس اس سے بے شمار شر جنم لیتے ہیں۔ علی الخصوص انسان کا مقام جس قدر بلند ہوتا ہے اس کے حاسدوں اور دشمنوں اور جنوں سے اس کے حاسد اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔ اور آج اکثر قلوب میں ایک دوسرے کے بارے میں کینہ اور بغض ہے۔ پس بسا اوقات کوئی شخص

تیری مدد کی حجت اور تیری طرف سے جواب میں اپنے دشمن سے تشفی حاصل کرتا ہے۔ اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ تیرے دشمن کے لئے اشتغال باللہ عزوجل سے منقطع کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی عمل نہیں کہ جب بھی وہ تیری تنقیص میں مشغول ہوتا ہے۔ پس بیشک یہ تدابیر اور حیلوں کے مقابلے میں تیری مدد کے زیادہ قریب ہے۔

پس اے بھائی! اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں کا مددگار ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ لوگوں کی ایذاء میں اپنی مصلحت کا شہود

مجھے اس کا شہود ہے کہ لوگ جو اذیت بھی مجھے دیتے ہیں وہ میری مصلحتوں میں سے ہے۔ کیونکہ بسا اوقات اپنے احوال کی وجہ سے مجھے خود بینی لاحق تھی۔ پس یہ لوگ میری آبرو کے بارے میں اپنی ناقص گفتگو کے ساتھ مجھے میری لغزشوں اور نقائص پر متنبہ کرتے ہیں۔ پس مجھ سے خود بینی زائل ہو جاتی ہے جیسا کہ یہ کئی بار گزر چکا۔ اور اگر یہ لوگ عادۃً مجھ سے محبت کرنے والے ہوتے تو میری مدح کے ساتھ میری خود بینی میں اضافہ کرتے تو لاشعوری طور پر مجھے ہلاک کر دیتے۔

اور شیخ ابوالحسن الشاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ دشمن جو تجھے حضرت الٰہیہ تک پہنچائے تیرے لئے اس دوست سے بہتر ہے جو تجھے دربار خداوندی دور کر دے۔ پس اپنے آپ کو اس کی محبت سے بچا جو تیری ہی بات سنتا اور تیرے ہی علم کو پھیلاتا ہے۔ پس وہ دوست کی صورت میں تیرا دشمن ہے۔ اور کتاب کے اواخر میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا کہ اس دنیا میں مصائب اور مشقتوں کی کثرت ایسی دہلیز ہے جس سے انسان آخرت کی ہولناکیوں کی برداشت کی طرف داخل ہوتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو انسان آخرت کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کرتے ہی پگھل جاتا۔ کیونکہ اسے دار دنیا میں اس سے پہلے اس کا تجربہ ہی نہیں۔ پس سمجھ لے تجھے راہ راست ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ غیر شائستہ خبریں نقل کرنے والے سے شدید کراہت

میں اسے شدید ناپسند کرتا ہوں جو میری طرف لوگوں کی ایسی ناقص خبریں نقل کرے جنہیں ان کے سامنے بیان کرنے سے ان سے شرماتا ہے۔ اور نقل کرنے کو سخت ڈانٹ پلاتا ہوں۔ حتیٰ کہ وہ دوبارہ میری طرف نہیں لوٹتا۔ پھر میں اپنے نفس کی ملامت کی طرف لوٹتا ہوں اس لئے کہ میں مقدمات میں الجھا رہتا ہوں حتیٰ کہ نقل کرنے والے نے انہیں نقل کرنے کا محل پا لیا۔ بلکہ میں اسے قلب کے ساتھ روکتا ہوں پس قریب نہیں کہ وہ مجھ تک کبھی کلام کے ساتھ رسائی حاصل کرے۔

مذکورہ بالا صورت حال کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر اس نے اپنے کلام کی قبولیت اور اس پر کان دھرنے کے قابل محل نہ دیکھا ہوتا تو کبھی کلام نقل نہ کرتا۔ پس ملامت مجھ پر ہے ناقل پر نہیں۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ حرام جیسے کہ مثلاً چوری یا بدکاری کی تہمت کوئی آدمی نہیں لگاتا مگر جبکہ تہمت لگانے والے کو علم ہو کہ اس کے بارے میں بات قبول کی جائے گی۔ پس ملامت اس پر ہے۔ جس پر تہمت لگائی گئی جو کہ ایسے افعال اپناتا ہے جن میں دین کی خفت ہے حتیٰ کہ لوگ انہیں اس کے حق میں قبول کرنے لگے۔ پس غور کر۔ چنانچہ معلوم ہوا عاقل کی عقل چغل خور کی تکذیب ہے۔ اگرچہ اسے علم ہو کہ وہ غیر کاذب ہے تاکہ اس کے پاس نقل کلام کا دروازہ بند ہو جائے۔ پس بسا اوقات اس کی بشریت کے

قیام کی حالت میں اس کی طرف کوئی کلام نقل کیا گیا۔ اور اس سے عنایت ربانیہ علیحدہ رہی۔ پس اس پر کدورت اور غم داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کام محبت کا نہیں۔ پھر نقل کلام میں ادنیٰ خرابی یہ ہے کہ جس کی طرف ایسا کلام نقل کیا جائے جو اسے اذیت پہنچائے تو وہ اسے ہر وقت یاد رکھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ فلاں میرے متعلق یوں یوں کہتا ہے پس وہ اس کے بعد کبھی اس کے بارے میں صاف دل نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے کینہ جنم لیتا ہے جو کہ برائیوں کو یاد رکھتا ہے۔ اور اس میں جو اللہ تعالیٰ کا غضب ہے مخفی نہیں۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص پر شرط لگا دیتے جو آپ کی صحبت کا ارادہ کرتا کہ آپ کو کبھی بھی کسی کی طرف سے کوئی بری بات نہ پہنچائے۔ اور فرماتے ایک انسان کسی دوسرے کی محبت کا دعویٰ کیونکر کرتا ہے پھر اس پر غم واندوہ داخل کرتا ہے۔ اور آپ جب کسی سے کوئی ایسی بات سنتے کہ اگر وہ شخص سنتا تو اسے برا سمجھتا۔ ازاں بعد اسے نقل کرتے۔ اور فرماتے کہ میں نے فلاں کو سنا کہ تیرا ذکر خیر کر رہا تھا۔ اور میرے لئے ظاہر ہوا ہے کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اس بارے میں آپ سے بات کی تو فرمایا کہ میں نے اسے مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرتے سنا۔ اور یہ ذکر خیر ہے۔ اور یہ شخص ان میں سے ہے۔ اور اس کے ساتھ میں نے رضاالٰہی کی طلب میں اس پر سرور داخل کرنے اور اس کے دل کو اس کے ہاں موجود کینہ اور بغض زائل کرنے کی طرف مائل کرنے کا قصد کیا۔

اور رہا میرا یہ کہنا کہ میرے لئے ظاہر ہوا ہے کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے یعنی میں اس کے لئے مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے اچھے حال کی امید کرتا ہوں۔ اور مسلمان کے لئے شرط ہے کہ بھائیوں کو قریب کرے جب وہ دور ہو جائیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔ نیز مرفوع حدیث میں ہے کہ کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے شریر بندوں کا پتہ نہ دوں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے شریر بندے چغلی کرنے والے۔ دوستوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے والے۔ نیز حدیث پاک میں ہے مجھے میرے صحابہ کے متعلق اچھی بات ہی پہنچاؤ۔ پس بیشک مجھے پسند ہے کہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدر ہو کر نکلوں۔

اور ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جو بھی چغل خور کی طرف کان لگاتا ہے اس کے دشمن زیادہ ہو جاتے ہیں بخلاف اس کے جو کہ چغل خور کی تکذیب کرے۔ پس بیشک لوگ لازماً انسان کے متعلق اس کی پس پشت وہ کچھ کہتے ہیں جو اس کے سامنے نہیں کہتے۔ حتیٰ کہ بادشاہ بھی۔ اور جو طلب کرے کہ لوگ اس کے پس پشت اپنی اس حالت پر ہوں جس پر اس کے سامنے ہوتے ہیں تو اس نے محال کی آرزو کی۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ لوگوں کی عورتوں سے پارسائی اختیار کرو تمہاری عورتیں پارسا ہوں گی۔ اور اپنے آباء سے اچھا سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی۔ اور جس کے پاس اس کا بھائی گناہ سے بری ہونے والا ہو کر آئے تو اسے قبول کرے سچا ہو یا جھوٹا۔ پس اگر ایسا نہیں کرے گا تو حوض پر میرے پاس نہیں آسکے گا۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے۔ تیرے پاس جو معذرت کرنے آئے اس کی معذرت قبول کر گرچہ تیرے سامنے اپنے قول میں درست ہو یا خطاکار۔ پس اس نے تیری طاعت کی جس کا ظاہر تجھے راضی کرتا ہے۔ اور اس نے تیری عزت کی جو چھپ کر تیری نافرمانی کرتا ہے۔

شیخ ابوالفتح التری کا معمول

اور سیدی شیخ ابوالفتح التری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جب کوئی چغلی نقل کرتا تو آپ اسے بیٹھنے کا حکم دیتے اور اسے بلا بھیجتے جس کی طرف سے اس نے چغلی نقل کی۔ جب وہ حاضر ہوتا تو اس سے فرماتے کہ اس شخص نے تیری طرف سے ایسی ایسی بات کی ہے۔ کیا یہ

صحیح ہے۔ پس نقل کرنے والا چپ نہیں ہوتا۔ ازاں بعد دوبارہ آپ کی طرف کوئی چیز نہ نقل کرتا۔ اور آپ فرماتے کہ میں یہ کام ظلم سے کم ظلم کے باب سے کرتا ہوں۔ پس چغل خوروں کو جب آپ کے متعلق علم: واکہ آپ چغل خور کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں تو انہوں نے آپ کے پاس آنا ترک کر دیا۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور نیکوں کا وارث ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔علماء اور صلحاء کے ساتھ پرخلوص عقیدت

میں پسند کرتا ہوں کہ تمام علماء اور صلحاء پر اپنی جان فدا کر دوں۔ اور تمنا کرتا ہوں کہ ان کے دشمن میری طرف وہ سارے نقائص منسوب کر دیں جن کے ساتھ ان کی تنقیص کرتے ہیں یا ان کی غیبت میں جو کچھ کہتے ہیں وہ مجھ میں قرار دے دیں۔ کیونکہ میں ان سے درگزر کرتا ہوں بخلاف میرے غیر کے۔ پس بعض مرتبہ اس بارے میں وہ ان سے بخل کرتا ہے۔ اور انہیں دنیا میں نہ آخرت میں بری الذمہ قرار نہیں دیتا۔ یہ سب کچھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میری محبت کی بنا پر ہے۔ کیونکہ یہ حضرات آپ کی شرع کے حاملین ہیں۔ اور جب ان کے نقائص ظاہر ہوں تو ان کے ساتھ لوگوں کا نفع کم ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جب ان کے کمالات ظاہر ہوں پس بیشک لوگ ان کی طاعت کرتے ہیں اور ان کے اقوال وافعال کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ خلق کمیاب ہے۔ سوائے معاصرین کے چند افراد کے پایا نہیں جاتا۔ پس ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ان میں سے کیا۔ پس میں بحمد اللہ تعالیٰ تمام نقائص اسلامیہ کو اپنی طرف منسوب کرنے میں سینے کی کشادگی محسوس کروں اگر مجھے ان کی طرف یا اپنی طرف انہیں منسوب کرنے کا اختیار دیا جائے۔ یہ اس لئے کہ میں نقص کے ساتھ امتیاز حاصل کروں جبکہ یہ حضرات کمال کے ساتھ ممتاز ہو۔ اور اس مقام کے ساتھ متحقق ہو وہی اس لائق ہے کہ طریق سے وابستہ ہو۔

مقام مذکور سے وابستگی کا ایک واقعہ

اور سچے بھائیوں میں سے ایک کو کھوٹی کیمیا گری کی طرف منسوب کیا گیا۔ پس اسے لوگوں نے پکڑ کر زدوکوب کیا جس کا مجھے صدمہ ہوا۔ میں نے تمنا کی کہ یہ نسبت میری طرف ہوتی۔ کیونکہ میں اس مخلوق کے ہاں کسی مرتبے کا خواہاں نہیں اور نہ ہی اس کا عزم رکھتا ہوں کہ میں ایسے عہدے پر فائز ہو جاؤں جسے یہ نسبت مجروح کرے۔ پھر اس کے مریدین اس سے منتشر ہو گئے اور اس سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ اور حکام سے کہنے لگے کہ ہم تو دور سے ہی اس کے مرید تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو میں نے ان سے کہا تم جیسے شاگردوں پر افسوس کہ اپنے شیخ کے متعلق حاسدوں اور دشمنوں کی گفتگو کی تصدیق کرتے ہو۔ پھر میں نے ان کے روبرو اس کی قدم بوسی کی اور اسے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر میں نے اس کے شاگردوں سے کہا کہ بیشک یہ مصیبت مصر پر نازل ہونے والی تھی۔ پس اسے سیدی شیخ نے لوگوں سے اٹھا لیا۔ پس ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمارے دور میں ایسی شخصیت پیدا کی جس نے تمام اہل مصر سے بلاء کا تحمل فرمایا۔ پس میں وہاں سے باہر نہیں آیا حتیٰ کہ اس کے شاگرد اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ اور انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ اور میرے سوا اس کے ساتھ کسی نے یہ سلوک نہ کیا۔ یا تو اس کی طرف یا اس فعل کی طرف جس کی اسے تہمت لگائی اپنے منسوب ہونے کے خوف سے۔ یا پھر انہوں نے

اس امر کا قصد کیا کہ اسے آنے والی بلاؤں کے تحمل پر ہمیشگی حاصل ہو۔وغیر ذالک۔

امام شعرانی کی نصیحت

پس اے بھائیو! اپنے اوپر بھائیوں کی امداد لازم کرو جب وہ مصیبت میں مبتلا ہوں۔ورنہ کسی کی صحبت اختیار نہ کرو۔پس بیشک جو بھی صحبت کی طرف داخل نہیں ہوتا دراں حال کہ وہ اپنے بھائی کی مصیبت میں اس کی مشارکت پر اپنے نفس کو پابند کرے اگر اس سے ساری مصیبت کا تحمل نہ کر سکے تو اس کی صحبت غیر خالص ہے۔اور اس دور کے بھائیوں (سالکین) پر اسی صورت حال کا غلبہ ہے۔پس جب ان میں سے کوئی بھائی کسی لغزش میں یا کسی تہمت میں گرے تو زیادہ سے زیادہ ان میں سے ایک آدمی صرف اس کے لئے صرف زبان کے ساتھ گھڑی بھر دکھ کا اظہار کرتا ہے یا قلب کے ساتھ پھر اسے بھول جاتا ہے۔کھاتا پیتا ہے۔ہنستا ہے۔اپنی اہلیہ سے مقاربت کرتا ہے اور حمام میں داخل ہوتا ہے۔اور اہل جنت کے ہاں اہل جہنم کی کوئی خبر نہیں۔اور بعض اوقات اس کے بارے کوئی معاصر خوش ہوتا ہے۔خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اس کے پاس جو بھی آئے اس کے سامنے یہ حکایت بیان کرتا ہے۔اور اگر اس امر کے متعلق اسے لوگوں کے اس پر انکار کا خطرہ ہو تو کہتا ہے ہمیں تو اس صورت حال سے خود تشویش لاحق ہوتی ہے جس میں ہمارا فلاں بھائی گرا ہے۔اور کبھی اس کا قصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس حادثے کے متعلق باخبر کرے جو اس شخص کو پیش آیا ہے۔اور کچھ نہیں۔اور کبھی ان میں سے کسی کا دل خوش ہوتا ہے۔اور تنقید کرنے والا البصیرت والا ہے۔اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہم اپنے شاگردوں پر جانیں فدا کرنے کی راہ چلے ہیں چہ جائیکہ صرف اس کلام کا تحمل کریں جوان کے متعلق کی گئی۔

صوفیاء پر تہمت کا ایک واقعہ

اور جب حضرت جنید کے دور میں صوفیہ کو تہمت لگائی گئی اور قاضی اسماعیل مالکی کے سامنے انہیں گردن اڑانے کے لئے پیش کیا گیا تو شیخ ابوالحسن نوری نے جلاد کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔اور اسے فرمایا کہ میرے ساتھیوں سے پہلے میری گردن اڑاؤ۔جلاد نے آپ سے کہا کہ اس پر آپ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ فرمایا تاکہ گھڑی بھر کی زندگی کے لئے میں اپنے بھائیوں کے لئے اپنی جان کا ایثار کروں۔پس میری جوانمردی سے صرف یہی کچھ باقی رہ گیا ہے۔پس جلاد نے یہ بات خلیفہ تک پہنچائی۔تو اس نے انہیں رہا کرنے کا حکم دے دیا۔اور کہنے لگا کہ اگر یہ لوگ بے دین ہیں تو روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہیں ہے۔پس اسے جان لے تجھے راہ راست ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔مجھ پر کسی کو فوقیت دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا

میں اس سے بدمزہ نہیں ہوتا جو کہ میرے ہمسروں میں سے کسی کو مجھ پر فوقیت دے خصوصاً اگر وہ علماء یا صالحین میں سے ہو بلکہ میں فرحت محسوس کرتا ہوں۔اور کہتا ہوں کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرا مرتبہ بڑھایا حتیٰ کہ میں صالح ہوا۔کیونکہ وہ میرے اور علماء صالحین کے درمیان باہمی فضیلت کی بات کرتے ہیں۔اگر یہ لوگ مقام میں مجھے ان کے قریب نہ سمجھتے تو میرے اور ان کے درمیان فضیلت کی بات نہ کرتے۔جبکہ مجھے اپنے متعلق معلوم ہے کہ علماء اور صالحین کے مقام سے دور ہوں۔اور جب میں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھتا ہوں تو انتہائی ندامت میں ہوتا ہوں۔اس شخص کی طرح جس کے مواضع ستر کھل گئے ہوں۔اسی لئے میں نے اکثر

غیر مشروع محافل میں ان کے ساتھ مل بیٹھنا ترک کر دیا ہے۔

ایک مسئلہ کی وضاحت

اور جب بعض حاسدوں نے مجھ پر بہتان لگایا کہ میں نے اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے جس طرح کہ شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے واقعہ گزرا تو میں نے شکر میں جلدی کی۔ اور کہا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ان کی نظروں میں قابل تعظیم بنایا حتیٰ کہ انہوں نے مجھ پر ایسا بہتان لگایا۔ اور اگر یہ لوگ مجھے قلیل العلم سمجھتے تو مجھ پر اس کا بہتان نہ لگاتے۔ جس طرح کہ عوام پر اس کا بہتان نہیں لگاتے کیونکہ ان کے نزدیک وہ مقام مجتہدین سے بعید ہیں۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ بہتان لگانے والا صرف اسی چیز کا بہتان لگاتا ہے جس کے متعلق اسے گمان ہو کہ لوگ اس سے یہ قبول کرلیں گے۔ رہا وہ مسئلہ جسے وہ قبول نہیں کرتے تو وہ اس کا بہتان نہیں لگاتا کہ لوگوں کے نزدیک اس کا رواج نہیں۔ اسی لئے جو صالحین کو جھوٹ اور بہتان کے ساتھ تہمت لگاتا ہے اس پر غالب یہی ہے کہ وہ انہیں امور باطنہ کے ساتھ تہمت لگاتا ہے جیسے ریاء۔ نفاق۔ برتری کی محبت وغیرہ نہ کہ ترک نماز۔ شراب نوشی اور حکام کے پاس لوگوں کے بارے میں تعاون وغیرہ۔ پس سمجھ لے۔ اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم لوگوں کے درمیان فضیلت کی بات میں گرنے سے خوف کرتے تھے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں غیبت میں گر جائیں۔ اور امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسا واقعہ رونما ہوا کہ آپ کے پاس دو یہودی طبیب آئے۔ پس جب چلے گئے تو فرمایا: اگر خطرہ نہ ہوتا کہ غیبت ہوگی تو میں کہتا کہ ان میں سے ایک دوسرے کی بہ نسبت طب کا زیادہ ماہر ہے۔

اور جان لے کہ علماء اور صالحین کے شاگردوں کے درمیان باہمی کینہ اور فتنے اس جہت سے واقع ہوتے رہے کہ ہر شیخ کی جماعت نے اپنے شیخ کو اس کے غیر پر فوقیت دی۔ پس ہر عالم یا شیخ فی الطریقت کو چاہئے کہ اپنے مریدوں میں سے جسے دیکھے کہ وہ اس کے معاصرین میں سے کسی پر اسے فوقیت دیتا ہے اسے ڈانٹے اور کہے کہ میں تو اس کا شاگرد ہونے کے لائق بھی نہیں اور اس میں توریہ کی ضرورت پڑے تو توریہ استعمال کرے (توریہ کا معنی ہے کہ ایسا کلام کرے کہ اس کے ظاہری معنی کی بجائے اس کا غیر مراد ہو) یا تو اپنے نفس کی تواضع کے لئے۔ یا یہ کہ وہ اپنے مقام کی بلندی کی وجہ سے اس کا شاگرد ہونے کے لائق نہیں بلکہ اس کا شیخ ہونے کے لائق ہے۔

اور میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو کہ اپنے ہمسروں میں سے کسی شیخ کے مریدوں سے کہہ رہا تھا کہ تمہارا یہ شیخ میرے ناخن کے تراشے یا میرے جسم کے بال کے وزن کا نہیں۔ پس انہوں نے سب وشتم کی۔ تو میں نے ان سے کہا کہ شیخ سچا ہے۔ پس بیشک تمہارا شیخ ممکن نہیں کہ اس کے ناخن کے تراشے کے وزن کا ہو اور نہ ہی اس کے جسم کے بال کے برابر ہو۔ اور گویا تمہاری زبان حال کہہ رہی ہے کہ وہ اسی وزن کا ہے۔ پس وہ تمہاری بہ نسبت سچ کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور اس فقیر سے معذرت کی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرمایا کرتے اور بالکل سچی بات کرتے۔ اور اسی طرح فقراء بھی۔

سیّدی مدین کے خواہر زادے کا واقعہ

اور جب سیّدی مدین کے خواہر زادے سیّدی محمد کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے بارہ آدمیوں کو اجازت عطا فرمائی کہ آپ کے بعد مصر میں سلوک طے کرائیں۔ پس ہر ایک کی جماعت والے کہنے لگے کہ ہمارا شیخ زیادہ حقدار ہے۔ یہ بات سیّدی علی المرصفی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچی۔ اور آپ ان بارہ حضرات میں سے تھے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ طریق کے لئے سب کے سب ظاہر ہو جاؤ۔ اور جو سچا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے عنقریب ظاہر فرما دے گا۔ پس بیشک طریق کو اس کے اہل پہچانتے ہیں۔ چنانچہ سب کے سب ظاہر ہوئے۔ پس سب کے سب بکھر گئے۔ اور مصر میں صرف سیّدی علی الرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت رہے۔ پس سب لوگوں نے آپ کی جلالت پر اتفاق کیا اور خاص و عام نے آپ کی طاعت کی۔ پس معلوم ہوا کہ جو بھی اس شخص سے بدمزہ ہوا جس نے اس کے اور علماء صالحین کے درمیان باہمی فضیلت کی بات کی وہ آلودہ ہے۔ اسے طریق قوم کی مہک تک نہیں پہنچی۔

اور بعض اوقات اس کا یہ کہنا کہ ہم تو مریدوں کے نعلین کے برابر نہیں ہیں۔ جھوٹ اور نفاق ہوتا ہے۔ یا وہ ایسا تھا پھر زائل ہوگیا۔ پس اے بھائی! ایسا ہونے سے پرہیز کر۔ پھر پرہیز کر۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ علماء۔ صالحین اور حکام کے احترام کی کثرت

میں علماء۔ صالحین اور حکام کا کثرت سے احترام کرتا ہوں۔ پس میں انہیں کبھی بھی کسی دعوت میں نہیں بلاتا جس کا مثلاً میں نے اہتمام کیا ہو مگر ان کی دعوت میں میرے اخلاص اور اس کی بدولت اپنے ہمسروں پر اپنی برتری نہ سمجھنے کی شرط کے ساتھ جس طرح کہ اس میں صالحین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے گرتے ہیں اور اپنے آباء واجداد کی وجہ سے شیخ بننے والے۔ پس لوگ کہیں کہ یہ عظیم دعوت تھی جس میں فلاں فلاں شامل ہوئے بخلاف فلاں کی دعوت کے کیونکہ اس میں اکابر میں سے کوئی بھی حاضر نہیں ہوا۔ اور بسا اوقات علماء صالحین اور حکام کا حاضر ہونا ان پر اس دعوت میں حاضری سے زیادہ عظیم مصالح فوت کر دیتا ہے۔ اور کبھی وہ حاضر نہیں ہوتے مگر ان کی قدم بوسی کے بعد اور اکابر کے ان پر سیاق کے بعد نہ کہ صاحب دعوت کی محبت اور اس میں عقیدت کی بنا پر۔ اور اسے چاہئے جس کی دعوت کا اہتمام کیا جائے کہ وہ اس کی موافقت سے بچے جس کے مال میں شبہ ہو جیسے ظالم اور ان کے مددگار اور اس کی موافقت سے جو کوئی چیز حیا کی آنکھ سے عطا کرے اور کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرے مگر جو شرعاً حلال ہو۔

اور چاہئے کہ وہ اور اس کے شاگرد اس شخص کا ذکر برائی کے ساتھ کرنے سے پرہیز کریں جیسے بخل وغیرہ جس نے اس کی معاونت نہ کی ہو۔ پس بسا اوقات دعوت کا ثواب اسے پورا نہیں کرتا۔ اور یہ امر اس دور کے بعض فقراء میں پیدا ہوگیا ہے۔ اور ہم نے ان مشائخ میں سے کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا جنہیں ہم نے پایا ہے۔ یہ حضرات تو ورع۔ زُہد اور ادب کے قدم پر تھے۔ پس معلوم ہوا کہ دعوتوں کا اہتمام کرنا صرف ان اکابر اولیاء اور صالحین کے شایاں ہے جن کی کرامات اور مناقب روئے زمین میں مشہور ہیں جیسے امام لیث۔ امام شافعی۔ سیّدی احمد البدوی۔ سیّد ابراہیم الدسوقی۔ بنی وفاء کے سادات اور مشائخ عمر یہ مدینہ اور بکر یہ وغیرہم جو کہ اپنی دعوت کا اہتمام اپنے مال سے یا اس پر وقف سے کرتے ہیں۔ اور وہ اس میں ظالموں کی معاونت کے محتاج نہیں ہوتے۔ پس بیشک ان جیسے حضرات ہی کے شایاں ہے کہ قلوب کو اپنی محبت اور عقیدت کی طرف کھینچنے کے لئے دعوتوں کا اہتمام کریں۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی کے لئے کہا جائے کہ اس دعوت میں حاضر نہ ہو تو وہ اسے ترک نہیں کرتا گرچہ سردی کی راتوں میں ہو۔ اس لئے کہ جب وہ حاضر ہوتا ہے تو اپنے جی میں انس اور مدد پاتا ہے۔

دعوت مولد میں حاضری کے لئے شرائط

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی فقیر کے لائق نہیں کہ اپنی دعوت میں کسی عالم۔ صالح اور حاکم کو بلائے مگر چند شرائط کے ساتھ۔ ایک شرط یہ ہے کہ وہ امیر یا عالم یا صالح اچھی نیت کے ساتھ حاضر ہو نہ کہ صاحب دعوت کی جماعت کے خوف سے کہ اس کا ذکر برائی کے ساتھ کرنے میں ملوث ہوں۔ ایک یہ کہ لوگوں کی کثرت سے دعوت کرنے سے اس کا قصد شہر کے مشائخ پر فخر کرنا نہ ہو جو کہ ان کے لئے کسی دعوت کا اہتمام نہیں کرتے یا اس کا اہتمام کرتے ہیں اور اس میں کسی کو کثرت سے نہیں بلاتے۔ بلکہ لوگ اس کے پاس ایک قسم کی محبت کے ساتھ اور ان کے آباء واجداد پر کثرت رحمت کے قصد کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ ریا کاری اور دکھاوے کے لئے نہیں۔ اور کئی دفعہ لوگ صاحب دعوت کی غیبت میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دعوت غیر اللہ کے لئے ہے۔ اس کا اہتمام تو ریا کاری اور دکھاوے کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ اس پر کثرت قرائن دال ہے۔ ایک یہ کہ وہ عالم کوئی ایسی مصلحت ضائع نہ کر بیٹھے جو کہ حاضری سے زیادہ باعظمت ہو۔ پس بیشک وہ بسا اوقات شریعت کے متعلق کسی کلام کی تالیف یا لوگوں کے لئے نافع فتوی تحریر کرنے میں مصروف ہوتا ہے وغیرہ۔ پس وہ قلب اور نیت صالحہ کے بغیر حاضر ہو جاتا ہے اور میں نے طلبہ علم میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ جب اسے دعوت دیتے ہیں تو وہ اپنی کتابیں لے کر حاضر ہو جاتا ہے۔ پس رات بھر مطالعہ میں مصروف رہتا ہے۔ اس کی توجہ اس طرف ہوتی ہی نہیں کہ اس محفل مولد میں کیا ہو رہا ہے۔ تو حاضری کا کیا فائدہ ہے؟ اور ایک یہ کہ داعی کا غالب گمان ہو کہ مدعو حاضری کے لئے اس کی دعوت قبول کرلے گا خصوصاً شادی کے ولیمہ میں۔ پس اس کا غالب گمان نہ ہو کہ وہ قبول کرے گا تو اگر وہ حاضر نہ ہو تو اسے گناہ کے درپے کر رہا ہے۔ اور اگر وہ لوگوں کو دعوت نہ دے یا انہیں آنے یا نہ آنے میں اختیار دے تو دعوت دے تو کوئی حرج نہیں۔ اور ایک یہ ہے کہ صاحب دعوت صرف اسی کو بلائے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ جب اسے کسی اور نے اپنے ولیمہ کی دعوت دی تو حاضر ہوگا۔ پس اگر اس کے گمان پر غالب ہے کہ اس کے بھائی نے جب اسے دعوت دی تو قبول نہیں کرے گا تو اسے نہیں چاہئے کہ اسے دعوت دے تاکہ اس کا احسان نہ اٹھائے اور لوگوں کو اس کے بارے میں گفتگو کرنے کا موقعہ نہ دے۔ کیونکہ اس وقت اس کی ہیئت متکبرین کی سی ہو جاتی ہے۔ پس وہ لوگوں سے طلب کرتا ہے کہ اس کے پاس حاضر ہوں جبکہ وہ خود ان کے ہاں حاضر نہیں ہوتا۔ اور عقل والوں نے کہا ہے کہ جو تیرے پاس آئے تو اس کے پاس جا۔ اور جو تیری بے قدری کرے تو بھی اس سے رک جا۔ یعنی اس میں بطریق مقابلہ عدل پر عمل کرتے ہوئے۔

پس اے بھائی! کسی کو دعوت دینے سے پرہیز کر مگر ان شرائط کے ساتھ اور ان جیسی دوسری شرائط کے ساتھ جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سن رسیدہ علماء اور صالحین میں سے کسی کو تیرے ہاں شب بھر ٹھہرنے کے لئے ولیمہ میں حاضری کی دعوت نہ دے۔ پس بسا اوقات ان میں سے کسی کو سلسل البول کی تکلیف ہوتی ہے یا اس کے ایسے مخفی اعمال ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ پس اس سے انہیں ناگواری ہوگی۔ پس اگر ان میں سے کسی نے اپنا عمل ۲۱ رات میں ظاہر کر دیا تو اس کا اجر ناقص ہو جائے گا۔ کیونکہ سری عمل کا اجر کئی گنا زیادہ ہے۔ اور اگر بالکل ترک کیا تو اجر ہی فوت ہو گیا۔

پھر تجھ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ جو عمر رسیدہ ہو اوہ ہلاکتوں کے معرکے پر پہنچ گیا اور ر بکلوقت دعوت مولد اور اس کے علاوہ ان مقامات کی حاضری سے تنگ ہو گیا ہے جہاں قرآن عظیم کی تلاوت ہو رہی ہو۔ تو اس کی کیا کیفیت جو علماء و صالحین کو ختنہ اور شادی بیاہ کی دعوت

دیتا ہے۔پس غور کر۔جب تجھے یہ معلوم ہوگیا تو اے بھائی! اہتمام دعوت میں اچھی نیت کی تحقیق کر اور حلال طریقے سے طعام کے آلات جمع کر اور سر برآوردہ لوگوں کی تخصیص کے بغیر فقراء و مساکین کو دعوت دے۔یہ تیرے لئے افضل ہے۔اور میں نے ہمارے شیخ، شیخ نور الدین الشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سے افضل اور مشقت میں زیادہ خفیف کوئی دعوت نہیں دیکھی۔پس آپ کے مریدین اپنے گھروں میں شام کا کھانا کھاتے ہیں۔پھر حاضر ہو کر آپ کے مزار کے سامنے طہارت کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔قرآن کریم کی تلاوت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور اللہ عزوجل کا ذکر عشاء سے فجر تک جاری رہتا ہے۔اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کی حاضری میں رعایت کا اہتمام کریں سوائے اللہ عزوجل کے۔پس اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے شیخ سے راضی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے دشمن پر رحم کرنا اور اس پر تکلیف سے متاثر ہونا

میں اپنے دشمن پر رحم کرتا ہوں اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کی خاطر متاثر ہوتا ہوں۔کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہ دو حال سے خالی نہیں۔یا تو میرے ساتھ اس کی عداوت برحق ہے تو میرا اس سے نفرت کرنا حماقت۔اور نفس کی آلودگی ہے۔یا اس کی عبادات ناحق ہوگی تو وہ مسکین ہے اپنے دین میں آفت کا شکار ہے۔پس مجھ پر اس سے درگزر کرنا۔رحم کرنا اور اس کے لئے دعائے خیر کرنا واجب ہے۔ نہ کہ اس کی موجودہ حالت میں اضافہ کرتے ہوئے اس پر ناراض ہونا اور اس کے لئے بددعا کرنا۔اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فقیر کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی تمام حرکات وسکنات اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ہو جائیں۔پس وہ کسی ایسی چیز کے ساتھ عمل کرنا معطل نہیں کرتا جو اس کی نیکیوں میں اضافہ کرے۔پس اس کا اجر کم ہو جائے۔اور ایسا واقعہ گزرا کہ غربیہ کے اہل کار سکندر نے میرے پاس اپنی ریاست کے قاضی کے متعلق شکوہ کیا۔پس تین دن کے بعد قاضی فوت ہو گیا۔پس وہ غم زدہ ہو کر میرے پاس آیا۔میں نے اس سے کہا: یہ کیا حال ہے۔تو کل تو اس کے شکوے کر رہا تھا۔تو اس نے کہا کہ اس شخص نے مجھے ستانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نہ سنی۔پس میں اس سے کیونکر بدمزہ ہوں جبکہ اس کے ہاتھ میں کھولنا ہے نہ باندھنا۔پس مجھے اس کی قوت یقین سے تعجب ہوا۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہود

اور ہمیں حضرت ابوالقاسم الجنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہ بات پہنچی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میری دائیں طرف سب لوگوں سے مجھے زیادہ پیارا شخص بیٹھ کر بہترین گفتگو کرے۔میرے لئے عود اور عنبر سلگائے۔مجھے پاکیزہ کھانا کھلائے اور لذیز شربت پلائے۔پھر میری بائیں جانب وہ بیٹھے جو اس کی ضد ہو اور آگ کی قینچیوں سے میرا جسم کاٹنے لگے تو میرے نزدیک دائیں جانب والے کے مرتبے میں اضافہ نہیں ہوگا اور جو بائیں جانب ہے وہ ناقص نہیں ہوگا۔کیونکہ مجھے شہود ہے کہ دونوں حالتیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں۔اور اس مقام میں ثابت قدم صرف وہی رہتا ہے جس کا مطمع نظر ابتداء سے ہی یہ ہو کہ ہر چیز جو اس کے لئے واقع ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس سے پہلے کہ اسے اس کا شہود خلق سے ہو۔پس اس وقت وہ ایسا ہوتا کہ خلق کی طرف توجہ نہیں کرتا۔پس تکلیف نام کی ہر چیز جسے اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں سے چاہے تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ فعل خلق۔

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ انسان اگرچہ علم وصلاح کے بہت اونچے مقام تک پہنچ جائے تب بھی اس کے لئے محبت اور بغض

رکھنے والے سے چارہ نہیں۔ وہ چاہے یا انکار کرے۔ پس یہ جہالت ہے کہ انسان ساری مخلوق سے طلب کرے کہ اس سے محبت کرنے والے ہوں تو ایسا تو اکابر میں سے کسی کے لئے صحیح نہ ہوا۔ اصاغر کا کیا مقام۔ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بغض رکھتا اور آپ کے متعلق غیر شائستہ گفتگو کرتا۔ ایک دن ایک محفل میں دونوں اکٹھے ہو گئے تو وہ آپ کی تعریف کرنے لگا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو امام نے اس سے فرمایا کہ میں اس مقام سے فائق ہوں جو تیرے نفس میں ہے اور اس سے کمتر ہوں جو تو کہتا ہے۔ اور جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصیبت کے ایام میں روپوش رہے تو آپ نے ابن القاسم سے فرمایا: تو لوگوں کو میرے بارے میں کیا کہتے سنتا ہے۔ تو اس نے کہا جو آپ سے محبت کرتا ہے وہ تو آپ کا ذکر خیر ہی کرتا ہے۔ اور جو آپ سے بغض رکھتا ہے اس کا حال آپ پر مخفی نہیں۔ پس امام نے کہا الحمد للہ رب العالمین۔ لوگ ہمیشہ اسی طرح رہے ہیں کوئی ان سے محبت کرنے والا ہے تو کوئی بغض رکھنے والا۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتے ہیں کہ تمام زبانیں مسلسل مذمت کریں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے خلاف حجت قائم کرنے میں جلدی کرنا

میں اللہ عزوجل کی بجائے اپنے خلاف حجت قائم کرتا ہوں جبکہ کوئی ظالم مجھ پر ظلم کرے۔ چنانچہ میں کبھی نہیں کہتا کہ بندہ تقدیر کے تحت ہے یا اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے (یعنی جو چاہے کرے) وغیر ذالك. جس میں اپنے آپ پر حجت قائم نہ کرنے کی مہک ہو۔ اور اس مقام میں ثابت قدم صرف وہی رہتا ہے جو ذوق کے حوالے سے مقام عبودیت کے ساتھ متحقق ہو۔ رہا وہ جو کہ اس کے ساتھ علم کے حوالے سے متعلق ہے وہ اس سے محجوب رہتا ہے۔ اور اس پر مصیبت اترنے کے وقت وہ اس سے چھپ جاتا ہے۔ اور سلیمان بن مہران کے ساتھ واقعہ گزرا کہ آپ نماز جمعۃ المبارک کے لئے نکلے جبکہ نفیس لباس پہنے ہوئے تھے۔ اچانک ایک لونڈی نے آپ پر چھت سے مچھلی صاف کیا ہوا دھوون پلٹ دیا۔ پس آپ کے عمامہ شریف سے لے کر دامن تک سارا لباس آلودہ ہو گیا۔ آپ فوراً مسکرا دیئے۔ اور اسی طرح مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے واقعہ پیش آیا کہ لونڈی نے آپ پر خاکستر پھینکا۔ آپ اسی طرح جلد مسکرا اٹھے۔ اور عرض کی یارب! تیرا فضل ہے کہ تو نے آگ کی بجائے خاکستر کے ساتھ مجھ سے صلح کی۔

نزول مصیبت کے وقت ادب کا تقاضا

اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا ہے کہ جب بندے پر مصیبت نازل ہو تو ادب یہ ہے کہ اس کا سبب اللہ عزوجل سے پہچانے۔ پس اگر اس کا سبب کوئی گناہ سمجھے تو اس سے توبہ کرنے میں جلدی کرے۔ اور اگر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش جانے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے دفعہ کے لئے مدد طلب کرے۔ گویا اللہ تعالیٰ سے اس پر صبر کا سوال کرے۔ اگر علم الٰہی میں اس کے لئے تقدیر ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما اصابکم من مصبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر. (الشوریٰ آیت ۳۰) اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے۔ اور وہ بہت سی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے) پس معلوم ہوا کہ اس ظالم نے ہم پر ظلم نہیں کیا مگر ہمارے گناہوں کی وجہ سے۔ اور یہ درحقیقت ہمارے اعمال کا صلہ ہے نہ کہ ہمارے لئے ظلم۔ اور اگر ہم ظالم یا اس کے مقابلے کی وجہ سے معروف ہوں تو حجاب سخت ہونے کی وجہ سے ہماری جہالت ہے۔ پس اگر ہمارا حجاب باریک ہوتا تو ہم اس دنیا میں ظالموں کا حکم جہنم کے داروغہ کے بالکل برابر سمجھتے اس حیثیت سے کہ انہوں نے ہمیں عذاب نہیں دیا مگر ہمارے گناہوں اور ہماری بے ادبی کی وجہ سے۔

پس جس طرح لوگ جہنم کے داروغہ کو وہاں ظالم نہیں کہتے تو اسی طرح جس کا حجاب کھل جائے اسے چاہئے کہ وہ انہیں یہ نام نہ دے۔ پس بیشک دریا ایک ہے۔ لیکن جس نے ہم پر اس جہان میں زیادتی کی اسے مکلف ہونے کی نسبت کی وجہ سے ظلم کی طرف منسوب کئے بغیر چارہ نہیں۔ بخلاف داروغہ جہنم کے۔ کیونکہ وہ دار تکلیف میں نہیں ہیں۔ پس جو چاہے کہ اس پر کوئی مصیبت نہ اترے اور اللہ تعالیٰ اس پر کسی کو مسلط نہ فرمائے پس چاہئے کہ وہ اس دروازے کو بند کردے جس سے اس کے لئے جزا داخل ہوتی ہے جو اسے بری لگتی ہے۔ اور یہ ترک معاصی کی بدولت ہے۔ پس اس کے ظاہر میں نہ اس کے باطن کوئی چیز نہ ہو جسے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ناپسند فرماتا ہے۔

اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جب کوئی گندے حوض سے پانی نکالنا چاہے تو اسے چاہئے کہ پرنالہ بند کردے جس سے وہ پانی اترتا ہے پھر اسے کھینچے۔ ورنہ وہ جس چیز کو کھینچے گا پرنالہ سے اس کا بدل نازل ہوگا۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اس گناہ کی عظمت سے ناواقف ہے جس میں گرا اور اس کی وجہ سے اسے سزا دی گئی۔ تو چاہئے کہ وہ سزا کے بڑے چھوٹے ہونے پر نظر رکھے۔ پس اگر سزا عظیم ہے تو گناہ عظیم ہے اور اگر چھوٹی ہے تو گناہ بھی چھوٹا ہے یعنی آنکھ سے دیکھنے کی حیثیت سے چھوٹا ہے نہ کہ دربار خداوندی کی طرف نظر کرنے کی حیثیت سے۔ پس کبھی اللہ تعالیٰ بندے کو چھوٹے گناہ پر مواخذہ فرماتا ہے اور بڑے پر اس سے درگزر فرمالیتا ہے۔

اور ان احسانات میں ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مظلوم ہے اس کے لئے کثرت استغفار سے زیادہ نفع دینے والی کوئی دوا نہیں۔ کیونکہ اکثر سزائیں جیسے زدوکوب۔ قید اور رسوائی یہ صرف حق تبارک وتعالیٰ کے غضب کا اثر ہے اگرچہ بعض بندوں کو اس کا شعور نہ ہو۔ اور اس قاعدے سے انبیاء اور ان کے کامل وارث صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ہی خارج ہیں۔ پس انہیں پہنچنے والی تکالیف حق تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات معصوم ہیں اور اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم محفوظ ہیں۔ اور جو اپنے رب کو ناراض کرتا ہے اس کی دوا صرف استغفار ہی ہے۔ تو جب بندہ اس حد تک استغفار کرے جو کہ اسے درپیش غضب الٰہی کو بجھا دے تو اس سے سزا اپنے وقت سے چلی جاتی ہے اور میں نے یہ فائدہ کئی قیدیوں کو سکھایا تو اس کی بدولت انہیں جلد رہائی مل گئی۔ اور میں نے انہیں کہا کہ رات دن استغفار اپنا وظیفہ بنالو اس لئے کہ کبھی قید کی طویل مدت رات دن میں ترک استغفار اور اپنے گناہ پر نظر نہ رکھنے پر معلق ہوتی ہے۔ پس اس کی قید طول پکڑ لیتی ہے۔ جس طرح کہ جرائم پیشہ محجوب دلوں والے لوگوں کی عادت ہے۔ پھر ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ مجھے ظلماً قید کیا گیا ہے کسی گناہ اور خطا کی وجہ سے نہیں۔ اسی لئے ان کی قید طویل ہوجاتی ہے۔

اہل اللہ کی سزا میں شدت

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ اہل اللہ کی سزا ان کے مقام کی بلندی اور ان کی لغزش کی عظمت کی وجہ سے ہے جسے ان کے غیر چھوٹا سمجھتے ہیں زیادہ شدید ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات اہل اللہ کے غیر اسے بالکل گناہ سمجھتے ہی نہیں جس میں وہ مبتلاء ہوئے کیونکہ یہ ان کی نظر میں چھوٹا ہوتا ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ جس کا منصب عظیم ہو اس کا صغیرہ عظیم ہوتا ہے۔ پس بسا اوقات اہل اللہ میں سے کوئی شخص ایک دفعہ مباح خواہش حاصل کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے جبکہ بعض اوقات ان کا غیر کئی دفعہ کافی مال چرا لیتا ہے پس اسے قطع ید کی سزا نہیں ملتی۔ ایک دفعہ میں عرفہ کی رات جنبی حالت میں سوگیا۔ پس میں نے خواب دیکھا گویا میں کھنڈرات میں سرگرداں پھرتا ہوں

وہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ پھر خواب میں مجھے ایک برتن پیش کیا گیا جس میں شراب تھی۔ میں نے اسے پی لیا۔ پھر مجھے خواب میں اس قدر ندامت لاحق ہوئی حتیٰ کہ میں ہلاکت کے قریب ہوگیا۔ اور میں نے اپنے نفس سے کہا: تو عرفہ کی رات میں شراب کیونکر پیتا ہے۔ پس جب میں بیدار ہوا اور مجھے علم ہوا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے اور میری آنکھ میں قطرہ ہے اس کی وجہ سے مجھے فرحت حاصل ہوئی۔ اور مجھے علم ہوا کہ تادیب کا ترازو مجھ پر رحم اور شفقت کے طور پر نصب ہے۔ کیونکہ میں اس یتیم کی طرح ہوں جو کہ اپنے وارث کی تربیت کی آغوش میں ہوتا ہے۔ اور یتیم کا وارث کبھی اسے سزا دیتا ہے تا کہ اسے اس کام میں گرنے سے روکے جو کہ زدوکوب سے زیادہ شدید ہے۔ بخلاف اس کے جس کا حق تبارک وتعالیٰ وارث نہ ہو۔ پس کبھی وہ جنابت۔ کھوٹ۔ کینہ۔ ظلم۔ دھوکہ اور محبت دنیا پر سور ہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواب اس قسم کی کوئی چیز نہیں دکھاتا۔

امام شعرانی کی اہل اللہ کے بارے میں وصیت

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو کہے کہ اہل اللہ کے لئے مبارک ہو جب تو انہیں امور دنیا کے ظاہر میں راحت پانے والے دیکھے۔ پس بیشک ان کی باطنی مشقت کے برابر کوئی مشقت نہیں۔ پس اگر تجھے ان پر رشک کے بغیر چارہ نہیں تو ان پر کثرت طاعات پر رشک کر۔ والحمد لله رب العالمین۔ پس معلوم ہوا کہ بندہ جب کسی معصیت میں گرتا ہے تو اس کا یہ کہنا کہ میں کیا کروں یہ تو میری تخلیق سے پہلے مجھ پر مقدر تھا اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی ہے کیونکہ اس میں اپنے نفس پر حجت قائم کرنے کی مہک ہے۔ بلکہ اس پر واجب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگے کہ اس کی خطا معاف فرمائے اور اس کی لغزش سے درگزر فرمائے۔ یہ ہے وہ کام جس کی اس دار دنیا میں ذمہ داری اور اس کے ظاہر کرنے کی ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے۔ کیونکہ امور کا تقدیر الٰہی کے ساتھ معرض وجود میں آنا تحصیل حاصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون۔ (النحل آیت ۱۱۸) اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔ نیز ارشاد فرمایا وما ظلمنا هم ولكن ظلموا انفسهم۔ (ہود آیت ۱۰۱) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جنہوں نے کہا لو شاء الله ما عبدنا من دونه من شيء نحن ولا آباءنا (النحل آیت ۳۵) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور چیز کی عبادت نہ کرتے) گرچہ یہ قول فی نفسہ حق ہے لیکن یہ ایسا حق ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا۔ اور یہ خلق فقراء میں نایاب ہے۔ بلکہ ان میں سے غالب تو اللہ تعالیٰ کے لئے مجبوری کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بندہ اپنے عین اختیار میں مجبور ہے۔ اور بسا اوقات بعض کا شعر لا پتا ہے کہ اسے دریا میں کندھوں کے ساتھ ہاتھ باندھ کر پھینک دیا اور اس سے کہا کہ نہایت احتیاط کرتا کہ کہیں تجھے پانی کی تری پہنچے۔ اور کبھی یہ بھی کہتا ہے کہ چلتی پھرتی مثال وہ ہاتھ ہے جسے تو اس سے پہلے چبا نہیں سکتا۔ وغیرذالک۔ اور یہ سب کچھ محققین کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس میں بندے کے اپنے نفس پر حجت الٰہیہ قائم نہ کرنے کی مہک ہے۔ پس ایسی گفتگو سے پرہیز کر۔ پھر اس سے پرہیز کر۔ والحمد لله رب العالمین۔

انعام خداوندی - اپنے کسی ہمسر سے اظہار حسد نہ کرنا

اپنے کسی ہمسر سے اظہار حسد کرنے سے میری حفاظت کی گئی ہے جب دنیا اور اہل دنیا میری بجائے اس پر متوجہ ہوں۔ اور امراء

اور اکابر کے ہاں اس کا مرتبہ زیادہ ہو کہ وہ لوگ اس میں اس کے اوصاف جمیلہ زیادہ دیکھتے ہیں۔ بلکہ میں ادب مع اللہ تعالیٰ کے طور پر اس میں محبت اور تعظیم کا اضافہ کرتا ہوں جس نے اس پر عزت اور اپنے بندوں کے مابین قبولیت کی خلعت ڈالی۔ خصوصاً اگر اسے علم وعمل کی کثرت سے نوازا ہو۔ اور اگر حاسد انصاف اور عقل کی آنکھ سے غور کرتا تو دیکھتا کہ حسد اس فقیر کی صبح وشام اپنے رب عزوجل کی ہم نشینی پر اور علاوہ ازیں دوسرے امور پر بہتر ہے۔ اس حسد سے جو سلطان جیسے پاشا یا دفتر دار کے کسی لشکری کی ہم نشینی پر ہے۔ لیکن حاسد امور آخرت سے اندھا ہے۔ پس وہ صرف احوال دنیا ہی کی طرف نظر کرتا ہے۔ اور جب کسی حادثہ میں وزیر علی پاشا کے لئے مصر میں ۹۶۰ھ میں مجھ پر حاسدوں کی حسد کی آگ ہر سمت سے بھڑک اٹھی۔ حتیٰ کہ بعض علماء اور فقراء کی طرف سے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ کسی سرکاری اہل کار کے مجھ پر متوجہ ہونے سے کیسے حسد کرتے ہو اور اس کے ساتھ میری ہم نشینی سے۔ جبکہ آپ لوگ میرے اوراد میں اللہ تعالیٰ کی تقریباً ۵۰ سالہ ہم نشینی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی پر میرے ساتھ حسد نہیں کرتے ہو۔ پس وہ حضرات نادم ہوئے۔ اور اکثر لوگوں کے اللہ تعالیٰ سے اور دار آخرت کے احوال سے غافل ہونے کی وجہ سے کوئی قلیل ہی اس بیماری سے بچا ہے۔ پس تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے قریب ہے کہ غصے سے پھٹ جائے جب وہ امراء اور اکابر کو اپنے ہمسروں میں سے کسی کے پاس عقیدت اور محبت سے بیٹھا ہوا دیکھتا ہے۔ حالانکہ اس کا ایک رونگٹا بھی متغیر نہیں ہوتا اگر وہ اسے رات دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنے اوراد میں بیٹھا ہوا دیکھے۔ اور جو شخص اپنے ہمسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے وہ اس کی بدولت پیچھے مؤخر ہونے میں ہی اضافہ کرتا ہے اور اگر وہ ان صفات کو انصاف کی نظر سے دیکھتا جن کی وجہ سے انہوں نے محسود کو تقدیم بخشی اور اسے اس سے افضل گردانا اور ان کے ساتھ متخلق ہوتا تو بسا اوقات اسے لوگوں کی طرف اسی قسم کی پذیرائی حاصل ہوتی۔ گرچہ یہ اصل میں اس کے لئے مقصود نہیں کیونکہ ریاء کی آلائش ہے۔ علاوہ ازیں کسی عالم یا صالح میں لوگوں کی عقیدت کی کثرت بعض دفعہ اس کے دینی راس المال میں نقصان کا موجب ہوتی ہے۔ اور قیامت کے دن اسے کہا جائے گا: چل۔ تو نے اپنے اعمال صالحہ کا اجر تجھ پر لوگوں کے متوجہ ہونے۔ تیری تعظیم کرنے اور تیری ضروریات پوری کرنے میں ان کی خوشی کے ذریعے پورا پورا لے لیا ہے۔ وغیرہ ذالک۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درباریوں میں سے ہے اور لوگوں میں سے کسی کے ساتھ حسد کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ والوں کی شان یہ ہے کہ وہ ہر اس شخص کی تعظیم کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کوئی خلعت بخشی ہو۔ اور جو اس کی تعظیم نہیں کرتا وہ دربار الٰہیہ سے دھتکارا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اور بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں بحمد اللہ تعالیٰ امر دنیا کے بارے میں سب لوگوں کو راضی کر سکتا ہوں۔ پس جب بھی وہ مجھ سے کوئی چیز طلب کریں میں اسے ان کے لئے چھوڑ دوں گا لیکن اپنے حاسد کو کبھی راضی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسے راضی نہیں کر سکتا مگر مجھ سے نعمت کا زائل ہونا۔ اور یہ میرے بس میں نہیں۔

حاسد کی علامت

اور اے بھائی! جان لے کہ حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ تجھ پر دعویٰ شرعیہ کے حق کا تصور کبھی نہیں کر سکتا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور نہ ہی حکام میں سے کسی کے ہاں۔ وہ تو محافل میں تیری مذمت اور تنقیص کرنے لگتا ہے۔ پھر جب لوگ اس سے کہیں کہ تیرے اور فلاں کے مابین کیا چیز ہے حتیٰ کہ تجھ سے اس کے بارے میں یہ سب کچھ واقع ہوا تو وہ تجھ پر کسی حق کا دعویٰ نہیں کر سکتا جو سنا جا سکے۔ کبھی تو کہتا ہے کہ

ہر معلوم چیز کبھی نہیں جاتی۔ اور یہ ترازو چونٹی پر خفیف ہے۔ تو جسے تو اس حالت میں دیکھے تو اپنے آپ کو اس سے راحت عطا کر کہ تو اس سے مطالبہ کرے کہ اس کا دل تیرے متعلق بے غبار و جائے۔ کہ یہ محال کی طرح ہے۔ اور اس بحث کے آغاز میں ہم نے یہ کہا کہ اظہار حسد سے میری حفاظت نہ کہ حسد سے میری حمایت کیونکہ مجھے علم ہے کہ ہر انسان میں ایک جزو ہے جو لوگوں سے حسد کرتا ہے۔ اس سے اسے زائل نہیں کیا جاسکتا گرچہ وہ اپنے نفس کے ساتھ انتہائی حد تک جہاد کرے۔ اور اس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی خارج ہیں۔ لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کسی بندے پر توجہ فرمائے تو اس جزو کو اس سے اس کے استعمال میں معطل فرما دیتا ہے۔ پس وہ سرد پڑ جاتا ہے۔ پس سمجھ لے تجھے راہ راست ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔صرف نام کے ساتھ آواز دینے والے سے بدمزہ نہ ہونا

جو شخص مجھے کنیت۔ لقب۔ شیاخت یا سیادت وغیرہ سے خالی صرف میرے نام کے ساتھ مجھے آواز دے میں اس سے بدمزہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ انسان کو مذکورہ بالا اوصاف سے خالی صرف اس کے نام سے آواز دینا نری سچائی ہے۔ بخلاف القاب اور کنیتوں کے کیونکہ ان میں کبھی جھوٹ داخل ہو جاتا ہے مگر تاویل بعید کے ساتھ۔ اور قلیل لوگ ہی اسے قبول کرتے ہیں۔ اور سلف صالح یعنی صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی دستور پر چلے کہ وہ ایک دوسرے کو صرف اس کے نام سے آواز دیتے۔ اور ان میں سے ایک آدمی اس طرح آواز دینے والے کو لبیک کہتا۔ اور اسے کیا فائدہ جو لوگوں کے اسے اے شمس الدین۔ اے نور الدین۔ اے سراج الدین کہنے سے خوش ہو۔ اور کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم سابق میں وہ جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہوتا ہے۔ اور حافظ عثمان ویلمی اور شیخ عثمان الخطاب ایک دوسرے کو یا عثمان کہہ کر آواز دیتے تو دوسرا اسے کہتا یا عثمان! کیا بات ہے؟ اور دونوں حضرات لقب وکنیت سے غیر متوجہ ہوتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ہم نے القاب کو حرام قرار دینے کا قول اس لئے نہیں کیا کیونکہ اس میں جھوٹ کی تحقیق نہیں۔ پس بیشک بعض اوقات انسان دوسرے کو یا شمس الدین یا نور الدین کہنے سے یہ مراد لیتا ہے کہ اس کی وجہ سے مجموعی طور پر دین کا نشان ظاہر ہے کیونکہ یہ ان میں سے ہے جن کی وجہ سے اسلام کی جماعت کو کثرت حاصل ہوئی۔ اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ جس طرح کہ مثلاً کمال الدین اور قطب الدین میں۔ یا اس کی مراد یہ ہے کہ وہ صرف اپنے نفس کے دین کا سورج ہے یا اپنے نفس کے دین کا نور ہے یا اپنے نفس کے دین کا قطب ہے۔ اور اسی طرح سارے القاب میں کلام ہے۔ اور اس کی تائید ایک عارف کے اس قول سے ہوتی ہے کہ ہر مسلمان کا اولیاء کے تمام مقامات میں سے ایک حصہ ہے۔ اور اسے من کل الوجوہ مقام سے عاری قرار دینا صحیح نہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے اس اندازے کے مطابق خوف کرتا ہے جو اسے خوف سے دیا گیا۔ اور دنیا میں اس قدر زہد کرتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر خشوع کرتا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ارزانی فرمایا۔ اور اسی طرح دوسری صفات۔ اور کسی کا یہ کہنا کہ فلاں کے پاس خشوع نہیں تو یہ صرف ان کی بہ نسبت ہے جو اس سے زیادہ خشوع رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام۔ تابعین اور باعمل علماء کرام۔ پس ہم نے جو احتمال صدق کا قول کیا ہے اس کی وجہ سے ہم لقب کے حرام قرار نہ دینے کے قائل ہیں۔

لقب عطا کرنے کی تاریخ

پھر مخفی نہ رہے کہ یہ کلام اس زمانے کے عرف کے مطابق صرف ہمسروں کے بارے میں ہے۔ البتہ انسان کے شیخ کا ادب یہی ہے

کہ اسے سیادت۔ بزرگی اور تعظیم کے آواز دے جس دستور پر کہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلے ہیں۔ اور شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ پہلا لقب جو اسلام میں رونما ہوا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عتیق کا لقب عطا کرنا ہے کیونکہ آپ کا چہرہ حسین تھا۔ اور سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین۔ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیف اللہ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسد اللہ۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالجناحین کا لقب دیا۔ اوس اور خزرج کو انصار کا لقب عطا فرمایا۔ پس ان پر یہی لقب غالب ہوا۔ حضرت حسن بصری اور محمد بن واسع کو زین القراء کا لقب دیا گیا۔ سفیان ثوری۔ معافی بن عمران کو یاقوتۃ العلماء کا لقب دیا گیا۔ اور محمد بن یوسف کو عروس الزہاد کا۔ جبکہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ناصر الحدیث تھا۔ اور ابن شریح کا لقب باز اشہب تھا۔ انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس اسے سمجھ لے تجھے راہ راست ملے گی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے دوستی رکھتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مخنثوں کے ساتھ میل جول سے نفرت نہ کرنا

میرا نفس مخنثوں سے میل جول سے نفرت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ لوگ امراض والے ہیں۔ پس بسا اوقات کسی نے انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسی قسم میں مبتلا کر دیا جس میں وہ مبتلا ہیں۔ اور طبیبوں کے نزدیک مرض کو ابنہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اس مرض کا علاج یہ ہے کہ خشک مچھلی کے چمڑے تین دن تک پانی میں بھگوئے رہیں۔ پھر انہیں آگ پر جوش دا جائے اور اس کے ساتھ تین بار حقنہ دیا جائے۔ پس یہ اس مرض کے زوال کے لئے مجرب ہے۔ پس اگر وہ اپنے علاج میں ہماری طاعت نہ کرے تو وہ مصیبت در مصیبت میں مبتلا ہے۔ پس ہمارا اس سے میل جول رکھنا اور اس حکمت عملی کے ساتھ نصیحت کرنا اس سے ہماری دوری سے بہتر ہے۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل اصحاب الکتب کے لئے ہمارے بازو جھکانے کی نعمت میں آرہی ہے پس ادھر رجوع کر۔

اور تابعی جلیل حضرت عطاء السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخنثوں کے ساتھ میل جول کرتے۔ گھر کے اندر ان سے خدمت لیتے اور فرماتے: واللہ ان لوگوں کا حال مجھ سے زیادہ اچھا ہے جب کوئی آپ کو اس پر ملامت کرتا۔ اور آپ کے علاوہ اور حضرات بھی ایسا کرتے اور جب انہیں کوئی ملامت کرتا تو فرماتے واللہ یہ لوگ میرے نزدیک میرے نفس سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔

پھر اس خلق پر عمل نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جس نے اپنے روح کے ساتھ خس و خاشاک کے ڈھیروں کی جاروب کشی کی ہو اور لوگوں کی برائیوں کی بجائے اپنی برائیاں دیکھی ہوں۔ اور لوگوں سے کسی مقام کی طلب نہ کی ہو۔ اور اس قدم پر اپنے ہم عصر لوگوں میں سے جسے میں نے دیکھا وہ میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ جب کسی مخنث کو یا کسی غیر معیاری کام کرنے والے کو دیکھتے تو اس سے دعا کے طالب ہوتے اور فرماتے کہ ہمیں حکم ہے کہ ہم اپنے اچھوں سے دعا کا سوال کریں۔ اور یہ شخص میرے نفس کے نزدیک مجھ سے بہتر ہے۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ یہ شخص معاصی کے ساتھ مشہور ہو چکا ہے تو فرمایا مگر میں نے کبھی اسے نافرمانی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی میرے نزدیک گواہی کے ساتھ یہ ثابت ہے۔ پھر اس کے معاصی میں سے کسی چیز کے ارتکاب کے ثابت ہونے کی تقدیر پر احتمال ہے کہ ہر معصیت کے وقت توبہ کر لیتا ہو۔

سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا بدگمانی کے متعلق وضاحتی بیان

اور سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کے بارے میں قابل تنقیص چیز میں بدگمانی نہیں کرتا اور اسے اپنے بھائی کے حق میں قبول نہیں کرتا مگر وہ خود اس کے نفس کی اپنی صورت ہے۔ یا تو اس میں گرا یا اس پر عزم کیا یا اسے کھٹکا ہوا کیونکہ مومن آئینہ ہے مومن کا۔ اللھم۔ مگر یہ کہ اسے کسی معصیت معینہ پر دیکھے تو امر ظاہر ہے۔ لیکن اسے جائز نہیں کہ اس کے غیر سے اسے بیان کرے مگر غرض شرعی کے لئے۔ اور اصحاب کتب کے لئے بازو جھکانے کی نعت کی بحث میں آ رہا ہے کہ اہل معاصی ہر داعی الی اللہ تعالیٰ کی متاع گم شدہ ہے۔ پس وہ انہیں طلب کرتا ہے تاکہ ان کو پاس رکھے اور حکمت عملی کے ساتھ ان کی کجی کو درست کرے اور انہیں موعظ حسنہ کے ساتھ نوازے۔ بخلاف اس کے جو ان سے نفرت کرے اور انہیں حقیر جانے۔ پس اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے لئے نہ ان کے لئے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ میرا انکار کرنے والے عالم سے محبت

میں اس عالم سے محبت کرتا ہوں جو کہ مجھ پر علوم قوم سے ناواقفیت کی بنا پر کسی چیز کا انکار کرے۔ کیونکہ اس نے اپنے نفس میں صرف میرے دین پر شفقت کرتے ہوئے اپنی وسعت کے مطابق مجھ پر انکار کیا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ہے۔ پس اسے جان لے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری راہنمائی کا وارث ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ غیر مخلص شاگرد کے ساتھ انوکھا سلوک

جب میں اس شخص سے بطور فراست معلوم کرلوں جو کہ مجھ سے کوئی علم پڑھتا ہے کہ وہ اس میں غیر مخلص ہے گرچہ قرائن کے ساتھ ہوتو میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں اور اس سے سوال کرتا ہوں کہ اس پر اخلاص کا احسان فرمائے پھر میں عرض کرتا ہوں: یا اللہ! اگر تیرے علم سابق میں ہے کہ یہ تیرے علم میں غیر مخلص ہوگا تو میں تیرے حضور تیرے فضل سے دعا کرتا ہوں کہ اس کے قلب سے وہ سب کچھ مٹادے جسے اس نے مجھ سے پڑھا۔ یا میرے غیر سے۔ اس کے لئے کہ وارد ہے کہ ایسا علم اس صاحب علم کے لئے جہنم کی طرف زادراہ ہے۔ پھر میں عرض کرتا ہوں: اگر اے میرے رب تیرے علم سابق میں محو نہ کرنا ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے توبہ واستغفار کا الہام فرما۔ پس اگر تیرے علم سابق میں اس کی توبہ واستغفار معدوم ہے تو اے میرے رب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس پر اس کا احسان فرما کہ وہ اس شخص کو اس کی تعلیم دے جو کہ اس پر عمل کرے۔ پس اگر یہ تیرے علم سابق میں نہیں ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اسے اپنی اس رحمت میں داخل فرما جو ہر چیز پر کشادہ ہے۔ اور یہ احسان فرمانے کی رحمت ہے جو کہ کسی عمل کے مقابلہ میں نہیں۔ اور یہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار فرمایا ہے جو کہ اہل اسلام کے معاصی میں کبائر پر اصرار کرتا ہوا مرا۔ اور اس خلق کو اپنانے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ اور میں نے اسے صرف اس لئے اپنایا کہ میں تمام مسلمانوں پر رحمت کے ساتھ متخلق ہوں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ ہر عالم کے علم پر عمل کا عزم

میرا عزم ہے کہ جس عالم کو دیکھوں اس کے علم پر عمل کروں جو کہ اپنی معلومات کے علم کی پرواہ نہیں کرتا۔ پس میں اس کے علم کے

ثواب کو حاصل کرنے کے لئے اس پر اپنے عمل کے ساتھ اس کی معاونت کرتا ہوں۔ یا اس شخص کو اس کی تعلیم کے ساتھ جو اس پر عمل کرے۔ پس اس کا ثواب اس عالم کے لئے لکھا جائے۔ یہ سب کچھ اپنے بھائیوں پر میری کثرت شفقت کی وجہ سے ہے۔ اور ان احسانات میں پہلے گزر چکا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے دین کے نقص پر زیادہ تشویش محسوس کرتا ہوں۔ جب اس میں نقص پیدا ہو۔ بہ نسبت خود ان کے اس کی بنا پر تشویش محسوس کرنے کے۔ پس بیشک ان میں سے کوئی خلاف ورزی میں گرتا ہے۔ اور ہنستا۔ کھاتا اور کشادگی کے ساتھ وقت بسر کرتا ہے۔ اور جب یہ بات مجھے پہنچتی ہے تو میری حالت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ پس میں اس کے دین پر اس سے زیادہ خوف کرتا ہوں۔ اور اس مشہد والا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام پاک میں سے بعض کا وارث ہوتا ہے کہ آپ ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

ایک عجیب نکتہ

اور یہاں ایک عجیب نکتہ ہے جس پر میں تجھے متنبہ کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو کہ عالم کے لئے اپنے علم کے ساتھ من کل الوجوہ عمل ترک کرنا کبھی ممکن نہیں ہے جب تک کہ وہ مکلف ہے۔ پس بیشک وہ جب اپنے علم کے ساتھ مامورات و منہیات شرعیہ کے طریق سے عمل نہیں کرتا تو کسی دوسرے سے اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب وہ معصیت میں گرتا ہے تو اسے ندامت اور استغفار کے بغیر چارہ نہیں۔ پس اگر اسے اس فعل کے حرام ہونے کا علم نہ ہوتا تو اسے توبہ۔ ندامت اور استغفار کی طرف راہنمائی نہ ملتی۔ پس اس کا تحریم کے متعلق عالم ہونا ہی وہ امر ہے جس نے اسے توبہ اور استغفار کرنے والا بنا دیا۔ پس اس نے اپنے علم کے ساتھ اس وجہ سے عمل کیا۔ لیکن معصیت میں گرنے کے بعد۔ اور اس سے زیادہ خاص یہ ہے کہ اگر ہم اس کا توبہ نہ کرنا فرض کریں تو اس کا معصیت کو معصیت سمجھنا عمل بالعلم ہے۔ کیونکہ اگر اس کا علم نہ ہوتا تو وہ یہ عقیدہ نہ رکھتا کہ معصیت، معصیت ہے۔ اور یہ اعتقاد سے کچھ تو فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ فوائد اسلام سے ہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس کے لئے خیر کی امید کی جاتی ہے۔ رہا اسے حلال سمجھنے والا تو وہ کافر ہے۔ اور یہ ایک مخفی عجیب عمل بالعلم ہے۔ کوئی قلیل ہے جسے اس کا متنبہ ہو۔ اور اکثر لوگ تو اپنے علم پر عمل کرنے والے صرف اسی کو کہتے ہیں جو مامورات میں سے کسی چیز میں خلل نہ ڈالے اور منہیات میں سے کسی چیز میں نہ گرے۔ رہا وہ جو منہیات میں گرا پھر اس نے توبہ کی تو اسے وہ کبھی بھی عامل بالعلم کا نام نہیں دیتے۔

پس معلوم ہوا کہ علم کے ساتھ بالکل عمل نہ کرنا صرف غیر مکلف کے لئے ہوتا ہے یا اس کے لئے جو گناہوں پر اصرار کرے اور ان سے توبہ نہ کرے اور نہ ہی نادم ہو یہاں تک کہ توبہ کے بغیر مر جائے۔ رہا وہ جو کسی معصیت میں گرا پھر اس نے توبہ کی تو اس نے اپنے علم کے ساتھ حسب طاقت عمل کیا۔ پس لوگوں میں سے کوئی محفوظ رہا اور کوئی محفوظ نہ رہا۔ جب تو نے معلوم کر لیا جس کی ہم نے تقریر کی ہے تو اول تو اس کے ساتھ اپنے نفع کے قصد کو جانے۔ پھر دوسرا اسکے ساتھ اپنے غیر کے نفع کو جانے پھر تیسرا اس پر دائمی عمل کو جانے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دشمن کی اس کے دشمن کے بارے میں بات پر کان نہ دھرنا

میں کسی دشمن کی ایسی بات پر کان نہیں دھرتا جو کہ اس کے دشمن کے بارے میں نہیں چاہئے۔ بلکہ محض نقص کا لفظ بولنے پر پہچان لیتا

ہوں کہ وہ دشمن ہے میرے پاس آتا ہے کہ میرے سامنے اپنے دشمن کا برائی کے ساتھ ذکر کرے تاکہ اپنے ساتھ مجھے گناہ کا حامل ٹھہرائے۔اس کے برعکس اہل محبت کی محض بات سنتے ہی پہچان لیتا ہوں کہ وہ محب ہے۔پس میں اس کی طرف کان لگائے رکھتا ہوں حتیٰ کہ فارغ ہو جائے۔اور اگر میں دشمن کے جی میں جو کچھ ہے اس کے بولنے سے پہلے پہچان لیتا ہے تو میں اسے مہلت نہ دیتا کہ ایک بات بھی بول سکتا۔اور اس خلق کے بارے میں کم لوگ متنبہ ہیں۔اکثر لوگ تو دشمن کے بارے میں دشمن کی بات سے یوں لذت لیتے ہیں جیسے جماع سے لذت پاتے ہیں۔پھر وہ نقائص اس کے سامنے بیان کرتے ہیں جسے ان کا علم نہیں۔حتیٰ کہ وہ ان کے کان بھرتے ہیں جو اس کے متعلق ان کا چرچا کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ تمہیں پتہ نہیں چلا کہ فلاں کے ساتھ کیا واقعہ گزرا؟ ہمارے سامنے اس کے بارے میں فلاں نے بیان کیا کہ اس سے یہ کچھ سرزد ہوا۔اور ان سے یہ بات غائب رہی کہ یہ اس غیبت میں سے ہے جو باجماع اہل اسلام جائز نہیں۔پھر ان میں سے بعض اس سے خوف کرتا ہے کہ لوگوں کو اس کے ساتھ ملوث کرے کہ وہ اس دشمن کے نقائص ذکر کریں۔چنانچہ وہ دوسرے کے کان میں اس کی حکایت کرنے لگتا ہے۔اور کہتا ہے کہ یہ بات کسی سے نہ کہنا۔پھر وہ دوسرا اسی طرح کسی اور سے خفیہ طور پر یہ بات کہتا ہے۔اور اسی طرح بات چل نکلتی ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے حمد ہے جس نے ہمیں ایسی حرکت سے بچایا۔اور ہم اللہ تعالیٰ سے مرتے دم تک اس سے حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔والحمد للہ رب العالمین۔

پھر کسی دشمن کے بارے میں دشمن کی بات سننے والے کے لئے کم از کم جو کچھ حاصل ہوتا ہے گرچہ اس کی تصدیق نہ کرے اس نقص کا سامع کے ذہن میں نمایاں ہو جاتا ہے۔پس اس کے بعد وہ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اس کی طرح قرار دے جو کہ ذہن سامع میں کسی نقص کے ساتھ مجروح نہیں ہوا لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہوتا۔پس بیشک وہ جب بھی ارادہ کرتا ہے کہ اسے باعظمت قرار دے تو اس کے متعلق اس دشمن کا کلام یاد آ جاتا ہے تو اس کے نزدیک لازماً اس کا مقام ناقص ہو جاتا ہے۔پس اے بھائی! اسے جان لے۔اور اس سے پرہیز کر کہ تو حاکم کے پاس وہ بات نقل کرے جو کہ دشمنوں نے کسی فقیر یا عالم کے متعلق کہی جو کہ اس حاکم کے پاس سفارش کرتا ہے۔پس اس پر کئی خرابیاں بنیاد پکڑتی ہیں۔سب سے کم یہ کہ وہ لوگوں کے متعلق اس کی شفاعت قبول کرنے میں خلل محسوس کرنے لگتا ہے۔جیسا کہ ہمارے بھائیوں میں سے ایک گروہ کے لئے ایسا رونما ہوا۔پس اس کے لئے چاہئے کہ جس کا حال غالب نہ ہو جو حکام کے ہاں ان کی آنکھوں میں اس کے ناقص ہونے سے اس کی حفاظت کرے کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کو اس حاکم کے پاس بھیجے تاکہ اس کے شکوک وشبہات کو زائل کرے اور اسے بتائے کہ وہ باتیں جو اسے دشمنوں کی طرف سے پہنچی ہیں باطل ہیں۔ان کی کوئی حقیقت نہیں۔بخلاف اس کے جس کا حال غالب ہے جو اس کی حفاظت کرے اسے اس امر کی ضرورت نہیں ہے۔

امام شعرانی کا ایک واقعہ

اور جب دشمنوں میں سے کسی نے میرے متعلق پاشا کی طرف رقعہ لکھا۔جس میں اس نے ذکر کیا کہ عبدالوہاب دھوکہ باز شیطان ہے (معاذ اللہ)۔پس اس سے پرحذر رہیں کہ یہ آپ کے قریب آئے۔پاشا نے کہا کہ میں نے اس شخص کے بارے میں کسی کی بات کی طرف رجوع نہ کیا۔میں نے اپنے قلب کی طرف رجوع کیا۔پس بیشک مجھے معلوم ہے کہ مشائخ کے لئے دشمن ہیں۔علماء کے لئے دشمن ہیں۔حکام کے لئے دشمن ہیں۔اور میرے جیسے صاحب منصب کے لئے دشمن ہیں۔اور اس نے دشمنوں سے میرے متعلق لگائی گئی تہمت

کو قبول نہ کیا۔اور یہ امر اس جیسوں سے کم واقع ہوتا ہے۔پس اللہ تبارک وتعالیٰ اسے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔اور از اں بعد اس نے آج تک میری سفارشات قبول کی ہیں۔پس اسے جان لے تجھے راہنمائی ملے گی۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-مخفی طور پر عداوت رکھنے والے سے میل جول رکھنا

میں اپنے چھپے دشمن سے میل جول رکھتا ہوں جبکہ وہ بظاہر میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔اور اس پر اپنی کشادہ روئی دراز کرتا ہوں اور اسے وہم دلاتا ہوں کہ میں نے اپنے متعلق اس کی محبت کے دعوے کی تصدیق کی ہے۔اور اس کی بجائے اسے کوئی اور وہم نہیں دلاتا۔چہ جائیکہ اسے کہوں کہ تو اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔اور اس خلق والے کو اس دشمن سے خوف کے طور پر اپنے اعضاء کو مضبوط رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔پس بسا اوقات ہمارے باہمی میل جول سے اس کا قصد ہماری لغزشوں پر اطلاع ہوتا ہے۔تا کہ ان کے حوالے سے ہم سے جدا ہو کر ہماری مذمت کرے۔جیسا کہ اس دور میں اکثر لوگوں کی عادت ہے۔

اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو ہمیں دھوکہ دیتا ہے ہم اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔اور حکماء کے کلام میں ہے کہ عاقل وہ ہے جو قریب کرنے سے پہلے تجربہ کرتا ہے۔اور میں نے کثیر مخلوق کا تجربہ کیا ہے۔اور انہوں نے مجھ سے جدائی اختیار کی۔اور کھلے دشمن بن گئے۔اور اس سے عاجز ہوئے کہ لوگ میرے بارے میں ان کے بیان کو قبول کریں تو انہوں نے مجھے جھوٹ اور بہتان کی تہمت لگائی ہے۔اور شیخ ابوالفتح البستی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے۔کہ جو لوگوں میں معاشرت اختیار کرتا ہے اسے ان سے مشقت لاحق ہوتی ہے۔اس دور کے اکثر بھائی بند خائن ہیں۔جو اشرار کی طرف مانوس ہوتا ہے وہ اس حالت میں سوتا ہے کہ اس کی قمیص میں ان کی طرف سے زہریلے سانپ اور اژدہا ہوتے ہیں۔

اور لامیۃ العجم میں طغرائی کے کلام میں ہے: تیرا سب سے بڑا دشمن وہ نہایت قریبی ہے جس پر تو نے اعتماد کیا۔پس لوگوں سے پر حذر رہ۔اور ان کے ساتھ شک پر صحبت اختیار کر۔مرد دنیا سے اور اس کا ایک وہ ہے جو کہ دنیا میں کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔اور ایام کے متعلق تیرا حسن ظن معجزہ ہے۔پس بدگمانی کر اور ان سے خائف رہ۔وفا گہری ہوگئی۔جبکہ بے وفائی بہہ نکلی اور قول اور فعل کے درمیان مخالفت کا سفر وسیع ہوگیا۔الخ۔پس اسے جان لے تجھے راہنمائی ملے گی اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للّٰہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-میرے دشمن سے میل جول رکھنے پر اپنے مرید سے بدمزہ نہ ہونا

میں اپنے مرید سے بدمزہ نہیں ہوتا جب وہ میرے دشمن کے ساتھ احباب جیسا میل جول رکھے بلکہ اس کی بہترین توجیہ کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ شاید اس نے اس کی صحبت اس لئے اختیار کی ہے تا کہ حکمت عملی کے ساتھ اس کو میری محبت دلائے۔پھر اگر معلوم کروں کہ وہ دشمن اس سے اثر قبول کرتا ہے جب وہ میری زیارت کرے تو میں اپنے مرید سے کہتا ہوں کہ ان دنوں میں میرے پاس ہرگز نہ آنا اس کھٹکے کے پیش نظر کہ کہیں وہ دشمن اسے اذیت دے۔اور اسی طرح میں اپنے مرید کے ہاں نہیں جاتا اگرچہ مجھے اس کا گہرا اشتیاق ہو صرف اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ دشمن اسے گزند پہنچائے۔

اور میں نے یہ سلوک اپنے شیخ، شیخ شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے ساتھ کیا۔چنانچہ مقروضوں میں سے ایک شخص نے اس کی صحبت اختیار کی جو مجھے ناپسند کرتا تھا۔پس میں اپنے شیخ کے صاحبزادے کی زیارت سے رک گیا اور اسے اپنے پاس آنے سے

روک دیا صرف اس شخص کی طرف سے اسے تکلیف پہنچنے کے خوف سے۔ کہ کہیں مذاق اڑانے والوں کی مجالس میں اسے برائی کے ساتھ ذکر کرے۔ اور جو بھی مجھے کہتا ہے کہ ہم نے آپ کو کبھی آپ کے شیخ زادے سیّدی محمد کے پاس آتے جاتے نہیں دیکھا تو میں کہتا ہوں کہ ملاقات مقدر ہے۔ اور بعض نے اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے گمان کیا کہ میرے اور صاحبزادے کے درمیان عداوت ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔

مجھے کسی مسلمان سے عداوت نہیں

اور اے بھائی! جان لے کہ آج مجھے کسی مسلمان کے ساتھ عداوت نہیں کہ میں ان کے محاسن دیکھتا ہوں نہ کہ برائیاں۔ پس قریب نہیں کہ کبھی ان میں سے کسی کی برائیاں دیکھوں مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ یہ تو صرف لوگ ہی بر بنائے حسد اور زیادتی مجھ سے عداوت رکھتے ہیں۔ اور میں اپنے ہم زمانہ لوگوں کی بعض برائیاں صرف اس لئے ذکر کرتا ہوں کہ مجھے اپنے نفس میں ان کا فعلاً یا تقدیراً شہود ہے۔ پس میں کہتا ہوں شاید کہ میرے غیر کے لئے واقع ہو۔ اور یہ پر حذر رہنے کی وجہ سے ہے نہ کہ اس سے سکون حاصل کرنے کو۔ اور یہ مباح ہے۔ علاوہ ازیں میں بحمد اللہ تعالیٰ کسی کام کو معین کئے بغیر بعض غیر معروف لوگوں کے ہی نقائص بیان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب آئے گا کہ مخلوق میں سے یہاں کوئی نہیں مگر وہ میرے ساتھ احسان کرنے والا ہے۔ تو جو میرے ساتھ اپنی دنیا کے ساتھ احسان نہیں کرتا وہ اپنی آخرت کے ساتھ مجھ پر احسان کرتا ہے جبکہ میری غیبت کرتا ہے۔ اور میری حرمت کے خلاف بات کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی حسنات کے بارے میں میرے حق میں فیصلہ فرمائے گا۔ پس اس نے مجھ پر احسان کیا گرچہ اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔

پھر مخفی نہ رہے کہ کسی عارف کے لئے کسی کی عداوت درست نہیں جو کہ ہر شے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھے اور ہر چیز کے ساتھ اور ہر چیز کے بعد۔ کیونکہ وہ ایسا نہیں پاتا جس پر اپنی عداوت واگزار کرے بلکہ اگر اسے ہر شے سے قبل اللہ تعالیٰ کا شہود ہے تو یہ اسے اس چیز کو دیکھنے سے حجاب ہوگا۔ اور اسے ہر چیز کے ساتھ شہود حق ہے تو وہ چیز ساقط ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حادث کو قدیم کے ساتھ ملایا جائے تو حادث کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ اور اگر ہر چیز کے بعد اثر پر اللہ تعالیٰ کا شہود کرے تو ایسا زمانہ نہیں پائے گا جس میں افعال خلق اللہ تعالیٰ کی بجائے ان کے لئے پائے تاکہ ان پر اپنی عداوت واگزار کرے۔ پس سمجھ لے۔ اور جو شخص مقام عرفان کا دعویٰ کرے اور ہم اسے دیکھیں کہ طریق شرعی کے بغیر کسی سے کراہت کرتا ہے تو وہ اپنے دعوائے معرفت میں جھوٹا ہے۔

اور اے بھائی! جان لے کہ عداوت لوگوں کے اس قول سے اخذ کی گئی ہے کہ عدا فلان عن طریق فلان یعنی فلاں شخص فلاں کے طریق سے تجاوز کر گیا اور اس نے اس کی پسند میں اس کی موافقت نہیں کی۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ اخذ میثاق کے دن مخلوق مختلف صفات میں تھی۔ تو جو آمنے سامنے تھے تو محال ہے کہ ان کے درمیان عداوت ہو۔ اور جن کی ایک دوسرے کی طرف پشت تھی تو محال ہے کہ ان میں دوستی ہو۔ اور جس کا منہ پشت کی طرف تھا تو چہرے والا محب عاشق ہے اور پشت والا بغض رکھنے والا ہے اور جو پہلو کی طرف پہلو کی صورت میں تھا یا مقابل یعنی برابر تھا یا پیچھے تھا تو وہ اسی کے مطابق ہوگا۔ اور جسے اس مشہد کا کشفی شہود ہو وہ لوگوں کے لئے عذر قائم

کرتا ہے گرچہ وہ اپنی عداوت کی وجہ سے شرعاً قابل مذمت ہوں۔ اور سیدی ابراہیم المتبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کاملین کی شان ہے خلق کو حق کے ساتھ ثابت کرنا۔ پھر اس معیت کی خاطر ان کی تعظیم کرنا۔ اور ہر مقام کے لئے مرد ہیں۔ پس سمجھ لے تجھے راہنمائی ملے گی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - حاسدین کی کثرت پر کثرت شکر واستغفار

جب میرے حاسد اور دشمن زیادہ ہو جائیں تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے شکر اور استغفار کرتا ہوں۔ پس میں اس نعمت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس کی بنا پر انہوں نے مجھ سے حسد کیا۔ پس بیشک میں اگر عذاب۔ تنگی معیشت اور قلت دین میں ہوتا تو یہ مجھ سے حسد نہ کرتے۔ اور میں اپنے لئے اور ان کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ میرے پاس موجود نعمت کی وجہ سے میرے خلاف گفتگو کرنے لگے۔ پس بیشک اگر میرا وجود نہ ہوتا تو وہ اس گناہ میں نہ پڑتے کہ جس سے وہ حسد کرتے ہیں اور تنقیص کرتے ہیں وہ ہوتا ہی نہ تھا۔ اور اسی طرح میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس حسد کا گناہ معاف فرمادے۔ پس یہ ابلیس کا گناہ ہے۔ جس کی بنا پر اسے جنت سے نکالا گیا۔ اور میں نے اپنے ہمسروں میں سے کسی قلیل کو ہی دیکھا ہے جو اس خلق کو اپنائے ہوئے ہو۔ اور ایسے خلق والا دو آنکھوں کا محتاج ہے۔ ایک آنکھ سے نعمت کو دیکھے تاکہ شکر کرے۔ اور ایک آنکھ سے اس گناہ کو دیکھے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پس اپنے لئے استغفار کرے اور اس کے لئے جس نے اس سے حسد کیا۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی - دوست کی بجائے دشمن کے غم کے تحمل کا اہتمام زیادہ کرنا

میں اپنے دشمن کے غم کے تحمل کا اہتمام اپنے دوست کے غم کے اہتمام سے زیادہ کرتا ہوں۔ اور اپنے دوست کی غیبت سے پرہیز کی بہ نسبت دشمن کی غیبت سے بچنے کا اہتمام زیادہ کرتا ہوں۔ اور ہر اس چیز سے زیادہ کراہت کرتا ہوں جو میرے دشمن کو اذیت دے۔ اور یہ تشفی کے طور پر نہ کہ اس کے کفارہ اور اسے پاک کرنے کے طور پر۔ اور لوگوں میں آج یہ خلق کمیاب ہے۔ بلکہ میرے سوا اس پر عمل کرنے والا کوئی ملا ہی نہیں۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب میں سارے جہان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ ہر کسی کے حسب حال متخلق ہوا تو میں دوست کی بہ نسبت اپنے دشمن کا غم زیادہ اٹھانے لگا جب بھی اس نے کسی ضرورت میں مجھ سے تعاون اور امداد طلب کی جو اسے درپیش ہوئی۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اسے اس کے بعد کہ وہ میری پرواہ نہیں کرتا تھا میرا محتاج کیا۔ پس میں اس کا غم کیوں نہ اٹھاؤں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ اور اسے میرے سامنے لا کھڑا کیا حتیٰ کہ مجھ سے سوال کرنے لگا کہ میں اس کے لئے دعا کروں اس کے بعد کہ اس کا شدت عداوت کی وجہ سے میرے بارے میں عقیدہ تھا کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم بیشک میں قریب ہو جاتا ہوں کہ پگھل جاؤں جب دشمن میرے پاس آئے اور میرے سامنے عاجزی کرے۔ اور مجھ سے سوال کرے کہ اس ظالم کو مثلاً اس سے دور کردوں۔ اور کئی دفعہ میرے سر میں محسوس کرتا ہوں کہ رات دن ہتھوڑے سے ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس دشمن کی حاجت پوری ہو جائے۔ اور اس کا رنج والم دور ہو جائے۔ اور میں اپنے سر میں ہتھوڑے کی ضربیں صرف اس لئے محسوس کرتا ہوں کہ میرے بارے میں زیادتی کرنے کی وجہ سے وہ مستحق نہیں کہ اس کے بارے میں سفارش قبول ہو۔ اسی لئے میں محب کی بہ نسبت اس

کی ضرورت پوری کرنے کے متعلق زیادہ مشقت اٹھاتا تھا۔ اور سیدی محمد الشناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس دن میرا دشمن میرا محتاج ہو کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے اس کی تکلیف دور کروں البتہ عید کا دن ہے۔

دوست کی غیبت کی بہ نسبت دشمن کی غیبت سے زیادہ بچنے کی وجہ

اور اپنے دشمن کی غیبت سے اپنے دوست کی غیبت کی بہ نسبت اپنے نفس کی زیادہ حفاظت کی وجہ یہ ہے کہ میرے دوست پر مجھے معاف کرنا آسان ہے۔ بخلاف دشمن کے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ جو اپنے دشمن کی غیبت کرے یا اس کی تنقیص کرنے والے کی طرف کان لگائے اور عقل کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ چہ جائیکہ اسے صلاح و عرفان حاصل ہو۔ اور مشائخ طریق کا اس پر اجماع ہے کہ انسان کی عقل کامل نہیں ہوتی حتیٰ کہ بائیں جانب کا کاتب اعمال لکھنے کو کبھی کچھ نہ پائے۔ اور وہ شخص عقل کا دعویٰ کیسے کرتا ہے جو خود کو ہلاکت کی جگہوں میں اتارتا ہے یا صلاح کا دعویٰ وہ شخص کیسے کرتا ہے جو لوگوں کو دکھ پہنچاتا ہے۔ اور ان سے اذیت کا تحمل نہیں کرتا۔ پس بیشک نیکو کار کی شرط ہے کہ چیونٹی کو بھی نہ ستائے۔ اور میرے دشمن کو اذیت پہنچانے والی ہر چیز کو میرے ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں اس میں خود اپنا حظ اور مصلحت دیکھتا ہوں نہ کہ اپنے دشمن کے لئے۔ پس میں کسی کو اختیار نہیں دیتا کہ میرے دشمن کے پاس انواع تعظیم میں سے کسی چیز کے ساتھ میرا ذکر کرے۔ کیونکہ اس سے اسے غم لاحق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح میں قیمتی لباس فاخرہ پہن کر اس کے پاس سے نہیں گزرتا۔ اسی طرح میں اسے غمگین کرنے کے قصد سے ہنستا ہوں نہ اپنے طعام پر کسی کو جمع کرتا ہوں۔ اسی طرح میں اس کے کسی دشمن کے ساتھ مل کر نہیں بیٹھتا اور نہ ہی اس سے کسی دوست کو بدلتا ہوں مگر طریق شرعی کے ساتھ۔ کیونکہ انسان کا اپنے دشمن کے دشمن کی ہم نشینی اختیار کرنا دونوں کے گناہ میں زیادتی ہے۔ اور اس کا اپنے دشمن کے دوست کی ہم نشینی کرنا اس کے نزدیک اس جہت سے کراہت کو تحریک دیتا ہے کہ اس نے اس کے دشمن سے باہمی دوستی کی۔ پس انسان کا اپنے دشمن کے دوستوں سے اور اپنے دشمن کے دشمنوں سے دور ہونا دونوں کے لئے بہتر ہے۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے راہنمائی کا متولی ہو۔ اور نیکوں سے دوستی فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ اپنے دشمنوں کے مکر کو انہیں پر لوٹانا

میں اپنے دشمنوں کے مکر انہیں کے سینے میں لوٹاتا ہوں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس بارے میں توجہ کروں کہ میرا حق ان سے لے۔ اور دشمن اور حاسد میرے لئے مکر و فریب کرتے رہے۔ اور میرے لئے ہلاکت خیز گڑھے کھودتے رہے۔ پس اس کی مثل انہیں پر مہالک اترتے رہے اور لوگ ان کے متعلق ہنسی کرتے رہے۔ جیسا کہ ان احسانات کے اوائل میں گزر چکا۔ اور یہ مجھ پر اور ان پر اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے انعامات میں سے ہے۔ مجھ پر تو ظاہر ہے۔ رہا ان پر تو مجھ پر کی گئی زیادتی سے ان کی تطہیر ہوگئی اور جو اپنے آپ کو فقراء میں سے خیال کرتا ہے جن کی لوگوں میں دھوم ہے وہ اپنے آپ کو لوگوں کے درمیان پہلوان کی طرح پاتا ہے جو کہ اونچے رسے پر چلتا ہے جس کے پاؤں میں کھڑاؤں ہے اور تمام ہم سر اور حاسد کھڑے انتظار کرتے ہیں کہ کب پھسلے اور سب کے سب اس کی وجہ سے خوش ہوں۔ پھر جب ان لوگوں کے سامنے وہ پھسلے تو فقیر پر انتہائی ناخوشگوار صورت حال اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس پر غالب کیفیت میں ہو کہ اپنے مقام کی خلق کے نزدیک رعایت کرے۔ پس بیشک وہ قریب ہوتا ہے کہ قہر کی وجہ سے پگھل جائے۔ بخلاف اس کے جو کہ حق

تعالیٰ کی رعایت کرتا ہوں۔پس بیشک اس پر اذیت ہلکی ہوتی ہے گرچہ وہ سب کے سب خوشی کا اظہار کریں۔پس سمجھ لے۔

اور یہ اس لئے کہ وہ خلق پر حق تبارک وتعالیٰ کی مراعات سے محجوب ہے۔اور اسی لئے عارفین پر ان کے متعلق دشمنوں کی خوشی کا امر خفیف ہوتا ہے۔اور یہ حجاب والوں پر ثقیل ہوتا ہے۔پس اگر فرض کیا جائے کہ کوئی عارف اس کے متعلق شماتت خلق سے بدمزہ ہوا تو یہ اپنے رب عزوجل سے اور اس جزء سے اس کے حجاب کی حالت ہے جس میں وہ اس شماتت سے مکدر ہوتا ہے اور حدیث پاک میں استعاذہ وارد نہیں ہوا مگر شماتت کے شر سے نہ کہ شماتت سے۔اور اس پر مرتب ہونے والے شر میں سے وہ نقص ہے جو کہ شامت کے نزدیک مشموت بہ کے متعلق قائم ہوتا ہے۔اسی لئے سیّد کامل ہارون علیہ السلام نے اپنے عظیم بھائی سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما وعلی سائر الانبیاء والمرسلین افضل الصلوٰۃ والسلام سے کہا: فلا تشمت بی الاعداء (الاعراف آیت ۱۵۰) سو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنساؤ) اپنے پیروکاروں پر منتشر ہونے اور آپ سے نفع یاب نہ ہونے کے خوف کے پیش نظر۔جب کہ آپ کی تعظیم کم ہو جائے گی۔نہ کہ حظ نفس سے اثر قبول کرتے ہوئے۔کیونکہ آپ ایسی کیفیت سے معصوم ہیں۔پس سمجھ لے۔

اور مصر میں مجھے ایسی جماعت کی پہچان ہے جو کہ ہمیشہ اپنے ہمسروں کے احوال کے تجسس میں رہے۔پس جب انہوں نے سنا کہ کسی شخص نے ان کی عقیدت سے رجوع کر لیا تو وہ بغایت خوش ہوئے اور شماتت کا اظہار کیا۔پس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے جس نے ہمیں ان میں سے نہ کیا۔اور ہمیں ان لوگوں میں سے کیا جو کہ معاصرین کی عزت وتکریم کرتے ہیں۔ان کے مناقب وفضائل بیان کرتے ہیں۔جس کی گواہ کتاب الطبقات ہے جو کہ میں نے ان مشائخ کے مناقب کے موضوع پر لکھی جنہیں میں نے دیکھا جو کہ فقہاء وصوفیاء ہیں۔چنانچہ میں نے ان کی بے حد مدح سرائی کی۔اور ہر وصف کے ساتھ ان کا ذکر کیا۔اور ان میں سے کسی نے میرے ساتھ اور میرے علاوہ دیگر ہمسروں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔پس بحمد اللہ تعالیٰ اے بھائی! تو دیکھتا ہے کہ خانقاہ میں ہمارے سامنے ان کے مناقب پڑھے جاتے ہیں جس طرح کہ وہ علماء اور آئمہ کے مناقب پڑھے جاتے ہیں جو کہ حلیہ ابونعیم میں ہے۔پس لوگ ان کے متعلق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کہتے ہیں۔جس طرح اولیاء کے متعلق یہ جملے کہے جاتے ہیں۔پس اے بھائی! اسے جان لے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔محبین اور معتقدین کی کثرت

ایسی کثیر جماعت کا پایا جانا جو کہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔وہ میرے لئے سجدوں میں دعا کرتے ہیں اور میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔رہے معتقدین تو ان کی تعداد کی کوئی گنتی نہیں کر سکتا۔سوائے اللہ عزوجل کے۔

محب اور معتقد میں فرق

اور محب اور معتقد میں فرق یہ ہے کہ محب وہ ہے جو کہ تجھ سے محبت کرتا ہے چاہے تو کسی حالت پر ہو۔برابر ہے کہ تو اصحاب کرامات اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ہو یا عرفاً عام مسلمانوں میں سے ہو۔جیسے والدہ کی اپنے بیٹے سے محبت۔پس وہ اچھے احوال پر محمول کرتی ہے۔اور اگر اس میں نقص دیکھے تو کہتی ہے: اے ابلیس! اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے۔اور گناہ ابلیس پر رکھتی ہے اپنے بیٹے پر نہیں۔تو قریب نہیں کہ اس کی بنا پر اس کی محبت گھٹ جائے۔رہا معتقد تو اس کی محبت تجھ سے اس وقت تک معلق ہے جب تک تو صراط مستقیم پر رہے۔پس جب وہ

اس کے دین میں خلل دیکھتا ہے یا عدم کرامات تو اس کی عقیدت سے رجوع کر لیتا ہے کیونکہ وہ صفات زائل ہوگئیں جن کی وجہ سے اس کا معتقد تھا۔ پس سمجھ لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری راہنمائی کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت کرتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - امراء۔ فقراء اور علماء کا میرے متعلق کثرت سے اچھے خواب دیکھنا

امراء۔ فقراء اور علماء کی ایک جماعت نے میرے بارے میں اچھے خواب دیکھے جب حاسدوں نے میری کتابوں میں اپنی طرف سے جھوٹ ملا دیا۔ اور لوگوں نے مجھ پر انکار کیا اپنے اس گمان کی وجہ سے کہ میری کتابوں میں جو غلط عقائد شامل کئے گئے وہ مجھ سے صادر ہوئے ہیں۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا۔ پس بیشک بے جا جرأت کرنے والوں کے دلوں میں جو کچھ تھا اس نے زائل کر دیا۔ اوران کا گناہ ہلکا کر دیا۔ خصوصاً جامع ازہر والوں کا۔ پس بیشک ان کی شان دین میں سختی سے قائم رہنا ہے۔

شیخ محمد التلاوی المالکی کا خواب

اور جو صالح بھائی الشیخ محمد التلاوی نے خواب دیکھا اور مجھے بتایا کہ اس نے مجھے ایک عظیم گھوڑے پر سوار دیکھا۔ جبکہ شیخ شہاب الدین البلقینی میرے آگے آگے گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں لئے چل رہے ہیں۔ اور جامع ازہر والے سب کے سب میرے ساتھ دائیں بائیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شہاب الدین سے اس سوار اور اس کے اردگرد چلنے والوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ سوار عبدالوہاب ہے۔ اس کی سب جامع ازہر والوں کے حق میں سفارش قبول کی گئی ہے اور وہ انہیں جنت کی طرف لے جا رہا ہے۔

پس اگر آپ کا خواب صحیح ہے تو شیخ شہاب الدین البلقینی کا میرے گھوڑے کی لگام پکڑنا اس لئے ہے کہ مجھے میرے ہمسروں کے ساتھ تواضع کی تعلیم دیں۔ پس بیشک آپ مقام میں یقیناً مجھ سے عظیم ترین ہیں۔

شیخ دمرداش کے مرید شیخ علی الخلوتی کا خواب

اور شیخ دمرداش کے مرید شیخ علی الخلوتی نے خواب میں دیکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فتنے کے پیچھے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ عبدالوہاب کتاب وسنت پر ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے وہ غبار زائل ہوگیا جو کہ ان کی ملاوٹ کی وجہ سے مجھے حاصل ہوا تھا۔

مختلف خوابوں کا تذکرہ

اور شیخ صالح عمر النجیتی مکشوف الراس نے خواب دیکھا جو انہوں نے اپنے قلم کے ساتھ مجھے لکھ بھیجا کہ فقراء میں سے بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی جبکہ تو آپ کے سامنے ہے۔ اور آپ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے ہیں کہ عبدالوہاب سے کہہ دو کہ وجود میں تصرف کرے اس کے سامنے کوئی مانع نہیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش قدمی فرمائی اور اپنی ٹوپی اتار کر مجھے پہنائی۔ اور آپ کے شاگردوں کی ایک جماعت جامع ازہر والوں کی باتیں سن کر میرے امر میں شک میں گرفتار تھی۔ پس وہ زائل ہوگیا۔ اور وہ میرے معتقد ہوگئے۔

اور شیخ جمال الدین بن قیران نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ عزوجل سے کلام کر رہا ہوں اور لوح محفوظ میں دیکھ رہا ہوں۔ اور فقرا

ء کے ساتھ میل جول نہ رکھنے کی وجہ سے آپ ان کے بارے میں قلیل الاعتقاد تھے۔ پس بہت بڑے معتقدین میں سے ہو گئے۔

اور آپ کے بیٹے سیّدی محمد نے خواب دیکھا جو کہ امیر جیوش کے بازار کے شیخ تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ میں بیمار ہو گئے اور قریب المرگ ہو گئے۔ آپ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں ان کے سامنے دیوار سے ظاہر ہوا۔ اور آپ کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ پس آپ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفایاب ہو گئے۔ پس بڑے معتقدین میں سے ہو گئے۔ حالانکہ میرے متعلق ازہر والوں کی باتیں سن سن کر شک میں مبتلا ہو گئے تھے۔

اور عزیز بھائی سیّدی یحییٰ الوراق نے خواب دیکھا اور اس کی خود مجھ سے حکایت کی کہ اس نے مکہ معظمہ کی طرف سفر کیا۔ سواری چلنے سے رہ گئی۔ مجھے خواب میں دیکھا کہ میں سواری کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ پس اسی وقت کھڑی ہو گئی۔ پس جب مکہ معظمہ پہنچا تو مجھے اپنے ساتھ طواف کرتے دیکھتا۔ اور اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں چند روز اس سے منقطع رہا۔ پس اس نے مکہ مکرمہ سے مجھے خط بھیجا جبکہ اس نے وہاں مجاورت اختیار کی جس میں ذکر کیا تھا کہ مجھ سے آپ کے منقطع ہونے کا سبب کیا ہے؟ میں نے اس سے پوچھا: کیا بیداری میں؟ کہا: جی ہاں۔

اور شیخ علامہ۔ مصر کے شیخ الاسلام۔ شیخ شہاب الدین الحلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب دیکھا جبکہ میں نے آپ کو کتاب العہود بھیجی کہ اس میں نظر ثانی کریں کہ آپ نے اپنے خواب میں ہاتف غیبی کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس میں اپنی رائے کے ساتھ کسی چیز کی اصلاح نہ کرنا۔ پس جس نے اس سے کسی چیز پر اعتراض کیا ہم ایمان سے کھینچ لیں گے۔ پس آپ کتاب لے کر زوال ایمان کے خوف سے کانپتے ہوئے میرے پاس آئے۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ ایمان سے مراد یہاں کلام فقراء پر ایمان ہے نہ کہ ایمان باللہ ورسلہ وکتبہ۔ پس آپ کا خوف زائل ہوا۔

اور علامہ شیخ بقیۃ السلف الصالح شیخ ناصر الدین اللقانی نے خواب دیکھا جسے آپ اپنے شاگردوں سے بیان کرتے رہے کہ میں ایک روز آپ کی زیارت کے لئے گیا۔ میں نے آپ کو آواز دینا یا دستک دینا پسند نہ کیا۔ پس میں آپ کے گھر کے دروازے کے پیچھے خاموش بیٹھا رہا۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ اچانک آپ نے اپنے صحن کی چھت میں زبردست دھماکہ سنا۔ آپ کو خطرہ ہوا کہ کہیں آپ پر آ رہے۔ دروازے سے باہر نکلے تو مجھے بیٹھا پایا۔ آپ اسے کرامت شمار کرتے تھے۔

اور سیّدی احمد البدوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر فقیہ محمد نے خواب دیکھا کہ حضرت کے مزار کی تمام قندیلیں ایک کے سوا بجھ گئیں۔ پس سیّدی احمد قبہ کے دروازے سے باہر آئے تو اس نے آپ کو قندیلیں بجھنے کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قندیلیں نہیں ہیں یہ تو میرے اصحاب میں سے ہیں جو کہ سب کے سب بجھ گئے۔ اور یہ جو باقی ہے۔ یہ عبدالوہاب ہے۔ اس نے پوچھا کون عبدالوہاب؟ فرمایا: شعرانی۔ پس اس کا میرے متعلق اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ حالانکہ جامع ازہر والوں کی باتیں سن سن کر متزلزل ہو چکا تھا۔

اور شیخ احمد السوہاجی نے خواب دیکھا اور زعفران سے مہکتے خط میں مجھے لکھ بھیجا۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ عبدالوہاب سے کہو کہ اپنے کام میں لگا رہے۔ اس کے بارے میں اور اس کے سب ہم نشینوں کے بارے میں میری شفاعت قبول ہو چکی ہے۔

اور انہیں جامع ازہر کے مجاوروں کی طرف سے بعض کلام اپنے علاقے سے پہنچ چکا تھا تو میرے متعلق آپ کے اعتقاد میں اضافہ ہو گیا۔

اور شیخ صالح محمد بن شربنی نے خواب دیکھا اور حضرت شیخ شہاب الدین بابلی کے سامنے مجھے بیان کیا کہ جب وہ مصر آیا تو اس نے کئی دفعہ میری زیارت کا عزم کیا جبکہ ان کا نفس زیارت نہ کرنے کا حکم دیتا تھا۔ اور یہ مشائخ کی اولاد کی عادت ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے سوا کسی کے معتقد نہیں ہوتے۔ پس اس کے پاس کوئی آنے والا خواب میں آیا۔ ایک دفعہ۔ دو دفعہ۔ تین دفعہ۔ اور وہ کہتا تھا کہ جاؤ عبدالوہاب کی زیارت کرو۔ کیونکہ آج وہ مصر کے مالک ہیں۔ پس اس کا توقف زائل ہوا۔ اور اس نے جو بیداری میں دیکھا وہ یہ کہ جب میں پاؤں کے ورم کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ تو اسے ایک برہنہ مجذوب شخص جامع ازہر کے دروازے کے قریب رمضان پاک میں تقریب سے ملا۔ پس اس سے کہنے لگا کہ کیا تجھے پتہ چلا کہ رئیس الرکب کا کیا ماجرا ہوا۔ اس نے کہا نہیں۔ تو کہنے لگا کہ سلطان سلیمان بلا دصوفی میں پاؤں کے درد میں بیمار ہوا۔ اور اسے عبدالوہاب نے اس سے اٹھالیا۔ پھر میں نے اس رات کے عقب میں سلطان کو دیکھا کہ اپنے خیمے خلیج حاکمی سے میرے گھر کی طرف لگائے ہوئے ہے۔ اور یہ بولاق کے ساحل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ بلور اور دیگر انواع کے ہیں۔ پھر سلطان نے میرے صحن کا طاق کھولا اور دو تین دفعہ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری مہربانی قبول کرے۔ اھ۔ اور یہ مجذوب کے قول کی تائید کرتا ہے۔

اور شیخ محمد شربنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے شیخ نورالدین نے خواب دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی دراں حال کہ آپ جامع بنی امیہ میں بیٹھے ہیں۔ اور جامع کا سبز رنگ کا منبر آسمان کی طرف سو گز بلند ہے۔ میرے نفس کو اس پر چڑھنے کا شوق ہوا۔ وہاں حاضرین میں سے ایک شخص سے میں نے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے۔ آپ کی اجازت کے بغیر اس پر کسی کو چڑھنا نہیں چاہئے۔ پس میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت چاہی۔ آپ خاموش رہے۔ اور مجھے اجازت نہ دی۔ پھر مجھے فرمایا کہ عبدالوہاب الشعرانی کے پاس جا کر اجازت لو۔ وہ تجھے اجازت دے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کہاں ہیں؟ فرمایا: مصر میں۔ اھ

اور شیخ ابوالصفا بن عنان نے جنہیں کچھ انکار لاحق تھا اپنے والد شیخ صالح سیّدی محمد بن عنان کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ عبدالوہاب پر انکار نہ کرو۔ وہ مستجاب الدعوات ہے۔ چنانچہ اپنے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی بنا پر ان کے انکار میں تخفیف ہوئی۔

اور امیر محمد دفتر دار نے میری کتابوں میں حاسدوں کے غلط مسائل شامل کر کے ان کی اشاعت کے بعد خواب دیکھا اس کے بعد کہ اس نے شیخ شہاب الدین الرملی کی طرف سفر کیا اور آپ سے پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا اس کی ابتداء علماء زمانہ کی انتہاء ہے۔ اس قول سے اسے اکتفاء نہ ہوا۔ جب سویا تو عظیم لشکر اور سلطان کو مصر میں داخل ہوتے دیکھا۔ جب یہ باب النصر تک پہنچا تو رک گیا اور کہا کہ اس شہر کے مالک سے اذن طلب کرو۔ اگر ہمیں اذن دے تو داخل ہوں ورنہ لوٹ جائیں۔ اس نے سلطان سے پوچھا کہ اس شہر کا مالک کون ہے؟ اس نے کہا: عبدالوہاب۔ اس نے کہا کہ انہوں نے آپ سے اذن طلب کرنے کے لئے

لکھ بھیجا تو آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے ہاتھ کنجی بھیج دی۔ پس اس کا غبار زائل ہوا۔ اور مرتے دم تک معتقد رہا۔
اور امیر عامر بن بغداد نے خواب دیکھا جبکہ سفارشات کی کثرت کی بنا پر میرے بارے میں اس کا عقیدہ بدل چکا تھا۔ اور اس نے خود مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دراں حال کہ حضور تیری طرف متوجہ ہیں اور گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور آپ کے اردگرد بے شمار مخلوق ہے کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ پس میں جب بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تجھے اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین حائل پاتا ہوں۔ پس آپ تک رسائی نہیں ہوتی امیر نے کہا کہ میں واسطوں کا عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ اور کہتا کہ اصل وہ ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ارادہ فرمائے نہ کہ وہ جو بندے کا فعل ہو۔ اس خواب سے لے کر اب تک وہ مجھ میں صلاح کا عقیدت مند ہے۔ اور اس کتاب میں انشاء اللہ تعالیٰ اور خوابوں کا ذکر بھی آئے گا جو کہ میری کتابوں میں شامل کردہ غلط مسائل سے میری برات کا پتہ دیتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ بندوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری پردہ داری ہے۔ پس اسے جان لے اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے راہنمائی ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - تعاون کرنے والوں کے ساتھ انصاف

میں ہر اس شخص کے ساتھ انصاف کرتا ہوں جو میرے لئے وظیفہ یا امور دنیا میں سے کسی چیز کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔ پس میں اسے اس میں اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہوں گرچہ وہ مجھ سے اس کا سوال نہ کرے۔ خصوصاً اگر اس کی کوشش لوگوں پر غصب پانے کے ساتھ ہو میرے اس بیان کے ساتھ کہ میں صالح ہوں۔ اور یہ ظلم سے کم درجے کا ظلم ہے۔ کیونکہ منصب اپنی اصل سے معصیت ہے اور نصاب سے محرومی عادت میں دوسری معصیت ہے۔ اور اس دور میں نصاب والے کثرت سے ہیں۔ اور لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھاتے ہیں۔ پھر نصاب اور مغصوب لہ شیخ میں جھگڑا ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی ہتک عزت کرتے ہیں۔ اور اگر یہ شیخ نصاب کو اس نصب سے حاصل شدہ میں سے کچھ دے دیتا تو بہتر تھا۔

اور ایک واقعہ ہوا کہ ایک شخص نے امیر پر نصب کا کام کیا۔ اور اس سے کہا کہ میرا مقصد ہے کہ اس دور کے قطب تک تجھے پہنچا دوں۔ تاکہ اس کی نظر تجھ پر پڑے پس اللہ تعالیٰ تجھے وزارت پر ترقی دے دے۔ اس نے اسے قبول کر لیا اور اس نے اسے شیخ کہلانے والے ایک شخص کے پاس پہنچا دیا۔ اور چاندی گری کا کام شروع کر دیا۔ اور اواخر میں ایک دوسرے کو دھوکہ دیا اور ذلت ورسوائی ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے امور قبیحہ سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی - مخطوبہ کی طرف دیکھنے میں سنت پر عمل

میں مخطوبہ (جس عورت کو پیغام نکاح دیا جائے) کو دیکھنے میں سنت پر عمل کرتا ہوں۔ اور بقدر حاجت ہی نظر کرتا ہوں اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں قدر مشروع پر اضافہ ہو جائے۔ پس جب مجھے قدر مشروع پر اضافے میں واقع ہونے کا خطرہ ہو تو سنت کی برکت لینے کے لئے بعض مشروع کی طرف نظر کرتا ہوں۔ یا نظر کرنا بالکل ترک کر دیتا ہوں۔ اور اس میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کی سپرد کر دیتا ہوں۔ اور اس میزان پر کم لوگ عمل کرتے ہیں۔ نظر صرف حیاء طبعی کے لئے ترک کرتا ہے نہ کہ شرعی کے لئے۔ یا وہ قدر شرعی سے زیادہ نظر کرتا ہے۔ پس اس نظر سے نہ دیکھنے سے ایسی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے جس میں بھلائی نہیں یا قدر مشروع سے زائد دیکھ کر گنہگار ہوتا ہے۔ پس

اسے جان لے۔اوراس کے ساتھ تخلق پرعمل کر تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-قرآن کریم کی ایک آیت یاایک سورۃ پڑھانے والے کاادب

میں اس کے ساتھ ادب سے پیش آتا ہوں جس نے مجھے قرآن کریم کی ایک سورت یاایک آیت پڑھائی۔اگر میں مشائخ میں سے ہوجاؤں تب بھی میں اس کے سامنے سے سواری پرنہیں گزرتا۔نہ ہی ہدیہ پیش کرنے میں اسے بھولتا ہوں۔اورنہ اس سے مطلقاًشادی کرتا ہوں۔اس کی ڈیوٹی کامتولی نہیں ہوتاجس سے اسے معزول کردیا گیاگرچہ مجھ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیاہو۔کیونکہ اس کامرتبہ باپ کاہے بلکہ اس سے اعلیٰ۔کیونکہ وہ روح کاباپ ہے۔اورشیخ شمس الدین الدیرطی جوکہ جامع ازہرمیں واعظ تھے۔اوردمیاط میں صاحب قلعہ تھے جب اپنے استاذ کے پاس سے گزرتے تواپنی سواری سے اتر جاتے۔اس کی دست بوسی کرتے۔پھرسوارنہ ہوتے حتیٰ کہ اس سے بہت دورنکل جاتے۔یااس سے پس دیوارہوجاتے۔حالانکہ علم میں انتہاءکوپہنچے ہوئے تھے۔اورآپ نے منہاج وغیرہ کی شرح لکھی۔اورمکاتب کے فقہاء کے حکم پرایک فقیہ حفظ القرآن سے زیادہ نہیں ہوتامگرجس کے بغیراسے چارۂ کارنہ ہو۔اوراس خلق پرکوئی قلیل عمل کرتاہے بلکہ میں نے اسے دیکھاہے جس نے اپنے فقیہ(استاذ)کوزدوکوب کیااوراس کی داڑھی نوچی جب اس نے اسے نصیحت کی۔فلاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔پس اسے جان لے۔اوراس پرعمل کر۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-نوافل کاعدم شہود

مجھے اپنے نفس میں اس کاشہودنہیں کہ میں نے کبھی نوافل میں سے کچھ اداکیاہو۔کیونکہ نوافل نہیں ہوتے مگراسی کے لئے جس نے فرائض علی وجہ الکمال اداکئے ہوں۔اورہمارے جیسوں سے اس کاوقوع نادرہے۔اوراہل کشف کااس پراجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضورادب کی بناپرناقص عبادت کبھی اس کے دربارمیں پیش نہیں کی جاتی۔ملائکہ ان کی جنس سے انہیں مکمل کرتے ہیں۔پھرجب کامل ہوجائیں توانہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔پس بعض اوقات ایک عبد کے لئے سونمازمیں سے ایک نمازحاصل ہوتی ہےاورننانوے نمازیں اس کے ذمے ہوتی ہیں۔کیونکہ جس عبادت سے حضوری کی چمک لے لیں اس کاباقی حصہ لغوہوجاتاہے۔جیسے وہ شخص جسے رکعت سے ایک رکن بھول گیاجسے وہ علی التعیین نہیں پہچانتا۔اورحجۃ الاسلام امام غزالی سے منقول ہے کہ خشوع سے خالی نمازکوصحیح نہیں سمجھتے۔اوراسی مشہدکی وجہ سے وزراء کی عادت ہے کہ وہ سلطان کے دربارمیں ایسے شخص کوپیش نہیں کرتے جس کے بدن میں کوڑھ یابرص یانقص عضوکاعیب ہو۔یہ اس بادشاہ کے ادب کے طورپرہے کہ اس کی نظرکسی ناقص پرپڑےاورجوچیزبندوں کے ساتھ ادب قرارپائے تووہ اللہ تعالیٰ کے حضورادب ہےگرچہ حق تبارک وتعالیٰ اس امرکاخالق ہے۔پس سمجھ لےاورکئی دفعہ شریعت احکام میں عرف کااتباع کرتی ہے۔جس طرح کہ ہمیں علم ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے کوئی چیزحجاب نہیں۔اوراس کے باوجودہم لباس پہنتے ہیں اوربرہنہ نہیں ہوتے۔پس اسے مان لے تجھے ہدایت ملے گی۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنے دشمنوں کے لئے نیکیوں کی تقسیم

میرانفس میرے دشمنوں کومیری نیکیوں میں آخرت میں اورمیرے اموال میں دنیامیں حصہ داربنانے کی سخاوت کرتاہے۔چہ جائیکہ جومجھ سے محبت کرتاہے۔اوریہ خلق مردوں کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے۔پس بیشک محبین کے لئے بعض اوقات بعض لوگ انہیں اپنی

نیکیوں میں حصہ دار بناتے ہیں۔ بخلاف بغض رکھنے دشمنوں کے۔ پس میں بحمد اللہ تعالیٰ میرے نزدیک مجھے ناپسند کرنے والے اور اذیت دینے والے کو اپنی ان نیکیوں میں حصہ دار بنانے میں کوئی توقف نہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا مجھے گمان ہے جیسے کہ وہ مالک قبول کرتا ہے جو اپنے غلام کو کوئی چیز بطور ہدیہ دیتا ہے۔ پھر دوسری مرتبہ اس سے قبول کر لیتا ہے جب وہ اسے بطور ہدیہ پیش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مصر میں دشمنوں اور حاسدوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی ہے جو مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ برا بھلا کہتے ہیں اور اذیت دیتے ہیں۔ جبکہ میں اس کے برعکس ہوں۔ چنانچہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ ان کی مدحت سرائی کرتا ہوں۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور ان کی تعظیم کرتا ہوں۔ اور اس کے باوجود میرا نفس سخاوت کرتا ہے کہ میں اپنی نیکیوں میں انہیں حصہ دار بناؤں بلکہ وہ ساری نیکیاں ہی لے لیں۔ اور میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے دربار میں شہادتین کے سوا تمام اعمال صالحہ سے خالی ہاتھ حاضری دوں۔ اپنے کسی عمل پر اعتماد نہ ہو۔

پھر یہ دشمن جس قدر مجھے اذیت دیتے ہیں اسی قدر میرا نفس انہیں میری نیکیاں زیادہ عطا کرنے کی سخاوت کرتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود پر میرا حق ثابت کرنے اور قیامت کے دن اپنی نیکیوں میں مجھے فیصلہ کرنے کا حق دینے میں مبالغہ کیا جبکہ انہوں نے میری اذیت اور مجالس میں تنقیص کرنے میں مبالغہ کیا۔ تو جس طرح انہوں نے آخرت میں اپنی نیکیوں کا ہمیں ہدیہ دیا اسی طرح ہم ان کی طرف اپنی نیکیاں ہدیہ کرتے ہیں۔ پس وہ لوگ مجبوراً ہمارے ساتھ احسان کرتے ہیں جبکہ ہم خوش دلی سے ان کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اور جب وہ ہماری طرف اپنی نیکیوں کے احسان کا اثر قیامت کے دن پائیں گے تو اس میں کوئی فرق نہیں وہ مجبوراً ہے یا خوش دلی سے۔ کیونکہ وہ ہر حال میں ہم پر احسان کرنے والے ہیں۔ اور اس مشہد والا دیکھتا ہے کہ جس نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا وہ اس کی نیکیوں کا اس کی بہ نسبت زیادہ مقدار ہے جس نے اس کے ساتھ احسان کیا کیونکہ احسان کرنے والا اگرچہ تجھ سے محبت کرتا ہے کبھی اس کا نفس یہ سخاوت نہیں کرتا کہ اپنی نیکیوں میں تجھے حصہ دار بنائے پس تو ان سے قیامت کے دن محروم رہے گا جبکہ دشمن اس طرح نہیں۔ پس بیشک وہ تجھے اس کی نیکیاں حاصل کرنے سے روک نہیں سکتا۔ گرچہ وہ اس کا ارادہ کرے جس طرح کہ اس کے متعلق نص متواتر وارد ہوئی ہے۔ پس اگر تیرا ایمان قوی ہوگا تو تو دیکھے گا کہ برا سلوک کرنے والا تیری نیکیوں کا احسان کرنے والے کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے جیسا کہ ہم نے اس کی تقریر کی ہے۔ اور اگر تیرا ایمان کمزور ہوا تو تجھ پر بعید ہے کہ تو اپنے دوست کے ساتھ اپنی نیکیوں کی سخاوت کرے چہ جائیکہ اپنے دشمن سے۔

پس اے بھائی! ایمان کامل حاصل کرنے کا عمل کر حتیٰ کہ تو دار دنیا میں اپنے دشمن کو اپنی نیکیوں میں حصہ دار بنانے لگے۔ کیونکہ تیرا ایمان ہے کہ تو قیامت کے دن اس کی نیکیوں میں فیصلہ طلب کرے گا۔ پھر جب تو نے یہ کیا تو لازماً انشاء اللہ تعالیٰ تو ایسے مقام تک بلند ہوگا کہ تیرا نفس اپنے دشمن کو اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کرنے کے لئے تیری نیکیوں میں حصہ دار بنائے گا۔ بغیر اس کے کہ تو اس کی نیکیوں سے کچھ حاصل کرے گرچہ حق تعالیٰ تجھے ان میں قیامت کے دن حاکم بنائے گا جس طرح کہ تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہو جائے گا کہ تو اپنے گناہوں کا کوئی بوجھ اس پر نہیں رکھے گا۔ گرچہ حق تعالیٰ اس میں تجھے اجازت دے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا اذن تو صرف تیری کمزوری کا علاج ہے۔ ورنہ اہل کمال عطا کریں گے اور لیں گے نہیں۔

دشمن کی فضیلت کی وجوہ

اور جان لے کہ بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنے دشمنوں کو اپنی نیکیوں میں حصہ دار بناؤں تو اس کی وجہ سے میں ان پر خود کو فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ خود پر ان کے لئے کئی وجوہ سے فضیلت سمجھتا ہوں۔ ایک یہ کہ انہوں نے میری غیبت اور مجالس میں میری تنقیص کر کے میرے نقص کے شہود اور میرے گناہوں کی یاد دلانے کا دروازہ کھولا۔ اور اگر انہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک نہ کیا ہوتا تو بعض اوقات مجھ پر میرے اعمال کی وجہ سے خود بینی کا داخلہ ہو جاتا۔ ایک یہ انہوں نے مجھے کثرت سے اذیت دے کر اپنی نیکیوں میں مجھے حاکم بنا دیا جیسا کہ پہلے گزرا۔ نیز میں ایمان والوں کے قلوب میں ان کے لئے ناپسندیدگی کا سبب ہوا۔ علاوہ ازیں میں ان کے پردے کھلنے کا سبب ہوا جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری وجہ سے اس دنیا میں ان سے مواخذہ فرمایا۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ مجھے کسی کا علم نہیں جس نے مجھے مصر میں ناحق ستایا مگر اسے قدرت الٰہیہ کی غیرت کی وجہ سے مواخذہ کا سامنا ہوا۔ جس طرح ان احسانات کے بیان میں اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اور ایک دفعہ مجھے کم گفتگو والے فقیہ نے اذیت پہنچائی۔ پس وہ لوگوں کی حرمت میں ان کے اختلاف طبقات کے مطابق قینچی بن گیا۔ پس کبھی اپنی سواری پر صبح طلوع شمس سے سوار ہوتا ہے۔ پس ایک گھر میں دن بھر داخل ہوتا اور نکلتا رہتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں میں ان کے احوال معلوم کرے۔ پھر اسے حکایت کرنے لگتا ہے۔ پس قریب نہیں کہ اس سے کسی کے متعلق کلمہ خیر سنا جائے۔ اور کبھی وہ اسے برا ہی نہیں جانتا۔ حالانکہ یہ بہت بڑا جرم ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی قلت کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن اس پر لوگوں کے حقوق کا انبار لگ جاتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی کفر میں گرا پھر لوگوں نے اس کا خون بچا لیا۔ اور کسی نے حاکم پر ہجوم کیا۔ پس میں اپنے آپ کو اپنی نیکیوں میں انہیں حصہ دار بنا کر ان سے برتر کیونکر سمجھوں علاوہ ازیں انہیں میری جہت سے یہ زبردست آزمائش لاحق ہوئیں۔

اور میں نے سیدی علی بن الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخ محی الدین بن العربی کے شیخ ابن الخطاب نے اپنے رب عزوجل کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: یارب! مجھے ایسی چیز کا علم عطا فرما جسے میں تجھ سے بلاواسطہ حاصل کروں۔ تو فرمایا: اے ابن الخطاب! جس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جس نے اس سے برا سلوک کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے خالص شکر ادا کیا اور جس نے اچھا سلوک کرنے والے کے ساتھ برا سلوک کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری کرتے ہوئے بدل دیا۔ کہا: میں نے عرض کی: یارب یہ میرے لئے کافی ہے؟ فرمایا: تجھے کافی ہے۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ جو تیرے ساتھ برا سلوک کرے۔ اور برائی میں اضافہ کرے تو اس نے برائی کے اضافہ کی مقدار کے مطابق تیرے ہدیہ میں اضافہ کیا۔ پس بیشک اس نے گرچہ ظاہر میں برا سلوک کیا لیکن باطن میں اچھا سلوک کیا۔ گرچہ اس نے تجھ سے برا سلوک کر کے لوگوں کے سامنے تجھ پر برتری ظاہر کی لیکن اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسے تنزل حاصل ہوا۔ قصہ مختصر بھائیوں میں سے جو بھی سلوک کے بغیر اس مقام تک رسائی کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ پہلے اپنے دشمن کو حصہ دار بنا کر اپنے نفس کا امتحان کرے۔ پس اس کے لئے اگر سخاوت کرے تو اس سے اعمال کے بدلے اپنے نفس کی سخاوت کی طرف ترقی کرے۔ تو جو اپنے مال کی سخاوت نہیں کرتا تو وہ اپنے نفس کی خوشبو کی مہک سے اعمال میں اپنے دشمن کو حصہ دار بنانے کی مہک تک نہیں پاتا۔ اور وہ اس کی وجہ سے اپنے دوست کے لئے سخاوت نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ اپنے دشمن کے لئے۔

اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آرزو کی کہ کسی محب صادق کو پانے میں کامیاب ہو جائیں تا کہ اسے اپنے مال اور نیکیوں میں حصہ دار بنائیں پس نہ پا سکے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے مقام کے معیار پر ہو۔ پھر آپ نے صحبت کی شرائط میں شعر کہے۔ میں بھائیوں میں سے اپنے ہر محب اور میری لغزشوں سے چشم پوشی کرنے والے سے پسند کرتا ہوں کہ ہر اس امر میں میری موافقت کرے جس کی میں تمنا کروں۔ اور زندگی میں اور میری موت کے بعد میری حفاظت کرے۔ پس ایسا میرے لئے کون ہے۔ اے کاش میں اسے پالیتا پس اسے نیکوں سمیت اپنے مال میں حصہ دار بناتا۔

پس اے بھائی فقراء پر اس خلق کو بڑا نہ سمجھ۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنے لئے اپنے اموال کے لئے اور اعمال کے لئے کوئی ملکیت نہیں سمجھتے۔ پس جس طرح اس نے انہیں اموال میں نائب کیا جن سے محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں پس اسی طرح اعمال میں حکم ہے۔ اور اے بھائی! جان لے کہ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے نہیں معلوم کہ علماء اور صالحین میں سے کوئی مجھ سے نفرت کرتا ہو۔ مجھے صرف وہی ناپسند کرتا ہے جس کے دین میں نقص ہو۔ یا تو مجھ سے حسد کی جہت سے یا مجھ پر تکبر کی جہت سے۔ اور یہ اس کے مقام میں عیب پیدا نہیں کرتا جو کہ حق تبارک وتعالیٰ کے حضور کسی مقام کا طالب ہو۔ کیونکہ لوگوں کے لئے کسی دشمن یا حاسد کے سوا چارہ نہیں۔

لوگوں کے لئے دشمن یا حاسد کے لازماً پائے جانے کی وضاحت

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ لوگوں کے غالباً ایک دوسرے کو ناپسند کرنے کا سبب اغراض نفسانیہ پر مزاحمت ہے اور کچھ نہیں۔ اور مجھے بحمد اللہ تعالیٰ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی کسی سے دنیا پر یا اس چیز پر مزاحمت کی ہو جس کا انجام دنیا ہو جیسے تدریس علم یا مجلس وعظ یا پھر کسی معصیت پر ایکا کرنا جیسے بدکاری یا شراب نوشی یا ترک نماز وغیرہ ذالک۔ پس وہ مجھے کس چیز کی بنا پر ناپسند کریں گے۔ پس باقی نہ رہا مگر حسد۔ اور یہ کمال عبد میں نقص پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ نعمت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس نعمت کا زائل ہونا جو حاسد کو راضی کرے عبد کے قبضے میں نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جسے تو دیکھے کہ تجھے ناپسند کرتا ہے جبکہ تو نے دنیا پر اس سے مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی کس معصیت پر زور باندھا تو جان لے کہ وہ حاسد ہے۔ پس اظہار محبت کے ساتھ اور اس کے ساتھ احسان کر کے اس کے حسد کے زائل ہونے کی آرزو نہ کر۔ پس بیشک یہ درست نہیں۔

اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے پر کمال نعمت میں سے یہ ہے کہ کوئی دشمن اور حاسد پایا جائے تا کہ اسے حاسدوں کی عداوت اور اس پر جھوٹی تہمت پر صبر کی بنا پر اجر کامل حاصل ہو۔ اور اگر وہ دشمن اور حاسد نہ ہوتا تو اس سے وہ اجر فوت ہو جاتا۔ اور اے بھائی! جان لے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی ولی ایسا بھی ہوتا ہے جس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ یہ اجر اس کی وفات کے بعد بھی جاری رکھتا ہے۔ پس اس کا بغض خلف کو سلف سے بطور وراثت ملتا ہے پس تو کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے والد کی پیروی میں اسے ناپسند کرتا۔ اور اس کی تنقیص کرتا ہے بلکہ گالیاں دیتا ہے۔ جبکہ ان میں کوئی اس سے ملا نہیں اور نہ ہی عادل گواہ کے ذریعے ان کے ہاں ان صفات میں سے کوئی چیز ثابت ہوئی جس کے ساتھ اس کی تنقیص کرتے ہیں۔ اور یہ اس ناپسند کرنے والے کے لئے دین میں ناروا جرأت ہے۔ اور جسے ناپسند کرتا ہے اس کے مقام کا کمال ہے۔ پھر اگر ان ناروا جرأت کرنے والوں کے لئے انکار کے بغیر چارہ کار نہیں تو اس صفت والے یا اس برے عقیدہ والے پر مثلاً انکار کریں اس کی کسی معین قائل کی طرف نسبت سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ پس

یوں کہے کہ جو ایسا عقیدہ رکھے یا یہ کام کرے تو وہ فاسق ہے یا بدعتی ہے۔ البتہ جب کسی سے کوئی چیز صحیح طریقے سے ثابت ہو جائے تو اس سے محبت اور اس پر شفقت کے طور پر اس خطرے کے پیش نظر کہ اسے گمراہ کرنے والے راہنماؤں سے شمار کیا جائے علی التعیین اس پر انکار کیا جائے نہ کہ اپنے نفس کی تشفی کی جہت سے اس سے بغض کے طور پر۔ جس طرح کہ بعض جاہلوں سے ایسا رونما ہوتا ہے۔ جبکہ ہماری گفتگو تو صرف اس سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف رکھتا ہے۔ ورنہ صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض رکھنے والے یا آئمہ مجتہدین میں سے کسی کے ساتھ یا عارفین کاملین میں سے کسی کے ساتھ جیسے شیخ محی الدین بن العربی سیّدی عمر الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھنے والے کے لئے کون سی دلیل ہے۔ پس ان لوگوں میں سے کسی کے پاس بغض کی کوئی مستند دلیل صحیح نہیں ہے۔ یہ تو شیطانی وسوسے ہیں۔

کاملین سے بغض نزغات شیطانیہ میں

اور ہمارے لئے صحیح طریق سے شیخ بدرالدین بن جماعہ سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین بن العربی کی کتابوں میں ظاہر شریعت کے خلاف جو کچھ پایا جاتا ہے وہ سب کچھ آپ پر بہتان باندھا گیا ہے۔ اور اسی طرح مجھے شیخ شمس الدین ابوالطیب الشریف المدنی نے اپنے شیخ ابوطاہر سے خبر دی۔ ابن جماعہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جسے ملحدین نے تصنیف کیا ہے اور اسے ابوحامد غزالی کی طرف منسوب کیا ہے۔ پس میں نے اس پر یہ لکھا کہ جھوٹ کہا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم اور بہتان باندھا ہے جس نے اسے ابوحامد کی طرف اسے منسوب کیا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: جیسا کہ پہلے گزر چکا میرے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ حاسدین کی ایک جماعت نے میری کتاب البحر المورود میں مجھ پر غلط عقائد کا بہتان باندھا۔ اور اگر نسخہ صحیحہ نہ پایا جاتا جس پر علماء کی تقریظات تھیں جنہوں نے اس بارے میں انہیں جھوٹا کہا تو اکثر لوگ میرے حق میں اسے قبول کر لیتے۔ اور کئی دفعہ کسی عالم یا صالح پر انکار کا سبب اس کے کلام کے معانی کی دقت ہوتی ہے۔ پس دیانت دار کو چاہئے کہ اسے اس وقت تک تسلیم کرے جب تک کہ نص صریح یا اجماع کے خلاف نہ ہو۔ پس بیشک سلف وخلف کے فہم مختلف ہوتے ہیں۔

باعمل علماء اور اکابر صوفیہ کے خلاف گفتگو کرنے والوں کے مسلط ہونے کی حکمت

اور میں نے سیّدی علی بن الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے باعمل علماء اور عارفین پر ان کے وصال کے بعد ان کے خلاف گفتگو کرنے والوں اور تنقیص کرنے والوں کو اس لئے مسلط فرمایا کہ وہ انہیں انتہائی اہمیت دیتا ہے۔ اور ان پر انکار کرنے والوں پر سخت ناراض ہوتا ہے۔ اور اس وعدے کو پورا فرماتا ہے جو کہ ظالموں کی نیکیوں میں مظلوموں کو حاکم بنانے کے لئے اس نے فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان علماء اور صلحاء کو اس کی نیکیوں پر قیامت کے دن حاکم بنائے گا جس نے ان پر انکار کیا یہاں تک کہ وہ ان کی کوئی نیکی نہیں چھوڑیں گے۔ پھر اگر ان منکرین کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو مظلوموں کی برائیاں ان کی پشتوں پر رکھے گا اور پھر انہیں آگ میں پھینک دے گا۔ اور جب یہ علماء اپنے وصال کے بعد ان کے خلاف گفتگو کرنے والوں کی نیکیاں لے لیتے ہیں تو گویا انہیں موت آئی ہی نہیں اور ان کے اعمال میں کسی چیز کی کمی نہیں آئی۔ بلکہ ان کے اعمال نیابت کے طور پر ان ظالموں کے ہاتھوں پر ان کی موت کے بعد بھی جاری

ہیں۔پس وہ علماء اور صالحین کی اعمال ناموں کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔پس جب تک انکار ان پر موجود ہے منکرین کے اعمال ان کے صحیفوں میں درج ہوتے ہیں۔پس متاخرین میں سے شیخ محی الدین بن العربی۔سیّدی عمر بن الفارض اور ان جیسے دوسرے حضرات سے زیادہ عمل کسی کے نہیں جو کہ ظاہر شرع کی مخالفت سے بری ہیں جو ان کی طرف منسوب کی گئی۔البتہ جو شریعت کی مخالفت میں گرا تو اس کے متعلق غیبت حرام نہیں۔مگر اگر اس نے اپنی موت سے پہلے اپنی بدعت سے توبہ کر لی۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے کرے جسے اس کے رب نے اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد پسند فرمایا۔آمین۔

والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اہل معصیت سے شدت بغض

میں اہل معصیت سے شدید بغض رکھتا ہوں گرچہ وہ مجھ سے محبت کریں۔میرے ساتھ احسان کریں اور میرے عقیدت مند ہوں۔ خصوصاً ایسے اہل معاصی سے جن سے توبہ صحیح ہونا مشکل ہوتا ہے جیسے باج وصول کرنے والے اور ان کے علاوہ دیگر لوگ جو کہ اموال اور اعراض میں لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔پس میں بحمد اللہ تعالیٰ تمام نافرمان اہل کاروں اور حکام سے کراہت کرتا ہوں۔جن کا ذکر ہم نے گزشتہ احسانات میں کیا ہے۔گرچہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری سفارش قبول کریں۔اور یہ اپنے نفس کے حظ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب کو ترجیح کے طور پر ہے۔اور کوئی قلیل ہے جو ایسی صورت حال سے خلاصی پائے جس طرح کہ اس خبر میں اس کا اشارہ ہے کہ جبلت القلوب علی حب من احسن الیہ۔یعنی احسان کرنے والے سے محبت کرنا قلوب کی جبلت میں داخل ہے۔پس فقیر ارادہ کرتا ہے کہ ایسے ظالم سے بغض رکھے جو کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی تلاوت کرتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ (الممتحنہ آیت ۱) اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔تم ان سے اظہار محبت کرتے ہو) ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود آیت ۱۱۳) اور ان کی طرف مت جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی) یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض (المائدہ آیت ۵۱) اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور اپنے ہمسروں میں سے کسی کے ساتھ میری معلومات کے مطابق یہود و نصاریٰ اظہار محبت نہیں کرتے۔اور مجھے ان سے انتہائی تعجب ہوتا ہے جب وہ مجھے پیغام بھیجتے ہیں کہ میں ان کی اولاد کے لئے تعویذ لکھ دوں۔اور سوچتا ہوں کہ ان کی میرے ساتھ عقیدت کیونکر درست ہے باوجودیکہ میں ان کے دین کے خلاف ہوں۔لیکن یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت سے ہے۔پس بیشک سارے گروہ جو کہ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہیں آپ سے محبت اور آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔پس اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد ہے۔

اور جب علماء کو معلوم ہے کہ محسن کی شان ہے کہ وہ اس کا محبوب ہوتا ہے جس کی طرف وہ احسان کرے انہوں نے کافر کے اشارے پر علاج کرانے سے منع فرمایا ہے۔اس لئے کہ اگر شفاء اس کے بیان پر مرض کی انتہاء پر اس کے مطابق ہوئی تو کمزور ایمان اور یقین والا اس وہم میں مبتلا ہوگا کہ شفاء اس دوا کی وجہ سے ہے جو اس کافر نے بیان کی اور وہ اس سے دوستی کا دم بھرنے لگے گا۔اس کی طرف مائل

ہوگا۔ اور وہ ارادہ کرے گا کہ اس سے عداوت اور نفرت کرے جس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ بلکہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ بعض یہود کے پاس جاتا ہے اور ان سے سوال کرتا ہے کہ اس کے بیٹے کی ولادت کے اخراجات میں تعاون کریں۔ اور یہ اہل اسلام کے لئے انتہائی ذلت کا باعث ہے۔ اور مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ ایک یہودی نے اسے رد کر دیا اور کہا کہ اگر اس میں تیرے دین کی بے حرمتی نہ ہوتی تو تجھے عطا کرتا۔ اور اس نے اسے کچھ نہ دیا۔

کفار کی طرف میلان سے نہی

اور میں نے سیدی علی بن الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کفار کی طرف محبت کے ساتھ مائل ہونے سے بچو جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ قیدیوں کو کھانا کھلاتا ہے بلکہ ان کی عداوت پر اللہ تعالیٰ کے ان کے متعلق جتلانے پر عمل کرتے ہوئے قائم رہو کہ اس نے ان کی مذمت فرما کر ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ اور ان پر وہی حکم کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حکم فرمایا گرچہ تمہیں ان سے مذمت کے سبب کا مشاہدہ نہ ہوا ہو۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ظواہر و بواطن خوب جانتا ہے۔ اور اس نے ان پر ابد تک مذمت کا اطلاق فرمایا ہے۔ پس اے بھائی! اسے جان لے تجھے راہنمائی حاصل ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ علماء وصلحاء کی اس جماعت سے صحبت کا شرف جن سے ملاقات نہیں ہوئی

میں نے علماء اور صلحاء کی اس جماعت سے صحبت کا شرف حاصل کیا ہے جبکہ ان سے زیادہ میل ملاقات نہیں ہوئی۔ جس طریقے پر کہ سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔ اور یہ مقام حضرت اویس قرنی۔ عبداللہ بن غالب۔ ابوبکر المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان جیسے حضرات کا ہے۔ یہ حضرات اجتماع میں غیبت میں مبتلا ہونے سے ڈرتے تھے۔ اور اس سے کہ ان میں ایک صاحب اپنے دوسرے ساتھی سے اپنے پاس موجود احسن علوم واحوال کا ذکر کرے۔ پس ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر تزکیہ دے۔ اور ابلیس کے اس جرم میں گر جائے جس کی بنا پر اسے جنت سے نکال باہر کیا گیا۔ پس وہ علماء جن کے پاس طویل مدت تک ملاقات کے بغیر میں نے مصر میں شرف صحبت پایا شیخ عالم صالح شمس الدین برہمتوشی حنفی۔ شیخ شمس الدین الغزی حنفی جو کہ صحراء میں مقیم ہیں۔ شیخ سلیمان الحانوتی۔ شیخ ابوالنجاء الساھوجی۔ اور ان کے شیخ الشیخ احمد المغربی المعیاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اور یہ صحبت ایک دوسرے سے غائبانہ طور پر مراعات کی شرط پر درست ہے۔ جس طرح کہ وہ حاضری کی صورت میں رعایت کرتے اگر صحبت حاصل ہوتی۔ اور اکثر حضرات جن کی میں نے اس صحبت کے لئے واجب حقوق کا اہتمام کرتے ہوئے صحبت اختیار کی شیخ شمس الدین البرہمتوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے۔ پس آپ مجھ سے اپنے امور میں مشورہ فرماتے جس طرح والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے بیٹے سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ پس اسے جان لے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ مجھے ناپسند کرنے والوں کا ہمیشہ پایا جانا

ایسی جماعت کا جو کہ مجھے ناپسند کرتے ہیں ہمیشہ موجود رہنا۔ اور یہ اس لئے کہ ان پر صبر اور کثرت استغفار کی جہت سے مجھے اجر ملے جب وہ مجھے میرے ان نقائص پر متنبہ کرتے ہیں جنہیں مجھ سے محبت کرنے والے اکثر چھپائے رکھتے ہیں۔ اسی لئے شیخ ابوالحسن الشاذلی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ دشمن جس کی وجہ سے تجھے حضرت الٰہیہ تک رسائی حاصل ہو تیرے اس دوست سے بہتر ہے جو تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ محجوب رکھے۔ پس دشمن تیری نجات میں کوشش کرتا ہے گرچہ اس کا قصد یہ نہ ہو۔ اور دوست تیری ہلاکت میں کوشش کرتا ہے گرچہ اس کا یہ قصد نہ ہو۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجھے ناپسند کرنے والے کے متعلق اچھی توجیہہ

جو مجھے غالباً ناپسند کرے تو میں اسے اس پر محمول کرتا ہوں کہ وہ مجھے ناپسند کرنے میں حق پر ہے۔ اور جب میں کسی مسلمان کو ناپسند کروں تو اپنے نفس سے جھگڑا کرتا ہوں اور اسے اس امر پر محمول کرتا ہوں کہ میں نے اسے ناحق ناپسند کیا ہے۔ پس میں اپنے نفس کے خلاف ہوتا ہوں جب اسے کوئی ناپسند کرے یا وہ کسی کو ناپسند کرے۔ اور اسی طریق پر سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلے ہیں۔ پس وہ اپنے نفوس سے جھگڑتے اور ہر اس مقام کے متعلق ان پر تہمت رکھتے جس کا وہ دعویٰ کرتے یا جن خلاف ورزیوں سے منزہ بنتے۔ اور اسے کہتے کہ فرض کر کہ تو کہے کہ میں نے تجھ پر جھوٹ باندھا۔ پس تو اس اجنبی کے متعلق کیا کہتا ہے جس نے تجھے ریاء اور نفاق کے ساتھ موصوف کیا اور ہمیں مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تقریباً ایک سال تک اس حالت میں رہا کہ میرا نفس کہتا رہا کہ تو مخلصین میں سے ہے اور میں اسے کہتا رہا کہ تو ریاء کاروں میں سے ہے۔ اسی دوران میرا گزر ایک خاتون پر ہوا تو اس نے کہا کہ جو کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے تو مالک بن دینار کو دیکھ لے۔ پس میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اس سچی عورت سے اپنی صفت حاصل کرلے۔ اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قسماً کہوں کہ میں ریاکار ہوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ قسماً کہوں کہ میں ریاکار نہیں ہوں۔ اور آپ اکثر فرمایا کرتے کہ جو کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ اور آپ اپنے نفس سے اس وقت فرماتے جب کوئی آپ پر غضبناک ہوتا کہ اگر تو نے ان مصلحتوں پر اس سے موافقت نہ کی ہوتی جن کی اسے خواہش ہے تو وہ تجھ پر غضبناک نہ ہوتا۔ پس ملامت تجھ پر ہے اس پر نہیں۔ اور اس بارے میں سلف کی حکایات کثرت سے ہیں۔ پس اسے جان لے۔ اور اس کے ساتھ تخلق پر عمل کر تجھے ہدایت ملے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ڈال دینا

میں اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اس وقت ڈال دیتا ہوں جب اللہ عزوجل مجھے مستقبل میں قوم کے نزدیک کسی امر ناجائز میں گر پڑنے پر اطلاع بخشے۔ پس میں اپنی ہمت اور قوت سے بری ہو جاتا ہوں اور سجدے میں عرض کرتا ہوں: یا اللہ! اگر تیرے علم میں سابقاً ہے کہ میں فلاں چیز میں گر جاؤں گا تو میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ دنیا وآخرت میں اپنے بندوں کے درمیان مجھے اس میں پردے میں رکھ اور مجھے یہ معاف فرمادے۔ اور دنیا وآخرت میں مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ اور اگر تیرے علم سابق میں نہیں کہ یہ مجھ سے واقع ہوگا اور یہ صرف محو واثبات کی الواح میں ہے تو میں تیرے فضل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے میرے شہود سے زائل فرمادے۔ پس اس سے مجھے تشویش ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اسے اگر محو واثبات کی الواح میں ہے تو مٹا دیتا ہے۔ اور اس کی سزا میں تخفیف فرما دیتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ تقدیر الٰہی کا حق وابستہ ہو۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جو شخص میلان کے بغیر حکم تقدیر کی وجہ سے خلاف ورزیوں کا ارتکاب کرتا ہے اس کا عذاب اس کی بہ نسبت ہلکا ہے جو کہ خلاف ورزیوں کا ارتکاب شہوت اور میلان کی بنا پر کرتا ہے۔

اور ایک شخص اپنے سجدے میں کہا کرتا: یا اللہ! مجھ میں تیری نافذ تقدیروں کو رد کرنے سے میرا عاجز ہونا تیرے علم میں ہے۔ پس مجھ سے جو جنایت ہوئی مجھے معاف فرمادے۔ یا اسے مجھ سے دور کردے۔ ان دونوں سے فضل وانعام کے طور پر مجھے چارہ نہیں۔ انتہی۔ پس اسے جان لے تجھے راہنمائی ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ سفر حجاز سے آنے والے کے متعلق کسی ہدیہ کا کھٹکا تک نہ ہونا

جب میرا شاگرد حجاز یا شام کے سفر سے آئے تو میرا نفس کبھی میرے ساتھ یہ بات تک نہیں کرتا کہ وہ مجھے کسی چیز کا ہدیہ دے گا بلکہ میں تو اسے یاد کرنے تک سے خالی ہوں۔ اور اگر خود میں اسے کسی چیز کا ہدیہ پیش کروں تو کبھی اس کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ اس پر مجھے بدلہ دے گا۔ بلکہ مجھے کوئی چیز نہ بھیجنے میں اس کا خود پر احسان سمجھتا ہوں۔ یہ سب کچھ بھائیوں پر شفقت کے طور پر ہے کیونکہ میں ان کے بارے میں اس اعتبار سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے معاملہ کرتا ہوں۔ اور اسی طرح جس سے بدلہ دینے کی امید ہو اسے مشقت اٹھانے کے لئے میں ہدیہ دینے میں پہل نہیں کرتا۔ بخلاف اس فقیر کے اور گھٹیا شخص کے جس سے بدلے کی امید نہ ہو تو ایسے لوگوں کو ہدیہ دینے میں ہم پہل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ علت مفقود ہے جس کی وجہ سے ہم ہدیہ میں پہل کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور میں اپنے کئی شاگردوں کو پہچانتا ہوں جو کسی کا احسان برداشت نہیں کرسکتے۔ پس اس بنا پر میں کبھی انہیں ہدیہ دینے میں پہل نہیں کرتا۔ اور کئی دفعہ میں بطخوں اور مرغیوں وغیرہ کی ضیافت تقسیم کرتا ہوں پس ان میں سے کسی کو کوئی چیز نہیں بھیجتا۔ جیسے سیّدی شرف الدین ابن الامیر۔ سیّدی ابوالفضل جو کہ شیخ محمد الکعکی کے داماد ہیں۔ اور سیّدی شرف الدین الخطیب۔ پس بیشک میں نے ایک دفعہ انہیں ہدیہ دیا تو انہوں نے مجھے تقریباً ستر ضعف کا بدلہ دیا۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں قناعت اور عفت میں زیادہ کرے۔ آمین۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ بھائیوں کو ہدیہ بھیجنے میں نفس کا عدم طمع ان کے متعلق بدگمانی اور انہیں بخل کی طرف منسوب کرنے کو ضمن میں لئے ہوئے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان کے متعلق بدگمانی اور انہیں بخل کی طرف منسوب کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ہاتھوں کی چیز میں طمع کرنے والے کی مذمت فرمائی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا وارث ہو۔ اور وہ نیکوں سے دوستی فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ دنیوی عیش وعشرت سے بے رغبتی

میں کھانے پینے۔ ملبوسات۔ عورتوں۔ نرم بستروں اور ان خوشبویات میں رغبت نہیں رکھتا جنہیں حلال طریقے سے حاصل کرنا مشقت طلب ہے۔ اور سالن کے بغیر خشک ٹکڑے پر قناعت کرلیتا ہوں۔ اور میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ اور ان میں سے کسی چیز میں رغبت نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ نیت اچھی ہو۔ اور جیسے ہی میری عمر زیادہ ہو رہی ہے ان چیزوں سے بے رغبتی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ میں ہلاکتوں کے معرکے میں ہوں۔ ستر سال سے عمر تجاوز کرچکی ہے۔ اور صوفیاء فرماتے ہیں کہ نہایت قبیح وہ بوڑھا ہے جو بچپنا اختیار کرے اور وہ بچہ جو بوڑھا بنتا ہے۔ یعنی اس پر جو کہ عمر میں اس سے بڑا ہے۔ اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

اسی لئے کسی کے لئے کبھی ایسا معاملہ نہیں ہوا کہ اس نے بر اور احسان کے ساتھ مجھے غلام بنایا ہو کیونکہ میرے پاس آنے سے پہلے میں اس کے ہاتھ کی چیز سے بے رغبت ہوں۔

اور جب میں نے سیّدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو کہ خوبرو پردہ نشینوں میں سے تھی۔ اس نے مجھ سے کچھ شرائط طلب کیں تو میرے وکیل سیّدی شرف الدین بن الامیر نے اس سے کہا کہ یہ شرائط میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ سونے۔ چاندی۔ کھانے پینے اور نفس کی تمام خواہشات سے بے رغبت ہے۔ پھر اس سے کہا کہ اگر تو پیانے کے سامنے ایام وفا میں دریائے نیل کے آگے بند باندھ سکے تو فلاں پر پابندیاں لگا سکتی ہے۔ پس اس نے شرائط سے رجوع کیا اور مجھ سے دو درہم یومیہ موسم سرما میں ایک جبے اور موسم گرما میں ایک قمیص پر راضی ہوگئی۔ یہاں تک کہ فوت ہوگئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ کتاب الطبقات میں حاسدوں اور دشمنوں کے مناقب کا ذکر

میں نے کتاب الطبقات میں تمام حاسدوں اور دشمنوں کے مناقب ذکر کیے ہیں باوجودیکہ انہوں نے میری اذیت میں شدید مبالغہ کیا۔ کسی نے کئی مرتبہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی۔ کسی نے مجھے مصر سے نکالنے کا چارہ کیا تو کسی نے میری کتابوں میں گمراہی پر مبنی عقائد شامل کر دیئے۔ اور میری طرف سے انہیں مصر اور شام میں شائع کیا۔ کسی نے پاشا کے پاس میرے خلاف ایسے امور کا بہتان لگایا جنہیں زبان پر لانا صاحب ایمان کے لائق نہیں وغیرہ جن کا ذکر اس کتاب میں پہلے گزر چکا ہے۔ اور وہ بھی جس کا اس کی کثرت کی بنا پر میں نے ذکر نہیں کیا۔

اور مدت العمر مجھے جو اذیت پہنچی اس سب کا مدار تین شخصوں اور ان کی جماعت سے ہے۔ اور ہمارے شاگردوں کے درمیان وہ شہر میں جانے پہچانے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں لیکن میرے خلاف اکٹھے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے قسم قسم کی تکلیفیں دیں۔ اور میں نے ان تینوں کے مناقب کے ذکر میں مبالغہ کیا۔ اور میں نے ان کا اچھا ذکر کیا۔ بخلاف اس کے جو انہوں نے میرے ساتھ سلوک کیا اور یہ اس حلم۔ حوصلہ اور تکلیف دینے والے سے درگزر کرنے کے اظہار کے لئے ہے۔ جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا۔ تا کہ جو شخص اخلاق رجال کے ساتھ تخلق کا ارادہ کرتا ہے اس پر میری پیروی کرے۔

اور مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے ایسا کیا ہو بلکہ سابقہ لوگوں کے متعلق منقول ہے کہ ہر شخص دوسرے کے متعلق زبان اور قلم سے غیر مناسب باتیں ذکر کرتا۔ جبکہ کلام متکلم کی صفت ہے۔ پس سب حمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے۔ جس نے ہمیں ایسا کیا جو کسی کا اذیت کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتا۔ نہ ہی برائی کے ساتھ برائی کا بدلہ دیتا ہے بلکہ معاف کرتا ہے اور درگزر کرتا ہے جس طرح کہ یہ سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ شروع سے ہی ذکر الٰہی پر مواظبت

طریق قوم کی محبت میں داخلے کے آغاز سے ہی لفظ جلالت (اللہ) کے ساتھ ہر روز و شب میں چوبیس ہزار مرتبہ ذکر الٰہی پر ہمیشگی کرتا ہوں تین سو ساٹھ درجات میں واقع ہونے والے سانسوں کی گنتی کے مطابق۔ کبھی ونیں یہ ذکر ایک نشست میں کر لیتا ہوں اور کبھی کئی نشستوں میں اس نیت پر کہ اللہ تعالیٰ اسے تمام سانسوں میں پھیلا دے گا جو کہ رات دن میں واقع ہوتے ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت

کے ساتھ میرا حکم اس شخص کے حکم جیسا ہو جائے جو کہ ایک سانس بھر اللہ عزوجل سے غافل نہیں ہوا۔اور میں اسی معمول پر رہا حتیٰ کہ میرے اکثر اوقات میں حضور مع اللہ تبارک وتعالیٰ مستحکم ہو گیا۔پس میرے لئے مادہ کی طرح ہو گیا جس سے انسان مراقبہ للہ عزوجل اور حضور مع اللہ تعالیٰ کے لئے عمر بھر مدد لیتا ہے۔بیشک ذکر باللسان تو حضور قلب کا وسیلہ ہے کیونکہ یہ قلب کو تاریکیوں۔میل کچیل اور آلودگیوں سے جلا بخشتا ہے جو کہ حضرت الٰہیہ میں داخلے سے روکتی ہیں۔پس جب قلب اس طرح جلا پا جائے تو شب وروز میں اسے استحضار ہوتا ہے کہ وہ اللہ جل وعلا کے سامنے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔پس یہی ہے ذکر حقیقی دائمی جس کی طرف فقراء اپنے سلوک میں ذکر۔خلوت اور ریاضت کے ساتھ رسائی حاصل کرتے ہیں۔پس اس کے بعد انہیں ذکر باللسان کی ضرورت نہیں رہتی۔زبان کے ساتھ ان کا ذکر تو نفل ہوتا ہے تاکہ ذکر کے ساتھ اپنے ظاہری اعضاء کو زینت بخشیں۔یا اس لئے تاکہ مریدین ان کی اقتداء کریں۔ورنہ جسے دائمی استحضار ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو اس کا دستور تو خاموشی اور مدہم سی آہٹ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا۔(طٰہٰ آیت ۱۰۸) اور سب آوازیں خاموش ہو جائیں گی رحمٰن کے خوف سے پس تو نہ سنے گا مگر مدہم سی آہٹ) یعنی ہیبت اور حضور مع اللہ تبارک وتعالیٰ کی شدت سے۔پس پتہ چلا کہ جسے حضور مع اللہ تبارک وتعالیٰ کا مادہ حاصل نہ ہو جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ اپنے نفس کی حضور علی الدوام کی تکلیف پر قادر نہیں ہوتا۔یہ تو کبھی کبھی ہوتا ہے۔بخلاف اس کے جسے مادہ حاصل ہو جائے تو وہ حضور کے لئے تکلف نہیں کرتا جس طرح کہ وہ سانس کے آنے جانے کے لئے تکلف نہیں کرتا۔

اور میں نے اپنے بھائی شیخ یوسف الطھوائی کو اس ذکر کی طرف راہنمائی کی جب اس نے مجھ سے ارشاد کی طلب کی۔اور ذکر کیا گیا ہے کہ اسے فتح کی نشانی حاصل ہو گئی۔اور یہ نور کے ساتھ رسم جلالت ہے اس کے تصور وحضور کے محل میں۔پھر جلالت سے نور منتشر ہوا۔پس افق یا اس سے بھی زائد معمور ہو گیا اس کے ساتھ کسی دوسری شے کے وجود کے بغیر۔یہ ہے عین روح کے ساتھ اس کی تلاوت باللسان کے باوجود جلالت کا ملاحظہ حتیٰ کہ مردوں کا ساتمکن حاصل ہو اور اس سے وسوسے اور آلودگیاں ختم ہو جائیں۔کہ؟ بلالت اغیار کے زنگ کو اسرار کے چہروں سے صیقل کر دیتی ہے۔اور ہم نے اسے ایک خاص رسالہ میں پورے طور بیان کیا ہے۔اس کی طرف رجوع کر۔

اور اے بھائی! جان لے کہ تو اپنے آغاز امر میں سانسوں کی تعداد کے ساتھ جدا جدا کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طاقت نہیں رکھتا۔خصوصاً اگر تو کسی علم یا عبادات یا پیشوں میں مشغول ہو۔پھر جب ہم نے روز وشب میں اس گنتی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اپنے رب عزوجل کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ ہمارا حشر ان لوگوں کے ساتھ فرمائے جو اپنے رب کے ذکر سے ایک سانس بھر غافل نہیں ہوئے۔اور یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں ہے۔کیونکہ ہم نے اس کے لئے اس ذکر کا ایک ساتھ یا مختلف نشستوں میں ہدیہ کیا۔اور صحیفہ ایک ہے۔اور میرے لئے ایسا واقعہ ہوتا رہتا ہے جب میں اعلیٰ حالت اختیار کروں جس پر عام لوگ ہوتے ہیں نہ کہ چند ایک لوگوں کی حالت جو کہ ریت کے مثلاً ایک درجے میں قرآن کریم کی قرأت کر لیتے ہیں۔تو میں لفظ جلالت (اللہ) کا چوبیس ہزار مرتبہ پچاس درجے میں اس شرط پر تکرار کرتا ہوں کہ اس دوران کوئی دوسرا ذکر یا دوسرا کلام حائل نہ ہو۔تو جو چاہے اس کا ایک تسبیح پر یا سنگریزوں پر اعادہ کرے۔اور جو چاہے منکاب الث دے اور جلالت کے ساتھ مشغول ہو۔یہاں تک کہ پچاس درجات گزر جائیں۔اور اے بھائی! اگر تو اس ورد کو اس وقت مقرر کرے جب تو قیام لیل کرتا ہے سورج کے طلوع تک یا نماز عصر کے بعد سونے تک تو اچھا ہے کیونکہ یہ رات کی دونوں طرفیں اور

رات کے حصے ہیں۔ پس اے بھائی! اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشگی کر کیونکہ ترے لئے اخروی نعمتوں کے عظیم اسباب میں عمر کا کوئی حصہ شمار نہیں ہوگا مگر رب العزت کے ذکر کا وقت۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ ذکر الٰہی سے فروتر ہے۔ رہا مباح تو اسے اپنانے کی حالت میں یہ شخص اور اہل موت برابر ہیں۔

اوقات ذکر کی اہمیت اور فضیلت

پس اگر تیرے لئے فقراء کی طرح اپنی ساعات کی رعایت میسر نہ ہو تو اپنے لئے ایک ساعت رات میں اور ایک ساعت دن میں مقرر کر لے جس میں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تا کہ اس کی بدولت تیرا قلب اس موت یا ضعف سے زندہ ہو جو کہ خواہش کی چیزیں کھانے۔ معاصی۔ لغویات اور بیہودہ گفتگو کی وجہ سے اسے لاحق ہوتی ہے۔ اور جو چاہے کہ اسے مردک کہا جائے اس کا سب سے قلیل مرتبہ یہ ہے کہ اپنے اوقات کی ذکر کے ساتھ رعایت کرے جس طرح مرغ ارعایت کرتا ہے یا مکڑی یا مچھر کی رات میں بیدار رہتے ہیں۔ اور اس شخص کے لئے جو کہے کہ میں صالحین اور علماء عاملین میں سے ہیں قبیح ہے کہ مردار کی طرح سویا رہے حالانکہ کیڑے اور مچھر بیدار اور اپنے رب کے ذکر میں مشغول یا اس کے حضور حاضر۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سب پر لطف فرمائے۔

جلالت کے ساتھ ذکر کرنے کا طریقہ بحوالہ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز

شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب نتائج الافکار میں فرمایا ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر جلالت (اللہ) کے ساتھ کرتا ہے اسے چاہئے کہ ہمزہ ثابت کرے اور ھا، کو ساکن کرے۔ پس ذکر کرنے والے نے اگر ھاء پر زبر پڑھی۔ اور ہمزہ گرا دیا اور ہاء کو لام مدغمہ کے ساتھ ملایا تو اس طرح اس کا تلفظ کلمہ ھلا کے تلفظ کی طرح ہوگا تو اسے خصائص میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام یہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ یعنی ھلا کلمہ تخصیص ہے جیسے لوما اور لولا۔ اور جلالت کے ساتھ ذکر کرنے والے کے خصائص میں سے ہے کہ ذاکر بصیرت والا ہے اپنی ذات کے ساتھ ادراک کرتا ہے جس طرح کہ قوائے حسیہ سے ذوقاً ادراک کرتا ہے۔ اور جب تک ذاکر کے لئے یہ حاصل نہ ہو تو اسے اس ذکر کا نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس پر تاکیداً لازم ہے کہ ذکر کا اضافہ کرے۔ اور اپنے آپ پر جلدی نہ کرے بلکہ ذکر پر دوام کرے حتیٰ کہ اس سے بولنے والا اپنے کانّ سے سنے۔ اور اپنے نفس سے اس کے ساتھ متحقق ہو۔ اور اس کے بعد ہو جیسے بھی ہو کلام ہو یا سکوت۔ فرق ہو یا جمع۔ کیونکہ وہ وارد کے تحت مستور ہوتا ہے۔ بیداری میں۔ نیند میں۔ قلب کے ساتھ اور زبان کے ساتھ اس میں نطق کرنے والے کو روک نہیں سکتا۔

شیخ نے مزید فرمایا ذکر بالجلالت کی صورت یہ ہے کہ کہے اللہ اللہ اللہ حتیٰ کہ اس کا سانس منقطع ہو جائے۔ ہمزہ کی تحقیق اور ھاء کے سکون کے ساتھ۔ اور اسی طرح ہر ذکر جس کے ساتھ عبد اپنے رب عزوجل کا ذکر کرے واجب ہے کہ اس کے آخر کو حرکت نہ دے بلکہ اسے ساکن کرے۔ اس کے اول کو ثابت کرے۔ اور جس نے یوں ذکر نہ کیا اس کے ذکر کے لئے کوئی نتیجہ واجب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اسم وہ اسم نہیں جو غلط پڑھا گیا۔ اور مقصود تو صحیح لفظ کے ساتھ ذکر ہے۔ اور اگر اس نے اپنے خیال میں اسے درست تصور کیا تو فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ لفظ تو دعاء ہے اور قبولیت نہیں ہوتی مگر اس سے جو اس کے صحیح نام کے ساتھ ندا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ھلا (مثلاً) نہیں جب وہ ہاء پر زبر پڑھے اور اسے لام کے ساتھ ملائے۔ بلکہ یہ تو اوقات میں سے ایک وقت کا نام ہے۔ حتیٰ کہ اگر ذاکر نے

اسے دوسرے لحن میں بدل دیا اور اس سے قصداً اسی معنی کا کیا جو کہ لسان عرب میں بولا جاتا ہے تو نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ نتیجہ مرتب ہونا حروف میں پائی جانے والی اس خاص ترکیب میں ہے۔

ذکر کے لئے بیٹھنے کی مخصوص ہیت

شیخ نے فرمایا: یہ تاکیدی امر ہے کہ ذاکر یہ ذکر بیٹھنے کی ایک مخصوص ہیت میں کرے اس کے بغیر اسے چارہ نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے جیسے اسے کسی امر نے حرکت دی ہو۔ کبھی چارزانو نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں قدموں پر زور دیئے بیٹھے سر قبلے کی طرف جھکا ہو۔ اس کے سرین زمین سے جدا ہوں۔ یا اپنی ران کی ہڈی پر بیٹھے اور اس کا پاؤں اس کی بائیں سرین کے نیچے ہو اور اس کی دائیں پنڈلی کھڑی اس کی ران سے ملی ہو اور ران کھڑی ہو یا ران کی اصل پر بیٹھے یا جس طرح نماز میں دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی کیفیت ہے پس یہ تمام ہیات ذاکر کو اپنے ذکر میں جمعیت ہمت عطا کرتی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس وقت تک ہے کہ اسے اپنا احساس باقی رہے۔ پس اگر اپنے ذکر میں احساس سے بے خبر ہو گیا تو بیٹھنے میں وہ کچھ شرط نہیں جس کا ذکر ہم نے کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ اے بھائی! جان لے کہ اذکار میں اس ذکر سے ثمرہ سے زیادہ قریب اور کوئی ذکر نہیں یعنی ذکر جلالت سے اور نہ ہی مدد کے حوالے اس سے زیادہ وسیع کوئی ذکر ہے۔ پس یہ ذاکر کو یہ علم عطا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اسلامی فرقوں کے معتقدات کو قبول فرمانے والا ہے جبکہ وہ اپنی معتبر جدوجہد صرف کریں۔ (اقول وباللہ التوفیق۔ اسلامی فرقوں کے عقائد سے مراد وہ عقائد ہیں جو کہ سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقائد کے خلاف نہ ہوں۔ کیونکہ یہی حضرات وہ منعم علیہم ہیں جن کے حوالے سے صراط مستقیم کی ہدایت طلب کی جاتی ہے۔ ورنہ اسلام میں ایسے فرقے بھی رونما ہوئے جنہوں نے شفاعت کا انکار کیا اور ان کا یہ عقیدہ بدعت سیئہ پر مبنی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جسم اور جہت کا قول کیا۔ نیز ابن تیمہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے وہ اخلاف جنہوں نے مقربین بارگاہ خداوندی کی تعظیم وتوقیر کو شرک قرار دے کر ایسے فتنے کا دروازہ کھول دیا جسے بند کرنا خارج از امکان ہے اور نجدی حکمرانوں نے حرمین شریفین کے مشاہد خیر کو جو کہ فی الحقیقت شعائر اسلام تھے بڑی بے دردی اور درندگی سے مٹایا۔ جن کے خود ساختہ عقائد میں تعظیم کی ہر ادا شرک ہے اور بے ادبی کا ہر کام معاذ اللہ روح توحید ہے۔ ان فرقوں کے گمراہی پر مبنی عقائد کا اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ اور شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کی مراد یہ فرقے نہیں ہیں۔ قارئین متنبہ رہیں کہ دھوکہ نہ لگے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

پس وہ اس ذکر کے ساتھ اس کے سارے طرق سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچاننے لگتا ہے۔ یعنی کشفاً نہ کہ تقلیداً۔ رہے اس کے علاوہ دوسرے اذکار تو یہ بعض عقائد کا علم عطا کرتے ہیں جیسے اشعریہ۔ ماتریدیہ یا حنابلہ نہ کہ سب کا۔ نیز فرمایا کہ ذاکر بالجلالت پر فتوحات کی علامت یہ ہے کہ اپنی نشو ونما اپنے ذکر کی ہی نشو ونما جانے۔ کسی بھی زبان میں ہو۔ پس وہ اپنی عین ظاہری صورت کو اپنے ذکر کے حروف کا عین دیکھے جو کہ لفظ خاص سے اس کے خیال میں صورت گرفتہ ہے۔ گرچہ امی ہو۔ اور اگر امی نہ ہو تو اس پر غالب اس کے ان حروف کا تصور ہے جو کہ لوح محفوظ میں مرقوم ہیں۔ اور کبھی غیر امی کے لئے امی کی لوح میں اس کے مرقوم حرف اور لفظ کی نشاۃ جمع ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی نشاۃ اس کے لفظ کے حروف پر سمجھتا ہے۔ اور غیر امی اسے اس کی مرقوم صورت پر سمجھتا ہے۔ اور کبھی غیر امی کے لئے اس کے حروف اور

لفظ کی نشاۃ جمع ہوتی ہے جنہیں اس کے لئے خیال صورت گری کرتا ہے۔ اور اغلب یہی ہے۔ پس نتیجہ صورت ذکر کے مطابق ہوتا ہے کہ ذاکر کی صورت پر۔

ذاکر باللہ تعالیٰ نہ کہ بنفسہ کی علامت

نیز فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر باللہ کرنے لگتا ہے نہ کہ بنفسہ اس کی علامت یہ ہے کہ جب ذکر جلالت کرے تو اپنی زبان کے متعلق محسوس کرے کہ جل گئی۔ تو جسے یہ علامت حاصل نہ ہو تو وہ اس مقام کا اہل نہیں ہے۔ وہ تو صرف بنفسہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں اس کا اہل کوئی نہیں دیکھا۔

پس اس پر غور کر۔ بیشک تو اسے کسی کتاب میں نہیں پائے گا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے دوستی فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی۔ تفویض امور

میں اپنے تمام ظاہری اور باطنی امور کو کثرت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سپرد کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اپنے اعمال میں سے کسی چیز پر اعتماد نہیں کرتا۔ برابر ہے کہ تالیف کتاب ہو یا تعمیر مسجد یا کنواں کھودنا وغیرہ۔ پس اگر میرے دشمنوں میں سے کوئی آئے۔ اس تالیف کو پھاڑ دے یا دھو ڈالے حالانکہ میں نے اس کی تحریر میں سالوں مشقت اٹھائی یا مسجد کو گرادے۔ کنواں ڈھادے اور اس کی دیواریں گرادے تو میں اپنے نفس کے حظ کی خاطر متاثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ دراصل فعل تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور اسی کا فضل ہے کہ مجھے اس میں آلہ بنایا۔ اور یہ اسی کے بندے ہیں جنہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ تلف کیا ہے نہ کہ میں نے۔ پس میں کس لئے متغیر اور بدمزہ ہوں۔ جبکہ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ پھر اس تقدیر پر کہ اس میں میرا کوئی دخل ہے تو عبد جب کوئی چیز اپنے رب تعالیٰ کے حضور اپنے رب کے فضل سے ہدیہ کرتا ہے تو اس نے امانت اس کے مالک کو لوٹا دی۔ اس کے بعد اس پر کوئی چیز نہیں جس کے وہ درپے ہو اس حیثیت سے کہ وہ ہے جو کہ قبول اور رد کے ساتھ متعلق ہے۔ اور اس کے ساتھ بندوں کا عمل نہیں یا اس سے ان کا فائدہ لینا یا نہ لینا۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی کو جھٹلائے تو بیشک اس کے لئے اس کی نیت کا پورا اجر لکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی آرزو ہے کہ اے کاش وہ ایمان لے آتے اور اس کی لائی ہوئی تمام شریعت پر عمل کرتے۔ پس اسے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی تمنا کا اجر عطا فرماتا ہے۔ اور یہ ہر اس شخص کا ثواب ہے جو کہ اس کی شریعت پر عمل کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرماتا۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو بارہا اس شخص کو فرماتے ہوئے سنا جسے کوئی کتاب تالیف کرتا دیکھتے: اے بھائی! اس سے پرہیز کر کہ تو اپنی تالیف میں اخلاص کو بھول جائے کیونکہ ثواب اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور جس کے عمل میں اخلاص نہیں اس میں اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔ اور آپ اکثر فرماتے کہ عبد کی شرط ہے کہ اپنے آقا کی خدمت پر۔ اور وہ اسے جو حکم دے اس کے مطابق عمل پر ثواب طلب نہ کرے۔ کیونکہ طالب ثواب مزدور ہے عبد نہیں۔ اور جو اخروی اجرت کی طلب کے لئے عمل کرے تو اس کا حکم بالکل اس شخص کے مطابق ہے جو دنیوی اعمال اجرت دنیوی کے لئے کرتا ہے۔ اور مخلص بندوں کے اعمال سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور وظیفہ عبدیت کے قائم رکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ دونوں جہانوں میں وہ اپنے آقا کے ساتھ کسی شیء کی ملکیت نہیں رکھتے۔ پس وہ صرف وہی کام

کرتے ہیں جس کا ان کا آقا انہیں حکم دے۔اور ہر اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں جس سے انہیں روکے۔اور دارین میں اسی کے مال سے کھاتے۔ پیتے اور پہنتے ہیں۔پس برابر ہے کہ انہیں کچھ عطا فرمائے یا نہ فرمائے وہ بدمزہ نہیں ہوتے کیونکہ انہیں اس امر کا شہود ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ انہیں کوئی ملکیت نہیں ہے۔جس طرح کہ کئی دفعہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی-اپنی کسی کتاب کی تحریر میں اپنے باطن کو سوائے نیت صالحہ کے مشقت میں نہ ڈالنا

میں اپنے باطن کو اپنی کسی کتاب کی تحریر میں نیت صالحہ کے بغیر مشقت میں نہیں ڈالتا۔نہ اس لئے کہ اس پر لوگ میری مدح سرائی کریں۔اور کہیں: واللہ فلاں نے اس کتاب کی تحریر میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔اور اس لئے بھی کہ مجھے علم ہے کہ انسان گرچہ اپنی کتاب میں مبالغہ کرے اور اسے نہایت مضبوط کر کے لکھے بعض اوقات اسے مسئلہ کے لئے کسی شرط کو بھول جانے سے چارہ نہیں یا محل تفصیل میں کسی حکم کے اطلاق سے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا۔(النساء آیت ۸۲) اور اگر وہ غیر اللہ سے ہوتا تو ضرور اس میں اختلاف کثیر پاتے۔اسی لئے شیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کوئی کتاب تدبیر سے لکھی نہ روایت سے۔میں صرف اسی کے مطابق لکھتا ہوں جس کا الہام کے فرشتے کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ مجھے الہام فرماتا ہے۔اور کئی دفعہ میں حسب الہام کوئی مسئلہ اس کی غیر جنس سے ذکر کرتا ہوں۔جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی (البقرہ آیت ۲۳۸) سب نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی) بیشک اللہ تعالیٰ نے اسے آیات طلاق اور عدت کے درمیان ذکر فرمایا ہے۔جبکہ اس سے پہلے اور بعد میں ہیں۔

اور اے بھائی! جان لے کہ بشر کے کلام کے غالبًا تناقض سے پاک نہ ہونے کا سبب ہمیشہ کی بیداری نہ ہونا اور اس کا غفلت اور سہو میں گرنا ہے۔پس ہر وقت اسے ممکن نہیں کہ اس مسئلہ کے تمام متعلقات اسے متحضر ہوں۔بسا اوقات اس کے نزدیک ایک وقت میں کسی چیز کو ترجیح ہوتی ہے جبکہ دوسرے وقت میں اسے ترجیح نہیں ہوتی۔اور سیدی احمد الزاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ادب یہ ہے کہ ممکنہ حد تک اللہ تعالیٰ کے کلام کی مشابہت سے بچتے ہوئے عبد اپنی کتاب کی اصلاح میں جدوجہد نہ کرے۔حتیٰ کہ اس کے بعد اپنے کلام میں ایسی چیز پائے جسے مثلاً حل کرنے کی ضرورت ہو۔پس اس کی شرح کرے۔یا اس پر حاشیہ لکھے۔پس جو ایسا کرتا ہے وہ تکبر اور خود بینی سے دور ہے۔انتہی۔پس اسے جان لے تجھے ہدایت ملے گی۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔والحمد للہ رب العالمین۔

احسان خداوندی-اس کتاب میں مذکور تمام اخلاق کا مجھ میں جمع کرنا

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مذکور تمام اخلاق مجھ میں جمع فرمائے۔اور اس دور کے مریدین میں سے کسی مرید میں ان کا جمع ہونا قلیل ہے۔بلکہ مجھے علم نہیں ان میں سے کوئی میرے سوا ان کے ساتھ متخلق ہو۔اور مجھ پر آقا و مولیٰ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس تخلق کے مجھ پر ہمیشہ رہنے کی امید کرتا ہوں حتیٰ کہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں دراں حال کہ ان میں سے کسی چیز میں خلل واقع نہ ہو۔اور مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اخلاق عظیمہ

عطا فرمائے ہیں۔ کاش کہ اس دنیا میں مجھے انہیں ظاہر کرنے کی اجازت ہوتی پس میں نے اس پر اپنے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور میں نے دنیا میں کسی کے لئے ان کا اظہار نہیں کیا۔ باوجودیکہ ہم نے اس کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے اخلاق مریدین میں سے ہے نہ کہ عارفین سے۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل مقدمہ میں گزر چکی ہے۔ پھر جب بھائیوں نے ان کے ساتھ تخلق کیا اور عمر میں وسعت ہوئی تو اذن طلب کروں گا اور ان کے لئے کامل عارفین کے کچھ اخلاق لکھوں گا۔ اگر اب ان کے کچھ لکھتا ہوں تو وہ ان کا ذوق نہیں پائیں گے اور انہیں سننے والوں کی عقل جواب دے جائے گی اور ان کے ساتھ تخلق اختیار نہیں کرسکیں گے۔

اور جب بعض علماء اس کتاب میں اخلاق مریدین دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ ایسے امور ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کوئی ان کے ساتھ تخلق نہیں کرسکتا تو اس وقت کیا کہیں گے جب کامل عارفین کے اخلاق دیکھیں گے۔ اور میں نے سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کاملین کے اخلاق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی گنتی پر ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات حال اور قال میں آپ کے وارث ہیں۔ جس طرح کہ حضور کے اخلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان اخلاق کی تعداد پر ہیں جن کے ساتھ تخلق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مشروط فرمایا۔ پس کاملین متفاوت نہیں ہوئے مگر صفاء معاملہ میں نہ کہ کسی اور صورت میں۔ پس اسے جان لے تجھے راہنمائی ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ ثواب آخرت پر اطلاع

اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے ثواب اعمال کے حوالے مجھ پر اپنے فضل کی اطلاع بخشی۔ اور یہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے روبرو تھا۔ لیکن ان حضرات میں سے کسی نے حضرت موسیٰ۔ عیسیٰ اور سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغیر مجھ سے کلام نہ فرمایا۔ اور اگر میں بھائیوں کے لئے وہ سب کچھ بیان کرنا شروع کردوں جو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں مجھے عطا فرمایا تو میری تصدیق کرنے والوں کی عقلیں ششدر رہ جائیں اور دشمن اور حاسد میری تکذیب کریں۔ اور ہم نے جو ذکر کیا اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ترمذی میں یہ ارشاد اشارہ۔ فرماتا ہے کہ اہل جنت میں ادنیٰ درجہ اس کا ہوگا جسے دنیا کی مقدار اور اس کی مثل اس کے ساتھ عطا کی جائے گی۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی دس مثل کا ذکر ہے۔

خواب میں عطایائے اخروی جن کے اظہار کی اجازت دی گئی

اور اس خواب میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا اور اس کے ذکر کی اجازت دی وہ یہ ہے کہ اس نے مجھے ایسا کردیا کہ اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ علت احسان کے لئے نہیں اور نہ ہی دنیا وآخرت میں طلب ثواب کے لئے۔ ایک یہ کہ اس نے مجھے مصر اور اس کے مضافات میں علم اور حفظ قرآن کے ساتھ شہرت بخشی۔ اور مجھے فقہاء زمانہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے مجھے قناعت عطا فرمائی۔ پس اس کی وجہ سے مجھے بادشاہوں اور حاکموں کے سامنے ذلیل ہونے سے بے نیاز کردیا۔ پس جب مجھ خشک ٹکڑا مل جائے تو اسی سے کفایت کرتا ہوں مگر ضرورت شرعیہ کے لئے۔ بادشاہ اور دوسرے حکام میری سفارش قبول کرتے ہیں باوجودیکہ کم عمر ہوں اور میری مخالفت بھی زیادہ ہے۔ پس میں نے سلطان غوری۔ سلطان طومان بای۔ خایر بک وغیرہم پاشات مصر کے پاس سفارش کی تو انہوں نے قبول کی۔ اور یہ بادشاہوں کے میری طاعت کرنے میں شمار ہوتا ہے۔

میں عفو و درگزر۔ مجھ پر جنایت کرنے والے مجھ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے اور میرے قتل میں کوشش کرنے والے پر بردباری کے ساتھ تخلق کرتا ہوں۔ پس مجھ سے ان میں سے کسی کے لئے برائی کے ساتھ مقابلہ رونما نہیں ہوا جس طرح کہ ابھی خاتمہ میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔ بلکہ اس کی بنا پر میں ان کے اپنے آپ پر فضیلت سمجھتا ہوں اس حیثیت سے کہ اجر و ثواب اور امان کا حصول ہوتا ہے۔ اور اس خواب میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی جس نے اس دنیا میں مجھے ستایا۔ اور اسی لئے میں اس کے لئے اس شخص کی نسبت پہلے دعا کرتا ہوں جس نے اس دنیا میں مجھ پر احسان فرمایا۔ پس انشاء اللہ تعالیٰ۔ قیامت کے دن تمام دشمنوں اور حاسدوں کی شفاعت کروں گا اور اس امر کے لئے میں نے ایسی حلاوت پائی جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اس خواب میں مجھے جنت میں میرے گھروں اور باغوں پر اطلاع بخشی۔ اور میں نے ان کا علم یوں حاصل کیا گویا یہ بیداری میں ہوا۔ اور ایک یہ کہ مجھے شہود ہے کہ یہ سب کچھ استحقاق کے بغیر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پھر اس خواب سے بیدار ہوا دراں حال کہ ابیات پڑھ رہا تھا (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے)

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ موجودات کی کسی چیز کے لئے نہیں۔ اور تمہارے سوا کسی کی امید نہیں رکھتا۔ اور تمہارا بدل بھی نہیں چاہتا کیا عظیم آقا ہیں کہ ہمیں اپنی مہربانیوں سے معمور فرمادیا۔ اور ہماری ذات کو تاج اور پوشاکیں پہنادیں۔ اور قناعت کی حالت سے اپنی غلامی میں ہمیں بادشاہ بنادیا۔ اور ہمیں لوگوں (سے مانگنے پر ان کے) نہیں نہیں سے بے نیاز کردیا۔ اور جب ہم نے رات کی تاریکیوں میں عجز و انکساری سے خدمت و قیام کیا تو بادشاہوں کو ہماری طاعت میں خدمت گزار بنادیا۔ ہمیں اکابر کے اخلاق کے ساتھ متخلق کردیا کہ موجودات میں عفو و درگزر اور بردباری کا شرف بخشا۔ اور یوم حشر میں دشمنوں کی جماعت کے متعلق ہماری شفاعت قبول فرمائی اور انہیں خلل سے بچایا۔ اور ہمارے لئے اتنی جنتیں مختص فرمادیں کہ اس سے بادشاہ عاجز ہوگئے۔ اور ہمارے آگے اپنے بادشاہی کے نشان جھکادیئے۔ اور یہ سب کچھ قدیم سے ان کے غلام کے لئے فضیلت ہے۔ پس ان کی جود کونین کے لئے عام اور متصل ہے۔

اور یہ ابیات اسی کو ضمن میں لئے ہوئے جیسے ہم نے ابھی بیان کیا۔ اور قیامت کے دن دوسروں کے علاوہ ہم اپنے دشمنوں کی شفاعت پہلے اس لئے کریں گے تاکہ ہمارے سامنے ان کی ندامت جلد زائل ہوجائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب وہ اس کے مقام کی عظمت اور برتری دیکھیں گے جسے ستایا کرتے تھے تو ندامت محسوس کریں گے۔ اسی لئے ہم شفاعت کی ابتداء ان سے کریں گے تاکہ ان کی ندامت زائل کردیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری امت کے لئے شفقت اور رحمت ہماری جبلت میں رکھی ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری ہدایت کا متولی ہو۔ اور وہ نیکوں سے محبت فرماتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ اپنے بدن۔ لباس اور مکان سے معاصی کی بدبو محسوس کرنا

میں اپنے بدن۔ لباس اور مکان سے معاصی کی بدبو محسوس کرتا ہوں جب میں اہل طریق کے معاصی میں سے کسی معصیت میں گر جاؤں۔ پس میں ہر معصیت کی بدبو کبائر۔ صغائر اور مکروہات سے اس کی قباحت کے متفاوت ہونے کے مطابق محسوس کرتا ہوں۔ اور خلاف اولیٰ کی بو یوں محسوس کرتا ہوا گویا میرے بدن یا کپڑوں میں بدبو ہے۔ اور یہ سب کچھ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہے جن کا میں شکر ادا نہیں کرسکتا۔ پس بیشک جب میں اپنے پاؤں یا اپنے بدن یا اپنے مکان میں تعفن محسوس کروں تو استغفار اور ندامت شروع کردیتا

ہوں۔ چنانچہ میں بو محسوس کرتا رہتا ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرما لے۔ جب قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے وہ بو ختم ہو جاتی ہے۔ اور اکثر یہ بو ایک ماہ یا کچھ کم تک رہتی ہے۔ اور یہ خلق حضرت مالک بن دینار۔ سفیان ثوری اور سیّدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ اور میں نے اپنے ہمسروں میں اس کا کوئی ذوق رکھنے والا نہیں پایا اور حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: واللہ اگر لوگ معاصی کی بدبو محسوس کرتے جیسے میں محسوس کرتا ہوں تو لوگ میرے پاس گھڑی بھر نہ بیٹھ سکتے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں اپنے غیر سے معاصی کی بدبو محسوس کرتا تھا پھر اسے مجھ سے محجوب کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ میں پہچان لیتا تھا کہ کس کے ذمے نماز ہے اور کس کے ذمے پر نہیں ہے۔ پس میں اس انسان کے لئے کہتا اٹھو اور نماز ادا کرو۔ پس اسے یاد آ جاتا اور وہ نماز ادا کر لیتا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

انعام خداوندی۔ مجھ پر حلم کی کثرت

اللہ تعالیٰ مجھ پر کثرت سے حلم فرماتا ہے اور میرے ان گناہوں پر جلد سزا نہیں دیتا جو کہ شمار سے باہر ہیں باوجودیکہ اس لائق ہوں کہ زمین میں دھنسا دیا جاؤں یا میری شکل مسخ کر دی جائے اگر اللہ تعالیٰ کا عفو و حلم اور اس کی مہلت نہ ہوتی۔ اور اس ساری کتاب میں غیر معین معاصرین کے لئے جن چیزوں کی میں نے تخریج کی ہے یہ میری قبیح صفات میں سے بعض ہیں۔ اگر میں نے اپنے نفس میں ان کا ذائقہ محسوس نہ کیا ہوتا تو ان سے کسی کو پرحذر رہنے کی تلقین کی طرف راہ نہ پاتا۔ پس اے بھائی! مت گمان کر کہ اپنے آپ کو ان میں سے کسی سے اچھا سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں یہ سمجھوں۔

وہ نعمت جس پر کتاب لطائف المنن والاخلاق کا اختتام ہو رہا ہے

اور اس نعمت کے بیان پر کتاب لطائف والاخلاق فی وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق کا اختتام ہو رہا ہے۔ اور یہ نعمت اسلام اور عافیت کے بعد ان نعمتوں میں سب سے بڑی ہے جو مجھے بطور احسان عطا فرمائیں۔

اس نعمت پر ختم کتاب کی وجہ مناسبت

اور اس نعمت پر کتاب کے اختتام کی وجہ مناسبت یہ ہے کہ حدِ عجز پر رک جانا اور اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر پر اعتماد کرنا اولین و آخرین کی فرودگاہ ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا کوئی ولی نہیں مگر وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے عفو و درگزر کا سوال کرتا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ کوئی بھی اپنے عمل کے ذریعے جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اور آپ؟ فرمایا: نہ ہی میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔ اور بعض عارفین نے فرمایا کہ ہر انسان کو چاہئے کہ اپنے تمام اعمال کا اختتام استغفار کے ساتھ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ (الانفال آیت ۳۳) اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا نہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں) پھر اگر ہمارے لئے ہمارے استغفار کی قبولیت صحیح ہو تو ہمیں کچھ اطمینان ہو جائے۔ لیکن ہمارے لئے اس کا علم کہاں۔ کبھی ہمارا حال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ قائل نے کہا کہ جب محب کا حظ کم ہو تو اس کی نیکیاں کیا ہیں مگر گناہ۔

اور ہم میں سے جو شخص ہم پر شب و روز اللہ تعالیٰ کے احسان کی کثرت اور ہمیں جلد سزا نہ دینے کی طرف نظر کرتا ہے حالانکہ ہم اس سے حیا کم کرتے ہیں یا بالکل ہی نہیں کرتے تو وہ ضرور خائف ہوگا۔ بیشک میں واللہ۔ واللہ۔ واللہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا فرمائی

یہاں تک کہ اسے فنا کردے اہل ایمان میں سے کسی کو مطلقاً نہیں سمجھتا کہ مجھ سے حیا میں کم اور جرائم میں زیادہ ہوں۔اور جسے اپنی ذات میں اس مشھد کا ذوق ہو اس کا قلب اور جسم اللہ تعالیٰ سے شدت ندامت سے پگھل جاتا۔اگر اس کے بندوں سے نہ کہ اللہ عزوجل سے وہ حیاء کی شدت نہ ہوتی جس میں عاصی مبتلا ہوتا ہے۔پس قریب نہیں کہ تو بھی اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی اس بندۂ خدا کے سامنے کرتا ہوا دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہے۔پھر وہ حضرت الٰہیہ میں ہوتے ہوئے اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کھلے عام کسی حجاب کے بغیر کرتا ہے اور اسے اس کا شعور نہیں۔پس اس کا زبردست گناہ یہ ہے کہ اللہ جل وعلا سے حیا نہیں کرتا اور اگر اپنے حال پر تحقیقی نظر کرتا تو اپنے آپ کو پاتا کہ اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ اس حیثیت سے کفر کیا ہے کہ اس نے اس کے بندوں کی رعایت کی جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی مراعات کو بے وقعت سمجھا۔

اور کئی دفعہ مجھے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ میں صلوۃ لیل کے سجدے میں یہ کہتا ہوں: یا اللہ! اگر میں اپنے اس شہود میں سچا ہوں کہ میں تیرے تمام بندوں سے تیرے امر کی مخالفت زیادہ کرنے والا ہوں تو مجھے بخش دے اور کئی دفعہ سکوت اختیار کرتا ہوں اور اس میں سے کوئی لفظ زبان پر ندامت کی شدت کی بنا پر نہیں لاتا۔بلکہ اپنے آپ کو خیال میں لاتا ہوں کہ گزشتہ اور آئندہ کے تمام مسلمان گنہگاروں کے پیچھے سر جھکائے اس کے فضل کی انتظار میں کھڑا ہوں کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو معاف فرمادے۔پس اس سے خوشی محسوس کرتا ہوں اور دل میں کہتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مغفرت کا کچھ فیض مجھے نصیب ہو جائے اور کئی دفعہ حق وصدق سے کہتا ہوں: یا اللہ! اولین وآخرین سب مسلمانوں کے گناہوں پر میرے گناہ وزنی ہو گئے ہیں لیکن یہ تیرے عفو کے پہلو میں لاشئی کی طرح ہیں۔

کئی دفعہ استسقاء میں لوگوں کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کے حضور دعا سے پیچھے رہ جاتا ہوں اس خوف کے پیش نظر کہ اللہ تعالیٰ کہیں میری وجہ سے انہیں بارش کے بغیر لوٹا دے۔اسی لئے میں اپنے بھائیوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے ساتھ وقوف ترک کردیتا تھا۔کسی اور علت کے لئے نہیں۔

کئی دفعہ میں کہتا ہوں: یا اللہ! میں تیرے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ میں تیرے مسلمان بندوں سے معصیت میں زیادہ ہوں پس آخرت میں میرے لئے مغفرت زیادہ فرما۔پس سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جس پر دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب جمع ہو جائے۔

کئی دفعہ میں اپنے گناہوں کو زمین میں گڑے پہاڑوں کی طرح دیکھتا ہوں۔اور ساری مخلوق کے گناہ ہوا میں اڑتے ذروں کی طرح پاتا ہوں۔کئی دفعہ اعتقاد کرتا ہوں کہ مصر اور اس کے علاقوں پر نازل ہونے والی مصیبتیں اکیلے میرے گناہوں کی وجہ سے ہیں۔اس کے علاوہ کبھی نہیں سمجھتا۔پس رات کو ذبح کئے پرندے کی طرح تڑپنے لگتا ہوں رہا میرا بدن گویا وہ آگ اور زہر کی شدت سے پگھل رہا ہے۔

اور کتاب کے مقدمہ میں مشائخ طریقت کے شیخ ابوالقاسم الجنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول گزر چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے رب عزوجل کے لئے مقام شکر تک نہیں پہنچتا حتی کہ وہ اپنے آپ کو سمجھے کہ زمین میں دھنسنے کے لائق ہے اور وہ اس کا اہل نہیں کہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت پہنچے۔اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت صرف فضل واحسان کے طور پر ہے۔

قصہ یوسف علیہ السلام کے متعلق غور وفکر

اور اے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں غور کر کہ آپ عرض کرتے ہیں۔رب قد آتيني من الملك و علمتني من

تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة. توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (یوسف آیت ۱۰۱) اے میرے رب! تو نے مجھے یہ ملک عطا فرمایا۔ نیز تو نے مجھے باتوں کے انجام کا علم سکھایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں۔ مجھے وفات دے دراں حال کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے اپنے قرب خاص کے لائق بندوں میں سے کردے) تجھے اس کتاب کے اس نعمت کے ساتھ ختم کرنے کے ہمارے قصد پر اطلاع ہو جائے گی۔ پس بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں صحت کے دور میں اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمایا اس کا ذکر حق شکر ادا کرنے کے لئے کیا۔ پھر عمر کے اواخر میں اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کی۔ اور اس حال کی حضرت اطلاق کی بنا پر تغییر کا خوف کیا کہ حضرت حق تعالیٰ جو چاہے کسی پابندی کے بغیر کرتا ہے۔ ورنہ معصوم محبوب کو اپنی حالت کی تغییر کے بارے میں خوف نہیں ہوتا۔ اسی لئے آپ نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کہ آپ کو اسلام پر وفات عطا فرمائے اور قرب خاص کے لائق خواص میں شامل فرمائے جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پس اے بھائی! جب معصوم کی کیفیت یہ ہے جس کے بارے میں قطعاً درست نہیں کہ غیر اسلام پر وفات پائے تو ہمارے جیسوں کا کیا حال۔

اکابر کی حضرت الٰہیہ میں تواضع

اور تمام اکابر حضرات انبیاء اور صالحین اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے متعلق تواضع کی راہ چلے ہیں حالانکہ انہوں نے اس کی طاعت میں اس قدر مبالغہ کیا کہ مخلوق میں وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً اس دنیا سے ان کے انتقال کے خوف کے وقت لیکن ہر وقت کے مطابق کلام ہے۔ جس طرح کہ ہم میں سے عاصی یا فقیر کے لائق ہے کہ جب اپنے رب عزوجل سے دعا کرے تو عرض کرے: یا غفار یا غنی اغفرلی وارزقنی۔ یعنی اے غفار و غنی۔ میری مغفرت فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔ نہ کہ یہ کہے یا جبار یا منتقم یا مانع۔ اے جبار۔ اے انتقام لینے والے۔ اے روکنے والے۔ اگرچہ حق جل وعلا کے اطلاق کی وسعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم انہیں اسماء کا سا کام کرتا ہے۔ پس سمجھ لے۔ اور اس کی مثل علماء کرام کا قول ہے کہ علم میں مشغول ہونا نفلی نماز سے افضل ہے۔ اور اگر تو کسی سے اس کی روح نکلنے کے وقت کہے کہ وہ علم میں مشغول ہو تو وہ اپنے قلب میں اس کی خواہش نہیں پائے گا۔ بخلاف تیرے اسے یہ کہنے کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ یا یہ کہہ استغفر اللہ من کل ذنب یعلمه اللہ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے ہر اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پس اسے وہ اپنے قلب پر آسان پائے گا۔

مبتلائے عذاب ہونے والوں کے واقعات

پس ہم نے جو تقریر کی ہے اس سے پتہ چلا کہ میرا اس احسان کے آغاز میں یہ کہنا کہ میں خسف اور مسخ کے لائق ہوں یہ تواضع اور نفس کی شکستگی کے باب سے نہیں۔ میں نے تو یہ حق اور سچ کہا ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کو زمین میں دھنسایا جن کے گناہ یقیناً میرے گناہوں سے فروتر تھے۔ اور امام احمد اور براز نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تم سے پہلوں میں سے ایک شخص دو سبز چادروں میں اتراتا ہوا نکلا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور وہ زمین میں قیامت تک دھنستا جا رہا ہے۔ اور صحیح بخاری ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص حلہ پہنے چل رہا تھا۔ کہ خود بینی میں مبتلا ہو گیا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ اس میں قیامت تک دھنسا جا رہا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ مکہ معظمہ میں زقاق ابی لہب میں تھا۔ اور جب اسے دھنسایا

گیا اسے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے۔

اور براز نے روایت کیا۔ اور اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں جیسا کہ حافظ المنذری نے مرفوعاً کہا کہ ایک سرخ حلہ میں اتر تا ہوا چل رہا تھا یا تکبر کرتا ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ چنانچہ وہ اس میں قیامت تک دھنستا جا رہا ہے۔ اور ترمذی وغیرہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ اس امت میں ایک قوم کھیل تماشے میں رات بسر کرے گی۔ پس صبح بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک قوم رات کو کھیل تماشے میں مصروف ہوگی۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اول و آخر کو زمین میں غرق کر دے گا۔ اور احمد اور بیہقی کی ایک روایت میں مرفوعاً ہے کہ اس امت کی ایک قوم کھانے پینے اور کھیل تماشے میں رات بسر کرے گی۔ پس صبح ہوگی تو بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ ہو چکے ہوں گے اور انہیں خسف پہنچے گا اور سنگباری۔ حتیٰ کہ صبح لوگ اٹھیں گے تو کہیں گے کہ گزشتہ رات فلاں کا گھر غرق زمین کر دیا گیا اور ان پر آسمان سے پتھراؤ کیا جائے گا جیسے کہ لوط علیہ السلام کی قوم کے قبائل پر کیا گیا۔ اور گھروں پر۔ اور ان پر ریح عقیم بھیجی جائے گی جو کہ عاد کے قبائل پر اور ان کے گھروں پر ان کی شراب نوشی۔ ریشم پہننے۔ رنڈی بازی۔ سودخوری اور رحمی تعلقات منقطع کرنے کی وجہ سے چھوڑی گئی۔

اور بخاری نے تعلیقاً اور ابوداؤد نے روایت کی کہ میری امت میں ایسی قومیں ہوں گی جو کہ ریشم پہننے کو حلال سمجھے گی ان میں قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ ہوگا۔ اھ

پس اے بھائی! ان امور کی طرف دیکھ جن کی وجہ سے ان امور والوں پر خسف وارد ہوا تو انہیں ہمارے گناہوں سے یقیناً کمتر دیکھے گا۔ پس ہم میں سے ایک نے کتنی مرتبہ اپنے پہلوؤں کی طرف دیکھا جب اس نے نیا لباس پہنا یا نئی واسکٹ پہنی۔ اور کتنی دفعہ اپنا عمامہ دیکھا اس کے بعد کہ اسے اپنے سر پر باندھا۔ اور کتنی دفعہ اپنے ہمسروں پر خود کو برتر جانتے ہوئے چلنے میں اترایا اور کتنی دفعہ ہنستے۔ لہو و لعب میں مصروف راتیں بسر کرتا ہے۔ اور کتنی مرتبہ کئی جرائم کا ارتکاب کیا۔ اور ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مطیع اللہ کے دور میں مصر کی سرزمین میں زبردست زلزلے آئے حتیٰ کہ کئی شہر برباد ہو گئے۔ لوگ صحرا میں جا بسے۔ نیز کئی شرعی گواہیاں وارد ہوئیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرزمین رے کی ایک سو پچاس بستیاں زمین میں غرق کر دیں۔ سب کی سب آگ بن گئیں۔ زمین میں شگاف پڑ گئے۔ جن سے دھواں اٹھنے لگا۔ زمین کے اندر جو کچھ تھا وہ سب کچھ اگل دیا حتیٰ کہ قبروں سے مردوں کی ہڈیاں بھی۔ اور تبریز عجم میں زلزلہ آیا حتیٰ کہ ایک لاکھ انسان دب کر مر گئے۔ لوگوں نے چیتھڑے پہن لئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور زاری کرنے لگے۔ اور سرزمین خراسان میں آسمان سے تقریباً ایک سو قنطار وزنی لوہے کا ٹکڑا گرا جس میں گونج تھی حتیٰ کہ حاملہ عورتوں کے حمل ضائع ہو گئے۔

اور ابوالفتوحات ملک ظاہر کے دور میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کے سات جزائر کے لوگ عکا کے نواح میں غرق کر دیئے اس کے بعد کہ آسمان سے سات دن خون برسا۔ اور ہمیں روم اور عراق میں شہروں اور پہاڑوں کے دھنسنے کی خبریں ہمارے دور تک پہنچتی رہیں۔ باوجودیکہ ان کے گناہ چھوٹے اور ان کی تعداد کم تھی۔ تو وہ کیونکر خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس زمانے میں اس کے کندھوں پر قیامت کی علامات رکھ دے۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے لطف و کرم کے سوالی ہیں۔

اس دور میں عذاب الٰہی کو جاہل ہی بعید از امکان سمجھتا ہے

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس دور میں زمین دھنسائے جانے کو بعید نہیں سمجھتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ کے مواخذات سے جاہل۔ اللہ تعالیٰ کے حلم سے دھوکہ کھانے والا ہے۔ اور میں نے آپ کو کئی دفعہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس ادب مع اللہ تعالیٰ اور اس سے کچھ حیا ہوتا تو اپنے گناہوں کو پہاڑوں جیسے سمجھتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی بنا پر روئے زمین کے تمام لوگوں کو زمین میں غرق کر دیتا تو معمولی بات تھی۔ اور میں نے اپنے بھائی اپنے بھائی افضل الدین کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے گناہ روئے زمین کے تمام لوگوں پر تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کو کافی ہوں اور وہ ان کی وجہ سے خسف و ہلاکت کے مستحق ہوتے۔ تو اس کی کیا کیفیت جو اکیلا انہیں اٹھائے ہوئے ہے۔ لیکن پاک ہے وہ جس کی رحمت اس کے غضب سے سبقت کر گئی۔

مذکورہ کوائف کی تائید احادیث شریفہ کی روشنی میں

اور میرے بھائی نے جو کچھ ذکر کیا اس کی تائید صحیح مسلم میں مذکور حدیث پاک کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کی ایک عورت کو بدکاری کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا پھر جب وہ مر گئی تو اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ اس نے بدکاری کا ارتکاب کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اہل مدینہ کے ستر لوگوں پر تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو۔ کیا تو نے اس امر سے افضل کوئی کام پایا کہ اس نے اپنی جان کی اللہ عزوجل کے لئے سخاوت کر دی۔ یعنی اپنے اس قول میں جسے مسلم نے حدیث کے آغاز میں ذکر کیا کہ یارسول اللہ! مجھ سے حد کے لائق جرم صادر ہو گیا ہے پس مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماعز کو رجم فرمایا تو اس کے متعلق فرمایا: کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر روئے زمین والوں پر تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو۔

تو جس طرح ایک شخص کی توبہ بسا اوقات من حیث الرحمۃ روئے زمین کے لوگوں کے لئے کفایت کرتی ہے تو یہی قول ہے ایک شخص کی معصیت کے متعلق کہ بسا اوقات توبہ پر قیاس کرتے ہوئے اگر وہ معصیت یعنی اس کا گناہ اور اس کی سزا روئے زمین کے لوگوں پر تقسیم کی جائے تو غضب اور شر میں انہیں کافی ہو۔ جس طرح کہ اس کی تائید بخاری کی مرفوع حدیث مروی کرتی ہے کہ جب بندہ فاجر مرتا ہے تو اس سے بندے۔ شہر۔ درخت اور چار پائے راحت پاتے ہیں۔ انتہی۔ اور یہ معلوم ہے کہ یہ اس سے راحت نہیں پاتے مگر اس مصیبت کی وجہ سے جو اس کے اعمال کے واسطے سے انہیں پہنچتی ہے۔

مسئلہ مذکور الصدر کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اس نے ساری مخلوق پر احسان کیا۔ اور جس نے برائی کا ارتکاب کیا اس نے ساری مخلوق پر بلاء اور اس کے نزول کا سبب پیدا کیا۔ اس قرینہ کے ساتھ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا شہر ایک شخص کے گناہ کی وجہ سے غرق کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے قرینہ کے ساتھ کہ جب خباثت عام ہوتی ہے تو اچھے برے سب کو عذاب عام ہوتا ہے۔ اسی لئے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ رحمت خاص ہے جبکہ مصیبت عام ہے۔ لیکن یہاں اس کی حکمت کے بیان میں باریکی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر اکیلے عاصی پر مصیبت نازل ہوتی تو ایک لمحہ میں زمین سے عاصیوں کا نشان مٹ جاتا۔ لیکن

عاصی پر رحم کرتے ہوئے اسے خلق پر تقسیم کر دیا حتیٰ کہ اسے عذاب نہ پہنچے مگر عام لوگوں کی طرح۔ اور اس باب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے سبقت کر گئی۔ رہا مطیع تو اکثر رحمت اسی پر نازل ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ پس قریب نہیں کہ اس کے غیر تک کچھ رحمت پہنچے مگر تھوڑی سی۔ پس جب لوگوں نے اسے دیکھا تو کہہ اٹھے کہ رحمت خاص ہے حالانکہ یہ طاعت کرنے والے کے پڑوسیوں۔ اس کے شہر والوں یا اس کی ریاست میں اس کے عزم کی قوت یا اس کے ضعف کے مطابق پہنچتی ہے۔ پس اسے سمجھ لے۔ کہ یہ معنی شاید کہ اس سے پہلے تیرے سننے میں نہ آیا ہو۔

بحوالہ تواضع عبد کے شہود کی وضاحت

پھر یہ مقام جس کا ذکر ہم نے تواضع کے حوالے سے شہود عبد کے متعلق کیا کہ جو مصیبت بھی اس کے شہر یا اس کے ملک پر نازل ہوتی ہے خود اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے نہ کہ لوگوں کے گناہوں کی بنا پر یہ ہر فقیر کے لئے نہیں۔ یہ لوگوں میں چند افراد کے لئے ہے۔ جبکہ باقی لوگ ایسے شہود کی طرف راہ نہیں پاتے۔ بلکہ بسا اوقات وہ کسی کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہے کہ اگر اس شہر میں آپ کا وجود نہ ہوتا تو اس میں تباہی مچ گئی ہوتی۔ پس وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جس طرح کہ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی کو کہتے ہوئے سنتا ہے کہ فلاں شخص اپنے شہر میں لوگوں پر رحمت ہے۔ اور جو خیر اس پر نازل ہوتی ہے وہ صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اس میں اقامت پذیر ہے۔ اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔

قدم خوف پر فائز اکابر کا ذکر

اور اس مقام والوں میں سے قدم خوف پر میں نے جسے پایا وہ ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا۔ سیّدی علی النبتیتی الضریر۔ آپ کے شاگرد شیخ علی البجیری اور شیخ عبدالحلیم بن مصلح ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جب بھی ان کے علاقوں میں کوئی مصیبت نازل ہوتی تو زمین پر یوں لوٹنے تڑپنے لگتے جیسے ذبح شدہ پرندہ۔ اور کہتے کہ یہ سب کچھ میری نحوست کی وجہ سے ہے کیونکہ میں یہاں ان کے پاس رہتا ہوں۔ اگر یہ لوگ مجھے اپنے شہر سے نکال دیتے تو یہ مصیبت ان پر نازل نہ ہوتی۔ پس وہ نہیں سمجھتے تھے مگر یہ کہ جو مصیبت بھی ان کے شہروں پر نازل ہوتی ہے ان کے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ جبکہ لوگوں کے تمام گناہ تو بخشے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ قریب ہوتا کہ ان میں سے کسی کا جسم اللہ تعالیٰ سے ندامت اور حیاء کی وجہ سے پگھل جائے۔

اور ایک دفعہ میں نے سیّدی علی البجیری کی زیارت کی جب آپ مصر سے باہر حسینیہ میں فروکش ہوئے تو حیا سے پگھلے جا رہے تھے اور اپنے نفس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ اور کبھی یہ کہتے: اے علی! قیامت کے دن تیری کس قدر رسوائی ہو گی جب کہ لوگوں کے لئے تیری برائیاں ظاہر ہوں گی جو کہ دنیا میں تیری صلاح کا عقیدہ رکھتے اور تیری زیارت کو چل کر آتے تھے۔ پس میں نے اس کے بعد آپ پر رحم کھاتے ہوئے آپ کی زیارت نہ کی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اور اس مشہد والے کے لئے وہ سر نہیں ہوتا کہ لوگوں کے درمیان اسے اٹھائے بلکہ وہ اس سے شرماتا ہے مسلمانوں میں سے کسی کے پاس بیٹھے۔ خصوصاً ولیمہ کی دعوتوں اور محفلوں میں۔ اور جب سے میں اس کے ساتھ متحقق ہوا مجھ میں کبھی سکت نہ ہوئی کہ کسی ولیمہ میں حاضری دوں یا ایسے مجمع میں جس میں علماء اور اکابر تشریف فرما ہوں۔ اور فرض کرو کہ اگر میں تکلف کرتے ہوئے حاضر ہو گیا تو اپنے نفس کا مشاہدہ اس شخص کی طرح کرنے لگتا ہوں جسے اچانک کسی لڑکی کے ساتھ مثلاً جرم میں پکڑ لیا ہو۔ اس کا منہ کالا کر کے۔ کپڑے اتار کر اسے برہنہ کھڑا کیا گیا ہو۔ اور میں آرزو کرتا ہوں کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے زمین میں غرق کردے حتیٰ کہ میں دشمنوں کے میرے بارے میں خوش ہونے سے راحت پاؤں۔خصوصاً اگر اہل مجلس میری تعظیم میں مبالغہ کریں۔تو جس قدر وہ میری تعظیم میں اضافہ کریں اسی قدر میں اللہ تعالیٰ سے شدید حیا کرتا ہوں۔اور جسے اس کا ذوق ہو وہ ولیمہ کی دعوتوں اور محافل میں میری غیر حاضری سے مجھے معذور سمجھتا ہے۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین کو فرماتے ہوئے سنا: واللہ میں لوگوں کی ہم نشینی ترک نہیں کرتا مگر ان سے شدت حیا کی بنا پر خصوصاً علماء اور صالحین سے پس بیٹھک میں ان کے سامنے اپنے آپ کو ایسے سمجھتا ہوں جیسے شیخ الاسلام کے سامنے یہودی۔

(امام شعرانی فرماتے ہیں) کہ مجھے بحمد اللہ تعالیٰ اس مقام کا ذوق آپ سے اور شیخ الاسلام زکریا اور ان جیسوں سے بطور وراثت ملا ہے۔پس اب میں نہیں سمجھتا کہ مصر اور اس کے علاقوں میں جو مصیبت نازل ہوتی ہے مگر اکیلے میرے گناہوں کی وجہ سے نہ کہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے۔پس میں ان سب لوگوں کے حق میں استغفار کرنے لگتا ہوں جنہیں یہ مصیبت پہنچی کیونکہ یہ میرے واسطے سے ہے۔ اور میں اپنے سر میں محسوس کرتا ہوں گویا اسے آگ پر جوش دیا جارہا ہے۔اور اپنے بدن میں کہ گویا میں نے زہر کا ایک رطل پی لیا ہو۔کئی دفعہ اپنے احساس سے منقطع ہو جاتا ہوں گویا کہ میں کئی موتیں مرتا ہوں۔جبکہ میرے ہم نشیں کو اس کا شعور نہیں ہوتا۔پس اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔

امام عبد العزیز الدرینی کا شہود

اور ان انعامات کے بیان میں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سیّدی عبد العزیز الدرینی نے اس شخص سے جس نے آپ سے کوئی کرامت طلب کی‘فرمایا: بیٹے!کیا عبد العزیز کے لئے اس دور میں اس سے زیادہ عظیم کوئی کرامت پوری ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے زمین کو تھامے رکھتا ہے جب وہ اس پر چلے یا بیٹھے اور اس کی وجہ سے اسے دھنساتا نہیں۔پھر فرمایا: واللہ اے بیٹے میں زمین پر قدم اٹھاتا اور رکھتا نہیں ہوں اور میں اسے اپنے نیچے ثابت پاتا ہوں جبکہ میری آنکھ میں ایک قطرہ تک ہے۔

ایک دفعہ میں اپنے بھائی افضل الدین کے ساتھ مشائخ زمانہ میں سے ایک شیخ کے پاس حاضر ہوا۔تو اس کے لئے میرے بھائی افضل الدین نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے۔اسے اسلام پر موت عطا فرمائے اور اس کے گناہوں کی وجہ سے اسے زمین میں غرق نہ کرے۔اس شیخ اور اس کی جماعت کے چہرے سرخ ہو گئے۔اور انہوں نے بعید سمجھا کہ اس جیسے شیخ کو خسف لاحق ہو۔پس میرے بھائی شیخ افضل الدین نے کہا کہ یہ لوگ دھوکے اور فتنے کا شکار ہیں۔سمجھتے ہیں کہ یہ توبہ سے بے نیاز ہیں۔اور خسف کے مستحق نہیں ہیں۔پھر آپ نے مجھے اس کی زیارت سے منع کر دیا۔چنانچہ میں نے اس کی زیارت نہ کی حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

نیز ان انعامات کے بیان میں پہلے گزر چکا کہ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سے جب کوئی بادل گزرتا اور آپ حدیث لکھوا رہے ہوتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔حدیث کا املاء روک دیتے اور فرماتے کہ صبر کرو۔پس مجھے خوف ہے کہ کہیں اس بادل میں پتھر ہوں جن سے ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہم پر سنگباری ہو۔ایک دفعہ آپ سے استسقاء کے لئے ساتھ چلنے کو کہا گیا تو فرمایا کہ اہل بصرہ بارش میں تاخیر سمجھ رہے ہیں جبکہ میں تو پتھراؤ میں تاخیر سمجھ رہا ہوں۔اور ان کے ساتھ باہر نہ نکلے اور فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ میری وجہ سے انہیں بارش نہ ملے۔اور اسی طرح معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے گزر چکا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ مجھے

بغداد کی بجائے کسی اور جگہ موت آئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کس لئے؟ تو فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ قبر مجھے قبول نہ کرے۔ پس لوگوں کے سامنے میری رسوائی ہو اور لوگ میرے جیسوں کے متعلق بدگمانی کا شکار ہوں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں دن میں کئی کئی بار اپنی ناک کی طرف اس خوف کے پیش نظر دیکھتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ سے قلت حیاء کی نحوست کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ ہو گیا ہو۔ اور شیشہ آپ کے پاس رہتا اسے جدا نہ کرتے تا کہ ہر تھوڑے سے وقت کے بعد اس میں اپنا چہرہ دیکھیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے شدت خوف کی بنا پر تھا اور ان کے اس شہود کی وجہ سے کہ وہ ایسی صورت حال کے مستحق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی کے طور پر نہیں۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طالب۔ اس کی امید رکھنے والے۔ قبولیت کی امید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے والے ہیں۔ پس سمجھ لے۔

پھر یہ جو کچھ میں نے تیرے لئے حضرت مالک بن دینار۔ معروف کرخی۔ سیّدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسوں سے ذکر کیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ میرے حال کی شرح ہے۔ اور واللہ۔ پھر واللہ۔ پھر واللہ میں اپنے آپ میں طاعات اور کرامات نام کی چیزیں نہیں دیکھتا مگر استدراج کی طرح۔ اور اگر مجھ سے رونما ہو کہ میں ان کے اللہ تعالیٰ کا فضل ہونے کی حیثیت سے ان کی وجہ سے خوش ہوا تو اس کے بعد استغفار کرتا ہوں حتیٰ کہ گویا میری طاعات قلت خشوع جو کہ مطلوب ہے۔ قلت حیا اور قلت ادب کی برائی کی وجہ سے جو کہ ان میں مجھ سے واقع ہوئی برائیاں ہیں۔

اور حضرت حسن بصری اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں: واللہ اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ حسن کے اعمال اس شخص کے اعمال ہیں جو کہ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تو میں اسے کہوں گا کہ تو نے سچ کہا۔ اپنی قسم کا کفارہ ادا نہ کر۔

حضور سیّدی غوث اعظم سیّد عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تواضع

اور مشہور ہے کہ سیّدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان نعمت کے طور پر فرمایا: **قدمی ھٰذا علی عنق کل ولی اللہ عزّ وجل۔** میرا یہ قدم اللہ عزوجل کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ پھر جب وفات شریف کا وقت قریب آیا تو فرمایا: اے کاش میری ماں نے مجھے جنا نہ ہوتا۔ اور آپ کے سر مبارک کے نیچے تکیہ تھا۔ فرمایا: میرا رخسار اس تکیہ سے نیچے اتار دو اور اسے فرش پر رکھ دو۔ شاید کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری عاجزی دیکھے پس مجھ پر رحم فرمائے۔ پھر فرمایا: یہ وہ حق ہے جس سے ہم حجاب میں تھے۔ اسے شیخ محی الدین نے فتوحات میں آپ سے اسی طرح نقل فرمایا ہے۔

امام شافعی کے ارشاد کی توجیہہ

پس اس کتاب کو اس احسان کے ساتھ ختم کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی عمروں کے اواخر کے حوالے سے میں نے اقتداء کی ہے اور ہمیں امام اعظم محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت پہنچی کہ آپ اپنی صحت کے دور میں یہ فرمایا کرتے کہ اگر شعر مقام علماء سے فروتر نہ ہوتا تو میں آج لبید سے بڑا شاعر ہوتا اور جنگ میں ہر شیر۔ آل مہلب۔ اور ابو یزید سے زیادہ بہادر۔ اور اگر میرے رب حضرت رحمٰن کی خشیت نہ ہوتی تو سب لوگوں کو میں اپنا غلام گمان کرتا۔ لوگوں سے آپ کی مراد ابناء دنیا ہیں جو کہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض عارفین کے قول کا قرینہ موجود ہے جو کہ ایک بادشاہ سے فرمایا کہ تو میرے غلام کا غلام ہے وہ بولا: یہ کیسے؟ فرمایا: کیونکہ تو دنیا کا غلام ہے جبکہ دنیا میری خادم ہے۔ پس امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی تاویل ہے۔ پھر جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ

کے پاس حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کہا: اے ابوعبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا کیا حال جو کہ دنیا سے رحلت کر رہا ہے۔ اہل دنیا سے جدا ہو رہا ہے۔ موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ اور اپنے برے اعمال تک پہنچنے والا ہے۔

اور ہم نے ان احسانات میں کئی بار ذکر کیا ہے کہ چاہئے کہ صاحب ایمان کے لئے ہمیشہ دو آنکھیں ہو۔ ایک آنکھ سے اپنی معصیتوں کے ارتکاب اور طاعات میں کوتاہی کی وجہ سے مستحق سزا ہونا دیکھے۔ جبکہ دوسری آنکھ سے طاعت واخلاق حسنہ نامی چیزوں کو دیکھے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل سے عطا فرمائیں۔ اور اس کے لئے شرح صدر کا شرف بخشا تا کہ اپنے رب کی عطا پر اس کا شکریہ ادا کرے۔ اور روح باہر آنے تک جنایات سے استغفار کرے۔ پس بیشک اگر اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو اسے ایسا کر دیتا کہ اسے کسی طاعت کے لئے کبھی شرح صدر نہ ہوتا۔ اور نہ ہی اس لئے کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ جس طرح کہ حضرت الٰہیہ سے دھتکارے ہوؤں کا حال ہے۔ اور سلف صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب سوء خاتمہ سے خائف تھے۔ پس ہم بحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے ہیں کہ دارین میں ہماری رسوائیوں پر پردہ رکھے۔ اور ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ فرمائے۔ اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم پر اسے مسلط نہ فرمائے جو ہم پر رحم نہ کرے۔ ہمارے لئے ہماری کھیتیاں بار آور فرمائے۔ دودھ بافراغت عطا فرمائے اور ہماری تمام حرکات وسکنات میں ہم پر لطف وکرم فرمائے۔ بیشک وہ اس کا متولی ہے اور اس پر قادر ہے۔ آمین اللھم آمین۔

اس دور میں ہمارے حکام ہماری بداعمالیوں اور بری نیتوں کی وجہ سے ہمارے متعلق سوچے سمجھے بغیر فیصلہ کرتے ہیں۔ اور ہمارے لئے اور ان کے لئے امر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جب قامت کج ہو تو اس کا سایہ بھی کج یعنی ٹیڑھا ہوگا۔ اس کا سیدھا ہونا درست نہیں۔ ہم قامت ہیں اور ہمارے حکام ہمارا سایہ۔ اس کے برعکس نہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ظاہری حکومت میں ہماری گردنوں پر مسلط فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو اس نظر سے دیکھے۔ اور اس کتاب میں ہم نے جتنے اخلاق رقم کئے ہیں ان سب میں غور وفکر کرے۔ تو جو اپنے نفس کو اس کے ساتھ متخلق دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اور جو اسے ان سے خالی دیکھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کرے جس طرح اس کا بیان خطبہ میں گزر چکا۔ پس بیشک یہ سب کے سب اخلاق محمدیہ ہیں علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ ان میں کوئی ایک خلق بھی شریعت سے خارج ہو۔ اور یہ تمام تیرے سامنے ہیں۔ تو جو ان سب کے ساتھ متخلق ہو اگرچہ صورتاً ہی سہی وہ مقتطایانِ اہلِ سنت میں سے ہوگا۔ تو جس نے اسے یہ لقب نہ دیا اس نے اس پر زیادتی کی۔

اس کتاب سے متعلق امام شعرانی کی درد بھری وصیت

پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر تجھ میں حسد یا ہم عصر ہونے کا حجاب قائم ہو جائے پس تو اس کتاب کے اخلاق میں نظر کرے اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ تخلق اختیار نہ کرے۔ پس تو دارین میں خسارے میں رہے گا۔ اور میں ایسے کسی معاصر فقیر کو نہیں جانتا جس نے ان میں سے کوئی چیز کسی رسالے میں ذکر کی ہو حتیٰ کہ میں تجھے اس کے مطالعہ کی طرف راہنمائی کروں۔ اور اے بھائی! تو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں میرا شکریہ ادا کرے گا اگر تو نے ان پر عمل کیا۔ پس بیشک میں تو تیرے لئے ان کا ترجمان ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے نام پر اس کتاب میں ہر نظر کرنے والے سے سوال کرتا ہوں کہ جس چیز کو وہ سمجھے کہ درست نہیں ہے اس کی مسلمانوں

کی خیر طلبی کے میرے قصد میں میری موافقت کرتے ہوئے اصلاح کر دے۔

المدد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے امید کرتا ہوں کہ میری اس کتاب کی ہر دشمن اور حاسد سے حفاظت فرمائیں کہ اس کے مضامین میں ظاہر شریعت کے خلاف کچھ شامل کر دے تاکہ لوگوں کو اس کے مطالعے سے نفرت دلائے۔ جس طرح انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعہود میں۔ اور میری کتاب کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ کے مقدمہ میں شامل کیا۔ پس بیشک اس کتاب کے اخلاق کے ساتھ ان کے تخلق کا امر ان پر تلواروں کی ضرب سے زیادہ شدید ہے کیونکہ ان پر ان اخلاق کے درجات بغیر کسی شیخ کی شاگردی کرنے کے مشکل ہیں یا جب شاگردی اختیار کریں تو اپنے نفوس پر کثرت اعجاب کی وجہ سے مشکل ہیں۔ باوجودیکہ یہ مریدین کے اخلاق سے ہیں نہ کہ عارفین کے جیسا کہ اس کا بیان کتاب کے خطبہ میں گزر چکا۔

پس اے بھائیو! اسے جان لو اور لوگوں کو ناحق میری ہتک حرمت میں گرنے سے بچانے کے قصد سے اس کی اشاعت کرو۔ اور میں نے اپنی کتابوں میں خلاف شرع مسائل شامل کرنے کی مذکورہ سازش کی خبر اپنے بھائیوں کو اس لئے دی کہ میں اپنی عمر کے اواخر میں ہوں جب کہ نفس کی ریاضت کا زمانہ اپنی حد کو پہنچ چکا۔ پس اسی لئے میں نے اپنے شاگردوں کو جیسے ہی مجھے اس سازش کا علم ہوا ابتداء میں خبر نہیں دی۔ باوجودیکہ اپنے دین میں بے جا جرأت کرنے والوں میں سے جس نے مجھے وہ عیب لگایا جس کا ان کے پاس کوئی گواہ تھا نہ اس وقت تک ان میں سے کسی کی مجھ سے ملاقات ہوئی۔ جس طرح کہ اس کی تفصیل اس کتاب کے چوتھے باب میں گزر چکی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

خاتمہ

یہ ہے ''لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللّٰہ علی الاطلاق'' نامی کتاب کا خاتمہ۔اور بحمد اللہ تعالیٰ عوام اور مریدین کے لئے یکساں نافع کتاب ظہور پذیر ہوئی ہے۔عجیب انداز پر لکھی گئی ہے۔مجھے علم نہیں کہ مجھ سے پہلے متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے ایسی کتاب لکھی ہو۔اور اس میں جو انعامات واحسانات میں نے ذکر کئے ہیں وہ ان انعامات واحسانات کی بہ نسبت جو کہ ذکر نہیں کئے بحر محیط کے مقابلے میں ایک قطرے کی طرح ہیں۔جس طرح کہ اگر میں اخلاق مریدین میں مجھ پر جو کچھ انعام ہوئے وہ سب کے سب ذکر کرتا تو وہ اخلاق عارفین کے سمندر کی بہ نسبت ایک قطرہ کی طرح ہوتے۔جس طرح کہ عارفین کے تمام اخلاق انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کے سمندر میں سے قطرہ کی طرح ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا (ابراہیم آیت ۳۴) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکتے) پس اسی لئے میں نے ایسی بے شمار نعمتوں کو چھوڑ دیا جن کے اظہار کا مجھے اذن نہ ملا۔اس لئے کہ ہمارے ہاتھوں پر ان کے ساتھ متخلق ہونے والا اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں کوئی نہیں۔اور اے بھائی! میں نے مقدمۃ الکتاب میں تیرے لئے پہلے بیان کر دیا ہے کہ میں نے تیرے لئے ان امور کی تصریح نہیں کی جن کا اس دنیا میں چھپانا ہمارے لئے بہتر تھا۔مگر تجھ پر رحمت کرتے ہوئے تاکہ تو اس میں ہماری اقتداء کرے اور تو یہ کہہ کر علت بیان نہ کرے کہ میں اپنے سے پہلے کسی کو پاتا جو ان کے ساتھ متخلق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔پس یہ ہوں میں کہ تجھے بتا دیا ہے کہ میں ان کے ساتھ متخلق ہوں۔پس میری پیروی کر۔اور تیرے لئے کوئی عذر باقی نہ رہا۔

اور اسی طرح میں نے تیرے لئے دوسرے باب میں میرا کثرت سے اذیت برداشت کرنا اور لوگوں کا مقابلہ نہ کرنا صرف اسی لئے ذکر کیا ہے تاکہ تو میری اقتداء کرے۔اور میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ (الاعراف آیت ۴۳) ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا) والحمد للّٰہ رب العالمین۔

اس کتاب سے اس کے مؤلف اور لکھنے والے عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی کے ہاتھوں مصر محروسہ میں ۹۶۰ھ ماہ سعید ربیع الاول شریف کے چاند کے طلوع ہونے پر فراغت ہوئی۔اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے۔درود وسلام پڑھتے ہوئے۔ہر گناہ سے استغفار کرتے ہوئے جو میں نے اس وقت تک کیا۔اس شخص کا استغفار جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی جو کہ اپنے گناہ کا معترف ہے۔اپنی توبہ کی قبولیت میں اور شہادتیں پر اپنی موت میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرتے ہوئے۔آمین ثم آمین۔

والحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علی سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

۷۸۶

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور سیّد الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین پر درود وسلام کے بعد مؤلف کتاب ہذا عارف صمدانی حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ العزیز کے تتبع میں تحدیث نعمت کے طور پر عرض گزار ہوں کہ اس کتاب کا ترجمہ توفیق الٰہی سے ۱۷رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۱ستمبر ۲۰۰۶ء بروز پیر شروع ہوا اور ظاہر ہے کہ فقیر حقیر کی صلاحیتوں کو اس میں کوئی دخل نہیں بموجب واللہ خلقکم وما تعملون صرف اور صرف رب العزت کا فضل وکرم ہے جس نے مور بے مایہ کو اس عظیم سفر پر کمربستہ کیا اور آج شب ۱۱ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ بمطابق ۹دسمبر ۲۰۰۸ء بوقت ۱۱ بجے شب منزل پر پہنچایا۔

کسی سخی نے دروازے پر آئے صاحب حاجت کو بار بار نوازا۔ اور خوب نوازا تو اس نے اس پیکر سخاوت کے حضور خراج تحسین یوں پیش کیا:

من نہ گویم بہ ابر مانندی
کہ نکو ناید از خرد مندی
او ہمی گرید و ہمی بارد
تو ہمی بخشی و ہمی خندی

اللہ رب العزت فیاض ازلی کے جود وکرم کو کسی سے تشبیہ تو نہیں دی جاسکتی کہ حضرت اطلاق کی کوئی حد نہیں کہ اطلاق نام ہی حدود وقیود سے پاک ہونے کا ہے۔ اور مقید وممکن آخر محدود۔ لیکن ما لایدرك كله لایترك کلہ کے مطابق مذکور الصدر رباعی جواد مطلق کے جود وکرم کی جھلک پیش کرنے کی ادنیٰ سی کوشش ضرور ہے۔ کہ راز دار حضرت الٰہیہ آئینہ دار حسن تجلیات لامتناہیہ حضور سیّد الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین نے اس سرقدرت سے پردہ اٹھایا ہے کہ سائل کو کچھ خیرات مل جائے تو خوش ہوتا ہے عطا کرنے والے کی کیفیت جیسی بھی ہو۔ لیکن حضرت حق جل شانہ کا کرم بے نہایت جداگانہ حیثیت رکھتا ہے کہ منگتے کو سب کچھ عطا فرما کر خود راضی ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لله اشد فرحا بتوبة عبده حین یتوب الیه من احدکم کانت راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعلیها طعامه و شرابه فایس منها فاتی شجرة فاضطجع فی ظلها قد ایس من راحلة فبینما ھو کذالك اذ ھو بھا قائمة عنده فاخذ بخطامها. ثم قال من شدة الفرح اللّٰھم انت عبدی وانا ربك اخطاء من شدة الفرح. رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری کا اونٹ جنگل میں تھا جو کہ اس سے بھاگ گیا۔ اس پر اس کے کھانے پینے کا سامان تھا۔ پس اس سے ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں ناامید ہو کر لیٹ گیا۔ اسی دوران دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے اس نے اس کی مہار پکڑ لی۔ اور خوشی کی شدت کی وجہ سے کہنے لگا۔ اللھم انت عبدی وانا ربك۔ یا اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ خوشی کی شدت کی بنا پر غلط کہہ بیٹھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ کہتا: اے میرے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اس سے رضائے حق کی توبہ کرنے والے سے شدت رضا کا بیان

مقصود ہے۔اس شخص نے اپنی متاع گم گشتہ پالی جبکہ گناہگار بندہ پروردگار سے بھاگا ہوا ہے اور توبہ اس کی بازیابی کا حکم رکھتی ہے۔

اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ ذات حق کی شدت کرم نے مجھ سے بے بضاعت کو اس عظیم سفر کا صرف شوق ہی نہ بخشا بلکہ منزل تک پہنچا بھی دیا۔اور عجز و نیاز کے اظہار کے لئے وہی الفاظ نقل کئے دیتا ہوں جو کہ حضرت مؤلف قدس سرہ نے اواخر کتاب میں ذکر کئے۔حامدًا و مصليًا مسلمًا مستغفرًا من كل ذنب فعلته الى وقتي هذا استغفار عبد ظالم لنفسه معترف بذنبه مستشفعًا برسول الله صلى الله عليه وسلم في قبول توبته و موته على الشهادتين آمين ثم آمين۔ والحمد لله رب العالمين۔ وصلى الله على سيّدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين وسلم۔

انا الفقير الحقير المترجم

سیّد محمد محفوظ الحق

غفر لہٗ ولوالدیہ واصلح اللہ لہٗ فی ذریتہ

جامع مسجد غلہ منڈی - بورے والا

ضلع وہاڑی

پروف ریڈنگ کا اختتام

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

۱۰ ستمبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات

رئیس المتکلمین عالم باعمل، پیرِ طریقت
حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید
محمد محفوظ الحق شاہ چشتی صابری قادری صاحب
کے دیگر تراجم

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ان کی اولاد کی فضیلت پر بہترین کتاب
انوار الصدیق رضی اللہ عنہ
فی ترجمہ
عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق
تصنیف
علامہ ابراہیم بن عامر عُبیدی مالکی علیہ الرحمۃ

جواہرِ عزیزی
اردو ترجمہ
تفسیرِ عزیزی
تصنیفِ لطیف: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

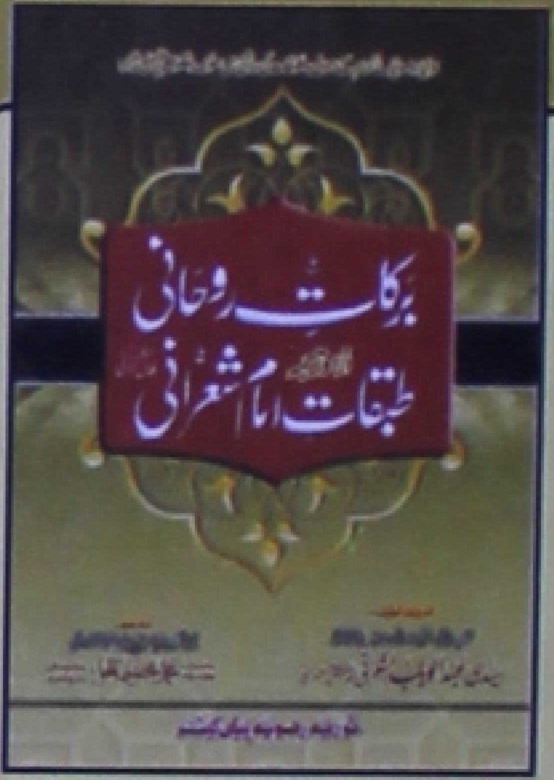

اولیاء وصوفیائے کرام کے احوال وملفوظات کی روشنی میں سلوک وتصوف پر مفصل تذکرہ
برکاتِ روحانی
اردو ترجمہ
طبقاتِ امام شعرانی قدس سرہ النورانی
تصنیفِ لطیف: قطبِ ربانی، ہیکلِ صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

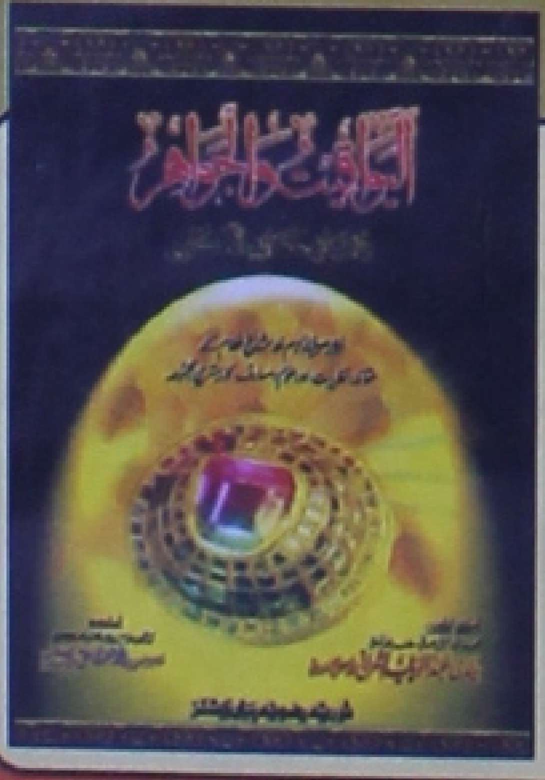

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے
عقائد ونظریات اور علوم ومعارف کا بہترین مجموعہ
الیواقیت والجواہر
فی بیانِ عقائدِ الاکابر
تصنیفِ لطیف: قطبِ ربانی، ہیکلِ صمدانی، عارف باللہ تعالیٰ سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

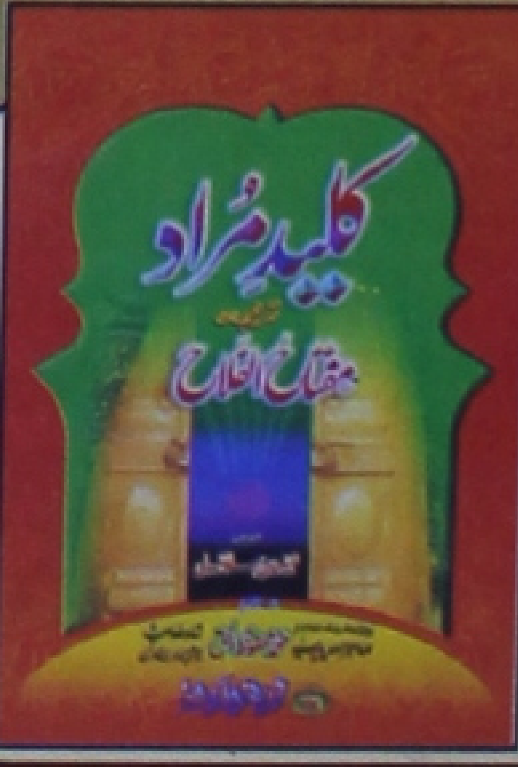

کلیدِ مراد
ترجمہ
مفتاح الفلاح
تصنیف: سلیمان اسلامبولی

BAHOO GRAFIX

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور ☎ 042-37313885, 37070663 E-mail: nooriarizvia@hotmail.com